جلد ۱۱ — نمبر ۱

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۱۵ از جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۳ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

مولوی صدر الدین صاحب کی خدمت میں

اساتذہ و طلباء مسلم ہائی سکول کا ایڈریس

ہمارے احباب جانتے ہیں۔ کہ مولوی صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ۲۷ دسمبر کی شام کو تبلیغ اسلام کے لئے جرمنی روانہ ہوگئے ہیں۔ اس سے پہلے جب اساتذہ و طلباء مسلم ہائی سکول کو معلوم ہوا۔ کہ مولوی صاحب ممدوح جرمنی تشریف لیجائیں گے۔ تو انہوں نے آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل ایڈریس پیش کیا۔ اساتذہ کیطرف سے پارٹی بھی دی گئی اور فوٹو لیا گیا۔

چونکہ وقت بہت تنگ تھا۔ اور جناب مولوی صاحب کو واپس سیالکوٹ اپنے بچوں کی بیماری کیوجہ سے جلدی جانا پڑا تھا۔ اس لئے وہ ٹھہر نہ سکتے تھے۔ لہذا طلباء کی طرف سے کوئی پارٹی نہیں ہوسکی۔ جس کے طلباء بہت خواہشمند تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈریس

السلام علیکم۔ ہم تمام اساتذہ و طلباء مدرسہ ہذا نہایت ہی دردِ دل سے آپ کی وقتی مفارقت کو محسوس کرتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ ایک مشن پر تشریف لیجارہے ہیں جو بحیثیت ایک عالمگیر نیکی کے ازحد مفید و بہتر ہے۔ لہذا ہم نہایت خلوص دل سے آپ کو اس نئے مقام پر جس کی آب و ہوا علمی مشاہدات سے لبریز اور بنی نوع انسان کی بہتری کے واسطے ایک نہایت اعلےٰ درجہ کا مرکز ہے۔ تشریف لیجانے پر تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اس سکول کی موجودہ ہستی آپ کی ذات بابرکات کا نتیجہ ہے۔ اور جس سریع المنتج دماغ کی وساطت سے آپ نے تمام عارضی رکاوٹوں کی استقلال اور ہمت سے مدافعت کی زیب تحریر نہیں ہوسکتی۔

موجودہ زمانہ کی عدم تعاون کی تحریک جس نے تقریباً تمام کالجوں اور سکولوں کی ہستی کو متزلزل کر دیا۔ اور جس کی زد سے ہمارا سکول بھی نہ بچ سکا تھا۔ یہ آپ کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ سکول پھر ایک مضبوط چٹان پر کھڑا ہوگیا۔ علاوہ ازیں جو مصائب اور تکالیف بحیثیت ایک قومی انسٹی ٹیوشن کے اس درسگاہ کو پیش آئیں۔ ان کا مستقل مزاجی سے مجیب جواب آپ کی موزون شخصیت کا ہی حصہ تھا۔ ہمیں آپ کی علیحدگی کا ازحد افسوس ہے۔ خصوصاً جبکہ اس انسٹی ٹیوشن کے بعض شعبہ جات ابھی تک نامکمل تھے۔ عمارت جو سکول کی زیب و زینت اور ظاہری زیور ہے۔ وہ اگر کسی صورت میں مسلم ہائی سکول کو آراستہ و پیراستہ کرنے والی تھی۔ تو وہ آپ کی ہستی سے وابستہ تھی ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آئندہ جب آپ واپس وطن تشریف لاویں تو سکول کو ایک اعلےٰ عمارت میں آراستہ دیکھیں اور امید ہے۔ کہ آپ بھی اس سکول کی تکمیل کے لئے نہ صرف دعا فرماویں گے۔ بلکہ حتی الوسع عمارت کی سکیم کو بار آور کرنے کے لئے اپنی بلیغ کوشش سے کام لے کر اور زیادہ مشکور فرمائیں گے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ آپ ہمہ تن اس درسگاہ کی بہتری و بہبودی کے واسطے اپنے عمل و فعل سے وقتاً فوقتاً مفید نصائح سے مستفید کرنا اپنا فرض اولین خیال فرماتے تھے۔ اور اپنے ایثار اور نیکی سے آراستہ کرنا ایک بہترین فرض منصبی سمجھتے تھے جس کی تکمیر مشکل ہے۔

طلباء میں جو باہم خلوص اور ہمدردی آپ کی نصائح مفیدترین کا اثر پذیر ہوا ہے۔ زیب قلم نہیں ہوسکتا۔ سٹاف کے ساتھ برادرانہ سلوک اور ان کی مشکلات میں نہ صرف ان کی رہنمائی کرنا بلکہ ان کی اور حوصلہ افزائی کرنا۔ اور ان کے درمیان باہمی محبت اور اخوت کی روح جو دیگر سکولوں میں تقریباً مفقود ہے کو پیدا کرنا آپ ایک خاص اسلامی خدمت خیال فرماتے تھے۔ جناب مولوی صاحب! الفاظ قاصر ہیں کہ آپ کے تمام محاسن کا ذکر کرسکیں تاہم آپ کا ایثار اور نیکی اظہر من الشمس ہے۔

امید ہے۔ کہ آپ اس گلستان بہار کو جس کے ہر ایک پودے کو اپنے ہاتھوں سے نصب فرمایا اور اس کے ہر شجر کو نیکی اور ایثار کے طریق سے سرسبزی اور شادابی دی ہے کبھی بھی فراموش نہیں فرمائیں گے اور ہمیشہ اس کے واسطے خدا تعالےٰ کی بارگاہ عالی میں دست بدعا رہیں گے اللہ تعالےٰ ہر حال میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور آپ کے مشن میں ہر طرح کی کامیابی کا ثمر عطا فرما[illegible]

اخبار احمدیہ

جلسہ سالانہ کی مفصل رپورٹ گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہوچکی ہے۔ اس میں یہ امر لکھنا رہ گیا۔ کہ ۲۶ دسمبر کو یعنے جلسہ کے دوسرے روز حضرت امیر ایدہ اللہ کی ایک تقریر بشیر ہال میں مستورات کے لئے ہوئی۔ ہال میں پردہ کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ اور جلسہ پر آنیوالی اور دیگر خواتین کافی تعداد میں جمع ہوگئی تھیں۔ سنا ہے۔ کہ تقریر بہت زبردست اور مؤثر تھی۔ افسوس ہے۔ کہ منتظمین نے اس کے قلمبند کئے جانے کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ ورنہ ناظرین کرام بھی اس سے لطف اندوز ہوتے۔ اور دیگر خواتین بھی جو جلسہ میں موجود نہ تھیں مستفید ہوسکتیں۔

جلسہ کے بعد بعض مریدین میاں صاحب قادیان سے واپس آتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی پہنچے۔ اور آپ سے تبادلہ خیالات کیا۔ مسئلہ نبوت مسئلہ کفر و اسلام وغیرہ پر بہت کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ بعض تو لاجواب ہوکر چپ ہوگئے۔ بعض ضد اور ہٹ پر اڑے رہے۔ خدا کرے۔ اسی طرح سے یہ لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے آتے رہیں۔ تو بہت کچھ غلط فہمیوں اور خلاف اسلام معتقدات کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب کی روانگی کے بعد جہاز والوں کا تار بمبئی سے آیا۔ کہ ۲ جنوری کا جہاز انہیں مل سکتا ہے۔ امید ہے۔ آپ اسی جہاز پر سوار ہوں گے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت پہنچائے۔ اور کامیاب و بامراد واپس لائے۔

اخویم محمد عبدالحکیم مدراس سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ برادرم محمد عزیز اللہ صاحب کا نکاح بتاریخ بست و چہارم ماہ ربیع الاخر ۱۳۴۱ھ روز پنجشنبہ انصری بیگم دختر جناب مولوی عبدالرحمٰن کے ساتھ ہوا۔ برات بھی اسی دن نکلکر عروس کے دیاں پہنچی۔ حاضرین میں ملنگ احمد بادشاہ صاحب اور سید العارفین قدوۃ السالکین جناب پیر سید شاہ حسین صاحب قادری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مخالفین نے ایڑی چوٹی تک زور لگایا۔ کہ نکاح نہ ہونے پائے۔ مگر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ | نمبر ۱۹

ہمارا سالانہ جلسہ

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۔

(۱)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ دسمبر کو منعقد ہوا ۔ اور بخیر و خوبی ختم ہوا ۔ اس اجتماع کی مختصر روئداد ہم گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام کر چکے ہیں ۔ لیکن آج کی صحبت میں ہم اس جلسہ کے نتائج و فوائد پر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں ۔ و باللہ التوفیق ۔

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں قومی ہفتہ سمجھا جاتا ہے ۔ کہ ہر ایک مذہب و ملت کے اہل الرائے اصحاب جو کسی نہ کسی رشتہ نظام میں منسلک ہیں ۔ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں ۔ اور اپنی اپنی نظام عمل کے مطابق تجاویز سوچتے ہیں ۔ مثلاً جو لوگ سیاسیات کے دلدادہ ہیں ۔ وہ حکومت خود اختیاری کے لئے جو ان کا نصب العین ہے ۔ میدان عمل میں گھوڑے دوڑاتے ہیں ۔ جو تعلیم کے سرپرست ہیں ۔ وہ تعلیمات کے رموز کی عقدہ کشائی کرتے ہیں ۔ جو معاملات معاشرت و تمدن میں اصلاح کے علمبردار ہیں ۔ وہ اس کے لئے مصروف رہتے ہیں ۔ اور جو مذہبی تحقیق کے فریفتہ ہیں ۔ وہ اس کے لئے کوشش کرتے ہیں ۔ غرضیکہ جس کسی کو جس مقصد سے وابستگی ہے ۔ اسی پر اپنی توجہ مبذول کرتا ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تمام مقاصد مفید و سود مند ہیں ۔ اور جو لوگ ان میں شریک ہوتے ہیں ۔ وہ اسی لئے شریک ہوتے ہیں کہ قوم و ملک کو ان سے فائدہ پہنچنے کی توقع ہے ۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے ۔ کہ یہ تمام مقاصد ایک ہی مرتبہ اور درجہ کے نہیں ۔ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے ۔

اب سوال یہ ہے ۔ کہ ہمارے سالانہ جلسہ کی غرض کیا ہوتی ہے ۔ میں اسکا مختصر جواب دو لفظوں ہی میں دونگا ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ وہ اشاعت اسلام ہے ۔ ہندوستان میں بعض لوگوں کا مقصد ہے کہ انہیں حکومت خود اختیاری مل جائے ۔ بعض چاہتے ہیں کہ وہ تعلیم میں گوئے سبقت لیجائیں ۔ بعض کہتے ہیں ۔ ہم تمدن و معاشرت کے اصولوں پر قائم ہو جائیں ۔ لیکن ہم باوجود ان تمام مقاصد سے ہمدردی رکھنے کے ایک بلند ترین مقصد کو اپنا مطمح نظر بنائے ہوئے ہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ تمام دنیا میں اسلام کا نام پہنچ جائے ۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض پوری ہو جائے ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تنظیم و ترتیب کی غرض بلکہ سچ پوچھئے تو خود حضرت مسیح موعود کی بعثت کی غرض یہی ہے ۔ کہ اسلام کی اشاعت اطراف و اکناف عالم میں ہو ۔ ہماری قوم کی تمام کوششیں اور تمام مصروفیتیں اسی ایک کام کے لئے وقف ہیں ۔ اور ہونی چاہئیں ۔ کیونکہ یہی وہ قوم ہے ۔ جو اس خاص مقصد کے لئے تیار کی گئی ہے ۔

(۲)

اس لحاظ سے ہمارے سالانہ جلسہ کی غرض بھی اشاعت اسلام ہی ہے ۔ اور جو لوگ اس مجمع میں حاضر ہوتے ہیں ۔ وہ شہادت دے سکتے ہیں ۔ کہ تمام کارروائی کا لب لباب یہی ہوتا ہے ۔ کہ مسلمانوں کو اس فریضہ مذہبی کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے ۔

اب یہ وہ مقصد ہے ۔ یہ وہ کام ہے ۔ جس سے ہر ایک مسلمان کو ہمدردی ہونی چاہئے ۔ کہ مسلمان میں کتابیہ کے حامل ہیں ۔ اسی نے ان پر یہ فرض عاید کیا ہے ۔ جو حضرات ہمارے ساتھ اس کار خیر میں شریک ہیں ۔ جو جلسہ میں اسی غرض سے شریک ہوتے ہیں ۔ اور باوجود بعض مشکلات اور صعوبات کے شامل ہوتے ہیں ۔ وہ جہاں ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں وہاں خدا کی جناب سے بھی انشاء اللہ اجر عظیم پائیں گے ۔

ممکن ہے کہ ہماری ناچیز مگر مخلصانہ کوششوں کے باوجود ہمارے کرم اور معزز مہمانوں کو ایام جلسہ میں کوئی تکلیف ہوئی ہو ۔ کیونکہ اتنے بڑے مجمع میں کچھ نہ کچھ تکالیف کا سامنا ضرور ہوتا ہے ۔ ہم اس زحمت کے لئے اپنے احباب سے معافی کے خواستگار ہیں ۔ اور یہ بھی التجا کرتے ہیں ۔ کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں ۔ کہ ہم آئندہ سال اس سے بڑھکر ان کی خدمت کے لئے تیار رہیں ۔

یہ بھی ظاہر ہے ۔ کہ اس مجمع میں حاضر ہونے والے حضرات سفر کی صعوبتیں جھیل کر ۔ اپنی گاڑھے پسینہ کی کمائی خرچ کر کے شریک جلسہ ہوئے ۔ یہاں بھی انہوں نے حسب توفیق اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کچھ نہ کچھ دیا ۔ یہ سب قربانیاں انہوں نے کیں ۔ اور کوئی قربانی بجز تکلیف کے نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے جو اصحاب شریک جلسہ ہوئے وہ بہر حال کچھ تکالیف برداشت کر کے ہی شریک ہوئے ۔ لیکن جب ان تکالیف کا مقابلہ اس عظیم بالشان مقصد سے کیا جائے ۔ جس کے لئے وہ اپنے گھروں کو خیرباد کہہ کے یہاں تشریف لائے ۔ تو یہ سب تکلیفیں ہیچ نظر آتی ہیں ۔

میرے دوستو ! تم خود سوچو ! تمہارا نصب العین کسقدر بلند ہے ۔ اور جسقدر نصب العین بلند ہو اسی قدر اس کے لئے تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں ۔ تم نے ایک داعی اسلام کی آواز کو سُنا ۔ اور جو کام اس نے تمہیں سپرد کیا ۔ تم نے اس کو کرنے کا تہیہ کر لیا ہے ۔ اسی لئے تم لاہور میں آئے تاکہ اس کام میں عملی طور پر حصہ لو ۔ جو لوگ یہاں آئے وہ بہت سے فوائد سے متمتع ہوئے ۔ انہیں اپنی قومی زندگی کا احساس ہوا ۔ حضرت امیر کے پند و نصائح سے بہرہ اندوز ہوئے ۔ اشاعت اسلام کی ضرورتوں سے آگاہ ہوئے ۔ اور دلوں میں نیا جوش اور نئی امنگیں لیکر واپس ہوئے ۔

(۳)

لیکن ہمارے وہ احباب جو شریک جلسہ نہ ہوئے ۔ ان کے متعلق بھی مجھے عرض کرنا ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ بعض فی الواقع معذور رہوں گے ۔ لیکن ایسے بھی ہوں گے ۔ جو محض سہل نگاری سے شریک جلسہ نہ ہوئے ہونگے ۔ یا جن کو کفایت شعاری نے یہ سبق پڑھایا ہو گا وہ ذرا دل میں سوچیں ۔ کہ بہر حال وہ روپیہ جو ان کی جیبوں میں ۲۵ دسمبر سے پہلے تھا ۔ وہ آج موجود نہیں ۔ کاش وہ اس کو اس سفر میں خرچ کرتے ۔ جو نیک کام کے لئے کیا جاتا ہے ۔ دن آخر گذر ہی جاتے ہیں ۱۹۲۲ء کا دسمبر بھی گذر گیا ۔ اور پھر وہ ایام نہیں آئیگا ۔ جو لوگ اس قومی اجتماع میں شریک ہوئے ان کے لئے یہ بھی دن گذر ہی گئے ہیں ۔ لیکن انہوں نے ان ایام میں بہت سے فائدے اٹھائے ۔ برخلاف اس کے وہ احباب جو زحمت سفر یا خرچ سے بچے وہ ان سے محروم رہے ۔

جن آیات کو میں نے اس مضمون کا زیب عنوان بنایا ہے ۔ وہ انسانی زندگی کا خاکہ نہایت مختصر مگر نہایت موثر الفاظ میں کھینچتی ہیں ۔ غور کرو تو وقت کا ایک لمحہ جب گذرتا ہے تو ہم ایک دولت نایاب کھو بیٹھتے ہیں ۔ وہ لمحہ ہمیں نہیں ملتا ۔ لیکن اگر ہم اسوقت کو نیکی یا نیک کرداری میں گزاریں تو وہی وقت ہمارے لئے ایک خزانہ بن جاتا ہے ۔ اور بجز خسران ہونے کی بجائے راحت جان کا سامان مہیا کرتا ہے ۔ میں اپنے احباب سے گلہ نہیں کرتا کہ وہ کیوں شریک جلسہ نہ ہوئے ۔ لیکن ایک اہم بات کہنی چاہتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ جس مقصد کو ہم نے اپنا نصب العین قرار دیا ہے ۔ اس میں سہل انگاری سے کام نہیں چلیگا ۔ بلکہ مشکلات پر صبر کرنے سے کامیابی ہوگی ۔ دیکھو قرآن مجید نے جہاں تواصو بالحق فرمایا ۔ ساتھ ہی مشکلات میں ثابت قدم رہنے کے لئے تواصو بالصبر

پس حق کے علمبرداروں کے لئے مشکلات پر غالب آنا بھی ضروری ہے ۔ اور اس لئے ہمارے احباب کو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ۔ کہ شریک جلسہ ہوں تو روپیہ خرچ ہوگا ۔ یا سفر کی تکلیف ہوگی خاطر میں نہیں لانی چاہئیں ۔

(۴)

اب جبکہ ۱۹۲۲ء کو ہم الوداع کر چکے ہیں ۔ اور ۱۹۲۳ء کا خیر مقدم کر رہے ہیں ۔ ہر ایک شخص کے دل میں نئے امنگیں موجزن ہیں ۔ ہمارے احباب کے دل میں قدرتی طور پر کئی امنگیں ہوں گی ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان امنگوں میں اس امنگ کا بھی خیال رہے ۔ بلکہ سب سے زیادہ خیال رہے جس کو ہم نے اپنی قومی ہستی کا بنیادی پتھر قرار دیا ہے ۔

آخر میں دعا ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ نیا سال اسلام و عالم اسلام کے لئے اور ہمارے سلسلہ کے لئے مبارک کرے ۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

جمعیتہ العلما اور ٹرکی

ایسوسی ایٹڈ پریس کی وساطت سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ۔ ان سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جمعیتہ العلما کا چوتھا سالانہ اجلاس گیا میں اپنے مخصوص اور پر رونق پنڈال میں منعقد ہوا مولنا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی جو اپنے علم و فضل کے لئے خاص شہرت رکھتے ہیں ۔ اس کے صدر بنے ۔ اور مولنا عبد الرؤف صاحب استقبالیہ کمیٹی کے صدر تھے ۔ ان ہی دونوں بزرگوں کے خطبات بھی عموماً پسند کئے گئے ۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ دونوں نے اپنی تقریروں میں ترکی کے متعلق ایک ہی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ۔ چنانچہ مولنا عبد الرؤف صاحب نے فرمایا کہ " خلیفہ معزول کیا جا سکتا ہے ۔ اور منتخب بھی کیا جا سکتا ہے ۔ خلیفہ کے لئے یہ ضروری نہیں ۔ کہ وہ ایک ہی خاندان کا ہو ۔ ... کوئی شخص اسوقت تک خلیفہ نہیں ہو سکتا ۔ جب تک وہ روحانی اور دنیوی دونوں اختیارات کا مالک نہ ہو ۔ میں جانتا ہوں کہ موجودہ زمانہ شخصی حکومت کے قطعی خلاف ہے ۔ مگر اسلام نے سوائے اس قاعدہ کے یعنے شخصی حکومت کے کوئی دوسرا طریقہ نہیں بتلایا ۔"

مولنا نے یہ بھی فرمایا کہ " میں اس سے لاعلم ہوں کہ انگورہ کے فیصلہ کی رپورٹ جو نئے خلیفہ کے دنیوی اختیارات کے بارہ میں ہے ۔ صداقت پر مبنی ہے ۔ یا نہیں ۔ اور اگر یہ فی الواقع صحیح ہے ۔ تو میں اس پر اعتراض کرتا ہوں میری رائے یہ ہے کہ خلیفہ کے اختیارات میں کمی کرنے کی بجائے خلیفہ کو ایک زندہ طاقت بنا دینا چاہئے "

ان ہی خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے جناب صدر مولنا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی نے فرمایا کہ " خلیفہ منتخب بھی کیا جا سکتا ہے ۔ اور اگر اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہو تو معزول بھی کیا جا سکتا ہے ۔ خلافت اور سلطنت جدا نہیں ہو سکتیں ۔ اور نہ کوئی ایسی حالت میں خلیفہ ہو سکتا ہے ۔ جب تک کہ وہ روحانی اور دنیوی اختیارات کا مالک نہ ہو "۔

ہم خلافت عثمانیہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ان کالموں میں مکرات و مرات کر چکے ہیں ۔ اور اسی موضوع پر حضرت امیر کا ایک مضمون بھی شائع ہوا تھا ۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا ۔ کہ قرآن مجید نے جس خلافت کا ذکر آیہ استخلاف میں کیا ہے ۔ اس سے مراد خلافت قومی ہے ۔ نہ خلافت شخصی ۔ لیکن جو حضرات خلافت شخصی کے قائل ہیں ۔ ان کے نزدیک خلافت کے لئے سلطنت و روحانیت کا اجتماع ضروری ہے ۔ جیساکہ مولنا عبد الرؤف اور مولنا حبیب الرحمٰن نے صاف لفظوں میں فرما دیا ہے ۔ اب سوال یہ ہے ۔ کہ موجودہ حالت میں سلطان ٹرکی خلیفہ ہیں یا نہیں ۔ امید ہے ۔ ہندوستانی علماء اور خلافت کمیٹی کے بزرگ اس مسئلہ پر روشنی ڈالکر کوئی صحیح اور آخری فیصلہ صادر فرمائیں گے ۔

سرکار کے اقبال سے سر ہوگئے اقبال

سال نو کے اعزازات و خطابات میں جو امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ ڈاکٹر اقبال کو جو ایک نغز گو شاعر کی حیثیت سے ہندوستان میں خاص شہرت حاصل کر چکے ہیں ۔ سرکار دولتمدار کی طرف سے سر کا خطاب عطا ہوا ہے ۔ بعض

حلقوں میں یہ افواہ مشہور ہے۔ کہ غالباً ممدوح اس اعزاز کو شکریہ سے واپس کر دینگے۔ لیکن ہمیں اسکی توقع نہیں۔ کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ وہ تارک موالات نہیں۔ نہ انہوں نے وکالت چھوڑی۔ نہ کبھی انہوں نے ترک موالات کے حمایت میں لیکچر دئے۔ بلکہ اب ایک عرصہ سے وہ سیاسات میں مطلق دخل نہیں دیتے۔ اور اس سے پہلے بھی وہ اس قسم کی تحریکوں میں کوئی خاص حصہ لیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ اعزاز محض مبتدا ہے۔ جس کی خبر آئندہ کسی عہدہ جلیلہ کی صورت میں نکلیگی۔

ہم ڈاکٹر صاحب ممدوح کو اس اعزاز پر صدق دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ اگر فی الواقع اُنہیں کبھی کوئی سرکاری عہدہ مل گیا۔ تو وہ اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینگے۔ اس میں شک نہیں ممدوح ایک خاص دل و دماغ کے بزرگ ہیں۔ اور اگر وہ چاہیں۔ تو ایوان حکومت کے اندر بھی قوم و ملت کی بہت خدمت کر سکتے ہیں۔

جلسہ کی تقریریں

گذشتہ سالانہ جلسہ پر جو تقریریں ہوئیں۔ وہ ہر ایک دوست تک پہنچنی چاہئیں۔ افسوس ہے۔ کہ ہم اس اخبار میں تو ان کی اشاعت کا انتظام نہیں کر سکتے۔ لیکن ارادہ ہے۔ کہ اگلا پرچہ ان تقریروں کے لئے وقف ہو۔ ممکن ہے۔ کہ اس کی ضخامت بھی بڑھ جائے۔ جو احباب خاص طور پر اس پرچہ کو منگوانا چاہیں۔ وہ دفتر میں فوراً اطلاع دیں۔ تاکہ زائد پرچے چھپوائے جائیں۔

میرا دل تو چاہتا ہے۔ کہ ہمارے احباب اس پرچہ کی بہت سی کاپیاں خرید کر غیر از جماعت اصحاب میں مفت تقسیم کریں۔ تاکہ ان کو علم ہو جائے کہ ہمارا مذہب کیا ہے۔ اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ حضرت امیر کی ایک تقریر کا مضمون تھا۔ "احمدیت کیا ہے"، اس کی اشاعت بھی عام طور پر ہونی چاہئے۔

میاں صاحب کے ایک مرید کے خیالات

ذیل میں میاں صاحب کے ایک مرید کے - - - - - - - - - - - - - - ایک خط کا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ میاں صاحب اور ان کے بعض مریدین کے غالیانہ خیالات کا خود ان کے فہمیدہ اور غور کرنیوالے مریدوں پر کیا کچھ اثر ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کو بعد السلام علیکم کے واضح ہو۔ کہ میاں صاحب کے نام کھلی چٹھی کے جواب الجواب کا خلاصہ بہت عمدہ ہے۔ اصلی جواب الجواب ٹریکٹ کی صورت میں چھاپکر جلسہ پر لاہور و قادیان تقسیم کیا جاوے۔ تو اچھا ہوگا۔ میاں صاحب کہتا ہے۔ کہ ہم ظلی نبی کی مانتے ہیں۔ اور لاہوری جماعت ظلی نبی کو غیر نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے اپنے آپ کو صرف نبی کہلانے سے منع کیا ہے یہ بات تو صاف ہو جاتی ہے۔ لیکن اب یہ جماعتیں مختلف راہوں پر چل پڑی ہیں۔ امید ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود کو ظلی نبی سے نبی اور نبی سے شارع نبی بنا دیا جاویگا۔ سید سرور شاہ اکمل و قاضی یوسف پشاوری اس بارے میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور میاں صاحب سے بھی چند قدم آگے ہیں ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء کے الفضل میں اکمل کے تین مضمون صفحہ ۱ پر اشعار اور صفحہ ۶ پر مزار پر انوار حضرت احمد مختار اور صفحہ ۱۲ پر اخلاق حسنہ کے امتحان کا وقت ہر سہ میں جماعت کو سخت آدم پرستی۔ قبر پرستی۔ اور پیر پرستی کی تعلیم دی ہے۔ - - - - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اگر ان مضامین پر تنقید فرما دیں۔ تو بہت اچھا ہوگا وہ اکمل کی رگ رگ سے خوب واقف ہیں۔ آگے دربار خلافت پر انہوں نے ایک دو دفعہ خوب لکھا۔ اور تصحیح ڈائری بھی میری تحریک پر شائع ہوئی ہے۔ ورنہ اب قادیاں کی جماعت پیر پرستی کے گڑھے میں گر کر مر چکی ہے۔ اس کو احساس نہیں رہا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ رسول اللہ صلعم سے بھی کوئی بڑھ سکتا ہے۔ تو ان کو غیرت نہیں آتی۔ اور ۸/۲۲ ۱ کی ڈائری میں میاں صاحب نے ایسا لکھا دیا تھا۔ پھر تصحیح شائع کی جو عذر گناہ بدتر از گناہ تھا۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے بھی یہی فقرہ عذر گناہ بدتر از گناہ لکھا تھا۔ زیادہ والسلام۔

فہرست چندہ

معرفت ماسٹر انعام اللہ خانصاحب فورٹ سنڈیمن

برائے مسجد برلن

نمبر	نام	رقم
۱	غلام حسین صاحب جمیل ہیڈ کلرک	و
۲	حافظ شمس الحق صاحب	عہ
۳	عطا محمد صاحب	عہ
۴	انعام اللہ خاں صاحب	صہ
۵	ملک فتح خاں صاحب	صہ
۶	چودہری روشن خاں صاحب	[illegible]
۷	شیخ عبد العزیز خاں صاحب	عا
۸	محمد یاسین صاحب مستری	عہ
۹	محمد اسمٰعیل صاحب	عا
۱۰	فخر الحسن صاحب	عا
۱۱	عنایت اللہ بیگ صاحب	عہ
۱۲	ڈاکٹر محمد اسحٰق صدیقی صاحب	صہ
۱۳	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب	عا
۱۴	ملک محمد گل صاحب	عہ
۱۵	بابو علی محمد صاحب اکونٹنٹ	عہ
۱۶	مولوی سلطان علی صاحب	عا
۱۷	یحیٰی محمد صاحب	عا
۱۸	ضیا حسین صاحب	عہ
۱۹	راجہ محمد نواز صاحب دفعدار	عا
۲۰	کپتان نصیر الدین صاحب	صہ
۲۱	محمد رقیب صاحب	عا
۲۲	منشی محمد ابراہیم خاں صاحب	عہ
۲۳	سید محمد شاہ صاحب	عہ

معرفت شیخ فضل الرحمٰن صاحب پٹھانکوٹ

برائے مسجد برلن

نمبر	نام	مقام	رقم
۱	منشی عبد الرشید صاحب پٹواری پٹھانکوٹ		عہ
۲	مفتی محمد شفیع صاحب	"	۸/
۳	مرزا عنایت بیگ صاحب	"	۸/
۴	شیخ منظور حسن صاحب	"	عہ
۵	منشی رعایت اللہ صاحب	گورداسپور	عہ
۶	منشی فضل حسین صاحب	پٹھانکوٹ	۸/
۷	سید خادم حسین صاحب	"	عہ
۸	چودھری غلام محمد صاحب	"	عا
۹	شیخ صالح محمد صاحب	"	عہ
۱۰	بابو شیخ محمد صاحب	گورداسپور	عا
۱۱	شیخ سبحان علی صاحب	پٹھانکوٹ	عہ
۱۲	شیخ عبد الرحمٰن صاحب	"	[illegible]
۱۳	شیخ امام الدین صاحب	"	عہ
۱۴	بابو سراج الدین صاحب	"	۸/
۱۵	چودھری امام الدین صاحب	"	۸/
۱۶	سید رمضان شاہ صاحب	"	عہ
۱۷	چودھری رحمان صاحب	"	عا
۱۸	چودھری گہنا صاحب	"	عا
۱۹	شیخ عبد المجید صاحب	"	عہ
۲۰	شیخ فضل الرحمٰن صاحب	"	صہ
۲۱	شیخ محمد ضیاء الدین صاحب	"	عہ

المفتی

استفتاء

ایک شخص عینی و علاتی و اخیافی بھائی چھوڑ کر فوت ہوا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے۔

عینی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی یا اخیافی بھائیوں کو اس ترکہ میں سے ملیگا یا نہ۔

المستفتی
نور الدین محمد کمیڑی

الجواب

کلالہ ہونے کی صورت میں اخیافی بھائی ذو الفروض میں سے ہے۔ لقولہ تعالٰے۔ وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منہما السدس الخ وان کانوا اکثر من ذلک فہم شرکاء فی الثلث الخ

اور علاتی بھائی عینی کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ لحدیث اخرجہ ابن ماجہ والترمذی عن علی قال قضی رسول اللہ صلعم ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات یرث الرجل اخاہ لابیہ وامہ دون اخوۃ ابیہ ھکذا فی حواشی شرح السراجی۔ پس صورت مذکورہ بالا میں اخیافی اخ بوجہ ذوی الفروض ہونے کے سدس لیگا۔ باقی متروکہ عینی بوجہ عصوبۃ حاصل کرے گا۔ اور علاتی محروم ہوگا بوجہ حدیث مذکور کے۔

صحیح
محمد رضاء اللہ احمدی

المجیب المصیب
خاکسار عبد الستار طیروی
حال لاہور

اعلان

جناب مولوی عزیز بخش صاحب دو سال تک اس انجمن میں جائینٹ سکرٹری کے فرائض آنریری ادا کرتے رہے ہیں۔ جس محنت اور جانفشانی اور درد سے آپ نے کام کیا ہے۔ وہ کل جماعت اور انجمن کے شکریہ کا مستحق ہے۔ اور اللہ انہیں اس کا اجر دے۔ آمین۔

آپ فرلو رخصت لے کر آئے تھے۔ اب پھر واپس ملازمت پر چلے گئے ہیں۔ انجمن کے کاروبار میں ترقی کی وجہ سے ایک دردمند دل کی جو سارا وقت انجمن کے کام میں لگائے ضرورت ہے۔ اسلئے احباب سلسلہ میں سے جو اس کام کے لئے اپنے خدمات دینا چاہیں وہ انجمن میں اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ تنخواہ حسب حیثیت دی جاوے گی کل درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعۃ اسلام لاہور ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہئیں

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت امیرؓ کی تقریر دلپذیر

جو یکم نومبر کو بر موقعہ میلاد النبی صلعم فورمن کرسچن کالج کے ہوسٹل میں ہوئی

تقریب میلاد

صدر جلسہ و معزز حاضرین۔ آج کا دن ہم مسلمانوں کے لئے ایک نہایت ہی مبارک تقریب ہے سال گذشتہ میں بھی مجھے یہ موقع ملا تھا۔ کہ اسی دن کی تقریب پر کچھ حالات اس پاک انسان کے آپ کو سناؤں۔ جو ہمارے مقتدا اور رہبر ہیں۔ یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ لوگ عموماً ایسے کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ جو ان اصحاب (ڈاکٹر لوکس پرنسپل کالج کی طرف اشارہ کرکے) نے باہر سے آکر ہماری تعلیم کے لئے کھولا ہے۔ ان اصحاب کی غرض آپ کو کسی ایسے امر کی تعلیم دینا بھی ہے۔ جسکو وہ اپنے نزدیک صداقت اور حق سمجھتے ہیں۔ اسقدر قربانیاں انہوں نے اس غرض کے لئے کی ہیں۔ اور اسقدر اموال خرچ کئے ہیں۔ کہ جو اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ یہ تو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جو لوگ اسقدر تکلیف اٹھا کر آتے ہیں۔ وہ یقین کے ساتھ اس امر پر قائم ہیں جس کی وہ تعلیم دینے آئے ہیں۔ اسی یقین کے ساتھ میں بھی اس حق پر قائم ہوں۔ جس کیطرف میں لوگوں کو بلاتا ہوں۔ جسطرح سے وہ ایک بات جسکے وہ پیرو ہیں۔ حق اور صداقت سمجھتے ہیں۔ ہم بھی اسبات کو حق اور صداقت سمجھتے ہیں، جس کے ہم پیرو ہیں۔

اسلام کی تعلیم کا مابہ الامتیاز

اس حق اور صداقت کو پھیلانے والے کچھ اور لوگ ہوئے ہیں۔ یعنی انبیا علیہم السلام ان میں سے آج ایک نہ ایک کے سامنے دنیا کی کوئی نہ کوئی قوم سر جھکاتی ہے۔ اگر کوئی قوم موسٰے کے سامنے جھکتی ہے۔ تو دوسری عیسٰے اور تیسری بدھ اور زرتشت کے سامنے اور ہماری قوم جسکو عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے سر جھکاتی ہے۔ (سر تو نہیں جھکاتی لیکن آپ کی پیروی ضروری سمجھتی ہے) وہ صرف آپ بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لاتی اور تمام بزرگوں کو ماننا ضروری سمجھتی ہے۔ یہ تعلیم اس انسان کی ہے جس کے میلاد یا وفات کی تقریب پر آپ لوگوں نے یہ جمع کیا ہے۔ سب سے بڑا احسان جو نبی کریم صلعم نے دنیا پر کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اپنے مذہب کی بنیاد آپ نے اپنے ہی منوانے پر نہیں رکھی۔ بلکہ تمام راستبازوں کو منوانے پر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ قرآن کو کھولیں۔ تو سب سے پہلی آیات میں جو تعریف ایک مسلمان کی کی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك اسپر بھی ایمان لاتے ہیں۔ جو تجھ پر (یعنے حضرت نبی کریم صلعم پر) نازل ہوا۔ اور اسپر بھی جو تجھ سے پہلے اترا۔ پھر ایک دوسری جگہ اسکو وسیع کیا۔ اور یہانتک وسیع کیا۔ کہ فرمایا منھم من قصص علیك ومنھم من لم نقصص علیك۔ کچھ رسولوں کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اور باقی کا ذکر نہیں کیا۔ قرآن میں بعض رسولوں کا ذکر ہے۔ باقی کے متعلق فرما دیا ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم نہیں۔ جس میں کوئی نذیر نہیں ہوا۔ یہ اسلام کی بنیادی اور اصلی تعلیم ہے۔

عیسائیت اور اسلام میں فرق

ہمارے ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر لوکس کیطرف اشارہ کرکے) ایک مشنری ہیں۔ اور خوش قسمتی سے میں بھی ایک مشنری ہوں۔ وہ عیسائیت کیطرف سے مشنری بنکر آئے ہیں۔ اور میں اسلام کا مشنری ہوں۔ ہم ایک بھی ہوں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ جس چیز کو وہ حق اور صداقت سمجھتے ہیں تھوڑے سے فرق کے ساتھ میں اسکا قائل ہوں۔ ہم میں کسیقدر اختلاف بھی ہے۔ اصل میں فی الحقیقت ہم میں فرق کوئی نہیں۔ اسلام اور عیسائیت ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ اس سے بحث نہیں کہ آخر کار کیا ہوگا۔ لیکن ایک بات کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جو تعلیم میرے رہبر نے دی۔ وہ وہ ہے۔ کہ دنیا میں کسی راستباز انسان کو برا کہنے والی نہیں۔ یہانتک کہ فرمایا۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔ اللہ کے سوا جن چیزوں کو پکارتے ہیں۔ ان کو بھی گالی مت دو۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم بت شکنی کی ہے۔ لیکن اس کے اندر کمال یہ بھی ہے۔ کہ تمام راستبازوں تمام قوموں کے پیشواؤں کی عزت کو ملحوظ رکھتا ہے۔ ایک عیسائی جب مسلمان ہوتا ہے تو اس کے دل سے حقیقی عزت حضرت عیسٰے کی کم نہیں ہوتی۔ وہ اپنا کچھ کھوتا نہیں۔ بلکہ حضرت عیسٰے کے ساتھ دوسرے راستبازوں پر بھی ایمان لاتا ہے۔ ہاں حضرت عیسٰے کی حقیقی عزت اب اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر حضرت عیسٰے کی والدہ حضرت مریم کی وہ عزت سکھائی ہے۔ کہ پیرو بھی اسقدر عزت نہیں کرتے۔ فرمایا امہ صدیقہ۔ ان کی ماں صدیقہ تھیں۔ آپ تعجب کریں گے۔ کہ اسلام کو اس تعلیم سے کیا مطلب تھا۔ پھر تعجب کریں گے۔ کہ حضرت عیسٰے کے متعلق اسیقدر پر ختم نہیں کیا۔ کہ آپ کو نبی اور راستباز مان لیا جائے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تعریفی کلمات آپ کے متعلق کہے فرمایا تو یہی۔ کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل مسیح ابن مریم صرف رسول ہی ہے۔ اس سے پہلے رسول گذر چکے ہیں۔ گویا یہ تو وہ انسان ہی

اسلام کا احسان عیسائیت پر

لیکن ان کے متعلق اور ان کی والدہ کے متعلق اور بھی کلمات کہے گئے کیوں؟ یہ اسلام کا ایک خاص احسان عیسائی مذہب پر ہے۔ کہ حضرت عیسٰے کی عزت کو اسوقت قائم کیا۔ جب مخالفین کے علاوہ ماننے والوں کیطرف سے آپ کو برا کہا جاتا ہے۔ جب آپ اور آپ کی والدہ پر الزام دیئے جاتے تھے۔ جب اسلام دنیا میں آیا۔ تو اس نے حضرت عیسٰے کو الزامات سے بری قرار دیا۔ اور فرمایا۔ اذ قال اللہ یا عیسٰی انی متوفیك ورافعك الی ومطھرك من الذین کفروا۔ اے عیسٰے میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ اور تیرا رفع کرنیوالا ہوں۔ اور تجھے پاک کرنیوالا ہوں۔ ان سے جنہوں نے تیرا کفر کیا۔ وہ پاک کرنا کیا ہے وہ یہی ہے۔ کہ جو الزام حضرت عیسٰے پر لگائے گئے ہیں۔ ان سے آپ کو بری ٹھیرایا جائے۔ آج چالیس کروڑ انسان حضرت عیسٰے کا نام اس عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ جس سے نبیوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی حضرت عیسٰے کی والدہ کی عزت و عظمت کیجاتی ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ عیسائیت کے بانی کے متعلق ایسے عزت و عظمت کے جذبات پیدا کر دئے۔ اور تمام الزامات سے انہیں بری ٹھیرایا۔

حضرت عیسٰے انسان ہی ہیں

آپ دیکھیں گے۔ کہ قرآن میں کہیں حضرت عیسٰے کو کلمۃ اللہ کہا۔ کہیں اور اسی قسم کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ عیسائیوں نے خیال کیا ہے۔ کہ شاید حضرت عیسٰے معمولی انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ اس لئے آپ کے متعلق ایسے ایسے کلمات فرمائے ہیں۔ لیکن قرآن پر اگر غور کرو۔ تو معلوم ہو جائے۔ کہ خدا کی جتنی بھی مخلوق ہے۔ سب اس کے کلمات ہی ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ کہہ دے (اے رسول) اگر سمندر میرے رب کی مخلوق کو لکھنے کے لئے سیاہی ہو جائے۔ تو سمندر ختم ہو جائے قبل اس کے کہ میرے رب کی مخلوق ختم ہو۔ خواہ ہم ویسی اور مدد لے آئیں۔

تو حضرت عیسٰے کلمۃ اللہ بلا شبہ مگر اس معنے میں جس معنے میں خدا کی ساری مخلوق اسکا کلمہ ہے۔

اسی طرح سے یہ جو فرمایا روح اللہ۔ تو اس کے متعلق بھی غلطی لگتی ہے۔ کہ یہ کوئی ایسی چیز ہے۔ جو عام انسانوں میں نہیں۔ لیکن قرآن میں تو آدم کے متعلق بھی فرمایا نفخت فیہ من روحی میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اسی طرح سے ہر ایک انسان کے اندر ایک روح اللہ تعالٰے پھونکتا ہے

حضرت عیسٰے کو روح اللہ کیوں کہا؟

کیوں حضرت عیسٰے کو اپنی روح کہا۔ اس لئے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ہر ایک انسان ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں صاف ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اللہ تعالٰے کی فطرۃ وہ ہے۔ جسپر تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ ایسا ہی حدیث میں ہے۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ ویمجسانہ ہر ایک بچہ فطرت پر (پاک) ہوتا ہے۔ پھر جو یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنتا ہے۔ تو پیچھے کی بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی حالت انسان کی پاکیزگی کی حالت ہے۔ بے گناہی کی حالت میں وہ پیدا ہوتا ہے۔ اسکو پیدائش گنہگار نہیں کہا جا سکتا۔ تو حضرت عیسٰے کو اس لئے روح اللہ کہا۔ کہ پیدائش کے متعلق ان پر الزام تھا۔ ورنہ تمام ہی انسانوں کو پاک قرار دیا ہے۔ اگر ایک شخص ایک ہندو۔ عیسائی یہودی کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ تو اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ اسوقت فطرتاً پاک ہے۔ بعد میں جیسے وہ اعمال کرے گا۔ ویسا ہی ہوگا۔

اسلام کی تعلیم

یہ نمونہ ہے۔ اس تعلیم کا۔ جو محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا میں پھیلائی ہے۔ اس تعلیم سے ظاہر ہے۔ کہ کسی نبی یا راستباز کی عزت میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ میں کہتا ہوں۔ کہ ایک ہندو اگر اسلام کے اندر آتا ہے۔ تو اس کے دل سے بھی ہندوستان کے بزرگوں اور رشیوں منیوں کی عزت زائل نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اسلام نے ان کی عزت ہی کرنا سکھایا ہے۔ اسی طرح ایک عیسائی جب اسلام کے اندر آتا ہے تو سوائے اس کے کہ حضرت عیسٰے کو ابن اللہ ماننا چھوڑ دے۔ ان کی نبوت اور نیکی و پاکیزگی پر ایمان اس کے دل سے زائل نہیں ہوتا۔ یہ وہ تعلیم ہے۔ جو اسلام نے دنیا میں دی ہے۔ یہ وہ احسان ہے جو اس نے دوسرے مذاہب کے ساتھ روا رکھا ہے۔ کہ ان کے بزرگوں پر ایمان ضروری قرار دیا۔ اور ان کی عزت کرنا سکھایا۔ البتہ یہ میں کہوں گا۔ کہ بالمقابل اسلام اور نبی کریم صلعم کے ساتھ وہ سلوک نہیں ہوا۔ احسان کا احسان ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کے متعلق اس اصل الاصول کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اسلام تلوار سے نہیں پھیلا

لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ مذہب اسلام اپنی طاقت اور قوت دینیہ سے نہیں پھیلا۔ بلکہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلعم کے خالات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لگی ہے۔ تلوار اگر اٹھائی گئی۔ تو صرف چند مسلمانوں کی حفاظت کے لئے کیا عجیب لفظ ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کہ یہ وہ پتھر ہے۔ جس پر یہ گرا وہ چور ہو گیا اور جو اس پر گرے گا۔ وہ بھی چور ہو جائے گا۔

اسلام کی تاریخ میں بالکل یہی نقشہ نظر آتا ہے۔ جب اسلام نے اپنی روحانی طاقت کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ تو وہ جو حق کے مخالف تھے۔ ان کو یہ برا معلوم ہوا۔ اور طرح طرح کے دکھ انہوں نے دینے شروع کئے۔ ایک دفعہ جب غالباً ۱۳ سنہ بعثت کا تھا۔ یہ مظالم اس قدر انتہا کو پہنچ گئے۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم نے صحابہ کو یہ حکم دیا۔ کہ وہ مکہ سے چلے جائیں۔ دوسری مرتبہ خود آپ کو بھی سارے صحابہ سمیت مکہ چھوڑنا پڑا۔ جب آپ مدینہ پہنچ گئے۔ تو وہ جو مخالف تھے۔ انہوں نے پھر بھی چین نہیں لیا۔ تین حملے انہوں نے آپ پر کئے۔ پہلے حملہ میں صرف تین سو تیرہ صحابہ آپ کے ساتھ تھے۔ جن میں بوڑھے اور بچے بھی شامل تھے۔ بالمقابل حملہ آوروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ دوسرے حملہ میں حملہ آور تین ہزار تھے۔ اور مسلمان صرف سات سو۔ تیسرے حملہ کے وقت کفار کی تعداد کم از کم دس ہزار تھی۔ اور مسلمان مدینہ کے اندر محصور تھے۔

پہلا حملہ ہوا۔ تو مدینہ سے صرف تین منزل کے فاصلہ پر ۳۱۳ صحابہ کو ساتھ لیکر آپ نکلے۔ اور مقام بدر پر دشمنوں کا سامنا کیا۔ دوسرے موقعہ پر ایک یا ڈیڑھ سال کے وقفہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقابلہ کیا۔ اور وہاں سے بھی وہ حملہ آور فوج بغیر کامیاب ہونے کے واپس گئی۔ تیسرے موقعہ پر آپ کو مدینہ میں محصور ہونا پڑا۔ ایک چوڑی خندق آپ نے مدینہ کے گرد کھود دی اور مدینہ کے اندر محصور ہو گئے۔ باہر بیس ہزار فوج پڑی تھی اور اندر ایک قلیل تعداد مسلمانوں کی تھی۔

یہ تین بڑی لڑائیاں ہیں۔ جو اسلام کے اندر ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک تاریخ دان واقف ہے کہ مدینہ کے اندر یا تھوڑے فاصلہ پر یہ ہوئیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جنگ اسلام کے پھیلانے کیلئے ہوئے اس کے اندر بال برابر بھی صداقت نہیں۔ ایک واقعہ ساری تاریخ سے مثال دو۔ کہ آپ نے کسی ایک کو بھی بجبر مسلمان کیا ہو۔

تاریخ کی ایک مثال

غرض اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ بلکہ تلوار کے زور کے باوجود پھیلا۔ اسلام کے ساتھ صلح امن اور آشتی پھیلتی تھی۔ میں آپ کو ایک مثال سناتا ہوں۔ ہماری تاریخ میں ایک واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ کہ تین حملے مخالفین کی طرف سے مدینہ پر ہو چکے تھے۔ اور مخالفین مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ ہجرت کا چھٹا سال تھا۔ رسول اللہ صلعم چودہ سو صحابہ کو لے کر حج کے لئے نکلے۔ کوئی جنگ وغیرہ کی نیت یا خیال تک بھی نہ تھا۔ اس لئے کوئی سامان حرب بھی ساتھ لے جانے سے رسول اللہ صلعم نے منع کر دیا۔ البتہ وہ تلوار ایک ایسی چیز تھی۔ کہ جو ایک آزاد آدمی ساتھ لیجا سکتا تھا۔ اور اس کے متعلق بھی حکم تھا۔ کہ نیام سے باہر نہ نکالی جائے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اہل مکہ لڑائی کے لئے تیار ہیں۔ انکو سمجھانے کے لئے ایک قاصد بھیجا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ اسے قید کر لیا گیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان کو بھیجا گیا۔ کہ ان کا ایک خاص اثر اہل مکہ پر تھا۔ لیکن ان کو بھی روک لیا گیا۔ یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ آخر ان قریش میں سے ایک شخص سہیل نامی حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ شرائط طے کرنے کے لئے آیا۔ ان میں سے ایک شرط اس نے یہ بھی پیش کی۔ کہ اس سال مسلمان بغیر حج کئے واپس لوٹ جائیں۔ اور آئندہ سال آکر حج کر لیں۔ دوسری یہ کہ اگر اہل مکہ میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینہ جانا چاہے۔ تو اس کو نہیں جانے دیا جائیگا۔ اور اگر چلا جائے۔ تو حضرت نبی کریمؐ اسے واپس لوٹا دینگے۔ اور اگر کوئی مسلمانوں میں سے مرتد ہو کر کفار میں چلا جائے۔ تو وہ اسے ہرگز واپس نہ لوٹائینگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر بڑے رنجیدہ ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ اتنی ذلت کیوں برداشت کی جاتی ہے اسی وقت جب یہ شرائط طے ہو رہی تھیں۔ اسی سہیل کا لڑکا ابوجندل جو اسلام قبول کر چکا تھا۔ اس حالت میں نبی کریم صلعم کے پاس آیا۔ کہ اس کے ہاتھوں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے آکر اس ظلم و ستم کی کیفیت سنائی۔ جو اس کے ساتھ اسلام کی وجہ سے کئے جا رہے تھے۔ اور اپنی پیٹھ بھی دکھائی۔ جس پر زخموں کے نشان تھے۔ اور التجا کی۔ کہ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیا جائے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب ہم معاہدہ کر چکے ہیں۔ ہم تمہیں نہیں لے سکتے۔ آپ اگر غور کرینگے۔ تو جس قدر پابندی نبی کریم صلعم نے معاہدہ کی کی ہے۔ شاید کسی نے بھی نہیں کی۔

اب یہ جو شرطیں کیں۔ تو ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ اگر کفار میں سے کوئی شخص نکل کر مسلمان ہو جائے۔ تو اسے رسول اللہ صلعم واپس کر دینگے۔ اور اگر مسلمانوں سے کوئی کفار کے پاس چلا جائے تو وہ اسے واپس نہ کرینگے۔ یہ شرائط فیصلہ کر دیتی ہیں۔ کہ مسلمان کس طرح مسلمان ہوتے تھے۔ اگر ایک بھی ایسا تھا۔ جو بجبر مسلمان ہوا ہو۔ تو چاہئے تھا۔ کہ وہ اب نکل آتا۔ اور واپس کفار میں جا ملتا۔ لیکن بجائے اس کے ان میں سے کوئی شخص نکل کر جاتا۔ اس صلح کے بعد بیسیوں کی تعداد میں لوگ کفار میں سے نکلنے شروع ہوئے۔ وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آتے۔ اور آپ انہیں واپس کر دیتے تھے ایک ایسا ہی شخص جب رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ تم مکہ میں سے آتے ہو۔ ہم تمہیں رکھ نہیں سکتے۔ اس نے اپنی حالت زار سنائی۔ اور تمام ان مظالم کا تذکرہ کیا۔ جو اسلام کی وجہ سے اس پر کئے جاتے تھے۔ لیکن آپ نے معاہدہ کی پابندی میں اسے واپس کیا۔ اب اس شخص کے لئے کتنی مصیبت ہے۔ طرح طرح کے مظالم سے نکل کر اور کئی مصائب اٹھا کر اپنے تمام اہل و اعزاز کو چھوڑ کر وہ آیا۔ لیکن یہاں بجائے پناہ ملنے کے پھر اسے واپس دشمنوں میں بھیجا جاتا ہے۔ واقعی اگر اسلام کی صداقت نہ کھائے ہوئے ہوتی۔ تو ایسے حالات میں اس کا اسلام پر قائم رہنا کل تھا۔ لیکن وہ واپس جاتے ہوئے رستہ میں محافظین کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اور ایک ایسے مقام پر سکونت اختیار کر لی۔ جہاں مسلمانوں اور کفار ہر دو کا تسلط نہ تھا۔ اس کے بعد اور لوگ جو مکہ میں تھے اور جن کے دل اسلام نے کھائے ہوئے تھے۔ ایک ایک کر کے نکلنے شروع ہوئے۔ اور وہیں جا کر آباد ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہاں ایک بہت بڑی کالونی بن گئی۔ اب غور کرو۔ کہ اسلام کے اندر وہ کشش حق تھی۔ جو لوگوں کو اس طرح سے کھینچ کر لاتی تھی۔ یا اس کے پیچھے کوئی تلوار کا زور تھا۔ صلح کا یہ ایک ہی واقعہ بتائیگا۔ کہ فی الواقع ایک بھی مسلمان تلوار کے زور سے نہیں ہوا۔

فتح مکہ کے بعد آنحضرت کا عفو

پھر ایک بہت بڑا واقعہ فتح مکہ کا ہے۔ اس موقع پر دیکھ لو۔ کہ کوئی جنگ درحقیقت ہوئی ہی نہیں۔ اس کے اندر یہ اعلان تھا۔ کہ جو شخص حرم کے اندر چلا جائے۔ وہ امن میں ہوگا۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے۔ اسکو امن دیا جائیگا۔ جو شخص اپنا دروازہ بند کرے۔ وہ امن میں ہوگا۔

اس وقت کن کن دشمنوں سے معاملہ تھا۔ وہ لوگ جنہوں نے آپکو مکہ سے نکالا۔ جنہوں نے آپ پر چڑھائیاں کیں۔ جنہوں نے آپ کے عزیزوں کو مارا۔ اور شہید کیا۔ اس کے ساتھ آپ نے کیا برتاؤ کیا۔ آج کوئی قوم جب فتح کرتی ہے۔ تو فتح کا نشہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ بہت سی ناگفتنی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ انتقام کی خواہش کا غلبہ کئی ایک ہولناک شکلوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ لیکن فتح مکہ کے وقت جب نبی کریم صلعم نے اپنے دشمنوں سے سوال کیا۔ کہ تم مجھ سے کس سلوک کی امید رکھتے ہو۔ تو وہ لوگ تو آپ کے اخلاق سے واقف تھے۔ چالیس سال تک آپ ان کے اندر رہ چکے تھے۔ تاریخ دانوں نے بھی لکھا ہے۔ کہ جتنے اعلےٰ اخلاق والے آپ تھے۔ اس کی نظیر نظر نہیں آتی۔ اس لئے انہوں نے جواب دیا۔ کہ انت کریم۔ واخ کریم وابن اخ کریم۔ تو آپ نے یہ لفظ فرمائے۔ لا تثریب علیکم الیوم تم پر آج کوئی ملامت نہیں۔ دیکھو غور کرو کسی کو یہ نہیں کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ بلکہ اس کے خلاف سخت ترین دشمنوں کو ملامت تک بھی نہیں کی یہ وہ بات ہے۔ کہ جسکا سر ولیم میور نے بھی اعتراف کیا ہے۔ معافی بھی آپ نے دی تو فرمایا لا تثریب تم پر کوئی ملامت نہیں۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ آج جو قوم دوسرے پر فتح پاتی ہے۔ وہ اس کی جڑ ہی کاٹنا چاہتی ہے۔ آج فرانسیسی چاہتے ہیں۔ کہ جرمنی کو نیست و نابود ہی کر دیں۔ اسکے خلاف نبی کریم صلعم نے دشمنوں کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے۔ جو دوستوں سے بھی مشکل ہوتا ہے

ان واقعات کا نتیجہ

غرض ان واقعات سے معلوم ہوگا۔ کہ اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام کی تاریخ میں ایک بھی اس کی مثال نہیں۔ لیکن باوجود اس کے محمد رسول اللہ صلعم کی کیا تصویر کھینچی جاتی ہے۔ ایک ہاتھ میں آپ کے تلوار رکھی جاتی ہے۔ اور ایک میں قرآن۔ حالانکہ آپ کی تمام زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں دکھایا جا سکتا۔ کہ آپ نے ایک شخص کو بھی کہا۔ کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کرتا ہوں قرآن کریم میں یہاں تک ہے۔ کہ ----

اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے۔ تو اسے پناہ دے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اپنی قوم کے اندر اپنی جائے امن میں پہنچا دو۔ دیکھو یہاں علم کو پیش کیا ہے۔ کہ اسے سمجھا دو اور علم دیدو۔ یہ نہیں کہا کہ اسے قتل کر دو۔ میں حیران ہوں یہ تصویر جو محمد رسول اللہ صلعم کی کھینچی جاتی ہے۔ یہ کہاں سے لی گئی ہے۔ وہ اسلام جس کو محمد رسول اللہ لائے وہ تو ایسا مذہب نہیں۔ وہ تو صلح۔ محبت اور آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ غیر مذاہب سے نفرت اس نے نہیں سکھائی۔ بلکہ ان سے محبت ان کے بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت اور ان پر ایمان لانے کی تعلیم دی۔ اسلام کے اندر تمام قوموں کے بچوں کو معصوم قرار دیا گیا ہے۔ پس کس طرح سے وہ ایسی تعلیم دے سکتا ہے۔ کہ کسی کو بجبر مسلمان کیا جائے۔

ہاں اسلام تلوار کے زور کے باوجود پھیلا۔ جب جب ایسی مصیبت آئی ہے کہ معلوم ہوا۔ کہ اب نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس وقت اس کی زیادہ اشاعت ہوئی۔ اسی صلح حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہ صلعم واپس مدینہ کو جا رہے تھے۔ تو آپ پر یہ آیت اتری۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا ہم نے تجھے کھلی فتح دی۔ آپ نے اسی وقت حضرت عمرؓ کو بلایا۔ وہ ڈرے کہ رسول اللہ صلعم کی گستاخی کی تھی۔ خدا جانے کیا ارشاد ہو۔ جب آئے تو آپ نے یہ آیت پڑھکر سنائی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہی فتح مبین ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ چونکہ اس وقت کفار کے ساتھ مصالحت ہو گئی تھی۔ تو مصالحت کے زمانہ میں اسلام زیادہ ترقی کر سکتا تھا اس لئے یہ فتح مبین تھی۔ اسلام عرب میں اس وقت پھیلا۔ جب جنگ باقی نہیں رہی تھی۔ اس وقت جب جنگ موقوف ہو گئی۔ تو مختلف اطراف سے وفود آنے شروع ہوئے۔ آج ایک طرف سے ڈیپوٹیشن آیا ہے۔ اور کل دوسری طرف سے۔ سوائے چند یہود اور نصاریٰ کے تمام عرب اس مصالحت کے زمانہ میں مسلمان ہو گیا۔ آج بھی اگر اسلام کو وہی حالت پیش آ جائے۔ اور اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ ترقی کر سکتا ہے۔ آج بھی اسلام صلح کے ساتھ ہی کامیاب ہوگا۔ یہ میرا ایمان ہے۔ اور ہر مسلمان کا یہی ایمان ہے

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۲۲ر جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

اسلامی آداب

سلام

ہر قوم اور ہر ملک کے دو یا چند اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں تو کوئی ایسا فعل یا قول عمل میں لاتے ہیں۔ جو اظہار محبت یا عظمت اور خیر طلبی و خیر اندیشی وغیرہ پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ بات ہر قوم اور ہر ملک کے آداب خصوصی میں داخل ہے۔ اور ہر قوم اور ہر ملک میں ایسے مواقع کے لئے الفاظ یا اعمال مقرر ہیں۔ گویا یہ بات ہر قوم اور ہر ملک کے آداب کی جان ہے۔ اس موقع پر کسی ملک یا قوم کا فرد اگر اپنے مقررہ الفاظ یا عمل کو کام میں نہیں لاتا تو بے ادب اور اگر بڑا آدمی ہے۔ تو مغرور و متکبر خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ لوگوں میں سخت نفرت اور بددلی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اسلام میں بھی اس موقع کے لئے الفاظ مقرر ہیں۔ اسلام میں اخوۃ اور مساوات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اخوۃ اور مساوات اسلامی قومیت کی جان ہے۔ اس لئے کوئی ایسا اسلامی امر نہ ہوگا۔ جس میں اخوۃ اور مساوات کی جھلک نظر نہ آتی ہو۔ اور موقع زیر بحث پر اخوۃ و مساوات کی کامل ترین رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔

اسلام کی ابتدا

اسلامی سلام کی ابتدائی تاریخ دنیا سے بہت پرانی ہے جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور وہ عالم ملائکہ میں تھے اسی وقت سے سلام کی ابتدا ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف کا مضمون ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو آپ نے چھینکا اور الحمد للہ کہا۔ حضرت باریتعالےٰ نے جواب میں یرحمک اللہ فرمایا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے پاس جا کر سلام کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت آدم گئے اور فرشتوں کو السلام علیکم کہا۔ فرشتوں نے علیک السلام و رحمۃ اللہ کہکر جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے پاس آئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام باہمی ہے۔ حضرت رسالتمآب نے اسی سلام کی اپنی امت کو تعلیم دی۔ انسان کا ابتدائی سلام بھی اسلامی سلام ہے۔

سلام کے اصولی آداب

حضرت شارع اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے اس کے لئے ایک اصول معین کر دیا ہے۔ امیر و غریب خورد و کلان سب پر اس کی پابندی لازم ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سوار پیادہ کو اور پیادہ بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں (یعنی دو جماعتیں باہم ملاتی ہوں تو چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔

اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا گیا ہے۔ کہ غریب امیر کو سلام کرے اور ماتحت اپنے افسر کو۔ یہ اسلام کے مساوات اور اخوۃ کی ایک دلیل ہے۔ اس حدیث شریف کے مطابق ضروری ہے کہ اگر امیر سوار چلا جا رہا ہو۔ اور اس کو غریب مل جائے تو وہ غریب کو سلام کرے۔ اسی طرح اگر افسر سوار ہو۔ اور اسکا ماتحت اُسکو پیادہ ملے تو افسر پر ماتحت کو سلام کرنا واجب ہے۔ یہی معاملہ چلنے والے اور بیٹھے ہوئے شخص میں ہوگا۔ خواہ ان میں سے کوئی غریب ہو یا امیر افسر ہو یا ماتحت۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔

دوسری اقوام میں یہ اخوۃ و مساوات عنقا ہے۔ بیان نام ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ لیکن افسوس کہ دوسری قوموں کے میل جول سے مسلمانوں سے یہ خصوصیت مفقود ہو گئی ہے۔ اسلام میں وہ اخوۃ و مساوات جو اسلام نے قائم کی تھی۔ اب بہت کم نظر آتی ہے۔ اکثر تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ امیر کو یا افسر کو سلام کرنا چاہیے۔ مگر اُن کی وجاہت و امارت اس کی اجازت ہی نہیں دیتی۔ بیچارہ غریب یا ماتحت خود ہی عجز و انکسار کے ساتھ سلام کرتا ہے۔ لیکن امیر اور افسر صاحب کا غرور و ناز اس کا روادار نہیں ہوتا۔ کہ ذرا سلام کا جواب تو سیدھے منہ دیدیں۔

ایک اور طریقے سے اس اسلامی اخوۃ اور مساوات کو ملیامیٹ کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے اس موقع کے لئے چند الفاظ مقرر و معین کر دئے ہیں۔ جو امیر و غریب حاکم و محکوم سب کے لئے یکساں ہیں۔ یعنی السلام علیکم۔ یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان کی بجائے مسلمانوں نے دوسرے [illegible] الفاظ [illegible] کرتے ہیں

جو لوگ تعلیم یافتہ۔ روشن خیال اور طرز جدید کے دلدادہ اور اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ان میں اس بیماری کی اور بھی شدت ہے۔ ان کے طرز و انداز سے تو ایسا مفہوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو اسلام کے مقررہ الفاظ سے عار ہے۔ حالانکہ اسلامی سلام کے الفاظ بلحاظ حکم و مصالح اپنے اندر جو موزونیت رکھتے ہیں دوسرے سلاموں میں نام کو بھی یہ بات نہیں ہے۔ علماء نے سلام کے متعدد معنے بیان کئے ہیں۔ لیکن سب کے سب قریب المفہوم اور قریب الغایت ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان معانی کو جمع کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ کہ سلام ایک اسم ہے۔ جو تسلیم سے مشتق ہے بمعنی سلامت و برأت از نقائص و عیوب اور اللہ تعالےٰ کے ناموں سے ایک نام ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ تسلیم بھی سلام سے مشتق ہے۔ بوجہ سلامت از عیب و نقص اور "السلام علیک" کے معنے یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تیرے حال سے آگاہ ہے۔ .... یعنی تو اس کے حفظ اور نگہبانی میں ہے۔ جسطرح "اللہ معک" اور کثرت رائے یہ ہے۔ کہ "سلام علیک" کے معنی یہ ہیں کہ تو مجھ سے سلامتی میں ہے۔ اور مجھ کو بھی اپنی جانب سے سلامت رکھ۔ اور یہ "سلم" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہے [illegible] کے ہیں۔ یعنی میری طرف سے امن میں رہ۔ اور مجھ کو امن میں رکھ" (اشعۃ اللمعات جلد ۴)

ایک اور حدیث شریف جس میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں یہ ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر

(اشعۃ اللمعات جلد ۴)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم زیادہ کو سلام کرے۔

پس حدیث شریف میں بڑے کی ایک طرح کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ کہ اس کو چھوٹا سلام کرے۔ اور اس کا چھوٹے کو سلام کرنا مذکور نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ حدیث شریف میں جو حکم بیان ہوا ہے۔ وہ ملاقات کے وقت کا ہے بلکہ اگر ایک شخص کسی کے پاس آئے تو آنے والا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا جس کے پاس وہ آئے۔ اسکو سلام کرے یعنی اگر چھوٹے کے پاس

بقیہ بر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۲ جمادی الاول [illegible]ھ | نمبر ۲۰

ہندو مسلم اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے

(ایک احمدی کے قلم سے)

سلطنت مغلیہ کے عہد میں جب مسلمان بادشاہ تھے۔ اور ہندو رعایا۔ تو ہنود کو سوائے اس کے چارہ نہ تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کیساتھ بنا کر رکھیں۔ اور دوسری جانب سلاطین مغلیہ کی وسعت حوصلہ اور بردباری ایسے مواقع ہی پیدا نہ ہونے دیتی تھی۔ جن سے کہ ہندو مسلم سوال چھڑ جاتا۔ ان کو ضرورت تھی کہ ان کی رعایا خوش و خرم رہے۔ اور ہنود کو یہ خیال تھا۔ کہ بادشاہ خوش رہیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ ہنود کی عبادت گاہیں محفوظ تھیں۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی تھی۔ سلطنت کے نظام میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو برابر کے اعتماد کے عہدے ملتے تھے۔ آپس میں مل جلکر خوب گذرتی تھی۔ اگرچہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی آمد کو پہلے پہل پسند نہ کیا۔ .... کو اور اپنے آپ کو اور اپنے مذہب کو محفوظ رکھنے کے لئے چھوت چھات کا مسئلہ تجویز کر لیا۔ لیکن بعض سلاطین مغلیہ کی رواداری غلو کے اس مقام پر پہنچ گئی تھی۔ کہ انہوں نے ہنود کے خوش کرنے کے لئے اپنے مقدس مذہب کو بھی بہت حد تک قربان کر دیا۔ اور اس تنفر کو دور کرنے کے لئے باوجودیکہ اسلام نے مشرک عورتوں سے نکاح ناجائز قرار دیا تھا۔ ہندوؤں کے ساتھ شادیاں کرنی شروع کر دیں۔ غرضیکہ ایک بڑا زمانہ ایسا گذرا کہ ہندو مسلم اتحاد کا سوال ہی نہ پیدا ہوا۔ لیکن جونہی کہ سلطنت مغلیہ کی جگہ سلطنت برطانیہ کا قیام ہوا۔ اور ایک تیسری بیرونی قوم کو ان دو بڑی قوموں پر حکومت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے مقرر فرمایا۔ تو ایک قسم کی تفریق نا اتفاقی کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ حکومت برطانیہ کے قدیم عمال نے Divide & Rule کے مسئلہ پر عمل کیا مگر بات یہ ہے کہ تیسری قوم کی حکومت کے قیام سے جو حالات میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اسکا قدرتی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا۔ انداز حکومت بدل گیا۔ زمانہ کے حالات بدل گئے۔ ان کے ساتھ ہندو مسلم بھی بدل گئے۔ لیکن اگر مسلمانان ہند اپنی گذشتہ ہزار سالہ سلطنت کے نشہ میں مدہوش ہو کر خواب غفلت میں نہ پڑ جاتے۔ اور زمانہ کے حالات کے ساتھ اپنے قدم کو برابر چلائے جاتے تو انکی وہ حالت ......

مسلمانوں نے تعلیم کو جو دنیا میں اسلام کے ذریعہ آئی تھی حاصل نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو زمانہ کے حالات سے ہی واقفیت رہی اور نہ ہی اپنے مذہب اسلام کے متعلق معلومات باقی رہے۔ وہ جہالت کے تاریک گڑھے میں گر گئے۔ اور برادران وطن ہر طرح آگے نکل گئے۔ اور مسلمان دولت و قوت اور علم میں پیچھے رہ گئے پس جیسا کہ ضروری تھا۔ وہ جو محکوم تھے حاکم ہو گئے اور جو جاہل تھے عالم بن گئے۔ اور چونکہ ان کی پرورش ایسی تعلیم میں ہوئی جسکی غرض مسلمان سلاطین کے متعلق افترا پردازی اور جھوٹے مظالم بیان کرنا تھا۔ وہ مسلمانوں کے دشمن ہو گئے۔ اور ان سارے اثرات کا نتیجہ پنڈت دیانند کی تعلیم میں ظاہر ہوا۔ اگر ایکطرف مسلمانوں کو ان کی نالائقی اور جہالت کی وجہ سے سلطنت کے نظام میں حصہ لینے کیطرف سے دھکے دئے جاتے تھے۔ تو دوسری جانب ان کے اپنے پاک مذہب سے ناواقفیت کی وجہ سے ان کے پاک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے دلخراش الفاظ چینیاں سننی پڑتی تھیں۔ غرض کہ ہندو مسلم سوال بہت زور شور سے چھڑ گیا۔ اور آریہ سماج نے اس آگ میں تیل ڈالنے [illegible] مسلمانوں [illegible] فرزند اپنی خودداری کو چھوڑ

غلامی کی زندگی میں قناعت کرنے لگے۔ اور محمد الرسول اللہ کے بہت سے حلقہ بگوش اپنے مذہب سے بیزاری کے اعلان کرنے پر تل پڑے۔ اور ایسا نازک زمانہ آیا کہ قریب تھا اسلام اس دنیا سے نیست و نابود ہو جائے۔

مختلف عاشقان اسلام نے اس خطرہ قومی کو محسوس کیا اور اس کے متعلق علاج سوچے۔ جن میں قابل ذکر سر سید مرحوم کی کوششیں ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو تعلیم کیطرف متوجہ کیا۔ اور بتایا کہ گورنمنٹ برطانیہ پر اعتماد کرو تو ہی تم اس بڑھتی ہوئی رو سے بچ سکتے ہو۔ لیکن اس کوشش میں وہ حد سے آگے نکل گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کے بچوں میں انگریزیت اور تقلید یورپ اسقدر رچ گئی۔ کہ اسلام کے ساتھ بجائے ہمدردی کرنے کے انہوں نے مسائل مذہبی پر اپنی جہالت کی وجہ سے پھبتیاں اڑانی شروع کر دیں۔ ان کی ہر ایک کوشش دنیا کے لئے ہو گئی۔ دین کا پہلو جو اصل اور بنیاد مسلمان قوم کی تھی وہ عنقا ہو گیا۔ ہندو تو پہلے ہی دنیا کے فرزند تھے۔ یہ بھی ساتھ ویسے ہی ہو گئے۔ پھر کیا تھا۔ دونوں قومیں جیفہ دنیا کے لئے آپس اسی طرح لڑنے لگیں۔ جیسے کہ دو کتے ایک ٹکڑے کے لئے لڑتے ہیں۔ جب کبھی اراکین سلطنت نے ایک قوم کو کچھ دیا۔ تو دونوں قوموں میں چھڑ گئی۔ مثلاً ایک ٹکڑہ مسلمانوں کی طرف پھینک دیا تو یہ دونوں لگے آپس میں لڑنے۔ جب ایک ٹکڑہ ہندوؤں کیجانب پھینک دیا۔ تو پھر وہی خانہ جنگی شروع ہوئی۔ غرض یہ تو ملکی معاملات ہیں۔ لیکن ایک خاص بات جو ہم یہاں لکھنا چاہتے ہیں یہ ہے کہ مذہب اسلام کی توہین نہ صرف عیسائی مشنریوں اور ہندوؤں ہی نے کرنا اپنے لئے فخر کا موجب سمجھا بلکہ مسلمان کہلانے والوں نے قرآن کریم جیسی مقدس اور کامل تعلیم میں رخنہ اندازی کی تجویزیں پیش کر دیں۔ اور کسی نے ملکی اور کسی نے مذہبی تعلیم پر طرح طرح سے لے دے کی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور چودھویں صدی کا مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود اللہ تعالیٰ نے قادیان میں نازل فرمایا۔ آپ نے ایک کتاب براہین احمدیہ لکھی۔ جس میں کل مذاہب باطلہ کے نہ صرف اعتراضوں کا ہی جواب نہیں دیا۔ بلکہ ان مذاہب کے بطلان کو دلائل و براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا۔ اور ایسا زور آور حربہ چلایا کہ کیا دہریہ۔ کیا برہمو کیا عیسائی۔ اور کیا آریہ سب کے سب مبہوت ہو گئے۔ وہ جو بات بات پر مونہہ آیا کرتے تھے۔ ان کو اپنی پڑ گئی۔ تھوڑی بہت شیخی جو آریہ سماجی ممبران میں تھی۔ سرمہ چشم آریہ لکھ کر اسکو بھی توڑ مروڑ کر پھینک دیا۔ یہانتک کہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں جہاں کہ ہندوستان کے مذاہب کی عظیم الشان جنگ ہوئی۔ یہ الٰہی جرنیل کامیاب ہوا۔ اور اسلام کو کل مذاہب پر فتح نصیب ہوئی۔ اس سے ایک پہلو جو مسلمانوں کی کمزوری کا پیدا ہوا تھا۔ وہ دور ہو گیا اور مذہبی میدانوں میں عیسائی۔ آریہ برہمو۔ دہریہ اس مرد خدا کی جماعت کا نام سنتے ہی بھاگنے لگے۔ یہی نہیں۔ اسنے مسلمانوں میں سے جو کہ بالکل دنیا کی طرف گر گئے ہوئے تھے ایک روحانی جماعت طیار کی۔ جس نے وعدہ کیا۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے گی۔ اور اسلام اور تعلیم قرآن پر سچا ایمان رکھتے ہوئے دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اس دین حقہ میں داخل ہونے کے لئے بلایا کریں گے۔ اور اس طرح سے وہ رو جو مسلمان بچوں کو دیگر ادیان کیطرف لئے جا رہی تھی رک گئی۔ اور بجائے اس کے اسلام کے نور سے بہت سے قلوب منور ہونے لگے۔ جب اسطرح اپنی قوم مذہبی رنگ میں اندرونی اور بیرونی حملوں سے محفوظ ہو گئی۔ اور ایک مضبوط جماعت قائم ہو گئی جو اس کام کو جاری رکھ سکے تو پھر آپ کو غیر قوموں کے ساتھ صلح اور آشتی سے زندگی بسر کرنے کے لئے کوشش کرنے کی طرف توجہ ہوئی۔ اور آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں پیغام صلح لکھا۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہندوستان میں قیام کے زمانہ میں یہ پہلی کوشش تھی۔ جو ہندو مسلم اتحاد کے لئے کی گئی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس کے لئے بھی ہم کسی غیر کے ممنون نہیں ہیں۔ اس کے بعد ہم نے سنا کہ حضور شہنشاہ جارج پنجم نے اپنے قیام ہندوستان میں خواہش ظاہر کی کہ ہندو مسلمان آپس میں [illegible]

کانگرس میں گیٹ یا بھی مہاتما گاندھی کی تحریک پر اس کے لئے بہت جوش و خروش سے کام کر رہی ہے۔ لیکن سب سے پہلا محرک اور خیر خواہ انسان جس نے اس کے لئے تجاویز پیش کیں۔ وہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام ہی تھے۔ آپ خوب جانتے تھے۔ کہ دنیا کی حرص و آز ایک ایسی آگ ہے کہ کوئی پانی اسے بجھا نہیں سکتا۔ پس دو دنیا داروں کی صلح آپس میں دنیا دی لین دین سے کبھی نہیں ہو سکتی۔ اور جو صلح اس طرح سے ہو گی۔ وہ شیشے اندر شیشے دیگرے مانند کی مصداق ہو گی۔ اس لئے آپ نے جو شرائط صلح پیش کیں وہ دنیادارانہ رنگ اپنے اندر نہیں رکھتی تھیں۔ انہیں ایک دوسرے کے حقوق کی محافظت مدنظر نہ تھی۔ نہ ہی انہیں یہ پیش کیا گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو کتنے عہدے ملیں اور ہندوؤں کو کتنے۔ مسلمانوں کا حکومت میں کتنا حصہ ہو اور ہندوؤں کا کتنا۔ جیسا کہ لیگ یا کانگرس نے اپنی صلح کی شرائط میں خیال رکھا۔ بلکہ آپ نے ایسے امور کیطرف قوموں کو متوجہ کیا۔ جس سے یہ ہندو مسلم کا سوال ہی درمیان سے اٹھ جائے۔ اور کل کی کل قوم یگانگت کا رنگ اختیار کرے یعنے مسلمانوں اور ہندوؤں میں جو مذہب کی وجہ سے منافرت ہے۔ وہ دور ہو جاوے۔ اور وہ ایک ہی طرح ہو سکتا ہے یعنے یہ کہ ہم بحیثیت ہندی ہونے کے ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اور جو ہندو ہیں وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی اور قرآن کو خدا کی طرف سے آئی ہوئی کتاب مان لیں اور مسلمان ویدوں کو خدا کی کتاب اور ان کے بزرگوں کو مثلاً حضرت کرشن اور رام چندر جی مہاراج کو خدا کے برگزیدہ انسان یقین کر لیں۔ اور گائے کھانا چھوڑ دیں۔ اور اس طرح سے ہندو مسلمان اور مسلمان ہندو ہو جائیں۔ اور ایک قوم بن جائے جو کہ جہانتک تعلقات ملکی ہیں ایک ہو۔ ہندو مسلم کی تفریق ہی اٹھ جائے۔ جب یہ اٹھ گئی۔ تو پھر حقوق کا سوال جو آئے دن تنازع کا موجب ہے جاتا رہا۔ اور جو صلح ہو گی وہ پائدار ہو گی۔

پس اے مسلمانوں اور اے ہندوؤ اگر ہندوستان میں عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ تو اتفاق کرو۔ کیونکہ بغیر اتفاق کے غلامی کی زندگی سے نجات تمہارے لئے ناممکن ہے۔ تم نے ایک دوسرے کو حقوق کی تقسیم کر کے آزما لیا۔ لیکن جو صلح اس طرح قائم ہوئی وہ بالکل کچی نکلی اور تمکو اس میں ناکامی ہوئی۔ آؤ اگر صلح اور اتفاق کرنا چاہتے ہو۔ تو اس نسخہ کو آزماؤ۔ جو کہ اس زمانہ کے برگزیدہ انسان نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے۔ کیونکہ یہی ایک راہ ہے۔ جو تجربہ اور دلائل سے ہمارے لئے کامیابی کا موجب ہو سکتی ہے۔ اے وہ آزاد خیال ہندوؤ جو کہ کانگرس میں کام کرتے ہو۔ اور اے وہ مسلمانو جو خلافت کے لئے جانیں اور مال قربان کر رہے ہو۔ اگر سوراج چاہتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کے مامور کی اس تجویز پر عمل کرو۔ پھر دیکھو کہ کسی طرح کامیابی تمہارے قدموں میں آ کر گرتی ہے۔ اور یہی ایک راہ ہے جسپر چار و ناچار تمکو قدم مارنا ہو گا۔ لیکن خوش نصیب ہے۔ وہ جو وقت کو شناخت کرتا ہے اور سنبھل کر چلتا ہے۔ اللہ ہمیں مامور من اللہ کی باتوں پر عمل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

جرمنی میں تبلیغ اسلام

سید غلام بھیک صاحب نیرنگ صدر مجلس خلافت انبالہ نے بعض اخبارات میں یہ تحریک کی ہے کہ مولنا عبد الجبار خیری دو سال سے جرمنی میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ لیکن آجتک انہوں نے یہ کام محض انفرادی طریق پر اپنی ہی ذمہ داری پر کیا ہے۔ حالانکہ اتنے بڑے کام کے لئے قومی امداد کی ضرورت ہے۔ اور پھر اس کے لئے قوم سے مالی امداد کی اپیل کی ہے۔ امید معزز معاصر وکیل [illegible]

رائے زنی کرتا ہوا رقمطراز ہے۔ کہ:-

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھی اسبارہ میں کوشش کر رہی ہے۔ اور اس نے اپنے خاص مبلغین اس خدمت کے لئے مامور کئے ہیں۔ ہماری رائے میں بہتر یہ ہے کہ اس اہم کام کو شخصی کوششوں پر نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ اجتماعی قوت سے کام لیا جائے اگر مولانا عبد الجبار صاحب وہاں کوئی تبلیغی سوسائٹی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ تو بہتر ہے ورنہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس شیدائے اسلام نوجوان کی خدمات سے فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہو۔ تو دونوں فریق اپنے اپنے طریق پر کام کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کام انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی طریق پر انجام ہو۔

ہم اشاعت اسلام کے دل سے حامی ہیں۔ اور مولانا ورکی عبد الجبار خیری سے اگرچہ ہمیں بالمشافہ نیاز حاصل کرنے کی عزت حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن زمانہ قیام انگلستان میں ان کے ذو ایک خط ہمارے نام آئے تھے جن میں انہوں نے جرمنی آنے کی دعوت دی تھی۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کی مصروفیت کیوجہ سے ہم اس دعوت کو قبول نہ کر سکے۔ جس کی حسرت ہمیں ہمیشہ رہے گی۔ لیکن ہم نے اسوقت انجمن میں اس کے متعلق تحریک کر دی تھی۔ اور یہ اسیکا نتیجہ ہے۔ کہ اب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے برلن میں مستقل مشن کھول دیا ہے۔ جس کے لئے دو مبلغ روانہ ہو چکے ہیں۔ مولوی عبد الحمید صاحب ایم اے تو ایک سال سے کام میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ ایک مسجد بنانے کی تجویز بھی ہو چکی ہے۔ ہم معاصر وکیل سے اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ ایسے کام اجتماعی رنگ میں ہی زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ مولانا خیری بھی اسی پر کاربند ہوں گے۔

چین میں اشاعت اسلام کی ضرورت

معاصر "زمیندار" مسلمانان چین پر ایک نوٹ لکھتا ہوا مندرجہ ذیل فقرات سپرد قلم کرتا ہے:-

ہم خدا کے نام پر مسلمانان ہند سے پر زور التجا کرتے ہیں کہ وہ جلد اسطرف متوجہ ہوں۔ علمائے کرام سے بطور خاص استدعا ہے۔ کہ وہ اس ضروری اور اہم معاملہ پر معًا غور کریں۔ اور اس کے لئے مناسب تدابیر عمل میں لائیں۔ ایسا نہ ہو کہ چین کی کثیر التعداد اسلامی آبادی توحید سے رشتہ توڑ کر تثلیث کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ سب سے آخر میں جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام سے عرض ہے۔ کیونکہ اسوقت ہمارے علم میں وہی ایک سچی، مخلص اور بے لوث جماعت ہے جو تبلیغ کا صحیح کام انجام دے رہی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ وہ شاید اتنی مالدار نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کے اندر شروع کئے ہوئے تبلیغی کام کو جاری رکھنے کے علاوہ یکہ و تنہا چین میں مبلغین کی جماعت کے بھیجنے کا اہتمام کر سکے۔ لیکن وہ اس اہم خدمت کو اپنے ہاتھ میں لیکر ملک سے اعانت کے لئے اپیل کر سکتی ہے۔ ہمیں اس کے خلوص اور جوش عمل و ایثار سے کامل امید ہے۔ کہ وہ اس معاملے پر بطور خاص متوجہ ہوگی۔

ہمیں جہاں اس مقصد سے معاصر ممدوح سے پوری ہمدردی ہے۔ وہاں ہم اس کے "علم" میں اسقدر اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سات سال سے اس مقدس فرض کو کمال خوبی سے انجام دے رہی ہے۔ اور احمدی قوم تو تقریبًا چالیس سال سے اس میں مصروف ہے۔ دوکنگ میں تو مولوی ظفر علی صاحب تبلیغ اسلام کے کام کو بچشم خود دیکھ آئے ہیں۔ اور اس کے متعلق "زمیندار" کے پرانے فائلوں میں پر زور تحریک بھی ہوئی تھی۔ جرمنی اور امریکہ میں بھی انجمن نے تبلیغ اسلام کے لئے مشن کھول دئے۔ اور چین کا سوال بھی زیر غور ہے۔ ایسے حالات میں ہمارے معاصر کا یہ لکھنا کہ جمعیت دعوت تبلیغ اسلام ہی اس کے علم میں ایک سچی مخلص بے لوث جماعت ہے۔ جو تبلیغ کا صحیح کام انجام دے رہی ہے" واقعات کے خلاف ہے۔ ہم تمام ان لوگوں کی قدر کرتے ہیں۔ جو تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں۔ اور اگر "جمعیت دعوت تبلیغ" کوئی کام کرے گی۔ تو ہم سے زیادہ اور کوئی شخص خوش نہ ہوگا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ دیگر کام کرنے والوں کو بالکل نظر انداز کر دینا چاہئے۔ ہم خوش ہیں کہ مسلمانوں میں آخر اس کام کرنے کی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ جس کی طرف ایک مامور من اللہ نے ان کو بلایا تھا۔ اور یہ اس کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ کہ لوگ طوعًا و کرہًا اس کی پیروی کرتے ہیں۔

شذرات

تحریک عدم تعاون نے آخر کانگرس میں پھوٹ ڈال دی داخلہ کونسلوں کے متعلق مسٹر دیش بندھو داس اور پنڈت موتی لال نہرو اس امر کے حق میں تھے۔ کہ کونسلوں میں شریک ہونا چاہئے لیکن دوسرے لوگ اس کے خلاف تھے۔ اور اسی فریق کو غلبہ آرا حاصل ہوا اس لئے مسٹر داس نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اب وہ مطعون ہیں۔ کوئی ان کو غدار کہتا ہے کوئی کچھ نام رکھتا ہے۔ لیکن ہماری رائے میں محض اختلاف رائے کی بنا پر کسی کو بدنام کرنا درست نہیں۔ اس سے قوم و ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔ مسٹر داس نئی پارٹی بنانے میں مصروف ہیں۔ دیکھئے اس نئے فریق کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

آجتک خلافت کمیٹی کا نظام اسی محور پر گھومتا رہا جس پر کانگرس نے ان کو چلایا۔ اب کانگرس دو ٹکڑے ہو گئی ہے اس لئے خلافت کمیٹی کو بھی غور کرنا چاہئے۔ کہ اسے کس نظام عمل پر کام کرنا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ خلافت کمیٹیوں نے بالکل ہی اپنے آپ کو کانگرس کے حوالہ کر دیا۔ اور اپنے نظام کو مسلمانوں کی خصوصی ضروریات کے مطابق قائم نہ کیا۔ اب بھی اسطرف توجہ ہو تو بسا غنیمت ہے۔ کہ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے۔ تو اُسے بھولا نہ سمجھنا چاہئے۔

ڈاکٹر اقبال کے سر ہو جانے پر بعض ہندو معاصرین اظہار تعجب کرتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کہ یہ وہی ڈاکٹر اقبال ہیں جنہوں نے چند ماہ ہوئے۔ مالوی جی پر طعن کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ؎

اتنی خدمت کی ہے خلق اللہ کی؛ دیکھئے بنتے ہیں کب سر مالوی

لیکن ہمارے معاصرین کو گھبرانا نہیں چاہئے۔ خدا نے چاہا تو مالوی جی بھی کسی نہ کسی دن یہ سہرا پہن ہی لینگے۔

امرتسر کا اہلحدیث لکھتا ہے۔ کہ "ہم نے اس مسئلہ (وفات مسیح) کو نہ کبھی مدار کار بنایا نہ کبھی اس کی وجہ سے لوگوں کو بھڑکایا" مگر ساتھ ہی یہ دعوے بھی ہے۔ کہ گو ہم نے اس مسئلہ میں بھی اتباع میرزا کو بارہا شکست ہائے فاش دی" چار سطروں میں یہ تضاد۔ بھلا جس مسئلہ کو آپ نے کبھی اہم قرار نہیں دیا۔ اس پر بارہا بحث کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنے ناظرین کو ہمیشہ یہی لکھتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب اور ان کے اتباع سے میرزا صاحب کے الہامات پر بحث کیا کرو" یہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ آپ اصولی بحث سے گھبراتے ہیں۔ اصولی بحث تو وفات مسیح ہی سے چلتی ہے۔ اگر حضرت مسیح زندہ آسمان پر ہیں جیسا جناب "اہلحدیث" کا خیال ہے۔ تو حضرت میرزا صاحب کے دعوے پر مزید بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی لیکن اگر حیات مسیح ثابت نہ ہو تو اس صورت میں حضرت میرزا صاحب کے دعوے پر مزید بحث کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر حق کے مخالفوں کی یہ ہمیشہ سے عادت ہے۔ کہ وہ اصولی رنگ میں بات کم کرتے ہیں۔ عیسائی مشنری بھی اسلام پر کبھی اصولی بحث نہیں کرتے۔ اسلام کی تعلیم [illegible] کرنے کی تو یہی کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے چند جزئی واقعات کو لے لیا۔ اور ان پر دریدہ دہنی شروع کر دی۔ یا چند پیشگوئیاں چن لیں۔ ان پر جا و بیجا تنقید شروع کر دی۔ یہی طریق عمل اب غالبًا مولوی ثناء اللہ صاحب کو زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ حیات مسیح کے مسئلہ میں شکستیں کھا کھا کر ان کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ گو حضرت صاحب کے دعوے کے ابتدائی ایام میں اس مسئلہ پر بھی بہت زور تھا۔

لیکن ایک اور بات جو ہم نے مولانا "اہلحدیث" سے پوچھی تھی۔ اسکا جواب خود بدولت ہضم کر گئے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر جناب والا کے خیال کے مطابق سر سید کو اس لئے مسیح موعود ہونا چاہئے تھا۔ کہ وہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے تو پھر انہوں نے ان احادیث کی تشریح کیا کی تھی۔ جن میں نزول ابن مریم کی پیشگوئی موجود ہے۔ کیا انہوں نے ان احادیث کے مطابق مسیحیت کا دعوے کیا تھا۔ یا ان احادیث کو نا قابل التفات سمجھا تھا۔ سر سید نے تو ان احادیث کو کسی وقعت کے قابل نہ سمجھا۔ لیکن یہ آپ کی غیرت ہے۔ کہ آپ باوجود "اہلحدیث" ہونے کے ایسے شخص کو مسیح موعود قرار دیتے ہیں۔ سچ ہے۔ کہ جب انسان حق کی مخالفت کرتا ہے تو اسے کچھ نہیں سوجھتا۔

سنو! ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے نہ صرف وفات مسیح کے مسئلہ ہی کو صاف کیا اور اچھوتے دلائل سے ثابت کیا۔ بلکہ ساتھ ہی اس اشکال کو بھی رفع کر دیا جو نزول مریم کے متعلق پیدا ہونا لازمی تھا۔ پھر آپ نے اور اپنے متبعین کے دلوں میں اشاعت اسلام اور تردید عیسائیت کا وہ ولولہ پیدا کیا۔ جس سے کسر الصلیب کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھچ جاتا ہے۔ اور آپ کے متبعین کو تبلیغ اسلام کی بے نظیر توفیق ملی۔ یہی وہ باتیں ہیں جن سے ان کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ شپرہ چشم لوگ نہیں دیکھتے۔

اخبار احمدیہ

آج ۷ر جنوری کو احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں ان طلبا کا امتحان ہو رہا ہے۔ جو باقاعدہ درس قرآن شریف میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ حضرت امیر نے سوالات کے دو پرچے مرتب کئے ہیں۔ ایک سکول کے چھوٹے بچوں کے لئے دوسرا بڑوں کے لئے جن میں سکول کے بعض اساتذہ اور دفتر سکرٹری کے کلارک بھی شامل ہیں۔

ایک طالب علم درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی صاحب سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول و دوم۔ سیرت خیر البشر اور درثمین کی ایک ایک جلد اپنی جیب سے خرید کر عنایت فرمائیں۔ کیونکہ وہ خود ان کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ ہمارے احباب میں سے کوئی صاحب اگر اس کار خیر کو کریں تو موجب ثواب ہوگا

مقام مسرت ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی توجہ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کیطرف خصوصیت سے منعطف ہوئی ہے۔ چنانچہ دہلی کو ایک تبلیغی مرکز بنانے کی تجویز مقرر ہو چکی ہے۔ نیچ ذات کے لوگوں کو اسلامی تعلیم سے بہرہ اندوز کرنے کے لئے بھی بعض ذرائع و وسائل عنقریب انشاء اللہ اختیار کئے جائیں گے۔ اور اس کے علاوہ عام طور پر بھی ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا انتظام زیر غور ہے۔

مخدوم الملت حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کی صحت اب خدا کے فضل سے رو بترقی ہے۔ طاقت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اگرچہ طبی مشورہ کے ماتحت آپ نے ابھی تک بستر نہیں چھوڑا۔ لیکن یوں آپ کی طبیعت اچھی ہے۔

جیسا کہ گذشتہ اخبار میں توقع ظاہر کی گئی تھی۔ مولوی صدر الدین صاحب کا خط آیا تھا۔ کہ آپ نے لک کے دفتر میں ۱۲ر جنوری کے جہاز پر سوار ہونے کا انتظام کر لیا ہے۔ چنانچہ آپ اسی جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو تبلیغ اسلام کے کام میں کامیاب کرے۔

بڑائے تو وہی چھوٹے کو سلام کرے۔ چنانچہ صاحب اشعۃ اللمعات حدیث شریف مندرجہ بالا کی شرح کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ " گفتہ اند کہ این حکم نزد ملاقات است۔ یعنی چوں دو کس ملاقات کنند حکم اینست اما اگر دار گر دوو بیاید یکے بر دیگرے ابتدائے سلام بر وارد وست بہر حال خواہ صغیر باشد یا کبیر۔ قلیل بود یا کثیر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کی جماعت کے پاس سے گذرے پس اُن کو سلام کیا۔"

سلام کے فروعی آداب

سلام کے اصولی آداب تو بیان ہو چکے۔ اب اس کے فروعی آداب بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

کسی مجلس میں جب جائے اور آئے سلام کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے۔ پس اگر وہاں بیٹھنا چاہے تو بیٹھے پھر جب (چلنے کے لئے) کھڑا ہو تو سلام کرے۔

سلام کے تھوڑے وقفہ کے بعد بھی آپس میں دوبارہ ملے تو پھر سلام کرنا مستحب ہے

عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا لقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینھما شجرۃ الخ

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) سے ملے تو اسکو سلام کرے پس اگر ان دونوں شخصوں کے درمیان درخت حائل ہو جائے یا دیوار یا پتھر اور وہ آپس میں ملیں اور ایک دوسرے کو سلام کرے۔

مکتوب میں سلام لکھنا

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل بحرین حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ حضرت کو عریضہ لکھتے تو اس طرح لکھتے۔

" من علاء بن الحضرمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ "

آنحضرت صلعم بھی اس طرح تحریر فرماتے تھے " من محمد رسول اللہ الی فلان "

اس کے بعد سلام لکھتے۔ بالخصوص جب مسلمان کو لکھتے۔ ورنہ عموماً حضرت سلام علی من اتبع الھدیٰ " تحریر فرماتے تھے۔

کوئی سلام کہلائے تو اسکو جواب دینے کا قاعدہ

ایک مرتبہ غالب بن قطان بصری حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور بیان کیا۔ کہ میرے والد نے میرے دادا سے روایت کی ہے کہ میرے دادا نے کہا۔ کہ میرے والد نے مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ اور کہا۔ کہ جا۔ اور آنحضرت کو سلام کہ میرے دادا نے کہا۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ میرے والد نے حضور کو سلام فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا " علیک وعلیٰ ابیک السلام " یعنی پر اللہ تیرے باپ پر سلام ہو۔

عورتوں کو سلام کرنا

عن جریر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی نسوۃ فسلم علیھن حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گذرے۔ پس ان کو سلام کیا۔

اس حدیث شریف کو نقل کر کے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ: کہتے ہیں۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ بوجہ وثوق فتنہ سے امن میں رہنے کے۔ لیکن آپ کے سوا دوسروں کو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ مکروہ ہے۔ کہ مرد بیگانہ عورت کو یا غیر عورت کو مرد سلام کرے۔ مگر بسبب کبر سنی کے فتنہ کا گمان نہ ہو۔ تو جائز ہے

جماعت کی طرف سے ایک کا سلام کرنا یا جواب دینا کافی ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک جماعت اگر کہیں جائے۔ تو اس میں سے ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہے۔ اسی طرح بیٹھے ہوؤں میں سے ایک شخص جواب دیدے تو وہ بھی سب کی جانب سے کافی ہے۔ غرض کہ سلام کی سنت اور اس کے جواب کی فرضیت کفایت کے طور پر ہے۔ اگر ایک جماعت سے ایک شخص سلام کر دے۔ یا ایک شخص جواب دیدے تو سب کی جانب سے بس ہے۔ لیکن اگر ہر شخص سلام کرے۔ اور جواب دے تو یہ افضل ہے۔

کسی مجلس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہوں ان کے سلام کا قاعدہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک مجلس میں گذرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست یہود سب شامل تھے۔ پس آنحضرت نے ان کو (مسلمانوں کا سلام کرنے کی نیت سے) سلام کیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ اگر کسی جماعت میں بعض مستحق سلام اور بعض غیر مستحق سلام مثل کافران و مبتدعان باہم مل کر بیٹھے ہوں۔ تو مستحقان پر سلام کرنے کی نیت سے سلام کرے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ بہتر یہ ہے۔ کہ السلام علیکم کہے۔ اور مسلمانوں سے مراد لے۔ یا السلام علی من اتبع الھدیٰ کہے۔ اسی طرح اہل کتاب کو خط میں لکھنا چاہیئے۔ (خلاصہ اشعۃ اللمعات)

کفار اور اہل کتاب کو سلام کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کہو۔ الخ (بروایت حضرت ابوہریرہ)

اس حدیث کے تحت میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یعنی تم پہلے یہود و نصاریٰ کو سلام نہ کہو۔ اور ان کے سلام کا جواب جیسا وہ کہیں۔ بلکہ دو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اُن کے جواب میں علیک یا علیکم سے زیادہ نہ کہنا چاہیئے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کفار کے سلام کے جواب میں ہداک اللہ کہنا چاہیئے۔ اور بعض علما نے بضرورت یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام کرنا تجویز کیا ہے اور یہی حکم مبتدعین و فاسقین کے لئے ہے۔ اور اگر کسی کو نہ پہچان کر سلام کر دے۔ بعد میں معلوم ہو۔ کہ وہ کافر تھا۔ تو اس سے کہے۔ کہ میں تجھ سے اپنا سلام واپس لیتا ہوں

حضرت ابن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تم کو یہود سلام کہے (تو سمجھ لو کہ) ان میں کا جو شخص کہتا ہے۔ " السام علیک " کہتا ہے۔ پس (اس کے جواب میں " علیک " کہو۔ اور وہ علیک السلام " نہ کہو " سام " کے معنی ہلاکت کے ہیں۔ دشمنان دین مسلمانوں کو بلکہ حضور تک کو ازراہ بغض و عداوت بجائے سلام کے سام کہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور السام علیکم کہا۔ پس میں نے کہا بلکہ السام علیکم واللعنۃ (تم پر ہلاکت ولعنت ہو۔) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ رفیق ہے۔ اور ہر کام میں رفق کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں سنا۔ کہ انہوں نے کیا کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے بھی " علیکم " کہ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ازراہ سخت کلامی یہود پر لعنت بھیجی۔ اس سے حضرت نے ان کو منع کیا۔ اور نرمی کی ہدایت فرمائی۔ یہ حضرت کی شان رحیمی تھی۔ کہ سخت سن کر سخت کہنا پسند نہ فرماتے تھے

اپنے اہل خانہ کو سلام کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ۔ یعنی جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو۔ تو اپنے گھر والوں پر سلام بھیجو۔ (یہ) نیک دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برکت اور ستھرائی لئے ہوئے۔

اس آیۃ شریفہ سے سلام کی کیسی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ پس افسوس ہے مسلمانوں پر جو سلام کی بجائے اعاود الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ظہور اسلام سے پہلے اہل عرب آپس میں " انغم اللہ بک عینا " و " انغم صباحا " وغیرہ جملوں کا استعمال کیا کرتے تھے۔ جس کے معنی ہیں " تا نہ روشن کرے اللہ تعالیٰ تیرے سبب سے آنکھوں کو " تا نہ خوش باش ہو بسبب صبح کئے "۔ لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا۔ تو مسلمان ان الفاظ سے روک دئیے گئے۔ اب زمانہ کا انقلاب دیکھیئے۔ کہ وہی مسلمان سلام کو دوسرے لفظوں سے بدل رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب اپنے گھر میں داخل ہو۔ تو اپنے اہل خانہ پر سلام کہو۔ اور جب (گھر سے) باہر نکلو۔ تو اپنے اہل خانہ کے پاس سلام (ودیعت) رکھو)

آنحضرت صلی اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو بچپن سے حضور کی تعلیم و تربیت میں تھے۔ تعلیم فرمائی کہ اے میرے بچے! جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو ان کو سلام کر تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر برکت ہوگی۔

ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنیکی ممانعت

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم قال لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاریٰ فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع و تسلیم النصاریٰ الاشارۃ بالاکف۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص میرے غیر کی مشابہت اختیار کرے۔ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرے۔ اس لئے۔ کہ یہودیوں کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام کف دست سے اشارہ کرنا ہے۔

خالی گھر پر سلام کرنا

گھر میں آدمی ہوں۔ تو ان کو سلام کرے۔ اور آدمی نہ ہوں تو خالی گھر پر " السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین " کہے۔ تاکہ اس میں جو ملائکہ ہوں۔ ان کو سلام پہنچے

ذکر و تلاوت و خطبہ وغیرہ کے وقت سلام کرنا اور جواب دینا

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے پر سلام نہ کہے۔ کہ مبادا وہ تلاوت سے رک جائے۔ اور اگر کہدے۔ تو بعض کہتے ہیں کہ تلاوت کرنے والے پر سلام واجب ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہاتھ سے یا دل سے جواب دے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دل اور زبان کو تلاوت میں مشغول رکھے۔ اور سلام کی طرف التفات ہی نہ کرے۔ اور اگر جواب دے۔ تو تعوذ کے ساتھ پھر سے شروع کرے۔ اور خطبہ کے وقت سلام کا جواب نہ دے۔ اور اذان و اقامت اور مذاکرہ علمیہ کے وقت کا یہی حکم ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴)

اٰیٰتِ اللّٰہِ لیخرجکم من الظلمات الی النور ط کہ اللہ جلشانہ نے تمہاری طرف ایک مذکر کو رسول بنا کر نازل فرمایا جو تم کو اسکی آیات پڑھ کر سناتا ہے تاکہ تم کو شرک و بدعات و رسومات بد سے نکال کر صدق و سداد کی روشنی کی طرف لے آئے تو آپ بتائیے کہ اگر نزول کے معنے آسمان سے ہی اترنے کے تھے تو کہاں رسول اللہ آسمان سے اترے۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں کئی ایک جگہ نزول کا لفظ آیا ہے۔ جیسے وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج کہ ہم نے تمہارے لئے چارپاؤں سے آٹھ جوڑے نازل کئے۔ اب بتاؤ کیا کسی نے اونٹ یا بیل یا کسی اور چارپائے کو آسمان سے اترتے دیکھا ہے۔

پھر دیکھو قد انزلنا علیکم لباسا۔ وانزلنا الحدید ط کہ ہم نے تمہارے لئے کپڑے اور لوہا نازل کیا۔ اور فرمایا وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم ط کہ کوئی چیز نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ اور بقدر ضرورت اور حاجت کے اس کو ہم نازل کرتے رہتے ہیں۔ اب آپ متذکرہ بالا چیزوں سے کسی ایک چیز کا نام لیکر بتائیے کہ فلاں چیز کو ہم نے آسمان سے اترتے دیکھا ہے تاکہ ہماری بھی تشفی ہو۔ وما علینا الا البلاغ المبین ط فی الحال تو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ضرورت پڑی تو پھر مزید عرض کروں گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار

محمد نور الدین قاری کشمیری۔ عفا اللہ عنہ حال نزیل لاہور

اعلان

جناب مولوی عزیز بخش صاحب دو سال تک اس انجمن میں جائنٹ سکرٹری کے فرائض آنریری ادا کرتے رہے ہیں جس محنت اور جانفشانی اور درد سے آپ نے کام کیا ہے وہ کل جماعت اور انجمن کے شکریہ کا مستحق ہے۔ اور اللہ انہیں اس کا اجر دے۔ آمین

آپ فرلو رخصت لے کر آئے تھے۔ اب پھر واپس ملازمت پر چلے گئے ہیں۔ انجمن کے کاروبار میں ترقی کی وجہ سے ایک دردمند دل کی جو سارا وقت انجمن کے کام میں لگائے۔ ضرورت ہے۔ اس لئے احباب سلسلہ میں سے جو اس کام کے لئے اپنے خدمات دینا چاہیں۔ وہ انجمن میں اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ تنخواہ حسب حیثیت دیجاوے گی۔ کل درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہئیں۔

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تلاش گم شدہ

جموں کے ایک دوست میاں علم دین صاحب خیاط کا بھتیجا عبد الکریم جس کی عمر ۱۸۔۲۰ سال ہے۔ قریبًا دو ماہ ہوئے گھر سے ناراض ہو کر لاہور آگیا تھا۔ یہاں اس نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور یہ کہہ کر یہاں سے چلا گیا۔ کہ میں جموں جاتا ہوں۔ اس نے حضرت امیر سے خط لکھنے کا بھی وعدہ کیا۔ لیکن آجتک نہ وہ جموں پہنچا ہے۔ اور نہ اسکا کوئی اور پتہ ملا ہے۔ جس کی وجہ سے میاں علم دین صاحب اور دیگر لواحقین سخت فکر میں مبتلا ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ان کی صحت بھی مخدوش ہو رہی ہے۔

اگر کسی صاحب کو اسکا پتہ ملے۔ تو براہ کرم فی الفور میاں علم دین صاحب کو محلہ پیر مٹھا جموں کے پتہ پر مطلع فرماویں۔ اور ثواب حاصل کریں۔

تازہ خبریں

ہندوستان

ترمیم ضابطہ فوجداری کا نفاذ بند کر دیا گیا

الہ آباد۔ ۷ جنوری۔ ہز ایکسیلنسی سر ولیم مارس نے تمام صوبہ متحدہ میں ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعات کا نفاذ بند کر دیا ہے جن میں وہ اعلان بھی شامل ہے جس کے ذریعہ سے رضاکاران خلافت و کانگرس کی جمعیتوں کی خلاف قانون قرار دیا گیا تھا۔ جدید گورنر کی اس کارروائی کے متعلق عام طور پر اطمینان محسوس کیا جاتا ہے۔ اور امید ظاہر کیجاتی ہے۔ کہ جلد سیاسی قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیا جائیگا

سول سروس کے لئے کوئی کمشن مقرر نہیں ہوگا

دہلی۔ ۶ جنوری۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ایک اطلاع کے مطابق اخبارات کا یہ بیان کہ لارڈ ریڈنگ نے انڈین سول سروس کیحالت مستقبل اور شکایت پر غور و خوض کرنے کی غرض سے ایک رائل کمیشن مقرر کرنے کی سفارش کرنیکا فیصلہ کیا ہے غیر معتبر اور غیر صحیح ہے۔

لکھنؤ میں ممتاز ڈاکٹروں کا جلسہ

لکھنؤ ۵ جنوری۔ آج شام کو لکھنؤ کے ممتاز ڈاکٹروں کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں انہوں نے اس امر کے خلاف بالاتفاق احتجاج کیا۔ کہ انڈین میڈیکل سروس میں تیس برطانی ڈاکٹر ایسی شرائط پر مقرر کئے گئے ہیں۔ جو موجودہ شرائط کے بہ نسبت زیادہ اچھی ہیں کیونکہ اسطرح انصاف۔ کفایت شعاری۔ ملازمتوں کو ہندوستانی بنانے اور مساوات کے اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

پربندھک کمیٹی کو پانچ گوردوارے اور مل گئے

امرتسر ۶ جنوری۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ضلع انبالہ میں پانچ گوردواروں کا الحاق عمل میں آیا ہے۔

مسز سروجنی نائیڈو کے خیالات

کانگرس کی جماعتوں میں اصولاً اختلاف نہیں ہے

پٹنہ۔ ۶ جنوری۔ اخبار سرچ لائٹ کے نمائندوں نے مسز سروجنی نائیڈو سے کانگرس کے اختلاف کے متعلق ملاقات کی۔ مسز موصوفہ نے فرمایا۔ کہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اختلاف صرف مزاجوں اور ایک ہی مسئلہ تک پہنچنے کا اختلاف ہے۔ اس لئے کانگرس کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی۔

ناظم جمعیت علماء ہند کا خط

مسٹر سی آر داس کے نام

ناظم جمعیت ہند نے مسٹر داس کو لکھا ہے۔ کہ آپ نے اپنے خطبہ صدارت کانگرس مقام گیا میں بیان کیا تھا۔ کہ اگر جمعیت علماء نے داخلہ کونسل کے خلاف رائے ظاہر کی۔ تو ہم آئندہ اس مسئلہ پر مباحثہ نہ کریں گے۔ لہذا میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جمعیت علماء نے نہ صرف داخلہ کونسل کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ انتخاب میں بھی شرکت کرنے کو خلاف شریعت اسلام قرار دیا ہے۔ اس رزولیوشن کی ایک نقل آپ کی خدمت میں بمقام گیا ارسال کردی گئی تھی۔

کیا آپ مہربانی فرما کر مجھکو مطلع کریں گے۔ کہ کانگرس میں اس مسئلہ پر کیوں دوبارہ بحث کی گئی۔

جمعیت علماء ہند کا برقی پیغام

مولانا ابو الکلام کے نام

آپ کے استقلال اور ثبات قدم پر جمعیت علماء ہند کی جانب سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے نہایت ادب سے خلوص عقیدت کا اظہار کرتا ہوں۔

جمعیت علماء اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے آپ کی بر محل آزادی کو تائید غیبی خیال کرتی ہے۔

مردوں سے عورتوں کے حقوق کا مطالبہ

مولانا راشد الخیری کے بیان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دو پردہ نشین مسلمان لڑکیاں جو اپنی تعلیم کی تکمیل کر چکی ہیں۔ اس غرض سے تمام ہندوستان میں دورہ کرنے والی ہیں۔ کہ مردوں سے ان حقوق کا مطالبہ کریں۔ جو اسلام نے عورتوں کے لئے مقرر کئے ہیں انہوں نے اپنی زندگی کے دو سال اس خدمت کے لئے وقف کردئے ہیں۔

ٹبی بازار لاہور کی کسبیوں کو نوٹس

لاہور میونسپل کمیٹی نے ٹبی بازار کی کسبیوں کو نوٹس دیا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس بازار کو خالی کر دیں۔ رضاکاران خلافت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ نوٹس کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ اس بازار میں پہرہ دیں گے۔

ممالک غیر

صلح کانفرنس

اتحادی نمائندوں کا احتجاج

لوزان۔ ۶ جنوری۔ ترک نمائندہ رضا نور بے نے قلیل التعداد اقوام کے سب کمیشن کے جلسہ میں آج ایک حیرت انگیز منظر پیدا کر دیا۔ آپ نے ارمنی قومی وطن۔ کلدانی اور بلغاری معاملہ میں خفا ہو کر مزید گفت و شنید سے انکار کر دیا۔ رضا نور اپنی ہتھیار کو جھنکارتے اور حرکت دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے اتحادیوں پر الزام لگایا۔ کہ انہوں نے ارمنوں سے ترکوں کو تباہ کرنے کا کام لیا۔ آپ غیظ و غضب میں بھرے ہوئے کمرہ سے چلے گئے۔ اتحادی وفود کے اعلیٰ نمایندوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عصمت پاشا کی خدمت میں ایک احتجاجی خط ارسال کریں۔

فرانسیسی نمایندوں کی لوزان سے روانگی

لاسین ۵ جنوری۔ جنرل ویگنڈ کو پیرس بلایا گیا ہے کل صبح ایم بیریری پیرس روانہ ہوجائیں گے۔ اور ایم بوانکارے سے مشورہ کرکے ۱۱ جنوری کو واپس آجائیں گے۔

معاہدہ مدانیہ کی خلاف ورزی

ترکوں نے برطانیہ پر معاہدہ مدانیہ کی خلاف ورزی کا الزام لگایا تھا۔ لیکن ایک برطانی سرکاری اطلاع میں کہا گیا ہے کہ معاہدہ مدانیہ میں مشرقی تھریس میں جو فوج کی تعداد مقرر کی گئی ہے۔ رفعت پاشا اس تعداد سے بھی زیادہ مشرقی تھریس میں فوج بھیج رہے ہیں۔

ٹرکی کی اقتصادی حالت

لندن۔ ۵ جنوری۔ ٹرکی کی اقتصادی ترقی کے لئے ایک جماعت بنائی گئی ہے۔ جس کے پاس دو ہزار پونڈ سرمایہ ہوگا اگر ضرورت پڑی۔ تو اس سرمایہ میں اضافہ بھی کر دیا جائے گا۔ اس جماعت میں کثرت برطانی ممبروں کی ہوگی۔ پبلک کو اس کے حصوں میں شریک نہیں کیا جائیگا۔ اس جماعت کے ڈائرکٹر بنکوں کے معاملے میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ اس جماعت کا کام یہ ہوگا۔ کہ وہ دھاتوں تیل اور دیگر کیمیکل اشیاء کی پیداوار بڑھائے۔ اور ریلوے اور نہریں جاری کرے۔ اس جماعت کے ممبر ٹرکی اور مشرق قریبہ کی حکومت کے اقتصادی ایجنٹ اور ٹھیکہ داروں کی حیثیت سے کام کریں گے۔

سابق سلطان وحید الدین کی مکہ کو روانگی

مالٹا۔ ۵ جنوری۔ برطانی جنگی جہاز ایجکس سابق سلطان ٹرکی کو لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوگیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ نہر سویز میں انہیں دوسرے جہاز ایچ۔ ایم ایس کلیمانس میں منتقل کردیا جائے گا۔

فرانسیسی اخبارات کی رائیں

لاسین میں ترک نواز طرز عمل اختیار کیا جائے

پیرس ۵ جنوری۔ اتحادیوں کی کانفرنس کی ناکامی پر فرانس میں کسی قسم کے تعجب و حیرت کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اخبارات کا خیال ہے۔ کہ اس سے انگریزی فرانسیسی اتحاد پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار، مورخہ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۴ ار جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

اسلامی آداب

سلام کے متعلق ہدائتیں اور مسائل

سلام سنت ہے۔ اور سلام کا جواب فرض۔ اور اگر کسی قوم پر گذرے۔ اور اس کو سلام کرے۔ تو اس پر جواب واجب ہے۔ اور اگر اسی مجلس میں دوبارہ جائے۔ اور سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں ہے۔ لیکن مستحب ہے۔

افضل سلام یہ ہے۔ کہ بصیغہ جمع "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہے۔ اگر مسلم علیہ تنہا ہو۔ اسی طرح مجیب بھی جمع کے صیغہ میں جواب دے۔ تاکہ اس سلام وجواب میں ملائکہ بھی شامل ہو جائیں۔ ادنیٰ سلام "السلام علیکم" ہے اگر "السلام علیک" یا "سلام علیک" کہے جب بھی کافی ہے۔ اس کا ادنیٰ جواب "علیک السلام" "وعلیکم السلام" ہے۔ اور اگر واؤ حذف کردیں۔ تو بھی جائز ہے۔ لیکن بہتر واؤ کا شامل کرنا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ ایک شخص سرخ لباس پہن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آنحضرت نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ جو شخص سلام کے وقت غیر شرعی حالت میں ہو۔ وہ جواب کا مستحق نہیں ہے۔ جو شخص شطرنج کھیلنے میں مشغول ہو وہ بھی اس حکم میں ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ اس کو سلام کرے۔ تاکہ اسی قدر اس کو کھیل سے باز رکھے۔ اور ذکر میں مشغول کرے۔

اگر حمام میں داخل ہو۔ تو جو لوگ برہنہ ہوں۔ اُن کو سلام نہ کہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴)

سلام کی فضیلت اور ترک سلام کی وعید

حضرت عبد اللہ عمر وبن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آداب اسلام سے کونسی بات زیادہ اچھی ہے۔ فرمایا۔ تیرا کھانا کھلانا اور سلام کہنا آشنا و بیگانہ کو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلام حق اسلام ہے۔ نہ حق صحبت و دوستی، اس سے سلام کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے

جامع ترمذی میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے۔ بہشت میں نہ داخل ہو گے۔ جبتک ایمان نہ لاؤ گے اور پورے ایماندار نہ ہو گے۔ جب تک آپس میں محبت نہ پیدا کرو گے۔ کیا میں تمکو وہ کام نہ بتلاؤں۔ کہ جب اس کو کرو۔ تو آپس میں دوست بن جاؤ۔ آپسمیں سلام کرنا رائج کردو ایک حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ پہلے سلام کرنے والا غرور سے بیزار ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور "السلام علیکم" کہا۔ آنحضرت نے اس کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام فرمایا۔ پھر وہ شخص بیٹھا، حضرت نے فرمایا۔ اس شخص کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا شخص آیا۔ اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔ وہ شخص بھی بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اس شخص کے لئے بیس نیکیاں ہیں۔ پھر تیسرا شخص آیا۔ اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حضرت نے اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا۔ وہ شخص بھی بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اس شخص کے لئے تیس نیکیاں ہیں۔

انسان اور اُسکی کمزوریاں

عجائب زار ہستی کی یہ عجیب ترین مخلوق انسان طرح طرح کی متضاد اور مخالف قوتوں کا مجموعہ ہے۔ عالم کائنات میں اس کا سر جتنا بلند ہے۔ اتنا ہی عالم تخلیق میں وہ پست ہے۔ وہ اپنے آپ کو جسقدر قوی بضبوط اور اونچا جانتا ہے۔ اسیقدر وہ اپنی خلقی کمزوریوں کے لحاظ سے ضعیف وناتوان اور نیچا ہے۔ بے شبہ اس کی عقلی ذہنی اور دماغی قوتوں کا تعلق سب سے بالاتر ہے۔ لیکن اس کے اس تفوق کی عمارت کچھ ایسی بنیادوں پر قائم ہے۔ کہ ذرہ سی ٹھیس عمارت کو تہ وبالا کردے سکتی ہے ایک انسان جو آج سوسائٹی میں اپنی اخلاقی فضیلتوں کے باعث نامور اور قابل تعریف ہے۔ کل وہ ایک معمولی سی غلطی پر سب کی آنکھوں میں کھٹکنے لگتا ہے۔ اس کی طرف انگلیاں اٹھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ شرم وندامت سے اپنے ہم جلیسوں میں سر نہیں اٹھا سکتا۔

مذہبی طور پر اس کی کمزوریوں کی اصلاح دو طریقوں سے کیجاسکتی ہے۔ یا تو بیشمار برائیوں کے لئے بیشمار ممانعتیں اور ہدائتیں دیجائیں اور یا چند ایسی بنیادی برائیوں پر انسان کو مطلع کردیا جائے جنکی اصلاح سے سینکڑوں مقاصد کامیاب ہو جاتے۔ ذیل میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کو قرآن کریم نے خاص طور پر انسانی طبیعت کی کمزوریوں میں شمار کرایا ہے۔ اور جن کے متعلق بالیقین کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہماری معاشرتی کوتاہیاں اور نہ صرف ہماری آپس کی کوتاہیاں بلکہ ہمارے بہت سے وہ قصور جو متعلق بہ عبدیت ہیں انہیں کمزوریوں سے پیدا ہوتے ہیں اور اگر ہم اپنے مشغلوں اور سراپا تمنا وآرزو اوقات عمر عزیز میں سے چند لمحہ اپنی ان خلقی حالتوں پر غور کر لیا کریں تو بڑی امید ہے کہ ہمارے نفوس کی بہت سی برائیوں کا علاج ہو جائے اور اکثر ہمارے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑے۔ ایکدوسرے سے بدگمانی اور ذات باری تعالےٰ کے متعلق بہت سی بے ادبیوں کا خاتمہ ہو جائے۔

یہی انسان کی کمزوری ہے۔ جو گناہوں کا سرچشمہ برائیوں کی بنیاد اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔

دوسری حیثیت میں آکر انسان کے لئے پیغام رحمت۔ وسیلہ عفو اور آیت تخفیف "یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفاً" خدا چاہتا ہے۔ کہ تمہارے بار کو ہلکا کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے

انسان اپنی اصلی حالت میں

انسان کو اگر تعلیم وتربیت سے علیحدہ کردیا جائے تو وہ محض ایک مستقیم القامت حیوان باقی رہجائیگا۔ اکبر نے گنگ محل بنا کر فطرت انسانی کا جو تجربہ کرنا چاہا اگر وہ تاریخی تحقیقات سے ثابت ہے تو اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اسیطرح محض علم و عقل پر اگر اس کی حیات اور زیست کا مدار رہے تو اس کے الحاد اور سرکشی کا وہ عالم ہوگا۔ جسکا نمونہ قریب قریب ساری یورپ میں نظر آرہا ہے۔ ہاں وحی والہام کی آبیاری فطرت

بقیہ بر صفحہ نمبر ۱ کالم ۱

دار البیان ... باہتمام میاں فیروز الدین ... چھپا اور ... نے دفتر ... لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۲۶ رجمادی الاول سنہ ۴۲ھ | نمبر ۲۱

جرمنی میں تبلیغ اسلام

گذشتہ اشاعت میں ہم اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ سپرد قلم کر چکے ہیں۔ لیکن آج اس پر ذرا تفصیل سے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کیونکہ ایک صاحب نے جن کا نام محمد عبدالغفار الخیری ہے۔ ۱۱ رجنوری کے زمیندار میں ایک طویل مراسلت لکھتے ہوئے بعض سخت الزام ہم پر لگائے ہیں۔ صاحب مراسلت کے انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مولوی عبدالجبار صاحب الخیری کے ہواخواہوں میں سے ہیں۔ جن کے متعلق یہ مشہور ہو رہا ہے۔ کہ وہ دو سال سے برلن میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ مضمون نگار صاحب کا مطلب اگر محض مولوی عبدالجبار صاحب کی وکالت کا حق ادا کرنا ہی ہے۔ تو اس سے ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے۔ اور غالباً صاحب مضمون بھی باوجود ہم سے سخت تعصب کے اسکا اقرار کریں گے۔ کہ ہم چالیس سال سے مسلمانوں کو دعوت اسلام کی خدمت کیطرف بلا رہے ہیں۔ ہماری جماعت کی نمایاں خصوصیت یہی ہے کہ ہم اسلام کی تمام کامیابیوں کو اشاعت و دعوت اسلام سے وابستہ یقین کرتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی صاحب اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ تو ہمیں اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے ہم تو ان لوگوں کی خدمات کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ جو مسلمان نہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک محترم دوست جن کا مضمون اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ پنڈت دیانند کے خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بت پرستی کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اب مولوی عبدالجبار صاحب تو خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ وہ اگر اشاعت اسلام کریں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمیں ان کے خدمات کا (بشرطیکہ کچھ ہوں) ہمیشہ اعتراف ہوگا۔ اور ہم ان کے لئے دست بدعا ہوں گے۔ نیک کام میں اعانت کرنا۔ قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اس لئے ہم تو مولٰنا عبدالجبار کی امداد سے کسی کو نہیں روکتے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ عبدالغفار صاحب باوجود مسلمان ہونے کے ہمارے نیک کام میں روڑا اٹکانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہمیں چندہ نہ دینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس ایک ہی بات سے ان کی قلبی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔

اس فرد قرارداد جرم میں جو عبدالغفار صاحب کی عدالت سے ہم پر لگی ہے۔ سب سے سنگین جرم یہ ہے۔ کہ ہم وفات مسیح کے قائل ہیں۔ چنانچہ تجاہل عارفانہ کے انداز سے ارشاد ہوتا ہے "کون مسلمان عقائد باطلہ مثل ممات حضرت عیسٰے علیہ السلام وغیرہ کی اشاعت کے لئے مدد کرے گا"۔ کاش مولٰنا عبدالغفار صاحب ان الفاظ کے لکھتے وقت یہ سوچا ہوتا کہ ان کا وار کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ بظاہر انہوں نے ہمیں "عقاید باطلہ" کی تلقین کرنے والا بتا کر دل خوش کر لیا لیکن غالباً ان کو یہ معلوم نہیں کہ امت مسلمہ میں بہت سے اکابر وفات مسیح کے قائل ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمۃ کے متعلق تو معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ قال مالك مات عيسٰی یعنے امام مالک کا مذہب یہی ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ دوسرے آئمہ کبار اس مسئلہ پر خاموش ہیں جس سے یہی استنباط ہوتا ہے کہ وہ بھی حضرت امام مالک سے متفق تھے۔ خود صحابہ کرام کی وہ پاکباز جماعت جس کی تعلیم و تزکیہ آنحضرت صلعم کے ہاتھ سے ہوا۔ اسی پر متفق تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیا فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حضور کی وفات کے معاً بعد جب حضرت عمرؓ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فوراً کھڑے ہو کر مسجد نبوی میں ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الآیۃ یعنے محمد رسول اللہ صلعم محض ایک رسول تھے۔ اور ان سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اس استدلال سے تمام صحابہ کرام مطمئن ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین کا سامان ہونے لگا۔ اسوقت کسی صحابی نے یہ نہ کہا کہ حضرت عیسٰےؑ تو زندہ بیٹھے ہیں اس لئے یہ استدلال (نعوذ باللہ) غلط ہے لیکن آج مولوی عبدالغفار خیری جیسے بزرگ اسقدر دل گردہ رکھتے ہیں۔ کہ وفات مسیح کے قائلین کو نہایت بلند آہنگی سے "عقاید باطلہ" کی پیروی کرنے والا بتاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر حضرت امام بخاری جن کی خدمت اسلام کے سامنے بڑے بڑے اکابر کی گردنیں جھک جاتی ہیں اپنی صحیح میں متوفیك کے معنے ممیتك لکھتے ہیں۔ اور اپنا مذہب یہی ظاہر کرتے ہیں۔ کیا مولوی عبدالغفار صاحب ان کے خلاف بھی یہی فتوے صادر کریں گے۔ جو آپ نے ہمارے خلاف صادر کیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ محض ہماری مخالفت میں لوگ اسقدر دور نکل جاتے ہیں۔ کہ گویا اسلام اور آئمہ اسلام سے کچھ تعلق ہی نہیں رہتا۔

خیر یہ تو علیحدہ بحث ہے۔ لیکن یورپ میں تبلیغ اسلام سے اس مسئلہ کو گہرا تعلق ہے۔ وہاں لوگ عیسائی ہیں۔ جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی الوہیت راسخ ہو چکی ہے۔ اب اگر جیسا کہ مولوی عبدالغفار صاحب نے لکھا ہے۔ وہاں بھی حیات مسیح کے مسئلہ ہی کا وعظ کیا جائے۔ تو گویا ہم اپنے منہ سے عیسائیت کی تائید کریں گے۔ بھلا وہ وجود جو دو ہزار برس سے چوتھے آسمان پر خدا کے پاس بیٹھا ہے۔ زیادہ قابل عزت واحترام ہے۔ یا وہ جو تیرہ سو سال سے زمین کے نیچے محو خواب ہے۔ صد ہزار افسوس ہے۔ اس قسم کی کٹ حجتی کرنے والوں پر جو نہ عقل سے کام لیتے ہیں۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا پاس کرتے ہیں۔ بلکہ محض اپنی خواہشات باطلہ کا تتبع کئے جاتے ہیں۔ کیا یورپ میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عزت قائم کریں گے۔ کہ وہ تو مدت ہوئی فوت ہو چکے ہیں۔ مگر حضرت عیسٰےؑ اب تک خدا کے پاس زندہ کالان کما کان بیٹھے ہیں۔ اور پھر زمین پر رفع فساد اور اصلاح خلق کے لئے نزول فرمائیں گے۔ ان ملاؤں سے کوئی پوچھے کہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ہم کس طرح عیسائیوں کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت دے سکتے ہیں۔ زندہ نبی بلکہ خدا تو حضرت عیسٰے ہوئے۔ کیا زندہ نبی کے ہوتے ہوئے وفات یافتہ نبی کا نام پیش کیا جائے۔ اگر مولوی عبدالغفار صاحب اور ان کے دوست مولوی عبدالجبار صاحب خیری اس قسم کی تبلیغ اسلام یورپ میں کرنا چاہتے ہیں تو اسکی حقیقت معلوم ہوتا یہی رہے۔ کہ مضمون نگار صاحب نے تمام مضمون نکتہ چینی کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ اور مولوی عبدالجبار صاحب کا کوئی تبلیغی کارنامہ نہ بتا سکے۔ اور نہ ہی یہ معلوم ہوا کہ دو سال کے عرصہ میں کسقدر عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔

غلط الزامات

مراسلہ نگار نے اپنے مضمون کے بعض حصوں میں ہم پر نہایت رکیک حملے کئے ہیں۔ کاش وہ اشاعت اسلام کے مقدس کام کی ہی جس کے وہ مدعی ہیں کچھ عزت کرتے۔ اور اپنی تحریر میں اس مذاق کی جھلک نہ دکھاتے جس سے نفسانیت کی بو آتی ہو۔ مثلاً وہ برلن میں تعمیر مسجد کی تحریک جو ہماری طرف سے شائع ہوئی ہے۔ "مسجد ضرار" کی مرادف قرار دیتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد تعمیر کرتا ہے جنت میں اس کے لئے مکان بنایا جائے گا۔ کاش یہ لوگ زبان سے ایسے [illegible] اور ناروا الزامات نکالنے سے پہلے اپنے دل کی کیفیت کو تو دیکھ لیا کریں مسجد ضرار کے متعلق تو خدا تعالٰے کی خاص وحی نے متنبہ کر دیا۔ کیا برلن میں ہماری مسجد کے متعلق بھی مضمون نگار کو اس قسم کے اعلام الٰہی کا الہام ہے؟ کسقدر شرم کا مقام ہے۔ مناع للخیر کا کام کرتے ہوئے دعوے اسقدر بلند کیا جاتا ہے۔ کہ گویا اپنے مقام کو آنحضرت صلعم کے مقام کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر الزام ہم پر لگایا جاتا ہے۔ کہ "لاہوری گروہ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ مگر تمام صفات نبوت مثل وحی وغیرہ سے متصف مجتہد مانتا ہے" ؎

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق

داوری دارم بسے یا رب کرا داور کنم

پھر مضمون نگار نے نہایت دیدہ دلیری سے یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری طرف سے جو تحریک مسجد شائع ہوئی ہے۔ وہ در اصل مسجد کے لئے نہیں بلکہ مکان کے لئے ہے۔ اسکے متعلق ہم صرف یہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ هذا بهتان عظيم۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہم برلن میں مسجد ہی بنوانا چاہتے ہیں۔ ہاں مسجد کے ساتھ جیسا کہ دستور ہے۔ امام مسجد اور اس کے رفقاء کے لئے مکان بھی ہونا چاہئے اس بات کو توڑ موڑ کر یہ بیان کرنا کہ ہم صرف مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ اور مسجد کا نام صرف چندہ لینے کی غرض سے لیتے ہیں۔ ان ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو پرلے درجے کے کج طبع ہوں۔ افسوس ہے مراسلہ نویس صاحب اپنے نام کے ساتھ تو "خیری" لکھتے ہیں لیکن ان کے اس مضمون کے ہر لفظ سے ہماری بدسگالی ٹپکتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہم نے کوئی نیا مذہب تراشا ہے۔ اور اس کی اشاعت کرتے ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ ہم بھی تمام ائمہ دین کی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ بلکہ اس چودھویں صدی کے امام کو بھی مانتے ہیں جس کے ماننے کی توفیق خیری صاحب کو اب تک نہیں ملی۔ ہم اس امام کو نبی نہیں مانتے نہ اس کی وحی کو وحی نبوت قرار دیتے ہیں وہ بھی وحی ولایت ہے سو وہ اس امت میں جاری ہے۔ اور اس پر تمام اکابر امت کا اجماع ہے۔ لیکن تم یہ بتاؤ جب تمہارا مزعوم مسیح آسمان سے اترے گا۔ تو کیا وہ نبی ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا نبوت سابقہ سلب ہو جائے گی؟ کیا کوئی اور نبی بھی دنیا میں ہوا ہے۔ جس کی نبوت کسی وقت سلب ہو گئی ہو؟ یا یہ خصوصیت بھی تمہارے حضرت مسیح ہی کو حاصل ہے؟ اور اگر وہ محض امتی ہوگا۔ تو اسے وحی ولایت بھی ہوا کرے گی یا نہیں؟

اخیر میں ہم مضمون نگار صاحب کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ان کو اشاعت اسلام کا شوق ہے تو وہ شوق سے اس کار خیر میں حصہ لیں۔ مسلمانوں کو اسکی طرف متوجہ کریں۔ لیکن نیک کام سے روکنے والے نہ بنیں۔ ہم خلوص دل سے اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ خدا ہماری نیتوں کو جانتا ہے۔ کہ وہ عليم بذات الصدور ہے۔ لیکن جو لوگ اس نیک کام میں ہمارے مزاحم ہوں گے۔ وہ خدا کے فضل سے عنقریب دیکھ لیں گے۔ کہ ان کے منہ کی پھونکوں سے یہ نور بجھ نہیں سکتا۔ واللہ متم نورہ۔

کیا ساڑھے چار لاکھ مسلمان ہندو ہونے کو تیار ہیں؟

معاصر کیسری اکاش بانی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ صوبجات متحدہ میں ایک راجپوت قوم آباد ہے۔ اورنگزیب کے عہد میں وہ راجپوت مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اب بھی کئی رسم و رواج اور نشانات ان میں ہندوؤں کیطرح پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ سر پر چوٹی رکھتے ہیں۔ نام ہندوؤں جیسے ہیں۔ گائے کا گوشت نہیں کھاتے وغیرہ وغیرہ۔

انہوں نے کئی دفعہ ہندوؤں سے درخواست کی کہ انکو ہندوؤں میں شامل کر لیا جائے لیکن ہندوؤں نے اُن کی آج تک نہ سنی۔ اب کشتری مہا سبھا کا شاہپور کے راجہ سرنا ہر سنگھ کے زیر صدارت آگرہ میں اجلاس ہوا تھا۔ وہاں یہ ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو گیا کہ ان ساڑھے چار لاکھ راجپوتوں کو پھر شدھ کر لیا جائے۔

اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو ہمیں مسلمانوں کی غفلت پر رونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے ان نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کا کچھ انتظام نہ کیا۔ اور وہ باوجود اسلام قبول کرنے کے عملی طور پر ویسے ہندو کے ہندو ہی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ پھر ہندو ہونا چاہتے ہیں۔ اگر وہ اسلام کی تعلیم سے واقف ہوتے تو کبھی شرک کو توحید پر ترجیح نہ دیتے۔ دوسری طرف ہندوؤں کی سرگرمی قابل رشک ہے۔ کہ باوجودیکہ ان کا مذہب اس قسم کی تبدیلی مذہب کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ ان کو شدھ کر لینے کے لئے تیار ہیں۔

چونکہ یہ سارا معاملہ ابھی تک تصدیق طلب ہے اس لئے ہماری انجمن کیطرف سے مبلغ بھیجنے کا انتظام ہو رہا ہے کہ وہ صحیح حالات کا پتہ لگائیں۔

حکومت انگورہ اور اشاعت اسلام

یہ خبر تمام اسلامی دنیا میں نہایت خوشی سے سنی جائیگی کہ حکومت ملیہ ترکیہ بھی اشاعت اسلام کے لئے سرگرم سعی ہے۔ اور اس نے حال ہی میں ایک مجلس علماء کی تنظیم و ترتیب کا فیصلہ کیا ہے۔ جسکا نصب العین محض دعوت و تبلیغ اسلام ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور مجلس منعقد کی گئی ہے جسکا کام یہ ہو گا۔ کہ زمانہ حال کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر مسائل دینی پر تفقہ کرے۔ اور مختلف مسائل جنکے متعلق آرا میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ فتوے تیار کرے۔ اس خبر پر نیر الیسٹ (مشرق قریب) رائے زنی کرتا ہوا یہ امید ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس سے تمام عالم اسلام میں نہایت خوش آیند نتائج مترتب ہونگے۔ اور تمام اسلامی دنیا میں مذہبی عصبیت کی لہر دوڑ جائے گی۔ اگرچہ "نیر الیسٹ" نے ساتھ ہی تعریضی پہلو بھی نکال لیا ہے۔ کہ چونکہ مجلس علماء کے صدر شیخ عبد العزیز مقرر ہوئے ہیں۔ جو مذہب سے زیادہ فوجی نظم و نسق میں ماہر ہیں اس لئے خطرہ ہے۔ کہ یہ مجلس بھی کہیں فوجی کاموں میں مصروف نہ ہو جائے

حکومت انگورہ نے اسوقت تمام عالم میں اپنی تلوار ہی کا لوہا نہیں منوایا۔ بلکہ امور انتظامی میں اس کی قابلیت کا اعتراف اکناف و اطراف عالم میں ہو رہا ہے۔ اشاعت اسلام کی اہمیت کو بھی حکومت انگورہ خوب سمجھتی ہے۔ اور اسے سیاسیات سے ہمیشہ الگ رکھنا چاہتی ہے۔ چنانچہ لندن میں ہمیں حکومت انگورہ کے ایک رکن رکین بکر سامی بے سے ملاقات کا اتفاق ہوا اور باتیں ہوئیں۔ تو محدوح نے اشاعت اسلام کی اہمیت اور ہماری ناچیز کوششوں کا کھلے الفاظ میں اعتراف کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ حکومت انگورہ بھی اشاعت اسلام کا انتظام کرنا چاہتی ہے۔ ہم خوش ہیں۔ کہ یہ خواہش اب عملی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے بعد جب بکر سامی بے مسجد ووکنگ میں نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک مختصر سی تقریر فارسی زبان میں کی۔ اور اس میں اس بات کو نہایت زور سے بیان کیا۔ کہ مذہب کو سیاست سے علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ اس لئے ہمیں توقع نہیں کہ شیخ عبد العزیز صدر مجلس علماء اس قسم کی غلطی کا ارتکاب کریں۔ یہ محض "نیر الیسٹ" کی خوش فہمی ہے۔

"مجدد خلافت" و مجدد اسلام

۱۹۲۲ء کی ابتدا اگر اس اہم واقعہ سے ہوئی ہے کہ ڈاکٹر اقبال سر ہو گئے۔ تو ۱۹۲۲ء کا اختتام بھی اسی قسم کے ایک نہایت ہی اہم واقعہ پر ہوا ... کہ غازی مصطفیٰ کمال کو خلافت کانفرنس کی طرف سے ... خطاب ملا ...

کہ ان کی خدمات ملکی و ملی کے صلہ میں "مجدد خلافت" کا خطاب عطا ہوا۔ اس میں کلام نہیں کہ غازی ممدوح نے خلافت ترکیہ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اور اسلام کی شان و شوکت قائم کرنے میں بہت حصہ لیا ہے اس لئے مسلمانان ہند اگر ان کی قدر کرتے ہیں تو بجا ہے۔ لیکن "مجدد خلافت" کی بجائے ان کو "ناصر خلافت" یا "حامی خلافت" کہا جاتا۔ خلافت کو خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنی طرف ہی منسوب کیا ہے۔ اور اس کی تجدید بھی اسی کیطرف سے ہونی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہم خلافت کانفرنس کے ارباب بست و کشاد سے یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب خلافت کے لئے ایک "مجدد" کی ضرورت پیش آئی۔ تو کیا خود اسلام کے لئے بھی کسی مجدد کی ضرورت ہے۔ یا نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے مخالف اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ اسلام کو مجدد کی کیا ضرورت ہے اور حدیث مجدد نعوذ باللہ وضعی ہے۔ ساقط الاعتبار ہے۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ یہ لوگ اب اپنے منہ سے وہ الفاظ بولتے ہیں۔ جن کی وہ تردید کرتے رہتے ہیں۔

جاپان کو دعوت اسلام

سوالات اور ان کے جوابات

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح ۷ار دسمبر ۱۹۲۲ء)

پہلا سوال

تمہارے مذہب میں خدا کا مفہوم کیا ہے

اسلام توحید پر زور دیتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ تمام معبودوں سے دست بردار ہو کر وحدہٗ لا شریک پر ایمان لائیں۔ اسلام کسی غیر اللہ کو خدائی کارخانہ میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کا خدا کسی مخلوق کے گناہوں کے کفارہ کے لئے یا گنہگاروں کی ہدایت کے لیے خدائی جامہ اتار کر اور انسانی لباس میں ملبس ہو کر دنیا میں مبعوث نہیں ہوتا۔ اسلام میں خدا انسان نہیں بنجاتا۔ بلکہ انسان ترقی کرتے کرتے سرحد الوہیت تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ خدا نہیں بنجاتا بلکہ وہ صفات الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ اسی کو اصطلاح تصوف میں فنا فی اللہ کہا جاتا ہے مولنا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں اسی کیطرف اشارہ کیا ہے۔ ع

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود + گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

"اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ کسی کو جنا۔ نہ کسی سے جنا۔ اور نہ کوئی اسکا ہمسر ہے"۔ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے قائم ہے۔ جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اسی کا ہے۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔ اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کون سفارش کر سکتا ہے۔ وہ خلقت کے سامنے اور پیٹھ پیچھے کا حال سب جانتا ہے۔ لوگ اس کے علم میں سے کسی بات پر احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ خود چاہے آسمان اور زمین اسکی چوکی میں سما رہی ہیں۔ اور وہ ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں اور وہ عالی قدر عظیم الشان ہے"۔ (سورہ اخلاص و آیۃ الکرسی)

مندرجہ بالا آیتوں سے اسلام کے خدا کا مفہوم سمجھ میں آ سکتا ہے۔ توحید کی تعلیم نے مسلمانوں میں سلف ریسپکٹ یعنی خودداری کی اسپرٹ پیدا کر دی ہے۔ ایک مسلمان کسی فانی شئے کے سامنے اپنا سر خم نہیں کر سکتا۔

خدا کی جو ننانوے صفات ہیں۔ وہ صرف تسبیح کے دانوں پر پھیرنے کے ... نہیں ... ہم کو اپنے میں پیدا کرنی چاہئیں۔ اگر خداوند کریم کی صفت رحیمیت کی ہے۔ تو ہمکو بھی اس صفت سے متصف ہونا چاہیئے۔ اگر وحدہٗ لا شریک غفار ہے حلیم ہے۔ کریم تو ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے میں علم، کرم اور عفو پیدا کریں۔ چنانچہ اسلام میں خدا کا مفہوم نہایت ہی سہل اور بے حد آسان ہے۔ اس میں نہ تثلیث کی بھول بھلیاں ہے۔ اور نہ اوتار کا ناقابل فہم پیچیدہ مسئلہ لا الٰہ الا اللہ میں اسلامی خدا کا مفہوم مضمر ہے۔

دوسرا سوال

تمہارے مذہب کو دوسرے مذاہب پر کیا تفوق ہے

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکو عالمگیر مذہب ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اسلام دنیا کی تمام قوموں کی اصلاح کے لئے آیا۔ اسلام کی تعلیم صرف ساتویں صدی کے لئے نہیں تھی۔ اسلام عرب کے لئے مخصوص نہیں تھا۔ وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس۔ آنحضرت تو دنیا کی رہبری کے لئے آئے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کی تعلیمات تو ہر قوم۔ ہر ملک اور ہر صدی کے لئے یکساں طور پر مفید ہیں۔ جس طرح سے قرون اولیٰ کے مسلمان تعلیمات اسلام پر عامل ہو کر بام رفعت پر پہنچے تھے آج بھی اگر وہ چاہیں تو اسی طرح ترقی کے اعلےٰ مدارج پر پہنچ سکتے ہیں۔ مذہب یہود تو اولاد ابراہیم کا مخصوص ورثہ تھا۔ حضرت یحییٰ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو جمع کرنے آئے۔ ہندو مذہب برہمنوں کی ملکیت تھی۔ اور بدھ مذہب ہندو مذہب کی اصلاح کے لئے آیا۔ چنانچہ یہ تمام مذاہب کسی خاص قوم۔ ملک اور صدی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آئے۔ کسی نے بھی اپنے . . . . عالمگیر ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ جب ان کی یہ حالت ہے تو وہ ہر قوم ملک اور صدی کے لئے مفید اور کار آمد نہیں ہو سکتے۔ آج دنیا کی کوئی قوم اپنے مذہب کی تعلیمات پر عامل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ موجودہ ضروریات کے خلاف ہیں۔ آج اگر اہل بدھ مت رہبانیت پر کاربند ہو جائیں تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ اگر ہندو چھوت چھات پر سختی سے عمل کرنے لگیں۔ تو اسکا نتیجہ جو ہو گا۔ وہ ظاہر ہے عیسائی اگر بائبل کی اس تعلیم پر کہ "اگر کوئی اس گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسرا گال بھی پھیر دو"۔ عمل کرنے لگیں۔ تو دنیا میں امن قائم رکھنا سخت دشوار ہو گا۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اپنے پیرؤوں کو مذہب سیاست۔ اخلاق تمدن وغیرہ کے متعلق بہترین تعلیم دیتا ہے۔ اب میں کلام مجید سے چند آیتیں نمونۃً پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ اسلام کن باتوں پر زور دیتا ہے۔ اور اس کی تعلیمات کیا ہیں۔ تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دے دیا۔ کہ لوگو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور والدین کے ساتھ حسن و سلوک سے پیش آنا۔ اگر والدین میں کا ایک یا دونو تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں۔ تو ان کے آگے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا۔ اور ان سے کچھ کہنا سننا ہو۔ تو ادب کے ساتھ کہنا سننا۔ اور محبت سے خاکساری کا پہلو ان کے آگے جھکائے رکھنا۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا۔ کہ اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے پالا ہے۔ اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم کیجیو۔ .... رشتہ دار اور غریب اور مسافر ہر ایک کو اس کا حق پہنچاتے رہو۔ اور دولت کو بے جا مت اڑاؤ۔ کیونکہ دولت کے بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے۔ اور اگر تم کو اپنے پروردگار کے فضل کے انتظار میں جس کی تم کو توقع ہو۔ بمجبوری ان غربا سے منہ پھیرنا پڑے۔ تو نرمی سے ان کو سمجھا دو اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑو کہ گویا گردن میں بندھا ہے۔ اور نہ بالکل اسکو پھیلا ہی دو۔ ایسا کرو گے تو تم ایسے بیٹھے رہ جاؤ گے کہ لوگ ... ملامت کریں ... اور ... تہی دست ہو جاؤ گے۔

افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔ اولاد کا جان سے مارنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ اور زنا کے پاس ہو کر بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بیحیائی ہے۔ اور بہت ہی بُرا چلن ہے۔ اور کسی کی جان کو جسکا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ ناحق قتل نہ کرنا......

...... جب یتیم اپنی جوانی کو نہ پہنچ لے۔ اس کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسی طرح پر کہ یتیم کے حق میں بہتر ہو۔ اور عہد کو پورا کیا کرو۔ کیونکہ قیامت میں عہد کی باز پرس ہوگی۔ اور جب ماپ کرو تو پیمانے کو پورا بھر کر دیا کرو۔ اور تول کر دینا ہو تو ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولا کرو......

جس بات کا تجھکو علم نہیں اٹکل پچو اس کے پیچھے نہ ہو لیا کر...... اور زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر۔

(سورہ بنی اسرائیل ۳-۴)

مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں......... مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ (سورہ نور - ۴)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں......... اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں......... آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایکدوسرے کو نام دھرو۔ ...... مسلمانو! بہت شک کرنے سے بچے رہو۔ ...... اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو۔

(سورہ الحجرات)

المختصر قرآن مجید معلم اخلاق ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب ہے۔ جو اس قسم کی تعلیمات پیش کرتا ہو؟ ان کے بغیر نہ کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے۔ اور نہ کوئی سوسائٹی قائم رہ سکتی ہے۔ تہذیب و تمدن۔ اخلاق شائستگی وغیرہ انہیں پر قائم ہیں۔ الغرض اسلام کی خوبیاں دیکھنا ہو تو کلام مجید کا مطالعہ کرو۔ ہاں اس کے حسنات اسوقت آپ کو نظر آئیں گے جبوقت آپ خالی الذہن ہو کر اور تعصب کی عینک اتار کر اسکا مطالعہ کریں گے۔ یورپ کے بڑے بڑے عقلاء و فلاسفر بھی اسلام کی توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ اسلام کی تعلیم جسطرح ایک نیم وحشی عرب کو مطمئن کر سکتی ہے۔ اسیطرح یورپ کا ایک باشندہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تعلیمات اسلامی جس طرح ساتویں صدی میں عربوں کے لئے آبحیات کا کام کیا۔ اسی طرح بیسویں صدی کی مہذب قومیں ان پر عامل ہو کر منتہائے کمال کو پہنچ سکتی ہے۔ (باقی)

مراسلات

آریہ سماج اور ہم
ایک اہم تجویز

ہنود کا ایک فرقہ جسکی بنیاد پنڈت دیانند صاحب نے رکھی ہے اپنے کو آریہ کے نام سے موسوم کرتا ہے جس وقت مختلف مذاہب ہندوستان کا تصادم موجودہ یورپین تعلیم سے ہوا جسنے کہ یورپ میں عیسائیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ تو پنڈت صاحب دیانند جی نے ہندو مذہب کے لئے اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے ویدوں کی بعض شرتیوں سے اپنے مطلب کے مطابق معنے نکال کر آریہ مت کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح یہ آریہ مت اصل میں کوئی پرانا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ پنڈت دیانند صاحب کی اختراع ہے۔ اسلئے اس کو اگر آریہ مت کی بجائے دیانند مت کہا جائے تو بہت بجا ہوگا۔ پنڈت دیانند صاحب نے جہاں اپنے ہندو مذہب کے بچانے کی کوشش میں ویدکی شرتیوں کو بہت توڑا مروڑا۔ وہاں اپنے قوم کے نوجوانوں کے دلوں میں دوسرے مذاہب سے نفرت پیدا کرنے کے لئے ان کی صداقتوں کو بھی توڑ مروڑ کر ان کے سامنے پیش کیا۔ اور کل مذاہب کے پاک لوگوں پر ایسے بیجا حملے کئے کہ جو عامی اخلاق کے لئے بھی قابل افسوس ہوتے ہیں اور اس طرح اپنی قوم میں پاک لوگوں پر دریدہ دہنی کرنے کی عادت پیدا کر دی۔ اور اس قوم میں پنڈت لیکھرام جیسے گالیاں نکالنے والے واعظ پیدا ہو گئے۔ جن کی زبان ہی چھری بنکر ان کے قتل کا موجب ٹھہری اور وہ ہمارے مذہب اسلام کی صداقت اور ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برگزیدہ خدا ہونیکا ثبوت اپنی موت میں دے گئے اور آریہ مت کے ابطال اور اسلام کے دین حقہ ہونے پر قیامت تک یہ نشان چھوڑ گئے۔

اسی طرح پاک لوگوں کو جن کی عزت کروڑہا انسان کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے گالیاں دیکر ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند صاحب نے ہندو مسلم اتحاد کی گردن پر ایسی تیز چھری چلائی کہ آج تک اس میں زندگی کی روح باوجود طرح طرح کی کوششوں کے واپس نہ آسکی۔ اس طرح پنڈت صاحب نے ہندوستان کی قومی زندگی کو بالکل تباہ کر دیا۔ اور ناقابل تلافی نقصان پہنچایا اور یہ ایسا نقصان ہے کہ جب تک آریہ سماج کا یہ گندا لٹریچر موجود ہے مسلمانوں اور ہندوؤں کا آپس میں ایک جان ہو کر کام کرنا ناممکن امر ہو گیا ہے۔ بھلا جو قوم حضرت کرشن علیہ السلام اور جناب رامچندر جی مہاراج جیسے پاک انسانوں کو بھی جو ان کی قوم کے برگزیدہ انسان گذرے ہیں اور جنکی عزت کروڑہا دلوں میں مرکوز ہے نہیں چھوڑتی۔ اس سے ایک حضرت کرشن اور رامچندر جی کا پوجاری کس طرح صلح کر سکتا ہے پس اگر آج ہندو مسلم اتحاد کسی کو قایم کرنا مقصود ہے تو سب سے پہلے ان کا فرض ہے کہ اس لٹریچر کو ہندوستان کے صفحہ ہستی سے معدوم کر دے پس میں ان محب وطن آریوں کی خدمت میں التماس کرتا ہوں جن کو کہ یہ یقین کامل ہے کہ بغیر ہندو مسلم اتحاد کے ہندوستان کی نجات نہیں جس نجات کے حصول کے لئے آریہ مت تجویز کیا گیا کہ وہ اپنی کوئی کونسل کر کے ایسے لٹریچر کو جو خدا کے برگزیدوں کو بُرا بولنے والی ہے۔ اپنی کتابوں سے نکلوا دیں اور اس طرح اپنی برادری اور قوم پر اور کل ہندوستان پر احسان کریں۔

پنڈت دیانند صاحب کی خدمت کا اعتراف

اس غلطی کے مقابل ایک بڑی بھاری اصلاح جو کہ پنڈت دیانند صاحب نے کی۔ اور جس کے لئے ہم جتنی ان کی تعریف کریں تھوڑی ہے وہ یہ تھی کہ ایک بُت پرست قوم کو جس نے کہ کروڑہا خود اپنے ہاتھوں کے گھڑے اور ان گھڑے پتھروں کو خدا شمار کیا تھا۔ اپنی جگہ سے ہلا دیا۔ اور توحید کی طرف ان کو بلایا۔ کروڑہا انسان کے بچوں کو جو شیولنگ جیسے بتوں اور اندام نہانی کے پوجنے والے ہوں۔ توحید کی جانب متوجہ کرنا کوئی چھوٹا کام نہیں اور ایک انصاف پسند انسان کا فرض ہے کہ پنڈت دیانند صاحب کی اس خدمت کا اعتراف کرے۔ خواہ وہ توحید جس میں بُت پرستی سے نکالکر اسنے اپنی قوم کو ڈالا ہو کتنی ہی ناقص کیوں نہ ہو۔ لیکن ایک جگہ مضبوطی سے گڑے ہوئے قدموں کو اکھاڑنا اور ایک نیک امر کی طرف ترغیب دینا یہ وہ کام ہے جو اللہ تعالے اپنے بڑے خاصان سے لیا کرتا ہے۔ جو مصلحین قومی خدا کی جانب سے نہیں ہوتے ان کے کاموں میں نقص ہونے ضروری ہوتے ہیں۔ لیکن بُت پرستی سے نکالنا اور توحید کے میدان میں لانا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اسکے مقابل خواہ کتنے بڑے نقص ہوں۔ ان پر درگذر کرنا پڑتا ہے ایک خدا بھی ہو اور وہ قادر مطلق نہ ہو بلکہ روحوں اور مادہ کا محتاج ہو۔ ایک خدا بھی ہو۔ اور وہ مالک نہ ہو کیسی کو بغیر اس کے عمل کے ایک پیسہ بخش نہ سکتا ہو۔ ایک خدا بھی ہو۔ اور وہ خالق نہ ہو بلکہ محض جوڑ توڑ کرنیوالا ہو۔ ایک لامحدود طاقتوں والا خدا بھی اور پھر لامحدود مخلوقات پیدا نہ کر سکتا ہو۔ ایک بولنے والا خدا بھی ہو اور پھر وہ گونگا بھی ہو جاوے یہ وہ نقص ہیں جو کہ کامل توحید تک ایک آریہ کو پہنچا نہیں سکتے۔ اور اس خدا سے ملا نہیں سکتے جو کہ انہیں ہو لا کی آواز دیکر ایک مسلمان کو حق الیقین کے درجہ کمال تک پہنچا سکتا ہے۔ لیکن مذہب [illegible] قوم کو توحید کی

طرف لانا کوئی چھوٹا کام نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم نبی ہے۔ اور وہ اپنی قوم کو توحید کا سبق سکھلاتا ہے لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھوڑی سی غیر حاضری میں پھر بچھڑا پوجنے لگتے ہیں۔ ایک بت پرست کے گھر میں پیدا شدہ انسان اگر بُت پرستی چھڑا کر تھوڑا بھی توحید کی طرف اپنے قدم کو لے آوے کہ وہ موحد ہونے کے مدعی ہو جاویں تو اس نے بڑا کام کیا۔

عیسائیت کی تردید میں عیسائیوں کی امداد

پنڈت دیانند صاحب نے ہم مسلمانوں کے کام کو اسی طرح نہایت آسان بنا دیا ہے۔ جس طرح یورپ کے فلسفہ نے عیسائیت کے قلع و قمع کر کے ان کو اسلام قبول کرنے کے لئے طیار کر دیا ہے ہم مسلمانوں کو پنڈت صاحب کا بہت ہی مشکور ہونا چاہیئے کہ انہوں نے ہمارے لئے ایک ایسی کھیتی تیار کر دی ہے کہ تھوڑی سی آبپاشی سے ہم اس میں سے فصل کاٹ سکتے ہیں پس میں اپنی احمدی جماعت سے جس نے اپنی زندگی کا مقصد یا نصب العین اشاعت اسلام بنایا ہو بڑے جوش سے تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنی توجہ اس جماعت کی طرف کریں۔ یہ وہ جماعت ہے کہ جس کا پاؤں بت پرستی کی زمین سے اکھڑ چکا ہے اور اب توحید کی سرزمین میں لگ رہا ہے۔ جب ہم اصل توحید ہر ایک نقص سے مبرا ان کے سامنے پیش کریں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ اسے قبول نہ کریں۔ دنیا اب قدامت پرستی سے نکل چکی ہے آج کل روشنی کا زمانہ ہے۔ جسکے پاس دلائل اور براہین ہوں وہی کامیاب ہوگا اور دنیا اسی کے پیچھے چلیگی یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے جاء الحق وزھق الباطل قرآن کریم نے فرمایا ہے پس اے برادران اٹھو اور اپنی اس محبوبہ جماعت کو اپنے آغوش میں لو۔ یہ توحید کی پیاسی ہے۔ اسے شفاف توحید کا پانی پلاؤ کہ اسکے بغیر اب گندے پانیوں سے اس کی پیاس نہیں بجھ سکتی۔

خاکسار
محمد حسین

اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ہر ایک قسم کا روپیہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجا جائے۔ منی آرڈر اس عہدہ پر ہو۔ کسی شخص کے نام نہ بھیجا جائے۔ ورنہ مکتوب الیہ کی عدم موجودگی کی صورت میں بہت تکلیف واقع ہوتی ہے۔ ڈاکخانہ روپیہ نہیں دیتا۔ اور منی آرڈر ادھر ادھر خراب ہوتا رہتا ہے۔ رقم دیر سے ملتی دوسرکنار بعض وقت اس کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ علاوہ اس کے کوپن منی آرڈر میں اس روپیہ کی تفصیل ضرور دینی چاہیئے۔ تا ٹھیک ٹھیک مدات جہاں روپیہ بھیجنے والے کا منشا ہو۔ روپیہ جمع کر دیا جائے۔

سید محمد حسین
آنریری جنرل سکرٹری۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱

کا فیض۔ بارگاہ قدس کی مہربانیاں اسکا ساتھ دیں۔ تو وہ تمام فضائل کا۔ خوبیوں اور اخلاق کا مجسمہ بنجائے اسکی اصل خلقت ہر قسم کے رنگ روپ اور نقش و نگار سے عاری ہے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ دنیا کی سب سے زیادہ خوار و ذلیل مخلوق ہو جائے۔ جو حال وقت اور زمانہ کا ہے۔ کہ خود اس کے اندر کوئی خوبی نہیں۔ حالات اور کیفیتوں کے اعتبار سے زمانہ کو البتہ اچھا اور برا کہا جا سکتا ہے۔ بعینہ یہی حال انسانوں کا ہے۔ کہ جب تک وہ وحی و الہام کا دامن تھامے رہے گا بھلائی اس کے حصہ میں رہے گی۔ والعصر ان الانسان لفی خسر زمانہ شاہد ہے کہ انسان (اپنی خلقت کے اعتبار سے) نقصان محض میں ہے۔ یہ سورۂ مبارک جسطرح تاریخی اور سیاسی عبرت ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک اصولی اور اخلاقی تعلیم ہے۔

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

برادر ضیاء الحق صاحب بنگال سے جملہ برادران سے دعا کے خواستگار ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بنگال۔ بہار وغیرہ علاقہ جات میں اشاعت اسلام کی توفیق دے۔ امید ہے۔ کہ برادر موصوف علاوہ اپنے برادران اسلام کو حق کی طرف دعوت دینے کے ہندو اور عیسائیوں میں تبلیغ اسلام کی سعی کریں گے۔

ہمارے ایک بزرگ بھائی جو رام پور ریاست کے باشندہ ہیں۔ اور پنجاب سے پنشن یاب ہو کر اپنے وطن پر سکونت پذیر ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہاں کے لوگ بڑے سنگدل ہیں۔ اور علاوہ دیگر جسمانی تکالیف دینے کے اینٹ پتھر بلکہ گندگی تک گھر میں ڈال دیتے ہیں۔ جملہ احباب خاص طور پر اس بزرگ بھائی کے لئے دعا فرمائیں۔ ایسی شرارتیں ہمیشہ بزرگان دین سے ہوتی آئی ہیں۔ خود ہمارے رسالتمآب کے ساتھ یہی سلوک کفار مکہ نے کیا۔ افسوس کہ اس زمانہ کے نام نہاد مسلمان بھی بجائے بزرگان دین کی سنت پر قدم مارنے کے کفار عرب کی پیروی کرنا آسان سمجھتے ہیں۔

برادران عبد الفتاح صاحب نجار و منشی غلام رسول خان صاحب کلگام کشمیر۔ اسمٰعیل حاجی قاسم صاحب بمبئی۔ چوہدری نواب الدین صاحب چک ۱۳۲ منشی شاہد حسین صاحب صدیقی بلگرام جو حال ہی میں ہماری جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ جملہ برادران سے دعائے استقامت و توفیق خدمت اسلام کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ جو بھائی ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہیں وہ مخالفین سلسلہ و نیز اندرونی معاندین کے اعتراضات سے ہر طرح تسلی کر کے آتے ہیں۔ پیری و مریدی یا اندھی تقلید سے نہیں آتے۔ فالحمد للہ۔

خانصاحب اکبر شاہ خاں نجیب آباد سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قوم میو اور علاقہ مونڈہ کے مسلمان جو رسومات و اعتقادات و ناموں وغیرہ کے لحاظ سے ہندو مت کے قریب ہیں۔ خاص توجہ دئے جانے کے لائق ہیں۔ جو مولوی اُس علاقہ میں جاتا ہے۔ چونکہ اُس کے زیر نظر دنیاوی لالچ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ مولویوں کی شکل سے بھی بیزار ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ نہ صرف ان اقوام میں بلکہ دیگر علاقہ جات میں بھی ایسے واعظ جا کر کام کریں۔ جو اُن سے روٹی کے بھی روادار نہ ہوں۔ بلکہ نہایت محبت اور دلاسے سے ان میں کام کریں۔ خانصاحب خود ان علاقہ جات میں تشریف لیجا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ مسلمانوں کے علاوہ دیگر پیچ اقوام کو بھی ابھارنے کا کام کرینگے۔ ہماری انجمن بھی پنجاب و ہند کے مختلف علاقہ جات میں ہندوؤں اور عیسائیوں میں تبلیغ کا کام جاری کرنے والی ہے۔ اور واعظین کا انتخاب ہو رہا ہے امید ہے۔ انشاء اللہ ہمارے مبلغ اپنے اپنے علاقہ جات میں پہنچکر عنقریب کام شروع کر دیں گے۔ جملہ برادران دعاؤں سے خاص طور پر اپنے مبلغین ہند۔ یورپ و امریکہ کو مدد دیں۔ کیونکہ کام کی اہمیت بڑی ہے۔ اور ہم تھوڑے اور کمزور ہیں۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی خاص مدد کے اس کام سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے۔

برادر عبد الشکور صاحب پسرور سے نہایت محبت بھرا خط لکھتے ہیں۔ جس سے آپ کے اُس خاص جوش کا پتہ لگتا ہے۔ جس نے آپ کو ہمارے سلسلہ میں شامل کیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک بھائیوں پر اپنا خاص فضل رکھے اور ان کو دینی و دنیاوی برکات سے بہت بہت حصہ دے۔ برادر موصوف کے والد بزرگوار علیل ہیں جملہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

برادر مہدی حسن صاحب امرتسر سے لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جماعت امرتسر روز افزوں ترقی پر ہے۔ جمعہ باقاعدہ ہوتا ہے۔ جس میں دس بارہ آدمی ہو جاتے ہیں۔ چند بھائی دور ہونے کے باعث حاضر نہیں ہو سکتے۔ ہر اتوار کو برادران کا جلسہ ہوتا ہے۔ جس میں مختلف مضامین سنائے جاتے ہیں۔ ہمارے دوست وہاں ایک لائبریری کے قیام کا انتظام کر رہے ہیں۔ امید ہے۔ کہ سب برادران امرتسر تبلیغ سلسلہ کی خاص کوشش کریں گے۔ کیونکہ یہ ایسی جگہ ہے۔ جہاں سے ہماری مخالفت میں کثرت سے اخبار نکلتے ہیں۔ مسلمانوں میں اکثر لوگ سمجھدار ہیں۔ اور اگر ان کے روبرو اصلیت کو پیش کر دیا جائے۔ تو مخالفت کا اثر فوراً دور ہو جاتا ہے۔ کمی ہے۔ تو ہماری کوششوں میں ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ کر کے کام کو نہایت تندہی سے کرتے جانا چاہئے۔ جہاں مخالفت زیادہ ہوتی ہے۔ وہیں موقعہ آجانے پر محبت بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

برادر خلیفہ محمد اسلم صاحب خلف خلیفہ محمد اکرم صاحب سامانہ سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے وہاں تبلیغ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اور لوگ تحصیل حق کی تلاش میں ہیں۔ امید ہے۔ کہ انشاء اللہ بڑی کامیابی ہوگی۔ ہمارے سب دوست جماعت سامانہ کی ترقی اور ازدیاد ایمان کے لئے دعا فرماویں۔ ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے نوجوان بھائی ہر جگہ خاص طور پر تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ اگر ساری جماعتیں اسی طرح اپنے فرض منصبی کو پہچان کر تبلیغ کرتی رہیں۔ تو انشاء اللہ ہر قسم کی اندرونی اور بیرونی مخالفتیں چند روز میں کافور ہو جائیں گی۔ تبلیغی کام کے لئے سب سے زیادہ استقلال بردباری۔ تحمل۔ حسن اخلاق اور نیک نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ عیسائی مبلغین نے اس راز کو خوب سمجھ لیا ہے۔ اور باوجود غلط عقائد رکھنے کے جو کچھ کامیابی ان کو ہو رہی ہے۔ وہ صرف ان صفات محمودہ کے باعث سے ہے۔ دیگر مذاہب کی کتب تو ایسی تعلیم نہیں رکھتیں لیکن قرآن شریف کا تو خاص حکم ہے۔ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ سخت سے سخت مخالف کے ساتھ اگر نرمی سے گفتگو کی جائے تو کیونکہ وقت کام کر جاتی ہے۔ لیکن جو شخص گالی گلوچ پر آجائے۔ بجائے اُس کے ساتھ الجھنے کے اس سے کنارہ کشی کر لینی چاہئے۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما۔

برادر عبد الرحمٰن صاحب شملوی کی صاحبزادی عمر یکسالہ فوت ہو گئی ہے۔ جملہ احباب مرحومہ کا جنازہ پڑھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادر موصوف اور ان کے متعلقین کو صبر عطا فرماوے۔ اور اس کا نعم البدل بخشے۔

مولوی بشیر احمد صاحب خلف مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیر میں معہ اپنے دیگر نوجوان دوستوں کے بڑے جوش سے اشاعت کے کام میں مصروف ہیں۔ مسلم ریڈنگ روم کا چارج اب آپ نے لے لیا ہے۔ اور خاص تندہی سے نوجوانوں میں کام کر رہے ہیں۔

خواجہ محمد صدیق صاحب کشمیر کے ذریعہ بہت سے لوگ حق کو پا رہے ہیں۔ گو کشمیر کا موسم سرما نہایت سخت ہوتا ہے۔ تاہم برادران کشمیر اپنی ذاتی مصروفیتوں کے ساتھ تبلیغ سلسلہ کے لئے ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور حق کے راستہ سے ہر قسم کی خس و خاشاک کو ہٹا دے۔ آمین۔

جناب مولوی حافظ نور الدین صاحب قاری کشمیر سے یہیں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور تبلیغی جد و جہد میں مصروف ہیں۔ مولوی صاحب اپنے دل میں اشاعت سلسلہ کا خاص جوش رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو۔

گذشتہ اتوار یعنی ۷ ماہ حال کو جناب مولوی عصمت اللہ صاحب نے مسلم ہائی سکول کے طلبا و اساتذہ کے سامنے سکول کی عمارت میں نماز پر وعظ فرمایا۔ جو نہایت مؤثر اور دلچسپ تھا۔ امید ہے۔ کہ آئندہ اتوار کو بھی مولویصاحب اپنے نیک خیالات سے طلبا کو مستفید فرمائیں گے۔

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ (مینیجر)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

چندہ ماہواری بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء

معرفت شیخ اللہ دین صاحب

نام	رقم
۱۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب	[illegible]
۲۔ مخدوم محمد اشرف صاحب	[illegible]
۳۔ شیخ اللہ دین صاحب	[illegible]
۴۔ شیخ اسلام دین صاحب	[illegible]
۵۔ منظور الحق صاحب	[illegible]
۶۔ بابو محمد لطیف صاحب	[illegible]
۷۔ بابو عبد العزیز صاحب	[illegible]
۸۔ بابو ابراہیم الدین صاحب کلرک	[illegible]
۹۔ صوفی شمس الدین صاحب	[illegible]
۱۰۔ منشی محمد لطیف صاحب	[illegible]
۱۱۔ مولوی اکبر علی صاحب	[illegible]
۱۲۔ قاضی احمد علی صاحب	[illegible]
میزان کل	[illegible]
قسط اول کرایہ مکان انجمن ادا کی گئی	[illegible]
بقایا	[illegible]

چندہ برائے مسجد برلن منجانب جماعت شملہ

معرفت شیخ اللہ دین صاحب

نام	رقم
۱۔ بابو منظور الحق صاحب میونسپل فاریسٹر شملہ	[illegible]
۲۔ بابو فتح خاں صاحب	[illegible]
۳۔ شیخ اسلام دین ریڈر گورنمنٹ پریس	[illegible]
۴۔ جمال الدین صاحب مینیجر کنگ پریس	[illegible]
۵۔ شیخ اللہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس	[illegible]
۶۔ منشی محمد لطیف صاحب	[illegible]
میزان کل	[illegible]

جرمن مشن منجانب جماعت شملہ

معرفت شیخ اللہ دین صاحب

نام	رقم
(۱) مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	[illegible]

چندہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۲ء

منجانب جماعت شملہ

معرفت شیخ اللہ دین صاحب

نام	رقم
(۱) مولوی عبد الرحمٰن صاحب	[illegible]
(۲) مخدوم محمد اشرف صاحب	[illegible]
(۳) شیخ اللہ دین صاحب	[illegible]
(۴) اسلام دین صاحب	[illegible]
(۵) صوفی شمس الدین صاحب	[illegible]
(۶) منشی محمد لطیف صاحب کمپاؤڈر	[illegible]
(۷) بابو محمد لطیف صاحب	[illegible]
میزان	[illegible]

چندہ احمدیہ انجمن امرتسر

معرفت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ

نام	رقم
از بابو ثناء اللہ صاحب چندہ ماہوار	[illegible]
〃 چندہ جلسہ فنڈ	[illegible]
از بابو فیض الرحمٰن صاحب چندہ ماہوار	[illegible]
〃 چندہ جلسہ فنڈ	[illegible]
از میاں عزیز الدین صاحب خیاط چندہ ماہوار	[illegible]
〃 چندہ جلسہ فنڈ	[illegible]
از جناب مہدی حسن صاحب ڈاکٹر چندہ ماہوار	[illegible]
〃 چندہ جلسہ فنڈ	[illegible]
از جناب احمد علی صاحب اسٹیشنر چندہ ماہوار	[illegible]
〃 چندہ جلسہ فنڈ	[illegible]
میزان	[illegible]

محاسب

وائسرائے کی تقریر

کلکتہ ۸ جنوری۔ وائسرائے نے ایسوسی ایٹڈ چیمبرز آف کامرس میں افتتاحی تقریر کی جو بہت طویل تھی۔ دوران تقریر میں وائسرائے نے کہا۔ حکومت کے ذمہ اہم تجارتی ذمہ داریاں ہیں۔ اسکا حق ہے۔ کہ وہ آپ سے یہ ذمہ داریاں نبھانے کا مطالبہ کرے۔ میری گورنمنٹ مسائل مہمہ میں آپ کی دلچسپی وہمدردی کی توقع رکھ سکتی ہے۔ مجھے آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ کسی ملک کی تجارتی بہبودی کے لئے ضروری ہے کہ اس ملک کی نظم ونسق اور پولیٹیکل مستقبل کے متعلق اہل ملک کا کامل یقین ہو۔ جب تک یہ اعتماد پیدا نہ ہو۔ نہ ملک کی تجارتی گرم بازاری ہو سکتی ہے۔ نہ ملک ترقی کے راستہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کے مفاد ومصالح خاص طور پر متقاضی ہیں۔ کہ اس کی اندرونی حالت اطمینان بخش ہو۔ ہندوستان کے اندر اور باہر طمانیت کی فضا ہو۔ دنیا کو تسلی ہو کہ ہندوستان خوشحال ہے۔ اس کی حالت استوار ہے۔ وہ دستور وآئین کے مطابق امن کے راستہ پر قدم بقدم چلتا ہوا اپنی تکمل خودمختاری کیطرف جا رہا ہے۔ ایسے وقت میں وہ لوگ جو ہندوستان سے محبت رکھتے ہیں ان بدقسمت ریزولیوشنوں پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتے جو گیا میں منظور کئے گئے ہیں۔

میں ان پر زیادہ طویل نظر نہیں ڈالوں گا۔ کیونکہ میں یقین نہیں کرتا۔ کہ ان ریزولیوشنوں میں ہندوستان یا ان لوگوں کی جو حقیقی معنوں میں ہندوستان کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہی سچی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ میں ان دھمکیوں کو پرِکاہ کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ تاہم ان تیاریوں کی نہایت گہری نظر سے نگرانی کی جائے گی۔ اور میں آپ کو کامل طور پر یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر ملک میں فتنہ وفساد کی قوتوں نے سر اٹھایا۔ تو میری گورنمنٹ ان کا مقابلہ کرنے اور ان کی سرکوبی کے لئے پوری طاقت سے تیار رہے گی۔ میں جانتا ہوں کہ بوقت ضرورت میں نہایت اعتماد سے اس کام میں ذمہ دار رائے کی حمایت حاصل کر سکوں گا۔ جب میں متعدد مجالس تجارت کے اراکین کا مجمع دیکھتا ہوں۔ تو میری نظروں میں ایک اور سماں آتا ہے جو میں نے ایک موقعہ پر دیکھا تھا۔ میں اس کے سبب کی تشریح نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ مگر میں ان حضرات سے جن کا تعلق ہندوستان کے مستقبل سے ہے۔ اور جن کے ہاتھوں میں ہندوستان کی مادی بہبود کی ذمہ داری ہے۔ یہ التماس کئے بغیر خطاب نہیں کر سکتا کہ وہ میرے ساتھ عالم تخیل میں ایک پردہ وا کریں۔ اور ہندوستان کے اس مستقبل کا نظارہ سامنے لائیں جس میں مختلف اقوام کے تمام جمع ہوں گے۔ نہ اس ہندوستان کا جس میں ہندو اپنے مفاد کی حفاظت کی تدبیریں کرتے ہوں گے۔ اور مسلمان اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے سرگرم سعی ہوں گے۔ یا یورپین اپنے مفاد کی فکر میں غلطاں وپیچاں ہوں گے۔ بلکہ وہ ہندوستان جو تمام قوموں۔ تمام فرقوں تمام مذہبوں اور تمام نسلوں کا ہوگا۔ اس وقت ہندوستان کو دنیا کی مستقبل تاریخ میں ایک بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔ ہر شخص اس ملک کی فلاح وبہبود کی خاطر کوشش کرتا ہوتا ہوگا جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔ یا جس میں اس کے مفاد شامل ہیں۔ گویا سب کا ایک ہی نصب العین ہوگا۔ ہمارے انفرادی مفاد خواہ کتنے بھی ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ مگر ہم سب کا قومی مفاد ایک ہی ہونا چاہیئے۔ ملک کے متعلق تمام اقوام کا ایک ہی مشترکہ نصب العین ہونا چاہیئے۔ گو یہ قبل از وقت منظر ہے۔ مگر وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جبکہ یہ امتیازات جو اس وقت ہندوستان میں جاری ہیں سو دور ہو جائیں گے۔ اور ہندوستان اپنے مقرر کردہ راستہ پر چلتا ہوا بہت دور نکل جائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمیں فرحت انگیز شرکت عمل حاصل ہو جائے گی۔ جو ہندوستان کو انجام کار اپنی مادی فلاح کے معراج پر پہنچا دے گی۔ اور سلطنت اور دنیا کی کونسلوں میں اس کے رتبہ کو بلند کر دے گی۔

تازہ خبریں

ممالک غیر

ٹرکی سے برقی پیغامات جرمنی بھیجے جا سکتے ہیں

سمندر پار کی تجارت کے محکمہ کو برطانی ہائی کمیشن کے معتمد تجارت نے اطلاع دی ہے کہ ٹرکی اور جرمنی کے مابین برقی خبر رسانی کے متعلق جو قیود عائد کی گئی تھیں۔ وہ اٹھالی گئی ہیں۔ اب برقی پیغامات اس شرط کے ساتھ جو آسٹریا کے تاروں کے لئے ہے وہاں روانہ کئے جا سکتے ہیں یعنی اس پر تین اتحادی ہائی کمشنروں میں سے کسی ایک کے دستخط ثبت ہوں۔ (مسلم سٹینڈرڈ)

ٹرکی اور غیر ملکی مشن

عصمت پاشا نے امریکن بورڈ آف مشن اور مشرق اونےٰ کی امدادی کمیٹی کے نمائندوں کو یقین دلایا کہ ٹرکی میں امریکہ کے تعلیمی اور ہمدردانہ کاموں میں کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کی جائے گی۔ "ٹائمز"

ترک تجارتی جہاز خرید رہے ہیں

حکومت ٹرکی کے ایجنٹوں نے لندن۔ کارڈف اور لیورپول کے جہازوں کے والوں سے کہا ہے۔ کہ یہ ان کے لئے آٹھ تجارتی جہازات خریدیں جن کا وزن ۳ ہزار سے لے کر ۹ ہزار ٹن تک ہو۔ اور جو غلہ پھل۔ پارچہ جات اور ہلکی مشینوں کے لئے موزوں ہوں۔ حکومت ٹرکی نے اس مقصد کے لئے پانچ لاکھ پونڈ کی منظوری دی ہے۔ اور لندن میں روپیہ جمع کرنے کا ضروری انتظام کر لیا ہے۔ "ٹائمز"

ترک فوجی تیاریوں میں مصروف ہیں

اخبار مانچسٹر گارڈین کو آستانہ سے ایک تار ملا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کمالیوں کو چونکہ دول حلفا کی قوت کے ضعف اور فرانسیسی برطانوی اختلافات کا علم ہو گیا ہے۔ اور اس کا پتہ بھی انہیں چل گیا ہے۔ کہ انگریز جنگ کرنے میں متردد ہیں۔ اس لئے وہ اپنے مطالبات کو محدود نہیں کرتے۔ اور برابر اصول کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کوئی دقیقہ فوجی قوت کے مرکز کو تقویت دینے کا بھی فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ اور یہ خیال قائم کر لیا ہے۔ کہ اگر ان کی اغراض صلح کانفرنس سے پوری نہ ہوئیں۔ تو وہ ہتھیاروں کی ملاقات سے اس چیز کو حاصل کریں گے۔ جو صلح کانفرنس کی گفت وشنید سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی تار میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس وقت

کمالیوں کی سپاہ

بکا ڈیلی آئی (قسطنطنیہ کا یورپین محلہ) میں گشت لگا رہی ہے۔ اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کمالیوں کی کس قدر فوج آستانہ میں آئی ہے کیونکہ کثرت فوجی لوگ معمولی لباس میں اور مخفی طور پر قسطنطنیہ پہنچ گئے ہیں۔ اور ترکوں کی یہ کارروائی معاہدہ مدانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ ترکوں کی مخفی طاقت کے ساتھ اگر اس فوجی پولیس کو شامل کر لیا جائے جو ۸ ہزار کی تعداد میں اتفاق مدانیہ کی رو سے یورپ میں آئی ہے تو ترکوں کی طاقت یورپ میں بہت بڑھ جاتی ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ ترکوں دول حلفا کے مرکز کو متزلزل کر دیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ ترک دول حلفا کو انگلیوں پر نچا رہے ہیں۔

ہندوستانی وفد انگورہ پہنچ گیا

پیرس ۹ جنوری۔ انگورہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ احرار ہند کا ایک وفد زیر صدارت ولی خان انگورہ پہنچ گیا ہے۔ ولی خان (مہاتما) مسٹر گاندھی کے رفیق کار اور دوست ہیں۔ یہ وفد انگورہ سے لاسین آئے گا۔

مسٹر رابسن کا قتل

حکومت مصر تاوان دے گی

قاہرہ ۹ جنوری۔ سمجھا جاتا ہے کہ حکومت مصر اس امر پر رضامند ہو گئی ہے کہ مسٹر رابسن کی بیوہ کو سات سو پونڈ اور ان کے بچہ کو ۲۱ سال کی عمر تک ۰۰۰ پونڈ کا وظیفہ دے۔

ہندوستان

کیا جنگ چھڑ جانے پر سول نافرمانی کیجائیگی؟

مسٹر داس سے سوال کیا گیا کہ ٹرکی سے جنگ چھڑ جانے پر سول نافرمانی شروع کرنے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اس پر مسٹر داس نے تائید فرمائی اور کہا کہ "مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنا ایشیا اور ہندوستان کے لئے خدمت کرنا میرا پہلا نصب العین ہے۔ آپ نے اس امر سے انکار فرمایا کہ کانگریس کی رہبری جمعیۃ العلما کے فیصلوں سے ہو رہی ہے۔ بلکہ اکثر مسلمانوں کا تو یہ خیال ہے کہ داخلہ کونسل وغیرہ میں جمعیت کے فیصلے شرعی حیثیت نہیں رکھتے

نوّے ۹۰ ہزار روپیہ کے بیمہ شدہ پارسلوں کا سرقہ

ایک یوروپین اور دو چینیوں کی گرفتاری

کلکتہ ۱۰ جنوری۔ بیمہ شدہ پارسل جن کی قیمت ۹۰ ہزار روپیہ بتائی جاتی ہے وہ جنرل پوسٹ آفس کلکتہ کے پارسل آفس سے چوری ہو گئے ہیں۔ پولیس نے آج ایک یوروپین کو گرفتار کر لیا ہے جو ڈاک کے محکمہ میں ملازم تھا۔ اور اس سلسلہ میں دو چینی گرفتار کئے گئے ہیں۔ ستر ہزار روپیہ کے مسروقہ نوٹ مل گئے ہیں۔

وزیرستان میں بمباری جاری ہے

دہلی ۱۰ جنوری۔ وزیرستان میں ہوائی کارروائیاں جاری ہیں۔ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵ ماہ حال کو بمقام پلوسی جلال خیل کے علاقہ میں معقول نقصان پہنچایا گیا۔ ۹ ماہ حال کو موضع واسیاس میں بمباری کا نتیجہ اچھا نکلا۔ احمدوال علاقہ کو بتاریخ ۸ ماہ حال پھر دیکھا گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ۹ ماہ حال کو طلایہ گرد دستوں کی تمام کارروائی کا دشمن کے ملک پر اچھا اثر پڑا۔

لاہور کے دکانداروں کا جلسہ

لاہور ۱۰ جنوری۔ مشہور دکانداروں نے ایک اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی ہے کہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۳ء سے ستمبر ۱۹۲۳ء کے آخر تک کمرشل بلڈنگ میں تمام مشہور دکاندار اپنی دکانیں جس میں میسرز حبیب جان شامل ہوگا۔ اتوار کے دن بند رکھیں گے۔

کلکتہ میں ہڑتال

کلکتہ ۱۰ جنوری۔ وہ مزدور جنہوں نے کلکتہ بندر میں ہڑتال کی تھی اب اپنے کام پر واپس آ رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان مزدوروں کو اپنے اپنے کام پر لگایا جائے گا۔

ایسٹ انڈین ریلوے کالریز میں ہڑتال

گردھی ۹ جنوری۔ ایسٹ انڈین ریلوے کولیریز میں یکم جنوری سے ہڑتال جاری ہے۔ مالکان نے جو طرز عمل اب اختیار کیا ہے اس کے ذریعہ سے مزدور کوئلہ استعمال نہیں کر سکتے فوجی پولیس قصبہ کی حفاظت کر رہی ہے۔

اِنسان اور اس کی کمزوریاں

(بقلم مصطفیٰ خان)

گذشتہ سے پیوستہ

عجلت پسندی

عجلت انسان کے خمیر میں ہے۔ جوش انتقال۔ مسرت اور غیض وغضب کے بحران میں رہ کیا کر نہیں گزرتا۔ سکون ہوتے ہی ان مختلف جذبات کے نتیجہ میں اسے ندامت اور شرمندگی ہی ہاتھ آتی ہے۔ ہماری موجودہ تحریک آزادی کتنی صعوبتوں تکلیفوں اور قربانیوں کی طلبگار ہے۔ حصول مقصد کے لئے رفتار کار کے مطابق مدت بھی درکار ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر کارکن نوجوان عجلت شعار ہشیار کس قدر جلدی چاہتے ہیں۔ اپنا تو یہ حال ہے۔ ادھر فریق غالب طاقت کی بدمستی میں پکارتا ہے کہ اگر خداوندی طاقتیں برحق ہیں تو وہ جلد سے جلد کیوں نہیں ظاہر ہوتیں افبعذ ابنا یستعجلون کیا وہ ہمارے عذاب کے بارے میں جلدی کرتے ہیں۔

بسا اوقات عالم یاس میں لوگ کسی مصیبت ناگہانی۔ اتفاقی موت یا آسمانی حادثہ کی دعائیں مانگنے لگ جاتے ہیں۔ یہ پاس کی پست ہمتی۔ بیصبری اور زود پسندی کا نتیجہ ہے۔ و یدع الانسان بالشر دعائہ بالخیر وکان الانسان عجولًا انسان بھلائی کی طرح اپنی برائی کے لئے بھی دعا کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ انسان عجلت پسند ہے۔

اضطراب و اعراض

ہر طبقہ کے انسان اپنے اپنے مرتبہ ومنصب کے مطابق مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ غربا کے لئے فکر عیال امرا کے لئے خوف مال حکومتوں کو اندیشۂ زوال

جو کے رتبہ میں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

سب ہی اپنی اپنی مصیبتوں میں خدا کو پکارتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ الحاد زار یورپ میں بھی کبھی کبھی اس کی جھلک نظر آجاتی ہے جرمنی کا خطرہ پیش آیا تو انگلستان کے گرجے۔ ہندوؤں کے مندر اور مسلمانوں کی مسجدیں ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہیں سرکاری طور پر دعا کے لئے منتخب کی گئیں مصیبت میں یہ عاجزی و انکسار اور دفع مصیبت کے بعد ہی یک قلم خداوندی حقوق کا انکار یا للعجب۔ اذا انعمنا علی الانسان اعرض و نا بجانبہ واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض۔ جب ہم انسان پر اپنی نعمتیں نازل کرتے ہیں وہ اعراض کرتا ہے۔ اور اپنا پہلو بچاتا ہے اور جب مبتلائے مصیبت ہوتا ہے۔ تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔

دو عجیب حالتیں

عالم یاس کی دعا۔ اور حالت ثروت کا اعراض بھی کیسا عجیب ہے۔ ایک وقت تو انسان ناامید اور دوسرے وقت امید سے سرشار ہوتا ہے۔ ایشیا میں بہت کم اور یورپ میں بہت زیادہ خودکشی کے جو واقعات روزمرہ پیش آتے رہتے ہیں وہ اکثر پہلی حالت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ دوسری حالت کم وبیش دونوں بڑاعظموں میں اور خصوصیت کے ساتھ ہمارے ملک میں بیشتر پائی جاتی ہے۔ غربت و فلاکت کی زندگی بسر کرنے کے بعد دیکھا گیا ہے۔ کہ حسن اتفاق یا قوت بازو سے بہتوں نے انفرادی طور پر دولت پیدا کر لی لیکن دولت کے حاصل ہوتے ہی خدا انسان۔ اقربا۔ قوم۔ مذہب۔ سب کے حقوق بھول جاتے ہیں۔ ان دو حالتوں پر بڑی احتیاط سے نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بڑا حصہ دنیا کے گناہوں کا انہیں دو کیفیتوں کے علیحدہ علیحدہ طور سے پائے جانے یا باہمی امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔ "ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ ثم نزعنٰھا منہ انہ لیئوس کفور ولئن اذقناہ نعماء بعد ضراء مست لیقولن ذھب السیات عنی انہ لفرح فخور۔ اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے کوئی رحمت دیتے ہیں۔ پھر اس سے نکال لیتے ہیں تو پھر وہ ناامید اور ناشکرا بنجاتا ہے۔ اور اگر تکلیف کے بعد اسے آرام نصیب ہوتا ہے۔ تو وہ کہنے لگتا ہے۔ کہ اب تو میری سب تکلیفیں رفع ہو گئیں وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ اور فخر سے بھر جاتا ہے۔

الزام

اسی طرح انسان نتائج کو اپنے اعمال کی سزا نہیں سمجھتا۔ بلکہ کشائش رزق اور تنگی وضیق کی حالت کو دو عجیب و غریب اثرات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ فراوانی رزق کو اپنی خوبی پر محمول کرتا ہے جس کے باعث پروردگار عالم اس کی تعظیم کرتا ہے تنگی رزق پر ناخوش اور خفا ہوتا ہے۔ فاما الانسان اذا ما ابتلاہ ربہ فاکرمہ [illegible] اما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن انسان کو جب اسکا پروردگار آزماتا ہے۔ اس پر کرم کرتا ہے نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری تعظیم کی اور جب اسے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ روزی تنگ کر دیتا ہے۔ تو کہتا ہے میرے پروردگار نے میری توہین کی۔

خودی کا تماشہ

انسان اپنی بہتری کا اتنا خواہاں ہے۔ کہ کسی حال میں بھی بھلائی کی دعا اور نیکی کی طلب سے نہیں تھکتا۔ لیکن اگر کہیں ذرہ برابر بھی اس کی خواہش کے خلاف کوئی امر واقع ہوا تو اس کی امیدوں پر اوس پڑ جاتی ہے۔ وہ اپنے مقام پر یاس وناامیدی سے جم کر رہجاتا ہے۔ گویا کہ عمل و فعل کی دنیا سے اسے کوئی لگاؤ ہی نہیں۔ حالات کا رخ بدلا زمانہ موافق ہوا۔ مصائب کا بادل چھٹا تو وہ اسکو بھول کر کہنے لگتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہوا میرے زور بازو اور قوت عمل سے ہوا۔ لایسئم الانسان من دعاء الخیر وان مسہ الشر فیئوس قنوط ولئن اذقناہ رحمۃ منا من بعد ضراء مستہ لیقولن ھذا لی۔ انسان کبھی بھلائی کی طلب سے نہیں تھکتا مصیبت آتی ہے۔ تو وہ مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔ اور مصیبت کے بعد جب راحت آتی ہے تو کہنے لگتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہے وہ میرے سبب سے ہے۔

ناشکری

ان مختلف کیفیتوں کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ انسان کے دل سے خداوند عالم کی نعمتوں کا اعتراف اور اس کے انعامات بیکران کا اقرار محو ہو جاتا ہے۔ اور وہ بندہ ناشکر گذار بنجاتا ہے۔ عموماً ناشکر گذاری ناامیدی کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ انہ لیئوس کفور" وہ انسان مایوس اور ناشکر گزار ہو جاتا ہے۔ اور یا جب انسان مصائب کے دام سے آزاد ہو کر عارضی خوشحالی میں گھر جاتا ہے۔ تو اسے خدا کی سب سے بڑی عبادت بھی ناشکر گزاری نظر آتی ہے۔ قرآن مجید میں بطریق مثال بیان کیا گیا ہے۔ کہ لوگ دریائی سفر اختیار کرتے ہیں طوفان آتا ہے کشتی گرداب فنا میں چکراتی ہے۔ اضطراب کی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔ لیکن فلما نجٰکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا۔ پھر جب ان کو خشکی کیطرف نجات دیدی تو اعراض کرنے لگے۔ کیونکہ انسان ناشکرا ہے۔

باقی پھر سہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۲۲

الفضل میں قبر پرستی کی تعلیم

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

ابھی کہا ہے ! حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ انہوں نے میری قبر کی مٹی تک نہیں چھوڑنی۔ سو نظر آرہا ہے۔ یہ تو سنتے میں آیا ہے۔ کہ حضور کی قبر کی مٹی قادیان میں بعض مستورات شفائے امراض کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ اگرچہ اس کی راوی محمودی کیمپ کی ہی مستورات ہیں۔ مگر پھر بھی زبانی روایت ہے۔ ممکن ہے۔ صحیح ہو یا غلط۔ لیکن خود خلافت محمودیہ کے سرکاری گزٹ الفضل میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ عنوان ہے۔ "فرار پر انوار حضرت احمد مختار،، اس میں اکمل صاحب نے رونا رویا ہے کہ بعض محروم اور گستاخ مریدین خلافت حضرت مسیح موعود ویسے اپنے نبی کی قبر پر حاضر ہو کر سلام نہیں کرتے اور آتے جاتے بہشتی مقبرہ میں حاضر ہو کر حضرت مسیح موعود کے مزار سے مستفیض نہیں ہوتے۔ اس کے لئے استدلال عجیب کئے ہیں فرماتے ہیں "پھر اس اب وہ روضۂ مطہرہ ہے۔ جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے۔ جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا" یعنے جب افضل الرسل سلام بھیجتے ہیں تو تم کیوں حاضر ہو کر سلام نہ کرو۔ یعنے حضرت صاحب کی قبر پر حاضر ہو کر سلام کرنا گویا سنت نبوی ہے۔ یا افضل الرسل کے سلام بھیجنے کا منشا یہ ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب فوت ہو جائیں۔ تو ان کی قبر کو سلام کیا کرو۔ ورنہ اس فقرہ کا کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ پھر ایک استدلال کیا ہے۔ جس نے توحید کی جڑ پر ہی تبر رکھ دیا ہے۔ اور اسلام پر ایسا افترا کیا ہے جس سے اسلام کے آفتاب توحید پر سیاہ داغ نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "میرے احباب کو یہ معلوم نہیں کہ لوگ مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ تو روضہ رسول پر حاضر ہونے کے لئے کئی منزلوں کے سفر کی صعوبت بطیب خاطر اٹھاتے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اصلی صعوبت سفر کی ہی ہے۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان۔ یہ سب کچھ محض اس لئے کہ اپنے ہادی و رہنما کے مرقد مطہر کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں اور گنبد خضرا میں سونے والے کو اپنی زبان سے سلام پہنچا آئیں" کیا یہ جو کچھ مسٹر اکمل نے فرمایا درست ہے۔ مجھے نا واقف لوگوں کے خیالات سے بحث نہیں۔ بحث اصول سے ہے۔ کیا واقعی اسلام میں اصولاً یہ جائز ہے۔ کہ حج کے قبل یا بعد رسول کریم صلعم کے روضۂ مبارک سے فیض لینے اور آپ کو زبانی سلام پہنچانے کے لئے سفر کیا جائے؟ حالانکہ درست یہ ہے۔ کہ مدینہ منورہ کا سفر مسجد نبوی میں عبادت کرنے کی غرض سے ہونا چاہئے جو حرم محمدی ہے۔ اسی طرح جس طرح مکہ حرم ابراہیمی ہے۔ چنانچہ پہلے میں حدیث متفق علیہ پیش کرتا ہوں۔ جس میں مدینہ منورہ کے حرم محمدی ہونے کا اظہار ہے۔ عن عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابراھیم حرم مکۃ ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ وانی دعوت فی صاعھا و مدھا بمثلی مادعا بہ ابراھیم لاھل مکۃ۔ متفق علیہ

یعنے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک ابراہیم نے مکہ کو حرم مقرر کیا اور اس کے لوگوں کے لئے دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرم مقرر کیا اسی طرح جس طرح ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اور میں نے اس کی مد اور صاع کے بارے میں یعنے اس میں برکات رزق کے لئے اس سے دو چند دعا کی۔ جو ابراہیم نے مکہ والوں کے لئے دعا کی تھی۔ یہ حدیث صاف ہے۔ کسی تشریح کی محتاج نہیں اگر کعبہ عبادت کے لئے مخصوص ہے۔ اور وہاں انقطاع الی اللہ اور توجہ تام کے لئے ہر ایک قسم لغویات دنیوی اور فسادات سے اسکا محفوظ ہونا ضروری ہے۔ تو مسجد نبوی کو بھی جو عبادت کیلئے مخصوص ہے۔ اسی طرح ہر ایک قسم کے فساد اور جھگڑوں سے محفوظ ہونا چاہئے تھا۔ ممکن ہے کوئی یوں اٹھے کہ یہ صرف روضۂ مبارک کے سلام کے لئے حرم قرار دیا گیا ہے۔ تو اول تو یہ بالاتفاق لغو ہے۔ کیونکہ وہ روضۂ سے پہلے ہی حرم ہو چکا تھا۔ اور کوئی فرقہ اسلام اسکا حرم ہونا روضہ نبوی کی وجہ سے نہیں مانتا۔ مگر پھر بھی میں ایک اور حدیث متفق علیہ پیش کرتا ہوں۔ جو بات کو بالکل صاف کر دیتی ہے۔ عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصیٰ متفق علیہ یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کجاوے باندھنے درست نہیں ہیں۔ مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد الحرام (یعنے کعبہ) میری مسجد (یعنے مسجد نبوی مدینہ) اور مسجد اقصےٰ (بیت المقدس) کیا پاک تعلیم ہے۔ کیا توحید ہے۔ یعنے مومن سفر اختیار نہیں کرتا۔ مگر خدا کی عبادت کے لئے تینوں جگہ خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ کسی قبر کی زیارت کرنے کے لئے سفر جائز ہی نہیں رکھا۔ یہ امر دیگر ہے۔ کہ جو مسجد نبوی میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ روضہ پر بھی حاضر ہو کر درود پڑھتے ہیں۔ مگر یہ مقصود سفر خود بانی اسلام نے جائز نہیں رکھا بلکہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کی جنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو ساجد بنایا۔ یعنے زیارت گاہ۔ اور وہاں دعائیں مانگنا۔ لیکن اکمل صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مدینہ کا سفر اسی مقصد کے لئے ہے کہ روضہ پر سلام کیا جائے۔ وہ اپنے بھائیوں سے جو مرضی چاہے کروائیں۔ مگر اسلام کو کیوں ناحق بدنام کرتے ہیں۔

ذرا اپنے مرشد میاں محمود احمد صاحب کو بھی کسی فرصت کے وقت میں نصیحت فرمادیں کہ حضور جو حج کرتے ہی مکہ معظمہ سے ہندوستان کو تشریف لے آئے تھے۔ تو یہ کیا غضب کیا کہ مدینہ منورہ روضہ کے سلام کے لئے تشریف نہ لے گئے۔ اگر اب کسی مرید نے حضرت احمد مختار مسیح موعود نبی اللہ کے روضہ پر حاضر ہو کر سلام نہ کیا۔ تو ہمارا کیا منہ ہے۔ کہ اس کو ملامت کریں۔

پھر اکمل صاحب نے ایک تیسرا استدلال کیا ہے۔ جو ایک نیا انکشاف اپنے اندر رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا یدفن معی فی قبری۔ بھی اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضرا کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے۔ اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں۔ جو رسول کریم صلعم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں" گویا مدینہ منورہ جانا بیکار۔ اب بہشتی مقبرہ وہی فیوض مل سکتے ہیں۔ استدلال کیا عجیب ہے۔ کہ "یدفن معی فی قبری" بھی ہی مجاز اور حقیقت کا التباس جو اس قوم کا خاصہ ہے۔ اگر یہ دفن ہونا آپ کی معیت میں حقیقی ہے۔ تو پھر یہ قبر بھی وہی حقیقت میں ہے؟ جو مدینہ منورہ میں ہے۔ اور اگر رسول اللہ صلعم مدینہ میں مدفون ہیں۔ اور مسیح موعود قادیان میں اور یہ دفن معیت میں مجازی کا تو پھر قادیان والی قبر بھی وہ نہیں جو مدینہ میں ہے اور اس کے فیوض اور برکات بھی اگر کچھ ہوں تو وہ نہیں ہو سکتے جو مدینہ والی قبر سے بقول آپ کے مخصوص ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یدفن معی فی قبری۔ عالم برزخ کے متعلق ہے۔ اور بوجہ فنافی الرسول ہونے کے اور آپ کی کمال اطاعت کے ضرور تھا۔ کہ آپ کو آنحضرت صلعم کی معیت جنت یا برزخ میں نصیب ہوتی۔ بمصداق آیت کریمہ

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا۔ بس یہی لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنے انبیا۔ صدیق۔ شہدا اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ پس جب حضرت مرزا صاحب نے اللہ اور رسول کی اطاعت میں کمال دکھایا۔ تو ضرور تھا۔ کہ جس رسول کی اطاعت میں آپ کو فنائیت کا مرتبہ حاصل تھا۔ اس کی معیت آپ کو وفات کے بعد حاصل ہو۔ کوئی کسی قبر کا کسی قبر کے نزدیک ہونا یا یہ فرض کر لینا کہ اس قبر میں وہی جسم مدفون ہے۔ جو مدینہ میں ہے۔ کچھ چیز نہیں ہے روح قبر میں نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ جنت میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنے اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف لوٹ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس معیت بھی حضرت مسیح موعود کی آنحضرت صلعم سے جنت میں ہی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ قادیان میں قبر میں۔ اس امر کو تسلیم کرتے بھی کہ روح کا کوئی تعلق اپنی قبر سے ہوا کرتا ہے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آنحضرت صلعم کی روح پر فتوح کا تعلق قادیان کی قبر مسیح موعود سے ہو۔ کیونکہ وہاں جسم مسیح موعود کا دفن ہے۔ نہ کہ آنحضرت صلعم کا۔ پس ان دونوں بزرگوں کی معیت تو جنت میں ہی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ کسی مٹی کی قبر میں۔ جہاں دین کو بچوں کا کھیل بنا یا گیا ہے۔ وہاں یدفن معی فی قبری کو بھی کھلونا بنا کر کھیلنا ضروری تھا۔ عنوان میں قرار پر انوار حضرت احمد مختار لکھ دینے سے حضرت مسیح موعود کی قبر آنحضرت صلعم کی قبر نہیں بن سکتی۔ یا یدفن معی فی قبری سے آنحضرت صلعم کا مطلب یہ نہ تھا۔ کہ مسیح موعود کی قبر سے تم لوگ فیض لیا کرنا۔ اور وہاں ہی فضل ملا کریں گے۔ جو میری قبر سے ملا کرتے ہیں۔ یہ معنے اس حدیث کے ان نیچے دماغوں کا افترا ہیں۔ جو محض پیر خانہ کی کاسہ لیسی میں قبر پرستی کا رواج قوم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں اکمل صاحب کو مختلف پیر خانوں میں جہاں قبر پرستی کا زور ہے۔ ایک دورہ کر کے کچھ تازہ انکشافات اور دلائل سیکھنے چاہئیں۔ ان کے پاس بھی اس قسم کے عجیب عجیب اختراع شدہ دلائل ہوتے ہیں۔

خیر ان سب امور کے بعد اکمل صاحب نے ایک زجر بھی فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے احمدیت کو بدنام کرنے کے لئے ایک نیا ہتھیار چلایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "کیا ہی حسرت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس حج سے محروم رہے" اللہ اکبر! سالانہ جلسہ قادیان احمدیت کا حج اکبر ہے۔ احمدیت کیا ہے۔ عین اسلام کیونکہ اکمل صاحب کے نزدیک جو اس سے خارج ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پس اب اسلام کا حج اکبر قادیان کا سالانہ جلسہ ہے۔ کیوں نہ ہو این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند اور اس حج اکبر کے ساتھ اگر کسی نے عمرہ کا قصد کرنا ہو تو بہشتی مقبرہ میں پھر آ وے۔ ورنہ حج کے ساتھ تمتع کا کیا مطلب ہے۔ تمتع عمرہ کا ہی ہوا کرتا ہے "یہ ہی نئی شریعت کی بنیاد" یونہی افواہاً سنا تھا کہ اکمل صاحب درحقیقت ایسا مذہب رکھتے ہیں۔ اور دوست کے پردہ میں احمدیت کی جڑیں کاٹنے کے لئے پابیوں کی طرح مامور ہیں۔ ہم نے تو یقین نہ کیا۔ کیونکہ افواہوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ مگر یہ احمدیت کے حج اکبر کے فقرہ سے کچھ پانی مرتا ہوا نظر آتا ہے کیونکہ حج اکبر کا نام سالانہ جلسہ کو دینا احمدیت کو ایک نیا مذہب اور نئی شریعت کا چولا پہنانا ہے۔ جس سے لوگوں کو یقین ہو جائیگا۔ کہ اس پردہ میں یہ لوگ اسلام کو مٹا رہے ہیں۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں۔ کہ یہ لغو اور احمدیت پر افترا ہے جس سے اللہ تعالےٰ ہر ایک احمدی کو محفوظ رکھے۔

مرکزی خلافت کمیٹی خطرہ میں

گذشتہ اشاعت کے ہی شذرات میں ہم نے یہ افسوس ظاہر کیا تھا۔ کہ خلافت کمیٹی نے بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے کانگرس کو اپنا عصا بنا کر رکھا ہے۔ اور جو قدم اٹھاتی ہے اسی عصا کے سہارے سے اٹھاتی ہے۔ ہمارے اس خیال کی تائید معاصر "وکیل،، کے ایک نوٹ سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں ہمارا معاصر عنوان بالا کے تحت میں لکھتا ہے:-

دفتر "وکیل" میں ایک مطبوعہ تحریر انصار احمد صاحب اجمیری کیطرف سے موصول ہوئی ہے جسکا عنوان ہے۔ "سنٹرل خلافت کمیٹی خطرہ میں"۔ اس کو ہم بجنسہ شائع کرتے ہیں۔ تاکہ اس کی اصلیت پر ذمہ دار احباب روشنی ڈال سکیں۔ جو کیفیت تحریر مذکور میں بیان کی گئی ہے۔ وہ تحریک خلافت کے حامیوں میں ہرگز استحسان کی نظر سے نہیں دیکھی جائے گی۔ اجمیری صاحب اس میں ایک خفیہ تحریر کا حوالہ دیتے ہیں جس میں ٹھاکر چندن سنگھ صدر مجلس استقبالی ڈیرہ دون کے یہ الفاظ درج ہیں کہ "مجالس خلافت" جن میں پان اسلامزم کا رنگ غالب ہے۔ کانگرس کی جزو مجہول جب تک نہ بنادی جائے گی۔ ہنود کو اطمینان نہ ہو گا"۔ اس تجویز سے خفیہ تحریر کے محرر نے جو قرینہ سے مرکزی خلافت کمیٹی کا کوئی سربرآوردہ رکن معلوم ہوتا ہے۔ کہا ہے کہ اس دانشمندانہ صلاح کو نظر انداز نہ کیا جائے "یعنی خلافت کمیٹی کو کانگرس کا "جزو مجہول" بنادیا جائے۔ اس مدعا کے لئے چند تدابیر بھی پیش کی گئی ہیں جن کی طرف مرکزی خلافت کمیٹی کے ارباب حل وعقد کو فوراً توجہ کرنی چاہئے جمعیتہ العلماء اور کانگرس کے جلسوں میں علمائے کرام کی نسبت جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ وہ یقیناً مسلمانوں کے دلوں کو نفرت سے بھر دیں گے۔ افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں کو کسطرف جانا چاہئے۔ اور کدھر جارہے ہیں۔

ہم اس سے پہلے بھی کئی بار لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے قوت بازو اور خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اگر وہ کانگرس کے سہارے پر زندگی بسر کرنا چاہتے۔ تو پھر ان کی زندگی معلوم کہ

بہ تو ڈوب کر مرنے سے ہے جینا سہارے کا

ڈاکٹر عالم صاحب اور ترک موالات

اس اشاعت میں کسی دوسری جگہ ڈاکٹر عالم صاحب کی ایک مختصر سی مراسلت ہدیہ ناظرین ہے۔ جس میں ممدوح نے ترک موالات کو خیرباد کہنے کی وجوہ بیان کی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے۔ کہ عدالتوں کا مقاطعہ ابتک ناکام ثابت ہوا ہے۔ اور اسی لئے وہ پھر وکالت کے کام کو شروع کرنے پر مجبور ہوئے اس میں شک نہیں کہ ممدوح جب ترک موالات پر عمل پیرا ہوئے تو اسی لئے ہوئے تھے کہ اس سے قوم و ملک کی خدمت کرسکیں گے۔ لیکن جب یہ تحریک کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ تو پھر اس پر اڑے رہنا بے سود تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض باتیں اسی وقت مفید ہوسکتی ہیں۔ جب ان کو تمام افراد قوم کرسکیں۔ محض معدودے چند اشخاص کا عمل پیرا ہونا مفید نتائج پیدا نہیں کرسکتا۔ اور اس امر کا اندازہ کرنا کہ اس تحریک میں سب لوگ شامل ہوسکتے ہیں یا نہیں۔ قومی اور ملکی لیڈروں کا اولین فرض ہوتا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہندوستان کے لیڈر اس لحاظ سے سخت ناعاقبت اندیش واقع ہوئے ہیں وہ مآل اندیشی سے کام نہیں لیتے اور کسی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے محض لفاظی اور گرمی سخن ہی کو آلہ کار سمجھتے ہیں حالانکہ جذبات محض ایک حد تک کام کرسکتے ہیں۔ اس سے آگے جب واقعات وحالات اپنی اصلی صورت میں پیش آتے ہیں۔ تو پھر وہاں نہ لفاظی کام آتی ہے۔ نہ جذبات عقدہ کشائی کرتے ہیں۔ ہجرت کے معاملہ میں بھی بعض ناعاقبت اندیش لیڈروں کی کوتاہ فہمی سے بہت سے بندگان خدا کی جان ومال کا نقصان ہوا۔ بہت سے مسلمان بے خانماں ہوگئے۔ یہی حال ترک موالات کی تحریک سے ہوا۔ لیکن اب اس سے یہ سبق ضرور سیکھنا چاہئے۔ کہ آیندہ ایسی تحریکیں سوچ سمجھکر پیش کیجائیں۔ اور شامل ہونے والے بھی اپنی نزاکت بار کو دیکھ کر اس میدان میں قدم رکھا کریں۔

ناظرین کرام خط وکتابت کرتے جٹ نمبر کا حوالہ ضرور تحریر فرمایا کریں۔

(مینیجر)

شذرات

اہلحدیث حضرت امیر کی تقریر "احمدیت کیا چیز ہے" پر تنقید کرتے ہوئے میاں محمود احمد صاحب کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا نام توسب سے پہلے محمدؐ ہی والدین نے رکھا۔ کلمہ طیبہ میں بھی یہی نام ہے مسلمانوں کو بھی لوگ محمدی یا محمڈن ہی کہتے ہیں۔ حضور صلعم کی محمدیت تو مکہ ہی میں مختص ہو چکی تھی۔ مگر احمدیت کا مکہ معظمہ میں ثبوت نہیں ملتا۔ سورۂ صف جس میں احمد کا لفظ آیا ہے۔ وہ بھی مدنی ہے۔ اور جن حدیثوں میں احمد کا لفظ آیا ہے۔ وہ بھی مدنی ہیں۔ پھر نہیں معلوم کس ثبوت سے کہا گیا کہ احمد مقدم ہے اور محمدؐ موخر"

ہم اس مولوی فاضل کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ "احمد" اور "محمد" کے معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کی مکی زندگی گویا اسم احمد کی مظہر تھی۔ کہ مکہ میں آپ شان جمالی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور مدنی زندگی اسم محمدؐ کی مظہر۔ کہ مدینہ میں پہنچکر آپ کے اندر شان جلالی بھی پیدا ہوگئی تھی۔ اس سے کب لازم آیا کہ آپ کا اسم مبارک محمدؐ نہ تھا؟۔ یا والدین نے یہ نام نہ رکھا تھا۔ بات تو حضور کی زندگی کے دو حصوں کے متعلق ہے۔ پہلا حصہ احمدیت کا مظہر ہے۔ دوسرا محمدیت کا۔ اور ان کا تقدم وتاخر ظاہر ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ مگر معلوم نہیں مولوی فاضل صاحب اس معمولی بات کو کیوں نہیں سمجھتے۔

پھر حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ "مرزا صاحب نے واقعی نبوت کا دعوے کیا ہے"۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کیا اہلحدیث بھی میاں محمود احمد صاحب کیطرح یہ مانتا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد دعوے نبوت کیا ہے۔ یا اسکا یہ خیال ہے۔ کہ آپ شروع ہی سے مدعی نبوت تھے۔ بہر حال ہم حضرت ممدوح کی ایک کتاب کا فقرہ یہاں درج کرتے ہیں۔ جو اس مسئلہ پر فیصلہ کن ہے۔ حقیقۃ الوحی میں آپ فرماتے ہیں:-

سُمّیت نبیًّا من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

یعنے میرا نام خدا تعالےٰ کیطرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے۔ نہ حقیقی معنوں میں۔

اب اس فقرہ کے بعد اگر کوئی شخص آپ کو مدعی نبوت مانتا ہے تو یہ اس کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔

رہا مجازی طور پر نبی ہونے کا سوال سو یہ اس امت میں مسلم ہے۔ کہ اولیاء امت مشکوٰۃ نبوت سے اقتباس نور کرتے ہیں۔ اور انبیاء کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں:- ع

کو نبی وقت باشد اے پسر

مجدد صاحب الف ثانی نے بھی اپنے مکتوبات میں صاف لکھا ہے کہ اولیاء امت جب آنحضرت صلعم کی اطاعت کرتے ہیں تو انوار نبوت کی بارش ان پر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ تابع ومتبوع میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ باستثنائے اس امر کے کہ وہ اصل ہے اور یہ ظل۔ دوسرے اکابر امت نے بھی اپنی کتابوں میں بجنسہ اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ اعتراض کرنے والے وہاں کیوں خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت صاحب پر ان ہی خیالات کے متعلق کیوں بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ تلک اذًا قسمۃ ضیزیٰ۔

احباب

اپنا چندہ اخبار ارسال کرتے وقت منی آرڈر کے کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور دیا کریں (مینیجر)

جاپان کو دعوت اسلام

سوالات اور ان کے جوابات

گذشتہ سے پیوستہ

تیسرا سوال

تمہارے مذہب سے ہمیں کیا مذہبی فائدہ پہنچیگا؟

اسلام کی تعلیمات عین فطرت کے مطابق ہیں۔ اسلامی احکامات ضروریات زندگی کے پورا کرنے میں حائل نہیں ہوتے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس نے زندگی کے کسی شعبہ کو باقی نہیں چھوڑا۔ ہر مرض کی دوا اور ہر ضرورت کی تکمیل اس کے ذریعے ہوسکتی ہے۔

اسلام جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے۔ کسی رنگ وروپ اور قبیلہ یا نسل کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسلام کا خدا رب المشارق والمغارب ہے۔ اسلام میں "مشرقی مسئلہ" کوئی خاص مسئلہ نہیں۔ صرف اسلام کے اصول ہی پر لیگ آف نیشن قائم رہ سکتا ہے۔ سرمایہ داروں اور قلیوں کا مسئلہ بھی ایک نیا مسئلہ ہے جس سے مسلمان ناآشنا ہیں۔ کیونکہ یہ جھگڑا مسلمانوں میں کبھی پیدا نہیں ہوا۔ لیبر پارٹی کے نام سے مسلمانوں میں کوئی خاص جماعت نہیں ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم کہ "غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ جو تم کھاتے ہو۔ وہی ان کو کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو۔ وہی ان کو پہناؤ" نے اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا۔ ان لوگوں کی اعانت کے لئے اسلام نے خیرات صدقات اور زکوۃ مقرر کئے۔ تاکہ وہ عزت کے ساتھ بلا ہاتھ پھیلائے زندگی بسر کرسکیں۔ جاپان کے اسلام قبول کرتے ہی لیبر کا مسئلہ طے ہو جائیگا۔ اسلام سوشلیزم اور بولشوزم کیطرف ترچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ فضلنا بعضہم علی بعض اور لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا نے ان دونوں کی تعلیم کو پاش پاش کردیا۔ اسلام کے پیرو ہمیشہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ ترحم اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ انہوں نے کبھی اپنے زیردستوں پر دست تظلم دراز نہیں کیا۔ شراب افیون۔ جوا اور فاحشوں کے متعلق جاپان سخت کشمکش میں ہے۔ قوم اور ملک کو ان سے جسقدر نقصان پہنچا وہ خود جاپانی بتلا دیں گے۔ ان کی روک تھام کے لئے طرح طرح کے قوانین نافذ کئے جاتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔ اگر آج جاپان اسلام قبول کرے تو یہ سب چیزیں بذات خود غائب ہو جائیں گی۔ کیونکہ اسلام میں ان کے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اسلامی ممالک ان چیزوں سے ایک حد تک پاک ہیں۔ جاپان کے راہب اور راہبہ اب اپنی رہبانیت سے گھبرا گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی سرکار سے اس بات کے لئے درخواست کی ہے۔ کہ انہیں شادی کرنے کے لئے اجازت دی جائے۔ اسلام نے لا رہبانیۃ فی الاسلام کہہ کر ان تمام فطرت کے خلاف باتوں سے لوگوں کو یکلخت روک دیا ہے اسلام کے قبول کرتے ہی ان لوگوں کی دلی تمنا بر آئے گی۔ اور ملک سے بیکاری جاتی رہے گی۔

چوتھا سوال

تمہارے مذہب سے ہمیں کیا سیاسی فائدہ ہوگا؟

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جاپان بدھ مذہب سے متنفر ہے۔ دوسری سلطنت جو بدھ مذہب کی پیرو ہے۔ وہ چین ہے جو جاپان کا مدمقابل ہے۔ ہندوؤں کی سلطنت دنیا میں کہیں نہیں۔ عیسائیت سے جاپان کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ جاپان ایک مشرقی قوم ہے۔ اور امریکہ ویورپ اسکا حریف۔ چنانچہ عیسائیت جاپان کو تقویت نہیں دے گی۔ اب رہ گیا مذہب اسلام۔ اس کے قبول کرنے سے جاپان کو جو فوائد حاصل ہوں گے۔ ان میں سے چند کا میں ذکر کرتا ہوں اب جاپان کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوسکتا۔ وانشگٹن

کانفرنس نے جاپان کی پیشقدمی بحرالکاہل میں ہمیشہ کے لئے روکدی ہے۔ اگر جاپان اپنی آبادی میں اضافہ چاہتا ہے اگر وہ اپنے ملک کے رقبہ میں ایزادی کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ اسلام قبول کرے۔ اسلام نے انما المومنون اخوۃ کہہ کر تمام کلمہ گوؤں میں ایک اخوت کا رشتہ قائم کر دیا ہے۔ چالیس کروڑ مسلمان جاپان کے مددو معاون ہونگے۔ مراکش سے جاپان تک اور نیویارک سے چین تک اسلامی دنیا جاپان کی ہمدرد ہوگی۔ جاپان کے امن وخوشحالی میں حصہ لیگی۔ اسلامی سلطنتیں ترکی۔ ایران افغانستان ترکستان۔ مصر۔ عرب۔ مراکش۔ ٹیونس۔ الجیریا وغیرہ جاپان کے دست وبازو ہوں گے۔ ہندوستان کی اسلامی آبادی۔ جاوا و سماٹرا۔ فلپائن۔ چین۔ عراق وشام۔ افریقہ وغیرہ۔ کے مسلمان اپنے ہم مذہب کے ہاتھ بٹانے میں نہیں ہچکچائیں گے۔ امریکہ اور یورپ کو یہ جرأت نہیں ہوگی۔ کہ وہ جاپان کی طرف کن آنکھوں سے دیکھیں۔ آج جاپانی تجارت روبہ تنزل ہے۔ ہندوستان اور اسلامی دنیا مغربی چیزوں کا بائیکاٹ کر رہی ہیں۔ جاپان کے لئے موقعہ ہے۔ کہ اسلام قبول کرکے اس تجارت کی باگ اپنے ہاتھوں میں لیلے چالیس کروڑ مسلمان اور تیس کروڑ ہندوستانی جاپانی اشیاء کے خریدار ہوں گے۔ اسی طرح لیگ۔ آف نیشن میں ہمیشہ اسلامی سلطنتوں اور ہندوستان کے نمایندے جاپانی مطالبات کے مؤید ہونگے۔ چین ہمیشہ جاپان کے خلاف رہتا ہے۔ وہاں پانچ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اگر جاپان مسلمان ہوجائے۔ تو پھر چین کو کبھی یہ ہمت نہ پڑے گی۔ کہ وہ جاپان کا مخالف ہوکر اپنی رعیت کو اپنے خلاف اُبھارے۔ چین کے پانچ کروڑ افراد جاپان کے حامی ہونگے۔ اور زمانہ مستقبل میں جاپان کی حکومت چین میں قائم کرنے کے لئے وہ جدوجہد کریں گے۔ جزائر الہند شرقی۔ جزیرہ نما ملایا وغیرہ میں چار پانچ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ جو خارجی طاقتوں کے زیر اثر ہیں۔ وہاں بھی جاپان کا اثر غالب ہوگا۔ اور وہاں کے باشندے جاپان کی سیادت کو زیادہ پسند کریں گے۔ آج ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد قائم ہوگیا ہے۔ اس لئے جاپان کا حامی نہ صرف ہندوستان کی مسلم آبادی ہوگی۔ بلکہ بائیس کروڑ ہندو بھی جاپان کے ہمدرد اور خیر خواہ ہونگے۔ چنانچہ اس طرح ہندوستان میں بھی جاپان کا اثر غالب آئیگا۔ چنانچہ سیاسی طور پر جاپان کو جو فوائد اسلام کے قبول کرنے سے حاصل ہونگے۔ وہ کسی اور صورت میں ممکن نہیں۔ (باقی)

مراسلات

میں احمدی کیوں ہوا؟

(۲)

میں نے اس سے پہلے آرٹیکل میں وعدہ کیا تھا کہ اپنے احمدی ہونے کے تفصیلی اسباب دوسرے مضمون میں لکھونگا اب اس وعدہ کا ایفا کرنا چاہتا ہوں۔ مگر میرا آرٹیکل لمبا ہوگا اخبار کے کئی پرچوں میں مکمل ہوسکے گا۔ اسلئے اسے کئی نمبروں پر تقسیم کرکے شایع کرسکوں گا۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ زمانے میں ہمیشہ انقلاب ہوتے آئے ہیں مگر موجودہ زمانہ کا دور انقلاب سب سے نرالا ہے۔ خیالات عالم میں ایک عجیب وغریب تغیر رونما ہوچکا ہے۔ پرانے تمدن کی جگہ نیا تمدن قدم بڑھائے چلا آتا ہے۔ اب پرانی طرز معاشرت ڈھونڈیں تو نظر نہیں آتی جس مدرسہ میں یونانی حکما نے درس الٰہیات حاصل کیا تھا۔ آج اس کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہے جس امر پر انہوں نے اپنے فلسفہ کی بنیاد قائم کی تھی آج سحر سے اسی کو ٹھکرایا جا رہا ہے۔ جس قلعہ کے استحکام پر انہیں ناز تھا۔ آج اسی پر تجربہ اور مشاہدہ کی گولہ باری ہو رہی ہے۔ اور وہ مستحکم قلعہ خس کی طرح اُڑ رہا ہے۔ مذہبی دنیا کا اس سے بھی طرفہ عالم ہے۔ ابنائے زمانہ اثر فلسفہ سے متاثر ہوکر مذہب سے لاپرواہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جیب و راست سے برملا یہ آواز آ رہی کہ فلسفہ و مذہب ایک جا نہیں رہ سکتے۔

تم ہوتے ہم نہ ہوں گے ہم ہوں گے تم نہ ہوگے

اس کشمکش کی وجہ سے نئے نئے مذہب قائم ہو رہے ہیں مگر ان کی بھی یہ حالت ہے۔ اگر مانند شعبہ مانند شعبہ دیگر نمے ماند۔ دہریت کی سموم ہوا چل رہی ہے۔ اس اثر عام سے گو عیسائیت پائمال ہوچکی ہے۔ اور تمام یورپ درحقیقت عیسائیت سے پرے ہٹ گیا ہے۔ انجیل مقدس کی تعلیم کو دیکھو۔ پھر اہل یورپ کے اعمال و خیالات کا اس سے مقابلہ کرو تو فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے۔ کہ عیسائیت دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوا چاہتی ہے۔ ہندو اپنے سناتن دھارمک نیموں کو چھوڑ چھاڑ کر نئے اصول اختراع کر رہے ہیں۔ آریہ اور برہمو سماج کا وجود اس خیال کا شاہد صادق ہے یہ ایجاد و اختراع اور یہ رد و بدل جو مذہبی دنیا میں مقتضیات زمانہ یا علوم جدیدہ کے اثر سے ہو رہا ہے۔ صحیح ہو یا غلط۔ ہمیں اس پر کوئی بحث نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ جو لوگ مذہب میں جدت آفرینی کر رہے ہیں۔ ان کا اسلام کے ساتھ کیسا سلوک ہے۔ پادری لوگوں کو اپنے مذہب کی مرثیہ خوانی کرنی چاہیئے تھی۔ مگر وہ الٹا اسلام کو کوس رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کو اصول کو نقطہ کو جس قدر ہوسکتا ہے برا بھلا کہتے ہیں۔ اور آریہ لوگ تو اسلام کے برخلاف وہ اودھم مچا رہے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ حالت ہے اور اس قسم کا ایک تلاطم بپا ہے۔ مگر رہنمایان ملت غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہیں کفر و الحاد کے سوا ان کے اسلحہ خانہ میں اور کوئی ہتھیار ہی نہیں جسے استعمال کریں۔ بیچارے نئے فلسفے سے ناآشنا ہیں۔ اسکے حملوں کا کیا مقابلہ کریں۔ سنسکرت سے ناواقف ہیں۔ ویدوں کو کبھی خواب وخیال میں بھی نہیں دیکھا۔ آریوں کے طوفان کو کیا روکیں۔ عیسائیوں کی کتابوں کا دیکھنا ہی منع ہے۔ ان کے بالمقابل کیا لکھیں۔ حقیقت میں وہ معذور ہیں۔ انہیں ان باتوں کی فرصت ہی نہیں۔ ان کے سامنے باہمی فروعی اختلافات کا ایک لق و دق میدان موجود ہے۔ اسکے طے کرنے میں عمر صرف ہوجاتی ہے۔ اور پھر بھی طے نہیں ہوتا۔ اس میدان کے طے کرنے میں انھیں لڑنا بھی ہوتا ہے اور جھگڑنا بھی۔ کسی کو کافر بنانا بھی پڑتا ہے اور ملحد بھی۔ رات دن یہی ادھیڑبن رہتی ہے۔ سچ ہے ؎

علما در ہمہ یکبار نزاع است کزو
آتش فتنہ بہ ہر شہر و دیارا فتادہ است

بیشک چند گنتی کے علما ایسے بھی موجود ہیں۔ جو رفتار زمانہ سے باخبر ہیں۔ اور علوم جدیدہ کی روشنی سے منور ہیں۔ حمایت اسلام کے متعلق ان کے مساعی حمیدہ قابل شکریہ ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ وہ خود یکجہتی ہیں جو عیسائیوں اور آریوں کا مقابلہ کرتے ہیں وہ نئے فلسفے سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور جو نئے فلسفے سے آگاہ ہیں وہ اس مقابلہ میں نہیں آتے۔ بالفرض اگر کوئی ایسا ہو بھی تو اس کا کوئی انتظام نہیں۔ اس کی کوئی جماعت نہیں۔ اسکے کارنامے جلوہ گاہ عام پر نہیں آتے۔ یہ ضرورت اور بہت بڑی اہم ضرورت اگر کہیں پوری ہوتی ہے۔ تو احمدی جماعت ہی میں آکر پوری ہوتی ہے۔ دیکھ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

یہی جماعت ہے جو کہ علوم جدیدہ کے بالمقابل اس کی دلیلوں سے اسکی براہین سے اسی کے مسلمہ قاعدوں سے اسلام کے اصولوں کا اثبات کر رہی ہے اور ببانگ دہل آواز بلند کرتی ہے کہ جہاں بھی صداقت ہوگی اسلام سے مستخرج ہوگی۔ فلسفہ کے جتنے سچے اصول ہیں اسلام ہی سے نکلے ہیں۔ سائنس کو جن پر ناز ہے وہ اسلام ہی کے فیض عام کا نتیجہ ہیں اور دنیا میں صرف یہی مذہب تو ہے جس نے یونانی فلسفے کی ترقی کے زمانہ میں جبکہ عام طور پر کفر و الحاد کی گرم بازاری ہو رہی تھی اپنے اصولوں کو قائم رکھتے ہوئے ان کی سچائی کو ثابت کیا اور آج جبکہ وہ فلسفہ ہی تقویم پارینہ کی طرح ردی کی ٹوکری میں پھینکا جا رہا ہے۔ اسے بلند آہنگی کے ساتھ اپنی سچائی ثابت کرنے کو تیار ہے یہی وہ جماعت ہے جو کہ دہریت کی سمیت کو ان تھک کوششوں کے تریاق سے دور کر رہی ہے یہی آریہ سماج کے بالمقابل اسلام کی کی صداقت کرتی ہے۔ اور یہی اس بات کو دکھلا رہی ہے کہ سرے سے آریہ سماج کا وجود ہی اسلام کی موحدانہ تعلیم کی برکات کا نتیجہ ہے۔ یہی عیسائیت کے بالمقابل سینہ سپر ہوتی ہے آج اسی کی بدولت یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ انگریزوں پر انگریز مسلمان ہوتے چلے جاتے ہیں جہاں پہلے دوسرے رنگ کے سوا کوئی رنگ ہی نہ تھا۔ آج وہاں توحید کا دل لبھانے والا ترنم ہو رہا ہے۔ تثلیث خانوں میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہو رہی ہے حقیقی معنوں میں عیسائیت پر موت طاری ہوچکی تھی۔ اب صلیب شکست ہے اور خنزیر مقتول ہے۔ آبعہ جپ میں بنائے نہیں بنتی۔ ہاتھوں میں رعشہ ہے اور قلم ٹوٹ چکے ہیں۔ فلسفہ خود گریبان میں منہ ڈالے ہوئے ہے اور قرآن کے حقیقی فلسفے کی یکرنگی اور صداقت وشوکت سامنے ہے۔ اور اُدھر اپنے آئے دن کی تھیوریوں کا باہمی اختلاف ہے۔ کسکو سچ کہے اور کس کو جھوٹ۔ ندامت سے سر جھکانا ہی پڑتا ہے

یہ تمام باتیں مجموعی طور پر اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ جماعت خدائی ہاتھوں سے تیار ہوئی ہے اور اس میں کام کرنے کی سچی روح موجود ہے۔ اور یہی اس پیشین گوئی کی مصداق ہے جو قرآن پاک کے اندر موجود ہے۔ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا ٥ اور اس مصلحت وحکمت سے قائم کی گئی ہے کہ خدا کے سچے نور اسلام کا جگ میں اجالا کردے۔ پھر انسان اس جماعت میں شامل نہ ہو تو کیا کرے۔ فطرت سلیم خود کہہ رہی ہے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

بندہ محمد عصمت اللہ عالی

میں نے کیوں وکالت کا کام شروع کر دیا؟

میں اپنا سارا وقت سال ۱۹۲۰ء کے آخر نصف سے اپنے مذہب اور مادر وطن کی خدمت میں صرف کرتا رہا ہوں اس خدمت پر میں نے اپنی پریکٹس کو بھی اس عرصہ کے لئے قربان کر دیا تھا۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ دو سال سے زائد کا عرصہ میری زندگی کا بہترین جزو ہے جسے میں ہمیشہ فخر اور عزت سے دیکھا کرونگا۔ تاہم تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قانونی عدالتوں کا مقاطعہ خواہ ہماری خواہشات اس کے متعلق کچھ بھی ہوں۔ عملاً نمایاں طور سے کامیاب نہیں ہوا خلافت اور کانگرس دونوں کی طرف سے جو تحقیقاتی کمیٹیاں سول نافرمانی کے تصفیہ کے لئے مقرر ہوئی تھیں۔ انہوں نے متفقہ طور سے غیر سیاسی مقدمات کے متعلق عدالتی چارہ جوئی کو جائز قرار دیا اور گیا کی خلافت کانفرنس نے اس جواز پر اپنی مہر تصدیق کو ثبت کیا۔

اندریں حالات میں اپنی مالی حالت خانگی امورات اور گیا خلافت کانفرنس میں جو جولائی قرارداد اس سلسلہ میں منظور ہوئی۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ناچار یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ پندرہ تاریخ ماہ حال سے میں بمقام لاہور اپنی پریکٹس کا کام شروع کرونگا۔ میری یہ خواہش تھی۔ کہ اپنی ساری کی ساری زندگی کلیتہً اسلام اور ہندوستان کی خدمت میں اپنے ضمیر کے مطابق جو بہترین تعمیری کام خیال کروں۔ اس میں صرف کردوں۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ میری مالی حالت اور مختلف اقسام کی ذمہ داریاں اس خواہش کی تکمیل کی۔ روادار نہیں ہیں۔ جن لوگوں نے قوم کی آواز پر اپنی پریکٹس کو ایک سال کے لئے چھوڑ کر لبیک کہا ان میں سے بہت ایسے ہیں۔ جو ہمیشہ کے لئے اپنے پیشہ کو چھوڑ دینے کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ گو میں بیرسٹری کا کام پھر شروع کرنے لگا ہوں۔ لیکن میں اپنی قوم کی خدمت کو اپنے عاجزانہ رنگ میں سرانجام دینے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ خصوصاً ہندو مسلم اتحاد کی تکمیل اور گری ہوئی اقوام کے ابھارنے میں میں ہمہ تن کوشاں رہونگا۔ میرا یقین ہے۔ کہ جبتک ان ہر دو امورات میں مکمل کامیابی نہ ہو جائے گی اس مصیبت بھری سرزمین میں بہبودی کی امید کو ہمیشہ مفقود سمجھنا چاہیئے۔

اس بیان کے اجرائے مجھے اپنے فرض سے

سبکدوشی مقصود ہے جو مجھ پر بحیثیت ہموطنوں کیطرف سے عاید ہوتا ہے۔ خداوند کریم مجھے صراط المستقیم کی طرف راہ نمائی کرے۔

محمد عالم
بنڈن روڈ - لاہور

ہم اور تم

(۱) ہم لوگ توحید باری تعالےٰ کے معتقد ہیں۔ اور تم حضرت عیسےٰؑ کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ بعض صفات میں شریک ٹھیراتے ہو۔ مثلاً خدا تعالےٰ کی طرح حضرت عیسےٰؑ کو حوائج بشری سے منزہ اور بے نیاز خیال کرنا۔

(۲) ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی یقین کرتے ہیں۔ مگر تم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو۔ کیونکہ کہتے ہو کہ حضرت عیسےٰؑ آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آسمان سے اُتریں گے۔ پس اس عقیدہ کے مطابق وہی خاتم النبیین ٹھیرے۔

(۳) ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی حیات النبی یقین کرتے ہیں۔ لیکن تم حضرت عیسےٰؑ کو۔ ویسے تو زبان سے کہہ دیتے ہو۔ کہ آنحضرت صلعم حیات النبی ہیں۔ مگر اصل حضرت عیسےٰؑ کو مانتے ہو۔ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم۔ واللہ اعلم بما یکتمون۔

خاکسار
قاری کاشمیری عفا اللہ عنہ
نزیل لاہور

احمدیہ مسجد کا ایک منظر

مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۸ء کو دوپہر کے وقت میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کی مسجد کے پاس سے ہو کر نکلا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد میں کاغذ قلم دوات لیکر بہت سے لوگ ایک خاص ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہیں اور کچھ لکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں میں بڈھے بھی ہیں اور نوجوان بھی۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ بھی ہیں اور پرانی کے بھی۔ معلم بھی ہیں اور متعلم بھی۔ مگر سب کے سب لکھنے میں مصروف ہیں۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ آج مسجد میں کیا ہو رہا ہے۔ جواب ملا آج درس قرآن مجید کا امتحان ہے۔ میرے دل پر اس دل لبھانے والے منظر کا اتنا بڑا گہرا اثر پڑا کہ قرون اولے کے مسلمانوں کی جیتی جاگتی تصویر سامنے آگئی۔ اور پھر موجودہ مسلمانوں کی حالت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا۔ میں دل ہی دل میں دونوں حالتوں کا توازن کرنے لگا۔ یہ حالت تھی کہ کبھی واہ کہتا تھا اور کبھی بے ساختہ آہ نکلتی تھی۔ واہ تو اس لئے کہتا تھا کہ اس امتحان گاہ میں آنے والوں کے دل کس قدر حُبِ ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں کہ آج سب منزلیں طے کر لینے کے بعد بھی اس ادھیڑبن میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو اشاعت اسلام کے لئے تیار کریں اور وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ کا مصداق ہو جائیں اور آہ اسلئے نکلتی تھی کہ عام مسلمان اس ضرورت سے بالکل بیخبر ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں کہ ہم پر اسلام کا بھی کچھ فرض ہے جسکی ادائگی ہمارے لئے بہت بڑی ضروری ہے۔ اس عام بےحسی کی وجہ اگر کچھ ہو سکتی ہے تو صرف یہ کہ قدرت کا زبردست ہاتھ اعجازی رنگ دکھانا چاہتا ہے کہ حقیقی قوت اسی قوم کو حاصل ہوتی ہے جو اسکے ماموروں کا اتباع کرنے والی ہو۔ اس راستہ کے بغیر منزل مقصود تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ ہی نہیں۔ ہندوستان میں سینکڑوں انجمنیں موجود ہیں۔ غور کر کے دیکھ لو کہ اشاعت اسلام کے نبوی مقصد میں کونسی انجمن کامیاب ہوئی ہے۔ اور کس نے یہ تہیہ کیا ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دے۔ انجمنوں کی روداد میں دیکھو فوراً اس نتیجہ پر پہنچو گے۔

ہے مشابہ دل ویراں سے ہمارے کیا کیا
جس زمین پر نہ گرے ابر گہر بار کی بوند

بندہ محمد عصمت اللہ عالی

حجاز کے حاجیوں کے لئے عام ہدایات

پروانہ جات راہداری

(۱) حاجیوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ہندوستان سے روانہ ہونے سے قبل پروانہ جات راہداری حاصل کر لینا مناسب ہے یہ پروانہ جات ہندوستان میں جملہ مقامی حکام سے بغیر کسی فیس کے مل سکتے ہیں۔ یہ امر ہر لحاظ سے مناسب ہے کہ حاجی لوگ اپنے اپنے ضلع کے افسر یا سب ڈویژنل افسر یا ہندوستانی ریاست کی صورت میں اپنے پولیٹیکل افسر سے پروانہ حاصل کریں۔

اطلاع کس طرح مل سکتی ہے

(۲) عازمان حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کسی ایسی اطلاع کے لئے جس کی انہیں ضرورت پڑے براہ راست "محافظ حجاج" بمبئی سے درخواست کریں اور حجاز کے غیر ذمہ دار اشخاص کی طرف سے مشتہر کردہ اطلاع پر یقین نہ کریں۔

باہر جانیوالے حاجیوں کیلئے ٹیکہ چیچک

(۳) یہ امر نہایت پسندیدہ ہے کہ حاجی لوگ بمبئی کو روانہ ہونے سے قبل ٹیکہ چیچک یا جدید ٹیکہ چیچک کرا لیں تاہم جہاں یہ ممکن نہ ہو تو بمبئی میں مسافرخانوں میں ٹیکہ لگانے کا مردوں اور عورتوں کے لئے خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اور پردہ نشین حاجی عورتوں کا ٹیکہ مناسب انتظام کے ساتھ زنانہ ٹیکہ لگانے والیوں کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ جو اپنے گھروں میں ان حاجی عورتوں کو ٹیکہ لگاتی ہیں جو پردہ کی سخت پابند ہوتی ہیں۔ کراچی میں بھی وہاں سے روانہ ہونے والے حاجیوں کے لئے ٹیکہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ غلط فہمی کو رفع کرنیکی غرض سے حاجیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بمبئی میں جو ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ وہ انسداد چیچک کے لئے ٹیکہ چیچک ہوتا ہے نہ کہ ٹیکہ پلیگ۔

کلکتہ بمبئی و کراچی میں حاجیوں کے محافظ

(۴) محافظ حجاج سے درخواست کریں کہ اس عہدہ کے عہدہ دار کے متعلق کلکتہ بمبئی کے کمشنران پولیس اور کراچی کے کلکٹر کے پاس درخواست کرنے سے اطلاع مل سکتی ہے۔ حاجیوں کے محافظوں (پروٹیکٹروں) کے فرائض ایکٹ بمبئی نمبر ۲ مصدرہ ۱۸۸۷ء ۶ ایکٹ بنگال نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۹۶ء میں مندرج ہیں

واپسی ٹکٹوں وغیرہ کے متعلق

(۵) حاجیوں کو انہی کے فائدہ کے لئے مزید مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ (الف) واپسی ٹکٹ حاصل کریں (ب) اپنے ساتھ اسقدر کافی روپیہ طلائی سکوں میں لے جائیں کہ مقامات مقدسہ تک جانے اور وہاں سے آنے کے کل اخراجات پورے ہو سکیں۔ اور (ج) برطانوی کانسلیٹ۔ جدہ میں اپنے نام درج رجسٹر کرائیں۔

واپسی سفر کا انتظام

(۶) حاجیوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ سفر کے کافی انتظام کے متعلق قرآن مجید اور حدیث شریف میں احکام مندرج ہیں اور شارحین اسلام نے "نور الھدایہ" اور "ماثا بد منہ شفائی" میں ان کو جملہ عازمان حج کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ واپسی کے وقت حاجیوں کو جو تنگی اور تکلیف ہوا کرتی ہے وہ زیادہ حد تک ان معقول احکام سے غفلت کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا ان کے اپنے فائدہ کی غرض سے حاجیوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اپنے گھروں کو بحفاظت تمام واپس آنے کے متعلق مطمئن ہونے کے لئے اگر انہوں نے واپسی ٹکٹ حاصل نہ کئے ہوں تو انہیں چاہیے کہ

(۱) بمبئی میں جہاز پر سوار ہونے سے پہلے وہ "محافظ حجاج" (پروٹیکٹر حاجیان) کی معرفت کمشنر پولیس بمبئی کے پاس بمبئی سے اپنے گھر تک کے سفر ریل کے خرچ کے لئے کافی رقم جمع کرا دیں۔

(۲) حجاز پہنچ کر وائس کانسل جدہ کے پاس واپسی سفر جہاز کے کرایہ وغیرہ کے لئے مزید رقم جمع کرا دیں۔

طبی معائنہ وغیرہ

سب سے اخیر میں حاجیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ان کا طبی معائنہ کیا جائے گا۔ اور ان کے کپڑے، بستر وغیرہ مشتبہ اشیاء کو دافع مادہ سے صاف کیا جائے گا۔

* فی الحال حجاز جانیوالے حاجیوں کیلئے صرف بمبئی اور کراچی (ہی) روانگی کی بندرگاہ ہیں

رسیدات زر

فہرست زر چندہ برائے برلن مسجد از قلات

معرفت ڈاکٹر محمد یوسف اسسٹنٹ سرجن قلات (بلوچستان)

نام	رقم
حافظ غلام رسول صاحب	عہ
ڈاکٹر محمد یوسف صاحب	[illegible]
منشی بدر الدین صاحب نائب صاحب	صہ/
؍؍ اصغر علی صاحب محرر تھانہ	صہ/
؍؍ محمد علی صاحب کمیدار	[illegible]
سید تیمور شاہ صاحب پوسٹین	عہ/
از خانہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب	
والدہ صاحبہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب	[illegible]
اہلیہ صاحبہ ؍؍ ؍؍ ؍؍	[illegible]
بچوں کی طرف سے	
رشیدہ خاتون صاحبہ	صہ/
محمودہ بیگم صاحبہ	ۓ
انوری سلطان ؍؍	عہ/
سعیدہ ؍؍	عہ/
محمد عبداللہ صاحب	صہ/

کل میزان مالعوسہ

اعلان

(نمبر ۱)

جناب مولوی عزیز بخش صاحب دو سال تک اس انجمن میں جائنٹ سکرٹری کے فرائض آنریری ادا کرتے رہے ہیں جس محنت اور جانفشانی اور درد سے آپ نے کام کیا ہے۔ وہ کل جماعت اور انجمن کے شکریہ کا مستحق ہے۔ اور اللہ انہیں اسکا اجر دے۔ آمین

آپ فرلو رخصت پر آئے تھے۔ اب پھر واپس ملازمت پر چلے گئے ہیں۔ انجمن کے کاروبار میں ترقی کیوجہ سے ایک دردمند دل کی جو سارا وقت انجمن کے کام میں لگائے ضرورت ہے۔ اس لئے احباب سلسلہ میں سے جو اس کام کے لئے اپنی خدمات دینا چاہیں۔ وہ انجمن میں اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ تنخواہ حسب حیثیت دیجائے گی۔ کل درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہیئیں۔

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نمبر ۲

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ہر ایک قسم کا روپیہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجا جائے۔ منی آرڈر اس عہدہ پر ہو کسی شخص کے نام نہ بھیجا جائے۔ ورنہ مکتوب الیہ کی عدم موجودگی کی صورت میں بہت تکلیف واقع ہوتی ہے ڈاکخانہ روپیہ نہیں دیتا۔ اور منی آرڈر ادھر ادھر خراب ہوتا رہتا ہے۔ رقم دیر سے ملتی ہے اور بعض وقت اس کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ علاوہ اس کے کوپن منی آرڈر میں اس روپیہ کی تفصیل ضرور دینی چاہیئے تاکہ ٹھیک ٹھیک مدات جہاں روپیہ بھیجنے والے کا منشا ہو روپیہ جمع کر دیا جائے۔

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری

تازہ خبریں

ہندوستان

ایک کپتان ریوالور کی گولی سے زخمی ہو گیا

الہ آباد ۱۴ جنوری - پایونیر کا سرحدی نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ گورکھا فوج کا کپتان فریڈی کسی کو ریوالور کی گولی سے بادوبر زخم آیا - کپتان مذکور ڈاک بنگلہ واقعہ لنڈی کوتل کنٹونمنٹ بازار میں سو رہا تھا - مجرم تکیہ کے نیچے سے ریوالور چلانا چاہتا تھا۔

قانون اسلحہ کمیٹی کی رپورٹ

الہ آباد ۱۴ جنوری - معلوم ہوا ہے کہ انڈین آرمز رول کمیٹی کی رپورٹ ایک ہفتہ میں شائع ہو جائیگی یقین کیا جاتا ہے کہ سوائے چند فروعی اختلافات کے رپورٹ مذکورہ متفقہ ہے۔

برطانی نمایندہ جلال آباد جانے والا ہے

دہلی - ۱۳ جنوری - انگریزی افغانی تجارتی معاہدہ کی تکمیل میں شرکت کے لئے میجر ہربرٹ برطانی نمایندہ کی حیثیت سے مقرر کئے گئے ہیں - آپ پشاور روانہ ہو گئے ہیں افغانی نمایندوں کے ساتھ جلال آباد میں شریک ہونے سے پہلے آپ گورنمنٹ کے احکام کا انتظار کریں گے۔

کینیا کے ہندوستانی

دہلی ۱۴ جنوری مسٹر جمنا داس دوارکا داس ۱۵ تاریخ کو سوال کریں گے کہ کینیا کے ہندوستانیوں کے معاملات کی اب کیا صورت ہے۔

بنوں میں حملہ آوروں پر کامیابی

پشاور ۱۴ جنوری - ضلع بنوں میں حملہ آوروں کے خلاف ایک اور زبردست کامیابی حاصل ہوئی - ۹ ماہ حال کی شب کو بمقام احمد زئی ایک جماعت نظر آئی لیکن کانسٹبلری پولیس اور تعاقب کنندہ جماعت نے اسکو شکست دی - جماعت کا سرغنہ زخمی ہونے کے بعد گرفتار کر لیا گیا - ۱۰ تاریخ کو بھی واردات کے ۳ سرغنے گرفتار کئے گئے۔

ایک رضا کار کی گرفتاری

ایک رضا کار عبد الجبار نامی کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ بدھ کے روز بمقام مغلسرائے گرفتار کر لیا گیا - اس کا جرم یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ باغیانہ لٹریچر بازاروں میں فروخت کر رہا تھا۔

چند رسالوں کی ضبطی

شمال مغربی سرحدی حکومت نے حسب ذیل رسالے ضبط کر لئے ہیں دروٹ ڈو دی وانٹ اہم کیا جا چکا ہے جس کے مصنف مہندر ناتھ راے ہیں - ایڈوانس گارڈ اور اس کی اشاعت نمبرہ و ۶ اور المجاہد کی ساتویں اشاعت جسے مجاہدین کالونی نے شایع کیا ہے۔

برادران ہندوستان کی خدمات کا اعتراف

بمبئی - ۱۳ جنوری - غازی مصطفے کمال پاشا نے مسٹر چھوٹانی کے نام ایک نامہ گرامی ارسال فرمایا ہے جس میں باشندگان ہندوستان کی مساعی جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے ظاہر فرمایا ہے کہ ترکی نو حکومت زیادہ تر ہندوستانیوں کی مساعی جمیلہ کی رہین منت ہیں - غازی مصطفے کمال پاشا برادران ہندوستان کی خدمات کو قدرو منزلت سے دیکھتے ہوئے خلوص و ہمدردی کا اظہار فرماتے ہیں جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ انہوں نے ہر موقع پر ترکوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

پریزیڈنٹ آیرلینڈ کا مکان جلا ڈالا

لندن ۱۴ جنوری - ایم کاسگریو کا مکان جو ارنفرنیم میں واقع تھا - وہ جلا ڈالا گیا ہے - باغیوں نے علی الصبح ہی مکان میں گھس کر

کر بیڑوں پھڑک کر آگ لگا دی ڈبلن میں باغیوں کی سرگرمی سے سخت خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے - گورنمنٹ نے ڈی ویلرا کی جمہور حکومت کا سر دار تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

آل انڈیا خلافت کانفرنس کا فیصلہ

امریکہ کے ہندوستانیوں کی تائید

پیسفک کوسٹ ہندوستانی ایسوسی ایشن فرانسسکو نے اخبار بمبئی کرانیکل کے ذریعہ سے حسب ذیل برقی پیام ارسال کیا ہے۔

"سول نافرمانی کے متعلق آل انڈیا خلافت کانفرنس کے مشروط فیصلہ کو ہم دلی قدرو منزلت سے دیکھتے ہیں۔"

وبائی امراض سے مغربی یورپ کو خطرہ

اکسفورڈ ۱۴ جنوری - گورنمنٹ کی تائید حاصل کرنے کے بعد انجمن احمر نے ایک اپیل شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ مشرقی قریبہ کے ستم رسیدگان کی امداد کی جائے - بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی علاقہ قحط اور دیگر مصائب کا مرکز ہے اگر عملی امداد نہ کی گئی تو یونانی آبادی پر برا اثر پڑے گا - ایشیائے کوچک اور قسطنطنیہ سے عیسائی بھاگ کر یونانی علاقہ میں پناہ لے رہے ہیں - بحر ایجین کے ساحلی علاقہ کو آبادی کی ہلاکت کا خطرہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون بخار ہیضہ اور دیگر متعدی امراض سے مغربی یورپ کو سخت خطرہ لاحق ہے۔

اسپین میں فرانسیسی جھنڈا اکھاڑ ڈالا گیا

برلن ۱۳ جنوری - اخبار ”زاورٹ“ کو اسپین سے اطلاع ملی ہے کہ مقبوضہ افواج نے جو فرانسیسی جھنڈا آویزاں کیا تھا وہ ایک جماعت نے پھاڑ ڈالا - حاکم شہر نے فرانسیسی کمانڈر سے معافی مانگی۔

مارشل لا کے اعلان کی توقع

ایسن ۱۱ جنوری - شہر کے ارد گرد رہنے والوں نے فرانسیسی پیشقدمی کے متعلق پرواہ نہیں کی - بازار خالی تھے اور بہت سی دکانیں بند - عنقریب مارشل لا کا اعلان کر دیا جائے گا۔

جرمنوں نے مقاومت مجہول شروع کر دی

پیرس - ۱۳ جنوری - ایک نیم سرکاری فرانسیسی اطلاع مظہر ہے کہ جرمنوں نے روہر کے علاقہ میں مقاومت مجہول (دستبہ گرہ) کی پالیسی اختیار کر لی ہے - افسر فرانسیسیوں سے صنعت و حرفت کی مشینری کے معاوضہ اور قیام کے متعلق گفتگو کرنے سے احتراز کرتے ہیں اور اس بات کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ اس معاہدہ کے تحت جس کے مطابق السک لورین اور جرمنی کے درمیان اشیا کا تبادلہ ہوتا تھا - گفت و شنید کرنے سے اجتناب کریں - اس بیان میں لکھا ہے کہ اگر جرمن اس رویہ پر قائم رہے تو اتحادیوں کے لئے سوائے اسکے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا کہ وہ انتقامی تدابیر اختیار کریں جنمیں سے پہلی تدبیر غالباً یہ ہوگی کہ روہر میں جس حصہ پر قبضہ کیا گیا ہے اس سے زیادہ حصہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

ایسن سے ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی فوج نے جلسہ کرجن پر قبضہ کر لیا ہے - ایک جلسہ میں جو ٹاون ہال میں منعقد ہوا اور جس میں فرانسیسی ماہرین اور انجنیر ایک طرف تھے اور جرمنی مقامی افسر اور ماہرین صنعت و حرفت دوسری طرف ڈسٹرکٹ گورنر نے اعلان کیا کہ مقامی افسر کوئلہ کی تقسیم کے متعلق جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان کو عملی جامہ پہنانے میں مدد نہیں دینگے - کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ برلن سے کوئلہ کے متعلق جو احکام آئیں انہیں قبول نہ کیا جائے اور محض مقامی افسروں کے احکام کی تعمیل کیجائے۔

جرمنی حکومت کا معاہدہ ورسلز کے تسلیم کرنے سے انکار

لندن ۱۱ جنوری - اخبار ایوننگ اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار متعینہ اسپین رقمطراز ہے کہ فرانس کے تغلب کی وجہ سے جرمنی قوم اظہار ناراضی کر رہی ہے لیکن ہنوز کوئی واقعہ ظہور پذیر نہ ہوا - اسپینج کا نامہ نگار متعینہ برلن اطلاع دیتا ہے کہ جرمن حکومت اعلان کرتی ہے کہ وہ معاہدہ ورسیلز پر کاربند ہونے کیلئے اب مجبور نہیں ہے اور نہ وہ اس وقت تک کمیشن تاوان کو تسلیم کریگی جب تک کہ فرانس علاقہ روہر کو خالی نہ کر دے۔

متفرقات

ایک سکھ لیڈر کی رہائی

سردار اتال سنگھ رئیس ویر سینٹر گوجرانوالہ جنرل سکرٹری سنٹرل سکھ لیگ ۱۲ - جنوری ۱۹۲۳ء ملتان سنٹرل جیل سے رہا ہونیوالے ہیں کیمپ جیل منٹگمری سے تمام اکالی قیدی ملتان سنٹرل جیل منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

کھدر

میرپور (ریاست جموں) کے کھتریوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ کھدر استعمال کریں گے اور ان میں سے کوئی مرجائے گا تو کفن بھی کھدر کا ہی دیا جائے گا - لالہ بندرابن مہاجن نائب تحصیلدار کی موت پر لالہ روپ چند نے کھدر کے استعمال کے متعلق اپیل کیا - اس پر مہاجنوں نے لبیک کہا ہے - یہاں مہاجن بڑی تعداد میں ہیں۔

گورداسپور میں شراب کی دکانوں پر پہرہ

گورداسپور کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اس قصبہ میں شراب کی دکانوں پر پہرہ لگایا جائے۔

ایک پلیڈر کے خلاف آتشزدگی کا مقدمہ

لاہور کے ایک پلیڈر کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے - کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی سگرٹوں والی دکان کو آگ لگا دی تھی جو اس نے تیس ہزار روپیہ کے لئے بیمہ کروا رکھا تھا - اگرچہ در اصل اس کی قیمت صرف چھ ہزار تھی۔

لاہور میں سرقہ

گذشتہ شب کو چوک سرجن سنگھ میں ایک دکان کے اندر چور گھس گئے اور کئی من سامان کے علاوہ پانچ من چاول بھی لے گئے ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ اس وقت پولیس کس کام میں مشغول تھی۔

انگورہ میں علما کانفرنس کی تیاریاں

قسطنطنیہ - خبر ملی ہے کہ آئندہ خلافت کانفرنس جو کہ آستانہ میں منعقد ہوگی - اس میں دس عالم قفقاز سے دس ہندوستان سے آٹھ مصر سے دس اناطولیہ اور اس کے قرب و جوار سے اور پانچ عربستان سے شرکت کریں گے - یہ کانفرنس محض مذہبی ہوگی - اس جمعیتہ کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ آستانہ میں ایک تعلیمی درسگاہ نہایت شاندار پیمانہ پر کھولی جائیگی - اس درسگاہ میں مذہبی علوم کا درس ہوگا درس تین زبانوں میں دیا جائے گا - عربی - ترکی اور فارسی - حکومت انگورہ عنقریب جمعیتہ مرکزیہ خلافت بمبئی کو دعوت بھیجنے والی ہے تاکہ وہ ہندوستان کے دس جید علما کے اسمائے گرامی سے اطلاع دے جو کہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کی نمایندگی کرینگے۔

ایک سارجنٹ گولی کا نشانہ بنایا گیا

الہ آباد - ۱۵ جنوری - صوبہ متحدہ کے پولیس سارجنٹ ایبانی کو ایک ہندوستانی کانسٹبل نے ریوالور سے گولی کا نشانہ بنایا - سارجنٹ مذکور ایک خاص ڈیوٹی پر الہ آباد میں متعین تھا - وہ اپنے زخموں کی وجہ سے کل ہسپتال میں فوت ہو گیا - اور صبح کے وقت دفن کیا گیا۔

وزیریوں پر بم باری

دہلی - ۱۵ - جنوری - شاہ جی وزیری نوشکی کی سمت میں حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے لیکن وقت پر مسلح ٹرین اور فوجی کمک کے پہنچ جانے کی وجہ سے یہ لوگ شمال کیطرف غائب ہو گئے - انہوں نے ہرنک کے قریب محافظوں کو لوٹ لیا - ایرانی تعزیری ہوائی کارروائیاں ۹ - ۱۰ - ۱۱ کو ہوتی رہیں دشمن کے علاقہ میں کافی نقصان پہنچا - خیال کیا جاتا تھا کہ وینگر میں ایک سرغنہ موسیٰ خان چھپا ہوا ہے - ۱۱ کو اس مقام پر بمباری کی گئی جس کا نتیجہ عمدہ نکلا۔

اخبار پیغام صلح لاہور

ہفتہ میں دو بارہ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

جلد ۱۱ — نمبر ۲۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۳ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

انسان اور اس کی کمزوریاں

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

اجتماعی کیفیت

انسان کی آرزوؤں اور تمناؤں کے نتایج مختلف اشکال حرص و طمع ۔ جزع اور فزع منع بخل کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں ۔ تنگدستی کے وقت فلاح کے لئے لمبی لمبی عبادتیں منتوں کا انبار نذر و نیاز کا پشتارہ ۔ خیرات کی فراوانی نظر آتی ہے ۔ ....

مگر مقصود کے حاصل ہوتے ہی اندیشہ فردا ۔ خیال مستقبل بچوں کا فکر آگھیرتا ہے ۔ اسوقت تکمیل منت تو در کنار معمولی سے معمولی ابواب صدقات بھی بند ہو جاتے ہیں ۔ ان الانسان خلق هلوعاً. واذا مسه الشر جزوعاً واذا مسه الخير منوعاً ۔ انسان حریص پیدا کیا گیا ہے ۔ مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے ۔ دولت ملتی ہے ۔ تو صدقات سے رک جاتا ہے ۔

بخل

شاید انسان کی کمزوریوں میں اس سے زیادہ عام اور اس سے زیادہ دقیق کمزوریاں دو ایک ہی ہوں ۔ بخل کی کتنی ہی شکلیں ہیں ۔ جو سخاوت و اسراف کی حالت میں بھی پوشیدہ رہتی ہیں ۔ صلہ رحمی ۔ سلوک عام مخفی احسان ۔ قومی چندے الغرض سب شاخیں انسان پوری کرتا ہے ۔ لیکن نفس اس خرچ پر اپنی تنگی ہی ظاہر کرتا ہے ۔ دل ایک قسم کے کرب انقباضی میں مبتلا رہتا ہے ۔ ان سب سے بالاتر فکر فردا اسے اس بری طرح ستاتا ہے ۔ کہ وہ زر و سیم کے انبار رکھتا ہوا بھی افلاس و تنگدستی سے ڈرتا رہتا ہے ۔ اور باوجود ہر قسم کی کثرت و ثروت کے خرچ کرنے کے وقت مال کے ہاتھ سے نکلنے کا کم سے کم ایک ہلکا سا رنج ضرور محسوس کرتا ہے ۔ قل لو انتم تملكون خزائن رحمة ربی اذا لامسكتم خشية الانفاق وكان الانسان قتوراً ۔ کہدو کہ اگر تم لوگ خزائن رحمت پروردگار کے مالک بنا دئیے جاؤ تو بھی خرچ ہو جانے کے ڈر سے بخل کروگے ۔ انسان بڑا ہی بخیل اور کم خرچ ہے ۔

بیباک نادانی

عالم کی بنیاد موسیقیت پر قائم ہے ۔ موسیقیت عالم حیات کی ایک خیر ین ترین مخلوق ہے ۔ موسیقیت کبھی خاموش ہے ۔ اور کبھی گویا ۔ انسان ان دونوں حالتوں کا مجموعہ ہے ۔ وہ فطرتاً سادہ اور بیباک ہے ۔ سادگی اسے ہر خوشنما اور دلفریب صورت کا شیفتہ بنا دیتی ہے ۔ اور بیباکی اسے خطرات میں گھیر دیتی ہے ۔ دنیا کا پہلا انسان پیچیدگیوں اور دشواریوں سے آزاد تھا لیکن اسکی بیباکیوں نے اسے زمین پر پٹک دیا ۔ اور سادگی نے عقل کے جال میں پھنسا دیا ۔ جس بار کو آسمان و زمین نے نہ اٹھایا نادان انسان نے اسے خوشی کے ساتھ اٹھا لیا وحملها الانسان انه كان ظلوماً جهولاً ۔ اس کو انسان نے اٹھا لیا وہ نادان اور بیباک تھا ۔ بیباکی حد پر ٹھیری رہتی ہے ۔ تو وہ کرشمۂ محبت رہتی ہے ۔ اور حد سے بڑھ جاتی ہے ۔ تو ناشکری سرکشی بنجاتی ہے ۔ ان الانسان لظلوم كفار ۔ انسان بیباک اور ناشکر گزار ہے

دوسری سرکشی

ایک سرکشی تو یہ ہے ۔ جس کی بنیاد نادانی و بیباکی ہے دوسری صورت سرکشی کی اس سے زیادہ سخت اور شدید ہے ۔ جو انفرادی صورتوں میں بداعمالی تعیش اور اتلاف حقوق کا موجب بنتی ہے اور اجتماعی حالت میں ایک ظالم حکومت اور جابر سلطنت کے جامہ میں ظاہر ہوتی ہے ۔ دولت انسان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے اور تھوڑی سی رزق کی کشادگی اسے اپنے معبود اور معبود کے قانون سے بھی الگ کر دیتی ہے ۔ كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى ۔ انسان اپنے آپ کو غنی دیکھکر سرکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے ۔

تین چیزیں

بایں ہمہ اظہار استغناء انسانی طبیعت بتوں کی خواہشمند اور دولت کی طلبگار ہے ۔ اور اس طلبگاری کے ساتھ ساتھ خدا کا ناشکر گزار اور اپنی ناشکر گزاری کا ناقابل جرح گواہ ہے ۔ ان الانسان لربه لكنود ۔ وانه على ذلك لشهيد ۔ وانه لحب الخير لشديد ۔ انسان اپنے پروردگار کا ناشکر گزار اور خود اس پر گواہ اور مال کا سب سے زیادہ چاہنے والا ہے ۔

کشمکش

انسان جو اپنی خلقت کے لحاظ سے ۔ کمزور پیدا کیا گیا ہے بااعتبار سے نازک جسم و توانائی میں ضعیف لیکن اس کی حیات ایک کشمکش عام کے لئے وقف ہے ۔ اس کی زندگی کا مدار معیشت کا انحصار اسی تصادم پر ہے ۔ تصادم جب تک قائم ہے ۔ زندگی کا سلسلہ چلتا ہے ۔ تصادم ختم ہو گیا ۔ اور موت کی گہری نیند طاری ہو گئی ۔ لقد خلقنا الانسان في كبد ۔ ہم نے انسان کو ایک مشقت میں ڈال کر پیدا کیا (دائم پابند مشقت ہے)

جدال و نزاع

کشاکش کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسان ۔ مقابلہ اور مجادلہ کے لئے تیار رہے ۔ مقابلہ کی ضد سے ہٹ دھرمی اور عصبیت جیسے رذائل پیدا ہوتے ہیں یہی باعث ہے کہ جب کبھی اس کے سامنے کوئی بھلی اور نیک بات پیش کی گئی ۔ وہ نزاع کے لئے تیار ہو گیا ۔ لكان الانسان اكثر شيء جدلاً ۔ انسان سب چیزوں سے زیادہ جدل پسند ہے ۔

آغاز و انجام

کمزوریوں کے ہوتے ہوئے بھی انسان کی فطرت اپنی ابتداء میں صالح اور نیک رکھی گئی ہے ۔ طرح طرح کی آلائشیں ۔ گرد و پیش کے واقعات دنیا کی مصروفیتیں اس کی نیکی کو چھپاتی ہیں ۔ لمعہ ذرا سے کے پردۂ تاریک کو ڈھانپ دیتی ہے ۔ علم لدنی وحی و الہام کی اعانت ایمان اور عمل ہی ایسی چیزیں ہیں جو انسان کی یاوری کر سکتی ہیں ۔ لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم ۔ ثم رددناه اسفل سافلين الا الذين امنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غير ممنون ۔ ہم نے انسان کو اچھی حالت میں پیدا کیا ۔ پھر اس کو نہایت پست درجہ کی طرف لوٹا دیتے ہیں ۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کیا ان کے لئے لازوال اجر ہے (ماخوذ)

مسلمان مسجد میں اذان نہ دیں

موضع کرمالی میں ایک مسجد میں مسلمانوں نے اذان کا حق حاصل کرنے کے بارہ میں غیر مسلم باشندوں پر دعوے کیا ۔ تو باوا کانشی رام بی اے سب جج امرتسر نے ان کے مقدمہ کو برطرف کر دیا اور کہا کہ مسلمانوں کو مسجد میں اذان دینے کا حق نہیں مل سکتا ۔ مسلمانوں نے اس کے خلاف ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل کیا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۳ر جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ | نمبر ۲۳

فرزندانِ توحید شرک کے دروازے پر

دعوتِ عمل

(حضرت امیر کے قلم سے)

مذہب اسلام وہ مذہب تھا۔ جس کی صداقت کے نشانات میں سے ایک نشان یہ ہے۔ جسکا اقرار ابو سفیان نے قیصر روم کے سامنے اسوقت کیا جب وہ سخت ترین اعدائے اسلام میں سے تھا۔ جب قیصر نے یہ سوال کیا۔ ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ۔ کیا ان میں سے کوئی شخص اپنے دین سے بیزار ہو کر حالت کفر کیطرف لوٹ جاتا ہے۔ تو ابو سفیان نے جسے خوف تھا۔ کہ اگر جھوٹ کہا تو ساتھی جو پیچھے کھڑے تھے دربار شاہی میں اسے ذلیل نہ کریں۔ جواب دیا "لا" ایسا نہیں ہوتا۔ اور کسقدر سچی بات ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی توحید اور نسل انسانی کی وحدت کے اصول کو قبول کر چکا ہے۔ وہ اسے ترک کرکے کہاں جا سکتا ہے۔ اسلام کو قبول کرکے کوئی شخص کسی اچھی بات کھوتا نہیں بلکہ ہر ایک اچھی بات لے لینے کے لئے اپنے دل کو وسیع کر لیتا ہے۔ کیونکہ جتنے بھی نیکیوں کے سکھانے والے دنیا میں ظاہر ہوئے ان سب کو قبول کر لیتا ہے۔ وہ کسی راستباز انسان کو دنیا کی کسی قوم کے پیشوا کو برا نہیں کہتا۔ بلکہ اس اصول کو قبول کرکے کہہ دیتا ہے کہ ہر قوم میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈرانے والے آئے۔ ہر قوم کے بڑے بڑے مذہبی پیشواؤں کی عزت کرتا ہے۔ اور ان کی زندگیوں سے اگر کوئی نیک سبق ملے تو اسے لے لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اگر ایک یہودی مسلمان ہو جائے تو اس کے دل سے حضرت موسیٰ کی عظمت اور محبت ایک ذرہ بھر کم نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ دنیا کے اور بہت سے راستبازوں اور تمام راستبازوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی عظمت اور محبت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک عیسائی مسلمان ہو جاتا ہے تو حضرت عیسیٰ کی عزت اور محبت پھر بھی اس کے دل میں رہتی ہے۔ اور اگر ایک ہندو مسلمان ہو جائے۔ تو رامچندر جی اور کرشن جی کی عزت اور محبت پھر بھی اس کے دل میں سے نکل نہیں جائے گی۔ کیونکہ وہ بھی اس ملک کے ہادی اور رہنما گذرے ہیں۔ ہاں ان کی عزت اور محبت کے ساتھ دنیا کے اور راستبازوں کی عزت اور محبت بھی قائم ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہو یعنی ایک مسلمان ہندو مذہب میں جا ملے۔ یا عیسائیت کو اختیار کرلے۔ یا یہودیت کے دائرہ میں داخل ہو جائے۔ تو وہ ایک وسیع میدان کو چھوڑ کر جہاں رہ کر وہ دنیا کے سارے راستبازوں کی عزت کر سکتا تھا۔ اپنے آپ کو ایک تنگ دائرہ میں داخل کر لیتا ہے۔ جہاں داخل ہو کر ایک دو راستبازوں کی عزت اور محبت تو شائد اس کے دلمیں غلو کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن باقی کے متعلق عموماً تنفر اور تحقیر کے خیالات ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے اصول میں سے یہ پہلا اصول ہے۔ کہ دنیا کے تمام نبیوں کو قبول کرو لیکن اور کسی مذہب نے اپنے اصول میں اسکو نہیں رکھا۔ اس لئے لازمی نتیجہ کسی مذہب سے اسلام کیطرف آنیکا وسعت قلب اور تمام راستبازوں کی عزت ہے۔ اور اسلام سے نکل کر کسی دوسرے مذہب میں جانیکا لازمی نتیجہ اس وسعت کی بجائے ایک تنگی کا پیدا ہونا ہے۔ اور بیشتر حالات میں اکثر راستبازوں کے لئے دشمنی اور تنفر کی لہر کا دلمیں اٹھنا ہے۔ اس لئے اگرچہ ضروری ہے۔ کہ حق دنیا میں کامیاب ہو۔ اور کوئی مخالفت اس کی کامیابی کو روک نہ سکے۔ تو یہ بھی ضروری ہے۔ کہ دوسرے لوگ ایک تنگ دائرہ سے نکل کر ایک وسیع دائرہ میں داخل ہوتے رہیں۔ لیکن وسعت کو چھوڑ کر تنگی کی طرف کوئی نہ جائے۔ لیکن ہماری غفلت کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اگر ایک طرف ہم نے اس عظیم الشان حق کو دنیا میں پھیلانا چھوڑ دیا۔ اور یہ خیال نہ کیا۔ کہ نسل انسانی کی اس سے بڑھ کر کوئی خدمت نہیں ہو سکتی کہ باہمی محبت کے اصول کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ اور یہ غرض صرف اسلام کو پھیلانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ تو دوسری طرف آج جگہ جگہ سے یہ خبریں ہمارے کانوں میں آرہی ہیں۔ کہ ایک طرف اگر ایک قوم جو دنیا کی تمام تر طاقت کی مالک ہو چکی ہے۔ اپنے پورے زور سے مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف لیجانے پر تلی ہوئی ہے۔ تو دوسری طرف اس قوم میں بھی جسکے اندر صدیوں سے مسلمانوں کے ساتھ ملک رہنے کا نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ اگر لاکھوں انسان برضا و رغبت خود اسلام میں داخل ہوگئے تو کروڑوں کے دلمیں بزرگان اسلام اور اولیاء اللہ کی محبت اور عظمت پیدا ہوگئی۔ .... وہ لوگ پیدا ہوگئے جو اسلام کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور آج اس کوشش میں ہیں۔ کہ وہ مسلمان جو ہماری غفلت کر حقیقی تعلیم اسلام سے بے خبر ہے۔ اور اکثر اپنے پرانے رسوم ورواج کے پابند رہے۔ ان کے دلوں سے سب سے بڑے محسن نسل انسانی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی عزت کو مٹایا جائے غالباً اسوقت تک ہندو مہاسبھا کا ریزولیوشن کہ ساڑھے چار لاکھ مسلمان راجپوتوں کو شدھ کیا جائے۔ بہت سی نظروں سے گزرا ہوگا۔ اسکو دیکھ کر کون مسلمان ہوگا۔ جس کے دل میں اپنے بھائیوں کی ہمدردی کا جذبہ پیدا نہ ہو۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے باوجود لینے نئے بیرونی تبلیغی مشنوں کی ضروریات کے جو جرمنی اور امریکہ میں قائم کئے ہیں۔ یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسلام کو اس مصیبت عظمےٰ سے بچانے کے لئے کہ اس کے ساڑھے چار لاکھ فرزند ارتداد کا جامہ پہنیں اسوقت جسقدر طاقت ممکن ہے اپنے ان بھائیوں کے بچانے کے لئے صرف کیجائے۔ اور ان اقوام میں جو تعلیم اسلام سے دور پڑی ہوئی ہیں۔ تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے پورا زور لگایا جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اور مسلمان بھائیوں کو بھی ضرور اس طرف توجہ ہوئی ہوگی۔ اور بہت سے ہمارے بھائی ایسے ہونگے جو ہمیں اپنی معلومات کی وجہ سے اس کام میں مفید مشورہ سے امداد دے سکیں گے اسی طرح اگر ہماری معلومات سے کوئی اور انجمن یا مسلمان بھائی فائدہ اٹھانا چاہیں۔ تو ہمیں ہرگز اس سے دریغ نہ ہوگا ہمارے نزدیک یہ کام سب مسلمانوں کا ہے۔ اور اگر ایک مسلمان بھائی اس نیک کام کو کرنا چاہے۔ تو دوسروں کا فرض ہے کہ جہانتک ہو سکے اس میں امداد دیں۔ اور اگر میرے ایک بھائی کی کوشش سے ایک مسلمان کا ایمان بچ جائے۔ تو مجھے اسے جان کے بچانے سے بڑھکر قیمتی سمجھکر اسکا شکر گزار ہونا چاہیے پس میری یہ استدعا ان تمام مسلمان بھائیوں سے ہے جنہیں ان اقوام کے حالات کا یا وہاں کی ضروریات کا کچھ علم ہے۔ کہ وہ اپنی ان معلومات سے یا اور مفید مشورہ سے سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

مسلمانوں کا ولولہ

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم بعض ہندو معاصرین کے حوالہ سے یہ خبر ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں۔ کہ اضلاع متھرہ اور دہلی و آگرہ کے ساڑھے چار لاکھ مسلمان راجپوت اب پھر ہندو ہونے کو تیار ہیں۔ اور ہندو سبھا نے ان کو اپنے میں ملا لینے اور شدھ کر لینے کا فیصلہ بھی کر دیا ہے۔ اس خبر کے متعلق ابھی مزید حالات تو معلوم نہیں ہوئے۔ لیکن ایک فائدہ ضرور ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں اشاعت اسلام کا ایک دلکش اور عجیب ولولہ پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ انگریزی معاصر مسلم اوٹ لک میں بعض نامہ نگاروں کی چھٹیاں چھپی ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ مسلمان اب اشاعت اسلام کی اہمیت کے قائل ہوگئے ہیں۔ اور اب وہ اس کام میں مصروف سعی ہونگے مسلم اوٹ لک کے نامہ نگاروں نے اسکا رونا بھی رلوایا ہے کہ ہمارے علماء کرام محض خانہ جنگی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور اشاعت اسلام کے فرض کیطرف سے غافل ہیں۔

ہمیں مسلمانوں کے اس شوق سے نہایت خوشی ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ محض سوڈا واٹر کی بوتل کا سا جوش و خروش نہ ہو انجمن دعوت و تبلیغ اسلام۔ جمعیۃ العلماء ہند۔ مدرسہ الٰہیات کانپور۔ علماء دیوبند۔ وغیرہ وغیرہ جماعتوں کو خصوصیت سے اس کام کے لئے دعوت دی گئی ہے۔ یہ بھی نشان ہے۔ کہ اول الذکر انجمن نے کوئی مبلغ بھی بھیجا یا ہے بہرحال ہم خوش ہیں۔ کہ جس کام کی طرف ہم مسلمانوں کو بلاتے تھے۔ آخر اس کیطرف اب توجہ ہوئی۔ لیکن ہمیں اس خوشی کے ساتھ ہی یہ خطرہ بھی لگا ہوا ہے۔ کہ کہیں یہ ولولۂ شوق بھی باہمی مناقشت اور خانہ جنگی کی بھینٹ ہی نہ چڑھے۔ ہمارا گذشتہ تجربہ اس کا موئد ہے۔ کہ مسلمانوں کے کام علی العموم خود غرضی اور نااتفاقی سے بگڑتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ غیر مسلم اقوام کی سرگرمیاں علی العموم اور آریہ قوم کی علی الخصوص پنجاب و ہندوستان میں بڑھ رہی ہیں۔ اور جب تک مسلمان ان کا مقابلہ کرنے کی تیاری نہیں کریں گے۔ اسوقت تک وہ ہر بات میں اپنے برادران وطن سے پیچھے رہتے جائیں گے مسلمانو! اب کام کرنے کا وقت ہے۔ خواب غفلت سے اٹھو۔

حیات مسیح کی ایک انوکھی دلیل

ہمارے بعض مخالف بعض وقت ایسی بے سروپا باتیں کرتے ہیں۔ کہ ہمیں بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ حیات مسیح کے دلائل تو ہم تیس سال سے سُن سُن کر سیر ہو چکے تھے لیکن آجتک ہم نے یہ انوکھی دلیل نہیں سنی تھی جو حال ہی میں لاہور کے ایک اسلامی انجمن کے رسالہ میں شائع ہوئی ہے۔ کسی عیسائی کا اعتراض تھا۔ کہ حضرت مسیح لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے۔ محمد (صلعم) نہیں آئیں گے۔ افضل کون ہوا"

اس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے۔ جو پہلی دفعہ ناکامیاب ہے امتحان میں دوبارہ وہی بلوائے جاتے ہیں۔ جو فیل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح پہلی آمد میں ناکام رہے۔ اور یہود کے ڈر کے مارے تبلیغ رسالت کا کام نہ کر سکے۔ اس لئے انکا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے"

آہ! یہ کلمات ایک مسلمان کے منہ سے نکلتے ہیں لیکن غالباً وہ ایسا مسلمان ہے۔ جسے نہ قرآن مجید سے کچھ واقفیت ہے۔ نہ وہ انبیاء کی شان سے آگاہ ہے۔ خدا جسکو نبی بنائے وہ دشمنوں سے ڈر کر تبلیغ رسالت ہی چھوڑ بیٹھے۔ استغفر اللہ

پھر اگر دوبارہ آنا اسلئے ضروری ہے۔ کہ پہلی دفعہ ناکام رہے۔ تو حضرت نوحؑ کو بھی آنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ فلم یزدھم دعای الا فرارا۔ مولانا روم کہتے ہیں۔

نوح نوصد سال دعوت مے نمود
ہمچناں انکار قومش مے فزود

اب حضرت نوحؑ کو بھی تلافی مافات کا موقعہ ملے گا یا نہیں؟

افسوس ہے۔ کہ جس نبی (حضرت مسیح علیہ السلام) کو امتحان میں "فیل" بنایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں ہے۔ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ

علاوہ ازیں جو ایک دفعہ اصلاح خلق میں ناکام رہے کیا مصلحت ایزدی یہی ہے۔ کہ اسی کو دوبارہ بھی بھیجا جائے۔ اگر وہ دوبارہ بھی بقول تمہارے فیل ہو جائے تو پھر کیوں نہ ایسے شخص کو بھیجا جائے جو کبھی "فیل" نہیں ہوا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے ایک غلط عقیدہ گھڑ لیں

شذرات

پچھلے دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مسٹر لائڈ جارج سابق وزیر اعظم نے اپنی ایک سوانح عمری لکھی ہے۔ جس کی اشاعت کا اجارہ ایک امریکن کمپنی نے لیا ہے اور مسٹر ممدوح کو بطور حق تصنیف ایک لاکھ پونڈ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ چونکہ کتاب ابھی نامکمل تھی۔ اور صاحب مصنف اس کو اس میعاد کے اندر پورا نہیں کر سکے جو معاہدہ کے رو سے مقرر ہوئی تھی۔ اس لئے کمپنی نے وہ روپیہ واپس لے لیا ہے۔ جو اس نے مسٹر لائڈ جارج کو دیا تھا۔

خیر یہ تو ایک واقعہ ہے۔ لیکن جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے۔ کہ انگلستان اور امریکہ میں مصنفین کی کیا قدر وقیمت ہے۔ اور ہندوستان میں کیا؟ مسٹر لائڈ جارج ایک کتاب ہی لکھکر ایک لاکھ پونڈ یعنے پندرہ لاکھ روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے مصنف شاید لاکھ کتابیں لکھ کر بھی اسقدر روپیہ نہ کما سکیں۔ سچ ہے۔ ؎

ہے اپنا اپنا مقدر جدا النصیب خدا

جہلم میں آجکل احمدیت کے خلاف خوب جوش پھیلا ہوا ہے۔ ہمارے ایک دوست جو وہاں تبلیغ کے لئے گئے ہیں۔ کچھ اشتہارات بھیجتے ہیں۔ ان میں ایک اشتہار انجمن اہل حدیث کا بھی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق خدا اور خدا کے رسول برحق کے فرمان سنائیں گے۔ امید ہے۔ ہمارے برادران اسلام تشریف لا کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔"

یہ وہی مسئلہ ہے۔ جس کے متعلق اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری اور اہلحدیث انجمنوں کی روح رواں مولوی ثناء اللہ صاحب فرمایا کرتے ہیں۔ کہ "ہم نے اس کو کبھی مدار کار نہیں ٹھیرایا۔" لیکن غالباً یہ جملہ احمدیوں سے مشروط ہے۔ کیونکہ وہاں مولویصاحب ممدوح مُنہ کی کھاتے ہیں۔ خدا کی شان ہے۔ کہ یہ لوگ اگر وعظ کرتے ہیں۔ تو بھی اس مسئلہ پر جس سے مسلمانوں کا نہ کچھ دینی فائدہ ہے۔ نہ دنیوی۔ بلکہ عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک دلیل اسلام کے خلاف مل جاتی ہے۔ کیا یہ لوگ اشاعت اسلام کا کام کریں گے؟

ایک اشتہار سکرٹری انجمن انصار الاسلام جہلم کیطرف سے بھی شائع ہوا ہے جنہوں نے میاں محمود احمد صاحب کے مسلمات کو نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "میرزا غلام احمد ساکن قادیان نے پہلے مجددیت کا دعوےٰ کیا۔ جب کچھ لوگ ان کے پیرو ہو گئے تو پھر دعوےٰ نبوت کر دیا۔" اور آخر میں میاں محمود احمد صاحب کو دعوت مناظرہ دی ہے۔ اس کا جواب میاں صاحب کے مریدین کیطرف سے یہ ملا ہے۔ کہ بحث کیلئے اگر میاں صاحب کو بلاتے ہو تو وہ خلیفہ ہیں۔ تم بھی اپنا کوئی خلیفہ پیدا کرو۔ ورنہ ہم مریدین تم سے بحث کے لئے حاضر ہیں۔

اس اشتہار میں یہ اقرار بھی موجود ہے۔ کہ دوسرا لاہوری گروہ میرزا صاحب کی مجددیت کے قائل ہیں۔ چونکہ بعد حضرت خاتم الانبیاء دعوےٰ نبوت صریح کفر ہے۔" ہم انجمن انصار الاسلام کی حق پژوہی کی داد دیتے ہیں کہ انہوں نے بات کو صاف کر دیا۔ اور بعض دوسرے ملانوں کی طرح تعصب اور ضد سے کام نہیں لیا۔ لیکن کیا ہم یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ سکرٹری انجمن انصار الاسلام اگر حضرت مرزا صاحب کو مجدد ماننے میں کوئی اشکال نہیں دیکھتے تو پھر وہ علی الاعلان کیوں اس سعادت سے بہرہ اندوز نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کا عمل خذ ما صفا ودع ما کدر ہونا چاہیئے۔

جاپان کو دعوت اسلام

گذشتہ سے پیوستہ

پانچواں سوال

تمہارے ہاں عورتوں کے کیا حقوق ہیں؟

اسلام نے عورتوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا ہے۔ اور ان کو جو حقوق دئیے ہیں وہ دنیا کے کسی مذاہب میں پائے نہیں جاتے۔ اس پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اس لئے اسکا اعادہ میں فضول سمجھتا ہوں۔ قرآن مجید نے جسطرح مردوں کو جنت کا حقدار قرار دیا ہے۔ اسی طرح عورتوں سے بھی فردوس کا وعدہ کیا۔ "جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے" یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ فاطمہ بنت رسولؐ کو خاتون جنت کہا جاتا ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا ایک مشہور ولیہ گذری ہیں۔ جن کے سامنے بڑے بڑے علماء وفضلا زانوے شاگردی تہ کرتے تھے۔ زبیدہ خاتون کے متعلق ہر کوئی جانتا ہے۔ نورجہاں بیگم نے جس حسن وخوبی کے ساتھ سلطنت کی وہ قابل داد ہے۔ زیب النساء بیگم وممتاز محل کے بارے میں زیادہ لکھنا فضول ہے۔ آج علیا سلطان جہان بیگم طال اللہ عمرہا اورنگ بھوپال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت دے رہی ہیں۔ آپ کی بیدار مغزی۔ اسلامی ہمدردی اور رعایا نوازی ضرب المثل ہیں۔ یہ چھوٹی سی ریاست ہمیشہ دوسری ریاستوں کے لئے موجب تمثیل ہوئی ہے۔ اسلام میں کسی اعلےٰ عہدہ کے لئے عورتوں کو جدوجہد کرنے کی ضرورت نہیں۔ سفرجیٹ کی تحریک مسلمانوں میں کبھی نہیں ہوئی آج دنیا کی مہذب قومیں عورتوں کو حقوق دینے سے گھبراتی ہیں۔ لیکن دیکھئے انگورہ کی حکومت کی طرف۔ وہاں ایک عورت خالدہ ادیب خانم وزارت تعلیم کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہیں۔ کیا اس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم اسوقت بھی پیش کر سکتی ہے۔ اسلام نے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ کہکر نہ صرف مردوں کے لئے جبریہ تعلیم کی تاکید کی ہے۔ بلکہ عورتوں کی تعلیم وترتیب کا بھی بیڑا اٹھایا ہے۔

چھٹا سوال

تمہارا مذہب دنیوی ترقی میں تو حارج نہ ہوگا؟

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کی تعلیمات پر عامل ہوکر ایک انسان یا ایک قوم معراج کمال کو پہنچ سکتی ہے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ مسلمان جب تک اپنے مذہب پر قائم رہے اقبال وترقی ان کے گھر کی لونڈی رہی۔ انہوں نے وہ وہ کار نمایاں کئے کہ دنیا آج تک ان پر عش عش کر رہی ہے۔

مولانا جمال الدین افغانی علیہ الرحمتہ سے کسی نے پوچھا کہ مسلمان کیوں تباہ ہیں۔ تو آپنے فرمایا کہ ترک مذہب کے باعث۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا کہ یورپ کیوں ترقی کر رہا ہے۔ تو آپنے پھر یہی فرمایا۔ کہ ترک مذہب کے باعث۔ اس شخص کو تعجب ہوا کہ یہ تو متضاد ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ایک قوم ان پر عامل ہو کر بام ترقی پر پہنچ سکتی ہے۔ لیکن عیسائیت کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ اس پر عامل ہو کر قرون وسطیٰ میں اہل یورپ کی کیا حالت ہوئی وہ ظاہر ہے۔ اب میں چند مشہور اہل یورپ کی رائیں نقل کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ ان کی کیا رائیں ہیں۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

"یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ عرب ہی نے تمام کتابوں اور تحریروں کو فلسفہ یونان کی تباہی سے محفوظ رکھا اور انہی کی وجہ سے یورپ میں علم وفلسفہ پہنچا۔ اس امر خاص میں یورپ انہی کی

وجہ سے علم ہندسہ۔ اور ہیئت۔ سب اور شیرا کی ترقی ہوئی اور انہی سے فرنگستان میں علم پھیلا۔"

(ہسٹری آف فلاسفی مصنفہ جارج ہنری لوئس)

"علم کے سیکھنے میں اہل فرنگ ابو علی حسن اور ابو موسیٰ اور ابو الوفا اور علماء عرب کے زیادہ تر احسان مند ہیں۔"

(ان ٹیلیکچول ڈیولپمنٹ آف یورپ مصنفہ ڈاکٹر ڈریپر)

"عموماً دسویں صدی میں جہاں دیکھو وہاں مسلمان ہی علوم کے حافظ اور تعلیم دینے والے نظر آتے تھے۔ فرانس اور ممالک فرنگستان کے طالب علم جوق در جوق وہاں آنے لگے گویا خدا نے مسلمانوں کو علوم ہی کی ترویج اور اشاعت کے لئے پیدا کیا تھا۔"

(چیمبرس سائیکلو پیڈیا)

"ہم کو تسلیم کرنا چاہئے کہ ایشیا کی زمین فرنگستان کی بڑی بہن اور معلمہ ہے ہم لوگ غرناطہ۔ قرطبہ اور سیولی کی مسلمان سلطنتوں کے ممنون احسان ہیں جنہوں نے علم کی روشنی قائم کی کیونکہ یورپ نے وہ علوم جو اب اعلےٰ درجہ پر پہنچائے ہیں۔ ابتدا میں وہیں سے حاصل کئے تھے۔"

(اورینٹل ٹرانسلیشن کمیٹی)

"اس بات کو ہم کو نہ بھولنا چاہئے کہ یورپ نے منطق فلسفہ۔ علم طبابت اور فن عمارت عربوں ہی سے حاصل کیا۔"

(دیباچہ قرآن صفحہ ۴۲ مصنفہ ریورینڈ راڈویل)

اسلام نے کبھی بھی علوم وفنون کی مخالفت نہیں کی عیسائیوں نے کبھی محکمہ تفتیش Inquisition قائم نہیں کیا۔ مسلمانوں نے اہل علم کے گلا گھونٹنے میں کبھی کوشش نہیں کی۔ بلکہ مسلمانوں کا ہمیشہ سے وتیرہ رہا ہے کہ علم وفنون کی قدر ہو۔ اور اس کی اشاعت وترویج میں کوشش کیجائے وہی یورپ جسکو آج اپنے علمی کمال پر ناز ہے۔ قرون وسطیٰ میں اس کے سخت ترین مخالف تھا۔ مسلمانوں نے اپنی تہذیب کا مشعل لیکر یورپ کو روشن کیا اور اسکو نیم وحشی سے مہذب بنا دیا۔

؎

شرق سے تا غرب جب عالم میں تھا قحط الرجال
تھی ہماری قوم میں ازلی اہل کمال

علم وحکمت نے ہماری آن کر لی تھی پناہ
روم اور یونان پر جب چھا گیا جہل وضلال

منع واستقلال۔ یا توجیہ یا تحقیق حق
تھی یہی اکثر ہماری مجلسوں میں قیل وقال

ترک میں وحشت رہی اور نہ جہل عرب میں
دین بیضا نے دیا تھا آکے کانٹا سا نکال

علم بھی جاتا تھا جاتے تھے جہاں ہم ساتھ ساتھ
علم نے اسلام سے باندھا تھا پیمان وصال

خلق کرتی تھی ہماری ریس۔ رسم وراہ میں
کر دیا تھا علم نے سب کے لئے ہم کو مثال

آج جس علم وہنر سے ہے چراغاں بزم دہر
ہم نے بنیاد اس کی دی تھی پیشتر دنیا میں ڈال

(حالی)

ساتواں سوال

ہتھیار کے کم کرنے کے متعلق تمہارے مذہب کا کیا خیال ہے؟

اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمانوں نے کبھی غیروں پر تلوار نہیں اٹھایا۔ ہاں اسلام نے مدافعت کے لئے جنگ کی تھی۔ اسلام کے قبول کرنے کی صورت میں جاپان کو زیادہ مسلح ہونے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ اس حالت میں اس کی طاقت اتنی بڑھ جائے گی۔ کہ غیر اقوام کی جرأت نہ کر سکیگی کہ جاپان کو نقصان پہنچائیں۔ مسلمانوں میں اب بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور مسلم سلطنتیں از سر نو قائم ہو رہی ہیں۔ وہیں

بات کی کبھی اجازت نہیں دیں گے کہ جاپان غیر قوموں کے زندان آرزو کا شکار ہو جائے۔

اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم جاپان کو اسلام کی دعوت دے سکیں۔ اور جاپان کو اسلام کی ہدایت کرے کہ وہ حق و باطل میں تمیز کر سکے۔ آمین۔

التطہیر

کتاب الصراط السوی فی احوال المہدی

مؤلفہ

سید محمد سبطین صاحب سرسوی شیعی

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الخ

(سورہ الاحزاب)

پیغام صلح کی متعدد اشاعتوں میں یہ مضمون مفصل چھپ چکا ہے اور ان آیات قرآن کریم پر کافی بحث ہم نے کر دی ہے۔ جو ایک اہل حق اور صاحب بصیرت صاحب فہم صحیح اور ذکی الطبع انسان کے لئے کافی ہے۔ مگر بعض احباب نے التماس کی کہ تمام اقوال کا جواب ذکر کر دیا جائے۔ اگرچہ وہ اقوال ان کے کیسے ہی کمزور اور بودے کیوں نہ ہوں۔ نظر بریں ان کے بقایا اقوال پر بھی غور کر کے عرض کرتا ہوں۔

(۱) جب قرآن کریم سے شیعوں کو یہ صریح الدلالۃ آیت بتلائی گئی۔ کہ حضرت سارہ زوجہ ابراہیمؑ کے متعلق صاف وارد ہیں۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید۔ اور اتعجبین واحد مونث کا صیغہ ملک بشارۃ دہندہ نے ان کی تخاطب میں استعمال کیا اور پھر علیکم جمع مذکر میں تفنن خطاب کو بدل دیا گیا تو اسجگہ شیعہ بیچارے حیران اور پریشان ہو کر کالمذبوح سی حرکات کرنے لگتے ہیں۔ مگر اس امر سے چارہ نہیں دیکھتے کہ حضرت سارہ کو اھل البیت میں شامل سمجھیں۔ تو جواب دیتے ہیں کہ حضرت سارہ بوجہ زوجہ ہونے کے داخل نہیں ہوئی بلکہ وہ حضرت ابراہیم کی خالہ یا چچا کی بیٹی ہے۔ اس لئے داخل اہلبیت ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ بجائے خود ایک دعوے ہے۔ اسکا ثبوت صحیح احادیث سے پیش کرو۔ کہ حضرت سارہ اس کے چچا یا خالہ کی بیٹی ہے۔ دوم اس پر دلیل پیش کرو کہ بوجہ چچازاد یا خالہ زاد ہونے کے داخل اہلبیت ہوئی ہے۔ اور اگر یہ اصول درست ہے۔ تو ابن عباس اور حضرت عباس اور جعفر و عقیل وغیرہ اور ان کی اولاد سب داخل اہلبیت ہے۔ اور یہ تمہاری مسلمات کے خلاف ہے۔

دوم۔ تمہاری حدیث کے روسے۔ ماریہ قبطیہ داخل اہل البیت ہے۔ حالانکہ اسکا کوئی رشتہ رسول اللہ صلعم سے نہیں۔ پھر یہاں ازواج مطہرات کیوں داخل اہلبیت نہ ہونگا اور وہ حدیث اگرچہ پچھلے مضمون میں نقل ہو چکی ہے۔ مگر یہاں مکرر بھی سن لو۔ فقال الحمد للہ الذی صرف عنا السوء اھل البیت (تفسیر صافی ص۳۵۲ سورہ نور) و (تفسیر عمدۃ البیان ص۲۸۲ سورہ حجرات) اب تو تمہاری مسلمات سے زوجہ داخل اہل البیت ثابت ہو گئیں تیسری صورت واحد مونث کو ضمیر جمع مذکر کے صیغہ میں بیان کرنا یا مراد لینا درست نہیں بلکہ خلاف فصاحت عرب ہے۔ اس لئے اتعجبین کا عدول طرف علیکم نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حضرت ابراہیم وغیرہ اور ان کے اہل بیت مراد ہے۔ یہ ان کے بڑے مولوی اور مجتہد سید عمار علی صاحب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ قاعدہ بھی قرآن اور تفاسیر شیعہ سے ثابت ہے۔

فلما قضی موسی الاجل وسار باھلہ بامراتہ انس من جانب الطور نارا قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اتیکم منھا (ص۵۱۱ تفسیر صافی) قیل انہ استاذن شعیبا فی الخروج الی امہ وخرج باھلہ (صافی ص۲۲۳) اس میں خود آپ کے مفسرین لکھتے ہیں۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس کی بیوی تھی جیسا کہ مفسر صافی نے۔ باھلہ کی تفسیر بامراتہ سے کر دی ہے۔ یعنی زوجہ اور اسی کو جمع مذکر کے ضمائر سے آگے چلکر حضرت موسےٰؑ راجع کرتے اور منسوب کرتے ہیں۔ ساتیکم اور اتیکم اور لعلکم اب ان آیات میں کہ جمع مذکر کی ضمیر ذکر کر کے مراد واحد مونث زوجہ موسےٰؑ مراد لی گئی ہے معلوم ہوا کہ شیعہ علماء قرآن سے بہت بے خبر ہیں۔ اور اسی سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ لفظ اھل کی رعایت سے کم جمع مذکر کی ضمیریں۔ لعلی اتیکم اور لعلکم اور ساتیکم میں ذکر ہوئی ہیں۔ اور اھل۔ لفظاً مذکر ہے۔ اور مراد اس سے واحد مونث یعنے زوجہ موسےٰؑ ہے۔ یہ تو قرآن اور علماء شیعہ کی تفسیر اور مسلمات کے روسے ہے۔

محاورہ عرب سے بھی عرض کرتا ہوں کہ جمع مذکر کی ضمیر ذکر کر کے واحد مونث مراد لیتے ہیں۔ بوجہ عظمت مخاطب کے۔ قال العرجی۔ فان شئت حرمت النساء سواکم (فقہ اللغۃ امام ابی منصور الثعالبی ص۲۳۵)

اس میں کم جمع مذکر کی ضمیر ہے۔ جو اپنی مخاطبہ محبوبہ کے متعلق قائل نے استعمال کی ہے۔ حالانکہ وہ معشوقہ اس کی واحد مونث ہے۔ اور اسی طرح مشورہ باسامہ والی حدیث میں ہے۔ فقال اسامہ ھم اھلک یا رسول اللہ (ص۱۰۹ تیسیر الوصول) ھم جمع مذکر غائب کی ضمیر عائشہؓ کی طرف ہے۔

(باقی دارد)

دلچسپ معلومات

گھر کا پتہ جسم پر

جاپان میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے جسم پر ان کے والد اور گھر کا پتہ مختصر لکھا ہوتا ہے۔ تاکہ اگر وہ گم ہو جائیں۔ تو انہیں بآسانی گھر پہنچایا جائے۔ قدیم زمانہ ہندوستان میں بھی پیتل کی تختیوں پر گھر اور والد کا نام کھدوا کر بچوں کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے جس سے بچے بآسانی گھر پہنچا دئیے جاتے تھے۔

جاپانی بچے دونوں ہاتھوں سے لکھتے ہیں

جاپان کے سکولوں میں ۸۱ فیصدی بچے پڑھتے ہیں۔ وہاں کے قانون کے بموجب ۶ سال سے ۱۴ سال تک کی عمر کے ہر بچے کو بصورت تندرست ہونے کے سکول میں جانا پڑتا ہے۔ اور اکثر لڑکوں کو دونوں ہاتھوں سے لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ لاہور کے چوہدری غلام حیدر خانصاحب مدیر تبلیغ بھی دونوں ہاتھوں سے انگریزی لکھ سکتے ہیں۔ اور اس میں ان کو خاص مشق ہے۔

بارہ سال کے بعد کارڈ فریندہ کو مل گیا

ٹریبیون کے ایک نامہ نگار نے ہمعصر موصوف کو ایک کارڈ بھیجا ہے۔ جو اس نے دسمبر ۱۹۱۰ء میں ڈالا تھا اور کئی سال تک مختلف مقامات کی سیر کرتا ہوا ۹ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ڈیڈ لیٹر آفس کے ذریعہ صحیح سلامت فرستندہ کو پہنچ گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ڈاکخانہ اپنی طرف سے ڈاک کے رسل رسائل اور خطوط وغیرہ کے متعلق کتنی احتیاط و کوشش کرتا ہے۔

دس برس کی عمر میں گھر سے نکلا ہوا پیدل سیاح مدراس میں

مدراس۔ ۹ جنوری۔ موسیو ایبے گرمرپ ڈینشن مصنف مصور اور اخبار نویس جو دس برس کی عمر سے دنیا میں پیدل سفر کر رہا ہے۔ اب مدراس پہنچا ہے۔ وہ دنیا کے قریباً ہر حصہ کی سیر کر چکا ہے۔ کہا یا مغرب

اور مشرق کے تخیل میں کہیں ملاپ بھی ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے اسکا ارادہ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی ملاقات کرنے کا بھی ہے۔

شکریہ

رئیس اعظم لفٹیننٹ سردار محمد نواز خاں صاحب والیٔ کوٹ اسٹیٹ نے جو سینڈ ہرسٹ کالج میں تعلیم پاتے رہے ہیں اور ووکنگ میں بھی انہوں نے قدم رنجہ فرما کر ووکنگ مشن کو گرانبہا عطیہ نظر کیا تھا۔ اب پھر برلن مسجد کے لئے ایکہزار نقد کا گرانبہا عطیہ جیب خاص سے عطا فرمایا ہے۔ اس فراخدلی کے لئے ہم سردار صاحب موصوف کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور بفحوائے کلام الٰہی ولئن شکرتم لازیدنکم و بفحوائے حدیث خیر البشر خیر الانام عم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنا فرض تشکر یہ ادا کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سردار صاحب موصوف کو دینی اور دنیوی فوائد سے متمتع فرمائے اور ان کو اور ان کی ریاست کو آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور ساتھ ہی اس کے ہم خانصاحب شیخ شاہ نواز صاحب بی۔ اے مینیجر کوٹ اسٹیٹ کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے سردار صاحب موصوف کو اس نیک کام میں شریک ہونے کے لئے تحریک کی۔ اشاعت اسلام میں ہی دل کھول کر حصہ لینا اسلام کے اصلی روگوں کا علاج ہے۔ اللہ تعالےٰ سردار صاحب موصوف کو بیش از بیش ایسے نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ ولنعم ما قال المسیح الموعود والی اذکر ھذہ الآیۃ تلذذاً بالنعم الرحمانیہ وشکراً للتفضلات الربانیۃ استزادۃً لنعم رب العالمین اذ بالشکر تدوم النعم وتزید الآلاء وتثبت عطایا ارحم الراحمین والسلام خیر ختام۔

یکی از بہی خواہان سردار صاحب موصوف۔

اعلان

جناب مولوی عزیز بخش صاحب دو سال تک اس انجمن میں جائنٹ سکرٹری کے فرائض آنریری ادا کرتے رہے ہیں جس محنت اور جانفشانی اور درد سے آپ نے کام کیا ہے۔ وہ کل جماعت اور انجمن کے شکریہ کا مستحق ہے۔ اور اللہ انہیں اس کا اجر دے۔ آمین۔

آپ فرلو رخصت لے کر آئے تھے اب پھر واپس ملازمت پر چلے گئے ہیں۔ انجمن کے کاروبار میں ترقی کی وجہ سے ایک دردمند دل کی جو سارا وقت انجمن کے کام میں لگائے۔ ضرورت ہے۔ اس لئے احباب سلسلہ میں سے جو اس کام کے لئے اپنے خدمات دینا چاہیں۔ وہ انجمن میں اپنی درخواستیں بھیج دیں۔ تنخواہ حسب حیثیت دی جائے گی۔ کل درخواستیں بنام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہئیں۔

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ناظرین کرام از راہ کرم خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور حوالہ قلم فرمایا کریں تاکہ تعمیل میں توقف نہ ہو۔

(مینیجر)

تازہ خبریں

ہندوستان

سیٹھ چھوٹانی کا برقی پیغام وزیراعظم انگلستان کے نام

بمبئی ۱۸ر جنوری۔ سیٹھ چھوٹانی پریذیڈنٹ سنٹرل خلافت کمیٹی نے حسب ذیل برقی پیام وزیراعظم لندن کے نام ارسال کیا ہے۔
"مسلمانان ہندوستان خلیفہ سلطان عبدالمجید خان خلف سلطان عبدالعزیز خان کو متفقہ طور پر خلیفۃ المسلمین تسلیم کر چکے ہیں"!

مسز اینی بیسنٹ کا دورہ

مدراس ۔ ۱۸ر جنوری ۔ مسز ڈاکٹر اینی بیسنٹ آج شب کو کلکتہ روانہ ہو جائیں گی ۔ یہاں مسز موصوفہ تھیوسوفیکل کانفرنس کی صدارت کریں گی ۔ اور بعض سیاسی لیڈروں سے ملاقات کریں گی ۔ یہ ۴ر فروری کو دہلی پہنچینگی ۔ دوران راہ میں پٹنہ اور بنارس میں بھی قیام ہوگا۔

مہاتما گاندھی کی علالت کی تردید

بمبئی ۔ ۱۸ر جنوری ۔ ریوشی ایڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ اس افواہ میں کوئی اصلیت نہیں ہے کہ مہاتما گاندھی کو خفقان ہو گیا ہے

برہما ہندوستان سے علیحدہ نہ کیا جائے

رنگون ۱۸ر جنوری ۔ اخبار ابزرور احرار کی اس رائے سے متفق ہے کہ ہندوستان سے برہما کی علیحدگی مناسب نہیں ہے ۔ جب برہما کو ہوم رول مل جائے گا ۔ تو پھر یہ علیحدگی ناگزیر ہے۔

لڑکیوں کو امور خانہ داری کی تعلیم دی جائے

نو ساری ۔ (بمبئی) باشندگان نو ساری نے مہاراجہ دربھنگہ کی آمد پر ان کی خدمت میں ایک تہنیت نامہ پیش کیا ۔ مہاراجہ صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا صنعتی اور تعلیمی مسائل سے بھی زیادہ اشیاء کی معرفت اور مذہب ہے ۔ آپ نے سامعین سے اپیل کیا کہ وہ اپنے اپنے مذاہب کے قدیم اصول کی طرف توجہ کریں ۔ آپ نے مدارس کی موجودہ طرز تعلیم کے نقائص ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ لڑکیوں کی ان مدارس میں تعلیم نا موزوں ہے ۔ کیونکہ لڑکیوں کے لئے تو امور خانہ داری کی تعلیم زیادہ ضروری ہے ۔ اور ان پر خانگی اثر زیادہ ہونا چاہیئے۔

چند فرانسیسی پروفیسروں کی کابل کو روانگی

پشاور ۔ ۱۷ر جنوری ۔ چند فرانسیسی تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے پشاور سے ہوتے ہوئے ۔ افغانستان کے تعلیمی امور کے لئے کابل کو روانہ ہو گئے ۔ ایک تعلیمی شعبہ حفظان صحت کے قائم کرنے کے متعلق غور و خوض ہو رہی ہے۔

مدراس شعبہ اشاعت کے دفتر کا خاتمہ

مدراس ۔ ۱۷ر جنوری ۔ معلوم ہوا ہے کہ سرکاری سال رواں کے اختتام پر مدراس شعبہ اشاعت کا دفتر توڑ دیا جائے گا۔

مسٹر ایم ۔ ایل بھاٹیا ایل ایل بی کا انتقال

امرت سر ۔ ۱۷ر جنوری ۔ گذشتہ شب کو امرت سر کے مشہور اخبار نویس مسٹر ایم ایل بھاٹیا ایل ایل بی مرگ کی بیماری سے انتقال کر گئے

گوردوارہ شیرومنی گوردوارہ کمیٹی کے سپرد کر دیا

بھائی شمشیر سنگھ صاحب نے اپنی مرضی سے اپنے گوردوارے کا ۱۵ جنوری ۱۹۲۳ء کو گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے ساتھ الحاق کر لیا ہے

کانگرس سے مایوسی

بمبئی ۱۸ر جنوری ۔ گذشتہ شب کو بمبئی نیشنل یونین کی مجلس انتظامیہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا ۔ ڈاکٹر ویلکا کرسی صدارت پر متمکن تھے ۔
پہلی قرارداد میں کانگرس کی منظور کردہ قراردادوں کے متعلق اظہار ناپسندیدگی کیا گیا ۔ جن میں عدالتوں کالجوں اور سکولوں کے مقاطعہ کی تصدیق و توثیق کی گئی ۔
دوسری قرارداد میں نہایت مایوسی سے اطمینانی اور افسوس کا اظہار کیا گیا کہ کانگرس نے کونسلوں میں داخل ہونے کے متعلق قوم کو غلط راستہ پر چلایا ہے ۔
تیسری قرارداد میں کانگرس ۔ خلافت ۔ اور سوراج پارٹی کے اصول کو بہ نظر پسندیدگی دیکھا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ اس پارٹی کی پالیسی اور پروگرام کی تہ دل سے تائید کی جائیگی ۔

یروڈہ جیل میں سکھوں کے ساتھ حسن سلوک کا دعویٰ

بمبئی ۱۸ر جنوری ۔ محکمہ اطلاعات کے ڈائرکٹر نے ایک بیان کی تردید کی ہے جو گذشتہ روز بمبئی کرانیکل میں شائع ہوا ہے ۔ کہ یروڈہ جیل میں

تمام اکالی قیدیوں کو ان کی پگڑیوں اور مذہبی نشانیوں سے جبراً محروم کر دیا گیا تھا جن کے رکھنے کی دوسرے جیلخانوں میں اجازت ہے ۔ ڈائرکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ جو سلوک سکھ قیدیوں سے پنجاب کے دوسرے جیلوں میں روا رکھا جاتا ہے ۔ ویسا ہی سلوک ان کے ساتھ یروڈہ جیل میں کیا جاتا ہے۔

غازی فخری پاشا سفیر کابل مقیم ہیں

غازی فخری پاشا صاحب آجکل کابل میں سفارت پر رونق افروز ہیں ۔ تمام اہل ہند کی خدمت میں عرض ہے ۔ اور خلافت کمیٹیوں سے خصوصاً کہ اب وہ مدد انگورہ فنڈ پاشا صاحب موصوف کو روانہ فرمائیں ۔ یہاں بذریعہ وائرلس کابل میں انگورہ سے روزانہ خبریں آتی ہیں اور اس میں بہت فائدہ ہیں۔

مولوی عبید اللہ پر ڈاکہ

مولوی عبید اللہ صاحب پر ترکستان میں ڈاکہ پڑ گیا ۔ تمام سامان و نقد چور لوٹ لیگئے ۔ گمان کیا جاتا ہے کہ جانی نقصان بھی ہوا ہوگا کیونکہ مولانا موصوف کے ساتھی مسلح تھے ۔ آپ کے مشہور و معروف ساتھی درج ذیل ہیں ۔ کرنل ظفر حسن خان پانی پتی (۲) برگیڈیر نظامی ڈاکٹر نور محمد کراچوی سندھی ۔ مولوی عبد الرشید صاحب ہزاروی ۔ اقبال شیدائی سیالکوٹی ۔ ظفر مسعود امرتسری ۔ عبد العزیز مولوی عزیز احمد برادر مولانا احمد علی صاحب لاہوری کابل سے برن اور برلن سے قسطنطنیہ جائینگے۔

قاضی عبد الولی خان پشاوری امیر الوفد ہندوستان

قاضی عبد الولی خان صاحب ہزارہ جات کے راستہ سے انگورہ تشریف لے گئے ہیں ۔ مولانا ابو الفتح صاحب نے قاضی صاحب کے جانے کے وقت ایک طویل تقریر سے سب قافلہ کو صبر و استقلال کی وصیت کی۔

ایران کو بھی صلح کانفرنس میں شامل کیا جائے

الہ آباد ۔ ۱۷ر جنوری ۔ پانیر کے نامہ نگار مقیمہ طہران نے ۱۴ر جنوری کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ایران کی اس درخواست کے جواب میں جس میں اس نے لوزین کانفرنس میں شمولیت کی التجا کی تھی اتحادیوں نے حکومت ایران کو اطلاع دی ہے کہ چونکہ وہ نہ مشرق قریبہ کی جنگ میں شامل تھی اور نہ ہی ایسی سلطنت ہے جو بحیرہ اسود کے کنارہ پر واقع ہو ۔ اس لئے اسے شمولیت کی دعوت نہیں دیجا سکتی تاہم حکومت ایران نے یہاں کی برطانی فرانسیسی اور اطالی سفیروں کے نام ایک مراسلہ لکھا ہے جس میں اتحادیوں کے فیصلہ کے خلاف سخت احتجاج بلند کی ہے۔

سرونٹ اخبار کے اڈیٹر اور پرنٹر کے خلاف مقدمہ

کلکتہ ۱۶ر جنوری ۔ آج بہ عدالت جسٹس رینکن "سرونٹ اخبار" کے خلاف جو مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی چل رہا ہے اسکی اپیل کی سماعت ہوئی پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے "سرونٹ اخبار" کے اڈیٹر اور پرنٹر کو مسٹر کڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ایک عورت پر حملہ کرنے کے سلسلہ میں بدنام کی بنا پر مجرم قرار دیا تھا ۔ ایڈیٹر اور پرنٹر نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا ۔ لیکن ججوں کے فیصلہ میں اختلاف ہو گیا ۔ اب مقدمہ تیسرے جج کے سامنے پیش ہو گا ۔

اکالیوں نے ایک اور گوردوارہ پر قبضہ کر لیا

سیاست کہتا ہے کہ ہمارا ۔ ماہ حال کو ہمارا خاص نامہ نگار ننکانہ صاحب پہنچ گیا ۔ کیونکہ ننکانہ صاحب کے سکھ لیڈروں کی گرفتاری کے متعلق طرح طرح کی افواہیں پھیل رہی تھیں ۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ تمام افواہیں بے بنیاد ہیں ۔ اور اکالیوں نے گوردوارہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

ممالک غیر

سر پرسی کاکس لندن جا رہے ہیں

بغداد ۔ ۵ر جنوری ۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ سر پرسی کاکس ہوائی میل کے ذریعہ آئندہ جمعہ کو بغداد سے روانہ ہوں گے ۔ تاکہ مشرق وسطے کے متعلق ہز میجسٹی کی حکومت سے مشاورت کریں سر پرسی کاکس کی غیر موجودگی میں ہائی کمشنر کے فرائض سر ہنری ڈابس انجام دینگے

خلیفہ کا حریف

لندن ۱۴ر جنوری ۔ ڈیلی میل کا نامہ نگار متعینہ یروشلم اطلاع دیتا ہے کہ امیر عبد اللہ انگلستان سے واپس پہنچنے کے بعد شاہ حسین برطانی ہائی کمشنر متعینہ فلسطین اور سابق سلطان سے متعدد مرتبہ ملاقاتیں کر چکا ہے ان ملاقاتوں اور اس آمد و رفت سے اس امکان کا پتہ چلتا ہے کہ شاہ حسین جدید خلیفہ کی مخالفت اور مقابلہ میں خود مسند خلافت پر متمکن ہو جائے شاہ حسین وراثت اور [illegible]

اسکے دونوں بیٹے عبد اللہ اور فیصل بھی تائید کر رہے ہیں ۔ اس سے برطانیہ کی وہ حقیقی تجویز پوری ہو جاتی ہے کہ مقام خلافت مکہ میں منتقل ہو جائے

فرانسیسی بلجمی افواج کی مکمل پیش قدمی

پیرس ۔ ۱۶ر جنوری ۔ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ فرانسیسی بلجمی افواج نے اپنی تجویز کے مطابق گذشتہ روز ڈارٹمنڈ کے سرحدی علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اس کے علاوہ اب اس کمیشن کو یہ اندیشہ بھی نہیں رہا کہ نہروں اور ریلوے کے ذریعہ وسطی جرمنی کو کوئلہ پہنچایا جائے گا اور جس سے جرمنی کی طاقت کے دور کرنے کا اندیشہ تھا اب اتحادی مشن کوئلہ کے علاقوں کی تمام پیداوار پر تصرف رکھنے میں مؤثر ذرائع سے کامیاب ہو گیا ہے۔

کانفرنس ختم ہونیوالی ہے

لاسین ۔ ۱۶ر جنوری ۔ آج صبح ایم بمبریاہ اور لارڈ کرزن میں بہت دیر تک مشورہ ہوتا رہا ۔ دونوں نمائندے اس بات پر متفق ہیں کہ کانفرنس کو جلد از جلد ختم ہونا چاہیئے

ترکوں کو برطانیہ اور امریکہ کی دھمکی

آکسفورڈ ۱۸ر جنوری ۔ لوزین کے اخباری نامہ نگار بیان کرتے ہیں بیقاعدہ طور پر کانفرنس کی رفتار کو ترقی دینے کی کوششیں کی جارہی ہیں ۔ مسٹر چائلڈ امریکن ایجنٹ ترکوں پر یہ امر واضح کرنیکی کوشش کر رہے ہیں کہ ریاست ہائے متحدہ کی حکومت مراعات کے متعلق خلاف وعدہ بیدا نہیں کر سکتی۔
معلوم ہوا ہے کہ مسٹر چائلڈ نے ترکوں کو اس امر کی یاد دہانی کرنے میں لارڈ کرزن کی تائید کی ہے کہ اگر ترک معاہدہ صلح پر دستخط کریں جس میں مراعات کا معاہدہ بھی شامل ہے قاصر رہے تو ٹرکی برطانیہ عظمیٰ اور امریکہ کی مالی اعانت سے محروم ہو جائے گا جسکی اپنی اقتصادی اصلاح کے لئے اسے سخت ضرورت ہے۔

امریکہ اور برطانیہ میں اختلاف

واشنگٹن ۔ ۱۴ر جنوری ۔ انگریزی امریکن قرضہ کی گفت و شنید میں اختلاف ہو گیا ہے ۔ اختلافی مسائل شرح سود اور مدت ادائیگی میں برطانی پیش کردہ شرائط پر امریکہ کی عدم اطمینانی کی وجہ سے کمشنروں میں قرضہ کے مسئلہ میں مصالحت ہو سکی ۔ ۱۸ر جنوری تک مسئلہ ملتوی کر دیا گیا اس عرصہ میں برقی پیامات کے ذریعہ سے برطانی وفد لندن سے ہدایات طلب کرے گا ۔

جرمنی اور مسئلہ تاوان

برلن ۱۷ر جنوری ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت جرمنی نے بلجیم اور فرانس کو تاوان کی اقساط کی ادائیگی روک دی ہے لیکن برطانیہ ۔ اٹلی یوگو سلافیہ اور پولینڈ کو تاوان برابر وصول ہو رہا ہے ۔

مارک کی قیمت یکایک گر گئی

لندن ۱۵ر جنوری ۔ برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ روہر کے علاقہ پر مزید پیش قدمی ہونے سے ایک قسم کی ابتری پھیل گئی ہے ۔
مارک کی قیمت یکایک گرنے سے جرمنی حکومت ایک جدید تدبیر پر عمل کرنے والی ہے کہ دول اتحاد کے ساتھ مجموعی طور پر گفت و شنید کیجائے

فرانسیسی افواج کی نقل و حرکت

برلن ۔ ۱۷ر جنوری ۔ ایسین کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سپاہ کی ایک کثیر تعداد مشرق کی طرف بڑھ رہی ہے جس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آج فرانسیسی اپنے علاقہ کو وسیع کرینگے ۔
اب تک فرانسیسیوں نے روہر سے اندرونی ملک میں کوئلہ کی نقل و حرکت پر قبضہ نہیں کیا ہے جس کی وہ دھمکی دیتے تھے ۔ اس کی نگرانی معمولی طور پر عمل میں آ رہی ہے ۔ تاوانی کوئلہ کی منتقلی تا حال شروع نہیں ہوئی ۔

جرمنی کے کوئلہ میں اٹلی کا حصہ

پیرس ۔ ۱۷ر جنوری ۔ جرمنوں نے کمیشن تاوان کے اس جلسہ میں شرکت کی دعوت مسترد کر دی ہے جس میں اس مسئلہ پر غور و خوض کیا جائیگا کہ برنر سے اٹلی کو کوئلہ بھیجا جائے گا ۔

فرانس یا بلجیم کو کوئلہ نہیں دیا جائیگا

ایسین ۔ ۱۸ر جنوری ۔ روہر کے مالکان معادن کے نمائندگان نے قبضہ کرنیوالے حکام کو طویل اعلان ارسال کیا ہے جس میں فرداً فرداً دستخط کئے گئے ہیں ۔ اس اعلان میں اس عزم کی توثیق کی گئی ہے کہ فرانس یا بلجیم کو کوئلہ نہیں دینگے ۔

جرمنی کا تاوان کی ادائیگی سے انکار

لندن ۱۸ر جنوری ۔ جرمنی نے تاوان کی مزید اقساط کی ادائیگی سے انکار کر دیا ہے

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

عیسائیوں کا بڑا دن

قاہرہ کے روزانہ اخبار "اہالی" نے "کرسمس ڈے" یعنی عیسائیوں کے "بڑے دن" اور عیسائیت کے متعلق قابل قدر خیالات ظاہر کئے ہیں۔ جن کو ہم عیسائی رسالہ مسلم ورلڈ سے ترجمہ کرتے ہیں:۔

"انسان کی فطرت بھی عجیب وغریب واقع ہوئی ہے۔ کل اہل مغرب بڑا دن منائیں گے۔ یہ وہ دن ہے جبکہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے ساتھ دنیا میں تحمل اور بردباری ظہور میں آئی۔ رحم کی برکت دنیا میں پھیل گئی۔ اور تمام دنیا کو یہ خوشخبری سنائی گئی۔ کہ اخوت محبت اور امن کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ اس مسرت انگیز تقریب پر جبکہ حضرت مسیحؑ کے پیرو ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں تو قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا حضرت مسیحؑ کے یہ اصول بھی اس کی امت کے دلوں میں جاگزین ہیں اور عیسائی اپنے آقا ومرشد کے احکام پر جو فیاضی اور ہمدردی کا پہلو لئے ہوئے ہیں۔ پورا عمل کرتے ہیں؟ لیکن واقعات اس سوال کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔ مسیح کے احکام اور صلیب کے پرستاروں کے درمیان نافرمانی کی ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ دنیا میں نہ کوئی تحمل ہے۔ نہ رحم نہ اخوت نہ امن انسانی فطرت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ جیسی مسیح کی پیدائش سے پہلے تھی ویسی ہی اب ہے۔ اتنا فرق البتہ نظر آتا ہے۔ کہ مسیح کے پیرو دماغی طاقت کی بدولت اپنی فطرت کے چھپانے اور ان لوگوں کو سبز باغ دکھانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ جو ظاہر اور باطن میں تمیز نہیں کرسکتے؟ دنیا کی کمزور اقوام کے زخموں سے ابھی تک خون بہہ رہا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں رنج ومصیبت اور فلاکت سے ناسور پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ ہر قوم پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے۔ اور ہر جگہ ماتمکدہ نظر آتی ہے۔ ظلم کا عروج ہے۔ انصاف کا زوال ہے۔ غلامی کی بنیاد مستحکم ہے۔ طاقتور برابر کمزوروں کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں اور انہیں ملامت کا کوئی خوف نہیں۔ بارسوخ اور باثر اشخاص غریبوں اور بیکسوں کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور انہیں کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی جو مالدار اپنے آہنی صندوقوں کو سیم وزر سے بھرنے کی فکر میں مستغرق ہیں۔ گویا وہ دنیا میں اسی لئے آئے ہیں۔ کہ اپنے دلوں میں کسی قسم کا درد محسوس کئے بغیر غریبوں کا خون چوسیں باوجود اس جبر واستبداد کے وہ جب ہمارے سامنے "تحمل" کا لفظ اپنے منہ سے نکالتے ہیں۔ تو ہم ایمان لے آتے ہیں اور جب "رحم" کا نام لیتے ہیں۔ تو ہم سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

شنگھائی میں عیسائیت کی مخالفت

عیسائی رسالہ "چرچ مشنری ریویو" رقمطراز ہے:۔

"اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم شنگھائی (چین) اطلاع دیتا ہے۔ کہ چینی طلبا عیسائیت کے سخت مخالف ہیں پیکن میں چینی طلبا کی ایک خاص انجمن قائم کی گئی ہے۔ جس کی شاخیں مختلف صوبوں میں موجود ہیں۔ یہ انجمن عیسائی مذہب کے خلاف خاص مضامین شائع کرتی ہے۔ جن میں عیسائی اقوام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ سرمایہ کی طاقت سے غریبوں اور بیکسوں کو آمدنی کے وسائل اور ذرائع سے محروم کرتی ہیں۔ یہ مضامین نہایت اشتعال انگیز اور غیر مہذبانہ انداز میں لکھے جاتے ہیں۔ اخبار ایوننگ اسٹینڈرڈ بیان کرتا ہے۔ کہ جب چانگشا (ہونن) میں ایک امریکن مبلغ وعظ کر رہا تھا۔ تو چینی اسقدر برافروختہ اور غضب آلود ہوگئے۔ کہ آخر پادری صاحب کو اپنا وعظ بند کرنا پڑا"

جاوا اور مدورا کی اسلامی حالت

ہمعصر "مسلم ورلڈ" راوی ہے کہ گذشتہ مردم شماری کی رو سے جزیرہ جاوا اور مدورا کی کل آبادی ۳ کروڑ پچاس لاکھ ۷ ہزار ۴۰ ہے۔ سماٹرا نیو گانا اور دیگر ملحقہ صوبوں کی آبادی ایک کروڑ ۴۱ لاکھ ۴۳ ہزار ۵۴ ہے۔ مسلمان آبادی کا عنصر غالب ہیں۔ مسیحیت کی روز افزوں ترقی نے مسلمانوں کو تشویش میں ڈال دیا ہے۔ وہ اسلام کی اشاعت کے لئے عملی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔ ... میں اسلامی رسائل جاری کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کی اس مستعدی سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کے قالب میں نئی روح پھونک رہے ہیں۔ مگر اسی کے ساتھ ان کی اس بیداری میں بے چینی اور بے اطمینانی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک نامہ نگار بیان کرتا ہے۔ کہ اب جاوا کے لوگ اپنی روز مرہ کی گفتگو میں "جمہوریت"، "اشتراکیت"، "بالشوزم"۔ "مزدوروں کی ہڑتال" کے الفاظ بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ چند ہی سال پہلے جمہور کے کان ان لفظوں سے بالکل ناآشنا تھے۔

سنگاپور کے مسلمان

سنگاپور دنیا کے بڑی بڑی بندرگاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایک سال پہلے جو مقام صرف ماہیگیروں کی جھونپڑیوں کا مجموعہ تھا۔ آج سر اسٹیمفورڈ ریفلس کی ہمت اور سرگرمی کی بدولت ایشیا کا ایک نہایت خوبصورت شہر نظر آتا ہے جس میں تین لاکھ نفوس رہتے ہیں۔ سنگاپور نہ صرف تجارتی پہلو سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بلکہ یہ کل دنیائے اسلام کی آبادی کے ایک چوتھائی حصہ کا مرکز ہے۔ پہلے یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی لیکن بعد ازاں اس چھوٹے سے جزیرہ پر برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی مسلط ہوگئی۔ آبادی کا جزو غالب چینی لوگ ہیں۔ جن کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ ہے۔ ملایا مسلمانوں کی آبادی ۴۰ ہزار۔ ہندوستانی مسلمانوں کی ۳ ہزار اور عربوں کی ایک ہزار ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب چینی پہلے پہل سنگاپور میں آباد ہوئے تو وہ تہیدست اور مفلس تھے لیکن اس وقت تجارت کی باگ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ جہازران کمپنیوں کے مالک ہیں۔ چونکہ مسلمانوں نے چینیوں کے مقابلہ میں تعلیم صنعت وحرفت اور تجارت سے کوئی سروکار نہ رکھا اور اپنی حالت پر قانع رہے۔ اس لئے ان کی حالت قابل رشک نہیں۔

ناظرین کرام خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ | نمبر ۲

دعوت عمل

نوا را تلخ ترمے زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمے خواں چو محمل را گراں بینی

اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ اور ابتدائے عالم ہی سے حضرت انسان کا مذہب یہی رہا ہے۔ کہ انسان طوعاً و کرہاً اسی کے قوانین پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہے۔ لیکن اس مذہب کی تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہوئی ہے جس پر آج تقریباً چودہ سو سال گذرنے کو ہیں۔

اس عرصہ میں اسلام اور اہل اسلام پر کئی دور آئے۔ گردش زمانہ نے مسلمانوں کو عروج و زوال۔ جلال و جمال۔ سلطنت و حکومت غربت و مسکنت۔ علم و دولت۔ جہالت و نکبت کے کئی کروٹ دئے۔ اور یہ بھی ضروری ہے۔ کہ تلك الایام نداولھا بین الناس۔ کی حکمت بالغہ اسی امر کی مقتضی ہے۔ انسان اگر ایک ہی حالت میں رہے۔ تو اخلاقی جوہر جو خدا تعالےٰ نے اس کی فطرت میں ودیعت کئے ہیں۔ ظاہر نہیں ہوتے۔ اور وہ رفعت و ترقی کے منازل ارتقا طے نہیں کر سکتا۔ بعض صوفیا کا خیال ہے۔ کہ مصیبت کا زمانہ حقیقت میں راحت و شادمانی کا زمانہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے ہمارے قوے باطنی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور فطری طاقتیں نشو و نما پاتی ہیں۔ قرآن مجید نے بھی اس نکتہ کو نہایت بلیغ انداز سے بیان فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ فان مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرا۔ اس آیہ مبارکہ میں عسر و تنگی کو پہلے بیان فرمایا اور پھر اسی کا نتیجہ یسر (فراخی) قرار دیا۔ اس ترتیب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر ایک مشکل کے بعد آسانی آتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے۔ کہ اگر آسانی و فراخی چاہتے ہو تو مشکلوں کا سامنا کرو۔

اللہ اکبر! قرآن مجید کا انداز بیان کیسا اچھوتا اور بلیغ واقع ہوا ہے۔ دو جملوں میں تمام تاریخ اسلامی کا ست کھینچکر رکھ دیا ہے۔ تمام تاریخ اسلام کو پڑھ جاؤ۔ اس سے جو سبق نکلیگا وہ یہی ہوگا۔ کہ اسلام کی آبیاری مصیبتوں اور مشکلوں کے تاریک بادلوں سے ہوئی ہے۔ آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کا مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا۔ کہ مصائب و نوائب کا کوئی شعبہ نہیں جو آپ کے لئے سنگ راہ نہیں ہوا۔ جس پیغام رسالت کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ خود اسقدر اہم اور اہتم بالشان ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کپکپا اٹھتے ہیں۔ اور مارے خوف کے لرزہ براندام ہو کر اپنی بیوی حضرت خدیجہ سے کہتے ہیں کہ زملونی۔ زملونی۔ مجھ پر کپڑا ڈالو۔

"نزول وحی تو باعث برکت و رحمت ہوتا ہے لیکن اس برکت و رحمت کے ساتھ یہ خوف بھی دامنگیر ہے کہ یہ کام کیونکر سر انجام ہوگا۔ اور فرائض نبوت و رسالت سے میں کیونکر عہدہ برآ ہو سکوں گا۔

اس کے علاوہ جو قوم آپ کی مخاطب ہے۔ جس کی اصلاح کا کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس میں بظاہر کوئی صلاحیت نہیں۔ دنیا کا کوئی عیب نہیں جو اس میں پایا نہ جاتا ہو۔ اور جس پر وہ نادم ہونے کی بجائے فخر نہ کرتی ہو۔ بت پرستی اور شرک کا یہ عالم ہے۔ کہ ہر ایک قبیلہ کا علیحدہ علیحدہ بت ہے۔ سفر کو جاتے ہیں تو کوئی اینٹ پتھر ساتھ لیجاتے ہیں۔ اسی کو روٹی پکانے کے لئے چولہا بناتے ہیں۔ اور اسی کو عبادت کے وقت خدا سمجھکر پوجتے ہیں۔ اخلاق کی یہ کیفیت ہے۔ شراب گھٹی میں پڑی ہے۔ قمار بازی کا لشکا ہے۔ زنا کے سوا چارہ نہیں۔ معاشرت کا یہ حال ہے۔ بھائی کا بھائی دشمن ہے۔ ایک معمولی سی بات پر خانہ جنگی چھڑ جاتی ہے۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ قبیلوں کے قبیلے صاف ہو جاتے ہیں۔ شعلہ جنگ ایکدفعہ مشتعل ہوتا ہے۔ تو سالہا سال تک نسلاً بعد نسلاً یہ آگ لگی رہتی ہے۔ اور گھرانوں کو خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ صنف لطیف اپنے ضعف کی وجہ سے حقیر و ذلیل ہے۔ لڑکیاں زندہ گاڑی جاتی ہیں حقوق نسواں کا کسی نے نام تک نہیں سنا۔ سوتیلی مائیں بھی بیٹوں کو باپ کے ورثہ میں پہنچتی ہیں۔ اور وہ انہیں لونڈیاں سمجھتے ہیں۔ غرض سوسائٹی کے تمام عیوب ملک عرب میں پائے جاتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اس قدر سرکش۔ خود پسند۔ آزاد منش۔ اور بے راہ ہیں کہ کسی واعظ کی وعظ و نصیحت ان پر مطلق اثر نہیں کرتی۔ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے یہود اور بعض موحد فرقے انہیں بت پرستی سے روکتے ہیں۔ مگر ناکام رہتے ہیں۔ غرض آپ کا خوف و ہراس کہ اس قوم کی اصلاح کیونکر ہوگی۔ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور بظاہر حالات نہایت حوصلہ شکن ہیں۔

لیکن حضور رسالتمآب اللہ کا حکم پاکر تبلیغ حق کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ناروا برتاؤ ہوتا ہے۔ اس کو خوشی سے سہتے ہیں یہ مشکلات اگر کسی معمولی انسان کو پیش آئیں۔ تو وہ شاید دیوانہ ہو جائے۔ تمام قوم جان کی دشمن ہے۔ کوئی سرپرست نہیں۔ ایک چچا ہے۔ سو وہ بھی بار بار کے جھگڑے تنازع سے تنگ آکر سرپرستی سے دستکش ہونے کو تیار ہے تیرہ سال کا عرصہ ناکامی میں گذر جاتا ہے۔ کوئی حق کی آواز نہیں سنتا۔ اور جو محدودے چند نفوس ساتھ ہوئے ہیں وہ بھی اسقدر کمزور و ناتوان ہیں۔ کہ خدائے واحد و قہار کا نام بھی علی الاعلان نہیں لے سکتے۔ نماز میں چھپ چھپ کر ادا کرتے ہیں۔ اذان بلند آواز سے نہیں دیتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے تنگ کر طائف تشریف لیجاتے ہیں۔ وہاں کے حالات مکہ سے بھی بدتر ہیں۔ لوگ آپ کو اینٹ پتھر مارتے ہیں۔ حضور کے ٹخنے زخمی ہو جاتے ہیں۔ چلتے ہیں تو خون کے قطرے زمین کو سیراب کر جاتے ہیں۔ کبھی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تو پتھروں کی بارش بھی تھم جاتی ہے۔ جب اٹھ کر چلتے ہیں۔ تو پھر پتھر برسنے شروع ہو جاتے ہیں۔

غرض شاہ دوسرا۔ سرور دو عالم۔ اس بے بسی کی حالت میں ہے۔ کہ شاید دنیا کا کوئی متنفس نہ ہو۔ لیکن باوجود اس سختی کے آپ اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور پے درپے ناکامیوں سے نہیں گھبراتے کہ آپ کے قلب مبارک پر فان مع العسر یسرًا کی حقیقت پر توکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ مکہ کی ایک پہاڑی پر وعظ فرما رہے تھے اور لوگ آپ سے حسب معمول استہزا کر رہے تھے۔ تو فرشتہ نے آکر آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کا ارشاد ہو تو یہی پہاڑی ان لوگوں پر الٹ دیجائے۔ اور یہ چور چور ہو جائیں حضور رحمۃ للعالمین نے فرمایا نہیں۔ کہ ان کی اولاد میں لوگ پیدا ہونگے جو اسلام کے شیدا ہونگے۔ اللہ! اللہ! حضور رسالتمآب کو فان مع العسر یسرًا۔ پر کسقدر یقین تھا۔ اور یہی یقین آپ کی آئندہ کامیابیوں اور فتوحات کا سرچشمہ تھا۔

غرض آنحضرت صلعم کی مکی زندگی عسر کی زندگی تھی۔ اس میں حضور کو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا ہوا۔ یہاں تک کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ قوم نے متفقہ طور پر آپ کے قتل کا فیصلہ کر دیا۔ انعام مقرر ہو گئے اور لوگ اس کام کے لئے متعین کر دئے گئے۔ جب بات اس حد تک پہنچی تو خدائے ذوالجلال کیطرف سے آپ کو مکہ چھوڑنے کا حکم ملا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ قاتل گھات میں تھے۔ کہ حضور نے اپنے بستر پر حضرت علی کو لٹا کر حضور ابوبکر کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہا۔ راہ میں ایک غار تھی۔ اس میں پناہ گزین ہوئے۔ حضرت ابوبکر پہلے غار میں داخل ہوئے۔ اسکو صاف کیا۔ سوراخوں اور بلوں کو کپڑوں سے بند کیا۔ اس کے بعد سرور عالم کو بلایا۔ یہی واقعہ ہے جس سے "یار غار" کے الفاظ ہماری زبان میں مشہور ہو گئے۔

کافر بدبخت اب بھی تعاقب کر رہے تھے۔ کہ کسطرح آنحضرت صلعم کو دیکھ پائیں تو قتل کر ڈالیں۔ ایک سوار آخر آپ تک پہنچ گیا۔ لیکن اعجاز نبوی کہو۔ یا کرشمہ قدرت حضور کو دیکھتے ہی اس پر رعب طاری ہوا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی ہاور وہ فرمان عفو لے کر رخصت ہوا۔

یہ اس "عسر" کا خاکہ ہے۔ جو آنحضرت صلعم کو پیش آیا۔ اس کے ساتھ "یسرًا" کی تصویر بھی ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے لئے ناظرین کرام ازراہ کرم اگلی اشاعت تک انتظار فرمائیں۔

احناف و اہل حدیث

ہمارے نادیدہ مہربان مولوی عبدالغفار صاحب الخیری نے جو کبھی کبھی ہمارے حال پر اخبارات میں نظر عنایت فرماتے رہتے ہیں۔ اور ایک مضمون میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کو اور ضمناً ہمیں کاذب کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ یہ بھی کہیں زیب رقم فرمایا تھا۔ کہ احناف اور اہل حدیث میں کوئی بڑا اختلاف نہیں ہم تو اسی وقت سمجھے تھے کہ خود بدولت محض ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے لئے یہ اتحاد و اتفاق کی طرح ڈال رہے ہیں لیکن اگر ہم خود اصل حقیقت کی چہرہ کشائی کرتے اور مولانا کی تردید کرتے تو غالباً پھر زیر عتاب ہوتے۔ اس لئے اب ہم موقر ہمقلم "وکیل" کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ معاصر مذکور بماہ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

رائے بریلی کی اطلاعوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر رائے بریلی میں حنفیوں اور فرقہ اہل حدیث کے درمیان ایک مدت سے خانہ جنگی بصورت مقدمہ بازی جاری ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ مولوی عبدالرحمن "اہل حدیث" نے جو چودہ سال سے بریلی میں رہتے ہیں اہلحدیث کانفرنس کی ملازمت کے سلسلہ میں چار سال سے اپنا اشاعتی کام جاری کیا۔ اور شہر کی مساجد میں جاکر حنفیوں کو عقاید اہل حدیث کی تلقین شروع کی۔ جب لوگوں پر مولوی صاحب کے عقاید کا حال کھلا تو انہوں نے ۱۹۱۹ء میں جامع مسجد میں بروز جمعہ مولویصاحب سے علیحدگی کا اعلان کر دیا مولویصاحب نے عدالتی پہلو اختیار کیا۔ اور حنفیوں پر مقدمات دائر کئے۔ چنانچہ سال گذشتہ میں ۱۶ حنفیوں پر مچلکہ و ضمانت کی درخواست کی تھی۔ جو عدالت جوڈیشل تک کامیاب ہوتی رہی۔ ایک دعوے ۲۴ جون ۱۹۲۲ء کو اُن کے صاحبزادہ کی طرف سے چند حنفیوں پر مارپیٹ کا دائر ہوا جس کو عدالت نے بے بنیاد پاکر خارج کر دیا۔ اب نیا سال شروع ہوتے ہی پھر درخواست بازی مولوی صاحب نے شروع کر دی ہے۔ اور سال کا آغاز نہایت نیک اور مفید کام سے کیا ہے۔

فرمائیے مولانا عبدالغفار صاحب! یہ اختلاف ہے یا اتحاد و محبت ہے یا دشمنی۔ ہماری بات تو آپ شاید نہ مانتے۔ لیکن شکر ہے۔ کہ ایک تیسرے فریق کی شہادت ہے۔ جس پر آپ کو بھی اعتماد ہونا چاہیئے۔

کیا خوب جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

ہمارا مسلک

ہمیں ایسے حالات سے سخت رنج و افسوس ہوتا ہے۔ ہمارا مسلک تو یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنے اپنے فرقے کی خصوصیات کو قایم رکھ کر بھی باہم اتفاق رکھ سکتے ہیں۔ کسقدر شرم کا مقام ہے۔ کہ دو مسلمان عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائیں اور مفت میں روپیہ اور وقت ضائع کریں۔ یہی روپیہ اور وقت اگر غیر مسلموں کو مسلم بنانے میں صرف کیا جائے۔ تو یقیناً قوم و ملت کے لئے باعث رحمت ہو سکتا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اشاعت و حفاظت اسلام کی فکر کریں۔ لیکن اس کے بجائے یہ خانہ جنگی میں مصروف ہیں۔

ہندو ہونے والے مسلمان

دہلی اور آگرہ نواح میں جن مسلمان راجپوتوں کے دوبارہ ہندو ہونے کی افواہ اڑی تھی۔ اور جس پر ہم پہلے بھی دو دفعہ لکھ چکے ہیں۔ ان کے مزید حالات ابھی تک پردہ خفا میں ہیں۔ ہاں مسلم اوٹ لک نے اسقدر روشنی ڈالی ہے۔ کہ ان کے ارتداد کی خبر صحیح نہیں۔ جس وقت یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ ہمارا ماتھا اس وقت ٹھنکا تھا۔ کہ اس میں کچھ مبالغہ کا رنگ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کو گڑگاؤں میواتی کہتے ہیں اور جن میں ابھی تک ہندو مذہب کے رسوم و رواج جاری وساری ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ برادران وطن وہ تحریک جو نیچ اور پست قوموں کی ترقی و ارتفاع کے لئے مدت سے کام کر رہی ہیں اس سارے قصہ کی بنا ہو۔ اور تبدیلی مذہب کا بہانہ ان کی طرف منسوب کر دیا ہو۔

معاصر "وکیل"، میں ہمیں یہ پڑھ کر خوشی ہوئی ہے۔ کہ سکرٹری انجمن اسلامیہ پٹی نے ایک عالم دین دریافت حالات کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ لیکن ہماری رائے میں مسلمانوں کا کام محض دریافت حالات ہی نہیں۔ بلکہ ضرورت یہ ہے۔ کہ وہ ایسے اقوام کے لئے کوئی عملی کارروائی کریں۔ جو باوجود مسلمان ہونے کے ہندو مذہب کے قریب ہیں۔ اور ان کے رسوم و رواج کے پابند ہیں۔ ایسی قوموں کو نور اسلام سے منور کرنا نہ صرف ایک مذہبی فرض ہے جس کو اسلام نے ہر ایک مسلمان پر عائد کیا ہے۔ بلکہ نسل انسانی کی بہترین خدمت ہے۔ کیونکہ اسلام ہی میں آ کر یہ لوگ حقیقی طور پر مساوات و اخوت انسانی کی بلند چوٹی پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہندو مذہب میں ذات پات کے قیود پھر موجود ہیں۔ اس لئے ان کی معاشرتی حالت میں ہندو ہونے سے بھی کچھ تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی۔

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام نے بھی اس غرض کے لئے چار مبلغ اس علاقہ میں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے جو آج ۱۷ر جنوری کی شام کو روانہ ہو جائیں گے۔

تعجب کا مقام ہے۔ لاہور اور پٹی کے سوا تمام ملک میں اس خبر کے متعلق ایک سناٹا چھایا ہوا ہے۔ دیوبند کے علماء محو خواب ہیں۔ ندوہ غالباً اپنی اندرونی اصلاح میں مصروف ہے۔ اور اُسے بیرونی جھگڑوں کے لئے فرصت نہیں۔ اہل حدیث کانفرنس اور اسکا امرتسری سکرٹری تفریق بین المسلمین کے کام میں منہمک ہے۔ جمعیۃ العلماء کا کام محض فتاوے صادر کرنا ہے۔ اس لئے اس کو اس سے کچھ سروکار نہیں دسمبر آئے گا۔ تو پھر سالانہ اجلاس ہو جائے گا۔ ابھی پہلے ہی جلسہ کا تکان نہیں اترا۔

شاعری کی قدر افزائی

۷ار جنوری کی سہ پہر کو شاہدرہ میں جو گارڈن پارٹی سر اقبال کو ان کے خطاب سر سے سرفراز ہونے کی خوشی میں دی گئی ہیں میں نواب سر ذوالفقار علی خاں نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور اسوقت سر ہوئے۔ جب ان کی انگریزی شاعری چار دانگ عالم میں پھیل چکی تھی۔ اور وہ نوبل پرائز حاصل کر چکے تھے۔ مگر ڈاکٹر اقبال کو انگریزی شاعری کے لئے نہیں۔ بلکہ اُردو اور فارسی شاعری کے لئے گورنمنٹ نے خطاب سر سے ملقب کیا ہے۔ اور ڈاکٹر اقبال کی قدر افزائی در اصل اردو لٹریچر کی قدر افزائی ہے۔ او ضمناً گورنمنٹ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ اُردو میں بھی اظہار خیالات کی وہی قدرت ہے۔ جو دوسری زبانوں میں۔

ہمیں اس سے تو خوشی ہوتی ہے۔ کہ اُردو زبان بھی دنیا کی مقتدر اور معزز زبانوں میں شمار ہو۔ اور اس کے دامن میں علم و عمل کے وہی موتی ہوں جن سے دوسرے ملکوں کی زبانیں مالا مال ہیں لیکن یہ بات محض شاعری ہی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اب جبکہ علامہ اقبال کو سرکار دولتمدار کیطرف سے ان کی علمی و ادبی قابلیتوں کے صلہ میں خطاب عطا ہوا ہے۔ تو ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ آئندہ عمر اردو زبان ہی کی خدمت میں صرف کریں گے۔ اور اس میں اپنی فکر رسا کی بدولت وسعت پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ اردو میں مصطلحات۔ جدید محاورات اور مغربی علوم کے تراجم کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس خدمت کے لئے علامہ اقبال ایسا موزون شخص اور کوئی نظر نہیں آتا۔

حافظ اللہ دتا صاحب

حافظ اللہ دتا صاحب ہمارے مخلص احباب میں سے ہیں قرآن مجید معہ ترجمہ پڑھا سکتے ہیں۔ نابینا ہونے کے لحاظ سے مستحق امداد بھی ہیں۔ اگر ہمارے دوستوں میں سے کوئی صاحب ان کے خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ تو درس قرآن شریف کی نعمت کے علاوہ حافظ صاحب کی خدمت کا ثواب بھی حاصل کریں گے۔ اس معاملہ کے متعلق مزید خط و کتابت سکرٹری صاحب سے کیجائے۔ وہ حافظ صاحب کو اطلاع دیدینگے۔

ملاحظات

خلافت عثمانیہ کے دلچسپ حالات

مصری معاصر "الاخبار"، کا نامہ نگار خصوصی قسطنطنیہ سے رقمطراز ہے۔ کہ آج کا دن تاریخ میں نمایاں جگہ حاصل کرے گا۔ چاروں طرف فرحت و خوشی کے آثار نمایاں ہیں۔ ہر شخص شادمانی سے مسرت اندوز ہے۔ قسطنطنیہ کے ہر گلی کوچہ میں چہل پہل ہو رہی ہے۔ کیونکہ آج رسم "سلاملق" ادا کرنے کا دن ہے۔ جلالتمآب حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین محل "دولمہ باغیچہ" سے "قصر بغداد"، میں نزول فرما ہوئے۔ اور یہاں سے ان مقامات پر تشریف لے گئے۔ جہاں خلافت کی امانتیں محفوظ رکھی ہوئی تھیں۔ دوگانہ ادا فرما کر ایک نہایت خوشنما گھوڑے پر سوار ہوئے مسجد ایا صوفیہ تک سڑک کے دونوں طرف باشندگان قسطنطنیہ کا اجتماع تھا۔ آپ کی معیت میں جناب جنرل رفعت پاشا تھے۔ اور رکاب میں قسطنطنیہ کا گورنر۔ مقامی پولیس کا سپرنٹنڈنٹ اور دیگر معزز امراء و روسا تھے۔ جونہی خلیفۃ المسلمین کا جلوس شروع ہوا۔ لوگ خوشی کے مارے اچھل پڑے۔ ابتہاج و فرحت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ ہر طرف سے "خلیفۃ المسلمین زندہ باد"، "اقتدار خلافت تا قیامت قائم باد"، کے غلغلے بلند ہونے لگے۔ مسجد کے دروازہ پر خاندان عثمان و فوجی افسروں نے آپ کا استقبال کیا۔ مسجد کے باہر فوجی پہرہ تھا۔ پولیس و فوج کے افسروں کی خوشنما وردیاں دلوں کو لبھا رہی تھیں۔

مسلمانوں کی ہزاروں صفوں میں سے ہوتے ہوئے محراب کے پاس عام مسلمانوں کی صف میں خلیفۃ المسلمین بیٹھ گئے۔ مؤذن نے اذان دی۔ خطیب نے ترکی زبان میں خطبہ پڑھا۔ اوائل خطبہ میں خلافت کی مفصل تاریخ بیان کی نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ سے ثابت کیا۔ کہ موجودہ خلیفہ کا انتخاب خلفائے راشدین کے زمانہ کے انتخاب کے مطابق ہے۔ آیت "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول"، کی تفسیر پوری شرح و بسط سے بیان فرمائی۔ قرآن شریف کی آیتوں سے آپ نے مسلمانوں کو اقتدار خلافت کے لئے آمادہ کیا۔ نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسلمین کے ایماء سے "ختم قرآن"، مولود نبوی کے واقعات سنائے گئے۔

ان بہادران اسلام کے لئے جنہوں نے راہ اسلام میں اپنی جانیں قربان کیں۔ فاتحہ خوانی کی گئی۔

آخر میں خطیب نے دردانگیز و مؤثر لہجہ میں خلیفہ کی فتح و نصرت عالم اسلام کی روز افزوں ترقی۔ اور اتراک ترکوں کے مطالبات میں کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔ اور سب لوگوں نے آمین کہی۔

آپ مسلمانوں کی صفوں میں ہوتے ہوئے باہر تشریف لائے مسلمانوں کی مسرت و ابتہاج کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہر مسلمان شادان و فرحاں تھا۔ اس طرح یہ شاندار "رسم سلاملق"، پوری ہوئی۔

حضرت جلالتمآب نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ تمام مسلمان آپس میں مساویانہ حقوق رکھتے ہیں۔ ایک مسلم کو دوسرے مسلم پر سوائے تقوے کے کسی طرح کی فوقیت و افضلیت نہیں ایک غریب مسلمان خلیفہ کے ساتھ صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ جس وقت آپ مسجد میں تشریف لائے۔ اور آپ کے سر پر شاہی چھتری کھولی گئی۔ تو آپ نے بند کرا دی۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بسا اوقات ہم نے آپ کے ساتھ مسجد میں فریضہ جمعہ ادا کیا ہے۔ آپ نے ہر موقعہ پر شاہی چھتری سے انکار کیا اور عام مسلمانوں کے ساتھ صف میں نماز ادا کی۔

آپ کی یہ مساوات صرف ادائے نماز ہی پر منحصر نہیں۔ بلکہ آپ کے ہر فعل و عمل میں موجود ہے۔ آپ کی فطرت میں مساوات ہے ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ آپ باغیچہ میں تشریف لیجاتے۔ اور مالی کا ہاتھ بٹاتے۔ اسراف و تبذیر آپ میں بالکل نہیں۔

آپ علی الصباح بستر سے اٹھتے۔ نماز ادا فرماتے۔ پھر باغیچہ میں تشریف لاتے۔ اور پودوں کو پانی دیتے۔ کیونکہ باغیچہ میں پودے آپ اپنے ہاتھ سے لگاتے تھے۔ اس کے بعد اپنی میز پر تشریف لاتے ظہر تک اپنے نظام اوقات کے موافق مصروف عمل رہتے۔ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے۔ پھر باغیچہ میں آ کر کچھ دیر استراحت فرماتے۔ عصر تک پھر میز پر رہتے۔ عصر کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تفریح طبع کے لئے ہوا خوری کو جاتے شام کو واپس تشریف لے آتے۔ یا کسی احباب کے پاس چلے جاتے۔ واپس آ کر پرائیویٹ سکرٹری شام کی ڈاک پیش کرتا۔ اگر کسی مکتوب کا جواب دینا ہوتا تو لکھوا دیتے۔ ورنہ موسیقی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

گذشتہ جنگ عظیم میں آپ نے قابل قدر ایثار سے کام لیا۔ تمام مرغن کھانوں سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مٹھائی کو بالکل ترک کر دیا فوجوں میں سامان رسد پہنچانے میں مصروف رہتے۔ ہلال احمر کے دفتر میں ہر وقت موجود رہتے۔ اور مریضوں کی اعلیٰ خدمات بجا لاتے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ موجودہ خلیفہ مسلمانوں کے ہمدرد اور اسلام کی حفاظت کے لئے جان نثار ہیں۔ آل عثمان میں منصب "خلافت"، کے لئے موزون و مناسب ہیں۔ گذشتہ شب آپ نے اس وفد کو ضیافت دی جسکو حکومت ملیہ انگورہ نے آپ سے اپنی عقیدت کا اظہار اور بیعت کے لئے بھیجا تھا۔

ضیافت کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا "تمام عمر میں آج کی شب میرے لئے باعث فخر ہے"۔ رئیس وفد جناب "صفیا آفندی" نے جواباً عرض کیا "ان مبارک راتوں میں سے جو ہم کو آپ کے عہد مقدس میں آئندہ نصیب ہونگی۔ یہ پہلی شب ہے۔ یہ ہمارے لئے نیک فال ہے۔ کہ ہم آج جلالتمآب سے شرف ملاقات حاصل کر رہے ہیں۔ خدا ہمارے خلیفہ کو دین مبین کی خدمت اعلائے کلمۃ المسلمین کو توفیق انیق عنایت فرمائے۔

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

جیسا کہ گذشتہ سالانہ جلسہ میں تجویز ہوئی تھی۔ انجمن نے تین مشن ہندوستان میں کام کرنے کے لئے بھیجنے منظور کئے ہیں ایک تو مولوی عبد الحق صاحب اور شیخ فیروز الدین صاحب کا ہے جو کہ آگرہ سے کام شروع کریگا۔ اور گرد و نواح میں آہستہ آہستہ اشاعت اسلام کو جاری رکھیگا دوسرا مولوی عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف [illegible] ہے یہ گوڑگانوہ کے علاقہ میں کام شروع کرے گا۔ میرٹھ و مضافات کو اپنے زیر تبلیغ رکھیگا۔ اور دونوں مشن بفضلہ تعالیٰ آج روانہ ہو چکے ہیں۔ تیسرا مشن ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کے ماتحت پنجاب کی نیچ قوموں میں کام کریگا۔ احباب دعا کریں کہ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت بخشے۔ تاکہ یہ مشن بھی اپنے کام میں مصروف ہو جائے۔ لیکن اتنے بڑے برّاعظم میں یہ مشن آٹے میں نمک بھی نہیں۔ اس لئے انجمن کو ضرورت ہے کہ ہمارے احباب جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا ہے اگر وہ انگلینڈ۔ یا جرمنی۔ یا امریکہ نہیں جا سکتے تو ہندوستان میں کام کرنے کے لئے نکلیں۔ اور جو ملازم پیشہ ہیں۔ وہ اپنی رخصتوں اور فرلو رخصتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس کام میں مصروف ہو جائیں۔ جو احباب

جرمنی میں تبلیغ اسلام

برلن میں مسجد

(از منشی دوست محمد صاحب)

ان ممالک میں جہاں جب سے اسلام پیدا ہوا۔ اللہ اکبر کی آواز بلند نہیں ہوئی۔ خدا کے ذکر کے لئے مسجد کا بنانا ایک ایسا کام تھا۔ کہ جسپر مسلمانوں میں دو رائیں نہ ہوسکتی تھیں۔ مگر ہماری بد قسمتی سے اختلاف امت جو ایک رحمت تھا۔ خطرناک تفرقہ کی صورت اختیار کرچکا ہے۔ اور برلن میں مسجد کی تحریک پر جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے کی گئی تھی اخبارات میں مولوی عبدالغفار الخیری صاحب کیطرف سے اور جناب راشد الخیری صاحب کی طرف سے جو مخالفت کی آواز بلند ہوئی ہے۔ اور جسپر میں قبل ازیں اصل حالات و واقعات کو ہدیہ ناظرین کرام کرچکا ہوں۔ وہ ازحد افسوسناک ہے۔ تحریک مسجد کے خلاف ذیل کی باتیں کہی گئی ہیں۔

(۱) یہ کہ مولوی عبدالجبار الخیری صاحب جرمنی میں تبلیغ اسلام کا کام کررہے ہیں۔

(۲) یہ کہ تحریک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ہے۔

(۳) یہ کہ ہمارا منشا مسجد بنانے کا نہیں۔ بلکہ مکان بنانے کا ہے۔

(۴) یہ کہ یہ مسجد بھی بنے۔ تو مسجد ضرار ہوگی۔ جو مسجد نہیں کہلا سکتی۔

اب میں ان چاروں اعتراضوں کو نمبروار لیتا ہوں۔

پہلا اعتراض

سب سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ مولوی عبدالجبار صاحب الخیری جو مخالفت کرنے والے صاحبان کے برادر عزیز ہیں جرمنی میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اور کہ انہوں نے بہت کچھ تکالیف بھی اس راہ میں اٹھائی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مولانا عبدالجبار الخیری کا وہاں خدمت اسلام میں مصروف ہونا جرمنی میں قیام مسجد و مشن کے کیوں منافی ہے۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جرمنی میں مشن قائم کرنے کے لئے پہلے محرک ہی جناب خیری صاحب ہیں۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء میں ہمارے کارکنان ووکنگ مشن کو برلن میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک کی اس کی بناپر کارکنان ووکنگ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھی تحریک کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۲۱ء میں اس انجمن نے جرمنی میں مشن کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اور مئی ۱۹۲۲ء میں ایک مبلغ روانہ بھی ہوگیا۔ اور یہ سب کچھ ایک قومی معاملہ ہونے کی وجہ سے پبلک میں آچکا تھا۔ لیکن اس وقت تک دنیا کے کسی کونہ سے ہم نے یہ آواز نہ سُنی۔ کہ برلن میں پہلے سے کوئی اسلامی مشن قائم ہے۔ یا ہمیں اپنے مبلغ وہاں نہ بھیجنے چاہئیں۔ کیونکہ ان کے جانے سے تبلیغ اسلام کے مقدس کام کو کوئی نقصان پہنچیگا جولائی یا اگست ۱۹۲۲ء میں جب خواجہ کمال الدین صاحب خود برلن گئے تو انہوں نے وہاں کے حالات کو دیکھکر یہ مزید تحریک بھی کی۔ کہ برلن میں تبلیغی کام شروع کرنے کے لئے ایک مسجد کا وہاں ہونا ضروری ہے۔ اس تحریک پر یہ آواز بلند ہوئی ہے۔ کہ ہمارا وہاں مسجد بنانا اور مشن قائم کرنا درحقیقت اسلام کی تبلیغ کے کام کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مولانا عبدالجبار صاحب الخیری نے وہاں بہت کچھ کام تبلیغ اسلام کا کیا۔ جس کے متعلق میں نے کسی اخبار میں کبھی کوئی ذکر نہیں دیکھا۔ اس پر مجھے اور سب مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئے۔ پھر بالخصوص اس صورت میں جب وہ خود اپنے ہی نفس پر تکالیف اٹھاکر اس کام کو سرانجام دے رہے ہوں۔ لیکن ایک اکیلے آدمی کی کوشش کیا کرسکتی ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اگر وہاں ایک مستقل مشن۔ بنیاد ڈالی ہے (اور مولانا عبدالجبار صاحب کی تحریک پر ہی ڈالی ہے) تو اس سے تو مقصود تبلیغ اسلام کے کام کو وسعت دینا ہے۔ نہ کہ نقصان پہنچانا

ہماری غرض تو یہ ہے۔ کہ مسجد اور مشن [?] قائم ہوکر وسیع پیمانے پر جرمن زبان میں اسلامی لٹریچر پھیلے۔ اور لوگوں کو اسلام کی سچی تعلیم سے واقفیت حاصل ہو۔ آخر خود انگلستان میں پہلے عبداللہ کوئلیم کی تحریک تھی بعد میں ڈاکٹر سہروردی صاحب نے اخبار کے ذریعہ سے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ مگر یہ انفرادی کوششیں تھیں۔ جو جلد ختم ہوگئیں۔ اللہ تعالےٰ مولانا عبدالجبار صاحب کے جذبہ خدمت دین کو سلامت رکھے۔ اور اپنے دین متین کی تائید کے لئے انہیں عمر دراز دے۔ مگر یہ کہنا غلط ہے۔ کہ چونکہ وہ بطور خود کچھ کام تبلیغ اسلام کا کر رہے ہیں۔ اس لئے اب جرمنی میں اور کوئی کام نہیں ہونا چاہئے۔ بہرحال احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے قدم اٹھانے سے مولانا عبدالجبار صاحب کے کام کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے تو یہاں ہندوستان میں کسی کو ان کے کام کا علم بھی نہ تھا۔ اب بہت لوگوں کو علم ہوگیا۔ اور جو لوگ خدمت دین کے اس قسم کے کاموں میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ انہیں مولانا عبدالجبار صاحب کی مدد سے جب تک وہ تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں روکنا میں تو گناہ سمجھتا ہوں۔ البتہ میں بجائے خود انجمن کے کام کو ترجیح دیتا ہوں۔ کہ اس میں ایک نظام قائم ہوجاتا ہے اور روپیہ کی ذمہ داری تبلیغ کا کام کرنے والے اصحاب پر نہیں رہتی۔ بلکہ تقسیم کام میں بٹ کر دوسروں پر جا پڑتی ہے اور ایک طرف پبلک کا اطمینان زیادہ ہوجاتا ہے۔ تو دوسری طرف کام کرنے والوں کو بھی اپنے اصل یعنی تبلیغی کام کے لئے فراغت ملجاتی ہے۔ اور مالی حساب وکتاب کے جھگڑوں سے ان کے اوقات عزیز بچ جاتے ہیں۔

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ ہم لوگ احمدی ہیں۔ یہ بیشک [?] لوگوں کی نگاہ میں بڑا جرم ہے۔ اور وہ ہم سے کبھی خوش نہیں ہوسکتے۔ اس جرم کے ہم اقبالی ہیں ؎

در کوئی نیکنامی مارا گذر ندادند +
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را +

لیکن اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ احمدیت کی غرض بھی اشاعت اسلام کو کلام الٰہی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا سمجھتے ہیں۔ حضرت میرزا صاحب کو ہم ان بزرگوں میں سے ایک مانتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً خدمت اسلام کے لئے کھڑا کرتا رہا۔ جیسے حضرت شاہ ولی اللہ حضرت مجدد الف ثانی۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح وغیرہم انہوں نے ہمیں خدمت اسلام کے اس کام کی طرف توجہ دلائی ہم کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنا ایسا جرم سمجھتے ہیں۔ کہ بروئے حدیث وہ کفر الٹ کر کافر کہنے والے پر پڑتا ہے۔ ہمارے نزدیک تمام اہل قبلہ مسلمان ہیں۔ اور لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے۔ رہے فروعی اختلافات۔ تو وہ صحابہ میں بھی تھے۔ اور بزرگان دین میں بھی تھے ان فروعی اختلافات کی وجہ سے جن میں سب سے بڑی بات یہی ہے۔ کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہمیں کافر کہتا ہے۔ تو اس کا اختیار ہے۔ لیکن ایسے کافر کہنے والے یاد رکھیں۔ کہ وفات مسیح کے قائل بڑے بڑے بزرگان دین پہلے گذر چکے ہیں۔ یہانتک کہ آئمہ اربعہ میں سے ایک امام بھی اس کے قائل ہیں۔ قال مالك مات۔

تیسرا اعتراض

تیسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ ہم مسجد بنانا نہیں چاہتے ہیں۔ بلکہ مکان بنانا چاہتے ہیں۔ مولوی عبدالغفار صاحب فرماتے ہیں کہ ممکن کہ میں اپنا مکان بنانا چاہوں تو کیا مجھے چندہ دیدیا جائے گا۔ مولوی صاحب معاف رکھیں۔ انجمن اگر مکان بھی بنوا لے گی۔ تو وہ کسی فرد واحد کی ملکیت نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ کام انفرادی نہیں۔ انجمن کا ہے مگر یہ سخت مغالطہ ہے۔ اعلان کا عنوان ہے "برلن میں مسجد" اصل مسجد ہی ہے۔ مکان جو ساتھ ہوگا۔ اس کے بغیر مسجد بھی نہیں رہ سکتی۔ بڑی بڑی مساجد کے ساتھ تو بہتیرے مکان ہوتے ہیں ہم اگر مسجد کے ساتھ مبلغین کی رہائش کے لئے مکان بنوالیں۔ تو یہ کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ کفرستان میں ایک مسجد بناکر اگر اس کیساتھ مکان نہ ہو۔ تو وہ اُسی ویران چھوڑ دئیے کی طرح ہے۔ میرا قیاس [?] جو مولوی عبدالغفار صاحب نے نقل کیا ہے۔ وہ جناب خواجہ صاحب

کی تجویز کا خلاصہ تھا۔ یعنی ان کا منشا تھا۔ کہ تیس ہزار میں بنا بنایا مکان برلن کے مرکز میں خرید کر اس میں کچھ ترمیم کرلیجائے جس پر تھوڑا سا خرچ آجائیگا۔ لیکن میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ابھی انجمن نے فیصلہ نہیں کیا۔ کہ کھلی زمین خرید کر اس پر مسجد بنائی جائے گی۔ یا بنا بنایا مکان لیکر اس میں ترمیم کیجائے گی۔ حالات کے تحت جو صورت انسب ہوئی وہ اختیار کی جائے گی۔ اصل غرض مسجد ہے۔ مکان صرف مسجد کے قیام کے لئے ہے۔

چوتھا اعتراض

چوتھے اعتراض کا جواب کہ یہ مسجد اگر بنے بھی تو مسجد ضرار ہوگی۔ بہت ہی درد دل سے دینا پڑتا ہے۔ کہ ہم مسلمانوں کی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ مولوی عبدالغفار صاحب بھی جانتے ہیں۔ کہ برلن میں پہلے کوئی مسجد نہیں ہے۔ جس کے مقابلہ میں ہم کوئی مسجد بنانے لگے ہوں۔ ہاں گرجے بہت ہیں۔ البتہ ہماری تحریک کے بعد قادیانی جماعت نے بلا غرض [?] مسجد وہاں بنوانے کے لئے زمین خرید لی ہے۔ مگر میں تو اسے بھی مسجد ضرار نہیں کہتا۔ اس لئے کہ مسجد ضرار کی غرض تو تخریب اسلام تھی۔ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ہم تو تفریق بین المومنین نہیں کرتے۔ نہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ وہ سوچ لیں۔ ہم خدا اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والوں کے لئے اس مسجد کو بنانا نہیں چاہتے۔ بلکہ خدا اور اس کے رسول کے آگے گردنیں جھکانے والوں کے لئے بنانا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب نے بہت بڑی بات کہی ہے۔ قرآن شریف میں تو حکم ہے۔ ولا تقف مالیس لك به علم۔ مولویصاحب نے صرف اپنے برادر عزیز کے لئے ہماری تحریک مسجد و مشن میں مالی طور پر کچھ نقصان سمجھکر وہ بات کہی ہے۔ جس کے جوابدہ وہ عنداللہ ہیں۔ ہماری نیت کا علم انہیں کس طرح ہوگیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے تو اس مسجد کو بھی مسجد ضرار نہ کہا۔ جو فی الواقع مسجد ضرار تھی۔ جب تک کہ وحی الٰہی آپ پر نازل نہ ہوئی۔ مگر مولویصاحب محض ہماری مخالفت کے جوش میں آکر اتنا بڑا فتوے صادر کردیتے ہیں کہ یہ مسجد ضرار ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آخیر میں جملہ برادران اسلام سے التماس ہے۔ کہ وہ اپنی قوت کو ان چھوٹی چھوٹی اور نکمی باتوں پر ضائع نہ کریں۔ اسوقت مسلمانوں کے سامنے ایک دنیا کفر اور ظلمت کی تاریکی میں مبتلا پڑی ہے۔ اپنی قوت کو اس دنیا کے خلاف خرچ کریں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کام اسوقت ووکنگ میں بھی ہو رہا ہے۔ امریکہ میں بھی ہو رہا ہے۔ برلن میں بھی ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں بھی اب شروع کردیا گیا ہے۔ اگر یہ سب کچھ ہم تخریب اسلام کے لئے کررہے ہیں تو ہماری سزا دہی کے لئے خدائے بصیر وسمیع ہے۔ جن لوگوں نے ہمارا سینہ پھاڑ کر نہیں دیکھا۔ وہ بدگمانی نہ کریں۔ تو ان کی اپنی بہتری ہے۔ ورنہ ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اگر اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں یہ کام اس کے دین کی خدمت کے ہیں۔ تو وہ خود ہی کامیابی کے سامان بھی پیدا کردیگا۔

یہ بھی بار بار کہا جاتا ہے۔ کہ مولانا عبدالجبار صاحب جمعیت اسلامیہ برلن کے امام ہوچکے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آیا برلن میں اس وقت کوئی مسجد موجود ہے۔ جہاں نماز ادا کی جاتی ہے اور مولانا عبدالجبار خیری وہاں امامت کراتے ہیں۔ اگر نہیں اور برلن سے باہر جرمنی میں بھی جو مسجد واقعہ ہے۔ وہاں بھی باوجود مولانا موصوف کی موجودگی کے ترکی سفیر ہی عیدین کی نمازیں پڑھاتے ہیں۔ تو پھر انہیں امام کیونکر کہا جاتا ہے۔ ہاں کسی سائٹی کا صدر ہونا اور بات ہے۔ والسلام۔

اخبار احمدیہ

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ جو آجکل جہلم میں مصروف تبلیغ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں:-

وفات مسیح پر لیکچر ہوا۔ اور بہت اچھا لیکچر ہوگیا۔ حاضرین پر اسکا بہت اچھا اثر ہوا۔ سب لوگوں پر حجت پوری ہوگئی حافظ مولوی نور محمد صاحب سے بھی خط وکتابت ہوتی رہی الحمد للہ کہ وہ بھی ہمارے خطوط کے جواب سے عہدہ برآ

نہ ہو سکے۔

چوتھے روز مسجد احمدیہ میں بعد از نماز عصر نبوت مسیح موعود پر میاں عبدالحکیم صاحب مرید میاں صاحب سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ مسجد میں دیگر مبائعین بھی موجود تھے۔ ان پر بھی اتمام حجت ہوا۔ آج جمعہ کے روز خطبہ جمعہ خاکسار نے پڑھا۔ اور تقریریں بھی بعد از نماز ہوئیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ تین آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے۔

احمدیہ بلڈنگس کی بعض خواتین کی درخواست پر حضرت امیر نے عورتوں میں درس قرآن مجید دینا شروع کیا ہے۔ ہفتہ میں دو روز بدھ اور ہفتہ درس خواتین کے لئے مقرر ہیں۔ پردہ کا انتظام ہوتا ہے۔ اکثر احمدی خواتین شریک درس ہوتی ہیں۔

اخبار الفقیہ کے ایک نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ عراق کے وزیر اعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ کوئی احمدی نہ پرائیویٹ طور پر تبلیغ کر سکتا ہے۔ نہ کوئی جلسہ کر سکتا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو اس سے زیادہ حکومت عراق کی تنگدلی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ غالباً میاں محمود احمد صاحب کے مبائعین کے غالیانہ عقاید اس حکم کا موجب ہوئے ہوں۔ مگر پھر بھی ایسا حکم مذہبی آزادی کے خلاف ہے۔ اور شریعت اسلام اس کو جائز قرار نہیں دے سکتی۔

جہلم میں تبلیغ کے متعلق ہمارے ایک دوست منشی عبدالرحیم صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

حکیم محمد حسین صاحب یہاں نہایت اچھے موقعہ پر پہنچ گئے جبکہ لوگوں میں خصوصیت سے جوش اور مخالفت پھیلی ہوئی تھی۔ مخالفین نے اپنے علماء کو بھی باہر سے بلایا۔ چنانچہ اہل حدیث کیطرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی تشریف لائے اور قادیانی اصحاب کی طرف سے حافظ روشن علی صاحب مولوی جلال الدین مولوی فاضل اور مولوی غلام احمد مولوی فاضل تھے۔ اور بریلی مولوی کرم دین صاحب ساکن بھیں ضلع جہلم بھی آپہنچے۔ ہمارا پہلے بھی ارادہ تھا کہ اپنے طور پر وفات مسیح اور دعوت حضرت مسیح موعود پر لیکچر کرائیں۔ کیونکہ اس طرح حق شناس طبائع زیادہ فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ لیکن پہلے اہل حدیث نے مباحثہ کے لئے اشتہار دیا جس میں خاص طور پر قادیانی احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔ پھر انجمن انصار الاسلام نے بھی ایک اشتہار شائع کر دیا جس میں حضرت مسیح موعود پر دعوے نبوت کا افترا وغیرہ کیا گیا تھا۔ اس کا جواب دینے کے لئے ہمیں بھی اشتہار دینا پڑا۔ جس میں مخالفین کو بڑے زور سے مقابلہ پر بلایا گیا۔

چنانچہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مقابلہ پر انجمن ہذا کیطرف سے آئے۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود کا دعوے نبوت ثابت کرنے کے لئے بہت زور لگایا۔ لیکن اُن کو مکرم حکیم صاحب نے حضرت صاحب کی کتاب سے نہایت زوردار اور فیصلہ کن حوالے جات سنائے جن کا وہ ہرگز کوئی جواب نہ دے سکے سامعین پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ اور اکثر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ حضرت صاحب کا واقعی نبوت کا کوئی دعوے نہ تھا۔ اس سے دو روز قبل وفات مسیح پر ہمارا لیکچر ہوا۔ جس پر بہت سے شور مچانے والے مخالف ساکت ہو گئے۔ چنانچہ اسی موضوع پر مولوی ابراہیم صاحب اور قادیانی جماعت کے مابین مباحثہ ہوا اور قادیان کیطرف سے مولوی جلال الدین مولوی فاضل مقابلہ پر تھے۔ دوسرے روز انہی کے درمیان صداقت حضرت مسیح موعود پر بحث ہوئی۔ کل ہم نے بھی قادیانی اصحاب کو مقابلہ پر بلایا کہ بعد آنحضرت رسول مقبول اجرائے نبوت ثابت کریں۔ چنانچہ بعد نماز مغرب بوقت سات بجے ہماری طرف سے ختم نبوت کا دعوے پیش کیا گیا خاتم النبیین کی تفسیر پر جناب حافظ روشن علی صاحب ساکت ہو گئے غیر از جماعت احباب بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ جو تقریر مابین شنکر بہت مؤثر ہوئے۔ ہماری جماعت کے تمام احباب جناب کے از حد ممنون ہیں۔ کہ آپ نے مکرم حکیم صاحب کو یہاں نہایت اچھے وقت پر بھیجا۔ اور خوب طور پر تبلیغ ہو گئی۔ اور یہی ہمارا مقصد تھا۔

افسوس ہے۔ کہ ۱۰ جنوری کو غلام قادر حیدر اسی جو کہ ایک سعید نوجوان تھا۔ فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو چیچک نکلی تھی۔ پہلے تو مرض کا حملہ معمولی تھا۔ لیکن بعد میں دوسرا حملہ سخت ہوا۔ اور باوجود علاج کے مرحوم جانبر نہ ہو سکا۔ ہمیں اس کے پسماندگان سے اس مصیبت میں دلی ہمدردی ہے۔

یہ خبر دیر سے شائع ہوئی۔ جس کا ہمیں دلی افسوس ہے۔

مراسلات

مَیں احمدی کیوں ہوا

(۳)

سلسلہ مضمون عنوان کا یہ تیسرا نمبر ہے۔ جو کہ سوال احباب کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اور قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

مسلمان بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید خدائے پاک کا مقرر کلام ہے جو کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اور وہ اختلاف سے بالکل پاک ہے۔ خود قرآن پاک میں اس بات کی تصریح موجود ہے۔ اور صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا۔ تو پھر اس میں بہت سا اختلاف نظر آتا۔ اس کا اختلاف سے مبرا ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور حضرت انسان کی خیالی جدت طرازیوں سے بکلی پاک ہے۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ حرف بحرف سچ ہے۔ مگر مخالف اس دعوے کو نہیں مانتے۔ اور بہت بڑی رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں اختلاف موجود ہے۔ اور اسی کے ارشاد کے مطابق اختلاف کا وجود اس کے الہامی ہونے کے منافی ہے۔ دیکھو تو خود اس میں لکھا ہے۔

كتاب احكمت آيٰته ثم فصلت من لدن حكيم خبير

یہ ایسی کتاب ہے جس کی تمام آیتیں محکم ہیں۔ پھر ان کی خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے تفصیل بھی کر دی گئی ہے۔ بلا غور و تامل اس آیت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیتیں محکم و مفصل ہیں اس میں کوئی متشابہ آیت نہیں ہے۔ مگر دوسری جگہ کتاباً متشابهاً کے الفاظ موجود ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں کوئی محکم آیت ہی نہیں ہے۔ بلکہ سب کی سب متشابہ ہیں۔ تیسری جگہ لکھا ہے۔ فيها آيات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات

یعنے اس کتاب پاک میں آیات محکمات بھی ہیں اور وہی ام الکتاب ہیں۔ اور دوسری متشابہ ہیں۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ قرآن پاک میں بعض آیتیں محکم ہیں اور بعض متشابہ۔

آیت اول کے رو سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام قرآن محکم ہے اور دوسری آیت کی رو سے آیت کی رو سے ثابت ہوتا تھا کہ تمام قرآن متشابہ ہے اور تیسری کی رو سے یہ کہ اس کا بعض حصہ محکم ہے اور بعض متشابہ۔ یہ ایک بہت بڑا اختلاف ہے جو کہ قرآن پاک کے اندر موجود ہے جس سے معاذ اللہ قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے پر حرف ہی نہیں آتا بلکہ یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن پاک فی الواقع محکم ہے تو باقی دونوں آیتیں صحیح نہیں ہیں۔ اور اگر متشابہ ہے تو محکم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بعض محکم اور بعض متشابہ ہے تو پھر پورے طور پر محکم یا متشابہ کہنا غلط ہوگا۔ بہرحال ان میں سے ایک آیت صحیح ہوگی اور باقی دونوں غلط۔ نتیجہ یہ کہ معاذ اللہ قرآن مجید کی تعلیم صحیح نہیں ہے اور مختلف ہے۔ لہذا غیر الہامی ہے۔

مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض بہت بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ علمائے کرام اس کو رفع کرنے کی بجائے۔ اسے اور بھی پختہ کرتے چلے جاتے ہیں کیا اس مقدس گروہ کا یہ فرض نہیں کہ قرآن پاک کی صداقت پر جو بھی اعتراض ہو اس کا مسکت اور دندان شکن جواب دے کر خود معترضین کو ساکت کر دیں۔ کیا فطرت اس کا جواب نہیں دیتی مگر فطرت کا مطالعہ کون کرے۔ کیا علماء کی شان رفیع و جلیل تھی کہ وہ اس کام کی طرف متوجہ ہوں۔ حاشا و کلا۔ کیوں نہ وہ ایک شرعی حکم نافذ کر دیں کہ مطالعہ فطرت کرنے والا کافر اور فطرت پکارنے والا خارج از اسلام اور جو اس سے علیحدگی اختیار کرے وہ پکا مومن اور جنتی۔ مسلمانوں کے تنزل اور ادبار کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تو ہے کہ علمائے کرام ضروریات زمانہ سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ آج زمانہ میں کونسی ہوا چل رہی ہے۔ اور اس کی روک تھام کیونکر ہو سکتی ہے۔

مذکورہ بالا اعتراض جس رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اسی رنگ میں اس کے جواب کی ضرورت تھی۔ علماء تو جھینپے ہو رہے ہیں۔ گویا اعتراض کو مانے ہی ہیں۔ [illegible] حقیقی قیمت نہیں رکھتا۔ انسانی فطرت بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہی ہے

کہ بناوٹ کے لحاظ سے انسانی دماغ تین قسموں پر منقسم ہے۔ اعلے متوسط اور ادنے۔ مبلغ اسلام فداہ ابی و امی اس فطرتی اختلاف مدارج کو ملحوظ رکھ کر تبلیغ فرماتے تھے۔ کیوں نہ ہو خود اللہ تعالٰے کا ارشاد بھی تو ہے۔ ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن ؕ

اے محمد لوگوں کو اپنے پروردگار کے رستہ کی طرف بلا۔ مگر اختلاف مدارج کو مد نظر رکھ کر جو مخاطب بالحکمت ہوں انھیں حکمت سے اور جو موعظہ حسنہ کے قابل ہوں انھیں موعظہ حسنہ سے اور جو شکی ہوں یا طالب دلائل و براہین ہوں انہیں مجادلہ احسن سے۔

جنھیں حکمت کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام ہوئی ان پر اسرار شریعت منکشف ہو گئے اور وہی لوگ ہر امر شرعی کی لم تک پہنچے جن کی ہر آیت ان کے نزدیک محکم کا حکم رکھتی ہے۔ اور کوئی آیت ایسی نہیں جس میں ان کو تشابہ واقع ہو۔

جنہیں موعظہ حسنہ اور مجادلہ احسن کے ذریعہ سے تبلیغ ہوئی۔ انہوں نے جس قدر سنا اور سمجھا وہ محکم نظر آیا۔ اور جو سننے اور سمجھنے سے رہ گیا۔ وہ متشابہ معلوم ہوا۔ انہیں لوگوں کی نگاہ میں قرآن مجید کا بعض حصہ محکم اور بعض متشابہ ہے۔ مگر جنہوں نے سنا اور سمجھا ہی نہیں ان کی نگاہ میں سب کچھ متشابہ ہے۔ ان ان لوگوں کیلئے ایک کھلا کھلا راستہ دکھلا دیا گیا ہے۔ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ؕ جب تم نہیں جانتے سمجھ تو اہل الذکر سے پوچھ لیا کرو۔

احمدیت کے اس جواب سے مخالفین کا اعتراض بالکل رفع ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید اختلاف سے پاک ہے۔ مگر جو اختلاف انسانی بناوٹ کے اندر واقع ہے چونکہ وہ نظام عالم کے قائم رکھنے کے لئے ضروریات میں سے ہے ضرورت تھی کہ قرآن مجید کی تعلیم اس اختلاف کو مد نظر رکھتی ورنہ یہ کتاب پاک تمام دنیا کے لئے نہ ہو سکتی۔ یا تو اونے طبقہ کے لئے یا صرف متوسط طبقے کے کام کی ہوتی۔ مگر یہ تو ہر گروہ کی تسلی کے لئے کافی و وافی ہوتی۔

مخالفین نے جس امر کو قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کے خلاف پیش کیا تھا۔ احمدیت کی بدولت وہی امر قرآن پاک کے الہامی ہونے کی دلیل بن گیا ہے

نگہ نکلی نہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

البتہ انسانی فطرت اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ مقدس گروہ جن کی نظروں میں قرآن پاک محکم کا حکم رکھتا ہے ہر زمانہ میں موجود رہے تاکہ اس کی تعلیم حقائق و معارف قرآنی کا انکشاف کرتی رہے آقائے نامدار فداہ ابی و امی اس ضرورت کو جانتے تھے اور اپنی امت کی آگاہی کے لئے فرما گئے کہ میری امت میں ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتے رہے۔

میرے دوستو! آپ خود ہی سوچ لو کہ اس صدی نے کیا گناہ کیا تھا کہ اس میں آج تک کوئی مجدد پیدا ہی نہیں ہوا۔ حالانکہ اس صدی میں خدا کا وہ اٹل قانون تبدیل ہو چکا جس کی تعریف میں کہا جا چکا ہے۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا

اگر نہیں تو بتاؤ کس نے اس صدی میں مجدد ہونے کا دعوی کیا اب تو آپ کو بھی میرا ہمنوا بننا پڑے گا کہ مرزا صاحب کے سوا کسی نے دعوے نہیں کیا اور نہ تائید اسلام کے متعلق کسی نے وہ کام کر کے دکھلائے جو مرزا صاحب نے کئے۔ اور نہ کسی نے وہ حقائق و معارف ہی کھولے جو مرزا صاحب نے کھول کر دکھائے۔ اب بھی اس مبارک کام کے انصرام میں وہی چھوٹا سا گروہ کھڑا ہے جس نے اس چراغ سے روشنی حاصل کی اور جو اپنے آپ کو احمدی کہلا رہا ہے۔ قرآن ایسے گروہ کی نظروں میں محکم ہے اور یہی گروہ اس بات کا اہل ہے کہ نشر حقائق و معارف کرے۔ یہی گروہ حقیقی معنوں میں اہل الذکر ہے۔ اب بجز اس گروہ کے ساتھ مل جانے کے اور کوئی ذریعہ فہم حقائق اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا موجود نہیں اسلئے کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر احمدی ہو گیا۔ اب تم بھی حقیقت کی عینک سے فطرت کی کتاب کو دیکھو اس کی ہر ہر سطر سے یہی ظاہر ہوگا کہ احمدی بن جاؤ۔ تسلی کے سامان بہم پہنچ جائیں گے اور نجات کا راستہ مل جائے گا ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

تازہ خبریں

محسودیوں نے دو برطانی افسروں کو قید کرلیا

ڈیرہ اسمٰعیلخان - ۲۲ جنوری - ہمارا ایک زیر دکست بمبارز ہوائی جہاز جو دشمنوں پر آگ برسا رہا تھا - بحالت مجبوری دشمن کے ملک میں اترا کیونکہ انجن میں کچھ نقص واقع ہو گیا تھا - اور محسودیوں نے ہمارے دو برطانی افسروں کو گرفتار کرلیا - جو اطلاعات اس وقت تک موصول ہوئی ہیں - ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جا رہا ہے -

کپڑے کی دیسی ملوں میں کام کی زیادتی

احمد آباد - ۲۱ جنوری - دیسی ملوں کے بنے ہوئے کپڑے کے لئے بتدریج زیادہ درخواستیں موصول ہو رہی ہیں - بعض ملوں میں ہفتے کے چند دنوں میں کام بند رہتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوتا اور اب بدستور کام ہو رہا ہے - بعض ملوں میں تجویز ہو رہی ہے کہ رات کے وقت بھی کام جاری رکھا جائے -

ضابطہ فوجداری کی ترمیم

دہلی - ۲۰ جنوری - آج مجلس آئین کا اجلاس تین گھنٹے ہوتا رہا اور قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے سلسلے میں صرف تین ترمیمات کا فیصلہ ہوا جن میں سے ہر ایک نامنظور کردی گئی - مسٹر ستیاگری آئر کی تحریک پر زبردست مباحثہ ہوتا رہا - جس میں تجویز کیا گیا تھا کہ ۱۱۰ دفعہ کی مجوزہ جزو کو منسوخ کر دیا جاوے - اس جزو کی رو سے بحقیقت کہ ایک شخص جرم کرنے کا عادی ہے - یا وہ اس قدر خطرناک اور بیباک ہے کہ اپنی جان کو وقتاً فوقتاً تمام خطروں میں ڈالدیتا ہے - اور وہ دوسروں کے لئے خطرناک ہے تو اس کا ثبوت شہادت یا عام مشہوری یا دیگر ذرائع سے ہو سکتا ہے - اس جزو کے منسوخ کرنے کی تجویز بالآخر مسترد ہوگئی - اس کے بعد اجلاس دوشنبہ تک ملتوی ہوگا -

ریلوں کا آیندہ انتظام

دہلی ۲۱ - جنوری - معلوم ہوا ہے کہ آج شام کو مجلس آئین کے ممبروں کی ایک غیر جانبدار کانفرنس بمقام رائے سینا ہوسٹل زیر صدارت سر جمسٹ جی جی بھائی منعقد ہوئی جس میں ہندوستانی ریلوں کے سرکاری انتظام کی تائید کرنے کی قرارداد منظور ہوئی - اس کانفرنس کا مدعا یہ تھا کہ جب تک ریلوں کے آیندہ انتظام کے متعلق مجلس آئین ساز کوئی فیصلہ نہ کرے - اسوقت تک ریلوں کو عام مالیات سے علیحدہ نہ رکھا جائے -

ٹاٹا ہائیڈرو الیکٹرک کمپنی میں چند آدمی ہلاک ہو گئے

بمبئی - ۲۱ جنوری - اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ ٹاٹا ہائیڈرو الکٹرک کمپنی کی ایک نئی تعمیر کے دوران میں ایک خوفناک حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے - مذکورہ بالا مقام جی - آئی پی ریلوے پونا لائن کے کنشت اسٹیشن سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - مینڈ کا ایک حصہ گر پڑا - جس کے نیچے چودہ آدمی کام کر رہے تھے - جب ان آدمیوں کو نکالا گیا تو ان میں سے چند اس وقت تک زندہ تھے لیکن چند ہلاک ہو گئے تھے - ابھی تک بالتفصیل یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ کتنے آدمی ہلاکت کے منہ سے بچ گئے ہیں -

مہاتما گاندھی سے جیل میں ملاقات

الہ آباد - ۲۲ جنوری اہلیہ محترمہ مہاتما گاندھی نے مہاتما گاندھی سے ملاقات کرنے کی اجازت کے لئے درخواست روانہ کردی ہے

امرتسر میں ایک افسوسناک مقدمہ

امرتسر - ۲۲ جنوری - امرتسر میں ایک مسلمان لڑکی کے متعلق ایک مقدمہ دائر ہے - لڑکی نے اپنے بیان کے دوران میں بتایا کہ میں اپنی مرضی سے گھر چلی گئی تھی - اور اسنے مذہب کو چھوڑکر سکھ ہو گئی تھی - گذشتہ روز عدالت میں جب وہ اپنا بیان دے چکی تو اسکو پولیس نے گرفتار کرلیا کیونکہ ایک مسلمان اسکے خاوند ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور اس نے اس مطلب کے لئے ضروری کارروائی کی درخواست کی تھی - ضمانت دینے پر اسے ایک دوسرے مسلمان کے سپرد کر دیا گیا - اس معاملہ کی بنا پر دونوں مذاہب کے لوگوں میں کشیدگی پیدا ہوگئی ہے -

ٹرانسوال برٹش انڈین ایسوسی ایشن کا تار وائسرائے کے نام

دہلی - ۲۱ جنوری - ٹرانسوال برٹش انڈین ایسوسی ایشن نے وائسرائے [illegible]

[illegible]

کے فیصلے کی تعمیل کی گئی جو چورا چوری کے مقدمہ کے سلسلہ میں ۱۷۲ نفوس کے خلاف دیا گیا ہے تو اس سے تمام مہذب دنیا کی نظروں میں برطانیہ کے عدل و انصاف پر حرف آئے گا -

چوری چورا کے ۱۷۲ ملزموں کا اپیل

الہ آباد - ۲۰ جنوری چوری چورا کے مقدمہ کے سلسلے میں ۱۷۲ ملزموں نے اپیل کیا ہے - ۱۹ فروری کو عدالت عالیہ میں سماعت ہوگی -

خلافت سوراج پارٹی کا اجلاس

الہ آباد - ۲ جنوری خلافت سوراج پارٹی کا اجلاس جسے بمقام گیا مذکورہ پارٹی کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے تعین کیا گیا تھا - بمبئی میں سیٹھ چھوٹانی کے مکان پر بوقت ایک بجے شام منعقد ہوگا - اس کمیٹی کے چند ممبروں کو منتخب کرلیا گیا ہے -

تاجدار افغانستان کا پیغام شاہ انگلستان کے نام

الہ آباد - ۲۱ جنوری - پاؤنیر رقمطراز ہے کہ امیر افغانستان غازی امان اللہ خان نے لوسین کانفرنس کی گفتگو و شنید میں خاص دلچسپی لی ہے - ماہ دسمبر کے اختتام پر انہوں نے سفیر افغانستان متعینہ لندن کی وساطت سے ملک معظم جارج پنجم کی خدمت میں ایک برقی پیغام ارسال فرمایا تھا کہ سفیر موصوف جارج پنجم سے درخواست کریں کہ صلح کانفرنس میں ترکوں کے ساتھ منصفانہ سلوک روا رکھا جائے -

ملک معظم کا جواب

ملک معظم جارج پنجم نے حسب ذیل جواب دیا "مجھے آپ کی ذات بابرکات سے دوستانہ پیام وصول ہوگیا ہے جسے آپ کے وزیر خارجہ نے میری عدالت میں روانہ کیا تھا - میں مشرق کے مسلمانوں کے جذبات سے مغرب کی دوسری اقوام کی نسبت کم واقف نہیں ہوں - یہ میری دلی خواہش ہے - اور جس کے لئے میرے وزرا نہایت سرگرمی سے کام لے رہے ہیں کہ صلح کانفرنس لوسین میں ترکوں سے منصفانہ اور دیرپا صلح ہو جائے -

صلح نامہ عنقریب ترکوں کے سامنے پیش کیا جائیگا

آکسفورڈ - لوسین کانفرنس کے نتائج کے متعلق لارڈ کرزن جو کوششیں کر رہے ہیں - یہاں کے اخبارات ان کی تعریف کر رہے ہیں - "اخبار ٹائمز" اور دیگر جرائد اسبات پر اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں کہ عنقریب معاہدہ صلح کا مسودہ ترکوں کے سامنے رکھدیا جائیگا -

لارڈ ریڈنگ واپس نہیں جاتے

الہ آباد ۱۹ جنوری اخبار پاؤنیر رقمطراز ہے کہ اخبار بمبئی اسٹینڈرڈ نے پھر ایک عجیب بیان شایع کیا ہے کہ لارڈ ریڈنگ واپس جا رہے ہیں اور ان کی بجائے لارڈ پیل کے نام پیش کیا جا رہا ہے - انگلستان کے اخبارات اس قسم کی اطلاعات نہ معلوم کس وجہ سے شائع کر رہے ہیں - اخبار مذکور کا دعوے ہے کہ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ریڈنگ کی واپسی کی اطلاع میں کوئی اصلیت نہیں ہے -

ہز میجسٹی امیر امان اللہ خان کی آمد جلال آباد میں

ہز میجسٹی امیر امان اللہ خان والی افغانستان ماہ دسمبر کے اختتام پر کابل سے جلال آباد میں فروکش ہوئے تھے مواضعات کے معززین ملا اور جملہ ممتاز حضرات جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوئے جب سے وہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے ہیں یہ پہلا موقع ہے کہ آپ نہایت ہی لطف و کرم سے مشرقی صوبہ کے دارالخلافہ میں تشریف لائے ہیں جن لوگوں کو اطاعت قبول کرنے کا فخر اسوقت تک حاصل نہیں ہوا تھا - وہ اسوقت موقعہ پا کر کثیر التعداد میں جمع ہو رہے ہیں امیر موصوف کی قابلیت عقل و فراست اور انصاف پسندی کا ڈنکا تمام ممالک دور و دراز اکناف و اطراف میں بج چکا ہے - اور امید ہے کہ سمت مشرقی کے قیام کے دوران میں نہایت مشغولیت و مصروفیت سے وقت گذاریں گے -

حکومت پٹیالہ کا شاہی فرمان اپنی رعایا کے نام

"پٹیالہ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت مورخہ ۱۱ جنوری میں حسب ذیل فرمان شایع ہوا ہے -

حکومت پٹیالہ اور نابھہ دربار کے موجودہ کشیدہ تعلقات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ پسندیدہ معلوم ہوتا ہے کہ مزید کشیدگی کے سدباب کے لئے فی الفور تدابیر اختیار کی جائیں اس واسطے پٹیالہ کی رعایا کو جو نابھہ میں اور مالیر کوٹلہ میں آباد ہے اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ دفتر خارجہ پٹیالہ میں بذات خود رپورٹ بھیجدیں - تاکہ جب تک وہ دیگر ریاستوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں - اسوقت تک کے لئے ہدایات بھیجی جائیں -

اگر کسی [illegible] نے بھی غفلت کی تو وہ [illegible] کا مستوجب ہوگا جسے حکومت پٹیالہ تجویز کرے -

یونانی فوج دریائے مرتضیٰ کو عبور کر گئی

قسطنطنیہ - ۱۹ جنوری - ایک کمالی سرکاری اطلاع میں یونانیوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ دریائے مرتضیٰ پر یونانی اپنی فوجیں جمع کر رہے ہیں اور قراغاچ میں ان کی زبردست فوج مقیم ہے - یونانی فوجیں حقیقتاً دریائے مرتضیٰ کو عبور کر چکی ہیں - اور یونانی فوجوں نے ترکی استحکامات پر فیر بھی کئے -

عام جرمنی ریلوے ہڑتال

پیرس ۱۹ جنوری - ڈوسلڈروف کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئلہ لے جانے کے متعلق ریلوے ہڑتال شروع ہوگئی ہے - فرانسیسی فوجی ریلوے ملازم کوئلہ کی کانوں میں بھیجے گئے ہیں کہ وہ ریلوے ہڑتال کا اثر محسوس نہ ہونے دیں - جرمنی قوم پرست ایجنٹ ماہر میں مصروف کار ہیں - اور طلبا نے خفیہ مجالس بنالی ہیں -

فرانسیسی زبان کا بائیکاٹ

برلن - ۲۰ جنوری - ریلوے وزارت نے حکم دیا ہے کہ فرانسیسی یا بلجیمی افسران سے خواہ کسی مقام پر ملاقات ہو - ریلوے اور آبپاشی کے افسروں اور مزدوروں کو صرف جرمنی زبان استعمال کرنا چاہئے

فرانسیسی اور بلجیموں کا بائیکاٹ

برلن - ۲۰ جنوری - ہوٹل اکسپرس ایسوسی ایشن نے متفقہ طور پر اس رزولیوشن کو منظور کرلیا ہے کہ تمام فرانسیسیوں اور بلجیمیوں کو نہ ٹھیرایا جاوے - نیز فرانسیسی اشیائے خوراک - شراب اور اخبار کے استعمال کا بھی بائیکاٹ کردیا گیا ہے -

شیخ سنوسی کی انگورہ سے روانگی

ریوٹر کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ شیخ سنوسی اتوار کے روز انگورہ سے دیار بکر کو روانہ ہوگئے ہیں - آپ دیار بکر سے عراق عرب میں تبلیغ و اشاعت کے دورہ کے لئے روانہ ہو جائینگے -

مصطفےٰ کمال پاشا کا بروصہ میں شاندار استقبال

قسطنطنیہ - ۲۱ - جنوری - غازی مصطفےٰ کمال پاشا جب بروصہ پہنچے ہیں - تو ایک فاتح کی حیثیت سے آپ کا پُرجوش اور شاندار استقبال کیا گیا -

روہر میں فرانسیسیوں کے مطالبات

ایسین - ۲۱ - جنوری - موہیم میں فرانسیسی سپاہ کی دلبکا اور چار گرفتار شدہ ملازمین کی گرفتاری پر کان کنوں نے کام شروع کر دیا -

آج بلجیمی قبضہ کی وجہ سے سٹرکیڈ میں کان کے تمام ملازمین نے ہڑتال کر دی -

ہر تصیفن - ہر انکلیبن اور کان کے دوسرے بڑے بڑے اشخاص گرفتار کر کے ڈوسلڈورف پہنچا دئے گئے ہیں -

ہر تسین اور دوسرے لوگوں کی گرفتاری کے بعد ہی فرانسیسیوں نے سٹڈگال کمپنی سے اعداد و شمار پیش کرنے کا مطالبہ کیا لیکن ملازمین نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور ہڑتال کر دی -

ایسین کا پوسٹ ماسٹر اور تعمیر کا افسر گرفتار کرلیا گیا ہے - کیونکہ انہوں نے فرانسیسی احکام ماننے سے انکار کر دیا تھا -

جرمنی میں خاموش مقابلہ ہو رہا ہے

پیرس - ۱۹ - جنوری - بنکرس رشینک کی بابت کو منتقل کرنے کی کوشش کر رہے تھے - اس لئے رشینک کی شاخوں پر قبضہ کر لیا گیا -

برلن - ۲۰ - جنوری - گورنر ڈوسلڈورف نے ایم ویتو جنس کو ایک خط لکھا ہے کہ رشینک کی شاخوں پر قبضہ کرنے سے مزدوروں اور حکام کی تنخواہیں ادا نہ کی جا سکیں گی اور رہا سہا کام بھی بالکل بند ہو جائے گا - جس سے امن عامہ کے خطرہ میں پڑجانے کا اندیشہ ہے

ایسین - ۲۰ - جنوری - فرانسیسی قبضہ کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے پرائیویٹ بنک بھی بند ہو گئے ہیں - انہوں نے اعلان کیا ہے کہ جب تک رشینک پر قبضہ رہے گا یہ بنک بھی بند رہیں گے - کاروبار بند ہو رہا ہے - رشینک کے ملازمین نے بنک میں کام کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ وہ فرانس کے ماتحت رہ کر کام نہ کرینگے - ڈائرکٹر ڈاک خانہ جات کو فرانسیسیوں نے گرفتار کرلیا ہے کیونکہ اس نے فرانسیسی فوجی حکام کے ماننے سے انکار کر دیا تھا -

یونانی معاہدہ مدانیہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں

قسطنطنیہ - ۲۱ - جنوری - مدنان سول گورنر قسطنطنیہ نے اتحادی ہائی کمشنروں سے شکایت کی ہے کہ مغربی تھریس میں یونانی فوجی سرگرمیاں جاری ہیں جو معاہدہ مدانیہ کے مفہوم کے خلاف ہے -

جذباتِ اکبر

معرفتِ الٰہی

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں
معرفت خالق کی عالم میں بہت دشوار ہے
شہرِ تن میں جبکہ خود اپنا پتا ملتا نہیں
غافلوں کے لطف کو کافی ہے دنیا میں خوشی
عاقلوں کو بے غمِ عقبیٰ مزا ملتا نہیں
زندگانی کا مزا ملتا تھا جنکی بزم میں
ان کی قبروں کا بھی اب مجھکو پتا ملتا نہیں

اصولِ زندگی

(از جناب قاضی حمید الدین احمد صاحب)

۱

ہم ہر انسان کو انسان ہونے کے لحاظ سے دیکھیں اور ملیں نہ کہ باعتبار مذہب۔ کیونکہ مذہب کی کوئی خصوصیت کسی کی پیشانی پر لکھی ہوئی نہیں۔ سب انسان انسان ہیں۔ اور سب لوگ اخلاق وعمل وتمدن وتہذیب کی ضرورتوں میں مساوی ہیں۔

۲

ہر شخص کی شرافت عزت اور فضیلت کا معیار اخلاق وتہذیب اور علم وعقل کے مقدس نور کی جلوہ گری پر قائم ہونا چاہئے۔ نہ کہ دولت۔ امارت یا خاندانی وجاہت پر۔

۳

شوالوں۔ گوردواروں۔ مندروں۔ سماجوں۔ مسجدوں۔ اور کلیساؤں کو ہم احترام وادب کے ایک درجہ پر لائیں۔ کیونکہ ان سب میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی خداوند برتر کی ستایشیں اور پرستش ہوتی ہیں۔ جو ہر متنفس کا خالق اور ہم سب کا مالک ہے۔

۴

تعلیم کو نہایت اچھے اسلوب کے ساتھ لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے لازمی قرار دیا جائے۔ اور ان کے نصاب تعلیم کو ہر دو سال کے بعد معلومات جدیدہ سے زیادہ بہتر بناتے رہنے کی کوشش جاری رکھی جائے۔ کیونکہ تمام کائنات قدرتاً اصول ارتقا کے ماتحت ہے۔

۵

کسی پیشہ اور حرفت کے شخص کو ذلیل نہ سمجھا جائے بلکہ اہل علم مفید علمی معلومات سے ان کی مدد کریں۔ بالذات نجس یا ذلیل کوئی نہیں۔ تمام ذلتوں اور نجاستوں کی جڑ جہالت ہے۔ اور وہ دور ہو سکتی ہے۔

۶

اگر اناث کا ہر جگہ بلا اختلاف عقاید وملت احترام کیا جائے ۸۰ سالہ ضعیفہ اور پانچ سالہ لڑکی دونوں یکساں عزت کی مستحق ہیں کیونکہ ہماری موجودہ بچیاں آیندہ نسلوں کی مائیں ہیں۔ عورت کو خداوند تعالےٰ نے بقائے نسل کی وہ اہلیت اور خدمت عطا کی ہے جسے مرد ہرگز انجام نہیں دے سکتا اور اسی لئے وہ قابل احترام ہے۔ نہ کہ لائق حقارت وصعوبت۔

۷

زانی اور فاسق وفاجر اگرچہ قانونی گرفت سے آزاد ہیں۔ مگر ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنا اخلاقی قانون زندہ کریں اور ایسے اشخاص کو جن پر زانی ہونے کا گمان ہو۔ انہیں سوسائٹی میں یہاں تک حقیر وذلیل سمجھا جائے کہ وہ اپنی ذلت کو محسوس کریں اور اصلاح حال کے لئے تیار ہوں۔

۸

معاملات میں راستی۔ صداقت۔ دیانت۔ باہمی محبت والفت کے ساتھ معذور الحالوں کی امداد۔ اور ایک دوسرے کی جائز ہمدردی کو ہم ہر جگہ اپنا ایک انسانی فرض قرار دیں۔ مگر پیشہ ور گداؤں بھیک منگوں اور مفت خوروں کی طرف التفات نہ کریں۔

۹

شادی اور نکاح کے لئے سختی سے لڑکیوں اور لڑکوں کی بلوغت اہلیت۔ قابلیت اور صحت کا خیال رکھا جائے۔ نابالغی کی شادیاں یا نشترگربہ جوڑ ہرگز مستحسن نہ سمجھے جائیں۔ والدین کو اس امر کا خیال اپنا فرض سمجھنا چاہئے۔

۱۰

زانیہ یا فاسقہ مستورات کو سختی سے ناقابل التفات سمجھا جائے اور اس کے لئے مردوں کو اپنے اخلاق وعمل کی اصلاح کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ عورت مرد ہی کے خیالات سے متاثر ہونے والی ہستی ہے۔ عورتوں کے بگاڑ کا الزام بہت کچھ مردوں کے سر ہے۔

جاپان کی مذاہب

بودھ مذہب۔ شنتوئی اور مذہب عیسوی بودھ مذہب کے ۱۲ فرقے ہیں۔ اوران فرقوں کی ۵۶ شاخیں ہیں۔ جاپان بھر مذہب کے ۷۱۷۵۰ مندر ۱۸۱۱۰۰ پجاری اور ۱۵۱۱۱۰۰ بودھ مذہب کے معتقد ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپان میں زیادہ تر بودھ مذہب رائج ہے۔

شنتوئی مذہب میں شوالوں میں جاکر اسلاف پرستی اور شاہ پرستی داخل ہے۔ ان شوالوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ ان میں بادشاہ کے آباؤ اجداد اور زمین وآسمان کے بہت سے دیوتاؤں کی روحیں رہتی ہیں۔ جن کی پرستش کیجاتی ہے۔

جاپان میں اس مذہب کے ۷۱۷۲۵ شوالے اور ۱۴۰۰۰ پجاری ہیں۔ جاپان میں مذہب عیسوی کے ۱۲ فرقے ہیں۔ اوران کے ۱۳۵۵ گرجے ہیں۔ عیسائیوں کی تعداد وہاں پر ۱۵۴۰۶ ہے۔ کیتھولک فرقے کے ۱۴۲۰۰ معتقد اور ۱۴۲ گرجے اور خانقاہیں ہیں۔ جاپان کرسچین مشن کے ۲۱۰۰۰ معتقد اور ۲۲۳ گرجے ہیں۔ انگریزی رویکن اور ایپسکوپالین مشن کے [illegible] گرجے اور [illegible] معتقد ہیں۔ جاپان میتھوڈسٹ مشن کے ۱۸۱ گرجے اور ۱۳۲۵۶ معتقد ہیں۔ جاپان کونگریگیشنل مشن کے ۱۵۱ گرجے اور [illegible] معتقد ہیں۔ ان کے علاوہ جاپان میں ۱۶۴۰۰ دیگر عیسائی ہیں۔ جاپان میں جاپانی اور غیر ملکی مشنریوں کی کل تعداد ۲۴۵۸ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ | نمبر ۵۱

دعوت عمل

(۲)

ستارۂ بدرخشید و ماہ مجلس شد
دلِ رمیدۂ ما را انیس مونس شد

مکہ سے جب آنحضرت صلے اللہ وعلیہ وسلم مدینہ پہنچے۔ تو یہاں عجیب کیفیت دیکھی۔ انصار مدینہ نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خاطر و مدارات کیں۔ اور اپنے جلیل القدر مہمان کا حق مہمان نوازی اس خوبی و خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ کہ آنحضرت صلعم کو تمام عمر یاد رہا۔ مدینہ کے بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں سے اس ایثار و قربانی اور مروت سے سلوک کیا۔ کہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان کی محبتوں کے سامنے حقیقی بھائیوں کی محبتیں ماند پڑ گئیں۔ بعض صحابہ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی کہ دوسرے بھائی کا نکاح ہوجائے بعض نے اپنے ترکہ اور وراثت میں ان کو شامل کر لیا۔ بعض نے اپنی جائدادوں اور املاک میں ان کو شریک ٹھیرایا۔ غرض مدینہ میں آنحضرت صلعم اور آپ کے رفقاء کی وہ عزت و احترام خاطر و مدارات ہوئیں۔ کہ مکہ کی سختیاں یاد سے فراموش ہوگئیں اور خدائے ذوالجلال کے قانون ازلی کے مطابق ناکامی و تلخ کامی کا زمانہ فتح و نصرت اور کامرانی سے بدل گیا۔ مکہ میں اسلام ایک ستارہ کی طرح چمکا۔ اس کے گرد کفر و شرک کے سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔ لیکن یہ ستارہ مدینہ میں پہنچکر ماہ کامل کی صورت میں بدل گیا۔

یہ سچ ہے۔ کہ یہاں بھی کفار مکہ نے مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ بلکہ حملوں کا ایک تانتا باندھ دیا۔ لیکن مسلمان اب حملوں کا جواب دینے کے لئے تیار بھی ہوگئے تھے۔ ان میں اسقدر طاقت پیدا ہوگئی تھی۔ کہ وہ دشمن کو اسی حربہ سے پاداش دیں جس سے وہ ان پر حملہ آور ہوتا تھا۔ چنانچہ بدر کے موقعہ پر جب آنحضرت صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ تو سب نے ایک آواز ہوکر کہا۔ کہ یارسول اللہ! ہم موسیٰ کی قوم نہیں ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبر کو کہدیا تھا۔ کہ فاذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون (ترجمہ جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں۔ بائیں۔ آگے پیچھے لڑینگے اور آپ کے پسینہ کی جگہ خون بہائیں گے۔

یہ الفاظ محض الفاظ ہی نہ تھے۔ بلکہ انصار نے جس جوانمردی اور مروت سے اس عہد پر عمل کیا ہے۔ اور جن حالات میں کیا ہے۔ وہ تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ غزوات نبوی میں صحابہ نے جن تکالیف اور صعوبتوں کا سامنا کیا ہے۔ وہ اسلامی تاریخ کے زریں کارنامے ہیں۔ اور ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی اور فیض صحبت نے ان اجڈ عربوں میں کیا مقناطیسی طاقت بھر دی تھی۔ جنگ احد میں جب دشمن کا وار آنحضرت صلعم پر ہوا۔ تو حضور کے صحابہ دیوار روئیں بن کر سامنے کھڑے ہوگئے۔ کہ جو تیر آئے ان کی پیٹھ پر آئے۔ اور سرور کائنات کی ذات بابرکات کو آنچ نہ آئے۔

بدر کے وقت اور تو اور بچوں میں اسقدر جوش تھا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مصر تھے۔ کہ ہمیں کیوں شریک جنگ نہیں کیا جاتا۔ ان لڑائیوں میں بسا اوقات ایسا بھی ہوا۔ کہ اسلامی فوج اور صحابہ کو تین تین دن کھانا میسر نہیں آیا۔ پیٹ پر پتھر بندھے ہیں۔ لیکن مجال کیا ہے جو کسی کی زبان پر حرف شکایت آئے۔ اسی صبر و استقلال اور جاں فروشی کا ذات باری کیطرف سے یہ ثمرہ ملتا تھا۔ کہ مسلمان جس طرف باگ اٹھاتے تھے۔ اسی طرف فتح و نصرت آکر استقبال کرتی تھیں۔ کفار عرب باوجود اپنی طاقت و قوت دولت و حشمت کے اسلام کے سامنے خائب و خاسر ہوگئے۔ وہ شہر جہاں مسلمانوں کو رہنا دشوار ہوگیا تھا۔ اور جہاں سے حضرت سرور عالم آدھی رات کو بھاگے تھے۔ آخر سر ہوگیا۔ وہ لوگ جو مسلمانوں اور ذات نبوی پر مظالم توڑا کرتے تھے۔ نادم ہوکر دربار نبوی میں آئے۔ خجالت سے آنکھیں اوپر نہ ہوتی تھیں آنحضرت صلعم نے پوچھا تم جانتے ہو میں تم سے کیا معاملہ کرنیوالا ہوں؟ جواب ملا کہ آپ شریف بھائی اور برادر زادہ ہیں یعنی ہم آپ سے شرافت کے برتاؤ ہی کی توقع رکھتے ہیں۔ یہ سنکر دریائے رحمت کو جوش آیا اور لا تثریب علیکم الیوم کی لہر سب کے گناہوں کو بہا کر لے گئی۔

اللہ! اللہ!! عرب کا وہ یتیم بچہ جس کے والدین کو اس کی تعلیم و تربیت کا موقع ہی نہیں ملتا۔ جو محض اُمی ہے۔ بے کس اور بے بس ہے۔ جس کے قتل و غارت کے لئے قوم متفقہ طور پر فیصلہ کرتی ہے۔ جس کے خیالات و عقاید کے قلع و قمع کے لئے سارا ملک ایکا کر لیتا ہے۔ جس کے خلاف اپنے پرائے۔ یگانے بیگانے سب ایک ہوجاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی منصوبہ بازیاں اور عیاریاں کرتے ہیں۔ جس کے لئے مکہ میں زمین تنگ ہوجاتی ہے۔ وہی آج خدا کی خاص نصرت اور تائید غیبی سے تمام ملک عرب کا شہنشاہ ہے۔ بڑے بڑے جباروں کی گردنیں اس کے حکم کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ قوموں کی قومیں اس کی حلقہ بگوش ہوتی جاتی ہیں اسلام کا نام بلند ہوجاتا ہے۔ کفر و الحاد کے لشکر ہزیمت پر ہزیمت اٹھاتے ہیں۔ اور صفحہ روزگار سے مٹ جاتے ہیں۔ چاردانگ عالم میں اسلام کی شان و شوکت کا غلغلہ پڑجاتا ہے۔ اور وہ عرب جو گمنامی کے زاویہ میں سو رہا تھا۔ بیدار ہوتا ہے اور اپنی بیداری سے تمام عالم میں ایک تلاطم پیدا کردیتا ہے۔

آخر وہ کیا بات تھی جس نے یہ عظیم الشان انقلاب پیدا کیا؟ کیا یہ محض رسول اللہ صلعم کی ذات ہی سے مخصوص تھا۔ کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دُھراتی ہے۔ کیا یہ ورق تاریخ پھر بھی اُلٹے گا۔ اگر نہیں تو کیوں؟

الہٰی طور والا پھر تماشا کیوں نہیں ہوتا۔؟

مسلماں را مسلماں باز کردند

حضرت مسیح موعود کا ایک پرانا الہام ہے:-

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اس کے معنے ہم آجتک تو یہی سمجھتے رہے تھے۔ کہ مسلمانوں کی ظاہری حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی خلاف شریعت کام کرتے ہیں۔ اور جان بوجھ کر احکام شرع پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور حضرت صاحب چونکہ مہدی ہو کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کی بعثت کی غرض یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو عملی طور پر مسلمان بنایا جائے۔

لیکن جوں جوں واقعات کا انکشاف ہوتا جاتا ہے۔ اس الہام کے معنے بھی واضح تر ہوتے جاتے ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں بہت سے ایسے مسلمان ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں۔ نہ انہیں اسلام کے احکام کا کچھ علم ہے۔ نہ وہ انکو سمجھتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنا۔ اور برائے نام مسلمانوں کو حقیقی معنوں میں مسلمان بنانا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ حضرت ممدوح کی زندگی میں اور اس کے بعد آجتک ہمیں یا ہماری جماعت کو من حیث القوم اسکا احساس ہرگز نہیں ہوا۔ کہ کتنے مسلمان ہیں۔ جو محض نام کے مسلمان ہیں۔ اور ان کو غیر اقوام کے پنجے سے چھڑانے اور فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے بھی ہمیں خصوصیت سے کوشش کرنی چاہیئے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جب برطانوی حکومت نے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دینے کا اعلان کیا۔ اور وہ ریفارم سکیم مرتب کی گئی جس کو اس لحاظ سے کہ وہ لارڈ چیمسفورڈ سابق وائسرائے اور مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہے چیمسفورڈ مانٹیگو سکیم کہتے ہیں۔ تو اندرز حکومت کی داغ بیل جمہوریت پر ڈالی گئی تو ہمارے برادران وطن کو جن کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کے ہم ہمیشہ سے مداح ہیں۔ یہ فکر ہوئی کہ انہیں اپنی قوت عددی کو بڑھانا چاہیئے اور اس طرح سے نظام حکومت میں بیش تر حصہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی نقطہ نگاہ سے انہوں نے نیچ اقوام میں شدھی تحریک شروع کردی۔ اور ان مسلمانوں کو جو گو مسلمان ہیں لیکن حالات ملکی اور تمدنی کے لحاظ سے ہندو رسم و رواج میں گھرے ہوئے ازسرنو ہندو بنالینے کا تہیہ کیا حقیقت میں یہ تحریک سیاسی پہلو لئے ہوئے ہے۔ اور کیا عجیب بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے الہام میں بھی اس کو ایک نئے سیاسی دور سے منسوب کیا گیا ہے۔

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یعنے جب نظام حکومت میں ایک نیا دور شروع ہوگا تو اس وقت مسلمانوں کو ازسرنو اسلام میں لانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

"مطلع الانوار"

میاں محمود احمد صاحب کے ایک مرید ماسٹر نعمت اللہ گوہر نے ایک نظم مطلع الانوار یا مسدس گوہر چھپوائی ہے۔ جس کی ایک کاپی ہمارے پاس بغرض تنقید اور ایک حضرت امیر کو بھی معہ ایک لمبے خط کے بھیجی ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"اگر آپ یہ ثابت کردیں کہ حضرت صاحب (مرزا مسیح موعود) سے پیشتر کسی اور امام الزمان کو بھی اُسکی وحی اور الہام میں نبی اور رسول کہا گیا ہو تو میں اپنی موجودہ عقیدے کو ترک کردونگا"

ہم خوش ہیں۔ کہ ماسٹر صاحب نے اتنی جرأت سے یہ لکھا اسبارہ میں ایک کتاب بنام "ندائے امت" عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ جس میں اولیاء امت کے الہامات و تصانیف میں نبی اور رسول کے الفاظ جہاں جہاں آئے ہیں۔ وہ اصل الفاظ میں نقل کردئے گئے ہیں۔ کتاب کے شائع ہوجانے پر ماسٹر صاحب بھی اسبارہ میں اپنی تسلی کرلیں۔ قبول کرنا یا نہ کرنا ان کا اختیار ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود کی نبوت اسی قسم کی مانتے ہیں۔ جیسے دیگر اولیاء امت کی تھی۔ اور اس لئے اس نبوت کا نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوجاتا لیکن میاں صاحب اس نبوت کو انبیاء والی نبوت قرار دیتے ہیں۔ جس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی سمجھ لیں۔ جیسے حضرت مسیح ناصریؑ و دیگر انبیاء کو بائیبل میں ابن اللہ کہا گیا۔ لیکن عیسائی صاحبان دیگر انبیاء کی ابنیت کا مطلب اور لے لیتے ہیں۔ اور حضرت مسیحؑ کو حقیقی ابن اللہ بنا دیتے ہیں۔ الفاظ ایک ہی ہیں۔ کہنے کو آپ اسے بھی لفظی بحث کہہ سکتے ہیں۔ لیکن لفظی بحث کے نتیجہ پر غور کریں گے۔ تو آپ کو فرق معلوم ہوسکتا ہے۔

حفاظت اسلام کی ضرورت

مولوی محمد ظفر صاحب گوڑگاؤں سے اخبار مسلم اوٹ لک میں اپنے علاقہ کے نیم ہندو میواتی مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

آنریبل میاں فضل حسین صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں بھی نیچ اقوام کو ابھارنے کا اشارہ کیا تھا۔ جن کا ہونا ہندوستان اور خصوصًا اسلام کے نام پر بدنامی کا ٹیکا ہے۔ علیگڈھ کانفرنس میں بھی ایک ریزولیوشن پیش ہونا تھا۔ کہ کانفرنس اپنے مشنری اور ایجنٹ راجپوتانہ میں بھیجکر مسلمانوں کی تعلیمی اور مذہبی کمزوری کا علاج کرے کیونکہ ان کی مذہبی حالت سخت کمزور بیان کی گئی تھی۔ سبجکٹ کمیٹی میں میں نے ایک ترمیم پیش کی۔ کہ ریزولیوشن کا دائرہ راجپوتانہ تک محدود نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ تمام ہندوستان

اس میں شامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہر جگہ ایسے مسلمان کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جو اسلام سے بالکل بیخبر ہیں۔ لیکن یہ ترمیم منظور نہ ہوئی اور صرف میوات کا علاقہ راجپوتانہ کے ساتھ شامل کیا گیا۔ میں کانفرنس میں اپنی ترمیم پیش کرنی چاہتا تھا۔ لیکن کسی ضرورت کے باعث مجھے ۲۹ دسمبر کو علیگڈھ سے آنا پڑا۔ اور میں آخری اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ترمیم میں نے مسٹر طفیل احمد صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کے حوالے کر دی۔ کہ وہ میری طرف سے کانفرنس میں پیش کر دیں لیکن کمی وقت اور میری غیر حاضری کی باعث سے پریزیڈنٹ صاحب نے اُسے پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔

شملہ سے کشمیر تک کے وسیع قطعات میں بھی مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ موقعہ پاکر دیگر مذاہب کے مبلغین ان کو قابو کر سکتے اور اس طرح ہمارے جسم اسلام کا ایک ٹکڑا کاٹ سکتے ہیں۔

علیگڈھ کانفرنس کے موقعہ پر ایک دوست نے مجھے بتایا۔ کہ ضلع اٹاوہ میں ایک ہزار مسلمان گذشتہ دس سال میں ہندو بنائے گئے ہیں۔ ایک شخص بلونت خان اپنا مذہب بدلکر بلونت سنگھ بن گیا۔ اور چونکہ وہ با اثر آدمی تھا اس لئے اس نے اپنے رشتہ داروں کو بھی جو ایک ہزار تھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ بہت عرصہ نہیں گذرا۔ کہ آریہ سماجیوں نے ہمارے بھائیوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر لڑکانہ میں مسلمانوں کو مرتد کر دینے کا تہیہ کیا تھا۔ لیکن بر وقت شور و غوغا کرنے مسلمان چونک پڑے۔ اور وہ لوگ بچ گئے۔

میں پھر اس امر پر بڑا زور دیتا ہوں کہ ہمیں ایک تبلیغی جماعت قائم کرنی چاہیئے۔ جو ناواقف مسلمانوں میں تعلیم اسلام پھیلائے اور غیر مذاہب کو اسلام میں داخل کرے۔ ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کے ہندو ہو جانے کی خبر سے ہماری روح پگھل جانی چاہیئے۔ اور ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ خواہ یہ خبر جھوٹی ہی ثابت ہو۔ ہمیں اُن سے غافل نہ رہنا چاہیئے ورنہ وہ با اُن جیسے دیگر مسلمان ہم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اور پھر ہم پچھتائیں گے۔

یہ ایک درد بھرے دل کی آواز ہے۔ اور ہمیں دیکھنا ہے۔ کہ مسلمانان ہند اس باب میں کیا کرتے ہیں ؟

کیا حضرت مسیح موعود حنفی المذہب تھے ؟

حضرت امیر کی تقریر "احمدیت کیا ہے؟" "پیغام صلح" کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ

"میرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں حنفی المذہب ہوں۔ قادیان والوں نے کبھی غور کیا ہوتا کہ نبی اور حنفی؟ یہ کس قسم کی نبوت ہے۔ کہ امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کرتے ہیں"

اس پر ۱۸ جنوری کے الفضل میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ اُس کتاب کا حوالہ دیا جائے۔ جہاں حضرت صاحب نے اپنے آپ کو "حنفی المذہب"، یا امام ابوحنیفہ کا پیرو لکھا ہو۔

قبل اس کے کہ مطلوبہ حوالہ دیا جائے۔ یہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ کہ آیا یہ حوالہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہونا چاہیئے۔ یا بعد کا؟ جب تک اس کی صراحت نہ ہو جائے۔ حوالہ دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس سے پہلے جو حضرت مسیح موعود کے بہت سے ارشادات کو نقل کیا جا چکا ہے۔ جن میں آپ نے صراحت کے ساتھ غیر از جماعت لوگوں کا جو مکفر و مکذب نہیں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اور ایسا ہی مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی کئی ایک کھلی کھلی اور فیصلہ کن تحریرات نقل کی جا چکی ہیں۔ تو ان سے قاضی اکمل صاحب یا دوسرے اصحاب قادیان نے کیا فائدہ حاصل کیا ہے کہ اب "حنفی المذہب"، کے حوالہ سے انہیں فائدہ پہنچیگا۔ تاہم چونکہ حوالہ طلب کیا گیا ہے۔ ہمیں اس کے بتانے سے دریغ نہیں۔ لیکن پہلے ہمیں معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا حوالہ دیا جائے۔ یا سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا ؟ بہتر ہوگا۔ اگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جائے کہ جو شخص فقہ حنفی پر عامل ہو۔ اور اپنے پیروؤں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کرے۔ آیا اسے "حنفی المذہب" کہا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

اخبار احمدیہ

برادر محمد شفیع صاحب سانونی اور شیخ صادق علی صاحب پٹیالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ چند مشکلات میں مبتلا ہیں جملہ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں مشکلات سے نجات بخشے۔ اور ہر قسم کی کمزوریاں دور کرے۔

حکیم محمد حسین صاحب ضلع گجرات میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ ۲۱ جنوری ۱۹۳۳ء کو آپ نے کنجاہ میں وفات مسیح پر وعظ فرمایا۔ ۲۲ کو ایک مولویصاحب سے وفات مسیح پر زیر انتظام پولیس مباحثہ ہوا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے پوری پوری کامیابی ہوئی۔ مفصل آیندہ۔

ہمارے نوجوان اور مستعد بھائی شیخ عبد الحق صاحب دہلی میں ہر وقت مصروف تبلیغ رہتے ہیں۔ گذشتہ اتوار آپکا مولوی عبد الواحد نام سے وفات و حیات مسیح پر بکرسنٹ ہال میں دو دن بڑا کامیاب مباحثہ ہوا۔ سامعین سے تقریبًا سارا ہال بھر جاتا تھا۔ اور طلبار دہلی کثرت سے شریک تھے۔ سامعین نے صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ مولویصاحب سوال ہی سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ جواب کیا دینگے۔ ۱۴ فروری کو قصبہ سکندر آباد ضلع فرید آباد میں آپ کا آریوں کیساتھ مباحثہ ہے۔ جہاں کہ آریوں کا خاص زور ہے۔ ۲۸ جنوری کو آریہ سماج دہلی بازار چاوڑی کے سالانہ جلسہ پر بھی آپ قدامت روح و مادہ پر گفتگو کریں گے۔ جملہ احباب خاص طور پر اس نوجوان مبلغ کی صحت و عمر میں برکت کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے دین کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ دیگر نوجوان برادران کو بھی اس نیک نمونہ کی پیروی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر ہر ایک احمدی نوجوان اپنے اپنے شہر میں تبلیغ اسلام کا کام کرنے کوشش کرنا اپنا فرض سمجھ لے۔ تو اسلام کو بہت بڑی تقویت حاصل ہو سکتی ہے۔ عیسائیوں آریوں اور دیگر مخالفین کے رد کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بڑا کاری حربہ ہیں۔ جماعت میں نئے شامل شدہ بھائیوں کو سلسلہ تصنیفات ساتھ کے ساتھ خریدتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ مطالعہ اور قیمت کی ادائگی میں سہولت رہے۔

برادر نظام الدین صاحب پانڈے حضرت بل گذشتہ چند یوم سے علیل ہیں۔ جملہ احباب اُن کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

مولوی عتیق اللہ صاحب کشمیر میں ایک نیک نوجوان ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کا سینہ حق کے لئے کھول دیا۔ اور وہ ہماری جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ امید ہے کہ برادر موصوف اپنے گاؤں کے گرد و نواح میں تبلیغ کا کام سرگرمی سے کریں گے۔ اور ہر قسم کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیر میں باوجود سخت سردی و برفباری کے باقاعدہ درس دیتے رہتے ہیں۔ دو تین کے قریب سامعین باقاعدہ شریک درس ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال رہا تو جناب مولانا صاحب کی سرگرمی اور محنت کا نتیجہ کشمیر میں بہت مفید ظاہر ہوگا۔ لوگوں کی طبائع قبول حق کے لئے تیار ہیں۔ ضرورت صرف احسن طریق پر تبلیغ کرنے کی ہے۔

عزیز محمد مقبول ولد ملک محمد اکبر صاحب ٹیلر ماسٹر کشمیر علیل ہیں۔ جملہ احباب اس بچہ کی صحت و عمر میں برکت کے لئے دعا فرمائیں۔

کشمیر کے لئے جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب کا دم غنیمت ہے۔ اکثر رات دن آپ نہایت تندہی سے کام تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے صاحبزادگان عزیز بشیر احمد صاحب و مولوی عبد الرحیم صاحب مسلم ریڈنگ روم کے ذریعہ نوجوانان کشمیر میں اسلامی روح پھونک رہے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کی نصرت کرے۔ اور انہیں اسلام کا نمونہ بنائے تاکہ وہ اپنے اہل وطن کو حق کیطرف لا سکیں۔

برادران خواجہ محمد صدیق و غلام رسول صاحبان و خواجہ غلام محمد صاحب علاقہ اسلام آباد میں مشغول تبلیغ ہیں۔ اور آپ کی سعی سے بہت سے لوگ حق کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

سوال

ایک شخص نے ایک فاحشہ عورت سے نکاح کر لیا ہے جو کئی دفعہ زنا میں پکڑی گئی ہے۔ اب اُس کا کوئی رشتہ دار کہتا ہے کہ یہ نکاح میری رضامندی کے بغیر ہوا ہے۔ لہذا یہ نکاح درست نہیں۔

واضح ہو کہ عورت مذکورہ بیوہ ہے۔ اور ساتھ ہی فاحشہ بھی ہے۔

(از ڈیرہ غازیخاں)

جواب

قال اللہ تعالےٰ جل و علےٰ شانہ

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۔

(ترجمہ) مرد زنا کرنے والا نکاح نہ کرے۔ مگر عورت زنا کرنے والی کو (اسواسطے کہ زنا کرنے والا طبعًا عفت کرنی والی عورت سے پرہیز کرنے والا ہو گا۔) اور عورت پلید بدکار نکاح میں نہ لاوے۔ مگر مرد ناپاک بدکار کو یا مشرک کو، اسواسطے کہ مناسبت سبب الفت کی ہے۔ اور حرام کیا گیا نکاح کرنا ساتھ زانیوں کے اوپر مومنوں کے صورت مستفسرہ امام حافظ ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں۔

واما نکاح الزانیۃ فقد صرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ بتحریمہ فی سورۃ النور واخبر ان من نکحہا فہو اما زان او مشرک فانہ اما ان یلتزم حکمہ سبحانہ ویعتقد وجوبہ علیہ او لا فان لم یلتزمہ ولم یعتقدہ فہو مشرک وان التزمہ واعتقد وجوبہ وخالفہ فہو زان ثم صرح بتحریمہ فقال وحرم ذلک علی المومنین ۔

(زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۱۰)

یعنی بہرحال زانیہ کے ساتھ نکاح کرنا اللہ تعالےٰ نے سورۂ نور میں صراحۃً حرام فرما دیا ہے۔ اور خبر دی ہے۔ کہ زانیہ کے ساتھ نکاح کرنے والا یا زانی ہوگا یا مشرک۔ یعنی زانیہ کے ساتھ نکاح کرنے والا دو حالتوں سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو وہ خداوندی حکم کا احترام کرلیگا۔ اور اس کی اتباع پر اسکا یقین ہوگا یا نہ۔ بصورت دوم وہ مشرک ہے۔ اور بصورت اول اگر وہ باوجود یقین کے وہ خدائی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ پس وہ زانی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے صراحۃً فرما دیا ہے کہ وحرم ذلک علی المومنین اور حرام کیا گیا نکاح کرنا ساتھ زانیوں کے اوپر مومنوں کے۔

پس اگر ناکح پاکباز شخص ہے۔ تو چاہیئے کہ وہ ایسی عورت سے خود افتراق اختیار کرے۔ اور اگر ناپاک ہے۔ تو بحکم الخبیثات للخبیثین کوئی شرعی مضائقہ نہیں ہے۔

گر آبِ چاہ نصرانی نہ پاک است
جہود مردہ می شویم چہ باک است

عبد الستار

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے ہوئے چٹ نمبر کا پتہ ضرور تحریر فرمایا کریں۔

منیجر۔

رسیدات زر

چندہ ماہوار بابت ماہ جنوری ۲۳ء

از جماعت گجرات معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

نام	رقم
کرم الہٰی صاحب کلاہ ساز	۴/
فضل الہٰی صاحب ”	۸/
فضل احمد صاحب	عہ/
مرزا اکرم بیگ صاحب	عہ/
ڈاکٹر نور الحسن صاحب	ے/
کریم الدین صاحب وٹرنری انسپکٹر	عہ/
حافظ علم الدین صاحب	۱/
بقایا ماہ نومبر و دسمبر ۲۲ء	
ڈاکٹر نور الحسن صاحب	ے/

کل میزان چندہ و بقایا ۱۳/

فہرست چندہ بابت ماہ اکتوبر ۲۲ء

از احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر

نام	رقم
حافظ مولوی نور الدین صاحب محلہ زینہ دار صاحب	عہ/
مولوی محمد عبداللہ صاحب کا چگری مسجد	عہ/
شیخ محمد ابراہیم صاحب ملک آنگن فتح کدل	۸/
والدہ غلام احمد خانصاحب شال مرچنٹ ”	عہ/
غلام احمد صاحب رنگریز زینہ کدل	۸/
غلام احمد خانصاحب شال مرچنٹ فتح کدل	۸/
محمد اکبر صاحب ٹیلر ماسٹر ”	۸/
ملک غلام نبی صاحب ٹیلر ماسٹر ”	۴/
محمد مقبول فرزند محمد اکبر صاحب ”	۴/

کل میزان ۱۴/

چندہ بابت ماہ جنوری ۲۳ء از شملہ

نام	رقم
منشی عبدالرحمن صاحب میڈیکل برانچ	لوعہ ۲۹
محمد اشرف صاحب ”	۱۲ عہ/
شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	ص/
” عبدالعزیز صاحب ”	ص/
منشی محمد اکبر علی صاحب میڈیکل برانچ	عہ/
شیخ اسلام دین صاحب گورنمنٹ پریس شملہ	۶/
” منظور الحق صاحب فارسٹر محکمہ جنگلات	ے/
قاضی احمد علی صاحب سب انسپکٹر پولیس	۴/
منشی شمس الدین صاحب گورنمنٹ پریس شملہ	عہ/
برائے برلن مسجد	
منشی عبدالرحمن صاحب میڈیکل برانچ	عے
” محمد امین صاحب ”	ص/
محمد اشرف صاحب ”	ص/
منشی محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	ص/
نامعلوم الاسم	ص/
قاضی احمد علی صاحب سب انسپکٹر پولیس	للعہ/
شیخ ظریف حسین صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۶/
منشی سعداللہ خانصاحب لوکہ شٹ شملہ	عہ/
” کرم خان صاحب گورنمنٹ پریس شملہ	عہ/
سید محمد شاہ صاحب دفتر سپرنٹنڈنگ انجنیر	عہ/
منشی علی محمد صاحب گورنمنٹ پریس شملہ	عہ/
منشی عبدالحق صاحب میڈیکل برانچ	عہ/
برائے جرمن مشن	
منشی محمد امین صاحب میڈیکل برانچ	۶/

کل میزان ما لعہ

تفصیل ذیل چندہ ماہوار لعہ

مقامی خرچ ے

جرمن مشن و مسجد برلن لعہ

فہرست چندہ از جماعت احمدیہ جموں

نام اصحاب	چندہ ماہواری	عید فنڈ	صدقہ	جلسہ سالانہ	جرمن فنڈ
پیر عبدالواحد صاحب	للعہ/	.	۱۴/	.	.
عبدالحمید صاحب متعلم	۴/	۴/	.	.	.
مستری شہاب الدین صاحب ولد مستری دھمو بذریعہ مستری یعقوب علی صاحب	عو/	.	.	.	.
مستری دین محمد صاحب نجار بذریعہ مستری یعقوب علی صاحب	عمو/	.	.	.	.
مستری عبداللہ صاحب چندہ ماہواری ۴ ماہ	۱ے	۸/	.	.	.
مستری یعقوب علی صاحب ” ۳ ماہ	۸/	۴/	.	عہ/	.
شیخ محمد حفیظ اللہ صاحب	.	۶/	۱۰/	عہ/	.
” ظہور الدین صاحب طالبعلم	.	۸/	.	.	.
مستری غلام رسول صاحب	-	۸/	.	.	.
چوہدری عبدالرحمن صاحب چندہ ۳ ماہ	ے/	۸/	.	عہ/	.
مستری امام دین صاحب	.	عہ/	.	عہ/	.
” محمد صدیق صاحب	.	۸/	.	.	.
مفتی فضل احمد صاحب چندہ ۵ ماہ	۸/	۸/	.	.	.
مستری امام الدین ولد مستری نبی محمد صاحب ۹ ماہ	لعہ	۱ عہ/	.	.	.
” عبدالرحمن صاحب	.	۸/	.	.	.
” عبدالرحیم ”	.	۸/	.	.	.
” ابراہیم ” چندہ ۴ ماہ	للعہ/	۸/	.	.	.
” تاجدین ”	.	۸/	.	.	.
” نظام الدین ”	.	۸/	.	.	.
خلیفہ سلطان احمد صاحب خیاط	.	۸/	.	.	.
” علم الدین صاحب ”	.	۴/	.	.	.
سید مسعود شاہ صاحب	.	۴/	.	.	.
ماسٹر چراغ دین ”	.	عہ/	.	عہ/	.
” محمد اسماعیل ”	.	۴/	.	.	.
مستری بدرالدین صاحب	.	۸/	.	.	.
” عبدا صاحب	.	۹/	.	.	.
چوہدری سراجدین صاحب	.	۸/	.	.	.
سید محمود شاہ صاحب طالبعلم	.	۴/	.	.	.
میاں عبدالغنی صاحب ”	.	۴/	.	.	.
شیخ عبدالرحمن ”	.	۴/	.	.	.
ماسٹر محمد دین ”	.	۴/	.	.	.
مستری محمد صاحب چندہ ۴ ماہ	عہ/	۴/	.	.	.
بابو طفیل احمد ”	.	۴/	.	.	.
میاں محمد عالم صاحب نووارد	.	عہ/	.	.	.
بابو روشن دین صاحب	.	۶/	.	.	.
پیر محمد شاہ صاحب چندہ ۵ ماہ	۱۰/	.	.	.	.
چوہدری غضنفر علی صاحب معاون	۸/	.	.	.	.
شیخ محمد ابراہیم صاحب چندہ ۴ ماہ	۸/	.	.	.	.
مولوی غلام احمد صاحب ” ۶ ماہ	ے/	.	.	عہ/	.
مستری وزیر علی صاحب کمانگر ” ۴ ماہ	عہ/	.	.	.	.
منشی اللہ دتا صاحب متعلم نارمل سکول	عہ/	.	.	.	.
بابو چراغ دین صاحب سگنیلر چندہ ۲ ماہ	عے	.	.	ص/	ص/
منشی نواب خان صاحب ” ۵ ماہ	ص/	.	.	عہ/	.
مولوی عبدالحق ” ” ۳ ماہ	۶/	.	.	۶/	.
مولوی فضل حق صاحب	.	.	.	عہ/	للعہ/
جناب خواجہ جمال الدین صاحب	.	.	.	ے	.
” ملک شیر محمد صاحب	.	.	.	ے	.
مستری محمد جیون صاحب	.	.	.	۶	.
میزان ہر قسم وار	81/14/-	20/2/-	1/8/-	37/-	9/0

کل میزان 149/8/-

تازہ خبریں

پانچ گردواروں پر پربندھک کمیٹی کا قبضہ

امرت سر - ۲۴ر جنوری - پربندھک کمیٹی ہرنام سنگھ جتھہ دار لاہور کی اس کارروائی پر نکتہ چینی کرتی ہے کہ اس نے بغیر کمیٹی کی اطلاع کے ایک گردوارہ پر قبضہ کر لیا ہے - کمیٹی مذکور اس کارروائی کے ذمہ داری لینے کو تیار نہیں ہے - ایک اور بیان میں کہا گیا ہے کہ پربندھک کمیٹی نے پانچ مزید گردواروں پر قبضہ کر لیا ہے -

ڈاکٹر مسز اینی بسنٹ اور خود اختیاری حکومت

کلکتہ - ۲۴ر جنوری - پٹنہ روانہ ہونے سے پیشتر مسز اینی بیسنٹ نے ایک جلسہ عام میں زیر صدارت سر آسوتوش چودھری سوراجیہ پر تقریر فرمائی - ایک کثیر التعداد مجمع نے ان کے لیکچر کو نہایت صبر و سکون سے سُنا - ڈاکٹر اینی بیسنٹ نے برطانیہ کے ماتحت خود اختیاری حکومت حاصل کرنے پر زور دیا - اور فرمایا کہ اصلاحات خواہ کس قدر ہی حقیر ہیں تاہم ان کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہئے - لوگوں نے نہیں نہیں کے نعرے بلند کئے - اس کے بعد سر چودھری نے بیان کیا کہ پُرانی کانگرس کا خاتمہ ہو چکا ہے - اور جس طرح جدید کانگریس کا وجود بھی مٹ گیا ہے - اگرچہ موخر الذکر میز قانونی اصولوں پر مبنی نہیں - مسٹر بپن چندر پال کو مسز بیسنٹ کا شکریہ ادا کرنے پر ہِس ہِس کی گئی -

لاہور میونسپل کمیٹی کا جلسہ منسوخ

سکریٹری میونسپل کمیٹی نے اطلاع دی ہے کہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء بروز جمعہ ایک ضروری اجلاس منعقد ہونیوالا تھا کہ بجٹ پر غور کیا جائے - اب وہ جلسہ منسوخ کر دیا گیا ہے -

کانگریس کی جدید پارٹی

کانگریس کی جدید پارٹی کے مؤیدین کی ایک پرائیویٹ کانفرنس "اخبار نیشن" کے دفتر واقع ۱۶ مرنگ میں منعقد ہوئی - لالہ دُنی چند انبالوی صدر جلسہ تھے - یہ امر طے پایا کہ بمبئی میں جلسہ منعقد ہونے کے بعد پھر ایک پرائیویٹ کانفرنس منعقد ہو اور اس اثنا میں بیانات انتظام کیا جائے -

امریکن ایسوشی ایٹڈ پریس کا پریزیڈنٹ بمبئی پہنچ گیا

کلکتہ - ۲۳ جنوری - فرینک بالز امریکن ایسوشی ایٹڈ پریس کے پریزیڈنٹ معہ اپنی اہلیہ اور دختر کے آج دوپہر کو جہاز سے اتر کر رنگون سے کلکتہ پہنچے ہیں - کلکتہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ ہندوستان کا ایک مختصر دورہ کریں گے - بمبئی سے آپ کولمبو چلے جائینگے -

سموڈن کے حادثہ میں چار آدمیوں کی ہلاکت

بمبئی ۲۳ - جنوری - ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار بمقام سموڈن پہنچا - جہاں ٹاٹا ہائیڈرو الیکٹرک کمپنی کے نئے پشتوں کے سلسلے میں ایک حادثہ وقوع پذیر ہوا تھا - اس کا بیان ہے کہ صرف سات آدمیوں پر پشتہ گرا تھا - جن میں سے چار ہلاک ہو گئے ہیں -

مدراس کے دو قوانین میں ترمیم

مدراس - ۲۴ - جنوری - آج گزٹ میں دو جدید قوانین شایع شائع ہوئے ہیں - ان سے ڈسٹرکٹ میونسپلٹیز ایکٹ اور لوکل بورڈ ایکٹ میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ ان کے مطابق گذشتہ دو سال میں جو کام ہوتا رہا ہے اس میں ترقی اور اصلاح ہو سکے - ہر دو قوانین کی رو سے مشترکہ جلسوں کے اختیارات وسیع کئے گئے ہیں کہ مقامی جماعتوں کے اختلافات اور معاملات اتحاد عمل کے ساتھ باحسن وجوہ طے کئے جا سکیں - پہلے قانون کے مطابق خواتین کا بھی انتخاب ہوا کرے گا اور دوسرے قوانین کی رو سے بلاواسطہ انتخاب کا طریقہ جاری کیا جائیگا -

الہ آباد یونیورسٹی کا کورٹ کا ایک جلسہ

الہ آباد - ۲۴ - جنوری - جدید الہ آباد یونیورسٹی کی کورٹ کا جلسہ منعقد ہوا - سر کلاڈ ڈی لا فوس وائس چانسلر جلسہ کے صدر تھے - جلسہ میں سب سے اہم تجویز پنڈت اقبال نرائن کی تھی کہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کی اصلاح کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے - جو کفایت شعاری کا مشورہ دے سکے - مجوز اور بعض دیگر مقررین نے یونیورسٹی کے بعض معاملات پر نکتہ چینی کی - وائس چانسلر نے کہا کہ وہ بہت جلد اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے والے ہیں -

مرکزی خلافت کمیٹی کا آئندہ اجلاس

بمبئی ۲۵ - جنوری - مرکزی خلافت کمیٹی اور مجلس انتظامیہ کا آئندہ اجلاس ۵ر فروری کو علی گڈھ میں منعقد ہو گا - جریدہ انڈیپنڈنٹ میں پیشتر ازیں شائع ہو چکا ہے کہ مذکورہ بالا اجلاس یکم فروری کو منعقد ہوں گے - یہ خبر غلط ہے -

جمعیتہ العلماء ہند کا ایک ضروری اجلاس

دہلی - ۲۵ر جنوری - جمعیتہ العلماء ہند کی مجلس منتظمہ کا ایک ضروری اجلاس ۹ر فروری کو دہلی میں منعقد ہو گا - دفتر سے ممبران کو دعوتی خطوط ارسال کر دئے گئے ہیں - اس جلسہ میں نہایت اہم امور پر غور کیا جائے گا - بعض امور حسب ذیل ہیں (۱) مولانا ابوالکلام آزاد کے مجوزہ نظام عمل پر غور ہوگا - (۲) اگر ٹرکی اور اتحادیوں میں جنگ چھڑ جائے تو اس وقت مسلمانوں کے کیا فرائض ہونے چاہئیں - (۳) عالم اسلام میں اتحاد اور رشتہ اخوت کو مضبوط بنانے اور ترقی دینے کے لئے تجاویز - شرعی نقطہ نظر سے ایک ایسی تجویز پر غور کیا جائے گا کہ ہندوستان کے مختلف المذاہب اقوام سے اتحاد قائم رہ سکے (۵) مسلمان راجپوتوں کے مرتد ہونیکی اطلاع پر غور کیا جائے گا -

جلال خیل میں ہوائی جہازوں کی کارروائیاں

دہلی - ۲۵ر جنوری جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴ر ماہ حال کو جلال خیل میں ہوائی جہازوں سے کارروائی کی جا رہی تھی کہ ایک ہوائی جہاز کو صدمہ پہونچا - اور بمقام لیلاند الند جہاز گر پڑا - جہاز رانوں کو کوئی صدمہ نہیں آیا - اور وہ شمال کی طرف جاتے ہوئے دیکھے گئے - جہاز میں شعلے بھڑک رہے تھے - غالباً خود انھوں نے جہاز کے فائر کی وجہ سے جہاز میں آگ لگی - کچھ روز ہوئے کہ ہوائی جہازوں کی کارروائی کے دوران میں ایک افسر عبداللہی محسودیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تھا - اور افسر مذکور آج لدھا پہنچ گیا ہے - جلال خیل محسودیوں نے بمقام سراروغہ اپنے نمائندے بھیجے ہیں کہ برطانی شرائط معلوم کریں -

ایجنسی کے باغی روپوش ہیں

مدراس ۲۵ - جنوری - سر رام راؤ ایجنسی ٹریکٹ کے باغیوں کا لیڈر رامچندر رفقار کے روپوش ہے تاکہ پولیس کا مقابلہ نہ ہو سکے - باغیوں کی ایک بڑی تعداد پکڑی گئی ہے - ان لوگوں پر معمولی عدالتوں میں بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کا مقدمہ چلایا جائے گا -

مسٹر داس کی بمبئی میں تشریف آوری

بمبئی - ۲۵ - جنوری - آج ایک بجے کے قریب مسٹر سی آر داس جیل سے رہائی پانے کے بعد پہلی دفعہ بمبئی میں رونق افروز ہوئے - ہر جماعت کے لیڈروں - رضاکاروں اور خواتین نے آپ کا پُرجوش خیر مقدم کیا - جوں ہی مسٹر داس گاڑی سے نیچے اترے - مسز سروجنی نائیڈو اور جمنا داس مہتہ نے ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال دئے - بوجہ کثیر اژدحام اکثر حضرات ان کے گلے میں پھول ڈالنے کی کوشش میں ناکامیاب ہوئے - مدِس ہنہار اشخاص کا ایک زبردست جلوس تیار ہو گیا - اور اس کے بعد مسٹر داس ایک چار گھوڑوں والی گاڑی میں بیٹھ گئے - اور شاندار نعروں کے ساتھ سیٹھ چھوٹانی کے بنگلہ کی طرف روانہ ہو گئے -

طبی کور کے اٹھارہ آدمیوں کے خلاف ڈکیتی کا الزام

پونہ - ۲۵ر جنوری - ذیل کی ڈکیتی کے مقدمہ میں ہندوستانی طبی کور کے آدمیوں کے متعلق یہی یقین کیا جاتا ہے کہ وہ بھی ڈکیتی میں شریک تھے - کور کے آدمیوں کی ایک بڑی تعداد نے پولیس پر حملہ کیا تھا - سب انسپکٹر پولیس اس حملہ کی تفتیش کر رہا تھا - یہ حادثہ کور کی لائن میں ۳ر دسمبر کو واقع ہوا - تفتیش کے نتیجہ کی بنا پر مذکورہ کے اٹھارہ آدمیوں کے خلاف لوٹ اور حملہ کا الزام لگایا گیا - مقدمہ میجر تھارن کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہے - دوران شہادت میں معلوم ہوا کہ آٹھ آدمی ڈکیتی میں ماخوذ ہیں - پولیس کی درخواست پر شناخت کے لئے پریڈ کرائی گئی تھی - دوران تحقیقات مقدمہ میں پولیس اور پولیس کے گواہوں پر حملہ کر دیا گیا -

الہ آباد یونیورسٹی کی مالی حالت

الہ آباد - ۲۵ر جنوری - الہ آباد یونیورسٹی کورٹ میں طویل مباحثہ کے بعد یہ تجویز منظور ہو گئی ہے کہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے - جو ضروری کفایت شعاری کے متعلق سفارش کرے گی - اس کمیٹی میں وائس چانسلر سر تیج بہادر سپرو - ڈاکٹر سلیمان - پنڈت ایچ این کنزرو - پنڈت اقبال نرائن گرٹو اور دیگر اصحاب شامل ہوں گے -

ممالک غیر کی خبریں

افغانی سفیر متعینہ انگورہ

ہز ایکسیلنسی ... متعینہ انگورہ

معاینہ کے لئے دورہ کر رہے ہیں - حال میں آپ نے کونیہ کا معائنہ کیا ہے - اور اب آپ سمرنا اور بورصہ کی طرف جا رہے ہیں -

توفیق پاشا بدستور قسطنطنیہ میں ہیں

یہ اطلاع محض بے بنیاد ہے - کہ توفیق پاشا قسطنطنیہ سے فرار ہو گئے ہیں - اور انھوں نے اسکندریہ میں پناہ لی ہے - بخلاف اس کے سابق وزیر اعظم قسطنطنیہ میں ہے اور ویسے ہی تغیرات کو پسند کرتا ہے - جو اب وقوع پذیر ہو رہے ہیں - جدید حکومت ترکیہ کو ان پر کامل اعتماد ہے اور وہ متیقن ہیں کہ ترکی قوم کا جس نے نیا جنم لیا ہے مستقبل نہایت عظیم الشان ہے -

امریکہ اور موصل

لندن ۲۴ر جنوری - مسٹر چائلڈ نے ایک بیان میں جو تمام وفود کے روبرو پیش کیا تھا کہا ہے کہ امریکن نمائندے اگرچہ وہ متنازعہ فیہ تصفیہ میں حصہ نہیں لے رہے ہیں - موصل کے متعلق لارڈ کرزن کے خیالات کی بخوشی تائید کریں گے - انہوں نے حکومت امریکہ کی آزادانہ داخلہ کی حکمت عملی پر زور دیا ہے - اور تیل کی مراعات کے متعلق یہ تجویز پیش کی ہے کہ موجودہ مخالف دعاوی کو عدالتی طور پر طے کر لینا چاہئے -

برطانیہ نے کافی مراعات دی ہیں

ڈیلی ٹیلیگراف کہتا ہے - کہ یہ مصالحت کی طرف بڑا قدم ہے - اور حکومت برطانیہ کو یقین رکھنا چاہئے کہ یہ ایسا قدم ہے جس پر ملک کی تمام جماعتیں تائید کریں گی - حکومت برطانیہ نے ترکی مطالبات کو منظور کرنے کے لئے بہت کافی رعایت کی ہے - ڈیلی ٹیلیگراف کو خوف ہے کہ ترک موصل کو واپس لینے کے لئے اس وجہ سے بیقرار ہیں کہ وہ اسے فوجی مرکز بنانا چاہتے ہیں -

یکم فروری کو معاہدہ کا مسودہ پیش ہو جائیگا

آکسفورڈ - ۲۰ - جنوری - اب لوسین میں اتحادی مندوبین نے یہ انتظام کیا ہے کہ کانفرنس کے تمام ماتحت کمیشن اس ہفتہ میں اپنا کام ختم کر دیں گے اور معاہدہ کا مسودہ یکم فروری کو کانفرنس کے ابتدائی اجلاس میں ترکی مندوبین کے روبرو پیش کر دیا جائیگا - لوسین کے برطانی وفد کی سرکاری اطلاع یوں بیان کیا گیا ہے امید ہے کہ ترکی وفد معاہدے پر دستخط کر سکے گا - لیکن اگر اسے غور و خوض کرنے کے لئے مہلت درکار ہوگی - یا وہ مزید تشریحات کی درخواست کرے گا تو یہ قرار پایا ہے کہ یہ درخواستیں منظور کر لی جائیں گی - اور کانفرنس اپنے اجلاس ملتوی کر دیگی - اتحادی وفد لوسین سے واپس چلا جائے گا - لیکن جیسے ہی انہیں یقین ہو جائیگا کہ ان کے مساعی کامیاب ہو جائیں گے - ممتاز نمایندے واپس آجائیں گے -

ترکان احرار کا موصل کی واپسی پر اصرار

لوسین - ۲۴ر جنوری - معلوم ہوتا ہے کہ موصل کی واپسی کے متعلق ترکوں نے عزم بالجزم کر لیا ہے - اس معاملہ میں عصمت پاشا انگورہ کی ہدایات پر لفظ بہ لفظ عمل کر رہے ہیں عصمت پاشا نے کل والی کارروائی سے انگورہ کو مطلع کر دیا ہے - اب انگورہ کی تازہ ہدایات اور وہاں کے نقطہ نظر معلوم کرنے کا انتظار ہے - ترکوں کے اس اصرار کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کو یقین ہو چکا ہے کہ کوئی سلطنت بھی جنگ کے لئے تیار نہیں ہے - اور محض یہ ڈائنٹ ڈپٹ ہے - اب حالت تاریک ہو گئی ہے - یہ امر یقینی ہے کہ انگورہ ہی اجازت دے تو خیر ورنہ ترک اس وقت تک معاہدہ پر دستخط نہیں کرینگے - جب تک ان کو اس امر کا یقین کامل نہ ہو جائے گا کہ موصل ان کو واپس کر دیا جائے گا - رائے عامہ کے متعلق لارڈ کرزن کے اعتراضات سمجھنے سے ترک قاصر معلوم ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رائے عامہ معلوم کرنے کا انتظام تو صرف بین الاقوامی نگرانی میں کیا جا سکتا ہے - ترکوں کو لیگ اقوام پر ذرہ برابر بھی اعتماد ہے - لیکن ممکن ہے کہ وہ موصل کی آبادی وغیرہ کی تحقیقات اور رائے عامہ کے متعلق غیر جانبدارانہ تحقیقات پر رضامند ہو جائیں -

جرمنی میں جبریہ فوجی تعلیم کے لئے تیاری

لندن ۲۴ - جنوری - اخبار ڈیلی میل کا نامہ نگار متعینہ پیرس بوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جرمنی فوجی تعلیم کو پھر جبریہ کرنا چاہتا ہے - حالانکہ جبریہ فوجی تعلیم کی معاہدہ ورسیلز کے مطابق ممانعت ہے - اس امر کے متعلق برلن - میونخ اور اسٹٹگارٹ میں خط و کتابت ہو رہی ہے - اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ ہیمبرگ اطلاع دیتا ہے کہ مجلس ماہرین ترانس اپور بلجیم کے بڑے اور خوردہ فروشوں کا رخ اور ...

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۱ — نمبر ۲۶

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۲ جنوری سنہ ۲۳ء

کیا اسلام کے بعد کوئی اور مذہب آسکتا ہے

ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا ...... ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون (البقرہ رکوع ۱۳)

قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں

قرآن کریم کی یہ آیت جو میں نے پہلے پڑھی ہے۔ یعنی ما ننسخ من آیۃ الخ غلطی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ اس میں قرآن کریم کی بعض آیات کے منسوخ ہونے کا ذکر ہے۔ غلطی ہے اسلئے کہ قرآن کریم کا کوئی حصہ کوئی آیت منسوخ نہیں ہوسکتی لوگوں نے منسوخی کی وجہ صرف ایک رکھی ہے۔ کہ بعض آیات کی ایک دوسری سے تطبیق نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ایک ان میں سے منسوخ ہو۔ لیکن یہ فی الحقیقت تدبر کی کمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ کہ ایک آیت دوسری سے منسوخ ہوتی۔ تو قرآن کی وہ دلیل لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا غلط ہوتی ہے۔ اور ہم کو ماننا پڑتا کہ چونکہ اس میں اختلاف ہے۔ چونکہ اس کی آیات ایک دوسری کے مخالف ہیں۔ اس لئے یہ من عند غیر اللہ ہے۔ لیکن اس کے خلاف جہاں ایک شخص نے قرآن کریم کی کسی ایک آیت کو اس وجہ سے منسوخ قرار دیا ہے۔ کہ وہ دوسری کسی آیت کے خلاف ہے۔ تو بہت سے دوسرے بزرگ ایسے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اس کے معنوں کو تطبیق دے کر بتا دیا۔ کہ وہ منسوخ نہ تھی۔ بلکہ منسوخ کہنے والے کی کمی تدبر تھی۔ کہ اسکو منسوخ قرار دیا۔ قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں۔ کہ ایک نے اسے منسوخ کیا ہو۔ اور دوسرے نے اسکو تطبیق دیکر نہ دکھا دیا ہو جس سے معلوم ہوا کہ آیات میں اختلاف کا خیال محض کمی فہم کا نتیجہ ہے پھر نبی کریم صلعم تک کوئی حدیث ایسی نہیں پہنچی۔ جس میں آپ نے فرمایا ہو۔ کہ قرآن کریم میں کچھ آیات منسوخ بھی ہیں۔ یا آپ نے کسی خاص آیت کو منسوخ قرار دیا ہو۔

قرآن مجید نے نصرانیت اور یہودیت کو منسوخ کیا

اس آیت کا اصل منشا اور مفہوم کیا ہے۔ اس میں ایک بڑا اعلےٰ اصول سکھایا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے ایک بڑی زبردست دلیل ہاتھ میں دیدی ہے۔ کہ کیوں مذہب اسلام قابل قبول ہے اور کیوں اس کے بعد اور کسی کتاب کی ہدایت کی ضرورت نہیں فرمایا ما ننسخ من آیۃ او ننسہا جس کسی آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں۔ نات بخیر منہا او مثلہا تو ہم اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ یا اس کی مثل۔ تو اس میں اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک قانون بتا دیا۔ اگر صحیفہ قدرت کو دیکھا جائے۔ تو یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کا قدم ہمیشہ ترقی کیطرف ہی اٹھتا ہے۔ ایک چیز جاتی ہے۔ تو اس کی جگہ اس سے بہتر آتی ہے۔ اسی حد تک مسئلہ ارتقاء صحیح ہے۔

قرآن کریم نے اگر یہودیت اور نصرانیت کو منسوخ کیا۔ یا اور مذاہب کو ناقابل عمل ٹھیرایا تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ پہلے ایک حکم دیا تھا۔ اب زبردستی اسے ٹال کر ایک دوسرا حکم دیدیا یونہی ان پہلے احکام کو منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ ان سے بہتر ایک چیز دیدی ہے۔ اچھی چیز کے سامنے ادنےٰ درجہ کی خود بخود منسوخ ہوجاتی ہے۔ آفتاب کے سامنے چراغ کی روشنی کوئی کام نہیں دے سکتی۔

لیکن سوال ہوسکتا ہے۔ کہ پہلے ہی اعلےٰ تعلیم نہ دی۔ غور کرو تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ تعلیمیں۔ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ لائے حالانکہ قرآن کریم کے مقابل وہ اتنی اعلےٰ درجہ کی نہ تھیں۔ بایں ہمہ ان کے پیرو ان کو قائم نہیں رکھ سکے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے زمانہ کے لوگ اس بات کے اہل ہی نہ تھے۔ کہ ان کو وہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم دیجاتی جو قرآن کریم میں ہے۔

غرض یہ ایک اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر ایک مذہب کو منسوخ کرکے اس کی جگہ ہم دوسرے مذہب کو رکھتے ہیں۔ تو وہ اس سے بہتر ہوتا ہے۔ اس سے کم درجہ کا نہیں ہوتا۔ جسطرح آفتاب کے سامنے چراغ کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ اسی طرح جب ہمارے نبی کریم صلعم کا آفتاب رسالت چڑھانا مقصود تھا۔ تو ایک ایسا دین آپ کو دیا۔ کہ دوسرے ادیان کی اس کے ہوتے ہوئے کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔

تو اس میں ایک اصول ایک حکمت ایک فلسفہ بتایا ہے۔ کہ مذہب خود بخود منسوخ نہیں ہوتا [illegible] ضرورت حقہ ہوتی ہے۔ جو اسے منسوخ کرتی ہے۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ آیا اسلام کے بعد ایسی ضرورت حقہ پیش آئی یا آسکتی ہے۔ جو اس کی منسوخی کا موجب ہو۔ اور ایک اس سے بہتر مذہب دنیا میں آجائے۔

سکھ مذہب اور بابی مذہب

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اسلام کے بعد سکھ مذہب دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن یہ مذہب اسقدر محدود ہے۔ کہ تین چار سو سال کے عرصہ میں جو اسے پیدا ہوئے ہوگیا ہے۔ اس ملک سے باہر وہ نہیں نکل سکا۔

اس کے علاوہ ایک اور مذہب پیدا ہوا ہے۔ بابی یا بہائی مذہب اس کے پیرو بعض طریقوں پر اپنے خیالات لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا فی الواقع وہ پہلے سے بڑھ کر کوئی چیز لایا ہے؟ آیا کوئی نقص اسلام میں باقی رہ گیا تھا جس کو بابی مذہب نے پورا کیا؟ اگر غور کرکے دیکھا جائے۔ تو جو مذہب بھی اسلام کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اس نے کوئی ترقی اسلام پر نہیں دکھائی۔ کوئی ترقی نہیں دکھائے۔ کوئی اس سے بہتر اصول مروج کرے۔ جو اسلام نے سکھائے ہیں تو کوئی بات بھی ہے۔ مذہب کی بڑی غرض یہ ہے۔ کہ وہ ایک طرف خدا کے ساتھ اور دوسری طرف انسانوں میں بہتر تعلقات پیدا کرے۔ اسلام نے ان دونوں پر کامل ترین تعلیم دی ہے۔ لیکن آیا ان دوسرے موجودہ مذاہب میں سے کوئی اس بات کا دعوےٰ کرسکتا ہے۔ کہ وہ اسلام سے بڑھ کر بہتر تعلقات ایک طرف اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور دوسرے انسانوں کے ساتھ قائم کراسکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

دلچسپ معلومات

سالانہ آمد

ہندوستان میں ہر ایک آدمی کی سالانہ آمدنی کی اوسط تین روپے امریکہ میں ۵۰۵ روپے۔ برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ میں ۵۵۵ روپے فرانس میں ۳۸۴ روپے اور جرمنی ۳۲۶ روپے ہے

شرح اموات

ہندوستان میں ۳۰۴-۱ روس میں ۳۱ جاپان میں ۲۱ جرمنی میں ۱۸ فرانس میں اٹلی [illegible] انگلستان اور ویلز میں ۱۵ اور آسٹریلیا و نیوزی لینڈ میں ۱۰ اشخاص فی ہزار

وائسرائے کے مصارف

وائسرائے کے ۱۲۷۸ محافظوں کے سالانہ مصارف ۳۲ لاکھ ۴۷ ہزار روپے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۴۲ھ | نمبر ۲۶

دعوت عمل

(۳)

قومے بہ جد و جہد گرفتند وصل دوست
قومے دگر حوالہ تقدیر مے کنند

اس مضمون کی پہلی اشاعت میں ہم نے آنحضرت صلعم کی زندگی پر ایک مختصر سا تبصرہ کیا ہے۔ آپ کی زندگی اگرچہ مختلف اور گوناگون پہلوؤں سے سبق آموز کہ ذات نبوی نہ صرف خلاصہ کائنات ہے۔ بلکہ تمام نسل انسانی کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن ایک بات جو آپ کے حالات سے نمایاں طور پر معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کامیابیوں اور کامرانیوں کا سرچشمہ قوت عمل ہے۔ حضور اگرچہ مہبط وحی ہیں۔ اور خدا کی ذات سے آپ کو رشتہ اتحاد و اتفاق ہے۔ کہ جو ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت لکن اللہ رمیٰ لیکن باوجود اس کے آپ تمام عمر مصروف عمل رہتے ہیں اس میں شک نہیں۔ کہ اگر خدا چاہتا تو دشمنان اسلام کو کسی آسمانی آفت سے ہلاک کر دیتا۔ کہ پہلی امتوں میں ایسے عذاب بھی آئے ہیں۔ جن کو انسانی ہاتھوں سے تعلق نہ تھا لیکن امت مسلمہ کے لئے مشیت ایزدی نے یہی پسند کیا کہ اس کے دشمنوں کو عہد نبوی میں بھی مسلمانوں ہی کے قوت عمل سے عذاب کا مزا چکھایا جائے۔ اس میں یہی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ کہ مسلمان خدا کے بعد محض اپنے دست و بازو پر بھروسہ کریں۔ اور قوت عمل ہی سے اپنی قومی مشکلات پر غالب آئیں۔ قرآن مجید میں اگرچہ مختلف مقامات پر کفار عرب کو عذاب الٰہی کی تہدید کی گئی ہے۔ لیکن یہ عذاب مسلمانوں ہی کے ہاتھوں سے کفار کو ملا۔ یعنے وہ مختلف جنگوں میں مارے گئے۔ اسیر ہوئے۔ اور بالآخر مغلوب و مقہور رہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اسلام نے مجبوراً تلوار ہات میں لی۔ اور اس وقت لی۔ جبکہ کفار کا لشکر عظیم مدینہ پر چڑھ آیا۔ لیکن اس وقت مسلمانوں نے اس لشکر کو دیکھکر یہ تو نہیں کہا۔ کہ اگر اسلام سچا مذہب اور اس کے غالب کرنے کا وعدہ الٰہی قرآن مجید میں ہے۔ تو خدا خود اس کے لئے ہماری وساطت کے بغیر کوئی سامان کر دیگا بلکہ صحابہ کرام کی جماعت اگر ایک طرف خدا کے سامنے سربسجود تھی تو دوسری طرف جنگ کے ہتھیار تیز کرنے میں بھی مصروف تھی۔ یہی وہ شانیں ہیں۔ جو آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ ادھر خدا کے ساتھ تو یہ تعلق ہے۔ کہ جب اس کے سامنے گرتے ہیں۔ تو ایسا گرتے ہیں کہ گویا اپنے اندر کچھ طاقت ہی نہیں رکھتے اور نہ کچھ کر ہی سکتے ہیں۔ لیکن ادھر جب عمل کا وقت آتا ہے۔ تو پھر خدا کے بھروسہ پر تمام اسباب دنیوی سے کام لیتے ہیں اور اپنے دست و بازو کے وہ جوہر دکھاتے ہیں۔ کہ دنیا ششدر رہ جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام کو جو فتوحات ابتدائی زمانہ میں حاصل ہوئیں۔ وہ اسی قوت عمل کا نتیجہ تھیں۔ قومیں اگر ابھرتی ہیں۔ تو اپنی قوت عمل ہی سے ابھرتی ہیں۔ حضرت موسیٰ کی قوم نے اگر یہی کہا کہ انا ھٰھنا قاعدون تو پھر وہ لوگ ارض مقدس کی فتح سے بھی محروم رہے تھے۔ اور جن لوگوں نے نہایت جوانمردی سے کہا تھا۔ کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے لڑیں گے" وہ آخر عرب و عجم کے وارث ہوئے۔ یورپ تک ان کی فتوحات کا سلسلہ پہنچا۔ ہندوستان و چین تک ان کا پرچم لہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اعمال حسنہ پر بڑا زور دیا ہے۔ اور جہاں فتوحات اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ وہاں امنوا کے ساتھ عملوا الصالحات کو ضرور ستزاد کیا ہے۔ کہ محض لفظی ایمان پر کوئی معتدبہ نتائج مرتب نہیں ہو سکتے امم سابقہ کے جو قصص قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں ان سے بھی مقصود بالذات عبرت و سبق ہی ہے۔ کہ قرآن مجید کوئی ناول یا قصہ کی کتاب نہیں۔ بلکہ اس کے ہر ایک لفظ میں نسل انسانی کے لئے ہدایت و رشد کے سبق ہیں۔ اور اس کے واقعات سابقہ سے واقعات آئندہ کا استنباط مقصود ہے۔

غرض قرآن مجید مسلمانوں میں قوت عمل کی روح پھونکنا چاہتا ہے۔ اور اس کی تعلیم کا محور یہی ہے۔ کہ مسلمان با عمل اور با خدا انسان بنیں۔ آنحضرت صلعم کی زندگی میں بھی اسلام کی مشکلات کا خاتمہ قوت عمل ہی کے ذریعہ سے ہوا اور اب بھی اگر کچھ مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ ان کا خاتمہ اسی طریق سے ہوگا۔ ہمیں تعجب آتا ہے۔ ان لوگوں پر جو خود اپنے ہات سے تو کچھ نہیں کر سکتے۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ خود خدا حضرت عیسےٰ کو آسمان سے بھیجے گا۔ وہ حضرت امام مہدی سے ملاقات کریں گے۔ اور تلوار کو ہات میں لیکر سب کافروں کو مسلمان کرتے پھرینگے۔ اور اس طریق سے ان مسلمانوں کو جو سارے جہان کے نکمے ہیں۔ سلطنت و حکومت مل جائے گی افسوس کا مقام ہے۔ کہ بہت سے مسلمان مسئلہ تقدیر کو غلط طریق پر سمجھنے سے تباہ ہوئے۔ بہت سے توکل بیجا کا شکار ہوئے۔ اور بہت ہیں۔ جو آجتک اس فرضی حیات مسیح اور وہمی نزول ابن مریم سے اپنا وقت کھو رہے ہیں۔

اے عقلمندو! یہ تو سوچو تمہاری ہمتوں کو کیا ہوا تم چاہتے ہو کہ تمہارا کام ایک وہ شخص کرے جو آج سے دو ہزار برس پہلے بنی اسرائیل کیلئے مبعوث ہوا تھا۔ کیا اس وقت تم پر آنحضرت صلعم کے وقت سے زیادہ مصائب ہیں؟ کیا عہد نبوی میں حضرت مسیح نے تمہاری مدد کی تھی یا تم نے خود قوت عمل سے کام لیا تھا۔ اگر آنحضرت صلعم کے ہوتے ہوئے تمہیں اعمال سے کام لینا پڑا تھا۔ کفار کے حملوں کا جواب دینا پڑا تھا۔ تو یاد رکھو اب بھی کوئی نیا اعجاز نہیں ہو سکتا حضرت مسیح اس وقت بھی تو آسمان ہی پر تھے۔ اسوقت تو اسلام کے لئے کچھ کام نہ آئے۔ خود آنحضرت صلعم نے بھی وہ کام نہ کئے تھے۔ جو آج تم اپنی خوش فہمی سے حضرت مسیح کی دوبارہ آمد سے منسوب کرتے ہو۔

یہ کیا معاملہ ہے؟

ایک صاحب لکھتے ہیں:

میں ایک مسلمان غیر احمدی حامی اتحاد اسلام و دشمن مکفرین ہوں۔ ایک صاحب محمودی انگریزی دان سے ملاقات ہوئی مجھے ایک بے تعصب مسلمان دیکھ کر ریویو آف ریلیجنز کے نئے پرانے پرچے مجھے پڑھنے کو انہوں نے دئے۔ تب تک مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ یہ فرقہ مکفر مسلمین ہے۔ اور مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ خیر کچھ پڑھ کے واپس کر دیا۔ اور ساتھ ہی مرزا صاحب کے پیروؤں کی مساعی تبلیغ اسلام کی تعریف بھی کر دی اس سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ میں نے ان کا عقیدہ قبول کر لیا ہے۔ (میرے نام انہی کے لکھنے پر الفضل کا وی۔ پی آگیا میں نے چھڑا لیا۔ الفضل کے خریدار ہونے سے اتنا حاصل ہوا۔ کہ یہ معلوم ہو گیا۔ کہ یہ فرقہ مکفر مسلمین اور دشمن اخوت اسلامی ہے۔ الفضل کے ہر پرچہ میں کلیجہ پھاڑنے والا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے) اور میرے محمودی ہو جانے کی خبر قادیان پہنچا دی گئی۔ اور الفضل میں شائع بھی کر دیا گیا۔ جس کا مجھے ازحد افسوس ہے۔ الغرض الفضل نے مجبور کر دیا۔ کہ محمودی دوست سے ... اپنے ... شن خیال مسلمانوں کے خیالات کو ان پر ظاہر کیا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ آنکھ بند کر کے الفضل کے خیالات کی حمایت کرتے رہے۔ اسلامک ریویو کے چند پرچوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس سے آپ کی پارٹی کی روشن خیالی کا اندازہ لگا سکا۔ آپ کی پارٹی کے خیالات کو بھی ان پر ظاہر کیا۔ مگر ان کو آپ کی پارٹی کا سخت مخالف پایا۔ کیونکہ میں مولانا محمد علی صاحب کا خط جس میں انہوں نے رد تکفیر اہل قبلہ کا ذکر کیا تھا۔ دیکھکر پیغام صلح کا نمونہ اور رد تکفیر اہل قبلہ ایک کاپی منگوائی۔ انہیں دیکھ کر نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ اور اپنے دوست کو دکھائی۔ الحمد للہ کہ اچھا نتیجہ ظاہر ہوا۔ مرزا محمود سے برگشتہ ہو گئے۔ اور آپ کی پارٹی کی معقولیت کے قائل ہو گئے۔ اور پیغام صلح کی خریداری کے خواہشمند ہو گئے۔

کیا یہ معاملہ اپنی نوعیت کا واحد معاملہ ہے۔ یا مشتے نمونہ از خروارے۔ امید ہے۔ کہ الفضل کچھ روشنی ڈالیگا۔

شذرات

ہمارے مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب بخیریت دہلی پہنچ گئے ہیں۔ جہاں ایک نیک دل ہمدرد اسلام سوداگر حافظ محمد صدیق صاحب انہیں تبلیغ اسلام میں ہر طرح مدد دیتے اور آسانیاں بہم پہنچانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ دہلی میں چند لکچروں کا بندوبست کیا جا رہا ہے امید ہے۔ کہ انشاء اللہ چند ایک لکچر دہلی میں دیکر ہمارے مبلغین بلب گڈھ میں اپنا کام شروع کریں گے۔ جہاں کے مسلمان بہت جاہل اور اسلام سے بالکل ناواقف بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کے نام بھی ہندوؤں کے ہیں۔ اور اکثر رسومات بھی انہیں کی طرح کرتے ہیں۔ گوڑگاؤں جانے پر ہمارے مبلغین کو معلوم ہوا۔ کہ میوات میں کام کرنے کی بجائے گوجروں میں کام کیا جائے۔ بہرصورت اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر کام شروع کر دیا گیا ہے

ادعیہ

مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے کہ اپنے ہر ایک فعل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو دستور العمل بنائیں۔ خاصکر بچوں کو اگر بچپن سے ہی اسلامی شعار کا خوگیر کیا جائے تو بڑے ہو کر وہ عادت راسخ ہو جاتی۔ اور انسان بلا تکلیف اسی طرح عمل کرتا ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے قرآن کریم کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی وہ دعائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کو شروع کرتے وقت یا اسکے اختتام پر پڑھی ہیں۔ اور جن کا یاد کرنا بچوں کیلئے آسان ہے۔ ایک چھوٹے سے رسالہ کی شکل میں معہ اردو ترجمہ چھوٹی تقطیع پر مسلم ہائی سکول کے طلباء کیلئے شائع کی ہیں۔ مگر ہماری جماعت کے دوسرے بچوں کو بھی جو مسلم ہائی میں نہیں پڑھتے اس رسالہ کا پڑھنا۔ اور ان ادعیہ کا یاد کرنا ضروری ہے۔ تا اسی عمر میں ان کو شعائر اسلام سے مناسبت اور دلچسپی پیدا ہو۔ ہر ایک دعا کے شروع میں بتایا گیا ہے۔ کہ یہ دعا کس موقعہ پر پڑھنی چاہیئے۔ جیسے گھر سے نکلنے کی دعا۔ گھر میں داخل ہونیکی دعا۔ مسجد میں داخل ہونیکی دعا۔ مسجد سے باہر نکلنے کی دعا۔ کھانا شروع کرتے وقت۔ کھانا ختم کر کے۔ بستر پر لیٹتے وقت۔ سو کر اٹھتے وقت۔ کسی سواری پر سوار ہوتے وقت۔ سبق شروع کرتے وقت۔ نیا کپڑا پہنتے وقت آئینہ دیکھتے وقت۔ غرض ہر ایک موقعہ پر جو ہماری روزانہ زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی ہے اُسے لکھا گیا ہے۔

علاوہ بچوں کے ہمارے دوستوں کو بھی ان دعاؤں سے واقفیت پیدا کرنی چاہیئے۔ انہیں یاد کر کے اپنے اپنے موقعہ پر پڑھنا چاہیئے۔ تا بچے ہمارا نمونہ دیکھ کر خود ان کو پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اس سے ہمارے دل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوگی ہمارے اسلام کی عزت بڑھیگی۔ اللہ تعالےٰ ہمارے تمام کاموں میں برکت ڈالیگا۔ اور منہیات سے بچنے کی توفیق ملے گی۔ یہ رسالہ

مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

سے ملسکتا ہے ۳۰ محصولڈاک اسکے علاوہ۔ جو احباب منگوانا چاہیں ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔

"غلام احمد کی جے"

اظہار دین

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم جواہر رقم سے)

یہ ایک الہام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو آج سے کئی برس پیشتر ہوا۔ اسوقت کوئی کیا سمجھ سکتا تھا۔ کہ اس کے اندر کونسی زبردست پیشین گوئی پنہاں ہے۔ بلکہ "جے" کا لفظ دل میں تعجب کی کیفیت پیدا کرتا تھا۔ کہ ایک ایسا لفظ جو زیادہ تر ہندوؤں کا فتح کا نعرہ ہے۔ الہام میں آنا اپنے اندر کیا راز رکھتا ہے۔ غور کرنے سے یہی سمجھ میں آتا تھا۔ کہ قرآن کریم میں جو عظیم الشان پیشین گوئی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ میں مضمر ہے۔ اسی کیطرف اشارہ ہے مطلب اس آیت کا یہ ہے۔ کہ وہی تو خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اسے کل دینوں پر غالب کرے یعنی وہ دین جہاں اپنے متبعین کے لئے کامل ہدایتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہاں مخالفین کے سامنے حق کا وہ زبردست نظارہ پیش کرے گا۔ کہ تمام ادیان باطلہ کو سوائے سر تسلیم خم کر دینے کے کوئی چارہ نہ رہیگا۔ اور ہر ایک فطرت سلیمہ اس کی حقانیت کو قبول کرے گی۔ اور ہر ایک مسخ شدہ طینت اس حق کے سامنے مرجائے گی۔ گویا حق کا بول بالا ہوگا۔ اور باطل کو مکمل شکست ہوگی۔ یہ نظارہ دنیا نے محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بھی دیکھا مگر چونکہ ہمیشہ نئے نئے ادیان سے اسلام کا سابقہ پڑنا تھا اسلئے اس سلسلہ کو تو لمبا چلنا تھا۔ لہذا ھدیٰ و دین الحق کا لانا تو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ختم ہوچکا۔ کیونکہ دین مکمل ہوچکا مگر اظہار علی الدین کلہ کا سلسلہ برابر چلنا تھا۔ اس لئے اس حصۂ آیت میں آپ کے ساتھ آپ کے خلفا بھی شامل ہوئے اور ان خلفا کے ہاتھ سے جو غلبۂ دین اللہ تعالےٰ نے دکھایا اور دکھائیگا وہ بھی درحقیقت رسول اللہ صلعم ہی کے ہاتھ سے ہے۔ کیونکہ یہ تمام خلفا آپ ہی کے شاگرد آپ ہی کے تربیت و فیض یافتہ اور آپ ہی کے دین اور اصولوں کو دوسرے دینوں پر غالب کرکے دکھانے والے ہیں۔ اس غلبہ دین اسلام کا رنگ تمام خلفا کے وقت میں ہوتا چلا آیا۔ اور حالات زمانہ اور ضرورت زمانہ اور فلسفہ اور مذاق علمی کے مطابق ہر میدان میں فتح کا جھنڈا اسلام کے ہاتھ میں رہا۔ مگر اس چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں جس زور و شور سے مختلف ادیان کا مقابلہ ایکدوسرے سے ہوا ہے۔ وہ نظارہ اس سے پہلے نظر نہیں آتا۔ ایک تو ڈاک ریل نے لوگوں کے آپس کے میل جول کو اس درجہ بڑھا دیا کہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھنے لگی۔ دوم۔ اخبارات اور رسالہ جات کی اشاعت چھاپہ خانوں نے اس کثرت سے بڑھائی کہ ہر ایک مذہب کو خواہ وہ کیسا ہی گیا گذرا تھا۔ اپنی راگنی الاپنے کا موقعہ مل گیا۔ سوم۔ تمام دنیا میں سے ہندوستان مختلف مذاہب کا بالخصوص اکھاڑہ بن گیا۔ چہارم۔ یورپ کے فلسفہ اور مادی سائنس نے اس زور و شور سے مذہب پر حملہ کیا۔ کہ ہر ایک مذہب والے کو اپنی اپنی جگہ فکر پڑ گئی۔ بہت سے مذہبوں نے پرانے چولے اتار پھینکے۔ اور نیا سوانگ بھرا۔ اسی ہماہمی اور گھبراہٹ میں بعض اسلام کے دوستوں نے بھی گھبراہٹ میں آکر اسلام کے بعض اصول اور ارکان کی جو انہیں اپنی نظر میں زیر مادی سائنس کے خلاف نظر آئے تاویلیں کرنی شروع کردیں۔ لیکن اسلام تو وہ دین تھا۔ جو خدا کی طرف سے تھا۔ اور خدا ہی اسکا محافظ تھا۔ اس لئے وہ اظہار علی الدین کلہ کا وعدہ پورا کرنے کا وقت پھر آگیا۔ اور اس کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود بناکر بھیجا تاکہ ضلالت کے اس طوفان میں آپ جہازی بنکر دنیا کو صحیح رستہ کیطرف بلائیں۔ اور وہ صحیح رستہ وہی اسلام تھا۔ جو رسول اللہ صلعم دنیا میں لائے۔ پس حضرت مرزا صاحب نے نہ صرف دنیا کو صحیح رستہ پر ہی بلایا۔ بلکہ تمام ادیان باطلہ پر اسلام کو غالب کرکے دکھایا۔ جسکا اعتراف مخالف و موافق کی زبان و قلم سے ہوا۔ اسوقت اسلام کی کیسی نازک حالت تھی۔ جب براہین احمدیہ کا آفتاب طلوع ہوا ہے۔ اور کفر و الحاد کی ظلمت میں بھٹکتی ہوئی روحوں کو اس نے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی۔ اسوقت جبکہ مادہ پرستی اور سائنس کی مصنوعی روشنی سے باطنی آنکھیں چوندھیا کر قریب تھا۔ کہ ہمیشہ کے لئے اندھی ہو جاتیں۔ دنیا کو مرزا غلام احمد نے نہایت بلند آہنگی سے سنایا کہ خدا جو بولتا تھا پہلے بھی بولتا تھا۔ اور اس زمانہ میں مجھ سے بولتا ہے۔ اور خدا اور ملائکہ۔ کتاب اور وحی۔ نبوت اور آخرت۔ غرضیکہ ہر ایک عقیدہ اور اصول مذہبی کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے ثابت کیا۔ کہ ایمان کی گرتی ہوئی بنیادیں پھر اپنی جگہ پر قائم ہو گئیں مسجدوں کے گوشہ سے باہر نہ نکلنے والے ملا یا زمانہ کے علوم سے بے خبر غفلت میں ڈوبے ہوئے عوام الناس یا ضد اور تعصب سے ممسوخ الفطرت لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں تو ان کی مرضی بلکہ بدقسمتی۔ مگر حق یہی ہے۔ کہ یہ ایمان گیا ہوا ثریا سے واپس آیا جس کی جناب رسالتمآب صلعم نے خود پیشین گوئی فرمائی تھی۔ پھر آریوں کے بڑھتے ہوئے زور پر سرمۂ چشم آریہ شحنۂ حق اور سناتن دھرم وہ حربے تھے اور عیسائیوں کے مقابلہ پر متعدد تحریریں جنہوں نے کسر صلیب کا تار باندھ دیا ایسی چیزیں تھیں جس نے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط اور اسلام کی شان کو ایسا چمکایا۔ کہ پھر روز بروز یہ چمک بڑھتی ہی گئی۔ یہانتک کہ دھرم مہوتسو یا جلسہ تحقیق اعظم مذاہب میں آپکا وہ معرکۃ الآرا مضمون پڑھا گیا جو "اسلام اور اس کی فلاسفی" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ اور جس کو سنکر دوست و دشمن یگانہ و بیگانہ سب کے منہ سے بے اختیار صدائے تحسین و آفرین نکلی۔ اور اظہار علی الدین کلہ کا نظارہ اس مذہبی دنگل میں اس شان سے نظر آیا کہ اس کی کیفیت وہی جان سکتا ہے جس نے دیکھا ہے۔ دشمنوں تک نے مانا۔ اور سول ملٹری گزٹ میں اس غلبہ کا حال بھی شائع ہوا۔ الغرض روز بروز یہ شان بڑھتی ہی گئی۔ اور آپ اس دنیا سے نہیں رخصت ہوئے۔ جب تک اس مقصد کے لئے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت نہ چھوڑ گئے اور وہ علم کلام اپنی جماعت کے ہاتھ میں دیا۔ کہ جسے لیکر وہ ہر میدان میں خدا کے فضل سے اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ ظاہر کرتے چلے جاتے ہیں۔ جسکا تماشگاہ آجکل بالخصوص یورپ و امریکہ ہے۔ اور جس کے لئے خود بھی حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آسمانی "جے"

الغرض "غلام احمد کی جے" سے یہی سمجھ میں آتا تھا۔ اور صحیح بھی تھا۔ کہ مختلف مذاہب پر چونکہ غلام احمد کے ذریعہ اس زمانہ پر فتن میں اسلام کا غلبہ مقدر تھا۔ اس لئے ایسے فاتح اسلام کے نام کی "جے" آسمان پر بلائی گئی۔ اور اسکا اظہار زمین پر ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ مگر یہ پتہ نہ تھا۔ کہ یہ "جے" کا لفظ ہندوستان میں اسقدر عام ہوگا۔ کہ در و دیوار گونج اٹھیں گے اور ہندوستان کے لوگ اور عجیب تر یہ کہ خود مسلمان اسی ہندوانہ لفظ کو نہایت جوش و خروش اور بلند آہنگی سے ہر ایک ایسے شخص کے نام کے ساتھ استعمال کریں گے۔ جسے وہ ہندوستان کا اپنے خیال میں نجات دہندہ سمجھیں گے۔ چنانچہ لاہور اور پنجاب و ہندوستان کے تمام شہر و امصار بلکہ اُن کے در و دیوار مختلف لوگوں کی "جے" کے نعروں سے گونج اٹھے۔ صرف "مہاتما گاندھی کی جے" ہی نہیں بلائی گئی۔ بلکہ "محمد علی کی جے"، "شوکت علی کی جے" وغیرہ وغیرہ سبھی قسم کی جے بلائی گئیں۔ لوگوں نے اور بالخصوص مسلمانوں نے ہندوؤں کے اس نعرہ کو بڑے جوش سے دہرایا صرف اس خیال سے کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ جس راہ پر یہ لوگ لیجا رہے ہیں۔ اسی میں ہندوستان کی نجات یا کم سے کم مسلمانوں کی فتح اور اسلام کی ترقی ہے۔ مگر کیا تماشا ہے۔ کہ آسمان پر کسی اور کی جے بلائی گئی۔ اور وہ "غلام احمد کی جے" تھی۔ پس دنیا میں جن کی جے بلائی گئی تھی۔ وہ جو کچھ بھی کرتے ہوں خواہ نیک نیتی ہی سے کرتے ہوں مگر مسلمانوں کو کسی ترقی کی راہ پر نہ پہنچا سکے دیکھو ہجرت کیسی ناکام ہوئی کہ خیال کرکے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ اسلامی کالجوں کی تباہی کیسی بیدردی سے ہوئی کہ خون کے آنسو عبرت کی آنکھوں سے ٹپکتے ہیں۔ ترک موالات کا حشر بھی جو کچھ ہونے والا ہے۔ معلوم ہے۔ دلوں تو ملی ہوئی نہیں۔ جو کچھ ہوئی بھی وہ بھی اب بعجلت تمام دوئی کیطرف رخ کئے ہوئے ہے۔ گویا مسلمان چاروں طرف سے ٹھوکر کھا کر اس راہ کی طرف آرہے ہیں۔ جس کی طرف غلام احمد نے دنیا کو بلایا تھا۔ یعنے اسلام کی اشاعت اُن اقوام کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانا جو آجکل سیاست میں زوروں پر ہیں۔ مادہ پرستوں نے اگر لوگوں کے جسم پر فتح پائی ہے۔ تو مقدر ہے کہ اسلام انہی مادہ پرستوں کی روحوں پر فتح پائے۔ اور یہ لوگ جو آج اسلام سے بیگانہ ہیں۔ خادم اسلام بنیں۔ پس یہی راہ ہے۔ جس سے آگے بھی اسلام کو ترقی ہوئی اور اب بھی ہوگی۔ تلوار سے نہ کبھی اسلام پھیلا اور نہ پھیلے گا۔ حق کا بول بالا ہوگا مگر اپنی صداقت کی چمک اور صحیح [illegible] اور براہین قاطعہ اور روحانیت کے غلبہ سے۔ نہ کہ کسی مادی غلبہ سے کیونکہ اسلام کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ اب ایسے افراد یا ایسی انجمنوں کا وجود ہندوستان اور خود انگورہ میں نظر آنے لگا ہے۔ جو اسلام کی اشاعت کی مدعی [illegible] ہیں۔ اور خود پولیٹیکل حلقوں میں علما کو یہ نصیحت کی جاتی ہے۔ کہ آپ لوگ اس دلدل میں کہاں آپھنسے آپ کا کام تو اشاعت اسلام ہے۔ آخر انگورہ میں باوجود تلوار ہاتھ میں ہونے کے لئے علما کی انجمن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مگر میں پھر کہے دیتا ہوں۔ کہ یہ بھی مقدر ہے۔ کہ اشاعت اسلام حضرت مرزا صاحب ہی کے علم کلام سے ہو۔ اور اسی لئے اس لئے اس مجدد کا خاص طور پر احادیث میں ذکر کیا گیا۔ اور اس کے ماننے کے لئے سخت تاکید کی گئی۔ کیونکہ وہ علوم اور وہ علم کلام جو اس مجدد کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو عطا کیا ہے۔ وہ آج دوسری جگہ مفقود ہے۔ پرانے فلسفہ اور نئے فلسفہ والوں اور پرانے متعصب اور تنگ خیال ملاؤں اور نئے آزاد خیال فلسفیوں میں جو افراط و تفریط ہے۔ وہ جس خوبصورتی سے حضرت مرزا صاحب نے دور کرکے اعتدال کی راہ قائم کی ہے۔ بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اس اعتدال کی راہ کو دکھا کر اسلام کا اصلی اور حقیقی چہرہ دنیا کو دکھایا ہے۔ وہ آپ کا ایسا کارنامہ ہے کہ جو آپ کو امام زمانہ کی کرسی پر زبردستی بٹھا دیتا ہے۔ میرے مخاطب ضدی اور متعصب اور تنگ خیالیوں کے مجسمے نہیں ہیں بلکہ حق پرست اور منصف مزاج لوگ ہیں۔

اشاعت اسلام کیلئے اس سے بڑھکر ضرورت

پھر اشاعت اسلام کے لئے جو سب سے بڑھکر ضرورت ہے۔ وہ ہے ایثار اور قربانی۔ جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت سے بیعت کے عہد میں لیا۔ جب اپنی جماعت کے ہر ایک فرد سے یہ اقرار [illegible] کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"۔ جبتک یہ اقرار نہ ہو [illegible] اشاعت اسلام کا دعوےٰ صرف ایک منہ کی بات ہے۔ جسکا ظہور معلوم۔ جب تک نہ [illegible] اور قربانی نہیں۔ تو اشاعت ایک بے معنی بات ہے الغرض اشاعت اسلام ہی کی راہ ہے جو اسلام کی ترقی کی حقیقی راہ ہے۔ جسکو حضرت مرزا صاحب نے خود خدا سے خبر پاکر اب سے بہت پہلے مسلمانوں کو بتایا تھا۔ مگر چونکہ یہ راہ مشکل اور عمل اور قربانی اور صبر کے ساتھ کام کرنے کو چاہتی تھی۔ اور اسکا نتیجہ گو یقینی تھا۔ مگر دیر میں نکلتا تھا۔ اس لئے انسان جو عجلت پسند واقع ہوا ہے۔ وہ اتنے صبر کی برداشت نہ کرسکتا تھا۔ اور مسلمان جو پکی پکائی کھانے کے عادی ہیں وہ عمل کے میدان میں آنے سے گھبراتے تھے۔ اس لئے اس خیرخواہ کیطرف کان نہ دھرا۔ کیونکہ مذہب کی راہ خار دار اور دلچسپی سے خالی تھی انہیں سیاسی راستوں میں زیادہ مزہ نظر آیا۔ جس میں امید تھی۔ کہ بہت جلد دنیوی ترقی نصیب ہوگی۔

سیاسیات کی غرض

گہری نظر سے دیکھو تو سیاسی پہلو کی طرف عام توجہ اور میلان وہی دنیا کی ترقی اور مادی معراج کی تڑپ ہے جو مذہب کے پردہ میں اپنی جھلک دکھاتی ہے!

ممکن ہیں بعض قلوب اس سے خالی ہوں - مگر کثرت اسی طرف تھی - لیکن قدرت خداوندی کا نظارہ کیا عجیب ہے - کہ مسلمان جس طرف جاتے ہیں - ناکامی اپنا بھیانک چہرہ دکھاتی ہے - جس سے معلوم ہوا - کہ مشیت الٰہی یہ نہیں - اور آخر اسی طرف آ رہے ہیں - کہ اشاعت اسلام اور دین کیطرف توجہ ہی مسلمانوں کی حالت سنوارے گی - ؎

آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از ہزار رسوائی

پس وہ جو مسلمانوں کی زبانوں سے مختلف لیڈروں کی جے نکلیں - وہ خواہ کتنی ہی جوش سے نکلی ہوں - لیکن واقعات نے انہیں حقیقت سے خالی ثابت کیا - کیونکہ مسلمانوں کا پاؤں کسی ترقی کی راہ پر نہیں پڑا -

حقیقی "جے"

پس "جے" اسی کی سچی ہے - جس کی راہ پر مسلمانوں کا قدم ایسا پڑے - جو ان کی حالت کو بہتر اور محکم تر کردے اور وہ غلام احمد کی بتائی ہوئی راہ ہے - اور جس کے واسطے خود خدا نے اسے الہام کیا تھا کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارۂ بلند محکم تر افتاد" پس چاہئے - کہ مسلمان اس کی طرف توجہ کریں اور اپنے پچھلے تجربہ کو مشعل راہ بنا کر ضد کو چھوڑ دیں - کون مسلمان ہے - جو دین کو دنیا پر مقدم کرنا نہیں چاہتا کون مسلمان ہے جو اشاعت اسلام نہیں چاہتا - پس تمام جھگڑوں کو چھوڑ کے یہ دیکھو کہ بلانے والا کس رستہ پر بلا رہا ہے - وہ صحیح راہ اسلام کی ترقی کی ہے - یا نہیں؟ اسی فعل سے اس داعی کی نیک نیتی اور صداقت اسلام کی خیر خواہی اور خدمت کا فیصلہ ہو جاتا ہے - ادھر ادھر کی باتوں میں پڑھ کر وقت اور دماغ کو ضائع نہ کرو - بلکہ اس ایک محکم تر اصول کو پیش نظر رکھو - کیا ایک مخرب اسلام اور دشمن دین کذاب یا غلطی خوردہ اس رستے کی طرف بلا سکتا ہے - جو اسلام کی ترقی کی سچی راہ ہے - اور اس کی صداقت کے لئے واقعات زمانہ بھی آخر کار گواہی دے - افسوس کہ مسلمانوں کی ترقی کی یہی اکیلی راہ ہے! جس نے پہلے ہی سے اس امر کے لئے مسلمانوں کو خبردار کیا تھا جس کیطرف انسانی دماغ اس وقت توجہ کرنا بھی نہیں چاہتے تھے - کیا اس کا علم خدا کا دیا ہوا علم نہ تھا - اور جس نے آخر کار صحیح ثابت ہو کر اپنے منجانب اللہ ہونے پر مہر لگا دی پس حقیقی "جے" وہی ہے - جو خدا کے حکم سے آسمان پر بلائی گئی - اور جسکا ظہور واقعات زمانہ کی شکل میں ہوا - ہو رہا ہے - اور انشاء اللہ ہو گا - کیونکہ وہ زمینی جے کی طرح خالی ہوا میں ضائع نہیں چلی گئی - بلکہ جو آسمان پر فیصلہ ہو چکا - وہ زمین پر واقع ہونا ضروری ہے - پس مبارک ہے وہ جو وہی جے بلاتا ہے - جو آسمان پر بلائی گئی کیونکہ اس میں حقیقت ہے - اس لئے میں تمام مسلمانوں کو اسی کے کہنے کی ترغیب دونگا اور خود بھی یہی کہونگا - کہ

"غلام احمد کی جے"

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

از قلم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دین
بر پریشاں حالئے اسلام و قحط المسلمین

مغرب کیجانب سے جو دلخراش آوازیں اسلام کی تباہی اور مسلمانوں کو صفحۂ دنیا سے مٹانے کی آ رہی ہیں - وہ ابھی کم نہیں ہوئیں - کہ ہماری شومئے اعمال سے دوسری شکل اختیار کر لی - ع

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

چپکے خفیہ خفیہ ہمارے برادران وطن نے ہمکو غافل اور گھر کے تنازعوں میں گرفتار پا کر ہمارے خانۂ اسلام میں نقب لگا لی شروع کی - اور ہمارے کانوں میں یہ خبریں پہنچنے لگیں - کہ ساڑھے چار لاکھ کلمہ گو برادران اسلام سے مرتد ہونے والے ہیں - اب اس امر سے آگاہی پا کر کونسا ایسا دل ہے - کہ جس کے گوشہ میں ذرا محبت اسلامی موجود ہو وہ چاک چاک نہ ہو جاوے - برادران اسلام کا فرض ہے کہ اب پہلے اپنے گھر کی خبر لیں - سوراج حاصل کرنی تھی لیکن وہ تو جب ملیگا دیکھا جاویگا - فی الحال تو خدا تعالیٰ نے جو اپنے گھر کا محافظ تھا - ہمارے اعمال بد کو نظر انداز کر کے اپنے پاک گھر کے لئے غیرت دکھائی اور ایسے سامان پیدا کر دیئے جو اپنے اندر اعجاز کا رنگ رکھتے ہیں - اور خلافت کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلمانوں کو اس کے لئے کسی کا زیر بار احسان نہیں ہونے دیا - اب ضرورت یہ ہے کہ مسلمان غور کریں - کہ وہ سوراج جس سے وہ خلافت حاصل کرنا چاہتے تھے - کیا انہی لوگوں کا حاصل ہو گا - جو ہماری ساری کی ساری جماعت کو ہڑپ کرنے کے درپے ہیں -

خدارا ذرا ہوش سنبھالو اور اپنے گھر کی خبر لو ؎
تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

اے برادران ساڑھے چار لاکھ کلمہ گو تو ایک دم سامنے نظر سوراج ہو رہا ہے - ان کو تو بچاؤ اور اشاعت اسلام کے کام کو جس سے کہ غافل پڑے سو رہے تھے سنبھالو - اٹھو اور اپنے بھائیوں کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرو - بُری رسموں بُرے عقاید - بُرے اعمال سے بچاؤ - اور سچے مسلمان بناؤ - اور دیکھو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم ضرور اس میں کامیاب ہو جاؤ گے - حضرت مجدد زمان کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہوا ہے - کہ غافل مسلمان پھر اسلام کو سمجھیں گے ؎

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اے سرفروشان خلافت اب ذرا ایک نظر اپنے گھر کی جانب بھی کرو - کہیں سپین کیطرح یہاں سے بھی آپ اور آپ کی ذریت ایکہزار سال تک آباد رہ کر ع

دست بدست دگرے پا بدست دگرے

نکال باہر نہ کیجاوے - خواب غفلت کو چھوڑو اور ادھر متوجہ ہو - وہ جن کا مذہب بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا تھا - اور وہ جن کو ہمالیہ پہاڑ پار کی دنیا کی خبر نہ تھی اور شودروں کے کانوں میں اگر وید سن پاویں سکہ پگھلا کر ڈالا کرتے تھے آج رحمۃ للعالمین کے تذلیل ساتھ دو چار ہو رہے ہیں کیوں اس لئے کہ تم نے اسلام کو چھوڑ دیا - تم قرآن سے ناواقف ہو گئے - تم اسوۂ سرور دوجہان علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام سے دور جا پڑے - ؎

اب دو سروں سے جنگ کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بنکے محل سزا ہوئے

پس اٹھو اور اس راہ پر قدم مارو - جس پر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چلکر ہم کو دکھایا یعنے اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہو جاؤ - پھر اس طریق پر چلو - جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے چلکر ایک پچاس سال کے عرصہ میں اسلام کو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا دیا یعنے اپنے اندر جذبۂ اسلام پیدا کرو - کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آج بھی اس زمانہ کے مجدد کے ذریعہ اسلام کی کامیابی کے لئے وہی پرانا آزمودہ نسخہ تجویز کیا ہے -

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

پس اپنے مال کو اور جان کو اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دو وہ جو ہندوستان میں کام کر سکتے ہیں - یہاں مصروف ہو جائیں - اور جو بیرونی ممالک میں جا سکتے ہیں - وہاں کے لئے تیاری کریں - لیکن یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ روحانیت کا کام باقی سارے دنیاوی کاموں کی طرح ہو سکیگا اس کے لئے ضرورت ہے - کہ انسان بے نفسی کے اعلےٰ مقام پر اپنے کو کھڑا کرے - ہر ایک قسم کی نمود اور ریا کاری سے پاک ہو جاوے - اور اپنے اعمال سے حقیقی نمونہ مسلم کا جو صحابہ کرام کی زندگیوں میں نظر آتا ہے - دنیا کے سامنے پیش کرے - اور جو کام ہو ایک جماعت کے رنگ میں ہو شخصیت یا انانیات کا اس میں کوئی دخل نہ ہو - [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح اپنی گردن کو بکلی اسلام کی خاطر ذبح کرنے کے لئے پیش کر دے - جو حکم جماعت مسلمین کا جو اس کام کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے - وہ خواہ اپنی خواہشات کے کتنا ہی مخالف ہو اس پر عمل پیرا ہو - کیونکہ امرھم شوریٰ بینھم ہم سے جو بھی چاہتا ہے -

پس اے دردمندان - اٹھو اور اپنے دل کی شمع کو اسلام کی نورانی چنگاری سے روشن کرو - اور جو تمہارے بھائی ابھی اس نور سے ناواقف ہیں - ان کو اس سے منور کرو لیکن پھر میں عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ ہو نہایت متانت اور انتظام سے ہو - اور جب تک استحکام تمہارے کام میں نہ ہوگا اس کام کا بھی حشر وہی ہو گا - جو ہجرت جیسی پاک تحریک کا ہوا جو کچھ کرنا ہو کسی نظام کے ماتحت نہایت بے نفسی استقلال اور محبت سے کرو - ورنہ یاد رکھو کہ خدا کا کام ہے - ہو کر رہیگا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم -

ہمارے مطالعہ کی میز

یونان کی خودکشی کا دردانگیز فسانہ

وزرائے یونان کا مقتل

ڈیلی اکسپریس نے اپنے ایک ایتھنز کے نامہ نگار کا ایک بیان شائع کیا ہے - جو یونان کی وحشت و بربریت کا ایک مکمل نمونہ ہے جس میں اس نے یونان کے ان بدقسمت جنگ آزما وزرا کے قتل کا نقشہ پیش کیا ہے - جس کو دیکھکر انسانیت اور تہذیب کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں - اور یونان کی بہیمیت و درندگی کا پورا خاکہ نظروں کے سامنے آ جاتا ہے - اس کو دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے - کہ تاریخ اپنے بیشمار اوراق میں بھی اس قسم کے ظلم . . . . کا نقشہ پیش کرنے سے عاجز ہے - اس میں سب سے زیادہ دردانگیز واقعہ موسیو گوناریس کا ہے - جو غریب ضعف و اضمحلال کے باعث اپنے پیروں سے کھڑا ہو کر گولیوں کا آماجگاہ نہیں بن سکتا تھا - اسکو مقتولوں کے پشتہ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہونا پڑا اور گولیوں کا نشانہ بننا پڑا -

اخبار مذکور لکھتا ہے - کہ چونکہ یونان میں اخبارات و صحائف پر آج کل سنسر کی زبردست حکومت ہے - اس لئے یونان کے وزرا کی داستان قتل ہمیں تار کے ذریعہ سے نہ مل سکی بلکہ ہمارے نامہ نگار نے اسکو بذریعہ مکتوب لندن بھیجا -

مراسلہ مذکور میں لکھا ہے کہ ایک شخص اس گاڑی میں قبل مارنے کے مر گیا - جو اسے مقتل میں گولیوں کا نشانہ بننے کے لئے لیجا رہی تھی - موسیو گوناریس جو یورپ کی تاریخ جدید کا ایک شہرہ آفاق یونانی وزیر تھا - جب وہ ضعف و اضمحلال کے باعث گولیاں کھانے کے لئے کھڑا نہ ہو سکا - تو اسے کشتوں سے ٹیک لگا کر ان قاتلوں کے سامنے کھڑا ہونا پڑا - جو اسکو اور اس کے دیگر رفقا کو موت کا پیالہ پلانے اور ہمیشہ کی نیند سلانے آئے تھے - اس مردہ شخص کو موسیو گوناریس کے پہلو میں دیا گیا - تاکہ وہ بھی موت کے بعد گولیوں کا مزا چکھ لے - اور اس کو مرنے کے بعد گولیوں کا نشانہ بنایا گیا -

مظلوموں کی ایک صف قائم کی گئی - جس میں سے زیادہ نیم جان ایک بیجان تھا - جب یہ خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقتل ہر طرح آراستہ ہو گیا تو ان سب پر گولیاں برسائی گئیں اور ہمیشہ کے لئے ان کے وجود سے دنیا پاک ہو گئی -

قتل کرنے کے بعد نعشوں کو قبرستان میں ڈالدیا گیا - اور ان کے اقربا کو پورے چار گھنٹہ کے بعد ٹیلیفون کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی - کہ آؤ اپنے عزیزوں کا لاشہ بے گور و کفن دیکھ لو - اور کل آدھ گھنٹہ دفن کرنے کی فرصت دی گئی - ظالموں نے ان مقتولوں کی بیویوں کو بھی اطلاع نہ دی جن کی قسمت میں اب صرف یہ رہ گیا تھا - کہ اپنے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے والے شوہروں پر ماتم کرتیں - اور اپنے سہاگ کے چھن جانے پر سوگوار ہوتیں -

اسی اثنا میں سفراء خارجیہ کے کسی رکن کا گذر ان مقتولوں کے قبرستان کی طرف سے ہوا تو اسکو ایک بچہ نظر پڑا جو کوئی لپٹی ہوئی چیز اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا - بچہ نے شخص مذکور سے پوچھا کیا تم اسکو خریدتے ہو؟ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ یونان کے سابق وزیر اعظم موسیو ستراتوس کا کاسہ سر تھا - جسکو گولیون

نے اب فروخت ہونے کے لئے موسیو مظلوم سے جدا کر دیا تھا۔

ڈیلی اکسپرس نے بلاسیتراس کی تصویر بھی دی ہے۔ جو آجکل باغیوں کا سرخیل ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "یہ تصویر ہے" (فتی العرب)

رسیدات زر

برائے مسجد برلن از جماعت لائل پور

شیخ محمد الدین صاحب سوداگر چرم لائل پور — صہ ر
حاجی مبارک دین صاحب چکی گھر ،، — عـہ
آغا یوسف علی صاحب اسسٹنٹ باٹونسٹ زراعتی کالج — عـہ
قاضی فضل قادر صاحب زراعتی کالج ،، — عـہ
میاں علی جان ملازم کارخانہ شیخاں ،، — ۶ار
منشی عبداللطیف صاحب ،، ،، — ۶ار
میاں غلام نبی صاحب ،، ،، — ۶ار
ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ — عـہ
شیخ نور محمد صاحب ای۔اے سی لائل پور — عـہ
سید کفت بیدار شاہ صاحب ،، — عـہ
رائے شیر محمد خانصاحب پی۔ایس سی جھنگ — عـہ
میاں محمد بخش صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس جھنگ — للعہ ر
شیخ محمد اسماعیل صاحب مالک کارخانہ فلور ملز — مار
اہلیہ صاحبہ ،، ،، — عـہ
شیخ مولا بخش صاحب ،، ،، — مار
اہلیہ صاحبہ ،، ،، — عـہ
شیخ میاں محمد صاحب مالک کارخانہ فلور ملز — مار
اہلیہ صاحبہ ،، — عـہ
شیخ نذر محمد صاحب خزانچی کارخانہ شیخاں — عـہ
میاں احمد الدین صاحب ملازم ،، ،، — صہ ر
خواجہ غلام حسین صاحب وکیل — عـہ
شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی غلہ منڈی — عـہ
،، الٰہی بخش صاحب عرائض نویس — ہلے
آغا صفدر علی صاحب سب انسپکٹر پولیس لائل پور — صہ ر
مولوی غلام باری صاحب وکیل — عـہ
خانصاحب میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس — مار
چوہدری محمد غوث صاحب سب انسپکٹر پولیس — عـہ
بابو محمد عبدالغنی صاحب آڈیٹسٹ زراعتی کالج — عہ ر
سید عبداللہ شاہ صاحب اگریکلچرل اسسٹنٹ — ۶ار
چوہدری محمد اکبر صاحب ،، — صہ ر
منشی غلام حسین صاحب گلزار مدرس چک ۱۴۳ جھنگ برانچ — عہ ر
،، کریم بخش صاحب ہیڈ ماسٹر ،، — ۶ار
ماسٹر نور حسین صاحب سکینڈ ہیڈ ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ — عہ ر
میاں خیر الدین صاحب مہدی آباد — ۶ار
ماسٹر محمد اسماعیل صاحب — ۶ار
بابو عبدالرحمٰن صاحب سگنیلر بنگلہ ٹاؤن — عہ ر
چوہدری نواب الدین صاحب چک ۱۴۷ جھنگ برانچ — ۶ار
اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد عبداللہ صاحب — ۶ار
چوہدری محمد عبداللہ صاحب نمبردار — عـہ
سلطان علی اگریکلچرل اسسٹنٹ — عـہ
اہلیہ سلطان علی صاحب ،، — صہ ر

میزان ۹۳۳ لعہ

فہرست چندہ ماہوار جماعت لائل پور

شیخ محمد اسماعیل صاحب کارخانہ فلور ملز اکتوبر نومبر — سہ
شیخ مولا بخش صاحب ،، ،، ،، — سہ
،، میاں محمد صاحب ،، ،، ،، — سہ
،، نذر محمد صاحب خزانچی ،، ،، — للعہ
،، محمد حسین صاحب منیجر کارخانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ — ۱۲

مرزا محمد اکبر صاحب طالب علم زراعتی کالج ،، ،، — ۱۲ ر
شیخ مولا بخش صاحب کالونی ہوس ،، × — صہ ر
،، محمد الدین صاحب سوداگر چرم ،، × — عہ ر
قاضی فضل قادر صاحب معہ بقایا دغیرہ ،، × — عـہ
حاجی مبارک دین صاحب چکی گھر ،، ،، — لعہ
خانصاحب میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس — عـہ

میاں غلام شبیر صاحب طالب علم کالج
ملک الٰہی بخش صاحب اگریکلچرل اسسٹنٹ — للعہ
سلطان علی صاحب ،، — عـہ

میزان کل ۱۱۱ سہ چندہ ماہوار

تازہ خبریں

ہندوستان

جامعہ اسلامیہ میں ڈاکٹر پی سی رائے کا لیکچر

علی گڑھ ۲۷ جنوری۔ جو حضرات قومی تعلیم سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ امر باعث مسرت ہوگا کہ ڈاکٹر پی سی رائے بنگال کے مشہور سائنسدان اور محب وطن از راہ کرم اسبات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ نیشنل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی تقسیم اسناد کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۱۰۔ فروری کو بروز چہارشنبہ لیکچر دیں۔ جناب ڈاکٹر ڈا رے کی زبردست شخصیت اور آپ کے تبحر علم سے ہر شخص واقف ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی موجودگی بہت لوگوں کو علی گڑھ کھینچ لائیگی۔

تاجدار افغانستان کی بیدار مغزی اور رعایا پروری

پشاور ۲۷ جنوری۔ افغان کورٹ کے جلال آباد منتقل ہونے سے مشرقی افغانستان کے باشندوں کو بھی موقعہ ملگیا ہے۔ کہ وہ اپنے فرمانروا کی اول مرتبہ زیارت کر سکیں۔ تاجر اور عوام جوق در جوق خاک پاک جلال آباد کی زیارت کے لئے کشاں کشاں چلے جا رہے ہیں۔ امیر صاحب کی شخصیت اور کورٹ کی کارروائیوں سے بہت کچھ دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ تاجدار افغانستان کے سادہ لباس اور سلطنت میں انہماک اور حکام کی اصلاح کے لئے کوشش سے عوام بیحد متاثر ہیں۔ ایک عام اطلاع یہ بھی ہے کہ حضور تاجدار افغانستان بنفس نفیس ایک معمولی مسافر کا بھیس بدلکر ایک کرایہ کے تانگہ میں سوار ہو کر کابل تشریف لے گئے تاکہ حضور یہ معلوم کر سکیں کہ آپ کی عدم موجودگی میں کابل کی کیا حالت ہے۔ حکام کس طرح اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اور رعایا کس حال میں ہے؟ تانگہ والے اور امیر صاحب میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ لیکن تانگہ والے کو کہا گیا کہ وہ گورنمنٹ ہوس کی طرف چلے تو وہ خاموش ہوا۔ حضور نے گورنر کی معیت میں سلطنت کے مختلف معاملات طے فرمائے۔ اس کے بعد امیر صاحب نعمان واپس تشریف لائے۔

اطالوی سفیر متعینہ کابل کی ہندوستان میں آمد

پشاور ۲۷ جنوری۔ اطالوی سفیر متعینہ کابل پرائیویٹ طور پر ہندوستان آیا ہوا ہے۔

کنٹونمنٹ مجسٹریٹ پونا کا فیصلہ

پونا ۲۷ جنوری۔ مسٹر اے ہمی تھارن کنٹونمنٹ مجسٹریٹ نے ایک مقدمہ میں احکام جاری کئے ہیں جن میں ششم انڈین سپاہ کور کے ۱۰۔ آدمیوں کے خلاف گذشتہ ۲۹۔ دسمبر کو پتھر پھینکنے اور بلوہ کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ شہادتوں کی کارروائی ختم کرنے کے اور ان پر نظر ثانی کرنے کے بعد مجسٹریٹ نے بیان کیا۔ کہ صوبیدار بابا صاحب بیرن جی اور اسسٹنٹ سرجن ونڈمر کی شہادتوں سے ملزموں کے خلاف کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا۔ اس نے بیان کیا کہ مجھے اسبات کا بھی لحاظ رکھنا ہے کہ پولیس کے ۱۰۔ آدمیوں نے بلوہ میں حصہ لیا۔ ان میں سے دس آدمیوں پر کوئی الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ وہ گارڈ ڈیوٹی پر تھے۔ اپنا فیصلہ دیتے ہوئے مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ مجھے افسوس آتا ہے کہ اگرچہ خطرناک بلوہ وقوع پذیر ہوا تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ان میں سے ایک شخص بھی قابل گرفت نہیں۔ میں تمام ملزموں کو بری کرتا ہوں۔

برہما کے وزرا کا تقرر

رنگون ۲۸ جنوری۔ [illegible] ماؤنگ گئی بیرسٹر ایٹ لا اور یو ماؤنگ گئی ایم اے کو وزیر مقرر کیا ہے

ایک قیدی رہا نہ ہوگا

کلکتہ ۲۸ جنوری۔ ہز اکسلنسی سر ولیم میرس نے لیجسلیٹو کونسل میں تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ایک قیدی رہا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے قتل و خونریزی کے متعلق اشتعال دلایا تھا۔

ہسپتال وارڈ سے سات قیدی فرار ہو گئے

رنگون ۲۹ جنوری۔ ہسپتال وارڈ سے سات قیدی فرار ہو گئے۔ تاحال ان میں سے ایک بھی گرفتار نہیں ہوا۔

مسٹر داس اور حکیم اجمل خاں کے اعزاز میں دعوت

بمبئی ۲۹ جنوری۔ بمبئی نیشنل یونین نے اتوار کی شام کو مسٹر داس حکیم اجمل خان اور دیگر سیاسی لیڈروں کے اعزاز میں دعوت دی۔ جو بمبئی میں جدید کانگرس پارٹی کے مقاصد کی ترقی کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دعوت کا انتظام سردار گریا میں کیا گیا تھا۔ جہاں ہندوؤں کے لئے کھانا تیار ہوتا ہے تقریباً پچاس اصحاب جو تمام جماعتوں اور مذہبوں کی نمائندگی کرتے تھے ایک ہی فرش پر نباتاتی غذا کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ اس وقت یگانگت اور برادری کا جذبہ اپنے اوج کمال پر تھا۔ دکن اور مدراس کے پکے برہمن باوجود اپنے مذہبی اور معاشرتی اختلاف کے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

وزیر ہند پر اظہار بے اطمینانی

دہلی ۲۹ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مجلس آئین کے تقریباً بیس ممبروں نے چیمبر کا نوٹس دیدیا ہے جس کی غرض یہ ہے۔ کہ وزیر ہند کے مکتوب مورخہ ۲۲۔ نومبر پر مجلس آئین کی نہایت بے اطمینانی کا اظہار کیا جائے۔

ایک روزانہ اخبار کے ایڈیٹر اور پرنٹر کو سزا

رنگون ۲۹ جنوری۔ برہما کے ایک روزانہ اخبار کے ایڈیٹر اور پرنٹر پر بالترتیب ایک سو اور پچاس روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مضامین کے ذریعہ آزادانہ طور پر حق رائے دہندگی میں مداخلت کی تھی۔

محکمہ آبکاری امرتسر کا زبردست حملہ

امرتسر ۲۹ جنوری۔ محکمہ آبکاری امرتسر نے ضلع امرتسر کے ایک گاؤں پر زبردست حملہ کیا۔ اور چھ جگہوں کا پتہ لگا لیا۔ جہاں بغیر اجازت شراب تیار ہوتا تھا۔

لاہور میں گیارہ گرفتاریاں

کچھ دنوں سے رائلنڈیر شہر کے مختلف حصوں میں جلسے منعقد کر کے پبلک میں لارنس کے بت کو اٹھائے جانے کا پرچار کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حویلی نکابن اور لنگے منڈی میں رات کو جلسے ہوئے۔ دیگر اطلاعات کے مطابق معلوم ہوا کہ ان دونوں جلسوں میں رائے صاحب صوفی لچھمن پرشاد مع اپنے حواریوں کے موجود تھے۔ اور ان جلسوں کو ناکام بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس طرح انہوں نے ایک تقریر بھی کی۔ رائے صاحب اور پبلک میں ایک خاص انس ہے جس کا کئی دفعہ دونوں پارٹیوں کو سبق مل چکا ہے۔ اسی باعث اس موقعہ پر بھی رائے صاحب اور لوگوں میں راز و نیاز ہوا۔ اور رائے صاحب کو واٹر ورکس میں پناہ لینی پڑی۔

۲۹ کی رات کو جلسہ وزیر خان کے چوک میں تھا۔ حسب معمول کارروائی ہو رہی تھی کہ بہت سی پولیس نمودار ہوئی۔ لوگوں میں کچھ شور سا ہوا جو جلدی خاموش ہو گیا۔ پولیس افسر نے بتایا کہ صوفی لچھمن پرشاد نے بلوے کی رپورٹ کی ہے۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی شناخت مطلوب ہے اسلئے واضح کیا جاتا ہے کہ حاضرین اپنی پگڑیاں اتار دیں۔ اور پبلک میں مل جاویں تاکہ شناخت پر اعتراض نہ رہے۔ لالہ امیر چند نے مختصر تقریر لارنس کے بت کے متعلق کی اور سول نافرمانی جاری کرنے کا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ہم لارنس کے بت کی بےعزتی نہیں کرنا چاہتے بلکہ بےعزتی تو اس بت سے ہر خوددار پنجابی کی ہو رہی ہے۔ پرچار کے بعد لالہ صاحب نے خود پگڑی اتارنے اور والنٹیروں کو بھی ہدایت دیتے ہوئے انکار کیا۔ اسی حالت میں ایک مجسٹریٹ اور پولیس کے دو افسروں نے چند آدمیوں کو شناخت کیا۔ شناخت کرنے والوں میں رائے صاحب صوفی لچھمن پرشاد بھی تھے۔ پولیس افسر نے ضمانت پر چھوڑنے کا اظہار کیا مگر ان سب نے انکار کیا۔ حسب ذیل اصحاب کو حوالات میں لیا گیا۔ پانڈت منشی رام روپ چند۔ جگن ناتھ۔ میلا رام۔ چوہدری گپت رائے۔ ملک راج۔ تیر تھ رام وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین کرام

کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اخبار کے چندہ ارسال کرتے وقت کوپن پر اپنا خریداری نمبر درج کر دیا کریں۔ اور ہر وقت خط وکتابت میں بھی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

(مینیجر)

جدید تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نو مسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ وسنی و مرزائیہ کا نزول علی الترتیب مکالمات موجودہ ہندو مسلم اتحاد و حقیقی اختلافات باہمی پر تنقیدی نظر حدیث افترقت سبعون فی النار و واحد فی الجنۃ یعنی بہتر آگ میں جائینگے۔ اور ایک جنت میں اور یہی جماعت کی تشریح بشبھات ایمان پر بحث اپنے عقاید کا اظہار نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث۔ نزول و وفات مسیح پر روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث جدید الخیال احباب قادیان کی نبوت پر مختصر جرح قدح جناب بہاء اللہ کی نبوت اور جدید الخیال احباب قادیان کی نبوت مختصرہ کا مقابلہ و نیا میں ضرورت نبوت۔ اخیر میں ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ الغرض کتاب موصوفہ بہت سی مذہبی معلومات کا بے بہا ذخیرہ ہے جس سے بہت سے مسایل حل ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں اور اس سیاسی تصادم کے وقت جمیع مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر کام کرنیکے لئے تیار کریگی۔ اس کتاب میں علماء دین کی خدمت میں بھی مودبانہ التماس کی گئی ہے کہ وہ آئے دن کی فرقہ وار تنازعات و منافشات کو دور کرنیکی کوشش فرمائیں کیونکہ اس سے مسلم قوم کو سخت نقصان پہنچا ہے قیمت بلا جلد ۱۲؍ مجلد ۱؍

سلک مروارید یہ اُن دس بڑے معرکتہ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۰ء تک انگریزی بائبل میں مختلف مقامات پر دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنیکے لئے مختلف موضوع کے ماتحت "اسلام" پر دیئے۔ اور جسے مسلم بک سوسائٹی نے کمال محنت و جانفشانی سے ترجمہ کرا کر شائع کیا۔ یہ دس چوٹی کے لیکچر دراصل بہت سی علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے قریباً تمام اہم مسایل حل ہو جاتے ہیں ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے تمام ادیان باطلہ کی تردید کیلئے اس میں کافی مصالحہ موجود ہے اور جن مسلم احباب کو مخالفین و دشمنان اسلام سے واسطہ پڑتا ہے ان کے پاس اس بیش بہا کتاب کا ایک نسخہ ہونا از بس مفید ہے عیسائیت کی تردید کیلئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ ضخامت ۱۵۸ صفحات قیمت بلا جلد ۱؍ مجلد ۱؍

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل نمبر ۔۔۔ لاہور

اسرار شریعت

دیر سے اردو زبان میں ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جس میں شریعت اسلام کے جملہ احکام اور مسائل کی فلاسفی بیان کی گئی ہو۔ اور مخالفین اسلام شریعت اسلام اور احکام قرآن کریم پر جو اعتراض کرتے ہیں عقلی اور فلسفی رنگ میں ان کا جواب دیا گیا ہو۔ اس کتاب نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مسلمان جن کو اپنے دین سے پوری واقفیت نہیں ہوتی اور نہ ہی علوم عقلیہ یا فلسفہ وغیرہ سے واقف ہوتے ہیں۔ آریہ عیسائی۔ دہریہ وغیرہ کے اعتراضوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور بعض ان سے متاثر ہو کر احکام شریعت کا ہی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ یا طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے تمام اصحاب کو جنہیں اسلام کے کسی مسئلہ پر کوئی شک یا شبہ ہو۔ اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ اور دوسرے تمام مسلمانوں کو بھی ازدیاد علم و یقین کے لئے اسے پڑھنا چاہئے کوئی اسلامی کتب خانہ اس کتاب سے خالی نہیں ہونا چاہئے۔ تقریباً ایک ہزار صفحات کی تین جلدوں میں یہ کتاب مشتمل ہے جس میں ایک ہزار مسائل پر عقلی اور فلسفی رنگ میں بحث کی گئی ہے تاکہ ہر ایک مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ ہم نے قیمت اور بھی کم کر دی ہے پہلی جلد ۳۲۴ صفحات قیمت ۱۲؍ دوسری جلد ۳۴۰ صفحات قیمت ۱۲؍ تیسری جلد ۳۰۰ صفحات قیمت ۱۲؍ تینوں جلد کی یکجا قیمت ۲؍ مجلد ۲؍ محصولڈاک ۸؍ اسکے علاوہ۔ تمام درخواستیں بنام مہتمم تصنیفات دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں مفصل فہرست کتب دو پیسہ کا ٹکٹ آنے پر مفت۔

اخبار پیغامِ صلح لاہور

ہفتہ میں دو بار۔ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

جلد ۱۱ — نمبر ۷۲

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار ، مورخہ ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۴ فروری سنہ ۱۹۲۳ء

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء

گذشتہ سے پیوستہ

ماننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا .... ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرۃ ع ۱۳)

اسلام نے اعلیٰ درجہ کی توحید سکھائی

اسلام نے جہانتک اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلقات کا سوال ہے۔ ایسی اعلیٰ درجہ کی توحید قائم کر دی ہے۔ کہ کسی دوسرے کے لئے پہلو اب قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ ان میں خالص توحید نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ایک نہ ایک شرک پایا جاتا ہے۔ اسلام نے تمام قسم کے شرک قطعاً مٹا دئے۔ اور خالص توحید الٰہی کو قائم کیا۔ اب اس سے اوپر کوئی ترقی کر سکتا ہی نہیں۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ چونکہ دنیا ترقی کرتی رہتی ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ مذاہب میں بھی ترقی ہو۔ اور اس دین کے بعد ایک دوسرا اس سے بہتر دین آئے۔ یہ ایک فرضی بات ہے۔ اور اسی قسم کا خیال ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ دنیا چونکہ ترقی کرتی رہتی ہے۔ اس لئے انسان سے بڑھکر بھی کوئی مخلوق آنی چاہئے۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح سے ایک سورج روشنی دینے والا پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کی پیدایش کے وقت سے لیکر آج تک وہی سورج چلا آتا ہے۔ کوئی ترقی یا رد و بدل اس پر نہیں ہوا۔ یہی حال اسلام کا ہے اس آفتاب کے طلوع ہو جانے کے بعد اب اور کسی ترقی کی گنجائش نہیں اور نہ کوئی مذہب اس سے بڑھ کر کوئی تعلیم اپنے اندر دکھا سکتا ہے۔

تو اسلام نے جہانتک خدا سے تعلق کا سوال ہے۔ خدا تعالےٰ کی توحید اور اس کی صفات کے بیان کو اس کمال تک پہنچایا ہے۔ کہ جس کے بعد اور ترقی ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح جہانتک انسانوں کے باہمی تعلقات کا سوال ہے اس کو بھی اپنے پورے کمال پر پہنچایا ہے۔

مذہب کا اصل الاصول

مذہب کا اصل کام کیا ہے۔ یہ کہ انسان کا قدم نیکی اور راستبازی کی طرف اٹھے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ نیکوں اور راستبازوں سے پہلا تعلق ہو۔ تو اسلام نے اسبات کو کمال تک پہنچایا ہے۔ کہ جتنے نیکی اور راستبازی کے معلم تھے تمام کو اس نے منوا دیا۔ ان تمام کے اوپر ایمان لانے کو اصول اسلام کے اندر رکھکر انسان کے دل میں ایک بہت بڑی وسعت پیدا کر دی تاکہ وہ ان سب سے نیکی کو لینے کے لئے تیار رہے۔ ایک مسلمان نہ عیسےٰ کی تحقیر کرتا ہے۔ نہ موسےٰ کی اور نہ کرشن اور رامچندر یا زرتشت اور کنفیوشس کی جتنے راستباز کسی قوم کے اندر آئے ان سب پر ایمان لانا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے تھے۔ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھنا اس کے ایمانیات میں داخل ہے۔ پس جب وہ انکو خدا کی طرف سے مانتا ہے تو ان سے ہر ایک نیکی کا سبق لینے کے لئے بھی وہ تیار رہتا ہے۔ لیکن دوسرے مذاہب میں یہ نہیں۔

اسلام کا دوسرے مذاہب سے مقابلہ

ہم کہتے ہیں ایک ہندو کو مسلمان کیوں کیا جاتا ہے۔ کیا جسطرح سے ہندو محض اپنی قومیت کو بڑھانے کے لئے اب دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ ایسا ہی حال مسلمانوں کا بھی ہے؟ نہیں بلکہ ہم اگر ہندو کو مسلمان کرتے ہیں۔ تو اسے کچھ دیتے ہیں۔ تمام راستبازوں پر ایمان لا کر وہ کچھ پا ہی لیتا ہے۔ کچھ کھوتا نہیں۔ لیکن اگر ایک مسلمان ہندو ہوتا ہے۔ تو وہ بجائے پانے کے کھوتا ہے۔ کیونکہ بجائے تمام راستبازوں کو ماننے کے اس نے اپنا ایمان محدود کر لیا۔ اور نیکی اور راستبازی کی بہت سی راہوں پر قدم مارنے سے وہ رہ گیا۔

ایک ہندو اگر مسلمان ہوتا ہے۔ تو صرف یہی نہیں۔ کہ وہ انہی کو خدا کی طرف سے مانتا ہے۔ جن کا خاص طور پر ذکر قرآن نے کیا ہے۔ بلکہ تمام اقوام میں نبیوں اور راستبازوں کا آنا مانتا ہے۔ اور پھر اس کے ذیل میں اور وسعت پیدا ہوتی ہے جتنا انسان کا قلب وسعت اختیار کرتا ہے نیکی اس کے اندر پیدا ہوتی جاتی ہے۔ لیکن ایک مسلمان ہندو ہو کر اس وسعت کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور ہندو قوم کے راستبازوں کے سوائے دوسروں کو نہیں مان سکتا۔ ایسا ہی ایک عیسائی مسلمان ہو جائے تو عیسےٰ پر ایمان اسے چھوڑنا نہیں پڑتا۔ بلکہ اسکو بھی وہ قائم رکھتا اور اس کے ساتھ دوسرے انبیاء اور حضرت نبی کریم صلعم پر بھی ایمان لاتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان کے عیسائی ہو جانے سے اس کو یہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے اور محض عیسےٰ پر ہی اسکا ایمان محدود ہو جاتا ہے۔

غرض اسلام کے سوائے کوئی ایسا مذہب نہیں جس سے دوسرے تمام مذاہب کے ساتھ بغض نہ پیدا ہو جائے۔ یہ ایک کمی دوسرے مذاہب میں تھی۔ جس کو اسلام نے پورا کیا۔ اسلام نے انسانوں کے باہمی تعلقات کو ایسے اعلیٰ درجہ پر رکھا ہے۔ کہ کسی دوسرے مذہب میں یہ صورت پائی نہیں جاتی۔

اب اگر سکھ مذہب اور بہائی مذہب اس کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ تو اصولاً (فروع کو فی الحال چھوڑ دو) کونسے وہ اصول ہیں۔ جو اسلام کے اندر نہیں۔ اور ان نئے مذاہب کے اندر پائے جاتے ہیں۔ کونسی وہ بات ہے جو اسلام میں نہ تھی۔ اور ان بعد میں آنے والے مذاہب نے اس کی تعلیم دی ہے۔ اسکا جواب کوئی نہیں۔

تو اسلام نے نہ صرف پہلے مذاہب کو ہی منسوخ کیا۔ بلکہ آئندہ کے لئے بھی کوئی ضرورت اس نے باقی نہیں چھوڑی۔ یا تو خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں اس کی توحید اور صفات کے متعلق کوئی ترقی ابھی باقی ہو۔ یا انسانوں کے باہمی تعلقات میں کوئی نقص کی بات رہ گئی ہو۔ تو بیشک ایک نئے مذہب کی ضرورت ہے۔ جو ان کمیوں کو پورا کرے۔ اور اگر ایسا نہیں۔ تو پھر کسی نئے مذہب کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ دعوے اس قسم کا نہیں۔ جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے کہہ دیا۔ کہ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصارٰے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوائے کوئی جنت میں نہیں جا سکتا۔ ہمکو اصولاً بتایا جائے۔ کہ کونسی بات جو اسلام نے چھوڑ دی تھی۔ ا[illegible] آئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۲۱ | مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ | نمبر ۲۷

"غلام احمد کی جے"

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم جواہر رقم سے)

(۲)

ہندو مسلم اتحاد کا سراب

مادر ہند کی بہبودی اور ترقی کے شائق اور بندے ماترم اور مختلف لوگوں کی جے بلانے والے خواہ ہندو ہوں یا مسلمان اس بات پر متفق ہیں۔ کہ جبتک ہندو اور مسلمانوں میں کامل یگانگت اور اتحاد نہ ہوگا۔ مادر ہند کی تقدیر نہ جاگے گی اور ہندوستان کبھی ترقی کے معراج پر نہیں پہنچ سکتا۔ مگر اس طرف جسقدر بھی توجہ کی گئی۔ ناکامی ہی ناکامی نظر آئی۔ مسلمانوں نے گائے کی قربانی ترک کی۔ گئو ماتا کے گن گائے۔ اس کے جلوس نکالے۔ بعض ہندوؤں کے ساتھ کھایا پیا۔ خدا کے بندے بنتے بنتے وہ بندے ماترم، کے بھی مدعی بن گئے۔ سب سے بڑھکر یہ مہاتما گاندھی کی شخصیت کے سامنے اس طرح سر جھکایا۔ کہ عقل حیران رہ گئی۔ باوجود ان کے ایک مشرک قوم میں سے ہونے کے ان کی روحانیت اور کرامت کا اس درجہ اعتراف کیا کہ ان کے فیض صحبت کے حصول کے متمنی ہوئے۔ اُن کی بزرگی اور کرامت کے قصے سنائے۔ اور سنے۔ ان کی ایسی کورانہ تقلید کی جیسے کسی نبی کی کرتے ہیں۔ اپنا قرآن و حدیث بھول گیا۔ اور اُن کی تقلید سب پر مقدم ہوگئی۔ پہلے وہ کوئی بات فرماتے تھے۔ تو پھر اس کی تصدیق کے لئے قرآن و حدیث میں اپنے مطلب کی آیتیں اور حدیثیں ڈھونڈھی جاتی تھیں۔ یا اُن کی معنی اور مفہوم کو مروڑا جاتا تھا۔ تاکہ مہاتما گاندھی کی بات تصدیق ہو۔ گویا سب پر مہاتما جی کے اقوال مقدم ہوگئے تھے۔ کیا عجیب قدرت کے کرشمے ہیں کہ ایک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا انسان اسلام کی طرف بلانے والا۔ اسلام کا شیدائی مرزا غلام احمد جب مسلمانوں کو ترقی کی راہ بتائے تو سب مسلمان اُسے کافر بنانا اپنا فرض سمجھیں۔ مگر کافر قوم کا ایک فرد جب اُٹھے تو سب اُس کے پیچھے آنکھ بند کرکے لگ جائیں۔ یہ ہے ابطال حق کا نتیجہ۔ آخیر جب گاندھی جی نے فرما دیا کہ میں غلطی پر تھا۔ تو اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ مسلمانوں نے یہ سب کچھ کیوں کیا تھا صرف اس لئے کہ ہندو قوم ہم سے خوش ہو۔ ہم سے راضی ہو۔ ہماری پشت پر ہاتھ دھرے۔ مگر جب واقعی مسلمانوں کو کچھ اپنے حقوق میں سے دیا گیا۔ تو وہی ہندو قوم۔ طوطے کیطرح آنکھیں بدل گئی۔ اور وہ اتحاد کا خواب محض ایک خواب پریشاں ثابت ہوکر ھباءً منثوراً ہوگیا۔ یہ کیوں ہوا صرف اس لئے کہ اتحاد کی بنیاد کسی حقیقت پر نہیں تھی جبتک دو قوموں میں کوئی بات مشترک نہ ہوگی۔ وہ کبھی متحد نہیں ہوسکتیں محض ایک ملک میں رہنا اتحاد کا موجب نہیں ہوسکتا خصوصاً جب ایک قوم دوسری قوم کو غیر اور غاصب سمجھتی ہو۔ یا تو ایک قوم دوسری قوم کے حق کو انصاف سے تسلیم کرے۔ اور ن قومیں کسی امر میں ایسی مشترک ہوں۔ کہ اُن کا رشتہ ۔ اکبر اعظم نے اسی لئے ہندوؤں سے رشتے کرنے تھے۔ ہندو خواتین کے بادشاہ اور امرا کے محلوں ہی تنفر دور ہوکر آپس میں اتحاد و یگانگت لئے سب ہندو و مسلمان اکبر کو اکبر اعظم و مسلمان کو متحد کر دیا۔ مگر جیسے یہ ہ اتحاد بھی فانی ثابت

۲

دائمی اتحاد

مگر جس اتحاد پر حضرت مرزا صاحب نے بلایا۔ وہ دائمی اتحاد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں جامع تھا۔ کہ ہندوستان کی تینوں قوموں ہندوؤں۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کو متحد کرکے ہندوستان کی ترقی کے لئے ایک مضبوط بنیاد قائم کردیجائے۔ مگر جلد باز انسان ہمیشہ اپنے ہاتھ سے ہی اپنے لئے مصائب خریدتا اور خدا کی نعمتوں سے اپنے تئیں محروم کرلیتا ہے۔ حق کے انکار میں نہایت جلدبازی سے کام لیا حضرت مرزا غلام احمد کی ہستی میں تین شخصیتیں جمع ہوئیں یعنے مسیح۔ مہدی۔ اور کرشن جیساکہ ان کا دعوےٰ تھا۔ عیسائیوں کو مسیح کا انتظار تھا۔ مسلمانوں کو مسیح اور مہدی دونوں کا۔ اور ہندوؤں کو کرشن اوتار کا۔ تینوں قوموں کی کتابوں کے رو سے وہ نشانات اور آثار بھی پورے ہوچکے۔ جو ان موعودوں کے متعلق تھے۔ تینوں قومیں اپنے اپنے موعود کا زمانہ بھی ایک ہی یعنے آخری زمانہ تجویز کرتی تھیں۔ پس ان کا الگ الگ آنا ہندوستان کے لئے ایک مصیبت ہوتی۔ کہ یہ تینوں شخص آپس میں لڑکر مرجاتیں۔ اور نتیجہ سوا تفرقہ اور ہلاکت کے کچھ نہ ہوتا۔ مگر ان تینوں موعودوں کو اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور مشیت نے ایک شخصیت میں جمع کرکے ان تینوں قوموں کو یعنے ہندوؤں اور مسلمانوں کو جو رعایا تھے۔ اور عیسائیوں کو جو حاکم تھے متحد کردینے کا سامان کردیا۔ کہ تا تینوں اپنے اپنے موعود کو ایک شخصیت حضرت مرزا غلام احمد میں پاکر ایک مرکز پر جمع اور متحد ہوجائیں۔

آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں

اور اُس متفقہ موعود کا غلام احمد ہونے اور محمد رسول اللہ صلعم کا خادم ہونے نے یہ امر بھی طے کردیا کہ اب دنیا کا نبی صرف محمد رسول اللہ صلعم ہے۔ اور وہی قیامت تک کے لئے نبی ہے۔ جو بھی موعود آئیگا اُسی کی غلامی کے جوئے کے نیچے آئیگا۔ مگر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سب سے زیادہ مخالفت مسلمانوں نے ہی کی ہندوؤں اور عیسائیوں کو تو خیر اپنی قومی پاسداری کے لحاظ سے بُرا معلوم ہوا۔ کہ اُن کا موعود محمد رسول اللہ صلعم کا ایک خادم نظر آیا۔ اس لئے حق و انصاف کو بالائے طاق رکھکر انکار کردیا۔ مگر مسلمانوں کو کیا ہوا تھا۔ کہ اپنے نبی صلعم کی عظمت وشان کے ایک نظارہ کی برداشت نہ کرسکے خوش ہونا چاہئے تھا کہ الحمد للہ ہمارے نبی کی کیا شان ہے۔ کہ نہ صرف ہمارا موعود بلکہ دوسری قوموں کے موعود بھی ہمارے ہی نبی کے غلام ثابت ہوئے۔

شومیٔ قسمت

مگر قسمت کی برگشتگی یا شامت اعمال دیکھو سب سے زیادہ تکذیب اور استہزاء کرنے والے خود مسلمان ہوئے۔ غیروں کے ایک نیک انسان یعنے گاندھی جی کی تقلید کے لئے حاضر۔ مگر اپنے کی تقلید کیسی اُس کی ہستی کو دنیا سے ناپید کرنے کی فکر میں لگ گئے۔ یہ کوئی نئی بات نہ تھی ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے۔ خیر جو کچھ ہوا ہوا۔ اب بھی وقت نہیں گیا کچھ کھو کے ہی سیکھو۔ اب تک گاندھی جی کے پیچھے لگے تھے۔ کچھ نہ ملا۔ اب غلام احمد کی اتباع کرو اور اس کی اتباع کوئی الگ اتباع نہیں۔ اُسی قرآن و حدیث کی اتباع ہے۔ جس پر چلنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اس کی بتائی ہوئی راہ اشاعت اسلام کو اختیار کرو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کرو۔ اور پھر نتیجہ دیکھو۔ سوراج کا راز اسی میں ہے۔ صحابہ کو بھی اسی راہ پر چل کر سوراج ملا تھا میں تو ہندوؤں کو بھی کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے گاندھی جی کی پیروی کی تھی۔ مگر منزل مقصود پر نہ پہنچے۔ اب تم مسلمانوں کے لیڈر مرزا غلام احمد کرشن اوتار کی جو تمہارے بھی موعود تھے۔ پیروی کرکے دیکھو منزل مقصود پر پہنچتے ہو یا نہیں!

اتحاد کی راہ

اتحاد کی تو یہی [illegible] ٹھیک [illegible] بھی اسی میں ہے۔ اس راہ پر چلو تو نہ ہندو اور مسلمانوں میں یگانگت رہیگی

اور نہ حاکم و محکوم میں منافرت اور ہندوستان کے سوئے ہوئے نصیب جاگ اٹھیں گے۔ تینوں قوموں کا موعود آگیا اگر تینوں قومیں یہ راہ لیں۔ اور مان لیں۔ اتحاد ہوجائیگا یہی راہ ابتدا سے اتحاد کی مقدر ہے۔ جس میں ہندوستان کی ترقی کا راز پنہاں ہے۔ ورنہ ایڑیاں رگڑتے رہو یہ مقصد تو حاصل ہوتا نہیں! "ہندوستان کے لئے موجودہ مشکلات سے نجات دہندہ،، مرزا غلام احمد ہے نہ گاندھی جی۔ آسمان پر گاندھی جی کی جے نہیں بلائی گئی بلکہ مرزا غلام احمد کی۔ کیونکہ اتحاد حقیقی غلام احمد کی راہ پر ہی چلکر ہوسکتا ہے۔ نہ کہ گاندھی جی کی جسکا ناکام رہنما ثابت ہوچکا ہے۔ اور اتحاد کے بغیر سوراج اور ترقی سب ایک خواب سے حقیقت سے بڑھکر نہیں۔ پس اتحاد کی فکر پہلے کرلو۔ تب کسی چیز کی تمنا کرنا۔ بنیاد نہیں تو محل کہاں سے آئیگا۔ اور بنیاد یہی ہے کہ ایک مرکز اتحاد مقرر ہو۔ اور وہ وہی ہوسکتا ہے۔ جو تینوں قوموں کا موعود ہے پس اے بھارت ماتا کے سپوتو اس مرکز کیطرف آؤ اور اسطرح سب آپس میں مل جاؤ۔ اور مل کر کہو۔

"غلام احمد کی جے"

قاضی اکمل صاحب کی گل افشانی

قادیان کی جماعت احمدیہ میں قاضی اکمل صاحب کا نام نامی مزید تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضمون "الفضل میں قبر پرستی کی تعلیم" کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کو سخت گالیاں دی ہیں جس کی ہمیں اکمل صاحب سے ہرگز توقع نہ تھی۔ اور خود ڈاکٹر صاحب ممدوح کو کیا امید نہ تھی۔ کہ اکمل صاحب اس قدر رکیک باتوں پر اتر آئیں گے۔ مثلاً ڈاکٹر صاحب کے قلم کو "بطالت رقم،، لکھنا۔ اور آپ کو "امیر القوم کے شخص مقلم،، کا طعنہ دینا کسقدر معیوب ہے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم لا تنابزوا بالالقاب کے صریح خلاف ہے۔

پھر سب سے زیادہ تعجب ہے۔ کہ جناب اکمل نے ڈاکٹر صاحب کو اور ضمناً ہمکو مولوی ثناء اللہ صاحب سے مشابہت دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "تشابہت قلوبہم" کی بنا پر یہ ضروری ہے کہ جو کچھ اہل حدیث میں شائع ہو۔ اسکا چربہ پیغام صلح میں بھی اترے۔ گویا اہل حدیث اور پیغام صلح یکساں حضرت مسیح موعود کے دشمن ہیں۔ اب یہ بات کسقدر حقیقت سے دور اور راستبازی سے بعید ہے اکمل صاحب ہمیشہ تحقیق حق کے مدعی رہے ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو فی الحقیقت محقق ہی ہونا چاہئے۔ لیکن کیا وہ انصاف سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ پیغام صلح فی الواقعہ اہل حدیث کیطرح حضرت مسیح موعود کا دشمن مکفر و مکذب ہے۔ رہے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سو ان کی ایمانی حالت اور اخلاص ان کے ان دو مضمونوں سے معلوم ہوسکتا ہے۔ جو "غلام احمد کی جے،، کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں۔ اور جن کا دوسرا نمبر آج کے اخبار کا لیڈر ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو بھی الفضل والے ثناء اللہ کا فوٹو سمجھتے ہیں۔

تم ہمیں سے تھے سوچنے والے کدھر گئے۔

مذہبی جغرافیہ

ہمارے مکرم دوست اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "آگرہ اور گیا میں جو تقریریں ہندوؤں نے کی ہیں۔ وہ میں نے پڑھی ہیں۔ مسلمان اخباروں کے مضامین بھی اکثر نظر سے گذرے۔ حضرت امیر کا اعلان بھی ارتداد میں میں نے آج ہی پڑھا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ اسوقت تک مسلمانوں نے کوئی پروگرام کام کا نہیں بنایا نہ اسوقت تک کام کے مرکزوں کا تعین ہوا۔ ابتدائی ضروری معلومات ابتک مہیا نہیں ہیں۔ ہندوؤں کی بعض تقریروں اور تحریروں کا حال سنکر ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے۔ جو غالباً مسلمانوں اور بہت سے کاموں کی طرح بلا نتیجہ رہے گی۔ اسوقت میری رائے یہی ہے۔ کہ ہم کو سب سے پہلے ہندوستان کا ایک مذہبی

افیہ تیار کرنا چاہئے۔ جو کچھ مشکل کام نہیں ہے۔ خانصاحب نے اسپارہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے۔ ہماری انجمن انشاء اللہ اس کام کو باقاعدہ مستقل طور پر کرے گی۔ اور جہاں جہاں اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس ہوئی وہیں کام شروع کر دیا جائیگا۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اسلام کا درد رکھنے والے جملہ مسلمانان ہند اس نیک کام میں ہمارے معاون ثابت ہونگے۔ اور ہمارے مبلّغین کے لئے ہر جگہ آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرینگے۔ جبتک یہ کام کسی نظام اور قاعدہ سے نہ ہوگا تبتک واقعی اسکا کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ یہ تو خدا کا خاص فضل ہے۔ کہ ایک واقعہ نے مسلمانوں کو ہوشیار کر دیا ہے۔ کہ وہ کچھ ہاتھ پاؤں مارنا شروع ہو گئے ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے ساتھ مل کر کام کریں گے تو نتیجہ بڑا بابرکت ہوگا۔ مذہبی جغرافیہ کی تجویز واقعی نہایت اہم ہے۔ اگر ہر ایک صوبہ میں ایک ایک اشاعت اسلام کا جوش رکھنے والا مسلمان اس کام کو اپنے ذمے لے لے تو بڑی بات نہیں۔ چونکہ اس وقت زیادہ جوش وخروش کا مرکز خانصاحب کا گرد ونواح ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ وہ صوبہ جات متحدہ آگرہ کا مذہبی جغرافیہ کرنے میں ساعی ہونگے تاکہ جو آدمی وہاں کام کر رہے ہیں۔ وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے حضرت امیر اور دوسرے احباب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہیں۔

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ گو ابتک آپ ضعف کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہیں لا سکتے۔

مولوی صدر الدین صاحب کا خط مورخہ ۱۲ جنوری پورٹ سعید سے حضرت امیر کی خدمت میں آیا ہے جس میں تحریر فرماتے ہیں۔

آج شام پورٹ سعید پہنچے ہیں۔ پانچ دن کا سفر جہاز کا اور باقی ہے۔

اس جہاز پر بہت سے اہل امریکہ ہیں۔ ان سے خوب مکالمہ ہوتا رہا۔ اور کئی ایک عورتوں اور مردوں نے قرآن کریم کا دیباچہ پڑھا ہے۔ ایک عورت آئی دیکھی ہوئی ہے۔ یہ لوگ قطعًا عیسائی نہیں ہیں۔ اسلام کے متعلق بڑی غلط فہمی کرتے ہیں۔ حق بات کو مان لیتے ہیں۔ بہت اچھا اثر ان پر ہوا ہے۔

ایک افریقی بھائی مغربی افریقہ سے لکھتے ہیں کہ عیسائی پادریوں کو اسلام سے سخت تعصب ہے۔ اور ہم لوگ جو دنیا کے اس حصہ میں رہتے ہیں۔ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگ وعالم مسلمان جیسا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انگریزی زبان سے واقفیت کے باعث ان متعصب پادریوں کے ساتھ اچھی طرح نپٹ لینگے۔ کتاب "محمد اینڈ کرائسٹ"، اور "کیا اناجیل الہامی ہیں" آپ کی دیگر کتب پڑھ لینے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان سے بہتر کتب اسلام کی سچائی پر آج تک شائع نہیں ہوئیں۔ ہمارے بزرگوں کے وقت یہاں انگریزی زبان نہیں سکھائی جاتی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں پادریوں کا حکومت پر بڑا اثر تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں سرکار انگریزی کسی کے مذہبی معاملات میں بالکل دخل نہیں دیتی اور ہر ایک شخص کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہے۔ گو حکومت کے کارکن عیسائی ہیں۔ لیکن بعض ان میں سے ایسے نیکدل ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم اور ان کی بہتری کے لئے بڑی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے شہر میں صرف چار سکول مسلمانوں کے ہیں۔ جنہیں سرکار سے امداد ملتی ہے۔ میں گورنر صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ آپ کو بھیجوں گا۔ جو انہوں نے ان سکولوں کے بارہ میں لکھی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ سرکار انگریزی کا رویہ مسلمان سکولوں کے بارہ میں کیسا اچھا ہے۔ مسلمان اخبارات کی یہاں بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے لٹریچر سے یہ علاقہ بھرا پڑا ہے۔ اسلامک ریویو کو یہاں کے سارے تعلیم یافتہ مسلمان خریدتے ہیں۔ اور اسی طرح لائٹ کو بھی۔ **سنہ ۱۹۲۱ء** میں ایک ہندوستانی مشنری مولوی عبد الرحیم نیر اس ملک میں آئے تھے۔ جنہوں نے اسلام پر لکچر دیا۔ اور مسلمانوں نے اس کی بہت خاطر ومدارات کی۔ پھر یہاں سے وہ نائیجیریا چلے گئے۔ جہاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں تبلیغ کرتے ہیں۔

لیکن ہمارے لئے قادیانی عقاید کا سمجھنا سخت دشوار ہے۔ جس کے باعث ہمارے ملک کے مسلمانوں میں جھگڑا شروع ہو گیا ہے۔ مہربانی کر کے سلسلہ احمدیہ کے متعلق مفصل حالات سے اطلاع دیں۔ قادیانی کہتے ہیں۔ کہ کسی غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھا جائے نہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے آپ اس کے وجوہات سے ہمیں اطلاع دیں مولوی عبد الرحیم صاحب کو ان نئے عقاید کے وجوہات سمجھانے میں مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ قریب ایک ماہ گذرا اسنے لیگس میں وعظ کیا۔ جہاں غیر احمدیوں نے پتھر برسائے۔ اور پولس کو دخل دینا پڑا۔ اور چند آدمی گرفتار ہو کر قید بھی ہوئے۔ آپ ضرور اسپارہ میں پوری پوری روشنی ڈالیں۔ میں ان ناعاقبت اندیشانہ عقاید کو سنکر حیران ہوں۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ان علاقہ جات میں جلد یا بدیر اپنے مشنری بھیجکر اسلام کی اصلی صورت یہاں کے لوگوں میں پیش کرے گی۔ اسوقت یہاں کے عیسائی لوگ عربی سیکھنے سے کنارہ کش ہیں۔ اور اس لئے یہاں عربی کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ آپ کے واعظین کے آجانے سے یہاں کے لوگوں میں تعلیم قرآن واسلام کا شوق چمک اٹھیگا ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ یہاں کے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ ہندوستان اور یورپ وایشیا کے دیگر ممالک میں بھی مسلمان بستے ہیں۔ ہم صرف یہی خیال کرتے تھے۔ کہ صرف عرب میں ہی مسلمان آباد ہیں۔ لیکن یورپ کے جنگ نے ہماری آنکھیں کھولدی ہیں۔ اور ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ساری دنیا پر ہمارے کروڑہا مسلمان بھائی پھیلے ہوئے ہیں۔ جس نے ہمارے ایمانوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جلد عیسائی دنیا کو بھی اسلامی برادری میں شامل کرے۔ آمین

برادر محمد سکندر صاحب کشمیر اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اور جملہ احباب سے دعائے استقامت اور توفیق خدمت اسلام کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالےٰ برادر موصوف کو دینی ودنیاوی برکات سے متمتع کرے اور انہیں حق کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

زوجہ مفقود الخبر کیا کرے؟

مرقومہ مولانا مولوی عبد الستار صاحب

مفقود الخبر کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ جس پر آنحضرت صلعم سے کوئی صحیح مرفوع فتوےٰ مروی نہیں۔ ہاں صحابہ کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ وحضرت ابن عباسؓ وابن عمرؓ کا یہی فتوےٰ ہے۔ کہ مفقود الخبر کی عورت چار برس تک انتظار کرے۔ بعدہٗ ولی زوج سے طلاق حاصل کرے۔ چنانچہ شیخ اسلام شیخ عبد اللہ بن یوسف جمال الدین الزیلعی الحنفی اپنی کتاب نصب الرایہ لتخریج احادیث الہدایہ میں ان کے آثار اور اقوال کو یوں نقل کیا ہے اخرج الدارقطنی فی سننہ عن عاصم الاحول عن ابی عثمان قال اتت امرأۃ عمر ابن الخطاب فقالت استہوت الجن زوجہا فامرھا ان تتربص اربع سنین ثم امر ولی الذی استہوت الجن ان یطلقہا ثم امرھا ان تعتد اربعۃ اشھر وعشرا۔

(ترجمہ) دارقطنی نے اپنی سنن میں عاصم احول سے بروایت ابن عثمان کہا ابن عثمان نے۔ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ میرے خاوند کو جن لے گیا ہے۔ پس آپ نے حکم دیا۔ کہ تو چار برس تک انتظار کر۔ پھر آپ نے اسکے خاوند کے ولی کو حکم دیا کہ وہ طلاق دے اور عورت کو عدت وفات گذارنے کا حکم دیا یعنے چار ماہ دس دن۔

(نوٹ) یہ وہ اثر ہے۔ جسکو صاحب ہدایہ نے امام مالک کے مذہب کی تائید میں لکھا ہے۔ اور شیخ الاسلام زیلعی ممدوح نے اس کے علاوہ دیگر آثار بھی امام مالک کے مذہب کی تائید میں لکھی ہیں جو ذیل میں نقل کیجاتی ہیں۔

(۱) روی مالك فی الموطا عن یحیٰی بن سعید عن المسیب ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجہا فلم تدر این ھو فانہا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشھر وعشرا ثم تحل۔

یعنی امام مالک نے مؤطا میں یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن مسیب سے راوی ہیں۔ کہ عمرؓ نے کہا جو عورت کہ اس کا خاوند مفقود ہو جاوے اور اسکو علم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔ پس وہ عورت چار برس تک انتظار کرے۔ پھر بعدہ چار ماہ دس دن عدت وفات گذارے۔ اس اثر کو عبد الرزاق نے اپنی تصنیف میں روایت کیا ہے۔

(۲) رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا عبد الاعلی عن معمر عن الزہری عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان قالا فی امرأۃ المفقود تتربص اربع سنین وتعتد اربعۃ اشھر وعشرا۔ (ترجمہ ظاہر ہے۔)

(۳) قال ابن ابی شیبۃ ایضًا حدثنا عبدۃ بن سلیمان عن جعفر ابن ابی وحشیۃ عن جابر بن زید قال تذاکر ابن عباس وابن عمر المفقود فقالا جمیعًا تتربص اربع سنین ثم یطلقہا ولی زوجہا ثم تتربص اربعۃ اشھر وعشرا

یعنی ابن عباسؓ وابن عمرؓ نے مفقود کے بارہ میں گفتگو کی پس دونوں نے بالاتفاق کہا کہ مفقود کی عورت چار سال تک انتظار کرے۔ بعد ازاں ولی زوج اسکو طلاق دے پھر چار ماہ دس دن عدت گذارے۔

(۴) قال ابن ابی شیبۃ ایضًا حدثنا غندر عن شعبۃ عن منصور حدثنا مجاھد عن ابن ابی لیلی عن عمر بن الخطاب انہ قال فی امرأۃ المفقود تتربص اربع سنین ثم یطلقہا ولی زوجہا ثم تتربص اربعۃ اشھر وعشرا۔ (ترجمہ) ظاہر ہے۔

دوم فریق صحابہ میں سے حضرت علیؓ وابن مسعودؓ ہیں جن کا یہ مذہب ہے۔ کہ مفقود الخبر کی عورت انتظار کرے یہانتک کہ اس کے پاس اس کے خاوند کی موت کی خبر آجائے۔ اور ان کی مرویات کو شیخ الاسلام زیلعی موصوف نے یوں بیان کی ہیں۔

(۱) رواہ عبد الرزاق .... اخبرنا محمد ابن عبید اللہ العرزمی عن الحکم ابن عیینۃ ان علیا قال فی امرأۃ المفقود ھی امرأۃ ابتلیت فلتصبر حتی یأتیھا موت او طلاق۔ یعنی مفقود الخبر کی عورت کے بارہ میں فرمایا ہے۔ کہ وہ ایک ایسی عورت ہے جو ابتلاء میں پڑی ہوئی ہے۔ پس چاہئے کہ وہ صبر کرے یہانتک کہ آجائے اس کے پاس اس کے خاوند کی موت کی خبر یا اس جانب سے طلاق۔

(۲) عن علی قال تتربص حتی تعلم احی ھو ام میت یعنی انتظار کرے یہانتک کہ وہ یقین کرے کہ اس کا خاوند زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے۔

(۳) اخبرنا ابن جریج قال بلغنی ان ابن مسعود

وانوق علیا۔ یعنے ابن جریج نے کہا ہے۔ کہ مجھکو یہ بات پہنچی ہے۔ کہ ابن مسعود نے مفقود الخبر کے بارہ میں حضرت علی سے اتفاق کیا ہے۔ پس ائمہ مجتہدین میں سے امام مالک کا مذہب ان فتاوے پر مبنی ہے۔ جو حضرت عمر سے مروی ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ کا مذہب ان اقوال پر محمول ہے۔ جو حضرت علی اور ابن مسعود سے منقول ہیں۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب ہدایہ جلد ۲ صـ۵۹۵ و ۵۹۶ میں ان مذاہب کو لکھا ہے۔ ہاں اس کے ضمن میں صاحب ہدایہ نے امام ابوحنیفہ رح کے مذہب کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی لکھی ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی امرأة المفقود انها امرأته حتی یاتیها البیان۔ یعنی آنحضرت صلعم نے مفقود الخبر کی عورت کے بارہ میں فرمایا ہے۔ کہ وہ اس کی عورت ہے یہاں تک کہ آجائے۔ اس کے پاس کوئی بیان۔ اس پر شیخ الاسلام شیخ عبداللہ یوسف جمال الدین زیلعی حنفی نے نصب الرایہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ میں لکھا ہے

قلت اخرجه الدارقطنی فی سننه عن سوار بن مصعب ثنا محمد بن شرحبیل عن المغیرة بن شعبة قال قال رسول اللہ صلی اللہ امرأة المفقود امراته حتی یاتیها البیان۔

و هو حدیث ضعیف و سوار بن مصعب اشهر فی المتروکین منه و محمد بن شرحبیل متروك الحدیث یروی عن مغیرة مناکیر و اباطیل۔ یعنے یہ حدیث ضعیف ہے اور سوار بن مصعب جو راوی حدیث ہے۔ متروکین میں سے زیادہ تر مشہور ہے۔ اور محمد بن شرحبیل جو سوار بن مصعب کا استاد ہے۔ وہ بھی متروک الحدیث ہے۔ وہ مغیرہ سے بہت مجہول اور باطل احادیث بیان کرتا ہے۔ ہاں صاحب ہدایہ نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت عمر نے حضرت علی کے قول کیطرف رجوع کرلیا ہے۔ لیکن واضح ہو کہ یہ محض تحکم اور دعوے بلا دلیل ہے۔ اس بارہ میں کوئی صحیح روایت حضرت عمر سے مروی نہیں ہے۔ جسکا دعوے ہو دیکھیں کہ سے ہاں ہدایہ میں جلد ۲ صـ۵۹۵ میں میعاد کے بارہ میں حسب ذیل روایات مذکور ہیں یعنے ۱۲۰ برس و ۹۰ برس و ۷۰ برس لیکن واضح ہو کہ یہ سب اقوال علماء احناف کے ذاتی اجتہادات ہیں کسی صحابی کا قول نہیں ہے۔ اور حضرت علی کے قول میں بھی کوئی میعاد نہیں ہے جسپر حنفی مذہب کا حصر رکھا گیا ہے علاوہ ازآں خود بعض علماء حنفیہ نے بھی اس بارہ میں امام مالک کے قول پر فتوے دیا ہے۔ اور بعض نے ایسے مواضع ضرورت میں امام مالک کے مذہب پر فتوے دینا جائز رکھا ہے۔ وذکر ابن وهبان فی منظومته انه لو افتی بقول مالك فی موضع الضرورة یجوز وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة (رد المختار) یعنے ابن وہبان نے منظومہ میں لکھا ہے اگر موضع ضرورت میں امام مالک کے مذہب پر فتوے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور جائز ہے۔ اور زاہدی نے لکھا ہے۔ کہ ہمارے بعض اصحاب موضع ضرورت میں امام مالک کے مذہب پر فتوے دیتے تھے۔ والسلام

(خاکسار عبد الستار)

ناظرین کرام

کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ بروقت ارسال کرنے چندہ اخبار منی آرڈر کے کوپن پر خریداری نمبر درج کرو یا کریں۔ اور خط وکتابت میں بھی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور تحریر فرمایا کریں۔ تاکہ تعمیل ارشاد میں وقت نہ ہو۔ اور دیری بھی نہ ہو۔ بارہا اس بارہ میں عرض کیا جا چکا ہے۔

منیجر پیغام صلح

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

رسول کریم صلعم کے بعد نبی

۱۲ر دسمبر ۱۹۲۳ء کے اخبار الفضل میں مسٹر حبیب النبی خان صاحب کے ذیل کے فقرات محض اس خوشی میں کہ اس نے جناب میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کے ساتھ کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں بلکہ امت محمدیہ میں ہزاروں نبی آسکتے ہیں اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ سے اختلاف کیا ہے۔ شائع ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ میاں صاحب کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں۔

"میں آپ کے تو اس عقیدہ کے ساتھ تو کلی طور پر متفق ہوں۔ کہ نبی امت محمدیہ میں آسکتے ہیں لیکن میں مسیح موعود کی ضرورت ماننے کے لئے طیار نہیں ہوں۔ میں حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے کے لئے طیار ہوں لیکن میں مسیح موعود نہیں مان سکتا کیونکہ اس دعوی کی بنا حدیث ہے۔ اور کتب حدیث میں سے میں کسی کو بھی نہیں مانتا۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک طرف مسٹر حبیب النبی خان صاحب کا عقیدہ امت محمدیہ میں نبی آنے کے متعلق میاں صاحب کے ساتھ کلی طور پر ملتا ہے۔ اور انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو یقیناً نبی تسلیم تو نہیں کیا۔ بلکہ صرف آمادگی ظاہر کی ہے تو دوسری طرف بڑی تحدی کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس زمانہ میں مسیح موعود کی کوئی ضرورت نہیں اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے مسیح موعود میں غلطی پر تھے اور اس لئے میں ان کو مسیح موعود نہیں مان سکتا۔ یہیں تک بس نہیں کی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث صحیحہ پر جن پر اس دعوی کی بنیاد ہے۔ اچھی طرح ہاتھ صاف کیا ہے۔ پس اس عبارت کا بالفاظ دیگر صاف طور پر یہ مفہوم ہے کہ تمام کتب احادیث غلط ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے مسیحیت میں معاذ اللہ مفتری تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں اسلام کے مصائب۔ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اور ہر طرف کفر و شرک کا غلبہ بآواز بلند پکار رہا ہے کہ کسی مصلح کی اشد ضرورت ہے اور وہ مصلح وہی ہے جس کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ یعنی مسیح موعود۔

پس میں نے بوجہ اس محبت و غیرت کے جو ایک مسلمان کو اور پھر بالخصوص ایک احمدی کو نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود ع سے چاہیے۔ ایڈیٹر الفضل کو ۲۳ جنوری ۱۹۲۴ء کے اخبار پیغام صلح میں توجہ دلائی تھی۔ کہ ایک ایسا خط جس میں فروعی مسئلہ میں تو اتفاق کیا گیا ہے لیکن اصولی رنگ میں سخت تردید کی گئی ہے اسلام احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود کی سخت تکذیب و توہین کی گئی ہے۔ اخبار میں درج کرنا ایک احمدی کی غیرت سے بعید ہے۔

کل اسلامی دنیا ایک مسیح کی منتظر ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے قرآن اور احادیث صحیحہ کی بنا پر دعوے کیا کہ وہ مسیح موعود میں ہوں۔ پس آپ کا اصلی دعوی مسیح موعود ہونے کا تھا یہی دنیا کو منوانے آئے اور آپ نے اور آپ کی جماعت نے اسی کی خاطر علماء کے کفر کے فتوے برداشت کئے۔ اور قسم قسم کی تکالیف برداشت کیں اور آپ کا یہی دعوی مسیح موعود ایک شخص تسلیم کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا اور احمدی کہلاتا ہے۔ باقی سب باتیں اختلافی اور فروعی ہیں۔ مسیح موعود کو تم خواہ مہدی کہو یا بنی کرشن کہو یا رامچندر جی۔ مگر یاد رکھو جس نے آپ کو مسیح موعود مانا اس نے حضرت مرزا صاحب کو راست باز مانا اور منجانب اللہ مانا اور جو آپ کے اس اصل دعوی کا جس پر آپ مامور تھے انکار کرکے خواہ ہزار تعریف کرے۔ اس نے آپ کو مفتری ٹھہرایا ہے۔ مہدی کے بارہ میں اکثر حدیثیں ضعیف اور کمزور ہیں۔

احادیث میں جس شخص کے متعلق نبی کا لفظ آیا ہے اور آج اس لفظ کے معنی وتشریح میں اسقدر اختلاف واقع ہوا ہے وہ مسیح موعود ہی ہے نہ کہ کوئی جدا مدعی نبوت۔ بلکہ مسیح موعود ہی ظلی

وبروزی رنگ میں نبی ہوگا بایں طور کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے گا۔ اور اللہ تعالے اس پر غیب کی خبریں کھولیگا پس اصل دعوی سے انکار کرنا جس پر حضرت صاحب کی صداقت کا اور سلسلہ احمدیہ کا دارومدار ہے۔ اور ان کو صرف نبی تسلیم کرنا تعجب والی بات ہے۔ کیا ایک شخص نبی ہوکر جھوٹا دعوے کرسکتا ہے اور میں دریافت کرتا ہوں کہ پھر ایسے شخص کے پاس انبیاء کی صداقت کا کیا معیار ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہوگا کہ ان کو بھی غلطی لگی ہو۔ اور آج پھر حضرت مرزا صاحب جو مصری عبد اللطیف اور منشی نبی بخش صاحب میں کیا فرق ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ امت محمدیہ میں نبی آسکتے ہیں۔ تو خدارا یہ بتاؤ کہ موخر الذکر دو مدعیان نبوت کو کیوں نبی نہیں مانتے۔ اگر یہ کہو کہ صرف حضرت مرزا صاحب کی غلامی میں نبوت جاری ہوسکتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ کیا یہ دونوں حضرت مسیح موعود کے مخلص غلام نہ تھے اور ہم میں سے ہر ایک ان کو نہایت پارسا۔ تہجد خوان اور متقی یقین کرتا تھا۔ اور ان کے اخلاق وعادات اور چال چلن پسندیدہ نہ مانا جاتا تھا۔ منشی نبی بخش صاحب تو علی الخصوص سلسلہ میں ایک نہایت مخلص اور ملہم شخص مانے جاتے اور جماعت میں مشہور تھے۔ پھر افسوس ہے کہ ایک عقیدہ رکھتے ہوئے ایک متقی وملہم شخص کے دعوی کو تسلیم نہ کیا جاوے۔ قول وعمل ایک چاہیے۔ جب کروڑ ہا مسلمانوں کے خلاف یہ عقیدہ رکھنے میں جرأت دکھائی ہے تو ایسے مدعی نبوت کے ماننے میں بھی جرأت دکھانی چاہیے خواہ ہزاروں شخص نبوت کے دعویدار کیوں نہ پیدا ہوں۔ وہ آپ کے عقیدہ کو تسلیم کرنے والے اور تائید کرنے والے ہی ہوں گے نہ کہ مکذب۔ مگر تعجب ہے جونہی کہ کوئی شخص نبوت کا دعوے کرتا ہے وہ جماعت میں بجائے ممتاز ہونے کے کس مپرسی کی حالت میں ہو جاتا ہے۔

مسٹر حبیب النبی خان صاحب اگر مرزا صاحب کو اس واسطے مسیح موعود نہیں مان سکتے کہ اس زمانہ میں ضرورت نہیں اور کہ وہ کتب احادیث کو نہیں مانتے تو حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے کے لئے ان کے پاس کونسے عقلی ونقلی دلائل ہیں۔ اور اس زمانہ میں ان کے نزدیک نبی ماننے کی کیا ضرورت ہے بمحض نبی کا آنا سارے مسلمانوں کیا احمدی اور کیا غیر احمدی کے عقیدہ کے خلاف ایک انوکھا مسئلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو درکنار ایسے شخص کو موجودہ مدعیان نبوت کو ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے۔

یہ امور ایسے نہ تھے کہ اڈیٹر الفضل نعل در آتش کے مصداق ہوتے بلکہ ان کا فرض تھا کہ اصولی رنگ میں حضرت مسیح موعود کی شان میں جو بات پیش کی تھی۔ اسے بخوشی تسلیم کرلیتے۔ یا اگر میں غلطی پر تھا۔ تو مجھے احسن طریق سے سمجھاتے۔ اور میں خدا کے فضل سے غلطی کو تسلیم کرتا۔ کیونکہ غلطی ماننے میں ہتک نہیں بلکہ ایک خوبی ہے۔ اور شرفا کا کام ہے۔ کامل علم والی اور غلطیوں سے پاک ذات تو خدا تعالے ہی کی ہے۔ مگر بجائے یہ طریق اختیار کرنے کے آپ نے گالیوں اور طعن وتشنیع میں جواب دیا۔ جو معقول جواب نہ ہونے اور کمزوری کی بین دلیل ہے۔ اور کمزور طبیعت نسوان کا کام ہے۔ میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ اگر ایسے ہی انداز کا کوئی مضمون جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود کی تکذیب ہوتی اور صرف کسی فروعی امر میں حضرت مولوی محمد علی سے موافقت اور میاں صاحب سے مخالفت ہوتی۔ اخبار پیغام صلح میں درج ہوجاتا۔ تو تم کس قدر طوفان بے تمیزی مچاتے۔ تم نے نہ صرف احمدیت سے ہمیں جواب دینا تھا۔ بلکہ اسلام سے ہی خارج قرار دیتے اور طرح طرح کے فتوے لگاتے۔ آہ! اپنی آنکھ کا تو شہتیر نظر نہ آئے۔ پھر دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی خوب۔ کھائی دے۔ ان گالیوں بدزبانی اور طعنوں کا جواب میں ایسے رنگ میں دے سکتا تھا کہ اڈیٹر الفضل کو ہوش آجاتی۔ کیونکہ میں آخر سب کا واقف ہوں اور گھر کا بھیدی خوب جواب دے سکتا ہے اور اپنی بدقسمتی ہے لڑا ٹ ۱۹۲۲ لیسہاتا۔ بعد اس صورت میں قابل ملامت یا قابل مواخذہ وہی تھا جو اس کی ابتدا کرنے والا تھا۔ مگر میں نے اس وجہ سے کہ گالی کا جواب گالی میں دینے کا اللہ تعالے کا حکم نہیں۔ نبی کریم صلعم کا طرز عمل نہیں۔ آپ نے کفار سے طرح طرح کے دکھ اٹھائے۔ گالیاں سنیں۔ فرشتے نے آکر عرض بھی کی۔ حکم ہو تو تختہ الٹ دوں۔ مگر آپ نے رحم مانگا۔ حضرت مسیح موعود کو ان کے دشمنوں نے ستایا اور گالیاں دیں۔ مگر انہوں نے کہا تو یہی کہا ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے۔

پس خدا کے پیاروں کا کام یہ ہے کہ وہ گالیاں سنیں اور گالیاں دینے والوں کے لئے ہدایت مانگیں۔ اور ان کے دشمنوں اور صداقت سے دور لوگوں کا کام یہ ہے کہ وہ کسی بات کا معقول جواب دینے کے عوض گالیوں پر اتر آتے ہیں پس یہ طریق تمہیں مبارک ہو۔ ہم تو خدا کے لئے تمہاری دل آزار باتوں پر صبر اور برداشت سے کام لیتے ہیں۔ اور حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود کے اسوۂ حسنہ پر قدم مارتے ہوئے تمہارے لئے ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ ایک احمدی گالی نہیں دے سکتا۔ اسکو ہاتھ میں تو حضرت مسیح موعود نے دعا اور دلائل کا ہتھیار دیا ہے جس سے تمام ان کے مخالف بھاگتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم ہی سے دکھایا ہم نے

گالیاں دینے کا کام غیروں کا ہے۔ جیسے فرمایا ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

اخبار میں یا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر غیر کو بُرا کہنا کوئی مستحسن امر نہیں۔ کیونکہ کسی کی گالی سے کسی کا نقصان نہیں اور ذلیل کرنے سے کوئی ذلیل ہو نہیں جاتا۔ یہ ایک عبث حرکت ہے جو ایک مومن کی شان سے بعید ہے۔

اب میں اپنے مضمون جواب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ میں نے اسبات کو سمجھتے ہوئے کہ فقرہ

"عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد"

راقم خطا کا ہے۔ ایڈیٹر "الفضل" کی طرف اسلئے منسوب کیا کہ اس نے ایسے خطا کو اخبار میں جگہ دی اور جھوٹی خوشی مناتے ہوئے اسے ہوش تک نہیں رہا کہ اس میں نبی کریم صلعم اور حضرت مرزا صاحب کی سخت ہتک ہے۔ بندۂ خدا! جب وہ حضرت مسیح موعود کے دعوے کو کامل طور پر مان جاتا۔ اسوقت درج کر دیتے۔ پھر اسبات کا جواب تو دیا ہے کہ وہ حضرت صاحب کو مان جائے گا زیر تبلیغ ہے لیکن اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا کہ ان کا معزز دوست نبی کریم صلعم کی احادیث صحیحہ پر تبرا کہتا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ مفتریات کا طومار کہتا ہے۔ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منواؤ آپ کی احادیث کو۔ اور پھر حضرت مسیح موعود کو جن کے دعوے کی بنا ان حدیثوں پر ہے۔ اگر کہو کہ حضرت صاحب پر ایمان لانے کے ساتھ ہی یہ باتیں مان جائے گا تو میں کہتا ہوں کہ اب حضرت صاحب کو نبی ماننے کی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کیوں تردید کی۔ میں جانتا ہوں کہ بابی لوگ صاحب شریعت نبی آنے کے قائل ہیں اور آپ لوگ سردست غیر تشریعی نبوت کے۔ ....

اور عنقریب زمانہ آتا ہے کہ آپ حضرت صاحب کو تشریعی نبی ماننے کی طرف ضرور قدم اٹھائیں گے۔ ابھی تو پہلا قدم ہے اور بعض لوگ چپکے چپکے چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ کیا ایک منچلے نے وجد میں آکر اذان میں مسجد مبارک میں بآواز بلند بجائے اشہد ان محمدا رسول اللہ کے اشہد ان احمدا رسول اللہ نہ پڑھا تھا۔ جس سے پہلا کلمہ منسوخ ہو جاتا ہے مگر میں نے عدو کے عقاید میں موافقت دکھائی ہے۔ وہ آپ ہی کے الفاظ میں دکھائی تھی چنانچہ ہدیہ سعدیہ صفحہ ۱۵ میں ۱۹۱۱ء میں جبکہ بخیال آپ لوگوں کے حضرت مسیح موعود غیر نبی سے حقیقی نبی تھے ذیل کے الفاظ ملاحظہ فرمادیں۔

قال الوھابی امامکم یدعی النبوۃ لانہ یقول اوحی الی قال الاحمدی ذالک ظن فاسد لان القرآن جاء بلفظ الایحاء فی مواضع کثیرۃ منھا لنا وحینا الی امک ما یوحی واوحی ربک الی النحل فخرج الی قومہ من المحراب فاوحی الیھم ان سبحوا بکرۃ وعشیا وغیر ذالک من المواضع فان الایحاء لا یختص بالنبوۃ ..... وقولھم انہ یدعی المسیحیۃ والمسیح کان نبیا فقیاس فاسد لانک قد سمعت دلائل موتہ ونبینا محمد علیہ الصلوۃ والسلام خاتم الانبیاء لا یاتی بعدہ نبی لا من العرب ولا من الیھود ولا من العجم لا جدید ولا قدیم الا فلم من الباسیۃ ص صفحہ ۱۵۔

وہابی کہتا ہے کہ تمہارا امام نبوت دعوی کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میری طرف وحی ہوئی۔ احمدی کہتا ہے کہ یہ ظن فاسد ہے قرآن شریف نے بہت جگہ لفظ وحی استعمال کیا ہے۔ اور آگے مثالیں دی ہیں جنہیں غیر انبیاء کیلئے لفظ وحی قرآن شریف میں آیا ہے۔ پس وحی انبیاء کو مخصوص نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا کہ وہ مسیحیت کا دعوی کرتا ہے اور مسیح نبی تھا قیاس فاسد ہے کیونکہ تو نے اسکی موت کی دلیلیں سن لی ہیں

تازہ خبریں

ہندوستان

علماء کرام تبلیغ کے لئے مستعد ہیں

دار العلوم دیوبند۔ ۳۱۔ جنوری۔ اخبار کیسری کے حوالہ سے تمام اخبار میں اطلاع شایع ہو رہی ہے کہ تقریباً چار لاکھ مسلمان مرتد ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اس اطلاع سے عالم اسلام میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ قابل افسوس امر ہے اور ضرورت ہے کہ اس فتنہ کے انسداد کے لئے ضروری اور کارروائی کی جاوے۔ دار العلوم دیوبند مختلف مقامات پر تبلیغ واشاعت کے مبلغین بھیجنے کو تیار ہے تا کہ اسلامی احکام سمجھا کر ملکانوں کو ارتداد کی لعنت سے بچائیں۔

کانگریس خلافت سوراج پارٹی کا آئندہ جلسہ

الہ آباد۔ ۳۱۔ جنوری۔ کانگریس خلافت سوراج کمیٹی کے جلسہ منعقدہ بمبئی میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ پارٹی کی عام جماعت کا جلسہ بمقام الہ آباد ۲ فروری ۱۹۲۳ء کو منعقد کیا جائے۔ پہلے اس جلسے کی تاریخ ۱۱۔ فروری مقرر کی گئی تھی۔ اب بجائے ۱۱ کے ۲۰ فروری

بیرونی ہندوستانیوں کے عام مفاد کی حفاظت

مدراس۔ یکم فروری۔ اہالیان مدراس کا جلسہ عام وکٹوریہ پبلک ہال میں منعقد ہوا۔ سر پی تیاگ راج چیٹی کرسی صدارت پر متمکن تھے۔ ایک قرارداد منظور ہوئی کہ ایک سوسائٹی قایم کی جاوے جس کا نام انڈین اوور سیز ویلفیئر سوسائٹی ہو گا۔ اور اس کے اغراض ومقاصد میں ان ہندوستانیوں کے مفاد کی نگرانی وحفاظت کرنا درج ہو گا۔ جو ہندوستان سے ترک وطن کر کے چلے گئے ہیں۔ یا بعد ازیں چلے جائیں گے۔ نیز ان ہندوستانیوں کے مفاد کی حفاظت کیجائیگی جنہیں تا حال محروم رکھا گیا ہے۔

یو۔ پی میونسپل کانفرنس کی اہم قرارداد

لکھنؤ۔ ۳۱۔ جنوری۔ یو۔ پی میونسپل کانفرنس میں ایک قرارداد منظور ہوئی کہ وہ قیود اور پابندیاں جو سیاسی قیدیوں کے کونسلوں میں جانیکی مانع ہیں۔ ہٹائی جائیں۔ ایسکے بعد سیشن اختتام پذیر ہوا

اودھ میں ہائیکورٹ کے لئے سفارش

لکھنؤ۔ ۳۱۔ جنوری۔ یو۔ پی مجلس آئین ساز میں راجہ صاحب محمود آباد ہوم ممبر کی تحریک پر ایک قرارداد منظور ہوئی جس میں اودھ میں ایک چیف کورٹ قائم کرنے کی سفارش کی گئی۔ زیادہ تر آگرہ کے غیر سرکاری ممبروں نے مخالفت کی۔

قتل وغارت کا انسداد

پشاور۔ ۳۱۔ جنوری۔ شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں گذشتہ سالوں کی نسبت ۱۹۲۳ء میں جرائم کی عیاں کمی ہو گئی ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ پیشتر کی نسبت ایک ہزار دو سو اکتیس کم ہوئی ہیں۔ جن میں اسی قتل ایک سو پچاس ڈاکے اور چار سو پچاس چوریاں شامل ہیں گذشتہ ہفتوں میں اور اسے سرحد کے جملہ اضلاع میں حملوں کا تمام وکمال خاتمہ ہو گیا اور ڈکیتیاں اور دیگر ایسی وارداتیں جنکے متعلق اطلاع دی گئی ہے۔ وہ برطانی علاقہ کے بدمعاشوں کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں نے کی ہیں۔ جو سرحد پار سے موسم سرما کی وجہ سے میدانوں میں آگئے ہیں۔

بلیا گھاٹ میں ایک خوفناک حادثہ

کلکتہ۔ یکم فروری۔ گذشتہ شب کو کلکتہ کے نواحی علاقہ میں بمقام بلیا گھاٹ ایک سخت شیطانی ظلم توڑا گیا ہے۔ ایک یورپین اور ایک ہندوستانی عورت کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ سہ شنبہ کی شام کو مسٹر برانڈل اپنے مکان میں واپس آئے اور اپنے دربان سے فرمانے لگے کہ علی الصبح پانچ بجے کے قریب ایک گاڑی لانا۔ آج صبح کو جب مسٹر برانڈل کا نوکر انہیں بیدار کرنے کے لئے گیا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ لہو میں شرابور ہیں۔ اور ان کے نزدیک ایک عورت قتل ہوئی پڑی ہے۔ مسٹر برانڈل کو میڈیکل کالج ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ اور ان کی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں۔

بمبئی میونسپل کمیٹی کے جدید انتخابات

بمبئی۔ یکم فروری۔ بمبئی میونسپل وارڈوں کے انتخابات سے جو نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ قومی پارٹی نے ایک تہائی نشستیں حاصل کر لی ہیں۔ چاروں خواتین مسز ہیری۔ جاجلنس مسز سروجنی نائیڈو مسز ... کامیاب ہو گئی ہیں

ممالک غیر کی خبریں

حجاز ریلوے پر تسلط جمانے کا ارادہ

(ڈیلی کرانیکل کے نامہ نگار خصوصی متعینہ لوسین کا برقی پیام) لاسین ۲۸۔ جنوری۔ انگلستان اب چاہتا ہے کہ حجاز ریلوے خلیفہ سے لے لیا جائے۔ اور اس ریلوے لائن پر ان سلطنتوں کی نگرانی رہے جن کی رعایا مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، حج اور زیارت کے لئے جاتی ہے۔ یعنی اس ریلوے کی نگرانی انگلستان اور فرانس کریں۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی محترمہ لطیفہ خانم سے شادی

لندن۔ ۲۹۔ جنوری۔ قسطنطنیہ کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی یکایک شادی کر لینے سے ترک متعجب ہیں غازی موصوف کو رسم ماتم ادا کرنے کی وجہ سے انگورہ عود تشریف لیجانے میں بھی تاخیر ہوئی۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی اہلیہ محترمہ کا اسم گرامی لطیفہ خانم ہے۔ محترمہ کی عمر ۲۵ سال ہے اور آپ سمرنا کے ایک مشہور امیر کبیر کی صاحبزادی ہیں۔ آپ حسین ہیں۔ اور فرانس کی تعلیم یافتہ ہیں۔ محترمہ کو ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ جہیز ملا ہے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا اپنے دورہ سمرنا کے زمانہ میں اپنے خسر کے مکان پر ہی تشریف فرما

قسطنطنیہ سے انگریزوں کے نکلنے کی تیاری

لندن ۲۸۔ جنوری۔ قسطنطنیہ کا ایک پیام مظہر ہے کہ حالات کے خطرناک ہو جانے کی وجہ سے نہایت سنجیدگی سے غور وخوض کیا جا رہا ہے۔ اور برطانی رعایا تخلیہ کی مکمل تیاریاں کر چکی ہیں۔

فرانس کا نوٹ برطانیہ کے نام

اکسفورڈ۔ ۲۔ فروری۔ حکومت برطانیہ کو ایم پائنکارے کا ایک نوٹ موصول ہوا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ اگر لاسین کانفرنس تصفیہ کرانے میں ناکام رہی تو فرانس کو ترکی سے علیحدہ گفت وشنید کرنیکا حق حاصل ہو گا۔

اتحادیوں کو مصالحت کے متعلق اطمینان ہے

لوزان۔ ۳۱۔ جنوری۔ گذشتہ شب کو جو برقی پیام پیرس سے موصول ہوا ہے۔ اس سے آج کے دن کی حالت میں نمایاں تغیر ہو گیا ہے۔ آج کی تقریروں کے مصالحانہ لب ولہجہ نے ایک جدید اطمینان ومصالحت کی فضا پیدا کر دی ہے۔ اور اس امر کا یقین ہوتا چلا ہے کہ صلح ہو جائے گی۔ ترکوں کے مصالحانہ طرز عمل سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔

موصل پر ترکوں کی جنگی تیاری جاری ہے

لندن۔ ۲۹۔ جنوری۔ موصل کی سرحد پر ترکوں کی تیاری جاری ہے۔

درہ دانیال اور آبناؤں کا معاہدہ

لوزان۔ یکم فروری۔ آبناؤں کے معاہدہ پر دستخط کرنے سے روسی وفد نے انکار کر دیا ہے۔

ترکوں کے ساتھ ناانصافی نہ ہو گی

لندن ۳۰ جنوری۔ لارڈ بالفور نے پیرس انجمن اقوام کی کونسل کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ مجھے مخلصانہ طور پر امید ہے کہ ترک لارڈ کرزن کی مجوزہ شرائط تسلیم کر لیں گے۔ اس قاعدہ کا حوالہ دیتے ہوئے اگر ترکی نے انجمن اقوام کی ثالثی کو منظور کر لیا تو ترکی چونکہ انجمن مذکورہ کا ممبر نہیں ہے۔ اس لئے ترکی کے ساتھ مساویانہ سلوک نہ کیا جائے گا۔ کیا دفعہ ۱۷ کے پہلے حصہ میں یہ درج ہے۔ غیر ممبران کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک ہو گا۔ یہ ایک قواعد اور کا معاملہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ صورت یعنی غیر مساویانہ سلوک کا تو برطانی حکومت کے ارادہ کے خلاف ہے۔ اگر انجمن مذکورہ کی ثالثی منظور کر لیگئی تو برطانی نمائندہ اس معاملہ کے متعلق اپنا ایک اعلان شائع کر دے گا۔

فرانسیسی مراسلہ کا مضمون

پیرس ۳۰۔ جنوری۔ اخبار ٹیمس کا بیان ہے کہ فرانسیسی حکومت نے جو مراسلہ حکومت انگورہ کو ارسال کیا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ جو معاہدہ کا مسودہ فرانسیسی زبان میں ترکوں کے حوالہ کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ قطعی ہے۔ معاہدہ کا یہ ایک مسودہ ہے اور جو گفت وشنید ہو رہی ہے۔ اس کا ایک خلاصہ ہے۔ اس سے مزید گفت وشنید کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا ہے۔ فرانسیسیوں کو جو مراعات حاصل ہوئی ہیں۔ اس سے بہت زیادہ مراعات ترکوں کے لئے بھی منظور کر چکے ہیں۔

انجمن متعلمین بروصہ میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی تقریر

لندن - ۲۰ جنوری - قسطنطنیہ کا ایک پیام مظہر ہے کہ انجمن معلمین بروصہ کے جلسہ میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ترقی خواتین کا حامی ہوں - خواتین کو گھروں میں سے نکلکر مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہیئے - روایات کے مقابلہ میں ضروریات پر لحاظ ہونا چاہیئے - اگر خواتین گوشۂ عافیت میں بیٹھی رہیں تو اس کا اثر تمام سوسائٹی پر پڑے گا - جس حد تک کہ مذہبی احکام کا تعلق ہے خواتین ان احکام پر بھی افراط سے زیادہ عامل ہوتے ہوئے کنج عزلت میں بیٹھ گئیں - بلکہ خواتین کو اپنے علمی کارناموں سے عہد گذشتہ کی یاد تازہ کر دینا چاہیئے - جس طرح مرد قوم کی ترقی کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں - اسی طرح خواتین کو بھی مردوں کے دوش بدوش حصہ لینا چاہیئے -

برطانی فوجیں جرمن علاقہ سے ہٹالی جائینگی

لندن - ۲۳ - جنوری - پیرس کا ایک پیام مظہر ہے کہ برطانیہ نے رائن کے علاقہ سے عنقریب اپنی فوجیں ہٹالے گا - یہ کارروائی فرانس کی مخالفت میں نہ ہوگی - بلکہ اسطرح تو فرانس کو اس امر کا موقع دیا جائیگا کہ وہ اپنی من مانی کارروائی کرتا رہے -

---

بقیہ صفحہ نمبر ۱
فتنۂ ارتداد

اسوقت ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں - اس پر مسلمانوں کو درد پیدا ہونا ہے - کیوں؟ یہ محض اس بنا پر نہیں - کہ قوم کا ایک حصہ ان سے کٹتا ہے - بلکہ اس لئے کہ یہ ساڑھے چار لاکھ ہندو ہو کر اس وسعت قلب کو کھو دینگے - جو اسلام نے تمام راستبازوں پر ایمان کے ذریعہ سے پیدا کی ہے - اور اس ذریعہ سے انسانوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنا کر نسل انسانی پر رحمت کا دروازہ کھول دیا ہے - اسلام کا پھیلانا درحقیقت اس سے بڑھکر کوئی خدمت نسل انسانی کی نہیں - کہ اس کے ذریعہ کل اقوام اور سارے انسانوں میں اتحاد و ارتباط کی صورت پیدا ہوتی ہے - تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں ایک بڑا لطیف اصول ہمیں بتایا ہے - کہ اگر ایک چیز کو ہم منسوخ کرتے ہیں - تو اس سے بہتر لا کر دیتے ہیں - اب اگر آج کوئی مذہب اسلام سے بہتر یا اس سے بڑھ کر کوئی چیز رکھتا ہے - تو وہ اس کو پیش کرے - وہ انقلاب جو اسلام نے پیدا کر کے دکھایا اور نیکی اور راستبازی کی جو تعلیم اس نے دی - کیا بابی یا بہائی مذہب نے بھی ویسا انقلاب پیدا کر کے دکھایا - ہمارے نبی کریم صلعم نے جو انقلاب ایک بیس سال کے عرصہ میں پیدا کیا - اس کے آج دشمن بھی گواہ ہیں کہ وہ بے نظیر ہے - کیا کوئی انسانی گروہ ایسا بھی ہے - جو اس بات کا دعوے کرے کہ آج باب یا بہاء اللہ نے بھی فی الحقیقت اس قسم کا انقلاب پیدا کیا ہے جس طرح ہمارے نبی کریم صلعم نے پیدا کیا تھا؟

اسلام کے اصول دوسروں کیلئے وجہ ترقی ہیں

ہاں اسلام کے اصولوں کو ہی اختیار کر کے آج دوسرے مذاہب بھی فتح پا رہے ہیں - یہ جسقدر عیسائیت نے وسعت اختیار کی ہے - یہ اسلام ہی کے اصولوں پر کاربند ہونے کیوجہ سے ہے - دوسرے مذاہب کا یہ کہنا کہ ہم بھی تمام راستبازوں اور سب نبیوں کو مانتے ہیں - یہ بھی اسلام کے اصول کی قبولیت ہے ورنہ ان کی اصل تعلیم اس کے خلاف ہے - یہ تعلیم اسلام ہی کی مخصوص ہے کہ سب راستبازوں کو مانا جائے - فی الحقیقت ہمارے ہاتھ میں یہ وہ چیز دی گئی ہے - جس سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز نہیں - یہ ہماری اپنی کوتاہی ہے - کہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسروں تک اسے نہیں پہنچاتے - یہ چیز گھروں کے اندر جزدانوں میں بند کر کے رکھنے کے قابل نہ تھی - یہ دنیا میں پھیلانے کے لائق تھی - لیکن ہم نے اسکو پھیلانا چھوڑ دیا - ہمارا قدم کفر کی طرف ہے - اگر غور کرو تو کتنا بڑا کام ہمارے سامنے ہے - اور اس میں سے کسقدر ہم نے کیا ہے - ہم اور بہت سے طرح طرح کے شغل اختیار کر لیتے ہیں - کیوں ہم اس قرآن کو دوسروں تک پہنچانے کا شغل اختیار نہیں کر سکتے - میں اپنے دوستوں کو تو سناتا ہی ہوں - لیکن دوسرے مسلمانوں کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ہاتھ میں وہ چیز ہے - جسکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا - پس کیوں وہ اسے دنیا میں پیش نہیں کرتے - اور اسے پھیلاتے نہیں ہیں؟ لوگ اگر اس کے مخالف اور دشمن ہیں - تو اس کی وجہ یہی ہے - کہ ہم ان کو اسکا علم نہیں دیتے - اور اسے ان تک پہنچاتے نہیں - ورنہ کوئی وجہ نہیں - کہ لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں -

---

الحمد للہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصُّلحُ خیرٌ

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۱ — نمبر ۲۸

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۷ فروری سنہ ۱۹۲۳ء

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدست ما مدام
مہرِ او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیلے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ہمہ یا بیسم ہم فہد و کمال
وصل دلدار ازل بے احتمال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و نجہ دار ہائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیاے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری از آں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسرانِ و عتاب

اسلام کا مستقبل

افغانستان شاہراہ ترقی پر

"اللواء المصری" کے نمائندہ نے جلالتمآب سفیر افغانستان سے سوال کیا۔

عالیجاہا! موجودہ "عالم اسلام" میں بیداری اور نہضت کی روح از سر نو پیدا ہو گئی ہے۔ عالم اسلامی کے مستقبل کے متعلق آپ اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرمائیں۔

جواب۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ سب سے پیشتر اسلامی عمارت کے ستون کے لئے حریت و استقلال کی از حد ضرورت ہے۔ اسلام کی حیات صرف شرعی قوانین سے وابستہ ہے۔ قوانین شرعیہ کا اجرا اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ حکومت اسلامیہ کامل طور پر آزاد ہو۔ یہ روشن بات ہے۔ اس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔

ارتقاء امم

ایک قوم کا ارتقا اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کامل آزاد ہو۔ اور غلامی کی زنجیریں اس کے پیروں میں نہ پڑی ہوں محکوم قوم ہمیشہ انحطاط میں رہتی ہے۔ ترقی یا تقدم کی راہیں ان کے لئے مسدود ہوتی ہیں۔ لہٰذا جس قوم نے حیات کے معنی سمجھ لئے ترقی کے ذائقہ سے آشنا ہوئے۔ اور نعمت حریت سے سرفراز ہوئی۔ وہ "استقلال" حاصل کرنے میں ہر طرح کے وسائل و تدابیر سے مساعی براہ عمل ہو گی۔

مسلم کے احساسات عالیہ

جذبات عالیہ نے ہر مسلم قلب میں آتش حریت مشتعل کر دی ہے۔ تمام اسلامی جماعتیں بیدار ہو رہی ہیں۔ اہل اسلام نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ "عمل" اور "ترقی" کے لئے شدت سے کوشش کرنی چاہئیے۔ وہ زمانہ دور نہیں کہ اسلام کی ایک جماعت استقلال تام سے ہم آغوش ہو گی۔ روئے زمین پر کوئی اسلامی فرقہ نسیم حریت سے محروم نہیں رہیگا۔

خلعت ترقی

بعض اسلامی جماعتیں آج سے پیشتر عمیق غفلت میں پڑی رہی تھیں۔ جنگ کی توپوں کی آواز نے ان کو بیدار کر دیا ہے۔ اب خواب غفلت سے وہ بیدار ہو چکی ہیں۔ اب وہ غفلت کے غبار کو اپنے دامنوں سے جھاڑ رہی اور ترقی کے لباس میں ملبوس ہو رہی ہیں۔

جب ہم گذشتہ جنگ عظیم سے پیشتر کے حالات اور بعد از جنگ کے واقعات پر نظر غائر ڈالتے ہیں۔ تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

بہترین تلافی مافات

مثلاً ترکان احرار کو دیکھئے گو گذشتہ جنگ میں وہ اپنے بعض ممالک سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ لیکن اس نقصان کے مقابلہ میں "اقتصادی قید" اور "اجنبی غلامی" سے آزاد ہو گئے بلحاظ استقلال و حریت ترکی پہلے سے ہزار درجہ بہتر حالت میں ہے۔

افغانستان کا مستقبل

گذشتہ "جنگ عظیم" سے قبل افغانی حکومت سیاسی خارجی آزادی سے محروم تھی۔ لیکن بحمد اللہ آج حکومت افغانستان حریت و استقلال سے ہم آغوش ہے۔ اور اس آزادی سے متمتع ہو رہی ہے جو دول یورپ نے اس کی آزادی۔ حریت۔ استقلال کے حقوق کو تسلیم کر لیا ہے۔ مجھ کو توقع ہے۔ کہ دوسری اسلامی جماعتیں بھی ہماری طرح آزادی و حریت حاصل کریں گی۔ اور اجنبی حکومتوں کے دام غلامی سے نجات پالیں گی۔

ایران کی ناگفتہ بہ حالت

مجھے صد افسوس و تاسف شدید کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایران ابھی تک آزادی سے محروم ہے۔ وہ اجنبی حرص و آز کے پیروں میں روندا جا رہا ہے۔

مبصرین یورپ اسلامی بیداری کے قائل ہیں

بخلاف ازیں مصر۔ ترکستان۔ بخارا۔ ہند۔ بلوچستان آزادی کی طرف حرکت کر رہے ہیں۔ اور میں بلا مبالغہ علانیہ کرتا ہوں کہ قلیل زمانہ کے بعد کوئی اسلامی جماعت نہیں رہیگی۔ اگرچہ عیسائیت اہل اسلام پر سختی سے حکمران ہے لیکن مبصرین و دانشمندان یورپ اہل اسلام کی بیداری کے معترف ہیں۔ اہل اسلام صداقت اور اخلاص سے ضرور ترقی حاصل کر لیں گے۔ کیونکہ مسلم کا مطمح نظر اور نصب العین صاف ہے۔ مسلم فتوحات [illegible] کا مقصد واحد یہ ہے۔ کہ اپنی زمین میں آزادی اور اپنے وطن میں استقلال سے زندگی بسر کریں۔ ذلت . . . . . سے وہ راضی نہیں۔

ترکوں کی بہادرانہ وطن پرستی

ترکوں نے اہل یورپ کو اس جنگ میں درس بلیغ دیا ہے۔ مغرب یہ سبق ہرگز نہیں بھولیگا۔ دول یورپ نے ترکوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہا اور ان کو استعباد اور غلامی میں رکھنا چاہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مغلوب ترکی بیدار ہو گیا ترکی نے ان کو پسپا کر دیا۔ آج ترکی باعث فخر اسلام اور اہل اسلام ہے۔ شاید مغربی اقوام اس عبرت سے استفادہ کریں۔ اگر شباب اسلام کا وقت قریب ہے۔ اور تمام مسلمان جماعتیں آپس میں متحد ہو جائیں۔ تو عنقریب کامیابی کے قلعہ پر فائز ہونے والے ہیں۔ اور اپنی مبارک اور سعید تمناؤں سے ہمکنار ہونے والے ہیں۔ اور ان کے غنچۂ دل باد نسیم سے کھلنے والے ہیں۔

یا معشر المسلمین اب ہم "اجنبی قید" برداشت نہیں کر سکتے ہماری عزت و شرافت کے خلاف ہے۔ کہ ہم ان کے غلام رہیں۔

دشمنان اسلام وطن مقدس کو ہم سے منتزع کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ یا تو ہمارے ماتحت غلامانہ زندگی بسر کرو۔ یا دوسری سرزمین میں نکل جاؤ۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ سوائے وطن مبارک کے ہمارے لئے کوئی مقام برائے سکونت نہیں۔ اور ہم سے یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم دام غلامی میں پھنسے رہیں۔ خدا نے ہم کو احرار پیدا کیا ہے۔

ہمارا فرض

اب ہمارے سامنے کونسی راہ عمل ہے؟ ہمارے لئے یہی راہ عمل ہے۔ کہ ہم استقلال و حریت کے لئے سر بکف ہو جائیں اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ مستقبل اسلام کا چمن جانفزا ہو اسلام کے زیر نگین جتنی جماعتیں ہیں۔ عنقریب آپس میں ہم آہنگ و متحد العمل ہو جائیں گی۔ اور متحدہ قوت سے اپنے دشمنوں کے حملہ کو پسپا کر دینگی۔ ہمارے اتحاد کی غرض یہ نہیں ہے کہ ہم کسی قوم کے جائز حقوق میں ناروا مداخلت کرینگے بلکہ مقصود اس اتحاد سے یہ ہے کہ ہماری آزادی محفوظ ہو جائے۔

باقی بر صفحہ ۵ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۲۸

دعوت عمل

(۴)

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے۔

حیات مسیح کا مسئلہ جہاں قرآن و حدیث۔ عقل سلیم۔ اور قیاس صحیح کے مخالف ہے۔ وہاں قوت عمل کے لئے بھی سنگ راہ ثابت ہوا ہے۔ اس مسئلہ سے مسلمانوں کے دلوں میں پژمردگی اور افسردگی کا آنا ایک لازمی امر ہے۔ بہت سے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں خود حرکت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اسلام کی ترقی نزول ابن مریم سے وابستہ ہے اور جب حضرت مسیح آسمان سے اتریں گے تو اسلام کی تمام مشکلات کا خاتمہ اپنی تیغ براں سے کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں عام طور پر آرام طلبی۔ سکون اور بے ہمتی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ قومی احساس مفقود ہے۔ ضروریات ملیہ کی فکر کا نام تک نہیں۔ گویا سب ایک خواب گراں میں سو رہے ہیں۔ جب تک کوئی بیرونی تحریک نہ ہو خود مسلمان نہیں چونکتے۔ یہ حقیقت میں اپنے آپ سے مایوسی کے نشان ہیں۔ اور اس سے زیادہ تنزل و انحطاط کے اور کیا اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں۔ کہ مسلمانوں نے قرآن مجید پر غور کرنا چھوڑ دیا۔ ورنہ اس میں علم و حکمت کے وہ خزانے تھے۔ جو انہیں دنیا و آخرت میں مالا مال کر دیتے۔ شریعت کے احکام اگرچہ بعض علماء کی زبان پر ہیں۔ مگر دل ایمان سے خالی ہیں۔ اور اگر ایمان ہے۔ تو احکام شریعت پر نظر اسقدر سرسری اور سطحی ہے۔ کہ تدبر و تفکر پاس بھٹکنے نہیں پاتے۔ حالانکہ قرآن مجید میں بار بار افلا یتدبرون القرآن کا فرمان واجب الاذعان وارد ہوا ہے۔ مذہب محض ایک قصہ رہ گیا ہے۔ اور اس کی حقیقت سے لوگ علی العموم ناواقف ہیں اور قوا اور علماء جو امت مسلمہ کی کشتی کے ناخدا ہیں علم و حکمت سے عاری ہیں۔ ان کی زبان ان مسائل لاطائل پر نہایت تیزی سے چلتی ہے جن کا انجام کسی کے کفر و فسق پر ہوتا ہو۔ لیکن جہاں تفقہ فی الدین کا کام ہو۔ جہاں سوچ بچار کا معاملہ ہو۔ وہاں نہ زبان چلتی ہے نہ دماغ کام دیتا ہے۔

نزول ابن مریم اور حیات مسیح کے مسائل بھی حقیقت میں اس عدم تدبر سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ایک خدا کے بندے نے ان کی حقیقت آشکارا کر دی ہے۔ وہی غلطی کرتے چلا جانا عقل و فکر سے جنگ کرنا ہے۔ کاش ہمارے علماء اتنا ہی سوچتے کہ قرآن مجید میں کہیں بھی مسیح ناصری کے نزول کا ذکر نہیں۔ بلکہ بہت سے مقامات پر اسی امت سے وعدے ہیں۔ اس زمانہ میں خلافت کا خوب چرچا ہوا۔ اگر علماء کرام جنہوں نے اس چرچہ میں حصہ لیا۔ کبھی اس آیت استخلاف پر بھی غور کرتے۔ جس میں خلافت کا ذکر ہے۔ تو شاید انہیں نزول ابن مریم کا مسئلہ سمجھ میں آ جاتا۔ یہ مسلم ہے۔ کہ نزول ابن مریم کی غرض اسلام کی شان و شوکت ہے۔ اور یہی غرض آیت استخلاف میں خلفاء کے قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ان خلفاء کے ذریعہ سے اسلام کو تمکنت دیدے گا۔ اب خدارا سوچو جب امت محمدیہ کے خلفاء کا کام بھی تمکین دین ہی ہے۔ اور مسیح ناصری کے نزول سے بھی یہی غرض ہے۔ تو پھر یہی کام جو اس امت سے ہو سکتا ہے۔ اور جس کے لئے وعدہ خداوندی بھی ہے۔ اس کے لئے مسیح ناصری کی کیا ضرورت؟ کیا یہ خدائے حکیم کی حکمت بالغہ کے لئے شایان شان ہے۔ کہ جو کام اس امت کے افراد سے ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک نبی کو تمام قوانین قدرت کو بالائے طاق رکھکر دو ہزار برس تک زندہ آسمان پر بٹھائے رکھے۔ پھر حدیث شریف میں مجددین کی بعثت کا وعدہ ہے۔ اور ان کی غرض بھی تجدید دین ہے۔ وہ بھی اسی امت میں ہوتے رہے ہیں۔ غرض تمکنت دین کا اگر وعدہ ہے۔ تو اسی امت کے خلفاء کے ساتھ۔ تجدید دین کا وعدہ ہے تو وہ بھی اسی امت کے ساتھ اب وہ تیسرا کام کونسا ہے۔ جس کے لئے حضرت مسیح کو تکلیف دی جائے گی۔ یہ کہنا کہ وہ خود بھی اس امت کے فرد ہونے کی حیثیت میں نزول فرمائیں گے۔ ایک عجیب معمہ ہے۔ جب کام وہی ہے جو اور خلفاء امت کرتے رہے ہیں۔ تو پھر اسی کام کے لئے ان کو ایک عجیب طریق پر امتی بنانے سے کیا فائدہ؟ آخر اس ہیرا پھیری سے کوئی غرض بھی تو ہونی چاہئے۔ زمین سے آسمان پر پہنچے۔ وہاں ایک عرصہ دراز تک اقامت پذیر رہے۔ پھر نبی سے امتی بنے۔ اور جب نزول فرمایا۔ تو کام وہی کیا جو پہلے خلفاء کرتے رہے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسقدر بدیہی بات بھی ہمارے علماء کی نظر فیض اثر سے اوجھل ہے جس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن مجید پر غور کرنے کے عادی نہیں۔ اور عدم تدبر و تفکر کے سبب انتقال ذہن کی قوت رفتہ رفتہ سلب ہو گئی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت میں قوت عمل کی کمزوری کی دلیل ہے۔ کیونکہ اعمال کا سرچشمہ اصل میں دماغ ہی ہے۔ کہ اسی کے حکم کے مطابق تمام جوارح کام کرتے ہیں۔

پھر مولوی عبد الغفار صاحب کا قصہ

ناظرین پیغام صلح مولوی عبد الغفار صاحب الخیری کے نام سے واقف ہیں۔ کہ وہی صاحب ہیں جن کے ایک مضمون کا جواب اس سے پہلے ان ہی کالموں میں دیا جا چکا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اب پھر وہی پرانا قصہ شروع کیا ہے۔ اور ۱۹ فروری کے زمیندار میں ایک مراسلت شائع کرائی ہے۔ اس میں انہوں نے مولوی عبد الجبار صاحب کے خط میں سے کچھ اقتباسات بھی دئے ہیں۔ اور پھر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے ہمیں مورد عتاب بنایا ہے۔ مولانا کے عتاب کی تو ہمیں چنداں پروا نہیں۔ کہ آپ ایسے حضرات کی عنایات کے ہم مدت سے خوگر ہیں۔ لیکن بعض باتیں ان کی مراسلت میں یا ان کے بھائی مولوی عبد الجبار صاحب کے خط میں جسکا اقتباس انہوں نے دیا ہے۔ خلاف واقعہ ہیں۔ اس لئے غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ہمیں اسپر کچھ لکھنا ضروری ہوا ہے۔

صاحب مراسلت مندرجہ ذیل عبارت مولوی عبد الجبار کی طرف منسوب کرتے ہیں:۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - -

مسٹر کمال الدین صاحب جو انگلستان میں اشاعت اسلام کا کام کر رہے تھے۔ ان کو اس کے متعلق خطوط لکھے گئے۔ اور اسبات کی تحریک کی۔ کہ برلن میں اشاعت اسلام کا بڑا موقعہ ہے۔ مگر ان کی طرف سے کسی قسم کا جواب نہیں آیا۔ عرصہ کے بعد یہاں کی ایک نومسلمہ عورت کیطرف سے ووکنگ مشن سے پھر تحریک کی گئی۔ اس پر اس عورت کے پاس جواب آیا۔ اور اس سے پوچھا گیا۔ کہ کس قسم کے کاموں کی ضرورت ہے۔ اور کس قدر صرف پر یہ کام انجام دئے جا سکتے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں پروفیسر محمد عبد الجبار خیری سے اس معاملہ میں گفتگو کر کے جواب دونگی۔ چنانچہ میں نے پھر تحریک کی۔ مگر میرے خطوط کا پھر جواب ندارد۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ مسٹر کمال الدین قادیانی ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے۔ کہ کوئی شخص جو قادیانی نہ ہو۔ اس کام کو کرے۔ ۔۔۔ کہ کوئی تحریر دیں۔ جس سے ثبوت ان کے خلاف ہو سکے۔ یہ ہوا وجہ جواب نہ دینے کی معلوم ہوتی ہے۔

سب سے پہلے یہ امر ظاہر کرنے کے قابل ہے۔ کہ جسوقت مولوی عبد الجبار صاحب کا خط ووکنگ میں آیا۔ اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان میں موجود ہی نہ تھے۔ وہ ان دنوں ہندوستان یا جزائر ہند جاوا سنگاپور میں تھے۔ اور ووکنگ میں یہ خاکسار کام کرتا تھا۔ میں نے خود مولانا کے خط کا جواب دیا۔ اور دوسرا خط آپ کا مجھے ہی ملا۔ افسوس ہے۔ کہ ہم وہ خطوط ووکنگ میں چھوڑ آئے۔ ورنہ ان کی نقول شائع ہو سکتی تھیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ایک خاتون کے خط بھی آئے اور ہم نے مصارف کا اندازہ بھی دریافت کیا۔ جواب آنے پر ہم نے یہ تحریک انجمن میں کی۔ اور وہ باقاعدہ انجمن میں پیش ہوئی۔ جسپر جرمنی میں مشن کھولنے کا معاملہ زیر غور رہنے کا فیصلہ ہوا۔ اس لئے مولانا خیری کا فرمانا کہ خواجہ صاحب نے اس لئے جواب نہ دیا۔ کہ تحریری ثبوت ان کے خلاف پیدا نہ ہو جائے صرف خوش فہمی ہی نہیں بلکہ خلاف واقعہ ہے۔ اور یہ بھی مضحکہ انگیز ہے۔ کہ خط کے جواب دینے سے کسی سنگین جرم کا تحریری اقبال خواجہ صاحب کیطرف سے ہونے کا احتمال تھا۔

مولانا خیری فرماتے ہیں کہ آخر معلوم ہوا کہ مسٹر کمال الدین قادیانی ہیں،، تعجب ہے کہ یہ اضافہ علم بھی برلن میں پہنچکر شاید خط و کتابت ہی سے ہوا۔ حالانکہ خواجہ صاحب تو تیس برس سے احمدی ہیں۔ اور ہندوستان کے تمام تعلیم یافتہ لوگ جو اسلامی تحریکات میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ مولانا خیری کس زاویہ عزلت میں رہے ہیں۔ کہ ان کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی مولانا عبد الغفار صاحب نے ان کو اس سے آگاہ کیا۔

خواجہ صاحب کے برلن پہنچنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ "میں ملنے گیا . . . . مگر مسٹر کمال الدین کچھ اسقدر رعونت اور خشکی سے پیش آئے کہ مجھ کو بڑا تعجب ہوا" اسپر مولانا عبد الغفار صاحب حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں "رعونت کی وجہ ناظرین خود سمجھ لیں۔ وجہ تو صاف ہے،، لیکن "ناظرین" میں اگر ہم بھی شامل ہیں۔ تو یہ گذارش بیجا نہ ہو گی۔ کہ اس عبارت سے ہمیں تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ مولوی عبد الجبار صاحب کے متعلق بھی مولانا عبد الجبار کو شکوہ ہے۔ کہ "انہوں نے اپنی مالداری کا زور دکھایا۔ حتیٰ کہ مجھ سے ملے تک نہیں۔ مگر جب ان کو معلوم ہوا۔ کہ میرا یہاں اثر ہے۔ تو دو دفعہ آئے،، مولوی مبارک علی صاحب (قادیان کے مبلغ) کے متعلق بھی ان کو یہی گلہ ہے۔ کہ وہ بہت عرصہ تک مجھ سے نہ ملے" گویا مولانا خیری سے نہ ملنا بھی ایک گناہ کبیرہ ہے۔ اور جس سے یہ سرزد ہو جائے وہ برلن میں تبلیغ کرنے کا اہل نہیں۔ حالانکہ بڑے بڑے شہروں میں ایک مدت تک لوگوں کا پتہ لگنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

ہم اشاعت اسلام کو تو بہترین خدمت اسلامی سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنے سے رک نہیں سکتے کہ مبلغ کے اخلاق بڑے وسیع ہونے چاہئیں۔ افسوس ہے۔ مولانا خیری نے دوسروں کی "رعونت،، کی پڑتال کرتے ہوئے یہ نہ دیکھا کہ وہ خود کیا کہہ رہے ہیں۔ اور جو مسلمان برلن میں پہنچکر ان سے ملنے میں دیر کرتا ہے۔ وہی مورد عتاب ہو جاتا ہے کیا اس کی "وجہ ظاہر،، نہیں ہے؟

اس کے بعد انہوں نے ایک صاحب "مسٹر فیروز الدین" کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور نہایت جرأت سے ان کے متعلق "ناقابل اعتبار اور چالباز،، کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک اور صاحب چودھری عبد الحمید صاحب کو بھی ان ہی ذیل میں شمار کیا ہے۔ مولوی عبد الغفار صاحب نے ان موخر الذکر دو اصحاب کو بھی احمدی سمجھا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ "مندرجہ بالا سب صاحب مرزائی جماعت کے لوگ ہیں،، قطع نظر اس کے ہم نہ مسٹر فیروز الدین کو جانتے ہیں۔ نہ چودھری عبد الحمید صاحب کو۔ اور نہ یہ ہر دو اصحاب احمدی ہیں۔ ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ کسی مسلمان بھائی کے متعلق اس کی غیر حاضری میں ایسے ناگوار اور ہتک آمیز الفاظ لکھنا اور پھر ان کو اخبار میں شائع کرنا یا کرانا ایک ناقابل معافی جرم ہے قرآن

آئے ہیں۔ سوائے شہریوں کے، بلکہ یہاں مستقل قیام کی ضرورت ہے۔ اور انفرادی طور پر ان اقوام کے لوگوں سے ملکر انہیں ایک نظام میں منسلک کیا جائے۔ ان کی دینی تعلیم و دیگر ضروریات کا کچھ انتظام کیا جائے۔ ہندی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کئے جائیں۔ چونکہ ان کے پڑوس میں ہندو خوشحال ہیں۔ اور ان کا خیال ان کو مرتد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس لئے عارضی طور پر یہاں وعظ کر کے پھر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا اپنے روپے اور وقت کا ضائع کرنا ہے۔ اس لئے جہاں ۴½ لاکھ مسلمانوں کے ارتداد کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ ویسا ہی اہم ان کو اُبھارنے کے لئے فراہمی روپیہ اور اس کے مناسب جگہ استعمال کا انتظام بھی ضروری ہے۔ خدا کا خاص فضل ہے۔ کہ جہانتک معلوم ہو سکا ہے۔ ابھی تک ان کا کوئی حصہ مرتد نہیں ہوا۔ لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ ایسی قوم کو جو کفر کے خطرناک گڑھے کے کنارہ پر کھڑی ہے۔ وہاں سے کھینچکر محفوظ جگہ پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں۔ کہ اسکام کے لئے بہت سے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اب مسلمانوں کو پہلے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ آیا ۴½ لاکھ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے کفر کے گڑھے میں گرنے دینا بہتر ہے۔ یا اپنی جانوں اور مالوں کو اس وقت قربان کر کے ان کو اور ان کی آیندہ نسلوں کو کفر سے بچانا بہتر ہے۔ کسقدر یہ بات معلوم کر کے دکھ ہوتا ہے۔ کہ وہ مذہب جس میں کسی شودر کا سایہ تک بھی اپنے اوپر آنے دینا گناہ عظیم سمجھا ہے۔ وہ مذہب تو نہ صرف شودروں کو ہی بلکہ مسلمانوں تک کو اپنے ساتھ ملانے اور انکے ساتھ کھانے پینے کو تیار ہے۔ اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی کر رہا ہے۔ لیکن وہ مذہب جسکا پہلا اصول ہی بنی نوع کو ایک برادری اور ایک مقام پر کھڑا کر دینے کا ہے۔ اس کے پیرو اپنی غفلت اور سہل انگاری سے اپنے بھائیوں کو ہی اپنے سے علیحدہ کر رہے ہیں۔ ان ۴½ لاکھ مسلمانوں کا ارتداد نہ صرف باقی مسلمانوں کے لئے ماتم کا باعث ہوگا۔ بلکہ یہ دیگر مسلمانوں کے ارتداد کے لئے بھی دروازہ کھول دیگا۔ جس سے ہندوستان میں مسلمانوں کی ہستی ہی معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ پس اگر مسلمانوں نے ہندوستان میں با عزت ہو کر رہنا ہے۔ تو وہ اپنے جاہل بھائیوں کی جہالت دور کرنے کے لئے مالوں اور جانوں کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ ورنہ بعد ازاں دست تاسف ملنے کے سوا چارہ نہ ہوگا۔ اسوقت جملہ مسلمانوں کو اندرونی اختلافات ایک طرف رکھکر ان بھائیوں کو بچانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

اسی طرح ہمارے مبلغین کا دوسرا وفد جو دہلی کے نواح میں کام رہا ہے۔ لکھتا ہے۔ کہ گوڑ گاؤں کی مسجد میں بعد نماز جمعہ مسلمانوں کی موجودہ حالت پر مولوی محمد عصمت اللہ صاحب نے وعظ فرمایا۔ مسلمان سامعین نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور ہر طرح مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اور فی الحال کام کا آغاز گوجروں میں شروع کیا گیا ہے۔ جن کے نام وغیرہ بھی ہندوانہ ہیں۔ خدا کے فضل سے آثار اچھے نظر آرہے ہیں اور ہر طرح کام میں کامیابی کی امید ہے۔ اس علاقہ میں بھی مستقل طور پر رہ کر اور انفرادی طور پر اس قوم کے معزز لوگوں سے ملاقات وغیرہ کر کے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ۲۶ کو رام چند آریہ سے مولوی محمد عصمت اللہ صاحب کا مباحثہ تھا۔ جس کی مفصل روئداد آیندہ درج ہوگی۔

ہمارے احباب مندرجہ بالا واقعات سے معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت کو اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے کسقدر مالی و جانی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ہم نے نہ صرف یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ وغیرہ ممالک میں اشاعت اسلام کرنی ہے بلکہ ہندوستان کے لاکھوں ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے واقف کرنا اور دیگر اقوام میں بھی اشاعت اسلام کرنی ہے تب ہی سب ہوگا۔ اگر ہماری قوم ان واقعات سے اپنے دل میں درد پیدا نہ کرے۔ اور اس کام کے لئے حد درجہ کی جانفشانی نہ دکھائے۔

ناظرین کرام چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ منیجر۔

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسول کریم صلعم کے بعد نبی

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

اس حوالہ سے آپ کے مذہب کا جو میں نے پیش کیا تھا اور جس سے اب کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ ایک شخص کا یہ اعتراض پیش کر کے کہ حضرت مرزا صاحب نبوت کا دعوے کرتے ہیں۔ اس الزام کی تردید پر دلائل کی ہے۔ اور صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ نبی کریم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اگر کسی نبی کا آنا مانیں تو پھر یہ بابی مذہب ہے۔ کیوں صاحب اب بتائیں وہ حماقت جو میری طرف خواہ مخواہ منسوب کرتے ہیں آپ پر ٹھیک طور پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ پر تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی مثال صادق آتی ہے۔ اس عبارت میں نفس نبوت کا انکار کیا گیا ہے۔ ورنہ سائل کے سوال کا یہ جواب ہوگا کہ ہاں صاحب بیشک حضرت مرزا صاحب نے اس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد درست ہے۔ مگر اس قسم کی نبوت جو تم حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتے ہو اس سے آپ کو انکار ہے اور وہ بابی مذہب کا عقیدہ ہے۔ مگر بغیر کسی قسم کی تشریح کرنے کے یا استثنار کے یہ اطمینان دلایا ہے کہ حضرت صاحب نے کسی قسم کی نبوت کا دعوے نہیں کیا۔ کیونکہ ہر قسم کی نبوت نبی کریم صلعم کے بعد بند ہے اور امت محمدیہ میں کسی قسم کی نبوت کا اجرا ماننا بابی مذہب ہے۔ کوئی بات اپنے حسب منشاء اور موقع محل دیکھ کر دل سے گھڑ کر کہی جاوے تو پہلی بات یاد نہیں رہتی۔ اور دروغ گو را فوت حافظہ نباشد والی بات بن جاتی ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی وفات تک جو علماء کی تحریریں تھیں اور جماعت میں سے ہر ایک کا مذہب تھا۔ اس میں اور اسوقت کی تحریروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب تو میں نے بھیجے کو اسکے گھر تک پہنچا دیا ہے۔ لہٰذا اپنی حماقت کو آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔

قادیان میں میں بہت زمانہ رہا۔ اور تمہارے سامنے بھی بہت دیر تک رہا۔ اور سات سال تک جس راسخ الاعتقادی کے ساتھ جناب میاں صاحب کا مرید رہا۔ اس کا نمونہ تم میں سے بہت تھوڑوں میں پایا جاتا ہوگا۔ لہٰذا تم مجھے اور میں تمہیں خوب جانتا ہوں۔ بس تم میری طمع نفسانی کا کوئی ثبوت دیتے تو بات تھی ورنہ بیہودہ سرائی سے تو کوئی فائدہ نہیں۔

بندۂ خدا تمہیں معلوم ہے کہ جب تک میں جناب میاں صاحب کا ہمخیال تھا۔ باطن و ظاہر متفق تھا۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کیا تنہائی اور کیا مجمع میں علانیہ کرتا تھا۔ اور آپ کی اڈیٹری میں بھی اس کا نمونہ پایا جاتا ہے پس اگر اس وقت دربار خلافت سے مجھے اس کام کے عوض کوئی خلعت دلایا کرتا ہے۔ تب تو قیاس کیا ہوتا اب وہ انعام و اکرام اڈیٹر صاحب پیغام صلح دلاتے ہوں گے۔ تب تو طمع نفسانی کا خطاب سچا بھی تھا۔ مگر یہ خطاب آپ جیسے خوشامدیوں کے لئے بس ہے جس کا پیشہ اور نوکری یہی ہے کہ مرچ مسالہ لگا کر روٹی کھائے۔ میں خدا کے فضل سے قادیان میں محنت کر کے روٹی کھاتا تھا۔ اور اب بھی خدا کے فضل سے محنت کر کے روٹی کھاتا ہوں پس جب اختلاف ہوا تو کچھ پرواہ نہیں کی۔ برملا مجمع میں میاں صاحب کے روبرو اختلاف کیا اور اس پر جرأت سے قائم رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں اکیلا تمہیں نشانہ بنا اور دکھ دیا گیا ستایا گیا اور آخر نکلنا پڑا۔ ایسے آدمی کو طمع نفسانی کا الزام دینا شرم کی بات ہے۔ بالمقابل اسکے تمہارے جیسے بیسیوں نکلے جنہوں نے اپنے عقیدے اور رائے کے خلاف کیا۔ اور میاں صاحب کے روبرو کچھ کہا۔ اور واپس جا کر اسکے خلاف عمل کر کے منافقت کا ثبوت دیا اور بعضوں نے کہا کہ ہماری رائے تو درست تھی مگر کیا کریں۔ سمندر میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر۔ گویا پیر کو مگرمچھ قرار دیکر کہا کہ اگر اسکی منشا کے خلاف کیا تو ہڑپ کر جانے کا ڈر ہے۔ ایک میاں صاحب کے بڑے مخلص مرید نے مجھے الگ کر کے سمجھایا کہ جو خیال تمہارا ہے۔ وہی درست ہے مگر اب اسے چھوڑ دو تنہا کو ... میں نے بھی تو آخر اپنے خیال کو چھوڑ دیا۔ جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اب

الا بلا بگردن مُلّا۔ ہمیں کیا۔ اس بزرگ نے اپنی بریت کے لئے اپنے خلیفہ صاحب کو مُلّاں قرار دیکر سارا بوجھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اور ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ دیکھو تم میاں صاحب سے اختلاف نہ کرو بلکہ اصحاب حکمت عملی سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کون میرا ہم خیال ہے اور کون مخالف۔ دیکھو۔ میاں صاحب کے مریدوں کا تو یہ خیال۔ مگر جسے تم طامع بناتے ہو وہ اسے جواب دیتا ہے کہ مجھے میاں صاحب کے دل کا حال معلوم نہیں وہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ مگر میاں صاحب نے جو کہا اجازت دی ہے۔ اسلئے میں تو وہی کہوں گا جو میرے دل میں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اپنے نقصان کی مطلق پرواہ نہ کی۔ مگر آپ ہی میں سے بیسیوں خوشامدی مریدوں کی منافقانہ کرتوت جماعت کے سامنے پیش کر دی۔ بدزبانی کر کے تم نے میرا کیا بگاڑا اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا۔ اور اپنی شقاوت قلبی کا جو تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا نام جس کا منہ سے نکالنا یا لکھنا اور اسپر درود پڑھنا باعث خوش نصیبی اور فخر ہے اور بڑے بڑے بادشاہ اس کے نام کو سن کر تخت سے اتر پڑتے ہیں" کاٹ کر اسکے بدلہ پر الفذر رکھا۔ اگر ایمان ہے تو ڈوب کر مر جاؤ۔ پھر غور کرو کہ مسیح موعود یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس وقت کے اولیاء نے سلام بھیجا اور یہ بزرگ ترستے گذر گئے کہ کاش اس کا زمانہ میسر آتا۔ اور باعث خوش نصیبی قرار دیا۔ مگر آج آپ میں کہ ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کا زمانہ پایا۔ اور ان پر حضرت مسیح موعود نے اظہار خوشنودی کیا۔ شیعوں کی طرح سے گالیاں دینا پیشہ ٹھیرالیا ہے۔ یہی کام ان لوگوں نے کیا تھا۔ جو آپ کی طرح نبی کریم صلعم کا زمانہ گذرنے کے بعد ہوئے اور انہوں نے اسلام میں فتنہ برپا کیا۔ جس شخص نے وہ مبارک چہرہ نہیں دیکھا اسے اس کی اور اسکے دوستوں کی کیا پرواہ۔ اسے ان کی پرواہ کرنا کافی ہے جن کی تعریف و مدح سرائی سے روٹی کماتا ہے۔ اور اسکے مخالف خیال لوگوں کو گالیاں دے کر خوش ہوتا ہے۔ میں کوئی اڈیٹر اخبار نہیں ہوں جو مجھے ضرور اخبار کے لئے ایسا مصالحہ بہم پہنچانا پڑے۔ میرا تو کام ہی اور ہے اور محض درد دل سے کبھی کچھ لکھنا پڑتا ہے ورنہ تم ایمان سے کہو کہ اگر میں ایک لفظ بھی کبھی اخبار میں نہ دوں تو میرا کوئی نقصان ہے ہرگز نہیں! یا میرا یہ فرض منصبی ہے کہ اسکی عدم ادائیگی سے مجھ پر مواخذہ ہوگا۔

اخیر میں میں اپنے دوست اڈیٹر الفضل کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بیشک حق رکھتے ہیں کہ کسی بات کا معقول جواب دیں۔ مگر بدزبانی شرفا کا کام نہیں ورنہ اسے معلوم ہے کہ جب کوئی زبان دانی سے باز نہ آئے تو مجبوراً اصلاح کے لئے اس قسم کا سلوک اسلام نے جائز رکھا ہے

(محمد نصیب)

پیرس میں مسجد

حکومت فرانس نے سو برس سے زائد ہوئے پیرس میں ایک مسجد کی تعمیر کا وعدہ کیا تھا۔ ایک صدی گذر جانے کے بعد اب یہ وعدہ خدا خدا کر کے پورا ہوا۔ اور فرنچ گورنمنٹ نے بالآخر ایک مسجد اور مسلم انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کا انتظام کر دیا۔ زمین فرنچ گورنمنٹ نے بلا قیمت دیدی ہے۔ اور زرنقد سے بھی اعانت کی ہے۔ یکم مارچ کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب میں مسیو کولرٹ انڈر سکرٹری گورنمنٹ اور دیگر حکام نے حکومت کی جانب سے نیابتہً شرکت کی۔ خوش قسمتی سے تمام مسلمانان عالم کے نمایندے بھی اس موقع پر موجود تھے مثلاً سفیر ٹرکی سفیر افغانستان۔ سفیر مصر۔ معززین ہند و ڈیپوٹیشن الجزائر وغیرہ۔ سلطان مراقش نے اپنا ایک مخصوص نائب اس غرض کے لئے بھیجا تھا۔ مسجد سے متعلق ایک حمام۔ ایک دارالاقامہ اور ایک کتب خانہ بھی ہوگا۔ فرنچ حکام نے اس موقع پر جو تقریریں کیں۔ ان میں فرانس اور مسلمانوں کے اتحاد پر خاص طور پر زور دیا۔ اور یہ کہا۔ کہ حکومت فرانس اس امر واقعہ کو کسی حالت میں فراموش نہیں کر سکتی۔ کہ اس کی دس کروڑ رعایا میں پورے چار کروڑ کی تعداد مسلمانوں کی ہے۔ مسیو کولرٹ نے کہا کہ ان اسلامی تعمیرات کا مقصد یہ ہے۔ کہ آیندہ جو مسلمان فرانس میں قدم رکھیں انہیں کسی طرح کی اجنبیت نہ محسوس ہو۔ بلکہ وہ اسے بھی اپنے وطن ہی کی سرزمین تصور کریں۔

(دین و دنیا)

مجیب نے بھی اس حرکت کو مردار خواری کے مرادف قرار دیا ہے اور قانونًا بھی یہ جرم عبرتناک سزا کا مستوجب ہے۔ لیکن غالبًا مولانا یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ مرزائی جماعت کے لوگوں کو سب کچھ کہہ لینا باعث ثواب ہے۔ اور ان کا مرزائی ہونا ہی مولانا کے گناہ کے لئے کافی کفارہ ہے۔ کیوں نہ ہو۔

ستول چشم بد دور ہیں آپ دین کے
نمونہ ہیں خلق رسول امین کے

ہندو مسلم اتحاد

پیغام صلح کے متعدد مقالہ ہائے افتتاحیہ میں ہم نے اس حقیقت کی پردہ کشائی کرنے کی کوشش کی تھی کہ ہندو مسلم اتحاد جسکا غلغلہ تمام ہندوستان میں پڑا ہوا ہے۔ اسطرح نمائشی اور ظاہر فریب ہے۔ جسطرح سراب دور سے پیاسے آدمی کو چشمہ آب نظر آتا ہے۔ ان مقامین میں ہم نے یہ بھی بتا دیا تھا۔ کہ حقیقی اتحاد و اتفاق مذہبی رواداری اور باہمی مساوات حقوق پر قائم ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جن سے کسی قوم کی مختلف جماعتوں میں اتفاق ہو سکتا ہے۔ اور اسی کی بنیاد پر ہمارے ملکی اور قومی لیڈروں کو قومیت متحدہ کا قصر بلند کرنا چاہئے۔

لیکن یہ صدا صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور اب پھر اخبارات میں شائع ہو رہا ہے۔ کہ ملتان میں ہندو مسلم کشیدگی ہولی کے ایام میں نیا گل کھلانے والی ہے اور بالکل قرین قیاس ہے کہ ہولی میں محرم کا نقشہ نظر آئے اور گلال کی بجائے خون کی چھینٹوں سے ہولی منائی جائے۔ مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب نے گذشتہ فسادات کی ذمہ داری تمام تر مسلمانوں پر عائد کی تھی۔ اور غالبًا اس سے برادران وطن کے زخموں کا اندمال مقصود تھا لیکن تازہ حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکیم صاحب کی مسیحائی نہیں چلی۔ اور ہندوؤں کے جذبات ابھی تک برافروختہ ہیں۔

کانگریس کی مجلس عاملہ نے ایک جلسہ میں جو مولانا ابوالکلام آزاد کی زیر صدارت ہوا۔ یہ قرار دیا ہے کہ ملتان کے فسادات کے ذمہ دار بعض مسلمان ہی ہیں اور پھر اب مولانا ابوالکلام ہی کو مزید تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق ہم یہ ضرور عرض کرینگے کہ جب مولانا پہلے ہی اس جلسہ کے صدر تھے جس میں یہ قرار پایا کہ فسادات ملتان کی ذمہ داری مسلمانوں ہی پر عائد ہوتی ہے۔ تو پھر انہیں کو تحقیقات کے لئے مقرر کرنا ایک صریح غلطی ہے۔ کیونکہ ان کا دماغ پہلے ہی متاثر ہو چکا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم گورنمنٹ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو عدالتی اور حکومتی اختیارات کی علیحدگی کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں لیکن جب اپنے گھر میں تحقیقات کرتے ہیں۔ تو وہی کرتے ہیں جس کے خلاف گلا پھاڑ پھاڑ کر صدائے احتجاج بلند کرتے رہے ہیں۔

کیا پھر جنگ چھڑے گی؟

لوزان کانفرنس کا اونٹ اگرچہ کئی کروٹیں بدل چکا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوئی بھی سیدھی نہیں لارڈ کرزن اگر اپنی مغربی ڈپلومیسی (حکمت) میں ید طولی رکھتے ہیں۔ تو عصمت پاشا بھی اس بساط سیاست کے شاطر ہیں جن میں مشرقیت اور مغربیت کی دونوں شانیں جلوہ نما ہیں۔ چنانچہ ابھی تک محض لفظی ہیرا پھیری یا باہم نرم و گرم گفتگو کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اتحادی جو شرائط پیش کرتے ہیں وہ ترکوں کو منظور نہیں حالانکہ اتحادیوں کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔ کہ یہ شرائط نہایت فیاضانہ ہے۔ ادھر فرانس نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ اگر لوزان کانفرنس ناکام رہی تو پھر فرانس گورنمنٹ کو ترکوں سے گفت و شنید کرنے کا اختیار ہو گا۔ یہ حقیقت میں اس سہل نگاری کا جواب ہے جو حکومت برطانیہ جرمنی سے تاوان وصول کرنے میں دکھا رہی ہے۔ اور جس سے فرانس اندر ہی اندر بغل و پیچ ہے۔ لوزان کانفرنس کا اب آخری مرحلہ یہ ہے۔ کہ لارڈ کرزن اب شرائط صلح پیش کر کے لنڈن جانا چاہتے ہیں۔ اور وہیں جواب منگانا چاہتے ہیں۔ ادھر عصمت پاشا بھی اڑے ہوئے ہیں کہ وہ جواب انگورہ پہنچکر دیں گے۔

ملک الموت اڑے ہیں کہ وہ جاں لیکے ٹلیں
اور مسیحا کی یہ ضد ہے کہ میری بات رہے

اس بیچ میں یہ پیچ اور بھی پڑ گیا ہے۔ کہ یونان کا تلوا پھر کھجلانے لگا ہے۔ اور اس نے مغربی تھریس میں فوجیں جمع کر لی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یونانیوں کا عزم قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کا ہے۔ ادھر ترک بھی جنگ کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں بہرحال ابھی تک امن صلح و امن کے خواب کی تعبیر نکلتی نظر نہیں آتی جسے یورپ کے تمام مدبرین مدت سے دیکھ رہے ہیں۔

سیاسی قیدیوں کی رہائی

صوبجات متحدہ کے جدید گورنر سر ولیم میرس نے تمام سیاسی قیدیوں (باستثنائے ایک کے) کی رہائی میں جس آز اندیشانہ حکمت عملی سے کام لیا ہے۔ وہ دوسری صوبوں کی حکومتوں کے لئے قابل تقلید مثال سمجھی جانی چاہئے۔ ملک میں اب عام طور پر امن و سکون ہے۔ جو پولٹیکل قیدی قید کی میعاد ختم کر کے رہا ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی کوئی امر نہیں کیا جس سے دوبارہ بدامنی یا پولٹیکل ہل چل کا اندیشہ ہو۔ اس لئے قرین مصلحت یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ قیدی جن سے محض فوری جوش کے ماتحت بعض خلاف قانون حرکات سرزد ہوتی تھیں۔ اب رہا کر دئے جائیں۔ سیاسی قیدیوں میں ایک معتدبہ حصہ پنجاب کا ہے۔ اور ان میں سے اکثر نصف یا تہائی زمانہ قید گذار چکے ہیں۔ اس لئے اگر سر ایڈورڈ میکلیگن کی حق پژوہانہ حکمت عملی ان بلاکشان عشق کے لئے چارہ سازی کرے تو تعجب نہیں۔ ہمارے دوسرے اسلامی معاصرین اس باب میں ہمارے ہم آہنگ ہیں۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ ملک کی یہ متفقہ آواز پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے شرف قبولیت حاصل کرے گی۔ اور سر ایڈورڈ میکلیگن اپنی دوراندیشی اور نیک طینتی کا ایک مزید ثبوت دینگے؟

آریوں کی سرگرمیاں

اس سے پہلے ہم کئی مرتبہ ناظرین کرام کی توجہ اس جد و جہد کی طرف منعطف کرا چکے ہیں۔ جو آریہ سماج مسلمانوں کو تاریک دھرم میں لانے یا نیچ اقوام کو ہندو بنانے کے لئے کر رہی ہے۔ اضلاع متحدہ سے جو رپورٹیں ہمارے مبلغین کیطرف سے پہنچی ہیں۔ ان سے بھی یہ امر صاف طور پر واضح ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج تبلیغ مذہب میں مصروف سعی ہے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے ان مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ جو مسلمانوں سے اجنبیت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ آریہ پراونشل پرتی ندھی سبھا لاہور نے حال ہی میں ایک لاکھ روپیہ کے لئے قوم سے اپیل کی ہے۔ جو نیچ اقوام کی حالت کو درست کرنے اور ان کی تعلیم و تربیت پر صرف کیا جائیگا۔

اب ہم مسلمانوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان کوششوں کے بالمقابل میں کیا کر رہے ہیں؟ اور ہندوستان میں حفاظت اسلام اور تبلیغ ہدایت کے لئے کسقدر روپیہ فراہم کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ بلا شبہ یہ کام صرف کثیر کا مقتضی ہے۔ لیکن اگر ہندوستان میں مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو پھر انہیں یہ مصارف برداشت کرنے چاہئیں۔

انتقاد

"مجدد"

رسالہ "مجدد" اب پھر مولوی تاج الدین احمد صاحب تاجر کی زیر ادارت لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کا سرورق بتاتا ہے۔ کہ یہ حضرت مجدد صاحب سرہندی کی یادگار میں نکلا ہے۔ اور غالبًا اسی لحاظ سے اسکا نام "مجدد" ہے پہلے بزرگوں کی یاد کو تازہ کرنے کا حقیقی مفہوم تو یہی ہے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلا جائے۔ اور ان کے پند و نصائح کو دستور العمل بنایا جائے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ یہی نصب العین "مجدد" کا بھی ہو گا۔ اس صورت میں ہمیں ایڈیٹر صاحب سے یہ توقع بھی رکھنی چاہئے۔ کہ وہ حضرت مجدد صاحب سرہندی کے اس ارشاد کے مطابق کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد ہونا ضروری ہے۔ اس چودھویں صدی کے مجدد کی تلاش بھی کرینگے۔ اور پتہ مل جانے پر (جو کوئی مشکل نہیں) اس کی شناخت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

مقالہ افتتاحیہ میں ایڈیٹر صاحب نے رسالہ کے اجراء کی علت غائی "غیرت اسلام" اور "ہمدردی قوم" بتائی ہے۔ اور ضمنًا ان کارروائیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو غیر مذاہب والے اسلام کے خلاف کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود مسلمان اُن کی تقلید کورانہ میں قرآن و حدیث سے دور پڑ جاتے ہیں۔ اس مقصد سے ہر ایک مسلمان کو قدرتی طور پر ہمدردی ہونی چاہئے۔ اور ہم خوش ہیں۔ کہ "مجدد" نے اپنا مطمح نظر صحیح قرار دیا۔ خدا اس کو استقامت بخشے اور ترقی دے۔ مضامین کے لحاظ سے یہ پہلا ہی نمبر قابل قدر اور دلچسپ ہے۔ مذہبی مضامین بھی ہیں نظمیں بھی ہیں۔ ان کے ساتھ سیاسی چٹنی بھی ہے۔ کاغذ بھی عمدہ ہے۔ چھپائی میں کسیقدر اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن پنجاب پہلے ہی اس شے میں بدنام ہے۔ اس لئے کارپردازان رسالہ کا اس میں قصور نہیں۔ بہرحال رسالہ اس قابل ہے۔ کہ مسلمان ایڈیٹر کی حوصلہ افزائی کریں۔ حجم ۳۲ صفحات تقطیع ۲۲×۱۸/۱۶ چندہ سالانہ للعہ نمونہ کا پرچہ ۴ر ملنے کا پتہ لاہور۔ کٹڑہ حکیم ولی شاہ۔

شذرات

خدا کے فضل سے ہمارے مبلغین عین وقت پر ان علاقہ جات میں پہنچکر کام شروع کر چکے ہیں جن میں مسلمانوں کے ارتداد کا خطرہ ہے۔ آگرہ کے علاقہ سے مولوی عبدالحق ودیارتھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہاں آکر یہ معلوم ہونے پر بڑی حیرانی ہوئی۔ کہ پنجاب خصوصًا لاہور امرتسر میں تو اس سانحہ ہوش ربا کا اسقدر غلغلہ بلند تھا۔ مگر یہاں کے اکثر مسلمان اس امر سے بالکل بے خبر ہیں۔ مسلمانوں کے قومی اخبار آگرہ کے ایڈیٹر صاحب تک کو اس کی خبر نہیں۔ آخر تلاش کرنے پر ایک صاحب مل گئے۔ جن سے مندرجہ ذیل حالات معلوم ہوئے۔ کہ وہ قوم جس کے مرتد ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اسکا نام ملکانہ ہے۔ جن کو اس علاقہ کے دیگر مسلمان حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور علماء اسلام کی بے توجہی اور عام مسلمانوں کی جہالت کے باعث ان کا تعلق اسلام سے برائے نام رہ گیا ہے۔ ہندوانہ رسوم کو اختیار کرتے کرتے مسلمانوں کو ذلیل سمجھنے لگے ہیں۔ اس سے پہلے یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ اور ان کی مستورات مسلمانوں کے گھروں میں رضاعت کا کام کرتی تھیں۔ مگر اب وہ مسلمانوں سے اسقدر متنفر ہو چکے ہیں۔ کہ نہ مسلمانوں کی برتنوں کو چھوتے ہیں اور نہ ان کی عورتیں رضاعت کا کام کرنے پر رضامند ہیں۔ یہ قوم تمام صوبہ متحدہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ کھشتری مہا سبھا کا جو اجلاس آگرہ میں ہوا تھا۔ اور جو ریزولیوشن اس قوم کی شدھی کے متعلق پاس ہوا تھا۔ وہ ہندی اخبار راجپوت میں شائع ہو چکا ہے ہندوؤں کا ان کو شدھ کرنا ایک پولٹیکل چال ہے۔ ورنہ سناتن دھرمی اس شدھی کے مسئلہ میں اتنی جلدی آریوں کے ہتھے نہ چڑھ سکتے تھے۔ اس شدھی سبھا کا جال سارے صوبہ بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ اور باقاعدہ نظام ہے۔ جسکی پشت پر ساری ہندو قوم ہے۔ اور یہ لوگ نہ صرف جاہل اور ان پڑھ ملکانوں کو اپنا شکار بنانے کی کوشش میں ہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ راجپوتوں پر بھی اپنے ڈورے ڈال رہے ہیں۔ یہاں تبلیغ کے لئے ہوگی گی پھیری کافی نہیں۔ اور نہ یہاں ہندو بحث مباحثہ کی طرف

رسالہ موعظہ حسنہ

سلسلہ اشاعت ۲۰ رکم ۲۷ نمبر
(از قلم جناب مرزا فرزعلی صاحب پشاوری)

مسئلہ باغ فدک

(۳)

صفحہ ۲۰ رسالہ علی حائری صاحب

(۱) تمہیدی مضمون میں یہ مسئلہ ذکر کر دیا ہے کہ محض کسی فریق کی کتاب میں کسی امر کی تحریر ہونے سے اس فریق پر حجت قائم نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اکثر مشمولوں کے برخلاف احادیث واقوال بھی تو درج ہوتے ہیں۔ پھر کیا نا پسندیدہ امر کو اس سے اخذ کرنا اور دوسرے کو ترک کرنا بااصول تفسیر ہو سکتا ہے۔ اب میں علی حائری صاحب کے پیش کردہ دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پہلی دلیل قرآنی سے آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ سورۂ نساء رکوع ۲ ہے جس سے علی حائری صاحب قرآن سے ثابت کرنے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت سب کو شامل ہے۔ رسول اور امت ہر دو مخاطب ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ نہیں گویا آنحضرت صلعم بھی میراث کے معاملہ میں اپنی امت کی طرح میراث لے دے سکتے ہیں یہ امر ظاہر ہے کہ قرآن کے اول المخاطبین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے کیونکہ قرآن کریم انہی پر نازل ہوا۔ مگر بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن میں گو خطاب آنحضرت ہی کو ہے مگر مکلف اس حکم کی امت ہے ایسے نظائر قرآن میں موجود ہیں۔ اس رکوع سے پہلا رکوع فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث ورُبٰع الخ اسی سورۂ نساء میں موجود ہے جس میں آنحضرت صلعم باوجود مخاطب ہونے کے اس حکم کے مکلف نہیں ہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلعم نے جن جن صحابہ کے پاس چار سے زائد عورتیں تھیں وہ ان سے علیحدہ کرادیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں رکھا۔ اور وفات کے وقت آپ کی نو بیبیاں تھیں اور سورہ احزاب کی یہ آیت لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج الخ اور امرأۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی الخ انا احللنا لک التی آتیت اجورھن سورہ احزاب۔

یہ خصوصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور اس کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت صلعم مذکورہ بیبیوں میں سے کسی کو طلاق نہیں دے سکتے اور نہ آنحضرت صلعم کی بیوی سے کوئی نکاح کر سکتا ہے۔ اور اس خطاب میں یاایھا النبی اذا طلقتم النساء الخ سورۂ طلاق۔ یہ حکم بھی امت کے لئے ہے۔ باوجودیکہ نبی مخاطب ہیں۔ پھر جیسا کہ تعدد ازواج میں اور عدم طلاق وعدم تبدیل ازواج اور مہر اور بلا مہر ہبہ کرنے کی صورت میں۔ ان سب صورتوں میں آنحضرت صلعم کے لئے مخصوص احکام ہیں۔ اور امت سے وہ جداگانہ پوزیشن رکھتے ہیں۔ اسی طرح میراث کا مسئلہ بھی ہے جو ان مسائل کا شریک ہے بہ تشکل مسئلہ ہے۔ ضرور ہے کہ اس میں بھی آنحضرت صلعم کے لئے ایک خاص صورت ہو۔ اور امت سے ایک ممتاز اور اعلیٰ اور اشرف پوزیشن رکھتے ہوں کہ دنیاوی شائبہ کی طرف قیاس بھی نہ جا سکے۔ تاکہ یہ بھی ان کے منجانب اللہ ہونے پر ایک قوی دلیل ہو۔

(۲) اس رکوع کے آخر پر یہ آیتیں ہیں جو اس عقیدہ کو حل کر دیتی ہیں کہ واقعی آنحضرت صلعم پر ان آیات میراث کی پابندی لازم نہیں اور نہ ان کے لئے یہ احکام ہیں۔ غور کرو ان آیات پر تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنٰت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا وذالک الفوز العظیم ۝ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین ۝ سورہ نساء ۲ - ۱۰۔ اگر آنحضرت صلعم بھی بمطابق آیات میراث میں مخاطب ہوں تو اطاعت رسول اور عصیان رسول کا جو ذکر یہاں مذکور ہے اس کا کچھ مفہوم اور مطلب سمجھ میں نہیں آ سکتا اور آیات کا ترجمہ خبط اور بے ربط ہو جاتا ہے۔ گویا خود رسول کو کہا جاتا ہے کہ ومن یطع الرسول یا من یعص الرسول گویا رسول اپنے نفس کو بھی یہ کہتے ہیں کہ جو اطاعت کرے رسول کی یا معصیت کرے رسول کی ہر ایسی صورت میں مطلب اور معنے میں بے ربطی پیدا ہو کر کچھ اس کا صحیح مطلب نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا ہی یہ آیت اٰباؤکم وابناؤکم لا تدرون ایھم الخ

(۳) آیات میراث جس بات میں تو صریح نص ہے کہ اس قدر حصہ فلاں کو ملے اور اس قدر حصہ فلاں کو اگر ایسی صورت اور واقعات پیش آئیں۔ مگر آیات فرائض اس پر نص نہیں کہ میراث پانے والے اشخاص مثلاً فلاں فلاں اشخاص ہیں مخصوص۔ اشخاص ہیں یہ آیات نص نہیں ہیں۔ ان آیات کا مضمون ایسا مشتبہ ہے اور جب یہ آیتیں تعیین اشخاص میں نص نہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں شامل ہونا اور تعیین اور مراد ہونا منصوص ہوگا۔ کیونکہ نص میراث پانے والوں کی تعیین نہیں کرتی اور نہ ان اشخاص کو متعین کرتی ہے جو میراث اور ترکہ چھوڑتے ہیں۔

آیت (۲۸) وورث سلیمان داؤد الخ صفحہ ۲

علی حائری صاحب اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام میں توریث کا قاعدہ اور اصول جاری ہے اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ جو حضرت صدیق نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بروقت دعویٰ سنائی تھی وہ خلاف نص قرآنی تھی۔ اس سے آگے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ تاریخ ابوالفدا میں یہ لکھا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ علی حائری صاحب جیسے مدعی اجتہاد کی ایسی لغزش قابل معافی نہیں ہو سکتی کہ وہ آیت قرآن کی تفسیر تاریخ کے ایک حوالہ سے کرتے ہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کوئی حدیث یا کوئی روایت یا کسی تفسیر کا حوالہ دیا جائے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ قرآن کی کسی آیت کی تفسیر میں تاریخ کا حوالہ دیا جائے جس میں سلسلہ اسناد عموماً مفقود ہوتا ہے اور دلچسپ یہ کہ تاریخ کا حوالہ کسی اسلامی واقعہ کے متعلق نہیں بلکہ اسرائیلی واقعات کے متعلق ہے۔ اور اسرائیلی واقعات خواہ کسی تفسیر میں مندرج ہوں یا تاریخ میں۔ عموماً اصلیت اور صدق سے معرا ہوتے ہیں۔ بلکہ اکثر کذبیات کا ذخیرہ اور بازاری واعظوں کا متاع ہے۔

(۲) اس آیت کی تفسیر بعینہ اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۱۱۲ مطبوعہ لکھنؤ میں موجود ہے۔

قال عبداللہ ان داؤد ورث علم الانبیاء وان سلیمان ورث داؤد وان محمدا ورث سلیمان وانا ورثنا محمدا وان عندنا صحف ابراہیم والواح موسیٰ الخ

تازہ خبریں

ممالک غیر کی خبریں

عالم اسلام کا نصب العین

خلیفۃ المسلمین نے اعلان کیا ہے کہ

عالم اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ اسلام اور قرآن نے مسلمانوں کے لئے جس مادی اور روحانی ترقی کا وعدہ فرمایا ہے اس کو سرگرم سعی ہو۔ امامت اور خلافت کے متعلق اعلیٰ فرائض عائد ہوتے ہیں کیونکہ خلافت ودیعۃ اللہ ہے۔ ان فرائض کی ادا اور اسلام کی خدمت کے لئے مجھے عالم اسلام اور فاضل علماء اسلام کے زرّین مشورہ کی ضرورت ہے۔ میں اپنی تمام زندگی عالم اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر چکا ہوں۔ میں بارگاہ ایزدی میں ملتجی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور امانت میرے شامل حال ہو اور عالمگیر امن وترقی کے متعلق ہم متفقہ طور پر گامزن ہو سکیں۔

صلح کانفرنس کی ناکامی

لاسین ۵ رفروری۔ دو سال مہینے کی مسلسل گفت وشنید اور بحث ومباحثہ کے بعد آخر وقت کانفرنس کی ناکامی نے سخت مایوسی پیدا کر دی۔ فرانسیسی اطالوی امریکن نمائندگان نے زبردست کوششیں کیں کہ کسی طرح عصمت پاشا ٹس سے مس نہ ہوا۔ لیکن عصمت پاشا ایک انچ بھی نہ ہٹے۔ خاص کر مراعات (کیپی چولیشن) کے مسئلہ نے اس حصہ کے متعلق جو غیر ملکی لوگوں کے معاملات میں ضمانت کے متعلق تھا۔ اسی طرح اقتصادیات کے مسئلہ میں بھی وہ جمے رہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عصمت پاشا لارڈ کرزن کی اس تجویز پر رضامند ہوگئے تھے کہ موصل کے متعلق انجمن بین الاقوام ... ثالثانہ فیصلہ کے منتظر ...

خلیفۃ المسلمین غازی عبدالعزیز خان کا پیغام

آج میں خدائے قادر کے فضل وکرم اور رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تصرف پر اعتماد کر کے سریر آرائے خلافت ہوتا ہوں۔ مجھے مجلس ملیہ عظمےٰ ترکی کی تائید پر فخر ہے اس لئے کہ مجلس مذکور گذشتہ تین سال سے اپنے عدیم المثال تدبر اور عظمت کا ثبوت دیتی رہی ہے مجلس عالیہ کا فیصلہ ہی قوم کے معاملات کا حقیقی ترجمان ہے اور زمانہ کے حالات کے مطابق ہے میں خدائے بزرگ وبرتر کی بارگاہ عالی میں سر نیاز خم کرتا ہوں اور اس کی نصرت فرمائی کا عاجزانہ طریق سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اسکے فضل وکرم نے مسلمانان عالم کا ساتھ نہ چھوڑا اور نصر من اللہ وفتح قریب کا وعدہ پورا ہوا۔ اگر خدائے تعالیٰ عزم کی اعانت، رسول خدا روحانی تصرف، مجاہدین اسلام کی جرأت اور معتقدین اسلام کی راسخ الاعتقادی نہ ہوتے تو یہ شاندار فتوحات نہ ہو سکتی تھیں۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ آل عثمان اور ترکی قوم پر آزمائش کا وقت تھا اور فیصلہ کن لمحے گذر رہے تھے۔ اس وقت عالم اسلام نے جس اخوت اور برادرانہ ہمدردی کا عملی ثبوت دیا ہے۔ اس کے متعلق نہایت عجز واحترام سے شکر گذار ہوں۔ یہ وہی آل عثمان اور ترکی قوم ہیں جن کے خون سے اسلام اور خلافت مقدسہ کے اشجار کی آبیاری ہوئی ہے۔

میں خدائے ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ مقدس میں دست بدعا ہوں کہ عالم اسلام نے جس ایثار وقربانی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے شایان شان ہی عالم اسلام کو ترقی حاصل ہو۔

ہندوستان

برہما کی آئین ساز مجلس کا اجلاس

رنگون ۵ رفروری۔ برہما آئین ساز مجلس نے یہ تجویز منظور کی ہے کہ ایک کمیٹی کا تقرر کیا جائے تاکہ کمیٹی دیہاتی علاقہ جات میں جرائم کے انسداد کی کوئی تجویز پیش کر سکے۔

اخبار اکالی کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ

امرتسر ۵ رفروری۔ اخبار اکالی امرتسر کے پروپرائٹر کے خلاف ڈپٹی کمشنر مسٹر برنٹ نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ اور دس ہزار روپیہ ہرجانہ کا مطالبہ کیا ہے۔ آج اس مقدمہ تنقیحات قائم کی گئیں۔ مدعا علیہ نے متنازعہ مضمون کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا تو مدعا علیہ بیمار تھا۔ لیکن مدعا علیہ کی واپسی پر مضمون کے واقعات کی تردید شائع کر دی گئی تھی۔ ان واقعات کی بنا پر مدعا علیہ نے معافی چاہنے یا ہرجانہ ادا کرنے سے انکار کیا۔

تنقیحات کا بار شہادت مدعا علیہ پر عائد ہوتا ہے۔ مقدمہ کی سماعت ۷ مارچ کو ہوگی۔

شہزادی امرت کنواری کی شادی

کپورتھلہ ۵ فروری۔ شہزادی امرت کنواری کی شادی جو مہاراجہ کپورتھلہ کی اکلوتی بیٹی ہے۔ مانڈی کے راجہ سے نہایت دھوم دھام اور تزک واحتشام سے اختتام پذیر ہوئی۔ اور دولہا شادی میں ہندو مراسم تمام وکمال انجام دی گئیں۔ ریاست کی فوجوں۔ پیادہ فوج۔ رسالہ فوجی باجے اور زرق برق لدے پھندے ہاتھیوں کے جلوس میں محل پہنچا دیا گیا۔ جہاں رسم ادا کی گئی۔ شہر آراستہ وپیراستہ ہونے کی وجہ سے دلہن بنا ہوا تھا۔ اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور راجہ مانڈی کو خوش وخرم کر رہے تھے۔ یہ جلوس آہستہ آہستہ باہر نکلا۔ جہاں گورنر پنجاب۔ لیڈی میکلاگن کمشنر جالندھر ڈویژن کرنل میشن گورنر جنرل کا ایجنٹ اور ان کے علاوہ ایک سو مہمان تشریف رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض امریکہ۔ فرانس اٹلی اور انگلستان سے آئے ہوئے تھے۔ شادی ہو چکنے کے بعد توپ کی سلامی کی گئی۔ اور راجہ اور رانی نہایت آراستہ وپیراستہ گاڑی میں بیٹھ کر واپس محلات میں تشریف لے آئے۔ شام کے وقت شادی کی ضیافت وغیرہ دی گئی۔

آل انڈیا گئو رکھشنی سبھا

دہلی ۲۹ رجنوری۔ سوامی شردھانند اعلان کرتے ہیں۔ مسٹر کشن چند آزاد کا آل انڈیا گئو رکھشنی مہاسبھا کے لئے چندہ کا اپیل گمراہ کن ہے۔ آل انڈیا گئو رکھشنی سبھا صرف وہی ہے جو نومبر ۱۹۲۱ میں آل انڈیا ہندو سبھا کانفرنس منعقدہ دہلی میں قائم کی گئی تھی اور

اسلام کا مستقبل

افغانستان کا مستقبل

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

سوال۔ افغانستان کی کیا حالت ہے؟ اور کس منزل میں گامزن ہے؟

جواب۔ اس سے پیشتر کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں۔ اپنے بادشاہ امیر امان اللہ خان نصر اللہ بنصرہ العزیز کی مدح سرائی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے امیر دوراندیش ہیں معاملہ فہم ہیں۔ صفحۂ افغانستان میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے۔ جو حضرت بادشاہ سلامت سے عقیدت ومحبت نہ رکھتا ہو حضور والا نے آرام وراحت کے تمام اسباب کو ترک کر دیا ہے۔ شبانہ روز مصروف بکار رہتے ہیں۔ خواب راحت میں بہت کم ٹھیرتے ہیں۔ شب کا اکثر حصہ مصالح قوم میں گذرتا ہے۔ میں جمہوریت پسند ہوں لیکن اپنے بادشاہ سلامت سے شادماں و فرحاں ہوں۔ اور وطن مقدس کی فلاح وبہبودی کے لئے بادشاہ سلامت مصروف ہیں۔ اسوجہسے آپ کا احترام کرتا ہوں۔ میں ان لوگوں سے ہوں۔ جو استبدادیت کے عالیشان محلوں کو منہدم کرنے کی فکر میں ہیں۔ امیر امان اللہ خاں جمہوریت پسند اور قوم کے خیرخواہ ہیں۔

اعلان حریت اور انگریزوں سے جنگ، کے بعد بادشاہ سلامت قوم کے ساتھ صنعت۔ معارف۔ جنگ کے شعبہ جات میں ترقی کے لئے سرگرم کوشش میں مصروف ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں کوئی جدید صنعت نہ معلوم ہوتی ہو۔ دول یورپ۔ ترکی۔ مصر کے ساتھ خارجی تعلقات وابستہ کر لئے گئے ہیں۔

ہماری حکومت میں آلات حرب ڈھالنے کا کارخانہ موجود ہے۔ کپڑے بننے اور مصنوعات جدید کے تیار کرنے کے بھی کارخانے ہیں۔ لیکن اب ہم ان کو وسعت دینا چاہتے ہیں۔ اور جدید کارخانے جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور جدید دور میں آنے کے لئے سرگرم سعی میں مصروف ہیں۔ اور روزانہ ہم کو کامیابی ہوتی جاتی ہے۔

افغانیوں کی وطن پرستی

ہر افغانی صرف صدور افغانستان میں بنے ہوئے کپڑے سے ملبوس ہوتا ہے۔ افغانستان کی بنی ہوئی چیز استعمال کرتا ہے مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے بادشاہ سلامت کا ایک لمحہ لمحہ صرف ہوتا ہے۔

امیر افغانستان کی درد انگیز تقریر

ایک دن بھرے مجمع میں قوم سے مخاطب ہو کر امان اللہ خاں نے ارشاد فرمایا:۔

"اے مقدس قوم۔ صرف اپنی ملکی مصنوعات استعمال کرو۔ شب وروز اپنے وطن کی اصلاح وترقی کے لئے عملی کوشش کرو۔ خارجی مصنوعات کی طرف التفات بھی نہ کرو خارجی مصنوعات کی خواہش تمہاری جیبوں کو سونے چاندی سے خالی کرے گی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد یہی تمہاری جیبوں کا سیم وطلا آگ اور لوہے کی صورت میں تم پر حملہ آور ہوگا۔ تمہاری مقدس سرزمین پر قبضہ کرے گا۔ اور یہ تمہاری آزادی کی زندگی معرض خطر میں پڑجائے گی۔ تمہارے ہاتھوں سے استقلال اور تمہارے دلوں سے ایمان کو منتزع کرے گا۔ دین ودنیا میں نقصان وخسارہ اٹھاؤ گے۔ لہٰذا آج سے کوئی شخص غیر ملکی مصنوعات استعمال نہ کرے"

ہماری سرزمین میں سونے چاندی کے سکے کثرت استعمال ہوتے ہیں۔ ہم اپنے پہاڑوں سے معدنیات ڈھونڈتے ہیں اور اس سے سونے چاندی کے سکے ڈھالتے ہیں۔

جبری تعلیم

جدید مصنوعات میں سرعت سے ترقی ہو رہی ہے۔ سارے افغانستان میں پہلے چھ مدرسے تھے۔ آج مدرسوں کی تعداد ۲۴۰ تک بڑھ گئی ہے۔ باوجود اس کے روزانہ مدرسوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ افغانستان میں جبری تعلیم ہے۔ گاؤں در گاؤں قریہ بقریہ مدرسے کھل گئے ہیں۔ اصول تعلیم طرز جدید پر رواج پذیر ہے۔

تعلیم نسوان کا منظر

طبقہ نسوان کے مدارس کے لئے خاص کوشش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ پہلے جب ہم نے زنانہ مدرسہ کھولا تو پبلک نے اس کو قبول نہ کیا۔ اور اس کو فتور کی نگاہ سے دیکھا جب بادشاہ سلامت نے [illegible] اپنی [illegible]

اسی وقت تمام شاہی خاندان کی لڑکیاں اس مدرسہ میں داخل کر دیں۔ اپنی والدہ محترمہ کو اس کا نگران مقرر کیا۔ حرم کی تمام عورتوں کو انتظام کے لئے مقرر فرمایا۔ رعایا نے بادشاہ سلامت کی دلچسپی تعلیم میں دیکھی تو جلدی جلدی اپنی لڑکیاں کو زنانہ مدارس میں بھیجا اور روزانہ اس میں تنافس ولسبقت پیدا کرنے لگے۔ پہلے صرف لڑکیوں کی تعداد ۲۰ سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔ آج افغانستان میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کی تعداد ۲۵۰۰ ہے۔ (ماشاء اللہ اللّٰھم زد فزد)

اخبارات کی ترقی

یوماً فیوماً روزانہ اخبارات کی تعداد بڑھتی جاتی ہے پہلے صرف ایک روزانہ تھا۔ آج کئی روزنامے قلمروے افغانستان میں شائع ہوتے ہیں طبقہ نسوان کا بھی ایک اخبار شائع ہوتا ہے۔ اس جریدہ کا نام ارشاد نسوان ہے۔ صرف عورتیں اس کے مضامین قلمبند کرتی ہیں۔ وطنی تربیت۔ وطنی جذبات اور قومی ادب سے یہ اخبار مالامال ہوتا ہے۔

(ماخوذ)

امریکہ میں اسلام

مسٹر جارج اسانس نے جو رایڈ ڈی جنیرز (امریکہ) کے رہنے والے ہیں۔ اور غالباً مسیحیت کی تبلیغ واشاعت کی تحریر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنی تحقیقات کی بناء پر یہ اندازہ لگایا ہے کہ شمالی برازیل (جنوبی امریکہ) میں مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ جو سمندر یا بڑے بڑے دریاؤں کے ساحلی مقامات میں رہتے ہیں یہ مسلمان زیادہ تر حبشی ہیں ہرا کنی عورتوں کی تعداد اندازاً پانچ ہزار ہوگی۔ مسٹر ایچ۔ یو۔ وٹ۔ برنٹ سٹینٹن لکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ مسلمان صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں مگر اسلام کی اشاعت میں کوئی حصہ نہیں لیتے۔ حبشی مسلمانوں میں بعض عربی بلاتکلف بول سکتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب وہ گرجا میں جاتے ہیں۔ تو صلیب کے سامنے فرط عقیدت سے اپنا سر جھکاتے ہیں اور ساتھ ہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر ایسے مسلمانوں کی تعداد روبہ تنزل ہے۔ کیا مسلمانوں کی غفلت شعاری کی یہ ایک المناک مثال نہیں ہے۔ کہ شمالی برازیل میں ان کے حبشی بھائی توحید اور تثلیث میں کوئی فرق نہیں دیکھتے۔

(ماخوذ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۲۱ | مورخہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۲۹

دعوت عمل

(۵)

غرض مسلمانوں کو یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے۔ کہ قرآن مجید میں جسقدر وعدے ہیں۔ وہ اسی امت کیساتھ ہیں۔ اس امت کو خیر الامم کا لقب ملا ہے۔ اسی کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل ٹھیرائے گئے ہیں۔ یہی امت تمام خیر وبرکت کی مالک ہے۔ یہانتک خود آنحضرت صلعم کی ذات قدسی صفات کا جو کام تھا۔ وہ اسی امت کے سپرد ہوا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

کذٰلک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔

اللہ! اللہ! اس امت کا کسقدر بلند مقام ہے۔ کہ جو کام آنحضرت صلعم کے سپرد تھا۔ وہی اب اس امت کے سپرد ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ کہ امت بھی اپنے رسول کی جانشین ہوتی ہے۔ اور اس میں وہ خدا کے بندے پیدا ہوتے ہیں۔ جو اپنے نبی متبوع کی اطاعت میں محو ہو کر اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلعم چونکہ خاتم النبیین ہیں اور آپ کی نبوت کا زمان قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے امت مسلمہ ہی میں ہمیشہ اب وہ لوگ پیدا ہوں گے۔ جو انبیاء کا کام کریں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء ربانی کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا مثیل ٹھیرایا اور اسی مشابہت کو بدرجہ کمال ظاہر کرنے کے واسطے آنے والے مسیح کو استعارۃً نبی اللہ کہدیا۔ کہ تشبیہ میں جب وجہ شبہ کو بدرجۂ کمال بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تو حرف تشبیہ کو حذف کرتے ہیں۔ اور تشبیہ استعارہ میں بدل جاتی ہے۔ علم معانی کے اس معمولی سے اصول کو نہ سمجھنے سے مسلمانوں کو یہ غلطی لگی کہ وہ سچ مچ اس مسیح کے منتظر ہو گئے جو آج سے دو ہزار برس پہلے مبعوث ہوا تھا۔ جدت پسند اور اعجوبہ پرست لوگوں کو یہ بات بھلی معلوم ہوئی۔ انہوں نے اس پر بہت سی رنگ آرائی کی اور کچھ کا کچھ بنالیا۔

لیکن اب زمانہ کا رنگ بدل گیا ہے۔ اسلام انتہائی ضعف تک پہنچ چکا ہے۔ اسلامی سلطنتیں ایک ایک کر کے مٹ چکی ہیں۔ اور حکومت تو خیر آنی جانی چیز ہے۔ خود مسلمان مٹ چکے ہیں۔ نہ وہ پہلی سی سیرت کے جوہر ہیں۔ نہ وہ عزم واستقلال ہے۔ نہ وہ علم وعمل کی جولانیاں ہیں۔ نہ وہ معرفت کی سرگرمیاں ایسے وقت میں مسلمانوں کو وہ خیالات کہن جو تقویم پارینہ کے اوراق کے لئے باعث زیب زینت تھے ترک کرنے چاہئیں۔ اور اپنے آپ میں قوت عمل پیدا کر کے موجودہ مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

اے اسلام کے شیدائیو! ذرا قرآن مجید کی اس آیت پر غور کرو جس میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

یہاں دو دفعہ عسر کا ذکر کیا۔ اور ساتھ ہی دونوں دفعہ یسر کو بیان فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام پر دو زمانہ عسر ویسر کے آنے والے ہیں۔ ایک زمانہ خود آنحضرت صلعم کا عہد تھا۔ اس میں بھی اسلام پر سخت مشکلات آئیں۔ اور ایسی مشکلات آئیں۔ کہ ان کے تصور سے ہم کانپتے ہیں۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق یسر کا زمانہ بھی دیا۔ یہ زمانہ ایسا تھا۔ کہ اس کی شان وشوکت کا غلغلہ آجتک یورپ میں پڑا ہوا ہے۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے۔
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی۔

آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی اعمال حسنہ ہی خدا کے فضل کے جاذب ہوئے تھے۔ اور اس امت کے جلیل القدر بزرگوں نے ان مشکلوں کو سر کیا تھا۔ باہر سے کوئی نہ آیا۔ نہ ضرورت پیش آئی۔ آج اگر مشکلات کا زمانہ ہے۔ تو اسی امت میں سے ایک شخص اس کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ اور اسی وعدہ کے مطابق مبعوث ہوا ہے۔ جو تم قرآن وحدیث میں پڑھتے ہو۔ پھر اس کو چھوڑ کر آسمان کی طرف آنکھیں لگانا اور اس مسیح کا انتظار کرنا۔ جو مدت سے راہی ملک عدم ہوا۔ اپنے آپ سے مایوس ہونا نہیں تو کیا ہے؟ کیا امت بھی خیر الامم ہے۔ جو اپنی اصلاح کے لئے دوسری امتوں کی محتاج ہو۔ اور جنہیں دوسری امتوں کے نبی آکر تجدید کا کام کریں۔ ذرا غور وفکر سے کام لو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ عقیدہ سخت مہلک ہے۔ تم کو خدا تعالےٰ نے قوائے صحیحہ عنایت کئے ہیں جن میں آنحضرت صلعم کا وارث کر دیا ہے۔ تم خود عمل کرو۔ تو مسیح بن سکتے ہو۔ بس تم خود مسیح بننے کی فکر کرو۔ اور کسی دوسرے مسیح کا انتظار نہ کرو۔ حضرت میرزا صاحب (جن کو ہم لوگ مسیح موعود مانتے ہیں) کی سب سے بڑی مسیحائی یہ ہے۔ کہ انہوں نے خود کام کیا۔ اور ایک قوم کو خدمت اسلام میں لگا دیا۔ اور اسی طرح مردہ قومیں زندہ ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے بھی عربوں میں اپنی قوت قدسی سے علم وعمل کی روح پھونکی تھی۔ اور وہ دنیا میں مظفر ومنصور ہوئے تھے۔ آج اس کے خلیفہ اور غلام نے بھی اپنے انفاس مسیحائی سے ایک قوم میں قوت عمل کی روح پھونکی ہے۔ اور یہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

نظام دکن اور گاوکشی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے حال ہی میں گاوکشی کے متعلق امتناعی احکام صادر فرمائے ہیں۔ اس پر یہ قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا خاص ضرورت تھیں جنکی بناء پر یہ احکام جاری ہوئے۔ ہندوستان میں بھی گاؤکشی کے خلاف ایک عرصہ سے برادران وطن آواز اٹھا رہے ہیں لیکن چونکہ اس مسئلہ میں بڑی مشکل مذہبی عنصر ہے اس لئے ابھی تک یہ مسئلہ طے نہ ہوا۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ مسلمان گائے کی قربانی یا گائے کا گوشت کھانے کے پابند نہیں لیکن تاہم جس چیز کے لئے ان کو شریعت اور قانون نے اجازت دے رکھی ہے۔ اس کو روک لینا ایک ایسا امر ہے جس کو ہر ایک مسلمان ناپسند کرے گا یہی وجہ ہے کہ مسلمان ناظم امور مذہبی حیدرآباد دکن کی توجہ اس مسئلہ کی طرف منعطف کرا رہے ہیں۔ اور انہیں مشورہ دے رہے ہیں کہ جس طرح مامون الرشید کے عہد میں قاضی یحییٰ نے متعہ کے جواز کے شاہی حکم کو منسوخ کرایا تھا۔ اس طرح آج مولوی حبیب الرحمٰن صاحب شروانی اس حکم کو منسوخ کرانے کے لئے کوشش فرمائیں۔ اور عثمان علی خاں کے قاضی یحییٰ بنیں۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید نے ذبح بقر کی اجازت صاف لفظوں میں دی ہے۔ اور اس لئے اس کے متعلق امتناعی احکام کا صدور مسلمانوں کے لئے خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے ممکن ہے کہ ہز اکسیلنسی سر کشن پرشاد جو جنگل وزارت کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اس مسئلہ کے مذہبی پہلو کو نہ سمجھے ہوں۔ اور غلط فہمی سے ایسے احکام صادر ہو گئے ہوں اس لئے امید ہے کہ ناظم امور مذہبی اس غلط فہمی کے دور کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

مسلمانان پونچھ کی حالت نظام حیدرآباد نے تو غالباً اپنی ہندو رعایا کی پاس خاطر سے گاوکشی کے خلاف یہ احکام صادر کئے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ والی پونچھ مسلمانان پونچھ کی حالت کی حالت کی طرف نظر ترحم نہیں فرماتے۔ حالانکہ وہ اس کے سخت محتاج ہیں۔ ایک مقامی ہمعصر لکھتا ہے

"ریاست پونچھ میں چھیانوے فیصدی مسلمان اور صرف چار فیصدی ہندو آباد ہیں۔ لیکن مقام تاسف ہے کہ مسلمانوں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں۔ ان کو عہدوں سے بیقصور موقوف کر کے ان کی جگہ ہندو حضرات مقرر کئے جاتے ہیں اور ستم زدہ مسلمانوں کی شکایات کا کچھ تدارک وانسداد نہیں کیا جاتا۔ مہاراجہ پونچھ نے وہاں کے معزز مسلمانوں کو جلاوطن کر دیا ہے۔ اور وہ بیچارے پنجاب میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان بیکس مظلوموں نے اپنی آہ وفغاں سے عرش کے کنگرے تک ہلا دیے مگر والی پونچھ کے کان پر ابھی جوں تک

نہیں رینگی"

اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہمیں والی پونچھ کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی رعایا کے اس حصہ کو جس کو ریاست میں اکثریت حاصل ہے۔ اور جن کے حقوق مسلم ہیں یوں بے خانماں نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ان کا کچھ قصور ہے تو باقاعدہ عدالت میں تحقیق کی جائے اور اس کے بعد ان کو سزا دی جائے لیکن ان کو عہدوں سے موقوف کر کے ہندوؤں کو ان پر مقرر کرنا اس نصفت شعاری کے خلاف ہے جس کی ہم ایک حکمران سے توقع رکھتے ہیں۔

شذرات

گو ہمارے بعض مسلمان دوست ہندو نما مسلمانوں کی اصلاح کے کام سے مایوس ہو کر آیندہ نسل کی راہ تکنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے ہماری جماعت کو کسی قوم کی راستی واصلاح سے کبھی بھی مایوس نہیں کیا۔ جہاں کہیں بھی ہم نے ذرا سی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری امیدوں سے بڑھ کر ہمیں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اور یہ امر ہماری جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتا ہے۔ جس کی بناء پر وہ اشاعت اسلام کے لئے اور آگے قدم بڑھاتی ہے۔ فالحمد للہ

ہمارے مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے ایک گاؤں میں گئے۔ نام کو تو وہ بستی مسلمانوں کی تھی۔ لیکن بجز مسلمان کہلانے کے وہاں کوئی علامت اسلام کی نہ تھی۔ لوگوں کی صورتیں شکلیں۔ لباس طرز معاشرت سب ہندوانہ تھا۔ ختنے تک کا رواج نہ تھا۔ خدا پرستی کی جگہ اصنام پرستی کرتے تھے۔ ہندوؤں کے تہواروں کو مناتے اور انہیں کے دنوں کو مانتے تھے۔ کسی کا نام گھسیٹا رام تھا اور کسی کا نام ہیر سنگھ۔ اسلام کی صرف ایک رسم رہ گئی تھی یعنی مردے کو غسل دیکر جنازہ پڑھوا کر دفن کرنا اور یہ کام بھی آدھی کر دیتا ہے۔ جو کسی شہر سے بلا لیا جاتا ہے۔ اسی طرح نکاح بھی ملاں پڑھا دیتا ہے۔ گائے کا احترام کرتے ہیں۔

مولوی صاحب جب مع اپنے رفیق شیخ محمد یوسف صاحب کے راستہ میں چند آدمیوں سے ملے۔ جن کے سامنے اشاعت اسلام کی ضرورت بیان کی گئی۔ جسکا اُن پر بڑا اثر ہوا۔ چنانچہ ان میں سے دو آدمی مولوی صاحبان کے ہمراہ گاؤں میں گئے۔ نمبردار صاحب کی چوپال میں جا بیٹھے۔ وہ معہ اپنے پندرہ آدمیوں کے ان کے پاس آ بیٹھا۔ اور اپنی باتیں سناتا رہا۔ آخر مختصر طور پر مولوی محمد عصمت اللہ صاحب نے توحید رسالت۔ یوم آخرت وغیرہ پر تقریر کی۔ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہوا۔ کہ اس تقریر نے سب موثر ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ وہ سب مسلمان ہیں۔ جس پر انہیں کلمہ توحید کا مفہوم سمجھایا گیا اور انہیں آزادانہ اپنے شکوک پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ نمبردار نے چند ایک شکوک بیان کئے۔ جن کے جوابات سے اُس کی کامل تشفی ہو گئی۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ مولوی صاحب نے انہیں ملکر نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ وہاں نہ مسجد تھی نہ چٹائی اور نہ لوٹا۔ آخر بمشکل ایک ہندوانہ گڑوی ملی جس سے مولویصاحبان و اُن کے دو ساتھیوں نے وضو کیا۔ جب گاؤں والوں کی باری آئی تو انہوں نے نماز سنی بھی نہ تھی بھلا وضو کہاں کا۔ آخر کسی کو وضو کروایا کسی کو تیمم اور صنم پرستوں کو لاکر خدائے واحد کے حضور لا کھڑا کیا۔ شیخ محمد یوسف صاحب نے چوپال میں زور سے اذان کہی۔ نمبردار صاحب نے گھر جا کر کپڑے بدلے اور معہ اپنے بچوں کے نماز میں شامل ہو گیا۔ سب مردوں نے نماز پڑھی۔ عورتیں اور بچے جماعت کو تعجب سے دیکھتے رہے۔ بعد نماز گاؤں والوں کے لئے نہایت عاجزی سے دعائیں کی گئیں خدا کے فضل سے وہ نماز پر آمادہ ہو گئے۔ ہم نے ان سے ایک گھنٹہ ہر روز مسائل اسلام ونماز سیکھنے کے لئے دینے کا وعدہ لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ تو سب مشکلات حل ہو جائیں گی۔

اخبار احمدیہ

محمد یوسف خانصاحب بی۔ اے کاپنیر کے علاقہ میں اپنے فرصت کے اوقات میں تبلیغ کا کام کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔

مولوی غلام قادر صاحب اپنے طور پر علاقہ گجرات میں تبلیغ میں مصروف ہیں۔

برادر عبدالرحمٰن صاحب مظفر کشمیر کے علاقہ کے جاہل مسلمانوں کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک زمیندار سے انہوں نے دریافت کیا۔ کہ قرآن کس پر نازل ہوا تھا۔ تو اس نے فوراً جواب دیا کہ پیران پیر پر۔ برادر موصوف نے ہرچند اسے سمجھایا کہ قرآن حضرت محمد رسول اللہ پر نازل ہوا ہے۔ مگر اس نے اسی پر اصرار رکھا۔ انہی امور سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی جہالت کسی خاص علاقہ میں محدود نہیں بلکہ ہندوستان و دیگر ممالک میں جہالت کے سبب سے پادریوں کے جال میں آجاتے ہیں

برادر ڈاکٹر خوشی محمد صاحب امرتسر ایک ناگہانی مشکل میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جملہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس ابتلا سے محفوظ رکھے۔

برادر محمد حسین صاحب گورداسپور سے اپنے گاؤں کے ایک مولوی صاحب کی گفتگو کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ جب برادر موصوف نے عقلی اور نقلی دلائل سے وفات مسیح ثابت کر دی۔ تو مولویصاحب فرمانے لگے۔ کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ جیسا ہمارے بزرگ مانتے آئے ہیں۔ وہی ٹھیک ہیں مگر اللہ تعالےٰ نے دو تین سمجھدار مسلمانوں کا سینہ حق کے لئے کھول دیا۔ اور انہوں نے علانیہ کہہ دیا۔ کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔ جملہ احباب دعا کریں۔ کہ برادر موصوف کے جو رشتہ دار ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے اور نیکی کی ہدایت دے۔

برادر مشتاق احمد صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں کہ امید ہے کہ آپ کی جماعت ہندوستان میں بھی اشاعت اسلام کرنے سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی۔ ورنہ ہند میں مسلمانوں کا مرتد ہو جانا اسلام پر ایک بدنما داغ ہوگا اور انشاء اللہ آپ کی جماعت اس امر میں اکسیر ثابت ہوگی۔ برادر موصوف پر واضح ہو۔ کہ خدا کے فضل سے اس وقت دو دو فد ہند میں یہ کام کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ جوں جوں فنڈ مہیا ہوتا گیا۔ مبلغین کی زیادتی ہوتی رہیگی۔

برادر عبدالحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں۔ کہ ۲۷ کی شب کو چھ سات ہزار کے مجمع میں مولوی عصمت اللہ صاحب کا تناسخ پر آریوں سے مباحثہ ہوا۔ آریوں کے پنڈت ستیانند نے دوران مباحثہ بڑی بد تہذیبی سے کام لیا۔ جس کا ہندوؤں کو بھی افسوس ہوا۔ مباحثہ خدا کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ دہلی کے مسلمان کثرت سے شامل تھے اور ہماری کامیابی سے سب کے سب خوش تھے۔ مولانا صاحب کی تقاریر کا دہلی میں انتظام کیا جا رہا ہے۔ برادر موصوف انشاء اللہ عنقریب سکندرآباد مباحثہ کے لئے جانے والے ہیں۔ جہاں کہ آریوں کے مقابلہ پر توحید کا مضمون آپ کے لئے مقرر ہوا ہے مفصل روئداد بعد جلسہ انشاء اللہ شائع ہوگی۔ جملہ احباب برادران مذکورہ بالا کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

برادر منشی عزیز اللہ صاحب مدراس سے لکھتے ہیں:۔ جناب بادشاہ صاحب کے تقاریر آئے دن کسی نہ کسی ہال و کالج میں ہوا ہی کرتی ہیں۔ مگر اثر کے لحاظ سے سلم یوم ہال والی تقریر جو بادشاہ صاحب نے ۲۹ جنوری بروز یکشنبہ ہاسٹل ہال میں کی۔ قابل ذکر ضرور ہے۔ جناب بادشاہ صاحب تو صدر کی حیثیت میں تھے۔ اور اصل مقرر ہمارے نوجوان دوست جناب بشیر احمد صاحب ایم۔ اے جنہیں سلسلہ سے خاص محبت ہے۔ اور آپ کا مضمون جو "حضرت مسیح کے پہاڑی وعظ" پر تھا۔ کوئی دو گھنٹہ ہوا۔ آپ نے نہایت ہی قابل اور لطیف انداز میں مسیح کی تعلیم کا مقابلہ حضرت رسول اللہ صلعم کی تعلیم کے ساتھ کیا۔ اختتام تقریر پر جرح ہونے لگی۔ اور مشنریس۔ یم فاسل نے بحث کا رنگ دینے کے لئے کہا۔ کہ افسوس ہے۔ کہ جناب بشیر احمد صاحب نے اسلام کو جو اخلاق پر بہترین اثر ڈالنے کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے ایک مکروہ پیرایہ میں پیش کیا ہے۔ اس پر خوب لے دے ہوئی اور وقت آگیا۔ کہ بادشاہ صاحب کی تقریر شروع ہو۔ جو اظہار مسرت کے گونجتے ہوئے نعروں میں کلمہ منفصل کی تلاوت کے ساتھ شروع ہوئی۔ آپ نے نہایت ہی انوکھے پیرایہ میں بتلایا کہ حضرت مسیح کوئی جداگانہ تعلیم نہیں لائے تھے۔ بلکہ وہی اسلام جو ہمیشہ سے خدا کے مرسل لایا کرتے تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ تعلیم کی تکمیل آنحضور نے کی۔ مگر وہ تعلیم جو دیگر انبیاء لائے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوم کے لئے کامل تھی۔ پھر آپ نے والقدر خیرہ کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے بتلایا کہ جذبات بطور خود برے نہیں۔ بلکہ ان کا استعمال اگر مناسب حدود میں کیا جائے تو نیک نتائج پیدا کرتا ہے۔ اگر حدود سے انسان متجاوز کر جائے تو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جس کو ہم گناہ کہتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ بتلایا کہ مسیح کی بہترین تعلیم کے بہترین مظہر تو خود بھی حضور کی بابرکت زندگی مکہ میں ہوئی تھی۔ آپ ہجرت ہوئے۔ حضرت مسیح دونوں کی مظہر رہے ہیں۔ پھر آپ نے یہ بتلایا کہ آنحضور کی زندگی کسطرح انسان کے لئے "اسوہ حسنہ" ثابت ہو سکتی ہے۔ جناب بادشاہ صاحب نے ہی نماز مغرب پڑھائی۔ اور تمام طلباء نہایت خلوص دل کے ساتھ پیش آئے۔ اور تیسرے دن بادشاہ صاحب کو پھر دعوت دی اور دیر تک تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ جس میں احمدیت پر خوب روشنی ڈالی گئی۔

مباحثہ آریہ سماج دہلی

مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء کی رات کو آریہ سماج دہلی کے منڈپ میں مسئلہ تناسخ پر مہاشہ دھرم بھکشو جی سے میرا مباحثہ ہوا۔ اس مباحثے کا اعلان دو چار روز پیشتر مختلف موقعوں پر کیا گیا چکا تھا۔ اس لئے مباحثہ کے وقت منڈپ میں بہت بڑا ہجوم تھا۔ آریہ۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی ہر مذہب کے آدمی شریک مباحثہ تھے۔ مجموعی طور پر چھ سات ہزار آدمیوں کا مجمع ضرور ہوگا۔ منڈپ جو کہ نہایت وسیع پیمانے پر تیار کیا گیا تھا آدمیوں سے کھچا کھچ بھر رہا تھا۔ میری طرف سے اعتراض اور مہاشہ دھرم بھکشو جی کیطرف سے جواب ہوئے۔ اگرچہ اثنائے تقریر میں مہاشہ دھرم بھکشو جی اصل بحث سے دور ہو ہو کر سماجی تہذیب اور اپنی کمزوری کے نمونے دکھلاتے رہے۔ اور بہت کوشش کرتے رہے۔ کہ سوال زیر بحث نظر انداز ہو کر دوسرے مضمون پر گفتگو شروع ہو جائے۔ اور مہاشہ موصوف اور ان کے دوسرے ہمخیال سماجی دوستوں کو ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے مگر کیا کرتے ادھر عقیدۂ تناسخ کا بطلان اپنا چہرہ دکھلا رہا تھا اور ادھر میری تقریر اصل بحث سے پرے نہیں جاتی تھی۔ آخر تناسخ کا بطلان ثابت ہوا۔ اور مہاشہ جی کو اپنے مقصود میں ناکام ہونا پڑا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ خاتمہ بحث پر مسلمان تو مسلمان خود ہندوؤں کی زبانوں پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ کہ دھرم بھکشو جی کرکری کرائی اور کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔ اور بیفائدہ اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ بحث ڈیڑھ گھنٹہ تک کامیابی کے ساتھ جاری رہی اور اسکا حضار مباحثہ پر بہت اچھا اثر پڑا۔ میرے خیال میں یہ کامیابی حضرت امیر ایدہ اللہ اور دوسرے احباب کی مخلصانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ میں کون اور میری بساط کیا۔

مسئلہ تناسخ پر میری طرف سے جو اعتراض ہوئے۔ انہیں قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے تحریر کرتا ہوں۔

(۱)

آریہ بھائی تناسخ کے قائل ہیں۔ اگر اسے تسلیم کر لیا جاوے تو ماننا پڑے گا۔ کہ تمام حیوانات تمام چرند و پرند۔ ہر قسم کے درخت ہر قسم کا اناج۔ اور ہر قسم کی ترکاریاں گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ چونکہ انسان بالطبع اپنی زندگی کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس کے قائم رکھنے کے لئے مذکورہ بالا اشیاء کا محتاج ہے۔ اور یہ احتیاج پوری نہیں ہوتی جب تک گناہ نہ کرے اس لئے مسئلہ تناسخ … کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور اسے سکھلاتا ہے۔ کہ گناہ کروگے تو سواری کے لئے گھوڑے۔ دودھ پینے کے لئے گائے اور بھینس۔ کھانے کے لئے اناج اور ترکاریاں میسر آسکیں گی۔ اگر گناہ نہ کروگے تو پھر ان چیزوں کا پیدا ہونا بند ہو جائیگا۔ اور ان اشیاء کے نابود ہو جانے سے تم خود ہلاک ہو جاؤگے۔ پس جو مسئلہ خود گناہ کرنے کی تعلیم دے رہا ہو۔ اور زور و شور کے ساتھ اس کی حمایت پر آمادہ ہو۔ اس سے انسانی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے اور اُسے کیونکر صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے

(۲)

بقائے عالم افراط مایحتاج پر منحصر ہے۔ اور مایحتاج کی افراط تعلیم تناسخ کے بموجب کثرت گناہ پر موقوف ہے۔ بکثرت گناہ ہونگے۔ تو مایحتاج کی افراط ہوگی ورنہ نہیں بنابریں تناسخ تازیانۂ عبرت نہیں۔ بلکہ جرم و گناہ کا معلم ہے۔ اور وہ کسی صورت میں سزا کا کام نہیں دے سکتا اور اُس سے اصلاح اخلاق ممکن نہیں

(۳)

سوامی جی مہاراج بحوالہ منوسمرتی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۳ میں ارقام فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بذریعہ جسم کے چوری۔ دوسرے کی عورت سے صحبت۔ نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بد کام کرتا ہے۔ اُسکا جنم درخت وغیرہ نہ چلنے والے جسموں میں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر قسم کے درختوں اناجوں۔ ترکاریوں کی افراط۔ چوری۔ زنا اور نیک آدمیوں کے مار ڈالنے پر موقوف ہے۔ دنیا میں جسقدر چوری ہوگی جسقدر زنا ہوگا۔ اور نیک آدمی مارے جائیں گے اسی قدر قحط دور ہوگا۔ اور اناج میں کثرت ہوگی۔ اگر چوری کافور ہو جائے۔ اور زنا کا وجود ہی باقی نہ رہے۔ نیک آدمیوں پر کوئی دیدوں کا عامل حملہ آور نہ ہو۔ تو دنیا میں قحط پڑ جائے۔ اور انسان اناج نہ ملنے سے ہلاک ہو جاوے۔ پس تعلیم تناسخ کا لب لباب یہ ہے۔ کہ نیکی سے ہلاکت اور گناہ سے حیات پیدا ہوتی ہے۔ گناہ کروگے تو زندہ رہوگے۔ نہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ اب بجز سماجی دوستوں کے اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ تناسخ ٹھیک ہے۔

(۴)

سوامی جی مہاراج ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۷ میں بحوالہ منوسمرتی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اعلےٰ درجہ کے ستوگنی انسان قسم قسم کے ومان (غبارہ) وغیرہ سواریاں بنانے والوں کے قالب میں جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آجکل ہوائی جہازوں کے بنانے والے۔ ریل اور موٹر کے ایجاد کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جو کہ زمین یورپ میں بستے ہیں۔ اور اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ انہیں دیکھکر خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پہلے جنم میں یہ ضرور ستوگنی انسان تھے۔ یعنی پرلے درجے کے ویدوں کے گیاتا۔ اور پرلے درجے نیک اعمال آریہ سماجی تھے۔ مگر نیا کاری پرمیشور نے ان بہادر آریہ رشیوں کو اُن کے اعمال نیک کا یہ پھل عطا کیا۔ کہ انہیں عیسائی بنا دیا۔ پہلے جنم میں تو وہ ویدوں کے الہامی ہونے کے قائل تھے۔ مگر قائل الہام ہونے کا دوسرے جنم میں یہ پھل ملا۔ اور یہ ثمر حاصل ہوا کہ عیسائی بن کر ویدوں کو جھوٹا کہنے والے ہو گئے سبحان اللہ ویدک فلاسفی بھی دنیا میں نرالی ہی چیز ہے۔ ہمارے مدمقابل مہاشہ دھرم بھکشو جی ویدوں کے بہت بڑے عالم اور عامل ہیں۔ مگر افسوس مرنے کے بعد اس علم و عمل کا یہ نتیجہ حاصل کریں گے۔ کہ عیسائی بن جائیں گے۔ اور جابجا ہوائی جہازوں کو ہانکتے ہوئے ویدوں کا بطلان کرتے پھرینگے۔ کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ویدوں کا پرمیشر نیائے کاری ہی نہیں۔ بلکہ بہت بڑا ظالم ہے۔ جو کہ علم کا بدلہ جہل سے دیتا ہے۔ اور پکے آریوں کو عیسائیوں کے قالب میں ڈال کر ویدوں کا منکر بناتا ہے۔ جو مسئلہ پرمیشر کے عدل و انصاف پر اتنا بڑا دھبہ لگانے والا ہو۔ وہ کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتا۔

(۵)

مسئلہ تناسخ سوامی جی مہاراج جیسے رشی مہارشی

مراسلات

حضرت خواجہ صاحب کے متعلق ایک غلط الزام کی تردید

کچھ دنوں سے شہر لاہور میں میاں صاحب کے ایک مرید ڈاکٹر نور محمد صاحب نے اس امر کے متعلق کہ حضرت خواجہ صاحب نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۴ء کے لیکچر میں یہ لفظ فرمائے تھے۔ کہ "حضرت اقدس کا ولایت میں نام لینا سم قاتل ہے" تو ایسی صورت میں حضرت سیدنا امیر قوم کو خواجہ صاحب کا ساتھ دینا چاہیے یا خدا کا۔ یہ چونکہ ایک ایسی صریح کذب بیانی ہے۔ کہ جو عام طور پر ناواقف لوگوں کو سنا کر دھوکہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے نہایت مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بذریعہ اخبار اس کی تردید کیجائے۔ سو ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب نے ہرگز یہ الفاظ حضرت اقدس کی نسبت نہیں فرمائے۔ اندیہ پرلے درجہ کی بددیانتی ہے۔ جو حضرت اقدس کے ایسے جانثار پرانے خادم کے حق میں کیجاتی ہے اگر کچھ حیا اور شرم ہے۔ تو ان کے ایسے الفاظ ان کی کسی تحریر سے ہمیں دکھاؤ۔ ان کا ۱۹۱۴ء کا لیکچر چھپا ہوا موجود ہے۔ کیوں نہیں اس میں سے یہ الفاظ نقل کر دئیے جاتے۔ باقی رہا زبانی روایات کا سوال اور پھر اُن لوگوں کی طرف سے جن کے مرشد جناب میاں صاحب کا یہ حال ہے۔ کہ آئینہ صداقت صفحہ ۱۲۳ میں فرماتے ہیں۔

"مضمون (مراد از مضمون برائے جلسہ دھرم مہوتسو) جب خواجہ صاحب کو حضرت مسیح موعود نے دیا تو اس پر انہوں نے بہت کچھ ناامیدی کا اظہار کیا۔ اور خیال ظاہر کیا کہ یہ مضمون قدر کی نگاہوں سے نہ دیکھا جائیگا۔ اور خواہ مخواہ ہنسی کا موجب ہوگا"........ خواجہ صاحب چونکہ فیصلہ کئے بیٹھے تھے کہ مضمون نعوذ باللہ لغو اور بیہودہ ہے"

اب اس روایت میں میاں صاحب ایک ایسے امر کے متعلق جو کہ ۱۸۹۶ء کا ہے۔ جبکہ خیر سے ان کی عمر آٹھ سال کی تھی۔ ایک ایسا الزام حضرت خواجہ صاحب کی نسبت اختراع کر رہے ہیں۔ کہ اگر تحریری ثبوت اس کے برخلاف نہ نکل آتا تو ان کی روایتیں ان کے مریدین کے زعم باطل میں بخاری کا حکم رکھتیں۔ اب دیکھئے حضرت اقدس خود اس روایت کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا مہوتسو کے جلسہ اعظم مذاہب کے واسطے جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھایا اس کو شکر احباب میں سے ایک نے کچھ ناپسندیدگی کا منہ بنایا۔ اور پسند نہ کیا۔ کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے"

اب بتلائے اس میں کہاں "لغو اور بیہودہ" ہے۔ یا کہاں یہ ہے۔ کہ "خواہ مخواہ ہنسی کا موجب ہوگا" بلکہ حضرت صاحب پر جو ان الفاظ کا اثر ہوا۔ وہ صرف اسی قدر تھا کہ خواجہ صاحب چاہتے تھے۔ کہ اس سے بھی بہتر مضمون ہو۔ چنانچہ اسی ڈائری میں حضرت صاحب نے خود یہ شان بیان فرمائی ہے۔

"شروع میں اس مضمون پر راضی نہ ہونے والے دوست کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جسکو ایک دفعہ دہلی جانیکا اتفاق ہوا تو اسے کہا گیا۔ کہ واپس ہوتے ہوئے ہمارے واسطے فلاں عطار کی دکان سے عطر کی ایک شیشی لیتے آنا۔ جب وہ شخص دہلی میں اس عطار کی دوکان پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ قسم قسم کے عطر نہایت خوبصورت شیشیوں میں بھرے پڑے ہیں۔ اور دوکان خوشبو سے مہک رہی ہے۔ اندر لوگ اپنی اپنی ضرورت کے موافق عطر خرید رہے ہیں پس اس نے بھی فرمائش کے مطابق ایک شیشی عطا کی خریدی۔ پر اسقدر خوشبودار عطروں کے پاس ہونے کے سبب اس کو اپنی خریدی ہوئی شیشی چنداں خوشبودار معلوم نہ ہوئی"

غرض تعصب اور ضد سے ان لوگوں نے ایسے ایسے بے بنیاد قصے اختراع کئے ہیں۔ کہ ایک معمولی سے معمولی اخلاق کے آدمی کے لئے بھی شایاں نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ الفاظ جو خواجہ صاحب کیطرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان کے نہیں۔ بلکہ محض ضد سے میاں صاحب کے مریدان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اب اس ازالہ کے بعد میں یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ مریدین میاں صاحب سے ایک سوال کروں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہم پر کیا۔ کہ "ہمیں خواجہ صاحب کا ساتھ دینا چاہیئے یا خدا کا" انہوں نے تو بالکل جھوٹ خلاف واقعہ تہمت لگا کر سوال کیا تھا۔ جسکا خوب ازالہ ہو چکا۔ لیکن میں ان کی خدمت میں ان کے مرشد میاں صاحب کی پاس شدہ لکھی ہوئی تحریرات حضرت اقدسؑ کے صریح برخلاف دکھلا کر ان سے سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا ایسی صورت میں وہ میاں صاحب کا ساتھ دیں گے۔ یا مسیح موعود کا؟

کفر و اسلام

تحریرات حضرت اقدسؑ

۱۔ میرا ابتداء سے یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کیوجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا

نوٹ۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالٰے کیطرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جسقدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلٰی شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

۲۔ میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں کافر نہ بنا لیوے

تریاق القلوب

صفحہ ۱۳۰

۳۔ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمے یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گوؤں کو کافر ٹھیرایا ہے۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳

۴۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بیخبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی وہ کافر ہو جائیگا۔ اور دوزخ میں پڑیگا یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی میری کوئی کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اس کی عادت ہے۔ یہ افترا میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے۔ کہ بہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸

۵۔ سوال ہوا کہ غیر احمدی آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں۔ لیکن آپ نہ کہیں تو کیا ہرج ہے۔ الجواب فرمایا۔ جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اُسے ہرگز ہرگز کافر نہیں سمجھتے

آخری تقریر لاہور

۶۔ حضرت اقدس غلام فرید چاچڑاں والے کی نسبت جنھوں نے آپ کی بیعت نہ کی تھی سراج منیر میں لکھتے ہیں۔

ایھا العبد الصالح۔ انی وجدت مرتبہ التقوی فی کلماتک

پھر اشعار میں

"اے فرید وقت در صدق و صفا"

تحریرات میاں صاحب

۱۔ نیں نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا۔ مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبان سے بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔

تشحیذ الاذہان

صفحہ ۱۴۱

اپریل

۱۹۱۱ء

۲۔ حکم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نبی ہیں بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد مصطفٰے صلعم۔ محکم کیا ہے۔ نبی کا منکر اولئك هم الكافرون حقاً کے فتوے کے نیچے ہے۔

الفضل ۴-۶ اپریل ۱۹۱۵ء

۳۔ بس جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن کریم میں ہے۔ وہی مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے۔

القول الفصل صفحہ ۳۳

۴۔ ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔

انوار خلافت صفحہ ۹۰

۵۔ قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہم لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں اس لئے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں

تشحیذ الاذہان جلد ۶ صفحہ ۱۲۱

۶۔ ایک صاحب نے تحریر کیا۔ کہ میں اکیلا یہاں پر احمدی ہوں۔ اور نماز باجماعت ادا نہیں کر سکتا۔ غیر احمدیوں نے جو میرے عقاید سے واقف تھے مجھے کہا کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر تم کل کو فوت ہو جاؤ تو تمہارا جنازہ پڑھنے اور دفنانے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔ میں نے اتمام حجت کے لئے ان کے امام مسجد کے سامنے حضرت مسیح موعود کے جملہ دعاوی پیش کئے۔ تو اس نے کہا کہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو اول درجہ کا بزرگ خیال کرتا ہوں۔ اور میں قادیان جانیکا ارادہ بھی رکھتا ہوں۔ اور کبھی حضور کو برا نہیں کہا

اس کے جواب میں میاں صاحب لکھوتے ہیں

"مسلمانوں میں لاکھوں حضرت نبی کریم صلعم کو اوتار ماننے والے ہیں۔ اگر وہ نماز پڑھائیں تو آپ اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے؟"

الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۲۲ء

جنازہ

۱۔ سوال ہوا۔ جو شخص اس سلسلہ میں داخل نہیں اسکا جنازہ جائز ہے یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ اگر سلسلہ کا مخالف تھا۔ اور ہمیں برا کہتا تھا۔ اور برا سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا تو اسکا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔

مجموعہ فتاوے احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۵

۱۸ اپریل ۱۹۰۲ء

۲۔ جو مخالف برا نہ بولتا ہو اُس کا جنازہ جائز ہے۔ مگر امام بہرحال احمدی ہو۔ وہ چاہیں تو الگ پڑھ لیں"

(خط بنام میاں غلام قادر ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء)

۳۔ ہم برادران احمدی موضع بھڈیار ضلع امرتسر .... اپنا امام بروقت نماز نہ نماز جنازہ وغیرہ نہ بنائیں گے۔ ہاں معمولی رنگ میں منہ والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو کچھ لکھا ہے خوب اور مبارک ہے۔

دستخط مرزا غلام احمد

منقول از ممبر ۱ اپریل ۱۹۱۵ء

براقرارنامہ جماعت احمدیہ بھڈیار

۱۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ احمدی کی بیوی فوت ہو جائے اور اندیشہ ہے کہ غیر احمدی اُسکا جنازہ نہ پڑھیں گے۔ مگر تمام گھر کے آدمی احمدی ہوں اور بیوی مذکورہ نے بیعت نہ کی ہو۔ تو اُس کے جنازے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جس کا ایمان کامل نہیں اس کے جنازے کا کیا فائدہ

الفضل ۴-۶ اپریل ۱۹۱۵ء

۲۔ اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مرچکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے اُس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے۔ کہ خدا تعالٰے کے نبی اور رسول کی پہچان اُسے نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم اُسکا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

الفضل ۶ مئی ۱۹۱۵ء

۳۔ جسطرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ (الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۴۔ سوال۔ کیا غیر احمدی متوفی والدین کیلئے نماز میں دعائے مغفرت جائز ہے۔

جواب۔ دعا تو جنازہ ہے۔ اور جنازہ ناجائز ان کو خدا کے حوالے کرو۔

(الفضل ۲ مارچ ۱۹۱۵ء)

اب میں یہ کھلا کھلا فرق اور حضرت اقدسؑ کی مخالفت دکھلا کر آپ کو ایک اور میاں صاحب کی تحریر دکھلاتا ہوں۔ آپ غور کریں کہ کیا لکھنے والا حضرت اقدسؑ کی صریح ہتک نہیں کر رہا۔ فرماتے ہیں:-

"خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداً نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے۔ جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبی ہو۔ اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے۔ اور گو ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے۔ جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"

حقیقة النبوة صفحہ ۱۲۴

اب فرمائیے کیا یہی عزت ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی۔ کیا یہی اس مجدد اعظم رحمہ خادم رسول۔ سلطان القلم کی شان تھی جو ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔ وہ مامور جسکو الہام ہوتے تھے جس پر بڑے بڑے علوم اور غیب کی خبریں کھول گئیں۔ کیا وہ بڑا ہے نظیر انسان یہی مرتبہ رکھتا تھا۔ سوچو اور غور کرو۔ کہ ایک بات جسکو اول دن ہی نعوذ باللہ مکفر مولویوں نے سمجھ لیا اور آج انہی کی اقتدا میں میاں صاحب نے۔ اسے خدا کے پیارے نے بالکل نہ سمجھا۔ اور پھر وہ بات جو چنداں الہام سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ بلکہ معمولی آدمی اسے سمجھ سکتے ہیں۔ وہ کیا محدث اور نبی کے الگ الگ معنی اور ان کا فرق مریدین میاں صاحب سوچیں اور غور کریں اور کچھ خدا سے ڈریں!

شیخ غلام محمد ۳۰/۱/۲۴

بقیہ صفحہ ۳

یوگی مہایوگی کی مقدس ذات پر بہت بڑا بیجا حملہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ منو مہاراج ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنے والا برہمن اگلے جنم میں ادنٰے درجے کا کیڑا بن جاتا ہے۔ اندریں جیسا کہ سوامی جی مہاراج خود اپنی سوانحعمری میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ بھنگ پینے کے عادی تھے۔ اس لئے مرنے کے بعد انہیں ضرور کیڑا بننا پڑا ہوگا۔ جب تناسخ کو تسلیم کرنے کی بنا پر خود بانی آریہ سماج کا یہ حشر ہو۔ تو پھر تابہ دیگراں چہ رسد۔ اب خود ہی کہو۔ کہ تناسخ باطل مانا جائے۔ یا سوامی جی مہاراج کے ساتھ یہ بدسلوکی جائز رکھی جائے۔ تو میں سوامی جی کی حد سے زیادہ عزت کرتا ہوں۔ اس لئے کسی صورت میں تناسخ کو صحیح نہیں کہہ سکتا۔

سوالات میں جن عبارتوں اور شلوکوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ عند المباحثہ سنسکرت میں پڑھ کر سنائے گئے تھے جنہیں فریق مقابل نے تسلیم کیا تھا۔ بخوف طوالت اور بخیال ثقالت زبان اردو تحریر کئے گئے۔ اگر کسی مہاشہ کو ضرورت ہوگی۔ تو تحریر کئے جائیں گے۔

محمد عصمت اللہ عالی۔ ہوشیارپوری

اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تمام شاخہائے بیرونی کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اپنے علاقہ سے جنرل کونسل کے انتخاب کے واسطے ممبر نامزد کرکے اطلاع دیں۔

خاکسار

ظہور احمد جائنٹ سکرٹری

تازہ خبریں ہندوستان

آنریری مجسٹریٹوں کی تعداد میں اضافہ کی تجویز

دہلی - ۵ فروری۔ لیجسلیٹو کونسل میں ایک رزولیوشن بدیں مضمون پیش کیا گیا۔ کہ آنریری مجسٹریٹوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے جس سے کم خرچ منصور ہے۔ گورنمنٹ نے اس کو منظور کر لیا لیکن غیر سرکاری افسروں نے اس کی مخالفت کی اور بتلایا کہ آنریری مجسٹریٹوں کے فیصلے کچھ ذی اثر نہیں ہوتے۔ کونسل کی حاضری کی بنا پر ملتوی کیا گیا۔

راجہ صاحب محمود آباد مستعفی ہوگئے

علیگڑھ - ۸ فروری - یہاں یہ خبر نہایت زور و شور سے مشہور ہو رہی ہے کہ راجہ صاحب محمود آباد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے عہدہ وائس چانسلر سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اور گورنمنٹ نے ان کا استعفا منظور کر لیا ہے۔

راجہ صاحب محمود آباد دوبارہ اپنے عہدہ پر متمکن ہو گئے

علیگڑھ ۸ - فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ راجہ صاحب محمود آباد نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے وائس چانسلر کا کام شروع کر دیا ہے۔

زمیندار کے مقدمات کا اپیل ہائیکورٹ میں

زمیندار پر دیوانی دعوے پندرہ ہزار کا تھا جس کی ڈگری یکطرفہ عدالت نے دیدی تھی۔ منسوخی یکطرفہ کی درخواست اسی عدالت میں دی گئی۔ وہ نامنظور کر دی گئی۔ اب زمیندار کی طرف سے یکطرفہ ڈگری کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی ڈگری کے منسوخ کرنے کے لئے بھی اپیل کی۔ عدالت عالیہ نے ہر دو اپیلوں کو لے لیا ہے۔ اور عدالت ابتدائی سے کاغذات طلب کئے ہیں۔

لارنس کے بت کا قضیہ

لدھیانہ اور جھنگ میں جلسے ہوئے ہیں اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ لارنس کے بت کو اس کی موجودہ جگہ سے ہٹا دیا جائے۔

وزیر ہند کے خلاف چھ لاکھ کا مقدمہ

رنگون ۷ - فروری۔ لیبویک سنڈیکیٹ نے وزیر ہند کے خلاف دعویٰ دائر کیا تھا کہ مدعیوں سے ایک کان کے تیسرے حصہ کا زبردستی قبضہ لے لیا گیا تھا جس کا معاوضہ نہیں دیا گیا تھا۔ اور اس طرح انہیں چھ لاکھ روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ عدالت عالیہ نے اس مقدمہ کو مع خرچ کے خارج کر دیا ہے۔

محسودیوں کے خلاف فوجی کارروائیاں

پشاور ۷ - فروری۔ غیر معمولی طور پر اس وقت تمام سرحدی اضلاع میں امن و امان ہے۔ محسودیوں کے سوا تمام آزاد قبائل امن و چین سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ محسودیوں کے ملک کے مرکزی حصہ میں ہوائی جہازوں اور فوجوں کے ذریعہ سے سرگرمیاں جاری ہیں۔ ضلع ڈیرہ اسمعیلخاں تونسہ اور سلیمان خیل سے چند معمولی جرائم سرزد ہوئے ہیں۔

انتظامیہ کونسل مدراس کا جدید قانونی ممبر

مدراس ۷ - فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر کے سرہنواس آئنگر مسودہ قانون آبپاشی کی ناکامی پر مستعفی ہو گئے۔ اور مسٹر سی پی رام سوامی آئر ایڈوکیٹ جنرل کو انتظامیہ کونسل مدراس کی قانونی ممبری پیش کی گئی۔ اور انہوں نے اس عہدہ کو قبول کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ زمین کے لگان کے امور بھی ان ہی کے ہاتھ میں ہوں گے۔

ڈاکٹر ستیہ پال کا ایثار

ڈاکٹر ستیہ پال - فرانک میسی مرہٹی - بنگالی اور گجراتی زبانوں کے ان لوگوں کو بلا معاوضہ تعلیم دیں گے - جو ایسی تعلیم حاصل کرنیکے خواہشمند ہیں۔ باہمی طور پر وقت کا فیصلہ طے ہو سکتا ہے۔

ڈیرہ غازیخان جیل میں سکھ قیدیوں کی نازک حالت

امرتسر ۷ - فروری - سردار کھڑک سنگھ صدر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی - سردار جسونت سنگھ اور ڈیرہ غازیخاں کے دیگر سکھ قیدیوں کے پاس تاحال پگھوں کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں حالانکہ سخت سردی پڑ رہی ہے۔ نیز ان کی پگڑیاں واپس نہیں کی گئیں۔ ان کو اس قسم کی تکلیف دیکھتے ہوئے سترہ روز گذر گئے ہیں۔

لاہور میں ایک دلیرانہ سرقہ

لاہور ۷ - فروری - گذشتہ یکشنبہ کی شب کو لاہور ماڈل ٹاؤن میں ایک دلیرانہ چوری ہوئی ہے - مال و اسباب اور گرم کپڑوں کا زبردست نقصان ہوا ہے۔ نقصان کا اندازہ تین ہزار سے زیادہ ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

ڈیرہ غازیخاں میں ڈسٹرکٹ پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس

ڈیرہ غازیخاں میں ڈسٹرکٹ پولیٹیکل کانفرنس ۲۴ و ۲۵ مارچ کو منعقد ہوگی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ پنڈت مدن موہن مالویہ ڈاکٹر انصاری اور سوامی شردھانند کو چٹھیاں ارسال کر دی گئی ہیں۔

جناب چھوٹانی کا مجلس عاملہ کانگریس سے استعفا

بمبئی ۷ - فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ میاں جان محمد صاحب چھوٹانی کانگریس کی مجلس عاملہ کی ممبری سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ آپ کی علیحدگی کی وجہ یہ ہے کہ مجلس عاملہ کے ممبران میں اور ڈاکٹر چھوٹانی میں داخلہ کونسل کے سوال پر اختلاف تھا۔ مسٹر چھوٹانی۔ مولانا ابوالکلام آزاد حکیم اجمل خان اور دیگر حضرات نے گذشتہ ہفتہ دو میں مسٹر داس کی جماعت اور کانگریس کی قدیم جماعت میں مصالحت کے لئے انتہائی کوشش کی لیکن حضرات مذکور کو اپنی کوشش میں ناکامی ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر چھوٹانی نے مجلس عاملہ سے استعفا دیدیا لیکن یہ بزرگ انڈین نیشنل کانگریس سے علیحدہ نہیں ہوئے۔

ہز مجسٹی امیر امان اللہ خان مشرقی صوبہ میں

پشاور ۷ فروری - افغان کورٹ تاحال جلال آباد میں ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ ہز مجسٹی امیر امان اللہ خان اپنے مشرقی صوبہ کے معاملات کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

لالہ دنی چند صاحب بیرسٹر کی گرفتاری

آج صبح ۹ بجے لالہ دنی چند صاحب بیرسٹر لاہور گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ مکان کی تلاشی ہو رہی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ کا اجلاس

پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ نے گذشتہ یکشنبہ کے روز فیصلہ کیا ہے کہ وہ عمر کی پابندی جو جماعت دہم کے طلباء پر عاید کی جاتی ہے اسے منسوخ کر دیا جائے - ۳۱ ووٹ حق میں تھے اور چھ ووٹ خلاف۔

لالہ امیر چند کی رہائی اور گرفتاری

لالہ امیر چند سکرٹری سٹی کانگریس کمیٹی جنہیں زیر دفعہ ۱۲۴ و ۱۵۳ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا گیا تھا۔ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ مقدمہ کی پیروی کریں گے۔ انہیں ضمانت دینے پر رہا کر دیا گیا۔ جونہی لالہ صاحب موصوف جیل سے رہا ہو کر باہر نکلے پولیس نے انہیں دوبارہ وارنٹ کے ماتحت جو زیر دفعہ ۷ ترمیم ضابطہ فوجداری تھا۔ لارنس کے بت کی شورش کے سلسلے میں گرفتار کر لیا۔

ایوان والیان ریاست کا افتتاح

دہلی - ۵ فروری - وائسرائے نے آج صبح میٹکاف ہاؤس میں ایوان والیان ریاست کا افتتاح کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ چیمبر نے آٹھ ممبروں کی ایک کمیٹی جس میں تین شاہزادے ہیں اس غرض سے قائم کی کہ کمیشن مالیات کی رپورٹ پر غور کیا جائے۔

بت کے گرد ایک دیوار بنائی جائے

لاہور - ۸ فروری - آج شام کو ۴ بجے لاہور میونسپلٹی کی جنرل کمیٹی کا ایک عام اجلاس ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا۔ چودھری شہاب الدین ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کی عدم موجودگی میں میاں عبدالعزیز صاحب وائس پریزیڈنٹ نے صدارت کے فرائض سر انجام دیئے۔

لالہ اوشناک رائے نے مندرجہ ذیل رزولیوشن پیش کیا۔ چونکہ پبلک لارنس کے بت کی پبلک جگہ پر کھڑے رہنے کے خلاف اعتراض کرتی ہے اسلئے قرار پایا کہ بت کے گرد بیس فٹ اونچی دیوار کھڑی کر دیجائے تاکہ بت پبلک کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ جب تک گورنمنٹ لارنس کے بت کو ہٹانے کے متعلق میونسپل کمیٹی کی تجویز کے التوا کے حکم کو واپس نہ لیلے۔ صدر صاحب نے فرمایا - آپ اس رزولیوشن کو سکرٹری کے حوالے کر دیں۔ تاکہ وہ اس کو آئندہ کمیٹی میں پیش ہونیوالے ایجنڈا میں شامل کر سکیں۔

ناظرین کرام

کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ از راہ کرم خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور ارقام فرمایا کریں۔ تاکہ تعمیل میں دیری نہ ہو۔

(مینیجر)

ممالک غیر کی خبریں

لارڈ کرزن اور ریوانکارے کے عصمت پاشا کو نوٹ

پیرس - ۶ - فروری - ایم پوانکارے نے فوراً ہی یہ فیصلہ کیا کہ برطانی فیصلہ کی تائید کرنی چاہیئے - لہذا انہوں نے عصمت پاشا کو نوٹ روانہ کر دریافت کیا ہے کہ جن آخری اور قطعی شرائط پر وہ دستخط کرنے کے لئے تیار ہیں - ان سے اطلاع دیں۔

سیاسی قیدیوں کی رہائی خطرناک غلطی ہے

لندن ۶ - فروری - مارننگ پوسٹ اپنے لیڈنگ آرٹیکل "تباہ کن پالیسی" میں لکھتا ہے کہ سر ولیم میرس نے سیاسی قیدیوں کو رہا کر کے نہایت خطرناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے - اخبار مذکور لارڈ پیل سے سوال کرتا ہے کہ کیا اس نے سر ولیم میرس کی پالیسی پر غور کیا تھا - اگر سر ولیم نے وائسرائے سے مشورہ کئے بغیر کارروائی کی ہو اور انڈیا آفس سے مشورہ نہیں کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں ایک ایسے نظام حکومت سے واسطہ پڑا ہے جس میں فوراً تغیر ہونا چاہیئے تاکہ ہندوستان بھی آئرلینڈ نہ بن جائے۔

ایران میں حکومت انگورہ کا سفیر پہنچ گیا

طہران - ۷ فروری - محی الدین پاشا جو حکومت انگورہ کے سفیر ہیں تیس آدمیوں کے ہمراہ یہاں پہنچ گئے ہیں - مستوفی الممالک کو جو پچھلے دنوں وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے وزارت مرتب کرنے کی خدمت سپرد ہوئی ہے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ممبروں کے انتخاب میں بہت مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

جرمن مزدوروں کی ہڑتال

البن ۶ - فروری - جرمنوں کا دعویٰ ہے کہ جب سے کوئلہ کی بندش کا حکم ہوا ہے - انہوں نے رات کے وقت ۱۹۰ کوئلہ سے بھری ہوئی گاڑیاں اور ۲۰۰ انجن ان پرائیویٹ ریلوں کے ذریعے جو کانوں کی ملکیت ہیں - جرمنی کے غیر مقبوضہ علاقوں میں بھیج دیئے ہیں۔

کوبرن - ۶ فروری - فرانسیسیوں نے دیزمدن کی نزدیک ہوشٹ میں جورنگ کے کارخانے ہیں ان پر قبضہ کر لیا - مزدوروں نے فوراً ہڑتال کر دی۔

برلن ۶ - فروری - فرینکفورٹ سے ایک پیغام مظہر ہے کہ گزشتہ رات پھر مظاہرے ہوئے اور ایک گروہ نے فرانسیسیوں کی تلاش میں دو ہوٹلوں میں گھسنے کی کوشش کی۔

پیرس - ۶ - فروری - علاقہ سار کے بعض کانوں میں کام کرنے والوں کی ہڑتال آج صبح سے شروع ہو گئی - ڈیلی میل کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جرمن چانسلر کونو کے روہر میں جانے سے سرکاری افسروں نے خصوصاً ریلوے افسروں نے مدافعت کی کوشش کی اور کوبلنز میں ہڑتال کرانے کے لئے کارروائیاں کیں۔

پیرس ۷ - فروری - ٹریوس اور مقبوضہ علاقہ کے بہت سے حلقوں کے ریلوے مزدوروں نے اور دریائے رائن کے کان کنوں نے کام بند کر دیا ہے۔

اتحادی حکومتوں کا فیصلہ

جہاز ترکی سمندر سے نہیں نکال سکتے

لندن - ۷ فروری - لندن کے ذمہ دار حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ سمرنا کے غیر ملکی جہازوں کو نکالنے کے متعلق ترکوں نے جو مطالبہ کیا ہے وہ غیر منصفانہ ہے - کیونکہ صلح نامہ پر دستخط ہونے تک معاہدہ مدانیہ برابر جاری رہیگا۔

سمرنا میں جو برطانی جہازات ہیں وہ برطانی مفاد کی حفاظت کر رہے ہیں اور ان کا وہاں سے نکلنا غیر یقینی خیال کیا جاتا ہے برطانی اور فرانسیسی وزارتوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ترکوں کے اس مطالبہ کو کہ آج نصف شب تک جنگی جہازات سمرنا سے چلے جائیں منظور کریں گے - اور انگورہ کو تنبیہ کریں گے کہ جنگی جہازات کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ حملہ کی صورت میں اپنی حفاظت آپ کریں۔

بدیشی پارچہ کے بائیکاٹ کا اثر

لندن ۶ رفروری - مانچسٹر کے ایوان تجارت کے سالانہ جلسہ میں مسٹر کلیس پریذیڈنٹ نے بیان کیا کہ ہندوستان کے بازاروں سے لنکا شائر کی قسمت کا فیصلہ وابستہ ہے - ہمیں دو ارب گز کپڑے کا سالانہ نقصان ہندوستان کی سرد بازاری کی وجہ سے ہوا ہے - میرے خیال میں پچاس کروڑ گز کپڑے کا نقصان تو مستقل ہے

اسلامی خبریں

تمام جنگی جہاز ۷ رفروری نصف شب کو نکلیں

قسطنطنیہ ۷ - فروری - سفیر حکومت انگورہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے - کہ ایک ہزار ٹن سے زیادہ وزنی تمام غیر ملکی جنگی جہازوں کو بندرگاہ سمرنا میں ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی - ان جنگی جہازوں کو ۷ - فروری کی نصف شب تک نکل جانا چاہیئے .. اتحادی بحری افسروں نے اس معاملہ پر بحث و مباحثہ کیا - امیر البحر نکلسن کو سمرنا جانے کے لئے حکم دیا گیا ہے - اتحادی ہائی کمشنران متعینہ قسطنطنیہ نے حکومت انگورہ کے سامنے صدائے احتجاج بلند کی ہے - اس اچانک کارروائی کی وجہ ہنوز تاریکی میں ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی کارروائی کے مقابلہ کے لئے تیاریاں کی جائیں گی۔

اتحادیوں کے جنگی جہاز جبراً نکال دئے جائینگے

قسطنطنیہ ۷ - فروری - ترکی کمانڈر متعینہ سمرنا نے - اتحادی جنگی جہازوں کے کمانڈر کو اطلاع دی ہے کہ اگر ترکی احکام کے مطابق جنگی جہاز سمرنا سے نہ نکل گئے تو یہ جہاز جبراً نکال دئے جائینگے - مجھے احکام موصول ہو چکے ہیں کہ میں ترکی حکم کی تعمیل کروں - یہاں اتحادی ہائی کمشنروں نے اس مطالبہ کے خلاف پھر زبردست صدائے احتجاج بلند کی ہے - ساتھ ہی اسکے متنبہ کیا ہے - کہ اگر ترکوں نے خلاف ورزی کی ٹھان لی تو خطرناک نتائج کا خطرہ ہے۔

ایم بمپارڈ نے عصمت پاشا کے مطالبہ کو تسلیم کیا تھا

قسطنطنیہ - ۶ فروری - اخبارات پیرس کی اطلاع میں اختلاف کر رہے ہیں - پیرس کی اطلاع یہ تھی کہ عصمت پاشا نے مراعات (کیپی چولیشن) اتحادیوں کا مطالبہ تسلیم کر لیا ہے - اخبارات کا بیان ہے کہ عصمت پاشا کے مطالبہ کو ایم بمپارڈ نے تسلیم کیا تھا نہ کہ عصمت پاشا نے

ترکی سمندروں میں اتحادی جنگی جہازوں کا عظیم الشان اجتماع

قسطنطنیہ ۸ رفروری - امیر البحر نکلسن کروز کولا میں مشلین سے کچھ فاصلہ پر ٹھہرا ہے - حکم دیا گیا ہے کہ اگر ضرورت پڑے - تو وہ آج صبح کلیوکی امداد کے لئے سمرنا میں داخل ہو جائے۔

ریوٹر نے مالٹا سے بذریعہ تار برقی اطلاع دی ہے کہ کورانکو [illegible] جنگی جہازات "ایمپرر آف انڈیا" اور "رزولیوشن" مٹیلین کے قریب پہنچ گئے ہیں - آئرن ڈیوک کے علاوہ فرانسیسی تباہ کن کشتی سومالی - ایک ڈنمارک کا جہاز اور ایک اطالی جنگی جہاز سمرنا سے کچھ فاصلہ پر موجود ہیں۔

کل ریر ایڈمیرل سر ایڈمنڈ جیٹفیلڈ کارڈف کے ذریعہ چناق کے قریب پہنچے اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عصمت پاشا انگورا کو کیوں گئے؟

امریکہ کو انگورا سے اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ انتہا پسند ترقی پکڑ رہے ہیں - اور دستخط کرنے سے پہلے عصمت پاشا کے انگورا روانہ ہو جانے کی بھی یہی وجہ بتائی جاتی ہے

جنگ طرابلس

روما - ۶ رفروری - طرابلس کا ایک پیغام مظہر ہے - کہ گزشتہ ہفتہ میں سرکاری فوجیوں نے باغیوں سے گیارہ مقامات پر لڑائی کی۔

افواج نے جو پیادہ فوجوں اور رسالوں پر مشتمل ہیں طرابلس اور ہاسس کے درمیان پیام رسانی کو آزاد کر لیا ہے - مقام مذکور آٹھ سال سے باغیوں کا مرکزی مقام ہے - باغی سخت نقصان سے پسپا ہو گئے ہیں۔

کوائف ایران

طہران - ۷ رفروری - محی الدین پاشا سفیر حکومت انگورہ بیس آدمیوں کی معیت میں یہاں پہنچ گئے ہیں - مستوفی الممالک کو جو حال ہی میں وزیر اعظم منتخب ہوئے ہیں کابینہ بنانے کا مطالبہ کیا گیا ہے - لیکن اراکین کے انتخاب میں انہیں مشکل محسوس ہو رہی ہے۔

صدر جمعیۃ العلماء کا اعلان

دہلی - ۶ رفروری - مولانا کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم و صدر جمعیۃ العلماء نے ذیل کا اعلان شائع فرمایا ہے:-

اتحادیوں نے ترکوں کے روبرو جو شرائط پیش کئے - ان میں بہت سے اسلامی روایات کے خلاف اور عدل و انصاف سے بعید ہیں - یہ نام نہاد عہد نامہ دنیا کے امن کے لئے اسی قدر باعث ضرر ہے - جتنی کہ گزشتہ جنگ تھی - اگر ترک ان شرائط کو مذہب - قانون اور انصاف کے منافی سمجھ کر منظور نہ کریں - تو وہ بالکل حق بجانب ہیں - دنیائے اسلام اور دنیائے عقل و انصاف اس معاملہ میں ترکوں کی موقف پر حرف گیری نہیں کر سکتی - اگر ایسی حالت میں مجلس مصالحت کا جنازہ نکل جائے - تو اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوگی جنہوں نے اس عہد نامہ کو مرتب کیا ہے - مجوزہ عہد نامہ سے یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہے - کہ مجوزہ عہد نامہ کے قلب میں مسلمانوں اور خصوصاً ترکوں کی عداوت مرکوز ہے تمام دنیائے اسلام خلافت اسلامیہ سے مربوط ہے - اور مقدم الذکر پر اس کی اطاعت فرض ہے - دنیا کی کوئی طاقت اس تعلق کو کمزور نہیں کر سکتی - اگر جنگ چھڑ گئی تو یقیناً مسلمانان عالم اور بالخصوص مسلمانان ہند کے لئے عظیم الشان امتحان کا موقع ہوگا - اور امید ہے کہ وہ اپنے مذہبی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس امتحان کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے۔

رسید زر

چندہ ماہ جنوری از جماعت احمدیہ امرتسر

معرفت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ

بابو فیض الرحمٰن صاحب چندہ ماہوار ۵
بابت قیمت کھال عید ۶
میاں عزیز الدین صاحب خیاط چندہ ۸
ڈاکٹر مہدی حسین صاحب میڈیکل اسکول امرتسر عہ

کل میزان للعہ

اقتباسات

اسوۂ حسنہ

نبی کریم صلعم صحابہ کے تمام کاموں میں بڑے شوق سے حصہ لیتے تھے - اور کبھی کبھی اپنی ذات کو دوسروں پر فوقیت نہیں دی - آپ کی طبعیت میں حد درجہ کی انکسار پسندی تھی - آپ یہ ہرگز گوارا نہیں کرسکتے تھے - کہ لوگ آپ کو دوسرے انبیاء پر ترجیح دیں - اس لئے آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص یہ بھی کہے کہ میں یونس نبی سے بہتر ہوں - ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے - کہ ایک دن نبی کریم صلعم کے پاس ایک یہودی آیا - اور شکایت کرنے لگا - کہ آپکے ایک صحابی نے میری گال پر طمانچہ مارا ہے - آپنے پوچھا وہ کون شخص ہے یہودی نے جواب دیا وہ انصار میں سے ایک شخص ہے - اور شناخت کے لئے اسکا حلیہ بھی بیان کردیا - نبی کریم صلعم نے اس شخص کو بلاکر پوچھا - کیا تم نے اس یہودی کو مارا ہے ؟ اس نے اعتراف کیا - اور کہا کہ یہ یہودی بازار میں کھڑا ہو کر یوں حلف اٹھا رہا تھا کہ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت موسیٰ کو تمام بنی نوع انسان پر فضیلت بخشی - اس کلمہ سے مجھے طیش آگیا اور میں نے طمانچہ مارا - اور اس پلید آدمی سے پوچھا - کیا حضرت موسیٰ محمد صلعم سے بھی افضل ہیں - اس پر نبی کریم صلعم نے حکم دیا - کہ ہرگز مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو - ایک دفعہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرو جیسے عیسائیوں نے حضرت مسیح کی تعریف میں غلو سے کام لیا میں خدا کا ایک بندہ ہوں اس لئے تم مجھے صرف اس کے رسول اور بندے کا خطاب دیا کرو - ایکدفعہ کسی نے آپ کو یوں خطاب کیا - اے تمام بنی نوع انسان سے افضل شخص - آپ نے فرمایا - صرف حضرت ابراہیم ہی اس لقب کے مستحق ہیں - اسی امر پر زور دینے کے لئے قرآن کریم مختلف مقامات پر فرماتا ہے :-

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک بشر ہوں - میرے پاس خدا کی طرف سے وحی آئی ہے)

آپ میں انکسار کی صفت

نہ صرف اسی ایک امر پر آپ نے انکسار کا اظہار کیا - بلکہ آپ کے ہر ایک فعل میں یہ صفت پائی جاتی تھی - آپ کو یہ ہرگز پسند نہ تھا کہ آپ کی موجودگی میں صحابہ رضہ محض تکریم کے لئے کھڑے رہیں - ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلعم باہر آکر اپنے عصا کی ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے - آپ نے فرمایا - ایک دوسرے کی عزت کے لئے اہل فارس کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو - ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا - میں بھی خدا کا ایک بندہ ہوں اور لوگوں کی طرح کھاتا ہوں - اور انہیں کی طرح بیٹھتا ہوں - جب نبی کریم صلعم مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرکے تشریف لے آئے - تو آپ ابوایوب انصاری کے مکان پر ٹھیرے - ابوایوب روایت کرتے ہیں کہ میں اس خیال سے بہت رنجیدہ تھا - کہ نبی کریم صلعم تو نچلی منزل میں مقیم ہیں اور میں بالائی چھت پر ہوں - اس لئے میں نے آپ سے درخواست کی - کہ حضور اگر اوپر کی منزل میں تشریف لے چلیں - تو بہتر ہوگا - کیونکہ میرا وہاں ٹھیرنا بہت معیوب معلوم ہوتا ہے - نبی کریم اس پر رضامند نہ ہوئے - اور فرمانے لگے کہ جو لوگ مجھ سے ملنے آتے ہیں - ان کے لئے اور میرے لئے بھی نیچے رہنا زیادہ آرام دہ ہے - نبی کریم صلعم اپنے پیچھے دوسروں کو بٹھا لیتے تھے - غربا میں سے جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لاتے آپ فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے تھے مجمع میں جہاں کہیں آپ کو جگہ ملتی بیٹھ جاتے - اپنے نوکروں کے کام میں آپ انہیں مدد دیتے تھے - اور انہیں اپنے ساتھ بٹھا لیا کرتے تھے -

ترکوں کی قربانی

گذشتہ جنگ عظیم میں ترکوں نے جو جانی قربانیاں کی ہیں - ترکی وزارت جنگ نے ان کی رپورٹ شائع کی ہے - جسوقت اعلان جنگ ہوا - ٹرکی کے پاس کل ایک لاکھ پچاس ہزار باقاعدہ فوج تھی - اور مسلح لوگوں کی تعداد دس لاکھ بیس ہزار نو سو تھی - لیکن اثنائے جنگ میں اس کی فوج کی تعداد ۲۸ لاکھ پچاس ہزار ہوگئی - جن میں سے تین لاکھ پچیس ہزار افسر اور سپاہی میدان جنگ میں کام آئے - اور چار لاکھ زخمی ہوئے - اور ۱۵ لاکھ ۶۵ ہزار مفرور اور قید ہوئے - اور جسوقت التوائے جنگ ہوئی ہے - اسوقت ترکی فوج میں صرف ایک لاکھ ۵۶ ہزار آدمی تھے -

المفتی

غیر کفو میں نکاح کے متعلق

۲۸ رجنوری کی اشاعت میں اس سوال پر کہ ایک فاحشہ بیوہ عورت نے بغیر رضامندی اولیاء کے خود شادی کرلی آیا یہ نکاح جائز ہے ؟ مولانا مولوی عبدالستار صاحب کی طرف سے ایک فتوے شائع ہوا تھا - اس پر مستفتی نے ایک اور سوال کیا - جسکا جواب مولانا موصوف کیطرف سے ذیل میں ہدیہ ناظرین کرام ہے :-

مستفتی نے پہلے خط میں لکھا ہے کہ ایک بیوہ عورت نے اولیاء کی رضامندی سے بدون اطلاع اولیاء خود کے ایک ادنےٰ قوم کے فرد کے ساتھ نکاح کر لیا ہے - باوجود بیوہ ہونے کے وہ فاحشہ بھی ہے اسپر میں نے لکھا تھا - کہ مرد صالح کا فاحشہ کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں - خدا تعالےٰ نے صاف فرمایا ہے وحرم ذالک علی المومنین یعنی حرام کیا گیا نکاح مومنوں کا زانیوں کیساتھ اور اگر مرد بھی فاحش بدکار ہے - تو بحکم الخبیثات للخبیثین و الخبیثون للخبیثات کے قرار دو - اس پر مستفتی صاحب دوبارہ لکھتے ہیں کہ میرا سوال کفالت کے متعلق ہے - کہ آیا غیر کفو میں شادی کرنے سے عورت کے اولیاء کو حق فسخ حاصل ہے یا نہ ؟ لہذا مکرر لکھتا ہوں - کہ بصورت فاحشہ ہونے عورت کے میرا بحیثیت مفتی نہ بحیثیت قاضی یہی فتوےٰ ہے - جو اس سے پہلے دیا جاچکا ہے - کیونکہ کفاءت اور اولیاؤں کی ولدیت کا سوال صرف نیک چلن اور عفت شعار عورتوں کے متعلق ہوسکتا ہے - ہاں اگر عورت صالحہ ہے - تو پھر کفاءت کا سوال صحیح ہے - لیکن واضح ہو کہ کفاءت کا مسئلہ آئمہ امت میں مختلف فیہا رہا ہے - امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ کا وہی مسلک ہے - جسکو قاضی احمد بخش صاحب نے تحریر کیا ہے - اور میں بھی حنفی المذہب ہوں لیکن نہ اس معنے کے رو سے کہ جو کچھ کتب فقہ میں تحریر ہے - وہ بلا تحقیق میرا معمول ہے - بلکہ ان معنوں کے رو سے میں حنفی ہوں کہ جس اصول کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا ہے - وہ میرا مسلک ہے - وہ یہ ہے - کہ جس قول کا قرآن کریم اور حدیث شریف یا سنت نبویہ موید ہوں - وہی میرا مذہب ہے - لہذا جرأت کرکے لکھتا ہوں - کہ میں کفاءت فی النسب کا قائل نہیں ہوں - ہاں کفاءت فی الدین والخلق ضروری ہے - نہ کفاءت فی النسب - اور عمومات قرآنی بھی اس کے موید ہیں - ان جملہ دلائل کو جیز تحریر میں لانا طول چاہتا ہے - تحقیق کیلئے کتاب نیل الاوطار اور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ قاضی شوکانی علیہ ملاحظہ ہوں - ان کتابوں میں سیرکن بحث موجود ہے - جن احادیث سے اسبارہ میں استدلال کیا گیا ہے - ان میں سے کوئی جرح سے خالی نہیں ہے - خداوند تعالےٰ فرماتا ہے - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون قال رسول اللہ صلعم خیارکم فی الجاهلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا فقط

خاکسار عبدالستار

ناظرین کرام توسیع اشاعت میں سعی فرماکر مشکور فرمائیں

منیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۳

دعوت عمل

(۶)

اس مضمون کی گذشتہ اقساط میں ہم نے مسلمانوں کے اس عام طبقہ کی حالت بتائی تھی جو مسیح کے نزول من السماء کے انتظار میں ہات پر ہات رکھے بیٹھے ہیں۔ اور خود کچھ کام نہیں کرتے۔ اور اس خیال سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو ازراہ خیرخواہی نصیحت کرنا بھی اسلام و ایمان کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ وہ خود میدان عمل میں کارفرمائی کریں۔ اور ان ہی نعما کے وارث بنیں جن کے صحابہ کرام بنے تھے۔ لیکن انصاف رحق سے بعید ہوگا کہ ہم دوسروں کو نصیحت کرتے رہیں اور خود اپنے گھر کی خبر نہ لیں۔ اس لئے اشاعت امروزہ میں ہم اپنے احباب سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس میں خود راقم الحروف کا نفس بھی شامل ہے۔ کہ صرف دوسروں کو پند و نصائح کوئی بڑی بات نہیں۔ بلکہ نصیحت کے لئے بھی قوت عمل چاہیئے کہ لوگ عملی مثال دیکھکر ان نصائح پر عمل پیرا ہوں۔

یہ سچ ہے۔ کہ ہم نے مسیح موعود کو مان کر ایک بڑی صداقت کو قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن احادیث کی تصدیق کی جن میں نزول ابن مریم کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اور جو ابھی تک حالت تذبذب میں پڑی تھیں۔ حضرت صاحب کے نئے علم کلام سے اصول مناظرہ و مباحثہ سیکھے۔ تبلیغ اسلام کا ولولہ دلوں میں پیدا ہوا لیکن کیا یہی اوصاف ہماری کامیابی و فلاح کے لئے کافی ہیں۔ اور اب ہمیں اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ؟

ہم نے اپنا نصب العین اشاعت اسلام قرار دیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ نصب العین خود خدا نے مسلمانوں کے لئے تجویز کیا۔ لیکن ضعف ایمان اور امتداد زمانہ سے مسلمان اس سے غافل ہوگئے۔ اس زمانہ کے مجدد نے پھر ان کو اسی کی طرف رہنمائی کی۔ اور ہم نے اس کی آواز کو سُنا۔

اب اس نصب العین کے حصول کے لئے جس میں اسلام کی تمام ترقیوں کے راز مضمر ہیں۔ ہم میں بہت سے اوصاف کی ضرورت ہے۔ اور جب تک وہ اوصاف ہم میں پیدا نہ ہوں۔ اس وقت تک ہم فائز المرام نہیں ہو سکتے۔

اخلاق فاضلہ

سب سے پہلی ضرورت اخلاق فاضلہ کی ہے۔ یوں تو زندگی کے ہر شعبہ میں اخلاق کی ضرورت ہے لیکن اشاعت اسلام کے لئے ان کی اسقدر ضرورت ہے۔ بجز ان کے قدم اُٹھانا بھی مشکل ہے۔ غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنی مذہب میں داخل کرنے کے لئے یہ ازبس ضروری ہے ہماری عادات و اطوار طریق ماند و بود۔ آداب کلام چال ڈھال وضع قطع۔ اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہوں۔ اور لوگ خود بخود ہماری طرف کھینچے آئیں۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم میں ایک جذب قدسی ہو۔ اخلاق بہت وسیع ہوں۔ مزاج میں چڑچڑا پن اور خشونت نہ ہو بلکہ ایک قسم کی شیرینی اور غاذبیت ہو کہ لوگ اگر ہمارے پاس آئیں تو انہیں ہماری صحبت چھوڑنی ایسی ناگوار ہو۔ جیسے مکھی کو مٹھاس۔ جن لوگوں کو خدا تعالےٰ اصلاح خلق کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ ان میں عموماً یہ اوصاف ودیعت کر دیتا ہے۔ آنحضرت صلعم کی قوت جاذبہ ایسی کامل تھی کہ لوگ آپ کو قتل کرنے کے لئے آتے تھے لیکن غلام ہو کر جاتے تھے قرآن مجید نے بھی آپ کے متعلق فرمایا ہے۔ انک لعلیٰ خلق عظیم۔ اور ایک مقام پر اس قوت جاذبہ کا ذکر خصوصیت سے کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک

یعنی اگر تو ترشرو اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے

حضور سرور عالم ہی کے اخلاق حسنہ کا پرتو آپ کے صحابہ پر پڑا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نہایت رقیق القلب انسان تھے۔ اور مورخ جیسے دشمن اسلام نے آپ کی رافت اور نرمی کی تعریف کی ہے۔ حالانکہ آپ ملک عرب کے بادشاہ تھے لیکن آپ نے اپنے عہد حکومت میں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس سے سختی یا استبداد کو بو ٹپکتی ہو۔ آپ باوجود شاہی شان و شوکت کے نہایت مسکنت اور غربت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ کو جن کی طبیعت میں کسیقدر سختی تھی نرمی کی طرف مائل کرتے رہتے تھے۔ سچ ہے۔

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

حضرت عمرؓ جب تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو پہلی سختی طبیعت میں نہ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمرؓ محض اس لئے سختی کرتے ہیں کہ میں بہت نرم ہوں۔ غرض صحابہ رسول اللہ صلعم کی سیرت کا یہ پہلو خصوصیت سے قابل رشک ہے۔ اس زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں۔ وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ آپ ہر وقت امیر و غریب کی خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ گاؤں کی عورتیں آتیں اور آپ سے دوائیں لیجاتیں۔ آپ کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔ اور قادیان کا ہر ایک شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ کو اس سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ بعض وقت لوگ آتے اور سختی سے اعتراض کرتے آپ نہایت نرمی سے جواب دیتے۔

غرض جو لوگ دُنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ جو بڑے بڑے کام کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ اُنہیں اپنا حوصلہ بھی بڑا بنانا چاہیئے۔ اور ان کے اخلاق اسقدر وسیع ہونے چاہئیں کہ غیر مذاہب کے لوگ ان کے اخلاق ہی سے مسلمان ہو جائیں۔ عرب ایسے سخت لوگوں کو آنحضرت صلعم نے اپنے اخلاق فاضلہ ہی سے رام کیا تھا۔ اور آج ہم اگر دنیا میں مظفر و منصور ہونا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں بھی آپ ہی کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

اتحاد باہمی

انبیاء اور ماموروں کی جماعتیں اس لئے تیار ہوتی ہیں کہ وہ اس کام کے "بنیان مرصوص" ہوں۔ جو در پیش ہوتا ہے۔ کہ دُنیا کا کوئی کام باہمی امداد و اعانت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہی جماعتوں کے بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسی لئے ماموروں کو بیعت لینے کا حکم ہوتا ہے کہ لوگ ایک رشتہ اتحاد میں منسلک ہو کر ایک طاقت بن جائیں۔ اور پھر اس طاقت سے وہ کام سرانجام پائے جو اس جماعت کا مشن ہے۔ لیکن اس طاقت پیدا کرنے کے لئے باہمی اتفاق و اتحاد کی بھی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے آنحضرت صلعم کے صحابہ کی تعریف کی ہے۔ محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنے آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ آپس میں تو نہایت محبت کے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن کفار کے جواب دینے میں سخت بھی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد کی برکت رہی اسوقت دنیا کی ہر ایک طاقت ان کے سامنے ہیچ تھی۔ لیکن جہاں پھوٹ پڑی تو تذھب ریحکم کا مضمون صادق آگیا۔ آج اگر ہماری جماعت بھی نصرت الٰہی اور امداد غیبی کی طلبگار ہے۔ تو پھر اسے آپس میں یکجہتی اور محبت کے تعلقات بڑھانا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی نصرتیں اتفاق و اتحاد ہی سے آتی ہیں۔

میرے دوستو! دیکھو تم میں کسقدر اتحاد و اتفاق کا سامان ہے۔ ایک ہی آدم کی اولاد ہو۔ ایک ہی ملک میں رہتے ہو۔ ایک ہی خدا کو مانتے ہو۔ ایک ہی شریعت پر عمل کرتے ہو۔ ایک ہی رسول کا کلمہ پڑھتے ہو۔ پھر ایک ہی مامور کے ہات پر تم جمع ہوئے۔ اور تم سب کے عقاید بھی ایک ہی ہیں اس قدر یگانگت کے ہوتے ہوئے اگر تم اتفاق نہ کر سکو تو کسقدر حسرت کا مقام ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم اختلاف نہ کرو۔ کیونکہ اختلاف ایک طبعی چیز ہے۔ اور آزادی کے لئے ضروری ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اختلاف باعث رحمت ہے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ دلوں میں محبت ہو یگانگت ہو۔ صفائی ہو۔ اور اس کے ساتھ بیشک آزادی رائے ہو۔

جناب میاں محمود احمد صاحب سے استفتا

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے

دنیا کی آنکھیں اس احمدی خاتون کی چٹھی کیطرف لگی ہوئی ہیں جو ۲۵ جنوری سنہ ۲۳ء کے الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ کہ دیکھیں بارگاہ خلافت سے کیا فتوےٰ نکلتا اور کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ وہ بیچاری ایک احمدی یعنی مومنہ خاتون ہے۔ اور ایک غیر احمدی یعنی کافر کے قید نکاح میں ہے۔ ایڈیٹر الفضل تو ۔۔۔ مامور الٰہی کے حکم کی خلاف ۔۔۔ غیر احمدیوں میں لڑکی دینے کے نقصانات" کے عنوان قائم کر کے رہ گیا مگر دنیا کی اس سے تسلی کیونکر ہو سکتی ہے جبکہ محمودی پارٹی حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتی ہے۔ اور آپ کے انکار کرنیوالے کو کافر خارج از اسلام سمجھتی ہے۔ عنوان تو ہونا چاہیئے تھا۔ "کافر کو لڑکی دینے کے بدنتائج" مگر یہ فقرہ مہمل ہے۔ کافر کو لڑکی دینا کیا معنے! جب کسی مومنہ مسلمہ کا نکاح کسی کافر سے کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ حتےٰ کہ ارتداد کی شکل میں بھی نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ تو پھر کافر کو لڑکی دینا یا کافر سے نکاح کرنا ایک بےمعنی بات ہے۔ کافر سے نکاح ہوتا ہی نہیں۔ شریعت کے رو سے تو اب اس احمدی خاتون کا کوئی نکاح باقی نہیں۔ کیونکہ مومنہ خاتون کا شوہر کافر نہیں ہو سکتا۔ وہ اب اگر کسی احمدی یعنے کسی مومن سے نکاح کرے۔ تو عقائد محمودیہ کے رو سے جائز ہے۔ اسے طلاق لینے کی ضرورت نہیں مگر اب میاں محمود احمد صاحب کے فتوے اور حکم کی طرف نظریں لگی ہوئی ہیں کہ میاں صاحب اپنی قائم کردہ اصول کی کہاں تک پابندی کرتے ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود کو نبی مان کر آپ کی بیعت نہ کرنے والے کو کافر خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ اور کسی غیر احمدی کے بچہ کے جنازہ کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ کیا عیسائی کے بچہ کا جنازہ جائز ہے ؟ پس اب کافر ایل کتاب کا فتوے یہاں بھی صادر فرمائیں اور اُس احمدی خاتون کا نکاح باطل قرار دیکر اُسے اُس کی زندہ درگور حالت سے باہر نکالیں اور نکاح نہ ہونے کیوجہ سے جس گناہ کبیرہ میں وہ بیچاری مبتلا ہے۔ اُس سے بچائیں اور حکم دیں کہ وہ کسی احمدی یعنی مومن سے نکاح کر لے۔ طلاق لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس طرح اگرچہ میاں صاحب کی بیت سے مریدوں کو اپنی اپنی جگہ فکر پڑ جائے گی۔ کیونکہ اس مصیبت میں کئی ایک مبتلا ہیں۔ مگر میاں صاحب کو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ اصول کی پابندی سب پر مقدم ہونی چاہیئے۔ خواہ کئی ایک گھر اُجڑ جائیں۔ مگر خلاف شریعت فعل کا ہونا اس سے بہت زیادہ بُرا ہے اور اگر میاں صاحب نے اس نکاح کے باطل ہونے کا فتوےٰ صادر نہ کیا۔ تو پھر سمجھا جائیگا۔ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور ہیں۔ جیسے کہ اُن کے مرید اپنے غیر احمدی باپ کا جنازہ نہیں پڑھتے اور بعض دفعہ اُن کے اس ایمان کی تعریف اخبار میں چھپ جاتی ہے۔ مگر اُسی کافر باپ کی ورثہ پر قبضہ کرنے کے لئے وہ سب سے آگے ہوتے ہیں حالانکہ کافر کا وارث مومن نہیں ہوتا۔ اسطرح کفر و اسلام کے فتوے پر عمل موقعہ و محل سے ہوتا رہتا ہے۔ جو نہایت بدنام کن ہے۔ جہاں اپنا نقصان نہ ہو وہاں سب کو کافر کہہ کر اپنے ایمان کی قوت دکھلا دی۔ اور جہاں کسی نقصان کا اندیشہ ہوا۔ وہاں اُس فتوے کو تہ کر کے رکھدیا۔ گویا شیعوں کی طرح تقیہ کر لیتے ہوں۔ کیونکہ غلو کرنے والوں کا یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ وہ اپنے اصولوں پر خود بھی ہر جگہ عمل نہیں کر سکتے جو ان کے اہل باطل ہونے کا ایک نشان ہے۔ بہر حال اب نظریں میاں صاحب کے اس فتوے کیطرف لگی ہوئی ہیں۔ کہ اس بیچاری غریب خاتون کو کیا حکم ہوتا ہے۔ اور وہ اس مصیبت اور خلاف شریعت فعل سے کیونکر نجات پاتی ہے۔ جو کچھ فتوےٰ یہاں صادر ہوگا اسی سے تکفیر مسلمانان کے فتوے کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے گی۔

اور میاں صاحب کے دوسرے مریدوں کے لئے بھی مشعل راہ ہو جائیگی جنہوں نے اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں یعنی کافروں کو دی ہوئی ہیں۔ امید ہے میاں صاحب خود اس ضروری اور مہتم بالشان امر کی طرف توجہ فرما دیں گے۔ کیونکہ یہ امر دینی کا معاملہ ہے۔ اور وہ بقول خود "اصلاح کے مقام" پر کھڑے ہیں پس مصلح کا فرض ہے۔ کہ وہ نواہی کے ارتکاب کو روکے۔ اور لوگوں کو صحیح رستہ بتائے یہ درست نہیں کہ وہ خود ایسے ضروری امر پر خاموش رہیں۔ اور ان کے حاشیہ نشین اناپ شناپ کچھ لکھ لکھا کر بات کو گول مول کر کے حق کو باطل کیساتھ ملتبس کر کے اپنے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک لیں۔ کیونکہ اس سے کسی فہمیدہ آدمی کی تسلی نہیں ہو سکتی۔ ایسے لوگ جو یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق ہیں۔ جو بات کو توڑ موڑ کر لوگوں کو صحیح نتیجہ پر پہنچنے سے روکتے ہیں وہ اپنی گالیوں سے اپنے ساتھیوں کو خوش کریں کیونکہ عام طور پر محمودیوں کا مذاق ہی گر گیا ہے۔ وہ ان گالیوں کو نعوذ باللہ حضرت عمرؓ کے درہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ گالیاں دینا انسان کو اذا خاصم فجر کا مصداق کر دیتا ہے۔ مگر کم سے کم میاں صاحب خود تو اس بات کو سمجھتے ہی ہونگے کہ یہ طریق عمل کسی فہمیدہ اور سنجیدہ انسان پر کبھی اچھا اثر نہیں ڈال سکتا۔ پس وہ خود توجہ فرما کر صاف صاف فتوے صادر فرما دینگے اور بات کو گول مول نہ کر دینگے جس سے لوگ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

مسئلہ نبوت اور "مطلع الانوار"

اس سے پہلے ان کالموں میں ہم "مطلع الانوار" کے متعلق کچھ لکھ

چکے ہیں۔ اس کے بعد منشی حشمت اللہ صاحب گوہر جن کی طبع رواں کا نتیجہ نظم مذکور ہے۔ اپنے ایک مکرمت نامہ میں گلہ کرتے ہیں کہ ہم نے نظم پر ریویو نہ کیا اور محض مسئلہ نبوت کے متعلق ہی تنقید کر کے رہ گئے۔ یہ سچ ہے۔ لیکن ہم نے یہ سمجھا تھا کہ غالباً مسئلہ نبوت ہی شاعر کی جولانی طبع کا محرک ہوا ہے اس لئے جب اس پر روشنی پڑ جائیگی۔ تو پھر مزید تنقید کی ضرورت نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نظم کے بعض بند برجستہ ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب گوہر کو شاعری میں مشق ہے۔ لیکن ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ کاش وہ کوئی اور مضمون نظم کے لئے انتخاب کرتے۔ مذہبی مسائل کو منظوم کرنا جہاں کسی قدر مشکل ہے۔ وہاں احقاق حق کے بھی خلاف ہے۔ کہ شاعر کا تخیل مبالغہ آمیزی کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے۔

ہمیں اس سے خوشی ہوئی کہ میاں صاحب کے بہت سے مریدوں کی طرح جناب گوہر بھی ہمارے ہمخیال ہی معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ ہم Colloquial Sense میں (یعنے عام بول چال میں) حضرت صاحب کو نبی یا رسول کہنا گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے "حضرت صاحب" کی اصطلاح ایجاد کی گئی۔ پھر لفظ نبی کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ Scholastic Terminology (؟) ہے۔ یعنی محض لغوی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کفر و اسلام کے متعلق کہتے ہیں صرف مکفر و مکذب ہی کو ہم کافر کہتے ہیں۔ اور تریاق القلوب کی عبارتوں کو منسوخ نہیں مانتے چنانچہ لکھتے ہیں "پھر میں کیونکر مان لوں کہ حضرت میاں صاحب بخلاف تریاق القلوب منکرین کو جھٹ کافر بنا دیتے ہیں"۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جناب گوہر تریاق القلوب کو منسوخ نہیں سمجھتے۔ ہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کے عقاید و خیالات کے متعلق ان کو غلط فہمی لگی ہوئی ہے۔ اسکے ازالہ کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ وہ میاں صاحب سے یہ سوال کریں۔

(۱) کیا وہ صرف مکفر و مکذب ہی کو کافر کہتے ہیں۔ یا سب مسلمانوں کو جو حضرت صاحب کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے۔

(۲) کیا وہ حضرت صاحب کی بعض تحریرات جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں دعوے کے متعلق منسوخ مانتے ہیں یا نہیں۔

ان سوالات کے جوابات آنے پر ہم امید کرتے ہیں۔ کہ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ ان کا مذہب میاں صاحب کے مذہب کے خلاف ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے۔ کہ میاں صاحب لبدیں کہ اختلاف عقاید کے باوجود بھی بیعت میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں توقع ہے کہ جناب گوہر اس قسم کے استدلال کو وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھیں گے کہ پیر و مرید میں کفر و اسلام تک کے عقاید میں اختلاف ہو۔

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

مقام حسرت ہے۔ کہ ارتداد کی خبر نے مسلمانان ہند کو چونکا دیا۔ اور ملک کی اکثر جماعتیں تبلیغ و حفاظت اسلام کی طرف متوجہ ہو گئی ہیں۔ چنانچہ مختلف جماعتوں کیطرف سے اضلاع متحدہ کے مضافات میں مبلغ بھیجے گئے ہیں جب ہم نے فتنہ ارتداد کی خبر کے ساتھ مسلمانان ہند کو اس کے سدباب کے لئے متوجہ کیا تھا۔ تو مسلم آؤٹ لک میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اگر مختلف جماعتیں اس کام کو ہاتھ میں لیں تو بہتر یہ ہو گا۔ کہ یہ مختلف جماعتیں باہمی مشورت و مفاہمت سے اپنے اپنے ضلع مقرر کر لیں۔ تاکہ ایک ہی مقام پر دو مختلف مبلغوں کے کام کرنے سے کوئی بدمزگی نہ پیدا ہو۔ مسلم آؤٹ لک نے اس کے جواب میں لکھا تھا کہ سردست تو بہت کم انجمنوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اس لئے اس تجویز پر عمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب جب دعوت اسلام۔ ہدایت اسلام۔ جمعیۃ العلماء اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سب نے اپنے اپنے کارکن بھیج دئے ہیں۔ تو ہم پھر اپنی تجویز کی طرف مسلمان جماعتوں کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔

ہمیں یقین ہے۔ کہ اس طریق سے نہ صرف کام میں آسانیاں پیدا ہونگی بلکہ کامیابی نمایاں ہو گی۔ اور جلدی ہو گی۔

وبالآخرۃ ھم یوقنون

قادیان کے بعض مبلغوں کیطرف سے یہ امر بھی پیش کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود کی وحی پر ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور یہ تاکید وبالآخرۃ ھم یوقنون کے الفاظ میں موجود ہے۔ قطع نظر اس کے یہ معنے ان الفاظ کے حضرت صاحب کی زندگی میں نہ کبھی کئے گئے۔ نہ کبھی خود حضرت ممدوح نے اپنے دعوے کے اثبات میں ان کو پیش کیا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے کہ دوسرے انبیاء کی وحی پر تو ایمان لانے کے لئے حکم ہے۔ یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی وحی پر یقین کرینگے۔ اس بین فرق کی کیا وجہ ہے۔ اگر یہ کہو کہ حضرت صاحب کی بعثت سے پہلے نازل ہونے کی وجہ سے اس آیت میں یوقنون کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تو پھر اب تو حضرت صاحب کی بعثت ہو چکی۔ کیا اب ان الفاظ میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یا نہیں؟

ہمیں خطرہ ہے کہ اس قسم کے خیالات قادیانی جماعت کے اعتقادات کو کہیں قرآن مجید سے بھی دور نہ کر دیں۔

حضرت مرزا صاحب مجدد ہیں یا نبی

سوالات

مرزا صاحب کے ماننے والوں میں بظاہر دو فرقے نظر آتے ہیں۔ اول نبی اور رسول ماننے والے ہیں اور دوسرا فرقہ مجدد مانتا ہے۔

(۱) اب میرا دونوں فرقوں سے یہ سوال ہے۔ کہ دونوں فرقہ کے عقیدہ سے مرزا صاحب نفی اور اثبات میں دائر ہیں۔ اگر دونوں اپنے عقیدہ میں سچے ہیں تو اجتماع نقیضین اور اگر دونوں سچے نہیں تو ارتفاع نقیضین تو لامحالہ ایک سچے اور دوسرے جھوٹے ہونگے۔ لہذا کوئی ایسا کلیہ کہ جس کے تحت میں مرزا صاحب کو رکھا جا سکے جس سے استحالہ عقلی لازم نہ ہو وہ کلیہ کیا ہے۔ مدلل و مشرح بیان کیا جائے۔

(۲) مرزا صاحب خواہ رسول ہوں خواہ مجدد۔ باوجود غنی اور مالدار ہونے کے حجت الاسلام حج مبرور سے کیوں محروم رہیں۔ کیا مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر حج فرض تھا۔ تو کیوں ترک کیا۔

(۳) مجدد کسکو کہتے ہیں اور اسکا کیا فرض ہے۔ اور آثار و لوازمات تجدید مسلمہ اہل اسلام کیا ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس نبی اور رسول کی کیا تعریف اور کیا لوازمات اور کیا فرائض اور مرزا صاحب میں مجدد اور رسول کی تعریف اور لوازمات و آثار پائے جاتے ہیں۔ یا نہیں مشرح و مدلل بیان کیا جائے۔

جوابات

پہلا سوال تو اصولی طور پر صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی اور مجدد نقیضین نہیں ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اہل منطق لکھتے ہیں۔ کل امرین احدھما رفع الآخر فہما نقیضان۔ پس اہل منطق کی اصطلاح کے رو سے نقیضین وہ دو امر ہیں جن میں سے ایک دوسرے کا رفع ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ نبی کا رفع لیس بنبی ہے۔ نہ مجدد۔ ایسا ہی مجدد کا رفع لیس بمجدد ہے۔ نہ نبی۔ پس نبی اور مجدد کے اجتماع سے اجتماع نقیضین لازم نہیں آتا۔ اور نہ ان کے رفع سے ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔ میرے خیال میں سائل بھی اپنے آپ کو نہ مجدد کہتا ہے اور نہ نبی۔ پس معلوم ہوا کہ مجدد اور نبی نقیضین نہیں ہیں اگر نقیضین ہوتے تو سائل بھی ضرور نبی یا مجدد ہوتا۔ ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آتا۔

یہ جو لکھا ہے۔ کہ دونوں فرقہ کے عقیدہ سے مرزا صاحب نفی اور اثبات میں دائر ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ ہر ایک فرقہ کے عقیدہ میں مرزا صاحب نفی اور اثبات میں دائر ہے۔ تو یہ خلاف واقعہ ہے۔ اور اگر یہ خیال ہے۔ کہ دونوں فرقوں کے خیالات کو دیکھکر تیسرا آدمی جو قوت فیصلہ نہیں رکھتا۔ مرزا صاحب کو نفی اور اثبات میں دائر سمجھتا ہے۔ تو اس سے مرزا صاحب پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ البتہ جو فیصلہ نہیں کر سکتا یہ اسکا نقصان اور قصور ہے۔

اس کے نظائر بہت ہیں دیکھئے بعض لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ اب جو شخص قوت فیصلہ نہیں رکھتا اور فریقین کے دلائل کو دیکھے تو ضرور اس کے خیال میں خدا نفی اور اثبات میں دائر ہے۔ اگر دونوں کو سچا مانے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ اور اگر دونوں کو جھوٹا مانے تو ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔ ایسا ہی بعض لوگ ہمارے نبی کریم صلعم کو سچا مانتے ہیں۔ اور بعض لوگ سچا نہیں مانتے۔ ایسا ہی بعض حضرت عیسیٰ کو خدا مانتے ہیں اور بعض نہیں۔ تو جو لوگ قوۃ فیصلہ نہیں رکھتے۔ وہ حیران رہیں گے۔ کہ دونوں کو سچا مانیں تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ اور جھوٹا مانیں تو ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ دونو فرقوں کے اختلاف عقاید سے حضرت مرزا صاحب کے اس عہدہ اور منصب پر جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو ملا ہے۔ کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے یا اس میں کوئی فرق آتا ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے بعض ان کو صرف نبی کہتے ہیں۔ اور بعض نے اسکو خدائی تک پہنچایا ہے۔ مگر اس اختلاف سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے منصب خداداد پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ ایسا ہی حضرت مرزا صاحب کو ایک جماعت مجدد اعظم مسیح موعود مانتی ہے۔ اور دوسری جماعت نے ان کو نبی بنا دیا تو اس سے ان کی شان واقعی پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔

پھر آپ نے لکھا ہے۔ کہ تو لامحالہ ایک سچا اور دوسرا جھوٹا ہونگے اختلاف کی صورت میں فریقین کی نسبت سچا اور جھوٹا کے الفاظ استعمال

نہیں آ سکتے۔ صواب اور خطا یا صحت اور غلطی کے الفاظ مستعمل ہوتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے مسائل میں اختلاف تھا کیا ہم ان کی نسبت یہ کہینگے کہ ایک فریق سچا تھا اور دوسرا جھوٹا۔

آپ نے کلیہ طلب کیا ہے۔ جس کے تحت میں مرزا صاحب آ سکیں اور استحالہ عقلی بھی لازم نہ آئے۔

یہ ایک مجمل کلام ہے۔ جسکا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ جو مطلب میں نے اسکا سمجھا ہے۔ اگر وہی آپ کا منشا ہو تو میں اپنی سمجھ کے موافق آپ کے مطالبہ کو پورا کرتا ہوں۔

میرے خیال میں آپ کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا کوئی کلیہ قاعدہ اور اصل مقرر کیا جائے کہ اس کو مدنظر رکھکر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ کس فریق کے خیالات حضرت مرزا صاحب کے متعلق صحیح ہیں۔ اور کس فریق کے صحیح نہیں ہیں۔

سو واضح رہے۔ کہ اصل اور قاعدہ کلیہ صحیحہ ہمارے نزدیک جو فیصلہ کن ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا اور نہ پرانا۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنے آخری نبی کے ہیں۔ جسکی تفسیر خود نبی کریم نے فرمائی۔ کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ ایک اصل یقینی ہے۔ جسکو مدنظر رکھکر حضرت مرزا صاحب کی نسبت آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا دعوےٰ کیا تھا۔ ختم نبوت کا عقیدہ تمام مسلمانوں کا آجتک چلا آتا ہے۔ جس کی بنا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین دلالت کرتی ہے۔ اس بات پر کہ نبی کریم کسیکا نسبی باپ تو نہیں ہے۔ مگر رسالت کی وجہ سے وہ روحانی باپ اپنی امت کا ہے۔ اور یہ روحانی ابوت تا قیامت رہیگی کیونکہ آپ رسول اللہ بھی ہیں۔ اور خاتم النبیین یعنے آخری نبی بھی۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ تا وہ روحانی اب ہو۔ اور نبی کریم صلعم کی ابوت منقطع ہو جائے۔ اور آپ کو خدا نے آخری نبی اس لئے بنایا کہ نبوت کی غرض تکمیل ہدایت ہوتی ہے۔ اور بموجب الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی کریم کے ذریعہ سے نوع انسان کو دین کامل کرکے پہنچایا اب چونکہ نبوت کی غرض ختم ہو گئی اس لئے نبی آنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی چنانچہ حضرت مسیح موعود الوصیۃ میں فرماتے ہیں۔ اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکی ہیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے ایسی کوئی سچائی تھی۔ جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔

اور خاتم النبیین کی تفسیر خود نبی کریم نے یہ فرمائی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے۔ چنانچہ متفق علیہ حدیث میں ہے۔ لا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین حتی تعبد الاوثان وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ مترجمہ قیامت یا عذاب کی گھڑی نہیں قائم ہو گی۔ یہانتک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں کیساتھ مل جائیں۔ اور یہانتک کہ بتوں کی پوجا کی جائے۔ اور میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ہر ایک یہ خیال کریگا کہ وہ نبی ہے۔ اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی بھی نہیں اور ایک حدیث میں آتا ہے۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ مترجمہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اگر نبوت غیر تشریعی نبی کریم کے بعد جاری ہوتی تو حضرت عمر بھی غیر تشریعی نبی ہو جاتے حالانکہ نبی کریم کے ارشاد کے رو سے وہ محدث تھے اور مکلم الہی تھے اور انہوں نے یعنے حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے ساتھ تین باتوں میں موافق ہوا ہوں۔ یعنے جن تین باتوں کا میں نے اظہار کیا خدا نے اسی موافق وحی اتاری اور محدث اور مکلم تفعیل کے صیغے ہیں جو کثرت پر دلالت کرتے ہیں تو اگر صرف کثرۃ مخاطبہ مکالمہ الہیہ سے کوئی نبی حقیقی بن سکتا ہے۔ تو پہلے اس معنے کے رو سے حضرت عمر غیر تشریعی نبی ہوتے۔ مگر نبی کریم نے صاف فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب عمر نبی نہیں ہو سکتا تو کوئی نہیں ہو سکیگا۔

اسی طرح نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ میری اور گذشتہ انبیاء کی مثال ایک عمارت کی مانند ہے۔ جو ساری مکمل ہو چکی مگر صرف ایک

اینٹ کی جگہ باقی ہے۔ اور میں وہی آخری اینٹ ہوں جس سے وہ عمارت مکمل ہو گئی ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلعم حضرت علی کو فرمایا کہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ ترجمہ: حضرت علی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ آپ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں حضرت موسیٰ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ غرض اس قسم کی اور بھی احادیث بہت ہیں۔ جو اس بات پر صریح دلالت کرتی ہیں۔ کہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا۔ اور وہ سب احادیث تفسیر ہیں آیت خاتم النبیین کی۔ اب میں حضرت مرزا صاحب حضرت مسیح موعود کی چند تحریرات پیش کرتا ہوں۔ کہ ان کا مذہب ختم نبوت کے بارہ میں کیا تھا۔ سو واضح رہے۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت کی دو قسم کی تعریف اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ ایک تعریف لکھی ہے۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ اور اسکا نام رکھا ہے۔ جزوی نبوت ناقص نبوت اور محدثیت اور مجازی نبوت۔ اور لغوی نبوت اور صاف لکھا ہے۔ کہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ یعنی نبوت سے مراد ہماری وہ نبوت نہیں ہے۔ جو گذشتہ اور پہلی کتابوں میں ہوا کرتی تھی۔ حضرت صاحب کو جب کبھی بھی نبوت کی تشریح کا موقعہ ملتا آیا ہے تو انہوں نے یہ فرمایا ہے۔ کہ ہماری مراد نبوت سے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ اور اس کو انہوں نے مجازی اور لغوی نبوت کہا ہے حقیقی نبوت کا کبھی بھی اقرار نہیں کیا۔ بلکہ مخالفین کو بار بار فرمایا ہے کہ تم کیوں مجھپر افترا کرتے ہو۔ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا ہے دوسری تعریف ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴ میں لکھتے ہیں۔ پس اس سے بھی بہ کمال وضاحت ثابت ہوا۔ کہ مسیح بن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا کیونکہ مسیح بن مریم رسول اللہ ہے۔ اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو خواہ پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

اب ان دو تحریروں سے چار باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) یہ کہ نبی کی حقیقت اور ماہیت میں یہ داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل سیکھے۔ (۲) یہ کہ وحی رسالت تعلیم دین بذریعہ جبریل ہے۔ (۳) یہ کہ یہ ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول آئے اور وحی رسالت اس کے ساتھ نہ ہو۔ (۴) یہ کہ وحی رسالت تا قیامت مسدود ہے۔ اول تو نبی کی تعریف ہے۔ اب اگر مانا جائے کہ حضرت صاحب حقیقی نبی ہیں۔ یا انہوں نے حقیقی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ آپنے دینی علوم بذریعہ جبریل سیکھے ہیں اور آپ کو وحی رسالت بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ رسول سے وحی رسالت جدا ہو سکتی۔ مگر حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وحی رسالت تا قیامت مسدود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت صاحب سے وحی رسالت جدا ہے تو آپ رسول بھی نہیں ہوئے اور آپ نے دینی علوم بذریعہ جبریل نہیں سیکھے اور آپ میں حقیقت اور ماہیت رسالت موجود نہیں ہے۔ اب جس میں حقیقت رسالت کی موجود نہیں وہ کیونکر نبی ہو سکتا ہے۔

اب یہ دو قسم کی نبوت حضرت صاحب کی کتابوں میں ہے۔ پہلی کا ہمیشہ اقرار ہے۔ جسکو مجازی اور لغوی کہا ہے۔ اور دوسری کا ہمیشہ سے انکار ہے۔ جسکو حقیقت رسالت لکھا ہے۔ اس اصول کو آپ ہاتھ میں لیں۔ اور حضرت صاحب کی کتابیں دیکھیں آپ کو کوئی اجتماع نقیضین معلوم نہیں ہوگا۔ اور آپ آسانی سے فیصلہ کر سکیں گے کہ کس فریق کے خیالات صحیح ہیں۔

سوال ہٰذا کے متعلق واضح رہے۔ کہ حج کے لئے امن شرط ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ نبی کریم صلعم عمرہ کے لئے حدیبیہ پہنچ گئے مگر بدامنی کے خوف کی وجہ سے وہیں حلال ہوئے اور عمرہ نہ کر کے مشرکین کے ساتھ صلح کر کے واپس مدینہ تشریف لائے اور آئندہ سال عمرہ کیا۔

حضرت کو یہاں پنجاب میں بھی امن میسر نہ تھا۔ یہانتک کہ لاہور میں بھی ساتھ سرکاری پہرہ لگا رہتا تھا۔ چہ جائیکہ آپ کو مکہ شریف میں امن ملے۔

(۳) مجدد اسکو کہتے ہیں کہ دین کے اصلی چہرہ کو میل اور ان فساوات سے پاک اور صاف کرتا رہے۔ جو لوگوں کے اختلافات اور غفلت کی وجہ سے اس پر پڑے ہیں۔

اسکا فرض یہ ہے۔ کہ اس کے زمانہ میں خدمت دین کی جس پہلو

کی ضرورت ہو وہ کرتا ہے۔ اور امت کی اصلاح میں مشغول ہوتا ہے وہ خدا کے انتخاب سے مسند مجددیت پر سرفراز ہوتے ہیں جیسا کہ نبی خدا کے انتخاب نبوت کے تخت پر متمکن ہوتے ہیں وہ وارث علوم انبیاء ہوتے ہیں۔ جو مکاشفات صحیحہ اور تائیدات الٰہیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔

وہ دین کی خدمت میں اپنے نبی کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ وہ دین میں کمی بیشی نہیں کرتے ہیں۔ وہ روحانی معلم ہوتے ہیں۔ اور عین ضرورت کے وقت اللہ تعالےٰ ان کو دین کی خدمت کیلئے کھڑا کر دیتا ہے۔ ان کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت کے امام ہوتے ہیں۔ اور ان کا انکار موجب فسق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے مامور اور خلیفہ ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے نبی کی بعض صفات کو بطور ظل اور بروز اپنے اندر رکھتے ہیں اور اپنے الہام کی تصدیق کتاب اور سنت پر پیش کر کے بہ تقدیر توافق کرتے ہیں۔

رسول اور نبی اسکو کہتے ہیں جو دین کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور وحی رسالت اور نبوت اسکو ہوتا رہے۔

نبی کی امتیازی نشان۔

(۱) نبی دین کی تعلیم بذریعہ جبریل حاصل کرتا ہے۔ امتی نہیں حضرت صاحب نے اس بات پر خاص زور دیا ہے۔ ازالہ اوہام کو غور سے دیکھو۔

(۲) نبی اپنی وحی کا اتباع کرتا ہے۔ ان اتبع الا ما یوحیٰ الی نہیں پیروی کرتا میں مگر اس کی جو وحی کیجاتی ہے۔ مجھ کو قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی۔ کہہ دے میں صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کیطرف سے مجھ کو وحی کی گئی ہے۔ امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کا اتباع کرتا ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

(۳) نبی کی وحی میں استقلال طاقت اور روشنی ہوتی ہے کہ وہ پہلی وحی کی مصدق ہو سکتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کو مصدقا لما بین یدیہ کہا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وحی کو جو انجیل کہلاتی ہے۔ مصدق لما بین یدیہ من التوراۃ کہا اور وحی ولایت یا امتی کی وحی تصدیق میں خود قرآن کریم کی موافقت اور مطابقت کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ وما انا الا اصدق الھاما من الھاماتی الا بعد ان اعرضہ علی کتاب اللہ واعلم ان کلما یخالف القران فھو کذب والحاد وزندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانا من المسلمین۔ ترجمہ: اور آگاہ ہو کہ میں اپنے کسی الہام کی تصدیق نہیں۔ مگر بعد اس کے کہ پیش کروں اسکو کتاب اللہ پر۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ قرآن کا مخالف ہو وہ کذب اور الحاد ہے۔ اور زندقہ ہے۔ پس کیونکر میں دعوےٰ کرونگا نبوت کا باوجودیکہ میں مسلمان ہوں۔

(۴) وحی نبوت مطاع ہوتی ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ وہ مطاع ہو خدا کے حکم کے ساتھ۔ وحی ولایت یا امتی کی وحی مطاع نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ خود نبی کی وحی کی مطیع ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم پر اسکا پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(۵) نبی اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ (نمبر ۲) کی آیات کا ملاحظہ ہو۔ اور امتی اجتہاد سے کام لیتا ہے۔ ازالہ اوہام میں مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ وہ (مسیح) امتی لوگوں کی موافق صرف قال اللہ اور قال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل مغلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا۔ اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھیگا۔

(۶) نبی کا فرض ہے۔ کہ اپنی ساری وحی نبوت لوگوں کو پہنچا دے امتی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی ساری وحی کا اعلان کرے نبی کو حکم ہوتا ہے یا ایھا النبی بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ ترجمہ: اے نبی پہنچا دے جو کچھ تیرا طرف اتارا گیا ہے تیرے رب کیطرف سے اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تم نے اس کی رسالت اور پیغام نہیں پہنچایا اور مسیح موعود اپنے متعلق فرماتا ہے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں صفحہ ۱۴۲

اس ناداں کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ الٰہی احکام کے متعلق ہوتی ہے۔ نہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق جن کی اشاعت کے لئے ملہم مامور بھی نہیں [illegible] کو شائع کرے یا نہ کرے۔

(۷) نبی کی وحی سابقہ شریعت یا اس کے کسی حکم کو منسوخ کر سکتی ہے کیونکہ وہ اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ اور وہ وحی چاہے پہلی شریعت کے ساتھ موافق ہو یا اس سے مخالف بہرحال اسکا صاحب اسکا پیرو ہوتا ہے۔ اور امتی چونکہ اپنی نبی کی شریعت کا پیرو ہوتا ہے اسلئے وہ اپنی وحی سے اس کی شریعت متبوعہ کے حکم کو منسوخ نہیں سکتا بلکہ اگر امتی کی وحی اپنے نبی متبوع کی وحی سے مخالف ہو تو وہ وحی خود باطل اور غلط ہوگی۔

(۸) نبی کی وحی تکمیل ہدایت کرتی ہے۔ اور امتی کی نہیں۔ نبی کی رسالت کی اصل غرض مخلوق کو ہدایت کی راہیں بتانا ہے۔ تو اگر وہ کوئی ہدایت کی راہ ساتھ لائے نہیں تو اس کا بھیجنا عبث اور باطل ٹھیرتا ہے۔ صرف دین نبی متبوع کو صحیح طور سے لوگوں کو پہنچانا اور اس کے اصلی چہرہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا اور اس کا تبلیغ کرنا یہ مجددین اور محدثین کا کام ہے۔

(۹) وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔ اور امتی کی نہیں اسواسطے حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہم دوبارہ دنیا میں آئے اور اس پر وحی بھی نازل ہو۔ تو حضرت مسیح اپنا قرآن ہی نماز میں پڑھیں گے۔ اس لئے کہ ہر نبی اپنی وحی عبادات میں پڑھتا ہے۔

(۱۰) صاحب وحی نبوت مؤمن بہ ہوتا ہے۔ اور اس کا منکر حقیقی کافر۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولٰئک ھم الکٰفرون حقا۔ حضرت مسیح موعود تریاق القلوب میں فرماتے ہیں۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالےٰ کیطرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جسقدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلےٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا۔

خاکسار احمد

رسالہ موعظہ حسنہ

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

از قلم جناب مرزا مذر علی صاحب پشاوری

(۴)

مسئلہ باغ فدک

صفحہ ۲۰۔ رسالہ حائری صاحب

اور یہ احادیث اور اسی قسم کی دیگر احادیث کتب شیعہ میں موجود ہیں۔ اور اس میں صاف لفظ ہیں کہ سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور محمد صلعم سلیمان کے وارث ہوئے اور ہم ائمہ اہلبیت رسول اللہ صلعم کے وارث ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ان احادیث کا یہ مطلب ہو کہ سلیمان نے داؤد علیہ السلام سے مال وراثت میں پایا تو بھی آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسا مال سلیمان سے میراث میں پایا۔ اور وارث کا لفظ دونوں کے لئے بلکہ تینوں کے لئے ماضی کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے۔ اور محدث کلینی نے ان احادیث کے لئے باب باندھا ہے اور اسکی سرخی لکھی ہے۔ باب ان الائمۃ ورثوا علم النبی وجمیع الانبیاء والاوصیاء الخ صفحہ ۱۳۶۔ کتاب الحجۃ اصول کافی) اور انہی احادیث میں ائمہ نے وراثت علمی مراد لی ہے جو ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ وعندنا علم التوراۃ والانجیل والزبور یا دوسری حدیث کے آخری الفاظ وعندنا صحف ابراھیم والواح موسیٰ۔ پس اگر علی حائری صاحب اپنی احادیث صحاح میں تامل کرتے اور ضد اور ہٹ چھوڑ دیتے تو وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتے۔ کیونکہ احادیث باب میں تمام انبیا کا ذکر اجمالاً ہے۔ مگر داؤد اور سلیمان اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور پھر ائمہ کا ذکر خصوصاً ہے۔ اور یہ احادیث وارث سلیمان اور داؤد کی تفسیر میں واقع ہیں۔

( ) مولانا سید ابوالقاسم نے جو علامہ حائری کے والد ماجد ہیں۔ اپنی تفسیر الجزء التاسع سورہ اعراف صفحہ ۲ پر وہ احادیث

بھی ذکر کی ہیں۔ جو بالکل حدیث اہلسنت نحن معاشر الانبیاء الخ کے مطابق ہے۔ ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن اورثوا العلم الخ انما اورثوا احادیث من احادیثھم

وریں احادیث صریح وارد است کہ ورثہ انبیاء علماء اند وایشان دراہم ودنانیر را ارث نگذاشتند ومیراث نداوند درہم ودینار را مگر میراث دادند علم حدیث را از علم حدیث خود۔

ان احادیث میں حرف لکن جو استدراک کے لئے ہے اور انما جو کلمۂ حصر ہے قابل غور اور تدبر ہے اور جو توجیہات کہ کیا ان احادیث کے متعلق مولوی صاحب مرحوم نے کی ہیں اور جو حاشیہ علامہ لاہوری نے اس پر لکھا ہے۔ وہ تو اس قابل بھی نہیں کہ انسان اس کا ذکر تک بھی کرے۔ بھلا علامہ لاہوری ذرا اتنا ہی تو تامل کرے کہ جب احادیث میں آگیا کہ انبیاء درہم ودینار وراثت میں نہیں چھوڑتے۔ اور بحث تعجب کی بات ہے کہ علی حائری صاحب خود حاشیہ میں ان احادیث کے ترجمہ صاف طور پر اس طرح کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام برائے امت خود دراہم ودنانیر نمی گذارند بلکہ می گذارند الخ صفحہ ۲ حاشیہ علی حائری صاحب

کیا فاطمۃ الزہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل نہ پائی۔ اور ظاہر ہے کہ داخل ہیں۔ پس انکے نزدیک بموجب ترجمہ علی حائری یہ معنی کہ علی وفاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم در امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم داخل اند پس از برائے ایشاں ہم رسول کرم صلعم دراہم ودنانیر نگذاشت۔ فتفہم

( ) علامہ ابوالقاسم صاحب نے کس قدر ہاتھ پاؤں شل ذبیح کی تاویلات رکیکہ کے مارے ہیں کہ انسان ان کی عبارات سے ان کی کمزوری اور بے بسی کا اندازہ کر سکتا ہے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

ان الانبیاء لم یورثوا الا العلم فانا نورث الدراھم فی الدنیا ولا الدراھم ولکن تورثوا الخ

صفحہ الجزء الرابع

اب علی حائری صاحب سے سوال ہے کہ جب خود آپ کے والد نے تسلیم کرلیا کہ نہیں چھوڑتے ہیں درہم ودینار اس دنیا کے واسطے اپنی امتوں کے تو کیا علی اور فاطمۃ الزہرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں یا نہ اور حرف لکن نے ہر چیز کا تدارک اثبات کیا ہے۔ اور وہ کونسی چیز ہے جو احادیث۔ حرف لاکن سے اول فوت شدہ ذکر کی گئی۔ وہ درہم ودنانیر ہی تو ہیں۔ اگر تم کہو کہ درہم ودنانیر نہیں چھوڑے اور پھر کہو کہ فدک چھوڑا اجاید اد چھوڑی تو یہ تناقض ہوگا۔ اور لم یورثوا کے منافی اور مناقض امر ہوگا۔ گویا ایک ہی جملہ میں دو متناقض امر جمع کر دئے گئے۔ نہیں چھوڑا۔ نہیں چھوڑا۔ اور اس صورت میں حرف لاکن کا لانا ہی لاحاصل ٹھہر گیا کیونکہ جب کوئی امر فوت ہی نہیں ہوا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ فدک وغیرہ کا چھوڑا تو لاکن کے بعد کے جملہ نے تدارک کس چیز فوت شدہ کا کیا۔ بیشک شیعہ ائمہ اہلبیت کے کلام کی ایسی ہتک ہی کرتے ہیں۔

(۵) آیت زیر بحث محل مدح میں باقی ہے۔ اگر ایک مثلاً کر باپ کی لاکھ روپیہ کی جایداد کا مالک ہوگیا تو اس میں مدح اور تعریف کی بات ہی کیا ہے۔ اگر سلیمان۔ داؤد اپنے باپ کا وارث ہوا تو اور بیٹے اپنے اپنے باپوں کے وارث نہیں ہوتے۔ اگر نالائق اور بدچلن بیٹا بھی ہو تب بھی باپ کے مرنے پر اس کی متروکہ کا مالک اس کا بیٹا ہی ہوتا ہے اور اس میں کوئی تمجید ثابت نہیں ہوتی۔ البتہ یہ بات قابل مدح ہے کہ ایک باپ عالم فاضل متقی ہو اور بیٹا بھی ویسا ہی نکلے۔ کیا اور بنی اسرائیل کی اولاد اپنے باپوں کے وارث نہیں ہوئے صرف سلیمان ہی ہوئے۔

(۶) واقعی حضرت داود کے اٹھارہ یا کم وبیش اولاد سے صرف سلیمان علیہ السلام کا وارث ہونا تو یہ بات ثابت کرتا ہے کہ وہ مالی وراثت نہ تھی۔ ورنہ دیگر اولاد ترکہ سے کس طرح محروم ہوگئی۔ اگر مالی وراثت ہوتی تو سب اولاد پر وہ تقسیم ہوتی اور سب متروکہ داود علیہ السلام سے حصہ پاتے۔

(۷) اہلسنت کی طرف سے جب یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جو احادیث اہل تشیع کی کتب حدیث میں درج ہیں وہ بھی تو اس حدیث یا احادیث کے مطابق ہیں جو ابوبکر صدیقؓ نے محضر صحابہ میں پیش کی تھی۔ اسوقت حضرات تشیع یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری ان احادیث میں ارث کا لفظ یا اسکی مشتقات بطور مجاز استعمال ہوئی ہیں۔ کیونکہ علم کے ہمراہ ارث کا لفظ بطور مجاز مستعمل ہوتا ہے کیونکہ علم از قسم اعراض ہے اور ارث کا لفظ جب اجسام کے ہمراہ استعمال ہوتا ہے۔ تب حقیقتاً استعمال ہوتا ہے۔ اور لغت اور شرع میں ارث بقیہ اشیاء متروکہ پر استعمال ہوتا ہے جب کہ ایک شخص مرجاوے اور اس کا مال اس کے پسماندگان کو پہنچے۔ اور آیۂ وورث سلیمان داؤد میں ہم کیوں حقیقت کو ترک کرکے مجاز میں اسکو استعمال کریں۔

الجواب۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اور احادیث میں ارث اور اسکے مشتقات کا استعمال ہمراہ علم کے ہوا ہے یا نہ۔ مثلاً ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا الخ وورثوا الکتاب الخ ان الارض یرثھا عبادی الصالحین الذین یرثون الفردوس۔ وتلک الجنۃ التی اورثتموھا۔ و اورثنا بنی اسرائیل الکتاب۔ واورثنا الارض۔ و اورثکم ارضھم۔ واورثنا القوم۔ وورثہ ابواہ اور اس قسم کی دیگر آیات قرآن میں مختلف معانی میں ارث کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر ہم تشیع کے اس قاعدہ کو تسلیم بھی کرلیں تاہم اس امر کا فیصلہ کرنا باقی رہیگا کہ لفظ ارث یا اسکے مشتقات کا استعمال کس اصول پر ہوگا اور کس طرح یہ امر طے ہوگا کہ فلاں موقعہ پر یہ لفظ بطور حقیقت استعمال ہوا ہے اور فلاں موقعہ پر بطور مجاز استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کا استعمال ہمراہ علم کے ہر دو فریق کو مسلم ہے۔ قرآن اور احادیث شیعہ وسنی اس پر گواہ ہیں۔ اب صرف محل استعمال کے متعلق فیصلہ کرنا ہے۔ اور اسکے متعلق دو صورتیں فیصلہ کی ہیں۔ ایک سیاق عبارت اور کلام سابق ولاحق اس امر کا فیصلہ کرے گا۔ دوسرا قرآن میں نظر کی جائیگی کہ اس لفظ کا کثرت استعمال کن معنوں میں وارد ہوا ہے۔ اب ہم پہلی صورت کو لیتے ہیں اور سیاق کلام اللہ پر غور کرتے ہیں تو وہاں عبارت اس طرح پر ہے۔

ولقد اتینا داود وسلیمان علما وقال الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین۔ وورث سلیمان داود۔ وقال یایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء۔ ان ھذا لھو الفضل المبین۔ الخ۔ سورۃ النمل

سیر مغرب

سالہا سال سے سپید اقوام کی اعدادی قوت رو بہ تنزل ہے۔ اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ روے زمین پر جہاں جہاں سپید لوگ آباد ہیں۔ مذہبی فرقہ بندیوں سے آزاد ہوکر اپنے آپ کو ایک عالمگیر نظام میں منسلک کریں جس کا واحد مقصد یہ ہو کہ غیر سپید اقوام کے اعدادی غلبہ کا سدباب کیا جائے اور یہ وہ عظیم الشان کام ہے جس کا تہیہ کو کلکس کلین Ku Klux Klan نے کرلیا ہے۔ اور اس واسطے آج میں اپنی تمام بات کو کھولتا ہوں۔

"کو کلکس کلین" کا نام ہندوستان کی اخباری دنیا میں بہت کم سننے میں آتا ہے۔ مگر جو لوگ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ابتدائی تاریخ سے واقف ہیں۔ ان سے یہ امر مخفی نہیں کہ یہ ایک مخفی سوسائٹی تھی جو وہاں کی حبشی آبادی کی بیخکنی کے لئے قایم ہوئی۔ اس مقصد واحد کے حصول کے لئے جن وحشیانہ وسفاکانہ مظالم کا ارتکاب کیا گیا وہ تاریخ انسانیت میں ان بیچارے مظلومین کے رنگ سے جو ان کا شکار ہوئے ایک سیاہ ترشحہ ہے۔

یہ ان ایام کی بات ہے جب فاتحستان یورپ پر اپنے وطن کی سرزمین تنگ ہوئی۔ کچھ مذہبی تعصبات نے خطرناک ظلم وستم کی شکل اختیار کی۔ ناچار نئی دنیا کا رخ کیا۔ وہاں کے اصل باشندوں کو جس بیدردی سے مٹایا۔ وہ واقعات اگر آج دہرائے جائیں تو شاید ایک فسانہ معلوم ہو مگر حقیقت الامر یہ ہے کہ یہ لوگ غیر سپید اقوام سے اپنے آپ کو ایک جداگانہ اور اعلی جنس سمجھتے ہیں۔ جہاں جہاں انکی نوآبادیاں پہونچیں وہاں کے اصل باشندوں کے ساتھ اس طرح سلوک کیا ہے۔ سائنس۔ فلسفہ اور اخلاق نے اس وحشیانہ سلوک کے لئے ایک عمدہ نام تجویز کیا ہے۔ یعنے بقائے [illegible] Survival of the fittest اور اس طرح اس [illegible] تباحت کو خوبصورت کرکے دکھایا۔ اور یہ آج بھی عملاً اسی طرح جیسے اس سے قبل رہا ہے۔

خدا کی زمین جوان لوگوں نے یوں غصب کی بہت کھلی تھی یکیتی باڑی کے لئے وسیع میدان تھا۔ مگر کام کرنے والے ناکافی تھے یہیں ایک اور بدقسمت طبقہ بنی نوع انسان کو تختہ مشق بنایا جو افریقہ میں بستا ہے حبشی غلام ہزاروں کی تعداد میں وہاں لیجائے گئے۔ مویشیوں کی طرح مار پیٹ کران سے کام لیا گیا۔ ان کی بیکسی کا جو نقشہ وہاں کے ایک مشہور شاعر لانگ فیلو نے اپنی نظم میں کھینچا ہے۔ وہ رقت آمیز ہے۔ مدتوں یہ غلاموں کی تجارت اور مظالم کا سلسلہ جاری رہا۔

پھر واقعات نے پلٹا کھایا۔ شمالی اور جنوبی ریاستوں میں باہم خانہ جنگی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست ہائے متحدہ نے موجودہ شکل اختیار کی۔ نئے خیالات کا چرچا ہوا۔ غلامی قانوناً منسوخ ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ سو سال کے بعد خدا روڑی کی بھی سن لیا کرتا ہے۔ ان مظلوم حبشی غلاموں کے دن پھرے۔ اور دور جدید میں انہیں حقوق بنیابت ملے۔ مگر آزادی کیا ملی ان بیچاروں کے لئے چیونٹی کے پروں کی طرح ایک نیا پیغام اجل لے کر آئی۔ بعض جنوبی ریاستوں میں ان کی کثرت تھی لازماً وہاں حکومت میں ان کا اقتدار ہوا۔ اسکے علاوہ ان کی تعداد خطرناک رفتار سے بڑھنے لگی۔ بس پھر کیا تھا۔ "سپید" سینہ میں ان کے خلاف وہی جذبۂ بقائے جنس مشتعل ہوا۔ جو اوائل میں اصل باشندوں کی بیخکنی کا موجب ہوا تھا۔

مگر حالات زمانہ بدل چکے تھے۔ وہ طریق اور وہ ہتھیار جو اصل باشندوں Red Indians کے خلاف استعمال ہوئے تھے اب نہ ہوسکے۔ مگر جذبہ وہی تھا۔ جو مختلف پیرایہ میں نمودار ہوا۔ اس دفعہ قتل وغارت کا پروگرام مخفی رکھنا پڑا۔ اور اس مقصد کے لئے جو سوسائٹی قایم ہوئی۔ اس کا نام کو کلکس کلین رکھا گیا۔ یہ ۱۸۶۵ء کا واقعہ ہے۔ اس کے ممبر سوار مخفی سلطنت کو کلکس کلین" Knights of the Invisible Empire of the Ku Klux Klan کہلانے لگے۔ ان کی اپنی خاص وردی تھی جو ایک قسم کا سرتاپا برقعہ تھا۔ حبشیوں کے خلاف مہم پر جاتے ہوئے اسے پہنتے تھے۔ برقع کی ٹوپی پر سرخ حروف میں ک۔ ک۔ ک یعنے سوسائٹی کا مخفف نام لکھا ہوتا تھا۔ ان حروف کی سرخی سوسائٹی کی خونی مشن کے لئے گویا بطور نشان تھا۔ جہاں کہیں کوئی حبشی قابو آ جاتا۔ مار دیتے ان کے گھروں پر ڈاکہ ڈالتے اور تہ تیغ کرتے۔ مارنے کے لئے نہایت وحشیانہ طریق ایجاد کر رکھے تھے جس کی غرض یہ ہوتی تھی کہ باقی حبشی اپنے ہم جنس کی لاش کو دیکھ کر مرعوب ہوں۔ ک۔ک۔ک کا یہ ظلم وستم چند سال برابر جاری رہا۔ مگر ایک خفیہ سوسائٹی کی یہ حالت دیکھ کر حکومت ملک نے بھی خطرہ محسوس کیا اور ۱۸۷۱ء میں پریذیڈنٹ گرانٹ نے اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی جس سے اس کا زور بہت کچھ ٹوٹ گیا

چند سال ہوئے یہ جذبۂ بقائے جنس ریاست ہائے متحدہ میں از سر نو موجزن ہوا۔ ان ممالک میں عوام کی رائے بنانے کا بڑا آلہ فی الحقیقت اخبارات سے بھی زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔ سنیما Cinema یعنی فلم film اس پرانی تحریک کو تازہ کرنے کے لئے اس طریق پروپیگنڈا Propaganda سے کام لیا گیا۔ ایک فلم تیار ہوا جس کا نام The Birth of Nation یعنے ایک قوم کی پیدائش۔ اس میں وہ واقعات دکھائے گئے جو ریاست ہائے متحدہ کی ابتدائی تاریخ میں پیش آئے تھے۔ شمال اور جنوبی ریاستوں میں خانہ جنگی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں۔ پھر تمام ریاستوں کا اتحاد ہوتا ہے۔ حبشیوں کو حقوق ملتے ہیں۔ پھر دکھایا جاتا ہے کہ کس طرح حبشی ان حقوق کا بیجا استعمال کرتے ہیں۔ چند جنوبی ریاستوں میں۔ جہاں انکی کثرت ہے۔ "سپید" باشندوں پر ان کا ایک گونہ تفوق ہوتا ہے۔ "سپید لڑکیوں" سے شادیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر سپید لڑکی بہ نسبت اس کے کہ یہ پراون دیکھے۔ موت کو ترجیح دیتی ہے۔ اور ایک کو ایک بلند چٹان سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرتے ہوئے بھی دکھایا ہے۔

الغرض اس فلم کے ذریعہ پرانی روایات کو تازہ کیا گیا۔ فلم کامیاب ہوا۔ پرانی چنگاری مشتعل ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء میں ایک پادری مسمی جوزف ولیم سائمنز W. J. Simmons نے دوبارہ کو کلکس کلین کو تازہ کیا۔ وہی وردیاں پہنیں وہی برقعہ پوش سوار بنے۔ حبشیوں پر ظلم وستم کا نیا دور شروع ہوا۔ مگر اس دفعہ یہ تحریک

صرف حبشیوں تک محدود نہ تھی۔ تمام "غیر سپید" اقوام سے سرزمین امریکہ کو پاک و صاف کرنا اس کا مقصد تھا۔ اگر کسی سپید لڑکی کی "غیر سپید" مرد سے شادی ہوئی تو یہ فرقہ پوش سوار پیچھے پڑ جاتے تھے۔ خوار کر کے اذیت دے دے کر مارتے۔ ان کے پیر ایک آتشیں مہر سے مہر و نشان کندہ کرتے اور اس سب کا مقصد وہی تھا۔ یعنی بقائے جنس سپید۔

اس موضوع پر لٹریچر بھی پیدا ہوا۔ ایک شاہ روڈاپی کی دو کتابیں اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک کا نام

The Rising Tide of colour

اور دوسری کا the new world of Islam

یعنے جدید دنیا "غیر اسلام" ان کتابوں نے تمام سپید دنیا میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ کوئی اخبار ایسا نہیں۔ کوئی رسالہ ایسا نہیں جس میں ۔ ۔ ۔ ۔ ان پر طول طویل ریویو نہ ہوئے ہوں۔ ان ہر دو کا لب لباب صرف اسی قدر ہے کہ ایک عظیم الشان خطرہ سپید قوموں کے سر پر کھڑا ہے جس کی طرف سے انہیں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہیئیں۔ رنگدار نسلیں حیرت انگیز رفتار سے بڑھ رہی ہیں اور نیز طاقت پکڑ رہی ہیں۔ جاپان کی حیرت انگیز فتوحات نے طلسمات مغرب کو توڑا۔ جنگ عظیم نے رہا سہا رعب بھی خاک میں ملا دیا۔ عالم اسلام میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بیداری کی لہر چل پڑی ہے۔ افریقہ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہے تو بعید نہیں کہ وہ دن آ جائے کہ یہ "رنگدار قومیں" جن میں اب جلدی اشتراک کا حس پیدا ہو رہا ہے "سپید" قوم کو مغز بادام کی طرح چبا جائیں اور پھر ایک قسم کی پیشگوئی کی ہے کہ آئندہ ایک قیامت خیز جنگ جہان کو دیکھنی پڑیگی۔ جو مذہب کی بنا پر نہیں ہوگی۔ بلکہ جنس کی بنا پر۔ "سپید" اور "غیر سپید" اپنے اپنے بقا کے لئے ایک آخری جدوجہد کرینگے۔ اور چونکہ "سپید" قومیں ارتقائے انسانی میں ایک اعلیٰ پایہ پر پہنچ چکی ہیں۔ اس واسطے بتقاضائے اصول بقائے اصلح ترین ہی نوع انسان کی بہبودی یہی چاہتی ہے کہ جس طرح ہو سکے "سپید" اقوام کا اقتدار جہان میں قائم رکھا جائے۔ یورپ کی خانہ جنگیوں پر اظہار افسوس کیا ہے اور اس مشترکہ خطرہ عظیم کے بالمقابل اتحاد و اتفاق کا سبق دیا ہے۔

"کوکلکس کلین" کا یہ نیا پہلو اس عالمگیریت کا رنگ رکھتا ہے یعنے "سپید" کا اقتدار تمام "غیر سپید" دنیا پر برقرار رکھنا۔ مندرجہ عنوان پیغام نیویارک کے اخبارات میں اس برقعہ پوش سوسائٹی کے ایک اعلیٰ عہدہ دار کی طرف سے جس کا نام ایڈورڈ ینگ کلارک ہے شائع ہوا ہے۔ کلارک کہتا ہے کہ سوسائٹی نے مجھے ایک معتد بالشان کام سپرد کیا ہے اور وہ یہ کہ نظام ک۔ک۔ک کو ان تمام ممالک میں پھیلاؤں جہاں "سپید" ترمیں آباد ہیں۔ اس غرض کے لئے میں عنقریب انگلستان جانیوالا ہوں۔ جہاں لندن کو اپنی عالمگیر کوششوں کا مرکز بناؤں گا نیز رومن کیتھولک مذہب والوں سے اپیل کرتا ہے کہ ہم عنقریب تمام دنیا کو فتح کرنے والے ہیں۔ سو انہیں چاہیئے کہ وہ اس عالمگیر جدوجہد میں جو ہم دنیا بھر میں "سپید" اقوام کا اقتدار قائم رکھنے کے لئے شروع کرنے والے ہیں ہمارا ساتھ دیں۔

اس پر اسرار برقعہ پوش مخفی سوسائٹی نے اپنے عہدہ داروں کے کے لئے عجیب و غریب القاب تجویز کر رکھے ہیں۔ مثلاً سِمنز Simmons جسے وس کا گورو گھنٹال سمجھنا چاہئے۔

Imperial wizard of the Invisible Empire

کہلاتا ہے۔ یعنے حکومت مخفی کا ابلیس اعظم۔ چیلے چانٹوں میں سب سے بڑا پیرو مرشد کا دست راست ینگ کلارک جو اس پیغام کا فرستادہ ہے

Imperial Giant of the Invisible Empire

کا لقب رکھتا ہے یعنی حکومت مخفی کا دیو اعظم۔ لیقوب خان

اخبار احمدیہ

(۱) احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ حضرت امیر اور اصحاب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہیں۔ اس اتوار کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر خواجہ غلام محمد صاحب تبلیغ کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

(۲) حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب خدا کے فضل سے بالکل اچھے ہیں۔ گزشتہ جمعہ آپ مسجد احمدیہ میں نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔

(۳) مولوی صدر الدین صاحب کا ایک کارڈ مورخہ ۲۰ جنوری حضرت امیر کی خدمت میں آیا ہے جس میں ممدوح تحریر فرماتے ہیں کل جہاز خدا کے فضل سے کنارہ پر لگا۔ پانچ دن بڑی شدت کی تکلیف ہوئی۔ قے کرنے کی نوبت پہنچ گئی۔ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى کا نظارہ تھا۔ ہوٹل بہت مہنگے ہیں۔ کل روانہ جانے والا ہوں"

احباب مولوی صاحب ممدوح کی صحت اور کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴) خوشی کا مقام ہے کہ منشی محمد نصیب صاحب ہیڈ کلرک دفتر سکرٹری کے گھر میں خدا تعالےٰ نے ایک لڑکا عنایت فرمایا۔ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کی عمر دراز کرے۔ خادم دین بنائے۔ اور والدین کے لئے خوشیوں کا سرچشمہ ہو۔

(۵) اللہ تعالےٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ اطراف و جوانب میں زور سے ترقی کر رہی ہے۔ اور باوجود اندرونی اور بیرونی مخالفت کے حضرت مسیح موعود کی صحیح اور سچی تعلیم لوگوں کے دلوں پر اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اور ایسے ایسے لوگ سلسلہ کی سچائی قبول کرتے جا رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ خدمت دین کی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور ہر قسم کے مخالفانہ اعتراضات سے کما حقہ واقف ہو چکے ہیں۔

(۶) برادران غلام نبی ناظر صاحب جو ایک صالح نوجوان ہیں۔ اور عبد الغنی ولد غلام محمد صاحب و خواجہ محمد سلطان خان صاحب کو ٹھیکیدار و عزیز بشیر احمد صاحب خلف مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب جنہیں سے ہر ایک اپنے دل میں خدمت دین کی تڑپ رکھتا ہے۔ حال میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ جملہ احباب ان دوستوں کی استقامت و دینی و دنیاوی بہبودی کے لئے دعا فرماویں۔

(۷) عزیزی بشیر احمد صاحب کے خط کا اقتباس احباب کی اطلاع کے لئے شائع کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ ہمارے دوسرے نوجوانوں کے لئے بھی سبق آموز ہو۔ عزیز موصوف امسال خدا کے فضل سے امتحان انٹرنس میں شامل ہونیوالا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے پورے طور پر کامیاب کرے۔

"میں چاہتا ہوں کہ میرا ذرہ ذرہ اور بال بال اشاعت اسلام میں صرف ہو اور مجھے سفر آخرت کے لئے کچھ زاد راہ ملجائے بصورت دیگر ہماری زندگی کس کام کی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے کامیاب کیا تو مجھے امید ہے کہ میں ضرور انشاء اللہ تعالےٰ مدرسہ میں ہر پیریڈ کے گھنٹہ میں کچھ مضمون لکھا کروں گا لیکن آپ کو صرف اس قسم کی تکلیف دیتا ہوں کہ میرے حق میں دعا فرمایا کریں کہ میں ہر کام میں کامیاب رہوں اور نیکیوں میں سبقت لیجانیکے قابل ہو جاؤں۔

(۸) جناب مولوی حافظ نور الدین صاحب قاری واپس کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ اور جملہ احباب کے دلوں میں اپنی نیکی اور جوش اشاعت کا ایک گہرا اثر چھوڑ گئے ہیں۔ جب تک آپ یہاں رہے اپنے اہل وطن میں بذریعہ تحریر و رسالہ جات اشاعت کرتے رہے اب واپس وطن میں جا کر اپنے دنیاوی مشاغل کے ساتھ دینی کام میں مصروف ہو گئے ہیں۔ حافظ صاحب نے چند ایک نہایت مفید کتابیں کشمیری اور عربی زبان میں تالیف کی ہیں جنہیں حکام ریاست نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور جملہ مدارس میں رائج کر دینے کے احکام جاری کئے ہیں۔

(۹) جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب سری نگر میں باقاعدہ درس قرآن شریف فرما رہے ہیں۔ اور اپنے اہل وطن کو معارف کلام الٰہی سے مالا مال کر رہے ہیں۔

(۱۰) برادر محمد اکبر صاحب ٹیلر ماسٹر کشمیر کسی خاص فکر میں مبتلا ہیں برادران سے دعائے مخلصی کے خواستگار ہیں۔

(۱۱) جناب مولوی عبد الحق صاحب ودوان معہ مولوی فیروز الدین صاحب راجپوتوں کے مرکزی گاؤں میں ڈیرہ جما کر بیٹھ گئے ہیں۔ ہر روز رات کے وعظ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جس میں ہندو دھرم اور اسلام کا خصوصیت سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت تک اتنی کامیابی ہو چکی ہے۔ کہ اکثر راجپوت نماز باقاعدہ پڑھنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اور دوران وعظ میں ہی کھڑا کر کے اقرار لے لیا گیا ہے کہ وہ مرتے دم تک نماز کو نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ انہوں نے خود بخود وعدہ کیا کہ جو شخص نماز نہ پڑھیگا اس کے ساتھ وہ رشتہ ناطہ کبھی نہ کریں گے۔ مولوی فیروز الدین صاحب کو اس گاؤں میں چھوڑ کر مولوی عبد الحق صاحب ضلع متھرا کے ایک گاؤں میں گئے ہیں۔ جہاں کہ سنا گیا تھا۔ آریوں نے مسلمان راجپوتوں کو رشتہ ناطہ دینے کے وعدہ [illegible] کی ہے جس پر غور کرنے اور اپنی قوم سے مشورہ کرنیکی بنا پر معاملہ ابھی زیر غور ہے۔ اس قوم میں زیادہ تر ٹھاکر ہیں جن میں ختنہ۔ مردہ کا دفن کرنا۔ اور نکاح اسلامی طرز پر کرنا۔ اسلام کی علامات باقی رہ گئی ہیں۔ دیگر سب رسومات ہندوانہ ہیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حال کی مردم شماری کی رو سے آریہ قوم کی کل آبادی [illegible] نفوس کی ہے لیکن ان کی ہمت مردانہ اور قربانی قابل داد اور مسلمان علماء اور امراء کے لئے باعث عبرت ہے کہ وہ دیگر اقوام کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے روپیہ پیسہ۔ جان و مال تو کیا اپنی لڑکیاں دینے تک کو تیار ہو گئے ہیں۔

دوسرا وفد مولوی محمد عصمت اللہ صاحب اور پنڈت محمد یوسف صاحب کا دہلی و گوڑگانوں کے علاقہ میں نہایت مفید کام کر رہا ہے اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کئی گاؤں میں کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

جملہ احباب اپنے مبلغین کی ہر میدان میں کامیابی کی دعا کے لئے اپنی نمازوں میں خاص التزام رکھیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اپنی جماعت کی ترقی کے لئے پوری پوری جدوجہد کرتے رہیں تاکہ اشاعت اسلام کرنے والی جماعت کو پورا پورا غلبہ اور تقویت حاصل ہو۔

تازہ خبریں

ہندوستان

رنگون میں آتشزدگی

رنگون ۱۰ فروری۔ عظیم اسد اینڈ سٹیل کارپوریشن کے کارخانہ برج میں آگ لگ گئی۔ ۹ لاکھ روپیہ کے نقصان کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔

پنڈت مالویہ اور سکھ لیڈروں کا مقدمہ

امرت سر ۱۰ فروری۔ پنڈت مدن موہن مالویہ اکالی لیڈروں کی طرف سے ان کے مقدمہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ انہوں نے تین گھنٹے تک عدالت کو خطاب کیا اور ان کی بریت پر زور دیا۔

حجاز ریلوے کے مالک خلیفۃ المسلمین ہیں

مرکزی خلافت کمیٹی نے ایک جلسہ میں اعلان کیا کہ یہ جلسہ لارڈ کرزن کے بیان کی تردید کرتا ہے جو انہوں نے مجلس مصالحت لوزان میں کیا ہے کہ حجاز ریلوے کے مالک خلیفۃ المسلمین نہ تھے۔

ڈاکٹروں اور کمپونڈروں کی ضرورت

مرکزی خلافت کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ علیگڑھ میں فیصلہ کیا ہے کہ وزیرستان کے ان زخمیوں کے علاج کے واسطے جو ہوائی جہازوں کی بمباری سے زخمی ہوئے ہیں ہلال احمر طبی وفد بھیجا جائے۔

اسلامی خبریں

سمرنا کی حالت غیر متبدل ہے

اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سمرنا کی حالت غیر متبدل ہے اتحادیوں کے جہاز ابھی تک بندرگاہ سمرنا میں ہی لنگر انداز ہیں ابھی تک ان جہازوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

ترکوں کا اتحادیوں کو الٹی میٹم

لندن ۱۰ فروری۔ اطلاع ملی ہے کہ ترکوں نے ایک جدید الٹیمیٹم اتحادیوں کو دیدیا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ سمرنا سے تین دن میں نکل جائیں۔

جہاز روک لئے

لندن ۱۱ فروری (قسطنطنیہ) اطلاع ملی ہے کہ بحر اسود کے ترکی بندرگاہوں میں کئی اتحادی جہاز روک لئے گئے ہیں۔

ٹرکی میں ایک جدید قانون

قسطنطنیہ ۸ فروری کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ایک مسودہ قانون پیش ہوا ہے۔ کہ تمام ترکوں کو شادی کرنے پڑیگی۔

ممالک غیر

آئرش باغیوں کیلئے معافی

لندن ۱۰ فروری۔ ڈبلن ریپبلکن حلقوں میں اعلان کیا جاتا ہے کہ جب تک ڈی ویلرا پریذیڈنٹ آف ریپبلک تسلیم کیا جائے گا۔ اس وقت تک صلح نہیں ہو سکتی۔ باایں ہمہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ موجودہ

ترکوں کے متعلق جنرل ٹاؤنشینڈ کے خیالات

جنرل ٹاؤنشینڈ کے نام سے [illegible] ہندوستان کی اخبار بین دنیا [illegible] نہیں۔ آپ قط العمارہ [illegible] مشہور و معروف ہیرو ہیں۔ جو [illegible] جنگ عظیم میں معہ اپنی برادر فوج [illegible] ترک کے ہاتھ میں اسیر جنگ ہوئے۔ مگر قدرت کو اس [illegible] سے کچھ بڑھ کر منظور تھا۔ حافظ مرحوم تو ترک [illegible] پر فریفتہ ہو کر سمرقند بخارا بخش دینے کو تیار تھے۔ [illegible] ٹاؤنشینڈ ہوئے ترک قسطنطنیہ کا شکار ہوا۔ ترکوں کے حسن اخلاق [illegible] پر وہ گہرا اثر کیا کہ اب وہ جہاں جاتے ہیں ان کے گیت گاتے ہیں اور اپنے اثر کو ہر ممکن طریق پر استعمال کرتے رہتے ہیں کہ ترکوں کے متعلق جو غلط فہمیاں عوام میں پھیلائی گئی ہیں ان کو رفع کریں حال ہی میں آپ کے قلم سے ایک نہایت عمدہ مضمون بعنوان "برطانیہ عظمےٰ [illegible]" رسالہ "ایشیا" میں شائع ہوا ہے جس سے چیدہ چیدہ [illegible] ناظرین "پیغام" ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

(۱)

ترک برطانیہ کی دوستی کا دل سے خواہاں ہے۔ اور اس دوستی کی قیمت جو وہ مقرر کرتا ہے۔ وہ کسی صورت میں زیادہ نہیں۔ وہ ہر ایک آزاد قوم کا پیدائشی حق اور آبائی ورثہ ہے۔ اور ترک وہ انسان نہیں جو غلامی یا نیم غلامی منظور کرے۔ وہ موت کو ترجیح سمجھتا ہے اگر سکے بالمقابل ذلت ہو۔ کیا فرداً فرداً اور کیا بحیثیت قوم ترک دست بشمشیر مرنے کو تیار رہے۔

(۲)

ہزیمت [illegible] اسیر جنگ [illegible] اکتوبر ۱۹۱۸ء میں مجھے غیر مشروط رہائی عطا کی گئی۔ صرف ایک خدمت میرے سپرد ہوئی کہ اپنی حکومت تک بعض تجاویز صلح پہنچاؤں جس سے ہزارہا نفوس انسانی کے خون کا سدباب ہو ...... قسطنطنیہ پہنچنے پر فوراً قبلہ [illegible] عزت پاشا سے جو ایک جری سپاہی اور شریف النفس انسان ہے۔ میری ملاقات کرائی گئی۔ تنہائی میں میری اور ان کی گفتگو ہوئی انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ٹرکی برطانیہ سے اپنی حفاظت کا متمنی ہے۔ اسی روز مغرب کے وقت رؤف بے امیر البحر سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی برطانیہ سے دوستی کی خواہش ظاہر کی۔ ایسے اعلیٰ پایہ کے انسان [illegible] ہوں گے۔ جب انہوں

نے دیکھا ہوگا کہ ہمارا وزیر اعظم یونان کو قبضہ اختیار کر چکا [illegible] کر رہا ہے جس پر [illegible] کا کوئی حق نہ ہے اور جس سے نہ [illegible] ایک [illegible] قلیل التعداد ترک کے سامنے فرار ہوئے جسکو [illegible] اور حالات [illegible] ٹرکی کے ساتھ صلح ہوئی۔ آسٹریا سے بہتر [illegible] کی۔ جرمنی کو اور کوئی چارہ کار نہ تھا اور فتح ہوئی۔ کشت و خون اور تباہی کا خاتمہ ہوا۔ مگر ٹرکی کو جس نے عملاً سب سے پہلے اس طرف قدم اٹھایا [illegible] اس کا کیا معاوضہ ملا؟ عہدنامہ سیورے۔ اس عہدنامہ کے متعلق میرا خیال ہے کہ اگر ہم ارادتاً یہ غرض سامنے رکھتے کہ مقاومت کی سخت غیر منصفانہ اور ظالمانہ تجاویز تراشیں تو بھی ہم اس سے بدتر کوئی آلہ ایجاد نہ کر سکتے جو ہماری نظارت خارجہ کے ماہرین سیاست نے ڈاؤننگ سٹریٹ میں بیٹھ کر بنایا ...... ہمارے "ماہرین" نے علاقہ مغربی میں بھی بفصیل قسطنطنیہ ترک ان سے چھین لیا۔ ایڈریانوپل کا مقدس شہر بھی غصب کیا۔ مگر ان سب سے بڑھ کر جس بے عزتی اور ذلت کا انہیں نشانہ بنایا وہ یہ تھا کہ یونانیوں کو دعوت دی گئی کہ سرزمین ٹرکی پر فاتح کی حیثیت سے قدم رکھیں۔ ایسی قوم کے فاتح جس نے جب کبھی بھی یہ دونوں قومیں میدان جنگ میں آمنے سامنے ہوئیں۔ ان کو منہ کے بل گرایا۔

(۳)

میں انگورا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں کی فوج نہ تو بے قاعدہ ڈاکوؤں کی جمعیت تھی اور نہ ہی جوشیلے اور ظالم منش افسروں کا دستہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ قوم کی قوم بحیثیت محبان وطن کی سرداری میں مسلح ہوئی ہے۔ میں نے ایسی فوج پائی جس کی نظیر آج تمام دنیا بمشکل پیش کر سکیگی۔ ان کے سینے جوش و خروش سے پر۔ ان کے افسر جرنیل سے معمولی عہدہ دار تک قابل سے قابل۔ توپ خانہ سازوسامان اور اسلحہ یہ سب کا سب ان کے اپنے ہاتھ کا بنایا اور ٹھیک ٹھاک کیا ہوا تھا) سے آراستہ اور اپنی ارض مقدس کے لئے آخری فرد تک لڑ مرنے کو تیار۔

(۴)

اب ایک لمحہ کے لئے غور کیجئے اگر ہم نے ترکوں کو اپنا دشمن بنا لیا تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ کیا اسکے معنے صرف ترکوں سے لڑائی کے ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ خطرہ یہیں تک محدود رہتا۔ مگر نہیں صرف ترکوں سے لڑائی نہیں ہوگی بلکہ تمام دنیائے اسلام سے ہے۔ اس امر کو بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ [illegible] ترک کے ہاتھ میں [illegible] وہ تاحال کھیلا نہیں۔ اسے علم ہے کہ ابھی [illegible]

کے پاس باقی ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہم اس سے بخوبی [illegible] ہیں۔ جب ان واقعات کو سامنے رکھا جائے کہ صرف ہندوستان اور افریقہ میں برطانیہ کی حکومت میں مسلمانوں کی آبادی دس کروڑ ہے اور جزیرہ نمائے ملایا میں بھی ایک بڑی تعداد ہے اور ہندوستان کی ہندو آبادی بھی اس مذہبی آزادی کے مسئلہ میں مسلمانوں کی ہمنوا ہوئی ہے۔ تو اس خطرۂ عظیم کا اندازہ ہو سکے گا جو ہم ترک کو اس کے دار الخلافہ میں رسوا کرنے کی صورت میں اپنے لئے پیدا کرینگے مصطفےٰ کمال جس لمحہ چاہے۔ علم جہاد بلند کر کے تمام اسلامی دنیا کو ہمارے خلاف اٹھا سکتا ہے۔ اسکے دست تصرف میں [illegible] صحرائے افریقہ کے شیخ سنوسی کی باقاعدہ افواج ہی نہیں۔ اور اسکے زیر اثر فقط ہندوستان اور مصر کا انقلاب پسند عنصر ہے۔ ان سے کہیں بڑھ کر اور زیادہ خطرناک وہ کثیر التعداد طاقت ور اور [illegible] سرحد کے افواج ہیں جو برطانوی اور فرانساوی سلطنت کے قلب پر ایک کاری وار کرنے کے لئے اسے ہر ایک قسم کی مدد ہر وقت دینے کو تیار ہیں۔ یہ کمال کے لئے دائمی سرمایہ ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ ابھی تک اس نے اپنے مطالبات کی تائید میں اس بے شمار طاقت سے کام لینا پسند نہیں کیا۔ اور اگر کرتا تو برطانیہ کی سلامتی بلکہ محض ہستی تک معرض خطر میں پڑ جاتی۔ کیا یہ عقل کی بات ہے کہ اگر ہم اسے ایک تنگ کرنے کی طرف دھکیل دیں۔ اگر ہم اسے اس کا حق اور انصاف دینے سے انکار کریں تو وہ ان تمام طاقتوں سے جو اسوقت اسکی جنبش لب کی منتظر ہیں کام نہیں لیگا اور اگر ایک دفعہ ایک دفعہ یہ گیند میدان میں پھینکا گیا تو ہم ایک مہلک اور خونخوار جنگ میں اپنے آپکو مبتلا پائینگے۔

(۵)

عہدنامہ سیورے کے ہر ایک پارہ میں ترک کی رسوائی مرکوز ہے۔ فرانس کے دار النواب نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اٹلی نے اس کی طرف سے بے پروائی برتی۔ فرانس اور اٹلی نے ہمیشہ ترک کا حق حیات تسلیم کیا ہے۔ اور اس مخلصانہ سلوک کا اس پر ہنسی اڑائی ہے کہ اسے یورپ سے [illegible] وہ گرفتار کیا جاوے۔ مصطفےٰ کمال نے کبھی جہاد کی تلقین نہیں کی۔ وہ صرف انصاف کا مطالبہ کرتا ہے انگلستان کے طبقہ [illegible] کا نقارسٹ "ضرورت سے زیادہ متعصب" عنصر موجود ہے۔ جو مشرق کے حالات سے کچھ واقفیت رکھتا ہے اور نہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر ہمارے نوجوانوں کو ایک دور از حق اور خطرناک آگ میں جھونکنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ ان لوگوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ یکم رجب المرجب ۱۳۴۱ھ | نمبر ۳۱

آپ بیتی

ایک گذارش

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

(۱)

پیغام صلح کا "دور جدید" جب شروع ہوا تھا۔ تو ہم نے یکم نومبر ۲۲ء کے مقالہ افتتاحیہ میں اس کی ظاہری شکل وصورت کا خاکہ کھینچتے ہوئے معنوی صورت کے لحاظ سے لکھا تھا۔ کہ :-

باقی اخبار کی معنوی خوبیوں کا سوال رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں چنداں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اخبار کے ناظرین ہی اس کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور ان ہی کی رائے اس معاملہ میں اہمیت رکھتی ہے لیکن ہم اتنا گذارش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اخبار حقیقت میں ایک خاص شخص کی رائے کا آئینہ نہیں ہوتا بلکہ وہ قوم کی آواز ہوتا ہے۔ اور قوم ہی اس کی معنوی خوبیوں اور معائب کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

آج ان سطور کو لکھے ہوئے تین ماہ سے کچھ اوپر دن ہو چکے ہیں۔ ہرچند کہ یہ عرصہ قلیل ہے۔ اور اس میں کوئی قطعی رائے اخبار کے متعلق قائم نہیں ہو سکتی۔ علی الخصوص اس صورت میں جبکہ اس عرصہ میں بھی ایڈیٹر کو تقریباً ایک ماہ کی طویل علالت کی زحمت کھینچنی پڑی ہو۔ لیکن تاہم اس لحاظ سے اخبار ہفتہ میں اب دو بار ہے۔ اس لئے تین ماہ میں بھی اس کے اتنے ہی پرچہ شائع ہوئے جتنے ہفتہ وار کے چھ ماہ میں۔ اس خیال سے یہ عرصہ بھی چھ ماہ کا شمار ہو سکتا ہے۔

(۲)

میں توقع تھی کہ اس عرصہ میں ہمارے احباب جو اخبار سے خصوصیت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس پر ناقدانہ نظر ڈالکر اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونگے۔ جو ہم نے ان پر محولہ بالا مقالہ افتتاحیہ میں عاید کی تھی لیکن مقام حسرت کہو کہ یا مقام مسرت کہ اس عرصہ میں ایک خط بھی مجھے ایسا موصول نہیں ہوا جس میں اخبار پر تنقید ہو۔ ہاں ایک صاحب نے یہ گلہ ضرور کیا تھا۔ کہ قیمت بڑھ گئی ہے۔ لیکن یہ شکوہ جہاں ایک شخص کی مالی حالت کے لحاظ سے بجا ہو سکتا ہے وہاں اخبار کی مالی کیفیت کے لحاظ سے بیجا بھی ہے۔ اخبار اپنی تاریخ اجرا سے آجتک ہزاروں کا نقصان برداشت کر چکا ہے۔ اور کر رہا ہے۔

ہمارے احباب کی یہ خاموشی معنی خیز ہے۔ یا تو انہوں نے میری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشنے کے قابل ہی نہ سمجھا اور یا اخبار کا اس زبان سے اظہار پسندیدگی کیا جس کے متعلق کہتے ہیں کہ

خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید

لیکن میں اس کا قائل نہیں کہ کبھی کسی چیز میں اصلاح کی گنجائش ہی نہیں رہتی مجھے یقین ہے کہ اگر ہمارے احباب توجہ فرمائیں تو وہ اخبار کو اس سے زیادہ مفید و دلچسپ بنانے کے لئے بہترین تجاویز پیش کر سکتے ہیں۔ اور خود بھی کبھی کبھی کوئی مضمون لکھکر اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مضمون نویسی کے باب میں مجھے اپنے ان احباب سے خصوصیت سے گلہ ہے۔ جو ہندوستان سے باہر تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں۔ جہاں جدید معلومات کا ذخیرہ ہر وقت نظروں کے سامنے رہتا ہے۔ نئے نئے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ تبلیغ اسلام کی تحریکات اور آئندہ امکانات کے مطالعہ کا ان کو موقعہ ملتا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے قلم کو جنبش نہیں ہوتی۔

ہندوستان میں بھی ہمارے بہت سے احباب اہل قلم ہیں۔ یا اہل قلم بن سکتے ہیں۔ ان کے لئے کیا مشکل ہے۔ کہ وہ ہفتہ میں کچھ نہ کچھ لکھکر بھیجدیا کریں۔ حقیقت میں اخبار تو تمام قوم کا ہے۔ اور قوم کا ہر ایک فرد اس میں حصہ لینے کا حقدار ہے۔ یہ صرف ایڈیٹر ہی کو حق حاصل نہیں کہ جو کچھ اس کی سمجھ میں آئے وہ لکھا کرے۔ اور باقی حضرات تماشہ دیکھا کریں اس لئے میں اپنے بیرونی احباب سے یہ استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ براہ مہربانی کم از کم اپنے اپنے مقامات سے احمدی قوم کے متعلق ضروری اور مختصر خبریں لکھکر بھیجا کریں۔ جو صاحب اس سے زیادہ استطاعت رکھتے ہیں۔ وہ مضمون اور ترجمے بھی کریں۔ لیکن مضمون نویسی میں اختصار مد نظر رہے سوائے حرف مطلب کے اور کچھ نہ ہو۔

(۳)

مضامین کی نوعیت کے متعلق میں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مذہبی ہوں۔ دوسرے مذاہب کی تبلیغی کوششوں پر تبصرہ ہو۔ ان کے نتائج پر ناقدانہ نظر ڈالی جائے۔ مثلاً آجکل ارتداد کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے۔ جو حضرات ایسے مقامات پر تبلیغ کے لئے جائیں۔ وہ مضمون لکھیں تو آریہ سماج کے تبلیغی کارناموں کا ذکر کریں مگر نہایت سنجیدگی اور متانت سے۔ اس میں تخیل کی رنگ آمیزی۔ جذبات کا ہیجان کسی کی ہجو اور کسی کی قصیدہ خوانی نہ ہو۔

جو انگریزی خوان ہیں اور انگریزی رسائل اور اخبارات پڑھتے ہیں۔ وہ عیسائیوں کی تبلیغی رپورٹوں کا خلاصہ تیار کریں۔ اور پھر ان پر تبصرہ کریں۔ جو لوگ تاریخ یا اخلاق کی کتابوں سے وابستگی رکھتے ہیں وہ اخلاقی و تاریخی مضامین لکھیں جن میں آنحضرت صلعم و صحابہ کی سیرت کے نمونے ہوں کہ یہ بھی بہت سبق آموز ہوتے ہیں۔

اس قسم کے تمام مضامین پیغام صلح میں شائع ہونگے۔ اور سال بھر کے بعد شائع شدہ مضامین پر اہل علم و اہل قلم کی ایک مجلس غور کریگی۔ جو مضمون سب سے عمدہ ہوگا۔ اس کے لکھنے والے کو میں اپنی جیب سے ایک اشرفی نذر کرونگا۔ اور اس کے علاوہ انجمن کیطرف سے بھی کچھ انعام کی سفارش کرونگا۔

جو لوگ مضمون نویسی نہیں کر سکتے۔ وہ کم از کم تنقید کا فرض ضرور ادا کریں اور اخبار کو دلچسپ اور مفید بنانے کے لئے تجاویز پیش کریں۔

(۴)

آخر میں مجھے اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے کچھ کہنا ہے۔ مقام حسرت ہے کہ اس تین ساڑھے تین ماہ کے اندر پیغام صلح کے ناظرین میں تقریباً چالیس اشخاص کی بیشی ہوئی۔ لیکن یہ بیشی آٹے میں نمک کی برابر ہے۔ ہمارے ناظرین کرام اگر توجہ کریں تو اس کی اشاعت میں بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ موجودہ ترقی ناظرین کے زیر بار احسان نہیں۔ بلکہ قدرتی ترقی ہے اس کے ساتھ اگر قارئین کرام کے توجہات شامل ہوں۔ تو سونے پر سہاگہ ہو سکتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ صدا صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی آمین

عقاید میں دورنگی

میاں صاحب اور ان کے مریدین سے ہمیں یہ ہمیشہ شکوہ رہا ہے کہ وہ عقاید کے اظہار میں اس جرأت سے کام نہیں لیتے۔ جو اہل حق کا امتیاز خاص ہے۔ بمصلحت وقت کے مطابق ان کے عقاید پھیلتے اور سکڑتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم سے تو صرف ہوئی اس بنا پر بحث جاری ہے۔ کہ تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ لیکن باہر جہاں کہیں اپنے عقاید کے اظہار کی نوبت آتی ہے۔ وہاں وہی عقاید ظاہر کئے جاتے ہیں جو ہمارے ہیں۔ اور جو فی الحقیقت حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ اس چابکدستی کی ایک تازہ ترین مثال وہ ایڈریس ہے جو میاں صاحب کے مریدین کیطرف سے امیر فیصل کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسکے صرف دو فقروں کا ترجمہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ جنکو مسئلہ کفر و اسلام سے تعلق ہے ایڈریس کے شروع ہی میں ارشاد ہوتا ہے :-

(۱) حضور والا! ہم مسلمان ہیں۔ اور ہمکو اس نام پر فخر ہے۔ لیکن جو بات ہمکو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو وہ مسیح و مہدی مانتے ہیں جس کی آمد کے متعلق آنحضرت صلعم نے پیشگوئیاں کی تھیں۔

ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے۔

(۲) دوسری اہم بات جو ہمکو دوسرے مسلمانوں کی جماعت کثیر سے علیحدہ کرتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ ہم سلطان ترکی کی خلافت کے قائل نہیں ......

اب ان دونوں مقامات پر جہاں اپنا مقابلہ دوسرے مسلمانوں سے کیا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو بھی مسلمان ہی کہا ہے۔ اور جو باتیں وجہ امتیاز و افتراق بتائی ہیں۔ ان میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان کا ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ فقرہ اول میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ ہم حضرت صاحب کو وہ مسیح و مہدی مانتے ہیں جن کے متعلق پیشگوئیاں تھیں۔ اور اس میں ان کی نبوت بھی آگئی۔ تو یہ بات کو محض گول مول کر کے پیش کرنا ہے۔ اس لئے کہ عام مسلمان تو یہی مانتے ہیں۔ کہ وہی حضرت مسیح اسرائیلی نازل ہوں گے۔ لیکن حضرت صاحب نے اس عقدہ کو آکر حل کیا کہ اس سے مراد وہی مسیح نہیں بلکہ ان کا مثیل مراد ہے۔ جو اسی امت میں سے ہوگا۔ اب ساری بات کو حذف کر کے محض گول مول فقرہ لکھکر دنیا کو فریب دینا ایک قسم کا مغالطہ دینا ہے۔ پھر یہ بھی حسرت ہے۔ کہ جب دوسرے مسلمان کافر ہیں۔ تو ان کو دوسرے مسلمان کے نام سے کیوں یاد کیا گیا۔ اور جو فرق بتایا گیا۔ وہ صرف فروعی دکھایا گیا۔ میاں صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ محکم اصول یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب نبی ہیں۔ اور اس لئے ان کے سب منکر کافر۔ اب اس محکم اصول کا نام اس ایڈریس میں نہیں حالانکہ اس کی غرض یہ بتائی گئی ہے۔ کہ امیر فیصل جماعت احمدیہ کے عقاید و خیالات سے واقف ہو جائے۔ کاش قادیان کی جماعت دورنگی سے کام نہ لے اور جو کچھ اس کے ممبر باہر بیان کرتے ہیں۔ وہی ہندوستان میں بیان کریں

فتنہ ارتداد

اشاعت گذشتہ میں یہ خبر درج کر چکے ہیں کہ منشی عبدالوہاب صاحب سیکرٹری انجمن اتحاد مسلم راجپوتانہ نے آگرہ میں ایک جلسہ منعقد کرنے کی تجویز پیش کی ہے جو ۲۶ فروری کو ہونے والا ہے۔ ممدوح نے اس جلسہ میں تمام اسلامی انجمنوں کے نمایندوں کو مدعو کیا ہے جو اشاعت اسلام سے دلچسپی رکھتی ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے غالباً بابو منظور الٰہی صاحب شریک جلسہ ہونگے۔ جو تبلیغ اسلام کے کام میں عموماً اور فتنہ ارتداد کے انسداد میں خصوصاً دلچسپی لیتے ہیں۔ اگرچہ سکرٹری صاحب انجمن مذکور نے اپنی مختصر سی مراسلت میں جو اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ جلسہ میں کن کن امور پر غور ہوگا۔ تاکہ جو لوگ بطور نمایندہ حاضر ہونگے وہ ان سوسائٹیوں کے دوسرے اراکین سے بھی مشورہ کر سکتے۔ اور اسطرح کماحقہ حق نمایندگی ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن اس اعلان سے اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جلسہ "مسلم راجپوتوں" کے حالات ہی کو مدنظر رکھکر منعقد کیا جائیگا۔ اور ان ہی میں تبلیغ اسلام یا انسداد ارتداد کی تدابیر سوچی جائیں گی ہمیں اس مقصد سے دلی ہمدردی ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسی قسم کی ضرورت ہندوستان کی تمام پنچ اقوام کے متعلق محسوس ہو رہی ہے جن کو آریہ سماج ہندوؤں میں شامل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ محض مسلم راجپوتوں کے متعلق تجاویز سوچی جائیں یہ بہتر تھا کہ تمام ہندوستان میں پنچ اقوام کی ترقی اور تبلیغ اسلام کے لئے تجاویز سوچی جائیں۔ اس سلسلہ میں یہ نہایت ضروری ہوگا۔ کہ مبلغین کا ایک وفد تمام ایسے علاقجات میں سفر کرے جہاں آریہ سماج اپنا اثر ڈال رہا ہے۔ اور مقامی حالات کو دیکھکر اپنی آرا ایک آل انڈیا مشنری کانفرنس کے جلسہ میں آخری تصفیہ کے لئے پیش کریں۔ تاکہ تمام ہندوستان میں پنچ اقوام کی ترقی و ارتفاع کا کام ایک خاص انتظام اور ترتیب سے جاری ہو سکے اور وہ لوگ جو بہت کم کوشش سے مسلمانوں کی قوت بازو ہو سکتے ہیں ہندو اقوام میں جذب ہو کر اسلام کی طاقت کو کمزور نہ کریں۔

اب تک جو رپورٹیں مبلغین کیطرف سے موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ ایسے علاقجات میں جہاں ارتداد کا خوف ہے۔ مدارس جاری کرنا از بس مفید ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ محض جاہل اور تعلیم اسلام سے مطلق ناواقف ہیں۔ انجمن تبلیغ دعوت اسلام کے مبلغ نے لکھا ہے۔ کہ بہترین طریق یہ ہے۔ کہ خود اس قوم ہی میں سے مبلغ تیار کئے جائیں۔ بیشک یہ مفید ہے۔ لیکن جب تک عام سوسائٹی کی اصلاح نہ ہو۔ ان کے اپنے مبلغ بھی کام نہیں کر سکیں گے۔ ضرورت اس کی ہے۔ کہ ملک کی تمام جماعتیں یکجہت ہو کر رقم جمع کر کے سکول اور مدارس جاری کریں۔ مساجد بنائیں۔ اور پھر ان لوگوں کو تعلیم دے کر ان ہی میں سے مبلغ مقرر کر دیں۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر لکھتے ہیں۔ کہ یہ کام صرف ایک سوسائٹی کا نہیں۔ بلکہ ملک کے تمام مذہبی سوسائٹیاں اس میں شریک ہونی چاہئیں۔ اور اس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ آپس میں اضلاع تقسیم کر کے کام شروع کر دیں۔

عیسائیت کی رفتار ترقی

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ مسیحی مبلغین اور مسیحی اقوام تبلیغ عیسائیت کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہاتی ہیں۔ اور ہر ایک ملک میں ان کے مشن قائم ہیں۔ اگرچہ تبلیغ تو وہ ہر ایک مذہب کے لوگوں میں کرتے ہیں لیکن اسلام سے عیسائیت کا خاص مقابلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں عیسائی مشنری خصوصیت سے زیادہ تعداد میں مصروف کار ہیں۔ چنانچہ مسلم ورلڈ کے ایڈیٹر ڈاکٹر زویمر بھی مسلمانوں ہی کو اپنا شکار سمجھتے ہیں۔ اور ان کو گمراہ کرنے کے لئے بیسوں کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کو اسی ضمن میں یہ بھی فکر ہوئی کہ وہ صحیح طور پر پتہ لگائیں۔ کہ کسقدر مسلمان عیسائی ہوئے چنانچہ جو اعداد و شمار انہوں نے خود لکھے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں :-

ملایا میں ۴۰ ہزار مسلمان عیسائی ہوئے
چین و ہندوستان میں ۱۰ ہزار " " "

شمالی افریقہ میں	۳۰۰ سو	مسلمان عیسائی ہوئے
عرب "	۵۰ "	" "
ایران "	۲۰۰ "	" "

اگرچہ یہ اعداد اُس روپیہ اور کوششوں کے مقابلہ جو عیسائیوں کی طرف سے ہو رہی ہیں کچھ بھی نہیں۔ لیکن یہ امر خصوصیت سے قابل افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے تبلیغ اسلام کی کوششیں عیسائیوں کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ افریقہ اور ایران میں اب تک عیسائیوں کو ناکامی ہوئی ہے۔ مگر تازہ ترین اطلاعات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایران میں بہت سے بابی عیسائیت کے قریب ہیں۔ مسلم ورلڈ کی تازہ اشاعت میں ایران کے ایک عیسائی مبلغ نے اس حقیقت کی چہرہ کشائی کی ہے۔ کہ بہت سے ایرانی جو بابی ہیں اب انجیل کیطرف مائل نظر آتے ہیں۔ اور تعجب نہیں کہ وہ سب کے سب مسیح کے گلے میں داخل ہو جائیں۔ مسیحیت کی اس رو کو روکنے کے لئے ہمارے نزدیک یہ ازبس ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں میں اسلام کی صحیح تعلیم پھیلائی جائے اور وہ جدید علم کلام جو اس زمانہ کے مجدد نے پیدا کیا پیش کیا جائے مسلمانوں کے بعض غلط عقاید سے عیسائیت کو بہت تقویت پہنچی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ ان عقاید کی اصلاح کی جائے۔

فلسطین میں مسیحیت کی اشاعت

"مسلم ورلڈ" کی تازہ ترین اشاعت میں فلسطین کا ایک مسیحی نامہ نگار تبلیغ عیسائیت کے متعلق ایک قابل قدر مضمون لکھتا ہے۔ جس میں نامہ نگار مذکور نے پہلے تو ان مشکلات پر مختصر سا تبصرہ کیا ہے۔ جو اسوقت فلسطین میں مسیحی مبلغوں کو پیش آرہی ہیں۔ اور اس کے بعد وہ طریق کار بتایا ہے جس سے تبلیغ مسیحیت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ نامہ نگار کی رائے ہے کہ جدید حکومت کے نظام عمل سے تبلیغ مسیحیت میں کچھ مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ جن میں سب سے بڑی یہ ہے۔ کہ حکومت نے خود علوم مروجہ اور مذہبی تعلیم کے لئے مدارس کھول دئے ہیں۔ اور اسطرح تبلیغی مسیحیت کا وہ کام جو مشن سکولوں کی وساطت سے ہوتا تھا عملی طور پر بند ہو گیا۔ لوگ علی العموم حکومت کے سکولوں ہی میں بچے بھیجتے ہیں۔ اور خود چھوٹے بچوں میں بھی یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ انہیں مشن سکولوں میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ راقم مضمون نے جب ایک لڑکے کو مشن سکول میں تعلیم پانے کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا۔ کہ آپ صاحبوں کو ہماری تعلیم کی کیا فکر پڑی ہے۔ حکومت نے ہمارے لئے مذہبی مدارس کھول دئے ہیں۔ ہم وہاں پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن اس مشکل کے ساتھ مسیحی مبلغوں کے لئے ایک بات باعث اطمینان وانبساط بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عام طور پر لوگوں میں علمی ذوق شوق بڑھ رہا ہے۔ وہ کتابیں خریدنے اور پڑھنے میں خاص دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ نامہ نگار صاحب کا مشورہ یہی ہے۔ کہ فلسطین میں لٹریچر کے ذریعہ سے تبلیغ عیسائیت ہونی چاہیئے۔ کہ اس میں کامیابی یقینی ہے۔ اسوقت پانچ عیسائی مبلغ اشاعت کتب میں مصروف ہیں۔ اور عربی زبان کی کئی ہزار کتابیں مسلمانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ حیفہ، جنیفہ اور ناصرہ میں مسیحی لٹریچر کے مرکز قائم ہو چکے ہیں۔ ان اضلاع میں بہت سے دیہات آباد ہیں۔ اور ان میں تبلیغ عیسائیت کا واحد اور موثر طریق یہی ہے۔ کہ مسیحی کتب فروش ان کے گھروں میں جا کر کتابوں کی اشاعت و فروخت کیساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی کریں اور نجات کا وہ راستہ بتائیں جو مسیح نے تیار کیا۔

مسیحی کلہ بانوں کی یہ کوششیں ہم مسلمانوں کے لئے تازیانہ عبرت ہیں۔ مقام حسرت ہے کہ وہ انجیل جس میں عیسائی محققین کے نزدیک بھی تحریف ہو چکی ہے مسلمانوں میں یوں اشاعت پذیر ہو۔ اور وہ قرآن مجید جو تمام دنیا کے لئے خدا کی طرف سے برتر کیطرف سے آخری قانون ہے۔ غلافوں اور الماریوں میں بند پڑا رہے۔

مکہ ریلوے

انگلشمین کلکتہ راوی ہے۔ کہ عرب کے چند متمول رؤسا نے ایک مجلس ترتیب دی ہے جس کا عزم ہو گا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل بنانے کے لئے سرمایہ بہم پہنچایا۔ اگر یہ ریل بن گئی۔ تو مسلمان حاجیوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہو گی۔ کیونکہ مدینہ اور دمشق کے درمیان تو پہلے حجاز ریلوے موجود ہی ہے۔ اور اب اسکا سلسلہ گویا مکہ تک وسیع ہو جائیگا۔ مجوزہ ریل کے تیار ہو جانے سے ہندوستان، چین اور جاوا کے مسلمان حج کے لئے بجائے جدہ سے کہ جانے کے دمشق جا کر وہاں سے مکہ اور مدینہ پہنچ سکینگے۔ اور کاروانی سفر کی زحمت سے نجات حاصل کرینگے اس سے یہ فائدہ بھی ہو گا۔ کہ حج سے فارغ ہو کر مسلمان ارض مقدس بیت المقدس ہوتے ہوئے یروشلم اور قسطنطنیہ کی سیر بھی کر لیا کریں گے۔

آنحضرت صلعم نے آج چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا۔ کہ ایک زمانہ آئیگا جب جوان اونٹنیاں یونہی پھریں گی اور ان پر کوئی سوار نہ ہو گا۔ یہ پیشگوئی دوسرے ملکوں میں مدت سے پوری ہو چکی تھی۔ حجاز ریلوے سے ایک حد تک عرب میں اسکا ظہور ہوا مگر اب مجوزہ ریل کی تعمیر سے تو تمام عرب ہی اسکا شاہد ہو گا۔

المفتی

نماز جمعہ دیہات میں

سوال۔ کیا دیہات میں نماز جمعہ جائز ہے؟

جواب۔ جمعہ کی نماز ایک مستقل فرض ہے جس کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے قولاً و عملاً اپنی امت کو نماز جمعہ کی تلقین فرمائی۔ قرآن کریم میں ان شروط کا جن کو فقہا نے کتب فقہ میں تحریر کیا ہیں کوئی اثر نہیں پایا جاتا اور نہ قال آنحضرت صلعم اور نہ فعال صحابہ میں اُن کا کوئی ثبوت ہے۔ صحابہ نے آنحضرت صلعم کے زمانہ دیہاتوں میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ اور بعض صحابہ نے بیابان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھی ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاوے جلد ۱ ص ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔ والذی علیہ الجمہور کمالک والشافعی واحمد ان الجمعۃ تقام فی القری لان فی الصحیح عن ابن عباس انہ قال اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ المدینۃ بجواثی (قریۃ من قری البحرین) وکان ذلک علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم علیہ وفد عبد القیس وکذلک کتب عمر بن الخطاب الی المسلمین یامرہم بالجمعۃ حیث کانوا وکان عبد اللہ ابن عمر یمر بالمیاہ التی بین مکۃ والمدینۃ وہم یقیمون الجمعۃ فلا ینکر علیہم۔ **ترجمہ۔** جمہور جیسے "مالک اور شافعی اور احمد" کا مذہب ہے، کہ جمعہ گاؤں میں ادا کیا جائے۔ اسواسطے کہ روایت صحیح میں ابن عباس سے آیا ہے کہ پہلا جمعہ جو علاوہ مدینہ کے ادا کیا گیا ہے۔ مقام جواثی میں جو بحرین کے گاؤں سے ایک گاؤں ہے۔ اور یہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں جبکہ وفد عبد القیس آپ کے پاس آیا تھا۔

اور ایسا ہی حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ جمعہ ادا کریں جہاں کہیں ہوں۔ اور ایسا ہی عبد اللہ بن عمرؓ ان آبادیوں پر گذرتے اور ان کو جمعہ ادا کرتے ہوئے دیکھتے اور ان پر انکار نہ کرتے۔

علامہ قاضی شوکانی درر البہیہ میں لکھتے ہیں "وہی کسائر الصلوات لا تخالفہا" یعنی جمعہ کی نماز اور نمازوں کی مانند ہے کسی امر میں اُن کا مخالف نہیں ہے۔ اس پر اسکا شارح مجتہد الوقت سید صدیق حسن خان قنوجی اپنی کتاب روضۃ الندیۃ ص ۸۳ و ۸۴ شرح درر البہیہ لکھتے ہیں۔ وفی ہذا الکلام اشارۃ الی رد ما قیل انہ یشترط فی وجوبہا الامام الاعظم والمصر الجامع والعدد المخصوص فان ہذہ الشروط لم یدل علیہا دلیل یفید استحبابہا فضلا عن وجوبہا فضلا عن کونہا شروطا بل اذا صلی رجلان الجمعۃ فی مکان لم یکن فیہ غیرہما جماعۃ فقد فعلا ما یجب علیہما فان خطب احدہما فقد عملا بالسنۃ وان ترکا الخطبۃ فہی سنۃ فقط ولولا حدیث طارق بن شہاب المذکور[۵۱] قریبا من تقیید الوجوب علی کل مسلم بکونہ فی جماعۃ ومن عدم اقامتہا صلی اللہ علیہ وسلم فی زمنہ فی غیر جماعۃ لکان فعلہا فرادی مجزئا کغیرہا من الصلوات واما ما یروی من اربعۃ الی الولاۃ فہذا قد صرح ائمۃ الشان بانہ لیس من کلام النبوۃ ولا من کلام من کان فی عصرہا من الصحابۃ حتی یحتاج الی بیان معناہ او تاویلہ وانما ہو من کلام الحسن البصری ومن تامل فیما وقع فی ہذہ العبادۃ الفاضلۃ التی افترضہا اللہ تعالی علیہم فی الاسبوع وجعلہا شعارا من شعائر الاسلام وہی صلوۃ الجمعۃ من الاقوال الساقطۃ والمذاہب الزائغۃ والاجتہادات الداحضۃ قضی من ذالک العجب فقائل یقول الخطبۃ کرکعتین وان من فاتتہ لم تصح جمعتہ وکانہ لم یبلغہ ما ورد عن رسول اللہ صلعم من طرق متعددۃ یقوی بعضہا بعضا ویشد بعضہا عن عضد بعض ان من فاتتہ رکعۃ من رکعتی الجمعۃ فلیضف الیہا اخری وقد تمت صلاتہ ولا بلغہ غیر ہذا الحدیث من الادلۃ وقائل یقول لا تنعقد الجمعۃ الا بثلثۃ مع الامام وقائل یقول باربعۃ وقائل یقول بسبعۃ وقائل یقول بتسعۃ وقائل یقول باثنی عشر وقائل یقول بعشرین وقائل یقول بثلاثین وقائل یقول لا تنعقد الجمعۃ الا باربعین وقائل یقول بخمسین وقائل یقول لا تنعقد الا بسبعین وقائل یقول فیما بین ذلک وقائل یقول بجمع کثیر من غیر تقیید وقائل یقول ان الجمعۃ لا تصح الا فی مصر جامع وحدہ بعضہم بان یکون الساکنون فیہ کذا وکذا من الالف واخر قال ان یکون فیہ جامع وحمام واخر قال ان یکون فیہ کذا وکذا واخر قال انہا لا تجب الا مع الامام الاعظم فان لم یوجد او کان مختل العدالۃ بوجہ من الوجوہ لم تجب الجمعۃ ولم تشرع ونحو ہذہ الاقوال التی لیس علیہا اثارۃ من علم ولا یوجد فی کتاب اللہ تعالی ولا فی سنۃ رسول اللہ صلعم حرف واحد یدل علی ما ادعوا من کون ہذہ الامور المذکورۃ شروطا لصحۃ الجمعۃ او فرضا من فرائضہا او رکنا من ارکانہا فیا للہ العجب ما یفعل الرای باہلہ ما یخرج من رؤسہم من الخزعبلات الشبیہۃ بما یحدث الناس بہ فی مجامعہم وما یخبرونہ فی اسمارہم من القصص والاحادیث الملفقۃ وہی عن الشریعۃ المطہرۃ بمعزل یعرف ہذا کل عارف بالکتاب والسنۃ وکل متصف بصفۃ الانصاف وکل من ثبت قدمہ ولم یتزلزل عن طریق الحق بالقیل والقال ومن جاء بالغلط فغلطہ رد علیہ والحکم بین العباد ہو کتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلعم قال سبحانہ وتعالی فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول وقال تعالی انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا وقال تعالی فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم ویسلموا تسلیما فہذہ الایات تدل ابلغ دلالۃ وتفید اعظم فائدۃ ان المرجع مع الاختلاف الی حکم اللہ ورسولہ وحکم اللہ ہو کتابہ وحکم رسولہ بعد ان قبضہ اللہ تعالی ہو سنتہ لیس غیر ذلک ولم یجعل اللہ لاحد من العباد وان بلغ فی العلم اعلی مبلغ وجمع منہ ما لا یجمع غیرہ ان یقول فی ہذہ الشریعۃ بشیء لا دلیل علیہ من کتاب ولا سنۃ۔

ترجمہ۔ اس میں اشارہ ہے اس قول کے رد کیطرف کہ جس میں جمعہ کی وجوب کی شرائط امام اعظم یعنی بادشاہ اور مصر جامع اور عدد مخصوص لگائے گئے ہیں۔ کیونکہ ان شرائط پر کوئی دلیل جو مفید استحباب ہو موجود نہیں۔ چہ جائیکہ وجوب ہو۔ بلکہ جب دو آدمیوں نے بغیر کسی جماعت کے کسی جگہ جمعہ ادا کیا۔ تو انہوں نے واجب ادا کر لی۔ پس اگر ایک نے خطبہ پڑھا۔ تو عمل بالسنۃ کر لی۔ اور اگر خطبہ ترک کر دیا تو ایک سنت ترک کیا۔ اگر طارق بن شہاب کی حدیث نہوتی (جس میں وجوب جمعہ ہر مسلمان پر جماعت میں واجب ہے۔ اور رسول اللہ نے اپنے زمانہ میں بغیر جماعت کے جمعہ نہیں پڑھا) تو فرداً فرداً مثل دوسری نمازوں کے جمعہ کا پڑھنا جائز ہوتا۔ اور وہ حدیث جو روایت کی گئی ہے کہ (اربعۃ الی الولاۃ) چار چیزیں والیوں کے سپرد ہیں جن میں سے ایک جمعہ بھی ہے۔ تو بڑے بڑے ائمہ نے تصریح کے ساتھ کہا ہے۔ کہ یہ نبی صلعم کا کلام نہیں ہے۔ نہ کسی رسول اللہ کے زمانہ کے صحابی کا قول ہے بلکہ یہ قول حسن بصری کا ہے۔ اس عبادۃ فاضلہ کی جو خدا نے ہفتہ میں ایک مرتبہ فرض کیا ہے۔ اور شعائر اسلام میں سے ایک شعار بنایا ہے جو اقوال ساقط اور اجتہادات زائغہ اور روایات باطلہ بیان کئے گئے ہیں تعجب کی باتیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ خطبہ قائم مقام دو رکعت ہے جس سے خطبہ فوت ہوا اس کا جمعہ صحیح نہیں۔ گویا کہ اس قائل کو رسول اللہ کی حدیث نہیں پہنچی ہے۔ اور نہ کوئی دوسری دلیلیں پہنچی ہیں۔ جو متعدد طرق سے بیان کی گئی ہے۔ کہ جس شخص سے ایک رکعت جمعہ کی فوت ہو جائے تو دوسری اس کے ساتھ ملا لے۔ اور اُس کی نماز پوری ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ جمعہ بغیر تین آدمیوں مع امام کے نہیں منعقد ہوتا۔ اور بعض چار آدمیوں کو جمعہ کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور بعض بارہ آدمیوں کو۔ اور بعض بیس کو۔ اور بعض کے نزدیک تیس اور بعض چالیس اور بعض پچاس اور بعض ستر اور بعض پچاس اور ستر کے درمیان کی تعداد کے ساتھ جمعہ کی ادائیگی جائز سمجھتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک جمع کثیر بغیر تقیید کسی عدد خاص کے شرط ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ صرف ایک ہی جامع مسجد میں شہر کی جمعہ پڑھنا درست ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ باشندے اتنے اتنے ہزار ہوں جب جمعہ پڑھنا درست ہو گا۔ اور بعض نے جامع مسجد اور حمام کی قید لگائی ہے۔ اور بعض کے نزدیک درست نہیں ہے۔ مگر جب بادشاہ موجود ہو اور اگر بادشاہ نہ ہو۔ یا اس کی عدالت میں کسی قسم کا نقصان ہو۔ پھر جمعہ

[۵۱] الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض (ابو داؤد)

نہ واجب اور نہ مشروع ہے۔ اور بہت سے اس قسم کے اقوال ہیں۔ جن میں نہ کوئی علمی نشانی ہے۔ نہ کلام خدا میں اس کی طرف کچھ اشارہ ہے نہ کسی حدیث سے ان اقوال کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ مجھ میں یہ باتیں فرض ہیں یا مجھ ان امور کے ساتھ مشروط ہے۔ پس یہ کیا واہیات باتیں ہیں۔ اور شریعت مطہرہ ان سے بالکل پاک ہے۔ ہر وہ شخص جو عارف بکتاب اللہ اور سنت کو وہ خوب جانتا ہے۔ اور جس میں انصاف ہے۔ اور جس کا قدم قیل و قال سے لغزش نہیں کھاتا فیصل اور حکم ہمارا صرف کتاب اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور یا سنت رسول اللہ صلعم۔ خدا فرماتا ہے۔ اگر تم آپس میں جھگڑا کرو۔ تو اس معاملہ کو خدا اور رسول پر پیش کرو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مومنوں کو چاہیئے کہ وہ سمعنا اور اطعنا کہیں۔ جب خدا اور اسکا رسول ان کو بلائے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ کہ مسلمان مومن نہیں بن سکتے جبتک کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو حکم نہ بنائیں۔ اور پھر اس فیصلہ سے دل میں کچھ غبار نہ آئے۔ اور اسکو دل سے تسلیم کریں۔

پس ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اختلاف کیوقت خدا اور اس کے رسول کی کلام کیطرف رجوع لازم ہے۔ کسی کی یہ مجال نہیں کہ بغیر دلیل کے شریعت میں کسی امر کا اضافہ کرے۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول میں موجود نہ ہو۔

عبد الستار

جہلم میں تبلیغ احمدیت

پچھلے دنوں جہلم میں سید مدثر شاہ صاحب بھی تشریف لے گئے تھے وہاں آپ کے لیکچر ہوئے جن میں آپ نے حضرت صاحب کا صحیح دعویٰ پیش کیا۔ ان لیکچروں کا بہت عمدہ اثر لوگوں پر ہوا۔ اب اس کے بعد بھی میاں صاحب کے مریدین اور ہمارے احباب میں اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس کی روئداد ہمارے ایک دوست مندرجہ ذیل خط میں لکھتے ہیں:۔ (ایڈیٹر)

مکرمی و محبی اخویم مولوی صاحب سلمک الرحمٰن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۳ تاریخ ماہ حال کو مکرم سید مدثر شاہ صاحب بعد دوپہر لاہور روانہ ہوئے۔ دوسرے روز ہمارے قادیانی احباب نے مطابق اشتہار جو منسلک ہذا ہے۔ اپنے لیکچروں کا اہتمام کیا۔ پہلا لیکچر حافظ روشن علی صاحب کا تھا جس کے اختتام پر ایک جاہل ساعیسائی بڑے سوال و جواب مقابل کے اسٹیج پر آ کھڑا ہوا۔ علاوہ بہت سے بے تکے سوالات کے اس نے ایک بات حافظ صاحب کو مخاطب کر کے خوب کہی۔ وہ یہ کہ آپ اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ ملجائیں تو بہتر ہوگا۔ اسکا جواب حافظ صاحب نے خلاف توقع ہمارے مسلمات کی تائید میں ہی دیا کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ ہمارا قرآن وہی ہے۔ نماز وہی ہے۔ غرضیکہ سب کچھ وہی ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے۔ کہ جس طرح ہم آپکے تمام نبیوں کو مانتے ہیں۔ اور آپ کو کہتے ہیں۔ کہ تم ایک نبی ہمارا بھی مان لو۔ اسی طرح ہمارا اپنے بھائیوں مسلمانوں سے یہ تقاضا ہے کہ جہاں ہم تمہارے بارہ تیرہ اماموں کو مانتے ہیں تم بھی ہمارے ایک امام کو مان لو۔ الحمد للہ مجھے یہ سنکر از حد خوشی ہوئی کہ حافظ صاحب کو سٹیج پر یہی کہنا پڑا کہ ہم میں اور عیسائیوں میں یہ فرق ہے۔ کہ وہ ہمارے ایک نبی (دینی نہیں) کو نہیں مانتے۔ اور مسلمان بھائیوں کیساتھ ہمیں صرف یہ اختلاف ہے۔ کہ وہ ہمارے ایک امام کو نہیں مانتے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ کو نبی نہیں بلکہ مجدد اور امام پیش کیا گیا ہے۔ اگر واقعی انہیں دوسرے مسلمانوں سے صرف یہی اختلاف ہے۔ تو آج ہی ہمارا اور ان کا تمام جھگڑا اٹھ جاتا ہے۔

بعد نماز عصر دوسرا لیکچر مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل کا شروع ہوا۔ حضرت مسیح موعود کے دعوئے نبوت کے اثبات میں انہوں نے اپنے پیلنٹ دلائل دیئے خصوصیت سے قابل ذکر امر یہ ہے۔ کہ جو اصول انہوں نے قائم کیا۔ خود ہی اس پر پانی پھیر دیا۔ میں نے ان کے اس فاضلانہ لیکچر کے کچھ نوٹ اس غرض سے لئے کہ میں ان کے متعلق اپنی سمجھ میں اپنے دوستوں کی خدمت میں کچھ عرض کرونگا لیکن تقریر کے اختتام پر بابو عبد المنان صاحب نے جو گو ہماری جماعت میں شامل تو نہیں لیکن ہمارے ساتھ حسن عقیدت رکھتے اور ہماری جماعت کے مداح ہیں۔ فاضل مولوی صاحب سے سوال کیا کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود کی وحی پر ایمان لانا کہاں لکھا ہے۔ اس پر بالآخرۃ ھم یوقنون پیش ہوا بابو صاحب نے دریافت کیا کہ کیا اس سے مرزا صاحب نے بھی کہیں اپنی وحی مراد لیا ہے۔ میں نے ان کی تائید کی۔ میرا بولنا ہی تھا۔ کہ قادیانی احباب نے مجھے نشانہ مقابل بنایا اور ہر طرف سے یہی آواز آئی کہ تم خود سامنے آؤ۔ بندہ کو ناچار اپنے اصول اور خواہش کے خلاف تمام مجمع میں جہلمی گھاٹ پر اپنے بھائیوں کے مقابل کے سٹیج پر آنا پڑا۔ میں نے مکرم بابو صاحب کے سوال کو زیادہ وضاحت سے دوہرایا اور عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود نے جو مامور من اللہ تھے اور

جن کو علم قرآن اور معارف قرآنی دیئے گئے تھے اور جو آپ کے خیال کے مطابق مدعی نبوت تھے کیوں بالآخرۃ ھم یوقنون سے یہ مراد نہ لیا کہ اس سے میری وحی ایمان لانا نکلتا ہے۔ اور ان کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اسکا ترجمہ آخری نازل ہوگی وحی آخری نبی ہوگا اور بالآخرۃ ھم یوقنون سے مراد تو حضرت مسیح موعود کی وحی ہوئی لیکن جو ہزاروں ہی آئندہ آنے والے ہیں وہ اپنی وحی کس طرح اور کہاں سے منوائیں گے۔

مولوی صاحب موصوف نے دوران تقریر میں من یطع اللہ والرسول .... والی آیۃ پڑھکر ایک اصول قائم کرنا چاہا کہ جو شخص اللہ اور رسول کی کامل پیروی کرتا ہے نبی بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیاً والی حدیث پڑھی اور رسول مقبول کو آیہ قرآنی کے مطابق سراج منیر ثابت کیا جس سے کامل پیرو روشنی حاصل کر کے نبی بن سکتا ہے۔ پھر خود ہی اس اعتراض کا جواب کہ کامل متبع تو آنحضرت کے زمانہ میں بھی موجود تھے لیکن نبی نہ ہوئے۔ یوں فرماتے ہیں کہ اسوقت آپ کا نور یعنی سراج منیر کا نور بالکل کامل اور زبردست تھا۔ اس لئے اور نبی کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اور جوں جوں آپ کا زمانہ بعثت بعید ہوتا گیا سراج منیر کی روشنی اور نور میں کمی واقع ہوتی گئی حتےٰ کہ چودھویں صدی میں ایک نبی پیدا ہوگیا تاکہ وہ آپ سے روشنی حاصل کر کے آگے پہنچائے۔ افسوس حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے شوق سے اس کامل سراج منیر کی ہتک کو گوارا کیا جاتا ہے جس کے انوار تا قیامت ذرہ بھر کم نہیں ہو سکتے۔ بہرحال ان کے پہلے اصول کی یوں ترمیم ہوئی کہ نبی تب ہی آ سکتا ہے۔ جب سراج منیر کے انوار میں کمی ہو جائے۔ اور آنحضرت کے زمانہ میں نبی اس لئے نہ بن سکا کہ آپ کی روشنی اور نور کامل درجہ پر تھے۔ ہمیں پھر امید رکھنی چاہیئے۔ کہ آئندہ زمانہ میں جس نسبت سے سراج منیر کی روشنی کم ہوتی جاوے گی۔ اسی نسبت سے آئندہ بھی زیادہ کمالات اور شان والے آتے رہینگے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کہ اس لحاظ سے سب سے نچلا درجہ ملا۔ افسوس اگر بجائے سراج منیر کے نور کا زائل ہونا ماننے کے یہ کہہ دیا جاتا کہ اس زمانہ میں لوگوں کی آنکھوں یا دلوں کا نور زائل ہو چکا تھا۔ تو بھی بات بن جاتی۔

چنانچہ دوسرا سوال میری طرف سے یہ ہوا کہ اگر آپ کا یہ اصول درست تسلیم کیا جائے کہ رسول مقبول کی موجودگی یا قریب کے زمانہ میں نبی اس لئے نہ آ سکا۔ کہ آپ کی روشنی بحیثیت سراج منیر ہونے کے کامل تھی۔ اور نبی اسوقت آیا جب کہ زمانہ کی وجہ سے سراج منیر کے انوار میں کمی واقع ہوئی۔ تو پھر آپ نے جو حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا بیان کی ہے۔ لغو اور باطل ٹھیرتی ہے کیونکہ اسوقت بقول آپکے بوجہ کامل انوار سراج منیر کسی فرد کے نبی ہونے کا امکان ہی نہ تھا تو پھر رسول مقبول نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ لہذا یا اس حدیث کو جواب دیجئے یا اپنے باطل اصول کو ترک کیجئے۔ اسکا جواب تو کوئی نہ آیا۔ ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگ گئے۔ وقت مقررہ اشتہار تھوڑا تھا ختم ہوگیا اس پر شور وغیرہ کرتے رہے ہم پڑھ کر نماز مغرب چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید دیکھئے کہ ان میں سے نہایت مخلص اور فاضل مبلغ نے خود تسلیم کیا کہ آپ کے سوال کا جواب مولوی صاحب سے کوئی بن نہ آیا۔ چنانچہ رات کو میاں غلام حسین صاحب مویدار پنشنر نے جو نہایت سمجھدار اور سلیم الفطرت انسان ہیں بزبان خود اقرار کیا کہ یہی اعتراض آپکے کھڑا ہونے سے قبل میرے دل میں بھی پیدا ہوا تھا جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکا۔ دوسرے روز دوپہر کے قریب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی میرے مکان کے نیچے سے گذرے۔ میرے پاس برآمدہ میں شیخ قمر الدین صاحب اور میرے بڑے بھائی بابو عبد العزیز صاحب بیٹھے ہوئے تھے جناب حافظ صاحب نے وہیں سڑک پر کھڑے ہو کر حلفیہ اقرار کیا کہ عبد الرحیم کے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ اسکا مطالبہ ہم پر باقی ہے۔ اور کہ ابتک میرے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ بھائی صاحب عبد العزیز یہ تائید گوارا نہ کر سکے اور حافظ صاحب کے ساتھ ہی جناب والد صاحب بزرگوار کے مکان پر جہاں حافظ روشن علی صاحب مولوی جلال الدین صاحب قیام فرما تھے۔ جا پہنچے۔ انہوں نے وہاں جا کر حافظ صاحب کو ڈانٹ ڈپٹ کروائی۔ گو انہوں نے ان کے منہ پر بھی ایسا ہی کہا۔ آخر بڑی مشکل سے ایک سمجھوتہ ہوا۔ حافظ صاحب و مولوی فاضل صاحب پھر ہمارے پاس آئے۔ اور حافظ صاحب فرمانے لگے کہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت جواب میں یہ کہہ دیا تھا۔ کہ یہ حدیث ابراہیم کی وفات کے بعد کی ہے۔ جس سے ابراہیم میں استعداد نبوت ثابت ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اسکا میرے اعتراض پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ انہیں گاڑی پر جلدی جانا تھا لہذا وہ تشریف لے گئے۔ ان کے علاوہ انہی میں کے دو اور اصحاب نے میری تائید کی۔ اسی کا نام ہے تائید ایزدی ہے۔ کہ ان میں کے فاضل اصحاب خود تسلیم کریں کہ یہ اصول غلط ہے۔ نیز بابو عبد المنان صاحب نے اسی مجمع میں اپنی اعتراض کے دوران میں علانیہ کہا کہ حضرت مرزا صاحب کا ہرگز نبوت کا دعوےٰ نہ تھا آپ ان پر بہتان باندھتے ہیں۔ ایسے الفاظ ایک ہیرا ز جماعت شخص کے منہ سے نکلنا ہماری تائید نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت میں ایسے بے سرو پا اصول کا

بطلان سلیم طبائع پر نیک اثر کرے۔

میری طبیعت کچھ کمزور سی رہی ہے۔ اسوجہ سے اس تقریب کی خبر آپ کو جلدی نہ لکھ سکا۔ اپنی استعداد کے مطابق دو تین روز سے اپنی جماعت میں بعد نماز عشاء کچھ تھوڑا بہت مضمون سنایا کرتا ہوں۔ حضرت مولانا دام ظلہ کی خدمت میں السلام علیکم کے بعد درخواست دعا عرض کر دیں۔ اللہ کریم مجھے تمام مشکلات سے نجات دے۔ والسلام

(عبد الرحیم)

رسالہ "آخری نبی" اور اس کے جواب کی کوشش

الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۳ء میں شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لاجواب رسالہ "آخری نبی" کا اپنی طرف سے جواب لکھنا شروع کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ جب تک الفضل قادیان میں یہ سلسلہ جواب کا جاری رہے۔ اسکا جواب بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہے۔

اگرچہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے جو جواب لکھا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ چند لغو استدلالات کا مجموعہ ہے۔ جس کے بیہودہ پن اور لغویت کو ہر عقلمند پڑھنے سے ہی سمجھ سکتا ہے اور کیا بلحاظ اس کے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے حجج اور براہین کا حقیقت میں کوئی جواب نہیں کیونکہ وہ ایسے براہین اور حجج ہیں جو ناقابل نقض ہیں۔ اس قابل نہ تھا۔ کہ اس کے جواب کیطرف التفات کی جاتی۔ مگر چونکہ ایڈیٹر الفضل نے شیخ عبد الرحمٰن مصری کے جواب کو اس قابل سمجھا ہے کہ غیر مبائعین تک اس جواب کو ضرور پہنچایا جاوے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس پر کچھ لکھا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

محمودی صاحبان کا طریق بحث

پہلے تو میاں صاحب نے یہ غلطی بیان دیا کہ قرآن مجید میں حضرت نبی کریم کے لئے کہیں آخری نبی نہیں آیا۔ محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ضرور کہا گیا ہے۔ لیکن ان الفاظ کے معنے لغت میں آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے پھر جب میاں صاحب کو لغت سے اس کے یہ معنے دکھائے گئے کہ خاتم النبیین کے معنے سوائے آخری نبی کے کوئی اور معنے ہی نہیں ہیں۔ تو اسپر میاں صاحب نے لفظ لغت کے معنے کچھ اور۔ اور کتب لغت کے معنے کچھ اور کر کے پھر بھی ان معنوں کی جو میاں صاحب خاتم النبیین کے معنے کرتے ہیں۔ کہ وہ شخص جسکے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ کوئی ثبوت نہ دیا۔ اور محض اپنی مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی اور باطل اقوال کی تائید میں طومار توہمات کا جمع کر کے اور محض روایات کو پیش کر کے ایک جواب شائع کر دیا۔ اور اپنے ماننے والوں کو جو ان کی مریدی میں پھنسکر دین و ایمان کو ان کے ہاتھ پر بیچ چکے ہیں۔ پرچا لیا پھر جب حضرت امیر نے اُن کے فاسد خیال کا فساد اور باطل اقوال کا بطلان اور ان روایات کی تنقید کی اور ان کے باطل استدلالات کا باطل ہونا اپنے لاجواب رسالہ "آخری نبی" میں روز روشن کیطرح دکھا دیا اور میاں صاحب اور اُن کے مریدین پر حجت پوری کر کے اُن کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع دیا تو "نہ اونٹ نہ کودے بورے کودے" کی مثال کو صحیح ثابت کرنے کے لئے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری اُس لاجواب رسالہ کے نقض اور جواب کے لئے کود پڑے۔ جب خود میاں صاحب جو شیخ صاحب کے پیر ہیں۔ اور میاں صاحب کے شیخ اور استاد مولوی سرور شاہ صاحب اور حافظ روشن علی صاحب اور دوسرے علماء قادیان بھی کسی بحث کو عالمانہ رنگ میں نہیں دکھاتے تو یہ بیچارے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کس شمار و قطار میں ہیں۔ کہ کسی بحث کو عالمانہ رنگ میں دکھا سکیں گے۔ یہ بیچارے ہمیشہ عامیانہ خیالات اور بودے استدلالات ہی لیکر میدان میں نکلتے ہیں۔ ان کے مضامین کے جواب کی طرف اسی لئے توجہ نہیں کیجاتی رہی ہے۔ کہ یہ میدان علم میں آ کر رہ جاتے ہیں۔ عامیانہ خیالات اور لغو استدلالات کو درمیان میں لے آتے ہیں۔ اور کسی امر میں بھی کوئی معقول بات نہیں کہتے۔ اور تدبر سے کام نہیں لیتے لغت اور معقولات سے تو کلا ماشاء اللہ سب محمودی اصحاب کو مع میاں صاحب کے عداوت ہے۔ کہ کیا اعتراض کرتے وقت اور کیا جواب دیتے وقت اور کیا جواب لیتے وقت کچھ پاس و لحاظ اسکا نہیں کرتے جو کچھ رطب و یابس ملجائے خواہ وہ کیسا ہی لغو اور فضول ہو اسی کو پیش کرتے چلے جاتے ہیں اور جو کچھ جی میں آتا ہے۔ لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اعتراض کرنے اور جواب دینے اور جواب کا جواب دینے ہر سہ امور میں علم و تحقیق کو بدنام کر کے خود بے مایہ ثابت ہوتے ہیں۔

مصری صاحب کا یہ مضمون صاف صاف بتا رہا ہے۔ کہ جو لوگ حق و صداقت کی راہ روشن سے ہٹ کر عقائد باطلہ کی تاریکی میں گم ہو گئے ہیں۔ وہ کیسی بے سرو پا باتوں سے اپنا مطلب سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ باقی دارد

رسالۂ موعظہ حسنہ

سلسلہ اشاعت گزشتہ

از قلم جناب مرزا مظفر علی صاحب پشاوری

مسئلہ باغ فدک (۵)

اب میان آیات میں بھی علم کا ذکر ہے۔ اور آخر میں بھی علم کا مذکور ہے اور بیچ میں یہ فقرہ ہے۔

تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مراد یہاں وراثت علمی ہے کیونکہ جس کے عطا پر وہ حمد الٰہی بجا لائے وہ علم ہی تھا۔ اور اسی علم ہی کی وجہ سے کثیر فرزندان داؤد سے سلیمان ہی وارث بننے کے قابل ہوئے۔ ورنہ دوسرے بھائیوں سے ممتاز ہونیکی وجہ اور کچھ معلوم نہیں ہو سکتی۔ اگر قرآن کے کلام فصیح و بلیغ میں پاک اور مطہر دل سے غور اور تدبر کی جاوے تو خود کلام ملک المنان سے روشن ہو جاتا ہے کہ علم ہی نے سلیمان کو ممتاز کیا ہے۔ کیونکہ ولقد آتینا داود وسلیمان علما کے بعد صریح عبارت میں فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اس پر مشعر ہے اور دوسرے موقع پر ففھمنا ھا سلیمان وارد ہے نیز حضرت داود علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے خلیفۃ اللہ بھی تھے اس لئے وورث سلیمان داود کے قائم مقام اور جانشین ہوئے۔ سلیمان حضرت داود کے بہت صحیح ہیں۔

دوسری صورت کثرت استعمال کی ہے۔ اور جب ہم قرآن میں نظر کرتے ہیں تو یہ لفظ کثرت سے مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے سوائے دو تین جگہ کے جو آیات میراث میں مذکور ہے۔ اس جگہ بھی مجازی معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔

(۸) مگر میں تعجب کرتا ہوں کہ حضرت امامیہ کو میراث کے معنوں میں کس طرح قرار دیتے ہیں جس کا ذکر سورۂ نساء آیات فرائض میں ہے کیونکہ خلیفہ متولیانہ حیثیت سے ہر قسم اموال میں تصرف کرتا ہے۔ مالکانہ حیثیت اسکی ہرگز نہیں ہوتی۔ حضرت داود علیہ السلام خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ اور خلیفہ کا تصرف اموال میں ضروریات دینی اور فوائد قومی کے ماتحت متولیانہ ہوتا ہے۔ اور اسی حیثیت کی توریث سلیمان کی داؤد کو ملی اور اسی حیثیت سے ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہوئے۔ مگر شیعہ حضرات جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا دعوی کی شکل آیات فرائض کے ماتحت پیش کرتے ہیں۔ اور سلیمانؑ کا وارث ہونا فرائض کی آیات میراث کے ماتحت اور اس شکل میں نہیں اس لئے نظیر دعوی پر منطبق نہیں کیونکہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا دعوے بموجب مسلمات شیعہ آیات یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ کے ماتحت تھا۔ پھر اس کی نظیر میں ایک غیر متعلق آیت کا پیش کرنا علماء تشیع کی خوش فہمی پر دال ہے۔

(۹) اس آیت کی تفسیر میں خود علماء شیعہ و مفسرین شیعہ لکھتے ہیں الملک والنبوۃ تفسیر صافی۔ پس اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ جیسا ورث کا لفظ نبوت کے ہمراہ استعمال ہوگا ویسے ہی ملک کے متعلق استعمال ہوگا اور ظاہر ہے کہ نبوت کے متعلق ورث کا لفظ بموجب مسلمات تشیع مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ از قسم اعراض ہے نبوت از قسم اجسام نہیں پس ملک کے متعلق بھی ورث کا لفظ اسی طرح استعمال ہوگا۔ کوئی شیعہ مفسر ایسا ہے جو یہ مانتا ہو کہ حضرت سلیمانؑ کو داؤد کی نبوت اس میراث کی طرح ملی جس کا ذکر آیات فرائض یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ میں مذکور ہے۔ اور جب نبوت کا ملنا اس قسم میراث سے نہیں تو ملک اور بادشاہی کا ملنا بھی اس قسم کی میراث کے ماتحت نہیں۔ کیونکہ اگر یہ ملنا اس قسم کی میراث کے ماتحت ہوتا تو دیگر اولاد اس ترکہ اور میراث سے محروم کیونکر رہ جاتے۔

(۱۰) اب ھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث اٰل یعقوب۔ (س مریم) علامہ لاہوری نے یہ آیت بھی پیش کی ہے کہ حضرت ذکریاؑ نے طلب ولد کی دعا کی کہ وہ میرا وارث ہو اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو۔

علی حائری کا استدلال یہ ہے کہ وہ میرے مال کا اور اولاد یعقوب کے مال کا وارث ہو اور اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء میراث چھوڑتے ہیں۔ اور اولاد انبیاء متروکہ والدین کے وارث ہوتے ہیں۔

درحقیقت ضد اور تعصب مذہبی انسان کو اندھا بنا دیتی ہے اور باوجود عالم فاضل کہلانے کے حق کو نہیں پا سکتا۔ اگر خود آیت کے سیاق و سباق اور الفاظ میں تامل کرے تو ظاہر ہو جاوے کہ آیت کا صحیح معنے اور مطلب کیا ہے۔ دعاء ذکریا میں ولداً کا لفظ نہیں۔ ولی کا لفظ ہے جو دقیق معرفت پر مشعر ہے پھر اگر مالی وراثت مراد ہو تو حضرت ذکریا کا بیٹا آل یعقوبؑ کا وارث کس طرح ہو سکتا ہے ذرہ عقل کرنے کی بات ہے۔ پھر جب وارث پیدا ہوتا ہے تو اس کو حکم ہوتا ہے۔ یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ۔ واتیناہ الحکم تشیع اصول کے مطابق بارہ اسکو کہا جاتا کہ اسقدر دنیا لے لو جو باپ نے تیرے لئے چھوڑا ہے۔

کیا انبیاء علیہم السلام ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کماتے اور جمع کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اور پھر اس مال و دولت کے لئے دعائیں مانگتے ہیں کہ ہمارا اس مال کے وارث ہو جاویں۔ ایسی دنائت کے خیال انبیاء علیہم السلام سے متعلق سمجھنے۔ الامان والحفیظ۔ چہ خوب شیعہ مفسرین لکھتے ہیں کہ ذکریا احبار سے تھا اور ہدایا ربی بہ اسرائیل اس کو آتے تھے ان ہدایا اور نذور کے لئے ولی و وارث مانگا اور اس کو میراث سے کچھ تعلق نہیں۔ کجا ہدایا اور کجا میراث اور ترکہ۔

(۱۱) واقعات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ترکہ قابل میراث آیات فرائض کے متعلق نہیں چھوڑا اور نہ میراث لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کی دو لڑکیاں فوت ہوئیں اور ان کی میراث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حصہ دار تھے۔ مگر تاریخ اس سے ساکت ہے کہ ان کی کوئی میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لی ہو۔

ازواج مطہرات کا بھی آیات فرائض کے ماتحت حصہ تھا۔ مگر کوئی حصہ ان کو ترکہ رسول میں نہیں ملا۔

پس عملی واقعات سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے محضر صحابہ میں پیش کی جن میں علیؓ اور عباسؓ اور بنی ہاشم بھی موجود تھے اور کسی نے انکار نہیں کیا صحیح ہے۔ اور یہ کہنا کہ یہ خبر احاد سے ہے جہالت ہے اور یہ کہنا کہ اس کے راوی صرف ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں نادانی ہے۔ یہ تو ایسی خبر ہے کہ اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا تھا تو ابتداء خبر کے بیان کرنے والے صدیق ہی تھے۔ مگر ایسے عظیم الشان امر کا انکار کسی صحابی سے مروی نہیں اور اسکے مطابق عملدرآمد ہونا اس کی صداقت پر عملی شہادت ہے۔ اور یہ اس قسم کی خبر ہے جیسا کہ دفن نبی کریمؐ کے متعلق درمیان صحابہ کرامؓ بحث درپیش ہوئی اور حضرت صدیقؓ کے خبر بیان کرنے پر کہ نبی جہاں فوت ہو وہاں ہی دفن ہو صحابہ نے اس خبر پر اتفاق کر لیا۔ وامرھم شوریٰ بینھم۔ یہ ہم نے سرسری طور پر حائری لاہوری کے دلائل پر نظر کی۔ اب ہم اصل معاملہ پر غور کرتے ہیں۔

ہبہ فدک اور اس کے دعوے کے متعلق کوئی صحیح حدیث اہلسنت کے ہاں نہیں ہے۔ اسکے متعلق جسقدر احادیث بھی بذیاری طور پر مروی ہیں وہ سب موضوع ضعاف اور مجروح ہیں۔ اکثر کا تو سلسلہ اسناد ہی نہیں اور اگر کوئی حدیث بہ سلسلہ اسناد پائی جاوے تو وہ سب ایسے رواۃ سے مروی ہیں جو کذاب وضاع اور متہم ہیں۔ اور مولوی مہدی علی خان مرحوم نے بہت لطیف اور صحیح تحقیقات اسکے متعلق کی ہے جس سے عمدہ اور بہت واضح تحقیقات متصور ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اب تک شیعوں سے اس کا صحیح جواب نہیں ہو سکا۔

اب دوسرا امر جو قابل غور اور تحقیقات ہے وہ یہ ہے کہ فدک کیا چیز ہے۔ اور غنیمت کے کس قسم سے تھی اور اس کے متعلق قرآن کریم میں کیا حکم ہے۔

ہر دو فریق اس پر متفق ہیں کہ فدک غنائم کے قسم فے سے ہے اور فے وہ اموال ہیں جن پر کوئی لڑائی اور جنگ و جدال واقع نہ ہوا ہو۔ بلکہ شیعہ انفال کو بھی اس قسم میں داخل کرتے ہیں اور سورۂ حشر میں اس قسم کے مال کے متعلق احکام ہیں۔ وما افاء اللہ علی رسولہ الخ آیات میں اس قسم کے مال متعلق احکام ہیں۔ اور فدک بھی بغیر کسی جنگ و جدال کے ہاتھ آیا تھا۔ اب اموال فے کے متعلق یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا وہ اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ملکیت تھی تا کہ ان کی وفات پر اس میں مطابق آیات فرائض یوصیکم اللہ فی اولادکم میراث جاری ہوتی۔ اہلسنت کی روایات تو صاف انکار پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ترکہ آیات فرائض کے متعلق ہے نہ قابل میراث ہے اور نہ قابل تقسیم مابین ورثاء اور عمل اسپر خود شاہد ہے۔

شیعہ روایات کا نتیجہ

(۱) حضرت صادقؓ سے روایت ہے۔ الانفال کل ما اخذ من دار الحرب بغیر قتال ...... ھی للہ وللرسول ولمن قام مقامہ

(۲) الانفال ما لم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب ...... فھو لرسول اللہ وھو للامام من بعدہ

تفسیر صافی صفحہ ۲۰۶ انفال

(۳) والفیء ...... فھی للہ وللرسول وما کان للملوک فھو للامام۔ صفحہ ۱۵۲ صافی

ان روایات کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ متروکہ رسول اس کا ذاتی مال نہیں۔ ورنہ ائمہ علیہم السلام کس طرح اموال فے کے متعلق فرماتے کہ بعد رسول اللہ صلعم کے امام اور جانشین رسول کا حق ہے کہ ایسی خالصہ رسول اللہ پر قبضہ کرے۔ اور متروکہ رسول ان آیات کے ماتحت تقسیم نہ ہو جن کا نام آیات فرائض خدا کی کتاب میں مذکور ہے۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ (س نساء)

جب خالصہ و متروکہ رسول امام کا یا ولمن قام مقامہ کا ہوا تو معلوم ہو گیا کہ متروکہ رسول میں میراث جاری نہیں ہو سکتی اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ترکہ ایسا نہیں چھوڑا جو آیات میراث کے ماتحت ورثاء میں تقسیم ہو۔ ورنہ ورثا کے ذکر کو چھوڑ کر امام اور جانشین کا ذکر کس طرح کر دیا۔

ظاہر ہے کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بجائے علی مرتضیٰ علیہ السلام خلیفہ ہو جاتے تو وہ بھی حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو کچھ نہ دیتے۔ جیسا کہ بقول امامیہ حضرت ابوبکرؓ نے کچھ نہ دیا۔ اور ان کا عمل اپنی خلافت میں جو فدک کے متعلق انہوں نے عمل کیا ان کے مذہب پر واضح دلیل ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یقینی اور قوی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود اپنی خلافت میں علی مرتضیٰؓ نے فدک اولاد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا اور ان کا فرض اولیں تھا کہ حق مغصوبہ حقدار کو دلوائے۔ وہ وجہ سے اول تو حقداروں کو حق مل جاتا۔ دوم خلفائے اولین کا راز فاش ہو جاتا۔ جب علی مرتضیٰ علیہ السلام اپنی خلافت میں ان بدعات کو دور نہ کر سکے متعہ جو حلال تھا اور حضرت عمرؓ نے حرام کر دیا تھا۔ پھر جاری نہ کر سکے۔ حی علی خیر العمل اذان میں داخل نہ کیا۔ مسح رجلین کو شائع نہ کیا وغیرہ وغیرہ بلکہ الٹا اپنی قضات کو حکم دیا کہ مطابق فتوے و احکام خلفائے سابق فتوے دیا کرو تو پھر حضرت علیؓ نے کام ہی کیا کیا۔ خلافت کس کے لئے ہوتی ہے تاکہ مظالم بدعات کا قلع قمع کیا جاوے نہ الٹا اس کا رواج دیا جاوے اور ان کے اجراء اور شیوع کا حکم دیا جاوے ایسی خلافت کس کام کی۔

الغرض ایک طرف وہ شیعہ احادیث ہیں جو اہلسنت کی احادیث سے متفق ہیں۔ نیز خود علی مرتضیٰ اور ائمہ اہلبیت کا طرز عمل ہے جو ان کی احادیث کو تعامل کا درجہ دے رہا ہے۔ دوسری طرف وہ چند افسانے ہیں جو شیعہ کے موجودہ مذہب کے مسلمات کے مطابق تو ضرور ہیں مگر دیگر احادیث سے جو عملی شہادت سے موکد اور تعامل اہلبیت سے وابستہ ہیں۔ ان کے خلاف ہیں۔ مگر اہلسنت کے مذہب کے بھی مطابق ہیں پس اگر ایک عیسائی اور غیر مذہب اسلام کے سامنے دونوں اقسام کی احادیث پیش کی جائیں تو وہ ہرگز تشیع کے حق میں ڈگری جاری نہ کرے گا۔ بھلا یہ کوئی عقل و دانش اور دین کی بات ہو سکتی ہے کہ علی اپنی خلافت میں ان کو شائع نہ کریں۔ اور ان کے اجراء میں تساہل کریں۔ صرف اتنی بات سے کہ مبادا میرے لشکری میرے سے جدا ہو جاویں۔ اور مجھ کو ترک نہ کر دیں۔ اور تشیع کا یہ عذر کہ وہ خلافت ہی برائے نام کی خلافت تھی قابل شرم عذر سے بڑھ کر نہیں۔ پھر اس خلافت کے ملنے پر اسقدر فرحت و انبساط کیسی۔ کہ اب حق اپنی مرکز پر قائم ہو گیا اور یہ روبراہ ہوا۔ گویا وہ صرف دل خوش کن فقرات جو اور کتب شیعہ میں درج ہیں۔ تشیع کا یہ عذر تقیہ وغیرہ اور عدم غلبہ کا غلط ہے۔ اسلئے کہ وہی عذر امیر معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کے فعل سے ثابت نہیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ کو خوب معلوم تھا کہ وہ بڑا زبردست اور قابو یافتہ ہے۔ اور بعض خیر خواہوں مثل عبداللہ ابن عباسؓ وغیرہ نے کہا بھی کہ اسکے عزل میں ذرا صبر کیجیے مگر حضرت علی مرتضیٰؓ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں خدا کی مخلوق پر ایسے لوگوں کو حاکم نہیں رکھ سکتا۔ لا یخافون لومۃ لائم۔ جب امیر شام کے بالمقابل علی مرتضیٰؓ نے تساہل نہیں کیا اور وہ اپنے مذہب کا ایسا پکا تھا کہ اجرائے حکم اللہ کے آگے کسی نوع کی مصلحت دنیا پرستی کی پرواہ تک نہیں کی تو بھلا بتلاؤ کہ اگر خلفاء سابقہ کے عہد میں حرام کو حلال اور حرام کو حلال ٹھہرایا جاتا تھا تو اسوقت علی مرتضیٰؓ خاموش رہ سکتے تھے۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۴ر رجب المرجب سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۱ر فروری سنہ ۱۹۲۳ء

ترکوں کے متعلق جنرل ٹاونشینڈ کے خیالات

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

(۶)

اس وقت مسلمانان ہند و عراق میں برطانوی راج کے خلاف ایک خطرناک تحریک جاری ہے۔ ابھی اسکے لئے منتظمین کی ضرورت ہے اور استواری اور انصاف کے ساتھ ہم اس پر قابو پا سکتے ہیں۔ گو میں شمالی ہندوستان و سوڈان میں اکیس سالہ تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ کسی وقت جہاد کا اسقدر عظیم اور اسقدر تشویشناک خطرہ پیدا نہیں ہوا جیسے ان ایام میں ہے۔ ٹرکی میں برملا اس تحریک کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اور نیز اسبات کا کہ بالشویک اور جرمنی عین وقت پر اس کی امداد کے لئے کھڑے ہونگے انگورا میں آج بہت سے روسی ہیں اور بڑی مقدار میں روسی زر بٹنے کے لئے موجود ہے۔ مگر ترک بالشویکوں کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے اور نہ ہی ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور نہ وہ اس فکر میں ہیں کہ برطانیہ کے خلاف مشرق میں فساد اٹھائیں۔ تاہم اگر انہیں مجبور کیا گیا تو بادل ناچار اس آخری حربہ کا استعمال کرنا پڑے گا۔ اگر ٹرکی کی زیر سیادت اسلامی دنیا میں برطانی راج کے خلاف ایک منتظم بغاوت ہو تو سلطنت کی سلامتی و بقا کی بہت تھوڑی امید ہے۔

(۷)

میں حیران ہوں کہ آیا برطانوی حکومت کو مصطفےٰ کمال پاشا کی فوجی طاقت کا کہاں تک صحیح اندازہ ہے۔ یہ محض بیہودہ خیال ہے کہ یونان کے خلاف ترکی افواج میں جرمن اور فرانسادی افسروں کے زیر کمان لڑتی رہیں۔ قوم پرست ترک ہرگز ہرگز غیر کی اعانت نہیں چاہتے۔ انہوں نے بار بار مجھ سے کہا ہے "ہم پرانے ترک نہیں ہم اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔ ہم ایک ترک گورنمنٹ قایم کرنا چاہتے ہیں۔ جو عیسائی مسلمان دونوں پر مشتمل ہو۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ایک متفق اور متحد نزیبت ہو۔ ہم نہ کوئی اجنبی افسر اپنی فوج میں چاہتے ہیں نہ کوئی اجنبی افسر ان جنگی۔ مال کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہم مغرب کی بڑی اقوام سے اپنی قومی عمارت کی مضبوطی میں صرف ہمدردی کے متمنی ہیں۔ ہم غیر ممالک سے تجارتی تعلقات رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ اور اپنی زندگی کے لئے کسی صورت میں دوسروں کے منت کش نہ ہوں گے۔

اس عزم بالجزم کا انہوں نے گذشتہ چند سال میں کافی ثبوت دیا ہے مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی مدبر ملک بہ سنے نظیر جد وجہد [illegible]

برقرار رکھنے کے لئے تن تنہا بہت سے دشمنوں کے خلاف کرتے رہے ہیں کس طرح انہیں استحقاق آزادی سے محروم کر سکتا ہے۔ یہ گلیڈ سٹون کی زمانہ نہیں ہے۔ یہ اور دن ہیں۔ جہاں ترک کو محض مظالم کا الزام دیکر یورپ اور ایشیا کوچک سے نکال نہیں سکیں گے بالخصوص اس صورت میں جبکہ ان تمام مظالم پر جن کا اسے تختۂ مشق بنایا جائے۔ پردہ ڈالا جاتا ہے۔ جہاں ترک قوم کو ہرگز ہرگز مٹا نہیں سکیں گا جب تک وہ اس قوم کے آخری فرد کو تلوار کے سپرد نکرو اور وہ آخری فرد بھی جب جاں بحق ہوگا۔ تو شمشیر بکف ہوگا۔

(۸)

برطانیہ اور نیز آسٹریلیا کے سپاہی جانتے ہیں کہ دردانیال پر ترک کس شرافت سے لڑتا رہا ہے۔ اس کے ہتھیار ڈالدینے پر حکومت برطانیہ نے اسکی آبرو پر حملہ کیا جو یقیناً ان سپاہیوں کی منشا کے مطابق نہیں کیا

(۹)

انگلستان اور فرانس کے مشترکہ مفاد کا یہی تقاضا ہے کہ وہ مشرق ہونے کے مسئلہ پر متفق ہوں۔ اور ترک کو اسکی خودداری اور آزادی واپس کردیں جس سے اسے محروم کرنے میں انگلستان نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن جسے باوجود حکومت برطانیہ کی مخالفت کے ترک سپاہی کی شجاعت نے برقرار رکھا ہے یہی ایک طریق ہے جس سے ہم جہاد کا خطرہ ہٹانے کی امید رکھ سکتے ہیں اور اس امر کا انسداد کر سکتے ہیں کہ نبی کا ہرا جھنڈا مشرق کے گوشہ گوشہ میں عیسائیوں کے خلاف بلند ہو۔

شخصیت اعظم

اور

مذہب

(خان بہادر جناب مرزا سلطان احمد صاحب کے قلم سے)

(۱)

ہر مذہب میں بہ حیثیت ایک مذہب کے کوئی نہ کوئی شخصیت محترم ممتاز اور مسلمہ ہوتی ہے جسطرح خدا کا وجود اور خدا کی ہستی ہر مذہب کی پہلی کڑی ہوتی ہے اس طرح ایک ممتاز ہستی اور محترم شخصیت بھی ہر مذہب کی ایک دوسری کڑی شمار ہوتی اور معیوب سمجھی جاتی ہے محض خدا کے ماننے سے کسی [illegible] کو مذہب نہیں کہا جا سکتا جو لوگ یا جو جماعتیں محض خدا کو مانتی اور تسلیم کرتی ہیں ان کے گروہ یا ان کی جماعت [illegible]

یا ایک جماعت کا نام دیا جا سکتا مذہب ہی ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف سے ابتداءً میں کسی انسانی عظیم الشان شخصیت کی معرفت یا وساطت سے اعلان کیا گیا ہو اور اس میں عظیم الشان شخصیت کا اعتراف اور ماننے والوں پر لازم کیا گیا ہو

(۲)

اگرچہ ایسی محترم ہستیاں انسانی ہی ہوتی ہیں اور خدا کے ساتھ ان کا رشتہ سوائے عبودیت کے اور کچھ نہیں ہوتا اور دوسرے انسانوں سے سوائے قدرتی امتیازات کے انہیں اور کوئی امتیاز بھی حاصل نہیں ہوتا اور باوجود ان امتیازات کے بھی وہ انا بشر مثلکم ہی کا اعلان کرتی ہے لیکن باوجود بشر ہونے کے ایسی ہستیوں کو جو ایک شخصیت اعظم کا درجہ بخشا جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قدرت یہ چاہتی ہے کہ خدا اور اسکی مخلوق کے درمیان جو رشتہ اور جو رابطہ ہے وہ ایک عظیم الشان انسان ہی کے ذریعہ سے مربوط ہو تاکہ انسانیت کی عظمت اور وجاہت کا عملی نمونہ دکھایا جا سکے اور جسطرح کسی سفیر حکومت کی عزت و احترام سے اس قوم کی عزت مدنظر ہوتی ہے جس کا وہ نمائندہ ہے اسطرح اس شخصیت اعظم کی عزت حقیقت میں انسانیت کی عزت ملحوظ ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ عظمت اور رتبہ کیا کچھ ہے اور انسان اس رشتہ کی وجہ سے کہاں تک ترقی کر سکتا ہے وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۳)

غور سے دیکھو تو صرف ایک شخصیت اعظم ہی اس رابطہ سے ممتاز نہیں پاتی بلکہ اسکی وجہ سے جو دوسری انسانی ہستیاں بھی مفتخر ہو جاتی ہیں ان کی عظمت [illegible] بھی دوبالا ہو جاتی ہے اور دوسرے انسان بھی سمجھ لیتے ہیں کہ انسان کا قدرت کے کارخانہ میں کیا کچھ رتبہ ہے اور دوسری مخلوق کو اس سے کیا نسبت ہے

دنیا کے مذاہب

دنیا میں جسقدر مذاہب پائے گئے ہیں یا جن جماعتوں کے مسلمات کو بطور قوانین اور شرائع کے مذہب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ سب کے سب کسی نہ کسی شخصیت اعظم ہی سے [illegible] البتہ میں کوئی ایسا مذہب موجودہ مذاہب میں نہیں ہے جسکی سرپرست کوئی نہ کوئی شخصیت نہ مانی جاتی ہو۔ یا ایسی خاص شخصیت اعظم کی کسی مذہب میں تعظیم اور تقدیس نہ کیجاتی ہو۔ یہ جدا سوال ہے کہ کوئی ایسی شخصیت اپنی خصوصیات اور حالات کے اعتبار سے کیا پوزیشن اور درجہ رکھتی ہے۔ اور بلحاظ صداقت اسکا اعتبار ہے یا نہیں لیکن یہ مسلم ہے کہ دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں۔ ان کی صف اول میں کوئی نہ کوئی ممتاز شخصیت ضرور کھڑی ہے۔ اور کسی نہ کسی طریق میں اس شخصیت کی عظمت اور روحانیت کا اعتراف اس مذہب کے پیرو ضرور کرتے ہیں۔ اور یہاں کے [illegible]

(باقی دارد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۴ر رجب ۱۳۵۱ھ | نمبر ۳۲

اپنی اولاد کو خدمت اسلام کیلئے وقف کرنے کی تحریک

حضرت امیر کے قلم سے

جب کسی قوم میں ایسے افراد نہ ہوں جو اس کے نصب العین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے والے ہوں۔ تو وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جو جماعتیں اور سلسلہ خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے قائم ہوتے ہیں۔ ان میں جب ایسے لوگ نہ رہیں جن کی زندگی کی غرض سوائے اعلائے کلمۃ اللہ کے اور کچھ نہ ہو تو وہ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہود کی بدترین حالت کا جو نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے۔ وہ اسی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے۔ اور اس لئے اس بی بی کا ذکر خصوصیت سے کیا۔ جس نے پیٹ میں بوجھ محسوس کرتے ہی بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا۔

رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی

اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے دنیا کے تمام کاموں سے اسے آزاد کرکے تیری نذر کرتی ہوں۔ تو اپنی خدمت کے لئے اسے قبول فرما۔ یہ حضرت مریم کی والدہ تھیں۔ اور وہ بچہ حضرت مریم تھیں مگر قرآن کریم نے اس واقعہ کا ذکر کیوں کیا؟ تاکہ مسلمان اس سے سبق حاصل کریں۔ تاریخ اسلام میں مسلمانوں کی کامیابی اور ان کے اقبال کا زمانہ وہی نظر آتا ہے۔ جب ان میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ہر ملک میں لوگ ایسے تھے۔ جن کی زندگیوں کی غرض صرف حصول علم اور خدمت دین تھی اور جوں جوں اس طرف سے توجہ کم ہوتی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی مسلمان بھی بجائے ترقی کے تنزل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ یہ دن آ پہنچے کہ نہ ان میں خدمت دین کا وہ جوش رہا اور نہ ان کا وہ عروج دنیوی باقی رہا۔

حضرت مسیح موعود نے جس راہ پر ہمیں ڈالا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں دونوں قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ان کی بھی جو اپنے کاروبار دنیوی میں لگے ہوئے ہوں اور اپنے اموال سے خدمت دین کا ثواب حاصل کریں۔ اور ان کی بھی جو کاروبار دنیوی سے آزاد ہو کر صرف اسلام کی اشاعت کو اپنی زندگیوں کا نصب العین قرار دیں۔ اور علوم اسلامی کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اس دوسری غرض کے لئے بہترین آدمی صرف اسی طرح تیار ہو سکتے ہیں۔ کہ بچوں کی پرورش ابتدا ہی سے ایسے رنگ میں ہو کہ ان کی طبیعت کا میلان خدمت اسلام کی طرف ہو۔ اور بچپن سے ہی وہ ان باتوں کے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو ان کی اس غرض زندگی کے حصول میں معاون ہوں۔ جس بچہ کو ابتدا سے یہ احساس ہوگا۔ کہ اس نے اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے تیار کرنا ہے۔ وہ ہر وقت اسی فکر میں ہوگا۔ کہ ان باتوں کو حاصل کرے جن سے وہ آئندہ زندگی میں اس پہلو میں اپنے آپ کو مفید بنا سکتا ہے۔ اس بارہ میں گو وقتاً فوقتاً بعض احباب اپنی بعض بچوں کو اس راہ میں لگانے کے ارادہ کا اظہار کر چکے ہیں مگر ضرورت یہ ہے کہ ایسے بچوں کا ایک باقاعدہ رجسٹر تیار ہو جائے۔ اور ان کے حالات سے وقتاً فوقتاً اطلاع ملتی رہے۔ کہ وہ کیا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہاں کے منتظمین کی طرف سے بھی کچھ ہدایات ایسے احباب کو ملتی رہیں۔ جو ان بچوں کی تربیت میں دینی خدمت کے رنگ کو پیدا کر سکیں۔

قابل تقلید مثال اس رنگ میں سب سے پہلے ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر حسن علی صاحب نے قائم کی ہے۔ جنہوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو خدمت اسلام کے لئے وقف کرکے انجمن کو اطلاع دیدی ہے کہ وہ اپنے خرچ پر ان کی تعلیم بی۔ اے تک کرائیں گے۔ اور علاوہ ازیں ایک معین رقم انجمن کے خزانے میں ان بچوں کے نام پر بطور امانت جمع کراتے رہیں گے۔ جو صرف اسی صورت میں وہ لے سکیں گے۔ کہ بعد فراغت از تعلیم حسب منشائے انجمن کام کریں۔ ورنہ انجمن کو اختیار ہوگا کہ اس رقم کو اشاعت اسلام پر صرف کر دے۔ ہمارے دوسرے دوست بھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اولاد دی ہے۔ اس نیک مثال کی تقلید کریں۔ اور اپنے ارادہ سے مجھے اطلاع دیں۔ مجھے اس بات کے لکھنے کی ضرورت نہیں کہ گو لوگ دنیا میں بڑی بڑی جائدادیں پیدا کرنا یا بڑے بڑے عہدے حاصل کرنا اپنی اولاد کی زندگیوں کا مقصد قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اعلائے کلمۃ اللہ کے مقصد کے سامنے یہ مقاصد ہیچ ہیں۔ اور حقیقی کامیابی انہی لوگوں کے لئے ہے۔ جو اس نیک غرض کے لئے دنیا میں کھڑے ہوتے ہیں۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون۔

بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزین ہوا ہوا ہے۔ کہ خدمت دین کے لئے اولاد کو وقف کرنا گویا اسے بیدست و پا کرکے اور دوسروں کا دست نگر بنا کر دنیا میں چھوڑ دینا ہے۔ مگر یہ خیال سخت غلط ہے۔ کوئی شخص جس نے صدق دل سے دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو اختیار کیا ہے۔ کبھی ذلیل نہیں ہوا۔ بلکہ سب سے بڑھ کر دلوں کے اندر انہی لوگوں کی عزت ہوتی ہے۔ دنیا میں کتنے مالدار اور صاحب مرتبہ گذر چکے جن کا آج کوئی نام بھی نہیں جانتا لیکن جن لوگوں نے خدا کے دین کی خدمت کی۔ ان کے نام ہمیشہ کے لئے دنیا میں روشن ہو گئے۔ ہمارے آسودہ حال احباب جنکو اللہ تعالیٰ نے مال سے وافر حصہ دیا ہے بالخصوص اسطرف توجہ کریں۔ کیونکہ وہ یہ انتظام بھی کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کی اولاد بغیر انجمن پر کوئی بار ڈالنے کے بھی خدمت کر سکے۔ یہ بھی میں کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ انجمن کے موجودہ ذرائع ایسے نہیں کہ بچوں کی تعلیم کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا سکے۔ والسلام

خلافت کمیٹی کے مصارف

مدت سے خلافت کمیٹی کے مصارف پر نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں بھی لکھا تھا کہ ان شکایات کا سد باب ہونا چاہئے کیونکہ خاموشی سے قوم میں زیادہ بدگمانیاں پھیلنے کا احتمال ہے۔ اور اس احتمال سے آئندہ قومی کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ جن کا دارومدار قومی روپیہ ہی پر ہے۔ صدر مجلس خلافت کیطرف سے ایک تحقیقاتی کمیٹی بھی بنی تھی لیکن اس کی رپورٹ شائع نہ ہوئی۔ معاصر علیگڑھ گزٹ کا دعوےٰ ہے کہ یہ خفیہ رپورٹ عام طور پر تقسیم سے روک دی گئی۔ اور بعد میں بالکل ہی تلف کر دی گئی۔ لیکن حسن اتفاق سے یہ رپورٹ کسی طرح معاصر موصوف کے ہاتھ میں آگئی۔ اور اس نے اب اسی کے اہم اقتباسات اپنی ۱۱ر فروری کی اشاعت میں درج کرکے اس پرچہ کو خصوصیت سے اپنے معاصرین کے پاس بھیجا ہے۔ اور پرچہ پر سرخی "اشد ضروری" کے الفاظ اہمیت مضمون کے اظہار کے لئے اپنے قلم سے لکھے ہیں۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اراکین مجلس کے نزدیک دفتر خلافت کی "کیفیت عجیب" ہے۔ "ہر چیز غیر معین غیر محدود" ہے۔ "عہدہ داروں کی بھاری جماعت" ہے۔ لیکن کوئی "ضابطہ اور قاعدہ موجود نہیں" جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ "ہر شعبہ میں بے راہ روی۔ فضول خرچی تضیع اوقات اور تضیع قوت" ہے۔ رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مصارف بغیر رسیدات حاصل کئے۔ اور بغیر منظوری عمل میں آئے ہیں۔ بعض بڑی بڑی رقوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ حساب نہیں دیا جائیگا۔ چنانچہ ایک رقم میں ہزار آٹھ سو نوے روپیہ چھ آنہ کے سامنے لکھا ہے۔ "حساب نہیں دیا جائیگا" ایک خرچ کی مد "دینٹلین" ہے۔ جس کے معنے کچھ معلوم نہیں ہوتے۔ اسی طرح تین چار سو چالیس روپیہ کی رقم کے سامنے نوٹ ہے۔ "واؤچر (رسیدات) موجود نہیں"۔ اسی قسم کی بے ضابطگیاں سفر خرچ کے بلوں میں ہیں جن میں تمام قسم کے مصارف مثلاً نائی۔ دھوبی وغیرہ کے خرچ ڈالدئے گئے ہیں۔ بعض لوگوں کو سو سو۔ اسی اسی روپے حق الخدمت دیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ نام صیغہ راز میں رہے جن لوگوں نے کام کیا۔ اور معاوضہ لیا۔ ان کے نام راز میں رکھنے کے کیا معنے؟ مد کتب میں ایک ہی کتاب پر اکیس ہزار روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ یہ ڈاکٹر محمود احمد صاحب کی کتاب "خلافت اور انگلستان" ہے۔

اگر یہ باتیں فی الواقع صحیح ہیں۔ تو ہمیں یہ افسوس ہے۔ کہنا پڑتا ہے کہ مرکزی خلافت کمیٹی کا نظام بہت بے قاعدہ واقع ہوا ہے۔ اور روپیہ کے صرف کرنے میں مطلق احتیاط نہیں کی گئی۔ بلکہ بعض ایسی بے ضابطگیاں ہیں۔ جن کا بظاہر کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا۔ بعض مصارف بالکل فضول ہیں۔ مثلاً فوٹو اور فلم کا خرچ۔ اگر اراکین وفد نے انگلستان میں ۸۴۳۰ روپیہ کے صرف سے سینما فلم تیار کروائی تو خیر اس کے لئے غالباً اشتہار بازی کا عذر پیش کیا جا سکتا ہے لیکن سکرٹری صاحبان نے جو ۹۵۰ روپیہ فوٹو پر خرچ کئے وہ رائگاں نہیں تو اور کیا ہیں۔ ان حالات سے ہر ایک شخص اس نتیجہ پر پہنچیگا۔ خلافت کمیٹی کو اپنے نظام میں اہم تبدیلیاں کرنی چاہئیں۔ اور حساب کتاب اس طریق پر رکھنا چاہئے۔ کہ آئندہ کسی قسم کی بدگمانی پیدا نہ ہونے پائے۔

مسیحی مبلغین بلگیریا میں

مسلم ورلڈ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ:۔

جنگ کے بعد بلگیریا کی آبادی تقریباً پچاس لاکھ تھی۔ جس میں سے ساڑھے سات لاکھ مسلمان تھے۔ جنگ بلقان کے دوران میں عیسائی مشنریوں نے مسلمانوں میں بڑے زور سے تبلیغ مسیحیت شروع کی۔ اور بہت سے مسلمان عیسائی ہو گئے۔ لیکن جب بلقان میں جمہوریت قائم ہوئی تو وہ پھر عیسائیت کو خیرباد کہکر دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

جرمنی اور مینٹ سوسائٹی نے بھی بلگیریا میں ایک مشن کھول رکھا تھا۔ جس میں دو واعظ کام کرتے تھے۔ لیکن اب دونوں مر چکے ہیں۔ اور کام رک گیا ہے۔ ۱۹۲۱ء میں ایک اور سوسائٹی نے بلگیریا کے مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کا کام شروع کیا۔ اس سوسائٹی کے مبلغ نے ایک ترک کو عیسائی بنا لیا تھا۔ اور اب اسی کی مدد سے وہ تبلیغ کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ نامہ نگار مذکور کی رائے میں اس ملک کے مسلمان کچھ زیادہ اسلام کے دلدادہ نہیں بہت کم لوگ مساجد میں جاتے اور فریضہ روزہ ادا کرتے ہیں۔

ان الفاظ سے نامہ نگار کا مطلب یہ ہے۔ کہ عیسائی مبلغین کو اس ملک میں خصوصیت سے سرگرم کار ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ مذبذب مسلمانوں کو مسیحی بنانے میں آسانی سے کامیاب ہو سکیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے۔ کہ جسطرح اس سے پہلے عیسائی مبلغین عیسائیت کے پھیلانے میں ناکام رہے ہیں۔ اسی طرح اب بھی وہ خائب خاسر رہیں گے۔ کیونکہ عیسائیت کے اصول انسان کی مذہبی پیاس کو بجھا نہیں سکتے۔ ہاں اگر یورپ میں اسلام پیش کیا جائے تو عیسائی اقوام نہایت جوش و خروش سے اسکا خیر مقدم کریں گی کیونکہ وہ عیسائیت سے بیزار ہو چکی ہیں۔ اور یورپ کے مبصرین کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ موجودہ ہلاکت آفریں اور اخلاق سوز مادہ پرستی کے زمانہ میں اگر یورپ میں کوئی مذہب روحانیت کو فروغ دے سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔

ایک پادری کا الوہیت مسیح سے انکار

امریکہ کے ایک پادری صاحب نے اس اخلاقی جرأت سے کام لیکر جو انسانی کانشنس کا زیور ہے۔ باوجود پچاس سال تک عیسائی حلقوں اور مسیحی کلیسا میں کام کرنے کے علی الاعلان مسیح کی الوہیت سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں انہوں نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی ہے جس میں ان تمام عقاید سے توبہ کی ہے۔ جو عیسائی مذہب کے اصل الاصول سمجھے جاتے ہیں۔ پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

میں پچاس سال تک گرجا میں پادری رہا ہوں میں جب پادری بنا تھا۔ تو نہایت اخلاص اور عقیدت سے بنا تھا۔ میرا یقین تھا کہ کلیسا خدا کی قائم کردہ انسٹی ٹیوشن ہے۔ اور یسوع مسیح جو خدائے بزرگ و برتر کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس انسٹی ٹیوشن کا مورث اعلےٰ ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ میں تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ان عقاید میں سے کوئی بات بھی صحیح نہیں۔

پادری صاحب کی رائے ہے۔ کہ کلیسا میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مسیح کی تعلیم کے برخلاف مشرکانہ رنگ رکھتی ہیں۔ اور بعض رسوم موجودہ تہذیب و شائستگی کے زمانہ کے مناسب حال نہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم زمانہ کی یادگار ہیں۔ جب انسان ابھی جامہ تہذیب سے عاری تھا۔ انجیل میں جو سوانح حضرت مسیح کی موجود ہیں۔ وہ اسقدر مختصر ہیں کہ ایک اخبار کے نصف کالم میں آسکیں گے۔ اور ہم ان سے کوئی سبق نہیں سیکھ سکتے۔

پادری صاحب نے اپنی تجربہ کی بنا پر نہایت تحدی سے لکھا ہے۔ کہ میں نے پچاس سال کے طویل عرصہ میں نہایت غور سے اس امر کو دیکھا ہے تعلیم یافتہ اور عملی زندگی بسر کرنے والے لوگ آہستہ آہستہ کلیسائے عیسائیت سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔

پادری صاحب نے آخر میں نہایت زور سے ان الفاظ میں اپیل کی ہے۔ کلیسائے عیسائیت کو ان واقعات پر غور کرنا چاہئے۔ اور محض آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہئے میں پچاس سال تک ان معاملات پر غور کرتا رہا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ پچاس سال کا عرصہ کافی طویل ہے۔ میں پہلے اس آواز کے بلند کرنے میں متامل تھا۔ لیکن اب کافی غور کے بعد بولا ہوں۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مغرب میں عیسائیت کا تار و پود

بلکہ چکا ہے۔ جب خود عیسائی پادری جو سالہا سال تک گرجاؤں میں ہی کے باوجود اس قسم کے خیالات کا اظہار علی الاعلان کرنے لگیں۔ تو پھر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ عیسائیت مغرب میں کوئی دن کی مہمان ہے۔ کاش مسلمان وقت کی قدر کریں اور یورپ و امریکہ میں اسلام کی تعلیم کو پھیلا کر خلق خدا کی وہ خدمت کریں۔ جسکا مقابلہ کوئی اور خدمت نہیں کر سکتی۔ مغرب اس وقت مذہب کی تلاش میں سرگردان ہے۔ اور ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم اس کو اسلام کی تعلیم کا تحفہ پیش کریں۔

مسیحی تعلیم اور عالمگیر اتحاد

یہ عجیب بات ہے۔ کہ ایکطرف تو مسیحی مبلغ گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلان کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے ساعی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام عالم اتحاد و یگانگت کے رنگ میں رنگین ہو۔ چنانچہ پچھلے دنوں کوپن ہیگن میں جو مسیحی کانفرنس ہوئی تو اس کا سب سے بڑا مقصد یہی قرار دیا گیا تھا۔ کہ دنیا میں بین الاقوامی تعلقات کو مصالحت اور دوستی کی بنیاد پر قائم کیا جائے۔ اور کلیسائے مسیحیت کے مقدس اثر سے اس عالمگیر اتحاد کی طرح ڈالی جا۔ کیونکہ صلح و آشتی کی تعلیم کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی آگے کر دے۔ اور کسی مذہب نے نہیں دی اسلئے عیسائیت ہی اس امانت کے بار گراں کو اٹھا سکتی ہے۔

لیکن دوسری طرف مسیحی مبلغوں کے اپنے اعمال و اقوال حضرت مسیح کی اس تعلیم کے صریح مخالف ہیں۔ وہ دوسرے کے ناجائز حملہ کو حلم و بردباری سے برداشت کرنے کی بجائے خود ناجائز حملہ کرتے ہیں۔ وہ گال پر طمانچہ کھانے کی بجائے دوسروں کی گال پر طمانچہ مارتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کے جو احسان عیسائیت پر ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ پر جو الزامات یہود لگاتے تھے اور آج تک لگاتے ہیں۔ وہ کسی شریف آدمی کے کان برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ آنحضرت صلعم کا احسان ہے کہ آپ نے نہ صرف حضرت مسیح اور آپ کی والدہ کو ان اتہامات اور الزامات سے پاک کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے لئے حضرت مسیح کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج چالیس کروڑ مسلمان حضرت مسیح کے نام کے ساتھ محبت و اخلاص سے علیہ السلام کے الفاظ بڑھاتے ہیں۔ اور انہیں خدا تعالےٰ کا سچا فرستادہ اور عظیم الشان نبی مانتے ہیں۔ لیکن اس کے جواب میں عیسائی حضرات نے آنحضرت صلعم سے کیا سلوک کیا؟ اس کا جواب وہ ناپاک لٹریچر ہے۔ جو بعض مسیحی مبلغوں نے اسلام کے خلاف پیدا کیا اور جس میں آپ کی ذات ستودہ صفات پر بیہودہ الزامات اور بے بنیاد اتہامات کا طومار باندھا۔ اس کی ایک تازہ مثال "مشنری ریویو آف دی ورلڈ" کے یہ الفاظ ہیں:۔

جس ہمت اور قابلیت کیساتھ افریقہ کے مسلمان غیر مسلم قبائل کو اپنے جھوٹے نبی (نعوذ باللہ) کے مذہب میں داخل کر رہے ہیں۔ وہ عیسائیت کے لئے ایک ایسا خطرہ ہے۔ جو تثلیث کے پیرووں کو اس سے پہلے کبھی پیش نہیں آیا۔

قطع نظر اس کے افریقہ میں اشاعت اسلام عیسائیت کے لئے کس خطرہ کی موجب ہے۔ کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ یہی وہ مسیحانہ اخلاق ہیں جن کا غلغلہ چاردانگ عالم میں مسیحی حضرات نے ڈال رکھا ہے؟ کیا جب مسلمان اپنے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق وہ گستاخانہ اور بے باکانہ کلمہ سنے گے۔ جو "مشنری ریویو آف دی ورلڈ" نے استعمال کیا ہے۔ تو وہ کوپن ہیگن میں جمع ہونے والی گوری چٹی صورتوں کے متعلق یہ خیال کریں گے۔ کہ یہ بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے ناپاک الفاظ استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ اور یہ بین الاقوامی تعلقات اور مصالحت کے ڈورے محض مصلحت وقت اور تقاضائے نفاق سے ڈالے جا رہے ہیں۔ کیا اسی طریق سے یہ لوگ حضرت مسیح کی اس تعلیم پر کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری آگے کر دو عمل کر رہے ہیں؟

ناظرین کرام ازراہ نوازش اپنے اپنے چندے سالانہ بھیجکر مشکور فرمائیں۔

(مینیجر)

ہماری تبلیغی کوششیں

مسلمانان راجپوتانہ میں تبلیغ کے متعلق ذیل کے خطوط مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں خاص کامیابیاں عطا فرمائی ہیں۔ بالخصوص مولوی عصمت اللہ صاحب کے خط سے یہ معلوم ہونا موجب مسرت ہے۔ کہ انہوں نے ایک گاؤں میں مسجد بھی تعمیر کرا دی۔

مولوی عبدالحق صاحب کا درد دل اور جوش تبلیغ لائق رشک ہے۔ ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے خاص نظام کے ساتھ جدوجہد کر رہی ہے۔ اور اگر ہمارے مبلغین معین وقت پر نہ پہنچ جاتے تو ہزارہا مسلمانوں کے ہندوؤں میں جا ملنے کا خطرہ تھا ابھی اس کام میں بہت سی جدوجہد بکار اور مستقل مشن کھولنے کے علاوہ کافی وسائل امداد اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ناظرین کرام اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں:۔

ایڈیٹر

مولوی عصمت اللہ صاحب کا خط

مورخہ ۶ رفروری ۲۳ء کو ہم اعتماد پور پہنچے۔ خان غلام محی الدین خان صاحب۔ شیخ غلام اکبر صاحب۔ سید عبدالحکیم صاحب سید اولاد حسن صاحب شیخ کالیخاں صاحب پانچ اشخاص معتمدین فرید آباد میں سے ہمارے ساتھ تھے۔ اعتماد پور پہنچکر لوگوں کو جمع کیا گیا اور انہیں ہندو مذہب کی برائیاں اور اسلام کی خوبیاں سادہ زبان میں سمجھائی گئیں۔ مغرب کے وقت شیخ محمد یوسف صاحب نے بلند آواز کے ساتھ اذان کہی اور میں نے گاؤں والوں کو وضو کرنا سکھلایا اور وضو کرایا پھر ہم سب نے ملکر نماز پڑھی اور میں نے جماعت کرائی۔ ۸ رفروری ۲۳ء کو ہم پھر اعتماد پور گئے اب کی دفعہ ہمارے ساتھ مولوی عزیز الحسن صاحب انصاری شیخ غلام اکبر صاحب شیخ حبیب الرحمٰن صاحب انصاری۔ خان محی الدین خانصاحب خان عبدالرحمٰن صاحب۔ شیخ نور محمد صاحب۔ شیخ قاسم علی صاحب۔ سید احمد زمان صاحب۔ سید اولاد حسن صاحب۔ شیخ کالیخانصاحب شیخ اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب شیخ بشیر صاحب تیرہ اشخاص ہمارے ساتھ تھے۔ یہ سب آدمی فرید آباد کے معززین میں ہیں ہم سب نے گاؤں والوں کو ساتھ لیکر باجماعت نماز مغرب ادا کی۔ شیخ محمد یوسف صاحب نے جماعت کرائی پھر نعت خوانی شروع کی گئی۔ نعت خوانی کی آواز سے گاؤں کے تمام لوگ کیا مرد کیا عورت سب کے سب جمع ہو گئے۔ پھر میں نے تقریر کی۔ اور نماز کے فوائد بتلائے۔ اور گاؤں کی موجودہ حالت پر روشنی ڈالی۔ اللہ تعالےٰ نے تقریر میں تاثیر بخشی۔ تقریر میں قیام مسجد کی تجویز پیش کر دی جس کی سب نے تائید کی۔ بعد تقریر عشا کی نماز باجماعت پڑھی گئی۔ میں نے جماعت کرائی نماز کے بعد دولت خاں نمبردار سابق دولت سنگھ نے اعلان کر دیا کہ میں مسجد کے لئے زمین دیتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت نشان لگا دیا گیا۔

۹ رفروری ۲۳ء کو جمعہ تھا۔ فرید آباد میں میں نے تقریر کی۔ اور دیہات کے نومسلموں کی موجودہ حالت کا پرزور الفاظ میں خاکہ کھینچا اور فرید آباد کے مسلمانوں کی غفلت شعاری کا تذکرہ کیا۔ اور انہیں ان کی ذمہ داری بتائی اور انہیں اس خواب غفلت سے اٹھنے کی تاکید کی۔ خاتمہ پر کہا کہ اب میں اور میرا ساتھی ہم دونوں اعتماد پور کو جا رہے ہیں۔ وہاں آج ہی مسجد بنائی جائے گی کون ہے۔ جو آج اس مسجد کا معمار بننے کے لئے تیار ہو۔ اور کون ہے جو اپنے ہاتھوں سے مٹی اٹھا کر یہ مبارک کام انجام کو پہنچائے۔ چنانچہ ۲۵ آدمی ہمارے ہمراہ ہوئے ان میں ہر طبقہ اور ہر درجے کے آدمی موجود تھے مستری عزیز الدین صاحب۔ مستری مٹرو صاحب۔ سید شمشاد علی صاحب۔ منشی نذیر احمد صاحب خستہ۔ شیخ منشی صاحب۔ شیخ مالیخانصاحب طفیل احمد صاحب ہیڈ ماسٹر محمد اسماعیل صاحب ہیڈ ماسٹر۔ سید محمد زکریا صاحب۔ سید احمد زمان صاحب سید اولاد حسن صاحب۔ شیخ شمشاد علی صاحب۔ شیخ قاسم علی صاحب شیخ ارشاد علی صاحب۔ مولوی ظفر علی صاحب مدرس۔ ملا عبدالرحمٰن صاحب سید صغیر حسین صاحب۔ منشی غلام محی الدین خانصاحب معصوم۔ بشیر صاحب حجام۔ مولوی عزیز الحسن صاحب انصاری۔ شیخ حبیب الرحمٰن صاحب شیخ بشیر احمد صاحب انصاری۔ سید اظہر حسین صاحب۔ شیخ جعفر علی صاحب شیخ نور محمد صاحب۔

ہم اعتماد پور پہنچے۔ نہر جمن سے جو کہ گاؤں سے ۱/۲ میل کے فاصلہ پر ہے گی۔ پانی لینا شروع کیا۔ اور درست کرنے لگے۔ اسوقت عجیب منظر پیش نظر تھا۔ فرید آباد کے رؤسا اپنے ہاتھوں مٹی ڈھو رہے تھے۔ اور پھاوڑا چلا رہے تھے۔ انگریزی تعلیمیافتہ جنٹلمین اپنے ہاتھوں گارا بنا رہے تھے۔ جنہوں نے کبھی پانی کا مٹکا اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ ۱/۲ میل کے فاصلے سے مٹکے بھر بھر کر لا رہے تھے۔ ایک بڈھے ملا صاحب جن کا بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ بڑے جوش کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے۔ اور دو سرے بوڑھے بزرگ جنہیں بواسیر کا عارضہ تھا اور تھکن سے ہانپ رہے تھے۔ مگر وجد کے عالم میں خانہ خدا کی تعمیر میں مصروف تھے۔ گاؤں والے پہلے تو کھڑے دیکھتے رہے۔ پھر غیرت کھا کر ساتھ دینے لگے۔ الغرض مغرب سے پہلے پہلے ایک محراب دار نہایت ہی مصفا چبوترے کی صورت میں مسجد تیار ہو گئی اور مغرب کی اذان اسی مسجد میں کہی گئی۔ اور وہیں مغرب کی نماز باجماعت ادا ہوئی۔

تیاری مسجد کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ایک گروہ تیاری مسجد کے خلاف تھا۔ اور وہ مخالفت پر تل رہا تھا۔ مگر ہماری کثرت کو دیکھکر بول نہ سکا۔ مگر یہی مخالفت ہمارے لئے حصول مقصد کا ذریعہ بن گئی۔ دوسرا فریق جو ہمارے ساتھ تھا۔ وہ اسلام پر جان دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور اس کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔

۱۰ رفروری ۲۳ء کو میں اور شیخ محمد یوسف صاحب اور شیخ قاسم علی صاحب علی الصباح تین کوس کا فاصلہ طے کر کے گاؤں میں پہنچے۔ مسجد خدا کے فضل سے قائم تھی۔ ہم فریق مخالف میں جا بیٹھے اور انہیں سمجھانے لگے۔ الحمد للہ وہ فریق بھی راہ راست پر آ گیا۔ اور اس نے ہولی وغیرہ تہوار منانے سے توبہ کی اور مسجد کی قائمی پر رضامند ہو گیا۔ اب اس گاؤں کے ارتداد کا کوئی اندیشہ نہیں۔

یہ تو موضع اعتماد پور کی داستان تھی۔ اب موضع بادھنیا کا حال سنئے یہ گاؤں بھی مولا گجروں کا ہے۔ اور فرید آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر آباد ہے۔ اس میں ستر سے کچھ زیادہ مسلمان رہتے ہیں۔ اور ان میں ایک نمبردار ہے۔ جسکا نام کالا سنگھ ہے۔ باقی لوگ ہندو ہیں۔ ہندو مسلمان سب ایک دادا کی اولاد ہیں کہنے کو یہ لوگ مسلمان ہیں۔ مگر بالکل ہندوؤں سے ملتے جلتے ہیں۔ سروں پر چوٹیاں رکھتے ہیں۔ ہولی مناتے ہیں اور دسہرہ مناتے ہیں۔ دیوی دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ ختنے نہیں کراتے البتہ جلانے کی بجائے مردوں کو دباتے ہیں۔ مگر جنازہ نہیں پڑھاتے۔ یونہی مردے کو اٹھا کر زمین میں گاڑ داب دیتے ہیں۔ البتہ نکاح اسلامی طریق پر ہوتا ہے۔ کلمہ تک سے ناآشنا ہیں۔ نام بھی ہندوؤں کے سے ہیں کوئی کالا سنگھ ہے تو کوئی نرائن سنگھ۔ مگر پوچھو تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

۸ رفروری ۲۳ء کو ہم اس گاؤں میں پہنچے۔ ہمارے ساتھ رؤسا فرید آباد میں سے شیخ بشیر احمد صاحب انصاری۔ مولوی عزیز الحسن صاحب شیخ غلام اکبر صاحب قریشی میر ارشاد علی صاحب تھے۔ ہم نے گاؤں میں پہنچکر لوگوں کو فراہم کیا۔ اور جہانتک ہو سکا انہیں سمجھایا۔ ہندو مذہب کے نقص ان کے ذہن نشین کئے۔ اور اسلام کے عقاید سمجھائے۔

۱۰ رفروری کو پھر اسی گاؤں میں پہنچے۔ مولوی عزیز الحسن صاحب شیخ جعفر علی صاحب شیخ غلام اکبر صاحب قریشی ہمارے ہمراہ تھے۔ گاؤں میں پہنچکر ہم نے پھر لوگوں کو جمع کیا۔ اور سمجھایا اور نماز کے فواید بتلائے۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ چنانچہ ہم نے وضو کیا۔ اور گاؤں والوں کو وضو کرایا پھر شیخ محمد یوسف صاحب نے بہ آواز بلند اذان کہی اور میں نے جماعت کرائی گاؤں والوں کے اکثر لوگ شامل جماعت ہوئے۔ غالبًا یہ پہلی نماز تھی جو کہ اس گاؤں میں ادا کی گئی۔ اس نماز کو دیکھنے کے لئے بہت سے مرد عورت جمع ہو گئے گویا ان کے لئے ایک تماشہ تھا۔ جسے ان کی آنکھوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بعد نماز ہم نے انہیں پھر سمجھایا۔ اور ہندوانہ رسومات چھوڑنے کی تاکید کی۔ بعض لوگوں نے وعدہ بھی کیا کہ ہم ہندوانہ رسومات کو چھوڑیں گے۔ اگرچہ اس گاؤں میں بھی ہمیں کامیابی حاصل ہوئی اور اکثر آدمیوں کو نماز پڑھنے پر آمادہ کر لیا ہے۔ تاہم ابھی اور کوشش کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ آج پھر وہاں پہنچیں گے۔ آج مغرب و عشا وہیں ہوگی۔ اس گاؤں کے ارتداد کا اندیشہ ہے۔ ہندوؤں کیطرف سے بھی کوشش ہو رہی ہے۔ اس لئے وہاں کئی دفعہ جانا پڑے گا۔

مولا گجروں کے دیہات کی عام کیفیت یہی ہے۔ کہ ان کے ارتداد کا ضرور اندیشہ ہے۔ وہ حیوان بصورت انسان ہیں۔ اس علاقہ میں چھوت ٹھاکر بھی آباد ہیں بعض مسلمان ہیں۔ اور بعض ہندو۔ ہم ایک گاؤں میں جسکا نام موڈی ہے۔ اور جو کہ فرید آباد سے ۲ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۰ رفروری ۲۳ء کو پہنچے گاؤں کی یہ حالت ہے۔ کہ نصف گھر مسلمانوں کے ہیں۔ اور نصف ہندوؤں کے۔ قریبًا سو آدمیوں کی آبادی ہے۔ ۵۰ کے قریب مسلمان ہیں۔ اور ۵۰ کے قریب ہندو [illegible]

ہے۔ رسومات اسلامی ہیں۔ ان کے ارتداد کا قطعاً اندیشہ نہیں ہے نام بھی اسلامی ہیں۔ دیگر مواضعات کی کیفیت بخانہ بلیب گڑھ کی مفصل رپورٹ میں عرض کروں گا۔ جو کہ عنقریب ابلاغ ہو گی۔

مولوی عبدالحق صاحب کا خط

ضلع متھرا میں بھی حالت کسیقدر خراب ہے۔ ترادلی۔ اونذی۔ نوگاؤں پرتھم وغیرہ دیہات کے کچھ لوگ ہندو مذہب کیطرف آریوں کے بہکانے سے مائل ہو گئے ہیں۔ ان سے ملکر میں نے گفتگو کی ہے۔ اسلام سے ان کو دو باتوں نے بدظن کیا ہے۔ ایک تو مولویوں کی نفس پروری اور بے جا پچی نے اور دوسرے بعض مسلمانوں کے ناروا سلوک نے۔ اس ضلع میں ایشاد کی بنا اونذی ایک گاؤں ہے۔ جو متھرا سے آگرہ جاتے ہوئے پچھا تا اسٹیشن سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہ گاؤں شہر متھرا کے ایک سود خوار پٹھان کے پاس عرصہ پچیس سال سے رہن ہے۔ مگر رہن کی میعاد درحقیقت ۱۶½ سال تھی۔ مگر اس نے پچیس سال گذر جانے پر بھی اسکو رہا نہیں کیا۔ اس بنا پر گاؤں کے کاشتکاروں اور اس افغان میں مقدمہ چلا۔ شومئے قسمت سے کاشتکار تین جگہ سے الہ آباد تک ہار گئے۔ غریب لوگوں کا بہت سا روپیہ اس پر خرچ ہوا۔ آخر الہ آباد کی ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مقدمہ کو دیوانی میں لیجاؤ۔ اب یہ لوگ بہت حیران تھے۔ کہ اسقدر تو روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بنا بھی کچھ نہیں اور آئندہ دیوانی میں پھر روپے کی ضرورت ہے۔ آریوں کو اس واقعہ کی اطلاع مل گئی۔ انہوں نے وہاں پہنچکر لوگوں سے ساتھ بہت کچھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور کاغذات کی نقول وغیرہ لیکر انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ ہم سشری آریہ اس اور فلاں اور فلاں سے مشورہ کرکے یہ مقدمہ اپنے ہاتھوں میں لیکر خود سارے اخراجات کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے مسلمانوں سے ان کو بدظن کرنے کا خاصہ موقع ملگیا کہ دیکھو یہ ہیں تمہارے بھائی کہ جن کے ساتھ تم ملتے ہو۔ کہ وہ ویسے تو کہتے ہیں۔ کہ سود حرام ہے مگر اب سود در سود لگاتے چلے جاتے ہیں۔ جہلم کی ایک تقریب پر اردگرد کے مختلف دیہات میں لوگ جمع تھے اور اس موقع پر آریوں کو انہیں گمراہ کرنے کا خاصہ موقع مل گیا۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ علیگڑھ اور اٹاوہ کے دوسرے مسلمان ملکانوں نے ان لوگوں کی حالت خراب دیکھکر کہ سر پر چوٹیاں رکھنا نہیں چھوڑتے اور بیاہ شادی میں جہاں مولویصاحب نکاح پڑھنے آتا ہے۔ وہاں پنڈت بھی کریا کرم کے لئے بلالیا جاتا ہے۔ اور نام بھی اکثر ہندوانہ ہیں۔ ان کے ساتھ قطع تعلق کر لیا اور کھانا پینا اور لڑکیاں دینا لینا بند کرکے ان کو کافر کہنے لگ گئے۔ یہ بھی ایک بات آریوں کو مل گئی۔ اور انہوں نے ان کو کہا کہ جب آپکی برادری نے آپ لوگوں کو خارج کر دیا ہے تو آپ ہم لوگوں سے مل جائیں۔ ہم آپ کو انگریزی خوان لڑکیاں انٹرنس پاس اور مڈل پاس دینگے۔ اسکے علاوہ سے بھی بعض من چلے لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور ساتھ ہی اس کے انہوں نے کلمہ طیبہ اور بعض دیگر اسلامی شعار کا مضحکہ اُڑا کر ان کے دلوں میں شک ڈال دیئے۔ اونذی میں میں نے ان لوگوں کے کرتا دھرتا مسمی گروٹ سنگھ سے ملکر گفتگو کی تو ان تمام باتوں کی تصدیق ہو گئی اور اس نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ ہم ان وجوہات سے بیزار ہوئے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے اس نے یہ بھی کہا کہ ابھی ہمارا کوئی ارادہ آریہ وغیرہ ہونے کا نہیں۔ ہاں سناتنی ہندو۔ آریہ اور جین سب ہی ہمیں اپنے اپنے ساتھ ملانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اعتراضات کے سلسلہ میں انہوں نے دو تین اعتراضات بھی اسلام پر کئے۔ کہ محمد رسول اللہ جو پڑھا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کہیں بیٹھا ہوا ہے یا اس کی کہیں کچہری لگی ہوئی ہے۔ کہ جہاں سے اس نے محمد کو چپڑاسی بنا کر بھیجا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ عبدہٗ ورسولہ میں خصوصیت سے محمد کو عبد کیوں کہا گیا کیا باقی دنیا میں کوئی خدا کا بندہ ہی نہیں اور اسی قسم کے معمولی اعتراضات اس نے کئے۔ کہ جن کے تسلی بخش جوابات مل جانے پر اس نے یہ کہا کہ آپ عالم آدمی ہیں میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ تم کسی عالم کو بلالو تو اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ میں ضرور ہندو ہی ہوں میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ ہم جو کچھ بھی بنیں پکے بنیں۔ میں نے کہا یہ بہت اچھا خیال ہے۔ مگر عقلمند کو یہی چاہئیے کہ وہ کوئی معقول مذہب اختیار کرے۔ غرض قریباً دو گھنٹہ تک اس کے ساتھ مختلف ٹاپکس پر گفتگو ہوتی رہی۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ کوئی متعصب شخص نہیں۔ بلکہ کسی طمع لالچ کا شکار ہے۔ اس گاؤں کے سمجھدار لوگ متھرا کسی مقدمہ کی تاریخ پر گئے ہوئے تھے میں دن بھر ان کے انتظار میں وہاں ٹھہرا۔ اس کے بعد قریب کے ایک گاؤں میں چلا گیا۔ وہاں آگرہ صدر کے ایک رئیس کا لڑکا مجھے مل گیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ خود بھی چونکہ ملکانہ ہے۔ اس لئے وہ ان حالات سے غافل نہیں۔ اور انہوں نے اتوار کو بریلی وغیرہ کے علما کو بلایا ہے۔ کہ وہ مشورہ کرکے مناسب طریق پر کام کو شروع کریں۔ یہ سنکر میں سیدھا وہاں سے آگرہ آ پہنچا کہ میں بھی اس میں شامل ہوکر اپنے تجربات سے ان لوگوں کو آگاہ کروں۔ مگر آگرہ میں ایسے وقت میں اچانک آ پہنچا کہ سب علما اور لوگوں کو میرا سخت انتظار تھا۔ اور مجھ کو خود اس کی خبر تک نہ تھی۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ مولوی سعید احمد صاحب منیجر انجمن محمدیہ آگرہ نے میری سادہن سے غیر حاضری میں مجھکو آگرہ بلا بھیجا تھا۔ مگر مجھکو وہاں نہ پاکر بہت سے مولوی لوگ مضطرب تھے۔ کیونکہ آگرہ میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ شروع ہو چکا تھا۔ اور آریوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ آگرہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اپنے ملازمین ملکانوں کو جمع کرکے کچھ کرنے والے ہیں۔ دوسرے مولوی لوگ یعنی انجمن ہدایت الاسلام اور مدرسہ الہیات کے مبلغ اور علماء بریلی سب ہی موجود تھے مگر مناظرہ کرنے کی اہلیت کسی میں نہ تھی۔ خیر۔ مجھے دور سے آتے ہوئے دیکھکر مولوی فیروز الدین صاحب نے ان کو بتلایا کہ لو مولوی عبدالحق صاحب آ گئے۔ یہ دیکھ کر وہ سب بہت خوش ہوئے۔ اور بڑے تپاک سے مصافحہ کیا۔ مگر آریوں نے کچھ دنوں سے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ اعلان کسی جگہ کا کرتے ہیں اور پہنچ کسی دوسری جگہ جاتے ہیں۔

کل دن بھر انتظار کیا گیا۔ مگر آریہ کوئی نہیں آسکے۔ بہت سی مسلمانوں کو جمع دیکھکر اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر وعظ وغیرہ کی رائے قرار پائی چنانچہ سب سے پہلے مجھے ہی کھڑا کیا گیا۔ میں نے ہندو مذہب کی کتابوں اور اس کے اصولوں پر ایک مختصری تقریر کی۔ ابتداء میں اگرچہ مجھے صرف پندرہ منٹ دئے گئے تھے مگر جب میں آدھ گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے ہوگیا تو میں نے مولوی صاحبان کی طرف اشارہ کر دیکھا تو انہوں نے کہا کہ بس صاحب یہ آپ ہی کا حق ہے آپ جسقدر باتیں بیان کرتے چلے جائیں ہمیں تو اسی کی ضرورت ہے ہر چند میں نے دوسرے مولویوں کو کہا کہ آپ لوگ بھی بیان کریں مگر انہوں نے یہی کہا کہ آپ اپنے مضمون کو اور بیان کریں اس کے بعد میں نے کچھ تھوڑا سا اور بیان کیا درمیان میں ایک ملکانہ نے شراب خور کے ساتھ ملکر یہ کھانا کھانے کا مسئلہ پوچھا کہ جس کا جواب دینے کی جامع مسجد آگرہ کے مفتی صاحب نے خواہش کی اور وقت ان کو دے دیا گیا۔ میری تقریر کا اثر لوگوں پر اچھا رہا اور اب یہ تجویز ہوئی ہے کہ میرا ایک مفصل لکچر اسلام اور دیگر مذاہب پر جمعہ کے روز جامع مسجد میں ہو کہ جہاں مسلم سکولوں کے طلباء اور دیگر معززین شامل ہوں اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اسلام کی خدمت کر سکوں آپ بھی میرے لئے دعا کریں۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کہ مقامی امداد کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے میں اس سے غافل نہیں یہاں چونکہ لوگ ہمیں جانتے نہیں تھے بلکہ صرف محمودی جماعت کے یہاں ہونیکی وجہ سے اکثر لوگ متنفر تھے اور ویسے بھی ہم جب تک کام کرکے نہ دکھلائیں لوگ عام مولویوں اور ہم میں کچھ فرق نہیں سمجھ سکتے اس لئے میں نے سب سے پہلے کام کی جگہ پر کام شروع کر دیا کیونکہ اگر ہم آگرہ میں لکچر بازی اور مناظرہ پہلے ہی شروع کر دیتے تو دیہات کا بہت ہی حصہ نکل چکا ہوتا۔ اب وقت آگیا ہے کہ شہر میں لکچر کے بعد اس بارہ میں کوشش کی جائے کیونکہ اس وقت سے پہلے مدرسہ الہیات کانپور۔ بریلی ہدایت اور اسلام اور انجمن دعوت و تبلیغ لاہور کے مبلغ بھی یہاں موجود تھے اور ان میں سے بعض میں اپنے ذرا ذرا سے کام کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی عادت ہے اس لئے ہماری کوئی خصوصیت یہاں نہ سمجھی جاتی تھی ہم ایک مقابلہ کی جگہ پر ہیں اور اس میں آگے بڑھکر ہمیں بتانا ہے اگر ہم ان سے زیادہ کام کرکے نہ دکھائینگے تو لوگ جو ہم سے پہلے ہی بدظن ہیں ہماری کوئی خاص اہمیت نہیں سمجھینگے ایک دو مولوی صاحب تو ایسے بھی آئے کہ جن کا عزم مبارک یہ تھا کہ وہ ہمیں ہمارے مرکز سے بھی نکال دیں نہیں لوگوں کا ہندو ہو جانا منظور مگر ہماری وہاں اسلام کی حمایت نامنظور مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ مخالفین اور نفرت بہت جلد کافور ہو جائیگی۔

ضلع اٹاوہ اور کانپور بھی بلاشبہ دیکھ بھال کے قابل ہیں اٹاوہ خصوصیت سے آریوں کا شکار سمجھا گیا ہے پس انشاء اللہ تعالیٰ وہاں کا دورہ کرونگا۔ فیروز الدین صاحب کو مرکز کے دورہ کے لئے چھوڑ کر میں ادھر کا رخ کرونگا۔ مختلف دیہات کے لوگوں کے نام اور ٹھہرنے کا مقام وغیرہ بھی میں نوٹ کرتا جاؤنگا تاکہ دوبارہ ہمیں خط و کتابت اور انتظام میں دقت نہ ہو میں ایک کمزور سا آدمی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے محنت برداشت کرنے والا جسم دیا ہے میں اب اپنا بستر اور کتابوں کا بھاری بستہ اٹھا کر میلوں پیدل سفر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور بھی توفیق دے۔ مختلف انجمنوں کے مبلغین کی یہاں آگرہ میں بہت لوٹ پوٹ ہے۔ مگر مولوی ریلوے سٹیشن کو بہت کم چھوڑتے ہیں۔ ان انجمنوں میں سے بعض نے چونکہ مواضعات میں اپنے مدرسہ کھولنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے حصہ میں کونسا علاقہ پڑتا ہے۔ ویسے میں تو اپنے لئے کسی علاقہ کو مخصوص بنا کر ضروری نہیں سمجھتا اس لئے کہ ان انجمنوں کی تگ و دو چند روزہ ہی ہے۔ [illegible] سے کچھ نہیں بنا سکے ہدایت اور اسلام کے دو سکول پندرہ پندرہ سال سے دو گاؤں میں ہیں مگر نہ تو انہوں نے کچھ کام کیا اور نہ انجمن کے منتظمین نے ہی کچھ خبر لی۔ اسی طرح یہ فوری جوش بھی چند دنوں تک رہیگا اور جو مولوی ہوکر آئیں گے وہ نہ تو اچھا نمونہ ہی لوگوں کو دکھا سکیں گے۔ اور نہ ہی ان کو آریوں سے گفتگو کرنے کی اہلیت ہو گی اور نہ وہ اسلام کو معقول صورت میں پیش کر سکیں گے۔ اس لئے ہمیں اتنے بڑے کام سے نفرت نہیں کرنی چاہئیے۔ اور ایک دفعہ سارے علاقہ کی سروے ضرور کر لینی چاہئیے۔ اس کے بعد باقاعدہ کام شروع ہو جانا چاہئیے۔ یہی انجمنوں کے مبلغین انشاء اللہ تعالیٰ احمدی ہو سکیں گے۔ کیونکہ ان پر ہمارا اثر ہوتا جاتا ہے۔

افسوس ہے۔ کہ اس تگ و دو میں پڑھنے اور لکھنے کا کام مجھ سے چھوٹ گیا ہے۔ دن کو سفر اور رات کو وعظ۔ کیونکہ دیہاتی عموماً رات ہی کو جمع ہوتے ہیں۔ اور پھر لوگوں سے ملکر حالات کو معلوم کرنا اور فرداً فرداً لوگوں کو سمجھانا۔ کھانے پینے کا کوئی انتظام آگے ہوتا نہیں یا اور خود ہی کرنا ہوتا ہے۔ کئی جگہ تھک ٹوٹ کر جنگل میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور مسلمانوں کی حالت کو روتا رہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہاد فی سبیل اللہ میں کامیاب کرے کہ مریضوں کی یہ حالت اور نااہل طبیبوں کی وہ حالت اور قابل اطبا سے لوگوں کی یہ وحشت اللہ تعالیٰ ہی کو توفیق ہے کہ وہ مسلمانوں کو صحت و سلامتی کے دن دکھائے۔

غیر از جماعت امام کے پیچھے نماز

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ڈین کی طرف سے حضرت امیر کی خدمت میں ایک خط پہنچا جس میں لکھا تھا کہ احمدی جماعت کے طلبا امام مسجد کے پیچھے نماز ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ انہیں ہدایت کریں کہ ایسا نہ کیا کریں۔ اور امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ اس کا جو جواب حضرت امیر نے دیا ہے۔ ناظرین پیغام صلح کی اطلاع کیلئے درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

نوازش نامہ مورخہ ۲۴ جمادی الآخر موصول ہوا۔ بجواب عرض ہے کہ

اول آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد میں سنی و شیعہ اپنے اپنے طریق پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ یعنے علیحدہ اپنی جماعت کرالیتے ہیں تو اس صورت میں کسی احمدی پر بھی کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئیے کہ وہ مسجد میں جاکر اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے۔

دوم۔ اگر جماعت ایک ہی ہوتی ہے۔ اور علیحدہ جماعت کی اجازت نہیں تو جہاں تک ان احمدی طلبا کا سوال ہے جو جماعت لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسقدر ضروری ہے کہ امام نماز ان لوگوں میں سے نہ ہو جو فروعی اختلافات پر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور ——— بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور اس کے پیرووں کو کافر کہتے ہیں۔ اور چونکہ ہندوستان میں مولوی صاحبان نے حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دے رکھا ہے۔ اور اکثر مساجد کے ائمہ اسی مسلک پر ہیں۔ اسلئے اگر امام صاحب صرف اسقدر اعلان کردیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو سچا مسلمان یقین کرتے ہیں۔ اور ان پر کفر کا فتوے صحیح نہیں سمجھتے تو جو احمدی ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اس جماعت کے پیچھے باجماعت نماز ادا کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اس غرض کے لئے کہ حضرت مرزا صاحب کے اصل خیالات کا علم ہو جائے۔ میں آپ کی خدمت میں بعض تحریرات بھیجتا ہوں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ آپ جملہ عقائد اہلسنت والجماعت کے قائل تھے اور یہی اپنی جماعت کو تلقین کرتے تھے۔ وفات مسیح کے مسئلہ میں آپ کو عام لوگوں سے اختلاف تھا۔ اور اس لئے آپ نزول مسیح کے عقیدہ کو اس رنگ میں مانتے تھے کہ اس امت کا کوئی مجدد مسیحی صفات کو اپنے اندر لیکر عیسائیت پر اتمام حجت کرے گا۔

سوم۔ اگر ایسے طالب علم جماعت قادیان سے تعلق رکھتے ہیں تو ان کا مسلک بالکل علیحدہ ہے۔ کیونکہ وہ جملہ اہل اسلام کو جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق آپ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان سے خط و کتابت کریں۔

اگر آپ ایسے طلبا کو بلا کر ان سے دریافت فرما کر اطلاع دیں کہ کون کون سے طلبا ان میں سے جماعت لاہور سے تعلق رکھتے ہیں

تو میں ان کے بتے آنے پر انہیں لکھوں گا کہ وہ امام صاحب کی طرف سے اطمینان ہونے پر کہ وہ عام علماء سے مسئلہ تکفیر مرزا صاحب میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اور آپ کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ امام صاحب کے پیچھے مسجد میں نماز ادا کیا کریں۔

جماعت قادیان حق پر نہیں

اعلان فسخ بیعت

شیخ ضمیر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (ریاست گوالیار) کی طرف سے متواتر دو خطوط حضرت امیر کی خدمت میں موصول ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ خط ایک ہی سلسلہ کی دو لڑیاں ہیں، اسلئے ان کو اسی ترتیب سے شایع کیا جاتا ہے جس ترتیب سے وہ وصول ہوئے۔ راقم نے اپنی ایک رویا بھی بیان فرمائی ہے جس سے انہیں حق الیقین ہوگیا کہ میاں صاحب کے عقاید حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اڈیٹر

مکرمی۔ محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک احمدی جماعت احمدیہ قادیان سے تعلق رکھنے والا تھا اور عرصہ سے مسائل کفر و اسلام و نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر غور کر رہا تھا۔ اور دعا میں مصروف تھا۔ دلائل کے طور پر چند شبہات دل میں کھٹکتے تھے جنکا ذکر گذشتہ خط میں کیا گیا ہے لیکن دعا کرنے کے بعد دل اسطرف متوجہ ہوا کہ جماعت احمدیہ قادیان ان مسائل میں حق پر نہیں ہے لیکن میں نے جلدی نہ کی جبتک کہ وہ وقت آگیا کہ مجھ کو کسی غیبی قوت نے مجبور کیا کہ کونوا مع الصادقین وغیرہ کے حکم کے موجب میں جماعت احمدیہ قادیان سے قطع تعلق کر کے صادقین کے راہ پر چلوں۔ پس میں اپنے گناہوں سے توبہ کر کے جناب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ حضور میرے لئے دعا فرماویں گے۔ میں نے حضرت خلیفہ صاحب جماعت احمدیہ قادیان مدظلہ کی خدمت میں بھی آج تحریر کر دیا کہ میری بیعت فسخ تصور فرمائی جاوے۔

میں مسئلہ کفر و اسلام میں اول ہی سے جماعت احمدیہ قادیان کے ہمخیال نہ تھا لیکن مسئلہ نبوت میں مجھ کو طرح طرح کی الجھنیں پیش تھیں۔ جو خدا کے فضل سے حل ہوگئیں۔ کن کن واقعات نے مجھ کو اس جماعت سے قطع تعلق کرنے پر مجبور کیا۔ اگر موقعہ مناسب ہوا تو کسی آیندہ خط میں عرض کروں گا۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے مجھ کو حق پر مضبوطی سے قایم رکھے۔ اور حضور کی محبت میرے دل میں قایم کر دے۔ والسلام۔

(۲)

مکرمی۔ مخدومی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل ازیں ایک لفافہ حضور کی خدمت میں روانہ کر چکا ہوں جس میں تحریر کیا گیا ہے کہ میں جماعت احمدیہ قادیان سے قطع تعلق کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں۔ بذریعہ اس خط کے مختصراً وہ وجوہات ظاہر کرتا ہوں جن کی وجہ سے یہ تبدیلی واقع ہوئی۔ میں مسئلہ کفر و اسلام میں جماعت احمدیہ قادیان کے ہم خیال اول سے ہی نہیں تھا لیکن مسئلہ نبوت میں کچھ شبہات و شکوک پریشان کرتے تھے۔ اور اپنی کم علمی کی وجہ سے کسی جانب قطعی طور پر فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ چونکہ جماعت قادیان حضرت مسیح موعود کو ظلی و بروزی نبی مانتے ہیں۔ اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اس وجہ سے اس مسئلہ میں ان کے ہمخیال تھا۔ لیکن ظلی و بروزی نبی کی وہ ایسی تاویلات کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت حقیقی نبوت ہو جاتی ہے اور ان کی ان تاویلات و تشریحات سے دل پریشان ہوتا تھا۔ میرا ضمیر ان تشریحات کو قبول نہیں کرتا تھا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب خصوصاً حقیقۃ الوحی میں چند ایسی متشابہ عبارات ہیں جن سے ایک کم علم شخص کو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ اسوجہ سے میں قریباً ڈیرہ سال تک اس عقیدہ میں مبتلا رہا۔ میں نومبر ۱۹۲۱ء میں احمدی ہوا ہوں۔ اور شاید جولائی ۱۹۲۱ء میں مجھ کو احمدیت کی کتب دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس سے قبل مارچ ۱۹۲۱ء میں مجھ کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ احمدیہ جماعت کے نام سے کوئی جماعت دنیا میں موجود ہے۔ اس کے قبل مجھ کو اس امر کا علم نہ تھا۔ گو بچپن میں چند مرتبہ حضرت صاحب کا نام سنا تھا۔ اور شاید ایک دو مرتبہ فوٹو بھی دیکھا تھا۔ مجھ کو بفضل خدا تعالے اس بات کا کبھی موقعہ نہیں ہوا کہ میں نے حضرت صاحب کا نام سنا ہو یا فوٹو دیکھا ہو اور میں نے آپ کی تصدیق نہ کی ہو۔ جب کبھی حضرت صاحب کا نام سنا۔ آپ کی محبت میرے دل میں جوش مارنے لگتی تھی۔ حالانکہ مارچ ۱۹۲۱ء سے پہلے مجھ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ حضرت صاحب کا کیا دعوے ہے اور کیوں ہے۔ اور کہاں کے رہنے والے تھے۔ اور اب ان کی کوئی جماعت ہے یا نہیں لیکن چونکہ مسئلہ نبوت میں شرح صدر نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اللہ تعالے سے عاجزی کے ساتھ دعا کی کہ پروردگار مجھ پر حق کی بات ظاہر کر دے۔ دعا کرنے کے بعد روز بروز ان دلائل سے متنفر ہوتا گیا۔ اور دل میں یہ بات مضبوطی سے قایم ہوگئی۔ کہ احمدیہ جماعت قادیان ان مسائل میں حق پر نہیں ہے۔ بعد ازاں جماعت احمدیہ قادیان کے دلائل کے مقابلہ پر اللہ تعالے نے چند باتیں میرے دل میں ڈالیں اور دل میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اندر سے مجبور کر رہا ہے کہ تو ان باتوں کا اظہار کر۔ مگر اپنی کم علمی کی وجہ سے جرأت نہ کر سکا۔ انہیں ایام میں ایک خواب دیکھا کہ ایک مناظرہ کی مجلس ہے۔ علماء تقریریں کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف رکھتے ہیں اور ان کے قریب میں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ تم بھی تقریر کرو۔ میں نے شرمندگی کے لہجہ میں عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ نہیں آتا۔ اس کا جواب نہ دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر ممبر پر کھڑا کر دیا۔ اور وہاں پر میری زبان سے تقریر جاری ہوگئی۔ احمدی ہونے کے قبل بھی ایک اسی قسم کا خواب میں نے دیکھا تھا۔ جو اب تک مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ گویا میں ایک سمندر کے کنارہ پر کھڑا ہوں۔ اور اس سمندر میں طوفان آیا اور ایک بہت بڑا جہاز اس میں ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ میں کنارہ پر کھڑا ہوا افسوس کر رہا ہوں کہ ناگاہ ایک جانب سے ایک بزرگ جن کے چہرہ پر سے نور ٹپک رہا تھا۔ تشریف لائے اور مجھے کہا کہ لوگ ڈوب رہے ہیں۔ اور تم کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے تیرنا نہیں آتا ہے۔ اس کا جواب نہ دیتے ہوئے ان بزرگ نے مجھے سمندر میں دھکیل دیا۔ جب میں سمندر میں گرا تو پہلے ڈرا کہ شاید ڈوب جاؤں لیکن فوراً مجھ کو تیرنا آگیا۔ اور میں بہت اچھی طرح سے تیرنے لگا۔ اور سیدھا اس جہاز کے طرف گیا۔ اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لانے لگا اور ایک کثیر تعداد آدمیوں کو پکڑ کر کنارہ پر نکال لایا۔ اور اسکے بعد آنکھ کھل گئی۔ اس حالت میں کہ میں مشغول تھا۔

یہ خواب تو بہت پرانا ہے۔ لیکن پہلا خواب ابھی حال میں دیکھا میں نے ہرچند چاہا کہ ان کو خواب و خیال سمجھ کر بھلا دوں لیکن دل میں ایک ایسا جوش رہتا ہے جیسا کہ کوئی اندر سے مجبور کر رہا ہے کہ بذریعہ تحریر و تقریر اپنے خیالات کا اظہار کر۔

پس میں اپنے قادر مطلق اللہ تعالے کی مدد سے اسبات کا ارادہ کرتا ہوں کہ بذریعہ پیغام صلح یا اور کسی ذریعہ سے اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ ناظرین! اگر کوئی علمی غلطی میری تحریر میں پائیں تو براہ کرم معاف فرماویں۔ کیونکہ میں فارسی و عربی کی لیاقت نہیں رکھتا ہوں اور اردو اپنی مادری زبان ہونیکی وجہ سے صحیح یا غلط طور پر لکھ پڑھ لیتا ہوں۔ جملہ احمدیان کی خدمت میں سلام مسنون عرض کرتا ہوں۔

یہ خط جناب کی خدمت میں جو روانہ کیا جاتا ہے۔ جناب کو ہی مخاطب کرتے لکھا گیا ہے لیکن خط کے آخری حصہ میں طرز تقریر اتفاقاً ایسا بدل گیا ہے۔ جیسا کہ ایک کثیر التعداد اشخاص کو مخاطب کر رہا ہوں میں اس امر کی آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ والسلام۔

خاکسار ضمیر حسین قریشی عفا اللہ عنہ

مسلمان والدین کیلئے ایک نادر موقع

مسلم ہائی سکول اب اسلامیہ کالج کے متصل واقع ہے۔ سٹاف بہت نیک اور محنتی ہے بچوں کی دنیاوی تعلیم کے علاوہ ان کو مذہبی اور اخلاقی تعلیم بھی دیجاتی ہے۔ سکول میں مذہبی تعلیم کے علاوہ ہر اتوار کو وعظ ہوتا ہے۔

یکم اپریل ۱۹۲۳ء سے پرائمری کی تعلیم بالکل مفت ہوگی۔ بعوض چندہ وغیرہ کچھ نہیں لیا جاوے گا۔ اسلئے والدین اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاویں اور اپنے [illegible] مسلم ہائی سکول لاہور

بورڈنگ ہوس میں بچوں کی خاص نگرانی ہوتی ہے۔ صبح بچوں کو قرآن کریم کا درس دیا جاتا ہے۔ اور جو مستحق طلبا ہوں ان کو فیس میں خاص رعایت دی جاتی ہے۔ اسلئے احباب یہاں اپنے بچوں کو بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب خود بچوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ حضرت امیر اور دوسرے احباب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف رہے۔

مولوی صدرالدین صاحب کا خط مورخہ ۲۲ جنوری، وہاں سے آیا ہے آپ ترک سفیر سے ملے تو دیکھا کہ ترجمۃ القرآن انگریزی کے کچھ نسخے میز پر پڑے ہیں۔ گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ ترک سفیر ہمارے قرآن کے بڑے مداح ہیں۔ اور انگلستان میں بھی جو کام ہم نے اشاعت و تبلیغ اسلام کا کیا ہے۔ اس کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ مولوی صاحب ترکی سفارت کے اخلاق فاضلہ اور اطوار اسلامیہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور ترک قوم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ترکوں پر جو بعض وقت عیش و عشرت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں۔ ممکن ہے کہ یورپ کی تہذیب سے متاثر ہو کر بعض ترک انفرادی طور پر ان معائب میں گرفتار ہوگئے ہوں جو موجودہ تہذیب کے برے نتائج ہیں۔ جیسے کہ ہندوستان کے بعض لوگ ان بیماریوں میں مبتلا ہوگئے ہیں لیکن من حیث القوم ترک نہایت شریف اور متدین ہیں۔ ایک فرانسیسی اخبار کے متعلق لکھتے ہیں۔ اسکی ایک کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ اس میں اسلام کے ان محاسن کو شمار کیا ہے اور اسبات پر زور دیا ہے کہ یورپ کو اگر کوئی چیز تباہی سے بچا سکتی ہے تو وہ اسلامی تعلیم ہے۔ یورپ محض مادہ پرست ہے۔ دنیا پرست ہے۔ مادہ پرست ہے۔ اسکی دوبارہ زندگی کی اگر کوئی امید ہو سکتی ہے تو وہ اسلام کی تعلیم کے اختیار کرنے پر ہی ہو سکتی ہے۔ اس اخبار کے صفحات مونے سے بڑنگ ...کسی سے ... اس اخبار کا ایڈیٹر اسلام کے بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ اسکو میں تبلیغ کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ دعا کریں کہ یہ بیش بہا وجود حلقہ بگوش اسلام ہو۔

۷ جنوری بروز ہفتہ حضرت امیر نے بشیر بادشاہ بال میں خطبہ نے ...وعظ فرمایا۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ہم پہلے اطلاع دے چکے ہیں ہفتہ میں دو دن خواتین کے لئے درس قرآن شریف بھی ہوتا ہے مسجد احمدیہ میں حسب معمول درس اور لیکچر ہوتے ہیں

مسلم ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اب پرائمری کی فیس بالکل معاف کر دی گئی ہے۔ اسلئے والدین کو اب مسلم ہائی سکول میں لڑکے بھیجنے چاہئیں۔ جہاں اساتذہ قابل محنتی اور دیندار ہیں۔

اخبار لائٹ کی قبولیت خدا کے فضل سے بڑھ رہی ہے۔ اب ہفتہ وار چھپتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اسکی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کریں۔ نوجوانوں میں تبلیغ اسلام کے لئے یہ اخبار بہت مفید ہے۔

آگرہ اور اضلاع متحدہ میں ہمارے جو مبلغ گئے ہیں۔ ان کو خدا نے بڑی کامیابی عنایت فرمائی ہے۔ غیر از جماعت لوگ بھی مذہبی مباحثات میں ہمارے ہی مبلغوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عصمت اللہ صاحب اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ پریذیڈنٹ خلافت کمیٹی فریدآباد پادری لال چند سے ملے تو موخرالذکر نے کہا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں انجیل سے دکھائیں۔ پریذیڈنٹ صاحب خاموش رہے اور مجھے یہ خبر آکر سنائی میں نے چٹھی لکھا کہ میں یہ چیلنج کو قبول کرتا ہوں۔ پادری صاحب کو جب علم ہوا کہ میرا بالمقابل احمدی ہے تو وہ لگے ٹالنے اور لکھا کہ دہلی سے ہم اپنا مبلغ احمد مسیح منگائیں گے۔ بشرطیکہ کرایہ کا انتظام کرو۔

اسی طرح مولوی عبدالحق صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لیکچروں سے لوگوں پر اثر ہو رہا ہے۔ ان دونوں اصحاب کے خطوط اس اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہیں۔

خدا کا شکر ہے حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی کی صحت اب اچھی ہے۔ اللہ تعالے آپ کی عمر میں برکت کرے اور خدمت دین کی توفیق روزی کرے۔

برادران محمد سکندر صاحب۔ غلام رسول خان صاحب بارکنزی اور خواجہ عبدالسلام صاحب کمپنی کشمیر اور عزیز ولیمحمد صاحب جالندھر طالب علم علی پور سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ نور جملہ احباب

دعائے استقامت. اور خادم دین بننے کے خواستگار ہیں۔

خواجہ غلام محی الدین صاحب نقشبندی برادر غلام احمد صاحب کشمیر کسی فکر میں مبتلا ہیں۔ جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں برادر خواجہ نظام الدین صاحب بانڈے کشمیر اب بفضلہ تعالے ... ہو گئے ہیں۔ اور تبلیغ میں مصروف ہیں۔

برادر عبد العزیز صاحب ملتان چند دنیاوی ابتلاؤں میں مبتلا ہیں جملہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے انہیں ہر قسم کے ابتلا سے بچائے رکھے اور ان کی مشکلات کو حل کر دے۔

برادر عبد الحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں کہ سکندر آباد میں آریوں کے ساتھ مباحثہ میں اللہ تعالے نے بڑی بھاری کامیابی عطا فرمائی جس کا اثر گرد و نواح کے شہروں مثل بلند شہر۔ ببلیم پور، اور چھتاری تک بہت اچھا ہوا۔ مباحثہ توحید باریتعالے پر تھا۔ کوئی چار ہزار کے قریب مجمع تھا۔ مگر عموماً دہقان لوگ۔ بڑی کوشش سے اس مسئلہ کو اس طور سے بیان کیا گیا کہ دہقان لوگ سمجھ جائیں۔ الحمد للہ سب نے نہایت غور سے مباحثہ سنا اور سمجھا۔ آریہ سماج کی طرف سے پہلے پنڈت بلھمند اس مناظر آریا ہے۔ مگر جب ان سے کچھ نہ بن آئی تو خود پنڈت مراری لال شرما بانی گورو کل سکندر آباد مقابلہ پر آئے اور سوائے اسلام پر بہتان باندھنے کے کچھ نہ کر سکے۔

براور صدیق حسن صاحب جنوبی ہند میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں اور سلسلہ کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔

آگرہ سے سکرٹری صاحب انجمن محمدیہ و مینیجر شعبہ محمدیہ ہائی سکول آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کے مبلغین مولانا عبد الحق صاحب و مولانا فیروز الدین صاحب جس ایثار و جانفشانی سے دیہات آگرہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس سے متاثر ہو کر اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ اور آپ کی انجمن کا شکریہ ادا کروں۔ اس وقت تک جس قدر واعظین یہاں آئے ہیں ان میں زیادہ تر اس کام کے اہل نہیں ہیں اور اکثر سے بجائے نفع کے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ ایسی حالت میں ان صاحبان کا وجود باعث رحمت الٰہی ہے۔ اللہ تعالے کارکنان انجمن اور ان صاحبان کو بہترین جزا مرحمت فرمائے آمین۔

اس نواح میں کام کے واسطے بہت وسیع میدان ہے مگر استقلال درکار ہے۔ دو چار سال کا کام نہیں مستقل مشن کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالے ہم لوگوں کو اسکی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

تازہ خبریں
ہندوستان

مجلس منتظمہ جمعیتہ العلماء ہند کی قرار دادیں

(۱) دہلی - ۱۵ - فروری جمعیت العلماء ہند کی منتظمہ جماعت تجویز کرتی ہے کہ بدایوں میں سب کمیٹی نے امارت شرعیہ کے متعلق قواعد وضوابط کا جو مسودہ تیار کیا تھا۔ اس کو طبع کرا کر ممبران انتظامیہ جماعت کی خدمت میں غور و خوض کے ارسال کیا جائے۔

مسلمان راجپوتوں میں تبلیغ و اشاعت

(۲) موجودہ حالات اور ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے یہ امر ضروری ہے کہ اسلام کے تحفظ کے لئے ایک باقاعدہ تبلیغی شعبہ کا انتظام کیا جائے۔

خزائن خلیفۃ المسلمین کی نگرانی میں

(۳) کمیٹی کے خیال میں مقدس خزائن خلیفۃ المسلمین کی نگرانی میں رہیں یہ کمیٹی اعلان کر دینا چاہتی ہے کہ جب تک حکومت حجاز مناسب اور اطمینان بخش طریقہ پر خلیفۃ المسلمین کے زیر اثر اور زیر نگرانی نہ رہے۔ اس وقت تک مذکورہ بالا خزائن واپس نہ کئے جائیں اس وقت تک خواہ کوئی دعوے کرے۔ وہ سب لغو اور فضول ہے۔

حجاز ریلوے پر خلیفۃ المسلمین کا قبضہ ہو

(۴) اس کمیٹی کا دعوے ہے کہ حجاز ریلوے مسلمانان عالم اور مسلمانان ہند مشترک سرمایہ سے تعمیر پذیر ہوئی ہے خلیفۃ المسلمین مسلمانان عالم کے صحیح نمائندہ ہیں۔ لہٰذا ان کو استحقاق حاصل ہے کہ ریلوے مذکورہ کو اپنے قبضہ میں رکھیں۔ اور جس طرح چاہیں استعمال کریں۔ آپ کے علاوہ کوئی اور ہستی ریلوے مذکورہ کی نگرانی یا ملکیت کی ہرگز دعویدار نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اس کے مصارف و آمدنی میں مداخلت کی مجاز ہے۔

تبلیغی کارروائی

(۵) یہ کمیٹی ناظم جمعیتہ العلماء ہند کو اختیار دیتی ہے کہ وہ تبلیغی کام کے لئے مناسب ملازم اور عہدہ دار صدر کے مشورہ سے مقرر کریں اور مالی حالت کی نگرانی رکھیں۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا جلسہ

پٹنہ ۱۷ - فروری - آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۶ - اور ۲۷ فروری کو کمیٹی مذکورہ کا جلسہ بمقام الہ آباد منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں مخالفین اور حامیان کونسل کے درمیان مصالحت پر غور کیا جائے گا۔

حکیم اجمل خاں اور سی آر داس کیخدمت میں سپاسنامہ

الہ آباد ۱۷ - فروری - الہ آباد میونسپل بورڈ نے ۱۴ رایوں کے مقابلہ میں ۱۵ رایوں سے فیصلہ کیا ہے کہ حکیم اجمل خان اور مسٹر سی آر داس کو ان کی آمد کے موقعہ پر سپاسنامہ پیش کرے۔

پنڈت مالویہ اور گورنر یو۔پی

الہ آباد - ۱۷ فروری - الہ آباد لیبل ایجیٹیشن کمیٹی کے وفد نے زیر سرکردگی پنڈت مدن موہن مالویہ ہز ایکسلنسی سے ملاقات کی۔

احمد آباد اور سورت کے تاجروں کی عہد شکنی

احمد آباد - ۱۷ - فروری - احمد آباد اور سورت کے بعض تاجروں نے پہرہ داری کے زمانہ میں عہد کیا تھا کہ وہ بدیشی پارچہ کے لئے آرڈر نہ دیں گے۔ اطلاع ملی ہے کہ اب ان تاجروں نے عہد شکنی کر کے بدیشی پارچہ کے لئے آرڈر دے دیا ہے۔

ضلع پشاور میں گرفتاریاں

پشاور - ۱۷ فروری - گذشتہ شب محافظ فوج اور پولیس کے دستہ نے اچانک موضع ذخیکا ساہی ضلع پشاور میں دورہ کیا اور تین یا چار جرائم پیشہ ملزموں کو فوراً گرفتار کر لیا۔

مسز نیڈو کی لاہور میں آمد

مسٹر سنتانم صاحب بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیتے ہیں کہ مسز نائیڈو آج لاہور تشریف لائی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ کل اپنی آمد کے متعلق تار بھی دیا تھا۔ مگر تار اسوقت تک نہیں پہنچا۔ اسلئے کوئی شخص استقبال کے لئے اسٹیشن پر نہ جا سکا۔

گوردوارہ کمیٹی کی نئی فتوحات

امرتسر - ۱۹ فروری - مکتسر ضلع فیروزپور میں گوردوارہ کے متعلق اب فتنہ و فساد کا خطرہ بہت کچھ رفع دفع ہو گیا ہے۔ چار زیر بحث گوردواروں میں سے ایک کل شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔

اسلامی خبریں

خلیفۃ المسلمین کا عطیہ

ہفتہ میں دوبارہ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۱ — نمبر ۳۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۴ فروری سنہ ۱۹۲۳ء

علاقہ سیرالیون

(مغربی افریقہ)

میں اسلام کی ابتدائی تواریخ

(ایک افریقی مسلمان کے قلم سے)

سیرالیون میں اسلام کی ابتدائی تواریخ اور اس کی ترقی کے حالات لکھنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نوآبادی کی مختصر تاریخ بتا دیجائے تاکہ ناظرین کو تمام حالات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

سیرالیون افریقہ کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور سب سے پہلے ۱۷۸۶ء میں ولیم ولبر فورس۔ ٹامس کلارکسن گرنول شاپ۔ زکری میکالے جیسے انگریز مدبرین کو اسے نوآبادی بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ علاوہ دیگر وجوہات کے ایک وجہ اس کے قیام کی یہ بھی تھی۔ کہ اردگرد کے علاقہ جات سے مظلوم غلام اپنے ظالم آقاؤں کے دست تظلم سے بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہو سکیں۔ مسٹر ولبر فورس اپنی بیس سالہ ان تھک سرگرمی کے بعد مارچ ۱۸۰۷ء میں پارلیمنٹ سے تجارت غلامان کا انسدادی بل پاس کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۸۰۸ء میں سرکار انگریزی کے گورنر نے سیرالیون کمپنی سے اس نوآبادی کا قبضہ حاصل کیا۔ اور ان افریقی غلاموں کا اسے قرارگاہ قرار دیا۔ جو اپنے گھروں سے چھینے جا کر بحر اوقیانوس سے پار بطور غلام بھیجے جاتے تھے۔ اور جن کو سرکار انگریزی کے کارندے تجارت غلامان کرنے والے جہازوں سے آزاد کراتے تھے۔

سیرالیون میں اسلام کا داخلہ

سب سے پہلے اسلام اس نوآبادی میں اٹھارہویں صدی میں داخل ہوا گو اس کی صحیح تاریخ مقرر نہیں کی جا سکتی۔ لیکن تاریخ سے پتہ ملتا ہے۔ کہ ۱۸۰۴ء میں عیسائی پادریوں کے (اس) علاقہ میں اترنے سے بہت پہلے اسلام اس ملک میں داخل ہو چکا تھا۔ اسے سب سے پہلے فولاح اور منڈنگو قبائل کے سوداگر مبلغین جو فوتا جالون کے رہنے والے تھے۔ اس علاقہ میں لائے جس کی تعلیم وہ اپنے علاقہ کے عرب مہاجرین سے حاصل کرتے تھے۔ ان سوداگروں کا قاعدہ تھا کہ جہاں جہاں وہ سوداگری کے لئے قیام کرتے وہیں سکول جاری کر دیتے۔ جن میں زبان عربی اور اصول اسلام کی تعلیم دیجاتی۔ اس طریقہ سے اسلام ساری نوآبادی میں پھیل گیا۔

انگریزی پارلیمنٹ کے ۱۸۰۷ء کے ایکٹ کے مطابق غلاموں کی تجارت کرنے والے جہاز جنہیں سرکار انگریزی کے بحری حکام سمندر میں گرفتار کرتے تھے۔ ۱۸۰۸ء سے اس علاقہ میں آنے شروع ہوئے۔ وقتاً فوقتاً ان رہا شدگان میں بہت سے مسلمان بھی ہوا کرتے تھے۔ جن کو شہر فری ٹاؤن کے شمال مشرقی حصہ میں یعنی جسے اب فولاح ٹاؤن کہا جاتا ہے۔ آباد کیا جاتا تھا۔ اور جہاں انہوں نے اپنے طریق پر اپنی جماعت قائم کر لی۔ اور فولاح اور منڈنگو سوداگروں کو اپنے بچوں اور نومسلموں کی تعلیم دینی کے لئے مقرر کیا۔ یوماً فیوماً مسلمانوں کی جمعیت ترقی کرتی گئی۔ یہاں تک کہ انہیں ایک مسجد کے بنانے کی ضرورت درپیش آئی۔ جو موجودہ شاندار مسجد کی جائے وقوع پر پہلے پہل گارے سے بنائی گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں کا ایک دوسرا مرکز خلیج فوراح میں بنایا گیا۔ جہاں فولاح ٹاؤن کی طرح اردگرد سے نومسلم آ کر آباد ہونے شروع ہو گئے۔ اسوقت تک اسلام نہایت سکون کے ساتھ ترقی کرتا چلا گیا یہانتک کہ پادری صاحبان کا قدم مبارک اس علاقہ میں آ پہنچا۔ جنہوں نے اپنے مدعا کے حصول کے لئے گورنمنٹ کو ترغیب دی۔ کہ رہا کردہ غلاموں کو زبردستی عیسویت میں داخل کیا جائے۔ اور اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ کہ ۱۸۳۰ء میں گورنمنٹ ایک قانون کے ذریعہ سے جملہ رہا شدہ غلاموں کو کئی سالوں کے لئے عیسائیوں کے ماتحت بطور لازمی مزدوروں کے دینا منظور کر لیا۔ جس عرصہ میں علاوہ دیگر امور کے ان کو صرف عیسویت کی طرز عبادت کی پیروی پر مجبور کیا جاتا تھا۔ بعد ازآں اُن ناگفتہ بہ ظلموں اور زبردستیوں کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ جو اسوقت تک سیرالیون کے مسلمانوں اور عیسائیوں کی باہمی کشمکش کا ذمہ وار ہے۔ اور جو ہر دو مذاہب کی موجودہ نسل کے لئے نقصان رساں اور مہلک ثابت ہو رہا ہے۔ اور جسے ہر دو مذاہب کے سمجھدار آدمی درست کرنے کی فکر میں مصروف ہیں۔

لیکن باوجود اس دباؤ کے رہا شدہ غلام جب اپنی لازمی مزدوری کی میعاد ختم کر چکتے تھے مذکورہ فوراً مسلمانوں میں آ ملتے تھے جس کے باعث پادریوں کو اسلام کی ترقی روکنے کی اور تجاویز سوجھنی شروع ہوئیں گورنمنٹ کے پاس ان پادریوں نے غریب مسلمانوں کے خلاف نہایت خطرناک اور بڑی بڑی شکایتیں کرنی شروع کر دیں۔ اور اس آزار گروہ کی ایسی بری تصویر گورنمنٹ کے سامنے پیش کی گئی۔ کہ حکام نے ۱۸۳۹ء میں [illegible] فولاح ٹاؤن کی [illegible] کو گرا دیا۔ لیکن باوجود اس سختی اور ظلم کے غریب مسلمان اپنے مذہب پر چلتے رہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بجائے اس کے کہ پادریوں کی خواہش کے مطابق مسلمان کم ہوتے۔ ان کی تعداد میں زیادہ ترقی ہو گئی۔ جس کے بعد پادریوں نے یہ کوشش کی۔ کہ سارے کے سارے مسلمانوں کو اس نوآبادی سے جلاوطن کر دیا جائے سو اسوقت کے گورنر کرنیل رچرڈ ڈوہرٹی کی ترغیب پر دو عرضیاں گورنمنٹ میں بھیجی گئیں۔ جن پر چرچ آف انگلینڈ اور فری چرچ مشن کے پادریوں کے دستخط تھے۔ جن کی تعداد اسوقت نوآبادی میں بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور جن کا اسوقت گورنمنٹ پر بڑا اقتدار تھا۔ موجودہ زمانہ کی روشنی میں یہ ہر دو درخواستیں بنی نوع انسان کی بہبودی والے علوم و فنون کی بہترین عجائبات میں سے ہیں اسلئے اگر ان کو مکمل طور پر درج ذیل کر دیا جائے۔ تو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

چرچ مشنریوں کی درخواست حسب ذیل ہے:۔

بحضور گورنر صاحب و آنریبل بورڈ آف کونسل عرضی دہندگان کی یہ عرض ہے۔ کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے کارندگان نوآبادی ہذا کو اس نوآبادی میں مسلمانوں کی تیز ترقی اور ان کے مؤثر رسومات کی آزادانہ ادائگی کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مسلمان معلمین گاؤں گاؤں میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ آزاد شدہ افریقی لوگ کثرت سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ یہانتک کہ بعض لوگوں نے اپنے بچے اس کا فرانہ توہمات اور اسلامی دھوکا بازی کی منفقہ تعلیم کے حصول کے لئے شہروں میں بھیج رکھے ہیں۔ اور کہ آزاد شدہ افریقی جو ایسے لوگوں کو بطور مزدور دیے جاتے ہیں۔ ہر قسم کی عیسوی تعلیم سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ اور اکثر انہیں خداوند کے دن کو بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ جس کے لئے مسلمان اپنے گھروں میں اور خصوصاً اپنے شہر فوراح بے میں ذرا بھی عزت و وقار نہیں رکھتے۔ اس لئے عرضی دہندگان آپکے اور آنریبل بورڈ کے سامنے اپنے اس پختہ یقین کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کے رسومات و عبادات کی آزادی اور کھلی بجا آوری اس نوآبادی کے لئے اخلاقی اور ملکی نقطہ نگاہ ہر دو کے لحاظ سے پر از خطر ہے۔ اس لئے ہم عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ مہربانی فرما کر اس نقصان رساں طریقہ کی ترقی کے روکنے کے طریقوں پر غور کیا جائے۔ اور ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ جو آزاد شدہ افریقی مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ خداوند کے دن کی رعایت حاصل کر سکیں۔ اور دوسرے ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جو اُن کی عیسویت کی تعلیم کے لئے ممد ہو سکیں جس کے لئے ہم ہمیشہ مشکور رہینگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

دعوت عمل

(۷)

اشاعت اسلام کے لئے اگر ہمیں بااخلاق مبلغین اور باہمی اتحاد جماعت کی ضرورت ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی روپیہ کی بھی ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ یورپ میں ہم لوگوں کو روپیہ کے لالچ سے مسلمان نہیں کرتے جیسا کہ ہندوستان میں بہت سے کم مایہ لوگ محض روپیہ کی حرص سے حضرت مسیح کے گلہ میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن تبلیغ اسلام کی دوسری ضرورتیں بھی بجز روپیہ کے پوری نہیں ہو سکتیں۔ یورپ میں اسلامی لٹریچر پھیلانے کی ضرورت نہایت ہی اہم ہے۔ اس لئے کہ ہمیں صرف گمراہوں کو سیدھے راستہ ہی پر نہیں لانا۔ بلکہ بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے۔ جو پادریوں نے وہاں اسلام اور آنحضرت صلعم کے متعلق ڈال رکھی ہیں۔ عیسائی مشنری ایک عرصہ سے اسلام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ان کے مصنفین نے اسلام پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کے ایک ایک فقرے میں آنحضرت صلعم کی سیرت و سیرت پر نکتہ چینی کی ہے۔ اسلام کے اصولوں پر اعتراض کئے ہیں اور اسلام کو تہذیب و تمدن کا دشمن بتایا ہے۔ اب ان تمام کتابوں کو خریدنا۔ ان کو پڑھنا۔ ان کے جواب لکھنا۔ اور پھر ان جوابات کو ضخیم ضخیم کتابوں کی صورت میں شائع کرنا وہ کام ہے۔ جس کے لئے بہت روپے کی ضرورت ہے۔ ہم بعض وقت فخر کرتے ہیں۔ اور ایک حد تک ہمارا یہ فخر بجا بھی ہے۔ کہ ہم نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی زبان میں پیش کیا۔ بے شبہ اس سے اشاعت اسلام کے کام میں بہت مدد ملی ہے۔ لیکن کیا صرف ایک انگریزی ترجمہ ہی یورپ کو کافی ہو سکتا ہے۔ ابھی یورپ کی بہت سی زبانیں ہیں جن میں ہمیں قرآن مجید کے تراجم کرنے چاہئیں۔ حضرت امیر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ یورپ ہی کی ہر ایک زبان میں اسلامی لٹریچر اور قرآن شریف کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ فرانسیسی۔ جرمنی۔ اطالوی۔ روسی۔ یہ سب زبانیں قرآن مجید کے صحیح ترجمہ سے تہیدست ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کلام پاک کو جو تمام دنیا کے لئے موجب ہدایت ہے۔ ربع مسکون کے ہر کونے میں پہنچائیں۔ عیسائیوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے جبکہ وہ خود بھی محرف و مبدل ملتے ہیں۔ کمال ہی کیا ہے۔ انجیل کے تراجم اور مختلف ایڈیشنوں کی کوئی حد ہی نہیں اس کے بالمقابل اگر ہم محض ایک ترجمہ قرآن شریف ہی پر ناز کریں۔ تو غالباً بیجا نہ ہوگا۔

لیکن قرآن مجید کے ترجمے مختلف زبانوں میں شائع کرنے کے لئے یا ایک ہی زبان میں مختلف ترجموں کے لئے بھی بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ روپیہ بہرحال قوم کی جیبوں ہی سے نکلنا ہے۔

افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلمانوں کو آجکل ہر ایک قومی ضرورت کے لئے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے ایسے قومی کاموں کے لئے ایک خاص نظام مقرر کیا تھا۔ اور یہ نظام ایسا کامل و مکمل ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ اور آپ کے بعد خلفاء الراشدین کے عہد میں اسی نظام سے مسلمان اتنے بڑھے پھولے پھلے کہ زمانہ شاہد ہے یہ سچ ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان میں حکومت اسلامی نہیں۔ اور اس لئے زکوٰۃ کا نظام حکومت کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر خود مسلمان ایک بیت المال قائم کر کے زکوٰۃ کا روپیہ موصول کریں۔ اور اس کو قومی کاموں میں صرف کریں۔ تو خاص چندوں کی بہت ہی کم ضرورت پیش آئے گی۔

دوسرے مسلمانوں سے قطع نظر کر کے اس وقت میرا روئے سخن خاص اس جماعت کی طرف ہے۔ جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر کیا۔ اور اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین ٹھیرایا۔ میرا خیال ہے۔ کہ اگر ہماری تمام جماعت زکوٰۃ دینے کا التزام کرے۔ اور یہ فریضہ دوسرے چندوں میں حائل نہ ہو۔ تو ہمیں اشاعت اسلام کے لئے بہت سا روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھکر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی مرد اور خاتون کے نام ایک نقشہ زکوٰۃ کے لئے بھیجا جائے۔ جس کی خانہ پری کر کے وہ دفتر سکرٹری میں بھیج دیں۔ اس نقشہ سے مجموعی زکوٰۃ کی آمد کا اندازہ لگ سکے گی۔ اور اگر ہمارے احباب اس کے ادا کرنے کا التزام کرینگے تو ایک معتد بہ رقم خزانہ انجمن میں جمع ہو سکے گی۔ دفتر سکرٹری سے یہ نقشہ زکوٰۃ تقسیم ہو رہا ہے۔ جن احباب کی خدمت میں پہنچ چکا ہے۔ ان سے التماس ہے۔ کہ وہ اس کی خانہ پری کر کے بھیج دیں۔ اور جن کو نہیں پہنچا۔ وہ از خود منگوالیں۔ خانہ پری کے بعد پھر دوسرا قدم ادائے زکوٰۃ کا ہے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ وہ قوم جس نے بہت بڑی قربانیاں کی ہیں۔ وہ اس وعدہ کے ایفا کرنے میں دریغ نہیں کرے گی۔

نقشہ مذکورہ کے ساتھ زکوٰۃ کے مسائل درج ہیں۔ اور ان سے نقشہ کی خانہ پری کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

مسلمانان پونچھ کی دردناک حالت

ہم اس سے پہلے ان ہی کالموں میں مسلمانان پونچھ کی نازک حالت کے متعلق لکھ چکے ہیں۔ جن کو دربار پونچھ کی طرف سے جلا وطن اور برطرف کیا جا رہا ہے۔ ریاست پونچھ میں ۹۶ فیصدی آبادی مسلمان ہے۔ اور اس لحاظ سے مسلمانوں کے حقوق یہاں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ریاست کے اپنے اغراض و مقاصد اور بہبود و بہبودی بھی اسی کے مقتضی ہیں۔ کہ جو طبقہ رعایا کثیر التعداد ہو اس کی مرفہ الحالی تمام ملک کی مرفہ الحالی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۹ فروری میں دو ریزولیشن پاس کئے ہیں جن میں راجہ سر ہری سنگھ صاحب بہادر اور ریذیڈنٹ صاحب کشمیر کی حق پژوہی اور منصف مزاجی سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ ان مصیبت زدہ مسلمانوں کی داد رسی کی جائے۔ ریزولیشن حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا یہ جلسہ اس امر پر کہ ریاست پونچھ نے وہاں کے چند سر برآوردہ مسلمانوں کو جلا وطن کر دیا ہے۔ اور چند مسلمان حکام کو ملازمت ریاست سے بلا وجہ اور غیر منصفانہ طور پر برطرف کر دیا ہے۔ دلی رنج و اندوہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کی بے چینی کو دور کرنے اور ان کی دلجوئی کے لئے یہ امر ضروری سمجھتا ہے۔ کہ آنریبل ریذیڈنٹ صاحب بہادر کشمیر اور راجہ سر ہری سنگھ صاحب بہادر فوراً ان احکام کو منسوخ فرمائیں۔ اور جلا وطن شدہ مسلمانوں کو واپس بلالیں۔

(۲) سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا یہ جلسہ بہ وثوق اس امر کا اظہار کرتا ہے۔ کہ ریاست پونچھ میں مسلمانوں کی کثیر کثرت آبادی و اہمیت اس امر کی مقتضی ہیں۔ کہ ریاست کے انتظامی اور جوڈیشل محکمہ جات میں مسلمان عہدہ داروں کی معقول تعداد ہونی چاہئے۔ اور آنریبل ریذیڈنٹ صاحب بہادر کشمیر اور جنرل سر راجہ ہری سنگھ صاحب بہادر کی خدمت میں ملتمس ہے۔ کہ وہ بہت جلد ایسے احکام جاری فرمادیں۔ کہ جن کی رو سے ان محکمہ جات میں مسلمانوں کو کافی حصہ ملے۔ اور خصوصاً ان عہدوں پر مسلمان حکام کا تقرر ہو۔ کہ جن پر قبل از گدی نشینی موجودہ سری راجہ صاحب بہادر و بوقت قیام ریذیڈنسی مسلمان عہدہ دار متعین تھے۔

ہمیں امید ہے۔ کہ اس واجبی درخواست پر ریاست پونچھ کے ارباب بست و کشاد ضرور غور فرمائیں گے۔ اور اپنی رعایا کے بے قصور مسلمانوں سے اس انصاف کا برتاؤ کریں گے جس کی روشن خیال حکومت سے توقع ہو سکتی ہے۔ اگر کچھ مسلمان اہلکار فی الواقعہ مجرم ہیں تو ان کے خلاف عدالت میں مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ جہاں ان کو اپنی صفائی کا بھی موقعہ ملنا چاہئے۔ اور عدالت کو بھی انصاف پسندی اور غیر جنبہ داری سے فیصلہ صادر کرنا چاہئے۔ ریاست کے تجربہ کار اور مستحق اہلکاروں کو برطرف کر کے نئے اور غیر علاقہ کے نو آموز لوگوں کے ہاتھ میں انتظام کی باگ دینا خود ریاست کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ دوسری ریاستوں میں بھی یہ تجربہ ناکام ثابت ہوا ہے۔

تبدیل مذہب پر جھگڑے

پچھلے دنوں ایک مسلمان لڑکی کے سکھ ہو جانے کی خبر شائع ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی مذہب بہانہ اغوا تھا۔ مسلمان معاصرین نے جب اس پر اظہار ناراضگی کیا تو [illegible] سکھ [illegible] محض [illegible] کی حمایت کر [illegible] مدنظر رکھتے ہوئے اصول کا سوال چھیڑ دیا ہے کہ جب مسلمان اور سکھ دونوں تبدیل مذہب کے حامی ہیں تو پھر لڑائی جھگڑے کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ معاصر مذکور لکھتا ہے۔ کہ "جب مسلمان اور سکھ دونوں شدھی کے حق میں ہیں۔ ہر روز سینکڑوں لوگ اسلام قبول کرتے ہیں اور سینکڑوں سکھ مذہب۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی پھر ان دونوں قوموں میں تبدیلی مذہب پر کیوں جھگڑے ہوتے ہیں"

ہم اپنے معاصر سے اس بات میں بالکل متفق ہیں کہ تبدیلی مذہب کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے اور مسلمان کبھی اس میں مداخلت نہیں کرتے کیونکہ قرآن مجید میں صریح حکم ہے۔ لا اکراہ فی الدین کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر و تشدد نہیں۔ لیکن جہاں صورت حالات بالکل جداگانہ ہو۔ جہاں تبدیلی مذہب کے نام پر نہایت ذلیل اور ناقابل معافی جرائم کا ارتکاب کیا جائے۔ وہاں ہر ایک مسلم بلکہ ہر شریف انسان کا فرض ہے کہ وہ ایسے مفسد لوگوں کی حمایت کی بجائے اسکو عبرتناک سزائیں دلوا کر سوسائٹی کی اصلاح میں ہاتھ بٹائے۔ ہمارا خیال ہے کہ سکھ صاحبان بھی اسکو ہرگز گوارا نہیں کریں گے کہ ان کی بہو بیٹیاں تبدیلی مذہب کے بہانہ میں بدمعاشوں کے ہتھے چڑھیں اسی طرح مسلمانوں کی غیرت و حمیت گوارا نہیں کرتی کہ غریب مسلمان لڑکیوں کو محض تبدیل مذہب کے بہانہ سے خانہ بدر کیا جائے۔ اور پھر ان کو فروخت کر کے جلب منفعت کی جائے

یہ خبر کہ ہر روز سینکڑوں لوگ سکھ ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے موجب دلچسپی ہے۔ لیکن معاصر مذکور نے اس کی کوئی سند نہیں پیش کی۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو کیا ہمارا ہمعصر اس کی تائید و توثیق کے لئے کوئی شمار و اعداد پیش کر سکتا ہے؟

مسیحی مبلغین کا معیار تبلیغ

مسیحی مبلغین جب اپنی تبلیغی رپورٹ لکھتے ہیں تو اس میں اپنے کارناموں کی فہرست عجیب و غریب انداز سے مرتب کرتے ہیں۔ آجکل ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت کا دروازہ اگرچہ کھلا ہے۔ مگر مسیحیت میں داخل ہونے کا دروازہ مدت سے بند ہے۔ جو لوگ واقعات حاضرہ پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسیحیت کی اشاعت کا سد باب احمدی تحریک سے ہوا ہے۔ اور یہ بھی ایک مانی ہوئی بات ہے کہ مسیحی مبلغ احمدیوں سے مناظرہ کرنے کی تاب نہیں لا سکتے لیکن اب جبکہ مسیحی مشنوں کی اسطرح کساد بازاری ہوئی تو انہوں نے اپنا معیار تبلیغ بالکل ہی بدل دیا ہے۔ پہلے وہ اپنی رپورٹوں میں ان اعداد و شمار کا ذکر نہایت فخر سے کرتے تھے کہ جو مسلمان اسلام سے نکلکر عیسائیت میں داخل ہوتے تھے۔ لیکن اب اس کی بجائے صرف عام خیالات کی تبدیلی ہی معیار تبلیغ سمجھی جاتی ہے چنانچہ مسٹر محمد علی نے جب پرانے تعلقات کی بنا پر مسٹر ایمنڈ ریوز کو ایک خط میں لکھا کہ وہ انجیل کو پڑھنے کی مدت سے خواہش رکھتے تھے لیکن عدیم الفرصتی مانع رہی۔ اور اب جیل میں یہ کام کرنیکی فرصت ملی۔ تو اس خط کو اب نہایت فخر و مباہات سے عیسائی رسالے نقل کر رہے ہیں۔ "چرچ مشنری ریویو" نے اس خط کا خلاصہ دیا۔ "مسلم ورلڈ" نے تو اسکو نقل کیا اور ابھی معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کہاں تک پہنچے گا۔ اسی طرح بعض مسیحی حلقوں میں مسٹر محمد علی کے اس فقرہ کو جو انہوں نے عدالت کراچی میں فرمایا کہ میری حالت یسوع مسیح کی ہے اور آپ کی درجہ سے مخاطب ہو کر پلاطوس رومی کی "مسیحی حضرات" اپنی تبلیغی کوششوں کا ثمرہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندوستان کے سب سے بڑے لیڈر کے دل میں ہم نے مسیحیت کا بیج بو دیا۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی لطف آمیز ہے کہ "چرچ مشنری ریویو" نے ہندوستان کے موجودہ مذہبی خیالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا تو "مسلم ورلڈ" نے اس کو نقل کر کے اپنے معاصرانہ اور ہم پیشہ کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اس مضمون کا ملخص یہ ہے کہ اب ہندوستان میں مسیحیت پھیل رہی ہے اور اسکی پہلی دلیل یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم سے متاثر ہو کر اب مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حلم۔ بردباری۔ محبت وغیرہ کے اوصاف منسوب کرنے لگے ہیں اور ان ہی اوصاف کو ایک کامل نبی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے وہ اب اپنے آپ محمدی نہیں کہتے بلکہ مسلمان کہتے ہیں۔ یہ دونوں دلیلیں نہایت لغو ہیں "چرچ مشنری" کے نامہ نگار کو تو غالباً معلوم ہوگا کیونکہ وہ عربی دان نہیں ہوں گے لیکن "مسلم ورلڈ" کے ایڈیٹر ڈاکٹر زویمر تو عربی جانتے ہیں۔ قرآن انہوں نے پڑھا ہے کیا اس میں آج سے تیرہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ نہیں دیکھا کہ انک لعلی خلق عظیم۔ دوسری دلیل اس سے زیادہ عجیب ہے۔ کیا قرآن مجید میں ہمارا نام مسلمین اور ہمارے مذہب کا نام اسلام نہیں لیکن غالباً مسیحی مشنری جان بوجھ کر محض اپنی رپورٹوں کو موثر کرنے کے لئے اس قسم کے تجاہل عارفانہ

کیا حضرت مسیح موعود حنفی المذہب تھے؟

"۲۸ جنوری ۱۹۲۳ء کے "پیغام صلح" میں الفضل کے اس مطالبہ پر کہ حضرت امیر نے اپنی تقریر جلسہ سالانہ میں جو حضرت مسیح موعود کیطرف یہ منسوب کیا ہے۔ کہ آپ اپنے آپ کو حنفی المذہب لکھتے ہیں۔ اسکا حوالہ دیا جائے۔ ہم نے الفضل سے یہ سوال کیا تھا۔ کہ اسے ۱۹۰۱ء سے پہلے کا حوالہ مطلوب ہے یا بعد کا؟

یہ سوال جس شرافت اور تہذیب کے پیرایہ میں کیا گیا تھا۔ ناظرین "پیغام صلح" سے پوشیدہ نہیں۔ اس امر کے اظہار کے لئے کہ اس تمام نوٹ میں کہیں بھی کوئی ایسا فقرہ ہم نے نہیں لکھا۔ جس میں اشارتاً یا کنایتہً اصحاب قادیان یا الفضل کے نامہ نگار خصوصی قاضی اکمل پر کوئی چوٹ کرنی مقصود ہو یا انہیں کوئی گالی دی گئی ہو۔ ہم ایک دفعہ پھر اسے یہاں نقل کئے دیتے ہیں:۔

حضرت امیر کے محولہ بالا فقرہ کو نقل کرنے کے بعد ہم نے لکھا ہے کہ "قبل اس کے کہ مطلوبہ حوالہ دیا جائے۔ یہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ کہ آیا یہ حوالہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہونا چاہیئے یا بعد کا؟ جب تک اس کی صراحت نہ ہو جائے۔ حوالہ دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

"یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس سے پہلے جو حضرت مسیح موعود کے بہت سے ارشادات کو نقل کیا جا چکا ہے۔ جن میں آپ صراحت کے ساتھ غیر از جماعت لوگوں کا جو مکفر اور مکذب نہیں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اور ایسا ہی مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی کئی ایک کھلی کھلی اور فیصلہ کن تحریرات نقل کی جا چکی ہیں۔ تو ان سے قاضی اکمل صاحب یا دوسرے اصحاب قادیان نے کیا فائدہ حاصل کیا ہے۔ کہ اب حنفی المذہب کے حوالہ سے انہیں فائدہ پہنچیگا تاہم چونکہ حوالہ طلب کیا گیا ہے۔ اس کے بتانے سے دریغ نہیں۔ لیکن پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا حوالہ دیا جائے۔ یا بعد کا۔

"بہتر ہوگا۔ اگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جائے۔ کہ جو شخص فقہ حنفی پر عامل ہو۔ اور اپنے پیرؤں کو اسپر عمل کرنے کی تاکید کرے۔ آیا اسے حنفی المذہب کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(پیغام صلح مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۳ء)

اس تمام عبارت میں سے ایک بھی لفظ ایسا نہیں دکھایا جا سکتا جو خلاف تہذیب یا قاضی اکمل صاحب کے لئے باعث استخفاف ہو۔ بلکہ اشارتاً اور کنایتہً بھی کوئی ناواجب بات نہیں لکھی گئی۔ چاہیئے تھا۔ کہ قادیان سے بھی اسی تہذیب کیساتھ جواب لکھا جاتا اور شرافت کا وہی نمونہ دکھایا جاتا۔ جو حضرت مسیح موعود کی جماعت کے شایان شان ہے۔

لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ شرافت تو ایک طرف رہی ... ہمارے اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اور ایک کالم سے زائد کے نوٹ میں نصف کے قریب مضمون گالیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ذیل میں ہم ایسے الفاظ کو محض اس لئے نقل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ تا معلوم ہو۔ کہ اصحاب قادیان میں شرافت اب کہانتک باقی ہے۔ اور کس طرح سے ہزیمت خوردہ دشمنوں کی طرح وہ بات بات پر گالیوں پر اتر آتے ہیں :۔

۱۔ آہ پیغام بلڈنگز میں جنس صداقت کہاں۔
۲۔ لگے ایچا پیچی سے کام لینے۔
۳۔ الیوم لیس الذین کا مصداق۔
۴۔ چناں خفتہ اند کہ گوئی۔
۵۔ آپ یہ سر پر پاؤں رکھکر کیوں بھاگنا چاہتے ہیں۔
۶۔ سیاہ روے شود ہر کہ در وغش باشد۔
۷۔ دماغ چھ سات سال ہی میں کیوں اسقدر بوسیدہ ہوگئے ہیں
۸۔ ان میں کبر و انانیت کے کیڑوں نے حماقت و سفاہت کے انڈے دینے شروع کر دیئے ہیں"۔ یہ اس شخص کی شرافت کا نمونہ ہے۔ جسکو قادیان میں اکمل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ فی الواقعہ اس شخص کو گالیاں دینے میں بہت بڑا کمال حاصل ہے۔ اور کسی شریف و نجیب انسان کا اس کے ساتھ مخاطب ہونا اپنے دامن شرافت کو آلودہ کرنا ہے۔ اسلئے ایسے شخص کو منہ لگانا میں قطعاً پسند نہیں کرتا۔ نہ اس کی گالیوں کے جواب میں گالی دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن چونکہ منقولہ بالا نوٹ میں یہ وعدہ کر چکا ہوں کہ اس کے مطالبہ کا جواب دونگا۔ اس لئے ایفائے عہد کے طور پر ذیل کی چند باتیں لکھتا اور حضرت مسیح موعود کی بعض عبارات نقل کرتا ہوں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ حنفی المذہب تھے۔

سب سے پہلے میں افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اصحاب قادیان کی روش اور مسلک بالکل اب وہی ہو گیا ہے۔ جو مخالفین مسیح موعود کا شروع سے چلا آتا ہے۔ بعینہ اسی قسم کے اعتراضات حضرت امیر پر کئے جاتے اور ویسے ہی مطالبات ہم سے ہوتے ہیں۔ جس قسم کے ثناء اللہ یا دیگر مخالفین حضرت مسیح موعود سے کرتے تھے۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے۔ کہ

"سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں۔ فلما یوعنہ ولا یوفی"

اسپر مولوی ثناء اللہ نے اعتراض کیا۔ کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے یہ الفاظ کہیں نہیں لکھے۔ اسکا جواب آپ کو معلوم ہے کہ قادیان سے کیا دیا گیا؟ یہ کہ ان کی بعض عبارات سے یہی مطلب نکلتا ہے۔ حالانکہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض یہ تھا کہ وہ لفظ سید عبد القادر جیلانی کی عبارت میں پائے نہیں جاتے جو حضرت صاحب نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں آج وہی اعتراض ہم پر ہوتا ہے۔ کہ "حنفی المذہب" کے الفاظ چونکہ زبان سے نکلے ہیں۔ اس لئے بعینہ وہی لفظ حضرت صاحب کے قلم سے دکھائے جائیں۔

میں نے سوال کیا تھا۔ کہ جو شخص فقہ حنفی پر عامل ہو۔ اور اپنے پیرؤں کو اسپر عمل کرنے کی تاکید کرے۔ آیا اسے حنفی المذہب کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اسکا یہ جواب ملا ہے۔ کہ

"کیا خدانخواستہ حضرت مسیح موعود کیطرف جو فقرہ منسوب کیا تھا وہ نہیں۔ اور آپ مختلف عبارتوں سے استدلال کرنا چاہتے ہیں"۔

میں کہتا ہوں۔ کیا آپ خدانخواستہ مولوی ثناء اللہ کے ہاتھ میں یہ حربہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ آپ کے ان الفاظ کو پکڑ کر حضرت مسیح موعود پر حملہ آور ہو۔ جنہوں نے مختلف عبارات سے استدلال کرکے قل یوعا ولا یوفی کے الفاظ حضرت سید عبد القادر جیلانی کیطرف منسوب کئے جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی طرف یہ فقرہ منسوب کیا۔ کہ

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے۔ اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰

حالانکہ مجدد صاحب کے الفاظ میں "نبی" کا لفظ نہیں۔ بلکہ انہوں نے "محدث" لکھا ہے۔ اور اسی کا اعتراف حضرت صاحب نے ازالہ اوہام میں اصل الفاظ نقل کرتے ہوئے کیا ہے۔ لیکن محدث بھی چونکہ لغوی معنوں میں نبی ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے حقیقۃ الوحی میں محدث کے بجائے نبی کا لفظ لکھ دیا۔ مگر آخر یہ استدلال تھا۔ پھر ہم اگر حضرت مسیح موعود کے نقش قدم پر چلکر آپ کی عبارات سے استدلال کرنا چاہیں۔ تو ہمارے لئے کیوں حرام ہے۔ اگر حضرت امیر نے آپ کے کسی ایسے فرمان کی بناء پر جس میں آپ نے اپنی جماعت کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ اور خود بھی اسی پر عمل درآمد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آپ کے اس طریق عمل کو ان الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ "میں حنفی المذہب ہوں" تو کونسا غضب ہو گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کا ہی نہیں بلکہ میں آپ کو ایک ایسے بزرگ کا استدلال بتاتا ہوں جو آپ کے بھی مسلمہ بزرگ، اور امام اور پیشوا ہیں۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاصکر حنفی المذہب تھے۔ اسی طائفۃ ظاہرین علی الحق میں سے تھے۔

والحمد للہ رب العالمین"

یہ مکتوب ۱۴ نومبر ۱۹۱۲ء کے اخبار بدر میں "کلام امیر" کے ذیل میں چھپا ہوا ہے۔ اور اس پر عنوان ہے "مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے"

مجھے حیرت ہے۔ کہ قاضی اکمل نے کیوں اسوقت حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم سے یہی مطالبہ نہ کیا۔ جو آج ہم سے کیا جا رہا ہے۔ کیوں اس مکتوب کے شائع کنندہ مفتی محمد صادق صاحب سے یہ دریافت نہ کیا کہ حضرت مسیح موعود نے کہاں اپنے آپ کو "حنفی المذہب" لکھا ہے۔ کہ یہ مذہب ان کی طرف منسوب کیا گیا؟ کیوں اس وقت یہ اعتراض پیش نہ کیا گیا۔ کہ

"آپ ایک بزرگ کو مجدد و مامور مان کر ابو حنیفہ کا مقلد بنا رہے ہیں"

تعجب ہے۔ اسوقت قادیان کے اندر رہ کر حضرت مولانا نورالدین صاحب کے اس شائع شدہ مکتوب کو دیکھکر اور اخبار بدر کی ہمسائگی میں ہو کر اس شخص کے لب پر مہر خاموشی لگی رہی۔ اور وہ ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوا اور آج حضرت امیر کے اسی فقرہ کو دوہرانے پر ... کیا ... قاضی صاحب کیا اگر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب ... لزوم میں جا کر بیٹھنا دشوار ہو تو کیا اگر ...

منشی کے فاصلہ پر تھا دن رات وہاں سے گذرتا اور مفتی صاحب سے ملتے تھے۔ کیوں انہی سے انہوں دریافت نہ کر لیا؟ سمجھ اور جو عنوان انہوں دیا کہ "مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے" اسی کی اصلاح کرا دیتے نبی اور کسی خاص فرقہ میں سے ہو۔ این چہ بو العجبی است۔ اب بھی میں کہتا ہوں جاؤ اور مولوی نورالدین صاحب کی قبر پر جا کر سر دل کو پیٹو کہ وہ کیا لکھ گئے۔ جس سے تمہاری مزعومہ نبوت کا کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا یا جسطرح سے شیعہ حضرت ابوبکر پر اعتراض کرتے ہیں۔ تم بھی کھلے طور پر یہ اعلان کردو۔ کہ حضرت مولانا نے جو کچھ لکھا۔ وہ غلط تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف۔ تاکہ تمہاری منافقت کا پردہ چاک ہو۔

لیکن ایسا اعلان کرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود کی ذیل کی تحریرات کو بھی ایک نظر دیکھ لینا ضروری ہے تاکہ اگر ممکن ہو۔ تو ان پر بھی خط تنسیخ کھینچ دیا جائے۔

سب سے پہلے میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے پیش کرتا ہوں کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ

"معلوم ہوتا ہے* دونوں طرف سے دے دیجئے"

سنئے ازالہ اوہام میں جو ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے۔ امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ (امام مالک رح۔ شافعی رح احمد حنبل رح) سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اور اُن کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ وہ ثبوت اور عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے۔ اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی۔ اور اُن کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی۔ اور عرفان کے درجے تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں اُن کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ سبحان اللہ اس زیرک اور ربانی امام نے کیسی ایک آیت کے اشارہ کی عزت اعلیٰ و ارفع سمجھ کر بہت سی حدیثوں کو جو اس کے مخالف تھیں۔ ردی کیطرح سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اور جہلاء کے طعن کا کچھ اندیشہ نہ کیا۔ (ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۵۳۰)

اس سے بھی بڑھ کر الفاظ الحق مباحثہ لدھیانہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء میں فرمائے جہاں لکھا کہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے بعض تابعین کو بھی دیکھا ہے۔ اور وہ فانی فی سبیل اللہ تھا۔ اے حضرت مولوی (محمد حسین بٹالوی اہلحدیث) صاحب آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ صاحبوں (یعنی اہلحدیثوں) کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا۔ تو آپ اسقدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔ آپ کو (یعنی اہلحدیثوں کو) امام صاحب رح کی شان معلوم نہیں۔ وہ ایک بحر اعظم تھا۔ اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں۔ اسکا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے۔ امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآنی میں ید طولے تھا۔ خدا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے انہوں نے مکتوب صفحہ ۳۰۷ میں فرمایا ہے۔ کہ امام اعظم صاحب رح کی آنیوالے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔ (الحق جلد اول صفحہ ۴۲) ان الفاظ میں حضرت صاحب نے نہ صرف امام ابو حنیفہ کے کمال علمی کی تعریف کی ہے۔ بلکہ کھلے طور پر فرمایا ہے کہ استخراج مسائل قرآن میں امام موصوف کے ساتھ آپ کو روحانی مناسبت ہے۔ کیا اب بھی آپ کے حنفی المذہب ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے۔

آیئے اس سے بھی بڑھ کر آپ کو ایک حوالہ دیں۔ اسی الحق مباحثہ لدھیانہ کے صفحہ ۱۳۱ پر آپ فرماتے ہیں :۔

"میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں جسطرح سارے اہل اسلام احکام بینہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ و قیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی جانتا ہوں"

ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود نے کھلے طور پر "قیاسات مسلمہ مجتہدین" کو بھی اپنے لئے واجب العمل ... اکمل کہ ... ایک امام ابو حنیفہ کی پیروی ... صاحب تمام مسلمہ مجتہدین کے "قیاسات" کو واجب العمل جانتے ہیں فرمایئے "قیاسات" کی پیروی کرنیوالا اور وہ بھی مجتہدین کے

قیاسات کی پیروی کرنے والا کون ہوتا ہے۔ نبی یا امتی؟
کاش کچھ غیرت اور حیا ہوتا تو ان کلمات [illegible]
نبوت کا دعوے آپ کی طرف منسوب کرنے [illegible]
نہ سہی۔ میں پوچھتا ہوں کیا مجتہدین کے قیاسات کی پیروی کرنے والا نبی ہوسکتا ہے۔ بینوا و توجروا۔

اب آپ کو ۱۹۰۱ء سے بعد کا ایک حوالہ سناتا ہوں۔ جب آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ اور محدثیت سے بڑھکر نبوت کا دعوے آپنے کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں آپنے ایک کتاب لکھی "ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی" یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں [illegible] آپ تحریر فرماتے ہیں:-

[illegible] کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو۔ تو خواہ کیسی ہی ادنے درجہ کی حدیث ہو۔ اس پر عمل کریں۔ اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے۔ اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے۔ تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتوے نہ دے سکے۔ تو اس صورت میں علماء اس [illegible] اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔ لیکن ہوشیار رہیں۔ کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کیطرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ ہاں جہاں قرآن و سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں (از ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود نے کھلے طور پر جماعت کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ اور جماعت کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ اس سے یہ سمجھا جا کہ حضرت مسیح موعود خود تو فقہ حنفی پر عامل نہ تھے۔ لیکن جماعت کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ سوال یہ ہے۔ کیوں جماعت کو [illegible] وحی کی پیروی کرو جسطرح نبیوں کا قاعدہ ہے۔ کہ اپنی وحی پر [illegible] حکم دیتے ہیں۔ نہ کہ "قیاسات مجتہدین" یا "انسان کی بنائی ہوئی فقہ" پر۔ مگر اپنی وحی پر چلنے کا حکم آپ کسطرح دے سکتے۔ جب تمام الہامات سوائے تفہیم و تبشیر کے جو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے مطابق اولیائے امت کے الہامات میں ہوتی ہے۔ اور کچھ بھی پایا نہیں جاتا۔ نہ کوئی شریعت کا مسئلہ ہے۔ اور نہ کچھ اور۔ غرض منقولہ بالا عبارات صاف طور پر اس امر پر دال ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود حنفی المذہب تھے۔ ورنہ آپ کبھی جماعت کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی نصیحت نہ فرماتے۔ اور امام ابو حنیفہ سے اپنی روحانی مناسبت نہ جتاتے۔ اور یہ ہم نہیں کہتے۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ بھی یہی فرما گئے ہیں۔ اصحاب قادیان کو اگر اس پر اعتراض ہے۔ اگر اس سے ان کی مزعومہ نبوت میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔ تو یہ ہمارا قصور نہیں۔ حضرت مسیح موعود سے جاکر سوال کریں جنہوں نے ایسے لفظ لکھے۔ یہانتک کہ قیاسات مجتہدین کو اپنے لئے واجب العمل ٹھیرایا۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب سے دریافت کریں جنہوں نے آپ کو حنفی المذہب قرار دیا۔

خاکسار دوست محمد۔

ناظرین کرام

السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہٗ

براہ کرم اپنا اپنا بقایا چندہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پتہ پر بھیجکر ممنون فرمائیں۔ اخبار بقایا داروں کی عنایت سے بہت مقروض ہے۔ اور اب وقت ہے۔ کہ ہمارے احباب بقایا کی رقم مرحمت فرما کر اخبار کو مزید نقصان سے بچائیں۔ پیغام صلح حقیقی معنوں میں قومی اخبار ہے۔ کہ اس کی آمدنی کسی خاص فرد واحد کی ملکیت نہیں۔

خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء

(از قلم مولانا مولوی [illegible])

حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں [illegible] کے قدم پر آیا ہوں۔ اور مجھکو مسیح ناصری سے اندرونی مناسبت و مشابہت ہے۔ حقیقت میں یہ ایک پیشگوئی تھی۔ جو میاں محمود صاحب اور ان کے مریدوں کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔ مسیح موعود کے اس قول کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ بلکہ بہت ہی بہ ظاہر و باہر ہے۔ کہ مسیح ناصری کے شاگرد و مریدین جماعتوں میں تقسیم ہوئے۔ اور جسطرح ان کے پیروؤں میں ایک فرقہ غالیہ نکلا جنہوں نے مسیح [illegible] کر خلعت الوہیت پہنادی۔ اور صاف اور سیدھا راستہ چھوڑ کر گمراہ ہوئے۔ اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ ایسے ہی ایک حصہ میری جماعت کا میرے حق میں غلو سے کام لیگا۔ اور جیسے مسیح ناصری کے بعض شاگردوں نے ایک لفظ کو جو مربیت یا ابن من جانب اللہ کے لئے مستعمل ہوسکتا ہے حقیقت پر محمول کرکے جہالت کے گڑھے میں ایسے گرے کہ تا قیامت ان کا نکلنا دشوار نظر آنے لگا ہے۔ ان لوگوں کا حال بعینہ ان نصاریٰ کی طرح ہے۔ ایک لفظ جو کسی استعارہ کے رنگ میں نبی یا ولی کی زبان سے نکلتا ہے۔ اس کو حقیقت کا جامہ پہنا کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اور پھر دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ تو میں بھی مانتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے اشارات نہیں بلکہ تصریحات سے ضرور یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ خداوند کریم کے انعامات اور اکرامات متناہی نہیں۔ خدا کی ذات اور اس کے صفات اور اس کا علم غیر محدود اور غیر متناہی ہے۔ جیسا کہ آپ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سے اجرائے نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے مقصد پر من یطع اللہ و رسولہ۔ بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

یہ سب کچھ سہی۔ اب آپ جس شخص کو نبی بنانا چاہتے ہیں۔ ان کے قول کو آپ خطبہ الہامیہ سے امیر المومنین پر جرح کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وانی علی مقام ختم الولایۃ کما کان سیدی المصطفےٰ علی مقام الختم من النبوۃ وانہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء۔ تعصب کا برا ہو۔ اچھے بھلے آدمی کو اندھا اور بیہوش کر دیتا ہے۔ اخبار الفضل ۴ فروری ۱۹۲۳ء میں عنوان "خدا کے فضل و رحم کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ آخری نبی پر محققانہ نظر" کسی شاعر کا قول ہے

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

جناب محقق نے حضور علیہ السلام کے قول کو پیش کرنے کو تو کردیا مگر یہ نہ سمجھا کہ یہ تو الٹا اپنے اوپر الزام لگانا ہے کیونکہ اس قول سے تو صاف ظاہر اور تصریح ہے اس امر پر کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو مقام ختم ولایت پر ظاہر فرماتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو مقام ختم نبوت پر۔

بقول بعقیدہ آپ کے نبوت جاری ہے۔ اور مسیح موعود بھی نبی تھے اور غیر متناہی نبی آئیں گے۔ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ اب فیوض و برکات اور نبوت اور دیگر انعامات اسی ہی سلسلہ کے ساتھ مختص و مخصوص ہیں تو ان امور کو ملاحظہ کرتے ہوئے مسیح موعود کے خاتم الاولیاء ہونے کے کوئی معنی نہیں بن سکتے۔ بلکہ مسیح موعود کو بھی خاتم الانبیاء ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہے۔

اور اب ہم کہتے ہیں۔ کہ نبوت اسی سلسلہ میں رہنے [illegible] حضرت مسیح موعود کے اتباع سے ملتی ہے۔ تو جیسے آنحضرت کے اتباع سے نبوت ملتی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ ایسے ہی اب مسیح موعود کے اتباع سے فیض نبوت ملتی ہے۔ تو مسیح موعود کو بھی خاتم الانبیاء ہونا چاہئے۔ نہ کہ خاتم الاولیاء۔ پس مسیح موعود کی تصریح کہ میں خاتم الاولیاء ہوں۔ صاف طور پر بتلاتا ہے۔ کہ میں ولی ہوں، نہ نبی۔ اور مسیح موعود کے نبی ماننے سے ضرور یہ لازم آتا ہے۔ کہ وہ خاتم الانبیاء رہو۔ نہ خاتم الاولیاء رہیں لیکن تصریح مسیح موعود کی خاتم الاولیاء ہونے پر اس کے خلاف ہے۔ لہٰذا وہ ولی ہوئی نہ نبی

پس اگر مسیح موعود کو نبی مانو تو مسیح موعود کے اس قول کو کہ میں خاتم الاولیاء ہوں ایک بے معنی لفظ کہو۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ وہ نبی ہیں۔ اور وہ بھی بنا بر اُن اصول کے جو اوپر ذکر ہوئے خاتم الانبیاء ہیں۔ لیکن اس لفظ کو انہوں نے خوف کیوجہ سے مستعمل نہیں فرمایا۔ اور حکمت عملی کو کام فرمایا ہے۔ تو پھر میں اس نبوت کو تعجب کی نظر سے دیکھونگا۔ کہ جس چیز کے منوانے پر مسیح موعود مامور ہوتے ہوں۔ اس کو اپنے پیچ میں اور کیوں سیدھی طرح پیش نہیں کرتے۔ کیا انبیاء سابقین میں بھی کوئی ایسی نکلیشن کر سکتا ہے۔

دوسری بات جو اس محقق پر وارد ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مسیح موعود نے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء اور آنحضرت [illegible] خاتم الانبیاء کہا ہے۔ تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے [illegible] سلسلے میں ایک محمدی [illegible] نبوت ملتی ہے اور مسیح موعود کے اتباع سے ولایت ملتی ہے۔ تو جس شخص کو محمد صلعم کے اتباع سے نبوت ملتی ہے۔ اس کو کیا ضرورت ہے کہ محمدی ہوکر احمدی بنکر نبوت سے اعراض کرکے ولایت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ وہ کیوں مسیح موعود کی اتباع کرے۔ وہ کیوں احمدی بنکر ولایت کو تو حاصل کرے اور محمدی بنکر نبوت کیوں نہیں حاصل کرتا نبوت کا دروازہ تو خاتم الاولیاء نے بند کردیا۔ نبی تو اب غیر احمدیوں میں آیا کریں گے۔ اور مسیح موعود کے متبعین میں صرف ولی ہی ہونگے۔ گویا مسیح موعود کی اتباع ترقی کے بجائے تنزل کیطرف لے گئی۔

آخر غور کرنا چاہئے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ مسیح موعود بار بار نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مدعی نبوت کافر کذاب ملعون ہے۔ شیطان ہے۔ محمد رسول اللہ کے مقابل پر کھڑا ہوکر نبوت کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ ہاں جس حد تک مسیح موعود اپنی نسبت اس قسم کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔ ہم بھی اس حد تک اس کے قائل ہیں۔ والسلام

مراسلات

مولوی سید سرور شاہ صاحب کا چیلنج منظور

اخبار الفضل مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۳ء میں زیر عنوان "نبوت مسیح موعود" مولوی سید سرور شاہ صاحب کی تقریر شائع ہوئی ہے جس میں مخالفین مسیح موعود کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کی خصوصیت مشترکہ میں کوئی خصوصیت مشترکہ نہیں ہے جو حضرت مرزا صاحب میں نہیں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی شخص کوئی مشترکہ خصوصیت پیش کرے۔ میں وہی حضرت صاحب میں دکھا سکتا ہوں" الفضل ۴/۱

میں بفضل خدا تعالےٰ مخالفین مسیح موعود میں سے تو نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت حجۃ الاسلام علیہ السلام کے مصدقین میں شامل ہوں لیکن چونکہ جماعت قادیان کی اس بدعت کا منکر ہوں اس وجہ سے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ ان کو براہ راست اللہ تعالےٰ سے نبوت حاصل ہوئی اور کوئی نبی کسی دوسرے نبی کا امتی اور اس سے فیض روحانی حاصل کرنیوالا نہیں ہوا۔ پس جناب براہ کرم اس امر کو ثابت فرمائیں کہ

(۱) حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو براہ راست خدا تعالےٰ سے نبوت حاصل ہوئی اور آنحضرت علیہ السلام نے کسی ماسبق نبی سے فیض روحانی حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی آنحضور کسی پہلے نبی کی امت میں تھے۔

اور یا اس امر کو پایہ ثبوت کو پہونچائیں کہ

(۲) آدم علیہ السلام سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی نبی ایسا ہوا ہے جس کو خدا تعالےٰ نے براہ راست نبوت عطا نہیں کی تھی بلکہ وہ کسی اپنے سے پہلے نبی کا امتی اور غلام تھا۔ اور اپنے سے پہلے نبی سے فیض روحانی حاصل کرنیوالا تھا۔

خاکسار ضمیر حسین قریشی عفا اللہ عنہ

مسئلہ تکفیر کے متعلق میاں صاحب کا سابق عقیدہ

پرانے اخبارات کے منتشر پرچے دیکھتے ہوئے ایک پرچہ بدر اخبار مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۱۳ء نمبر ۲۸-۲۹-۳۰ جلد ۱۲ مکرم شیخ قمرالدین صاحب سے ملا۔ اس میں حضرت میاں صاحب کی وہ تقریر جو آپ نے ۱۴ جنوری ۱۹۱۳ء سے ما قبل تشریف لانے پر احمدیہ سکول کے طلبا کی ٹی پارٹی میں بموجودگی حضرت امیر المومنین مولوی نورالدین صاحب و دیگر معزز احباب ہیڈ ماسٹر صاحب کی درخواست پر فرمائی درج ہے۔ اس کا وہ حصہ جو قابل توجہ ہے۔ اور جس کا سیاق و سباق سے کوئی تعلق نہیں درج ذیل کرتا ہوں۔ اس سے حضرت میاں صاحب کی تکفیر کا مسئلہ [illegible] کے متعلق سابقہ عقیدہ بالکل صحیح طور پر صاف الفاظ میں معلوم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"پھر ایک شخص نے اعتراض کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ کہ میری امت [illegible] میں ایک فرقہ ناجی رہیگا۔ تم کہتے

چونکہ صحابہ کے علاوہ اب تک تمام لوگ حیات مسیح کے قایل کافر ہی ہوتے رہے ہیں۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ ہم غیر احمدیوں حیات مسیح کے ماننے کے سبب سے کافر نہیں کہتے بلکہ اسلئے ان کو کافر کہتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے مرید مسلمان معتقدوں کو کافر کہتے ہیں۔ اسلئے ہم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے ماتحت مسلمانوں کو کافر کہنے کے سبب سے کافر کہتے ہیں"

غور فرمائیے کہ جو لوگ حیات مسیح کے ماننے والے ہیں وہ لازماً حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں میں سے ہیں کیونکہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص مسیح ناصری کو زندہ مانتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود جانے۔ لہذا حیات مسیح کے قائل لوگ حضرت مرزا صاحب کے منکرین میں سے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا عبارت سے یہ مراد ہوئی کہ ہم غیر از جماعت لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے کے سبب سے کافر نہیں کہتے بلکہ رسول کریم کے فرمان کے ماتحت مسلمانوں کو کافر کہنے کے سبب سے کافر کہتے ہیں۔ اگر اس وقت بھی حضرت مسیح موعود زمرہ انبیا میں داخل تھے تو رسول مقبول کے فرمان کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ سیدھا قرآن کریم ہی پیش کر دیا ہوتا جیسا کہ آپ اپنے بیان عدالت گورداسپور میں فرماتے ہیں۔

"ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ غیر احمدی کافر ہیں"

ملاحظہ ہو اخبار الفضل مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء

یعنی اگر غیر احمدیوں سے یہ حماقت سرزد نہ ہوتی کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے مرید مسلمان معتقدوں کو کافر کہتے تو وہ کم از کم میاں صاحب کی حج سے واپسی تک ان کے عقیدہ کے مطابق کافر نہ تھے۔ قطع نظر اسکے کہ وہ حیات مسیح کے قایل ہوں اور نتیجتاً حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں میں سے نہ ہوں۔ شاید اسوقت حضرت مولوی نورالدین صاحب علامہ کی اس ٹی پارٹی میں موجودگی میاں صاحب کے تازہ عقاید کے اظہار میں مانع ہوئی ہو۔

عبدالرحیم۔ نیا محلہ جہلم

اشاعت دین وملت کی ہر اک مومن کا مقصد ہے

از نتیجہ طبع منشی محمد حسین صاحب امجد

سمجھ جاؤ مسلمانو! اگر دیں سے محبت ہے
تمہاری غفلتوں سے تم پہ نازل رنج وکلفت ہے

اٹھو! اب دیں کی خدمت کیلئے اپنی کمر باندھو!
اگر کچھ حق سے الفت ہے اگر دیں سے محبت ہے

گھٹا ادبار کی چھائی ہے کیا کیا ہے بلا نازل
مصیبت میں کہاں جائز خیال عیش وعشرت ہے

یہ کوشش دشمنوں کی ہے مٹے توحید کا نقشہ
محبت شرک سے توحید سے بغض وعداوت ہے

ہر اک جانب سے آتی ہے خبر قومی تباہی کی
مسلمانوں پہ برپا ان دنوں کیسی قیامت ہے

"نہ غالب ہوگا تم پر کوئی" یہ ہے قول آنحضرتؐ
مگر جب تک خیال دین وملت اور وحدت ہے

کرو کوشش کہ وحدت میں سبھی کو منسلک کر لو
یہی حکم نبیؐ ہے اور یہی ان کی وصیت ہے

سمجھ لے فرض بیدینی کو تو یکسر مٹانے کا
اگر مسلم! تیرے دل میں مسلمانی کی عزت ہے

یہی ہے وقت او مسلم! تیرے بیدار ہونے کا
نہ گر اسوقت تو جاگا تو یہ تیری حماقت ہے

امانت جو رسالت کی تھی سونپی تمکو حضرتؐ نے
ادا کرنا مسلمانو! تمہیں کار رسالت ہے

نکل حجرہ سے او زاہد! بجا توحید کا ڈنکا
خدا دے گر سمجھ تجھ کو تو یہ سچی ریاضت ہے

"منادی حق کی کرنا" اور "باطل کو مٹا دینا"
رسول حق کی جانب سے یہی تمکو نصیحت ہے

اشاعت دین وملت کی ہر اک مومن کا ہو شیوہ
خدا کی اور رسول اللہ کی یہ ہی اطاعت ہے

سمجھ جاؤ ۔۔۔ مسلمانو اگر دیں سے محبت ہے

سمانے کر دلوں میں یہ تو بولو! کیا قیامت ہے
مٹاؤ کفر کی ظلمت دکھاؤ نور دیں یکسر

اگر ہے دیں سے کچھ الفت تو یہ وقت اشاعت ہے
خدا کا شکر ہے امجد کہ جو ہیں اہل دل مسلم

دلوں میں ان کے دینی جوش ہے دیں کی حمایت ہے

اخبار احمدیہ

پراو رعبدالحق صاحب دہلوی مباحثہ سکندرآباد کی کیفیت لکھتے ہیں کہ ۱۳/۱۵ فروری شام کے وقت سکندرآباد پہنچ گئے اور خواجہ سعیدالدین احمد خانصاحب بی اے علیگ تحصیلدار کے ہاں فروکش ہوئے۔ جنہوں نے خلق محمدی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ قبل اس کے کہ مولوی صاحب اپنی احمدیت کا آپ پر اظہار کرتے۔ انہوں نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "مولوی صاحب آپ برا نہ منائیں۔ آپ لوگ کتنے ہی دعوے کریں اب آپ کا اثر نہیں رہا۔ جس جماعت کو آپ کافر کہتے ہیں ہمیں تو وہی لوگ مسلمان نظر آتے ہیں"۔ مولوی صاحب نے آپ سے پوچھا کہ وہ کونسی جماعت ہے۔ خانصاحب نے فرمایا انہیں کہنے کی حاجت نہیں ہر ایک تعلیم یافتہ جانتا ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب نے انگریزی میں ترجمہ قرآن کریم کیا جس سے یورپ کے لوگوں پر اسلام کا اثر پڑ رہا ہے اور وہ مسلمان ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب جواباً کہا کہ وہ بھی اس کافر جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جسے سن کر خانصاحب بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ان کے دل میں تو پہلے ہی سے یہ خیال آتا تھا کہ ایک شخص انگریزی خواں یہاں آتا ہے اور اس لباس میں اور پھر وہ مولوی بھی ہے لیکن احمدی نہیں۔ آپ سے قریباً دو گھنٹہ تک مختلف اسلامی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔

سکندرآباد کی آبادی ۱۵ ہزار کے قریب ہے جن میں سے ۸ ہزار مسلمان ہونگے۔ مساجد شاہی زمانہ کی بنی ہوئی ہیں لیکن عموماً ویران ہیں باوجود اتنی مسلمان آبادی کے ان کا کوئی سکول نہیں اس کے مقابل ہندوؤں کا ایک ہائی سکول اور ایک گروکل ہے جس کا اثر دور دراز پھیل گیا ہے۔ مسلمانوں میں تو اسلامی آثار تو کچھ نظر نہیں آتے۔ نہ انہیں اسلام اور اسلام کے آثار کی چنداں پرواہ ہے گریاں گاندھی ٹوپی پہن کر خاصے ہندو نظر آتے ہیں الاماشاءاللہ

آریوں کے صرف ایک شخص پنڈت ہزاری لعل شرما نے سکندرآباد سے چار میل پر گروکل کھول رکھا ہے جس کی عمارت بڑی وسیع ہے اور پچاس کے قریب طلبا ہیں سارا خرچ جاٹ ادا کرتے ہیں چنانچہ چندہ کی اپیل پر ایک جاٹ نے دو سو من گیہوں دوسرے نے سو من اور تیسرے نے اسی من اور کل دس جاٹوں نے سارے سال کا غلہ کا خرچ گروکل کو ادا کر دیا۔ نقدی کو تو علیحدہ رکھو (اس کا مقابلہ ذرا پنجاب کے مسلمان جاٹوں سے کرو۔ جن کے قبضہ میں کئی کئی مربعے ہیں۔ ہم نے تو آج تک نہیں سنا۔ کہ پنجاب کے کسی مسلمان زمیندار نے کسی یتیم خانے یا سکول کو دس من غلہ ہی کبھی دیا ہو۔ حالانکہ پنجاب کے زمیندار دیگر علاقہ جات سے زیادہ خوشحال ہیں)

جلسہ گروکل پر چار ہزار کا مجمع تھا پچاس پچاس میل پرے سے مہمان آئے ہوئے تھے اور سارے کے سارے گاؤں کے رہنے والے تھے۔ جن میں سے دو اڑھائی ہزار مہمان تھے۔

مباحثہ ۱۴ فروری گیارہ بجے شروع ہونا تھا۔ لیکن سماج نے تعین وقت سے انکار کیا۔ جس کی وجہ سے اکثر مسلمان سکندرآباد چلے گئے۔ مباحثہ ۲/۱ ۲ بجے شروع ہوا۔ ہماری طرف سے توحید پر تقریر تھی۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ سماجی جس توحید کو مانتے ہیں بالآخر اس کا نتیجہ ناستک پن ہے کیونکہ جو قوم خدا کی ذات کو قدم۔ بقا۔ اور غیر مخلوق ہونے میں یکتا اور بے نظیر تسلیم نہیں کرتی بلکہ دو اور واجب الوجود ہستیوں کو غیر مخلوق زمانہ ازل سے مانتی ہے وہ کس حد تک اپنے اس دعوے میں سچی ہے کہ وہ خدا کو ایک مانتی ہے۔ وہ توحید کی نہیں بلکہ تثلیث کی قائل ہے پھر قابل غور امر یہ ہے۔ کہ جب روح اور مادہ کو اس نے ہی نہیں کیا۔ تو لازم آیا۔ کہ ان کے کرم۔ گن۔ سبھاؤ سبھی کسی کے پیدا کردہ نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نہایت کارآمد اور اعلیٰ چیزیں تو بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود ہیں۔ تو ادنیٰ کام یعنی معمولی جوڑنے جاڑنے کے کام کے لئے پرمیشور کی کیوں ضرورت ہوئی۔ اس تقریر کو جاٹوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کیا گیا۔ تاکہ وہ بخوبی سمجھ لیں۔ اس کے مقابل اسلامی توحید کو نہایت عمدہ پیرایہ میں سمجھایا گیا۔ دس منٹ کے بعد بجائے پنڈت مراری لال کے پنڈت لچھمن داس جواب کے لئے کھڑا ہوا۔ اور اسلام پر حملے شروع کر دیئے۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مشرکانہ کلمہ ہے۔ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں یہ شرک ہے جواب الجواب میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ لگانے کی فلاسفی بیان کی گئی۔ کہ دیگر بزرگوں کے برخلاف علاوہ ازیں اس کلمہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ۔۔۔ اختلاف باہمی محمد رسول اللہ کے درجہ میں غلو نہیں کرتے حجر اسود کو بوسہ

دینے سے شرک کا کیسے گمان ہے۔ جبکہ پنڈت جی اپنے ۔۔۔ دھرم پتنی کا بوسہ لینے سے مشرک نہیں بنتے۔ ایسی باتوں کا ۔۔۔ خوب اثر پڑا۔ اور جب دیہاتیوں کو کہا گیا۔ کہ تم ۲/۱ ۴ لاکھ کو شدھ کرنا چاہتے ہو ہم تمکو بھی مسلمان بنا لیں گے۔ تو کسی نے برا نہ منایا۔ جب پبلک نے علانیہ کہدیا کہ پنڈت جی سے جواب نہیں بن آیا۔ تو پنڈت ۔۔۔ لال اٹھا۔ اور خلاف تہذیب حملے شروع کر دیئے۔ لیکن جواب کے لئے وقت نہ دیا۔ دوسرے دن سناتن دھرم کے ساتھ علیگڑھ ۔۔۔ پر دہلی میں گفتگو تھی۔ اس لئے وہاں زیادہ ٹھیرنا نہ ملا۔

دلچسپ اسلامی خبریں

یکم جنوری سے اٹلی نے اپنے چاروں ڈاک خانے جو البانیا کے شہروں سرانتہ۔ ولونا۔ درونا اور سقوطری میں تھے بند کر دئیے ہیں۔ نیز بحری تار گھر بھی البانیا کے حوالے کر دیا ہے۔ اور عنقریب ہوائی تار گھر جو درونا میں ہے یا تو بند کر دیا جائے گا۔ یا البانیا کے حوالے کر دیا جائے گا

البانیا نے مسلمان کیتھولک اور آرتھوڈکس علماء کے اخراجات کے لئے اپنے بجٹ میں دس ہزار سکہ طلائی منظور کیا ہے۔

علی رضا کلوچہ البانیا کی طرف سے سرویا میں اور وحدت فراشری امریکہ میں بطور سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ موخرالذکر فی الحال ایک خاص مشن پر یونان کو جا رہا ہے۔

سرویا کے مسلمانوں کی پارلیمنٹری جماعت نے موجودہ وزیراعظم پشیش کی پارٹی کے ساتھ ملکر آیندہ انتخاب میں کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

میونسپل کمیٹی قسطنطنیہ کی حدود میں ترک بہت سی اصلاحات کر رہے ہیں۔ تقسیم پریڈ۔ اور میونسپل باغات سے قماربازی کے اڈے ہٹا دیئے گئے ہیں۔ اور شراب خوری وزنا کے روکنے کے لئے نہایت سخت قوانین جاری کئے جا رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترک اپنے ملک سے ہر قسم کی برائی کو نکال پھینکنے پر تلے ہوئے ہیں

انگریزی اخبارات کے حملوں کے نتیجہ میں وہ ترک گورنمنٹ کے پیچھے پڑ گئے رہے ہیں۔ ترکوں کا رویہ انگریزوں کے خلاف نظر آتا ہے۔

"لندن ٹائمز" کی ۸ جنوری کی اشاعت میں اس کے قسطنطنیہ کے نامہ نگار نے ترکی کے بارہ میں کچھ بیانات شایع کئے تھے جس کی تردید اناطولین خبر رسان ایجنسی نے کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس غلط خبر کی تردید کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ عام انگریزوں کو اصل حالات کا علم ہو جائے۔ کیونکہ اگر انگریزی پبلک کو صحیح حالات کا علم ہو تو وہ ترکوں کی اتنی مخالفت نہ کریگی۔

۱۴ جنوری کو بعد دوپہر آرمن کلب میں ارمنوں کا ایک جلسہ پیرا میں ہوا۔ جس کا خاص مقصد یہ تھا کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی وہ چٹھی سنائی جائے جو انہوں نے ارمنوں کو مبارکباد کے تار کے جواب میں بھیجی تھی۔ علاوہ دیگر لوگوں کے ذیل کے اشخاص موجود تھے۔ کرست جیان آفندی پریذیڈنٹ کلب۔ ضیا بے حاکم شہر۔ عاصم بے گورنر پیرا۔ سوری بے ڈاکٹر پولیس۔ مجید بے گورنر قسطنطنیہ۔ عدنان بے کا ایلچی۔ اس مجلس کا اہم مقصد یہ ہے کہ ترکوں اور ارمنوں کے درمیان سلسلہ محبت وتعلق قائم کیا جائے۔ اور گزشتہ مصائب وتکالیف کو جو غیر ملکی تداخل کا نتیجہ تھیں۔ فراموش کر کے آیندہ کے لئے ہر دو اقوام میں بہتر تعلقات پیدا کئے جائیں۔

فلسطین کی تازہ مردم شماری کے رو سے ۷۵۷۱۸۲ نفوس کی آبادی میں مسلمان ۵۹۰۸۹۰ ہیں۔

سمرنا کو از سر نو آباد کرنے کے لئے ترکوں کا خیال ہے کہ مختلف اقوام کو مختلف علاقہ جات میں تقسیم کئے جائیں جنہیں وہ بنائیں۔ فرانس کو پانچ بازاروں کے بنانے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ انگریز بھی اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے کچھ کارروائی کریں گے۔

شام اور لبنان سے اب گھوڑوں اور خچروں کی درآمد وبرآمد کی اجازت مل گئی ہے جو فرنچ گورنمنٹ نے پہلے بند کر رکھی تھی۔

ترکوں نے قسطنطنیہ میں ذیل کی اشیاء کی درآمد بند کر رکھی ہے ہر قسم کی شراب۔ تمباکو۔ چمڑے۔ گھوڑوں کے بال۔ پر۔ بوٹ اور جوتے۔ دستانے۔ فرنیچر۔ برش۔ تاش۔ روئی کا تاگہ۔ ربن۔ لیس مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کی پوشاکیں۔ چھتریاں۔ جواہرات اور قیمتی پتھر یہ احکام ۴ دسمبر ۲۳ء سے عمل میں آرہے ہیں۔ اور جن لوگوں کے پاس شراب وغیرہ کے ذخائر تھے انہیں حکم دیا گیا ہے کہ یکم مارچ تک خواہ انہیں خرچ کر دیں یا ضائع کر دیں یا کسی اور طرح ان کو ملک سے باہر کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند دنوں کے اندر ہی اندر کسی سیال کا ایک گلاس بھی ملنا دشوار تھا۔ لیکن بعد ازاں ۱۴

حکم کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

امیر کابل پشاور اور کابل کے درمیان ٹیلیفون لگانے کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ کابل سے جلال آباد تک تار کی لائن مکمل ہو چکی ہوئی ہے۔ اور فروری میں غالباً جلال آباد پشاور کا حصہ بھی ختم ہو جائے گا۔

یونان میں اس وقت دس لاکھ پناہ گزین ہیں۔ اور یونانی حکام نے امریکن ریلیف کمیٹیوں کو اطلاع دی ہے کہ مزید پناہ گزینوں کے لئے ملک میں جگہ نہیں۔ حالانکہ ۵۳ ہزار مسون طرابزون اور بحیرہ اسود کے ساحلی کنارہ پر اور ۲۵ ہزار شام کے ساحلی شہروں میں بے خانماں پڑے ہوئے ہیں۔ اول الذکر کو ترک بصورت ملک سے نہ نکلجانے کے اندرون ملک میں بھیجنا چاہتی ہے۔ اور فرانس نے اعلان کیا ہے کہ وہ زیادہ عرصہ تک انہیں اپنے ملک میں پناہ نہیں دے سکتی۔ یونان میں پناہ گزینوں کی کثرت کے باعث وبائی امراض کا زور بڑھ رہا ہے۔

عدن۔ موخہ حدیدہ اور خوخہ کو بذریعہ ہوائی تار برقی ملانے کی تجویز در پیش ہے۔

رسید زر

فہرست چندہ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء

جماعت راولپنڈی

نام		رقم
(۱) اہلیہ مولوی عبد الحق صاحب برائے رن مسجد		عہ/
(۲) ڈاکٹر سید لال حسین شاہ صاحب	″	۵ر
۳۔ مستری محمد اسمٰعیل صاحب	″	۱۲
۴۔ میاں گوہر الدین صاحب	″	۵ر
۵۔ میاں غلام قادر صاحب درزی چندہ ماہواری		عہ/
۶۔ مولوی حافظ حنیف اللہ صاحب	″	عہ/
۷۔ غلام قادر ولد حکیم شاہ نواز صاحب مرحوم	″	عہ/
۸۔ خلیفہ فضل الٰہی صاحب	″	۶
۹۔ ″ کرم الٰہی صاحب	″	۶ر
۱۰۔ بابو محمد صدیق صاحب	″	۶ر
۱۱۔ شیخ عبد الغنی صاحب	″	۴ر
۱۲۔ میاں احمد بخش صاحب	″	۵ر
۱۳۔ ماسٹر عبد اللہ صاحب	″	۴ر
۱۴۔ ″ عبد الحق صاحب	″	۴ر
۱۵۔ بابو شکر الدین صاحب	″	عہ/
۱۶۔ میاں خدا بخش ولد غلام قادر صاحب	″	۸ر
۱۷۔ شیخ کریم اللہ صاحب	″	۴ر
۱۸۔ مستری فضل کریم صاحب	″	عہ/
۱۹۔ شیخ محمد رمضان صاحب	″	۱۲ر
۲۰۔ راجہ غلام محمد صاحب	″	۵ر
۲۱۔ مستری محمد اسماعیل صاحب	″	عہ/
۲۲۔ حسین خان صاحب	″	۲ر
۲۳۔ ڈاکٹر محمد حیات صاحب	″	عہ/
۲۴۔ میاں کریم بخش صاحب	″	عہ/
۲۵۔ نمبردار عبد الکریم صاحب	″	عہ/
کل میزان		[illegible]

فہرست نو مبائعین

از ۹ جنوری لغایت ۱۰ فروری

ذیل کے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

(۱) عبد الفتاح صاحب کلگام کشمیر
(۲) شاہد حسین صاحب صدیقی بلگرام ضلع ہردوئی
(۳) ضیاء الحق صاحب کلکتہ
(۴) شمال بی بی ہمشیرہ عبد القدوس خان صاحب۔ بہنوئی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید
(۵) صفیہ زوجہ عبد القدوس خان صاحب
(۶) محی الدین صاحب ہیڈ کشمیر
(۷) داؤد خان صاحب خوشی پشاور
(۸) سیٹھ اسمٰعیل صاحب ولد حاجی قاسم صاحب بمبئی
(۹) منشی غلام رسول صاحب کولگام کشمیر
(۱۰) نواب الدین صاحب چک نمبر ۲۱۷ مہدی آباد
(۱۱) عبد الرزاق صاحب ساکن شیخ واہ ملتان
(۱۲) میاں اقبال محمود صاحب اے ڈی سی مہاراجہ جموں
(۱۳) چودہری فیض علی صاحب سب انسپکٹر پولیس امرتسر
(۱۴) عبد الحکیم صاحب کلرک جہلم
(۱۵) خلیفہ کرم الٰہی صاحب جہلم
(۱۶) شیخ غلام حیدر صاحب جہلم
(۱۷) محبوب الٰہی صاحب برادر زادہ بابو منظور الٰہی صاحب لاہور
(۱۸) میاں محمود خاں صاحب ″ ″
(۱۹) امام دین صاحب پسرور
(۲۰) مسمات محمدی بی بی اہلیہ امام الدین صاحب مذکور
(۲۱) محمد شریف }
(۲۲) محمد حنیف } ولد امام دین صاحب مذکور
(۲۳) غلام فاطمہ }
(۲۴) محمد سکندر صاحب سری نگر (کشمیر)
(۲۵) چودہری مہر دین صاحب چک ۴۱۷ جھنگ برانچ
(۲۶) مرزا ولی احمد بیگ صاحب سپرنٹنڈنٹ پارسی ہائی سکول لکھنؤ
(۲۷) مولوی عبد الرحیم صاحب کوٹ وادن ضلع مظفر گڑھ
(۲۸) منشی غلام رسول صاحب کمیونڈر لاہور
(۲۹) ملک میر صاحب بنوں۔ حال احمدیہ بلڈنگس لاہور
(۳۰) عبد الغنی صاحب سری نگر (کشمیر)
(۳۱) محمد سلطان خان صاحب سری نگر کشمیر
(۳۲) غلام نبی ٹانکہ صاحب سری نگر (کشمیر)
(۳۳) بشیر احمد صاحب ولد مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب بلیدر سرنگر
(۳۴) شیخ ممتاز الدین احمد صاحب ارسٹی نو مسلم فیروز پور چھاونی۔

تازہ خبریں
ہندوستان

علم سلطانی بمبئی پہنچ گیا

بمبئی ۔ ۲۲ ۔ فروری ۔ آج شام کو ہندو مسلمان جوق در جوق بندرگاہ پر اعلیٰحضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین کے عطا فرمودہ علم کے استقبال کے واسطے جمع ہوئے۔ علم مجلس عالیہ مرکزیہ خلافت ہند کو عطا فرمایا گیا ہے۔ اور بلنا نامی جہاز پر آیا ہے۔ یہ علم سبز ہے۔ اس کے وسط میں ایک ہلال اور تارا بنا ہوا ہے۔ ہلال میں خلیفہ کی پانچ مہریں ہیں اور ان سے ذرا بالائی حصہ پر خلیفۃ المسلمین کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ مسٹر صادق بیرسٹر امرتسر اعلیٰحضرت خلیفۃ المسلمین کی بارگاہ میں بھی پیش ہوئے۔ خلیفۃ المسلمین نے مسٹر صادق کو باشندگان ہندوستان کے نام یہ پیام دیا ہے۔

"باشندگان ہندوستان نے اسلامی مقصد کی حمایت کے لئے جس سرگرمی کا اظہار کیا ہے اور جو خدمات انجام دی ہیں ان کے لئے میں دلی مشکور ہوں اور باشندگان ہند کی بہبودی اور ترقی کا خواہاں ہوں"

جلوس کے ساتھ علم جامع مسجد میں لایا گیا۔ جلوس میں شہر سربرآوردہ ہندو مسلمان حضرات بھی شریک تھے۔

مکان قرق ہو گیا

زمیندار راوی ہے کہ ۱۲ فروری کو سرکاری ملازموں نے ہاتھو دروازہ بھاٹی میں آکر سالک صاحب مدیر زمیندار کے والد محترم کا مکان قرق کر لیا۔ اگرچہ ان سے کہا گیا کہ یہ مکان سالک صاحب کا نہیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اپنے افسروں کے احکام کی تعمیل کر رہے ہیں۔

جناب سالک کے والد صاحب نے عذر داری کا ارادہ کیا ہے اس مکان کی قرقی زمیندار کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے متعلق ہے۔

متعدد تارکان موالات کے نام وارنٹ

سورت ۱۲ فروری۔ بلدیہ کے خلاف ٹیکس کے متعلق کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ مجلس منتظمہ نے جسے حکومت نے منتشر کیا ہے۔ مسٹر جی ناگند اس کی خدمات حاصل کی ہیں۔ انہوں نے متعدد تارکان موالات کے نام وارنٹ جاری کر رکھے ہیں۔

اسلامی خبریں

جرائد انگورہ کے خیالات

قسطنطنیہ ۔ ۲۱ ۔ فروری ۔ جرائد انگورہ نہایت سخت مضامین شائع کر رہے ہیں۔ اور اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ مجلس عالیہ ملیہ میثاق ملی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

تمام اخبارات میں۔ فرانس کے طریق عمل پر سخت اعتراض کئے جا رہے ہیں۔

غازی عصمت پاشا کا بیان

قسطنطنیہ ۔ ۲۱ ۔ فروری ۔ انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ کل غازی عصمت پاشا نے مجلس عالیہ ملیہ انگورہ کی اس کمیٹی کے روبرو جو بیرونی ممالک سے قیام تعلقات کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مرتب کی گئی تھی فرمایا کہ میں نے لوزان کی مجلس مصالحت میں اس امر کی انتہائی کوششیں کیں کہ فریقین کسی ایک نقطہ پر آ جائیں۔ اور کوئی مفاہمت ہو جائے۔ میں نے اپنی طرف سے فیاضانہ مراعات بھی دینی چاہیں لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور مالی اور اقتصادی شرائط کے متعلق فرانس کے مخالفانہ طریق عمل نے اتحادیوں کے نمایندوں کے مابین ایک جوش مخالفت برپا کر دیا۔

ممالک غیر کی خبریں

فلسطین کی جدید ترین مردم شماری

دفتر نو آبادیات میں فلسطین کی جدید مردم شماری کے متعلق حسب ذیل اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں:۔ مسلمان ۵۸۹۵۴۴ یہودی ۸۳۷۹۴ ۔ عیسائی ۷۳۰۲۶۔

افغانستان میں تار خبر کی نئی لائنیں

دہلی ۲۰ ۔ فروری ۔ کل چار بجے جلال آباد اور کابل کے درمیان تار خبریں پہنچانے کی نئی لائن کا افتتاح کیا گیا۔

ایک جزیرہ کی دوبارہ دریافت

لندن ۲۰ جنوری ۔ ایک برطانی جہاز بحر اوقیانوس کے جنوبی حصہ میں ایک جزیرہ تک پہنچ گیا۔ ایک عرصہ دراز ہوا کہ ایک جزیرہ باوود نامی گم گیا تھا۔ یہ جہاز اس ہی جزیرہ پر پہونچ گیا۔ یہاں کے باشندے گاؤں کی قسم کے ہیں۔ یہاں ایک خاتون حکومت کرتی ہے اس کا نام مسز زاہل ہے یہ ایک آسٹریلوی مبلغ کی عورت ہے۔

ادعیہ

مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے کہ اپنے ہر ایک قول و فعل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو دستور العمل بنائیں خاصکر بچوں کو اگر بچپن ہی سے اسلامی شعار کا خوگر بنایا جائے تو بڑے ہو کر وہ عادات راسخ ہو جاتی ہیں اور انسان بلا تکلف اسیطرح عمل کرتا ہے سمجھنے قرآن کریم کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی وہ دعائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کو شروع کرنے وقت یا اسکے اختتام پر پڑھی ہیں اور جن کا یاد کرنا بچوں کیلئے آسان ہے ایک چھوٹے سے رسالہ کی شکل میں مع اردو ترجمہ چھوٹی تقطیع پر چھپوائی ہیں مسلمان بچوں کو یہ رسالہ پڑھانا اور ان ادعیہ کا یاد کرانا نہایت ضروری ہے۔ تا اس عمر میں انکو شعائر اسلام سے دلچسپی پیدا ہو ہر ایک دعا کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ یہ دعا کس موقعہ پر پڑھنی چاہئے۔ جیسے گھر سے نکلنے اور گھر میں داخل ہوتے مسجد میں داخل ہوتے اور مسجد سے نکلتے۔ کھانا شروع کرتے اور ختم کرتے وقت بستر پر لیٹتے وقت سو کر اٹھتے وقت کسی سواری پر سوار ہوتے وقت سبق شروع کرتے وقت۔ نیا کپڑا پہنتے وقت آئینہ دیکھتے وقت غرض ہر ایک موقعہ پر جو ہماری روزانہ زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی ہے اسے لکھا گیا ہے۔

علاوہ بچوں کے جوان اور بوڑھوں کو بھی ان دعاؤں کو یاد کر کے اپنے موقعہ پر پڑھنا ضروری ہے تا بچے بڑوں کا نمونہ دیکھکر خود پڑھنے کی عادت ڈالیں اور تاکہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو شعائر اسلام کی عزت ہو ۔۔۔ ہاتھوں میں برکت ہو اور منہیات سے بچنے کی توفیق ملے ۔۔۔ کی قیمت ۔۔۔ محصول ڈاک ۔۔۔ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے)

ملنے کا پتہ:۔ دار الکتب اسلامیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضروری گذارش

جن احباب کا چندہ ختم ہو گیا ہے ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنا اپنا چندہ ارسال فرما کر ممنون فرماویں۔

(مینیجر)

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار ، مورخہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۴ مارچ ۱۹۲۳ء

علاقہ سیرالیون

(مغربی افریقہ)

میں اسلام کی ابتدائی تاریخ

گذشتہ سے پیوستہ

ایک افریقی مسلمان کے قلم سے

حکم کی منسوخی

انہوں نے مذہب چھوڑنے کے بدلے جلاوطنی قبول کی۔ لیکن اسباب وغیرہ کے لے جانے کے انتظام کے لئے تین ماہ کی مہلت طلب کی جو منظور کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اپنا ہاتھ دکھایا اور تین ماہ کی مہلت کے اندر ہی گورنر صاحب نوآبادی سے چل دئے۔ اُن کے جانشین نے تمام سوال پر نہایت آزادانہ اور منصفانہ غور و خوض کی۔ اور چونکہ وہ سابق گورنر کی طرح متعصب نہ تھا اس نے اصل واقعات معلوم کرنے اور ۱۸۳۱ء میں اس نے اور حضور ملکہ معظمہ کے کمشنر تحقیقات مسٹر میڈن نے رپورٹ کی۔ کہ بے قصور اور بے آزار مسلمانوں کے خلاف جملہ الزامات محض غلط ہیں۔ اور صرف مذہبی تعصب کی وجہ سے لگائے گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وزارت نوآبادی نے گورنر ڈاہرٹی کی سفارشات کو منسوخ کر دیا۔ اور مشنریوں کی حد درجہ کی مایوسی کے باوجود غریب مسلمان نوآبادی میں رہ گئے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اس کے بعد مسلمان آزادانہ طور پر اپنے مذہبی فرائض بجا لاتے رہے۔ اور فولاح ٹاؤن اور خلیج فوراح کی مساجد دوبارہ بنائی گئیں جن کے مناروں پر سے موذن نہایت سُریلی اور میٹھی آواز سے توحید کی منادی کرتا اور مومنوں کو نماز اور فلاح کی طرف پانچ وقت پکارتا ہے۔

انگریزی افسروں کی شرافت

یہ نہایت خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ سوائے گورنر ڈاہرٹی کے باقی جتنے بھی افسر سرکار انگریزی کی طرف سے گورنر مقرر ہو کر آئے بے تعصب اور رعایا پرور تھے گورنران کینڈی۔ ہینسی۔ ہے ملفنگ۔ کارڈیو۔ کنگ ہرمن مری۔ میدیہ۔ اور وکنسن سب نے اسلام کے ساتھ نہایت بے تعصبانہ سلوک رکھا۔ یہیں تک نہیں بلکہ بعض نے تو مسلمانوں کی لئے بڑی بڑی حوصلہ افزائی کی ہے

پادریوں کے کارنامے

مشنریوں کی اس چالبازی کی ناکامی سے جو انہوں نے اسلام کے خلاف کی تھی ان کی مخالف اسلام کوششوں کو کسی حد تک محدود کر دیا۔ لیکن تاہم وہ اپنا اثر استعمال کرنے سے باز نہ آئے۔ اور انہوں نے اپنا رخ اور طرف بدلایا۔ اور افریقن عیسائیوں کے دلوں میں ان کے ہم قوم مسلمان افریقنوں کی طرف سے سخت بغض اور عناد بھر دیا جس کے باعث یہ دونو آپس میں ہر وقت لڑتے مرتے رہیں۔ اور اس طرح مسلمان تکالیف و استہزا وغیرہ کا نشانہ بنتے رہے۔ مسلمانوں پر تمام اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے بند کر دئے گئے اور وہ صرف کلرکوں اور بھشتیوں اور ادنے درجہ کے کاموں پر ملازم رکھے جاتے تھے۔ جس کے سبب سے کئی مسلمانوں کو یورپین نام اور یورپین لباس اختیار کرنا پڑا۔ جو مسلمان حکام سلطنت کی ملاقات کے لئے یا اور کاموں کے سرانجام دینے کے لئے دفاتر میں جاتے اُن سے بے اعتنائی برتی جاتی جب تک کہ وہ یورپین نام اختیار نہ کریں۔ گویا بپتسمہ دینے کی یہ ایک نئی ترکیب نکالی گئی جن مسلمانوں کو دفاتر میں داخلہ کی اجازت نہ دی جاتی تھی وہ بیچارے حاجات سے مجبور دوبارہ ان شرائط کی قبولیت کے مجبور ہو جاتے تھے۔ علاوہ ازیں جب مسلمان اپنے طور پر شادی کی رسومات ادا کر چکتے تھے تو ان کے لئے حکم تھا کہ اسی دن کسی گرجا میں جاکر پادری صاحب کے روبرو بھی شادی کی رسومات عیسوی طور پر ادا کریں۔

ہجرت

ان اوائل کی بد حالات سے مجبور ہو کر مسلمانوں کے بڑی بڑی آزادی کی پناہ کیلئے فوتح کو ہجرت کر گئے جو قافلوں کے ہمراہ جو ان ایام میں اکثر آتے رہتے تھے نقل مکان کر گئے بعض غریب جن میں سے کئی فولاح اور رمرنگو نوآباد تھے ہمسایہ علاقہ جات میں جا پناہ گزین ہوئے۔ فوتح کے مسلمانوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی بڑی آؤبھگت کی اور وہاں کے بادشاہ نے ان کو رہائش کے لئے ایک قطعہ زمین دے دیا۔ جہاں انہوں نے ملکی باشندگان کے ساتھ بیاہ شادی کے تعلقات قائم کر لئے۔ اور اس طرح ان کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ بعض ان میں سے بڑے بڑے مرتبہ یہاں تک کہ سردار بن گئے۔ ان مہاجرین کی نوآبادی نہ صرف ابھی تک موجود ہے بلکہ اُن کی اولاد بھی اس وقت تک فوتح کے قریباً ہر حصہ میں پائی جاتی ہے۔ مظالم کے کم ہو جانے پر آزاد شدہ مسلمان مہاجر مسلمانوں کو [illegible] سے باہر نکل پڑے اور اسی زمانہ میں ، غریب مسلمان جنہیں حالات کی [illegible]

کا علم ہو گیا ہو واپس نوآبادی میں آ بسے۔ جب مہاجرین کے پیچھے گئے ہوئے مسلمان واپس نوآبادی آئے اور انہوں نے فوتح کے مسلمانوں اور وہاں کے سلطان کی نیکی۔ پرہیزگاری اور دولتمندی کے حالات مسلمانوں کو سنائے۔ تو کئی سالوں تک سیرالیون کے مسلمان فوتح کے علاقہ میں آتے جاتے رہے باوجود خطرناک راستوں کے لوگ زیارت کے لئے جاتے تھے۔ اور وہ جبکہ بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے نہ جا سکتے تھے اپنے بچوں کو دوسرے زائرین کی سرپرستی اور حفاظت میں شیخ کی زیارت کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔ سیرالیون سے جو جو مسلمان شیخ کی زیارت کے لئے گئے تھے ان میں چند نام یہ ہیں خلیج فوراح سے الفا سلیمان۔ الفا جبریل۔ الفا عبدالسلام۔ الفا مصطفے الفا سلیمان ثانی۔ الفا محمود۔ الفا محمد الغالی۔ الفا طیبابہ۔ الحاج احمد۔ او فولاح ٹاؤن سے الفا محمد سنوسی۔ الفا مصطفے۔ الفا عبدالرحیم۔ الفا عمر جو بعد ازاں نوآبادی میں بڑے سربرآوردہ شمار کئے جاتے تھے۔ وہ مسلمان جو نوآبادی میں مہاجرین کی روانگی کے بعد رہ گئے وہ ۱۸۴۳ء تک مصائب کا شکار بنے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بشکل انسان یعنی ڈاکٹر بلائیڈن کو لائبیریا سے اس نوآبادی میں بھیج دیا۔ جس سے بڑھ کر آج تک کوئی شخص مسلمانوں کا دلی خیرخواہ علاقہ مغربی افریقہ میں نہیں ہوا۔ ڈاکٹر بلائیڈن صاحب علاوہ بڑے عالم فاضل ہونے کے ممالک شرقیہ کی سیاحت کر چکے تھے جہاں ان کو کافی تجربہ حاصل ہو چکا تھا۔ کہ اسلام نے اپنے پیروں کے ذریعہ کہاں تک بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا ہے۔ یہاں آ کر وہ اس سلوک کو دیکھ کر جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جا رہا تھا بہت متعجب ہو گئے۔ بعد تحقیقات یہ معلوم کر کے کہ عیسائیوں کا مسلمانوں سے ایسا برا سلوک محض پادری صاحبان کی کارستانی کا نتیجہ ہے۔ اس نے نیٹو دار عیسائیوں کے ذہن نشین کر دیا۔ کہ گو ان کے نزدیک اسلام افریقہ اور اس کے باشندوں کے لئے بہترین مذہب نہ ہو تاہم وہ اُسی عزت کا مستحق ہے جتنی وہ اپنے مذہب کی کرتے ہیں۔ بعد ازاں وہ نوآبادی کے گورنر سر جان پوپ ہینسی سے ملا اور وقتاً فوقتاً ان کو مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں قابل قدر مشورے دیتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنر صاحب بیچارے مظلوم مسلمانوں کے مددگار بن گئے۔ اس زمانہ میں ڈاکٹر بلائیڈن نے اسلام کے لئے وہ کارنمایاں کئے جنہوں نے نہ صرف عیسائیوں کو حیران کر دیا بلکہ پادری صاحبان خطرہ میں پڑ گئے۔ ڈاکٹر صاحب کے مشورے سے گورنر صاحب موصوف اکثر افسروں کے اور بعض افریقن کی ایک جماعت عید الضحےٰ کے موقعہ پر خلیج فوراح میں تشریف لے گئے جس کا اثر تمام مسلمانوں پر بہت ہوا۔ اور وہ اس عزت افزائی کے لئے سرکار کے بہت مشکور ہو گئے۔ اسی سن یعنی ۱۸۷۳ء میں ڈاکٹر صاحب اندرونی علاقہ کے پولیٹیکل مقرر ہو گئے۔ اور مسلمانوں کا گورنمنٹ کے ساتھ زیادہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۴ رجب ۱۳۴۱ھ | نمبر ۳۵

آریہ سکھ اور عیسائی کیا کر رہے ہیں ؟

(۳)

گزشتہ اشاعت میں ہم نے آریہ سماج کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ آگرہ میں "شدھی" کا کام باقاعدہ نظام کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اس بیان کی مزید تصدیق بعد کی خبروں سے بھی ہوئی ہے۔ چنانچہ ہمدم میں یہ خبر چھپی ہے۔ کہ علاقہ آگرہ میں تین سو مسلمان مرتد بنائے گئے ہیں۔ اور کنور عبد الوہاب خانصاحب کی ایک مختصر سی مراسلت سے بھی جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ آریہ سماجیوں کی سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

......۔ آریہ سماجی لوگوں نے ۲۵ رفروری سے سوامی شردھانند کی رہنمائی میں اضلاع آگرہ اور متھرا کے مسلمانوں کو مائل بہ ارتداد کرنے اور ہندو بنانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

وہ اپنی کوششوں میں ایک حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور ترغیب و ترہیب سے کام لیکر انہوں نے بہت سے لوگوں کو ہندو بنا لیا ہے۔ ان بیاہی ہوئی عورتوں کو جو تبدیل مذہب پر رضامند نہ تھیں۔ اذیت دی گئی۔ ان کے مبلغ و مناد تمام علاقہ میں پھیل گئے ہیں۔ مسلمانوں کی مختلف انجمنوں کے نمایندوں نے متفقہ و متحدہ طور پر ایک مشترک المقاصد جماعت مرتب کر لی ہے۔ اور اپنا مستقر آگرہ قرار دیا ہے۔ سوامی سردھانند نے جو پانچ لاکھ روپیہ کی امداد کے لئے استدعا کی تھی۔ اس میں بہت کامیابی ہوئی ہے۔ اور اس صدا پر ہر طرف سے لبیک کہی جا رہی ہے۔

تمام ہندو اس مقصد کے حصول میں متفق الخیال ہو گئے ہیں۔ اسوقت اگر مسلمانوں نے اپنے اختلاف و افتراق کو کلیتہ ترک کرکے اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے انہماک و سرگرمی سے کام نہ لیا۔ تو ان کی یہ غفلت و سہل انگاری خودکشی کی مترادف ہوگی آدمیوں اور روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔

یہ الفاظ کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج نے ان مسلمان راجپوتوں کو ہندو مذہب میں جذب کرنے کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے سرمایہ بہم پہنچانے کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اب مسلمانوں کے لئے ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ انہیں اس علاقہ میں فوراً مستقل طور پر تبلیغ کا کام شروع کر دینا چاہئیے۔ ہم نے پہلے بھی لکھا تھا۔ اور اب پھر لکھتے ہیں کہ کام کی اہمیت اس کی مقتضی ہے کہ ہندوستان کی تمام اسلامی جماعتیں اس وقت متفق و متحد ہو کر اس مہم کے سر کرنے میں پوری کوشش کریں۔ ہر ایک جماعت اپنے لئے خاص خاص اضلاع مقرر کر لے کہ تقسیم عمل سے کام میں سہولت کے علاوہ نگرانی میں آسانی اور نظم و نسق سے خوش اسلوبی پیدا ہو گی۔ ہماری جماعت کی طرف سے اس وقت چار مبلغ کام کر رہے ہیں اور ان کا بھی بیان ہے۔ کہ آریہ سماجی اس علاقہ میں بڑی سرگرمیاں دکھا رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد عبد اللہ ناظم جمعیۃ دعوت و تبلیغ کے قلم سے جو ایک طول طویل مراسلت زمیندار میں شائع ہوئی۔ اس میں ہمارے مبلغین کے محولہ بالا بیان کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے:۔

... اس کے بعد موضع اعتماد پور قابل ذکر ہے۔ یہ گاؤں فریدآباد سے اڑھائی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فریدآباد میں مولوی عصمت اللہ اور محمد یوسف صاحبان کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اعتماد پور کے مسلمانوں کو بہکانے کے لئے آریہ گورو کل (اندر پرستھ) متعلق آباد کے پرچارک آئے تھے۔ اور گاؤں میں انہوں نے اسلام کے برخلاف بہت کچھ زہر اگلا۔ اور اب بھی ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ اور چند عقل کے دشمن شریر النفس دہقانی مسلمان بھی آریہ سماجیوں کے پھسلانے اور سبز باغ دکھانے پر دام تزویر میں پھنس کر انہی کا دم بھر رہے ہیں۔ اور آریوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔

اس سے آگے چلکر اعتماد پور کے چشم دید حالات یوں بیان کئے ہیں:۔

وہاں پہنچکر جو معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے۔ ان کی وضع قطع بالکل ہندوانہ ہے۔ دان سنگھ ایک بااثر و معتمد زمیندار انہی مسلمانوں میں سے تھا۔ جسکو مرے ہوئے تقریباً ایک سال گذرا۔ وہ کچھ اردو پڑھا لکھا تھا۔ اور کچھ عرصہ ملٹری ملازمت میں رہ چکا تھا۔ اس شخص کے خیالات نہایت خراب تھے۔ بڑا فتنہ انگیز تھا۔ آریہ سماجیوں کو گاؤں میں بلاتا۔ اور تمام گاؤں کو آریہ بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ بہت کچھ آریہ مت کے خیالات گاؤں میں پھیلائے تھے مگر اسکا چچازاد بھائی دولت سنگھ مسلمان اس کو روکتا ٹوکتا رہا۔

اب ان تحقیقات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ آریہ سماج کی کارروائیاں ہیں ورنہ یہ لوگ حقیقت میں مسلمان تھے۔ اور مشار [illegible] صاحب کا یہ بیان کہ یہ لوگ مسلمان تھے ہی نہیں۔ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہماری غفلت سے آریہ سماج نے فائدہ اٹھایا۔ ہم سوتے رہے۔ اور انہوں نے ہمارے گھر میں نقب لگانی شروع کی۔ کاش ہم اب بھی اٹھیں۔ اور اس امانت کی پاسبانی کریں۔ جو خدا اور اس کے رسول صلعم کی طرف سے ہمیں ودیعت ہوئی ہے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آگرہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقہ میں تبلیغ و حفاظت اسلام کا کام محض چند روزہ نہیں۔ بلکہ ضرورت یہ ہے۔ کہ وہاں مستقل طور پر اسلامی عنصر کو مضبوط کرنے کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ جو لوگ خدا کی راہ میں ہجرت کر کے وہاں محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے گھر بار چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ ہجرت کریں۔ جو وعظ و نصیحت کا کام کر سکتے ہیں۔ وہ اس کام کو بجا لائیں کہ الدین نصیحۃ۔ اور جو لوگ مالی قربانی کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے اموال سے اس کار خیر میں شریک ہوں۔

آج سے دو سال پہلے بھی ہم نے ہجرت کی تحریک میں حصہ لیا۔ لیکن تحریک سیاست کا پہلو لئے ہوئے تھی۔ اس کا جو حشر ہوا۔ وہ محتاج بیان نہیں مگر اسلام کے واسطے یہ ہجرت اس سے آسان ہے۔ اور بہت آسان ہے۔ اور یہاں اس کے نتائج خدا کے فضل سے۔ بہت اچھے ہوں گے۔

حق بر زبان جاری

من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزاران اند

روس کے شہرہ آفاق انشاپرداز کونٹ لیوٹالسٹائے اپنے ایک مضمون میں آنحضرت صلعم کی ذات گرامی کے متعلق نہایت قابلقدر خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حقیقت میں بڑے عظیم الشان مصلحین میں سے تھے۔ اور آپ نے نسل انسانی کی بہترین خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ آپ ہی کو فخر حاصل ہے۔ کہ ایک ملک کے ملک کو صداقت کی روشنی سے منور کر دیا۔ اور تمام عرب کو ان خانہ جنگیوں سے نکال کر جن میں وہ مبتلا تھے۔ امن و آرام کی زندگی بسر کرنی سکھائی۔ آپ نے عربوں کو متقی اور باخدا انسان بنا دیا۔ اور ان کو انسانی قربانی اور ایک دوسرے کو قتل و غارت کے بد رسوم سے جن میں وہ پہلے گرفتار تھے۔ نجات بخشی۔ آپ نے دنیا کے لئے ترقی و تمدن کے دروازے کھول دئے۔ اور یقیناً اتنا اہم بالشان کام سوائے اس شخص کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ جس کو خدا کی طرف سے غیر معمولی طاقتیں عنایت ہوئی ہوں۔ اور ایسی شخصیت ہر قسم کی عزت و احترام کی مستحق ہے۔

ان خیالات کا مقابلہ اگر اس مصنوعی اور ناقابل برداشت تصویر سے کیا جائے جو عیسائی مشنری اپنی تحریرات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی کھینچا کرتے ہیں۔ تو روسی مضمون نگار کے لئے ہمارے منہ سے بے ساختہ مرحبا و آفرین کے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ آخر دنیا میں بے تعصب انسان بھی ہوتے ہیں۔ جو صداقت و حقانیت کی قدر کرتے ہیں۔ اور اختلاف مذہب کی پروا نہیں کرتے۔

ہمارا یقین ہے۔ کہ یورپین ممالک میں بہت سے لوگ حق پسند اور صداقت شعار ہیں۔ اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم کی سیرت و سریرت کے درخشندہ گوہر ان کے سامنے پیش کریں گے تو وہ جان و دل سے انہیں قبول کریں گے۔

ترکوں کے خلاف الزامات نے بنیاد ہیں

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ یورپ ترکوں کے خلاف ہے اور سخت خلاف ہے۔ اس کی وجہ صرف مذہبی اختلاف [illegible] اصلی وجہ یہ ہے۔ مسیحی مبلغین جن کا کام ہی اسلام کو بدنام کرنا ہے۔ ترکوں کے خلاف بھی نہایت سرگرمی سے خلاف بیانیاں اور دروغ بافیاں کرتے رہتے ہیں۔ عوام الناس چونکہ ان باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ اس لئے وہ ترکوں کو وحشی۔ بداخلاق اور تہذیب و شائستگی سے خارج سمجھنے لگے ہیں لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں [illegible] کے باشندوں میں بعض محقق بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور [illegible] کرتے ہیں۔ تو پھر معلوم ہو جاتا ہے کہ ترکوں کے خلاف کس قدر [illegible] سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ رسالہ کرنٹ ہسٹری میں مسٹر [illegible] نے ایک مضمون "ٹرکی" پر لکھا ہے۔ اس کے دوران میں وہ فرماتے ہیں "ترکوں کی نسبت جو تعصب پھیلا ہوا ہے وہ ان غلط [illegible] بیانیوں اور مبالغہ آمیزیوں کا نتیجہ ہے جو ان کے متعلق عام طور پر پھیلائی جاتی ہیں۔ ورنہ حقیقت میں [illegible] ترک نہایت با اخلاق۔ مہذب۔ بردبار اور [illegible] ہیں۔ ان کی معاشرت اور امور خانہ داری اصل [illegible] ہیں۔ ارمنیوں پر جو سختیاں ترکی حکومت [illegible] کی جاتی ہیں ان کی حقیقت بھی اگر دیکھی جائے تو [illegible] ارمنوں کا ہے اور ترک اگر ان کو جلا وطن کرتے [illegible] [illegible] دیتے ہیں تو وہ حق بجانب ہیں [illegible] ہمیں امید ہے کہ اگر اس قسم کے حق پژوہ [illegible] سے ترکوں کے معاملات پر غور کیا جائے۔ تو وہ سیاسی [illegible] جن کو لارڈ کرزن کی ناقص تدبیر باوجود تیز و طرار ہونے کے سلجھا نہیں سکے [illegible] اور مشرق قریب کے پولیٹیکل مسائل ہمیشہ کے لئے سلجھ جائیں۔

غیر از جماعت مسلمان کا جنازہ

ہمارے میاں محمود احمد صاحب کا مسلک [illegible] کہ غیر از جماعت مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا نہیں چاہیئے۔ یہاں تک کہ وہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ بھی پڑھنے کا فتوی نہیں دیتے لیکن جیسا کہ ہم پہلے کئی دفعہ لکھ چکے ہیں۔ یہ مذہب حضرت مسیح موعود کے مذہب کے خلاف ہے اور سخت خلاف ہے۔ اس بارہ میں بہت سی شہادتیں پیش ہو چکی ہیں۔ اب ایک اور شہادت بہم پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ ایک صاحب لدھیانہ سے لکھتے ہیں:۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ حضرت صاحب کی زندگی میں تو کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زندگی میں بھی کبھی اس بات کا خیال نہیں آیا کہ ایک غیر احمدی کا جنازہ ہرگز ہرگز کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ میں [illegible] لدھیانہ والے مبایعین دوستوں کی خاطر یہ چند ایک الفاظ لکھنے پر مجبور ہوا ہوں کہ کیوں ان سب لوگوں نے [illegible] میاں صاحب کے اس نئے حکم پر کبھی غور نہیں کیا [illegible] نے حضرت صاحب کی بیعت جب میں لدھیانہ [illegible] تھا ۱۹۰۰ء میں کی تھی اور میں اس سٹیشن پر [illegible] رہا۔ ۱۹۰۸ء میں حضرت صاحب نے وفات پائی اور [illegible] میں میرے والد بزرگوار مرحوم نے جو کہ ایک [illegible] پنجگانہ نمازی اور عالم تھے۔ مگر چونکہ مولویوں کے زیر اثر تھے اور ان کے ہم صحبت تھے۔ انہوں نے گو ان کو [illegible] پند سمجھایا۔ میرے سے اختلاف ہی رکھا۔ گو وہ [illegible] نیک اور اول عمر سے ایک یگانہ نمازی تھے مگر [illegible] صاحب کی شناخت سے اللہ ان کو مغفرت کرے محروم ہی رہے اور ان کی یہ بات کہ ہر ایک لدھیانہ والے احمدی کو بخوبی معلوم تھی۔ مگر دیکھئے سب نے ان کا [illegible] جنازہ پڑھا۔ اور کسی کے خیال تک بھی یہ بات نہیں [illegible] کہ غیر احمدی کا جنازہ جائز نہیں۔ اور شہزادہ حاجی عبد المجید جو آجکل قادیان میں ہیں جنازہ پڑھایا [illegible] اور امید ہے وہ میرے اس بیان کی تصدیق کرینگے اگر مناسب ہو میرے حلفیہ بیان کو اخبار میں شائع کریں۔ شاید کوئی فرد راہ راست پر آجائے۔"

خاکسار عبد الرزاق
۲۴۔ فروری ۱۹۲۳ء
از جالندھر شہر

اب دیکھئے جناب میاں صاحب کے مرید۔ اور قادیانی اخبار [illegible] اس پر کیا روشنی ڈالتے ہیں۔ اس مسئلہ میں ہمارے خلاف [illegible]

ہماری تبلیغی کوششیں

مقام مسرت ہے - کہ ہمارے مبلغین کی مساعی آگرہ کے گردونواح میں مفید نتائج پیدا کر رہی ہیں - اس سے پہلے ہم مولوی عصمت اللہ صاحب کے خطوط بدیہ ناظرین کر چکے ہیں - گذشتہ اشاعت میں ہم نے اخبار احمدیہ میں مولوی عبدالحق صاحب کے ایک تازہ خط کا ملخص دیا تھا - آج کی اشاعت میں یہ مراسلت درج ذیل ہے - احباب سے درخواست ہے - کہ ان خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے رہیں - (ایڈیٹر)

رکھتیانا (آگرہ) کے جلسہ سے فارغ ہوکر میں ساندھن میں پہنچا - رات کو وہاں وعظ کے متعلق اعلان کیا گیا - لوگ جمع تو ہو گئے مگر برادری کے ایک جھگڑے کی وجہ سے لوگ اس میں مشغول رہے - اور وعظ نہ ہوسکا - مگر نماز میں سب کے سب لوگ شامل ہوئے - اور وہ گاؤں کہ جہاں ایک دو نمازیوں کے سوا کبھی کوئی نماز پڑھتا ہوا نہ دیکھا گیا تھا - جوق درجوق صفوں میں آکر کھڑے ہوگئے - اللہ تعالیٰ ان کو اسی ذوق وشوق کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق دے - چند ایک لوگ مختلف مسائل کے متعلق کچھ باتیں دریافت کرنے کے لئے آگئے - گوشت خوری وغیرہ کے متعلق ان کو ہندو کتابوں میں سے جواز کے حوالے دکھلائے گئے کہ جن کو دیکھکر وہ بہت محظوظ ہوئے - حضرت آدم کو ملائک کے سجدہ کرنے پر جو آریہ لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں - ان کو اس کے معنی اور مفہوم سے اطلاع دیگئی اور اس طرح یہ وقت بھی ایک مفید کام میں صرف ہوگیا - دوسرے دن میں اوندی ضلع متھرا کو دوبارہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہوگیا کیونکہ وہاں کی حالت کسیقدر مشتبہ تھی - راستہ میں مدرسہ الٰہیات کے مبلغین بھی اوندی جاتے ہوئے مل گئے اور اس طرح پانچ آدمیوں کا ایک قافلہ اوندی میں جا براجا - گاؤں والے کہ جو مولویوں سے پہلے ہی بدظن تھے - اتنے مولویوں کو اکٹھے آتے ہوئے دیکھکر کسی قدر ترشروئی سے پیش آئے - یہ دیکھکر ہم قریب کے گاؤں میں کہ جس میں آگرہ صدر بازار کے محمد حسین خانصاحب سوداگر کے فرزند ارجمند رہتے ہیں پہنچے انکا نام عبدالرحمن صاحب ہے - کہ جو نہایت کشادہ پیشانی سے پیش آئے - اور انہوں نے یہ بتلایا کہ گاؤں کے مقتدر اصحاب آجکل یہاں ہی ہیں - اور وہ پٹھان کہ جس کے پاس یہ گاؤں رہن ہے - اور ۱۴ سال رہن کی میعاد کے ختم ہوجانے کے باوجود بھی جو گاؤں فک نہیں کرتا - یہاں ہی ہے - اسکو نماز شام کے قریب ملنے گئے اور وعظ و پند کرکے خدا کا خوف دلایا گیا - کہ دیکھو تمہاری وجہ سے یہ گاؤں ایک مصیبت میں پڑا ہوا ہے - اگر یہ گاؤں اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوگیا تو اسکا بار آپ کی گردن پر پڑے گا - وہ یہ سنکر ادھر اُدھر کی باتیں بنانے لگ گیا کہ مجھے بیس سال کے عرصہ میں کچھ بھی ان سے وصول نہیں ہوا - مگر اب ان کو میں نے بڑی مشکل سے قابو کیا ہے - جب اسپر اسکو اور سمجھایا گیا - تو وہ کسیقدر نرم ہوگیا - اور رہان جانے کا وعدہ بھی کرلیا - وہاں کے معزز لوگ بھی اسی پٹھان کے گھر میں ہی مل گئے - اور ان سے بھی گفتگو ہوتی رہی - ان لوگوں نے کہا کہ اگر یہ شخص سیدھا ہو جائے تو ہم سب آپ کی باتیں سننے اور ماننے کو تیار ہیں - دو گھنٹے سے زیادہ ان سے گفتگو رہی - ان لوگوں نے کہا کہ صاحب ہم تو ہندو ہونے کے لئے قطعاً تیار نہیں - صرف ہم نے آریوں کو یوں ہی طرح دی تھی - ورنہ کون یہاں آریہ ہوسکتا ہے - ایک دو نوجوان کچھ بگڑے ہوئے ہیں وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے - بلکہ ایکدفعہ آریہ یہاں تین چار لونڈوں کو زنار پہنا کر شدھ کرنے آئے بھی تھے - مگر ہم نے جوتے مار کر لونڈوں کو بھگا دیا - اور وہ اپنا سا منہ لیکر چلے گئے - البتہ اس مسلمان صاحب اور کچھ مولویوں کی کرتوتوں کی وجہ سے لوگوں کی حالت خراب ہو رہی ہے - اور وہ پکے مسلمان نہیں بنتے - یہاں جو دہلی کی انجمن کیطرف سے مولوی صاحب آئے - وہ ہر روز لڑکوں سے نت نئی فرمائشیں کرنے اور تیل کی مالش کرانے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے تھے - آخر تنگ آکر ہم نے ان کو رخصت کیا - اور اب لوگ پنڈت بلوانے کی فکر میں ہیں - اسقدر گفتگو کے بعد ہم واپس اپنے ڈیرہ پر آگئے - اور صبح پھر تنہا ہی ان لوگوں سے بات چیت کرنے کے لئے گیا - اور روشن خان صاحب کے بنگلہ پر ہی مجھے بہت سے لوگ مل گئے - روشن خانصاحب کا بیٹا کہ جسکا نام بٹ مل ہے - اس سے بلکہ گفتگو کرنے کی بہت ضرورت تھی - کیونکہ وہ بھی آریوں کے ہتھیار کے طور پر وہاں بڑے جوش سے کام کرنے والا شخص ہے - وہ بھی وہیں آگیا - اور میں نے ان لوگوں کو مخاطب کرکے تقریر شروع کی - اسلام اور ہندو مذہب کی کتابوں اور تعلیم کا مقابلہ کرکے دکھایا - مولاداد خانصاحب اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ بالکل ایک نئی قسم کی تقریر تھی - کہ وہ ایک مسلمان کے منہ سے ویدوں پر محققانہ تبصرہ سُن رہے تھے - ایک دو ہندو اور آریہ بھی وہاں بیٹھے تھے - ان لوگوں پر اس تقریر کا خاص اثر ہوا - اور وہ بٹ مل کہ جس کی نسبت یہ مشہور تھا - کہ وہ بڑے اعتراض اسلام پر کیا کرتا ہے بالکل مبہوت ہوگیا - تقریر کے بعد میں نے ان لوگوں کو اعتراضات کرنے کا موقعہ دیا - مولاداد خانصاحب نے کچھ سوالات جو انہوں نے آریوں سے سنے ہوئے تھے - پوچھے - کہ جن کے تسلی بخش جواب ان کو دئے گئے - اس کے بعد میں نے ان سے کام کرنے کے متعلق مشورہ لیا - تو مولاداد خانصاحب نے کہا - کہ اسوقت تو ہم ایک مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں - اس مصیبت سے رہائی دلانے کے لئے آریوں نے بہت کچھ وعدہ کیا ہے - اگر آپ سے ہوسکے تو آپ بھی اس پٹھان سے ہمیں نجات دلوانے کی کوئی تدبیر نکالیں - چنانچہ انہوں نے ایک خط آریہ سماج آگرہ کے ایک رکن ناتھ مل کا لکھا ہوا دکھایا - کہ جس میں یہ لکھا ہوا تھا - کہ ہم نے آپ کے متعلق سی - آر - داس وغیرہ سے مشورہ کرلیا ہے - اور سب کام ٹھیک ہوجائیگا - تم آگرہ آکر بات چیت کرلو - اس خط کو دیکھکر بہت ہی افسوس ہوا کہ آریہ سماج کن کن چالاکیوں سے اپنا کام کر رہی ہے - کہیں انگریزی خوان لڑکیوں کے وعدے دے کر مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں اور کہیں مقدمات میں مدد دینے کے وعدے ہو رہے ہیں - کیا آریہ سماج جیسی سوسائٹی کو ایسی کرتوتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی -

چنانچہ گروٹ سنگھ سے آنا دھ کے ایک رئیس کی انگریزی خوان لڑکی لادینے کا وعدہ کیا گیا ہے - اور میں نے خود جب گروٹ سنگھ سے پہلے دورہ میں بات چیت کی تھی - تو اس کے بعد اس نے اپنے ایک رشتہ دار کو کہا کہ مولوی صاحب کو کہو کہ وہ میرے بھائی کو فلاں رشتہ لے لینے کے لئے رضامند کردیں تو میں پھر ان کی سب باتیں مان لونگا - اسقدر گفتگو کے بعد ہم وہاں سے رخصت ہوکر آگرہ کی تحصیل کھیراگڑھ میں پہنچے - اس تحصیل میں برئیرا اور صالح نگر دو گاؤں ملکانوں سے آباد ہیں - کھیراگڑھ ججوں ریلوے سٹیشن سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے - یکہ وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ سارا سفر پیدل ہی رہا - کھیراگڑھ میں تھانیدار صاحب آریہ ہیں - ان کے ساتھ اور ایک سناتنی پنڈت کے ساتھ کچھ مختصر سی گفتگو ہوئی - دونوں نے وید و دیانند سے ناواقفیت کا عذر کرکے بات چیت سے معذوری ظاہر کی - یہاں سے رخصت ہوکر برئیرا پہنچے اور وہاں لوگوں کو جمع کرکے حالات دریافت کئے گئے - یہاں کی حالت بھی طمانیت بخش صرف اس رنگ میں ہے - کہ وہاں آریوں کا اثر نہیں - ورنہ دین سے وہ بھی ویسے ہی کورے ہیں - ظہر کی نماز میں بہت سے لوگوں کو بلاکر شامل کیا گیا - اور بعدہ ایک وعظ میں نے اسلام اور دوسرے مذاہب کے عنوان پر کہا اور قرآن کریم پڑھنے اور نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنے کی تاکید کی - بہت سے لوگ ہمیں دور تک رخصت کرنے کے لئے آئے - اور یہ سنکر کہ رات کھیراگڑھ میں وعظ ہوگی - انہوں نے کھیراگڑھ آنے کا اشتیاق ظاہر کیا - چنانچہ وہ رات کی تاریکی کے باوجود بھی کھیراگڑھ آئے اور رات کو گیارہ بجے وعظ سنکر پھر اپنے گاؤں کو واپس گئے - کھیراگڑھ میں وعظ بھی بازار میں کیا گیا - تاکہ ہندوؤں کو بھی سننے کا موقعہ ملے - [illegible] دیوتاؤں کی کتھائیں بھی اسلام کی خوبیوں کے ساتھ ہی سنائی گئیں - ہندو بھی بہت سی تعداد میں موجود تھے - مگر کسی شخص کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی - دوسرے دن ہم صالح نگر روانہ ہوئے یہ گاؤں بھی کھیراگڑھ سے کوئی چھ میل کے فاصلہ پر ہے - پہلے دن تو بہت سے لوگوں نے صالح نگر ساتھ چلنے کا وعدہ کیا تھا - مگر بارش کیوجہ سے کوئی نہ جاسکا اور ہم صرف ایک بزرگ مرزا اکرم بیگ صاحب کے ساتھ روانہ صالح نگر ہوگئے - اور بادوباران کا کوئی پرواہ نہ کی - صالح نگر کی حالت برئیرا کی نسبت زیادہ خراب ہے - برئیرا میں بھی یہ شکایت سنی گئی تھی - کہ دہلی کی انجمن کے ایک مولویصاحب یہاں تین مہینے رہے تھے - مگر انہوں نے کچھ کام نہیں کیا - بلکہ چلتے وقت ایک سقہ کی عورت نکال کرلے گئے - صالح نگر میں بھی یہی کیفیت اسی دہلی کی انجمن کے ایک مولوی صاحب کی بابت سنی گئی - کہ وہ بھی کچھ ایسے ویسے ہی تھے - کہ جس کو رخصت کرکے گاؤں والوں نے اب پنڈت جی کو بلوالیا ہے - یہاں کے سکول میں دو پنڈت کام کرتے ہیں - طلباء مسلمان ملکانے بھی ہیں - اور ہندو بھی - یہاں کے لوگوں نے ہمیں مولوی ہی سمجھ کر پہلے تو جمع ہونے سے پس وپیش کیا - مگر جب ان کو معلوم ہوگیا - کہ یہ ویسے مولوی نہیں - تو وہ جمع ہوگئے - اور ان کو وعظ و پند کیگئی - یہاں کچھ نوجوان ہندوؤں کی صحبت میں رہے ہیں - مگر شدھ وغیرہ ہونے کا ان کو خیال بھی نہیں - نام اور رسوم سب ہندوانہ ہیں - مگر دو تین ایسے بھی ہیں - کہ جو نماز بھی پڑھتے ہیں - چنانچہ ایک شخص گوپی چند نام نماز کا پابند ہے گو کبھی بھی نماز پڑھتا ہے - ان لوگوں نے بھی آیندہ سب ہندوانہ رسوم چھوڑ کر پکے مسلمان بننے کا وعدہ کیا ہے - گوپی چند کا نام خدا بخش رکھ دیا گیا - اس نام سے وہ خود بھی بہت خوش معلوم ہوتا تھا - اس کے بعد چند اور بوڑھے لوگوں کو ہماری آمد کی اطلاع ملی تو وہ کنویں چھوڑ کر آگئے - اور ہمیں کھانا کھانے کے لئے مجبور کیا - ہر چند ہم نے انکار کیا مگر وہ بضد ہوئے - اور کھانا تیار کرکے لے ہی آئے - کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے وعظ سننے کی خواہش کی - جس پر میں نے رسول اللہ صلعم کے اسوہ حسنہ اور ہندو رشیوں اور دیوتاؤں کے حالات ناگفتہ ان لوگوں کو سنائے - کہ جنکو سنکر وہ بہت محظوظ ہوئے - نماز پڑھنے اور قرآن کریم پر عمل کرنے کی تاکید کرکے ہم وہاں سے کھیراگڑھ واپس آگئے دوسرے دن جمعہ پڑھا کر جانے کے لئے لوگوں نے اصرار کیا چنانچہ جمعہ میں سورہ بقر کی ابتدائی چند آیات کی تفسیر سنائی - کہ جسکو سنکر لوگ بہت خوش ہوئے - اور بعد نماز پھر وعظ کے لئے اصرار کیا - پھر میں نے مختصر سی تقریر کی اور وہاں سے رخصت ہوکر رات کو آگرہ واپس آگیا - اس سفر میں مجھے ہر ایک جگہ نااہل نہیں بلکہ بدمعاش مولویوں اور گمراہ صوفیوں کی عجیب وغریب اور شرمناک کرتوتیں لوگوں نے سنائی ہیں کہ جن کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے - اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فتنہ پردازوں سے بچائے - میرٹھ میں آریوں نے ایک اور چال اختیار کی ہے - کہ چند اوباش مسلمانوں کو کچھ دے دلا کر ساتھ لے لیا ہے - اور جگہ جگہ لیکچروں میں اسلام پر اتہام لگا لگا کر ان سے تصدیق کراتے چلتے ہیں - آپ لوگوں کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے -

عبدالحق از آگرہ

حضرت مسیح موعود حنفی المذہب تھے

قاضی اکمل صاحب کے ایک سوال کا جواب

اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۷ جنوری صفحہ ۵ کالم اول میں حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تقریر میں لکھا ہے - کہ

> مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں حنفی المذہب ہوں - قادیان والوں نے کبھی غور کیا ہوتا کہ نبی اور حنفی یہ کس قسم کی نبوت ہے کہ امام ابو حنیفہ کی پیروی کرتے ہیں -

اس پر جناب قاضی اکمل صاحب ۱۸ جنوری کے الفضل میں لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے کہاں لکھا ہے - کہ میں حنفی المذہب ہوں -

الجواب - افسوس ہے - کہ قاضی (اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ اکمل ہوکر) ایسا لغو اور بیہودہ سوال پیش کر ہے - اور بغض انسان کو اندھا کردیتا ہے - ناظرین! بارہا آپنے دیکھا اور سنا ہوگا - کہ ہر ایک مصنف محرر - مقرر جب اپنی تقریر یا تحریر میں کسی دوسرے کی تقریر یا تحریر کا حوالہ دیتا ہے - تو کبھی لفظاً نقل کرتا ہے - اور کبھی معناً یعنی کبھی دوسرے کی تقریر یا تحریر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لے آتا ہے - جیسا کہ بعض احادیث کی روایۃ بالمعنے کی گئی ہے - ان کی اصل مفہوم کو مدنظر رکھ قال قال رسول اللہ صلعم ہی کہہ کر روایۃ کی ہے - دیکھو کتب احادیث کو اور خود حضرت صاحب کی بھی یہی عادت ہے - چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں "اس عاجز کی ہمیشہ یہ عادت ہے - کہ ترجمہ کی نیت سے نہیں بلکہ تفسیر کی نیت سے معنے کیا کرتا ہے الخ الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۱۱ طبع ثانی" اور آپ کی پسندیدہ تحریف القرآن تفسیر حیدرآبادی اور خود آپ کی کئی تحریرات میں ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں - پس اگر حضرت امیر نے اسی اصول قدیم اور قاعدہ عام کے مطابق حضرت صاحب کی مفصل تحریرات کا مفہوم اپنے الفاظ میں کہدیا - تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہ تھی - علی الخصوص ستر سالہ واقعات چشم دید بھی اس کے مصدق ہیں یعنی حضرت صاحب کا عملدرآمد حنفی ہی مذہب کے مطابق رہا ہے -

اب میں حضرت صاحب کی وہ تحریرات درج کرتا ہوں جنکا خلاصہ مطلب حضرت امیر نے اپنے الفاظ میں لکھدیا ہے - لیکن اس سے پہلے قرآن و حدیث سے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالنی ضروری ہے -

از روئے قرآن حمید حضرت مسیح موعود کے حنفی المذہب ہونے کا ثبوت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ..... واخرین منھم لما یلحقوا بھم الخ خلاصہ مطلب اس آیت کا یہ ہے - کہ محمد رسول اللہ جسطرح اہل مکہ کے لئے مطہر و مزکی رسول ہیں - ویسے ہی ان لوگوں کے لئے بھی رسول ہیں جو مسلمان ہوکر امور دین میں امیین کی تقلید کریں گے - آخرین سے اول مراد مسیح موعود اور پھر آپ کی خاص جماعت ہے - جو قلیل من الاخرین کے مصداق ہے - کتب فقہ میں لاحق اسی کو کہتے ہیں - جو بعد کو آکر شامل ہو - اور اپنے سے پہلے کا مقتدی ہو - لفظ یلحقوا میں آخرین کے لئے پہلوں کی تقلید کا حکم یا اشارہ ہے - خلاصہ مطلب یہ کہ مسیح موعود جو آخرین اور لاحقین میں سے ہے - اس لئے ان پر اولین کی تقلید لازم ہے - اگر حضرت صاحب کو غیر مقلد یقین کیا جائے - تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا - کہ حضرت صاحب اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں -

احادیث سے مسیح موعود کے حنفی المذہب ہونیکا ثبوت

نبی کریم فرماتے ہیں۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ اور اسی حدیث کے متصل دوسری روایت بطور تفسیر کے اس کے ساتھ یوں لکھی ہے۔ فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ رواہ مسلم دیکھو مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ۔ ان ہر دو روایات سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو نماز میں بھی حنفیوں کی تقلید کرنی پڑے گی۔ ان آیات اور احادیث کے مطابق حضرت مرزا صاحب باوجود مجدد وقت ہونے کے ہمیشہ مقتدی ہی رہے۔ شاذ و نادر ہی کبھی امام بنے ہوں وہ بھی مجبوری سے کہ اس وقت کوئی دوسرا آدمی لائق امامت نماز نہ ملا۔ اور جماعت نماز کے فوت ہو جانے کے خوف سے امام بن گئے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے خود ہی مسیح موعود کو اولین سے ملحق ہونے والا اور سب سے آخر کھڑا ہونے والا قرار دیا ہے۔

اور پھر حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے بھی مسیح موعود کو دوسروں کا مقلد قرار دے دیا ہے۔ تو اس کے بعد قاضی اکمل صاحب کا یہ سوال کہ مسیح موعود کے مقلد ہونے کا ثبوت دو اگر محض بیہودہ نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ جس امر کی نسبت ہم سے سوال کرتے ہیں خود اسکو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا اپنے حنفی المذہب ہونیکا اعلان

میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں۔ جسطرح سارے اہل اسلام احکام بینہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ و قیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی جانتا ہوں۔ الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۸۰

آپ قاضی ہیں اور یہ آپ کو بخوبی معلوم ہوگا۔ کہ یہاں آئمہ مجتہدین سے مراد آئمہ حنفیہ ہی ہیں۔ کیونکہ دوسرے آئمہ شافعی مالکی و حنبلی تو یہ کہتے ہیں اننا ... علی ظواھر والعدول عنھا الی معان باطن الحاد۔ بتائیے قاضی صاحب آپ کوئی نظیر ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ کوئی نبی ایسے استیوں کا مقلد ہوا ہو۔ جن کی نسبت نبی کریم صلعم کا یہ فتویٰ ہو کہ المجتہد قد یخطی و یصیب۔ پھر ذرا یہ بتا دیں۔ کہ احکام بینہ قرآن و کتب احادیث اور فتاوےٰ عالمگیری اور قاضی وغیرہ تو پہلے ہی سے موجود تھے۔ اور تمام مسلمان ان پر عملدرآمد کرتے رہے ہیں جن کے ساتھ خود احمد نبی اللہ بھی اپنا ہم عقیدہ ہونے پر لدھیانہ کے حنفی مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں۔ پھر ایسے نبی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر آپ صدق دل سے حضرت مرزا صاحب کو مطابق دلائل مندرجہ انوار خلافت اسمہ احمد کا حقیقی مصداق اور اصلی نبی مانتے ہیں تو اس سوال کا جواب دیں۔ اگر محض کسی ذاتی غرض کے لئے احمدیت کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ تو خیر۔

یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود امام ابوحنیفہؒ کو امام ربانی اور فہم قرآن میں لاثانی یقین کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی ربانی امام ہے۔ اور فہم قرآن میں لاثانی ہے۔ امام شافعی امام مالک امام احمد حنبل حضرت امام ابوحنیفہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ امام ابوحنیفہ امام اعظم ہے۔ مختصراً دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۰ رسالہ الحق صفحہ ۹۹ وغیرہ کیا جسے امام ربانی مانا جائے۔ اس کی تقلید فرض نہیں ہوتی

حضرت مسیح موعود کے نزدیک امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے خود فرمایا ہے۔ جہاں ایسا اختلاف ہو۔ اور صریح احادیث صحیحہ سے ترجیح نہ ہو سکے تو فقہ حنفی پر عملدرآمد کرنا چاہیئے۔ یہ جناب الٰہی کو پسند بات ہے۔ اس پر مولانا مولوی نورالدین صاحب یوں شہادت دیتے ہیں۔ یہ بات میں نے اپنے کان سے سنی۔ اور حضرت اقدس کو دیکھا ہے۔ نورالدین۔ دیکھو کتاب حقیقت نماز مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب۔ پھر فرماتے ہیں۔ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی حدیث معارض قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ مسیح موعود دیکھو رسالہ عقائد احمدیہ مؤلفہ قاضی اکمل صاحب مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۰ء

قاضی صاحب! مسیح موعود نے جو فرمایا ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید جناب الٰہی کو پسند ہے کیا یہ اوروں کے لئے فرمایا وہ خود امام اعظم کے مقلد نہ تھے۔ اور یہ جو فرمایا ہے۔ کہ ہماری جماعت پر امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض ہے۔ کیا وہ خود اپنے آپ پر امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض نہ سمجھتے تھے اور لدھیانہ کے جلسہ عام میں جو فرمایا کہ میں قیاسات ائمہ مجتہدین حنفیہ کو دیگر حنفیوں کی طرح واجب العمل جانتا ہوں۔ کیا وہ غلط تھا۔ کیا مدد کے وہ قول ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہے۔ اگر شکل یہ ہے۔ کہ آپکا رسالہ عقائد احمدیہ غیرہ تحریرات اور تعامل آنحضرت ۱۹۰۱ء سے بعد کا بھی ہے۔ آپ نے تو صرف امام ابوحنیفہ کی تقلید کا مطالبہ کیا ہے۔ اور حضرت صاحب نے تو تمام آئمہ حنفیہ کی فرداً فرداً کی تقلید کو فرض قرار دیا ہے۔

کیا لدھیانہ والے اعلان کا حصہ طلب بات ہے۔ کہ میں حنفی المذہب ہوں۔ یا کہ کچھ اور ہے۔ اگر کچھ ہے تو بیان فرمائیے (باقی آئندہ)

محمد یٰسین احمدی از مقام و ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رسالہ آخری نبی
اور
اس کے جواب کی کوشش

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے قلم سے
سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح ۲۰ فروری

جس کا ارادہ آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا میں کہا گیا ہے اور جس کا حکم اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں بتلایا گیا ہے۔ یہ قرآن کریم ہی تا قیامت واجب العمل رہیگا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام جہان اور تمام زمانوں کے لئے واجب الاطاعت نبی اور وقت کے نبی رہیں گے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیاء گزشتہ کو ماننا تو مسلمان بننے کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ ان کا نہ ماننا قرآن کریم کے ایک حصہ کا انکار ہے۔ مگر قرآن کریم کے بعد کسی نبی کا نہ ماننا کسی حصہ قرآن کا انکار نہیں۔ جب تمام انبیاء کی اصل تعلیم اور احکام الٰہی سب کے سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ قرآن خود شہادت دیتا ہے رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً فِیْہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ اور پھر قرآنی تعلیم صحف انبیاء میں موجود ہے۔ اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰہِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ اِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ تو پہلے نبیوں کے نہ ماننے سے کوئی مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔ اب جب تمام انبیاء اللہ کی اصل تعلیم اور احکام الٰہی اور رسالت یہاں تک کہ انبیاء کے واقعات بھی بطور تعلیم کے قرآن مجید میں آگئے تو ان پہلی آسمانی کتابوں کو قرآن مجید کے ساتھ لگانے اور ان کی علیحدہ پیروی کرنے کی حاجت نہ رہی۔ کیونکہ سب انبیاء اللہ پر ایمان اور ان کی تعلیم کی پیروی قرآن مجید کے ذریعہ سے ہوگئی لیکن اگر کوئی نبی قرآن مجید کے بعد آجائے تو اس کی تعلیم اور وحی کو قرآن مجید کے ساتھ لگانا پڑیگا۔ کیونکہ یہ تازہ قرآن جو اس کے اوپر نازل ہوا اس کے بھی تمام بنی نوع انسان ویسے ہی مکلف ہوں گے جیسے اس سے پہلے قرآن مجید کے ہیں۔ مگر جب سوال کیا گیا کہ تم اگر رسول کریم کے بعد حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہو تو کیوں الہامات مسیح موعود کو قرآن مجید کے ساتھ لگا کر اس کی اشاعت نہیں کرتے تو جواب ملا ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ کوئی کچھ نہیں لگا سکتا معلوم ہوا کہ دل ملزم ہیں جانتے ہیں کہ قرآن مجید جیسی شان ان وحیوں کی نہیں اور مانتے بھی ہیں کہ کوئی امر دین۔ کوئی حقانی صداقت قرآن مجید سے باہر نہیں مگر گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی ظاہر ہونے والا تھا جیسا کہ خیال کیا گیا ہے تو ضرور قرآن مجید اس کی بابت کچھ خبر دیتا۔ خاص کر اس وجہ سے تو خبر دینا نہایت ضروری تھا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہہ چکا تھا۔ ایسا کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیونکر نبی صادق مانا جاتا تھا۔ بجز اس کے کہ خود قرآن مجید کی طرف سے اس کی نسبت کھلی کھلی پیشگوئی پائی جائے اور اس میں بھی صاف طور پر بتایا جائے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں لیکن نبیوں کے بعد آپ ہی کی مہر سے ایک شخص امتی رہتے ہوئے باوجود خدا تعالیٰ کا خاص رسول اور بنوت مقدس ساتھ ہوگا ... الیسا ہونے والا تھا

کو بر خلاف تمام انبیاء اللہ کے دو ثقیقہین امتیت اور نبوت کو اپنے اندر جمع کرنے والا تھا۔ اور اس ایک نے ہی ساری امت میں سے اپنی کسی نا سدام اطاعت کی وجہ سے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے فیض کی وجہ سے نبی بننا تھا اور باقی ساری امت کو یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل جانا تھا۔ اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کامل طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت نہ کرنے کے جرم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی بننے سے محروم رہے۔ وہ تین یا چار بھی خدا تعالیٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے ساری امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری کرنے والے بھی پیدا نہ ہوئے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے منصب نبوت پر مامور ہو سکتے۔ اور تیرہ سو برس کے بعد صرف ایک ہی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والا پیدا ہوا۔ اور آئندہ تو کسی کی امید ہی نہیں۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی بننے کا فیضان بھی منتقل ہو کر ظلی اور بروزی نبی کی اتباع اور فرمانبرداری میں آگیا ہے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی بننے کا فیضان بھی رسول کریم کی محض اتباع میں اسی طرح بند ہے جس طرح کہ خاتم النبیین کے بعد براہ راست افاضۂ نبوت کرنے کا الٰہی فیضان بند ہے تو ایسے آدمی کی نسبت جس نے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی بننا تھا۔ ضرور کوئی پیشگوئی قرآن کریم میں ہونی چاہیئے تھی پس جبکہ ایسی کوئی پیشگوئی نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایک کے بھی یا اس طور پر یا براہ راست نبی ہو کر آنے کی بنا محض افترا اور اکاذیب پر ہوئی۔ اس لئے محض کذب اور افترا کے رو سے نہ کسی مستحکم دلیل پر یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور آپ کے الہامات بھی نعوذ باللہ وحی نبوت ہیں۔ اور ان کے ماننے کے بغیر اب کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اگر الہامات کو دیکھا جاوے تو قرآنی آیات کو چھوڑ کر کیونکہ وہ قرآن مجید میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ اگر وہ کسی مسلمان کے الہام میں آجائیں تو ان سے کوئی نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ باقی الہامات میں کوئی بھی وحی حقیقی یعنی وحی نبوت نہیں کیونکہ جب تک یہ الہام نہیں ہوئے تھے۔ دین کوئی ناقص نہیں تھا۔ اور جب یہ الہام ہوئے۔ دین کوئی کامل نہیں ہوگیا۔ دین تو آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے بموجب کامل ہو چکا۔ اب یہ الہامات اس میں کوئی بات پیدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ نہ دین کے لئے نہ معاد کے لئے اور نہ تقرب الی اللہ کے لئے اور نہ تمیز حق اور باطل کے لئے۔ کتاب اللہ کے علاوہ ان الہامات کی طرف جانے کی کچھ حاجت اور نہ کوئی امر دین ان میں بیان ہوا ہے۔ علاوہ ازیں انبیاء اللہ کے الہامات کی یہ شان ہی نہیں ہوتی کہ ان کو کبھی کسی زبان میں الہام ہوا اور کبھی کسی زبان میں اور کبھی وحی الٰہی ان کو امتی اور غیر نبی بنائے اور کبھی ان کو نبی اور رسول قرار دے۔ اور نہ انبیاء اللہ کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے ہزار ہا الہاموں کو لوگوں پر ظاہر ہی نہ کریں۔ جیسا کہ میاں محمود احمد صاحب گدی نشین قادیان نے حضرت مرزا صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ہزاروں الہامات ہیں جو شائع نہیں ہوئے۔ دیکھو حقیقت النبوت صفحہ ۲۹۴ کی آخری سطر۔ حالانکہ نبی کا فرض ہے کہ اپنی ساری وحی نبوت لوگوں کو پہنچائے۔ کیونکہ تبلیغ صرف وحی نبوت کے متعلق ہوتی ہے۔ نہ ایسے الہاموں کے متعلق جن کا کوئی دوسرا مکلف ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ غیر نبی ملہموں کی اپنی اختیاری بات ہوتی ہے جاہیں ان کو شائع کریں یا نہ کریں۔ مگر نبی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے کسی الہام کو چھپائے رکھے اور لوگوں پر ظاہر نہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود اپنے رسول کو حکم دیتا ہے۔ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ۔ اے نبی پہنچا دے جو کچھ تیری طرف اتارا گیا تیرے رب کی طرف سے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت یعنے الٰہی پیغام پہنچایا ہی نہیں اب تم خود ہی سوچ لو کہ ایسا شخص کبھی نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔ جو اپنے ہزاروں الہاموں کو جو خدا کی طرف سے اس پر ہوئے ہیں شائع ہی نہ کرے۔ اور لوگوں تک نہ پہنچائے اور چھپائے رکھے اور دنیا سے چلا جائے۔ حالانکہ ... میاں محمود احمد صاحب گدی نشین قادیان ان تمام الہامات کا تمام بنی نوع انسان پر ماننا فرض کیا

گرا ہو۔ اور ان کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو اور ان کا نہ ماننا کفر ہو۔ کیا نبیوں پر کچھ ایسے بھی الہامات ہوتے رہے جن کو وہ چھپا رکھتے ہیں اور ظاہر نہیں کرتے یا جن کا ماننا لوگوں پر فرض نہیں ہو یا جن کا ماننا لوگوں کے لئے حجت نہیں ہوتا یا جن کا نہ ماننا کفر نہیں ہوتا۔ اگر نہیں تو حضرت صاحب نے کیوں ہزاروں الہاموں کو شائع نہ کیا۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ نبی نہ تھے۔ مگر یہ اسیسے کوون اور لاتعقل ہیں کہ اپنے ہتین ثبوت کے ہوتے ہوئے جس سے حضرت مرزا صاحب کا نبی ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی کہہ کر ایک فتنہ عظیم الشان اسلام میں ڈال رہے ہیں۔ خدا ہدایت کرے۔ پھر قطع نظر اس کے کہ اگر انہی الہاموں کو دیکھا جاوے جو حضرت مرزا صاحب نے شائع فرمائے ہیں تو وہ اولیاء کے الہام سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے الہام و کشف و مقام کو حقیقت نبوت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ نہ آپ مہبط جبرائیل و ملائکہ مقربین اور نہ آپ مثل انبیاء کے معصوم اور نہ آپ کی وحی میں وہ شان ہے جو وحی نبوت میں ہوتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ میں کہ میں نبی ہوں یا محدث بقول میاں صاحب بارہ برس تک دھوکا کھایا۔ اگر نبیوں کی وحی بھی ایسی ہی ہوتی ہے کہ بارہ برس تک ان کی پیغمبری ہی ان پر مشتبہ رہ سکتی ہے۔ تو انہوں نے پیغمبری کرنی ہے جس وحی نے مورد وحی پر ہی اتنی روشنی نہیں ڈالی کہ وہ اپنا نبی ہونا بھی اس سے سمجھ سکے۔ وہ دوسروں پر روشنی ڈال سکتی ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب نے اپنے کل الہاموں کے سمجھنے میں ہی غلطی کھائی تو ان کے سب الہامات سے امان ہی اٹھ جاتا ہے۔ اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید حضرت صاحب نے اپنے الہامات کو الہام الٰہی سمجھنے میں ہی غلطی نہ کھائی ہو کیونکہ جس طرح حضرت صاحب نے اپنے دعویٰ میں ہی بارہ برس تک دھوکا کھایا۔ اور پہلے اپنے الہامات کے متعلق بغیر مرۃ یہ لکھا کہ میری وحی، وحی ولایت اور وحی محدثیت ہے اور پھر ایسے الہاموں کے متعلق یہ قید لگائی کہ

"الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔"

اور پیچھے بقول میاں محمود احمد صاحب اپنے الہاموں کو لوگوں کے لئے حجت بتایا اور ان کا ماننا تمام ہی نوع انسان پر فرض قرار دیا اور ان کا انکار کفر بتایا تو ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے اپنے الہاموں کو الہام الٰہی سمجھنے میں ہی غلطی نہ کھائی ہو غرض وحی نبوت کا یہ کام نہیں کہ نبی کو اپنے نبی سمجھنے میں ایک دن کے لئے بھی شک میں رکھے۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ

"جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارہ میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔"

نبی وحی نبوت کے ہو جانے کے ساتھ ہی یقین کر لیتے ہیں کہ ہم خدا کے نبی اور رسول ہیں اور ہمارے سپرد پیغام الٰہی پہنچانے کا کام ہے۔ وہ اگر ساری دنیا بھی مخالفت کرے تو وہ اپنے نبی ہونے سے کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ہفتہ وار رپورٹ

ہمارے محترم دوست ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ احمدیہ انجمنوں اور جماعتوں کی ہفتہ وار مالی رپورٹ اشاعت کے لئے ہمیں باقاعدہ پہنچتی رہے گی۔ چنانچہ اس کی پہلی قسط بھی سکرٹری صاحب نے بھیجدی ہے۔ جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوسرے احباب بھی ان تحریکات میں حصہ لیکر انجمن کی مالی حالت کو مضبوط کرنے میں امداد فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

صیغہ بلاد غیر و برلن مسجد

۱۱ فروری ۱۹۲۳ء کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر غلام ... صاحب کا ایک وفد ہوشیارپور گیا۔ جہاں احباب نے شرح صدر سے اسلام کی نصرت و تائید کے لئے دل کھول کر چندے دئے۔ اس دن بہت تھوڑی دیر میں کافی چندہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ لے چندہ دینے والوں اور فراہم کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ایسا ہی یہ راقم اور ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن ۱۸ فروری کے اتوار کو جالندھر کی طرف گئے اور جناب خان صاحب شیخ محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سرجن کی امداد سے کافی رقم تھوڑی دیر میں نقد جمع ہو گئی۔ اور کافی طور پر وعدے بھی ہوئے۔ جو آئندہ وصول ہوں گے۔ اور اگلے اتوار ۲۵ فروری کو میں اور بابو محمد منظور الٰہی صاحب لیطرف راولپنڈی پہنچ گئے جہاں سے نقد چندہ بھی وصول ہوا۔ وعدے بھی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے منطیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ اس جگہ شیخ عبدالعزیز صاحب وکیل نے ہماری بہت امداد فرمائی اللہ جزاہ۔

بلاد غیر اور برلن مسجد کے لئے جو مطبوعہ کاپیاں احباب کو روانہ کی گئی تھیں ان کی رپورٹ حسب ذیل ہے۔

شیخ محمد صادق صاحب انسپکٹر پولیس پک پٹن نے ایک ایک روپیہ کے نوٹ والی کاپی فروخت کر کے ایک سو روپیہ بھیجدیا ہے اور پانچ روپیہ اپنی طرف سے صیغہ اشاعت اسلام ماہواری چندہ کی مد میں بھیجا ہے۔ اور چھ کاپیاں اور طلب کی ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب اسسٹنٹ سرجن کنجاہ ضلع گجرات نے کاپی کے حساب میں دس روپیہ بھیجے ہیں۔

فریضہ زکوٰۃ

حضرت امیر سلمہ ربہ کا تازہ ٹریکٹ و فارم زکوٰۃ جو حال ہی میں احباب کی خدمت میں بھیجا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل اصحاب نے فارم بعد خانہ پری واپس کیا ہے۔

(۱) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم۔ ایس لوکل سرجن لاہور
(۲) اہلیہ سید الطاف حسین صاحب خلف شاہ صاحب موصوف لاہور مع چالیس روپیہ نقد
(۳) اہلیہ سید ممتاز حسین صاحب بنت " " " مع پچاس روپیہ نقد
(۴) بابو عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر احمدیہ بلڈنگس لاہور مع ... نقد
(۵) اہلیہ " " مع ... نقد
(۶) مستری دین محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور مع ... نقد اور کہ ... فروری ۱۹۲۴ء کو واجب الادا ہوں گے۔
(۷) مسمات خیر النساء بیگم بنت ماسٹر فقیر اللہ صاحب لاہور معہ زیور نقرئی قیمتی تخمیناً ...
(۸) اہلیہ بابو محمد منظور الٰہی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور ... نقد

دیگر احباب خود اور احمدی مستورات سے یہ فارم پر کرا کر جلد روانہ فرمائیں تا اس فریضہ پر عملدرآمد کا رواج کما حقہ ہو سکے۔ جس کی ادائیگی کی طرف سے اس وقت مسلمانوں میں اور ہماری جماعت میں بھی ایک گونہ غفلت واقع ہوئی ہے۔ حالانکہ ارکان اسلام میں سے یہ ایک نہایت ضروری رکن ہے۔ اور مسلمانوں کی ذلت اور عزت کا ایک سبب اس پر عملدرآمد نہ کرنا ہے۔

۲۷ فروری ۱۹۲۳ء
سید محمد حسین
آنریری جنرل سکرٹری

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔

کل بروز جمعہ حضرت امیر ... وزیر آباد تشریف لے گئے اور جمعہ وہیں پڑھایا۔ آپ واپس پہنچ گئے ہیں۔

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کی صحت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ آپ مسجد احمدیہ میں تشریف لاتے ہیں۔

جناب بابو منظور الٰہی صاحب جو آگرہ کانفرنس میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے علاقہ ارتداد کے حالات بچشم خود دیکھے ہیں۔ تبلیغ و اشاعت خدا کے فضل سے اس میں کامیابی کے آثار بھی نظر آنے لگے ہیں۔ اور کیفیت انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگی۔

آگرہ کے گرد و نواح علاقوں میں مزید مبلغین بھیجنے کی تجویز حضرت امیر غور کر رہے ہیں۔ اور عنقریب اور لوگ تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اخبار لائٹ کی مقبولیت خدا کے فضل سے بڑھ رہی ہے۔ ابھی ایک خط برہما سے آیا ہے۔ جس میں اخبار اور انجمن کے تبلیغی کام کی نہایت پسندیدہ الفاظ میں تعریف کی گئی ہے۔ اور اخبار بھیجنے کی درخواست بھی کی گئی ہے۔ احباب اس کی توسیع کے لئے کوشش فرمائیں۔

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب منٹگمری اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے گاؤں تشریف لے گئے ہیں۔ مرزا صاحب واپس آ گئے ہیں۔

برادر عبداللہ خان صاحب چک ۱۱۲ جے بی نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی وفات اور پندرہ ہزار روپیہ کے مالی خسارہ کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہیں۔ احباب کرام ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

برادر موصوف نے ایک صاحب منشی غلام حسین صاحب گلزار مدرس کی درخواست بیعت ارسال کی ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ یہ صاحب ہمارے چک کے مدرسہ میں سکنڈ ماسٹر ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر ۱۹۲۳ء ہی حاضر ہونے والے ہیں۔ چند ایک اور احباب بھی عنقریب سلسلہ میں داخل ہونے والے ہیں۔ ایک علاوہ برادر موصوف آجکل چوہڑوں اور چماروں میں تبلیغ اسلام کے لئے گورمکھی سیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کے متعلق لٹریچر گورمکھی میں ہے۔

ایک پیر صاحب حال ہی میں برادر موصوف کے چک میں گئے تھے۔ ان کے متعلق لکھا ہے۔ کہ خود تو وہ ہماری جماعت سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ میانوالی کے ایک مولوی صاحب تھے جنہوں نے دوران وعظ میں حضرت صاحب پر چند ایک الزامات لگائے۔ ان کی تردید ... میں کھڑے ہو کر کی۔ اور اتمام حجت بھی ... تقسیم کیا۔ دو روز ... سلسلہ کلام جاری رہا۔ مولوی صاحب ... اختیار کرتے تھے۔ لیکن ... پہلو اختیار کیا۔ جس سے ان کی پیش نہ گئی۔ اور خوب تردید ہو گئی۔ آخر پیر صاحب نے بطور ثالث فیصلہ فرما دیا۔ کہ احمدیان جماعت لاہور مسلمان ہیں۔ مرزا صاحب نے جیسا کہ اتمام حجت سے معلوم ہوتا ہے۔ دعوے نبوت نہیں کیا۔ تو مسلمان ہیں۔ دعوے مسیحیت وغیرہ فروعی مسئلہ ہے۔ لہذا اسلام سے خارج نہیں۔ بیان القرآن ہر دو جلد ساتھ لے گئے۔ لیکن اور چک سے جا کر واپس کی۔ اور کہا۔ کہ بہت اعلیٰ تفسیر ہے۔ میں خود خریدوں گا۔"

ایک صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ ایک محمودی سے انہوں نے سوال کیا ہے "کیا آپ صاحبان مرزا صاحب کو مستقل نبی مانتے ہو۔ تو اس نے کہا: نعوذ باللہ ہرگز نہیں۔ بلکہ مجازاً نبی مانتے ہیں۔ ... نبی صاحب شریعت جیسا کہ اذجاء ھا المرسلون (یٰس) وغیرہ میں مذکور ہے۔"

اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا عقیدہ جداگانہ ہے۔ اس لئے جس کسی سے پوچھو کوئی نہ کوئی نئی بات ہی بتاتا ہے۔

۲۶ فروری کو مولوی رحمت اللہ صاحب کا مباحثہ آریہ سماج ... راولپنڈی میں دھرم بھکشو جی سے ہوا جس میں مولوی صاحب ممدوح کو خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی۔ اس کی کیفیت اگلی اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہوگی۔

جناب مولانا مولوی احمد صاحب چند روز سے سیالکوٹ میں برائے درس وغیرہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ آپ کی طبیعت یہاں بھی علیل تھی۔ اور علالت بھی ابھی تک پورے طور پر صحت نہیں ہوئی۔ درس باقاعدہ آپ دیتے ہیں ... ہے۔ احباب سیالکوٹ آپ کے فیوض حسنہ سے ... کا وجود ان کے لئے بہت ہی برکتوں اور ... تمام احباب سیالکوٹ دلی خواہش اور ترتیب ... سے کچھ سیکھنے کی کوشش کریں۔ سیالکوٹ حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے ... تبلیغ میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے اس کا قدم بہت پیچھے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور اپنا قدم آگے بڑھائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے لئے بہترین موقعہ عطا فرمایا ہے۔

راولپنڈی میں مولوی رحمت اللہ صاحب اور دھرم بھکشو ... ...

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

الصُّلْحُ خَيْرٌ

ہفتہ میں دو بار۔ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ما از عطا بسیم ہر فیض و کمال
وصل دلدار ازلی بے ایمال
آنچہ زو قول لحسان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از یک درخبراے معاد
ہر نعت آں مرسل سب العباد
آں ہمہ از حضرش احمد پیدا است
منکرِ آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و ہست
منکر آں مورد لعن خدا است
معجزات انبیائے سابقین
منکر آں بیانش بایقین
بر نبی از جان و دل ایمان ماست
ہرکہ انکارے کند از اشقیا است
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و عتاب

نمبر ۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
مہرِ او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

جلد ۱۱

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۱۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۷ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

قفقاز میں اسلام کس طرح پھیلا؟

تاریخ اسلام کے صفحاتِ زرین

سنہ ۶۳۹ء میں حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں پہلے پہل عرب اس میں رونما ہوئے۔ حضرت عثمان رضؓ کی تخت نشینی کے بعد بہت جلد سنہ ۶۴۶ء میں وہ جارجیا اور ایالتس اور اسات کے اضلاع تک پہنچ گئے۔ سنہ ۶۴۶ء میں تفلس عرب گورنر کا صدر مقام بن گیا اور ... سنہ ۱۲۲۴ء تک آرمینیا اور ماوراء قفقاز کے نظام حکومت کا مرکز تفلس ہی رہا۔ اور اس طرح عربوں کا تعلق عراق کے ساتھ قائم ہوا۔ ایشیا میں دولت اسلامیہ کی توسیع کا انتہائی دور سنہ ۸۱۳ء کے قریب قریب ہے۔ سنہ ۸۸۵ء میں بگراٹڈ ایشاٹ اول جو پہلے خاندان عباسیہ کا غلام تھا آرمینیا کا حاکم بن گیا۔ سنہ ۹۱۳ء کے بعد خلیفہ سے اس کے تعلقات اطاعت منقطع ہو گئے۔ ماوراء بازنطین کے بادشاہ سمیت اول سے اس کا اتحاد ہو گیا۔ لیکن یہ اس کے لئے باعث ہلاکت ہوا۔ کیونکہ سنہ ۹۱۴ء میں امیر یوسف والئی آذربیجان نے سمیت اول کو قلعہ ارنشاک میں قتل کر دیا۔ نویں صدی میں قفقاز کے لوگ بھی عربوں کے خلاف بغاوت کرنے لگے۔ عرب جارجیا اور قفقاز سے فوجوں کو بدستور نکالتے رہے۔ کیونکہ ان کو دیگر مقامات پر افواج کی ضرورت تھی۔ سنہ ۸۹۸ء میں سمیت اول نے ایک ارمن شاہزادے ورزسہ کو شاہ آرمینیا مقرر کیا۔ جو سنہ ۹۰۴ء میں تفلس میں سکونت پذیر رہ چکا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ سمیت اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آیا تھا جس کا آغاز قفقاز کی پہاڑیوں سے ہوا تھا۔ یہ بغاوت اس لئے پیدا ہوئی تھی۔ کہ سمیت نے محصولات بہت بڑھا دئے تھے۔ سنہ ۹۸۳ء میں ارض روم کارز اور رلشورک کے درمیانی علاقہ پر جارجیا کے بادشاہ ڈیوڈ کا قبضہ ہو گیا۔ یہ بادشاہ پہلے منگ ریلیا سے آیا تھا۔ اور اس نے شاہ بازنطین کی حیثیت حاصل کر لی۔ مسلمانوں کی بادشاہت کے زمانے میں اسلام قفقاز میں اس طرح پھیلا جس طرح آرمینیا میں پھیلا تھا یعنی بیشمار شاہزادوں اور اعلیٰ خاندانوں کے آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا صرف پہاڑوں میں عیسائیت قائم رہی۔ اور اس کو دوبارہ ترقی اسوقت ہوئی جب گیارہویں صدی میں مغرب جارجیا اور بازنطین ... ضبط ہو گئے۔

پر جو ایرانی مذہب کی ایک قسم ہے قائم رہے۔ اور سنہ ۶۵۴ء کے بعد سرفرتی کا جارجیا سے نقدان کلی ہوا۔ مقتدر دیوتا کا نام جو شاہان روما میں مقبول رہا ہے۔ شاہان جارجیا میں بھی یہ کثرت پایا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دنوں متھرا کی کسری ورجہ پرستش ہوتی تھی قدیم ایرانی دیوتاؤں کی پرستش کا نہ چرچا عام تھا۔ بلکہ جارج کی پرستش بھی ہوتی تھی۔ تمام قفقاز پر ایرانی سیادت قائم تھی۔ عرب بھی قفقاز میں دربند تک پہنچے۔ اسلامی عہد حکومت میں اسلام نے قفقاز میں خوب طاقت حاصل کی۔ ... میں مساجد تعمیر ہوئیں۔ اور اس وقت سے داغستان میں اہلسنت والجماعت کی روایات تازہ ہیں۔ اسکے بعد روس کے تاتاریوں نے اسلام کی زبردست حمایت کی۔ یہ چنگیز خانی منگلوں کی اولاد تھے اور ازبک کے عہد حکومت سنہ ۱۳۱۲ء میں مشرف با اسلام ہوئے۔ ادنیٰ جماعتوں میں تو اسلام بیشتر سے بڑی وسعت حاصل کر چکا تھا

آٹھویں صدی میں ولایت خزر بھی جو والگا اور ڈان کے درمیان واقع ہے خلفائے اسلام کے قبضے میں آگئی۔ پندرھویں صدی میں جب سلطنت طرابزون مفتوح ہوئی اضلاع ریون اور البتاسیا میں عثمانیوں کا ظہور ہونے لگا۔ اوزن حسن نے کنگ جان کی حمایت کی لیکن کچھ زیادہ نہ ہوا۔ میشیا ایک ترکی ریاست تھی جس پر جارجیا کی حکومت تھی۔ اتابک منگریلیا۔ اور امریٹیا ترکی سے آزاد تھے اور بازنطینی حکومت عملی کا اتباع کرتے تھے۔ یہ وقت تھا جب قفقاز کی پہاڑیوں میں اسلام کی شعاعیں پڑنے لگیں۔ برغطائی بادشاہوں کی ارمن سلطنت جو خانہ جنگیوں کے باعث پارہ پارہ ہو گئی تھی اور جو خود مختار ریاستوں میں تقسیم ہو گئی تھی سلجوقیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد سمبت ثالث کے قبضہ میں آگئی۔ سلجوک بیک کا والد اکاک اسلام قبول کر چکا تھا۔ اور سنہ ۱۰۳۸ء میں اس کی وفات ہوئی خزنویوں اور علق خان ... کا شغر کے درمیان جنگ ہوئی تو سلجوقیوں نے اس میں مداخلت کی۔ سلجوقیوں کے گروہ سنہ ۱۰۲۹ء میں ضلع اراکس میں آ چکے تھے۔ لیکن مرو کی سلطنت قائم کرنے میں وہ سنہ ۱۰۳۷ء میں کامیاب ہوئے۔ چونکہ بار سلی قوم سنقین کنسل ... سے اس ... خزریوں اور بارسلیوں کا آپس میں رشتے کا تعلق ہونے کے ... خزری اصلی ترک سمجھے جاتے ہیں لیکن عرب جغرافیہ دان ان کا حال جارجیا اور آرمینیا کی قوم جیسے بتاتے ہیں۔ ان کے افراد اور مقامات کے نام ترکی تو ہیں۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ... سلطنت ... تھے۔ اس سے نسل کا ثبوت نہیں ...

والگا اور ڈان کے درمیان ان کی حکومت تھی۔ جس کا پایۂ تخت اتل ... تھا۔

میں خزریوں نے ماوراء قفقاز پر حملہ کیا تھا۔ اور ارمنوں کو جائداد و اوامر چھوڑ کر آرمینیا میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ ساسانیوں کے ماتحت اور اکثر ممالک قفقاز پر حملے کئے۔ عربوں کو دربند کے شمال پر شکست ہزیمت اٹھانا پڑی۔ سنہ ۷۳۷ء اور سنہ ۷۶۱ء کے درمیانی عرصے میں عربوں نے دریائے والگا کے قریب حملہ کیا۔ ... خزری خلافت کے مطیع ہو گئے اکثر آبادی بادشاہ سمیت مسلمان ہو گئی یہودی قسطنطنیہ سے نکال دئے گئے تھے خزریوں نے ان کی طرف دست امانت دراز کیا۔ اور اپنے ملک میں انہیں پناہ دی۔ یہودی تاجر پیشہ تو تھے ہی۔ اس سے خزریوں کے ملک میں تجارت نے فروغ حاصل کیا۔ نویں صدی میں خزریوں کی حکومت میں توقع سے زیادہ خوشحالی پیدا ہو گئی۔ لیکن جب روسیوں کی عنان قیادت نارمن وریجرون کے ہاتھ میں آگئی تو تیتگوں اور بلغاریوں کے پیہم حملوں سے خزریوں کی حکومت کی حالت زیادہ خطرناک ہو گئی۔ اس کشمکش میں خزریوں نے بعض بلغاریوں کو ڈنیوب کی طرف بھگا دیا۔ جہاں انہوں نے بود و باش اختیار کر لی۔ دسویں صدی میں جب روسیوں نے خزریوں کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ وریجرون نے البانیہ کے پایۂ تخت بردا اور سیمنڈر سلیو پر قبضہ کر لیا۔ بعض خزریوں نے اپنے آپ کو بچا لیا۔ اور جارجیا میں پناہ گزین ہو گئے اور سنہ ۱۰۸۹ء میں جب جارجیا نے سلجوقیوں سے بغاوت کی تو خزریوں نے اس میں سرگرم حصہ لیا۔ کیونکہ جب برغطائیوں نے بخوشی خود بازنطین کی سیادت کو تسلیم کیا۔ اور سلجوقیوں کے ہاتھ سے ان کی سلطنت تباہ ہو گئی۔ تو خزریوں میں ایک قومی تحریک پیدا ہو گئی۔ داؤد مصلح نے سنہ ۱۱۲۲ء میں طفلس کو سلجوقیوں سے آزاد کرا لیا۔ ملک شاہ والئی کاشغر جس نے بازنطینوں کی سلطنت سے خراج لیا تھا۔ سنہ ۱۰۹۲ء میں وفات پا چکا تھا۔ اس کے بعد تخت نشینی کے مسئلے پر خطرناک لڑائیاں شروع ہوئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۱۹۰ء میں ملک شاہ کا بیٹا سنجر بادشاہ بنا۔ اسوقت جارجیا کے باشندوں نے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی جد و جہد کی۔ ملکہ تھیمر کی سرکردگی میں انہوں نے بحیرہ خزر اور طرابزون تک وسعت حاصل کر لی۔

سلجوقی جنہوں نے سنہ ۱۰۶۴ء میں ارمنوں کے صدر مقام پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور الپ ارسلان اور ملک شاہ کی سرکردگی میں کئی بار قفقازیہ پر حملے کئے تھے شروان میں جمے رہے۔ شمالی مغربی ایران کے قبائل ان کے عزیز و اقارب تھے اور ان کی امداد کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ اس لئے ان کو ملک سے نکالنا ناممکن تھا۔ تھیمر کی لڑکی اور وارثہ تخت سمات رسوڈن نے ایک سلجوقی شاہزادے سے شادی کر لی۔ رسوڈن کی لڑکی نے بھی ایسا ہی کیا۔ دیار بکر ماردین میں ارتوق خاندان کا آغاز ہوا۔ جو سلجوقیوں کے غلام تھے۔ بہرحال ماوراء قفقاز میں ترکوں کی سیادت سلجوقیوں کے عہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۷ رجب ۱۳۴۲ھ | نمبر ۳۰

آریہ۔ سکھ اور عیسائی کیا کر رہے ہیں؟

(۴) آریہ سماج کا طریق تبلیغ

گذشتہ اشاعت میں ہم آریہ سماج کی بعض کارروائیاں بے نقاب کر چکے ہیں حسن اتفاق ہے۔ کہ اسی اثنا میں ہمارے محترم دوست بابو منظور الٰہی صاحب جنکو تبلیغ اسلام کے کام سے خاص شوق ہے۔ اور یہی شوق انکو باوجود مصروفیتوں کے آگرہ اور اضلاع متحدہ میں کشاں کشاں لے گیا۔ اپنے دورہ اور شمولیت مبلغین آگرہ سے واپس تشریف لے آئے۔ صاحب ممدوح نے وہاں کے بعض دیہات میں خود جاکر لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ اصل حالات کا پتہ لگایا۔ اور وہ طریق کار دیکھا جس سے آریہ سماجی تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے خیالات کا فوٹو الفاظ کے شیشے میں کھینچکر ہمیں اشاعت کے لئے دیا ہے۔ چونکہ یہ مضمون حقیقت میں ہمارے مقالہ ہائے افتتاحیہ کی ایک کڑی ہے۔ اس لئے ہم اس کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

یوں تو انگریزی حکومت میں ہر ایک مذہب کو کامل آزادی ہے۔ کہ وہ حدود قانون ملکی کے اندر اپنے اپنے مذہب کی پابندی اور اس کی اشاعت کا کامل اختیار رکھتا ہے۔ لیکن اس آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھانا مخالفین اسلام نے اپنا شیوہ قرار دے رکھا ہے۔ یورپ کے عام لوگوں میں اسلام کو برے برے پیرایوں میں پیش کر کرکے پادری صاحبان اس امر میں کامیاب ہوگئے۔ کہ یورپ و امریکہ کے عام لوگ اسلام سے دلی نفرت کرنے لگ گئے۔ اب پادری صاحبان سے کچھ بڑھ چڑھ کر آریہ صاحبان ہندوؤں میں اسلام کے خلاف ایک جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ اور اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔ آگرہ کی مختصر رہائش اور تفتیش حالات سے جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے۔ وہ مسلمان پبلک اور حامیان اسلام کی خدمت میں محض اس غرض کے لئے پیش کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کے دفعیہ کے لئے ابھی سے کوشش کریں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے شیش محل میں بیٹھکر اپنے مذہب کو معاندین اسلام کے پتھروں سے بچانے کا بھی کچھ تدارک کریں۔ آریہ صاحبان کی تبلیغ پارٹیاں اسلام کے خلاف ذیل کی کارروائیاں کر رہی ہیں۔

(۱)

فوٹو اور متحرک تصاویر کے ذریعہ سے مالابار اور ملتان کے مظالم کی فرضی داستانیں۔ اس کا سب سے بہتر ثبوت آریہ گزٹ کا رشی بودھ نمبر ہے۔ جو کہنے کو تو پنڈت دیانند صاحب کے حالات سے پر ہے لیکن اس میں دو فرضی کھوپریوں کے فوٹو دیکر انہیں فرضی شہیدوں کی کھوپریاں بتایا ہے۔ پھر تین فوٹو دیکر لکھا ہے۔ کہ یہ لوگ زبردستی مسلمان کئے گئے تھے۔ جواب شدھ ہوگئے ہیں۔

(۲)

چھوٹے سے لیکر بڑے آریہ تک حادثہ کٹارپور پر پردہ ڈالکر جس میں تعلیم یافتہ ہندوؤں کا ہاتھ تھا۔ حادثات مالابار و ملتان کو جن میں جاہل مسلمانوں کا ہاتھ تھا بڑی رنگ آمیزی سے ہر اخبار رسالہ و کتاب کے ذریعہ سے ہندوؤں میں پھیلا رہے ہیں۔ تاکہ عام ہندوؤں میں اسلام کے خلاف ایک نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ اس کے ثبوت میں کتاب "مالابار اور آریہ سماج" جو ہندی اُردو و دیگر زبانوں میں چھپکر گاؤں گاؤں پہنچ رہی ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ پھر لالہ ہنسراج کا مضمون رشی بودھ نمبر میں۔ جس میں ان حوادث کو بڑھا چڑھا کر دکھانے کے علاوہ ناظم تعلیم پنجاب پر بھی عنایت کی نظر کی گئی ہے۔

(۳)

نہ صرف ملکانہ راجپوتوں بلکہ دوسرے مسلمانوں کو زن و زر کا لالچ دیکر شدھی کی تحریک کیجا رہی ہے۔ ایک معزز ملکانہ راجپوت کا لالچ دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف زر کا۔ جو چیز پسند کرو لے لو۔ کہیں کہا جاتا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ لڑکیاں ملیں گی۔ اور ہر طرح سے روپیہ کی مدد ملے گی

(۴)

اس کے علاوہ مسلمان بادشاہوں خصوصاً اورنگ زیب، سلطان محمود وغیرہ بادشاہوں کے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کے فرضی قصے زبانی اور کتابوں اخباروں کے ذریعہ عام ہندوؤں تک پہنچائے جا رہے ہیں۔

(۵)

ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کسطرح کی جاتی ہے۔ اور یہ لوگ ہیں۔ جن کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کل کے کل ہندو بننے پر تیار ہیں موضع رائبھا و کھترا میں ۲۵ فروری ۱۹۲۳ء کو بقول لالہ خوشحال چند خورسند "بڑے بھاری ہون یگیہ کے بعد" ۲۸۷ ملکانے شدھ کئے گئے۔

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ جو کچھ بھی ہوا۔ دروازہ بند کرکے اور مکان کی چھت پر اور اس کے اردگرد لاٹھیوں سے مسلح آدمی کھڑے کرکے کیا گیا۔ نہ انہیں رشتہ داروں سے ملنے دیا گیا۔ اور نہ رشتہ داروں کو باوجود تقاضا ان کے پاس جانے دیا گیا۔ ایک بیاہی ہوئی لڑکی جس نے شدھ ہونے سے انکار کیا۔ گھر کے اندر بند رکھی گئی۔ اب رہا تعداد کا سوال۔ چونکہ ابھی تک کسی مسلمان کو شدھی شدگان سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ اس لئے اس تعداد کی صحت میں بہت شک ہے۔ جہانتک افواہاً سنا گیا ہے۔ رائبہ میں صرف ایک گھر شدھ ہوا۔ اور یقین ہے کہ اگر اس گھر یا دیگر شدھ شدگان کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے دیا گیا۔ تو وہ بھی چند دن کے آریہ ہیں۔

اصل حقیقت جیسا کہ آگرہ کے ایک بزرگ مولوی سعید احمد صاحب مارہروی اپنے کئی مضامین میں لکھ چکے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ مسلمان علماء و امراء وغیرہ اپنے غریب مسلمان بھائیوں کو نظر حقارت سے دیکھتے رہے اور انہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ نہ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اغیار کو ہمارے غریب بے علم بھائیوں پر حملہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور یہ صرف راجپوتوں کا ہی حال نہیں۔ بلکہ ہر جگہ کے جاہل مسلمان آریوں اور عیسائیوں کا آسانی سے شکار ہو سکتے ہیں جس کا علاج صرف یہی ہے۔ کہ ان لوگوں میں دینی اور دنیاوی علوم کو رائج کیا جائے۔

اب میرا روئے سخن آریہ سماج سے ہے۔ جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے۔ کہ اگر ان میں ہمت و طاقت ہے۔ تو اپنے بھائیوں کو ارتداد سے بچالیں۔ ہم بفضلہ و توفیق الٰہی سے اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ اور اگر خدا نے چاہا۔ تو آریہ سماج اپنی اس کوشش میں منہ کے بل گریگا۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ دیکھیگا۔ کہ بہادر راجپوت جن کے مذہب پر اس نے حملہ کیا ہے۔ کہاں تک اشاعت اسلام میں جانیں لڑاتے ہیں۔ اور نہ صرف خود اس پر پختہ طور سے کاربند ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی دائرہ اسلام میں داخل کرتے ہیں۔ ملکانہ قوم میں ہی آریہ سماج باوجود زن و زر کا لالچ دینے کے انشاء اللہ ناکام ہوگا۔ اور اسپر ثابت ہو جائیگا۔ کہ راجپوت کسی زور یا لالچ سے کبھی نہیں دبتے بلکہ حق و حقانیت کے قبول کرنے پر ہر وقت تیار رہیں۔

یہ بے شبہ درست ہے کہ مسلمان نہ زیادہ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ نہ وہ طریق کار پسند کر سکتے ہیں جو بعض دوسرے مذاہب کے مبلغ کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس ایک دولت ہے جس سے دوسرے لوگ تہی دست ہیں۔ اور وہ دولت ہے۔ صداقت کی۔ روحانیت کی۔ اخلاق کی۔ ہمیں یقین ہے کہ اسلام آریہ سماج کے اس مقابلہ میں انشاء اللہ مظفر و منصور ہوگا۔ ہاں ضرورت صرف ایسے لوگوں کی ہے۔ جو اشاعت و حفاظت اسلام کے فرض مقدس کی اہمیت کو کما حقہ سمجھیں اور اسپر کاربند ہوتے ہوئے میدان عمل میں نکلیں۔

ہندو مسلم اتحاد

گذشتہ چند ماہ سے ہندو مسلم اتحاد کے نمائشی اعلانات کی حقیقت جسطرح سے طشت از بام ہو رہی ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق جو بغض و نفرت ہے۔ اور وہ ان کے جان سے پیارے مذہب کے خلاف جو ارادے دل میں لئے ہوئے ہیں وہ ان حالات سے ظاہر ہیں۔ جو آگرہ کے گرد و نواح میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں [illegible] پولیٹیکل لیڈر جو ابھی [illegible] گذرے۔ اسلام اور مساجد میں منبروں پر کھڑے ہوکر اتحاد کے وعظ کرتے تھے۔ وہ بھی اس چند روزہ نمائشی جامہ کو اتار کر اب پھر وہیں میدان میں آگئے ہیں۔ اور جیسا کہ آگرہ سے آئی ہوئی اطلاعات سے ظاہر ہے۔ لاٹھیوں سے مسلح ہندو نوجوانوں کی پناہ میں مسلمانوں کو زبردستی لیجا لیجا کر وہ شدھ کر رہے ہیں۔ اور جو لوگ ان کی ان لاٹھیوں سے مرعوب ہوکر ہندو مذہب کو اختیار کرنا نہیں چاہتے۔ انہیں محبوس رکھا جاتا اور زبردستی ہندو مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک عورت کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ اس نے ایک ایسی ہی شدھی کے موقعہ پر بڑی بہادری دکھائی۔ اور جرأت کے ساتھ للکار کر آریوں کو کہہ دیا۔ کہ "اگر میرا بس چلتا تو میں ابھی تمکو مزا چکھا کر خود شہید ہو جاتی۔ میں ایک خدا کی ماننے والی تم مردودوں کی باتوں میں آتی ہوں؟"

اس بہادر عورت کو زبردستی شدھ کرنے کی بہت کوشش کی گئی۔ اور اس پر پہرے بٹھائے گئے۔ لیکن وہ ایماندار بڑھیا کفر کے اقرار پر کسی طرح راضی نہ ہوئی۔

گورداسپور کا ایک واقعہ

یہ تو مسلمانوں کے ایمان پر حملہ ہے۔ جو ابھی ختم نہیں ہوا۔ بلکہ مختلف اطراف میں اسی قسم کی کارروائیاں جاری ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ اب مسلمانوں کی مساجد پر بھی علانیہ حملے ہونے لگے ہیں گورداسپور میں حال ہی میں اسی قسم کا افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے۔ وہاں کے گورنمنٹ ہائی سکول کے ساتھ ہی قریباً نصف صدی سے ایک مسجد ہے۔ جس کے تین طرف دیواریں اور مغرب کی جانب محراب ہے۔ یکم مارچ کی رات کو ۴ بجے صبح کے قریب بہت سے ہندو بورڈر اس مسجد کی بنیادوں اور دیواروں کو اکھاڑنے کے لئے وہاں جمع ہو گئے۔ مسلمان سپرنٹنڈنٹ جاگا۔ اور ان ہندو بورڈروں کی منت سماجت کی لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اور دیواروں کے گرانے میں مصروف ہوگئے۔ سپرنٹنڈنٹ نے مسلمان طالب علموں کو کہ وہ بچے ہی تھے۔ مقابلہ سے باز رکھا۔ ہندو سپرنٹنڈنٹ فقیر چند جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ فسادات ملتان کے بعد وہ ہندو بورڈروں کو ورزش اور مالش کرنے اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے مضبوط بننے کی ہدایت کرتا رہتا ہے۔ متواتر کئی پیغام پہنچنے پر اپنے کمرہ سے باہر آیا۔ اور ابا ؤٹ ٹرن کہہ کر ہندو طلبا کو واپس لے گیا۔

اس واقعہ کی اطلاع کپتان پولیس اور ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو دی گئی۔ اور ان کے حکم سے دیواریں پھر اسی دن کھڑی کردی گئیں مگر تفتیش پرنسپل کے سپرد رہی۔ بعد میں مسٹر سینڈرسن انسپکٹر کو صاحب ڈپٹی کمشنر نے بلایا۔ اور انہوں نے غالباً ۶-۷ ہندو بورڈروں کو کچھ بید کی سزا دی۔

یہ واقعہ جس کی صحت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی جس قدر افسوسناک اور ہندوؤں کے اندرون دل کو ظاہر کرنے والا ہے اسکی تشریح کی احتیاج نہیں۔

یہ جاگنے کا وقت ہے

سوال یہ ہے۔ کہ مسلمان لیڈر جو فسادات ملتان پر بڑے جوش و خروش کے ساتھ مسلمانوں کے سر الزام دے رہے تھے۔ اسوقت کہاں ہیں۔ کیا آگرہ کے واقعات ان کے کانوں میں نہیں پہنچے؟ کیا مولانا ابوالکلام۔ حکیم اجمل خانصاحب کے نزدیک کانگریس کی جمعیت منتظمہ کا اتحاد ہی ہندو مسلم اتحاد کا مرادف ہے یا اس کے کچھ اور بھی معنے ہیں۔ کیا ان کے نزدیک مسلمانوں کا اس طرح جوق در جوق کفر کی طرف دھکیلے جانا اور ان کی مساجد کا علانیہ مسمار ہونا ایک معمولی سی بات ہے۔ اور اسکا کوئی تدارک نہیں ہونا چاہئے۔

مسلمانوں کے لئے یہ جاگنے کا وقت ہے۔ اگر وہ اسی طرح خواب غفلت میں پڑے رہے۔ اگر کانگریس کی ظاہری لیڈری ان کے اصلی فرض میں اسی طرح حائل رہی۔ تو ہندوستان سے اسلام کا خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ کیا تعجب کی بات ہے۔ کہ کانگریس اور اس کے نام لیوا تو اندر اندر لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو پولیٹیکل اغراض کے لئے بھی اسکا احساس تک نہیں۔

ناظرین کرام خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ منیجر

ہمارے مطالعہ کی میز

بھارت ماتا کا پیغام سوامی شردھانند جی کے نام

(از جناب سوامی ستیہ دادی صاحب)

پیارے پیارے شردھانند! بیٹے چاہے کتنے بڑے کیوں نہ ہو جائیں ماں باپ کی نگاہوں میں وہ بچے ہی ہوتے ہیں۔ اور ان کو ہر وقت خیال رہتا ہے۔ کہ کہیں وہ دنیا کی کٹھن منزل میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ تم نے گرہست آشرم میں نہ صرف جاتی کی سیوا کی بلکہ دھرم کی انتی میں بھی تن من دھن سے مصروف رہے۔ اور اپنی ہمت سے ایک کی دو سماجیں بنا دیں۔ جس سے کام دوگنا ہونے لگا۔ اور جب تم نے سنیاس دھارن کیا میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ کیونکہ سنیاس کا من موہ۔ لوبھ۔ کام کرودھ۔ اور کپٹ سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ تم نے جاتی کی سیوا سے ترقی کرتے کرتے دیش بھگتی کا برت (عہد) دھارن کیا۔ لوگوں نے بھی جانا ہے۔ وہ ہندو تھے یا مسلمان تمہارا نہایت خوشی سے ستکار کیا۔

مجھے اس وقت بڑا آنند ہوا جب دلی کی شاہی مسجد میں مسلمانوں نے تمہیں منبر پر کھڑے ہو کر اپدیش کرنے اور پریم بھاؤ جتانے کی اجازت دی۔ کیونکہ یہ شاید دنیا بھر میں ابتدائے اسلام سے لیکر اسوقت تک پہلی مثال تھی۔ اور یہ وہ عزت تھی جو مسلمانوں کیطرف سے کسی دوسرے مذہب والے کو نہیں دی گئی تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ تم کو مذہبی پکھشپات (تعصب یا طرفداری) سے اُچیہ (بالاتر) خیال کرتے تھے۔ اور تم نے بھی اس وقت یہ ثابت کر دیا۔ کہ واقعی تمہارا من شیشے کی طرح صاف ہے۔ ہندو مسلمان تمہاری نظروں میں ایک ہیں۔

پھر تم نے امرتسر کانگرس میں مجلس استقبالیہ کے پردھان کی حیثیت سے یہ منوہر راگ گایا۔ کہ

"میں آپ بہنوں اور بھائیوں سے درخواست کرونگا۔ کہ اس پوتر اور سندر (کانگرس پنڈال) میں بیٹھے ہوئے اپنے دلوں کو سرزمین ہند کی محبت کے پانی سے پاکیزہ بنا کر عہد کرو کہ آج وہ ساڑھے چھ کروڑ ہمارے لئے اچھوت نہیں رہے۔ بلکہ ہمارے بہن اور بھائی ہیں۔ اور ہمارے حصول آزادی کی جنگ میں وہ ہمارے کندھے سے کندھا جوڑیں گے۔ اور ہم سب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہی اپنے قومی مقصد کو پورا کریں گے"

آہا! یہ کیسے من کو موہ لینے والے شبد ہیں۔ جو اسوقت تمہارے پوتر ہردے سے نکلے تھے۔

لیکن تم نے بہت ہی جلدی ان باتوں کو بھلا دیا۔ اور چاہیے تو یہ تھا کہ سنیاس آشرم کے تمام فرائض ادا کرکے بان پرستھ آشرم (عالم دنیا) میں اپنے ایشور کی یاد میں مشغول ہو جاتے۔ مگر افسوس پھر انہی جھگڑوں میں پھنس گئے۔ جس جال سے نکلتے تھے۔ وہیں پھر جڑتے نظر آتے ہو۔ اور شردھانند سے منشی رام بن گئے ہو۔

پیارے شردھانند! تم اپنے منہ سے نکلے ہوئے لفظوں کو یاد کرو۔ کیا "وہ ساڑھے چھ کروڑ" اب پھر اچھوت ہو گئے ہیں کہ ان میں سے چند لاکھ کو شدھ کرنے کے لئے رات دن کلپ رہے ہو۔ وہ مسلمان ہیں تو انہیں مسلمان رہنے دو۔ ان کو انکے حال پر چھوڑ دو۔ ہاں اگر اچھا ہوتی۔ اور وہ آپ سے آپ آریہ دھرم قبول کر لیتے تو کوئی حرج نہ تھا۔ تمہارے اور تمہارے بھائی بندوں کے ایسا کرنے سے مسلمانوں میں بھی کھلبلی پھیل رہی ہے۔ اور وہ تمہاری شدھی سبھا کے مقابلے میں وفد لے کر پہنچ گئے ہیں۔ اور ان کو پکے مسلمان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آہ! تم لوگوں کی اس حرکت نے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ میری آشا تھی۔ کہ ہندوؤں کی پھوٹ دور ہو کر اس دیش کے بھاگ جاگ اٹھیں گے۔ اور جسطرح دوسری قومیں پھول پھل رہی ہیں میرے ۳۲ کروڑ بیٹے بھی آنند منائیں گے۔ لیکن ان کی قسمت میں برے دن لکھے ہیں۔ ان کو بدیشی راج کی غلامی کی تکلیفیں سہنی ہیں۔ اچھا! تمہاری مرضی!

لیکن پھر میں یہ کہنے بنا نہیں رہ سکتی۔ میرے سنیاسی بیٹے! میرے گیانی دھیانی بیٹے! اگر لالہ ہنسراج اس کام میں حصہ لے رہے ہیں مجھے کوئی شک نہیں۔ کیونکہ وہ پکے آریہ ہیں۔ وہ کبھی کسی ملکی سبھا میں شریک نہیں ہوئے۔ انہوں نے ہندو مسلم ملاپ کے متعلق کبھی ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ اور کبھی دیش بھگتی کا دعوے نہیں کیا۔ لیکن تمہارا ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا پیارے سنیاس کے نام کو بدنام کرنا ہے۔ میری تو تم کو یہی نصیحت ہے۔ کہ یا سچے دیش بھگت بنو۔ یا سنیاس کا چولا اتار کر اپنی آریہ برادری میں شامل ہو جاؤ۔

اور سنو! مجھے ہندو مسلمان دونوں ایک جیسے ہیں۔ انہیں اپنے اپنے مذہب مبارک رہیں۔ جو کوئی خواہ مخواہ دوسروں کے مذہبی معاملوں میں دخل دیتا ہے۔ ایک دوسرے کو ستانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سپوت نہیں۔ بلکہ کپوت ہے۔ تم اپنے مندروں میں پوجا پاٹھ کرو۔ شوق سے آرتی گاؤ۔ اور انہیں اپنی مسجدوں میں نماز ادا کرنے دو۔

پیارے شردھانند! اگر تم نے اپنی اس ریت کو نہ چھوڑا۔ تو میں مجبور ہو کر یہی کہوں گی ؎

من میلا تن اُجرا بگلے کا سا بھیک
تجھ سے تو کاگا بھلا بھیتر باہر ایک

(وکیل)

مولانا داؤد آپس نیشن سے کیوں مستعفی ہوئے

مولانا کا اپنا بیان

جناب مدیر زمیندار! تسلیم "نیشن" کی ادارت سے میرے مستعفی ہو جانے کے متعلق آپکے معزز جریدہ "زمیندار" اور آپ کے بعض معاصرین نے جس طرح اظہار خیالات کیا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ کی حقیقت کو واضح کر دوں۔ میں نے "نیشن" کی ادارت سے اس لئے استعفا دیا۔ کہ نیشن کے بعض ہندو ناظرین مسئلہ خلافت اسلامیہ کے متعلق میرے اسلامی لہجہ پر معترض تھے۔ اور "نیشن" کی مجلس منتظمہ کے بعض ارکان بھی ان معترضین کے حامی دموید بن گئے تھے۔ چونکہ میں اس مسئلہ پر کسی دوسرے انداز میں مضامین لکھنے سے قاصر ہوں۔ اس لئے میں نے اس فرض کو محسوس کرکے جو مجھ پر میری ذات کی طرف سے اور نیشن کی مجلس منتظمہ کی جانب سے عائد ہوتا تھا۔ استعفی دیدیا۔ چونکہ "نیشن" زیادہ تر ہندوؤں کے روپیہ سے جاری کیا گیا تھا۔ اس لئے مالکان اخبار کی طرف سے مجھ پر یہی فرض عائد ہوتا تھا کہ میں مستعفی ہو جاؤں۔ اور اس غرض کی وجہ یہ تھی کہ بعض آریہ سماجی اخبارات ہندوؤں کو "نیشن" کی طرف سے بدظن کرکے اس کی اشاعت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے "نیشن" کی مجلس منتظمہ نے میرا استعفا منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن میرے اصرار کی وجہ سے انہیں تسلیم کرنا پڑا۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہ درست نہیں۔ کہ نیشن کی مجلس منتظمہ "نیشن" کو خالص ہندو یا قوم پرست اخبار بنانا چاہتی ہے۔ میرے اور مجلس منتظمہ کے درمیان صرف تھوڑا سا اختلاف رائے تھا۔ ارکان مجلس اس پر معترض تھے۔ کہ جب میں مسئلہ خلافت اسلامیہ پر بحیثیت مدیر "نیشن" مضامین لکھتا ہوں تو میرے مسلم ہونے کی حیثیت بھی ان مضامین میں صاف اور نمایاں نظر آتی ہے۔ اور میں کہتا تھا۔ کہ میں اس مسئلہ پر کسی دوسرے انداز میں لکھنے سے قاصر ہوں گا۔

بعض خاص لوگ جو "آریہ سماجی" قوم پرست کہلاتے ہیں کسی ایسی بات کو ٹھنڈے دل سے برداشت نہیں کر سکتے۔ جو علی الاعلان اسلامی ہو (ڈی۔ جی۔ آیسن)

جناب آیسن کی روانگی

۲۳ فروری سے جناب "آیسن کا تعلق "نیشن" سے منقطع ہو گیا اور جہاں شے سد ھاگر ایم۔ اے مدیر "نیشن" مقرر ہوئے۔ جناب آیسن غالباً ۲۴ فروری کو دہلی روانہ ہو گئے۔ ہم نے سنا ہے کہ جناب مخدوم قوم حکیم اجمل خاں صاحب اور پروفیسر غلام حسین صاحب ایم۔ اے نے بھی "نیشن" کے ڈائریکٹروں کی مجلس کی رکنیت سے مستعفی ہونے کا ارادہ کر لیا ہے۔

(وکیل)

صلح کے راستہ میں رخنہ اندازی

ٹرکی اور برطانیہ میں علیحدہ صلح

(ایک غیر از جماعت مسلمان کے قلم سے)

ٹرکی کے ساتھ صلح کے راستہ میں سب سے زیادہ سد راہ ہونے والا سوال مراعات خصوصی [illegible] صلح کانفرنس میں نزاع واقع ہوئی۔ اور اس لئے یہاں تک طول کھینچا کہ فرانس بعد ازاں کی ضد نے کانفرنس کو معطل کرا دیا۔ عصمت پاشا اور دیگر نمایندگان ٹرکی نے ان مراعات کی تصدیق و منظوری سے قطعی انکار کر دیا جن کو قسطنطنیہ کی سابق حکومت سے بعض حریص فرانسیسیوں نے کسی نہ کسی حیلہ سے حاصل کر لیا تھا۔ کیونکہ یہ مراعات ترکی کی صحیح معنوں میں خود مختاری اور شاہانہ اقتدار کے خلاف ہیں۔

معاہدہ کی جن شرائط کا تمام دول متحدہ کے ساتھ یکساں تعلق تھا انکو تو ترکی نمایندوں نے مان لیا۔ اور منظور کر لیا۔ لیکن جن شرائط کا بلا واسطہ اور بالواسطہ تعلق فرانس اور اٹلی کے ساتھ تھا۔ ان کو ماننے سے انکار کر دیا ان کی حقیقت حسب ذیل ہے۔ ان میں مراعات خصوصی شامل ہیں۔ مثلاً ترکوں کا عدالتی انتظام۔ تاکہ غیر ملکی لوگوں کو جو ترکی سلطنت میں آباد ہیں جان و مال کی حفاظت ہو جائے۔ دول متحدہ نے پورے طور پر یہ امر تسلیم کر لیا تھا۔ کہ ترکی عدالتوں کو غیر ملکیوں کے متعلق مقدمات کی سماعت کا پورا اختیار حاصل رہے گا۔ لیکن پانچ سال تک دول متحدہ کی رعایا کے جو ترکی میں سکونت رکھتی ہے۔ مقدمات کی سماعت میں غیر ترکی اقوام کے ثالث بھی شامل کئے جائیں۔ اور ان ثالثوں کا انتخاب ترکی کا مقرر کردہ بورڈ کرے۔ چونکہ مراعات خصوصی اور ملکی اور اقتصادی دفعات کا زیادہ تر تعلق اٹلی اور فرانس خصوصاً فرانس کی رعایا کے ساتھ تھا۔ اسلئے فرانس نے ترکی اور اسی کے باعث گفت و شنید کا خاتمہ ہو گیا۔

ترکی اخبارات کی تحریروں سے جنکی کیفیت ولایتی ڈاک سے موصول ہو رہی ہے۔ عیاں ہے کہ غازی مصطفے کمال پاشا اور مجلس ملیہ انگورہ دول متحدہ خصوصاً فرانس پر الزام لگا رہے ہیں کہ اسکی حرص ہی تعطل کانفرنس کا موجب ہوئی ہے۔ حالانکہ کانفرنس کا آغاز ہونے سے پیشتر تک ترکی اخبارات میں فرانس کو اسلام اور ترکوں کا دوست بتایا جاتا رہا۔ اب ترکی اخبارات کا لب و لہجہ بڑا تند ہے اور وہ فرانس کو اسلام کا دشمن ظاہر کر رہے ہیں۔ اور یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ترکوں کو یقین ہو گیا ہے کہ دول متحدہ میں سب سے زیادہ دوست ترکوں کا برطانیہ ہی ہے۔ بعض تحریروں سے عیاں ہو چکا ہے کہ برطانیہ کو یہ پتہ لگ چکا ہے کہ برطانیہ کے فوائد مسلمانوں اور ترکوں کی دوستی کے بغیر محفوظ نہیں رہ سکتے۔ برطانیہ کے لئے ٹرکی کی دوستی لازمی ہے اور اس میں دونوں سلطنتوں کا فایدہ ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ عصمت پاشا اور لارڈ کرزن میں جداگانہ صلح کے متعلق سمجھوتا ہو گیا ہے اور موصل کا سوال ایک سال کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ جس کا فیصلہ ٹرکی اور برطانیہ کے درمیان دوستانہ گفت و شنید کے ذریعہ طے ہو جائیگا۔ ایک خبر مظہر ہے کہ عصمت پاشا اس امر پر رضامند ہو گئے ہیں کہ جن ممالک میں عربوں کی آبادی غالب ہے اور جو جنگ سے پیشتر ٹرکی کے زیر رہے تھے ان کو خود مختاری دیجائے۔ اگر اس میں صداقت ہے تو اس سے موصل کا سوال حل ہونے میں بڑی مدد ملیگی اور ترکوں کے اس رویہ کا جو اسلام کی منشا کے عین مطابق ہے کہ جب ان کو جائز خود مختاری حاصل ہو جائے تو وہ دوسروں کے لئے بھی خود مختاری پسند کریں۔ عربوں پر بڑا اچھا اثر پڑے گا۔ موصل خاص کی غالب آبادی عربوں کی بتائی جاتی ہے اسلئے یہ شہر تو عراق کے زیر سایہ رہنے کو پسند کرے گا۔ مگر ولایت موصل کے سرحدی اور دیگر علاقے جن میں غالب آبادی ترکوں کی ہے۔ وہ ٹرکی حکومت کے زیر نگین رہنا گوارا کریں گے اور اس طور سے موصل کا مسئلہ حل ہونے میں بڑی آسانی ہو جائیگی جو صلح کے راستہ میں خار دار مسئلہ ہے۔ غازی عصمت کی نسبت یہ بھی خبر آچکی ہے کہ ان کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ موصل کے متعلق جو خواہش ترکوں کی ہے وہ پوری ہو جائیگی اور یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کوشش میں ہیں کہ مجلس ملیہ انگورہ معاہدہ کو منظور کرے۔

جہاں ترکی اخبارات میں فرانس کے سر تعطل کانفرنس کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ وہاں فرانس کے اخبار بعض ترکوں کو مورد الزام بنا رہے ہیں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ فرانس کی ضد اور حرص نے اس امن و امان میں رخنہ ڈالدیا۔ جس کی دنیا کو بہت ضرورت ہے۔ جس طرح برطانیہ نے ترکوں کے جائز مطالبات کو تسلیم کر لیا ہے۔ اسی طرح فرانس کو برطانیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مراعات خصوصی اور مالی اقتصادی مطالبات میں ضد سے باز رہنا چاہئے یعنی اس ہٹ سے دست بردار ہو جانا چاہئے جس کی نسبت غازی عصمت پاشا نے مجلس انگورہ کے معاملات خارجہ کی کمیٹی کے روبرو یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے لوسین میں تکمیل صلح کے متعلق بیحد کوشش کی اور بڑی بڑی رعایات منظور کیں لیکن فرانس کی روش نے گفت و شنید میں رخنہ ڈالدیا۔ فرانس کے لئے اب بھی موقعہ ہے کہ ضد کو چھوڑ کر صلح کی جانب مائل ہو جائے اور برطانیہ کا اب خاص الخاص کام یہ ہے کہ وہ فرانس پر زور ڈال کر اسے راہ راست پر لائے اور جو معاملات متنازعہ فیہ میں

ہماری تبلیغی کوشش

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کا خط

نمبر (۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاعاً عرض ہے۔ کہ کل مورخہ ۲۶ر فروری ۳۲ء کو بوقت ساڑھے آٹھ بجے شام آریہ سماج مندر راولپنڈی میں مولوی محمد عصمت اللہ مسلم مشنری اور دھرم بھکشو جی مہاراج کا ایک مناظرہ آریہ سماج نیماء تناسخ پر ہوا۔ مولوی صاحب معترض کی حیثیت میں تھے اور آریوں اور مسلمانوں کی جانب سے دو پریذیڈنٹ تھے۔ اور مجمع اتنا تھا۔ کہ تمام مندر اور سڑک پر آدمی سمانہ سکتے تھے۔ مفصل حالات مناظرہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں ارسال خدمت کرونگا۔ الحال اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ مناظرہ نہایت کامیابی کے ساتھ اور مسلمانوں کی کامل فتحمندی کے ساتھ انجام پاگیا۔ مختصر کیفیت حسب ذیل ہے۔

(۱)

مولوی صاحب نے شروع میں خدا تعالیٰ کی حمد ایسے اشعار میں بیان کی جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کائنات کے موجودات کا اختلاف بہت بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ اگر اختلاف نہ ہوتا۔ تو دنیا میں تمدن کا وجود ہی نہ ہوتا اور انسان کبھی معراج ترقی پر نہ پہنچ سکتا۔ ازاں بعد مولویصاحب نے نہایت فصیح و بلیغ لہجہ میں مفصلہ ذیل اعتراض کئے۔

۱۔ یہ کہ آریہ سماج کا نیم ہے۔ جس میں پرمیشور کی صفات سچدانند۔ سروپ۔ نراکار۔ نیاکاری۔ دیالو۔ اجنما اننت نروکار۔ اناد ی۔ انوپم۔ سرو دھار۔ سرو ایشر۔ سرو دیاپک۔ سرانتریامی۔ اجر امر ابھے نت پوتر سرشٹی کرتا بیان کی گئی ہیں۔ یہ سب صفات سنسکرت زبان میں لی گئی ہیں۔ بطور عبارت النص ان الفاظ کو ویدوں سے پیش کریں۔

۲۔ یہ کہ تناسخ کے ماننے سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ گناہوں کی کثرت ہی ماکولات واشربہ مثلاً درخت و جانور کا باعث ہوتی ہے۔ جس پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ جب ضروریات زندگی کے لئے گناہ کی ضرورت تسلیم کی گئی۔ تو پھر تناسخ کو مسئلہ حقہ تسلیم کرنے والا مذہب کسی طرح گناہوں کے خلاف کہہ سکتا ہے۔

۳۔ ہر سزا کا مقصد دوسرے کے لئے عبرت ہوتا ہے۔ جب گناہوں کی نوعیت ہر ایک ملزم کو معلوم نہیں کرائی جاتی جس سے وہ خود آئندہ بچے یا دوسرے عبرت حاصل کریں۔ تو سزا کا یہ مقصد اعظم فوت ہو جائیگا۔ تناسخ میں یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور سزا کھیل بن جاتی ہے۔

۴۔ ہر ایک سزا کا نتیجہ اصلاح خلایق ہے۔ تناسخ میں یہ نتیجہ اگر نکل سکے۔ تو تمام جہان کے درخت اور جانور جن پر انسان کا دار و مدار ہے ناپید ہو جائیں گے۔ اس صورت میں اصلاح سے بہتری کوئی نہ نکلی بلکہ ساری مخلوقات تباہ ہو گئی۔

مولوی صاحب ہر سوال کو آریہ سماج کی مسلمہ کتابوں سے اردو اور سنسکرت میں ثابت کرتے تھے۔ ان سوالات کا جواب پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے جو دیا۔ وہ سوائے ان کا جواب ہونے کے اور سب کچھ تھا۔

کبھی لغت عربی کو غیر مستند کہتے تھے۔ کہ یہ قرآن کے بعد کی ہے مگر مولوی صاحب کیطرف سے لغت سنسکرت کی کتابوں پر یہی اعتراض پیش کر دیا جاتا تھا۔ کبھی مسخ اور نسخ اور تناسخ میں کسی کو مصدر اور کسی کو مشتق کہتے تھے۔ طرفہ یہ کہ جب لغت عربی کی ایک کتاب ان کو دی گئی۔ تو اسکا نام بھی نہیں پڑھ سکتے تھے۔ کبھی حضرت صاحب پر دعوے نبوت و کرشن و بروز انبیا کا پیش کرتے تھے۔

غرضیکہ کوئی بھی دقیقہ غلط بحث کا باقی نہ چھوڑا۔ مگر مولویصاحب کے مذکورہ چار سوالوں کا جواب نہ دیا۔ اور مباحثہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ حضار جلسہ پر نہایت اچھا اثر پڑا۔ جب ۱۱ بجے کا وقت ہوا تو منتری آریہ سماج نے یہ بیان کیا کہ آپ اس مباحثہ کو بند کرنا چاہتے ہیں یا توسب مسلمانوں نے بالاتفاق "جاری جاری" کے نعرے کہے۔ مگر تمام منڈپ اسے بند کرانا چاہتے تھے۔ دوسرا بیان جو منڈپ پریذیڈنٹ صاحب نے دیا۔ کہ کل قرآن پر اعتراض ہو سکے۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ شرائط مباحثہ میں یہ نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطالبہ تھا۔ کہ اصل مباحثہ نیوگ پر ہوگا۔ پھر تناسخ پر اس کے بعد وید و قرآن کا مقابلہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر سماجی نیوگ پر اس جگہ بحث کرنا نہیں چاہتے۔ تو پھر ہم کل اسلامیہ سکول راولپنڈی میں ایک لیکچر مولویصاحب کا کرائیں گے جس میں نواح آگرہ و گوڑگانوہ کے ان مسلمان راجپوتوں کا بیان ہوگا۔ جن کو آریہ سماج شدھ کرنا چاہتی ہے۔

اس کے بعد ایک لیکچر مسئلہ نیوگ پر اس خاکسار کا ہوگا۔ میرے اس بیان کو سنکر دھرم بھکشو مہاراج سے اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ ان الفاظ سے اپنے دل کا بخار نکالنے لگے۔ کہ یہ لوگ اپنے آپ کو راجپوت کہلاتے ہیں۔ ان کے باپ دادا زبردستی مسلمان بنائے گئے تھے۔ جب مسلمانوں نے زبردستی ہندوؤں کی چوٹیوں کو کاٹا تو اب ہم زبردستی ان مسلمانوں کی ڈاڑھیاں کاٹیں گے۔ ان الفاظ کو سنکر نہایت برا مانا۔ اور مسلمانوں نے درخواست کی۔ کہ ابھی تک مولویصاحب کے مطالبات کا جواب نہیں ہوا۔ مباحثہ جاری رکھا جائے۔ مگر افسوس سماجی دوستوں نے کچھ پروا نہیں کی اور مباحثہ بند کر دیا مسلمانوں نے خاتمہ پر آریہ سماج مندر میں بجوش مسرت سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ آج مولوی صاحب کا لیکچر اسلامیہ ہائی سکول میں ہوگا اور ایک لیکچر میری طرف سے مسئلہ نیوگ کی فلاسفی پر بھی دیا جائیگا۔ تمام معقول پسند آریہ سماج کو دعوت دیدی گئی ہے۔ کہ صدر مناظرہ کو مدنظر رکھکر دل کی بھڑاس نکال لیں۔ زیادہ حد آداب۔

خاکسار عصمت اللہ

نمبر ۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۲۷ر فروری کی شام کو اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی کے وسیع ہال میں مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری کی نہایت ہی فصیح و بلیغ اور لطیف تقریر ہوئی۔ ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور برآمدوں میں بھی کھڑے ہونے تک کو جگہ نہ ملتی تھی۔ حاضرین میں آریہ سماج کے بہت سے ممبر اور اپدیشک موجود تھے۔ تقریر شروع ہونے سے پہلے آریہ سماج کو اجازت دیدی گئی۔ کہ تقریر ختم ہونے پر رفع تشکیک کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے علیحدہ بالمقابل میز کرسی وغیرہ کا بھی انتظام تھا۔ تقریر مسلسل تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور نہایت ہی دلچسپی کے ساتھ سنی گئی۔ مولویصاحب نے اثنائے تقریر میں مہاشہ دھرم بھکشو جی کے ان تمام اعتراضات کے جواب دیئے۔ جو انہوں نے مباحثہ کے وقت اصل بحث سے ہٹ کر قرآن مجید پر کئے تھے۔ اور ویدوں پر نہایت ہی لطیف مگر ناقدانہ نظر ڈالی۔ اور ہر بات کو ہندوؤں کی اصل کتابوں سے ثابت کیا۔ اور بتلایا۔ کہ مہاشہ دھرم بھکشو کا کوئی لفظ ویدک تعلیم اور اصول آریہ سماج کے مطابق نہ تھا۔ اور انکی تمام باتیں آریہ سماج کے مسلمہ اصولوں کے خلاف تھیں۔ نیز بتلایا۔ کہ ۱۲ ۶ لاکھ نو مسلم راجپوت آریہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ سوامی شردھانند کی تقریر مندرجہ بندے ماترم مورخہ ۲۵ر فروری ۲۳ء بالکل غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔ کہ ۱۲ لاکھ مسلم راجپوت ہندو ہونے کو تیار ہیں۔ پھر مولویصاحب نے ان راجپوتوں وغیرہ کے چشم دید حالات سنائے۔ اور بدلائل و براہین بتلایا۔ کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلایا گیا۔ نہ یہ مسلمان راجپوت بزور شمشیر مسلمان ہوئے ہیں۔ تقریر نہایت ہی کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔ اور باوجود اعلان کسی آریہ کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مولوی صاحب کی یہ کامیاب تقریر راولپنڈی میں بہت دن یاد رہے گی۔ اس تقریر کا اثر مسلمانوں پر ہی نہیں۔ بلکہ ہندوؤں پر بھی ہوا۔ وہ بھی مقرر کی دلی جوش کے ساتھ داد دیتے ہوئے گھروں کو لوٹے۔

اس تقریر ختم ہونے پر خلیفہ فضل الہی صاحب نے جو ایک بہت زیرک و نکتہ رس انسان ہیں۔ کھڑے ہو کر مسلمانوں کی توجہ مہاشہ دھرم بھکشو کی گذشتہ رات کی تقریر کی طرف دلائی جس میں وہ مسلمانوں کی ڈاڑھیاں منڈانے کی فکر میں ہیں۔ اس پر اول منتری آریہ سماج نے انکار کیا۔ مگر یاد دلانے پر کہا کہ ہاں کہا تھا۔ مگر اسکا مطلب یہ نہ تھا۔ وہ نہ تھا۔ اس پر اس نے بھرے مجمع میں معافی مانگی۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے جو ایک غیور مسلمان ہیں مسلمانوں کی توجہ اسطرف کرائی۔ کہ وہ اتنے اتحاد پسند نہ ہو جائیں۔ کہ دانا اور ہوشیار دشمن ان کو رفتہ رفتہ کھیل ہی ڈالے۔ ان کی باتوں پر نہیں۔ بلکہ ان کے اعمال پر نگاہ رکھا کریں۔ جو انسان کے اعتقاد جانچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے بعد میرا مضمون جو مسئلہ نیوگ کی فلاسفی پر تھا۔ پڑھا جانے کو تھا۔ مگر چونکہ وقت بہت گذر چکا تھا۔ لوگوں نے کسی دوسرے وقت پر پڑھنے کے لئے کہا۔ جس پر آریوں کے جسم میں جان آگئی۔ اس طرح یہ جلسہ نہایت ہی کامیابی کے ساتھ ہوا۔

نوٹ: آج صبح ایک آریہ پروفیسر گوپی چند مجھے ملنے آئے اور مجھ سے نیوگ کی تردید میں دلائل سننے چاہے۔ میں نے کہا۔ کہ یہ مسئلہ بدیہی طور پر باطل ہے اگر کسی خواہشمند آریہ عقیم مرد کو خواہش اولاد تو نیوگ میں ناممکن ہے۔ اگر غیر کے بچے کو اپنے نام سے منسوب کرنا ہی۔ تو پھر استقدر بے حیائی برداشت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کا بچہ کو پال لیں اور دل کی طفل تسلی کر دیں۔ اگر عورت عقیمہ ہے تو تندرست مرد صرف عقد ثانی سے ہی اپنی اولاد حاصل کر سکتا ہے۔ اگر مرد لاعلاج طور پر بیمار ہے۔ تو عورت صرف طلاق حاصل کر کے ہی عقد ثانی کے ذریعہ اپنی اولاد والی بن سکتی ہے۔ اسکے سوا قدرت نے کوئی علاج ہی نہیں رکھا۔ جس سے کوئی پاک بھی رہے۔ اور صاحب اولاد بھی کہلا سکے۔

(ڈاکٹر عصمت اللہ)

تبلیغ اسلام

ہمارے محترم دوست چودھری غلام بہار خان صاحب کا نام محتاج تعارف نہیں۔ آپ ترجمان و صداقت کی ایڈیٹری کے لحاظ سے صحافت حاضرہ میں کافی روشناس ہو چکے ہیں آپ نے ایک مذہبی ماہوار رسالہ "تبلیغ" کے نام سے جاری کیا ہے جس کا مقصد تبلیغ اسلام کی تحریک کی تقویت و استعانت ہے۔ رسالہ اور اس کا موضوع دونوں قابل قدر ہیں۔ جناب ممدوح کی فرمائش سے ہم نے تبلیغ کے لئے یک مضمون لکھا تھا جو ناظرین پیغام صلح کے مطالعہ کیلئے ذیل

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا میں سے ایک نبی ہیں لیکن آپ کو ایک خصوصیت حاصل ہے جس کی بدولت تمام انبیاء سابقین پر آپ کو تفوق اور امتیاز ہے پہلے جو نبی وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے وہ محض ایک ہی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ ان کی تعلیم بھی اسی قوم تک محدود تھی اور ایک خاص وقت ہی تک ان کی شریعت کا نفاذ رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم کی بعثت سے پہلے تلے در پے انبیاء آتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ یعنی ہم نے حضرت موسیٰ کے بعد تلے در پے انبیا بھیجے یہ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اگرچہ ایک لحاظ سے کامل و مکمل تھی لیکن پھر بھی کچھ تو امتداد زمانہ سے اس کے بعض احکام محفوظ نہ رہے تھے اور کچھ تمدن و معاشرت کے قوانین میں ایسی تبدیلیاں ضروری ہو گئی تھیں جن کا سرمایہ شریعت موسوی میں موجود نہ تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ کے بعد وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے بنی اسرائیل میں بھی نبی مبعوث ہوتے رہے۔

بعض طبائع میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں خدا نے شروع ہی میں ایک مکمل قانون تمام نسل انسانی کے لئے نہ دیدیا چنانچہ ہندو قوم کے لوگ یہی مانتے ہیں کہ وید مقدس ابتدائے آفرینش میں خدا کی طرف سے تمام اقوام عالم کے لئے دیا گیا تھا لیکن یہ طرفہ معاملہ ہے کہ آج ویدکی زبان (سنسکرت) ایک مردہ زبان ہے اور دنیا بھر میں ایک چپہ زمین نہیں جہاں یہ زبان بولی جاتی ہو بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب جو تمام عالم کی ہدایت کے لئے بھیجی جائے۔ ایسی زبان میں ہو کہ جہان میں کہیں نہ بولی جائے۔ یقیناً خدا کی طرف یہ ستم ظریفی منسوب نہیں ہو سکتی کہ جس زبان میں قانون الٰہی کا نفاذ ہو۔ اسے کوئی نہ سمجھے اور کوئی نہ بولے۔ ؎

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ جو درمیان میں برسبیل تذکرہ آگیا۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیوں خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے ایک کامل و مکمل قانون نہ بھیجا۔ اس سوال کا جواب مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ اگرچہ خدا اس پر قادر تھا کہ ابتدائے آفرینش میں وہ قانون بھیجتا جو تمام اقوام کے لئے ضابطہ عمل ہوتا۔ لیکن حضرت انسان کو یہ ضرورت نہ تھی کہ ان قوانین پر وہ ابتدا ہی سے عمل پیرا ہو سکتے نسل انسانی کی مثال بھی ایک انسانی بچہ کی طرح ہے۔ بچہ شروع ہی میں تمام قانون تمدن و معاشرت کا متحمل نہیں ہوتا۔ نہ کوئی تہذیب و تمدن کا دعویدار۔ ایک دن کے بچہ کو تمام اصول تمدن بتا دینے کا تہیہ کر سکتا ہے۔ یہی حال قوانین الٰہی کا ہے۔ اگر شروع میں حضرت انسان کو تمدن و معاشرت کی وہ چوٹی کے اصول بتا دیئے جاتے تو وہ ناقابل عمل ہوتے اور خدا کی حکمت بالغہ پر حرف آتا مثلاً قرآن مجید میں صفائی کے متعلق حکم ہے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی اپنے کپڑے اجلے اور صاف رکھو۔ اب یہ حکم اسوقت [illegible] موضوع ہو سکتا ہے کہ لوگ لباس کے خوگر ہوں۔ اور انسانی زندگی کا وہ مضمون نہ ہو جو ایک شاعر نے یوں بامعنا ہے ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا

جہاں لوگ ننگے رہتے ہوں یا درختوں کے پتوں سے اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپتے ہوں وہاں اس حکم کی کیا تعمیل ہو سکتی ہے پس یہی وجہ ہے کہ جوں جوں نسل انسانی نے ترقی کی اسی لحاظ سے رفتہ رفتہ حالات موجودہ کو مد نظر رکھ کر تہذیب و شائستگی کے قوانین [illegible]

ور یاضت کے آئین - حقوق عباد کے --- قواعد حق اللہ کے ضوابط بھی خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل ہوتے رہے۔

لیکن آخر نسل انسانی کو اس ارتقاء کی آخری منزل پر پہنچنا تھا چنانچہ وہ منزل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت پر آگئی اور یہ سفر بخیر و خوبی ختم ہوا - قرآن مجید نے انسان کی آخری ترقیوں کے لئے کافی سامان بہم پہنچایا - اور نسل انسانی کی تمام ضرورتوں کے لئے احکام نافذ فرمائے - یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ایک قوم یا ایک زمانہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ آپ کی تعلیم تمام اقوام عالم کے لئے ہے - اور قیامت تک اس کا دامن پھیلا رہے گا - چنانچہ قرآن مجید میں اس بات کو نہایت صراحت سے بیان کیا گیا ہے - کہ حضور سرور عالم تمام جہان کے لئے بھیجے گئے ہیں - ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے - وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ - ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے بھیجا ہے - اور ایک دوسرے مقام پر آتا ہے - وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنے ہم نے تم کو اہل جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے - حدیث شریف میں بھی ہے - بعثت الی الاسود والاحمر یعنی میں کالے - گورے - سیاہ - سپید - سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری تعلیم تمام اقوام عالم کے لئے ہے - خواہ وہ ایشیا و افریقہ کے کالے اور گندم گون لوگ ہوں اور خواہ یورپ اور امریکہ کے گورے چٹے لوگ۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تمام نسل انسانی کے لئے ہے تو پھر آپ یہ تعلیم بذات خود تمام جہان تک نہیں پہنچا سکے - آپ کی زندگی میں صرف ایک جزیرہ نما عرب ہی حلقہ بگوش اسلام ہوا تھا - اور وفات کے بعد بہت سے لوگ عرب ہی میں مرتد ہو گئے تھے جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو جنگ کرنی پڑی - اس سوال کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ ہر ایک شخص کے کان تک اپنی آواز پہنچائیں - بلکہ وہ حتے الامکان کوشش کرتے ہیں اور بالآخر ایک قوم کو اس پیغام کی امانت سپرد کر کے خود محبوب حقیقی سے جا ملتے ہیں - یہی صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی - آپ نے ایک قوم اپنی زندگی میں ایسی تیار کی جو آپ کی وفات کے بعد تبلیغ و دعوت کا کام کر سکتی تھی جو حضور خود کیا کرتے تھے - اور جب یہ قوم زمانہ کے حوادث اور سرد و گرم سے محفوظ ہو گئی تو خدا تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا۔

ہاں! یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا قرآن مجید نے تبلیغ و دعوت کا فرض مسلمانوں پر عاید کیا ہے؟ سو اس کا جواب قرآن مجید کی متعدد آیات میں ملتا ہے - اور بہ صراحت تمام ملتا ہے ایک آیت وہی ہے جس کو میں نے اس مضمون کا زیب عنوان بنایا ہے - اس میں صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس امت کی خیر و برکت اسی میں مضمر ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی فیض صحبت سے مستفیض ہو رہے ہیں - آپ سے بموجب آیت يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ قرآن مجید اور حق و حکمت کی باتیں سیکھتے ہیں - اور پھر ان ہی باتوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے ذمہ دار ہیں - گویا جو کام حضور رسالت مآب خود کرتے تھے وہی اب آپ کی وفات کے بعد مسلمانوں کو سپرد ہوا - یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ اسلام کے علمبردار ہو کر ملکوں میں نکل گئے - اور وہ مذہب دنیا کے سامنے پیش کیا جسے وہ نسل انسانی کے لئے سمجھتے تھے اور جو فی الحقیقت تمام جہان کے لئے بھیجا گیا تھا - صحابہ کرام کی سوانح پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اشاعت مذہب اور نشر شریعت کے لئے بڑی بڑی محنتیں کیں - امام بخاری ہی کو دیکھئے - کہتے ہیں حدیث کے ایک ایک فقرہ کے لئے سینکڑوں میل کا سفر کرتے تھے اور تحقیقات تفحص کا یہ عالم تھا کہ بال کی کھال نکالتے تھے - مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک دور دراز ملک میں ایک حافظ حدیث کے پاس گئے کہ کچھ حدیثیں سیکھیں - دیکھتے کیا ہیں کہ اتفاق سے وہ شخص اپنے گھوڑے کو توبرہ دکھا کر پکڑ رہا تھا - توبرہ میں دانہ نہیں لیکن گھوڑے کو پکڑنے کے لئے اسے بار بار دکھاتا ہے کہ دانہ کی لالچ سے گھوڑا آجائے - امام بخاری نے جب یہ دیکھا تو واپس ہو گئے کسی نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ فرمایا جب یہ شخص گھوڑے سے دھوکا کرتا ہے تو مجھے اس پر یقین نہ کرنا چاہئے - اس لئے میں اس کی بیان کردہ حدیث قبول نہیں کروں گا کیونکہ اس کی صداقت میں مجھے کلام ہے - ان کے علاوہ دوسرے ائمہ دین نے بھی خدمت اسلام کے وہ وہ کام کئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ لوگ ایمان رکھتے تھے کہ اسلام تمام دنیا کے لئے ہے - اور حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے اسکے احکام ہر ممکن طریق سے بجا لانے چاہئیں۔

یورپ میں تبلیغ کی ضرورت

غرض ایشیا میں اسلام کو جو روحانی اور جسمانی فتوحات حاصل ہوئی ہیں - ان میں ان بزرگوں کا بڑا حصہ ہے جنہوں نے تبلیغ ہدایت کے لئے عمریں صرف کیں - یورپ میں اسلام محض حکومت کے رنگ میں تھا - اور جب حکومت مٹی تو اس کے ساتھ مذہب بھی غائب ہو گیا - چنانچہ اسپین میں جہاں اسلام کا پرچم سات سو سال کے قریب لہرایا - وہاں آج مسلمانوں کا نام و نشان نہیں - یہ تاریخ کی شہادت ہے کہ مذہب کی بنیاد حکومت پر نہیں - بلکہ ان ابدی اور ازلی صداقتوں پر ہے جو انسانی روح پر حکومت کرتی ہیں۔

آج یورپ کی مادہ پرست اقوام نخوت میں سرمست ہیں اور اس غرور و عجب کا راز اس طاقت و شوکت میں مضمر ہے جو مادی علوم نے انہیں دے رکھی ہے لیکن اسلام جہاں علوم ظاہری کا سرمایہ دار ہے - وہاں علوم باطنی کا خازن بھی ہے اس لئے ممکن نہیں کہ اگر ہم یورپ کے گورے چٹے لوگوں کو علوم اسلامیہ سے بہرہ ور کریں تو وہ اسلام کے ناخریدہ غلام نہ بن جائیں - عیسائیت علوم کی دشمن ہے کیونکہ اس مذہب کی ابجد بھی ایک ایسے لاینحل عقدہ سے شروع ہوتی ہے جو عقل انسانی کا شرمندۂ احسان نہیں ہو سکتا - اس لئے اگر اہل یورپ عیسائیت سے بیزار ہوں تو تعجب نہیں - بلکہ تعجب یہ ہے کہ انہوں نے یہ مذہب کیوں قبول کیا لیکن قصور اس میں ہم مسلمانوں کا بھی ہے جنھوں نے آج تک اسلام کو یورپ میں پیش نہ کیا - فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ وہ کبھی نہ کسی مذہب کی پیروی کرے - یورپ میں جو مذہب حضرت مسیح کے نام نہاد پیرؤوں نے پیش کیا - اس کو بہت لوگوں نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا - اور یہی وجہ ہے کہ آج سارا یورپ و امریکہ عیسائی مذہب کا علمبردار ہے - اگر ان لوگوں کو اسلام کی پر از حکمت تعلیم سے آگاہی ہوتی تو وہ یقیناً اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے جو ایک فطری مذہب ہے۔

خیر جو کچھ ہوا سو ہوا - اب بھی وقت ہے - ایشیا پر اسلام کو روحانی غلبہ حاصل ہو چکا ہے اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ایشیا کا مذہب یقیناً مستقبل قریب میں اسلام ہوگا - ایشیائی ممالک میں اسوقت کروڑوں مسلمان آباد ہیں جن کا وجود بجائے خود تبلیغ اسلام ہی ہے لیکن اگر اس پر کچھ مستزاد کرنا ہو تو یہ کروڑوں مسلمان ہی تبلیغ کا کام کر سکتے ہیں - اسلام نے تبلیغ کے لئے عیسائیوں کی طرح کسی علیحدہ جماعت کی ضرورت نہیں سمجھی کہ ہر ایک مسلمان بذات خود مبلغ اسلام بھی ہے - وہ ہر وقت اور ہر آن اپنے مذہب کا پیرو ہے - مذہب اس کی زندگی کا جزو لاینفک ہے وہ اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتا - اس لئے ہر ایک مسلمان مبلغ ہے اور تبلیغ اسلام کر سکتا ہے لیکن یورپ میں مسلمان آباد نہیں - وہ ممالک حقیقی معنوں میں کفرستان ہیں اسلئے وہاں تبلیغ اسلام کی ضرورت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس ضرورت کی اہمیت کو محسوس کرے۔

یورپ میں اشاعت اسلام کے کئی طریق ہیں لیکن میں اپنے تجربہ کی بنا پر بہترین طریق یہ سمجھتا ہوں کہ اسلامی لٹریچر بکثرت شایع کیا جاوے - مضمون مختلف ہوں - مختلف پہلوؤں سے ہر ایک مسئلہ پر روشنی ڈالی جاوے - ایک ایک مسئلہ پر بیسیوں کتابیں لکھی جائیں - اور پھر ان کو مفت یا نہایت کم قیمت پر شائع کیا جاوے یورپ علم دوست ہے - وہاں کے لوگ کتابیں پڑھنے کے اسقدر شائق ہیں کہ ایک ایک کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہے - اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتی ہے - یہ سچ ہے کہ اسلام کے خلاف متعصبانہ خیالات بہت ہیں لیکن ان بدگمانیوں کا دور کرنا بھی تو ہمارا ہی کام ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے نوجوان جو انگریزی جانتے ہوں - اس میں انشاپردازی کی اہلیت اور لکھنے کا سلیقہ رکھتے ہوں اسلامی مسائل پر مبسوط کتابیں لکھیں اور اغیار کے اعتراضات کو مد نظر خاطر رکھ کر لکھیں - کچھ لوگ جو کم فرصت ہیں - مختصر پیرایہ میں چھوٹے چھوٹے رسالے لکھ کر شائع کریں اور پھر تمام مسلمان حسب توفیق چندہ جمع کر کے ان کتابوں اور رسالوں کو مفت یا برائے نام قیمت پر یورپ میں تقسیم کریں کہ گمشدگان تثلیث کے لئے شاہراہ توحید پیدا ہو - اور وہ لوگ جو وادئ ضلالت میں بھٹک رہے ہیں - اسلام کی تعلیم کی ضیا باریوں سے بہرہ اندوز ہو کر جادۂ مستقیم پر گامزن ہوں۔

اگلے زمانہ میں بزرگوں نے جو علمی اکتشافات کئے ہیں - ان کے خزانے ہمارے پاس موجود ہیں - صرف ضرورت یہ ہے کہ ان کو یورپ کی زبانوں کا لباس پہنایا جاوے - اور اس ضرورت کو وہی لوگ پورا کر سکتے ہیں جو السنہ مشرقیہ کے ساتھ السنہ مغربیہ میں بھی مشاق ہوں - کیا ہمارے ملک کے نوجوان جو کالجوں سے تعلیم پا کر نکلتے ہیں اس خدمت اسلامی کے لئے تیار ہوں گے؟

گوے توفیق و کرامت در میان افگندہ اند
کس بمیدان در نمی آید سواران را چہ شد

مصطفےٰ خان

نعت

نتیجہ فکر مولوی عصمت اللہ صاحب عالی

چہ گویم مدحت شان محمدؐ
دلم شد کشتۂ آن محمدؐ

نہ بیند روئے ذلت را بہ دنیا
کہ گشت از دل ثنا خوان محمدؐ

جمال با کمالش بے مثال است
بقربان آمدہ شان محمدؐ

حیات جاودان مرکشتہ اس راست
ہمیشہ زندہ بریان بر محمدؐ

شدہ فضل الہی سایہ پاشش
کہ ہست از جان فدایان محمدؐ

گہرہائے معارف کرد پیدا
عجب بحرے است عرفان محمدؐ

ہمیں دین است و ایمانم ہمیں است
بود بعد از خدا شان محمدؐ

اگر خواہی کہ نور حق بہ بینی
بشو از دل تو قربان محمدؐ

اگر خواہی نجات از نار عصیاں
بنوش آبے ز عرفان محمدؐ

اگر خواہی زدن جامے ز عشقش
بیا در کوئے مستان محمدؐ

بہ لاہور آ و بنگر از سر صدق
جمال روئے مستان محمدؐ

چہ مستی ہا براہش مے نمایند
سرے دارند قربان محمدؐ

ز دل گشتند وقف راہ مولا
بجان الحق ثنا خوان محمدؐ

رخ اسلام یورپ را نمایند
ہم او را خوبی شان محمدؐ

بخواہم گفت مرزا را پیمبر
غلام است از غلامان محمدؐ

غلامانش بشاہی بر رسیدند
گہر چینند از کان محمدؐ

بیا در صف ما [illegible] اے دل
بماند حسن برہان محمدؐ

چہ دانم ہیبت شاہان عالم
کہ ہستم از گدایان محمدؐ

امیدے دارم از لطف الہی
کہ باشم از محبان محمدؐ

تعالی اے خدا در خواب بنما
جمال روئے تابان محمدؐ

تازہ خبریں

ہندوستان

تبلیغ اسلام کیلئے دس لاکھ روپیہ کی فراہمی

کلکتہ - ۵ - مارچ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ آجکل آریہ سماج ہندوستان کے مختلف حصوں میں اپنی تبلیغ کر رہی ہے۔ خصوصاً ان کا ایک کارکن سوامی شردھانند مسلمانوں کے خلاف نہایت سرگرمی سے کام کر رہا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آریہ مبلغین کی فرمایش پر بعض ہندو قرضخواہوں نے غریب مسلمانوں کو دھمکی دی ہے کہ وہ قرضہ کے عوض میں ان کی جائداد نیلام فروخت کر دیں گے ورنہ وہ ہندو ہو جائیں۔ جمعیتہ العلماء ہند نے اپنے جلسہ منعقدہ ۹ و ۱۰ ار فروری میں طے کیا تھا کہ آریہ کارکنوں کی تبلیغ کو روک کر ہندوستان میں اسلام کی ننگ قایم رکھی جاے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کی جاے۔ امید ہے کہ سرگرم مسلمان موقعہ سے فائدہ اٹھاکر اس مقررہ رقم کو ۲۵ رمضان تک جمع کر لینگے۔ جو اصحاب اس مقصد کے لئے زکوۃ دینا چاہیں۔ وہ اس امر کی اطلاع جمعیتہ کے دفتر میں کر دیں۔ اخیر میں صاف طور پر مطلع کیا جاتا ہے کہ یہ روپیہ کسی سیاسی کام میں صرف نہ ہوگا۔

(محمد سعید معتمد جمعیتہ)

۱۸ - مارچ کو تمام ہندوستان میں ہڑتال ہو

کانپور - ۴ - مارچ - مسٹر راجندر پرشاد جنرل سکرٹری انڈین نیشنل کانگریس نے ذیل کی اپیل شایع کی ہے۔

ملک کی تمام کانگریس کمیٹیوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء کو منانے کے لئے اپنی تیاریوں کی تکمیل کریں۔ امید کیجاتی ہے کہ قومی تحریک کے ہمدردان اعانت کریں گے۔ اور اس موقع پر پوری کامیابی کا اظہار کریں گے۔

جرمنی کے پستولوں کی تفتیش

کلکتہ - ۵ - مارچ - پولیس ایسے پستولوں کی تفتیش میں لگی ہوئی ہے جو جرمنی سے ہندوستان میں منگوائے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے ایک گیس نکلتی ہے جو اس آدمی کو جس کے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔ عارضی طور پر بے ہوش بنا دیتی ہے۔

گاؤکشی بند کرنیکی قرارداد نامنظور ہوگئی

کلکتہ - ۵ - مارچ - مجلس وضع آئین و قوانین بنگال نے مسودہ قانون کلکتہ میونسپل کمیٹی کی اس شرط کو مسترد کر دیا کہ میونسپل کمیٹی گاؤکشی کو بند کر سکتی ہے۔ اس قرارداد کے حق میں ۳۱ ووٹ تھے اور ۵۵ ووٹ خلاف تھے۔ جملہ ہندو ممبران نے اس قرارداد کے حق میں ووٹ دئے۔

لالہ دُنی چند وغیرہ پر فرد جرم

لالہ دُنی چند - لالہ گوپی چند وغیرہ کا مقدمہ ۷ر مارچ کو سماعت کے لئے پیش ہوگا۔ مجسٹریٹ خان صاحب منیر حسین نے ملزمین کو ۲ر مارچ ہی کے روز بتلا دیا تھا۔ کہ انہوں نے والنٹیروں کے مرتب کرنے اور درود دینے میں حصہ لیا ہے جس کو مقامی حکومت نے خلاف قانون قرار دیا۔ اور اس طرح فوجداری قانون دفعہ ۱۷ (۲) کے ملزم ٹھہرائے گئے ہیں۔

یوم گاندھی کس طرح منایا جاے

کمباکونم - ۱۰ فروری - کل ایک قومی رضاکار مسمی سنکم پلے نے اس مضمون کے اشتہارات تقسیم کئے کہ وہ یوم گاندھی کے موقعہ پر زبردست آگ روشن کرے گا۔ اور اس میں مہاتما گاندھی کے واسطے داخل ہو جائے گا۔ اس خبر سے شہر میں بڑی سنسنی پیدا ہوگئی یہ کارروائی کانگریس کی منظوری سے نہیں کی گئی تھی۔ مقامی سب مجسٹریٹ نے حکماً ایسا کرنے کی ممانعت کر دی۔

بہاول پور میں خلافت کی سرگرمیاں

بہاول پور کے ایک نامہ نگار سے اطلاع ملی ہے کہ مولوی عبدالعزیز خان کی ان تھک کوششوں سے بہاول پور میں پہلے کی نسبت خلافت کی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں کبھی جلسوں کا انعقاد ہوتا رہتا ہے جس میں ضروری تجاویز کو عملی جامہ پہنانے اور مصیبت زدہ ترکوں کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے کبھی کبھی جمعہ کے دن زبردست تقریریں خلافت کی اہمیت پر کی جاتی ہیں۔ اور ہر جمعہ مسلمانوں کی فتح کی دعا ہوتی ہے۔ خلافت کارکن کھدر پہننے کا بھی پرچار کرتے رہتے ہیں۔

مسٹر داس اور مسز سروجنی نائیڈو کا دورہ

۲۴ - مارچ کے بعد مسٹر داس اور مسز سروجنی نائیڈو پنجاب میں اپنا دورہ شروع کریں گی۔

مسٹر ارنڈیل کی واپسی

مدراس - ۵ - مارچ - مسٹر جی ایس ارنڈیل اپنی مدت ملازمت کے اختتام کے بعد اندور سے واپس آگئے ہیں۔ آپ ریاست اندور میں ڈائرکٹر محکمہ تعلیم مقرر کئے گئے تھے۔

اب آپ ڈاکٹر بسنٹ کی رفاقت میں کام کریں گے۔ اور ان کی تمام جدوجہد میں شریک ہوں گے۔

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

بابت ماہ فروری ۲۳ء

۱- مولوی عبدالرحمن صاحب۔ اسسٹنٹ میڈیکل برانچ [illegible]
۲- مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔اے " " [illegible]
۳- شیخ امیرالدین صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل ملٹری ورکس [illegible]
۴- مولوی عبدالعزیز صاحب " کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ [illegible]
۵- شیخ محمد لطیف صاحب " " " [illegible]
۶- " منصور الحق صاحب خازن میونسپل کمیٹی شملہ [illegible]
۷- " اسلام الدین " ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس [illegible]
۸- قاضی احمد علی صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ بالوگنج [illegible]
۹- صوفی شمس الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس [illegible]
۱۰- منشی محمد لطیف " " " [illegible]
۱۱- شیخ الہ دین " " " [illegible]

میزان کل [illegible]

بعد منہائی کرایہ مکان مبلغ [illegible] روپیہ

باقی [illegible] داخل خزانہ

برائے بلاد غیر

۱- مولوی اکبر علی صاحب کلرک میڈیکل برانچ شملہ [illegible]
۲- منشی علی محمد صاحب کلرک دفتر آب و ہوا [illegible]
۳- شیخ الہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس [illegible]
۴- شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ [illegible]

میزان کل [illegible]

برائے برلن مسجد

۱- منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس [illegible]
۲- شیخ اسلام الدین ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس [illegible]

میزان کل [illegible]

وعدہ سالانہ جلسہ

۱- جناب مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ [illegible]
۲- شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل " [illegible]

میزان [illegible]

بیان القرآن و دیگر کتب [illegible]
بابت انگریزی قرآن شریف [illegible]
علی محمد صاحب ملازم حضرت امیر [illegible]

میزان کل [illegible]

تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۸ر فروری ۲۳ء کو جو فہرست چندہ ماہوار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کیطرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں سہواً دو غلط اندراج ہوگئے ہیں جو صحیح اس طرح ہیں۔

	غلط	صحیح
۱- مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔اے	[illegible]	[illegible]
۲- سید محمد شاہ صاحب نقشہ نویس	[illegible]	[illegible]

علاقہ سیرالیون

(مغربی افریقہ)

میں اسلام کی ابتدائی تاریخ

بسلسلہ اشاعت ۴ر مارچ ۲۳ء

ایک افریقی مسلمان کے قلم سے

اسلام کی موجودہ رفتار ترقی

مذہب اسلام باوجود ان تمام تجاویز اور انتظامات کے جو اس کی سیرالیون میں ترقی کو روکنے کے لئے انسانی دماغ سے پیدا ہو سکتے اور ہوئے ہیں اپنے جاں نثاروں کی تعداد کو ہمیشہ بڑھاتا رہا ہے۔ اور ابھی تک بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ آج ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رو سے اس علاقہ کے مسلمانوں کی تعداد ۱۶۶۱۱ ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں ۱۱۴۶۱ مسلمان تھے۔ گویا دس سال کے عرصہ میں ۵۱۶۰ نفوس کی زیادتی ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ یہ امر موجب مسرت ہے۔ کہ یہ زیادتی تعداد عیسائیت کی دس سالہ رفتار ترقی کے جو ۲۵۰۷ نفوس تک پہنچتی ہے۔ دگنی ہے عیسائیت کی یہ رفتار ترقی ان بارہ مسیحی مشنوں کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو اسوقت اس نوآبادی میں کام کر رہے ہیں۔

اسلام کے اندر آنے والوں میں بعض تعلیم یافتہ اصحاب اور دیسی جاگیرداران بھی ہیں۔ جو عیسائیت سے نکلکر اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ کامیابی جو اس علاقہ میں اسلام کو حاصل ہوئی ہے۔ کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔ قدیم وقتوں میں صرف چند ایک قبائل کے لوگ ہی اسلام کو قبول کرنے کی جرأت کرتے تھے۔ لیکن آج شاید ہی کوئی ایسا قبیلہ ہوگا۔ جس تک اسلام کی شعاعیں نہ پہنچ چکی ہوں۔

اسلام کی اس رفتار ترقی کو اگر ان مفاد دنیوی اور ظاہری جذب و کشش کے سامانوں کے مقابلہ میں رکھا جائے۔ جو عیسائیت کے اندر ملتے ہیں۔ اگر ان مراعات کو جو عیسائی ہونے والوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ خیال میں لایا جائے۔ اور پھر مسیحیت کا شاہی مذہب ہونا اور وقتاً فوقتاً خود حکام کا اس کے ساتھ شریک کار ہونا ہمارے پیش نظر ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف اسلام کا ایسے تمام سامانوں اور امداد سے عاری ہو کر تن تنہا کام کرنا اور کسی باقاعدہ نظام کے نیچے نہیں بلکہ خود بخود پھیلنا ان تمام امور کو جب پیش نظر رکھا جاتا ہے تو یہ ایک معجزہ سے کم دکھائی نہیں دیتا۔ یہ گویا اسلام کے حق میں تائید ایزدی ہے۔ اور ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس پاک مذہب کا ان علاقہ جات میں پھیلانا منظور ہے۔

مسلمانوں کا اندرونی نظم

مسلمانان سیرالیون دس قبائل پر منقسم ہیں۔ جو فری ٹاؤن میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہے۔

(۱) آکوس (۲) فولا (۳) میناڈیگو (۴) سولوس (۵) تمنی (۶) ساراکولی (۷) لمبا (۸) مینڈی (۹) لوکو۔ ان میں سے قبیلہ آکوس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک فولاٹون میں بستی ہے۔ اور دوسری فورلبے میں اور اس طرح سے یہ کل دس قبائل بنتے ہیں۔

ہر ایک قبیلہ کا ایک سردار ہے۔ جسکو الاما می (عربی الامام بمعنے امیر یا سردار) کے القاب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ یہ امام یا سردار اپنی جماعت یا قبیلہ پر مذہبی اور سیاسی دونو قسم کے اختیارات رکھتا ہے۔ ازمنہ سابقہ میں ہر ایک قبیلہ کو اپنا امام خود مقرر کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ اور حکومت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ حکومت کے نزدیک بھی انہی کو سردار سمجھا جاتا تھا جنہیں قبائل اپنے لئے خود انتخاب کریں۔ لیکن جس وقت سے ۱۹۰۵ء کے قبائلی حکومت کے قانون (ٹرائبل رولر آرڈیننس) کا نفاذ ہوا ہے۔ قبیلہ آکوس کے سوائے تمام قبائل اس قانون کے نیچے ہیں۔ اور اس لئے قبائل کے سرداروں کا تقرر بھی گورنمنٹ کے تسلط میں آگیا ہے۔ اور اس عہدہ کی میعاد تا زیست ہونے کے بجائے جیسا کہ قبل ازیں دستور تھا۔ صرف پانچ سال رہ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی "الاما می" کا قدیم اور پیارا لفظ جو جب سے کہ قبائل کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ان کے اندر رائج تھا "ٹرائبل رولر" (سردار قبیلہ) کے لفظ سے تبدیل ہو گیا ہے۔

ایک نہایت افسوسناک بات جو مسلمانان سیرالیون کے اندر پائی جاتی ہے۔ اور جس نے ان کی تعلیمی اور تمدنی ترقی کو بہت پیچھے ڈال دیا۔ وہ ان کی قبائلی تقسیم ہے۔ اس اندرونی قبائلی تقسیم نے ان کے مشترکہ مذہبی مفاد کو قبائل کے منفردانہ فوائد کی وجہ سے پس پشت ڈال دیا ہے۔

خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ اس ناگوار اور برے اثر کو بہت سے قبائل کے با اثر اشخاص نے آخر کار محسوس کر لیا ہے۔ اور ایک تحریک اب پیدا ہو گئی ہے جسکا مقصد یہ ہے۔ کہ مختلف قبائلی عناصر کو مجتمع کر کے ایک متحدہ اسلامی برادری قائم کی جائے۔ جس کے ماتحت امید کی جاتی ہے کہ تمام معمولی قبائلی تباغض و تحاسد فنا ہو جائیگا۔ اور موجودہ حالات میں عام اسلامی مفاد کی سکیم کو زیر عمل لانے میں جو دقتیں واقع ہوتی ہیں یہ رفع ہو جائیگی۔

تعلیم

اس داستان کی اغراض کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم مسلمانان سیرالیون کی تعلیمی حالت کو دو مختلف عنوانات کی ذیل میں بیان کرنا چاہتے ہیں یعنی اسلامی تعلیم اور مغربی تعلیم۔

اسلامی تعلیم:۔ اسلامی تعلیم کے متعلق ہم افسوس کیساتھ یہ کہیں گے۔ کہ بدقسمتی سے وہ اس بلند پایہ پر نہیں جیسے بعض دوسری جگہوں مثلاً گیمبیا۔ نائیجیریا۔ سنی گال اور نوشا میں ہے۔ اس عرب ماہر تعلیم نے اس کالونی کے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے کیا سچ کہا ہے۔ کہ سیرالیون مذہبی ایمان کی جگہ نہ کہ علم کی۔ فقدان تعلیم کی وجوہات میں سے ایک باقاعدہ اسلامی سکولوں کا نہ ہونا بھی ہے انفرادی پرائیویٹ عربی مدارس و مکاتب جن میں اسلام کی یگانہ درسگاہیں کہا جا سکتا ہے۔ اور جو کالونی اور پروٹیکٹوریٹ میں کہیں کہیں موجود ہیں۔ اگرچہ بالکل ہی غیر مفید نہیں۔ لیکن وہ بہت پرانے طریق پر چل رہی ہیں۔ جو ان بزرگان اسلام نے قائم کئے تھے۔ جن کے ذریعہ سے اسلام اس کالونی میں آیا۔ ان مدارس میں طلبا کو قرآن کریم شروع سے آخر تک حفظ کرایا جاتا ہے جو کئی سالوں کا کام ہے۔ اور اکثر اوقات بچپن سے لیکر جوانی تک کا تمام زمانہ اسی پر صرف ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے دینیات کی تعلیم دیجاتی ہے۔ دینیات کی ابتدائی کتابوں کے معمولی تراجم سے اسے گذرنا پڑتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ذیل کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں: اشمونی۔ مخذری۔ رسالہ وغیرہ وغیرہ اور سب سے آخر میں اکثر اوقات پھر قرآن پڑھنا ہوتا ہے۔ مگر اس دفعہ قرآن ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ اس تمام نصاب کو ختم کر لینے کے بعد جس کے دوران میں طالبعلم کو اپنی تعلیم کے متعلق ہر بات میں صرف استاد کی رہنمائی پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اور عربی صرف و نحو اور لغت کا کوئی علم اسے حاصل نہیں ہوتا اسے پھر استاد کی رہنمائی سے علیحدہ ہو کر اپنے قدموں پر کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ یہ طریق تعلیم ایک طالب علم کے لئے نہ صرف حوصلہ شکن ہے۔ بلکہ اسکو خود مطالعہ اور تحقیقات کرنے سے بھی روکنے والا ہے۔ علاوہ ازیں یہ طریق موجودہ تیز گام نسلوں کے لئے بہت سست ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے اندر عربی کی تعلیم حاصل کرنے کا کوئی جذبہ نہیں بلکہ اس کے متعلق دلوں کے اندر کبیدگی ہے۔ اور اس لئے ان میں لوگ عام طور پر عربی علوم سے نابلد ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ ناقص طریق اب کچھ کچھ متروک ہوتا جا رہا ہے۔ اور موجودہ طریق تعلیم آہستہ آہستہ اس کی جگہ لے رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۲ رجب ۱۳۴۱ھ | نمبر ۲۷

آریہ۔ سکھ اور عیسائی کیا کر رہے ہیں؟

(۵)

پندرہ سو اور مسلمان شدھ کر لئے گئے

آریہ سماج کی کوششیں جو سالہا سال سے ہندوستان کے طول و عرض میں جاری ہیں۔ آخر کار اپنا رنگ لا رہی ہیں۔ اور جیسا کہ گزشتہ اشاعت میں اور اس سے قبل بتایا جا چکا ہے۔ آگرہ کے گرد و نواح میں شدھی کا سلسلہ عملی رنگ اختیار کر چکا ہے۔ وہ خبر جسکو تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوا سُنا گیا تھا۔ کہ ۴½ لاکھ راجپوت مسلمان شدھ کئے جانے والے ہیں اور جسے سُنکر مسلمان مبلغین چاروں طرف سے اُٹھ دوڑے تھے۔ آخرکار سچ ثابت ہوئی۔ اور تین سو گھروں کے شدھ ہونے کی خبر ابھی کانوں میں پڑی ہی تھی۔ کہ پندرہ سو اور نفوس کے آریہ بننے کی خبر آگئی۔

ہمارے بعض معاصرین ان خبروں کو نقل کرتے ہوئے خیال کرتے ہیں کہ مسلمان مبلغین ان کوششوں کا کوئی دفعیہ نہیں کرتے۔ اور یونہی بیٹھے ہوئے تماشا دیکھتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں۔ کہ آریہ سماج جس فصل کو کاٹ رہا ہے۔ وہ مدتوں کی محنت اور آبپاشیوں کا نتیجہ ہے۔ اسکے ساتھ ان کے پاس دولت ہے۔ اور دیگر مختلف ذرائع جن سے وہ بیچارے سیدھے سادھے مسلمانوں کو جو اسلام کی حقیقت سے قطعاً بے خبر ہیں اور ان کا طور و طریق بالکل ہندوانہ ہے۔ اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ ایک مدت کی کوششوں کے بعد آج ان کو یہ پھل ملا ہے۔ اور زیادہ تر مقامی مسلمانوں کے نفرت انگیز برتاؤ نے اسکو پیدا کیا ہے۔ اب بھی کہ یہ جوق در جوق کفر کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ آگرہ کے مسلمان علماء کو اسکا کوئی احساس اور درد پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ جہانتک وہاں سے آئی ہوئی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ خوش ہیں کہ گند ہی ہو اور نکل گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب حالت اس درجہ کو پہنچ چکی ہوئی ہے۔ تو مسلمان مبلغ بیچارے کیا کریں۔ اسوقت وہ سوائے وعظ کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ جہاں جہاں آریہ شدھی کے لئے پہنچتے ہیں۔ یہ بھی جا موجود ہوتے ہیں۔ اور ان کو بالمقابل آکر اپنے مذہب کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے للکارتے ہیں۔ لیکن جن کی فصل تیار کھڑی ہو۔ ان کو ایسے مباحثات سے کیا کام۔ وہ لاٹھیوں وغیرہ سے آراستہ ہو کر آتے ہیں۔ اور غریب مسلمان مبلغین کو پاس تک بھٹکنے نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ شدھ ہونے والوں کے رشتہ داروں کو بھی ملنے نہیں دیا جاتا۔

ایسے حالات میں ہمارے معاصرین کا یہ فرض ہے۔ کہ مسلمان مبلغین کے متعلق ذرا زیادہ فراخدلی کو کام میں لائیں۔ اور ان کے حوصلوں کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اسوقت نرا وعظ و تبلیغ ہی کام نہیں آسکتا۔ بلکہ اس کے ساتھ بیشمار روپیہ کی بھی ضرورت ہے۔ مسلمان اگر ہمت کریں۔ تو اپنے ان بھائیوں کو کفر کی ظلمت سے بچانے کے لئے روپیہ سے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں خلافت کی تحریک میں انہوں نے جو کچھ صرف کیا ہے۔ وہ ان کی ہمت اور جذبہ ایثار و قربانی پر دال ہے۔ اگرچہ اس روپیہ کو بے طرح خرچ کیا گیا۔ لیکن دینے والوں کی نیت اسکا اجر لائے گی۔ اب یہ ایک اور مصیبت ان کے سامنے ہے۔ اور فی الحقیقت یہ مصیبت اس پہلی مصیبت سے زیادہ اہم ہے۔ یہ وہ فرض ہے۔ جس کی ادائیگی کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ حقیقت میں مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال اسوقت پیدا ہوا ہے۔ اگر وہ ذرا ہمت سے کام لیں۔ تو زندہ رہ سکتے ہیں۔ ورنہ ان کی موت میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ اتحاد بیشک ایک اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ حفاظت خود اختیاری بھی لازمی ہے۔ جو شخص اتحاد کے خوشنما خیال سے اپنی حفاظت سے مُنہ موڑتا ہے۔ وہ موت کے گڑھے میں خود اپنے آپکو دھکیلتا ہے۔ کانگریس نے باوجود اتحاد کے اس اصول کو پیش نظر رکھا ہے۔ بلکہ دوسروں کو اپنے جذب کرنا اس کا طریق عمل ہے۔ کاش مسلمان بھی اسکو مدنظر رکھتے۔

(۲)

آریہ سماج کے علاوہ سکھوں کی قوم ہے۔ جن سے اسوقت مسلمانوں کو مقابلہ درپیش ہے۔ سکھ اور اسلام کا مقابلہ تو یہ دو متضاد باتیں ہیں کیونکہ سکھ قوم کی بنیاد جس تعلیم پر ہے۔ اور اسلام کے مخالف ہونے کی بجائے اس کی موید اور موافق ہے۔ خود سکھ قوم کے پیشوا حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ پکے اور سچے مسلمان تھے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ان کی پاکیزہ ارشادات کو پس پشت پھینک کر بعض بعد میں آنے والے گروؤں کے بغض، تعصب کو اپنا نصب العین بنا لیا گیا ہے۔ اور آئے دن سکھوں اور مسلمانوں کے مابین اذان اور نماز پر جنگ و پیکار رہتی ہے۔

راجہ جنگ میں اذان کی بندش کا تصفیہ اگرچہ بہت دیرینہ ہے لیکن ابھی تک بدستور چلا چلتا ہے۔ ابھی دو تین روز ہوئے۔ اسی تعصب کے چند اشخاص ہمارے پاس شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر،، کا ایک کارڈ لیکر آئے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"۲۴ جنوری ۱۹۲۳ء نمبر ۱۰۹۰۔ امرتسر۔ بھائی چراغدین لوہار راجہ جنگ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور آپ کی درخواست کو پڑھا۔ سکتر اکالی جتھہ اور سری سنگھ سبھا راجہ جنگ کو لکھا گیا ہے۔ کہ آگے سے ہر ایک سکھ کو سمجھا دیں۔ کہ آپ کو بانگ دینے سے منع کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ اور سکھوں کے لئے اگر آپ بانگ دیویں۔ تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ آپ یہ چٹھی ان کو دکھا دیں۔ اور اگر پھر کوئی آپ کو منع کرے تو سکتر اکالی جتھہ یا سری سنگھ سبھا راجہ جنگ کو اطلاع دیں سکتر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر،،

لیکن ہمیں بتایا گیا۔ کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی اس ہدایت کی بھی سکھوں نے کوئی پروا نہیں کی اور راجہ جنگ میں اذان دینے کی مسلمانوں کو قطعاً اجازت نہیں۔ یہ صورت حالات سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی خوشگوار جذبات پیدا کرنے والی نہیں۔ ہم اپنی خالصہ بھائیوں سے بزور اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس پر غور کریں۔ کہ مسلمان کے اذان دینے سے آخر ان کا بگڑتا کیا ہے۔ آخر بابا نانک علیہ الرحمۃ نے جب کھلے لفظوں میں جب اذان نماز و دیگر ارکان اسلام کی تعریف کی ہے جب انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کی شہادت دی ہے یہانتک کہ خود حج کیا ہے۔ اور آپکے چولہ پر قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ جو تو بڑا بابا نانک کا چولا ظاہر ہے تو پھر مسلمانوں کے اذان دینے پر سکھوں کے چڑنے کی کیا وجہ ہے۔

تو پھر انہیں اذان سے اسقدر نفرت کیوں ہے۔ ضرورت ہے کہ اس بارہ میں وہ ذرا فراخ حوصلگی سے کام لیں۔ اور کم از کم اپنے پیشوا اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے احکام کی تو خلاف ورزی نہ کریں۔

اس کے علاوہ یہ بھی سنا جاتا ہے۔ کہ بعض جگہوں پر جاہل مسلمانوں کو اکالی سکھ بنایا جا رہا ہے۔ اس خبر کی ابھی تک باوثوق ذرائع سے تصدیق نہیں ہوئی۔ لیکن اگر یہ صحیح ہے۔ تو اس سے زیادہ افسوسناک بات کیا ہو سکتی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلمان لیڈر اسوقت جاگیں اور ہمسایہ قوموں کی دستبرد سے اسلام کو محفوظ کرنے کی سعی کریں۔

(۳)

عیسائیوں نے ایک مدت کی خاموشی کے بعد بھی اب پھر جارحانہ طریق عمل اختیار کرنا شروع کیا ہے۔ لاہور میں ابھی چند ہی ماہ ہوئے ہیں۔ ایک مسلمان ویٹرنری طالب علم عیسائی ہو چکا ہے۔ اور ایک دو اور طالبعلموں کے عنقریب بپتسمہ لینے کی خبریں سننے میں آ رہی ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ایسے نوجوانوں تک اسلام کی روشنی پہنچا کر انہیں تثلیث سے بچایا جائے۔ لیکن اس غرض کے لئے سب سے بڑی ضرورت اسلامی لٹریچر کی ہے۔ عیسائی ایسے نوجوانوں کو صاف طور پر کہہ دیتے ہیں کہ احمدیوں سے نہ ملنا۔ ورنہ وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔ اور جوان سے ملنے کے لئے جائے اس کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں بھی عاید کرتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کی اصلاح کا سب سے زیادہ آسان ذریعہ اخبار لائٹ ہے۔ اگر چند مستطیع اصحاب کچھ رقم اس غرض کے لئے فراہم کر دیں۔ کہ اس سے ایسے نوجوانوں کے نام لائٹ مفت جاری کر دیا جائے۔ تو بیحد مفید ہوگا۔

اس کے علاوہ لاہور سے "ایپی فینی،، کی طرز پر ایک چار صفحہ کا اُردو اخبار عیسائیوں کی طرف سے شائع ہونے والا ہے۔ جسکا چندہ عمر سالانہ ہی رکھا گیا ہے۔ یہ اردو پبلک کو عیسائیت کیطرف کھینچنے کا ایک آسان ذریعہ ہوگا۔ ضرورت تھی۔ کہ اس کے جواب میں لائٹ کی طرز کا ایک اُردو اخبار ہماری طرف سے شائع ہوتا۔ لیکن مالی لحاظ سے اس کی گنجائش نہیں نکلتی۔ تاہم ضرورت ہے۔ کہ ہماری طرف سے مختلف مسائل پر چھوٹے چھوٹے رسائل شائع ہوں کثرت سے حقیقت المسیح اور محمد ابنشر الیقین کو بکثرت شائع کرنے کی کوشش کیجائے۔ تو بہت کچھ مفید ہو سکتے ہیں۔

لیکن سب باتیں بیشمار روپیہ چاہتی ہیں جس سے افسوس ہے ہماری نادار قوم عاری ہے۔ اور جو کچھ ہے۔ وہ بیشتر اسلام کی اہم تحریکات پر خرچ کر رہی ہے۔ بد بختی اسلام از حد عجیب سیمو دعن کیا کا نقشہ اسوقت نظر آ رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اسلام کو اس غربت کے باوجود وہ تائید و نصرت عطا کرے کہ دشمنوں کی تمام امیدیں خاک میں مل جائیں۔ اور وہ خود اسلام میں جوق در جوق داخل ہونے لگیں۔

ہاں اسوقت خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ احباب کرام نماز باجماعت میں اور فرداً فرداً بھی اسلام کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ کے حضور میں گڑگڑائیں۔ کہ وہی اپنے پاک دین کا حافظ و ناصر ہے۔

ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

آریہ سماجی پروفیسر کا قبول اسلام

ایسے وقت میں کہ اسلام پر اسقدر مصائب کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ جن کا اوپر ذکر ہوا کہیں نہ کہیں سے کوئی خوشخبری بھی خدا کے فضل سے آ جاتی ہے۔ یہ سننا موجب مسرت ہے۔ کہ جمعہ گذشتہ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۳ء کو شاہی مسجد لاہور میں آٹھ نومسلموں نے اسلام قبول کیا جن میں سے ۴ مرد اور ۴ عورتیں۔ مردوں میں سے ایک شخص عیسائی تھا۔ اور ایک آریہ سماجی جن کا نام لاشیو ناتھ شرما بی۔ اے بی (آگرہ یونیورسٹی) ہے۔ یہ صاحب دیانند کالج کے پروفیسر رہ چکے ہیں ان کے ساتھ ایک ہندو خاتون بھی مسلمان ہوئی۔

یہ ایک نیک فال ہے۔ اور خدا نے چاہا۔ تو اسی طرح غیب سے ایسے سامان پیدا ہونگے۔ کہ خود ہندوؤں کے اندر سے لوگ نکل نکل کر اسلام میں داخل ہونگے۔ اسلام کی نصرت اسی طرح سے پردہ غیب سے ہوگی۔ گھبرانے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالےٰ سے استمداد و استعانت کی ضرورت ہے۔ اور وہی اسوقت مسلمانوں کو کامیابی اور غلبہ عطا فرمائیگا۔ انشاء اللہ۔

مسلمانان عالم

معاصر "ایپی فینی،، اپنی ۳ مارچ کی اشاعت میں کل دنیا کے مسلمانوں کی قبل از جنگ اور بعد کی تعداد لکھتا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"قبل از جنگ کل دنیا کے مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ بیس کروڑ دس لاکھ کیا گیا تھا۔ اور کل بنی نوع کی تعداد ایک اسپ ساٹھ کروڑ تھی مسلمانوں میں سے سولہ کروڑ ستر لاکھ کی تعداد ذیل کی تقسیم کے مطابق مغربی سلطنتوں کے ماتحت تھی۔ برطانیہ نو کروڑ ۔ بالینڈ۔ تین کروڑ پچاس لاکھ۔ فرانس ایک کروڑ پچاس لاکھ۔ ... دو کروڑ غیر مسیحی سلطنتوں کے ماتحت تھے۔ زیادہ تر چین میں ... دو کروڑ پچاس لاکھ خود دول اسلام کے زیر نگیں ... کے ماتحت ایک کروڑ تیس لاکھ۔ خود مختار عرب بیس لاکھ پچاس ہزار۔ افغانستان پچاس لاکھ۔ ایران چالیس لاکھ پچاس ہزار۔

جنگ کے بعد قطع نظر اس بات کے کہ مسلمان آبادی میں کمی ہوئی یا زیادتی۔ عراق۔ شام اور عرب کے چالیس لاکھ ... ترکی کی حکومت سے نکل گئے۔ اور ایک کروڑ مصری مسلمان برطانیہ کے بجائے خود اپنے بادشاہ اور پارلیمنٹ کے زیر حکومت آ گئے ہیں۔"

معاصر "ایپی فینی" نے جو تعداد مسلمانان عالم کی بتائی ہے۔ وہ ان ہی معلومات سابقہ پر مبنی ہے۔ جو عیسائی مشنریوں کی پشتیبان ہیں۔ اور جنکی غرض یہی ہے کہ کہیں مسلمانوں کی صحیح تعداد بتانے سے تثلیث کا تانا بانا نہ بکھر جائے۔ چنانچہ معاصر مذکور کے نزدیک تو مسلمانوں کی تعداد بیس کروڑ کے قریب ہے۔ لیکن "تجدید دنیائے اسلام" کے فاضل مصنف نے ان کی تعداد پچیس کروڑ لکھی ہے۔ اور یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ فاضل ممدوح کا اندازہ بھی صحیح نہ ہو۔ کیونکہ اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی تعداد صحیح طور پر معلوم کرنے کا کوئی انتظام نہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بعض ملکوں میں مردم شماری کے وقت مذہب کا کوئی اندراج نہیں ہوتا۔ چنانچہ انگلستان میں گذشتہ مردم شماری کے وقت ہم نے انتظام کیا کہ مردم شماری میں نومسلم اپنے آپ کو مسلمان لکھائیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا

ہماری تبلیغی کوششیں

مولوی عبد الحق صاحب کا خط

مکرمی و محترمی - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

گذشتہ خط میں موضع رائے بہا کی شدھی کے حالات لکھ چکا ہوں اس کے بعد مختلف تبلیغی انجمنوں کے نمایندگان کا آگرہ میں جلسہ ہوا کہ جس میں جمعیتہ العلماء ہند - ہدایت اسلام - انجمن اتحاد راجپوتان ہند - احمدیہ انجمن قادیان - مدرسہ الہیات کانپور - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور - جمعیت دعوت و تبلیغ لاہور کے نمایندے اور اس کام سے دلچسپی رکھنے والے دوسرے علماء بھی شامل ہوئے جن میں سے علماء بہاولپور ضلع بجنور مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی اور مولانا فاخر صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں - روساء میں سے کنور عبد الوہاب صاحب اور ان کے بھائی بھی دل میں اسلام کا حقیقی درد رکھتے ہوئے وہاں موجود تھے - جلسہ نمایندگان ہوا اور ہو گیا - اور ان تمام تبلیغی انجمنوں کے نمایندوں کی ایک مشترکہ انجمن کا ڈھانچہ کھڑا کر دیا گیا - اور فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے دو فوری وفد تین تین علماء پر مشتمل تھے ماؤف مقامات پر بھیجنے تجویز ہو گئے - اور ان کو ۲۷ر فروری کی شام سے پہلے پہلے ہی روانہ ہونے کا حکم دیدیا گیا ایک وفد کو کہ جس میں کم و بیش بیس علماء شامل تھے موضع سانڈھن روانہ ہونے کے لئے تیار کر دیا گیا - مگر کسقدر دکھ اور رنج کی بات ہے کہ ان بیس علماء میں سے صرف ہم دونوں (عبد الحق اور فیروز دین صاحب) اور مولوی محمد علی صاحب مظفری اور ایک بجنوری مولوی صاحب کے سوا اور کوئی مولوی آج مورخہ ۴ر مارچ تک موضع سانڈھن میں نہیں پہنچا - کہ جہاں سے ان کو نظیر خانصاحب نمبردار کی حسب ہدایت مختلف مواضعات میں روانہ ہونا چاہئے تھا - ایک روز تک مولوی صاحبان کا انتظار کر کے بالآخر ہم نے موضع سانڈھن کے ملکانوں کو جمع کر کے متعدد وفود کی شکل میں گردو نواح کے علاقہ جات میں روانہ کر دیا - کہ جن کے بروقت دیہات میں پہنچ جانے کی وجہ سے شدھی کا سیلاب کسیقدر رک گیا - اس اثنا میں ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ خود موضع سانڈھن میں (کہ جو ہمارا تقریباً ڈیڑھ ماہ سے ہیڈ کوارٹر ہے) بھی ایک فریق نظیر خانصاحب نمبردار کی ذاتی مخالفت کیوجہ سے ہندوؤں کے ساتھ خود ملنے اور اپنے دوسرے زیر اثر ملکانوں کو ملانے کے لئے تیار ہو گیا ہے - یہ سنکر میں اور فیروز دین صاحب ان کے ہاں پہنچے اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد ان کو میلاد اور وعظ کرانے پر راضی کر لیا - چنانچہ رات کے وقت وہاں میلاد ہوا - مولوی فیروز دین صاحب نے طلباء مدرسہ شعیبیہ سے حمد و نعت پڑھوا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح نہایت مؤثر تقریر میں بیان کئے کہ جسکو لوگوں نے بہت پسند کیا اور اس کے بعد میں نے ایک مختصر سی تقریر ان اعتراضات کے جواب میں کی کہ جن کی اشاعت آجکل آریہ سماجی کر رہے ہیں - جیو متھیا اور جبراً مسلمان بنائے جانے پر کسیقدر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی - دوسرے دن ان دونوں مختلف پارٹیوں میں صلح کرا دینے کی کوشش کی گئی - کہ جو بابو منظور الٰہی صاحب احمدی کی حسن تدبیر سے نہایت کامیاب ہوئی اور ان مدت کے بچھڑے ہوئے دونوں فریق کو ایک دوسرے کے گلے ملا دیا گیا - یہ نظارہ بھی قابل دید ہی تھا - کہ دونوں پارٹیوں کے سینکڑوں آدمی نہایت جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے کو مل رہے تھے اسکے بعد ان کے اور وفود مختلف جہات میں روانہ کئے گئے دوسرے دن ریاست بھرتپور کے ایک موضع اکرن کی شدھی کی خبر پاکر فوراً مولوی فیروز دین صاحب کے ساتھ سانڈھن والوں کو روانہ کیا گیا - مگر ان کے وہاں پہنچنے سے پیشتر شدھی ہو چکی تھی - وہاں تین سو کے قریب آریہ اور اکابر ریاست بھرتپور موجود تھے - خود مہاراجہ بھرتپور کا بیرو بہت ریاست کے سواروں کے ساتھ موجود تھا - اور اس تحریک میں نہایت جوش سے حصہ لے رہا تھا - موٹریں اور گاڑیاں بکثرت موجود تھیں - مولوی صاحب نے وہاں پہنچ کر بہت کوشش کی اور آریوں کو بحث مباحثہ کے لئے للکارا مگر اس نقار خانہ میں ان کی کون سنتا - نظیر خانصاحب نمبردار سانڈھن کی ہمت بھی قابل داد ہے - کہ انہوں نے ایکدفعہ تو سب اشدھ ہونے والوں کو اپنی طرف پھیر لیا تھا - مگر چالنی گنج کے ایک زمیندار ڈونگر نام کہ جسکو آریوں نے ۵۰۰ سو روپیہ اس کام کو پورا کرا دینے کے لئے دیا ہوا تھا - نظیر خانصاحب کو ایکطرف پکڑ کر لے گیا - اور منت سماجت کرنے لگ گیا کہ شدھی وغیرہ کچھ بھی نہیں - ہم تو آپ کے بھائی ہیں - صرف ایک ان کے لئے روپیہ ہضم کر لینے دو - اور دوسری طرف ایک بدمعاش نے نظیر خانصاحب سے لوگوں کو بدظن کرنے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا - کہ یہ تو گائے کا گوشت کھاتا ہے - اس لئے یہ تمہاری برادری سے نکل گیا ہوا ہے - اور یہ تنخواہ لیکر کام کرتا ہے - اور اس طرح دھوکا دیکر ان کو راضی کر لیا - اس کے بعد مولوی فیروز دین صاحب نے جب ان چار پانچ اشدھ ہونے والوں کو سمجھایا تو انہوں نے اسیوقت اپنے زنار توڑ کر پھینکدئے - اشدھ ہونے والوں کی تعداد یہاں ۵۰ کے قریب تھی -

ایک عورت کی بہادری

ایک عورت نے اس موقعہ پر بڑی بہادری دکھائی کہ اپنی ساری برادری کے مرتد ہو جانے کے باوجود وہ اسلام پر قائم رہی اور اس نے نہایت جرأت کے ساتھ للکار کر آریوں کو کہدیا کہ اگر میرا بس چلتا تو میں ابھی تمکو مزا دکھا کر خود شہید ہو جاتی - میں ایک خدا کو ماننے والی تم مردودوں کی باتوں میں آتی ہوں -

اس کے بعد مولوی فیروز دین صاحب نے وہاں لوگوں کو جمع کر کے جمعہ پڑھایا - مگر چند بدمعاش آریوں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھکر ان کی حرکات کا مضحکہ اڑایا - کہ جس پر ایک مسلمان کو بھی طیش آگیا - اور دونوں طرف سے لاٹھیاں اٹھ کھڑی ہوئیں - مگر پولیس کے درمیان پڑ جانے کیوجہ سے فساد ہوتے ہوتے رک گیا -

اس قوم میں چونکہ تعلیم نام تک کو بھی نہیں اس لئے اس کے اکثر حصہ کا سنبھلنا بہت مشکل نظر آتا ہے - اور آریہ و ہندو اسوقت روپیہ بے دریغ خرچ کر رہے ہیں اور یہ لوگ ہیں بھی بھوکے اس لئے وعظ و نصیحت مشتغل علاقہ میں کچھ کام نہیں کرتی - صرف رائے بہا والوں کو آریوں نے ۲۵۰۰ روپیہ دیا ہے - اب موضع لڑونا اور کھڈوائی کی اشدھی کی خبر ہے کھڈوائی کے نمبردار گنگا سنگھ نے روپیہ لیلیا ہے - ان حالات کو دیکھکر طبیعت کو کئی دنوں سے بہت صدمہ ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے دیہات کہ جن پر ہمارے مرکز سانڈھن کا اثر پڑ سکتا تھا رک گئے ہیں - مگر اس قوم کی مفلسی اور لامذہبیت اور آریوں کے بیدریغ روپیہ خرچ کرنے کو دیکھکر طبیعت میں بڑی بیکلی ہے - اللہ تعالٰے ہی ہے کہ اس سیلاب کو روک کر مسلمانوں کو بچا سکے - میں مرکز میں اس لئے موجود ہوں کہ کہیں یہاں بھی یہ زہر نہ پھیل جائے - ورنہ یہ کل کی کل قوم ہاتھ سے نکل جائے گی -

اخبار احمدیہ

برادر شیخ عبد الحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں - آجکل دہلی میں محمودیوں کا جلسہ ہے - جلسہ کی تیاری تقریباً ایک ماہ سے جاری رہی - ہم نے بھی موقع محل کو دیکھ کر "ایک کھلی چٹھی بنام جماعت محمودیہ" شائع کر دی - اس میں ہم نے ان کے عقاید کا مختصر ذکر کیا - اور مباحثہ کے لئے للکارا مگر محمودیوں میں ہمت و طاقت کہاں - انہوں نے بالکل جھوٹے طور پر حضرت امیر اور دیگر بزرگوں پر جھوٹ کا طومار باندھ دیا کہ مسلمان لوگوں ہوشیار ہو جاؤ - لاہوری احمدی فریق تم کو کافر جانتا ہے - اور ان کا پریذیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب ایم اے میرزا صاحب کو نبی - ہمارے ہر دو عقیدے نہیں اس لئے ہم لاہوری جماعت کے ساتھ مباحثہ نہیں کرینگے - اور ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے جب اس قسم کی رپورٹیں مجھے موصول ہوئیں تو پھر میں نے خاموش رہنا گناہ سمجھا اور ایک لمبا چوڑا اشتہار محمودی لوگوں کے عقاید اور ان کا مباحثہ سے فرار شائع کر دیا - دہلی میں وہ اشتہار بہت مقبول ہوا -

پہلی کامیابی تو یہ ہوئی کہ دہلی میں تقریباً سب جماعتوں اور نامی گرامی علماء نے محمودیوں کو کہا کہ پہلے تم مولوی عبد الحق سے گفتگو کرو اگر وہ آپ کی تسلی نہ کر سکیں تو پھر ہم آجائینگے - محمودیوں کو پتہ لگ گیا ہے کہ لاہوری احمدی جماعت کی تو لیت تو دہلی میں بڑھتی جاتی ہے باوجود علماء کے کہنے کے پھر بھی اس گروہ نے ہمارے ساتھ مباحثہ منظور نہ کیا - گذشتہ رات حافظ روشن علی محمودی نے فتوے کفر کا جواب دیا - اتفاقاً میں جلسہ میں چلا گیا - حافظ روشن علی کی دو گھنٹہ کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ مسلمانو! ہمارے عقاید اہلسنت والجماعت کے ہیں - ہم نہ تو حضرت میرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور نہ ہی کلمہ گوؤں کو کافر کہتے ہیں - اور نہ ہی میرزا صاحب کے اپنے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ اسمہ احمد والی آیت کے مصداق ہیں - یہ بہتان ہے - اور ہم کس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا - یا میرزا صاحب رسول خدا کے برابر ہیں - وغیرہ وغیرہ اور دوران تقریر میں کہا کہ لاہوری جماعت جو احمدی جماعت نہیں وہ ہم کو خواہ مخواہ بدنام کر رہی ہے - اور علماء پر کتنا افسوس ہے کہ انہوں نے عبد الحق کذاب کی باتوں کا یقین کر لیا - اگر علماء نے تحقیق مذہبی سے کام نہیں لیا تو وہ ہم پر ان الزامات کو ثابت کریں - وغیرہ وغیرہ

میں نے اس وقت مجمع میں کھڑے ہو کر کہا کہ مسلمان بھائیو! آج محمودیوں کے کفر و اسلام کا فیصلہ ہو گیا - اور خدا کا شکر ہے کہ بہت اچھا فیصلہ ہوا - اگر روشن علی کذاب نہیں اور بانی قادیانی علماء دہلی میں محض روٹی کمانے نہیں آئے - تو اب ان کو مجھے وقت دینا ہوگا - گو مجمع دو ڈھائی صد آدمی کا تھا - بس میرا اتنا کہنا کہ محمودی چیخ اٹھے - ہم آپ کی بات نہیں سنینگے - بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ اسکے جواب میں مسلمانان دہلی نے کہا کہ ہم سنینگے اور ضرور سنینگے اور کوئی شخص مولوی عبد الحق صاحب کی تقریر کو روک نہیں سکتا - اس پر سید ولی اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ تقریر کے خاتمہ پر آپ کو وقت دیا جائے گا - اب حافظ صاحب نے ظل - بروز اور مجاز کے لفظ کہنے شروع کر دئے - بہرحال جب تقریر ختم ہوئی تو محمودیوں نے کہا کہ صاحبان! تقریر کے خاتمہ پر صرف علماء کو وقت دیا جاتا ہے جبکہ یہ چونکہ عالم نہیں اسلئے ہم خلاف پروگرام عمل نہیں کریں گے - لوگوں نے اسوقت کہا کہ تم بہت بڑے جھوٹے ہو ..... ابھی تمہارے صدر نے مولوی عبد الحق کو وقت دینے کے لئے کہا - اور ابھی تم کہتے ہو کہ وقت نہ دیا جائے گا - مسلمانوں! کوئی نہ جائے - ہم مولوی عبد الحق کا جواب سنینگے - غرض جب یہ حالت دیکھی تو ایک گھنٹہ بہت بڑی شرائط کے ماتحت پانچ پانچ منٹ سوال و جواب کے لئے تجویز ہوئے - میں نے تقریر میں کہا -

صاحبان! محمودیوں کی دورنگی کو آپ لوگوں نے دیکھ لیا یہ بیچارے بھی سچے ہیں - بیشک حضرت میرزا صاحب کے یہ عقاید نہ تھے کہ وہ نبی ہیں یا نبی کریم سے افضل ہیں یا اسمہ احمد کے وہ مصداق ہیں - یا کلمہ گو کافر ہیں یا مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا - اور اب تو آپ لوگوں کو خود محمودیوں کی زبان سے سن کر یقین آگیا ہوگا - لیکن میاں محمود احمد صاحب کے عقاید یہ نہیں چنانچہ میاں صاحب ممدوح انوار خلافت میں اسمہ احمد کے لئے دنیا جہان کے عالموں کو چیلنج دے چکے تھے - حقیقت الرویا صفحہ ۴۶ پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ جانا لکھا ہے - ذکر الٰہی صفحہ ۱۹ پر میرزا صاحب کو رسول خدا کے برابر مانا ہے انوار خلافت صفحہ ۲۱ پر میرزا صاحب کو نبی مانا ہے - پانچ منٹ میں نے تقریر کی اور پھر وقت ہو گیا -

جواب حافظ روشن علی سے کیا بنتا تھا - لگے تاویلات کرنے کہ میاں صاحب کی مراد یہ ہے وہ ہے - میں نے جواب میں کہا کہ لو فتوے کفر کل تم سے اٹھ جاتا ہے - بشرطیکہ تم ایک تحریر دیدو کہ آج سے آپ لوگوں کے عقاید یہ کیا تھا - پھر کیا تھا مسلمان بھائیوں کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی - اور محمودیوں کے کذب صریح کو اپنی آنکھوں ملاحظہ کر لیا - یہ مورخہ ۲ر مارچ کی کارروائی ہے -

سب سے بڑھ کر مجھے جو خوشی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو سمجھ آرہی ہے کہ فی الحقیقت حضرت میرزا صاحب نے دعوی نبوت نہیں کیا - چنانچہ اور .... پنڈت رامچندر صاحب کا مباحثہ محمودیوں کے ساتھ "نبوت میرزا بروئے تحریرات میرزا" ہے محمودی انکار کر رہے ہیں لیکن پنڈت رامچندر صاحب اڑے ہوئے ہیں کہ ہم تو مباحثہ اسی امر پر کریں گے - دیکھئے محمودیوں کی منت و سماجت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے - باقی پھر

خاکسار عبد الحق

سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی

ناظرین کرام

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

براہ کرم اپنا اپنا بقایا چندہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پتہ پر بھیجکر ممنون فرمائیں - اخبار بقایاداروں کی عنایت سے بہت مقروض ہے - اور اب وقت ہے کہ ہمارے احباب بقایا کی رقم مرحمت فرما کر اخبار کو مزید نقصان سے بچائیں - پیغام صلح حقیقی معنوں میں قومی اخبار ہے مگر اس کی آمدنی کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں

خلافت النبی اور اہل تشیع

چند دن ہوئے ایک صاحب ضلع ہوشیارپور سے کسی شیعہ کا لکھا ہوا ایک پرچہ لیکر آئے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے استدعا کی کہ اس کا جواب کسی سے لکھوایا جائے۔ حضرت موصوف نے خاکسار کو اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی۔ اس ناچیز نے جو کچھ لکھ کر دیا۔ اس کا ایک حصہ ناظرین کے تفنن طبع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ دوسرا حصہ جو اس سے زیادہ دلچسپ ہے۔ اور جس میں خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم پر شیعی مطاعن کا رد خود ان ہی کی کتابوں سے کیا گیا ہے۔ نقل نہ ہو سکا۔ اور جس شخص کے لئے یہ مضمون لکھا گیا تھا۔ اس نے باوجود وعدہ اور یاد دہانی کے آج تک اس کی نقل نہیں بھیجی۔

خاکسار دوست محمد

مکرمی! آپ کا پرچہ نمبر ۲ دیکھ کر میری حیرت و استعجاب کی کوئی حد باقی نہیں رہی۔ کہ ہماری بحث جن دو امور پر ہے وہ یہ ہیں

(۱) مسئلہ ایمان اصحاب ثلثہ

(۲) استحقاق خلافت نبوی

ان پر اسقدر طولانی تحریرات؟ حالانکہ ان امور کا فیصلہ اگر احقاق حق مدنظر ہوتا۔ محض دو ایک اصولی باتوں سے ہو سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ دیا ہے آیا خلفائے راشدین یا اصحاب ثلثہ کے ساتھ وہ پورا ہوا یا نہیں

آیت استخلاف اور امام مہدی

آپ نے پہلے تو اس بات سے انکار کیا ہے کہ اس میں خلافت النبی کا وعدہ ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ

"اس آیت میں کوئی دلیل یا کوئی قرینہ داخلہ یا خارجہ ایسا نہیں کہ جس سے اس میں استخلاف کے معنے خلافت یا نیابت النبی کے کئے جاویں"

اس کے متعلق آپ نے بعض دلائل بھی دئے ہیں۔ جن کا جواب آگے چل کر ایک ایک کر کے عرض کروں گا۔ لیکن آگے چلکر آپ نے خود بھی اس سے خلافت النبی کے معنے ہی مراد لئے ہیں کیونکہ صاف لکھا ہے کہ

"جو وعدہ اس میں مذکور ہے بالقطع والیقین سب اپنے وقت پر بہ زمانہ رجعت پورا ہوگا"

سوال یہ ہے کہ امام مہدی جن کی رجعت کے آپ منتظر ہیں اور سینکڑوں سالوں سے منتظر چلے آتے ہیں۔ اور قیامت تک چلے جاینگے خلیفۃ النبی ہیں یا کہ نہیں۔ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہیں۔ کیونکہ فرمایا ہے۔

"بعد از حضور رسالت مآب صلعم جو خلفائے برحق ہیں وہی بارہ خلیفہ ہیں جن کا تیرھواں نہیں اور نہ بارہ کے گیارہ ہو سکتے ہیں۔ اول ان کا علی ابن ابی طالب ہے اور آخر مہدی آخرالزمان"

تو گویا اس میں آیت استخلاف سے آپ بھی خلافت النبی مراد لیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ایک طرف انکار ہے اور دوسری طرف اقرار جب ابوبکر، عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم جیسے خلفائے راشدین کی خلافت کا ذکر ہو تو آیت استخلاف سے آپ کو کوئی داخلی و خارجی قرینہ خلافت النبی کے معنوں کی تائید میں نہیں ملتا۔ لیکن وہی معنی امام مہدی کے لئے نکل آتے ہیں۔ آخر جب آپ نے صاف طور پر اس سے انکار کیا ہے کہ "اس آیت میں کوئی دلیل یا کوئی قرینہ داخلہ یا خارجہ ایسا نہیں کہ جس سے اس میں استخلاف کے معنے خلافت یا نیابت النبی کے کئے جاویں" تو زمانہ رجعت میں اس میں خلافت یا نیابت النبی کے معنے کیونکر پیدا ہو جائینگے۔ فافہم وتدبر

خلافت منصوص ہے نہ کہ خلیفہ

ہاں! آپ نے جو دلائل خلافت یا نیابت النبی کے معنوں کے خلاف دئے ہیں۔ وہ بھی قابل غور ہیں۔

(۱) بڑا زور آپ نے اس بات پر دیا ہے کہ اگر آیت استخلاف سے خلافت النبی کے معنے لئے جائیں تو پھر اجماع جو شیعہ جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر ہوا باطل ہے کیونکہ نص کے بالمقابل اجماع کیسا۔

اس کے تعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک اس میں اگرچہ خلافت کا وعدہ ہے لیکن خلفاء کا کوئی تشخص اور تعین اس میں نہیں۔ یہ ایک وعدہ ہے جملہ مومنین اور اعمال صالحہ کرنے والے سے ان کو خلافت دی جائے گی۔ چنانچہ ان کو حکومت ملی۔ اور اس حکومت کے نظام کے لئے انہوں نے جس کو اپنے نزدیک اہل سمجھا اسے اپنا امیر قرار دیا۔ ضروری نہ تھا کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہو یہ تو ہمارا اپنا کام ہے۔ خلافت کا وعدہ کل قوم کے ساتھ ہے۔ اور وہ ساری قوم کے ساتھ پورا ہوا۔ گویا ہمارے نزدیک خلافت منصوص ہے نہ کہ خلیفہ۔

خلفائے اثنا عشریہ کس نص کے ماتحت ہیں؟

لیکن آپ کا مذہب یہ ہے کہ

"خلیفہ وہی ہے جو منصوص من اللہ ہو"

اور اپنے بارہ خلفاء کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ

"ذکر ان کا تمام کتب سماویہ اور احادیث نبویہ میں کثرت سے آچکا ہے"

میں آپ سے ملتمس ہوں اور کتب سماویہ کو تو ایک طرف رکھئے آپ براہ کرم صرف قرآن کریم ہی سے علی ابن ابی طالب سے لیکر مہدی آخرالزمان تک اپنے بارہ خلفاء کے اسمائے گرامی دکھا دیجئے جس طرح آپ نے آدم، ابراہیم، داؤد اور ہارون کے نام پیش کئے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کیا۔

مجھے حیرت ہے کہ آپ نے دعوے تو اتنا بڑا کر دیا کہ تمام کتب سماویہ میں آپ کے بارہ خلفاء کا ذکر ہے۔ اور حوالہ ایک کا بھی نہ دیا۔ کم از کم ایک ہی آیت قرآن کریم سے پیش کی ہوتی۔ امام مہدی ہی کا نام اس میں دکھایا ہوتا۔ اور ثابت کیا ہوتا کہ جناب علیؓ فلاں آیت قرآنی کی رو سے خلیفہ ہیں۔ احادیث اور روایات تو آپ نے بہت لکھدیں۔ کاش قرآن کریم کی بھی ایک آیت لکھتے۔ ایسی ہی بلکہ اس سے صاف کھلی شہادتیں میں بھی آپ کی کتابوں سے اصحاب ثلثہ کے ایمان اور صدق کے متعلق پیش کر سکتا ہوں اور کروں گا۔ بلکہ قرآن کریم سے ان کا مقرب بارگاہ الٰہی ہونا ثابت کروں گا۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ نے دعوے کرنے کے باوجود قرآن کریم کی طرف رخ تک نہیں کیا۔

خلافت کا وعدہ مسلمان قوم سے ہے نہ افراد سے

(۲) ایک اعتراض آپ نے یہ بھی کیا تھا کہ استخلاف کا وعدہ ہر ایک مومن کے ساتھ ہے۔ اور جس کو خلافت نہیں ملی وہ مومن صالح نہیں رہا۔ اس کا جواب بھی قبل ازیں دے آیا ہوں کہ خلافت کا وعدہ کل مسلمان قوم کے ساتھ ہے۔ افراد کے ساتھ نہیں۔ جب مسلمانوں کو حکومت ملی تو ساری قوم حکمران کہلائی۔ کوئی اس سے باہر نہ رہا۔ لیکن اگر یہ معنے آپ کے نزدیک قابل تسلیم نہیں تو میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ جب بوقت رجعت امام مہدیؑ یہ وعدہ پورا ہوگا تو کیا امام موصوف کے سوا باقی تمام مسلمان صالح نہ ہوں گے؟ کیونکہ خلیفہ تو ایک امام مہدی ہی ہونگے اور وعدہ خلافت آپ کے نزدیک ہر ایک مسلمان صالح کے ساتھ ہے۔ پس یا تو کہو کہ امام مہدی کے علاوہ مسلمان غیر مومن اور غیر صالح ہونگے اور یا سب کو ہی مسند خلافت پر بٹھاؤ۔ آخری صورت میں امام مہدی نامعلوم کس پر حکومت کریں گے۔ اور باقی مسلمان کس کے جانشین قرار پائینگے جب آپ کے نزدیک کوئی کافر بھی دنیا میں نہ رہیگا۔

تمکین دین سے مراد

(۳) تیسرا اعتراض آپ کا یہ ہے کہ خلافت کے نشانات تمکین دین اور تبدیل خوف بہ امن ہے اور حالت یہ ہے کہ کفر بازار آج تک ہے اور خود حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو بھی جام شہادت پینا پڑا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے آپ نے تمکین دین کے یہ معنے کر لئے کہ کفر تمام کا تمام نیست نابود ہو جائے گا۔ قرآن کریم کی آیات کے معنے ہمیں وہ نہیں کرنے چاہئیں جو دوسری آیات کے صریح خلاف ہوں بلکہ ہمیشہ آیات کے معنے وہ کرنے چاہئیں۔ جو دوسری آیات کے مطابق ہوں اب وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کے جو معنے آپ نے کئے ہیں وہ نصوص قرآنیہ کے قطعاً خلاف ہیں۔ اگر ایسا ہونا ہوتا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی ایسا ہو جاتا کہ کفر کا نام و نشان مٹ جاتا۔ اگر خود زمانہ نبوت میں ہی یہ نہیں ہوا تو خلافت سے یہ توقع رکھنا باطل نہیں تو کیا ہے؟

اگر یہ مان لیا جائے کہ خلافت کے ذریعہ سے کفر و شرک بالکل نیست و نابود ہو جائے گا۔ اور سوائے توحید الٰہی کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔ تو قرآن کریم اسکے خلاف شہادت دیتا ہے کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ط

تمہارے متبعین کو تمہارے کافروں پر میں غلبہ دوں گا۔ جس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک یہود کا وجود بھی باقی رہیگا۔ اور نصاریٰ کا بھی۔ پھر یہود و نصاریٰ کے متعلق فرماتا ہے۔ وَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ ان دونوں اقوام کے درمیان ہم نے قیامت تک کے لئے عداوت اور بغض ڈالدیا۔ حالانکہ جب وہ مسلمان ہو جائینگے اور امام مہدی کے جھنڈے ایک ہی خدا کے عبادت کرنیوالا ہوں گے تو پھر بغض و عداوت کے کیا معنے وہ تو بھائی بھائی ہوں گے۔ پھر خود اسلام کے متعلق فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط آپ نے بھی اس آیت کو پیش کیا ہے۔ اور رجعت امام مہدی کے لئے اس کو قرار دیا ہے۔ پس آپ ہی فرمائیے کہ اگر اس وقت تمام کے تمام دوسرے ادیان مٹ جائینگے اور صرف اسلام ہی اسلام باقی رہ جائے گا۔ تو اظہار دین کس پر ہوگا۔ دین کا غلبہ تو چاہتا ہے کہ دوسرے ادیان موجود ہوں جن کے اوپر اسلام غالب ہو۔ خواہ وہ غلبہ ظاہری اقتدار کے رنگ میں ہو یا دلائل کے ذریعہ سے۔ لیکن بہر حال دوسرے ادیان کا ہونا ضروری ٹھہرتا ہے۔ پس آپ کا یہ فرمانا کہ آیت استخلاف سے خلافت مراد لی جائے۔ تو لازم آتا ہے کہ کفر و شرک دنیا میں باقی نہ رہے۔ اور کہ امام مہدی کے وقت میں ایسا ہوگا مندرجہ بالا نصوص صریحہ قرآنیہ کے بالکل برخلاف ہے۔

حضرت علیؓ اور تمکین دین

بھلا آپ ہی فرمائیے کہ آپ جو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل قرار دیتے ہیں تو کیا ان کے وقت میں کفر و شرک قطعاً مٹ گیا تھا۔ کیا وہ تمام کرہ ارض پر حکمران تھے۔ اب تک بھی دنیا کا کثیر حصہ بلکہ مسلمانوں کا بھی ایک گروہ انکو خلیفہ ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر کس طرح اور کس منہ سے آپ ایسے معنے کرتے ہیں جو بظاہر اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم پر اعتراضات ہیں لیکن در باطن جناب علی رضی اللہ عنہ پر ایک نہایت کمینہ حملہ ہے۔ محبت اہلبیت کا دم بھرتے ہوئے اس قسم کے حملے اپنی ہی مسلمہ خلیفہ اور اہلبیت، نبوی پر کرنے نہ معلوم کہاں تک روا ہیں۔ یہی صورت وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا میں ہے کہ اصحاب ثلثہ کے عہد میں تو پھر بھی امن قائم تھا۔ چند نالائق شریر ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی جان پر حملے کئے اور جن کے پکڑوانے میں اگر حامیان صحابہ کے اعتراض کو صحیح مانا جائے تو جناب علیؓ نے لیت و لعل سے کام لیا تو یہ اس سے ان کی خلافت میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں جناب علیؓ کا زمانہ جس قسم کا گذرا۔ جس قسم کا خوف ان کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے تمام عہد خلافت میں رہا۔ اور جنگوں پر جنگیں اور بدامنی ہی بدامنی رہی۔ اس نے اہل تشیع کو بہت سی مشکلات میں ڈال رکھا ہے۔ آپ اپنی قوم پر احسان کیجئے اور جناب علیؓ کی خلافت کو ان مشکلات سے باہر نکالئے۔

(۴) يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کے متعلق بھی آپ نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا جواب اوپر ہو چکا ہے کہ کل دنیا جہان کا توحید الٰہی پر جمع ہونا نصوص قرآنیہ کے بالکل خلاف ہے۔ اور سب سے پہلے حضرت علیؓ کی خلافت انہی معنوں کی رو سے ثابت کریں

الارض سے مراد

(۵) الارض سے اگر کل ارض مراد لیجائے تو سب سے پہلے آپ ہی کو جناب علیؓ کو کل روئے زمین کا خلیفہ ثابت کرنا ہوگا۔ روئے زمین تو ایک طرف وہاں تو ارض شام بھی جو اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے قبضہ میں تھا اور جس کے متعلق قرآن کریم میں وعدہ تھا۔ إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ جناب علیؓ کے ہاتھ نہ آئی پس کس طرح آپ ان کا تمام روئے زمین پر خلیفہ ہونا ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ نے بیشک یہ کہا ہے کہ آیت استخلاف کا وعدہ رجعت کے وقت پورا ہوگا لیکن یہ تو فرما دیتے کہ جناب علیؓ اور باقی دس اماموں کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ اگر ہے تو اس کو اپنے ہی معانی کی روشنی میں جناب علیؓ پر چسپاں کر کے دکھائیے اور اگر نہیں تو کسی دوسری آیت کا نام بنام اور سب کا خلفاء منصوص ہونا قرآن سے ثابت کیجئے جیسا کہ اوپر مطالبہ کیا جا چکا ہے۔

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(۶) آپ نے سوال کیا ہے کہ کما استخلف الذین من قبلہم میں کن

کا ذکر ہے وہ کون تھے اور آیا وہ اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے یا کس طرح پر۔ اس پر قرآن کریم نے جو دوسری جگہ روشنی ڈالی ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔ یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا ط اے قوم! اللہ تعالےٰ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاء پیدا کئے۔ اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ دیکھئے یہاں کس قدر صفائی سے بتا دیا کہ خلافت یعنی مملکت خاص نہیں ہوتی بلکہ اقوام کے لئے ہوتی ہے۔ انبیاء اللہ تعالےٰ خاص خاص افراد کو بناتا ہے لیکن ملک یا خلافت تمام قوم کو دیتا ہے جیسا کہ ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ آپ جو آدم۔ ہارون۔ داؤد علیہم السلام کے خلیفہ بنائے جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہاں خلافت سے مراد نبوت ہے۔ ورنہ آپ نے جو خلافت کے معنے "جانشین اور پس آئندگی" کئے ہیں وہ ان پر منطبق نہیں ہوتے۔ آپ کو آپ کس کا جانشین قرار دیں گے۔ ہارونؑ اور داؤدؑ کو کس کا پس آئندہ۔ ہارون کو حضرت موسیٰؑ کی موجودگی میں۔ پس وہ پس آئندہ نہیں ہو سکتے۔ وہاں تو حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ کے لئے دعا کرتے ہیں وَاَشۡرِکۡہُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ

جہاں تک مسئلہ خلافت النبی کا تعلق ہے۔ میں بحث کو محدود کو محدود کر کے کسی نتیجہ پر پہنچانے کے لئے فی الحال آپ کے اعتراضات کے ان جوابات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اور ان ضمنی باتوں کو نہیں چھیڑتا جو اجماع اہل السقیفہ وغیرہ کے متعلق ہیں۔ جس وقت آیت استخلاف یا کسی اور آیت سے جو آپ پیش کریں خلافت النبی ثابت ہو جائے۔ اس وقت یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو بھی اس کے مطابق ثابت کر دوں گا۔ لیکن سب سے پہلے بنیاد کا فیصلہ ہونا چاہیئے جب بنیاد ہی نہیں تو اس پر عمارت کیسی؟

مراسلات

جہلم میں قادیانی مبلغ

اخبار الفضل مورخہ یکم مارچ ۲۳ء میں ایک مضمون زیر عنوان "جہلم میں غیر مبائعین سے گفتگو" مولوی جلال الدین صاحب شمس قادیانی مولوی فاضل کیطرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں فاضل مذکور نے میری رپورٹ مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۸ فروری ۲۳ء کا جواب دینے کی ناکام سعی فرمائی ہے۔ آغاز یوں کرتے ہیں:۔

"شہر جہلم میں تین احباب غیر مبائعین سے مبائعین میں شامل ہوئے۔ جن کی وجہ سے پیغام بلڈنگس لاہور میں تزلزل واقع ہوا"

عمارت محمودیہ میں تزلزل

مولوی صاحب اپنے گھر کی بات تو یونہی نگل گئے۔ پیغام بلڈنگس لاہور میں نہیں بلکہ آپ کی مزعومہ عمارت نبوت میں تزلزل پیدا ہو گیا تھا۔ جب آپ ہی کی جماعت کے پانچ چھ افراد آپ کی باطل عمارت کو ٹھکرا کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے اور کئی ایک رجوع کر رہے تھے۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا۔ کہ اصل عمارت نبوت کو تو اپنی آب سے رسول کریم صلعم نے مکمل کر دیا تو آج قادیان میں ایک نئی عمارت کی کیسی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ اس دھماکہ سے آپ کی کوٹھی کانپ گئی۔ اور یہی آپ کے جہلم میں ورود کی وجہ ہوئی ورنہ اس سے پہلے ہمیں آپ کا روئے منور جہلم میں دیکھنے کا شرف نہ ہوا آپ کو ضرورت ہوئی کہ اس خام عمارت کو پھر لیپ و پلستر اور ملمع کریں آپ نے اپنی من موہنے نقروں سے ان آموزوں کو مسحور کیا۔ چنانچہ مبائعین میں شامل ہونے والے احباب میں سے دو انہی مذکورہ بالا افراد سے ہیں۔ اور تیسرے بیچارے کو ہماری تبلیغی کوششوں نے چند ہی روز قبل غیر احمدیوں سے نکالا تھا۔ اور ابھی اُس کے دل سے آنے والے مسیح کی نبوت کا نقش محو نہ ہوا تھا۔ اور اسے امام الوقت حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا علم نہ تھا۔ کہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

"آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی" (توضیح مرام صفحہ ۹)

لہٰذا وہ جس غلطان میں تھا۔ اسی میں رہا۔ باقی کے افراد اسی طرح ہماری جماعت کے ساتھ ہیں چنانچہ خاکسار راقم بھی انہی میں سے ہے۔ اور جو دو احباب واپس لوٹے ہیں۔ وہ اپنی وجوہات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔

پھر تحریر فرمایا ہے:۔

"وہ بعد میں امیر القوم صاحب بھی وہاں جانے کی ٹھیرائی۔۔۔۔ چونکہ فاروقی زمانہ تھا۔ ہماری موجودگی میں کیسے جا سکتے تھے"

واہ رے فاروقی علم بردار۔ آپ کے لاہور کے اسٹیشن پر سے گذرنے کی خبر سن کر کہیں لاہور شہر بھی ویران نہ ہو گیا ہو۔ حضور کے جہلم تشریف لانے کے متعلق ہمیں تو کوئی اطلاع نہ آئی لیکن انہیں شاید فیضان دربار کی وجہ سے مراقبہ میں علم ہو گیا ہو یا خواب میں چونک پڑے ہوں کیونکہ حضرت امیر کا وجود انہیں خواب میں بھی پریشان کرتا ہے۔

نبی یا امام؟

میں نے جو حافظ روشن علی صاحب کے متعلق لکھا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود کو نبی نہیں بلکہ امام پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق جناب شمس صاحب جنہیں اپنی ذہانت اور فہم پر خاص ناز ہے یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں:۔

"ان دانشمندوں سے کوئی پوچھے۔ کیا امام نبی نہیں ہوتا؟"

قبلہ۔ میرا استدلال تو یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مجددین و اولیائے کرام کے زمرہ میں شامل شدہ پیش کیا گیا ہے۔ اور آپ کی نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ ورنہ ایک عیسائی کے جواب میں اپنے اور ان کے درمیان صرف یہ فرق بیان کرنا کہ ہم تمہارے سب نبیوں کو مانتے ہیں۔ اور تم ہمارے صرف ایک نبی کو نہیں مانتے۔ کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا آپ کا عقیدہ اور مشن عیسائیوں کو دو نبی (ایک آنحضرت صلعم دوسرے مسیح موعودؑ) منوانا ہے یا صرف ایک؟ اگر آپ ایک نبی منواتے ہیں۔ اور یہی فرق حافظ صاحب نے بتایا تھا۔ تو لازماً آپ نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کی نفی کر دی۔ اور پھر اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان فرق بتاتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم ان کے بارہ تیرہ اماموں کو مانتے ہیں وہ ہمارے ایک امام کو نہیں مانتے۔ کیا حضرت مرزا صاحب کو زمرہ انبیاء میں شامل شدہ پیش کرنا ہے۔ یا زمرہ اولیاء میں؟ کیونکہ پہلے امام تو سب اولیاء ہی ہوتے رہے۔ اگر مسیح موعودؑ زمرہ انبیاء میں داخل تھے تو یوں فرمانا چاہیئے تھا۔ کہ ہم ان کے سب نبیوں کو مانتے ہیں وہ ہمارے ایک نبی (حضرت مسیح موعودؑ) کو نہیں مانتے۔ اور اگر اسوقت لفظ امام سے مراد نبی تھی۔ جیسا کہ اب مولوی فاضل صاحب فرماتے ہیں۔ تو کیا ہم ان بارہ تیرہ گذشتہ اماموں کو بھی نبی سمجھ لیں جن کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کو بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح آپ کو اور مشکل پیش آئے گی کیونکہ پہلے تو عیسائی کو ایک نبی منواتے ہیں۔ پھر تیرہ چودہ منوانے پڑیں گے۔

آگے چلکر لکھا ہے:۔

"حضرت مسیح موعودؑ وامامکم منکم" کے ماتحت امام بھی تو ہیں" یعنی اس سے کوئی یہ سمجھے کہ گویا اس لفظ امام سے مراد نبی ہے حضرت مسیح موعودؑ تو اس سے محدث مراد لیتے رہے۔ جیسے فرمایا:۔

"آنے والے مسیح کو امتی کرکے پکارا ہے۔ جیسا امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارتاً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنیوالا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹)

پھر آگے چلکر حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵ کا حوالہ لکھا ہے۔ حالانکہ یہاں ہماری نبی کہلانے پر بحث نہیں۔ کہ مسیح موعودؑ نبی کہلا سکتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ بحث حضرت صاحب کے زمرہ انبیاء میں داخل ہونے پر ہے۔ کیونکہ ویسے تو ایک محدث بھی نبی کہلا سکتا ہے۔ جیسا حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز خدا تعالےٰ کیطرف سے اس امت کیطرف محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے" (توضیح مرام صفحہ ۱۸)

"غرض محدثیت دونوں رنگوں میں رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

مجمع میں تو آپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبیوں کے ساتھ پیش نہ کریں بلکہ سابقہ اماموں کیساتھ پیش کریں اور اس لفظ امام کا مفہوم نبی اپنے دل میں چھپا رکھیں تو کون انسان خدائی صفات رکھتا ہوگا جو آپ کے دل کی کیفیت معلوم کرنے۔ ہاں بے خبر لوگوں کو پھسلانے کا آپ نے اچھا طریقہ سوچا۔

رسول اللہ صلعم کی روشنی کا اثر

پھر لکھتے ہیں:۔

"اسی طرح مجھ پر الزام لگایا ہے۔ کہ میں نے گویا آنحضرت صلعم کی ہتک کی ہے" اور "کہ اس روشنی میں کمی آنے سے مراد آنحضرت کی ذات میں کمی آنے سے مراد آنحضرت کی ذات میں کمی آنا نہیں ہے"

مجھے یہاں اس امر پر بحث کرنا مقصود نہیں کہ آپ نے ضرور ایسا کہا۔ اور سامعین اس پر گواہ ہیں۔ لیکن چلو آپ کی یہ مراد نہ تھی تو ذٰلک الحمد للہ۔ میں بھی اس بحث کو چھوڑتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں۔ کہ آپ آئندہ اجرائے نبوت کے اشتیاق میں ایسے دلخراش اصول قائم نہ کریں گے۔ لیکن میرا اصل سوال اسی طرح قائم رہا کہ آپ کے ان بیانات سے بھی ضرورت نبوت متحقق نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب آپ نے تسلیم کر لیا کہ آنحضرت یعنے آنحضرت صلعم کا نور آپ کے زمانہ بعثت سے لیکر آج تک اسی آب و تاب سے قائم ہے۔ اور دنیا کے تمام مقاموں اور تمام زمانوں کے لئے یہی روشنی اکتفا کرتی ہے۔ تو پھر کونسی روشنی کی ضرورت باقی رہی ہاں اس نور کو حاصل کر کے آگے بے خبر لوگوں یا دل کے اندھوں کو پہنچانے والوں کی ضرورت رہی۔ اور یہ ضرورت آنحضرت کے زمانہ کے قریب آج کی نسبت زیادہ تھی۔ کیونکہ آج تو بیس کروڑ سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دل اس نور سے منور ہو چکے ہوئے ہیں۔ اور یہ کل فدایان رسول کا کرشمہ ہے۔ وہی جو اس نور کے کامل جاذب ہوئے یعنی صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین۔ حالانکہ آپ کی پیش کردہ آیت مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ الخ سے ضرورت نبوت کا سوال ہی نہ اٹھتا تھا۔ بلکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق یہ آیت فیصلہ کرتی ہے۔ کہ جو فرد بلا قید ضرورت زمانہ یا مقام اللہ اور رسول کی پیروی کرتا ہے۔ وہ نبی بن جاتا ہے۔ لیکن اکمل اور اتم طور پر اطاعت کرنیوالے تو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ آپ نے اپنی طرف سے ضرورت نبوت کی پخ لگا کر اپنے سابقہ فیصلہ کو گول مول کرنا چاہا۔ اب اصولی طور پر دیکھنا یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد کسی نئی روشنی کی ضرورت ہے۔ اسی روشنی کو آگے پہنچانے والوں کی۔ لازماً یہی ماننا پڑیگا۔ کہ دوسری قسم کے لوگوں کی ہی ضرورت ہے۔ اب حضرت مسیح موعود نے بھی کامل متابعت سے نور حاصل کر کے لوگوں کو پہنچایا۔ اور سابقین نے بھی۔ لیکن جب حضرت مرزا صاحب یہ کچھ کر کے زمرہ انبیاء میں قدم مار سکتے ہیں تو ان بیچارے سابقین نے کونسا قصور کیا وہ نبی کیوں نہ بن گئے۔ اور محض اولیاء اللہ ہی رہے۔ اگر مسیح موعودؑ نبی بن گئے تو یقیناً وہ بھی ویسے ہی نبی ہیں یعنی ظل رسول اور بروز رسول۔

فاضل مولویصاحب فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ میں نے حدیث بھی پیش کی تھی۔ کہ خیر القرون قرنی الخ (الحدیث) کہ تین صدیاں بہت اچھی ہیں۔ بعد میں جھوٹ پھیل جائیگا اور جیسے چودھویں رات کا چاند سب چاندوں سے بڑا ہوتا ہے اسی طرح چودھویں صدی کا مجدد بھی سب مجددوں سے بڑھکر آنحضرت کا بروز اور نبی ہے۔۔۔۔ اسیطرح آپ پر جتنا لمبا عرصہ گذرتا گیا دنیا میں ظلمت بڑھتی گئی۔ اسیقدر بڑے مصلح کی روشنی کی ضرورت پڑی"

اب اس سراج منیر کا نور اسی شان کے ساتھ قائم ہونے کے باوجود اس بڑھتی ہوئی ظلمت کا انسداد اللہ تعالےٰ نے کیا۔ یہی کہ اس کی اصلاح کے لئے مجددین اور مامورین کا سلسلہ اولیاء اللہ میں سے قائم کیا جو اس سراج منیر سے بحیثیت چاند روشنی حاصل کر کے لوگوں کے دلوں کو از سر نو جلا کرتے اور منور کر دیتے۔ یہی سلسلہ آجتک چلتا رہا۔ لیکن اب اگر نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو سمجھ آئی کہ ہم نے تو اس ظلمت کی اصلاح کے لئے سلسلہ مجددین قائم کیا تھا۔ لیکن ہم ناکام رہے۔ اور ظلمت بڑھتی ہی گئی۔ چلو آیندہ اس کام کے لئے نبی بھیج دیا کریں گے۔ اور جو اس سلسلہ میں پہلا نبی چنا وہ بھی ایسا کہ اللہ تعالےٰ اسے سترہ اٹھارہ سال تک کہتا رہا کہ ہم نے تم کو نبی بنا کر بھیجا۔ لیکن وہ اپنا ہی راگ الاپے جا رہا ہے۔ کہ نہیں میں تو اس امت میں محدث ہو کر آیا ہوں۔ بھائی کولھو کے بیل کیطرح خواہ کتنے ہی چکر کاٹیں۔ لیکن رہیں گے وہیں کے وہیں۔

(باقی آیندہ)

رسید زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ مری

۱۔ بابو عبد المجید صاحب کلرک ناردن کمانڈ مری

۲۔ بابو غلام رسول صاحب ہیڈ کلرک میڈیکل سیکشن ناردن کمانڈ

۳۔ بابو محمد اسحاق صاحب کلرک ناردن کمانڈ مری

۴۔ بابو خان محمد صاحب کلرک میڈیکل سیکشن ناردن کمانڈ مری

۵۔ بابو محمد رفیق صاحب سب ڈویژنل کلرک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی مری

۶۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب سینٹری انسپکٹر مری

۷۔ معل الدین احمد صاحب اوورسیر ملٹری ورکس ٹوپہ کوہ مری

۸۔ مولوی غلام ربانی صاحب کلرک ناردن کمانڈ مری

۹۔ بابو گل عباس صاحب ″ ″ ″ — ۶

۱۰۔ میاں محمد فاضل صاحب خلاصی ملٹری ورکس مری — ۴/

۱۱۔ مرزا حاکم بیگ صاحب ہیڈ کلرک انجینئر آفس ″ — ۶/

میزان چندہ ماہواری ۲۴ روپے

۱۲ - بابت قیمت قرآن کریم جلد دوم ۲ روپے

۱۳ - فضل الدین احمد سب اوورسیر ملٹری ورکس عطیہ ۶ آنے

۱۴ - قاضی صدیق احمد صاحب سب اوورسیر " ۵ آنے

۱۵ - بابو حاجی محمد صاحب سب اوورسیر ملٹری ورکس " ۶ آنے

۱۶ - بابو محمد فیروز صاحب سب ڈویژنل کلرک " ۸ آنے

میزان عطیہ قیمت قرآن کریم ۲ روپے ۱۰ آنے

احمدیہ بستی

جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احمدیہ کانفرنس اور جنرل کونسل نے احمدیہ بستی کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ اور آخر دسمبر تک جسقدر درخواستیں آچکی تھیں ان کے لئے قطعات نامزد بھی کر دیئے گئے۔ بعد میں مزید درخواستیں بھی آئیں۔ چنانچہ اسوقت تک اتنی درخواستیں آچکی ہیں کہ بقیہ قطعات ان کے لئے کافی نہیں۔ مگر بہت سے احباب نے ابتک قیمت نہیں بھیجی۔

مجوزہ اراضی بستی کے متصل ایک ٹکڑہ اور فروخت ہوتا ہے اگر یہ ٹکڑہ کسی ساہوکار نے خرید لیا تو ہمارے احباب ساکنین بستی کے لئے تکلیف کا موجب ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ ٹکڑہ فوراً خرید لیا جائے۔ مگر اس کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ لہذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ اراضی کے تقسیم کرنے میں ان اصحاب کو ترجیح دی جاوے جن کی قیمت وصول ہو چکی ہے۔ دوسرے اصحاب اس زمین میں سے ٹکڑے لے سکتے ہیں جو آئندہ خریدی جائے گی۔ اسطرح آٹھ نو کنال کی گنجائش نکل آتی ہے۔ اگر کوئی اور صاحب زمین لینے کی خواہش رکھتے ہوں تو فوراً درخواست مع قیمت اراضی بحساب دوسو روپے فی کنال ارسال فرمائیں۔ تاکہ ان کے لئے ٹکڑے نامزد کر دیئے جائیں کوئی صاحب دو کنال سے زیادہ اور ۲ امرلہ سے کم نہیں خرید سکتے۔

تمام درخواستیں اور روپیہ بنام جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

خاکسار

فقیر اللہ عفی عنہ سکرٹری انتظامیہ کمیٹی

احمدیہ بستی لاہور

اعلان فسخ بیعت

ایک سال سے کچھ اوپر عرصہ ہوا کہ مینے جماعت لاہور سے قطع تعلق کر کے میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کر لی تھی۔ میری بیعت کرنے کی وجہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی چند ایک تحریرات تھیں جن کو میں خیال کرتا تھا کہ میاں صاحب کا مذہب حضرت صاحب کی تحریرات کے مطابق ہے۔ لیکن میں اندرونی طور پر کشمکش میں ضرور رہتا تھا کیونکہ حضرت اقدس کی بہت سی تحریرات میاں صاحب کے عقاید کے مخالف بھی پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن مجھے جس خاص مقام پر ٹھوکر لگی ہوئی تھی جب تک اُسمیں میری پوری تشفی نہ ہوتی میں باقی تحریرات کو ٹالتا ہی رہا۔ لیکن اب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اور کچھ خود حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کی نظر عنایت سے میری پوری طور پر تشفی ہو گئی۔ اور مجھے سمجھ آ گیا کہ فی الحقیقت میں ایک غلطی میں مبتلا تھا۔ اور جماعت لاہور صحیح عقاید پر کھڑی ہے۔ لہذا مینے مناسب سمجھا کہ اپنی بیعت میاں صاحب کے فسخ ہونے کا بذریعہ اخبار پیغام صلح اعلان کرا دوں۔ کیونکہ میں انہیں عقاید میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف پاتا ہوں۔ اب میرا تعلق جماعت لاہور سے ہے۔ احباب میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے خدمت دین کا موقع دے۔

عبدالغنی کشمیری محلہ امام صاحب پسرور

حال وارد احمدیہ بلڈنگس لاہور ۶/۳/۲۳

تازہ خبریں

ہندوستان

مسلمانان ہندوستان کے امتحان کا نازک موقعہ

دہلی - ۸ مارچ - جھنبورنت کے مسلمان راجپوتوں کو آریہ سماج تبلیغ کر رہے ہیں۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو - جواہر لال نہرو۔ مسٹر داس اور پنڈت مالویہ تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہندو بن جاؤ۔ مسلمانوں کے ظلم کی غلط روایات نہایت بیباکی سے بیان کی جارہی ہیں۔ رشوت ستانی بھی عموماً استعمال میں لائی جا رہی ہیں۔ مسلمان مبلغین کو دیہات سے باہر نکالنے کے لئے بسا اوقات پولیس کی مدد لی جا رہی ہے۔ اور اکثر پولیس افسروں نے بھی ان پر دباؤ ڈالا ہوا ہے اگر رئیس زمینداروں نے بھی دباؤ ڈالا ہوا ہے کہ وہ بدتر ہو جائیں۔ بیان کیا جا رہا ہے کہ غالباً چلسانہ چوکی کے ایک سکھ سب انسپکٹر نے موضع اکران میں مسلمان مبلغین کے ہمراہ کا بد سلوکی کا اظہار کیا۔ آریہ سماج کے مبلغ موضع اٹارہ مین پور - فرخ آباد اور علی گڈھ میں کام کر رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ ریاست بھرتپور کے ہندو کارکنوں کو بہت مدد دی ہے۔ خلافت کمیٹی۔ جمعیتہ العلما۔ اور جمعیتہ العلما کی ان نازک حالات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ روپیہ اور کارکنوں کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ مشائخ کرام اور علماء عظام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مریدین سے اشاعت اسلام کے اہم کام کیلئے اور روپیہ جمع کرنے کی استدعا کریں۔ تمام امدادی رقوم معتمد مجلس نمائندگان تبلیغ آگرہ ضلع آگرہ کے نام بھیجی جائیں ضلع آگرہ میں تقریباً ۵۲۵ آدمیوں کو مسلمان بنایا گیا ہے۔

جمعیتہ العلماء ہند کی تازہ اپیل

اشاعت اسلام کیلئے روپیہ کی ضرورت

دہلی - ۸ مارچ - اے فرزندان اسلام! تمہارے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کو ہندو بنایا جا رہا ہے۔ آہ! اسلام کے سرسبز باغ کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اسلام اور اس کے خزانہ کو لوٹا جا رہا ہو۔ مگر تم ہنوز خواب غفلت میں سرشار ہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے دشمن کیا چاہتے ہیں کہ تمہارے سچے مذہب کی دھجیاں اڑا دیں اسلام کی عزت کو برقرار رکھنے کی غیرت تمہارے اندر سے کہاں چلی گئی خدا کے لئے اب اس خواب خرگوش سے آنکھیں کھولو۔

جمعیتہ العلماء ہند فتنہ ارتداد سے بچا کر تمہارے مسلمان بھائیوں کی عزت و ناموس کو بچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہی مگر مخالفین اسلام کے پاس کافی دولت ہے۔ اور تم سے زیادہ مذہب کا پاس رکھتے ہیں۔ سوامی شردھانند نے اپنے ہم قوموں سے ۵ لاکھ کی پہلی ہی اپیل کی ہے۔ اب تم خود ہی دیکھ لو جمعیت کو اس اہم مقصد کے لئے کسقدر رقوم درکار ہوں گی۔ خدا کے لئے موقعہ کی نزاکت کا خود ہی اندازہ کرو اور جمعیتہ العلماء کی اعانت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔

جمعیتہ نے اس مقصد کو دوسرے امور سے علیحدہ ایک مستقل کام قرار دے لیا ہے۔ اور جمعیت کی اس شاخ سے سیاسی سرگرمیوں کو کوئی دخل نہ ہوگا۔ اس کے حسابات بالکل علیحدہ رکھے جائیں گے اور فراہم شدہ رقوم کو اس مقصد پر خرچ کیا جائے گا۔ اب کوئی موقع نہیں کہ تم مزید انتظار کرو اور جس قدر روپیہ اسلام کی اشاعت کے لئے بھیج سکتے ہو جمعیت کے دفتر میں بھیجدو۔ اسلام ایمانداری کا مطالبہ تم سے کر رہا ہے۔

جمعیتہ العلما کو مذہبی کارکنوں کی ضرورت ہے

دہلی - ۸ - مارچ - مسلمان راجپوتوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لئے ایسے ہوشیار اور محنتی کارکنوں کی ضرورت ہے جن کے اخلاق شائستہ ہوں - اور اس سے پہلے اشاعت اسلام اور مذہبی مباحثوں کا تجربہ رکھتے ہوں - اور جاہل مسلمانوں کے روبرو اسلامی اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کر سکیں تاکہ راجپوتوں کے مفتون دیہاتوں میں انہیں کام کرنے کے لئے بھیجا جائے۔

دارالعلوم دیوبند کے مبلغین کی خدمات

دیوبند - ۸ مارچ - راجپوت مسلمانوں کے حسرتناک فتنہ ارتداد کے متعلق مولوی محمد اسحاق صاحب اعزازی معتمد شاخ آگرہ مجلس انسداد برگشتگان نے دارالعلوم کو اطلاع دی ہے کہ مبلغین موضع اکنورہ خورد ضلع آگرہ میں جہاں آریوں کا اجتماع تھا۔ بھیجے گئے - خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمان وہاں کامیاب ہوئے - دارالعلوم کی پرجوش خدمات مبلغین کی دوسری اطلاعات کے علاوہ ہم ان کی اس کامیابی اور خدمات ملی کا اعتراف کرتے ہیں۔ امید ہے کہ دارالعلوم کے دوسرے علماء کے وفود کو بھی عنقریب بھیجا جائے گا تاکہ اس فتنہ ارتداد کی مخالفت کر کے اسے روکیں تا کہ جو اصحاب ان کو برگشتہ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ان پر کسی طرح وار نہ کر سکیں۔

اسلامی خبریں

حکومت انگورہ کا اولوالعزمانہ اعلان

لندن ۸ مارچ - قسطنطنیہ ۷ مارچ - معلوم ہوتا ہے کہ آج حکومت انگورہ نے انتہا پسندوں پر جو معاہدہ صلح کی جوابی شرائط پر اعتراضات کر رہے تھے کامل فتح حاصل کر لی ہے - حکومت نے اس کے متعلق اپنے مؤیدین پیدا کر لئے ہیں - اور مباحثہ کو اعتبار کے ووٹ کے ساتھ ختم کر دیا ہے - جو غازی عصمت پاشا کے مدعیہ کو درست قرار دیتا ہے لہذا اب وہی حیثیت ہو گئی ہے جو لوزان کانفرنس ٹوٹتے وقت تھی اور حکومت کو آزادی حاصل ہے کہ اقتصادی دفعات کے متعلق گفت و شنید کرے یا اسے اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دے جب شرائط صلح پر دستخط کئے جائیں۔ قسطنطنیہ کے ترکی حلقوں میں جو ایک پرسکون تصفیہ کی توقع رکھتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سرکاری تجاویز بہت جلد معلوم ہو جائیں گی۔

مصری قوم پرستوں کا اہم اعلان

قاہرہ - ۸ - مارچ - وفد کے مرتبہ نمایندگان وفد نے اپنے ایک بیان کے دوران میں ظاہر کیا ہے کہ قاتلوں کو گرفتار نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وفد کے باقی ممبروں کو حلقہ بگوش کر لیا جائے۔ جنھوں نے ہمیشہ سے ظاہر کیا ہے۔ اور کرتے رہیں گے کہ مصر کا مطالبہ خون ریزی سے کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ قوم پرستوں کا جھنڈا اس کے کارکنوں کی گرفتاری سے نیچا نہیں ہو سکتا۔ کوئی بات نہیں۔ ایک آدمی کے چلے جانے

مسلمانان یورپ کی بہترین مفصل و مستند تاریخ

اخبار الاندلس

یہ بینظیر کتاب تین ضخیم جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد میں مسلمانوں کا ملک سپین فتح کرنا اور عروج پانا ہے۔ اس سے مسلمانوں کی عظمت و جلالت معلوم ہوتی ہے۔ دوسری جلد میں مسلمانان سسلی کی تاریخ اور مسلمانوں کی سلطنت کا یورپ سے خاتمہ ہے۔ اگر مسلمان درد دل رکھتے ہیں تو اپنے بھائیوں کے مصائب پر روئیں۔ اور آئندہ بربادی سے بچنے کا فکر کریں۔ تیسری جلد میں مسلمانان یورپ کی شرمناک حرکات وغیرہ ہیں۔ یہ واقعات کہیں اور نہیں مل سکتے۔ اسلامی اخباروں رسالوں نیز مقتدر اصحاب نے بہت اچھے ریویو کئے ہیں۔ کتاب کی خوبی بغیر ملاحظہ کئے نہیں معلوم ہو سکتی۔ پہلی جلد کی قیمت دس روپیہ بارہ آنہ۔ دوسری کی نو روپیہ چار آنہ تیسری باقساط شائع ہوگی تاکہ ہر شخص باسانی خرید سکے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ دونوں جلدوں کے یکمشت خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

المشتہر

معتمد ولی الرحمن ایم انصاری سب ایجنٹ ربانی روڈ لاہور

خطبہ جمعہ

مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۲۳ء

اذا وقعت الواقعۃ ..... الی ..... الا قیلاً سلماً سلماً

جب ایک ہو رہنے والی بات ہو جائیگی۔ اور اس کے ہو رہنے میں کوئی جھوٹ نہیں۔ کسی کو نیچے اور ذلیل کردے گی۔ اور کسیکو بلند اور اشرف۔ زمین بالکل ہل جائے گی۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کیطرح اڑ جائیں گے۔ تم اس وقت تین گروہ ہوگے۔ ایک وہ جو برکت والے ہیں۔ دوسرے بد قسمت تیسرا گروہ سابقون کا ہے۔ یہ خدا کے مقرب لوگ ہیں۔ اور یہی بہشتوں میں ہیں۔ پہلوں میں سے ایک بڑی جماعت۔ پچھلوں میں سے تھوڑے۔

قیامت تین قسم کی ہے

یہ سورت واقعہ کی ابتدائی آیات ہیں۔ اور ان میں کسی عظیم الشان امر کے واقعہ ہونے کا ذکر ہے۔ جس میں نیک ایکطرف ہو جائیں گے۔ اور بد ایک طرف۔ پھر ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا۔ جو نیکیوں میں سے سبقت لے گئے ہیں۔

عموماً ایسے واقعات کو قیامت کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم اور احادیث میں جن قیامتوں کا ذکر ہے۔ ان میں ایک وہی قیامت نہیں جب اس دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ یہ قیامت بھی بے شبہ آنے والی ہے۔ لیکن احادیث اور قرآن کریم میں دو اور قیامتوں کا بھی ذکر ہے ایک قیامت صغرےٰ ہے۔ اس کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔ من مات فقد قامت قیامتہ۔ ہر ایک شخص پر جب اس کی موت آتی ہے۔ تو اس کے عمل اپنا رنگ ظاہر کر دیتے ہیں۔ کہ اچھے لوگوں والے ہیں۔ یا برے لوگوں والے ہیں یہ اس کے لئے ایک چھوٹی قیامت ہے ایک قیامت وسطیٰ ہے۔ کہ جب ایک قوم اس قابل نہیں رہتی کہ دنیا میں وہ فائدہ کا موجب ہو۔ بلکہ بجائے فائدہ کے نقصان پہنچانے لگتی ہے عروج کی حالت میں پہنچکر اس عروج اور طاقت کے نشہ میں دنیا کے لئے موجب دکھ بنجاتی ہے۔ غریبوں پر ظلم ہونے لگتا ہے اور کمزوروں کے ساتھ بیرحمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ جو لوگ برسر حکومت ہیں انصاف سے انکو واسطہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی عیش پرستی میں وہ منہمک رہتے ہیں جب یہ حالت ایک قوم کی ہو جاتی ہے۔ تو اس کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی کئی اقوام کی تباہی کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ کہیں عاد کی قوم کے تباہ کرنے کا ذکر ہے۔ کہیں نوح کی۔ کہیں ثمود کی اور کہیں فرعون کی تباہی کو بیان کیا ہے۔ یہ قوم کی تباہی قیامت وسطیٰ کہلاتی ہے۔ لیکن لوگ عموماً بھی تاریخ ڈال دینے کے عادی ہیں۔ جہاں قرآن میں قیامت کا ذکر ہو بس اسکو قیامت کبرےٰ ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے مقامات ایسے ہیں۔ جہاں چھوٹی قیامتوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک جگہ فرمایا

یہاں ساعت سے مراد قیامت کی ساعت نہیں۔ بلکہ وہ گھڑی ہے جب کفار مکہ پر ہلاکت آگئی۔ نبی کریم صلعم نے خود اسکو اس واقعہ پر منطبق کیا ہے۔ جنگ بدر میں جب ایک بڑی بھاری جمعیت مکہ سے نبی کریم صلعم پر حملہ آور ہوئی۔ تو اسوقت نبی کریم صلعم ایک جھونپڑی میں سجدہ میں گر کر دیر تک دعائیں کرتے رہے۔ اور پھر جب اٹھے تو اسوقت آپ کی زبان پر یہی الفاظ تھے

گویا بتا دیا۔ کہ یہ وہی ساعت ہے۔ جب ان کی ہزیمت مقدر ہے۔ تو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ قیامت صغرےٰ کا ذکر بھی قرآن میں آتا ہے۔ اور قیامت وسطیٰ اور قیامت کبرےٰ کا بھی۔ گویا ایک شخص کی موت بھی ایک قیامت ہے ایک قوم کی ہلاکت بھی اس کی قیامت ہے۔ اور کل دنیا کی تباہی بھی قیامت ہی ہے۔

صحابہ پر قرآن مجید کا اثر

لیکن یہ اس قسم کے لفظ جو قرآن میں آتے ہیں۔ جن میں کسی ساعت کا ذکر ہے۔ ہم بھی آج ان کو سنتے ہیں۔ اور صحابہ کرام بھی ان کو سنتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں ایک آہنی میخ کی طرح یہ باتیں گڑ جاتی تھیں۔ قرآن کا ایک ایک لفظ انہیں حق اور صداقت نظر آتا تھا۔ اور وہ منتظر رہتے تھے۔ کہ کسوقت قرآن کی کوئی آیت پوری ہوتی ہے ہم سو دفعہ قرآن کو پڑھیں اور اسے اپنے پاس رکھیں لیکن اگر یہ یقین نہیں کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ اور وہ ہر وقت دیکھ رہا ہے تو اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ خدا کی ہستی کا کامل یقین پیدا ہونا یہ مذہب کی علت غائی ہے۔ جب نبی کریم صلعم اور صحابہ کی زندگیوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی ایک ایک حرکت میں خدا نظر آتا ہے۔ وہ بھی یہی پانچ نمازیں پڑھتے اور تیس روزے رکھتے تھے۔ جو ہم رکھتے ہیں۔ لیکن وہ یقین جو ان کے دلوں میں تھا وہ آج کہیں نظر نہیں آتا۔ الا ماشاء اللہ۔ ان کے حالات کو دیکھو۔ اگر گھر کے اندر بیوی کے پاس بھی ہیں۔ تو تب بھی خدا ان کے ساتھ ہے۔ آج اس کے الٹ نظارہ ہے۔ آج لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن انہیں خدا نظر نہیں آتا۔ گو ظاہر طور پر نمازوں میں جھک جاتے ہوں۔ لیکن دل نہیں جھکتے۔ صحابہ میں سے ایک شخص چھپ کر گناہ کرتا ہے جسکا کسی کو پتہ تک نہیں۔ لیکن وہ مجلس میں آکر کہتا ہے۔ یا رسول اللہ صلعم مجھ سے خطا سرزد ہو گئی۔ گناہ ہو گیا۔ یہ خدا کی ہستی پر ان کا کامل یقین تھا۔ انہیں معلوم تھا۔ کہ اگرچہ گناہ کے ارتکاب کے وقت کوئی ان کے پاس نہ تھا۔ لیکن پھر بھی خدا دیکھتا تھا۔ اگر خدا کی ہستی پر انسان کو یقین ہو۔ تو غلطیوں کا بہت جلد انسداد ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب کبھی کوئی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو نبی کریم صلعم کی خدمت میں دوڑے ہوئے آتے ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ بعض وقت ایک مرد اپنی بیوی کو غصہ میں آکر ماں کہہ دیتا تھا۔ اور پھر وہ نہ تو اسے طلاق دیکر الگ کر سکتا تھا۔ اور نہ اسے گھر میں بساتا تھا۔ اسلام نے تو ان سب باتوں کو منسوخ کیا ہے۔ لیکن عرب کے اسی دستور کے مطابق ایک شخص سے یہ حرکت ہو گئی۔ وہ بہت بڈھا آدمی تھا۔ اور اسوجہ سے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔ وہ کہیں اپنی بیوی کو ماں کہہ بیٹھا۔ اس بی بی کو بہت فکر ہوئی۔ کہ عیالدار ہے۔ اور بڑھاپے کا عالم ہے۔ کیا کرے گی۔ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ کہ آپ سے دریافت کرے۔ کہ کیا کرنا چاہئے یہ بھی کتنا پاس ہے۔ خدا کی عظمت کا۔ ورنہ گھر کے اندر میاں بیوی میں تکرار ہوئی تھی۔ کون دیکھنے والا تھا۔ دونوں پھر میاں بیوی کی طرح رہتے لیکن جانتے ہیں کہ خدا ان باتوں کو دیکھتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے جھگڑتی ہے۔ کہ یہ تو بڑا ظلم ہوگا۔ اگر محض اتنی بات سے علیحدگی ہو گئی۔ اسی وقت وحی ہوتی ہے۔ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا الخ اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے بارہ میں تجھ سے جھگڑتی ہے۔ عورت کی بات کیا سن لی۔ اس امت کو خوشخبری دیدی کہ وہ کمزور سے کمزور اور ضعیف سے ضعیف کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ اور بغیر کسی وسیلہ کے سنتا ہے۔ کیا عجیب بات ہے۔ خود رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک عورت جھگڑتی ہے۔ اور اس عورت کی بات کو اللہ تعالےٰ سن لیتا ہے۔ اور آخر اس عورت کے حق میں وحی نازل ہوتی ہے۔ ان واقعات کو کوئی نکالے۔ تو صاف معلوم ہوتا۔ کہ نبی کریم صلعم کی وحی کا سرچشمہ آپ کا دل نہ تھا۔ بلکہ وحی کو نیوالی کوئی اور ہستی ہے جو وراء الوراء ہے۔ اور باوجود اس کے وہاں ایک عورت کی شکایت بھی جا پہنچتی ہے۔

غرض صحابہ کی زندگیوں کو دیکھو۔ تو وہاں خدا تعالےٰ کا پورا رعب و جلال ان کے اوپر نظر آتا ہے۔ جب تک یہ نہ ہو۔ اسوقت تک مذہب محض ایک نام ہی جسکے اندر حقیقت کچھ نہیں۔ ان کے اندر حقیقت تھی۔ جس سے ان کی زندگی کا کوئی شعبہ خالی نہ تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صحابہ میں سے کسی کا جھوٹ بولنا ثابت نہیں۔ ہمارے محدثین جنہوں نے کسی ایک راوی کو بھی نہیں چھوڑا۔ یہانتک کہ اپنے باپوں کے بھی عیوب کو کھول کر رکھ دیا صحابہ کے متعلق انکی بالاتفاق شہادت ہے۔ کہ ان پر سے کسی پر جھوٹ کا الزام نہیں آسکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ایک صحابی تک کوئی روایت صحیح طور پر جا پہنچتی ہے۔ تو اسے صحیح اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہی سمجھا جاتا تھا

باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱ و ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۴ رجب ۱۳۴۱ھ | نمبر ۲۸

علمائے اسلام کی حالت

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

(۱)

فتنۂ ارتداد کی ہوش ربا اور اندوہناک خبروں سے کون مسلمان ہے جسکا دل پارہ پارہ نہ ہوتا ہوگا۔ ہم سب آج اس مصیبت عظمےٰ پر غمناک ہیں۔ لیکن مومن کی شان یہ ہے۔ کہ بڑی سے بڑی مصیبت پر بھی صبر سے کام لیتا ہے۔ اور تکلیف وعسرت کی گھڑیوں کا جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اسلام کی تمام تاریخ اس سبق کو دھراتی ہے۔ کہ جہاں اسلام پر مصائب کی گھٹائیں چھائیں۔ وہیں ابر رحمت کی بارش بھی ہوئی۔ اور وہ تاریک گھٹائیں بالآخر حق وصداقت نیاباریوں سے پاش پاش ہو گئیں ممکن ہے۔ کہ یہ فتنہ بھی کسی آیندہ فتح ونصرت کا پیش خیمہ ہو۔ اور ہمیں اس سے اپنے اعمال واقوال کے محاسبہ کا موقعہ ملے۔ کہ مصیبت کے وقت ہی ہم اپنے معائب پر ناقدانہ نظر ڈال سکتے ہیں اور اپنے نفس کا محاسبہ ہی کامیابی کی کلید ہے۔

قرون اولےٰ کے مسلمانوں کا شیوہ تھا کہ وہ ہر ایک آڑے وقت میں دعا واستقلال سے کام لیتے تھے۔ اور ہمیشہ اپنے اعمال وکردار کی جانچ پڑتال کرتے تھے۔ تاکہ پیش آمدہ حالات سے آیندہ کے لئے سبق سیکھے جائیں۔ اور تاریخ کو صحیح معنوں میں درس عبرت قرار دیا جائے چنانچہ قرآن مجید نے بھی اسی لئے پہلی قوموں کے قصے بیان کئے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے لئے موجب عبرت وسبق ہوں۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ ہمیں جو یہ بُرے دن دیکھنے پڑے ؟ وہ ہمارے کن اعمال وافعال کا نتیجہ ہیں ؟ اس سوال پر غور کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ عام طور پر تو یہی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے مقدس فرض سے جو غفلت مسلمانوں نے اختیار کی اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ بے شبہ درست ہے۔ لیکن اس سوال کی ایک شق خاص ہے اور اس کی ذمہ داری ہمارے نزدیک محض علمار اسلام پر عاید ہوتی ہے۔ اگرچہ من حیث القوم تمام مسلمان ہی اپنے مذہب کے پاسبان ہیں۔ مگر علمار اسلام پر یہ فرض خصوصیت سے عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ اسلامی روایات کے حامل ہیں۔ اور ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ لیکن کسقدر حسرت کا مقام ہے۔ کہ آج یہی علمار اسلام سے بیگانہ ہیں۔ وہ اسلامی ضروریات سے ناواقف ہیں۔ مذہب کے نام سے انہیں کوئی مناسبت نہیں۔ محض اپنے نام ونمود اور نمائش سے غرض ہے۔ اور بس۔

سب سے بڑی غلطی جو ہمارے علمار کرام سے اس زمانہ میں ہوئی وہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف بے الدینی سے سیاسیات میں حصہ لیا۔ اور مذہب جیسی مقدس چیز کو دنیا پر قربان کر دیا۔ شاید اسی لئے اس زمانہ کے مجدد اور مسیح نے اپنی جماعت سے عہد لیا تھا۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے۔ دنیا میں سب سے گرانمایہ چیز مذہب ہے۔ کہ اس کی دولت لازوال اور اس کی عزت کو بقائے دوام حاصل ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں آتا ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء یعنے علمار انبیار کے وارث ہوتے ہیں۔ یعنے ان ہی فیوض سے بہرہ ور ہوتے ہیں جن سے نبی۔ اور نبیوں کی طرح ان کو بھی حیات جاوید ملتی ہے۔ لیکن کسقدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ان فیوض روحانی اور برکات سماوی کو چھوڑ کر ہمارے علمار محض چند پولٹیکل لیڈروں کی دیکھا دیکھی اس ثقاہت کو جو مذہبی راہنماؤں کا شیوہ خاص ہے۔ چھوڑ بیٹھے۔ اور ان فرائض کو ترک کردیا جن کے وہ سیاست کی بہ نسبت زیادہ اہل تھے۔

ہم خوب جانتے ہیں۔ ملک وقوم کی سیاسی خدمت بھی ایک حد تک قابل ستائش ہے۔ کہ اس سے بھی مفید نتایج مستنبط ہوتے ہیں۔ لیکن علمار کو سیاسی جھگڑوں میں پھنسنے کی ضرورت نہ تھی۔ کہ وہ اس دنت کے وارث ہیں جو سب سے بڑھ کر ہے۔ اور ان کا کام اسقدر اہم ہے۔ کہ دوسرے کام اس کے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں۔ اگر ہمارے علمار کرام محض اشاعت اسلام اور نہی عن المنکر ہی کو اپنا نصب العین بناتے اور پولٹیکل خدمات کو ان لوگوں کے لئے چھوڑ دیتے۔ جو اس میدان کے مرد ہیں۔ تو زیادہ مناسب تھا آخر دنیا میں کام تقسیم عمل ہی سے چلتے ہیں۔ خود آنحضرت صلعم اسی اصول سے کام کرتے تھے۔ تو کیا یہ تقسیم عمل کا اصول اسکا متقاضی نہ تھا۔ کہ کم ازکم ایک جماعت محض اشاعت اسلام ہی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتی۔ اور دوسری مصروفیتوں میں اپنا وقت ضائع نہ کرتی۔

جنگ کے بعد جب ہندوستان میں سیاسی آندھیاں چلیں۔ اور پولٹیکل بادل اُٹھے۔ تو مطلع سیاہ ہو گیا۔ اور غالباً اسی سیاہی سے ہمارے علمار کے دل نے سواد حاصل کیا۔ چنانچہ سب کے سب الا ما شاء اللہ اس تحریک میں شریک ہو گئے۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا۔ کہ مذہب کے نام پر وہ فتاوے صادر ہوے جن کی بنا شریعت پر نہ تھی۔ گویا علمار کرام نے اپنے علوم دینی کو محض تحریک سیاسی کے مذبح پر بھینٹ چڑھا دیا۔ تحریک خلافت میں ہمارے برادران وطن نے محض ابن الوقتی کے اصول پر مسلمانوں کی ہاں میں ہاں ملائی لیکن اس سے مسلمان اسقدر متاثر ہوے کہ انہوں نے اپنے مذہب کے اصولوں کو بھی چھوڑ دیا۔ مہاتما گاندھی کے گیت گانے لگے۔ ان کو خوش کرنے کے لئے کسی نے ان کو امام کہا۔ کسی نے اوتار۔ کسی نے ہندوؤں کی نقل اور تتبع میں ماتھے پر قشقے کھینچیں۔ اور کسی نے جے کے نعروں سے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اور اس خود رفتگی کے عالم میں اشاعت اسلام کے فرض کو بالکل فراموش کر دیا گیا۔ بلکہ نیچ اور اچھوت اقوام کا جب سوال ہوا تو مسلمانوں کی طرف سے خلافت کمیٹی نے یہ جواب دیا کہ ہم ہندوؤں کو مسلمان نہیں کریں گے۔ بلکہ محض غریب اور ناتوان مسلمانوں کی حالت کو درست کریں گے لیکن یہ کہنا قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان کا قرآن وحدیث کی رو سے یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسلام تمام بنی نوع انسان کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور یہی مذہب نسل انسانی کا آخری مذہب ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت کے لئے کل مسلمان مکلف ہیں۔ اس لئے خلافت کمیٹی کا یہ جواب یا علمار کرام کی اسپر خاموشانہ تائید خدا برتر واعلےٰ کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جب علمائے اسلام جو شریعت کے علمبردار اور قرآن مجید کے حامل ہیں خود اس کی اشاعت سے پہلو تہی کریں۔ تو دوسروں کا کیا حال ہونا چاہیئے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت امیر کا ارشاد

فتنۂ ارتداد کے متعلق اپنی جماعت سے اپیل

فتنۂ ارتداد کی آگ خطرناک طور پر بھڑک اٹھی ہوئی ہے۔ اور اسوقت آریہ سماج کے ساتھ سناتن دھرم کے لوگ بھی مل گئے ہیں۔ اور ہندو ریاستیں بھی بڑی بڑی مالی امداد دے رہی ہیں۔ اور اس طرح پر سارے چار لاکھ راجپوتوں پر ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے اس قسم کے لوگوں پر حملہ ہے۔ انجمن نے اس کے موجودہ فنڈ میں جہانتک گنجایش تھی۔ چار آدمی اس علاقہ میں بھیجدئے ہیں۔ ان کے اخراجات بھی تین سو روپیہ ماہوار کے قریب ہیں۔ اور دو اور عنقریب بھیجنے والی ہے۔ ادھر جرمنی مشن اور امریکن مشن کا خرچ ہے۔ گو منتظمین کا دل تو چاہتا تھا۔ کہ کم سے کم بارہ آدمی ہمارے اس علاقہ میں کام کریں۔ لیکن مالی مشکلات اجازت نہیں دیتیں۔ اب میں ذیل کی تجاویز قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اس طرح پر اس کام میں ہم کچھ مزید حصہ لے سکیں گے۔

اوّل۔ یہ کہ ایک مبلغ کے اخراجات کا انتظام جو قریباً ستر روپے ماہوار ہونگے ہماری قوم کا وہ حصہ کردے۔ جو ابتک ماہوار چندوں میں شامل نہیں۔ یعنی مستورات اور بچے۔ اور یہ انتظام سردست صرف ایک سال کے لئے ہوگا۔ اس تجویز کا منشا یہ ہے۔ کہ ہمارے مردوں پر کوئی اور زاید بوجھ نہ پڑے۔ عورتوں کے ہاتھ میں گھر کے اخراجات ہوتے ہیں۔ وہ ان میں سے [illegible] بچالیں کر لئے بچائیں۔ خواہ گھر کے اخراجات کو کم کر کے ہی کرنا پڑے۔ اور یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ جس گھر میں پچاس روپے ماہوار کا خرچ کھانے پر ہے۔ اس میں سے ایک روپیہ خدا کے لئے نکال دینا کوئی مشکل امر نہیں۔ اسی طرح بچوں کو کچھ نہ کچھ پیسے ملتے ہیں۔ وہ بھی ان میں سے ایک حصہ نکالنے کی کوشش کریں۔ سکولوں کالجوں کے طالب علم بھی کوشش کریں۔ اگر ساری قوم اس رنگ میں کوشش کرے تو [illegible] چھوڑ دو مبلغین کا خرچ نکل سکتا ہے۔

دوم۔ یہ کہ ملازمت پیشہ احباب جنہیں پوری تنخواہ پر رخصت کا حق حاصل ہو۔ رخصت لیکر تین تین ماہ چھ چھ ماہ کے لئے تبلیغ پر اور کالجوں کے طالب علم اپنے ایام تعطیلات میں اسی طرح نکلیں۔ اخراجات سفر اور وہاں کے اخراجات خوراک کا انتظام انجمن کر دے گی۔ ایسے احباب جو اس رنگ میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ اور یہ بھی اطلاع دیں کہ کتنا عرصہ اور کن ایام میں [illegible] کر سکیں گے۔

آریہ گزٹ کا جوش

ہمارے مقامی معاصر آریہ گزٹ کا جوش مذہبی ان دنوں پورے جوبن پر ہے۔ چنانچہ یکم مارچ کے پرچہ میں ہمارے ہمعصر نے ایک "گرماگرم" لیڈر لکھا ہے۔ اور نہایت چلبلی اور شوخ سرخیاں قائم کر کے ہندو قوم کو ہوشیار کرنا چاہا ہے۔ چنانچہ کہیں ارشاد ہوتا ہے۔ "ہندو راجپوتوں کو تبلیغ کرنے کا کام شروع ہو گیا" کہیں لکھا ہے "آریہ جیتے ہو۔ ہندو سنتے ہو" اور کہیں انتہائی جوش کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ "ہندوؤں کی چوٹیاں کاٹ دی گئیں" ان گونا گوں سرخیوں کے بعد بڑے جوشیلے لب ولہجہ میں آریہ قوم کو تبلیغ مذہب کے لئے ابھارا ہے۔ اور صاف لفظوں میں اعلان کیا ہے۔ کہ:-

ایک ایک ہندو مرد یا عورت کا غیر ہندو بن جانا ایک ایک گئو شالہ کی کئی گئوؤں کا ذبح ہو جانا ہے۔ اور ایک ایک غیر ہندو مرد یا عورت کا ہندو بنایا جانا ایک مستقل گئوشالہ قائم کرنا ہے۔

اور پھر چھ لاکھ راجپوتوں کے متعلق جو جامہ ارتداد پہننے کے لئے آمادہ اور تیار کئے گئے ہیں۔ اور جن کو مسلمان دائرہ اسلام میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"دوسری طرف مسلمانوں کی کوششیں ہیں۔ جو وہ ان چھ لاکھ ہندو راجپوتوں یا یوں کہہ لیجئے چھ لاکھ گئوشالوں کی لاتعداد گئوؤں کو ذبح کرنے کے لئے کر رہے ہیں"

ہم اپنے معاصر کے جوش کی داد دیتے ہوئے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ جن راجپوتوں کو اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں برائے نام مسلمان لکھ چکا ہے۔ اب کیونکر محض ہندو ہو گئے۔ کیا یہی پابندی اصول ہے۔ جس کے بل بوتے پر ہمارا معاصر تبلیغ مذہب کے لئے اسقدر بےچین نظر آتا ہے۔ اور کیا اسی قسم کے اخلاق جدید آریہ دھرم قبول کرنے والوں کو پیش کئے جائیں گے۔

جاوا میں مسیحیت کی تبلیغ

ہمارے ناظرین کرام ڈاکٹر سموئیل زویمر کے نام سے ناآشنا نہیں۔ کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اسلام کے خلاف بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اور جن کا سہ ماہی رسالہ "مسلم ورلڈ" خصوصیت سے مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کے لئے وقف ہے۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے حال ہی میں جاوا کا سفر کیا ہے۔ اور وہاں متعدد مجالس میں تقریریں بھی کی ہیں۔ چونکہ آپ عربی بھی جانتے ہیں۔ اس لئے تین موقعوں پر آپ نے عربی میں بھی تقریر کی۔ چنانچہ "مشنری ریویو آف دی ورلڈ" ڈاکٹر زویمر کے سفر جاوا کے متعلق لکھتا ہے:-

آپ نے ۱۷ تقریریں کیں جن میں سے نو تو ڈچ زبان میں تھیں اور تین عربی زبان میں۔ اس سفر میں ڈاکٹر صاحب کو اس امر کا بخوبی احساس ہوا کہ جاوا کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سی مارنگ۔ سورابایا۔ بٹویا۔ اور بنڈنگ میں تبلیغ عیسائیت کے خاص جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ان شہروں میں ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں۔ البتہ مکتی فوج نہایت شاندار خدمات بجا لا رہی ہے۔ ڈچ مشنوں نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ انہوں نے ان مسلمانوں کے ذریعہ سے جو مسیحی بنے۔ علیحدہ کلیسا قائم کر لئے ہیں۔ جو تمام مصارف خود برداشت کرتے ہیں۔ لیکن ان میں باہمی اتحاد عمل کی ضرورت ہے۔ جاوا میں مسیحی لٹریچر کی بہت کمی

اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔

انوار خلافت صفحہ ۶۲

مگر تعجب کی بات ہے کہ ۱۹۱۰ء تک تو خود میاں صاحب بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اب میں اس مضمون کو ختم کر کے ذرہ تازیجان کی مزید کیفیت ذکر کرتا ہوں اس جگہ کے ایک مسلمان گریجویٹ نے قادیانی جماعت کے سکرٹری صاحب کو لکھا کہ اگر نبوت کے متعلق فریقین کے نمایندے کچھ تقریریں کریں تو پھر بہتر ہوگا۔ اس کا جواب سکرٹری صاحب تو یہ لکھتے ہیں۔

"آپ تو ککڑ بازی کرا کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں"

سائل مذکورہ نے دوبارہ ان کو لکھا کہ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میرا اصل منشاء ہے کہ جناب میرزا صاحب کے اصل دعوے پر روشنی پڑے اور ہم کو بھی علم ہو جائے کہ ہر دو فریق سے کونسا فریق حق بجانب ہے مگر اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اسکے بعد ہماری جماعت کی طرف سے اپنے لیکچر کے متعلق منادی کرائی گئی اور اشتہار بھی شائع کیا گیا۔ چنانچہ اس وقت تک دو لیکچر ہو چکے ہیں جن میں بہت سے لوگ خاص و عام جمع تھے۔ حضرت مسیح موعود کے اصل دعوے کو پیش کیا۔ اور نبوت کے دعوے کا جو الزام ہے۔ اسکی پوری تردید آنحضور کی کتابوں سے کی گئی۔ لفظ نبی و رسول کی تشریح کی گئی۔ کہ یہ مجاز اور استعارہ ہے۔ اور صوفیانہ رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ پہلے بزرگان اسلام نے اس قسم کے الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ اور یہ مقام فنافی الرسول ہے۔ پھر مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی کہ اہل اسلام دین اور مذہب سے غافل ہوتے جاتے ہیں۔ اسلئے ضرورت مجدد ہے اور صدی پر مجدد یا مجددوں کا آنا ایک امر مسلم ہے۔ چودھویں صدی میں سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی نے دعوے نہیں کیا۔ مسلمانوں کی کامیابی اعلاے کلمۃ الحق سے وابستہ ہے۔ جو لوگ خدا تعالے کے نام کو بلند کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو اللہ تعالے بھی ان کے نام کو اس دنیا میں بلند کرتا ہے۔ پہلے بھی ایسا ہوا۔ اور آئندہ بھی اسی طرح ہوگا۔ لیکچر کے خاتمہ پر مختلف سوالات ہوئے جن کا جواب اس جلسہ میں دیا جاتا رہا۔

بھائی محمد بخش صاحب احمدی کے مشورہ سے آج سے ہم نے بعض تمنداران کی جگہہ پر جانا شروع کیا ہے چنانچہ آج صبح ایک صاحب کی جگہہ پر گئے۔ اور بھائی صاحب موصوف نے حق تبلیغ ادا کیا۔ کچھ ٹریکٹ بھی وہاں تقسیم کئے گئے۔ اب ارادہ ہے کہ کل باہر جانا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

خاکسار
میر مدثر شاہ گیلانی
۸ مارچ ۱۹۲۳ء

بقیہ صفحہ ۱

صحابہ کو خدا کی ہستی پر کامل یقین تھا

صحابہ میں یہ بات کیونکر پیدا ہوئی؟ محض اس لئے کہ خدا کی ہستی پر انہیں یقین کامل تھا۔ قرآن کا نزول بمنزلہ بارش کے ہے جسطرح سے بارش مردہ زمین پر نازل ہو کر اسے زندہ کر دیتی اور اس کی مخفی قوتوں کو باہر لے آتی ہے۔ اسی طرح سے قرآن کا نزول انسان کے قلب پر ہو تو یقیناً مخفی قوتیں باہر نکل آتی ہیں۔ اور یہی صحابہ کا حال تھا۔ لیکن جو لوگ اپنے قلب کو ایک شور زمین بنا لیتے ہیں۔ ان کو اس سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ اب مذہب کس چیز کا نام رہ گیا ہے۔ چند جھگڑوں کی باتیں۔ دن رات الجھتے ہیں۔ کہ لفظوں میں کوئی جدت پیدا کر لیں۔ یہ خدا سے بعد اور دوری ہے کسقدر ظلم ہے۔ کہ صحابہ جیسے پاک اور راستباز گروہ کے متعلق خود مسلمانوں میں بہتان اور افترا باندھنے والے لوگ موجود ہیں۔ عیسائیوں تک نے جب نبی کریم صلعم کے حالات کو دیکھا۔ تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کی زندگیوں کو نبی کریم کے اخلاص کی شہادت میں پیش کیا۔ حضرت ابوبکر ہمارے نبی کریم صلعم کے بڑے گہرے دوست تھے۔ اور آپ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کا آپ کو فوراً قبول کر لینا ثابت کرتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کے اندر قطعاً بناوٹ نہ تھی۔ اسی طرح حضرت خدیجہ جیسی رازدار بی بی کا فوراً مان لینا اور آپ کے اوصاف حمیدہ پر شہادت دینا رسول اللہ صلعم کے خلوص قلب کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا ہوا۔ جو انہی لوگوں کو جن کی زندگی نبی کریم صلعم کے اخلاص پر شاہد ہے۔ منافق ٹھہراتا ہے۔ بتاؤ اس سے کیا خدمت ہوئی۔ اصل غرض تو تھی اسلام کی کوئی خدمت ہو جائے۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو منافق قرار دے کر اسلام کی کیا خدمت ہوئی۔

سابقون کا گروہ

قرآن کریم نے تو صفائی کے ساتھ فرمایا تھا۔ والسابقون السابقون اولئک المقربون۔ وہ تو سابقون کو مقرب فرماتا ہے۔ اور یہ انہیں خدا سے دور ٹھیراتے ہیں۔

پھر کیسا عقلوں پر پردہ پڑا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ صحابہ کا عظیم الشان گروہ نعوذ باللہ سب منافقوں کا تھا۔ اور صرف دو تین طرفداران اہل بیت مومن تھے۔ یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں کیسی فیصلہ کن ہیں۔ فرماتا ہے۔ ثلة من الاولین وقلیل من الاخرین۔ یعنی مقربین بارگاہ الٰہی میں ایک عظیم الشان جماعت تو اولین میں سے ہے۔ اور تھوڑے آخرین میں سے ہیں یہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے۔ یہ معمولی طور پر نیک لوگ نہیں۔ بلکہ مقرب لوگ ہیں۔ آگے چلکر جہاں اصحاب یمین کا ذکر کیا ہے۔ وہاں فرمایا ہے۔ ثلة من الاولین وثلة من الاخرین۔ اس سے خاص مقربین مراد نہیں بلکہ معمولی نیک لوگ مراد ہیں۔ اب قرآن تو یہ فرماتا ہے۔ کہ پہلوں میں سے مقربین کی ایک عظیم الشان جماعت ہے۔

لیکن یہ (شیعہ لوگ) کہتے ہیں نہیں۔ وہ نعوذ باللہ منافق اور بے ایمان تھے۔ اور صرف چند ایک لوگ ہی ایمان دار ان میں سے تھے۔ افسوس ہے کہ قرآن کی صریح آیات کو چھوڑ کر گالیاں دینا ان لوگوں نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے کیا یہ اسلام کی خدمت ہے۔ یا کفر کی؟

غرض قرآن کریم نے صحابہ کرام کی فضیلت پر صریح لفظوں میں شہادت دی ہے انبیاء کو بھی اس نے مقرب ہی کہا۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہ کے عظیم الشان گروہ کو بھی مقرب ہی قرار دیا۔ ان لوگوں نے جو کارہائے نمایاں کئے وہ بڑے بڑے نبیوں سے بڑھ کر ہیں۔ نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد ایک طرف تمام عرب مرتد ہو گیا۔ اور دوسری طرف شام کے لئے لشکر تیار ہے۔ صحابہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ اس لشکر کو نہ بھیجئے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ کہ نہیں لشکر نہیں رک سکتا۔ یہ رسول اللہ صلعم کے حکم سے تیار ہوا ہے۔ آخر وہ لشکر چلا جاتا ہے۔ اور خدا تعالے حضرت ابوبکرؓ کو ایسی نصرت دیتا ہے۔ کہ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ غرض ان لوگوں کے جو کام ہیں۔ وہ انبیاء کے کام ہیں۔ قرآن بار بار ان کے حق میں فرماتا ہے الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ وہ انہیں اللہ تعالے کی جماعت قرار دیتا ہے۔ اور یہ لوگ ان کے ایمان پر اتہام لگاتے ہیں۔

اسی طرح اب ایک اور نیا قصہ چھڑا ہے۔ خاتم کا۔ ان لوگوں نے مذہب کو بچوں کا کھیل بنا رکھا ہے۔ اب دن رات اس تلاش میں ہیں۔ کہ خاتم کا لفظ کسی اور معنے میں نکل آئے۔ کسی نے اپنے ممدوح کے متعلق کہدیا۔ خاتم الکرام بس اسے لے اڑے۔ کہ اب تو خاتم کے معنے اور بھی نکل آئے۔ پھر حضرت صاحب نے خاتم الخلفا اپنے آپ کو لکھا ہے۔ اس لئے گویا خاتم کے معنے آخری نہ ہوئے۔ لیکن حضرت صاحب نے تو اپنے آپ کو آخری خلیفہ بھی لکھا ہے۔ تعجب ہے۔ اس قسم کی مثالوں سے عقاید کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ کسی نے اگر خاتم الکرام مجاز کے طور پر کہا۔ تو مذہبی عقاید میں تو مجاز اور استعارہ نہیں ہو سکتا۔ خوب یاد رکھو۔ کہ مذہب کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے۔ تم اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو۔ کہ تمہارے ہر قول اور ہر فعل میں خدا تعالے نظر آئے۔ جو کام تم کرو۔ یہ یاد رکھو۔ کہ خدا تعالے تمہارے سامنے ہے۔ اور وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ اپنی نماز کو تم اللہ تعالے کو سامنے رکھ کر پڑھو۔ اور دیکھو کہ تمہیں کس مقام پر پہنچاتی ہے۔ اگر تم رضائے الٰہی کو مدنظر رکھو۔ تو یہی نماز اور یہی قرآن تمہیں اس بلند مقام پر پہنچا دے گا جہاں انبیاء اور خدا کے بزرگ لوگ پہنچے۔

مراسلات

جہلم میں قادیانی مبلغ

گذشتہ سے پیوستہ

امت محمدیہ کے چاند

یہ زمانہ خواہ ہزار بار تاریکی کا زمانہ ہو لیکن اس کے انسداد اور اصلاح کے لئے پہلے چاندوں جیسا ہی چاند ہوگا۔ گو روشنی میں بڑھکر ہو کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کے دل دجالی فتنہ کی وجہ سے زیادہ سیاہ ہو گئے تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنی ذاتی صفات اور نفس کام کے لحاظ سے مجددین سابق کے زمرہ میں ہی رہتے ہیں یا انبیاء میں جا ملتے ہیں۔ اسی چاند والی مثال کو ہی لیجئے۔ مجددین سابق بھی روشنی رسول کریم سے حاصل کرتے ہیں اور مرزا صاحب بھی۔ وہ بھی چاند اور یہ بھی چاند وہ بھی آگے لوگوں کو نور پہنچا کر ظلمت کو دور کرتے اور یہ بھی۔ پھر فرق کیا ہوا! کیا یہ فرق ہے کہ ان کی روشنی کم ... زمانہ کے لحاظ سے مدھم نہ بمقابل ان کے۔ ہیں دونو چاند ہی اور نفس روشنی بھی ایک ہی ہے اس لحاظ سے تو حضرت مرزا صاحب پہلے مجددین کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ اگر وہ نبی نہ تھے تو یہ بھی نہیں اور اگر یہ نبی ہیں تو وہ بھی ضرور نبی ہے۔ وہ کونسی بات ہے جو حضرت مرزا صاحب کو زمرہ انبیاء میں لے جاتی ہے۔ کیا آپ کا زیادہ روشنی حاصل کرنا یعنی بالکل اکمل متابعت اختیار کرنا؟ اگر یہی بات ہے تو آپ کا ضرورت والا سوال اڑ گیا اور پھر وہی پہلا اصول کہ جو بھی کامل تابعداری کرتا ہے نبی بن جاتا ہے قائم رہا۔ ضرورت کی شرط کا فور۔ اب چونکہ ضرورت یا عدم ضرورت کے سوال نے آپ کے پہلے اصول پر کوئی اثر نہ ڈالا لہذا آئندہ ضرورت کی شرط کو بھی پیش کرنا چھوڑ دیں۔ آپ کے اس پہلے اصول پر ہمارا وہی اعتراض قائم رہا کہ کیا صحابہ کرام جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سارٹیفکیٹ دیا اور جنہوں نے رسول کے پاس زانو بزانو بیٹھ کر تعلیم حاصل کی اور جو آپ کی سنت کے قائم کرنے والے تھے کامل متبع نہ تھے۔ اگر تھے تو وہ بھی نبی ہونے چاہیے تھے۔ اور اگر وہ کامل تابعدار نہ تھے تو حضرت مرزا صاحب جنہوں نے ہزارہا واسطوں سے یعنی اپنی نامکملین کے واسطہ سے تعلیم حاصل کی ہے ان کے متعلق کیا سند ہو سکتی ہے اگر آنحضرت خیر الرسل اور افضل الانبیاء ہو کر نبیوں سے اگلے درجہ یعنی الوہیت میں قدم نہیں رکھتے بلکہ نبی کے نبی ہی رہتے ہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب اکمل الکاملین اور افضل المجددین ہو کر کس طرح جماعت اولیاء سے نکلکر انبیاء میں جا ملتے ہیں ایک اور مثال لیجئے۔ انٹرنس میں امتحان دینے والے تمام طلباء ایک ہی کتابیں پڑھتے ہیں ان کے پرچے بھی ایک ہی ہوتے ہیں لیکن ایک طالبعلم ان میں سے سب سے زیادہ نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی میں اول نکلتا ہے اور بہت طلباء بمشکل پاس ہوتے ہیں۔ تو کیا ممکن ہے۔ کہ اس اول رہنے والے طالبعلم کو ایف۔ اے یا بی۔ اے کی سند دی جاوے۔ بہرحال رہیگا۔ وہ بھی میٹرکولیٹ ہی جیسا کہ دوسرے پاس ہونے والے ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی باوجود کامل فیض حاصل کرنے کے اور چودھویں رات کا چاند بننے کے رہینگے انہیں مجددین سابق اور اولیاء کے زمرہ میں۔ کیونکہ سب کا منبع فیض ایک ہے۔ نصاب ایک ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ایک امتی شخص خواہ کسقدر نبوت کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور خواہ انتہائی طور پر کمالات نبوت حاصل کرے لیکن وہ رہتا ہے محدث ہی۔ وہ اس لئے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ جیسا فرمایا:-

"چونکہ ہمارے سید و رسول صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں" (شہادت القرآن صفحہ ۲۷ دوسرا ایڈیشن)

لو عاش ابراہیم کی حدیث

آگے چلکر جید فاضل شمس صاحب جو اپنی مثل آپ ہی ہیں یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"اسی طرح میں نے اس شبہ کا جواب کہ حدیث لو عاش ابراھیم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ سے قریب زمانہ میں نبی ہو سکتا ہے یہ دیا تھا۔ کہ یہ شبہ اسوقت پڑ سکتا تھا جب آپ اس کی زندگی میں فرماتے۔ ...... اس سے ابراہیم کی فضیلت نکلتی ہے۔ کہ آپ میں استعداد نبوت تھی جس کو آپ بوجہ موت حاصل نہ کر سکے"

میں فاضل اور ذکی مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ اس امت میں اجرائے نبوت ثابت کر رہے تھے یا استعداد نبوت۔ جس زمانہ میں نبی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسوقت اللہ تعالے سے نعوذ باللہ یہ کیوں چوک ہو گئی۔ کہ ایک شخص کو نبوت کی استعداد دیکر پیدا کر دیا اور پھر چند ہی سال میں اسے اپنی اس غلطی پر آگاہی ہو گئی تو ابراہیم کو جھٹ وفات دینے کی۔ کہ کہیں بڑا ہو کر نبی نہ بن جائے۔ یعنی اسے علم نہ تھا۔ کہ اسوقت نبی کی ضرورت تھی یا نہ۔ خواہ یہ حدیث ابراہیم کی وفات کے بعد کی ہو یا پہلے کی۔ میں کہتا ہوں۔ اگر خدائے قدیر اسے زندہ رہنے دیتا تو وہ آپ کے اجرائے نبوت کے اصول کے ماتحت نبی بن جاتا یا نہ۔ اور جب وہ نبی بن جاتا تو آپ کی ضرورت اور عدم ضرورت کی اختراع کیا ہوتی۔ حضرت مسیح موعود تو حضرت عمر میں بھی بلکہ ہر محدث میں استعداد نبوت تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا فرمایا:-

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے

ہے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان مسیحی تعلیم کے لئے شائق معلوم ہوتے ہیں"

اس سے آگے چلکر ایڈیٹر مشنری ریویو آف دی ورلڈ نے ڈاکٹر زویمر کے اپنے الفاظ نقل کئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

سماٹرا میں مجھے عیسائی مشنریوں کی پنجاہ سالہ کوششوں کا ثمرہ نظر آیا۔ آج اس مقام پر دو لاکھ ایسے نفوس ہیں جنہوں نے مسیحیت کو قبول کیا۔ لیکن ابھی اس جگہ مزید مشنری بھیجنے کی سخت ضرورت ہے۔ گورنمنٹ کیطرف سے بھی ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اور بعض صورتوں میں امداد بھی مل جاتی ہے۔

ہمیں مسیحی مبلغین کی ہمت اور استقلال کی داد دینی پڑتی ہے۔ کہ وہ ایک باطل اور سراسر نامعقول مذہب کی اشاعت کے لئے کس قدر سعی بلیغ کرتے ہیں۔ گھر کے آرام چین کو چھوڑ کر دنیا کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح لوگ حضرت مسیح کے گلہ میں داخل ہو کر تثلیث کا علم بلند کریں۔ ایک ہم مسلمان ہیں کہ ہمارے علمار کرام گھر گھسنے پن کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اسلام پر خواہ کسقدر مصائب ہوں۔ یہ ہمیشہ بسم اللہ کے گنبد ہی میں رہتے ہیں۔ اور زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد کا ورد کرتے ہوئے گھر کی چار دیواری سے باہر قدم نہیں رکھتے۔ تصنیف و تالیف اور اشاعت علوم کا یہ حال ہے۔ کہ ان کے تمام علم باہمی چپقلش اور کفر و فسق کے فتاوے تک محدود ہے۔ نہ یہ علم کہ دوسرے مذاہب اسلام پر کیا اعتراض کرتے ہیں۔ نہ ان کے جوابوں کی فکر ہے۔ نہ اشاعت علوم اسلامیہ کا خیال۔ لے دے کر اگر فکر ہے تو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں کون کون کافر بن سکتے ہیں۔

ہماری تبلیغی کوششیں

تبلیغ احمدیت

آجکل ہمارے مکرم دوست سید مدثر شاہ صاحب گیلانی تبلیغ احمدیت کے لئے ڈیرہ غازیخان گئے ہوئے ہیں۔ وہاں کی کیفیت انہوں نے اپنے خط میں لکھی ہے جو ہم ناظرین پیغام صلح کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔ ایڈیٹر

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ سے احمدی برادران ڈیرہ غازیخان کی یہ خواہش چلی آتی تھی کہ اس جگہ میلہ اسپان کے موقعہ پر لوگوں کا اجتماع ہوگا۔ اسلئے اس تقریب پر کسی شخص کو بہ غرض تبلیغ مدعو کیا جاوے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے خاکسار کو بھیجا گیا۔ جب میں کوٹ محمود کے اسٹیشن پر پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان ایام میں محمودیوں کا جلسہ بھی ہونیوالا ہے اور قادیان سے مولوی صاحبان بھی آنے والے ہیں یا آچکے ہیں۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا کہ باہم تبادلہ خیالات ہو جائے گا۔ بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ چونکہ دونوں فریق کے نمائندے اس جگہ پر حاضر ہیں۔ اسلئے امور اختلافی پر ہر ایک فریق کا نمائندہ بذریعہ عام تقریر روشنی ڈالے تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ حضرت میرزا صاحب کا اصل دعوے کیا تھا۔ آیا مجدد یا نبی چنانچہ محمودی جماعت کے سکرٹری سے ہمارے ایک دوست کی گفتگو ہوئی۔ مگر اس نے جواب دیا کہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ ہمارے مولوی صاحبان پبلک میں تقریراً گفتگو کرنے کے لئے طیار نہیں۔ ہاں اگر تخلیہ میں گفتگو ہو تو وہ شاید منظور کرلیں۔ اسکے بعد ہماری جماعت کے سکرٹری نے ایک چٹھی شائع کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق روشنی ڈالی جائے۔ اس چٹھی میں حضرت صاحب کی کتاب سے یہ عبارت درج کی گئی۔

"اور مجھے یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعوی کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور قوم کافرین سے جاکر مل جاؤں ...... اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا دعوے کروں" حمامۃ البشریٰ ص۹

محمودیوں کے سکرٹری نے یہ جواب لکھا۔

"جناب من! براہ کرم دھوکا سے کام نہ فرماویں۔ اس جگہ نبوت سے مراد مستقل اور تشریعی نبوت ہے اور بس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک غلطی کے ازالہ میں فرماتے ہیں جہاں جہاں میں نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے تو ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل اور صاحب شریعت نبی نہیں ہوں۔ ان معنوں میں میں نے کبھی انکار نہیں کیا کہ میں آنحضرت صلعم کے فیض سے بغیر کسی نئی شریعت کے نبی ہوں (مفہوم) اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا دعوے ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔ فقط کاش کہ حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو نہ گراتے"

خاکسار عزیز محمود سکرٹری

افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ صرف اپنے آپ کو مسلم اور وارث بہشت اور تمام اسلامی دنیا کو کافر اور مستحق جہنم قرار دیتے ہیں ان کے قلب کی یہ کیفیت ہے کہ ان کی بات بات میں انانیت اور دوسروں کی تحقیر پائی جاتی ہے۔ مناء جنت کا وارث ہونا زبانی دعووں پر نہیں بلکہ ان کو پانے کے لئے اخلاق فاضلہ اور قلب سلیم کی ضرورت ہے۔ دوسرے کو دھوکا باز اور غدار کہدینا بہت مشکل کا کام ہے کیونکہ یہ نیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور نیات کا مالک صرف خدا تعالے ہے۔ اب میں سکرٹری صاحب کے جواب پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ سکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں ظاہر کیا ہے کہ حضرت صاحب نے نبوت مستقلہ اور شرعیہ سے انکار کیا ہے۔ اور اس نبوت کا اقرار کیا ہے جو آنحضرت صلعم کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ گویا سکرٹری صاحب نے حضرت مسیح موعود کی اس عبارت کو جو ہماری طرف سے پیش کی گئی تھی صحیح تسلیم کرلیا ہے اور میاں صاحب کی طرح اس کو بوجہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہونیکے منسوخ اور ناقابل حجت قرار نہیں دیا۔

عبارت مذکورہ کے بالکل ساتھ یہ عبارت بھی موجود ہے۔ کہ

"میں نے لوگوں کو سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہو، کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالے مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثوں سے"

حمامۃ البشریٰ ص۹

جب سکرٹری صاحب نے عبارت کے ایک حصہ کو مستند کیا تو امید ہے کہ وہ عبارت کے اس حصہ کو بھی صحیح سمجھیں گے ابھی اوپر نقل کیا گیا ہے جس میں حضرت صاحب نے اپنا دعوی صرف محدثیت کا ظاہر فرمایا ہے۔ تو گویا کل عبارت کا مطلب حسب حال سکرٹری صاحب یوں ہوا کہ میں نے نبوت مستقلہ اور نبوت شرعیہ کا انکار کیا ہے۔ اور دعوی صرف محدثیت والی نبوت کا کیا ہے پس جب انکار نبوت والی عبارت صحیح ہے تو اقرار نبوت والی عبارت بھی صحیح ہے۔ اگر اوسنے غور سے کام لیا جائے تو یہ مشکل حل ہو جاتی ہے کہ جو شخص نبوت مستقلہ اور شرعیہ سے انکار کرنے کے باوجود بھی لفظ نبی کو اپنے حق میں استعمال کرتا ہے تو اس نبی سے مراد صرف محدث ہوگی۔ لغوی معنی کے لحاظ سے نبی اور اصطلاح اسلامی کے رو سے محدث۔ جز مستقل اور غیر تشریعی کے الفاظ خود اس مدلول پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ کوئی نبوت فی الواقعہ نہیں۔ اور یہ صحیح ہے کہ لغوی نبی کو اصطلاح اسلام کے رو سے مجازی نبی کہیں گے۔ سو حضرت اقدس کی کتابوں میں شروع سے لیکر اخیر تک یہی الفاظ چلے جاتے ہیں۔ سکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں یہ لکھدیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں"

یہ فقرہ نہ تو ایک غلطی کے ازالہ میں مجھے ملا ہے۔ اور نہ حضرت صاحب کی کسی کتاب میں۔ اگر ہے تو اس کا حوالہ دیں۔ ہاں مجھے یاد پڑتا ہے کہ کسی اخبار نویس نے اپنی رپورٹ میں بطور راوی اس فقرہ کو حضرت مرحوم کی طرف منسوب کیا ہے میں تو اس کو بھی تسلیم کرلیتا بشرطیکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے برخلاف نہ ہوتا الغرض قادیان کے احمدیوں نے مجاز کو حقیقت بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس قسم کے مجازی الفاظ سے مسیح اول کے پیروؤں نے بھی لفظ پرستی سے کام لیکر اور ضد میں آکر اپنے نفس کو مغالطہ میں ڈالے رکھا۔ حالانکہ اگر سچ پوچھو تو حضرت مسیح نے پوری صفائی سے لفظ ابن اللہ کی تشریح کردی ہے۔

"یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پتھر اٹھائے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اسلئے کہ تو آدمی ہو کر آپ کو خدا بناتا ہے پر جواب میں اسے جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں نہیں آیا کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ تو تم اس شخص سے جسے باپ نے مخصوص کرکے دنیا میں بھیجا۔ اس سبب سے کیونکر کہتے ہو تو کفر بکتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا ۱۰: ۳۰ تا ۳۶)

اب حضرت مسیح نے لفظ ابن اللہ کی تشریح صاف الفاظ میں یوں کردی کہ جس معنی سے میں اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہوں مگر اس زمانہ کے علماء نے اس سیدھی تشریح کو قبول نہ کیا۔ مگر حضرت مسیح کی وفات کے بعد آپ کے پیروؤں نے بھی مکفر علماء کی پیروی کی اور حضرت مسیح کو فی الواقعہ اور حقیقی معنوں میں خدا کا بیٹا تسلیم کرلیا بعینہ یہی واقعہ حضرت مسیح موعود کو پیش آیا۔ اس زمانہ کے علماء نے آپ پر یہ الزام لگایا کہ تم دعوی نبوت کی وجہ سے کافر ہو نعوذ باللہ آپ ہمیشہ یہ جواب دیتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعوی نہیں کیا آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کا فر ہوتا ہے۔ صرف استعارہ اور مجاز کے طور پر یہ الفاظ آئے ہیں۔ پہلے بزرگوں نے بھی ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثنوی مولانا روم میں آیا ہے ؎ آں نبی وقت خویش است اے مرید محی الدین ابن عربی نے اور حضرت مجدد الف ثانی نے بھی یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کیا سب کو کافر کہو گے۔ یاد رکھو کہ یہ سلسلہ نبوت قیامت تک جاری ہے[1]

بدر ۵ مئی ۱۹۰۸ء

مگر مکفر مولویوں نے حضرت مسیح موعود کی اس قسم کی تشریحات کو قبول نہ کیا۔ اور یہی الزام لگاتے رہے کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے مگر زیادہ تر تعجب کا مقام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ان کے پیروؤں کے ایک حصہ نے ان کی تشریح کو پس پشت ڈالدیا۔ اور مکفر مولویوں سے پورا اتفاق کرلیا کہ فی الواقعہ حضرت اقدس نے دعوی نبوت کیا تھا جس طرح حضرت مسیح کی وفات کے بعد علماء کے کام لیکر ان کو ابن اللہ یا خدا بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح ثانی کی وفات کے بعد ان کو نبی بنایا گیا۔ ورنہ ان کی حیات میں بلکہ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں خود میاں محمود احمد صاحب کا یہی مذہب تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد بعثت انبیاء کا سلسلہ بند ہے۔ چنانچہ ان کی ایک تحریر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

"آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گزرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوی کرکے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعوی کرتے تھے ... مگر آپ کے بعثت کے بعد کیوں یہ سلسلہ بند ہو گیا ...... صاف معلوم ہوتا ہے۔ یہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں ..... پس اس کی طرف اشارہ تھا۔ کان اللہ بکل شیء علیما۔ یعنے ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوے نہ کرے گا۔

رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۰ء

عبارت بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جبکہ حضرت مولانا نور الدین صاحب زندہ تھے۔ میاں صاحب کا یہ مذہب تھا کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد سلسلہ نبوت بند ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ آج تک کسی نے نبوت کا دعوے کرکے کامیابی حاصل نہیں کی۔ اور بکل شیء علیما میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر جوں ہی حضرت مولانا نور الدین وفات ہوتے ہیں اور میاں صاحب خلیفہ ہوتے ہیں تو پھر رنگ ہی بدل جاتا ہے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد کی چند تحریرات کو نقل کرتا ہوں۔

"یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے" حقیقۃ النبوۃ ص۲۲۸

"ورنہ ایک نبی تو کیا میں کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہونگے" (انوار خلافت ص۶۲)

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھدی جائے

---

[1] یہ حوالہ میاں صاحب کا بھی مسلمہ ہے اور اس کو حقیقۃ النبوۃ کے ص۲۴۵ پر نقل کیا گیا ہے۔

لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبیؐ ،، (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

،، اسی طرح جائز ہے۔ کہ ہم کہیں کہ محدث استعداد باطنی کی وجہ سے نبی ہوتا ہے ...... کمالات نبوت سب کے سب تحدیث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔ اور باب نبوت مسدود ہونے کی وجہ سے اسکا ظہور اور خروج نفل تک ہی محبوس ہوتا ہے۔ اور نبی صلعم نے اسی کی طرف اپنے قول میں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اشارہ کیا ہے۔ اور یہ بات صرف اسی بنا پر کہی ہے کہ عمر محدث تھا۔ پس یہ اشارہ پایا گیا۔ کہ مادہ نبوت اور تخم نبوت محدث میں موجود ہوتا ہے ،، (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

اب حضرت عمر جن میں استعداد نبوت تھی۔ وہ بھی تو باوجود زندہ رہنے کے نبی نہ ہوئے۔ ابراہیم کو تو آپ فرماتے ہیں نبی ہونے سے موت نے روکا۔ لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ ایسے لوگ جن میں استعداد نبوت ہو باب نبوت مسدود ہونے کی وجہ سے نبی نہ بنے۔ اور نہ بن سکتے ہیں۔ اب ہم آپ کی مانیں یا ان کی۔ لہذا متبین ہوا۔ کہ ایک شخص باوجود استعداد نبوت رکھنے کے بھی نبی نہیں ہو سکتا خواہ وہ زندہ رہے یا جلدی فوت ہو جائے۔ استعداد نبوت کے تو ہم بھی اس امت میں قائل ہیں۔ آپ تو اجرائے نبوت ثابت کر رہے تھے۔ لہذا آئندہ اجرائے نبوت کے ثبوت میں اس حدیث کو بھی پیش نہ کریں۔

اگر اللہ تعالےٰ سے یہ غلطی ہونا ممکن ہے۔ کہ جس زمانہ میں نبوت کی ضرورت نہ ہو لوگوں کو استعداد نبوت دیکر پیدا کر دے تو نعوذ باللہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ایک زمانہ میں نبوت کی ضرورت تو ہو لیکن اس درجہ کا اہل پیدا نہ کیا ہو۔

حافظ غلام رسول صاحب اور میں

پھر مولویصاحب مجھے حافظ غلام رسول صاحب کی نسبت بدظنی کرنے کا الزام دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ :۔

،، حافظ غلام رسول صاحب نے ان کے روبرو کہہ دیا تھا۔ کہ میں نے یہ جواب ہاں نہیں سنا تھا ،،

آپ کو یہ معلوم ہو کہ میں حافظ صاحب کے ہمراہ اسٹیشن تک اسی غرض سے گیا تھا۔ کہ جو کچھ وہ آپ کے جواب سے سمجھے تھے۔ مجھے بھی برائے خدا سمجھا دیں۔ تمام راستہ یہی گفتگو ہوتی گئی۔ لیکن انہوں نے کیا فرمایا میں اسے پردہ ہی میں رکھتا ہوں۔ ان سے خود پوچھ لیجئے۔

باقی رہا یہ کہ میں نے کہا کہ صبح گفتگو کریں گے۔ پھر صبح بھی سامنے نہ آئے۔ ہاں سچ ہے۔ کہ میں آپ کی تاب کہاں لا سکتا تھا۔ اگر مولوی صاحب عالم خواب میں نہ ہوں۔ تو یاد کریں۔ کہ آپ کے پروگرام کے مطابق کتنا وقت تھا۔ اور میں بحیثیت سائل کھڑا ہوا تھا۔ اور بعد اختتام وقت آپ کی خدمت میں آپ کے محبین کے اصرار پر عرض کیا گیا تھا کہ آپ ہمیں تحریری دعوت مباحثہ دیں۔ ہم آپ کی سہولت کو مدنظر رکھکر حضرت امیر کی خدمت میں کوئی درویش بھیجنے کے لئے لکھ دینگے اور مباحثہ کے لئے دن اور وقت مقرر کئے لیتے ہیں۔ لیکن کیا آپ نے ایسا کیا۔

خاکسار

عبد الرحیم عفی عنہ از جہلم

فتنۂ ارتداد

مسلمانوں کو اشاعت اسلام کی طرف سے غفلت برتنے کا نتیجہ آج یہ مل رہا ہے کہ چھ لاکھ مسلمان ارتداد کے قریب پہنچ گئے۔ اور ارتداد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ اور یہ سلسلہ اسقدر سخت نظام کے ماتحت ہے کہ اس کا جال دہلی سے قریب قریب تمام صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ میں پھیلا ہوا ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اودھ ضلع ہردوئی تحصیل شاہ آباد موضع مرکا میں کل مسلم راجپوت دوکو زمیندار بھی بچے آریہ بن گئے۔ اور یہ خبر اخبارات میں بھی نہیں پہنچی۔ اب یہ نو آریہ اپنے نو مسلم راجپوت برادروں کے یہاں جا کر ان کو آریہ ہونیکی ترغیب دیتے ہیں۔ اس ضلع میں اکثر موضع ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کی خبر نہ لی گئی تو آج نہیں کل وہ ضرور آریہ ہو جائیں گے۔ اے برادران اسلام اب بھی وقت ہے کہ تمام ہندوستان کی مشترکہ انجمن اشاعت وحفاظت اسلام قائم کیجائے تو بہتر ہے۔ تمام اسلامی انجمنوں کو فی الفور اس فتنۂ عظیم کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

واحد حسین بلگرامی

سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام

کی ہفتہ وار رپورٹ

برلن مسجد

اس مد میں دو طریق سے روپیہ آتا ہے۔ ایک تو ویسے ہی بغیر کاپیوں کے روپیہ آتا ہے جسکی رسید خزانہ (مطبوعہ) کو دیجاتی جاتی ہے۔ اور اخبار میں رپورٹ نہیں دی جاتی۔ کیونکہ ہر ایک رقم کی رسید اخبار میں شائع ہونے سے اخبار کے کالم اسی کام کی نذر ہو جایا کرینگے۔ دوم۔ ان کاپیوں کے ذریعہ اس غرض کے لئے روپیہ آتا ہے جو اپنے احباب کو ایک ایک روپیہ یا اس سے زائد قیمت نوٹوں کی قسم کی رسید دینے والی کاپیاں بھیجی گئی ہیں۔ یہ روپیہ ان احباب سے مجموعی صورت میں آتا ہے۔ اس لئے تفصیلوار اندراج کی ضرورت نہیں مجموعی رنگ میں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ کس انجمن سے کس قدر روپیہ واپس آیا۔ چنانچہ ہفتہ زیر رپورٹ میں ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مبلغ راولپنڈی نے سو روپیہ والی کاپی سے اڑتالیس رسیدیں فروخت کر کے سہ ماہی کو ملتے بھیجد ئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اور مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ غازیخان نے علاوہ پہلی کاپی کے دو چھوٹی اور ایک بڑی کاپی اور منگائی ہیں۔ اور چوہدری سلطان علی صاحب بی۔ ایس سی ایگریکلچرل اسسٹنٹ لائل پور نے چھ عدد کاپیاں طلب کیا۔ علاوہ اسکے بلا و غیر کی مدمیں جو روپیہ آتا ہے۔ اسکی رسیدات خزانہ چونکہ بھیجی جاتی ہیں اسلئے اخبار میں اسماء رقوم کی اشاعت کی ضرورت نہیں ہے

فریضہ زکوٰۃ

پہلی اشاعت کے بعد ذیل کی رقوم اور رسالہ زکوٰۃ کے بھیجنے پر وصول ہوئی ہیں۔

(۱) اہلیہ خواجہ کمال الدین صاحب [illegible]
(۲) سید ڈاکٹر طفیل حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور [illegible]
(۳) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب [illegible]
(۴) چوہدری رحیم بخش صاحب ساکن لوہری والہ ضلع گوجرانوالہ [illegible]
(۵) ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر سیالکوٹ [illegible]
(۶) مولوی اللہ بخش صاحب نسٹ (؟) ورنیکل مڈل مظفرگڑھ [illegible]
(۷) اہلیہ میاں فیروز الدین صاحب رئیس بھاٹی دروازہ [illegible]
(۸) منشی جمال الدین صاحب کاتب لاہور [illegible]
(۹) چوہدری مبارک احمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر سول سرجن پاڑہ چنار [illegible]
(۱۰) منشی نور الدین صاحب گوجرانوالہ [illegible]
(۱۱) میاں علی محمد صاحب ملازم حضرت امیر سلسلہ [illegible]

ظہور احمد جائنٹ سکرٹری
انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

اعلان فسخ بیعت

ناظرین کرام! میں عرصہ قریباً تین سال سے احمدی ہوں۔ اور میں نے میاں محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس عرصہ میں ان کے عقائد سے کسی طرح سے اطمینان نہیں ہوا اور میں ہر چند طلب حق کی کوشش کرتا رہا۔ آخرکار چونکہ ایک شکوک تھے میں نے ہر دو فریقین کے عقائد کو مدنظر رکھ کر غور کیا۔ اور مسئلہ کفرو اسلام و نبوت مسیح موعود پر غوض کیا۔ اسبات میں فریق احمدی جو لاہور سے تعلق رکھتا ہے اسکو حق پر پایا۔ لہذا صدق قلب سے اس سلسلہ میں شامل ہوتا ہوں۔ اور میاں صاحب کی بیعت فسخ کرتا ہوں۔

غلام محمد قریشی
وٹرنری اسسٹنٹ

ناظرین کرام۔ خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور تحریر فرمایا کریں۔ تاکہ تعمیل ارشاد میں توقف نہ ہو
منیجر

اخبار احمدیہ

برادران غلام محمد صاحب ولد بہاؤ الدین صاحب و غلام محمد صاحب ولد خدا بخش صاحب و عزیز خان صاحب ولد رسول خان صاحب و غلام محمد صاحب ولد عزیز ڈار صاحب و غلام احمد ولد اللہ بخش صاحب۔ و میر محمد امین صاحب ساکنان کشمیر اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اور جملہ احباب سے دعائے استقامت کے خواستگار ہیں۔

برادران کشمیر لکھتے ہیں کہ کشمیر میں نماز کا چرچا زوروں پر ہے لوگ ایک دوسرے کو جبراً کھینچ کھینچکر مسجدوں میں لاتے ہیں جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب باقاعدہ درس قرآن شریف دیا کرتے ہیں جس کی خدا کے فضل سے بہت قبولیت ہے۔ اور اور کثرت سے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ چند یوم درس سے پہلے مولوی حافظ احمد اللہ صاحب نہایت خوش الحانی سے درثمین میں سے کوئی نہ کوئی نعت سنایا کرتے ہیں۔

سردی قریب الختم ہے۔ اور موسم بہار شروع ہونیوالا ہے جس میں ہر ایک پھل پھول والا درخت اور جملہ نباتات خوب زور وشور سے پھلتی پھولتی اور بڑھتی ہے یقین ہے کہ نظارۂ قدرت سے سبق لینے والے احمدی برادران شجر اسلام کے بڑھانے کے لئے بھی قانون قدرت کی پیروی میں جد وجہد کریں گے مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے احمدیت کو ہر سلیم الطبع مسلمان کے سامنے پیش کریں اور اسلام کو ہر ایک غیر مسلم کے سامنے یہ زمانہ اشاعت و تبلیغ کا ہے۔ اور جتنی کوئی قوم اپنی تبلیغ کریگی۔ اتنی ہی کامیاب ہوگی برادران کشمیر خاص طور پر اپنی جاہل قوم کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ کیونکہ جہالت کے سبب ہی غیر اقوام کو ہم پر حملہ کا موقعہ ملتا ہے۔

برادران کشمیر لکھتے ہیں کہ سری نگر میں تمام فرقوں کے ہندوؤں نے آگرہ کے نواح کے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی امداد میں دس ہزار روپیہ جمع کر کے وہاں بھیج دیا۔ لیکن میں اپنے بھائیوں سے دریافت کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے کس قدر چندہ جمع کیا۔ صرف دوسری قوم کی تبلیغی کوششوں کی اطلاع دینے سے تو اسلام ترقی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسلام تب ہی ترقی کرے گا۔ جب مسلمان دیگر اقوام سے بڑھ چڑھ کر مالی جانی قربانیاں کریں گے۔ نری لفاظی کا زمانہ اب نہیں رہا۔ بلکہ اب قوت عمل دکھانے کا زمانہ ہے کیا ہی بہتر ہو کہ ہمارے برادران کشمیر ایک مبلغ کا سالانہ خرچ جو چھ سو سے زائد نہیں ہو سکتا کشمیر کے مسلمانوں سے جمع کر کے ہمیں بھیجدیں تاکہ ان کے ملک کی طرف سے ایک آدمی آگرہ کی طرف بھیجدیا جائے۔ اور اس طرح انہیں بھی اس جہاد میں شریک ہونے کا ثواب ملے۔

اسی طرح ہم پشاور۔ راولپنڈی۔ ہزارہ۔ گجرات۔ لائلپور۔ سیالکوٹ جموں اور دیگر مقامات کی انجمنوں اور برادران سلسلہ سے جو کہیں بھی ہوں اسبارہ میں خاص جد وجہد کرنے کی التجا کرتے ہیں۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے ہندوستان کے مرکز میں اشاعت اسلام کا ایک موقعہ دیا ہے۔ جہاں تھوڑے سے خرچ پر بہت زیادہ فائدہ کی امید ہے۔ آریوں اور ہندوؤں کی مخالفانہ کوششوں نے ہر ایک مسلمان کا دل دکھایا ہے۔ اور وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے ہر قسم کی مالی قربانیاں کرنے پر تیار ہیں۔ اب آپ کا فرض ہے کہ ہر ایک بڑے شہر سے کم از کم ایک مبلغ کے اخراجات کا انتظام ایک سال کے لئے کر دیں۔ جو بھائی ایک دو سال خود اس نیک کام کے لئے وقف کر سکتے ہیں وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس علاقہ میں کام کرنے کے لئے ایسے آدمی درکار ہیں جو نہایت سادگی سے گاؤں کی زندگی بسر کرنے والے نیک خلق۔ شیریں زبان نیک چلن اور احمدیت سے خوب واقف اور آریوں کے اعتراضات کا جواب دے سکیں۔ اور ان پر اعتراضات کر سکے۔ ساتھ ہی اس کے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کر سکیں کیونکہ ہم نہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ارتداد سے بچ جائیں بلکہ ان علاقہ جات کے ہندوؤں کو بھی مسلمان کر لیا جائے۔ اور اس کام کے لئے ریلوے سے بہت دور اندرون علاقہ جات میں کام کرنے کی ضرورت ہوگی۔ بہت بڑی لیاقت کے آدمی درکار نہیں۔ اس کام کے لئے سب باتوں سے زیادہ محبت اور جوش کی ضرورت ہے آریوں کی تعداد اور ارتداد کو مدنظر رکھ کر ہم نے کم از کم اس سے دس ہندو۔

ہیں ۔ وہاں کے اندر اندر کام کرتے ہیں ۔ جو بھائی اپنے اندر اعتقاد تڑپ اور جوش رکھتے ہیں ۔ وہ براہ مہربانی آگے بڑھیں ۔ اور فوراً میدان میں نکل آئیں ۔ یہ وقت ضائع کرنے کے لائق نہیں تبلیغ اسلام کے لئے نہایت نادر موقعہ ہے ۔ آریہ اور ہندو اس میدان میں کچھ نہیں کر سکیں گے اور انشاء اللہ میدان آپ کے ہاتھ میں رہیگا ۔

برادر محمود شاہ ہمارے ... لکھتے ہیں کہ کشمیر ... مسلمانوں کی جہالت قابل رحم ہے ۔ برادر موصوف کے ایک پیر قصبہ بارہ مولا ... کرتا ہے جن کے وہاں کثرت سے مرید ہیں اور جن کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی مراد پیر صاحب سے حاصل نہ ہو تو ان کے گھوڑے کے روبرو عرض کرنے سے وہ فوراً حاصل ہو جاتی ہے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ برادر موصوف کے والد بزرگوار ایک بڑے عالم اور صوفی منش بزرگ ہیں ۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کئی کتب مطالعہ فرما چکے ہیں ۔ اور آپ کے دعویٰ کے مصدق ہیں ۔ میرا یقین ہے کہ اگر برادران کشمیر بحث مباحثہ کے رنگ کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعود کا اصل دعویٰ مجددیت بزرگان کشمیر کے سامنے پیش کریں تو انشاء اللہ بہت سے نیک لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائینگے ۔ جو اس وقت تک محمودی غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں ۔ کشمیر پنجاب اور ہندوستان جہاں بھی لوگوں کو اصل حقیقت سے اطلاع ملی ہے ۔ باوجود مخالفانہ کوششوں کے لوگ ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں حق پہنچانے میں کسی مخالف کی مخالفانہ کوشش کی ذرا بھی پرواہ نہ کرنی چاہئے ۔ دنیا بڑی وسیع ہے ۔ اور ہر ملک اور ہر شہر میں حق کے طرفدار تلاش کرنے سے ملا کرتے ہیں ۔

برادر محمود شاہ نے بھی اپنے علاقہ میں روزانہ وعظ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس سے امید ہے کہ لوگ اصلاح کی طرف آ جائیں گے ۔

فتنۂ ارتداد کی اصلاح کے لئے ہمارے مکرم دوست مولوی بادشاہ خان خان صاحب نجیب آبادی اور ڈاکٹر عبد المجید صاحب بھی معہ دو اور دوستوں کے اچھنیرا ضلع آگرہ کو روانہ ہو گئے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور اپنے پاک مقاصد میں کامیاب فرمائے ۔

موضع ... میں مولوی عبد الحق اور مولوی عصمت اللہ صاحب کا ہندوؤں سے ایک کامیاب مناظرہ ہوا ۔ اللہ تعالےٰ نیک نتائج مترتب کرے ۔

موضع سادہن میں ۱۱ مارچ کو ... قوم کا قومی جلسہ ہونیوالا تھا جس پر آئندہ کا بہت کچھ دارومدار تھا ۔ مفصل کیفیت آئندہ ہدیہ ناظرین کرام ہوگی ۔

سید قدرت شاہ صاحب جو سنگاپور سے رخصت پر تشریف لائے ہوئے تھے اور جلسہ سالانہ پر تقریر کرنے کے علاوہ بیعت میں بھی داخل ہوئے تھے واپس سنگاپور تشریف لے گئے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ان کو بخیر و عافیت پہنچائے ۔ اور خدمات دینیہ کی توفیق دے ۔

امریکہ سے مولوی فضل کریم صاحب کا خط آیا ہے کہ وہ انفلوئنزا سے بیمار ہیں ۔ اللہ تعالےٰ شفا دے ۔

تازہ خبریں
ہندوستان

مجلس مرکزیہ خلافت کا آیندہ اجلاس

بمبئی ۱۰ مارچ ۔ مجلس عالیہ مرکزیہ خلافت کی مجلس عاملہ کا اجلاس کل صبح ۹ بجے منعقد ہوا ۔ ممبران موجودہ کی رائے ہے کہ آئندہ اجلاس بجائے دہلی کے لکھنؤ میں منعقد ہو ۔ کیونکہ مسلم لیگ کا اجلاس مارچ کے آخری ایام میں وقوع پذیر ہونیوالا ہے ۔

لیڈران ہندوستان کا دورہ

کانپور ۱۰ مارچ ۔ پنڈت موتی لال نہرو کے آئندہ دورہ کا لائحہ عمل مرتب ہوا ہے ۔ ۱۱ اور ۱۲ مارچ کو لکھنؤ میں قیام فرمائینگے ۔ اور ہردوئی کی اودھ کسان کانفرنس میں ۱۳ اور ۱۴ مارچ کو صدارت فرمائینگے بریلی میں ۱۵ اور ۱۶ مارچ کو ۔ مرادآباد میں ۱۷ اور ۱۸ مارچ کو ۔ ۲۰ مارچ کو ... داس اور مولانا ابو الکلام آزاد کے ہمراہ لاہور میں آملینگے ۔ یہاں سے سب سے پہلے ملتان جا کر پنجاب کا دورہ کریں گے ۔

آگرہ میں ڈکیتی

آگرہ ۹ مارچ ۔ تاج گنج کے متصل مسلح لٹیروں نے ایک جگہ

ڈاکہ ڈالا ۔ ایک دیہاتی گولی کا نشانہ بنایا گیا ۔ جو ہسپتال پہنچ کر زخموں کے صدموں سے فوت ہو گیا ہے ۔ ایک یورپین پولیس سارجنٹ نے ایک قزاق پر گولی چلائی جو زخمی ہو گیا ۔

احمد آباد میں ایک دارالعلوم کا قیام

احمد آباد ۱۰ مارچ ۔ آج صبح ڈاکٹر پی سی رائے نے ... سابرمتی کے کنارے گجرات ودیا پیٹھ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ... دس لاکھ روپیہ فراہم کر رہے ہیں ۔ اور ہمیں چند لاکھ روپیہ کی اور ضرورت ہوگی تاکہ قدیم تہذیب و ثقافت کی تجدید عمل میں آئے ۔

صوبہ بمبئی میں اعلیٰ تعلیم کے وظائف

بمبئی ۔ ۱۰ مارچ ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے ۔ کہ چار سرکاری وظائف ان باشندگان صوبہ کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ۔ جو کسی صنعتی مضمون میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔

برما میں ریلوے تصادم کے حادثے

رنگون ۔ ۹ مارچ ۔ ریلوے حادثہ میں متعدد مسافر زخمی ہوئے ایک سب انسپکٹر پولیس اور ایک برطانوی لیڈی مع اہل و عیال زخمی ہو گئی ۔ تاہم ... آدمیوں کی جان خطرہ میں آئی ۔ لائن مناسب کارروائی کے لئے بند ہے ۔

ایک اور مقام پر اسی دن ... انجن گاڑی پٹڑی سے اتر گئی دو مسافر مارے گئے اور ... زخمی ہوئے ۔ رنگون سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پیلیں لائن پر حادثہ ہوا ۔ انجن کے ساتھ تین تیسرے درجہ کی گاڑیاں بھی نیچے اتر گئیں ۔ طبی امداد بھی پہنچائی گئی ہے اور افسران ریل بھی حادثہ کے معائنہ کے لئے آ گئے ہیں ۔

ہندوستانی سرحد پر تاجدار افغانستان کا دورہ

کل مورخہ ۸ مارچ ۔ بوقت ۱۲ بجے دن اعلیٰحضرت شہریار غازی امیر امان اللہ خان تاجدار افغانستان بہ مراد ملاحظہ سرحد اسلامی دولت خداداد افغانستان بمقام تورخم پہنچے ۔ تورخم وہ مقام ہے جہاں پر سرحدات افغانستان و ہندوستان کا اتصال ہے ۔

عدالت عالیہ پٹنہ کے وکلاء اور بیرسٹروں میں کشمکش

پٹنہ ۱۰ مارچ ۔ عدالت عالیہ پٹنہ کے بیرسٹروں نے گورنمنٹ کی تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ بیرسٹروں اور وکیلوں کے درمیان جو امتیاز حائل ہے ۔ اڑا دیا جائے اور وکیلوں نے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ آئندہ کے لئے بیرسٹروں کے ساتھ بطور رضاکار پیش نہ ہوا کرینگے ۔ اور موجودہ مقدمات کے متعلق انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ چودہ روز کے اندر اندر اپنے تعلقات منقطع کر لینگے ۔

کینیا میں ہندوستانی نمائندگی کا مسئلہ

دہلی ۔ ۱۱ مارچ ۔ غیر سرکاری ممبران مجلس وضع آئین حالات کینیا کے متعلق کافی تردد کا اظہار کر رہے ہیں ۔ آج شام راجسبھا میں اس سوال پر دیر تک بحث ہوتی رہی کہ ماہ مئی میں حالات کی بہتری کے لئے ایک وفد انگلستان کو روانہ کیا جائے ۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے ... آدمیوں کا ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔ مگر یہ معاملہ قطعی طور پر طے نہیں ہوا ۔ غالباً مجلس وضع آئین میں ایک ایک ممبر قومی اور جمہوری جماعت کی نمائندگی کے لئے ہوگا ۔

ممالک غیر کی خبریں

ترکوں کی جوابی شرائط

آکسفورڈ ۔ ۱۱ مارچ ۔ اتحادی ہائی کمشنر مقیم قسطنطنیہ کو ترکی یادداشت اور صلحنامہ کے خلاف تجاویز یوم جمعہ بوقت دوپہر دی گئیں ۔ ڈیلی ... کے مسودے بہت طویل ہیں ۔ اور مخالف مسودے کا اتحادی مسودہ سے بہت سی تفصیلات میں اتفاق نہیں ہے ۔

سرحد عراق کا تعین

قسطنطنیہ ۱۰ مارچ ۔ جدید ترکی شرائط صلح کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحد عراق کا فیصلہ برطانیہ اور ترکوں کے درمیان ایک سال میں ہو سکے گا ۔ اگر معاملہ اسوقت بھی طے نہ ہوا تو یہ مسئلہ انجمن اقوام کے سپرد کیا جائے گا ۔

کابل میں فرانسیسی سفارت خانہ

پیرس ۔ ۹ مارچ ۔ فرانسیسی دار المبعوثین میں قانون منظور ہو گیا ہے جس کے مطابق اب کابل میں فرانسیسی سفارت خانہ قائم ہوگا ۔ افغانستان کی طرف سے امیر افغانستان کے خسر پہلے ہی سے پیرس میں بحیثیت سفیر موجود ہیں ۔

قسطنطنیہ میں مجلس ملیہ انگورہ کا سفیر خصوصی

لندن ۔ ۹ مارچ ۔ توقع ہے کہ آج رات حمید بے قسطنطنیہ وارد ہونگے ۔ جدید صلح کا بیان اور مخالف تجاویز اپنے ہمراہ لائینگے جو ۱۶۵ صفحات پر درج ہیں ۔

پیرس میں خیال کیا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ میں ترکوں کے ساتھ تعلقات کی تجدید کی جائیگی اور اب کے لاسین میں اجتماع نہ ہوگا

فرانس کی مزید پیش قدمی

برلن ۱۰ مارچ ۔ اب فرانسیسی قبضہ جنوب کی طرف کو ... تک وسعت پذیر ہو گیا ہے ۔ ریکلنگ ہوسین کیسٹروپ ... کے ریلوے اسٹیشنوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے ۔

کرونفیلڈ میں ... لائن کی نگرانی کے لئے ایک دفتر چونگی قائم کیا گیا ہے ۔

ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا؟

زمانہ قیام انگلستان میں ہم نے ایک مضمون انگریزی میں اسی موضوع پر لکھا تھا۔ اور اس میں یورپین مستشرقین کی تحقیقات کی بناپر ثابت کیا تھا۔ کہ ہندوستان میں جو آج دس کروڑ کے قریب مسلمان نظر آتے ہیں یہ ان پاک نفوس کی کوششوں کا نتیجہ ہیں جنہوں نے اپنے روشن تریں اور نیک نمونے سے ہندوستان میں آکر تبلیغ اسلام کا حق ادا کیا۔ یہ مضمون حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مشہور و معروف رسالہ "اسلامک ریویو" میں بالاقساط شائع ہوا۔ اور انگریزی خوان طبقہ میں مقبول خاص و عام ہوا۔

اب فتنۂ ارتداد کے موقعہ پر جہاں خود مسلمانوں کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلکر تبلیغ ہدایت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ وہاں آریوں نے بھی اسی پرانے دقیانوسی اور بوسیدہ اعتراض کا اعادہ بکرات ومرات کرنا شروع کیا ہے۔ کہ یہ راجپوت عہد حکومت اسلامیہ میں جبرًا مسلمان کئے گئے تھے۔ چونکہ اس مضمون میں اس اعتراض کا جواب تاریخی تحقیقات اور غیر مسلم محققین کے اقوال سے دیا گیا ہے۔ اور چونکہ خود ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی ضرورت ہے۔ کہ وہ بزرگان سلف کے کارناموں سے واقف ہوں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اس لئے ہم اس مضمون کا ترجمہ سلیس اردو میں ناظرین پیغام صلح کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:۔

ایڈیٹر

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اچھے کاموں کی ترغیب دے اور برے کاموں سے منع کرے اور وہی فلاح پائیں گے۔

اسلام کو نہ صرف اس کے متبعین بلکہ دیگر مذاہب کے پیرو بھی ایک عرصۂ دراز سے تبلیغی مذہب تسلیم کر چکے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت پروفیسر میکسملر کے پیش نظر تھی لیکن دسمبر ۱۸۷۳ء میں پروفیسر موصوف نے ویسٹ منسٹر ایبے میں تقریر کرتے دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا تبلیغی اور غیر تبلیغی پہلی شق میں اسلام۔ بدھ مت اور عیسائیت داخل ہیں۔ اور دوسری میں یہودیوں۔ برہمنوں اور مجوسیوں کے مذہب۔

اس بات کا تو ہمیں علم نہیں۔ کہ آیا بدھ مذہب کا بانی ہے۔ اپنے متبعین کو یہ ہدایت کی تھی۔ کہ وہ دنیا میں اس کے مذہب کی اشاعت کریں لیکن عیسائیت کے متعلق تو ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح نے کبھی اپنے حواریوں سے یہ نہیں کہا کہ وہ اس کے پیغام کو سوائے بنی اسرائیل کے کسی اور قوم تک پہنچائیں۔ اس امر کی تصدیق کہ مسیح کی تعلیم صرف بنی اسرائیل کے لئے مخصوص تھی متی کی انجیل باب ۱۵ آیت ۲۴ و ۲۶ سے ہوتی ہے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ جب کنعان کی ایک عورت مسیح کے پاس مدد کے لئے آئی تو مسیح نے کہا " میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں " اور پھر کہا " یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ بچوں کی روٹی اٹھا کر کتوں کے سامنے ڈالی جائے " ان الفاظ سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور ان کی روحانی "روٹی" صرف اسی قوم کے لئے مخصوص تھی۔ انجیل کے یہی وہ الفاظ ہیں۔ جن کی بناپر مسیح کے حواریوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہوا کہ آیا ان پر بنی نوع انسان کے سامنے انجیل کی منادی کرنے کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔؟ جن لوگوں نے مسیح کے ارشاد کی تعمیل ضروری سمجھی۔ ان کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے۔ کہ ان کے استاد کی زندگی کا مقصد صرف "بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش" تک محدود تھا۔ اور اس لئے انہیں اس سے زیادہ انجیل کی منادی کرنیکا منصب حاصل نہیں۔ لیکن سینٹ پال کی ذہانت اور جدت پسندی اپنے استاد کی تعلیم سے ایک جداگانہ پہلو تو اختیار کر ہی چکی تھی اس کی اشاعت کے متعلق کسی نئی بات کا پیدا کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ آج مسیحیت کے علمبردار "صداقت" کی اشاعت کے لئے کثیر النفوس مبلغ ممالک غیر میں بھیج رہے ہیں۔ لیکن انہیں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ ان کی یہ سرگرمی اور مستعدی مسیح کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ یہ بزرگوار بچوں کی روٹی کتوں کے سامنے ڈالنے کے لئے رم ہیں پچھلے دنوں ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "دنیا کی آواز" میری نظر سے گذرا جس میں مصنف نے عیسائیوں کو تبلیغ کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے جوش کے عالم میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے:۔

"ہمیں جھوٹے بہانوں سے مخلصی پانی چاہیئے۔ ماں یہ کہتی ہے۔ کہ میں چین میں تبلیغی اغراض ومقاصد کی تکمیل پر اپنے لڑکے کے مستقبل کو قربان نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ اپنے تمام دوستوں سے اس امر کی توقع رکھے گی کہ اگر اسکالڑ کا انڈین سول سروس کے امتحان میں پاس ہو جائے تو وہ اسے مبارکباد دیں۔ کیا مسیحی مبلغ کی تنخواہ کے یہ معنے ہیں کہ اس کی بیوی اور بال بچے معاش کی فکر سے مستغنی نہیں ہیں؟ اگر یہ بات درست ہے۔ تو انجیل سے یہ آیت لغو اور فضول قرار دے کر نکال دینی چاہئے: اپنے کھانے پینے یا پہننے کے متعلق کچھ فکر نہ کرو پہلے خدا کی بادشاہت اور اس کی سچائی کے طالب رہو۔ اور یہ تمام چیزیں تمہیں مل جائیں گی "

لیکن ہاں اگر کسیقدر انجیل جانتی ہے۔ تو وہ پادری صاحب یوں جواب دے سکتی ہے:۔

"کیا خدا مجھ سے یہ چاہتا ہے۔ کہ میں چین میں یسوع مسیح کی تعلیم پھیلانے کے لئے اپنے بیٹے کی زندگی قربان کر دوں؟ اگر خدا کا یہی منشا ہے تو اپنی انجیل سے ان آیتوں کو لغو اور فضول قرار دے کر نکال دو (۱) " میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش کے لئے بھیجا گیا ہوں " (۲) یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ بچوں کی روٹی اٹھا کر کتوں کے آگے ڈال دی جائے "

یہ واقعی ایک عجیب بات ہے۔ کہ باوجود انجیل مقدس کی ان صاف اور صریح آیات کے جو تبلیغ کے منافی ہیں۔ عیسائیت کے علمبردار کیوں تمام دنیا میں اپنے مبلغ اور مناد بھیجتے ہیں۔ اس امر کی تحقیق مسیحی مبلغ کا مقدس فرض ہے۔ کہ آیا مسیح نے اپنے متبعین کو یہ ہدایت کی تھی۔ کہ وہ ممالک غیر میں بنی اسرائیل کے سوا دوسری قوموں کے سامنے انجیل کی منادی کریں۔ انجیل سے اس سوال کا جواب بلاشبہ نفی میں ملتا ہے۔ لیکن ہا ایں ہمہ مسیحی مبلغین سادہ لوح عیسائیوں کے دلوں میں یہ خیال بٹھاتے ہیں۔ کہ اس نام نہاد عیسائیت کے اصول کی اشاعت کے معاملہ میں وہ مسیح کے نائب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

لیکن اسلام کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ عالمگیر مذہب ہے۔ اور اسکی تعلیم بنی نوع انسان پر حاوی ہے۔ رسول اکرم تمام دنیا کے لئے بھیجے گئے تھے اور آپ کی سچی اور نورانی تعلیم کا حقیقی مقصد یہی تھا کہ دنیا کی کل قومیں اخلاقی اور روحانی پہلو سے انسانیت کے اعلیٰ معیار تک پہنچ جائیں قرآن مجید میں حضور کی تبلیغ کا مقصد صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے:۔

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ

خدا کی ذات بڑی بابرکت ذات ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے (عذاب خدا) سے ڈرانے والا ہو۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ط

وہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور اے پیغمبر ہم نے تم کو دنیا جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

بقیہ برصفحہ ۷ کالم ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ ۔ مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۴۱ھ ۔ نمبر ۳۹

علمائے اسلام کی حالت

(۲)

فتنۂ ارتداد حقیقت میں مسلمانان ہندوستان کے لئے عموماً اور علمائے کرام کے لئے خصوصاً غفلت اور دین سے بے پروائی کا ایک عملی تصدیق نامہ ہے ۔ آریہ اگر آج مسلمانوں کو ہندو بنا رہے ہیں ۔ تو یہ ایک دن کا کام نہیں ۔ وہ مدت سے اس کام میں مصروف تھے ۔ اور ادھر ہمارے علماء کرام خواب گراں میں محو تھے ۔ یا اس سیاسی تحریک میں شامل ہو کر نمود و نمائش کے پھول اپنے اوپر برسوا رہے تھے ۔ ہمارے برادران وطن کا طریق عمل ہمیشہ خاموشانہ اور مدبرانہ ہوتا ہے ۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمان اب سیاسی نشہ میں مدہوش ہیں ۔ ہندو مسلم اتحاد نے ان کو تبلیغ ہدایت کے لئے معطل کر دیا ہے ۔ اس لئے موقعہ ہے کہ ہم ویدک دھرم کا پرچار خاموشی مگر تندہی سے کرتے رہیں ۔ چنانچہ ان کی یہ مساعی رنگ لائیں اور جسم اسلام کی بوٹیاں کاٹ کرنے گئیں ۔

لیکن کیا باوجود اس تازیانہ عبرت کے جو ہم کو اب لگا ہے ۔ ہمارے علماء بیدار ہوئے ہیں ؟ اسکا جواب بھی ہم بہ صد حسرت نفی میں دینے پر مجبور ہیں ۔ کیا یہ وقت نہ تھا ۔ کہ ہم گھر کی لاطائل بحثوں کو ترک کر کے ترک چھوڑتے اور اسوقت کفر و الحاد و ارتداد کے لئے یک جہتی و اتفاق سے کوشش کرتے مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ ہمارے علماء آج بھی اسی فرقہ بندی کی بحثوں میں مصروف ہیں ۔ پنجاب کے ایک مولوی جو اپنے آپ کو شیر پنجاب کہنے کے عادی ہیں ۔ (لیکن کسر ایک دم کی ہے) اسوقت حیدرآباد دکن تشریف لے گئے ہیں ۔ اور وہاں سے اپنی لن ترانیاں ہانک رہے ہیں کہ اتنے قادیانی تائب ہو گئے ۔ ہم نے قادیانیوں کو بھگا دیا ۔ اور شہر یار دکن سے درخواست کرتے ہیں ۔ تو یہ نہیں کرتے ۔ کہ فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے حضور نظام کچھ عطیہ عنایت فرمائیں ۔ بلکہ کہتے ہیں ہمارا اور قادیانیوں کا مباحثہ ہو جائے ۔ حضور اسپر حکم اور فیصلہ لکھدیں

بریں عقل و دانش بباید گریست

اس سے قطع نظر دہلی میں بھی ابھی ابھی احمدیوں اور حضرت مسیح موعود کے خلاف کفر کے فتوے کو دہرایا گیا ہے ۔ اور جمعیۃ العلماء جیسی جماعت کے نمایندوں نے فرض شناسی تو درکنار وقت شناسی سے بھی کام نہیں لیا اس فتوے پر سب سے پہلے مولویصاحب جن کے دستخط موجود ہیں مولوی عبدالرحمٰن ہیں تعجب ہے ۔ کہ انہوں نے جواب دیتے وقت حضرت مسیح موعود کی طرف خلاف واقعہ باتیں منسوب کی ہیں ۔ چنانچہ مثال کے طور پر صرف ایک فقرہ یہاں نقل کیا جاتا ہے ۔

> واضح ہو مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت تھا ۔ عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان (یوسف نجار کے بیٹے ہونے کا) لگاتا تھا ۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف طور پر وارد ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انکو بغیر باپ کے مریم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے ۔

اب ان مولویصاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں ۔ حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت نہیں کیا ۔ اور اس کی موٹی دلیل یہ ہے ۔ کہ آپ کے پیرؤوں میں سے ایک جماعت علی الاعلان کہتی ہے ۔ کہ آپ نے دعوےٰ نبوت نہیں کیا ۔ پھر یہ بات بھی کہ حضرت مسیح موعود حضرت مسیح ناصری کو بغیر باپ نہیں مانتے تھے ۔ بالکل جھوٹ ہے ۔ لیکن اس دیدہ دلیری کو دیکھنا ہوگا ۔ کہ ان ہی یا اس قسم کی وجوہ پر کفر و الحاد کا فتوےٰ دے دیا گیا ۔ اور دوسرے مولویصاحبان نے بھیڑ چال سے کام لیکر الجواب صحیح الجواب صحیح کا ورد کرنا شروع کر دیا کیا اسی قسم کی تدقیقات سے فتوے صادر ہوتے ہیں ؟

چلو خیر ہم کافر ہی سہی ۔ لیکن تم مومنوں نے اسلام کی کیا خدمت کی کتنے لوگ مسلمان بنائے ۔ کیا تم میں سے کوئی اس علاقہ میں پہنچا جو آریہ اور سناتن دھرمی مبلغوں کی وجہ سے ارتداد کے لئے تیار تھے ۔ کیا تم نے کوئی انتظام عیسائیت کی روک تھام کے لئے کیا ۔ کیا تم نے یورپ کی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کی کوئی تدبیر سوچی ۔ کیا غیر ممالک میں اسلامی علوم کی نشر و اشاعت کا کوئی انتظام تم سے ظہور پذیر ہوا ۔

اگر تم نے ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں ۔ تو کیا یہ بڑے درجہ کی ڈھٹائی نہیں کہ آج تم اس شخص اور اس کی جماعت پر کفر و فسق کے آوازے کس رہے ہو ۔ جس نے تمام عمر خدمت اسلام میں صرف کی جس نے ایک جماعت پیدا کی اور اس نے اشاعت اسلام کا عہد لیا ۔ جس کے متبع آج دور دراز ملکوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کر رہے ہیں اور جس کے پیرو فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے بھی جان بکف ہیں چنانچہ احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کے چار مبلغ کام کر رہے ہیں مزید مبلغ بھیجنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ اور عنقریب ایسے احمدی بھی میدان عمل میں نکلیں گے ۔ جو اپنی ملازمتوں سے رخصت حاصل کر کے اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہوں ۔ قادیانی جماعت سے گو اعتقادات میں ہمیں اختلاف ہے ۔ لیکن یہ اختلاف ہمیں یہ سچی بات کہنے سے روک نہیں سکتا کہ انہوں نے بھی بیس آدمی فتنہ ارتداد کے روکنے کے لئے بھیجے ہیں ۔ اور انسداد ارتداد میں کوشاں ہیں ۔ اس کے علاوہ ہمارے بیرونی مشن امریکہ ۔ جرمنی ۔ انگلستان میں کام کر رہے ہیں ۔ لیکن اس کے بالمقابل تم مومنوں کے ہاتھ میں اگر کچھ ہے تو صرف یہی کہ ہم کو کافر کہتے ہو اور اپنے آپ کو مسلمان ۔

چو کافر شناسا تر از مولوی ست
بریں مولویت بباید گریست

بالآخر ہم ہندوستان کے مولویوں ۔ سجادہ نشینوں ۔ گدی نشینوں اور مشائخ و صوفیاء کی خدمت میں ضرور درخواست کریں گے کہ اب خدمت اسلام کا وقت ہے ۔ آپ لوگوں نے پہلے ہی بہت وقت ضائع کیا ہے ۔ اب زیادہ وقت ضائع نہیں ہونا چاہیئے ۔ وقت آگیا ہے ۔ کہ مولوی اپنے حجروں سے باہر نکلیں ۔ وقت آگیا ہے ۔ سجادہ نشین اپنے سجادوں کو خیرباد کہیں ۔ وقت آگیا ہے کہ گدی نشین حضرات اور صوفیائے کرام اپنے اپنے سنہری اور روپہلی اغراض کو خدمت اسلام پر قربان کر دیں ۔ اور اپنے دعوے اسلام کا عملی ثبوت دیں ۔

ہندو مسلم اتحاد اور سوامی شردھانند

سوامی شردھانند کا نام فتنہ ارتداد کی وجہ سے آجکل زبان زد خاص و عام ہے ۔ کہ ”شاہ جی“ کے سب سے بڑے علمبردار آپ ہی ہیں ۔ آپ نے ”ہندو سبھا دہلی“ میں ایک لمبی چوڑی تقریر کی ۔ اور اس میں ہندو مسلم پر بھی روشنی ڈالی ۔ آپ نے فرمایا :-

> اسوقت یہ سوال کیا جا رہا ہے ۔ کہ شردھانند جو ہندو مسلم اتحاد کا بڑا حامی تھا ۔ یہ کیا کام کر رہا ہے ۔ اس سے ہندو مسلم اتحاد کو سخت نقصان پہنچایا جا رہا ہے ۔ میں یہ بزور کہتا ہوں کہ میں نے کبھی ہندو مسلم اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی اور نہ آئندہ کبھی ایسا کر سکتا ہوں ۔ لیکن میرا یہ یقین ہے ۔ کہ اتحاد ہمیشہ برابر والوں کا ہوا کرتا ہے ۔ کمزور اور طاقتور کا کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا ۔

یہ عجیب بات ہے ۔ کہ سوامی صاحب کے نزدیک ہندو باوجود ۲۲ کروڑ ہونے کے کمزور ہیں ۔ اور مسلمان جن کی تعداد دس کروڑ سے متجاوز نہیں ان سے زبردست ہیں !!! کیا اسی قسم کی مساوات کی بنا پر سوراج کا نظام عمل تیار ہو رہا تھا ۔ سوامی صاحب کے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سوامی صاحب ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نمود ناپید کرنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ جب باوجود ایک چوتھائی تعداد ہونے کے وہ مسلمانوں کی طاقت سے خائف ہیں ۔ تو اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ مسلمان بالکل ہی نہ رہیں ۔ اور اس طرح ہندو مسلم اتحاد کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے طے ہو جائے ۔ اگر ہندو لیڈروں کا زاویہ نگاہ ”ہندو مسلم اتحاد“ کے متعلق یہی ہے ۔ جس کی ترجمانی سوامی شردھانند نے کی ہے تو پھر مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ یہ ان کے لئے کھلا چیلنج ہے ۔ سوامی صاحب کے نزدیک ہندو کمزور ہیں ۔ اور مسلمان طاقتور ۔ اب وہ لیڈران قوم جو اتحاد و اتفاق کے لئے مرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ ہندو قوم کو طاقتور بنانے اور دولت اتفاق حاصل کرنے کے لئے خود ہندو بن جائیں ۔ تاکہ سوامی صاحب کا معیار اتفاق پورا ہو جائے ۔

افسوس کا مقام ہے ۔ کہ ہمارے بھولے بھالے مسلمان ان ہندو لیڈروں کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کو نہیں سمجھتے ۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سادگی سے [illegible] نیک نیتی پر محمول کر لیتے ہیں ۔ اور ان کے اس سادہ لوحی سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ مسلمانان ہند تو سر لائیڈ جارج سابق وزیر اعظم کی فقرہ بازیوں کا ہی رونا رو رہے تھے ۔ لیکن سوامی شردھانند جی کا معیار اتفاق بھی لائیڈ جارجی حکمت عملی سے کسی طرح کم نہیں ۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جب ہندو لیڈروں کے دل و دماغ میں اس قسم کے خیال موجزن ہوں ۔ تو ہندو مسلم اتحاد کا پشتہ کس طرح مضبوط ہو سکتا ہے ۔ یہ لوگ اپنے اقوال و افعال سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں جو خلیج واقع ہے اس کو وسیع و عمیق کرتے ہیں ۔ اور پھر زبان سے اتحاد و اتفاق کا ورد بھی کئے جاتے ہیں ۔

نوید جانفزا

مولوی محمد عبدالحی صاحب ناظم مجلس نائب تبلیغ کی طرف سے ہمارے دو تار موصول ہوئے ہیں پہلا تار تو مسلم آؤٹ لک کی ۱۲ مارچ کی اشاعت میں شائع ہوا جو حسب ذیل ہے :-

(۱) انبیٹھ ۔ مین پوری ۔ علیگڈھ ۔ متھرا ۔ آگرہ اور [illegible] کے اضلاع کے مسلم راجپوت ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئے ۔ اور انہوں نے ایک عام مجمع میں اعلان کیا ۔ کہ ہم مسلمان ہیں ۔ بعض مسلمان جو ارتداد کرتے توبہ کر کے پھر از سر نو مسلمان ہو گئے ۔ حالت نہایت حوصلہ افزا ہے آدمیوں اور روپیہ کی اشد ضرورت ہے ۔

دوسرا تار آج (۱۵ مارچ) کو ہمارے پاس آیا ہے ۔ یہ پہلے تار سے بہت مفصل ہے ۔ اس میں لکھا ہے ۔ کہ [illegible] (جو اس علاقہ کا ایک مرکزی گاؤں ہے) میں ایک عظیم الشان پنچایت منعقد ہوئی ۔ اور ۲۹ گھنٹہ تک موجودہ حالت ارتداد کے متعلق نہایت آزادیٔ رائے سے بحث ہوتی رہی ۔ نہایت ہی عظیم [illegible] ہزار سے زیادہ نفوس کا مجمع تھا ۔ سب نے آریہ سماج کی ان ناقابل برداشت [illegible] پر اظہار افسوس کیا ۔ جن سے راجپوت قوم کی ہتک کی گئی ہے ۔ اس موقعہ پر ایک بوڑھی عورت جس کی عمر تقریباً اسی سال کی ہے ۔ عدیم النظیر مذہبی جوش کا اظہار کیا ۔ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور اپنے بیٹوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دینے کو ترجیح دوں گی بہ نسبت اس کے کہ وہ ہندو ہو جائیں ۔

اس پنچایت میں یہ امر بالاتفاق واسطے پاس ہوا کہ ہم کو مذہب کو اسلام پر قائم رہنا چاہیئے ۔ کیونکہ ہندو رسوم و رواج ہمارے مذاق و فطرت کے خلاف ہیں ۔ یہ امر بھی طے ہوا ۔ کہ آئندہ ہماری نسلیں اسلامی روایات کے مطابق تعلیم حاصل کریں ۔ اور مذہب اسلام سے واقفیت بہم پہنچائیں ۔ تاکہ ان کو دین کا علم حاصل ہو جائے ۔ ان دونوں تاروں سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ فتنہ ارتداد کی دہکتی آگ کا مسلمانان خدا کے فضل سے علاقہ ارتداد میں مقابلہ کر رہے ہیں اور وہاں کے مسلم راجپوت اس موقعہ کی اہمیت اور آریہ حضرات کی کارروائیوں سے خوب واقف ہو چکے ہیں ۔

چونکہ ان کی دلی خواہش ہے ۔ کہ اسلام کی تعلیم اور روایات ان کے ہاں جاری و ساری ہوں ۔ اس لئے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیکر اپنے مسلمان بھائیوں کی اس جائز خواہش کے پورا کرنے میں ان کی امداد کریں ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے علاقہ ارتداد کے اندر سکول کھولنے کا فیصلہ کر دیا ہے ۔ اور عنقریب سکول جاری ہو جائیگا ۔ یہ مزید مصارف انجمن کو فتنۂ ارتداد کے روکنے کے لئے برداشت کرنے پڑے ہیں ۔ اس لئے ہمارے احباب اس تحریک میں حصہ لیں ۔ حضرت امیر کا ایک اعلان اس سے پہلے شائع ہو چکا ہے ۔ اور آج ایک اور مفصل اعلان اس اخبار میں شائع ہوتا ہے ۔ سب احباب کو اس تحریک میں حصہ لینا چاہیئے ۔ یہ وقت کام کرنے کا ہے ۔ اسلام پر سخت حملہ ہو رہا ہے ۔ اس لئے حسب استطاعت دعا اور روپیہ سے مدد کریں ۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امیر کا اعلان

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین

فتنۂ ارتداد

برادران اسلام سے اپیل

کون سی مصیبت اسلام پر آنے والی تھی۔ جس کی خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نہ دی۔ یہ وقت بھی اسلام پر آنے والا تھا جس کے متعلق فرمایا۔ یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا۔ سب قومیں تم پر یوں اُمنڈ آئیں گی جس طرح بھوکے کھانے کے پیالے کیطرف دوڑتے ہیں۔ اسلام کے لئے عیسائیت کا حملہ جس نے اپنی ساری قوتوں کو جمع کر کے نہ صرف اسلام کی ترقی کا رستہ بند کرنا چاہا ہے۔ بلکہ خود مسلمان قوموں کو دائرہ عیسائیت میں لانے کے لئے پورا زور صرف کر دیا ہے کافی بڑا فتنہ تھا ہمارے قریب ہی اسلامی جزائر میں چالیس ہزار فرزندان اسلام سید البشر کی غلامی سے نکلکر بندگان صلیب میں داخل ہوگئے۔ اور اس ہندوستان میں بھی دس ہزار کی تعداد میں توحید کے جھنڈے کو چھوڑ کر تثلیث کے علم کے نیچے چلے گئے۔ مگر ہم نے ایک ایک دو دو کے ارتداد کی پرواہ نہ کی۔ اور یہی سمجھ رکھا کہ اس سے اسلام کو کچھ نقصان نہیں۔ ہمیں اس خواب سے بیدار کرنے کے لئے فتنۂ ارتداد ایک نئے رنگ میں نمودار ہوا۔ اور یکایک یہ آواز ہمارے کانوں پر پڑی کہ ہمارے ساڑھے چار لاکھ راجپوت بھائیوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے ہمارے برادران وطن پورا زور صرف کر رہے ہیں۔ ان کے بہترین دماغ اندر ہی اندر اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک مدت سے لگے ہوئے تھے۔ اور زر کثیر اس غرض کے لئے صرف کر رہے تھے۔ مگر ہم خود اپنے اس ملک کے بھائیوں کے حالات سے اسقدر ناواقف تھے۔ کہ یا تو ہمیں اصل حالات کا پتہ نہ لگا۔ اور یا اگر کچھ علم ہوا۔ تو ہم نے ایک کروٹ لیکر پہلو بدل لیا۔ اور پھر سو گئے۔

ہمیں کسی دوسرے مذہب یا قوم پر رنج نہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ کیوں مذہب اسلام سے لوگوں کو منحرف کرنا چاہتے ہیں اگر انہیں یہ یقین ہے۔ کہ حق اور صداقت ان کے پاس ہے۔ تو جس طرح ہمارا فرض ہے۔ کہ اس حق اور صداقت کو جو ہمارے پاس ہے۔ دوسروں تک پہنچائیں۔ ہم ان کی طرف سے کسی رنجش اور کدورت کو دل میں لانے کے بغیر انہیں بھی اجازت دیتے ہیں کہ اگر ان کے پاس حق اور صداقت ہے۔ تو اسے ہم تک پہنچائیں۔ ہم اپنے دل ہر حق اور صداقت کے لئے کھولے بیٹھے ہیں۔ ہاں ہم دوسروں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے دلوں کو بھی حق اور صداقت کے لئے کھولیں۔ اور ہماری باتوں کو بھی ٹھنڈے دل سے سنیں۔ اسلام صرف دنیا میں ایک کھلا میدان چاہتا ہے۔ اور اسے اپنی صداقت کی قوت پر پورا بھروسہ ہے۔ کہ وہ خود بخود صاف دلوں کو اپنی طرف جھکائے گی۔ اور اس کے اندر وہ دلکشی کا سامان ہے۔ کہ وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیگا۔ ہم اسے ایک مبارک نشان سمجھتے ہیں۔ کہ سب مذاہب کھلے طور پر میدان میں نکل آئیں۔ اور جب اصل غرض دنیا میں محبت اور آشتی پھیلانا ہے۔ تو بغیر ایک دوسرے کے لئے کدورت و رنج رکھنے کے اصول صحیحہ پر جن پر مذہب کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ ہاں اس کشمکش میں جو شروع ہوئی ہے۔ ہمارے لئے ایک سبق بھی ہے۔ کہ دنیا میں بغیر جدوجہد کے زندگی ناممکن ہے ہمیں کھلے لفظوں میں یہ تعلیم دی گئی تھی۔ کہ تم میں ایک گروہ ایسا موجود رہے۔ جو دنیا جہان کے لوگوں کو اسلام کیطرف دعوت دیتا رہے۔ ہم نے جب سے اس اپنے فرض اولین کی طرف سے غفلت شعاری کی۔ اور ہمارا قدم آگے بڑھنے سے رک گیا۔ گو یہ سچ ہے کہ اسلام اپنی اندرونی طاقت سے باوجود ہماری غفلت کے بھی کچھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا رہا) تو نتیجہ وہی ہوا۔ جو ہونا چاہئے تھا یعنی ہمارا قدم پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ کیونکہ دنیا میں یا ترقی ہے یا تنزل ایک حالت پر قیام کسی چیز کا نہیں۔ جب ہم نے اشاعت اسلام کے مقدس فرض سے غفلت اختیار کی۔ اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی جدوجہد کو چھوڑ دیا۔ تو دوسروں نے ہمیں اپنے اندر جذب کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ جب ہم بڑھنے سے رکے تو دوسرے ہم پر بڑھے۔ اور آج ہمیں اشاعت اسلام کی جگہ حفاظت اسلام کی فکر پڑی۔ سو یہ فتنۂ ارتداد گو کتنا بھی ہم اسے ایک مصیبت اپنے لئے خیال کریں۔ ہمارے لئے اس رنگ میں ایک برکت اور رحمت بھی ہے۔ کہ ہمیں اپنی خواب سے بیدار کر کے پھر دنیا میں قدم آگے بڑھانے کا موقعہ دیگا۔ ہر بلا کیں قوم راحق دادہ است * زیر آن گنج کرم بنہادہ است۔

میں پھر دہرانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں اپنے ہندو برادران وطن پر کوئی رنج نہ ہونا چاہئے کہ وہ کیوں مسلمانوں کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ان کا حق ہے جسطرح ہمارا یہ حق ہے کہ ہم ہندوؤں کو مسلمان کریں ہم ہر قوم کے لئے مذہبی آزادی چاہتے ہیں جسطرح اپنے لئے چاہتے ہیں۔ البتہ ہمیں اگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ وہ سیدھا طریق اس بارے میں اختیار نہیں کیا گیا۔ جو خدا کا نام پھیلانے والوں کو اختیار کرنا چاہئے بلکہ فی الحقیقت پولیٹیکل اغراض کو مذہبی لباس پہنایا گیا ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے ہندو برادران وطن نے کبھی بھی اپنے مذہب کو ایک تبلیغی مذہب نہیں سمجھا۔ انہوں نے اسے جیسا کہ فی الواقع یہ ابتدا سے تھا۔ ایک قومی اور ملکی مذہب سمجھا۔ ان کی آسمانی کتاب میں ان کے لئے کوئی ہدایت موجود نہیں کہ وہ اپنے مذہب میں دوسری قوموں کو بھی داخل کریں۔ ان کے بزرگوں کا کوئی نمونہ ان کے سامنے موجود نہیں کہ قدیم ایام سے کبھی ان بزرگوں نے اپنے مذہب میں کسی دوسری قوم کو داخل کیا ہو۔ اس خیال کی ابتدا آریہ سماج سے ہوئی جس کی تہ میں پولیٹیکل مقاصد کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے اصول "شدھی" کو اس زمانہ میں بھی دوسرے ہندو رہنماؤں نے غلط سمجھا اور غلط قرار دیا۔ اور اسبات پر ہمیشہ سناتن دھرم کیطرف سے جو ہمارے ہندو برادران وطن کا اصل مذہب ہے اعتراض ہوا کہ آریہ سماج کا یہ مسلک ہندو مذہب کے خلاف ہے۔ گویا یہ شدھی نہیں بلکہ اشدھی ہے۔ سناتن دھرم کی یہ مخالفت آجتک بڑے زور و شور سے قائم رہی ہے۔ مگر جب سے ہندوستان میں سوراج کا خیال مضبوط ہوا ہے۔ آریہ سماج کی اس تحریک کی مخالفت ہمارے برادران وطن کیطرف سے کمزور ہوتی چلی گئی ہے یہانتک کہ رفتہ رفتہ آریہ سماج اس پولیٹیکل مقصد کو دوسری ہندو سوسائٹیوں کا مطمح نظر بنانے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ اور سناتن دھرم کی سبھاؤں نے جگہ جگہ اپنے اصول مذہبی کو ملکی اغراض کے سامنے قربان کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور نہ صرف سناتن دھرم سبھاؤں میں "شدھی" یا "اشدھی" کے جواز پر ریزولیوشن پاس ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ بلکہ ہر قسم کے لوگ جنکا تعلق باہم صرف اسقدر ہے کہ وہ ایک عام لفظ "ہندو" کے ماتحت اپنے آپ کو دکھنا پسند کرتے ہیں۔ اور اصول مذہبی میں ان کا کوئی بھی اتحاد نہیں۔ مسلمان راجپوتوں کو ہندو بنانے کے لئے پورے زور سے میدان عمل میں کود پڑے ہیں۔ اور آریہ سماجی۔ سناتن دھرمی بلکہ جینی تک سرگرم پیکار ہیں۔ اگر یہ کام کسی مذہبی اصول پر ہوتا تو ہرگز یہ مختلف عقاید رکھنے والے لوگ ایک نہ ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ ہمارے ہندو برادران وطن کی پولیٹیکل اغراض متحد ہیں۔ اس لئے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سب ایک ہوگئے ہیں اور اصل غرض صرف اسقدر ہے۔ کہ مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کیا جائے۔ یہ واقعات ہیں خواہ ہمارے ہندو بھائی انہیں اوپر سے کچھ ہی رنگ دیں مگر اس تمام شورش کی تہ میں جو بات کام کر رہی ہے۔ وہ ایک ہی ہے کہ ہندوؤں کی طاقت اسقدر زبردست ہو جائے۔ کہ اس کے مقابل پر اور کوئی طاقت ہندوستان میں کام کرنے والی نہ رہے نئے دن بڑے بڑے ہندو لیڈران جو اپنی قوم کو یہ کہہ کر اُبھارتے ہیں کہ ہندو کمزور ہیں۔ انہیں اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہئے۔ اسکا کیا منشاء ہے؟ کس بات میں ہندو کمزور ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے ایک مسلمان کے لئے چار ہندو موجود ہیں۔ تجارت کے لحاظ سے مسلمان کسی شمار میں ہی نہیں۔ تعلیم کے لحاظ سے مسلمانوں کا اپنی برادران وطن سے مقابلہ کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ سرکاری ملازمتیں بڑے بڑے عہدے سب برادران وطن کے ہاتھ میں ہیں روپیہ سب ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان تمام طاقتوں کے ہندو قوم کے ہاتھ میں ہوتے ہوئے ان کا یہ کہنا کہ ہندو کمزور ہیں بعض مسلمانوں کی طاقت کو اور کمزور کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ اور خود "شدھی" کی تحریک اسی غرض کو کامل کرنے کے لئے ایک آلہ بنائی گئی ہے۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ اور کیا کر رہے ہیں؟ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسوقت ہمیں اسبات کی تو پروا نہ کرنی چاہئے۔ کہ کچھ راجپوت اس تحریک کے اثر کے نیچے دین اسلام کو چھوڑتے بھی جا رہے ہیں۔ اور یہ توقع بھی نہ رکھنی چاہئے کہ ہم جاگتے ہی فوراً ہر ایک موقعہ پر ناکہ بندی کر لیں گے۔ اسلام کے خلاف یہ طاقت ایک عرصے سے کام کر رہی ہے۔ اور اندر ہی اندر بہت کچھ ہو چکا ہے۔ اس اثر کو ہم ایک دن میں زائل نہیں کر سکتے بعض باتیں ایسی ہیں۔ کہ ان کا ہمارے پاس کوئی جواب بھی نہیں ہے۔ مثلاً جس طرح عیسائیت نے اپنے مال و دولت کے زور سے بعض مسلمانوں کو مغلوب کر لیا جنہیں عموماً اسلام کی خبر نہ تھی۔ اسی طرح ہمارے برادران وطن کے ہاتھ میں مال و دولت کی طاقت زبردست ہے۔ اور گو یہ بالکل قدرتی بات ہے۔ اور اسلام کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ ہم اپنے بھائیوں کے مصائب میں ان کی خبرگیری اور امداد کریں۔ لیکن دین و ایمان کو پیسوں سے خریدنا اسلام کے نزدیک ایک جرم ہے۔ ہاں ہمارے ہاتھ میں صداقت ہے۔ اور صداقت ایک ایسی زبردست چیز ہے۔ کہ دنیا کے تمام سامان اس کے مقابل میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ گو ایک وقت ان کا کتنا بھی غلبہ نظر آئے۔ وہ سب باتیں جو حق کو چھپانے کے لئے کی جاتی ہیں۔ گو وہ ساحروں کے حبال اور عصی کی طرح ایک وقت دوڑتی نظر آئیں مگر جب حق کا زبردست عصا جو مسلمانوں کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ ان پر پڑے گا تو انہیں تلقف ما صنعوا کا مصداق کر دیگا۔ ہاں ہمیں ضرورت ہے اسوقت پوری جدوجہد کی۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کو ان لوگوں تک پہنچانے کی جنکی طرف سے ہم نے ہمیشہ یوں غفلت برتی۔ یہانتک کہ انہیں علم بھی نہ رہا کہ مذہب اسلام کیا ہے۔ اگر مسلمانوں نے اسوقت اپنے فرض کو سمجھا اور اشاعت اسلام کے کام کو سب کاموں پر مقدم کر لیا تو وہ نتیجہ بھی دیکھ لیں گے۔ جسکا وعدہ قرآن کریم کی آیت مندرجہ صدر میں دیا گیا ہے۔ کہ اگر ایک شخص مرتد ہوگا۔ تو اللہ تعالے ایک قوم کی قوم کو اسکی جگہ لائیگا۔ ہمارے ہندو بھائی اگر مذہب کی طرف توجہ کریں گے تو انہیں بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ مذہب اگر کوئی رکھنے کے قابل ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ ہاں ہمارا فرض اب اسقدر ہے۔ کہ ہم تمک کوشش سے ایک ایک غیر مسلم کے کان تک اسلام کا پاک پیغام پہنچا دیں۔

جہانتک میں سمجھتا ہوں مسلمانوں میں کام کرنے والے آدمیوں کی کمی نہیں۔ لیکن دو ضرورتیں بڑی بھاری ہیں پہلی ضرورت روپے کی فراہمی کی ہے۔ اور دوسری ضرورت روپے کے انتظام کی۔ مسلمانوں کا بہت سا روپیہ خیرات پر خرچ ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ مسلمانوں میں سے زکوٰۃ بھی دیتے ہیں لیکن اس روپے کا جو مصرف ہو رہا ہے۔ اور اعلےٰ درجہ کی اہم اسلامی ضرورتوں کی طرف خیرات نکالنے والوں کا خیال نہیں جاتا۔ وہ نہایت تنگ دائرہ میں محل بے محل روپے کو خرچ کر دیتے ہیں۔ اور نہیں دیکھتے کہ سب سے مقدم قومی ضرورتیں کونسی ہیں۔ اسلامی اخبارات اس پہلو پر زور دیکر اسوقت مسلمانوں کو اسطرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنی خیرات کے روپے میں مقدم حصہ اشاعت و حفاظت اسلام کا رکھیں۔ اور ہر ایک مسلمان اپنی آمدنی میں سے ایک حصہ خواہ وہ ایک پیسہ فی روپیہ یا اس سے بھی کم ہو۔ اشاعت اسلام کے لئے نکالے۔ اور مستورات کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کیطرف توجہ دلائی جائے۔ غرض ہر طرح سے مسلمان پبلک میں یہ روح پیدا کی جائے۔ کہ وہ اپنی خیرات اور اپنی آمدنیوں میں سے ایک مقرر حصہ اشاعت اسلام کے لئے نکالیں۔ جو مسلمان اسوقت اس خطرناک فتنہ کی آگ کے بجھانے میں کچھ حصہ نہیں لیتا۔ اس کے دل میں اسلام کی محبت برائے نام ہے۔

دوسری ضرورت اس روپے کا انتظام ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ پہلی ضرورت پر بھی مقدم ہے۔ قومی چندوں کے انتظام کے درست نہ ہونے نے مسلمان پبلک کو بہت حد تک بد دل کر رکھا ہے۔ گذشتہ دو تین سال میں جسقدر مثالیں قائم ہوئی ہیں۔ وہ بھی حوصلہ شکن ہیں۔ اس لئے اسبارے میں پہلے سے کافی اہتمام ضروری ہے کہ جمع شدہ روپے میں کسی قسم کا تصرف بیجا نہ ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک فرد یا افراد کی بے ضابطگی یا لالچ سے اس عظیم الشان قومی کام کو نقصان پہنچے۔ ہمیں یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کام صرف پانچ لاکھ راجپوتوں کے لئے نہیں بلکہ جگہ جگہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے مسلمان ہیں جو اپنے مذہب سے بیخبر ہیں۔ اور ہماری عن سبیل اللہ کی تحریک ایک جگہ سے ناکام ہو کر دوسریطرف رخ کر سکتی ہے۔ اسکا فکر ہمیں آج سے ہونا چاہئے۔ اور ان علاقوں کو اسی وقت سے سنبھالنا چاہئے۔ بلکہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سارا کام حفاظت اسلام کے لئے شروع ہوگا محض ایک تمہیدی کام ہے۔ جبتک کہ ہم اشاعت اسلام کی فکر نہیں کریں گے۔ اسوقت تک ہمیشہ ہمیں ان مصائب کا مقابلہ رہیگا۔ ہندوستان میں چوبیس کروڑ انسان ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان کو ہم نے اسلام کا پاک پیغام پہنچانا ہے۔ جبتک ہم اس فرض سے سبکدوش نہ ہونگے۔ ہم نے گویا اصل کام کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ ہمیں آج سے اس کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اور اس لئے ہمیں سرمایہ کا پختہ انتظام کرنا چاہئے۔ سو اول تو ایسا روپیہ کسی نہ کسی ایسی انجمن کے ہاتھ میں جانا چاہئے۔ جو میدان عمل میں اتر چکی ہے۔ اور جس کے مبلغین نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ دوم ایسی تمام انجمنوں کو چاہئے۔ کہ حتی الوسع اپنے آپ کو رجسٹر کرا لیں تاکہ حساب کتاب کی باقاعدگی کا پختہ انتظام ہو اور عہدہ داران انجمن پوری احتیاط سے کام کریں۔ سوم۔ ایسی تمام انجمنوں کو اپنا وہ حساب و کتاب جو اس کام سے تعلق رکھتا ہے۔ ماہوار شائع کر دینا چاہئے۔ جس میں ماہوار آمد اور بالتفصیل خرچ شائع ہو تا رہے۔ اس

اشاعت کا انتظام یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایک انجمن ایک ایک اخبار کو حساب وکتاب شائع کرنے کے لئے خاص کرنے اور یوں بھی کہ سب انجمنوں کا حساب ایک مشترکہ انتظام کے ماتحت یکجائی طور پر شائع ہو۔ شائع شدہ حساب وکتاب میں یہ بھی دکھانا ضروری ہوگا۔ کہ روپیہ جو انجمن کی تحویل میں ہے۔ وہ کس کے ہاتھ میں ہے۔ اور پانچسو روپے سے زائد بقایا کسی سرکاری بنک میں جمع ہونا چاہیئے۔ ان تمام تجاویز کی ضرورت ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش آتی ہے جو مختلف مقامات پر روپے کے حساب کتاب کے متعلق گذشتہ سالوں میں رونما ہو چکے ہیں۔ اگر واقعی اس کام کو مستقل طور پر چلانا مد نظر ہے۔ اور بغیر اس کے چلانے کے مسلمانوں کی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ تو حساب کتاب کے متعلق ان احتیاطوں کا اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔

بالآخر میں یہ بھی کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جمعیتہ العلماء تو میدان عمل میں اتر آئی ہے۔ مگر خلافت کمیٹیاں کس وقت کا انتظار کر رہی ہیں۔ کیا ان کی غرض حفاظت اسلام نہیں۔ خلافت کمیٹیاں اصولاً مذہبی کمیٹیاں ہیں۔ اور مذہب اسلام کی حفاظت ان کی اصل غرض ہے۔ یہ حملہ خلافت پر حملہ سے کم وقعت نہیں رکھتا۔ ہندو مسلم اتحاد کو ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اسکا قائم رکھنا بلا شبہ ضروری ہے۔ اور جسقدر ممکن ہو اس پر زور لگایا جائے۔ مگر اس اتحاد کے یہ معنے نہیں کرنے چاہئیں۔ کہ اگر ہمارے برادران وطن کیطرف سے ہمیں کچھ نقصان پہنچ رہا ہو تو ہم اسکا انسداد بھی نہ کریں گے۔ ہندو مسلم اتحاد ہی نہیں بلکہ کل قوموں کا اتحاد اسلام کی تعلیم میں داخل ہے۔ اور اس سے بڑھکر اتحاد کی بنیاد اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ہم کسی قوم کے مذہبی پیشواؤں اور اس کی مقدس کتابوں کو نہ صرف بُرا نہیں کہیں گے بلکہ ان کی عزت کریں گے۔ صلح اور اتحاد کا پیغام اسلام کی طرف سے تو آج تیرہ سو سال سے موجود ہے۔ ہاں دنیا کی دوسری قوموں نے ابھی اپنے دلوں کو نہیں کھولا۔ اور وہ اس وسعت قلبی سے کام نہیں لیتے۔ کہ وہ بھی اسلام کی مقدس کتاب اور اسلام کے مقدس بانی کی عزت واحترام کو اسی طرح اپنے عقائد مذہبی میں داخل کریں جسطرح اسلام نے دوسری قوموں کے متعلق اس قسم کے اصول کو اپنے عقاید مذہبی میں داخل کیا ہے۔ بغرض ہندو مسلم اتحاد کے لئے جو کچھ کوشش ہو سکے خلافت کمیٹیاں اب بھی کریں۔ اور ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان جسنے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے۔ اس کے ساتھ احسان کرنا ہمارا فرض ہے ہمارے برادران وطن نے اگر ایک وقت ہمیں مسئلہ خلافت کے طے کرنے میں امداد کا وعدہ دیا ہے۔ تو ہمیں ان کے اس احسان کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ان کے کسی مقصد میں جس میں ہمارے مذہب پر حملہ نہ ہوتا ہو۔ مدد دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جہانتک ممکن ہو۔ انہیں کسی قسم کا رنج بھی نہیں پہنچانا چاہیئے۔ اسلام تو ہمیں دشمنوں کے متعلق بھی یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة تو جس قوم کے ساتھ ہمارا ہمسائگت کا تعلق ہے۔ دن رات کا معاملہ ہے۔ ان سے فرداً فرداً ہماری دوستی کے بھی تعلقات ہیں۔ اس نے مشکلات کے وقت ہمارا ساتھ بھی دیا ہے۔ گو وہ رفاقت عمل کے رنگ میں ظہور پذیر نہ بھی ہوئی ہو۔ اس قوم سے کسی قسم کی بدمعاملگی اسلام کی تعلیم نہیں۔ بلکہ ان کے دلوں سے ہمیں اس غلط خیال کو بھی اپنے حسن سلوک سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جسکا ذکر کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ اس نے آج بھی الله مولٰکم کے ارشاد کو سچا کر دکھایا جیسا آغاز اسلام میں سچا کر دکھایا تھا۔ اس نے خلافت کا استحکام محض اپنے فضل سے کیا اور ہمارے تمام ریزولیوشنوں اور منتوں کو ناکام رکھا۔ تاکہ اسلام اگر شرمندہ ہو تو صرف اپنے مولٰے کے احسان سے شرمندہ ہو کسی دوسری قوم کے احسان سے اسے شرمندگی حاصل نہ ہو۔ اور یوں ہمیں سبق سکھایا کہ ہم بھی دوسری قوموں سے دوستی کے تعلقات تو رکھیں مگر ان تعلقات میں کوئی شائبہ شرک کا نہ ہو۔ اور ہماری نظر صرف ایک مولٰے کی نصرت پر ہو۔

خلافت کمیٹیوں کو میں بالخصوص اس لئے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کے فنڈوں میں کچھ نہ کچھ روپیہ اس وقت موجود ہوگا۔ وہ اسے اس نیک کام پر خرچ کر دیں۔ کیونکہ یہ ایک فوری ضرورت ہے۔ نئے فنڈ جمع ہونے کے لئے آخر وقت لگے گا۔ آخر مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا بھی خدمت خلافت ہی ہے۔ جبتک کہ یہ تحریک آہستہ آہستہ مسلمانوں میں قوت پکڑے جو روپیہ اسوقت ایسے قومی فنڈز میں جمع ہے۔ جس کی فوری ضرورت سردست دوسری طرف نہیں اسے اس کام پر لگا دیا جائے۔

بالآخر میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہماری انجمن یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کام میں جہانتک اس کی طاقت تھی حصہ لیا ہے۔ اگر ہمارا نیا کام جو جرمنی اور امریکہ میں اسی سال شروع ہو چکا ہے۔ نہ ہوتا تو ہم اللہ کے فضل سے بیس مبلغ بھی اس کام پر بھیج سکتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ اہم کام علیسائیٹ میں اشاعت اسلام کے لئے شروع ہو چکا ہے۔ اسکو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے اس تحریک کے ابتدا میں ہی ہم نے چار مبلغ جن میں سے مولوی عبد الحق صاحب جو مشہور فاضل سنسکرت ہیں۔ اور مولوی عصمت اللہ صاحب بھی مشہور واعظ ہیں جو مباحثات میں کئی جگہ آریہ سماج کے مقابل پر اعلےٰ درجہ کی کامیابی حاصل کر چکے ہیں شامل ہیں۔ اس علاقہ میں بھیج دئے تھے۔ جن میں سے دو نے علاقہ آگرہ میں اور دو نے علاقہ گڑگانوہ میں کام شروع کیا۔ اور اب علاقہ گڑگانوہ کو سردست چھوڑ کر چاروں آدمی علاقہ ارتداد میں کام کر رہے ہیں۔ اور دو اور آدمی آج کل میں روانہ کرنے والے ہیں جن میں سے ایک کے اخراجات کا انتظام ہم نے صرف اپنی جماعت کی مستورات کے ذمہ ڈالا ہے۔ یوں ہمارے چھ آدمی اس علاقہ میں کام کرنے والے ہو جائیں گے۔ اگر فنڈز کی قلت نہ ہوتی تو ہم اس تعداد کو بہت بڑھا سکتے تھے۔ البتہ یہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ جلد ہی کم سے کم .... بارہ مبلغ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے کام کے لئے خاص کر دیئے جائیں۔ اور اگر خدا نے توفیق دی اور کافی سرمایہ کا انتظام ہو گیا۔ تو اس سے بھی یہ تعداد بڑھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ چند ایک ٹریکٹ ہندی زبان میں نکلوا کر تقسیم کرنے کے لئے تیار کرائے جا رہے ہیں۔ ہماری انجمن ایک رجسٹرڈ انجمن ہے۔ اور بل ہائے اخراجات باقاعدہ پڑتال ہونے کے بعد پاس ہوتے ہیں۔ زائد روپیہ امپیریل بنک میں جمع رہتا ہے۔ اور اس شعبہ کے آمد واخراجات کی اشاعت کا آئندہ سے پورا انتظام ہوگا اور جو اصحاب کوئی رقم اس کار خیر کے لئے انجمن ہذا کو بھیجیں گے۔ ان کے اسمائے گرامی اخبار پیغام صلح میں شائع ہو جایا کریں گے۔ باقاعدہ رسیدات بھی معطی صاحبان کے نام ارسال ہوتی رہیں گی۔ ہمارے بالمقابل جو کچھ کوشش ہو رہی ہے۔ وہ بہت بڑی ہے۔ آریہ سماج کے اپنے ذرائع ہی کچھ کم نہ تھے۔ کہ سناتن دھرم کے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کو مرتد کرنے کا پورا تہیہ کل ہندو قوم نے یکزبان ہو کر کر لیا ہے۔ اور ہندو ریاستیں بھی مدد دے رہی ہیں۔ اس لئے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک فرد کو اس وقت اس کار خیر میں حصہ لینا اور اس فتنہ کی آگ کو بجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

نوٹ۔ جملہ رقوم جو اس غرض کے لئے بھیجی جائیں۔ صراحت سے منی آرڈر کے کوپن میں لکھ دیا جائے۔ کہ یہ فتنہ ارتداد کے متعلق ہیں۔ اور روپیہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ارسال کیا جاوے۔

بقیہ صفحہ نمبر اول

اے پیغمبر ہم نے تم کو تمام دنیا کے لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ کہ ان کو (ایمان لانے پر) خوشخبری سنا دو (اور کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے) ڈرا دو مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ط

وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول محمد کو ہدایت دین اور حق دیکر بھیجا۔ تاکہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔

ان آیتوں کے علاوہ قرآن مجید کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ حضور سرور کائنات نے سب سے پہلے عربوں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا۔ اور اس کی تلقین کی لیکن حضور خوب جانتے تھے کہ میں تمام دنیا کے لئے حق کا پیغام لایا ہوں یہی وجہ تھی کہ آپ نے دنیا کی دیگر قوموں کو اسلام کی دعوت دینے اور انہیں پیغام حق پہنچانے کے لئے عملی کارروائی اختیار فرمائی۔ جب صلح حدیبیہ کے بعد حضور کو اپنے ملک کی اندرونی حالت کے متعلق اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے مختلف بادشاہوں کے پاس اپنے خاص قاصد بھیجے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن کل دنیا کی اصلاح کا کام حضور کی زندگی میں پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ایک واعظ اور مبلغ کی حیثیت سے آپ کا فرض صرف اسیقدر تھا کہ آپ کے مبارک ہاتھوں سے وہ دین مکمل ہو جائے جس سے دنیا کی تمام قوموں کی اصلاح مقصود تھی اور ساتھ ہی ایک ایسی زبردست جمعیت قائم کی جائے جو آپ کی وفات کے بعد اس مذہب کی اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے۔ حضور انور کی وفات سے پہلے آپ کی رسالت کا مقصد پورا ہو گیا۔ جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد ایک ایسی طاقتور قوم اسلام کی پاسبانی اور خدمت کے لئے موجود تھی جسکی حکومت کا سکہ نہ صرف تمام عرب پر قائم تھا۔ بلکہ اس کی فتوحات کا سیلاب تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا فرض خود مسلمانوں پر عاید ہو گیا۔

اشاعت اسلام کے فرض کی پابندی مسلمانوں کی اپنی خواہش اور منشا پر موقوف نہ تھی جسکا ماخذ مذہبی "جنون" قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود قرآن مجید نے یہ مقدس فرض مسلمانوں پر عاید کیا ہے۔ جس آیت سے میں نے اس مضمون کو شروع کیا ہے۔ وہ محتاج تشریح نہیں۔ لیکن قارئین کرام قرآن مجید کی اس سے بھی زیادہ واضح اور بین آیت پر غور فرمائیں۔ خداوند کریم فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

اور اس طرح ہم نے تم کو ایک بہترین قوم بنایا تاکہ تم لوگوں پر شہید بنو اور رسول تم پر شہید ہو۔ مفسرین نے لتکونوا شهداء على الناس کے یہ معنے لئے ہیں:۔ "تاکہ تم لوگوں تک وہ بات پہنچا دو جو تم نے رسول اللہ صلعم سے حسب منطوق الٰہی سیکھی ہے۔"

مذکورہ بالا آیت میں تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ کل دنیا میں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا فرض بجا لائیں۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا مسلمانوں نے اشاعت اسلام کے معاملہ میں قوت عمل کی مثال قائم کی؟ اس سوال کا جواب اشاعت کی پوری تاریخ ہے۔ لیکن یہ ایک نہایت وسیع مضمون ہے۔ اس لئے میں اس وقت صرف ایک ملک میں اشاعت اسلام کی تاریخ پر اجمالی نظر ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ یہ ملک ہندوستان ہے جس کے آٹھ کروڑ باشندوں کی نسبت جو پنجاب اور بنگال میں زیادہ آباد نظر آتے ہیں۔ یہ مسئلہ کہ انہوں نے کیونکر اسلام قبول کیا ایک دلچسپ داستان ہے بعض اوقات ایسے نکتہ چین اصحاب جنہیں اسلام کا پھول کانٹا دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان وہ لوگ ہیں جنہیں سلاطین اسلام کے عہد میں جبراً اسلام کا حلقہ بگوش کیا گیا لیکن واقعات اس قول کی تائید نہیں کرتے اسلام نے توحید کے علمبرداروں کو مذہبی رواداری کا سبق سکھایا ہے اور قرآن پاک میں صاف لکھا ہے:۔ لا اكراه في الدين (مذہب میں کوئی جبر نہیں)

اندلس کی سرزمین پر عربوں کا پرچم تقریباً آٹھ صدیوں تک لہراتا رہا۔ اس طویل زمانہ کے بعد آخر عیسائی ملک ہی رہا۔ اسی طرح ہندوستان میں اسلام کی دنیوی فتوحات نے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔ مسلمان بادشاہوں نے کبھی اپنی رعایا کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ انہیں فتوحات یا ملکی انتظام کے سوا رعایا کے مذہب سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان کی چھیاسٹھ ملین (۶ کروڑ ۶۰ لاکھ) مسلمانوں میں جو لوگ مشرف باسلام ہوئے ان پر مذہب کے تبدیل کرنے میں کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا گیا تھا۔ امن پسند مسلمان مبلغ البتہ اپنی تعلیم اور ترغیب سے لوگوں کو اسلام کے دائرہ میں داخل کرتے رہے"

مسلمان فاتحین کے مذہبی طرز عمل کے متعلق ڈاکٹر آرنلڈ حسب ذیل رائے ظاہر کرتے ہیں:۔

"لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان فاتحین کے دلوں میں روحانی تسخیر کا وہ جذبہ بہت کم نمایاں تھا جو ایک سچے مبلغ میں خاص ذوق اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اور جسکی بدولت اسلام کو عظیم الشان [illegible]

بقیہ ...

فتح حاصل ہوئی ہے۔ (خلجی ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۰ء تک) تغلق (۱۳۲۰ء سے ۱۴۱۳ء تک) اور لودھی (۱۴۵۱ء سے ۱۵۲۶ء تک) جنگ و جدل میں اسقدر مصروف اور منہمک رہے۔ کہ انہیں اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا مطلق خیال نہ تھا۔ لڑائی سے فرصت ملتی تو وہ خراج کی وصولی پر توجہ کرتے...... اسلام کی اشاعت کے معاملہ میں مسلمان فرمانرواؤں کی جانب سے جبر کے فقدان کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ دہلی اور آگرہ جیسے مقامات میں بھی جو اسلام کی طاقت کا مرکز تھے۔ مسلمان اسوقت بالترتیب ۱/۸ اور ۱/۱۰ حصہ کی نسبت سے آباد ہیں"

جب مسلمان فاتحین کی بے توجہی اور اسلامی آبادی کی قلت کا یہ حال ہے۔ تو پھر ہندوستان میں اشاعت اسلام کی ترقی کا اصلی سبب کیا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ اسلام ابتدا ہی سے ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور اگرچہ اس کی اشاعت کی توسیع کے لئے تنخواہ دار مبلغین اور حکومت کی باقاعدہ امداد کا کوئی نظام قائم نہیں لیکن پھر بھی ایسے مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ موجود رہی ہے۔ جنہوں نے صداقت کو صراط مستقیم قرار دیا جو انسان کے خیالات الفاظ اور افعال میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور اس وقت تک قرار نہیں لیتی جبتک کہ نوع انسانی کے تمام افراد اسے قبول نہ کر لیں۔

اسلام کو آریہ قوم کے دیس میں جو روحانی فتوح حاصل ہوئی ہیں۔ وہ صرف ان بے ریا مسلمانوں کی سرگرمی اور مستعدی کا نتیجہ ہیں۔ جنہوں نے اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا مقدس فرض قرار دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام کو ان مقامات پر جہاں یہ سیاسی پہلو سے بہت کمزور تھا۔ سب سے بڑی اور مستقل تبلیغی فتح حاصل ہوئی ہے۔ مثلاً جنوبی ہند اور مشرقی بنگال۔ لیکن چونکہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام باقاعدہ جماعت نے نہیں۔ بلکہ ایسے اشخاص نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا جنہیں اس کام سے خاص دلچسپی تھی۔ اس لئے ان کے کارناموں کی کوئی مکمل یادداشت نہیں پائی جاتی۔ ہندوستان کے مورخوں نے البتہ کبھی کبھی اپنی تاریخوں میں اتفاقیہ طور پر ان کی تبلیغی تحریک پر روشنی ڈالی ہے۔ ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق جو مختصر حالات معلوم ہوئے ہیں ان کا ماخذ یہی تاریخیں ہیں۔ یہ حالات خواہ کتنے ہی مختصر ہوں لیکن ان سے ناظرین اس امر کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ کسطرح اسلام ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلا؟

مراسلات

رسالہ عبرت نجیب آباد

مخدومی اڈیٹر صاحب! السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ و برکاتہ

براہ کرم یہ اطلاع اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں درج فرمائیں کہ اڈیٹر عبرت کو ان کے دوستوں نے مجبور کیا کہ وہ تاریخ ہند کو ضرور مکمل فرما کر شایع کر دیں چنانچہ انہوں نے جنوری ۱۹۲۳ء سے رات اور دن برابر مصروف رہ کر تاریخ ہند کی پہلی جلد مئی ۱۹۲۳ء تک ختم کر کے شائع کر دینے کا ارادہ کیا۔ اور عبرت کو چھ مہینے کے لئے ملتوی کر دیا۔ کیونکہ دونوں کام جاری نہیں رہ سکتے تھے تاریخ ہند کی منجملہ چار جلدوں کے یہ پہلی جلد دیباچہ اور تمہیدی مضامین کے اعتبار سے زیادہ اہم ہے جس کی ضخامت کا اندازہ پانسو صفحات سے زیادہ ہے۔ یہی پہلی جلد خریداران عبرت کے پاس بجائے عبرت کے چھ پرچوں کے بھیجدینا تجویز ہوا تھا۔ اس کی اطلاع بذریعہ خطوط خریداروں کو دیدی گئی تھی۔ اب پبلک اور منتظر لوگوں کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اڈیٹر صاحب عبرت کو فتنہ ارتداد کے سبب یکایک نواح آگرہ کی طرف جانا پڑا ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہاں بجائے ہفتوں کے مہینوں رہنا پڑے۔ لہذا جس قدر عرصہ اس دینی کام اور اسلامی جہاد میں ان کو لگیگا۔ اسی قدر عرصہ تاریخ کی پہلی جلد اور رسالہ عبرت کے انتظار کی مدت کا بڑھ جائیگا۔ والسلام

محمد ادریس خان منیجر
رسالہ عبرت
نجیب آباد

تازہ خبریں
ہندوستان

اللہ اکبر
ہم مسلمان ہی رہیں گے

آگرہ ۱۷ مارچ۔ مجلس نمائندگان تبلیغ نے موضع ساندھن میں ایک جلسہ کا انتظام کیا جس میں راجپوت پنچایت کے اراکین اس لئے شریک ہوئے تھے کہ حالات حاضرہ پر غور کیا جائے اٹھائیس گھنٹے میں تین اجلاس منعقد ہوئے جن میں بہت زور شور سے بحث ہوتی رہی۔ اس بحث میں حصہ لینے والے شدھی شدہ اور غیر شدھی شدہ راجپوتوں کے نمائندگان کی تعداد پانچ ہزار سے زائد تھی۔ حاضرین مجلس نے آریوں کی خفیہ اور قابل نفرت ریشہ دوانیوں پر اظہار نفرت کیا۔ موضع آگرن کی ایک اسی سالہ بوڑھی عورت نے نہایت استقلال اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ اس نے بیان کیا کہ وہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اسکے بیٹے آریہ بنیں اور ان کے آریہ بننے کی بجائے ان کا مرجانا بہتر ہے۔ اور اس نے رو کر کہا کہ اگر مذہبی آزادی نہ رہے اور آریہ اسکو مار دیں تو میں اپنے مسلمان بھائیوں سے التجا کرتی ہوں کہ وہ اسلامی طریقہ سے میری تجہیز و تکفین کریں۔ ایک طویل بحث و تمحیص کے بعد پنچایت نے فیصلہ کیا کہ وہ ہندوانہ رسوم کو چھوڑ دیں۔ وہ مسلمان ہیں۔ اسلام ہی پر مریں گے وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچوں کو اسلامی تعلیم دی جائے۔ جب پنچایت کا متفقہ فیصلہ شدھ ہونے والے راجپوتوں کو سنایا گیا۔ تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ وہ اسلام میں واپس آتے ہیں جلسہ اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ ختم ہوا۔

آریہ مبلغین برابر تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور ... نواح کے علاقہ جات سے شدھی کی خبریں برابر پہنچ رہی ہیں۔ خدا خیر کرے۔

جلسہ کی کارروائی میں کسی غیر راجپوت کو شریک نہیں کیا گیا۔ جلسہ میں جن اصحاب نے تقریریں فرمائیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مولانا ممتاز عبدالماجد صاحب مولانا قطب الدین صاحب اور مشہور فاضل سنسکرت جناب چودھری نذیر محمد خان صاحب جلیبوری۔

امید ہے کہ اس علاقہ ارتداد کے راجپوت نمائندگان انجمن اتحاد راجپوتان ہند کے اجلاس میں جو کلانور ضلع رہتک میں منعقد ہونے والا ہے۔ کثیر تعداد میں شریک ہوں گے راجپوت قوم کو تعلیم دینے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ آریہ سماج کے پروپیگنڈا کا اثر زائل کرنے کے لئے آدمی اور روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے جناب کنور عبدالوہاب خان صاحب جو کہ مسلم راجپوت قوم کے معزز رکن ہیں۔ اور جن کے زیر اہتمام یہ مجلس قایم ہوئی۔ اور چودھری نذیر خاں صاحب اور چودھری حکومت خان صاحب خاص طور پر قابل مبارکباد ہیں۔

موضع ساندھن کو مرکز بنا کر اردگرد کے علاقہ میں تبلیغی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ دیگر علاقہ جات میں بھی تبلیغی مرکز قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ تفتیش سے معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ کے علاوہ اور علاقہ جات بھی آریہ سماج کے زیر اثر ہیں۔ مقدار اللہ کہ اسلام اس مقابلہ میں مظفر و منصور نکلے۔ آمین

خلافت کانفرنس بمبئی

صوبہ بمبئی کی خلافت کی کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۴ و ۱۵ اپریل کو منعقد ہوگا۔ سات معززان کی ایک استقبالیہ کمیٹی مرتب کر گئی ہے۔

ملکانہ راجپوتوں کو عقائد اسلامی کی تبلیغ ضروری ہے

دہلی۔ ۱۵ مارچ۔ سندہان ضلع آگرہ کے جلسہ علما اور راجپوت کی صدارت فرماتے ہوئے قاری سرفراز حسین صاحب سابق مبلغ انگلستان وجاپان نے مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اب اضلاع میرٹھ۔ بلند شہر اور راجکوٹ میں دورہ کرنے کیلئے نکلے ہیں تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کر کے ان پر جذبۂ عمل کی ترغیب دلائیں۔

دو فوجیوں کی ملازمت سے برطرفی

امرتسر۔ ۱۵ مارچ۔ پلٹن نمبر ۶۲ مقیم پشاور کے دو فوجی مسمی بائی بھائی سجا سنگھ اور بھائی بچان سنگھ ملازمت سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سیاہ پگڑیاں باندھیں۔ اور ترن تارن گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو اکالیوں کے لئے کپڑے بھیجے۔

لالہ دونی چند کا مقدمہ

لاہور ۱۶ مارچ۔ لالہ دونی چند اور دیگر اصحاب کا مقدمہ تیسری اپریل ۲۳ء ماہ حال تک ملتوی ہو گیا ہے۔

مسٹر بھرگری نے مسلم لیگ کی صدارت منظور کر لی

مسٹر غلام محمد بھرگری نے مسلم لیگ کے اجلاس خصوصی کی صدارت منظور کر لی ہے۔ یہ جلسہ بمقام لکھنؤ ایسٹر کی تعطیلات میں منعقد ہوگا۔

جشن آزادی افغانستان میں سرحدی قبائل کا جوش

دہلی ۱۳ مارچ۔ گذشتہ فروری افغانستان کے یوم آزادی کی یاد میں جو جشن منایا گیا تھا۔ اس میں آزاد علاقوں کے کئی ممبروں نے شرکت کی۔ انہوں نے افغانستان کے اس جدید بدیہ اور ہندوستان کے نہایت واضح دوستانہ تعلقات میں دلچسپی سے حصہ لیا ہے۔

بدھ مت کے بڑے گورو کا نیا اعلان

رنگون ۱۴ مارچ۔ بدھ مت کے لیڈر نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ ملک میں سیاسی حالات کی وجہ سے مقاطعہ اور جلاوطنی کی جو تحریک ہے۔ اس کو روکا جائے۔ میری رائے میں یہ تحریک قابل الزام ہے۔

امرتسر کے مشہور ڈاکو کا عجیب حادثۂ موت

امرتسر ۱۵ مارچ۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو قصبہ انندپور سے ایک تار موصول ہوا ہے کہ وہاں کے گوردواروں کا انتظام اس کمیٹی کے سپرد ہوا ہے۔ چند روز ہوئے۔ بوجہ خورد کے مشہور ڈاکو اقبال سنگھ المعروف بھائی کو امرتسر کی پولیس نے گرفتار کیا ہے۔ جب پولیس موٹر لاری میں لیجانے لگی۔ تو ایک اتفاقی حادثہ سے وہ مر گیا۔ دو نیچے ... اسٹیشن کے قریب موٹر کو ایک یکہ سے ٹھوکر لگی۔ اور اتفاق سے ... کے بانس بھائی کے دل میں چبھ گئے جس سے اسے کاری زخم لگے بعض سپاہیوں کو بھی زخم لگے۔ اس معاملہ کی رائے صاحب لالہ امرناتھ مجسٹریٹ تحقیقات کر رہے ہیں۔

خطبہ جمعہ

مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

دو قسم کی زندگی

ن والقلم وما یسطرون ...... الی ...... ان کان ذات مال و بنین۔

قرآن میں ان دو زندگیوں کا مقابلہ بہت کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ایک وہ زندگی جو خدا کے لئے ہو۔ اور قرآن کی ساری تعلیم کا اصل منشاء یہی ہے جو بار بار دہرایا گیا ہے۔ کہ اس دنیا کی زندگی کو لوگ اس طرح بسر کریں۔ کہ اصل مقصد ان کا اللہ تعالیٰ ہو۔ اس دنیا میں رہیں۔ مگر خدا کے لئے۔ اس لئے طرح طرح پیرایوں میں اس زندگی کے نتائج اور اس کے خطرات کو سمجھایا ہے۔

یہاں بھی ان دو زندگیوں کا مقابلہ کیا اور بتایا ہے۔ کہ ایک شخص وہ ہے۔ جس نے اللہ سے تعلق پیدا کیا۔ اور اپنی زندگی کا اسے مقصد ٹھیرایا ہے۔ اور دوسرا وہ ہے۔ جس نے اپنا مقصد مال و دنیا کو قرار دیا ہے۔ پہلے کے لئے بطور نمونہ خود حضرت مختار رسول اللہ صلعم کو پیش کیا۔ چنانچہ اسکا ذکر یوں کیا ہے۔ ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون قسم ہے دوات اور قلم کی اور اس کی جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ کہ تو جو خدا کی طرف بلاتا ہے۔ جس کی زندگی کا مقصد محض اللہ کا نام بلند کرنا ہے۔ تو اپنے رب کے فضل اور نعمت سے مجنون نہیں۔ ان لک لاجراً غیر ممنون۔ تیرے لئے اتنا بڑا اجر ہے۔ جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ تو عظیم الشان اخلاق پر قائم ہے۔ یہ تین باتیں بیان کی ہیں۔ اور شہادت میں پیش کیا ہے۔ قلم دوات اور اس کو جو کچھ لکھا جاتا ہے۔ گویا دنیا کے تمام علوم آپ کی صداقت اور خلق عظیم ہونے پر دال ہیں۔ جسقدر علم بڑھتا جائیگا۔ جسقدر قلم اور دوات کے ذریعہ سے علوم کا نشر دنیا میں ہوگا۔ اسکا آخری نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایسا شخص جیسے محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ کبھی مجنون نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے غیر منقطع اجر ہے۔ اور وہ اخلاق کے عظیم الشان مرتبہ پر کھڑا ہے۔ اس کے علاوہ باقی لوگ جو دنیا کی زندگی پر مرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ان کے مثل [illegible] وہ اگر چند روز متقاعد بھی ان اجر کسی دعوکا دینے والا ہے۔ بظاہر انہیں بڑی بڑی کامیابیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد منقطع ہو جائیں گی۔ اور ان کے اخلاق بھی گرتے چلے جاتے ہیں چنانچہ فرمایا۔ فستبصر ویبصرون بایکم المفتون۔ تو بھی دیکھے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم دونوں میں سے کون مفتون ہے۔ اور کس کو آخر کامیابی یا ناکامی پیش آنے والی ہے۔ ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین۔ تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون صحیح رستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور ان سے بھی جو ہدایت پر قائم ہیں خوب جانتا ہے۔ وہ آخر کار ان دونوں زندگیوں کے نتیجہ کو کھول کر دنیا کے سامنے رکھ دے گا۔

آگے جو لفظ ہیں۔ وہ سخت ترین ہیں۔ جو قرآن میں آئے ہیں۔ فرمایا ولا تطع کل حلاف مھین۔ حلاف بہت قسمیں کھانے والا۔ مھین ذلیل باتوں پر گرا ہوا۔ ھماز مشاء بنمیم۔ عیب چینی کرنے والا۔ چغل خور۔ مناع للخیر معتد اثیم۔ بہت لوگوں کو روکنے والا۔ حد سے گزرا ہوا۔ بدیوں میں بڑھا ہوا۔ عتل بعد ذالک زنیم۔ نہایت سخت ہے۔ اور بدی میں بہت مشہور ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے۔ کیوں اس کے اخلاق ایسے ہو گئے۔ فرمایا ان کان ذا مال و بنین۔ اس لئے کہ وہ مال اور بیٹوں والا ہے۔

یہ مال کی محبت کا نتیجہ ہے

اس میں کسی خاص شخص کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جب انسان مال کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے۔ تو یہ سب باتیں اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یوں ظاہر طور پر اخلاق دنیا داروں میں بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ مداہنت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ دل میں ان کے کچھ اور ہوتا ہے۔ اور ظاہر وہ کچھ اور کرتے ہیں۔ یہ پہلا مرتبہ ہے۔ دنیا داروں کے اخلاق کا۔ کہ وہ مداہنت سے کام لیتے ہیں۔ اخلاص ان میں نہیں ہوتا۔ ایک شخص جس کے دل میں اخلاص ہے۔ وہ بہت بہتر ہے۔ اس سے جو مداہنت سے کام لیتا ہے جبتک اخلاص اور سچائی انسان کے دل میں نہ ہو۔ وہ کسی کام کا نہیں۔ اخلاص سے اگر کسی سے کوئی غلطی بھی ہو جائے۔ تو چنداں ہرج نہیں ہوتا۔ لیکن مداہنت اخلاق کی جڑ کاٹنے والی ہے۔ اس سے اخلاق سنور نہیں سکتے۔

تو یہ تو پہلا مرتبہ ہے۔ اس سے آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے۔ اور عیب گیری تک پہنچتا ہے۔ اور پھر ان تمام برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جن کا اوپر ذکر ہے۔

تو فی الحقیقت ان آیات میں دو زندگیوں کا نقشہ پیش کیا ہے۔ ایک وہ زندگی جو محض دنیا اور مال دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس میں [illegible] اللہ سے تعلق پیدا کرتا ہے اگر وہ اپنے تعلق کو کمال تک پہنچائے۔ تو وہ اخلاق عظیمہ سے حصہ لیتا ہے اور جو دنیا پیدا کرتا ہے۔ اس سے اخلاق جب اپنے کبھی ہوں تو مداہنت پہنچی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ نمائشی اخلاق بھی آخرکار قائم نہیں رہتے۔

نمائشی اخلاق

ظاہری اور نمائشی اخلاق جو بظاہر اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ دنیا میں بہت پھیلائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کے اخلاق کو دیکھا ہوگا۔ کسقدر متواضع اور نرم دل نظر آتے ہیں۔ لیکن نمائش بازی سے پاک نہیں ہوتے۔ اخلاق میں نمائش کا رنگ زیادہ ہے۔ اور حقیقت کم۔ دکھاوا بہت ہے۔ سادگی اور اخلاص بہت کم۔

مسلمانوں کی حالت

مسلمانوں میں اس کے بالمقابل اگرچہ میں مانتا ہوں کہ کمزوریاں بھی بہت ہیں۔ لیکن صاحب خلق عظیم کے نقش قدم پر چلکر سادگی اور اخلاص ان میں بحیثیت قوم پایا جاتا ہے۔ دنیا کی قوموں کی طرح وہ فریب نہیں جانتے۔ غلطیاں ان سے ہوتی ہیں جو نظر آتی ہیں لیکن عموماً وہ سب کچھ سادگی پر مبنی ہوتا ہے۔ بالمقابل ہمسایہ قوم کو دیکھو۔ ان کے اخلاق کے اندر نرمی اسوجہ سے بھی پائی جاتی ہے۔ کہ وہ بت پرست ہیں۔ اور بت پرستی انسان کو ہر شے کے سامنے جھکاتی ہے لیکن ان کے اندر وہ نرمی اخلاق بھی باقی نہیں رہی۔ اور جو ہے اس میں مداہنت کا رنگ غالب ہے۔ جتنا ہندو مسلم اتحاد پر شور ہوا اس کی سب مداہنت پر بنیاد تھی۔ دکھاوا بہت کچھ تھا۔ گو ہر سب ایسا ہو مگر اخلاص اور حقیقت سے یہ نمائش خالی تھی۔ دل تبدیل نہ ہوئے تھے میں سب کے متعلق میں نہیں کہتا بعض لوگ نیک نیت بھی تھے۔ مگر بہت کم مسلمان سادگی اور اخلاص کے ساتھ ان کے پیچھے لگ گئے۔ اب اسکا بوجھ اٹھا لیا۔

اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ

کسی شخص کا اپنے مذہب کو پھیلانا یہ کوئی عیب کی بات نہیں میں تو مسلمان ہوں۔ اور میں یہی پسند کرتا ہوں۔ کہ لوگوں کو اسلام میں داخل لاؤں۔ ایک لحظہ کے لئے بھی میں گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی شخص اسلام سے باہر ہو۔ تو اگر میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ تو دوسرے کا بھی حق ہے۔ کہ وہ جس کو حق اور صداقت سمجھتا ہے۔ لوگوں کو اسپر لائے۔ اس لئے کسی شخص کے اپنے مذہب پھیلانے کو میں جرم نہیں سمجھتا۔ یہ بھی میرا عقیدہ ہے۔ کہ اسلام آخر کار کل دنیا میں پھیلے گا۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ حقیقی اتحاد میرے نزدیک اسلام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میرا علی الاعلان یہ مذہب ہے۔ کہ میں اسلام کے ذریعہ سے محبت اور آشتی کو پھیلانا چاہتا ہوں۔

باقی برصفحہ ۲ کالم ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ یکم شعبان ۱۳۴۱ھ | نمبر ۴۴

پنجاب کونسل میں ہندو مسلم اتحاد کا حسرتناک نظارہ

"پیغام صلح" ایک مذہبی اخبار ہے۔ اور سیاسیات سے اسے گہرا تعلق نہیں۔ لیکن ہندو مسلم اتحاد کا یہ ہمیشہ حامی رہا ہے۔ اور رہیگا۔ کیونکہ اس اخبار کی وجہ تسمیہ ہی ہندو مسلم اتحاد کے لئے وہ پیغام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنے آخری ایام زندگی میں پیغام صلح کے نام سے ہندو قوم کو دیا۔ اس لحاظ سے "پیغام صلح" غالباً تمام ہندوستان میں اکیلا اخبار ہے۔ جس کی علت غائی اور غرض اولے ہندو مسلم اتحاد ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ پر ہمیشہ زور دیا۔ اور جہاں کہیں کسی فریق کیطرف سے اس اتحاد کو صدمہ پہنچانے کا اندیشہ ہوا تو پیغام صلح نے آواز اٹھائی گذشتہ اشاعتوں میں ہم نے ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر مسلسل مضامین لکھے تھے۔ اور ان سے غرض صرف یہ تھی کہ ان دونوں قوموں میں ایک پائدار اور پائدار صلح ہو۔ جس کو حوادث عالم کے جھونکے نہ اُڑا لیجائیں۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ ہمیں برادران وطن کیطرف سے ہمیشہ حوصلہ شکن جواب ملتا رہا ہے۔ خواہ وہ جواب صاف اور صریح لفظوں کے لباس میں ہو۔ اور خواہ ان کے اعمال و افعال کے شیشہ میں۔ سوامی شردہانند کے خیالات کا خاکہ ہم گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں سوامی صاحب کسی وقت ملک کے پولیٹیکل لیڈر تھے۔ لیکن اب وہ مذہبی پرچارک ہیں۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ہندو بنائیں۔ انہوں نے یہ کام شروع بھی کر دیا ہے۔ آگرہ میں شدھی بھی ہو رہی ہے۔ اور ان کے تازہ ترین لیکچر سے جو انہوں نے لاہور میں دیا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک کروڑ مسلمان کو جامہ ارتداد پہنانے کے لئے مستعد ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ مسلمانوں کی قوت عددی کو کم کرکے ان کی طاقت کو کم کیا جائے یہی وجہ ہے۔ کہ سناتن دھرم کے لوگ بھی سوامی صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ حالانکہ تبدیلی مذہب یا غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش ان کے ہاں قطعاً ناجائز اور مذہباً ممنوع ہے۔ اس سے خود ہندو قوم کے پولیٹیکل لیڈر جنکو مذہب اور اشاعت مذہب سے نہ کچھ سروکار ہے۔ نہ انہوں نے کبھی اس میں دلچسپی لی ہے علی الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ آگرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اس سے خوش ہیں۔ چنانچہ پنڈت مدن موہن مالویہ جو کشتی سیاست کے کہنہ مشق کھویا ہیں اس خبر سے بہت خوش نظر آتے ہیں۔ اور اپنی مسرت کا اظہار بھی فرما چکے ہیں۔

خیر یہ تو ایک مذہبی پہلو ہوا۔ گو اس کے اندر بھی سیاسی روح ہی کام کر رہی ہے۔ لیکن اب ہم محض ایوان سیاست کی سیر کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ وہاں ہندو مسلم اتحاد کا کیا رنگ ہے۔

پنجاب کی قانونی کونسل کے ۱۳ مارچ کے اجلاس میں میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیمات کے خلاف اظہار ملامت کا ووٹ پیش ہوا ہے۔ اور گو آخر میں یہ ووٹ بکثرت رائے مسترد ہوا لیکن تقریباً تمام ہندو ممبروں کا میاں صاحب کے خلاف ووٹ دینا ایک معنی خیز معاملہ تھا۔ جس کا وہ اثر جو ہندو مسلم اتحاد پر پڑ سکتا ہے۔ ناظرین خوب سمجھتے ہیں۔ یہ راز تو الم نشرح ہے کہ میاں صاحب کی ذات اور ان کی پالیسی پر ہندو برادران کو بہت سے اعتراض تھے۔ اور یہی اعتراضات آخر اس تجویز کے محرک ہوئے۔ جو پنجاب کی قانونی کونسل میں پیش ہوئی۔ لیکن بہا اینہمہ تو ہم نہ اس کارروائی کو ناجائز کہہ سکتے ہیں۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں مذہبی تعصب کا عنصر غالب تھا۔ کیونکہ نظم و نسق سلطنت میں آخر ہمارے برادران وطن بھی حصہ دار ہیں۔ اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ گورنمنٹ کے کسی رکن کے خلاف بغیر لحاظ اس امر کے کہ وہ رکن ہندو ہے یا سکھ۔ مسلمان ہے یا عیسائی صدائے احتجاج بلند کریں۔ اور اس کی پالیسی پر ناقدانہ نگاہ ڈالکر اصلاح کار میں کوشاں ہوں۔ لیکن ہمیں سب سے بڑا افسوس یہ ہے۔ کہ جو تقاریر میاں صاحب کے خلاف ہندو ممبروں نے کیں۔ ان میں صاف مذہبی تعصب کے رنگ کی جھلک نظر آتی ہے۔ مثلاً راجہ نریندر ناتھ صاحب کا یہ فقرہ کہ وزیر تعلیم کو اورنگ زیب کی بجائے اکبر کے نظم و نسق کی پیروی کرنی چاہیئے۔ جو نظم و نسق کے دو مختلف نمونے ہیں" تعصب کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور اس میں تلمیحاً یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے ہندوؤں پر مظالم توڑے تھے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اورنگ زیب نے ہندوؤں پر بڑے ظلم کئے۔ لیکن اب اس وقت ان فرضی مظالم کی داستان کو دھرانا اگر ہندو مسلم اتحاد کے قصر کو منہدم کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ الفاظ اگر کسی ہندو پرچہ کے ایڈیٹر کے قلم سے نکلتے تو ہمیں چنداں افسوس نہ ہوتا۔ کہ بعض پرچوں کی حیات کا سوال سیاسی فرقہ بندیوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ اور وہ بعض حالات میں مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن ایوان سیاست کے ایک تجربہ کار اور ذمہ دار رکن کے منہ سے ایسا فقرہ نکلنا ثابت کرتا ہے۔ کہ برادران وطن میں ابھی اس ذمہ داری کا احساس بہت کم ہے۔ جو ارکان سلطنت پر عائد ہوتی ہے۔ بہتر ہوتا کہ راجہ صاحب اس قسم کے چلتے ہوئے فقرے جن سے جذبات قومی۔ اور تعصب مذہبی کا ہیجان مدنظر ہو۔ اور لوگوں کے لئے اٹھا رکھتے۔ راجہ صاحب ذمہ دار عہدوں پر کام کر چکے ہیں۔ آپ نظام سلطنت کے اصول اساسی سے واقف ہیں۔ اس لئے انہیں اس بھاری بھرکم پن اور حلم و بردباری سے کام لینا چاہیئے۔ جو ارکان سلطنت کی شان کے شایان ہے ابھی تو ہمارے برادران وطن کامل آزاد حکومت کے خواہاں ہیں۔ اور یہ خواہش بالکل بجا اور قدرتی ہے۔ لیکن آزاد حکومت اگر اس قسم کی تنگ ظرفی اور تنگ خیالی سے کام لیگی۔ تو پھر اگر مانند شبے ماند شب دیگرنمے ماند کے مصداق ثابت ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں حکومت وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو کوہ وقار ہوں۔ جن کے حوصلہ بلند ہوں۔ اور جو سرد و گرم حوادث کے برداشت کی طاقت رکھتے ہوں۔

لیکن ہمیں جناب راجہ صاحب کی منطق بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ اکبر اعظم نے فی الواقعہ اپنی ہندو رعایا سے بہت مراعات کیں اور ہم کہتے ہیں کہ حد سے زیادہ کیں۔ کیونکہ اسکا نصب العین یہ تھا۔ کہ ہندوستان میں حکومت مغلیہ کی بنیادیں مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ قصر سلطنت کو ہلا نہ سکے۔ اسوقت ملک میں بھی ہندو ہی ہندو تھے۔ اس لئے ان کی خاطر و مدارات ہی باعث استحکام سلطنت تھیں۔ مگر اب مسلمان بھی اس ملک کا ایک عنصر غالب ہیں۔ اور استحکام سلطنت محض ہندوؤں کی خاطر و مدارات سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دونوں قوموں کے حقوق کی مساوی نگہداشت سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اکبر کی پالیسی کا تتبع اب ناممکن ہے۔

جرمنی میں تبلیغ اسلام

معزز معاصر مسلم "اوٹ لک" کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے:۔

ابتدائے اسلام سے آجتک برلن میں کبھی اسقدر مسلمان جمع نہ ہوئے ہوں گے۔ جسقدر کہ آجکل وہاں جمع ہیں۔ اور ابھی معلوم نہیں کہ کل ملک جرمنی میں کتنے مسلمان آباد ہیں۔ اسوقت جرمنی میں اطراف واکناف عالم کے مسلمان آئے ہوئے ہیں۔ بعض تو ان میں سے تعلیم و تجارت کی غرض سے آئے ہیں۔ بعض نے یہاں ہی مستقل اقامت اختیار کر لی ہے۔ اور شادیاں کر لی ہیں۔ بعض اخبارات کے ایڈیٹر ہیں۔ بعض طبابت کرتے ہیں۔ غرضکہ ہر ایک شعبہ زندگی کے مسلمان آجکل یہاں موجود ہیں۔ اور یہ سب جرمنوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ اور نہایت خوشی سے دن بسر کر رہے ہیں۔

سب سے قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنے مذہبی پہلو کو مطلق ترک نہیں کیا۔ وہ باقاعدہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو اپنے مذہب کے زیر اثر لانے کی کوشش بھی کرتے رہتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ اب جرمنی میں بہت سے لوگ جو قرآن مجید سے محبت کرنے لگے ہیں۔ اور اسکا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

لیکن با ایں ہمہ ابھی اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ اسلام کی تعلیم کو جرمنی میں پھیلایا جائے اور جرمنوں کو بتایا جائے کہ اسلام کس چیز کا نام ہے۔

یہ سطور مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ ان سے [illegible] ہے۔ کہ جرمنی میں اب اسلام کا چرچا ہو چلا ہے جو لوگ [illegible] تعلیم و تجارت کے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے بسا غنیمت [illegible] کا کام بھی کیا ہے۔ اور یہ لابدی ہے کیونکہ اسلام ایک [illegible] ہے۔ وہ مسلمانوں کی زندگی کا ایک جزو لاینفک ہے جہاں [illegible] جائیں گے وہاں اسلام بھی جائیگا۔ لیکن اس حقیقت [illegible] نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس وقت جو بیداری اسلام [illegible] میں پیدا ہوئی ہے۔ اس سے ہمیں پورا فائدہ اٹھانا [illegible] اور تبلیغ کے کام کو خوب رونق دینی چاہیئے۔ تاکہ [illegible] سے عمدہ نتائج مترتب ہوں۔

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ ہمارے مکرم [illegible] مولوی صدر الدین صاحب وہاں تبلیغ اسلام کے [illegible] لے گئے ہیں۔ مولوی عبد المجید صاحب اس سے پہلے وہاں کام کر رہے ہیں۔ اب مسلمانوں کا علی العموم اور ہمارے اپنے احباب کا [illegible] یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کی [illegible] اپنی دعا اور امداد سے مستحکم کریں۔ عیسائی دنیا میں تبلیغ [illegible] جماعت کا خاص فرض ہے۔ اور یہی وہ کام ہے۔ جس کے لئے [illegible] مسیح موعود مبعوث ہوئے ہیں۔

> چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
>
> مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

سچی بات آخر منہ سے نکل جاتی ہے

فتنہ ارتداد سے متاثر ہو کر میاں محمود احمد صاحب نے بھی ایک طویل [illegible] اعلان شائع کیا جس میں اپنی جماعت کو علی الخصوص اور عام مسلمانوں کو علی العموم اس فتنہ عظیم کیطرف متوجہ کیا ہے۔ اور اخبار وکیل کے ایک [illegible] فقرہ کا جواب بھی دیا ہے۔ جو معاصر مذکور نے احمدیوں کے متعلق لکھ دیا تھا [illegible] اس اعلان کا لب و لہجہ نہایت مصالحانہ اور ہمدردانہ اور اس کے ایک ایک لفظ سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ میاں صاحب احمدیوں کے علاوہ بھی مسلمانوں کو [illegible] دائرہ اسلام ہی میں سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شروع ہی میں فرماتے ہیں:۔

"مگر چونکہ ہم دوسرے لوگوں سے امداد طلب نہیں کیا کرتے [illegible] کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ خواہ اسلام کے لئے کیسا ہی خطرناک معاملہ ہو۔ ہمارے ہاتھوں سے اس کا سرانجام پانا ہمارے [illegible] بھائیوں کو شاق گذرتا ہے"

یہاں ہمارے بھائیوں کے الفاظ سے صاف وہی لوگ مراد ہیں جو مسلمان ہیں۔ اور جن سے میاں صاحب کو "اخوانکم فی الدین" [illegible] ہی کا رشتہ ہے۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میاں صاحب بھی [illegible] طرح مسلمانوں کو "اخوانکم فی الدین" کے ماتحت بھائی ہی سمجھتے [illegible] ہیں۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ ان سے امداد طلب کریں لیکن اس سے تو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے [illegible] ہے۔ کہ وہ آپ کے بھائی ہیں۔

اب یہ وہی بات ہے۔ جس کو ہم آٹھ سات سال سے برابر کہتے [illegible] رہے ہیں۔ لیکن قادیان کی طرف سے اس کی تردید ہوتی رہی ہے [illegible] ممکن ہے۔ کہ میاں صاحب نے اپنے خیال میں تبدیلی کر لی ہو۔ آخر [illegible] میں خطا و صواب دونوں کا احتمال ہے الفضل للمتقدم لیعیب اور انسان کے [illegible] سے بڑی عزت یہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنی غلطی کو محسوس کرلے تو [illegible] اعتراف کرکے اصلاح کر دے۔ ہمیں امید ہے کہ میاں صاحب اس معاملہ میں اسی مسلک پر گامزن ہوں گے جو بڑے لوگوں کا مسلک [illegible] ہے۔ اور ہمیں مبارکباد عرض کرنے کا موقعہ دیں گے۔

گذارش ہے

کہ چندہ کا بقایا سب اصحاب روانہ فرماکر دفتر اخبار کو زیرباری سے سبکدوش فرمائیں۔

منیجر

ہماری تبلیغی کوششیں

پروفیسر عنایت علی خانصاحب آگرہ جو ہماری جماعت کیطرف سے انجمن نمایندگان تبلیغ میں نمایندے ہیں حسب منشار انجمن مذکورہ بالا ۱۱ر مارچ ۲۳ء کو شمولیت جلسہ کے لئے اچھنیرا گئے۔ اور دیگر علمار کے ساتھ سانذمن بھی گئے۔ جملہ ملکانہ راجپوتوں نے اسلام پر مستقل رہنے کا وعدہ کیا۔ الحمد للہ۔ ہمارے مبلّغ کام کو نہایت تندہی اور اخلاص سے کر رہے ہیں۔ جسے جملہ برادران اسلام و علمار نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

تیسرے روز پھر پروفیسر صاحب جلسہ انجمن میں شمولیت کے لئے اچھنیرا تشریف لے گئے۔ نہایت افسوس کی بات ہے۔ کہ بعض خود غرض لوگ انجمن نمایندگان تبلیغ کو مٹانا چاہتے اور اس کی بجائے کام کسی ایک انجمن کو دینا چاہتے تھے۔ بلکہ بعض تعلیم یافتہ لوگ تو دہلی سے محض اسی غرض کو ساتھ لیکر گئے تھے۔ کہ "اس متحدہ انجمن کے سر پر گنڈاسہ چلائیں اور اس کی جڑوں کو کاٹ دیں" یہ ہے ہمارے مصلحانِ قوم کا حال۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز مغرب کارروائی انجمن شروع ہوئی۔ چنانچہ ایجنڈے کے رو سے پہلا کام قواعد و ضوابط کا تیار کرنا تھا۔ لیکن خود محرک صاحب غیر حاضر تھے۔ اس لئے یہ معاملہ ملتوی کیا گیا۔ دوسرا معاملہ مستقل سرمایہ جمع کرنے کا تھا۔ جس کے محرک مولانا فاخر صاحب تھے لیکن ان کا مؤید کوئی نہ تھا۔ اس لئے ہماری طرف سے یہ ریزولیوشن پیش کیا گیا۔ کہ ہر ایک انجمن مبلّغ دے اور ان کے ہر قسم کے اخراجات کی خود متحمل ہو۔ اور یہ تمام مبلّغ انجمن نمایندگان تبلیغ کے ماتحت کام کریں۔ اور جہاں جہاں کسی مبلّغ کو یہ انجمن چاہے بھیجے اور جو کام مناسب ہو اس سے لے۔ اس صورت میں کسی مستقل سرمایہ یا چندہ کی ضرورت نہیں۔ اس کے مؤید مولوی محمد علی صاحب مظفری مبلّغ انجمن دعوت و تبلیغ اسلام لاہور تھے۔ جو بکثرت رائے سے پاس ہو گئی۔ باقی کام دوسری صبح کے لئے چھوڑ کر جلسہ رات کے ایک بجے ختم کیا گیا۔

ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ جب انجمنیں اپنے اپنے مبلّغین کے اخراجات کی کفالت کرتی ہیں۔ تو بعض لوگ کیوں خواہ مخواہ لوگوں سے چندے جمع کرنے پر زور دیتے ہیں۔ جلسہ کی باقی کارروائی کی رپورٹ ابھی تک نہیں پہنچی۔ ایسٹر کی رخصتوں میں کلانور ضلع رہتک میں انجمن اتحاد راجپوتان کا جلسہ ہونے والا ہے۔ جس میں شمولیت کی غرض سے غالباً ہماری طرف سے بھی کوئی دوست جائیگا۔ تاکہ وہ دیکھے کہ وہ انجمن اصلاح راجپوتاں کا کام کس پیمانہ پر اور کہاں کہاں کرنا چاہتی ہے۔ اور اس بارہ میں وہ کیا فیصلہ کرتی ہے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ اچھنیرہ کے گردونواح میں ارتداد کی آگ لگی ہوئی ہے۔ لیکن اس قصبہ کے مسلمان جنکی حدود آبادی میں تین مساجد بھی ہیں۔ باوجود انجمن ہدایت الاسلام و انجمن نمایندگان تبلیغ کے دفاتر کی موجودگی کے بے حس ہیں۔ ان کو بیدار کرنے کے لئے انجمن نمایندگان تبلیغ کا ایک جلسہ ۸ر مارچ [illegible] کو کیا گیا جس میں جملہ معززین کو مدعو کیا گیا۔ اور مولوی عصمت اللہ صاحب کی سپرد ان میں احساس پیدا کرنے کا کام کیا گیا۔ چنانچہ ان کی تقریر پر جملہ حاضرین نے فتنہ ارتداد میں عملی حصہ لینے کا اقرار کیا۔ دوسرے دن جمعہ کے بعد بھی مولوی صاحب نے اسی مضمون پر مبسوط تقریر کی۔ جس کے بعد مولوی عبدالحق صاحب نے ایک جامع و مانع لکچر دیا۔

۱۰ر مارچ کو مولوی عصمت اللہ صاحب و شیخ محمد یوسف صاحب معہ مبلّغین جامع ملیہ علیگڑھ مواضعات لڑونا و سکتا میں آریوں کے فتنہ کے انسداد کے لئے گئے۔ اور خدا کے فضل سے پوری پوری کامیابی ہوئی۔ آریہ و ہندو رشیوں کی تصاویر دکھانے سے گاؤں کے لوگ اس مذہب کی حقیقت سے خوب واقف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بڑا موثر طریق ہندو و آریہ مذہب کی اصلی تصویر دکھانے کا ہے۔ اس کے ساتھ اگر ان کی مختصر سوانح عمریاں بھی ویدک دھرم کی کتب سے بیان کی جائیں تو اور بھی پرلطف ہیں۔

جہانتک غیر از جماعت برادران اسلام کی رپورٹیں آئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ راجپوت بھائی اور دیگر برادران اسلام جو اس علاقہ کو اپنی آنکھ سے دیکھ آئے ہیں۔ ہمارے مبلّغین کے کام سے بہت خوش ہیں۔ ہم اُن جملہ برادران اسلام کے بہت ممنون ہیں جنہوں نے ہماری ناچیز کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ اسلام کے راستہ میں ہماری جماعت کا ہر ایک فرد انشاء اللہ ہر قسم کی قربانی کرنے پر تیار رہے۔

اب ہمارا روئے سخن اپنے احمدی برادران سے ہے۔ کہ اصل اصلاحی کام ابھی تک ہم سرمایہ کی کمی کے باعث شروع نہیں کر سکے۔ اس علاقہ میں صرف اتنی ہی ضرورت نہیں کہ پبلک پھر کر وعظ کر کے چند ماہ بعد علاقہ خالی کر کے واپس چلے آئیں۔ بلکہ وہاں مردانہ و زنانہ مدارس کے قیام و مساجد کی بنا ڈالی جائے۔ اور ان لوگوں کی اقتصادی حالت کو سنبھالنے کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام کسی اعلےٰ پیمانہ پر شروع نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک خاص انہیں کاموں کے لئے کافی سرمایہ مہیا نہ ہو جائے ہماری انجمن نے فی الحال دس ہزار روپیہ سالانہ کے قریب اس کام پر خرچ کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ علاوہ اپنے مقررہ چندوں کے جماعت نے اس تازہ بوجھ کو بھی مستقل طور پر سنبھالنا ہے۔ اس لئے ہر ایک بھائی کا یہ خاص فرض ہے۔ کہ وہ خود اس کام میں شامل ہو۔ اور اپنے احباب سے خاص طور پر اسبارہ میں تحریک کرے۔ ہندو آریہ اپنی سرگرمی کو جاری رکھنے کے لئے پنجاب کے ہر گاؤں و شہر میں چندے جمع کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے بھائی اسبارہ میں خاموش بیٹھے رہیں گے۔؟ ہماری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ اسبارہ میں خاص جدوجہد سے کام لے۔ کوئی مسلمان نہیں جس کو ان واقعات کا علم ہو اور وہ مدد نہ کرے۔ لیکن مانگنے والے چاہئیں نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ ہمارے اکثر بھائی تبلیغ اسلام کے لئے رخصتیں حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی نیّات میں برکت ڈالے۔ اور انہیں خدمت اسلام کی توفیق دے۔

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی کیطرف سے حال ہی میں ایک کھلی چٹھی سناتن دھرم ہندوؤں کے نام شائع کیجائے گی۔ جس میں ان کو استدعا کی جائے گی۔ کہ وہ بہ حیثیت ہندو مذہب کی قائمقامی انجمن کے آریہ سماج کے اس فعل شنیعہ سے جو اس نے مسلمانوں کی دل آزاری کا اختیار کر رکھا ہے۔ اور اتحاد ہندو مسلم پر تبر چلایا ہے۔ اظہار نفرت کرے۔

میر مدثر شاہ صاحب ڈیرہ غازیخان لکچر دینے کے بعد اب باہر علاقہ میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ ایک علاقہ کے رئیس اعظم صاحب مع اپنے کارندوں اور فرزند کے شروع سے آخر تک وعظ میں شریک رہے۔ خدا کے فضل سے ان پر اچھا اثر ہوا۔ اور انہوں نے میر صاحب کے لئے رسد بھیجنی شروع کر دی۔ جمعہ کے دن میر صاحب نے جملہ مسلمانوں کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کے کام اور خدمات اسلامی کو پیش کیا۔ اور انہیں توجہ دلائی۔ کہ کسی شخص کی سچائی کام سے دیکھی جاتی ہے۔ ورنہ کس نبی اور ولی پر اعتراضات نہیں ہوئے۔ جس کے ضمن میں میر صاحب نے دیگر اولیا راللہ کے حالات سنائے۔ لوگ اب سلسلہ سے خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱

اور ہر ایک کا یہی مقصد ہونا چاہئے۔ اور خواہ ہندو کا مذہب صحیح ہو۔ یا کوئی اور۔ اس کے بیان کرنے سے شرمندہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جس قوم کا یہ مسلک نہیں تھا۔ وہ جو کوہ ہمالیہ سے پرے جانا کبھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ وہ جن کا مذہب تھا کہ وید کی آواز اگر شودر کے کان میں چلی جائے۔ تو سیسہ پگھلا کر اسکے کانوں میں ڈالنا چاہئے۔ وہ اسطرف متوجہ ہوں۔ اور اس کی تہ میں مسلمانوں کے کمزور کرنے کی خواہش ہو۔ سب غلبہ اور اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش ہو۔ یہ بڑی ہی رنجیدہ بات ہے۔ اگر عیسائی اپنے مذہب کو پھیلائیں۔ تو کوئی رنج نہیں۔ کیونکہ ان کا مسلک یہی ہے۔ لیکن ہندو قوم کا مسلک یہ نہیں تھا۔ محض ایک پولیٹیکل غرض ان کے سامنے ہے۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا ان کا مقصد۔ وہ لوگ جنہوں نے آج سے تین چار سال پہلے یہ کہا تھا۔ کہ ہم محض پولیٹیکل کام کرینگے۔ وہ آج پھر مذہب کا جامہ پہن کر نکلے ہیں۔ اور مسلمانوں پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ مسلمان اگر اچھوت اقوام کو بھی سدھارنے کا ارادہ ظاہر کرتے تھے۔ تو ان پر اعتراض ہوتے تھے۔ مگر خود اب بجائے اس کے کہ ہندو قوم میں کوئی اصلاح کریں۔ پہلے مسلمانوں پر حملہ شروع کیا ہے۔ کاش یہ کام ابھی کھلے طور پر ہوتا۔ اور ان لوگوں کے سامنے کوئی ہندو مذہب کی خوبیاں بیان کی جاتیں یا دکھایا جاتا کہ اسلام کی تعلیم میں کوئی نقص ہے۔ وہ خدا پرست ہوں۔ یا بت پرست۔ اس سے سوامی شردھانند جی کو کوئی سروکار نہیں۔ انہیں ہندو کہلانے والوں کی تعداد کرنا ہے۔ اس لئے اس کام کو مخفی طور پر شروع کیا گیا۔ اندر ہی اندر پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا۔ کاش اس غرض "شدھی" کے بنیاد مذہبی صداقت پر ہوتی۔ اور علی الاعلان انہیں کہا جاتا کہ دیکھو اسلام میں یہ نقص ہے۔ اور تمہارے پرانے بت پرستی کے مذہب میں یہ خوبیاں ہیں۔ مگر زیادہ سے زیادہ کیا ہے صرف برادری کا لالچ کیا مذہبی لیڈروں کے لئے یہ شرم کا مقام نہیں کہ تبدیل مذہب کی بنیاد سیاسی وجوہات کو سامنے رکھا جائے۔ اور پھر روپوں سے ایمان خریدنے کی کوشش کیجائے۔

چند دن ہوئے ایک بڑا معزز ہندو میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میں ہندو سوسائٹی سے بیزار ہوں۔ اور مسلمان ہونا چاہتا ہوں صرف دو سو روپیہ کی مجھے ضرورت ہے۔ میں نے کہا۔ روپیہ دیکر ہم مسلمان بنانا نہیں چاہتے۔ یہاں ہمارے ایک دوست رہا کرتے تھے وہ پہلے عیسائی تھے۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ اگر اسقدر تنخواہ دو تو میں مسلمان رہتا ہوں۔ ہم نے جواب دیا اگر آپ روپیہ کے لئے مسلمان ہوئے ہیں۔ تو بہتر ہے۔ کہ عیسائی ہو جائیں۔ وہ اب مسلمان ہیں۔

اتحاد المسلمین

خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ مسلمان جو ایکدوسرے کی شکل نہیں دیکھا چاہتے تھے وہ اب نکلے ہیں۔ اور ایکدوسرے کے دوش بدوش کام کر رہے ہیں۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ ایک شخص نے مجلس نمایندگان میں جو آگرہ میں منعقد ہوئی۔ کھڑے ہو کر کہا کہ اگر ان لوگوں کو احمدی بنا لیا جائے۔ تو ہمیں کوئی رنج نہیں۔ یہ بہتر ہوگا۔ بہ نسبت اسکے کہ وہ کفر میں جائیں۔ آپ کو بھی اپنے اندر اخلاص اور صدق پیدا کرنا چاہئے۔ اخلاص دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ جبتک مال دنیا کو کوئی شخص اپنا مقصود بالذات ٹھہراتا ہے۔

آج ہمکو ضرورت ہے۔ دلی اخلاص کیساتھ گھر سے باہر نکلنے۔ اور اپنے بھائیوں کو راہ راست پر لانے کی۔ اس غرض کے لئے بہت بڑا خرچ بھی ہم نے اپنے اوپر ڈال لیا ہے۔ اور ہمارے دوست مجبور کر رہے ہیں۔ کہ اسکو اور بھی بڑھایا جائے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر خدا کا نام ان لوگوں کو پہنچ جائے۔ تو جسطرح پہلی شدھیاں ناکام ثابت ہوئی ہیں یہ بھی بیکار رہینگی۔ لیکن اسلام کا حق ہم پر ہے۔ کہ ہم اپنے بھائیوں کو اسلام کی تعلیم سے واقف کر دیں۔ وہ ناواقف ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی تعلیم ان میں پھیلا دیں۔

ضرورت ہے

اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ہمارے کام کرنے والے کچھ لوگ نکلیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ انہیں زیادہ علم حاصل نہیں۔ اس لئے وہ اس کام کو نہیں کر سکتے۔ لیکن یہاں تو بہت واقفیت بھی درکار نہیں بہت لوگ ایسے ہونگے جو فارغ البال ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے کچھ دن اس نیک کام میں لگائیں۔ وہ لوگ جنہیں سرکاری ملازمتوں میں کچھ رخصتیں مل سکتی ہیں۔ وہ رخصت لیکر نکلیں۔ پھر طالب علم ہیں۔ ان کو بھی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ وہ ان چھٹیوں میں نکل سکتے اور بہت کچھ کام کر سکتے ہیں۔

خوب یاد رکھو کہ یہ فتنہ کوئی چھوٹا سا فتنہ نہیں۔ ایک شخص کا بھی اسلام سے نکلنا بہت بڑا نقصان ہے۔ کسقدر محمد رسول اللہ صلعم کے قلب کے لئے صدمہ ہوگا۔ وہ جو آیا تھا حق کے پھیلانے کے لئے قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ جس کے ظہور کا نتیجہ ہوا۔ اس کے پیروؤں کو توحید سے برگشتہ کر کے باطل اور بت پرستی کی طرف لیجایا جاتا ہے۔ اس لئے اپنا پورا زور لگاؤ۔ اور ان لوگوں کو جو ایک فتنہ کے اندر مبتلا ہیں بچانے کی پوری کوشش کرو۔

رسید زر

فہرست چندہ ماہ جنوری ۲۳ء

از جماعت امرتسر

جو ماہ فروری میں معرفت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ کے وصول ہوا

نام	مقام	رقم
بابو فیض الرحمٰن صاحب	امرتسر نومبر تا جنوری	[illegible]
ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب	”	[illegible]
عزیز الدین صاحب خیاط	”	۸/

میزان [illegible]

مراسلات

جاوا میں اشاعت اسلام

بحرالکاہل اور بحر ہند کے درمیان ملک چین کے جنوب مغرب اور آسٹریلیا کے شمال میں جو جزیرے ہیں وہ مجمع الجزائر مشرق کہلاتے ہیں ان میں ملائی قوم آباد ہے جو دین اسلام کی پیرو ہے۔ صرف جاوا میں ساڑھے تین کروڑ مسلمان ہیں۔ اس سے آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس قدر مسلمان تمام جزیروں میں آباد ہوں گے یہاں کے مسلمان بہ نسبت چینی مسلمانوں کے دین و مذہب کے زیادہ پابند ہیں یہ لوگ بکثرت حج کے لئے جاتے ہیں۔ تاریخ سے اسبات کا پتہ لگتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں مسلمان یہاں آباد ہوگئے تھے۔ عربوں کی بستی سب سے پہلے سماٹرا میں قائم ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی عیسوی میں جب وہ سیر کرتے ہوئے ان جزائر میں پہنچے تو ان کو مذہب اسلام سے با رونق پایا۔ تیرھویں صدی عیسوی میں یہاں جو راجہ بُت پرست تھا وہ دین اسلام سے مشرف ہوا۔ جاوا میں اسلام بہ نسبت اور جزیروں کے دیر سے پہنچا۔ یہ جزیرہ سب سے زیادہ زرخیز گنجان اور آباد ہے اسکا رقبہ پچاس ہزار مربع میل ہے۔ کافی چائے چاول گنا۔ تمباکو اور سنکونا کی کاشت کی جاتی ہے۔ بٹاویہ اور صورابیہ مشہور شہر ہیں ۱۸۹۶ء میں ۴۰۸۳۴ آدمی اور ۱۸۹۷ء میں ۷۲۴۸۴ آدمی یہاں سے حج کے لئے روانہ ہوئے ۱۸۹۲ء میں ۱۰۹۱۳ مدرسے جاوا میں تھے جن میں ۱۶۲۴۴۷ طلباء دینیات پڑھتے تھے۔ ۱۸۹۳ء میں مدارس کی تعداد ۱۶۷۰۶ ہوگئی اور طلباء کی تعداد میں ۹۰۴۷۹ کا اضافہ ہوا۔ یہاں کے مسلمانوں کی زبان ملائی ہے۔ اور یہی ڈچ گورنمنٹ کی زبان ہے۔ علامہ ابوالفضل عباسی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں تفصیل کے ساتھ ان واقعات کا ذکر کیا ہے

اسقدر پڑھنے کے بعد آپ کو شاید یہ خیال پیدا ہو کہ جب یہاں مسلمان خاصی تعداد میں ہیں۔ بہ نسبت اور مسلمانوں کے زیادہ متشرع ہیں۔ ان کی اخلاقی اور تمدنی حالت خدا کے فضل سے امید افزا ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم جاوا میں جاکر اشاعت اسلام کریں لیکن آپ کا یہ گمان غلط ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کی حالت باوجود مذکورہ بالا بیانات کے سخت افسوسناک ہے۔ چونکہ مسلمانان عالم کا تعلق ان سے بالکل نہیں ہے۔ اسلئے ان میں اوہام پرستی اور باطن پرستی کا مرض پایا جاتا ہے۔ بٹیر بازی اور مرغ بازی میں یہ دن رات گذارتے ہیں۔ اور افیون کے چسکہ سے بھی محروم نہیں ہیں۔ باہمی اختلافات سے ان لوگوں کی بھی وہی حالت ہے جو ہمارے ہندوستانی بھائیوں کی ہے۔ خانگی جھگڑوں نے ان کو بالکل تباہ کردیا۔ اب وہ نہ دین کے کام کے رہے نہ دنیا کے اسلئے غیروں نے میدان صاف دیکھ کر ارادہ کیا اور ہم وہی تو تو میں میں میں رہ گئے۔ حافظ نذیر احمد خان صاحب نے کیا سچ کہا ہے ؂

نجا مارا ہے یکسر کیا عرب اور کیا عجم سب کو
خدا غارت کرے اس اختلاف دین و مذہب کو

مسلمانوں کو آرئیہ گزٹ کے قابل نامہ نگار کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے نہایت دلسوزی کے ساتھ مندرجہ ذیل رپورٹ مسلمانوں کی آگاہی کے لئے لکھ کر حق ادا کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں

"جاوا میں قریباً ساڑھے تین کروڑ مسلمان آباد ہیں انکو عیسائی بنانے کے لئے لگاتار کوشش ہو رہی ہے عیسائیوں کی دس مختلف سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں ان کے چالیس ہیڈ کوارٹر ہیں جن میں ایک سو بیس آدمی کام کرتے ہیں۔ دو سو دس چھوٹے اسٹیشن ہیں جن میں بہتر ہزار عیسائی رہتے ہیں۔ جو اسکول عیسائیوں نے کھول رکھے ہیں ان میں تیرہ ہزار مسلمان لڑکے پڑھتے ہیں دیسیوں (مسلمانوں) کو عیسائی مبلغ بنانے کے لئے بارہ اسکول ہیں۔ بھولے بھٹکوں کو پھنسانے کے لئے دس ہسپتالوں کے بھاری جال ہیں۔ بڑے ہیڈ کوارٹر میں ایک ڈسپنسری ہے۔ اب پندرہ لاکھ روپیہ مزید خرچ کیا جائے گا۔ تاکہ جاوا کے مسلمان جلد عیسائی بن سکیں، مسلمان دوستوں کے لئے واجب ہے کہ وہ بجائے اس کے کہ انگلینڈ اور امریکہ میں سفید پرندوں کا شکار کریں۔ جاوا میں پہنچیں اور اپنے کالے پرندوں کو شکار ہونے سے بچائیں"

مسلمانو! تمہارے لئے کیا کچھ تیار ہو رہا ہے خدارا اب بھی فرقہ بندی سے باز آؤ۔ یہاں کوئی خاص فرقہ خطرہ میں نہیں ہے۔ بلکہ خود مذہب اسلام مسیحیت کے نرغے میں ہے۔ وقت اسبات کا تقاضا کرتا ہے کہ تمام مسلمان دو قالب یکجان ہو کر اپنے بھائیوں کو غیروں کے پھندے سے بچائیں۔ ممالک غیر میں اشاعت اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ اب خانقاہوں اور معبدوں میں وعظ و نصیحت کا زمانہ نہیں رہا۔ ہمارے اسلاف نے باوجود صد ہا مصیبتیں جھیلنے کے دور دراز ممالک میں جاکر اسلام کا نعرہ بلند کیا تھا۔ زبان کی ناواقفیت۔ سفر کی مصیبت۔ آب و ہوا کی ناموافقت۔ رسم و رواج اور لباس و طعام کی ہونے کے باوجود اگر ایک طرف مصر۔ طرابلس۔ تیونس۔ الجزائر۔ مراکش ہوتے ہوئے اندلس میں جاکر اشاعت اسلام کیا تو دوسری طرف ترکستان۔ ہندوستان۔ فارس۔ افغانستان چین و ملایا میں اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اگر ہم اپنے آپ کو وارث رسول اور نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلانا چاہتے ہیں تو یہ ہمارے لئے فرض ہے کہ ہم بزرگان کرام کے نقش قدم پر چلکر اپنے آپ کو ان کے لائق خلف ثابت کریں کسی نے سچ کہا ہے ؂

نیست سرداری ہمیں دستار و جبہ داشتن
درد سر بسیار دارد پاس دل ہا داشتن

افسوس ہے کہ ہمارے اسلاف نے اس پاک دین کی خاطر طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں اور سختیاں اٹھائیں لیکن اللہ رے مستقل مزاجی! کیا مجال کہ زبان سے اُف نکلجائے۔ لیکن ہماری کیا حالت ہے عیش و عشرت اور آرام طلبیوں کا شکار ہو رہے ہیں نفس پرستی اور شکم پروری ہمارا کام ہے۔ عیسائی مشنری ہر ایک جگہوں پر عیسائیت کی صداقت پر لیکچر دیتے ہیں جس کو سنکر ہمارے سینکڑوں بھائیوں کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ ہم میں ایک بھی خدا کا بندہ نہیں جو لوگوں کو اسلام کی حقیقت اور صداقت سنائے۔ میں ذیل میں ایک مضمون عیسائی مشنری رسالہ کا نقل کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہماری اور ان کی حالت میں کسقدر تفاوت ہے جو کام صرف ایک عیسائی انجمن نے کر دکھایا ہے۔ افسوس ہے کہ اس کا دسواں حصہ بھی چالیس کروڑ مسلمان متفق ہو کر نہیں کر سکا۔ سچ ہے ؂

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

"مشنری ریویو" امریکہ بہ عنوان "عیسائیوں کا ایک سالہ کام" ناقل ہے کہ عیسائیوں کی ایک انجمن نے جو کام ایک جنگی جہاز سے بھی کم قیمت میں کیا اسکی تفصیل یہ ہے۔

ایک ہزار تین سو چھیاسٹھ مشنری اور چھ ہزار آٹھ سو ستر دیسی مبلغ انجیل پھیلانے کے کام پر لگائے گئے۔ دو ہزار ساٹھ ساٹھ اسکول پورے بارہ مہینے چلائے گئے جن میں سات لاکھ، ہزار چھ سو اسی طالبعلموں کی امداد دی گئی۔ ۱۱ چھاپے خانے چلتے رہے جنھوں نے پانچ کروڑ ستانوے لاکھ چالیس ہزار چار سو بیس صفحے عیسائی لٹریچر شائع کئے۔ ایک سو ستر ہسپتال اور [illegible] لاکھ چار ہزار سات سو چودہ مریضوں کا علاج کیا گیا۔ کوڑھیوں پاگلوں اور بیکسوں کو پناہ دی گئی۔ اندھوں۔ بہروں کی امداد کا انتظام کیا گیا۔ اور اسی طرح لکھو کھا انسانوں میں حضرت مسیح کی تعلیم پھیلائی گئی۔

اب مسلمان بھائیوں کو جو کچھ مناسب معلوم ہو وہ کریں مولانا شبلی نعمانی علیہ الرحمۃ نے واقعات کو دیکھ کر مسلمانوں کو تنبیہ کی تھی کہ ؂

جو گونج اٹھیگی دنیا شور ناقوس کلیسا سے
تو پھر یہ نغمۂ توحید و گلبانگ اذان کب تک

موسی ابراہیم ہایت
رنگون

ناظرین کرام

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں تاکہ تعمیل ارشاد میں دقت نہ ہو

منیجر

بدوملہی میں ڈکیتی اور ہندو مسلمان

بسیر تا بریں اے چشم گیتی بنگریست
کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

اخبار اردو بندے ماترم لاہور مورخہ ۴ فروری [illegible] ایک مضمون ڈکیتی بدوملہی کے متعلق زیر عنوان "[illegible] برابھر رہے ہیں" شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار صاحب [illegible] درفشانی کرتے ہیں کہ "بازار میں نرائینداس کی دوکان [illegible] ناکہ بندی ڈاکوؤں نے مسلح ہو کر کرلی سامنے میں [illegible] مسلمان کے ہندو لوگ کوٹھوں پر اینٹ وٹہ لیکے [illegible] چوکیدار بھی ادھر ادھر دوڑے۔ مگر مسلمان کوئی نہ آیا [illegible] چلکر تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے اینٹ وٹہ مارنا شروع کیا [illegible] ڈاکو تنگ آگئے۔ اور اینٹوں کی بوچھاڑ نے ڈاکوؤں کو گھبرا [illegible] دیا اور چلا دیا"

اس کے بعد اثنائے تحریر میں ایک معزز مسلم شخصیت کی پگڑی اچھالنے کی کوشش اسطرح کرتے ہیں کہ "کسی [illegible] موقوف شدہ ذیلدار جو کہ سلطان احمد افسر مال لاہور [illegible] اسکے بھلنچ کے پاس تھی۔ اس کے پاس کئی آدمی گئے [illegible] بندوق لیکر نہ آیا۔ اور نہ اس نے بندوق دی"

اس پر ایڈیٹر صاحب اخبار مذکور یوں رنگ آمیزی کرتے ہیں مسلمانوں کا ایسے موقعہ پر ہندوؤں کا ساتھ نہ دینا بتلاتا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد بالکل فرضی ہے۔ جیسا کہ ہم ہمیشہ سے [illegible] مضمون کی طرز تحریر اور انداز بیان سے صاف نظر آتا ہے [illegible]

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

اور واقعی صاحب مضمون اپنی معاملہ فہم طبیعت سے [illegible] اور ڈنیس بندے ماترم لاہور کے دربار اکبری کے بیربل معلوم ہوتے [illegible] آپ کی واقعہ نگاری قابل داد ہے۔ اس پر ایڈیٹر صاحب [illegible] سکھوں کو کوس رہے ہیں۔ کہیں گورنمنٹ سے [illegible] رہے ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی بیخکنی کا انحصار تو وہ [illegible] ہی موقوف سمجھتے ہیں۔ ہمیں واقعہ نگار کی غلط بیانی پر بھی [illegible] نہیں جتنا کہ ایڈیٹر صاحب کی اس رنگ آمیزی پر ہے [illegible] غلط بیانی کی تردید کے لئے حقیقت حال بیان کرتے ہیں [illegible]

مضمون نگار نے لکھا ہے کہ کوئی مسلمان نہ آیا اور [illegible] اینٹ وٹوں سے ڈاکوؤں کا قافیہ تنگ کیا اور وہ گھبرا کر چل [illegible] ہوئے۔ حضرت ذوق مرحوم نے شاید یہ مضمون آپ کی [illegible] ہمت کی تعریف میں ہی لکھا ہے۔

نازک خیالیاں مری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلا ہوں شیشہ سے پتھر کو توڑ دوں

آپ کی جرأت۔ گالیوں کی طومار۔ وٹوں اور اینٹوں [illegible] نے ڈاکوؤں کو نکالدیا۔ کیا کوئی صاحب فہم و فراست [illegible] یہ خیال کر سکتا ہے کہ پستول اور بندوق کے مسلح ڈاکو [illegible] بوچھاڑ سے چلے جانے پر مجبور ہوگئے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ [illegible] چلے جانے کا اور کوئی سبب تھا؟

اسبات کو واقعہ نگار نے بیان نہیں کیا۔ وہ یہ کہ چوہدری [illegible] خان صاحب سابق ذیلدار حال سکرٹری سب کمیٹی [illegible] نے اپنی مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر فائر کئے۔ اور [illegible] کو مسلم سکول بدوملہی میں جناب شیخ محمد حیات خان صاحب [illegible] انجینئر شیخوپورہ بطور مہمان ہیڈ ماسٹر صاحب سکول [illegible] اترے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس شورش کے سنتے [illegible] پانچ پانچ کے وقفہ سے تین فائر کئے۔ ان فائروں کی [illegible] آوازوں سے ڈاکوؤں کے ان ہمراہیوں میں سے جو کہ قصبہ کے [illegible] بیرونی راہوں پر متعین تھے ایک نے نرسنگا تمام لوگوں [illegible] ان ڈاکوؤں کو جو دوکان لوٹنے میں مصروف تھے اگر [illegible] خطرہ کی اطلاع دی کہ "کالا ہٹی" اس کے سنتے ہی ڈاکو [illegible] کی امداد پہنچ جانے کے خیال سے فی الفور چل نکلے۔ ہاں [illegible] کی بوچھاڑ نے ان میں گھبراہٹ ضرور ڈال دی تھی۔ یہ بات [illegible] کہ کوئی مسلمان نہ آیا۔ واقعہ کے خلاف ہے۔ جو لوگ چھتوں [illegible] اینٹیں وغیرہ پھینک رہے تھے ان میں مسلمان بھی شامل [illegible] مضمون نگار نے مسلمانوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ الٹا عدم [illegible] کا الزام دیا۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

چودہری صاحب کا ذکر کرتے مضمون نگار نے نا معلوم کس لئے انکے ماموں صاحب کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ چودہری صاحب موصوف کے ماموں صاحب جناب چودہری سلطان احمد صاحب پہلے لاہور میں افسر مال تھے لیکن آجکل ضلع جالندہر میں ڈپٹی کمشنر ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ مضمون نگار نے اخلاق انسانی کو بالائے طاق رکھکر چودہری صاحب کے ماموں صاحب کا ذکر بھی نہایت ناپسندیدہ الفاظ میں کیا ہے جس کا ہمیں سخت افسوس ہے۔

پھر لکھا گیا ہے کہ "برادری (اس جگہ برادری سے مراد ہے) کے آدمیوں کو آپس میں سلوک کر کے اپنی مدد آپ کرنی چاہئیے" بیشک یہ امر نہایت ضروری ہے کہ کوئی فرقہ پہلے اپنے اندر اتحاد کی قوت پیدا کرے۔ مگر پھر وہ اور فرقوں سے متفق ہو کر قوم کے اتحاد کو تقویت دے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس باہمی اتحاد کرنے والے فرقہ کے ان متعلق آدمیوں نے (جو اس موقعہ پر لوگوں کی امداد سے بال بال بچ گئے) اس مقتول کے وارثوں سے کوئی ہمدردی کی یا ان کو کوئی مالی مدد دی۔ زخمیوں کی خبر گیری کی۔ حالانکہ یہ لوگ انہی کے فرقہ کے لوگ تھے نہیں ہرگز نہیں۔ مالی امداد کا تو کیا ذکر ہے۔ ان لوگوں نے ان بیچاروں کی بیمار پرسی۔ ان کے ساتھ اظہار افسوس تک کرنے سے بھی دریغ کیا۔ افسوس صد افسوس۔ (نامہ نگار)

نمونۂ اخلاص

بھیرہ ضلع شاہ پور کو کون احمدی نہیں جانتا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وطن ہے۔ وہاں ہماری جماعت کے ایک بھائی میاں محمد رمضان صاحب نیسر فروش ہیں اور وہی احمدیہ انجمن بھیرہ کے سکرٹری اور محاسب کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ ماہوار چندہ بھیجنے میں ان سے کچھ تاخیر ہوئی جس پر ان کو لکھا گیا کہ ماہواری چندہ نہیں آیا۔ جلد بھیجدیں۔ اسپر آپ نے لکھا کہ انجمن کے کام میں مجھ سے غفلت صادر ہونیکی وجہ تاخیر ہوئی ہے۔ اور اب جلدی معہ جرمانہ اس غفلت کے چندہ ہو پہنچیگا۔ چنانچہ ۱۵ مارچ کو پچپن روپیہ کی رقم میں پانچ روپیہ جرمانہ ہو پہنچے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے اوپر اس غفلت کی سزا تجویز کی اور نقد ہو بھجا دئے۔ اللہ تعالے اس مخلص بھائی کو جزائے خیر عطا کرے اور خدمت اسلام کی اس سے زیادہ توفیق دے اور دینی و دنیاوی غفلتوں سے ان کو بچائے آمین۔

اس امر کو درج اخبار کرنے سے میرا یہ منشا نہیں کہ دیگر احباب بھی غفلت پر جرمانے ادا کریں۔ بلکہ مجھے ایک بھائی کے اخلاص کا اظہار کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر ہمارے احباب انجمن کے کاموں میں جیسی لینے کا ایسا ہی خیال رکھیں۔ جیسا کہ بھائی محمد رمضان صاحب کر رہے جس میں غفلت طاری ہونے سے انہوں نے جرمانہ ادا کر کے تلافی کی ہے تو اس سے سستی و غفلت پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالے سب ممبروں کو اس سے زیادہ اخلاص دے اور میاں محمد رمضان صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

سید محمد حسین
آنریری جنرل سکرٹری

ضروری تجویز

چونکہ تحریکی ٹریکٹ اشتہارات وغیرہ فرداً فرداً تقسیم کرنے میں بہت سا روپیہ محصول ڈاک پر خرچ ہوتا ہے۔ اور اس طرح پر ضروری کاموں میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے دفتر کا کام بھی بڑھتا ہے۔ اس لئے ان امور کا خیال رکھتے ہوئے تجویز ہے کہ ایسے ٹریکٹ وغیرہ ہر جگہ کے سکرٹری صاحب کے پاس بھیجے جایا کریں اور وہ آگے اپنے علاقہ میں مناسب جگہ پر تقسیم کیا کریں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ مبادا یہ ٹریکٹ کسی ایسے صاحب کے پاس چلے جاویں جو یہ کام نہ کر سکتے ہوں اور عدیم الفرصت ہوں۔ اور وہ پیکٹ ویسے ہی پڑا رہے۔ اسلئے بذریعہ اعلان ہذا لکھا جاتا ہے کہ جو اصحاب اس تجویز کو پسند فرماتے ہوں اور ٹریکٹ وغیرہ کے لئے ان کے پاس وقت ہو وہ مہربانی فرما کر اپنے اسمائے گرامی تقسیم دینے سے مطلع فرمائیں تاکہ ان کا نام درج رجسٹر کر کے اس تجویز پر عملدرآمد ہو سکے۔

سید محمد حسین
آنریری جنرل سکرٹری

فتنۂ ارتداد کے متعلق

برادران اسلام! سلام مسنون۔

راجپوتان آگرہ کے ارتداد کے حالات آپ برادران سے مخفی نہیں ہیں۔ اسکو کافی عرصہ گذر چکا ہے جو یہ خبریں بذریعہ اخبارات آنصاحبان کے گوش گذار ہو چکی ہیں۔ ان سے کوئی کلمہ گو ایسے آپ کو بے خبر نہیں بتلا سکتا ہے جب میدان قیامت میں سوال ہوگا کہ آپ نے سنکر کیا کچھ تدابیر بشری پر عمل کیا تو جو جواب کہ ہر ایک کر سکتا ہے وہ ہر ایک مسلم خود اندازہ کر سکتا ہے۔ سنگل ٹن نے رابعہ بیگم جو کہ حافظہ بھی ہے کی جبر یہ شدھی اسلام میں کوئی کسی قسم کا جبر نہیں اور نہ جداگی قانون میں مذہباً کسی ایسی حرکت کا نتیجہ ہے۔ بہت سے عبد الغفور دہرم پال بنکر پھر عبد الغفور ہو جاویں گے۔ مگر رابعہ بیگم کی مثال ایک سخت حوصلہ شکن ہے۔ اگرچہ سطحی طور پر یہ سب پردہ سسٹم کی خرابیاں ہیں کہ ہمارے آجکل کے نوجوان اسکے مخالف ہو کر ہر ایک چیز کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھنے پر خواہاں ہو کر بے نقاب چاہتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ کسی زمیندار کی زمین سے سانپ گذرا تو وہ زار زار رو رہا تھا۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ یہ سانپ کی لکیر ہے گذر گیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ احمق تجھے کیا ہو گیا ہے سانپ تو اب نہیں رہا چلا گیا ہے۔ اب کیا فکر ہے تو کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں مگر مجھے لکیر کا فکر دامنگیر ہے کہ پھر اس لکیر پر وہ آوے گا۔ اب وقت ہے کہ اہل اسلام متوجہ ہوں ورنہ بعد میں کف افسوس ملنا پڑے گا اور دارین میں روسیاہ ہوگا جیسا کہ سر سید مرحوم کا قوم تھا کہ ہم اول مسلمان ہیں۔ پھر ہندوستانی اسپر تو ہم عامل نہیں ہوئے۔ مگر ہمارے برادران ہنود نے پورا عمل کر دکھایا۔ سوامی شردہانند صاحب و سوامی ہنسراج صاحب کو دیکھو اگر چشم بصیرت رکھتے ہو۔ اب تفرقوں کا وقت جا رہا ہے۔ کام اور عمل کا وقت ہے۔ جو کچھ احمدی بھائیوں نے کر دکھایا ہے وہ ان کی ہمت اور حوصلہ سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کی امداد کریں اور قدر کریں بہتر ہوگا کہ ایک انجمن "حمایت تبلیغ اسلام" مقرر ہو۔ اس کے عام ممبر ہوں۔ بلا لحاظ اسکے کہ احمدی ہوں یا غیر احمدی ماہواری چندہ ہو۔ اسکی ماہواری کارگذاری کا ایک رسالہ شائع ہو۔ جو ہر ایک ممبر خریدار ہو۔ اس میں مطبات بھی ہوں جو کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں و ٹریکٹوں کے شائع کرا کر مفت تقسیم کرنے پر خرچ ہو اور اسکی ممبری کے واسطے ہر ایک کلمہ گو لبیک کہے۔ اور یہ انجمن دائمی ہو اور تمام اہل اسلام کی مشترکہ ہو۔ بلا تخصیص مذہب سنی ہے یا شیعہ حنفی ہے حنبلی احمدی ہے یا غیر احمدی یہ میرے ٹوٹے ہوئے خیالات ہیں جنکو میں قابل ترین دماغوں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ برائے خدا کچھ کریں۔ ورنہ ؎

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

دس روپیہ بطور امداد ناچیز پیش کرتا ہوں۔ والسلام

غیر احمدی سرحدی مسلمان۔ از ڈیرہ

پیغام صلح:۔ اس قسم کی تجاویز پہلے ہی لاہور اور بعض دیگر مقامات پر سربراوردہ اصحاب کے زیر غور ہیں بلکہ آگرہ میں تو باقاعدہ تبلیغ کی ایک کمیٹی بھی بن چکی ہے۔ جس میں تمام کام کرنیوالی انجمنوں کے نمائندگان شامل ہیں۔

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور دوسرے احباب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہیں۔

بدوملہی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے سکول کا معائنہ پنڈت ہیمراج صاحب نے ۸ مارچ کو کیا۔ ممدوح سکول کی تعلیمی حالت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور رائے بک میں سکول کی سٹاف اور تعلیمی حالت کی تعریف کی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی سند اور دو اور اساتذہ کی سند بھی پختہ کر گئے۔

۹ اپریل کو بدوملہی ہائی سکول ہو جائے گا کہ اس میں نویں جماعت بھی کھولدی جائیگی۔ ہم ہیڈ ماسٹر صاحب اور چودہری غلام حیدر خان صاحب منیجر سکول کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مسلمان گرایجوئیٹ کی ان کو سکول کے لئے ضرورت ہے جو لائق ماسٹروں کو حساب پڑھا سکیں۔ درخواستیں ... (ان کے پتہ پر بھیجنی چاہئیں)۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔

برادر تاج الدین صاحب بخاری بی اے ... تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔

اسی طرح مولوی الٰہی بخش صاحب مظفر گڑھ میں بہت کوشش فرما رہے ہیں۔ اور جماعت کی ترقی میں سعی بلیغ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالے ان کے مساعی میں برکت ڈالے۔

برادر امام بخش خان صاحب ڈیرہ اسمعیلخان جو ایک نہایت دردمند دل رکھتے ہیں۔ اشاعت اسلام کی مد میں ۵ روپیہ بھیجکر ایک مضمون کے ذریعہ سے جملہ مسلمانوں کو ایک متحدہ انجمن تبلیغ اسلام قائم کرنے کی تحریک فرماتے ہیں تاکہ سلسلہ ارتداد کا سدباب ہو جائے۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازی خان سے تحریر فرماتے ہیں کہ میر مدثر شاہ صاحب کے مواعظ سے لوگوں کے دلوں سے حضرت مسیح موعود کی نسبت غلط فہمی دور ہو رہی ہے۔ اور لوگ بڑی محبت سے میر صاحب کے وعظ میں شریک ہوتے ہیں۔

برادر عبد الرحیم صاحب جہلم جو اشاعت اسلام کا خاص درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالے ان کو خدمت اسلام کی اہلیت عطا کرے تو وہ اس خدمت کو بلا معاوضہ کرنے پر تیار ہیں۔ اللہ تعالے انہیں خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے جملہ احباب دعا فرمائیں۔

منشی اللہ دتا صاحب متعلم نارمل کلاس جموں جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں کہ اللہ تعالے ان کو دینی و دنیاوی مشکلات سے رہائی عطا فرمائے اور نیکی کی توفیق دے۔

عزیز عبد الرحیم خان صاحب ولد منشی نور محمد خان صاحب ڈیرہ غازیخان سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب عزیز کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اسے دینی و دنیاوی برکات سے بیش از بیش حصہ دے۔

برادر عبد الحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں کہ محمودیوں کا جلسہ ختم ہو گیا لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے خاکسار کو وقت نہ دیا۔ گو پبلک نے بھی زور دیا کہ عبد الحق کے ساتھ مباحثہ کرو لیکن محمودیوں نے اسی میں خیر سمجھی کہ نہ تو پبلک کی پرواہ کی اور نہ اس اشتہار کی جو میری طرف سے ان کے فرار پر شائع ہو چکا تھا۔

۵ مارچ کی شام کو محمودیوں اور دوسرے لوگوں کی آپس میں لاٹھی چل گئی اور دو تین محمودیوں کو ضربات بھی لگیں۔ اور انصاف کی بات یہ ہے کہ اسمیں ایک طالب العلم کی غلطی سمجھی جاتی ہے جس نے حضرت صاحب کے شعر کا مطلب نہ سمجھا۔ چونکہ میں اس جلسہ میں نہ تھا اسلئے صحیح واقعات نہیں لکھ سکتا۔

مجھے اتفاقیہ طور پر نصف گھنٹہ کے لئے ختم نبوت پر محمودیوں سے گفتگو سوال و جواب کا موقعہ مل گیا۔ اور میرے دلائل کو سنکر سب مسلمانوں نے جلسہ میں اللہ اکبر کے نعرے بلند کر دئے۔ چنانچہ جب میں نے بآواز بلند کہا کہ اے علمائے محمودیان اس بارہ میں حضرت صاحب کی تحریر والے سب فیصلہ کر لو تو سب محمودی خاموش رہ گئے لیکن میاں عمر دین صاحب نے جواب دیا کہ اگر تم حضرت مسیح موعود کی تحریر سے یہ دکھلا دو کہ آپ نے غیر تشریعی نبی "محدث" کو مانا ہے تو میں توبہ کرنے کے لئے تیار ہوں اسپر میں نے کھڑے ہو کر پبلک کو مخاطب کر کے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ فیصلہ بہت آسان ہو گیا ہے۔ اب اگر میاں عمر دین صاحب نے واقعی جھوٹ نہیں بولا ہے تو تریاق القلوب صفحہ ۱۳ کا حاشیہ پڑھ کر توبہ کر کے سچا اور پکا احمدی بن جائے۔ میرا یہ جواب بجلی کی طرح ان کو ایسا اثر کر گیا۔ اسپر محمودی ایچا پیچی کرنے لگ پڑے۔

ہاں شیخ محمد یوسف صاحب نے جب گرنتھ سے رسول اللہ کی صداقت کا ثبوت پیش کیا تو ایک دیانندی نے سوال کیا کہ گرنتھ صاحب سے تو صرف رسول اللہ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس صداقت کا اب آپکو کیا فائدہ ہے جبکہ تم مانتے ہو کہ میرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگر گرنتھ سے ثبوت رسالت میاں محمود کا پیش کرو تو پھر کوئی بات بھی بنے۔ اس دلیل سے تو صرف غیر احمدی اور لاہوری احمدی ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس ساری تحریر سے آپ کے محمودی مذہب کو کیا فائدہ پہنچا۔ لیکن اس سوال کا جواب محمودی کی طرف سے کچھ نہ دیا گیا۔

بہرحال یہ جلسہ حقیقی احمدیت کے لئے نہایت برکت اور خوشی کا موجب ہوا۔ اور محمودی مذہب کے لئے نہایت نامبارک۔ یہاں کے لوگوں پر بہت حد تک حضرت مسیح موعود اور ہماری پوزیشن صاف

ہوئی ہے۔ اور یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کا نتیجہ نہایت ہی مبارک ثابت ہوگا۔ آمین ثم آمین

اعلان فسخ بیعت

حضرت امیر احمدیوں سے دوبارہ بیعت نہیں لیتے پہلی بیعت ہی کافی ہے۔ آپ اپنے محمودی دوستوں کو عقاید صحیحہ کی تبلیغ کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو راہ راست پر لائے۔ حضرت امیر تو ان کے لئے دعا فرماتے ہی رہتے ہیں کبھی کبھی خط لکھتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

بخدمت حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ کو کوئی ۸ ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ کہ میں نا واقفیت کی وجہ سے جناب میاں صاحب کی بیعت کی تھی۔ اب حضور کے اتمام حجت کے پڑھنے سے اور جناب مولوی الہ بخش صاحب و دیگر محمودی صاحبان کے تبادلہ خیالات کرنے کی وجہ سے معلوم ہوا کہ جناب میاں صاحب کے مذہب اور حضرت مسیح موعود کے مذہب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لہٰذا بندہ مؤدبانہ طور سے ملتجی ہے۔ کہ مجھے اپنی بیعت میں شامل کرکے حضرت مسیح موعود کی اصلی تعلیم سے مستفید فرمائیں بندہ اپنی پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے دعا کا خواہاں ہے۔ دعا فرمائیں کہ بندہ کے محمودی دوست بھی ان ہدایت کو سمجھیں اور جھوٹ سے منہ موڑیں دعا فرمائیں کہ بندہ کے دل میں خوف خدا ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

نوٹ:۔ نیز براہ مہربانی اسکو اخبار پیغام صلح میں درج فرمائیں۔

فدوی الہ یار جونیئر سپیشل کلاس

ہائی سکول مظفر گڈھ

تازہ خبریں ہندوستان

اسلام کی پکار پر فرزندان اسلام کا لبیک

بتاریخ ۲۴ رجب ۱۳۴۱ھ علماء صوبہ بمبئی کا عام جلسہ بعد نماز عشاء مینارہ مسجد میں زیر صدارت جناب محمد مارماڈیوک پکتھال (مدیر کرانیکل) منعقد ہوا جس میں ذیل کی سات تجویزیں پاس ہوئیں۔

تجویز (۱) جمعیۃ علماء صوبہ بمبئی کا یہ عام جلسہ متھرا۔ آگرہ۔ وغیرہ علاقے صوبہ متحدہ سوامی شردھانند کے مسلمانوں کو جبر و تشدد سے آریہ بنانے پر سخت نفرت کا اظہار کرتا۔ اسکو مذہبی مداخلت جانتا اور اتحاد ملکی کے لئے مضر رساں سمجھتا ہے۔ نیز جمعیۃ علماء ہند مجلس خلافت و کانگریس کے ذمہ دار حضرات کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ جلد تر اسکی روک تھام کریں ورنہ علماء مجبور ہوں گے کہ احکام اسلام کے مطابق مسلمانوں کو میدان مقابلہ میں آنے کی اجازت دیں۔

تجویز (۲) یہ جلسہ صوبہ بمبئی کی مختلف اسلامی انجمنوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس زمانہ فتن میں جمعیۃ ہذا کے ساتھ شعبہ اشاعت و تبلیغ میں متحد و مشترک فی العمل ہوکر نشر و تبلیغ دین کی اہم خدمت بجا لانے میں پوری ہمت و سعی کو کام فرمائیں اور جمعیۃ ہذا کے صدر شعبہ تبلیغ کو ضیا دیتا ہے۔ کہ وہ اس اتحاد و اشتراک کے لئے جو تدابیر مناسب سمجھیں عمل میں لائیں۔ اور جلد تر صوبہ ہذا کا مکمل دورہ کرکے اصلاح حال کی کوشش کریں۔

تجویز (۳) یہ جلسہ مسلمانان صوبہ بمبئی کو توجہ دلاتا ہے کہ خدمات تبلیغ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناواقف مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے اور اسلام سے ناآشنا نفوس کو صحیح اسلامی معلومات بہم پہنچانے میں جمعیۃ ہذا کا ہاتھ بٹائیں اور تبلیغ کے لئے مخصوص چندہ عطا فرما کر اجر عظیم پائیں۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ جمعیت ایسی شدید ضرورت کے سبب دست سوال دراز کر رہی ہے۔

تجویز (۴) یہ جلسہ خطیب العلماء مولانا نذیر احمد خجندی جمعیت ہذا کے رکن رکین کی اعزازی خدمات صوبہ متحدہ کے علاقہ کے لئے پیش کرتا ہے جہاں فتنہ ارتداد کے سوانح ناگوار رونما ہو رہے ہیں۔ تاکہ ممدوح جمعیت ہذا کی مجلس مشترکہ کے ساتھ فرائض تبلیغ بجا لائیں۔

تجویز (۵) یہ جلسہ ذمہ دار منتظمین مسجد جامع بمبئی کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ جامع مسجد کے فنڈ سے ان نومسلموں کے قیام و تعلیم و تربیت کا انتظام

تجویز (۶) یہ جلسہ مسلمانوں کو خصوصاً اس پر توجہ دلاتا ہے کہ علماء و واعظین اپنے عمل سے اور رؤسا و عمائدین اپنے مال و زر اور اثر سے ان معتمد وفود کی امداد فرمائیں جو جگہ لاکھ تک زائد مسلمان راجپوتوں کو آریہ سماج کے جال سے بچانے اور اسلام کی حقیقی تعلیم پختگی سے قائم کرنے کے لئے ان مقامات پر پہنچ رہے ہیں۔

تجویز (۷) یہ جلسہ پادری شا کی اس ناپاک تحریر پر سخت غیظ و غضب اور ملامت کا اظہار کرتا ہے جس میں اس نے سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخانہ و بے ادبانہ کلمات سٹرآرس بے گورانڈ رسکرٹری کلومبین کے نام خط میں لکھ کر تمام مسلمانان عالم کی دل آزاری کی۔ اور ان کے مذہبی جذبات کو سخت صدمہ پہنچا کر مسلمانوں کے دلوں میں غیر معمولی ہیجان پیدا کردیا ہے۔ یہ جلسہ اس امر کو ظاہر کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہے کہ عیسائیوں کی اس طرح کی شرانگیزیوں سے اگر کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے تو اسکی پوری ذمہ داری پادری شا اور اس جیسے انسانیت اور تہذیب کے دشمنوں کے سر عائد ہوگی۔

نوٹ:۔ جمعیت کے شعبہ تبلیغ کی مد میں جلسہ کے موقعہ پر ایک سو پانچ روپے نقد وصول ہوئے اور حاجی فتح محمد صاحب منہیار نے اپنے والد مرحوم کے نام پر پچیس روپیہ کا وعدہ فرمایا۔ جناب صدر پکتھال صاحب نے بھی سو روپیہ مرحمت فرمایا۔ خدائے پاک ان حضرات کو دارین میں جزائے خیر مرحمت کرے اور باقی مسلمانوں کو ان کی تقلید کی توفیق عطا کرے۔

(ابو الضیاء ریاض انور صدیقی۔ ناظم جمعیت العلماء صوبہ بمبئی)

خواجہ حسن نظامی نے بھی کام شروع کردیا

خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں کہ میں نے کام شروع کردیا ہے اور جو شخص آج کل اس فتنہ کی روک تھام نہ کرے میں اسکو بڑا گنہگار خیال کرتا ہوں۔ علاوہ عملی کام کے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے کہ ہر مسلمان کو داعی اسلام بن جانے کے فرائض بتلانے گا میں اسکو مفت تقسیم کروں گا۔ ڈاک کا محصول بھیجکر ہر مسلمان طلب کر سکتا ہے۔ رسالہ ایک ہفتہ بعد چھپ جائے گا۔ انشاء اللہ میں اپنے عملی کام کی شہرت اخبار میں نہیں چاہتا۔ اس واسطے اسکو نہیں لکھا۔

حسن نظامی نظام الدین اولیا دہلی (ریاست)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

انجمن کا سالانہ جلسہ ۳۰ و ۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۲۳ء کو اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ میں منعقد ہوگا۔

مدراس کونسل میں مزید بحث

مدراس ۱۷ مارچ۔ حکومت نے فیبوری کے فساد کی وجہ سے مشرقی ساحل پر خاص پولیس رکھنے کے لئے جو پالیسی اختیار کی ہے اس پر لیجسلیٹو کونسل میں بحث مباحثہ ہوا۔ دوران بحث میں اس پالیسی پر اس بنا پر اعتراض کیا گیا کہ خاص پولیس کی جگہ فوج کام کرسکتی ہے اور یہ تحریک پیش کی گئی کہ اس قسم کی پولیس رکھنے کے لئے ۹۶۰۰ روپیہ منظور کرنے کی جو تجویز پیش کی گئی ہے وہ نامنظور کی جائے لیکن پریزیڈنٹ کے ووٹ کی وجہ سے یہ تحریک مسترد ہوگئی۔ اور پولیس کے لئے مجوزہ روپیہ منظور ہوگیا۔

ممالک غیر

ترکوں کے مطالبات

اکسفورڈ ۱۷ مارچ۔ اتحادیوں کے پیش کردہ صلحنامہ کے جواب میں ترکوں نے جو تجاویز پیش کی ہیں ان کا مکمل مسودہ انگلستان میں موصول ہوگیا ہے۔ اسے اتحادی ماہرین کے مشترکہ جلسہ میں پیش کیا جائے گا جو دہ کے روز لندن میں منعقد ہوگا دوبارہ گفت و شنید شروع کرنیکے شرائط مقام اور تاریخ کا اس وقت فیصلہ کیا جائے گا اور ترکوں کو انکی تجاویز کا جواب بھیجدیا جائے گا۔

آئرلینڈ میں عالمگیر رنج وغم کا اظہار

لندن ۱۶ مارچ۔ ڈیلی میل کا نامہ نگار مقیم ڈوبلن برقی پیغام روانہ کرتا ہے کہ باغیوں کے اعلان مورخہ ۱۴ مارچ کو مدنظر رکھ کر آج رات تمام تھیٹر اور سنیما بند کرد لئے گئے ہیں۔ آئرلینڈ میں عام غم والم کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور تمام مقامات تفریح بند کر دئے گئے ہیں

انگلستان میں بیکاری کا دورہ

لندن ۱۷ مارچ۔ گذشتہ فروری میں بیکاروں کی تعداد ۴۳ ہزار سے ۱۳ لاکھ ۶۷ ہزار ہوگئی ہے۔

مارشل لا کا اعلان

پیرس ۱۶ مارچ۔ گذشتہ فروری میں ڈیہومی میں جو دیسی باشندوں کی سخت بغاوت وقوع پذیر ہوئی تھی اسکی ابتدا ۱۷ فروری کو پورٹو نوو میں ہوئی۔ اور اس کا خاتمہ ۲۰ فروری کے بلوہ کے ساتھ ہوا۔ جس میں فوج اور پولیس کی مداخلت کی ضرورت ہوئی اس شورش نے ترقی پذیر ہوکر ایک عالمگیر دیسی بغاوت کی شکل اختیار کرلی ہے۔

مارشل لا کا اعلان کردیا گیا ہے۔ مقامی فوجیں غیر کافی تھیں لہٰذا گورنر جنرل نے ٹوگو اور ڈاکار سے امدادی فوج روانہ کی۔ انہوں نے امن قائم کیا۔ دس سرغنے گرفتار کرلئے گئے۔ اور باغیوں کو غیر مسلح کردیا۔ اب نوآبادی میں بالکل خاموشی ہے۔

مشرق قریبہ کی امید افزا حالت

لندن ۱۶ مارچ۔ مالٹا سے رائٹر ایجنسی کا پیغام مظہر ہے کہ مشرق قریبہ کی حالت امید افزا ہو رہی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ بحیرہ کے تمام غرقابی جہاز جو تعداد میں دس ہیں ۱۹ مارچ کو مدرس سے انگلستان روانہ ہوجائیں گے۔ ۱۵ مارچ کو بحیرہ روم کے ڈبونے والے جہاز چناق سے مالٹا چلے گئے۔ اور باقی جہاز ملایا اور ہلکے آبدوز کرا کو کمبرین کل انگلستان چلے جائیں گے۔

ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا

(۲) جنوبی ہند

اہل عرب اور ایران یورپ اور ہندوستان کے درمیان ایک عرصہ دراز تک گرم مصالحہ ہاتھی دانت اور موتیوں کی تجارت کرتے رہے۔ اس تجارت سے ہندوستانیوں اور عربوں کے تعلقات زیادہ وابستہ ہو گئے۔ عربوں کو اپنے تجارتی کاروبار کے علاوہ تبلیغ کا بہت عمدہ موقعہ مل گیا۔ اس زمانہ میں حکومت کی باگ ہندو راجاؤں کے ہاتھ میں تھی۔ جو غیر ملکی تاجروں کی حفاظت اور سرپرستی کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ انہوں نے کبھی مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں میں مداخلت نہ کی جس کی وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ عربوں کے تجارتی کاروبار سے ملک کی خوشحالی میں اضافہ ہوتا تھا۔ اس طور پر مسلمان تاجروں اور ہندو فرمانرواؤں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ جن کی بدولت ملک کے دیسی باشندے اسلام کی خوبیوں کے زیادہ قائل ہوتے گئے۔

جدید مذہب (اسلام) کے اس اصول نے کہ تمام انسان اس کے نزدیک مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں پر ایک خاص اثر ڈالا۔ اور وہ جلد اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے۔ تاکہ وہ اس ذلت اور پستی کے گڑھے سے باہر نکلیں جس میں ہندو مذہب نے انہیں ہمیشہ کے لئے دھکیل رکھا تھا۔ مالابار میں اسلام کے ظہور کی داستان جو سولھویں صدی کے ایک مسلمان مورخ نے بیان کی ہے بہت دلچسپ ہے۔

وہ لکھتا ہے۔ کہ مالابار میں سب سے پہلے جو مسلمان مبلغین پہنچے ان کے ساتھ ایک جماعت تھی جو سیلون میں آدم کے پاؤں کا نشان دیکھنے کے لئے وارد ہوئی۔ جب یہ لوگ کرنگانور میں پہنچے۔ تو راجہ نے انہیں طلب کیا۔ جماعت کے سردار شیخ شریف بن ملک نے جس کے ساتھ اس کا بھائی ملک بن دینار اور اس کا بھتیجا ملک بن حبیب تھا۔ راجہ کو اسلام کی تعلیم دی اور رسالت کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے عقاید راجہ کے دل میں گھر کر گئے۔ اور اسے رسول کریم سے بہت محبت ہوئی۔ راجہ نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ آدم کے پاؤں کی زیارت کرنے کے بعد واپس تشریف لائیں۔ جب شیخ سیلون سے واپس آیا تو راجہ حکومت کی باگ اپنے وزیروں اور امیروں کے سپرد کر کے چپکے سے شیخ کے ساتھ اس جہاز میں سوار ہو گیا جو عرب کے ساحل کی طرف جانے والا تھا۔ عرب میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد راجہ اپنے ملک [illegible]

واپس جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ کہ وہاں ایک مسجد تعمیر کرے۔ اور اسلام پھیلائے۔ کہ وہ دفعۃً بیمار پڑ گیا۔ اور اس دار فانی سے رخصت ہو گیا مرتے وقت اس نے اپنے ہمراہیوں کو تاکید کی کہ تبلیغ اسلام کے جس مقصد سے انہوں نے مالابار کے سفر کا ارادہ کیا ہے۔ اسے ہرگز ترک نہ کریں۔ اس کے ساتھ انہیں اپنے وزرا کے نام سفارشی چٹھیاں دیں۔ اور یہ سمجھا دیا۔ کہ وہ اس کی موت کا واقعہ کسی سے بیان نہ کریں۔ شریف بن ملک اور اس کے ساتھیوں نے یہ چٹھیاں لیکر جہاز کا لنگر کرنگانور کی طرف اٹھا دیا۔ جب یہ جماعت منزل مقصود کو پہنچی تو راجہ کی چٹھیوں کی بدولت اس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ حکومت کے عمائد نے شیخ کو مسجد کی تعمیر کے لئے زمین کا ایک قطعہ دیا۔ ملک بن دینار نے مالابار میں مستقل طور پر اقامت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ملک بن حبیب نے اشاعت اسلام کی غرض سے ملک کا دورہ شروع کر دیا۔ تاکہ تمام مالابار میں مسجدیں بنا دی جائیں۔

"ملک بن حبیب پہلے اپنے اہل و عیال اور سامان کے ساتھ کوئیلن پہنچا۔ اور وہاں اس نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ یہاں اپنی بیوی کو چھوڑ کر وہ ہیلی وادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں اس کی نگرانی میں ایک مسجد تیار ہو گئی۔ اس کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں مسجدیں تیار ہو گئیں۔ ملک بن حبیب نے ہر مسجد میں نماز ادا کی اور خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ اس نے ایک ایسی سرزمین کو جہاں کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسلام کے نور سے منور کر دیا" اس امر کے متعلق کہ یہ واقعات کب ظہور پذیر ہوئے کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ عام خیال یہی ہے۔ کہ مالابار میں اشاعت اسلام کا آغاز رسول کریم کے عہد مبارک میں ہوا۔ بعض مورخین کے نزدیک یہ زمانہ ہجرت کی تیسری صدی ہے۔ مالابار میں اشاعت اسلام کے آغاز کا زمانہ خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر مذکورہ بالا واقعات اس حقیقت کا ایک بین ثبوت ہیں۔ کہ مالابار میں اسلام کی تبلیغ امن پسندانہ طریق سے عمل میں آئی۔ تبلیغ کا فرض انجام دینے والے زیادہ تر سوداگر تھے۔ لیکن مشہور مورخ ابن بطوطہ نے عرب کے چند ایسے "علمائے دین" کا ذکر کیا ہے۔ جن سے اسے مالابار کے مختلف شہروں میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ "علمائے دین" وہی تاجر تھے جنہیں ممکن ہے کہ ابن بطوطہ نے ان کی مذہبی سرگرمی کی وجہ سے "علمائے دین" کا خطاب دیا ہو یا وہ مبلغین کی ایک علیحدہ جماعت تھے۔

لیکن اس میں کلام نہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں نے اپنے مذہب کی اشاعت میں نمایاں [illegible] مالابار کے مسلموں کی تعداد [illegible]

کی آبادی کا ۱/۴ حصہ تھے۔ ڈاکٹر آرنلڈ لکھتے ہیں۔ کہ "اگر مالابار میں پرتگیز اپنا قدم نہ جماتے تو مالابار کی تمام آبادی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جاتی۔ کیونکہ ہندوستان کے مختلف حصوں مثلاً گجرات اور دکن کے مسلمان سوداگروں کے علاوہ عرب اور ایران کے مسلمان تاجر تبدیلی مذہب کے معاملہ میں مالاباریوں پر ایک زبردست اثر ڈال رہے تھے۔

اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کا تحریک نے متعلق انفرادی کوششوں کی کوئی تاریخ موجود نہیں۔ مورخ عبدالرزاق کی ایک مثال البتہ پائی جاتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے ۱۴۴۲ء میں کالیکٹ کے زمورن کے دربار میں تبلیغ اسلام کا علم بلند کرنا چاہا۔ لیکن اسے اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔ واقعہ یوں ہے کہ زمورن نے ایک سفیر شاہ رخ شاہ روم کے پاس بھیجا تھا۔ سفیر نے جو خود ایک پرجوش مسلمان تھا شاہ کو یہ مشورہ دیا کہ زمورن کو قرآن پاک کے اس ارشاد کے مطابق دعوت اسلام دی جائے۔

وادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن

ترجمہ اور ان لوگوں کو اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ذریعہ سے بلاؤ اور ان سے بطریق احسن مجادلہ کرو

اس کام کے لئے عبدالرزاق کا انتخاب عمل میں آیا۔ لیکن جب وہ ایک طویل سفر کے بعد کالیکٹ پہنچا تو زمورن نے اس کے خیر مقدم میں سرد مہری کا اظہار کیا۔ عبدالرزاق بے نیل مرام خراسان واپس چلا گیا۔

جنوبی ہند میں سید ناصر شاہ (۹۶۹ء سے ۱۰۳۹ء) تک ایک بہت بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ ان کا نام اسلامی حلقوں میں خاص ادب اور احترام سے لیا جاتا ہے۔ سید صاحب نے عرب ایران اور شمالی ہند کی سیاحت کے بعد ترچناپلی کو اپنا مستقر قرار دیا۔ جہاں ممدوح نے اپنی زندگی کے باقیماندہ ایام بسر کئے۔ سید ناصر شاہ علم و فضل اور زہد و اتقا میں ایک خاص درجہ رکھتے تھے۔ ان کے علم و عمل کی یہ کیفیت تھی۔ کہ بہت سے ہندوؤں نے ان کی صحبت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

جنوبی ہند میں ایسے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے جن کے بزرگ بابا فخر الدین کے وعظ کی تاثیر سے اسلام کے [illegible] میں داخل ہو گئے۔ بابا صاحب کے مزار پر ان کے مریدوں [illegible] ابھی تک اپنی ارادت اور عقیدت کے پھول برسایا کرتی ہے۔ بابا صاحب کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ دراصل سیستان کے بادشاہ تھے۔

باقی بر صفحہ ۶ کالم ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۵ و ۸ شعبان سنہ ۴۱ھ | نمبر [illegible]

انسداد ارتداد کی کوششیں

مقام مسرت ہے۔ کہ انسداد ارتداد کے لئے مسلمانوں میں ایک عام بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہندوستان کے تمام مسلمان خواہ کسی فرقہ اور جماعت سے تعلق رکھتے ہوں اس کام میں شریک ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے چار مبلغ پہلے ہی سے علاقہ ارتداد میں کام کر رہے تھے اور ہمیں اس سے خاص طور پر خوشی ہوئی ہے۔ کہ ہمارے مبلغین کے ایثار اور بے نفسی کی تعریف میں لوگ رطب اللسان ہیں۔ لیکن چونکہ وہاں زیادہ مبلغین کی ضرورت تھی۔ اس لئے کل یہاں سے چار مبلغ اور روانہ ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے محترم دوست منشی اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی اپنے وطن سے علاقہ ارتداد میں پہنچ گئے ہیں اور مصروف تبلیغ ہیں۔

پنجاب میں درد مندان اسلام کی کوششوں سے ایک مرکزی بورڈ کی طرح ڈالی گئی ہے۔ جسکا سب سے بڑا مقصد فتنہ ارتداد کا انسداد ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اتفاق بین المسلمین بھی اس کے مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ آہستہ آہستہ مسلمانوں میں باہمی تکفیر کا مرض بھی کم ہو جائے۔ اس بورڈ کی ابتدائی کارروائی تو دو تین ہفتہ سے شروع تھی۔ لیکن کل ۲۰ مارچ کو اسلامیہ کالج میں جو اس کا اجلاس ہوا تو کام کو فوراً شروع کرنے کے لئے ایک عارضی بورڈ بنا دیا گیا جسکی میعاد چھ ماہ مقرر ہوئی۔ اس بورڈ کا ممبر ہر ایک مسلمان ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ دیگر مسلمانوں میں سے کسی فریق کو کافر اور برا نہ کہتا ہو۔ تجویز یہ ہے۔ کہ بورڈ میں ہر قسم کے خیالات کے مسلمان موجود ہوں اور تمام اسلامی انجمنوں اور جماعتوں کو حق نمایندگی دیا جائے تاکہ یہ بورڈ صحیح معنوں میں تمام صوبہ پنجاب کے مسلمانوں کا بورڈ سمجھا جائے اس بورڈ کا کام یہ ہوگا۔ کہ یہ قوم کے سامنے چندہ کے لئے اپیل کریگا اور جو روپیہ اس طرح جمع ہوگا۔ اس کو تبلیغ اسلام اور فتنہ ارتداد کی روک تھام پر خرچ کرے گا۔ جو انجمنیں اس میں اپنے نمایندے بھیجینگی وہ اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ کام کرتی رہینگی لیکن اسکا حساب ماہوار بورڈ میں بھیجا جائے گا۔ اور بورڈ پڑتال کے بعد اسکو شایع کریگا۔ جو روپیہ بورڈ کو براہ راست تبلیغ اسلام کے لئے آئیگا۔ اس کو وہ مختلف انجمنوں میں ان کی کارکردگی کے لحاظ سے بطور امداد دے گا۔ اور اگر ضرورت ہوگی۔ تو اپنی طرف سے بھی مبلغ مقرر کرے گا۔

ہم خوش ہیں کہ آخر مسلمانوں کی توجہ اس عظیم الشان کام کیطرف مبذول ہوئی جو مدت سے انہوں نے چھوڑ رکھا تھا۔ اور جس کی ترقی میں اسلام کی تمام کامیابی کا راز مضمر ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر مسلمان اس کام کی اہمیت کو آج سے چند سال پہلے محسوس کرتے جب کہ ایک مامور نے ان کو اسطرف بلایا تھا۔ تو اس وقت تک وہ کہیں کے کہیں نکل جاتے۔ لیکن خیر۔ صبح کا بھولا اگر شام کو بھی گھر آجائے تو غنیمت ہے۔ اب بھی مسلمان اگر یکجہتی اور اتفاق سے اس کام کو اپنا نصب العین بنالیں تو کامیابی یقینی ہے۔

افسوس کا مقام ہے۔ کہ صدر خلافت کمیٹی کی طرف سے صوبہ کی کمیٹیوں کو یہ ہدایات پہنچتی ہیں۔ کہ وہ اس بورڈ میں اپنے نمایندے نہ بھیجیں کیونکہ یہ ایک مذہبی کام ہے۔ اور مذہبی کام سے کمیٹیوں کو تعلق نہیں۔ ہمیں اس پر تعجب بھی ہے۔ اور افسوس بھی۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ اتنے ضروری کام میں خلافت کمیٹی بہ حیثیت جماعت شریک ہونے سے محروم ہوئی۔ اور تعجب اس لئے کہ کیا خلافت کمیٹی کو امور مذہبی سے کوئی تعلق نہیں؟ آجتک تو ہم سنتے آئے ہیں کہ خلافت ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اور خلافت کمیٹیاں اس مذہبی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ لیکن آج یہ راز کھلا کہ خلافت کمیٹیاں مذہب سے سروکار نہیں رکھتیں۔ مسلمانوں نے جسقدر روپیہ خلافت کے لئے جمع کیا۔ اور خلافت کمیٹیوں کے ہاتھوں میں دیا وہ محض اس لئے دیا۔ کہ اس سے خدمت اسلام ہوتی ہے۔ لیکن آج خود خلافت کمیٹی یہ کہتی ہے۔ کہ انہیں مسائل مذہبی سے تعلق نہیں۔ اس لئے وہ اس بورڈ میں جو حفاظت و اشاعت اسلام کی غرض سے موضوع ہوتا ہے۔ شامل نہیں ہو سکتیں۔ نہ اس میں اپنے نمایندے بھیج سکتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شدھی کی تحریک

آریہ صاحبان نہ صرف ملکانہ راجپوتوں کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ بلکہ ان کی نظر اضلاع بلند شہر۔ رائے بریلی۔ سلطانپور۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ کھیری علیگڑھ گورکھپور وغیرہ کے دیگر مسلمان راجپوت ذاتوں میں بھی اپنی تحریک کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ صوبہ جات متحدہ کے جملہ اضلاع کے نومسلم راجپوتوں کی کل آبادی ۷، ۶ لاکھ ہے۔ جن سنبھالنے کا کام مسلمانوں کو کرنا ہے اس لئے بجائے اس کے کہ آگرہ و متھرا کے دیہات پر ہی سارا زور خرچ کر دیا جائے۔ اپنی تبلیغی جدوجہد کو بانٹ کر کام کرنا نہایت ضروری ہے۔

آریہ گزٹ کی منطق

آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "سکھ کی ہستی ہندوؤں کی رکھشا کرنے کے لئے ہی نمودار ہوئی تھی" اگر یہ بات درست ہے۔ تو مہاشہ صاحب کیوں نہیں سکھ بنجاتے۔ اور اپنی قوم کو ہدایت کرتے۔ کہ سکھ مت کی شرن لیں۔ کہاں حضرت بابا نانک صاحب و گوروؤں کی خالص توحید کی تعلیم اور کہاں کروڑوں بتوں کے پجاریوں کا مذہب۔ فی الحقیقت سکھ مذہب کا اعلیٰ مقصد ہندوؤں کی بت پرستی سے رکھشا کرنا تھا۔ نہ کہ بت پرستی کی تائید۔ اگر اب بھی کل کے کل ہندو و آریہ جیسی بت پرستی و دیانند پرستی کو چھوڑ کر سکھ مذہب کی خالص توحید کی شرن لیں۔ تو چشم ما روشن۔ دل ما شاد۔ اپنی رکھشا کرنیوالی قوم کی تعلیم پر کاربند نہ ہونا ہندوؤں کی احسان فراموشی ہے۔

سِکھوں کی شدھی

آریہ صاحبان سکھوں کی شدھی پر بڑا فخر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس شدھی کی حقیقت صرف اتنی ہی ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو آریہ کہدیتے ہیں۔ اور آریوں کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ورنہ بقول آریہ گزٹ "جس طریق سے یہ شدھیاں ہوئی ہیں اسے ہم دور اندیشی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جبتک لوکل ہندو ان کو اپنے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ تب تک یہ شدھیاں کوئی معنی نہیں رکھتیں" گویا آجتک آریہ سماج بے معنی ہی شدھیاں کرتی رہی ہے اصل بات یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کا کوئی سا فرقہ بھی ہو۔ وہ ایسا معدہ نہیں رکھتا کہ غیر اقوام کو اپنے ساتھ ملا کر اسے ہضم کرے۔ بلکہ گذشتہ تجربہ شاہد ہے۔ کہ جتنی شدھیاں سماجیوں نے کی تھیں وہ ان کے معدہ کی برداشت سے باہر ثابت ہوئیں۔ اور آخرکار انہیں اگلنا پڑا۔ مسلمانوں کے لئے یہ وقت ہے۔ کہ آریہ سماجیوں کی بے معنی شدھیوں سے فائدہ اٹھائیں اور انہیں اسلام میں جذب کرنے کی کوشش کریں۔

بیوہ کی شادی

ہندوؤں میں بیوہ کی شادی بالکل ناجائز سمجھی جاتی ہے یہانتک کہ پنڈت دیانند نے اس مشکل کو نیوگ کی صورت میں حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آریوں نے معلوم ہوتا ہے۔ اس بارہ میں کچھ غیرت سے کام لیا ہے یا شاید اسے خفیہ کرتے ہوں۔ لیکن اب عام طور پر آریہ و سناتن دھرمی بیوہ کے نکاح کے حامی پائے جاتے ہیں۔ اور بجائے نیوگ کے عام اشتہارات بدھواہ بواہ کے ان کے اخبارات میں نکلتے رہتے ہیں۔ ہم آریہ سماج کو رائے دیں گے۔ کہ وہ نیوگ کا مضمون ہی ستیارتھ پرکاش سے نکال دے۔ تاکہ ان کی عورتیں و لڑکیاں ایسی بیہودہ تعلیم کے پڑھنے سے بچی رہیں جس پر کوئی عمل علی الاعلان نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کی بجائے بدھواہ بواہ کی خوبیاں درج کر دی جائیں۔

آریوں کا طریق شدھی

آریہ لوگوں کی چالاکیاں ۱۷ مارچ سنہ ۲۳ء کو آریہ لوگوں نے موضع پرکھم ضلع آگرہ میں شدھی کرنے کا ارادہ تھا۔ چنانچہ اس امر کی اطلاع جب شیخ محمد یوسف صاحب کو جو موضع سانڈھن میں تھے۔ ملی۔ تو شیخ محمد یوسف صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ظفری معہ چند ملکانہ راجپوتوں کے جو موضع سانڈھن کے ہی رہنے والے تھے فوراً پرکھم کو چل دئے۔ اور آریہ لوگوں کے اس ارادہ کی خبر انہوں نے انجمن ہدایت اسلام دہلی۔ اور انجمن احمدیہ قادیان کے مبلغوں کو بھی بھیجدی۔ تا وہ بھی موقعہ پر پہنچ جاویں۔ جب شیخ محمد یوسف اور مولوی محمد علی ظفری پرکھم پہنچے۔ تو ان کو معلوم ہوا۔ کہ وہاں کے ملکانہ راجپوت بفضل خدا پکے مسلمان ہیں۔ اور آریہ لوگوں کی صرف ایک چال تھی آریہ لوگ وہاں پر موجود تھے۔ اور شدھی کا سامان موجود تھا۔ وہاں کے ملکانہ راجپوتوں نے تھانہ میں اطلاع کر دی تھی۔ کہ آریہ لوگ ہم کو زبردستی آریہ بنانا چاہتے ہیں۔ آخر آریہ لوگوں کو وہاں سے بہت بے عزتی سے نکلنا پڑا۔ اور شدھی کا تمام سامان ضائع گیا۔

اسی طرح ۱۸ مارچ سنہ ۲۳ء کو آریہ لوگوں نے سکندرہ ضلع آگرہ میں شدھی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ وہاں پر آریہ لوگوں کو نہایت بے عزتی سے نکلنا پڑا۔ مولوی فیروز الدین صاحب معہ اور چند ملکانہ راجپوتوں کے سکندرہ جانے والے تھے۔ جبکہ سکندرہ کے ملکانہ لوگ ان کو ملے انہوں نے کہا۔ آپ تسلی رکھیں۔ ہم خدا کے فضل سے پکے مسلمان ہیں۔ اور ان آریہ لوگوں کے بہکانے میں نہیں آسکتے۔ ان کو آلینے دو۔ ہم ان کو لینے آریہ لوگوں کو خود شدھ کریں گے۔ نہیں تو وہ کیا کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان آریہ لوگوں کو نہایت بے عزتی سے نکلنا پڑا۔

آریہ لوگ کیسے شدھی کرتے ہیں ۔ ان آریہ لوگوں نے چند منچلے نوجوانوں کو روپیہ کا لالچ دیکر اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ اور گاؤں بگاؤں چکر لگاتے ہیں۔ اور جس گاؤں میں جاتے ہیں۔ انہی لوگوں کو بار بار شدھ کر دیتے ہیں۔ اور اخبارات میں لکھ دیتے ہیں۔ کہ آج ۱۲۰۰ شدھ ہوگیا۔ اور کل ۲۰۰۰ شدھ ہوگیا۔ یہ صرف مبالغہ آمیز اور جھوٹی خبریں ہیں۔ ہمارے ایک مسلمان نوجوان دوست جسکا نام سوامی چلتا نند ہے۔ وہ بھی خفیہ طور پر ان منچلے نوجوانوں کے گروہ میں صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے عرصہ تک رہے ہیں۔ اور ان کو ان لوگوں نے کئی دفعہ شدھ کیا ہے۔ مگر سوامی چلتا نند نے بتایا ہے۔ کہ سوائے چند منچلے آدمیوں کے جن کو یہ بار بار شدھ کرتے ہیں۔ اس شدھی کی اور کچھ حقیقت نہیں ہے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے رائے بہا کے وہ لوگ جو شدھ ہوگئے تھے۔ اب مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض جگہ مخدوش نظر آتی ہیں۔ جہاں پر انہوں نے بہت سا روپیہ خرچ کیا ہوا ہے۔ اکثر لوگ ان کے روپے کے لالچ اور بعض لوگ شادیوں کے جھوٹے وعدہ میں آکر مرتد ہونے کو تیار تھے۔ اور ایک بد الشخص جس نے آریہ لوگوں کا بہت سا روپیہ ہضم کیا ہوا ہے۔ اس نے تحریری وعدہ دے دیا ہے۔ کہ وہ پکا مسلمان رہیگا۔ اور ان آریہ لوگوں سے اور ان کی چالاکیوں سے خود بھی بچتا رہیگا۔ اور آئندہ ایسے برے ارادہ سے باز رہیگا۔ یہ مختصر سے صحیح اور سچے حالات ہیں۔ والسلام۔

عنایت علی خاں ایم۔ ایس سی
آگرہ

بیعت

میاں محمد اقبال صاحب جموں نے بیعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت دیوے۔ آمین۔

ایک پر لطف صحبت

مسلم انٹر کالجییٹ اشاعت اسلام یونین کا جلسہ

۲۶ نومبر ۱۹۲۲ء اور ۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء کے دن احمدیہ بلڈنگس لاہور میں خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ اول الذکر تاریخ اسوجہ سے کہ لاہور کے کالجوں کے احمدی طلباء کو انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کیطرف سے ایک دعوت دی گئی تھی۔ جسکا تذکرہ پیغام صلح مورخہ ۲۹ نومبر ۲۲ء میں ہو چکا ہے۔ اور اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے قوم کے ان نوجوان فرزندوں کو جو آیندہ نسلوں کے باپ بننے والے ہیں۔ ان کے فرائض کو یاد دلاتے ہوئے ابھی سے اس کام کے لئے تیاری کرنے کی تحریک کی تھی جسپر مجدد وقت نے ہمیں لگایا ہے۔ اور جو آیندہ چلکر ان کے ذمہ پڑنے والا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس تحریک کا بہت عمدہ اثر ہوا۔ اور طلباء نے ان نصائح کو عملی جامہ پہنا کر ثابت کر دیا کہ ان کے اندر وہ روح موجود ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے ہر فرد بشر میں ہونی چاہیئے۔ مؤخر الذکر تاریخ یعنے ۱۸ مارچ ۲۳ء کو اسی قسم کا ایک اور جلسہ طلباء کیطرف سے مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ کسطرح سے انہوں نے گذشتہ تین ماہ کے اندر تحریری و تقریری اور مالی طور پر اشاعت اسلام کے کام میں حصّہ لیا ہے۔ ان تین ماہ میں ان کے پندرہ روزہ لیکچر ہوتے رہے۔ انہوں نے ایک ٹریکٹ "صداقت قرآن" کے نام سے شائع کیا۔ جو ہمارے قابل فخر نوجوان سعید احمد خانصاحب طالبعلم میڈیکل کالج لاہور کی تصنیف ہے۔ انہوں نے برلن مسجد کے لئے روپیہ کی رقم صرف طلباء سے لیکر انجمن کی نذر کی۔ اور اس کے علاوہ فرداً فرداً وہ دوسرے طلباء کو اپنے ساتھ ملانے اور ان میں اشاعت اسلام کی روح پھونکنے میں ساعی رہتے ہیں جس میں میاں نذیر احمد صاحب اور یونین کے سیکرٹری مولوی الٰہ بخش صاحب خلف الرشید مولانا مولوی عزیز بخش صاحب کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اب چونکہ طلباء کے امتحانات کے دن ہیں۔ جن کے بعد کالج بالعموم بند رہیں گے۔ اس لئے یہ گویا پہلے سیشن کا اختتامی جلسہ تھا۔ اور اسی وجہ سے بہت سے بزرگان قوم اور برادران ملت جو طلباء میں سے نہیں اس میں مدعو تھے۔ اور اس موقعہ پر حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کرنے کے علاوہ مولانا مولوی مصطفٰے خانصاحب کے فصیح و بلیغ انگریزی لیکچر اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر سے کی گئی۔

مولوی مصطفٰے خانصاحب کا انگریزی لیکچر

مولوی مصطفٰے خانصاحب کا لیکچر چونکہ انگریزی میں تھا۔ اس لئے راقم الحروف اسکو قلمبند کرنے سے معذور رہا۔ انہوں نے کنتم خیر امۃ الخ پر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ اور حاضرین کو بتایا کہ اسلام اور دیگر مذاہب میں یہ ایک نمایاں فرق ہے۔ کہ اسلام کا پیغام کل دنیا کے لئے ہے۔ اور دیگر مذاہب کا خاص خاص اقوام کے لئے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے بتایا۔ کہ دیگر مذاہب میں خدا تعالےٰ کا مفہوم اسلام کے مفہوم سے بالکل مختلف ہے۔ ان کے ہاں اللہ تعالےٰ کو ایک تنگ خیال ہستی سمجھا جاتا ہے۔ جو ایک خاص قوم کے ساتھ ہی پیار کرتا اور اسی پر نظر عنایت رکھتا ہے۔ اور دوسری اقوام اس کی رحمت سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہودیوں نے اپنے آپ کو خدا کے پیارے اور دوسری اقوام کو [illegible] رحمت الٰہی سے دور سمجھا۔ یہی وہ خیال ہے۔ جس نے جناب مسیح کے مُنہ سے ایک کنعانی عورت کے متعلق وہ کلمے نکلوائے جو اسلام میں ایک تنگ خیالی کا رنگ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس عورت کو برکت دینے سے صاف انکار کیا۔ اور کھلے لفظوں میں فرمایا کہ میں محض بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ بلکہ فرمایا کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈالنا چاہتا۔

اب اگر عیسائی پادری اپنے مشنری دنیا میں بھیجتے ہیں۔ تو یہ جناب مسیح کے احکام کے مطابق نہیں۔ انہوں نے کہیں اپنے پیغام کو دنیا جہان کے لئے قرار نہیں دیا۔ اور نہ اپنے پیروؤں کو دنیا میں اپنا پیغام پہنچانے کا حکم دیا۔

لیکن اسلام اس کے خلاف کھلے لفظوں میں اپنے پیروؤں کو ہدایت کرتا ہے۔ کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔ تم خیر امت ہو۔ جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ نیکیوں کا تم حکم دیتے اور بدیوں سے روکتے ہو۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس میں جہاں امت محمدیہ کو دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کرنے کا ذکر کیا وہاں اس کی وجہ کہ کیوں انہیں دنیا کی بھلائی کی فکر کرنی اور اسلام کا پیغام سب لوگوں کو پہنچانا چاہئے۔ یہ بتائی۔ کہ وہ اس ہستی پر ایمان لاتے ہیں جسکا نام اللہ ہے۔ وہ محض یہودیوں کا رب نہیں۔ نہ محض عیسائیوں یا مسلمانوں کا خدا ہے۔ بلکہ اسکا نام اللہ ہے۔ جو سب جہان کا خدا ہے جس کی تشریح قرآن کی پہلی ہی آیت میں الحمد للہ رب العالمین میں فرما دی۔ گویا اسلام لے آنے کے ساتھ خدا کی ہستی کے مفہوم میں وہ تنگ خیالی نہ رہی جو پہلے موجود تھی۔ اب اس میں اسقدر وسعت پیدا ہو گئی۔ کہ دنیا جہان کی رب العالمین کا اس سے انکشاف ہو گیا۔ اس لئے اب رب العالمین کا پیغام اس کی تمام مخلوق کو پہنچنا چاہیئے اور ایک خاص قوم تک محدود رہ کر دوسری اقوام اس کے دائرہ رحمت سے محروم نہ ہونی چاہئیں۔

اسی سلسلہ میں آپ نے ولایت تبلیغ اسلام کے متعلق اپنے تجربات کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ عملاً تمام مغربی دنیا بالخصوص انگلستان مسلمان ہے اور عیسائیت کا کوئی بھی قائل نہیں۔ وہ مسلمان ہیں۔ اور نہیں جانتے۔ کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جسپر وہ چل رہے ہیں۔ اس لئے اعتقاداً انہیں مسلمان کرنے کے لئے اسلام کی روشنی ان تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ وہ معقول پسند لوگ ہیں۔ اور جہاں انہیں کوئی معقول بات ملے فوراً لینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسلام کی تبلیغ وہاں نہایت آسانی سے ہو سکتی اور کامیابی کی بہت بڑی گنجائش ہے۔ آپ نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ اسوقت اپنی ابتدائی عمر میں ہیں۔ ابھی سے اگر وہ چاہیں۔ تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ انہیں اسلام کو مطالعہ کرنا اور دوسرے مذاہب کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر اسے پڑھنا چاہیئے۔ اور اظہار خیالات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ اخبار لائٹ میں مضامین لکھکر یا کسی اور طریق سے۔ تا کہ آیندہ عمر میں جب ان کے سروں پر ذمہ داری کا بوجھ پڑے۔ تو وہ آسانی کے ساتھ اسے اُٹھا سکیں۔ اور اپنے کاروبار کے اندر رہ کر بھی اسلام کا پیغام دوسروں کو پہنچا سکیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر

مولانا مصطفٰے خانصاحب کے بعد سیکرٹری صاحب نے اپنی سہ ماہی رپورٹ سنائی جسکا خلاصہ اور لب لباب اوپر دیا جا چکا ہے۔ ان کے بعد حضرت امیر رونق افروز ہوئے اور آپ نے ایک نہایت مختصر لیکن دلنشین خطبہ دیا۔ جو حسب ذیل ہے:-

"مجھے بڑی خوشی ہے۔ کہ ہمارے اس نوجوان طالب علموں کے طبقہ کے اندر دین کی توجہ اور دین کے لئے کام کرنے کی روح پیدا ہوئی ہے واقعی یہ بڑی ہی خوشی کی بات ہے کیونکہ عام حالت جو دیکھی جاتی ہے۔ جہانتک طلباء کا سوال ہے۔ موجب اطمینان نہیں۔ بہت سے طالب علم ہیں۔ جنہوں نے تعلیم کے اصل مقصد کو چھوڑا ہوا ہے۔ وقت تو بیکار ان کا یوں بھی ضائع چلا جاتا ہے۔ بہت سا وقت وہ ایسی باتوں میں صرف کر دیتے ہیں۔ جو ان کے اصل کام سے تعلق نہیں رکھتیں۔ حالانکہ اگر وہ چاہیں۔ تو یہی وقت ہے۔ جب وہ اپنی کامیابی اور بھلائی کی صورت پیدا کر سکتے ہیں۔ اُسوقت جو رنگ چڑھ جائے۔ وہ ایک دیرپا اثر پیدا کرے گا۔ اور اسی قسم کے نتایج اس سے مترتب ہونگے۔

آپ کے سامنے اس وقت ایک بڑا مقابلہ پیش آیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ایک نیک فال ہے۔ کہ یہ مقابلہ کا وقت آیا۔ تا کہ ان مخفی استعدادوں کا ظہور ہو۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ کے اندر رکھی ہیں۔ خدا نے انسان کے اندر بہت سی خوبیاں رکھی ہیں۔ بہت سے جوہر ہیں۔ جو اندر ہی اندر مخفی رہ جاتے ہیں۔ اور ان کے اظہار کا موقعہ نہیں ملتا انبیاء کو جو مقابلے پیش آتے ہیں۔ تو ان کے اندر ان کی بہت سی مخفی قوتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ جسوقت وہ دنیا کیطرف حق کو لیکر آتے ہیں۔ تو بعض لوگ ان کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور حق کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اسوقت وہ لوگ جنہوں نے حق کو لیا ہے۔ ان کی طبیعت کے جوہر باہر نکل آتے ہیں۔ اور اس مقابلہ کے اندر حیرت انگیز استعداد کا ظہور ان سے ہوتا ہے۔

یہی حال آج ہوا ہے۔ واعظ اگر ہزار ہا دفعہ بھی چیختے تو وہ نتیجہ پیدا نہ ہوتا جو اب اس مقابلہ سے پیدا ہوا ہے۔ جو بیداری اب ہوئی ہے۔ وہ ہمارے چیخنے چلانے سے نہ ہو سکتی تھی۔ ان ایک دو مہینوں میں ہندوستان کا طور و طریق ہی بالکل بدل گیا ہے۔ حقیقت میں حرکت ہی سے انسان کی زندگی ہے۔ مسلمان نہیں جانتے۔ کہ انسان کے لئے سکون یا ٹھیرنے کی جگہ نہیں۔ ہر انسان یا ترقی کرتا ہے یا تنزل۔ لیکن مسلمان اپنی موجودہ حالت پر ہی قانع ہو گئے۔ اور نہ سوچا۔ کہ یہ سکون انہیں تنزل کیطرف لیجانیوالا ہے۔ آخر [illegible] کیا لیکن ابھی تک ان کے اندر غفلت باقی ہے۔ یہ تو انہیں سمجھ آگئی کہ [illegible] قوم ہم پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ لیکن باہر سے جو حملے ہو رہے ہیں [illegible] ابھی احساس نہیں۔

مرزا غلام احمد ایک شخص تھے۔ ایک گاؤں کے رہنے والے انہوں نے آج سے تیس سال پہلے جب کہ کوئی نہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کو کیا حالات پیش آنے والے ہیں۔ انہیں اٹھانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں کو جو خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک نور ذرہست دیا جاتا ہے جس سے وہ بہت دور کے واقعات کو دیکھ لیتے ہیں۔ انہوں نے اسوقت (آج سے تیس سال پیشتر) دیکھا۔ کہ مسلمانوں کو کیا کچھ پیش آنے والا ہے اور ان کی کامیابی اگر ممکن ہے۔ تو اسی میں کہ وہ اشاعت اسلام پر لگ جائیں لیکن ایک شخص کے لئے یہ تو ممکن ہے۔ کہ وہ خود ایک بات پر قائم ہو جائے لیکن دوسروں کو اسپر لگانا اس کے لئے بڑی بھاری قوت بکار ہوتی ہے۔ ایک انسان کے اپنے اندر ایک تحریک پیدا ہونا آسان ہے۔ لیکن دوسروں پر اثر ڈالنا یہ بہت ہی مشکل بات ہوتی ہے۔ حضرت میرزا صاحب کا یہ حال ہے کہ نہ صرف خود ہی اشاعت اسلام کا جوش رکھتے تھے۔ بلکہ جو شخص بھی آپکے ساتھ جا کر لگا۔ اس کے اندر آپ نے یہی لہر پیدا کر دی۔ وہ تو فوت ہو گئے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کہ خواہ مخواہ ان کی مدح سرائی کریں۔ لیکن میں اپنی چشم دید شہادت دیتا ہوں کہ آپ کے دل میں غیرت اسلامی کا اسقدر جوش تھا۔ کہ آپ کے کانوں میں اگر ایک بھی لفظ رسول اللہ صلعم کے متعلق یا قرآن کریم کے متعلق تحقیر کے رنگ میں کسی آریہ یا عیسائی کا پہنچ جاتا تھا۔ تو آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلعم کی ہتک کی گئی۔ علماء کو اسپر خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ایک شخص کے دل میں اسلام اور رسول اللہ صلعم کی اسقدر محبت اور غیرت ہے۔ اور وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ ان پر کوئی حملہ آور ہو۔ اور مسلمان خاموش بیٹھے رہیں۔ لیکن بجائے خوش ہونے اور اسکی نصرت کرنے کے اس کی مخالفت کی گئی۔ آخر جب ان کی پاک آواز وعظ کی نصیحت سے ہم نہ اٹھے۔ تو خدا نے ایک زبردست دھپڑ مسلمانوں کے مُنہ پر لگایا۔ اور اس موجودہ حملہ سے ہمیں جھنجوڑ کر بیدار کیا۔

تم یہ مت سمجھو کہ یہ صرف ۴½ لاکھ ہیں۔ جن کو مرتد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سوامی شردھانند نے کہا ہے۔ کہ یہ کل ایک کروڑ انسان ہیں جن کو میں لینا چاہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر مسلمانوں کے دلوں میں کوئی غیرت اسلامی ہے۔ تو آج سے ہمیں عزم کر لینا چاہیئے۔ کہ اگر ہندو قوم ہمارے ایک کروڑ بھائیوں کو لینا چاہتی ہے تو ہم ۲۴ کروڑ ہندوؤں کو اپنے اندر جذب کر کے رہینگے۔ وہ ۲۴ کروڑ میں سے ایک کروڑ کو لینا چاہتے ہیں اور یوں ان کے ۲۴ آدمی ہمارے ایک آدمی کے پیچھے ہیں۔ لیکن تم سات کروڑ ان کے ۲۴ کروڑ کو لینا چاہتے ہیں۔ اور ہمارا ایک آدمی کا مقابلہ ۴ سے ہے۔ لیکن ہمارے ہادی نے ہمیں یہ خوشخبری پہلے سے دے رکھی ہے۔ کہ تم میں سے ایک کو دس کا بھی مقابلہ کرنا پڑے تو بشرطیکہ صابر بنے وہ غالب ہو گا۔ اصل میں قرآن میں جو آتا ہے۔ ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین۔ تو یہ صرف لڑائی کے اندر ہی درست نہیں بلکہ جہاں بھی ہمیں مقابلہ پیش آئے ایسا ہی ہو کر رہیگا۔ ہمارے ہاتھ میں حق اور صداقت ہے۔ جو ہر موقعہ پر غالب آ سکتی ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ وہ ۲۴ کروڑ ہیں۔ اگر سات کروڑ کے اندر عزم پیدا ہو جائے۔ تو وہ ان سب کو اپنے اندر جذب کر لیں گے۔

میں آپ نوجوانوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدمت اسلام کی جو آگ آپکے دلوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ اس کو روشن رکھنے کی کوشش کرو اسکو جہانتک ہو سکے اور بھی تیز کرنا چاہیئے۔ آپ جسوقت دنیا میں پڑیں گے تو بہت سے ایسے امور پیدا ہوں گے۔ جو اس آگ کو خاکستر کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہیں۔ تو یہ روشن رہ سکتی ہے۔ آپ میں سے ایک ایک مشنری ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ دنیا کے کاموں کو آپ چھوڑ دیں دنیا کے کام کرکے بھی آپ مشنری بن سکتے ہیں۔

تم کو معلوم ہے۔ اس افریقہ کے اندر جہاں لاکھوں انسان حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ وہاں کام کرنے والے کوئی خاص مشنری نہیں۔ بلکہ وہ تاجر لوگ ہیں۔ جو اپنی گٹھریاں اُٹھائے ہوئے پھرتے ہیں۔ اور جہاں اپنی تجارت سے دنیوی متاع حاصل کرتے ہیں۔ وہیں اسلام کا پیغام بھی لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح آپ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ کو تو علم بھی ہے۔ ان سے آپ بہت زیادہ واقف اور پڑھے لکھے ہیں۔ سینکڑوں آدمیوں سے آپ کو واسطہ پڑے گا۔ اگر آپ میں یہ روح ہو۔ کہ آپ نے کسی کو مسلمان کرنا ہے تو آپ ضرور ایسا کر لیں گے۔ اس لئے یہ محبت جو اب دین کے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ اسکو ضائع نہ ہونے دو قرآن

کے پڑھنے کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لو۔ تاکہ جو چنگاری روشن ہوئی ہے۔ وہ اور زیادہ بھڑکے۔ قرآن ایسی چیز ہے۔ کہ وہ خود بخود انسان کے اندر طاقت پیدا کرتا ہے۔ اسکو پڑھو تاکہ تمہارے اندر طاقت دن بدن بڑھے۔ کبھی کوئی ناغہ قرآن کے پڑھنے میں نہ ہو۔ ہر روز اسکا کوئی نہ کوئی حصہ تمہارے سامنے آ سکے۔

پھر عمل کی عادت ڈالو۔ اپنی طبیعت کو میدان عمل میں لانے کی کوشش کرو۔ بعض لوگ اس حجاب میں رہتے ہیں۔ کہ مبادا کہیں مقابلہ ہو جائے تو ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے۔ انہیں اس حجاب کو توڑنا چاہیئے شرمندگی بھی اٹھانی پڑے تو کیا ہے۔ ایک میدان میں شرمندگی ہو گی۔ دو میں ہو گی۔ آخرکار فتح حاصل ہو گی۔ لوگوں کو بہت بڑا ڈر لگا رہتا ہے کہ ممکن ہے۔ کہ کسی سوال کا جواب نہ آ سکے۔ انہیں اس کی پروا نہیں کرنی چاہیئے اگر ایک میدان میں مار بھی جائیں تو کیا ہے۔ ناکامی سے ہی کامیابی پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ انگریزی جانتے۔ وہ چھوٹے چھوٹے مضامین لکھیں۔ ہمارا لائٹ اخبار ہے۔ اس کے لئے یا اردو میں پیغام صلح کے لئے لکھکر بھیجیں۔ بیشک آپ ان لوگوں کا بھی لٹریچر پڑھیں جو اسلام کے خلاف لکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ کوئی چیز نہیں جو اسلام کے بالمقابل ٹھیر سکے اگر کوئی مذہب دنیا میں رہ سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔

یہ وہ تین باتیں ہیں جن کی طرف میں نے توجہ دلائی ہے۔

(۱) اس محبت کو جو پیدا ہوئی ہے۔ ضائع نہ ہونے دو۔ بلکہ اس کو ترقی دو۔

(۲) قرآن کا مطالعہ کرتے رہو۔

(۳) میدان عمل میں آنے کی کوشش کرو۔ اور جہاں کہیں جس حالت میں بھی ہو۔ اسلام دوسروں تک پہنچاؤ۔

آپ میں سے جن لوگوں کو اب بھی وقت میسر ہے۔ وہ جلسوں میں جو یہاں ہفتہ وار ہوتے ہیں حصہ لیں۔ جبتک وہ یہاں ہیں۔ ان جلسوں میں شامل ہوں۔ اور عملی حصہ لیں۔ اور جس وقت باہر جائیں۔ تو پھر بھی اس کوشش میں لگے رہیں۔ کہ اسلام کی ترقی کی کوئی صورت پیدا ہو۔ (دوست محمد)

بقیہ صفحہ اول

اور تاج شاہی بھائی کے سر پر رکھ کر کچکول ہاتھ میں لیلی۔ جب مکہ کے حج اور مدینہ کی زیارت سے فراغت پائی تو ابھی عرب ہی میں تھے کہ خواب میں رسول اکرم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ اور اسلام کی اشاعت کرو۔ چنانچہ ترچناپلی پہنچکر سید ناصر شاہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جنہوں نے بابا صاحب کو دو سو عالموں کے ساتھ اشاعت اسلام کے لئے باہر بھیجا۔ بابا صاحب نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پنوکونڈا میں اپنا ڈیرہ جمایا جہاں پاس ہی ہندوؤں کا ایک مندر تھا مگر یہاں کے راجہ کو مندر کے پاس مسلمانوں کی موجودگی شاق گذری۔ لیکن راجہ نے بجائے ان پرستاروں کو شہر بدر کرنے کے بجائے یہ دریافت کرنا مناسب سمجھا کہ آیا وہ مذہب سچا ہے جسے یہ مسلمان بزرگ پیش کرتا ہے۔ یا وہ مذہب جس سے ہندو مندر کے پجاری کا ایمان وابستہ ہے۔ راجہ نے سچائی دریافت کرنے کے لئے بابا صاحب اور پجاری کو چونے کے بھرے ہوئے تھیلوں میں بند کر کے دونوں کو حوضوں میں پھینک دیا۔ ہندو پجاری تو ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ لیکن بابا صاحب اسلام کی روحانی قوت کے صدقہ میں ایک پہاڑی پر پہنچ گئے۔ راجہ یہ کرامت دیکھکر مسلمان ہو گیا۔ اور اس کی رعایا کے ایک بڑے حصہ نے اسلام قبول کیا۔

یہ واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ جنوبی ہند میں اسلام کے مبلغین نے مذہب کی اشاعت میں کیسی امن پسندی سے کام لیا۔

لکادیپ اور مالدیپ

مالابار سے غالباً اسلام کے جہاز نے جزائر لکادیپ اور مالدیپ کا رخ کیا جن کے تمام باشندے مسلمان ہیں۔ ان جزائر کے مسلمان بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کے بزرگ عرب تاجروں کی کوششوں سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ عربوں نے پہلے لکادیپ اور مالدیپ کے باشندوں سے شادی بیاہ کے تعلقات پیدا کئے۔ اور اس کے بعد اشاعت اسلام کے مقصد کی تکمیل کے لئے سنہ ۱۲ء میں وہیں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ عرب کے ان تاجروں کے کیا نام تھے۔ لیکن ماٹے میں ایک بزرگ شیخ یوسف شمس الدین تبریزی کی خانقاہ موجود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان جزائر میں شیخ موصوف بڑی کامیابی کے ساتھ تبلیغ کا فرض انجام دیتے رہے۔ اندرو میں ایک اور عرب واعظ مسمی سیا ملیاکا کی خانقاہ لکادیپ کے ملحقہ جزائر میں اسلام کی اشاعت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

دکن

مالابار کی طرح دکن کی سرزمین بھی مبلغین اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کی جولانگاہ رہ چکی ہے۔ دسویں صدی میں عرب سوداگروں کی ایک بہت بڑی تعداد دکن میں آباد ہو گئی۔ اور انہوں نے اس ملک کی عورتوں سے شادی کی۔ دکن کے مسلمان بادشاہوں کے عہد میں مسلمان سوداگر اور مسلمان مبلغین ممالک غیر سے بہ تعداد کثیر پہنچے۔ اور انہوں نے اپنے وعظ اور قوت عمل سے اسلام کی روحانی فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ دکن کی اسلامی حکومتوں نے مذہب کے معاملہ میں قرآن کے اس حکم کو ملحوظ رکھا کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ دکن کے سلاطین اسلام کا زمانہ مذہبی رواداری کے لئے خاص شہرت حاصل کر چکا تھا۔ سنہ ۱۳۰۲ء میں ایک عرب مبلغ پیر مہا بیر دکن میں پہنچے اٹھارہویں صدی کے خاتمہ پر ایک اور مسلمان بزرگ سید محمد نے جو گلبرگہ میں رہتے تھے ضلع پونہ کے بہت سے ہندوؤں کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ بیس برس کے بعد سید محمد کی تبلیغی کوششیں بلگام میں بار آور ہوئیں۔ پندرھویں صدی کے آغاز میں اسلام کے سب سے درخشندہ گوہر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رشتہ دار دکن کے ملک میں آئے۔ اور انہوں نے کونکن کے علاقہ میں بہت سے لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ اسلام کے ایک اور کامیاب مبلغ محمد صادق سرمست حسینی کی تبلیغی کوششیں قابل ذکر ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بزرگ سنہ ۱۵۶۸ء میں مدینہ سے ہندوستان پہنچے اور مغربی ہندوستان کے ایک بڑے حصہ کی سیر و سیاحت کے بعد ناسک میں اقامت گزین ہو گئے۔ جہاں ان کی اولاد اب تک موجود ہے۔ ان کے علاوہ اور کئی مسلمان مبلغین نے ملک کے اس حصہ میں تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا۔ اور انہیں اپنی کوششوں میں کم و بیش کامیابی حاصل ہوئی۔

سندھ

جب آٹھویں صدی کے آغاز میں عرب فاتحین نے سندھ کو اسلامی مقبوضات میں شامل کر لیا تو سندھ کی سرزمین عربوں کے مذہب سے وابستہ ہو گئی۔ اس ملک میں عربوں نے تین صدیوں تک حکومت کی اس طویل زمانہ کے دوران میں ہندوستان کے کئی فرمانرواؤں نے اسلام کو بطیب خاطر قبول کیا۔ البلادری کشمیر اور ملتان کے درمیانی ملک کے ایک بادشاہ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ بیان کرتا ہے جسے ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں یوں بیان کرتے ہیں۔ اس ملک کے لوگ ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے جس کے لئے انہوں نے ایک مندر تیار کیا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ بادشاہ کا بیٹا بیمار پڑ گیا۔ اور اس نے مندر کے پجاریوں سے درخواست کی کہ وہ اس کے بیٹے کی صحت کے لئے بت سے دعا مانگیں۔ پجاریوں نے بت سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ اس عمل سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ ہم نے شہزادہ کی صحت کے لئے دعا مانگی ہے۔ جو قبول ہو گئی ہے۔ لیکن چند روزوں کے بعد شہزادہ مر گیا۔ اس پر بادشاہ کو پجاریوں پر سخت غصہ آیا۔ اس نے مندر پر حملہ کیا۔ بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور پجاریوں کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد اس نے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت کو دعوت دی۔ جنہوں نے بادشاہ کو خدا کی وحدانیت کا عقیدہ سمجھایا۔ اور وہ اس عقیدہ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔

اسی طرح دوسرے مسلمان سوداگر جو ہندوستان میں عربوں کی فتوحات کے ابتدائی زمانہ میں یہاں وارد ہوئے۔ لوگوں کے دلوں پر اپنی تبلیغ کا اثر ڈالتے رہے۔ اس زمانہ میں چین سیلون اور ہندوستان کی تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ جہاں گئے اپنی دنیوی تجارت کے ساتھ اپنی دینی تجارت کو بھی فروغ دیتے رہے۔

اسلام کی مقدس اور برگزیدہ ہستیوں کی روحانی طاقت سے مسلمان تاجروں کی تبلیغی کوششوں کو اور بھی زیادہ تقویت پہنچتی تھی۔ سید یوسف الدین جو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھے زہد و اتقا کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت رکھتے تھے۔ انہیں عالم خواب میں یہ حکم ملا کہ اشاعت اسلام کے لئے سندھ جائیں۔ چنانچہ وہ سنہ ۱۴۲۲ء میں سندھ پہنچے۔ جہاں انہیں دو سو خاندانوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ دوسرے مبلغین بھی ان کے نقش قدم پر چلے۔ اور اس طور پر توحید کے علمبرداروں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔

اخبار احمدیہ

جناب مولوی عبدالحق صاحب سائدھن ضلع آگرہ سے لکھتے ہیں کہ سائدھن کا جلسہ ہوا اور ہو گیا۔ مجموعی حیثیت سے یہ جلسہ کامیاب تھا گو مولویوں کی تنگدستی اور باہمی چپقلش کا نظارہ نہایت اندوہناک تھا۔ پنچایتی جلسہ میں جس قدر پنچ مختلف دیہات کے شامل ہوئے تھے سب نے بالاتفاق اپنے برائے اسلام پر قائم رہنے اور مرتدین کو واپس لانے کا اقرار کیا۔ اور آریہ سماج ہندو مذہب سے بیزاری کا اعلان کیا بہت سے لوگ جو واپس اسلام لے آئے انہوں نے خود اس امر کا اظہار کیا کہ ان کو زبردستی پکڑ پکڑ کر شدھ کیا گیا تھا۔ اسی سبب لوگوں نے جمع ہو ہو کر سب پنچوں اور برادری سے معافی مانگ لی۔ اور دوبارہ کلمہ پڑھ لیا۔ آریوں نے اگرچہ اس موقعہ پر سائدھن کے اردگرد اچھنیرا اور پیرکھم وغیرہ اسٹیشنوں پر بیسیوں آریوں کا پہرہ لگا رکھا تھا کہ لوگ اس پنچایت میں شامل نہ ہو سکیں اور ایسے لوگوں کو بھڑکانے کے لئے بیشمار اشتہارات اسلام کے خلاف تقسیم کئے کہ جن میں یہانتک جھوٹ لکھ دیا کہ وہاں تم کو گائیں کاٹ کر کھلائی جائیں گی۔ اور مسلمانوں کے لوٹے کا جھوٹا پانی پلایا جاوے گا۔ وغیرہ وغیرہ مگر اللہ تعالے نے ان لوگوں کو تمام دھوکہ بازیوں سے ملکانوں کو محفوظ رکھا۔ اور وہ جوق در جوق پنچایت میں شامل ہو کر پکے مسلمان بنگئے۔ اسکے بعد انجمن نمائندگان کا جلسہ اچھنیرا میں ہوا۔ عام طور پر لوگوں کے ہمارے آدمیوں کے اخلاق اور کام کی تعریف کرنے سے مولوی صاحبان بھڑک اٹھے اور صبر سے نہ سن سکے اور آپے سے باہر ہو کر ہمارے خلاف تجاویز سوچنے لگ گئے۔ بحمد اللہ کہ اس مخالفت کا نتیجہ ہمارے حق میں مفید نکلا اور یہیں وہ حلقہ کہ جس میں ہم دو یاہ سے کام کر رہے ہیں علیحدہ ملگیا اور ہمارا تعلق اب انجمن نمائندگان سے کچھ نہیں رہا۔ اور ہم اب آزادانہ طور پر انشاء اللہ اپنے حلقہ میں کام کرینگے۔

آریہ اس علاقہ کے علاوہ ضلع ایٹہ۔ اٹاوہ۔ کانپور کے علاقہ میں شور و شر مچانے والے ہیں۔ مولوی اکبر شاہ خان صاحب و ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب مع ایک اور دوست کے تبلیغ کے لئے فتح آباد کو چلے گئے ہیں۔

جناب مولوی سعید احمد خان صاحب منیجر شعیب محمدیہ ہائی سکول آگرہ کے منیجر ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے اپنے دل میں خاص درد رکھتے ہیں۔ اور یہ اسی محبت اسلامی کا تقاضا ہے کہ باوجود سرکاری ملازمت کے اپنی واحد کوشش اور اپنے خاص احباب کی مدد سے ایک ہائی سکول چلا رہے ہیں جس کی ایک پرائمری شاخ آپ نے ملکانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے عرصہ سے سائدھن میں کھول رکھی ہے۔ مسلمانوں کی تعلیمی اور اخلاقی پستی کے بارہ میں وہ دس بارہ سال سے مضامین لکھتے رہے ہیں لیکن آگرہ کے گرد و نواح علماء نے ان مضامین کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی تاآنکہ آریوں نے علماء کی اس غفلت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ جس کا نتیجہ موجودہ شور و شر ہے مولوی صاحب موصوف میرے ایک خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سورج کا بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہونا ممکن مگر بحالت موجودہ ہم مسلمانوں کا کوئی کام کرنا ناممکن۔ جس امر کا خطرہ درپیش تھا اور جس کے آثار نمایاں تھے۔ اس کا ظہور شروع ہو گیا جلسہ کی کامیابی یا ناکامی کے متعلق کثرت رائے کامیابی کی طرف ہے۔ مولوی صاحبان فخر کر رہے ہیں۔ اور کامیابی پر پھولے نہیں سماتے۔ مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ تار دوڑ رہے ہیں مبالغہ کا یہ عالم ہے کہ جھوٹ سے بھی بڑھا ہوا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرز عمل سے کیا فائدہ ہے۔ اس وقت تک سوائے تو تو میں میں کے کوئی کام شروع نہیں ہوا۔

انجمن ہدایت الاسلام نے علیحدہ مرکز بعد جلسہ قائم کر لیا۔ رضائے مصطفے جماعت قادیان علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جماعت احمدیہ یعنی آپ کی انجمن کا الحاق مجلس نمائندگان نے توڑ دیا۔ پہلے مخالفت پر آمادہ تھے اب یہ طے ہوا کہ اپنی ذمہ داری پر کام کریں۔ غرضکہ طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ اللہ تعالے رحم کرے۔ میرے خیال میں الحاق کا ٹوٹ جانا ہی اچھا ہے۔ اب آزادی سے کام ہو سکیگا۔ میری رائے میں جو کچھ آپ کو کرنا ہے جلد شروع کر دیجئے۔ اور استقلال کے ساتھ۔ کیونکہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔

مولوی صاحب بزرگوار کے ارشاد کے مطابق چھ مبلغ ہم نے بھیجد ئے ہیں۔ جو انشاء اللہ اس علاقہ میں مستقل قیام رکھینگے چند اور دوست بھی رخصت حاصل کر کے اپریل کے شروع میں انشاء اللہ پہنچ

ہماری تبلیغی کوششیں

آریہ سماج کو اشدھی میں شکست فاش

اشدھ شدہ ملکانوں کی واپسی

مولوی عبدالحق صاحب جو آجکل علاقہ ارتداد میں مصروف تبلیغ ہیں تحریر فرماتے ہیں :-

موضع ساندھن جو ہمارا قریباً قریباً دو ماہ سے مرکز ہے ۔ اسکا اثر ملکانہ قوم کے اکثر دیہات پر نہایت گہرا ہے ۔ اور اسی بات کو معلوم کر کے ہم نے اسکو شروع سے ہی ہیڈ کوارٹر بنا لیا تھا ۔ ۲ر فروری ۲۳ء کو جو مجلس نمایندگان تبلیغ آگرہ میں قائم ہوئی تھی ۔ اس میں مختلف تبلیغی انجمنوں کے قریباً ۳ مبلغین کا وفد بنا کر فوری کارروائی شروع کر دینے کی تجویز قرار پائی تھی ۔ مگر ان تمام مبلغین میں سے کوئی صاحب بھی اس علاقہ میں پہنچ سکے ۔ ساندھن میں پہنچکر ایک دو روز تو ان مبلغین کا انتظار کیا گیا ۔ مگر جب ان تمام مبلغین میں سے کوئی نہ پہنچا تو ناچار اہالیان ساندھن کے ہی وفود بنا کر مختلف اکناف ضلع آگرہ ۔ متھرا اور علیگڈھ میں بھجوا دیا گیا نظیر خاں صاحب نمبردار ساندھن اس کے لئے خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ وفود بہت مفید ثابت ہوئے ۔ اور اسی کا یہ نتیجہ تھا ۔ کہ ۱۲ر مارچ کی پنچایت ساندھن میں نہایت کامیاب ثابت ہوئی اور تمام ملکانہ قوم کے پنچوں نے بالاتفاق اس ریزولیوشن کو پاس کر کے عہد کر لیا ۔ کہ وہ کبھی آریہ سماج یا ہندو نہیں ہونگے بلکہ وہ اپنے اسلام پر مضبوطی سے قائم رہیں گے ۔ اسلام سے بھٹکائے جانیوالوں کی ایک جماعت کثیر از سر نو اسلام میں داخل ہوئی ۔ اور برکھم میں کل شدھی کی تاریخ تھی ۔ اہالیان برکھم کی درخواست پر ہمارے مبلغ شیخ محمد یوسف صاحب ساندھن والوں کو لیکر برکھم جا پہنچے اور برکھم کو مرتد ہونے سے بچا لیا ۔ اسی طرح سے سکندرہ میں ۱۸ر مارچ کو شدھی کی خبر سنکر موضع ساندھن سے مراد خان صاحب اور نظیر خانصاحب کو بھیجا گیا ۔ وہاں ۵۰۰ آریہ اسی غرض سے جمع ہو گئے تھے ۔ مگر ہمارے دو آدمیوں نے ان کا مقابلہ کیا ۔ اور غالب آئے اور شدھی کا [illegible] ان وہاں سے اٹھوا دیا ۔ آریہ اپنا سا منہ لیکر واپس آئے ۔ آریہ سماج کا برکھم پر یہ تیسرا حملہ تھا ۔ کہ جو پہلے کی طرح ناکام رہا ۔ ان کا خرچ کیا ہوا روپیہ ضائع گیا ۔ اور شدھی کی خوشی کی بجائے ناکامی وحسرت کی گھنگھور گھٹاؤں کے ساتھ واپس آنا پڑا ۔ ساندھن کے جلسہ میں اکثر شدھ ہونے والوں نے بیان کیا ۔ کہ ان کو زبردستی شدھ کیا گیا تھا ۔ اس لئے دوبارہ بخوشی خاطر اسلام میں داخل ہوتے ہیں ۔ ایسی صورت میں جبکہ وہ دل سے مسلمان ہی تھے وہ براہمن اور ہندو کہ جنہوں نے ان کے ہاتھ کا کھانا کھایا از روئے دھرم شاستر ان کو ۳ دن تک گئو موتر (گائے کا پیشاب) پینا اور جو کھانا چاہیئے ۔ اور گنگا اشنان کرنا چاہیئے ۔ دوسرے ہندوؤں کو چاہیئے کہ جبتک وہ ایسا نہ کریں ان کو ہندو دھرم سے خارج سمجھیں ۔ دیکھو اترے سمرتی اشلوک ۱۷۱ ۔

میر مدثر شاہ صاحب جام پور میں

ہمارے ایک معزز دوست منشی نور محمد صاحب نائب ضلعدار میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر کے متعلق لکھتے ہیں :-

۱۶ر مارچ ۲۳ء کو جناب میر مدثر شاہ صاحب کا وعظ جام پور میں بروز جمعہ کرایا گیا لیکچر نہایت مؤثر اور مقبول ثابت ہوا ہجوم کافی تھا ۔ آپ کا لیکچر درد انگیز تھا ۔ تعوذ کے بعد سورت آل عمران کی آیات واتقوا اللہ حق تقٰتہٖ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۔ تا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ تلاوت فرمائیں آپ نے حاضرین کو تین اصولوں پر عمل کرنے کا وعظ فرمایا ۔ اول انفرادی طور پر متقی و حقوق اللہ و حقوق العباد پر عمل کرنا ۔ اور دوم جماعت کی صورت میں حبل اللہ سے تمسک کرنا اور تفرقہ بازی سے بچنا ۔ تیسرا اصول تبلیغ و اشاعت کے واسطے ایک جماعت پیدا کرنا اول اصول میں تمام احکام دین و دنیا پر عمل کرنے پر زور فرمایا ۔ نماز پر خاص زور دیا گیا ۔ نبی کریم صلعم کی حدیث بیان فرمائی ۔ کہ مسلمان نمازی کی شناخت آنحضرت اس طرح فرمائیں گے ۔ جسطرح پنج کلیان گھوڑے کو اسکا مالک پہچان لیتا ہے ۔ دوسرے اصول کو بیان کرتے وقت لیکچرار نے کفر بازی سے مسلمانوں کو منع فرمایا ۔ اور بڑا زور دیا ۔ کہ جب تم سب ایکدوسرے کو کافر کہتے ہو ۔ سنی ۔ شیعہ ۔ اہل حدیث ۔ احمدی نیچری سب ایکدوسرے کو کافر سمجھتے ہیں ۔ تو پھر بتلاؤ کہ تم میں سے کون فرقہ مسلم سمجھا جائے ۔ اور خوش اعتقادی کے سوا کیا اعتبار کیا جائے ۔ کہ فلاں فرقہ واقعی مسلمان ہے ۔ آپ کی تقریر کے اس حصہ نے حاضرین پر عمدہ اثر اور احساس پیدا کیا ۔ صرف ایک اہل حدیث حاضر الوقت نے بیچ میں آواز اٹھائی ۔ کہ مسلم فرقہ وہی ہے ۔ جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہے ۔ میر صاحب نے فرمایا ۔ کہ صرف یہ تو کافی نہیں ہے کیونکہ اہل بیت کے غالی نام لیوا تو اماموں اور حضرت کی گھر والوں کی روایت پیش کرتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ صحابہ تو باہر کے تھے ۔ امام اور اہل بیت کے بزرگ نبوی خاندان سے تھے لہٰذا امامیہ روایات و ہدایات پر جو چلیگا وہی ناجی ہے ۔ میر صاحب نے خوب سمجھایا ۔ کہ یہ تمہاری زبانی جمع خرچ مفید نہ ہوگی ۔ جب تک اعمال صالحہ کا ثبوت نہ دوگے ۔ ایسا تو قرآن حکیم میں پہلی قوموں کا مقولہ لکھا ہوا ہے ۔ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی [illegible] قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین کے اعمال صالحہ پر عمل درآمد ضروری ہے ۔ تکفیر بازی نے مسلمانوں کو خراب کر دیا ہے ۔ ان کی طاقت کا کچومر نکل گیا ہے بجائے اپنی قوم کے گھٹانے کے اپنی قوم کے اعداد و شمار کو بڑھاؤ ۔ اسی ضمن میں احادیث رسول اللہ صلعم بیان فرمائی گئیں ۔ کہ کلمہ گو کو اور اہل قبلہ کو خواہ کبائر کا ارتکاب کرے کافر مت کہو ۔ اور اختلاف رکھو اگر یہ رحمت کا باعث بناؤ اعمال صالحہ بجا لاؤ ۔ جب یہ کر چکو تو پھر بموجب سوم اصول کے اشاعت اسلام پر لگ کر اغیار کو داخل کرو ۔ اور ان کو کلمہ گو بناؤ ۔ یہی ایک خاص ڈیوٹی مسلم کا طغرائے امتیاز تھا ۔ اس ضمن میں پھر حضرت مسیح موعود کی تبلیغ فرمائی گئی ۔ کہ ہر صدی کے سر پر بموجب آیت استخلاف و حدیث مجدد اشاعت دین و غافل لوگوں کے جگانے کیلئے جیسے پہلے مجدد بھی مثلاً حضرت مجدد الف ثانی ۔ حضرت احمد شاہ بریلوی ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب آتے رہے صدی چہاردہم پر بھی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تشریف لائے ۔ تم دنیا میں نیک آدمیوں کے نام پر اپنے آل و بچوں کا نام محض تفاول کے طور پر رکھ لیتے ہو ۔ امت محمدیہ میں بھی پچھلے انبیاء کے نام پر بہت سے علماء کے نام اللہ تعالےٰ نے الہام میں رکھے ۔ اس واسطے اس مجدد کا نام مسیح اللہ تعالےٰ نے رکھا ۔ آپ نے اشاعت دین کا بڑا کام کیا ۔ ایک عمدہ جماعت تیار فرما گئے ۔ جو کہ امریکہ افریقہ ۔ ولایت جرمنی ۔ ہندوستان میں پہنچ پہنچ کر قرآن شریف پہنچا رہے ہیں ۔ انگریزی میں ترجمہ قرآن کریم تیار کر کے یورپ کو ایک خزانہ دین کا پہنچا دیا ہے ۔ بڑی تعداد میں [illegible] حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں ۔ مگر جیسا کہ پچھلے انبیاء اور مجددین [illegible] کو وقت کے مولویوں نے کافر کہا ۔ طرح طرح کے عذاب دیئے ۔ ایسا ہی حضرت صاحب کو مجدد صدی ہذا بھی علماء نے کفر اور زندیقیت کے فتاوے دیئے ۔ اور نبوت کے الزام دیئے ۔ حالانکہ آپ نے انکار کیا ۔ مگر پھر بھی بار بار افترا پر افترا لگائے ۔ فتاوے تیار کئے ۔ فاضل مقرر نے فرمایا ۔ درخت اپنے پھل سے شناخت ہوتا ہے ۔ اور اگر اور نہیں تو تم ہمارے سلسلہ کے بانی کو کانوں سے پہچانو ۔ اس پر خوب روشنی ڈالی گئی ۔ تمام مسلمانوں کی قوم میں سے دنیا بھر میں اس تھوڑی جماعت کا دین پر مصروف رہنا بانی علیہ السلام کی سچائی کا ثبوت ہے ۔ آپ نے حضرت صاحب کی کتب کے حوالوں سے تردید دعوےٰ نبوت آپ کا پیش کیا ۔ جو بہت شوق اور توجہ سے سنا گیا ۔ مجلس کے منتظم اور یہاں کی انجمن کے [illegible] میاں محمد یار صاحب نوق نے حضرت کے الفاظ سنکر [illegible] ہوکر ۳ دفعہ پھر دوہرانے کا تقاضا کیا ۔ جسے جناب میر صاحب نے پھر پڑھ کر دوہرایا ۔ آپ نے یہ سب باتیں کھول کر حاضرین کو فرمایا کہ جب یہ باتیں ہیں اسلام پر ہم لوگ عاشق ہیں ۔ آنحضرت کے خادم ہیں ۔ شرع شریف میں کوئی رخنہ نہیں ڈالتے ۔ تو پھر آپ ہم میں کیوں شامل ہو کر مبلغین میں داخل نہیں ہوتے ۔ اگر داخل نہیں ہو سکتے تو امداد کرنی چاہیئے ۔ اگر یہ بھی نہیں تو پھر ہمارے کاموں میں مزاحم نہ ہوویں ۔ آپ نے ہر امر کو وضاحت سے حاضرین کے پیش کیا ۔ جس کا اثر نہایت عمدہ ہوا ۔ آج سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ کا ارادہ ہے ۔ کہ ایک جلسہ قائم کر کے جناب میر صاحب کا لیکچر اسلام و غیر مذاہب پر کرا دیں ۔ حضور دعا فرما دیں +

اعتذار

ان دنوں مجھے تین چار دن کے لئے کرم آباد جانا پڑا ۔ کہ میری بہن بیمار تھیں ۔ جن کا آخر انتقال ہو گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس لئے ہفتہ گذشتہ کا پرچہ شائع نہ ہو سکا ۔ اور یہ پرچہ پیغام صلح کا دوہرا نمبر ہے ۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اس عذر کو قبول فرمائیں گے

والعذر عند کرام الناس مقبول

اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت [illegible]

اسلام اور آریہ مذہب

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ ہندوستان میں اسلام اور آریہ مذہب کا ایک زبردست مقابلہ ہے ۔ اور اس مقابلہ کا اظہار آئے دن کسی نہ کسی صورت میں ہوتا رہتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود نے ابتدائی ایام دعوت میں آریہ قوم کی داغ بیل ڈالی گئی تھی ۔ اور اس لئے حضرت ممدوح نے اپنے لٹریچر میں ایک حصہ خاص اس مذہب کی تردید کے لئے وقف کیا ہے ۔ آریوں سے مباحثہ بھی کئے ان کے عقاید کی تردید بھی کی ۔ اور ان کے خلاف کتابیں بھی لکھیں ۔

یوں تو اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے ۔ اور اس لحاظ سے اس کو ہر ایک مذہب سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ لیکن آریہ مذہب کے اصول اساسی کچھ ایسے واقع ہوئے ہیں ۔ ہندوستان میں اسلام کو آریہ قوم کے مقابلہ کی خاص ضرورت ہے ۔ مثلاً ستیارتھ پرکاش کا فرمان کہ آریہ ورت میں صرف آریہ ہی آباد رہیں ۔ اور تمام دوسری قوموں کے لوگ نکل جائیں ۔ ایک نہایت خطرناک تعلیم ہے ۔ اور غالباً اسی کا اثر ہے کہ اب آریہ اصحاب سات کروڑ مسلمانوں کو آریہ دھرم میں لانے کیلئے کوشش کر رہے ہیں ۔ یہ تمام کوشش انشاء اللہ ناکام ثابت ہوگی لیکن مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس وقت خدمت دین کیلئے کمر ہمت باندھیں ۔ اور اس مذہبی جنگ میں ان تمام ممکن اور جائز طریقوں سے کام لیں ۔ جو اسلام کو حفاظت و اشاعت دین کے لئے ورثہ میں پہنچے ہیں ۔

ان ہی طریقوں میں سے ایک طریق وہ ہے جس کو قرآن مجید نے جادلھم بالتی ھی احسن کے پر حکمت الفاظ میں بیان فرمایا ہے ۔ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے نہایت خیر و خوبی سے [illegible] کہ اس سے مفید اور سود مند نتائج مترتب ہو سکتے ہیں ۔ [illegible] بنا پر جب آریہ سماج کے علمبردار سوامی شردھانند صاحب کی طرف سے شدھی کی تحریک کے متعلق یہ اعلان ہوا ۔ کہ وہ بہت سے مسلمانوں کو آریہ بنانے کا عزم رکھتے ہیں ۔ تو سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ان کی خدمت میں یہ چیلنج پیش کیا گیا ۔ کہ وہ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے ایک مجمع عام میں اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں ۔ اور ہم بالمقابل اسلام کے محاسن بیان کریں گے

اس اعلان کے بعد آریہ قوم کے لیڈر یعنی سوامی شردھانند اور لالہ ہنسراج تو خاموش رہے ۔ حالانکہ ہمارے "چیلنج" میں یہی اصحاب بالخصوص مخاطب تھے ۔ لیکن ایک صاحب "منشی رام جینی" میدان میں نکلے ۔ اور ہم سے مطالبہ شروع کر دیا ۔ کہ تم چونکہ احمدی ہو ۔ اور احمدی مسلمان نہیں ۔ اس لئے پہلے اپنا مسلمان ہونا ثابت کرو ۔ اور بتاؤ کہ مسلمان تمہارے ساختہ پرداختہ کو منظور کریں گے ؟ سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے مطالبات محض وقت کو ٹلانے کے لئے ہوتے ہیں ۔ ورنہ اگر احمدیوں سے مخاطب ہونا اس لئے جائز نہیں کہ وہ "تیرہ میں تینوں میں" تو پھر خود آریہ قوم کے بڑے بڑے لیڈر حضرت مرزا صاحب سے کیوں ساخت کرتے رہتے کیوں اسلام پر ان سے مضامین لکھواتے رہے اور اپنے جلسوں [illegible]

اب پھر ان ہی منشی رام صاحب جینی اور ایک اور صاحب منشی داس برہمن کی طرف سے جو اپنے آپ کو ویدک سبھا کے سکرٹری ظاہر کرتے ہیں ۔ یہ اعلان ہوا ہے کہ وہ مباحثہ کے لئے حاضر ہیں ۔ لیکن ساتھ ہی اپنے پہلے جواب کو پھر دہرایا [illegible] تم مسلمان نہیں تم پر کفر کا فتوےٰ ہے ۔ اور پھر اپنی تہذیب [illegible] یوں توڑی کہ

ٹاٹ کی انگیا اور مونج کی [illegible]

دیکھو میرے ابو میں کیسی [illegible]

اس تہذیب کے لوگ [illegible] حصہ لیں تو سوائے بدمزگی کے اور کوئی نتیجہ [illegible] طریق خطاب بھی نہیں جانتے ۔ لیکن غالباً وہ [illegible] یہی تہذیب ان کے مذہب میں جائز ہو ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہم احقاق حق کے شائق ہیں [illegible] نے چیلنج دیا تھا لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں کہ منشی رام [illegible] بزرگوار ذہبی مباحثہ کو جو نہایت سنجیدگی متانت اور [illegible] سے ہونے چاہئیں دہلی کے بھٹیاریوں کی زبان کا مصرف بنائیں اور پھر خود ہی دوسروں

کی فرضی تصویریں ... بیہودہ ہیں۔

ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اسلام اور آریہ مذہب کا ایک مقابلہ ہو۔ مگر چونکہ اس مباحثہ یا مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کی ذات یا آپ کے دعاوی زیر تنقید نہیں بلکہ محض اسلام کے اصولوں کا مقابلہ آریہ دھرم کے اصولوں سے کرنا ہے اس لئے آریہ قوم کے بزرگ اطراف و اکناف عالم سے جمع ہوں۔ دوسری طرف اسلام کے مذہبی رہنما طول و عرض ملک سے اس جلسہ عظیم میں شریک ہو کر اسلام کے محاسن بیان کریں۔ اور اس طرح باہمی تبادلہ خیالات ہو کہ کسی فریق کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اگرچہ یہ مجمع عام جلسہ مہوتسو لاہور کے پیمانہ اور طریق عمل پر کیا جائے تو نہایت مفید ہوگا۔ امید ہے کہ اس جلسہ کی طرح اس سے مفید نتائج مترتب ہوں گے۔

وزیرستان پر فوجی قبضہ کا خاتمہ
سرحدی قبائل کو مطیع رکھنے کی تجویز

گورنمنٹ ہند نے وزیرستان پر فوج سے جو قبضہ کیا تھا۔ اس کی غرض یہ تھی کہ وزیرستان والوں کو مطیع بنایا جائے۔ چونکہ اس قبضہ سے اخراجات میں بیشی ہوتی تھی اس لئے اسکے خلاف اعتراضات ہوتے رہے تھے لیکن اب گورنمنٹ فیصلہ کر چکی ہے کہ وزیرستان سے برٹش فوج واپس بلالی جائے جیسا کہ مسٹر ڈینس برے سرکاری ممبر کی اس تقریر سے ظاہر تھا جو آپ نے لیجسلیٹو اسمبلی میں سالانہ بجٹ کی بحث کے دوران میں فرمائی ہے۔

مسٹر برے نے گورنمنٹ کی وزیرستان کے متعلق فوجی پالیسی کی وضاحت اور حمایت کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس کا لب لباب یہ ہے کہ دو پالیسی ہیں ایک تو پیشقدمی کی اور دوسری سرحد کو بند کر دینے کی اور کہا کہ پہلی پالیسی تو مالی مشکلات کے زمانہ میں بھی مکمل پالیسی ثابت ہوئی ہے اور دوسری پالیسی سے ناکامی اور مایوسی ہوگی کیونکہ اس کا اہل قبائل پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگرچہ اس کی بدولت انگریزی سرحد کے باشندوں کو کچھ عرصہ کے لئے سرحدیوں کی لوٹ مار سے نجات مل جائے گی۔ لیکن سرحدیوں کے پاس اسلحہ کی تعداد بڑھ جانے اور ان میں اقتصادی تکلیف پہونچانے سے ان میں شورش طول پکڑے گی جس سے انگریزی سرحد کے لوگوں کے لئے خطرات روبہ ترقی ہوں گے کچھ شک نہیں کہ یہ دوسری پالیسی جیسا کہ مسٹر برے کا بیان ہے مفید ثابت نہیں ہوگی۔ اس سے سرحدیوں کا حوصلہ بڑھ جائے گا اور انگریزی علاقہ کے سرحدی حصص پر تکالیف کا دروازہ کھل جائے گا۔

پہلی یعنی پیشقدمی کی پالیسی کی بابت مسٹر برے نے کہا کہ وزیرستان کے ایک حصہ پر گورنمنٹ کا تقریباً ۳ سال سے قبضہ ہے لیکن اس سے بھی اس تکلیف کا علاج نہ ہو سکا جو محسودوں سے رونما ہوتی ہے یہ لوگ وزیرستان کے مرکزی علاقہ میں آباد ہیں۔ اور ان کو جدید ترین آلات جنگ بھی مطیع نہیں کر سکتے۔ کیونکہ علاقہ کوہستانی ہے جن تک پہنچنا ناممکن ہے۔ لیکن جب ہماری تعزیری مہم کا مرکزی علاقہ پر قبضہ ہو گیا تو خیال کیا گیا کہ ایک بار محسودوں کو ہمیشہ کے لئے قوی طاقت کے ذریعہ دبا دیا جائے تاکہ انگریزی سرحد کو قتل و غارت کی بلا سے خلاصی مل جائے لیکن یہ خیال مالی حالت اور فوجی طاقت کے اثر سے باہر ثابت ہوا اس لئے اس سے دست بردار ہو کر اور وزیرستان سے فوج بلا کر بھی اس علاقہ کے لوگوں کو مطیع رکھنے کی دوسری تجویز کی گئی۔ مسٹر برے کی تجویز سے مترشح ہے کہ اب فوجی قبضہ اور طاقت کی جگہ دوسری تجویز سے محسودوں وغیرہ کو قابو میں رکھا جائے گا۔ گذشتہ دسمبر اور جنوری میں جو تعزیری مہم ہوائی جہازوں کی روانہ کی گئی تھی اور جس سے بم اندازی کرائی گئی تھی اس کا نتیجہ پیشقدمی کی پالیسی کے سلسلہ میں اچھا نکلا وہ یہ کہ بعض قبائل صلح کے لئے تیار ہو گئے۔

پیشقدمی کی پالیسی کا جو نعم البدل تجویز کیا گیا ہے اس کی کیفیت مسٹر برے نے اپنی تقریر میں یوں بیان کی ہے کہ فوجی قبضہ کا عنقریب خاتمہ ہو کر اسکی جگہ کسی قدر تو ... اور خاصہ داروں کے ذریعہ اور کسیقدر جنڈولہ سے زرمک تک کی فوجی چوکیوں کی مدد سے وزیرستان کو قابو میں رکھا جائے گا۔ جنڈولہ سے رزمک تک کچھ سڑک تعمیر کی جائیگی۔ جس سے حسب ضرورت تعزیری مہم میں آسانی ہوگی اور فوج واپس بلالی جائیگی۔ اس سکیم میں خاص بات یہ ہے کہ خاصہ دار مقرر کئے جائیں گے۔ جن کے پاس خود ان کی بندوقیں اور کارتوس ہوں گے یہ لوگ انگریزی حکومت کے لئے فوج کا کام دیں گے۔ بلوچستان میں اس طریق خاصہ داری سے اچھا نتیجہ نکلا تھا۔ اس طریقہ سے خود سرحدیوں کو قانون اور انتظام میں براہ راست دخل مل جائے گا۔ بیرونی علاقہ میں کچھ باقاعدہ فوج سراروگہ اور کوٹ کھائی کے درمیان رکھی جائیگی۔ ان کی چوکیوں کو ایک سڑک سے ملا دیا جائے گا۔ اور انکے پیچھے انگریزی باقاعدہ فوج کی چوکیاں ہوں گی۔ گویا گورنمنٹ وزیرستان پر ... خاصہ داروں۔ پانچ ہزار باقاعدہ سپاہ۔ وزیرستان میں ۱۹۰ میل طویل سڑک اور اضلاع ڈیرہ غازیخان و ڈیرہ اسمعیلخان کی ... میل طویل سڑک کے ذریعہ قابو رکھے گی۔ مسٹر برے کی بیان کی ہوئی اس سکیم میں کئی فائدے مضمر ہیں۔ ایک تو یہ کہ وزیرستان سے فوج واپس بلائی جائے گی۔ اور اگر کوئی غیر معمولی حالات رونما ہوئے تو آئندہ سال وزیرستان کا فوجی خرچ صرف ۱۶۹ لاکھ روپیہ ہوگا۔ جو آئندہ سال پینے لگے سال بالکل نہ رہے گا۔ وزیرستان والوں کو لوٹ مار کا حوصلہ نہ پڑے گا۔ وہ مطیع رہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے انہوں نے کوئی شورش کی تو ان کو آسانی سے مغلوب کر لیا جائے گا۔ انگریزی سرحد کی رعایا کا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس لئے سکیم ہر پہلو سے کارآمد ہے۔

تقریر کے خاتمہ پر مسٹر برے نے بتایا کہ یہ سکیم وزیرستان کو پرامن بنانے کیلئے لمبا قدم ہے۔ جب تک وزیرستان میں امن اور تہذیب کا داخلہ نہ ہوگا۔ تب تک وزیرستان سے بہیمیت کا خاتمہ نہ ہوگا۔ بلاشبہ امن اور تہذیب کی ترقی سے اہل وزیرستان خود بخود پر امن بن جائیں گے۔ مسٹر برے نے یہ بھی کہا کہ ابھی تک یہ صدا مردہ نہیں ہوئی ہے۔ کہ برٹش دریائے سندھ تک واپس چلے آئیں۔ لیکن ہندوستان کے خارجہ تعلقات کے باعث اس کا اس علاقہ پر خود قبضہ رہنا چاہیئے جو اس کا ہے۔ بلاشبہ دریائے سندھ تک واپسی مفید نہ ہوگی۔ کیونکہ جس علاقہ سے قبضہ اٹھایا جائے گا۔ اس کے باشندوں کے لئے سرحدی قبائل جن کا حوصلہ بڑھ جائے گا۔ وبال جان ہو جائیں گے۔ اس واپسی کی بجائے جو سکیم اب تجربہ کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ اس سے ہر طرح خوش آیند نتائج نکلیں گے۔ اور سرحدی قبائل مطیع و منقاد رہیں گے۔

رسول کریم صلعم کی شان میں کینیا کے ایک انگریز مدیر کی گستاخی
ایموکریٹ کے ہندوستانی ایڈیٹر کے جواب دینے پر اسکو جلاوطنی
مسلمانان کینیا کی طرف سے انگریز ایڈیٹر کی جلاوطنی کا مطالبہ

کہ پارلیمنٹ میں ایک ممبر کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے صیغہ نوآبادیات کے نائب سکرٹری نے تسلیم کیا تھا۔ کہ کینیا کے ایک پادری نے رسول کریم صلعم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ جس پر مسلمانان برٹش ایسٹ افریقہ نے اس کے خلاف سخت ناراضگی اور غم و غصہ کا اظہار کیا ہے وزیر نوآبادیات کو مسلمانان برٹش ایسٹ افریقہ کے ساتھ اس بارہ میں پوری ہمدردی ہے۔ تازہ ڈاک سے اس خبر کے متعلق جو حالات موصول ہوئے ہیں ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ مسلمانان کینیا کی طرف سے ایسوسی ایشن ہنداں نے برٹش نوآبادیات کے پاس ایک میموریل ارسال کیا ہے جس میں گورے (یورپین نژاد) آبادکاروں اور ہندوستانی تارکان وطن کی روز افزوں کشیدگی کا ذکر کرنے کے بعد بتلایا گیا ہے کہ یورپین آبادکاروں میں سے بعض چلتے پرزوں نے یورپ والوں کی دیکھا دیکھی ہندوستانیوں کو جائز حقوق سے محروم رکھنے کی ہر ایک کوشش کے علاوہ ہندوستانیوں کے مذہبی خیالات کو صدمہ پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس فرقہ کا اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا ہے چنانچہ اس اخبار نے پادری شناک کے قابل اعتراض تار کو نمایاں جگہ پر شائع کرنے کے علاوہ ایک شخص ایچ رائل شاکی طرف سے ایسی چٹھی شائع کی جسکا مدعا ہندوستانیوں کی سخت توہین تھا اور محض اس لئے کہ یورپین آبادکار اس کے معتقد ہو جائیں جب ہندوستانیوں نے دیکھا کہ حکام اس قسم کی حرکات کے لئے اخبار مذکور کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے تو اخبار ڈیموکریٹ کے ایڈیٹر مسٹر ستیارام اچاریہ نے ۱۹ فروری ۱۹۳۰ء کے ہفتہ وار ڈیموکریٹ میں ان بیانات کا جواب شائع کیا جو ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ میں شائع ہوئے تھے۔ اس پر یورپین آبادکاروں کے حلقہ میں ہلچل مچ گئی اور سپریم کورٹ مومباسہ نے سفارش کی کہ مسٹر ستیارام کو ملک بدر کیا جائے مسلم ایسوسی ایشن کو یقین تھا کہ جس قانون کی رو سے مسٹر ستیارام کو ملک بدر کرنے کی تجویز کی گئی ہے وہ قانون ان پر جاری بھی نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ کچھ تو اس خیال سے اور کچھ بردباری و رواداری کے خیال سے خاموش رہی لیکن چونکہ سپریم کورٹ نے قرار دیا ہے۔ کہ مسٹر ستیارام کے خلاف اشتعال کیا جا سکتا ہے لہٰذا ایسوسی ایشن چاہتی ہے کہ جن مضامین کا جواب دینے کی وجہ سے مسٹر اچاریہ پر یہ قانون لگایا گیا ہے ان مضامین کا اصلی ذمہ دار ایڈیٹر اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ کو بھی اس قانون کی رو سے وطن بدر کئے جانے کی درخواست کرے مگر چونکہ اس ملک میں یورپین کا زور ہے اور ہندوستانیوں کو ملک کے نظم و نسق میں کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے لہٰذا ایسوسی ایشن ملتمس ہے کہ صاحب وزیر نوآبادیات اس امر کا یقین دلائیں کہ ایڈیٹر ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ کے خلاف مسلمانوں کی درخواست پیش ہونے پر مساوی سلوک اور انصاف کیا جائیگا۔

فتنہ ارتداد کا انسداد
روپیہ کی ضرورت ہے

ہمارے احباب جانتے ہیں کہ اس وقت فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے ہمارے دس بارہ آدمی علاقہ ارتداد میں کام کر رہے ہیں جنکے مصارف کا بوجھ انجمن کے موجودہ ذمہ داریوں پر اضافہ ہوا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ مدارس کھولنے اور علاقہ ارتداد کے مسلمانوں کے حالات درست کرنے کیلئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہو۔ اس بات کو مدنظر رکھکر حضرت امیر نے ایک اعلان میں خاص چندہ کی تحریک پیش کی تھی۔ لاہور میں بچے اور خواتین اس نیک تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس لئے ہمارے بیرونی اصحاب کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیے سب احباب اپنے گھروں میں تاکید کر دیں کہ گھر کے روزانہ مصارف سے کچھ بچا کر اس کو فتنہ ارتداد کے روک تھام کے لئے خرچ کریں۔ ایسی تمام رقوم محاسب صاحب انجمن کے پتہ پر آنی چاہئیں اور کوپن پر صاف تشریح ہونی چاہیے۔

کیا یہ سچ ہے

اور ایک خاندان کے ۲۲ خاندان جو ۱۵ سو نفوس پر مشتمل تھے ۲۲ مارچ کو مرتد بنا لیا گیا۔ کنور بہارت سنگھ ساکن سوہنہ ضلع گوڑگانواں اور دوسرے راجپوتوں نے مرتد ملکانوں کے ساتھ رشتہ ناطہ اور دیگر تعلقات قائم کرنیکا وعدہ کیا ہے۔ ایک اور تار ہے کہ متصل کے ایک گاؤں کے ۵۰۰ ملکانہ مرتد بنائے گئے ہیں "بقول دلیش"

قبول اسلام

۱۶ مارچ کو جمعہ کی نماز سے قبل حسب ذیل لوگوں نے اجتماع عام میں مولوی محمد نعیم صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

(۱) مسمی بہادری بیر جوگتا ذات سانسی ساکن آسیا والہ ضلع شاہ پور

(۲) مسمی اسو پسر رلیا ذات ہندو بنگالی بہمن والی ضلع جالندھر

(۳) خواجہ بیر ذات سانسی ساکن کالا شادیاں ضلع گجرات

۱۷ مارچ کو گجرات کا ایک غیر مسلم اسلامیہ سکول کی مسجد میں جناب مولوی غلام محمد صاحب سر کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا۔

آل انڈیا مسلم راجپوت کانفرنس

ایک نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ آل انڈیا مسلم راجپوت کانفرنس کے اجلاس کلانور رہتک میں ۳۱ مارچ و یکم اپریل کو منعقد ہونگے اسی سلسلہ میں مسلم راجپوت ہائی سکول کا افتتاح بھی کیا جاویگا نواب محمد احمد سعید خاں صاحب سی آئی ای۔ ایم بی۔ ای ایم ایل سی نے اس کانفرنس کی صدارت کو منظور کر لیا ہے

تازہ خبریں

ہندوستان

انسداد ارتداد کیلئے جمعیت العلماء کا دوسرا وفد

دہلی ۔ جمعیت العلماء ہند کا دوسرا وفد ضلع گرگاؤں میں روانہ ہو گیا ہے اور با اخلاق کارکنوں کی فوری ضرورت ہے ان کی رہائش کا انتظام دیہاتوں میں ہوگا ۔ اور ان کے ذمہ تبلیغ اسلام اور جاہل مسلمانوں کی تعلیم کی خدمت سپرد ہوگی ۔ اگر ضرورت ہوئی تو انہیں آریہ اصحاب سے مباحثہ بھی کرنا پڑے گا ۔ بھاشا جاننے والے مبلغین کو ترجیح دی جائیگی جو اصحاب کام کرنے کے لئے آمادہ ہوں وہ ناظم جمعیت العلماء ہند دہلی سے خط و کتابت کریں اور اپنے ماہانہ معاوضہ سے بھی اطلاع بخشیں ۔ (عبدالحلیم صدیقی نائب ناظم)

عورتوں کو بھی وکالت کی اجازت دیدی گئی

دہلی ۔ ۲۱ مارچ جو تجاویز ترمیم کی صورت میں پیش ہوئی تھیں آج ان پر بحث و مباحثہ ہوتا رہا ۔ بعض تجاویز پیش ہوئیں کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۰۰ میں ترمیم کردی جائے تاکہ حسب ضرورت مقامی حکومت سنے ججوں کا تعین کر سکے ۔ اور ضمانت کا معاملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سپرد ہو سکے ۔ حکومت نے سفارش کی ہے کہ یہ تجویز اصولی طور پر مان لی جاتی ہے ۔ بشرطیکہ اس سے مالی بوجھ نہ پڑے ۔

اس کے بعد یہ بل پیش ہوا کہ عورتوں کو بحیثیت وکیل نامزد ہونے اور پریکٹس کی اجازت دی جائے ۔ آخر یہ تجویز منظور ہو گئی جمعہ کے روز کونسل آف اسٹیٹ میں بجٹ پیش ہوگا ۔ اور دوشنبہ کے روز ہمارے اجلاس میں پیش ہوگا ۔ کیا اچھا ہو اگر یہ نشست اچھے خاتمہ کے ساتھ پوری ہو جائے ۔

گول میز کانفرنس کی دعوت

امرتسر ۔ مارچ ۔ پنجاب کے ہندو مسلم اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے شیخ صادق حسن بیرسٹر صدر مقامی مسلم لیگ نے دونوں فریقوں کے ذی اقتدار اصحاب سے ... کی ہے کہ وہ ایک کانفرنس کا انعقاد کریں اور اس قسم کی تجویزیں کریں جس سے لوگوں میں امن اور خیر خواہی کا مادہ پیدا ہو جائے ۔

حکومت ہند کے وزیر مال کا دورہ

دہلی ۔ ۲۲ مارچ ۔ مسٹر پی ۔ ایم شرما وزیر مال حکومت ہند نے اپنے دورہ کا پروگرام شائع کیا ہے ۔ دہلی سے ۱۹ مارچ کو روانہ ہو کر ۲۸ اپریل کو شملہ واپس پہنچیں گے اور بڑے بڑے مقامات میں قیام فرماتے ہوئے پنجاب اور جنوبی ہندوستان جائینگے ۔

ایک تاجر کوکین کی سزا یابی

الہ آباد ۲۱ ۔ مارچ ۔ ایک شخص مسمی ظفر حسین کے خلاف گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا ۔ اسکے مکان میں سے تقریباً چھ چھٹانک کوکین برآمد ہوئی تھی جسکی قیمت ... روپیہ ہوتی ہے ۔ سہارنپور کے مجسٹریٹ نے ملزم کو رہا کر دیا تھا لیکن گورنمنٹ کی اپیل پر عدالت عالیہ الہ آباد نے اسے دو سال قید بامشقت کا حکم سنا دیا ۔

ضلع گرگاؤں میں فتنہ ارتداد کے شعلے

آریہ سماج کے مبلغ اس امر کی زبردست کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی خوفناک تحریک کے شعلے ضلع گرگاؤں میں بھی بھڑکا دیں ۔ یہاں مسلمان مبلغوں کی فوری ضرورت ہے (نامہ نگار سیاست)

میونسپلٹی چھ گھنٹہ سے زائد پانی نہ دے سکیگی

لاہور ۲۲ مارچ ۔ آج میونسپلٹی کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں دیگر مسائل کے علاوہ پانی کے تعین اوقات پر بحث ہوئی ۔ میونسپل انجنیئر نے بیان کیا ہم اس وقت ایک لاکھ اسی ہزار گیلن فی گھنٹہ پانی مہیا کر رہے ہیں ۔ حالانکہ ملک کے باہر انجنیئر نے بھی مشورہ دیا ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار گیلن سے زیادہ پانی مہیا نہ کیا جائے ۔ بالآخر طول طویل مباحثہ کے بعد یہ تجویز ملتوی کر دی گئی ۔ صاحب صدر نے کہا کہ اگر ایک سب کمیٹی نے اس معاملہ پر غور نہ کیا تو پبلک اعتماد کے اٹھ جانے کا خطرہ ہے ۔

... کانگریس کا مقدمہ

لاہور ... ضابطہ فوجداری کے ماتحت جو مقدمات ... چند ... دیگر ممبران کانگریس پر والنٹیر بھرتی کرنے

کی وجہ سے چلائے گئے ہیں ۔ گذشتہ چہارشنبہ کو سماعت کے لئے پیش ہوئے ۔ ان کی آئندہ پیشی ۳ اپریل کو ہوگی ۔ اور چودھری صاحب شہاب الدین صدر میونسپل کمیٹی لاہور شہادت پیش کریں گے ۔

سیاست پر ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ

آج بتاریخ ۲۴ مارچ ۱۹۲۳ء تقریباً ساڑھے دس بجے خواجہ نظامی صاحب سب جج لاہور کی عدالت میں ریاست کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کے سلسلے میں پانچہزار ایک سو کا مقدمہ پیش ہوا ۔ ریاست کی طرف سے مولوی غلام محی الدین وکیل پیروکار اور استغاثہ کی طرف سے وکیل سرکار تھے ۔

مسٹر میکفرسن سپرنٹنڈنٹ پولیس کی شہادت کے بعد مقدمہ کی کارروائی ۷ اپریل ۱۹۲۳ء تک ملتوی ہو گئی ۔

صوبہ متحدہ میں عام میونسپل انتخابات

الہ آباد ۔ ۲۲ مارچ ۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ صوبہ متحدہ کے مختلف حصص میں عام میونسپل انتخابات کی وجہ سے بہت جوش و خروش پیدا ہو گیا ہے نشستوں کے لئے خلافت اور کانگریس کے امیدوار زور و شور سے جد و جہد کر رہے ہیں ۔ کئی تارکین موالات منتخب ہو چکے ہیں لیکن ہفتہ ختم ہونے سے پیشتر صحیح حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی ۔

مٹی کے تیل کے چشموں میں ہڑتال

رنگون ۔ ۲۱ ۔ مارچ ۔ بانگ یانگ کی ہڑتال میں کوئی خاص تغیر نہیں ہوا ۔ روغنی چشموں کی ہڑتال میں بعض ہندوستانیوں نے اہل برما سے شرکت کرلی ہے ۔

ممالک غیر کی خبریں

برطانیہ پر ترکی الزامات

بغداد ۔ ۲۲ ۔ مارچ ۔ ترکوں نے جو اعلان کیا ہے اور جس میں الزام لگایا ہے کہ برطانیہ نے دربند کے قبائل پر حملہ کیا ہے اسکی بنیاد یہ ہے کہ دو ماہ کا عرصہ ہوا دربند سے بیس میل مشرق کی جانب ایک گاؤں کو سزا دی گئی تھی ۔ کیونکہ اس نے اس پولیس کا ہتھیاروں سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی جو ایک قاتل کو جو وہاں چھپا ہوا تھا گرفتار کرنے کے لئے گئی تھی ۔

جرمنی بجٹ میں کاغذی مارکس کی زبردست کمی

برلن ۔ ۱۷ مارچ ۔ ریچسٹیگ میں وزارت مال کے نمائندے نے اعلان کیا کہ ۱۹۲۲ء کے میزانیہ (بجٹ) سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۷۰۰ ارب کاغذی مارکس کی کمی ہے ۔ حالانکہ موسم خزاں میں صرف ۹۰۰ ارب کاغذی مارکس کی کمی تھی ۔ اس نے کہا کہ یہ مارک قیمت گر جانے اور قبضہ روہر کی وجہ ہے ۔ جس نے بجٹ میں لاکھوں مارکس کا اضافہ کر دیا ہے ۔ اور مصارف اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ گورنمنٹ مجبور ہو گئی ہے ۔ گورنمنٹ کا تمام مالی لائحہ عمل پرزے پرزے ہو گیا ہے

گورنر جنرل فری سٹیٹ کے بھائی پر حملہ

لندن ۔ ۲۱ ۔ مارچ ۔ کارک کا وکیل مسٹر ہیلے جس کے مکان پر باغیوں نے کل حملہ کیا تھا ۔ اور جس کی اطلاع کل شائع ہو چکی ہے مسٹر ٹم ہیلی گورنر جنرل فری سٹیٹ کا بھائی ہے ۔ باغی وکیل مذکور کی جائداد اس لئے تباہ کرنا چاہتے تھے کہ وہ اس سے گذشتہ سزاؤں کا بدلہ لینے کے خواہشمند تھے ۔

کینیا کے ہندوستانی اور یوروپین وفود

لندن ۲۱ مارچ ۔ ایوان عام میں مسٹر آرمسبی گور نے مسٹر ... کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایک پیغام گورنر کینیا کو روانہ کیا گیا ہے جس میں اس امر کو واضح کر دیا گیا ہے کہ ہندوستانیوں کے وفد کو یوروپین وفد کی طرح موقعہ دیا جائے گا ۔ اور امید ظاہر کی گئی ہے کہ دونوں وفود انگلستان میں ایک ہی وقت میں آئیں گے ۔

کیا امریکہ نے بالشویک اقتدار کو تسلیم کر لیا ہے

واشنگٹن ۲۲ مارچ ۔ مسٹر ہیوز کے روبرو عورتوں کا وفد پیش ہوا اور انہوں نے اپنے خیالات کی تائید کی ۔ مسٹر ... صاحب موصوف نے کہا کہ امریکہ نے فیصلہ کیا ہے کہ روس کی طاقت کو اس وقت تک تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ بالشویکوں کی طاقت کو بین الاقوامی راہ و رسم کے لئے مستحکم بنیادوں پر قائم نہ کر لیا جائے ۔ وزیر ملک نے کہا ہے کہ سرکاری اطلاع بالشویکوں میں اعتماد رکھنے سے قاصر ہی ہے اور نہ ماسکو کے کسی بحث و مباحثہ کا سودا ہو سکتی ہے ۔ اس امر کی بھی تردید کی کہ امریکہ کے قرضہ کو بالشویک دبا لینگے ۔

مسٹر ڈی ویلرا کے قاصد کی گرفتاری

لندن ۔ ۲۱ مارچ ۔ آزاد ریاست کے سپاہیوں نے ڈبلن کے بہادر مکانات پر چھاپہ مارا اور متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں ۔ جمہوریت پسندوں کے شعبہ اشاعت کا ڈائرکٹر اور مسٹر ڈی ویلرا کے پاس پیغام پہنچانے والا قاصد بھی گرفتار ہوا ہے ۔

تخفیف مشاہرات کے خلاف پر زور احتجاجات

لندن ۲۴ مارچ صنعتی طوفان کی اول علامت آج ظاہر ہوئی جبکہ عمارتی انجمن اتحادی کونسل جو مالکوں اور مزدوروں کی نمائندہ مجلس ہے گئی یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ۱۴ ہزار موافق ۲۴ ہزار مخالف رایوں کے خلاف رایوں کے ساتھ تخفیف مشاہرات کی رائے مسترد کر دی گئی ہے پیشتر بھی ہڑتال ترقی پذیر ہے ۔

ٹائمز کا نامہ نگار "نخست" بیان کرتا ہے کہ کچھ خاص حرفوں میں ایک نازک حالت پیدا ہو گئی ہے جنوبی ویلز میں یونین کے ارکان کے خلاف جد و جہد کرنے کے علاوہ کان کن تحریک جاری کر رہے ہیں کہ مشاہرات کا ایک قومی معیار مقرر کیا جائے ۔ قومی کانفرنس ۲۸ مارچ کو انعقاد پذیر ہوگی ۔

ترفوک میں زراعت کی حالت ابتر ہے ۔ اس کا دوسرے حصوں پر بھی پڑنے کا خوف ہے ۔ کاشتکار اسبات پر مصر ہیں کہ مزدور فی گھنٹہ پانچ پنس لیں اور ۵۴ گھنٹوں کا ہفتہ مقرر کیا جائے ۔ وہ کہتے ہیں کہ موجودہ قیمتوں کی وجہ سے مالی دشواریاں اسقدر زیادہ ہو گئی ہیں کہ وہ اس سے زیادہ مزدوری نہیں دے سکتے ۔

برقی انجنیئر تخفیف مشاہرات کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ ان کا مطالبہ ہے کہ قومی اصول مشاہرات کا تصفیہ کیا جائے ۔ ڈنڈی میں جیوٹ کے مزدوروں نے اعلان کیا ہے کہ اگر تنخواہوں میں کمی کی گئی تو ۲۲ ۔ مارچ کو عام ہڑتال کی جائیگی ۔ مالکان جہاز زور دے رہے ہیں کہ افسر اور ملازمین کم تنخواہیں قبول کریں ۔ یہ تنازعہ قومی بحری بورڈ کے روبرو پیش ہے ۔

(انگلشمین کا خاص تار)

تصحیح

رسید زر جو ۲۰ مارچ ۱۹۲۳ء کے اخبار پیغام صلح میں از طرف جماعت امرتسر معرفت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ چھپی ہے اس میں بابو فیض الرحمٰن صاحب کے چندہ کے آگے غلطی سے نومبر لغایت فروری لکھا گیا ہے ۔ وہ میاں محمد اسحٰق صاحب کا چار ماہ کا چندہ بحساب ۱۲ فی ماہ تھا ۔

بابو فیض الرحمٰن صاحب کا چندہ مستقل طور پر دس روپیہ ماہوار ہے ۔

عنادل اس چمن کے سب غزلخواں ہوتے جاتے ہیں

وہ خود ہی دیکھکر آئینہ حیراں ہوتے جاتے ہیں
مری وارفتگی کے اور ساماں ہوتے جاتے ہیں

مرے گریہ نے نالوں نے تغافل نے کیا ہوا
ہویدا اب ہمارے رازِ پنہاں ہوتے جاتے ہیں

عجب کیا ہے کہ وہ جور و جفا سے باز آجائیں
سنا ہے یہ کہ اب کچھ کچھ پشیماں ہوتے جاتے ہیں

تہِ خنجر ہی نکلتی ہے اراں ہی نکلتے ہیں
مگر اب صاحبِ خانہ یہ مہماں ہوتے جاتے ہیں

مجھے پروا نہیں کیا اے باغباں تیرے گلستاں کی
کہ خود میرے داغِ دل رشکِ گلستاں ہوتے جاتے ہیں

ہم اپنی شوخیٔ قسمت سے حیواں بنتے جاتے ہیں
جو کل حیوان تھے وہ آج انساں ہوتے جاتے ہیں

اُدھر تثلیث کے پیرو ہوئے توحید کے قائل
اِدھر یہ ہے کہ مشرک اہلِ قرآں ہوتے جاتے ہیں

ذرا دیکھے کوئی یہ انقلاب دہر کے نقشے
کہ سب دوست ہی اب دشمنِ جاں ہوتے جاتے ہیں

بہار آنے لو ہے اب گلشنِ اسلام میں شاید
عنادل اس چمن کے سب غزلخواں ہونے جاتے ہیں

مذہب بین مذہب کیوں بدنام ہے؟

بولشوازم کی حقیقت

(مولوی عبدالمجیب صاحب ایم اے کے قلم سے)

پچھلے دس پندرہ سال میں دنیا نے [illegible] ایام نداہا
میں [illegible] دیکھا ہے [illegible] تبدیلیاں سیاست
[illegible]

ہیں۔ ایسی ایسی تحریکیں پردۂ ظلمت سے روشنی میں آئی ہیں کہ بڑی بڑی طاقتوں کو ان کے مقابلہ کی فکر پڑی ہے۔ وہ لوگ جو ہمیشہ ہر ایک چیز کے روشن پہلو پر نظر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اب صرف تاریک پہلو پر نظر کرنا اپنا فرض ٹھیرا لیا ہے۔ سب سے بڑی تحریک جسنے تمام مہذب دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا ہوا ہے۔ روس میں بولشوازم یا کمیونزم کے نام سے موجود ہے۔

بولشوازم روسی زبان کا لفظ ہے اور لفظی ترجمہ ہے لفظ کمیونزم کا اس تحریک کے اصولوں کا بانی ایک جرمن بنام کارل مارکس [illegible] ہے۔ اس کی ایک کتاب The Capital [illegible] تمام مشہور زبانوں میں ترجمہ [illegible]

پیشتر اس کے کہ میں اس نئی تحریک کے وجوہات لکھوں۔ یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں قارئین کرام کے سامنے چند موٹی موٹی باتیں بیان کردوں تاکہ انہیں اس تحریک کی اہمیت اور ہمہ گیری کا کچھ اندازہ ہوسکے۔

(۱) ہماری تمدنی زندگی کی بناوٹ اور پھر اس کا انحصار چند ایک چیزوں (مثلاً ریلوے زمین مشنری وغیرہ) کی ملکیت پر منحصر ہے۔ جو کہ صرف چند ایک سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہے جس کا لازمی نتیجہ ایک ایسے گروہ کی غلامی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ سے تمام دولت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ گروہ مزدوروں کا ہے یا حزب العمال کا ہے۔

(۲) ہمارے تمدن میں چند ایک متخالف پہلو و اغراض موجود ہیں جن کا لازمی نتیجہ ایک کشمکش ہے۔ جو مالکان زمین و ریلوے و مشنری وغیرہ یعنے سرمایہ دار اور حزب العمال (جو کہ دولت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے) درمیان لگاتار جاری ہے۔

(۳) یہ تخالف صرف ایک ذریعہ سے مٹ سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ حزب العمال کو آزاد کردیا جائے۔ ان چند لوگوں کے جبر سے حکومت سے دباؤ سے جو سرمایہ دار کہلاتے ہیں۔ یا بالفاظ مختصر اگر سرمایہ داروں کو مٹا دیا جائے۔ اور سرمایہ داروں کا مٹانا صرف ایک ہی ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسے تمام ذرائع جو کہ دولت کے پیدا کرنے کے ہیں۔ حکومت کے ماتحت کردئیے جائیں۔ اور ان تمام ذرایع پر مکمل قبضہ لوگوں کا ہو۔ (Democracy)

(۴) اگر دنیا کی حالت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مزدور ہمیشہ غلام رہے ہیں۔ اس لئے ان کی نوبت آزادی اگر وہ کبھی آسکے۔ تو سب سے آخر میں آئے گی۔ اس لئے اگر ان کو آزاد کردیا جاوے تو تمام بنی آدم کی آزادی بغیر امتیاز نسل و جنس حاصل ہوجائے گی۔

(۵) چونکہ موجودہ گورنمنٹیں سرمایہ داروں کی مدد بذریعہ فوج، بذریعہ قانون، بذریعہ پولیس کرتی ہیں۔ اس لئے آجکل کی حکومتیں بھی سرمایہ دار کی حکومتیں ہیں۔ اس لئے حزب العمال کو سوچکر سمجھکر اپنے آپ کو ایسے طریقہ سے نظم و نسق دینا چاہئے۔ کہ وہ تمام سیاسی خوف کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اور ان تمام ذرائع کو جو سرمایہ داری کی مواظبت و ہمیشگی کے سامان تھے۔ وقفتاً آزادی اور مکمل آزادی کے ذرائع میں تبدیل کردیں اور ان تمام قسم کے ذرائع کی تباہی کا سامان نہیں۔ جو کہ بنی نوع انسان کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتے ہیں۔ [illegible] کوشش کرسکتے ہیں۔

(۶) چونکہ تمام قسم کی پارٹیاں اصل میں [illegible] ایک مجسمہ
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۱۲ شعبان ۱۳۴۱ھ | نمبر ۴۳

فتنۂ ارتداد اور فتنۂ تکفیر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

فتنۂ ارتداد پر مسلمانوں کو رنج و غم ہوا ایک قدرتی امر تھا۔ اپنے بھائیوں کو خارج از اسلام ہوتے اور ہندوؤں کے دائرہ میں شامل ہوتے دیکھ کر کون مسلمان ہے جس کا دل اس صدمہ سے تڑپ نہ جائے۔ اور خواب و خور حرام نہ ہو جائے [illegible] واحد اور محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی کا دم بھرنے والے کفر کے گڑھے میں گر پڑیں [illegible] مسلمانوں اور اسلام کا درد رکھنے [illegible] مرتد شدہ مسلمانوں کی موجودہ [illegible] ایک مسلمان خواہ کتنا [illegible] رکھتے ہیں اپنے بھائیوں کو اسلام سے نکلتے اور کفر کے دائرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر [illegible] ہو جائیں۔ اور دیوانہ وار اس تیاری [illegible] سے اسلام کو بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اگر کوئی شدھی پر مسلمان کس درجہ تڑپ رہے ہیں۔ اور ان کا تڑپنا بجا ہے۔ کیونکہ ان کی زندگی کی علامت ہے [illegible] ضرور [illegible] اپنے عضو کٹنے [illegible] جب وہ قوم جو اپنے جسم کے اعضا کے کٹنے [illegible] اور اس درد کی دوا کے لئے تیار ہو جاتی ہے [illegible]

[illegible] کہ مسلمانوں کو کافر بنایا جائے ۔ [illegible] سلطنت کے کھو بیٹھے [illegible] سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص مسلمانوں کو کافر بنا دے۔ پس جہاں اہل اسلام سے [illegible] غیرت و حمیت کا اظہار ہوا ہے۔ وہاں بزبان اسلام کی خدمت میں اگر میں یہ پیش بھی کروں تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ کہ [illegible] فتنۂ تکفیر فتنۂ ارتداد سے کچھ کم ہے۔ ہمارے بعض علما ایک قلم کی زد میں [illegible] ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو [illegible] سے نکال کر کفر کے دائرہ میں [illegible] تو بیکہ [illegible] اور اس قبیلہ میں اپنے خیالات سے ذرا اختلاف رکھنے پر کافر قرار دے دیتے ہیں۔ [illegible] مسلمانوں کو آریہ بنا [illegible] پر خون کے آنسو نہیں بہائے جاتے۔ [illegible] اسلام [illegible] کا ووٹ پاس [illegible] مسلمانوں کو کافر بنا کے خوش ہوتے ہیں [illegible] اور کوئی [illegible] جب [illegible] تو اس قدر شور قیامت بپا ہو۔ مگر جب لاکھوں [illegible] نمازیں پڑھتے [illegible] کی فہرست [illegible]

[illegible]

ممکن ہے اس کا جواب دیا جائے کہ اکثر مولویوں کی عادت ہی کفر کے فتوے دینے کی ہے۔ اس لئے اس کی پرواہ نہ کرو۔ یہ سچ ہے۔ مگر ان فتاووں کی پرواہ نہ کرنے والے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔

عوام الناس کا طبقہ انہی مولویوں کے زیر اثر ہوتا ہے جو جوش میں آکر نہایت قبیح حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے درمیان یہی تفرقہ کا موجب ہو جاتا ہے۔ خوب غور کر کے دیکھو کہ تفرقہ بین المسلمین کا اصلی باعث یہی تکفیر بازی ہے۔ ورنہ اصول میں تمام فرقے اسلام کے متحد ہیں۔ صرف فروعی اختلافات میں یہاں تک غلو کیا جاتا ہے کہ اسلام کے دائرہ سے بات بات میں خارج کر دیا جاتا ہے۔ اپنے اختلاف آراء کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ دوسرے پر ظاہر کرنا اور معقول طریق پر تبادلۂ خیالات کرنا کبھی کسی جھگڑے اور فساد کا باعث نہیں ہوتا۔ مگر کسی فروعی اختلاف پر آپے سے باہر ہو جانا اور اس شخص کو جب تک کافر کہہ کر دل نہ ٹھنڈا کر لیا جائے صبر نہ آنا۔ تمام تفرقہ اور اختلاف بین المسلمین کا اصل باعث ہے۔ بعض علما تو صاف صاف کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس سزا دینے کا اگر کوئی ہتھیار باقی ہے تو وہ یہی فتوائے کفر ہے۔ اگر یہ ہمارے ہاتھ سے چلا جائے تو پھر ہماری کون سنے گا اور کون مانے گا۔ حالانکہ لا اکراہ فی الدین کے ماتحت انہوں نے دین کے کسی مسئلہ کو زبردستی نہیں منوانا تھا۔ بلکہ قد تبین الرشد من الغی کے ماتحت ہدایت اور گمراہی میں تمیز کر کے بینے خوب کھول کر فرق دکھلا دینا تھا اور بس۔ ڈنڈے کے زور سے منوانا اسلام کا اصول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر فرما کر بتا دیا کہ مسلمانوں کی قوم تمام دنیا جہان کے لوگوں کی بھلائی کے لئے بنائی گئی تھی۔ جو لوگوں کو اسلام اور بھلائی کی دعوت دے۔ نیک کام کرنے کی نصیحت کرے اور برے کاموں سے روکے۔ لوگوں کو غیظ و غضب میں آکر دائرہ ہدایت سے نکال دائرۂ گمراہی میں داخل کرنے کا سبق تو کہیں نہیں دیا گیا۔ پھر یہ کیا تماشہ ہے۔ کہ جہاں کسی مسئلہ میں کسی شخص نے اختلاف کیا اور وہ کافر ٹھہرایا گیا۔ یہ تو شردھانند کا کام ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو کافر بنا رہا ہے۔ ہمارے علما کی یہ شان نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے کلمہ گو اہل قبلہ مسلمانوں کو کافر بنا دیں۔ اور جناب رسالت مآب صلعم کے ارشاد لا تکفروا اھل قبلتکم کی بیخ کنی کریں۔ [illegible] کی پیش بندی کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ کہ اپنے اہل قبلہ لوگوں کی تکفیر کرنا۔ اور کس قدر سختی سے روکا تھا۔ کہ جو مومن کو کافر کہے کفر اس پر لوٹ کر آتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اسی پر عمل نہیں۔ وہ تمام احادیث صحیحہ اور قرآن کریم کا صحیح ارشاد لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا کہ جو تم پر سلام علیک کرے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ یہ سب کچھ پس پشت پھینک دیا گیا۔

پس درد دل رکھنے والے مسلمانوں کا جہاں یہ کام ہے کہ شدھی کی رفتار کو روکنے کے لئے سرگرم کوشش کریں۔ وہاں چاہیئے کہ اپنے گھر کی اس بیماری کو روکنے کا بھی انتظام کریں۔ کہ یہ شدھی سے بھی بدتر ہے۔ [illegible] کو اندر سے کھوکھلا کر دیا۔ آج تکفیر بازی ختم ہو جائے تو تمام تفرقے مٹ جاتے ہیں۔ اور اسلام میں [illegible] وحدت [illegible] اسلام میں تفرقہ آتا تھا۔ اور [illegible] حقیقت [illegible] ترقیات کی جڑ ہے [illegible] غیر قوم کے سہارے کی ضرورت نہ رہے گی۔ خدا کا سہارا ہوگا اور اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا نظارہ دنیا کے سامنے ہوگا۔ کفار کے مقابلہ میں مسلمان [illegible] مضبوط اور آپس میں نہایت مہربان ہوں گے۔ اور اس طرح اسلام کے پہلے دن آ جائیں گے۔

پس اس کا انسداد [illegible] اور [illegible] مستقل کے ساتھ شروع کرنا چاہیئے۔ اگر بعض تکفیر کے شوقین علما باز نہ آئیں۔ تو ان کے خلاف ایسی طرح ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے جس طرح شردھانند کے خلاف کیا گیا۔ اور اپنے بھائیوں کو کافر بنائے جانے سے اسی طرح اظہار رنج و غصہ کرنا چاہیئے جیسا آجکل کیا جا رہا ہے۔ اس طرح کفر باز مولوی باز آ جائیں گے۔ اور تفرقہ مٹ جائے گا۔ اور پھر بھی اگر باز نہ آئیں تو ایسے مولویوں کو بائیکاٹ کر دیا جائے۔ اور کم سے کم اتنا اعلان تو ضرور کر دینا چاہیئے۔ کہ ایسے تکفیر باز علما کے فتووں کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور ان کے اس فعل شنیع سے اظہار بیزاری اور برأت کا اعلان کر دیا جائے۔ تا یہ روز روز کا رونا ختم ہو۔ کون بزرگ ہے۔ اور کون اسلام کا امام ہے۔ جو ان فتووں کی زد میں نہ آیا ہو۔ کیا یہ طرز عمل قابل اصلاح نہیں۔ کیا انہی باتوں نے مسلمانوں [illegible] کمزور نہیں کر دیا۔ پھر اس

مرض کا علاج کرنا کیا دانا اور عاقبت اندیش لوگوں کا کام نہیں [illegible] کے مسلمانوں کو آپس میں متحد کرنا چاہتے ہو۔ اور [illegible] کی شان کو پھر دوبارہ دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہو تو [illegible] مرض کا پہلے علاج کرو تا اسلام کی اخوت اور عالمگیر اتحاد میں [illegible] نہ پڑے۔ اور جو آپس کی تکفیر بازیوں اور خبر داریوں کی [illegible] پھر وحدت اسلامی اور عالمگیر اخوت محض ایک خواب [illegible] نہیں۔ للّٰہیات اور بے نفسی اور آپس کی محبت اور [illegible] مثالیں جب تک ہمارے پیش نظر نہ ہوں [illegible] چلنے والے سے علی الاعلان بیزاری کا اظہار نہ ہو [illegible] حقیقی اور اخوت اسلامی پیدا نہیں ہو سکتی۔

آریہ کس طرح شدھی کرتے ہیں؟

شدھی کے متعلق یہ شکایت عام ہے۔ کہ وہ تبدیلی [illegible] بنا پر نہیں ہوتی۔ بلکہ دنیوی لالچ اور مفاد پر مبنی ہوتی ہے چنانچہ [illegible] ہی میں ہمارے ایک معزز دوست نے اپنی مراسلت میں [illegible] شدھیوں کا خاکہ کھینچا ہے۔ ان سے بھی یہی پایا جاتا ہے [illegible] کہ ہوتے ہیں وہ مذہبی تحقیقات کے بعد نہیں ہوتے۔ بلکہ [illegible] یا شادی کے لالچ یا دوسرے دباؤ کے نیچے آکر اپنا مذہب بدل [illegible] ہیں۔ صاحب مراسلت لکھتے ہیں کہ موضع کیتھنا میں مسمی کشن [illegible] جو اب آریہ ہو گیا ہے۔ اور جس کا پہلا نام سکندر خاں تھا۔ ایک [illegible] کے روبرو تسلیم کیا۔ کہ مجھے مذہب کے متعلق کوئی علم نہیں۔ محض دباؤ ڈالکر آریہ بنایا گیا ہے۔ مگر باوجود اس کے ہندو [illegible] اپنے برتنوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔ اور نہ ہی چوکے میں جانے کی اجازت ہے۔ جن لوگوں کو آریہ بنایا جاتا ہے۔ ان سے کہا [illegible] ہے۔ کہ چھ ماہ کے بعد تم سے مساوات اور اخوت کا سلوک کیا [illegible] بشرطیکہ تم اس عرصہ میں آریہ مذہب پر ثابت قدم رہے۔

اسی طرح ایک دوسرے شخص مسمی تاج خاں نے بیان کیا کہ اس کو تین ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بشرطیکہ وہ آریہ دھرم قبول کرے۔

غرض جس شدھی کا شور و غوغا پڑا ہوا ہے۔ اور جس کی خوشی میں [illegible] آریہ دوست پھولے نہیں سماتے۔ وہ اس قسم کے طریق عمل سے ہو رہی ہے۔ جو بجائے فخر و مباہات کے قابل شرم ہے۔ کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ مذہب میں کوئی روحانی اور اخلاقی کشش نہیں۔ اور اس لئے اس کے مبلغین کو روپیہ کے لالچ سے کام لینا پڑتا ہے۔

پھر یہ بھی قابل افسوس امر ہے کہ شدھی کے بعد بھی ان لوگوں کو اپنے میں شامل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ان پر بدگمانی کر کے چھ ماہ تک حالت منتظرہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد مساوات کا وعدہ دیا جاتا ہے جو وعدہ فردا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کیا اسی برتے پر سوامی شردھانند گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں کہ وہ بچھڑے ہوؤں کو ملاتے [illegible] کیا یہ اچھا ملانا ہے کہ باوجود تبدیل مذہب کے وہ [illegible] کے الگ ہیں۔ [illegible] [illegible] صاحب کو صرف یہ [illegible] ہے کہ وہ موسم [illegible] [illegible] ہندوؤں کی تعداد بڑھ جائیں گے۔ یہی وہ غرض ہے جس کے لئے شدھی کا پرچار ہو رہا ہے۔ [illegible] ہندوؤں سے مذہب کے نام پر چندہ [illegible] جا رہا ہے۔

اس کے بالمقابل اسلام ہے کہ جس وقت کوئی شخص کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ وہ اس عالمگیر اخوت اسلامی میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو اسلام کا طغرائے امتیاز ہے پھر اس سے کوئی پرہیز نہیں۔ کوئی مغائرت نہیں۔ وہ مسلمان ہے اور مسلمانوں کا بھائی ہے۔ آریہ دوست خواہ کتنا ہی رنگ بدلیں۔ اور آریہ مذہب کو زمانے کی ضرورتوں کے مطابق سانچے میں ڈھالیں مگر اسلام کا مقابلہ ناممکن ہے۔ خود ان کے مذہب میں اس کی خرابی کے سامان موجود ہیں۔ چھوت چھات کا مسئلہ۔ ذات پات کا مسئلہ۔ نیوگ کا مسئلہ۔ یہ ایسے مسائل ہیں کہ آریہ دھرم کو گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں۔ اور اندر ہی اندر [illegible] کھا رہے ہیں ؎

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولا برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

مسلمانوں کیلئے طریق کار

صاحب مراسلت مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ علاقہ ارتداد میں مساجد اور مدارس کھولے جانے چاہئیں۔ تاکہ وہاں کے لوگ اسلام کی تعلیم سے واقف ہوسکیں۔ صرف ضلع آگرہ ہی میں ۶۰ گاؤں لکانہ کے ہیں۔ جن میں سے گیارہ گاؤں شدھی کے زیر اثر ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ اسلام کی طرف آنے کیلئے آمادہ ہے۔ مگر آریہ لوگ کچھ لالچ دے کر کچھ طرح طرح کے دباؤ اور ڈراؤ سے انہیں باز رکھتے ہیں،

ان حالات سے ظاہر ہے کہ اگر مسلمان تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کریں۔ مدارس و مساجد کھولیں تو فتنہ ارتداد نہ صرف رک ہی سکتا ہے بلکہ امید غالب ہے کہ وہ لوگ جو قدیم سے ہندو چلے آتے ہیں۔ وہ بھی اسلام کے قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے کیونکہ جو مساوات و اخوت اسلام میں ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی دوسرے مذاہب میں نہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جو ان لوگوں کے لئے باعث نجات ہے۔ وہ غریب ہیں۔ نا تعلیم یافتہ ہیں۔ مفلوک الحال ہیں۔ جو مذہب انہیں پستی کے گڑھے سے نکالکر بام رفعت پر پہنچا دیگا۔ وہی ان کیلئے باعث فلاح دارین ہوگا۔

اسلام کے شیدائیو۔ یہ تمہارے لئے ایک زرین موقعہ نکلا ہے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کو پانی کی طرح بہا دو۔ کہ اس سے زیادہ مفید اور اہم مصرف اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم ٭

آریوں کے خلاف احمدی لٹریچر کی اہمیت

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی اسلام کیلئے وقف کردی تھی۔ آپ کی صحبت میں رہنے والے بزرگ جانتے ہیں کہ کوئی لمحہ ایسا نہ گذرتا تھا کہ جس میں آپ کو دشمنان اسلام کے اعتراضات کے جواب دینے کی فکر نہ ہوتی ہو یہی وجہ ہے کہ جو آگ اشاعت اسلام کی آپ کے سینے کے اندر لگی ہوئی تھی۔ اسی نے آپ کے متبعین کے اندر اثر کیا۔ اور انہیں مذہب کیلئے مخصوص کردیا۔ اس وقت تو ہمارے نام نہاد علماء اسلام نے آپ پر کفر کے فتوے دیئے۔ اور آج تک بھی بعض کوتہ فہم اور ناعاقبت اندیش اور بدزبان مولوی کفر کے فتوے دیتے رہے ہیں۔ لیکن آخر اہل انصاف بھی ان ہی میں سے نکل آتے ہیں۔ چنانچہ مہتمم صاحب مدرسہ دیوبند نے جو فتنۂ ارتداد کی روک تھام کے لئے اپیل کی ہے اس میں کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اور آپ کے پیدا کردہ لٹریچر کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ صاحب ممدوح لکھتے ہیں:۔

"آریہ کے خلاف جتنا پاکیزہ لٹریچر قادیان میں جمع ہے اس کا عشر عشیر بھی کہیں اور نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ ہمارے علما نے آریہ کے خلاف کچھ لکھا نہیں۔ بہت لکھا گیا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے۔ اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی"

اب وہ مولوی صاحبان جو احمدیوں کے خلاف فتوے کفر شائع کرنے کے شائق ہیں۔ ان سطور کو پڑھ کر غور کریں کہ ان کا وار کن لوگوں کے خلاف ہوتا ہے۔ اور کیا وہ ہم سے دشمنی کرکے خود اسلام سے دشمنی تو نہیں کرتے ؎

من از مہد روی ات گویم تو خود ہم بکمر کن بارے
خرد از بہرایں روز است اے دانا وہشیارے

انسداد ارتداد کے لئے جدوجہد

ہم خوش ہیں کہ آجکل تمام اہل الرائے مسلمانوں کی توجہ فتنہ ارتداد کے انسداد کی طرف مبذول ہو چکی ہے حکیم اجمل خاں صاحب جو سیاست کے میدان کے مرد ہیں۔ اور جنہوں نے ہندو مسلم اتحاد میں بہت بڑا حصہ لیا۔ آخر تبلیغ اسلام کے میدان میں بھی اترے ہیں۔ آپ نے دہلی کے ایک مجمع عام میں یہ اعلان کیا۔ کہ وہ بھی سوامی شردھانند کی طرح مذہبی تبلیغ کے لئے اپنی زندگی وقف کریں گے۔ اور ہندوؤں کو مسلمان بنانے میں پوری کوشش سے کام لیں گے۔

پیر جماعت علی شاہ صاحب نے بھی اپنے مریدوں کے نام ایک زبردست اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں حکم دیا ہے کہ فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے پوری جدوجہد سے کام لیں۔

دوسری طرف سر آغا خاں ......دو ہزار اچھوت ہندوؤں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی مختلف جماعتیں اور انجمنیں اپنے اپنے طریق پر کام کر رہی ہیں۔ اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ اتفاق و اتحاد کی لہر بھی مسلمانوں میں دوڑتی ہوئی نظر آتی ہے چنانچہ میاں محمود احمد صاحب ایسے حضرات نے بھی اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر دوسرے اسلامی فرقوں کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ادھر پنجاب کے دارالخلافہ میں ایک جلسہ تبلیغ کا انعقاد ہو چکا ہے۔ کہ اس وقت مل کر کام کیا جائے۔ اور فتنۂ ارتداد کو روکا جائے۔ یہ بات نہایت دلخوش کن اور حوصلہ افزا ہے لیکن ضرورت اس کی ہے۔ کہ اس جوش و خروش اور احساس ملی کو اس انداز سے قائم رکھا جائے۔ اور کامل یکجہتی اور اتفاق سے ایک عرصہ دراز تک کام کیا جائے۔

آریہ قوم ایک کامل نظام کے ماتحت کام کر رہی ہے۔ اور سنا ہے کہ پانی کی طرح روپیہ بہا رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ اب پلول میں ۳۰۔۳۱ مارچ کو جلسہ ہونے والا ہے۔ جہاں بہت سے گھرانے شدھی کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ ہمارے مبلغ وہاں پہنچے بھی تھے لیکن آریہ سماج نے مدت سے وہاں جال بچھایا ہوا ہے۔ اس لئے فوراً ہی شدھی کا انسداد مشکل ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ آریہ قوم شدھی کے لئے سیم وزر کی بارش بھی کرتی جاتی ہے۔ آجتک جن لوگوں کی شدھی ہو چکی ہے۔ ان کی تعداد تقریباً چھ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ یہ تعداد اگرچہ بہت ہے اور ہمیں ایک آدمی کے ضائع ہوجانے سے اتنا ہی رنج ہوتا ہے۔ جتنا جسم سے ایک عضو کٹ جانے سے۔ لیکن آریہ قوم کی کوششوں اور روپیہ کے سامنے یہ نتیجہ ان کے لئے نہایت یاس انگیز ہے۔ وہ ایک سال سے اس کام میں مصروف ہیں۔ اور اب اس فصل کو کاٹ رہے ہیں جو انہوں نے مدت ہوئی بوئی تھی۔

اس کے بالمقابل مسلمانوں کے لئے صرف یہی راہ کھلی ہے کہ وہ استقلال اور ہمت سے کام کرتے رہیں۔ فراہمی چندہ کے لئے خاص انتظام کریں۔ علاقہ ارتداد میں سکول۔ مدارس۔ مساجد یتیم خانہ کھولیں جو لوگ وہاں مستقل طور پر اقامت کرسکتے ہیں۔ وہ خدا کے نام پر ہجرت کریں۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ جو لوگ مرتد ہوئے ہیں۔ ان کی سوشل حالت درست کرنے سے یہ آگ بجھے گی۔ اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس سرمایہ کافی ہو۔ اور ہم صبر و استقلال سے مدت کام کرنے رہیں

میں اپنے احباب سے خاص طور پر عرض کروں گا۔ کہ یہ وقت ہندوستان میں اسلام پر بہت نازک ہے۔ خدا کے لئے اس کی اہمیت کو سمجھو۔ اور اس کی روک تھام کے لئے اٹھو۔ علاقہ ارتداد میں بڑے لائق آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہاں کوئی علمی اور مذہبی مباحث درپیش نہیں۔ وہاں صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اسلام کا درد رکھتے ہوں صحت اچھا ہو۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرسکتے ہوں۔ اور اسلام کے موٹے موٹے اصول نہایت سادہ زبان بلکہ دہقانی زبان میں پیش کر سکتے ہوں ٭

بقیہ صفحہ اول

کے اغراض بالکل مختلف ہوں گے۔ ان تمام پارٹیوں کے اغراض۔ جو اپنے آپ کو حاکم بنانا چاہتی ہیں۔ اس لئے ان میں اور ان میں تصادم بھی ہونا لازمی امر ہے۔

سرمایہ اور محنت کی جنگ

یہ چند ایک باتیں ہیں جن کو پڑھ چکنے کے بعد دماغ پر ایک ہی خیال رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ سرمایہ داروں اور مزدوروں کی جنگ باہمی۔ لیکن اگر ذرا غور کیا جاوے تو نظر آئے گا۔ کہ بولشویکی لوگ صرف اس سرمایہ داری [illegible] میں ہے بلکہ ہر ایک ایسی سرمایہ داری کے مخالف ہیں۔ جو سرمایہ کی قوت سے لوگوں کو اپنے ماتحت اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتی ہے۔ کارل مارکس کا خیال ہے کہ مذہب بھی ایک قسم کی سرمایہ داری ہے۔ اور یہ کہ مذہب سوائے چند ایک توہمات کے مجموعہ کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اور چونکہ کمیونزم یا بولشوزم ایک اصلیت ہے اور عملیات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے مذہب کا اور بولشوازم کا یکجا جمع ہونا ناممکن ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ کارل مارکس کا خیال ہے کہ مذہب صرف اس ملک میں ترقی پکڑ سکتا ہے۔ جو کہ سیاسی طور سے ابھی کچا ہو۔ جو کہ سیاسی نظم ونسق میں مکمل نہ ہو۔

مذہب اور سیاست دو ایسے پہلو ہیں بنی نوع انسان کی تاریخ میں کہ وہ ہمیشہ پہلو بہ پہلو چلتے آتے ہیں۔ آج یورپ میں یہ خیال کہ مذہب کے بغیر بھی دنیا مکمل ہو سکتی ہے۔ بہت درست ہے۔ اور واقعی اگر مذہب کو توہمات کا مجموعہ سمجھ لیا جاوے۔ تو وہ واقعی سیاسی قوت و ترقی میں ضرور حارج ہوگا۔ کارل مارکس اپنی کتاب دی کیپٹل کے ایک باب "کماڈی ٹی (Commodities) راشیاء" میں لکھتا ہے کہ جوں جوں موجودہ تمدن کی قوت بڑھے گی۔ اور جوں جوں مزدور لوگ اپنے ان باہمی تعلقات کو جو ان کے اپنے درمیان واقع ہیں۔ اور اس کے درمیان اور قانون قدرت یا نیچر کے درمیان واقع ہیں سمجھیں گے توں توں مذہب" روحوں کی پرستش" بتوں کی پرستش خود بخود کم ہوتی جائے گی۔ اور مذہب کی زنجیریں ڈھیلی ہو جائینگی۔

مذہب کا لفظ ایسا بدنام ہو گیا ہے کہ بعض وقت بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یورپ میں اپنے آپ کو مذہبی انسان جتلانا کچھ موجودہ زمانہ سے پیچھے پڑا ہوا جیسے انگریزی میں کہا کرتے ہیں۔ (Behind the times) بتلاتا ہے۔ مذہب کا نام لیا جاوے اور لوگوں کے دماغ میں عیسائیت کا خیال آجاتا ہے کسی کے دل میں پوپ کا خیال کسی کے دل میں ان تمام جنگوں کا خیال جو مذہب کے پردہ میں پراٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک میں ہوئی تھیں آجاتا ہے۔ غرضیکہ وہ واقعی مذہب کو توہمات کا مجموعہ سمجھ لیتے ہیں۔ ان خیالات کا اثر اس قدر ہوا ہے۔ کہ ہمارے ہند کے طالب علم جو بغرض تعلیم یورپ میں آتے ہیں۔ آہستہ آہستہ مذہب کو چھوڑ بیٹھنا معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اور بعض بعض تو مذہب کو ہی ہند کی غلامی کی وجہ بھی بتلاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس مذہب اسلام پہنچا نہیں اگر کبھی پہنچا ہے تو نہایت گری ہوئی شکل میں۔ مذہب اسلام کسی فلسفہ کا نام نہیں۔ بلکہ ایک طریقہ کا نام ہے جو ہمیں چند ایک راہیں بتلاتا ہے جن پر چل کر ہمیں دنیا کی کامیابی بھی اور دین کی بھی حاصل ہو سکتی ہے مگر لوگوں کے دماغ میں مذہب ایک ایسی چیز ہے۔ جو عام لوگوں کے دماغ کو لبد سی ہے۔ مذہب اسلام ایک سسٹم ہے۔ جو کہ ہمارے اٹھنے بیٹھنے سونے آپس میں کے میل ملاپ خواہ وہ سیاسی ہوں خواہ اخلاقی ہوں۔ خواہ وہ ایک خاندان یا گھر کے اندر ہوں۔ سب پر حاوی ہے۔

یورپ میں اسلام کس طرح پھیل سکتا ہے؟

میں نے یورپ میں آنکر دیکھا ہے کہ ان لوگوں پر دلائل اس قدر اثر نہیں کرتے۔ کیونکہ دلائل کی حقیقت تو ہماری عام تحریر سے ظاہر ہے آریہ بھی موجود ہیں سکھ بھی موجود ہیں۔ عیسائی بھی موجود ہیں۔ ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دلائل موجود ہیں۔ اور ہر ایک اپنے کو دوسرے سے بہتر سمجھتا ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ کہ چند لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دلائل سے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور حق بات کو قبول کرلیتے ہیں۔ آج یورپ میں ایک خطرہ تمام دول یورپ کو لاحق ہے۔ وہ خطرہ بولشوازم کا ہے۔ آخر اس خطرہ کی وجہ کیا ہے ان کے پاس بھی تو چند ایک خیالات ہی ہیں جو آج سے ۵۰ سال پہلے اس دنیا میں کارل مارکس کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے۔ اس وقت اس قدر خدشہ نہ تو انگریزوں کو ہوا اور نہ جرمنوں کو اور نہ کسی اور قوم کو۔ آج "لال خطرہ" سب جگہ موجود ہے۔ اور حکومتیں اس کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ مجھے تو ایک ہی وجہ نظر آتی ہے۔ یعنی "عمل" عمل کی قوت بہت زبردست ہے۔ تمام قوم کی تمام چند خیالات سے رنگین۔ اور جو اس قوم کے ساتھ رگڑ کھا جاتا ہے وہی ان کا ہو لیتا ہے۔

آخر کو یہ تحریک ایک انسانی تحریک ہے۔ اور اس کے اندر نقص بھی ہیں کسی نے [illegible] کے متعلق کسی سے سوال کیا۔ کہ کیا وجہ ہے بولشویکی ایک حد کو چھوڑ کر آگے نکل گئے ہیں۔ تو جواب ملا

کہ لینن واقعی نہایت متعصب ہے۔ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔ لیکن بولشویزم اس سے ہی وہ اس قسم کی طبیعت اور موٹی سمجھ کی واقع ہوئی ہے کہ وہ باریک باتیں نہیں سمجھتی۔ مثلاً آج اگر روسیوں سے جا کر کہیں کہ تم ہماری مدد کرو۔ تو وہ مدد تو کر دیں گے۔ اور فرانسیسیوں کو رائن کی وادی سے بھی نکال دیں گے۔ لیکن ساتھ ہی وہ مشنری جس کی وجہ سے رائن کی وادی مشہور ہے تباہ ہو جائے گی۔ اور فرانسیسی بھی کوئی نظر نہ آئے گا۔ باوجود ان نقائص کے پھر بھی دول یورپ بولشوازم سے ڈرتے ہیں۔ اگر تھوڑی سی احتیاط سے بولشویکی لوگ چلتے۔ تو آج امریکہ یورپ میں سوائے بولشویکی خیالات کے لوگوں کے اور کچھ نظر نہ آتا۔

اب رسول کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی تاریخ پر ایک سرسری سی نظر ڈالو۔ بہت سے قرآن شریف کے طالب علم بہت سے حدیث کے طالب علم یوں کہتے ہوئے نظر آتے ہیں "اس زمانہ میں جو کوئی رسول کریم کے پاس آتا تھا۔ کوئی دلائل نہ مانگتا تھا۔ چند ایک موٹی موٹی باتیں پوچھتا اور ساتھ ہو لیتا۔ آخر وجہ کیا ہے؟ آج ہم ہیں کہ دریافت کرتے ہیں کہ فلاں آیت کا تعلق فلاں آیت سے کیا ہے۔ اور فلاں سورۃ فلاں جگہ کیوں نہیں۔ قرآن شریف کی ترتیب کس طرح پر ہے؟ پھر جب معترض کے سامنے صوفیان نے سوالات کے جوابات دیئے۔ وہ ذرا پڑھو۔ وہ سوال اس قسم کے ہیں کہ آجکل کے طالب علم حیران ہوتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ ان سوالات سے اس نے اسلام کا حق پر ہونا کیونکر معلوم کر لیا۔ اس نے خدا کے ایک ہونے پر دلائل نہیں مانگے۔ اس نے سود کا جائز یا ناجائز ہونا طلب نہیں کیا۔ اس نے ختم نبوت پر دلائل نہیں پوچھے۔ اصل بات یہ ہے کہ عام فہم انسان اس قسم کے سوالات کیا کرتا ہے۔ لوگ یہاں بھی ایسے سوالات کر دیتے ہیں "کیا اسلامی ممالک میں لوگ چوری کم کرتے ہیں؟ کیا وہاں پر زنا کم ہوتا ہے؟ کیا لوگ جھوٹ کم بولتے ہیں؟ ایک مذہب کی سچائی کا اندازہ لگانے کے لئے ایک عام فہم انسان کے پاس اس سے زیادہ عمدہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ ان تمام قسم کی باتوں سے میری مراد صرف اس قدر ہے کہ ہم مسلمانوں کو عمل کے رنگ میں رنگین ہو جانا چاہیئے۔ اگر ہم عمل کے رنگ میں رنگین ہو جاویں۔ تو تمام قومیں ہمارے سامنے سر جھکا دیں گی صحابہ کرامؓ کی مثال پر غور کرو۔ ان لوگوں نے اگر فتوحات حاصل کی ہیں تو کوئی تلوار کے ذریعہ سے نہیں بلکہ عمل کے ذریعہ سے۔ جو قوم صحابہ کرامؓ کے ساتھ چھو گئی۔ ذرا سا میل برتاؤ کا اتفاق ہو گیا۔ وہ بس انہیں کا ہو گیا۔ یہ برکت عمل کی تھی۔

بولشوازم عیسائیت کو ایک زبردست طریقہ سے اکھیڑ رہی ہے۔ ممکن نہیں کہ اب پھر دوبارہ عیسائیت کا قدم بولشوازم کی سرزمین میں جم سکے۔ عیسائیت پر اور بھی زلزلے آئے ہیں۔ ایک زلزلہ ڈارون ازم کا آیا تھا۔ پھر مادی ترقی کا جبکہ لوگوں نے اپنے عقول استعمال کرنا شروع کیا۔ تو لوگوں نے تثلیث کے مسئلہ کو الوداع کی۔ اور اب زبردست دھکا بولشوازم نے دیا ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے ملاحظہ ہو شکاگو ٹریبون کہ پیٹروگراڈ دارالخلافہ روس میں ایک بہت بڑا بت جو ایک عیسےٰ کا اور ایک موسےٰ کا اور ایک شاید آنحضرت کا بنایا گیا تھا۔ بت خدا کا تھا۔ وہ سب سے بلند تھا۔ پہلے تو ان تمام بتوں کو چھینی سے توڑا گیا۔ اور پھر آگ لگا دی۔ اور اس تقریب میں ملبوس کئے گئے اس نعروں سے کہ خدا کو آسمانوں سے اور سرمایہ داری کو زمین سے نکال دو۔ کہ ہماری اس میں آزادی ہے۔

ان تمام باتوں سے دو ہی باتیں پیدا ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ [illegible] کی [illegible] اشاعت اسلام کی جاوے۔ اشاعت اسلام سے مراد [illegible] ان گندے خیالات کو دور کرنا ہے جو کہ [illegible] اور دوسرے اپنے مسلمانوں کے اندر اسلامی زندگی اور اسلامی روح پیدا کی جاوے۔ تاکہ جب بھی کوئی ان سے ملے۔ وہ ان ہی میں محو ہو جائے۔ لیکن اسلام کے سامنے آج بڑی مشکل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کو اصلی رنگ میں پیش کرنے والی کوئی قوم موجود نہیں۔ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

مسلے از برہمن کافر تر است
آنکہ او را سومنات اندر سر است

زندگی پیدا کرنے کے لئے اپنے اندر زندگی کا پہلے موجود ہونا ضروری ہے اللہ والوں کے ساتھ لوگ بغیر حیل حجت ہو لیتے ہیں۔ جانتے ہیں کسی ارادے سے جب واپس آتے ہیں تو طوق غلامی گلے میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خود اپنے اندر زندگی کا موجود ہونا ہے۔ اگر مسلمانوں نے دنیا کو اسلام دینا ہے تو پہلے آپ اپنے اندر روح پیدا کریں۔ زندگی پیدا کریں۔ اور دیکھیں گے۔ کہ لوگ بغیر حیل و حجت ساتھ ہوتے جائیں گے۔ آج بولشوازم اس لحاظ سے آگے ہے۔ کہ وہ عملیات کے میدان میں قدم زن ہے ✦

مراسلات

احمدیوں کے خلاف ظالمانہ فتویٰ

احمدی جماعت و اس کے مقتدا امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے خلاف دہلی سے ایک فتوے کفر شائع ہوا ہے۔ جس میں غیر احمدی علماء نے احمدی جماعت کے خلاف بری طرح سے زہر اگلا ہے۔ اس فتویٰ کو پڑھ کر احمدی جماعت تو ایک طرف ایک منصف مزاج غیر احمدی کا دل بھی درد و رنج سے بیکل ہوا ہوگا۔ کیونکہ اس فتوے میں صاف صاف وہ رنگ نظر آتا ہے جس کی بابت ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ڈرایا ہوا ہے۔ کہ **فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا**۔ فتوے میں لکھا گیا ہے "مرزا قادیانی کے کفر میں کسی قسم کا شک نہیں۔ مرزا غلام احمد و اس کے پیرو بوجہ اپنی صحیح کفریات کے ضال و مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت اور اس کے تابعدار کافر و مرتد خارج اسلام سے ہیں۔ مرزا غلام احمد مدعی خاتمیت و الوہیت بھی ہے۔ اور مدعی نبوت بھی ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ ظالم اور دین اسلام کے دشمن ہیں۔ ان کے جلسوں کی شرکت حرام ہے۔ مرزائی اپنے عقاید کی وجہ سے بے شک کافر ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذا وغیرہ وغیرہ۔ آہ! اس وقت جبکہ دنیا کے تمام باطل مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور اسلام پر ہر طرح کے مصائب آ رہے ہیں۔ ادھر ہندو فرقے راجپوت مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش میں ہیں۔ یہ نام کے علماء اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کو کافر بنانے کے شغل میں مشغول ہیں۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ تمام مسلمان متفق و متحد ہو کر فتنہ ارتداد کا مقابلہ کرتے لیکن ایسے نازک وقت میں ان مدعیان اسلام نے ہمارے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو اسلام سے قطعاً محبت نہیں ہے۔ اور اسلام کا صرف دعوے ہی دعوے ہے۔ اپنے اتقا کے رنگ میں ان لوگوں سے صرف اتنا ہی کہنا ہے۔

گر گلے تکفیر تو خود چہ کار ست کردہ
روا اگر مردے جہو تھے رایسہ انکار

اب میں منصف مزاج مسلمانوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ذرا غور فرمائیں کہ ان علماء کا فتوے کفر ایسے شخص کے حق میں کہاں تک درست ہے۔ جس کی آرزو ہے

در رہ عشق محمدؐ این سر و جانم رود
این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم (توضیح مرام)

جو محبت رسول اللہ میں کہتا ہے۔

مرے دارم فدائے خاک احمدؐ
دلم ہر وقت قربان محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثار روئے تابان محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ
دل زارم بہ پہلو تم مجوید
کہ بستیمش بدامان محمدؐ

اس عاشق اسلام نے جس کو ان مکفر مولویوں نے کافر قرار دیا ہے۔ اپنی محبت اسلام کو الفاظ تک ہی محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اپنی جان و مال سے وہ خدمت اسلام کی ہے کہ جس کی نظیر اسلامی دنیا میں نہیں ملتی ہے۔ اور جس کی خدمت اسلامی کے دشمن بھی معترف ہیں۔ جس نے اسلام کے خلاف ایک لفظ کا سننا گوارا نہیں کیا۔ اور جبکہ تمام مسلمان [illegible] کے لحاظ سے قریب المرگ تھے۔ اور کثیر التعداد میں مردہ ہو چکے تھے۔ اس وقت یہی مرد اسلام تھا جس نے دشمنان اسلام کو للکار کر پکارا۔

الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی ایک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جائیں

اے مکفر مولویو۔ یہی وہ شخص ہے جس نے تمام دنیا کے لوگوں اور تمام مذاہب باطلہ کے مقابلہ پر اتمام حجت کر کے بتلا دیا کہ

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہان
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زمان
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما است وجودش برائے عالمیان

تم لوگ اپنی کم عقلی کی وجہ سے اس کو مدعی نبوت اور منحرف از اسلام قرار دیتے ہو۔ لیکن اس شیر خدا کا عقیدہ ہے :

"آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام"

اے مکفر مولویو۔ آپ کو عالم ہونے کا دعوے ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ جب ایک شے سے دوسری شے سے مماثلت ہوتی ہے۔ تو کیا اس پہلی شے کا نام مجازاً و استعارہ کے طور پر دوسری شے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا ہے؟ اگر ایک صاف اور شفاف آئینہ سورج کے بالمقابل کر لیا جائے۔ اور اس میں سورج کا عکس ظاہر ہو۔ تو اس سورج کے عکس کو جو آئینہ میں نمودار ہے استعارۃً سورج کہنا نادرست اور غلط ہوگا۔

اب غور کرو حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** اور اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اس خیر الامت کے روحانی علماء کرام جو باطن کمال کو پہنچا چاہیے وہ آپ جیسے خشک مولویوں کے لئے یہ حدیث نہیں ہے۔ آپ کفرین کیجئے تو وہ حدیث ہے جس میں کہا گیا ہے کہ [illegible] انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ پس اگر مثیل نبی کو مجازاً نبی کہا جائے تو کونسا حرج لازم آتا ہے؟ اس خیر الامت میں پہلے بھی صد ہا روحانی علماء گذرے ہیں۔ اور پہلے بھی ان روحانی علماء نے مجازاً نبی کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کو نبی وقت باشد اے مرید
تا از و نور نبی آید پدید

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اوتی الانبیاء **اسم النبوۃ واوتینا اللقب** ان اقوال کے بعد اس شخص کے قول پر غور کرو جس کو آپ کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں :۔

"سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ"

اور آپ کے الہام "لک خطاب العزۃ" سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ چونکہ آپ میں کمالات نبوت پائے جاتے تھے بدیں وجہ ایک سونبی کا خطاب عطا ہوا۔ کمالات نبوت کا اس خیر الامت کے کاملین میں پایا جانا مسلم ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"پس حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست **فلا تکن من الممترین**"

اور اپنے آپ کو اس نعمت سے سرفراز ہونا ظاہر فرماتے ہیں :۔

"و دریں وقت نیز آں دولت بہ تبعیت و وراثت بر تبعہ و لهد آمدہ و آخر را بہ اول مشابہ ساختہ ؎

اگر بادشاہ بر در پیرزن
بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن"

پس اے مکفر مولویو۔ تم کو معلوم ہو کہ جو شخص تمام کمالات نبوت

اپنے اندر پیدا کرلیتا ہے ۔ وہ مجازاً نبی ہوتا ہے ۔ لیکن اس میں اور نبی میں صرف منصب نبوت کا فرق ہوتا ہے ۔ الا غیر ۔ اور جس طرح انبیاء علیہم السلام کے درمیان کمالات نبوت کی قوت میں اختلاف ہوتا ہے ۔ اور قوت کے اختلاف کی وجہ سے ان کے مدارج میں اختلاف ہوتا ہے ۔ اسی طرح سے ان اولیاء کرام کے درمیان جو کمالات نبوت کو بطور وراثت حاصل کرتے ہیں ۔ کمالات نبوت کی قوت کے اختلاف کی وجہ سے مدارج ہیں ۔ میں مسئلہ نبوت کے متعلق زیادہ لکھنا اس وقت غیر ضروری خیال کرتا ہوں ۔ صرف اس قدر اور کہنا چاہتا ہوں کہ اس امت کے اندر مکالمہ اللہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں ۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے لفظ نبوت کو مکالمہ اللہ کے معنوں میں استعمال کیا ہے ۔ پس زیادہ سے زیادہ ایک لفظی اختلاف ہے ۔ کیونکہ مکالمہ اللہ کے قائل ہونے کی وجہ سے ہم اور آپ معناً متفق ہوئے ۔ حضرت صاحب اپنی وفات سے چند روز پیشتر کے ایک لیکچر میں فرماتے ہیں " تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ۔ ہم اسے نبوت کہہ لیتے ہیں ۔ یہ لفظی نزاع ہے "

پس اسے کفر مولوی محض ایک لفظی اختلاف پر ایک عاشق اسلام اور ایک مجدد اعظم کو کافر قرار دینا کیا حد درجہ کی بے ایمانی نہیں ہے ؟ اور یہ لفظی اختلاف بھی نہیں رہتا ہے جبکہ آپ صاحبان کو معلوم ہو چکا کہ پہلے بزرگان نے لفظ نبی کا مجازاً استعمال جائز سمجھا ہے ۔ اور بعض نے اپنے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے ۔ اس قدر تحریر کرنے کے بعد میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں کہ ان کفر بازوں نے فتوے کفر میں اپنی ہی ایمانی حالت کا فوٹو کھینچا ہے ۔ اور جماعت مومنین کو کافروں کا گروہ کہہ کر اپنی سیاہ دلی و کور باطنی کا اظہار کیا ہے ؎

ہم کو کافر کرتے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
[illegible]

اے کفر مولویو جماعت احمدیہ مومنین کی جماعت ہے ۔ اور میں اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں قسم کھا کر کہتا ہوں ۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور ان کے سچے پیرو مسلمان ہیں ۔ اور خدا سے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں ۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں ۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں مانتے ہیں اور فرشتوں اور یوم البعث اور بہشت اور دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اور نماز پڑھتے ہیں ۔ اور روزہ رکھتے ہیں ۔ اور اہل قبلہ ہیں ۔ اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا اس کو حرام اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال جانتے ہیں ۔ اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں ۔ اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے ۔ اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا ۔ اس کو قبول کرتے ہیں ۔ چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو نہ سمجھیں ۔ اور اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکیں ۔ اور ہم اللہ کے فضل سے مومن موحد مسلم ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

میں اب تمام ان مسلمانوں کو جنہوں نے ابھی تک شرف مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا شرف حاصل نہیں کیا ہے ۔ دعوت دیتا ہوں ۔ کہ وہ جلد سے جلد رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد " فبایعوہ " کے ماتحت اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد " کونوا مع الصادقین " کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو کر جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں کو منور کرے ۔ اور آپ کو معرفت حقیقی حاصل ہو ۔

اے میرے پیارے مسلمان بھائیو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد آپ صاحبان انشاء اللہ تعالیٰ ۔ معلوم کریں گے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے ۔ آپ کے قلوب پر علوم عجیبہ و معارف حقیقیہ کا نزول ہوگا ۔ اور واردات غریبہ مواجید مثل ذوق و شوق و محبت و انس و انکشافات رازہائے سے آپ لوگ مالا مال ہو جائیں گے ؎

[illegible]
[illegible]

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین
خاکسار
ضمیر حسین قریشی عفی اللہ عنہ
[illegible]
[illegible]

انتقاد

ختم نبوت !!

جناب مولوی میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری نے عقائد محمودیہ کی تردید میں ایک رسالہ موسومہ ختم نبوت تصنیف کیا ہے ۔ مصنف موصوف نے دلائل قرآنیہ و حدیث و تحریرات حضرت مسیح موعود سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد باب نبوت مسدود ہے ۔ اور آنجناب کے بعد تا بقیامت کوئی نبی نہیں آسکتا نیا ہو یا پرانا ۔ مبشرات صرف باقی ہیں ۔ جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ۔ علاوہ ازیں فرقہ محمودیہ میں جس قدر آیات قرآنی اجرائے نبوت کے سلسلے بخیال خود پیش کرتا ہے ۔ ان آیات پر نہایت لطیف بحث کی گئی ہے اور انہی سے ثابت کیا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا ۔ کیونکہ نبوت کا کوئی کام بھی باقی نہیں ۔ کتاب کی قیمت ۲ ۔ ہے ۔ جو لاگت عملی ہے ۔ محصول ڈاک ۱ ر ؍

دفتر تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے بلا تکلف طلب کریں

سکرٹری صاحب کی ہفتہ وار رپورٹ

(۳)

کاپیاں چندہ بلاد غیر و برلن مسجد

کاپیوں کے حساب میں شیخ الہ دین صاحب نے چودہ روپیہ بھیجے اور جو کاپیاں درود شدہ گئی ہیں ۔ مہربانی کر کے احباب جو کاپیاں ان کے پاس ہیں پر کر کے روپیہ ارسال فرمائیں ۔ کیونکہ بلاد غیر کی مد میں روپیہ کی سخت ضرورت ہے ۔ مسجد کے لئے زیادہ تحریک چندہ کی ضرورت نہیں ہے ۔ اب بلاد غیر کے لئے ہی توجہ کرنی چاہیئے ۔ سوائے اس کے کہ کوئی بھائی مسجد کی ہی مد میں چندہ دینا ضروری سمجھے ۔ باقی ساری رقم بلاد غیر کے لئے بھیجی جائے ۔

صیغہ زکوٰۃ

دوسری رپورٹ کے بعد مندرجہ ذیل اصحاب نے فارم پر کر کے مع نقدی بھیجے ہیں ۔

(۱) منشی سردار خاں صاحب ملازم انجمن [illegible]
(۲) بھیرو بابو جمال احمد صاحب اوورسیر لاہور [illegible]
(۳) شیخ غلام محی الدین صاحب جہلم [illegible]
(۴) میاں محکم الدین صاحب جہلم [illegible]
(۵) سیٹھ احمد الدین صاحب جہلم [illegible]
(۶) شیخ الہ دین صاحب شملہ [illegible]
(۷) چودھری محمد اسمٰعیل صاحب مری [illegible]
(۸) مرزا عنایت بیگ صاحب کلرک مالاکنڈ [illegible]
(۹) ڈاکٹر [illegible] صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کھاریاں ضلع لاہور [illegible]
(۱۰) بابو کرم الٰہی صاحب ڈرافسمین دفتر چیف انجینئر نارتھ ویسٹرن ریلوے [illegible]
(۱۱) میاں عبدالغفور صاحب گھڑی ساز [illegible] [illegible]
(۱۲) بابو امانت علی صاحب لاہور ریلوے [illegible] [illegible]
(۱۳) جناب [illegible] حسین خاں صاحب بھاٹی دروازہ لاہور [illegible]
(۱۴) ڈاکٹر [illegible] بخش صاحب لاہور [illegible]
(۱۵) محمد شریف صاحب بی اے شملہ [illegible] [illegible]
(۱۶) [illegible] الدین صاحب شملہ [illegible]
(۱۷) ابو عبدالرحمٰن صاحب جالندھری [illegible] [illegible]
(۱۸) منشی شہاب الدین صاحب مدرس کوٹ [illegible] ضلع سیالکوٹ [illegible]
(۱۹) ابو عبدالرحیم صاحب سکنیلر سرگودہ [illegible]

جن احباب نے اس وقت تک فارم پر کر کے نہیں بھیجے ہیں ۔ وہ مہربانی کر کے فارم پر کر کے بھی بھیجیں ۔ اور نقدی بھی ارسال کریں ۔

چندہ " تبلیغ ہند " یا " فتنہ ارتداد "

حضرت امیر نے کسی گذشتہ اشاعت میں اس مد کے لئے چندہ کی تحریک کر کے لکھا تھا ۔ کہ چونکہ جماعت کے مرد چندوں میں آئے دن حصہ لیتے رہتے ہیں ۔ اور ان پر مختلف چندوں کا بوجھ ہے ۔ اس لئے احمدی خواتین جو عام طور پر چندوں میں حصہ نہیں لیتی ہیں اس کار خیر میں حصہ لیں ۔ اور اپنے گھر کے روزانہ اخراجات سے بچا کر کچھ چندہ دیں ۔ اس خیال سے لاہور میں عملدرآمد شروع ہو گیا ہے ۔ اور اخلاص کے ساتھ مستورات نے بڑھ بڑھ کر اس مد میں ماہوار مستقل چندہ کی رقمیں لکھائی ہیں ۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرماوے ۔ ایک دو جگہ باہر سے بھی ایسی فہرستیں آئی ہیں ۔ مگر باقی جماعتوں و انجمنوں کے سکرٹری صاحبان نے اس کی طرف توجہ نہیں کی ان کی خدمت میں بھی التماس ہے ۔ کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے شہر یا گاؤں کی مستورات میں تحریک کر کے نتیجہ سے اطلاع بخشیں جس قدر پہلے مبلغ بھیجے گئے تھے ۔ ان کے سوائے ضرورت ثابت ہونے پر اور بھی مبلغ بھیجے گئے ہیں ۔ اور اس وقت گیارہ آدمی وہاں کام کر رہے ہیں ۔ اور دو مبلغ جماعت لائل پور کی طرف سے بھیجے گئے ہیں ۔ کیونکہ یہاں سے ایک سو چالیس روپیہ ماہوار ایک سال کے لئے اس مد میں چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ اس خطرناک رو فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے اس وقت مسلمان جس قدر بھی کوشش کریں ۔ کم ہے ۔ اور خاص کر احمدی احباب توجہ فرمائیں ۔

خاکسار ظہور احمد ۔ جنرل سکرٹری ۔

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے ۔ حضرت امیر ان دنوں بیان القرآن کے ختم کرنے میں بہت مصروف ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو ۔

کل بروز جمعہ مورخہ ۱۰ مارچ کو آپ جماعت وزیر آباد کی درخواست پر وہاں تشریف لے گئے ۔ اور نماز جمعہ وہیں پڑھائیں گے ۔

ہمارے ایک مبلغ منشی غلام محمد صاحب جو علاقہ ارتداد سے ابھی ابھی واپس آئے ہیں ۔ بیان کرتے ہیں کہ ارتداد کی آگ ابھی تک نہیں بجھی ۔ ہمارے مبلغ سرگرم سعی ہیں ۔ رات کو آرام ملتا ہے نہ دن کو ۔ کبھی اس گاؤں میں جاتے ہیں کبھی اس گاؤں میں ۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو بابرکت کرے ۔

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کچھ دنوں سے بمبئی تشریف لے گئے ہیں ۔

حضرت امیر کی زبانی ارشاد کے مطابق لاہور کی احمدی خواتین اور بچے فتنہ ارتداد کے لئے علیحدہ چندہ دے رہے ہیں ۔ ہمارے بیرونی احباب کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیئے ۔

ہمارے مخلص دوست میاں علم الدین صاحب خیاط محلہ پیر مٹھا جہلم کا بھتیجا عبدالکریم نامی عمر قریباً بیس سال کچھ عرصہ سے گم ہے ۔ اخبار میں اس کے متعلق دوسری جگہ مفصل اعلان بھی ہے ۔ اگر کسی صاحب کو اس کا کچھ پتہ ہو ۔ تو میاں علم الدین صاحب کو فوراً اطلاع دیں ۔

مولوی محمد الدین صاحب معلم تعلیم القرآن قصبہ کنجاہ اپنے ایک خط میں اپنی بیماری کا حال لکھتے ہیں ۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی خدا کا بندہ اس مصیبت کے ایام میں ان کی امداد کرے ۔ کہ وہ خود روزی کمانے سے معذور ہیں اور سخت تنگ ہیں ۔ ہمارے احباب میں سے کوئی ان کی مدد کریں ۔ تو عند اللہ ماجور ہوں گے ۔ پانچ روپیہ [illegible] بطور امداد بھیج رہا ہوں ۔ احباب ان کی صحت کیلئے بھی دعا کریں ۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم سہ شنبہ مورخہ ۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۳ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

فتنۂ ارتداد

اور

ہمارا فرض

(ایک احمدی خاتون کے قلم سے)

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

میری پیاری احمدی بہنوں! آپ میں سے اکثر بہنوں کو معلوم ہوگا۔ کہ آگرہ اور اس کے گرد و نواح بلکہ سارے ہندوستان میں ایک نئے فتنے نے سر اٹھایا ہے۔ وہ یہ کہ آریہ لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی لاکھ پرستارانِ توحید کو پھر بتوں کا غلام بنا دیں۔ وہ لوگ یہ آگ آج سے نہیں بلکہ سالہا سال سے خفیہ طور پر سلگا رہے تھے۔ آخر جب شعلے بلند ہونے تو سوئے ہوئے مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں۔ پہلے عیسائیت کی یورش کیا کم تھی۔ کہ یہ ایک نیا فتنہ درپیش ہوا۔ مگر غور کریں تو یہ سب باتیں مسلمانوں کے ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہیں۔ کاش! وہ آج سے تیس سال پہلے اپنے سچے خیر خواہ کی آواز پر لبیک کہتے۔ اور اس کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرکے اس کی بتائی ہوئی راہ یعنی اشاعت اسلام پر لگ جاتے۔ تو آج یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ مگر افسوس کہ پہلی امتوں کے مطابق انہوں نے اس خیر خواہ کی آواز پر کان نہ دھرا اور غلط راہ پر جا پڑے۔ انہوں نے اس خیر خواہ کی آواز پر کان نہ دھرا اور غلط راہ پر جا پڑے۔ انہوں نے بزعم خود اسلام کی بقا کے لئے بہت کچھ کیا۔ قید ہوئے۔ ہجرت کی۔ ذلیل ہوکر افغانستان پہنچے۔ خلافت پر پہنچے۔ کئے دروازوں کو کھٹکھٹا کر بے سود۔ کامیابی کسی راہ پر منحصر تھی۔ اور وہ وہی راہ تھی۔ جس پر اس حقیقی خیر خواہ خدا نے اسلام نے چلانا چاہا تھا۔ آخر واقعات نے ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا۔ اور ان کو مجبوراً اسی نقطۂ نظر پر لوٹنا پڑا۔ جس کو آج سے سالہا سال پہلے ایک مامور من اللہ کی باریک بین نگاہ نے دیکھ کر اپنی سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنا چاہا تھا۔ ہاں تو اشاعت اسلام سے غفلت کا انجام کیا ہوا۔ یہ کہ آج اسلام پر تمام مذاہب حملہ آور ہیں اور چاہتے ہیں کہ دنیا کی جس سے نام تک مٹا دیں۔

ہندوؤں کا اتحاد

تمام ہندو قوم متحد ہوگئی ہے۔ اور وہ لوگ روپے کو پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ ان کے آدمی اس کام کیلئے اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ یہ سب اس لئے کہ اسلام کی طاقت کو کمزور کیا جائے تو اس نازک وقت میں میری معزز بہنوں کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ تمہارا فرض کیا ہے۔ کیا ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم خاموش بیٹھ کر خدانخواستہ اسلام کے مٹنے کا تماشا دیکھیں۔ کیا اسلام نے جو ہم پر گوناگوں احسانات کئے ہیں۔ ان کا یہی معاوضہ ہونا چاہیئے کہ اسلام پر ایسا وقت آئے اور ہمارے کان پر جوں نہ رینگے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسلام نے ہم کو ایسا بے دست و پا نہیں کیا کہ ہم کچھ نہ کرسکیں۔

مردوں کو اشاعت اسلام کیلئے تیار کرو

سو میری بہنوں اٹھو کہ اب سونے کا وقت نہیں ہے۔ تم نے اپنے پیارے امام سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ یہ وقت ہے کہ اس عہد کو سچ کر دکھاؤ۔ مرد کامیاب نہیں ہونگے جب تک تم ان کے دوش بدوش شریک نہ ہوگی۔ تم ان مٹھی بھر مردوں کی جنہوں نے اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے وقف کردی ہیں۔ ہمت بڑھاؤ وہ مرد کون ہیں: وہ تمہارے شوہر باپ۔ بھائی اور بیٹے ہیں۔ پس تم ان کی حوصلہ افزائی کرو۔ تم ان بہادر ہستیوں کی نام لیوا ہو۔ جو اپنے پیارے بیٹوں اور شوہروں کو اپنے ہاتھوں سے زرہ بکتر پہنا کر خدا کی راہ میں قربان ہونے کو بھیجتی تھیں۔ اور فخر کرتی تھیں کہ ان کے عزیز خدا کی راہ میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا یہ حوصلہ کیوں تھا۔ اس لئے کہ ان کے ایمان کامل تھے۔ وہ جانتی تھیں کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اور حقیقی عزت خدا کی راہ میں ملتی ہے۔ پس میری بہنوں ویسا کامل ایمان تم بھی پیدا کرو۔ تاکہ تم بھی انہیں نعمتوں کی وارث ہو۔ دیکھو جب خدانخواستہ تمہارے شوہر یا باپ بھائی کو ذرا تکلیف پہنچتی ہے تو تم بے چین ہوجاتی ہو۔ اور جب تک وہ تکلیف دور نہ ہوجائے۔ تم پر اطمینان حرام ہوجاتا ہے۔ تو کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پیارے مذہب پر مصیبت کا وقت ہو۔ اور ہم گھروں میں مزے سے آرام کریں۔ نہیں نہیں اب غفلت کا وقت نہیں ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے فرض کو پہچانیں۔ ہم اپنے شوہروں، بیٹوں، اور بھائیوں کو ابھاریں حوصلہ دلائیں۔ کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے گھروں سے نکلیں۔ ان کو یقین دلائیں کہ ہم گھر کو خدا کے فضل سے سنبھال لیں گے۔ تاکہ وہ دلی اطمینان سے کام کرسکیں۔ ہم اپنی معمولی خواہشیں پوری کرا لیتی ہیں تو کیا ایسی ضروری بات نہ منوا سکیں گی۔ میں نے مانا کہ اس میں ہم کو مشکلات ہونگی تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔ تنگی ہوگی۔ میرے پہلو میں بھی عورت کا دل ہے۔ میں جانتی ہوں کہ ہم کو ان کی جدائی شاق ہے۔ مگر ان سب تکلیفوں کو ذرا قرون اولیٰ کی بیبیوں سے کرو۔ جو اپنے پیارے عزیزوں کو جان دینے کے لئے بھیجتی تھیں ؎

میں بھی اور بھائی بھی فرزند بھی شوہر بھی اے خدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

یہاں تو وہ معاملہ نہیں۔ پس میری عزیز بہنوں اپنے دلوں میں جذبۂ اسلامی پیدا کرو۔ اگر تمہارے دلوں میں ذرا بھی درد اسلامی و قومی غیرت موجود ہے۔ تو یہ سب مشکلات ہیچ ہیں۔ ان کو خوشی خوشی برداشت کرو۔ اور دین کے لئے ایثار کرکے دکھاؤ۔

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را
آنکہ اور افکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

روپیہ سے بھی مدد دو

دوسری مدد روپے سے ہے۔ یہی وہ کام ہے جس میں ہم بڑھکر حصہ لے سکتے ہیں۔ کون عورت ہے جس کے پاس زیور نہ ہوگا۔ پھر ایک رقم مہر کی بھی عورت کی ملکیت ہوتی ہے۔ تو آؤ میں تم کو وہ طریقہ بتاؤں جس سے تم گھروں میں بیٹھ کر جہاد کے برابر ثواب حاصل کرسکتی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔ (تم نیکی میں کمال نہیں پاسکتے یہاں تک کہ اس سے خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو) عورتوں کو اپنے زیورات سے بہت محبت ہوتی ہے۔ پس اگر رضائے الٰہی چاہتی ہو تو اپنے مال میں سے دو۔

ہاں اے دختران اسلام اس وقت اسلام کو تمہارے چند پیسوں کی ضرورت ہے۔ تمہیں موقعہ ہے کہ اپنے رب کی بے شمار نعمتوں کا جو تم پر ہیں عملی رنگ میں شکریہ ادا کرو۔ خدا کے راہ عجیب ہیں۔ وہ اپنے اسلام کی مدد کرے گا۔ اور ضرور کرے گا لیکن اگر اس وقت ہم نے اپنا فرض نہ جانا۔ تو حیف ہے ہم پر کہ موقع ملا اور ... بدنصیب رہے۔

کسی ملک کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ دشمن نے ایک شہر کو محصور کرلیا۔ اور شہر والوں کو نکلنے کی کوئی راہ نہ رہی۔ تو اس وقت جبکہ مخلصی کی تدبیریں ہو رہی تھیں۔ چند رسوں کی ضرورت پڑی جو نہ ملتے۔ تو تم کو معلوم ہے۔ کہ اس شہر کی عورتوں نے کیا کیا۔ انہوں نے اپنے خوبصورت لانبے لانبے بال کاٹ کر رسے بٹنے کو دیئے۔

ملکوں کی تاریخیں عورتوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہیں۔ اب بھی دکھا دو کہ ہم خدا کی راہ میں پیچھے رہنے والی نہیں۔ بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ خدا نے ثواب کمانے کا موقعہ دیا۔ ہم اپنی نسوانی فرائض کی وجہ سے مردوں کی طرح خدمت دین نہیں کرسکتیں۔ مگر اس رنگ

ذیل میں ہم برہمنوں کے مذہب کے متعلق چند ایک حوالجات ستیارتھ پرکاش سے عرض کرتے ہیں :-

برہمن صاحب سوال کرتے ہیں "تو ہم کون ہیں؟"

جواب :- "تم پوپ ہو"

سوال :- پوپ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اس کے معنے ارمن زبان میں تو بڑے اور باپ کے ہوتے ہیں لیکن اب دغا اور فریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالنے والے کو پوپ کہتے ہیں۔ یعنے برہمن دغا باز ٹھگ فریبی اور مکار ہیں۔

پورانوں کے متعلق جو سناتن دھرم والوں کی مذہبی کتابیں ہیں سوال ہوتا ہے۔

سوال :- پورانوں میں سب باتیں جھوٹی ہیں یا کوئی سچی بھی۔

جواب :- پورانوں میں بہت سی باتیں جھوٹی اور تھوڑی سچی ہیں جو سچی ہیں۔ وہ وید آدی شاستروں کی ہیں۔ یعنی پوران جھوٹی باتوں کا مجموعہ ہے۔ اگر کوئی سچی بات ہے تو وید سے چرائی ہوئی ہے۔

"پورانوں کے گپوڑوں کا نمونہ" یعنے پوران گپوں اور جھوٹی باتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

مارکنڈے پران اور پوپ دیو کی تصنیف کردہ بھاگوت پران کی گپوں کا نمونہ یعنی حضرت کرشن صاحب پوپ دیو تھے اور آپ کی تصنیف بھاگوت گپوں سے بھری ہوئی ہے۔

یہی حال سکھوں کے گروؤں کا ان آریہ صاحبان کے خیال میں ہے۔

اب سوال ہم ان مشتہران یورک سیوک سبھا سے کرتے ہیں کہ وہ کونسی بات ہے جس کے لئے وہ باوجود اتنے اختلاف رکھنے کے بے غیرتی کو قبول کرتے ہوئے وہ ایک ہوگئے ہیں۔ خدارا ذرا غور کریں۔ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کو تباہ کریں۔ اور ملک میں فتنہ کی آگ جلائیں۔ لیکن خوب یاد رکھیں کہ ان کی یہ کوشش اسلام کیلئے باد بہاراں کا اثر رکھیں گی۔ اور مسلمانوں کے لئے زندگی کا موجب ہوں گی ملاوہ وہ اپنے ارادوں میں خائب وخاسر اور نامراد رہیں گے کاش وہ عاقبت اندیشی سے کام لیتے۔

دوسرا الزام جو ان بے غیرت مشتہران نے ہم پر لگایا ہے کہ ہم ہار گئے۔ فرار ہوگئے۔ اس کے لئے میں گذشتہ واقعات کی طرف ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ روحانی مباحثہ میں لیکھرام حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے مقابلہ پر آیا۔ اور اسکی حسرت بھری موت نے جس میں قدرت الٰہی کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے پہلوان اسلام کو فتح عطا کی۔ اور اسلام کا خدا اور اس کا رسولؐ اور اس کی کتاب کی صداقت پر وہ دشمن اسلام اپنی موت سے مہر لگا گیا۔ جواب ہے۔ مٹانے سے مٹ نہیں سکتی۔ پھر جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ہی مضمون سب پر افضل مانا گیا۔ اور اس مذہبی کانفرنس میں اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ پھر نیوگ کے فطرت انسانی کو تباہ کرنے والے مسئلہ پر یہاں لاہور میں مباحثے ہوئے۔ اور آریہ سماج کو جو منہ کی کھانی پڑی۔ وہ ابھی یاد ہے بھول نہیں گئی۔ پھر حضرت بابا نانک صاحب کو ہم نے مسلمان ثابت کرکے سکھ صاحبان پر حجت تمام کر دی۔ اور ان کو سوائے تنگ آمد بجنگ آمد کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی امداد طلب کرنے کے اور کوئی صورت نظر نہ آئی باوجود اتنے تجربوں کے پھر بھی ہم ہی فرار ہوا کرتے ہیں۔ تو آپ سے خدا سمجھے۔

پیارے منتروں کی پھونکوں سے آپ نور اسلام کو بجھا نہیں سکتے۔ اگر کچھ طاقت ہے تو جیسا عرض کیا گیا ہے۔ آپ بڑے صاحبان کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ فتنہ وفساد سے باز آئیں۔ اور خدا پرستوں کی طرح احقاق حق کے لئے آواز اٹھائیں اور اسے قائم کرنے کی نیت صفا کر کے تعلیم یافتہ لوگوں کی مذہبی کانفرنس کا انعقاد کریں۔ اور ہندوستان کی مذہبی صلح کی تجویز سوچیں اور اس خیال باطل کو کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال کر وہ سوراج حاصل کرلیں گے۔ دل سے نکال دیں

ایں خیال است ومحال است وجنوں

اسلام بفضلہ اب یہاں ترقی کرے گا۔ اور اس کے دشمن محروم وخائب وخاسر مرجائیں گے۔

سکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور۔

بقیہ صفحہ اول

نیں ابھی کیونکر پورا کر سکتی ہو۔ جو چندے تمہارے مرد راہ خدا میں دیتے یا کرتے ہیں۔ وہ ان کے لئے ہیں۔ اور جو تم کرو گی وہ تمہارے لئے ہوگا۔ مردوں کے دینے سے تمہارا فرض ادا نہیں ہوتا۔ تمہارے کام وہی آئے گا جو تم خود دو گی۔ تمہارے اختیار میں ہے کہ تم خرچ خانہ داری مثلاً کپڑے کھانے میں تھوڑی سی کفایت کر کے کچھ پیسے بچا کر آخرت کا توشہ بناؤ اپنی ضروریات پر صرف کرتی ہو تو کیوں نہ اس اشد ضرورت کو سب پر مقدم کرو۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کوئی تنگدست نہیں ہوا۔ یہاں کی دولت وآرائش چند روزہ ہیں۔ پھر جب خالی ہاتھ اس دنیا سے رخصت ہوگی تو خدا کے حضور میں جو اس کی راہ میں خرچ کیا تھا کئی گنا پاؤ گی۔ پس بہتر ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ آخرت کے لئے ذخیرہ کرلو۔ تا قیامت کے دن یہ نہ کہنا پڑے۔ کہ کاش ایک دفعہ ہم پھر دنیا میں جائیں تو خوب خدا کی راہ میں خرچ کریں۔ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والبقیت الصلحت خیر عند ربک ثوابا وخیر عملا۔ اور یہ فرض اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھو۔ بلکہ اپنی دوسری بہنوں کو بھی ہوشیار کرو۔ اور اس طرف توجہ دلاؤ۔ اور خود نمونہ بن کر دکھاؤ۔

آخر میں اپنے معزز بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کرتی ہوں۔ کہ ہماری حالت کچھ اس قسم کی ہوگئی ہے کہ ہم آپ کی مدد بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ میں نہایت افسوس سے اس حقیقت کا اعتراف کرتی ہوں۔ کہ ہماری بہنیں بہت کم پیغام صلح کو پڑھتی ہیں۔ پس میری عاجزانہ استدعا ہے۔ کہ آپ یہ مضمون اپنی مستورات تک پہنچائیں۔ ان کو سنائیں۔ اگر وہ فی سبیل اللہ کچھ خرچ کرنا چاہیں۔ تو اس پر اپنی خوشنودی کا اظہار کریں۔ اور ان کو احمدیہ لٹریچر کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائیں۔ بلکہ تاکید کریں۔ اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ اگر آپ کی عورتوں میں جذبہ اسلامی پیدا ہوگا۔ تو آپ کے بچے بھی اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے حرارت اسلامی میں فلٹر شدہ دودھ پی کر اور ان کی گودیوں میں توحید کی لوری سنکر سچے خادم دین بنیں گے جو ہر ایک مسلمان اور پھر احمدی کی دلی تمنا ہونی چاہیئے۔

ہمارے مطالعہ کی میز

اتحاد بین المسلمین

اور

خطرۂ ارتداد

مذہب اسلام نے اپنے پیروؤں کو جس درجہ یکجہتی ویکرنگی کی تعلیم عقائد میں، عبادات میں، اخلاق میں، معاملات میں دی ہے۔ وہ اگر دوسرے مذاہب وملل میں چراغ لے کر بھی ڈھونڈی جائے تو ملنی محال ہے۔ مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک، کتاب ایک، کعبہ ایک۔ لیکن مسلمانوں کی محرومی قسمت اور واژونی طالع کو کیا کہئے کہ آج انہیں میں باہمی نزاع اور نفاق کا سمندر تمام اقوام عالم سے زائد ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اور کا تو ذکر کیا۔ مذہب میں بھی آج ان میں بعد المشرقین نظر آرہا ہے۔ اور یہ وہ مرض مہلک ہے۔ جس کے ازالہ کی جلد از جلد ضرورت ہے۔ ورنہ یہ یاد رہے کہ اگر اب بھی جبکہ اسلام پر شش جہت سے یورش ہو رہی ہے۔ اور اعداء اسلام ہماری غفلت وتساہل سے ناروا فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو نیست ونابود حرف غلط کی طرح مٹانے پر تل گئے ہیں۔ اپنے مطامع نظر میں کامیاب ہوجائیں گے۔ اس وقت زمانہ کا حکم ناطق یہی ہے کہ فرقہ ہائے اسلام عام اس سے کہ وہ سنی ہوں یا شیعہ، احمدی ہوں یا اہلحدیث بریلوی ہوں یا دیوبندی اپنے تمام باہمی تنازعات کو مٹا کر یکجہتی وانہماک سے دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں ؎

زمانہ نام ہے میرا تو میں تم کو بتا دوں گا
کہ جو میری نہ مانیگا میں نام اس کا مٹا دوں گا

مسلمانوں نے اگر اپنے مذہب کے اصول زریں کو گلدستہ طاق نسیاں بنا دیا ہے۔ تو کم از کم وہ دیگر اقوام عالم کے طرز عمل ہی کو چراغ راہ بنائیں۔ غالباً اخبار بین حضرات سے دہلی کے آریہ سماجی جلسہ عظیمہ کا حال پوشیدہ نہیں جس میں سوامی شردھانند سابق مہاتمے منشی رام جی گورنر گورو کل نے اس حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ اور کسی خاص الخاص جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ سناتنی، آریہ سماجی جینی اور سکھ صاحبان بھی جن کے اصول مذہب میں بعد المشرقین

ہے ہاں بالاتفاق تصفیہ کیا ہے کہ نو مسلم راجپوتوں کو جس طرح بن پڑے کفر وارتداد کے جبل میں پھانس لیا جائے۔ کیا ان شواہد کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان اب بھی غفلت کی چادر تانے خواب نوشیں کے مزے لیتے رہیں گے ؎

کھولی ہیں تم نے آنکھیں اسے آریو ہماری
احسان یہ نہ ہرگز بھولیں گے ہم تمہارا

حقیقت نفس الامری یہ ہیں آریہ سماج کا ممنون منت ہونا چاہیئے جس نے اسلام کے قلب پر ایک ضرب کاری لگا کر ہمیں ان منصوبوں سے آگاہ کر دیا ہے۔ جن کی تہ میں سماج نے مسلمانوں کو خلافت وکانگریس کی تحریک میں منہمک پاتے ہوئے اپنے مساعی نامتناہی کا راز افشا کر دیا ہے۔

بہر حال یہ امر طمانیت بخش ومسرت انگیز ہے۔ کہ اس وقت مسلمان بھی مختلف قطاع ملک سے بغرض تبلیغ اسلام آگرہ متحدہ کے مضافات میں پہنچ گئے ہیں۔ لیکن اس وقت ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ مختلف مبلغین اسلام فقدرے فروعات سے باہمی چپقلش میں مبتلا ہیں۔ اور ہر فرقہ تبلیغ اسلام کے علی الزعم تبلیغ فرقہ بندی میں بھی منہمک نظر آتا ہے۔ خوب یاد رکھئے کہ اسلام اس وقت مسلم راجپوتوں میں جان توڑ رہا ہے۔ اور جب تک تمام فرقہ ہائے اسلام یکجہتی سے جان توڑ کوشش اس فتنہ عظیم کے سدباب کے لئے بمصداق ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (ترجمہ "اے محمد صلعم، راہ خدا کی جانب لوگوں کو حکمت ونصیحت آمیز باتوں سے بلاؤ، اور ان سے بطریق احسن مجادلہ وبحث کرو") کامیابی حسب دلخواہ معلوم۔

اس وقت ضرورت ہے کہ بلا تاخیر مزید مبلغین اسلام اور امت اپنی تمام مساعی جمیلہ بلا اختلافات فروعات اسلام میں صرف کردیں

متمول اصحاب متوجہ ہوں

اسی سلسلہ میں یہاں یہ عرض کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ متمول اصحاب اس کار عظیم کے لئے سیم وزر کی جھڑی لگا دیں جمعیت علمائے ہند نے اس وقت دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن کیا یہ رقم خطیر مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے اور آئندہ تبلیغ اسلام کے مستحسن فعل کو تنظیم وترتیب سے جاری رکھنے کے لئے زیادہ ہے؟ آج اگر متمول امراء اسلام کو اس فتنہ عظیمہ کا صحیح احساس ہو جائے۔ اور ان کی نظر اسلام کے ان مواعید وتہدیدات پر ہو جن سے نصوص قرآنی واحادیث نبوی کا خزانہ معمور ہے۔ تو چشم زدن میں رقم مطلوبہ سے کئی گنا زائد سرمایہ فراہم ہو سکتا ہے۔

والیان ریاست سے مودبانہ لیکن پرزور استدعا

اب بھی بفضل ایزدی ہندوستان میں چھوٹی بڑی بیسیوں اسلامی ریاستیں ہیں۔ جنہوں نے جنگ عظیم کے دوران میں حکومت ہند کے لئے خزائن کا منہ کھول دیا تھا۔ لیکن کیا آج وہ اسلام کے تاراج ہونے اور اسلام کے زغۂ اعداء میں آجانے کے وقت اپنی دریا دلی کا ثبوت نہ دیں گے؟ ہمیں امید واثق ہے کہ ریاست ہائے اسلامیہ ہند اسلام کو اس نازک حالت کا صحیح احساس کر کے مطلوبہ رقم سے کئی گنا زائد عطا کر کے داخل حسنات ہوں گی۔ ہماری نگاہیں اس وقت اعلیٰ حضرت حضور نظام، شہریار دکن ادام اجلالہ، علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال خلد اللہ ملکہا وغیرہم کی طرف اٹھ رہی ہیں ؎

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اسی کے ساتھ ہماری مسلمانان ہندوستان سے بلا اختلاف درجہ ومرتبہ درخواست ہے۔ کہ وہ سیم وزر مطلوبہ سے جمعیت علمائے ہند کو مستغنی کر دیں گے۔

آخر میں انجمن تبلیغ واشاعت اور علمائے اسلام سے بھی ہماری دست بستہ التماس ہے۔ کہ وہ اس سرمایہ کو نہایت حزم واحتیاط سے کام میں لائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سرمایہ کے ایک حبہ کے ضائع ہونے کا بھی احتمال نہ ہو۔ اب تک مسلمان اپنی سادہ دلی یا پاک باطنی سے بہت سے قومی سرمایہ جات کو معرض خطر میں ڈال چکے ہیں۔ نیز حسب تصریحات جمعیت علمائے ہند اس سرمایہ کا سیاسی تحریکات میں صرف ہونا کسی عنوان ہرگز مناسب نہیں ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است وبس
در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

(محمد عمر نعمانی، اڈیٹر گنج شملہ)

الصلح خیر
ہفتہ میں دو بار۔ ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے
اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۱۱
نمبر ۴۵
مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ مورخہ ۱۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۷ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

سوامی شردھانند کی حسرتناک ناکامی

منشی دوست محمد صاحب کے قلم سے

"جب یہاں کچھ نہ تھا تو تم نے مجھے کیوں بلایا؟"

یہ وہ حسرت بھرے الفاظ ہیں۔ جو آج پلول کے چھوٹے سے قصبہ میں آریہ سماج کے جلسہ کے اندر اس شخص کی زبان سے نکلے ہیں۔ جو اس وقت شدھی کے نام سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو اور مسلمانوں میں بغض و نفاق اور فتنہ و فساد کی خلیج حائل کرنے کے درپے ہے۔ وہ شخص جو ابھی بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ انہی ہندو اور مسلمانوں میں اتحاد کی روح پھونکنے ان کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر لانے اور اچھوت و غیر اچھوت کی تفریق کو اٹھا دینے کے لئے ہندوؤں کے مندر اور مسلمانوں کی مساجد میں ایک ہی لباس میں نظر آتا تھا جو کانگریس اور خلافت کمیٹی کے پلیٹ فارم پر آج سے تھوڑے ہی دن پیشتر قومیت متحدہ کی تقویم و تنظیم میں منہمک تھا۔ آج ہم اسے ایک بالکل مختلف شکل و صورت میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں کہ اسکا ظاہری جوگیانہ پن اس کے اخلاق و اعمال کو کس درجہ مخدوش کرنے کا موجب ہوا ہے۔

سوامی شردھانند صاحب نے جس دن سے مسلمانوں کی شدھیوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ مسلمانوں کے دل سخت پریشان و مضطرب ہیں اور جوق در جوق مسلمان نہ صرف انجمنوں کی ملازمت میں بلکہ اپنے ذاتی روپیہ اور اوقات گرامی کو قربان کر کے اپنے بھائیوں کو بچانے کے لئے کمر کھڑے ہوئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس بر محل اور با موقع جوش اور مساعی نے آخر کار ایک حد تک کامیابی کی صورت اختیار کی ہے۔ جس کی وجہ سے پلول جیسے چھوٹے سے قصبہ میں آریہ سماج کے عظیم الشان پنڈال کے اندر سوامی جی کے منہ سے وہ الفاظ نکلے جو اس مضمون کا زیب عنوان ہیں

سوامی صاحب پلول میں

آگرہ میں چند یوم تک کام کرنے اور جاہل مسلمان راجپوتوں میں سے چند اشخاص کو طرح طرح کے حیلوں سے ورغلانے کے بعد نشہ کامیابی میں سوامی جی نے اپنی توجہ پلول ضلع گڑگاؤں کی طرف منعطف فرمائی۔ اور ۳۰، ۳۱ مارچ کو آریہ سماج کے ایک بڑے پنڈال کے اندر ہندو سبھا کے نام سے ارد گرد کے مواضعات کے مسلمانوں کو بلایا گیا۔ کہ آؤ اور آکر ہندو برادری کے اندر شامل ہو جاؤ۔ اگرچہ خاص پلول کے اندر جو قلمی اشتہار چسپاں کیا گیا۔ اس میں کھلے طور پر غیر ہندوؤں کو شمولیت سے روکا گیا تھا۔ لیکن دیہات کے مسلمانوں کو بلایا گیا تاکہ ان کے بے علم اور اسلام سے ناواقف ہونے سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ کو ان پر کوئی اثر ڈالنے کا موقعہ نہ ملے جو چٹھی ان کو اس جلسہ میں شمولیت کے لئے لکھی گئی۔ اس کے الفاظ پڑھنے کے قابل ہیں:-

"سیوا میں شریمان ...... آپ کو معلوم ہو کہ کھشتریہ مہا سبھا نے ریزولیوشن پاس کر دیا ہے۔ کہ جو راجپوت شاہی زمانہ میں جبراً مسلمان کر دئے گئے۔ ان کو پھر برادری میں شامل کر لیا جائے اس واسطے ہندو سبھا پلول آپ کی خدمت میں گذارش کرتی ہے کہ مہربانی فرما کر مع اپنے بھائیوں کے ۳۰ مارچ مطابق چیت سدی ۱۳ سنہ ۷۹ بروز شکروار کی شام تک تشریف پلول لے آویں۔ ۳۱ مارچ سنہ ۲۳ء سنیچروار کو پنچایت ہو گی جس میں سری سوامی شردھانند جی پنڈت لکھشمی نرائن شاستری شریمان چوہدری مادھو سنگھ جی کے علاوہ اور بھی صاحب تشریف لاویں گے۔ بھوجن کا انتظام ہندو سبھا پلول کرے گی"

دستخط اردو چوہدری جیون سنگھ پریسیڈنٹ
ہندو سبھا پلول

اس چٹھی میں جو ناحق و ناروا الزام مسلمان سلاطین پر لگایا گیا ہے اور کئی ماہ سے ناواقف مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے ان کے سامنے اسے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی تردید اسوقت ہم کرنا نہیں چاہتے اس پر علیحدہ مفصل مضمون ہدیہ ناظرین کرام ہوگا۔ یہاں ہمارا مقصد صرف مندرجہ بالا چٹھی کے نتائج اور سوامی جی کی تشریف آوری و باز روی کے حالات کو عرض کرنا ہے

ہمارے مبلغین کی مساعی

اس سے قبل ہم اسقدر لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کے اس جلسہ کی خبر پاتے ہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب پیشتر سے پلول گئے ہیں۔ اور ان کے بعد مولوی عبدالحق صاحب اور خاکسار بھی یہاں آ پہنچے۔ ایسے ہی مولانا آزاد صمدانی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ تاکہ یہاں سے مختلف دیہات میں پھر کر اپنے [illegible] والے

خطرہ عظیم سے واقف کیا جائے۔ اور انہیں اسلام پر قائم و برقرار رہنے کی تلقین کی جائے۔ مولوی عبد اللہ صاحب ناظم جمعیت دعوت و تبلیغ بھی تشریف فرما ہوئے۔ اور مسلمانان پلول کی ایک علیحدہ مجلس قائم کرنے کی مبارک سعی فرمائی۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ اصل کام جو اس مجلس کا مقصد و مدعا ہے۔ پہلے سے اچھی طرح ہو رہا ہے۔ آپ نے زیادہ قیام کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور کام کرنے والوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ جس کے ہم تہ دل سے ممنون ہیں ان کے علاوہ دہلی کے ایک نوجوان مولوی ولایت حسین صاحب بھی ایسٹر کی تعطیلات میں محض اسی غرض کے لئے آئے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ پلول کے [illegible] نے اس مقدس کام میں ہماری امداد پورے طور پر کی۔ اور جلتی ہوئی دھوپ میں ہمارے ساتھ بارہ بارہ اور تیرہ تیرہ میل کا پاپیادہ سفر ہر روز اختیار کیا۔ ان کی شمولیت کی وجہ سے ہمارے دو تین دن صرف چار پانچ روز میں کئی ایک دیہات میں پھر نکلے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے دیہاتی مسلمان بھائی باوجود اس عدم واقفیت کے جو اسلام کے متعلق انہیں ہے۔ باوجود ان ہندوانہ رسومات کے جو اندر رائج ہیں۔ اور باوجود اس دباؤ کے جو برادری کے رنگ میں ان پر ڈالا گیا اپنے پاک مذہب پر قائم و مستحکم رہے۔ آریہ سماج یا نام نہاد ہندو سبھا کا جلسہ ہوا۔ اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوا۔ سوامی شردھانند صاحب پلول میں آئے اور اپنی پوری شان جلالیت کے ساتھ آئے۔ ہندو سبھا کے بلائے ہوئے دیہاتیوں میں سے بھی بعض ان کے جلسہ میں پہنچے۔ اور ان سے وہ سب کچھ کہا گیا۔ جو آج عام طور پر انہیں شدھ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ وہی جسکا اظہار خود سوامی صاحب نے اپنی آخری درد بھرے الفاظ میں کیا۔ کہ

"جب یہاں کچھ نہ تھا۔ تو تم نے مجھے کیوں بلایا؟"

آہ۔ کسقدر حسرتناک الفاظ ہیں۔ جو ان کے منہ سے نکلے ہیں کاش کوئی ایسا انتظام ہوتا۔ کہ جس سے اسوقت ان کے دل کی کیفیت کا فوٹو لیا جا سکتا۔ جسکا عکس ان الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ سوامی جی یہ الفاظ کہکر اٹھے اور راتوں رات یہ شعر بزبان حال پڑھتے ہوئے سٹیشن پر جا پہنچے ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں۔ لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

دروغ گویم برروئے تو

اس ناکامی و نامرادی کی حالت میں جب سوامی صاحب پلول سے نکلے۔

باقی برصفحہ ۷ کالم (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۹ شعبان سنہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۴۵

ختم قرآن

حضرت امیر کے قلم سے

واما بنعمۃ ربک فحدث ؕ

۲ اپریل سنہ ۲۳ء دوشنبہ کا دن میرے لئے ایک بڑا ہی مبارک دن تھا۔ کہ اُس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اردو ترجمۃ القرآن کے ختم کرنے کی توفیق دی۔ اور انگریزی ترجمہ کے بعد اردو ترجمہ اور تفسیر کے کام کو محض اپنے فضل سے تکمیل کو پہنچایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

مجھ جیسے عاجز اور کم علم انسان سے اس نے اتنا بڑا کام لیا۔ اس پر میرے قلب میں حمد الٰہی سے وہ لذت پیدا ہوتی ہے جسکو کوئی الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ سنہ ۱۹۰۹ء کا واقعہ ہے۔ ابھی انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام بہت سا ہونے والا باقی تھا۔ کہ میر ناصر نواب صاحب نے اردو میں ترجمہ قرآن کریم کے چھپوانے کے لئے تحریک کی اور بہت سے احباب سے روپیہ بھی جمع کر لیا۔ اور پھر حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی خدمت میں درخواست کی کہ اردو میں قرآن کریم کا ترجمہ چھپوانے کی اجازت دیجائے۔ حضرت مولوی صاحب نے یہ جواب دیا۔ کہ ہماری جماعت میں ایک ہی ترجمہ ہوگا اور وہ وہ ہوگا جو محمد علی انگریزی ترجمہ کو ختم کرنے کے بعد کریگا۔ اور ساتھ ہی مجھے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا تھوڑا اردو ترجمہ بھی کرکے دکھاتے جاؤ۔ چنانچہ چھ سات پارے کے قریب صرف ترجمہ کرکے میں حضرت مولوی صاحب کو دکھاتا بھی رہا۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم جیسا عاشق قرآن اور میرے جیسے بے بضاعت آدمی پر یہ حسن ظن۔ اور پھر اپنی آخر زندگی میں یعنی موت سے صرف چند دن پیشتر ایک بڑے مجمع میں بلا کر آپ نے فرمایا کہ انگریزی ترجمہ مقبول ہوگیا۔ انگریزی ترجمہ نے کوئی تین سال اور لے لئے۔ پھر کچھ اور کاروبار ضروری کی وجہ سے اردو ترجمہ کا کام اسی طرح ملتوی پڑا رہا۔ [illegible] سنہ ۱۹۱۷ء سے قادیان میں ایک عظیم الشان پیمانہ پر دس بارہ آدمیوں کی مجموعی محنت سے ایک انگریزی اور ایک اردو ترجمہ شائع ہونے کی تجویز زور سے ہوئی۔ میں نے سنہ ۱۹۱۸ء میں اردو ترجمہ کا کام شروع کیا۔ مگر ابتدائی حصہ یعنی سورہ بقر کے ختم ہونے پر معلوم ہوا کہ پانچ سو صفحہ کا مسودہ صرف ایک سورت کا ہوگیا۔ اس لئے دوبارہ اختصار سے کام کو شروع کیا گیا۔ اور اس پہلی تجویز کے آج پورے دس سال بعد اور دوبارہ کوئی چار سال کی محنت کے بعد محض اللہ کے فضل سے یہ کام اتمام کو پہنچا ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب کی فراست مومنانہ فانہ ینظر بنور اللہ کے مصداق ثابت ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج نہ صرف اور بہت سے میرے احباب کی روح کو لذت حاصل ہوتی ہوگی۔ بلکہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کی روح اور پھر اس مقدس روح جس نے یہ لکھا کہ انگریزی زبان میں ترجمہ اور تفسیر کا شائع کرنے کا کام مجھ سے ہو سکے گا یا

اس سے جو میری شاخ ہے۔

اور جس نے کھلے الفاظ میں اپنے ساتھ نسبت فرزندی دی۔ آج ان دونوں روحوں کو بھی اس کام سے خوشی پہنچتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان پر بڑی بڑی برکات نازل کرے جنہوں نے مجھے اس راہ پر ڈالا اور جنہوں نے مجھے اس کام کے قابل بنایا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا۔ کہ اس نے اتنی بڑی خدمت مجھ سے لی۔ ورنہ میں اس کام کا اہل نہ تھا۔ اس کے فضل سے اتنی بڑی منزل طے ہوئی کہ اس کام کو شروع کرنے کے بعد چودہ سال تک مجھے زندگی عطا فرمائی اور [illegible] عطا فرمائی۔ جس میں شب و روز خدا کا پاک کلام میری روح کی غذا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو تو سینکڑوں رکاوٹیں [illegible] اسکا فضل نہ ہو تو کتنی آرزوئیں انسان کے [illegible] رہ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کی تکمیل [illegible] فرمائی ہے۔ گو اسکا ایک ضروری حصہ اب بھی [illegible] ترجمہ کے دیباچہ میں کر چکا ہوں یعنی قرآن کریم کے تمام مضامین کو جامع رنگ میں ایک کتاب کی صورت میں لانا اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوئی۔ تو یہ اور ایک مبسوط سیرت نبی کریم صلعم انگریزی میں پیش نظر ہیں۔ بخاری کا ترجمہ تو اگر چھپنے کا سامان ہو جائے تو قرآن شریف کی طبع کے بعد فوراً بتدریج شروع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسکا کچھ مسودہ میرے پاس تیار بھی ہے۔ جسقدر کام ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی سامانیں بھی مہیا کر دیں۔ اور ان کتابوں کے چھپنے پر جو لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اسکا سامان بھی اپنے فضل سے کر دیا۔ اور رکاوٹیں بھی پیش آتی رہیں۔ جن میں سب سے بڑی رکاوٹ میرے وہ اشغال تھے جو نظم جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لاہور میں رہ کر میں بہت ہی کم تصنیف کے کام کو کر سکا ہوں۔ اور جو کیا بھی ہے۔ تو اس میں اسقدر یکسوئی میسر نہیں آئی جسقدر لاہور سے الگ رہ کر۔ یہاں بارہا میں لکھ رہا ہوتا ہوں۔ کہ کوئی کام درمیان میں آجاتا ہے۔ اور بسا اوقات ہوتا ہے کہ مضمون کا تمام سوچا ہوا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ وہ بھی میرے کام کا حصہ ہے۔ اس لئے یہ شکایت کے طور پر نہیں بلکہ اظہار واقعات کے طور پر ہے۔ مگر یکسوئی سے جو قوت کام میں پیدا ہوتی ہے وہ نہیں رہتی۔ دوسری طرف لاہور سے الگ رہ کر نظم جماعت کے کام کو نقصان پہنچتا رہا ہے۔ مگر میں اس میں بہت مجبور ہوں۔ گو میں نے اپنی طرف سے یہ پوری کوشش کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی امانت کے حق کو ادا کروں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میں نے غلطیاں بھی کی ہیں۔ اور اس لئے آج اس کام کو ختم کرنے کے بعد اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر جو خدمت قرآن کے رنگ میں اس نے مجھے عطا فرمائیں میں خوش ہوں تو دوسری طرف میرا دل اس خوف کو بھی محسوس کرتا ہے۔ کہ مجھ سے جو غلطی بتقاضائے بشریت یا میری بے بضاعتی سے ہوگئی ہو۔ وہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہو۔ قرآن کا ہر ایک لفظ ہر مسلمان کے لئے نور اور حجت ہے۔ ترجمہ اور تفسیر میں میں نے اپنے آپ کو کلام خدا حدیث رسول لغت عرب سے جہانتک میری سمجھ تھی پابند کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر پھر بھی وہ میری سمجھ ہے وہ کسی کے لئے حجت نہیں سوائے اس کے کہ خدا کے کلام اور رسول اللہ صلعم کی حدیث صحیح کے مطابق ہو۔ اور جو کہیں میری غلطی سے قرآن یا حدیث صحیح کے خلاف تفسیر ہوگئی ہو تو وہ رد کرنے کے قابل ہے۔ میری صرف یہ کوشش ہے۔ کہ لوگ علم قرآن کو پڑھیں اور اس کی خدمت کی طرف متوجہ ہوں۔

نوٹ۔ گو مسودہ کی تکمیل ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی کوئی تین ماہ کے قریب اور تیسری جلد کے طیار ہونے میں لگ جائیں گے۔ چھ سات سو صفحوں کی کاپیاں اور پروف ابھی دیکھنے ہیں۔ اور انڈکس بھی تیار کرنی ہے۔

مسلم ہائی سکول

اشاعت و حفاظت اسلام کے سوال کا گہرا تعلق جسقدر ان نونہالوں سے جو آج گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے ہیں۔ یا جو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ اتنا ان سے نہیں جو اپنی عمر کا ایک حصہ گذار چکے ہیں۔ اور پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ ہماری نسل جدیدہ ہماری آئندہ امیدوں کی کھیتی ہے۔ اور ممکنات زندگی کے تمام توقعات اس سے وابستہ ہیں۔ حفاظت و اشاعت اسلام کی اہمیت کو اب مسلمانوں نے خوب سمجھ لیا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ غدر لیے اپنے زورآور حملوں سے مسلمانوں کو اس فرض کی طرف متوجہ کیا ہے جس کی طرف ایک مامور الٰہی نے ان کو بلایا تھا۔ اس لئے اب دوسرا قدم یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمان اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی افتاد اس طریق پر ڈالیں۔ کہ وہ نہ صرف خود ہی سچے پکے مسلمان ہوں۔ بلکہ اشاعت اسلام سے گہری دلچسپی رکھنے ہوں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اس غرض سے ایک سکول مسلم ہائی سکول کے نام سے کھول رکھا ہے۔ انجمن تو اپنے فرض سے ایک حد تک سبکدوش ہو چکی۔ لیکن اب ہماری جماعت کا خصوصاً اور مسلمانوں کا عموماً۔ فرض ہے۔ کہ اپنے بچوں کو اس سکول میں بھیجیں۔ تاکہ وہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ سے واقفیت حاصل کریں۔

مسلم ہائی سکول میں دینی تعلیم کا خاص انتظام ہے۔ اس کے علاوہ اساتذہ بھی علی العموم مذہب کے رنگ میں رنگین ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی جماعت کے ماتحت یا اس سے تعلق رکھتے ہیں جس نے اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور جن کے دلوں میں یہ آگ ایک مامور الٰہی نے لگائی ہے۔ اس لئے جو طالب علم مسلم ہائی سکول میں تعلیم پائیں گے۔ ان سے یہ بجا طور پر توقع کی جائے گی۔ کہ وہ اسلام کے بہترین نمونہ بنیں اور اشاعت اسلام کے فرض کی اہمیت کو کما حقہ سمجھیں۔

اب یونیورسٹی کے امتحانات ہو چکے ہیں۔ اور عنقریب نتائج نکلنے پر ہمارے احباب اپنے بچوں کو مدرسوں میں داخل کریں گے۔ اس موقعہ پر ہم ان کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ان کو مسلم ہائی سکول میں داخل کریں۔ کیونکہ یہاں وہ علوم ظاہری کے ساتھ علم دینی بھی حاصل کر سکیں گے۔ سردیوں میں حضرت امیر کے درس قرآن شریف میں بھی شریک ہو سکیں گے۔ ہر جمعہ وعظ و نصیحت بھی سن سکیں گے۔ اگر اس چھوٹی عمر میں ان کے دل و دماغ میں اسلام کی محبت اور اس کی حقانیت راسخ ہو جائے گی۔ تو پھر آئندہ عمر میں وہ اسلام کے لئے باعث فخر ثابت ہونگے۔ کیونکہ ان کے اعمال و افعال و اقوال سے اسلام کی خوبیوں کا ظہور ہوگا اور ان کی ذات ہی لوگوں کے لئے نمونہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ امید ہے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔

کانگریسی لیڈروں کا بیچ بچاؤ

ہمارے ایک نامہ نگار لکھتے ہیں۔ کہ موتی لال نہرو اور دوسرے کانگریسی لیڈر غالباً سوامی شردھانند کی خدمت میں شدھی کی کارروائی کو بند کرنے کے لئے آنے والے ہیں۔ سنا ہے۔ کہ موتی لال نہرو کی ایک تقریر دہلی میں بھی سوامی صاحب کے خلاف ہوئی ہے۔

لیکن برادران وطن کا یہ طریق عمل کوئی انوکھا نہیں۔ وہ ہمیشہ سے مزاج شناس واقع ہوئے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ جب شدھی کی خبریں زوروں پر تھیں۔ تو سب کانگریسی لیڈر نہایت اطمینان سے ان خبروں کو سنتے تھے۔ اور پنڈت مدن موہن مالویہ صاحب نے تو اظہار اطمینان بھی فرمایا تھا۔ لیکن آج جب سوامی صاحب کو خطرناک ناکامی ہوئی ہے۔ تو بیچ بچاؤ کی تدابیر ہونے لگی ہیں۔

ہمیں یقین ہے۔ کہ سوامی صاحب اس بیچ بچاؤ کی پرواہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ کئی دفعہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ اب محض مذہبی پرچارک ہیں۔ اور کانگریس سے انہیں تعلق نہیں۔ دوسری طرف مسلمان بھی کسی دباؤ کے ماتحت شدھی کو بند کرانا نہیں چاہتے۔ اگرچہ بعض ناواجب کارروائیوں کی بنا پر گورنمنٹ کو علاقہ ارتداد میں قانونی کارروائی کرنی پڑی۔ اور یہ اعلان کرنا پڑا کہ آگرہ میں آکر شدھی ہوا کرے۔ کیونکہ دیہات میں بعض آریہ پرچارک جوش دلا دیتے تھے۔ لیکن اس کارروائی سے مسلمانوں کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ حکومت کی اپنی مصلحت ہے۔ جو امن عامہ کے قیام کے لئے عمل میں لائی گئی۔

ہم صرف شدھی کو بند ہی کرانا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم ہندوؤں کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ اگر مسلمان اشاعت اسلام کے فرض کو انجام دیں گے تو بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔ چنانچہ ناظرین کرام نے دیکھا ہوگا۔ کہ اب ملک میں ہر طرف سے مسلمان اشاعت اسلام میں مصروف ہوئے ہیں۔ تو ہندو دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ اشاعت میں ہم کئی ایک مقامات پر قبول اسلام کی خبریں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں۔

ہم نے پہلے ہی لکھا تھا۔ کہ انشاء اللہ سوامی صاحب اپنے ارادوں میں ناکام ہوں گے۔ چنانچہ پلول میں جو ناکامی ان کو ہوئی ہے۔ اور جسکی کیفیت اس اخبار میں درج ہے۔ اس نے ان کی کمر ہمت توڑ دی ہے۔

ناظرین کرام۔ بقایا چندہ بھیجکر مشکور کریں

مینیجر

مراسلات

مسلم ہائی سکول لاہور

طلبا کو الوداعی پارٹی

مورخہ ۲۵ - مارچ ۱۹۳۰ء کو اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور نے دسویں کلاس کے طلبا کو الوداعی پارٹی دی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور بہت سے معزز حضرات کو بھی مدعو کیا گیا۔ خورد و نوش کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلبا سے مندرجہ ذیل خطاب کیا۔

ہیڈ ماسٹر صاحب کی تقریر

حضرت مولوی صاحب - دیگر بزرگو اور عزیز طالب علموں میں اس لئے کھڑا نہیں ہوا۔ کہ کوئی لمبی تقریر کر کے آپ کی سمع خراشی کروں بلکہ اپنے خیالات کا اظہار چند ایک ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کی جدائی کی وجہ سے میرے دل میں کیا کیا خیالات موجزن ہو رہے ہیں۔ عزیزان من بعض آپ میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عمر کا ایک کافی حصہ اس سکول میں گذارا ہے۔ اور اس کے فوائد سے اپنے آپ کو متمتع کرتے رہے ہیں بعض آپ میں ایسے ہیں جن کو آئے ہوئے صرف تھوڑا عرصہ گذرا ہے۔ اور پورے طور پر سکول کی روایات سے مستفید نہ ہو سکے لیکن تاہم آپ کے دل اس جدائی کو ضرور محسوس کرتے ہوں گے۔

عزیزان من جو شخص کسی ایک جگہ چند گھنٹوں کے لئے ہی قیام کرتا ہے۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہوتا ہے۔ تو اس جگہ سے محبت اور الفت اس کو پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ لوگ جنہوں نے کئی ایک سال اس سکول میں بسر کئے ہیں۔ اور اس کی چار دیواری اور اس کے گوشے گوشے سے واقف ہیں۔ آپ بھی اس مفارقت کو بہت محسوس کرتے ہوں گے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ دنیا کے کاروبار میں محو ہو جائیں گے۔ اور بعض اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کوشش کریں گے۔ تاہم اس وقت بھی آپ اس سکول کو فراموش نہ کیجئے۔ اس وقت یہ سکول ایک بچے کی مانند ہے جس کی عمر پانچ چھ سال ہے۔ اس کو اعلیٰ منزل پر پہنچانے کی کوشش کرنا آپ کا بھی فرض ہونا چاہیئے۔ آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ سکول آپ کا ہی ہے۔ اور آپ لوگوں نے ہی اس کو اپنی ان تھک کوششوں سے اعلیٰ مقام پر پہنچانا ہے۔ موجودہ سکول کی عمارت کا سوال بہت تکلیف دہ ہے۔ اور ہمارے راستہ میں طرح طرح کی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ آپ بھی دعا کریں۔ دعا کے ساتھ جس قدر کوشش ہو سکے وہ بھی کریں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں۔ جو اس زمانے میں بھی دنیا کو اپنے کارنامے دکھا کر محو حیرت کر سکتے ہیں تھوڑے ہی دن کی بات ہے کہ ڈی۔ اے۔ وی کالج جالندھر کا پرنسپل فخریہ طور پر کہہ رہا تھا۔ کہ یہ کالج کی عمارت صرف ہمارے پرانے طلبا کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دوسرا جو سب سے اہم کام آپ لوگوں نے کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اشاعت اسلام میں سرگرمی سے حصہ لیں۔ اپنے فرائض میں سے اس کو اپنا فرض اولین سمجھیں۔ اور اپنا تھوڑا سا قیمتی وقت اس کے لئے بھی صرف کریں۔ اسلام اس وقت سخت نازک حالت میں ہے۔ غیر مذہب کے لوگوں میں سے ہر ایک شخص اسلام کا دشمن اور خفیہ در خفیہ کارروائیوں سے اس کو تباہ کرنا چاہتا ہے اب چند دن سے آپ کے بھائیوں اور بہنوں کو جنہیں ملکانہ راجپوت کہتے ہیں، اسلام سے منحرف کر کے شرک کے گڑھے میں دھکیلا جا رہا ہے۔ اور جو کل آپ کے بھائی تھے۔ ان کو آپ کا دشمن بنایا جا رہا ہے۔ آپ کی ڈیوٹی یہ ہے۔ کہ آپ بھی اپنی سر توڑ کوشش سے اس بلا کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جو وہاں جا سکتے ہیں۔ وہ وہاں جائیں اور جو وہاں جانے سے اپنے آپ کو قاصر پاتے ہیں۔ تو وہ روپیہ وغیرہ سے مدد کریں۔ اور ان لوگوں کو ہلاکت سے بچاویں۔ اور دوسرے مسلمانوں کو آپ بتا دیں کہ آپ کی سپرٹ دوسرے اسلامیہ سکولوں اور کالجوں کی طرح مردہ نہیں ہے۔ بلکہ زندہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی سپرٹ بھی دوسرے اسلامیہ مدارس کے طلبا کو دیکھ کر کسی قدر دب جاتی ہے۔ جس کی زندہ نظیر آپ کے پڑوس میں اسلامیہ کالج ہے۔ جس میں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ طلبا میں کوئی تو احساس نہیں ہے۔ ہمارے سکول کے کھولنے کی پہلی غرض یہی تھی۔ کہ طلبا میں اسلامی جوش پیدا کیا جاوے۔ اور جب طلبا اس سکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر نکلیں۔ تو مشنری کا کام بھی کریں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ وہ روح جو ہم آپ لوگوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ صرف بیرونی مشکلات ہی ہیں۔ بلکہ ہم لوگ بھی کسی حد تک ذمہ دار ہیں۔ ہماری طرف سے بھی غفلت اور تساہل سے کام لیا گیا ہے۔ جس کے لئے میں بھی اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دیتا۔

عزیزان من۔ دنیا کے سامنے نیک نمونہ پیش کیجئے۔ اور نمازوں کی حفاظت کیجئے۔ اور دوسرے لوگوں کے دلوں پر اپنی نیکی۔ ایثار اور شرافت کا سکہ بٹھائیے۔ اور اپنے اخلاق حسنہ کا گرویدہ کیجئے۔

یہی وہ جواہر ہیں جو آجکل عام طور پر سکولوں میں مفقود ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی اخلاقی حالت دیگر سکولوں کی نسبت کسی قدر بہتر ہے لیکن وہ ابھی تک سطح ترقی تک نہیں پہنچی۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم کو اللہ تعالیٰ اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ اور آپ کو بھی کامران کرے۔

اب آپ اپنے وطن کو جا رہے ہیں۔ ہمارے لوگوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اپنے والدین۔ عزیز و اقربا۔ سب کے سامنے اپنی تعلیم کا اچھا نمونہ پیش کیجئے۔ اور ان کے دل پر انکساری۔ حب الوطنی اور فرمانبرداری جیسے اخلاق حسنہ کا اچھا اثر ڈالئے۔ اخیر میں حضرت مولوی صاحب کا اور دیگر بزرگوں اور آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہماری دعوت قبول کر کے اتنی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ والسلام۔

حضرت امیر کی نصائح

اس کے بعد حضرت امیر نے نہایت قیمتی نصائح طلبا کو فرمائیں اور دین اور دنیا میں فلاح حاصل کرنے کے چند ایک اصول بتائے آپ نے فرمایا "تم سب مسلمان ہو۔ تم ایسی درسگاہ میں رہے ہو۔ جن کے اساتذہ بھی مسلمان ہیں۔ تم نے کچھ نہ کچھ ضرور یہاں سے سیکھا ہوگا۔ تم کو اپنے مدرسہ و استادوں سے محبت تو ضرور ہو گئی ہوگی۔ لیکن باوجود اس کے تم میں سے ہر ایک کی خواہش یہی ہے۔ کہ پھر دوبارہ سکول میں نہ آؤ۔ اور خدا کرے کہ تم میں سے کوئی بھی واپس اس سکول میں نہ آئے لیکن چند ایک باتیں بطور نصائح تم کو بتانا چاہتا ہوں۔ اول تو یہ کہ سب مسلمانوں کو جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں مسلمان سمجھو۔ دل میں تنگدلی ہرگز نہ لاؤ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو کافر مت کہو۔ اور یہ اتحاد اور اتفاق کی بنیاد ہے۔ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھو۔ دوسرے اپنی زندگیوں کو ان مسلمانوں کی طرح بناؤ۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں تھے۔ اسلام کا شوق اپنے اندر پیدا کرو۔ تمہاری ہر ایک بات میں اسلام کی بات پائی جاوے۔ تیسرے فرمایا کہ اب تم فارغ ہو۔ تم اب یہ فراغت کا وقت اسلام کے لئے دے سکتے ہو یعنی جو مصیبت اسلام پر ہے۔ اس کو ایک گونہ راجپوت ملکانوں میں جا کر دور کر سکتے ہو۔" اس کے بعد طلبا نے اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور وعدہ کیا کہ وہ حضرت امیر کی نصائح پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔

بعد ازاں قاضی ثناء اللہ صاحب نے کھڑے ہو کر سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ کہ سب تکلیف فرما کر تشریف لائے ہیں۔ اور پھر حضرت امیر نے دعا کے بعد جلسہ ختم فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تحقیق الادیان

۹ چیت کے آریہ گزٹ پر ایک سرسری نظر

سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں متعدد مرتبہ اپنے طریق عمل سے دو طرح کی غلط بیانیوں کو جائز قرار دے دیا ہے۔ ایک تو اپنی رائے اور خود تراشیدہ خیالات ویدوں کی طرف منسوب کئے۔ اور دوسرے غیر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی طرف وہ باتیں منسوب کیں کہ جن کا نام و نشان بھی ان مذاہب کے اندر نہیں ملتا۔ پس اگر آج آریہ سماجی اسی سنت پر عمل پیرا ہو کر اس میں کمال کر دکھائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آریہ گزٹ میں ودیا امرت اور وید اپدیش کے عنوان سے کسی نہ کسی وید منتر کی تفسیر شائع ہوا کرتی ہے تفسیر کیا ہوتی ہے۔

من چہ سرایم و طنبورہ من چہ سراید

کی ضرب المثل کو اس کے کمال معنوی کے لحاظ سے سچ کر دکھایا جاتا ہے۔ اس پر کبھی کبھی ہم بھی قارئین اخبار بھی تفنن طبع کے لئے نظر ڈال دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی کی ایک قاش کو بھی ہدیہ ناظرین ہے ۹ چیت کے آریہ گزٹ میں "پرماتما کا انتظام" کے عنوان سے رگوید $\frac{1}{4}\frac{3}{3}$ ۸ کی ایک بے سروپا تفسیر لکھی گئی ہے۔ منتر کے الفاظ یہ ہیں۔ اگنے ٹیکمشوا ہیے تواشوا سو دیو سا دھوہ ارم وہنتی سلیو۔ اس منتر کا دیوتا اگنی ہے۔ "یاتین اچیتے سہ دیوتا" کے اصول کے ماتحت اس منتر میں اگنی دیوتا کی تعریف کی گئی ہے۔ کیونکہ جو دیوتا کسی منتر کا ہوتا ہے۔ اسی کا ذکر یا استتی اس منتر کا مقصد ہوتا ہے۔ چنانچہ بھیر دواج رشی اگنی دیوتا کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ "اے اگنی دیوتا تیرے جو اعلیٰ گھوڑے ہیں۔ ان کو جوڑی دے۔ وہ تیری مرضی کے مطابق تیری گاڑی کو چلاتے ہیں" ان الفاظ سے کہنے والے کا جو مقصد ہے۔ وہ ظاہر ہے کہ وہ اپنے ہاں اگنی دیوتا کو بلاتے ہیں۔ اور کس غرض کے لئے بلاتے ہیں۔ اس کا ذکر اگلے منتر میں "آ دیونت سوم پیتیے" اپنی گاڑی میں دیوتاؤں کو سوم رس پینے کے لئے لائیے۔ اگ اور سام وید کے سینکڑوں منتروں میں گھوڑے جوڑنے اور دیوتاؤں کو دعوت میں آنے کے لئے بلایا گیا ہے ملاحظہ ہوں رگوید $\frac{177}{2}$ ۱ $\frac{5}{10}$ ۱ $\frac{48}{4}$ ۴ $\frac{75}{1}$ ۸ $\frac{25}{49}$ ۸ وغیرہ وغیرہ

اب ذرا آریہ گزٹ میں اس منتر کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ کہ "اس وید منتر میں اس امر کی تعلیم ہوئی ہے۔ کہ انسانی قانون کے اندر تو کسی گناہ یا جرم کی ماہیت حکام وقت کی نظر سے مخفی بھی رہ سکتی ہے۔ لیکن الٰہی انتظام میں کسی حرکت اور فعل کا پرماتما کی نظر سے بچنا محال اور ناممکن ہے جس وقت ہی کسی فعل کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس کا اسی وقت اس نرنکار، سرب شکتی، عالم الغیب، کو پورا پورا علم ہو جاتا ہے۔"

اب میں منتر کے الفاظ اور اس کی تفسیر کو آمنے سامنے نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ یہ اندازہ ہو سکے۔ کہ آریوں کو منتروں کے مفہوم اور مطالب کے بیان کرنے میں کس قدر کمال حاصل ہے۔

دیوتا منتر کا لفظی ترجمہ	مطلب اور مفہوم
اے اگنی تیرے جو اعلیٰ گھوڑے ہیں۔ اُن کو جوڑی دے وہ تیری مرضی کے مطابق تیری گھوڑے سے چلاتے ہیں۔	انسانی قانون کے اندر تو کسی گناہ یا جرم کی ماہیت حکام وقت کی نظر سے مخفی بھی رہ سکتی ہے۔ لیکن الٰہی انتظام میں کسی حرکت اور فعل کا پرماتما کی نظر سے بچنا محال اور ناممکن ہے جس وقت ہی کسی فعل کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس کا اسی وقت اس عالم الغیب کو پورا پورا علم ہو جاتا ہے۔

اس منتر کے الفاظ سے یہ مطلب اور مفہوم کیونکر پیدا ہو گیا یہ مت پوچھئے۔ کیونکہ آریہ سماج کا اصول تفسیر نویسی ہی ساری دنیا سے نرالا اور انوکھا ہے۔ اپنے کمال معنوی کے لحاظ سے انہوں نے

من چہ سرایم و طنبورہ من چہ سراید کی ضرب المثل کو جوں کا توں سچ کر دکھایا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس منتر کی تشریح کرتے میں آریہ مفسر نے دیانندی بھاشی کی طرز تفسیر کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیانند جی کے رگوید بھاشی اور یجر وید بھاشی کو خوب دیکھا ہے اور ان کی طرز تفسیر سے بھی کسی قدر واقف ہوں۔ پس اسی طرز تفسیر کا تتبع کرتے ہوئے ہم بھی اس منتر کی تشریح کرتے ہیں۔ آریہ دوست اپنے قومی آرگن آریہ گزٹ اور ہماری تفسیر میں سے جس کو معقول اور منتر کے الفاظ سے زیادہ قریب پائیں اس کو اختیار کر لیں۔ اس منتر میں ہمارے نزدیک اگنی دیوتا سے مراد ریلوے انجن کا ڈرائیور ہے۔ ڈرائیور کو پرماتما حکم دیتے ہیں۔ کہ اے ڈرائیور تو ریل کی گاڑیوں کو جو تیرے تابع ہیں اپنی مرضی کے مطابق سالم کی سالم ٹرین کو منزل مقصود پر لے جا سکے پس اس وید منتر میں ریل کے بنانے اور اس کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی تعلیم دی گئی ہے کیسا صاف اور سیدھا سادا مطلب ہے جو ہم نے منتر کے الفاظ کو سامنے رکھ کر پیدا کر دیا ہے۔ اگنی اشو کے معنی تیز رفتار کے ہیں میل ٹرین سے بڑھ کر تیز رفتاری اور کس میں ہوگی۔ آریہ دوست اگر ہمیں کچھ سہا دیا دیں۔ تو ہم اس طرز پر کل اس حصہ وید کی تفسیر اکٹھی کر کے دے سکتے ہیں کہ جس کی مشکلات کا اندازہ کر کے سوامی دیانند جی نے کبھی اس کی تفسیر کرنے کی جرات نہیں کی۔

اس وقت میں چونکہ سفر میں ہوں۔ باقی مضامین اور اغلاط آریہ گزٹ پر انشاء اللہ تعالیٰ پھر بشرط فرصت نظر کی جائے گی۔ (عبد الحق از پول ضلع گوڑگانوہ)

سوامی شردھانند کی حسرتناک ناکامی

منشی دوست محمد صاحب کے قلم سے

"جب یہاں کچھ نہ تھا تو تم نے مجھے کیوں بلایا؟"

یہ وہ حسرت بھرے الفاظ ہیں۔ جو آج پلول کے چھوٹے سے قصبہ میں آریہ سماج کے جلسہ کے اندر اس شخص کی زبان سے نکلے ہیں جو اس وقت شدھی کے نام سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو اور مسلمانوں میں بغض و نفاق اور فتنہ و فساد کی خلیج حائل کرنے کے درپے ہے۔ وہ شخص جو ابھی بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ انہی ہندو اور مسلمانوں میں اتحاد کی روح پھونکنے ان کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر لانے اور اچھوت و غیر اچھوت کی تفریق کو اٹھا دینے کے لئے ہندوؤں کے مناور اور مسلمانوں کی مساجد میں ایک ہی لباس میں نظر آتا تھا جو کانگریس اور خلافت کمیٹی کے پلیٹ فارم پر آج سے تھوڑے ہی دن پیشتر قومیت متحدہ کی تعمیر و تنظیم میں منہمک تھا۔ آج ہم اسے ایک بالکل مختلف شکل و صورت میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں کہ اسکا ظاہری جوگیانہ پن اس کے اخلاق و اعمال کو کس درجہ مخدوش کرنے کا موجب ہوا ہے۔

سوامی شردھانند صاحب نے جبدن سے مسلمانوں کی شدھیوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ مسلمانوں کے دل سخت پریشان و مضطرب ہیں اور جوق در جوق مسلمان نہ صرف انجمنوں کی ملازمت میں بلکہ اپنے ذاتی روپیہ اور اوقات گرامی کو قربان کرکے اپنے بھائیوں کو بچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس برمحل اور برموقع جوش اور مساعی نے آخرکار ایک حد تک کامیابی کی صورت اختیار کی ہے۔ جس کی وجہ سے پلول جیسے چھوٹے سے قصبہ میں آریہ سماج کے عظیم الشان پنڈال کے اندر سوامی جی کے مُنہ سے وہ الفاظ نکلے جو اس مضمون کا زیب عنوان ہیں

سوامی صاحب پلول میں

اگرچہ چند یوم تک کام کرنے اور جاہل مسلمان راجپوتوں میں سے چند اشخاص کو طرح طرح کے حیلوں سے ورغلانے کے بعد نشہ کامیابی میں سوامی جی نے اپنی توجہ پلول ضلع گڑگاؤں کیطرف منعطف فرمائی۔ اور ۳۰، ۳۱ مارچ کو آریہ سماج کے ایک بڑے پنڈال کے اندر ہندو سبھا کے نام سے ارد گرد کے مواضعات کے مسلمانوں کو بلایا گیا۔ کہ آؤ اور آکر ہندو برادری کے اندر شامل ہو جاؤ۔ اگرچہ خاص پلول کے اندر جو قلمی اشتہار چسپاں کیا گیا۔ اس میں کھلے طور پر غیر ہندوؤں کو شمولیت سے روکا گیا تھا۔ لیکن دیہات کے مسلمانوں کو بلایا گیا تاکہ ان کے بے علم اور اسلام سے ناواقف ہونے سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ کو ان پر کوئی اثر ڈالنے کا موقعہ نہ ملے جو چیٹھی ان کو اس جلسہ میں شمولیت کے لئے لکھی گئی۔ اس کے الفاظ پڑھنے کے قابل ہیں:۔

"سیوا میں شریمان ...... آپ کو معلوم ہو کہ کھشتریہ مہاسبھا نے ریزولیوشن پاس کر دیا ہے۔ کہ جو راجپوت شاہی زمانہ میں جبراً مسلمان کر دئے گئے۔ ان کو پھر برادری میں شامل کر لیا جائے اسواسطے ہندو سبھا پلول آپ کی خدمت میں گذارش کرتی ہے کہ مہربانی فرما کر معہ اپنے کھیاؤں کے ۳۰ مارچ مطابق چیت سدی ۱۳ سنہ ۱۹۸۰ بروز شکروار کی شام تک تشریف پلول لے آویں۔ ۳۱ مارچ سنہ ۲۳ء سنیچروار کو پنچایت ہو گی جس میں سری سوامی شردھانند جی پنڈت لکھمنی نرائن شاستری شریان چوہدری مادھو سنگھ جی کے علاوہ اور بھی صاحب تشریف لاویں گے۔ بھوجن کا انتظام ہندو سبھا پلول کرے گی"

دستخط اردو چوہدری چندن سنگھ پریسیڈنٹ
ہندو سبھا پلول

اس چیٹھی میں جو ناحق و ناروا الزام مسلمان سلاطین پر لگایا گیا ہے اور کئی ماہ سے ناواقف مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے ان کے سامنے اسے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی تردید اسوقت ہم کرنا نہیں چاہتے اس پر علیحدہ مفصل مضمون ہدیہ ناظرین کرام ہوگا۔ یہاں ہمارا مقصد صرف مندرجہ بالا چیٹھی کے نتائج اور سوامی جی کی تشریف آوری و باز روی کے حالات کو عرض کرنا ہے۔

ہمارے مبلغین کی مساعی

اس سے قبل ہم اسقدر لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کے اس جلسہ کی خبر پاتے ہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کیطرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب پیشتر سے پلول گئے ہیں۔ اور ان کے بعد مولوی عبدالحق صاحب اور خاکسار بھی یہاں آ پہنچے۔ ایسے ہی مولانا آزاد صمدانی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ تاکہ یہاں سے مختلف دیہات میں پھر کر اپنے [illegible] والے خطرۂ عظیم سے واقف کیا جائے۔ اور انہیں اسلام پر قائم و برقرار رہنے کی تلقین کی جائے۔ مولوی عبداللہ صاحب ناظم جمعیت دعوت و تبلیغ بھی تشریف فرما ہوئے۔ اور مسلمانان پلول کی ایک علیحدہ مجلس قائم کرنے کی مبارک سعی فرمائی۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ اصل کام جو اس مجلس کا مقصد و مدعا ہے۔ پہلے سے اچھی طرح ہو رہا ہے۔ آپ نے زیادہ قیام کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور کام کرنے والوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ جس کے ہم تہ دل سے ممنون ہیں ان کے علاوہ دہلی کے ایک نوجوان مولوی ولایت حسین صاحب بھی ایسٹر کی تعطیلات میں محض اسی غرض کے لئے آئے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ پلول کے نوجوانوں نے اس مقدس کام میں ہماری امداد پورے طور پر کی۔ اور جلتی ہوئی دھوپ میں ہمارے ساتھ بارہ بارہ اور تیرہ تیرہ میل کا پاپیادہ سفر ہر روز اختیار کیا۔ ان کی شمولیت کی وجہ سے ہمارے دو تین وفد صرف چار پانچ روز میں کئی ایک دیہات میں پھر نکلے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے دیہاتی مسلمان بھائی باوجود اس عدم واقفیت کے جو اسلام کے متعلق انہیں ہے۔ باوجود ان ہندوانہ رسومات کے جو اندر راسخ ہیں۔ اور باوجود اس دباؤ کے جو برادری کے رنگ میں ان پر ڈالا گیا اپنے پاک مذہب پر قائم و مستحکم رہے۔ آریہ سماج یا نام نہاد ہندو سبھا کا جلسہ ہوا۔ اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوا۔ سوامی شردھانند صاحب پلول میں آئے اور اپنی پوری شان جلالیت کے ساتھ آئے۔ ہندو سبھا کے بلائے ہوئے دیہاتیوں میں سے بھی بعض ان کے جلسہ میں پہنچے۔ اور ان سے وہ سب کچھ کہا گیا۔ جو آج عام طور پر انہیں شدھ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ وہی جسکا اظہار خود سوامی صاحب نے اپنی آخری درد بھرے الفاظ میں کیا۔ کہ

"جب یہاں کچھ نہ تھا۔ تو تم نے مجھے کیوں بلایا"

آہ۔ کسقدر حسرتناک الفاظ ہیں۔ جو ان کے مُنہ سے نکلے ہیں کاش کوئی ایسا انتظام ہوتا۔ کہ جس سے اسوقت ان کے دل کی کیفیت کا فوٹو لیا جا سکتا۔ جسکا عکس ان الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ سوامی جی یہ الفاظ کہکر اُٹھے اور راتوں رات یہ شعر بزبان حال پڑھتے ہوئے سٹیشن پر جا پہنچے ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں۔ لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

دروغ گویم برروئے تو

اس ناکامی و نامرادی کی حالت میں جب سوامی صاحب پلول سے نکلے۔

باقی بر صفحہ ۴ کالم (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۹ر شعبان ۱۳۴۱ھ | نمبر ۴۵

ختم قرآن

حضرت امیر کے قلم سے

واما بنعمۃ ربک فحدث ؂

۲ر اپریل ۱۹۲۳ء دوشنبہ کا دن میرے لئے ایک بڑا ہی مبارک دن تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اردو ترجمۃ القرآن کے ختم کرنے کی توفیق دی۔ اور انگریزی ترجمہ کے بعد اردو ترجمہ اور تفسیر کے کام کو محض فضل ایزدی سے تکمیل کو پہنچایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ مجھ جیسے عاجز اور کم علم انسان سے اس نے اتنا بڑا کام لیا۔ اس پر میرے قلب میں جو خوشی سے حالت پیدا ہوتی ہے جسکو کوئی الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ میں شکر کا ادا کرتا ہوں۔ ابھی انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام بہت سا ہونے والا باقی تھا۔ کہ میر ناصر نواب صاحب نے اردو میں ترجمہ قرآن کریم کے چھپوانے کے لئے تحریک کی اور بہت سے احباب سے روپیہ بھی جمع کر لیا۔ اور پھر حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی خدمت میں درخواست کی کہ اردو میں قرآن کریم کا ترجمہ چھپوانے کی اجازت دیجائے حضرت مولوی صاحب نے یہ جواب دیا۔ کہ ہماری جماعت میں ایک ہی ترجمہ ہوگا اور وہ وہ ہوگا۔ جو محمد علی انگریزی ترجمہ کو ختم کرنے کے بعد کریگا۔ اور ساتھ ہی مجھے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا تھوڑا اردو ترجمہ بھی کرکے دکھاتے جاؤ۔ چنانچہ چھ سات پارے کے قریب صرف ترجمہ کرکے میں حضرت مولوی صاحب کو دکھاتا بھی رہا۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم جیسا عاشق قرآن اور میرے جیسے بے بضاعت آدمی پر یہ حسن ظن۔ اور پھر اپنی آخر زندگی میں یعنی موت سے صرف چند دن پہلے ایک بڑے مجمع میں بلا کر آپ نے فرمایا کہ انگریزی ترجمہ مقبول ہوگیا۔ انگریزی ترجمہ نے کوئی تین سال اور لے لئے۔ پھر کچھ اور کاروبار اور حضرت کی وجہ سے اردو ترجمہ کا کام اسی طرح ملتوی پڑا رہا۔ دوسری طرف ۱۹۱۴ء سے قادیان میں ایک عظیم الشان پیمانہ پر دس بارہ آدمیوں کی مجموعی محنت سے ایک انگریزی اور ایک اردو ترجمہ شائع ہونے کی تجویز زور سے ہوئی۔ میں نے ۱۹۱۸ء میں اردو ترجمہ کا کام شروع کیا۔ مگر ابتدائی حصہ یعنی سورہ بقر کے ختم ہونے پر معلوم ہوا کہ پانچ سو صفحہ سے وہ صرف ایک سورت کا ہوگیا۔ اس لئے دوبارہ اختصار سے کام کو شروع کیا گیا۔ اور اس پہلی تجویز کے آج پورے دس سال بعد اور اردو ترجمہ پر کوئی چار سال کی محنت کے بعد محض اللہ کے فضل سے یہ کام انجام کو پہنچا ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب کی فراست مومنانہ فانہ ینظر بنور اللہ کے مصداق ثابت ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج میری طرح نہ صرف اور بہت سے میرے احباب کی روح کو لذت حاصل ہوتی ہوگی۔ بلکہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کی روح اور پھر اس مقدس انسان کی روح جس نے لکھا کہ انگریزی زبان میں ترجمہ اور تفسیر کا شائع کرنے کا کام مجھ سے ہو سکے گا یا

اس نے جو میری شاخ ہے۔

اور جس نے مجھے اپنے الفاظ میں اپنے ساتھ نسبت فرزندی دی۔ آج ان پاک روحوں کو بھی اس کام سے خوشی پہنچتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بڑی بڑی برکات نازل کرے جنہوں نے مجھے اس راہ پر ڈالا اور مجھے اس کام کے قابل بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان تھا۔ کہ اس نے اتنی بڑی خدمت مجھ سے لی اور اس کام کا اہل بنایا۔ اس کے فضل سے اتنی بڑی منزل طے ہوئی کہ اس کے شروع کرنے کے بعد چودہ سال تک مجھے زندگی عطا فرمائی۔ اور یہ توفیق عطا فرمائی کہ جس میں شب و روز خدا کا پاک کلام میری روح کی غذا رہا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہوتو سینکڑوں رکاوٹیں راستہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ اسکا فضل نہ ہو تو کتنی آرزوئیں انسان کے دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ گو اسکا ایک ضروری حصہ اب بھی باقی ہے۔ جس کا ذکر میں انگریزی ترجمہ کے دیباچہ میں کرچکا ہوں یعنی قرآن کریم کے تمام مضامین کو جامع رنگ میں ایک کتاب کی صورت میں لانا اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوئی۔ تو یہ اور ایک مبسوط سیرت نبی کریم صلعم انگریزی میں پیش نظر ہیں۔ بخاری کا ترجمہ تو اگر چھپنے کا سامان ہو جائے، تو قرآن شریف کی طبع کے بعد فوراً بتدریج شروع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسکا کچھ مسودہ میرے پاس تیار بھی ہے۔ جسقدر کام ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی سہولتیں بھی مہیا کر دیں۔ اور ان کتابوں کے چھپنے پر جو لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اسکا سامان بھی اپنے فضل سے کر دیا۔ اور رکاوٹیں بھی پیش آتی رہیں۔ جن میں سب سے بڑی رکاوٹ میرے وہ اشغال تھے جو نظم جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لاہور میں رہ کر میں بہت ہی کم تصنیف کے کام کو کر سکا ہوں۔ اور جو کیا بھی ہے۔ تو اس میں اسقدر یکسوئی میسر نہیں آئی جسقدر لاہور سے الگ رہ کر۔ یہاں بارہا میں لکھ رہا ہوتا ہوں۔ کہ کوئی کام درمیان میں آجاتا ہے۔ اور بسا اوقات ہوتا ہے کہ مضمون کا تمام سوچا ہوا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ وہ بھی میرے کام کا حصہ ہے۔ اس لئے یہ شکایت کے طور پر نہیں بلکہ اظہار واقعات کے طور پر ہے۔ مگر یکسوئی سے جو قوت کام میں پیدا ہوتی ہے وہ نہیں رہتی۔ دوسری طرف لاہور سے الگ رہ کر نظم جماعت کے کام کو نقصان پہنچتا رہا ہے۔ مگر میں اس میں بہت مجبور ہوں۔ گو میں نے اپنی طرف سے یہ پوری کوشش کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی امانت کے حق کو ادا کروں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میں نے غلطیاں بھی کی ہیں۔ اور اس لئے آج اس کام کو ختم کرنے کے بعد اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر جو خدمت قرآن کے رنگ میں اس نے مجھے عطا فرمائیں۔ میں خوش ہوں تو دوسری طرف میرا دل اس خوف کو بھی محسوس کرتا ہے۔ کہ مجھ سے جو غلطی بتقاضائے بشریت یا میری بے بضاعتی سے ہوگئی ہو۔ وہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہو۔ قرآن کا ہر ایک لفظ ہر مسلمان کے لئے نور اور حجت ہے۔ ترجمہ اور تفسیر میں میں نے اپنے آپ کو کلام خدا حدیث رسول لغت عرب سے جہاں تک میری سمجھ تھی پابند کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر پھر بھی وہ میری سمجھ ہے وہ کسی کے لئے حجت نہیں سوائے اس کے کہ خدا کے کلام اور رسول اللہ صلعم کی حدیث صحیح کے مطابق ہو۔ اور جو کہیں میری غلطی سے قرآن یا حدیث صحیح کے خلاف تفسیر ہوگئی ہو تو وہ رد کرنے کے قابل ہے۔ میری صرف یہ کوشش ہے۔ کہ لوگ علم قرآن کو پڑھیں اور اس کی خدمت کی طرف متوجہ ہوں۔

نوٹ: گو مسودہ کی تکمیل ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی کوئی تین ماہ کے قریب اور تیسری جلد کے طیار ہونے میں لگ جائیں گے۔ چھ سات سو صفحوں کی کاپیاں اور پروف ابھی دیکھنے ہیں۔ اور انڈکس بھی تیار کرنی ہے۔

مسلم ہائی سکول

اشاعت و حفاظت اسلام کے سوال کا گہرا تعلق جسقدر ان نونہالوں سے ہے جو آج گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے ہیں۔ یا جو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ اتنا ان سے نہیں جو اپنی عمر کا ایک حصہ گذار چکے ہیں۔ اور پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ ہماری نسل جدیدہ ہماری آئیندہ امیدوں کی کھیتی ہے۔ اور ممکنات زندگی کے تمام توقعات اس سے وابستہ ہیں۔ حفاظت و اشاعت اسلام کی اہمیت کو اب مسلمانوں نے خوب سمجھ لیا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ خدا نے اپنے زور آور حملوں سے مسلمانوں کو اس فرض کی طرف متوجہ کیا ہے جس کی طرف ایک مامور الٰہی نے ان کو بلایا تھا۔ اس لئے اب دوسرا قدم یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمان اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی افتاد اس طریق پر ڈالیں۔ کہ وہ نہ صرف خود ہی سچے پکے مسلمان ہوں۔ بلکہ اشاعت اسلام سے گہری دلچسپی رکھتے ہوں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اس غرض سے ایک سکول مسلم ہائی سکول کے نام سے کھول رکھا ہے۔ انجمن تو اپنے فرض سے ایک حد تک سبکدوش ہو چکی۔ لیکن اب ہماری جماعت کا خصوصاً اور مسلمانوں کا عموماً۔ فرض ہے۔ کہ اپنے بچوں کو اس سکول میں بھیجیں تاکہ وہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ سے واقفیت حاصل کریں۔

مسلم ہائی سکول میں دینی تعلیم کا خاص انتظام ہے۔ اس کے علاوہ اساتذہ بھی علی العموم مذہب کے رنگ میں رنگین ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی جماعت کے ماتحت یا اس سے تعلق رکھتے ہیں جس نے اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور جس کے دلوں میں یہ آگ ایک مامور الٰہی نے لگائی ہے۔ اس لئے جو طالب علم مسلم ہائی سکول میں تعلیم پائیں گے۔ ان سے یہ بجا طور پر توقع کی جائے گی۔ کہ وہ اسلام کے بہترین نمونہ بنیں اور اشاعت اسلام کے فرض کی اہمیت کو کما حقہ سمجھیں۔

اب یونیورسٹی کے امتحانات ہو چکے ہیں۔ اور عنقریب نتائج نکلنے پر ہمارے احباب اپنے بچوں کو مدرسوں میں داخل کریں گے اس موقعہ پر ہم ان کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ان کو مسلم ہائی سکول میں داخل کریں۔ کیونکہ یہاں وہ علوم ظاہری کے ساتھ علم دینی بھی حاصل کر سکیں گے۔ سردیوں میں حضرت امیر کے درس قرآن شریف میں بھی شریک ہو سکیں گے۔ ہر جمعہ وعظ و نصیحت بھی سن سکیں گے۔ اگر اس چھوٹی عمر میں ان کے دل و دماغ میں اسلام کی محبت اور اس کی حقانیت راسخ ہو جائے گی۔ تو پھر آئیندہ عمر میں، وہ اسلام کے لئے باعث فخر ثابت ہونگے۔ کیونکہ ان کے اعمال و افعال و اقوال سے اسلام کی روایات کا ظہور ہوگا اور ان کی ذات ہی لوگوں کے لئے نمونہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ امید ہے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔

کانگریسی لیڈروں کا بیچ بچاؤ

ہمارے ایک نامہ نگار لکھتے ہیں۔ کہ موتی لال نہرو اور دوسرے کانگریسی لیڈر غالباً سوامی شردھانند کی خدمت میں شدھی کی کارروائی کو بند کرنے کے لئے آنے والے ہیں۔ سنا ہے۔ کہ موتی لال نہرو کی ایک تقریر دہلی میں بھی سوامی صاحب کے خلاف ہوئی ہے۔

لیکن برادران وطن کا یہ طریق عمل کوئی انوکھا نہیں۔ وہ ہمیشہ سے مزاج شناس واقع ہوئے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ جب شدھی کی خبریں زوروں پر تھیں۔ تو سب کانگریسی لیڈر نہایت اطمینان سے ان خبروں کو سنتے تھے۔ اور پنڈت مدن موہن مالویہ صاحب نے تو اظہار اطمینان بھی فرمایا تھا۔ لیکن آج جب سوامی صاحب کو حسرتناک ناکامی ہوئی ہے۔ تو بیچ بچاؤ کی تدابیر ہونے لگی ہیں۔

ہمیں یقین ہے۔ کہ سوامی صاحب اس بیچ بچاؤ کی پروا نہ کریں گے۔ کیونکہ وہ کئی دفعہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ ایک شخص مذہبی پرچارک ہیں۔ اور کانگریس سے انہیں تعلق نہیں۔ دوسری طرف مسلمان بھی کسی دباؤ کے ماتحت شدھی کو بند کرانا نہیں چاہتے اگرچہ بعض ناواجب کارروائیوں کی بنا پر گورنمنٹ کو علاقہ ارتداد میں قانونی کارروائی کرنی پڑی۔ اور یہ اعلان کرنا پڑا کہ آگرہ میں آکر شدھی ہوا کرے۔ کیونکہ دیہات میں بعض آریہ پرچارک جوش دلا دیتے تھے۔ لیکن اس کارروائی سے مسلمانوں کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ حکومت کی اپنی مصلحت ہے۔ جو امن عامہ کے قیام کے لئے عمل میں لائی گئی۔

ہم صرف شدھی کو بند ہی کرانا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم ہندوؤں کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ اگر مسلمان اشاعت اسلام کے فرض کو انجام دیں گے تو بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔ چنانچہ ناظرین کرام نے دیکھا ہوگا۔ کہ اب ملک میں ہر طرف سے مسلمان اشاعت اسلام میں مصروف ہوئے ہیں۔ تو ہندو دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ اشاعت میں ہم کئی ایک مقامات پر قبول اسلام کی خبریں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں۔

ہم نے پہلے ہی لکھا تھا۔ کہ انشاء اللہ سوامی صاحب اپنے ارادوں میں ناکام ہوں گے۔ چنانچہ پلول میں جو ناکامی ان کو ہوئی ہے۔ اور جسکی کیفیت اس اخبار میں درج ہے۔ اس نے ان کی کمر ہمت توڑ دی ہے۔

ہماری تبلیغی کوششیں

نامۂ ووکنگ (انگلستان)

کسی گذشتہ اشاعت میں ۱۲۹ نومسلموں کے اسمائے گرامی شائع کئے جا چکے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان اپنی تازہ ڈاک میں مطلع فرماتے ہیں۔ کہ "مس برٹ اور دو میاں بیوی مسٹر اور مسز ولکنز مشرف باسلام ہوئے ہیں"۔ حضرت خواجہ صاحب ایک مقام پر چند مسلسل لیکچر دینے کی غرض سے تشریف لیگئے وہاں پر اچھا اثر ہوا۔ اور چند ہفتہ تک ملاقات کرتے رہے۔ یہ نہایت مسرت کا مقام ہے۔ کہ مسٹر ولکنز اچھے خاندانی انسان ہیں۔ اور اسلام کے ایک عمدہ مبلغ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ پلیٹ فارم پر اچھی تقریر کر سکتے ہیں۔ آپ ہر روز قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ایک اور صاحب مسٹر سولومن ہیں۔ جو کانگو (افریقہ) سے ووکنگ تشریف لائے ہیں جہاں آپ اسلامک ریویو انگریزی مجریہ ووکنگ انگلستان کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ جو ان کی عقیدت کا موجب ہوا۔ آخر ووکنگ میں آکر اسلام کا اعلان کیا۔

گذشتہ دو ماہ سے حضرت خواجہ صاحب ایک مفید انگریزی تصنیف میں لندن میں مصروف تھے۔ جو بفضلہ تعالے ختم ہوگئی ہے۔ اس میں ان تمام مذہبی تحریکات جدیدہ پر مفصل بحث ہے۔ جو مذہبی رنگ میں مغربی دنیا کے اس حصہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ جو مذہب کلیسا سے بیزار ہو چکا ہے۔ اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ وہ سب کے سب مختلف شکلوں میں اسلام کا پیش خیمہ ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں اسلام کا ایک نقشہ دیا گیا ہے۔ اس میں باطنیات اسلام پر بھی بحث کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب تبلیغ اسلام کے کام میں بہت مفید ثابت ہوگی۔

سکرٹری مسلم مشن ووکنگ
دفتر عزیز منزل لاہور (پنجاب)

نامۂ جرمنی

جناب مولوی صدر الدین صاحب کے خطوط آتے ہیں۔ آپ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور تبلیغ ہدایت میں مصروف۔ آپ نے حضرت صاحب کی کتاب اسلام کے اصولوں کی فلاسفی کو جو انگریزی میں ٹیچنگز آف اسلام کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ جرمنی میں ترجمہ کرنے اور چھپوانے کی ایک تجویز لکھی ہے۔ جس پر انجمن غور کر رہی ہے جرمنی میں تعلیم کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں۔

طالبعلموں کے متعلق جو کچھ میں نے آج تک واقفیت مہیا کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک طالب علم کا خرچ ۳ سے ۴ پونڈ تک ہے۔ اگر کوئی طالبعلم بہت معمولی حالت میں رہے۔ تو تین پونڈ کافی ہیں۔ ورنہ ۴ پونڈ بکار ہیں امراء کے بچوں کے لئے ۵ پونڈ سے زائد خرچ کی حاجت نہیں ہے یہ بعد از تجربہ اور تحقیقات لکھا ہے۔ اسی لئے شروع شروع میں اس کے متعلق عرض نہ کر سکا تھا۔ کہ صحیح علم کی بنا پر رپورٹ ہونی چاہئے۔

جو اصحاب آپ سے خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں وہ اس پتہ پر کریں۔

Gesebrecht Ste 5 III
Charlottenberg,
Berlin
(Germany)

فتنۂ ارتداد

علاقہ آگرہ میں ہمارے مبلغ اللہ تعالے کے فضل وکرم سے نہایت کامیابی کے ساتھ خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔ چوہدری نذیر احمد خانصاحب وکیل ریاست جے پور اور یوسف علیخانصاحب تبلیغ کے کام میں خاص طور پر حصہ لیتے اور اپنے قیمتی مشوروں سے ہمارے آدمیوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالے انہیں دینی و دنیاوی برکات سے وافر حصہ دے۔ اور ہماری کمزور جماعت کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم ہندو برادران وطن کو پیغام حق پہنچا سکیں۔

پلول ضلع گوڑگانوہ میں شردھانند صاحب بڑے جوش وخروش سے شدھی کے لئے تشریف لائے۔ ایک آریہ ذیلدار نے گرد و نواح کے مسلمانوں کو شدھی کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بذریعہ خطوط کے بلایا (اصل خط ہمارے پاس ہے) لیکن پلول کے مسلمانوں کو بذریعہ اشتہار منع کیا گیا کہ ان میں سے کوئی شمولیت جلسہ کی تکلیف نہ کرے۔ باوجود سوامی جی اور ان کے چیلوں کے چیخنے چلانے کے علاقہ پلول کا ایک بھی نومسلم مرتد نہ ہوا۔ صرف ایک برہمن صاحب جو کسی تعلق نکاح کی وجہ سے اپنی برادری سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ اور اسلام میں داخل نہ تھے۔ آریہ برادری میں داخل کئے گئے۔ سناتنی برادری جو ملائے گی۔ دیکھا جائیگا۔ علاوہ اس برہمن کے دو اور شخص شدھ کئے گئے جن کی نسبت کہا گیا۔ کہ ان کے ہمراہ بیس پچیس عورتیں بچے ہیں جو شامل جلسہ نہ تھے۔ اور یہ دونوں پلول کے علاقہ کے نہ تھے۔ اللہ تعالے نے ہماری جماعت کے خادمان دین کی طفیل شردھانند کو پلول میں ایسی ناکامی دی۔ کہ وہ راتوں رات دہلی کی طرف چلے گئے۔ پلول کے ہندو مسلمانوں کے اصرار پر مولوی عبدالحق صاحب و مولوی عصمت اللہ صاحب و شیخ دوست محمد صاحب نومسلم نے آریہ مذہب کی حقیقت پر ۳۰ دسمبر کی رات کو کئی گھنٹے تقریریں کیں۔ آریہ صاحبان کو اعتراضات کا وقت دیا گیا۔ لیکن کوئی شخص مقابل پر نہ آیا۔ اخبار "پرتاپ" میں آریوں کا یہ لکھنا کہ گوروکل کا کوئی سناتک مسلمان نہیں ہوا۔ اور یہ جھوٹ ہے محض طفل تسلی ہے۔ اگر شردھانند صاحب کو یقین نہ تھا۔ تو وہ ہمارے جلسہ میں آکر یا اپنا آدمی بھیجکر خود شیخ محمد صاحب سے ان کے حالات دریافت کر لیتا۔ ہم مذہب کی اشاعت میں کسی قسم کا مکر و فریب کرنا اور جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اور آریہ سماج کو ہر وقت کھلے میدان میں مقابلہ کے لئے بلاتے رہتے ہیں۔ اگر آریہ سماج کے پاس حق و صداقت ہے۔ تو کیوں نہیں شردھانند صاحب دہلی۔ آگرہ یا لاہور میں ہمارے مقابل کھڑے ہو کر اسے بیان کرتے۔ جو جو حرکات آریہ لوگ شدھی کے معاملہ میں کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ وہ اس آگ کے ذرا ٹھنڈا ہو جانے پر مع ثبوتوں کے پبلک میں رکھ دی جائیں گی۔ اور جس قسم کی غلط فہمیاں پھیلانے کے لئے جھوٹے الزامات اسلام پر آریوں نے بذریعہ ہندی اشتہارات عوام میں پھیلائے ہیں۔ ان کے ترجمے انشاء اللہ تعالیٰ اخبار کے ذریعہ سے شائع ہونے شروع ہونگے۔ تاکہ منصف مزاج ہندوؤں اور مسلمانوں کو آریہ شدھی کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔

پلول سے راتوں رات بھاگ کر شردھانند صاحب دہلی رائیسینہ پہنچے جہاں دفاتر کے کلرک آریوں نے مختلف لالچوں اور دباؤ کے ذریعہ سے دفاتر کے چپراسیوں کو شدھی کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ افسوس کا مقام ہے۔ کہ چھ سال کے عرصہ سے یہ لوگ مسلمانان دہلی کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ جہاں کے علماء اور فضلاء مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگانے کے لئے ہر وقت تیار پائے جاتے ہیں۔ لیکن اپنے شہر کی انہیں خبر تک نہیں۔ کہ غریب جاہل لوگ کس طرح دین سے بے خبری کی حالت میں ہیں۔ اور کہ یہ لوگ ہندو ہیں یا مسلمان۔ شدھی کا پرچار سنکر ہماری جماعت کے ایک مستعد نوجوان شیخ عبدالحق صاحب نے وہاں پہنچکر ان کے چودھری سے ملاقات کی۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ نہ السلام علیکم جانتے ہیں نہ ختنہ کرتے ہیں۔ اور نہ مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ یہانتک کہ اسلام کی کسی بات کو بھی نہیں جانتے اور اپنے آپ کو ٹھاکر کہتے ہیں جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ وہ ہندو بنی ٹھاکر تھے جنہیں آریہ سماج میں شامل کیا جا رہا تھا۔ تاکہ اس دام کے ذریعہ سے اوروں کو پھانسا جائے۔ بہرحال اگر آریہ سماج اور شردھانند صاحب کے پاس ان کے مسلمان ہونے کا ذرا سا بھی ثبوت ہو۔ تو پیش کریں۔

ہفتہ کی رات رائیسینہ (دہلی) میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب ہوا۔ مولوی صاحبان کی بے تکی تقریروں سے پریشان ہو کر مجمع نے شیخ عبدالحق صاحب سے تقریر کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ شیخ صاحب نے آیت ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر الخ کیطرف مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ اسلام کی ترقی کا راز اللہ تعالے نے قرآن مجید میں اشاعت اسلام فرمایا تھا۔ لیکن یہ نیرنگئ زمانہ ہے۔ کہ آجکل ہمارے علماء کو کلمہ گوؤں کو کافر۔ فاسق بنانے اور دیگر خانگی جھگڑوں سے کسی قسم کی فرصت نہیں ملتی جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بجائے اشاعت اسلام کے آج ہم کو حفاظت اسلام کی فکر پڑ رہی ہے۔ جب جملہ مسلمانان عالم ایک خدا کو ماننے والے ایک رسول اور ایک ہی کتاب کے پیرو۔ پانچ بناء اسلام پر دلی یقین سے ایمان لانے والے ہیں۔ تو پھر کسطرح کافر اور فاسق کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ اگر ہمارے علماء کو اسلام کا ذرا سا بھی درد ہوتا۔ تو وہ اپنے بھائیوں پر ایسے بے پیر حملے وار نہ کرتے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اگر مسلمان کا [illegible]

کے آپس میں متحد ہو جائیں۔ تو کوئی دینی اور دنیاوی مخالف ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اس کے بعد شیخصاحب نے آریہ مت کا نقشہ کھینچا اور اس کے مسائل نیوگ وغیرہ پر خوب روشنی ڈالی۔ اور اس کی تعلیم کا مقابلہ اسلام کی پاک تعلیم سے کرکے اسلام کی جملہ امور میں فضیلت ثابت کی۔ اس تقریر سے جملہ تعلیم یافتہ مسلمان مطمئن ہوگئے۔ یہانتک کہ مولوی اکرام الحق صاحب انسپکٹر پولیس نے بھرے مجمع میں کہدیا کہ سوائے احمدیوں کے اور کوئی بھی تبلیغ کرنے کا اہل نہیں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے بھی بحیثیت صدر ہونے کے تقریر کی تعریف کی۔ خاتمہ پر شیخصاحب نے صدر بازار میں آریہ سماج کے ساتھ مباحثہ کا اعلان کیا۔ کہ جو مسلمان آریہ سماجی اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ضرور شامل ہوں۔

گذشتہ اتوار یعنی یکم اپریل صبح ۸ بجے سے دس بجے تک شیخ عبدالحق صاحب کا مباحثہ آریہ سماجی لیکچرار پنڈت رامچندر جی سے ہوا مجمع قریباً دو ہزار کے قریب تھا جس میں سے ½ کے قریب مسلمان تھے مباحثہ توحید باری تعالے پر تھا۔ پنڈت رامچندر صاحب نے جو آریوں میں شریف النفس آدمی اور منطق سے خوب واقف ہیں موقع شناسی کو مدنظر رکھکر نہایت تہذیب و متانت سے گفتگو کی۔ شیخصاحب نے توحید باری تعالے پر وہی دلائل پیش کئے۔ جو سکندرآباد کے مباحثہ میں پیش کئے تھے اور جو پیغام صلح میں قبل ازیں شائع ہو چکے ہیں۔ پنڈت صاحب تاڑ گئے اور اصل امور کا جواب دینے کی بجائے بحث کو دوسری طرف لے گئے۔ اور سوال کیا۔ کہ ہر ایک بات کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اور تم دلیل انّی اور دلیل لِمّی کو جانتے ہو۔ تم یہ جواب دو۔ کہ اگر پرمیشر نے کسی وقت پہلے دنیا کو نہ بنایا تو اس کی وجہ کیا؟ اور بعد میں بنایا تو اسکا کیا سبب؟ کیا خدا پر اپنی خدائی پوشیدہ تھی۔ کیونکہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ؟ شیخصاحب نے جواب دیا۔ کہ وہ بحیثیت سائل کے آئے ہیں۔ اور آپ کے اعتراضات جوں کے توں قائم ہیں اور اب پنڈت صاحب نے بحث کا نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ تاہم اتمام حجت کے لئے وہ جواب دیتے ہیں۔ لیکن پہلے یہ بتا دیں۔ کہ آپنے یہ سوال اپنے اصول کے خلاف ہم پر کیوں کیا۔ حالانکہ آپ کے مذہب کی بنیاد آواگون پر ہے۔ یعنی اعمال کے پھلوں پر۔ تو اگر دنیا کو ازل سے ہی مان لیا جائے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ درندے چرندے پرندے وغیرہ ازل سے ہی موجود تھے۔ کیونکہ خدا کی صفت خالقیت بقول آپ کے اس کی ذات سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے۔ تو جب ازل سے ہی حیوانات وغیرہ مخلوقات بھی ہوئی۔ تو تناسخ کہاں رہا۔ اسلام کے مقابلہ میں آپ اپنے مسلمہ عقیدہ کو کیوں چھوڑتے ہیں۔ اور اگر یہ کہو کہ وقت معینہ کے بعد اجسام کی وضع ہوئی۔ تو پھر اسی اعتراض کو آپ پر اٹھایا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالے زمانہ ازل سے لیکر وقت معینہ تک عالم بغیر معلوم کے اور رازق بغیر مرزوق کے اور خالق بغیر مخلوق کے کیونکر ہو گیا۔ ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ ساتھ ہی اس کے کہا گیا۔ کہ مہا پرلے تک کوئی آریہ اس پتھر کو اٹھا نہ سکیگا۔ اسپر پنڈت جی مبہوت ہو گئے۔ بعد ازاں قدامت پر بحث چلی۔ اور پنڈت جی نے کہا۔ کہ جس دلیل سے تم روح و مادہ کے مخلوق ہونے پر استدلال کروگے اسی دلیل سے وہ پرمیشر کے غیر مخلوق ہونے پر استدلال کرینگے شیخصاحب نے کہا بہت اچھا۔ اس سامنے والے درخت کو دیکھو پہلے چھوٹا سا تھا۔ بعد ازاں بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ اب بڑا موٹا تازہ درخت ہے۔ بقول آریہ سماج مادہ چیتن نہیں۔ اس لئے درخت کا یہ نشو و نما بغیر جیو کے نہیں ہو سکتا۔ تو جیو ذرات کو اپنا جزو بدن بناتی چلی جاتی ہے۔ گویا جیو ہر گھڑی اور ہر آن ایک خاص تغیر کے ماتحت ہے۔ اور سناتن آریہ سماج بھی مانتی ہے۔ کہ جو چیز متغیر ہو وہ حادث ہوگی اور جو چیز حادث ہوگی وہ ضرور مخلوق ہوگی۔ پس ثابت ہوا کہ روح مخلوق ہے۔ اب اس دلیل سے ذرہ پرمیشر کا غیر مخلوق ہونا ثابت کریں۔

پنڈت رامچندر جی کے جملہ اعتراضات حجر اسود پر تھے۔ جن کے معقول جوابات دئے گئے۔ کہ اسلام ہمیشہ تاریخی اشیاء کی حفاظت کرتا چلا آیا ہے۔ خود ہندوستان میں اسلام نے ہندو تہذیب کو زندہ رکھا۔ اور یہ پتھر چونکہ توریت و انجیل کی پیشگوئی کے مطابق معماروں کا رد کردہ پتھر تھا جو آخر کونے کا پتھر ہوا اور جس کا مصداق اسلام تھا۔ اس لئے مخالفین پر اتمام حجت کے لئے اسے بطور نشان کونہ پر رکھا گیا۔ ورنہ وہ دیگر پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے۔ جس کے بارہ میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں نے اسے کوئی خاص

مرتبہ دیا۔ تو وہ اسے الگ ہی دیں گے۔

دو گھنٹہ تک یہ مباحثہ نہایت امن سے ہوتا رہا۔ پنڈت صاحب کے سارے دلائل ماند پڑ گئے۔ اور ان کی منطقانہ گفتگو کا پردہ فاش ہو گیا۔ مسلمان اور سناتن دھرمی حاضرین بہت خوش تھے۔ یہاں تک کہ ہندو پنڈتوں نے صاف طور پر کہہ دیا کہ آریہ پنڈت بالکل ہار گیا۔ مگر نہیں سکا۔ جلسہ کے آخر پر ایک نہایت افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک جاہل پٹھان نے چاقو نکال لیا۔ اور آریہ مناظر سے کہا۔ کہ باہر چلو میں کیسے تمہاری خبر لیتا ہوں۔ شیخ صاحب نے کھڑے ہو کر جملہ مسلمانوں کی طرف سے پنڈت صاحب کو یقین دلایا کہ یہ شخص مجنون اور جاہل ہے۔ اس کی فضول گفتگو کی پروا نہ کریں۔ جملہ مسلمان اس کی اس کارروائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس طرح سے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ جملہ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو خدمت اسلام کی بہت بہت توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے ذریعہ سے پنڈت رام چندر جی اور دیگر اہل ہنود و آریہ صاحبان کو اسلام کے نور سے منور کرے۔ پنڈت صاحب باوجود مخالف اسلام مناظر ہونے کے اسلامی تعلیم و تہذیب کے مداح ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ اگر انہوں نے ذرا وسعت قلبی سے کام لیا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی خوشنودی کا راستہ دکھا دیگا۔

بقیہ صفحہ اوّل

تو صبح کی گاڑی میں سوار ہو کر وہاں پہنچے۔ ان کے ساتھ اسی گاڑی میں ایک مسلمان راجپوت بھی وہاں پہنچے۔ سٹیشن پر اتر کر سوامی صاحب اپنے بعض استقبال کرنے والوں سے ملے۔ اور ان کے اس سوال پر کہ پلول میں کیا کچھ ہوا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ چار شدھیاں ہوئی ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی نے جو ان باتوں کو سن رہے تھے۔ اسی وقت جواب دیا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور پلول میں ایک بھی شدھی نہیں ہوئی۔ یہ سننا تھا اور سوامی صاحب اپنا سا منہ لیکر چل دیئے۔

لیکن ہمیں اپنے اس مسلمان بھائی سے اتفاق نہیں۔ سوامی صاحب نے جو چار شدھیوں کا ذکر کیا۔ تو اس سے مراد ایک ایسی بہت بڑی شدھی تھی۔ جو چار شدھیوں کے برابر قرار دی جا سکتی ہے۔ پلول میں کچھ عرصہ سے ایک ہندو برہمن سے اس کی برادری نے بعض وجوہات کی بنا پر بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ سوامی صاحب نے یہ عظیم الشان کام کیا۔ کہ اس برہمن کو انہوں نے شدھ کر دیا۔ اگرچہ برہمنوں کو ابھی تک اس کے ساتھ تعلقات قائم کرنے سے انکار ہے۔ اور وہ ہم سے ملکر اسلام کی فضیلت کا اظہار اور قبول اسلام پر آمادگی بھی ظاہر کر چکا ہے۔ لیکن آخر اس کا شدھ کرنا بھی تو بہت بڑا کام تھا۔ جو فی الواقع چار شدھیوں کے برابر ہے۔ ہم سوامی صاحب کو اس عظیم الشان کام پر مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

یہ حالات مسلمانوں کے لئے نہ صرف اس وجہ سے کہ تحصیل پلول کے مسلمان آریوں کے خطرناک ہتھکنڈوں سے بچ گئے۔ اور مسلمانوں کی ناچیز کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا۔ بلکہ ایک اور سبب سے بھی از حد مسرت افزا ہیں۔

پلول آنے سے پیشتر ہم نے سنا ہے۔ کہ سوامی صاحب نے ایک لیکچر لاہور میں دیا تھا۔ جس میں مسلمانوں کو انہوں نے چیلنج دیا اور فرمایا۔ کہ میں اب پلول جاتا ہوں مسلمانوں میں اگر ہمت اور طاقت ہے۔ تو آئیں اور اپنے بھائیوں کو بچا لیں۔

یہ الفاظ جو سوامی صاحب کے کبر و انانیت کا نمونہ ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ کہ غیرت خداوندی کو جوش میں لانے کا موجب ہوئے۔ اور ان کو اپنے اس ناپاک مقصد کے حصول میں جس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کو چیلنج دیا گیا تھا۔ وہ ناکامی نصیب ہوئی۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ والسلام

"کیسری" کی حواس باختگی

افسوس آریہ بیہودہ ہو گئے ہیں سربسر
حق دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے۔

ہندو قوم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ کسی اصول پر قائم نہیں رہتی اس سے انصاف کی امید رکھنا دور از قیاس امر ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ۲۳ر مارچ کے اخبار کیسری میں "لاہور نواسیو اپنے شہر کی بھی خبر لو"، کے عنوان سے آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کو اپیل کی گئی تھی۔ اور زور و شور سے لکھا تھا۔ کہ صرف لاہور سے باہر ہی شدھی نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ خاص لاہور میں بھی شدھی کے پرچار کا سلسلہ جاری کیا جائے لیکن اگر مسلمان اپنے مذہب کا پرچار شروع کریں تو حواس باختہ ہو کر طرح طرح سے کوشش کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح یہ سلسلہ بند ہو جائے۔ لوہاری دروازہ سے باہر باغ میں جہاں مدتوں سے ہندو اپنے مذہب کا پرچار کر رہے ہیں مسلمانوں نے بھی سلسلہ تبلیغ شروع کیا۔ جو ان کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔ اور اس کے بند کرنے کی مختلف تجاویز کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہی ایک تجویز ایڈیٹر صاحب اخبار "کیسری" کی ہے۔ کہ ۳۰ر مارچ کے ایک مباحثہ کو جو نہایت امن سے ہو رہا تھا۔ اور جو بعد میں ان کے پنڈت صاحب کے لوگوں کو مغالطہ دینے کی وجہ سے اور بھرے مجمع میں انہی لوگوں کے چھچھوندریں چھوڑنے سے منتشر ہو گیا۔

سامنے رکھکر "افسوسناک واقعات" کی سرخی کے ماتحت آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔ جناب من کیا یہی افسوسناک واقعات ہیں۔ کہ مسلمانوں نے اپنے مذہب کا پرچار شروع کیا۔ آپ لوگ خواہ خاص لاہور میں پرچار کریں۔ خواہ لاہور سے باہر دور دراز گاؤں میں جا کر غریب اور ناواقف مسلمانوں پر اپنی برادری کو بڑھانے کے لئے طرح طرح سے طمع دے کر اور پوری کچہری اور کڑھا پرشاد کرا کر حملہ آور ہوں اور ان کو مرتد کرنا شروع کر دیں۔ اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کریں۔ تو وہ افسوسناک واقعات نہیں ہیں۔ مگر کوئی مسلمان اللہ کا نام دوسرے کان پہنچائے تو یہ آپ لوگوں کی برداشت سے باہر ہے۔

جناب من آپ لوگ مدتوں سے اسی باغ میں پرچار کریں تو پانی سر سے نہ گزرا اور کوئی مسلمان نہ بولا اور آج آپ نے شور مچانا شروع کیا۔ کہ او لیڈرو۔ دوڑیو۔ بھاگیو۔ خبر لیجیو۔ ورنہ پانی سر سے گذر جائیگا۔ آپ فکر نہ کریں۔ دریائے راوی دور فاصلے پر ہے۔ اور باغ میں جو نہر جاری ہے۔ اس میں کوئی ڈوبے گا نہیں۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہندو مسلمانوں کے مذہبی جوش کا پارہ ۱۰۷ ڈگری سے بڑھا ہوا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو معاف رکھئے۔ اس حرارت کے بڑھانے والے آپ لوگ ہی ہیں "لاہور نواسیو اپنے شہر کی بھی خبر لو" کیا یہ آپ لوگوں کے الفاظ نہیں اور ادھر لاہور سے باہر آپ نے مسلمانوں پر مظالم نہیں ڈھائے۔ پھر ہم پر دیا بھگوان کے درشن نہ کرنیکا الزام دیتے ہیں۔ جناب من ہم تو اس بات کے مدتوں سے خواہشمند ہیں۔ کہ کوئی خدا کا بندہ ہم سے تنخواہ لیکر وید بھگوان ہمیں پڑھائے۔ اور ہم سے پیسے لیکر قرآن مجید سیکھے۔ مگر کوئی مرد میدان بنتا نہیں۔ کیا آپ کی کرپا سے کوئی امید ہو سکتی ہے۔ کہ دل کی مراد پوری ہو۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ جبکہ اس مذہب کے اصول ایسے ہیں جو دنیا میں پیش کرنے کے قابل نہیں ان کے عالم فاضل اور اس پر عمل کرنے والے خود ان میں موجود نہیں تو یہ بات کیسے پوری ہو سکے۔ ہم تو اب بھی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ کوئی ہم سے قرآن مجید پڑھے اور جسقدر وقت اس کام میں صرف کرے اسکی اجرت لیلے۔ ہم اپنا وقت صرف کرنے کی اس سے مزدوری نہ لیں گے آپ کے اس نوٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اس امر کو پسند کرتے ہیں۔ کہ ایک دو عالم فاضل مسلمانوں کے اور ایک دو ہندوؤں کے بالمقابل مباحثہ کریں۔ اور اس طریق سے پرچار نہ ہو۔ جناب من سب سے پہلے اس طریق کو تو ہم نے ہی پسند کیا تھا۔ اور ایکبار چھوڑ تین بار چیلنج دیا کہ جاہلوں کو دور دراز جا کر شدھ کرنے کے کیا معنی ایک پبلک جلسے میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو جس میں صداقت ہو۔ قبول کیا جاوے۔ آپ میں سے کوئی ابتک سامنے نہیں آیا۔ اور گریز رہا۔ اب جبکہ یہ طریق کار اختیار کیا گیا۔ تو یہ بھی نہ بھایا نا صاحب۔ آنچہ بر خود نپسندی بر دیگراں مپسند۔ ہم اب بھی آپ کی اس تجویز کو منظور کرتے ہیں۔ آپ کیا اس تجویز کو عملی جامہ پہنا کر پبلک کو مشکور فرمائیں گے۔

میں یہ بھی جتائے دیتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کا مقصد کسی قسم کا فساد کرنے کا نہیں۔ لیکن صرف اپنے مذہب کی اشاعت کی غرض ہے بھلا جسکا یہ اصول ہو کہ ؎

گالیاں سُنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔
رحم ہے جوش میں غیظ گھٹایا ہم نے۔

اور جبکہ یہ تعلیم ہو کہ مصداق لا تسبوا کبھی گالی مت دو۔ اور وہ اس پر عامل ہی ہوں۔ ان سے فساد کیسے سرزد ہو گا۔

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو
تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے
ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی
تقوے کی جڑ یہی ہے۔ صدق و صفا یہی ہے
پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت
کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے۔

یہ چھچھوندروں والا معاملہ بھی عجیب ہے۔ کہ چھوڑیں ہندو اور پڑیں ہم پر۔ چنانچہ یہ چھچھوندر مجھ پر پڑی تھی اور پنڈت جی کی طرف نہ گرائی گئی تھی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ پھینکنے والے کون تھے اب مسلمان تو واویلا نہ مچائیں اور لالہ جی یوں ہی آسمان سر پر اٹھا لیں۔ یہ بعید از انصاف ہے۔ کہ دل میں اور ہی اغراض رکھ کر معاملہ کو طول دیا جائے۔ اور دوسرے رنگ میں دکھایا جائے۔

خاکسار محمد نصیب از لاہور
۱۴ر اپریل ۲۳ء

مراسلات

سوامی شردھانند جی اور سب آریہ قوت روحانی سے محروم ہیں

خواجہ حسن نظامی صاحب نے مندرجہ ذیل مضمون میں سوامی شردھانند اور دوسرے آریہ لیڈروں سے آریہ مذہب کے روحانی برکات کا مطالبہ کرامات کے رنگ میں کیا ہے۔ اور آریہ قوم کی ناکامی کی صورت میں خود اسی قسم کے کرامات دکھانے کا ادعا کیا ہے۔ لیکن اس کو اس شرط سے مشروط کیا ہے کہ تمام اخبارات میں آریہ لیڈر کھلے الفاظ میں یہ اعلان کر دیں کہ وہ اس مقابلہ میں ناکام رہے ہیں۔ اور آریہ مذہب روحانی قوت سے بالکل محروم ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خود آریوں کی طرف سے یہ اعلان ہو جائے گا۔ تو خواجہ صاحب کو ان کرامات دکھانے کی زحمت گوارا کرنے کی ضرورت نہ رہیگی اسلئے غالباً خواجہ صاحب نے تعلیق بالمحال کے طور پر اس قسم کے دعاوی اپنی طرف منسوب کر لئے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ اسلام کی صداقت کے لئے خدا تعالےٰ نشان دکھاتا ہے اور دکھائے گا لیکن اس قسم کے نشانات کے تعین بندے کے اپنے اختیار میں نہیں۔ ہاں! خدا کی طرف سے اگر اجازت اور حکم ملجائے تو وہ اور بات ہے چونکہ خواجہ صاحب نے اپنے مضمون میں الہام الٰہی کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے قیاس یہی ہے کہ یہ تحریر تعلیق بالمحال کے رنگ میں ہے۔

لیکن اسلام اور آریہ مذہب کے مقابلہ کی ایک آسان صورت مناظرہ اور مباحثہ ہے۔ ہم نے آریہ پنڈتوں کو اسکی دعوت دی ہے۔ مگر جواب خاموشی میں ملا ہے اسلئے امید نہیں کہ خواجہ صاحب کی تحریر کا بھی کوئی جواب ملے۔ بہرحال مضمون دلچسپ ہے۔ ایڈیٹر۔

ہندوستان روحانی ملک ہے۔ اس کی اکثر اقوام روحانی طاقتیں رکھتی ہیں۔ مگر ہندوؤں کے آریہ سماجی فرقہ میں ایک آدمی بھی روحانی نہیں ہے۔ سب آریہ دنیادار اور مادہ پرست خدا کی غیبی قوتوں کے منکر اور دہریہ ہیں۔ اور جس مذہب میں روحانیت نہ ہو وہ قایم نہیں رہ سکتا۔ اور اس کا قبول کرنا دنیا میں کسی آدمی کے دل کو تسلی اور شانتی نہیں دے سکتا۔

اگر سوامی شردھانند جی یا ہندوستان کے کسی آریہ سماجی کو میرے اس دعوی سے انکار ہو تو وہ عام مجمع میں اپنی روحانی قوت کا کوئی کرشمہ دکھائیں۔ ایسا کرشمہ جو سناتن دھرم ہندو فقیروں اور سکھ فقیروں اور مسلمان فقیروں کی دعا اور باطنی قوت سے قدر قحط میں بارش کر دیتا ہے۔ سوکھی کھیتیاں ہری ہو جاتی ہیں۔ مویشیوں کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ بے اولاد آدمیوں کو اولاد مل جاتی ہے۔ مایوس بیماروں کو تندرستی ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر وہ فقرا کسی شہر کے باشندوں کے گناہوں اور شرارتوں کے سبب ان کے لئے بد دعا کرتے

میں تو خدا اس بددعا کے اثر سے وبا بھیجتا ہے۔ قحط ڈالتا ہے۔ اولاد مرجاتی ہے۔ مویشی ہلاک ہو جاتے ہیں کھیتی میں نقصانات ہوتے ہیں تو کیا سوامی شردھانند اور ہندوستان کے کسی آریہ سماجی میں یہ طاقت اور شکتی ہے کہ وہ اپنی روحانی طاقت اور زبان کی سراپ (بددعا) یا آشیس (دعا) سے کسی آدمی کا نفع نقصان کر سکیں۔ اگر ہے تو ذیل کے طریقوں کے موافق امتحان دیں اور نہیں ہے تو صاف صاف اقرار کریں کہ آریہ سماجی مذہب روحانی نہیں ہے اور اس میں ایک آدمی بھی روحانی قوت نہیں رکھتا۔ امتحان کے پانچ طریقے یہ ہیں:

۱ - یہ کہ سوامی شردھانند یا اور کوئی مشہور یا غیر مشہور آریہ سماجی عوام پر اپنی باطنی طاقت سے کسی سوکھے کنوئیں میں پانی پیدا کر دیں۔ ایسا کنواں جس کو سب لوگ سوکھا مانتے ہوں۔

۲ - یہ کہ ایک سوکھے پیپل کو جس میں کئی سال سے ہرے پتے آنے بند ہو گئے ہوں ہرا کر کے دکھاویں۔

۳ - یہ کہ کسی مایوس العلاج بیمار کو ایک ہی دن میں اپنی دعا اور روحانی قوت سے تندرست کر دیں۔

۴ - یہ کہ کسی گدھے کے سامنے بیٹھ کے اوپر اپنی کتاب وید کو رکھیں اور وہ گدھے وید کے سامنے سر جھکائے اور وید کا پرکما (طواف) سات بار کرے۔

۵ - یہ کہ سوامی جی چالیس دن یا کم سے کم اکیس دن یا اس سے بھی کم سات دن ایک مکان میں بند ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جو سنیاسیوں کا لباس پہنا ہے تو وہ فقیروں کی طرح بھوک پیاس کی برداشت بھی کر سکتے ہیں۔ اور وہ بناوٹی اور محض دکھانے کے لئے سنیاسی کپڑے پہن کر سامنے نہیں آئے ہیں۔

اگر سوامی صاحب یا کوئی آریہ ان پانچ چیزوں کو عام لوگوں کے سامنے دکھلانے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ آریہ سماج میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو روحانیت کا یہ کمال دکھا سکے تو ان کو ایک سکھ۔ ایک پارسی۔ ایک سناتن دہرم ہندو سادھو اور ایک عیسائی پادری کی تصدیق سے یہ اقرار نامہ شائع کرنا چاہیئے کہ آریہ سماج روحانی قوت سے محروم ہے۔ اور سب آریہ سماجی امتحان دینے سے عاجز ہیں۔

جب یہ اعلان تمام اخبارات میں شائع ہو جائے گا۔ اور آریہ سماجی علانیہ درخواست کریں گے تو میں اوپر کے لکھے ہوئے تمام امتحانات دوں گا۔ اور جس مقام پر آریہ سماجی حضرات اور سوامی صاحب چاہینگے بشرطیکہ وہاں پانچ ہزار ہندو مسلمان وغیرہ اقوام موجود ہوں اور ان امتحانات کو دیکھ سکیں۔ اور سوامی صاحب لالہ ہنسراج سمیت یہ اقرار نامہ بھی لکھ دیں کہ اگر میں نے یہ روحانی کمالات دکھلائے تو ان دونوں کو اسلام قبول کرنا ہوگا۔ اور اس اقرار نامہ پر بھی ہندو سناتن دہرم سادھو۔ عیسائی پادری سکھ فقیر اور کسی پارسی کی گواہی ہوگی۔

میں بھی اقرار نامہ لکھ دوں گا کہ اگر یہ پانچوں چیزیں نہ دکھا سکا تو آریہ مذہب قبول کر لوں گا۔

میں سوکھے کنوئیں میں پانی نمودار کر کے دکھا دوں گا۔ اور سوکھے پیپل کو صبح سے شام تک ایک دن میں ہرا کر دوں گا اور جس بیمار کی صحت سے حکیم۔ ڈاکٹر۔ وید مایوس ہو چکے ہوں۔ اس کو ایک ہی دن میں تندرست کر دوں گا۔ اور کسی ایسی گائے سے جس کو آریہ سماجی لائینگے قرآن شریف کا سات بار طواف کرا دوں گا اور سات روز نہیں بلکہ اکیس روز تک ایک ہوادار مکان میں بغیر کھانے پینے کے بند رہوں گا۔ اس مکان پر آریہ اور مسلمان مشترکہ پہرہ دینگے تاکہ کھانا پانی پہنچ جانے کا شبہ نہ ہو۔

ملکانہ راجپوتوں اور ان سب مسلمان قوموں کو یہ اعلان پہنچا دینا چاہیئے جن کو آریہ بنانے کی تجویز ہے کہ اسلام میں روحانی قوت ہے اور آریہ سماج اس سے محروم ہے۔ اگر آریہ سماج میں روحانی طاقت ہے تو وہ میدان میں آ کر اس کا ثبوت دے ورنہ معلوم ہوگا کہ روپیہ کے لالچ اور طرح طرح کی دنیاوی دھمکیوں سے مسلمانوں کا دین خراب کیا جاتا ہے۔ اور ایمان کی پوشیدہ طاقت آریہ سماج میں نام کو بھی نہیں ہے۔

مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کو اجازت ہے کہ وہ یہ اعلان اردو اور ہندی حروف میں علیحدہ چھپوا کر تقسیم کریں۔

حسن نظامی۔ از درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ دہلی
۱۲ شعبان ۱۳۴۱ھ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالے کے نور (اسلام) کو اپنے منہ کی باتوں سے بجھا دیں۔ اور خدا تعالے اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں

دعوت مقابلہ

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس وقت جو مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماج سرگرمی سے یہ شور مچا رہے ہیں کہ اسلامی بادشاہوں نے جو ہندوستان کے حکمران رہے اپنی حکومت کے وقت بعض قوموں کو زبردستی مسلمان بنا لیا تھا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اسلام کے نقطہ نظر سے خدا تعالے کی فرمانبرداری کے تحت وہی شخص ہیں جب تک کہ ہر ایک پر اسلام کی صداقت ثابت نہ ہو حاصل نہیں ہو سکتی اس لیے ملکانہ قوم راجپوت کے سامنے ایسی باتیں بنانا ان کے بزرگوں کو گالیاں دینے سے کم نہیں۔ راجپوت ایک بہادر قوم ہے۔ اس لئے یہ قوم کبھی کسی جبر و اکراہ سے اپنے مذہب کو ترک نہیں کر سکتی۔ چہ جائیکہ ملکانہ راجپوتوں کے بزرگوں نے ایسا کیا ہو۔ ایسا خیال کرنے سے تو انہیں بزدل اور ڈرپوک ماننے کے علاوہ ان کو بے وقوف بھی ماننا پڑے گا کہ انہوں نے اپنے سچے مذہب کو چھوڑ کر جھوٹے مذہب کو بغیر سوچے سمجھے اختیار کر لیا۔ اگر وہ اسلام کو جھوٹا مذہب سمجھتے تو وہ جان دیدیتے اور کبھی مسلمان نہ ہوتے مگر اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے جو ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام کو اختیار کیا تو ہندو دھرم کی گندی رسموں اور برے عقائد کو مکروہ اور اسلام کے اصول کو پاک اور بہتر سمجھتے ہوئے اختیار کیا۔ اس کی دلیل کہ وہ جبراً مسلمان نہیں بنائے گئے تھے یہ ہے کہ بعض اقوام اس علاقہ میں اسی وقت سے ہندو چلی آتی ہیں اگر سلطنت کی طرف سے جبراً مسلمان کیا جاتا تو زبردست اقوام کو مسلمان بنانے سے پیشتر سب کی سب چھوٹی اقوام کو بھی مسلمان بنایا جاتا۔ مگر ان میں سے بعض اقوام کا اسی وقت سے ہندو اور اسی طرح [illegible] راجپوت اقوام میں سے سب کا مسلمان نہ ہونا بلکہ ایک بھائی کا مسلمان ہو جانا اور دوسرے کا ہندو چلے آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جبراً کسی کو مسلمان نہیں بنایا گیا تھا۔ بلکہ جنہوں نے اسلام کو اختیار کیا تھا انہوں نے سچا اور سب مذاہب سے افضل سمجھ کر اختیار کیا تھا۔ جیسا کہ اب بھی ہر سال ہزار ہا آدمی ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ۱۸۸۱ء سے ۱۹۱۱ء تک تیرہ ہزار ہندو مسلمان ہوئے تو کیا یہ بھی جبر سے کیئے گئے۔ ہرگز نہیں جس نے بھی اسلام کو اختیار کیا تو اس کی صداقت اور اسے سب مذاہب سے افضل سمجھ کر۔ اگر اس بات میں آریہ سماج یا کسی اور مت والے کو شک ہووے تو اسپر لازم ہے کہ وہ ہم سے اس بات پر مناظرہ کرلے کہ آیا ہندو مذہب افضل ہے یا اسلام۔ اور ان میں سے کس کی تعلیم ایسی ہے کہ اس پر چلکر انسان خدا تعالے تک پہنچ سکتا ہے۔ سو اب ہم بذریعہ اشتہار ہذا تمام مخالفین اسلام کو آریہ ہوں یا سناتنی چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ہم سے مناظرہ کرلیں۔

سوامی دیانند کے چیلو! اور اے آریوں کے عقائد کے دشمنو! مگر اسوقت ان کے پیچھے چلنے والے سناتن دہرمیو اور پتھروں کے پجاریو! اور ایسے دیوتاؤں کے ماننے والو جن میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ اپنے سے مکھی کو بھی اڑا سکیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی شخص کو نفع یا نقصان پہنچائیں۔ اگر تم میں کچھ صداقت اور روحانیت کا کوئی شمہ باقی ہے۔ تو اٹھو اور مناظرہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور ان لوگوں کو جن کے باپ دادا سوچ سمجھ کر مسلمان ہوئے تھے سوچنے کا موقعہ دو۔ تاکہ وہ بھی فریقین کی باتیں سنکر صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں اور چاہیئے کہ ہر گاؤں میں اور ہر قصبہ اور ہر شہر میں مباحثات ہوں مگر اب بھی کوئی مخالف اسلام میدان مناظرہ میں نہ آیا۔ تو ہمارے چیلنج مناظرہ کو [illegible] جانا چاہیئے

ملکانہ قوم راجپوت اور دوسری قوموں کے اسلام کا یہی باعث ہوا تھا جب اس ملک میں مسلمان آئے اور ہندو مذہب کو دلائل سے مقابلہ کرنے کے لئے بلایا۔ تو ان راجپوتوں نے جن کو مذہبی شوق تھا اور جو سمجھتے تھے کہ دنیا ایک فانی چیز ہے۔ انہوں نے چاہا کہ ہم دیکھیں کہ ہندو مذہب اور اسلام میں سے کونسا سچا مذہب ہے اس غرض سے وہ پنڈتوں کے پاس گئے۔ اور ان کو مقابلہ کے لئے تیار کیا تو ان کے پنڈت مقابلہ کرنے سے عاجز آگئے اور ان سے کچھ جواب نہ بن آیا تو پھر راجپوتوں اور دوسری اقوام نے اسلام کو سچا مذہب سمجھ کر اختیار کر لیا۔ ع

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

[illegible] راہ حیا ہی ہے

مگر پھر بھی آریہ لوگ سادہ لوح لوگوں کو بہکانے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ان کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ سو اب ہم ان کو مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں۔ وہ مقابلہ پر آئیں اور یاد رکھیں کہ اسلام کا غلبہ جو اس زمانہ کے لئے موعود ہے رہیگا۔ جیسا کہ [illegible] ربانی نے کہا ہے ؎

خوب کھل جائیگا لوگوں پہ کہ دین کس کا ہے دین
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہردوار

الملتمس

چودہری فتح محمد خان دسیال ایم اے۔ امیر وفد دار التبلیغ آگرہ
سابق مسلم مشنری لندن

اخبار احمدیہ

عزیز علی محمد خان صاحب علی ساکن کشمیر جنہوں نے اس سال امتحان انٹرنس دیا ہے۔ سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اور جملہ احباب سے دعا کے ملتجی ہیں۔ کہ اللہ تعالے ان کو دینی دنیاوی کامیابیوں سے متمتع کرے۔ اور انہیں خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے خویش و اقارب کو بھی اسلام کی خدمت کے لئے چن لے۔ عزیز موصوف کے ایک بھائی عبد اللہ خان صاحب ایک دنیاوی ابتلاء میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد انہیں اس ابتلاء سے مخلصی عطا فرمائے۔

برادر عبد اللہ خان صاحب چک ۱۷۲ سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی غلام محمد صاحب امام مسجد چک ۳۵۵ کی کوشش سے دو عیسائی میاں بیوی مسلمان ہو گئے ہیں۔ جن کے نام عمردین اور راجن رکھے گئے۔ اور بھی کئی غیر مسلم زیر تبلیغ ہیں۔ ہمارے برادران عیسائی و ہندوؤں میں اپنی تبلیغی کوششوں کو ذرا زور اور تندہی سے مستقل طور پر جاری رکھنا چاہیئے۔ چند سال کی مستقل کوشش سے مسلمانوں پر واضح ہو جائیگا۔ کہ کس طرح خدا تعالے اسلام کی مدد کرتا ہے۔

افسوس ہے۔ کہ ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کی بیوی جو ایک عرصہ سے مرض سل میں مبتلا تھیں اس دار فانی سے رحلت کر گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل احباب لاہور نے مسجد احمدیہ میں ان کا جنازہ پڑھا۔ بیرونی احباب بھی نماز پڑھیں۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

گذشتہ اشاعت میں ہم یہ خبر درج کر چکے ہیں کہ حضرت امیر نے بیان القرآن ختم کر لیا۔ اس خوشی کی تقریب پر یہاں حضرت امیر اور بہت سے احباب نے گذشتہ جمعرات کو روزہ رکھا کہ اس طرح سے خدا کی بارگاہ میں عملی شکریہ ادا کیا جائے۔ اور پھر سب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں روزہ افطار کیا۔

ہمارے محترم اور دلی دوست جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آجکل لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں

کل ۸ اپریل کو جنرل کونسل اور انتظامیہ کمیٹی کے اجلاس ہیں جن میں بعض اہم امور تصفیہ کے لئے پیش ہونے والے ہیں۔

[illegible]

موضع [illegible] چک ۲۴۲ [illegible] عیسائی تھے مشرف باسلام ہوئے۔ اسلامی نام عمردین اور راجن رکھے گئے۔

حقیقت اسلام

اسلام احکام الٰہی کی فرمانبرداری کا مذہب ہے۔ اسے کوئی ایسا ضابطہ اور قانون تصور نہیں کرنا چاہیئے۔ جس میں ادراک انسانی کو دخل نہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کے لئے چند ایک غیر متبدل اصول ہوتے ہیں۔ اس زندگی کے ہر قدم پر ہمارے سامنے دو راہیں ہوتی ہیں۔ جن کے انتخاب پر ہمارے آئندہ رنج و راحت کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اگر سنگ راہ اور دیگر نشانات سفر میں امداد دیتے ہیں۔ تو کیا زندگی کے سفر کو ختم کرنے کے لئے ہم اسی قسم کی ہدایات کے محتاج نہیں۔ انسانی تجربہ اور علم جو تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے قوانین بھی تجربہ کا ہی نتیجہ ہیں۔ لیکن انسان اپنے علم اور مشاہدہ سے ان امور کو دریافت نہیں کر سکتا۔ جنکا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں۔ اس کے علاوہ اگر تمام انسانی کوششوں کا مقصد ان قوائے عالیہ کی ترقی ہے۔ جو ایک انسان اور حیوان میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔ تو یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جو کچھ ہمیں انسانی تجربے حاصل ہوا ہے۔ وہ بہت حد تک محض بہیمیت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اور انسان کے کمالات میں ایسا حصہ بہت کم ہے۔ جو ہمارے پوشیدہ قویٰ کے اظہار میں ممد ہو سکے۔ کیا ہم خداوند تعالےٰ سے ہدایت کی توقع نہ کریں جس نے ہماری فطرت میں ترقی کے لئے استعداد رکھ دی ہے۔ قرآن کریم ہماری زندگی کے متعلق کوئی پر تکلف آئین بنایا نہیں کرتا۔ بلکہ اس نے چند وسیع اصول بیان کر دئے ہیں جنمیں انسان کو اپنے فہم سے کام لینے کی بھی گنجائش موجود ہے۔ قدم قدم پر اس کتاب نے ہمارے لئے دو مختلف راہیں ظاہر کر دی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ھدیناہ النجدین (اور اس کو نیکی اور بدی کے دونوں رستے دکھا دیئے)

خدا کے اٹل قوانین

ان الفاظ میں خداوند تعالےٰ کے اٹل قوانین کی طرف اشارہ ہے کیا ہماری سائنٹیفک تحقیقات نے اس سچائی کو ظاہر نہیں کر دیا۔ ہماری تمام ایجادیں جو سائنس سے تعلق رکھتی ہیں۔ دراصل ان سے ہمیں چند غیر متبدل قوانین کا علم ہوتا ہے۔ لیکن ان قوانین کا استعمال ہم اپنی سمجھ کے مطابق کرتے ہیں۔ اور اپنی عملی زندگی میں انہیں ملحوظ رکھنے سے ہمیں بیشمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جو کچھ اس مادی حالت کے متعلق صحیح ہے۔ وہی اخلاقیات اور روحانیات کے عالم میں بھی درست ہے۔ علم ریاضی کے عمل میں پہلے ہم چند اصولوں کو صحیح مان لیتے ہیں۔ گو بظاہر وہ صحیح معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور آخر میں ہم انہی اصولوں کو صحیح پاتے ہیں کیا ہمیں اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی میں ان اصولوں کی ضرورت نہیں اگر ہے۔ تو قرآن کریم نے ہمیں ایسے اصول بتائے ہیں۔ اس نے چند حدود مقرر کر دی ہیں۔ اور ہماری رہنمائی کے لئے نشان رکھ دئے ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ ہمکو کرنا ہے۔ وہ اپنی کوشش سے ہی کرنا ہے۔ یہ کتاب فہم و ادراک کا صحیح استعمال سکھاتی ہے۔ اور ہمیں ہر قسم کی غلطیوں اور ٹھوکروں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس دانشمندی کے طریق سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ بعض مشنری جنہیں اپنی کتاب میں کوئی ہدایت نہیں ملتی وہ اس نقص کو ایک خوبی کے رنگ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور قرآن کریم پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ اس کے قوانین نے انسان کی آزادی رائے اور خودمختاری میں رخنہ اندازی کی ہے۔ کاش وہ دیگر شعبہائے زندگی میں بھی اس خودمختاری اور آزادی رائے پر عمل کر سکتے۔

ان قوانین کی اطاعت

ٹھوکروں سے بچنے کے لئے ایک مقررہ شدہ راہ پر چلنا ضروری ہے۔ اور ہماری تادیب و تربیت اور فرمانبرداری قوانین کا میلان پیدا کرنے کے لئے چند ایسی مشقوں پر عمل کرنا لازمی ہے۔ جو ہمیں گناہ کے ارتکاب سے باز رکھیں۔ ایسی فطرت پیدا کرنے کا بہترین طریق یہی ہے۔ کہ ہم ان چیزوں کو ترک کرنا سیکھیں جو ہمارے قبضہ میں ہیں۔ کیونکہ دوسروں کی اشیاء کو حاصل کرنے کا خیال ہی ہمیں گناہ کی ترغیب دلاتا ہے۔ مثلاً مجھے روپے کی ضرورت ہے اسے دوسروں سے ناجائز طریق پر حاصل کرنا گناہ کا موجب ہوگا لیکن اگر میں اپنے روپے کو خیرات میں دینے کا عادی ہوں تو میں ہرگز لوگوں سے روپیہ نہیں لوٹوں گا۔ اس طرح کھانا پینا اور دیگر نفسانی خواہشات تمام انسانی جد و جہد کی محرک ہوتی ہیں۔ اگر ہم غلط راہ اختیار کر کے ان اشیاء سے اپنی خواہشات کو پورا کریں جو ہمارے قبضہ میں نہیں۔ اور نہ ہی ان کے استعمال کا ہمیں کوئی حق ہے۔ تو ہم ایک گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن ایک انسان جو اپنی مقبوضات کے استعمال سے پرہیز کر سکتا ہے۔ وہ کبھی اوروں کی اشیاء کیطرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔

رمضان سے سبق

ماہ رمضان میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ روزہ کوئی فاقہ کشی نہیں ہم دن کے متعدد گھنٹوں میں ہر قسم کے اکل و شرب سے اجتناب کرتے ہوئے بھوک کو برداشت کرنا سیکھتے ہیں۔ الغرض خداوند تعالےٰ کی رضاجوئی کے لئے ماہ رمضان میں تعلقات زناشوئی کو بھی ترک کر دیتا ہوں۔ تو پھر مجھ سے کس طرح کوئی ایسی ناجائز حرکت سرزد ہوگی جو خداوند تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ ہماری تادیب۔ تہذیب کے لئے پانچ ارکان اسلام یعنی کلمہ طیبہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ میں اس قسم کی ریاضتیں موجود ہیں۔ تمام جرائم اور قانون شکنی پر غور کر لو۔ ان سب کی جڑ میں دوسروں کی اشیاء پر ناجائز طریق سے قابض ہونے کی خواہش ہوگی۔ ارکان اسلام کی ادائیگی میں ہم انہی امور سے پرہیز کرنا سیکھتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے جب ہم اپنے جائز مقبوضات کو ترک کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ تو پھر ہمیں اوروں کی اشیاء کو حاصل کرنے کی خواہش کس طرح ہو سکتی ہے۔

رضائے الٰہی

دنیا میں لوگوں کا اپنی ذاتی رائے کو حد سے زیادہ وقعت دینا بہت سے فساد کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن ایک مسلم لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذاتی رائے کو رضائے الٰہی کے ماتحت رکھے گا۔ اپنے وقت کو نہایت قیمتی سمجھ کر اسے بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف نہ کرنا بہت ضرر رساں ہے۔ ہمیں دنیاوی مشاغل سے علیحدہ کرنے کی غرض سے پانچ وقت کی نماز کو فرض قرار دیا۔ خورد و نوش اور عورتوں سے ناجائز تعلقات ہی جرائم کے بیشتر حصہ کے ذمہ دار ہیں۔ انسان کے سفلی جذبات کو روکنے کے لئے ماہ رمضان کے روزے نہایت خوشگوار اثر رکھتے ہیں مال و دولت کی لالچ ایک اور بدی ہے۔ لیکن اسلام نے زکوٰۃ کے فریضہ کو قائم کر کے ہمیں ان لوگوں پر ہنسنے کا موقع دیا جو دولت کی پرستش میں لگے ہوئے ہیں۔

حب الوطنی اور حج

حب الوطنی ایک قابل تعریف جذبہ ہے۔ لیکن اسی کے ناجائز استعمال سے دنیا میں کشت و خون ہوئے ہیں۔ حب الوطنی کے غلط خیال نے قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف ابھارا ہے۔ اور جنگ و جدال کرائے ہیں۔ اپنے ملک کی محبت کا احساس نہایت اعلیٰ ہے۔ لیکن یہی خداوند تعالےٰ کی مرضی کے خلاف دیگر اقوام کی تباہی کا موجب بن کر ایک بدترین گناہ ہو جاتا ہے۔ اسکا علاج یہی ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کی آواز پر وہ اپنے گھربار، عزیز و اقارب اور وطن کو چھوڑ دے۔ حج کے موقع پر ایک مسلمان یہ سبق حاصل کرتا ہے۔ ملک عرب میں داخل ہو کر وہ اپنے لباس کو جو دنیاوی جاہ و جلال اور زینت کا ظاہری نشان ہے۔ اتار دیتا ہے۔ اور صرف دو چادروں سے اپنے بدن کو ڈھانکتا ہے۔

باقی بر صفحہ نمبر ۳ [illegible]

مشنری ریویو لکھتا ہے۔ کہ:۔

انٹرنیشن ریویو آف مشن نے کسی گزشتہ نمبر میں اعلان کیا تھا کہ ہمیں اب تک شفاخانوں اور سکولوں، کالجوں کے لئے خوش قسمتی سے بہت سے عطیات آچکے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے۔ کہ مسیحی لٹریچر کی اشاعت کے لئے کوئی رقم موصول نہیں ہوئی۔ جونہی یہ خبر ایک معزز خاتون نے پڑھی۔ اس نے فوراً ٹیلیفون میں ایڈیٹر ریویو سے پوچھا کہ آپ کے پاس کوئی ایسی فہرست ہے جس میں مسیحی لٹریچر میں عطیات دینے والوں کے نام معہ رقوم درج ہوں۔ اگر ہو تو براہ کرم ایک نسخہ بھیج دیجیگا۔ چنانچہ ایڈیٹر نے اس درخواست کی تعمیل کر دی۔ اور اس کے بعد اس لیڈی نے دو ہزار ڈالر کی گرانقدر رقم مسیحی لٹریچر کے لئے عطا فرمائی۔ یہ عطیہ سابقہ سب عطیات سے گرانمایہ تھا۔ اور غالباً اسی لئے معطیہ نے فہرست طلب کی تھی۔ یہ حال ہے زندہ قوموں کی خواتین کا۔

کاش مسلمان خواتین بھی اسی قسم کے ایثار اور قربانی کا سبق سیکھیں اور قومی و ملکی کاموں میں روپیہ خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔

آنحضرت صلعم کی زندگی میں خواتین عرب جنگوں میں شامل ہوتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ بہادران جنگ کو اپنی رجز خوانی سے گرماتی تھیں۔ اور اب یہ حالت ہے۔ کہ گھر کی چار دیواری ہے۔ اور یہ بیچاری ہیں۔

پلول ضلع گوڑگاؤں میں آریوں کی شدھی

۳۰ و ۳۱ مارچ کی درمیانی رات بقول "پرتاپ کے نامہ خاص نگار" کے چار ہزار آریوں کی کانفرنس پلول میں منعقد ہوئی جس میں مختلف اضلاع سے ۰۰۰ے نمائندے شامل ہوئے۔ اور ۳۱ شخص کے ۳ نمایندوں کو کانفرنس کے خاتمہ پر آدھی رات کو شدھ کیا گیا۔ اسی شدھی کی کیفیت کو "پرتاپ کے خاص نامہ نگار" نے لکھا ہے۔ کہ "۳۱ کی رات کو ۳۰ آدمیوں کی شدھی ہوئی ...... سنکار کے بعد برادری والوں نے حقہ بھر کر پیا۔ کئی تو وہ راجپوت تھے جو حقہ بالکل نہ پیتے تھے مگر برادری میں ان کو بھی حقہ کو منہ لگانا پڑا"۔ گویا نامہ نگار کے نزدیک وہ ۳۰ شدھ ہونے والے وہاں موجود تھے۔ اور اُن میں سے کئی نے حقہ بھی پیا۔ اب دونو بیانات کی صحت پر ناظرین خود اندازہ لگالیں۔ کہ کس طرح سماجی لوگ جھوٹ پھیلا رہے ہیں۔ کسی گاؤں میں سے ایک آدھ آدمی مرتد ہوتا ہے۔ تو لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ فلاں گاؤں شدھ ہوگیا۔ اسی طرح ایک شخص کے مرتد ہونے پر اُسے بیس تیس نمایندہ ثابت کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ جو چند اشخاص پھنستے ہیں۔ وہ یا تو روپیہ کے لالچ سے پھنس رہے ہیں۔ اور یا آریہ نمبرداروں و ذیلداروں و دیگر آریہ حکام کے دباؤ سے اثر پذیر ہو جاتے ہیں۔ انشاء اللہ کچھ عرصہ یہ کام کر لینے کے بعد جب آریہ لوگ عیسائی مشنریوں کیطرح اپنے روپیہ کا حساب کرنے لگیں گے تو اُن پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ یہ سودا اُنہیں کس مول پڑا اور کتنے ہندو اسلامی برادری میں شامل ہوگئے۔ اور کسقدر اسلام سے مرتد ہوگئے۔ ہم تبلیغ مذہب کی آزادی کے حامی ہیں۔ لیکن جو طریق آریہ سماج نے تبلیغ مذہب کا نکالا ہے۔ وہ نہایت ہی ناپسندیدہ ہے جس جس قسم کے اشتہارات و ٹریکٹ انہوں نے ہندی زبان میں اسلام کے خلاف نکالے ہیں۔ وہ آریہ سماج کی تہذیب پر ایک بدنما دھبہ ہیں۔ اور انشاء اللہ عنقریب اُنہیں پتہ لگ جائیگا۔ کہ مسلمان ان کے مذہب سے بخوبی واقف ہیں۔ اور میدان تحریر میں بھی ان سے کم نہیں۔ گو وہ آریوں کی طرح بد تہذیب تحریریں نہ لکھ سکتے ہوں۔

گذارش ہے

کہ ازراہ کرم بقایا چندہ اخبار کی رقم بھیجکر مشکور کریں تاکہ دفتر اخبار زیر باری سے سبکدوش ہو۔ اطلاعی کارڈ پہلے روانہ خدمت ہو چکے ہیں۔

خاکسار مینیجر

مکتوب امیر

حضرت مسیح موعود کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

ایک صاحب نے جو اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ ذیل کے استفسارات حضرت امیر کی خدمت میں ارسال کئے ہیں جنہیں مع جوابات قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے درج کیا جاتا ہے:۔

کرمی مخدومی قبلہ جناب مولوی صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کی تقریریں سننے کا بھی اتفاق ہوا ہے اور وقتاً فوقتاً آپ کی تحریریں بھی دیکھی ہیں۔ لیکن دونوں میں تھوڑا سا تفاوت پایا جاتا ہے۔ مہربانی کر کے اس کو واضح کر کے شبہات کو رفع کریں۔

(۱) میں ایک مسلمان ہوں حنفی المذہب ہوں۔ قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کوشش کے بعد آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں۔

(۲) آپ مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں شاید مجدد ہوں یا نہ ہوں۔ مجھے اس بات سے غرض نہیں۔ اس انکار پر آپ مجھے کس زمرہ میں شمار کریں گے۔

(۳) اس سے پہلے مجددین نے کل دنیائے اسلام سے بیعت لینے کا تقاضا نہیں کیا۔ اور کسی کے بیعت نہ کرنے کی صورت میں اس کو قابل مواخذہ قرار نہیں دیا۔ پھر مجددیت مرزا صاحب سے انکار یا بے اعتنائی قابل مواخذہ کیسے ہو سکتی ہے۔

(۴) احمدیت میں شامل ہونے کے بغیر بھی ہر مسلمان تبلیغ میں حصہ لے سکتا ہے۔ صرف اسی شرکت کے لئے احمدیت میں شامل ہونا ضروری کیوں ہے۔

(۵) سالانہ اجلاس کے موقع پر آپ نے ایک اعلان شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے منکر کافر تو نہیں۔ لیکن ان سے مواخذہ ضرور ہوگا۔ مواخذہ کس امر کا ہوگا۔ اور کیوں ہوگا؟ اس کو واضح کریں۔ وہ صرف قرآن کریم کو ایک طرز سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہی قرآن ہے۔ اس کو ہم بھی سمجھنے کی عین ایمانداری سے کوشش کرتے ہیں حیات و ممات مسیح پر میرے خیال میں ایسا امر نہیں ہے جس پر کفر و اسلام کا انحصار ہو۔ پھر مواخذہ کس واسطے اور کس امر کا۔

اگر آپ زیادہ عالمانہ بحث میں پڑیں گے۔ تو آپ کو ہر ایک امر ابتداء سے ثابت کرنا پڑے گا۔ مثلاً (۱) مسیح آخر الزمان کی آمد ضروری ہے میں بحث کی خاطر اس سے انکار کروں گا۔ (۲) اس کے ثابت کرنے کے بعد یہ سوال شروع ہو سکتا ہے۔ کہ آیا مرزا صاحب وہی مہدی اور مسیح موعود ہیں یا کوئی اور۔ میں پھر بحث کی خاطر اس سے بھی انکار کروں گا +

حضرت امیر کے جوابات

مکرم و معظم بندہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ میری تقریر اور تحریر میں کیا فرق آپ کو معلوم ہوا تا کہ میں اس کی تشریح کی کوشش کرتا۔

(۱) آپ مسلمان ہیں حنفی المذہب ہیں لیکن مرزا غلام احمد صاحب کے مجدد ہونے کے بارہ میں آپ کوئی رائے قائم کرنا نہیں چاہتے۔ میں آپ سے اسی قدر توقع رکھتا ہوں۔ کہ آپ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ حدیث صحیح میں وعدہ ہے۔ مجددین کے دعوے موجود ہیں۔ اس وقت ایک شخص دعویٰ کرتا ہے۔ ایک رستہ بھی بتاتا ہے۔ اگر وہ صادق ہے تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ ہوں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ اگر فی الواقع حضرت مرزا صاحب کسی غلط رستہ پر ڈالتے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر وہ رستہ خراب نہیں تو پھر ہمیں ان کا ساتھ دینا چاہیے اگر ہم ساتھ نہیں دیتے تو ہم اس حکم قرآنی کی تعمیل نہیں کرتے۔ اگر ہم اس کے ہونے نہ ہونے کو برابر سمجھتے ہیں۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے ایک فعل کو لغو سمجھتے ہیں کہ اس نے تو ضرورت سمجھ کر سلسلہ مجددین کا شروع کیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(۲) اگر پہلے مجددین نے دنیائے اسلام سے بیعت لینے کا تقاضا نہیں کیا۔ تو حضرت مرزا صاحب کو بھی بعد دعوے مجددیت جب لوگوں نے بیعت کیلئے کہا تو آپ نے یہ کہا کہ مجھے یہ حکم نہیں ملا۔ اور بیعت نہیں لی۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں پایا۔ یہ ہر شخص کے کام کی نوعیت پر انحصار ہے۔ آنحضرت صلعم نے دو دفعہ صرف انصار سے بیعت لی جو بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ کہلاتی ہے۔ ایک دفعہ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو مسلمانوں سے بیعت لی۔ جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ اور جنگوں کے وقت بیعت نہیں لی پس بعض وقت ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض وقت نہیں ہوتی۔ حضرت مرزا صاحب کو ایسی ضرورت تھی۔ کہ وہ ایک جماعت بناتے جو اُن کی وفات کے بعد ان کے کام کو زندہ رکھتی۔ جماعت میں بغیر بیعت کے قوت پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے جب حکم دیا۔ کہ بیعت لو۔ تو آپ نے بیعت کا اعلان کیا۔ اس سے پہلے چار سال بیعت لینے سے انکار کرتے رہے۔ حالانکہ دعوے مجددیت کر چکے تھے۔

(۳) حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ جو شخص میرے جھنڈے کے نیچے نہیں آتا۔ مشرق میں ہو یا مغرب میں وہ محروم کیا جائیگا۔ اور سچ بھی ہے کہ اگر ہمیں یہ یقین ہے کہ سلسلہ مجددین اللہ تعالےٰ نے اپنی مصلحت سے قائم کیا ہے۔ تو پھر بیعت سے جب اللہ تعالیٰ مجدد کو حکم دے۔ ہم گریز نہیں کر سکتے۔ مجددین کی معیت سے انکار ایک صداقت کا انکار ہے۔ اس لئے قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے انکار ہے۔ جس طرح اللہ اور اس کے رسول کے اوامر و احکام سے انکار قابل مواخذہ ہے۔ اسی طرح معیت مجدد سے انکار بھی قابل مواخذہ ہے۔

(۴) صرف ایک امر یعنی شرکت کے متعلق احمدیت میں شامل ہونے کیلئے نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ان تمام امور میں جن کے لئے مجدد کو کھڑا کیا گیا۔ ان میں جماعت بندی بھی ایک ہے۔ اور بھی کئی ایک امور ہیں۔

(۵) حضرت عیسیٰ کی حیات و وفات کے مسئلہ پر کفر و اسلام کا انحصار نہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ کی حیات اس وقت کفر کے ہاتھ میں ایک زبردست تلوار کا کام دے رہی ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ اس سے انکار کر سکتا ہے کہ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ کا وفات یافتہ ہونا ثابت ہوتا ہے مصر کے بڑے بڑے علماء، ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد اور سید سلیمان ندوی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ایک سچائی کو محض اس لئے نہ ماننا کہ یہ فلاں شخص کی طرف سے نکلی ہے صحیح طریق عمل نہیں۔

بالآخر مجھے افسوس ہے کہ آپ نے یہ بھی لکھ دیا۔ کہ اگر میں عالمانہ بحث کروں۔ تو آپ سرے سے ہی سب باتوں کا انکار کر دیں گے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے دل میں حق کو لینے کی تڑپ ہے۔ خواہ وہ کہیں مل جائے۔

آپ بلا وجہ ایک بات کو فضول نہ سمجھ لیں۔ آخر احادیث میں وہ باتیں موجود ہیں۔ قرآن کریم میں موجود ہیں۔

اگر آپ نے اس وقت تک کوئی کتاب حضرت مرزا صاحب کی نہیں پڑھی۔ تو کم سے کم ایک دو کتابیں ضرور پڑھیں۔ اور پھر طبیعت فیصلہ کرے آپ کا اختیار رہے۔ والسلام۔

بقیہ صفحہ اوّل

وہ اپنے بال بچوں۔ مکانات۔ روپے پیسے۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی شئے کو ترک کر دیتا ہے۔ جو فطرت انسانی کو گناہ کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ ایک مسلمان اپنے محبوب کے دروازے پر پہنچ کر ایک عاشق کی طرح اس کے گھر کا طواف کرتا ہے۔ اور زمین پر سر بسجود ہوتا کہ خاک سے ہی وہ پیدا ہوا ہے۔ اور خاک میں ہی اس نے ملنا ہے۔

قربانی

اس کے بعد وہ ایک جانور کی قربانی کرتا ہے۔ جو انسان کی حیوانی فطرت کے مترادف ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ انسان میں مسلم فطرت پیدا کرنے کے لئے حج ایک آخری ریاضت ہے مسلمانوں کو میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حج کے دن ایک جانور کی قربانی کرنے سے دراصل یہ مراد ہے۔ کہ تم اپنی حیوانی خواہشات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اس قربانی کے بعد اگر تم نے اپنی حرص و ہوا کو ترک نہیں کیا۔ تو تم نے کسی دیوتا کے مذبح پر بھینٹ چڑھائی۔ اور تم دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرنیوالے ہو۔

ہماری تبلیغی کوششیں

فتنۂ ارتداد

مولوی عبدالحق صاحب اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔

آگرہ سے روانہ ہو کر میں ساندھن پہنچ گیا تھا۔ سردست ساندھن فتحپورہ اور بھنڈیری میں ایک ایک سکول کا کام شروع کر دیا گیا ہے ساندھن میں سردار خانصاحب اور دوست محمد صاحب نومسلم اور ڈاکٹر صاحب کام کر رہے ہیں۔ بھنڈیری میں شیخ محمد یوسف صاحب اور فتحپورہ میں مولوی ابوبکر صاحب کو عارضی طور پر لگا دیا ہے۔ ریاست بھرتپور میں ایک مقام ڈیگ ہے۔ کہ جس کی حالت بہت خراب سنی جاتی ہے۔ ۸ اپریل وہاں شدھی کی تاریخ مقرر ہے میں کل مورخہ ۵ اپریل کو ساندھن سے روانہ ہو کر بھرت پور پہنچ چکا ہوں۔ کل شام کو لوگوں کی خواہش پر بعد نماز مغرب اشاعت اسلام پر ایک مختصر سی تقریر کی گئی۔ جس پر لوگوں نے ایک اور تقریر کے لئے اصرار کیا آج پھر بعد نماز عشاء انشاء اللہ تعالے ہوگی لوگ بہت کوشش کر رہے ہیں اور ہندوؤں کو بھی بلایا ہے۔ قادر بخش صاحب میرے ساتھ ہیں۔ اور ملکانوں سے جہاں موقعہ پڑتا ہے خوب بات چیت کرتے ہیں۔ کل ۷ کو ڈیگ روانہ ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالے ارادہ ہے کہ متھرا میں بھی کچھ تقریریں ہو جائیں تو اچھی ہیں۔ یہاں کے لوگ ایسی تقریروں کو نہایت دلچسپی سے سنتے ہیں۔ ایک ہفتہ تک ہم انشاء اللہ تعالے اس دورہ سے فارغ ہو کر واپس ساندھن پہنچ جائیں گے۔

ضلع آگرہ سے ہمارے مبلغین لکھتے ہیں۔ کہ یکم اپریل سنہ ۲۳ء کو ایک قریب کے گاؤں میں ایک دیوی کے مندر پر میلہ تھا ہندو جاٹ اور ان کی عورتیں خصوصاً موخرالذکر کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ پجاری لوگ ٹولیاں بنائے بیٹھے تھے۔ اور ہر ایک نے اپنے سامنے ایک ایک بت رکھا ہوا تھا۔ جس کے سامنے گاتے بجاتے تھے۔ مندر میں دیوی کی پرستش ہوتی تھی۔ اور پجاریوں کے ان بے خانمان بتوں کی علیحدہ پرستش ہوتی تھی۔ ان ٹولیوں کے قریب ہی توحید پرستوں نے بھی ایک ٹولی بنالی۔ اور بت پرستی کا کھنڈن شروع رکھا۔ ہندوؤں کو اسلام کے متعلق باتیں بتائی گئیں۔ آریہ تو توحید پرستوں کو گھنونی بت پرستی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمیں امید ہے۔ کہ انشاء اللہ ان علاقوں کے سمجھدار ہندو بھی یقیناً اسلام کی توحید کے سامنے سر جھکا لیں گے۔ ایک دوسرے گاؤں کے ایک مسلمان راجپوت سے معلوم ہوا۔ کہ باوجود آریوں کی شدھی کے اگر صبر اور استقلال سے کام جاری رکھا جائے۔ تو نہ صرف مرتد شدہ مسلمان واپس آجائیں گے۔ بلکہ دوسرے ہندو بھی کثرت سے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اس راجپوت نے ایک نام نہاد مولوی کا ذکر سنایا جس نے ان کے گاؤں میں مسجد بنوا دینے کے بہانہ سے ڈیڑھ سو روپیہ چندہ جمع کیا۔ لیکن جب مسجد کی بنیادیں کھودی گئیں تو سارا روپیہ لیکر روپوش ہو گیا۔ یہاں کے لوگوں کی جہالت کے ساتھ مولویوں کی ایسی کرتوتوں نے ان کو اور بدظن کر رکھا ہے۔

منشی غلام غوث صاحب مبلغ جو ضلع گوڑگاؤں میں بھیجے گئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ دہلی سٹیشن پر انہیں پانچ پنجابی مولوی آگرہ جاتے ہوئے ملے۔ باتوں باتوں میں جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کا مخاطب احمدی ہے۔ تو انہوں نے اسقدر تنگدلی دکھائی کہ اپنا پانی پینے کا گلاس تک ٹرنک میں بند کر دیا۔ اور باوجود مانگنے کے نہ دیا۔ یہ نمونہ ہے مسلمان مبلغین کا جو ارتداد کا زور روکنے کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں۔ بھلا جہاں ایسے ایسے خیرخواہان اسلام موجود ہوں وہاں آریوں کی کیا ضرورت ہے وہ خود ہی مسلمانوں کو اسلام سے باہر کر دیں گے۔ یہ مولوی صاحبان ہمارے ایک مشہور مخالف فاضل کے فرستادہ تھے۔

جرمنی میں اشاعت اسلام

مولوی صدرالدین صاحب جرمنی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مارچ کے شروع میں لیپزک میں ایک بڑا بھاری میلہ یا تجارتی منڈی تھی جس میں ہمیں بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس منڈی میں تمام جرمنی کے حصوں کی صنعت و حرفت کی دکانیں تھیں۔ اس ساری نمائش کے دو حصے تھے۔ ایک تو شہر کے اندر وہ بڑے بڑے بازار میں مکانات و دکانیں خالی کرا کر ان میں صنعتی اشیاء کی دکانیں لگائی گئی تھیں۔ ان بازاروں کی کل لمبائی لاہور کے انارکلی بازار سے تین گنا لمبی تھی۔ ہر دس پندرہ دکانوں کے بعد ایک عظیم الشان مکان آتا تھا۔ جسے ایک محلہ کہا جا سکتا تھا۔ جس میں چار پانچ منزل تک مختلف اشیاء کی دکانیں لگ رہی تھیں۔ اور بعض ایسے مکانات کے اندر صرف ایک ہی بڑی دکان تھی۔ ان مکانات میں داخلہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ٹکٹ لینا پڑتا تھا۔ نمائش کا دوسرا حصہ جس میں ہر قسم کی مشینیں تھیں۔ شہر کے باہر تھا۔ یہ میلہ سات دن رہا گو پہلے ایام میں لوگ کم آتے ہیں۔ لیکن پہلے ہی دن کا اندازہ ایک لاکھ لوگوں کا تھا۔ جو چالیس سپیشل گاڑیوں کے ذریعہ سے آئے تھے۔ اس منڈی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ جرمن لوگ کس زور سے اپنی تجارت و صنعت و حرفت کو ترقی دے رہے ہیں۔ لوگ خوب دولتمند ہیں لیکن گورنمنٹ کے پاس دولت نہیں۔ دور دراز کے ممالک سے تجار لوگ اس موقعہ پر آئے۔ اور تجارت کی گرم بازاری رہی۔

مولوی صاحب دوسرے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ ۱۲ مارچ کو آپ ایک ڈاکٹر سے جو معزز عہدہ دار ہے۔ ملے۔ جو ایک یونیورسٹی کا آنریری پروفیسر ہے۔ خوب عربی جانتا ہے اور کہتا تھا۔ کہ وہ محمد عبدہٗ مرحوم مصری بزرگ کا شاگرد ہے۔ اور اسلامی تاریخ کا لکچرار ہے۔ سید امیر علی صاحب و مولوی خدا بخش صاحب مرحوم کی کتب کا بڑا مداح ہے۔ فقہ و شریعت اسلامی کا طالب علم ہے۔ ہمارا انگریزی رسالہ اسلامک ریویو پڑھتا رہا ہے۔ اور ہمارے خیالات سے خوب واقف ہے۔ اور ان خیالات کا موید ہے۔ مولوی صاحب نے اسلام و عیسویت پر بات چھیڑی اور دکھایا۔ کہ اسلام کا ایک خدائے جہان کا منوانا اور حضرت ابراہیم حضرت موسےٰ و حضرت عیسےٰ وغیرہ انبیاء کا منوانا حضرت نبی کریم کی وسعت قلبی کی دلیل ہے اور ایک بے نظیر صحیح اور مفید عقیدہ ہے۔ اس پر اس نے اظہار مسرت کیا۔ اور جب مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اسلام جو ایک معقول مذہب ہے۔ اس نے حضرت عیسےٰ پر سے جہاں اعتراضات کا جواب دیا۔ وہاں ان کی خدائی کو خوب دلائل سے توڑا ہے۔ ایک انسانی بچہ کو جو ماں کے پیٹ سے روتا ہوا پیدا ہوا۔ ساری عمر کھانے پینے کا محتاج رہا۔ پیشاب پاخانے و دیگر سفلی احتیاجات اس کے شامل حال تھیں۔ اسے خدا ماننا یورپ کی باریک بینی اور نکتہ سنجی پر نہایت بدنما داغ ہے۔ اس پر وہ بہت ہنسا اور کہا کہ گو وہ عیسائی ہے۔ لیکن حضرت مسیح کو ایک انسان مانتا ہے۔ اور اسی طرح اور بھی کئی سمجھدار لوگ یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ مسجد کے بنانے اس سے بہت مدد ملنے کی امید ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگر پروفیسر محمد عبداللہ صاحب اور عزیزان الٰہی بخش و رحیم بخش یہاں آجائیں۔ اور سائنس وغیرہ میں خصوصیت حاصل کر کے کچھ تبلیغ کا کام بھی کریں۔ اور پھر دو تین سال بعد تبلیغ کے لئے ایک سائنس کالج کھولدیں۔ تو جماعت کی ترقی کے لئے بڑا مفید ہو۔

بہت جلدی ضرورت ہے

ایسے احمدی نوجوانوں کی جن کی تعلیم انگریزی و اردو مڈل یا انٹرنس تک ہو۔ اور قرآن شریف پڑھے ہوئے اور سلسلہ کی تعلیم کے مغز سے واقف ہوں۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اشاعت اسلام کے مرکزوں میں مستقل طور پر کام کرنے کے لئے۔ ملازمت بشرط تسلی بخش کام ہونے کے مستقل ہو گی۔ سالانہ ترقی و رخصت کے حقوق بموجب قواعد انجمن ہونگے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی پنجاب کے نزدیک کے مرکزوں میں کم از کم تین سال اور صوبجات بمبئی۔ مدراس۔ بنگال۔ برہما۔ صوبہ متوسط و آسام میں دو سال قیام کرنا ہوگا۔ بے روزگار۔ خدمت اسلام کے شائق اور مستقل ملازمت کے خواہاں جلد درخواستیں بھیجدیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگس

مسلمانان پلول کا عظیم الشان جلسہ

اور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اصلاحی تدابیر

منشی دوست محمد صاحب کے قلم سے

پلول میں ہندو مہاسبھا کے مسلمانوں کو شدھ کرنے کی کوششوں اور سوامی شردھانند صاحب کی ناکامی کا حال اس سے قبل ہدیہ ناظرین کرام ہو چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ امر خالی از دلچسپی نہیں۔ کہ مسلمانان پلول کو یہ تحریک کی کہ ایک جلسہ منعقد کر کے اس میں سوامی صاحب کی مناقشانہ معاندانہ کارروائیوں کا پردہ چاک کیا جائے اور ان اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ جو آریوں نے ناواقف مسلمانوں کے سامنے بیان کر کے انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اپنے ہندو بھائیوں کو بتایا جائے۔ کہ آج جو آریہ سماج بعض حیلوں حوالوں سے انہیں اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کا دشمن بنانا چاہتی ہے۔ تو یہ محض ان کی ایک چال ہے۔ آریہ سماج سناتن دھرمی ہندوؤں اور جینیوں کی نہ کبھی دوست ہوئی اور نہ ہوگی۔ سوامی دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہمارے جینی اور سناتن دھرمی بھائیوں اور ان کی مقدس کتابوں کو جن ناواجب اور ناشائستہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ وہ کسی شریف انسان کا کام نہیں۔ اسی مضمون کا ایک اشتہار بھی جلسہ سے پیشتر شائع کیا گیا۔ اور اس میں ستیارتھ پرکاش سے وہ تمام گالیاں نقل کی گئیں۔ جو جینی اور سناتنی حضرات کو سوامی صاحب نے دی ہیں۔ جسکا اثر قصبہ کے ہندو اصحاب پر عمدہ ہوا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ آریہ سماج کا موجودہ رویہ ایک فریب اور دھوکا بازی ہے۔ اور اسکا مقصد ہندوؤں کو مسلمانوں سے لڑانے کے سوائے اور کچھ نہیں۔

اس کے بعد ۳۱ مارچ اور یکم اپریل کو مسلمانان پلول کا مجوزہ عظیم الشان جلسہ زیر صدارت قاضی محمد یقین صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی منعقد ہوا۔ جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد رات کے ۱۲ بجے تک نہایت دلچسپی اور ذوق شوق کیساتھ لیکچروں کو سنتی رہی۔

اول الذکر تاریخ کو تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد سب سے پہلی تقریر مولانا آزاد صمدانی کی ہوئی جس میں انہوں نے ایک عہدنامہ کا جو سوامی شردھانند صاحب نے ان سے اپنے گذشتہ کانگریسی پیریڈ میں کیا تھا۔ تذکرہ کیا اور بتایا۔ کہ پلول میں آکر انہوں نے سوامی صاحب کو ایک چٹھی میں اس عہدنامہ کی یاد دلاتے ہوئے ان سے ملاقات کی درخواست کی لیکن ان کی چٹھی کو ہندو مہاسبھا نے سوامی صاحب تک نہ پہنچایا۔

مولوی صاحب موصوف کے بعد مسٹر دوست محمد صاحب نومسلم سابق پیارے لال جو لاہور کے ایک معزز ہندو گھرانے کے نونہال اور گروکل کانگڑے کے طالب علم اور سوامی شردھانند صاحب کے شاگرد رہ چکے ہیں۔ اور ایک ہی ہفتہ ہوا۔ لاہور کی مسجد احمدیہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ کھڑے ہوئے۔ اور ایک مختصر سی تقریر میں اپنے قبول اسلام کی وجوہات بیان کیں۔ انہوں نے آریہ مذہب کے بعض نقائص کو جن کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کو کمزور اور ناطاقت ماننا پڑتا ہے۔ بیان کرتے ہوئے ان کا مقابلہ اسلام کی پاک تعلیم سے کیا جس نے اللہ تعالےٰ کو تمام صفات حمیدہ کا جامع قرار دیا ہے یہ تقریر نہایت شوق اور دلچسپی کے ساتھ سنی گئی۔ اور اہل پلول پر اسکا گہرا اثر ہوا۔

ان کے بعد مولٰنا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کھڑے ہوئے۔ اور مسلسل دو اڑھائی گھنٹہ ایک نہایت فاضلانہ تقریر کی انہوں نے فلسفیانہ انداز سے قرآن کریم کا مقابلہ دیگر کتب مقدسہ اناجیل اور وید کے دھرم سے کیا۔ اور اس کے علاوہ اناجیل اور وید کا محرف و مبدل ہونا خود ان کی اندرونی شہادتوں سے ثابت کیا مولوی صاحب کا لیکچر اہل پلول کے لئے ازحد فائدہ اور دلچسپی کا موجب تھا۔ اور ان کا وید منتر سنسکرت زبان میں پڑھنا اہل ہنود کے لئے جنہوں نے وید کی کبھی شکل بھی نہیں دیکھی موجب حیرت۔ حاضرین نہیں چاہتے تھے۔ کہ لیکچر ختم ہو۔ لیکن رات زیادہ گذر چکی تھی اس لئے زیادہ دیر انہیں بٹھانا مناسب نہ سمجھا گیا۔ اور آخر میں مولٰنا

مولوی عصمت اللہ صاحب نے شدھی کی حقیقت پر چند نہایت دلچسپ ریمارک کرتے ہوئے جلسہ کو دوسرے دن کے لئے ملتوی کیا التوائے جلسہ سے پیشتر آریہ صاحبان کو مولوی عبدالحق صاحب کی تقریر پر اعتراض کرنے کی اجازت دی گئی لیکن کوئی بھی اعتراض کے لئے کھڑا نہ ہوا۔

دوسرے دن (یکم اپریل) جلسہ کی رونق پہلے سے بہت زیادہ تھی۔ سب سے پہلے مولوی ولایت حسین صاحب رضوی دہلوی نے ایک مختصر تقریر میں ان اعتراضات کا جواب دیا۔ جن کی اشاعت ہندی ٹریکٹوں اور اشتہارات کی شکل میں عام طور پر آریوں کی طرف سے کی گئی ہے۔ ان کے بعد خاکسار نے مسلمانوں کو اس ضروری اور اہم فرض کی طرف توجہ دلائی جو قرآن کریم نے ان کے ذمہ عائد کیا ہے۔ یعنی اشاعت اسلام۔ اور مسلمانوں سے یہ التماس کی کہ وہ اپنے دلوں سے یہ عہد کریں۔ کہ وہ اسلام کا پیغام اپنے ہندو بھائیوں اور دوستوں تک پہنچائیں گے۔ اور انہیں اسلام میں داخل کریں گے۔ کہ یہی ان کی کامیابی کا اصل راز اور شدھی کا صحیح جواب ہے۔

خاکسار کے بعد مولٰنا مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ اور اپنے مخصوص فلسفیانہ انداز میں اسلام کا مقابلہ عیسائیت اور ویدک دھرم سے کیا۔ جس سے حاضرین کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔ مولٰنا کے بعد جناب مولوی عصمت اللہ صاحب نے تناسخ پر ایک نہایت فصیح و بلیغ اور جامع و مانع تقریر فرمائی اور ثابت کیا۔ کہ آریہ مذہب کے اس اصول کو ماننے سے بجائے اس کے کہ گناہوں کا عدم اور یہ گناہوں کا ہونا انسانی زندگی اور قیام عالم کے لئے ضروری ٹھہرتا ہے۔ اگر گناہ نہ ہوں تو گائے بیل پیدا ہوں نہ کوئی اور چیز۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اس اعتراض کا کہ سلاطین اسلام نے ہندوؤں کو بجبر مسلمان کیا نہایت خوبی کے ساتھ جواب دیا۔ اور یہ جو عام طور پر پھیلایا جاتا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے گرو گوبند سنگھ صاحب کے لڑکوں کو دیواروں میں چنوا دیا تھا۔ اسکا ثبوت مستند کتب تاریخ سے طلب کیا۔ بہت سے ہندو اصحاب اور آریہ صاحبان موجود تھے۔ اور انہیں تقاریر پر سوالات یا اعتراضات کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن کسی کو آواز اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔

آخر میں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے۔ کہ سادات ناچیز نوشہ میں پلول کے گرامی خاندان قاضیان نے جو ابتداء سے خدمات اسلام میں نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ بہت بڑی امداد دی ہے جس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔

ایسا ہی ہم سید یعقوب علی صاحب صدر خلافت کمیٹی اور مولٰنا مولوی عبدالعزیز صاحب امام جامع مسجد کے بھی ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے ہمیں ہر طرح سے اس اہم کام میں امداد دی۔ اللہ تعالٰے ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے۔ آمین

اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا ضروری ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے تحصیل پلول اور ایسا ہی ضلع آگرہ کے دیہات میں مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور دیگر وسائل اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور چند دن تک ایسے مدارس وغیرہ قائم ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ فی الحال خاص پلول کی مسجد قاضیاں میں مولٰنا مولوی عصمت اللہ صاحب نے روزانہ درس قرآن کریم کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ جس میں قرآن کریم کی تفسیر اور حقائق و معارف کو بیان کرنے کے علاوہ آریوں کے اعتراضات کے جو انہوں نے قرآن کریم کی بعض آیات پر کئے ہیں۔ مدلل جواب دئے جاتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اہل پلول قرآن کریم کے سمجھنے میں نمایاں حصہ لینے لگے ہیں۔ اور نماز مغرب کے بعد درس سننے کے لئے بہت سے مسلمان جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مستورات میں بھی وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے۔ کہ مولٰنا مولوی عصمت اللہ صاحب نے پلول کے نوجوانوں کو اشاعت اسلام اور آریوں کے مقابلہ کے لئے تیار کرنے کے لئے ایک مذہبی کلب قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور بعض نوجوانوں نے اس میں شرکت کے لئے اپنے نام بھی دیدئے ہیں۔ خدا نے چاہا تو مولوی صاحب موصوف کی ہمت و کوشش سے پلول کے نوجوان بہت ہی جلد مقابلہ مذاہب اور حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے تیار ہو سکیں گے۔

میر مدثر شاہ صاحب راولپنڈی میں

ہمارے ایک نامہ نگار تحریر فرماتے ہیں:۔

مورخہ یکم و دوم اپریل کو میر مدثر شاہ صاحب کا لیکچر قرآن کریم کی فضیلت پر ہوا۔ جو اسے تمام دیگر الہامی کتب پر حاصل ہے سب سے پہلے میر صاحب نے میزان فیصلہ یہ مقرر کی۔ کہ الہامی کتاب کا یہ کام ہے۔ کہ خود دعوے کرے۔ پھر اس دعوے کی دلیل خود ہی پیش کرے۔ یہ معیار بہت ہی محکم ہونے کے علاوہ غایت درجہ کا آسان اور قابل فہم ہے۔ اس کے بالمقابل کوئی ایسا ہی یا اس سے آسان تر اور بے رو رعایت معیار ہرگز عقل انسانی میں نہیں آسکتا اب مخالف پر فرض ہے۔ کہ یا تو اپنی کتاب کو اس معیار پر پرکھے۔ یا اس اصول فیصلہ کن پر جرح کر کے اس کے بالمقابل کوئی دوسرا اصول پیش کرے۔

پھر بطور مثال آپ نے قرآن مجید کی حکمت پر بالتفصیل بحث کی جس سے قرآن پاک کی اور نبی کریم صلعم کی صداقت اور فضیلت جو ان کو دیگر کتب و انبیاء پر ہے۔ بالکل صاف اور کھلی کھلی طرز میں بتائی۔ اس تمام تقریر سے حاضرین پر بہت اثر ہوا ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے۔ کہ شہر راولپنڈی سے چار مبلغ علاقہ ارتداد میں فوراً بھیجے جانے والے ہیں۔

ایک اور جلسہ درزیوں کی جماعت سے بھی جانا تجویز ہوا ہے۔ جلسے کے اختتام پر اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ہم اپنے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے آیندہ ایک سلسلہ لیکچروں کا جاری کرتے ہیں چنانچہ پہلا جلسہ آیندہ اتوار بتاریخ ۸ راپریل ہوگا۔ اس میں ایک انسانی ضرورت کا علاج بیان کیا جائیگا۔ جو ہر ایک زمانہ میں بہت سے اشخاص کو پیش آتی رہتی ہے۔ اسلام اسکا علاج ایک طرز کا بتاتا ہے۔ آریہ سماج اس کے خلاف بتاتا ہے۔ ہم گذشتہ اتوار کو اس پر عالمانہ اور محققانہ تبادلہ خیالات کرینگے۔ وہ ضرورت یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ زوجین کو خلاف توقع کئی کئی برس تک اولاد نہیں ہوتی۔ اب یہ شک پڑ سکتا ہے۔ کہ زوجین میں سے ہر دو یا کم از کم ایک کو کوئی عارضہ ہے۔ جس سے معمولی توالد و تناسل کا کام جاری نہیں ہو سکا۔ اسکا اسلام نے یہ علاج بیان کیا ہے۔ کہ مرد دوسری عورت سے نکاح کر لے اسی طرح وہ چار تک قسمت آزمائی کر سکتا ہے۔ اگر عورت کو ظن غالب ہو۔ کہ مرد میں کوئی نقص ہے۔ تو وہ بعد خلع اور گذر جانے عدت کے عقد ثانی کرے۔ اس کے برخلاف آریہ مت یہ حکم دیتا ہے۔ کہ از روئے تعلیم وید مقدس شادی صرف ایک ہی دفعہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے عورت کو کسی دوسرے مرد کے پاس بھیجکر اولاد حاصل کی جاتی ہے۔ ہم نے ان ہر دو امور پر بحث کرنی ہے۔ کہ آیا اسلامی تعلیم پر چلنے سے مرد اور عورت فائز المرام ہو سکتے ہیں یا ویدک دھرم پر عمل کرنے سے۔ ہم آریہ سماج کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ اپنے تمام قابل افراد کو اکٹھا کر کے اور ہم سے جتنا وقت چاہیں لے کر یہ امر ثابت کریں۔ کہ غیر کے نطفہ سے پیدا شدہ حقیقتاً اپنا بچہ کہلا سکتا ہے۔ اس اعلان کے وقت منتری آریہ سماج اور اس کے بہت سے دیگر ارکان موجود تھے۔ مگر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا بہر حال یہ بلا ان کے سر سے کسی طرح نہیں ٹل سکتی۔ اس کے ٹالنے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ کہ آریہ سماج مان لے۔ کہ سوامی دیانند مہاراج کو اپنے اور غیر کے بچے میں جو مابہ الامتیاز ہے۔ وہ معلوم نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے وہ غیر کے بچے کو اپنا سمجھ رہے ہیں اگر یہ حکم وید مقدس کا ہے۔ تو وہ خدا تعالٰے کی کتاب نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے مصنف یا مصنفوں کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے۔ کہ والد اور ولد میں نسبت بالکل محدود ہے۔ اور نیچر میں کوئی طریقہ اس کے سوا نہیں ہے۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس طرح تو وید کے مصنف کا علم ایک دیہاتی سے بھی کم ثابت ہوگا۔ البتہ حسن ظنی یا صحیح الفاظ میں اندھی تقلید اور بات ہے۔ کہ چونکہ وید میں یہ تعلیم درج ہے۔ اس لئے یہ سماج کا پوتر مسئلہ ہے۔

ناظرین کرام

بروقت خط و کتابت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ تاکہ تعمیل ارشاد میں توقف نہ ہو۔

مینیجر

آگرہ میں اسلامی انجمنوں کے کام کی حالت
سناتن دہرم اور آریہ سماج وغیرہ کا طریق عمل

(جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کے قلم سے)

میں اس وقت بمبئی سے واپس آرہا ہوں۔ راستہ میں اتفاق سے ۱۳۔ تاریخ کا اخبار "خلافت" بمبئی میری نظر سے گذرا۔ اس میں ایک تار سکرٹری صاحب "انجمن نمایندگان تبلیغ" کی طرف سے اور ایک تار انجمن ہدایت اسلام دہلی کی طرف سے فتنہ ارتداد کے متعلق ہیں۔ ان میں انجمنوں کی کارگذاری کا ذکر ہے اور چندہ کی اپیل کی گئی ہے۔ میں اس امر کے خلاف نہیں کہ اس کار خیر میں چندہ دیا جاوے۔ مگر اس کے خلاف ہوں کہ کام کو بڑا چڑھا کر دکھلایا جاوے۔ یا بیجا اسراف کیا جاوے۔ چونکہ ہماری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے مبلغین فروری سے آگرہ و گوڑگانوں کے علاقہ میں کام کرتے ہیں یعنے ایسے وقت سے جبکہ خود ان علاقوں میں اس فتنہ کا علم نہ تھا۔ بلکہ یہ خبر صرف پنجاب کے بعض اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اور آگرہ و گوڑگانوں کے علاقہ کے لوگ خود ان کی بے لوث خدمات کے معترف ہیں۔ آگرہ اور دہلی کے اخبارات نے بھی ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ مگر آج تک کوئی تار ہماری انجمن کے نمایندوں نے اخبارات میں اپنی کارگذاری کے متعلق نہیں چھپوائی (البتہ پیغام صلح یا دیگر اخبارات میں مختصر سے واقعات کا گاہے ذکر کیا ہے) اس لئے ہر ایک انجمن کو اس قسم کے اسراف سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور سچے اخلاص اور للہیت سے کام کرنا چاہئے جس میں دکھلاوے یا مبالغہ کی بو نہ ہو۔

میں بمبئی جاتا ہوا ایک دن کے لئے آگرہ میں ٹھہرا تھا۔ اور مختلف اسلامی انجمنوں کے نمایندوں سے ملا۔ اور ایسے مسلمان اصحاب سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا جو کسی انجمن سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ ان سے پھر میں نے حالات دریافت کئے۔ اسکے علاوہ میں بعض ہندو اصحاب سے بھی ملا البتہ آریہ سماج میں نہیں جا سکا۔ اس کی وجہ ایک تو وقت کی قلت تھی۔ کیونکہ سناتن دہرم سبھا کی تلاش میں بہت سا وقت صرف ہو چکا تھا۔ ماسوا اسکے اس روز میونسپل الیکشن ہو رہا تھا۔ اور آریہ سماج کے اکثر اصحاب اس میں ایک یا دوسری طرف سے شامل تھے۔ بہر حال میں نے مختلف ذرائع سے اصل حالات دریافت کرنے کی کوشش کی اور چونکہ بمبئی میں بھی مجھے سکرٹری صاحب انجمن دعوت و تبلیغ بمبئی اور کئی احباب نے اپنے معلومات کو پبلک میں پیش کرنے کے لئے فرمایا تھا اور اخبار میں بھی اشتہار بازی کے بیجا اسراف کو میں پسند نہیں کرتا اس لئے جو حالات میری سمجھ میں آئے ہیں۔ اللہ تعالٰے کو حاضر و ناظر جان کر بلا کم و کاست تحریر کرتا ہوں۔ اس سے میرا مدعا نہیں ہے کہ خدا نخواستہ کسی انجمن کے کام کی تحقیر کروں یا کسی کو اس سے نقصان پہنچاؤں۔ بلکہ میری غرض صرف اسقدر ہے کہ خلوص سے کام کریں اور ریاکاری کو اپنے نزدیک نہ آنے دیں۔ جو اخلاص سے کام کریگا اس کی قبولیت خود دلوں میں ہوگی۔ اس کے قدر دان خود پیدا ہو نگے اخبارات میں بیجا نمود۔ آئے دن کے اشتہارات کا کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں مختصر طور پر اپنے معلومات پیش کرتا ہوں۔ اگر اس میں کسی قسم کی غلطی ہو تو اس کے لئے شکریہ کے ساتھ اصلاح کرنے کے لئے تیار رہوں۔

(۱)

مسلمانوں کی مختلف انجمنوں اور جماعتوں کو چاہیے کہ ان کے لئے لازم تھا۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کا ثبوت دیتے اور ملکر کام کرتے۔ انہوں نے ملکر کام نہیں کیا اور بعض انجمنوں کو امداد مجلس نمایندگان سے صرف بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے نکال دیا گیا۔ اور بعض کو شامل ہی نہیں کیا گیا۔ مثلاً احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور انجمن نمایندگان میں شامل تھی اور وہ ابتدا سے اس علاقہ میں کام کر رہی ہے۔ مگر بریلوی صاحبان کی فتویٰ بازی نے تھوڑے عرصہ کے لئے ان کے ساتھ ملکر کام کرنا پسند نہ کیا۔ اور جس تار کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اس میں اشارہ لکھدیا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ساتھ ملکر کام کرنا نہیں چاہتی۔ حالانکہ ہماری انجمن ہر ایک کے ساتھ ملکر کام کر سکتی ہے اور اس کے مبلغ اب بھی انجمن نمایندگان کے کارکنوں کو مدد دے رہے ہیں جیسے کہ اس تار میں بھی اعتراف کیا گیا ہے۔

انجمن بریلی کے ساتھ ملکر کام نہ کرنے کے وجوہ سے میں واقف نہیں مگر انجمن احمدیہ قادیان تو مجھے امید ہے کہ ملکر کام کرنے سے گریز نہ کرے گی - اگر وسعت قلبی کا برتاوان کے ساتھ کیا جاوے یہ بات ہرگز باور نہیں کی جاسکتی ہے کہ احمدیہ جماعت یورپ - افریقہ - امریکہ وغیرہ وغیرہ مسلم ملکوں میں توجا کر امن سے تبلیغ کر سکتی ہے - مگر ہندوستان میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ ملکر کام نہیں کر سکتی -

(۲)

ہندوں کی کل جماعتیں باہم ملکر اتحاد سے کام کر رہی ہیں چنانچہ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ آریہ سماج وسناتن دہرم کے عقائد میں مشرق و مغرب کا فرق ہے - اور گذشتہ چالیس سال میں ان کے ہمیشہ باہمی تنازعات رہے ہیں - اور ہر شہر میں ان کا آپس کا جھگڑا و فساد کسکو معلوم نہیں - مگر آج وہ سب متفق ہوکر کام کر رہے ہیں - اور انہوں نے مشترکہ کمیٹی بنائی ہے جو سب کام باہم اتفاق سے کرتی ہے - آریہ سماج اور سناتن دہرم تو وید کو مانتے ہیں - مگر جینی وید کو الہامی نہیں مانتے ہیں - مگر پھر بھی باوجود اسقدر اختلاف کے سب ملکر کام کر رہے ہیں - اور مسلمان باوجود عقائد میں اسقدر اتحاد کے ایک نہیں ہوسکتے جس کا بہت افسوس ہے - سناتن دہرم والے اپنے والنٹیروں کی رہائش و خوراک وغیرہ کا انتظام خود کرتے ہیں - اور اغلب ہے کہ آریہ سماج بھی اپنے والنٹیروں کا انتظام خود کرتے ہوں - اور ایسے ہی دوسری جماعتیں -

(۳)

تاریں جو کارکردگی کے متعلق چھپتی ہیں - اس میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے یا کم از کم انصاف سے دور ہوتی ہیں - یعنی تار دینے والے یا تو دوسری انجمن کے کام کا ذکر ہی نہیں کرتے یا اگر کرتے ہیں تو ایسا مسخ کر کے کرتے ہیں گویا کہ مالی تو بلا شرکت غیرے تار دینے والے صاحب نے ہی ماری ہے - مگر یہ ان کا احسان ہے کہ کبھی کسی دوسرے کو بھی اس اعزاز میں شامل کر لیتے ہیں - حالانکہ اکثر صورت حالات دگرگون ہوتی ہے اور قرآن کریم کا ارشاد یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا ہی نظر آتا ہے - اللہ تعالے ہماری قوم کو خلوص و استقلال کی توفیق دے اور ریاکاری سے بچائے - چند واقعات جو میرے علم میں ہیں - ان کا ذکر کرتا ہوں -

باقی آیندہ

تازہ خبریں

ہندوستان

حلقہ ارتداد میں احمدی وفود کی سرگرمیاں

آگرہ ۷ اپریل کل شام کو ۱۰ مبلغین کا ایک وفد احمدی جماعت کی طرف سے یہاں پہنچگیا ہے - اور اسوقت کل ۲۰ مبلغ ہوگئے ہیں - متھرا - اٹاوہ - منی پور - فرخ آباد اور علی گڈھ کے بہت سے ملکانہ گاؤں میں احمدی کام کن پہنچ گئے ہیں - اضلاع متھرا - اور فرخ آباد میں آریہ مبلغین نے سالہا سال سے جانفشانی کے ساتھ تبلیغ و اشاعت کا کام کیا ہوا ہے

(سید فتح محمد)

تاجدار افغانستان کا جلال آباد میں ورود

پشاور ۷ اپریل - ہز میجسٹی تاجدار افغانستان حال ہی میں دوبارہ جلال آباد اور ماتھیل میں رونق افروز ہوئے اور یکم اپریل کو کابل واپس تشریف لے گئے -

جلال آباد کابل روڈ پر قطاع الطریق نے حال میں زیادہ سرگرمی سے کام لیا ہے - اور ۲۴ مارچ کو ڈاکوؤں کے ایک زبردست گروہ نے ہفتہ وار قافلہ کو روک لیا - اور قیمتی قالینوں کے لدے ہوئے چالیس خچروں کو لوٹ کر لے گئے - تجار لوگوں کو اس واقعہ سے سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے -

حکومت افغانستان کچھ عرصہ سے ہندوستان سے موٹر لاریاں اور سفر کرنے والی موٹریں خریدتی رہی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ امیر افغانستان کے ذاتی استعمال کے لئے ایک نہایت قیمتی رولس رائس خریدی جائیگی -

ہندوستان میں طاعون کی چیرہ دستی

شملہ ۹ اپریل - طاعون تمام ہندوستان میں پھیل رہا ہے - علی الخصوص صوبہ جات متحدہ - صوبہ متوسط اور پنجاب میں - ہفتہ مختتمہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۳ء کی طاعونی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مرض سے ۷۸۳۴ اشخاص مبتلا ہوئے اور ۶۱۴۹ اموات وقوع پذیر ہوئیں - ماسوائے صوبہ جات دہلی اور بہار اڑیسہ کہ جن کے متعلق اعداد و شمار وصول نہیں ہوئے ہیں - اس ہفتہ کی وبائی اعداد و شمار حسب ذیل ہیں -

بمبئی - مریض ۳۴۰ - اموات ۲۸۴ - احاطہ مدراس - مریض ۴۳۴ اموات ۱۲۵ - احاطہ بنگال مریض ۳ - اموات ۳ - صوبہ جات متحدہ مریض ۴۲۴۸ - اموات ۳۵۳۱ اس صوبہ کے ضلع اعظم گڈھ میں ۱۲۷۹ اموات وقوع پذیر ہوئیں - پنجاب مریض ۳۹۳۴ - اموات ۲۸۷۶ - برہما مریض ۲۲۸ - اموات ۲۱۵ - صوبہ متوسط مریض ۱۳۹۹ - اموات ۸۰۷ - صوبہ سرحدی مریض ۲ - موت ۱ - ریاست میسور مریض ۹۴ اموات ۵۰ - ریاست جموں مریض ۴۲ - اموات ۳۱ - ہفتہ مختتمہ ۱۷ مارچ میں شہر میں مریضوں کی تعداد ۲۱۰ - اور اموات کی تعداد ۴۴ تھی اور ضلع دہلی میں مریض ۹۰ تھے - اور اموات ۷۴ ہوئیں -

اتحاد اسلام کے روح پرور نظارے

پشاور ۷ اپریل - مورخہ ۱۴ مارچ کو نوجوانان پشاور نے برائے انسداد فتنہ ارتداد ایک انجمن بنام انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی جس پر ہرایک مسلمان بلا امتیاز فرقہ و مذہب حصہ لے سکتا ہے - انجمن مذکور کی طرف سے مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۳ء کو بوقت ۵ بجے بعد از نماز عصر مسلمانان پشاور کا ایک متفقہ جلسہ مسجد قاسم علی خان میں منعقد ہوا جلسہ ہذا میں اہلسنت والجماعت - اہل تشیع - اہلحدیث - احمدی - مجددیہ وغیرہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کا عظیم الشان اجتماع تھا - پشاور کی تاریخ میں تقریباً یہ پہلا واقعہ ہے جس میں مختلف اعتقادات کے بزرگوار ایک مشترکہ مقصد اور اسلام کی آن کو قائم رکھنے کے لئے ایک مرکز پر جمع ہوئے -

تجویز :- مسٹر محمد یوسف خان صاحب و تائید اکثر حاضرین جلسہ جناب مولانا مولوی کفایت حسین صاحب جو کہ ایک شیعہ بزرگ ہیں - صدر جلسہ منتخب ہوئے - سب سے پہلے جناب مولانا مولوی سعید الرحمن صاحب نے اپنے خوش الحان لہجہ میں قرآن حکیم کا ایک رکوع تلاوت فرمایا بعد میں برخوردار غلام حسین (متعلم مدرسہ دینیہ حنفیہ) نے سورۃ والضحےٰ نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی - پھر برخوردار عنایت اللہ خان متعلم مدرسہ مذکورہ نے ایک نظم پڑھی -

بعدہ مسٹر عبدالرب صاحب نشتر نے مسلمانان پشاور کی عنان توجہ فتنہ ارتداد کی طرف منعطف کراتے ہوئے انجمن ہذا کے اغراض و مقاصد بیان کیئے اور انجمن کے قیام اور اس کے عہدہ داروں کے انتخاب کا اعلان کیا - اور پبلک سے پوچھا کہ آیا یہ انتخاب آپ کو منظور ہے - جس پر سب طرف سے "منظور ہے" "منظور ہے" کی صدائیں بلند ہوئیں - پھر آپ نے مسلمان ملکانہ راجپوتوں کی حالت بیان کی جو ہم تک بذریعہ اخبارات پہنچی ہیں -

ازاں بعد جناب مولانا مولوی کفایت حسین صاحب صدر جلسہ کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ہم اہل اسلام ایک واحد مقصد کو پہلو میں لئے ہوئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں در حقیقت مقام رنج ہے - اگر ہم کسی خوشی کے موقعہ پر اکٹھے ہوتے تو ہمیں حقیقی خوشی حاصل ہوتی مگر ہم رنج و افسوس کے موقعہ پر جمع ہوئے ہیں - آپ نے اسلام کی خوبیاں بکمال و فصاحت بیان کیں اور عقلی اور نقلی دلایل سے ثابت کیا کہ خدا کے نزدیک اسلام ہی پسندیدہ مذہب ہے - آپ نے آریوں کے عقائد باطلہ پر بحث کرتے ہوئے ان کا بطلان ثابت کیا - آپ نے واقعہ ہائلہ فتنہ ارتداد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس فتنے کو فرو کرنے کے لئے آپ کو بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں گی - اور بہت سی تکلیفات کا سامنا ہوگا - نظیراً آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کی مشکلات کی طرف اشارہ کیا جو ان کو توحید کی منادی کرنے اور اسلام کی ترویج دینے میں پیش آئیں -

بعد میں جناب مولوی غلام حسین صاحب احمدی سابق رجسٹرار ضلع پشاور نے کھڑے ہوکر نوجوانان پشاور کی خدمات کا اعتراف کیا اور فرمایا کہ یہ کام ہم کہنہ سالوں کا تھا کہ ہم اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیتے مگر مقام شکر ہے کہ ہماری نوجوان جماعت اس اہم اور ضروری کام کی طرف پوری سرگرمی دکھا رہی ہیں - اسکے بعد آپ نے مسلمانان پشاور کی توجہ اوقاف اسلامی واقعہ اندرون و بیرون شہر کی طرف مبذول کرائی اور کہا کہ اگر ان اوقاف کا ایک منظم طریق پر انتظام کیا جاوے تو اس سے ہماری نادار قوم کی بہت سی ضروریات رفع ہوسکتی ہیں

بعد میں میاں کاکا خیل نے بزبان پشتو وارود واقعات حاضرہ پر بحث کی اور آپ نے اس عظیم الشان اسلامی اجتماع کو بنظر تحسین دیکھا

پھر جناب مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب (صدر مجلس خلافت و صدر انجمن تبلیغ الاسلام) نے کھڑے ہوکر تقریر کرنے والے حضرات اور دیگر

رسید زر

فہرست چندہ جنوری و فروری برلن مسجد و صدقہ

جماعت سرگودھا معرفت مولوی محمد صدیق صاحب بھیروی

(۱) والدہ صاحبہ حکیم محمد عبدالمجید صاحب چندہ ماہواری عہ
(۲) اہلیہ مولوی محمد صدیق صاحب حکیم " عہ
(۳) حکیم عبدالرحمٰن صاحب ریڈر " ۸؍
(۴) محمد عبدالمجید صاحب " ۵؍
(۵) والدہ صاحبہ حاجی احمد صاحب پٹواری " عہ
(۶) والدہ صاحبہ شیخ محمد یوسف صاحب " عہ
(۷) شیخ محمد یوسف صاحب " عہ
(۸) شیخ فضل الٰہی صاحب رئیس بھیرہ " ۵؍
(۹) دختر نیک اختر جناب شیخ فضل الٰہی صاحب " ۱۰؍
(۱۰) شیخ نذر محمد صاحب " عہ
(۱۱) حافظ شکر اللہ صاحب امام مسجد " عہ
(۱۲) ماسٹر محمد رمضان صاحب آفیسر کارخانہ دیسی پارچہ اندرون حویلی حکیم فضل الدین مرحوم " ۸؍
(۱۳) مولوی محمد صدیق صاحب نقلنویس سرگودھا " ۱۰؍
(۱۴) مستری امام الدین صاحب احمدی ترکھان " ۸؍
(۱۵) سید انوار علی شاہ صاحب انگریزی نقلنویس سرگودھا " عہ برلن مسجد ۸؍
(۱۶) صوفی فضل الٰہی صاحب معرفت مولوی محمد صدیق صاحب
(۱۷) قاضی احمد شاہ صاحب سید - ۵؍
(۱۸) محمد رمضان دوکاندار ۸؍
(۱۹) مہر جہاں صاحب ملازم ملک دیوی داس صاحب باغ اندرونی ۴؍
(۲۰) اہلیہ صاحبہ مولوی محمد صدیق صاحب حکیم صدقہ بھیروی برلن مسجد

میزان تاداں وقف چندہ صدقہ اشاعت اسلام برلن مسجد

کل

محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و الہامے بود
آں نہ از خود از ہماں جامے بود

جلد ۱۱

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار۔ ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار

پیغامِ صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ما ز دو بابیم ہر نبوت کمال
وصل دلدار ازل بے احتمال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خدا ست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش ساختیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم شنبہ مورخہ ۲۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا

(۳)

بمبئی

شہر بمبئی اور احاطہ بمبئی کے دیگر بڑے بڑے تجارتی شہروں میں خوجوں اور جوہریوں کی ایک بہت بڑی جمعیت پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ بوجہ تجارت پیشہ ہونے کے بڑے متمول اور صاحب ثروت ہیں۔ ان کے آبا و اجداد ہندو تھے۔ لیکن بعد ازاں مسلمان مبلغین کی تبلیغی کوششوں کی بدولت مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ مسلمان مبلغین پیر صدر الدین اور مولانا عبد اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا عبد اللہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ علم و فضل اور تقوےٰ کے اعتبار سے بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ صاحب کرامت تھے۔ ہندوؤں میں سے بہت سے لوگوں کو انہوں نے اسلام کے حلقہ میں داخل کیا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ فرقہ بوہرہ کے بانی مولانا عبد اللہ تھے لیکن دوسرے لوگوں کی یہ رائے ہے۔ کہ بوہرے ایک مسلمان مبلغ ملا علی کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ جن کی نسبت ایک شیعہ مورخ حسب ذیل روایت بیان کرتا ہے۔

چونکہ اس زمانہ میں گجرات کے لوگ بت پرست اور کافر تھے۔ اور انہوں نے ایک معمر آدمی کو اپنا مذہبی پیشوا اور قرار دے رکھا تھا۔ جس کی تعلیم پر عمل کرنا وہ اپنے لئے باعث نجات سمجھتے تھے۔ اس لئے ملا علی نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ وہ اس معمر بزرگ کے پاس جائے اور اس کی شاگردی اختیار کرے۔ تاکہ اسے اس حیلہ سے اپنے نام نہاد گرو کے دل میں اسلام کی صداقتوں کی دلائل ذہن نشین کرنیکا موقعہ مل جائے۔ اور جب گرو مسلمان ہو جائیگا تو پھر اسلام کی تبلیغ کا راستہ صاف ہو جائیگا چنانچہ ملا علی چند سال تک اپنے ہندو گرو کے پاس رہا۔ اس دوران میں ملا نے ملک کی زبان سیکھی۔ ہندوؤں کی کتابیں پڑھیں اور ان کے علوم و فنون سے واقفیت حاصل کی۔ رفتہ رفتہ ملا نے اپنے گرو کے دل پر اسلام کی صداقت کا ایسا نقش بٹھایا کہ اس نے اپنے چیلے کا مذہب اختیار کر لیا۔ دوسرے چیلوں نے بھی اپنی روحانی فلاح اسی میں دیکھی کہ اپنے گرو کے نقش قدم پر چلیں۔ گجرات کے راجہ کے دیوان تک یہ خبر پہنچی کہ انکا گرو مسلمان ہو گیا ہے۔ تو وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ایک عرصہ تک اور وہ ڈر کے مارے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے کہ کہیں راجہ کو یہ واقعہ معلوم نہ ہو جائے۔ لیکن آخر راز طشت از بام ہو گیا۔ راجہ کو کسی نہ کسی طرح سے یہ اطلاع مل گئی۔ کہ اس کا دیوان مسلمان ہو گیا ہے۔ راجہ نے نئے مذہب کے متعلق تحقیقات شروع کر دی۔ ایک دن بغیر اطلاع دینے کے وہ اپنے دیوان کے مکان میں چلا گیا۔ اور دیکھی کہ دیوان سربسجود ہے۔ راجہ دیوان کی اس حرکت پر برہم ہوا۔ راجہ کی ناگہانی آمد اور اس کے بدلے ہوئے تیوروں سے دیوان سمجھ گیا۔ کہ راجہ اس کے طریق عبادت کو مشتبہ اور قابل نفرت خیال کرتا ہے۔ لیکن چونکہ تائید ایزدی دیوان کے ساتھ تھی اس لئے دیوان نے بلا تامل راجہ کو یہ بتایا کہ اس کی حرکات بے وجہ نہیں ہیں۔ دیکھ کمرہ کے کونہ میں ایک سانپ ہے۔ جب راجہ نے اس کونہ کی طرف نگاہ ڈالی۔ تو وہاں سچ مچ ایک سانپ تھا۔ راجہ کو وزیر کی بات پر یقین آ گیا اور اس کا دل تمام شکوک اور شبہات سے صاف ہو گیا۔ لیکن ان تمام واقعات کا راجہ کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ بھی خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا لیکن ملکی مصلحتوں کی وجہ سے راجہ نے یہی بہتر سمجھا کہ اس کے مذہب کی تبدیلی کا معاملہ راز سربستہ رہے۔ آخر جب موت کا وقت قریب آیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی لاش کو بجائے جلانے کے جیسا کہ کافروں کا دستور ہے۔ دفن کیا جائے۔

کچھ اور گجرات

کچھ اور گجرات کے بہت سے مسلمانوں کی نسبت بھی جن کے آبا و اجداد ہندو تھے۔ یہی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مسلمان مبلغین کی تبلیغی کوششوں کے صدقہ میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام کے یہ مبلغین واعظ بھی تھے اور صاحب کرامت بھی۔ مثلاً پیرانہ کے امام شاہ صاحب کی نسبت یہ مشہور ہے۔ کہ جب متواتر دو موسم بغیر بارش کے گذر گئے۔ اور ملک میں خشک سالی کی وجہ سے قحط کی بلا نمودار ہو گئی تو آپ کی دعا سے رحمت باراں شروع ہو گئی اور قحط کا خطرہ دور ہو گیا۔

بنگال

بنگال میں اسلام کی تبلیغی کوششیں غیر معمولی طور پر زیادہ بار آور ثابت ہوئی [illegible] بنگال کے مسلمانوں کے ساتھ [illegible] میں تھی۔ بلکہ اس لئے کہ طبقہ عوام کے افراد اس پستی اور ذلت کے غار سے نکلنا چاہتے تھے جس کی طرف ہندو مذہب نے انہیں دھکیل رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بنگال کے اضلاع میں مسلمانوں کی تعداد بہت [illegible] حکومت نے [illegible] کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے رکھا تھا۔ اور جس کے لئے وہ ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت برداشت کرنے پر آمادہ تھے۔ وہ وحدانیت اور انسانی مساوات پر وعظ کہتے تھے۔ ان کا وعظ ایسے لوگوں کے لئے جنہیں نسل اور ذات کے امتیاز نے انسانیت کے حقوق سے محروم کر رکھا تھا۔ ایک آسمانی آواز تھی۔ اسلام کی سادگی وحی الہٰی کی عالمگیری انسانی اخوت اور سب سے مقدم خدا کا بلند ترین اور وسیع ترین تصور یہ تمام باتیں لوگوں کے دلوں پر ایک خاص اثر ڈالتی تھیں انہوں نے اسلام کو دلی مسرت اور خلوص سے قبول کیا۔ حکمران قوم کا مذہب بھی اسلام تھا۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض اشخاص نے دنیاوی طاقت کے اثر سے اسلام قبول کیا ہو۔ کیونکہ لوگ عام طور پر اپنے حکمرانوں کا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اس میں کلام نہیں۔ کہ بنگال میں اسلام کی روحانی فتوح زیادہ تر اس کے مبلغین کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ تھیں۔

تاریخی واقعات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ اسلام نے کس طرح اپنی باطنی خوبیوں اور مسلمہ صداقتوں کی بدولت لوگوں کے دلوں پر قبضہ جمایا۔ مثال کے طور پر ہم صرف ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جو راجہ کنس کے بیٹے جامل سے تعلق رکھتا ہے۔ جس نے ہندو مذہب کو خیرباد کہا۔ اور دل سے مسلمان ہو گیا۔ جب سنہ ۱۴۱۴ء میں اس کے باپ کا انتقال ہو گیا تو اس نے اپنے مشیروں اور افسروں کو بلایا اور ان کے سامنے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ راجہ نے صاف کہہ دیا کہ اگر اس کے سرداروں کو یہ گوارا نہیں ہے۔ کہ وہ مسلمان ہو کر اپنے باپ کے تخت پر بیٹھے تو وہ تخت اور تاج بھائی کے حوالہ کرنے پر تیار ہے۔ اس پر سرداروں نے یہ جواب دیا کہ حضور! خواہ آپ کوئی مذہب اختیار کریں۔ لیکن ہم آپ ہی کو اپنا بادشاہ بنائیں گے۔ راجہ نے یہ سن کر چند مسلمان علما کو بلایا۔ اور ان کے سامنے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر علی الاعلان اسلام قبول کیا راجہ نے اپنا اسلامی نام جلال الدین محمد شاہ رکھا جس کے عہد میں کثیر التعداد ہندو اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے۔

(باقی بر صفحہ [illegible])

ہماری تبلیغی کوششیں

فتنۂ ارتداد

مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت تحریر فرماتے ہیں:-

آپ نے سُنا ہوگا کہ خاص دہلی میں بھی شدھی کی گرما گرمی ہے۔ بروز جمعہ میرا ارادہ ہوا کہ میں پلول کو چلا جاؤں۔ لیکن آریہ سماج کا یہاں جلسہ تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اس اثر باطل کو ضائع کرنا چاہئے۔ اور پلول میں تو ہمارے احباب کام کر ہی رہے ہیں چنانچہ جب رات میں آریہ سماج سے مباحثہ طے کرکے واپس ہوا۔ تو راہینہ کے مسلمان احباب میری تلاش میں سرگردان تھے۔ رات کے گیارہ بجے مجھ اسبات کا علم ہوا۔ کہ خاص راہینہ میں کوئی ڈیڑھ صد ملکانے مختلف دفاتر میں چپراسی وغیرہ کے کاموں پر تھے۔ اور آریہ عہدہ داروں نے روپیہ پیسہ کے لالچ سے ان کو اپنی طرف کر لیا ہے۔ اور ان کی شدھی کی رسم سوامی شردھانند کے ہاتھ سے سر انجام پائیگی۔ میں نے مسلمان بھائیوں کو کہا کہ اب رات کا وقت ہے۔ مجھے آپ کے ساتھ جانے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن جن پر ہم نے اپنا اثر ڈالنا ہے۔ وہ اسوقت مارے جانے کی پرواہ نہ کرینگے۔ اور پھر رات زیادہ گذر جانے سے ہماری اس کارروائی کو بُرا مانیں گے۔ اگر خدا کو منظور ہے۔ تو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر سب وہاں چلیں گے چنانچہ بروز ہفتہ علی الصبح خاکسار موقع پر پہنچ گیا۔

چھ سال سے ان ملکانوں کا پڑوس مسلمانوں کے ساتھ تھا اور مسلمانوں کی غفلت یہ رہی۔ کہ ان کو اس امر کا بھی علم نہ ہو سکا۔ کہ آیا یہ مسلمان ہیں یا ہندو۔ خیر میں نے ان کے چوہدری سے بات چیت کی۔ ان کی طرز ماند و بود طرز گفتگو بالکل ہندوانہ تھی۔ یہانتک کہ کلمہ سے ناواقف محض۔ رسول اللہ کے نام سے بیخبر جہانتک میرا خیال ہے۔ یہ ہندو تھے۔ لیکن آریہ سماجی ان کو مسلمان ظاہر کرکے اپنی کامیابی چاہتے ہیں۔ السلام علیکم کا نام نہیں ختنے تک ان کے نہ تھے۔ مُردوں کو دفن بھی نہ کرتے تھے۔ ہاں یہ ضرور انہوں نے مجھے کہا۔ کہ ہم ٹھاکر تھے۔ اور ہمارے بڑے مسلمان ہو گئے تھے۔ بہرصورت میں نے دو گھنٹہ ان کے ساتھ بات چیت کی۔ مولوی عمر الدین صاحب بھی آ پہنچے۔ انہوں نے بھی گفتگو کی۔ ان کا فیصلہ یہی ہوا۔ کہ ہم شدھ ہو جائیں گے۔

یہ خبر آگ کی مانند شہر میں پھیل گئی۔ ہفتہ کی رات راہینہ میں جلسہ ہوا۔ دہلی شہر سے مسلمان کثرت سے آئے۔ اور اگر مسلمانوں کو روک نہ دیا جاتا۔ تو کئی ہزاروں کا مجمع ہو جاتا۔ علما بہت سارے آئے بخصوص اہل حدیث مسٹر حیدر رضا۔ مولانا مظہر الدین وغیرہ سب کے سب آئے۔ میری تجویز کے مطابق مولانا عبد الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس صدر جلسہ تجویز ہوئے۔ مولوی صاحبان نے تقریریں شروع کیں۔ وہی پرانی قیاسی دلیلیں جس سے تعلیم یافتہ لوگوں پر اچھا اثر نہ ہوا۔ جب مجمع میں پریشانی بڑھ گئی تو لوگ میرے پاس آئے۔ کہ خدا کے لئے تم کھڑے ہو۔ تاکہ مولوی صاحبان اس قسم کی تقریریں نہ کریں چنانچہ محمد اسحاق صاحب نے مولانا عبد الرحمٰن صاحب کو کہا۔ کہ مولوی صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر" مولوی عبد الحق"، کو تقریر کرنے کے لئے بلائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خاکسار نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔۔۔ الخ آیت پڑھ کر مسلمانوں کو متوجہ کیا۔ کہ ہماری ترقی کا راز خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حمید میں اشاعت اسلام فرمایا تھا۔ یہ زمانہ کی نیرنگی ہے۔ کہ آجکل ہم کو کافر فاسق اور خانگی جھگڑوں کے باعث فرصت نہ ملی بجائے اشاعت اسلام کے حفاظت اسلام ہم کو کرنی پڑی۔ اور مسلمانوں سے پوچھا کہ بتلاؤ تم میں سے کون مسلمان ہے۔ جو محمد رسول اللہ کا رسول نہیں مانتا۔ جو قرآن کو خدا کا الہام تسلیم نہیں کرتا بلکہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز نہیں پڑھتا۔ جو حج کرنا فرض نہیں جانتا زکوٰۃ کے حکم کو نہیں مانتا۔ یا جو اس توحید کا منکر ہے۔ جس کو قرآن مجید نے پیش کیا ہے۔ یا کوئی مسلمان کل نبیوں پر ایمان لانا نہیں ضروری جانتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ سبھی کچھ ہے۔ تو بعض تو مسلمان اور بعض کافر فاسق کیوں۔ اور نیز کہا کہ اگر ہمارے علمار اپنے فرض کو پہچانتے تو ہم کو یہ روز بد کبھی بھی دیکھنے نہ پڑتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے مسلمانو اگر اپنی بقا چاہتے ہو۔ تو اس وقت اس تازیانہ عبرت سے سبق لو

اور ایک ہو جاؤ۔ واللہ تمہارا حشر یہودیوں کا سا ہو جائیگا۔ اس کے بعد میں نے ہندو دھرم کا نقشہ کھینچا۔ کہ اس قوم نے اپنے مذہب کو کبھی بھی تبلیغی مذہب نہیں سمجھا۔ وید میں کوئی ایسی نظیر نہیں۔ کہ تم دوسری قوموں کو بھی ہندو مذہب میں شامل کرو۔ بلکہ وید بھگوان تو یہانتک ہندوؤں پر تشدد کرتا ہے۔ کہ اگر شودر کے کان میں وید کی شروتی پڑ جائے۔ تو ایسے آدمی کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے۔ اور ہندوؤں سے پوچھا۔ کہ بتلاؤ۔ کہ آپ کے مذہب میں کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے ہم کو آپ اپنے اندر جذب کرنا چاہتے ہیں۔ آیا یہ کہ وید کے نزول کو ایک ارب چھیانوے کروڑ بیس لاکھ اور آٹھ ہزار سال ہو گئے۔ لیکن رفتار اتنی کہ ہمالہ کی چوٹیوں کے اوپر اور اس کی دہلیز سے نیچے تک نہیں جا سکا۔ اشاعت کا یہ حال ہے۔ کہ آجتک اسکا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ تدوین کا حال اس سے بھی بدتر۔ کوئی اس کا حافظ نہیں۔ جس زبان میں یہ کتاب نازل ہوئی وہ زبان کسی خطہ میں بولی نہیں جا سکتی۔ تعداد کا یہ حال کہ اس راہینہ میں جہاں ہزاروں کی آبادی ہے۔ ایک بھی وید نہیں۔ گویا کل دنیا میں اتنے بھی وید نہ ہونگے جتنے دہلی کے مسلمان محلہ میں قرآن شریف نکل آئیں گے۔ آپس میں اختلاف کا یہ حال ہے۔ کوئی وید کو الہامی مانتا ہے۔ کوئی نہیں جینی اور بدھ اسکو خدا کی کتاب ہی نہیں مانتے۔ منوجی مہاراج وید کی تعداد تین بتلاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ وید چار رشیوں پر نازل ہوئے۔ کوئی کہتا ہے۔ چار مکھ والے برہما پر نازل ہوئے یہ بھی تحقیق نہیں کہ وید کس پر اترے۔ اسی سے مورتی پوجا پر استدلال اور اسی سے توحید اور اسی سے ہمہ اوست کے عقیدے ثابت ہیں۔ اور نوا و رواج مار کے اپنے گن سے عقیدوں کی بنیاد وید ہی ٹھیراتے ہیں۔ پنڈت بھی دھرم کا ترجمہ ہر ایک کو معلوم ہے۔ شوالنگ پوجا یہانتک کہ بھنگ کی پوجا پر بھی وید سے ہی استدلال ہوتا ہے عقل و تہذیب کا ایسا دشمن ہے کہ رشی سوامی دیانند جی مہاراج نیوگ پر استدلال بھی اس کتاب سے ہی کرتے ہیں۔ الغرض اس طرح کی تقریر تھی جس میں اسلام کے فضائل اور آریہ دھرم کے نقائص بیان کئے۔ کوئی آدھ گھنٹہ مجھ کو ملا ہوگا۔ بس اس تقریر کو سن کر تمام کا تمام تعلیم یافتہ طبقہ مطمئن ہو گیا۔ اور مولوی اکرام الحق صاحب انسپکٹر پولیس نے بھرے مجمع میں کہہ دیا۔ کہ سوائے احمدیوں اور کوئی بھی تبلیغ کرنے کا اہل ہی نہیں۔ یہانتک کہ مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے بحیثیت صدر جلسہ ہونے کے اس تقریر کی بہت سی تعریف کی۔ گویا تقریروں میں خاکسار کی ہی تقریر پسند ہوئی مولانا مولوی احمد صاحب کی تقریر بھی اچھی تھی۔ لیکن جو کامیابی خدا تعالےٰ نے غلامان مسیح موعود کو دی۔ خشک مُلاں اس سے کہاں بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔ جلسہ کے خاتمہ پر میں نے علمائے کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے مباحثہ کا اعلان مجلس پر کیا۔ کہ صدر بازار میں بوقت ۸ بجے تا ۱۰ بجے صبح خاکسار کا مباحثہ پنڈت رام چندر صاحب سے ہوگا۔ وہ مسلمان جو آریہ سماجی اصولوں سے واقفیت چاہتے ہیں۔ وہ ضرور تشریف لائیں۔

چنانچہ کل بروز اتوار (گذشتہ) خاکسار کا مباحثہ ہوا۔ مجمع کوئی دو ہزار کے قریب ہوگا۔ مسلمان بھائی کوئی ۱/۴ حصہ کے قریب قریب شامل ہوئے۔ لیکن وجہ یہ ہوئی۔ کہ شدھی کی رسم اس وقت پر راہینہ ہوتی تھی۔ اس لئے بیشتر حصہ مسلمانوں کا مع علماء کے ادھر چلا گیا۔ مباحثہ توحید باریتعالےٰ پر ہوا۔

پنڈت رام چندر صاحب جو آریوں میں ایک شریف النفس ہستی ہے۔ اور جو منطق وغیرہ سے خوب واقف ہے۔ آج تو یوں معلوم ہو رہا تھا کہ دلائل حقہ کے سامنے سب باتیں مانتے گئے یہانتک کہ خاکسار جس کا علم منطق صرف مبادی الحکمت کتاب تک محدود ہے آج اس پنڈت جی کی منطقی غلطیوں کو بیباک پر آشکارا کیا۔ مسلمان بھائی بالخصوص اور سناتن دھرمی بھائی مباحثہ سے ایسے خوش تھے کہ باید و شاید پہلے ان کو کبھی ایسا لطف آیا ہو۔ یہانتک کہ ہندو پنڈتوں نے مجھے کہا کہ مہاراج آپ ودوان کے آج ہم نہیں چل سکے بہرحال کچھ بھی ہو یہ سب خدا کا فضل ہے۔ اور میں پنڈت جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے موقع شناسی کو مدنظر رکھ کر نہایت ہی تہذیب و متانت سے بات چیت کی۔

میری طرف سے دلائل شروع تقریر میں توحید باری تعالےٰ پر وہی پیش ہوئے۔ جو سکندر آباد کے مباحثہ میں ہوئے۔ اور جو پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں۔ پنڈت جی تاڑ گئے۔ بجائے اسکا جواب دینے کے بحث کو دوسری طرف لے

طرف سے یہ ہوا۔ کہ ہر ایک بات کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اور تم دلیل انی اور دلیل لمی کو جانتے ہو۔ مجھے تم یہ جواب دو۔ کہ اگر پرمیشر نے کسی وقت پہلے دنیا کو نہ بنایا۔ تو اس کی وجہ کیا۔ اور بعد میں بنایا اس کا سبب کیا۔ کیا خدا پر اپنی خدائی پوشیدہ تھی۔ کیونکہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ

میں نے جواب میں عرض کیا۔ کہ میں بحیثیت سائل آیا ہوں۔ میرے اعتراض جوں کے توں ہی پڑے رہے۔ آپ نے اب نیا سلسلہ بحث کا شروع کیا۔ میں آپ پر اتمام حجت کرنے کے لئے جواب دیتا ہوں مگر مجھے اتنا بتلاؤ۔ کہ آپ نے یہ سوال اپنے اصول کے خلاف کیوں مجھ سے پوچھا آپ کے مذہب کی بنیاد آواگون پر ہے۔ یعنی کرموں کا پھل۔ تو اگر ازل سے ہی دنیا کو مان لیں۔ تو معلوم ہوا۔ ازل سے درندے چرندے پرندے موجود تھے۔ کیونکہ خدا کی صفت خالقیت بقول آپ کے علیحدہ نہ ہونی چاہیئے۔ تو جب ازل سے ہی حیوانات وغیرہ ہوئے۔ تو آپ کا تناسخ کہاں رہا۔ اسلام کے مقابلے میں آپ اپنے مسلمہ عقیدہ کو کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ اور اگر کہو۔ کہ وقت معینہ کے بعد اجسام کی وضع ہوئی۔ تو پھر اس اعتراض کو میں آپ پر اٹھاتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ زمانہ ازل سے لیکر وقت معینہ تک عالم بغیر معلوم اور رازق بغیر مرزوق اور خالق بغیر مخلوق کیونکر ہو گیا۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ اور ساتھ ہی میں نے کہا۔ کہ قیامت تک کوئی آریہ اس پتھر کو نہ اٹھا سکیگا۔ پنڈت جی تو مبہوت ہو گئے۔ اب اس کا جواب ان سے کیا ہو۔ قیامت پہ بحث چلی۔ اور پھر پنڈت جی نے دعوے کیا۔ کہ جس دلیل سے تم روح و مادہ کے مخلوق ہونے پر استدلال کرو گے اسی دلیل سے میں پرمیشر کے غیر مخلوق ہونے پر استدلال کرکے بتلا دونگا۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔ اس سامنے والے درخت کو دیکھو۔ پہلے چھوٹا پھر بڑھا۔ پھر اور بڑھا۔ یہانتک کہ اب موٹا تازہ درخت ہے بقول آپ کے مادہ تو چیتن نہیں ہوتا۔ یہ نشو و نما سوائے جیو کے ہو نہیں سکتی تو جیو موافق ذرات کو اپنا جزو بدن بناتی چلی جاتی ہے۔ گویا جیو ہر گھڑی اور ہر آن ایک خاص تغیر کے ماتحت ہے۔ اور اتنا تم بھی مانتے ہو۔ کہ جو چیز متغیر ہوگی۔ وہ حادث ہوگی اور جو چیز حادث ہوگی۔ وہ ضرور مخلوق ہوگی۔ تو ثابت ہوا کہ روح مخلوق ہوئی۔ اب اس دلیل سے ذرہ پرمیشر کا غیر مخلوق ہونا ثابت کرو۔ مسلمانوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔

ہاں ایک امر کا جسے بعد میں ذکر کرنا چاہیئے۔ پنڈت جی کے سارے اعتراضات "حجر اسود" پر ہوئے۔ میرے منہ سے نکل گیا۔ کہ یہ ایک متبرک پتھر ہے۔ جس پر پنڈت جی نے فرمایا کہ ہم کو معلوم ہو گیا۔ کہ مولوی صاحب سناتن دھرمیوں کی تعریف کیوں کرتے تھے۔ یعنی مسلمان بھی بت پرست اور وہ بھی بت پرست کیونکہ وہ بھی پتھروں کو متبرک ہی سمجھتے ہیں۔ میں تقریبًا ہر تقریر میں سناتن دھرمی بھائیوں کی تعریف کرتا جاتا تھا۔ اور ان کو زور دلائل شدھی کے اشد ہونے پر واقف کرتا چلا جاتا تھا۔ اور بتلایا کہ ہندوؤں پر اصلی مذہب معرض خطر میں ہے۔ آریہ سماجی تم کو ہضم کر جائیں گے۔ تمہاری بدھی کو کیا ہوا۔ اور اگر مسلمانوں نے اسطرح سے اب آپ لوگوں کو مسلمان کرنا شروع کر دیا۔ تو دس سال کے اندر اندر اگر ایک ایک مسلمان نے صرف ایک ایک ہندو کو بھی مسلمان بنا لیا۔ تو ان کی تعداد چودہ کروڑ ہو جائے گی۔ تم اب بھی سمجھ جاؤ۔ اور حجر اسود کا جواب آج میں نے اسی رنگ میں دیا۔ کہ اسلام ہمیشہ تاریخی اشیا کی حفاظت کرتا چلا آیا ہے۔ ہندوستان میں انہوں نے ہندو تہذیب کو زندہ رکھا۔ کیونکہ رسول اللہ کے متعلق انجیل و توریت میں پیشگوئی تھی۔ اور الفاظ یہ ہیں کہ "جو پتھر معماروں نے رد کیا۔ آخر وہی کونے کا پتھر ہوا" درحقیقت مراد یہ تھی۔ کہ حجر اسود جسکو عیسائی و یہودی متبرک سمجھتے تھے۔ اور جس کی غرض یہ تھی۔ کہ جہاں یہ ہوگا۔ وہی مذہب درحقیقت سچا ہوگا۔ تو اس لئے عیسائی و یہودیوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے وہ بطور نشانی کے رکھا۔ والا وہ یہی پتھر ہے۔ جس کے متعلق حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا۔ کہ میں اسکو باہر پھینک دونگا۔ اگر مسلمان اس کو سوائے پتھر کے کچھ اور سمجھیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال دو گھنٹہ گفتگو نہایت شانتی کے ساتھ ہوئی افسوس ہے۔ کہ جلسہ کے آخیر پر ایک پٹھان نے چاقو نکال لیا۔ اور پنڈت جی کو کہنے لگا۔ کہ باہر نکلو۔ دیکھو میں تمہاری کیسے خبر لیتا ہوں۔ میں نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کی طرف سے پنڈت جی

کو یقین دلایا۔ کہ یہ مجنون ہے۔ ہم اس کارروائی بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔ اور کیونکہ پنڈت رام چندر جی ایک مہینی مباحثہ ... اس لئے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

بالآخر دعا ہے۔ کہ پنڈت رام چندر جی کو جو اسلامی تہذیب کی بہت تعریف کیا کرتے ہیں۔ اور جن کو قرآن شریف سے تھوڑی سی محبت بھی ہے۔ اسلام جیسی نعمت سے مالا مال کرے۔

آمین ثم آمین

مولوی فیروز الدین صاحب جو ضلع علی گڑھ کے ملکانہ راجپوتوں کے مرکز میں کام کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جس گاؤں میں ان کا مرکز ہے۔ اسکی آبادی تقریباً ڈیڑھ ہزار کی ہے۔ دو کچی مساجد ہیں جن میں سے ایک کی حالت نہایت شکستہ ہے اور دوسری بھی گو شکستہ تھی لیکن تحریک کر کے اس کی حالت درست کرادی گئی ہے۔ نماز سے کوئی شخص واقف نہ تھا۔ اب خدا کے فضل سے ۱۵ آدمی نماز سیکھ گئے ہیں۔ نمبردار۔ کنور مردان خان صاحب جن کا اثر گردو نواح کے گاؤں پر بھی ہے اپنی قوم کی بہتری کے لئے بہت حصہ لیتے ہیں اور جہاں ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ وہاں ہمارے مبلغین کے ہمراہ چلے جاتے ہیں۔ سرکاری سکول جس میں پچاس لڑکے تھے بند کرنے کے لئے نمبرداران نے ڈپٹی انسپکٹر مدارس کو عرضی دے دی ہے کہ وہ بجائے اسکے مدرسہ اسلامیہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ جسے سرکاری طور پر مدد دی جائے۔ چنانچہ سب بچوں کو ہمارے مبلغین کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور عنقریب ڈپٹی انسپکٹر صاحب ملاحظہ کے لئے تشریف لانے والے ہیں۔ مدرسہ کو عزیز محمد خلیل کے سپرد کر کے مولوی صاحب موضع سلیم پور گئے۔ جو ضلع متھرا میں واقع ہے۔ اسکی آبادی بیسوں کی ہے۔ وہاں کی مکھیا سے مولوی صاحب نے پوچھا کہ تمہارے بزرگ کب مسلمان ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ شاہجہان کے عہد میں۔ ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا۔ جس پر انہوں نے کہا کہ جب آریہ ان کے گاؤں میں آئے تو وہ مولوی صاحب کو بلا لینگے۔ وہاں سے موضع کریج میں گئے جس میں ۹۰ آدمیوں کی آبادی ہے۔ جہاں کے نمبردار نتھے خان و منصور خان صاحبان ہیں جو اپنی حالت پر قائم ہیں۔ وہاں سے بنگلہ کھرنی میں گئے۔ جہاں ۳۰ آدمی ہیں خان دولا یہاں کا نمبردار ہے۔ انہوں نے اپنے بچے تعلیم کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ وہاں سے لاکھنو گئے۔ جہاں ۷ گھر ملکانوں کے ہیں۔ آریہ کوشاں ہیں کہ ان کو مرتد کر لیا جائے۔ ان کو خوب سمجھایا گیا۔ جس پر انہوں نے دو بچے تعلیم کے لئے ہمارے سپرد کئے جو ہر روز مدرسہ میں ہماری تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ یہاں سے موضع ترببن گئے۔ جہاں کے نمبردار حمید خان صاحب و محمد خان صاحب و امین خان صاحب ہیں۔ یہاں ایک صد کے قریب آدمی ہیں جنہیں بلا کر دو گھنٹہ وعظ کیا گیا۔ گاؤں کے تمام لوگوں نے اپنے بچے تعلیم کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ رات وہیں قیام کیا۔ دوسری صبح جمعہ کی نماز باعث مسجد کے نہ ہونے کے ایک بڑ کے درخت کے نیچے ادا کی گئی۔ اور مسجد کے لئے تحریک کی گئی اور بعد نماز جمعہ مسجد کی بنیاد رکھدی گئی۔ دوسری صبح مردوں عورتوں بچوں سب نے ملکر مسجد بنانی شروع کی اور شام تک مسجد تیار ہو گئی۔ اتوار کے دن مسجد کی چھت مکمل کر لی گئی اور پیر کی صبح کی نماز اسی مختصر مسجد میں ادا کی گئی۔ الحمدللہ۔ تین دن کے قیام کے بعد چوتھے دن موضع سبحان میں گئے۔ جہاں ۵۰ آدمی بستے ہیں۔ انہوں نے بھی بچے مدرسہ میں بھیجنے کا وعدہ کیا وہاں سے ملکے نگلہ کو گئے جہاں کی آبادی ۱۰۰ کی ہے۔ اور سردار خان صاحب و شیر خان صاحب نمبردار ہیں۔ جو ہر دو نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے بھی بچوں کو مدرسہ میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ یہاں سے اللہ پور گئے۔ جہاں ۹۰ آدمیوں کی آبادی ہے۔ اور نہال خان صاحب نمبردار ہیں۔ اسی جگہ آریہ مناددوں سے ملاقات ہوئی۔ واضح ہو کہ آریوں کی طرف سے اس علاقہ میں چار آدمی کام کر رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کس مطلب کے لئے یہاں آئے ہیں تو کہا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کتنے لوگ شدھ ہونا چاہتے ہیں۔ جب آریوں نے پوچھا کہ آپ کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ تو جواب دیا گیا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کتنے ہندو بطیب خاطر مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ تاکہ انہیں مسلمان کیا جائے۔ آریوں کا مرکز موضع ترپھرا میں ہے۔ اور اتنی گفتگو کے بعد وہ چلے گئے۔ یہاں کے لوگوں کو اسلام اور آریہ مت کا مقابلہ کر کے بتایا گیا۔ انہوں نے اسلام پر پختہ رہنے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ اگر پھر آریہ آئے تو آپ کو بلا لیا جائے گا۔ یہاں سے موضع سوجبہ گئے۔ جہاں کے نمبرداران فتنو و سردار خاں صاحب ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے بچے تعلیم کے لئے دینے کا وعدہ کیا۔ یہاں سے موضع گدھیا گئے۔ جہاں کی حالت قدرے مخدوش ہے۔ وہاں سے کوکا گئے۔ جہاں ۲۵۰ آدمی کی آبادی ہے اور نہال خان و گلاب خان نمبردار ہیں۔ یہاں سے جب پرسارہ واپس آئے تو آریوں کو موجود پایا۔ انہیں کہا گیا کہ مسلمانوں کو مرتد کرنے سے پہلے اپنی گھر میں فیصلہ کر لو کہ تمہارے خدا کتنے ہیں اور کتنی الہامی کتابیں ہیں اور کن کن پر نازل ہوئیں وغیرہ۔ جب ان کے مذہب کی پوری حقیقت سب لوگوں کے سامنے بیان کر دی گئی تو وہ شرمندہ ہو کر چلے گئے اور کہہ گئے کہ کل ان کا جواب دیں گے لیکن پھر نہ آئے۔ یہ تو کیفیت تھی اس علاقہ کی جس میں ہم کام کر رہے ہیں۔ اب مسلمان مبلغین کی کیفیت سنئے جو علاقہ ارتداد میں اصلاح کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

۱۳ مارچ کو آگرہ کے ایک بابو صاحب و حافظ صاحبان تشریف لائے۔ جو ایک انجمن کے ممبر تھے اور جن کی کچھ رشتہ داری اس علاقہ میں تھی۔ ہر دو صاحبان موضع ترببن میں پہنچے۔ جہاں شام کے وقت ہمارے مولوی صاحب بھی پہنچ گئے۔ جہاں بابو صاحب و حافظ صاحب ہمارے خلاف لیکچر دے رہے تھے کہ یہ لوگ خارج از دائرہ اسلام ہیں تم کو بیدین کر دینگے۔ اور ان کا یہاں ڈیرہ جمانا نہایت خطرناک ہے۔ ہمارے مولوی صاحب کو دیکھتے ہی بابو صاحب بڑے تپاک سے بغلگیر ہوئے اور کہا کہ بڑی خوشی ہے کہ آپ نے پھر علاقہ سنبھال لیا ہے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں تو جواب دیا کہ ان لوگوں کے سمجھانے کے لئے کہ یہ اسلام پر قائم رہیں۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ آپ دو صاحب کام کر رہے ہیں۔ دوسری صبح ان کی موجودگی میں ۱۲ گاؤں کے نمبرداروں کو بلا کر سمجھایا گیا۔ اور شام کو عام لوگوں کا اجتماع ہوا لیکن پرسارہ میں ایک موت ہو جانے سے دوسری صبح پرسارہ میں اجتماع ہوا۔ اور ان ۱۲ گاؤں کے سرپنچ و مکھیا مقرر کئے گئے کہ آریوں کے فتنہ سے اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو بچائے رکھیں۔ اگر آریہ تبلیغ کے لئے آئیں تو ہمارے مولوی کو بلا لیا جائے۔ ۱۲ بجے کے قریب جلسہ ختم ہوا۔ بابو صاحب و حافظ صاحب جب رخصت ہو کر جانے لگے تو چند نمبرداروں اور مکھیا لوگوں کو علیحدگی میں بات سننے کے لئے بلایا۔ اور علیحدگی میں کہا۔ جانتے ہو یہ مولوی صاحب (یعنی مولوی فیروز الدین صاحب) کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ پنجاب کے باشندے ہیں جس پر بابو حافظ صاحبان نے کہا کہ "اسلام میں ۷۳ فرقے ہیں۔ باقی سب دوزخی ہیں سوائے ہمارے اس پر نمبرداران نے کہا کہ ہمیں پتہ نہ تھا کہ اسلام میں اتنی پارٹیاں اور فرقے ہیں۔ اب تو ہمیں اس میں گڑبڑ معلوم ہوتی ہے جس پر بابو حافظ صاحبان کو کہنا پڑا۔ کہ اسلام میں کوئی گڑبڑ نہیں لیکن جس فرقہ کے یہ مولوی صاحب ہیں۔ وہ خراب ہے۔ نمبرداران نے جواب دیا کہ ہمیں تو کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔ یہ لوگ وہی نماز پڑھتے ہیں جو سب مسلمان پڑھتے ہیں۔ پھر صبح سے شام تک ہماری اور ہماری اولاد کی اصلاح و تعلیم کے لئے سر کھپاتے رہتے ہیں۔ اس علاقہ کی مساجد کو آباد کر رہے ہیں۔ آریوں کا تشنہ توڑتے ہیں۔ بابو حافظ صاحبان نے ڈھیٹ ہو کر پھر بھی کہا۔ کہ اگر ان کو جگہ ملگئی تو خراب کریں گے۔ ہم ہر طرح روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ سانڈھن میں بھی ہم نے روپیہ علیحدہ میں خرچ کیا۔ اور ان لوگوں پر تو ہمارے علماء نے کفر کا فتوے لگایا ہے۔ باوجود اسکے کنور صاحب اور دیگر نمبرداروں نے صاف طور پر کہدیا کہ اگر یہ کافر ہیں تو ہمیں یہ کافر ہی منظور ہیں۔ ہم کو بھی آپ کافر ہی سمجھ لیں اور مہربانی کر کے اپنے مولوی صاحبان کو یہاں نہ آنے دیں۔ بابو حافظ صاحبان ایک ہفتہ تک مولویوں کو لانے کا کہکر چلے گئے۔ اسکے بعد شام کو ساتھ اور مولوی صاحبان تشریف لائے کہ یہاں ڈیرہ لگائیں لیکن کنور صاحب نے کہدیا کہ اس علاقہ میں کسی مولوی کی ضرورت نہیں۔ ہم بچوں کی تعلیم و آریوں کے مقابلہ کے لئے سانڈھن سے آدمی لے آئے ہیں۔ یہ بزرگ اسلام کی مشکلات سے باخبر تھے اسلئے ہمارا کام دیکھکر خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔

اس وقت ہماری انجمن کی طرف سے تین اضلاع میں باقاعدہ مدارس قائم کر کے راجپوتوں کے بچوں کی تعلیم کا انتظام کر دیا گیا ہے ضلع گوڑگاؤں کی تحصیل پلول میں پانچ پرائمری مدارس کھولدیے گئے ہیں۔ جہاں باقاعدہ دینی اور دنیاوی تعلیم کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے۔ ضلع علیگڈھ کی تحصیل ہاتھرس کے راجپوتوں کے مرکز نگلہ ... میں ایک مدرسہ کھولدیا گیا ہے۔ جہاں اردگرد کے دس گاؤں کے بچے تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ اور ایک مبلغ سارے علاقہ کا دورہ کرتا رہتا ہے تاکہ آریوں کے فتنہ سے یہ علاقہ محفوظ رہے ضلع آگرہ کی تحصیل قراول کے قصبہ سانڈھن میں ایک پرائمری مدرسہ تھا جو ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے ... انگریزی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مدرسہ ایک دوسرے گاؤں میں بھی جاری کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مدارس کے لئے استاد روانہ کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ڈاکٹر صاحب مستقل طور پر علاقہ سانڈھن میں متعین ہیں۔ جو گردو نواح کے لوگوں کا مفت علاج کر رہے ہیں ان ہر سہ اضلاع میں تین نہایت لائق مناظر موجود ہیں جو آریوں عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے کافی ہیں ان سب کے علاوہ ایک لائق مناظر جو ویدوں اور آریوں کی مذہبی کتب سے ماہر ہے۔ پنجاب و ہند میں آریوں و عیسائیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کے لئے دورہ میں رہتا ہے۔ پنجاب کے آریوں کی سرکوبی کے لئے ایک مبلغ پہاڑی علاقوں میں کام کر رہا ہے۔ مدعا یہ کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے ہم نے مستقل طور پر اس کام کو شروع کر رکھا ہے۔ اور اسے وسعت دینے کے لئے ہمیں نہ صرف روپیہ کی ضرورت ہے بلکہ ایسے آدمیوں کی بھی جو ہندوستان میں تبلیغ اسلام کر سکیں بے روزگار نوجوانوں کے لئے جو پرائمری تک تعلیم دینی و دنیاوی دے سکتے ہوں مستقل روزگار کا موقعہ ہے۔ روپیہ کی فراہمی کے ساتھ ہمارے بھائیوں کو آدمیوں کی فراہمی کی بھی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ جماعت میں بکثرت ایسے نوجوان ہوں گے جن تک ہماری آواز نہیں پہنچ سکتی اور جنہیں مستقل ملازمت کی ضرورت ہوگی۔

بقیہ صفحہ اول

بنگال میں جن مسلمان مبلغین نے تبلیغ کا فرض انجام دیا ہے۔ ان میں بہت سے ایسے ہیں۔ جن کے نام پر لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ ان بزرگوں میں شیخ جلال الدین کا نام خاص طور پر قابل احترام ہے۔ آپ شہاب الدین سہروردی کے شاگرد تھے۔ جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے ولی گذرے ہیں۔ شیخ جلال الدین ایک عرصہ دراز تک بنگال میں رہے۔ آپ نے ۱۲۴۴ء میں انتقال فرمایا۔ لیکن آپ کے مزار کی جگہ معلوم نہیں ہے۔ بنگال میں ایک خانقاہ آپ کے روحانی کمالات کے اعزاز میں تعمیر کی گئی جو مرجع خلائق ہونے کے اعتبار سے بہت مشہور ہے۔

گو میں نے اس مضمون میں ہندوستان کے اہم مقامات میں اشاعت اسلام کے واقعات بیان کر دئے ہیں۔ اور ناظرین کے سامنے مسلمان مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کر دیا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ واقعات کا یہ تبصرہ اشاعت اسلام کی پوری داستان ہے۔ ہندوستان میں کئی ایسی مقدس اور برگزیدہ ہستیاں گذری ہیں جن کے تبلیغی کارنامے اور روحانی کمالات روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اگرچہ اجمیر ہی میں رہے۔ اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ لیکن ہندوستان کے مسلمان ہر سال آپ کی درگاہ پر اپنی ارادت اور عقیدت کا خراج پیش کرتے ہیں خواجہ صاحب جن کا اصلی وطن ایران تھا۔ علم و فضل اور زہد و تقوے کے اعتبار سے ایک بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ جب آپ حج کرنے کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ تو رسول اکرم (صلعم) نے خواب میں آپ سے فرمایا۔ کہ خداوند کریم نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ وہاں جا اور اجمیر میں اپنا ڈیرہ جما۔ خدا کے فضل و کرم سے اسلام تیری اور تیرے مریدوں کی پرہیزگاری کی بدولت تمام ہندوستان میں پھیل جائیگا۔ چنانچہ آپ ارشاد نبوی کی تعمیل کے لئے ہندوستان پہنچے۔ اور اجمیر میں اقامت اختیار کی۔ سب سے پہلے ایک یوگی جو ایک ہندو راجہ کا مذہبی پیشوا تھا۔ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ رفتہ رفتہ خواجہ صاحب کی روحانی طاقت کا سکہ سارے ہندوستان میں بیٹھ گیا۔ اجمیر جاتے ہوئے۔ آپ نے دہلی میں تقریباً سات سو لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ یہ اس روحانی طاقت اور عظمت کا نتیجہ ہے۔ کہ لوگ ہر سال ہندوستان کے مختلف حصوں سے محض اس لئے ایک طویل سفر کی زحمت گوارا کرتے ہیں کہ خواجہ اجمیری کے مزار کی زیارت کریں۔ اور اسکا عرس منائیں۔

سید جلال الدین ایک اور مشہور بزرگ ہیں جن کی تبلیغی کوششوں کی بدولت ہندوستان میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ ۱۱۹۹ء میں بمقام بخارا پیدا ہوئے ہندوستان پہنچے تو اُچ میں آپ مقیم ہو گئے۔ اور یہاں بہت سے لوگوں کو اسلام کے حلقہ میں داخل کیا۔ لوگ آپ کی اولاد کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے پوتے سید مخدوم جہانیاں کو بھی تبلیغ اسلام میں بہت کامیابی ہوئی۔ پنجاب کے کئی قبائل سید صاحب کے ہاتھ پر ایمان لائے۔

گیارھویں صدی عیسوی کے خاتمہ پر عراق (علاقہ ایران) سے ہندوستان میں ایک اور مسلمان مبلغ پہنچا جس نے دہلی کے قریب پانی پت کو اپنا مستقر قرار دیا۔ یہ بزرگ بوعلی قلندر کے نام سے مشہور ہیں پانی پت کے مسلمان راجپوت جو ایک شخص امر سنگھ کی اولاد ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ اسی بزرگ کی روحانی توجہ کی بدولت مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں برابر جاری رہا تاآنکہ انیسویں صدی کے آخری نصف حصہ میں مبلغین اسلام کی تبلیغی کوششیں نمایاں طور پر نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔ لیکن چونکہ یہ انفرادی تھیں۔ اس لئے طریق کار کے تفصیلی حالات کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن مختلف ذرائع سے جو اطلاعات دستیاب ہوتی ہیں ان سے یہ حقیقت تو واضح ہو جاتی ہے۔ کہ علمائے اسلام نہ صرف اپنے مذہب کے ارکان کی اشاعت میں سرگرم اور مستعد رہے بلکہ انہوں نے سینکڑوں آدمیوں کو دین حقہ کا راستہ دکھایا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک بزرگ حاجی محمد نامی نے دو لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھایا اسی طرح ایک مسلمان مبلغ نے بنگلور میں ایک ہزار لوگوں کو توحید کا علمبردار بنایا۔ ممکن ہے کہ ان اعداد میں کسی قدر مبالغہ ہو۔ لیکن اس میں کلام نہیں۔ کہ مسلمان مبلغین کو اپنی روحانی فتوح میں غیر معمولی کامیابی ہوئی۔ جسکا ہندوستان میں اسلام کی دنیاوی طاقت کے اثر اور رسوخ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

آگرہ میں اسلامی انجمنوں کے کام کی کیفیت

ساتن دھرم اور آریہ سماج وغیرہ کا اتحاد کامل

(جناب ڈاکٹر عزیز اللہ یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کے قلم سے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۴)

انجمن نمائندگان کا اجلاس

(۱) ۲۴ و ۲۰ فروری کو آگرہ میں انجمن نمائندگان کا اجلاس ہوا جس میں جمعیۃ العلماء۔ دیوبند۔ سہارنپور۔ دہلی۔ کانپور وغیرہ سے حضرات علمائے کرام شامل جلسہ تھے۔ اس جلسہ میں بعض اصحاب انجمن نمائندگان کی طرف سے نامزد ہوئے جن کے ذمہ یہ فرض قرار دیا گیا کہ یکم مارچ کو موضع ساندھن میں جمع ہوں جو کہ ملکانہ راجپوتوں کا صدر مقام ہے اور وہاں سے راجپوتوں میں سرکردہ اصحاب کو ساتھ لیکر کئی ایک ٹولیاں بنا کر سارے علاقہ کا دورہ کریں۔ مگر سوائے پانچ اصحاب کے باقی کوئی نمائندہ انجمن نمائندگان وہاں نہ پہنچا۔ ان پانچ میں ... احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عالم تھے یعنی مولانا ... عالم سنسکرت و مولانا عصمت اللہ صاحب و مولوی فیروز الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب جعفری انجمن دعوت تبلیغ لاہور کی طرف سے اور ایک مولوی صاحب بجنور سے تھے۔ ان پانچ اصحاب نے ... ملکانوں کی معیت میں تین ... گاؤں میں دورہ کیا۔ اور انکو اسلام میں رہنے کی اہمیت بتائی۔ ان میں سے ۱۵ گاؤں ... ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ مارچ کے جلسہ میں ساندھن میں موجود ہوئے اور انہوں نے رزولیوشن پاس کیا کہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان رہیں گے۔ مگر تاروں میں جو کہ انجمن نمائندگان کی طرف سے یا ہدایت اسلام آگرہ سے شائع ہوئیں ان اصحاب کا ذکر نہ تھا۔ اور ان کی انجمنوں کا ذکر بھی ضمنی طور پر نہ کسی خصوصیت سے ہوا۔ اس تحریر سے میرا یہ مطلب نہیں کہ کنور عبدالوہاب صاحب کی شخصیت کا اثر نہیں۔ بلکہ ... اثر تھے۔ اور جو راجپوت اصحاب کا ہے۔ بلکہ میں صرف واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔

دوسرا تار جو تذکرۃ الصدر خلافت اخبار میں چھپا ہے اس میں گڑگاؤں کے ضلع میں انجمن ہدایت اسلام کی سرگرمی کا ذکر نہیں۔ مجھے اس کا واقعی علم نہیں کہ کہاں تک اس انجمن نے اس علاقہ میں کام کیا۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مبلغ فروری سے اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اعتماد پور میں اپنے ہاتھوں سے مسجد بنائی اور وہاں سے طالب علم

... دینی تعلیم کے لئے لاہور میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کے پاس پہنچے جو کہ وہاں تعلیم پا رہے ہیں۔ اول تو انجمن ہدایت اسلام کے لئے اس قسم کے تار کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ مگر تار اگر دینا بھی تھا۔ تو دوسرے کام کرنے والوں کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکا ہے۔ علاقہ آگرہ کے دیہات میں انجمن نمائندگان کا سوائے انجمن دعوت و تبلیغ کے کوئی آدمی نہیں کر رہا۔ ۱۸ تاریخ تک موضع اچھنیرہ میں تین آدمی انجمن نمائندگان کی طرف سے دفتر کی کارروائی کے لئے مقرر تھے۔ کنور عبدالوہاب صاحب خود علیگڈھ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان کے اسسٹنٹ سکرٹری صاحب جو اچھنیرہ میں رہتے تھے ان کا جہاں تک میں معلوم کر سکا ہوں۔ دوسری انجمنوں یا اسکے کارکنان پر بہت کم اثر ہے۔

(۵)

جہاں تک مجھے علم ہوا ہے۔ انجمن نمائندگان تو بنائی گئی ہے مگر اس کے قواعد و ضوابط ابھی تک نہیں بنے۔ کم از کم پبلک کو تو ان کا علم نہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ دفتر کے عملہ کا خرچ بہت زیادہ تجویز ہوا ہے۔ جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے۔ میں بلا تحقیق اسکو لکھنا پسند نہیں کرتا۔

بہرحال انجمن کے قواعد و ضوابط پبلک میں آنے چاہیئیں اور اس کے اور دوسری انجمنوں کے اخراجات و آمد کے حساب اور باہمی باضابطگی قائم رکھنے کا کوئی ذریعہ ہونا چاہیئے۔ میری رائے میں کم از کم ہر ایک ایسی انجمن جو پبلک روپیہ وصول کرتی ہے۔ اگر پہلے رجسٹرڈ نہیں تو رجسٹرڈ ہونی چاہیئے۔ اور اس کے حسابات کی پڑتال سہ ماہی یا ششماہی بذریعہ اخبارات ہونی چاہیئے۔

(۶)

نقائص کے ذکر کے بعد مجھے اب پبلک کو بتانا چاہیئے کہ کام کیا ہو رہا ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ کام بہت کم ہو رہا ہے۔ اور جتنا شور کیا جاتا ہے۔ اتنا ہرگز نہیں ہو رہا۔ اس وقت انجمن اشاعت و تبلیغ کے کارکن آگرہ و متھرا کے علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ نیز احمدیہ انجمن قادیان کے مبلغ آگرہ و متھرا اور ریاست بھرت پور میں کام کر رہے ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مبلغ آگرہ، علی گڑھ، گڑگاؤں کے علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور سر دست تین سکول ضلع آگرہ میں اور ایک علیگڈھ کے متصل اور ایک گڑگاؤں کے علاقہ میں کھولنے کی تجویز ہے۔ اور ایک ڈاکٹر بھی اس انجمن کی طرف سے ساندھن میں کام کرتا ہے۔ باقی ہر دو انجمن سکول کھولنے کی تجویز کر رہی ہیں۔ مجھے واقعی طور پر علم نہیں کہ کہاں کہاں کھولے ہیں۔ انجمن نمائندگان نے بھی سکول کھولنے تجویز کئے تھے۔ مگر مجھے ابھی تک علم نہیں کہ کس رنگ میں کہاں تک عملدرآمد ہوا ہے۔ تفتیش حالات کے لئے مختلف جگہوں سے سیاح تشریف لاتے ہیں مگر بجائے اسکے کہ ریل کے سفر تک تحقیقات کو محدود رکھا جائے۔ جیسے کہ بعض حضرات نے رکھا۔ ... ان علاقوں میں پھر کر حالات دریافت کرنے ضروری ہیں۔

(۷)

اب مجھ پر یہ سوال ہوگا کہ اس فتنہ کا سد باب کس طرح ہونا چاہیئے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ آگرہ میں بعض حضرات موجود ہیں جو اس بارہ میں صحیح رائے رکھتے ہیں۔ مثلاً مولوی سعید احمد صاحب سکرٹری انجمن محمدیہ نہایت مخلص اور درد دل رکھنے والے بزرگ ہیں۔ ہر ایک نئے مبلغ صاحب کو چاہیئے کہ ان سے ہدایات لے یا دوسری انجمن جو پہلے کام کر رہی ہیں ان کے مبلغین کے پاس چند روز رہے۔ جہاں تک میں معلوم کر سکا ہوں اس علاقہ میں علماء کی ضرورت تو ہے مگر زیادہ تعداد میں درکار نہیں۔ علماء ایسے ہونے چاہیئیں جو فاضل ہوں اور اسلامی مسائل سے واقفیت کے علاوہ آریہ سماج اور دیگر ہندو سبھاؤں کے عقائد و لٹریچر اور علم مناظرہ سے واقف ہوں۔ سب سے زیادہ ضرورت ... کی ہے جو ہندی جانتے ہوں اور معمولی معلومات مذہبی رکھتے ہوں۔ اور محبت و اخلاص اور درد دل سے ان لوگوں کو عام فہم طریق سے اسلام کی حقانیت اور اسکی فضیلت ذہن نشین کرا سکیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ چار یا پانچ گاؤں کے لئے ایک مدرسہ ہونا ضروری ہے۔ مدرس معمولی استعداد کے کافی ہیں۔ مگر نیک اور باشرع ہوں۔ اگر ... مختلف مقامات کے لئے میسر آ سکیں جو کہ محبت ... سے علاج کریں اور ان ... تو اس میں مفید ہوگا۔ سب سے زیادہ ضرورت محبت اور یکجہتی سے کام کرنے کی ہے۔ کام کرنے والے چاہیئے کسی انجمن سے تعلق رکھتے ہوں۔ کام

نیں ارج ... اور ہر ایک دوسرے سے برادرانہ برتاؤ کریں۔ ایک دوسرے کو کافر نہ کہیں اور گالی نہ نکالیں اور ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھیں اور اپنا نیک نمونہ دکھلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک نیتی کی توفیق دے۔ آمین۔ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ حضرت امیر عنقریب ڈلہوزی تشریف لیجائینگے۔ کل جمعہ کے خطبہ میں آپ نے احباب لاہور اور تمام مسلمانوں کو رمضان شریف میں روزہ رکھنے بذل مال۔ نماز تہجد اور تزکیہ نفس کے لئے ہدایات فرمائیں۔

آپ کی عدم موجودگی میں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب درس قرآن شریف حسب معمول مسجد احمدیہ میں دیا کرینگے اور خواتین میں جو درس ہوتا تھا۔ اس کو ڈاکٹر خواجہ غلام محمد صاحب نے جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو جزاء خیر دے۔

ہمارے مبلغ فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے کوشاں ہیں۔ علاقہ ارتداد میں سکول کھل چکے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ یہ طریق عمل بہت مفید ثابت ہوگا۔

مسلم ہائی سکول میں داخلہ شروع ہے احباب کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو اس سکول میں بھیجیں۔ کہ یہاں دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی التزام ہے۔

جناب مولوی صدر الدین صاحب کا خط پچھلے ہفتہ آیا ہے بخیریت ہیں۔ اور تبلیغی مشاغل میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ اگلے ہفتہ ہم جرمن مشن کے متعلق زیادہ حالات لکھنے کے قابل ہونگے۔ مولوی صاحب کا یہ خط مختصر سا تھا۔

تازہ خبریں
ہندوستان

ایک لکھ پتی خاندان کا قبول اسلام

الحمدللہ کو آج ۹ر اپریل بروز دوشنبہ بعد نماز ظہر جامع مسجد میں کانپور کے ایک مشہور و معروف شخص سیٹھ ٹھاکر داس صاحب نے مع اپنے تمام خاندان کے مولوی سید وحیدالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ خدا ان جدید حلقہ بگوشان اسلام کو استقامت بخشے۔ خاندان میں کل ۴۴ افراد تھے جن میں ۲۳ نے اسلام قبول کر لیا۔

اخبار "پنجاب درپن" کا مقدمہ

امرتسر ۱۰ر اپریل "پنجاب درپن" کے مدیر، طابع، و ناشر کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف چل رہا تھا۔ اس میں ملزمین اپنی صفائی پیش کر رہے ہیں۔ ۱۱ر اپریل سے اس مقدمہ میں گواہان استغاثہ کی شہادتیں شروع ہوں گی۔

ڈاکٹروں اور طبیبوں کی ایک کمیٹی کا قیام

دہلی ۱۰ر اپریل بلدیہ دہلی کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں بہ اتفاق آرا میونسپل کمشنر اور سرکردہ ڈاکٹر اور طبیبوں کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ جو ڈاکٹر انصاری حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر شروف پر مشتمل ہے یہ کمیٹی مریضوں کے آرام و آسائش کے کام کی اصلاح عمل میں لائیگی دس ہزار روپیہ کی ایک رقم اجلاس بلدیہ میں منظور کی گئی تا کہ ان لوگوں کے لئے جھونپڑوں کا انتظام کیا جائے۔ جو متاثرہ حلقوں کو شدت وبا کی وجہ سے خالی کر رہے ہیں۔

دہلی میں طاعون کی شدت

شملہ ۱۰ر اپریل۔ چیف کمشنر دہلی بذریعہ پیام برقی مطلع کرتے ہیں کہ دہلی کی اموات طاعون کی جو اطلاعات شائع ہوئی ہیں وہ غلط ہیں۔ صحیح اعداد و شمار ذیل میں دئے جاتے ہیں۔

دہلی میں ماہ اپریل کے پہلے ہفتہ کے اندر طاعون سے ۲۶۹ موتیں واقع ہوئیں۔

مارچ میں جس قدر موتیں ہوئیں۔ ان کی مجموعی تعداد ۸۲۵ ہے۔ یکم جنوری سے لیکر آخر مارچ تک شہر میں ۷۹۵ اور دیہات میں ۲۲۰ موتیں واقع ہوئیں۔

کالکا کے میلہ میں فساد

دہلی ۹ر اپریل پچھلے دنوں رائسینا کے متصل کالکا میں جو میلہ لگا تھا۔ اس میں فساد ہو جانے کی وجہ سے نقصان جان ہوا چند پٹھان مزدوروں نے جو ریلوے پر کام کر رہے تھے موضع کی ایک گوجر عورت کو پریشان کیا۔ دیہاتیوں کی ایک کثیر جماعت ان پر حملہ آور ہوئی۔ دو پٹھان شدت زد و کوب سے ہلاک ہو گئے اور دو سخت زخمی ہوئے۔ رائسینا میں بہت سے پٹھان کام کرتے تھے ان کیطرف سے انتقام کا اندیشہ تھا لیکن سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بروقت انتظام کیا

سرحدی حادثہ قتل کی مزید تفصیلات

شملہ ۱۰ر اپریل۔ سرحدی حادثہ کے وقوع کے متعلق جو مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتوار کے روز ساڑھے چھ بجے شام میجر اور اور میجر انڈرسن لنڈی کوتل سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ملاگوری روڈ پر ٹہل رہے تھے کہ ان کے گولیاں لگیں۔ ان کی لاشوں کے معائنہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے جسم پر گولیوں کے تین زخم ہیں۔ یہ گولیاں ایسی کاری ضرب ثابت ہوئیں کہ دونوں میجر وہیں ڈھیر ہو گئے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ قاتل دو تھے بشنواری اس قتل وحادثہ سے بہت متاثر ہوئے اور وہ فی الفور قاتلین کے تعاقب میں روانہ ہوئے لیکن اس ملک کی ویران نوعیت کی وجہ سے کوئی سراغ نہ پا سکے اور اپنی کوششوں میں ناکام رہے۔

یقین ہے کہ ان قاتلوں کا تعلق اس گروہ سے ہے جو مشہور سرکش عثمان کی رہنمائی میں کام کیا کرتا تھا۔ اسے ۱۹۲۱ء میں بمقام پشاور پھانسی دیدی گئی تھی۔ اس حادثہ کے وقوع سے تھوڑی دیر قبل دو مشتبہ اشخاص ملاگوری روڈ پر پھرتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔

سرحدی ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ یہ قتل پٹھانوں کی خون آشامی کا نتیجہ ہے۔

اس حادثہ کو کوئی سیاسی اہمیت نہیں دیجاتی۔ پولیٹیکل ایجنٹ مصروف تحقیقات ہیں۔

دہلی کی پولیس کے مصارف میں تخفیف

دہلی ۱۰ر اپریل مجلس تخفیف مصارف نے دہلی کی پولیس کے مصارف میں نوے ہزار روپے کی تخفیف کی سفارش کی تھی۔ جس میں سے ابھی ساٹھ ہزار روپیہ کی تخفیف عمل میں آئی ہے۔ اب تک ایک افسر دو انسپکٹر سارجنٹ اور دو سو چالیس آدمی محکمہ پولیس سے علیحدہ کئے جا چکے ہیں

دو عیسائیوں کا قبول اسلام

چک نمبر ۳۰ بمقام کھمار دو عیسائی حال ہی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

امرتسر میں قبول اسلام

بتاریخ ۹ر اپریل۔ پانچ اشخاص امرتسر میں کلمۂ توحید پر ایمان لائے۔ (مسلم اوٹ لک)

آسن سول کے قریب ڈاکہ

کلکتہ میں اطلاع آئی ہے کہ موضع نیچا نزد آسنسول ضلع بردوان میں چوبیس ڈاکو ایک متمول سوداگر کے مکان میں گھس گئے اور نقد و جواہرات قیمتی اٹھارہ ہزار روپیہ کا لے بھاگے۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

بمبئی کارخانہ کی ہڑتال ختم ہو گئی

بمبئی ۹ر اپریل۔ بروبیری کارخانہ کے جولاہوں نے بغیر کسی قسم کی شرط کے ہڑتال ختم کر دی۔ اور کام کرنا شروع کر دیا۔ پریسیڈنسی کارخانوں کے چار سو جولاہوں کو تنخواہ دے دی گئی اور کارخانہ کے مالکوں نے نئے لوگوں کو بحال کیا۔ ٹیکسٹائل کارخانہ کے ہڑتالیوں کو مزدوری کل ادا کر دی جائیگی۔

پٹنہ میں ہیضہ کی وبا

پٹنہ ۸ر اپریل۔ اطلاعیں موصول ہوئی ہیں کہ سوجانگر تھانہ کے علاقہ میں بہت سے دیہاتوں میں ہیضہ کی وبا زور شور سے نمودار ہوئی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہیضہ کی وبا کا باعث عمدہ پینے کا پانی کی قلت ہے۔

قوم پرست اخبار "پتریکا" کے جدید اڈیٹر

اخبار بنگالی کو یقین ہے کہ اخبار "پتریکا" کے جدید اڈیٹر مسٹر بپن چندر پال مقرر ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں ہے کہ اب سے پتریکا کی کیا پالیسی رہیگی کیونکہ مسٹر بپن چندر پال اعتدال پسند طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

امرتسر میں فساد

کڑہ، ہلووالیہ میں جو ہندو تاجروں کی ایک زبردست منڈی ہے ۱۱ر اپریل بروز کو ۱۲ بجے دن کے قریب فساد ہو گیا۔ کوتوالی سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک ۵ مسلمان زخمی ہو چکے تھے۔ اسی دوران میں ایک ہندو تانگہ میں سوار وہاں آیا۔ اس نے کوتوال صاحب سے کہا کہ ۵۰ مسلمان کٹڑہ ڈوگراں میں جمع ہو گئے ہیں۔ اس کی اطلاع صاحب ڈپٹی کمشنر کو جو کوتوالی میں کیو رہتے ہیں دی گئی۔ وہ اسی وقت موٹر میں سوار ہو کر کٹڑہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ میاں حسام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کر رہے ہیں۔ مسلمان کہتے تھے کہ ہمارے پانچ چھ آدمیوں کو سخت زخمی کیا گیا ہے۔ ہم ضرور انتقام لینگے۔ اور مارکیٹ میں لاٹھیاں اور تیزاب اور اینٹیں بہ تعداد کثیر جمع ہیں جب تک تلاشی نہیں لی جائیگی ہم نہیں ٹلینگے۔ بالآخر ان کو بڑی منت سماجت کے بعد گرلز سکول کے سامنے سے واٹرورکس کے میدان میں پہونچایا گیا۔ اس وقت تک میاں محمد شریف صاحب سوداگر چرم خواجہ غلام حسین صاحب میونسپل کمشنر خواجہ محمد غلام صادق صاحب میونسپل کمشنر ڈاکٹر محمد بشیر صاحب اور پولیس کی جمعیت بھی پہنچ چکی تھی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر ہندو مسلمان دونوں کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے تھے اور خود ہجوم میں شامل ہو کر ان کو سمجھاتے تھے لیکن جوش دونوں طرف بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ کہ ایک طرف فساد رک گیا امید تھی کہ سکون واقع ہوا تو دوسری طرف جدید مارکیٹ والے بازار میں لاٹھی چل گئی مکانوں کے اوپر سے اینٹیں برس رہی تھیں اور نیچے بازار میں لڑائی ہو رہی تھی۔ چند آدمیوں کو شدید ضربیں آئیں اور دو تین آدمی بیہوش ہو گئے۔ اسکے بعد پھر کچھ سکون ہوا۔ مگر اسی وقت شہر کے مختلف حصوں مثلاً گڑہ کنہیاں۔ کڑموں ڈیوڑھی چوہٹ بیا نوالہ دروازہ وغیرہ سے فساد کی خبریں موصول ہوئیں اور ہر جگہ ہندو مسلمان مجسٹریٹوں اور پولیس کو روانہ کیا گیا۔ اگر پوری مستعدی سے کام نہ لیا گیا تو ممکن ہے یہ آگ شہر میں چاروں طرف پھیل جائے۔ (وکیل)

رسیدات زر

فہرست چندہ ماہوار جماعت احمدیہ امرتسر

بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء

جو مارچ ۱۹۲۳ء میں معرفت حکیم محمد حسین صاحب کمار ہم علیہ وصول ہوا

نام	رقم
ڈاکٹر خوشی محمد صاحب	عنہ
بابو فیض الرحمٰن صاحب	عہ
بابو ثناء اللہ صاحب	للعہ
ڈاکٹر مہدی حسن صاحب چندہ دو ماہ	۶
میاں عزیزالدین صاحب	۸/
میزان کل	۱۴/

فہرست چندہ ماہوار جماعت احمدیہ گجرات

معرفت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء

نام	رقم
نظام الدین صاحب	۲/
محمد حسین صاحب	۲/
شیخ فضل الٰہی صاحب ڈپٹی	عہ
مرزا اکرم بیگ صاحب	عہ/
ڈاکٹر نورالحسن صاحب	ہے
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	ھہ
کرم الٰہی کار ساز	۴/
حافظ علم الدین صاحب	۱/
سید اشفاق علی صاحب	۱/
قاضی سمیع اللہ صاحب از چلیانوالہ چندہ فروری مارچ	للعہ
نامعلوم الاسم	۶/
فضل احمد صاحب	عہ/
میزان	للعہ ۱۰/

چندہ برائے برلن مسجد و بلاد غیر مسلم فنڈ

مبلغ یکصد انچاس روپیہ

زکوٰۃ

نام	رقم
راجہ احمد خاں صاحب	عہ
مرزا سردار بیگ صاحب	ھہ/
اہلیہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	عہ
فضل احمد صاحب	ھہ/
بابو نبی بخش صاحب	عہ
راجہ احمد خاں صاحب (برائے اشاعت اسلام)	عہ
ڈاکٹر کریم بخش صاحب	عہ
قاضی سمیع اللہ صاحب از چلیانوالہ	ھہ
اہلیہ محمد یعقوب خاں صاحب	ھہ/
میزان	مالعہ

چندہ اسلام در ہندوستان (فتنہ ارتداد)

نام	رقم
نامعلوم الاسم	عہ/
عبدالکریم صاحب	ھہ/
حافظ فضل احمد صاحب میونسپل کمشنر	ھہ/
منشی کریم الدین صاحب	عہ/
فضل احمد صاحب	عہ/
بابو برکت علی صاحب	۶/
منشی کریم بخش صاحب	عہ/
مرزا سردار بیگ صاحب	۶/
ڈاکٹر محمد حیات صاحب	ھہ/
حافظ فضل احمد صاحب میونسپل کمشنر	ھہ/
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن	عہ
بشیر احمد صاحب	عہ/
سید تجمل حسین صاحب ہیڈ ماسٹر	ھہ/
شیخ فضل الٰہی صاحب ڈپٹی	۶/
حافظ فضل احمد صاحب میونسپل کمشنر	۱۲/

الصلح خیر
ہفتہ میں دو بار۔ ہر جمعہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے
اخبار پیغام صلح لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹
جلد ۱۱
مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۲۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

عیسائیت کی اشاعت

ابتدائی تاریخ

(۱)

عیسائی مذہب بھی ابتدا میں اسلام ہی کیطرح ایک مظلوم مذہب تھا اور مسلمانوں کی طرح شروع شروع میں عیسائی بھی اپنے مذہبی فرائض خفیہ طور پر ادا کرتے تھے۔ اسلام کے تمام مصائب کا خاتمہ صرف چند سال میں ہو گیا۔ لیکن عیسائی مذہب پر تقریباً تین صدیاں اسی مظلومیت کی حالت میں گذر گئیں۔ کہ ۳۱۲ء میں شاہ قسطنطین اول نے عیسائی مذہب قبول کیا۔ اور اس مذہب کے قبول کرنے کے بعد اس نے ایک عام فرمان کے ذریعہ سے تمام رومانی ممالک میں مذہبی ازادی کا اعلان کیا۔ جسکا اصلی مقصد عیسائیوں کو قدیم مظالم سے نجات دلانا اور عیسائیت کی اشاعت کے لئے زمین کو ہموار کرنا تھا بغرض ملکی اقتدار کی آمیزش کے ساتھ اس نے اس ذریعہ سے عیسائیوں کی حمایت کی۔ اور بیت المقدس سے یہودیوں کو جلاوطن کر کے پادریوں کو اسکا متولی بنایا۔ اب عیسائی مذہب نے بھی قوت حاصل کرنا شروع کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے گرجے تعمیر کئے۔ اور بلا خوف وخطر علانیہ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے لگے۔

رومن حکومت

قسطنطین کے عہد حکومت تک یہی حال رہا۔ اس کے بعد جو رومن فرمانروا ہوئے ان میں بعض عیسائیوں کی حمایت میں بت پرستوں پر آفت ڈھاتے تھے۔ اور بعض بت پرستوں کے طرفدار ہو کر مسلمانوں پر مظالم کرتے تھے۔ لیکن ان کے بعد جب ۳۶۳ء سے شاہ یوقیانوس کا دور حکومت شروع ہوا تو اس نے قسطنطین کی تقلید کی اور عیسائیوں کی حمایت میں اسی کے نقش قدم پر چلا۔ چنانچہ اب تک جو یورپین ممالک رومن سلطنت کے زیر اثر نہ تھے۔ اس نے اُن کے خلاف ایک عام صلیبی جنگ کا اعلان کیا۔ اس بنا پر اس کے عہد میں عیسائی مذہب کے قالب میں ایک جان تازہ آگئی۔ اور عیسائیوں کو غیر معمولی عظمت حاصل ہو گئی۔ تاہم اب تک تمام رومن سلطنت میں عام طور پر عیسائی مذہب کی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔

جبری اشاعت

لیکن جب چوتھی صدی کے آخری حصہ میں شاہ تھیوڈورس کا زمانہ آیا تو اس نے عیسائیت کی حمایت میں ایک ایسی عجیب وغریب روش اختیار کی جس سے تمام مذاہب کی تاریخ خالی ہے یعنی اس نے تمام رومن ممالک مثلاً افریقہ۔ فرانس۔ برطانیہ۔ اٹلی۔ ٹرکی۔ مصر اور ایشیائی صوبوں میں ایرانی سرحد تک ایک عام حکم جاری کیا۔ کہ جن لوگوں نے اب تک عیسائی مذہب قبول نہیں کیا ہے۔ وہ جبراً عیسائی بنائے جائیں۔ اور جو لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں وہ تہ تیغ کر دئے جائیں۔ اور عیسائی مذہب کی عبادتگاہوں کے سوا تمام معابد وہیاکل منہدم کر دئے جائیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام رومن ممالک میں جن میں مصر بھی شامل تھا لوگ مویشیوں کی طرح ذبح کئے گئے ہیکلنا کا ہیکل بھی اسی زمانہ میں نذر آتش ہوا۔ اور کتب خانہ اسکندریہ جس کے جلانے کا الزام حضرت عمرو بن العاص پر لگایا جاتا ہے۔ اسی ہیکل کیساتھ جلکر خاک سیاہ ہوا۔ اسی زمانے سے تمام رومن ممالک میں عیسائی مذہب کی عام اشاعت ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی پادریوں کے ہاتھ میں کئی صدی تک جو سیاسی قوت رہی اس نے تلوار کے ذریعہ سے عیسائی مذہب کی حمایت کی۔ چنانچہ اس مدت میں جن عیسائی بادشاہوں نے عیسائی مذہب کی حمایت میں تلوار اٹھائی ہے۔ اگر ہم ان کی فہرست مرتب کرنا چاہیں۔ تو ہم کو اپنے اصلی موضوع کو چھوڑ کر ایک جدید تاریخ مرتب کرنا پڑے گی۔ تاہم یورپ میں ۱۷۸۹ء یعنی شورش فرانس سے پہلے کا جو زمانہ ہے۔ وہ تمامتر اسی قسم کے مذہبی جبر و استبداد کی مثالوں سے لبریز ہے

تبلیغ و دعوت

عیسائی مذہب کی یہ جبریہ اشاعت ایک ایسی بدیہی چیز ہے۔ کہ تمام یورپین تاریخیں بھی اس سے لبریز ہیں۔ اگر صرف تبلیغ و ہدایت سے عیسائی مذہب نے کام لیا ہوتا تو آج اس کے پیرؤں کی تعداد سے دنیا بھر جاتی۔ مثلاً جب سے عیسائی مذہب کی تبلیغ و دعوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ صرف چار ابتدائی صدیوں میں تین سو ملین اشخاص نے اس مذہب کو قبول کیا۔ لیکن اسوقت سے آج تک عیسائی مذہب کی دعوت کا یہ سلسلہ متصلاً جاری ہے۔ دو صدیوں سے اس مذہب کی تبلیغ واشاعت کے ذرائع بھی غیر معمولی حد تک وسیع ہو گئے ہیں عام لوگوں سے میل جول میں بھی بہت سی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ یورپین نو آبادیاں بھی دنیا کے ہر حصے میں نہایت کثرت سے قائم ہیں اور ریل اور جہاز کے ذریعہ سے ایک عیسائی مبلغ حکومت کی تائید و حمایت کے ساتھ تمام دنیا میں اپنے مذہب کو آزادانہ پھیلا سکتا ہے اس لئے اگر صرف تبلیغ و دعوت کے ذریعہ سے اس مذہب کی اشاعت ہوئی ہوتی تو چار صدیوں کی نسبت سے آج زمین کے چپہ چپہ پر عیسائی ہی عیسائی نظر آتے۔ حالانکہ ان دونوں صدیوں میں عیسائیت صرف افریقہ کی بعض نو آبا[illegible] پھیلی ہے۔ اور اس میں بہت کچھ قوت سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۵ء میں اوگنڈا میں خونریزی اس مذہب کی تبلیغ کے سلسلے میں ہوئی ہے۔ اس کی خبر اس زمانے کے اخبارات کے ذریعہ سے تمام دنیا میں پھیل چکی ہے۔ اس کے علاوہ تمام مشرقی ممالک میں عیسائی مبلغین پھیلے ہوئے ہیں۔ قوت اور مال دونوں کی حمایت ان کے ساتھ ہے۔ اور ترغیب کے غیر محدود ذرائع ان کے ہاتھ میں ہیں۔ لیکن باایں ہمہ ان کی کوششیں اب تک بہت کم بار آور ہوئی ہیں

تاریخ اندلس

اس سلسلے میں اندلس کی تاریخ بھی نہایت عبرت انگیز ہے۔ اہل عرب نے جب اندلس پر قبضہ کیا۔ تو وہاں کے اصلی باشندوں کو اسلام لانے پر بالکل مجبور نہیں کیا بلکہ نہایت بے توجہی کیساتھ ان کو مذہبی آزادی عطا کی۔ اس لئے اس دور میں اسپین کے جو لوگ اسلام لائے اس میں جبر و تشدد کا شائبہ تک شامل نہ تھا۔

مسلمانوں کے احسان عیسائیت پر

مسلمانوں نے عیسائی مذہب کی اشاعت میں بھی کوئی روک ٹوک نہیں کی۔ البتہ جو عیسائی مبلغین حد سے تجاوز کر کے مساجد وجوامع کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو عیسائی مذہب کی دعوت دیتے تھے ان کو اس غیر معتدل طریقہ سے روک دیا مسلمانوں نے عیسائیوں پر معمولی جزیہ تو لگا دیا۔ لیکن اس کے سوا ان کے مال وجائداد سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ بلکہ تمام معاملات میں ان کو مسلمانوں کے برابر حقوق عطا کئے۔ لیکن اسپین کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو اسکا جو صلہ دیا۔ اس کی نسبت شاہد العصر میں لکھا ہے۔ کہ ۱۰۹۲ء میں جب شاہ اندلس نے شہر بلنش پر قبضہ کیا۔ اور بلنش کے آس پاس کے گاؤں جبل منتیس کے دیہات اور قارش کا قلعہ اس کے زیر نگین ہو گیا۔ تو اہل بلنش امان لیکر اپنے شہر سے نکلے۔ اپنے مال و اسباب کو ساتھ لیا۔ اور بعض ارض عدوہ میں چلے آئے۔ بعض انہیں دیہاتوں میں رہ گئے۔ اور بعض مسلمانان اندلس کی بچی کھچی آبادی میں جا کر آباد ہو گئے۔

عیسائیت کی روش

ان فاتحین نے جب شہر باسقہ۔ بلنش اور اندلس کے مغربی حصوں پر قبضہ کیا۔ تو ان اطراف میں مسلمانوں کا کہیں ٹھکانا نہیں رہا۔ شاہ اندلس مسلمانوں کی جنگ میں اکثر مرتدین اور منافقین سے اعانت لیتا تھا۔ اور

باقی برصفحہ ۳ کالم ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۹ شعبان سنہ ۴۱ھ | نمبر ۴۸

ہندو مذہب کیا ہے؟

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہمارے آریہ دوست سرگرم اشدھی ہیں۔ سناتن دھرم کے نام لیوا ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ جینی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ سکھ مذہب کے اخبارات بھی کبھی کبھی ہندوؤں کے حق میں ہوں ہاں غوں غاں کرتے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ سب ہندو کہلاتے ہیں۔ اور بالواسطہ یا بلا واسطہ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ان مختلف الخیال بزرگوں سے اگر سوال کیا جائے کہ ہندو مذہب کیا ہے؟ اس کے اصولی عقاید اور ارکان اساسی کیا ہیں؟ تو اس سوال کے جواب اس قدر گوناگوں اور بوقلموں ملیں گے۔ جسقدر ہندو دھرم میں دیوتا یا ملکن ہے۔ اس سے بھی تعداد بڑھ جائے۔ کیونکہ جتنے ہندو ہونگے اتنے ہی جواب ہوں گے

سنہ ۱۹۱۳ء میں یہ سوال اٹھا تھا۔ کہ ہندو مذہب کی جامع و مانع تعریف کی جائے۔ اور ہندو لیڈروں سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ اس اہم سوال پر روشنی ڈالیں۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں یہانتک کہ خود مردم شماری کے ذمہ دار حکام بھی اس معمہ کی گرہ کشائی نہ کر سکے۔ لیکن اسوقت اس سوال کی نوعیت سیاسی پہلو لئے ہوئے تھی۔ آجکل یہ سوال محض مذہبی رنگ رکھتا ہے۔ اور ہم سب سے پہلے سوامی شردھانند سے پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کس مذہب کے پرچارک ہیں۔ اور اس مذہب کی تعریف کیا ہے؟

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سوامی صاحب ممدوح اب سیاسیات سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ ان کا تعلق اب صرف مذہبی دنیا سے ہے۔ چنانچہ وہ مکرات و مرات بیان کر چکے ہیں کہ کانگریس سے اب انہیں کوئی سروکار نہیں۔ گو کانگریس والے ہندوان سے سروکار رکھتے ہیں۔ اور ان کی امداد کے لئے ساعی ہیں۔ لیکن سوامی صاحب خود اپنا نصب العین مذہب بتاتے ہیں۔ اس لئے ہم صرف سوامی صاحب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مذہبی مبلغ ہونے کی حیثیت سے جواب دیں۔ ہندو مذہب کے عقاید اصولی کیا ہیں۔ اور کیا کیا اعمال ہندو دھرم اپنے پیروؤں کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ اگر سوامی صاحب یا ان کے کوئی خاص معاون مثلاً لالہ ہنسراج صاحب اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے تو ہم نہایت خوشی سے ان کی جامع و مانع تعریف کو پیغام صلح کے کالموں میں شائع کریں گے۔ تا کہ ہم انجان اور بے علم لوگوں کو بھی علم ہو جائے۔ کہ یہ وہ مذہب ہے جس کے لئے سوامی شردھانند لہو پسینا ایک کر رہے ہیں۔ اور قوم کا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔

اس سے پہلے ہندو لیڈر اس سوال کے جواب میں بہت مختلف الرائے رہے ہیں۔ اور ایک محقق ان کے جوابات سے کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ مثال کے طور پر ہم یہاں دو ایک ہندو لیڈروں کے خیالات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

سر گورو داس کے خیال کے مطابق تو ایک ہندو کے لئے یہ تین عقیدے ضروری ہیں:-

(۱) خدا پر ایمان۔ (۲) آخرت پر ایمان (۳) ویدوں پر ایمان اور عملی زندگی میں ان تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) مختلف ذاتوں میں شادی نہ کرنا۔ (۲) نیچ ذات سے کھانا ملکر نہ کھانا۔ (۳) گائے کا گوشت نہ کھانا۔

گورو صاحب نے تو عقاید بھی تین قرار دئیے اور ان کے ساتھ تین باتیں عملی زندگی میں ضروری قرار دیں۔ اب اس کے بالمقابل بابو دیر کی تعریف قابل ملاحظہ ہے:-

وہ فرماتے ہیں۔ کہ صرف ویدوں کو یہ تسلیم کرنا کہ ان میں روحانی اور اخلاقی صداقتیں کسی دوسری کتاب سے کم نہیں۔ ہندو مذہب کی جامع و مانع تعریف ہے۔ اور جو شخص یہ مانتا ہے۔ وہ ہندو ہے۔ ان کے نزدیک گویا دوسری الہامی کتابوں میں صداقتیں موجود ہیں مگر وید سے بڑھ کر نہیں۔ یا بالفاظ دیگر وید کسی سے کم نہیں۔ اس تعریف کی رو سے اور کتابیں بھی جن میں اخلاقی اور روحانی صداقتیں ہیں وید کی طرح الہامی مانی جا سکتی ہیں۔

ہمیں یہ یقین نہیں آ سکتا۔ کہ آریہ قوم کے لوگ اسقدر وسیع القلب ہوں کہ وہ دوسری کتابوں کو بھی الہامی مان لینے میں مضائقہ نہ کرتے ہوں۔ کیونکہ جہانتک ہمیں معلوم ہے۔ کہ آریہ سماج دوسرے مصلحین اور انبیاء کو نعوذ باللہ مفتری اور جھوٹا سمجھتی ہے۔ اسلئے سوامی شردھانند اس امر پر خصوصیت سے روشنی ڈالیں۔ کہ ان کا کیا خیال ہے۔ کیا ان کے نزدیک بھی ایک ہندو یہ یقین کرتا ہوا کہ انجیل مقدس بھی ویدوں کی طرح روحانی صداقتیں رکھتی ہے یا قرآن مجید بھی کم از کم اسقدر روحانی اور اخلاقی صداقتیں رکھتا ہے جس قدر وید۔ ہندو رہ سکتا ہے۔ اور اس کو سوامی صاحب ہندو جاتی میں شامل سمجھتے ہیں۔ اور کیا ایسے لوگوں سے ہندو برادری کے تعلقات رکھ سکتے ہیں۔

لیکن خیر دو مؤخر الذکر لیڈروں کے خیال میں کچھ نہ کچھ اعتقادات تو ہندو مذہب میں شامل ہونے کے لئے ضروری تھے۔ ایک تیسرے صاحب ستیانند را ناتھ ٹیگور کا راگ سب سے نرالا ہے۔ وہ سرے سے کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہانتک خدا پر ایمان بھی ان کے ہاں ضروری نہیں۔ اور نہ بقائے روح اور جزاء سزا پر ایمان وہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:- "ہندو مذہب میں کوئی عقاید نہیں۔ تمہاری مرضی ہے۔ خواہ تم کسی عقیدہ پر قائم ہو۔ خواہ تم دہری بن جاؤ۔ تم ہندو ہی ہو گے۔ ہاں ویدوں پر زبانی ایمان چاہیئے۔ کہ یہ الہامی کتاب ہیں"

گویا ان کے نزدیک ہندو مذہب محض منہ کی بات ہے۔ اس کو نہ خیالات سے تعلق ہے۔ نہ عملی زندگی سے۔

اب ہم آریہ دوستوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہی وہ مذہب ہے جس کے لئے سوامی شردھانند اشدھی کا پرچار کر رہے ہیں۔ آریہ سماج تو روح کو خدا کی طرح ازلی و ابدی مانے۔ اس پر اواگون کا چکر باندھے۔ اور پھر ہندو کہلانے والے۔ ویدوں پر برائے نام ایمان رکھنے والے بقائے روح تک کے قائل نہ ہوں۔ ہم حیران ہیں کہ ہندو مذہب کس چیز کا نام ہے۔ کیونکہ یہ وہ شئے ہے جو نہ تصور میں آ سکتی ہے۔ نہ اس کی تعریف ہو سکتی ہے۔ نہ خود اسکے پیرو کوئی تعریف کر سکتے ہیں۔ نہ عملی زندگی میں اسکا کوئی پتہ ہے ایسی صورت میں ہندو مذہب کی تعریف دہلی کے ایک مشہور شاعر کے خیالات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی جس کے متعلق اس نے خود ہی کہا تھا۔ ع

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

فسادات امرتسر

امرتسر میں فسادات ہوئے ہیں۔ ان کی صحیح کیفیت اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ ہر ایک عقلمند انسان اس قسم کے واقعات کو دلی تاسف سے سنے گا۔ کیونکہ ان سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے تعلقات میں بدمزگی اور کشیدگی بڑھ جاتی ہے حالانکہ ہر ایک بہی خواہ ملک و ملت کی یہ دلی خواہش ہے۔ کہ یہ دونوں قومیں کامل امن و امان سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہوں۔

ہمیں اس سے خوشی ہوئی ہے۔ کہ حسب بیان معاصر وکیل مسلمانوں کو جہاں کہیں سمجھایا گیا وہ فتنہ فساد سے بالکل باز آ گئے۔ بلکہ بعض مواقع پر انتہائی جوش کی حالت میں بھی جب ان کو روکا گیا تو وہ خاموش ہو گئے۔ حقیقت میں مسلم صلح کا علمبردار ہے۔ اور اس کو قرآن مجید کا حکم لا تفسدوا فی الارض ہے۔ اس لئے مسلمانوں سے یہی توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہر موقعہ پر قیام امن کے لئے کوشش کریں۔ اور مقام مسرت ہے کہ اس موقعہ پر باوجود انتہائی جوش کے انہوں نے احکام اسلام کو مدنظر رکھا۔ اور فساد سے باز آ گئے۔

لیکن حیرت ہے۔ کہ غیر مسلم معاصرین اس فساد کی ذمہ داری مسلمانوں پر عاید کرتے ہیں۔ چنانچہ لائل گزٹ میں موٹے حروف میں لکھا جاتا ہے "پانچ سو مسلح مسلمانوں کا ہندوؤں کے مکانوں پر حملہ" مگر باوجود اس زبردست حملہ کے اسی معاصر کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو تو صرف ۷ زخمی ہوئے۔ اور مسلمان ۱۳۔ ان اعداد سے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان مظلوم تھے۔ اور وہ ہرگز لڑائی کے لئے تیار نہ تھے۔ یہی بات وکیل کے بیانات سے مترشح ہوتی ہے حکومت پنجاب کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ افواہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ مسلمانوں نے ایک ہندو لڑکی کو تنگ کیا تھا لیکن معاصر وکیل اس افواہ کی تردید کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے۔ کہ یہ محض بے بنیاد ہے۔ لیکن حکومت کے اعلان میں یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں کشیدگی اس سے پہلے موجود تھی۔ چنانچہ اعلان کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:-

"امرتسر کے مسلمانوں اور ہندوؤں کی کشیدگی کا انجام یہ نکلا کہ وہاں گلیوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔"

معلوم نہیں کہ اس کشیدگی کی وجہ کیا تھی ممکن ہے۔ کہ اس کی وجہ بعض ہندو نوجوانوں کے وہ گیت ہوں جن میں بقول معاصر وکیل یہ الفاظ بھی تھے۔ اور نگے نے کیتے مسلمان نال تلوار دے تسی کرو ہندو دا پرچار۔ یا ممکن ہے کہ کوئی اور وجہ ہو۔

یہ فسادات ہندو مسلم اتحاد کے چہرہ پر ایک بدنما دھبہ ہیں۔ ملک کو چاہیئے کہ وہ ملک میں قیام امن و امان کے لئے پوری کوشش کریں۔

مسلمان رؤسا بھی ادھر متوجہ ہوں

ہندو رؤسا اسوقت اشدھی کی تحریک میں آریہ سماج کا دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر طرح سے مدد دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ چنانچہ بقول معاصر لائل گزٹ ۱۴ اپریل کو بنارس میں مہاراجہ دربھنگہ کے زیر صدارت کاشی کے پنڈتوں کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں قرار پایا کہ ملکانہ راجپوتوں کو شدھ کر کے ہندو برادری میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

ہم مذہبی آزادی کے حامی ہیں۔ اور جو شخص جس مذہب کو سچا سمجھتا ہے۔ اسکا حق ہے۔ کہ اس کی تبلیغ و اشاعت میں اعانت کرے۔ اس لئے ہندو رؤسا کا یہ فعل کہ وہ اس وقت شدھی تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ ایک قابل تقلید مثال ہے۔ کیا ہمارے مسلمان رؤسا بھی اس کی تقلید کریں گے۔ ہندوستان میں خدا کے فضل سے بہت سی مسلمان ریاستیں ہیں۔ جو انسداد ارتداد کے لئے کافی روپیہ دے سکتی ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر ایک والی ریاست بھی اس طرف توجہ کرے۔ تو جو مالی مشکلات اسوقت خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کے لئے سوہان روح ہو رہی ہیں۔ یکقلم دور ہو سکتی ہیں۔ لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ

کریماں را بدست اندر درم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

مسیحی مبلغین کی سرگرمیاں

مسیحی مبلغین جس حیرت انگیز جوش اور منتظم آئین سے کام کر رہے ہیں۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔ تبلیغ مسیحیت کے ہر ایک شعبے میں ان کی سرگرمیاں روز افزوں ترقی پر ہیں۔ حالانکہ لوگ علی العموم عیسائیت سے بیزار ہیں لیکن عیسائی مبلغین کی ہمت میں فرق نہیں آتا۔ ایک شعبہ تالیف و اشاعت کا یہ حال ہے۔ کہ انجیل ۵۵ زبانوں میں شائع ہو چکی ہے اور ۱۲ زبانوں کا اضافہ صرف گذشتہ سال ہوا ہے۔

اس کے علاوہ حال ہی میں برٹش بائبل سوسائٹی نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے۔ کہ انجیل کو ۳۳ زبانوں میں ابھرے ہوئے الفاظ میں اندھوں کے لئے چھپایا جائے۔ کہ نابینا بھی اس کتاب کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔

ہم مسلمانوں کے لئے یہ جوش و خروش باعث عبرت ہے۔ کاش ہم بھی اس تن دہی اور سرگرمی سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہوں۔

ہمارے ہاں ایک نقص یہ ہے۔ کہ تقسیم کار کے اصول کو بہت کم مدنظر رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ اب زمانہ اسی اصول پر کاربند ہے۔ مسیحی مبلغین بھی اپنے اپنے شعبہ خاص میں کام کرتے ہیں اور دوسرے شعبوں کو خواہ وہ کسقدر مفید ہوں۔ دوسروں کے لئے اٹھا رکھتے ہیں مثلاً جس سوسائٹی کا کام لٹریچر پیدا کرنا ہے۔ وہ مبلغین بھیجنے سے

ہماری تبلیغی کوششیں
برٹش مسلم سوسائٹی لندن

برٹش مسلم سوسائٹی لندن علمی، ادبی و مذہبی سرگرمی میں منہمک ہے اس کی رونق روز بروز ترقی پر ہے۔ ایٹ ہوم، اجلاسوں میں سامعین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ممبروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ مختلف صیغہ کے اصحاب بلا امتیاز مذہب و ملت اس میں شامل ہوتے ہیں۔ ہر جمعرات کو ممبران سوسائٹی و دیگر احباب جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لندن مسلم ہوس میں جمع ہوتے ہیں اور نماز گاہ لندن مسلم پریر ہوس (میں تل رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ قلت مکانات کا مسئلہ سوسائٹی کے زیر غور ہے امید کی جاتی ہے کہ بہت ہی جلد سوسائٹی کسی فراخ و وسیع مکان میں منتقل ہو جائیگی۔ یہ سوشل جلسے فوائد سے خالی نہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے ملنے اور بات چیت کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ احباب مجلس بلا امتیاز مذہب و ملت رتبہ و درجہ کے آزادانہ و بے تکلفانہ طور باہم ملتے ہیں اور تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ اخوت اسلامی کی حقیقی روح جو سرزمین یورپ میں بالکل مفقود ہے۔ ان موقعوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ برادرانہ محبت و شفقت کا سلوک ایک فصیح ترین لیکچر کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس میل ملاپ کے بعد عموماً حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اسلام پر تقریر کرتے ہیں۔ سوسائٹی کے صدر آنریبل لارڈ ہیڈلے اور سکرٹری مسٹر حبیب اللہ لوگر ہیں۔ جو مخلص مسلمان ہیں۔

چودھویں صدی کا مجدد

ہمارے ایک مخلص دوست نے سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے مندرجہ ذیل پیرواعظ صاحب کشمیری کی خدمت میں بھیجا ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

بخدمت میرا حمد اللہ صاحب میر واعظ کشمیر! السلام علیکم
مسلمانان عالم پر خدمت اسلام لازم و ملزوم ہے۔ اور خدمت اسلام اشاعت اسلام ہے۔ جس کے لئے قال اللہ گواہ ہے۔
وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
اسلام کی بنیاد ہمارے نبی کریم نے ڈالی۔ ان کے بعد جب تک خلافت کا زمانہ رہا۔ اسلام کا عروج تھا۔

دنیا میں حضرت نبی آخر زمان ختم المرسلین کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ہے کیونکہ خدا کا مذہب بوجود آنجناب تکمیل کو پہنچا۔ اس کے تکمیل کی اب ضرورت نہیں۔ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي مگر تازگی یا تجدید کی ہر زمانہ میں ضرورت رہتی ہے۔ یعنے اسلام میں اگر کسی نہ کسی وجہ سے کوئی پژمردگی اور ضعف واقع ہوتا ہے تو مجدد مامور ہو کر نازل ہوتے ہیں اور جو کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہوتے ہیں لفظ مجدد و مصدر تجدید سے نکلا ہے اسکے معنے تازہ کرنے والے اور مضبوط کرنے والے کے ہیں۔

ہر صدی میں فطرتاً ایک تغیر واقعہ ہوتا ہے۔ اور زمانہ نیا رنگ اختیار کرتا ہے۔ اور زمانہ ہمیشہ دنیاوی ترقی کرتا ہے۔ اس لئے آرام و آسائش بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور لوگ عیش پسند اور آرام طلب ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ احکام الٰہی سے پہلوتہی کی جاتی ہے۔ اور علماء بھی آرام طلب ہوتے ہیں۔ اسلئے ان کے وعظ و نصیحت کا اثر نہیں رہتا ہے۔ مگر وعدہ الٰہی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے مطابق ہر صدی میں مجدد نازل ہوتے ہیں جو دین کی پژمردگیوں کو سرسبز کر لیتے ہیں۔

ہر زمانہ ہر صدی میں مجدد آتے رہے۔ جیسے امام محمد ادریس ابو عبداللہ الشافعی۔ قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی۔ محمد بن ابو حامد امام غزالی۔ محمد بن ابوعبداللہ فخر الدین رازی۔ عبدالرحمن بن کمال الدین شافعی۔ ملا علی قاری۔ اورنگ زیب۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

ہر زمانہ میں اسلام پر دیگر مذاہب کے مختلف حملے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے مجدد ان کی تردید کرتے ہیں مثلاً امام غزالی کے زمانہ میں فلسفی اعتراضات اسلام پر آتے رہے۔ اور غزالی صاحب نے پھر اسلام سے ہی اور مذاہب کو بھی فلسفہ سکھایا۔

علیٰ ہذا اس صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہاردہم نازل ہوئے اور انہوں نے غیر مذاہبی حملوں کو اپنے علم کلام سے رد کیا۔ اور ہر حملہ آور کو پاش پاش کیا۔ یہ صاحب خدا کی وحدانیت، حضرت نبی کریم کی رسالت، معراج، لیلۃ القدر جس قدر امور عقائد اسلام کے ہیں۔ ان کے قائل ہیں۔

مرزا صاحب خود فرماتے ہیں۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی

نئے آپ کے پاس ان کا عقیدہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر آپ نے درگاہ شریف حضرت بل میں شب برات کے موقعہ پر ہم احمدیوں کی نسبت لوگوں کو بدظن ہونے کا حوصلہ بڑھایا ہے کہ معاذ اللہ احمدی لوگ معراج نبوی کے منکر ہیں۔ حالانکہ احمدیوں کا عقیدہ اور مرزا صاحب کا عقیدہ ایک ہے۔ جو اوپر درج ہے۔

مولوی صاحب ہم جانتے ہیں کہ آپ ایک چار دیواری میں محدود ہیں۔ کشمیر دنیا میں ایک کنوئیں کی مانند ہے جس میں اندھیرے کے بغیر اور کچھ نہیں ہے جس طرح کنوئیں کا مینڈک کنوئیں کی سطح کے بغیر باہر کے موذی جانوروں اور درندوں سے بے خبر اور محفوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کشمیر کی چار دیواری میں بیٹھ کر باہر کے حملوں اور وار فیلڈ کی تلواروں کی بوچھاڑ سے بے خبر اور محفوظ ہیں۔ آپ نہیں جانتے ہیں کہ میدان میں کیا ہو رہا ہے۔ اسلام پر کس قدر مصائب اور حملے ہو رہے ہیں۔ اسلام غیر مذاہب کے حملوں کا کس طرح شکار ہو رہا ہے۔ راجپوتانہ میں کس طرح ساڑھے چار لاکھ مسلمان مرتد ہو گئے ہم نعوذ باللہ من ذالک منکران معراج، وہ لوگ ہیں جن کا کام محض فی سبیل اللہ اکیس سال سے اشاعت اسلام ہے۔ جنہوں نے لندن میں بڑے عیسائیوں کو مسلمان بنایا۔ اور ساری دنیا میں اسلامی مشن قائم کئے۔ اور تبلیغ سے اسلام کا ہر جگہ اچھا اثر ڈالتے ہیں۔ غیر مذاہب کے جان گداز حملوں کے سینہ سپر کر بیٹھے ہیں۔ اور بقول آپ کے ہم معراج کے منکر بے ایمان ہیں۔

مرزا صاحب نے ایک بات کی تحقیق کی وہ یہ ہے کہ حضرت عیسلی بھی دیگر انبیاء وفات یافتہ ہیں۔ اور اس بات پر کافی سے زیادہ ثبوت ہے۔ اور ان کے زندہ آسمان پر ہونے کا ایک بھی ثبوت نہیں اور ان کی وفات ہی عیسائیت کا ستیاناس کر رہی ہے۔ اور ان کا زندہ بتایا جانا ہی اسلام کی خرابی اور حضرت محمد کا ہتک اور خلاف قانون قدرت ہے۔

سنئے حضرت! وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ یعنے حضرت محمد ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ گویا عیسی بھی ان میں شامل ہیں۔ بعینہ اسکے مطابق قولہ تعالے ما المسیح ابن مریم وقولہ تعالے فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون تم اے بنی آدم! زمین ہی میں زندگی بسر کرو گے اور زمین ہی میں مرو گے اور زمین میں ہی نکالے جاؤ گے۔ یہ آیت سارے انسانوں کے لئے یکساں ہے۔ اور اگر عیسے کو آسمان پر زندہ مانا گیا تو اس آیت کا نعوذ باللہ ابطال ہوتا ہے

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ط یعنے جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں اور وہ سب لوگ مر چکے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائینگے۔

ہر فرد بشر جانتا ہے کہ عیسائی مسیح کو معبود اور ابن اللہ ٹھہراتے ہیں۔ اور اس آیت میں ہر ایک جھوٹے معبود کی وفات کو فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم ای خدا جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی ان کا صاحب نگران تھا۔ جب اللہ تعالے حضرت عیسے سے یہ سوال کرے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ تم اور تمہارے دو معبود ہیں۔ وہ سیدھے راہ پر تھے جب تو نے مجھے وفات دی تو خدا ان کا نگہبان تھا اس سے اول اسی کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ اور پھر عیسائیوں کی حضرت عیسیٰ کو اللہ ٹھیرانا۔ اسکی تردید ہوتی ہے۔

اگر حضرت عیسیٰ کی وفات اس کے نزول آسمان سے بعد قرار دی جائیگی تو گویا اس وقت کے عیسائی راستی پر ہیں۔ ایسی بہت سی آیات قرآنی ہیں جن سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور بعض مجتہدین وفات کے ہی قائل ہیں۔ فقال مالک مات عیسیٰ

بہر حال آپ اسکے متعلق مرزا صاحب کی تصانیف اور مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اگر آپ کے پاس حضرت عیسے کے زندہ آسمان پر ہونے کا ثبوت ہو تو مرد میدان بنکر کہدیں۔ یا باہر کے حملوں کو دیکھ کر آپ کوئی اور طریقہ نکالیں جس سے اشاعت اسلام بھی ہو اور معترضین کے اعتراضات کا جواب بھی ہو۔ یا اسی جماعت کے ساتھ ملکر کام کریں جسے احمدی کہتے ہیں۔ اور رد ارتداد میں کوشش کریں۔

اب اپنی زبان شریف کو بلا تحقیقات بغیر دور اندیشی کے مت کھولیں بیشک بحث و مباحثہ آپ کر سکتے ہیں اور یہاں مولوی عبداللہ صاحب وکیل بحث کے لئے موجود ہیں۔ علاوہ ازیں عقاید اہلسنت والجماعت کو بھی دیکھیں وہ کسی اہل قبلہ کو کافر کہنا جائز نہیں رکھتا۔ اور آپ ایک عظیم الشان گروہ پر حکم تکفیر لگاتے ہیں اور ہم بہت سارے غیر مذاہب والوں کو مسلمان بناتے ہیں۔ اس سے ہمارا اور آپ کا مقابلہ ہو سکتا ہے قولہ تعالے ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا الخ
وقال صلی اللہ علیہ وسلم۔ لا تکفر اہل قبلتک وعنہ من کفر اہل لا الٰہ الا اللہ فہو الی الکفر اقرب
رواہ الطبرانی عن ابن عمر۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

ایک احمدی از سرینگر

بقیہ صفحہ اوّل

جن شہروں اور دیہاتوں کو فتح کرتا تھا ان کو ڈھا کر ان کے گرد چار دیواریاں تیار کراتا تھا۔ چنانچہ غرناطہ میں اس نے ایسا ہی کیا تھا جن مسلمانوں نے غرناطہ میں رہنا پسند کیا۔ انہوں نے اس بادشاہ سے یہ شرط کر لی کہ یہ لوگ صرف زکوٰۃ اور عشر کے بجائے ایک رقم بطور تاوان کے ادا کریں گے۔ اس کے علاوہ ان کی ذات۔ ان کی عورتیں ان کے بچے۔ ان کے مویشی ان کے مکانات۔ ان کے باغات ان کے کھیت وغیرہ محفوظ رہیں گے۔ لیکن جن لوگوں نے وہاں قیام کرنا پسند نہیں کیا تھا انہوں نے یہ شرط کی کہ وہ اپنے سرمایہ کو عیسائی یا مسلمان جس کے ہاتھ جس قیمت پر چاہیں گے فروخت کر سکیں گے۔ اور اس میں ان کو کسی قسم کا نقصان اٹھانا نہ پڑے گا۔ اور جو لوگ مغرب کی سرزمین میں نکل کر آباد ہونا چاہتے تھے ان کے لئے یہ شرط تھی۔ کہ وہ اپنی سرمایہ کو فروخت کر ڈالیں گے اور بغیر کرایہ کے اپنے اسباب کو لاد کر مسلمانوں کے جس ملک میں چاہیں گے۔ جا کر آباد ہو جائیں گے۔ اور تین سال تک ان کو اس کے عوض میں کچھ دینا نہ پڑے گا۔ غرض یہ شرطیں قرار پا گئیں اور شاہ اندلس نے اس پر ایک تحریر لکھدی۔ اس کے بعد غرناطہ کی طرح مسلمانوں نے شہر حمرا کو بھی خالی کر دیا اور جب اہل بشرہ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ غرناطہ کے لوگ عیسائیوں کی ذمہ و حفاظت میں آگئے تو انہوں نے شاہ روم سے بیعت کر لی۔ اور اس طرح اندلس میں مسلمانوں کا خاتمہ ہو گیا۔

شاہ اندلس نے حسب شرائط مسلمانوں کو یہ اجازت دی تھی۔ کہ جو لوگ یہاں سے نکلکر جانا چاہیں گے وہ اپنے مال۔ جائداد اور مکانات کو فروخت کر سکیں گے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمان بڑے بڑے وسیع مکانات کو نہایت کم قیمت پر فروخت کر ڈالتے تھے۔ اور اپنے باغ کھیت اور انگور وغیرہ منافق مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاتھ نہایت معمولی قیمت پر بیچ ڈالتے تھے۔ چنانچہ بہت سے مسلمانوں نے جن کو عیسائیوں کے بادشاہ سے لطف و کرم کی توقع تھی نہایت سستی جائدادیں اور نہایت سستے اسباب خرید لئے۔ اور اندلس ہی میں قیام کیا۔

لیکن چند ہی دنوں کے بعد شاہ اسپین نے یہ تمام شرائط توڑ دیئے اور مسلمانوں پر ٹکس اور محصول لگانا شروع کیا۔ ان کو مالی حیثیت سے زیر بار کر دیا۔ ان کی اذان بند کر دی۔ اور غرناطہ سے نکل کر ان کو دیہاتوں اور ویرانوں میں جا کر آباد ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سختی سے ان کو بجبر عیسائی بنانا شروع کیا۔ اور یہ لوگ مجبوراً عیسائی ہو گئے اور اس طرح تمام اندلس ایک عیسائی ملک ہو گیا۔

تحقیق الادیان

اسلام اور دوسرے مذاہب

(حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب کے قلم سے)

اس زمانہ کے تمام ادیان و مذاہب سے بطور تحدی یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ بمقابلہ اسلام و اہل اسلام اپنے مذاہب و ادیان کی کتب معتبرہ سے بنی آدم کی اصلاح و معاشرت و تدبیر منزل و آداب و تہذیب جسمانی کے ہی متعلق جو علو روحانی تک پہنچنے کے لئے درجے ہیں۔ اپنی اپنی تعلیم پیش کریں ہمیں وثوق حاصل ہے۔ کہ معلم الاسلام کے ارشاد و اہدار کے متعلق انہیں بھی لاچاری یہی اقرار کرتے بنیگی جو ان کے انگلونی حضرت سلمان فارسی کے سامنے اپنی جبین بعجز رگڑتے ہوئے۔ علمکم نبیکم حتیٰ الخراءۃ (یعنی تمہارے نبی نے تم کو سب کچھ سکھلایا یہانتک کہ جائے ضرور کے آداب بھی رواہ ابو داؤد) کے الفاظ میں کیا تھا بنا نی زندگی کے ہر شعبے کی نگہبانی واصلاح سوائے نبی اُمّی کے دواوین جوامع الکلم کے اور کسی دفتر میں نہ ملیگی۔ یہ دعوے سا ت تیرہ سو برس سے چلا آتا ہے جسکو دنیا اپنی خاموشی سے تسلیم کئے جا رہی ہے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ اگر انس و جن جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں کہ اس قرآن کے مثل کوئی اور کلام بنالائیں تو اسکا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ان میں سے ایک کی حمایت پر ایک کیوں نہ ہو۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ ام تقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ سورہ ہود ﷺ یہ کیا کہتے ہیں کہ اسنے جھوٹ بنایا ہے۔ تو ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس جیسی دس سورتیں بنائی ہوئی لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلالو۔ اور پھر بطور تنزل ایک ہی سورت سے تحدی کی (سورہ یونس) فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یہ دعاوی تحدیانہ ہیں۔ اور دنیا کے سامنے خوب مشتہر ہو چکے ہیں۔ خاکسار مخاصین اسلام سے یہ تحدی نہیں کرتا کہ عربی میں اسکا مثل لاؤ۔ نہ فصاحت و بلاغت کا خواستگار ہے۔ کہ عجمی ہونے کے سبب وہ معذور ہیں۔ جبکہ اہل زبان بھی خود اس سے عاجز رہے نہ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ کوئی ایسی آسمانی کتاب دکھاؤ جس میں قرآن مجید کی طرح دقائق و حقایق موجود ہوں۔ اور بکثرت پیشگوئیاں ازمنہ سابقہ و حال و آیندہ کی جمع ہوں۔ جو واقع ہوئی اور ہو رہی ہوں میرا مطالبہ تو نہایت ہی تھوڑا ہے۔ کہ روزمرّہ زندگی کے آداب معاشرت دوسری شریعتیں کسقدر سکھاتی ہیں۔ اور وہ صرف اسی قدر پیش کر دیا جائے جسقدر کہ رسالہ آداب اسلامی میں باختصار برخوردار محمد اسمعیل احسن میش نے جمع کر دیا ہے۔ جس سے صاف ہویدا ہوتا ہے کہ بعثت معلماً کہنے والے نے اپنی امت کو کیا کچھ تادیب و تہذیب سکھائی ہے (مسلم) ورنہ تزکیہ باطنی و تہذیب نفوس کی جو علمی و عملی تعلیم ہے۔ اسکا مقابلہ کسی دوسرے مذہب سے چاہنا تو ریت سے تیل نکالنے کی سعی بے سود کرنا ہے۔ روحانیات میں ایک معاد کا مسئلہ ہے۔ جس میں ابتک مذاہب وادیان ٹھوکر پر ٹھوکر کھا رہے ہیں۔ اور اس اساس عروج روحانی کو اپنے اپنے عقل کے روڑوں سے بھر رہے ہیں۔ جناب مولے علی امام نے منکرین معاد کو کیا لاجواب فرمایا ہے۔

قال المنجم والطبیب کلاھما ۔ لن یحشر الاموات قلت الیکما
ان صح قولکما فلست بخاسر ۔ ان صح قولی فالخسار علیکما

منجم اور طبیب دونوں نے کہا۔ کہ مردوں کا حشر نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ جاؤ اپنا کام کرو۔ اگر تم دونوں کی بات صحیح ہے۔ تو میرا کچھ نقصان نہیں۔ اور اگر میری بات درست ہے۔ تو تم دونوں کا تو خسارہ ہو گیا یہ تو ایک بات ضمناً آگئی ہے۔ ورنہ گذارش اسی قدر ہے۔ کہ ترقی روحانی کی تعلیم کے ماسوا دنیوی زندگی کے گزران کی جو حکیمانہ اور معقول تعلیم اسلام نے پیش کی ہے۔ اسکا مقابلہ کرنے سے بھی دنیائے مذاہب و ادیان عاجز ہے۔ اور انشاء اللہ مقابلہ میں ناکام ہی رہیگی۔ میں بالاختصار چند پیشگوئیاں جو قرآن مجید میں مندرج ہیں۔ ان کا تذکرہ کرتا ہوں ان کا استقصا میری بعض تحریروں میں موجود ہے۔ جو کبھی بشرط زندگی و عدم زیادتی امراض لاحقہ پیش نظر ارباب بصیرت کیجائیں گی۔ انشاء اللہ۔ ورنہ برخوردار محمد اسمٰعیل احسن کو خدا توفیق بخشے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔ پیشگوئی سے علم غیب مستقبلہ کے اعطا کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور نبوت اخبار عن الغیب کا نام ہے۔ تو اگر یہ بکثرت اور بصراحت واقع ہو جائیں۔ تو نبی کی نبوّت کا ثبوت بیّن ہیں۔

پیشگوئی اوّل

قال اللہ تعالےٰ۔ یرسل علیکما شواظ من نار و نحاس فلا تنتصران۔ ﷺ تمہارے اوپر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائیگا تم اسکو دفع نہ کر سکوگے۔ غور کیا جائے تو یہ پیشگوئی اس جنگ عالمگیر پر خوب صادق آتی ہے۔ کہ ہوائی جہازات زیپلن و ایروپلین سے بکثرت ایسی آتشباریاں ہوئیں جو قبل ازیں کبھی نہ ہوئی تھیں۔ قاموس میں ہے شواظ لھب لا دخان فیہ۔ یعنی شواظ خالص شعلے کو کہتے ہیں۔ جس میں دھواں نہ ہو۔ و شاۃ الغلتہ جسکا جوش اور بھڑک بہت ہو نحاس کے معنے لکھے ہیں۔ الغبار فی اقطار السماء اقطار سما میں غبار یا دھواں۔ بیضاوی میں ہے۔ الدخان یعنی دھواں۔ دونوں قسم کی آتشباری ہوئی۔ شاید الغلتہ گولے بھی برسائے گئے۔ اور مظلم گولیاں بھی برسیں۔ جو ناظرین اخبار پر ہویدا ہے۔

پیشگوئی دوم

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ ﷺ یعنی تم میں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ بالضرور خلافت و سلطنت انہیں زمین میں دے گا جیسے ان لوگوں کو خلافت دی تھی۔ جو ان سے پہلے تھے اور ان کا دین جو ان کے لئے پسند کیا ہے۔ ان کے لئے محکم کر دیگا اور ضرور انہیں خوف کے بعد امن بدل دیگا۔ میری عبادت کرینگے۔ اور کسی کو میرا شریک نہ کریں گے۔ اور جو اس کے بعد ناسپاسی کرے تو وہ نافرمان ہیں ظاہر ہے کہ یہ آیت جسوقت نازل ہوئی تھی۔ اسوقت کسقدر بدامنی اور شرک و کفر کا زور و شور تھا۔ کتب تفاسیر و سیرۃ ملاحظہ فرمالیجائے پھر یہ پیشگوئی اسلام کی اس بیچارگی کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کس زور و شور سے پوری ہوئی۔ اور اسکو کیسے وثوق موکد بلام تاکید و نون تاکید کیساتھ بیان فرمایا ہے۔ تمام ترس اور خوف جو نزول آیت کے وقت تھا۔ جاتا رہا۔ اور اسلام شرقاً غرباً پھیل گیا۔ حتےٰ کہ عصر حاضر میں بھی خلافت کے زور و شور سے کوئی بستی اور ملک خالی نہیں رہا۔ کیونکہ ایک خلافت آخر وقت میں بھی علیٰ منھاج النبوۃ ہونے والی ہے جسکا پیش خیمہ یہ اسوقت ہو رہا ہے۔ جیسا کہ امام احمدؒ اور بیہقی نے مسند اور دلائل النبوۃ میں حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نبوت تم میں جبتک خدا چاہیگا رہے گی۔ پھر اُسے اللہ اٹھالیگا۔ پھر گزندہ و جبر والی بادشاہت ہوگی۔ پھر اُسے بھی اللہ اٹھالیگا۔ پھر طریقہ نبوت پر خلافت ہوگی۔ پھر آپ نے سکوت فرمایا۔

پیشگوئی سوم

قال اللہ تعالےٰ۔ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون ﷺ یعنی جب اللہ تعالےٰ کی بات (یعنی پیشگوئی) انکے متعلق واقع ہوگی۔ ہم زمین سے ایک رینگتی ہوئی چیز نکالیں گے۔ (کہ کبھی پہلے اُس سے نہ ہوئی تھی کہ اُسی کو کوئی بھاگنے والا اور کوئی بھاگنے والی سواری نہ پاسکے گی۔ اور نہ کوئی دوڑنے والا اُسے پکڑ سکیگا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کا عصا بھی ہوگا اور حضرت سلیمان کی انگشتری بھی ہوگی) وہ ان سے بولے گی۔ اس لئے کہ آدمی ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے۔ از تفسیر تبصیر الرحمان فیہ عن الاحادیث یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ و علیٰ نبینا علیہم السلام کو وفات پائے مدتیں ہو گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ کا عصا اس کے پاس ہونا عجب بات ہے مراد یہ ہے کہ جسطرح حضرت موسیٰؑ فرعونیوں پر غالب رہے۔ وہ رینگتی ہوئی سواری سب سواریوں پر غالب رہیگی۔ وہ ریل ہے۔ کہ تمام سواریوں پر غالب آئی ہوئی ہے۔ رفتار اور حمل بار و نفوس ہر لحاظ سے اس کے مقابل میں اور سواریاں بیکار ہو گئی ہیں۔ اور حضرت سلیمان کی انگشتری سے یہ مراد ہو سکتی ہے۔ کہ اس کی سیر و رفتار اسقدر سریع و تیز ہوگی جیسی حضرت سلیمان کی سواری کی تھی۔ کہ غدوھا شھر ورواحھا شھر کہ صبح و شام میں مہینوں کی راہ طے کرتی تھی۔ اس کے بعد بولنے کے متعلق بعض تفاسیر میں لکھا ہے۔ کہ نزد بعضے کلامش بیطلان ہمہ ادیان بود سوائے دین اسلام۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ [illegible] کی صداقت پر دلیل ہو جائیگا کہ اس کی پیشگوئی [illegible] کہیں نہ ملے گی اور یوں وہ خود مذاہب ماسوائے اسلام کے لئے ایک زبان گویا ہو جائیگی۔ ایک قراءۃ میں بجائے [illegible] تکلمھم بھی آیا ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ ان کو زخمی کرنے کی تصادم وغیرہ کے بہت واقع ہوتا ہے۔ اور سال گذشتہ [illegible] زمین کی طرف اُسے اس لئے منسوب کیا کہ حضرت سلیمان [illegible] ملتبس نہ ہو جائے۔ کیونکہ زمینی لوگوں نے ہی اسکو ایجاد کیا [illegible] دبّ سے مشتق ہے۔ قاموس میں ہے۔ دبّ یدبّ [illegible] مشیٰ علیٰ ھنیتہ نرم رفتن۔ رینگنا۔ چنانچہ [illegible] ماش علی الارض دابّۃ یعنی ہر زمین پر چلنے والا [illegible] اور اس چلنے ہی کے لحاظ سے ریل کا نام دابۃ الارض [illegible] کہ اور کوئی اس طرح رینگ کر چلنے والی جو تمام کرۂ زمین [illegible] ہے۔ اور اس کے دوسرے اوصاف جو احادیث میں [illegible] بعینہ اُس میں پائے جاتے ہیں۔ جسے شوق ہو [illegible] دیکھے۔

پیشگوئی چہارم

قال اللہ تعالیٰ۔ ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف الرحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ اور [illegible] ان میں خوبصورتی کا سامان ہے جب تم شام کو انہیں واپس لاتے ہو اور جب چرانے لیجاتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ ایسے مقامات تک اٹھا لیجاتے ہیں۔ جہاں تم سوائے جانوں کے مشقت میں ڈالنے کے نہ پہنچ سکتے تھے۔ یقیناً تمہارا رب مہربانی کرنیوالا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے۔ تاکہ تم ان پر سوار ہو۔ اور وہ زینت کا باعث [illegible] ایسی ہی ایک سواری پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو۔

تنبیہ۔ تریحون کو تسرحون سے پہلے رکھنے کی [illegible] کا استعمال ہے۔ کیونکہ جانور چر کر آتے تو زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں اور ما سے سواری مراد ہے۔ کیونکہ ما سے وہی مراد ہوتی ہے [illegible] اس کے پہلے ہو۔ اور یہ بات اہل نحو پر ظاہر ہے [illegible] بیان ہے۔ یہاں سواریوں کے ذکر کے بعد فرمایا کہ ایسی چیز بھی پیدا کریگا جنہیں تم نہیں جانتے۔ اور اس سے بالخصوص ان [illegible] اشارہ ہے۔ جو اسوقت نہ تھیں۔ اور علم الٰہی میں ظاہر ہونے والی [illegible] ایک اور جگہ کشتی کا ذکر کرکے جس سے سواری کا کام لیا جاتا ہے فرمایا وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون۔ یعنی کشتی کے مثل سواری [illegible] اور چیزیں بھی ہم پیدا کریں گے۔ قرآن شریف کا کیسا بڑا اعجاز ہے [illegible] مخاطبین کی لاعلمی اس دابۃ الارض کی سواری سے [illegible] اور بارہ سو برس بعد پیدا ہونے والی ریل اور دخانی جہازات کے متعلق پیشگوئی فرمادی اور اسکا وقوع کس صراحت سے ہوا۔

پیشگوئی پنجم

قال اللہ تعالیٰ۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون [illegible] یقیناً ہمیں نے اس نصیحت کو اتارا ہے۔ اور ہمیں اس کے [illegible] والے ہیں۔ ﷺ الذکر قرآن شریف کے ناموں سے ایک نام ہے [illegible] پہلے نزل علیہ الذکر کہکر صاف کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے [illegible] کا کتنا ہی غلبہ ہو وہ اس حق کو جو نازل ہوا ہے۔ معناً اور لفظاً [illegible] سکیں گے۔ اور اس میں کسی قسم کی تحریف یا کمی بیشی بھی نہ ہوگی۔ کہ اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ اس دعوے کی صداقت دشمنان اسلام تک کو مسلم ہے۔ عیسائی فاضل میور کہتا ہے۔ جہانتک ہماری [illegible] ہے۔ دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح [illegible] تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ قرآن مجید جرمن [illegible] ہے۔ کہتا ہے۔ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہ محمد (صلعم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں۔ جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام [illegible] کسی کتاب نے اپنی حفاظت کا دعوے نہیں کیا۔ قرآن جو [illegible] ہوا اور حسب تصریح علامہ بلاذری قریش میں سترہ [illegible] آدمی بعثت نبوی کے وقت لکھنا جانتے تھے۔ اس قوم میں [illegible] کا دعوے لکھائی کے سامان کاغذ وغیرہ کا فقدان محض [illegible] پر کاتب حافظہ کا ثبت کر لینا اور آج اول مصحف عثمانی سے لیکر [illegible] تک تمام نسخوں میں جو مشارق و مغارب ارضی میں پھیلے ہوئے [illegible]

لفظاً تک کا ہیر پھیر نہ ہونا اور دشمنوں تک کا اس حقیقت پر سر نیاز جھکانا (والفضل ما شھدت بہ الاعداء) قرآن کا ایک تازہ معجزہ اور زندہ اعجاز ہے - پریس اور مطابع نے اور بھی اس حفاظت کا وہ اندیشہ جو آنے والے زمانوں کے سبب سے شاید ہوتا اسکا بھی قلع قمع کر دیا۔ پھر ایک حفاظت کی صنف یہ کیسی ہے - کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں کو یہ ابتک ہر زمانے میں حفظ چلا آتا ہے - اور دنیا کی کسی کتاب مدعو بآسمانی کو یہ مزیت حاصل نہیں - اور نہ اسقدر تلاوت کسی کتاب کی کیجاتی ہے - تلاوت سے اس کے معنی اور مفہوم کی حفاظت لوگوں کے دلوح قلب کے اندر ہوتی رہتی ہے - تیسرے کسی کتاب آسمانی کی جو اس سے بہت پرانی ہیں اسقدر تفسیریں لکھی گئی ہیں جسقدر کہ قرآن مجید کی - جنکا احصار ہی نہیں ہو سکتا اب پھر اس امر کو دیکھئے کہ کہیں تو فرمایا ولن تفعلوا کہ تم ہرگز ہرگز نہ کرسکو گے - کہیں فرمایا وادعوا شھداءکم کہ اپنے حامتیوں کو بلا لو کہیں ارشاد ہوتا ہے - وادعوا من استطعتم من دون اللہ یعنی خدا کے سوا جسکو مدد کے لئے بلا سکتے ہو بلا لو - اور کہیں بیان کیا کہ لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن کہ اگر جن والنس باہم جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں - کہ اسکا مثل بنا لائیں - تو فرمایا لا یاتون بمثلہ تو بھی اسکا مثل نہیں بنا سکیں گے اور مثل کئی اجزاء سے مرکب ہے - فصاحت و بلاغت - حقائق و معارف - رشد و ہدایت - اثر و تاثیر - وعدہ ہائے کامرانی - حفاظت قرآن اور ان میں سے ہر جزو ایسا اکمل کہ کوئی ایسی کتاب موجود ہی نہیں اور نہ ابتک کی گئی - نہ فصاحت و بلاغت کا جواب ادبائے عرب اور شعرائے ماہر زبان دے سکے - نہ حقائق و معارف کہ جسقدر زمانہ ترقی کرتا جائے اور تحقیقات جدید و انکشافات شدید معلوم ہوتے جائیں وہ اور بھی اسکی صداقت پر مہر کرتے جائیں اور متبعین کے لئے باعث ازدیاد ایمان ہوں نہ رشد و ہدایت کتب دیگر میں ایسی کہ ملہمین اور محدثین و مجددین ہر زمانہ میں اس کی تعلیم پیدا کرتے رہے - اور ان کی ذات خود معجزانہ ہو مثل حضرت سید عبد القادر جیلانی وغیرہ تا این زمان - دوسرے مذاہب میں الہام کے دعویدار ہی نہیں پیدا ہوتے - بلکہ اس کے منکر ہوتے ہیں - جو اس امر پر شاہد ہیں - کہ رشد و ہدایت وہاں موجود نہیں - نہ اثر و تاثیر کسی کتاب نے ایسی دکھائی جو عرب و افریقہ جیسے وحشی اقوام کو اپنا والہ و شیدا بنا لے - نہ پیشگوئیاں ظاہر کرنے والی کوئی کتاب معلوم ہوئی - نہ وعدہ ہائے کامرانی کسی کتاب نے اپنے ماننے والوں سے اس دنیا میں کہے کہ تمہیں خلافت و سلطنت وغیرہ دی جائے گی - بلکہ انجیل نے تو دولتمند کا جنت میں داخل ہونا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے میں نکل جانا برابر قرار دیا ہے - نہ کسی کتاب نے اپنی حفاظت کا دعوےٰ کیا - نہ کسی ایسی کتاب کا ہم نے کوئی حافظ سنا - نہ اُسے اختلاف سے اور تعداد آیات سے ایک سا پایا - چنانچہ وید کے متعلق اور رگوید کے متعلق بال کرشن اور دیگر مترجمین میں تعداد آیات میں اختلاف ہے - عبارتیں کم و بیش ہیں - وفیہ کفایت لمن لہ درایت عمر نود سالہ و فالج ہشت سالہ نے بصارت و سماعت کو بھی اپنی طرف ملا لیا ہے - بس ایک ناطاقتی ہے - جو چمٹی ہی کئے جاتی ہے - اور مجھ سے بیوفائی پسند نہیں کرتی - حافظے اور فکر پر بھی اس کی عنایتیں ہیں - کئی مہینہ سے کسی مضمون پر کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی - اور نشتر تصانیف کے بعد قوائے متعلقہ کو پنشن کا حق بھی تھا - مگر فتنۂ ارتداد کی مجھے ابتک خبر نہ تھی یکایک کیفیت معلوم ہو کر جوش و حمیت مذہبی نے جسم میں ہیجان پیدا کر دیا - اور اسی حالت میں یہ سطور لکھوا دی گئیں کاش جوانان اسلامی کو خدا توفیق دے کہ وہ گرتوں کو سنبھالیں - اور ڈوبتوں کو نکالے - آمین یا رب العالمین۔

فسادات امرتسر کی صحیح کیفیت

جن لوگوں نے ۹ر اپریل ۱۹۲۶ء کی رام نومی کا دن امرتسر میں دیکھا ہے - وہ اگر آج امرتسر میں آکر دیکھیں تو وہ کبھی پہچان نہیں سکیں گے کہ یہ وہی امرتسر ہے - ۱۱ر اپریل کو جو فتنہ برپا ہوا - وہ تادم تحریر دایک بجے بعد دوپہر) فرو نہیں ہوا - اور شہر فساد کا گھر بنا ہوا ہے۔

کئی روز سے اس قسم کے واقعات پیش آرہے تھے کہ جہاں کہیں کوئی اکا دکا مسلمان مل گیا - اسکو ہندوؤں نے پیٹ ڈالا - علاوہ بریں مسلمان سبزی فروشوں کی دکانوں پر پہرہ لگایا گیا اور کئی گلی کوچوں میں مسلمان پھیری والوں کا آنا جانا بند کر دیا گیا۔

حیران واقعات کے انسداد کے لئے ایک نہایت معقول طریقہ ڈپٹی کمشنر نے یہ سوچا کہ ٹاؤن ہال میں ہندو مسلمان اور سکھ معززین کا ایک مشترکہ جلسہ طلب کیا - اور انہیں موقعہ دیا کہ وہ گورنمنٹ کی مداخلت کے بغیر شہر میں قیام امن کی تدابیر اختیار کریں - چنانچہ اس مدعا کے لئے ایک مشترکہ کمیٹی مرتب کی جانی تجویز ہوئی -

وجہ فساد

ابھی یہ معاملہ آگے نہیں بڑھا تھا کہ ۱۱ر اپریل کی دوپہر کو کٹڑہ اہلووالیہ میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی - بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہندو اور ایک مسلمان لڑکے میں کسی بات پر تکرار ہو گئی جس سے بات بڑھ گئی - حتےٰ کہ لاٹھی تک چلنے کی نوبت پہنچ گئی -

نامہ نگاروں کی غلط بیانیاں

لاہور کے اخبارات میں وجہ فساد یہ بیان کی گئی ہے کہ مسلمانوں نے ایک ہندو لڑکی کو چھیڑا - اس کے خلاف امرتسر میں معاملہ برعکس بیان کیا جاتا ہے - ہم نے جو روایت سنی ہے وہ اوپر لکھ دی گئی ہے یہ ہندو لڑکی والا معاملہ محض لغو اور بے بنیاد ہے -

وجہ فساد کے طور پر اسکے علاوہ اور روایات بھی بیان کی جاتی ہیں مگر یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اصلیت کیا ہے - بہرحال ایسے واقعات عام طور پر ہمیشہ ظہور میں آتے رہتے ہیں - اور ہمیشہ ان کو نظرانداز کیا گیا ہے - مگر بھڑکے ہوئے جذبات معمولی باتوں کو بھی اہم بنا لیتے ہیں -

صاحب ڈپٹی کمشنر موقع پر

اڈیٹر صاحب وکیل جب ۱۱ر اپریل کو اطلاع ملنے پر ۱۲ بجے دوپہر کے قریب کوتوالی پہنچا تو وہاں اطلاع موصول ہوئی کہ ... مسلمان کٹڑہ اہلووالیہ میں جمع ہو گئے ہیں صاحب ڈپٹی کمشنر جو وہاں موجود تھے فی الفور موٹر میں ادہر روانہ ہو گئے - خان صاحب سید بڈھے شاہ صاحب اور نیاز مند اڈیٹر وکیل کو صاحب ممدوح نے اپنے ہمراہ لیا - وہاں جا کر دیکھا تو مسلمان زیادہ سے زیادہ ایک سو کی تعداد میں -

کرشنا مارکیٹ کی کیفیت

... کرشنا مارکیٹ میں سینکڑوں ہندو بھرے ہوئے تھے چھتوں پر بھی ان کا اجتماع تھا - مسلمان کہتے تھے کہ مارکیٹ میں لاٹھیوں - اینٹوں اور تیزاب کی مقدار کثیر جمع ہے - یہ بات اسی وقت صاحب ڈپٹی کمشنر کی نوٹس میں لائی گئی - غالباً صاحب ممدوح نے اسبارہ میں کوئی کارروائی اس وقت خلاف مصلحت سمجھی -

اینٹوں کی بارش

شوالہ متصل زنانہ سکول سے چند اینٹیں ہجوم پر پڑیں اور پرانی مارکیٹ کے مکانات سے جو سارے کے سارے ہندوؤں کے ہیں - اینٹوں کی بارش ہوتی دیکھی گئی - موخرالذکر مقام میں خود صاحب ڈپٹی کمشنر پر بھی اینٹیں پھینکی گئی ہیں - مگر وہ بال بال بچ گئے -

چاقو سے حملہ

اڈیٹر وکیل نے سردار نہال سنگھ بیرسٹر اور دیگر معززین کی موجودگی میں ایک نوجوان ہندو کو ایک مسلمان کے پیٹ میں چاقو گھونپتے ہوئے دیکھا - مسلمان نے چاقو تو چھین لیا اور حملہ آور کے ایک لاٹھی رسید کی جو بھاگ گیا -

گورنمنٹ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش

ایک اور ہندو نوجوان ایک ذمہ دار اہلکار (سکھ) کے روبرو مسلمانوں سے کہہ رہا تھا کہ آپس میں کیوں لڑتے ہوئے لاہور اور لیٹ اور جا کر فتح کرو تو کوئی بات بھی ہے - وہ اسی قسم کی باتوں سے بھڑکا رہا تھا کہ سکھ اہلکار نے نہایت دانشمندی سے اسکو بار کر وہاں سے ہٹا دیا -

میاں محمد شریف بمشکل بچے

اس قسم کے واقعات شہر کے دیگر حصوں میں بھی ظہور میں آرہے تھے - میاں محمد شریف صاحب سوداگر چرم کا بیان ہے کہ وہ قیام امن کی کوشش کر رہے تھے - کہ ان پر بھی آستینیں چڑھا کر حملہ کیا گیا - مگر کسی شخص کی مداخلت سے وہ بچ گئے -

افسوسناک واقعات

کرموں کی ڈیوڑھی میں خواجہ غلام یسین اور لالہ گوپال داس کی آنکھوں کے سامنے ایک مسلمان کو بغیر کسی بات کے چند ہندوؤں نے گھیر لیا اور مارا - خود لالہ گوپالداس نے اسکو محسوس کیا اور افسوس کا اظہار کیا - خان صاحب سید بڈھے شاہ اور لالہ بالمکند بھاٹیہ کی موجودگی میں کوچہ وائم خاں کے مکانوں سے مسلمانوں پر اینٹیں پڑیں - اس روز مسلمانوں کے گروہوں میں ہندو آتے رہے - مگر کسی مسلمان نے انگلی تک نہیں لگائی -

نمک منڈی کا فساد

۱۲ کی صبح کو فساد نمک منڈی سے شروع ہوا - دو تین مسلمانوں کو پیٹا گیا جس سے فساد بڑھ گیا - صاحب ڈپٹی کمشنر - سپرنٹنڈنٹ پولیس - ملٹری اور پولیس مع دو مشین گنوں کے موقع پر پہنچ گئے - اس موقعہ پر راے جیا رام لالہ گوپالداس بھنڈاری - لالہ جگت رام - ایم - اے - لالہ بالمکند بھاٹیہ لالہ رائیس داس - لالہ رتن چند ... ہرنام شاہ - میاں محمد شریف سوداگر چرم - بابو میران بخش - میاں فیروز الدین - سید بڈھے شاہ - خواجہ غلام یاسین شیخ صادق حسن شیخ علی بخش موجود تھے -

ڈھاب کھٹیکان میں

وہیں کوچہ کھائی والا سے اطلاع موصول ہوئی کہ کوچہ ڈکوری ... چلا ہے - یہ بات صاحب ڈپٹی کمشنر کے نوٹس میں لائی گئی - وہاں ... کٹڑہ بھائی سنت سنگھ و کٹڑہ سفید چوک پھلانوالہ سے ہوتے ہوئے لوہگڑھ کٹڑہ دولو پہنچے - ڈھاب کھٹیکاں میں خوب لاٹھی چلی مکانوں کے اوپر سے ہندو مردوں اور عورتوں نے اینٹوں کی خوب بارش کی تمام رفسر یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔

اینٹوں کا ذخیرہ

ہر کوچہ و بازار میں جہاں فساد ہوا - مکانوں سے اینٹیں برسیں معلوم نہیں اینٹوں کا ذخیرہ اتنا کہاں سے آگیا - مسلمانوں کے زیادہ تر زخمی ہونے کی یہی وجہ ہے - اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے تیاریاں کی گئی تھیں -

جذبۂ ہمدردی

اگر کہیں ایسا واقعہ پیش آیا کہ کسی ہندو کو مسلمان لیا ملا ایک ہندو کیا - تو دوسرے مسلمانوں نے کہ قریب زخمی ہوا تو سب سے پہلے ڈاکٹر بیر بداے اتنی خبر گیری کی وہ ایک مسلمان منشی احمد علی سب اسسٹنٹ سرجن اسٹیشنری تھے - اس کے بعد ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب نے نہ صرف نہایت محبت سے اسکی مرہم پٹی کی - بلکہ اسے اپنے تانگہ میں بٹھا کر خود ہسپتال میں چھوڑ آئے - کاش یہی جذبہ ہر جگہ موجزن ہو -

شریفانہ کارروائی

علاقہ ہاتھی دروازہ کے مسلمانوں نے باوجود اشتعال انگیز واقعات کے نہایت صبر و سکون سے کام لیا - اگر کوئی اکا دکا ہندو انہیں ملگیا یا کوئی ہندو عورت یا بچہ نظر آیا - تو انہوں نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا - یا اگر ممکن ہوا تو اسکے گھر پہنچا دیا -

مسلمانوں کی روش

یہ امر موجب اطمینان ہے کہ مسلمانوں کے گروہوں کو جہاں کہیں سمجھایا گیا - وہ فتنہ و فساد سے بالکل باز آگئے - بعض مواقع پر تو انتہائی جوش کی حالت میں بھی جب ان کو روکا گیا - تو وہ فوراً رک گئے - مسلمانوں کی یہ روش قابل تحسین ہے -

پربندھک کمیٹی کا حسن انتظام

۱۳ر اپریل کے فسادات کے دوران میں گورو دوارہ پربندھک کمیٹی نے اپنے جتھے گشت کے لئے مقرر کر رکھے تھے جو امن اور اطمینان کے ساتھ ایک باوقار طریق پر گشت کر رہے تھے - پربندھک کمیٹی کا حسن انتظام قابل تعریف اور اکالیوں کا کام بحالت فساد قابل ستائش تھا -

اہلکاروں کی شکایات

پولیس کے ایک اہلکار - میونسپل کمیٹی کے ایک ملازم اور میونسپلٹی سے تعلق رکھنے والے ایک سربرآوردہ شخص کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خود مسلمانوں کو زدوکوب کرایا - اس کی تحقیقات ہونی لازمی ہے -

زخمیوں کی تعداد

اس وقت نمک منڈی - کٹڑہ پرجہ - لوہگڑھ - لاہوری دروازہ سے فساد کی اطلاعیں آرہی ہیں - اور بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے افراد زخمی ہوئے ہیں - کم و بیش ۵۰ افراد کے مجروح ہونے کی خبر اب تک موصول ہو چکی ہے - جن میں زیادہ تر مسلمان ہیں -

صاحب ڈپٹی کمشنر کا اعلان

صاحب ڈپٹی کمشنر نے اس مطلب کا ڈھنڈورہ پٹوایا ہے کہ ہم دو دن سے بچشم خود دونوں قوموں کو فساد کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں - فساد روکنے کی بہت کوشش کی گئی - لیکن فساد ابھی تک نہیں رکا - اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس ڈھنڈورہ کے نصف گھنٹہ بعد بھی فساد پر آمادہ رہیں گے - انہیں بلا لحاظ قومیت و شخصیت گرفتار کر لیا جائیگا -

ہندوستان

امرت سر

امرت سر۔ ۱۶ اپریل جیسی کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے کہ آج صبح مسٹر جان مینارڈ۔ مسٹر کریک رکن مال اور حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری یہاں تشریف لائے اور ٹون ہال میں ہندو و مسلم نمائندوں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ان حلقوں اور محلوں کا معائنہ کیا جہاں ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ تیسرے پہر کو وہ امرت سر سے روانہ ہو گئے۔ آج کسی جھگڑے فساد کی اطلاع نہیں ملی لیکن ابھی تک مشتعل جذبات میں پورا سکون پیدا نہیں ہوا۔ اور دلوں میں کدورت باقی ہے۔

دہلی میں آتش زدگی

دہلی۔ ۱۶ مارچ کل شام ایک پنساری کی دکان میں سخت آتشزدگی کا واقعہ پیش آیا۔ سرخ مرچیں اور بادام کے چھلکے جلکر خاک سیاہ ہو گئے۔ بلدیہ اور قلعہ کے آگ بجھانے والے انجن موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بہت جلد قابو میں کر لیا گیا۔ نقصان کا اندازہ تیس ہزار ہے۔

ڈاک کی چوری

کلکتہ ۱۶ اپریل۔ چٹاگانگ سے جو ڈاک کلکتہ روانہ ہوا کرتی ہے اس میں سے ایک ڈاک کا تھیلا گم ہو گیا تھا جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں تقریباً ایک لاکھ کے کرنسی نوٹ اور دوسری کے علاوہ نہیں جس وقت ڈاک کھولی گئی تو ان نوٹوں اور دیگر... اس معاملہ کی تحقیقات جاری تھیں برآمد ہوا۔ کلکتہ کے جنرل پوسٹ میں ہوئی ہے۔ ... کہ یہ کارروائی

تیل کی کانوں کی ہڑتال

نیا گاؤں۔ ۱۶ اپریل تیل کی کانوں میں جو ہڑتال ہو گئی تھی اس کا تصفیہ ہو گیا جس کے مطابق آج تمام مزدور کام شروع کر دیں گے اور کانوں کے مالک کل مزدوروں کی شکایات پر غور کرنا شروع فرمائیں گے۔

نواح بمبئی میں ڈاکہ

بمبئی ۱۴ اپریل۔ دھاراوی نواح بمبئی سے ایک ڈاکہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دس آدمیوں نے شب کے وقت ایک دکان پر ڈاکہ ڈالا اور اسے اور اس کے دو عزیزوں کو نہایت بیرحمی اور بیدردی کے ساتھ زخمی کر کے سات ہزار روپیہ نقد لیکر چمپت ہوئے تینوں زخمیوں کو شفاخانہ پہنچا دیا گیا۔ پولیس سرگرم تحقیقات ہے۔

دو سردار مارے گئے

احمد آباد۔ گجرات کی پولیس نے سروہی کے پہاڑوں میں ... خان ڈاکو کے گروہ سے مقابلہ کیا جس میں اس کے دو خاص رفیق ... اور جکرا خان مارے گئے ہیں۔

ولایتی ڈاک

بمبئی ۱۶ اپریل توقع ہے کہ ولایتی ڈاک ۲۰ اپریل جمعہ کے روز یہاں پہنچیگی۔

ممالک غیر

مصر

وفد کے ارکان رہا کر دئے گئے

قاہرہ۔ ۱۵ اپریل۔ بہت سے ارکان وفد جو مارچ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ اور بہت سے دیگر حضرات رہا کر دئے گئے ہیں

ترکی تجارت کا تحفظ

قسطنطنیہ۔ ۱۶ اپریل۔ حکومت انگورہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو ممالک ترکی سے مال نہیں منگاتے ہیں۔ ان کی مصنوعات پر بیس گنا محصول لگایا جائے۔

سکرٹری صاحب کی رپورٹ

صیغہ زکوٰۃ

رسالہ زکوٰۃ و نقشہ جملہ احباب کو بھیجا گیا تھا۔ اگرچہ تیزی سے اس طرف جملہ احباب نے توجہ نہیں کی تاہم بعض نے بہت اخلاص سے کام لیا ہے۔ اور روپیہ بھیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ ان کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے۔ اور باقی احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اپنا روپیہ جلد بھیجیں۔ اس وقت فتنہ ارتداد کا بڑا زور شور ہے۔ اور یہ روپیہ اس کی روک تھام میں ہی صرف ہو سکتا ہے۔ جو بڑے ثواب کا موجب ہے۔ چنانچہ بعض احباب نے زکوٰۃ کا روپیہ بھیجکر لکھا ہے کہ فتنہ ارتداد کے انسداد میں صرف ہو۔ پس یہ وقت ہے کہ ہمارے احباب ایسے موقعہ پر زکوٰۃ کا روپیہ اس عمدہ کام میں صرف کرنے کے لئے بھیجیں۔ اشاعت اسلام کے کام سے کوئی عمدہ اور مبارک کام نہیں۔

1. شیخ عزیز الدین صاحب پٹواری چودھریوالہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور
2. میاں سلطان محمود صاحب عرائض نویس صدر عدالت کوئٹہ بلوچستان
3. اہلیہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب پسر شیخ انعام الدین صاحب ملتان
4. ڈاکٹر محمد رمضان صاحب سب اسسٹنٹ خانپور ضلع ہزارہ
5. چوہدری نظام الدین صاحب ساکن لویریوالہ ڈاکخانہ سوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ
6. ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایل۔ ایم۔ ایس احمدیہ بلڈنگس لاہور
7. اہلیہ " " "
8. جناب فضل الٰہی صاحب اوورسیئر میونسپل کمیٹی وزیر آباد
9. حافظ غلام رسول صاحب سوداگر وزیر آباد
10. اہلیہ مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی اے
11. قاضی محبوب عالم صاحب لاہور
12. میاں احمد الدین صاحب ساکن ... منشی نویس گوجرانوالہ
13. بابو رحیم بخش صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین کراچی
14. مستری شیر محمد صاحب انجینئر کارخانہ روئی ٹوبہ ٹیک سنگھ

تبلیغ ہند یا فتنہ ارتداد

چونکہ فتنہ ارتداد کی روک کے لئے انجمن نے غیر معمولی اخراجات برداشت کر کے آگرہ و گوڑگانوں وغیرہ علاقوں میں مبلغین بھیجے ہیں۔ اس لئے احباب کو بھی غیر معمولی طور پر اپنے چندوں میں ترقی کرنی چاہئے تاکہ یہ کام سرانجام ہو سکے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ احباب ہر طرح سے امداد کرنے لگے ہیں بعض نے مستقل طور پر ماہوار چندہ دینا منظور کیا ہے۔ اور بعض اصحاب نے یکمشت روپیہ سے امداد کی ہے اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

گذشتہ جمعہ مسجد میں اس غرض کے لئے چندہ کی تحریک ہونے پر ... نقد وصول ہوئے۔ اور ایک سو اٹھارہ روپیہ ماہوار کے مستقل وعدے بعض لاہوری احباب نے کئے جو باقی احباب ہیں۔ وہ بھی ... کر کے یکمشت مدد فرمائیں۔ یا ماہوار چندہ کے ساتھ چندہ میں زیادتی منظور کریں۔ اس مد میں ۲۰ مارچ سے ۱۴ اپریل ۱۹۲۳ء تک ... مختلف احباب کی طرف سے بطور امداد یکمشت پہونچی ہے۔

چندہ کاپیان برلن مسجد

پہلی بھیجی ہوئی کاپیوں پر گوجرانوالہ سے ... شملہ سے ... ڈیرہ غازیخان سے بذریعہ منشی نور محمد صاحب ... روپیہ دئے ہیں۔ باقی احباب بھی جلد روپیہ بھیجیں۔

سید محمد حسین جنرل سکرٹری

رسید زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ شملہ

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء

معرفت شیخ اللہ دین صاحب کمپازیٹر

(۱) مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ
(۲) مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔ اے " "
(۳) شیخ محمد لطیف صاحب کلارک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ
(۴) مولوی عبد العزیز صاحب از کمیٹی متصل مسجد
(۵) شیخ منظور الحق صاحب فارسٹر محکمہ جنگلات کمیٹی شملہ
(۶) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس
(۷) ماسٹر نور محمد صاحب کلارک دفتر ڈی۔ جی۔ آئی۔ ایم۔ ایس
(۸) قاضی احمد علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ بالو گنج شملہ
(۹) منشی محمد لطیف صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس
(۱۰) صوفی شمس الدین صاحب " " "
(۱۱) شیخ اللہ دین صاحب کمپازیٹر سنٹرل پریس

میزان کل

قسط کرایہ مکان

فیس انشورڈ

بقایا رقم

فتنہ ارتداد فنڈ

(۱) مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ میڈیکل برانچ
(۲) شیخ عبد العزیز صاحب کلارک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ
(۳) مخدوم محمد اعظم صاحب سپرنٹنڈنٹ کنٹرولر آف کنٹریکٹ
(۴) مولوی عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ
(۵) شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ " "
(۶) صوفی شمس الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس
(۷) شیخ محمد لطیف صاحب کلارک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ
(۸) شیخ امیر الدین صاحب کلارک ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس
(۹) صوفی شمس الدین صاحب نے اہل محلہ کی مستورات سے یہ رقم جمع کی
(۱۰) شیخ منظور الحق صاحب فارسٹر محکمہ جنگلات کمیٹی شملہ
(۱۱) قاضی احمد علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ بالو گنج
(۱۲) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس شملہ
(۱۳) منشی محمد لطیف صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ سنٹرل پریس
(۱۴) شیخ اللہ دین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ

میزان کل

عارز لوہ

(۱) مخدوم محمد اشرف صاحب بی۔ اے
(۲) شیخ عبد العزیز صاحب کمیٹی متصل مسجد
(۳) شیخ اللہ دین صاحب کمپازیٹر

میزان کل

(ایڈیٹر مصطفےٰ خان) ہندوستانی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام سردار چتر سنگھ صاحب پرنٹر چھپا۔ اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح لاہور احمدیہ بلڈنگ سے شائع کیا

مدینۃ المسیح لاہور۔ یوم ہفتہ و منگل مورخہ ۳ و ۶ رمضان المبارک ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۱ و ۲۴ اپریل ۱۹۲۳ء

عیسائیت کی اشاعت

(۲)

مذہب کے لئے تشدد

اندلس کے بعض مسلمان باشندے شاتہ۔ بنجر۔ بشرہ۔ اندرش اور بلقیق کے مسلمانوں نے عیسائی مذہب کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو شاہ اندلس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ ان کے مردوں کو تہ تیغ کر دیا۔ انکی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کی مال و جائداد پر قبضہ کر کے ان کو عیسائی اور غلام بنا لیا۔ مغربی اندلس کے مسلمانوں نے بھی عیسائیت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور ایک محفوظ اور دشوار گذار پہاڑ پر جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ شاہ اندلس نے ان سے بھی جنگ کی لیکن جب ان پر قابو نہ پایا تو ان کو اس شرط پر امان دیکر کہ وہ اپنے بدن کے کپڑوں کے سوا اپنی تمام مال و جائداد کو چھوڑ کر اندلس سے نکل جائینگے مغرب کی طرف جلا وطن کر دیا۔ چنانچہ اس کے بعد اندلس میں اسلام کا کوئی اثر قائم نہ ہو سکا۔

نقض عہد

سلادی کہتا ہے۔ کہ ۱۴۹۲ء میں جب شاہ اندلس نے غلبہ حاصل کیا تو اہل غرناطہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ لیکن جب اس نے ان تمام شرائط کو جن کی تعداد ۶۷ تھی اور انہی شرائط میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کا مذہب علی حالہ محفوظ و قائم رہیگا۔ انہی کی شریعت کے مطابق ان کے فیصلے کئے جائینگے مسجدیں بدستور قائم رہیں گی۔ اور اوقاف کی حفاظت کی جائے گی۔ ایک ایک کر کے توڑ دیا۔ یہاں تک کہ ان کو عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کیا تو تمام شہری اور بدوی مسلمان عیسائی ہو گئے۔ اگرچہ بہت سے اہل اندلس ہجرت کر کے اسلامی ممالک میں بھی چلے آئے لیکن عام طور پر مسلمان اسپینی رنگ میں رنگ گئے۔ یہاں تک کہ جب ۱۰۱۶ھ شروع ہوا تو جن مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول نہیں کیا تھا سب کے سب مغربی ممالک میں آ کر آباد ہو گئے۔ اور اسی زمانے میں اہل عرب کو عربی زبان بولنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔

مقریزی لکھتا ہے۔ کہ اندلس میں عیسائیوں نے عیسائی مذہب قبول کرنے کے لئے بہت سے مسلمانوں پر سخت جبر و تشدد کیا۔ یہانتک کہ اس کے لئے بہت سے مسلمانوں کو آگ میں جلا دیا۔ اور ان کو اپنے ساتھ معمولی چھڑی تک رکھنے کی بھی ممانعت کر دی۔ مسلمانوں نے بعض پہاڑوں کے اوپر سے عیسائیوں پر حملہ بھی کیا لیکن ان کو اس میں ناکامیابی ہوئی۔ غرض عیسائیوں نے اُن کو ۱۶۱۰ء میں اندلس سے جلاوطن کر دیا۔ اور وہاں سے ہزاروں مسلمان نکل کر فاس میں آباد ہو گئے۔ اور ہزاروں مسلمانوں نے تلمسان اور وہران کا رخ کیا۔ لیکن عام طور پر مسلمان تونس میں آ کر آباد ہوئے۔ متعدد گروہوں نے قسطنطین اور سلا وغیرہ کے جزائر میں اقامت اختیار کی اور وہاں کے دیہاتوں کو آباد کیا اور ایک جماعت قسطنطنیہ۔ مصر اور شام وغیرہ کے اسلامی ممالک میں آ کر سکونت پذیر ہوئی۔

ہجرت

ابن ابی دینار لکھتا ہے۔ کہ ۱۶۰۹ء اور ۱۶۱۰ء میں جن مسلمانوں نے تونس کی طرف ہجرت کی ان کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ عثمان والی نے اُن کو مختلف شہروں میں پھیلا دیا۔ ان کے ضعفاء کو لوگوں پر تقسیم کر دیا۔ اور ان کو عام حکم دیا کہ جہاں چاہیں جا کر آباد ہو جائیں۔ اب لوگوں نے مکانات بنائے۔ اور تمام ملک میں پھیل گئے۔ ان لوگوں نے بیس سے زیادہ شہر آباد کئے۔ درخت نصب کئے۔ مسافروں کے لئے راستے ہموار کئے اور خود اس ملک کے باشندے شمار کئے جانے لگے۔

علمائے تونس میں سید حسن حسنی عبد الوہاب نے ایک تاریخ رسالے میں لکھا ہے۔ کہ ڈھائی صدی کے اندر جو مسلمان اندلس سے جلا وطن ہو کر تونس میں آباد ہوئے اُن کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ ہو گی ان میں جو متمول اور متمدن طبقہ تھا۔ وہ تونس میں آ کر وہاں کے اصلی باشندوں سے مل جل گیا۔ اور سلاطین بنو حفص نے تجارت اور تعلیم وغیرہ کی خدمات ان کے متعلق کیں۔

یورپین مورخین کی تصریحات

خود یورپین مورخین کی تصریحات بھی عرب مورخین کے بیانات کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ لافیس اور رامبو اپنی تاریخ عام میں لکھتے ہیں کہ اندلس کے مسلمان اس مخصوص عنصر سے مرکب تھے جو اطاعت کرنے سے انکار کرتا تھا۔ اور فیلیپ ثانی کی جد و جہد کے بعد بھی اپنے قومی مشخصات اور ممیزات کا چھوڑنا ان کو گوارا نہ تھا۔ چنانچہ اس کوشش کے بعد اس بات پر اتفاق عام ہو گیا۔ کہ ان کو ہر ممکن ذرائع سے تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اب حکومت اپنے قانونی حدود سے باہر نکل آئی۔ اور یہ حیلہ تراشا کہ وہ خود اپنی حفاظت کرنی چاہتی ہے اسپین میں اتحاد پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اور جو لوگ مخفی طور پر ترکوں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے حلیف بن گئے ہیں۔ ان کے خطرات سے ملک کو [illegible] بر کے بحری ڈاکوؤں

کو قوت حاصل ہو گئی ہے۔ اور ہنری رابع خفیہ طور پر ایک نظام عمل مرتب کر رہا ہے۔ ان خطرات کے خیال سے بلنسیہ کے لارڈ بشپ نے ملک کو عربوں کی جلا وطنی کی دعوت دی اور یہ دعوے کیا۔ کہ اس وقت مسلمانوں میں نوے ہزار لوگ ہتھیار اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے اگر اسپین پر دشمن نے حملہ کیا تو اس کی حالت نازک ہو جائیگی۔ چونکہ اہل عرب کی اقتصادی ترقی نے غریب اور میکار شاہ اسپین کی نگاہ میں ان کو اور بھی مبغوض بنا دیا تھا۔ اس لئے لارڈ بشپ نے یہ خطرہ بھی ظاہر کیا۔ کہ یہ لوگ ملک کی تمام دولت کو سمیٹ کر عیسائیوں کو تباہ و برباد کر دینگے۔ غرض اس مذہبی تعصب کے ذریعہ سے اسپین میں اہل عرب کی شکست کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن چونکہ اُن کا عیسائی بنانا ناممکن تھا۔ اس لئے ان کے مادی اور روحانی خطرات سے بچنے کا ذریعہ ان کی جلا وطنی کو قرار دیا گیا۔ اسپینی امرا کا روشن خیال طبقہ اہل عرب کو اس بنا پر اسپین میں آباد رکھنا چاہتا تھا۔ کہ یہ لوگ کاروباری آدمی تھے۔ اور ان سے ان کو معقول مالی فائدہ پہنچتا تھا۔ لیکن آخر کار پادریوں نے ان کی رائے پر بھی غلبہ حاصل کر لیا۔ اور بلنسیہ۔ اندلس مرسیہ۔ قشتالہ ارغون اور کتلون کے بچے کھچے اہل عرب نے بھی مغرب کی راہ لی۔ اور اپنے اسباب لاد پھاند کر افریقہ میں پہنچے۔ اور یہاں پہونچکر ان کی ایک بہت بڑی تعداد ہلاک و برباد ہو گئی۔ اس حالت میں چالیس ہزار مسلمانوں نے بغاوت کر کے بلنسیہ کے پہاڑوں میں پناہ لی تھی۔ لیکن یہ لوگ بھی یا تو تہ تیغ کر دئے گئے۔ یا ان کو غلام بنا لیا اور اس طرح اسپین نے کم از کم پانچ چھ ہزار عمدہ کاشتکار اور عمدہ صناع اپنے ہاتھ سے کھو دئے۔ جو اس کی عاجلانہ تباہی و بربادی کا سبب ہوا۔

اگرچہ اسپین کے باشندوں نے اس پر نہایت مسرت ظاہر کی۔ اس کو اپنے بادشاہ کا عظیم الشان کارنامہ خیال کیا۔ اور بعض لوگوں نے اس کو ایک آسمانی نعمت سمجھا۔ چنانچہ ایک اسپینی مورخ کہتا ہے کہ کتنا سعادتمند یہ بادشاہ تھا جس کو عرب کی جلا وطنی کی توفیق عطا ہوئی۔ لیکن اور ملکوں کے باشندوں نے اس کو ایک مجنونانہ فعل خیال کیا۔ بلکہ ایشیائیوں کے نزدیک تاریخی حیثیت سے یہ سب سے زیادہ مکروہ اور وحشیانہ فعل تھا۔

باقی بر صفحہ ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۳ و ۶ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ | نمبر ۵۰

ہندو قوم کی شیرازہ بندی

(۱)

سوامی شردھانند نے اپنی اتحاد شکن کوششوں اور ناواقف مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلوں سے ہندو بنانے کی ناواجب حرکات کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے جو دلائل آجتک دئے ہیں۔ اور جن کا اعادہ ابھی تک ہندو پریس کی طرف سے ہو رہا ہے۔ وہ صرف اسی قدر ہیں۔ کہ سوامی صاحب کی غرض محض ہندو قوم کی شیرازہ بندی کرنا ہے۔ نہ کہ اتحاد کو توڑنا۔ ان کا خیال ہے۔ کہ ہندو قوم مسلمانوں کی نسبت کمزور ہے۔ کیونکہ اسکا نظام اور شیرازہ کوئی نہیں اسلئے کمزور اور طاقتور کا اتحاد ناممکن ہے۔

سوامی صاحب کی یہ دلیل اس میں شک نہیں۔ کہ بہت زبردست اور لائق تحسین سمجھی جاتی۔ اگر ان کی کوششیں محض ہندوؤں تک ہی محدود ہوتیں۔ اگر وہ ہندوؤں کی ان بیشمار ادنےٰ اقوام کو جو چھوت ذلت آفرین دائرہ میں محیط اور ہر قسم کی عزت و احترام کے ناقابل سمجھی جاتی ہیں۔ اٹھانے اور انہیں ہندو سوسائٹی میں برابر کا درجہ دینے کی کوشش کرتے۔ اگر برہمنوں کو وہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھنے۔ ان کے ہاتھ کا کھانے پر مجبور کرتے تو البتہ سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ وہ ہندو قوم کی شیرازہ بندی اور ایک باقاعدہ نظام کے درپے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی ہندو شاستروں کے قطعاً خلاف ہے۔ اور اس صورت میں بھی کہا جا سکتا تھا۔ کہ سوامی صاحب نے جو کچھ کیا اسلامی مساوات سے متاثر ہو کر کیا۔ تاہم یہ ایک ایسی بات تھی جس پر مسلمانوں کو ان سے شکوہ کرنے یا انہیں اتحاد شکن قرار دینے کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن عجیب حیرتناک بات ہے۔ کہ سوامی صاحب ہاتھ صاف کرتے ہیں مسلمانوں پر اور نام اسکا رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی شیرازہ بندی تعجب ہے مسلمانوں کو مرتد کرنا۔ ان کو طرح طرح کے مکر و فریب سے ہندو بنانا۔ آج ہندو قوم کا سنگھٹن سمجھا جاتا ہے۔ اور کسی ہندو کو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں۔

کہا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے ہندو کانگریسی لیڈر اس ادعا کے حامی ہیں۔ کہ اپنے مذہب کی اشاعت کا حق ہر ایک شخص کو حاصل ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ پھر اسکا نام ہندوؤں کی شیرازہ بندی کیوں رکھا جاتا ہے۔ اور سات کروڑ مسلمانوں کے بالمقابل ۲۲ کروڑ ہندوؤں کو کمزور قرار دینے کے کیا معنے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے۔ کہ ملکانوں کو ہندو مذہب میں داخل کر کے برہمن ان کے ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی محض دکھاوے کی بات ہے۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ [illegible] شدہ ملکانے تو ایک طرف پاول میں جب ایک برہمن کو جسے ہندو برادری نے بعض وجوہات سے ترک کر رکھا تھا۔ سوامی صاحب نے شدھ کیا۔ اور بعض آریوں نے اس کے ساتھ حقہ پیا۔ تو باقی ہندو سوسائٹی اس سے بگڑ گئی اور اس نے ان آریوں سے بھی مقاطعہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ یہ تو خود ہندو سوسائٹی کا حال ہے۔ اور جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے۔ ابھی بیشمار اچھوت ہندو اقوام ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں جن کے ہاتھ کی کوئی چیز اعلیٰ ذاتوں کے ہندو نہیں کھاتے۔ اور جنہیں جنیو تک پہنانا ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ مذہبی تعلقات قائم کرانے کی کوشش سوامی صاحب نے کیوں نہ کی۔ کہ ملکانوں کیطرف اٹھ دوڑے۔ پہلے گھر کا حال درست کر لیتے۔ وہاں سے اونے و اعلیٰ چھوت و اچھوت کے امتیاز کو مٹا لیتے۔ تو پھر ملکانوں کو بھی ساتھ ملنے کے لئے کہہ سکتے تھے۔ اس کے بغیر جو کچھ وہ ملکانوں کو کہتے یا شدھی کے وقت ان کو سبز باغ دکھاتے ہیں۔ وہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔ یہ دھوکے کی ٹٹی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور آخر کار جب ان لوگوں کو عوام ہندوؤں [illegible] گا۔ تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس کے اندر حقیقت کچھ نہ تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ایسے واقعات ابھی سے رونما ہونے لگے ہیں۔ جیسا کہ کسی دوسری جگہ ریاست بھرتپور کے موضع ڈیگ کی ناکام شدھی کے حالات سے ظاہر ہے۔

غرض سوامی صاحب کا اسے ہندو قوم کا سنگھٹن یا شیرازہ بندی قرار دینا ایک بے بنیاد بات ہے جس سے وہ اپنی اتحاد شکن کوششوں کو کسیطرح حق بجانب ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر انہیں اشاعت مذہب ہی مطلوب تھی۔ تو چاہیے تھا۔ کہ وہ باقاعدہ ہندو مذہب بلکہ آریہ دھرم کی انہیں تلقین کرتے۔ انہیں آریہ مذہب کی خوبیاں بتلاتے۔ روح و مادہ کی ازلیت کو ثابت کر کے خدا کو بقول سوامی دیانند ایک بڑھئی یا کمہار قرار دیتے۔ تناسخ کے چکر میں انہیں ڈالنے کی کوشش کرتے اور سب سے بڑھکر نیوگ کی غیرت آمیز تعلیم کی حقانیت اور خوبیاں انہیں بتاتے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ جس مذہب کے لئے انہیں بلایا جاتا ہے۔ وہ کتنے پانی میں ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے۔ کہ سوامی صاحب ان سب باتوں میں سے کسی ایک کا بھی نام تک نہیں لیتے بلکہ آریہ سماج کے مسلمہ عقیدہ توحید کا بھی انہیں کوئی وعظ نہیں دیتے اور بجائے توحید کے انہیں بت پرستی اور ۳۳ کروڑ خداؤں کے ماننے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اسکا نام ہندو قوم کی شیرازہ بندی رکھتے ہیں گویا ان کے نزدیک ایک شخص کا اپنے تئیں ہندو کہہ دینا کافی ہے۔ خواہ وہ خدا کو مانے یا نہ مانے۔ خواہ وہ ایک خدا مانے یا ۳۳ کروڑ جیسا کہ عام طور پر مذہب کا حال ہے۔ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ شیرازہ بندی آیا سوامی صاحب کی اپنی ایجاد ہے۔ یا اُن ہندو لیڈروں کی۔ جو آج سوامی صاحب کیطرح کانگریس میں شامل ہونے کے باوجود ان کی ان کارروائیوں کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔ اور پھر بھی کانگریس کی غیر جانبداری میں کوئی محسوس نہیں کرتے؟ ہم اس پر مفصل اپنے خیالات کا اظہار آئندہ اشاعت میں کرینگے۔

رہنمایان ملک کے غور کے قابل

چند دن سے لاہور میں مولانا ابوالکلام آزاد۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ مسٹر سی۔ آر داس اور مسز سروجنی نائیڈو اس غرض سے تشریف فرما ہیں۔ کہ چند ماہ سے پنجاب کے ہندو مسلمانوں میں افتراق و انشقاق کی جو خلیج حائل ہے۔ اس کو بند کیا جائے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ان رہنمایان ملک کی طرف سے اسوقت تک ہندوؤں اور مسلمانوں کی کئی ایک علیحدہ علیحدہ اور بعض یکجائی مجالس بھی منعقد ہو چکی ہیں۔ ہمیں زیادہ تو مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے خیالات اس مسئلہ پر سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور وہ بڑے زور سے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ ۲۲ کروڑ ہندوؤں کو جسطرح بھی بنے مسحور کرنے کی کوشش کرو۔ وہ ہماری نظر میں "کیسری" اور "پرتاپ" کے تفرقہ انگیز کالموں سے ہٹا کر یورپ کی استعماری قوت کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں اور اسلام کے اس سرچشمہ حیات کی جو ہندوستان میں نہیں بلکہ سمندر پار ہے۔ حفاظت کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔

ہمیں مولانا کے ارشاد کی تعمیل سے سر مو انکار نہیں لیکن سوال یہ ہے۔ کہ "کیسری" اور "پرتاپ" اور ایسا ہی دیگر ہندو اخبارات کے کالموں میں جو کچھ شائع ہوتا ہے۔ آیا ہندو قوم نے کبھی اس کے خلاف نفرت کی آواز بلند کی ہے؟ اگر نہیں کی تو ہمارے ہادی و رہبر اور بزرگان دین کو بُرا بھلا کہے۔

آریہ گزٹ کے تازہ حملے

دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے سامنے اسوقت ۱۹ اپریل کا آریہ گزٹ ہے۔ اس میں "ویداپدیش" کے عنوان سے وید کے ایک منتر کی تفسیر لکھی گئی ہے۔ اور ہر پرچہ میں ایک نہ ایک منتر کی تشریح درج ہوتی ہے۔ محولہ بالا اپدیش کہنے کو ویداپدیش ہی لیکن سارے کا سارا مضمون مسلمانوں پر حملوں اور گالیوں سے پر ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند ایک بطور نمونہ نقل کرتے ہیں۔

(۱) محمود اور تیمور کے ظلم و ستم ہم نے تازہ بتازہ اور نو بنو مالابار اور ملتان میں دیکھ لئے ہیں۔

(۲) سیتا۔ پدمنی اور ماتا دروپدی کی معصوم استریوں کی عصمت دری اور بے عزتی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔

(۳) مالابار میں ہم نے سومنات کا تماشا سن لیا ہے۔

(۴) کبھی غزنی میں دو دو روپے کو غلام بکا کرتے تھے۔ اب ہم نے اپنے بے گناہ بھائیوں کے کٹے ہوئے سروں کو مالابار کے تاریک کنوؤں میں [illegible] اور پڑے ہوئے دیکھ لیا۔

(۵) سرہند کی ناپاک دیواروں کے نیچے گورو گوبند کے نونہال......" ایک اور مضمون صفحہ ۷ پر لکھا ہے جس کے ذیل کے فقرات خصوصیت سے قابل توجہ ہیں:۔

(۶) "یہ نومسلم راجپوت درحقیقت ہندو ہیں۔ اپنے گوتر کو اپنی جان بچانے کے ڈر سے کسی وقت یہ اسلام کی نالی میں گھس گئے تھے کیچڑ کے دو چار چھینٹے ان کے خوبصورت چہرے پر لگ گئے۔ اب جب راجپوتوں اور ہندوؤں نے انہیں اپنے اندر ملانا چاہا۔ تو مسلمان پینے کوتے ان کے بدن پر دو چار چھینٹے دیکھکر کائیں کائیں کرنے لگے"

(۷) ان کے بدن پر دو چار دھبے اسلامی کیچڑ کے جو لگ گئے تھے انہیں دھویا جا رہا ہے۔ اسکا نام شدھی ہے۔

یہ تمام فقرات اور بالخصوص خط کشیدہ الفاظ ہمارے رہنمایان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔ ہم مولنا ابوالکلام صاحب کو خصوصیت سے متوجہ کرتے اور ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا ایسے لوگوں کے ساتھ جو اسلام کو ایک نالی اور اس کی پاک تعلیم کو کیچڑ قرار دیں۔ اور علانیہ اسکو اخباروں میں لکھیں۔ ملکر کام ہو سکتا ہے جانے دیجئے اسبات کو کہ محمود اور تیمور نے کوئی ظلم و ستم کئے یا نہیں جانے دیجئے اسبات کو کہ ملتان اور مالابار میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر ظلم کئے یا مسلمانوں نے ہندوؤں پر۔ اس کو بھی چھوڑ دیجئے کہ گورو گوبند سنگھ کے لڑکوں کے واقعات کی اصلیت کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ سرہند کی دیواروں کو ناپاک کہنا آیا ان مسلمانوں کے دلوں کو دکھانا نہیں۔ جو اس کی پاک زمین میں ایک مقدس جسم کے مدفون ہونے کی وجہ سے اسے سرہند شریف کہکر پکارتے ہیں؟ آیا اسلام کو نالی اور اس کی تعلیم کو "کیچڑ کے چھینٹے" قرار دینا سات کروڑ نہیں چالیس کروڑ انسانوں کی جان پر چھری چلانا نہیں؟ کیا ان الفاظ کو پڑھ کر ایک مسلمان برداشت کر سکتا ہے۔ کہ ایک منٹ کے لئے بھی ایسے انسانوں سے راہ و ربط اور اتحاد و اتفاق کا رشتہ جوڑے؟ ہم جناب مولانا اور دیگر تمام ہندو لیڈروں کو مخاطب کر کے ببانگ دہل یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جنگل کے درندوں اور وحشی جانوروں سے ہم صلح کر سکتے ہیں۔ اور نہیں صلح کر سکتے تو ان لوگوں سے جو ہماری جان سے پیارے مذہب اور اس کی پاک تعلیم کے متعلق ناپاک الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اسلام کا سرچشمہ حیات ایسے لوگوں سے صلح کر کے قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ایسے سرچشمہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس کی پاک تعلیم اگر زندہ ہے تو وہی اسکا سرچشمہ حیات ہے۔ ورنہ وہ زندگی کیا ہے۔ جو اس کا بیحرمتی کرنے والوں کے ساتھ محبت و اتحاد کا رشتہ جوڑ کر حاصل کی جائے۔

ایک غلط بیانی کی تردید

۱۸ ویں اسکے آریہ گزٹ میں "تیجی چاہتا ہے۔ توڑ دوں شیشہ فریب کا" کے عنوان سے "چالیس ہزار آریہ ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی کوشش" کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی ایک چٹھی نقل کی گئی ہے۔ جس میں انہوں نے تحصیل شکر گڑھ کے ہندوؤں کو جنہیں آریہ بنا لیا گیا تھا۔ دعوت اسلام دی ہے۔ "آریہ گزٹ" نے اسکو ڈاکٹر صاحب کا فریب بتایا ہے۔ حالانکہ ہم نہیں سمجھتے کہ کسی کو دعوت اسلام دینا فریب کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر ایک آریہ ذیلدار اور ایسی قسم کے دیگر سرکاری عہدہ دار مسلمان راجپوتوں کے چوہدریوں کے نام خفیہ چٹھیاں لکھ سکتے ہیں۔ اور انہیں طرح طرح کے فریب اور حیلوں سے ہندو قوم میں شمولیت کی دعوت دے سکتے ہیں تو ایک مسلمان کیوں جائز طور پر ہندو مذہب کی اصل تصویر اور اسلام کی صحیح تعلیم پیش کر کے انہیں اسلام کی طرف نہیں بلا سکتا۔

لیکن ہمیں یہاں آریہ گزٹ کی ایک غلط بیانی کی تردید کرنا ہے اس نے لکھا ہے۔ کہ

"جب یہ چٹھی بھیجی گئی۔ تو ساتھ ہی یہ پیغام بھی گیا۔ کہ یہ چٹھی کسی ہندو سے نہ پڑھائی جاوے۔ تحصیلدار کا حکم ہے"

یہ بالکل غلط ہے۔ نہ کسی نے ایسا پیغام بھیجا۔ نہ چٹھی کو مخفی کرنے کی کوئی ضرورت تھی۔ اور نہ ہی تحصیلدار صاحب کا اس معاملہ سے کوئی تعلق تھا۔ بلکہ انہوں نے اس بات میں بالکل کوئی حصہ نہیں لیا۔ مسلمان ایسے معاملات میں کوئی جبر یا حکومت کا دباؤ ڈالنا ہرگز جائز نہیں سمجھتے۔ اور نہ آریوں کی طرح روپیہ پیسہ بانٹ کر ساتھ ملانا پسند کرتے ہیں۔ وہ اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم پیش کرتے اور اس کے بالمقابل ہندو ...

ہماری تبلیغی کوششیں

ضلع گوڑگاؤں

(۱)

جناب غلام محی الدین خانصاحب مغوم سیکرٹری انجمن تبلیغ اسلام فرید آباد ضلع گوڑگاؤں اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

یہاں ۱۷ اپریل کو عظیم الشان پنچایت ہوئی۔ جس میں تمام دیہات کے راجپوت جمع ہوئے تھے۔ اس میں مولوی عصمت اللہ صاحب نے تقریباً چھ گھنٹہ نہایت مدلل تقریر فرمائی۔ جسکا نہایت اچھا اثر پڑا۔ دوران تقریر میں ایک سکھ صاحب تشریف لائے۔ جو درحقیقت آریہ اور سوامی شردھانند کے ایجنٹ تھے۔ انہوں نے چند اعتراضات کئے جنکا معقول جواب مولویصاحب نے انہیں کی کتابوں سے دیا۔ اور وہ شرمندہ ہو کر چلے گئے۔ پھر دوبارہ ایک بہانے سے آئے اور اپنے آپ کو لا مذہب ظاہر کیا۔ اور کہا۔ کہ میں ہر مذہب سے عمدہ عمدہ باتیں لے لیا کرتا ہوں۔

یہاں کے تمام مسلم راجپوت نہایت پکے مسلمان ہیں۔ اور خدا کے فضل سے کوئی مادی قوت ان کو صراط مستقیم سے ہٹا نہیں سکتی تاہم ان کو تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔

(۲)

تحصیل پلول کے جن دیہات میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے مدارس قائم کئے ہیں۔ ان میں سے ایک موضع بڑراؤں بھی ہے اس موضع میں منشی غلام غوث صاحب کو جو ایک جوشیلے نوجوان اور لاہور میں انجمن کے دفتر میں کام کرتے رہے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کے لئے لگایا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ منشی صاحب موصوف اس میں خوب کامیابی کیساتھ کام کر رہے ہیں۔ بہت سے مسلمانوں کے بچے اسوقت ان کے زیر تعلیم ہیں اور فصلوں کی کٹائی وغیرہ کے بعد بہت سے اور بچے بھی مدرسہ میں داخل ہو جائیں گے۔ رات کے وقت منشی صاحب کے پاس گاؤں کے بڑے بوڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان کو اسلام کے موٹے موٹے مسائل اور قرآن کریم سکھاتے ہیں۔ بعض ہندو جاٹوں سے بھی بات چیت ہوتی رہتی ہیں۔ بعض مسلمانوں کے نام یہاں بھی ہندوؤں جیسے تھے ان کو تبدیل کر کے اسلامی نام رکھدئے گئے ہیں۔

منشی صاحب نے وہاں جمعہ کی نماز بھی پڑھانی شروع کر دی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے۔ وہ ان مذہبی تحریکات اور اصلاحی کاموں میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔

ڈیگ ریاست بھرتپور کی ناکام شدھی

مولنا مولوی عبدالحق صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ پلول کے بعد۔ ڈیگ میں آریہ سماج کو شدھی میں سخت ناکامی ہوئی۔ حالانکہ آریہ سماج کی طرف سے اس گاؤں کے ملکانہ نمبرداروں کو روپیہ تقسیم ہو چکا تھا اور اس دفعہ تین چار روز ملکانوں کو برت بھی رکھایا گیا تھا۔ اور انہیں شدھی کے لئے بالکل تیار کیا گیا تھا۔ مگر وہاں کے ملکانوں نے اس بات پر اصرار کیا۔ کہ اس علاقہ کے برہمن ان کے ساتھ مل کر کھائیں۔ تب وہ شدھ ہوں گے۔ ورنہ نیچ ذات کے ہندوؤں سے میل ملاپ سے وہ مطلق نہ ہونگے۔ مگر جب یہ معاملہ وہاں کے پنڈت صاحبان کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اپنے مذہب کے خلاف ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے اور تعلقات شادی بیاہ سے انکار کر دیا۔ اسکے علاوہ وہاں کے بنیوں نے بھی اس معاملہ میں آریہ سماج کے ہم آہنگ ہونا اپنی مذہبی روایات کے خلاف سمجھا۔ اس لئے بجائے اس کے کہ وہ گاؤں اور اس کے ارد گرد کے کل گاؤں اشدھ ہو جاتے صرف سات اشخاص جو کہیں باہر نمائش کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اشدھ ہوئے۔

گذارش

ناظرین کرام اپنا بقایا چندہ بھیجکر مشکور فرماویں

مینیجر

حافظ روشن علی صاحب گجرات میں

از قلم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات

قدرت کے کارخانہ بھی عجیب ہیں۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب پنجاب ہندوستان میں جس شہر میں موقعہ ملجاتا لیکچر دیا کرتے تھے اور اُن کا لیکچر بیحد مقبول ہوتا تھا۔ اور یہ مصرعہ ان پر صادق آیا کرتا تھا کہ۔ ع وکسی کی آنکھ میں جادو تیری زباں میں ہے" اللہ تعالےٰ نے وہ فلسفیانہ دماغ اپنے فضل سے عطا فرمایا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے "حسن بیان" کا انعام ایسا عنایت کیا تھا۔ کہ لوگ سنتے تھے۔ اور حیرت سے سر دھنتے تھے۔ چونکہ مضمون بالعموم وید اور قرآن۔ یا سیرت نبی کریم صلعم کا مقابلہ پیشوایان غیر مذاہب سے یا اسی قسم کے عنوان کے مضامین ہوا کرتے تھے۔ جن میں اظہار علی الدین کلہ مد نظر ہوا کرتا تھا۔ اسلئے لازمی بات تھی۔ کہ اس میں خصوصیات احمدیت پر بحث نہ ہوا کرتی تھی۔ پھر کیا تھا حاسدوں کی نگاہ میں اس سے بڑھ کر موقعہ نکتہ چینی کا اور کوئی نہ ہو سکتا تھا فوراً خواجہ صاحب پر الزام لگا دیا جاتا تھا۔ کہ یہ در پردہ منافق ہیں حضرت مسیح موعود کا نام پبلک میں نہیں لیتے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ خواجہ صاحب احمدی ہیں۔ اور یہ علوم و معرفت کا دریا جو اس شخص کی زبان سے بہ رہا ہے۔ مرزا غلام احمد مدعی مسیحیت کے چشمہ سے پھوٹا ہے۔ چنانچہ یہی جواب حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب قدس سرہٗ نے لاہور میں ایک جوشیلے کو دیا۔ آپ اسوقت خلیفۃ المسیح تھے۔ لکچر دے رہے تھے۔ ہر مذہب کے لوگ موجود تھے۔ لکچر ایک علم کا دریا تھا۔ مگر ایک جوشیلا نہ رہ سکا پرچہ لکھکر دیدیا کہ آپ حضرت مسیح موعود کا ذکر کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ میں مرزا کا مرید ہوں۔ پھر جو کچھ مجھ سے سن رہے ہیں۔ کیا اس سے مرزا کی تبلیغ نہیں ہوتی۔ کہ یہ اُسی منبع سے دریا بہ رہا ہے۔ الغرض خواجہ صاحب نے لاکھ سمجھایا۔ کہ میرا مطلب تو احمدیت کو لوگوں کی آنکھوں میں محبوب بنانا ہے۔ مگر میاں محمود احمد صاحب اُسوقت بھی ایک جماعت کے مالک تھے جو [illegible] کے نام سے موسوم تھی اور جس کے سکرٹری یا مدار المہام یہی حافظ روشن علی صاحب آج زمانہ کی گردش سے گجرات آئے ہیں۔ غالباً آنے والی پارٹی کے امیر ہونگے۔ آریہ سماج کا جلسہ تھا قادیاں سے یہ پارٹی آئی۔ آریوں کے مباحثہ کے لئے چیلنج دیا۔ مگر انہوں نے پس و پیش ہی کیا۔ منظور ہی نہ کیا۔ شرائط میں ایسا پیچ ڈالا کہ مباحثہ کی کوئی صورت ہی نہ پیدا ہوئی۔ پس بالمقابل باہر میدان میں جلسہ ہوا۔ موجودہ فتنہ ارتداد کی وجہ سے لوگ آریوں سے جلے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس جلسہ نے ایک مشترکہ جلسہ کی شکل اختیار کی۔ تین رات لکچر ہوئے۔ حافظ روشن علی صاحب بھی خوب بولے عبدالرحمٰن مصری بھی خوب بولے۔ آریوں کی اچھی خبر لی۔ ویدوں کی تحریف کے متعلق تحقیقات خوب سنائی۔ لوگوں نے پسند کیا۔ اور کیوں نہ پسند کرتے معقول بات سب کو پسند ہوتی ہے۔ الغرض سبھی کچھ ہوا۔ مگر مسیح موعود کا ذکر پبلک میں نہ حافظ صاحب کی زبان سے نکلا۔ نہ کسی اور کی!

یا للعجب! یہ کیا تماشا ہے۔ کہیں قدرت نے خواجہ صاحب پر نکتہ چینیوں کا یہ جواب تو نہیں دیا؟ کیونکہ نظر تو ایسا ہی آتا ہے۔ ایک غلط الزام تھا۔ کہ فلاں شخص مسیح موعود کا نام معاذ اللہ "سم قاتل" سمجھتا ہے۔ مگر یہ عملی طور پر خود اس رستہ کی کیوں تقلید کی۔ تماشہ یہ کہ حافظ صاحب سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر سنانے لگے۔ صفات الٰہیہ کا ثبوت دے رہے تھے۔ یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی جماعت ملک قدوس عزیز حکیم صفات کا مظہر ہے۔ مگر جب آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم آگے آگئی۔ تو حافظ صاحب نے مقام کر دیا۔ آگے نہ بڑھے۔ اگر وہ جماعت ان صفات کی مظہر بنکر خدائی صفات کے لئے بطور دلیل تھی۔ تو احمدی جماعت کو بھی تو بعض صفات کا مظہر ہو کر اس زمانہ میں اُن صفات کی دلیل ٹھیرنا چاہیئے۔ مگر کوئی نہیں۔ حافظ صاحب نے تو عربی الفاظ بھی زبان سے نہیں نکالے۔ حافظ صاحب کہیں گے میرے خیال میں ضرورت نہ تھی۔ بہت اچھا مگر پھر آپ لوگوں کا خواجہ صاحب پر اعتراض کرنے کا کیا حق تھا۔ ان کے خیال میں بھی جسقدر ضرورت ہوا کرتی تھی بیان کیا کرتے تھے۔ درحقیقت ان لوگوں نے اب اسی راہ پر قدم مارا ہے۔ جس پر آج سے کئی سال پہلے خواجہ صاحب نے قدم مارا تھا۔ اُسوقت اس طرز کی خوبی اس لئے نظر نہ آتی تھی کہ حسد

اور جنبہ داری کی عینک نے اندھا کر رکھا تھا۔ اسلئے جو [illegible] کام کرینگے۔ جس پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ وہ

غیر بولے تو وہ مجنوں کہلائے
پیر بولے تو کرامت ہو جائے

اور سب سے بڑھکر یہ طرّہ ہے۔ کہ پہلے دن حافظ صاحب نے گجرات کی پبلک کے یہ ذہن نشین کیا۔ کہ اسلام کے سب فرقوں کا اصول میں اتحاد ہے۔ یعنے خدا ایک۔ کتاب ایک۔ نبی ایک۔ قبلہ ایک۔ گویا مرزا صاحب کا ماننا فرع میں داخل ہے۔ نہ کہ اصول میں۔ اگر یہ ہے تو فیصلہ ہو گیا۔ نبی و رسول اور اس کی وحی کا ماننا تمام مسلمانوں کے نزدیک اصل میں داخل ہے۔ پس جب مرزا صاحب کا ماننا اصول میں نہیں تو نہ وہ نبی و رسول ہیں۔ اور نہ اُن کی وحی وحی نبوت ہے۔ اور نہ اُن کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے۔ کم سے کم گجرات کی تمام پبلک نے یہی سمجھا۔ کہ حافظ صاحب تمام فرقوں کو اصول میں متحد مانتے ہیں۔ اگر حافظ صاحب نے الفاظ میں کوئی پیچ نہیں رکھا۔ اور ان کا مفہوم وہی ہے جو لوگوں نے سمجھا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں اب [illegible] مرشد میاں محمود احمد صاحب کی غلطی کی سمجھ آگئی ہے۔ [illegible] اسطرح دبی زبان سے اسکا اظہار مختلف شہروں میں [illegible] پھرتے ہیں۔ کبھی تو جہلم میں عیسائیوں کو بتاتے ہیں [illegible] سب نبیوں کو مانتے ہیں۔ اور تم ہمارے ایک [illegible] اور کبھی غیر احمدیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کہ [illegible] سب اماموں کو مانتے ہیں۔ اور یہ ہمارے ایک امام کو نہیں مانتے۔ گویا حضرت مرزا صاحب کو نبیوں سے نکال کر اماموں میں شامل کرتے ہیں۔ کبھی دہلی میں بابو عبدالحق صاحب کو [illegible] کہتے ہیں۔ اور میاں صاحب کے حوالوں کی تاویلیں کرتے ہیں۔ گویا اب حضرت مسیح موعود کے حوالوں کی تاویل کے بجائے میاں صاحب کے حوالوں کی تاویلیں کرنے لگے ہیں۔ گجرات میں آ کر کہدیا کہ اسلام کے فرقوں میں اصول میں اتحاد ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ حافظ صاحب اپنے غالی عقیدہ سے تائب ہو چکے ہیں۔ اور چونکہ بغیر اجازت میاں صاحب وہ اسکا اظہار پبلک میں نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ عقیدہ کی تبدیلی خود میاں محمود احمد صاحب میں بھی ہو چکی ہے۔ جو یکایک ظاہر کر دینا نامناسب سمجھکر بتدریج افشا کیا جا رہا ہے۔ یہ آثار اچھے ہیں۔ میں جناب میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ اولوالعزمی اس میں نہیں کہ انسان غلطی پر اصرار کرے۔ بلکہ اولوالعزمی یہ ہے کہ غلطی معلوم ہو جانے پر علی الاعلان اس سے بیزاری ظاہر کی جائے۔ اس میں شرم نہیں بلکہ عزت ہے۔ اور اگر میرا خیال غلط ہے۔ اور آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی۔ تو میری گذارش ہے۔ کہ جو کچھ حافظ روشن علی پبلک میں اظہار کر رہے ہیں۔ یہ تقیہ ہے یا آپ کی جماعت کیطرف غلط عقاید منسوب کر رہے ہیں۔ وہ اپنا عقیدہ کچھ بھی رکھیں۔ مگر آپ کی یہ جرأت نہ ہونی چاہیئے کہ خلیفہ معصوم عن الخطاء اور علماء کے خلاف عقاید کا اظہار پبلک میں کریں۔ مرید کہلا کر اپنے مرشد کی غلطی کا اظہار پردہ پردہ میں اسٹیج پر کھڑے ہو کر جائیں۔ امید ہے۔ اس پر صاف صاف روشنی ڈالی جائے گی مجھے گالیاں دینے سے کام نہ چلیگا۔ مسئلہ کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔

معذرت

چونکہ لاہور میں آج کل پلیگ کے بعض واقعات ہو رہے ہیں اور پیغام صلح کے کاتبوں میں سے ایک [illegible] اسی کا شکار ہو کر اس دارفانی سے انتقال کر گئے ہیں۔ وجہ سے اخبار کی کتابت میں غیر معمولی تعویق و [illegible] اس وجہ سے ۱۷ اپریل کا پرچہ وقت پر شائع نہ ہو سکا اور آج [illegible] کوشش کیجائیگی کہ کبھی آئندہ [illegible]

[illegible]

تمہید

حدوث مادہ

ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب گذشتہ ایام میں آریہ سماج سے بعض خاص مباحثات پیش آئے تھے۔ جن کے سلسلہ میں آپ کو حدوث مادہ پر ایک مفصل مضمون لکھ کر سنانا پڑا۔ یہ مضمون اپنی نوعیت میں ایک خاص رنگ رکھتا ہے۔ جو امید ہے کہ ناظرین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگا۔

حمد باری تعالے

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آمین۔ سب حمد اس خالق مطلق حکیم مطلق ارحم الراحمین ہی کو زیبا ہے جس نے تمام عالم کو ایک خاص غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اس کے مختلف حصوں میں سے ہر ایک چیز خواہ مفرد ہو یا مرکب یا مرکب المرکب چھوٹی ہو۔ یا بڑی بجائے خود ایک غرض کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور وہ غرض اسی سے ہی سرانجام پا سکتی ہے۔ دوسری اشیا مجموعی حالت میں بھی اس خاص کام کو انجام نہیں دے سکتیں۔ اور ہر ایک چیز کا ایک طریقہ عمل ہے۔ جس پر گامزن ہو کر وہ چیز اپنا بہترین جوہر دکھا سکتی ہے۔ اس خاص راستہ یا طریق کو چھوڑ کر وہ اپنے لئے اور اپنے پر انحصار رکھنے والی اشیاء کے لئے موجب دکھ اور تکلیف بنجاتی ہے۔ اسی کی مخلوق چیزوں میں سے ایک عقل ہے۔ جو بہت ہی عجیب و غریب چیز ہے۔ اسی کی مدد سے ہم علم جیسی چیز حاصل کرتے ہیں۔ اور منفعت کی ہر قسم پر قادر ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کی مدد سے ہم ایک مضر چیز سے خواہ اس کی مضرت کم ہو یا زیادہ عارضی ہو یا باقی خفیف ہو یا شدید بچتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہم اپنا علم اپنے سے کم علم والوں کو دیتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہم اپنے سے زیادہ علم والوں سے علم حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی کی بدولت تیری ہدایت جو بہترین علم اور اتباع ہے نعمت کا ذریعہ ہے۔ قبول کرتے ہیں۔ اور اخلاص دل سے کہتے ہیں۔ کہ سبحان اللّٰہ وبحمدہ۔ اے رب تو ہم سے وہی مطالبہ کرتا ہے۔ جو ہم دوسروں سے کرتے ہیں لعنہ جو دوسرے ہم سے کرتے ہیں۔ جن صفات کی موجودگی میں ہم دوسروں کی تعریف کرتے ہیں۔ یا چاہتے ہیں۔ کہ ان صفات کی موجودگی میں ہر کوئی ہماری تعریف کرے۔ تو نے انہی میں اپنا کمال دکھایا ہے جو تیرے ہر ایک فعل سے خواہ وہ کتنا ہی مختصر ہو۔ ظاہر ہے۔ اور تیرے کلام سے خواہ ایک جزو ہو یا ایک سورت ہی ہو۔ بالکل صریح طور عیاں ہے۔ تو نے اپنی ہر ایک صنعت کے سمجھانے کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو ہم ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ یعنی معروف سے مجہول کی طرف اور فعل حاضر سے ماقبل و مابعد کی طرف بدیہیات سے نظریات کی طرف۔ اے بار خدایا تیرا شکر کس طرح ادا کیا جائے کہ تو نے کوئی امر مالا یطاق ہم پر نہیں رکھا۔ اگر ایک کا وعدہ کیا ہے تو دوسرے کو جو بالکل اس کی مثل ہے۔ پہلے خود روبرو کر دکھایا ہے۔

درود و سلام برحضرت نبی کریم و بزرگان دین

اور بیشمار درود و سلام اس نبی برحق خیر المرسلین و خاتم النبیین و فخر الاولین والآخرین پر ہو۔ کہ جسکا وجود باریتعالے کی قدرت اور حکمت کا کامل نمونہ ہے۔ اور جس کی تمام صفات اس کے سچے رسول ہونے پر دال ہیں۔ جب تک کوئی امی امیوں میں رہ کر علم و حکمت میں علماء سے بڑھ نہ جائے۔ تب تک ان کا امی ہونا اس مخلوق الٰہی پر جسکا نام انسان ہے۔ حجت قاطعہ و برہان ساطعہ رہیگا۔ اور اس کے ساتھ اس کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل و انصار پر ہو۔ کہ جنہوں نے فطرت انسانی کا خوب [illegible] کیا۔ اور عقل و فکر اور احتیاط و حرکات اور شجاعت اور [illegible] بنا دیا۔ پہلے کلام کو اچھی طرح سنایا۔ [illegible] کے مطابق پاکر سمعنا و اطعنا [illegible] کہا۔ پھر اس کے بعد آنے والے خلفا اور صلحا پر ہو۔ خواہ وہ بعض امور میں مامور تھے یا غیر مامور جنہوں نے نبی علیہ السلام والصلوٰۃ کے وجود کو اپنے وجود سے زندہ رکھا۔ اور حفاظ قرآن مجید میں سے ان پر جو عمل صالح اور دل راغب رکھتے تھے۔ اور جن کے وجود قرآن مجید کا ہر لفظ بالکل ٹھیک۔ اصلی نازل شدہ کلام کا ہی فوٹو رہا ہے۔ اور اسطرح عبارت کے محفوظ ہو جانے سے تحریف لفظی قطعاً بند اور تحریف معنوی قابل اصلاح حالت کے اندر رہی ہے۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ وعلی النبیین والصالحین الصادقین اجمعین

مبحث اصلی

حاضرین مجلس میرا مضمون جو ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا جائیگا۔ یہ ہے۔ کہ خداوند تعالے ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور وہی ہر ایک چیز کا منتظم ہے۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔

واللّٰہ خالق کل شیء وھو علی کل شیء قدیر

واللّٰہ خالق کل شیء وھو علی کل شیء وکیل

اسی طرح کی اور بہت سی آیات سے یہ بیان بالکل صریح اور صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کا دعوے کہ اللہ تعالے سب چیز کا خالق ہے۔ اور وہی سب چیزوں کا منتظم ہے۔ منتظم ہونے کے بارے میں اسوقت کوئی بحث نہیں ہے بحث صرف اس امر میں ہے۔ کہ جب مادہ پیدا کیا گیا تھا۔ اسوقت دنیا میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ کہ بدیہی طور پر اس کو دیکھ لیتا۔ اور باقاعدہ ریکارڈ رکھکر ہم تک اس کی مسلسل خبر پہنچاتا جیسے کہ ہم سے پہلے کے واقعات کا ہمیں یقین کرنا پڑتا ہے۔ ہم انسانوں کی اس وقت کی غیر موجودگی نے ایک حالت شکی پیدا کر دی ہے۔ کہ آیا وہ مادہ پہلے سے موجود ہے یا کسی خاص وقت میں اس کا عدم سے ظہور ہوا ہے۔ دوسرا شک اس بات نے پیدا کر دیا ہے۔ کہ آدمیوں نے فرداً فرداً اور اجتماعی حالت میں بھی تمام مبلغ علم خرچ کرکے اور مجموعی طاقت اور ترکیبوں سے سارا زور لگا کر ایک وقت تک دیکھ لیا ہے کہ مادہ فنا نہیں ہو سکتا۔ اس پر اب ان کو خیال پیدا ہوا۔ کہ مادہ چونکہ فانی نہیں ہے۔ اس لئے وہ دوسری طرف سے ازلی بھی ہونا چاہیئے۔ غرضیکہ شک کرنے والوں کی وجہ خواہ وہ کسی طریق و عقائد کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ یہی ہے۔ اور انہیں دو امور کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

مخلوق کی دو قسمیں

اب باری تعالیٰ نے اس دعوے کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ اول تو اس امر کی طرف دلائی ہے کہ باریتعالیٰ کی مخلوق دو قسم کی ہے۔ قسم اول عدم سے وجود میں آنا۔ بیجان مادہ کا پیدا کرنا یعنی اول ترین خواص حیات کا پیدا کرنا جن کے مجموعہ کا نام مادہ ہے۔ یہ رنگ انسان کی پیدائش سے پہلے ہو چکا ہے۔ اور تاقیامت رہنے والا ہے۔ آپ اس کو عناصر کا پیدا کرنا سمجھ لیں یعنی ہر ایک چیز مختلف قابلیتوں کے ساتھ اور خاص خاص حالات و خاص قانون کے ماتحت پیدا ہوئی ہے۔

دوسری قسم مخلوق کی وہ ہے۔ جسے زندہ مخلوق کہا جاتا ہے۔ یہ قسم ہر روز ہمارے مشاہدہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور ہمارے سامنے فنا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کے موجود ہونے اور فنا ہونے سے یقیناً یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس مخلوق کا ایک آغاز و ایک انجام ہے ہمارے بالمقابل آریہ دوست بھی بفضلہ تعالیٰ اس امر کو مانتے ہیں۔ کہ سرسوں کا درخت خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ اور شہد کی مکھی بھی وہی بناتا ہے۔ بنانے سے میرا مطلب صرف بے جان مادہ یعنی آکسیجن ہائیڈروجن۔ کاربن۔ نائیٹروجن۔ گندھک۔ چونا۔ پوٹاشیم۔ سوڈیم کوڈین۔ سیلیکان۔ فولادن وغیرہ کے ذروں کی وہ ترکیب و ترتیب ہے۔ جس سے جانوروں و درختوں کا وجود اپنی یہ مقررہ شکل اختیار کرتا ہے۔

بے جان ذروں کی ترتیب

اللہ تعالے نے سمجھایا ہے کہ دیکھو تم کہتے ہو کہ عدم سے وجود میں لانا اس لئے محال ہے کہ ہم سب انسان اپنی تمام طاقت علمی و عملی کے ساتھ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ دیکھو کہ علم حاصل کرنے کا یہی واحد ذریعہ انسان کے پاس ہے کہ خود غور و خوض سے تجربہ کرکے دیکھ لے۔ سب علموں کی یہی بنیاد ہے۔ اس لئے عدم سے وجود میں آنا محال ہے۔ مگر دوسری طرف بھی دیکھو کہ بعینہٖ یہی شکل [illegible] طرح تمام انسانی کوششوں سے عدم سے وجود کا پیدا کرنا [illegible] بے جان ذروں کو وہ ترتیب دینی بھی محال ہے جس سے [illegible] یا جانور کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی جو مشکلات بے جان [illegible] جاندار بننے میں حائل ہیں۔ اس سے بڑھکر عدم سے وجود میں [illegible] کچھ متصور نہیں ہیں۔ پھر جب انسان اس بات کا قائل ہو کہ درخت [illegible] جانور کا خالق اللہ ہے۔ تو پھر عدم سے وجود میں لانے میں کونسی [illegible] بات ہے۔ جو اللہ کو اس کا خالق بننے سے روک سکتی ہے۔ [illegible] اس بات کا قائل ہو۔ کہ درخت یا جانور خود بخود پیدا ہوتے ہیں [illegible] غیر چیز ان کی خالق نہیں ہے۔ اس کے سمجھانے کے لئے [illegible] یہ سبب۔ جو دہریوں اور ویدو سماجیوں کے لئے باعث ہدایت [illegible]

قسم دوم کی مخلوق قسم اول پر شاہد ہے

الحاصل یہ کہ اللہ تعالے نے دو بظاہر محال دعووں [illegible] کو بالمقابل رکھ کر اور ان میں سے ایک کی ہر روز اور ہر لحظہ بالبداہت [illegible] ہم انسانوں پر حجت قاطعہ قائم کی ہے۔ کہ دوسری بھی بالکل ویسی ہی [illegible] یعنی اسے بھی وہی ہستی بناتی ہے۔ جو بے جان مادوں میں نئے صفات حیات پیدا کر دیتی ہے۔ یہ دونوں امر انسانوں کی مجموعی طاقت اور علم سے یکساں باہر ہیں۔ جب ایک پر یقین ہو۔ تو دوسری با ہمی کی شکل [illegible] انکار کرنے کے کیا معنی۔ اسی کا نام ظلم ہے۔ یہ حجت اس وقت تک کام کرتی رہے گی۔ جب تک کوئی ایک آدھ انسان اپنے علم و طاقت کے زور سے خلق حیات میں سے سب سے ادنے یا ابتدائی درجہ حاصل کر لیں گے۔ یعنی کوئی کیڑا یا چھوٹا سا پودا جس کو اسل وسلف [illegible] ہی بنا لیں گے۔ یا پروٹوزا جیسی ابتدائی چیز بنانے پر قادر ہو جائیں [illegible] اس وقت وہ کہہ سکیں گے۔ کہ وہ خدا کی دو چیلنج شدہ صفات میں سے ہم نے ایک کو بنا لیا مگر دوسری نہیں بنی۔ اس لئے مخلوق حیات [illegible] ایک وقت سے شروع ہوتی ہے۔ اور پھر فنا ہو جاتی ہے۔ مگر [illegible] نہ تو بن سکتا ہے نہ بگڑ سکتا ہے۔ اس لئے ان ہر دو کی مثال ٹھیک [illegible] نہیں بیٹھ سکتی۔ جس وقت آپ یہ کر سکیں۔ اسی وقت مجھے [illegible] اس دلیل کی صحت پر خوب زور لگا کر غور کریں۔

خدا اور انسان کی پیدائش میں فرق

مسلمانوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ مادہ کو وجود عدم سے سوائے خدائے واحد کے کوئی اور بھی دے سکتا ہے۔ اسی طرح ان کا یہ بھی [illegible] نہیں ہے کہ کوئی بے جان مادہ کو صفات حیات عنایت کر سکے [illegible] بلکہ صاف اور ٹھیک طور پر یہ مذہب ہے۔ کہ اللہ تعالے ہی خالق [illegible] ہے۔ عدم سے وجود میں لانے کا اور وجود بے جان کو صفات حیات عطا کرنے کا۔ باقی تمام انسان انفرادی یا اجتماعی طور پر ان صفات [illegible] ہرگز ہرگز ذرہ برابر بھی ریس نہیں کر سکتے۔ یہ صفت خالق تعالیٰ ہی کی [illegible] میں پائی جاتی ہے۔ جس میں وہ اکیلا فرد واحد ہے۔ جس طرح ایک نوع کے کاموں کا قیاس دوسری مختلف نوع پر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسان کے فعل کا قیاس خالق کے فعل پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے علم کا [illegible] ہے کہ اس کے کاموں کا جو نسبتاً بدیہی ہوں۔ فرداً فرداً اور [illegible] شکلوں میں غور سے مطالعہ کیا جائے پھر اس اصول کو جب ان [illegible] افعال میں یکساں کام کرتا ہوا نظر آئے۔ اصول استقراء کے بموجب [illegible] کہا جائے۔ جس طرح دیگر علوم میں ہر ایک دریافت کے لئے [illegible] ہیں۔ عوام صرف ان کے طفیل علم حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح علم دین (Religion) کے بھی خاص خاص قابلیتوں کے اشخاص ہوتے ہیں۔ باقی صرف عقلاً ان کی تصدیق کرتے ہیں [illegible] اصطلاح مذہب اسلام میں نبی رسول و محدث کہا جاتا ہے۔ صلوات اللّٰہ علیہم اجمعین۔

اس مغالطہ کا بیان جو آپ کو صفات باری تعالیٰ کے بارے میں [illegible] ہے جس سے آپ اس کے خالق کل شیٔ ہونے سے منکر ہوئے یعنی آپ اور آپ کے بعض دیگر ہم خیال باریتعالیٰ کو صرف شخصی فضیلت دیتے ہیں۔ اور اسے نادانستہ نوع انسان کا ایک ممتاز ممبر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی نوع ہی الگ ہے۔ اور وہ مخلوق کے بالمقابل ہے۔ اور اس میں اور مخلوق میں مابہ الامتیاز قائم ہے۔ جو ہر دو کو بالکل الگ الگ کرتا ہے اور کسی قسم کا تشابہ واقع نہیں ہوتا۔

آیات قرآنی سے استدلال

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ آپ ان آیات کی سچائی قوانین حکمت و [illegible]

پولیٹیکل سادھو

(۱)

از ٹھاکر محمد اسمٰعیل خانصاحب نظامی احمدی مزنگ لاہور

سادھو یا درویش اپنے بھگوے کپڑوں میں مرنجاں مرنج پالیسی پر عمل کرنیوالا گروہ ہے۔ (ہندو) سادھو یا (مسلمان) درویش دین و مذہب کی قید سے آزاد۔ خیالات میں حد درجہ بیباک۔ خواہشات نفسانی سے پاک ضروریات حیوانی سے بے پروا۔ وہ آبادی سے دور دنیاوی جھگڑوں سے نفور وہ عرفان وگیان کا باغ عالم کے پتے پتے سے پتہ لگاتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کو بلا تمیز مذہب و ملت پریم کی داستان اور محبت کی کتھا سناتا ہے۔ اسلئے عوام بھی اسکا احترام کرتے ہیں۔

جبتک ایسا سادھو خدا کی خوشنودی و رضاجوئی اور مخلوق خدا کی سیوا اور اس کی بھلائی و بہتری کو اپنی زندگی کی متاع بہترین تصور کرتا ہے۔ بیشک وہ قابل احترام ہے۔ مگر جب یہی شخص سادھوؤں کا لباس اختیار کرکے دنیاوی خواہشات اور پولیٹیکل چالبازیوں کی قربان گاہ پر حق و صداقت اور دین و ایمان کی بھینٹ چڑھا دے تو وہ ناپاک ہستی ضرور قابل صد نفرین و لعنت ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا میں بڑے بڑے مکار پولیٹیکل عیار اور سیاسی چالباز ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنی خون چکا منصوبہ بازیوں اور فتنہ پردازیوں سے قوموں کو قوموں سے ٹکرا دیا اور ملکوں کے ملک برباد کر ڈالے۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بندگان خدا کا خون ان کی چالبازیوں کی وجہ سے پانی کیطرح بہ گیا۔

اسی قسم کا ایک گروہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو سادھو کے لباس میں فتنہ پردازی پر کمر باندھے رکھتا ہے۔ یہ جماعت جسے ہم پولیٹیکل سادھو کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی قماش کا ایک گروہ ہے۔ جس کے تفصیلی حالات اور اسکا زبردست اشاعتی کام اور اس کی باقاعدہ وجود کا تذکرہ کرنیسے ہم قاصر ہیں۔ مگر مختصراً یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ حق و راستی کا دشمن گروہ ایک نابینا برہمن کے بغض و عناد کا نتیجہ ہے۔ جس نے ہندو مذہب اور اس کے مذہبی لٹریچر کو برباد کرنے کے لئے بنارس میں بیٹھ کر ایک جماعت تیار کی اور عرصہ تک زیر مشق رکھنے کے بعد بمشکل تمام ایک مہاشہ کو اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے تیار کیا۔ اس نے ملک ہند کی باد محبت میں منافرت و مغائرت کی زہریلی ہوا ملا دی جس سے ہندو چیخ اٹھے مسلمانوں اور عیسائیوں نے ترکی بہ ترکی اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جس سے اس کے دماغ کا کیڑا صحیح مقام پر بیٹھ گیا۔ اس نے گورنمنٹ کی طرف رخ کیا۔ اور حکومت نے ذرا آنکھ دکھائی تو اس کی مخالفت کا تھرمامیٹر غائت ڈگری پر جانے سے رک گیا۔

وہ ہندوؤں کو ہندو دیکھنا نہیں چاہتا وہ ہندو مذہب اور اس کے مذہبی لٹریچر کا سخت دشمن ہے۔ اور بقول اخبار عام اگر ہندوؤں نے فوراً ہی اسکا پورا تدارک نہ کیا۔ اور وہ اس فرقہ کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئے۔ تو وہ دن دور نہیں۔ کہ ہندو دھرم ہندوستان سے مٹ جائے۔

ان سادھوؤں کا خیال ہے۔ کہ آریہ ورت میں کسی دوسری قوم کو رہنے کی اجازت نہیں۔ وہ صرف آریوں کا دیش ہے وہ بدیشی اور ملیچھ مسلمانوں کو اس سرزمین سے خارج کرکے بہت جلد پاک و پوتر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سکھوں کا دشمن ہے اسلئے کہ وہ ان کے کام میں ایک زبردست روک ہیں۔ وہ انگریزی نیشن کے خون کا پیاسا ہے۔ اور بقول بعض انگریزی اخبارات اور ان سرکاری اعلانات کے مطابق جو حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری کئے گئے۔ وہ حکومت انگلشیہ کا تختہ الٹ دینا چاہتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کی ملک میں سینکڑوں انجمنیں اور سبھائیں قائم ہیں۔ جہاں سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ اس کام پر پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ فرداً فرداً بھی اور متفقہ طور پر بھی نہایت سرعت مگر بڑی چالاکی سے کام جاری ہے ہندوستان کے مختلف حصوں اور شہروں میں یہ پولیٹیکل سادھو بعیس بدلکر ہر جائز و ناجائز طریق سے اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔

کہیں وہ دیہات یا چھوٹے سے قصبہ میں بنیا بنا ہوا جہاں ہلدی مرچ کی پوڑیہ دیتا ہے۔ وہاں سادہ لوح مسلمانوں کو ایک آدھ زہر کی پوڑیہ بھی دیدیتا ہے۔ کہیں وہ (سادھو) بزاز بنکر گاؤں بہ گاؤں اوڑھنے کا کپڑا دیتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ان کے دین و ایمان کا لباس بھی چاک کرتا ہے۔ کہیں وہ حکیم بنکر خطرہ جان نہیں بلکہ ان کے دین و مذہب کا بھی لاگو ہے۔ اگر آپ چھپرا کے علاقہ یا اضلاع ممالک یوپی آگرہ و اودھ کے دیہات میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کسی گاؤں کے باہر کوایک تالاب کے کنارے یا کسی ایسے مقام پر جو آبادی سے الگ مگر آنے جانے والے کی زد پر ہو کوئی سادھو آسن جمائے بیٹھے ہیں۔ اور لوگ ان کے گرد جمع ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ "اجی یہ تو بڑے دھرماتما ہیں بڑے اچھے آدمی ہیں۔ اگر کوئی آجائے تو حقہ بھر کر بھی خود ہی دیتے ہیں۔ اگر تمہیں قصہ کہانی کا شوق ہو تو وہ بھی بڑی محبت اور پریم سے سناتے ہیں۔ اگر اخبار بینی کا شوق ہو تو وہ بھی لیجئے یہ آریہ پتر کا" آریہ مسافر وغیرہ موجود ہیں۔ آپ کتابیں بھی پڑھنے کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ دیکھو کیسا عمدہ کاغذ اور سندر لکھائی چھپائی ہے۔ (اگرچہ مضمون غلیظ ہی ہے) کسی کے چوٹ لگ گئی ہے دیکھئے شنکر آیوڈین بھی خود ہی لگا رہے ہیں۔ ماشاءاللہ آپ ڈاکٹر بھی ہیں۔ "بیدک کیور" سر درد کی ٹکیہ بھی عنایت کر رہے ہیں دم جھاڑا بھی کرتے ہیں۔ غرض سادھو کیا ہے بھان متی کا تھیلا ہے۔ ہاتھ ڈالا اور جو جی چاہا نکال مارا۔ لوگوں پر خوب توجہ کے ڈورے ڈال رہے ہیں۔ آپ ہندوؤں کیطرف توجہ ذرا کم دیتے ہیں مسلمانوں کی خاطر ذرا زیادہ منظور ہے۔ (مسلمانو! سمجھتے ہو کیا مطلب ہے؟)

ایک غریب مسلمان سے کیسی میٹھی میٹھی باتیں شروع کی ہیں۔ خوب دکھ درد کی کہانی چھیڑی ہے۔ اللہ رے محبت! کسقدر ہمدردی ہے۔ کچھ نقدی بھی عنایت کر رہے ہیں۔ اور سنئے کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ "بھئی فکر نہ کرو۔ دل کھولکر خرچ کرو بیٹی بیٹا روز روز نہیں بیاہے جاتے خوب دھڑلے سے خرچ کرو تاکہ برادری میں ناک رہ جائے۔ روپیوں کا فکر تو تم ذرا نہ کرو اسکا توبند و بست ہم کر دینگے۔ شہر میں ہمارے متر لالہ جیتانند بہت بڑے مہاجن ہیں (جنکا حساب اولگوں کے چکر کی طرح ہمیشہ چلتا رہیگا تاوقتیکہ قرضدار کا سب کچھ قرق ہو کر لنگوٹی نہ بندھ جائے) اُنسے جسقدر رقم چاہو گے لے دونگا۔

اس سادھو کی مہربانی سے گاؤں کے پانچ نمبرداروں کی زمین قرق ہو کر ہندوؤں کے قبضے میں جا چکی ہے۔ اور آپ کی بدولت کچھ اور غریب مسلمان قرض لیکر ہندو مہاجنوں کے قبضے میں پھنس چکے ہیں۔ غرض آپ اس سبز بیل کی طرح ہیں۔ جو بظاہر اپنی سبزی سے نخل شاخ کو خوشنما بنا رہی ہے۔ مگر بباطن اسکو خشک کرکے نیست و نابود کر رہی ہے۔ اور غریب سادہ لوح مسلمان آپ کی بدولت بربادی و ہلاکت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔

یہ تو حق و راستی کے دشمن کی پلٹن کے ایک ادنٰے سپاہی اور معمولی پولیٹیکل سادھو کا نمونہ ہے۔ مگر ان فریب کار سپاہیوں کے گورو کا ہم کسی دوسرے موقع پر مختصر ذکر سنائیں گے۔

یہ تبلیغ مذہب ہے یا عیارانہ چالیں؟

آج حلقہ ارتداد سے اشدھی کی غلغلہ انداز صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور نامہ نگاروں کی افتراپردازیاں اور غلط بیانیاں اخبار بین اشخاص کو صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں مانع ہیں، لیکن اس امر سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس وقت آریہ سماج کی طرف سے جارحانہ کارروائیاں اسلام کو (نعوذباللہ) حرف غلط کی طرح مٹانے کے لئے عمل میں لائی جا رہی ہیں، اور کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ دائرہ ارتداد تمام ہندوستان میں وسیع کیا جائے

تبلیغ مذہب کا ہر قوم کو حق حاصل ہے، لیکن کس طرح کیا وہ طریق کار جو آریہ سماجیوں نے اختیار کیا ہوا ہے مناسب ہے؟ کلیشگرج تمام ہندو اخبارات کی باچھیں کھلی جا رہی ہیں کہ ویدک دھرم نے اسلام پر فتح و نصرت حاصل کی ہے۔ آریہ سماجی الگ اینڈا اور برا رہے ہیں لیکن کبھی کسی نے اس حقیقت نفس الامری پر غور کیا کہ حلقہ ارتداد میں نومسلم راجپوتوں کو مرتد کرنے میں کیا کیا عیارانہ حکمت عملیوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ آریہ سماج نے بھی اس دروغ باف و فریب دہ طریقہ کار سے کام لینا شروع کر دیا ہے جس سے کبھی یورپین اسقف اور پادر کام لے کر اسلام کو مجموعہ خرافات ظاہر کرتے ہوئے تبلیغ عیسویت میں کوشاں نظر آتے تھے۔ لیکن بالآخر ان کی چالبازیوں کا راز طشت از بام ہو گیا اور آج سارا زمانہ دیکھ رہا ہے۔ کہ یورپ کس طرح دین [illegible] یورپین انجمنیں نہیں بلکہ ارباب علم و اصحاب فہم [illegible] حقانیت سے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔

حلقہ ارتداد آجکل غلط بیانیوں اور افتراپردازیوں کی [illegible] ہے کہیں کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان بقیہ آب دست [illegible] پانی پیتے پلاتے ہیں کہیں یورپ کی روائتی حس کی طرح الزامی [illegible] کہ راجپوت جیسی بہادر قوم نے تو شاہان اسلام کی شمشیروں سے خوفزدہ ہو کر ترک مذہب کر دیا۔ لیکن شدھروں پر توپ و تفنگ کا بھی اثر نہ چلا۔ کہیں کھان پان کا دانہ چھڑکا جا رہا ہے۔ کہیں سنہرے روپہلے سبز باغ دکھلائے جا رہے ہیں کسی جگہ موزنوں کے دلفریب مناظر دکھلائے جا رہے ہیں۔ پیغمبر اسلام صلعم کی ذات بابرکات پر رکیک حملے کئے جاتے ہیں۔ بزرگان دین و شاہان اسلام کو دشنام دہی تو غالباً آریہ سماج کا مذہبی شعار ہو گیا ہے۔ الغرض جیسا موقع و محل دیکھا جاتا ہے یہ مجیان ماتری بھومی اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے، اور پھر ایسی ہمہ افتراپردازی اور دریدہ دہنی امن وامان کے خوش آئند خواب دیکھے جاتے ہیں۔ افسوس ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز مے گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

آج تک ہم نے یہ دو شنا کہ آریہ سماج نے اپنی مذہبی تعلیم کو پیش کرکے لوگوں کو ویدک دھرم میں آنے کی دعوت دی ہو۔ یہ چاند بیبا ہے کہ غلط بیانیوں کا ڈھونگ، پھر ہم آریہ سماجیوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ ان کا طریق کار درست ثابت ہو سکتا ہے؟ اگر آریہ سماج کو شدھی دھرم کا مدعا ہے۔ تو ہم اسے بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اشاعت مذہب میں اسلام کی اس زریں تعلیم سے سبق حاصل کرے۔ جو ساڑھے تیرہ سو برس سے مسلم مبلغین کا طغرائے امتیاز بنی ہوئی ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

محمد عمر ملتانی۔ ایڈیٹر گنج۔ مجمل

رمضان مبارک اور اس کی برکات

از پروفیسر محمد عبداللہ صاحب۔ اسلامیہ کالج۔ لاہور

اگر اسلام کے اصولوں کو لیا جائے۔ جن پر اس کی عالیشان عمارت قائم ہے۔ تو غور کرنے سے صاف معلوم ہوگا۔ کہ مشیت ایزدی نے ان تمام اصولوں کے اندر ایک ہی راز مضمر رکھا ہے۔ اولاً اگر نماز کو لیا جاوے تو اس کی غرض و غایت قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ "ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر" یعنی نماز کا اصل مدعا فحشا اور منکر سے روکنا ہے۔ یا بالفاظ دیگر نماز ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ اب اگر دوسرے اصل پر غور کیا جائے۔ یعنی صوم۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا اصل منشاء انہی الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ یہاں تتقون کا لفظ اصل غرض کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی بدیوں اور برائیوں سے اجتناب۔ اسی طرح باقی دونوں اصولوں کا اصل منشا تقویٰ ہی ہے جیسا کہ زکوۃ اور خیرات کے متعلق فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ یعنی قربانی یا زکوۃ سے اللہ تعالیٰ کو کوئی گوشت پوست یا روپیہ پیسہ نہیں پہنچتا بلکہ اصل چیز فاعل کا تقویٰ و عبادت ہے۔ اسی طرح حج کے متعلق مذکور ہے۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی بے شک زاد راہ ضروری اور لازمی چیز ہے مگر اصل چیز تقویٰ ہے۔ اگر اس اصولی تعلیم کے علاوہ بھی قرآن کریم پر غور کیا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل چیز تقویٰ اور پرہیزگاری ہے چنانچہ شروع میں ہی مذکور ہے۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ پھر ظاہری لباس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لباس التقوی ذلک خیر۔

پھر اسی طرح انسان کی پیدائش اور اس کے مختلف قبائل میں تقسیم کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لتعارفوا ان اکرمکم

عند اللہ اتقٰکم ؕ یعنی انسان حقوق کی نگہداشت کرے اور ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے بچ جائے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ظاہری منشا ظاہری عبادت اور قربانی نہیں۔ بلکہ باطنی صفائی اور روحانی ترقی مقصود ہے۔ جو کہ ان طریقوں پر چل کر حاصل ہو سکتی ہے۔ صرف مختلف ذرایع ہیں۔ جن پر قدم زن ہو کر انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

میں اس وقت عام مسلمانوں کی توجہ کو بالعموم اور اپنے احمدی بھائیوں کی توجہ کو بالخصوص اس مبارک اور پاک مہینے کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں جو کہ آجکل شروع ہے۔ یہ مہینہ ہماری روحانی ترقیات کے لئے ایک بڑے محرکہ کا کام دیتا ہے۔ اولاً جبکہ ہم محض خالصاً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے احکام کے ماتحت حلال اور جائز چیزوں کا استعمال بھی ایک خاص وقت کیلئے ترک کر دیتے ہیں۔ تو کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ کہ ہم حرام ناجائز اور ممنوع چیزوں سے کنارہ کش ہو کر ان کے بیج کو بیخ و بن سے اڑا دیں۔ اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ اور ہمیں ان سے صد درجہ نفرت ہو۔ پھر دوسرے ہمیں ان اپنے غریب۔ مفلس اور نادار بھائی بہنوں کی حالت کا خوب پتہ لگتا ہے۔ جن کو کئی روز نانِ جویں کو ترستے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ انسان فطرتاً ایسا پیدا ہوا ہے۔ کہ جب تک وہ خود کسی تکلیف کا متحمل نہیں ہوتا۔ تب تک دوسرے کی تکلیف کو بھی محسوس نہیں کر سکتا۔ پس اس ذریعہ سے ایک صائم (روزہ دار) خواہ وہ امیر ہے یا غریب ایک مفلس اور بیکس بھائی کی اس حالت کا خوب اندازہ لگا سکتا ہے۔ جس میں اس کے کئی کئی روز گذر جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے اس کے دل کے اندر رحم۔ سخاوت حلم جیسے عظیم الشان اخلاقِ خداوندی پیدا ہو کر نشوونما پاتے ہیں۔ ایک امیر اور ایک غریب دونوں روزہ رکھ کر اور یکساں تکلیف میں مبتلا ہو کر انسانی مساوات کا عظیم الشان عملی نمونہ خلقِ خدا کو پیش کرتے ہیں۔ جو کہ اسلام کا عظیم الشان خاصہ ہے۔ پھر چوتھے بھوک اور پیاس کو روکنے سے انسان کو جو جو روحانی ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہوں نے تجربتہً اس کو آزمایا ہو۔

خدا اور مخلوقِ خدا سے محبت ہمت و استقلال۔ فروتنی و انکساری جیسے اخلاق کا پیدا ہونا اس پاک مہینے کا خاصہ ہے۔ پس اگر ایک طرف انسان روزوں کے ذریعہ سے چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی بدیوں سے بچکر ان کے لئے اپنے اندر ایک نفرت اور عداوت کا درجہ پیدا کر لیتا ہے۔ تو دوسری طرف اس ماہ کی برکات اس کے اندر اعلےٰ سے اعلےٰ اخلاقِ حمیدہ اور اوصاف ستودہ کا ایک بہا خزانہ پیدا کر کے اس کے حقیقی نشوونما کا موجب ہوتی ہیں۔

(باقی دارد)

تازہ خبریں

ہندوستان

فسادات امرتسر

سرکاری تحقیقات

۲۰۔ اپریل۔ پولیس کی تحقیقات جاری ہے۔ متعدد مجروحین کے بیان ہو چکے ہیں۔

تازہ واقعات

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۱۹۔ اپریل کو ۱۱ بجے قبل دوپہر کوچہ دیوی والا متصل دیوی دوارہ (کٹڑہ گربھا سنگھ) میں ایک گجر غلام محمد نامی کو ۲۵-۲۶ ہندوؤں نے مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے تین اشخاص ایک ہندو۔ ایک مسلمان اور ایک سکھ کا کمیشن مجلس مصالحت نے مقرر کیا ہے۔

اسی تاریخ کو شام کے ۶ بجے چوسٹی اٹاری بازار جعبداریں ایک داڑھی والے مسلمان کو بھی زدوکوب کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ملک شمس الدین میں والا کے مکان واقعہ بازار سوری گنج میں ۱۸ کی شام کو اینٹیں پڑیں۔

ایک اور واقعہ کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ اطلاع دہندہ کا نام و پتہ درج نہیں ہے۔ اس لئے اشاعت نہیں ہو سکتی۔

یہ چھیڑ چھاڑ افسوسناک ہے۔ اور اس کا جلد سدباب ہونا چاہیئے۔

ہندوؤں کی حفاظت کیلئے اکالی

بعض ہندو اصحاب اپنی حفاظت کیلئے اکالیوں کو ملازم رکھ رہے ہیں۔ اس کے متعلق شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ جو لوگ اکالیوں کو ملازم رکھتے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داری پر ایسا کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ بعض ایسے اکالی بھی ہیں۔ جو کسی نہ کسی جرم کی وجہ سے خارج کئے جا چکے ہیں اور اگر ہندوؤں کی ملازمت میں ان سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہو تو گوردوارہ پربندھک کمیٹی اس کی ذمہ دار نہ ہوگی۔ (وکیل)

اضافہ محصول نمک کے خلاف چیخ و پکار

مدراس ۲۰۔ اپریل۔ کل شام کو مسٹر ٹی۔ ڈی شیشاگری آئر نے جو مجلس وضع قوانین ہند کی اس جماعت کے لیڈر ہیں۔ جو "جمہوریت پسند جماعت" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک بے قاعدہ جلسہ طلب کیا۔ جس میں باتفاق آراء یہ قرارداد منظور کی گئی۔ مدراس کی مختلف جماعتوں کو دعوت دی جائے کہ وہ سب مشترکہ (متحدہ) طور پر ایک جلسۂ عام میں مجتمع ہو کر اضافہ محصول نمک اور وائسرائے کے خاص اختیارات کے استعمال کرنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک کمیٹی بھی مقرر و مامور کر دی گئی جلسہ میں تقریباً پچاس آدمی شریک تھے۔ شرکائے جلسہ میں مسٹر ٹی۔ ڈی شیشاگری آئر۔ ڈاکٹر انی بیسنٹ۔ رائے بہادر رنگاچاریر۔ ایس سیتا مورتی۔ دی۔ راماس۔ عبدالحکیم۔ راؤ بہادر جی تھے نرائن اسوامی چیٹی صدر جلسہ تھے۔

جناب حکیم اجمل خاں اور جناب ڈاکٹر انصاری کے خیالات

دہلی ۲۰۔ اپریل۔ جناب حکیم اجمل خاں اور جناب ڈاکٹر انصاری امرتسر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ انہوں نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان فرمایا۔ کہ صورت حالات کی نزاکت اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں برادرانہ تعلقات و روابط کے قیام و دوام اور باہمی اختلاف و انشقاق کے انسداد و ارتفاع کے لئے متحدہ و مشترکہ مساعی سے کام لیا جائے۔

شدھی کی تحریک کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ لوگوں کو تبدیل مذہب پر آمادہ کرنے کی کوشش اور جنگجو مبلغین کی سرگرمیاں ویسے ہی سنگین اور سخت نتائج کا موجب ہوں گی۔ جن کا ظہور حال میں امرتسر کا واقعہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب تک تبدیلی مذہب اور شدھی کا کام خالص مذہبی طریقوں پر چلتا رہے گا۔ اس وقت تک تو یہ تحریک پرامن رہے گی۔ لیکن جب اس کی غرض خالص مذہبی مقاصد سے ہٹکر اس نقطۂ خیال پر آجائے گی۔ کہ ایک جماعت کو اپنے اندر جذب کر کے اپنا سیاسی تفوق قائم کیا جائے تو اس سے برے نتائج رونما ہونے کا اندیشہ ہے۔

اضافہ محصول نمک کے متعلق دونوں بزرگان قوم نے فرمایا کہ حکومت نے اس محصول کی منظوری سے ملک کو پیام جنگ دیا ہے کہ وہ ٹیکس ادا نہ کرنے کی کارروائیاں معرض عمل میں لائے۔ انہوں نے اعتدال پسندوں پر زور دیا کہ وہ کونسلوں کی رکنیت سے استعفٰے دے دیں۔

اگر انہوں نے اپنی موجودہ روش قائم رکھی تو انتخابات عام میں انہیں پوری کامیابی نہ ہو گی۔ اور وہ بڑی تعداد میں مجالس وضع قوانین میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

سن کے کارخانوں میں ہڑتالیں

کلکتہ ۱۹۔ اپریل۔ گوری پور اور نایا میں جو سن کے کارخانے ہیں ان کے ساڑھے سولہ ہزار مزدوروں نے کام چھوڑ دیا تھا۔ اب اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کنکارا ضلع علی پور کے کارخانے کے ساڑھے تین ہزار مزدوروں نے بھی ہڑتال کر دی ہے۔

کارخانوں کے مالکوں اور مزدوروں کے مابین کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے تمام مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ ابھی تک کسی ہنگامہ و فساد کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

پولیس کارخانوں کی حفاظت و نگرانی کر رہی ہے۔

"تیج" کی مسلم نوازی

دہلی ۱۹۔ اپریل۔ جریدۂ "تیج" نے جو ایک جدید الاشاعت اردو قوم پرست روزنامہ ہے۔ اور جو آل انڈیا ہندو شدھی سبھا کا آرگن ہے۔ اپنی ایک اشاعت میں یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ کسی غیر معلوم شخص نے شیو کے مندر کے تقریباً دس بت توڑ ڈالے۔ یہ مندر اجمیری دروازہ کے قریب ہے۔

جریدۂ مذکور کو اطلاع ملی ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ حرکت سے تقریباً پندرہ روز پہلے کی گئی تھی۔ لیکن اس کا پتہ اب لگا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مندر کی ایک دیوار کے متعلق ہندو مسلمانوں میں کچھ جھگڑا چلا آتا تھا۔ اس کا مقدمہ عدالت میں گیا۔ جس نے ہندوؤں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

جریدۂ مذکور لکھتا ہے۔ عام خیال یہی ہے کہ ہندوؤں کے جذبات کو ٹھیس لگانے کے لئے مسلمانوں نے یہ کام کیا ہے۔

سیلاب کے متعلق غیر سرکاری تحقیقات

کلکتہ ۱۹۔ اپریل۔ پچھلے دنوں راجشاہی اور شمالی بنگال کے دیگر اضلاع میں جو مصیبت خیز اور ہولناک سیلاب آیا تھا۔ اس کے وجوہ و اسباب کی تحقیقات کے لئے ایک غیر سرکاری کمیٹی مرتب کی گئی تھی اس نے مکمل تحقیقات کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ ریل کے پلوں اور پانی کے گذرنے کے راستوں کا نہ ہونا اس سیلاب مصیبت کا سبب ہے۔ اگر پانی کے گذرنے کا راستہ ہوتا تو یہ قیامت برپا نہ ہوتی۔

سکھوں کی گراں قدر امداد و اعانت

شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی اس گراں قدر امداد و اعانت اور غیر معمولی طریق عمل کیلئے سکھوں کی خدمات کا شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتی ہے جس کا ثبوت انہوں نے امرتسر میں گذشتہ فسادات کے موقعہ پر دیا تھا اس وقت سکھوں کے دوش پر بڑی ذمہ داری آپڑی تھی۔ ان میں سے بہت سے لوگوں پر حملہ کیا گیا۔ انہیں مجروح کیا گیا۔ ان کی کچھ دکانیں بھی لٹ گئیں اور اس قسم کی متواتر جھوٹی افواہیں پھیلائی گئیں۔ جن میں سے ان کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو لیکن انہوں نے ہر طرح اپنے نفس کو قابو میں رکھا۔ اور ہر موقعہ پر نہایت صبر و تحمل سے کام لیا۔

بیساکھی کا دن تھا۔ صدہا زائرین دربار صاحب کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے جنہیں وقت کی نزاکت اور صورت حالات کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر فوراً قیام امن و امان کے لئے اپنے آپ کو مستعد و آمادہ کرنا پڑا۔ اور وہ کمیٹی کے اشارے پر لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور رقبہ فساد میں امن بحال کرنے کے لئے پھیل گئے۔ اور انہوں نے یہ فرض نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیئے۔ اور ایک سچے سکھ کی طرح وہ ہر شخص کی جان و مال کے نگراں رہے۔

غیر ممالک

لینن تندرست ہو رہا ہے

لندن ۱۹۔ اپریل۔ ماسکو میں بولشویکوں کی کانگرس کا آغاز ہو گیا ہے موسیو زینوویف نے اعلان کیا کہ سوویٹ کی خارجہ حکمت عملی صرف یہ ہے کہ ممالک ایشیا اور دول متحدہ کے مقبوضات کی معاونت میں سرگرم عمل رہے۔ آپ نے کہا کہ جنگ کا امکان ضرور ہے لیکن روس حتی الامکان امن و مصالحت سے رہنا چاہتا ہے۔

کیمناف نے بیان کیا کہ موسیو لینن کی حالت اطلاع نہیں۔ خطرہ کا وقت گذر چکا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ بہت جلد پھر کمل طور پر تندرست ہو کر قوم کی رہنمائی کر سکیں گے۔

روس میں عیسائیت کا خاتمہ

لندن ۱۸۔ اپریل۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا لکھتا ہے۔ کہ بولشویک بہت بری طرح اسقف ٹیخون کے پیچھے پڑے ہیں۔ تمام پادریوں کے نام حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ وہ مقامی جلسے منعقد کریں۔ اور ٹیخون کی تذلیل اور اس سے مقاطعہ کرنے کا مطالبہ کریں۔ کیونکہ وہ ان سوویٹ حکومتوں کا دشمن ہے۔ جو خدا کے فضل سے قائم ہوئی ہیں۔ جو لوگ پادری ٹیخون کی مخالفت اور حکومت کی تائید نہ کریں گے۔ موقوف کر دیئے جائیں گے۔

"ڈیلی میل" کا نامہ نگار "وارسا" لکھتا ہے کہ ٹیخون ضرور قتل کر دیا جائے گا۔ سرکاری وکیل نے ایک انتباہی اعلان جاری کیا ہے۔ کہ اگر کسی دوسرے ملک نے ان معاملات میں دخل دیا۔ یا معافی کی التجا کی تو حکومت سوویٹ ناراض ہو گی۔ کیونکہ سوویٹ نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے کہ روس میں عیسائیت کا نام و نشان تک باقی نہ رہنے دے۔ اگر اس میں کوئی دخل دے گا۔ تو ہم یہ سمجھیں گے کہ وہ سوویٹ کے کاروبار حکومت میں دست اندازی کر رہا ہے۔ (انگلش مین)

انگورہ میں جنگی تیاریاں

ایک فرانسیسی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ مشرقی حالت کو دیکھتے ہوئے ابھی کوئی قابل اطمینان رائے قائم نہیں کی جا سکتی بجز کہ

سے خوب پرکھ لیں۔ یہ آپ کے بہت کام کی چیزیں ہیں۔

(۱) افمن یخلق کمن لا یخلق (کیا وہ جو خلق حیات کرے۔ اس کے برابر ہوسکتا ہے جو کچھ بھی نہیں کرسکتا)

(۲) یا ایہا الناس ضرب مثلاً فاستمعوا لہ۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ٥

(۳) فلا تضربوا للہ الامثال واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ٥

(۴) ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیٔ ومن رزقناہ منا رزقاً حسناً فہو ینفق منہ سراً وجہراً ہل یستوون۔ الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون ٥

(۵) وضرب اللہ مثلاً رجلین احدہما ابکم لا یقدر علیٰ شیٔ وہو کل علیٰ مولاہ اینما یوجہہ لا یأت بخیر ہل یستوی ہو ومن یأمر بالعدل وہو علیٰ صراط مستقیم ٥

ایک نوع کا تجربہ دوسرے نوع پر دلیل نہیں ہوسکتا

نمبر (۱) میں فرمایا ہے کہ کیا خلق کرنے والا اور نہ خلق کرنے والے کو ایک ذیل میں رکھو گے۔ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔ یعنی زیرک منطقی ایک نوع کے تجربہ کو دوسری مختلف نوع پر ہرگز محمول نہیں کرتے۔ آریہ سماج اور اس کے دیگر ہمنواؤں کو (اگر کوئی ہوں) یہ غلطی لگی ہے۔ کہ وہ انسان کے مجموعی علم کو خدا کے علم کے برابر سمجھتے ہیں۔ یا کم از کم اس سے کوئی نسبتی تعلق سمجھتے ہیں یعنی (quantitative difference) کہتے ہیں۔ مثلاً ہزار گنا۔ کروڑ گنا یا سنکھ گنا یہ اُن کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے۔ کہ ہر دو ایک سے بڑھکر ہوتے ہیں۔ اور غالب رہتے ہیں۔ اور پھر نتیجہ یہ نکالے۔ کہ دو ایک سے ہرگز مغلوب نہیں ہوسکتے۔ گو وہ ایک ہتھیاروں سے آراستہ ہو۔ اور یہ دونوں سوئے ہوئے ہی ہوں۔ بلکہ مرے ہوئے ہی ہوں۔ حالانکہ اب دونوں میں قوت کی قسم کا فرق پڑ گیا ہے۔ ان کو چاہیئے تھا۔ کہ باریتعالےٰ کی کسی صفت کا خیال کرتے وقت یہ دیکھ لیں۔ کہ باریتعالےٰ کی اور مخلوق کی نسبت وہی ہے بلحاظ علم و طاقت کے جو زندہ اور مردہ یا بینا و نابینا کی ہے۔ اب بالبداہت واضح ہے کہ جو کام صرف اکیلا زندہ کرسکتا ہے۔ وہ کروڑ در کروڑ مردوں سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور ایک بینا جو علم حاصل کرسکتا ہے۔ وہ بے شمار نابینے اجتماعی حالت میں بھی نہیں کرسکتے۔ آپ خوب غور سے سمجھیں۔ کہ فرق صرف علم و قدرت کا ہے۔ یعنی بینا و نابینا و زندہ و مردہ میں کوئی نسبت علم و قدرت میں نہیں ہے۔ ایک میں سب کچھ ہے۔ دوسرے میں بالکل کچھ بھی نہیں۔ یہ قسم (qualitative) کی category کا فرق ہے۔ اگر quantity کی ذیل ہوتی۔ تو پھر خلق حیات کی نسبت خلق مادہ پر کوئی نہیں تھی۔ پھر اتنا بڑا فرق جو بالکل بدیہی ہو۔ مگر انسانوں کی مجموعی طاقت سے قطعاً یا ہرادہ ہمیشہ سکتے ہیں یا ہر اسی طرح عدم سے خلق وجود ہے۔ جو نظری ہے اس کے خالق ہونے کا وہی مدعی ہے۔ جو بدیہی طور پر خالق حیات ہونے کی وجہ صفت بے نظیری حاصل کرچکا ہے۔ جناب والا تجربہ کرتے وقت خالق غنی اور عاجز کو ایک حیثیت دے رہے ہیں۔ یا کم از کم اسی ذیل میں رکھ رہے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک اور آیت ۳ میں فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور بنی آدم کا مقابلہ اکٹھا نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ علیم مطلق ہے تم جاہل مطلق ہو۔ مگر وہ جو کچھ ظلی طور پر کانوں آنکھوں وغیرہ کے ذریعہ یا بذریعہ خبر کچھ حاصل کرے۔

بقیہ صفحہ اول

تاریخ عام میں ہے۔ کہ اسپین کے بادشاہوں کو اہل عرب کے وجود نے سخت اضطراب میں مبتلا کردیا۔ اور ان کے سامنے ایک نہایت دقیق مسئلہ پیش کردیا۔ اُن کو اپنے وحشیانہ عزم اور اس زمانہ کے مذہبی تعصب کی بنا پر یہ نظر آیا۔ کہ لاکھوں یہودی اور عیسائی ان کے مخالفین کی تعداد کو بڑھا رہے ہیں۔ اس حالت میں مسلمان جن کی نسل نہایت کثرت سے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ لوگ متمول اور کاروباری آدمی ہیں۔ ان کے لئے اور بھی خطرناک

ہیں۔ اس لئے اُن تمام قوموں نے جو تمدن۔ مذہب اور رنگ میں اسپینیوں کے مخالف تھیں۔ ان کو مضطرب بنا دیا۔ انہوں نے اپنے مظالم کی ابتدا یہودیوں سے کی۔ یہانتک کہ قشتالہ کے رئیس اعظم۔ نیکل لوکاس کو جیان کے باشندوں نے ۱۴۷۳ء کو گرجا کی قربان گاہ میں اس الزام کی بنا پر ذبح کردیا۔ کہ وہ یہودیوں کی جانبداری کرتا ہے۔ ۱۳۹۱ء کی قربانیوں کا نتیجہ ہوچکا تھا۔ کہ قشتالہ کے شہروں میں ہزاروں یہودی مجبوراً عیسائی ہوچکے تھے۔ جن میں بعض لوگ عیسائیت پر قائم رہ گئے۔ بعض نے پھر اپنا قدیم مذہب اختیار کرلیا۔ اور بعض نے منافقانہ روش اختیار کرلی۔

۱۴۹۲ء میں یہودیوں کو اختیار دیا گیا کہ یا تو عیسائی مذہب قبول کرلیں۔ یا جلا وطن ہوجائیں۔ ان لوگوں نے دوسری شق اختیار کی۔ لیکن محکمۂ تحقیقات مذہبی نے ان پر یہ مہربانی کرنا بھی پسند نہیں کی۔ اس لئے جب ان کو نظر آیا۔ کہ کرڈنیال کمینس ان کو نہایت ناگوار طریقوں سے یعنی قید۔ سختی۔ اور بچوں کو گرفتار کرکے عیسائی بنانا چاہتا ہے۔ تو ان لوگوں نے بغاوت کردی۔ اور ہتھیار اٹھا لئے۔ اور اس حالت میں ان بادشاہوں نے وہ تمام شرائط توڑ ڈالے۔ جو غرناطہ کی حوالگی کے وقت کئے گئے تھے اس لئے اگر وہ اس وقت جلا وطنی پر عیسائیت کو ترجیح دیتے تب بھی اُن سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔

ریناخ کہتا ہے۔ کہ" اسپین نے مذہب کے نام سے جو مظالم کئے۔ جسقدر آدمیوں کو آگ میں جلادیا۔ قتل کیا۔ اور اُن کو سزائیں دیں۔ اُس نے صرف اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ لوگوں کو اس وہم میں بھی مبتلا کرنا چاہا۔ کہ اسپینی اتحاد یہودیوں اور مسلمانوں کی جلا وطنی کے بغیر قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ اس بنا پر لاکھ آدمیوں نے اپنے ملک کو چھوڑ دیا۔ جن میں کئی ہزار آدمی راستے ہی میں ہلاک ہوگئے اس طرح اسپین نے اپنے بہترین مزدور۔ بہترین تاجر۔ اور بہترین اطبا کو کھو دیا۔ محکمہ تحقیقات مذہبی کی وجہ سے تنہا سپین میں تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل کئے گئے۔ اور ڈیڑھ ملین آدمیوں کو جلا وطن ہونا پڑا۔ اسی وجہ سے ان خوبصورت ممالک کا تمدن برباد ہوگیا۔

سیدیلیو کہتا ہے۔ کہ اسپین سے عربوں کی جلا وطنی اس کے تنزل کا باعث ہوئی۔ مثلاً جب شہر نانت سے کیتھولک مذہب کے مخالفین جلا وطن کئے گئے۔ تو فرانسیسی صنعت کو نقصان پہونچا۔ کرڈینال کمینس نے مسلمانوں کے تمام آثار برباد کردئے۔ اور غرناطہ کے میدانوں میں عربی کی اسی ہزار قلمی کتابیں جلا ڈالیں۔

اشاعت یہودیت

موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا آغاز مصر سے ہوا۔ جہاں اُن کی قوم کو مصریوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ چونکہ یہ قوم ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان سے تھی۔ اور اس کے تمام افراد ایک ہی مصیبت یعنی ذلت آمیز غلامی میں مبتلا تھے۔ اس لئے خود ان کی قوم کے کسی فرد نے اُن کی مخالفت نہیں کی۔ البتہ فرعون نے ملکی خطرات کی بنا پر ان سے مزاحمت کی اور اُن کو اور اُن کی قوم کو اذیتیں پہنچائیں۔ اب خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو لیکر ارض مقدسہ میں نکل جائیں۔ اس ہجرت کا قصہ اپنی جگہ پر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اس موقع پر اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ اجمالاً اسقدر کہنا ضروری ہے۔ کہ بنو اسرائیل کے آباد ہونے کے لئے چونکہ وہاں کوئی سرزمین نہ تھی۔ اور یہ عظیم الشان قوم بغیر جنگ وجدال کے اُس ملک کے باشندوں کی سرزمین میں قدم نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس کے ساتھ جب وہ قوم غلامی کے طوق کو اپنی گردن سے اُتار کر تیہ سے نکلی تھی۔ تو سخت نازک الحال تھی جس کی بنا پر یہ خطرہ تھا۔ کہ اس زمانے کی جنگجو قومیں ان کو تباہ و برباد نہ کردیں اس لئے اس قوم کی حفاظت و اتحاد کے لئے خدا نے اُس پر جہاد فرض کردیا۔ اور وہ ارض مقدسہ میں بزور شمشیر داخل ہوئی۔ اور ایک طویل جنگ کے بعد اس سرزمین پر قبضہ کیا۔ لیکن خود موسیٰ علیہ السلام کی مذہبی دعوت اس قوم کے دائرہ سے آگے نہ بڑھی اور دوسری قوموں میں اُن کی شریعت نہ پھیل سکی۔ بعد کو خود یہود بے شبہہ تمام دنیا میں پھیل گئے۔ لیکن اُن کو اپنی قوم کے سوا کسی دوسری قوم کی طرف توجہ نہ تھی۔ اس لئے اُنہوں نے دوسری قوموں میں اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کی۔ بلکہ وہ اپنی مذہبی تعلیمات کو دوسری قوموں سے مخفی رکھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس بنا پر یہودی مذہب ایک ایسا مذہب تھا جو یہودیوں ہی کے ساتھ مخصوص تھا۔ اور اُس کا مقصد صرف اسقدر تھا کہ یہودیوں کو

مصریوں کی غلامی سے نجات دلائے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کے بدوملہی سکول کے واسطے ایک ایس۔ وی استاد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ پنتیس روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ سالانہ ترقی تین روپے ملے گی۔ اور گریڈ پچاس تک ہوگا۔

درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

انعامی مضمون

ہندوستان میں کس مؤثر طریقہ سے اشاعت اسلام کیجاوے روپیہ بھی بہت سا خرچ نہ ہو۔ اور ایک انتظام کے ماتحت غیر منقطع طریقہ پر اشاعت اسلام بھی ہوسکے۔ مذکورہ عنوان پر سب سے بہتر مضمون لکھنے والے کو اخبار دعوت الاسلام کی طرف سے ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

مضمون نگار اصحاب اپنی اپنی مقامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مضامین تحریر فرماویں۔ روزانہ دعوت الاسلام اس انجمن کا آرگن ہے۔ جسکا یہ مقصد ہے۔ کہ جس طرح صحابہ کرام نے عرب میں کوئی غیر مسلم نہ رہنے دیا۔ اسی طرح ہندوستان میں سب کو مسلمان بنا لیا جاوے

تمام مضامین پتہ ذیل پر آنے چاہئیں

المشتہر

ایڈیٹر اخبار دعوت الاسلام کوچہ پنڈت دہلی

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ معہ عیال و اطفال بخیر و عافیت ۲۸ مارچ اپریل کو ڈلہوزی پہنچ گئے۔ آپ کا پتہ یہ ہے۔ مال ہوس۔ ڈلہوزی

مسجد احمدیہ لاہور میں بعد نماز عشا نماز تراویح ہوتی ہے اور حافظ پسر سید حیدر شاہ صاحب احمدی قرآن کریم سناتے ہیں۔

مولانا مولوی عبدالحق صاحب چند دن سے بعض ضروری کاموں کے لئے علاقہ ارتداد سے واپس آئے ہوئے تھے۔ اب پھر وہاں جانے والے ہیں۔

مولوی محمد امین صاحب۔ ایم۔ اے وکیل چند دن کے لئے علاقہ ارتداد میں کام کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

لدھیانہ کوچہ اقبال گنج سے عبدالرشید صاحب احمدی مطلع فرماتے ہیں۔ کہ ان کی اہلیہ صاحبہ جو ایک عرصہ سے بیمار تھیں ہلال رمضان کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی راہی ملک بقا ہوئیں مرحومہ اپنے پیچھے دو بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) چھوڑ گئی ہے ہمیں اس صدمہ میں اپنے بھائی سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

بعض احباب نے علاقہ ارتداد میں کام کرنے والے مبلغین کی تنخواہوں کا ذمہ لیا ہے۔ جن میں سے ایک شیخ چراغ الدین صاحب وکیل گوردا سپور بھی ہیں۔ انہوں نے ایک مبلغ کی تنخواہ چھ ماہ کے لئے دینی منظور فرمائی ہے ایسا ہی شیخ اسلام الحق اور رفیق احمد صاحب دہلی نے دو مبلغین کی تنخواہوں کا ذمہ لیا ہے۔ لائل پور کے شیخ مولا بخش صاحب سب سے پہلے دو مبلغین کا بوجھ اٹھا چکے ہیں

اللہ تعالےٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب کی فرید آباد کی تقریر جسکا ذکر شیخ غلام محی الدین خانصاحب مغموم کیطرف سے کسی دوسری جگہ آچکا ہے۔ آریوں میں ایک خاص ہلچل پیدا کر دی ہے۔ اور انہوں نے اپنے مناظر راجیندر کو دہلی سے طلب کیا ہے امید ہے کہ تین چار روز تک راجیندر سے مولویصاحب موصوف کا مناظرہ فرید آباد میں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کامیابی عطا فرمائے۔

احمدیہ بستی

تمام احباب کو جنہوں نے احمدیہ بستی میں مکانات بنانے کے لئے اراضی خرید لی ہے۔ بذریعہ تحریر ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ حسب تحریر جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ و ۲۷ مارچ ۱۹۲۳ء جن احباب کی طرف سے قیمت وصول ہو چکی تھی۔ ان کے نام مندرجہ ذیل نمبروں کے قطعات بذریعہ قرعہ اندازی نکلے ہیں۔ ہر ایک صاحب علاوہ قیمت اراضی کے جو دو سو روپے فی کنال کے حساب سے ہے۔ مبلغ ۵۰ روپے دیگر ضروریات کے لئے جیسے تیاری مسجد۔ کنواں۔ مہمانخانہ۔ سڑک وغیرہ بھیجکر اپنے نام کے ٹکڑہ اراضی پر قبضہ لے سکتے ہیں۔ جن اصحاب نے ابتک یہ رقم نہیں دی جلدی بھیجدیں۔ تا ان کے نام کی رجسٹری وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

جیسا کہ پہلے بھی جناب شاہ صاحب موصوف نے اخبار پیغام صلح کے ۲۴ و ۲۷ میں اعلان فرمایا تھا ابھی چند ایک قطعات کی گنجائش ہے جن اصحاب نے درخواستیں بھیجی ہیں اور ابتک روپیہ ادا نہیں کیا یا جن اصحاب کا ارادہ ہے اور ابتک درخواست نہیں بھیج سکے فوراً درخواست بمعہ رقم قیمت اراضی ارسال فرما دیں۔ تا آنکہ ان کے لئے بھی قطعات نامزد کر دیئے جاویں۔

احباب نوٹ کر لیں کہ کل اراضی واقعہ احمدیہ بستی کو تقریباً ایک ایک کنال کے قطعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کمی نالہ و سڑک کی وجہ سے ہے۔ جو بستی کے اندر بنائی گئی ہے۔

قطعات کی تقسیم جو اسوقت تک ہو چکی ہے حسب ذیل ہے

نام خریدار	نمبر قطعہ
حافظ محمد حسن صاحب	۴
اہلیہ بابو محمد الٰہی صاحب	۵ و ۶
شیخ کریم اللہ صاحب	۷
منشی عبداللہ صاحب شملوی	۸ ½ حصہ جنوبی
ماسٹر الہ دین صاحب	۸ ½ شمالی
مولوی عبدالحق صاحب	۹
بابو اکبر علی صاحب شملہ	۱۲
بابو عبدالرحیم صاحب	۱۳ و ۱۴
شیخ الہ دین صاحب شملہ	۲۵
شیخ محمد صادق صاحب	۲۸ و ۳۲
بابو عبدالقادر صاحب	۳۳
ماسٹر فقیر اللہ صاحب	۳۴ و ۳۵
منشی نواب خاں صاحب	۳۶
ڈاکٹر حسن علی صاحب	۴۰
بابو منظور الٰہی صاحب	۳۷ و ۴۳
بابو مقبول الٰہی صاحب	۳۸ و ۴۴
منشی محبوب الٰہی و محمود خاں صاحبان	۲۵
میاں چراغ الدین صاحب	۳۹
مخدوم محمد اشرف صاحب	۴۵ و ۴۶
سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب	۴۷
ڈاکٹر سید جلال صاحب	۴۱
بابو عبدالرحمٰن صاحب شملہ	۴۸
سید ممتاز علی شاہ صاحب	۵۱ و ۵۲
بابو چراغ الدین صاحب	۵۴ ½ حصہ جنوبی
منشی نظیر الحق صاحب	۵۴ ½ شمالی
مولوی عبدالہادی صاحب بنوں	۵۵
ماسٹر یعقوب خاں صاحب	۵۸
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۵۹ و ۶۰
مستری برکت علی صاحب	۶۱ ½ حصہ جنوبی
مستری دین محمد صاحب	۶۲
ایس۔ ایم۔ امین اینڈ برادرس	۶۳ و ۶۴
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جھنگ	۶۵

خاکسار
فقیر اللہ عفی عنہ
سکرٹری انتظامی کمیٹی احمدیہ بستی

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ وزیر آباد

معرفت شیخ جان محمد صاحب

نام	مد	رقم
بابو فضل الٰہی صاحب اوورسیئر میونسپلٹی	بمد زکوٰۃ	عہ/
حکیم صفدر علی صاحب	بمد فتنہ ارتداد	عہ/
حافظ غلام رسول صاحب سوداگر	بمد زکوٰۃ	صہ
” ” ”	چندہ ماہوار	صہ
میزان کل		[illegible]

فہرست چندہ جماعت احمدیہ چھاؤنی لاہور

معرفت قاضی ثناء اللہ صاحب
بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء

نام	رقم
قاضی ثناء اللہ صاحب	ا/
” الطاف علی صاحب	عہ/
” محمد عثمان صاحب	عہ/
” مظفر علی صاحب	عہ/

نام	رقم
” عبدالحکیم صاحب	[illegible]
” عبدالعزیز صاحب	صہ/
بابو نبی بخش صاحب	عہ/
میاں گوجر محمد صاحب	صہ/
” نبی بخش صاحب بمعہ دو عدد بلبیاں و دو عدد کڑہ نقری	لعہ/
” جلال الدین صاحب	للعہ
” محمد الدین صاحب	۸/
قاضی عبدالواحد صاحب	عہ/
داروغہ صدرالدین صاحب	عہ/
میزان	[illegible]

چھاؤنی لاہور — زکوٰۃ فنڈ — فتنہ ارتداد

معرفت قاضی ثناء اللہ صاحب

نام	زکوٰۃ فنڈ	فتنہ ارتداد
قاضی ثناء اللہ صاحب	صہ	صہ
بابو عبدالعزیز صاحب	”	صہ/
” عنایت حسین صاحب	”	صہ/
” غلام مرتضےٰ صاحب	”	۶/
متفرق احباب سے	”	صہ ۱۳/
میزان کل		[illegible]

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

معرفت منشی محمد حسین صاحب سب پوسٹ ماسٹر

نام	زکوٰۃ	چندہ ماہواری
منشی امام الدین صاحب عرضی نویس	”	ہلے دو ماہ جنوری و فروری
قاضی محبوب عالم صاحب اپیل نویس	صہ	ہلے ”
میاں احمد الدین صاحب درزی	صہ	[illegible]
منشی محمد حسین صاحب سب پوسٹ ماسٹر	”	للعہ ”
نوٹ بک میں سے ٹکٹ فروخت ہوئے	صہ	”
بابت چندہ لائٹ		۵ برائے لائٹ
میزان کل		[illegible]

انسدادِ فتنۂ ارتداد

جناب مولٰنا ابو الکلام آزاد کی خیالات

رہنمایانِ ہنود توجہ کریں

ملکانوں پر سختی کی جا رہی ہے

اضلاع آگرہ کے ملکانہ راجپوتوں کو ہندو بنانے کی جو تحریک شروع کی گئی ہے۔ اس کی نسبت حسبِ ذیل خیالات کا اعلان ضروری سمجھتا ہوں۔

تبلیغ مذہب میں آزادی ہر شخص کا حق ہے

ہندوستان میں ہر شخص اور ہر جماعت کو حق حاصل ہے۔ کہ جائز اور با امن طریقہ سے اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کرے۔ قدرتی طور پر بھی ہر شخص اور ہر جماعت اپنی پسند اور مرضی میں آزاد ہے۔ ہر انسان حق رکھتا ہے۔ کہ اپنے اعتقاد کی طرف دوسروں کو دعوت دے اور جس اعتقاد کو حق سمجھے اپنی پسند اور مرضی سے قبول کرے۔ اعتقاد اور پسند کی آزادی انسان کا قدرتی اور پیدائشی حق ہے۔ انسان نے اپنے اور بہت سے حقوق کی طرح یہ حق بھی کھو دیا تھا۔ تیرہ سو برس ہوئے قرآن نے از سرِ نو اس کا اعلان کیا۔ لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا واللہ سمیعٌ علیمٌ (بقرہ)

ملکانہ راجپوت ہندو اور مسلمان

اگر ملکانہ راجپوتوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی پسند اور مرضی سے ہندو قوم میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ضرور انہیں یہ حق حاصل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ اس وقت تک ہندو اس بات کے لئے تیار نہ تھے اور نہ اور وں کے مذہب اسے جائز سمجھتے تھے۔ اب اگر کچھ لوگ ہیں جو آریہ سماج کے ساتھ اسباب سے میں متفق ہو گئے ہیں۔ تو جہاں تک نفسِ مسئلہ کا تعلق ہے مسلمانوں کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ اسبات پر معترض ہوں۔ ان کے لئے صرف ایک ہی بات صحیح اور عمل ہو سکتی ہے۔ یعنی وہ بھی اپنا مذہبی فرض انجام دیں۔ اور ملکانہ راجپوتوں کو اسلام میں مضبوط اور مستقل بنانے کی کوشش کریں۔ اپنے کام سے غفلت کرنا اور غفلت کے جب قدرتی نتائج پیدا ہوں تو غیروں کا گلہ کرنا نہ تو عقل و دانائی کی بات ہے نہ عزت و شرف کی۔

موجودہ صورت

لیکن موجودہ مسئلہ حق اور آزادی انتخاب کا سوال نہیں ہے معاملہ کے جس پہلو نے عام جذبات پر اثر ڈالا وہ دوسرا ہے ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص یا کوئی جماعت اپنی پسند سے ایک مذہبی حلقہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کرے۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ اس غرض سے ایک منظم اور جماعتی کوشش بطور ایک تحریک کے شروع کیجائے۔ آریہ سماج کی جانب سے جو کوشش شروع ہوئی ہے وہ دوسری قسم کی ہے پہلی صورت نہیں ہے۔ قدرتی طور پر اس کے اثرات پہلی صورت سے مختلف شکل میں نمایاں ہونگے۔ میں پوری وثوق کے ساتھ یہ رائے رکھتا ہوں۔ کہ جن لوگوں نے موجودہ وقت میں یہ تحریک شروع کی۔ اُنہوں نے ملک کا عام مفاد نظر انداز کر دیا۔ انکا فرض تھا۔ کہ اسبات سے غفلت نہ کرتے اور سمجھتے کہ اسوقت ان تمام باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔ جو ملک کے جذبات اور توجہ کو ملکی اتفاق اور مشترک جدوجہد سے ہٹا کر کسی اشتعال انگیز مقصد کیطرف لیجائیں۔

قوموں اور جماعتوں کی نفسیات اور ملکی اتفاق

یہ بات کہ سیاسی اور ملکی اتفاق ایک دوسری چیز ہے۔ اور اپنی اپنی مذہبی تبلیغ کی سرگرمی دوسری چیز۔ ایک کا اثر دوسرے پر نہ پڑنا چاہیئے۔ کتنی ہی معقول اور صاف ہو لیکن عملی طور پر قوموں اور جماعتوں کی نفسیات پر منطبق نہیں ہو سکتی۔ میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ جن لوگوں نے یہ تحریک شروع کی۔ انہوں نے ملک کی متفقہ فضاء کو مکدر کرنے اور عام جذبات کو ہیجان میں لانے کی بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔

سوامی شردھانند اور ہندوؤں کی اچھوت اقوام

سوامی شردھانند کہتے ہیں۔ کہ ملکانہ راجپوت دراصل ہندو ہی ہیں۔ ہندوؤں نے ابتک انہیں چھوڑ رکھا تھا۔ اب شدھی کرنے سے یہ مقصود ہے۔ کہ انہیں بطور ہندو کے تسلیم کر لیا ہے۔ میں ان کی بات تھوڑے دیر کے لئے مان لونگا۔ اور کہوں گا۔ کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ان کا پہلا کام یہ تھا۔ کہ ان کروڑوں اچھوت جماعتوں کی خبر لیتے۔ جن کی مظلومانہ حالت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام نوعِ انسانی کے دامن پر وحشت و قساوت کا سب سے بڑا دھبہ ہے کیا وہ اس کام سے فارغ ہو گئے

ملکانہ راجپوتوں ہی کا ایک میدانِ عمل باقی رہ گیا ہے؟

ہندو لیڈروں کے لئے قابلِ غور

بلاشبہ معاملہ کا یہ پہلو ایسا ہے۔ جسے ہم افسوس کے ساتھ محسوس کرتے ہیں۔ لیکن صرف محسوس ہی کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ اور نہ بہتر ہے کہ کریں۔ یہ بات مسلمانوں کے سوچنے کی نہ تھی۔ ان لوگوں کے سمجھنے کی تھی۔ جنہوں نے یہ کام شروع کیا ہے۔ اب بھی صرف انہی کے سمجھنے کی ہے۔ یا وہ ملک کے ان ہندو لیڈروں کے غور کرنے کی ہے۔ جن سے حقیقت حال پوشیدہ نہ ہوگی۔

مسلمانوں کے لئے چارہ کار

مسلمانوں کو نہ چاہیئے۔ کہ شکوہ و شکایت کریں یا اپنے لئے کوئی ایسا رویہ اختیار کریں جس سے توقع لڑنے کی خواہش نکلتی ہو۔ یہ کام شروع نہ کیا جاتا تو بہتر تھا۔ لیکن جب شروع کر دیا گیا ہے۔ تو مسلمانوں کے لئے صرف ایک ہی چارہ کار رہ گیا ہے۔ یعنی وہ بھی اپنا فرض سکون اور خاموشی کے ساتھ انجام دیں۔ دوسروں کے لئے یہ نیا قدم ہے۔ لیکن ان کے لئے ان کا اصلی اور دائمی فرض ہے۔ اگر انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہوتا تو آج یہ نتائج پیش نہ آتے۔

دوسرا مسئلہ

دوسرا مسئلہ ان حالات کا ہے۔ جو اس تحریک کے سلسلہ میں وہاں پیش آ رہے ہیں۔ عام مسلمانوں کے دلوں پر جو چیز زیادہ اثر ڈال رہی ہے۔ وہ یہی ہے۔ صورت حال یہ ہے۔ کہ ملکانہ راجپوتوں کا پہلا گروہ اس بات کے لئے تیار کر لیا گیا تھا کہ شدھی ہونا قبول کرے۔ وہ ہو گیا۔ اب باقی جماعتیں اپنی اصلی حالت پر باقی ہیں۔ ایک طرف شدھی سبھا اور وہ لوگ ہیں جو شدھی ہو گئے ہیں دوسری طرف اپنی قدیم حالت پر قائم ملکانہ راجپوت ہیں۔ پہلی جماعت کوشش کر رہی ہے۔ کہ سب کے سب شدھی ہونا قبول کر لیں۔ دوسری اس بات پر جمی ہوئی ہے۔ کہ اپنی قدیم حالت پر باقی رہے۔ تیسری جانب وہاں کی قدیم ہندو آبادی ہے۔ اور قدرتی طور پر وہ پہلی جماعت کے ساتھ ہے۔

جبر و اکراہ کا پہلو

یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ جب کبھی ایسی صورتِ حال پیدا کی جائے گی۔ تو ضرور کشمکش اور جبر و اکراہ کی صورتیں بھی پیدا ہو جائیں گی مذہب اور قومیت کے معاملہ میں کبھی انسان حق و انصاف کے حدود کے اندر نہیں رہ سکتا۔ قدرتی بات ہے۔ کہ جو لوگ شدھی کرنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ ہر طرح کے وسائل کام میں لائیں گے۔

باقی بر صفحہ ۴ کالم ۲

ہماری تبلیغی کوششیں

رمضان میں آریوں کی جد و جہد

مولوی عصمت اللہ صاحب پلول سے تحریر فرماتے ہیں:-

۲۲ر اپریل کو موضع سوہنہ میں آریوں کی ایک پنچایت بغرض شدھی ہونے والی ہے۔ اسے ناکامیاب بنانے کے لئے نیاز مند معہ چند ہمدردان پلول موقعہ واردات پر جانیوالا ہے

آریہ لوگوں نے رمضان کو غنیمت سمجھ لیا ہے۔ کہ مسلمان روزہ دار ہیں۔ زیادہ نقل و حرکت نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے تیزی سے کام شروع کر دیا ہے۔ ہم نے بھی تہیہ کر لیا ہے۔ انشاء اللہ اس سے بڑھ کر تیزی سے کام کریں گے۔ آریوں کے منصوبوں کو توڑنے میں پوری کوشش سے کام لیا جائیگا۔

مولوی صاحب کی طرف سے پنچایت کی روئداد اور اس کے نتائج کی کوئی اطلاع ابتک نہیں آئی۔ موصول ہونے پر شائع کر دیجائیگی انشاء اللہ

فرید آباد میں آریوں سے مباحثہ

اپنے ایک اور خط میں مولوی عصمت اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

کل ۱۲ر اپریل کو ریلوے سٹیشن پلول پر فرید آباد سے آیا ہوا مجھے ایک کارڈ ملا۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج فرید آباد نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ ہم سے ایک فیصلہ کن مناظرہ کرے میں نے اس کارڈ کا جواب اسی وقت کاتب صاحب کو لکھ دیا کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ آریہ سماج اپنی پوری طاقت صرف کر کے مناظرہ کا بندوبست کرے۔ رام چندر کو بالکل یا کسی اور کو اسے پورا اختیار حاصل ہے۔ مگر چونکہ آجکل آریہ لوگ شدھی کا ر و بار کر رہے ہیں۔ اس لئے یہی موزون ہے۔ کہ اس شدھی پر مناظرہ ہو۔ میں انشاء اللہ ثابت کر دونگا۔ کہ ویدک دھرم کے بموجب شدھی کوئی چیز نہیں۔ اور غیر مذہب کی شدھی کرنے والا خود اشدھ ہو جاتا ہے۔ اگر وید سچے ہیں۔ اور آریہ انہیں الہامی سمجھتے ہیں۔ تو حکم وید کے برخلاف شدھی کرنے سے آریہ خود اشدھ ہو گئے۔ اب انہیں گنگا اشنان کر کے گئو موتر پینا چاہئے۔ ورنہ ہندو دھرم کی فہرست سے اپنا نام خارج کرا دینا چاہئے۔ دیانندجی کے اصول مسلمہ کی رو سے بھی شدھی ناجائز ہے۔ مناظر کا فرض ہوگا۔ کہ میرے بالمقابل شدھی کو ثابت کرے۔

دیکھئے میرے اس خط کا جواب کیا موصول ہوتا ہے۔ مناظرہ تو ضرور ہوگا۔ مگر یہ امید نہیں کہ آریہ شدھی پر مناظرہ کریں۔ شدھی کے معاملہ میں ان کا پہلو بہت کمزور ہے۔ غالبًا کوئی اور مضمون طے کریں گے۔ خیر کچھ بھی ہو۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ میدان میں نکلیں۔ اور نومسلموں کے درمیان ان کی ملکی گت بنے۔

مدراس میں عالمگیر مذہبی کانفرنس

ایسٹر کی تعطیلات میں ہندوؤں نے ویپیری مدراس میں ایک اور عالمگیر مذہبی کانفرنس موسومہ بہ دی انٹرسرا ماسا دھو سنگم جسکا انعقاد ۲۹ر مارچ سے یکم اپریل تک رہا۔ منعقد کی۔ اور مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی کہ وہ اپنے مذاہب کی تعلیم سے انہیں واقف کریں۔ مدراس ایک بہت بڑا شہر ہے لاکھوں مسلمان آباد ہیں۔ تعلیم یافتہ حضرات کی کمی نہیں۔ فلاسفر ہیں۔ پروفیسر ہیں۔ پیر ہیں۔ سجادہ نشین ہیں۔ مولوی ہیں۔ اور لیڈر بھی موجود ہیں۔ مگر جب اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ ہوتا ہے۔ تو کوئی خدا کا بندہ اپنے حجرہ سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اور جماعت احمدیہ ہی بالعموم اس میدان میں اترتی اور اسلام کی کامیابی کا موجب ہوتی ہے۔ یہ کانفرنس اسکی زندہ مثال ہے۔ جب دوسروں نے نفی میں جواب دیا۔ تو وہ جناب احمد بادشاہ صاحب کے پاس دوڑے آئے اور اشتیاق ظاہر کیا کہ وہ اسلام پر تقریر کریں۔ یہاں کیا انکار ہو سکتا تھا۔ کہا شوق سے۔ سو دفعہ جتنے بھی گھنٹے چاہیں حاضر ہیں۔ باوجودیکہ تجارت کی بڑی ذمہ داری بادشاہ صاحب کے کندھوں پر ہے۔ مگر پھر بھی اسلام پر تقریر کرنے کے لئے اسقدر مستعد ہیں۔ کہ گھنٹوں سن لو۔ چنانچہ آپ نے ایک ولولہ انگیز تقریر یکم اپریل کو کی۔ اس کانفرنس کا انتظام نہایت اعلےٰ پیمانہ پر کیا گیا تھا۔ سادھوؤں اور مستورات کے لئے علیحدہ نشستیں مخصوص کی گئی تھیں۔ ایک سوامی جی ایک چبوترے کے چبوترے پر جو میز پر بچھایا گیا تھا صرف ایک لنگوٹ باندھے ہوئے صدر جلسہ کی حیثیت میں رونق افروز مجلس تھے۔ اور آپ کے اردگرد سادھوؤں کا جھرمٹ تھا۔ حاضرین کی تعداد پچھلی کانفرنس سے کئی گنا زیادہ تھی۔ وہ لوگ جن میں پچھلی تقریر کا چرچا دور دور بیشتر ہو گئی تھی۔ لذت سے آشنا ہوئے۔ تو موقعہ ہوا تھا کس طرح آئے بغیر رہ سکتے تھے۔ وہ آئے اور اوروں کو بھی لے کر آئے اور اوروں کو لیکر آئے۔ اور پنڈال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

بادشاہ صاحب کی تقریر صبح کے ۹ بجے شروع ہوئی اور آپکے لئے صرف ایک گھنٹہ مقرر تھا۔ مگر آپ کی تقریر کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ حاضرین کے شوق کو بڑھاتی ہے۔ اور حاضرین اسقدر محظوظ ہوتے ہیں۔ کہ پابندی وقت کی آہنی زنجیر کو توڑنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ فتنہ ارتداد نے مذہبی دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اور لوگ اس قسم کی بین الادیان کانفرنسوں میں جہاں مذاہب کی تعلیم کا تقابل و موازنہ ہوتا ہے۔ نہایت خوشی کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ جناب سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت لاہور سے ہندو مذاہب کے لیڈروں کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ تعلیم یافتہ لوگوں کی مذہبی کانفرنس کا انعقاد کر کے تحقیق حق کریں۔ جاہل طبقوں کو لالچ کے سبز باغ دکھا کر اور دباؤ کا شکنجہ بنا کر ہندو بنا لینا کوئی کمال نہیں تعلیم یافتہ طبقوں کو مخاطب کرو۔ اور دیکھو کہ اسلام اپیل کرتا ہے۔ یا کوئی اور مذہب۔ ایام ایسٹر میں مدراس کی دونو کانفرنسوں میں بادشاہ صاحب گوئے سبقت لے گئے ہندو مذہب کے بڑے بڑے سوامی موجود ہیں۔ کوئی جین مت ہے (Jainism) تقریر کرتے۔ کوئی ادویت ازم (Adwaitism) پیش کرتا ہے۔ کوئی برہمو سماج (Brahmanism) کی صداقت بیان کرتا ہے۔ لیکن قلوب اگر تڑپتے ہیں۔ تو اسلام کے لئے۔ کان اگر بیقرار ہیں تو تلاوت قرآن کو سننے کے لئے۔ یہ دونوں کانفرنسیں جیتی جاگتی ثبوت ہیں۔ اسبات کا کہ کبھی آریہ مت کے لیڈر سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے چیلنج کا ہرگز جواب نہ دینگے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اسلام ہی غالب ہو کر رہیگا۔ بادشاہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ آئندہ اشاعت میں دیا جائیگا۔

دیانند صاحب نے رکھی۔ ایسا کرنا جائز ہے۔ سوامی صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

"جو خاندانی نیک چلن شودر ہو۔ تو اس کو منتر سنگھتا چھوڑ کر سب شاستر پڑھا دے۔ اور شودر پڑھے۔ لیکن ان کا اُپ نین نہیں کرنا چاہئے۔ یہ رائے کئی ایک آچاریوں کی ہے" صفحہ ۷۸

اُپ نین کے معنے حاشیہ میں زنار بندی لکھے ہیں۔

اب ہم آریہ سماج سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ سوامی جی کے ارشاد کے کہاں تک مطابق ہے۔ سمجھ نہیں آتا۔ آریہ سماج کا مسلک بہت سی باتوں میں بانی مذہب کی تعلیم کے کیوں خلاف ہے۔ یا تو وہ اس تعلیم کو غلط اور جھوٹا قرار دیتی ہے۔ یا خود غلط مسلک اختیار کر رکھا ہے۔ ان دونو میں سے جو بھی بات ہو۔ اسکا اعلان ہونا چاہئے۔

بقیہ صفحہ اول

جو ہو گئے ہیں۔ وہ ضرور چاہیں گے۔ کہ کسی نہ کسی طرح دوسروں کو بھی اس کے لئے مجبور کریں۔ اطراف کی ہم مذہب جماعتیں بھی پوری طرح اپنا زور لگائیں گی۔ نتیجہ یہ نکلیگا کہ طرح طرح کی حق تلفیاں ہوں گی۔ جبر و اکراہ سے کام لیا جائیگا۔ ناجائز دباؤ ڈالا جائیگا۔ ناجائز ترغیبیں دیجائیں گی۔ اور اس طرح ایک پوری آبادی امن و سکون اور معاشرتی عافیت کی جگہ بدامنی و کشاکش میں مبتلا ہو جائے گی۔ کسی جگہ ننانوے آدمی شدھی ہو جائیں گے ایک نہ ہوگا۔ تو معلوم ہے۔ کہ اس پر کیا گزرے گی۔ ہو شوہر ہو جائے گا۔ اور بیوی نہ ہوگی۔ تو عجب نہیں اسے مجبور کرنے کے لئے طرح طرح کی سختیاں کیجائیں۔

سوامی شردھانند سے سوال

میں سوامی شردھانند اور شدھی سبھا کے ارکان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان خرابیوں کے روکنے کا کیا انتظام کیا؟ اور کیا از روئے حق و انصاف اس کی ذمہ داری ان کے سر عائد نہیں ہوتی؟ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب وہ ایک ایسے نازک اور مذہبی جذبات کو برانگیختہ کر دینے والے کام کی دعوت لیکر اٹھے تو انہوں نے انسان کے حق امن کے تحفظ کے لئے بھی اپنا کوئی فرض محسوس کیا یا نہیں؟ اگر از خود نہیں کیا۔ تو جب کبھی کوئی ایسا واقعہ ان کے علم میں آیا۔ تو انہوں نے اس کے انسداد کے لئے کوئی کوشش کی

جبر و اکراہ کے واقعات

یہ معاملہ اسقدر واضح اور قدرتی ہے۔ کہ واقعات کے ظہور سے پہلے ہی ہر ذی عقل اور انصاف پسند دماغ اس کی ضرورت تسلیم کر لیگا۔ لیکن اب میں بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ محض قیاس ہی نہیں ہے واقعات کی شکل میں ہمارے سامنے آگیا ہے۔ اخبارات میں متعدد اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کے ساتھ جبر و اکراہ اور ناجائز دباؤ اور ترغیب کی صورتیں پیش آئی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ تمام واقعات صحیح ہیں۔ یا نہیں؟ لیکن ان میں سے چند آدمی میرے سامنے بھی آگرہ میں آئے۔ انہوں نے اپنی اپنی سرگذشتیں سنائیں۔ ان لوگوں نے دو جماعتوں کی طرف سے زیادتی کی شکایت کی۔ ان کی طرف سے جو شدھی ہو گئے ہیں۔ اور ان ہندوؤں کی جانب سے جو وہاں بیشتر سے آباد ہیں۔ ایک مسلمان درزی کو میں نے دیکھا۔ جو اپنی دوکان اور مشین چھوڑ کر آگرہ بھاگ آیا ہے۔ اس کے گاؤں میں تمام آدمی شدھی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اور پرانے ہندوؤں نے ملکر اسے مجبور کیا کہ وہ بھی ہو جائے۔ جب اس نے انکار کیا۔ تو اسکا بیان ہے کہ مارنے پیٹنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک اور ملکانہ راجپوت ہے۔ جو اپنی زمین اور مکان چھوڑ کر چلے آنے پر مجبور ہو گیا۔ اس کے گاؤں کے اکثر خاندان شدھی ہو گئے ہیں۔ یہ نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے خلاف سب نے جتھا بندی کر لی۔ آخر مجبور ہو کر بھاگ آیا۔ اب اس کی زمین پر دوسروں نے قبضہ کر لیا ہے۔ ایک عورت پیش کی گئی جسکا تمام گاؤں شدھی ہو گیا ہے۔ چونکہ وہ اور اس کا لڑکا شدھی نہیں ہوا۔ اس لئے وہاں کے آدمیوں نے ایکا کر لیا ہے۔ کہ اس کی زمین پر کوئی آدمی کام نہ کرے ایک دوسری جگہ کی نسبت بیان کیا گیا۔ کہ شوہر شدھی ہو گیا۔ بیوی تیار نہیں ہوئی۔ وہ دوسرے گاؤں کی ہے۔ شوہر نے اسے مکان میں بند کر دیا۔ اور مجبور کر رہا ہے۔ کہ شدھی ہونا منظور کرلے۔

آخری واقعہ کنور عبد الوہاب نے سوامی شردھانند اور بعض دیگر ارکان شدھی سبھا کے سامنے بیان کیا۔ میں نے جب ان سے پوچھا تو انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ ایسا واقعہ ان کے سننے میں بھی آیا ہے لیکن یہ ہوا ہے۔ لڑکی کے شوہر کی جانب سے ہوا ہے۔ سبھا کے آدمیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی واقعات کا یہ حال ہے۔ کہ جن آدمیوں پر گذرے ہیں۔ خود انہوں نے میرے سامنے بیان کیا۔ مجھے اس کی مہلت نہیں ملی کہ موقعہ پر جا کر تحقیقات کرتا۔ ان کا انداز بیان و حالات و اقف۔ اور میرے جرحی سوالات کے جوابات ایسے تھے۔ کہ میں سمجھتا ہوں وہ اپنی شہادت میں جھوٹے نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ ناجائز ترغیب اور دباؤ کے اور واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے ذاتی طور پر ان کے سننے کا موقعہ نہیں ملا۔ میں ان کی نسبت بطور تحقیق اور شہادت کے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

وائس پریسیڈنٹ شدھی سبھا کا اعتراف

جس دن میں آگرہ پہنچا۔ اسی دن سوامی شردھانند وہاں سے جا چکے تھے۔ باوجود میرے اصرار کے وہ ٹھیر نہ سکے۔ میں نے مسٹر چاند مل سے جو آگرہ کانگرس کمیٹی کے وائس پریسیڈنٹ اور شدھی سبھا کے خزانچی ہیں۔ پوچھا کہ ان کی سبھا نے آجتک کوئی کوشش ایسے واقعات کے انسداد کی کی ہے؟ انہوں نے تسلیم کیا کہ نہیں۔ البتہ وہ معترف تھے کہ ایسا کرنا چاہئے اور آئندہ کیا جائیگا۔

ہندو رہنماؤں کا فرض

بلاشبہ معاملہ کا یہ پہلو ملک کے ہندو رہنماؤں کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے ان کا فرض ہے۔ کہ اس کے انسداد کی کوشش کریں۔ یہ فرض آریہ سماج اور شدھی سبھا کا تھا۔ وہ اگر اس میں پوری نہ اتریں۔ تو ہندو پریس اور ہندو لیڈروں کا فرض ہے کہ جہاں تک از روئے حق و انصاف ضروری سمجھیں۔ اپنا فرض انجام دیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ کوئی انصاف پسند ہندو اسے پسند نہ کریگا۔ کہ غریب اور بیزبان ملکانہ راجپوتوں میں سے کسی ایک آدمی پر بھی اس لئے

حدوث مادہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

خالق اور مخلوق برابر نہیں

پھر نمبر ۸ میں فرمایا ہے کہ مخلوق کی شان نادار مطلق غلام کی سی ہے۔ جس کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف مالک کے اذن سے کسی حد تک خاص شرائط کے ماتحت اس کے ملک میں تصرف کرتا ہے۔ اور خالق کی شان مالک کی طرح ہے کہ جس کو اپنے املاک پر پورا اختیار ہو۔ یہاں بھی جو انسانی تجربوں کی وجہ سے غلطی لگ جاتی ہے۔ اس سے بچنے کا گر بتایا ہے۔ کہ تم اندھا دھند ایک دوسرے کا مقابلہ شروع کر دیتے ہو۔ کہ ہم سے نہیں ہو سکتا تو پھر خدا سے بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر طرفہ یہ کہ خدا کے ایک بے نظیر کام کے قائل ہو۔ دوسرے کو بلکہ یوں ہی بلا دلیل چھوڑتے ہو۔ یہ کونسا انصاف اور کونسی عقلمندی ہے۔ پھر نمبر ۹ میں خالق و مخلوق کے فرق کو اس طرح بتایا ہے۔ کہ مخلوق ایک اندھے۔ گونگے بہرے کی طرح ہے اور خالق ایک قابل تعریف ہادی و علیم کی حیثیت میں ہے۔ خود علم رکھنے کے علاوہ دوسروں کو بھی اپنے علم اور اپنی رضا سے آگاہی دے سکتا ہے۔ پھر دونوں کے اخلاق و افعال کا کیا مقابلہ۔ پنڈت صاحب اب آپ کے لئے صرف دو ہی رستے کھلے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ علم و قدرت میں خدا کو ۱۹۲۳ء کے انسانی مجموعہ علم سے مساوی سمجھ لیں۔ یا یہ مان لیں کہ روح و مادہ اور ان کے تمام افعال اور اشکال خود بخود بنتے ہیں۔ اور کسی زندہ ایجنٹ کی محتاج نہ ہو۔ اور ان کے وجود کے بغیر ہو۔ ضرورت نہیں ہے۔ تا کہ ان سے کوئی استدلال کر سکے۔ پھر اس دوسری صورت میں ہمیں باریتعالیٰ نے جو دلیل اپنے خالق ارض و سما و علوم و حیات کی دی ہے، اسے پیش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ جس کا نام دلیل حکمت و احسان ہے۔ آپ سے قوانین حکمت و منطق پر خوب پرکھ لیا کوئی غصہ نہیں لے گا۔ یہ بھی آپ کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ دلیل خلق کو بھی قوانین منطق سے دیکھ لیں۔ کوئی جلدی کا کام نہیں ہے۔ اپنے تمام ہم خیال لوگوں سے صلاح و مشورہ لے لیں۔ دلیل کا وزن دیر سے سمجھنے یا کسی دوسرے کے سمجھانے بلکہ تمام انسانوں کے سمجھانے کے بعد سمجھنے میں بھی کم نہیں ہوتا ہے۔

مادہ کی ازلیت ویدوں سے ثابت ہونی چاہئیے

اب ہم آسان، مشکل اور ناممکن میں فرق معلوم کرنے کا گر لکھنے سے پہلے آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاتے ہیں کہ سوکھی بحث سے کیا مطلب نکلتا ہے۔ اگر آپ بفرض محال کامیاب بھی ہو جائیں۔ تو پھر کیا فائدہ! اس سے آپ کے مذہب کی سچائی تو نہیں معلوم ہو سکتی۔ آپ کو چاہئیے کہ مضمون اس طرح اصولی رنگ میں لکھیں۔ جس طرح میں نے لکھا ہے۔

اول وید سے کم از کم دو تین جگہ سے صریح و محکم عبارت میں یہ دکھائیں کہ

(۱) مادہ ازلی ابدی بجمیع صفات و اثرات ہے۔ یا اس کی فلاں فلاں صفت ازلی ابدی ہے۔

(۲) پھر منطقی طور پر یہ بتائیں کہ ہر ایک ازلی ابدی میں بطور صفات لازم ہمیشہ پائے جاتے ہیں۔

(۳) پھر ایک ازلی ابدی گر بدیہی چیز کو سامنے رکھ کر بطور شاہد تجربہ پیش کر کے اپنی بحث کا مرکز بنائیں۔

(۴) پھر مادہ میں وہ اسباب ازلیت بتائیں۔

(۵) پھر یہ بھی بتائیں کہ اگر مادہ ازلی ابدی نہ ہوتا تو خدا کی قدرت اور اس کے علم میں شرکت غیر لازم آتی۔ یا صرف یہ بتائیں کہ غیر کا شریک ہونے قابل حمد چیز ہے۔ اور کام جتنا دوسرے کی مدد سے پیدا ہو اتنا ہی قابل فخر ہوتا ہے۔ تا کہ ہم کو بھی معلوم ہو جائے کہ وید مبارک کا اس بارے میں کیا مذہب ہے۔ اور اسے اپنا دعوےٰ ثابت کرنے میں کیا قابلیت حاصل ہے۔ اور وہ دعوے قرآن مجید سے زیادہ صاف و پر معنی الفاظ میں ہے۔ اور اس کے دلائل زیادہ قرین فہم۔ مختصر اور فطرت انسانی کے مطابق اور واضح تر ہیں۔ اس کے بعد ہم وہ حکمت بیان کریں گے۔ جو خلق مادہ کو انسانی ہاتھوں میں نہ دینے سے باریتعالیٰ کو منظور ہے۔ اور اسی طرح خلق حیات کو اپنے ہی مختص رکھنے میں گر جانور کے باوجود زندگی پر سخت حریص ہونے کے مر جانے میں ہے۔ آپ بھی آسان مشکل و محال کی حقیقت لکھیں۔ اور جو مابہ الامتیاز ([illegible]) بیچ محال اور مشکل میں رکھتا ہے۔ اسے تردید کرنے کی کوشش کریں۔ صرف اپنی طرف سے کوئی معیار صداقت مقرر کریں۔

خدا نے ہی روح و مادہ کو پیدا کیا اسی لئے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں

ربنا ما خلقت هذا باطلا۔ سبحانك فقنا عذاب النار۔ ہر ایک سمجھدار پر یہ امر واضح ہے کہ انسان کسی کے کمال یا امر حکمت کی خواہ وہ کتنا ہی مفید ہو صرف اسی وقت تک تعریف کرتا ہے جب تک خود اسے نہ بنا سکے۔ اور جب وہ امر بہت سے اشخاص کی متفقہ قوت سے بھی نہ ہو سکتا ہو۔ تو اس کا دل حقیقتہً تعریف کرتا ہے۔ مثلاً ریلوے انجن کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی جو تعریف اور ستائش جاہل اور ناواقف لوگ کرتے ہیں۔ وہ انجنیئر یا طبعیات سے واقف لوگ ہرگز نہیں کرتے۔ جنوبی ہند اور بمبئی سے جب ریلوے لائن نکالی گئی تھی تو وہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ اکثر لوگ اسے ایک دیوتا سمجھ کر پوجتے تھے۔ مگر انجنیئر لوگ ان پر تمسخر اڑاتے تھے۔ جب رام مورتی کے کام عوام کی نظروں میں بے مثل سمجھے جاتے تھے۔ تو لوگ اسے ہنومان کا اوتار اور کلجگ کا بھیم کہتے تھے۔ جب میں نے اس کا سارا سحر باطل کر دیا۔ تو وہی کام پنجاب کے بازیگر اور بعض عورتیں بھی کرنے لگیں۔ اب کوئی شخص اسے زبردستی سے کتنا ہی بڑا کیوں نہ مانے۔ اور بلا وجہ اس کی تعریف کرے۔ مگر جب وہی کام ایک متوسط طاقت والا انسان کر سکتا ہے جن کی تعداد صرف راولپنڈی شہر میں کئی سو ہوگی۔ اور تمام ضلع میں کئی ہزار۔ تو رام مورتی کا نام زور و کمال بالکل معمولی ہے۔ غرضیکہ یہ بات بدیہی ہے کہ انسان جب ایک کام خود کر سکتا ہے۔ تو دوسرے کو وہی کام کرتے دیکھ کر ہرگز کلمہ تعریف نہیں کہتا۔ بلکہ رقابت کا جوش زور مارتا ہے۔ اسی طرح جب ہمیں کوئی شخص کہے کہ تیرے جیسے اس شہر میں ہزاروں ہیں تو یہ اس شخص کی ہتک ہے۔ اور جب کہے کہ تیرے برابر روئے زمین پر کوئی نہیں ہے۔ وگر بطور استہزا نہ کہے اخلاص سے کہے۔ اور اخلاص بغیر عاجز ہونے کے ہرگز ہو نہیں سکتا، تو ہم اس میں اپنی تعریف سمجھتے ہیں۔ اور تعریف کرنے والے کو اپنی حیثیت کے مطابق خوش کرنا چاہتا ہے۔ غرضیکہ ہر انسان فرداً فرداً اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لے کہ جب کسی کام کا راز معلوم ہو جائے تو وہ چیز بالکل معمولی ہو جاتی ہے۔ اور فطرت انسانی اس کی تعریف کرنا ہرگز نہیں چاہتی۔ خواہ وہ تعریف کسی علمی صنعت سے کیوں نہ تعلق رکھتی ہو۔ اور کتنی ہی مفید خالق کیوں نہ ہو۔ باریتعالیٰ نے جو صفت خلق کو اپنے سے مخصوص رکھا ہے۔ تو اس کا بھی یہی راز ہے۔ کہ تمام جہان کے لوگ اپنے مجموعہ علم و طاقت سے بھی اس کی نقل نہ کر سکیں۔ کیونکہ جب خلق کا راز ایک پر کھل جائے تو وہ دوسروں کو بتا دے گا۔ اور چونکہ ایک ذرہ حقیر کا خلق کرنا اور تمام عالم کا خلق کرنا مساوی ہے۔ تو پھر اس کی شان کبریائی پر کیا دلیل باقی رہ گئی ہے۔ اور انسانی فطرت کا یہ معیار کہ وہ صرف عاجز بندہ ہو کر ہی تعریف کر سکتا ہے بس چلتے کسی کا تابعدار رہنا اور اس کی تعریف کرنا کوئی نہیں چاہتا۔ جبث تھا غرضیکہ اس حکمت کے لئے خالق علیم نے یہ انتظام کر دیا ہے کہ اولی تعریف کرنے والی مخلوق (انسان۔ عاقل و بالغ جانوں کی تعریف ہے) کچھ تعریف ہوتی ہے، کے دل میں ایک معیار رکھ دیا ہے۔ جسے وہ ہر روز کے معاملات میں بلا استثنا برتتا ہے۔ کہ وہ صرف عاجز ہو کر ہی تعریف کرتا ہے۔ پھر اپنا کمال یہ دکھایا ہے۔ کہ اتنا بڑا جہان جس کا تصور کرنے سے بھی ہوش کے پر اڑتے ہیں۔ خود بنا دیا ہے۔ مگر دوسروں کے لئے اس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ کہ ایک ذرہ بھی سب کے اتفاق علم و قدرت اور مدت مدید کی محنت سے بھی پیدا نہ ہو۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔

اسی طرح تخلیق حیات کر کے اس نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اور اس کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھ کر اپنی تعریف کرائی ہے۔ مگر چونکہ منتظم اجسام کو جیسے نباتات و حیوانات، دیکھ کر دو خیال ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ یا تو اپنے آپ کو بناتے ہیں۔ یا کوئی ان سے الگ مدبر اور حی و قدیر و علیم و سمیع و بصیر و حکیم ہستی ان کو بناتی ہے۔ ان پر انحطاط اور تغیرات اور موت کو ملحقہ لازمی کر دیا ہے۔ تا کہ ان کا اختیار بیچ سے نکل کر صرف خلاق بے چون و چرا ہی باقی رہ جائے۔ اس حجت کا نام دلیل حکمت و احسان ہے۔ مگر اس کا مقصد چونکہ ان لوگوں کا قائل کرنا ہے جو مادہ ہی کو سبب اولیٰ اور اس کارخانہ عالم کے لئے کافی و وافی سمجھتے ہیں۔ مگر مادہ کی اول شکل کو بیچا توں کی ذیل میں رکھتے ہیں۔ جیسے مثلاً پہلے زمانہ کے دہریہ ہیولیٰ اور آج کل کے یورپ کے اکثروں کا خیال ہے۔ اس لئے اسے فی الحال زیادہ تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اجمال یہ ہے کہ ہر ایک جسم جس کے مختلف اجزا اس طرح واقع ہوں کہ سب کے سب اپنا اپنا کام کرنے سے ایک ہی غرض کو پورا کرتے ہوں اور اگر ان کے اجزا کا تناسب کم و بیش یا جگہ بدل دی جائے۔ تو پھر وہ کام نہ ہو سکتا ہو۔ تو اس کے بنانے والی ضرور کوئی زندہ ہستی ہوتی ہے اور ضرور اس کے آغاز کا ایک وقت ہوتا ہے اور اس کا وجود صانع سے بعد ظہور میں آتا ہے۔ مشاہدہ عالم سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جہان کی مشین کے بڑے بڑے پرزے مثلاً مختلف ستارے بمع اپنے سیاروں کے ایک خاص غرض پوری کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کرہ کی نباتات و حیوانات میں بھی ایک خاص نسبت ہے۔ پھر جمادات میں تری و خشکی میں بھی۔ پھر مرکب اجسام میں اسی طرح [illegible] ہیں بھی۔ علی ہذا القیاس چونکہ آپ اس کے مخاطب اصلی نہیں ہیں صرف وہ فلاسفر ہیں جن کے آگے کوئی شریعت نہیں ہے۔ زنا اور نکاح ایک سمجھتے ہیں۔ نوکری و تجارت یا چوری یکساں سمجھتے ہیں اس لئے اس سخن کو میں زیادہ مفصل نہیں بیان کرتا۔ ورنہ آپ کو بتا دیتا۔ کہ دین کے جسم کو جانوروں کے پٹھوں اور ہڈیوں سے ایک خاص نسبت ہے جس سے وہ باسانی تمام اور آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

(باقی دارد)

ملفوظات اولیاء امت

ہمارے کرم دوست پیر مہر شاہ صاحب گیلانی کی تازہ تصنیف ملفوظات اولیاء امت چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ اس میں پیر صاحب موصوف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اولیاء کرام کی تالیفات اور ملفوظات سے ایسے دعاوی اور الفاظ نکال کر جمع کر دیئے ہیں۔ جن کی بنا پر حضرت اقدس مسیح موعود مہدی پر علما نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ یا جن کی بنا پر ایک گروہ آج ان کو نبی بنا رہا ہے۔ حالانکہ باوجود ان تمام دعاوی کے نہ سابقہ اولیاء کرام نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور نہ کوئی ان کو نبی مانتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کے زمانہ کے مولویوں نے ان پر بھی کافر اور زندیق ہونے کے فتوے لگائے۔ جیسا کہ پیر صاحب کی اس تصنیف میں بالتصریح ذکر ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مولویوں کی ہمیشہ سے یہی عادت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کو کافر ملحد وغیرہ کے فتووں سے نامزد کرتے رہتے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب پر بھی ایسے فتوے لگے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں۔

ہمارے دوستوں کے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی جنہیں حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر کوئی اعتراض ہو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ قیمت بھی بہت کم ہے۔ یعنی ۱۲؍ ہمارے محمودی دوستوں کے لئے بھی اس میں ہدایت کا بہت کچھ سامان ہے درخواستیں بنام مہتمم دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں۔

قابل تقلید نمونہ

جموں میں ہمارے بھائی مستری یعقوب علی صاحب سے احباب واقف ہوں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے مخلصین سے ہیں۔ آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بہت محبت اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا بڑا شوق ہے۔ سلسلہ کی کوئی تحریک نہیں جس میں آپ خدا کے فضل سے نمایاں حصہ نہ لیں۔ اور کوئی کار خیر نہیں جس میں آپ شریک نہ ہوں علاوہ ان تحریکات کے آپ اپنی طبیعت سے سوچ کر بھی کوئی نہ کوئی صورت خدمت دین کا نکال لیتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ جلسہ کے موقع پر آپ نے دو قرآن مجید انگریزی ترجمہ کے مسلمان طلبا کو دینے کی منظوری دی۔ جب درخواستیں زیادہ آ گئیں تو آپ نے ایک نسخہ بڑھا دیا۔ مولوی صدر الدین صاحب جرمنی تشریف لے گئے۔ تو اس میں بھی آپ نے خدمت دین کا یہ موقع نکال لیا کہ ایک سو روپیہ ادا کیا۔ کہ اس روپے سے ان لوگوں کو قرآن مجید دیئے جاویں۔ جو اول اول مسلمان ہوں۔ اب جبکہ فتنہ ارتداد کا ظہور ہوا۔ اور آپ بمبئی جاتے ہوئے یہاں سے گذرے تو ایک سو روپیہ اس مد میں بھی دے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور مستری صاحب جیسے مخلص سلسلہ کو عطا فرماوے آمین۔ احباب ان کے کاموں سے فائدہ اٹھائیں +

سید محمد حسین۔ جنرل سیکرٹری

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت انجمن جہلم

نام	مد	رقم
مستری امام الدین صاحب	چندہ مارچ	۶/
محمد عالم صاحب	ر	۱/
فقیر سید جلال الدین صاحب مہتمم خزانہ اشاعت اسلام		للعہ/
بابو امام الدین صاحب	چندہ مارچ تا اپریل	۱۲/
میاں مولا بخش صاحب	ر ر	۱/
میاں محمد عبد اللہ صاحب	اشاعت اسلام	۲/
میاں حکم الدین صاحب	فتنۂ ارتداد	۱۔/
بابو محمد اسحاق صاحب	اشاعت اسلام	۵/
اہلیہ بابو محمد اسحاق صاحب	فتنۂ ارتداد	عہ/
میاں محمد یوسف صاحب	اشاعت اسلام	عہ/
شیخ قمر الدین صاحب	چندہ مارچ	عہ/
میاں خدا بخش صاحب	ر	۸/
میاں مولا بخش صاحب	ر	۴/
بابو عبد الحکیم صاحب	ر	۲/
منشی ضیاء اللہ صاحب	ر	۴/
سید صفدر علی شاہ صاحب	اشاعت اسلام	۸/
مرزا اصغر علی خان صاحب سول سرجن	ر	۵۔
ماسٹر کریم بخش صاحب	چندہ مارچ	۵/
شیخ غلام محی الدین صاحب	چندہ اپریل	۸/
مستری عبد الستار صاحب	ر مارچ	عہ/
میاں پہلوان خان صاحب	ر	عہ/
میاں حکم الدین صاحب	ر	عہ/
میاں عبد المالک صاحب	ر	۸/
شیخ محمد رمضان صاحب	ر	۸/
شیخ عبد الرحیم صاحب	ر	۲/
سیٹھ احمد الدین صاحب	ر	۶/
شیخ غلام حسن صاحب	مسجد برلن	عہ/
خواجہ عبد الرشید صاحب	چندہ مارچ	۔ے/
شیخ کرم الہی صاحب	ر ر	۔ے
اہلیہ صاحبہ شیخ کرم الہی صاحب	فتنہ ارتداد	عہ/

میزان کل [illegible]

فہرست چندہ جماعت احمدیہ انجمن جموں

معرفت منشی فضل احمد صاحب محاسب انجمن جموں

نام	مد	رقم
مستری ابراہیم صاحب از گھہر تا پھاگن سنہ		للعہ/
مستری نظام الدین صاحب از ساون تا پوہ	ر	۔ے/
مولوی عبد الحق صاحب از بہادوں تا کاتک	ر	۔ے/
مولوی غلام احمد صاحب از پوہ تا پھاگن	ر	۔ے/
منشی فضل احمد صاحب	ر ر	۔ے/
پیر محمد شاہ صاحب	ر ر	۶/
منشی نواب خان صاحب بہ بیعت مولوی عبد الہادی صاحب		عہ/
بابو چراغ دین صاحب سگنیلر از پوہ تا پھاگن		۔ے/
مستری محمد یوسف صاحب مگہر دیوہ		۸/
چودھری عبد الرحمن صاحب اسوج تا مگہر		۔ے/
ر ر بابت موجودہ چندہ جمعہ فنڈ		عہ/
شیخ حفیظ اللہ صاحب تا بہادروں و اسوج		۔ے/
مستری امام الدین صاحب از بیساکھ تا اسوج		۔ے/
چودھری نور داد صاحب کنسٹبل		۲/
مستری امام الدین صاحب لدہیانوی بی محمد صاحب جلسہ فنڈ		عہ/
ر بدر الدین صاحب	ر	[illegible]

میزان کل [illegible] روپے

محاسب دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ہندی کے تبلیغی رسالے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے علاقہ ارتداد و دیگر ہر قسم کے علاقوں میں تقسیم کے لئے ہندی میں ٹریکٹوں کا ایک سلسلہ نکالنے کی تجویز کی ہے۔ جملہ انجمنوں کی خدمت میں جو ان علاقوں میں کام کر رہی ہیں۔ التماس ہے کہ وہ اپنی ضروریات سے مطلع کر سکتی ہیں۔ اطلاع دیں۔ کسقدر ٹریکٹ وہ تقسیم کر سکتی ہیں تو اس کے مطابق تعداد چھپوائی جائے۔ یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ اشاعت اسلام کی کے لئے ہندی میں ٹریکٹوں کا سلسلہ نکالنا ازبس ضروری ہے۔ اور موجودہ فتنہ ارتداد کے انسداد میں بھی یہ ہتھیار انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تبلیغ الاسلام نگرام

جناب محترم دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آجکل فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں اس امر کو بڑی سختی کے ساتھ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ ہمارے پاک مذہب اسلام کے متعلق ہندی زبان میں جو ہمارے کروڑوں برادران وطن کی نوشت خواند اور مذہبی معلومات کی زبان ہے۔ بہت کم لٹریچر موجود ہے علی الخصوص یہ امر کہ اب تک مسلمانوں کی طرف سے قرآن مجید کا کوئی مکمل ہندی ترجمہ شائع نہیں کیا گیا ہے۔ جو ایک بڑی غفلت اور تبلیغی کمی تھی۔ اب خاکسار نے انجمن تبلیغ الاسلام نگرام کے حسب ہدایت ہندی زبان میں سیرت نبوی مرتب کرنے کے بعد خدا کا نام لے کر کلام پاک کے ہندی ترجمے کا کام شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ کہ جناب بابو حاجی عبد العزیز خان صاحب تعلقدار ریو سلطانپور اودھ نے اپنی حمیت اسلامی اور عالی ہمتی سے ترجمہ کے تمام مصارف کا بار اپنے ذمے لے لیا ہے جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین ۵ اب جناب والا سے درخواست ہے کہ اس اہم اور ضروری خدمت کے متعلق اپنے مفید مشوروں سے خاکسار کو مطلع فرمائیں گے۔ اور مذہبی حیثیت سے اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ ترجمہ کیساتھ ساتھ متن کلام پاک عربی خط میں رکھا جائے یا ہندی رسم الخط میں لکھا جائے۔ اس لئے کہ اس ترجمہ کے ذریعہ سے صرف ناگری جاننے والے مسلمانوں کو ارتداد کے زہر سے بچانا مقصود ہے۔ اور غیر مسلم ناگری خواں کو راہ ہدایت دکھانا مقصود ہے۔ جیسا کہ آجکل راجپوتانہ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ امید کہ جناب والا جواب باصواب سے جلد سرفرازی بخشیں گے۔

خاکسار

محمد محفوظ الرحمن ناظم انجمن نگرام ضلع لکھنؤ۔

اسرار شریعت

مدت سے اردو زبان میں ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جس میں شریعت اسلام کے جملہ احکام اور مسائل کا فلاسفی بیان کیا گیا ہو۔ اور مخالفین اسلام شریعت اسلام اور احکام قرآن کریم پر جو اعتراض کرتے ہیں عقلی اور فلسفی رنگ میں ان کا جواب دیا گیا ہو۔ سو اس کتاب نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مسلمان جنکو اپنے دین کی واقفیت نہیں ہوتی اور مذہبی علوم عقلیہ سائنس وغیرہ سے واقف ہو جاتے ہیں وہ آریہ عیسائی دہریہ وغیرہ کے اعتراضوں کو سن کر مرعوب ہو جاتے ہیں اور بعض ان سے متاثر ہو کر احکام شریعت کا ہی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ [illegible] کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے تمام اصحاب کو جنہیں اسلام کے کسی مسئلہ پر شک و شبہ ہو اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے اور دیگر تمام مسلمانوں کو بھی ازدیاد علم و یقین کے لئے اسے پڑھنا چاہیئے۔ کوئی اسلامی کتبخانہ اس کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ تقریباً ایک ہزار صفحوں کی تین جلدوں پر کتاب مشتمل ہے۔ جس میں ایک ہزار مسائل پر عقلی اور فلسفی رنگ میں بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے مضامین اور حجم کے لحاظ سے قیمت بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر ایک مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکے یعنی مجلد تین روپیہ چار آنے۔ بلا جلد دو روپیہ بارہ آنہ (محصولڈاک علاوہ)

ملنے کا پتہ:- دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

بیان القرآن یعنی اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس بے نظیر تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے ممیز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس غرض کے لئے امام بخاری کی کتاب التفسیر تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھا گیا۔

(۳) لغات قرآنی کی پوری تشریح کی گئی ہے جس کے لئے مفردات امام راغب تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے۔

(۴) قرآن کریم کی ترتیب نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے۔ اول آیات کا باہمی ربط پھر رکوعوں کا باہمی تعلق۔ سوم سورتوں کا ایک دوسری سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۵) ہر ایک سورت کے شروع میں اسکے تمام رکوعوں کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔ اور اس سورۃ کے نام میں جو حکمت ہے اُسے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۶) قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ کیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو الفاظ کی حدود سے نہیں نکلنے دیا۔ اپنی طرف سے الفاظ بڑھانے کے اصول کو بکلی ترک کیا گیا ہے۔

(۷) قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آراء کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آراء کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

(۸) اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو۔ اور جو لوگ زبان اردو لکھ پڑھ سکیں وہ اس تفسیر کی مدد سے خود قرآن شریف کا درس دے سکیں اس لئے ہر ایک بات نہایت عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔

(۹) ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔

(۱۰) ان باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط۔ بین السطور ترجمہ۔ نیچے تفسیر کاغذ نہایت اعلیٰ قسم کا۔ جلد نہایت خوبصورت۔ اور مضبوط۔ پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغریٰ۔

(۱۱) تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوگی۔ ہر ایک جلد کی ضخامت ۲۲×۲۹ کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے۔ پہلی جلد کی قیمت نو روپیہ (لعہ/) روپیہ محصولڈاک و خرچ وی پی وغیرہ (عہ/) دوسری جلد کی قیمت آٹھ روپیہ (للعہ) محصولڈاک وغیرہ (عہ/) تیسری جلد کی قیمت دس روپیہ (عللہ) محصولڈاک وغیرہ (عہ/) پہلی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری جون میں انشاء اللہ نکل جائے گی۔ وی پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا ضروری ہے۔ تمام درخواستیں بنام

مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

مفصل فہرست دار الکتب ۱؍ کا ٹکٹ بھیجنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ادعیۃ الرسول

مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے کہ اپنے ہر ایک قول و فعل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو دستور العمل بنائیں خاصکر بچوں کو اگر بچپن سے ہی اسلامی شعار کا خوگر بنایا جائے تو بڑے ہو کر وہ عادات راسخ ہو جاتی ہیں اور انسان بلا تکلف اسیطرح عمل کرتا ہے ہم نے قرآن کریم کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی وہ دعائیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کو شروع کرتے وقت یا اُسکے اختتام پر پڑھی ہیں، اور جن کا یاد کرنا بچوں کے لئے آسان ہے، ایک چھوٹے سے رسالہ کی شکل میں مع اردو ترجمہ چھوٹی تقطیع پر چھپوائی ہیں، مسلمان بچوں کو یہ رسالہ پڑھانا، اور ان ادعیہ کا یاد کرانا نہایت ضروری ہے تاکہ بچپن میں ان کو شعائر اسلام سے دلچسپی پیدا ہو ہر ایک دعا کے شروع میں بتا دیا گیا ہے کہ یہ دعائیں کس موقعہ پر پڑھنی چاہیئے، جیسے گھر سے نکلتے اور گھر میں داخل ہوتے مسجد میں داخل ہوتے اور مسجد سے نکلتے کھانا شروع کرتے اور کھانا ختم کرتے وقت بستر پر لیٹتے وقت سو کر اُٹھتے وقت کسی سواری پر سوار ہوتے وقت، سبق شروع کرتے وقت اپنا کپڑا پہنتے وقت، آئینہ دیکھتے وقت، غرض ہر ایک موقعہ پر جو ہماری روزانہ زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی ہے اسے لکھا گیا ہے علاوہ بچوں کے جوانوں اور بوڑھوں کو بھی ان دعاؤں کو یاد کر کے اپنے موقعہ پر پڑھنا ضروری ہے، تاکہ بچے بڑوں کا نمونہ دیکھ کر خود پڑھنے کی عادت ڈالیں، اور تاکہ ہمارے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو، شعائر اسلام کی عزت بڑھے ہمارے تمام کاموں میں برکت ہو، اور بدعات سے بچنے کی توفیق ملے، اس رسالہ کی قیمت ۲؍ محصولڈاک ۱؍ (۲؍) کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے۔

ملنے کا پتہ:- دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ناظرین کرام

براہ نوازش خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

منیجر

اسلام اور مغربی اقوام

اہل یورپ کے بیجا اعتراضات اور ان کا جواب

(علامہ داعصف بے بطرس لفاکی کے قلم سے)

عورت کا مرتبہ

یورپ کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے طبقۂ اناث کے مرتبہ کی کچھ قدر نہیں اور عورت کو مرد کے لئے صرف ایک کھلونا بنا دیا ہے لیکن ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ کہ محمد صلعم نے کسقدر کوشش عورتوں کی آزادی کے متعلق کی ہے جضور صلعم کے زمانہ میں جسقدر اسلام نے عورتوں کی مصلحتوں کا لحاظ رکھا۔ اور ان کی مادی اور ادبی نشوونما کا باعث بنا۔ اسقدر کوئی مذہب نہ کر سکا۔ اس بارے میں جن لوگوں کو شبہات ہیں۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خود تعلیم کیطرف رجوع کرنا چاہیئے کہ آپ نے کسطرح ان کے مرتبہ کو بلند کیا۔ اور لوگوں کی حاجت کے مطابق تعلیم دی۔

تعدد ازدواج اور طلاق

اسی مسئلے کے ساتھ دوسرا مسئلہ تعدد زوجات اور طلاق کا اٹھایا جاتا ہے۔ اور یہ دونوں اصول خلاف تمدن بیان کئے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق یہ دعوے کرنا بالکل غلط ہے۔ کہ یہ امور خلاف تمدن ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو تمدن اور معیشت میں جو سیکڑوں مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان کے اُٹھانے کا صرف یہ ایک وحید ذریعہ ہیں۔ باوجود اس کے مذہب اسلام نے ان دونوں امور کے دائرے کو نہایت محدود رکھا ہے۔ اور ان پر خاص خاص شرطیں عاید کی ہیں۔ نبی اسلام نے خود فرمایا ہے۔ کہ "ابغض الحلال عند اللہ الطلاق"، (حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مکروہ اور قابل نفرت شئے اللہ تعالے کے نزدیک طلاق ہے۔ اسلام کی مذہبی کتاب قرآن شریف میں ہے۔ وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (اگر تم کو اس کا ڈر ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو صرف ایک عورت سے نکاح کرو) گویا جسوقت عدل و انصاف غیر ممکن معلوم ہو۔ اسوقت تعدد زوجات حرام ہے۔ ہم نے اپنی کتاب کی فصل (قرآن اور عورت) میں اسکو اچھی طرح ثابت کیا ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت جس طریقے سے تمدن اور معیشت میں ممتاز رہ سکتی ہے اس طرح سے کسی اور مذہب کی عورت نہیں رہ سکتی۔ کیا ان تمام معاملوں کے بعد یہ کہا جائیگا۔ کہ مذہب اسلام نے عورتوں کی آزادی کو برقرار نہیں رکھا ہے۔

مذہب میں زبردستی

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں رواداری اور تسامح کے اصول بالکل نہیں ہیں۔ لیکن قرآن نے اس اعتراض کا جواب لا اکراہ فی الدین (مذہب میں کچھ جبر نہیں) کہکر خود دیدیا ہے۔ ہم ان ہزارہا مثالوں اور واقعوں سے جن سے کہ اسلامی رواداری کے ثبوت بہم پہنچتے ہیں۔ اور اس رواداری میں اہل اسلام اور غیر اہل اسلام کا امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔ قطع نظر کرتے ہوئے "رینان" کی گواہی کو اس مسئلہ پر پیش کرتے ہیں۔

رینان کے متعلق کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ اس نے اسلام پر رحم کھاکر یہ الفاظ کہے ہونگے۔ وہ لکھتا ہے:۔

"علم اور ہنر کی محبت جس طرح دسویں صدی میں اندلس میں موجود تھی۔ اور جو رواداری اور مسامحت کے معاملات اس سرزمین میں کئے جاتے تھے۔ وہ موجودہ دور تہذیب میں کہیں نہیں برتے جاتے اس زمانہ میں مسیحی۔ یہودی اور اہل اسلام صرف ایک ہی زبان کی تعلیم پاتے تھے۔ اور ایک ہی قسم کے گیت گاتے تھے۔ ان میں کسی قسم کا امتیاز نہ تھا۔ اور وہ سب ایک ہی قسم کی تعلیم پاتے تھے۔ وہ باتیں جو ایک کو دوسرے سے جدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ یکلخت اٹھادی گئی تھیں سب کے سب باہم ملکر تمدن و تہذیب کو ترقی دینے کے لئے کوشاں تھے "قرطبہ" کی یونیورسٹیاں فلسفے اور علم کی مرکز بنی ہوئی تھیں۔ اور ان میں ہزاروں طلبا تعلیم پاتے تھے کچھ دنوں کے بعد اسپین کی سلطنت عباسیوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اسی طرح فاطمیوں کے ہاتھ سے مصر کی زمام حکومت بھی چھوٹ گئی۔ اور یہ دونوں ملک دوسری قوموں کے قبضہ میں آگئے۔ لیکن ناظرین خود اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ کیا گذشتہ مساوات اور مسامحت کا طرز باقی ہے بغداد۔ قاہرہ۔ سمرقند۔ قیروان کی مساوات اور موجودہ مساوات میں کسی طرح برابری نہیں ہوسکتی۔

کیا اسلام محنت سے روکتا ہے؟

اسلام پر ایک اعتراض یہ اور کیا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کو محنت سے روکتا ہے۔ اور کم ہمتی و پستی کی طرف مائل کرتا ہے کیونکہ اس کی تعلیم میں ہے "ان کل شئی مکتوب" (دنیا میں ہونے والی بات لکھی جاچکی ہے) لیکن یہ بھی پچھلے اعتراضات کی طرح لغو ہے۔ اسلام میں مسئلہ قضاو قدر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان جمود اختیار کرے اور عمل و ترقی سے بالکل دست کشی کرلے۔ بلکہ اسلام کے اصول تو بالکل اس کے مخالف اور متضاد ہیں۔

ہمکو اس اعتراض کے دفعیہ کے لئے صرف قرآن پاک کی چند آیات کردینا کافی ہیں۔ قرآن شریف میں ہے:

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا ولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون۔ (جب کفار سے کہا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالے کے نازل کردہ امور کا اتباع کرو تو وہ کہتے ہیں (ہم ان) کا کیوں اعتبار کریں۔ ہم تو اسکا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا۔ اگرچہ ان کے آباء کچھ نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھا راستہ جانتے ہوں) کیا مذکورہ بالا آیت سے کورانہ اتباع کی مذمت نہیں کی گئی۔ دوسرے الفاظ میں قرآن کا یوں مطلب سمجھنا چاہیئے۔ کہ انسان پر واجب ہے۔ کہ وہ شجاعت وجوانمردی کے ساتھ عقل سے کام لے۔ اور حقیقت اور واقعیت کی تحقیق کرے۔

اس بیان کی وضاحت کے لئے ہم چند دیگر آیات کو بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ رب العزت فرماتا ہے:

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت (اللہ تعالے کسی شخص کو اس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتا)

جو کچھ نفع و نقصان پہنچتا ہے۔ وہ اسی کے عمل سے پہنچتا ہے۔ وہ اسی کے عمل سے پہنچتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (اللہ کسی قوم کو اسوقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو خود نہ بدل ڈالیں) اب مذکورہ بالا آیات میں جن کا کہ مقصد یہ تھا۔ کہ آدمی کو اپنے ہی اعمال کا ثمر ملتا ہے خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔ اور مسئلہ قضا و قدر میں کسطرح توفیق و تطبیق ہو سکتی ہے۔ ایکطرف تو انسان کو تسلیم و رضا کے اصول کی ہدایت ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کمال کا حصول اپنی کوششوں پر موقوف ہے۔

کیا اسلام اپاہج کردیتا ہے؟

یورپ کے مدبرین نے صرف یہ خیال کر رکھا ہے۔ کہ اسلام بالکل لوگوں کو اپاہج کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ تمدن و ترقی کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔

ان لوگوں کے خیالات کے ابطال کے لئے ہم تاریخی مثالیں بھی پیش کر سکتے ہیں۔ کوئی ذی علم اس جرأت نہیں کر سکتا ہے۔ کہ وہ اس کا انکار کرے کہ عربوں میں بہترین تمدن نہیں رہا۔

باقی بر صفحہ ۴ کالم ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۴ رمضان ۱۳۴۱ھ | نمبر ۵۲

تحریک شدھی پر کچھ خیالات کا اظہار

کیونیکلیبد

چار ماہ کا عرصہ ہوگیا۔ کہ پنڈت شنشی رام صاحب کی تحریک اشدھی نے ملک میں ایک ہلچل پیدا کر دی ہے۔ کیا مسلمان یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندو اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں۔ اور اگر وہ تبلیغ کریں گے تو ہم ناراض ہو جائیں گے اور امور ملکی میں ان سے علیحدہ ہو جائیں گے؟ جہانتک میں جانتا ہوں کسی مسلمان کے دل میں یہ خیال نہیں۔ مسلمان اپنے اس حق کو کبھی چھوڑ نہیں سکتے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ دنیا کے کل دوسرے لوگوں کو کریں گے۔ اور وہ نہ اس قسم کا حق کسی دوسری قوم سے چھیننا چاہتے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ اسلام میں صداقت ہے۔ اور وہ صداقت علم کی روشنی کیساتھ ساتھ لاکھوں کو اپنا مسخر کرتی چلی جائے گی۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں اسلام چالیس کروڑ انسانوں کو اپنا حلقہ بگوش کر چکا ہے۔ اس ملک ہند میں بھی سات کروڑ کو اپنا غلام بنا چکا ہے۔ یہاں ایک بھی مسلمان نہ تھا۔ اور سات کروڑ ہو گئے۔ تو سات کروڑ کے ہوتے ہوئے۔ چوبیس کروڑ کا اور جذب کر لینا کونسی مشکل بات ہے اور اسلام کی پوری طاقت کا اظہار اسی صورت میں ہوگا۔ جب ہر ایک مذہب مقابلہ میں پورا زور لگائے۔ ہندو مذہب اگر فی الواقع یہ کوئی مذہب ہے تو اسلام کے خلاف اٹھ کر کسی کامیابی کی امید رکھ سکتا ہے۔ جب ایک اتنا بڑا حریف جیسے عیسائیت اپنا پورا زور صرف کر کے اور قریباً اسلامی دنیا کو ملکی جوئے کے ماتحت لا کر لاکھوں کی تعداد میں آدمی لگا کر کروڑوں کی تعداد میں روپیہ صرف کر کے اربوں کی تعداد میں کتابیں شائع کر کے مسلمانوں سے عملاً مایوس ہو چکا ہے لیکن موجودہ تحریک اشدھی کا نام ہندو مذہب کی تبلیغ رکھنا محض ایک چال ہے۔ جس میں اسوقت بڑے بڑے لوگ ملوث ہو رہے ہیں۔ کیا آخر بڑے بڑے آدمی خود دھوکے میں ہیں؟ یا ساری قوم محض مسلمانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے پر تلی ہوئی ہے؟ ہندو اگر اپنے مذہب کی تبلیغ کریں۔ اور بڑے بڑے پولٹیکل لیڈر بھی کریں تو مسلمانوں کو کچھ گلہ نہ ہونا چاہیئے۔ سوامی شردھانند اور پنڈت مدن موہن مالویہ تو ایکطرف ہے۔ اگر مسٹر سی۔ آر داس اور پنڈت موتی لال نہرو بھی ہندو مذہب کی تبلیغ کریں۔ تو بھی شکایت نہیں۔ مگر تبلیغ مذہب کہاں ہے۔ کیا اچھوت ملکانوں میں اور مولاگجروں میں ایک دن کے لئے بھی تبلیغ مذہب ہوئی؟ یا انہیں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تم لوگ اپنی اپنی برادریوں میں شامل ہو جاؤ۔ تو ہم تمہارے ساتھ ملکر کھانا کھالیں گے۔ سوامی شردھانند نے ان دونو باتوں میں سے کس بات کی تبلیغ وہاں کی ہے؟ اس کی۔ کہ بت پرستی انسان کو رنگ میں پہنچاتی ہے۔ جو ان کا اپنا مذہب ہے یا اس کی۔ کہ خدائے واحد کی پرستش کو چھوڑنے اور بت پرستی کو اختیار کرنے سے ہی نجات ملتی ہے جو ان کے اشدھ شدہ ہمقوموں کا مذہب ہے۔ مذہب کی غرض تو آخر خدا تک پہنچانا ہے۔ اور مذہب کی تبلیغ یہی ہے۔ کہ بتایا جائے۔ کہ انسان اس رستہ سے نہیں بلکہ اس دوسرے رستے سے خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ کیا سوامی شردھانند نے آج تک کہیں ان قوموں کو یہ بتایا ہے۔ کہ وہ کونسا رستہ ہے جسے چھوڑنے سے اور کونسا ہے جسے اختیار کرنے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر لیڈروں کا یہ کہنا کہ تبلیغ مذہب ہر مذہب کا حق ہے۔ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کون کہتا ہے۔ کہ تبلیغ مذہب ہندوؤں کا حق نہیں۔ رونا تو یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہے۔ وہ تبلیغ مذہب نہیں اور یہ نام اسے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تبلیغ مذہب ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مسلمان ہی ہمیشہ سے

یہ دو متضاد باتیں خود ان لوگوں کی قلبی کیفیت کا پتہ دیتی ہیں۔ جو اس ناپاک کام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ چونکہ اسلام کے مقابلہ میں کسی بات کو پیش کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے دھوکہ دیکر ان لوگوں کو دین اسلام سے منحرف کریں۔

لیکن یہاں مسلمانوں کے لئے ایک اور بات قابل غور ہے۔ جو گذشتہ دو تین سال میں ہندو مسلم اتحاد کا سب سے بڑا ثبوت یہ دیا گیا تھا۔ کہ ہندو مسلمانوں نے ایک ہی برتن سے پانی پیا تو آیا یہ فی الواقع ہندو قوم کی قلبی کیفیت تھی یا یہ بھی محض ایک حکمت عملی تھی جس سے ایک خاص کام نکالنا مقصود تھا؟ اگر فی الواقع ہندو مسلم اتحاد کا یہ منشا تھا۔ کہ مسلمان اچھوت نہیں ہیں۔ اور ان کا اور ہندوؤں کا کھانا پینا ایک جگہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر اسلام سے ارتداد کے لئے اس بات کو کیوں کافی سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ سوامی شردھانند ملکر کھا پی لیتے ہیں۔ اور شدھی صرف اتنی ہی بات کا نام ہے۔ کہ کھانے پینے میں وہ ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ کیا اس کے صاف معنے یہ نہیں کہ مسلمان ہندوؤں کے نزدیک اچھوت اقوام میں داخل ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد میں جو ملکر پانی پیا گیا تھا۔ وہ محض ایک وقتی بات تھی۔ اور فی الحقیقت کوئی ہندو مذہب کسی مسلمان کے ساتھ ملکر کھا پی نہیں سکتا۔ جو مسلمان اسلام کے لئے غیرت کا کچھ بھی خیال رکھتا ہے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ پوزیشن اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ ہندو اسے اچھوتوں میں داخل کریں۔ اور پھر تعجب در تعجب یہ ہے۔ کہ وہی لوگ جو آج تمام اچھوت قوموں کو پولٹیکل اغراض کے لئے اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ان کے ساتھ ملکر کھانے پینے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ وہ ایک مسلمان کو مرتد کئے بغیر اس کے ساتھ ملکر کھا پی نہیں سکتے۔ مسلمان بلاشبہ ایک سادہ قوم ہے۔ اور وہ ہر ایک بات کو حسن ظن کی نگاہ سے دیکھنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن پنڈت شنشی رام صاحب کی تحریک اشدھی نے اس بات کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ کہ ایک ہندو مسلمان کے مسلمان ہوتے ہوئے اس سے برابری کا سلوک کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور جب یہ نہیں تو مسلمان یہ کیونکر توقع رکھ سکتے ہیں۔ کہ سوراج میں ہندو ان کے ساتھ برابری کا سلوک کریں گے۔ چاہے مسلمان لیڈروں کی سمجھ میں یہ بات آئے یا نہ آئے۔ مگر ہندوؤں کا سلوک مسلمانوں سے اس سے بہتر نہیں۔ بلکہ بدتر ہے۔ جو یورپ کی اقوام کا ہے۔ اگر یورپ کے لوگ ایشیائی قوموں سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں۔ اور انہیں مساوات کے درجہ پر حقوق انسانیت دینے کو تیار نہیں تو ہندو اسوقت عملاً مسلمانوں سے یہی سلوک کر رہے ہیں۔ فرق یہ ہے۔ کہ ایک یورپ کا آدمی مسلمان ہو کر برادری سے خارج نہیں ہوتا لیکن ایک ہندو مسلمان ہو کر برادری سے خارج ہو جاتا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد مطلوب تو ضرور ہے مگر وہ اتحاد محض بے معنی ہے۔ جس میں ایک قوم دوسری کو برابری کا رتبہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ خودداری کے بغیر کوئی قوم ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اگر ہندو مسلمانوں کے ساتھ برابری کا سلوک کرنے سے اسی طرح انکار کرتے رہے جسطرح اشدھی کی تحریک میں انہوں نے بتا دیا ہے۔ تو مسلمان قوم اپنی خودداری کو قائم رکھنے کے لئے جو کچھ کرے گی۔ اس میں وہ مجبور ہوگی۔

"پرتاب" کی فتنہ انگیزی

روزانہ معاصر "پرتاب" کا شاید ہی کوئی پرچہ ایسا ہوتا ہو۔ جس کے ہر صفحہ پر مختلف شہروں کے مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں پر دست ظلم دراز ہونے یا ان کے ایسے ارادوں کی خبریں درج نہ ہوں اس اخبار کو اول سے آخر تک اگر کوئی شخص مطالعہ کرے تو اسکو یہی خیال ہوگا۔ کہ ہندوستان یا کم از کم پنجاب اور یوپی کا کوئی بھی شہر ایسا نہیں۔ جہاں مسلمان خواہ مخواہ ہندوؤں پر جور و ستم برپا نہ کر رہے ہوں۔ اور کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جو فتنہ و فساد سے خالی ہو۔

اسی قسم کی ایک خبر ہمارے لائق معاصر نے اپنی قریبی اشاعت میں آگرہ کے متعلق شائع کی تھی۔ کہ مسلمانوں کا ارادہ وہاں فساد کرنے اور ہندوؤں کو مارنے کا تھا۔ ہندو دوکاندار شام سے پہلے اپنی دوکانیں بند کر کے چلے گئے۔

اس خبر کی تصدیق کے لئے ہم نے آگرہ کے مولوی سعید احمد صاحب سیکرٹری انجمن شعیب محمدیہ کی خدمت میں خط لکھا کہ وہ براہ مہربانی اصل واقعات سے مطلع فرمائیں۔ اس کے جواب میں ہمیں ذیل کی چٹھی محمد فضل عظیم صاحب شعیب محمدیہ ہائی سکول آگرہ کیطرف سے موصول ہوئی ہے:۔

مکرمی۔ السلام علیکم۔ بجواب والا نامہ عرض ہے کہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۳ء کی چاندرات تھی۔ چاندرات سے ہی تراویح شروع ہو جاتی ہیں۔ وسط شہر میں اکبری مسجد جو کہ بازار میں ہے۔ اس کے سامنے دن میں شامیانہ لگا ہوا دیکھا گیا۔ اور بازار میں ایک افواہ سنی گئی کہ آج کچھ فساد ہوگا۔ جس کی کوئی تحقیقات نہیں کی گئی۔ کہ کیوں فساد ہوگا۔

صبح ہوتے ہوئے۔ ۲۰ اپریل ۱۹۲۳ء کو معلوم ہوا کہ اہل ہنود کی ایک بارات نکلی اور اس کو اس شامیانہ کے نیچے چوک اکبری مسجد کے سامنے لگایا گیا تھا ٹھیرایا گیا۔ اور وہاں نماز عشاء تک گانا بجانا ہوتا رہا۔ انگریزی باجا۔ ڈھول۔ تاشہ وغیرہ وغیرہ سب ہی کچھ تھا۔ غرض یہ کہ علاوہ اس کے اور بھی اسی قسم کی اشتعال آمیز حرکتیں ہوتی رہیں۔ کہ جھگڑا ہو جائے۔ غریب نمازی نہایت صبر و تحمل کے ساتھ نماز پڑھ کر چلے گئے۔ میرے خیال میں اسی واقعہ کی رنگ آمیزی اخبار "پرتاب" میں کی گئی ہے۔ مضمون اخبار کے دیکھنے سے قیاس کیا جاتا ہے۔ اہل ہنود نے پیشتر سے فساد کرنے کا معقول انتظام کر رکھا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ مسلمان غریب ان چالاکیوں سے بہت دور ہیں۔ خداوند کریم مفسدوں کے فساد سے بچا رکھے۔ دعا فرماتے رہیئے۔

محمد فضل عظیم
از شعیب محمدیہ ہائی سکول آگرہ
۲۵ اپریل ۱۹۲۳ء

ان واقعات سے جو خط میں بیان کئے گئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ "پرتاب" اور دیگر ہندو معاصرین ایسی خبروں کی اشاعت میں کسقدر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ "پرتاب" نے ہندوؤں کے مسجد کے سامنے خیمہ لگانے اور عین نماز تراویح کے وقت اس خیمہ میں باجا وغیرہ بجانے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا۔ ورنہ اصل حقیقت آشکارا ہو جاتی۔

ہم اپنے برادران وطن سے بخلوص قلب ملتجی ہیں۔ کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں بشوق سے کریں۔ کوئی ان کو اس سے روک نہیں سکتا۔ مسلمانوں کو اگر سوامی شردھانند سے کوئی شکایت ہے۔ تو صرف اسقدر کہ وہ ناجائز وسائل سے جاہل اور بھولے بھالے مسلمانوں کو توحید سے ہٹا کر بت پرستی کا شکار بنا رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے ہندو معاصرین جھوٹ بول بول کر عامہ جذبات کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کوئی صلاحیت کی بات نہیں۔ نہ ہی اس میں ملک کی کوئی خیرخواہی ہے۔ وہ بیشک ہندوؤں کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے ابھاریں۔ لیکن مسلمانوں پر غلط الزام دیکر فتنہ و فساد برپا نہ کریں۔ کہ اس میں دونوں قوموں کی بھلائی نہیں۔

انسداد ارتداد اور مسلم راجپوت

کنور محمد اشرف صاحب جو جامعہ ملیہ علیگڈھ کے طالب علم اور ان ملکانہ راجپوتوں میں سے ہیں۔ جنکو ہندو بنانے کے لئے سوامی شردھانند صاحب کوشاں ہیں۔ اور اسوقت اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مجلس نمایندگان آگرہ میں کام کر رہے ہیں۔ معاصر "زمیندار" میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس مضمون کے بعض حصص کا جواب دیا ہے۔ جو انہوں نے انجمن نمایندگان اور دیگر انجمنوں کے کاموں کے متعلق اپنے عینی مشاہدات کی بنا پر لکھا تھا۔ کنور صاحب نے جن باتوں میں ڈاکٹر صاحب مکرم سے اظہار اختلاف کیا ہے۔ ان پر تو خود ڈاکٹر صاحب ہی اسپر جلد روشنی ڈالیں گے۔ لیکن ہمیں جناب کنور صاحب کے آخری فقرات کے متعلق جن میں انہوں نے انسداد ارتداد کا کام محض انجمن راجپوتان ہند کے سپرد کرنے اور دیگر انجمنوں کو دست بردار ہو جانے کا مشورہ دیا ہے۔ کچھ عرض کرنا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ اس غرض اور مجلس نمایندگان کے نظام کے ماتحت سب کو لانے کے لئے ۲۶ ، ۲۷ اپریل کو کوئی خاص جلسہ آگرہ میں منعقد ہونے والا تھا۔ اس جلسہ کی روئداد ابھی تک ہمارے پاس نہیں

پہنچی۔ لیکن اسقدر ہم عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اسوقت جبکہ ارتداد کی آگ ابھی تک بجھی نہیں۔ بلکہ دن بدن زیادہ مشتعل ہو رہی ہے۔ ایسے حالات میں جبکہ دشمن صرف ہندو راجپوتوں سے ہی اپنا کام نہیں لیتا۔ بلکہ تمام ہندو کمیونٹی مشترکہ طور پر لگی ہے۔ اور جگہ بہ جگہ سیوا سمتی مجالس بن چکی ہیں۔ جنکا مقصد وحید ایسے والنٹیر مہیا کرنا ہے۔ جو مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کریں۔ اور اس قسم کے والنٹیر نہ صرف یو پی بلکہ پنجاب اور دیگر صوبوں سے بھی سینکڑوں کی تعداد میں بھیجے جا رہے ہیں ایسے حالات میں جبکہ ارتداد کا جال صرف ایک ہی ضلع یا چند اضلاع میں نہیں۔ بلکہ قریباً تمام اضلاع متحدہ اور پنجاب کے ایک بہت بڑے علاقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اس لحاظ سے کام کرنے والوں کی تعداد جسقدر زیادہ ہو۔ ضروری ہے۔ یہ بڑی غیر مصلحت اندیشی اور موقع ناشناسی ہوگی۔ اگر اسی انجمن راجپوتان کے سپرد تمام کام کر کے دیگر انجمنوں کو دست بردار ہونے کے لئے کہا جائے۔ بالخصوص جبکہ بعض علاقوں میں مختلف انجمنوں کے مدارس قائم ہو چکے ہیں۔ اور وہاں لوگ ان سے اسقدر مانوس ہیں۔ کہ کسی اور بیرونی دخل کی امر میں ضرورت نہیں سمجھتے۔

احمدی راجپوتوں کی ضرورت

ہاں ہم اس حد تک تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ جن لوگوں میں اصلاحی کام کرنا ہمیں مطلوب ہے۔ وہ دوسرے اشخاص کی نسبت راجپوتوں سے زیادہ مانوس ہوتے ہیں۔ اس لئے بجائے اس کے تمام انجمنیں دست بردار ہو جائیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں کوشش کر کے زیادہ راجپوت مبلغین مہیا کریں۔

اسی ضرورت کو مدنظر رکھکر ہم احمدی قوم کے راجپوت نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ کہ وہ اٹھیں۔ اور اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ وہ اس کام کو زیادہ آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اور بہت جلد اس فتنہ کی اصلاح ان کے ذریعہ سے ممکن ہے۔ اس کام کے لئے کوئی زیادہ علمی قابلیت کی ضرورت نہیں۔ بعض چند موٹی موٹی اسلامی باتیں اور معمولی اردو نوشت و خواند جاننے کی ضرورت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کے بہت سے احمدی راجپوت نکل سکتے ہیں۔ صرف تھوڑے سے ایثار اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اسوقت بھی ہماری طرف سے جو لوگ کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض راجپوت بھی ہیں۔ اگر ہمارے دیگر راجپوت بھائی ہمت کر کے قدم آگے بڑھائیں۔ تو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہونگے۔

بقیہ صفحہ اوّل

ویمان نے ۲۷ مارچ ۱۸۸۳ء میں الاسلام والعلمیہ پر ایک خاص لکچر دیا تھا۔ جس میں عربی تمدن پر سخت نکتہ چینی کی تھی۔ مضمون کا ماحصل یہ تھا۔ کہ جس کو عربی تمدن کہا جاتا ہے وہ فی الواقعہ کوئی خاص تمدن نہیں۔ بلکہ وہ صرف یونانی تمدن ہے۔ جو عربوں کی جدوجہد سے عالم ظہور میں نہیں آیا۔ بلکہ اہل شام۔ کلدانیوں۔ اسپینیوں اور اہل فارس نے اس کو از سرنو زندہ کیا۔ ہم ویمان کے اس نظریہ کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام کس حد تک اپنے پیروؤں کو تمدن و تہذیب حاصل کرنے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ اور علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ان کو کسقدر ترغیب دی گئی ہے۔ اس کے ثابت کرنے کے لئے ہم حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و اقوال کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے۔

اسلام اور علم

اطلبو العلم ولو بالصین (علم کو حاصل کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان اور خاتون کا فرض ہے) العلماء ورثۃ الانبیاء (علما انبیا کے وارث ہیں) افضل الناس المومن العالم الذی ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ (سب سے بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے۔ جو مومن اور عالم ہو۔ اگر اس کی لوگوں کو حاجت ہو تو وہ نفع پہنچائے۔ اور اگر اس سے لوگ استغنا

مدراس میں عالمگیر مذہبی کانفرنس

احمد شاہ صاحب کی تقریر

گذشتہ سے پیوستہ

بادشاہ صاحب نے سورۂ بقر کی ابتدائی آیات کی تلاوت نہایت خوش الحانی کے ساتھ کی اور کہا کہ میں نے اپنی تقریر جس طرح ہر ایک مسلمان کی عادت ہے۔ قرآن کی ایک سورۃ سے شروع کی ہے۔ اور اس مجلس کے انعقاد کی غرض یہ نہیں کہ اپنی اپنی مذہب کی برتری ہو۔ میں یہاں آپ کی تعریف سننے کے لئے کھڑا نہیں ہوا ہوں۔ بلکہ میری غرض یہ ہے۔ کہ اس رابطہ اتحاد کو مضبوط کروں۔ جو مسلمانوں اور ہندوؤں میں پیدا ہو گیا ہے۔ صدیوں چونکہ ہم نے ہندو بھائیوں کے دوش بدوش زندگی بسر کی ہے۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اچھا سمجھیں۔ تاکہ ہندوستان کا مستقبل بہتر اور شاندار ہو۔ میں تقریر کرتے ہوئے۔ اپنے آپ کو قرآن تک محدود رکھونگا۔ آپ کو بھی چاہئے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے دلائل اپنی کتابوں سے ہی اخذ کریں۔ اپنے پاس سے دعوے یا دلائل دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کی کتاب لاچار ہے۔ دیکھو اسلام دیگر مذاہب کے بطلان کا دعوے کر کے ساتھ ہی دلیل بھی دیتا ہے۔ قرآن ہی صرف صفحۂ ہستی پر ایک ایسی کتاب ہے جو نہ صرف اپنا بلکہ اور مذاہب کا بھی ذکر کرتی ہے۔ قرآن اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح وہ تیرہ سو برس پیشتر تھا۔

آنحضرت صلعم کوئی خیالی انسان نہیں بلکہ ایک تاریخی انسان ہیں جنکی گواہی آپ کے ہمعصر مصنفین خواہ وہ آپ کے ہم وطن ہوں یا باہر کے برابر دیتے رہے ہیں۔ غیر مسلموں کا قرآن کے محمد صلعم کی کتاب ہونے پر اس قدر پختہ یقین ہے جسقدر کہ مسلمانوں کو اس کے منجانب اللہ ہونے کا۔ آپ کی زندگی کوئی قصہ کہانی نہیں بلکہ آپ ایک حقیقی انسان تھے۔ جس میں انسانی جذبات اور احساسات موجود تھے۔ آپ کی زندگی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بیسویں صدی کے انسان ہیں جو زمانہ حال کی ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے نہایت حکیمانہ پیرایہ میں ہمارے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔

بادشاہ صاحب نے کانفرنس کے اغراض پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام ہی ان کو پورا کرتا ہے۔ وہ ایک نیا مذہب نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ میں کچھ نیا مذہب پیش نہیں کرتا ہوں۔ یہ تو مسیحیوں نے مشہور کیا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن تھا۔ آج آپ خوف نہ کریں کیونکہ میرے ہاتھ میں صرف کتاب ہے۔ کوئی تلوار نہیں (ہنسی) میرا ایمان اسی کتاب پر ہے۔ اگر کسی متعصب شخص نے کوئی بیجا حرکت کی ہوگی۔ تو وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ میں اس پنڈال کو چھوڑ نہیں سکتا جب تک آپ یہ قبول نہ کریں کہ اسلام بینظیر رواداری کا مذہب ہے اسلام رواداری ہے۔ اور رواداری اسلام ہے (   )

آپ نے پھر آیات پڑھکر سنائیں۔ اور متقی کی تعریف کا نہایت ظریفانہ انداز میں بائبل کی تعلیم کے ساتھ مقابلہ کیا۔ عدم گنجائش مجھے اجازت نہیں دیتی کہ میں اصل انداز کو قائم رکھوں۔ آپ کان الناس امۃ واحدۃ پر دیر تک بحث کرتے رہے۔ کسطرح ہو سکتا تھا کہ آپ سامیوں کے درمیان ہوں اور رہبانیت کی خبر نہ لیں۔ اس پر بھی آپ نے کافی سے زیادہ روشنی ڈالی۔ پھر اس سوال کا جواب دیا کہ اسلام میں فلسفہ نہیں۔ اور پھر تصوف کے مسائل پر بھی خوب بحث کی۔ وقت ہو گیا تھا مگر کہا جانے لگا۔ کہ انہیں زیادہ وقت دو۔

. . . .

لیکن چونکہ سامیوں کی عبادت کا وقت تھا۔ مجبوراً تقریر کو حاضرین کی مرضی کے خلاف ختم کرنا پڑا۔

سکرٹری صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ پہلا وقت ہے کہ میں نے قرآنی آیات کو اس خوش الحانی کے ساتھ سنا ہے میری عرصہ سے یہ خواہش تھی۔ کہ مسجد میں جاکر تلاوت قرآن سنوں لیکن مسلمانوں نے مجھے برہمنوں کی طرح باہر دھکیل دیا۔ اگر جس طرح لائق مقرر نے کہا ہے۔ اسلام کا نصب العین ہماری طرح صلح ہے تو ہمیں اس عالمگیر مذہبی کانفرنس کے ذریعہ اس امن کو پھیلانے میں کوشاں ہونا چاہئے۔ ایک اور مہتمم جلسہ نے بادشاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ عبادت کی وجہ سے ان کو ... سکے۔ لیکن ان کی ایک اور تقریر کے لئے اشد ضرورت کی خواہش ہونے لگی۔ اور کئی ایک اصحاب نے آپ کا انٹرویو لیا۔ آپ پر ہی تمام آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ کوئی آپ کی ... کے متعلق سوال کرتا۔ کوئی پتہ دریافت کرتا۔ کوئی ... سوسائٹی میں لکچر کی خواہش ظاہر کرتا۔ غرض نہایت کامیاب آپ کی تقریر ہوئی۔ ہر طرف سے آپ کی تقریر کیلئے دعوت ... ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ اسلام کی خدمت نہایت ... میں لے اور آپ کو سلامت رکھے اور بیش از بیش خدمت ... کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار محمد عزیز اللہ سکرٹری احمدیہ انجمن
اشاعت اسلام مدراس

اخبار احمدیہ

برادر مولوی محمد عتیق اللہ صاحب کشمیر ایک ... میں مبتلا ہیں جملہ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

برادران کشمیر فتنۂ ارتداد کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے بڑی ہمت سے کام لے رہے ہیں۔ اور ان کی طرف سے پہلی قسط ... زیورات جو ہماری معزز بہنوں نے دیئے ہیں روانہ ہو چکی ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ خط میں درج کی جائے گی۔

چودھری علی گوہر صاحب نمبردار چک ... جملہ احباب سے دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔

برادر ضمیر حسین صاحب قریشی ضلع اوجین میں اپنے فرائض کے ساتھ ساتھ اشاعت سلسلہ میں بھی بہت کوشش فرماتے رہتے ہیں۔ جملہ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور آپ کے وجود کو اسلام و سلسلہ کیلئے مبارک کرے۔

برادر ایم اے صمد صاحب ایم اے ضلع سارن ہی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مخلوق خدا کو ہدایت نصیب کرے۔ سب احباب دعا فرماویں۔

برادران محمد خاں شاہباز خاں صاحب لودھی ... معزز بھائی شاہ محمد خاں صاحب کے برادر ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے اپنے علاقہ سے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ دیگر احباب کو بھی امداد سلسلہ اور تبلیغ میں خاص ... کرنی چاہیئے۔

جناب سید فقیر شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ چند دن سے میرے دل میں یہ تحریک شروع ہے۔ کہ خدمت دین کرکے مروں۔ نہایت ساٹھ برس عمر کا دنیا کی جھگڑوں میں صرف کئے ہیں اب چند دن باقی زندگی کے خدا اور رسول کی رضا کے لئے صرف کروں اس کے متعلق میرے دل میں خواہش ہے کہ ہر گاؤں ... خدمت دین کے لئے صرف کروں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی اس نیک خواہش کو جلد پورا کرے۔ اور ان سے اپنے علاقہ کی ... اقوام کو اسلام میں داخل کرنے کا مبارک کام لے۔ ایسے ... خیالات اگر ہر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہو جائیں تو چند دن میں ہماری سب مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

برادر حکیم غلام محی الدین صاحب بھیرہ ضلع جہلم کے ... فتنہ ارتداد کے لئے چندہ جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ... کہ انشاء اللہ ان کی معرفت اچھی امداد حاصل ہو جائے گی ... صاحبہ نے مستورات میں کام شروع کر رکھا ہے جن سے زیورات پارچات و نقد امداد مل رہی ہے۔ بباعث ماہ رمضان ... ہو رہا ہے۔ امید ہے انشاء اللہ بعد رمضان یہ تحریک ... ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس نوجوان بھائی اور ... عمر میں برکت دے۔ اور انہیں ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔

شیخ محمد نصیب صاحب جو ہمارے دفتر میں کام کر ... علاوہ لاہور میں تبلیغ کا سلسلہ بقایا اور یہ صاحبان جاری رکھتے ہیں ... اوقات کو خدمت اسلام و سلسلہ میں لگائے رکھتے ہیں ... ضلع جالندھر و ہوشیارپور میں فراہمی چندہ کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی کے ساتھ واپس آگئے ہیں۔

برادر غلام ربانی صاحب کوہ مری سے وزیرستان ... ہو گئے ہیں۔

برادر سلطان علی صاحب اگزیکٹو اسسٹنٹ لائل پور سے گورداسپور تبدیل ہوکر چلے گئے ہیں۔ علاقہ گورداسپور کے احباب ان سے مل کر انجمن بنانے کی کوشش کریں۔

برادر شیخ امام الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر خانقاہ ڈوگراں نے جو ہمیشہ ہر ایک تحریک اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے ہیں۔ اپنی اور جناب شیخ محمد الدین صاحب مالک کارخانہ روئی کی طرف سے ایک ایک سو روپیہ اور بابو محمد الدین صاحب سر منشی کی طرف سے تین روپیہ بیت تبلیغ هند فنڈ مرحمت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان برادران کو دینی اور دنیاوی برکات سے بہت بہت حصہ دے اور اُن کے مالوں اور جانوں میں برکت ڈالے۔

برادر شمس الدین صاحب شملہ سے جملہ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ برادر موصوف یکم جولائی کو خدمت سرکار سے ریٹائر ہو جائیں گے۔ اور باقی عمر خدمت دین و یاد خدا میں بسر کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرماوے۔

برادر شیخ عبد الحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں کہ وہاں خدا تعالےٰ کے فضل سے شاخ انجمن قائم ہو گئی ہے۔ معززین دہلی عمدًا اظہار دلچسپی کر رہے ہیں۔ اور تقریباً یکصد روپیہ ماہوار تک چندہ مستقل ہو جایا کرے گا۔ اور یقین ہے کہ بزرگان دہلی کی توجہ سے یہ رقم چار گنی تک ہو جائیگی۔ شیخ صاحب کے ساتھ تین اور دوست تبلیغ کے لئے رخصت حاصل کر کے باہر علاقہ جات میں کام کرنے کے لئے نکلنے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے سب بھائیوں کو توفیق دے۔ کہ وہ ہندوستان کے مختلف اقطاع میں پھیل کر دیکھیں۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے کس قدر وسیع میدان ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور ہندوستان کے سارے علاقوں میں یک لخت کام شروع کر دینا چاہیئے۔ آگرہ وغیرہ علاقہ جات جتنا زور اگر دیگر صوبہ جات میں بھی لگایا جائے تو اس سے چوگنے نتائج کی امید ہے۔

برادر فتح محمد صاحب وکیل اپر رہما نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے نہایت مفید تجاویز تحریر فرمائی ہیں جن کے لئے ہم ان کے بہت مشکور ہیں۔ انشاء اللہ جوں جوں انجمن کے فنڈز نے اجازت دی۔ ان تجاویز پر عملدرآمد ہوتا رہے گا۔ اس وقت تو اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ ہندوستان و برہما و سیلون میں مستقل طور پر اشاعت اسلام کرنے کے لئے مستقل فنڈ مقرر کیا جائے۔ اور جوں جوں موزوں آدمی تیار ہوتے جائیں۔ کام کو وسعت دی جائے۔ اور اس کا باقاعدہ نظام قائم رکھا جائے۔ انجمن اس تجویز پر فوراً عمل پیرا ہونے کو تیار ہے بشرطیکہ ہمارے بھائی اس طرف خاص توجہ کریں۔ دوسری انجمنیں تو دس دس لاکھ کا مطالبہ صرف ایک محدود علاقہ کی تبلیغ کے لئے کر رہی ہیں لیکن ہماری انجمن بفضلہ تعالےٰ اس سے چوتھائی رقم میں سارے ہندوستان میں اشاعت اسلام کے مرکز قائم کرنے کا ذمہ لینے کو تیار ہے۔ ہمارا کام انشاء اللہ چار دن کا جوش نہیں ہوگا بلکہ جہاں کام شروع ہوگا مستقل طور پر ہوگا۔

علاوہ مالی امداد کے ہمیں اس بات کی امداد کی خاص ضرورت ہے کہ مختلف صوبجات کے احباب ہمیں اپنے گرد و پیش کی اقوام کے حالات اور ان مقامات سے اطلاع دیں۔ جہاں اشاعت اسلام کے درخت کے مثمر ہونے کا پورا پورا یقین ہو۔ تاکہ وہاں ہم اپنا آدمی بھیجکر دریافت حالات کر لیں۔

بہت جلدی ضرورت ہے

ایسے احمدی نوجوانوں کی جن کی تعلیم انگریزی و اُردو مڈل یا انٹرنس تک ہو۔ اور قرآن شریف پڑھے ہوئے اور سلسلہ کی تعلیم کے مغز سے واقف ہوں۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اشاعت اسلام کے مرکزوں میں مستقل طور پر کام کرنے کے لئے ملازمت بشرط تسلی بخش کام ہونے کے مستقل ہوگی۔ سالانہ ترقی و رخصت کے حقوق بموجب قواعد انجمن ہونگے۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائے گی پنجاب کے نزدیک کے مرکزوں میں کم از کم تین سال اور صوبجات۔ بمبئی۔ مدراس۔ بنگال۔ برہما۔ صوبہ متوسط و آسام میں دو سال قیام کرنا ہوگا۔ بے روزگار۔ خدمت اسلام کے مشتاق اور مستقل ملازمت کے خواہاں جلد درخواستیں بھیجدیں۔

پتہ:- سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگس

مراسلات

فتنۂ ارتداد و مرکزی خلافت کمیٹی

مرکزی خلافت کمیٹی کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ نے جو فیصلہ فتنہ ارتداد کے متعلق کیا ہے۔ اس نے خلافت کمیٹیوں کی اصل حقیقت پر نظر غائر ڈالنے کے سامان مہیا کر دئے ہیں۔ کیونکہ آج تک یہ خیال تھا کہ خلافت کمیٹیوں کی اصلی غرض محض وہی ہے جو خلافت کی کسی وقت رہی ہے۔ اور جس کے باعث اسلام کو اقصائے عالم میں پھیلنے اور نمایاں کامیابی حاصل کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔

از روئے قرآن خلافت کے چار کام ہیں۔ (۱) تمکین دین (۲) خوف کا امن سے بدلنا۔ (۳) اشاعت توحید (۴) شرک کی بیخکنی۔ چنانچہ جب سے خلافت قائم ہوئی۔ اس نے ان امور کا خیال زیر نظر رکھا۔ اور کامیابی ان کی رکابوں کو بوسے دیتی رہی۔ اور یوں اسلام کا جو اصل مدعا تھا وہ پورا ہوتا۔ لیکن جب سے یہ طریق کار ترک کیا گیا اور محض دنیاوی وجاہت کو مدعائے خلافت قرار دیا گیا مسلمان گرتے اور روز بروز ذلیل ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ خلافت کی موجودہ ہستی بھی معرض خطر میں پڑ گئی۔ یہ مصیبت اور دکھ اور ذلت کیوں نصیب ہوئی؟ محض اسلئے کہ اپنا اصل مقصد و مدعا ترک کر دیا گیا۔

عیسائی قوموں نے دنیاوی و دنیوی ترقی کے ساتھ ساتھ عیسائیت کے لئے بھی قدم اٹھانے سے کوتاہی نہ کی لیکن خلافت کے حاملوں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ عبد الملک۔ عبد الرحمٰن اول و دوم و سوم وغیرہم کا طریق کار بالکل چھوڑ دیا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ پچھلے دنوں ترکی کو جو چشم زخم پہنچے۔ اس وقت خلافت کمیٹیوں کی بنیاد قائم ہوئی اور اہل دل حضرات کو خیال پیدا ہوا کمیٹیاں اس طرز عمل کو خضر طریقت قرار دیں گی جو حامیان خلافت کرتے رہے لیکن خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ یہاں تک کہ فتنہ ارتداد کا وقت آ پہنچا۔ اور سنٹرل خلافت کمیٹی نے صاف صاف یہ گوہر افشانی کر دی کہ کمیٹی اجتماعی طور پر فتنہ ارتداد کے معاملہ میں حصہ لینے سے محترز رہے اور اس معاملہ کو دوسری مذہبی انجمنوں کے ہاتھوں میں رہنے دیا جائے۔ ٹریبیون مورخہ ۲۹ جون جس کا صاف کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ خلافت کمیٹی کو اور دوسری خلافت کمیٹیوں کی نگران ہے بحیثیت مرکزی کمیٹی اجتماعی طور پر فتنہ ارتداد سے غرض و واسطہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق محض مذہبی تحریک سے ہے۔ جس کے معنے اگر یہ سمجھ لئے جائیں کہ مرکزی خلافت کمیٹی کو مذہب سے کچھ مطلب و غرض نہیں ہے تو بیجا نہیں ہو سکتا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہ کمیٹی جس کی غرض خالص دینی ہونی چاہیئے وہ مذہبی امور اور خالص دینی کاموں سے یوں اپنا پیچھا چھڑانا چاہتی ہے لیکن دعوے کیسا نام "خلافت" رکھا ہوا ہے لیکن خلافت کے اغراض و مقاصد سے بالکل مطلب نہیں گویا خلافت کمیٹی "برعکس نہند نام زنگی کافور" کی مصداق ہے۔

مسلمانوں میں تو عام طور پر فتنہ ارتداد سے بےچینی پھیلی ہوئی ہے اور خلافت کے کارندے اپنا کام بھی اس سے نرالا تصور کرتے ہیں

ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مگر خلافت کمیٹی کا مذہب سے کچھ تعلق نہیں ہے تو اس کو صاف صاف اعلان کرنا چاہیئے۔ اور اخباروں میں اس کی اشاعت کرائی جائے کہ مرکزی خلافت کمیٹی کو مذہب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ مذہبی انجمنوں کو بھی اس ذریعہ بہت کچھ فائدہ پہنچے گا کیونکہ پھر وہ اپنے آپ کو ہی صرف مذہب کی حمایت کے لئے جد و جہد کرنے کا ذریعہ سمجھ کر پہلے سے زیادہ سعی بلیغ کرنے پر مائل ہو جائینگی اور یوں خلافت نری ویسی ہی کمیٹی رہ جائیگی کہ جیسی اور بیسیوں مذہب و ملت سے بے غرض کمیٹیاں صفحۂ دہر پر موجود ہیں۔

انجمد

مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنایا جائیگا

راقم قلم مولوی عبد الوحید صاحب مبلغ انجمن ہدایت اسلام شاخ اجمیر

جناب اڈیٹر صاحب "شدھی کے خلاف اسلامی پالیسی غوطہ دے رہی ہے" کے عنوان سے ایک مضمون آریہ اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں میری اور چمن لعل والنٹیر سیوا ایشن راجپوت کی ایک فرضی گفتگو شائع ہوئی ہے۔

میں بذریعہ تحریر ہذا جناب کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ اس مضمون میں سراسر افترا پردازی سے کام لیا گیا ہے۔ مجھسے اور چمن لعل صاحب سے گفتگو تو ضرور ہوئی۔ مگر وہ گفتگو مندرجہ ذیل ہے۔ جو باتیں آپ نے اور آپ کے دیگر آریہ صاحبوں نے شائع کی ہیں۔ وہ سراسر غلط ہیں۔ یہ امر بیان کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ اڈیٹر صاحب عصر جدید کا میرے ساتھ بجز اسکے کہ ہم تو مسلمان اور ہندوستانی ہیں۔ کوئی تعلق نہیں ہے میں ان کا بھائی نہیں ہوں۔

گفتگو حسب ذیل ہے

چمن لعل:- آپ کہاں جائیں گے۔

عبد الوحید۔ اجمیر۔

چ:- اسم شریف۔

ع۔ عبد الوحید۔

چ:- کہاں آپ کام کرتے ہیں۔

ع:- انسداد فتنہ ارتداد انجمن ہدایت الاسلام۔

چ:- پہلے آپ کہاں ملازم تھے۔

ع:- دفتر خلافت کمیٹی کلکتہ۔

چ:- کلکتہ سے اخبار عصر جدید نکلتا ہے اس کا ایڈیٹر بڑا متعصب ہے

ع:- نہیں جی وہ تو سیاسی اخبار ہے۔

چ:- آپ لوگ شدھی سے کیوں رنجیدہ ہیں۔ جبکہ مذہبی آزادی ہر قوم کو حاصل ہے۔

ع:- ہمیں صرف اس بات کا رنج ہے۔ کہ تحریکات سوراجیہ کو بہت زبردست ٹھیس لگے گی اور دشمن فائدہ اٹھائے گا۔ ہماری تین برس کی محنت خاک میں مل جائے گی۔ ہندوستان کے اوپر کلنک کا ٹیکہ لگ جائے گا۔

چ:- کیونکہ تحریک سوراج کو نقصان پہنچے گا۔

ع:- دونوں فریق اس نئے کام کی طرف متوجہ ہو جائیں گے ہندو شدھی کریں گے۔ مسلمان روکیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دونوں کی ڈبھیڑ ہو جائے گی۔

چ:- کیوں ڈبھیڑ ہو جائے گی۔

ع:- مسلمان اپنے دھرم و قوم کی بے عزتی اس طرح نہ دیکھ سکیں گے۔ مذہب کے معاملہ میں مسلمان اپنی جان قربان کر دینا سعادت و فرض سمجھتے ہیں۔

چ:- کیا بھائی آپ کو یقین ہے کہ سوراج مل جائے گا۔

ع:- ضرور بشرطیکہ شک کی گنجائش نہیں۔

چ:- نہیں کبھی نہیں۔ جب تک کہ ہندوستان کی ساری اقوام کا ایک مذہب نہ ہو جائے گا۔

ع۔ بھائی صاحب تمام دنیا میں عیاں ہے۔ کہ صرف مذہب اسلام سچا اور مکتی کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہو جائیں تاکہ سوراج جلد مل جائے۔

اس کے بعد چمن لعل کچھ عرصہ کے واسطے خاموش رہا۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ جب تک مالک ہندوستان میں ہندو ہی ہندو نہ ہوں سوراج نہیں مل سکتا۔

ع:- بھائی مسلمان کہاں چلے جائیں کہ آپ کو جلد سوراج مل جائے

چ:- جہاں سے آئے ہیں۔

ع:- آخر کہاں سے۔ کس جگہ سے؟

چ:- ملک عرب سے آئے ہیں وہیں چلے جائیں۔

ع:- اگر مسلمان نہ گئے تو۔

چ:- اگر مسلمان نہ گئے تو ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ ملکانوں کو ہم کر رہے ہیں۔

ع :- سب مسلمان خود تو ہندو نہ بنیں گے۔ کیا آپ لوگ مسلمانوں کو زبردستی بنائیں گے۔

ج :- ہاں! جس طرح اورنگ زیب نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کیا۔ ویسے ہی ہم بھی کریں گے۔

ع :- یہ کس طرح ؟

ج :- ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے تگنی ہے۔ تین ہندو ایک مسلمان کے لئے کافی ہیں۔ اس کے بعد میری گاڑی پھیسر اسٹیشن پر پہنچی۔ اور میں اُتر گیا۔

ایک آریہ کی دروغ بیانی

حسب عادت وحسب تقلید پنڈت دیانند صاحب ایک آریہ صاحب ہفتہ وار اخبار "پرکاش" لاہور ۔ جنوری کے پرچہ میں ایک مضمون شائع کرکے مذہبی جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی صداقت اور معیار تبلیغ کا بھی انکشاف کئے دیتے ہیں جس کو چند دروغ بیانیوں کا مجموعہ کہنے کے سوا کوئی بھی موزوں لفظ تجویز نہیں کیا جا سکتا مگر وہ کیا کریں ان کے لئے اپنے امام مذہب کی پیروی اور اتباع ضروری ہے ورنہ آئے دن ان کو ایسی نداﻣتوں کا سامنا نہ ہوتا آہوے پالہنگ درگردن نتواں بجوئشتن رفتن۔ یہ مضمون آج میری نگاہ سے گذرا اس کے سراپا غلط ہونے کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ ان کی عبارت بعینہ درج کرکے پھر اس کی تردید کروں تاکہ پھر کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہ رہے۔ وہو ھذا

"آریہ جاتی کا ایک لال کیسے بچا"

ضلع گجرانوالہ میں گکھڑ کے پاس ایک گاؤں کوٹ وارث ہے جہاں زیادہ تر آبادی مسلمانوں کی ہے۔ ہندوؤں کے گھر چند ہیں۔ جو ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا ایک لڑکا بچپن ہی سے گاؤں کے مُلاّں سے اردو پڑھنے لگا۔ مُلاّں نے اسے مذہب اسلام کی تلقین کرنی شروع کی۔ اور اسے قرآن شریف پڑھنے پر راضی کر لیا۔ لڑکا قرآن پڑھتا رہا۔ اور اس پر اسلام کا رنگ جمتا رہا۔ رفتہ رفتہ اس نے نماز بھی پڑھنی شروع کر دی لیکن یہ سب کچھ صیغہ راز میں ہی رہا۔ جب گھر والوں کو کچھ بھنک پڑی تو وہ بڑے دکھی ہوئے۔ لڑکے نے جو لڑکپن سے نکل کر اب عالم جوانی تک پہنچ چکا تھا۔ اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ گھر والوں کی کچھ پیش نہ چلتی تھی۔ سوائے رونے دھونے اور کف افسوس ملنے کے ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ خبر کسی طرح آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو مل گئی۔ سبھا نے دھرم بھکشو اپدیشک کو وہاں بھیجا۔ پنڈت دھرم بھکشو نے اس نوجوان کو جس کا نام دینا ناتھ ہے تلاش کی۔ دینا ناتھ نے صاف کہدیا کہ اسلام ہی میرے آتما کو شانتی دے سکتا ہے۔ میں نے دین اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ پنڈت جی نے کچھ اعتراض کئے۔ دینا ناتھ نے ان کے کچھ جواب دئے۔ مگر آخر لاجواب ہوا۔ اس پر بھی اس کا اعتقاد اسلام سے نہ ہٹا۔ کہنے لگا آپ میرے مولوی سے مباحثہ کریں وہ آپکو اعتراضوں کے جواب دے سکیں گے۔ پنڈت دھرم بھکشو کو اور کیا چاہئے تھا انہوں نے فوراً منظور کر لیا۔ اور مولوی صاحب کے مکان پر پنڈت دھرم بھکشو معہ دینا ناتھ اور اس کی برادری کے ایک چچا کے گئے۔ دوسری طرف سے مولوی صاحب کے ساتھ ایک اور آدمی شامل ہوا۔ اس مختصر سی حاضری میں شاستر ارتھ ہونا طے پایا۔ اور اتفاق رائے سے دینا ناتھ کو مدھیستھ (منصف) بنایا گیا۔ مباحثہ شروع ہوا اور ہوتا رہا آخر نماز کا وقت ہو جانے پر دوسرے دن پھر شروع ہوا کئی گھنٹہ کے سوال وجواب کے بعد مولوی صاحب لاجواب ہو گئے۔ اور دینا ناتھ نے مولوی صاحب کے برخلاف فیصلہ دیا۔ اس طرح آریہ جاتی کا ایک لال جو ماتا کی گود سے نکل چکا تھا پھر ماتا کے چرنوں میں بٹھایا گیا۔ اگر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو اس کے اسطرح کھوئے جانے کا علم نہ ہوتا تو دینا ناتھ کے ہمیشہ کے لئے چلے جانے میں کیا شک تھا۔ اب وہ پھر آریہ جاتی کا انگ ہے وہ اپنے گاؤں میں آریہ شدھی سبھا بنانا چاہتا ہے۔ بلکہ اس کا آغاز بھی کر دیا گیا ہے۔ قریب کے ایک گاؤں میں ایک ہندو جو کئی برسوں سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کے مسلمان عورت اور بچے بھی ہیں۔ وہاں اس کے پاس پنڈت دھرم بھکشو اپدیشک اور کوٹ وارث کے چند بھائی گئے اور اسے استری اور بال بچوں سمیت آریہ دھرم میں آنے کے لئے تیار کر لیا۔ نہ معلوم آریہ جاتی کے کس قدر انمول لال کوڑیوں کے مول کھوئے جا چکے ہیں۔ لیکن جاتی ہے کہ بیہوش لمبی تانے سوئی ہے۔

نند لال اپ منتری سبھا

(۱) اس مضمون میں پہلی دروغگوئی اور غلط بیانی یہ ہے کہ بچپن میں گاؤں کے مُلاّں سے اردو پڑھنے لگا تھا میں اس سفید جھوٹ کی تردید نہایت مختصر الفاظ میں کرنی چاہتا ہوں۔

دینا ناتھ کی تاریخ پیدائش ۲۔ جولائے سنہ ۱۹۰۰ء ہے۔ اور وہ ۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک سرکاری مدرسہ موضع بنکہ چیمہ میں جو کوٹ وارث سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے داخل ہوا۔ اور ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء میں پرائمری پاس کرکے مڈل سکول گکھڑ میں داخل ہوا۔ پھر لائل پور دکان کرتا رہا۔ زاں بعد ننکانہ میں دکان کرتا رہا۔

اب آریہ صاحب بتائیں کہ وہ کونسا بچپن تھا جس میں ملاں صاحب اس کو مذہب اسلام کی تلقین کرتے رہے" اور وہ قرآن پڑھتا رہا۔ اور اس پر اسلام کا رنگ جمتا رہا۔ ہاں اردو تو ضرور ملاں صاحب سے ہی پڑھتا رہا ہوگا۔ کیونکہ مدرسہ میں تو فرانسیسی پڑھائی جاتی تھی؟ افسوس صد افسوس۔ غالباً یہ بچپن آریوں کے عقیدہ کے مطابق دینا ناتھ کی کسی پہلی جون میں ہوگا۔ اور ملاں صاحب بھی کوئی اور ہی ہوں گے۔ مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بخیال آریہ یہ فعل شنیع اس قابل نہ تھا کہ دینا ناتھ کو پھر انسانی جون ملتی۔

ذرا غور کیجئے کہ تین میل کا فاصلہ ہے اور پانچ چھ سال کا بچہ صبح جاتا ہے۔ اور شام کو تھکا ماندہ گھر آتا ہے۔ مگر عقلمند آریہ کا منشاء کے عادی تو یہی کہیں گے کہ نہیں جی وہ بچپن میں گاؤں کے ملاں سے ہی اردو پڑھتا رہا۔ اور قرآنی علوم کی تحصیل کرتا رہا۔

(۲) پھر مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں کہ جوان ہونے پر اس نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس کا بار ثبوت ان ہی کے ذمہ ہے۔ اور وہی بتائینگے کہ کس پرچہ میں اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان شائع کیا۔

خیر بہرحال پنڈت صاحب کوٹ وارث پہنچ گئے گو کس وجہ سے پہنچے۔ اور مناظرہ بھی ہوا جس کی حاضری میں ہندوؤں کی طرف سے فقط دینا ناتھ کی برادری کے ایک چچا تھے جو ایک ذی فہم پڑھے لکھے تجربہ کار اور ایک قابل شخص ہیں۔ مناظرہ پہلے دن تسلی بخش فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے دن پر ملتوی کیا گیا۔ دوسرے دن قواعد مناظرہ یوں مقرر ہوئے کہ چار گھنٹہ مباحثہ ہو۔ ایک گھنٹہ ایک شخص سائل ہو۔ اور فریق ثانی مجیب۔ چنانچہ پہلے پنڈت صاحب سائل ہوئے جن کا آخری گھنٹہ میں مجیب ہونا ضروری تھا۔ مگر جب ان کے سامنے نیوگ کی نسبت سوال کیا گیا کہ نیوگ اور زنا میں کیا فرق ہے۔ کیا یہی فرق تو نہیں کہ زنا تو چھپ چھپا کر ہوتا ہے اور یہ علانیہ۔ تو بس پھر ہونا کیا تھا۔ پنڈت صاحب ادھر ادھر کی باتیں بنانے لگ گئے۔ اور جواب سے قطعاً انکار کر گئے اور چوتھے گھنٹہ میں سائل کا سوال ختم ہونے پر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس کا کیا نتیجہ نکلا کہ وہی دینا ناتھ صاحب کے چچا صاحب مذکور جو مناظرہ میں حاضر تھے۔ اپنے قدیم اور آبائی مذہب سے سخت بیزار ہو گئے اور توبہ کرکے سکھ پنتھ قبول کر لیا۔ جسکے بانی کو پنڈت دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں "شخص نے علم خود شہرت طلب اور ٹھگ" کہکر پنتھ کو بیکار ثابت کیا ہے۔ بلکہ اپنے بچوں کو بھی مجبور کرکے اس پنتھ میں داخل کر لیا۔ اور نیوگ کے قابل نفرت اور حیا سوز نظارہ سے ان کی معصوم آنکھوں کو بچا لیا۔ اور اس فحش۔ گندی اور بے تمیزی کی تعلیم سے ان کے دل روک لئے۔ ایمان کے نام تک تبدیل کر دئے جن کا رجسٹر مدرسہ شاہد ہے۔

اب نتیجہ سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پنڈت صاحب آریہ جاتی کا ایک لال بچاتے بچاتے کتنے لال کھو بیٹھے۔

(۳) مضمون نگار نے قریب کے ایک گاؤں میں ایک نومسلم کے مرتد ہونے پر تیار کرنے کی نسبت لکھا ہے۔ افسوس ہے کہ اس کی تیاری اب تک ظہور میں نہ آئی۔

وہ تو قریب کا ایک گاؤں ہے۔ مگر پنڈت صاحب نے خود کوٹ وارث کے ایک نومسلم برہمن مسمی محمد حسین سابق سولا مل کو دعوت بھی نہ دی۔ عادل گڑھ بھی کوٹ وارث [illegible]

ہے۔ وہاں بھی ایک نومسلم مسمی غلام محمد سابق دیوان چند تھوڑے عرصہ سے حلقہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے۔ خدا معلوم پنڈت صاحب نے اس طرف توجہ کیوں مبذول نہیں فرمائی۔ آپ کا اسپات میں کیا حرج تھا اسکی تیاری کی خبر بھی شائع کرا دیتے۔

غالباً شدھی سبھا آگرہ کی خبروں کی نقل یہی ہوا ہے۔

آریہ صاحبان! یہ تو سلسلہ قدرت ہے جو آپ لوگوں کے چلانے سے رک نہیں سکتا۔ جو ایک فرد سے چالیس کروڑ تک پہنچا ہے۔ اور دنیا کے کسی کونہ کو خالی نہیں چھوڑا ہے۔ یہ وہ روحانی طاقت ہے جس کا مقابلہ نہ زر کر سکتی ہے۔ نہ زور۔

عبد الحمید وزیر آبادی

مبلغین اسلام توجہ فرمائیں

گذشتہ ایام آگرہ میں اکثر علماء سے جو علاقہ ارتداد میں کام کر رہے ہیں۔ ملاقات ہوئی۔ میں نے ان میں سے بعض کو یہ کہتے سنا کہ یہ نومسلم راجپوت حضرت عالمگیر رحمہ کے زمانہ میں مسلمان بنائے گئے تھے۔ یہ خیال تاریخی ناواقفیت اور جہالت سے ناشی ہوا ہے۔ حضرت عالمگیر کے زمانہ میں خاندانوں کا مسلمان ہونا ثابت نہیں۔ ہندوستان کے قریباً ہر حصہ میں جہاں جہاں نومسلم راجپوت پائے جاتے ہیں۔ قریباً سب اکبر کے زمانہ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں باتوں سے دو مختلف نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ پس براہ کرم مسلمان خود ایک غلط بات کو اپنی زبان سے تسلیم نہ کیا کریں۔ جہانگیر اور شاہجہان کے زمانہ میں بھی بعض راجپوت مسلمان ہوئے ہیں۔ پنجاب کے اکثر راجپوت خاندان عہد افغانیہ یعنی اکبر سے بہت پہلے کے مسلمان ہیں۔ اور وہ سب علمائے اسلام یا فقرائے اسلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔

اکبر شاہ خان نجیب آبادی

حدوث مادہ

از ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب راولپنڈی

مقام منطق وطریقہ اصول عام فطرتیہ

پنڈت صاحب کی منطق کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی علم میں دخل در معقولات کرے اس کا فیصلہ صرف عام اصولوں پر ہوتا ہے۔ یعنے اہل حکمت ومنطق کرسی عدالت پر بیٹھتا ہے اور مدعیان علوم اسکے سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتے ہیں۔ وہ ان میں مروجہ قانون کے مطابق فیصلہ دے دیتا ہے۔ اور وہ قانون فطرت انسانی ہے جو سب علوم کا مشترکہ ومسلمہ قانون ہے۔ یعنے عام طور پر لوگ کس طرح کام کرتے ہیں مثلاً منطق کے سامنے کفارہ کا مسئلہ پیش ہوتا ہے جو علم انصاف وسیاست سے متعلق ہے۔ اس کا ہرگز ہرگز یہ منصب نہیں ہے کہ کہدے کہ عیسائی جھوٹے اور دیگر تمام مذاہب عالم اسبارہ میں سچے ہیں۔

کفارہ

بلکہ اسے صرف دیکھنا یہ ہے کہ روزمرہ کے کاروبار معاملات میں کوئی اچھی گورنمنٹ باغیوں اور قاتلوں کے عوض اپنی سب سے زیادہ خیرخواہوں کو سزا دے سکتی ہے۔ اس کا جواب خود نہ دے۔ مدعی سے ہی دلوائے۔ اگر کوئی کہے کہ نہیں دے سکتی تو پھر مذہب میں بھی نہیں ہوگا۔ اگر اس کا جواب ہاں میں دیا جا سکے اور بلا استثنا ہاں ہو تو پھر مذہب میں ہاں ہی ہوگی یعنی علم وانصاف میں یہ ضروری ہے Essential کہ صرف مجرم ہی کو سزا ملے۔ غیر کو نہ ملے خواہ وہ کتنی ہی آمادگی ظاہر کرے۔ اور یہ اصول عیسائیوں اور دیگر لوگوں کا مسلمہ ہے

تناسخ

اسی طرح منطق کے سامنے تناسخ کا جھگڑا پیش ہوتا ہے جس میں ہندو ایک طرف ہیں۔ دیگر مذاہب عالم ایک طرف۔ ہندو کہتا ہے کہ ایک کے غریب اور دیگر کے امیر ہونے میں خدا پر ظلم عائد ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سب ہمارے کرموں ہی کی بدولت ہے۔ ورنہ خدا تو کسی پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ اب بھی عدالت منطق کا کام یہ نہیں ہے کہ ہاں یا نہیں کہدے۔ بلکہ اس کا فرض صرف اتنا ہے کہ پوچھے کہ کیا ہندو عدالتوں میں

ان نوعیت اور مدت سزا سے آگاہ نہیں کیا جاتا تاکہ وہ یہ دوبارہ نہ کرے اور دیگر لوگوں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اگر جواب ہو کہ نہیں کیا جاتا تو پھر ہندو سچا ہے۔ اگر کیا جاتا ہے تو یہی اسرار ہیں دیگر مذاہب سمجھے ہیں۔ یعنی عام انصاف ہیں یہ ضروری ہے کہ مجرم کو جرم کی نوعیت و مقرر سزا سے اطلاع دیجائے اور انصاف ہیں یہ عقیدہ صرف ہندو اور تمام بنی آدم کا مسلمہ و مروجہ ہے۔ ورنہ اسکے بغیر سزا نہ صرف ایک کمیل و لغو فعل ہوگا بلکہ دنیا میں کوئی معصوم کسی طرح خوف نہ کرسکیگا

تازہ خبریں

ہندوستان

حکومت آج تین سال قبل کے زمانہ سے زیادہ مضبوط ہے

پونا ۲۹۔اپریل۔ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جمنا داس مہتہ نے ہندو مسلم اتحاد کو قطعی بعید از اصلیت بتایا۔ اور کہا کہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد بشیشر اور میمنہ کے اتحاد کی طرح ہے۔ آئندہ سیاسی صورت حالات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جو لوگ اپنے آپ کو قوم پرست کہتے ہیں۔ وہ انتخابات میں حصہ لیں گے۔ اگر وہ اس وقت جبکہ وائسرائے نے اپنے اختیارات خاص سے کام لے کر اضافہ محصول نمک منظور کر لیا ہے مجلس وضع قوانین میں شامل ہوتے۔ تو ضرور بحیثیت مجموعی استعفٰے داخل کرکے باہر آجاتے۔ اور دوبارہ انتخاب میں اپنے آپ کو پھر پیش کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر محصول نمک نہ ادا کرنے کی تحریک شروع کردی گئی۔ تو اس میں کامیابی نہ ہوگی۔

پروفیسر کالے نے کہا کہ کوئی شخص خواہ وہ تعاونی ہو یا عدم تعاونی موجودہ حالات سے مطمئن نہیں۔ انہوں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں کی ایک مجلس منعقد ہونی چاہئیے۔ تاکہ اس میں کام کرنے کے لئے کوئی مشترکہ راہ عمل سوچی جائے۔

اگر لارڈ ریڈنگ کو ان طریقوں پر ایک زبردست شورش کے آغاز کی امید ہوتی۔ جو مسٹر مہتہ نے تجویز کئے تھے۔ تو وہ اضافہ محصول نمک کی منظوری دینے سے قبل اپنے رویہ پر غور کرتے۔ لارڈ کرزن کے طریق عمل سے سیاسی سمندروں میں کوئی تلاطم کی کیفیت رونما نہیں ہوئی۔ اصلاحات کے عطا کئے جانے اور مختلف اقسام کی شورشوں کے پیدا ہونے کے باوجود آج حکومت اس سے زیادہ مضبوط و طاقتور ہے جتنی کہ وہ تین سال قبل تھی۔

سندھ کے زمینداروں میں بیداری عمل

حیدرآباد (سندھ) ۲۷۔اپریل۔ زمینداروں اور جاگیرداروں کی ایک انجمن معرض وجود میں آئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ زمینداروں کی حالت کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کے بچوں اور ان کے کاشتکاروں کو تعلیم سے بہرہ اندوز کرنے کے انتظامات عمل میں لائے جائیں۔ تقریباً سو زمیندار اس انجمن میں شریک ہوگئے ہیں۔ مسٹر بھرگری اس کے صدر رہیں۔

سندھ میں ۲۳ اشخاص پکڑے لئے گئے

حیدرآباد (سندھ) سکھر کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ قوانین سرحد سندھ کے ماتحت تئیس گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

تعلیمی تبلیغ واشاعت

چپلن ۲۸۔اپریل۔ مسٹر بھوپٹکر۔ مسٹر گوکھلے۔ مسٹر مہاجن اور مسٹر پیتے ضلع رتناگری کے شمالی حصوں کا دورہ کررہے ہیں۔ اور تیسری مہاراشٹر پراونشل کانفرنس کے سلسلہ میں تعلیمی تبلیغ واشاعت فرمارہے ہیں۔ یہ جماعت چپلن کھیڈ اور ڈپولی کے تعلقوں سے بہت سے مواضع میں گئی۔ اس نے چپلن۔ پرسارام۔ انجرلا۔ بلکھی اور کھیڈ کے بڑے بڑے عام جلسوں میں تقریریں کیں۔ اور جماعت سوراجیہ کے لائحہ عمل کی وضاحت فرمائی۔ ہر جگہ اس کا نہایت پرجوش استقبال کیا گیا۔ اب یہ جماعت رتناگری جاتے ہوئے گوا گرا در سرکا اجن میں بھی قیام کرے گی۔

ضلع باقر گنج میں سخت فساد

باقر گنج ۲۷۔اپریل۔ باقر گنج کے ایک موضع میں سخت فساد ہوجانے کی وجہ سے پانچ آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ دو کے سخت زخم آئے۔

مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کئی آدمیوں کو گرفتار کیا ہے فساد یہ ہے کہ ایک شخص کی شکایت پر پولیس ایک مسلمان کو چوری کے جرم میں گرفتار کرنے گئی تھی۔

فرانسیسی ممانعت کے باوجود کرزن کی حرکت

التوائے مذاکرات کے دوران میں حکومت عالیہ انگورہ اور دول متحدہ میں تبادلہ مکاتیب سے بھی حالت در یا صلاح نہ ہوسکی اگرچہ ترکوں نے ۹ رمارچ کو جو جوابی تجاویز پیش کی تھیں۔ ان میں خاص خاص ترمیمات کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ لیکن بین الاتحادی مجلس منعقدہ لندن نے جناب کرزن کے اشارہ پر یہ فیصلہ کیا۔ کہ فیصلہ کا جواب دینے سے احتراز کیا اور ایک عام جواب ارسال کیا جائے۔ تاکہ جب سلسلہ مذاکرات شروع ہو تو باتیں بنانے اور بحث وتمحیص کے لئے گنجائش رہے۔ حالانکہ فرانسیسی مندوبین اس تجویز کے مخالف تھے۔

۲۷ مارچ کو دول متحدہ کیطرف سے جو مکتوب ارسال کیا گیا اور جس میں یہ فیصلہ سنایا گیا ہے۔ کہ ترکی مندوبین لوزان تشریف لائیں۔ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔

اگر فرانسیسیوں کی تجویز کو شرف قبولیت حاصل ہوجاتا۔ تو معاملہ صاف ہوجاتا۔ یہ پیچ کبھی سلجھ جاتی۔ لیکن یہ بھی ضرور ہے۔ کہ اس کی وجہ سے دول متحدہ ایک دوسرے سے پھٹ جائیں۔ اور ان میں رخنہ نمایاں ہوجاتا۔

حکومت برطانیہ کے طرز عمل سے اتنا ظاہر ہوگیا۔ کہ سیاسی اصول کی اصلاح کے بغیر کانفرنس کا انعقاد ہوسکا۔

ایک اور چال

اتحادیوں کے حلقوں میں یہ خیال عام ہے۔ کہ سلسلہ مذاکرات پانچ یا چھ ہفتے جاری رہے گا۔ اس خیال سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دول متحدہ ان امور کو طول دے کر حکومت ترکی کے انتخابات کے نتائج کا انتظار کرنا چاہتی ہیں۔

اخبارات کی غلط بیانیاں

رائے عامہ پر اثر ڈالنے اور اخبارات کو خوش کرنے کے لئے دول متحدہ کے اخبارات یہ خبر اڑا رہے ہیں۔ کہ اناطولیہ میں روز افزوں بے چینی اور روپیہ کی قلت کی وجہ سے حکومت ترکی زود یا بدیر مجبور ہو کر دول متحدہ کی پیش کردہ شرائط منظور کرے گی۔ یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ اگر غازی عصمت پاشا اپنے طرز عمل سے یہ ظاہر کرتے رہے کہ انہیں حکومت پر اعتماد ہے۔ اور عوام مطمئن ہیں۔ تو وہ حقیقی حالت کو غلط رنگ میں پیش کریں گے لطف یہ ہے کہ دول متحدہ کو اس وقت اچھی طرح معلوم ہے کہ جدید انتخابات کا صرف اسی قدر اثر پڑے گا کہ موجودہ ترکی کابینہ وزارت قومی تر ہوجائے گا۔ اس لئے مذاکرات کو طوالت دینے کی وجہ سے حقیقتاً کچھ اور ہی ہے۔

فرانس کی تمنا

حالات وواقعات کے علم کی بنا پر میں یقین کرتا ہوں۔ کہ فرانس بھی وقفہ کا طالب اور طوالت کا متمنی ہے۔ کیونکہ اس کی تمنا ہے۔ کہ جرمنی کے کاروبار کے مسئلہ سے فارغ ہو کر آزادی عمل حاصل کرے۔ اور بحث وتمحیص میں کامیابی کا سہرا اپنے سر رکھے۔

اٹلی اور روہر

روما ۲۸۔اپریل گذشتہ شام کابینہ کے ایک اجلاس میں سینیر مسولینی نے کوائف روہر کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ غالباً جلد جرمنی کی طرف سے ایک جدید مکتوب موصول ہوگا۔ جس کی بنا پر شائد دول متحدہ کی سیاسی عملیات کا دائرہ بہت وسیع ہوجائیگا۔

ناظرین کرام۔ اپنا اپنا بقایا چندہ بھیج کر مشکور فرمائیں

منیجر اخبار پیغام صلح

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ سرینگر کشمیر

سنہ ۲۳ء بابت ماہ جنوری و فروری

نام	رقم
قادر جوار گر صاحب کا بنگدی مسجد	۴/
عبد الغنی صاحب قالین باف خانواری	عہ/
مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ	۶/
شیخ محمد سکندر صاحب نوا بازار	۸/
عبد السلام صاحب کوچھی نواکدل	۶/
والدہ ماجدہ غلام احمد صاحب شال مرچنٹ	عہ/
بشیر احمد طالب علم سٹیٹ ہائی سکول	۴/
محمد سکندر طالب علم اسلامیہ ہائی سکول	۲/
مولوی حافظ نور الدین صاحب ملہ زینہ دار صاحب	عہ/
غلام محمد صاحب دکاندار فتحکدل	۸/
ملک محمد اکبر صاحب ٹیلر ماسٹر "	۴/
ملک غلام نبی صاحب "	۲/
محمد مقبول فرزند ملک محمد اکبر صاحب "	۲/
میزان	۲ للعہ/

خرچ رجسٹر

محاسب صاحب دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بقایا ۱۴/

فہرست چندہ جماعت کنجاہ ضلع گجرات

معرفت ڈاکٹر حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کنجاہ ضلع گجرات

نام	رقم
برائے برلن مسجد از قصبہ کنجاہ وغیرہ	۱عہ
" " " از حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن از مولودہ	۵/
بالا دنیہ بابت سال رواں حسن علی صاحب	۵/
اہلیہ ڈاکٹر حسن علی صاحب پنڈکوٹہ	۵عہ
حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن پنڈکوٹہ	[illegible]
اہلیہ حسن علی صاحب چندہ ماہ فروری	۶/
ڈاکٹر حسن علی صاحب "	۵/
میاں امام الٰہی صاحب چندہ فروری مارچ	۶/
بامانت برائے پسران خود فضل احمد و محمد حسین صاحب	عہ
کل میزان	[illegible]

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ مورخہ ۱۸۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۵ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

کیا تاجدارانِ اسلام نے راجپوتوں کو بزورِ شمشیر مسلمان بنایا؟

کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے تلوار کے زور سے راجپوتوں کو مسلمان بنایا۔ جبکہ ہر ایک ہندو اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ راجپوت ہندوستان میں سب سے زیادہ بہادر قوم ہے۔ اور راجپوتوں کی بہادری کے کارناموں سے ہندوستان کی تاریخ بھری ہوئی ہے مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے اور راجپوتوں کی بے مثل بہادری کے حیرت انگیز واقعات بکثرت موجود ہیں۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں چپہ چپہ زمین پر جس بہادری کے ساتھ راجپوتوں نے حتےٰ کہ ان کی عورتوں نے جنگ کی۔ وہ نہ صرف ہندوستان کی بلکہ دنیا کی تاریخ میں بہادری شجاعت قومی غیرت اور حمیت کی حیرت انگیز مثال ہے۔

ایسی بہادر اور شجاع قوم کی نسبت یہ کہنا۔ کہ تلوار کے خوف سے انہوں نے اپنا مذہب ترک کیا۔ اور خوف کی وجہ سے بدل نہیں سکتے بلکہ ظاہری طور پر مسلمان ہوگئے۔ راجپوتوں کی سب سے بڑی توہین ہے۔

جبکہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ ویش کسی زمانہ میں جنگجو قوم نہیں رہی اور اس سے بہادری اور شجاعت کا کوئی کارنامہ ویش قوم کا ہندوستان میں نظر آتا۔ چنانچہ آج بھی ویش ہنود کی سب سے زیادہ بزدل قوم مانی جاتی ہے۔ لیکن تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے۔ کہ نومسلموں میں کسی جگہ ویش نومسلم موجود نہیں ہیں۔ اگر مسلمان بادشاہ تلوار کے زور سے اسلام پھیلاتے تھے۔ تو اسکا لازمی نتیجہ ہوتا تھا۔ کہ آج ویش قوم میں کوئی ایک متنفس بھی نظر نہ آتا۔ بلکہ سب کے سب مسلمان دکھائی دیتے۔ ویش جیسی بزدل قوم کا مسلمان نہ ہونا راجپوت جیسی بہادر اور جنگجو قوم کا مسلمان ہونا بطور خود اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ جو راجپوت مسلمان ہوئے وہ برضا و رغبت اسلام کی خوبیاں دیکھکر مسلمان ہوئے۔ ویش قوم سے قطع نظر کرکے ہم کائستھ قوم کی حالت پر ڈالتے ہیں۔ مسلمانوں کی حکومت سے قبل ہندوستان میں کائستھوں کی کیا حالت تھی۔ اس پر ہم بحث کرنا مناسب خیال نہیں کرتے۔ ہندوؤں کی تاریخ اور روایات اس کا بہتر فیصلہ کر سکتی ہیں۔ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ بحیثیت قوم کے کائستھ مسلمانوں کے ساتھ وابستہ رہے۔ نہ صرف حکومت میں۔ بلکہ ہر ایک مسلمان رئیس کی سرکار میں تمام چھوٹے بڑے دفتر کائستھوں کے ہاتھ میں تھے۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کے سب سے زیادہ دفتری معاملات کے معتمد علیہ کائستھ تھے۔ اگر مسلمان بادشاہوں اور امرا کو اشاعت اسلام کا شوق ہوتا تو خوف دلا کر اور لالچ دیکر ہندوستان کے تمام کائستھوں کو مسلمان بنا لینا بہت زیادہ آسان تھا بمقابلہ راجپوت جیسی بہادر قوم کے بجبر مسلمان بنانے کے ہندوستان میں بکثرت اچھوت اقوام موجود ہیں جنہیں مسلمان بنانا بہت زیادہ آسان تھا۔ اگر مسلمان اپنے زمانہ عروج اور حکومت میں اچھوت اقوام موجود ہیں۔ جنہیں مسلمان بنانا بہت زیادہ آسان تھا۔ اگر مسلمان اپنے زمانہ عروج اور حکومت میں اچھوت ذاتوں کو مسلمان بنا لیتے تو کروڑوں انسانوں کو پستی اور ذلت کی حالت سے نکال کر اچھی حالت میں کر دیتے لیکن مسلمان بادشاہوں نے سیاسی مصلحتوں کو مذہب پر مقدم خیال کیا۔ اور کروڑوں اچھوت ذاتوں کی طرف توجہ نہ کی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں پر جو کچھ مصیبتیں آئی ہیں۔ اور آج وہ جس مصیبت کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ خداوندی غضب میں مبتلا ہیں کہ مذہب پر انہوں نے سیاسی مصلحتوں کو مقدم سمجھا۔ ان واقعات کے دیکھنے کے بعد ہر ایک انصاف پسند شخص تسلیم کریگا۔ کہ راجپوتوں کو بزور تلوار مسلمان بنانے کا الزام کس قدر لغو اور بے بنیاد ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی عملداری کے زمانہ کی تاریخ مکمل موجود ہے۔ ان تواریخ میں چھوٹے چھوٹے واقعات کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مسلمانوں کے فرضی مظالم کی داستانیں بھی مسلمانوں کے مخالفین نے عجیب رنگ آمیزی کے ساتھ تحریر کی ہیں۔ لیکن کوئی ایسا واقعہ ان میں موجود نہیں ہے۔ کہ راجپوتوں کے گلے پر مسلمانوں نے تلوار رکھی ہو کہ یا تو اسلام قبول کرو۔ ورنہ ابھی قتل کئے جاتے ہو۔ راجپوتوں کی اور مسلمانوں کی سیاسی جنگ کے واقعات بکثرت تاریخوں میں موجود ہیں۔ لیکن جبکہ تاریخ کے اوراق کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے۔ کہ کسی راجپوت کو مسلمانوں نے تلوار کے زور سے مسلمان کیا ہو۔ باوجود اس کے ان کے حالات میں بہت سی کتابیں موجود ہیں جن میں کثرت کے ساتھ سے واقعات مندرج ہیں۔ کہ فلاں ولی اللہ کی کرامت دیکھکر یا اُن کے فیض صحبت سے مختلف اوقات میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسلمان بادشاہوں کے عظیم الشان مقبرے ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو باعتبار خوبی عمارت کے قابل دید ہیں۔ لیکن اُن مقبروں کے دیکھنے کو مسلمان ہندو اور انگریز عمارت کے دیکھنے کو برخلاف اس کے اولیائے کرام کے جو روضے بنے ہوئے ہیں۔ وہاں عرس کے موقعہ پر مسلمانوں سے زیادہ ہندو کثرت کے ساتھ جاتے ہیں۔ اور حسن عقیدت سے چڑھاوا چڑھاتے اور منت مانگتے ہیں۔ سالار غازی کے عرس میں ہندو اور سب سے بڑھکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے عرس میں بھی دیکھو۔ کہ ہندو کو کس قدر عقیدت ان مزاروں سے ہے۔ یہ واقعہ بطور خود اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ ہندوستان میں جسقدر اسلام کی اشاعت ہوئی ہے۔ وہ بادشاہوں کے اثر سے نہیں ہوئی۔ بلکہ محض صوفیائے کرام کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اگر ہمارے تعلیم یافتہ ہندو دوستوں کو ان کتابوں پر جو صوفیائے کرام کے حالات زندگی لکھاؤں نے لکھی ہیں۔ اعتبار نہ ہو۔ تو وہ مہربانی فرماکر پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ کی کتاب اشاعت اسلام ملاحظہ کریں۔ خصوصاً اس کا وہ حصہ جو ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ہے۔ اور اگر اُن میں کچھ بھی انصاف باقی ہے۔ تو یقیناً وہ اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام نہ بزور تلوار ہوئی۔ اور نہ کوئی لالچ دلا کر اشاعت ہوئی۔ بلکہ محض صوفیائے کرام کی فیض صحبت اور اثر کی وجہ سے ہندوستان میں اشاعت اسلام ہوئی۔ جبکہ قرآن شریف میں صاف آیت موجود ہے۔ دین میں زبردستی نہیں ہے۔ ایسی حالت میں کس قدر بہتان عظیم ہے۔ جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ راجپوت جیسی بہادر قوم کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا گیا۔ ہر شخص کو اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ اگر آریہ سماجی اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کر رہے ہیں۔ تو انصافاً ہم کو اس پر معترض ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن اشاعت مذہب کا ذریعہ ہونا چاہئے۔ اپنے مذہب کی خوبیاں دکھاکر اپنا روحانی اور اخلاقی اثر ڈالکر۔ نہ یہ کہ دوسری قوم اور دوسرے مذہب کے متعلق غلط واقعات اور اتہام آمیز باتیں بناکر یہ طریقہ خواہ موجودہ اصول سیاست کے موافق جائز ہو۔ لیکن مذہب اور اخلاق کبھی اس قسم کے دروغ بیانی اور اتہام کو جائز نہیں قرار دے سکتا۔ اور نہ اخلاقی فلسفہ اس قسم کی غلط بیانی کو جائز قرار دیتا ہے۔

(وکیل)

ایک معزز پارسی کا مشرف بہ اسلام ہونا

جمشید جی ہرمزجی تاراپوری والا جو مسٹی پوربس فرنچ کمپنی کے ینیجر تھے۔ اور ٹکنیکل انجنیرنگ کے ماہر ہونے کے علاوہ انگلینڈ، فرانس مشرقی افریقہ اور بغداد وغیرہ سے ہو آئے ہیں۔ چند ماہ قبل ایم اے صمد صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل چھپرہ (بہار) کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے۔ مگر انہوں نے اس کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اب رمضان مبارک میں انہوں نے اعلان کیا اور روزہ بھی رکھنا شروع کیا۔ وہ ایک جوشیلے نوجوان مسلمان ہیں۔ اور عزیز و اقارب سے جھگڑے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسلامی نام انہوں نے جمشید حسین رکھنا پسند کیا۔ جناب ایم۔ اے صمد ان کو اکثر ایڈیشن اور اسلامی لٹریچر دے

ہماری تبلیغی کوششیں

انسداد ارتداد

(۱) علاقہ گوڑگاؤں میں مولوی عصمت اللہ صاحب فتنہ ارتداد کی اصلاح میں پوری سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔ آپ کا صدر مقام پلول ہے۔ اور اس وقت تک پانچ سکول اس تحصیل میں آپ کے زیر نگرانی قائم ہو چکے ہیں۔ جن میں ذیل کے احباب بچوں اور بوڑھوں کو تعلیم دیتے اور انہیں اسلام پر مستحکم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں:۔

(۱) منشی منظور حق صاحب . . . . . . پاتلی تحصیل پلول
(۲) " غلام غوث صاحب . . . . . . بڈراؤں " "
(۳) مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب . . . . . . (قاص) "
(۴) منشی محمد صدیق صاحب . . . . . . (حیوڑا) تحصیل "
(۵) مولوی محمد شفیع صاحب مانوی سوامی کا تحصیل "

ان تمام مدارس کے ضروری حالات کسی دوسرے موقع پر ہدیہ ناظرین کرام ہونگے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب ان مدارس کی نگرانی کے علاوہ خاص پلول میں قرآن کریم کا درس دیتے اور دیگر مقامات کا دورہ کرتے ہیں۔ فریدآباد میں گذشتہ دنوں جو پنچایت ہوئی۔ اس کی کامیابی کی بہت بڑی وجہ مولوی صاحب موصوف کی تقاریر تھیں۔ جن کا ذکر کسی دوسری اشاعت میں ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے اہل فریدآباد نے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ ان کے نوجوانوں کو اسلام اور آریہ مذہب سے واقف کرنے کے لئے وہ وہیں رہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے ان کی درخواست کو اس رنگ میں پورا کرنا مناسب سمجھا۔ کہ کچھ دن تو فریدآباد میں لگایا کریں اور کچھ پلول میں۔ دونوں جگہوں پر آپ نے ڈیبیٹنگ کلب جاری کر دیئے ہیں۔ اور ان میں بحث مباحثات کے رنگ میں نوجوانوں کو آریوں سے مقابلہ کا طریق سکھاتے ہیں۔

(۲) گوڑگاؤں کے علاوہ رہتک میں بھی آریوں نے اب شدھی کا جال بچھانا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے وہاں سے بھی مبلغین کے لئے درخواستیں آ رہی ہیں۔ مولوی عصمت اللہ صاحب امید ہے کہ عنقریب بعض دیگر دوستوں کی امداد سے اس علاقہ کی اصلاح کا بھی بندوبست فرمائیں گے۔

(۳) ضلع آگرہ میں مولوی عبدالحق صاحب پوری تندہی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ آپ کے ماتحت ذیل کے تین مدارس اس وقت تک قائم ہو چکے ہیں:۔

(۱) مولوی سردار خاں صاحب سانڈہن۔
(۲) شیخ محمد یوسف صاحب۔ بھنڈیری۔
(۳) حکیم اللہ دتا صاحب حکیم حاذق۔ لچھمن کا نگلا۔

اس کے علاوہ سانڈہن میں ایک ڈسپنسری قائم ہے جس میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب جو ڈسپنسری میں بھی کام کرتے رہے ہیں۔ لوگوں کا علاج معالجہ مفت کرتے اور ساتھ ہی ان کو روحانیت کا درس بھی دیتے ہیں۔

مولوی عبدالحق صاحب ان مدارس اور ڈسپنسری کی نگرانی کے علاوہ مختلف مقامات پر پھر کر مخالفانہ کوششوں کا دفعیہ کرتے اور ارتداد کو روکتے ہیں۔

اپنے تازہ خط میں مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالے چند دنوں تک کچھ مرتدین کی واپسی کی خبر آپ کو پہنچاؤں گا۔ کوشش ہو رہی ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔

اسی خط میں لکھتے ہیں۔ کہ یہاں (سانڈہن) کی مسجد اور سکول کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

(۴) ضلع علیگڈھ کے موضع پرسارہ اور اس کے گرد و نواح کے دیہات میں مولوی فیروزالدین صاحب نے اپنا خاصہ اثر جما لیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ مولویوں کی مخالفانہ کوششوں سے جن کا مفصل ذکر دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کے شیدائی ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ کوئی دوسرا مولوی ان کے علاقہ میں گھسنے نہ پائے۔

پرسارہ میں مولوی فیروزالدین صاحب کے ماتحت ایک مدرسہ قائم ہو چکا ہے۔ جس میں ماسٹر محمد خلیل صاحب بچوں کو دینی اور دنیوی تعلیم دیتے ہیں۔ اردگرد کے دیہات کے مسلمان اور بعض ہندو بھی اپنے بچوں کو شوق سے اس مدرسہ میں بھیجتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کی اہلیہ لڑکیوں اور عورتوں کو تعلیم دیتی اور انہیں سینا پرونا سکھاتی ہیں۔ اللہ تعالے ان سب کام کرنے والے اصحاب کو اس پاک کام میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور ان کی مشکلات کو دور کرے۔

قبول اسلام

مورخہ ۳۰۔ اپریل کو مسٹر ڈلصور نامی ایک دیسی عیسائی جو چندر کے گوئے ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ مسجد احمدیہ لاہور میں ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ ان کا اسلامی نام عبدالواحد رکھا گیا۔ اللہ تعالے انہیں استقامت بخشے۔ آمین۔

آریوں کی سرگرمی

آریہ صاحبان صوبہ متحدہ میں ہندو مسلمانوں میں دشمنی کی آگ بھڑکا چکنے کے بعد اب کشمیر کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ تاکہ وہاں بھی یہ آگ تیزی سے بھڑکے۔ دلی سے ایک اشتہار بعنوان "کشمیری سناتن دھرمیوں سے خطاب" کشمیر میں بھیجا گیا ہے۔ جس میں وہاں کے برہمنوں کو شدھی کا جوش دلایا گیا ہے۔ آریہ صاحبان سارے ملک میں آگ لگا کر دیکھ لیں۔ انشاء اللہ اس آگ سے تباہ ہو جانے والا انہیں کا فرقہ ہوگا۔ مسلمان اور ہندو پھر بھی مل بیٹھیں گے۔ لیکن اس مار آستین فرقہ سے ہر دو نفرت کریں گے۔

شدھی سبھا سے اس کے ایک والنٹیر کی بیزاری

ذیل کی مراسلت ہمیں برائے اشاعت موصول ہوئی ہے:۔

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔ تسلیم۔

تحریک شدھی کے حالات و واقعات کے مطالعہ اور صحیح رائے قائم کرنے کے لئے میں غازی پور سے آگرہ آیا تھا۔ یہاں آکر ایک دوسرے سیوک جناب بی۔ آر شرما ملے۔ موصوف نے جو رائے ان حالات کے متعلق قائم کی ہے۔ اور واقعات و حالات کے گہرے مطالعہ کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ وہ جناب کو غالباً اخبارات سے معلوم ہوا ہوگا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ بھارت ماتا کے ترجمان کرائے جانے ملک کو سخت ترین نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میرے معزز دوست فدائے قوم جناب چھیدی سنگھ صاحب اعظم گڑھی جو چھ ماہ تک میرے ساتھ جیل میں رہ چکے ہیں اور حال میں کچھ دنوں یہاں شدھی سبھا کے ماتحت کام کر چکے ہیں ان کا ذاتی اعلان جو انہوں نے خاص طور پر مجھے اپنے دستخط سے دیا ہے۔ اور اس کو بامراد شائع کرنے کو کہا ہے روانہ کرتا ہوں۔ براہ کرم جلد سے جلد اپنے اخبار میں شائع فرما دیجئے۔ تاکہ پبلک کو آگاہی ہو۔

کانگریس کا ادنے خادم
مورخہ یکم مئی ۱۹۲۳ء
وحق گو
وحید اللہ انصاری۔ غازی پوری۔

اعلان

میں چھیدی سنگھ عرف شنکر سنگھ ساکن موضع بھگوان پور ضلع ضلع اعظم گڈھ ہوں اکثر خانہ پھر آباد جو ملک کی خاطر ۶ ماہ جیل میں رہ چکا ہوں یہاں ۱۸۔ اپریل کو شدھی کے کام کے لئے آیا تھا۔ کیونکہ میں نے سنا تھا۔ کہ آریہ سماج ملک کی خدمت کر رہی ہے اور شری ناتھ سنگھ جی ضلع اعظم گڈھ کے لوگوں نے ملک اور دھرم کی خدمت کے خیال سے مجھے بھیجا تھا۔ میں یہاں پندرہ روز رہ کر گاؤں گاؤں پھرا اور شدھی سبھا کے طریق کار کو دیکھا۔ اب آج ۲۹۔ اپریل کو میں نہایت بے زاری سے ... کرتا ہوں کہ میں کسی ... گھر واپس جاتا ہوں یہ دیکھا کہ اس کام سے ملک کی بہت سی تکلیفیں کے کاموں میں اس سے نقصان ہوتا ہے۔ میں نے ۱۹۔ اپریل کو دیکھا کہ ہندو بھائی جوش میں لاٹھی باندھے پھر رہے تھے۔ مگر مسلمان بھائی امن سے بیرسٹر حیدر رضا صاحب نے کانگریس کے کام پر تقریر کی۔ اور مسلمان برابر حصہ لیتے ہیں۔ یہاں کے بعض آریہ کارکنوں نے کام خراب کر رکھا ہے۔ ملکانہ قوم کو شدھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو امن کے ساتھ سمجھا کر گائے کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اور یہ لوگ برابر مانتے جاتے ہیں۔ یہ بہت ہی برا طریقہ ہے اور آریہ دھوکہ دیکر کانگریس کا کام خراب کر رہے ہیں۔ ظاہر میں شدھی کا نام لیکر شدھی سبھا ہر طرح فریب اور سیاسی چالوں سے کام لے رہے ہیں۔

آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میں بڑی محبت سے اس کو ملک و مذہب کی خدمت خیال کر کے آیا تھا۔ اب اسے بیکار سمجھ کر واپس جاتا ہوں۔ تمام ہندو بھائیوں کو اس سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔

اسکے لکھنے میں میرے اوپر کسی کا اثر نہیں صرف حق اور دھرم منظور ہے۔
(دستخط بخط ہندی) شنکر سنگھ عرف چھیدی سنگھ
بمقام آگرہ۔ مائی تھان۔ شدھی سبھا۔ ۲۹۔ اپریل ۱۹۲۳ء

الہامات مسیح موعود

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود کے انگریزی الہامات پر چند اعتراضات لکھ کر بھیجے تھے جن کے جوابات جناب مولوی مصطفے خان صاحب بی اے نے لکھے ہیں۔ اصل اعتراضات معہ جوابات ذیل میں ہدیہ ناظرین کرام ہیں:

(۱) Help you glory to be this lord god maker of earth and heaven

لفظ Help ۔ فعل ہے۔ جب تک اس کے ساتھ کوئی اور فعل نہ لگایا جائے۔ پورے معنی نہیں دیتا۔

(۲) God maker of earth and heaven

یہ فقرہ اس طرح چاہیئے تھا۔

God is maker of earth and heaven

(۳) Though all men should be angry God is with you

اس جگہ Shall استعمال کرنا چاہیئے تھا یعنی

Though all men shall be angry with you

لیکن بجائے shall کے should استعمال کیا گیا ہے

جوابات

مکرم بندہ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا نوازش نامہ پہنچا جس میں آپ نے حضرت مرزا صاحب کے انگریزی الہامات پر کچھ اعتراض کئے ہیں مختصر جواب عرض کرتا ہوں

جواب (۱) لفظ Help امدادی فعل نہیں۔ بلکہ بالعموم فعل ہے۔ یہ آپ کو غلطی لگی ہے۔ Help you سے مراد ہمیشہ یہ ہوتی ہے I shall help you عام بول چال میں اسی طرح بولا جاتا ہے۔ اس قسم کے اختصارات انگریزی زبان میں بہت ہیں۔ اور رائج ہیں۔

(۲) God, maker of earth & Heaven

بالکل درست ہے۔ is کی ضرورت نہیں۔ یہ ترکیب Case in Apposition کہلاتی ہے۔ آپ کسی انگریزی گرامر کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳) Should be angry.

میں بھی کوئی غلطی نہیں Should دونوں زمانوں یعنی Past & Present کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جن الہامات کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ ان میں کوئی غلطی معلوم نہیں ہوتی۔ اگر بفرض محال ہو بھی تو بھی محل اعتراض نہیں۔ اول اس لئے کہ زبان کے ماتحت گرامر ہے۔ گرامر کے ماتحت زبان نہیں۔ شیکسپیر کی زبان میں بہت سی بے قاعدگیاں ہیں جو مروجہ گرامر کے لحاظ سے غلطیاں ہیں لیکن ان کو غلطیاں نہیں کہتے۔ جب ایک انسان بھی گرامر کا پابند

(بقیہ صفحہ ۸ کالم ۲)

رکھی۔ تمام صفات قابل تعریف ہیں کی وجہ سے ہم دوسروں کی تعریف کرتے ہیں یا دوسروں سے اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں۔ سب تیری بے نظیر ذات ہی در حقیقت کمال تک پا سکتے ہیں۔ جن کے پرے عقل کی رسائی ہی نہیں۔ جس طرح ہم اپنے احسانوں کا بدلہ چاہتے ہیں۔ تو ان سے زیادہ کا مرکز خالق ہیں ہے۔ تو ہی رب العالمین ہے۔ تو ہی الرحمن الرحیم ہے۔ تو ہی قوانین مروجہ فطرت کا مقنن ہے۔ باقی تمام تیرے بندے اور محتاج ہیں۔ تیرے سنن ہر ایک کا الگ الگ کام ہے اور اپنا احتیاج کے مطابق تیری پر حکمت جناب سے سامان لیتے ہیں۔ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے... تیری مقررشدہ صفات اور انسان کا نزدیک ترین... طریقہ یعنی ان لوگوں کا جن پر تیری نعمائی بارش ہوتی رہی ہے... انصاف... بیٹھی ہمارے نبیات۔ انوار افعال یا اعمال ان لوگوں جیسے ہوں... راستہ نہیں جس میں سوائے ظلمت اور ذلت کے اور کچھ حاصل نہ ہو جیسا کہ بغض و کینہ کا راستہ ہے۔ جو سچائی کو کبھی پا نہیں سکتے۔ اسی طرح گمراہوں کا راستہ جو خود محبت اور عصبیت کی بنا میں کر... کو باطل اور باطل کو حق سمجھتے ہیں۔ اور تیری مخلوق میں جو تو نے حد بندی کی ہے۔ اسے نظر انداز کر دیتے ہیں خاص کر ان لوگوں کا راستہ جو تیرے اور تیری مخلوق کے فرق بینہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔

تازہ خبریں

ہندوستان

اڈیٹر کا مقدمہ اڈیٹر پر

کلکتہ ۳ مئی۔ [illegible] نے مسٹر ہیمکلوٹری... اور مسٹر... کے خلاف جو مقدمہ از الہ حیثیت عرفی دائر کیا تھا۔ اسکی سماعت دوم پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہوگئی۔

مدعا علیہم کے خلاف کیل نے مہلت طلب کی۔ کیونکہ مدعا علیہم کو صرف دو دن ہوئے کہ سمن ملے تھے۔ آئندہ سماعت ۱۴ مئی کو ہوگی۔

ویش بندھو داس کے مکان کے سامنے بم

کلکتہ۔ یکم۔ نیوا مپائر کو معلوم ہوا ہے کہ بارود کا وہ پلندہ جو جناب سی۔ آر داس کے مکان کے باہر پڑا ملا۔ تار بل کی شکل کا تھا۔ اور اسکے نچلے حصے کے سرے پر ایک باریک سا سوراخ تھا۔ بارود کے علاوہ اس میں سن کیلیں میخیں وغیرہ پڑی تھیں۔ بم سے بہت ملتا جلتا تھا۔ جناب سی آر داس کے مکان میں رہنے والوں کا خیال ہے کہ یہ پراسرار پلندہ رات کے وقت کوئی اس جگہ رکھ گیا ہے۔ کیونکہ صبح کے وقت جب مرد گھر سے باہر نکلے تو انہیں یہ پلندہ پڑا ملا۔ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ بم ہے کیمیکل اگزامنر کے پاس معائنہ کے لیے بھیجا گیا ہے۔

وکلا سے سلوک

کلکتہ ۲ مئی۔ منصف صاحب بھولا ضلع باقر گنج نے سولہ وکیلوں کا معاملہ قانون وکلا کے ماتحت عالیہ میں پیش کیا تھا چیف جسٹس مسٹر چرڈسن نے اس معاملہ کی سماعت کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ جنوری جولائے اگست اور دسمبر ۱۹۲۱ء کی ہڑتالوں میں یہ وکلا اپنے موکلوں کے مفاد سے قطع نظر کرکے عدالتوں سے غیر حاضر رہے جس سے عدالتوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈسٹرکٹ جج نے اس مسئلہ کو عدالتہ عالیہ میں پیش کرنے کیلئے لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ ان میں کسی وکیل نے حسب قرار داد مجلس کانگریس ہوتے ہوئے تین تین ماہ کے لیے وکالت ترک کی تھی۔ اور اس کے لئے عدالت سے اجازت نہیں لیگئی اور نہ اپنے موکلوں کو اطلاع دی تھی۔ جج صاحب نے یہ بھی لکھا تھا کہ ان وکلا نے اپنے رویہ کے متعلق اظہار افسوس نہیں کیا۔ اس لئے ان سے نرمی کا سلوک نہ کیا جائے۔

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے یہ خیال کرکے کہ اس واقعہ کو بہت عرصہ گزر چکا ہے۔ اور وکلا وکالت کر رہے ہیں۔ فیصلہ سنایا ہے کہ اب کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک ہفتہ میں چھ ڈاکے

کلکتہ ۲ مئی۔ ہفتہ مختتمہ ۱۴ اپریل کے دوران میں ڈاکہ کی چھ قسمیں [illegible] ہوئیں بھولا کے نواح میں چار مقامات پر ڈاکے ڈالے [illegible] ہندو اضلاع میں بائیس ڈاکے پڑے ضلع باقر گنج میں دو جگہ ڈاکہ ڈالا گیا۔ موضع ملہ بندر کا ذکر ہے کہ وہاں پندرہ آدمی بندوقوں سے مسلح آ پہنچے اور بارہ ہزار پانسو کے زیورات اور نقد لیکر چلتے بنے۔

پانسو روپیہ انعام

فرید پور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ موضع باڑو کا میں بارہ بدمعاشوں نے ڈاکہ ڈالا۔ اور آٹھ ہزار کی بشکل زیورات و نقد لیکر چلتے بنے۔

ڈاکو پستولوں سے مسلح تھے جب واپس جانے لگے ان کا پیچھا کیا گیا انھوں نے گولیاں چلائیں۔ ایک آدمی گولی سے مجروح ہوا۔ مجرموں کے متعلق اطلاعات بہم پہنچانے اور مال مسروقہ لا کر دینے والے کو پانسو روپیہ انعام دیا جائیگا۔

شیعوں اور سنیوں کے فساد کا مقدمہ

الہ آباد ۳ مئی۔ کراری ضلع الہ آباد کے شیعوں اور سنیوں کے درمیان جو فساد ہو گیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں جو لوگ بالزام بلوہ گرفتار کیے گئے تھے۔ ان کا مقدمہ ۵ مئی کو منگن پور میں ایک خاص افسر کے روبرو پیش ہوگا۔

ایک وکیل کا نام فہرست وکلا سے خارج

الہ آباد ۳ مئی۔ مسٹر پیارام ڈنگ وکیل عدالت عالیہ کا نام فہرست وکلا سے خارج کر دیا گیا۔ کیونکہ ایک مقدمہ کے ضمن میں انہیں حلف دروغی کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔

کونسلوں میں داخلہ کی جدوجہد

الہ آباد ۳ مئی۔ ۶ مئی کو ایک جلسہ عام منعقد ہوگا جس میں پنڈت موتی لال نہرو صورت حالات پر تبصرہ کریں گے۔

بلدیہ الہ آباد کا اجلاس

الہ آباد ۳ مئی۔ کل بلدیہ الہ آباد کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ پنڈت جواہر لال نہرو صدر جلسہ تھے۔

[illegible] تجویز پیش ہو رہی تھی کہ ارکان نے مطالبہ کیا کہ یہ جلسہ فرش پر منعقد ہونا چاہئے۔ اور تمام میزیں اور کرسیاں اٹھا دینا چاہئیں۔ صرف ایک ڈرسک کافی ہے۔

پنڈت شام لال نہرو نے ایک عجیب تجویز پیش کی۔ کہ ہر رکن بلدیہ کو ایک چٹائی اور ایک ٹاٹ کا ٹکڑا اپنے بیٹھنے کے لیے رکھنا چاہیے۔ لیکن یہ تجاویز مسترد ہوگئیں۔

امرتسر میں سولہ سو اٹھارہ رہا شدہ اکالی

امرتسر ۳ مئی۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی اطلاع مظہر ہے کہ مختلف جیلوں سے اکالی رہا ہوئے ہیں۔ ان میں سے سولہ سو اٹھارہ اکالی اسوقت تک امرتسر پہنچ چکے ہیں۔ اور ابھی اکالیوں کے آنے کی توقع ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ فسادات امرتسر کے سلسلہ میں پولیس جو تحقیقات کر رہی تھی ختم ہوگئی ہے۔ اب انفرادی جھگڑوں کی تحقیقات شروع ہونیوالی ہے۔

فسادات ملتان کے مقدمات

ملتان ۳ مئی۔ شہر میں امن و امان ہے۔ جن بارہ معززین سے قیام امن کے لئے مچلکے طلب کیے گئے تھے۔ ان کے مقدمات کی سماعت مولوی محمد شفیع صاحب اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہوئی۔ استغاثہ کی طرف سے تین ہندو ارکان بلدیہ کی شہادتیں لی گئیں۔

کل تمام دن پولیس افسر تحقیقات میں مصروف رہے۔ اور آج وہ ۲ ہندو مسلم مجروحین اور ایک ہندو مقتول کے مقدمہ میں مصروف رہے۔ آج بلوہ کا مقدمہ بھی تھا جس میں ان کی توجہ جذب رہی۔

"کیسری" اور "پرتاب" کی طرف سے ہندوؤں کو مشتعل کرنیکی کوشش

گزشتہ محرم کے فسادات چند ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی حرکات شنیعہ کا نتیجہ تھے۔ ان فسادات نے رہنمایان ملک و قوم کے [illegible] کو مجروح کیا۔ ہندو مسلم اتحاد پر زبردست اثر ڈالا۔ اور حصول سوراج کے لئے تمام جدوجہد کو روک دیا لیکن پنجاب کے اخبارات "پرتاب" اور "کیسری" کے نامہ نگاروں نے ملتان کے شریف مسلمانوں کو بدنام کرانے ہندوؤں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے میل کا تیل اور رائی کا پہاڑ بنایا۔ اخبار والوں نے اپنی ذمہ داری محسوس نہ کی۔ ان نامہ نگاروں کے بیانات کو درست تسلیم کرلیا اور اپنے اخبارات کی اشاعت بڑھانے کے لئے ان مضامین کو شائع کر دیا۔

ملتان کے شریف مسلمان محرم میں فساد کرنے والے چند ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی حرکات پر نادم اور شرمندہ اور محجوب ہیں۔ چنانچہ شہر کے علماء و اکابر ہاتھ باندھ باندھ معافی مانگ چکے ہیں۔ لیکن بعض ہندو اپنے جذبات سے مجبور ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو خاموش دیکھ کر اپنی طاقت کی آزمائش شروع کر دی ہے۔ فسادات ماسبق کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں گزرا کہ ہندو بھائیوں نے مسلمانوں پر تعدی نہ کی ہو۔ مسلمان ان کے مقابلہ میں تحمل اور بردباری سے کام لے رہے ہیں۔ ان روزانہ معمولی معمولی وارداتوں اور جھڑپوں کے بعد پھر سلسلہ فسادات شروع ہو گیا۔

اس فساد کی جو رپورٹ "کیسری" اور "پرتاب" نے اپنی اشاعت ۲ مئی میں شائع کی ہے۔ وہ بھی غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ میں ان اخبارات کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کا نامہ نگار ملتان ہندوؤں کو مشتعل کرنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے کذب بیانی کرتا ہے اور غلط بیانیوں کا طومار باندھتا ہے۔ اخبارات مذکورہ میں ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ سے جو اطلاع درج ہوئی تقریباً صحیح ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

فرانس و ٹرکی

لوزان یکم مئی۔ غازی عصمت پاشا اور جنرل پیلے ہیں جو فرانس کی طرف سے قسطنطنیہ میں ہائی کمشنر ہے اور حال ہی میں موسیو پائنکارے سے پیرس میں ملاقات کرکے آیا ہے۔ تقریباً چار گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس گفتگو میں فرانس اور ترکی کے موجودہ تعلقات پر تبادلہ خیالات ہوا ہوگی۔

وزیر اعظم جینوا جا رہے ہیں

لندن یکم مئی۔ آج مسٹر بونرلا وزیر اعظم ساؤتھیمپٹن سے عازم جینوا ہوئے ہیں۔

لارڈ کرزن عارضی وزیر اعظم

لندن یکم مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر بونرلا کی غیر حاضری میں لارڈ کرزن وزیر اعظم کے فرائض انجام دیں گے۔

آئرلینڈ میں سرخ جھنڈے

لندن یکم مئی۔ آج مسٹر جم لارکن امریکہ سے ڈبلن پہنچے۔ لاکھوں مزدور سرخ جھنڈیاں لئے باجے گاجے کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ ٹریڈ یونین کے رہنما موجود نہ تھے۔

فہرست چندہ احمدیہ انجمن پشاور شہر

معرفت ولاور خاں صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن پشاور

نام	رقم
جناب سیف الرحمن صاحب سوداگر چندہ ہی تا دسمبر ۱۹۲۲ء	[illegible]
״ مثال خان صاحب سوداگر نومبر ۲۲ء تا مارچ ۲۳ء	[illegible]
״ مستری محمد رمضان صاحب از اکتوبر ۲۲ء تا فروری ۲۳ء	[illegible]
״ بابو فضل خالق صاحب بابت فروری و مارچ ۲۳ء	[illegible]
״ عبدالاکبر خاں صاحب از یکم ستمبر ۲۲ء لغایت آخر جنوری ۲۳ء	[illegible]
״ دلاور خاں صاحب بابت فروری و مارچ ۱۹۲۳ء	[illegible]
״ مولانا مولوی غلام حسین خانصاحب بابت جنوری ۱۹۲۳ء	[illegible]
״ قاضی عبدالخالق صاحب بابت جنوری و فروری ۲۳ء	[illegible]
״ مرزا احمد سلطان صاحب بابت جنوری ۲۳ء ووکنگ مشن للعہ / ״ ״ ״ اشاعت اسلام للعہ	[illegible]
״ مستری محمد گل صاحب بابت اکتوبر و نومبر ۱۹۲۲ء	[illegible]
״ شیخ فضل کریم صاحب از یکم اکتوبر ۲۲ء لغایت جنوری ۲۳ء	[illegible]
״ مولوی عبدالقدوس صاحب	[illegible]
״ عبدالاحد صاحب بابت ستمبر و اکتوبر ۲۲ء	[illegible]
״ شیخ ہدایت اللہ صاحب بابت جنوری و فروری ۲۳ء	[illegible]
״ ڈاکٹر نظام الدین صاحب بابت ״ ״	[illegible]
״ مولوی منظر احمد صاحب از یکم ستمبر ۲۲ء لغایت آخر فروری ۲۳ء	[illegible]
״ استاد صاحب گل ״ بابت اگست ۲۲ء	[illegible]
״ شیخ فضل کریم صاحب بابت زکوۃ	[illegible]
میزان	[illegible]
خرچ مقامی درباره تجہیز و تکفین ایک احمدی میت / ״ ترسیل ڈاک	[illegible]
باقی	[illegible]

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۲۱ رمضان المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۸ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

اشاعت اسلام

ہجرت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخالفین بالخصوص قریش کے درمیان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ لیکن قریش نے اس غیر جنگجویانہ دعوت میں محض رشک وحسد سے رکاوٹیں پیدا کیں اور آپ اور آپ کے اصحاب کو سخت اذیتیں دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے صحابہؓ کو جن میں حضرت عثمانؓ بھی شامل تھے۔ مجبوراً حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن بایں ہمہ رسول اللہ صلعم اپنے فرض سے باز نہیں آتے تھے۔ بلکہ جب زمانہ حج میں مکہ میں عرب کے تمام قبائل جمع ہوتے تھے تو آپ ان کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اور اس کا مختلف طریقوں سے جواب دیا جاتا تھا۔ بعض لوگ آپ سے بحث ومباحثہ کرنے تھے۔ بعض لوگ مہلت مانگتے تھے۔ بعض لوگ غیر شریفانہ طور پر اس دعوت کو رد کر دیتے تھے۔ اور بعض لوگ قریش کے خوف سے مخفی طور پر اسلام قبول کر لیتے تھے۔ چنانچہ اسی طریقہ کے مطابق ایک روز آپ دعوت اسلام دے رہے تھے۔ کہ عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج کی ایک جماعت سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ اور آپ نے ان سے بھی حسب عادت اسلام کی دعوت دی۔ یہ لوگ اسلام لائے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہی بیعت ہے جو تاریخ اسلام میں بیعت عقبیٰ اولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ مکہ سے چلے تو آپ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچے۔ تو حضرت اسعد بن زرارہؓ کے مکان پر قیام فرمایا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت ان کی ملاقات کو حاضر ہوئی۔ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ کو ان کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ تو حضرت اسید بن حضیرؓ محض انکشاف حال کے لئے ان کی خدمت میں آئے۔ اور انہوں نے حسب معمول ان کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ اور وہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے بھی ان کی تقلید کی۔ اور ان کے ساتھ تمام قبیلہ بنو اشہل ایک ہی دن میں مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیرؓ برابر دعوت اسلام میں مصروف رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ کے ہر گھر میں کچھ نہ کچھ مسلمان مرد اور کچھ نہ کچھ مسلمان عورتیں پیدا ہو گئیں۔ بیعت عقبہ کے بعد جب رسول اللہ صلعم نے ہجرت فرمائی۔ اور آپ کو زیادہ جمعیت حاصل ہوئی۔ تو قریش کا غصہ حد سے بڑھ گیا۔ اور انہوں نے باشندگان مدینہ واطراف مدینہ میں یہود بنو قریظہ اور یہود بنو نضیر کو آپ کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔ اور اسلام میں جہاد کی مشروعیت کے سبب قریش و یہود کی یہی مختلف لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن جب متعدد لڑائیوں کے بعد مخالفین اسلام کا زور ٹوٹ گیا۔ اور اسلام کو دنیا میں ثبات و استحکام حاصل ہوا۔ تو مسلمانوں کی تعداد میں خود بخود اضافہ ہونے لگا۔ اور آپ کی خدمت میں سرداران مکہ مثلاً حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت عثمان بن طلحہؓ وغیرہ جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے حاضر ہونے لگے۔ بالخصوص صلح حدیبیہ کے بعد جب کافروں اور مسلمانوں میں آزادانہ میل جول تازہ ہوا۔ اور قریش کے تعصب نے جو موانع پیدا کر دیئے تھے وہ دور ہو گئے۔ تو بکثرت لوگ مسلمان ہوئے۔ جن میں حضرت معاویہؓ سرداری کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت رسول اللہ صلعم نے اطراف وجوانب کے سلاطین مثلاً قیصر نجاشی۔ حارث غسانی اور مقوقس وغیرہ کو دعوت اسلام دی۔ اور ان اہل کتاب بادشاہوں کے علاوہ کسریٰ منذر بن ساوی اور ہوذہ الحنفی وغیرہ تک بھی اسلام کا پیغام پہنچایا اس کے بعد آپ کی توجہ قریش کی طرف مبذول ہوئی۔ اور مکہ میں ایک عظیم الشان جنگ کے ذریعہ سے ان کو شکست دی۔ اور ان کے تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ اب وہ لوگ بھی بطیب خاطر مسلمان ہو گئے اور چونکہ قریش کو تمام عرب پر مذہبی سیادت حاصل تھی۔ اس لئے وہ لوگ اپنے اسلام کے لئے قریش کے اسلام کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن جب قریش نے خود اسلام قبول کر لیا۔ اور اہل شر وفساد کا خاتمہ ہو گیا۔ تو ہر طرف سے آپ کی خدمت میں وفود نے آ آ کر قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اور مسائل شریعت کی تعلیم کا شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ قبیلہ ثقیف کا وفد بشمول احلاف مثلاً عبد یالیل بن عمرو بن عمیر حکم بن عمرو بن وہب۔ شرحبیل بن غیلان وغیرہ حاضر ہوا۔ اسی طرح وفد بلی۔ وفد اسد۔ وفد دارمین۔ وفد بنو تمیم وفد بنو فزارہ اور وفد بنو ثعلبہ وغیرہ حاضر خدمت ہوئے۔ سلاطین حمیر نے بھی اپنے قاصد روانہ کئے۔ اور ان کے ذریعہ سے بذریعہ خط کے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

الغرض فتح مکہ کے بعد جیسا کہ خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الخ۔

جب خدا کی مدد اور فتح آگئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ خدا کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ تو الخ

نہایت کثرت سے لوگ خود بخود دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کی طرف دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمایا۔ اور ان کی تبلیغ وہدایت سے ہمدان کا پورا قبیلہ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گیا۔ اور اس کے بعد تمام اہل یمن نے اسلام قبول کرنا شروع کیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو اس کی اطلاع دی۔ تو آپ نے سجدہ شکرانہ ادا فرمایا۔ اسلام کی یہ وسعت عرب ہی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ خود عہد رسالت ہی میں اسلام حبش اور افغانستان تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ مورخین افغانستان کا بیان ہے[1] کہ وہاں اسلام کی اشاعت عرب کے ایک یہودی مسلمان کے ذریعہ سے ہوئی جس کا نام خالد تھا۔ اس کے ساتھ اتفاقی طور پر افغانوں کا ایک وفد بھی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح مکہ میں نمایاں بہادری دکھائی۔ اس وفد کے رئیس کا نام قیس تھا۔ اور اسی وجہ سے افغانستان میں آج تک اس کی قبر زیارت گاہ خلائق ہے۔

عہد رسالت میں اور بہت سے باقتدار لوگ مثلاً نجاشی۔ شاہ حبش۔ مقوقس۔ شاہ مصر اور ہرقل شاہ شام خفیہ وعلانیہ اسلام لائے۔ اور یہ سب کچھ محض غیر جابرانہ تبلیغ ودعوت کا نتیجہ تھا۔ اگر اسلام میں جبری اشاعت جائز ہوتی۔ تو اس کے سب سے زیادہ مستحق یہود بنو نضیر تھے۔ کیونکہ وہ بالکل مدینہ کے متصل آباد تھے۔ رسول اللہ صلعم کو اذیتیں دیتے تھے۔ بلکہ آپ کے قتل کی بھی ٹھان لی تھی۔ اور اسلام اس وقت ان پر جبر کرنے کی طاقت بھی رکھتا تھا۔ لیکن آپ نے ان کے جان مال اور مذہب سے کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ ان کو صرف جلا وطن فرما دیا۔

اسلام کے غیر جابرانہ اشاعت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قریش صحابہؓ کو ہر قسم کی ایذائیں دیتے تھے۔ ان کی تذلیل وتحقیر کرتے تھے۔ ان کی جان لینے سے بھی ان کو دریغ نہ تھا۔ لیکن بایں ہمہ ان میں کسی نے ترک اسلام نہیں کیا۔ بلکہ وہ اور بھی شدت ثبات کے ساتھ اسلام کے پابند ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلعم کی محبت ان کے دلوں میں اور بھی راسخ ہو گئی۔ چنانچہ جب حضرت زید بن الدثنہ کو کفار قتل کرنے کے لئے چلے۔ تو ان سے ابوسفیان نے کہا۔ "کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تمہارے عوض محمدؐ کی گردن مار دی جائے؟" انہوں نے جواب دیا۔ کہ "خدا کی قسم میں یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔" ابوسفیان نے یہ فقرے سنے۔ تو کہا۔ کہ "محمدؐ کے اصحاب محمدؐ کی جس قدر محبت کرتے ہیں۔ میں نے ایسی محبت نہیں دیکھی۔" لیکن اگر ان لوگوں نے بجبر اسلام قبول کیا ہوتا تو نتیجہ بالکل اس کے برعکس نکلتا۔ (باقی)

---

[1] صاحب رسالہ نے اس واقعہ کے متعلق تتمۃ البیان سے تاریخ الافغان کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن اسلام کی قدیم تاریخوں میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور ہم کو کسی افغانی صحابی کا نام بھی معلوم نہیں۔

ہماری تبلیغی کوششیں!

جرمن مشن

مولانا مولوی صدرالدین صاحب برلن سے تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ سیرت خیرالبشر کا انگریزی ترجمہ ملک جرمن میں چھپوا کر جلد ہی شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

مسجد کے لئے ایک عمدہ مقام پر زمین خرید نے کے متعلق جد وجہد ہو رہی ہے۔ جہاں تک ہو سکے گا کسی ایسی جگہ زمین خریدی جائے گی جو شہر کی ناک ہو۔ اور جہاں پر اسلامی عبادتگاہ ملک جرمن کے لئے علاوہ زیب و زینت ہونے کے قابل یادگار چیز ہو۔

گرانی بڑھتی جا رہی ہے۔ اور ماہ مارچ میں اخراجات دگنے تگنے ہو گئے تھے۔ چار پونڈ فی کس خرچ خوراک پڑتا ہے۔ غالباً اپریل میں اور زیادہ گرانی ہو جائے گی۔ ایک معمولی نسخہ کی نسبعں کی قیمت پینتالیس ہزار مارک سے پچاس ہزار مارک تک۔ گلوبند کی قیمت ایک لاکھ دس ہزار مارک اور کالر کی پانچ ہزار مارک ہے۔ اسی سے اور اشیاء کی قیمتوں کا اندازہ لگا لیں ماہ مئی تک یہاں سردی رہتی ہے۔ اور جون میں موسم کھلتا ہے۔ یہاں آکر پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریمؐ نے کیا سچ فرمایا ہے۔ کہ موسم گرما غرباء کے لئے برکت ہے۔

ایک معزز ترکی سفیر کا خط

ایک معزز ترکی سفیر مولوی صاحب کو لکھتے ہیں۔ کہ میں تمہارے جیسے انسان سے مل کر بہت ہی خوش ہوا۔ اور آپ کی ملاقات نے ہم سب کے دلوں پر محبت کا ایک گہرا نقش چھوڑا ہے۔ اور اسلام کی عظیم الشان برادری کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے میں اپنے دل سے اس خوشی کا اظہار کرنا اور اُس کی داد دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ جو مجھے آپ کی شاندار کارروائیوں کو دیکھ کر جو آپ تعلیم الٰہی کے پھیلانے کے لئے کر رہے ہیں ہوتی ہے۔ اپنے ہندوستانی بھائیوں کی اس جد وجہد کی عزت اور قدر کرنے والے سب سے اول ترک ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی حفاظت کرے اور آپ کی مدد کرے۔ جرمنی میں اشاعت اسلام کے متعلق آپ جو کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس میں میری کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہو۔ تو میں ہر وقت کرنے کو تیار ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب نے نہایت مہربانی سے مجھے خط لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اپنی تصنیفات بھیجی ہیں۔ جو نہایت دلچسپ معلوم دیتی ہیں۔ میرے تمام احباب سے السلام علیکم۔

سفارت ترکی کے اول سکرٹری صاحب مولوی صاحب کو لکھتے ہیں۔ کہ مجھے آپ کے ہر دو خط ملے۔ ہم گذشتہ ہفتہ بہت مصروف تھے۔ اس لئے میں آپ کو جلد جواب نہ دے سکا۔ مجھے یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ مسجد کا معاملہ آپ کی حسب مرضی سرانجام پا رہا ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے۔ کہ جرمن گورنمنٹ اس بارہ میں آپ کو کچھ مدد نہیں دے رہی۔ جیسا کہ ہمیں خیال تھا۔ ہم نے اپنے حکام بالا کو اس بارہ میں لکھا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ اس بارہ میں کچھ کوشش کریں گے ہمیں اللہ تعالےٰ پر پورا پورا یقین ہے کہ وہ ہماری اس جد وجہد میں جو ہم اسلام کے لئے کر رہے ہیں۔ ہماری پوری پوری مدد کرے گا۔ سب برادران سے السلام علیکم۔

ترکی سفیر کا خط حضرت امیر کے نام

وہی معزز ترکی سفیر جن کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں:

آپ کا ۲۸۔ مارچ کا خط ملا جس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے آپ کے بھائی مولوی صدرالدین صاحب کی روشناسی سے بہت خوشی حاصل ہوئی تھی۔ اور میں نے اس سے بڑھ کر اُن سے کوئی سلوک نہیں کیا۔ جو میرا فرض تھا۔ اس لئے میں کسی شکریہ کا مستحق نہیں۔ کاش کہ میں کچھ زیادہ ان کی خدمت کر سکتا۔

ترجمہ قرآن کے متعلق

ساتھ ہی اس کے میں آپ کو اس عظیم الشان مبارک اور مسعودانہ کام کے لئے دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ جو آپ نے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ کرنے میں کیا۔ یہ ایک بے نظیر خدمت ہے۔ جس نے ان تمام متعصبانہ اور مخالفانہ تراجم کے بُرے اثرات کو بالکل زائل کر دیا ہے۔ جو متعصب اور معاند اشخاص نے آجتک کئے تھے۔ دیباچہ جس میں اصول اسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلام کی صحیح اور سچی تعلیم کا آئینہ ہے جو ہمارے مذہب کی پوری پوری واقفیت پر مبنی ہے۔ تمام ترجمہ نہایت گہری فلاسفی اور روحانیت سے پُر ہے۔ جو ہر قسم کے اعتراضات اور مخالفانہ دلائل کی بیخکنی کرتا ہے۔ جو تعلیم الٰہی پر کئے جاتے ہیں۔ مجھے اس بات کا فخر ہے۔ اور میں یہ معلوم کر کے از حد خوش ہوں۔ کہ آخر کار ہمیں ہمارے ہم مذہبوں کے درمیان سے ایک ایسی حکیمانہ آواز بلند ہوئی ہے۔ جس نے مخالفین اسلام کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے

میں احمدیہ انجمن سے ناواقف نہ تھا۔ اور میں آپ کی اشاعت اسلام کی کوششوں کو جو آپ انگلستان میں کر رہے ہیں۔ غور سے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اور میں دلیری سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کے نتائج بہت امید افزا ہیں۔ اور مجھے اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ لوگوں کی امداد اور حفاظت کرے گا۔ تمام کاموں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خصوصاً نیکی کے راستہ میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی مدد کے سہارے پر آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ میں نے آپ کی تصنیفات حکام اعلےٰ کو پہنچا دی ہیں۔ اور اُن کتب کے لئے جو آپ نے میرے لئے بھیجی ہیں۔ میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں انشاء اللہ اُن کا بغور مطالعہ کروں گا۔ وقت آگیا ہے۔ کہ ہم دنیا پر ثابت کر دیں کہ تہذیب اسلامی ہی جس کی بنیاد الہام الٰہی پر ہے۔ بنی نوع انسان کو ہر قسم کی مشکلات سے رہائی بخش سکتی ہے۔ اور وہ کمی جو یورپ کی مادی تہذیب پوری نہ کر سکی۔ اُسے اسلام کی روحانی تعلیم پورا کرے گی۔ ہمارے سامنے ایک بڑا اہم کام ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان کی بہبودی کا بوجھ ہمارے کندھوں پر ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں طاقت اور قوت اور توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اپنا فرض ادا کر سکیں۔

ڈاک افریقہ

برادر محمد شیث صاحب مغربی افریقہ سے چودھری ظہور احمد صاحب کو لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا خط پہنچنے سے پہلی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ کا خط ملا۔ چنانچہ دوسری صبح اتوار کو میں اپنی انجمن میں گیا۔ اور ایک دوست سے دریافت کیا کہ آیا انگلینڈ سے کوئی جہاز آیا ہے یا نہیں۔ جس نے مجھے جواب دیا کہ ہاں آیا ہے۔ پھر اس نے اس کی وجہ پوچھی۔ میں نے اُسے کہا کہ مجھے گذشتہ رات خواب آئی ہے۔ کہ مجھے ہندوستان سے ایک دوست کا خط آیا ہے۔ جب میں ڈاکخانہ گیا تو مجھے آپ کا خط ملا۔ دوسرے دن میں نے اپنی خواب کا ذکر برادر مختار سے کیا جس نے مجھے اطلاع دی کہ انہیں بھی آپ کا خط ملا ہے۔ ہم اُس اطلاع کے لئے جو آپ نے سلسلہ احمدیہ کے بارہ میں ہمیں دی ہے بہت بہت مشکور ہیں۔ اس سے میرے تمام شکوک رفع ہو گئے ہیں۔ یہ جملہ امور دوسرے احباب کے روبرو بھی پیش کئے گئے۔ جو آپ کے نہایت ممنون ہیں۔ اور ہم سب لوگ یہ سنکر نہایت خوش ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے آپ ایک رسالہ لکھنا چاہتے ہیں۔ براہ مہربانی اطلاع دیں۔ کہ آیا خطبہ نکاح آپ کے ہاں علیحدہ کتاب ہے یا قرآن شریف کی آیات ہی اس موقع پر تلاوت کی جاتی ہے۔ اور کیا شادی کے موقعہ پر مرد و عورت ہر دو کا مسجد میں حاضر ہونا لازمی ہے۔ نیز کیا مردہ کو دفنانے وقت اُس کی قبر پر کوئی دعا پڑھی جاتی ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ کہ مولوی صدرالدین صاحب جرمنی میں اشاعت اسلام کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ . . . . ان کی زبان میں برکت دے گا۔ اور ان کے ذریعہ سے اسلام کے نور کو یورپ میں زور سے پھیلائے گا۔

برادر موصوف پھر دوسرے ہفتہ کے خط میں لکھتے ہیں کہ آپ کا ۱۸۔ جنوری کا خط ملا۔ جس کے لئے میں بہت مشکور ہوں۔ گو ہمیں پہاڑوں سمندروں اور دریاؤں نے ایک دوسرے سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ اور ہم ایک دوسرے سے اجنبی ہیں لیکن کلام الٰہی نے ہم سب کو ایک ہی کر دیا ہوا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ آپ ان بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ جو اپنے آقا کی آواز پر جمع ہو کر تمام دنیا کو اسلام کے جھنڈے . . . کے نیچے جمع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ان کوششوں میں بہت بہت برکت ڈالے۔ ووکنگ مشن کے بارے میں ہمیں پہلے پہل ۱۹۱۳ء میں اطلاع ملی۔ اور میں آپ کے ساتھ اس خیال میں متفق ہوں۔ کہ اس کے ذریعہ سے دنیا پر بہت سی نیکی پھیلی ہے۔ مغربی افریقہ کے لئے یہ خاص طور پر موجب برکت ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے تمام کارکنوں کو برکات عطا فرمائے۔

ہمارا علاقہ مغربی افریقہ کے دیگر ممالک سے بالکل علیحدہ جگہ ہے جس کی تمام آبادی مسلمانوں کی ہے۔ خوش قسمتی سے مسلمانوں کی بستی عیسائیوں سے بالکل علیحدہ ہے۔ ہم آپ کی طرح مذہب میں ایسے پکے نہیں ہیں۔ کیونکہ ہماری اسلامی تعلیم بہت محدود ہے۔ آپ کی موجودہ حالت تک پہنچنے کے لئے ہمیں ایک صدی درکار ہے۔ میں ہر وقت اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دے کہ آپ ہمارے ممالک کی طرف بھی مشنری بھیجکر اپنے ناواقف بھائیوں کی خبر لیں۔ تاکہ ہم بھی قرآن شریف اور حضرت نبی کریمؐ کی برکات سے حصہ لے سکیں۔ ۵۰ فیصدی مسلمان مغربی علوم سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور باقی ۲.۵ فی صدی عربی میں اور خصوصاً تعلیم اسلامی میں ایسے پختہ نہیں۔ کہ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دے سکیں۔ مجھے امید ہے کہ مغربی علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم اور علم قرآن کا سیکھنا آخر کار اسلام کو ان علاقہ جات میں غالب کر دے گا۔ اگر آپ ایک لائق اور ستارہ بین مشنری بہت جلد یہاں بھیج دیں۔ تو امید ہے کہ انشاء اللہ اسلام کی بڑی ترقی ہو گی۔ اور ساتھ ہی اس کے اس کی ہر دلعزیزی بڑھ جائے گی۔ میں آپ کے لئے اور آپ کے احباب کے لئے بہت بہت دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ میں ایک غریب ریلوے کلرک ہوں۔ اور میں عنقریب آپ کو ایک میموریل کی نقل بھیجوں گا۔ جس سے آپ کو یہاں کی مذہبی اور دیگر حالات کی بخوبی اطلاع ہو جائے گی۔ سب برادران کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں۔

چندہ ماہواری انجمن احمدیہ جموں

نام	مدت	رقم
مولوی غلام احمد صاحب	چیت ۷۹ء	عمر
فضل احمد صاحب	〃	عمر
پیر محمد شاہ صاحب	〃	۲ر
مولوی عبدالحق صاحب	بقایا گھر ۷۹ء پوہ ۷۹ء	مہ
مستری یعقوب علی صاحب	از گھر ۷۹ء تا بساکھ ۷۹ء	[illegible]
مستری محمد یوسف صاحب	ماگھ و پھاگن ۷۹ء	۸ر
چودھری عبدالرحمن صاحب	پوہ ۷۹ء	[illegible]
چودھری عبدالمجید صاحب	از ساون ۷۹ء تا پھاگن ۷۹ء	[illegible]

کل میزان [illegible]

چندہ ماہواری احمدیہ مسلم یونین گیا محل بمبئی

نام	رقم	ماہ
سیٹھ اسمعیل آدم صاحب	[illegible]	دسمبر۔ جنوری۔ فروری
سیٹھ عمر اسمعیل صاحب	[illegible]	〃 〃 〃
سیٹھ آدم اسمعیل صاحب	[illegible]	〃 〃 〃
ابراہیم زین الدین صاحب	[illegible]	〃 〃 〃
سیٹھ عبدالشکور صاحب	[illegible]	جنوری۔ فروری۔ مارچ
سیٹھ ہارون آدم صاحب	[illegible]	دسمبر۔ جنوری
سیٹھ عبدالسلام صاحب	[illegible]	دسمبر۔ جنوری۔ فروری۔ مارچ
بیرجی بھائی مہر علی	[illegible]	دسمبر۔ جنوری
محمد حسن خان صاحب انجینیر	[illegible]	دسمبر۔ جنوری۔ فروری
چودھری محمد اسمعیل صاحب	[illegible]	دسمبر۔ جنوری۔ فروری۔ مارچ
مومن حسین صاحب	[illegible]	دسمبر۔ جنوری
احمد حسین صاحب	[illegible]	〃 〃

دستخط

محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ بستی

ان تمام احباب کی اطلاع کیلئے جنہوں نے احمدیہ بستی میں رہائش کیلئے اراضی خریدلی ہے یا خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں اعلان کیا جاتا ہے . . . [illegible] مذکور کے انتظام اور حفاظت وغیرہ کے لئے **انجمن احمدیہ بستی** قائم کردی گئی ہے۔ تمام ساکنان بستی کو اس انجمن کے فیصلوں اور ہدایات کی پابندی لازمی ہوگی۔ انجمن کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط جو ۴ - مئی ۱۹۲۳ء کو باتفاق رائے ممبران موجودہ منظور ہوئے ہیں۔ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جو صاحب اس وقت تک بستی مذکور میں اراضی خرید چکے ہیں۔ ان میں سے اگر کسی صاحب کو کسی قاعدہ پر اعتراض ہو۔ تو اس اعلان کے شائع ہونے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر سکرٹری کو اپنے اعتراض سے اطلاع دیں۔ اور یہ بھی تحریر فرماویں کہ وہ کسی قاعدہ میں کیا ترمیم تجویز کرتے ہیں۔ ایسا ہی جن اصحاب کو ان قواعد سے بکلی اتفاق ہو وہ بھی براہ نوازش ایک کارڈ کے ذریعہ اپنی رائے سے مطلع فرماویں۔ اگر کوئی اعتراض آئے تو ایسے تمام اعتراضات کو انجمن کے آئندہ اجلاس میں پیش کردیا جائے گا جن پر انجمن مزید غور کرکے قطعی فیصلہ کرے گی۔

نیز پہلے تین سالوں کے لئے انجمن نے عہدیداروں اور ممبران انتظامی مجلس کا جو انتخاب کیا ہے۔ وہ بھی باقی تمام ممبروں کی اطلاع کے لئے قواعد کے آخر میں دے دیا گیا ہے۔

خاکسار

۵ - مئی ۱۹۲۳ء — فقیر اللہ - سیکرٹری -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قواعد وضوابط انجمن احمدیہ بستی - لاہور

(۱) اس انجمن کا نام انجمن احمدیہ بستی لاہور ہوگا۔

(۲) اس انجمن کی غرض ساکنان بستی کے مشترکہ فوائد و حقوق کی حفاظت کرنا۔ ان کے آرام کے لئے مسجد کنواں - سڑک - مہمان خانہ وغیرہ تیار کرانا۔ بستی میں صفائی - روشنی اور حفاظت کا انتظام کرنا - غرض ساکنان بستی مذکور کے ہر ایک قسم کے حقوق و تعلقات کی نگہداشت اور ان کو ہر ایک قسم کا آرام پہنچانے کی کوشش کرنا ہے۔

(۳) اس کا ممبر ہر وہ احمدی ہوگا جس نے احمدیہ بستی میں سکونت اختیار کی ہو یا سکونت کے لئے اراضی خریدی ہو۔

(۴) انجمن کے ہر ایک ممبر اور ساکنان بستی کو انجمن ہذا کے تمام فیصلوں کی پابندی لازمی ہوگی ۔

حقوق فرائض و اختیارات

(۵) بستی میں جو دکانیں - مہمان خانہ اور سڑکیں بنائی جائیں گی ان کا حق ملکیت اس انجمن کو حاصل ہوگا۔

(۶) مسجد - کنواں یا کوئی ایسی عمارت بستی میں بنائی جائے۔ جو وقف ہو۔ تو اس کا حق تولیت بھی اس انجمن کو ہی حاصل ہوگا۔

(۷) انجمن کے ماتحت ایک انتظامی مجلس ہوگی جس کی وساطت سے انجمن اپنے تمام اغراض و مقاصد اور فرائض کو سرانجام دیگی۔ اور تمام معاملات اسی کی وساطت سے انجمن میں پیش ہوں گے

(۸) ساکنان بستی کے باہمی اختلافات اور تنازعات متعلقہ بستی کا فیصلہ انجمن کرے گی۔ اور ایسے ہر ایک معاملہ میں انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا ۔

(۹) انجمن کو حق ہوگا کہ اپنے کسی فیصلہ کی خلاف ورزی کی صورت میں خلاف ورزی کرنے والے پر کوئی تاوان مقرر کرے۔

(۱۰) جو رقم مسجد - کنواں - سڑک مہمان خانہ وغیرہ تیار کرنے کے لئے یا کسی اور غرض کے واسطے جس کا تعلق احمدیہ بستی سے ہو۔ بطور چندہ یا عطیہ ساکنان بستی یا کسی بیرونی صاحب سے وصول ہو اس پر مالکانہ تصرف اس انجمن کا ہوگا۔ اور وہی اسے مناسب طور پر خرچ کرے گی۔

(۱۱) انجمن سالانہ بجٹ آمد و خرچ جو انتظامی مجلس کی وساطت سے تیار ہوگا۔ منظور کرے گی۔ اور دوران سال میں حسب ضرورت اس میں کمی و بیشی کرسکے گی۔

(۱۲) انجمن کے عہدہ دار تین ہونگے - یعنے میر مجلس - سیکرٹری اور محاسب - جو آنریری ہوں گے۔ اور ممبران انجمن میں سے منتخب ہوں گے۔

(۱۳) عہدہ داروں کا انتخاب سہ سالہ ہوگا۔

(۱۴) عہدہ داروں کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔ میر مجلس انجمن کا ہر ایک جلسہ بصدارت میر مجلس ہوگا۔ اور روئداد جلسہ پر میر مجلس کے دستخط ہوں گے۔ اگر میر مجلس موجود نہ ہو تو کوئی اور ممبر حاضرین جلسہ میں سے عارضی طور پر صدر تجویز کرلیا جائے گا۔ سیکرٹری جملہ خط و کتابت کرے گا۔ انجمن میں ہر ایک تحریر اور معاملہ پیش کرے گا۔ روئداد جلسہ لکھے گا۔ فیصلوں کی تعمیل کرائے گا۔ انعقاد جلسہ کا نوٹس جاری کریگا اور دیگر ان تمام اختیارات و فرائض کا استعمال کریگا۔ جو انجمن وقتاً فوقتاً اسے تفویض کرے۔ محاسب حساب آمد و خرچ انجمن کا رکھے گا۔ اور ہر ایک قسم کا روپیہ اس کی وساطت سے خزانہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور میں بطور امانت جمع ہوگا۔ اور اس کے آرڈر سے لیکن انجمن روپیہ ادا کرے گا۔

نوٹ :- جو فرائض و اختیارات عہدہ داران انجمن کے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہی انتظامی مجلس یا کسی سب کمیٹی کے عہدہ داران کے بھی متصور ہوں گے۔

(۱۵) انجمن کے تمام فیصلے کثرت رائے سے طے پائیں گے۔

(۱۶) اس انجمن کا اجلاس کم از کم سال میں دو دفعہ احمدیہ بستی میں اور جب تک بستی تیار ہو کر آباد نہ ہوجائے۔ احمدیہ بلڈنگس میں ہوگا

(۱۷) انجمن کے انعقاد کا نوٹس تاریخ اجلاس سے دو ہفتہ پہلے شائع ہوگا۔ اور جو ممبر ذاتی طور پر حاضر نہ ہوسکے اس کی تحریری رائے ایک رائے متصور ہوگی۔ اور قورم دس ممبروں کا ہوگا۔

(۱۸) یہ انجمن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ہدایات کی پابند ہوگی۔ اور اگر کسی وقت احمدیہ انجمن مذکور احمدی قوم کے مفاد کی خاطر کوئی ہدایت کرے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ اسکی تعمیل کرے۔

انتظامی مجلس

(۱۹) انتظامی مجلس کے ممبر کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ گیارہ ہوں گے جن میں سے تین عہدہ داران انجمن یعنی میر مجلس۔ سیکرٹری - محاسب بحیثیت عہدہ ممبر ہوں گے۔ اور باقی انجمن کے ممبروں میں سے بذریعہ انتخاب منتخب ہوں گے۔

(۲۰) انتظامی مجلس کے عہدہ دار وہی ہوں گے۔ جو انجمن کے عہدہ دار ہیں۔

(۲۱) اس کا قورم چار ممبروں کا ہوگا۔

(۲۲) ممبروں کا انتخاب سہ سالہ ہوگا۔ اور تاریخ انتخاب سے پہلے اگر کسی ممبر کی جگہ کسی وجہ سے خالی ہوجائے۔ تو اس کی جگہ حسب ضرورت نیا انتخاب ہوسکے گا۔

(۲۳) انجمن میں تمام امور انتظامی مجلس کی وساطت سے پیش ہوں گے۔

(۲۴) انتظامی مجلس کا انعقاد حسب ضرورت ہر وقت ہوسکے گا۔ اور تاریخ اجلاس کا نوٹس اجلاس سے کم از کم ایک دن پہلے شائع ہوگا مگر حسب ضرورت میر مجلس کی منظوری سے اجلاس کے دن بھی نوٹس جاری ہوسکتا ہے۔

(۲۵) انتظامی مجلس کے اختیارات حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) بستی میں جو مکانات بنیں۔ ان کے نقشے منظور کرنا۔

(ب) بستی میں صفائی، روشنی اور حفاظت کا انتظام کرنا۔

(ج) اگر کوئی صاحب انجمن کی وساطت سے بستی میں مکان بنانا چاہے تو اس کا انتظام کرنا تا کہ خرچ معمولی بازاری نرخ سے زیادہ نہ ہو۔

(د) اگر ساکنان بستی میں سے کسی کے متعلق کوئی شکایت صفائی - روشنی - حفاظت یا امن عامہ کے متعلق ہو تو اسے رفع کرنے کی کوشش کرنا ۔ اور اگر ضرورت ہو تو معاملہ انجمن کے پیش کرنا۔

(ہ) ساکنان بستی میں سے کسی دو یا زیادہ اصحاب کے درمیان کوئی جھگڑا ہو تو اس کا تصفیہ کرنا۔

(و) اپنے فیصلوں کی تعمیل کرانے کا مناسب انتظام کرنا۔

(۲۶) علاوہ ازیں جن امور کا ذکر صراحت سے انجمن کے فرائض و اختیارات میں ہوچکا ہے۔ ان کے علاوہ باقی تمام امور انتظامی مجلس سرانجام دے گی۔

(۲۷) انتظامی مجلس کو اختیار ہوگا۔ کہ بوقت ضرورت کسی عہدہ پر کوئی عارضی تقرر کرے۔

(۲۸) انتظامی مجلس حسب ضرورت اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے ایک یا زائد سب کمیٹیاں بناسکے گی۔ اور ان کے فرائض و اختیارات مقرر کرسکے گی۔

(۲۹) انجمن کو ہر وقت ان قواعد میں کمی بیشی یا ترمیم و تنسیخ کا پورا اختیار حاصل ہے۔

(۳۰) انتظامی مجلس کے کسی فیصلہ کی اپیل انجمن میں ہوسکے گی۔ اور اس کے متعلق انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

(۳۱) انتظامی مجلس اور انجمن اپنے کسی ممبر کی درخواست پر اپنے کسی فیصلہ پر ایک دفعہ نظرثانی کرسکیں گی۔

(۳۲) بستی کی تمام اراضی کا حق ملکیت اس شرط کے ماتحت جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے فروخت کیا ہے۔ کہ کسی خریدار کو اپنی زمین یا مکان کسی غیر احمدی کے پاس فروخت کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اور اگر کسی صاحب کو اپنی اراضی یا مکان فروخت کرنے کی ضرورت ہو۔ تو کسی احمدی کے پاس فروخت کرے گا۔ ورنہ یہ انجمن اصل لاگت پر زمین یا مکان خرید سکے گی۔ اور پھر خود کسی احمدی کے پاس فروخت کرے گی۔ اس شرط کی پابندی کرا[illegible] . . . . . . اس انجمن کا حق ہوگا۔

پہلے تین سالوں کے لئے ذیل کے انتخابات منظور ہوئے ہیں

میر مجلس - جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔

سیکرٹری - فقیر اللہ۔

محاسب - سید غلام مصطفےٰ صاحب بی اے - بی - ٹی

ممبران انتظامی مجلس - میر مجلس - سکرٹری - محاسب کے علاوہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب - ڈاکٹر رشید علال صاحب - مولوی عبدالحق صاحب - بابو محمد منظور الٰہی صاحب - شیخ محمد صادق صاحب شیخ دین محمد صاحب میاں چراغ الدین صاحب۔

انتظامی مجلس کے آنریری مشیر تعمیر جناب شاہ محمد خان صاحب انجینئر مقرر کئے گئے ۔

خاکسار

۴ - مئی ۱۹۲۳ء — فقیر اللہ - سیکرٹری

رسیدات زر

فہرست چندہ گلگت

نام	رقم
جناب سید عبدالواحد صاحب ہیڈ ماسٹر گلگت	[illegible]
جناب منشی محمد شفیع صاحب ایجنسی منشی ،،	[illegible]
جناب حکیم عبدالرشید صاحب	[illegible]
جناب چوہدری فضل احمد صاحب	[illegible]
جناب خواجہ رسول جو صاحب دوکاندار	[illegible]
جناب قاضی عبدالمجید صاحب ایجنسی گلگت	[illegible]
جناب خواجہ امیر جو صاحب دوکاندار گلگت	[illegible]
جناب خواجہ غفار جو صاحب احمدی ،،	[illegible]
جناب پیر محمد شاہ صاحب احمدی دکاندار پونچی	[illegible]
جناب منشی خالق [illegible] صاحب وزارت گلگت	[illegible]
جناب سید قبول شاہ صاحب امام مسجد [illegible] گلگت	[illegible]
لسو جام عرف خان	[illegible]
جناب ماسٹر عبدالجبار صاحب سکول گلگت	[illegible]
جناب پیر غلام رسول صاحب [illegible]	[illegible]
جناب ماسٹر ولی محمد خان صاحب	[illegible]
ماسٹر زینت شاہ صاحب	[illegible]
جناب میاں محمد دین صاحب ماسٹر	[illegible]
چوہدری حبیب جو صاحب بازار گلگت	[illegible]
جناب غوث الدین صاحب دکاندار گلگت	[illegible]
جناب خواجہ غفار جو صاحب ٹھیکہ دار چوب گلگت	[illegible]
جناب عبداللہ خان صاحب لائن مین تار گلگت	[illegible]
جناب مولوی عبداللہ خان صاحب عربی مدرس سکول گلگت	[illegible]
لسہ جو صاحب دوکاندار گلگت	[illegible]
احمد جو صاحب دوکاندار گلگت	[illegible]
خلیفہ جان محمد صاحب ٹیلر ماسٹر گلگت	[illegible]
جناب مولوی حسب اللہ صاحب دکاندار گلگت	[illegible]
جناب اعظم خان صاحب دکاندار گلگت	[illegible]

نام	رقم
قادر جو صاحب " "	۸ر
احمد جو صاحب " "	۸ر
عبداللہ خان صاحب "	۸ر
منشی محمد ولی صاحب "	۸ر
محمد شعبان صاحب حجام "	۸ر
غلام محمد صاحب دکاندار گلگت	۸ر
ستار ملک صاحب	۴ر
عبدالہادی صاحب دکاندار گلگت	۴ر
یوسف خان صاحب دکاندار گلگت	۴ر
حاجی سایان جو صاحب "	۴ر
بستی زوار	۴ر
خواجہ عبداللہ جو صاحب زوار	۴ر
محمد جو صاحب درزی	۴ر
عبداللہ خان صاحب دوکاندار	۴ر
منشی حبیب اللہ صاحب	عہ ر
احمد میر صاحب دوکاندار گلگت	۱۲ر
میاں خان زمان صاحب نانبائی	عہ
امیرزادہ صاحب دوکاندار	۸ر
گل محمد خان صاحب "	۸ر
ابراہیم صاحب "	۴ر
فتح محمد جو صاحب مطبخ	۴ر
نصراللہ خان صاحب چٹھی رسان گلگت	۴ر
خدا امان صاحب دکاندار گلگت	۴ر
نجف خان صاحب	۴ر
رحیم داد صاحب دوکاندار گلگت	۴ر
احمد جو صاحب ہیڈ ماسٹر	۱ معہ ر
میر کفت خان طالب علم سکول گلگت	۴ر
محمد اقبال " "	۴ر
سیف علیخان صاحب قصاب	عہ ر
محمد بخش صاحب ملازم کرنل ٹریل صاحب	عہ ر
مقبول شیخ صاحب " "	عہ ر
حبیب اللہ صاحب " "	عہ ر
نوراللہ خان صاحب " "	۸ر
امیر علیخان صاحب " "	۸ر
میزان	۱۸ر
از اسامیان نامعلوم الاسم	عہ
میزان کل جملہ	۱۵ر

محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تازہ خبریں

ہندوستان

جمعیۃ العلماء ہند اور انسداد فتنہ ارتداد

دہلی - ۵ مئی - مجلس عاملہ کی تجویز کے مطابق جمعیۃ علماء ہند نے ایک شاخ اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے کھلوادی ہے - کارروائی نہایت موثر طریق سے شروع ہوئی ہے - انسداد ارتداد کے متعلق نہایت فائدہ بخش طریقے اختیار کئے گئے ہیں - اصلاحی مدرسے قائم کئے جا رہے ہیں چونکہ کاروبار کی تفاصیل کا شائع کرنا - اکثر اوقات نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اسلئے ان تمام کارروائیوں کو حوالہ شہرت نہیں کیا جائے گا۔

اخبارات میں تمام ضروری ہدایات ماتحت تبلیغی انجمنوں اور صیغوں کے لئے شائع کرادی گئی ہیں تاکہ وہ ان کے مطابق کام کریں -

جمعیۃ کے کارکنوں نے ہندوستان کے لیڈروں کے مشوروں اور متعدد نشستوں میں غور و فکر کرنے کے بعد اشاعت اسلام کے لئے ایک مکمل نظام عمل مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے جمعیۃ مجلس عاملہ کے تمام ممبروں لیڈروں اور ہندوستان کے نکتہ رس لوگوں کو اس امر کے متعلق غور کرنے کی دعوت دیتی ہے -

اس کام میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے کیونکہ یہ کام نہایت ضروری اور نہایت اہم ہے اور خاص توجہ کا محتاج ہے -

جو صاحب کوئی نئی تجویز یا ترکیب اس امر کے متعلق سوچیں - انہیں چاہئے کہ وہ بجائے اسکے کہ اپنی تجاویز کو اخبارات میں بھیجدیں - سیدھے جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے دفتر میں ارسال فرماویں تاکہ کسی قسم کا قومی یا مذہبی نقصان رونما نہ ہو -

(مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ العلماء ہند)

مجلس مرکزیہ خلافت کا جدید اعلان

بمبئی - ۷ مئی - جملہ صوبجاتی اور ماتحت خلافت کمیٹیوں کو صلاح و مشورہ دیا جاتا ہے - اور ساتھ ہی استدعا کی جاتی ہے کہ وہ ہندو مسلم کشیدگی کو روکنے اور باہمی طور پر خوشگوار تعلقات قائم و برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو ابھاریں - معمولی اور حقیر انفرادی اختلافات کو ہندوؤں مسلمانوں کا جماعتی مسئلہ بنانے سے احتراز و اجتناب کیا جائے - ملک میں اس قسم کی بدمزاجی کا آشکارا ہونا باعث ننگ و شرم اور بے عزتی پر محمول کیا جائے -

امرتسر میں ایک اور فساد ہو گیا

لاہور - ۷ مئی - ایک پیغام بذریعہ ٹیلیفون کے ذریعے سے "سول ملٹری گزٹ" کو معلوم ہوا ہے کہ شب گذشتہ کو امرتسر میں ایک جگہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین ایک معمولی فساد ہو گیا - نتیجہ میں ایک ہندو سخت مجروح ہوا - اور دو مسلمانوں کے سخت چوٹیں آئیں - پولیس موقعہ پر بروقت پہنچ گئی - اور مجمع منتشر کر دیا - تفصیلات بذریعہ تار روانہ کی جائیں گی -

محصول نمک اور مدراس

مدراس - ۴ مئی - مسز بسنٹ نے وزیر ہند اور کرنل ویجوڈ کو ایک بحری تار روانہ کیا ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ مدراس کی تمام خاص انجمنوں کے نمایندگان حکومت ہند کے محصول نمک دگنا کرنے کے کارروائی کے خلاف احتجاج کرتے ہیں - حالانکہ مجلس قانونی نے صاف طور پر اسے نامنظور کر دیا تھا - تاوقتیکہ ملک معظم وائسرائے کی اس کارروائی کو منسوخ نہ کریں - لوگ لازمی طور پر یہی نتیجہ نکالینگے کہ ہنوز شخصیت غالب ہے - اور اس کے خلاف جو تسلیاں دی جاتی ہیں وہ خلاف اور بے اصل ہیں -

ایران سے آنیوالے مسافر

سملہ ۴ مئی - ایران سے آنیوالے تمام مسافروں کو سوائے نقاعی باشندوں کے چند طبقوں کے جو مستثنے کر دیئے گئے ہیں جو نشکی ایکسٹینشن ریلوے کے ذریعہ ہندوستان میں داخل ہونا چاہتے ہیں - اطلاع دیجاتی ہے کہ یکم جولائی کو اور اس کے بعد انہیں سرحد کو عبور کرنے کے بعد موجودہ قومی پروانہ راہداری پیش کرنا ہوگا جس پر برطانی قونصل مقیم ایران کی باقاعدہ تصدیق ہوگی اور اس بات پر بھی غور کیا جا رہا ہے کہ حکومت افغانستان کے ساتھ بھی اسی قسم کے پروانہ راہداری کا تبادلہ قائم کیا جائے -

مقدمہ زہر خورانی کا فیصلہ

پونا - ۴ مئی - اکالکوٹ کے راجہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے جسے زہر دی گئی تھی - کمپونڈر کو سو روپیہ جرمانہ اور ڈاکٹر نایڈو کو تین ماہ قید محض کی سزا دی گئی -

ہندوستان کی صنعتی ترقی

لندن ۴ مئی - انڈین ریلوے کمیٹی کی رپورٹ پر رائے زنی کرتے ہوئے مانچسٹر گارڈین رقمطراز ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو ممالک صنائع کو ترقی دینے کے لئے موزون نہیں ہیں - وہاں انہیں ترقی دینے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے - ہندوستان صنعتی ترقی کے لئے تیار نہیں ہے -

ممالک غیر کی خبریں

لاسین کانفرنس کی کارروائی

لاسین - ۴ مئی - سر ہوریس ریمبولڈ نے آج ترکوں کو یقین دلایا کہ اتحادیوں کی یہ دلی تمنا ہے کہ وہ ترکوں کو خود مختاری اور حقوق کو جتے الامکان تسلیم کریں کہ ترکی میں غیر ملکی لوگوں کے حقوق کی حفاظت بھی ہو سکے - فرانسیسی - اطالوی اور جاپانی نمائندوں نے بھی سر ہوریس ریمبولڈ کی تائید کی اور اس امر پر زور دیا کہ اقتصادی معاملات کے متعلق جو عارضی زمانہ ہے اسکی میعاد کم ہو -

جنرل پیلی نے عصمت پاشا سے کہا کہ اگر آپ موصوف صلح کے خواہشمند ہیں تو انہیں غیر مصالحانہ طرز عمل اختیار نہ کرنا چاہئے معاملہ مذکورہ پر مباحثہ کرنے سے انکار کرنا ناممکن ہے عصمت پاشا نے فرمایا کہ اتحادی ترکی پر ایسی شرائط عائد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ترکی کی بجائے اگر ترکی ہی کی حیثیت اور وقعت کی دوسری سلطنت ہوتی تو ہرگز عائد کر لے - میں امن کا جویاں اور صلح کا خواہشمند ہوں - اگر اتحادی اپنے مطالبات پر اڑے رہے تو اس کے ذمہ دار بھی اتحادی ہی ہوں گے -

مسٹر گریو نے کہا کہ امریکہ کو بھی اس معاملہ سے خاص طور پر دلچسپی ہے امریکہ اطمینان بخش انتظامات کے لئے مضطرب ہے - بہتر ہے کہ ترکی کے قانونی مشیروں کی حیثیت اور اختیارات ظاہر کر دئے جائیں اس پر عصمت پاشا نے فرمایا کہ پیلی کا نفرنس کے موقعہ پر امریکن نمائندہ گذشتہ بیان کردہ اصول تسلیم کر چکا تھا - مسٹر گریو نے اس امر کے تسلیم کرنے سے انکار کیا -

عصمت پاشا کی برطانی امیر الوفد سے ملاقات

لاسین - ۵ مئی - کل عصمت پاشا نے کمیٹی کے یادگار اجلاس کے بعد سر ہوریس ریمبولڈ سے ملاقات کی کمیٹی کے اس یادگار جلسہ میں ترکی عدالتی مراعات کی بابت بحث ہوئی تھی - اتحادیوں نے بالفعل یہ ارادہ ترک کر دیا ہے کہ وہ آج متحدہ طور پر اصرار کریں - انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ بالفعل عدالتی مراعات کے مسئلہ کو ملتوی کر دیا جائے -

سابق سلطان کی مکہ سے اٹلی کو روانگی

قاہرہ ۴ مئی - اخبار "الاخبار" کا بیان ہے کہ سابق سلطان مکہ سے روانہ ہو گیا ہے - اور اتوار کے روز سویز پہنچا - وہ اسکندریہ میں تین روز مقیم رہیگا - بعد ازاں اٹلی جائے گا - جہاں مستقل طور پر سکونت

بہت جلدی ضرورت ہے

ایک احمدی نوجوانوں کی جن کی تعلیم انگریزی وارد و مڈل یا انٹرنس تک ہو اور قرآن شریف پڑھے ہوئے اور سلسلہ کی تعلیم کی سخت ہے د تف ہوں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اشاعت اسلام کے مرکزوں میں مستقل طور پر کام کرنے کیلئے بازیت شرط تسلی بخش کام ہونے کے مستقل ہوگی سالانہ ترقی و رخصت کے حقوق بموجب قواعد انجمن ہونگے تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی - پنجاب کے نزدیک کم از کم دو دو میں کم از کم تین سال اور صوبجات بمبئی - مدراس - بنگال - برہما - صوبہ متوسط و آسام میں دو سال قیام کرنا ہوگا - بے روزگار خدمت اسلام کے شایق اور مستقل ملازمت کے خواہاں جلد درخواستیں بھیجدیں - پتہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
مہرِ او باشیر شد اندر بدن
جاں شود با جاں بروں خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
از و شد سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

جلد ۱۱

الصُلحُ خَیر
ہفتہ میں دو بار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے
اخبار
پیغامِ صلح
لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ما از عیاں بیسم ہر نور و کمال
وصلِ دلدار ازل بے احتمال
اقتدائے قولِ او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز بہشت و از معاد
ہر چہ گفت آں مرسلِ رب العباد
آنچہ از حضرتِ احمد رسید است
منکرِ آں مستحقِ لعنت است
معجزاتِ او بحق اند و درست
منکرِ آں مورد لعنِ خدا است
معجزاتِ انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش ہا ببیں
بر سر از جان و دل ایمانِ ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

نمبر (۵۵)

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ مورخہ ۲۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

نبیِ اُمّی

اور

قرآن کی اعجازی خصوصیات

رسالہ مسلم ورلڈ کے ایڈیٹر ڈاکٹر زویمر نے اپنے ایک مضمون میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ آیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس مسئلہ پر تاریخی نکتۂ نظر سے تبصرہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی اُن کی غرض اس سے حق بات دریافت کرنے کی تھی۔ بلکہ وہ صرف قرآن کی اعجازی خصوصیات کی تردید کرنے کے درپے ہیں۔ وہ آزادانہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ صدیوں تک زیر بحث رہا ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بعض مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے لیکن اس پر بھی انہیں انکار کرنے ہی میں کچھ لطف آتا ہے۔ کیونکہ جو دلائل وہ قرآن کی اعجازی خصوصیات کی تردید میں پیش کرتے ہیں ان کو اسی طرح تقویت حاصل ہوتی ہے۔

مسیحی مبلغیت کا نقطۂ نظر

اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایک عیسائی مبلغ مذہب اسلام کا مطالعہ کس نظر سے کرتا ہے۔ وہ حق کی تلاش کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ مسئلہ کو منصفانہ طریق سے حل نہیں کرتا۔ وہ بات کی اصلیت کو نہیں لیتا۔ بلکہ وہ اس میں سے اس قسم کا مواد بہم پہنچاتا ہے۔ جو اس کے اپنے نقطۂ نظر کے موافق اور اس کے اپنے دلائل کو تقویت دینے والا ہو۔ وہ اسلام پر بے سر و پا الزامات تھوپنے کی غرض سے ایسے ایسے دلائل ڈھونڈتا ہو جن میں ابہام کا پہلو ہو۔ مختصر یہ کہ وہ مذاہب کا مطالعہ کرنے میں حقیقت کو بالائے طاق رکھ کر افسانوں کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہے۔ اور جب کبھی اسے موقع ملتا ہے۔ تو وہ ایک نہ ایک افسانہ تراش کر رکھ دیتا ہے۔ اور نہایت معمولی اور عام فہم باتوں میں سے غیر متعلق اور دور افتادہ استنباط و استخراج کرتا ہے۔ ڈاکٹر زویمر کا مضمون زیر بحث بھی اسی قسم کی ایک مثال پیش کرتا ہے۔

آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تحریر کا چال

اپنے مضمون کی پہلی شق میں وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں مکہ کے رہنے والے عام طور پر لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اور اس کے لئے وہ میور کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے لکھا ہے۔ کہ "یہ ایک ثابت شدہ امر ہے۔ کہ مکہ میں ایک قسم کی تحریر کی میں رائج تھی"۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو تاریخی ثبوت پیش کیا ہے۔ اس سے تو یہ ثابت ہی نہیں ہوتا۔ کہ مکہ کے رہنے والے رسول کریمؐ کے زمانہ میں لکھنا پڑھنا عام طور پر جانتے تھے۔ اور نہ اس روایت سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ نے وفات پائی تو اپنے پیچھے اتنے مسودات چھوڑ گئے۔ کہ جنہیں ایک اونٹ کا بوجھ کہا جا سکتا تھا۔ اور نہ اس سے نوشت و خواند کی ہمہ گیری ثابت ہوتی ہے۔ کہ "علی، جابر اور یاسر انجیل و تورات کا مطالعہ کیا کرتے تھے"۔ عام طور پر ہر سوسائٹی میں خواہ وہ کتنی ہی ناتعلیم یافتہ ہوں۔ اکثر لکھے پڑھے آدمی مل جاتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس سوسائٹی کے تمام افراد لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ اونٹ کے بوجھ کا مطلب کسی ٹھوس طبیعت والا آدمی تو یہی سمجھے گا کہ اتنا بڑا بوجھ ہوگا۔ اونٹ کے بغیر نہ کھو اُٹھا ہی نہیں سکتے لیکن جو لوگ مذاق سلیم رکھتے ہیں۔ وہ اس کے لفظی معنے نہیں لیتے۔ بلکہ اسے اہل زبان کا محاورہ سمجھتے ہیں۔ زویمر خود عربی کے ماہر ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ مورخین کے بیان کو مبالغہ آمیز سمجھتے ہیں۔ اور شاید اسی لئے لکھے پڑھے آدمیوں کی صحیح تعداد دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سترہ آدمی مکہ میں ایسے موجود تھے جو لکھنا جانتے تھے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اندازہ بہت کم لگایا گیا ہے۔ وہ اس تعداد کو بھی صحیح تسلیم نہیں کرتے کہ جن لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیانات لکھوایا کرتے تھے۔ وہ بیالیس سے کم نہ تھے۔ کیونکہ وہ ان کو مقابلۃً بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ صاحب صحیح اندازہ لگانے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ دونوں عددوں کی اوسط دریافت کر لی جائے۔ یعنی دونوں کو جمع کرکے دو پر تقسیم کر دیا جائے۔ جواب تقریباً انتیس آئے گا۔ اسی طرح اگر مکہ کے تمام شہر میں جو عرب اور شام کے مابین تجارت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ صرف انتیس آدمی لکھے پڑھے موجود تھے تو کوئی عقلمند آدمی یہ نہیں کہے گا کہ لکھنا پڑھنا وہاں عام تھا۔ ڈاکٹر زویمر عجیب و غریب قسم کے شخص ہیں۔ جو اس پر بھی صرف قرآن کی اعجازی خصوصیات پر اعتراض کرنے کی خاطر ایسا غیر مدلل استنباط کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے عائشہ اور حفصہ لکھ پڑھ سکتی تھیں۔ اور اس لئے ممکن ہے۔ کہ آپ نے اپنی بیویوں سے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ہو۔ کیونکہ آپ بڑے ذکی اور فہیم تھے۔ محض ایک قیاس ہی قیاس ہے۔ جس کی کوئی معقول دلیل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں کوئی ایک موقع بھی ایسا نہیں۔ کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے کوئی معاہدہ یا کوئی خط تحریر فرمایا ہو۔

ڈاکٹر زویمر کے خیال کی بنا اور لفظ امی

پھر ڈاکٹر زویمر صاحب کے اس خیال کی بنا کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ میرے خیال میں وہ یہ ہے کہ امی ایک مختلف المعانی لفظ ہے۔ ان کے تمام دلائل و براہین کا انحصار اس بات پر ہے کہ لفظ اُمّی جس کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے پڑھے ہونے سے انکار کیا جاتا ہے۔ ضروری ناتعلیم یافتہ کے معنوں میں نہیں آتا۔ وہ پامر اور راڈول کی مثال دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس لفظ کو مشرک یا وہ لوگ جو اہل کتاب نہیں کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مگر قرآن مجید نے اس کی تردید کر دی ہے۔ کیونکہ جو اہل کتاب مانے جاتے ہیں۔ وہ بھی جگہ جگہ قرآن مجید میں اُمّی کے لفظ سے پکارے گئے ہیں۔ پامر اپنے ترجمۃ القرآن میں یوں لکھتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض (یہودی) ان پڑھ لوگ ہیں۔ وہ کتاب (پڑھنا) نہیں جانتے۔ اور صرف قصے کہانیاں جانتے ہیں۔ یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ لفظ اُمّی (مشرک) یا غیر یہودی کا مترادف نہیں ہے۔

در اصل یہ لفظ تین معانی ظاہر کرتا ہے (۱) وہ شخص جو خود لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ (۲) عرب یا عربی۔ کیونکہ وہ عام طور پر ناتعلیم یافتہ تھے (۳) وہ شخص جو "ام القریٰ" کا رہنے والا ہو۔ اُم القریٰ مکہ کا نام ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تینوں معنوں میں اُمّی تھے آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ عرب تھے اور آپ مکہ کے رہنے والے تھے۔ اس حقیقت پر کسی طرح بھی پردہ نہیں پڑ سکتا۔ کہ رسول کریمؐ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ اور اس پر خود قرآن شاہد ہے۔

وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک ۵

ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر قرآن ہی سے) پہلے نہ تو تم نے کوئی کتاب ہی پڑھی۔ اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا۔

کیا نزول وحی کے بعد آنحضرت صلعم نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا؟

اب یہ کہنا۔ کہ آپ نے وحی نازل ہونے کے بعد لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ کٹ حجتی ہے۔ اور اس پر مسیحی مبلغ نے اپنا سارا زور تنقید صرف کر دیا ہے لیکن اس بات کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے نزول کے بعد لکھنا پڑھنا شروع کیا تھا۔ حالانکہ یہ ایک نہایت اہم واقعہ تھا۔ اپنی تمام زندگی میں رسول کریمؐ نے ہمیشہ اپنے خطوط لکھوائے اور پڑھوائے۔ یہاں تک کہ قرآن کی آیات بھی جن کے معاملہ میں آپ نہایت محتاط تھے دوسروں ہی نے لکھیں۔ اور یہ تو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ باوجود لکھ پڑھ سکنے کے ایک شخص کبھی نہ لکھے پڑھے۔ اور پھر کس مقصد کے لئے

فتنہ ارتداد میں مولوی صاحبان کی کفر بازی کا فتنہ

حالات خطرناک ہیں

مسلمان عموماً اور اکابران قوم خصوصاً فوری توجہ فرماویں

(ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس ۔ لاہور کے قلم سے)

قریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ میں نے آگرہ میں اپنے مختصر قیام کی بناپر اسلامی انجمنوں کے کام اور آریہ سماج و دیگر ہندو اصحاب کے اتحاد عمل پر مضمون لکھا تھا جو کہ ہمارے ملک کے اکثر اسلامی اخبارات میں شائع ہوا۔ اس کے متعلق ابھی چند روز ہوئے ہیں ۔ کہ کنور محمد اشرف صاحب نے انجمن نمایندگان کے متعلق نہایت شرافت سے بعض مزید حالات پر روشنی ڈالی ۔ میرا اس موضوع پر اور لکھنے کا ارادہ مطلق نہ تھا ۔ اور میں سمجھتا تھا کہ جب کام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے ۔ تو ہر ایک جماعت کو وقت دینا چاہیئے کہ وہ میدان عمل میں اپنی کارگذاری دکھلاوے پیشتر اس کے کہ ان کے متعلق کوئی نکتہ چینی کی جاوے ۔ مگر موجودہ حالات کی خطرناک صورت نے مجھے پھر مجبور کیا ہے ۔ کہ اصل حالات میں سے کچھ پبلک کے سامنے پیش کروں تاکہ وہ اندھیرے میں نہ رہیں ۔ اور پیشتر اس کے مرض لاعلاج ہو جاوے ۔ اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اس کے لئے تدبیر کام میں لاویں ۔

لیڈران قوم سے خطاب

میں جانتا ہوں کہ اس وقت ہمارے لیڈر سخت پولیٹیکل مشکلات میں ہیں ۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی نازک حالت ان کو سخت پریشان کر رہی ہے ۔ مگر میں سمجھتا ہوں ۔ کہ اپنے گھر کی خبر لینا ان کا اولین فرض ہے ۔ اور قرآن مجید کا یہ حکم ہے کہ قوا انفسکم و اھلیکم نارا ۔ یعنی اپنے آپ کو اور اپنے گھروں کو آگ سے بچاؤ ۔ جب کہ مسلمانوں میں خود کوئی اتحاد نہیں ۔ تو دوسری قوم سے اتحاد تو بعد کا سوال ہے ۔ بلکہ یہ کہوں گا کہ جبکہ مسلمانوں کے گھر کو آگ لگ رہی ہے ۔ اور غیر بھی ان کا متاع ایمان لوٹنے کے لئے حملہ آور ہیں ۔ تو گھر والے بھی آپس میں مر رہے ہیں ۔ اور اسلام کو غیر مسلموں کے ہاتھ سے بچانا تو در کنار ۔ خود مسلمانوں کو کافر بنانے میں ان کی تمام طاقت زائل ہو رہی ہے ۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ ہندوستان کے مسلمان آپس کی پھوٹ اور تفرقہ کفر و تفسیق سے تباہ و برباد ہو جاویں ۔ اور پھر کوئی کوشش کارگر نہ ہو ۔ ان کو پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے اور بعد میں ہمسایوں کی مصیبت میں شرکت کریں ۔ مگر اپنے گھر کی خبر لینی مقدم ہے اس لئے جمیع اکابرین ملت و قوم کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی فوری توجہ اس فتنہ کی طرف مبذول کریں ۔ جو کہ اگرچہ پرانا ہے ۔ مگر اس نئی مصیبت میں اپنے پورے زور سے ظاہر ہو رہا ہے اور قریب ہے ۔ کہ بجائے اس کے کہ اسلام کو تقویت بھی اس کے انہدام میں ممد ہو ۔ اور اسلام کے دشمنوں کے منصوبوں کو اپنے غلط طرز عمل اور غلط کاریوں سے پورا کرے ۔ اس لئے اپنی تمام تر کوشش اس آڑے وقت میں آپس کی تکفیر و مخالفت کو دور کرنے میں صرف فرماویں ۔ ورنہ اندیشہ ہے ۔ کہ ان کی مسلمانوں کے لئے کوشش اس حملہ کی مصداق نہ ہو جاوے ۔

پس از ان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

میں خاص طور پر مولانا ابو الکلام صاحب آزاد و مولانا عبد الباری صاحب ۔ مخدومی حکیم اجمل خان صاحب ڈاکٹر انصاری صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے دیگر مشاغل کو ترک کر کے ادھر متوجہ ہوں ۔ اور اس آپس کی مصیبت کا سد باب کریں ۔ ان کے علاوہ مخدومی مولوی سر رحیم بخش صاحب کی خدمت میں التماس ہے ۔ کہ علاوہ راجپوت قوم میں اعلیٰ حیثیت رکھنے کے ان کا مولوی صاحبان پر بھی بہت اثر ہے ۔ وہ للہ ان کی خدمت میں عرض کریں ۔ کہ ۳۰ ، ۴۰ سال میں ان کی آپس کی فتویٰ بازی نے مسلمانوں کو یہ روز بد دکھلایا ہے ۔ خدا کے لئے اس وقت وہ مسلمانوں اور اسلام کے حال پر رحم فرماویں ۔ اور اس تلوار کو جو اپنے بھائیوں کے گلے کاٹنے میں اس وقت تک کام آئی ہے ۔ زیادہ نہیں تو تھوڑے عرصے کے لئے ہی نیام میں ڈالیں ۔

دشمنان اسلام کی قوت مولوی صاحبان کے ذریعہ

یوں تو جس روز سے فتنہ ارتداد کا شور ہوا ہے ۔ مولوی صاحبان نے علاقہ جات کی طرف رخ کیا ہے ان کی آپس کی پھوٹ ظاہر ہو رہی تھی ۔ آریہ و ہندو اخبارات بعض اوقات ان مولوی صاحبان پر پھبتیاں اڑاتے تھے ۔ مگر ہم نے یہ بات ہرگز پسند نہیں کی کہ اپنی مخالفت کے قصہ کو طشت از بام کریں ۔ مگر جب اب پانی سر کے اوپر سے گذرنے والا ہے ۔ اس ماتم کی داستان کو مسلمانوں کے آگے رکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ یہ اللہ کا شکر ہے ۔ کہ مسلمانوں کا جوش اس فتنہ کے سد باب کے لئے ہر طرف بڑھ رہا ہے ۔ اور وہ ہر طرح سے روپیہ سے پیسہ سے آدمیوں سے اس کی سبیل کی فکر میں ہیں ۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحبان کی جو پلٹن وہ دشمن کے مقابلہ میں بھیج رہے ہیں اس میں اس کام کی اہمیت رکھنے والے بہت کم ہیں ۔ ایک دوسرے کو کافر و فاسق بنانے کی عادت ان کی گردن کا طوق بنی ہوئی ہے ۔ اور یہاں تو وہ دشمن کے مقابلہ میں صفیں باندھ رہے ہیں ۔ گر جو اگلی صف میں ان سے پہلے اس میدان میں لڑ رہے ہیں ۔ وہ انہی کو ٹانگ سے پکڑ کر پیچھے گرانا چاہتے ہیں ۔ اور ان میں سے بعض یہ پسند کرتے ہیں کہ مسلمان ہندو ہو جاویں تو بہتر ۔ مگر وہ مسلمان رہ کر کسی فلاں فرقہ اسلام سے تعلق نہ پیدا کریں ۔ کیونکہ وہ ان کے مخالف ہیں کہ ایک پ خود خیال کریں ۔ کہ باوجود آپس میں کشت و خون ہو رہا ہو ۔ وہ دشمن کا کیا مقابلہ کریں گی ۔ ایسے مقابلہ سے تو گھر بیٹھے رہنا بہت بہتر ہوگا ۔

آخر دشمن اسلام کے پاس تو کوئی صداقت ایسی نہیں کہ جو اسلام کے مقابلہ میں پیش کرے ۔ اور کسی مسلمان کو مرتد کر سکے ۔ بلکہ وہ تو مسلمانوں کے بد اعمال ہیں جو وہ اسلام سے منحرف کرنے کے لئے غیروں کے آگے پیش کرتے ہیں ۔ یا غلط و بے بنیاد قصہ کہانیاں و خرافات ہیں ۔ جو وہ اسلام کے مقابلہ میں کام میں لاتے ہیں ۔ ورنہ اسلامی توحید کے مقابلہ میں نہ سناتن دھرم اپنے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو پیش کر سکتے ہیں ۔ اور نہ ہی آریہ سماج اپنی روح و مادہ و پرمیشر کی تثلیث کو پیش کر سکتے ہیں ۔ اور نہ ہی قرآن مجید جیسے زندہ کلام کے مقابلہ میں کسی وید کو پیش کر سکتے ہیں ۔ جو کہ ممکن ہے ایک زمانہ میں ہندوؤں کی ہدایت کا موجب ہوئی ہو ۔ مگر اب تو ان کی زبان ہی ہزارہا سال سے مر چکی ہے ۔ اور اس کے معانی کرنے میں ہی اس وقت خود ہندوؤں میں اس قدر اختلاف ہے کہ کسی ایک اصول میں بھی ان کے فرقے متحد و متفق نہیں ہو سکتے ۔ یعنی کوئی ایک عقیدہ نہیں جس میں ہندوؤں کے کل فرقوں کا اتفاق ہو ۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کا خدا ایک ۔ قرآن ایک ۔ رسول ایک ۔ نماز ، روزہ حج ، زکوۃ اور کل اصول اسلام ایک ۔ اگر اختلاف ہے تو بعض فروع میں ہے ۔ مگر صورت حالات یہ ہے کہ جو فی الواقعہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں ۔ وہ تو اسلام کے مقابلہ کے لئے اس وقت ایک ہو گئے ہیں ۔ مگر جو فی الحقیقت ایک تھے ۔ وہ اس وقت سب سے زیادہ آپس کے نفاق کا ثبوت دے رہے ہیں ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ خدا ہی ہے جو مسلمانوں کو ہدایت دے ۔

بعض افسوسناک واقعات

(۱) انجمن نمایندگان کے کام سے جیسے کہ ظاہر ہے اس کے قیام کی اصل غرض یہ تھی کہ تمام اسلامی انجمنوں کے نمایندے اس میں شامل ہوں ۔ یعنی جو انجمن آگرہ و اس کے ملحق ضلعوں میں کام کرتی ہیں تاکہ وہاں کا کل کام باہمی مشورہ اور سہولت سے ہو سکے ۔ مگر اس انجمن کے قیام سے جو غرض تھی ۔ وہ ابتداہی میں مفقود ہو گئی ۔ جیسے کہ میں اپنی مطبوعہ محولہ بالا میں مفصل عرض کر چکا ہوں ۔ یعنی بعض انجمنوں نے خود شمولیت سے انکار کیا ۔ جیسے کہ انجمن رضائے مصطفےٰ بریلی ۔ انجمن ہدایت اسلام دہلی ۔ اور بعض کو بوجہ تنگ خیالی کے انجمن نمایندگان سے نکال دیا گیا ۔ مثلاً احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نکلنے کی وجہ یہ تھی ۔ کہ عقاید علماء دیوبند کی ترویج و اشاعت ہر ایک نمایندہ انجمن کے لئے ضروری قرار دیئے گئے ۔ اور پیشتر اس کے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نمایندہ کا انتظار کیا جاتا یا ان سے جواب طلب کیا جاتا ۔ یہ سمجھ کر کہ ایسی لغو شرط کو وہ نہیں مانیں گے ۔ ان کو نمایندگی سے علیحدہ کیا گیا ۔ اس سلوک کے باوجود بھی ہماری جماعت کی طرف سے کوئی امر ایسا نہیں ہوا جس میں انجمن نمایندگان کی مخالفت کی گئی ہو ۔ بلکہ ان کو ہر طرح سے اس انجمن کے مبلغ امداد دیتے رہے ہیں ۔ اور آریوں کے مقابلہ میں ان کی طرف سے ہو کر بحث کرتے رہے ہیں ۔

(۲) انجمن ہدایت اسلام دہلی میں انجمن نمایندگان سے علیحدہ کام کر رہی ہے ۔

(۳) جہاں تک آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے جمعیتہ العلماء انجمن نمایندگان کے زیر اقتدار کام کرنا نہیں چاہتی ۔ بلکہ خود دوسری ہر ایک انجمن کو میدان سے نکال کر کل کام اپنے ہاتھ لینا چاہتی ہے ۔

(۴) اس میں کچھ شک نہیں کہ انجمن نمایندگان کے بعض کارکن مثلاً چوہدری نذیر احمد خان صاحب وکیل بجنور ، نہایت ہی جانفشانی کیساتھ کام کر رہے ہیں ۔ مگر ان کے بعض راجپوت بھائی مثلاً کنور محمد اشرف صاحب کا خیال ہے ۔ جیسے کہ انہوں نے میرے مضمون کے جواب میں تحریر کیا کہ یہ کام صرف انجمن راجپوتاں ہی کے متعلق رہے ۔ اور اس علاقہ سے باقی سب کارکن نکل جاویں ۔ اور دوسرے غیر راجپوت جماعتوں میں کام کریں ۔ اس میں شک نہیں کہ راجپوت برادری کا ملکانوں پر بہت اثر ہے ۔ مگر مل کر کام کرنے میں جو برکت ہے وہ علیحدہ علیحدہ کام کرنے میں حاصل نہیں ہو سکتی ۔

(۵) تازہ اطلاعات سے ذیل کے واقعات معلوم کر کے نہایت ہی صدمہ ہوا ہے ۔ اور یہی واقعات فی الحقیقت اس تحریر کا موجب ہوئے ہیں ، مولوی فیروز الدین صاحب اور ان کے ساتھ ایک اور مولوی صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے موضع پرسارہ ضلع علیگڑھ میں قریب دو ماہ سے تبلیغ اشاعت کا کام کر رہے ہیں ۔ قریباً آٹھ گاؤں ان کے حلقہ اثر میں ہیں ۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے اس وقت تک ارتداد سے محفوظ ہیں ۔ مولوی صاحب کے ماتحت انجمن کی طرف سے اس وقت ایک لڑکوں کا سکول اور ایک لڑکیوں کا سکول جاری ہے ۔ لڑکوں کے سکول میں ۵۰ طلباء ہیں ۔ اور لڑکیوں کے سکول میں ۲۲ تعداد ہے ۔ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ سکھلاتے ہیں ۔ اور دیگر مسائل دینی سے واقف کرتے ہیں ۔ پہلے شروع اپریل کے قریب ڈیڑھ مولوی صاحبان اس گاؤں میں گئے ۔ اور ان کے برخلاف لوگوں کو بہکایا ۔ کہ یہ کافر ہیں ۔ ناری فرقوں سے ہیں ۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو وغیرہ ۔ مگر وہاں کے لوگوں نے ان کو کہا کہ یہ تو ہم کو دین اسلام سکھلاتے ہیں ۔ ہم ان میں کوئی بدی نہیں دیکھتے ۔ مولوی صاحبان شرمندہ ہو کر چلے گئے ۔ اس کے بعد وسط اپریل میں مولوی فیروز الدین صاحب اپنے عیال لو لینے کے لئے پنجاب میں دو تین روز کے لئے آئے ۔ جب واپس گئے ۔ تو گاؤں پر آٹھ مولوی صاحبان کو قابض پایا جنہوں نے لوگوں کو ان کے برخلاف بھڑکانا شروع کیا ہوا تھا ۔ اور ان کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا تھا ۔ اور یہ کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو ۔ اور جو جنازے کہ انہوں نے اس گاؤں میں پڑھائے ہیں ۔ وہ باطل ہیں ۔ اور وہ یقینی دوزخ میں جائیں گے ۔ وغیرہ ۔ وغیرہ ۔

مولوی صاحب کے لوگوں کو بھڑکانے کا یہ اثر ہوا ۔ کہ گاؤں میں داخل ہونے پر ان کو کوئی رہنے کے لئے جگہ نہ ملی ۔ اور درخت کے نیچے اپنے عیال کو بٹھلا کر مولوی صاحبان کی طرف بڑھے ۔ وہ شاکر سروان خان صاحب نمبردار کے مکان میں تھے ۔ اور جمعیتہ العلما کی طرف سے اپنے آپ کو مامور بتلاتے تھے ۔ ان کے ساتھ ایک پٹھان مولوی صاحب بھی تھے ۔ جو کہ سنا جاتا ہے کہ ایک پستول سے مسلح تھے انہیں کو مولوی صاحب فیروز الدین صاحب سے بات چیت کے لئے مامور کیا گیا ۔ مولوی صاحب نے ان کی تسلی کر دی کہ جو باطل عقائد مثلاً ادعائے نبوت وغیرہ جو وہ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ وہ درست نہیں ۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے ۔ جیسے کہ قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے ۔ بلکہ وہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے قائل ہیں ۔ البتہ دیگر اولیائے امت کی طرح ان کو مجازی رنگ کے نبی مانتے ہیں ۔ اس پر پٹھان مولوی صاحب کو اطمینان ہو گیا ۔ انہوں نے ان مولوی صاحبان کو ان کے خلاف یورش سے منع کیا ۔ تب وہ مولوی صاحبان

وہاں سے چلے گئے ... کے ایک مولوی صاحب سے جو کہ بقول خود جمعیت العلما کے حکم کے منتظر رہے۔ بعد میں وہ بھی چلے گئے مولوی صاحب کو اس پوزیشن سے اس قدر تکلیف مولوی فیروزالدین صاحب کو ہوئی۔ کہ ان کو لاہور میں ہم کو ضروری تار دینا پڑا۔ اور یہاں سے مولوی محمد الدین صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی اور مولوی محمود صاحب کو پرسارہ بھیجنا پڑا۔ بعد میں مولوی عصمت اللہ صاحب بھی پلول سے وہاں پہنچ گئے۔ مگر شکر ہے۔ کہ ان کے وہاں جانے تک یہ سیلاب گزر چکا تھا۔ اور سوائے ایک مولوی صاحب کے دوسرے مولوی صاحب سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ البتہ مولوی عصمت اللہ صاحب کو مولوی محمد عرفان صاحب صدر فو جمعیت العلماء اور مولوی اکرام الدین صاحب مبلغ جمعیت راستہ میں ملے جبکہ وہ ۲۵ کو پرسارہ جا رہے تھے۔ نہ معلوم یہ اصحاب بھی ان آٹھ علماء میں شامل تھے یا نہیں۔

موضع پرسارہ کے لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ انہوں نے اپنے تمام دیہات کے لوگوں کے دستخط کرا کر اس یورش سے پہلے ہمارے پاس بھیجے تھے کہ مولوی ہم کو آپ لوگوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور ہم بالکل آپ کے کارکنوں کے کام سے مطمئن ہیں۔ ان کا سدباب کیا جاوے۔ یہ تحریر محض احتیاطاً اخبار میں درج نہ کرائی گئی تھی۔ اب بجنسہ اخبار پیغام صلح میں اس کو درج کیا جاتا ہے۔

(۲) مذکورہ بالا کارنامہ تو جمعیت العلماء کے نام نہاد نائبین کا تھا اب دیوبندی مولوی صاحب کی کارروائی سنیئے۔ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب جو کہ کئی ماہ سے پلول میں اشاعت و تبلیغ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اور انہی کی مساعی جمیلہ سے پلول کی شدھی ناکام رہی تھی۔ اور سوامی شردھانند صاحب کو بجائے چھ ہزار کے جن سے عہد کئے ہوئے تھے۔ صرف تین اشخاص کی شدھی پر اکتفا کرنا پڑا۔ اور یہ کہنا پڑا کہ اگر یہاں یہ حالت تھی تو مجھے کیوں بلایا تھا۔ لاہور سے جب ان حضرات پرسارہ مولوی فیروزالدین صاحب کی اعانت کے لئے پہنچنے کا قصد کیا۔ وہ جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے پرسارہ پہنچے۔ ان کی غیر حاضری میں بعض دیوبندی مولوی صاحبان وہاں پہنچے۔ اور لوگوں کو ان کے خلاف اس طرح بھڑکایا۔ جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بلکہ جو اصحاب مثلاً قاضی محمد یقین صاحب حکیم سید علی صاحب مولوی رشید صاحب وغیرہ ان کے کام سے زیادہ راضی تھے۔ ان کو بھی قادیانی اور کافر وغیرہ کا خطاب دیا گیا۔ اس جگہ کے فتنہ کے متعلق ابھی تک اسی قدر اطلاع موصول ہوئی ہے۔ مولوی عصمت اللہ صاحب کے واپس جانے پر ابھی مولوی صاحبان ان کے سامنے نہیں ہوئے سو دیکھئے ان کو ان کے ساتھ کس طرح سے نپٹنا پڑتا ہے۔

(۳) یہ تو میدان کارزار دینی جنگ ... میں مولوی صاحبان کی حالت کا تھوڑا سا تذکرہ ہے۔ اب جہاں جہاں پنجاب میں احمدی آباد ہیں۔ اور تھوڑی تعداد میں ہیں۔ ان کے خلاف مولوی صاحبان نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ چنانچہ سر دست گوجرانوالہ اور جالندھر میں یہ یورش ہوئی ہے۔ اور اس میں بھی بعض علمائے دیوبند نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ اور نہ صرف احمدیوں پر کفر کا فتوے لگایا گیا ہے۔ اور جامع مسجد گوجرانوالہ پر لکھ کر لگایا گیا ہے۔ ان کو مسجدوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ بلکہ بعض ہندو اخبارات اس امر کے راوی ہیں کہ یہ فتویٰ بھی دیا گیا ہے کہ جو احمدیوں کے کفر کی وجہ دریافت کرے وہ بھی کافر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ڈر کس بات کا ہے

ہم کو ڈر اس بات کا نہیں کہ مولوی صاحب ہم کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالی ہے اس قسم کے فتووں کے خوگر ہیں۔ اور یہ فتوے ہمارے خدمت دین کے کام میں کبھی حارج نہیں ہوسکے۔ اور نہ ہی ہم نے ان کو کبھی رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ کوئی امر یا کوئی پیشہ کام کرنے والا ان مولوی صاحبان کے فتووں سے اپنی ... نہیں بچا۔ اور فتوے بجائے ان کی تکذیب کے ان کی تصدیق کا باعث ہوتے رہے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو جب ہم پر کفر کے فتوے لگے ہیں۔ ان پر کیا ان کے اپنے بھائی مولوی صاحبان کفر کا فتوے لگا چکے ہیں۔ البتہ ڈر ہے تو اس بات کا ہے کہ یہ وقت اس قسم کے نزاع کا نہیں ہے۔ اور نہ کفر بازی کا ہے۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو چاہئے وہ کسی خیال کے ہوں مل کر کام کرنا چاہئے۔ اور وہی تمام طاقت اسلام کی حمایت و حفاظت میں خرچ کرنا چاہئے۔ ... دشمن کی تقویت کا موجب بننا چاہئے۔

مرض کا علاج

فتویٰ بازی کی مرض کا تو صرف یہ علاج ہے کہ جو کام کرنے والی انجمنیں ہیں۔ ان کے نمائندے جمع ہو کر فیصلہ کریں۔ جیسے کہ لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے بعض کارکنان مثلاً ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب و مولوی غلام محی الدین صاحب وغیرہ نے اہتمام کیا۔ کہ کل کارکن اسلامی انجمنوں کی ایک کمیٹی بنا دی۔ اور یہ اصول ہی رکھ دیا کہ کوئی کارکن ایک دوسرے کو نہ کافر کہے اور نہ گالی دے۔ اور نہ ہی برا کہے بلکہ کام میں ایک دوسرے کا ممد و معاون ہو۔ ابھی اس کمیٹی کی ابتدا ہے امید ہے کہ وہ کام کرے گی۔ اس قسم کا طرز کار اگر دوسرے صوبوں میں بھی رکھا جاوے تو بہتر ہوگا۔ جو شخص کہ اس اصول کی مخالفت کرے۔ اس کا معاملہ مجلس میں پیش کر کے اس کو علیحدہ کیا جائے۔

البتہ یہ ایسا کام ہے کہ جب تک کل مسلمان اس کے لئے کمر ہمت نہ باندھ لیں۔ اور ہمارے اکابر حضرات اس میں پورے طور پر حصہ نہ لیں یہ مشکل حل نہیں۔

سچ تو یہ ہے

اور سچ تو یہ ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں کے زوال کا موجب کوئی غیر طاقت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ چالیس کروڑ نفوس کی طاقت کچھ کم نہیں ہے۔ مسلمان جو اس وقت تک تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ اپنی خانہ جنگی کی وجہ سے اور کفر بازی سے ہوئے ہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ تھا۔ کہ اگر چالیس مومن ہوں تو وہ دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے زمانہ میں ایمان کی شان دکھلائی۔ اور بعد میں بھی مسلمانوں میں یہ جھلک نظر آتی رہی۔ مگر اب بھی قرآن وہی ہے۔ اور اسلام وہی ہے۔ اس میں ایک ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ صرف عمل کی کسر ہے۔ اگر مسلمان اپنی حالت پر غور کریں اور قرآن مجید کے حکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل کریں اور سب خدمت اسلام کے لئے متحد ہو جائیں۔ تو اب بھی دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی اسلام کی صداقت کو نیچا دکھلا سکتی ہے۔ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا پر ختم کرتا ہوں

رب اھد قومی فانھم لا یعلمون ۔ آمین

زندہ مذہب

ہر ایک مسلمان جس کے سینہ میں دل اور دل میں اسلامی محبت ہے۔ فتنۂ ارتداد کے مٹانے میں کوشاں ہے۔ اگر عملاً نہیں تو قولاً ضرور ہے۔ ہم آریہ صاحبان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے خوابیدہ مسلمانوں کو بیدار کیا ہے۔ ہمارے کئی سالوں سے لیکچروں اور ٹریکٹوں نے وہ کام نہیں کیا جو اس فتنہ نے تھوڑے سے عرصہ میں کر دکھایا ہے۔ ہمارے بعض پرجوش بھائی اس بات پر ناراض ہیں کہ شدھی کیوں ہو رہی ہے ہمیں ہرگز اس وجہ سے ناراض نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ خدا تعالے نے ہمیں یہ ایک زرین موقعہ عطا کیا ہے کہ ہم صداقت کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور صاحب العقل لوگ اگر عارفانہ نہیں تو دل میں ضرور فیصلہ کر لیں گے کہ کونسا مذہب زندہ اور عین فطرت کے مطابق ہے۔

وید اور توحید الٰہی

آریہ مذہب حقیقت میں سوامی دیانند کے دماغ کی ایجاد ہے۔ سوامی صاحب نے زمانہ کی ہوا کو دیکھ کر وید کی تاویلات کی ہیں۔ اور وید کی آیات ... جس قدر ترجمات کئے ہیں۔ سب دور از قیاس ہیں۔ سوامی صاحب نے وید کو اصلی رنگ میں آریہ لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا۔ توحید کی رٹ جو سوامی صاحب نے لگائی ہے۔ وید سے ہرگز ثابت نہیں ... اس کے معلوم کرنے کی آسان راہ یہ ہے کہ وید کا لفظی ترجمہ کر کے کسی غیر قوم کے ... اور ... پر چھوڑ دو کہ وید کی عبارت سے توحید ظاہر ہوتی ہے یا ... اے آریو! اگر تمہارے پاس حق ہے تو وید کی کوئی ... شرتی پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ ... خدا کے اور کسی کو اپنا معبود نہ بناؤ اور سورج و چاند اور اگنی اور جل دیوتا کی پرستش نہ کرو۔ اگر وید کی ... ایک ہی شرتی ہوتی تو کروڑوں آدمی جو ... شراف ... اور قرآن شریف کی ... سے دیکھو ... سے توحید ظاہر ہوتی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ... خدا کے اور کوئی نہیں اور یہ بھی قرآن شریف فرماتا ہے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر ...

خلقھن یعنی تم نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی بلکہ صرف خدا کی پرستش کرو کہ جو ان چیزوں کی پیدا کرنے والا ہے۔ تمہارے فرقوں میں اسلام میں بہت فرقے ہیں۔ حالانکہ ان کے اصولوں میں کوئی فرق نہیں۔ ان کا خدا ایک۔ ان کا رسول ایک۔ ان کی نماز ایک۔ دوسری طرف ہندوؤں میں اگر ایک فرقہ کے خدا دو ہیں۔ تو دوسرے کے سینکڑوں کی تعداد میں۔ مذہب کے سب سے بڑے اصول میں ہی اختلاف ہے لیکن پھر بھی سب ہندو ہیں۔ جو چیز مفید دیکھی وہی خدا بنا لیا۔ سورج دنیا کو روشن کرتا ہے تو سورج کے آگے ہاتھ جوڑنے والے موجود ہیں۔ گنگا کا پانی صاف اور کھیتی کے لئے مفید ہے تو اسکے پرستار بھی موجود ہیں غرضیکہ خدا گننے بھی تو آسان کام نہیں۔ یہ سب وید کی برکات ہیں۔

وید اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

سب سے بڑی بات جو مذہب میں ہونی چاہئے وہ خدا سے مکالمہ مخاطبہ ہے جس مذہب میں خدا کا کلام جاری ہے۔ وہی زندہ مذہب ہے۔ باقی مردہ مذہب ہیں۔ آریوں نے وید نازل ہونے کے بعد ایشور کے منہ پر مہر لگا دی ہے وہ اب کسی سے کلام نہیں کر سکتا۔ حالانکہ انسان خدا تعالے کے جسمانی قانون قدرت کو بھی دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ بنی نوع انسان ہمیشہ اپنے زمانہ کے موافق خدا کی تربیت کا محتاج ہے ہر ایک زمانہ میں سینکڑوں تبدیلیاں ہوتی ہیں جن کا پہلے زمانہ میں نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ تو چاہئے کہ خدا تعالے کی تربیت اس تبدیلی کے موافق ہو۔ بچہ کی مثال سے لیں۔ ایک شیر خوار بچہ جوان ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں خوراک و پوشاک غرضیکہ ہر ایک شے میں تبدیلی واقع ہوتی ہے بعینہ یہی حال انسانی روحانیت کا ہے بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسکی والدہ اسے دودھ دیتی ہے۔ جب وہ جوان ہوتا ہے۔ تب بھی وہ اپنے حسب ضرورت خوراک لیتا ہے۔ انسان ہمیشہ اس دودھ سے جی نہیں سکتا جو اس نے پہلے دن پیا ہے۔ انسان کو تازہ خوراک کی ضرورت ہے۔ اور ایسا ہی انسان کو تازہ وحی اور الہام کی ضرورت ہے۔ اسی واسطے خدا تعالے اسلام میں ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کرنے کے لئے ایک مامور بھیجتا ہے۔ حضرت معین الدین چشتی۔ حضرت عبد القادر جیلانی مجدد الف ثانی وغیرہ وغیرہ یہ وہ اشخاص ہیں جن سے خدا تعالے نے کلام کیا۔ اور ان کے ہاتھوں سینکڑوں نشانات ظاہر ہوئے اور ان لوگوں کے ہندو لوگ بھی معتقد ہوئے۔ اب بھی ان کے مزاروں پر سینکڑوں ہندو چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اس چودھویں صدی کے مجدد کو آریوں سے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک آریہ ان کے کام سے خوب واقف ہے۔ اس مجدد اعظم کے ہاتھوں ہزاروں نشان پورے ہوئے ہیں۔ جن کے گواہ خود آریہ صاحبان بھی ہیں۔ لیکھرام کا واقعہ ابھی تک دلوں سے فراموش نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالے کا یہ عظیم الشان نشان تھا جو پورا ہوا۔ سو اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں خدا تعالے کا مکالمہ مخاطبہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا یہی ایک زندہ مذہب ہے۔ جس کا خدا بولتا اور سنتا ہے۔

وید اور سائنس

وید جو کہ آریہ مذہب کی الہامی کتاب ہے۔ اگر سائنٹفک اصولوں سے پرکھا جائے تو بھی یہ قبول کرنے کے قابل نہیں۔ وید میں صاف لکھا ہے کہ زمین کے چار کونے ہیں یعنی چوکور ہے۔ سورج۔ دریا سمندر سے طلوع ہوتا ہے اور سمندر میں ہی غروب ہوتا ہے۔ سورج برن کی سات رنگ گھوڑیاں اور رتھ ہیں۔ زمین ساکن ہے۔ سورج چلتا ہے آسمان سونے کا ہے۔ اور زمین سے بارہ کوس پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ ایسی بھی دور از عقل باتوں سے یہ الہامی کتاب بھرپور ہے۔ سائنس نے صاف طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ زمین گول اور متحرک ہے۔ سورج ساکن ہے۔ آسمان کوئی شے نہیں۔ اور سورج زمین سے ہزاروں میل پر ہے آریہ صاحبان کو چاہئے تھا کہ اگر ان کے نزدیک وید الہامی کتاب ہے تو اس کے ہر لفظ پر ایمان رکھتے۔ ہوائی جہاز کرایہ پر لیکر سورج دیوتا جو صرف یہاں سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے اس کے چرنوں کو جا کر چھوتے لیکن سوامی صاحب کے دماغ نے ان کی تاویلات کیں۔ اور عقل کو مذہب میں دخل دیا۔ حالانکہ رگ وید منڈل ... سوکت ... منترہ میں صاف لکھا ہے کہ جو دھرم کے خلاف عقل کی بات کہے وہ اور ملک میں جلا جائے اور ان ملکوں سے بھی دور ہو جائے یعنی وہ دھرتی ماتا ہی کو چھوڑ دے پس آریہ مہاشو! خیر تو اسی میں ہے کہ ویدک تعلیم کے مطابق آپ بستر بوریا باندھ کر آریہ ورت تو ایک طرف اس دنیا سے باہر ہو جاؤ۔

عبد الرحیم

تازہ خبریں

ہندوستان

امرت سر کے ہنگامے

ہندوؤں کے بیانات پر مسلمانوں کی گرفتاریاں

امرت سر ۔ ۹ مئی کل رات بھر امن و سکون رہا ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس تمام ان لوگوں کے مقدمات کی تحقیقات کرتے رہے ہیں جو مجروح ہوئے ہیں ۔ بہت سے ہندوؤں نے بیانات دئے اور ان مسلمانوں کے نام بتائے جن کے متعلق ان کا بیان ہے کہ وہ فسادات میں شریک تھے چنانچہ اکثر مسلمان اب تک گرفتار کئے گئے ہیں ۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کل کے بلوے میں حصہ لیا ہے ۔

پانچ چھ ہندو بھی گرفتار کئے گئے

بہت رات گئے مشن سکول کے احاطہ میں سے جو بازار کسیریاں میں واقع ہے ہندوؤں کا ایک گروہ گرفتار کیا گیا ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ لاٹھیوں سے مسلح احاطہ میں دبکے بیٹھے تھے ۔

مجروحین کی تعداد

معلوم نہیں کہ مجروحین کی حقیقی تعداد کیا ہے ۔ اتنا ضرور ہے کہ ساٹھ آدمی مجروح ہوئے ہیں ۔ ان میں چالیس سے زیادہ ہندو ہیں ۔

آج مسلمان مجروحین کے مقدمات کی تحقیقات ہوگی ۔

چھوٹی سی مسجد کو جلانے کی ناکام کوشش

معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ فسادات کے بعد ایک چھوٹی سی مسجد کو جلانے کی کوشش کی گئی ۔ ابھی دو چٹائیاں جلی تھیں کہ آگ فرو کر دی گئی کسی اور حصہ شہر سے کسی حادثہ کی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔ پولیس کے پہرہ دار اس علاقہ میں رات بھر پہرہ دیتے رہے ۔ آج بھی ان ہی مقامات پر پہرہ دے رہے ہیں ۔ بڑے بازاروں کی دکانیں اب تک بند ہیں آج پولیس کی تفتیش کا سلسلہ شروع ہوگا ۔

مسجد میں آگ

امرت سر ۹ مئی ۔ ۸ ۔ اور ۹ کی درمیانی شب میں کھائی والی گلی کی پچھلی طرف سنیاسیاں کی مسجد میں کسی نے آگ لگا دی ۔ مسجد کے قریبی مکان میں سے ایک بڑھیا نے آگ کے شعلے نمودار ہوتے دیکھ لئے اور اسکے شور مچانے پر مسلمانوں نے جمع ہو کر آگ فرو کر دی ۔ دروازوں پر مٹی کا تیل چھڑکا ہوا ہے اور صفوں کا ایک حصہ جل گیا ہے ۔

لاٹھیوں سے مسلح ہندوؤں کی گرفتاری

۲۰ ۔ ہندو اشخاص ۸ اور ۹ مئی کی درمیانی شب کو ۲ بجے کے قریب لاٹھیوں سے مسلح مشن سکول امرت سر کے احاطہ میں متصل بازار کسیریاں لوہاں پائے گئے ۔ پولیس نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر لی گئی ۔ تمام ملزم حوالات میں ہیں ۔

دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت گرفتاریاں

پہلے فساد میں جن لوگوں کا پولیس نے چالان کیا تھا اور جن کی نسبت شبہ ہے کہ انہوں نے فساد میں حصہ لیا ۔ ان میں سے ۱۲ ۔ افراد کو زیر دفعہ ۱۰۷ اور ۱۱۰ گرفتار کیا جا چکا ہے ۔

فساد کے متعلق گرفتاریاں

۸ مئی کے فساد کے متعلق ۹۰ ۔ ا مسلمان اور ۳ ۔ ۴ ۔ ہندو گرفتار ہو چکے ہیں آج بھی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے ۔ مگران کی کیفیت فی الحال معلوم نہیں ہو سکی ۔

دکانیں بند

شہر میں بہت سے بازار بند ہیں اور بعض حصوں میں ہندوؤں کے علاوہ مسلمانوں کی دکانیں بھی بند ہیں ۔ دونوں کو ایک دوسرے سے لوٹ مار کا اندیشہ ہے ۔

میونسپلٹی کی تجویز اضافہ پولیس کے لئے

میونسپل کمیٹی نے ایک خاص جلسہ میں یہ تجویز پاس کی ہے کہ گورنمنٹ آئندہ تین ماہ کے لئے پولیس کی جمعیت میں ۲۰۰ افراد کا اضافہ کرے ۔ نصف خرچ کمیٹی برداشت کرے گی اور یہ معاملہ مالی سب کمیٹی کے حوالہ کیا گیا ہے ۔ (وکیل)

لاہور کے رضاکاران کانگریس کے مقدمہ کا فیصلہ

چند رضاکاران کانگریس پر بلوہ کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا ۔ مقدمہ زیر سماعت تھا ۔ ۹ مئی کو لالہ تلک راج ۔ لالہ دینا ناتھ ۔ ڈاکٹر مریادام ۔ لالہ

بزرہ دام کو چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی ۔ تین رضاکار بری کئے گئے

دس رضاکار چھ چھ ماہ کے لئے قید

ناگپور ۔ ۹ مئی ۔ علاقہ ممنوعہ میں قومی جھنڈا اڑانے کے جرم میں کل دس رضاکار گرفتار کئے گئے تھے ۔ ان کے مقدمات کی سماعت ہوئی سب کو چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی ۔ ملزموں نے اقبال کیا ۔ مجسٹریٹ نے لکھا ہے کہ جرم کا ارتکاب ہر روز عمل میں آتا ہے ۔ اسلئے ان لوگوں کو عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیئے ۔

سرکاری ملازموں کو انتباہ

آج رضاکاروں کا ایک اور دستہ گرفتار کیا گیا ۔ معلوم ہوا ہے کہ سرکاری ملازموں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جہاں ہر روز گرفتاریاں عمل میں آتی ہیں اس جگہ مجتمع ہو کر ہجوم کو زیادہ نہ کیا کریں ۔

بم کی حقیقت کیمیکل اگزامینر کی رپورٹ

کلکتہ ۹ ۔ مئی چند دن گذرے ۔ ایک بم جناب سی آر داس کے مکان کے سامنے پڑا ملا تھا ۔ اور کیمیکل اگزامینر کو تجزیہ و تحلیل کے لئے بھیجا گیا تھا ۔ کیمیکل اگزامینر کی رپورٹ مظہر ہے کہ اس میں مگنیز پوٹاسیم اور دو لوہے کی میخیں تھیں ۔ جو بھک سے اڑنے والی نہ تھیں رگڑ یا گرمی سے اس کے پھٹ جانے کا ذرہ برابر احتمال نہ تھا ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مرکب کیوں تیار کیا گیا تھا لیکن یقین کیا جاتا ہے کہ تجارتی اغراض کے لئے تیار کیا ہوگا ۔

ٹرسٹیوں کے خلاف ایک فاضل سنسکرت کی نالش

کان پور ۔ ۹ مئی ۔ پنڈت حبیب الرحمن فاضل سنسکرت نے حکیم اجمل خان ۔ مسٹر سی ۔ آر داس اور جامعہ اسلامیہ علی گڑھ کے دیگر ٹرسٹیوں کے خلاف سب جج کان پور کی عدالت میں ایک ہزار اسی ۔ ۸ ہرجانہ کی نالش کی ہے ۔ اس میں دعوے کیا گیا ہے کہ مدعی کو مشاہرہ اسی روپیہ ماہوار علیگڈھ میں معلم سنسکرت مقرر کیا گیا ۔ جب مدعی وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کسی اور صاحب کا تقرر عمل میں آ چکا ہے ۔ مدعا علیہ کا بیان ہے کہ مدعی بہت دیر سے پہنچا اسلئے انہوں نے دوسرا آدمی مقرر کر دیا ۔ مدعی اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ ملازمت پر آ جانے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تھا

کونسلوں کا مقاطعہ منظور

مدراس ۔ ۸ مئی ۔ کیرالا پراونشل کانفرنس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں پر امن تحریک ترک موالات پر اظہار اعتماد کیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ اس طریق عمل پر کاربند ہو کر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری مل سکتی ہے ۔ ان باہمی اختلافات پر جو گیا کانگرس کے بعد سے رونما ہو گئے ہیں ۔ اظہار افسوس کیا گیا ۔ اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی سے استدعا کی گئی کہ وہ باہمی تفرقات مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے اور دونوں جماعتوں کو متحد کرے ۔

مسائل صلوٰۃ العید

صدقہ فطر اور عید فنڈ

رمضان المبارک قریب الاختتام ہے جس کے بعد عید الفطر آنے والی ہے ۔ اس کے متعلق چند مسائل حوالہ قلم ہیں ۔

صلوٰۃ العید دو رکعت ہوتی ہیں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں ۔ قراۃ تکبیروں سے بعد پڑھنی چاہیئے دونوں رکعتوں میں سورۃ ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر ۔

عید الفطر میں صبح کے وقت کھانا کھا کر جانا چاہیئے ۔ کھجوریں کھانا سنت ہے ۔ صلوٰۃ العید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ۔

عید کے دن عید گاہ کو راستہ تبدیل کرکے جانا چاہیئے ۔ یعنے جس راستے جائیں اسی راستہ سے نہ آئیں ۔ عید گاہ کو پیدل جانا چاہیئے ۔

عید کے دن کپڑے اچھے پہنے ۔ خوشبو وغیرہ لگائے ۔

عید گاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں تکبیریں پڑھتا جائے ۔

ارتفاع شمس سے لیکر زوال تک عید کا وقت ہوتا ہے ۔ امام خطبہ میں احکام صدقہ بتلائے اور لوگوں کو وعظ کرے ۔ ایک ہی خطبہ ہوتا ہے بعد میں دعا امر مسنون نہیں (خطبہ عید کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد دوسری جگہ ملاحظہ ہو ۔ ایڈیٹر)

عید کے دن عورتیں بھی عید کی نماز پڑھنے کے لئے باہر عید گاہ میں جائیں ۔ خطبہ صلوٰۃ العید کے بعد ہوتا ہے ۔ عید میں اقامت اور اذان نہیں کہی جاتی ۔

صدقہ فطر

اس عید کے موقعہ پر صدقۃ الفطر کے نام سے کچھ صدقہ ہر ایک مسلمان کی طرف سے دیا جانا واجب ہے ۔ ہر ایک وہ شخص جو کنبہ کا کفیل اور صاحب نصاب ہے ۔ اس پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر کے تمام لوگوں بلکہ چھوٹے بچوں کا بھی صدقہ دے ۔

صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے ۔ صاع چار مُد کے برابر ہے ۔ مُد ایک پیمانہ کا نام ہے جس میں تیرہ چھٹانک گیہوں آتی ہیں اس حساب سے نصف صاع ۱½ اسیر گیہوں فی کس یا اس کی قیمت بحساب ۱ اسیر فی روپیہ ۱۲ فی کس واجب الادا ہے ۔

حضرت امیر کی طرف سے ہدایات

صدقہ فطر کے متعلق حسب ذیل ہدایات حضرت امیر کی طرف سے گذشتہ سال شائع ہو چکی ہیں جو تمام جماعتوں کے نوٹ کرنے کے قابل ہیں صدقہ فطر کے متعلق آئندہ کے لئے حسب ذیل طریق پر عمل ہو

(۱) صدقہ فطر نماز عید سے پیشتر ادا کرنا ضروری ہے ۔

(۲) اگر کوئی مقامی مساکین ایسے ہوں کہ جو اس صدقہ کے مستحق ہیں تو ان کو حسب ضرورت یا کچھ حصہ یا سارا دیا جا سکتا ہے ۔ بقیہ لاہور مرکز کو مساکین کے لئے بھیجا جائے ۔

(۳) بہتر یہی ہے کہ جہاں جماعت ہو وہاں صدقہ فطر ایک جگہ جمع ہو اور جو لوگ مستحق ہیں ان کی فہرست سب احباب کے مشورہ کر پہلے سے تیار ہو ۔ اور اندازاً جس قدر کے وہ مستحق ہیں اس کا بھی بمشورہ احباب پہلے سے فیصلہ کیا جائے ۔ اور ممکن ہو تو نماز سے پیشتر ان کو دے دیا جائے ۔

عید فنڈ

صدقہ فطر کے علاوہ عید کے موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ نے عید بطور عید فنڈ دینے کے لئے بھی کہا ہے جو اشاعت اسلام کی ضروریات کے لئے بہت کچھ کام آ سکتا ہے ۔ عید ایک خوشی کا دن ہے ۔ اس لئے جہاں اور بہت سا روپیہ عیش و عشرت کے سامانوں پر مسلمان خرچ کرتے ہیں ۔ اگر اشاعت اسلام جیسے اہم مقصد کے لئے وہ یاد رکھیں تو اس میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے ۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ مورخہ ۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۵ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

نبیٔ امی

اور

قرآن کی اعجازی خصوصیات

(گذشتہ سے پیوستہ)

رسول کریمؐ نے چالیس برس کی عمر کے بعد تعلیم حاصل کرنے کی تکلیف گوارا کی تھی؟ کیا اس لئے کہ وحی چالیس برس کی عمر میں اتری تھی؟ کیا آپ نے اس لئے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا کہ کبھی اس کا استعمال نہ کیا جائے؟ ڈاکٹر زویمر لکھتے ہیں کہ رسول کریمؐ کے لکھنے پڑھنے سے احتراز کرنے میں ان کی اپنی اغراض پوشیدہ تھیں لیکن دوسروں کے نام سے اغراض کو منسوب کرنے کی بری عادت میں پڑ کر آپ اپنے اصلی مبحث کو بھول گئے ہیں۔ اور آپ کے تعلیم یافتہ ہونے کے قطعی ثبوت میں صرف ایک واقعہ ایسا پیش کرتے ہیں جس میں رسول کریمؐ نے ایک لفظ مٹا دیا تھا یا لکھ دیا تھا۔ جناب زویمر کے اس بہتان میں تو شاید کوئی اغراض پوشیدہ نہ ہوں گی۔ کہ رسول کریمؐ اپنی قابلیت کو خاص اغراض کے لئے چھپاتے تھے۔

معاہدۂ حدیبیہ میں آنحضرتؐ کا لفظ رسول اللہ مٹانا

یہ صحیح ہے کہ قریش اور رسول کریم صلعم کے درمیان جو معاہدہ حدیبیہ میں ہوا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ کا لفظ مٹانے سے انکار کر دیا تھا تو حضور نے معاہدہ لے کر خود الفاظ مٹا دیئے تھے۔ بخاری میں صرف اسی قدر لکھا ہے کہ آپ نے رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے لیکن مسلم میں اس قدر زیادہ کہ آپ نے اس کی بجائے ابن عبداللہ لکھ دیا۔ اب ہم اس معاملہ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لفظ مٹا دیئے۔ اور ان کی بجائے دوسرے لکھ دیئے میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر زویمر کو یہ مان لینے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ یہ الفاظ رسول کریمؐ کے نام کا حصہ تھے۔ رسول اللہ ایک ایسا لقب ہے۔ جو مستقل طور پر آپ کے نام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور ابن عبداللہ بھی نام کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ عرب اپنے نام کے ساتھ اپنے باپ کا نام بھی لکھا کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف معلم الٰہی ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ اسلامی مملکت کے سردار بھی تھے۔ اور اس لئے آپ کو ان معاہدات اور کاغذات پر جو آپ کی طرف سے لکھے جاتے تھے دستخط کرنے کی اکثر ضرورت پیش آتی تھی۔ پھر کیا یہ ایک قدرتی امر نہیں ہے۔ کہ آپ اپنا نام لکھ لینا یا پڑھ لینا جانتے ہوں لیکن اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ہمارے سامنے سینکڑوں اور ہزاروں ایسے اشخاص موجود ہیں۔ جو ناخواندہ ہونے کے باوجود اپنا نام لکھ اور پڑھ سکتے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے معاہدہ میں دو سطر کے قریب مضمون لکھا۔ غیر معتبر سمجھ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ (۱) حدیث کی دو نہایت مستند تصانیف بخاری اور مسلم اسے بیان نہیں کرتیں۔ اور (۲) واقدی مسلمہ طور پر ایک غیر معتبر راوی ہے۔

مقوقس کے نام خط

آخر میں ڈاکٹر زویمر رسول کریم (صلعم) کے اس خط کو لیتے ہیں۔ جو آپ نے سکندریہ کے گورنر مقوقس کے نام لکھا جس خط کی عکسی تصاویر مختلف رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خط خود رسول کریم کے ہاتھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ آپ کن وجوہ کی بنا پر فرض کر بیٹھے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد حضور نے کئی خطوط شاہان عرب و عجم کے نام روانہ کئے۔ اور یہ خط بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ لیکن جس طرح باقی تمام خطوط آپ کے کاتبوں نے لکھے تھے اسی طرح یہ خط بھی آپ کا لکھا ہوا نہیں۔ اور یہ بات کسی طرح بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ کہ یہ ایک خط آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ چنانچہ اس فیصلہ پر ایک عالم متفق ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے۔ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ آپ دونوں سے نابلد تھے۔ اور غالب یہ ہے کہ آپ بمشکل لکھ پڑھ سکتے تھے۔

ڈاکٹر زویمر کا مقصد اصلی

لیکن مسلم ورلڈ کے اڈیٹر کے پیش نظر یہ مسئلہ نہیں۔ کہ رسول کریم لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔ یا بمشکل لکھ پڑھ سکتے تھے۔ بلکہ ان کا مقصد صرف قرآن مجید کی اعجازی خصوصیات پر حملہ کرنا ہے کہ چونکہ رسول کریم (صلعم) لکھ پڑھ سکتے تھے۔ خواہ وہ آسانی سے ہو یا بمشکل سے۔ اس لئے تعجب نہیں کہ آپ نے قرآن جیسی معجزانہ خصوصیات کی حامل کتاب لکھ دی ہو۔

قرآن کی اعجازی خصوصیات

لیکن شاید انہوں نے اس سادہ اور صاف حقیقت پر غور نہیں کیا۔ کہ ہر تعلیم یافتہ شخص اچھا مصنف نہیں بن سکتا۔ اور ہر مصنف اپنی یکتائی کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ قرآن مسلمہ طور پر عربی علم ادب کا بہترین سرمایہ ہے۔ اور اسلام کے مخالف معترضین بھی اس کی زبان کی سحر آفرین حسن کے معترف ہیں۔ قرآن نے کھلے طور پر اپنے مخالفین کو مقابلہ کے لئے بلایا تھا۔ کہ کوئی اس جیسی کتاب لکھ کر دکھائیں

لیکن کوئی عالم بھی تو ایسا نہ نکلا۔ جو اس امتحان میں پورا اترتا۔ کیا یہ اعجاز نہیں ہے؟"

پھر اسی کلام پاک نے پہلے عرب میں اور پھر تمام دنیا میں ایسی اصلاح کی کہ جس کی مثال موجود نہیں۔ اس نے صحرائیوں کو اس معراج کمال پر پہنچا دیا۔ کہ فارس و روما جیسی عظیم الشان سلطنتیں ان کے پاؤں تلے روندی گئیں۔ اس نے قدیم دنیا کی تاریکیوں کو اجالا کر دیا۔ اور یورپ نے بھی جو اس وقت وحشت اور جہالت کی ظلمات میں ٹامک ٹوئے مارتا پھرتا تھا اسی آفتاب عالمتاب سے کسب فروغ کیا۔ کیا یہ اعجاز نہیں ہے؟

اخبار احمدیہ

برادر ذکاء الدین خاں صاحب نے جہلم سے تبلیغ ہند فنڈ کے لئے یکصد بائیس روپیہ بدیں تفصیل بذریعہ شیخ قمر الدین صاحب عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ خاں صاحب۔ آن کے عیال اور آپ کے بھائی صاحب کو بہت بہت جزائے خیر دے۔

برادر شجاع الدین خاں صاحب یکصد روپیہ۔

برخوردار صلاح الدین خاں صاحب دو روپیہ

اہلخانہ برادر ذکاء الدین خاں صاحب بیگم (رشیدہ) روپیہ

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آن کی اہلیہ مرحومہ نے اپنے مہر کا نصف یعنی ۵۲۵ روپیہ ان کو معاف کر دیا تھا۔ جسے آپ نے مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر اشاعت اسلام میں دے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں داخل فرمائے۔

گذشتہ جمعہ برادر عبدالحمید صاحب بی اے ایل ایل بی منٹگمری کا جنازہ غائب جماعت لاہور نے پڑھا۔ باہر کے احباب بھی برادر مرحوم کا جنازہ پڑھ کر ثواب حاصل کریں۔ مرحوم بڑا نیک آدمی تھا۔ اور دفعتہً ہی موت کا شکار ہو گیا۔ ہمیں برادر مرحوم و مغفور کے اعزا و اقربا کے ساتھ اس جوانامرگ پر دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر عطا فرمائے۔

میر مدثر شاہ صاحب علاقہ پشاور میں تبلیغ ہند کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے باوجود سخت گرمیوں اور ماہ رمضان کے دو اقساط روانہ کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ رمضان شریف کے بعد کافی رقم جمع کر سکیں گے۔ اللہ تعالےٰ جملہ معطی صاحبان کو جزائے خیر دے۔ اور آن کے مالوں اور جانوں میں برکت ڈالے۔ فہرست آنے پر شائع کی جائے گی۔

ہماری تبلیغی کوششیں

نینی کوٹ میں کانگریس کمیٹی کا اجلاس

اور آریوں کے مسلمانوں پر حملے

گورداسپور کے ضلع میں شکر گڈھ وغیرہ مختلف مقامات پر بعض نیچ ذاتوں کے ہندو ڈوم وغیرہ آباد ہیں۔ آریوں نے کچھ عرصہ ہوا انہیں اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ لیکن ظاہری طور پر انہیں آریہ بنانے کے سوائے اور کوئی تبدیلی ان کے حالات میں پیدا نہ کر سکے۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ مصائب میں گرفتار ہو گئے۔ اب یہ لوگ مسلمان ہونے کو تیار ہیں۔ اس وجہ سے آریہ سماجی حضرات وہاں پہنچ کر انہیں اسلام سے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی انہی کوششوں کے سلسلہ میں نینی کوٹ میں کانگریس کمیٹی کا ایک اجلاس ۸ مئی کو ہوا جس کی حسب ذیل روئداد ہمارے کرم دوست شیخ محمد نصیب نے جو موقع پر پہنچے ہوئے تھے۔ لکھ کر بھیجی ہے:۔

کل ۸ مئی ۱۹۲۳ء کو نینی کوٹ میں صبح پہلا اجلاس کانگریس کمیٹی کا تھا۔ پردھان اوکھ دھاری صاحب وکیل گورداسپور تھے۔ اور تقریر پنڈت رام بھجدت صاحب کی تھی۔ شروع میں مہاشوں کو بہکایا گیا کہ ہماری غیر حاضری میں کہ مسلمان ہو کر کیا کرو گے؟ خالہ پھوپھی کی بیٹی بہن سے بیاہ کرو گے اس کے بعد ہم پہنچ گئے۔ اور اپنی کرسی بچھا کر تقریریں سنتے رہے ایک جوان لڑکے کسی نے مضمون لکھ کر دیا تھا جو سنانا تھا اس میں اسلام کے متعلق یہ بیان تھا۔ کہ اوم چھوڑ کر مسلمان ہوتے ہو۔ اوم کے سامنے بسم اللہ کی کیا حقیقت۔ ہوا کے سامنے مچھر مکھی کی کیا حقیقت۔ اتنے میں پردھان نے اسے اٹھ کر بند کر دیا۔ مگر یہ شرارت چالاکی تھی۔ میں نے کہا جو سنانا تھا وہ سنا چکا۔ بند کرنے کا کیا فائدہ رام بھجدت نے اپنی تقریر میں کہا۔ وہ ناواقف ہے۔ بے علم ہے۔ اگرچہ اوم شبد سب سے اعلیٰ ہے۔ مگر لفظ اللہ بھی ہمارے نزدیک بہت اچھا شبد ہے۔ اس لئے کہ اسلام نے یہ لفظ ہماری مقدس کتب سے لیا ہے۔ اور اس پر آپ نے ایک بڑی داستان سنائی۔ پھر کہا کہ مسلمانوں کی کتب میں گپت (مخفی) طور پر جو اسم اعظم مشہور ہے اور ان کو پتہ نہیں لگتا۔ وہ لفظ اوم ہی اسم اعظم ہے۔ یہ نئی منطق پنڈت صاحب سے آج ہی سنی ہے۔

حکیم صاحب عم علی نے دریافت کیا۔ کہ آپ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے آپ کی کتب سے چوری کی ہے۔ اس خطرناک حملہ کو جواب دیں کہ جھوٹ کیا ہے۔ رام بھجدت صاحب نے اٹھ کر کہا کہ میں الفاظ واپس لیتا اور معافی مانگتا ہوں۔ مگر حکیم صاحب نے بہت عجیب پیرایہ میں اس جلسہ میں تبلیغ اسلام کی کہ مذہب اسلام سچا مذہب ہے۔ اس لئے کہ کل مذاہب کے بزرگوں کی تعریف کرتا ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش میں برخلاف اس کے کل مذاہب کے بزرگوں کو برا کہا گیا ہے۔ دوسری بات کا میں نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کو آج تک علم نہ ہوا کہ اسم اعظم اوم ہے حالانکہ وہ رات دن اپنی کتب پڑھا کرتے ہیں اور اپنی عمر کھپا رہے ہیں۔ آپ کو بلا ہاتھ لگائے ہماری کتب سے کیونکر یہ اسم اعظم لگ گیا۔ اور کس کتاب میں دیکھا ہے۔ جواب کے لئے ہر چند پانچ سات منٹ تک بحث ہوتی رہی۔ مگر کہا کہ ہم جواب نہیں دیتے۔ جاؤ پنڈتوں سے پوچھ لو۔ میں نے کہا یہ عجیب حماقت ہے۔ کہ بات آپ کریں اور جواب اس کا پنڈتوں سے لوں؟ انہیں سامعین کے روبرو جن کو آپ نے دھوکا دیا ہے۔ جواب دیں۔ مگر نہ دیا۔ میں نے اس کا پیچھا نہ چھوڑنا تھا۔ مگر میرے ساتھیوں نے کہا جانے دو۔ لوگ سمجھ گئے ہیں۔

اس کے بعد اعلان ہوا کہ اب تھوڑی دیر بعد ہمارا جلسہ پھر ہو گا۔ جو محض ویدک دھرم پر ہو گا۔ لوگ آ سکتے ہیں مگر بول نہیں سکتے۔ ورنہ جلسہ سے نکالے جائیں گے۔

خیر اس موقع پر بھی ہم اپنا اڈا جا کر بیٹھ گئے۔ پنڈت رام بھجدت صاحب نے شروع میں یہ کہا۔ کہ مہاشو تم کس بات پر بھولے ہو۔ مسلمانوں کا ہندوؤں سے بھی پکا اصول ہے کہ وہ کسی کو اپنے ساتھ ملا نہیں سکتے۔ نہ کھا پی سکتے ہیں۔ اور دھوکا دینے کے لئے کہا کہ کیا وہ تمہیں ساتھ کھلاتے ہیں۔ کہا نہیں چونکہ اس بات سے صداقت جھپتی تھی۔ اور برا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اس لئے میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اسلام میں اس شخص کے ساتھ جو کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائے۔ کوئی فرق نہیں۔ حقوق مساوی ہیں۔ ہاں یہ مہاشے مسلمان نہیں جو ہم ان کے ساتھ کھائیں پئیں۔ آج مسلمان ہو جاویں تو ہم کھاویں گے پئیں گے۔ پردھان نے کہا کہ ہمارا مذہبی جلسہ ہے۔ بولنے کی میں اجازت نہیں دیتا۔ میں نے کہا۔ آپ کے مذہب میں میں دخل نہیں دیتا۔ مگر اسلام پر جو تم حملہ کرو گے۔ بحیثیت مسلمان میرا فرض ہے کہ آپ کو روکوں اور اس کا جواب دوں۔ کہا۔ کہ تھانہ دار صاحب آپ کو روک دیں گے۔ اور تشریف لے جانا پڑے گا۔ کیونکہ آپ نقض امن کرتے ہیں۔ تھانہ دار صاحب نے تب بغور تمام مشغلہ اور مقامی حاکم کے فیصلہ دیا۔ تھانہ دار صاحب ہندو نے کہا کہ اگر تمہارے مذہب کے بارے بولے تو میں روکوں گا۔ لیکن اگر تم اس کے مذہب پر حملہ کرو تو وہ آپ سے جواب لے سکتا ہے اور تمہیں جواب دینا ہو گا۔ اور وہ تردید کر سکتا ہے تب خاموش ہو گئے۔ دوسری بات یہ کہی کہ اورنگ زیب کو گزر آج نہیں جو زبردستی مسلمان بنائے جائیں۔ میں نے اس کا جواب یاد رکھنے کو دیا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اسلام نہ پہلے تلوار کے زور سے پھیلا اور نہ اب پھیلے گا۔ وہ اپنی صداقت کے زور سے ہی پھیلتا رہا ہے۔ تیسری بات یہ کہی کہ سنا ہے تمہیں گلی پہنچی ہے ایک شخص نے تجھیں کچھ اکنو تے دی اور تم نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ میں تمہاری بہادری پر خوش ہوں۔ اور سنا ہے کہ مسلمان تمہیں مربع دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ میں نئے قانون سے تمہیں واقف کر دوں۔ کہ اب لاٹ صاحب بھی کسی کو مربع نہیں دے سکتے یہ صرف سیکرٹری آف سٹیٹ کا کام ہے۔ میں نے جواب دیا کہ نہ کسی نے مربع کا وعدہ کیا نہ ہم لالچ سے کسی کو مسلمان بناتے ہیں۔ یہ شنید غلط ہے۔ یہاں کے ہندوؤں کو علیحدہ بلا کر پانی بھرنے کو کہا۔ مگر وہ نہ آئے نہ جلسہ میں آئے۔ ان کو جھوٹ موٹ طور پر شہر سے باہر کے ایک کنوئیں سے دو چار ڈول نکالنے کی اجازت دی۔ مگر خاص ہندوؤں کے کنوؤں سے نہیں۔ بعض نے کہا مہاراج کوئی دس کوس پر ہے کوئی چار پانچ کوس پر۔ اپنے اپنے گاؤں میں تو ہمیں جوت پڑتے ہیں۔ نہ ہندو کنوؤں پر جانے دیتے ہیں نہ مسلمان۔ دس بارہ برس سے تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ تو جواب دیا کہ تم اوم شبد کا اپدیش نہیں کرتے۔ ورنہ تمہاری یہ حالت نہ ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اپدیش کرتے رہے۔ جواب ملا کہ اب کر کے دیکھو۔ جب ایک آدمی نے بہت تنگ کیا اور کسی نے کہا ہم جب پیاس لگے تو کوٹ نیناں کے کوئیں سے دس بارہ کوس سے پانی پینے آویں۔ تو پنڈت رام بھجدت نے اپنے اعلیٰ اخلاق کا یہ ثبوت دیا کہ فرمایا کہ جا کھسماں نوں کھا۔ میں تیرا کی کراں۔ اور جب دیکھا کہ یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ اور سناتنی مانتے نہیں۔ تو کہا کہ او مہاشو جب میں نے شدھ کیا تھا تو کیا تمہارے ساتھ پانی کا یا کنوؤں پر چڑھانے کا وعدہ کیا تھا میں نے کہا تھا کہ تمہیں جوتے کھانے پڑیں گے۔ میں بھی کھاتا ہوں۔ تم بھی کھاؤ۔ اور میں ڈوم بنا ہوں۔ تم ڈوم ہو۔ مہاشہ کا تمہیں خطاب دیا گیا ہے پس مر جاؤ تو جاؤ ویدک دھرم نہ جائے۔ اور ایسی میں بار بار جذبات ابھارنے کی خاطر شبد اوم کہلوانا تھا۔

آپ نے اپنی تقریر میں مسلمانوں پر کیا احسان یہ جتلایا کہ ہندوؤں ہی کی کوششوں سے خلافت کا کچھ بنا ہے۔ اور ہماری ہی کوشش سے معاہدات میں انگریز ردی کر رہے ہیں۔ مگر اس فساد سے مسلمانوں کا کام ضائع بھی نہ ہے گا۔ اور لاہور میں صرف میں ہی معاون شخص تھا۔ میاں فضل حسین کا نام لیا تو کہا وہ بڑا خطرناک اور فسادی آدمی ہے۔ مباحثہ کی نسبت کہا کہ میں تم سے مباحثہ نہیں کر سکتا۔ نہ کرتا ہوں۔ اور تمہاری جیت اور اپنی ہار مانتا ہوں۔

امریکہ میں اشاعت اسلام

چودھری عبد الحمید خاں صاحب خلف چودھری غلام حسین خان صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر ملک امریکہ سے لکھتے ہیں۔ کہ یہاں کافی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ اور سنڈے بائبل سکول میں آپ کے دو لیکچر بھی ہو چکے ہیں۔ یہ عیسائی لوگ نہایت حق پسند ہیں۔ اور نہایت اخلاق سے پیش آتے ہیں اگر ایک مستقل اسلامی مشن قائم ہو جائے۔ تو بہت کامیابی کی امید ہے۔ انجمن بھی انشاء اللہ اس بارہ میں کوشاں ہے کہ موزوں آدمی کے ملنے اور فنڈ ز مہیا ہو جانے پر امریکہ و دیگر ممالک میں مشن کھولے جائیں۔ لیکن تب تک چودھری صاحب کو خود بھی وہاں اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہاں کے مسلمانوں میں روح پھونکیں۔ کہ وہ چند آدمی اس کام پر لگا دیں لٹریچر وغیرہ یہاں سے بھیجا جا سکتا ہے۔ اگر وہاں کے مسلمان ذرا بھی توجہ کریں۔ تو یہ مشکل امر نہیں۔ قرون اولےٰ میں ایک ایک صحابی نے ملکوں کے ملک مسلمان کر لئے۔ تو کیا مسلمانوں کی اتنی کثرت ملک امریکہ کے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔ میرے خیال میں کر سکتی ہے اور ضرور کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ ان میں اشاعت مذہب کی سپرٹ پیدا کی جائے۔ اور یہ کام ہمارے آدمیوں کا ہے۔ جو اس وقت ان کے درمیان رہتے ہیں اگر ایسی جماعت کے ممبر بھی جس نے اشاعت اسلام کی ذمہ واری اپنے کندھوں پر لے رکھی ہے۔ اور خدا کے ساتھ وعدہ کر چکی ہے۔ محض دنیاوی فوائد حاصل کر کے اپنے وطن کو واپس آ جائیں۔ تو ان کی کیا خصوصیت ہے اور خدا و رسول کی نگاہ میں ان کی کونسی عزت و وقعت ہے۔ ہم دین و دنیا میں تبھی معزز ہو سکتے ہیں جب ہم اپنے اس عہد کو ہر وقت مدنظر رکھیں۔ جو ہم نے اشاعت اسلام کے فرض کو اپنے ذمہ لینے کا اللہ تعالےٰ سے کر رکھا ہے۔ ورنہ ہماری دنیا تحقیقی معنوں میں لعنت ہے۔ جبکہ خداوندی عہد کو توڑ کر ہم نے اسے کمایا۔

مراسلات

جذب حق

میرے ایک دوست کیونکر احمدی ہوئے؟

دو تین ہی سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اور مجھے کل کی بات ہی معلوم ہوتی ہے کہ میں لاہور میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا۔ میرے دو تین دوست کرسچن کالج کے طالب علم تھے لاہور میں۔ ایک پرائیویٹ لاج بنا کر رہا کرتے تھے۔ ان میں صرف میں احمدی تھا لیکن کبھی کبھی میری وجہ سے وہ بھی مسجد احمدیہ میں نماز جمعہ ادا کرنے اور درس سننے کے لئے آ جایا کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب سلمہ کے خطبے اور مولوی صدر الدین صاحب کے درس قرآن سننے علاوہ ان بزرگوں کے بیان اور عقلمند اور سلیم الفطرت اور خصوصاً نئی روشنی کے دلدادگان کے دلوں پر اثر نہ ہو۔ مگر ان دوستوں میں سے ایک کو تو گھر سے خاص طور پر ہدایت ہوئی کہ وہ محمد یوسف کے ہمراہ ان کی مسجد وغیرہ میں نہ جایا کریں۔ لیکن دوسرے دونوں صاحب میرے ساتھ جاتے تو رہے اور اثر پذیر بھی ہوتے رہے۔ اور میری دلی آرزو تھی۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں۔ مگر میں ہمیشہ محتاط رہا کہ میرے منہ سے کوئی ایسے الفاظ نہ نکلیں جن سے ان کو یہ خیال ہو جاوے۔ کہ میں ان کو احمدی بنانا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ ان کے دل میں سلسلہ کے خلاف ضد نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ بگڑے ہوئے دل کا بنانا بہت ہی مشکل ہے۔ تاہم کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بحث ہو جاتی۔ اور وہ اکثر اپنی باتوں پر پکے رہتے۔ ایک روز شام کے وقت ہم سب کھانا کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اتفاقاً حیات و وفات مسیح کا ذکر شروع ہو گیا۔ دوران گفتگو میں میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے "دوست! آخر مرنا ہے۔ یہ زندگی چار دن کی ہے۔ وفات مسیح کا مسئلہ تو بالکل صاف ہے ہاں خواہ مخواہ کی ضد کا کوئی علاج نہیں۔ ضد اور اپنی بات پر اڑے رہنا فضول چیز ہے۔ اگر آدمی ذرا بھی غور کرے تو یہ مسئلہ تو فوراً سمجھ میں آ جاتا ہے" میرا یہ کہنا تھا کہ وہ بہت برہم ہو کر مجھ سے ناراض ہو گئے۔ کہ تم ہم کو ضدی اور ایسا ویسا کہتے ہو۔ میں نے پیرایہ بدل دیا اور معافی مانگ لی۔ اور بات ختم ہو گئی مگر میرے دل میں خدا جانے کیوں۔ اس وقت خیال آیا۔ کہ آج تو یہ مجھ سے لڑتے ہیں۔ مگر کل ایک وقت آئے گا۔ کہ یہ خود اسی مسئلہ (وفات مسیح) کی حمایت میں لوگوں سے لڑیں گے۔ اس وقت میں ان سے پوچھوں گا کہ کیوں صاحب۔ آپ تو اس بات پر مجھ سے ناراض ہو گئے تھے۔ رات کو نماز میں کھڑا ہوا تو قریباً آپ ہی آپ میرے دل سے یہ دعا نکلی "الٰہی! اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو میرے اس دوست کو بھی سمجھ اور ہمت دے کہ اس میں شامل ہو جائے۔ اور اگر خدانخواستہ نہیں تو مجھے بھی ہدایت اور رہنمائی کر کہ اس سے ہٹ جاؤں"۔

خیر کوئی پندرہ روز گذر گئے کوئی بحث یا بات وغیرہ نہیں ہوئی۔ تاہم جمعہ اور درس میں حسب معمول جانا ہوتا رہا۔ ایک روز جمعہ کے دن مجھے قرآن مجید کی وہ آیات یاد نہیں۔ جو مولوی صاحب قبلہ نے پڑھیں۔ اور ان پر خطبہ فرمایا۔ مگر مطلب یہ تھا۔ کہ کب تک بیٹھے سوچا کرو گے۔ اور مذبذب کی حالت میں پڑے رہو گے کہ آگے بڑھیں یا نہ۔ اور حق کو قبول کریں یا نہ۔ یاد رکھو زندگی ختم ہونے والی ہے اور پتہ نہیں وہ کب ختم ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ۔

جمعہ ختم ہوا۔ میرے دوست میری طرف آئے اور کہنے لگے "مجھے تم سے کام ہے"۔ میں نے کہا فرمایئے میں حاضر ہوں۔ انہوں نے کہا تخلیہ

میں بتاؤں گا"۔ مجھے کچھ حیرت اور شوق ہوا کہ کیا معاملہ ہے۔ ایک طرف ان کے ساتھ چلا گیا، معاً مجھ سے کہنے لگے "میں تمہاری جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہوں"۔ یہ سنتے ہی میں حیران رہ گیا، اور فوراً مجھے وہ خیال آگیا۔ جو اس روز رات کو میرے دل میں آیا تھا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور فرط انبساط سے میں نے کہا۔ اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ اسی دن شام کو میں اور وہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بعد نماز مغرب وہ مولانا صاحب کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہوئے۔ اور بعد میں محبت اسلام میں اس قدر ترقی کی۔ کہ خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دینے کو تیار تھے۔ مگر چند در چند وجوہات مانع آگئیں۔ آج کل وہ ہمارے سلسلے کے ایک نہایت مخلص اور اسلام کے سچے خدمتگذار ہیں اور خاص احمدیہ بلڈنگس میں ہی سکونت پذیر ہیں۔ میں دل سے دعا ہے کہ خداوند عالم انہیں بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ اور لمبی عمر دے۔ آمین۔ آخر پر میں ان کا نام بھی لکھ دیتا ہوں کیونکہ اکثر احباب ان سے واقف ہیں۔ میری مراد اپنے نہایت ہی مہربان دوست اور بھائی شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم ایس۔ سی دیمونسٹریٹر آف کیمسٹری اسلامیہ کالج، احمدیہ بلڈنگس لاہور سے ہے۔ میں آپ برادر سے معافی مانگتا ہوں کہ ان کی اجازت کے بغیر ہی میں نے یہ مضمون لکھ دیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کے چھوٹے بھائی شیخ عطاء اللہ صاحب جو ان دنوں ایف۔ ایس۔ سی میں پڑھتے تھے۔ اور آجکل میڈیکل کالج کے طالب علم ہیں۔ وہ بھی سلسلہ میں داخل ہو چکے ہوئے ہیں۔ اللھم زدفزد۔

خاکسار

محمد یوسف عفی اللہ عنہ اسسٹنٹ سرجن۔ قلات (بلوچستان)

نتیجہ امتحان انٹرنس

مسلم ہائی سکول لاہور

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل چند سطور اپنے قیمتی اخبار میں درج فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ سکول ہذا کی فلاح و بہبودی کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ آپ کا مشکور رہوں گا۔

امسال نتیجہ امتحان انٹرنس مسلم ہائی سکول کا نہایت ہی اعلیٰ رہا ہے۔ سترہ میں سے چودہ لڑکے پاس ہوئے ہیں۔ ابھی ایس ایل سی کا نتیجہ باقی ہے۔ گویا موجودہ صورت میں بھی نتیجہ ۸۲ فیصدی رہا ہے ان چودہ میں تین لڑکے فرسٹ ڈویژن میں اور باقی سوائے ایک کے سب سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے ہیں۔ اور ایک لڑکے نے ۵۰۹ نمبر حاصل کئے ہیں۔ جس کے وظیفہ لانے کی امید اغلب ہے۔ اس غیر معمولی کامیابی پر ممبران سٹاف عموماً اور ہیڈ ماسٹر صاحب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی خاص طور پر قابل مبارکباد ہیں۔

خاکسار

ثناء اللہ ٹیچر مسلم ہائی سکول۔ لاہور

قابل تقلید نمونہ

شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر چرم وزیر آباد سے ہمارے احباب واقف ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام سے ہیں اور معاونین و مخلصین سلسلہ میں سے ایک ہیں۔ انجمن کی امداد کے لئے آپ نے ایک نئی تجویز بحیم اپیل سے اختیار کی ہے کہ اپنے تمام پارسلوں پر ایک پیسہ فی پارسل چندہ انجمن مقرر فرمایا ہے جو حساب کر کے مہینے کے مہینے روانہ فرماتے رہیں گے۔ ہم شیخ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دیگر احباب کو اس نمونہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اعلان تعطیل

عیدالفطر کی وجہ سے "پیغام صلح" کا آئندہ پرچہ ۱۹ مئی کو شائع نہ ہو سکے گا۔ ۲۶ مئی کے پرچہ موعود و نمبر کی ضخامت اس کسر کو پورا کر دے گی۔ یہ پرچہ ۲۶ مئی کو شائع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

المفتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نماز تراویح

ایک سوال اور اس کا جواب

بخدمت اقدس حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم

اخبار "پیغام صلح" ۲۴ اپریل کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مسجد احمدیہ لاہور میں بعد نماز عشا نماز تراویح ادا ہوتی ہے۔ نماز تراویح کے متعلق سال ۱۹۲۱ء میں اخبار "الفضل" قادیان میں کچھ شائع ہوا تھا۔ جس کی اطلاع پر اس عاجز نے بحیثیت مرید حکم و لا یعصینک فی معروف کو مدنظر رکھتے ہوئے مرزا صاحب محمود کی خدمت میں ایک استفتا ارسال کیا تھا جس کا جواب تا حال اس احقر کے پاس موجود ہے جس میں یہ بات بھی درج ہے کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی نورالدین صاحب نے کبھی اپنے زمانہ میں نماز تراویح بعد نماز عشا مسجد میں ادا نہیں کی۔ اس خاکسار نے بھی احادیث کو اٹھا کر دیکھا تو کہیں حضرت رسول کریم اور خلفائے اربعہ کا بعد نماز عشاء نماز تراویح کا مسجد میں ادا کرنا ثابت نہیں ہوا صرف ایک سال لوگ خود بخود جمع ہو کر مسجد میں حضرت رسول کریم کے پیچھے تین رات تک کچھ نوافل ادا کرتے رہے لیکن اسکے بعد حضرت نے تاکیدی حکم دے کر سب کو مسجد سے رخصت کر دیا کہ جاؤ اپنے گھروں میں ادا کیا کرو یہی عمل حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جاری رہا اور اس کے بعد باقی کے ہر سہ خلفاء نے بھی نماز تراویح خود مسجد میں کبھی ادا نہیں کی لیکن اس زمانہ میں کوئی بھی فرقہ موجود نہیں جو رسول کریمؐ کے حکم کے موافق اسوۂ حسنہ پر پورے طور سے عمل کرتا ہو یا اس سنت کا عامل دکھائی دیتا ہو۔ اہلحدیث بھی اس حکم کے خلاف عامل ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس سنت پر عمل کر کے دکھایا لیکن حضور کے بعد اب پھر یہ عمل بگڑنا شروع ہوتا ہے۔ نہ معلوم اسکی کیا وجہ خاص ہے حضرت نبی کریمؐ کے صریح حکم کے خلاف امر میں کوئی ظاہر فائدہ نظر نہیں آتی۔ حضور اس کے متعلق بہت جلد جواب شافی عطا فرمائیں

جواب از مولانا مولوی احمد صاحب

نماز تراویح کے متعلق دو باتیں غور طلب ہیں۔

(۱) پہلی رات پڑھنا۔ (۲) اور با جماعت مسجد میں پڑھنا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز تراویح وہی تہجد کی نماز ہے جو رمضان کے سوا اور مہینوں میں بھی اسکے پڑھنے کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ البتہ رمضان شریف میں اور دنوں کی نسبت زیادہ توجہ حدیثوں میں اس کی طرف دلائی گئی ہے۔ اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں کہ نبی کریم کی نماز رمضان میں اور بغیر رمضان میں برابر تھی۔ یعنے گیارہ رکعت۔ اور یہ بھی فرماتی ہیں کہ یجتھد فی رمضان مالا یجتھد فی غیرہ یعنے رمضان میں نسبت اور مہینوں کے عبادت میں زیادہ کوشش کرتے تھے۔ حضرت عائشہ سے مسلم شریف میں یہ روایت آئی ہے کہ من کل اللیل قد اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اول اللیل واوسطہ واخرہ وانتہی وترہ الی السحر۔ نبی کریم نے وتر رات کے ہر حصہ میں پڑھی ہے۔ پہلے حصہ میں بیچ میں اور آخر میں۔ پھر آخری عمل آپ کا یہ تھا کہ وتر سحری کے وقت پڑھتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم نے ترجیحاً علی الامت وتر کے وقت کو وسیع کر دیا ہے۔ وتر عام اصطلاح میں صلوٰۃ اللیل یا تہجد کو کہتے ہیں۔ اگر صرف تین یا ایک رکعت مراد لیجاوے تو بھی صلوٰۃ اللیل کے وقت کی وسعت ثابت ہے اس لئے کہ نبی کریمؐ عموماً تین یا ایک رکعت کو صلوٰۃ اللیل کے آخر میں پڑھتے تھے۔ بعض حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا انام الا علی وتر میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ میں وتر پڑھ کر سویا کروں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ اللیل کے وقت میں وسعت ہے۔ ان احادیث کو مدنظر رکھ کر یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ پہلی رات میں تہجد یا تراویح پڑھنا خلاف حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ ہاں نبی کریم کے فعل سے یہ فضیلت اور استحباب ثابت ہوتا ہے کہ آخری رات میں پڑھی جاوے لیکن پہلی رات میں ممانعت کہیں نہیں ہے بلکہ ثبوت جواز ہے۔ تو جو لوگ آخری رات اٹھ سکتے ہیں۔ وہ اخری رات پڑھیں جو نہیں اٹھ سکتے وہ پہلی رات پڑھ لیں۔ سارے لوگ ایک طبع کے نہیں ہوتے۔ بعض لوگ دن بھر محنت مشقت کرتے ہیں بعض نہیں کرتے۔ اس لئے سب کے لئے پابندی کا حکم دینا کہ آخری رات میں نماز تہجد ضروری ہے۔ رحمۃ للعالمین کی سنت قلب اور تعلیم پر حکمت اور وما جعل اللہ علیکم فی الدین من حرج کے خلاف ہے۔

ہاں بہتر یہی ہے کہ پچھلی رات پڑھی جائے۔ مگر پہلی رات پڑھنا خلاف سنت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کریمؐ نے بھی بعض اوقات پہلی رات پڑھی ہے اور بعض صحابہ کو اجازت بلکہ وصیت بھی کی ہے کہ تم وتر پڑھ کر سویا کرو۔ اور اسی وجہ سے صحابہ کے زمانہ میں بھی بعض لوگ پہلی رات پڑھتے تھے۔ اور کہیں پتہ نہیں لگتا کہ کسی صحابی نے اسکو ناجائز یا نبی کریمؐ کے حکم کے خلاف قرار دیا ہو۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے خود لوگوں کو جمع کیا اور ابی بن کعب کو ان کا امام بنایا اور خود پچھلی رات پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ جو اس وقت یعنے پہلی رات سوتے ہیں اور پچھلی رات اٹھ کر پڑھیں گے وہ بہتر ہیں ان سے جو پہلی رات پڑھتے ہیں۔ پھر کیسے کہا جائیگا کہ پہلی رات پڑھنا خلاف حکم نبی کریمؐ ہے۔ یا جو منقول ہے کہ آپ صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح موعود اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کے زمانہ میں کبھی بعد از نماز عشاء جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز نہ پڑھا کرتے تھے پس اگر یہ حکم خلاف حکم نبی کریمؐ ہو تو لوگوں کو کیوں منع نہیں کرتے تھے پس یہ بھی جائز ہونے کی دلیل ہے۔ ہاں خود جب آپ پچھلی رات پڑھتے تھے تو افضل اور اولےٰ پر عمل کرتے تھے۔ اسی طرح خلفاءؓ کے زمانہ میں خود تو پچھلی رات پڑھتے تھے مگر جو لوگ پہلی رات پڑھتے تھے ان کو منع نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے ان کے لئے انتظام کیا اور کسی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ اس سے تو صحابہؓ کا اجماع جواز پر معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ افضل اسکے خلاف ہے۔

نماز تراویح با جماعت کے لئے نبی کریم کا فعل جو بروایت حضرت عائشہ صدیقہ بخاری شریف میں مروی ہے۔ اسکو بعینہٖ نقل کرتا ہوں۔

ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ من جوف اللیل فصلی فی المسجد وصلی رجال بصلوتہ فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اکثر منھم فصلی فصلوا معہ فاصبح الناس فتحدثوا فکثر اھل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فصلوا بصلوتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اھلہ حتی خرج لصلوۃ الصبح فلما قضی الفجر اقبل علی الناس فتشھد ثم قال اما بعد فانہ لم یخف علی مکانکم ولکنی خشیت ان تفترض علیکم فتعجزوا عنھا فتوفی رسول اللہ والامر علی ذالک

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ نبی کریم نے صلوۃ اللیل مسجد میں پڑھنی شروع کی صحابہ نے آکر اقتدا کی۔ نبی کریم نے اس کو جائز اور مستحسن سمجھ کر منع نہیں کیا بلکہ تین رات تک یہی حالت رہی۔ چوتھی رات نبی کریمؐ مسجد کو نہیں آئے اور صبح فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ پھر بھی جماعت کی ممانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ صحابہ کی تعریف فرمائی اور فرمایا لم یخف علی مکانکم تمہارا اعمال اور مرتبہ مجھ پر پوشیدہ نہیں تھا۔ مسجد میں تشریف نہ لانے کی وجہ آپ نے یہ فرمائی کہ مجھ کو خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور پھر تم اسکو ادا نہ کر سکو گے۔ اس حدیث میں ممانعت کے لئے کوئی لفظ نہیں۔ صرف ایک مصلحت کی بنا پر نبی کریم نے جماعت کو ترک کر دیا۔

پس نبی کریمؐ نے مسجد میں نماز تہجد پڑھی اور تین رات با جماعت نماز پڑھی اور ممانعت بھی نہیں کی۔ صرف خوف اعتراض کی وجہ سے تشریف نہیں لائے۔

پس معلوم ہوا کہ نماز تہجد مسجد میں با جماعت جائز اور مستحسن ہے لیکن اس کے لئے یہ ترغیب نہیں دلائی گئی ہے کہ ضرور مسجد میں با جماعت پڑھنی چاہئے۔ اس لئے دونوں امر جائز اور مستحسن ہیں کوئی امر قابل اعتراض نہیں پچھلی رات یا پہلی رات با جماعت یا بے جماعت لیکن پچھلی رات افضل ہے یہی نبی کریم اور صحابہ کرام کے عمل سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ خاکسار احمد ۲۰ رمضان المبارک

تازہ خبریں

ہندوستان

امرتسر میں متعدد ممتاز شہری گرفتار کر لئے گئے

امرتسر ۱۰ مئی۔ شہر کے سربرآوردہ اور ممتاز باشندوں کی گرفتاریاں عمل میں آ رہی ہیں جن کا اندیشہ اس پیغام میں ظاہر کیا جا چکا ہے جو اس سے قبل روانہ کیا گیا تھا۔

یہ تمام گرفتاریاں آج سہ پہر کو ۳ اور ۵ بجے کے درمیان زیر دفعہ ۱۴۷ بالزام بلوہ جیسے کہ وہ گئے کرچھینی سے عمل میں آئیں۔ جہاں ۵ مئی کو سب سے پہلا فساد ہوا تھا۔

جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر رام چند باسی ایم۔ ڈی مسٹر دونی چند۔ مسٹر یلیفون سویرو انڈر امرت سر۔ مسٹر راولاچ ہمدرد بی۔ ایس سی۔ مسٹر ہرنام داس۔ مسٹر گوپی ناتھ۔ مسٹر دولت رام بھیلا۔ مسٹر لال چند اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ یہ سب لوگ نگر کیر دروازہ کے ہیں۔ ایک مسلمان شہاب الدین نامی بھی گرفتار ہوئے ہیں۔

تمام ملزمین عدالتی حوالات میں بھیج دئے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی طرف سے ان کے وکلاء نے جو ضمانت کی درخواستیں گرفتاری کے بعد پیش کی تھیں وہ مجسٹریٹ ضلع نے نامنظور کر دیں۔

امرتسر میں بلووں کے مقدمات کا فیصلہ

امرتسر ۱۱ مئی۔ آج سردار صاحب سردیال سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول نے اس مشہور مقدمہ کی سماعت کی جس میں ہندو کیسے زیر دفعہ ۱۰۷ ماخوذ ہیں۔ تقریباً بارہ گواہان صفائی جن میں ہوا آنریری مجسٹریٹ اور دیگر معزز اصحاب شامل تھے پیش ہوئے۔ اور ان کی شہادتیں لی گئیں۔ ملزمین کی طرف سے مسٹر ٹوڈرمل بھنڈاری نے بحث کی۔ مجسٹریٹ نے تمام ملزمین کو مجرم قرار دیتے ہوئے حکم دیا کہ ملزمین سے ہر ملزم ذاتی مچلکہ کے علاوہ ایک ہزار کی دو ضمانتیں پیش کرے۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل اور ضمانتیں پیش کر دیں جو منظور کر لی گئیں اور وہ رہا کر دئے گئے۔

میاں محمد شریف مجسٹریٹ درجہ اول نے چھ مسلمانوں کو زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند مجرم قرار دیا۔ اور ان سے ایک ایک ہزار کی ضمانتیں لیکر انہیں رہا کیا۔ یہ تمام ضمانتیں ایک سال کے لئے ہیں۔ اس قسم کے اور بہت سے مقدمے مقامی عدالتوں میں چل رہے ہیں۔

کل مسٹر اینڈ کے کمشنر لاہور امرت سر پہنچے اور کئی معزز ہندو مسلمانوں سے ملاقات کی۔ آج کپڑے کا بازار کھل گیا ہے۔ لیکن سونے چاندی کے بازار میں ابھی بہت سی دکانیں بند ہیں۔

امرتسر میں حالت نہایت خطرناک ہے

امرتسر ۱۰ مئی۔ شہر کے مختلف حصوں میں فسادات کی افواہیں گرم ہیں۔ مگر صحیح اور مستند حالات موصول نہیں ہوئے اسقدر ضرور ہے کہ شہر کی ہوا بگڑی ہوئی ہے۔

سنا گیا ہے کہ بازار کسیریاں میں میں لٹھ بند اشخاص ۸ اور ۹ مئی کی درمیانی شب میں پکڑے گئے تھے۔ وہ آگ لگانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور وہ اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو گھروں میں آگ لگانے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان ملزموں کو تو ہندو زخمیوں کے محض اشارہ کرنے پر گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن جب ہندو ملزموں کی باری آئی تو ان کے لئے شہادتیں طلب کی گئیں۔ اگر یہ سچ ہے تو حکام بالا کو اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔

یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ بہت سے ہندو ملزم تفتیش پولیس کی بدولت شہر چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اب تک صرف ۵ ہندوؤں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ اور تقریباً ۳۰ ہندوؤں کے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں جو غالباً روپوش ہیں۔

مسلمان گرفتار شدگان میں بعض نہایت معزز اور شریف لوگ بھی ہیں جن میں لاکھ پتی بھی شامل ہیں۔ یہ وہ اشخاص ہیں جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے رنج شہر فساد میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

جنگی اور شوالہ کے قریب ایک گورکھا زخمی ہوا۔ آج صبح کو پولیس کو اطلاع موصول ہوئی کہ کوئی شخص اسکو زخمی کر کے وہاں ڈال گیا ہے۔ ایک مسلمان سب انسپکٹر جب موقعہ پر پہنچا تو مضروب کو اس کے روبرو پیش کرنے سے انکار کر دیا گیا جو ایک زرگر کے مکان کے اندر تھا۔ اور اس سے کہا گیا کہ جب تک فلاں الرحمٰن نہ آئیں اس کو پیش نہیں کیا جائے گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پر ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعہ پر پہنچے مکان کے باشندے بھی صاف انکار کر گیا۔ زرگر مذکور کو زیر دفعہ ۳۰۷ گرفتار کر لیا گیا اور وہ حوالات میں ہے۔

ایک ہی کو ۴ مسلمان اور گرفتار ہوئے تفتیش حسب ذیل افسر لگائے گئے ہیں۔

(۱) لالہ سرداری لال ڈی۔ ایس پی خان کرم خان ڈی۔ ایس پی۔ ملک مہدی خان انسپکٹر۔ لالہ ملتانی لال انسپکٹر۔ سردار سیوا سنگھ و ملک احمد نواز خان سب انسپکٹران۔

شہر میں چاروں طرف دہشت پھیلی ہوئی ہے کوئی شریف آدمی اپنے آپ کو محفوظ خیال نہیں کرتا۔ جب یہ صورت ہو کہ جس کی طرف انگلی اٹھا جائے اسکو گرفتار کر لیا جائے تو دہشت کا پیدا ہونا قدرتی ہے۔

دونوں قومیں ایک دوسرے سے بددل اور ہراساں ہیں اور نہایت معمولی واقعات کو ہندو مسلم سوال بنا لیا جاتا ہے۔ ہندو اور مسلمان باشندے اپنے اپنے گھروں میں راتیں جاگ کر کاٹتے ہیں اور بدگمانی اور بے اعتمادی عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔

رہنمایان شہر اور حکومت کو قیام امن کی خاص سرگرمی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ پولیس اور رسالہ کی جمعیت میں اضافہ کی ضرورت ہے۔

(ڈیلی)

وائسرائے کا پیغام سر پرسی کاکس کے نام

شملہ ۱۱ مئی۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے سر پرسی کاکس کی خدمت میں حسب ذیل پیغام ارسال کیا ہے۔

آپ وطن تشریف لاتے ہوئے ہندوستانی سمندروں میں سے گذریں گے اسلئے میری تمنا ہے کہ آپ کے ملازمت کے سبکدوش ہونے پر میں لیڈی کاکس اور آپ کی خدمت میں صحت و شادمانی کی دلی خواہش کا اظہار کروں۔ ایران اور عراق کی ممتاز خدمات حکومت اور وزارت خارجہ کے لئے باعث اطمینان و فخر ہیں۔

رنگون میں طوفان باد و سیلاب

رنگون ۱۲ مئی۔ مزید اطلاعات مظہر ہیں کہ طوفان باد و سیلاب سے جو نقصان پہنچا وہ بہت زیادہ ہے۔ ابھی تک پیامات برقی کا وہ سلسلہ جو ہندوستان اور برما کے مابین قائم تھا بگڑا ہوا ہے۔

امپیریل کانفرنس میں حکومت ہند کی شرکت

شملہ ۱۲ مئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اقتصادی کانفرنس اور امپیریل کانفرنس دونوں میں حکومت ہند کے نمائندے شریک ہونگے دعوت نامے موصول ہو گئے ہیں۔ اس خبر سے اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے جو چند انگریزی اخبارات پھیلا رہے تھے کہ ان کانفرنسوں میں ہندوستان کی شرکت کے مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے گا

ضلع لوہانہ میں شراب کی فروخت بند

باشندگان قصبہ لوہانہ اسباب کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہندو مسلم پنچایت منعقد کر کے یہ عہد کر لیا ہے کہ وہ ٹھیکہ دار شراب کو کسی کرایہ پر دکان یا مکان نہ دیں گے۔ چنانچہ اب تک تمام قصبہ والے اپنے عہد پر قائم ہیں۔ ٹھیکہ دار شراب نے مکان لینے کی سر توڑ کوششیں کیں اور اپنے ارادہ میں ناکام رہا۔ امید ہے کہ آئندہ بھی لوگ اس طرح اپنے ارادہ پر قائم رہیں گے۔

(سکرٹری کانگریس کمیٹی لوہانہ)

"پرتاب" اخبار کا ہندوؤں کی طرف سے بائیکاٹ

لائل پور میں چند ایک انصاف پسند ہندو صاحبان نے جو "پرتاب" کے روزانہ خریدار تھے اور بڑے پریم سے پڑھا کرتے تھے "پرتاب" کی خریداری اس وقت تک بند کر دی ہے کہ جب تک دفتر "پرتاب" اپنا اشتعال انگیز رویہ تبدیل کر کے راستہ کی طرف نہیں آئیگا

ممالک غیر

سلطان معزول سوئٹزرلینڈ جا رہے ہیں

لندن ۱۱ مئی۔ جریدہ "مارننگ پوسٹ" کا نامہ نگار قاہرہ رقمطراز ہے کہ سلطان معزول فواد بادشاہ کے مہمان تھے اور اسکندریہ کے ایک عظیم الشان محل میں ٹھہرائے گئے تھے۔

حکومت مصر نے ان کی حفاظت کے لئے غیر معمولی طیاریوں اور پیش بندیوں سے کام لیا تھا۔ اب وہ براہ جینوا سوئٹزرلینڈ روانہ ہو رہے ہیں۔

مجلس مصالحت لوزان

لندن ۱۱ مئی۔ "ٹائمز" کا نامہ نگار خصوصی مجلس مصالحت لوزان میں اقتصادی جیسٹ کا ر روائی کے متعلق لکھتا ہے کہ معاہدہ کی اقتصادی حصہ کی پہلی دفعہ کو ترکوں نے غیر ضروری قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ دوسری دفعہ کو انہوں نے ناقابل عمل بتلا کر ماہرین سے کہا کہ اگلی دفعہ کو پیش کریں۔

سمرنا میں اہل فرنگ کی حالت زار

لندن ۱۱ مئی۔ سمرنا کی فرانسیسی و اطالوی ڈاک خانوں پر ترکی پہرہ لگا دیا گیا ہے اور یہ ڈاک خانے آج کل بالکل بیکار اور بے بس ہو رہے ہیں۔ حکام نے دخانی جہازوں کی ایجنسیوں کو بذریعہ اشتہار جتا دیا ہے کہ اگر وہ کمپنیاں کے قانون جدید کے ماتحت اپنی رجسٹری نہ کرائینگے تو بند کر دی جائیں گی۔

فرانسیسیوں اور اطالیوں کے خلاف جذبات بہت جوش پر ہیں۔ یورپین لوگوں پر قیود روز بروز سخت ہوتی جا رہی ہیں۔ ترکی جہازوں پر فوجیں سوار ہو کر شام کی طرف جا رہی ہیں۔

(انگلستان کا خاص نامہ نگار)

فلسطین میں انگریزی نمائندہ

اخبار "ڈیلی میل" کو اس کے نامہ نگار متعینہ بیت المقدس کا ایک تار موصول ہوا ہے جس میں اس نے اطلاع دی ہے کہ ایک روز سر ہربرٹ سموئیل نمائندہ برطانیہ متعینہ فلسطین نے قبائل کے شیوخ کو ایک خاص اجتماع یا مجلس مشاورت میں شرکت کی دعوت دی۔ لیکن ان لوگوں نے نہایت دلیری کے ساتھ انکار کر دیا اور کہدیا کہ جب تک شیخ ابی کشک کو جنہیں یہودیوں سے جنگ کرنے کے جرم میں دس سال کی سزا دی گئی ہے۔ رہا نہ کر دیا جائے گا۔ ہم ہرگز شرکت نہیں کرینگے

(رفیق العرب)

روسی نمایندے کے قتل کے اثرات

لوزان ۱۲ مئی۔ نیم سرکاری ذریعے سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ موسیو وارووزکی کے قتل پر ترکی نمائندوں نے حفاظت کے سامانوں میں اضافہ کی درخواست کی ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اگر موسیو ہرنس نے قتل کا الزام سوئٹزرلینڈ کی پولیس پر عاید کرنے کے متعلق اپنا اصرار جاری رکھا۔ تو اس کی حالت قدرے روبہ اصلاح کے ساتھ ہی اسے سوئٹزرلینڈ سے نکال دیا جائے گا۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۵ شوال المعظم ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۲ مئی ۱۹۲۳ء

اسلام انگلستان میں

پروفیسر ڈی ۔ ایم کے کے خیالات اسلام کے متعلق

پروفیسر پادری ڈی ۔ ایم گے ڈی ایس او ۔ ڈی ۔ ڈی سکنہ سینٹ اینڈریو (سکاٹلینڈ) نے ۲۵ ۔ مارچ ۱۹۲۳ء کو اڈنبرا کے گرجا سینٹ گائل میں مشرقی مذاہب (یعنی عبرانی ۔ یہودی عیسویت واسلام) پر پانچ لیکچروں کے سلسلہ کا آخری لیکچر اسلام پر دیا ۔ جس کا خلاصہ اخبارات گلاسگو ہیرلڈ اور سکاٹسمین سے ترجمہ کر کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ پادری صاحب نے فرمایا ۔

سامی توحید کی سب سے آخری تشریح کا منبع ملک عرب تھا جس کا دارالخلافہ مکہ تھا جب حضرت محمدؐ نے ۶۱۰ء میں وعظ کہنا شروع کیا ۔ تو عرب کی کل آبادی ۳۰ ۔ ۴۰ لاکھ کے قریب تھی ۔ جو ہزاروں قبائل میں منقسم اور سال میں سے آٹھ مہینے آپس میں لڑتے رہتے تھے ۔ اور صرف اپنے میلوں اور مشاعروں کے موقعہ پر نذرانے آرام کرتے تھے ۔ قدیمی کواکب پرستی اور اس کے ساتھ ۳۶۰ بتوں کی پرستش ۔ یہودی مذہب کی کھاوتیں جو تجارتی شاہراہوں پر پھیلا ہوا تھا ۔ اور یعقوبی فرقہ کی عیسویت کی ایک بھدی سی شکل ان کے مذہب کا سرمایہ تھا ۔ حضرت محمدؐ کی وفات ۶۳۲ء میں تمام ملک عرب میں مذہبی جوش سے ایک یگانگت پیدا ہو گئی ہوئی تھی ۔ جہاں نہ تو کوئی اور ۔ سیدھا گیا تھا اور نہ بت پرستی کا ہی کھٹکا تھا ۔ یہ عظیم حضرت محمدؐ کے ذاتی تجربہ کی بنا پر تھی ۔ اور جس اصول پر موسیٰ اور عیسیٰ کو پیغمبر اور پیٹرس اور پولوس کو رسول مانا گیا حضرت محمدؐ کی نیک نیتی اور عزت اور توجہ پر دور اور آلہی وعدوں پر پورے پورے یقین نے آپ کو اس بات کا مستحق قرار دیا کہ آپ عرب کے پیغمبر کہلائیں ۔

اسلام کی اصلی طاقت کا اندازہ اس کامیابی سے لگ سکتا ہے جو اس نے اپنے پیرووں کو شراب سے بالکل بچا لینے میں حاصل کی ہے ۔ باوجود اس بات کے کہ عرب کی آب و ہوا میں پیاس کی شدت ناقابل برداشت ہوتی ہے ۔ آپ نے ایک ایسی بڑی جماعت قائم کر دی ۔ جو ہزار سال سے منشی اشیا سے بالکل پرہیز رکھتی ہے ۔ ہر ایک آدمی اپنے نفس اپنے پیٹ اور اپنی خواہشات پر حکومت کرنا سیکھتا ہے ۔ اور کسی قسم کا بیرونی دباؤ انہیں اس اصول سے ہٹا نہیں سکتا ۔ ایسے ملک میں جہاں بھوک کا ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا ۔ پیغمبر صاحب بھوک کے جذبات کو قابو میں کر لینے کی تعلیم دی ۔ رمضان شریف کی پابندی اور خود ضبطی کی تعلیم نے جو روزہ رکھ کر حاصل کی جاتی تھی مسلمانوں کو شراب سے بچنے میں بڑی مدد دی ۔ اس کے پیرووں کی زیادتی ان کے استقلال اور وفاداری اور اس علم و ہنر کی اشاعت نے جو بعد ازاں ظہور پذیر ہوئی ۔ اس عام غلط فہمی کو کافی طور پر رد کر دیا ہے ۔ جو اسلام کی نسبت کی جاتی ہے کہ اس کی کامیابی محض تلوار کے زور سے حاصل کی گئی ہے ۔ اوائل کی فتوحات سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک ایسی فوج جو مذہب کی پوری پوری پابند ہو اپنی طاقت کو معجزانہ طور پر بڑھا کر لے گئی ۔

نیکی کی طاقت

نو سال تک ترکوں کے ساتھ جنگ و امن میں رہنے نے لیکچرار کو اس نتیجہ تک پہنچا دیا ہے کہ اسلام نیکی کی ایک بڑی طاقت ہے ۔ جو مذہب کی دیگر شکلوں کے ساتھ نہایت بے تعصب ہے ۔ اور تحمل دیانت داری اور محنت کا عادی بناتا ہے ۔ ہر ایک گورنمنٹ جو بغاوت کا قلع قمع کرنا چاہتی ہو ۔ جب اس پر باہر سے بھی دباؤ پڑے ۔ تو وہ قوانین اور امن کے قیام کو مشکل رکھ سکتی ہے ۔ غیر ممالک کی تحریکات نے خواہ وہ کتنی ہی نیک نیتی پر مبنی تھیں ۔ ملک کے باشندوں کو اپنے ملک کے اندرونی اتحاد کو توڑ دینے پر آمادہ کر دیا تھا ۔ ساتھ ہی اس کے بڑھا چڑھا کر خبروں کے شائع کرنے جن کا مقصد پولیٹیکل اغراض کے حصول پر تھا ۔ ترکی کی تمام اقوام میں مایوسی اور باہمی مخالفت پیدا کر دی تھی ۔ تمام مذاہب کا مقصد باہمی رواداری تھا ۔ لاٹ پادری یہودی کا رہنما اور مسلمانوں کا شیخ الاسلام ملکی لوگوں کی باہمی اتفاق پائی کے بد انجام سے بخوبی واقف تھے ۔ سب سے بدتر خیال وہ تھا جس نے اتحاد و ترقی کے نام پر تعلیم زبان اور نظام فوجی میں ایک طرح مختارانہ یک جہتی پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ ان فیصلوں نے دیگر اقوام کے ساتھ مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچایا ۔ جس کی ذمہ داری مسلمانوں کے مذہب پر عائد نہیں ہو سکتی ۔

گورنمنٹ انگریزی کی سلطنت کے مسلمان

مسلمان دنیا کی کل آبادی کا ۱/۷ حصہ ہیں ۔ اور ان میں سے ۸ کروڑ ہماری سلطنت میں بستے ہیں ۔ ہماری سلطنت کے عیسائیوں کو مسلمانوں کے مذہب کا دیانت دارانہ مطالعہ کرنا فرض ہے ۔ محض ناواقفیت سے تردید کرنا خود ہمارے مذہب کے لئے بُرا ہے ۔ مسلمانوں اور ہماری عزت جو حضرت ابراہیم کی صداقت پر مبنی تھی ۔ حضرت عمرؓ اور جنرل ایلنبی کے داخلہ بیت المقدس پر ایک ہی جیسی ظاہر ہوتی تھی ۔“

پادری صاحب کے ان نیک خیالات کا جو انہوں نے اسلام کے بارہ میں ظاہر کئے تھے ماسٹر یعقوب خاں صاحب مسلم مشنری ووکنگ نے بذریعہ خط شکریہ ادا کیا جس کے جواب میں ۱۰ اپریل ۱۹۲۳ء کو پادری صاحب نے لکھا ۔ کہ ان کے لیکچر مفصل طور پر چھپ رہے ہیں ۔ اور کتابی صورت میں نکل جانے کے بعد وہ ایک کاپی ریویو کے لئے دفتر ووکنگ مشن میں بھیج دیں گے ۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ ایک امر کے بارہ میں وہ بہت متفکر ہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ میرا یقین و ایمان ہے ۔ کہ دنیا کے ۲۵۰ ملین انسانوں کا باہمی اتحاد جو علم سے اور فوائد عامہ والے مذہب اسلام کے سلسلہ میں جکڑے ہوئے ہیں ۔ لڑائی کا نام و نشان دنیا سے مٹا دینے میں لیگ آف نیشن سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے بہ نسبت صرف ایک قوم مثلاً ممالک متحدہ امریکہ کے ۔“

عازمان حج کے لئے جہازات

علی نازی کمپنی کے جہازات سروستان و انگلستان ۴ ۔ مئی ۱۹۲۳ء و ۱۵ ۔ مئی ۱۹۲۳ء کو علی الترتیب اور سروستان و گلستان شوال کے پہلے ہفتہ دوسرے ہفتہ میں روانہ ہوں گے ۔ تاریخ متذکرہ بالا کے بعد بھی ہر ہفتہ جہاز جدہ شہر جانے کے لئے تیار رہے گا ۔ شرح کرایہ درجہ اول ۳۵۰ روپیہ ۔ درجہ دوم ۲۲۰ روپیہ اور ڈیک ۱۱۰ روپیہ ہے

قدیم ہندو مسلمان ہو رہے ہیں !!

حال میں وفد العلوم دیوبند کے ذریعہ سے چار قدیم ہنود کے قبول اسلام کی اطلاع ملی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) مسماۃ رجولی قوم بھنگی اسلامی نام محمدی رکھا گیا ۔

(۲) شب چرن قوم گوجر اسلامی نام فضل حق رکھا گیا ۔

(۳) ناگ چرن ” مہند جہاچھوت اسلامی نام عبد اللہ ۔

(۴) کنچن ” ” ” اسلامی نام الدین رکھا گیا

(سید احمد تمیمی از شعبہ اشاعت مجلس نمایندگان گڑھ)

ایک بی اے کا قبول اسلام

ایک بنگالی جنٹلمین جو ڈھاکہ کے باشندہ ہیں اور کلکتہ یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں اور ایم اے تک تعلیم پائی ہے ۲۰ مئی ۱۹۲۳ء کو زیر سرپرستی انجمن ہدایت الاسلام صاحب جامع مسجد برضا و رغبت مشرف باسلام ہوئے ہیں آپ کا مسٹر نام ... تھا اور اب اسلامی نام سراج الاسلام رکھا گیا ۔ ایک ایسے تعلیم یافتہ کا مذہبی تحقیقات کے بعد مشرف باسلام ہونا باعث مسرت ہے ۔ (مدینہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۵ شوال ۱۳۴۱ھ | نمبر ۵۷

ہندو سنگھٹن اور اسلامی اتحاد

(۱)

ایک وقت تھا کہ دنیا میں "اتحاد اسلام" کا ایک شور برپا تھا۔ مسلمانوں کا جذبہ اتحاد اس درجہ بڑھا ہوا تھا۔ کہ مغربی اقوام اس کو ایک خطرناک بھوت سمجھ کر لرزہ براندام تھیں۔ تمام دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان کل مومنٌ اخوۃٌ کی سلک میں اس طرح منسلک تھے۔ کہ کوئی قوت اس کو توڑنے کی جرأت نہ رکھتی تھی۔ لیکن آج حالت دگرگون ہے۔ آج اسلامی دنیا کا شیرازہ کچھ ایسا پراگندہ ہوا ہے کہ اس کو دوبارہ ایک لڑی میں ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ اور اگر کسی اعجازی طاقت کے اثر سے اس عظیم الشان کام میں کامیابی حاصل ہو جائے تو یکھنے کہ مسلمان پھر اسی بلندی اور عروج کے مقام پر پہنچ گئے۔ جو قرون اولے میں انہیں حاصل تھا۔ یہی ایک چیز ہے جس سے ان کی جملہ امراض کا علاج وابستہ ہے۔ اور اسی کے نہ ہونے سے آج مسلمان تمام مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں۔

(۲)

افسوس ہے کہ وہ چیز جو محض مسلمانوں ہی سے خاص تھی۔ آج ان سے نکل کر دوسروں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ سوامی شردھانند کی ہندو سنگھٹن کی تحریک اگرچہ ایک نہایت بُرے رنگ میں شروع ہوئی ہے۔ لیکن اس تحریک کا اثر شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک تمام ہندو کمیونٹی پر موجود ہے ہندوؤں کی شیرازہ بندی۔ ہندوؤں کا نظام قومی اور اتحاد باہمی اس درجہ پر پہنچ چکا ہے۔ جو درجہ کسی وقت اسلام کو حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود خطرناک اصولی اختلافات کے آج ہم آریہ اور سناتن دھرمیوں، جینیوں اور برہموسماجیوں وغیرہ کو اس پلیٹ فارم پر کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے۔ یو پی میں سوامی شردھانند ملکانہ راجپوتوں مولا گوجروں اور جاٹوں کو مرتد بنانے میں ساعی ہیں۔ تو پنجاب میں پنڈت رام بھجدت کو اسی کام کا گورنر مقرر کیا ہے۔ کشمیر میں جگت گرو شنکراچاریہ کشمیری پنڈتوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ تم بھی کشمیری مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش کرو۔ مدراس میں ایک جج ہائیکورٹ کی صدارت میں اسی قسم کا شروع ہونے والا ہے۔ اور مشرقی بنگال میں اسی قسم کی مساعی زیر عمل آنے والی ہے۔

اگر یہ تمام ہندو قوم کے باہمی اتحاد کا نتیجہ نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ کیوں بڑے بڑے سناتن دھرمی لیڈر اس کام میں آریہ سماج کا ہاتھ بٹانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ سوائے شاذ و نادر کے ان تمام ہندوؤں کی طرف سے جو ایسی تحریکات کو مذہباً ناجائز سمجھتے ہیں۔ آواز نہیں اٹھتی۔ کیوں بڑے بڑے کانگریسی لیڈر جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے اس تحریک میں عملی حصہ لے رہے ہیں۔ اور وہ جو ابھی اس میدان میں نہیں اترے۔ مسلمانوں کے بعض فرضی مظالم کی داستانیں سنا کر اپنے بھائی ہندوؤں کو ابھارتے اور انہیں اپنی طاقتوں کو مضبوط کرنے کی تلقین کرتے ہیں؟

(۳)

کسی قوم کا اپنی طاقت کو بڑھانا کوئی معیوب امر نہیں۔ اور جہاں تک ہندو قومیت کے اتحاد کا سوال ہے ہمیں کوئی خطرہ اس سے نہیں۔ لیکن اس سنگھٹن نے جو برا رنگ اس وقت اختیار کر رکھا ہے یا کم از کم اس کے حامیوں نے اس کو دے رکھا ہے وہ ہر بہی خواہ ملک کے لئے لائق افسوس ہے۔ ہندو سنگھٹن کے سکے اگر یہ معنے ہیں کہ اخبارات میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا جائے۔ انہیں بتایا جائے کہ ہر حصہ ملک میں مسلمان ہندوؤں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ اور کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں وہ فساد پر آمادہ نہیں۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ ہندو قومیت کا استحکام نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو مسلمانوں کو کچلنے اور انہیں تباہ و برباد کرنے یا ہر جگہ ہندوؤں کو ان کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

ضرورت ہے کہ ہندو برادران وطن کم از کم اس طریق عمل کو جو آج کل ہندو اخبارات نے بالعموم اختیار کر رکھا ہے۔ علانیہ غلط قرار دیں اور انہیں اس سے روکیں۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ اس قسم کے ہندو سنگھٹن کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہے کہ ملک میں بدامنی پھیلے اور ہر جگہ فتنہ و فساد رونما ہو۔

(۴)

مسلمانوں کو ہندو سنگھٹن کے اس غلط طریق کار کی وجہ سے ایسا رنگ اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ خواہ مخواہ دوسری قوم کے افراد کو فتنہ پردازی کا بہانہ ہاتھ آ جائے۔ ایسے موقعہ پر مسلمانوں کو بہت احتیاط کے ساتھ اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ یہ بہت نازک وقت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان خدا کے فضل سے کمزور نہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ حفاظت خود اختیاری کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔ لیکن جہاں تک ہو سکے پُرامن طریقوں کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جو روزمرہ ہر دو قوم کے افراد میں پیش آتی ہیں۔ یا جو ہر دو اقوام آزادہ افراد سے پیدا ہوتی ہیں۔ انہیں ہندو مسلم کا سوال نہیں بنانا چاہیئے۔ ہاں جہاں تک مذہب کا تعلق ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسلام کے لئے اپنے اندر سچی غیرت پیدا کریں۔ اور اگر ان کے مذہب پر کوئی حملہ ہو۔ جیسے علاقہ ارتداد کی حالت ہے۔ تو پُرامن طریق سے اس کے اندفاع کی کوشش کریں۔ حفاظت و اشاعت اسلام ان کا مقصد زندگی ہے اگر مقصد کو ہاتھ سے دے دیا جائے۔ تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا پس اس مقصد کے حصول میں کوشاں رہنا چاہیئے۔ لیکن پُرامن طریقوں سے اور فتنہ و فساد سے حتی الوسع بچنا چاہیئے۔ اگر کہیں جہلا فتنہ و فساد کا رنگ اختیار کریں۔ تو وہاں سے ٹل جانا چاہیئے کہ قرآن کریم کا حکم ہے اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما۔

(۵)

اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی اندرونی طاقت مضبوط نہیں ہو سکتی نہ ان کا مقصد حیات یعنے اشاعت اسلام پورا ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ بھی اپنے اندر اتحاد کا وہ جذبہ پیدا نہ کریں۔ جو کبھی ان کے خصائص قومی سے تھا۔ اس سے ہماری مراد ہرگز یہ نہیں کہ دوسروں کو کچلنے کیلئے طاقت بہم پہنچائی جائے۔ جیسے کہ ہندو سنگھٹن کا ظاہری رنگ ہے۔ بلکہ مدعا صرف یہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے مشترکہ مقصد کے باہم ایک ہو جائیں۔ وہ اپنے بھائیوں کی مصائب میں ان کی دستگیری کرنے کے لئے تیار رہیں۔ وہ دشمنوں کے مقابلہ میں ایک بنیان مرصوص کا رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔ اور ایسا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ جب ایک ایسی قوم جس کے لئے مذہباً کوئی کی صورت نہیں۔ بلکہ اصولی اختلافات موجود ہیں۔ متحد ہو کر کام کر سکتی ہے۔ تو مسلمان جن میں تمام اصولی باتیں جو شرائط ایمان ہیں سے ہیں۔ تمام وہ اعتقادات جن پر کسی کا مسلمان ہونا منحصر ہے۔ ایک ہیں۔ تو ان میں اتفاق اتحاد بدرجہ اولیٰ ہو سکتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ مسلمان اٹھیں۔ وہ پھر اپنی گم شدہ طاقت کو بحال کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس وقت جبکہ دشمن چاروں طرف سے ان پر امنڈ آئے ہیں۔ یہیں اسلامزم کا حقیقی رنگ پیدا کر کے دکھائیں کہ اسی پر ان کی حیات قومی کا مدار ہے۔

کشمیر میں فتنۂ ارتداد

کشمیر کے پنڈت صاحبان پہلے ہی غریب کشمیری مسلمانوں کا خون چوسنے میں کم نہ تھے کہ اب ان کو پنجابی آریہ صاحبان اور رنگ چڑھا کر کھلم کھلا مسلمانوں کی دشمنی پر ابھار رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جگت گرو شنکراچاریہ کی طرف سے کشمیری میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ جس میں کشمیری پنڈتوں کو ترغیب دلائی گئی ہے۔ کہ وہ کشمیری مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش کریں۔ اس پر ہمارے مکرم و معظم بزرگ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جو کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اور اس میں انہوں نے عربی زبان میں کشمیری علما کو توجہ دلائی ہے کہ اس وقت باہمی تفرقوں کو چھوڑ کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں۔ فی الحقیقت یہ موقعہ ہے کہ مسلمانان کشمیر اپنے اندرونی جھگڑوں کو چھوڑ کر متحد ہو جائیں۔ کیونکہ خواہ ان کی تعداد ۹۹ فیصدی بھی ہو جب تک ان کا باہمی اتحاد نہیں ہوگا۔ وہ ذلیل و خوار رہیں گے ان کی بیماری کا علاج خود ان کے ہاتھ میں ہے۔ ۹۵ فیصدی کی آبادی کچھ کم نہیں لیکن باہمی نااتفاقی ان کی ذلت کا موجب ہو رہی ہے۔ اس کا پہلا علاج تو یہ ہے کہ مسلمانوں پر فتاوے کفر لگانے والے واعظوں اور مولویوں کو بائیکاٹ کیا جائے۔ اور جو واعظ کسی کلمہ گو کو کافر کہے اس کا وعظ بھی نہ سنا جائے اور یہ نسبت ہی ہو سکتا ہے کہ کشمیری تعلیم یافتہ نوجوان ہمت سے کام لیں۔ اگر وہ ان واعظوں کی شکلوں سے ڈرتے رہیں گے تو ان کے ملک کی کبھی بھی اصلاح نہیں ہو سکیگی۔ تو اپنے ملک کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے نوجوان اپنے آپ کو متحد کریں خواہ کسی فرقہ کا مسلمان ہو اپنا عقیدہ سمجھیں اور ایک دوسرے سے رواداری کا سلوک کریں باہمی اختلافات فروعی کو لمبی چوڑی وقعت نہ دیں۔ اور ایسے مباحثات میں پڑ کر اپنی طاقت کو کمزور نہ کریں۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ جاہل اور ناواقف مسلمانوں کے محلوں اور گاؤں میں مدارس جاری کر کے انہیں دین و دنیا کے معاملات سے واقف کریں تاکہ انہیں اپنی حالت کا احساس ہو۔ باہر کے مسلمان بھی حتی المقدور ان کی مدد کرنے کو تیار ہیں لیکن یہ اصول ہے کہ جب تک کوئی قوم اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونے کی کوشش نہ کرے۔ وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی مسلمان اگر سرکاری ملازمتیں نہیں کر سکتے تو ان کے سامنے تجارت کا وسیع میدان موجود ہے۔ کشمیر کی دستکاری مشہور ہے اسے فروغ دیں اور کوئی بھی کام کرنے سے جی نہ چرائیں۔ پرانی دستکاریوں کی ترقی کے لئے نئی نئی تجاویز سوچیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دنیا کو ہی اپنا ملجا و ماوا نہ سمجھ لیں بلکہ ہر ایک امر میں خدا تعالےٰ کی امداد طلب کریں اور اسی کے سہارے سب کاروبار کریں۔ محض دنیا پر گر جانے والی قوم ہمیشہ ذلیل رہتی ہے اور ترقی نہیں کر سکتیں کیونکہ ان کا مقصد محض دنیا کمانا ہوتا ہے خواہ نیک ذریعہ سے ملے خواہ برے ذریعہ سے۔ کشمیر کے کئی نوجوان تعلیم یافتوں کو ہم جانتے ہیں۔ اگر وہ صحیح طریق پر قوم کی رہبری کریں اور اپنی شخصی کمزوریوں کو خیرباد کہیں تو وہ قوم کی بہتری کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کشمیر اتحاد بین المسلمین کے لئے ہر قسم کی کوشش کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ جملہ برادران کشمیر ذرا وسعت قلبی سے کام لیں۔

اس کے ساتھ ہی ہم جماعت کشمیر سے یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ خدا نے اب ان کے لئے کام کرنے کا موقعہ نکالا ہے۔ جہاں ایک طرف وہ اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ وہیں فتنۂ ارتداد کو روکنے اور کم از کم علاقہ کشمیر میں آریوں اور ہندوؤں کی کوششوں کو نگاہ رکھنے میں پوری مستعدی سے کام لیں۔ ہر جگہ کے لئے بیرونی مبلغ مہیا کرنے کے بجائے اگر خود وہاں کے لئے حفاظت اسلام کے کام کو اپنے ذمہ لیں تو بہت کچھ کر سکتے ہیں ہمیں امید ہے کہ ہمارے احباب اس بارہ میں خاص طور پر کوشش کریں گے۔ اور پیشتر اس کے کہ کوئی ایسا موقعہ آئے۔ کہ ارتداد کا خطرہ کھلے طور پر رونما ہو۔ وہاں کے مسلمانوں کو اسلام پر مستحکم کریں اور سب سے بڑھ کر خود ہندوؤں کو اسلام میں لانا اپنا نصب العین قرار دیں۔ کہ یہی اس فتنہ کے انسداد کا صحیح تجربہ ہے۔

مسلم ہائی سکول لاہور

گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام مسلم ہائی سکول کے امتحان انٹرنس کے شاندار نتائج کو ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے بعد کی خبر ہے کہ ایک اور طالب علم جس کا معاملہ تھوڑے سے نمبروں کی کمی کی وجہ سے زیر غور تھا۔ پاس ہو گیا۔ گویا سترہ میں پندرہ لڑکے پاس ہوئے جن میں سے تین فرسٹ ڈویژن میں ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک ۵

یہ نتائج ہمارے قابل ہیڈ ماسٹر سید غلام مصطفےٰ صاحب بی اے اور دیگر کارکنوں کی محنت و قابلیت پر دال ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ہمت و جانفشانی کی توفیق اور کامیابیاں عطا فرمائے۔

یہ موقعہ ہے کہ ہمارے احباب اور تمام وہ مسلمان جو اپنی اولاد کو دنیوی تعلیم دلانے کے ساتھ دینی فوائد سے بھی متمتع کرنا چاہتے ہیں۔

اس طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ ایسے حالات میں کہ سکول میں ایک طرف دنیوی تعلیم اس قدر اعلیٰ پیمانہ پر ہے۔ اور دوسری طرف دینی علوم سے بھی طلبا کو بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ اور اس طرف انجمن کی توجہات آجکل بہت زیادہ ہیں جن کی تفصیل کسی دوسری فرصت میں کی جائے گی، اور سب سے بڑھکر معلمین خدا کے فضل سے ایسے ہیں جن کو دین کا شوق اور اس کی اشاعت کی فکر ہے۔ اور ان کے نیک اخلاق اور پاکیزہ زندگی کا طلبا پر خاص اثر پڑ سکتا ہے۔ اور پڑتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو اس سکول میں تعلیم دلائی جائے۔

ہمارا ایمان ہے کہ مسلمانوں کا دوبارہ احیا اگر ہو سکتا ہے تو وہ خود اسلام پر خود عامل ہونے اور دوسروں کو عامل بنا لے سے۔ اس زمانہ میں اسلام کو جو دیگر مذاہب اور علوم جدیدہ سے مقابلہ درپیش ہے۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے اور دین پر مضبوطی کے ساتھ ثابت قدم رکھنے کے لئے ضرورت ہے کہ اپنے بچوں کو جہاں ایک طرف اعلیٰ سے اعلیٰ دینی تعلیم دلانے کی بھی کوشش کی جائے۔ رسول اللہ صلعم نے علم سیکھنے اور سکھلانے کے لئے تاکید فرمائی ہے۔ اور اس میں کوئی تخصیص نہیں کی۔ کہ فلاں علم سیکھو اور فلاں نہ سیکھو۔ بلکہ فرمایا اطلبوا العلم ولو کان بالصین علم طلب کرو خواہ وہ چین میں ہو۔ پس ضرورت ہے کہ ہم قرآن کریم اور علوم جدیدہ ہر دو کے حصول کی پوری کوشش کریں۔ اور جس جگہ یہ دونوں چیزیں میسر آئیں۔ وہیں اپنے بچوں کو بھیجیں۔

اس کے علاوہ بہت سے اور قومی و مذہبی فوائد ہمارے اس سکول سے وابستہ ہیں۔ اور جس قدر ہمارے احباب اپنے بچوں کو اس میں بھیجیں گے اسی قدر ان کا اپنا اور تمام قوم بلکہ اسلام کا فائدہ ہوگا۔

آجکل سکول کے داخلہ کے ایام ہیں۔ اور موقعہ ہے کہ اپنے بچوں کو جلد سے جلد مسلم ہائی سکول میں داخل کرا دیا جائے۔ کیا ہمارے احباب اور دیگر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں گے؟

قومی مناقشات اور مذہبی آزادی

معزز معاصر "وکیل" نے مذہبی آزادی کے عنوان سے اپنے ایک افتتاحیہ میں ہندوستانی اقوام کے باہمی مناقشات کا اصلی راز یہ بتایا ہے کہ ان میں مذہبی آزادی کا فقدان ہے۔ باوجود اس کے کہ تمام اقوام مذہبی آزادی کیلئے بیتاب ہیں۔ پھر بھی ہندو و مسلمانوں کے گائے ذبح کرنے پر ان سے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ سکھ اذان کو پسند نہیں کرتے مسلمان کے بعض جو ہاجو ہاٹنے پر معترض ہیں۔ معاصر موصوف نے ان واجب اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"ہماری تجویز ایسے میں یہ تمام قومیں اپنے اپنے دعوے رواداری و بے تعصبی میں صرف اسی صورت میں سچی مانی جا سکتی ہیں۔ کہ وہ ایک دوسرے کے مذہبی فرائض و رسوم کی ادائیگی میں مخل نہ ہوں۔ اور ہر قوم بے تامل اور بے تکلف اپنے مذہبی فرائض کو انجام دے سکے۔

اس اصول کے مطابق یہ قطعی ضروری ہے کہ تمام قوموں کے پیروؤں کے دل تعصب تنگ خیالی کے گرد و غبار سے پاک ہوں۔ وہ اس بات کو بخوبی سمجھ لیں۔ کہ جو شے ان کیلئے حرام کی گئی ہے اگر وہ دوسروں کیلئے حرام نہیں ہے تو وہ اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ وہ اُسے دوسروں کیلئے بھی حرام قرار دیں۔ یا ان کو اس کے استعمال سے جبراً محروم رکھیں۔ ان کیلئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جس طرح ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مذہبی فرائض کو بلا مداخلت غیرے اور بغیر کسی قسم کے خلل و اندیشہ کے انجام دینے پر قادر ہوں۔ اسی طرح انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ ہم یہ حق دوسروں کے لئے بھی تسلیم کریں۔ اور ان کو ان کے ہر مذہبی امر میں پوری آزادی دیں۔

اگر تمام قومیں اس اصول کو مان لیں تو کچھ تمام جھگڑے طے ہو سکتے ہیں۔ اور ہمارا خیال ہے کہ اس زریں اصول کے ماننے سے قومی منازعات کے بہت سے اسباب ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں گے"

خود مسلمانوں کے متعلق معاصر موصوف کا خیال ہے کہ:۔

مسلمانوں کی نسبت ہم وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کے آگے بخوشی سر تسلیم خم کریں گے۔ در اصل وہ پہلے سے اس اصول پر عمل پیرا ہیں۔ اور اگر کبھی کوئی مناقشہ اس بارہ میں پیدا ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری مخالف طبقہ جہلا پر عاید ہوتی ہے۔

فی الحقیقت ہندوستان میں امن و صلح کا دور دورہ محال ہے جب تک کہ مذہبی آزادی کا یہ رنگ تمام اقوام میں پیدا نہ ہوگا۔ گائے کو ذبح کرنے سے اگر ایک وقت مسلمان رک بھی جائیں۔ تو بھی یہ ایک عارضی امر ہوگا۔ کیونکہ جو چیز جائز ہے اس کو حرام نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ کبھی نہ کبھی زیر عمل آئے گی۔ اس لئے بجائے عارضی التوا کے مذہبی آزادی کا صحیح جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ اور ایسے امور پر شکایت ہی پیدا نہ ہونی چاہیئے۔

سابق بالخیرات

یہ امر موجب امتنان و مسرت ہے کہ فتنہ ارتداد کے انسداد اور ملکانہ اور دیگر اقوام کی اصلاح کے لئے جہاں مسلمان علما نے نمایاں حصہ لیا ہے اور لے رہے ہیں۔ وہیں مسلمان امرا خاطر خواہ طور پر روپیہ سے امداد دے رہے ہیں۔ کسی سابقہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ کن کن بزرگوں نے کتنے مبلغین کی تنخواہوں کا ذمہ لیا ہے۔ اب ہمیں یہ سنکر اور بھی خوشی ہے کہ جناب حافظ سیٹھ محمد صدیق صاحب تاجر دہلی نے جو دینی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ موضع ساندھن ضلع آگرہ میں تعمیر مسجد کے لئے تقریباً پانصد (۵۰۰) روپیہ کا وعدہ فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ہم سیٹھ صاحب مکرم کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ موعودہ رقم عنقریب موصول ہو کر اس مقصد پر صرف کر دی جائیگی انشاء اللہ۔

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس

کسی دوسری جگہ مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر یہ تجویز کی ہے کہ بیس (۲۰) ہزار روپیہ کے سرمایہ سے جماعت احمدیہ کا ایک اپنا پریس لاہور میں قائم کیا جائے۔ اور اس سرمایہ کو چار حصہ داروں کے ذریعہ جو پانچ پانچ ہزار کے حصص لیں۔ پورا کیا جائے وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت دو حصہ دار پیدا ہو چکے ہیں۔ دو کی اور ضرورت ہے۔ جہاں تک اپنے خاص مطبع کی ضرورت و اہمیت کا تعلق ہے اس کو جناب ماسٹر صاحب نے خوب وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان وجوہات کے ہوتے ہوئے جو ماسٹر صاحب نے پیش کی ہیں۔ ہم اپنا پریس جتنی بھی جلدی قائم کریں۔ ضروری ہے۔ پانچ پانچ ہزار کی رقم کے دو حصہ دار تمام جماعت میں سے نکل آنا کوئی بہت بڑی بات نہیں۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں بعض ایسے صاحب حیثیت اصحاب بھی موجود ہیں۔ جو اس سے بڑھ کر قوم کے فوائد کے لئے دے سکتے ہیں۔ اور یہ تو ایسی چیز ہے جس سے نہ صرف قوم ہی کو فائدہ ہوگا۔ بلکہ خود ان کا اپنا فائدہ بھی ہے۔ جن لوگوں کو خدا تعالےٰ نے صاحب فضل و اموال بنایا ہے۔ ان کے لئے اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ اپنے اموال کو تجارت میں لگائیں۔ اور تجارت بھی وہ جس سے نہ صرف ان کا اپنا بلکہ تمام قوم کا فائدہ ہو۔

اس کے ساتھ ہی ہم محرکین و مجوزین پریس سے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بیس (۲۰) ہزار کا روپیہ آجکل مطبع کے لئے چنداں کافی نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خیال میں سرمایہ اس سے قریباً دوگنا ہونا چاہیئے اور اگر کوشش کی جائے تو اس قدر سرمایہ کے لئے بھی حصہ دار مل جائیں گے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ کے ٹرسٹیوں کے خلاف ایک فاضل سنسکرت کی نالش

کانپور ۹ مئی پنڈت حبیب الرحمن فاضل سنسکرت نے حکیم اجمل خاں مسٹر سی آر داس اور جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ کے دیگر ٹرسٹیوں کے خلاف سب جج کانپور کی عدالت میں ایک ہزار اسی روپیہ ہرجانہ کی نالش کی ہے۔ اس دعوے میں کہا گیا ہے کہ مدعی کو بمشاہرہ اسی روپیہ ماہوار علیگڑھ میں معلم سنسکرت مقرر کیا گیا۔ جب مدعی وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کسی اور صاحب کا تقرر عمل میں آچکا ہے۔ مدعا علیہم کا بیان ہے کہ مدعی بہت دیر سے پہنچا اس لئے انہوں نے دوسرا آدمی مقرر کر دیا۔ مدعی اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ملازمت پر آجانے کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ (مدینہ)

ہماری تبلیغی کوششیں

فتنہ ارتداد

پرسارہ ضلع علیگڑھ

مولوی فیروز الدین صاحب پرسارہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

کل ہمیں خبر ملی کہ موضع کرہ دمیا میں ارتداد ہونے والی ہے۔ اس کی پوری تحقیقات کر لی۔ تو میں نے تمام گاؤں کو اکٹھا کیا۔ اور چالیس آدمی چنے۔ ان چالیس آدمیوں کی معیت کے ساتھ میں موضع مذکور میں پہنچا۔ وہاں چار آریوں کو موجود پایا۔ ہر چند حق و باطل کے مقابلہ کے لئے انہیں للکارا۔ لیکن انہوں نے فیصلہ کرنے کی طاقت نہ کی۔ آخر مجبور ہو کر ہم نے گنہگار سے ملاقات کی طرف رخ کیا جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ مرتد ہو گا۔ جب اسے سمجھانا شروع کیا۔ تو اس کی باتوں سے معلوم ہوا کہ برادری کے تنازعوں کی وجہ سے وہ ایسا کرنا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ لالچ بھی اسے دیا گیا ہے۔ کنور مردان خان صاحب رئیس و جاگیردار نے اپنے بچوں کے ختنے کئے تھے۔ تمام ادھر ادھر کے گاؤں والوں کو انہوں نے بلایا تھا لیکن ان کو دعوت نہ دی تھی۔ اس پر وہ کشیدہ خاطر ہو گئے۔ آخر کار بفضلہ وہ دفعتہ یہ ناراضی دور کی گئی اور آریہ اس کے اشتعال کرنے میں ناکام رہے۔

سب سے قابل قدر امداد اس کام میں کنور محمد شفیع صاحب رئیس ہردوئی نے دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

نوگانواں میں ایک زبردست پنچایت

جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب رقمطراز ہیں:۔

مورخہ ۳۰ اکو نوگانواں ضلع متھرا میں انجمن نمایندگان تبلیغ کی طرف سے ایک پنچایتی جلسہ تھا۔ میں بھی سکرٹری صاحب انجمن اشاعۃ الاسلام دہلی کے ہمراہ شرکت جلسہ کے لئے تاریخ مذکورہ پر نوگانواں پہنچ گیا۔ یہ جلسہ اپنی وسعت کے لحاظ سے نہایت اہم تھا۔ اور نتائج کے لحاظ سے نہایت کامیاب رہا۔ یہی وہ جلسہ تھا جس میں قوم راجپوت کے اکثر رؤسا و اعیان بھی شریک ہوئے۔ مسٹر مولوی رحیم بخش صاحب سی ایس آئی اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے۔ اور انہی کی زیر صدارت تمام کام بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ اور ہمیں تو اس بات سے بے انتہا مسرت ہے کہ روشن خیال ہمدردان قوم بالاتفاق احمدی جماعت کے ہمدرد اور اس کے کاموں کے ساتھ گہری دلچسپی رکھنے والے نظر آئے۔ اگرچہ بعض علما احمدی جماعت کو شریک کار بنانا پسند نہیں کرتے۔ اور حلقہ ارتداد کے اندر ایک دوسرے کو کافر بنا کے دائرے سے نکلنا نہیں چاہتے۔ مدرد اسلام رکھنے والے بہی خواہان قوم نہیں چاہتے کہ اپنے آپ کو اسلام کے نام پر مٹا دینے والی جماعت کا م سے الگ ہو۔ ان کا دلی ارادہ یہ ہے کہ آئندہ کے لئے ضرور ہی تنظیم پیدا ہو جاوے۔ اور باہمی مناقشات کا دروازہ بند ہو۔ اور اغیار کو ہنسنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے کچھ دنوں تک انہی بزرگوں کی مساعی جمیلہ سے دہلی میں ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ اس جلسہ میں موقعہ کی نزاکت کا خیال رکھ کر نہایت ہی اچھا اور دل پسند فیصلہ ہو جائے گا۔

پنچایتی جلسہ میں آزدہ طریق پر ملکانہ راجپوتوں نے بالاتفاق یہ فیصلہ دے دیا۔ کہ ہم مسلمان اور جب تک دم میں دم ہے اسلام پر ہی قائم رہیں گے۔ اسلام ہمارا آبائی دین ہے۔ ہم اسے کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس جلسہ میں ایک شدھ شدہ ملکانہ راجپوت نے توبہ کر کے کنور عبد الوہاب خاں صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سہ پہر کے جلسہ میں چودھری نذیر احمد خاں صاحب وکیل بٹہ پور نے نہایت پُر جوش اور مدلل تقریر فرمائی۔ جسے سنکر حضار جلسہ بہت ہی محظوظ ہوئے۔

چودھری نذیر احمد خاں صاحب کا وجود قوم ملکانہ کے لئے

درحقیقت مایۂ ناز اور سرمایۂ افتخار ہے۔ آپ سنسکرت زبان کے بہت بڑے فاضل اور نہایت ہی روشن خیال قومی بہی خواہ ہیں۔ خدائے برتر نے ان کی تقریر میں کچھ ایسی تاثیر بخش دی ہے کہ جسے دیکھو ہمہ تن گوش بنے بیٹھا ہے۔ اور بات بات پر تحسین و آفرین کی صدا بلند کر رہا ہے۔

رات کے جلسہ میں خاکسار کے نام پر تقریر کرنے کے لئے انتخاب کا قرعہ پڑا۔ اگرچہ خاکسار کی طرف سے معذرت ہوئی مگر قبول نہ کی گئی۔ چنانچہ پریزیڈنٹ صاحب کے ارشاد پر خاکسار کو تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہونا پڑا۔ اگرچہ بارش اور آندھی نے تقریر کو روکا۔ مگر آندھی کے بند ہونے اور بارش کے تھمنے کے بعد پھر تقریر کرنی پڑی۔ جسے حضار جلسہ نے شوق اور دلچسپی سے سنا۔

جلسہ کی کامیابی کو دیکھ کر ہم کنور عبدالوہاب خاں صاحب اور چودھری نذیر احمد خاں صاحب کمیل جے پور کو مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہ جلسہ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ اور بہ مولوی رحیم بخش صاحب کے سی آئی ای جیسے بزرگان قوم کی تشریف آوری انہی کی کوششوں کا پھل تھا۔

دہلی میں مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریر

معاصر دعوت الاسلام انجمن جمعیت المسلمین دہلی کے قیام اور اس کے ایک جلسہ منعقدہ راۓ سینا دہلی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

مولوی محمد حسن صاحب احمدی کی تقریر کے بعد مولوی عصمت اللہ صاحب لاہوری جو ہاں کے میدان ارتداد میں بھی بطور مبلغ کام کر رہے ہیں۔ تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ آپ لوگوں کے سامنے وید مقدس اور ہندو مذہب کی حقیقت کو بیان کیا جائے۔ تاکہ وہ سعید الفطرت انسان جو آج ہندو ازم جیسے مردہ مذہب کو اسلام جیسے زندہ مذہب کے ساتھ ٹکرانا چاہتا ہے۔ وہ ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے۔ بعد ازاں آپ نے ویدوں کے اختلافات کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جس مذہب کی اصل کتاب کا پتہ نہیں۔ وہ مذہب کیا جس کا دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھا سکتا ہے۔ پھر آپ نے وید کی مقدس پوترا ورلنگ تعلیم پوجا اور نیوگ کا بڑی تشریح کے ساتھ بیان فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ آپ نے ہندو مذہب کی حقیقت کو احسن طور پر پشت از بام کر دکھایا۔ حاضرین اور سامعین بہت ہی مسرور ہوئے اور تحسین کی آوازیں بلند ہوئیں۔

آخر میں آپ نے وہ باتیں فرمائیں کہ اس وقت جبکہ اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی پوری توجہ سے متحد اور مجتمع ہو کر موجودہ شورش کی طرف لگا دینا چاہیئے۔ اس کے بعد تقریر ختم ہوئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

جرمنی میں تبلیغ اسلام
ایک نومسلم کا خط

ایک جرمن نومسلم اپنے ۲۰۔ اپریل کے خط میں مولوی عبدالمجید صاحب مسلم مشنری برلن کو حسب ذیل لکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایھا الصدیق العزیز الفاضل حفظ اللہ

اور میرے پیارے بھائی عبدالمجید۔ موسم بہار کے پھول کی مانند آپ کا خط میرے ہاتھ میں ہے جس کے لئے میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کیا کی کیا حقیقت ہے؟ اسے میں نے اپنی بیماری کے ایام میں محسوس کیا۔ انسان بغیر خدا کے کیا ہے؟ یورپ کی طرف نظر کرو۔ تمام یورپ نے خدا اور اس کی تعلیم کو بھلا رکھا ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔ کہ وقت آ رہا ہے کہ دانا اور پاکباز انسان کے ذریعہ سے انسان سچائی کو پائے گا مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی کہ اخویم مولوی صدرالدین اب آپ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اور ہر دو اشاعت کے کام میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام میں برکت ڈالے۔ امید ہے کہ ہم آپس میں عنقریب بالمشافہ ملاقات کریں گے۔ میں نے عربی اور اردو کا مطالعہ شروع کر رکھا ہے۔ اور احمدیت پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اس بارہ میں صحت یاب ہونے کے بعد آپ سے امداد کا خواہاں ہوں گا اب رمضان کا مہینہ ہے۔ جو رمض سے نکلا ہے۔ جس کے معنے جلانے کے ہیں۔ کیونکہ اس مہینہ میں انسان کے گناہ جل جاتے ہیں۔ کیا یہ درست نہیں ہے؟ میں آپ اور مولوی صدرالدین صاحب مل کر خدا تعالے سے دعا کریں گے۔ کہ وہ اس کام میں ہماری بہت بہت مدد کرے۔ اب آپ دعا کریں۔ الحمد للہ رب العالمین الخ میں بہت خوش ہوں گا۔ اگر آپ مجھے قرآن شریف کی ایک جلد بھیجدیں۔ جسے میں رات دن مطالعہ کروں گا۔ جہاں تک جلد ہو سکے۔ اسے بھیجدیں۔ میں انشاء اللہ اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھوں گا۔ آپ بھی اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔

یہی نومسلم بھائی اپنے دوسرے خط ۲۳۔ اپریل ۱۹۲۳ء میں لکھتے ہیں۔ مجھے قرآن شریف کا ایک نسخہ ملا جس کے لئے میں بہت مشکور ہوں۔ اس سے قبل میں نے بہت سی کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کے اس ترجمہ نے میرے سینہ کے اندر روشنی پیدا کر دی ہے۔ یہ کیسی عجیب کتاب ہے۔ آپ کا خط آنے سے پہلے مجھے شفا ہو چکی ہے۔ اور میں قرآن شریف کو پڑھ کر مسرت سے بھرا ہوا ہوں۔ مولوی صدرالدین صاحب کی خدمت میں میری طرف سے شکریہ ادا کر دیں۔ اللہ تعالے آپ صاحبان کو برکت دے۔ اور اس کام میں آپ کی نصرت کرے۔

مولینا صدرالدین صاحب کا خط

مولوی صدرالدین صاحب اپنی تازہ چٹھی میں لکھتے ہیں کہ رسالہ "اسلام" چھپنے کے لئے دے دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد چھپ جائے گا۔ مسجد کا نقشہ انشاء اللہ تیار ہو رہا ہے۔ بنا مسجد کی اجازت مل جانے پر مسجد بننی شروع ہو جائے گی۔

کوشش ہو رہی ہے کہ مارک کی قیمت مقرر کر دی جائے۔ دیکھیں کیا ظہور پذیر ہوتا ہے ۲۴۔ اپریل کو برلن میں ساتواں روزہ تھا۔ اور سورج سات بجکر ساڑھے دس منٹ پر غروب ہوا۔ ہر روز ۴ منٹ دن بڑھتا ہے۔ آخری روزہ ۱۹ مئی کو سات بجکر ۴۷ منٹ پر افطار ہوگا۔ صبح کے وقت دن دو منٹ بڑھتا ہے۔ آخری دن ۴ بجکر ۶ منٹ پر طلوع آفتاب ہوگا۔ برلن میں لندن سے دن بڑا ہوتا ہے۔ ماہ جون میں طلوع آفتاب ۳ بجکر ۹ منٹ اور غروب ۸ بجکر ۴۴ منٹ ہوگا۔ جس گھر میں رہتے ہیں وہ لوگ نہایت ہمدرد ہیں۔ تراویح پڑھنے کا ان پر بڑا اثر ہوا ہے۔ ان کے ہاں ایک رشتہ دار لڑکی بورڈنگ سکول سے بیمار ہو کر آئی ہوئی ہے۔ جس کی عمر ۱۷ سال کی ہے۔ جو بڑی ذہین اور انگریزی جانتی ہے۔ اُسے اسلام کے متعلق بڑی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ رمضان کی عبادات کا اس پر خاص اثر ہوا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس گھر کو نور اسلام سے منور کر دے۔ آمین۔ مولوی عبدالمجید صاحب تندرست ہیں۔ اور بڑے اخلاص سے روزے رکھتے ہیں۔ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ نیک ساتھی بڑی نعمت عظمے اور قدر کے قابل ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین ہ

افریقہ میں تبلیغ اسلام

مکرم چودھری ظہور احمد صاحب بی اے اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اپنے دفاتر کے کثیر مشاغل کے ساتھ ساتھ ممالک غیر میں بذریعہ خط و کتابت تبلیغ اسلام کرتے اور نومسلمین کی مختلف مسائل کے بارہ میں تسلی کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت قریب ایک درجن کے افریقن نومسلموں سے آپ کی خط و کتابت ہو رہی ہے۔ جن کے خطوط کے اقتباسات ناظرین پیغام صلح ملاحظہ کرتے رہتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری انجمن ایسی خط و کتابت پر ایک خاص گریجوایٹ تعینات کرے جو دیگر ممالک کے مسلمانوں سے خط و کتابت کر کے اشاعت اسلام کے لئے استحکام کی بنیاد ڈالے یہ بڑا ضروری شعبہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے ہم دیگر ممالک کے بھائیوں میں اشاعت اسلام کی روح پیدا کر سکتے ہیں۔ اور مختلف بلاد میں تعلیم اسلامی پھیلا سکتے ہیں۔

مغربی افریقہ کے ایک نومسلم نے اپنے ایک تازہ خط میں چودھری صاحب کو حسب ذیل لکھا ہے۔

پیارے بھائی۔ آپ کا ۱۸ جنوری ۱۹۲۳ء کا خط ملا جس کے پڑھنے سے مجھے ناقابل بیان خوشی حاصل ہوئی۔ خط کی ابتدائی سطور یقیناً الہام سے لکھی گئی معلوم دیتی ہیں۔ اتنے دور دراز کے ملک سے آپ کا خط پا کر میں سخت متحیر ہو گیا۔ لیکن مجھے اخوت اسلامی کے ناقابل شکست تعلق کا خیال آیا۔ تو مجھ پر اسلام کی برقی طاقت کا جس ... ہر ایک قسم کی روکوں کو دور کر کے ہر ایک مسلمان کے دل میں ... ہے بڑا احساس ہوا۔

اور یہ بیان میرے ذاتی تجربہ پر مبنی ہے جو مجھے قبول اسلام کے بعد حاصل ہوا۔ اس سے پیشتر میں سوائے اپنے عیسائی نقطہ نظر اور دولت مند لوگوں کے ہر ایک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ آپ کی اسلامی کتابیں دیکھنے کے بعد جو میرے اسلام لانے کا موجب ہوئیں مجھ پر واضح ہو گیا کہ جملہ بنی نوع انسان مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے جو روحانیت میں ترقی کر کے اللہ تعالے کے خاص ... کے نیچے آجائیں۔ اور وہ امتیاز جو عیسویت نے انسانوں کے درمیان قائم کر رکھا ہے وہ انسانی ایجاد ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ ہر قسم کے ... کو دل سے نکال دیتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے ... پاک ... میں کس طرح سے مسلمانوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم کر دیا ... جملہ مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اور ان میں سے کسی کو دوسرے ... چاہیئے۔ نہ ایک دوسرے کو مدد دینے سے دریغ کرنا چاہیئے۔ نہ ایک دوسرے سے نفرت کرنی چاہیئے۔ سچائی کا تخت دل ہے۔ اس لئے وہ دل جو سچا اور متقی ہے۔ کسی دوسرے مسلمان سے نفرت نہیں کر سکتا۔ اور ایک مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی تمام چیزیں حرام ہیں اس کا خون۔ اس کا مال اور اس کی عزت۔"

مندرجہ بالا اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام بنی نوع انسان کا مذہب ہے۔ اور یہ ایسا مذہب ہے کہ تمام دنیا پر پھیل جائے گا اگر اقوام اور سلطنتوں کا ایجاد کردہ امن قائم ہو جائے۔ اسلام کا برقی اثر بیان سے باہر ہے۔ جونہی کہ کوئی شخص اسے چھوتا ہے اس پر بے شمار حقائق کھل جاتے ہیں۔ مدلل اور معقول مذہب ہونے کے باعث یہ ایک بڑا بھاری خزانہ ہے۔ اس لئے اپنے فرض کی ادائیگی میں آپ کا یہ لکھنا کہ آپ حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ اسلام کی خصوصیات میں سے ایک خاص خصوصیت ہے

اس قابل قدر کام کی جو آپ اور آپ کے برادران ووکنگ اسلام کے لئے کر رہے ہیں۔ کچھ تعریف نہیں کی جا سکتی۔ جو میرے اسلام لانے کا موجب ہوا۔ نہ صرف میں ہی بلکہ کئی بے تعصب عیسائی اس کام کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ جو اس لٹریچر نے ہر قسم کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو دور کرنے میں کیا ہے۔ جو آپ کی جانب سے شائع ہو رہا ہے۔ عیسائی پادریوں کی ہر قسم کی پھیلائی ہوئی غلطیوں کا اس نے قلع قمع کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے جس کی راہ میں آپ کام کر رہے ہیں۔ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ مجھے جرمنی وغیرہ کے مشنوں کے حالات پڑھکر بڑی خوشی ہوئی۔ گو اسلام مادی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن اس کی روحانی طاقت بے پایاں ہے اور آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر جلد یا بدیر تمام دنیا اس کی ناقابل مفتوح طاقت کے سامنے جھک جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے گی۔

اخبار احمدیہ

مولٰنا مولوی عصمت اللہ صاحب بعض ضروری کاموں کے لئے لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ عید سے پہلے لاہور آئے تھے۔ اور پھر اپنے وطن ازمر ضلع ہوشیارپور میں چلے گئے۔ جہاں آپ کی تین تقریریں ہوئیں۔ خدا کے فضل سے ان تقریروں کا بہت بڑا اثر وہاں کے مسلمانوں پر ہوا جس کی تفصیل آئندہ ہوگی۔

مکرم جناب مولوی عزیز بخش صاحب جھنگ سے لکھتے ہیں کہ ڈیرہ غازیخاں سے نہایت جانکاہ خبر آئی ہے کہ ہماری جماعت کے پرانے مخلص منشی علی محمد صاحب سرشتہ خوان عدالت خزانہ ۱۲ و ۱۳ مئی کی درمیانی شب کو آندھی کی وجہ سے اپنے مکان کی دیوار کے گرنے سے ایک شہتیر پر گر پڑے اور سر میں سخت ضرب آئی جس سے ایک گھنٹہ کے اندر ہی وہ جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے پیچھے دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑ گئے ہیں جن کی والدہ پہلے ان کے سر سے گزر چکی تھی۔ اللہ تعالے انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔

احباب برادر موصوف کا جنازہ غائب پڑھیں اور ان کے بچوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا کارساز ہو۔

جموں میں ہمارے سلسلہ کے ایک غریب بھائی میاں علم دین صاحب

بقیہ بر صفحہ ۶ کالم اول

دعوتِ عمل

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر۔

اے نبی! کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کر۔ اور جری القلبی اور مستقل مزاجی سے جہاد کر۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم اور ان کا حشر بُرا ہے یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو ایک اُمّی نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر آج سے تیرہ سو سال پیشتر نازل ہوتے ہیں۔ اور اُس وقت نازل ہوتے ہیں جس وقت اسلام کو کفر اور بیدینی کی لشکر چار ہر سمت سے گھیر رہے ہیں۔ اور کوئی ظاہر امید نظر نہیں آتی۔ کہ اسکے بالمقابل اسلام کو فتح نصیب ہو۔ یا یہ بلا کسی غریب مصیبت زدہ مسلمانوں کے سر سے ٹلے۔ لیکن وہ خداوند کریم جو صادق الوعد ہے ساتھ ہی یہ وعدہ ظاہر فرماتا ہے کہ اگر مستقل مزاجی اور پوری طاقت سے ان سختیوں کو دور کرنے کی ٹھان لوگے تو میدان آخر تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔ اور کفار کا انجام بُرا اور ان کا حشر خراب ہے۔

قرآن کریم کا شروع سے یہ اصول رہا ہے کہ وہ حق کو غلبہ اور نصرت انسانوں ہی کے واسطہ سے دلاتا ہے لیکن اس غلبہ کی پیشگوئیاں دقت مقررہ کے پہلے کر کے دکھا دیتا ہے کہ کوئی اور زبردست ہاتھ اہل اسلام کی پشت پر کام کر رہا ہے۔ واقعات چشم بینا سے منت کشی کرتے ہیں کہ اہل بصیرت اپنی آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ کیا ایسے جان کاہ مصائب اور آڑے وقت میں وہ رسول عربی اور اس کے ہمراہی چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں نہیں سختی پر سختی جھیلتے ہیں مصیبت پر مصیبت اٹھاتے ہیں۔ اینٹیں کھاتے ہیں پتھر ان پر پھینکے جاتے ہیں لیکن وہ اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے مقصد کی راہ سے قدم پیچھے ہٹانا پسند نہیں فرماتے۔ کیوں؟ اسلئے کہ ان کا ایمان مضبوط ہے۔ ایک عظیم الشان وعدہ ان کے سامنے موجود ہے۔ اور اس ذات باریتعالےٰ کا وعدہ ہے جس کا وعدہ کبھی خطا نہیں جاسکتا نتیجہ کیا ہوسکتا ہے یہی کہ انجام کار فتح مکہ ہوتی ہے اور وہی کفار رسول اکرم صلعم کے قدموں پر آگرتے ہیں اور وہ لوگ جو ایک دن اسلام اور اس کے پیرؤوں کے دشمن جانی تھے۔ آج جوق در جوق حلقۂ اسلام میں داخل ہو کر اسکی صفوں کو مضبوط اور اسکی جماعت کو مستحکم بنا رہے ہیں۔ اور ان ہی کی طفیل ان ہی کی ذریت کے ذریعہ اسلام کا ڈنکا عالم میں ایک گونج پیدا کر دیتا ہے اور اسپین اور مراکو تک اسلامی جھنڈے لہراتے نظر آتے ہیں

کیا وہی دور آج پھر ہماری نظروں کے سامنے نہیں؟ اور وہی اصول وہی طریق کار ہماری کامیابی کے لئے کافی نہیں۔ لیکن وائے بر حال مسلمانان ما اسقدر زبردست ذرائع نصرت اپنے سامنے رکھتے ہوئے اور اسقدر زبردست طاقت کو اپنی پشت پر پا کر غافل بیٹھے ہیں۔ کیا ان غفلتوں کی پرسش نہیں کی جائیگی۔ کیا ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا یہ عیش پسندیاں عاقبت میں چھٹکارا کر سکیں گی؟

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی یاد رکھو خدا کی قوانین کبھی ٹل نہیں سکتے۔ جس فعل کی تکمیل اس ذات بابرکات منبع جود و کمالات کو منظور ہے وہ ہو کر رہیگی۔ لیکن کیا اچھا ہو آپ خود وہ شوق پیدا کریں اور میدان کارزار میں نکل پڑیں تاکہ کامیابی اور جوانمردی کا سہرا آپ کے سر پر رکھا جائے۔ اور دنیا میں آپ ایک ممتاز قوم تصور کئے جاسکیں۔ آپ کی خاطر تو اس خدائے باری تعالےٰ نے خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کا خطاب تجویز فرمایا ہے لیکن افسوس کہ اب اس خطاب کے اہل اپنے آپ کو ثابت نہیں کرتے۔ کیا اسکا انصاف کے رو سے یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ خطاب آپ سے واپس لیکر کسی اور گروہ کو دیدیا جاوے جو اس کا اہل ہو۔ اور جو اس خیرامت کے خطاب کا مستحق ہو۔

امت محمدیہ وہ امت نہیں کہ عیسائیوں کی طرح دوسروں کے سہارے اپنی نجات حاصل کرنے کی محتاج ہو۔ امت محمدیہ وہ امت نہیں کہ تناسخ کے چکروں میں سرگردان رہ کر اپنی ترقی میں روک کا موجب ہو۔ امت محمدیہ وہ امت ہے جس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے افعال سے اور اپنی سعی سے اپنی نجات کے معراج پر پہنچنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور در اصل یہی ایک بہادری اور جوانمردی ہے۔ امت محمدیہ کا کام یہ تھا اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ لوگوں کو دعوت الی الخیر اور امر معروف کی طرف رغبت دلائیں۔ اور برائیوں سے روکیں۔ اور خود حسنات کے حصول میں سعی کریں لیکن آجتک کتنے مسلمان ہیں جو اس زرین اصول کو اپنا عقیدہ عمل قرار دئے ہوئے عمل کرتے ہیں جو دعوت الی الخیر کے کام سے دنیا کو مستفیض کر رہے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو تو درکنار اپنی ذات کے اندر ایمان اللہ کو زندگی پیدا کرتے ہیں۔ اسلام کیوں تنزل میں نہ گرے۔ اسلام کی حالت کیوں نہ بگڑے جب ایسے کھلے اصولوں کی خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں اور ایک دنیا میں روزمرہ کے برتے جانے والے اصول کی دین کی صورت میں پرواہ نہیں کی جاتی۔ کاش کہ مسلمانوں کی حالت کچھ سدھرے اور اسلام کی پرواہ دنیاداری کے دسویں حصہ کے برابر ہی کی جائے۔ اور چوبیس گھنٹے سے دو یا اڑھائی گھنٹے ہی اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے لئے صرف کئے جائیں۔

خدا کا ہر فعل ایک خاص صلوت رکھتا ہے۔ مجددین کا سلسلہ ہر صدی کے سر پر جاری کرنے میں بھی ایک حکمت تھی اور وہ یہ کہ انقلاب دہر کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر جو بُرے اثرات پیدا ہو جایا کرتے ہیں دور ہو جائیں اور علائق بدعات پھرنئے سرے سے صاف کئے جائیں مختلف وقتوں میں مختلف ضرورتوں کا سامنا ہوا کرتا ہے چنانچہ گذشتہ مجددین بھی اپنی اپنی ضرورتوں کو پورا کر کے رحلت فرماگئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ زمانہ ہم نے کس ضرورت کو حل کرنا ہے اور مجدد وقت کا کیا کام ہونا چاہیئے۔ زمانہ اس امر پر شاہد ہے کہ آج اسلام بباعث غفلت عام الناس اس قعر ذلت میں گرایا جا رہا ہے کہ آج تک زمانہ اسکی مثال پیش نہیں کر سکتا اور یہی وہ کمزوری ہے جس کی طرف اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے لوگوں کی توجہ کو بآنگ دہل منعطف کرایا اور اور ایک عالم اسکی تعلیم کی صداقت کا زبان حال سے اقرار کر رہا ہے۔ ادھر اسلام اپنی درد انگیز یتیمی کی صداؤں سے اپنی داستان بتا رہا ہے اور دست سوال تعاون کے لئے دراز کر رہا ہے کاش کہ آپ اس کے آہ و بکا کے سننے کے لئے کان رکھتے ہوں اور اسکی گریہ وزاری کے احساس کے لئے دل۔

ادھر فتنۂ ارتداد اٹھ اٹھ کر آپ کو اس عظیم الشان ضرورت کی طرف اس مقدس ہستی حضرت مسیح موعود آخر الزمان کے اصولوں کی تائید کی زبان حال سے شہادت دے رہا ہے۔ ایک صادق اور خدا کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے انسان کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے کہ واقعات عالم اور زمانہ کی نیرنگیاں تو جھک جھک کر ایک شخص کا استقبال کرنے کو نکلیں لیکن عالم خود اس کی پرواہ نہ کریں۔ اور خواب غفلت میں شب و روز بسر ہوں۔

مسلمانو! کفار آپ کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ آپ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سا موقعہ ہوگا کہ آپ اپنی حمیت اسلامی اور غیرت قومی کے جوہر دکھلا سکیں۔ آؤ میدان میں نکلو اور زمانہ کو ایک دفعہ تو بتلا دو کہ اسلام اور عاشقان اسلام میں وہ رشتۂ لاینفک ہے کہ ایک کی حالت پر دوسرا اسی مصیبت ہو یا اگر ایک پر حملہ ورانت رکھنے کا ارادہ کرتا ہو تو دوسرا بیقرار ہو کر اسکی اعانت اور حمایت کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ بھائیو! اٹھو یہ وقت خواب نہیں۔ کفر کی تاریکیاں اسلام کو ہر طرف سے گھیر رہی ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں تو خداوند کریم شافی مطلق نے وہ شمع دے رکھی ہے کہ کفر کی تاریکیاں تو درکنار شرک کے سیاہ بادل اسکے سامنے اڑ جاتے ہیں۔ کاش کہ اس شمع کو استعمال میں لائیں۔ اور دیکھیں کہ یہ کیا کام دیتی ہے۔ آپ ہی کے تساہل آپ ہی کی غفلتوں نے اسلام کی حالت کو نازک بنایا اور اب آپ ہی کا فرض ہے کہ اس کی طرف توجہ مبذول فرماویں اور جان و مال سے اس کی اشاعت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کی تائید میں نکل پڑیں۔ کدورتیں چھوڑو۔ بغض چھوڑو۔ آؤ اس صدی کے مجدد کی آواز کو لبیک کہہ کر دعوت الی الخیر کے کام میں لگ جاؤ جس کے لئے امت محمدیہ کو مختص کیا گیا ہے کیا یہ اہل اسلام کے لئے شرم کا مقام نہیں ہے کہ وہ قوم یا وہ امت جس کو سرور انبیاء ختم المرسلین نے اس کام کے لئے مختص فرمایا ہو آج وہ کام کفار کر رہے ہیں اور مذہب کی حقانیت کو دنیا کے سامنے پیش کرنا جو اسلام کی تعلیم تھی آج کفار کا کام ہے۔ اگرچہ ان کا ایسا کرنا در اصل اسلام کا ایک حیرت انگیز معجزہ ہے۔ اور اصولوں کی صداقت کا ایک بین ثبوت۔

ہندو صاحبان ذرا گریبانوں میں منہ ڈالیں اور دیکھیں کہ ان کے وید ان کو کیا تعلیم دیتے ہیں۔ وید کی تو یہ تعلیم ہے کہ ایک شودر یا غیر برہمن وید کا ایک منتر بھی سن بیٹھے تو سننے والا اور سنانے والا دونوں کا دھرم بھرشٹ ہو جاتا ہے اور پچھلی بھگتی خاک میں مل جاتی ہے۔ اگر آپ آج اس تعلیم سے منہ موڑ کر اسلام کے اصولوں پر کاربند ہوتے ہیں تو گویا ویدوں کی صریحاً توہین اور خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ویدوں کی تعلیم میں یہی نقائص تھے جن کو دور کرنے کے لئے قرآن پاک نازل کیا گیا [illegible] آج آپ کو نا شدہ [illegible] سبق سکھلا رہا ہے۔ اور آپ کی [illegible] وید اور آپ کی مذہبی کتاب سکھلانے سے قاصر [illegible] اشاعت اسلام نے چیلنج دیا ہے کہ آئیں [illegible] قبول کیا جائے۔ آپ کے دل میں اگر ذرا بھی شوق [illegible] انصاف پسندی اور سچائی ملحوظ نظر ہو تو آپ اپنے [illegible] یا اسلام کی اطاعت کر کے حق پسندوں کے زمرہ میں داخل [illegible]

میں پھر مسلمانوں کی ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ایمان کو قرآن اور [illegible] نبی صلعم کے ماتحت دعوت الی الخیر کے اصول کی پابندی کی طرف [illegible] کرتا ہوں۔ یاد رکھو سوراج ایک جگہ تھا اور محض ایک دل فریبی [illegible] بغیر استقامت دین کے مسلمانوں کو نہ حاصل ہو سکتا ہے نہ [illegible] کرام نے جب دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تو حکومت خود بخود ان کے قدم چومنے کے لئے آ کھڑی ہوئی۔ آپ بھی اپنے اسلام کو بلند [illegible] سعی فرمائیں۔ حکومت آپ کی پیروی کریگی۔ ہندوستان کی بہبودی [illegible] وہ تمدنی ہو یا معاشرتی اخلاقی ہو یا مذہبی اسی میں مضمر ہے کہ اصول [illegible] کی تبلیغ کر کے ایک سچے مذہب پر دنیا کو لایا جائے۔ آپ ہمت کریں [illegible] صبر اور استقلال سے کام کرتے ہوئے کفار کے ساتھ جہاد کریں [illegible] آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کے ہاتھ میں تو جہاد کا وہ زبردست ہتھیار ہے [illegible] جس کے سامنے کلدار توپیں اور ہولناک گولے ہیچ ہیں۔ کاش کہ آپ اس [illegible] ہتھیار کو استعمال میں لائیں۔ تلوار وہ کام نہیں دے سکتی جو [illegible] جا سکتی ہے کیونکہ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ اسمیں وہ ہدایت اور وہ [illegible] جو تلوار پیدا نہیں کر سکتی اور اس میں وہ طاقت ہے جو تلوار تک کو اپنا مطیع [illegible] غلام بنا سکتی ہے۔

راقم محمد نعمان۔ چھاؤنی لاہور۔ میڈیکل سروس

مسلم احمدیہ پرنٹنگ پریس

آج کل تبلیغ و اشاعت کے کام کا دارو مدار کتب ٹریکٹ اور اخبارات اور اشتہارات پر ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ پر انہیں ذرائع سے اثر پڑ سکتا ہے جس قوم کے یہ ذرائع جس قدر زیادہ مضبوط ہوں گے اسیقدر وہ زیادہ کامیاب ہوگی۔ کتب۔ ٹریکٹ۔ اخبارات اور اشتہارات کے بروقت اور حسب منشاء چھپنے کا انحصار مطبع پر ہے۔ دوسرے مطابع نہ اچھا کام کرتے ہیں اور نہ وقت پر۔ انجمن کا اپنا مطبع نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے اخبارات کو آئے دن کی مشکلات رہتی ہیں۔ بیان القرآن جیسی نایاب تفسیر بھی اپنا مطبع نہ ہونے کی وجہ سے وقت پر شائع نہ ہو سکی۔ دوسری جلد ستمبر یا اکتوبر ۱۹۲۲ء میں شائع ہو جاتی جو مطبع کی مشکلات کی وجہ سے وقت پر مکمل ہو کر بالاقساط شائع ہو سکی۔ احباب تیسری جلد [illegible] حضرت امیر یا اپریل کو ختم کر چکے ہیں۔ مگر مطبع کی مشکلات کی وجہ سے اب تک صرف اکیسواں پارہ چھپا ہے۔ اور امید نہیں کہ جون تک بھی ہم مکمل تفسیر شائع کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ یہی حال باقی کتب کا ہے۔ سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم یعنی آئینہ کمالات اسلام۔ برکات جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام۔ اور ایسا ہی جلد ششم جس میں تحفہ بغداد کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ وغیرہ حضرت اقدس کی عربی تصانیف میں بالکل تیار لکھی پڑی ہیں۔ مگر مطبع کی مشکلات کی وجہ سے نہیں چھپ سکتیں۔ یہ وقت تھا کہ ہم اپنے خزانوں کو شائع کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ لاہور میں جو مطبع اچھا کام کرنے والے ہیں۔ ان کے پاس اسقدر کام ہے کہ ان کو فرصت نہیں ملتی اور خراب مطبعوں پر کام کرانے کو دل نہیں چاہتا۔ اس طرح یہ تمام کتابیں رکی پڑی ہیں انجمن پر تبلیغی کاموں کا اسقدر بوجھ ہے کہ سر دست مطبع کے خرچ برداشت کرنے کی گنجائش نہیں۔ ایک مطبع جاری کرنے کے لئے [illegible] روپیہ کے سرمایہ کی ضرورت ہے حضرت امیر کی تحریک پر یہ تجویز ہے کہ پانچ پانچ ہزار کے چار حصہ دار شریک ہو کر ایک مطبع کھڑا کیا جائے۔ جو اصحاب اس کار خیر میں شریک ہوں گے علاوہ ثواب کے فائدہ بھی اٹھائیں گے۔ اول تو انجمن کا ہی چھپائی کا کام کافی ہے۔ دوم باہر سے بھی بہت کام ملتا ہے۔ چنانچہ پانچ پانچ ہزار کے دو حصہ دار تو مل چکے ہیں۔ دو اور چاہئیں۔ تمام انتظام حصہ داروں کے ہاتھ میں ہوگا۔ انجمن میں بھی تجویز زیر غور ہے کہ اگر ایک حصہ انجمن نے لے لیا تو پھر انتظام انجمن کا ہوگا۔ جو اصحاب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں اپنے منشاء سے اطلاع دیں۔ اطلاع آنے پر باقاعدہ نظام بنایا جائے گا۔

خاکسار فقیر اللہ

مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بقیہ صفحہ چار

خیاط ہیں۔ ان کا ایک نوجوان بھتیجا چند ماہ سے گم ہے۔ ان کی مفارقت کا انہیں ازحد صدمہ ہے اور اس غم والم میں ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں۔ ان کی حالت ازحد قابل رحم ہے۔ ان کا ایک خط آیا ہے کہ عزیز عبدالکریم کا پتہ ملتان سے ملا تھا۔ لیکن اب وہاں سے بھی غائب ہے گمان غالب ہے کہ وہ ملتان یا اسکے گرد و نواح ہی میں کہیں ہے۔ ملتان۔ جھنگ اور دیگر شہروں کے احمدی احباب اگر کوشش کرکے کوئی پتہ لگا سکیں تو ازحد ثواب ہوگا۔

لاہور میں عید ۱۸ مئی کو ہوئی۔ نماز عید مولانا مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ میں آپ نے الم نشرح لک صدرک کی تفسیر کرتے ہوئے انا مع العسر یسرا۔ ان مع العسر یسرا پر جماعت کو . . . . . خاص طور پر توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ کوئی خوشی خوشی نہیں جب تک اس سے پہلے کوئی مجاہدہ نہ ہو۔ اسلام کے تہوار دیگر مذاہب کی طرح بے معنی نہیں۔ عید سے پہلے چونکہ ایک لمبا مجاہدہ کرنا پڑا ہے۔ اسلئے اب خوشی کا دن دکھایا ہے اسی سلسلہ میں آپ نے جماعت کو اشاعت اسلام کے لئے کوشش اور مجاہدہ کرنے کی تلقین کی کہ اس سے حقیقی مسرت مسلمانوں کو میسر آسکتی ہے عید کے دن چونکہ جمعہ تھا اسلئے جمعہ کی نماز اپنے وقت پر پھر مولوی صاحب مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے ہی پڑھائی۔ اور سورۂ بقر کے پہلے رکوع کی تفسیر کرتے ہوئے مَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ پر فرمایا کہ اسلام کی یہ خصوصیت کہ وہ تمام دوسرے انبیا کا قائل ہے جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے کہ دوسروں پر بھی اللہ تعالےٰ کا الہام نازل ہوتا رہا وہ یہ حق نہیں رکھتے کہ ہمیں اپنے مذہب کی تلقین کریں کیونکہ جب خدا نے الہام نہیں کیا تو وہ کون ہیں جو اپنا مذہب پیش کرتے ہیں۔ اسلام کی پوزیشن اسکے بالمقابل صاف ہے کہ الہام سب پر آیا لیکن اسکو بگاڑ دیا گیا۔ قرآن اس کو صحیح طور پر پیش کرتا ہے۔

اخیم مولوی صدیق حسن خان صاحب سلاگام سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہوگلی میں میرے بہت سے وعظ ہوئے۔ ابھی ہو رہے ہیں۔ کمال درجہ کا اثر ہے۔ احمدیت سے لوگ خوب واقفیت پیدا کر رہے ہیں۔ امید ہے تھوڑے دن کی محنت سے کم از کم سات آدمی جو صوفی طبیعت اور اگر پڑھا دان ہیں ماشاءاللہ بیعت کر لینگے۔ ایک مولوی بڑا نامی ہو کر نکل گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ برادر موصوف کو کامیاب فرمائے اور اس سے بھی بڑھ کر خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔

افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست ڈاکٹر محمد دین صاحب ساکن قصبہ کھاریاں کے بڑے بھائی ڈاکٹر امام الدین صاحب جو عرصہ سے مرض سل میں مبتلا تھے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون گزشتہ جمعہ کو آپ کا جنازہ غائب پڑھا گیا ہے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے اللہ تعالےٰ مغفرت کرے۔ ہمیں ڈاکٹر محمد دین صاحب اور ان کے والد ماجد اور مرحوم کے فرزند ارجمند ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

مراسلات

علماء کشمیر کو دعوت اتحاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی دوسری جگہ ہم بتا چکے ہیں کہ جگت گرو شنکر اچاریہ نے کشمیر میں اشتہار شائع کیا ہے کہ کشمیری پنڈت مسلمانوں کو شدھ بنائیں ہمارے مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل نے ذیل کا خط علماء کشمیر کے نام شائع کیا ہے جس میں ان کو اتحاد اور اتفاق کے لئے بلایا گیا ہے۔ ایڈیٹر

من عبد اللہ الی علماء الکشمیر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایہا العلماء انتم تزعمون انکم ورثۃ الانبیاء وکأنہ المیدان فیرجی منکم ان تصلحوا مالم یصلحہ سلاطین البلدان ومشائخ الزمان فلما ترون الی الاسلام والمسلمین انہ کیف ظہر الفساد فی الناس وما ترون فیہم بخلاق الاسلام وتجدون اکثر الناس قد مالوا الی زینۃ الدنیا ولترک الدین وما بقی جہالۃ الا وھو موجود فی المسلمین ولا ذنب الا وھو موجود فی نسائہم والرجال والنسبیین وھذہ فما تولدت من جہل الجہلاء بل من غفلۃ العلماء الذین یامرون الناس بترک الدنیا ثم یطلبونہا وتحریف الشریعۃ شرعتہم ثم انظروا کیف دیس الاسلام والمسلمون تحت اقدام العتوس وواضحۃ النصاری بلادنا واحرقوا کلیاتنا ونسدنا اولادنا ثم ثارت البراھمۃ وصالوا علی الاسلام کالعساکر وجاشت فتنۃ الالحاد والارتداد وترون الآن فتنۃ الآریۃ تمشی فی بلاد الھند کالجراد المنتشرۃ وانتم تعلمون انہم اجمعوا علی ان یترکوا دقیقۃ حتی یطہروا ارض الھند من الاسلام والمسلمین وما نحن ففی الخلاف والتفرقۃ والتشاجر ہالکین تفرقنا فی الدین وصرنا شیعا وکل حزب بما لدیہم فرحون تشیعنا وتسننا وتوھبنا وتصوفنا فمن ذا الذی یوقظنا وما علاج المسلمین فی ھذا الحین. فقوموا یا معشر الکرام لنصرۃ الاسلام واترکوا تعصب الشیعۃ والاباضیۃ واختلاف اھل الحدیث والوھابیۃ والمقلدین والمعتزلۃ والمبتدعین والاحمدیۃ ایہا الاعزۃ فکروا فی انفسکم انہ قد افترق الامۃ یکفر بعضہم بعضا واعز الامر من الجدال الی القتال فتدبروا واعتصموا بحبل اللہ ولا تفرقوا تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ونحافظ علی الاسلام ونذب عن المسلمین ولا تکونوا کالذی اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المہاد وما علینا الا البلاغ

ترجمہ

عبداللہ کی طرف سے علماء کشمیر کی طرف۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے علماء زمان! آپ دعوی کرتے ہیں کہ آپ انبیا کے وارث ہیں پس آپ سے اس بات کی امید کی جاتی ہے کہ آپ ان کاموں کی اصلاح کریں جس کی اصلاح بڑے بڑے بادشاہ اور زمانہ کے مشائخ نے نہیں کی۔ تو آپ اسلام اور مسلمانوں کی حالت کی طرف کیوں آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ کس طرح لوگوں میں فساد ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور آپ ان میں اسلامی اخلاق نہیں دیکھتے اور اکثر لوگ دنیا میں زمین کی طرف جھکتے چلے جاتے ہیں اور دین کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ کوئی جہالت نہیں جو مسلمانوں میں نہیں اور کوئی گناہ نہیں مگر وہ ان میں اور ان کے گھروں میں اور اولاد میں موجود ہے۔ اور یہ فتنے لوگوں کی جہالت سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ان علماء کی غفلت کا نتیجہ ہے جو لوگوں کو ترک دنیا کا حکم دیتے ہیں اور خود اس کے پیچھے مرے جاتے ہیں جس ان کی سرشت بنا ہوا ہے۔ اور شریعت میں تحریف کرنا ان کا طریق عمل ہے سو آپ دیکھئے کہ کس طرح اسلام اور مسلمان پامال ہو رہے ہیں اور نصاریٰ نے ہمارے شہروں کو روندا۔ اور ہمارے کلیجوں کو جلایا۔ اور ہمارے بچوں کو رنگ ڈالا۔ پھر برہمن لوگ اٹھے ہیں۔ اور اسلام پر مثل نصرانیوں کے حملے کرنے لگے۔ اور الحاد اور ارتداد کا فتنہ جوش زن ہوا۔ اور آج کل تم آریہ کا فتنہ تو دیکھ رہے ہو کہ ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں ٹڈیوں کی طرح پھیل گیا ہے۔ اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ یہ آریہ عزم بالجزم کر چکے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کو ہندوستان کی زمین سے پاک کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھیں گے۔ اور ہماری یہ حالت ہے کہ بغض اور فرقہ بندی اور مخالفت میں ہلاک ہو رہے ہیں۔ دین میں فرقے بنائے اور ہر ایک جماعت اپنے خیالات پر نازاں ہیں۔ کوئی شیعہ کوئی سنی۔ کوئی وہابی کوئی صوفی۔ پس کون ہم کو جگائے گا۔ اور اس وقت مسلمانوں کا کیا علاج ہے۔

اے بزرگان اسلام! اسلام کی نصرت کے لئے اٹھو! اور شیعیت اور اباضیت کے تعصبوں کو چھوڑو۔ اور اہل حدیث اور وہابی اور مقلدین اور معتزلہ اور مبتدعین احمدیت کے جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اے میرے بھائیو! اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو۔ امت مسلمہ فرقے فرقے ہو گئی اور ایک دوسرے کو کافر بناتی ہے۔ یہاں تک کہ نوبت جدال سے قتال تک پہنچ گئی۔ پس سوچو اور قرآن کو مضبوط پکڑو اور فرقہ بندیوں کو چھوڑو اور آؤ اس کلمہ کی طرف جو ہم تم میں مشترک ہے کہ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنائیں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک سمجھیں اور اسلام کی نگہبانی کریں اور مسلمانوں کی طرف سے مدافعت کریں اور اس شخص کی مانند نہ ہوں جو اپنی عزت کے خیال سے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور اس کا برا ٹھکانا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

تازہ خبریں

ہندوستان

فسادات امرتسر

امرتسر ۱۶ مئی۔ لالہ بنواری لال مجسٹریٹ درجہ اول نے تین اشخاص میں سے جن پر زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند الزام لگایا گیا تھا۔ مسلمان پیر انگوں کو مجرم ٹھہرایا ہے۔ ان میں سے ہر ایک شخص سے ایک ایک ہزار روپیہ کی ایک ایک سال کے لئے ضمانتیں لی ہیں۔ اور حکم دیا ہے کہ بصورت عدم تعمیل انہیں قید کیا جائے گا۔ ملزمین نے ضمانتیں داخل کر دیں اور انہیں رہا کر دیا گیا۔

آج مسٹر ملبوری اسسٹنٹ کمشنر نے ایک مقدمہ کی سماعت کی جو سولہ ہندوؤں کے خلاف زیر دفعات ۱۴۷ - اور [illegible] تعزیرات ہند دائر تھا۔ مسٹر کانڈن ٹوڈ اسسٹنٹ سکرٹری سرکاری وکیل اور کوٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ملک معظم کی طرف سے پیش ہوئے اور ملزمین کی طرف سے مسٹر بی۔ آر۔ پوری اور مسٹر بخش بھگت رام پیش ہوئے

صرف پانچ شہادتیں ہوئیں جن میں سے تین پولیس سب انسپکٹر تھے۔ جنہوں نے فرار ہو جانے والوں کی تلاش کرنے کے متعلق بیانات دئیے۔ دیگر دونوں گواہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے ہندوؤں کے ایک گروہ کو بازار چیا کٹڑہ میں دو مسلمان دوکانوں پر حملہ کرتے دیکھا لیکن دس یا بارہ مسلمانوں کی ایک مسجد سے للکارنے پر جو قریب ہی واقع ہے سب کے سب بھاگ نکلے۔

گواہوں پر تقریباً چار گھنٹے جرح ہوتی رہی۔ مقدمہ کی مزید کارروائی ۱۲ ماہ حال کو ہوگی۔

گوردوارہ کمیٹی سے دو اور گوردواروں کا الحاق

امرتسر ۱۷ مئی۔ مزنگ لاہور میں سری گورو ہرگوبند صاحب کی یاد میں ایک گوردوارہ تعمیر کیا گیا تھا۔ اس گوردوارے اور گوردوارہ ڈیرہ صاحب لاہور کا الحاق ایک ہی روز شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سے کیا گیا۔

امرک سنگھ کو پاگل خانے بھیجدیا گیا۔

لاہور ۱۷ مئی۔ بھائی امرک سنگھ جس کو پندرہ تاریخ ماہ حال پر اسلئے گرفتار کیا گیا تھا کہ وہ لارنس بت کے اکھیڑنے کے لئے گیا تھا۔ پاگل خانے بھیجدیا گیا ہے۔ کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مخبوط الحواس ہے اس کا مقدمہ ۲۴ مئی کو شروع ہوگا۔

مسز ایلس کے قاتل افغانستان میں ہیں

شملہ ۱۸ مئی۔ سرحد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ مسز ایلس کے قاتلوں نے افغانستان میں پناہ لی ہے۔ گویا لنڈی کوتل اور کوہاٹ کے قاتلوں کی جائے پناہ امیر کا علاقہ بنا ہوا ہے۔

ناگپور میں چار مزید رضاکاروں کی گرفتاری

ناگپور ۲۰ مئی۔ آج یوم گاندھی ہے۔ آثار و قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ رضاکاران گرفتاری کے لئے اپنے آپ کو کثیر التعداد میں پیش کریں گے۔ دوپہر سے پہلے پہلے چار رضاکار گرفتار ہو چکے تھے۔

بلوہ ملتان

ملتان ۱۸ مئی۔ حال ہی میں جو ملتان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین فسادات ہوئے ہیں ان کے متعلق پہلا مقدمہ جس میں استغاثہ کا دعوی ہے کہ ایک مسلمان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں بغرض سماعت پیش ہوا۔ ملزمین میں سے گیارہ اور آٹھ تو موجود تھے لیکن دوسرے چاروں کی نسبت بیان ہے کہ وہ حاضر نہیں ہوئے۔ ۱۲ تاریخ کو مقدمہ کے متعلق شہادت لی جائے گی۔

قبول اسلام

آج ۲۹ رمضان المبارک کو بعد نماز تراویح بحمد اللہ تین اشخاص نے بطیب خاطر اسلام قبول فرمایا۔ مجمع عام میں جامع مسجد دہلی کے اندر سبق نام کلوا۔ بھنا۔ دھرنا جنکے اسلامی نام کریم الدین۔ رحیم الدین۔ محمد الدین رکھے گئے۔ خدا استقامت عطا کرے۔ نیز ایک عورت مسمات رکمنی نے مسجد میں اسلام قبول کیا جس کا نام شکور النساء رکھا گیا۔ یہ جملہ اشخاص حمید خان عرف بدھی پہلوان و عبد الجبار صاحب کی کوشش سے مسلمان ہوئے کاش نوجوانان اسلام اپنے ان بھائیوں کی طرح کوشش کریں تو ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہندوستان ہر شہر میں اسلام قبول کر سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار۔ ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

مسیح موعود نمبر

جلد ۱۱

نمبر ۵۸

مدینۃ المسیح لاہور یوم شنبہ مورخہ ۹ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۶ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے اسم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد است نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب ہر آبے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و الہامے بود
آں نہ از خود از ہماں جامے بود

ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری از آں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

کلام الامام امام الکلام

انتخاب از قصیدۂ الہامیہ

جائے کہ از مسیح و نزولش سخن رود — گویم سخن اگرچہ ندارند باورم
کاندر دلم دمید خداوند کردگار — کاں برگزیدہ را زرہ صدق مظہرم
موعودم و بحلیہ ماثور آمدم — حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است — زانساں کہ آمد است در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس — سید جدا کند ز مسیحائے احمرم
از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار — چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
آں را کہ حق بجنت خلدش مقام داد — چوں بر خلاف وعدہ بروں آرد از ارم
اے قوم من بگفتۂ من تنگدل مباش — ز اول چنیں بجوش بہ بیں تا بآخرم
در تنگنائے حیرت و فکرم ز قوم خویش — یا رب عنایتے کہ ازیں فکر مضطرم
بد گفتنم ز نوع عبادت شمردہ اند — در چشم شاں پلید تر از ہر مزورم
اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار — کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم
اے منکر پیام و سروش ندائے حق — از من خطا مبیں کہ خطا در تو بنگرم
جانم گداخت از غم ایمانت اے عزیز — وز طرفہ ترکہ من بگمان تو کافرم

من مے زیم بوحی خدائے کہ با من است — پیغام اوست چوں نفس روح پرورم
من رخت بردہ ام بعبارات یار خویش — دیگر خبر مپرس ازیں تیرہ کشورم
عشقش بتار و پود دل من دروں شد است — مہرش شد است در رہ دیں مہر انورم
راز محبت من و او فاش گر شدے — بسیار تن کہ جاں بفشاندے بریں درم
ابنائے روزگار ندانند راز من — من نور خود نہفتم ز چشمان اشپرم
باد بہشت بر دل پر سوز من وزد — صد نکہت لطیف دہد دود مجمرم
کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است — کانجا ز فہم و دانش اغیار برترم
دل خوں شد است از غم ایں قوم ناشناس — وز عالمان کج کہ گرفتند چنبرم
گر علم خشک و کوری باطن نہ راہ زدے — ہر عالم و فقیہ شدے ہمچو چاکرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم — گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
من در حریم قدس چراغ صداقتم — دستش محافظ است ز ہر باد صرصرم
من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب — ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

جانم فدا شود برہ دین مصطفٰے
این است کام دل اگر آید میسرم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ مورخہ ۹ شوال المعظم ۱۳۴۱ھ نمبر ۵۸

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

اے لوگو جو ایمان لائے ہو حقوق اللہ کی نگہداشت کرو اور سچائی والوں کے ساتھ ہو جاؤ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود

از قلم حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔

مجددوں کا ظہور

دین اسلام کامل ہو چکا۔ کوئی مذہبی صداقت نہیں جو قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ پس جب آنحضرت صلعم کے بعد نئی مذہبی صداقتوں کے لانے کی ضرورت نہ رہی تو سلسلۂ نبوت بھی حکمت الٰہی سے ختم کر دیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بندوں سے کلام کا سلسلہ متروک نہیں فرمایا۔ اس لئے اس امت میں بھی محدث ہوتے ہیں۔ جیسے پہلی امتوں میں ہوتے تھے۔ جو حدیث صحیح کے رو سے ایسے لوگ ہیں کہ نبی تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت کو ترک فرمایا ہے کہ اپنی جانب سے کسی کو مامور فرما کے بھیجے۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ینزل الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ وہ روح کو اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ جس کی تفسیر میں مفسرین اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا۔ جو دین اسلام کی تجدید کرتا رہے۔ ایسے لوگ اصطلاح اسلام میں مجدد کہلاتے ہیں۔ اور مجددوں کے آنے کی غرض کسی نئی صداقت کا لانا نہیں بلکہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق کسی صداقت قرآنی کی طرف توجہ دلانا ہے۔ حدیث مجدد صحیح حدیث ہے اور اس کی صحت پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اسی حدیث کو نقل کرکے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الف ثانی کے سر پر اس حدیث کے مطابق مبعوث کیا ہے۔ اور ایک ایسے مقدس اور راستباز انسان کا اس حدیث کے ماتحت دعویٰ کرنا اس کی صحت پر ایک مہر لگاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب بحیثیت مجدد

اس حدیث کے ماتحت چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مبعوث فرمایا۔ دعویٰ مجددیت کے ساتھ ہی آپ نے اپنی مشہور آفاق کتاب براہین احمدیہ لکھی۔ اس کتاب میں آپ نے اسلام کی حقانیت پر ایک سلسلہ دلائل شروع کیا اور ضمناً تمام مذاہب پر بحث کرتے ہوئے اتمام حجت کیا علمائے زمانہ پر اس کتاب کا اس قدر اثر تھا۔ کہ اشاعۃ السنۃ میں اس پر ریویو کے ضمن میں یہ اعتراف کیا گیا۔ کہ جو خدمت اسلام کی مصنف کتاب نے کی ہے۔ اس کی نظیر اسلام کی تیرہ سو سال کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے بعد ہی آپ کی توجہ آریہ سماج کی طرف ہوئی اور سرمہ چشم آریہ اور دوسری کتابوں میں اس نئے نکلے ہوئے مذہب پر ایک زبردست حربہ چلایا۔ ایک طرف آپ کے علم و فضل کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھک گئیں۔ دوسری طرف آپ کا زہد و تقوے بھی مشہور عام و خاص تھا۔ اور قبولیت دعا کی وجہ سے آپ مرجع خلائق تھے۔ اس لئے آپ کے دعوے مجددیت کو بھی عموماً سب لوگ تسلیم کرتے تھے اور آپ کی قبولیت مسلمانوں میں اس قدر تھی۔ کہ دوسرے کسی شخص کو اس زمانہ میں وہ قبولیت حاصل نہ تھی۔

وفات مسیح

آپ کی قبولیت عامہ کا یہ دور برابر آٹھ سال تک رہا۔ یہانتک کہ ۱۸۹۰ء کے آخر آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا عقیدہ جو مسلمانوں میں عام طور پر مروج ہو گیا ہے۔ صحیح نہیں۔ اس زمانہ میں عیسائیت کا زور بھی کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ پنجاب اور ہندوستان میں عیسائیت کی اباحت پسندی کا شکار ہو چکے تھے۔ اور یہ بلا اس قدر وسیع ہو گئی تھی۔ کہ علماء میں سے بھی بعض لوگ جامہ ارتداد پہن چکے تھے۔ اور عیسائیت اپنی پوری طاقت اسلام کے خلاف صرف کر رہی تھی۔ اسلام کے خلاف عیسائیت کی طرف سے کتاب کے بعد کتاب شائع ہوتی چلی جاتی تھی۔ جس میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی نہایت بدنما تصویر کھینچ کر مسلمانوں کو متنفر کیا جاتا تھا۔ دوسری طرف مسلمان اگر بوجہ اس عزت و احترام کے جو ایک پیغمبر کے لئے ہر مسلمان کے دل میں ہونا چاہئے۔ عیسائیت کے خلاف زبان نہ کھول سکتے تھے۔ تو اس کے ساتھ ہی۔ یہ بھی ایک نقص عظیم واقع ہو گیا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر ہونے اور آخری زمانہ میں دوبارہ اس دنیا میں آنے کا عقیدہ ان کو عیسائیت کے سامنے شرمندہ کر رہا تھا۔ عیسائیت تثلیث اور کفارہ کے بدیہی طور پر باطل عقیدوں کو پیش کرکے مسلمانوں کو جیت نہ سکتی تھی لیکن ان کا یہ اعتراف کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جسد عنصری کے ساتھ دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ ان کے جسم میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ گویا وہ بشر سے بڑھ کر ہیں۔ اور مخلوق کی طرح تغیرات کے ماتحت نہیں بلکہ خالق کی طرح الآن کما کان کے مصداق ہیں۔ عیسائیت کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تائید کر رہا تھا۔ اور باوجودیکہ ایک طرف قرآن شریف میں صراحت سے حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر ہے۔ یعنی انی متوفیک اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ان کا نگہبان تھا۔ یعنی ان کے عقاید میری وفات کے بعد بگڑے۔ اور دوسری طرف احادیث میں کہیں یہ موجود تھا۔ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے جس سے معلوم ہوا کہ دونوں وفات پا چکے اور کہیں۔ ان عیسیٰ عاش عشرین ومائۃ سنۃ۔ عیسیٰ ایک سو بیس برس زندہ رہے کہیں یہ کہ آنحضرت صلعم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو بھی ان انبیاء میں دیکھا جو وفات پا چکے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ائمہ اسلام میں سے امام مالک جیسے عظیم الشان امام کا صریح قول حضرت عیسیٰ کی وفات پر موجود تھا۔ قال مالک مات اور باقی تین امام خاموش تھے۔ بخاری جیسا محدث بھی وفات مسیح کا قائل تھا۔ مگر مسلمانوں کی توجہ اس مسئلہ کی طرف نہیں ہوئی۔ اور وہ آیات قرآنی میں لفظ وفات تک کی تاویل کرتے رہے۔ یہانتک کہ وہ وقت آ گیا کہ عیسائیت نے مسلمانوں کے اس غلط عقیدہ سے فایدہ اٹھا کر مسلمانوں کے فرزندوں کو [illegible] وقت

اپنے عہد کو اس غلطی پر اطلاع دی [illegible] مامور فرمایا۔

نزول ابن مریم

سب سے بڑی بات جس سے حیات مسیح کے عقیدہ کو قوت ملتی ہے نزول ابن مریم کی پیشگوئی تھی جس کا ذکر اعلیٰ پایہ کی صحیح حدیثوں میں موجود ہے اور سب سے بڑی غلطی جو مسلمانوں سے ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ قرآن شریف کی صراحت کے سامنے اس حدیث کی تاویل کرتے جو بطور ایک پیشگوئی ہونے کے خود متشابہات میں سے تھی انہوں نے پیشگوئی کی عبارت کو اصول کی طرح محکم قرار دیکر محکمات قرآنی کی تاویل کرلی۔ قرآن شریف تو نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم کرتا ہے۔ مگر مسلمانوں نے اس اصولی عقیدہ کے بالمقابل یہ خیال کر لیا۔ کہ ابھی آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ جو نبی ہیں وہ آئیں گے اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب نبوت کا کام تکمیل کو پہنچ چکا۔ اور اس لئے نبوت ختم ہو چکی تو اب آنحضرت کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے۔ خواہ پرانا ہو خواہ نیا نبی جب آئے گا۔ نبوت کے کام کے لئے آئیگا۔ اور جب نبوت کا کام ختم ہو گیا۔ تو نبی بھی نہیں آسکتا۔ پرانے اور نئے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ پھر مسلمان تو بزعم خود حضرت عیسیٰ کو آنحضرت صلعم کے بعد لاتے رہے۔ اور قرآن نے بالصراحت اس کے خلاف فرمایا تھا۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ میں ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں۔ جو میرے بعد آئیگا جس کا نام احمد ہے قرآن کریم فرماتا ہے اور صراحت سے فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا۔ کہ آنحضرت صلعم میرے بعد آئیں گے۔ مسلمانوں نے اس کے عین خلاف عقیدہ بنا لیا کہ حضرت عیسیٰ آنحضرت صلعم کے بعد آئیں گے۔ قرآن تو فرماتا تھا۔ کہ آنحضرت صلعم ہی اب آیندہ کے لئے ساری امت کے معلم ہوں گے واخرین منھم لما یلحقوا بھم اور مسلمانوں نے عقیدہ بنا لیا کہ حضرت عیسیٰ جنہوں نے آنحضرت صلعم سے نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلیم حاصل کی ہے [illegible] امت کے معلم بنیں گے۔ اور یوں آنحضرت صلعم کی شاگردی سے [illegible] پھر انہی حدیثوں میں جن میں نزول ابن مریم کا ذکر تھا۔ وہیں یہ بھی موجود تھا۔ کہ وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ مگر اس طرف توجہ نہ ہوئی۔ پھر بخاری کی صحیح حدیثوں میں مسیح اسرائیلی کا الگ حلیہ موجود تھا۔ اور آنے والے مسیح کا الگ۔ پہلے کو سفید رنگ گھنگریالے بالوں والا بتایا ہے۔ دوسرے کو گندم گون سیدھے بالوں والا مگر اس طرف بھی توجہ نہ ہوئی۔ کہ الگ الگ حلیے تو صاف بتاتے ہیں کہ وہ مسیح اسرائیلی واپس نہیں آئیگا۔ بلکہ ظاہر ہونے والا کوئی اور ہے اور یہ بھی خیال نہ گذرا کہ اسی مشکل کو پہلے حضرت مسیح خود سلجھا چکے ہیں۔ کیونکہ جس طرح یہاں پیشگوئی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی ہے۔ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں الیاس کے نزول کی پیشگوئی موجود تھی اور اسی پیشگوئی کی بنا پر یہودیوں کا یہ خیال ہو گیا تھا۔ کہ حضرت الیاس زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں لیکن جب یہ اعتراض حضرت مسیح کے سامنے پیش کیا گیا۔ کہ یہودی کہتے ہیں۔ کہ مسیح کے آنے سے پیشتر نزول الیاس ضروری ہے۔ اور الیاس اب تک نازل نہیں ہوا تو حضرت مسیح نے جواب دیا۔ کہ حضرت یحییٰ کے آنے سے نزول الیاس کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اس لئے کہ یحییٰ الیاس کی خو بو کو لے کر آئے ہیں۔ یعنی نزول الیاس سے مراد خود الیاس کا دوبارہ آنا نہیں۔ بلکہ صفات الیاس کا کسی شخص میں ظاہر ہونا مراد ہے۔ تو اس قصہ نے نزول عیسیٰ کی پیشگوئی کو خود صاف کر دیا ہے۔ کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا نہیں۔ بلکہ صفات عیسیٰ کا اس امت کے کسی مجدد میں ظاہر ہونا ہے۔ اور اس تاویل سے نہ ختم نبوت ٹوٹتی ہے۔ نہ قرآن غلط ٹھیرتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کو حضرت عیسیٰ کے بعد لاتا ہے نہ حضرت عیسیٰ کو آنحضرت کے بعد۔ نہ اس امت میں کوئی اور معلم آتا ہے اور صحیح حدیث بھی پوری ہو جاتی ہے کہ آنے والے مسیح کا حلیہ اور تھا اور مسیح اسرائیلی کا اور تھا۔ غرض بات تو نہایت صاف تھی۔ مگر صدیوں کا پرانا خیال جو دلوں میں جا ہوا تھا۔ اس نے طبائع کو اس صفائی کی طرف آنے نہ دیا۔

امام مہدی کا اسلام کو بزور شمشیر پھیلانا

نزول مسیح کے ساتھ ہی ایک دوسرا خیال بھی عام طور پر طبائع میں جاگزیں تھا جس کی وجہ سے اسلام ایک سخت اعتراض کے نیچے تھا۔ یعنی یہ کہ جب مسیح نازل ہوں گے تو امام مہدی بھی پیدا ہوں گے۔ اور یہ دونوں ملکر کفار کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اور جو شخص اسلام قبول نہ کرے گا۔ اسے قتل کر دیں گے۔ حالانکہ یہ خیال قرآن کریم کی صراحت کے رو سے باطل ہے۔ جو فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین اور جو جنگ کی اجازت صرف انہیں لوگوں سے دیتا ہے جو پہلے جنگ کریں۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم۔ اور حالانکہ احادیث مہدی کو مسلمانوں کی صحیح ترین کتب احادیث بخاری اور مسلم دونوں نے قبول نہیں کیا۔ اور ان دونوں میں ایک بھی مہدی کی حدیث نہیں۔ ایسی احادیث کی بنا پر جنہیں دونوں اعلیٰ ترین صحت کی کتابیں قبول

لہ میں کرتیں۔ واضح اصول قرآنی کا رد کرنا ایک سخت غلطی تھی جس میں مسلمان عام طور پر مبتلا تھے۔ پھر نہ صرف مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں ہوئی کہ یہ کس قسم کی احادیث ہیں جن کی بنا پر اصول قرآنی کے خلاف ایک بات مانی جاتی ہے۔ بلکہ خود نبی کریم صلعم کی زندگی میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں پایا جاتا کہ آپ نے کسی قوم کو چھوڑ کر کسی ایک انسان کو بھی کبھی تلوار دکھا کر مسلمان کیا ہو۔ تو جو امر خود حضرت رسالت مآب کے لئے جائز نہ تھا وہ آپ کے ایک خلیفہ کے لئے اسے مہدی کہہ لو یا مسیح کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

مجدد صد چہاردم کے سامنے کیا کام تھا

تیرہ سو سال اسلام کی قوت اور شوکت کا زمانہ تھا۔ گو وہ قوت تیرھویں صدی کے آخر میں بہت کچھ کمزور ہو گئی تھی ان تیرہ صدیوں میں مجددین کے سامنے عموماً مسلمانوں میں اندرونی اصلاح کا ہی کام رہا اور انہیں اسی غرض کے لئے کھڑا کیا جاتا تھا۔ کہ کہیں کوئی اندرونی فساد پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح کریں لیکن مجدد صد چہاردم کے سامنے دوسرے مذاہب کے ساتھ مقابلہ کا عظیم الشان کام تھا۔ کہیں عیسائیت اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ اور فرزندان اسلام ہزارہا کی تعداد میں توحید کو چھوڑ کر تثلیث کے ظل ذی ثلث شعب میں جا رہے اور حدود مذہب سے آزاد ہو کر اباحت اختیار کر رہے ہیں۔ کہیں ہندوؤں کے بے ضرر مذہب میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی آریہ سماج جو دوسرے مذاہب کو برا کہنا ہی اپنا شیوہ بنا لیتا ہے۔ اور جس کی غرض و غایت یہی ہو جاتی ہے۔ کہ خدا کے راستبازوں کو گالیاں دے۔ اور روحانی صداقتوں پر تحول کرے۔ کہیں ایسے مذہب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو وحی الٰہی کا انکار ہی اپنے مذہب کی اصل بنیاد قرار دے لیتے ہیں۔ جیسے برہمو سماج۔ اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ کے لئے اگر ایک طرف ایک عظیم الشان مجدد کی ضرورت ہے۔ تو دوسری طرف اندرونی مفاسد بھی سب پہلے زمانوں سے بڑھ کر پیدا ہو جاتے ہیں۔ یورپ کی تعلیم کا اثر عموماً طبائع میں دہریت کا رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ اباحت پسند طبائع مذہب کو ایک کھیل سمجھنے لگی ہیں وحی الٰہی کو محض ایک اپنے ہی دل کی آواز سمجھنے والے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے متکفل ہو جاتے ہیں۔ ان اندرونی مفاسد کی اصلاح اسی صدی کے مجدد کا کام تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اشاعت اسلام کا کام جو مسلمانوں کی کامیابی کا اصل راز ہے۔ اس کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ پھر جاتی ہے اور وہ کبھی اسلام کی کامیابی یورپ کی تقلید میں خیال کرتے ہیں۔ تو کبھی یورپ کی مخالفت میں کبھی ایک رستہ اختیار کرتے ہیں۔ تو کبھی اس میں ناکام ہو کر دوسرا اور اس دوسرے میں ناکام ہو کر تیسرا اختیار کرتے ہیں۔ اور اپنی طاقت کے اصل راز سے جو قرآن کریم جیسے کوہ شکن ہتھیار کے رنگ میں انہیں دیا گیا ہے۔ بے خبر پڑے ہوئے ہیں۔ اور لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل کی حقیقت سے غافل ہو رہے ہیں۔ اس لئے مجدد صد چہاردہم کا کام جس کے اندر یہ سب کام آ جاتے ہیں۔ اشاعت اسلام یا نشر قرآن قرار پایا ہے نہ صرف پہلے دن سے ہی۔ وہ اپنی ماموریت کی غرض اشاعت اسلام کو بتاتا ہے۔ بلکہ عملاً پہلے دن سے خود اسی کام میں لگ جاتا ہے کہیں برہمو سماج پر اتمام حجت کر رہا ہے۔ تو کہیں آریہ سماج کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگر ایک طرف عیسائیت سے نبرد آزما ہے۔ تو دوسری طرف بدھ مذہب پر اسلام کی فوقیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ اس کے دل میں تڑپ ہے۔ کہ ایشیا میں بھی اسلام کا جھنڈا لہرائے اور یورپ کی گردنیں بھی قرآن کے سامنے جھک جائیں۔ وہ قرآن کے اندر اس زبردست طاقت کو دیکھ رہا ہے۔ کہ وہ ساری دنیا کو مسخر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کا ایمان ہے۔ کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے کسی فولادی تلوار کی ضرورت نہیں۔ بلکہ دلائل عقلی اور نشانات روحانی کی تلوار سے ہی انسانوں کے دل مسخر ہو سکتے ہیں۔ ہاں اشاعت اسلام کے رستے میں جو رکاوٹیں ہیں۔ ان کو دور کرنے کا کام بھی اسے کرنا ہے۔ عیسائیت کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اور نہ عیسائیت میں اشاعت اسلام ہو سکتی ہے جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ان کی طرح کھانے پینے کا محتاج۔ ان کی طرح حوائج بشری کے ماتحت۔ ان کی طرح ایسے جسم کا مالک جو ہر آن تغیر کی حالت میں ہے۔ ان کی طرح وفات یافتہ نہ مانا جائے اور نہ ہی آج اس بات کا اعلان کہ امام مہدی تلوار سے لوگوں کو مسلمان بنائے گے اسلام کے لئے سوائے نفرت کے قلوب میں کچھ اور پیدا کر سکتا ہے۔ پس جب اس صدی کے مجدد کے سپرد اشاعت اسلام جیسا عظیم الشان کام کیا گیا۔ تو اس اشاعت کے رستے میں جو رکاوٹیں تھیں ان کا دور کرنا بھی ضروری تھا

ان دو قرآنی صداقتوں کی طرف اس زمانہ میں اگر توجہ نہ دلائی جاتی کہ حضرت مسیح بشر سے بڑھ کر کچھ نہیں اور دوسرے یہ کہ اسلام نہ کبھی بزور پھیلایا گیا۔ اور نہ آئندہ بزور شمشیر پھیلایا جائے گا۔ تو اشاعت اسلام کے رستے میں یہ دو رکاوٹیں [illegible] ہو کر رہتیں کبھی کامیابی نہ اشاعت اسلام [illegible] کر [illegible] اللہ تعالیٰ

نے مجدد وقت کو ان دو باتوں پر اطلاع دی۔ اور لوگوں نے اپنی نا سمجھی سے یہ خیال کر لیا کہ یہ کوئی نئی باتیں دین میں داخل کی جا رہی ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوے

لیکن اگر ان دو غلطیوں کو دور کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کو جو قرآن کریم میں بطور اشارہ اور احادیث میں صراحت سے موجود تھیں۔ کہ جب اسلام سخت ترین مصائب کا آماجگاہ بنا ہوا ہوگا۔ تو اسلام میں ایک مسیح اور مہدی پیدا ہو گا پورا نہ کرتا۔ تو اس سے خود ان پیشگوئیوں کے منجانب اللہ ہونے پر سخت اعتراض ہوتا۔ اور چونکہ ان پیشگوئیوں کا کثیر حصہ اعلیٰ پایہ کی کتب احادیث میں موجود ہے۔ اور یہ سب پیشگوئیاں ملا کر جو کہ آخری زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ احادیث کا ایک بڑا انبار بنتا ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوتا۔۔۔ کہ خود حدیث سے بھی اعتماد اٹھ جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو ان غلطیوں پر متنبہ فرمایا اور ان پیشگوئیوں کی اصل حقیقت بھی اس پر آشکار فرمائی تو اسی کو ان کا مصداق بھی ٹھیرایا۔ اگر حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا کسی مجدد میں صفات عیسوی کا ظہور ہو ورنہ یہ سب انبار حدیث۔ ابن مریم کا نزول۔ یاجوج ماجوج کا خروج۔ دجال کا ظہور وغیرہ ایک مجموعہ اباطیل قرار پاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ چونکہ اس کی زد آخرکار خود احادیث پر پڑتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان غلطیوں کو دور کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ کہ ان کا اصل مصداق اس صدی کا مجدد ہے۔ اور بہرحال جب مسیح اسی امت میں سے ہونا ہے تو آخر اس کا کوئی مجدد ہی مسیح ہوگا۔ پھر جس شخص پر اتنی بڑی حقیقت آشکارا ہوئی۔ کیوں وہی ان کا مصداق نہ ہو۔ پس اصل دعوی حضرت مرزا صاحب کا تو صرف مجدد ہونے کا ہے۔ ہاں اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ اسی میں صفات مسیح کا ظہور ہوا ہے اور وہی مہدی بھی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی۔ لا المھدی الا عیسیٰ آ گیا ہے۔ اور یاجوج ماجوج وہ قومیں ہیں۔ جنہوں نے اس وقت ساری دنیا پر تسلط حاصل کر لیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس سے متعلق ہے۔ حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ یاجوج ماجوج جب کھولے جائیں گے تو ہر بلندی سے نکل پڑیں گے۔ یعنی ہر بلندی پر قابض ہو جائیں گے اور حدیث میں صاف الفاظ ہیں۔ لا یدان لاحد بقتالھم۔ ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت کسی قوم میں نہ ہوگی۔ آج صاف نظر آ رہا ہے۔ کہ وہ یہی اقوام ہیں۔ جو آج دنیا پر متسلط ہیں۔ اور دجال وہ گروہ ہے جو ایک غلط تعلیم کو حضرت مسیح کی طرف منسوب کر کے پھیلاتا ہے۔ حالانکہ وہ مسیح کی تعلیم نہیں۔ بلکہ عین اس کے الٹ ہے۔ اور اسی لئے اسے مسیح الدجال کہا گیا ہے۔ پس وہ باتیں جو اسلام کے چہرہ پر غلط خیالات کے پھیل جانے کی وجہ سے ایک بدنما داغ کی صورت میں تھیں۔ ایک روشن نشان بن گئیں مگر تعجب ہے کہ بایں لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کے دعوی پر گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ آپ کا اصل دعویٰ محض مجدد ہونے کا ہے [illegible] محض چند ایک خصوصیات ہیں۔ جن سے اصل دعوی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

حضرت مرزا صاحب کی قبولیت

حضرت مرزا صاحب کے دعوے مجددیت کے بعد آپ کی قبولیت عامہ کا ذکر شروع میں آ چکا ہے۔ لیکن جب آپ نے ان غلطیوں کو ظاہر کیا۔ جو اس وقت اسلام کی کمزوری کا موجب ہو رہی ہیں۔ تو لوگوں نے طرح طرح کے فتوے آپ کے خلاف لگائے۔ اور اہل بغض و عداوت کی لہر آپ کے خلاف اس ملک ہند میں دوڑ گئی جس کا بیان تک آج بھی اثر نظر آتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ آریہ صاحبان مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں۔ اور احمدی مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے میں اپنی جان و مال خرچ کر رہے ہیں۔ مگر مولوی صاحبان کے قلم سے یہی فتوے نکلتا ہے کہ ہماری آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ صلح ہو سکتی ہے۔ مگر احمدیوں کے ساتھ نہیں۔ لیکن گو حضرت مرزا صاحب کی ذات سے ان لوگوں کو یہ بغض و عناد ہو مگر اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جس بات کی طرف آپ توجہ دلانے کے لئے آئے تھے۔ اور جن غلطیوں کو دور کرنے آئے تھے۔ اس میں آپ کی کامیابی اور قبولیت کا سلسلہ [illegible] بروز روز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ وفات مسیح تو ایک ایسا امر ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ایک بڑا بھاری گروہ اس کا قائل ہو چکا ہے۔ نامور علماء میں سے بھی بہت لوگ اس کے قائل ہیں۔ مصر میں تو علماء کا بڑا گروہ اس کا قائل ہے ہندوستان میں بھی جہاں تک میرا علم ہے۔ مولانا ابو الکلام جیسے بزرگ اس کے قائل ہیں۔ دوسری اصلاح جو مہدی کے آنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے خلاف تو آج آواز اٹھانے والوں کا وجود بھی نظر نہیں آتا کوئی ہے جو کھلے میدان میں اتر کر یہ کہے [illegible]

پھیلایا جائے گا۔ رہا اشاعت اسلام کا سوال جو ایک ایسی نمایاں بات تھی۔ کہ جس کا نام لیتے ہی ہر مسلمان کو مجدد وقت کا ساتھ دینے کے لئے کھڑا ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر ایک مدت تک مسلمانوں نے اور بیسیوں طرح پر مصائب سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر اشاعت اسلام کی طرف توجہ نہ کی بلکہ طبائع میں یہاں تک اس سے بعد واقع ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اشاعت اسلام کا نام لیتا تو اسے قادیانی یا احمدی کہا جاتا جمعیت دعوت و تبلیغ نے جب پہلے پہلے اشاعت اسلام کا نام لیا تو ان کو بھی لوگوں نے اسی طرح کہا۔ مگر چونکہ ارادہ الٰہی یہی ہے کہ اب یہ دین اسلام دنیا میں غالب آئے۔ اس لئے جیسے سیدھی طرح مسلمانوں نے توجہ نہ کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بلا نازل کی۔ یعنے مسلمانوں کے فرزندوں کو ہندوؤں نے لاکھوں کی تعداد میں مرتد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ بلکہ یہ تہیہ کر لیا کہ ہندوستان کو مسلمانوں سے بالکل صاف کر دیں گے۔ تب مسلمانوں کو سمجھ آئی کہ یہ ان کی اشاعت اسلام کی طرف سے عدم توجہی کا نتیجہ ہے۔ اور آج اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست تنبیہ سے مسلمانوں کو اشاعت اسلام کے لئے اٹھا کر تا دیا ہے کہ جن جن باتوں کی طرف مجدد وقت نے توجہ دلائی تھی جب تک مسلمان ان کو اختیار نہ کریں گے۔ تب تک وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔

احمدیوں کے دو فرقے

بہت لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کے دو فرقے ہو جانے کو اس کے باطل ہونے کی وجہ سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہی بات اس کے حق ہونے پر دلیل ہے۔ اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو واقعی اس کے دو ٹکڑے ہو جانے سے اس کا خاتمہ ہو جاتا۔ مگر دو ٹکڑے ہونے کا نتیجہ کیا ہے؟ وہی کام بجائے اس کے کہ اس میں ضعف پیدا ہوتا دگنی قوت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ یہی حق کی علامت ہے۔ اسلام میں بھی فرقے ہوئے۔ بلکہ جھگڑے بھی ہوئے۔ مگر کوئی چیز اس کی ترقی کو روک نہ سکی۔ اور اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ یہی معاملہ سلسلہ احمدیہ سے ہوا ہے۔ رہا یہ سوال کہ کوئی شخص جو اب سلسلہ میں شامل ہو وہ کس فریق کے ساتھ ہو۔ میں اس معاملہ میں صرف ایک اصولی امر کی طرف توجہ دلا کر ختم کرتا ہوں۔ نبوت ختم ہے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا لیکن بروزی یا ظلی کے طور پر جس طرح ایک شخص اخلاق اللہ کے رنگ میں رنگین ہو سکتا ہے۔ اسی طرح صفات نبوت سے بھی متصف ہو سکتا ہے مگر یہ [illegible] ظلی نبوت نبوت ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے صرف کھلے الفاظ میں دعوے نبوت کا انکار کیا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ پیشگوئی میں یا الہام میں جو میرے متعلق لفظ نبی آیا ہے تو اس سے مراد محض مجاز ہے نہ حقیقت۔ ملمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ یہ آخری کتاب کی عبارت ہے پس جس طرح پہلے عقل و فہم سے کام نہ لے کر مجاز کو حقیقت کا جامہ لوگوں نے پہنا دیا۔ اور نبیوں اور ولیوں کے حق میں غلو کا ارتکاب کیا۔ اسی طرح آج حضرت مسیح موعود کے حق میں بھی غلو کا ارتکاب کیا گیا۔ اور محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کی گئی۔

بیعت کی ضرورت

بہت لوگ ہیں۔ جو تمام باتوں کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہاں پر اڑ جاتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب مجدد ہوں۔ مسیح ہوں مہدی ہوں۔ ہمیں بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ یا ہم انہیں کیوں مانیں۔ مجددین کا ماننا درحقیقت انبیا پر ایمان لانے کی طرح نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی جو دنیا میں آیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ لوگوں سے یہ اقرار بھی لیا۔ کہ وہ نبی اللہ ہے لیکن مجدد کبھی یہ اقرار نہیں لیتا۔ فرقہ احمدیہ کا جو حصہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے وہ بھی اس بات کا معترف ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی بیعت میں کسی سے یہ اقرار نہیں لیا کہ مجھے نبی مانو۔ بیعت میں جو اقرار آپ لیتے تھے۔ وہ صرف اس قدر تھا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" اور خدا کی توحید کے ساتھ اقرار صرف نبوت رسول اللہ صلعم کا لیا جاتا تھا۔ چنانچہ بیعت کی ابتدا ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ حالانکہ اگر جیسا ہمارے غلطی خوردہ فریق کا خیال ہے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان ضروری ہوتا تو کلمہ توحید کے ساتھ اپنی نبوت کا اقرار لیتے۔ مگر الفاظ بیعت میں نہ نبی نبوت کا اقرار لیا ہے نہ مجددیت کا بلکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ

حقیقت کی نفی ہے۔ کسی انسان کو یہ کہنا کہ فلاں شیر ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ فی الحقیقت شیر نہیں۔ بلکہ شیر کی ایک صفت بہادری اس میں پائی جاتی ہے۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود نے مجازی رنگ میں اپنے آپ کو نبی کہا۔ کیونکہ نبوت کی ایک جزو مبشر آپ میں پائے جاتے تھے۔ جو حدیث نبوی لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے مطابق تمام اولیائے امت میں موجود تھے یہی وجہ ہے کہ مولینا محمد اسمعیل صاحب شہید صراط مستقیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ "منصب امامت کا حقیقت میں ظل امامت کا ہے" اور کوٹھہ والے بزرگ کا الہام ہے۔ یاایہا النبی اتق اللہ

حضرت مسیح موعود اور تفریق بین المسلمین

کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے تفریق بین المسلمین کی بنا رکھی۔ اور مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے ان کے پیچھے نمازیں حرام قرار دیں۔ اس اعتراض کے کرنے والے اگر ذرا تدبر سے کام لیتے اور جن حالات میں حضرت مسیح موعود نے دوسروں سے نمازیں الگ کیں۔ ان کو مدنظر رکھ کر سوچتے۔ کہ وہ علیحدگی کیا ہے۔ ایسا ہی ان شرائط کو دیکھتے ہیں جن کے پیدا ہو جانے پر آپ نے دوسروں کے پیچھے نماز جائز ٹھیرائی ہے۔ تو انہیں اپنے قول کی غلطی خود معلوم ہو جاتی۔

حضرت مسیح موعود دعوے ماموریت کے بعد بھی ایک وقت تک دوسروں کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے لیکن آپ کے مخالفین نے صرف کفر کے فتووں سے آپ کو خارج از اسلام ٹھہرایا بلکہ آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو عملاً مساجد سے خارج کیا گیا۔

اس کے علاوہ حدیث نبوی میں خاص طور پر آیا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھیراتا ہے۔ وہ کفر اس پر الٹ کر پڑتا ہے۔ حدیث نبوی کا منشا صاف تھا۔ کہ مسلمان مسلمانوں کو کافر نہ ٹھیرائیں۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کے ساتھ بطور قصاص وہی برتاؤ کیا جائے جو اس نے اپنے بھائی سے کرنا چاہا ہے۔ یعنے مقاطعہ۔

حضرت مسیح موعود نے بھی جب اپنے مخالفین کو کفر کے فتووں اور دیگر مظالم پر مصر پایا تو یہی مقاطعہ کا طریق ان سے برتا۔ اور الہام الٰہی کے ماتحت اپنی جماعت کو حکم دیا۔ کہ اپنی نمازیں الگ کرلیں۔

اس کے بعد جب آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ دوسروں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ تو آپ نے انہی کفر کے فتووں کو اصل وجہ قرار دیا۔ اور صاف طور پر فرمایا کہ اگر ایسے لوگ ہیں جو ان فتووں کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور مولویوں کے اس طریق سے بیزار ہیں۔ تو وہ اس کا اعلان کریں۔ اور یہ صاف کہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ میں اپنے مریدین کو حکم دوں گا۔ کہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔

پس دوسروں کے پیچھے نماز پڑھنے کی بندش دراصل کفر کے فتووں کو اٹھانے کے لئے ہے نہ کہ قائم کرنے کے لئے۔ یہ اس وجہ سے نہیں کہ ہم دوسروں کو کافر سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ دوسرے مسلمان ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ اگر وہ یہ نہیں مانتے تو کیوں وہ اس کا اعلان نہیں کرتے۔ کیوں وہ مولویوں کے ان فتووں سے کھلے طور پر بیزاری ظاہر کر کے مرزا صاحب اور ان کے ماننے والوں کو مسلمان قرار نہیں دیتے؟ انہیں چاہیئے کہ ہم پر الزام دینے کے بجائے اپنے حالات پر ایک نظر ڈال کر دیکھیں۔ کہ کون تفریق بین المسلمین پر عامل ہے۔

حضرت مسیح موعود اور فتنہ ارتداد

فتنہ ارتداد نے آج جو مصیبت مسلمانوں پر برپا کی ہے اس کو اگر اس دوربین نگاہ سے جو حضرت مسیح موعود نے کرم کئے تھے آج سے کچھ مدت پہلے دیکھا جاتا تو شاید اس کا علاج بہت سہل اور آسان ہوتا۔ اور مسلمانوں کو آج یہ مصیبت کے ایام نہ دیکھنے پڑتے

حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں کو بارہا اس طرف متوجہ کیا کہ ان کا اصل کام جس کی طرف قرآن کریم نے انہیں بلایا ہے۔ حفاظت و اشاعت اسلام ہے۔ آپ نے اپنی بعثت کا اصل مقصد ہی یہ بتایا کہ اس بھولے ہوئے شاہراہ پر مسلمانوں کو کھڑا کیا جائے۔ تاکہ وہ جلد منزل مقصود کو پہنچ سکیں لیکن مسلمانوں نے اس خیرخواہی کو بدخواہی پر محمول کیا۔ اور انہوں نے ایک لمبا رستہ دشوار کر کے کامیابی کی منزل پر پہنچنے کے لئے اور اور رستے تجویز کئے۔ تعلیم ہندو مسلم اتحاد حصول خلافت اور سوراج بہت سے طریق انہوں نے اپنی کامیابی کے لئے اختیار کئے اور مختلف طور پر ہاتھ پاؤں مارے۔ انہوں نے بہت چاہا کہ ان رستوں سے کامیابی نصیب ہو لیکن آخر کار وہی رستہ صحیح ثابت ہوا جس کی طرف خدا کے مامور نے بلایا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے مذکورہ بالا اختیار کردہ طریق بھی خالی از فائدہ نہ تھے لیکن وہ دراصل عوارض مرض کے علاج تھے نہ کہ اصل مرض کے۔ اصل مرض کا علاج اگر کیا جاتا۔ اگر اسلام کو ہر چہار اطراف عالم میں پھیلانے کی کوشش کی جاتی۔ اگر قرآن کریم کی اشاعت ہندوؤں اور دیگر تمام اقوام میں کی جاتی اور خود مسلمانوں کو اسلام اور قرآن کریم پر پختہ اور مستحکم کرنے کی کوشش کی جاتی۔ تو وہ تمام باتیں جن کے حصول کے لئے وہ کوشاں رہے ہیں۔ خود بخود حاصل ہو جاتیں۔ اور ارتداد کا الم انگیز نظارہ کبھی نظر نہ آتا۔

کاش اب بھی مسلمان سمجھیں۔ اور اپنی زندگی کا مقصد و اشاعت و حفاظت اسلام کو قرار دیں۔ کہ اسی کو قرآن کریم نے فلاح کا حقیقی ذریعہ قرار دیا ہے۔

مسیح موعود

مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی۔ اے کے قلم سے

(۱)

قرآن و حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام دو بڑے حصوں پر منقسم ہے۔ ان دونوں زمانوں کا ذکر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بار بار آتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۵

اس آیہ کریمہ میں پہلے ان احسانات کا ذکر ہے جو جناب باری کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوئے۔ پھر ساتھ ہی ایک اصولی رنگ میں فرمایا فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا بیشک تنگی کے بعد فراخی ہے بظاہر تو بات یہاں ختم ہو جاتی ہے لیکن قرآن کریم نے اس جملہ کو پھر دہرایا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تکرار میں کوئی بات ہے نکتہ رس مستقل نے اس پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اسلام پر دو زمانے عسر و یسر کے مقدر ہیں۔ ایک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دوسرا آپ کے بعد۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام جس طرح اسلام پھولا پھلا۔ جن حالات میں بڑھا اور جو تکالیف صحابہ اور مسلمانوں کو پیش آئیں وہ ایک لمبی داستان ہے اس کے بیان کرنے کو ایک دفتر چاہیئے۔ مختصر یہ کہ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس درجہ کی عسرت کا زمانہ تھا۔ فریضہ نماز تک کھلم کھلا ادا کر سکتے تھے۔ کفار کا زور اتنا تھا کہ اسلام کا پنپنا بظاہر محال معلوم ہوتا تھا۔ آنحضرت کو خدا کی ذات پر پورا بھروسہ تھا۔ مگر آخر بشریت ہے۔ مخالفت دیکھتے تو دل بیٹھ جاتا مگر ہجرت کے بعد مدینہ میں حالات بالکل بدل گئے۔ بظاہر جو حیثیت تھا تھی حیثیت ہی بدل گئی۔ پہلے مسلمانوں میں مقابلہ کی تاب نہ تھی اب برملا مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ کفار سے لڑائیاں ہوئیں۔ خدا کے فضل سے ہر میدان میں اسلام کی فتح ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عرب کے شہنشاہ ہو گئے۔ کہاں وہ گردیتمی اور کہاں حشمت و دولت۔ کہاں وہ بیکسی کہ اسلام کا نام بھی کھلم کھلا نہ لے سکتے تھے اور کہاں یہ رعب و دبدبہ کہ اسلام کی حکومت قائم ہو گئی۔ آنحضرت فرائض نبوت سے سبکدوش ہوئے۔ دین کامل ہو گیا۔ اس بات کی طرف اس آیت میں ارشاد ہے کہ دیکھو نبوت کا بارگراں۔ اور اس کے اہم فرائض اور ذمہ دارہا جو تمہاری کمر کو توڑے ڈالتی تھیں کس طرح ایک ایک کر کے پوری ہو گئیں اور تم سرخرو اور عہدہ برآ ہو گئے۔ تمہارے نام کا شہرہ تمام ملک میں پھیل گیا۔

(۳)

غرض یہ ایک دور تاریخ اسلام کا ختم ہوا۔ زمانہ عسر بھی دیکھا اور زمانہ یسر بھی۔ گو اسلام کی حکومت کا زمانہ لمبا نہیں۔ لیکن اسکی ابتدا اور شاندار ابتدا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکی تھی۔ اسلئے خدا نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نعمتیں گنوائیں۔ اور پھر فرمایا کہ تنگی کے بعد فراخی آیا کرتی ہے۔ مسلمانوں کے اقبال کا زوال بھی مقدر تھا اور اس کا سامان اسی دولت و حشمت میں چھپا ہوا تھا جو بطور انعام ان کو حاصل ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوربین نگاہ نے اس خطرہ کو دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ اس نکتہ کی تشریح کرتے ہوئے ایک وقت فرمایا کہ خدا نے ہمکو تنگی اور فراخی سے آزمایا۔ تنگی میں ہم نے صبر کیا۔ اور امتحان میں پورے اترے لیکن فراخی میں ہم سے صبر نہ ہو سکا یعنے ہم نے خدا کی نعمتوں کا شکر نہ کیا۔ اور ان میں صلاحیت نہ رہی۔ اس کا نتیجہ لازمی زوال تھا۔ حکومت اسلام کے انحطاط و زوال پر اگر کوئی مورخ ناقدانہ نظر ڈالے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ مسلمانوں نے وہ اعمال چھوڑ دئے جن سے ان کو نعمت حکومت ملی تھی۔

(۴)

آخری زمانہ میں اسلام کے زوال و انحطاط اور دوبارہ عروج و کمال کے متعلق حدیثوں میں اکثر ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر اشارے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اسلام کی ابتدا غربت سے ہوئی اور پھر بھی ایک مرتبہ اس کی حالت غربت کی ہو جائیگی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کے لوگ یہود اور نصاریٰ کی چال چلینگے۔ حدیثوں میں اسلام کی اس کمزوری کو فتنہ دجال کی طرف منسوب کیا ہے اور اس فتنہ کے تریاق کو نزول ابن مریم سے تعبیر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی لٹریچر میں دجال و مسیح کی آمد ثانی کا ذکر بار بار آیا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ آتا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے تعلق ہے اور یہ تعلق ہے ایک آگ ہے اور ایک پانی۔

فتنہ دجال کے تعین اور نزول ابن مریم کی حقیقت سمجھنے میں قدماء کو بھی بڑا اشکال رہا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر یہ ہے کہ حدیثیں مختلف ہیں کسی حدیث میں آتا ہے کہ دجال کے ماتھے پر کفر لکھا ہوگا کسی میں آتا ہے کہ دوزخ اور بہشت اس کے ساتھ ساتھ ہوگی کسی میں لکھا ہے کہ دجال کا گدھا ستر گز لمبا ہوگا۔ دھوئیں سے چلیگا۔ اتنا بڑا ہوگا کہ گویا ہوا ہے بادل اڑ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ علماء اسلام نے جب ان مختلف المعانی حدیثوں کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ اجسام پرستی کی قوت متخیلہ پر رنگ چڑھا۔ اور انہوں نے دجال کا تصور ایسا باندھا کہ دنیا جہان سے ایک نرالی چیز ہے جس میں نعوذ باللہ کچھ خدائی صفات بھی آگئی ہیں نزول ابن مریم کا مجسم پرستی کے ساتھ لفظ پرستی بھی آگئی۔ ابن مریم سے انہوں نے سمجھا کہ مسیح مریم کا بیٹا ہی ہونا چاہیئے اور اسلئے حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ مانا۔ پھر اس کے ساتھ اور قصے کہانیاں شامل ہو گئیں اور حقیقت کی چنگاری تخیلات اور توہمات کی راکھ کے نیچے دب گئی۔

(۶)

لیکن اگر ان پیچیدہ مسائل کے سلجھانے میں تین اصولوں کو مدنظر رکھا جاتا تو یہ غلط فہمیاں نہ ہوتیں اور اب بھی ان کا ازالہ ان ہی تین اصولوں سے ہو سکتا ہے۔

یہ مسلمہ ہے کہ اول یہ سمجھ لینا چاہئے کہ احادیث میں جو پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشوف و رویا پر مبنی ہیں اور کشوف و رویا قابل تعبیر ہیں۔

دوم۔ جہاں التباس و اشکال واقع ہو وہاں قرآن مجید کو مقدم کیا جاوے اور اس نور سے روشنی حاصل کی جائے۔ اس کی آیات اکثر محکم ہیں اور متشابہ کم۔

سوم۔ محاورہ زبان کا خیال رکھا جائے اور محض لفظ پرستی ہی مدنظر نہ ہو۔

(۷)

اب میں ان دونوں مسائل کو ان اصولوں کی محک پر پرکھتا ہوں

الف:۔ میں مانتا ہوں کہ دجال کے متعلق حدیثیں مختلف ہیں لیکن ان اشکال کا حل یہ ہے کہ قرآن مجید سے روشنی حاصل کی جائے ایک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فتنہ دجال کے زمانہ میں سورہ کہف کی پہلی دس آیات پڑھنی چاہئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دجال کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اسلئے ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہم دجال کی حقیقت سمجھنے کے لئے آیات قرآنی پر غور کریں جنکو پڑھنے کے لئے خود آنحضرت نے تاکید فرمائی ہے وہ آیات یہ ہیں۔ الحمد

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل له عوجا ۵ قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ و

يبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا حسنا ماكثين فيه ابداً وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولداً ما لهم به من علم ولا لآبائهم كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا فلعلك باخع نفسك على آثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا انا جعلنا ما على الارض زينة لها لنبلوهم ايهم احسن عملا وانا لجاعلون ما عليها صعيدا جرزا ام حسبت ان اصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبا اذ اوى الفتية الى الكهف فقالوا ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا فضربنا على آذانهم في الكهف سنين عددا ثم بعثناهم لنعلم اى الحزبين احصى لما لبثوا امدا

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں خدا تعالے نے الوہیت مسیح کے باطل عقیدہ پر خصوصیت سے زور دیا ہے کہیں فرمایا کبرت کلمۃ تخرج من افواههم جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ بہت بڑی ہے کہیں فرمایا۔ ان یقولون الا کذبا یہ محض جھوٹ کہتے ہیں کہیں عیسائیوں کی دنیوی وجاہت کو مدنظر رکھ کر فرمایا۔ انا جعلنا ما على الارض زينة لها لنبلوهم ايهم احسن عملا ہم نے جو کچھ زمین پر پیدا کیا ہے وہ محض اس کی زینت کے لیے تاکہ ہم دیکھیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرنیوالا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو فتنہ دجال کا علاج بتایا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ فتنہ دجال مسئلہ الوہیت مسیح کے سوا اور کوئی نہیں جس طرح ایک عقلمند انسان نسخہ دیکھ کر یقینی طور پر کہہ سکتا ہے کہ یہ فلاں مرض کا علاج ہے اس طرح وہ لوگ جو قرآن پر غور کرنے کے عادی ہیں آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآنی نسخہ تجویز فرمایا ہے وہ کس مرض کا علاج ہے۔

جب دجال کی تعیین ہوگئی تو پھر ہم ان احادیث کی آسانی سے تعبیر کرسکتے ہیں اب نزول ابن مریم کا مسئلہ بھی ازبس فیصل ہے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کا دوبارہ آنا محال ہے کیونکہ قرآن مجید نے اصول باندھا ہے انهم لا يرجعون جو مرجاتے ہیں وہ پھر واپس نہیں آتے۔ حدیث شریف میں بیشک نزول ابن مریم کا ذکر ہے مگر ابن مریم کے الفاظ پر اڑنا نہیں چاہیئے کیونکہ اس قسم کے محاورات روزمرہ میں پائے جاتے ہیں۔ ہم کسی لاہور کے رہنے والے سخی آدمی کی تعریف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم حاتم طائی ہو حالانکہ وہ نہ حاتم نہ طے سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ خدا جانے اس کے خاندان کے بزرگ کس قبیلہ سے تھے۔ کہاں سے آئے تھے۔ مگر ہم نے اسکو طائی کہدیا کیونکہ یہ بھی حاتم کے نام کا ایک جزو ہو گیا ہے۔ چنانچہ زبان دانوں نے اس اصول کو مانا۔ کہ اس قسم کے الفاظ جو اصل میں علم نہیں ہوتے مگر علم کا جزو ہوتے ہیں کثرت استعمال سے علم ہی کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔ اور ابن مریم۔ تو خود قرآن مجید نے نام کا جزو ہی قرار دیا ہے نہ کنیت۔ چنانچہ آپنے فرمایا۔

اسمه مسيح ابن مريم

لیکن اگر کوئی کٹ حجتی کرنے والا کہے کہ نہیں یہاں بھی کنیت ہی ہے تو پھر اسے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ابن مریم کے الفاظ سے وہ شخص بھی مراد ہو سکتا ہے جس کو ابن مریم (مریم کے بیٹے) سے نسبت روحانی ہو اس قسم نسبت بعید کی مثالیں روزمرہ قرآن مجید میں موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وقال الذين كفروا لرسلهم لنخرجنكم من ارضنا او لتعودن في ملتنا۔ یہاں لرسلهم کے الفاظ میں رسولوں کو کفار سے منسوب کرایا۔ حالانکہ رسل تو حقیقت میں خدا کے ہوتے ہیں لیکن اس لحاظ سے کہ کفار کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ ان کو کفار کا رسول کہہ دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے علاقہ میں خاص شہرت رکھتے ہیں وہ چشت کے رہنے والے تھے اسلئے چشتی کہلاتے لیکن ان کے مرید بھی چشتی کہلاتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے نہ کبھی چشت دیکھا نہ بھالا۔ مگر ہیں چشتی۔ یہ کیوں۔ اسلئے کہ ایک چشت کے رہنے والے سے ان کو نسبت عقیدت ہے۔

اب بتاؤ کیا وہ شخص جس کو ابن مریم سے روحانی تعلق ہے جو ابن کریم کی امت کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو ابن مریم نہیں کہلا سکتا؟

مسیح موعود کا کام

غرض ان صاف اور سیدھی باتوں پر اگر غور کیا جائے تو حضرت مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں مسیحیت کو خوب ترقی ہوگی الوہیت مسیح کا عقیدہ خوب پھیلیگا۔ چنانچہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات میں عیسائیت کی تردید اور مسیحیوں کے عقیدہ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا اس سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے الوہیت مسیح کے عقیدہ کو خاص اہمیت دی ہے۔ اللہ تعالے نے اس کا ذکر عام ذکر سے علیحدہ کیا ہے۔ احادیث نبوی میں بھی يكسر الصليب فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے مسیح موعود کا کام کسر صلیب ہے اور اس کی بعثت کی بڑی غرض الوہیت مسیح کی تردید ہوگی۔ اس کام کی مناسبت کے لحاظ سے اسکو ابن مریم یا مسیح کہدیا۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنے مسیح ہونے کی یہی دلیل دی ہے

> چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
> مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اب اگر حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت اس کام سے عہدہ برا نہ ہوتی تو یہ سارا دعوی باطل تھا اور یہ سارے دلائل لچر کیونکہ جس شخص کو خدا ایک کام کے لیے منتخب کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ اسمیں کامیاب نہ ہو تو پھر خدا کی خدائی میں فرق آجاتا ہے اور الله اعلم حيث يجعل رسالته کی حکمت ہاتھ سے جاتی ہے بادی النظر میں بھی درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جو شخص دعوے کرتا ہے اور اس کے اعمال اسکی تردید کرتے ہیں تو پھر دعوی

> بندوق دم صید جو آئی نہ چلی تو
> مردود ہے گو پیرش لندن میں ڈھلی تو

اب اس محک پر بھی جب ہم حضرت مرزا صاحب کے دعوی کو پرکھتے ہیں تو انہیں صادق پاتے ہیں۔ کیونکہ آپنے تمام عمر عیسائیت کی تردید میں صرف کی۔ بڑے بڑے لاٹ پادریوں کو دعوت مقابلہ دی۔ کتابیں لکھیں اور وہ علم کلام پیدا کیا کہ پادریوں کو بھی دم بخود کر دیا۔ وفات مسیح کے ان دلائل سے ثابت کیا کہ مسیحیوں پر حجت تمام ہوگئی۔ بھلا جس خدا کا خدا مردہ ثابت ہو جائے اس کے ہاتھ میں کیا رہ جاتا ہے۔

آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی جماعت کا بڑا نصب العین یہی ہے کہ عیسائی ممالک میں تبلیغ اسلام کی جائے۔ حضرت مرزا صاحب کا ایک کشف تھا کہ لندن میں آپ لیکچر دے رہے ہیں اور وہاں سفید پرندے پکڑ رہے ہیں۔ یہ کشف بعینہ آپ کی وفات کے بعد پورا ہوا۔ آپ ہی کے مرید انگلستان میں گئے۔ وہاں مسجدیں آباد کیں۔ ارض تثلیث میں نعرۂ توحید بلند کیا۔ عیسائیوں کو مسلمان بنایا۔ حضرت مرزا ہی کے مرید اب جرمنی اور امریکہ میں مصروف اعلاے کلمۃ اللہ ہیں۔ اور ان سب کا یہ مشترکہ نصب العین ہے کہ یورپ کی مذہبی دنیا کو فتح کیا جائے۔

غرض قرآن سے حدیث سے زمانہ کے قرائن سے اور خود حضرت مرزا صاحب کے کام سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے خیالات فلسفہ دعا پر

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس سول سرجن کے قلم سے)

چونکہ اکثر اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قادیان جانا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے دعا کے متعلق ذکر کرتے ہوئے میرے سامنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا جن کا مفہوم ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اسباب میں سے ایک بڑا موثر سبب دعا ہے۔ اور یہ ایسا حربہ ہے کہ اگر جو حق اس کے استعمال کا ہے اس طرح اس کو استعمال کیا جائے۔ تو دیگر سب اسباب سے زیادہ موثر ثابت ہو۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ چند ایک مریض تپ دق کے ہوں اور بڑے بڑے ڈاکٹر ان کی تشخیص کریں۔ اور علاج کرکے مایوس ہو جاویں۔ اور پھر وہ ہمارے پاس لائے جائیں۔ اور ہم اُن کے لئے دعا کریں۔ اور اللہ تعالی اُن پر فضل کرے۔ اور اس طرح دنیا پر ثابت ہو جائے کہ ان ظاہری اسباب کے علاوہ ہماری مدد کے لئے اللہ تعالی نے ایک اور بڑا بھاری ذریعہ بھی رکھا ہوا ہے جس کے ساتھ ہم ناممکن کو ممکن کر سکتے ہیں۔ اور وہ دعا ہے۔

ذکر حبیب

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

حضرت امام الزمان کے بعض چشمدید حالات

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کے قلم سے

حضرت امام آخر الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کی وفات پر (یوں) تو پندرہ برس کا عرصہ گذر گیا ہے مگر میں نے چونکہ اوائل عمر کا ایک لمبا عرصہ جو قریب سولہ سال کے ہوا ہے۔ آپ کی صحبت میں گذرا اس لئے اس زمانہ کے واقعات اور حالات ہر دم آنکھوں کے آگے تازہ رہتے ہیں اور کبھی بھول نہیں سکتے اسکے علاوہ گذشتہ تیس سال کے عرصہ میں ہر قسم کے لوگوں سے جو ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ حضرت امام آخر الزمان کے حالات کو سب سے اعلیٰ وارفع رنگ میں پایا ہے اسلئے آج میں قطع نظر ان کے دعاوی اور عالی منصب کے جو ان کو اللہ تعالے کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ ان کے بعض عام حالات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے ان کے اخلاق کے رتبہ کا پتہ چل سکتا ہے۔ اور بادی النظر میں ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس شان کا انسان خدا تعالے کے متعلق تو درکنار کسی انسان کے متعلق بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور ایسا صادق و مصدوق انسان کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور جسے اسقدر انہماک محبت اور عشق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو وہ اپنے آپ کو ان کے مقابل کسطرح کھڑا کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی عزت و شان اسکی غلامی میں ہی دیکھتا ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں

> برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
> جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

آپ کا حلیہ اس وقت میں صدہا لوگ حضرت صاحب کے پرانے مریدوں سے موجود ہیں۔ جنہوں نے آپ کی لمبی صحبت پائی۔ ہزارہا ایسے ہیں کہ ان کو آپ کو دیکھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ مگر لاکھوں کروڑوں انسان ہیں جن کو کبھی ان کو دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے ان کی خاطر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعینہ جیسے کہ حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود کا حلیہ لکھا ہے کہ اس کا گندم گوں رنگ ہوگا۔ اور سر کے بال سیدھے ہوں گے اور ایسا معلوم ہوگا جیسے کہ ابھی حمام میں سے نکلا ہے۔ واقعی اگر کوئی شخص مختصر الفاظ میں آپ کا نقشہ کھینچنا چاہے تو وہ یہی تھا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بعثت سے قریب تیرہ سو سال پہلے اللہ تعالے نے کشف میں دکھلایا اور وہ بفضلہ تعالے من وعن ان کے موعود میں پایا گیا۔ آپ کا رنگ نہایت خوبصورت گندم گوں تھا۔ اور چہرہ نہایت چمکیلا تھا۔ ماتھا اونچا تھا۔ داڑھی قدرے گھنی اور نیچے سے بال تھوڑے سے مڑے ہوئے تھے۔ چونکہ آپ کے بال چھوٹی عمر میں سفید ہو گئے تھے۔ آپ بالوں پر ہمیشہ مہندی لگاتے تھے اور چہرہ پر ہمیشہ تبسم معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں ہمیشہ نیم وا رہتی تھیں۔ قد درمیانہ تھا۔ سر کے بال بہت گھنے نہ تھے نہ ہی کوئی حصہ بالوں سے خالی تھا مگر بال بالکل ایک دوسرے سے علیحدہ تھے اور یہ آپ کا حلیہ آپ کو مسیح ناصری کے حلیہ سے بالکل متمیز کرتا ہے جن کا رنگ سرخ و سفید تھا بال گھنگریالے تھے۔ آپ سر پر عمامہ باندھتے تھے جو بالکل سادہ وضع کا ہوتا تھا کبھی رومی ٹوپی بھی سر پر رکھتے تھے۔ آپ کبھی عمامہ۔ ٹوپی کے اوپر باندھ لیتے تھے۔ کوٹ۔ پاجامہ و دیگر کپڑے بالکل سادہ وضع کے ہوتے تھے اور اکثر دیسی جوتا پہنتے تھے۔

(۲) آپ میں کوئی تصنع نہ تھا۔ نہ ہی اپنے لئے کوئی منصب یا نشست کا خاص مقام رکھا ہوا تھا۔ بلکہ ہر رنگ میں سادگی تھی۔ جہاں خالی

نہ ملتا تھا۔ اور نہ ہی کسی دوست سے یہ راحت پہنچتی تھی۔ باستثنا اس کے آپ کا محبت وعشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپکا استغراق امور دین میں اسقدر تھا کہ جب جاؤ اور جب ملو سوائے دین کی باتوں اور دینی مسائل کے اور کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔ اور ہر وقت جیسے کہ میں پہلے بیان میں عرض کر چکا ہوں آپ دینی مسائل پر ہی گفتگو کرتے نظر آتے تھے۔ اور آپ کی گفتگو دنیا کے علماء سے بالکل جداگانہ تھی۔ آپ کا ایک ایک لفظ دل کے اندر جگہ لیتا تھا۔ اور آپ کے کلام سے اکثر دلوں میں رقت طاری ہو جاتی تھی اور قربانی کی روح دلوں میں نفوذ کرتی تھی اور جیسے کہ آپ بیعت میں ہر ایک مرید سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیتے تھے۔ ایسے ہی آپ کے مواعظ میں اس زرین اصول پر عمل کرنے کا سبق ہوتا تھا۔ اور آپ کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کے راہ میں مصائب برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی تھی۔ اور آپ کی صداقت اور اسلام کی صداقت پر اسقدر یقین واثق پیدا ہوتا تھا کہ نہ مولوی صاحبان کی کفربازی ومخالفت سے دل ڈرتا تھا اور نہ ہی مخالفین اسلام کے اسلام پر حملوں کی کوئی وقعت معلوم ہوتی تھی بلکہ آپ نے قریباً کل جماعت کو یقین کی چٹان پر کھڑا کر دیا تھا۔ جہاں سے کوئی چیز ان کو متزلزل نہ کر سکتی تھی اور اسوقت بھی اگرچہ جماعت کے دو فریق ہو گئے ہیں دونوں اپنی خدمات دینیہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا رنگ رکھتے ہیں۔ اگرچہ ایک فریق نے آپ کے منصب کے متعلق غلو کیا ہے مگر پھر بھی ان کی خدمات اشاعت اسلام دوسرے لوگوں کے لئے قابل رشک ہیں۔

آپ کا جذب

آپ کے ظہور سے پہلے قادیان کو دنیا میں کوئی نہ جانتا تھا۔ دنیا میں تو درکنار پنجاب میں بہت کم لوگ اسکے نام سے واقف تھے مگر آپ کے ظہور کے بعد دنیا کا کوئی حصہ نہیں جہاں کے لوگ قادیان نہ پہنچے ہوں اور ایسے ہی دنیا کی کوئی نعمت تحفہ تحائف نہیں جو وہاں نہ پہنچا ہو۔ گویا کہ آپ کے وجود سے اللہ تعالیٰ نے قادیان کو ایک مرجع عالم بنا دیا۔ اور فی الحقیقت یہ امر آپ کی صداقت پر بہت حد تک دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ نے اس زمانہ میں کہ قادیان کو دنیا میں کوئی نہ جانتا تھا یہ الہام سنایا تھا۔ بلکہ ۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق یعنی دور دراز کے رستوں سے لوگ تیرے پاس آوینگے ....

...... چنانچہ واقعات نے اس الہام الٰہی کو سچا ثابت کر دیا اور اس وقت تک اسکی صداقت ظاہر ہے۔

آپ کی معیت

آپ کی معیت میں بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید کا ہاتھ دیکھا آپ کا الہام تھا کہ انی معین من اراد اعانتک وانی مہین من اراد اہانتک یعنی میں اعانت کرتا ہوں اس شخص کی جو تیری اعانت کا ارادہ کرتا ہے اور میں اہانت کروں گا اس شخص کی جو تیری اہانت کرتا ہے۔ آپ کے انصار باوجود مخالفت عامہ کے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مدد ومنصور کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھے اور پھلے پھولے اور ہر ایک ہم میں سے اپنی پہلی وپچھلی حالت کا موازنہ کر کے یہ شہادت پیش کر سکتا ہے۔ اور آپ کی اہانت کرنے والے چونکہ حق کی مخالفت اور حق کی توہین کرنے والے تھے اسلئے ہمیشہ ان کو نیچا دیکھنا پڑا۔

عبد اللہ آتھم سے مباحثہ اور ایک لطیفہ

ڈپٹی عبد اللہ آتھم پادری سے جو آپ کا مباحثہ ۱۸۹۳ء میں بمقام امرتسر ہوا میں اس میں موجود تھا۔ اس کی تفصیل تو طبع ہو چکی ہے اسکے متعلق ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ دونوں طرف سے چار چار مددگار عبد اللہ آتھم اور حضرت مرزا صاحب کے لئے مقرر تھے۔ ڈپٹی عبد اللہ آتھم تو اپنے جوابات میں اپنے مددگاروں سے امداد لیتے تھے مگر حضرت مرزا صاحب کسی کی امداد کے محتاج نہ تھے۔ ان کے ہاتھ میں صرف قرآن مجید تھا۔ ہر ایک مسئلہ میں اس سے تمسک کرتے تھے۔ آپ جب تقریر کرتے تھے تو ایک دریا معارف کا جاری ہو جاتا۔ حضرت صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ بلا امداد کس طرح سے آیات قرآنی نکال لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں قرآن کی ورق گردانی کسی آیت کیلئے کرتا ہوں تو وہی آیت میرے سامنے آجاتی ہے اور وہ میرے لئے نمایاں کی جاتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

مباحثہ کے اختتام پر ڈپٹی عبد اللہ آتھم و پادری ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو کہا کہ آپ لوگ ہماری دعوت کھاویں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب سے اجازت لیکر جواب دوں گا۔ مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کی غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کے ہاں دعوت کھائیں۔ فرمایا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ اگرچہ میں نے پندرہ دن تک عبد اللہ آتھم سے مباحثہ لیا ہے۔ مگر میری غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بڑے دشمن کا چہرہ دیکھوں۔

چشم بصیرت رکھنے والے غور کریں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آج مد مقابل بناتے رہیں۔ اور جو آپ کو کافر کہتے رہیں وہ بھی اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور اندازہ کریں اس عشق کا جو حضرت مرزا صاحب کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھا۔ اور جو ان کو دلی تعلق اور یگانگت انسے تھی۔

ہم بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ نے الواقعہ آپ نے عبد اللہ آتھم کے چہرہ کو نہیں دیکھا۔ اسلئے کہ وہ مباحثہ کے وقت ادھر ادھر نظر آیا کرتے تھے بلکہ قرآن کریم کی طرف ہی دھیان رکھتے ہوئے یا نظر نیچے کئے ہوئے تقریر فرماتے تھے۔

عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ محولہ بالا کے علاوہ کئی ایک نظارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے عشق کے دیکھے۔ ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کے اختتام کے دنوں میں بلکہ آخری دن جب کہ آپ نے اشتہار لکھا کہ اور الہام الٰہی کی بنا پر بتایا کہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم چونکہ ان کی پیشگوئی کی وجہ سے بہت خائف ہوا اور اپنے لئے پریشان ہوا۔ دل سے پشیمان وتائب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو اور مہلت دی۔ وغیرہ وغیرہ میں آپ کی خدمت میں موجود تھا۔ ابھی پیشگوئی کی میعاد میں پورے ہونے میں دو تین روز باقی تھے ایک دن اس پیشگوئی کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے متعلق تو کوئی غم فکر نہیں ہے۔ اگر غم اور فکر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے قتل کیا جائے اور میرے سامنے میری بیوی اور بچے قتل کئے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں اور میرے مکان کی اینٹ سے اینٹ جدا کر دی جاوے تو مجھے پرواہ نہیں۔ مگر آخری وقت پر بھی اگر یہی علم ہو جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عزت چاہیئے تھی اور قرآن مجید کی جو عزت چاہیئے دنیا میں قائم ہو گئی ہے تو میں سمجھوں گا کہ مجھ سے بڑھ کر اور کوئی شخص کامیاب نہیں ہوا۔ آپ کو اگر کوئی شخص گالی نکالے یا برا بھلا کہے تو آپ کو غصہ نہیں آتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سننے کی آپ میں تاب نہ تھی چنانچہ خود گالیاں کھا کے کبھی کسی کو بددعا نہیں دی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں کے خلاف آپکو سخت جوش آجاتا تھا۔ اور ایسے بدزبانوں کے حق میں بددعا بھی کی ہے۔ جیسے کہ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی میں اسکی بدکرداری کے انجام بد سے اسکو متنبہ کیا۔ چنانچہ اپنے متعلق بدزبانوں کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم اے مرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

مباہلہ

۱۸۹۳ء میں مباحثہ امرتسر کے دوران میں جو عبد اللہ آتھم سے ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے مخالف مولویوں سے مباہلہ کیا یعنی ایک ہی میدان میں کھڑے ہو کر جھوٹے کے خلاف الٰہی فیصلہ کی دعا کی۔ اور سچے کے لئے استقامت چاہی۔ اور صداقت کی تائید میں کھلی آسمانی شہادت کے طلبگار ہوئے۔

مباہلہ امرتسر کی عیدگاہ میں ہوا۔ ایک طرف حضرت مرزا صاحب اپنی مریدین کی جماعت کو لیکر کھڑے تھے اور دست بدعا تھے اور دوسری طرف مولوی عبد الحق صاحب غزنوی اپنی جماعت کو لیکر کھڑے تھے۔ اس مباہلہ کے متعلق قابل ذکر امر ہے کہ مولوی عبد الحق صاحب غزنوی تو مرزا صاحب کے حق میں بددعا کرتے تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے کوئی بددعا مولوی عبد الحق صاحب یا اپنے کسی دوسرے مخالف کے حق میں نہ کی۔ بلکہ بددعا اگر کی تو اپنے لئے کی یعنی اگر میں جھوٹا ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں تو تو مجھے تباہ وبرباد کر۔ اور دنیا کو میرے فتنہ سے نجات دے۔ اور اگر میں .... زنا۔ اور کھلے طور پر میری اعانت فرما کر دنیا پر میری صداقت آشکارا کر۔ آپ انہی الفاظ میں دعا فرماتے تھے۔ اور آپ کے مریدین جو آپ کے پیچھے صفوں میں کھڑے تھے آمین کہتے تھے۔ یہ خاکسار بھی انمیں شامل تھا۔

مباہلہ کے ایام میں آپ کے مخلص مریدین کی تعداد ۳۱۳ تھی چنانچہ اس واقعہ کے ذکر میں آپ نے ان کے نام درج کئے ہیں اور اس واقعہ کو جنگ بدر سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ کے بعد روز افزون ترقی دی اور بجائے تین سو کے ہزاروں لاکھوں تک تعداد آپ کی جماعت کی پہنچی۔ اور آج اس جماعت کی خدمات اسلام واشاعت اسلام نے اس جماعت کے سردار حضرت مسیح موعود کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔ اور انکے مخالف مولویوں بالخصوص مباہلہ کرنے والوں کو کوئی ترقی نصیب نہیں ہوئی بلکہ آج ہر طرف سے کافر کہنے والوں کو ملامت و نفرین ہو رہی ہے۔

صداقت کا رعب

یہ صداقت ہی کا رعب تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی باوجود اشد ترین مخالفین حضرت مرزا صاحب کے ہونے کے اور آپ کے خلاف فتوے کفر کے بانی ہونے کے مباہلہ کے لئے میدان میں نہ آیا مولوی محمد حسین اسوقت عیدگاہ میں موجود تھا۔ آپکی مخالفت میں لوگوں کو بہکاتا رہا۔ مگر مباہلہ کے لئے سامنے نہ آیا۔ ایسے ہی مولوی ثناء اللہ نے کھلے طور پر آپ سے مباہلہ کرنے سے انکار کیا۔

پنڈت لیکھرام کا واقعہ

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام کے پیٹ میں چھری سے ایک زخم کاری لگا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ زخم لگنے کے بعد جب اس کو میو ہسپتال میں لائے اسوقت میں ہسپتال میں موجود تھا کیونکہ ان دنوں میرا پڑھائی کا آخری سال تھا بلکہ میں نے خود اسکی مرہم پٹی کی۔ اور کرنل پیری صاحب نے جو اپریشن کیا۔ میں اس میں مدد دیتا تھا۔ پنڈت صاحب کے بار بار یہی الفاظ تھے۔ ہے ہے میری تہمت لیس دینے ڈاکٹر وی نہیں پہونچا۔

چونکہ کرنل پیری صاحب ہسپتال سے ذرا فاصلہ پر تھے۔ اور انکے آنے میں دیری ہوئی۔ اسلئے پنڈت صاحب بار بار بے چینی سے انکے نہ آنے پر اظہار حسرت کر رہے تھے۔ پنڈت صاحب کے ساتھیوں نے کہا کہ پنڈت جی پرمیشر آپ کو بچا لے گا۔ مگر اسکے جواب میں صرف انہوں نے ایک دفعہ زبان سے کہا کہ ہاں پرمیشر بچا لے مگر ان کو اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا اور ڈاکٹر کے آنے تک وہ مذکورہ صدر الفاظ کو بار بار پکارتے رہے۔

اس واقعہ کے متعلق بعض لوگوں نے حضرت مرزا صاحب پر الزام لگایا کہ انہوں نے پنڈت صاحب کو قتل کروایا تھا مگر میں اس امر کے متعلق شہادت حلفیہ دینے کے لئے تیار ہوں کہ پنڈت صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے خلاف اس قسم کا ہرگز خیال نہ تھا ورنہ واقعات ایسے تھے کہ وہ اس کا اظہار کر دیتے۔

مجھے طالب علمی کے زمانہ میں بھی نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ "مرزا جی" کرکے بلاتے تھے۔ ڈاکٹر رگھبیر سہائے سرگہاش اس زمانہ میں ہوس سرجن تھے۔ اوپریشن روم کے اوپر کے کمرہ میں رہتے تھے۔ جب پنڈت صاحب کو اوپریشن روم میں لائے تو ڈاکٹر رگھبیر سہائے نے مجھے آواز دی کہ مرزا صاحب نیچے آؤ۔ ایک abdominal case ہماری کیس آگیا ہے چنانچہ جب میں آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک چھ فٹ کے قریب یا زیادہ لمبا جسیم شخص میز پر پڑا ہے۔ اور اسکے پیٹ میں ایک طرف سے دوسری طرف تک قریباً سات آٹھ انچ لمبا ایک زخم ہے۔ اور اسکی انتڑیاں باہر نکلی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر رگھبیر سہائے نے کہا۔ مرزا جی" اسکے پیٹ پر گرم سپنج رکھو چنانچہ میں نے رکھا۔ پھر انہوں نے مجھے اس کا ایتھر دینے کے لئے کہا جو کہ میں نے لیا۔ غرضکہ قریباً ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ میں پنڈت صاحب کے پاس رہا۔ جب تک کہ اسکو کلوروفارم سونگھا کر بیہوش نہیں کیا گیا۔ اور اس اثنا میں کئی دفعہ مجھے ڈاکٹر رگھبیر سہائے نے مرزا جی کہہ کر پکارا۔ جبکہ مجھے معلوم ہو گیا کہ پنڈت لیکھرام یہی ہیں خاص طور پر انکے آخری حالات کو حضرت مرزا صاحب سے بیان کرنے کے لئے دھیان رکھتا تھا۔

میں یقیناً یہ عرض کرتا ہوں کہ جب ڈاکٹر رگھبیر سہائے نے مجھے مرزا جی

کر کے پکارتے تھے۔ پنڈت لیکھرام میری طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا یعنی اسکو مرزا صاحب یاد آتے تھے اور اپنی پیشگوئی بھی جو اس نے حضرت مرزا صاحب کی ہلاکت کے بارہ میں کی تھی یاد آتی تھی اور یہ بھی اسوقت تک اسکو واضح ہو چکا تھا کہ اسکی پیشگوئی جھوٹی نکلی مگر حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی سچی نکلی۔

اگر اسوقت مرزا صاحب کی یاد اسکے دل میں تازہ نہ ہوئی اور وہ خاموش رہتے تو اور بات تھی مگر جب کہ بار بار میری وجہ سے مرزا صاحب کی یاد پنڈت صاحب کے لئے تازہ ہوئی اور وہ اس وقت پوری ہوش میں تھے باتیں کرتے تھے۔ انہوں نے سوائے اظہار حسرت کے جو کہ انہوں نے اپنے انجام پر کیا۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کسی بدگمانی کا اظہار نہ کیا۔

اگرچہ پنڈت صاحب کو سید ہے ہسپتال میں لائے اور پولیس نے ان کا کوئی Dying Declaration یعنے بیان پیش از وفات نہ لیا۔ پھر بھی ڈاکٹر کے سامنے ایسے مریض کا بیان بمنزلہ مجسٹریٹ کے سامنے شہادت کے ہوتا ہے۔ مگر پنڈت صاحب نے اس قسم کا کوئی بیان اسوقت نہ دیا۔ حالانکہ علاوہ ڈاکٹر گھیر سہائے کے جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ڈاکٹر بہیرالال صاحب و ڈاکٹر دیوکی نند صاحب بھی دوسرے آریہ صاحبان کے ساتھ پنڈت صاحب کی مصیبت میں ہسپتال میں آئے تھے۔ اور اخیر وقت تک وہاں موجود رہے۔

ایک اور واقعہ

حضرت صاحب پنڈت لیکھرام کے متعلق پیشگوئی کر چکے تھے اور غالباً ملتان کو تشریف لے جاتے تھے ۱۸۹۷ء میں آپ لاہور کے ریلوے اسٹیشن کے مغرب کی طرف جو اس زمانہ میں مسجد تھی نماز پڑھنے کے لئے تشریف رکھتے تھے بلکہ وضو کر رہے تھے۔ پنڈت لیکھرام بھی اتفاق سے کہیں جا رہے تھے ان کو جب حضرت صاحب کے متعلق اطلاع ملی وہ اس مسجد میں حضرت صاحب کو دیکھنے کے لئے آئے۔ مگر حضرت صاحب نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اسکی تہ میں بھی وہی عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جوش تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپاک گالیاں دینے والوں کا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اسلئے آپ نے اسکی طرف توجہ نہ کی

عجیب بات

جب حضرت مرزا صاحب کو پنڈت لیکھرام کی وفات کی اطلاع ملی۔ اور اخبارات نے جہاں اسکے قاتل کے متعلق رائے زنی کی۔ اور کسی نے سناتن دھرم کسی نے عیسائی کسی نے سکھ قاتل کے متعلق گمان کیا۔ کیونکہ پنڈت صاحب نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ اپنی مخالف سب جماعتوں کو گالیاں نکالتے تھے۔ بعض نے ان کے ایک رفیق کی نسبت شبہ کیا جس کے گھر میں وہ رہتے تھے تو بعض نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق شبہ کیا جن کی اسکے متعلق پیشگوئی تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے ایسے لوگوں کی نسبت خیال پر افسوس کیا اور فرمایا کہ ایسا فعل شرفا کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اگرچہ میری پیشگوئی پنڈت لیکھرام کے متعلق تھی مگر زخم کھا کر اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میں ہر ممکن طرح سے اسکے بچانے کی کوشش کرتا اور جہاں تک ہو سکتا اسکی صحت کے لئے اسباب مہیا کرتا۔ ع

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

سفر دہلی

سنہ [illegible] میں جب آپ دہلی میں تشریف لے گئے میں بھی اس سفر میں آپ کے ہمرکاب تھا۔ آپ نے راستہ میں اپنا ایک خواب سنایا کہ انہوں نے دیکھا کہ دہلی کے دروازوں پر قفل لگے ہوئے ہیں چنانچہ انہوں نے اسکی یہ تعبیر فرمائی کہ دہلی کے لوگوں کو ان سے فائدہ نہ ہوگا اور ان کے دلوں پر قفل لگے رہینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ ایک مہینہ سے زائد عرصہ وہاں رہے۔ جتلی قبر کے متصل مکان کرایہ پر لیا تھا۔ ہر روز وعظ ہوتا تھا۔ مگر لوگوں نے آپ کی صحبت سے چنداں فائدہ نہ اٹھایا۔ اسلئے آپ نے دہلی کے مضافات کے کل مشہور اولیاء کی مزاروں پر تشریف لیجا کر فاتحہ کہا اور دہلی کے زندوں کی ملاقات پر ان صادق و مصدوق وفات شدگان سے ملاقات کو غنیمت سمجھا

مولوی عبدالکریم صاحب و صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کی علالت و وفات

آپ کے محب و مخلص یگانہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جب اپنی مرض الموت میں مبتلا ہوے۔ ان ایام میں میں تین ماہ کی رخصت پر قادیان میں تھا۔ اور اپنی قریباً تمام رخصت حضرت مولوی صاحب مرحوم کی خدمت میں گذاری۔ حضرت صاحب کی محبت کا عجیب نقشہ دیکھا۔ آپ نے ہر ایک سامان مولوی صاحب کے علاج کے لئے قادیان جیسی جگہ میں بہم پہنچایا۔ اور اشیا تو درکنار جب حضرت مولوی صاحب فوت ہوئے تو ایک انبار برف کا انکے کمرہ میں موجود تھا جس کا بہم پہنچانا ریلوے اسٹیشن سے دور جگہ پر ان ایام میں بہت مشکل تھا۔

حضرت صاحب ہر روز ان کی صحت کے لئے بیتابی کا اظہار فرماتے اور دن رات ان کے لئے دعا کرتے۔ اور دوا کے لئے انتظام فرماتے مگر جب وہ فوت ہوے تو حضرت مولوی محمد علی صاحب اور خاکسار اور بعض دوسرے احباب اپنے غم کو ضبط نہ کر سکے اور بلے اختیار چیخیں نکل گئیں تو آپ تشریف لائے اور ہم سب کو بلایا اور اللہ تعالے کی رضا پر راضی رہنے کے لئے تلقین فرمائی حالانکہ ہم سب سے بڑھ کر آپ کا تعلق ان سے تھا اور سب سے بڑھ کر غم و ہم آپ کو ہونا چاہیئے تھا۔ مگر آپ نے قضا و قدر کے وارد ہونے پر پورا نمونہ صبر کا دکھلایا۔ بلکہ دوسروں کو بھی صبر پر قائم کیا۔

صاحبزادہ مبارک احمد مرحوم کی وفات پر بھی آپ نے یہی نمونہ دکھلایا حالانکہ آپ کا بیٹا تھا اور آپ کئی راتیں اس کے علاج و خبرگیری کے لئے نہیں سوئے تھے۔ مگر جب وہ فوت ہوا۔ اور قبر میں گاڑا جا رہا تھا آپ مریدین و حاضرین کو وعظ فرما رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ اس قسم کے مصائب اللہ تعالے کی طرف سے انسان پر اس کی باطنی اصلاح کے لئے اور اللہ تعالے سے جو حی و قیوم ہے اسکے دائمی تعلق قائم کرنے کے لئے آتے ہیں اور جو لوگ کہ ان مصائب پر صبر نہیں کرتے اور اپنے آپ کو ہم و غم میں ہلاک کرتے ہیں وہ الٰہی رضا کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود کی ہجرت اور وفات

حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا کہ "داغ ہجرت" چنانچہ انکو کئی ایک الہامات سے بتایا جا چکا تھا کہ ان کی وفات کے دن قریب ہیں۔ مگر اس آخری دفعہ جو آپ نے قادیان کو لاہور کے لئے چھوڑا۔ آپ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھر زندہ قادیان واپس نہیں آئینگے۔ جہاں آپ نے اس ہجرت پر حسرت کا اظہار کیا۔ مگر آخر جو مقدر میں تھا پورا ہونا ضرور تھا۔

آپ پہلے حضرت خواجہ صاحب کے مکان احمدیہ بلڈنگس میں ٹھہرے جہاں یہ الہام ہوا۔ انی احافظ کل من فی الدار (جیسے کہ قادیان میں الہام ہوا تھا) یعنے جو کوئی میرے اس گھر میں ہوگا میں اسکی حفاظت کروں گا۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے اوپر کی منزل کی رہائش پسند کی اسلئے اس مکان سے ڈاکٹر سید محمد حسین والے مکان میں تشریف لے آئے (جو کہ خواجہ صاحب کے مکان سے بالکل ملحق تھا) آپ نے اس جگہ اپنی آخری تحریر پیغام صلح لکھی جسکی اصلی غرض ہندو و مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا تھا۔ اس تحریر کے دوران میں آپ کو اسہال کا سخت دورہ ہوگیا۔ اسہال تو پہلے بھی آپ کو ہو جاتے تھے مگر اسدفعہ آپ ان سے جانبر نہ ہو سکے۔

میں اس زمانہ میں شہر میں رہتا تھا۔ رات کے دو بجے تھے کہ حضرت مرزا صاحب نے مجھ کو اپنی اس علالت کی حالت میں بلا بھیجا جب میں حاضر ہوا آپ چوکی پر بیٹھے تھے آپ نے اسی حالت میں مجھ کو فرمایا کہ "مرزا صاحب میرے لئے دوا تجویز کرو" پھر فرمایا "دعا بھی کرو"۔ اور فرمایا کہ "حقیقت میں دوا تو آسمانوں پر ہے"

آپ کے آخری الفاظ یہی تھے کہ "اے میرے پیارے۔ اے میرے پیارے" یعنے اپنے معبود حقیقی کو یاد کرتے تھے جسکی محبت سے وہ بہت سرشار تھے اور آخر اسی سے جا ملے۔

سیرت المسیح الموعود

با دستِ صالحین یا یاد رفتگان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور انسان کے دل میں ایک امنگ پیدا ہوتی ہے۔ کہ میں بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلوں۔ اس امر کا خیال کر کے میں حضرت مسیح موعود کی زندگی کے چند ایک امور یاد دلاتا ہوں۔ جو امید ہے دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

(۱) ایک بار حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے [illegible]

ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب پہلے آپ جو بتائیں کہ اگر آپ مہاراجہ کشمیر کے ریذیڈنٹ ہوں اور وہ آپ کے سامنے نماز پڑھیں تو کیا آپ کو کبھی یہ خیال پیدا ہوگا کہ میں نماز سنوار کر اور لمبی کر کے پڑھوں تاکہ وہ مجھ سے خوش ہو جائے۔ کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہی حال خدا کی مخلوق کے مقابل ہمارا ہے۔ ہماری نظر صرف اسی یار کی طرف ہوتی ہے۔ اور اس امر میں مخلوقات کی ہماری نظروں میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ بلکہ دنیا و ما فیہا ہیچ ہوتے ہیں

(۲) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت حسان نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اور شاعر تھے یہ شعر کہا ؎

كنت السواد لناظري
فعمي عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت
فعليك كنت احاذر

یعنی تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ اور مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔ جب تو نہ رہا۔ تو اب تیرے بعد جس کا جی چاہے مرے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود کو اس قدر عشق و محبت تھی۔ کہ آپ نے فرمایا کہ کاش میری ساری تصانیف کے عوض یہ ایک شعر میری زبان سے نکلتا اور حسان نے یہ نہ کہا ہوتا۔ تو میں اسے ترجیح دیتا۔ اور خوشی ہوتی۔

(۳) آپ کے استغراق فی التصنیف کا یہ حال تھا۔ کہ آپ کے کمرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور دیگر بچے بہت شور کیا کرتے تھے۔ اور آپ تصنیف میں مصروف ان کو منع بھی نہ کرتے۔ یہ شور بے تمیزی دیکھ کر ایک شخص نے بہ نظر تعجب پوچھا۔ کہ حضور آپ اس شور میں یہ کام تصنیف کا کیسے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کام میں حرج تو تب ہو جو میں شور سنوں۔ میں تو اپنے کام میں مصروف ہوا ہوں۔ مجھے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کوئی شور ہو رہا ہے۔ اور نہ کسی طرف کی آواز میرے کان میں آتی ہے۔ جو مجھے میرے کام سے روک سکے۔

چنانچہ ایک بار کا ذکر ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب کھیلتے کھیلتے ایک اینٹ حضرت کی واسکٹ کی جیب میں جبکہ حضور تصنیف میں مصروف تھے ڈال کر کہہ گئے۔ کہ ابا یہ اینٹ میری امانت رکھنا اور پھینکنا نہ۔ وہ یہ کہہ کر اور اینٹ رکھ کر چلے گئے اور آپ اپنے کام میں مصروف رہے۔ اور نہ ہی کوئی بوجھ آپ نے اپنی جیب میں محسوس کیا۔ رات کے وقت جبکہ شیخ حامد علی مرحوم آپ کو دبا رہا تھا اور اینٹ آپ کی پسلی میں چبھی تو فرمایا حامد علی دیکھو تو ہماری پسلی میں درد کیسا ہو رہا ہے۔ ذرہ دبا تو دو۔ اس نے دیکھا تو اینٹ۔ بہ نظر استعجاب عرض کیا، کہ حضور یہ تو اینٹ پڑی ہے۔ درد کیسے نہ ہو۔ اور یہ جیب میں کیسے آگئی۔ فرمایا۔ ہاں حامد علی یاد آگیا۔ محمود یہ اینٹ جیب میں ڈال گیا تھا۔ میں کام کر رہا تھا مجھے خیال نہیں رہا۔

(۴) اس میں شک نہیں کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اکرموا اولادكم کے ماتحت اپنی اولاد اور دیگر رشتہ داروں کی بہت عزت کرتے تھے۔ مگر خدا اور اس کے رسول کے مقابل آپ نے کبھی کسی کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور برادری سے قطع تعلق کیا۔ اس لئے کہ وہ قال اللہ وقال الرسول کے خلاف تھے۔ اور ہر غیر شخص کہ جو نیک ہوتا اسے اپنا عزیز اور قریبی سمجھتے۔

(۵) آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات کوئی شخص دروازہ پر بلاتا اور خادمہ روزمرہ کی اس آواز پکار کو معمولی خیال کر کے لاپرواہی کرتیں۔ تو آپ بذات خود نہایت سادہ لباس میں دروازہ پر تشریف لے آتے۔ یعنی بعض وقت سر سے ننگے۔ یا صرف پتلی سی فولڈ ہونے والی اونچی سرخ رومی ٹوپی۔ پاجامہ اور واسکٹ پہنے ہیں۔ اور نہایت محبت سے دروازہ پر کھڑے پکارنے والے سے حالات دریافت فرماتے۔

حضور کے پہننے کا لباس علی العموم حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہوس طیار کرا کر بھیجا کرتے۔ اور جوتا شیخ مولا بخش صاحب مالک بوٹ فیکٹری سیالکوٹ۔ مگر بسا اوقات کوٹ کے بٹن واسکٹ میں اور واسکٹ کے کوٹ میں لگے ہوتے۔ گھڑی جیب میں ہوتی مگر رومال میں بندھی ہوئی اور دیکھو تو یا ایک دو گھنٹہ فاسٹ یا ایک آدھ گھنٹہ سلو۔ آپ اٹ پہنے بغیر مکان سے کبھی باہر نہیں گئے۔

(۴) آپ جب اپنے اصحاب میں تشریف فرما ہوتے تو اپنے لئے کسی قسم کا امتیازی درجہ اختیار نہ کرتے۔ بلکہ آپ اپنے دوستوں میں سادگی۔ بے تکلفی سے۔ اور ہنس ہنس کر باتیں کرتے۔ اور کسی قسم کی بناوٹ و تصنع سے کام نہ لیتے۔ خود ان کے سامنے کھانے پینے کی چیزیں لاکر رکھتے اور فرماتے کھاؤ۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب مرحوم مدراسی آیا کرتے تو ان سے ملنے کو ان کے کمرہ میں تشریف لایا کرتے۔ اور بعض وقت اپنے دست مبارک سے کھانا اٹھا کر لاتے۔

ایک بار رات کے کسی حصہ میں کسی حاجت کے لئے حضرت مولوی محمد احسن صاحب کے کمرہ کی طرف آئے۔ دستک دی۔ مولوی صاحب نے پوچھا کون ہے۔ فرمایا غلام احمد ہے۔

(۵) آپ کو اپنے احباب سے بہت محبت تھی۔ اور چاہتے کہ یہ میرے قریب قریب رہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے چھوٹے سے مکان میں حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب مرزا خدابخش صاحب۔ حافظ احمد اللہ صاحب اور اس عاجز کو مختلف اوقات میں جگہ دی۔ اور خود تنگی و تکلیف سے گذارہ کیا۔ مگر باوجود درخواست کرنے کے بھی اسے مکان سے جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ راقم نے دو تین مرتبہ اجازت طلب کی مگر یہی چاہا کہ یہیں رہے۔ میرے مکان سے نہ جائے۔

(۶) آپ کے دوستوں سے کسی کو کوئی تکلیف ہوتی۔ تو آپ سخت بے چین ہو جاتے۔ اور بڑی توجہ سے دعا فرماتے۔ اور صدقہ خیرات تک سے اس کے واسطے دریغ نہ فرماتے۔ جن لوگوں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا زمانہ دیکھا ہے ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آپ نے ان کے لئے اپنے اوپر آرام حرام کر رکھا تھا۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم جب کبھی بیمار ہوتے تب ہی یہی حالت ہوتی۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب ایک بار آپ کے مکان میں بیمار ہوئے۔ طاعون کے دن تھے۔ کسی نے آپ کو جا کر کہہ دیا کہ مولوی صاحب کو سخت بخار ہے۔ اور ساتھ طاعون بھی۔ یہ سنتے ہی حضرت دوڑتے ہوئے اوپر مولوی صاحب کے مکان میں تشریف لے گئے غالباً مفتی محمد صادق صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ مولوی صاحب کو سخت بخار تھا اور تکلیف میں تھے۔ حضرت نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر بڑے جلال سے فرمایا۔ کون کہتا ہے پلیگ ہے۔ اگر مولوی صاحب کو پلیگ ہو تو میرا سارا سلسلہ ہی جھوٹا ٹھیرتا ہے۔ اور نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ کہ بخار کہاں ہے۔ پاس والے لوگ کہتے ہیں۔ کہ سخت بخار تھا اور مولوی صاحب گھبرائے ہوئے تھے مگر نبض پر ہاتھ رکھنے کی دیر تھی۔ کہ بخار کافور ہو گیا۔ اور مولوی صاحب اچھے بھلے ہو گئے۔

غرباء کا بھی آپ کو بہت خیال رہتا۔ ان کی ذرہ سی تکلیف میں امداد فرماتے۔ مجھے ایک بار مالکہ مکان نے بہت تنگ کیا۔ بہت کوشش کی مگر بے سود۔ آخر میں نے حضرت صاحب کو اپنی تکلیف سے آگاہ کیا۔ فرمایا مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میرے پاس کوئی مکان خالی نہیں۔ ورنہ تمہیں دیتا۔ آئندہ جب کوئی مکان ہوا دوں گا۔ ظہر کے وقت یاد دلانا۔ میں اس تکلیف کے رفع کرنے کا ضرور انتظام کر دوں گا۔ جب نماز ظہر کے لئے گیا۔ میں تو از شرم و ادب کے خاموش ہو رہا۔ آپ نے خود ہی مجھے دیکھ کر فرمایا کہ مرزا نظام الدین صاحب کے ہاں سے ایک عورت آئی تھی۔ میں نے پیغام دے بھیجا ہے۔ اور انتظام کر دیا ہے۔ مجھے اس کے بعد مکان کی تکلیف نہیں ہوئی۔ وہی مالکہ مکان اب گویا میری مرید ہو گئی۔ جو مجھے ایک منٹ کے لئے مکان میں رہنے نہ دیتی تھی جب میں نے کئی برس کے بعد مکان خالی کیا تو زار زار رو رہی تھی۔ ایک ادنے خادم کے لئے ان لوگوں کو ارشاد کرنے سے بھی دریغ نہیں جن سے آپ کے تعلقات بالکل منقطع تھے۔ اور کسی قسم کا باہم راہ و رسم نہ تھا۔ یہ وہ ہمدردی تھی جو والدین سے زیادہ آپ کو اپنے خادموں سے تھی۔

(۹) مخلوق خدا پر شفقت کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک بار ایک خادمہ نے کچھ چاول چرائے اور پکڑی گئی۔ جب شور سنا۔ فرمایا کیا ہے۔ سبب بتایا تو فرمایا اس غریب نے محنت کی ہے۔ اب تو اسے یہ چاول لے جانے دو۔ پھر یہ کام نہ کرے گی۔

(۱۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کمال محبت و غیرت تھی۔ اگر کوئی بات ان کی شان کے خلاف سنتے یا پڑھتے۔ تو چہرہ سرخ ہو جاتا۔ ایک بار ایک شخص نے دریافت کیا حضور پادریوں کے ساتھ کھانا پینا اور مصافحہ جائز ہے یا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے۔ تو کیا اس کے ساتھ ایسے میل جول روا رکھے گا۔ کیا ایک مسلمان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مرتبہ بھی نہیں جو والدین کا ہوتا ہے۔

پنڈت لیکھرام لاہور کے سٹیشن پر حضور کو ملا۔ سلام کیا حضرت نے ادھر سے منہ پھیر لیا۔ تب وہ دوسری طرف سے ہو کر آیا اور سلام کیا۔ آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ کسی خادم نے یہ سمجھ کر کہ حضرت نے سنا نہیں۔ کہا پنڈت لیکھرام سلام عرض کرتا ہے۔ فرمایا۔ اس نے دو بار سلام کیا مجھے معلوم ہے۔ مگر اسے شرم نہیں آتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور اس کے غلام کو سلام کہتا ہے۔

(۱۱) آپ کے خفیہ کمیٹیاں کرنے یا چھپ کر بات کرنے کی ہرگز عادت نہ تھی۔ بات صاف اور کھل کر فرماتے۔ چنانچہ بعض اوقات کسی امر کے مشورہ کے لئے احباب کو علیحدہ مکان میں بلاتے کہ جدا بیٹھ کر مشورہ کریں۔ مگر دوران گفتگو میں اس قدر اونچی بولتے کہ نیچے سب رستے سے گذرنے والے لوگ باتیں سنتے۔ اور اخفا ہرگز نہ رہتا۔

(۱۲) غض بصر کا آپ پورا اور صحیح نمونہ تھے۔ ہمیشہ آپ کی آنکھ نیچے اور بند رہتی۔ اور کبھی ساری آنکھ پوری کھلی نہیں دیکھی گئی۔ اگر ارادتاً کھولنا بھی چاہتے تو نہ کھلتی۔ چنانچہ بعض دفعہ تبلیغ کی خاطر آپ کا فوٹو لینے کی ضرورت ہوتی۔ فوٹو گرافر ہر چند کوشش کرتا کہ آپ پوری آنکھ کھولیں مگر ناکام رہتا۔ چنانچہ فوٹو میں اس امر کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ آپ کی آنکھیں بند اور چھوٹی سی دکھائی دیتی ہیں۔

(۱۳) آپ کے حلم اور بردباری کا یہ حال تھا۔ کہ جو بھی کوئی خواب یا مضمون یا اشعار سنانا چاہتا آپ اجازت دیتے۔ اور خواہ کیسا ہی لغو اور بیہودہ غلط سلط مضمون یا اشعار ہوتے آپ نہ ٹوکتے اور نہ ماتھے پر تیوڑی چڑھاتے۔ جب تک کہ خود ہی وہ شخص خاموش ہو جاتا اگرچہ درباری لوگ کانوں کو زخمی کرانا نہ چاہتے۔ اور اس کو خاموش کرنے کیلئے جزاک اللہ مرحبا کے آوازے کستے۔ مگر دربار مسیح موعود میں کسے مجال تھی کہ اسے بٹھا دیں۔ یا وہ کسی کی آتا سے نادارے کے ہوتے پروا کرتا۔

ایک شعر نمونۃً پیش کرتا ہوں۔ ماسٹر محمد حسین صاحب فرید آبادی مرحوم جن سے اپنے احمدی احباب خوب آشنا ہیں۔ اور اخباری دنیا میں بھی مشہور رہیں۔ کیونکہ وہ کئی ایک اخبارات کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اور کئی ایک کتب کے مصنف۔ بڑے پیارے نوجوان تھے۔ ان کے بھائی عبدالرحمن نام نواب صاحب کے بچوں کی خدمت پر ملازم تھے۔ وہ کچھ شعر سنا رہے تھے۔ کہ نواب صاحب کے بچوں نے پکارا۔ حضرت صاحب کو جو آپ نے اشعار سنائے۔ تو اخیر میں اس واقعہ کا یوں اظہار کیا ؎

نوابین نے جو مجھ کو پکارا
تو مضمون رہ گیا ادھورا ہمارا

اس پر وہ عالی مرتبہ انسان مسکرا دیتا تاکہ دوسرے کی دل شکنی نہ ہو۔

(۱۴) آپ کے استقلال اور ثبات کا یہ حال تھا۔ کہ کسر صلیب کی خاطر آپ کی شاید ہی کوئی تقریر یا تصنیف ایسی ہوگی۔ جس میں بڑے زور شور سے وفات مسیح کا مسئلہ ذکر نہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت عیسٰے کی قبر تک کا سرینگر محلہ خان یار میں پتہ لگا لیا۔ اور اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا۔ کہ حضرت عیسٰے ابن مریم واقعی مر گئے ہیں۔

(۱۵) انشا پردازی میں آپ کامل ماہر تھے۔ اور بسا اوقات آپ ایسا کیا کرتے کہ مکان کے صحن میں ٹہلتے بھی رہتے۔ اور پروف ریڈری یا مضمون نویسی کا کام بھی فرمایا کرتے۔ اس غرض کے لئے ایک دوات ایک جانب دیوار پر اور ایک دوات دوسری طرف ہوتی۔ اور قلم ہاتھ میں اور کاغذ کے نیچے بلا کسی سہارا کے بے تکلف لکھتے۔ آپ کا خط پختہ اور منشیانہ تھا۔ اور اسے وہی شخص پڑھ سکتا جسے مہارت ہوتی۔ اس راقم کو بھی حضور کے ہاتھ کا لکھا ہوا بے تکلف پڑھنے کی مہارت ہو گئی تھی۔ تصنیفات میں آپ خود ہی کاپیاں اور پروف پڑھتے۔ اور خاص اہتمام سے کتب چھپواتے۔

(۶) آپ کو چلنے کی ایسی عادت تھی۔ کہ پیادہ پا کوسوں سفر کر جاتے۔ اور سیر کا تو روزانہ آپ کا معمول تھا۔ اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ ایسے تیز چلتے کہ بڑے سے بڑے قوی نوجوان مشکل سے آپ کے ساتھ رہ سکتے۔ اور پھر ساتھ تقریر بھی کرتے جاتے اور سانس بالکل نہ چڑھتا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم تو ہمیشہ پیچھے ضعیف لوگوں میں رہتے۔ اور بعض وقت حضرت صاحب کھڑے ہو کر انتظار کر کے ساتھ ملاتے۔ مگر تھوڑی دیر بعد پھر نورالدین اعظم اور اس کی جماعت پیچھے ہی رہ جاتی۔ اور واپسی تک یہی حال ہوتا۔

(۷) آپ کو اپنے خادموں پر پورا اعتماد تھا۔ اور ان کو اپنے بچوں اور بھائیوں کی طرح جانتے تھے۔ آپ کی عادت میں ملا پن ہرگز نہ تھا۔ جب آپ کے ہاں خدا نے سب سے پہلا پوتا نصیر احمد نام یعنی میاں محمود احمد صاحب کا فرزند عطا فرمایا تو میاں صاحب کی بیوی صاحبہ جو خلیفہ رشید الدین صاحب کی بیٹی تھیں ان کی چھاتی پر ہر دو جانب ذیل نکلے جن کی وجہ سے بچہ دودھ نہ پی سکتا تھا۔ اور اپریشن کی ضرورت تھی۔ خلیفہ رشید الدین صاحب ان دنوں رڑکی تھے۔ اور لاہور میں قابل سے قابل لیڈی ڈاکٹر تھیں یا حضرت صاحب کے خدام سے میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب تھے ایک شخص کے نزدیک بہترین ذریعہ اپریشن اور علی الخصوص ایسی نازک پردہ کی جگہ کے لئے مریضہ کا والد یا لیڈی ڈاکٹر ہو سکتا تھا۔ مگر حضرت نے اپنے مخلص خدام تین ڈاکٹروں کے علاج مشورہ سے اپریشن ہونے کو ترجیح دی۔ اور یہاں لاہور میں ان ہر سہ ڈاکٹروں نے باہم مشورہ سے اپریشن کیا۔ جو بہت کامیاب ہوا۔ اور خدا کے فضل سے صحت ہو گئی۔ مجھے اور میری بیوی کو حضرت نے ہمراہ بھیجا جس کی وجہ میں آگے ذکر کرتا ہوں۔ اپریشن میر صاحب کے سرکاری کوارٹر ہوا جو میو ہاسپٹل کے احاطہ میں تھا۔ میر صاحب ان دنوں ہوس سرجن تھے۔ بعد صحت کچھ عرصہ میاں صاحب کے سسرال میں سید مٹھا لاہور رہے۔ اور کچھ عرصہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی کوٹھی واقعہ میکلوڈ روڈ میں ان کے مہمان رہے۔ اور پھر قادیان واپس چلے گئے۔

(۸) بسا اوقات آپ کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی بات پوری ہو کر رہتی۔ جن دنوں ہم حضور کے مکان میں رہتے تھے میری بیوی سے دریافت کیا۔ تمہاری تنخواہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ۱۵ روپیہ میں ان دنوں بدر کے دفتر میں مفتی صاحب کے پاس ملازم تھا۔ آپ نے نہایت تعجب سے فرمایا کہ میرا خیال تھا ۵۰ ہوں گے۔ اور تعجب سے دریافت کرتے کہ کیا گذارہ ہو جاتا ہے ان دنوں ۲۵ بڑی تنخواہ سمجھی جاتی تھی۔ ارزانی کا زمانہ تھا۔ اور میرا کنبہ بھی قلیل تھا۔ جب میں نے یہ بات سنی۔ میں نے یقین کیا کہ ۵۰ روپیہ تنخواہ تو ضرور ہو جائے گی۔ چنانچہ میں جلدی صدر انجمن کی ملازمت میں آیا۔ اور دنوں میں ہی میری تنخواہ ۵۰ ہو گئی۔ اور اس کے بعد اس سے بھی زیادہ اور اب خدا کے فضل سے بہت زیادہ اور کنبہ بھی ماشاء اللہ وافر ہے۔ ہماری تنگی کا خیال کر کے ایک دفعہ آپ گذرتے ہوئے مبلغ کچھ روپے کی پوٹلی ہمارے کمرہ میں پھینک گئے۔ بلا دریافت کئے کہ یہ کیسا روپیہ ہے ہم نے اسے استعمال کرنا مناسب نہ جانا۔ فرمایا تمہاری تنخواہ تھوڑی ہے۔ تکلیف ہوتی ہوگی۔ یہ روپے دیئے ہیں۔ اس کا ہم نے زیور بنایا۔ اس وقت سے ہمارے پاس بہت زیور ہوا جو ہم نے قادیان میں مکان تعمیر کرتے وقت فروخت کیا۔

علم طب

(۱۹) آپ کے والد ماجد بڑے طبیب حاذق تھے۔ اور طب میں ان کے کمال کی اس علاقہ میں عجیب و غریب کہانیاں مشہور ہیں۔ مگر اس پر ان کا گذارہ نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو بھی اس اپنے آبائی فن میں کچھ کم مہارت و تجربہ نہ تھا۔ چونکہ اس پر آپ کی گذران نہ تھی۔ اس لئے عام طور پر مشہور نہ تھے۔ اور نہ ہی آپ اسے شہرت دے سکتے تھے۔ کیونکہ اس دنیا میں وہ کسی اور کام کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ تاہم بعض ہندو اور مسلمان آپ کے بہت معتقد تھے اور باوجود مذہبی اختلاف کے اہل ہنود اپنی جانیں آپ کے ہی سپرد کرتے۔ اور آپ سے ہی علاج کراتے۔

آپ کا ایک الہامی نسخہ بھی ہے۔ جو یہ ہے۔ کونین۔ کچلہ فولاد۔۔۔ یہ دوا ہمزاد ڈاکٹر لوگ قوت کے لئے گولیاں بنا کر استعمال کرتے اور بڑی مجرب دوا ہے۔ مگر بہت احتیاط سے تیار کرنے

دوسری بات یہ فرمائی کہ میرے علم اور تجربہ کے رو سے جو ہے وہ یہ نسخہ ہے۔ مشک خالص (کستوری) ۶ ماشہ بزربیی خالص (جدوار) ۳ ماشہ فولاد قلعی ۳ ماشہ جسے انگریزی میں فرائٹ ایونیا سائٹراس کہتے ہیں خوب باریک کر کے پتھر کے صاف کھرل میں اور آخری دو دواؤں کو کپڑے میں چھان کر باہم ملا کر دو دو رتی کی گولیاں تیار کرے۔ اور ہر روز شام کے وقت عورت کھا لیا کرے اپنے آپ کو غم اور فکر سے بچانا چاہیئے۔ کیونکہ غم کا دل پر اور دل سے تمام اعضا پر اثر ہوتا ہے۔ اور فرمایا پنجگانہ نماز میں دعا بھی کرو عجب نہیں کہ خداوند کریم لڑکی کے بدلے لڑکا دیوے۔ اس کے بعد اللہ کے فضل سے میرے ہاں یکے بعد دیگرے دو لڑکے ہوئے۔ اور اور بھی لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ جن میں سے زیادہ تر خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں سب سے بڑے کا نام عبدالرحمن ہے۔ جو چھٹی جماعت میں تعلیم پاتا ہے اور قرآن مجید کئی بار ختم کر چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو زندہ رکھے نیک کرے اور خادم دین بنائے۔ یہ نسخہ ہم اس وقت سے قریباً ہر دفعہ ایام حمل میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ دودھ کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ قبض ہو تو دودھ علاج ہے گرمی کے موسم کے نسبت سرما میں استعمال کرنا سہولت کا باعث ہے۔ کیونکہ اشیا مقوی اور گرم ہیں۔ تکلیف ہو تو ناغہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ٹھنڈی اشیاء کھائی جا سکتی ہیں۔ کئی ایک اور احباب نے بھی مجھ سے یہ نسخہ دریافت کر کے استعمال کیا ہے۔ والسلام

خاکسار
محمد نصیب۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا

(از جناب بابو منظور الٰہی صاحب ریلوے ٹیلیگراف انسپکٹر)

مامورین کی ابتدائی زندگی

قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی نبی یا ولی مقام نبوت یا ولائت پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ تو اس کے مخالفین دلائل حقہ کی تردید سے عاجز ہو کر اس پر طرح طرح کی بہتان بازی سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں اور بجائے اس کے کہ دلائل کے مقابل دلائل دیں۔ ناواقف لوگوں کے جذبات کو بھڑکا بھڑکا کر ان سے نفرت دلاتے ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ کی جوانی اور بچپن کا زمانہ ایسا بے لوث اور ہر قسم کے گناہ سے پاک گذرا ہے۔ کہ خود کفار عرب آپکو امین کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن جونہی کہ آپ نے نبوت اور رسالت کا دعوےٰ کر کے عقائد باطلہ کی تردید شروع کی۔ وہی لوگ جو آپ کو امین اور نہایت پاکباز سمجھتے تھے سخت مخالف ہو گئے۔ اور آپکو جھوٹا۔ مکار۔ جعلساز اور ساحر کہنا شروع کیا۔ جنکے ازالہ اور اصل حقیقت کی طرف توجہ دلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آیت مندرجہ عنوان نازل فرما کر حضرت نبی کریمؐ کو حکم دیا۔ کہ اپنے مخالفین سے کہیں۔ کہ میں نے تمہارے درمیان عمر کا ایک بڑا حصہ گذارا ہے۔ کیا تم نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے جعلسازی کرتے دیکھا ہے۔ کہ اب میں آخری عمر میں ایسے امور میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ جس کا جواب کفار کی طرف سے خاموشی سے دیا گیا۔

سنت الٰہیہ کے مطابق ہر ایک مجدد امت محمدیہ نے اپنے مخالفین کو اسی امر کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن مخالفین نے توجہ نہ کرنی تھی اور نہ کی۔ اور باوجود یہ جاننے کے کہ ان لوگوں کی ابتدائی عمریں اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ گذری ہیں۔ ان کی مخالفت کرتے ہی رہے۔

حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی

ہماری صدی کے مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود نے چالیس سال کی عمر اس ملک پنجاب میں اپنے دعاوی سے پہلے گذاری۔ مختلف مقامات قیام رکھا۔ علماء اور فضلاء سے ملتے رہے۔ امورات دنیا میں بھی مصروف رہے۔ اور آپکی ابتدائی زندگی کے پورے پورے واقف کار ہمارے زمانہ تک زندہ موجود ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک فرد نے بھی آپکی ابتدائی زندگی پر کسی کا حرف نہیں رکھا۔ بچپن سے لیکر جوانی تک اور پھر جوانی ڈھلے چالیس سال کی عمر تک تھوڑا سا زمانہ نہیں کہ اگر کسی شخص کو جھوٹ جعلسازی۔ مکاری دنیا داری اور شہرت کی عادت ہو۔ تو کسی نہ کسی شخص پر اس کے ان خیالات و عادات کا انکشاف نہ ہو جائے۔ اور دوسری طرف جب ایک شخص جوانی کے ڈھلنے تک عمدہ اور نیک صفات سے متصف ہو۔ تو کسی عقلمند اور سمجھدار شخص کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔ کہ وہ بڑھاپے کے زمانے میں جبکہ وہ اپنی موت کو سامنے دیکھ رہا ہے۔ جھوٹ جعلسازی۔ مکاری۔ دنیا داری اور شہرت کی طرف مائل ہو جائیگا۔ یہ بات انسانی فہم سے بالکل بالاتر ہے۔ چالیس سال تک تو ہر ایک عادت انسان میں راسخ ہو جاتی ہے۔ اگر وہ اتنا عرصہ دراز جھوٹ بولتا رہا ہے۔ تو چالیس سال کے بعد جھوٹ اس سے چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اگر نیکی کرتا رہا ہے۔ تو وہ بھی اسکی طبیعت ثانی ہو جاتی ہے۔

بچپن کا زمانہ

حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی کے پہلے چھ سال کھیل کود میں گذارے۔ لیکن کبھی آپ سے شوخی و شرارت کا اظہار نہیں ہوا بلکہ شروع سے ہی آپکی طبیعت نہایت سکون پسند اور خاموش واقع ہوئی تھی۔

جوانی کی عمر

غدر ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں آپ جوان ہو چکے تھے۔ کہ آپ کے والد صاحب و برادر بزرگوار سرکار انگریزی کی خدمات میں مصروف ہو جانیکے باعث آپکو گھر کی حفاظت کیلئے چھوڑ گئے۔ اس عرصہ میں آپکا شغل مسجد میں قرآن خوانی اور مطالعہ کتب صوفیا تھا۔

جب آپ پوری جوانی کی عمر کو پہنچ گئے۔ تو آپ مطالعہ کتب مذہبی و مجاہدات مسنونہ میں اسقدر مستغرق رہنے لگے۔ کہ آپکے والد صاحب کو آپکی صحت کی فکر پڑ گئی اپنی اس وقت کی حالت کا صحیح نقشہ آپ نے اپنی قلم سے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

"خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے۔ اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے۔ کہ وہ چیز جو اسکی راہ میں سب سے پہلے دی گئی۔ وہ قلب سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اسکا بجز خدائے عزوجل کے کسی چیز کیساتھ نہ تھا میں کسی زمانہ میں جوان تھا۔ اور اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزوجل کے کسی کیساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔ گویا وہی مولوی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے۔

من زہر جمیعتے نالاں شدم ✻ جفت خوشحالاں و بد حالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من ✻ وز درون من نجست اسرار من

اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اسقدر جہتک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں۔ کہ میں اسکا شکر ادا کر سکوں تاہم میری فطرت کو اس نے ایسا بنایا ہے۔ کہ میں دنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اس زمانہ میں بھی جبکہ میں اس دنیا میں ایک نیا مسافر تھا۔ اور میرے بالغ ہونے کے ایام ابھی تھوڑے تھے۔ میں اس تپش محبت سے خالی نہیں تھا جو خدائے عزوجل سے ہونی چاہیئے۔"

زیارت نبوی

آپکی پاک فطرتی اور محبت الٰہی کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ اپنی عمر کے پچیسویں سال سے ہی آپ پر برکات الٰہی کا نزول شروع ہوا۔ اور آپنے حضرت نبی کریمؐ کا مبارک دیدار پایا۔ جس میں آنحضرتؐ نے ایک خوبصورت اور خوشرنگ میوہ کی ایک قاش آپ کو دی۔ کہ آپ اس شخص کو دیدیں جو مردہ کی مثل دروازے سے باہر پڑا تھا۔ جونہی وہ قاش اس نیم جان نے کھائی۔ اس میں از سر نو زندگی آ گئی۔ اور آنحضرتؐ کی کرسی مبارک بہت بلند ہو گئی۔ اور سورج کی مانند نور کی کرنیں آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک سے چمکنے لگیں۔ جس کی تعبیر آپکو یہ بتائی گئی۔ کہ وہ اسلام جسے مردہ سمجھ کر دروازے سے باہر پھینک دیا گیا تھا۔ آنحضرتؐ کے عطا کردہ انوار کی برکت سے آپکے ہاتھوں اس میں از سر نو زندگی پیدا ہو جائیگی۔ اور وہ آئندہ زمانہ میں آپکے ہاتھوں بہت ترقی و تر و تازگی حاصل کریگا جس کے سبب سے حضرت نبی کریمؐ کے انوار کی کرنیں اور آنحضورؐ کی برکات ساری دنیا پر پھیل جائیں گی۔

مجاہدات

جوں جوں آپ عمر میں ترقی کرتے گئے۔ اس کیساتھ ہی مجاہدات میں بھی زیادہ مصروفیت ہوتی گئی۔ یہانتک کہ ماموریت کے زمانہ سے چند سال قبل آپکو رویا میں [illegible] کیلئے روزے رکھنا سنت خاندان نبوی ہے۔ جسکی متابعت آپنے قریباً نو ماہ متواتر روزے رکھے۔ اور اس عرصہ میں بعض انبیاء، بڑے بڑے اولیاء سے رویا میں ملاقاتیں ہوئیں۔ اور عین بیداری میں حضرت نبی کریمؐ و حضرات حسنینؓ و حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی زیارتیں ہوئیں۔ ان انوار سماوی میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔

زمانہ ماموریت

آخر کار آپکی عمر کے چالیسویں سال آپکو اصلاح خلق و اشاعت اسلام کے کام پر مامور کیا گیا۔ اور آپ نے کتاب براہین احمدیہ لکھی جس میں جملہ مذاہب و خیالات باطلہ کا قلع قمع کیا۔ اور حقانیت اسلام کو براہین کی رو سے برتر ثابت کر کے دکھایا۔ اور ان براہین کو توڑنے یا انکی مثل دیگر کتب میں دکھانے پر دس ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا۔ یہ کتاب ہر مخالف کو پہنچائی گئی۔ لیکن آجتک ایک بھی ایسا شخص مقابل نہیں آیا۔ جو ان براہین کو توڑتا۔ یا اپنی کتاب میں ایسے براہین دکھا کر انعام حاصل کرتا۔

لیظهره علی الدین کله کا نظارہ

آپکی تعلیم کی برکت سے آپکے خادموں کی ذریعہ سے اسلام ہر میدان اور ہر جگہ میں کامیاب ہوتا چلا جا رہا ہے۔ باوجود مخالف طوفانوں اور آندھیوں کے خادمان مسیح موعود ہر جگہ کامیاب ہو رہے ہیں جتنے زور سے اس مصلح کے کاموں میں رکاوٹ پیدا کرنیکی کوشش کی جاتی ہے۔ اتنے ہی زور سے برکات اسلام پھیلتے جاتے ہیں۔ اور انشاءاللہ وہ زمانہ بہت قریب ہے۔ کہ اندرونی مخالفت کی کمر ٹوٹ جائے۔ اور بیرونی دشمن اپنے ہتھیار ڈالے اور لیظهره علی الدین کلہ کا نظارہ ساری دنیا دیکھ لے۔

بڑھے چلو

بہادر احمدیو۔ بڑھے چلو۔ اور پورے زور سے بڑھے چلو ہمت و قربانی سے کام لو۔ اندرونی اور بیرونی مخالفت تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ اسلام اب غالب ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ اور انشاءاللہ اسی زمانہ کے مجدد اعظم کے خادموں کے ذریعہ سے غالب ہوگا۔ اس لئے تم اپنی رفتار کو ہرگز سست مت کرو کوئی مخالفت تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ بلکہ جو لوگ اس نیک کام میں تمہاری مخالفت کریں گے اللہ تعالیٰ انکو تمہارے سامنے ذلیل و خوار کریگا۔ صرف ایک چنگاری اپنے دل میں لگائے رکھو۔ کہ اسلام غالب ہو" بنیان مرصوص کی طرح ل کر اس کام میں لگے رہو۔ منزل مقصود بہت قریب ہے۔ اور خدا کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ ہمارے مسیح نے بالکل سچ کہا ہے۔ کہ

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

سیرت مسیح موعود کا ایک ورق

(از مولوی ثناءاللہ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور)

آپ کے اخلاق

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صفات حمیدہ اور اخلاق جمیلہ کے بیان کرنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے لیکن آپکی زندگی اسوہ حسنہ کی ایک آئینہ تھی۔ آپ کا زہد و اتقا و علم و فضل و راست بازی و راستگوئی اور راست گفتاری تو الم نشرح تھی۔ ان تمام صفات میں آپ اپنے دعوے سے پہلے خاص طور پر مشہور تھے۔ لیکن جو اصحاب آپکی پاک صحبت میں رہ کر فیوض روحانی سے بہرہ ور ہوتے۔ وہ آپکے خصائل ستودہ سے اسقدر متاثر ہوئے۔ کہ انہوں نے اپنے اندر غیر معمولی طور نمایاں تبدیلیاں پیدا کر لیں۔ اور اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کے راستے میں اسلام کیلئے وقف کر دیا۔ غرضیکہ آپکی زندگی ہمارے لئے میدان عمل میں قدم رکھنے کیلئے ایک زندہ نمونہ تھی۔ آپکو دیکھ کر رسول کریمؐ کا زمانہ مبارک یاد آتا تھا۔ آپ میں حلم، تحمل و برداشت و استقلال اور ہمدردی خلق خدا کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ اگر میں آپکی زندگی مبارک سے وہ مثالیں پیش کروں۔ تو مجھے طوالت مضمون کا خوف ہے۔ آپکے اخلاق جمیلہ نے بچے سے لیکر بوڑھے تک کے دل میں گھر کر لیا ہے۔

تبتیل الی اللہ

آپ مامور من اللہ تھے۔ آپ حضرت رسول کریمؐ کے وعدہ مبارک کے مطابق مبعوث ہوئے۔ آپ زمانہ حاضرہ کے پیروں اور سجادہ نشینوں جیسے نہ تھے۔ کوئی دنیاوی لالچ رضامندی اور خوشنودی کیلئے آپکو اللہ تعالیٰ اور آپکے رسول مقبول حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کمال درجہ کا عشق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور عاقبت کا خیال ہر وقت آپکے قلب مبارک پر حاوی تھا۔ چنانچہ آپ اپنے مریدوں سے سب سے پہلا عہد یہی لیا کرتے تھے۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔

خدمات دینیہ

آپ نے کتب و رسائل اسلام کی تائید میں لکھکر اسلام کی وہ خدمت

کی۔ جو اس امت محمدیہ میں کسی مجدد کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپنے مخالفین اسلام کیلئے انعامات بھی رکھے مباہلے بھی کیئے۔ کہ ان دلائل و براہین قاطعہ کی جو آپ نے تائید اسلام میں پیش کئے ہیں۔ تردید کریں لیکن کسی دریدہ دہن کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ اور جو کوئی مقابلہ پر آیا۔ اس نے منہ کی کھائی۔ مثلاً لیکھرام آریہ یا عبداللہ آتھم یا مولوی کرم دین جہلمی وغیرہ۔ آپنے دعوے سے پہلے ایک کتاب براہین احمدیہ پانچ جلدوں میں لکھی جسکی تردید کیلئے آپ نے دس ہزار روپیہ انعام رکھا لیکن آجتک کوئی شخص اسکا جواب نہ دے سکا۔ غرض آپ نے عیسائیوں، اور آریوں، اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کو مقابلہ کیلئے للکارا۔ لیکن کوئی بھی مرد میدان نہ بنا۔ اور سب دم دبا کر بھاگ نکلے۔

آپ نے علاوہ دیگر کتب کے تمام مذاہب کے مقابلے میں جلسہ مہوتسو میں اسلام کو پیش کیا۔ اور ثابت کیا کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکو دنیا قبول کریگی۔ جو دلائل و براہین اس کی تائید میں دیئے گئے۔ انکو جمیع حاضرین و سامعین نے متفقہ طور پر بنظر تحسین دیکھا۔

ملکی خدمات

پھر آخر زندگی میں آپ نے پیغام صلح رسالہ لکھا جس میں آپنے ہندوؤں کو اتفاق اور اتحاد کیلئے دعوت دی۔ اور چند ایک اصول پیش کئے جنکو اسوقت تو ظاہر طور پر ہندوؤں نے تسلیم کر لیا۔ لیکن افسوس کہ بعد ازاں ان تجوزہ قوانین پر ہندو عمل پیرا نہ ہوئے۔ کو طرفہ یہ ہے کہ جس تحریک کی بنیاد حضرت مرزا صاحب نے تیس سال پہلے رکھی۔ وہی تحریک گذشتہ سال حامیان خلافت و کانگریس نے پیش کی لیکن غلط اصولوں پر۔ اسلئے اسکا نتیجہ لازماً یہ ہوا۔ کہ مصنوعی پیش کردہ اتحاد کو وہ ٹھیس لگی ہے جس کے ازالہ کیلئے کم از کم ایک صدی درکار ہے کاش کہ لوگ مامور من اللہ کی پیش کردہ تجاویز کو میدان عمل میں لاتے۔ تو آج یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اور ہندو مسلمانوں کے تعلقات اسقدر کشیدہ نہ ہوتے۔

علما کی مخالفت اور ناکامی

اگرچہ مولویوں نے آپ پر کفر کے فتووں کی گولہ باری کی اور طرح طرح کے منصوبے باندھ کر آپ پر مقدمات چلائے لیکن ان کو وہ ندامت اٹھانی پڑی۔ کہ جو سخت باعث شرم ہے۔ مشہور ہے۔ کہ چودھویں صدی کے علما سے بھیڑیوں نے بھی پناہ مانگی ہے۔ اسکی پوری پوری تصدیق آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ مخالفوں نے بڑے بڑے گندے الزامات آپ پر لگائے۔ لیکن خداتعالی نے آپکو فائز المرام ہی رکھا۔ اور ہر طرح سے آپکی بریت ظاہر کی۔

دعوے اور الہامات

آپ نے کئی پیشگوئیاں خداتعالی کی طرف سے شائع کیں۔ جو لفظ بلفظ پوری ہوئیں۔ آپکے مامور من اللہ ہونیکا یہ ایک امتیازی نشان تھا۔ آپکو مکالمہ و مخاطبہ الہیہ میں کمال شرف حاصل تھا۔

جو لم یبق من النبوت الا المبشرات کے ماتحت اولیائے امت کو ہوتا چلا آیا ہے۔ ان آپکو کثرت کیساتھ مکالمہ و مخاطبہ ہوا۔ آپ وحی نبوت قائل نہ تھے۔ اور اسکی بڑے زور سے کئی جگہ تردید کی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد وحی نبوت ہو سکتا ہے۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگر ایک دفعہ بھی جبریل وحی نبوت لیکر آجائیں۔ تو ختم نبوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں آپ نے اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا۔ وہاں کھلے طور پر اس کو مجاز قرار دیا۔ اور حقیقی نبی ہونے سے صاف انکار کیا۔ آپ کا دعوے بے شک مسیح موعود ہونیکا تھا۔ لیکن محض مجددیت کے رنگ میں۔ نہ کہ نبوت کے پیرایہ میں۔

تعلیم

آپکی تعلیم اسلام سے الگ نہ تھی۔ آپ صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف مسلمانوں پر کھولنے آئے تھے۔ رسول کریم کی حقانیت و صداقت کو دنیا پر روشن کرنیکے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ صرف ان بدعات اور بدرسوم کا قلع قمع کرنیکے لئے تشریف لائے تھے۔ جو بوجہ جہالت عرصۂ دراز سے مسلمانوں میں رائج ہو چکی تھیں۔ آپ نے سوتے ہوئے مسلمانوں کو جگایا کہ اب اٹھنے کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسوقت جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت ہے۔ تو یہ کہ اپنی قلم۔ خداداد طاقتوں اور مال و متاع سے جہاد کرو۔ اور یہی جہاد کبیر ہے۔ اور اسطرح سے اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچایا۔ اسلام ثریا پر جا چکا تھا۔ آپ اس کو زمین پر دوبارہ واپس لائے دنیا حقیقت اسلام سے بے خبر ہو چکی تھی۔ آپ نے بیدار کر کے دوبارہ اسلام کی صداقت کو واضح کر دیا۔ آپ کا ایمان تھا۔ کہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور اس کے بعد ہر ایک مدعی نبوت کافر و کاذب ہے۔ اور پرزور الفاظ میں آپنے فرمایا کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا لیکن غیر احمدی علما

اور مخالفین سلسلہ حقہ ہمیشہ آپ پر یہی الزام لگاتے رہتے۔ کہ آپ مدعی نبوت و رسالت ہیں حضرت صاحب نے اپنی تصانیف اور اشعار میں اس الزام کی پوری پوری تردید کی اور فرمایا کہ تمام فیوض روحانی انہوں نے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ربی وامی سے حاصل کئے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آج آپ کی جماعت میں سے ہی ایک کثیر گروہ مخالفین کے اعتراض کی تصدیق میں پورا پورا زور لگا رہا ہے

آپ کا کام

آپکی بعثت کی اصل غرض اشاعت اسلام تھی۔ اسلام کے پھیلانے کا شوق آپ کو ہر دم رہتا۔ اسی غرض سے آپنے ایک جماعت بھی تیار کی جس کو آپ نے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلایا۔ سعید روحوں نے آپکی اس آواز پر لبیک کہا۔ اور ایک جماعت کی صورت میں ایک انجمن قائم کی جس کے افراد دنیا کے مختلف اطراف و اکناف میں اشاعت اسلام کیلئے نکل گئے۔ چنانچہ آج تک آپکی جماعت خواہ لاہور سے تعلق رکھتی ہے اور خواہ قادیان سے۔ اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف ہے جس کا اعتراف دوست دشمن کرتے ہیں

خاص خدام اور انکی قربانیاں

حضرت صاحب کے دعوں کو بزرگ وجودوں نے قبول کیا۔ مثلاً حضرت علامہ حکیم مولوی نور الدین صاحب مرحوم۔ حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی۔ حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید موجودہ وقت میں بھی حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی ایثار قومی و ملی کی زندہ مثال موجود ہیں۔ اور تمام مسلمان ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود کی ہی ذات بابرکات تھی۔ جس نے اپنی قوت روحانی سے ایسے پاک وجود پیدا کئے۔

الغرض

آپکی زندگی نہایت پاک اور سادہ تھی۔ آپ میں تصنع یا بناوٹ ہرگز نہ تھی۔ آپ کو ہر آن اسلام کے لئے ایک تڑپ تھی۔ جو کوئی بھی آپکی صحبت سے فیض اٹھاتا۔ اس پر یہ واضح ہو جاتا۔ کہ آپ واقعی مامور من اللہ تھے اور حقیقی معنوں میں مسیح موعود اور مہدی معہود تھے۔ آخر عمر میں مشیت ایزدی کے ماتحت خاص مریدوں کے درمیان لاہور میں اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے۔ اور اپنے بعد ایسی قوم چھوڑ گئے۔ جو اشاعت اسلام کیلئے مال وجان و اولاد کی قربانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ دعا ہے۔ کہ خداتعالی آپ کو عرش معلی میں خاص الخاص جگہ عطا فرماوے۔ اور ہمیں آپکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ثمہ آمین۔

خداتعالی کے پُرزور حملے

(از مولوی الٰہی بخش صاحب متعلم میڈیکل کالج لاہور)

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ لیکن دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کریگا۔"

یہ الفاظ اس پاک انسان کی زبان پر جاری ہوئے جسکو آج اس فانی عالم سے کوچ کئے ہوئے پورے پندرہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ خدا کا وہ مامور آیا اور سنت الہیہ کے مطابق اس جہان سے چلا بھی گیا۔ مگر یہ الفاظ ابھی تک باقی ہیں۔ اور اس کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہے ہیں۔ آؤ ذرا ہم واقعات عالم پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں اور اس وقت کے حالات کا جب یہ الفاظ حضرت مسیح موعود پر الہام ہوئے آج کے حالات سے مقابلہ کر کے دیکھیں۔ کہ کسطرح سے زور آور حملے آخر کار آپ کی صداقت کو منواتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا خلاصہ لب لباب اگر ایک فقرہ میں بتانا ہو۔ تو وہ یہ ہوگا۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو انکے سب سے بڑے فرض اعلائے کلمۃ اللہ کی طرف توجہ دلائی۔ مگر یہ الفاظ اس وقت کہے گئے۔ اور حق و صداقت کو دنیا میں آشتی و صلح سے پھیلانا اس وقت آپ نے تعلیم کیا۔ جب ان باتوں کی طرف التفات کرنیوالا کوئی انسان نہ تھا۔ جب مسلمانوں پر تاریکی کی وہ گھڑی چھائی ہوئی تھی۔ کہ اس آواز کے نکلتے ہی انہوں نے اسکی مخالفت کو اپنا فرض اولیں سمجھا۔ اس پاک انسان نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ اگر اسلام کی ترقی کی خواہش ہو۔ تو دنیا کے اطراف و اکناف میں نکل جاؤ۔ اور چار دانگ عالم میں اسلام کے صحیح اصولوں قرآن شریف کی معجز نما صداقت اور محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کا ڈنکا بجا دو۔ جاؤ یورپ میں چلے جاؤ۔ اور وہاں جسقدر مغالطے اور افترا اسلام کی نسبت باندھے گئے ہیں۔ انکو تاریخ کی روشنی سے باطل کر کے بتلا دو۔ جاؤ امریکہ میں نکل جاؤ

اور جو جو منافرت اور مغائرت اسلام سے وہ لوگ رکھتے ہیں اسکو صحیح عقل کی کسوٹی پر دور ملیامیٹ کردو۔ ایسا ہی ہندوستان میں مسلمان تبلیغ اسلام بازکردہ امن کا نظارہ قائم کر کے خود مسلمانوں کو قعر مذلت سے نکالنے کی کوشش کرو۔ اس آواز کا نکلنا تھا۔ کہ راس کماری سے لیکر افغانستان تک کے علما چونک پڑے۔ کہ یہ کون شخص ہے۔ کیا اسلام صحیح اصولوں کی ترویج سے کبھی پھیلتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ تو ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک میں قرآن کا محتاج ہے۔ اسلام اگر ترقی کر سکتا ہے۔ تو صحیح تعلیم کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ وہ امام مہدی کی اس تلوار اور عیسی کی اس پھونک کا محتاج ہے۔ جس کے بغیر کچھ اسلام کا بن سکتا ہے۔ اور نہ قرآن شریف کی صداقت قائم ہو سکتی ہے۔ جب تک ہم میں وہ طاقت نہ ہو۔ کہ ہم کفار کے سروں پر تلوار لیکر کھڑے ہو جائیں۔ اور انکار کی صلاحیت فوراً گلا جدا کرنے پر مستعد ہوں۔ تب تک تو اسلام کا ایک ذرہ بھر بھی کچھ نہیں بن سکتا۔ یہ وہ اصل حالات تھے۔ جنکے ماتحت اس گاؤں کے رہنے والے نے دنیا کو چیلنج دیا۔ وہ اگر محض یہی کہتا۔ کہ مسلمانوں کا فرض اشاعت اسلام ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کو محض انکی اس غفلت اور بے اعتنائی پر توجہ ہی دلاتا۔ تو یہ کوئی چھوٹا سا کام تھا۔ یہ بڑے زبردست انسان کی قوت کو چاہتا تھا۔ مگر کیا اس نے اسی پر اکتفا کیا۔ نہیں بلکہ اسکی سچائی اور منجانب اللہ ہونیکا تو ثبوت ہی یہی ہے۔ کہ اس نے نہ صرف ایک راز ترقی کو ہمارے سامنے کھول دیا۔ بلکہ بڑی تحدی اور نہایت پرزور الفاظ میں یہ وعدہ دیا۔ کہ اس راہ سے ترقی ہو کر رہیگی ان واقعات کو پندرہ سال کا لمبا عرصہ گذر جاتا ہے۔ اور موجودہ فتنہ ارتداد ہمارے سامنے نئے حالات رکھ دیتا ہے۔ اسکی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک مسلمان آج کل کے ارتداد کے حالات سے واقف ہے اور جو کچھ ہیجان و تبدیلی اس نے مسلمانوں میں پیدا کی ہے۔ وہ واضح ہے وہ علما جو کل کہتے تھے۔ کہ مرزا صاحب کی کوئی تحریر پڑھنی یا سننی کفر ہے۔ انہیں آج زمانہ کی مجبوریوں سے علی الاعلان یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں اپنے مذہب کی اشاعت کرنا ضروری امر ہے۔ وہ لوگ جو کل تک اشاعت اسلام کے کام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے وہ آج خداتعالی کے زبردست حملوں سے اس بات پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ اس کام کی طرف توجہ کریں۔ ان واقعات کو دیکھنے اور ان پر ایک انصاف کی نظر ڈالنے کے بعد کیا حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک باقی رہ جاتا ہے؟ کیا نبیوں اور ماموروں اور صدیقوں کو اللہ تعالی انکو کوئی اس سے بڑھ کر اور نشان اور بینات عطا کیا کرتا ہے کیا سب سے کھلا اور بین نشان ماموروں کو یہی نہیں دیا جاتا۔ کہ ایک وقت میں وہ اس زمانہ کے واقعات اس زمانہ کے لوگوں کی توقعات اور ظاہر بین اشخاص کی امیدوں کے خلاف ایک آواز اٹھاتا ہے۔ قدرتاً چاروں طرف سے اسکی مخالفت میں آوازیں اٹھتی ہیں۔ دنیا میں ایک شور بپا ہو جاتا ہے۔ اس کی عداوت میں کوئی طریقہ اس کی ایذا رسانی اور اسکے کام کو روکنے میں کوئی حیلہ چھوڑا نہیں جاتا۔ لیکن سنت اللہ کے مطابق آہستہ آہستہ مخالفت کی آگ سرد ہونے لگتی ہے۔ اور آخر کار کچھ مدت بعد دنیا معلوم کرتی ہے۔ کہ حقیقتاً ترقی کا وہی راستہ ہے جو اس مرد خدا نے بتایا تھا۔ یہ الگ امر ہے۔ کہ لوگ اسے منہ سے سچا مانیں یا نہ۔ مگر اس کی تعلیم اس کے نصب العین اسکی بتلائی ہوئی راہ پر خود بخود گامزن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہی ایک بات اسکی صداقت پر دلیل ٹھیرتی ہے۔ آیا مرزا صاحب کیساتھ طالب حق اور تشنہ صداقت اصحاب سے سوال ہے۔ کہ یہ واقعات اسی طرح ظہور میں آئے یا نہیں؟ کیا جس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے اشاعت اسلام کی طرف قوم کو توجہ دلائی۔ اس وقت اس بات کو کوئی ماننے کیلئے تیار تھا؟ کیا اس وقت اس بات کو ہنسی اور ٹھٹھا میں نہیں اڑایا گیا۔ یہ اچھا مسیح آیا کہ بجائے مال دینے کے دین کی اشاعت کیلئے چندہ طلب کرتا ہے؟ کیا اس وقت تمام دنیائے اسلام خونی مہدی کے انتظار میں نہ تھی۔ اور کیا اس کی توقعات غلط ثابت نہیں ہوئیں۔ پھر آج تیس چالیس سال کے بعد کیا واقعات ایسے پیدا نہیں ہو گئے۔ کہ ان ہی مسلمانوں نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ دین کی اشاعت میں ان سے جسقدر سستی و غفلت ہوئی۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ کیا آج وہی علما جو خونی مہدی کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ زمانہ کے تھپیڑوں سے اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت کو ماننے پر مجبور نہیں ہوئے؟ کیا اب بھی وہ اسی انتظار اور شوق میں رہیں گے۔ کہ کوئی خونی مہدی تلوار سے کفار کا ستیاناس کرنے کے لئے اور آسمان سے حضرت عیسی عیسائیوں کے قلع قمع کے لئے نازل ہوگا؟ اگر وہ امیدیں اور انتظاریں نہیں رہیں۔ اگر وہ ہنسی و تمسخر اس مامور کی تعلیم کیساتھ نہیں رہے۔ اگر فی الواقع مسلمان اپنی کمزوری اس بات میں

محسوس کرتے ہیں، جس کی طرف اس [illegible] توجہ دلائی تھی۔ اگر وہ خدا کے زور آور حملے سے یکلخت اس صادق انسان کے بتائے ہوئے رنگ پر آگئے ہیں۔ تو پھر اس کی صداقت میں کیا شبہ باقی ہے۔ اگر دنیا نے منہ سے اس کو سچا نہیں مانا۔ تو کیا حرج ہے جبکہ اس کی تعلیم [illegible] کیا یہ بات اس کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ [illegible] کے واقعات کی روشنی میں [illegible] معلوم ہوتے ہیں۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔"

ہندو مسلم اتحاد اور مسیح موعود

از سعید احمد صاحب متعلم [illegible] کالج لاہور

اسلام کا ابتدائی نشوونما

اس بات کو تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں، جبکہ چمن اسلام خداوند عالم نے اپنے نبی کریم کے ہاتھوں اپنی مخلوق کے لئے لگوایا۔ یہ ایسا پر رونق باغ تھا۔ کہ باغبان کے دیکھتے دیکھتے لاکھوں انسانوں کے لئے باعث کشش ہوا۔ زمانہ گذرتا گیا۔ اور نئے نئے پھول اس کی شاخوں میں آئے اور اسکی ترقی یوماً فیوماً ہوتی رہی۔ زائرین اور لطف اٹھانے والوں کی تعداد لاکھوں سے کروڑوں تک پہنچ گئی۔ بیشمار باغبانوں نے اس کی ترقی میں سعی کی۔

زمانہ تنزل

بایں ہمہ اس گلشن پر بھی بدقسمتی کی ایک ساعت آئی۔ اور باد سموم کا اسطرف گذر ہوا۔ جس سے اکثر پودے کملا گئے۔ جو زیادہ نازک تھے۔ وہ مرجھا کر فنا ہو گئے۔ کہ ان کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ جو دستہ ان مصیبتوں سے بچے رہ گئے [illegible] انقلابات زمانہ کی آفات تیز و تند ہوا نے گرد و غبار کے ساتھ ان کی رونق کو نظر عالم سے چھپا دیا۔ باغ کی پرورش اور آبیاری کرنیوالے اس جہان سے چل بسے۔ اگرچہ وہ مصفی نہر جس سے اس باغ کی آبیاری ہوتی تھی۔ اپنی مقدار میں ایک بوند بھی نہ کم ہوئی۔ اور اپنی صفائی میں ذرہ بھر بھی مکدر نہ ہوئی۔ لیکن وہ مالی نہ رہے۔ جو اس نہر سے پانی لیکر پودوں کو سیراب کرتے تھے۔ کچھ خودرو بوٹیاں صحن چمن میں نمودار ہو گئیں۔ کچھ خار دار جھاڑیاں اُگ گئیں اور کچھ تلخ اثمار کے پیڑ پیدا ہو گئے۔ اور باغ کی کشش اور دلفریبی میں ہر طرف سے تنزل کے آثار پیدا ہو گئے۔ چمن کو اس بیکسی کی حالت میں دیکھ کر کچھ ایسے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو باوجود اس سے دائرہ کے جو نہیں اس چمن کے باغبان۔ مالیوں اور زائرین کیساتھ ہمیشہ سے تھا۔ اسکی تباہی کے درپے ہوئے۔ اور زمانہ [illegible] کو ان شقی القلب ظالموں نے تمام کرنا چاہا۔

رحمت الٰہی کا نزول

لیکن وہ ذات، کامل اور مالک [illegible] لگانے ہوئے باغ سے کہاں بے توجہی کرنا پسند کرتی تھی۔ کہاں اسکو منظور تھا۔ کہ یہ جنت الخلد امینوں کی غفلت اور بیگانوں کی عداوت کا ایسا شکار ہو۔ کہ اسکا نقشہ صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ شدت گرمی کے وقت جبکہ دنیا ناامید ہو چکی ہو۔ اور سخت قحط سالی کے موقع پر جبکہ زمین اپنے باسیوں پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی ہو۔ باران رحمت نازل کرنیوالے اور وہ الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا فرمانے والے رب العالمین کو کہاں پسند تھا۔ کہ یہ چمن الٰہی بے سروسامانی کی حالت میں تباہ ہو جائے۔ اپنی قدیم سنت کے مطابق اسکا تدارک کیا اور جب مصائب اپنی انتہا کو پہنچ گئیں۔ تو اس نے اس چمن کے باغبان حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کو عظیم الشان سروسامان اور [illegible] کے ساتھ مامور کیا۔ سیدنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلام اور ہمارا آقا وہ پاک وجود ہے۔ جو اس خدمت کے اعتبار سے جو اس کے ہاتھوں سے چمن احمد میں خدا نے لینی تھی مسیح موعود کا لقب پاکر آیا۔ اس مامور من اللہ نے اپنے آقا کے مدرسہ میں تعلیم پائی۔ چمن کی مصفی نہر یعنی پاک کتاب قرآن کریم سے پانی حاصل کیا۔ اور ان پودوں کی آبیاری کی جو موت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اس نہر سے فوارے چلائے جن سے گرد و غبار غائب ہوا۔ خودرو مضر بوٹیوں اور خار دار جھاڑیوں سے صحن چمن کو صاف کیا۔ اور [illegible] پھل دالنے درختوں سے باغ کو صاف کیا۔ اور ایک عظیم الشان کارخانہ کھولا جس میں اعدائے چمن کے تیر کے مقابلہ اور شکست کیلئے اوزار طیار ہوئے۔ اور ایک مرتبہ پھر باغ احمد میں رونق

اور تر و تازگی کے آثار [illegible] اس باغ میں بعض مردہ روئیں پھر اٹھیں۔ اور زائرین کے سامنے از سر نو سیر و تفریح کا سامان ہوا۔ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس باغ کے جمال کو ایک مرتبہ پھر بے نقاب کیا۔ اور یہ فارسی النسل جوان اپنے آقا کی پیشگوئی لوکان الایمان بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس کا مصداق بنا۔ جب اس مامور کی خدمات پوری ہو چکیں۔ تو خدا نے اسے اپنی طرف بلا لیا۔ اور دنیا سے رخصت ہونے سے پیشتر اسے بشارت دی!

گو بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

اپنے بعد چمن اسلام کی خدمت کے لئے خادمین کی ایک جماعت چھوڑی جو باوجود تعداد میں قلیل ہونے کے اسلام کی ترقی کے متعلق اپنے مرشد کے ان الفاظ پر کامل ایمان رکھتے ہیں کہ ؎

قضائے آسمانست ایں بہر صورت شود پیدا

اسلام کے خوشنما چہرے کو بے نقاب کرنے، اعدائے اسلام کے تباہی خیز ہتھیاروں کو بے کار کرنے اور مخالفین اسلام مثل عیسائی۔ آریہ دہریہ وغیرہ کے باطل طلسم کو توڑنے اور ادیان باطلہ کے نقائص اور کمیوں کو ہویدا کرنے کے ساتھ اس مرد خدا کی دینی خدمات تمام ہوئیں۔

حضرت مرزا صاحب کا سلوک ابنائے وطن سے

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم جن کا دل اپنوں اور بیگانوں کے لئے یکساں درد رکھتا تھا۔ اور جن کے دل میں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی تھی۔ اور جن کا سب سے بڑا مرتبہ بنی نوع انسان ہونا ایک روشن حقیقت ہے تو کیا ایسے نامدار آقا کا ایسا غلام جو بوجہ کمال اتباع آپ کا عکس اور بروز کہلایا اپنے دل میں کوئی ہمدردی ان لوگوں کے لئے بھی رکھتا تھا۔ جو اس وطن کے رہنے والے ہیں جس وطن میں کہ یہ شخص پیدا ہوا کامل ہوا۔ اور جہاں سے [illegible] اپنا پیغام تمام دنیا میں پہنچایا؟ اس کے جواب میں ہر وہ شخص جو آپ کے حالات سے واقف اور آپ کی تحریروں سے آشنا ہے فوراً پکار اٹھیگا۔ کہ آپ علاوہ دینی ہمدردی کے اپنے ابنائے وطن کے ساتھ ان کی دنیوی بہبودی کے بارہ میں بھی کامل ہمدردی رکھتے تھے اس بات کا سب سے بڑا ثبوت آپ کی سب سے آخری تصنیف ہے۔ یہ ایک رسالہ ہے جو آپ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں لکھا یہ رسالہ

پیغام صلح

کے نام سے موسوم ہے اور اس میں وہ نسخہ درج ہے جس کے استعمال سے مادر وطن کی تمام کمزوریاں تمام امراض تمام آلام اور تمام ذلتوں سے معینوں بلکہ دنوں کے اندر نجات پا سکتی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ **اتفاق** اور **اتحاد** میں بڑی برکات ہیں کون ہے جو واقف نہیں کہ تفرقہ اور نفاق تمام مصیبتوں کا پیش خیمہ ہیں۔ اور آج کے دن کون نہیں جانتا کہ ہندوستان کی تمام مشکلات کے حل کا راز جملہ **ہندو مسلم اتحاد** کے تین الفاظ کی تفسیر میں مضمر ہے آج اس کو سب جانتے ہیں لیکن ان دنوں جب ہندوؤں اور مسلمانوں کا عناد حد سے گذرا ہوا تھا اور جب کانگرس کے مقابل پر مسلم لیگ ملکی جد و جہد کے لئے قائم ہوا تھا اور یہ ہر دو جماعتیں ایک ہی مدعا کے حصول کے لئے الگ الگ کوشاں تھیں حضرت مسیح موعود نے اپنے اس آخری رسالے کے ذریعے ظاہر فرمایا کہ ہندوستان پر بڑی بڑی آفات اور مصائب کا زمانہ آنے والا ہے بس چاہئے کہ ہندو اور مسلم ایک ہو جائیں۔ اور ان میں سے جو کوئی ہی ایسی بات کہ جو اس اتحاد کے منافی ہو تو وہ اور صرف وہی باہمی عداوتوں اور نفرت اور اس کے بد نتائج کا ذمہ دار ہو گا۔

حصول اتحاد کے طریق

اس میں شک نہیں کہ بہت سے اور لوگوں کو بھی ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت کی طرف توجہ ہوئی لیکن اس کے حصول کے طریقے جو ایسے لوگوں نے تجویز کئے ایسے نہ تھے کہ ان کے ذریعہ سے اس مقصد کا حصول ممکن ہوتا ابھی چند روز کا واقعہ ہے ایک نہایت جلیل القدر بزرگ جن کا فیصلہ ان امورات میں بحث قطعی تسلیم کیا جاتا ہے ایک مجلس میں اسی اتحاد کے موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے آپ نے نہایت پسندیدہ پیرائے میں نہایت وضاحت سے ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت اس کی مطلوبیت بلکہ اس کی اشد ضرورت کو ثابت کیا ہے اور ۲۲ کروڑ ہندوؤں کے قلوب کی تسخیر کو ایک اہم فرض قرار دیا لیکن آپ سے چند معزز حاضرین نے بار بار دریافت کیا کہ اس اتحاد کے عملی حصول کے ذرائع کیا ہیں [illegible]

[illegible] ضرورت کی [illegible] فرمائی لیکن اس کے حصول کا کوئی عملی ذریعہ نہ تبلایا ممکن ہے کہ [illegible] کبھی اس سوال کے جواب کی طرف آپ کا ارادہ ہو حضرت مسیح موعود نے آج سے پورے پندرہ سال پیشتر اس اتحاد کی ضرورت اور مطلوبیت بلکہ اشد ضرورت کے متعلق صرف صراحت ہی نہیں کی بلکہ ساتھ ہی وہ ذرائع بھی اس کے حصول کے بتلائے جو اپنے اندر چند خصوصیات رکھتے ہیں ساتھ ہی آپ نے یہ بھی واضح فرما دیا تھا کہ ان کے سوا اور کوئی ذریعہ اس مطلوب کو حاصل نہ کر سکے گا۔ اب تک کے واقعات تو اسی امر کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور آپ کا یہ دعوی امتحان زمانہ میں سے گذر چکا ہے جیسا کہ آپکے بعض اور دعاوی بھی جو اس وقت لوگوں کو عجیب دکھائی دیتے تھے لیکن آخر واقعات نے ان کی صداقت اور عظمت پر مہر لگا دی۔ مثلاً آپ کا جہاد بالسیف کے موجودہ حالت میں ممنوع ہونے کا دعوی اور اشاعت اسلام کے بہترین ذریعہ ترقی اسلام کا دعوی آخر کس طرح دنیا۔ یہ واقعات سے مجبور ہو کر قبول کئے۔ ان کی تفصیلات کو میرے مضمون سے تعلق نہیں، آج تک اگر اہل ہند آپ کے بتلائے ذرائع سے اپنے مقصد کے [illegible] کی کوشش کرتے تو ان کا مطلوب محصول کا اب تک پا چکا ہوتا۔ لیکن قدیم سے سنت یونہی چلی آئی ہے کہ ماموریں کی باتیں لوگوں کو عجیب دکھائی دیتی ہیں۔ انہیں خفت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور بے قدری سے انہیں ٹھکرا دیا جاتا ہے لیکن خدا کا زبردست ہاتھ ان امور کی صداقت کو واقعات کے رنگ میں ظاہر کرتا ہے۔ اور پھر دنیا ان کو طوعاً و کرہاً قبول کرتی ہے حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھنے والے ایسے کئی امور ہیں۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ گائے کے گوشت نہ کھانے کے متعلق ہے آپ نے اپنے رسالے پیغام صلح میں جب اس کے متعلق تجویز فرمائی تو اکثر مسلمانوں نے اسے خفت کی نگاہ سے دیکھا لیکن کیا پھر دنیا نے دیکھ نہ لیا کہ واقعات نے جو انہی لوگوں کے ہاتھوں سے تقریریں اور ان کے قلم سے تحریریں [illegible] میں صادر ہوئیں۔ اس طرح سے خدا کی فعلی شہادت نے اپنی قدیم سنت [illegible] شہید [illegible] کے ماتحت خدا کے مامور کی تصدیق کی۔ آنکھیں رکھنے والے دیکھیں جو کان رکھتے ہیں سنیں۔ اور جو سینوں کے اندر دل رکھتے ہیں سوچیں۔

مسیح موعود کے پیغام اتحاد کا خلاصہ

اب ہم ان خصوصیات کا مختصر سا بیان یہاں پر کرتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کی صلح اور آشتی کے پیغام کے اندر پائی جاتی ہیں۔

اسباب افتراق

۱۔ آپ کے نزدیک ہندو مسلمانوں کے باہم تفرقے کا سب سے بھاری سبب مذہبی خصوصیت ہے اور باقی اسباب تفرقہ کو بمنزلہ اس کی شاخوں کے ثابت کر کے آپ نے واضح کیا ہے کہ اگر کسی طرح سے یہ مذہبی معاندت دور ہو جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اتحاد قائم نہ ہو جائے۔

اسلام اور آریہ سماج

۲۔ آپ نے روشن دلائل سے اسلام کی فضیلت کو ثابت فرمایا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ سچی اور کامل توحید جو کہ تمام مذاہب کا مدعائے حقیقی ہے صرف اسلام کے اندر ہی موجود ہے۔ پھر آپ نے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو اسلام کے سب سے بڑے حسود اور افترا جیسے گناہ عظیم سے ذرا نہ جھجکنے والے عیسائی پادریوں کی نقل میں آریہ صاحبان کے اندر بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ اور جن غلط بیانیوں کی روزمرہ کی مبالغہ آمیزیوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک بہت بھاری خلیج منافرت کی حائل کر دی ہے۔ مثلاً آنحضرت کی زندگی کے مختصر حالات بیان فرما کر اور آپ کی لڑائیوں کو دفاعی ثابت کر کے آپ نے واضح کیا ہے۔ کہ یہ سراسر افترا ہے کہ **اسلام بزور شمشیر پھیلا**۔ یہ ایسا بہتان اور افترا ہے کہ جس کے واسطے کوئی دلیل نہیں۔ اور کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔

اسلام اور دیگر مذاہب

۳۔ اسلام اور باقی مذاہب کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے کہ جہاں اور تمام مذاہب خاص قوموں اور خاص زمانوں کے ساتھ مخصوص تھے اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ مقدم الذکر امر کو انہی مذاہب کی کتب مسلمہ اور اعتقادات منفقہ سے ثابت کیا ہے۔ مثلاً ہندوؤں کے اپنے مذہب اور خدا کو آریہ ورش کے لئے مخصوص اور باقی اقوام اور ممالک کو اس کے فیض سے محروم جاننا اور ایسا ہی انجیل و عیسائیت بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے مخصوص ہونا وغیرہ وغیرہ۔ نیز اسلام اور باقی مذاہب کے تعلق کو یوں بیان فرمایا کہ [illegible] باقی مذاہب ایک دوسرے کو سرے ہی سے غلط اور گمراہ بتلاتے ہیں۔ اسلام سب کو منجانب اللہ ہونا تسلیم کرتا ہے اور سب کی

ابتدا ایک ہی سرچشمہ سے قرار دیا ہے اگرچہ لمبے زمانے کے گذر جانے کی وجہ سے اور ان ادیان کی ضرورت کے پورا ہو جانے کے سبب ان میں کامل نور اور روشنی باقی نہ رہی۔ اور بدعات اور غلط اعتقادات کو ان میں دخل ہو گیا۔ اور ان کی ابتدائی پاکیزگی قائم نہ رہی۔

کل انبیا پر ایمان اسلام کی خصوصیت ہے

۴۔ اسلام علاوہ ان تمام خصوصیات کے رکھنے کے ایک نہایت وسیع ہمدردی اور بڑی وسعت قلبی کی تعلیم دینے والا مذہب ہے۔ اس کے پیروؤں کو تبلایا گیا ہے کہ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر (کوئی قوم نہیں جس میں خدا کے رسول نہ آئے ہوں)، اور پھر ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ لا نفرق بین احد من رسلہ (ہم خدا کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں) ہم جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نبی مانتے ہیں وہاں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ کو خدا کے مرسل اور وہیں جناب گوتم بدھ جناب رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج کو خدا کے اوتار اور وہیں حضرت بابا نانک کو خدا کا برگزیدہ دلی یقین کرتے ہیں۔ اور سب کی ہم عزت کرتے ہیں۔ ہم ایک لمحے کے لئے بھی یہ گمان نہیں کر سکتے کہ یہ تمام بزرگان خدا نعوذ باللہ مفتری تھے۔ اور ویسے ہی کروڑوں مخلوقات خدا کے دلوں کے اندر ان کی اس قدر عزت ہو گئی۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ مفتری کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتا۔

اسلام کے ساتھ دشمنی شرافت نہیں

۵۔ ان حالات میں ایک نہایت ہی معقول سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے اندر کونسی بات ہے کہ اس کے ساتھ اس قدر عداوت اور اس کے پیروں کے ساتھ اس قدر بغض اور نفرت روا رکھی جائے۔ اور کہاں یہ تقاضائے شرافت ہے کہ انبیاء اللہ کی ہتک کو جائز او رموجب ثواب تصور کیا جائے کسی کو گالیاں نکال لینا۔ کسی کو کاذب اور مفتری کہہ لینا تو کسی مذہب و مشرب کے نزدیک پسندیدہ فعل نہیں۔ اگر کچھ ہے تو محض دوسروں کی دل آزاری کا ذریعہ اور نہایت گرے ہوئے اخلاق کا نمونہ ہے۔ احسان فراموشی اور محسن کشی بھی تو شرفا کا وتیرہ نہیں۔ اگر کچھ ہے تو احسان فراموش اور محسن کش کی خصاصت اور رذالت کا بین ثبوت ہے۔

ہندو اور آریہ آنحضرت صلعم کو برا کہنا چھوڑ دیں

۶۔ اگر ان بیانات میں کوئی حقیقت ہے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ سب بیانات نہایت پر حکمت حقیقتوں سے لبریز ہیں شک کرنیوالوں کے لئے تحقیق کے دروازے اپنی کامل فراخی کے ساتھ کھلے ہوئے ہیں۔ پس چاہئے کہ ہندو صاحبان اور خصوصاً آریہ صاحبان بنی نوع انسان کے بہت بڑے محسن ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور سب و دشنام سے باز رہیں۔ آخر ان کو کوئی مذہبی مجبوری اس قسم کی تو نہیں۔ کہ دنیا کے راست بازوں کو مفتری کہا کریں۔ اور اخلاق سے گری ہوئی باتیں ان کے پاک نام کے ساتھ منسوب کریں۔ اور نہ ہی ان کو وید یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایسے شخص کو برے ناموں سے یاد کریں۔ جو ان کے بزرگوں کی عزت کا سبق دے کر ان پر اس قدر عظیم الشان احسان کرتا ہو اپنے متبعین کو تمام دنیا کے انبیا کو سچا اور تمام کتب مقدسہ کو منزل من اللہ تسلیم کرنے کی تعلیم دیتا ہو۔ کسی راستباز کے قبول کر لینے میں کسی کا کچھ بگڑ تو نہیں جاتا شیوۂ وفا اور رعایۂ شرافت تو یہی ہے کہ جس طرح ہم ہندوؤں کے بزرگوں کو خدا کا اوتار تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے ہندو دوست ہمارے نبی کریم کو خدا کا نبی تسلیم کر لیں۔ اور ہر بدزبانی اور دشنام دہی اور دل آزار کلام سے باز رہیں۔ اس میں ان کا کون سا حرج ہے؟ حرج تو کوئی نہیں فائدہ ضرور ہے۔ وہ جب اس قدر فراخدلی اختیار کریں گے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ باہمی ایسی اخوت اور محبت قائم نہ ہو جائے جس کو دنیا کی کوئی سی بات بھی نہ توڑ سکتی ہو۔

گائے کا مسئلہ

۷۔ حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ہندو صاحبان اس بات کے لئے تیار ہوں تو پھر ان کی اس محبت کے عوض میں اور محض انکی دلداری کی خاطر وہ اپنی جماعت کے لوگوں کو جن کے وہ واجب الاطاعت امیر ہیں حکم دے دیں گے کہ وہ گائے کشی یک قلم موقوف کر دیں۔ کیونکہ آخر گائے کا گوشت کھانا کوئی شرعی حکم تو نہیں۔ حرام کے متعلق تاکید ہی ہوتی ہے کہ فلاں چیز مت کھاؤ کسی کے حلال ہونے کے ساتھ یہ پابندی نہیں ہوتی کہ اسکو ضرور کھایا جائے۔

چونکہ گائے کا گوشت نہ کھانے سے مسلمان کے دین میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ سو نہایت خوشنودی خاطر سے وہ ایسے عزیز اہل وطن کے احساسات کی خاطر جو ان کے اصول کو سچا ماننے کے لئے تیار ہوں اور ہر دل آزار [illegible] سے احتراز کرنے پر آمادہ ہوں ایک ایسے فعل کو ترک کر دیں گے جس میں کہ ان عزیزوں کی دل آزاری کا احتمال ہو۔

باہمی معاہدے کی صورت

عمل کے لئے آپ نے ایک باہمی معاہدے کی صورت بھی تجویز فرمائی تھی اور اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے کے لئے تین لاکھ روپیہ جرمانہ تجویز کیا تھا لیکن اہل وطن کی قسمت نہ تھی کہ مامور خدا کی پیش از وقت بتلائی ہوئی آفات کی آمد سے پیشتر یکجہت اور یکجان ہو گئے ہوتے۔ سو اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ آپ نے نہایت وضاحت سے فرما دیا کہ دنیا بھر کے معاہدے کر دیکھو جب تک اس صورت کا معاہدہ نہ ہو گا مقصود حاصل نہ ہو سکیگا۔ ایسے معاہدے کی بعینہ وہی صورت ہو گی جو ایک روبصحت گلابی رنگ کے ناسور کی ہوتی ہے جس کے نیچے پیپ بھر رہی ہو ایسا ناسور کہاں اچھا ہو سکتا ہے۔

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما۔

پس اے عزیزان وطن آپ کو اس تحریر کے ذریعے ایک مرتبہ پھر **امام وقت کا پیغام** پہنچایا جاتا ہے آپ یہ مت دیکھئے کہ کس کی طرف سے ہے۔ آپ یہ سوچئے کہ اس میں حقیقت کیا ہے ابھی بھی وقت ہے آپ نے اس قدر ذرائع آزمائے ایک یہ بھی نسخہ آزما دیکھئے اپنی سعی کو اس طریق پر مبذول فرمائیے اور پھر دیکھئے کہ انجام کیا ہوتا ہے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جری اللہ
خدا کا پہلوان

از قلم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ گجرات۔

جب سے اسلام دنیا میں آیا۔ خدا کا وعدہ تمدن جدید اور مذاہب عالم **لیظھرہ علی الدین کلہ** بھی ساتھ ہی آیا۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دین کو کل ادیان پر غالب کرے گا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے زمانہ پر بھی اس غلبہ کا اظہار رہا۔ اور آپ کے خلفاء اور مجددین کے ہاتھوں پر بھی مختلف شکلوں میں اس غلبہ کا ظہور ہوا۔ مگر آخر کار وہ زمانہ آیا کہ تمام دنیا ایک شہر کا حکم رکھنے لگی۔ ذرائع آمد و رفت ریلوں اور جہازوں کی وجہ سے ایسے آسان ہو گئے کہ اقصائے عالم اور دنیا کے کناروں کے لوگ کھنچ کر آپس میں مل گئے اور ڈاک اور تار۔ اخبار رسائل کتب و چھاپہ خانے نے باہم تبادلہ خیالات کو اسقدر سہل کر دیا کہ مغرب و مشرق ایک ہو گیا۔ ایسی صورت میں مختلف مذاہب کا ایک دنگل اور ایک اکھاڑے میں جمع ہو جانا بھی قدرتی امر تھا۔ اور اس کے لئے میدان بھی ہندوستان کا مقدر تھا۔ جہاں ہر مذہب کا نمایندہ موجود تھا۔ ہر ایک مذہب نے بازی لیجانی چاہی۔ بالخصوص عیسائی مذہب نے اپنی مادی سلطنت شان و شوکت اور آریہ مذہب نے اپنے وطنی بھائیوں کی کثرت تعداد مال اور دولت کے گھمنڈ پر بہت ناز اور شیخی سے میدان میں اترے تھے کہ یکایک خدا کے وعدہ نے اپنا جلوہ دکھایا اور اسلام کے ایک پہلوان کو اللہ تعالےٰ نے کھڑا کر دیا۔

فلسفہ و سائنس اور مذاہب عالم

زمانہ نئی روشنی کا تھا یورپ کا فلسفہ جوانی پر اور سائنس کی ترقیات اپنی پوری آب و تاب پر جلوہ نما تھیں یونانی فلسفہ محض ایک زبانی طوطا مینا کی کہانی قرار دیا جا کر طاق نسیان میں دھر دیا گیا تھا۔ اور نقلی گورکھ دہندوں اور باتوں کے ایچ پیچ سے منطق کا میدان صاف ہو چکا تھا اسلئے پرانے علما کی تلواریں تو زنگ خوردہ ہو چکی تھیں مگر انہیں توپ و تفنگ کے مقابلہ میں بھی ضد تھی کہ انہی تلواروں سے کام لینگے جو بجائے مفید ہونے کے اسلام کے لئے مضر پڑتی تھیں۔ مزید براں سائنس ہر قدم پر نیا مشاہدہ کا مطالبہ کرتی تھی۔ اسلئے مذہبی دنیا کے لئے یہ زمانہ نازک گھڑی تھی جبکہ وقت خدا کا پہلوان یعنی حضرت مرزا غلام احمد مجددیت کے منصب پر کھڑا ہو کر مذہبی دنیا کے دنگل میں داخل ہوا ہے۔ الحمد للہ ایک تو یورپ کا فلسفہ اور سائنس کی توپوں کی باڑھ گی ہوئی تھی جس کا نشانہ تمام مذاہب عالم بنے ہوئے تھے۔ اور دوسری طرف تمام مذاہب عالم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر فوق لیجانے کے لئے ان کو اگر کوئی تدبیر سوجھتی تھی تو وہ یہ کہ اسلام کے سوئے ہوئے شیر کو پامال کر دیں جس سے جا گتے بہ ان کی اپنی خیر نہ تھی۔ خدا جانے کیوں؟ شاید ہی سے باطل کو طبعی دشمنی ہوتی ہے۔ اسلام کے سب دشمن تھے فلسفہ اور سائنس کی گود میں از خود [illegible] تھے [illegible] اسلام

دنیا میں [illegible] ہے۔

اسلام اور فلسفہ جدید

بعض لوگوں نے اس سے قبل بھی جن میں سرسید احمد خان مرحوم بہت مشہور تھے۔ اسبات کی کوشش کی کہ یورپ کے فلسفہ کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے مدافعت کی جائے۔ مگر اس کوشش میں اسلام کی اپنی شکل ایسی مسخ ہو گئی کہ وہ اصل پیاری شکل اسلام کی باقی نہ رہی۔ اور روحانیت نوچ کر پھینک دی گئی۔ پھر جو کچھ کیا گیا۔ محض مدافعت کے رنگ میں کیا گیا محض جان بچائی گئی۔

حضرت مرزا صاحب کا علم کلام

مگر حضرت مرزا صاحب غلام احمد نے جو کمال دکھایا۔ وہ یہ تھا کہ آپ نے اسلام کی فضیلت اور غلبہ کے لئے جو طریق اختیار کیا۔ وہ نہ صرف معقول تھا بلکہ اس زمانہ کے اصولوں پر مبنی تھا۔ یعنی اسلام کا غلبہ دو طریق پر دکھایا۔ ایک تو یورپین فلسفہ کے مقابل میں اسی رنگ کے فلسفہ سے اسلام کو ایسا غالب کر کے دکھایا کہ یہ فلسفہ جو کبھی اسلام کو دشمن نظر آتا تھا اسلام کا خادم نظر آنے لگا۔ اسلام اپنی اسی روحانی پیاری پیاری شکل پر بھی قائم رہا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ فلسفہ کی ساری ترقی اسی خاطر تھی کہ اسلام کی صداقت کو بیش از بیش ظاہر کرے۔ اس کامیابی کے حصول کے لئے جو علم کلام حضرت مرزا صاحب نے ایجاد کیا۔ وہ اپنا نظیر آپ ہے۔ براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔ اسلام کی فلاسفی سرمہ چشم آریہ وغیرہ اس پر گواہ ہیں۔ دوسرا طریق سائنس کے متقاضی ہیں اس کے مطالبہ کا جواب تھا۔ موجودہ علم سائنس کسی بات کو یقین کے مقام پر نہیں سمجھتا۔ خواہ وہ علمی فلسفہ ہی کیوں نہ ہو جب تک وہ مشاہدہ اور تجربہ میں نہ آ جاوے۔ خدا کی ہستی پر فلسفہ دلائل سے سمجھا دے مگر کافی نہیں چاہیئے۔ مگر یہ امر کہ وہ ضرور ہے یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب وہ خود دیکھ کر ہی مل یا کوئی اسے محسوس کرے۔ اسلئے جب تک کہ کوئی خدا سے الہام یا کرانا الموجود کی آواز نہ سنے اور اپنے تجربہ سے خدا کی ہستی کو محسوس نہ کرے۔ اسے حق الیقین کا مرتبہ نہیں ملسکتا۔ اور اس لئے محض فلسفہ کی حیثیت میں کوئی اس زمانہ کے لئے مجدد نہیں ہو سکتا تھا جب تک وہ مذہبی سائنس کا تجربہ رکھنے والا یعنی دوسرے لفظوں میں ملہم اور صاحب حال نہ ہو۔ وہ یہ حق نہ رکھتا ہو کہ سائنس دانوں کے سامنے کھڑا ہو کر کسی حقیقت کو ثابت کرنے کا مدعی ہو سکے۔ اسکے ملہم ہونے پر دلیل اسکی دعاؤں کی قبولیت اور علم غیب پر خبر پانا ہے جس کا علم متعلقین کا اپنا تجربہ ہو سکتا ہے۔

الغرض مرزا صاحب نے ایک طرف تو وہ علم کلام ایجاد کیا جس سے اس نئے زمانہ کے ہتھیاروں کو اسلام کا ایسا خادم بنا دیا کہ یا تو محض مدافعت کی جایا کرتی تھی یا اب اسلام کے سپاہی انہی نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس شان سے نکلے کہ ہر ایک باطل کو فرار کی راہ اختیار کرنی پڑی اور اسلام کا ہر جگہ بول بالا ہونے لگا۔ وہی عیسائی اور آریہ جو اسلام پر آوازے کستے تھے اب اسلام کے نام سے ان کی روح لرزنے لگی عیسائی اس پہلوان کے شاگردوں سے مباحثہ کے نام سے ہی فنا ہونے لگے ہیں۔ اور آریہ بھی دم دبا کے پھرنے لگے۔ پھر یہی نہیں ہر مذہب اور دین کے لوگ اس علم کلام سے سرد ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ وہ ہر میدان میں نصرت اور کامیابی عطا فرمانے لگا۔

مذہب ایک سائنس کے رنگ میں

دوسری طرف مذہب کو سائنس کے رنگ میں پیش کر کے مرزا صاحب نے اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر اسلام کی صداقت کو اس طرح ظاہر کیا اور اسکے غلبہ کا ایسا اعلان کیا کہ مذہب ایک سائنس کی شکل میں دنیا کو نظر آیا۔ اور لوگوں کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں جب انہوں نے دیکھا کہ مذہب اسلام کسی تخیلات کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ سائنس کی طرح ایک حقیقت ہے جس پر عمل کر کے انسان ابدی راحت کے سامان مہیا کرتا ہے۔ اور اس کے ثمرات اس دنیا میں بھی دیکھ سکتا ہے یہ وہ کسوٹی تھی جس پر حضرت مرزا صاحب نے تمام مذاہب کے سونے کو رگڑا اور نہ صرف اسلام [illegible] اور کھوٹ سے پاک ثابت کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ اور کوئی [illegible] مذہب اس کسوٹی پر صحیح نہ اتر سکا کیونکہ کسی مذہب کا پیرو مرزا صاحب کی طرح میدان میں آ کر بالمقابل یہ دعویٰ نہ کر سکا کہ میں نے اپنے مذہب پر عمل کر کے اسکو دیکھا اور اسکے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کر کے جو مذہب کی اصل [illegible] ہے اسکے ثمرات سے متمتع ہوا بلکہ اس مقابلہ سے [illegible] بھاگتا رہا۔ اور وہ خدا کا شیر للکارتا رہا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے　کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے　یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

اب اگر اسلام پر کوئی ... حملہ ... تلوار کی طاقت ہی نہ ہو۔ اور یا ان تینوں حالتوں میں سے کوئی بھی پیش نہ ہو۔ تو بالفاظ دیگر خود بخود جہاد بالسیف بند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب وہ حالات اور واقعات ہی نہیں جن کے ماتحت اسلامی لڑائیوں کی اجازت ہے۔ تو پھر جہاد بالسیف کے کیا معنی۔ اب اگر موجودہ حالات پر غور کیا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں حالتوں میں سے کوئی بھی حالت اس وقت موجود نہیں ہے۔ ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ تبلیغ واشاعت کے کام سے کوئی نہیں روکتا۔ کسی شخص پر بوجہ مسلمان ہونے کے کوئی ظلم وتشدد نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رضا ورغبت سے کوئی سا مذہب اختیار کرے۔ کسی قسم کا جبر نہیں ہے۔ اب اگر ایک طرف حالات اور واقعات نے جہاد بالسیف کی ممانعت کر دی ہے۔ تو دوسری طرف خود مسلمانوں کی حالت اس قابل نہیں کہ جہاد بالسیف کر سکیں۔ جہاد بالسیف کے واسطے صدق اور امانت تقوے وطہارت کے علاوہ قوت اور طاقت کا ہونا اشد ضروری اور لازمی ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں۔

اب اگر مرزا صاحب کی تحریرات پر غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی انہیں حالات اور وجوہات کے ماتحت جہاد کی ممانعت کا فتوے دیا۔ اس امر کو روشن کرنے کے لئے میں آپ کے چند اشعار نقل کرتا ہوں ؎

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر دین کے مستحق سزا ہوئے

پھر ان معجزانہ الفاظ کی تائید بڑے ہی زور وشور سے موجودہ حالات نے کر دی ہے۔ میری مراد عدم تعاون سے ہے جس کے ساتھ بلا تشدد کی بڑی ہی سخت تاکید کی جاتی تھی۔ ساری کامیابی کا راز ہی بلا تشدد عدم تعاون پر مبنی تھا جس کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ ہم میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ پس طوعاً یا کرہاً اس بات کو آج مسلمانوں نے تسلیم کیا۔ جس کو ایک مامور من اللہ کی باریک بین نگاہ نے آج سے ... برس پیشتر ایک پیشگوئی اور معجزہ کے رنگ میں پیش کیا تھا۔

حضرت مرزا صاحب نے مخالفت جہاد بالسیف پر اس قدر زور دیا ہے۔ اس کی ایک اور وجہ بھی تھی اور وہ یہ کہ اس غلط اور بے بنیاد عقیدہ کی تردید کرنی منظور تھی جو کہ مسلمانوں کے اندر رائج تھا اور اب بھی ہے کہ جب عیسیٰ دوبارہ تشریف لائیں گے تو آپ حضرت مہدی کے ساتھ مل کر تلوار کے ذریعہ سے لوگوں کو مسلمان بنائیں گے یہ نص قرآنی کے صریح خلاف ہے۔

ایسا گمان کہ ایک خونی مہدی آئے گا۔ اور وہ عام قتل وغارت کرے گا۔ یہاں تک کہ کسی اہل کتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کریگا۔

اور آیت يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون کو بھی منسوخ کر دے گا۔ محض بے بنیاد اور سراپا لغو عقیدہ ہے۔ حضرت صاحب نے اس غلط عقیدہ کی تردید کرنے کو فتوے جہاد کی ایک دلیل قرار دیا ہے جیسا آپ کے مندرجہ ذیل اشعار سے صاف عیاں ہے۔ جو کہ آپ نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶ پر لکھے ہیں ؎

ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتان ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

بلکہ اس کے خلاف صحیح بخاری میں صاف حدیث ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود ذیل کے شعر میں اشارہ فرمایا ہے ؎

کیوں بھولتے ہو "یضع الحرب" کی خبر
کیا یہ نہیں ہے بخاری میں دیکھو تو کھول کر

یعنی اس کے آنے سے لڑائیاں بند ہو جائیں گی۔

پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کروں۔ ناظرین کی توجہ ایک اور امر کی طرف بھی مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مخالفت جہاد کے حکم کو خاص اس زمانے اور اس ملک ہندوستان کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ کی عربی تحریر سے صاف ظاہر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں جہاد بالسیف کی مخالفت اس وجہ سے کرتا ہوں کہ اس زمانہ اور اس ملک میں وہ وجوہ معدوم ہیں جن کی بنا پر جہاد ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳)

غرض مرزا صاحب نے اگر کسی چیز کو حرام قرار دیا تو وہ یہی آجکل کے ملانوں کا جہاد ہے۔ ورنہ اگر شرعی جہاد کی وجوہ پھر پیدا ہو جائیں۔ تو اپنی جان خدا کی راہ میں فدا کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔

پس ان باتوں کے بعد کسی عقلمند اور منصف مزاج انسان کو یہ حق نہیں رہتا۔ کہ آپ کی طرف قرآن کریم کے کسی حکم کی منسوخی پر منسوب کرے۔

ہاں اگر ایک طرف آپ نے جہاد بالسیف کو منع فرمایا تو دوسری طرف "جہاد اکبر" کے لئے بڑی ہی سخت تاکید کی۔ یعنی تبلیغ واشاعت اسلام۔ اور یہی وہ حقیقی راہ ہے جس کے ذریعہ سے اسلام پہلے بھی پھیلا اور اب دوبارہ انشاء اللہ پھیلے گا۔ اسلام ہمیشہ روحانی قوت اور طاقت سے۔ ليظهره على الدين كله کا مصداق بنے گا۔ اس کو توپ یا تلوار نہ ہی نیست ونابود کر سکتی ہے۔ اور نہ ہی اس کو اس کی ضرورت ہے۔ والسلام على من اتبع الهدى

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

(معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپوزیٹر بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء عیسوی)

نام	رقم
مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ سب پبلک برانچ	۱۰۴
مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے " "	عنہ
شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل "	۵ر
مولوی عبدالعزیز " " " "	۵ر
بابو امیر علی صاحب کلرک ڈیپارٹمنٹ	۱ر
شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس	عار
" منظور الحق صاحب کلرک محکمہ چنگات سکیٹی شملہ	۱ر
بابو امیر الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر چوٹا شملہ	۸ر
ماسٹر نور محمد صاحب جالندھری ۔ ٹوٹی کنڈی شملہ	۸ر
قاضی احمد علی صاحب سب انسپکٹر پولیس بالوگنج شملہ	۳ر
منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس	۲ر
صوفی شمس الدین صاحب " " "	عہ
شیخ الہ دین صاحب " " سنٹرل پریس	عہ
میزان	۶۲

متبرک نورانی چاول

یہ چاول کیا ہیں معجزہ ہے۔ یعنی یہ کہ چاول کے وجود کو دیکھیے اور اس پر سورہ قل ہو اللہ شریف اور سورہ فاتحہ پوری لکھی ہوئی دیکھئیے (جو نہایت خوشخط اور صاف پڑھی جاتی ہیں) دیکھئیے۔ واقعی لکھنے والے نے حیرت انگیز کمال کر دکھایا ہے کویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کو اپنے پاس تبرکاً ضرور رکھنا چاہئیے۔ اس کے علاوہ ہر شخص کا نام مع پتہ وغیرہ کے بھی چاول پر کندہ ہو سکتا ہے۔

ہدیہ فی چاول قل ہو اللہ - ہدیہ الحمد شریف محصولڈاک ۸ ۱۱ ۲ر

وی پی نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ آرڈر کے ہمراہ ٹکٹ آنے چاہئیں یا بذریعہ منی آرڈر رقم بھیجنی چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

المشتہر

منیجر متبرک نورانی چاول ایجنسی ... ڈاکخانہ ...

نام	رقم
بعد وضع کمیشن منی آرڈر	۱ر
باقی	۶۲

زکوٰۃ

نام	رقم
شیخ محمد لطیف صاحب	عنہ

فتنہ ارتداد فنڈ

نام	رقم
بابو فتح خاں صاحب ڈپٹی رینجر ۔ فارسٹ شملہ	لعہ ر
مولوی عبدالرحمن صاحب پبلک برانچ	۷ر
مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے " "	۱ر
شیخ منظور الحق صاحب محکمہ چنگات شملہ	للعہ ر
" اسلام الدین " ریڈر گورنمنٹ سنٹرل پریس	۳ر
بابو امیر علی صاحب کلرک ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا	عار
شیخ محمد لطیف صاحب کلرک ۔ کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	عار
بابو امیر الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر ۔ چوٹا شملہ	۸ر
شیخ سراج الحق صاحب بی اے ۔ ریلوے بورڈ	عہ ر
میاں شاہدین صاحب کلرک انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ	عہ ر
مولوی عبداللہ صاحب خوشنویس ۔ آرمی پریس	عہ ر
صوفی شمس الدین صاحب کمپوزیٹر ۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس	۶ر
ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی جی آئی ایم ایس	۸ر
چودھری نواب علی صاحب منوشن بورڈ	عہ ر
قاضی احمد علی صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ بالوگنج شملہ	عہ ر
شیخ عبدالعزیز صاحب کلرک ۔ کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۱۱ر
منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر ۔ گورنمنٹ پریس	۸ر
شیخ الہ دین صاحب " " سنٹرل پریس	۸ر
میزان	للعہ ۴

فہرست چندہ برنالہ

(معرفت منشی عطا الہی صاحب مدرس بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء)

نام	رقم
منشی عطا الہی صاحب اول مدرس برنالہ پورہ لغایت جیت	للعہ ر
" غلام قادر صاحب دوم مدرس " " "	للعہ ر
میاں فیض الحسن صاحب عربی مدرس " " "	۷ر
مولوی نور احمد صاحب	عہ ر
میزان	۱۲

زکوٰۃ فنڈ

نام	رقم
منشی رحمت علی صاحب برکٹ برنالہ	۱ر
" غلام مصطفےٰ صاحب " "	عہ ر
میزان	۵

فتنہ ارتداد

نام	رقم
میزان چندہ قوم	عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۲ شوال المعظم ۱۳۴۲ھ | نمبر ۵۹

آریہ سماج کے مقابلہ میں مبلغین تیار کرنے کی تجویز

(۱)

سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ آریہ سماج نے اب تمام ہندوستان میں اشدھی کا جال بچھانے کا تہیہ کرلیا ہے۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر اس کام میں سرگرم ہیں۔ اور تمام قوم ان کی اعانت کے لئے تیار ہے۔ اگرچہ ابھی فتنہ ارتداد کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا۔ جموں میں بھی آریہ دھرم کی تبلیغ کی کوشش جاری ہے۔ کانگڑہ کے پہاڑی علاقوں میں بھی آریہ سماج کی سرگرمیوں کا آغاز ہونے والا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب ہندو قوم نے متفقہ طور پر اسلام کے خلاف ایک زبردست پروپاگنڈا شروع کر دیا ہے۔

(۲)

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ اس سوال کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی ہندوؤں کو مسلمان کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام میں وہ روحانی جذب ہے کہ اگر ہم ہندوؤں کو اسلام کی خوبیوں سے واقف کریں۔ تو وہ دیوانہ وار اس آب حیات سے سیراب ہونے کے لئے دوڑیں گے۔

(۳)

مقام مسرت ہے کہ مسلمانوں نے اب اشاعت اسلام کی اہمیت کو خوب سمجھ لیا ہے۔ اور اس وقت تمام اسلامی فرقے فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے اپنے اپنے حالات کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ لیکن یہ کام ایک دو دن کا نہیں بلکہ کئی برسوں کا ہے۔ اور برسوں میں بھی اس وقت ختم ہو سکتا ہے۔ جب سب مسلمان اپنے اپنے وقت میں سے کچھ وقت بچا کر ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت کچھ نہ کچھ اشاعت اسلام کا کام کرتے رہیں۔ ہر ایک مسلمان حقیقت میں اپنے مذہب کا مبلغ ہے۔ اور تبلیغ اس کے مذہبی فرائض میں داخل ہے۔

(۴)

اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان نوجوان سب سے پہلے تو اپنے مذہب کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائیں تاکہ آریوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دے سکیں۔ دوسرے خود آریہ مذہب سے واقفیت بہم پہنچا کر اس قابل ہوں۔ کہ ان پر اعتراضات کر سکیں۔ گویا مسلمان بھی آریوں کے خلاف دونوں قسم کی کوششیں دفاعی اور جارحانہ عمل میں لائیں۔ اس غرض کو مدنظر رکھ کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے یہ تجویز کی ہے کہ اس قسم کی مذہبی تعلیم کے لئے طلباء منتخب کئے جائیں۔ ان کی تعلیم کے لئے نصاب مقرر کیا جائے۔ اور پھر ان کا امتحان بھی لیا جائے۔ طلبا کی سہولت کے لئے اس نصاب کو چھ حصوں پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک حصہ کا امتحان ہر ایک ماہ کی آخری تاریخوں میں ہونا قرار پایا ہے۔ امتحان میں شامل ہونے کے لئے مزید سہولت بہم پہنچائی گئی ہے۔ کہ طلبا اپنے گھر بیٹھے بیٹھے ہی امتحان کی تیاری کر سکتے ہیں۔ اور امتحان میں بذریعہ خط و کتابت شامل ہو سکتے ہیں۔ نصاب حسب ذیل ہے:۔

پہلا امتحان۔ سرمہ چشم آریہ۔ شحنۂ حق۔ حدوث مادہ۔

دوسرا امتحان۔ سناتن دھرم۔ ویدک سائنس۔ اسماء اللہ۔ آریہ دھرم۔ تحفۃ الہند۔

تیسرا امتحان۔ چشمۂ معرفت۔ تحریف وید۔

چوتھا امتحان۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ رد تناسخ۔

پانچواں امتحان۔ ستیارتھ پرکاش۔ منوسمرتی۔

چھٹا امتحان۔ آئینہ تناسخ۔ آوہ بھاس بھومکا۔ رسالہ رد وید۔

جو طلبا ان امتحانات میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اپنے نام سے اطلاع دیں۔ اور جن کتابوں کی ضرورت ہو وہ بھی آپ سے منگوا لیں۔

ہر ایک امتحان انگریزی مہینے کی آخری تاریخوں میں ہوگا چنانچہ پہلا امتحان جون کی آخری تاریخوں میں منعقد ہوگا۔

بیرونی طلبا کو پرچہ سوالات بھیج دیا جائے گا۔ اور وہ وہاں سے ہی اس کا جواب لکھ کر بھیجیں گے۔

لوکل طلباء کا امتحان احمدیہ مسجد واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔

(۵)

اس کے علاوہ انجمن کی سرپرستی میں احمدیہ ایسوسی ایشن کے ہفتہ وار اجلاس کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ تاکہ نوجوانوں کو تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے۔ آئندہ ہفتہ بعد از نماز مغرب احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس تناسخ کی تردید پر تقریر فرمائیں گے۔ اور ان کے بالمقابل ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس سول سرجن بغرض مباحثہ تناسخ کی تائید میں تقریر کریں گے جن کی تردید پھر فاضل لیکچرار کریں گے۔ سوال و جواب بھی ہوں گے۔ ان جلسوں سے بھی غرض یہی ہے کہ مسلمان آریہ سماج کے مبلغین کے خلاف اشاعت اسلام کر سکیں۔ اگر یہی طریق دوسرے مقامات پر اختیار کیا جائے تو امید ہے کہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

(۶)

موسم سرما میں حضرت مولوی محمد علی صاحب کا درس قرآن بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے علمی مشاغل کی طرح بھی ڈالی جائیگی تاکہ ہمارے نوجوان مذہبی معلومات سے پورے طور پر مسلح ہوں۔ اور آریہ سماج کے مبلغین کی غلط بیانیوں اور مغالطوں کا جواب دے سکیں +

انگریزی اسلامی اتحاد

ہندو مسلم اتحاد کے دل خوش کن و دل فریب خواب کی موجودہ بھیانک تعبیر نے بعض طبائع کو اب اس خیال کی طرف مائل کیا ہے۔ کہ بجائے ہندوؤں کے مسلمانوں کا اتحاد انگریزوں کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اس مضمون کی ایک مراسلت نواب عبداللہ خاں صاحب اف کسنڈی کی طرف سے معاصر مسلم اوٹ لک میں شائع ہوئی ہے جس میں ممدوح نے انگریزوں کے ترکی کے ساتھ موجودہ مصالحت آمیز رویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا ہے۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں انگریزوں سے کشیدگی اگر تھی بھی تو بھی ان سے دوستی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ بالخصوص جبکہ ہندوستانی مسلمان امور خارجہ میں ہمیشہ اپنے خلیفہ کو اپنا رہبر سمجھتے رہے ہیں۔ اور اب خلیفہ بھی اس سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے ساتھ دوستی کا رشتہ جوڑنے میں ساعی ہے۔

اسی مضمون میں ممدوح نے ہندو مسلم اتحاد کے افسوسناک حشر کا تذکرہ کرتے ہوئے ہندوؤں کے خود غرضانہ طریق عمل اور اس جبر و استبداد کا ذکر کیا ہے۔ جو شاہی اور نگائے کے مسئلہ میں ان سے ظاہر ہوا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔ ہندوؤں کے اس طریق عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے ممدوح کی رائے ہے کہ جس سوراج کے لئے ہندو قوم کوشاں ہے وہ ہندوستان کا سوراج نہیں۔ بلکہ ہندو قوم کا راج ہوگا۔ مسلمان ہندوؤں کے نزدیک ہندوستان کی نام نہاد قومیت متحدہ کا ایک جزو نہیں۔ بلکہ وہ بھی انگریزوں کی طرح بدیشی لوگ ہیں . . . . اور اسی کشتی میں سوار ہیں جس میں انگریز۔ بالمقابل اگر مسئلہ خلافت مسلمانوں کے حسب منشا طے ہوجائے تو انگریزوں سے خفگی کی کوئی وجہ مسلمانوں کے پاس نہیں رہتی۔ اور مسلمانوں کو ازمنہ ماضیہ میں اگر فائدہ حاصل ہوا ہے۔ تو یورپین اقوام ہی وہی ان کے قومی فوائد کی حفاظت کا موجب ہوئی ہیں۔ اور جیسا کہ سرسید اور نواب محسن الملک مرحوم کی رائے تھی۔ اب بھی انہی سے رشتہ اتحاد جوڑ کر مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر مسلم لیگ کا ابتدائی مسلک ہی جائز اور درست تھا۔ اور مستقبل کو کانگریس کے ساتھ اس کا موجودہ رشتہ ہرگز قرین صواب نہیں۔

ہمیں نواب ممدوح کی رائے سے اس حد تک تو اتفاق ہے۔ کہ مسلمان ہندو قوم کے سہارے کھڑے ہوکر زندہ نہیں رہ سکتے کیونکہ ہندوؤں کا منشا بظاہر ان کو زندہ رکھنے کا ہے۔ یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ رشتۂ موالات جوڑنا ایک حد تک ان کے لئے باعث تقویت اور فائدہ کا موجب ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے۔ کہ ایسی تمام دوستیوں میں خواہ وہ انگریزوں سے ہوں یا ہندوؤں سے ہمیں اس ایک بات کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری اصل زندگی محض اپنے قدموں پر کھڑے ہونے سے ہی وابستہ ہے۔ اور ملکی دوستیوں پر مدار رکھنا اور انہی پر تکیہ کر لینا بالفاظ دیگر خود زندگی کے لئے ہاتھ پاؤں نہ مارنا کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتا۔

ہمارا ایمان ہے کہ مسلمان کسی بھی دوسری قوم کے سہارے پر کھڑے ہوکر جی نہیں سکتے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ محض اپنے ہی قدموں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔ جب تک یہ مشرکانہ خیالات ہمارے دلوں میں ہیں۔ کہ ایک نہ ایک طاقتور قوم کی امداد اور اس پر تکیہ کئے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس وقت تک یقیناً ہم ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ گذشتہ چند سالوں کے حالات اس حقیقت نفس الامری پر کھلی شہادت ہیں۔ ترکوں نے دوسروں پر سہارا کیا۔ انہوں نے وہ عذاب پایا۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ آخر جب وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے سب کچھ پا لیا۔ ہندوستانی مسلمانوں نے خلافت کو برقرار رکھنے کے لئے انگریزوں سے منتیں کیں۔ کچھ نہ بنا۔ ہندوؤں کی طاقت کو اپنے تمام مصائب کا علاج تصور کیا۔ اس سے بھی منہ کی کھانی پڑی۔ اب پھر ان کا یورپ پر تکیہ کر لینا بھی شرک کی طرف عود کرنا ہوگا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ انگریزوں سے خواہ مخواہ دشمنی کریں۔ اور ان کے ساتھ دوستی کا رشتہ نہ جوڑیں لیکن اس دوستی کو اپنا ملجا و ماویٰ قرار نہیں دے لینا چاہیئے۔ دوستی بیشک ان سے کی جائے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے قدموں پر بھی کھڑے ہونے کی کوشش کی جائے۔ اور دوسروں سے مخالفانہ و معاندانہ روش اختیار کئے بغیر وہ رنگ اپنے اندر پیدا کیا جائے۔ جو ایک زندہ قوم کے لئے ضروری ہے۔

کیا ملکانہ قوم ہندو ہے؟

جس دن سے سوامی شردھانند نے اشدھی کی اتحاد شکن تحریک کے لئے قدم اٹھایا ہے۔ اور ان پر چاروں طرف سے اعتراضات شروع ہوئے ہیں۔ وہ اس غلط بیانی کے ذریعہ لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ملکانہ قوم جس کو وہ اشدھ کرنا چاہتے ہیں مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہے۔ کیونکہ ہندوانہ رسوم ان میں موجود ہیں۔

سوامی صاحب کی اس غلط بیانی کا جواب قبل ازیں بارہا دیا جا چکا ہے۔ لیکن حال ہی میں انہوں نے پھر اخبار "نیشن" میں اپنے اس بیان کو دوہرایا ہے۔ اور ملکانہ راجپوتوں کی جہالت اور ان میں ہندوانہ رسوم کی موجودگی کو ان کے ہندو ہونے کیلئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ معاصر "مسلم اوٹ لک" نے ان کی اسی مایہ ناز دلیل کا ذکر کرتے ہوئے بجا طور پر یہ سوال کیا ہے۔ کہ اگر واقعی یہ لوگ پہلے ہی سے ہندو تھے۔ اور اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ تو راجپوت مہاسبھا نے جو ریزولیوشن ان کو اشدھ کرنے کے لئے پاس کیا۔ اس میں ان کو مسلمان کیوں لکھا؟

سوامی صاحب کو چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے راجپوت مہاسبھا سے اس ریزولیوشن کی اصلاح کراتے۔ اور اس کے پاس کرنے والوں سے یہ پوچھتے کہ انہوں نے کس بنا پر ملکانوں کو مسلمان لکھ دیا جبکہ مسلمان وہ کبھی ہوئے ہی نہیں؟ برخلاف اس کے مہاسبھا کا ان کو مسلمان لکھنا خود سوامی صاحب کی غلط بیانی پر ایک بین شہادت ہے۔ اور وہ کیونکر نہیں مسلمان لکھتی جبکہ خود ملکانہ قوم اپنے آپ کو مسلمان کہتی اور مردم شماری کے کاغذات میں انہیں مسلمان لکھا جاتا ہے۔

حیرت ہے کہ مذہب کی آڑ میں اپنی خاص پولیٹیکل اغراض کے لئے کس قدر جھوٹ اور ایسے فریب سے سوامی صاحب کو کام لینا پڑا ہے۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ اپنی ان پولیٹیکل چالوں کو کم از کم مذہبی رنگ نہ دیتے۔ کہ ان کا یہ طریق مذہب کے نام کو مفت میں بدنام کرنے والا ہے۔

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل محال ہے (مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدستِ ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیلے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و الہامے بود
آں ز ما از خود از ہماں جائے بود

جلد ۱۱

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار۔ ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

نمبر ۵۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۱۲ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

جنہیں ہم فتنہ کُش سمجھے تھے آخر فتنہ زا نکلے

قاضی محمد لیتق صاحب کا لائق ایک ہونہار اور لائق طالب علم ہیں۔ جو تعلیم اسلام حاصل کرنے کے لئے پلول سے لاہور آئے ہوئے ہیں۔ ذیل کی نظم ان کی طبع رسا کا نتیجہ ہے

عدوئے ملک و ملت والئے درد آریہ نکلے
جنہیں ہم فتنہ کُش سمجھے تھے آخر فتنہ زا نکلے

ذرا سوچو تو دل میں کس لئے ہے شور شدھی کا
زباں سے جب تمہارے لیڈروں کی یہ صدا نکلے

نہ تھی امید شدھی کی تو کیوں دعوت مجھے دی تھی
یہ کہہ کر صاف پلول سے تمہارے رہنما نکلے

اگرچہ لاکھ سر پھوڑا نہ پلول میں ہوئی شدھی
بہت بے آبرو ہو کر وہاں سے آریہ نکلے

دعا لائق کی ہے مولا تیری درگاہ عالی میں
کہ ہر مندر سے اب اللہ اکبر کی صدا نکلے

چین میں اسلامی نظارے

(ریورنڈ ڈی میک گلورے کے قلم سے)

"چین کا فرقہ مطہرہ" کے عنوان سے ریورنڈ ڈی میک گلورے نے ایک دلچسپ مضمون لکھا ہے۔ ریورنڈ موصوف نے اس مضمون میں لنڈ سنگ چاو (شانٹنگ) کی ایک مسجد کے متعلق جسے انہوں نے ایک محقق اور سیاح کی حیثیت سے دیکھا حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:۔

"لنڈسنگ چاو میں مسلمانوں کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اس شہر میں مسلمانوں کے ایک ہزار خاندان آباد ہیں۔ ان کی دو مسجدیں تو بڑی ہیں۔ اور ایک چھوٹی ہے۔ اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ کہ ان مسجدوں کی تعمیر کے لئے روپیہ کہاں سے آیا۔ اور ان کی تعداد کیوں نہ بڑھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک مسجد کی تعمیر پانچ سو سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔ اور چونکہ ان مسجدوں کی عمارتیں نہایت وسیع اور عظیم الشان ہیں۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے۔ کہ ان کی تعمیر میں بیرونی مقامات کے مسلمانوں نے بھی حصہ لیا ہوگا۔ یہاں کے لوگ مفلوک الحال بتائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ پہلے بعض لوگ امیر اور آسودہ حال ہوں۔ اور انہوں نے ان مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا ہو۔

ایک مسجد کا نام "مسجد ہنگ" ہے" کیونکہ اس نام کے ایک مسلمان قبیلہ نے اس کی تعمیر میں زیادہ حصہ لیا تھا۔ یہ مسجد اس قدر وسیع ہے کہ اس میں دس ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر نمازیوں کی موجودہ تعداد تیس یا چالیس سے زیادہ نہیں۔

ان مسجدوں کا بیرونی منظر وہ نہیں ہے۔ جس کا نقشہ ناظرین نے اپنے ذہن میں کھینچ رکھا ہے۔ وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ یہ مسجدیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مسجد یا قسطنطنیہ کی جامع ایا صوفیہ کے مشابہ ہوں گی لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ ان مسجدوں کا نقشہ اسلامی ممالک کی مسجد سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں بجائے گنبد کے چہار پہلو چھت نظر آتا ہے۔ جس پر سبز رنگ کی کھپریل لگی ہوئی ہے۔ چھت کے چاروں پہلو جو ڈھلوان ہیں۔ اوپر کی جانب ایک نقطہ پر مل جاتے ہیں۔ جہاں ایک کلس نصب ہے۔ اصل عمارت کی دیواروں سے چھت کے کنارے بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ مسجد کے ساتھ کوئی مینار نہیں ہے۔

"ہر شخص جانتا ہے کہ اسلامی ممالک میں اذان کا دستور کیسا پسندیدہ اور قابل تعریف ہے۔ میں نے اس بات کی پوری تحقیقات کی کہ آیا لنڈسنگ چاو کے مسلمانوں میں بھی یہ طریقہ رائج معلوم ہوا کہ یہاں کے مسلمان رمضان کے مہینہ میں اذان دیتے ہیں۔" ان مسجدوں کے گرد [illegible]

پرانی مسجد کا منظر دلکش دکھائی دیتا ہے۔ مسجد کا دروازہ بڑا شاندار ہے۔ وسطی دروازے خاص خاص تقریبوں پر کھولے جاتے ہیں۔

ہم ایک چھوٹے دروازہ سے داخل ہوئے۔ اور ایک وسیع صحن میں پہنچ گئے۔ بڑے دروازہ سے مسجد کی عمارت تک پتھر کا راستہ بنا ہوا ہے۔ جو سطح زمین سے کسی قدر بلند ہے۔ امام اور اس کے خوردسال شاگردوں کے لئے جنہیں قرآن پڑھایا جاتا ہے علیحدہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ ایک معزز اور معمر شخص نے جس پر کسی ولی کا گمان ہوتا تھا۔ مسجد کے بڑے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور مجھ سے درخواست کی۔ کہ میں اپنا جوتا اتار دوں۔ جاپانیوں کی طرح چینی بھی ایسے مقامات میں جوتا اتارنے کی رسم کو بہت اچھا خیال کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بعض اجنبی اس مسجد کو دیکھنے کے لئے گئے۔ تو انہوں نے یہ حجت پیش کی۔ کہ وہ اپنے جوتوں کے تسمے نہیں کھول سکتے۔ اور اس طرح نہایت شوخ چشمی سے جوتوں سمیت مسجد کے اندر چلے گئے۔"

"جب ہم مسجد کے اندر داخل ہوئے تو ہمیں اس مسجد کی وسعت و عظمت اور بڑے بڑے ستون دیکھ کر سخت حیرت ہوئی چھت کی کڑیوں میں بہت سے پرندوں نے اپنے گھونسلے بنا رکھے تھے۔ مسجد صاف اور ستھری تھی۔ اس کے بعد یہ حقیقت واضح ہوئی۔ کہ مسجد ڈراؤنے اور ہیبت ناک بتوں کے وجود سے پاک اور صاف ہے۔ مسجد کی مغربی دیوار جس کا رخ مکہ کی طرف ہے طلائی نیلے اور سیاہ حروف سے مزین ہے۔ قرآن کی بعض آیتیں نہایت نمایاں نظر آتی ہیں۔ دیوار کے وسط میں ایک دائرہ کے اندر خدائے ذوالجلال کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے یہ دائرہ بمنزلہ محراب کے ہے۔ جو اسلامی ممالک کی مساجد میں پایا جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جس کی طرف پیروانِ اسلام اپنے خالق کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ مسجد کا باقیماندہ حصہ زیب و زینت سے خالی ہے۔ خوبصورتی اور آرائش کے اعتبار سے اگر کوئی حصہ سرمایۂ نازش ہے۔ تو وہ مسجد کی مغربی دیوار ہے۔ مسجد کے ایک کونے میں چند سیڑھیاں نظر آئیں۔ جو ایک چھوٹے چوردروازہ کا پتہ دیتی تھیں۔ میرے رہنما نے بتایا کہ یہ جنت کا دروازہ ہے۔ اور یہاں مسلمان اکثر دعا مانگتے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد انہیں دوسری دنیا میں جانا پڑے گا۔ وہ بہشت اور دوزخ کے قائل ہیں۔ مسجد کے دوسرے کونے میں ایک تختہ رکھا ہوا تھا جس پر میت کا تابوت رکھا جاتا ہے۔ یہ تابوت چوبی ہوتا ہے۔ جس کے تختے ایک انچ موٹے ہوتے ہیں۔ معمولی چینی تابوت جس کی لکڑی

(دیکھو صفحہ)

ہماری تبلیغی کوششیں

ارمڑ ضلع ہوشیارپور میں جلسہ وعظ

۱۸ جنوری کا دن مسلمانان ارمڑ کو ہمیشہ کے لئے یاد رہے گا جس میں مسلمانوں کے باہمی اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے کے ساتھ ملاپ کرنے کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ آج سے پہلے یہی قصبہ تھا جس میں آئے دن شیعہ سنی مقلد و غیر مقلد کے فسادات باہمی کی گرم بازاری تھی۔ اور کوئی نظام اتحاد قائم نہیں ہوا تھا۔

گر اس خفتہ بخت قصبہ کے لئے عید الفطر کا آنا نہایت ہی مبارک تھا جس نے غفلت کی نیند سوتے ہوئے مسلمانوں کو (حی علی خیر العمل) کی پر زور آواز سے جگا دیا۔ مسلمان عید پڑھنے اور اپنے مالک حقیقی کے آگے سر جھکانے کے لئے جوق در جوق عیدگاہ کے میدان میں آنے لگے۔ ان کی زرق برق پوشاکیں اور رنگا رنگ لباس عیدگاہ کے میدان پر گلزار سدا بہار کا رنگ چھوڑ رہے تھے۔ اس شہر کے بیدار مغز رئیس میاں فضل کریم خان صاحب بھی ایک جم غفیر کے ہمراہ جس کے آگے آگے مسرت کے شادیانے بج رہے تھے۔ عین نماز کے وقت پر تشریف آور ہوئے۔ ان کے تشریف لاتے ہی نماز شروع ہو گئی۔ نماز کے بعد اعلان کیا گیا کہ حلقہ ارتداد کے حالات اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد پر تقریر ہوگی۔ تمام مجمع ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گیا۔ اور خاکسار تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ دو تین ہزار کے قریب ہجوم ہو گیا۔ دو گھنٹہ تک حلقہ ارتداد کے حالات اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق پر تقریر ہوتی رہی۔ اثنائے تقریر میں اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ اب مسلمانوں کو باہمی نزاع اور جھگڑے اور ایک دوسرے کو کافر و مرتد بنانا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اب مل جل کر کام کرنے کا وقت ہے۔ تمام کلمہ گو مسلمان اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اس تقریر کا بیان تک اثر ہوا۔ کہ عام لوگوں کی طرف سے جمعہ کے بعد تقریر کرنے کی فرمائش ہوئی۔ چنانچہ عیدگاہ ہی میں اعلان کر دیا گیا۔ کہ بعد از نماز جمعہ جامع مسجد میں پھر تقریر ہوگی جمعہ کے وقت تمام مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔ اور بعد از نماز جمعہ تقریر شروع ہوئی جس میں مذہب اسلام کی صداقت کو ہندو مذہب کے بالمقابل بیان کیا گیا۔ اور مسلمانوں سے اپیل کی گئی۔ کہ چونکہ ہندوؤں کی تمام کوششیں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ باہمی اصولی اختلافات کو چھوڑ چھاڑ کر اسی تگ و دو میں مصروف ہیں کہ جس طرح ہو سکے۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو شدھ کر لیا جاوے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم فروعی اختلافات سے قطع نظر کر کے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر سرگرم کار ہو جاویں۔ دیوبندی احمدیوں کو کافر نہ کہیں اور احمدی دیوبندیوں کو نہ کوسیں . . . . اور شیعہ سنیوں کے درپے آزار نہ ہوں۔ اور سنی شیعوں کو ...۔ بلکہ باہم مل کر کام کریں۔ اور جس طرح ہو سکے مسلمانوں کو شدھ ہونے سے بچاویں۔

اس تقریر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور سلسلہ کے نمایاں اور ممتاز کاموں کا بھی اظہار کیا گیا۔ خاتمہ تقریر پر لوگوں کی طرف سے دوبارہ فرمائش ہوئی۔ کہ رات کو پھر تقریر کی جاوے۔ چنانچہ مسجد میں اعلان کر دیا گیا۔ اور بذریعہ منادی تمام قصبے میں تقریر کی اطلاع کی گئی۔ نماز عشا کے بعد تقریر شروع ہوئی جس میں صرف اس بات کا بیان تھا۔ کہ در حقیقت اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہیئے۔ اب جھگڑوں کا وقت نہیں۔ بحمد اللہ جمیع حضار جلسہ نے اس خیال سے اتفاق کیا۔ اور آئندہ کے لئے ایک ہو کر کام کرنے کا وعدہ فرمایا۔ بعض نوجوانوں نے حلقہ ارتداد میں پہنچ کر کام کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔ امید ہے کہ وہ نوجوان ضرور حلقہ ارتداد میں پہنچ کر کام کریں گے۔

بالآخر ہم اس بات کو اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس قصبے کے رئیس میاں فضل کریم خان صاحب اور چودھری میراں بخش اور چودھری امام الدین صاحب باہمی اتحاد و اتفاق کے دل سے حامی ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے ہمیں پوری پوری امید ہے کہ یہ قصبہ بھی حقیقی زندگی کی روح پیدا کرے گا۔ (محمد ... ...)

بقیہ صفحہ اول

کنی لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے تابوت سے بالکل ذرا الگ دکھائی دیتا ہے۔ مگر مسلمان اپنے تابوت کو دفن نہیں کرتے بلکہ اس میں میت کو قبرستان تک لے جاتے ہیں۔

عشا کی نماز کے وقت مسجد میں جا بجا بہت سے شیشہ کے چراغ آویزاں کئے جاتے ہیں۔ ایک کونے میں بڑی بڑی قندیلیں رکھی ہوئی تھیں۔ جب ہم باہر نکلے تو ہم نے شہنشاہ چین کے نام کی تختی غور سے دیکھی۔ جو دروازہ کے پاس ایک اونچی تپائی پر رکھی ہوئی تھی۔ اس پر ایک میلا سفید غلاف چڑھا ہوا تھا۔ تختی کی نیلی زمین پر طلائی حروف میں حسب ذیل الفاظ کندہ ہیں: "شہنشاہ غیر فانی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے" چینی مندروں میں اس تختی کی پوجا ہوتی۔ اور اس کے سامنے خوشبو جلائی جاتی ہے۔ مسجد میں اس تختی کے سامنے دو موم بتیاں دیکھ کر مجھے قدرتی طور پر تعجب ہوا۔ مسٹر ملن نے جو سکاٹ لینڈ کے ایک مسیحی مبلغ ہیں۔ جب ننگپو میں ایک مسجد کے اندر ایسی تختی دیکھی تو انہوں نے وہاں کے امام پر بت پرستی کا الزام عائد کیا۔ مگر امام نے بڑے جوش کے ساتھ اپنے آپ کو اس الزام سے بری قرار دیا۔ علی ہذا القیاس مسجد مذکور کے امام نے بھی اس الزام کی تردید کی۔ اس سے اتنا تو ظاہر ہو گیا۔ کہ یہاں کی مساجد اور ان کے اماموں پر شہنشاہ کا کافی اثر ہے۔

ایک دن میرے پڑوسی (امام) نے جو میرے کہنے پر صبح نماز کے وقت موجود تھا۔ مجھ سے درخواست کی کہ میں بھی ان کا طریق عبادت دیکھوں۔ ان کی عبادت کا دن جمعہ ہے۔ اس روز مسلمان اپنی دکانیں بند کر دیتے ہیں۔ اور دوپہر کے قریب مسجد کو چلے جاتے ہیں۔ میں بارہ بجے کے قریب مسجد میں پہنچ گیا۔ نماز میں ابھی بہت دیر تھی۔ اس لئے ہمیں امام کے مہمان خانہ میں بیٹھنا پڑا۔ یہ کمرہ وسیع تھا اور ہوادار تھا۔ اور عام چینی مکانوں پر بدرجہا فوقیت رکھتا تھا۔ کمرہ کا فرش جس میں اینٹیں لگی ہوئی تھیں۔ غیر معمولی طور پر ہموار نظر آتا تھا۔ اس کے وسطی کمرے میں ایک میز اور دو کرسیاں پڑی تھیں۔ مجھے عزت اور احترام کے ساتھ بٹھایا گیا۔ ہمارے پیچھے دیوار پر ایک تختہ آویزاں تھا جس پر طلائی حروف میں اسلام کے اصول درج تھے۔

کوئی ایک گھنٹہ تک نماز پڑھنے والے مسلمان ایک ایک دو دو کر کے آتے رہے۔ بعض تمباکو پینے اور باتیں کرنے کے لئے اور بعض نہانے کے لئے مسجد کے ملحقہ کمروں میں چلے جاتے۔ معمر آدمیوں کی تعداد کم مگر نوجوانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ کل نمازی تقریباً چالیس تھے۔ اتنے میں امام صاحب آ گئے۔ ان کے چہرہ سے ذہانت ترشح ہوتی تھی۔ مگر ان کی آواز بھاری تھی۔ میں بڑی بے تابی اور شوق سے یہ دریافت کرتا رہا۔ کہ نماز کب شروع ہوگی۔ اور مجھے ہر بار یہی جواب ملتا تھا۔ کہ "ابھی"۔ میرے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا۔ کہ شاید امام صاحب نماز کے وقت میری موجودگی کو مناسب خیال نہیں کرتے۔ لیکن باوجود بھوک کی شدت کے میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اور چائے کے پیالوں سے جن کے دور پے بہ پے چل رہے تھے۔ اپنی بھوک کی تسکین کی ناکام سعی کرتا رہا۔ آخر ڈھائی بجے سے کچھ پہلے نماز کی تیاری شروع ہوئی۔ اور میں کمرہ سے باہر نکلا۔ مسجد کے عقب میں چند غسل خانے تھے۔ جہاں نمازی مہمان خانے میں آنے سے پہلے غسل کرتے ہیں۔ جب گرمی کی وجہ سے مسلمانوں نے غسل کے انتظار میں کمر تک اپنے کپڑے اتار ڈالے۔ تو بلاشبہ ان کا جسم صاف نظر آتا تھا۔ مساجد کے ائمہ میں نیلے رنگ کی مخروطی ٹوپیاں پہننے کا دستور ہے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے عام نمازیوں کے پاس اس قسم کی ٹوپیاں ہوتی ہیں۔ وہ اپنی لمبی چوٹیوں کو سر کے گرد لپیٹ کر احتیاط کے ساتھ ٹوپیوں کے نیچے چھپا لیتے ہیں۔ امام اور چند مسلمان اپنی ٹوپیوں کے گرد سفید کپڑے کا ایک لمبا ٹکڑا لپیٹ لیتے ہیں۔ اور اس طور پر ان کے سر کا لباس پگڑی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ امام اور نمازیوں کے لباس میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔

"جب امام صاحب نے خطبہ شروع کیا۔ تو مجھے ان کی بلند آواز سنائی دی۔ نمازی قطاروں میں بیٹھ گئے۔ مجھے نمازیوں کے پیچھے بیٹھنے کی ہدایت کی گئی۔ نمازیوں کی تین صفیں تھیں۔ جو سفید گھاس کے کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ان کا پیش امام ایک دراز قد ... تھا۔ ... ان ... تمام کا رخ مشرق کی طرف تھا۔ اور نمازیوں کا رخ مغرب کی جانب تھا۔ نماز کے وقت ...

"جب ایک سیاح اپنی آنکھوں سے یہ سماں دیکھتا ہے کہ چین کے مسلمانوں نے سروں پر مخروطی ٹوپیاں اور پگڑیاں ہیں۔ ان کی چوٹیاں دفعتہً غائب ہو گئی ہیں۔ اور وہ ایک غیر ملکی زبان (عربی) بولتے ہیں۔ تو اس کے سامنے ایک نئے ملک اور نئی سرزمین کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ اگر اس وقت اسے سلطنت چین کی کوئی یادگار نظر آتی ہے۔ تو وہ چینی پنکھے ہیں۔ جو گرمی کے موسم میں ہر جگہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ تمام نمازی اپنی جوتیوں کو دروازہ پر نہیں بلکہ چٹائی کے کنارے پر رکھ دیتے ہیں۔ میں چونکہ نمازیوں کے پیچھے تھا اس لئے مجھے جوتا اتارنے کے لئے کوئی فرمائش نہ کی گئی۔ میں نے ایک مسجد دیکھی تھی جس کا تمام فرش تختوں کا بنا ہوا تھا۔ لیکن اس مسجد کا فرش اینٹوں سے بنایا گیا تھا"

"نمازیوں کے بیچ میں ایک چھوٹی سی میز پر ایک برتن رکھا تھا۔ جس میں جیسا کہ مجھے بعد ازاں معلوم ہوا صندل کی لکڑی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس لکڑی کا مسلمانوں کے مذہبی فرائض کی بجا آوری سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ میرے پہنچنے سے تھوڑی دیر کے بعد مذکورہ بالا میز اٹھا دی گئی۔ اور ایک نمازی نے میز پر نہیں بلکہ چٹائی پر بیٹھے ہوئے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ قرآن خوانی کے دوران میں کوئی کوئی نمازی اس جگہ جاتا۔ جہاں "باب الجنت" تھا۔ اور وہاں خاموشی کے ساتھ دعا مانگتا۔ جب قرآن خوانی ختم ہو چکی۔ تو امام نے چینی زبان میں ایک مختصر تقریر کی جس میں توحید اور رسالت کے عقیدہ کو صاف اور واضح الفاظ میں بیان کیا۔ اس کے بعد نماز شروع ہوئی "پہلے ایک عمامہ پوش مسلمان نے اپنی صف سے نکل کر صاف اور بلند آواز میں کچھ کہنا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی اپنے سر کو پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف پھیرا۔ اور پھر اپنی صف میں جا شامل ہوا۔ شہنشاہ کی تختی اس موقع پر سامنے تھی۔ لیکن یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مسلمان اس کو قابل پرستش سمجھتے ہیں۔ نماز کے دوران میں نمازیوں نے اپنے منہ سے کوئی لفظ نہ نکالا۔ وہ اپنے سر اور سارے جسم کو مختلف وقتوں پر جھکاتے اور گھٹنوں کے بل اپنی پیشانی کو فرش سے چھوتے رہے۔ پھر وہ اپنے کانوں پر انگوٹھوں کو رکھ کر اور انگلیاں پھیلا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ ہاتھ باندھے رکھتے اور گھٹنوں کے بل سربسجود ہوتے۔ اس کے بعد امام ایک لمبا عصا ہاتھ میں لئے منبر پر چڑھ گیا۔ اور اس نے عربی زبان میں تقریر کی۔ جب نماز کا یہ حصہ ختم ہو چکا۔ تو سب نمازی کھڑے ہو گئے۔ اور صف بستہ ہو کر مکہ کی طرف نماز ادا کی۔ امام کے لہجہ سے یہ گمان ہوتا تھا۔ کہ نمازی اپنے گناہوں کا اقرار اور توبہ کر رہے ہیں۔ اس طور پر نماز ختم ہو گئی"

مسٹر میک گاورے کے مذکورہ بالا دلچسپ مضمون سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اماموں کے گذارے اور معاش کا انحصار شاگردوں کے حق الخدمت عوام کے چندہ اور جانوروں کے ذبح کرنے کی اجرت پر ہے۔ ہر مرغ یا مرغی کے ذبح کرنے کا معاوضہ نقدی کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ بیل یا گائے کے ذبح کرنے کی اجرت دو سو نقد چینی روپیہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دباغت کا کاروبار بالکل مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

کینٹن کی اسلامی عمارتیں اور یادگاریں خاص وقعت اور احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں کیونکہ اسی مقام کی نسبت یہ مشہور ہے۔ کہ اس کی خاک میں توحید کا سب سے پہلا علمبردار سویا پڑا ہے۔ روایت کہتی ہے۔ کہ اس بزرگ نے جو ماں کی طرف سے رسول اکرم کا رشتہ دار بتایا جاتا ہے۔ سب سے پہلی مسجد تعمیر کی مگر سیانفو کی یادگار سے جس پر ۷۴۲ء کا سن ثبت ہے۔ اس امر کی تصدیق نہیں ہوتی۔

شہر کینٹن اور اس کے حوالی میں پانچ بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ جن میں سے دو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک "مقدس یادگار کی مسجد" اور دوسری وہ مسجد جو شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر بڑے شمالی دروازہ کے باہر واقع ہے۔ ان تمام مساجد میں "مقدس یادگار کی مسجد" سب سے بڑی اور قدیم ہے۔ مسجد کے صحن کے اندر ایک چینی مندر کی عمارت موجود ہے۔ جو فن تعمیر کے لحاظ سے اپنی نظیر نہیں رکھتی ۱۳۴۳ء میں یہ مسجد آگ سے تباہ اور برباد ہو گئی۔ مگر امیر محمد نے اسے ۱۳۴۹ء سے ۱۳۵۱ء تک از سر نو تعمیر کر دیا۔ ڈاکٹر کرنے اپنی کتاب "کینٹن گائڈ" میں لکھا ہے کہ مذکورہ چینی مندر غالباً ۸۵۰ء میں تعمیر ہوا تھا۔ مندر کا مینار قریباً ۱۶۰ فٹ بلند ہے۔ اور سلطنت چین کے

دوسرے مندروں سے ایک نرالی شان رکھتا ہے اس مینار میں چوٹی تک سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔

۱۴۶۹ء یعنی منگ خاندان کے دورِ حکومت میں ایک شخص سنگ منگ نامی نے جو اس وقت شہر کا ایک سربرآوردہ سرکاری عہدہ دار تھا۔ اپنے خرچ سے مقدس یادگار کی مسجد کی مرمت کرائی۔ اسی سال عبداللہ نامی ایک عرب سولہ آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ کینٹن میں اس غرض سے پہنچا۔ کہ شہنشاہ چین کو تحائف پیش کرے۔ شہنشاہ کی خواہش کے مطابق عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے کینٹن میں مستقل طور پر مسجد کے اندر اپنا ڈیرہ جما دیا۔ اور وہ وہاں کی اسلامی آبادی کا سردار قرار دیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مندر کے مینار کی چوٹی پر پہلے سونے کا ایک مرغ یادنما نصب کیا گیا تھا۔ جس سے موسم کی کیفیت ظاہر ہوتی تھی مگر ۱۳۸۳ء میں ایک سخت طوفان سے یہ مرغ اُڑ گیا۔ آخر اس کا طلائی جسم شاہی خزانہ میں پہنچ گیا۔ اور حکومت نے اس کے بجائے تانبے کا مرغ مینار کی چوٹی پر نصب کر دیا۔ یہ مرغ بھی گر گیا۔ اور اس کی جگہ ایک نشان بنا دیا گیا۔ مگر ۱۶۲۸ء میں یہ نشان بھی مٹ گیا۔

"مقدس یادگار کی مسجد" میں نہایت اہم تاریخی واقعات دو یادگاروں پر ثبت ہیں جن کا زمانہ علی الترتیب ۱۳۵۱ء اور ۱۶۹۸ء ہے ۱۳۵۱ء کی یادگار پر جو کتبہ نظر آتا ہے۔ اس کے الفاظ عربی اور چینی زبانوں پر مشتمل ہیں۔ کتبہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اس مسجد کی تعمیر کو امیر ہمند نے ازسرِنو شروع کیا۔ اور اپنی قابلیت اور ذہانت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

دوسری یادگار ہے جس پر ۱۶۹۸ء کا سن درج ہے۔ یہ حقیقت واضح نہیں ہوتی۔ کہ چین میں اسلام کا آغاز کب ہوا۔ یہ یادگاریں ہیں۔ تو بلاشبہ بہت قدیم لیکن ان سے یہ عقدہ حل نہیں ہوتا کہ جو روایات ان سے وابستہ ہیں۔ وہ کہاں تک اصلیت پر مبنی ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کینٹن کی دوسری مسجد شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس مسجد کی عمارت بہت عمدہ ہے اور شہر کی پانچ مساجد میں سب سے زیادہ متبرک خیال کی جاتی ہے۔ اس میں ۱۶۹۳ء سے پہلے کی کوئی یادگار نہیں پائی جاتی۔ اس کی ظاہری حیثیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مرمت کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ چینی مسلمان اس کی حرمت اور نگہداشت کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔ اس کے اخراجات متعلقہ کے پورا کرنے کے لئے اراضی وقف کر دی گئی ہیں۔ اسی جائداد کی آمدنی مسجد کی ضروریات کی کفیل ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک چھوٹا سا احاطہ ہے۔ جس کا رقبہ ایک چوتھائی ایکڑ کے قریب ہے۔ احاطہ کے قریب ایک مضبوط اور پختہ دیوار بنی ہوئی ہے۔ احاطہ جس کے اندر ر دی کے تناور اور عظیم الشان درخت قدرت کی طرف سے دربانی کا فرض انجام دیتے ہیں۔ بہت صاف ہے۔ اور اس لحاظ سے ایک نووارد سیاح کے لئے مسجد اور احاطہ کا منظر ایک خاص کشش رکھتا ہے۔ اسی احاطہ میں وہ برگزیدہ لوگ پیوندِ خاک ہیں۔ جن کے سینے سب سے پہلے نورِ اسلام سے منور ہوئے یہی وہ مقام ہے جس کے انتہائی سرے پر مسلمان بزرگ کا مزار ہے جو رسول اکرمؐ کے قریبی رشتہ دار بتائے جاتے ہیں کینٹن کے باشندے اس مزار کو جو چین میں عربی زبان کی ایک زندہ شہادت ہے "آواز دینے والا مزار" کہتے ہیں۔ وہاں کے باشندے بیان کرتے ہیں کہ اس عمارت سے ہمیشہ آواز نکلتی رہتی ہے۔ اس بیان سے گرد و نواح کے ضعیف الاعتقاد باشندوں کے دلوں پر ایک خاص اثر پڑتا ہے۔ مسلمان اس مزار کو بہت مقدس خیال کرتے ہیں۔ اور سلطنت کے دور دراز حصوں سے مسلمان زائرین کا تانتا لگا رہتا ہے۔ اسی نواح میں دیگر مزار جو عربی وضع کے بنے ہوئے ہیں اور کچھ معمولی قبریں واقع ہیں۔

کتاب موسومہ "دی چائنیز ریپازیٹری" میں مذکورہ بالا مزار کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ جو سیاح یا زائر اس مزار کو دیکھنے کے لئے جاتا ہے۔ وہ ایک تنگ ڈیوڑھی میں داخل ہو کر ایک دروازہ کے راستے سے صحن میں پہنچتا ہے۔ جو قریباً پچاس فٹ مربع ہے۔ اور جس کا فرش پختہ ہے۔ صحن کے وسط میں ایک بلند شامیانہ ہے۔ جس میں سیاحوں کے آرام کے لئے بنچیں اور میزیں لگی ہوئی ہیں۔ مغربی جانب دو کمرے ہیں۔ جن میں سے ایک قرآن خوانی اور نماز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرا کمرہ نشست گاہ ہے۔ ان کے علاوہ ان لوگوں کے لئے جو مزار کے خادم ہیں علیحدہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ صحن اور خاص مزار کی جگہ کے درمیان ایک پختہ دیوار حائل ہے۔ مزار کا گنبد جو اینٹوں کا بنا ہوا ہے۔ ۲۰ فٹ مربع ہے۔ اس کے دائیں جانب دو قبریں ہیں۔ جن پر چھت ڈالی گئی ہے۔ تاکہ وہ بارش وغیرہ سے محفوظ رہیں۔ مزار کی عمارت کے اندر چٹائی بچھی ہوئی ہے اور لوگ قبر کے پاس بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں۔ عمارت کی دیواریں بالکل صاف ہیں۔ اور اُن پر کوئی کتبہ نظر نہیں آتا۔ پاس کی قبر پر البتہ ایک کتبہ دکھائی دیتا ہے جس کا مضمون تین زبانوں یعنی عربی فارسی اور چینی میں ہے۔ اس کتبہ کی تاریخ ۱۸۵۰ء ہے۔ جیسا کہ اصل الفاظ سے جو کتبہ پر درج ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کتبہ کے عربی مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی محمود بن حاجی محمد آفندی جو روم کے رہنے والے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے لئے دو سال تک درگاہ میں رہ کر ۲۔ ذیقعد ۱۱۹۴ھ میں جاں بحق ہوئے"

ایک اور مسیحی مصنف لکھتا ہے۔ کہ چین کی قدیم ترین مسجد کینٹن میں ہے۔ جسے ۶۲۸ء یا ۶۲۹ء میں وہاب ابن ابوکبشہ نے تعمیر کیا تھا۔ مسجد کی چھت چینی مندر کے مشابہ ہے۔ اور داخلہ کے دروازہ پر جو تختی لگی ہوئی ہے۔ اس پر حسب ذیل چینی الفاظ درج ہیں:۔

"شہنشاہ کی عمر دراز ہو۔ اور بہت دیر تک زندہ رہے"

مسجد کی سفید دیواروں پر قرآن مجید کی آیتیں آویزاں ہیں۔ جو ریشمی کپڑے یا کاغذ پر لکھی ہوئی ہیں۔ پاس ہی مولویوں کا ایک مدرسہ ہے دیواروں پر عربی الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

"خدا ہمیشہ سے موجود ہے۔ اور اس کے سوائے کوئی اور معبود نہیں۔ اسی کی پرستش کرو اور اسی سے دعا مانگو۔ تاکہ تمہارا دل ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔ اسی سے التجا کرو کہ وہ تمہاری اور تمہارے عالم کی حفاظت کرے"۔ ایک پتھر پر یہ الفاظ کھدے ہوئے ہیں۔

"خدائے برتر کا یہ ارشاد ہے کہ صرف وہی لوگ خدا کے گھر میں جائیں گے۔ جو خدا اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی عبادت بجا لاتے ہیں"۔ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ "جو شخص ایک مسجد تعمیر کرتا ہے۔ خدا اس کے لئے بہشت میں ۷۰ ہزار محل تیار کرے گا"۔

یہ قدیم مسجد ۱۳۴۱ء کی آتشزدگی سے تباہ ہو گئی۔ لیکن دوبارہ زیادہ شان و شوکت کے ساتھ تیار کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد کئی مرتبہ حوادث کا تختۂ مشق رہ چکی ہے۔ ۱۶۹۹ء میں جب ازسرِنو تعمیر کی گئی۔ تو اس میں ایک طویل کتبہ لگایا گیا۔ جو سیاحوں کو اس کی گذشتہ تباہی اور تعمیر کی داستان سناتا ہے۔ چین میں اسلام کی تاریخ کا صحیح ماخذ یہی کتبے ہیں۔ جو مسجدوں اور قبروں پر نظر آتے ہیں"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے پہلے ایک تحریک چندہ برائے ہندوستان میں اشاعت و تبلیغ اسلام ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ مسئلہ ارتداد کے زور آور حملے تھے جہاں کل ہندوستان کے مسلمانوں کو اشاعت اسلام کے کام میں لگا کر حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کی وصیت کو پورا کیا۔ اور آپ کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح دنیا پر ظاہر کر دیا۔ وہاں ہماری انجمن کے حالات پر ایک خاص اثر پڑا ہے۔ سب سے مبارک اثر جو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو ہماری جماعت کے اخلاص اور تقویٰ سے کام کرنے کا علم ہو گیا۔ اور دوسرے یہ کہ برساتی کیڑوں کی طرح مولویوں کے غول در غول لوگوں سے روپیہ بٹورنے کی فکر میں پڑ گئے۔ اور ہماری جماعت کی کامیابی پر حسد کی وجہ سے انہوں نے ازسرِنو زیادہ زور شور سے ہمارے سلسلہ کی مخالفت شروع کی۔ یہاں تک کہ کفر کے فتووں کو پھر جاری کرنے کے سوائے مقبولیت کو روکنے کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ سمجھا گیا۔ لیکن ان کی یہ کوشش اللہ کے فضل سے عامۃ المسلمین کی نگاہ میں مقبولیت کا درجہ حاصل نہ کر سکی۔ لیکن خود اشاعت کے بہانے وہ ہر جگہ چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہماری انجمن کو امداد دینے سے خفیہ اور علانیہ روک رہے ہیں۔ ایسی حالت میں غیرت تقاضا نہیں کرتی۔ کہ سوائے اپنوں کے غیروں کے آگے دست سوال دراز کریں۔ اور یہ بھی اس وقت ناممکن ہے کہ ہم اس کام کو جو کہ اللہ تعالےٰ نے [illegible] ہے چھوڑ دیں۔ یا جو حق اس کے لئے جد و جہد کرنے کا ہے اس میں کمی کریں اس لئے میں نے حضرت امیر کی اجازت سے آپ صاحبان کی خدمت میں ایک عام اپیل چندہ کی تھی۔ لیکن حال ہی میں ہمارے سابقون الاولون محترم مکرم جناب مولانا مولوی عبدالہادی صاحب نے تجویز فرمائی ہے۔ کہ ہم ۴۰ آدمی جماعت سے چن لیں جو کہ ۷۰ روپیہ فی کس ہی چندہ دیں۔ یکمشت یا دو اقساط میں۔ تا ہماری قلیل جماعت کو اللہ تعالیٰ اسی طرح نصرت بخشے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کی نصرت فرمائی تھی۔

پس اسی غرض کے لئے جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کرتا ہوں۔ کہ جناب کا اسم گرامی ان مذکورہ بالا احباب میں چنا گیا ہے مہربانی فرما کر مبلغ ستر (۷۰) روپیہ جس طرح سے ہو سکے۔ بواپسی بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ایک قسط میں نہ بھجوا سکتے ہوں تو دو اقساط میں ادا فرما کر اس کارِ خیر میں حصہ لیں۔

نیز عرض ہے کہ ہم کو نوجوان تعلیم یافتہ بچوں کی جو انٹرنس تک تعلیم پا چکے ہوں مبلغین بنانے کی ضرورت ہے۔ اپنے حلقہ اثر سے اچھے سمجھدار بچے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ کیونکہ خدمت اسلام میں جہاں ان کی عاقبت درست ہوگی۔ وہاں وہ دنیوی و مالی زندگی اور عزت میں بھی معمولی اپنے ہمجنسوں سے کسی طرح کم نہیں رہیں گے۔ ان ہر دو معروضات کے متعلق بواپسی جواب بھیج کر خاکسار کو مشکور فرماویں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مراسلات

فسخ بیعت

قبلہ و کعبہ حضرت امیر قوم ایدکم اللہ بنصرہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم مفصلہ ذیل فدویان چند غلط فہمیوں کا شکار ہو کر زمرۂ مبایعین میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن اب خدا کے فضل و کرم نے ہمارا انشراح صدر کر دیا ہے۔ اور ہم بذریعہ عریضہ ہذا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم میاں صاحب کے عقائد متعلق نبوت و تکفیر اہل قبلہ کو غلط سمجھتے ہیں۔ اور ان کی بیعت کو فسخ کر کے جماعت حقہ میں داخل ہوتے ہیں۔

جناب سے استدعا ہے کہ درگاہ ایزدی میں دعا فرماویں۔ کہ خدا ہمارے گناہوں کو معاف کرے۔ اور آئندہ صراط المستقیم پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

رحمان صاحب نور الحسن صوبہ دار میجر پنشنر گجرات۔ نور الحسن بقلم خود
فضل الدین سوداگر چرم گجرات بقلم خود۔ نظام الدین زرگر گجرات بقلم خود
محمد حسن ورق ساز گجرات۔ کرم الٰہی کمہار گجرات فضل الٰہی کمہار گجرات

اعلان

جو طلباء قرآن شریف انگریزی کے لئے رعایتی قیمت پر لینے کی درخواستیں بھیجیں۔ وہ ہدایات ذیل کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر ایک درخواست پر پرنسپل کی تصدیق ہو۔ کہ طالب علم اپنے مطالعہ کیلئے قرآن مجید مانگتا ہے۔

(۲) طالب العلم کا اپنا تحریری اقرار ہو کہ وہ قرآن شریف صرف اپنے مطالعہ کیلئے چاہتا ہے۔

(۳) سوائے ایسے طلباء کے جن کی درخواست پر یہ بھی تصدیق ہو۔ کہ وہ غیر مستطیع ہیں۔ قرآن شریف کی قیمت میں صرف پانچ روپیہ کی رعایت دی جائے گی یعنی بجائے ۲۰؍ کے ۱۵؍ اور بجائے ۱۲؍ کے ۵؍ اور بجائے ۱۵؍ کے ۱۰؍ لئے جائیں گے۔ صرف غیر مستطیع طلباء کو نصف قیمت پر دیا جائے گا۔

(۴) دیگر کتب میں بھی عام طلباء کو ۳۳ فی صدی کی رعایت دی جائے گی اور غیر مستطیع طلباء کو نصف قیمت کی۔

(سیکرٹری)

احمدی جماعت کی توجہ کے قابل

برادران! السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ آریہ سماج نے بہت وسیع پیمانہ پر مسلمانوں کو دھوکا دیکر اپنے دین سے گمراہ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور نیز اکثر نیچ قوموں کو بہت جلد اپنے اندر جذب کرنے کے در پے ہیں۔ اور مسلمان اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور پھر آریہ سماج کی کمزوریوں سے قو بالکل آگاہ نہیں۔ اس لئے ہر جانب سے یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ آریہ سماج کے مقابلہ کے لئے مبلغ آئیں اور سینکڑوں ہر جگہ سے درخواستیں آ رہی ہیں کہ ہم یہاں سے مبلغ بھیجیں۔ اور جہاں تک ممکن ہے ہم اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہندوستان جیسے ملک کو اس ضرورت کو پورا کرنے کے آدمی مہیا کرنا اول تو محال ہے پھر اس کے ساتھ جو اخراجات آمد و رفت پڑتے ہیں وہ بھی مسلمانوں کی غریب قوم کے لئے بہت گراں ہے۔ اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام جناب مسیح موعود نے جس غرض کے لئے جماعت کو بنایا تھا اسکے پورا کرنے کا اب وقت آ گیا ہے اور پھر ہر ایک احمدی کا یہ خدائی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو بطور اسلامی سپاہی کے آریوں اور عیسائیوں۔ دہریوں اور کفرباز مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار کریں۔ اس غرض کے لئے ہر ایک احمدی کو اپنے آپ کو اب مبلغ بنانا چاہئے جس کے لئے یہ انتظام سوچا گیا ہے کہ مقامی اور بیرونی جماعتوں کے کل احباب حضرت صاحب کے لٹریچر کو جو آریہ سماج کے متعلق ہے مطالعہ کریں اور نیز ستیارتھ پرکاش کو پڑھ کر اپنے اپنے شہروں اور ضلعوں یا مضافات میں جہاں مقابلہ در پیش ہو جاویں تاکہ جو غرض مجدد زمان کے آنے اور جماعت بنانے کی تھی پوری ہو۔ اسلئے التماس ہے کہ جو بھائی آپ کی جماعت میں سے اس کام کو کرنا چاہیں وہ مہربانی فرما کر اپنے نام بھجوا دیں تاکہ ان کیلئے کورس مقرر کر دیا جاوے۔ اور وہ اسکا مطالعہ کریں اور پھر ایک امتحان مقررہ تاریخ پر ہووے اور جو کامیاب ہوں وہ پھر اپنے شہر میں اسکی پریکٹس شروع کریں اور شام کو روز اس امر کا چرچہ کریں یعنے آریہ سماج پر اعتراض اور اسلام پر ان کے جو اعتراض ہوں ان کے جواب دیں۔ اس کا جواب بواپسی بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار سید محمد حسین
جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسلم ہائی سکول لاہور

ناظرین کرام ان شاندار نتائج سے آگاہ ہو چکے ہوں گے جو اس سال مسلم ہائی سکول لاہور کے انٹرنس پاس طلباء کے رہے ہیں یعنے ۷ طلباء میں سے ۵ پاس ہوئے ہیں جن میں ایک نے یونیورسٹی کی طرف سے وظیفہ حاصل کیا ہے اور تین لڑکے اول ڈویژن میں اور باقی سب سوائے ایک کے سکنڈ ڈویژن میں۔ سکول ابھی ابھی تک ابتدائی حالت میں رہا ہے اور صرف زمانہ کے سخت ترین حوادث سے گذرنے کے بعد شاہراہ ترقی پر اب گامزن ہوا ہے۔ اس سکول کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ اسقدر شاندار اور اعلیٰ نتائج رہے ہیں۔ اور سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کی سعی کو اللہ تعالےٰ نے بارآور کیا ہے۔ سکول میں تعداد طلباء دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ اسوقت سکول میں طلباء کی تعداد پونے تین سو کے قریب ہے۔ اور تعداد کے معتد بہ اضافہ کی امید غالب ہے۔ بورڈنگ ہوس میں جہاں گذشتہ سال صرف ۲۰ یا ۲۲ کی تعداد تھی اسوقت خدا کے فضل سے تعداد ۴۰ سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اور موجودہ مکان میں بہت دقت محسوس ہو رہی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں اخراجات طلباء بیس روپیہ ماہوار کے قریب ہیں جن میں خرچ خوراک۔ فیس مدرسہ و بورڈنگ۔ حجام۔ دھوبی۔ ناشتہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اگر والدین ناشتہ نہ دلانا چاہیں تو خرچ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

جہاں بیرونجات سے طلباء کی تعداد بڑھ رہی ہے وہاں دوسری طرف اپنی جماعت کے حضرات صرف چند ایک بچے ہیں اسلئے میں اپنی جماعت کے حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو یہاں بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں۔ علاوہ دنیوی تعلیم کے یہاں سکول میں ایک گھنٹہ الگ دینیات کا ہے اور علاوہ ازیں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ کا درس قرآن مجید ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جو کسی دوسری جگہ میسر نہیں آ سکتی۔ سکول اور بورڈنگ ہوس میں طلباء کی تعلیمی حالت اور چال چلن کی طرف خاص توجہ کی جاتی ہے۔ اخراجات کے لحاظ سے اسوقت سکول اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے۔ سکول و بورڈنگ کی فیس اور سرکاری گرانٹ تمام اخراجات کو پورا کر دیتی ہے۔ سکول کا بوجھ اب قوم پر نہیں ہے۔ باوجودیکہ حصہ پرائمری میں فیس بالکل معاف کر دی گئی ہے۔ اور عمارت سکول اور بورڈنگ کا کرایہ ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار ادا کرنا پڑتا ہے اگر احمدی قوم ہمت کرے تو عمارت کا کھڑا کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اس صورت میں بچت کی امید ہو سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے سامان پیدا کر دے کہ سکول اپنی عمارت میں ہو تاکہ اس سے بھی زیادہ ترقی کر سکے۔

خاکسار ثناء اللہ
سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس مسلم ہائی سکول لاہور

رسالہ نماز

مصنفہ جناب مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی۔اے
مسلم مشنری (ووکنگ)

جس میں نماز کی فلاسفی اور اسکے متعلق جملہ احکام و مسائل نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں کچھ عرصہ سے نایاب تھا چنانچہ اکثر دوستوں کی درخواستیں آئی تھیں جن کی ہم صرف اس وجہ سے تعمیل نہ کر سکے۔ اب مناسب ترمیمات کے ساتھ دوبارہ چھپکر تیار ہو گیا ہے۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو ٹکٹ بھیجکر منگوائیں قیمت بھی آگے سے کم کر دی گئی ہے یعنے بجائے ۱۰ کے ۸ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے یہ رسالہ نہایت ضروری ہے۔

درخواستیں بنام
مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

تازہ خبریں

ہندوستان

فسادات امرتسر

انجمن اسلامیہ امرتسر نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۷ مئی ۱۹۲۷ء میں اس قرارداد پر بطور کلی غور و خوض کیا ہے۔ جو ہندو سبھا امرتسر نے کچھ عرصہ ہوا منظور کر کے ذمہ دار ارکان حکومت کی خدمت میں بھیجی اور ملک کے اخبارات میں شائع کرائی ہے۔ قرارداد مذکور میں فسادات امرتسر کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی ہے۔ انجمن مذکور مسلمانان امرتسر کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے موثق دلایل و واقعات کی بنا پر پورے یقین کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتی ہے۔ کہ ہندو سبھا کی قائم کردہ رائے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آریہ اور ہندو جماعتیں ایک مدت سے فتنہ و فساد کے لئے مواد پکا رہی تھیں۔ جو بالآخر فساد کی صورت میں رونما ہوا۔ انجمن اسلامیہ کی رائے میں جو وجوہ فساد کا باعث ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

(ا) فسادات ملتان کے بعد پنڈت مدن موہن مالویہ کی اتحاد شکن تقریریں۔ اور ہندو پریس کی اشتعال انگیز تحریریں۔

(ب) ہندو سنگھٹن کی تحریک۔

(ج) شدھی کی تحریک۔

فسادات ملتان کی گونج جب امرتسر میں پہنچی۔ تو اس کے ساتھ ہی پنڈت مالویہ امرتسر تشریف فرما ہوئے اس وقت مسلمانان امرتسر کی طرف سے فسادات مذکورہ کے خلاف اظہار نفرت کئے جانے کے بعد ان کی خدمت میں عرض کی گئی۔ کہ واقعات ملتان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔ کہ مختلف جماعتوں میں قیام و بحالی امن و اتحاد کے اصولوں کو راسخ کیا جائے۔ اس کے باوجود پنڈت صاحب نے پنجاب میں ایسی تقریریں کیں۔ اور ہندو پریس نے ایسی تحریریں شائع کیں۔ جن سے متاثر ہو کر ہندو باشندوں نے جتھے بنائے اکھاڑے قائم کئے گئے۔ گھروں میں اینٹوں کے انبار جمع کئے۔ مردوں کے علاوہ عورتوں میں بھی جنگجویانہ روح پھونکی سنگھٹن اور شدھی کی تحریکوں کے ماتحت اسلام اور مسلمان بادشاہوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ جلوسوں میں آتش افروز بھجن پڑھ کر ہندو جذبات کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔ جوشیلے اشتہار شائع کئے۔ کوچہ بندیوں کے ذریعہ جارحانہ علیحدگی کی۔ روح پھیلائی۔ نام نہاد کلی سدھار سبھا بنا کر اپنے کوچوں میں مسلمان پھیری والوں اور خوانچہ فروشوں کی آمد و رفت بند کی۔ مسلمان قصابوں سبزی فروشوں اور دوسرے دوکانداروں پر پہرے لگائے گئے۔ مسلمانوں کے عام بائیکاٹ کی تحریک شروع کی۔ اور اسکے دکے مسلمانوں کو زد و کوب کیا گیا۔ مسلمانوں کی توجہ دلانے کے باوجود ان کارروائیوں کے زہریلے اثرات کے انسداد کے لئے امرتسر کے ذمہ دار ہندوؤں کی طرف سے کوئی کوشش نہیں کی گئی اور حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ انجمن اسلامیہ کی یہ رائے ہے۔ کہ متذکرہ صدر حالات ہی اراپریل اور بعد کے فسادات کا باعث ہوئے ہیں۔ جن میں ہر موقعہ پر ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی۔ اس لئے انجمن کی رائے میں فسادات کی تمام تر ذمہ داری آریہ اور ہندو سبھا پر عاید ہوتی ہے اور ذمہ دار حکام اور پبلک کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ تحقیقات کریں۔ مجرموں کو قرار واقعی سزا دیں۔ اور ان اسباب کی بیخ کنی کر کے آیندہ کے لئے نہ صرف امرتسر بلکہ تمام ملک میں مستقل امن و اتحاد کی طرح ڈالیں۔

(وکیل)

مقدمہ بلوہ امرتسر

امرتسر ۲۸ اپریل۔ آج مسٹر پورن اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں اس مقدمہ کی سماعت ہوئی جو لالہ ہرنام داس اور سیٹھ کرم چند کے دیگر سواروں کے خلاف چل رہا ہے۔

تین اور گواہوں کی شہادتیں ہوئیں۔ اور وکیل ملزمان مسٹر یوردنی ان پر خوب جرح کی۔ کل مقدمہ پھر پیش ہوگا۔

گجرات میں ہنود کی تیاریاں

۲۲ مئی کو مولوی محمد اسحاق صاحب مانسہروی ہماری استدعا پر تشریف فرمائے گجرات ہوئے۔ مولوی امیر بخش اور میاں نور الحسن معتمد مجلس خلافت راولپنڈی آپ کے ساتھ تھے۔

مسلمانوں نے آپ سے کہا کہ گجرات میں بھی برادران ہنود فتنہ و فساد کی طیاریوں میں مصروف ہیں۔ اکھاڑے بنائے جا رہے ہیں۔ ورزشیں ہو رہی ہیں۔ چاقو۔ کلہاڑیاں۔ پچکاریاں۔ اور لاٹھیاں اسی مقصد کے لئے تیار ہو رہی ہیں۔ اب مسلمانوں کو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی تقریر میں تمام امور کو واضح کر کے بتاؤں گا۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح پُرامن رہنے کی نصیحت کرونگا چنانچہ شب کو جامع مسجد میں آپ نے تقریر کی۔ لوگ بہ تعداد کثیر جمع اور مولوی صاحب کی نصائح کو پوری توجہ کے ساتھ سن رہے تھے آپ نے فرمایا کہ نص قرآنی کی رو سے اقدام کی اجازت نہیں مدافعت ضرور کر سکتے ہیں۔ تم سے جہاں تک ہو سکے پُرامن رہنے کی کوشش کرو۔ اور اپنی طرف سے کوئی ایسی بات نہ کرو۔ جو قابل اعتراض ہو۔ تم اپنی تجارت کو اپنے ہاتھ میں لو اور اپنی مالی حالت کو درست کرو۔ اپنے دین کی پابندی میں رہو پھر تم کو دنیا کی کوئی قوم نقصان نہ پہنچا سکیگی۔

(عبد المالک معتمد مجلس خلافت گجرات)

گجرات پنجاب میں قبول اسلام

ضلع گجرات کا ایک عیسائی مع اپنی بیوی کے اور ایک ہندو دمولا گیر، ساکن دہلی برضا و رغبت مولوی فضل الدین صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اسلامی نام محمد رمضان، مریم اور شیخ عبد اللہ رکھے گئے۔ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

(شیخ عبد الحکیم از گجرات)

کسولی میں قبول اسلام

جامع مسجد کسولی میں دو عورتیں ایک لڑکا بتاریخ ۲۷ مئی کو بشیر احمد خطیب و امام جامع مسجد کسولی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے جن کے اسلامی نام ذیل میں درج ہیں۔

نام کفر کھانو۔ اسلامی نام زینب رکھا گیا۔ نام کفر نامعلوم۔ اسلامی نام رحمت رکھا گیا۔ لڑکے کا نام محمد بخش رکھا گیا۔

(بشیر احمد خطیب جامع)

سرزمین بے آئین

(مہاجرین سے انتقام)

۱۹۱۹ء میں جو مہاجرین کابل کو گئے تھے۔ ان میں سے چند گروہ جو انگورہ کو جانا چاہتے تھے۔ مگر بسبب مجبوری تاشقند میں ٹھہرائے گئے انہوں نے وقتاً فوقتاً آگے جانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ آخر کار وہ بیچارے مصائب برداشت کرتے ہوئے واپس پشاور آ گئے۔ یہاں پہنچنے پر گرفتار کئے گئے [illegible] مقدمہ چلایا گیا۔ اور ذیل کی ترتیب سے سزا [illegible]

میاں اکبر شاہ صاحب ہاشمی پشاور و حبیب احمد صاحب [illegible] ہر ایک دو سال۔

ڈگو سر رحمان صاحب و سلطان محمد صاحب ہزاروی) عبد المجید و عبد المجید صاحب (لاہوری) رفیق احمد صاحب بھوپالی ایک ایک سال عبد القادر صاحب پشاوری بری۔ (نامہ نگار)

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا وفد

مسلم یونیورسٹی آف کے وائس چانسلر بذریعہ پیام برقی مطلع فرماتے ہیں۔ کہ مسلم یونیورسٹی کا ایک وفد آغاز جون میں غریب طلبا کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے ملتان اور بلوچستان کا دورہ کرے گا۔

ایک دردمند ہستی کا جذبۂ ملی

۲۴ مئی کو ایک صاحب دفتر میں تشریف لائے اور سرمایۂ خلافت کے لئے مبلغ سو روپیہ نقد اور جوڑ طلائی در وزن ایک تولہ ساڑھے چار ماشہ پیش کئے۔ خداوند کریم انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

(نائب مہتمم مجلس خلافت پشاور)

امرتسر میں مندر کا ایک حصہ جل گیا

امرتسر ۲۸ مئی اتوار کی صبح کو تین بجے ہاتھی دروازہ کے باہر جو مندر ہے اس کا ایک حصہ کسی نامعلوم شخص نے جلا دیا۔ یہ شخص پوجا کی غرض سے اس وقت مندر میں جانا چاہتا تھا۔ لیکن پوجاری نے اسے اندر نہ آنے دیا۔ اس پر وہ وہاں سے لوٹ آیا اور لوٹتے وقت مندر کے عقب میں روشنی نظر آئی۔ ادھر جا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ مندر کے ایک حصہ کو شعلے گھیرے ہوئے ہیں۔ آگ فوراً بجھا دی گئی۔

ببر اکالی جتھے کی دراز دستیاں

شملہ ۲۶ مئی۔ ان بے دردانہ قتل کی وارداتوں کے متعلق جو اضلاع جالندھر اور ہوشیار پور میں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ اور جنہیں انقلاب پسندوں کا وہ گروہ عمل میں لا رہا ہے۔ جو "ببر اکالی جتھے" کے نام سے مشہور ہے۔ حال ہی کچھ تفصیلات شائع کی جا چکی ہیں۔

وارداتیں بعد میں ہوئیں۔ ان کے متعلق مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔ ان جرائم کا ارتکاب موضع کال گڑھ تھانہ بالاچور ضلع ہوشیار پور میں ۲۰ مئی کو کیا گیا ہے۔

تاریخ مذکور کو شب کے وقت ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر جب بارش ہو رہی تھی۔ پندرہ آدمیوں کے ایک گروہ نے جو اکالیوں کے لباس میں ملبس تھا۔ ایک حویلی پر حملہ کیا۔ یہ حویلی موضع کے کمہار لالا اور سفید [illegible] [illegible] تمام حویلی کو لوٹنے اور نقدی و زیورات کو قبضہ میں کرنے کے بعد وہ دونوں بھائیوں کو پکڑ کر باہر صحن میں لے آئے۔ جہاں ان پر کرپان سے حملہ کیا اور بالآخر انہیں نہایت بے رحمی کے ساتھ گولیوں سے ٹھنڈا کر دیا۔ انہوں نے بہت خوشامد کی۔ لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ جو مال انہوں نے حویلی سے لوٹا۔ وہ کئی ہزار کا تھا۔ موضع سے روانہ ہوتے وقت اس گروہ نے ست سری اکال کے نعرے لگائے۔ اور شبد پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد مقتولین کے اعزا اس کمرے کے دروازے توڑ کر باہر نکلے۔ جس میں انہیں بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن وہ صبح ہونے تک کوئی کارروائی نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ تمام موضع پر ایک خوف و ہراس کا عالم طاری تھا۔ اس جرم کے ارتکاب کے بعد مذکورہ گاؤں میں ایک اشتہار پایا گیا۔ جو گورمکھی حروف میں دستی لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر "ببر اکالی جتھے" کے سات ارکان کے دستخط تھے۔ اور تین دن قبل کی تاریخ ثبت تھی۔ اس اشتہار میں حسب معمول وفادار لوگوں کو قتل کی دھمکیاں دی گئی تھیں اور رضاکاروں کو جتھے میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی گئی تھی۔ اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ بے دردانہ فعل بھی اس گروہ کا ہے۔ جس نے پہلی وارداتوں میں حصہ لیا تھا۔

جن دو شخصوں کو قتل کیا گیا۔ ان میں ایک بڈھا آدمی تھا۔ جس کی عمر ۶۵ برس کی تھی۔ وہ حکومت کا وفادار تھا۔ اور پولیس کی امداد و اعانت کی وجہ سے یہ جتھہ اس سے ناخوش تھا۔ یہ دونوں بھائی مالدار آدمی تھے۔

(اے۔ پی۔ رسالٹ جونیر اسسٹنٹ سکرٹری حکومت پنجاب)

عبد الحمید کیپٹن والنٹیر کور کا انتقال

لاہور ۲۸ مئی۔ عبد الحمید کیپٹن والنٹیر کور جس کی عمر ابھی ۱۴ سال ہی کی تھی۔ بڑا سعید لڑکا تھا۔ اور اس چھوٹی سی عمر میں قومی کاموں میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا کرتا تھا۔

۲۷ مئی کو چھ بجے بعارضہ طاعون اس کا انتقال ہو گیا۔ دوران علالت میں کھدر کا کرتہ خراب ہو جانے کی وجہ سے اس کی ماں نے اسے ایک ململ کا کرتہ پہنانا چاہا۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا کہ میں اس ناپاک کپڑے کو کبھی نہ پہنوں گا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے والدین اور دیگر حاضر الوقت لوگوں کو وصیت کی۔ کہ تم بھی بدیشی کپڑے کے استعمال سے قطعاً احتراز کریں۔ اور اگر میں مر جاؤں۔ تو مجھے کھدر کا ہی کفن پہنایا جائے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اور اسے مرنے پر کھدر کا کفن پہنایا گیا۔ اس کے والدین نے بھی نہایت صبر و ضبط کا ثبوت دیا۔ اور ایک آنسو نہ بہایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا بیٹا خادم خلافت تھا۔ ہم رو دھو کر اس کی روح کو ناخوش نہیں کرنا چاہتے۔ تمام لوگ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ممالک غیر

ایک مصری شہزادے کی شادی

لندن ۲۵ مئی "انگلشمین" کا ایک خاص نامہ نگار بذریعہ پیغام برقی اطلاع دیتا ہے کہ شاہ مصر کے عمزاد بھائی شہزادہ سعید حلیم نے بمقام قاہرہ مس مورڈینا برڈ (دختر کرنیل بنگھم برڈ آنجہانی) سے شادی کر لی۔

مجلس مصالحت لوزان

لوزان ۲۶ مئی۔ مصالحت کے راستے کی سب سے بڑی روک یعنی ترکوں اور یونانیوں کے تاوان کے متعلق اختلافات کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ ان اختلافات کا ارتفاع اتحادیوں کی کوششوں اور فریقین کو معتدل طریق عمل اختیار کرنے کے مشوروں کا نتیجہ ہے غازی عصمت پاشا اور موسیو وزیلوس نے بھی اپنی اپنی حکومتوں کو پرزور مشورے دیئے۔ کہ وہ اس گتھی کے سلجھاؤ کی مجوزہ صورت کو قبول کر لیں۔ ترکی اس بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ اور یہ امر متیقن نہیں۔ کہ مجلس عالیہ قومیہ انگورہ اس تصفیہ پر مہر تصدیق ثبت کر دے گی۔

ترکی جرائد کے جو نمائندے لوزان میں موجود ہیں۔ وہ اس تصفیہ سے مطمئن نہیں [illegible] اور کہتے ہیں کہ ترکی حکومت علاقوں کی خواہشمند نہیں۔ بلکہ [illegible] کی طالب ہے۔ لیکن غازی عصمت پاشا [illegible] اور دیگر مطمئن نظر [illegible] ہیں۔

انہوں نے اعلان فرمایا ہے کہ معاہدہ صلح پر ایک ہفتہ تک دستخط ہو جائیں گے۔ لیکن یہ توقع غالباً قبل از وقت ہے۔ کیونکہ ابھی دو اہم مسائل تصفیہ طلب ہیں۔ ان میں سے پہلا تو ترکی میں غیر ملکیوں کے متعلق عدالتی نظام کا مسئلہ ہے۔ اور دوسرا اس سکہ کا جس میں سلطنت ترکی سرکاری قرضہ ادا کرے گی۔ اس یقین کے وجوہ نہیں۔ کہ اتحادی دونوں مسئلوں پر ترکی کے ساتھ خاص رعائتیں ملحوظ رکھیں گے۔"

سفیر [illegible] نے مسٹر ہورس رمبالڈ صدر مجلس تصفیہ حدود کے نام مکتوب بھیجا ہے۔ جس میں سرحد تھریس [illegible] کے خلاف اعتراضات کئے گئے ہیں۔ سفیر مذکور نے [illegible] مکتوب میں امید ظاہر کی ہے کہ اس معاملہ کا قطعی تصفیہ کرتے [illegible] تجارتی مفاد کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا علی الخصوص [illegible] میں اس کے مخرج کی [illegible] کو خاص لحاظ رکھا [illegible]

قسطنطنیہ ۲ مئی۔ اگر ترکوں اور یونانیوں کے مسئلہ تاوان کے متعلق مفاہمت سے انگورہ کے انتہا پسند بہت جوش میں ہیں لیکن اغلب یہ ہے۔ دولت علیہ انگورہ ایسی مفاہمت کو نامنظور نہیں کرے گی۔ کیونکہ وزرا اور جرنیلوں کی ایک مجلس نے بہ کثرت آرا اس مفاہمت کی قبولیت کا فیصلہ کیا تھا!!

مسئلہ تاوان کے متعلق مفاہمت کی اطلاع پر کم و بیش اطمینان کا اظہار رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر یونانی فوج پیشقدمی کرتی تو استنبول تک اسے روکنے کیلئے اسے کوئی سامان نہ تھا۔

ریاست ماوراء یردون کی آزادی

عمان (فلسطین) ۲۶ مئی۔ سر ہربرٹ سیموئیل نے ملک معظم کی طرف سے ریاست ماوراء یردون کی خود مختاری کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور ساتھ ہی اعلان کیا ہے۔ کہ جو لوگ قرہ کی بغاوت میں شرکت کے جرم میں قید کی سزا بھگت رہے تھے۔ انہیں معافی دی جاتی ہے۔

سر ہربرٹ نے آج یہاں تقریر کرتے ہوئے باشندوں کو مبارکباد دی اور کہا۔ کہ آپ لوگ عرب قوم کی تاریخ کے ایک درخشاں دور سے گزر رہے تھے۔

فرانس کی روہر میں چیرہ دستیاں

برلن ۲۸ مئی۔ الیسین کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ فرانسیسی افواج ریش بینک میں داخل ہوئی۔ اور انہوں نے ۵۷ ملین فرانک پر قبضہ کر لیا۔ روہر میں اب تک کسی مقام پر انہوں نے اتنی گرانقدر رقم پر قبضہ نہیں کیا۔ دوسیلڈ ریٹنگ کا نامہ نگار خصوصی روہر سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ اس وقت بیس لاکھ کان کنوں اور مزدوروں کا کام [illegible]

اسرار شریعت

یہ اردو زبان میں اس کتاب کی ضرورت عرصہ سے تھی جس میں شریعت اسلام کے جملہ احکام اور مسائل کی فلاسفی بیان کی گئی ہو [illegible]

[illegible]

ادعیہ

مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے کہ اپنے ہر ایک قول و فعل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو دستور العمل بنائیں [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ: دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ مورخہ ۱۶ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲ جون سنہ ۱۹۲۳ء

تاریخ اسلام کے ایک مشہور مصنف کے حالات زندگی

مسٹر ایس۔ پی سکاٹ ایک مشہور امریکن مصنف ہیں جنہوں نے سپین میں مسلمانوں کے عہد حکومت پر ایک ضخیم کتاب کئی جلدوں میں لکھی ہے۔ مولوی خلیل الرحمن خاں صاحب شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اس کتاب کا ۔ ۔ ۔ ۔ بہت بڑا حصہ اردو زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر دیا ہے۔ اور باقیماندہ کو اخبار الاندلس کے نام سے ماہوار رسائل کی شکل میں شائع کر رہے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف ترجمہ کی اشاعت کے ساتھ ہی مسٹر سکاٹ سے بھی خط و کتابت رکھتے ہیں۔ اور ان کے اصرار پر مسٹر موصوف نے اپنے حالات زندگی مختصراً لکھ کر انہیں بھیجے ہیں۔ جو اس لحاظ سے کہ ان میں اندلس کی حکومت اسلامیہ کی شاندار روایات کا گہرا نقش موجود ہے دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہیں۔ ہم انہیں اخبار الاندلس سے ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں۔

میں بہت ہی تذبذب کے بعد سطور ذیل لکھتا ہوں۔ میری عادت نہیں ہے کہ میں اپنے متعلق کچھ کہتا پھروں۔ لیکن میری اس کتاب کے مترجم نے مجھے مجبور کیا۔ اور یہ لکھا کہ ترجمہ کے ناظرین میری سوانحعمری کے لئے متقاضی ہیں۔ اس لئے میں نے اپنی زندگی کے کچھ حالات لکھنے منظور کئے ہیں۔

میں ایک چھوٹے سے قصبہ ہسں برگ واقعہ صوبہ والیوا امریکہ میں پیدا ہوا۔ کچھ حالات ایسے متقاضی ہوئے کہ مجھے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ اپنے ہی قصبہ میں گزارنا پڑا۔ میں نے پرائیویٹ سکولوں میں ابتدائی تعلیم پائی۔ اور انیس برس کی عمر میں میامی یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہوا۔ اپنی جماعت میں سب سے کم عمر طالب علم میں ہی تھا۔ اس کے بعد میں نے قانون پڑھا۔ اور چند سال لیوان ورتھ، کنساس اور سان فرانسسکو، کیلی فورنیا میں وکالت کی۔ مجھے والدہ کی علالت کی خبر ملی۔ تو وطن آنا پڑا۔ اسی علالت کے سلسلہ میں والدہ نے انتقال کیا۔ اس لئے مجھے یہیں مقیم ہونا پڑا۔ اور اس وقت سے اب تک وطن ہی میں ہوں۔ میں کئی سال متواتر امریکہ کی بار ایسوسی ایشن کا ممبر اور سنہ ۱۹۱۰ء سے قانونی رسائل کا ایڈیٹر رہا ہوں۔

میں نے سپین کے قدیم اہم قوانین اور دیگر قانونی کتب کا ترجمہ کر کے بار ایسوسی ایشن کو دیا ہے۔ اس کی دس ضخیم جلدیں ہیں۔ میں نے حال ہی میں قانون دیوانی کا ترجمہ مکمل کیا ہے۔ اس کی سترہ ضخیم جلدیں ہیں۔ اس میں سینکڑوں حواشی اور حوالجات مختلف زبانوں میں ہیں۔ لیکن یہ کتاب ابھی تک چھپی نہیں۔ کیونکہ آجکل چھپائی میں اتنا خرچ ہوتا ہے کہ کوئی متحمل نہیں ہو سکتا۔ میں مختلف علمی مجالس کا ممبر منتخب ہو چکا ہوں۔ منجملہ ان کے رائل سوسائٹی آف آرٹس، لنڈن اور رائل ہسٹاریکل سوسائٹی، لنڈن اور لا سوسائٹی اکیڈمے میک دی ہسٹو یر یونیورسل پیرس ہیں۔

میں بچہ ہی تھا۔ کہ مجھے ہر وہ چیز دلچسپ معلوم ہوتی تھی۔ جس کا تعلق مسلمانوں کے قبضہ جزیرہ نما سپین سے ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میری عمر چھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ کہ میں واشنگٹن ارونگ کی کتاب "الحمرا" جس کو میں نے اس سے پہلے نہ پڑھا تھا، کے مطالعہ میں اتنا منہمک ہوا کہ میری والدہ نے مجھے تین مرتبہ کھانا کھانے کے لئے بلایا۔ مگر میں نے بلا کسی خیال کے "ہوں" کہہ دیا۔ اور کتاب کو نہ چھوڑا۔ آخر والدہ میرا ہاتھ پکڑ کر زبردستی کھانے کے کمرے میں لے گئیں۔ یوں مجھے وہ کتاب بالجبر چھوڑنا پڑی۔ جس سے مجھے اتنا انہماک ہوا تھا۔ عربی اندلس کے ان دلچسپ اور مفتون کر دینے والے افسانوں سے جو خیالات بچپن میں دل گزیں ہوئے۔ ان کے نقش عمر بڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ گہرے ہوتے چلے گئے۔ آخر جب مجھے یورپ جانے کا موقعہ ملا۔ تو میرے قدم خود بخود سب سے پہلے مجھے سپین لے گئے۔ اس ملک میں مسلمانوں کے جو آثار ہیں وہ میرے لئے سب سے زیادہ دلکش تھے۔ میری سب سے پہلی تصنیف "قرطبہ سپین" کو شائع ہوئے بیس سال ہو گئے۔ اس کے بہت زیادہ حصے ہیں۔ میں نے اندلسی عرب کے "آثار الصنادید" کو بیان کیا ہے۔ اگرچہ ان قدیم عمارات سے افسوسناک غفلت کی گئی ہے۔ اور وہ بوسیدگی سے گری پڑی جاتی ہیں۔ لیکن اب بھی وہ ایک ذہن رسا کی چشم تصور کے سامنے اپنی اصلی شان و شوکت و عظمت کو نہایت واضح طور سے پیش کر دیتی ہیں۔ چونکہ میرا مقصود اصلی یہ تھا۔ کہ میں اپنے سفرنامہ کے لئے مواد جمع کروں۔ اس لئے مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ کہ اس عظیم الشان قوم کی افسوسناک مگر صحیح تاریخ لکھوں۔ جس نے تہذیب و تمدن کو بے حد فائدہ پہنچایا زمانہ حال کی مہذب اقوام اپنی اکثر آسائش و تکلفات میں گو بہت کچھ ان ہی کی رہین منت ہیں۔ مگر ان کے مساعی جلیلہ کا اعتراف نہیں کرتیں اور اگر کرتی ہیں تو ادھورے دل سے۔

میں قرطبہ کی جامع مسجد میں روز جایا کرتا تھا۔ ایک روز میں اس کی جلیل القدر محراب کے سامنے [illegible]

مسلمانان یورپ کی تاریخ لکھنے کا قصد مصمم کیا۔ یہ مضمون ایسا نہیں ہے۔ کہ اس سے انہماک نہ پیدا ہو۔ میری ذات خاص کیلئے تو یہ فریفتہ کر لینے والی چیز تھا۔ کچھ تو اس وجہ سے اور کچھ اس باعث سے میں نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ کہ اس موضوع پر کسی مصنف نے بالخصوص و بالتفصیل توجہ نہیں کی۔ اور جنہوں نے تھوڑی بہت توجہ کی ہے۔ وہ اس وحید و فرید قوم کے جو ہر دماغی کو پوری طرح سمجھنے میں ناکام رہے ہیں۔ جس کے کمالات قرون متوسطہ کے محیر العقول چیزوں میں سے تھے۔ اور جس کی افراد کی اعلیٰ [illegible] کاموں کو دیکھ کر جھلا یہ کہتے ہیں کہ وہ انسان کے نہیں بلکہ کسی مافوق الفطرت مخلوق کے بنائے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ نزدیک انصاف سوز ہے کہ غیر مسامحت و تعصب مذہبی اور عداوت دینیہ کی وجہ سے مسلمانوں کے علوم و فنون و تہذیب و تمدن کے آثار کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ اور پھر اس کو مددی بیجا سے بے پروائی اور قصور و نقص علم سے، جو زمانہ حال کا نمایاں شعار ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ بعید و کد یہ کوشش کی گئی کہ ان واقعات کو غیر مختتم و دوامی ظلمات نسیان میں پھینک دیا جائے کہ جن کو انصاف پسند طبائع نے فائدہ کی غرض سے ترتیب کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اور اس میں سیاسی، قومی، اخلاقی یا دینی تعصب کو دخل نہ دیا جاتا۔ میں مسلمانوں کی اس مسجد میں کھڑا تھا، جو ازروئے تقدس کہ شریف، کے کعبہ اور یروشلم کے تقدس سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور میری نظر اس کی پاکیزہ و نادر پچی کاری پر جمی ہوئی تھی۔ جو بلحاظ نقش و نگار اس زمانہ میں اپنی نفاست و ظرافت میں نظیر نہیں رکھتی تھی۔ جب وہ بنائی گئی تھی، اور اس وقت بھی کہ صدیاں گزر گئی ہیں، ویسی کی ویسی ہی حسن و خوبی کے ساتھ چمک رہی ہے۔ کہ یکایک خود بخود میری چشم تصور کے سامنے اس عظیم الشان دار الخلافہ کے باشندوں کے [illegible] گفتار و رفتار آ گئے۔ جو محنت سے تھکنا نہ جانتے تھے۔ جو جنت و حشمت و ترفہ و نمول، تہذیب و تمدن، کمالات و تکلفات لطافت و نفاست اور حسن اخلاق میں عیش پرست و مغرور زوال پذیر روم سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ گویا میرے گرد نسلاً عربی مکہ مقدسہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہزاروں باشندے سفید کپڑے پہنے، نہایت ادب کے ساتھ عابدانہ انداز میں تعمیل احکام و مراسم اسلام میں مشغول تھے۔ مجھے نظر آ رہا تھا کہ جیسے مقصورہ کے اندر جس کی دیواروں پر سونے کا کام تھا ہزاروں بیشمار قندیلوں کی روشنی سے دمک اٹھتا تھا۔ جو نیا ہر شام نہ ہونے والی محرابوں کو روشن کرنے کے لئے جلائے جاتے تھے [illegible] امیہ خلیفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۱۶ شوال ۱۳۴۱ھ | نمبر ۶۰

مسلمانوں کا افلاس اور مسئلہ سود

(۱)

مسلمانوں کا افلاس ایک حقیقت مسلمہ ہے جس کا اعتراف خود مسلمانوں کو بھی ہے۔ اور غیر اقوام بھی اس سے خوب واقف ہیں۔ اس افلاس نے مسلمانوں کو جن افسوسناک مصائب میں مبتلا کیا ہے۔ اور جس قدر الم انگیز حالات ان پر وارد ہوئے ہیں۔ ان کی تفصیل کی گنجائش بیان میں نہیں۔ مولوی طفیل احمد صاحب علیگڈہ کا ایک طویل مضمون اسی افلاس اور اس کے افسوسناک نتائج کی تفصیل میں علی گڈہ گزٹ میں شائع ہوا ہے۔ جس کا آخری حصہ ”پاس روپیہ تدبر“ کے عنوان سے کسی دوسری جگہ ہدیہ ناظرین کرام ہے۔

(۲)

مولوی طفیل احمد صاحب نے شدھی و سنگھٹن میں موجودہ فتنہ ارتداد اور مسلمانوں کی دفاعی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے دو اندیشوں کا اظہار کیا ہے۔ ایک یہ کہ ہندوؤں کو جس قدر روپیہ تبلیغ کے لئے مل رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس قدر میسر نہیں آسکتا۔ اور اس لئے اس جنگ میں ان کو خاطر خواہ طور پر کامیابی مشکل ہے۔ دوسرا خدشہ یہ ہے کہ مسلمان بالعموم مفلس ہیں۔ اور قرضوں وغیرہ میں دبے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے ”ہندوؤں کے روپے اور سامان سے مرعوب ہو کر تبدیل مذہب کر لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں“۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے علاقہ ارتداد کی بعض مثالیں پیش کی جن سے عیاں ہے۔ کہ آریہ لوگ روپیہ اور دولت کا لالچ دلا کر اور موٹروں ہتھیاروں اور ساز و سامان سے مرعوب کر کے مسلمانوں کو ہندو بناتے ہیں۔ ایسا ہی خود ان مسلمانوں نے بھی بعض مقامات پر اسلامی مبلغین سے بنکوں کے کھولنے اور قانون انتقال اراضی پاس کرانے کی استدعا کی ہے۔ اور اسی کو انسداد ارتداد کی اصل تدبیر بتایا ہے۔

(۳)

آیا فی الحقیقت قانون انتقال اراضی ہی اصل مرض کا علاج ہے اس کا حال ان علاقوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جہاں یہ قانون عرصہ سے رائج ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے پنجاب کے ہندو ولیڈر لالہ دونی چند کی ایک تحریر نقل کی ہے جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی مالی حالت ہندوؤں کے بالمقابل کس قدر کمزور ہے۔ اور خود ہندوؤں کو اپنی طاقت پر کس قدر ناز ہے۔ لالہ دونی چند صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

”ہندوؤں کے پاس ایک طاقت ہے۔ اور وہ طاقت روپیہ کی طاقت ہے جس سے وہ فوائد عظیم حاصل کر سکتے ہیں۔ انفرادی اور مجموعی حیثیت سے ہندو مسلمانوں سے بدرجہا زیادہ دولتمند ہیں۔ پنجاب کے تقریباً ہر ایک قصبہ میں اگر ایک مسلمان ایسا ہے جس کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں ایک ایک لاکھ روپیہ رکھنے والے بیس ہندو ہیں“

لالہ دونی چند صاحب کے ان الفاظ سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہندو قوم مسلمانوں کے افلاس سے فائدہ اٹھا کر انہیں اپنے مال و دولت کا شکار بنانا چاہتی ہے۔ اور قانون انتقال اراضی کے باوجود بھی مسلمان دولت و روپیہ میں ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کی تائید پروفیسر نرنجن دیو صاحب شاستری پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ

”وہ وقت آنے والا ہے جبکہ اس دیش کے تمام غیر ہندو پھر ہندو بن جائیں گے۔ اور ان کے دھرم استھانوں پر ویدک دھرم کا جھنڈا لہرائے گا“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم کے دل میں مسلمانوں کے متعلق کیا کچھ ارادے ہیں۔ اور وہ اپنے مال و دولت کے بھروسے پر کن کن امیدوں کا تصور کئے ہوئے ہیں۔

(۴)

مسلمانوں کے اس افلاس کو جن تدابیر سے دور کیا جا سکے۔ وہی تدابیر مولوی طفیل احمد صاحب کے نزدیک فتنہ ارتداد کا اصلی اور مستقل علاج ہیں۔ اور اس لئے مسلمانوں کو سب سے پیشتر ان تدابیر پر غور کرنا چاہیئے۔ انہوں نے خود جو تدابیر ہمارے سامنے پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک سب سے زیادہ قابل غور ہے۔ وہ یہ کہ مسلمان غیر اقوام سے سود کا لین دین کریں۔

اس بارہ میں مولوی صاحب موصوف نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے۔ اور اس میں سود کا لین دین جائز ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے مسئلہ سود کی اس جدید صورت کو پیش کرتے ہوئے جس کو تجارتی سود کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے یہ لکھا ہے کہ:۔

”سرمایہ کے دور میں ایک جدید بات یہ پیدا ہو گئی ہے کہ لوگوں کا پس انداز روپیہ بنکوں کے ذریعہ سے تصنیف کرا کر پیشتر کمپنیوں تجارتوں ریلوں کارخانوں اور انسانی بہبودی کے کاموں میں لگنے لگا۔ حتیٰ کہ تمام تجارت کا انحصار بنکوں پر ہو گیا۔ چنانچہ جس قدر مال یورپ سے روانہ ہوتا ہے وہ تمام بنکوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور قیمت کا ایک حصہ بنک اپنے پاس سے بانعان کو دے دیتے ہیں۔ اور بقیہ مال سے ہندوستان میں بتدریج اس قدر مال کے جو دیتے ہیں وصول کر لیتے ہیں۔ اور روپیہ کا کرایہ حسب موقعہ گھٹاتے اور بڑھاتے رہتے ہیں“

اس کی تشریح آگے چل کر ان الفاظ میں کی ہے۔ کہ

”مسلمانوں کے بجز ان فرقوں کے جو تجارتی سود کا لینا جائز سمجھتے ہیں۔ بالعموم مسلمان تاجر دیگر اقوام کا روپیہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا روپیہ جب دوسروں کے پاس رکتا ہے تو وہ سود لے نہیں سکتے۔ اور جب ان کے پاس دوسروں کا روپیہ رک جاتا ہے۔ تو سود دیتے ہیں جب مال ولایت سے آتا ہے تو بالعموم بنکوں یا مہاجنوں سے سودی روپیہ لے کر مال چھڑاتے ہیں۔ اور اس طرح بحیثیت قوم کے سرمایہ داروں کے غلام ہیں“

یہی حال مسلمان کاریگروں اور زمینداروں اور کاشتکاروں کا مولانا موصوف نے بتایا ہے۔ اور پھر لکھا ہے۔ کہ

”ان حالات کو محسوس کر کے بعض درد مند مسلمانوں نے مسئلہ سود کو وقتاً فوقتاً اٹھایا۔ اور پنجاب میں اخبار وطن نے مدتوں اس پر بحث کی۔ اور اس کے متعلق متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ حتیٰ کہ ایک مذہبی فرقہ کے پیشوا یعنی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ فتویٰ دیا کہ تبلیغی کام کے لئے روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے بحالت اضطرار غیر باغ ولا عاد کی بنا پر بنکوں کا سود اشاعت اسلام کے کام میں لگ سکتا ہے (ملاحظہ ہو مجموعہ فتاوٰی احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۔۔۔) مگر انہوں نے بحیثیت قوم کے اب تک تجارتی اور بنکوں کے سود سے جس کو عملاً دیگر مذاہب کے پیرو عرصہ سے اختیار کر چکے ہیں۔ احتراز کیا ہے جس کا اثر ان کے تمام ذاتی اور قومی و مذہبی کاموں پر بدیہی طور پر پڑ رہا ہے“

(۵)

آیا فی الواقعہ مسئلہ سود مسلمانوں کی کمزوری اور افلاس کا اصل موجب ہے۔ اور اس کے جواز اور کفار سے لین دین ہی پر ان کی ترقیات و خوشحالی کا انحصار ہے؟

اگر اس کو صحیح مان لیا جائے۔ اور مطلق سود کے لین دین کو مسلمانوں کے افلاس کا اصل علاج قرار دیا جائے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسلمان سود پر روپیہ لے تو لیں گے۔ بلکہ پہلے سے ہندوؤں سے لیتے ہیں۔ لیکن کفار کو سود پر روپیہ کہاں سے دیں گے اول تو ان کے پاس اتنا روپیہ نہیں۔ اور اگر ہو۔ تو پھر افلاس کا یہ رونا کیسا ہے اور دوسرے ہندو ان سے سودی روپیہ کیوں لیں گے۔ ان کی اپنی قوم کے پاس کافی روپیہ ہے۔ اپنی قوم کو چھوڑ کر وہ کیوں مسلمانوں کے پاس آئیں گے؟

پھر جہاں تک شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتوے کا تعلق ہے کہ انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر یہاں کفار سے سود کا لینا جائز ٹھیرایا ہے۔ اس سے یہ مشکل حل نہیں ہو جاتی بلکہ اس سے اور بھی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۶)

البتہ تجارتی اور بنکوں کے سود کی صورت الگ ہے اور اسی پر مولوی طفیل احمد صاحب بھی زیادہ تر زور دیتے ہیں۔ یہ صورت ہے جس میں تاوقتیکہ دوسری طرف سے سود لیتا ہے جس کا ذکر پیچھے کیا گیا ہے۔ تو وہ سود لے کر اس کے گرجوں کی تعمیر یا اعدائے اسلام کی تقویت کا موجب ہو اور کوئی فائدہ نہیں۔ ایسی صورت میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے یہ جائز قرار دیا ہے۔ کہ اس روپیہ کو لے کر اشاعت اسلام کے کام پر لگا دیا جائے۔ جیسا کہ اوپر مولوی طفیل احمد صاحب کے فتاوے احمدیہ سے نقل کردہ الفاظ سے ظاہر ہے۔

ہمارے خیال میں اگر مسلمان اس پر عامل ہوں۔ اپنی آمدنی کا ایک حصہ پس انداز کرنے اور بنکوں میں جمع کرانے کی عادت ڈالیں۔ اور وہاں سے جو زائد رقم ملے۔ اسے اشاعت اسلام کے بہترین مصرف پر خرچ کریں۔ تو فی الواقعہ یہ مسلمانوں کی قومی ترقی اور ذاتی رفع الحالی کا ایک ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ایک طرف اشاعت اسلام کے کام کو روپیہ کی کافی امداد بہم پہنچنے سے ان کی قوم ترقی کرے گی۔ اور دوسری قوموں کے مالدار لوگ ان کی قوم میں آکر ان کی مفلسی اور عددی کمزوری ہر دو کو دور کر دیں گے۔ یہی امر خدا تعالیٰ کی رضامندی کا بھی موجب ہو گا کہ اشاعت اسلام سے بڑھ کر نیکی اور کوئی نہیں۔ اور دوسری طرف ہر ایک شخص کے پاس کچھ نہ کچھ پس انداز روپیہ ہو گا۔ اور وہ غیر قوموں کی دست نگری اور سرمایہ داروں کی غلامی سے بچ جائے گا۔

(۷)

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ مرض کا اصل علاج اس کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ایک اتفاقی صورت حالات زمانہ نے پیدا کر دی ہے جس سے ایک حد تک فائدہ مسلمانوں کو بھی پہنچ سکتا ہے۔ اصل علاج معلوم کرنے کے لئے ہمیں قرآن حکیم اور اسوہ نبوی کی تلاش کرنا چاہیئے۔ کہ وہی درحقیقت مسلمانوں کے لئے حقیقی رہبر کا کام دے سکتا ہے۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والی الرسول ۔ ہم آئندہ اشاعت میں اسی نور ہدایت سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے انشاء اللہ۔

مسیح موعود نمبر

”پیغام صلح“ کا مسیح موعود نمبر جو ۲۶ مئی کو شائع ہوا۔ خدا کے فضل سے بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ اس پرچہ میں حضرت مسیح موعود کے اخلاق حسنہ۔ سلسلہ کی تاریخ اور علمی کارناموں کا مفصل حال مختلف بزرگان قوم نے لکھا ہے۔ اور تبلیغ کے لئے یہ ایک مستقل رسالہ بن گیا ہے۔ ہم نے اس پرچہ کو ضرورت سے زیادہ چھپوایا تھا۔ کہ غیر از جماعت لوگوں میں کثرت سے تقسیم کیا جائے ہمارے خیال میں اگر ہمارے دوست اس کی تھوڑی تھوڑی کاپیاں خرید کر اپنے حلقہ احباب میں تقسیم یا ہمیں اجازت دیں کہ جہاں ہم مناسب سمجھیں بھیج دیں۔ تو بہت زیادہ موزوں ہو گا۔

اس خاص پرچہ کی قیمت دو آنہ (۲/) رکھی گئی ہے۔ جن احباب کو جس قدر پرچوں کی ضرورت ہو وہ ہمیں اطلاع دیں۔ اور اگر ممکن ہو تو قیمت بھی ساتھ ہی ارسال فرما دیں۔ تھوڑے سے پرچوں کے لئے ٹکٹ بھیج دینے کافی ہوں گے۔ اور اگر بہت زیادہ کاپیاں مطلوب ہوں۔ تو بذریعہ منی آرڈر روپیہ ارسال کر دیں۔ یا ہمیں اجازت دیں کہ بذریعہ وی۔ پی قیمت وصول کر لی جائے۔

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے +

(منیجر)

بقیہ صفحہ اول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمن ثالث جیسے وہ باعظمت وجلال بادشاہ تھے۔ جن کے علم وحکم کی شہرت اور دور رس درخشندہ پالیسی نے اُن کی سلطنت کو مستحکم کر دیا تھا۔ اور جن کا نام دنیا کے دور دراز ممالک میں عظمت سے لیا جاتا تھا چونکہ اس خلیفہ کے پیش نظر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انجام رہتا تھا۔ کہ آپ بحالت عبادت شہید ہوئے تھے۔ اس لئے وہ محافظین جن کو ہر وقت ساتھ رکھتے تھے۔ ان سپاہیوں کی مطلا و مذہب وردیاں بہت بھڑکیلی ہوتی تھیں۔ مسجد کے باہر ہر طرف ایک کامل و مکمل ملکی و فوجی نظم ونسق بے نظیر تعلیمی آسانیاں اور خوبیاں اور متوالی و مسلسل تجارتی تحریکات مجھے نظر آ رہی تھیں۔ یہ منظر میرے سامنے تھا کہ شہر کے دروازوں سے عربی گھوڑوں پر سوار شاہی ڈاک کے ہرکارے سرکاری خطوط و احکام لئے ہوئے بسرعت تمام مختلف صوبوں کے دارالصوبوں کی طرف جا اور آ رہے ہیں۔ شہر کے ہر محلہ میں مجھے متعدد مدارس دکھائی دے رہے تھے۔ جن میں تعلیم پانا ہر ایک بچے کے لئے لازمی تھا۔ تاکہ وہ اس یونیورسٹی میں داخل ہونے کیلئے تیار رہیں۔ کہ جس کی شہرت انتہائے ممالک عمرانی ایک انتہا زمین میں پھیلی ہوئی تھی۔ یونیورسٹی بھی وہ عظیم الشان کہ جس کے پروفیسرائی دنو قابلیت میں ممتاز و شہیر تھے۔ اگرچہ یہاں دینی تعلیم بکمال وجہ دی جاتی تھی۔ لیکن اساتذہ منتشا کابین بالعموم اس کو تحصیل فلسفہ و تحصیل سائنس سے دوسرے درجہ پر رکھتے تھے۔ نہایت مکمل ساز و سامان سے معمور معامل میرے سامنے تھے۔ کہ طلبا اس میں کام کر کے انکشافات جدید کرتے تھے۔ اور کیمیاوی طریق سے مختلف اشیاء کی ماہیت معلوم کرتے تھے۔ چنانچہ آج بھی اُن کے نتائج مساعی ہمارے یہاں اپنے عربی ناموں سے مشہور چلے آ رہے ہیں۔ میری چشم تصور کے سامنے بڑے بڑے ماہرین فن انتہائی شغف کے ساتھ سنگ پارس اور اکسیر کی جستجو میں بدل جہد کر رہے تھے۔ حالانکہ علماء سابقین ان چیزوں کو محض وہم و خیال بتلاتے ہیں۔ مگر کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ زمانہ حال کے علماء بعد از تفحص اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ گو بتدریج ہی سہی مگر ایسی چیزوں کے وجود کا امکان ہے۔ اس لئے ہم محققین و طلبہ قرطبہ کی تلاش کو لاحاصل اور ان کی کوششوں کو لاطائل اور مبنی بر حماقت نہیں کہہ سکتے۔ میں محسوس کر رہا تھا۔ کہ تمام شہر میٹھی نیند سو رہا ہے۔ اور اونچی اونچی مناروں پر علماء علم ہیئت بروج آسمانی کے نقشے لے رہے ہیں۔ اجرام فلکی و اجرام سماوی کے مناظر و مظاہر کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ کواکب کی حرکات کو دیکھ رہے ہیں۔ سیاروں کے درمیانی فاصلوں کو ناپ رہے ہیں۔ اور کسوف و خسوف کا حساب لگا رہے ہیں۔ ان ہیئت والوں کے احکام کے وثوق، تحدیات کے تیقن اور اُن کے صحیح ہونے پر آج تک کسی نے شک نہیں کیا۔ میری آنکھیں اُن کتب خانوں کو دیکھ رہی تھیں۔ جن میں ہزاروں کتابیں تھیں، ان کتب خانوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک فوج کی فوج مترجموں کی تھی، جو زمانہ قدیم کے بڑے بڑے علماء و فضلاء کی بہترین تصانیف کو عربی میں ترجمہ کر رہے تھے۔ یہ مترجم ہر ایک طالب علم کی بلا لحاظ اُس کی قومیت یا مذہب کے منفعت خدمت کرنے کو تیار رہتے تھے۔ بہت سے دارالمعارف میں ایک باقاعدگی کے ساتھ ایسے مضامین پر خطبات دیئے جاتے ہیں جو بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ہر ایک شہر کی یہی ممتاز کیفیت ہے۔ دنیا بھر میں کسی جگہ قلب انسانی کی نشو و نما کے لئے ایسے مواقع نہ تھے۔ دنیا بھر میں کہیں کسی جگہ نہ علم ادب کی ایسی خدمت ہوتی تھی نہ اتنی قدر۔

دارالخلافہ کے بازاروں میں قافلے گذر رہے تھے۔ ان کے بارکش جانوروں پر ایشیا کا بہترین مال تجارت بار تھا۔ ایشیائے کوچک افریقہ، ہندوستان، چین اور جنوبی یورپ کا مال تجارت لئے ہوئے جہاز قادس، ملاغہ، المیریا اور برشلونہ کے بندروں پر لنگر انداز تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے پھر سے پُر رونق اور پر ہجوم بازار تھے۔ اُن میں برقعہ پہنے خواتین اور سفید عمامے باندھے ہوئے مرد خرید و فروخت کر رہے تھے۔ ان خواتین کے ساتھ بہت بھڑکیلی وردیاں پہنے ہوئے غلام [illegible] خواجہ سرا تھے۔ خواتین کے ملاحظہ کے لئے [illegible] کی چیزیں [illegible] ہوئی تھیں۔ موتی الماس کا [illegible] ایشیا [illegible] قیمت اور خوبصورت [illegible]

[illegible] وغیرہ [illegible]

[illegible] سے کام لے کر [illegible] بازی سے کیا ہے۔ [illegible] نہ تھیں۔ تو اُن کے متعلق کی تو ضرورت نہیں۔ میں اپنی اس حالت، لوم و تقبل میں اس عجیب و غریب غیر متوقع سبب و تقدیر کے ذریعہ سے وہ درد انگیز انجام مسلمانوں کا جو دراز مقابلہ جس کی وجہ سے تباہی کا ملی آنے میں بہت عرصہ لگ گیا۔ تا آنکہ تا آنکہ معاصرہ [illegible] اذیت جسمانی اور جلا وطنی کو بھی نہیں بدلا۔ یکم یہ خیال آیا۔ کہ کسی صحیح کو ان کی جلیل الشان اور حسرت آمیز تاریخ لکھنے سے بہتر کوئی موضوع نہیں مل سکتا۔ اس خیال کے آتے ہی میں عزم راسخ ہو گیا۔ اور میں فوراً اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔ جس نے میری زندگی کا بہت زیادہ حصہ صرف ہونے والا تھا۔ جہاں تک میری دسترس رہی تھی۔ میں نے مسلمانوں کے تمام باقیات و آثار تعمیری، زراعتی، آبپاشی، کو تاریخی و توجہ کے جو جدید عجائبات میں ہیں، بغور دیکھا۔ میں اسی غرض سے مصر اور تونس گیا۔ موخر الذکر ملک میں بہت سی میناریں ہیں، جن کی نسبت علماء آثار قدیمہ کی رائے ہے۔ کہ وہ مسجد جامع قرطبہ کے نقشے ہیں۔ گو وہ اصل کی بلندی کو نہیں پہنچتے۔ میں نے نہایت مشہور و معروف مسجد قاہرہ کی اندرونی و بیرونی خوبیوں کو بہت غور سے دیکھا۔ اور ان کی یادداشتیں اور تصویریں لیں۔ جب میں وطن واپس آیا۔ تو میں نے وہ تمام زبانیں اور بولیاں اچھی طرح پڑھیں۔ اور سیکھیں، جو مجھے میری تصنیف میں مدد دینے والی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اسناد جمع کرنا شروع کیں۔ حتے کہ میرے ذاتی کتب خانہ میں دس ہزار کتابیں ایسی ہیں۔ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ مسلمانان اندلس کے حالات سے مملو ہیں۔

مسلمانان اندلس کے متعلق میں نے اپنا سب سے پہلا مضمون ایک موقت الشیوع رسالہ "سوسنہ" اور "لعید المتقلی" میں جو سان فرانسسکو (کیلیفورنیا) سے شائع ہوتا ہے۔ چھپوایا۔ اس کے سالہا بعد میں نے اپنی یہ کتاب "ہسٹری آف مورش ایمپائر ان یورپ" ۱۹۰۰ء میں شائع کی عملی طور پر اتنا تمام طویل زمانہ میں نے اسی تصنیف کی تکمیل میں گزارا۔ یہ تمام محنت شاقہ نتیجہ تھی اس عشق کا جو مجھے اس قوم سے ہے۔ اگر مجھے یہ خیال بھی ہوتا۔ کہ یہ کتاب اتنی ضخیم ہو جائے گی۔ اور مجھے اتنی محنت کرنا پڑے گی محنت بہت سخت تھی مگر نہایت دلکش تھی۔ اگر میری یہ محنت گرانبار جو اس کتاب کی تکمیل میں میں نے اٹھائی ہے اس عظیم الشان و جلیل القدر، ہر فن میں کامل، بہادر، عالم و عابد قوم کو مشہور کر سکے۔ اور ہر خاص و عام تک ان لوگوں کے حالات پہنچ جائیں تو میں سمجھوں گا کہ مجھے میری محنت شاقہ کا پورا معاوضہ مل گیا۔

خواہ کوئی قانون دنیاوی ہو یا شرعی دینی، مسلک منطقی ہو یا مذہب علوی، اُس کی عملی قدر و قیمت کا اندازہ اور بہترین محک یہ ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کی راحت و آسائش پر کیا اثر ڈالا ہے۔ اور خود آدم کو کتنا فائدہ پہنچایا ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس کی اصل کیا ہے۔ اور وہ کہاں پیدا ہوا ہے۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ کن کن امور میں اور کس حد تک اُس نے ہر حیثیت اور ہر حالت کے انسان کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ اور اس کی معمولی اور روزمرہ کی زندگی میں کتنا کام آیا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک مسلک دوسرے شخص کے سامنے قبول کرنے کے لئے پیش کرے، تو ضروری ہے کہ وہ اپنے دعوے کی بنیاد کسی مضبوط چٹان پر رکھ کر دکھائے، نہ کہ معجزات، مرموز تعلیمات افسانہا فرضی، تخویف مذہبی، [illegible] یا کاہن و معتقدان مذہبی کی سازشوں جیسے ریت کے تودوں پر ہوائی عمارت بنا کر۔ پہلی صورت میں مقبولیت ہو سکتی ہے۔ اور دوسری آخر ہوائی عمارت ہے۔ جس مذہب کا دعوے ترقیات روحانی محض ایسی چیزوں کے اعادہ پر لانے پر منحصر ہو جو فی الحقیقت اس کے اندر نہیں ہیں۔ یا ایسی چیزوں کے دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ جو وہ نہیں دے سکتا۔ یا اپنے دعووں کو ثابت ہی نہیں کر سکتا، یا وہ مذہب ایسے امور و واقعات کو تسلیم کر لینے پر زور دیتا ہے، جو معمولی قانون فطرت کے برخلاف یا متباین ہیں، تو ایسے مذہب کو اگر برہان و حجت عقلی اور غیر متعصبانہ انصاف و دلیل کے محک پر رکھا جائے۔ تو وہ ہرگز کامل العیار نہیں ہو سکتا۔ آہا ہمیشہ سے شیوع اسلام کا اصلی حقیقی باعث خوف و ترک شمشیر بتایا گیا ہے۔ اگر ایسے حضرات اس کو بھول جاتے ہیں۔ کہ اگر کوئی کام قرعہ دیتا ہے، تو وہ جہاں تک قانونی حفاظت و حمایت کا تعلق ہے۔

اسی طرح مرتفع پر جا سکتا ہے۔ جس پر مسلمانان اسلام نے کبھی [illegible] اختیار کی کہ اس سے [illegible] بالکل [illegible] اور اس [illegible] فراموش کر دیا جس [illegible]

[illegible]

[illegible]

کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی [illegible] دے دے کر [illegible] اور کلیسا کی طرف سے، اور یہ تھے [illegible] کے چند شکل جیسا کہ رومی طور و طریق کے جانشین ہیں، [illegible] کی اصل و بنیاد اور امریکہ کی عمارت کے ستون ہیں۔

قطع نظر اس بات سے کہ اور تسکین خاطر کے جو سول اسلام دنیا کو عطا فرماتے ہیں۔ اور جو برکات جو اسلام نے بنی نوع انسان کو سائنٹفک مطالعہ و تحقیقات کی تشویق کر کے دی ہیں۔ اور عظیم تعلیم انکشافات جو اسلام نے علم ہیئت، کیمیا، نباتات، طب اور جراحی میں کئے ہیں۔ [illegible] دنیا کو ان سے روشناس کرایا ہے۔ جس طرح اسلام نے عمارت اور مختلف فنون و صنعت کا باعث [illegible] ہوا ہے۔ اور جس کے آثار مسلمانوں کے [illegible] نشانات ہیں۔ جو قرون وسطیٰ کے بعد تعصب مذہبی و نفرت دینی کے دست ظلم سے بچے ہیں، وہ سب [illegible] کے مجسم [illegible] ہیں۔ کہ اندلسی عربوں کی کاریگری نے عملی طور پر دنیا کے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اللہ اکبر! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے برحق رسول نہ تھے، تو اب تک کوئی رسول دنیا میں آیا ہی نہیں!

ہماری تبلیغی کوششیں

نامہ ووکنگ (انگلستان)

برطانیہ کی مسلم سوسائٹی (اسلامی مجلس)

یہ مجلس ترقی کر رہی ہے۔ اس کی تفریحی دعوتیں عام اور پسندیدہ ہیں۔ اور ان میں کثرت سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مجلس کے اراکین باری باری سے دعوت دیتے ہیں۔ ضیافت سامان ضیافت [illegible] مسٹر احمد جوان دعوتوں کے منتظم ہیں۔ محنت سے ان کو کامیاب بناتے ہیں۔ اگرچہ یہ مجالس سوشیل ہیں مگر معمولی دعوتوں میں اور ان میں فرق ہے۔ ان دعوتوں میں لوگ اگر سرود سنتے ہیں، تو وہ نام سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام سناتے ہیں۔ یہ سرود ناٹک گاہوں کی موسیقی سے مختلف ہے۔ اس مجلس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام ترقی کرے۔ اور اس کا مذہبی لٹریچر اصلی رنگ میں اشاعت پذیر ہو۔ یہ مجلس مذہبی خواص سے ماورا ہے۔ اور اسلام کے مختلف طبقوں میں انسانی نظریات کا علم پہنچانے کے لئے مناسب حد بندی کر رہی ہے۔

جو بات بھی ہو مناسب موقع اور محل ہو۔ یہی کلید اخلاق مند سلامت روی ہے فی نفسہ بدی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کا غلط استعمال اسے بد بنا دیتا ہے۔ بیوقت اور غیر محل برکت بد خاص جاتی ہے۔ سرود کو اسلام نے بد نہیں سمجھا۔ اتنے فی علانہ قرار دیا ہے۔ اور اسلامی فرقوں میں ایک فرقہ اس کا شیدا ہے۔ لیکن مذہب اور اس کے احکام کی سرگرم خوبی اس سے بالاتر ہے۔ اور مقدس ہے۔ وہ شئے جس کے غلط استعمال سے جذبات جہانی بیدار کی ہوں۔ اور اخلاق کا خون ہو جائے۔ مذہب سے خارج کر دی گئی ہے۔ موسیقی بہت مدہ شئے ہے۔ اور دوسری ضرورتوں میں [illegible] مفید ہے۔ لیکن مذہب اس کے لئے موزوں نہیں ہے۔ وہ بہت سنجیدہ ہے۔ اسلام نے تمام خراب کن اعمال ول کی اصلاح کی ہے۔ عرب میں بھی میلے [illegible] لیکن ان سے زیادتیاں اور خرابیاں رونما ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلعم نے ان میلوں کو جاری رکھا لیکن ان باتوں کو منع کر دیا جن سے برائیوں کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ حج ایک قدیمی رسم ہے۔ اس میں جو بے اعتدالیاں ہوتی تھیں وہ بند کر دی گئیں اور اس کو مذہبی رنگ دے دیا گیا۔ اگر برٹش مسلم سوسائٹی نے اپنی دعوتوں میں موسیقی کو روا نہیں رکھا۔ تو اپنے نام کی رعایت سے ایسا کیا ہے۔ ان دعوتوں میں [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] کیا جاتا ہے۔ باغداق گفتگو ہوتی ہے۔ [illegible] موجود ہوتا ہے۔ اور آخر کار مذہبی رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ [illegible] خاتمہ پر مناسب دعا مانگتے ہیں جو ان کے دل سے نکلتی ہے اور رحمانوں کے دلوں کے ساتھ آسمان کی طرف جاتی ہے۔ [illegible] بہت مستعد انسان ہیں۔ انہوں نے اس مجلس میں [illegible]

[illegible]

[illegible] لاہور

مراسلات

مذہب اسلام اور موجودہ مسلمان

اسلام ایک فطری پُرامن مذہب ہے جس کی خوبی روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے۔ خود اسلام لفظ سلم سے نکلا ہے جسکے معنے ہیں۔ حکم حاکم کی فرمانبرداری کرنا اور باہمی صلح سے عافیت کی زندگی بسر کرنا۔ ایسا پُرامن مذہب جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے کبھی کسی صورت میں زوال پذیر نہیں ہو سکتا لیکن جب پیروان اسلام اسکی تعلیم سے منہ پھیر لیں اور احکامات حاکم حقیقی کی فرمانبرداری میں کوتاہی سے کام لیں تو اسکا۔ بال پیروان اسلام کو نقصان ضروری ہوگا۔ جب پیروان اسلام کی ذلت و بربادی ہونی شروع ہوئی تو اسلام کو یقیناً ضعف پہنچنا شروع ہوا۔ اہل اسلام کی ذلت اور بربادی کل عالم دنیا میں شہرت پکڑ چکی ہے۔ اگرچہ خود اہل اسلام اس کو محسوس نہ کریں لیکن یہ ذلت اور بربادی محض اسوقت تک کے لئے ہے جب تک کہ اہل اسلام تعلیم اسلام کی طرف متوجہ نہ ہونگے اگر آج اہل اسلام تعلیم اسلام پر پورے طور سے کاربند ہو جائیں تو ذلت اور بربادی بھی آج ہی جاتی رہیگی۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ کونسی تعلیم اسلام ہے جسے اہل اسلام نے عام طور پر بالکل ترک کر دیا ہے اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ محض دو امور ہیں جنھیں عام طور سے اہل اسلام نے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اول **حیا** اور دوسرے **تجارت**۔ حیا ایک ایسی صفت ہے کہ جو اسلام و ایمان کی مضبوطی اور پختگی کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ کیونکہ اگر صفت حیا انسان میں نہیں تو ایک مسلمان کا پابند تعلیم اسلام پر کاربند ہونا بیہودہ ثابت ہو جاتا ہے۔ خواہ کتنا ہی نماز روزہ کا عامل کیوں نہ ہو۔ اسکی گواہی مخبر صادق حضرت رسول صلعم نے بھی دی ہے کہ الحیاء من الایمان اور دوسری جگہ فرمایا ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت پس ایسی حالت میں لازمی ہوا کہ اسبات کی تلاش کی جاوے کہ صفت حیا مسلمانوں میں پورے طور سے پائی جاتی ہے یا اس میں کچھ کمی واقعہ ہو گئی ہے۔ عام طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حیا و عزت کا صرف نشان اہل اسلام میں باقی رہ گیا ہے۔ اور اصل کمل غیرت جو تھی وہ اسلاف کے ساتھ درگور ہو چکی ہے جس کے لئے ثبوت پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تمام حالات اہل اسلام خود بخود بخوبی شاہد ہے جس کا نقشہ مختصر الفاظ میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں گھوم کر سیر کرنے والے بخوبی دیکھ سکتے ہیں کہ اہل اسلام میں بمقابلہ اہل ہنود جنہیں مشرک کہا جاتا ہے شرم و غیرت نام کو باقی نہیں رہی۔ مثلاً مسلمان اگر بھوکا ہو تو ایک ہندو کے دروازہ پر روٹی مانگ کر کھانا بخوشی قبول کر لیتا ہے اگرچہ اس ہندو نے جسے خداوند کریم اپنے پاک کلام میں نجس بیان کرتا ہے۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر مسلمان کو نجس خیال کرتے ہوئے روٹی کو اسکے آگے پھینک کا ہو جیسا کہ ایک مسلمان کتے کے آگے جسے وہ نجس سمجھتا ہے۔ ٹکڑا دور سے پھینکا کرتا ہے لیکن اگر ایک ہندو بھوکا ہو تو وہ کسی صورت میں مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی علانیہ نہیں کھا سکتا۔ خواہ وہ بھوک سے مر ہی کیوں نہ جاوے۔ ہندوستان کے اہل اسلام کی شرم و حیا کے مقابلہ میں ایک چمار جاہل کی شرم و غیرت بھی قابل تحسین ہے۔ چمار خواہ کتنا ہی پیاسا کیوں نہ ہو ہرگز ایک میراثی زمیر عالی کے ہاتھ سے پانی نہیں پی سکتا۔ اسکی روح اگر قالب سے نکل جاوے تو کچھ پرواہ نہیں لیکن کسی صورت میں میراثی کے ہاتھ سے کھانا پینا پسند نہیں کر سکتا۔ ہندو حلوائیوں کی طہارت و ناپاکی عام طور پر مشہور ہے۔ ان کے برتنوں میں اگر کتا یا بلی منہ ڈال جاوے تو کچھ پرواہ نہیں کرتے لیکن اہل اسلام جو صریح حکم قرآنی انما المشرکون نجس کے ذریعہ تاویلات روگردانی کرتے ہوئے انہی مشرک ہندو کے برتنوں سے مٹھائی اور دودھ خرید کر کھانا پینا باعث فخر خیال کرتے ہیں۔ اور آج تک کبھی شرم و غیرت تک محسوس نہیں کی۔ اور نہ کبھی یہ خیال کیا ہے کہ جب اشیاء اکل شرب لبس میں پاک و ناپاک حرام و حلال کا خیال نہ کیا جاوے تو بموجب حکم قرآنی و حدیث نبوی کوئی عبادت قبولیت کو پہنچ بھی سکتی ہے یا نہیں آج اگر اہل اسلام بوجہ شرم و حیا اس ذلت کو کبھی محسوس کر لیتے تو آج تمام کاروبار [illegible] اور کوئی مسلمان

گداگری کرتا ہوا بیکار نظر نہ آتا۔ بعد شرم و حیا طے کرنے کے بعد تجارت کے متعلق صرف مختصراً استفادہ کیا جاتا ہے کہ کاروباری لحاظ سے اہل اسلام کے لئے تجارت ایک عطیہ خداوندی ہے اور منافع و منافع سود خواری سے ممانعت فرما کر اسکے عوض میں اہل اسلام کو تجارت کے لئے خاص طور پر حکم دیا ہے جیسا کہ تیسرے سیپارہ میں فرمایا ہے۔ احل اللہ البیع وحرم الربوا ترجمہ حرمت سود خواری کے عوض میں اہل اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور حضرت رسول کریم ہمیشہ اصحاب کو تجارت کے لئے تحریص دلایا کرتے تھے مگر جائے تعجب ہے کہ بجز چند شہروں کے سوا باقی تمام ہندوستان بھر میں برخلاف حکم خداوندی اہل اسلام نے تجارت کو ایک معیوب کام سمجھ کر محنت اور ملازمت کے کام کو ترجیح دے رکھی ہے۔ محنت و مزدوری سے کوئی شخص وافر روپیہ جمع نہیں کر سکتا۔ اور جب کبھی بیاہ شادی پر روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے تو اہل ہنود سے سودی روپیہ حاصل کرنے کو جائز قرار دے لیا جاتا ہے۔ علماء سنت و جماعت اور وہابی کے فروعی مسائل پر آپس میں ایک دوسرے کی نسبت **فتاوائے کفر** تیار کرنے میں ہمیشہ سے سرگرم چلے آئے ہیں۔ اور جن امورات میں کمی کے باعث **کشتی اسلام** ڈوبتی چلی جا رہی ہے ان پر غور تک نہیں کیا جاتا۔ دشمنان اسلام اہل اسلام کو آپس میں مصروف جنگ دیکھ کر شب و روز تجارت میں ترقی کر کے مالامال ساہوکار ہو رہے ہیں مسلمان اگر کچھ محنت و مزدوری کر کے کماتے بھی ہیں تو اسراف کی راہ سے خرچ کر کے بذریعہ خرید و فروخت دشمنان اسلام کی نذر کر دیتے ہیں۔ وہ اسی مسلمانوں کے روپیہ سے مالدار ہو کر مندر تیار کراتے ہیں۔ اور اپنی ملت کی آبادی کے لئے غریب مسلمانوں کو لالچ دے کر ان کے مرتد کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ اگر کل اہل اسلام بوجہ شرم و حیا سے کام لیکر آپس کے تمام جھگڑوں کو خیرباد کہتے ہوئے بالاتفاق تمام دشمنان اسلام سے خرید و فروخت کو بائیکاٹ کر دیں اور خاص کر خوردنی اشیا کا استعمال یعنی مٹھائی دودھ اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں جو کسی مشرک کے ہاتھ سے تیار ہوئی ہوں۔ بموجب صریح حکم قرآنی کے نجس تصور کر کے قطعاً بند کر دیں تو یقین کامل ہے کہ ایک تھوڑے عرصہ میں یہ اسلامی قوم تمام تجارت کو اپنے قبضہ میں لا کر ایک مالدار تجارتی قوم ہو جاویگی۔ یقیناً یہی صحیح راہ اسلام کی ترقی کی ہے۔ کاش مسلمان اس تحریر پر کامل غور و خوض کرنے کے بعد خود بخود عمل کرنا شروع کر دیں۔ علماء اسلام و دیگر رہنمایان طریقت صوفیہ کرام فروعی مسائل پر جھگڑے بازی چھوڑ کر ان ہر دو امور شرعی متذکرہ بالا کے متعلق شہر بشہر قصبہ بقصبہ تبلیغ کرتے پھریں اور اہل اسلام کو تجارت کی تحریص دلا کر اسلامی دکانیں کھلا دیں تاکہ اسلام غربت سے نجات پا کر روبہ ترقی کر سکے۔ اس تعلیم اسلام پر کاربند ہونے کی برکت سے اشاعت اسلام بھی بخوبی ہو سکتی ہے۔ اور ہم دوبارہ بھی حاصل ہو جاوے گا۔ کیونکہ خدائی وعدہ ہے کہ اگر تم پکے مسلمان ہو گے تو بیس مسلمان دیگر مذاہب کے دو صد اشخاص پر غالب آ سکتے ہیں خدائی وعدہ کسی حالت میں جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ پہلے غیرت و تجارت کو کام میں لا کر اہل اسلام پکے مسلمان بنیں پھر اس حکم خداوندی کی آزمائش کر سکتے ہیں۔ ورنہ بصورت دیگر بطور خود مشرکین کے ساتھ اتحاد قائم کرتے ہوئے خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہونا پڑیگا۔ اور مسلمانوں کی تھوڑی جماعت مشرکین کی کثیر جماعت میں جذب ہو جاویگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؎

خاکسار

صوفی عبدالرحمٰن خان - ریاست مالیرکوٹلہ

ایک دیوبندی مولوی صاحب کی گفتگو ایک احمدی سے

نحمدہ و نصلی

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مندرجہ ذیل رقعہ اطلاعاً معروض ہے پیغام صلح میں درج فرمایا جاوے۔

ماجرا یہ ہے۔ ایک مولوی مسمی عبدالقادر قادر پوری جو ایک مدت تک دیوبند رہ چکے ہیں ہمارے پاس بستی جہلن میں بہ غرض مباحثہ بسبب دعوت مولوی فیض بخش غیر احمدی کے ۱۵ ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ کو آئے۔ اور مجھے مولوی [illegible] جو چک [illegible] کے

غیر احمدی ہیں۔ اور مولوی فیض بخش کی موجودگی میں ایک مجمع کے سامنے بلوایا۔ اور بحث در بارہ حقیقت حضرت مرزا صاحب کرنی چاہی۔ مگر اللہ کے فضل سے بمصداق الحق یعلو ولا یعلی۔ ابتدائی بحث ہی میں صاحب دعوت مولوی فیض بخش غیر احمدی نے علی الاعلان کہہ دیا کہ واقعی مولوی نور احمد حق پر معلوم ہوتا ہے۔ بالآخر مولوی عبدالقادر صاحب وہاں سے واپس جھنگ بستی جہلن سے قریب ہے چلے گئے اور رجب میں بتقریب کار رسالہ احمدیہ ۲ مئی ۱۹۲۴ء کو جھنگ پہنچا تو مولوی عبدالقادر نے بار دگر مجھے کہلا بھیجا کہ آپ بھی تشریف فرمائیں میں فوراً طلب ہو کر ہیڈ ماسٹر صاحب سکول جھنگ سے رخصت ہو کر مولوی غلام رسول واعظ کی مسجد میں آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مولوی سلطان محمود سند یافتہ دیوبند جس کو کئی بار احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے دعوت کر چکا تھا اور وہ فرار کرتا رہا تھا کی معیت میں ایک جہلا کے غیر معمولی مجمع کے ساتھ مولوی عبدالقادر صاحب تشریف لائے۔ مباحثہ کے دو شق تھے۔ (۱) وفات مسیح اور (۲) حضرت مرزا صاحب کی صداقت۔ پہلے پہل وفات مسیح کے لئے ثبوت طلب کیا گیا۔ تب احقر حقیر نے آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل تقریر کی کہ چونکہ علم معانی کی رو سے دو متصل جملوں کے درمیان ایک تیسرا جملہ جسکا محل اعراب نہ ہو۔ دفع ایہام کے علاوہ ایک خاص نکتہ کے لئے آیا کرتا ہے۔ مثلاً دعا شعر ذیل میں

ان الثمانین قد بلغتہا

قد احوجت سمعی الی ترجمان

بعینہ اسی طرح قد خلت من قبلہ الرسل استدلالاً علی وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایا گیا ہے۔ اور نیز خلت متفرع ہے جس پر افائن مات او قتل تفریع ہے یعنی اس جگہ خلت کے معنی قتل اور موت ہی میں منحصر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جسقدر رسول ہیں وہ سب فوت ہو چکے ہیں یا قتل کئے گئے ہیں کیونکہ جب الف لام جمع پر داخل ہو اور کوئی قرینہ صارفہ نہ مل سکے تو وہ ضرور استغراق کے لئے ہوا کرتا ہے ملاحظہ ہو سوال کابلی اور رضی اب اسی آیت کے حقیقی معنے منطق کی رو سے بھی سن لیجئے۔ صغریٰ موجبہ جزئیہ المسیح رسول مسلم ہے۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول اور کبریٰ موجبہ کلیہ کل رسول مات بھی مسلم ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔ اسلئے حد اوسط گرانے سے نتیجہ برآمد ہوا فالمسیح مات جو مسلم ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت اس اثر سے ثابت ہوتی ہے جو امام محمد باقر رح سے مروی ہے۔ ان لمہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینخسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ اور یہی دعا ہے دارقطنی میں جس کا مطلب یہ ہے کہ مقررہ ایام کسوف خسوف میں خسوف کی راتوں میں سے پہلی رات قمر کو اور کسوف کے مقررہ دنوں میں سے درمیانی یوم سورج کو ماہ رمضان میں گرہن لگیگا۔ اور یہ ایک ایسی نشانی ہے کہ جناب امام محمد باقر رح فرماتے ہیں کہ ہمارے دعوے کی تصدیق کے لئے آسمان پر ظاہر ہوگی۔ آجتک اور کسی مدعی کے ظہور پر یہ آیت ظاہر نہیں ہوئی تو اب صاف ظاہر ہے کہ سنت اللہ کی رو سے مرزا صاحب کے دعوے کے وقت خسوف کی پہلی رات قمر کو گہن لگا اور سورج کو درمیانی تاریخ ۲۸ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو کسوف ہوا۔ غرض مرزا صاحب کے دعویٰ پر خدائی تصدیق مل گئی ہے اسلئے وہ برسر حق ہیں اور جو ان کو کاذب خیال کرے وہ حق و راستی کا دشمن ہے۔ اس کا جواب مولوی عبدالقادر نے صرف یہ دیا کہ میں مرزا صاحب کی کتابوں سے دکھا سکتا ہوں کہ ایسے کسوف و خسوف مرزا صاحب سے پہلے کئی مدعیوں کے وقت میں بھی ہو چکے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ اگر یہ بات دکھا دیں تو آج احمدیت سے تائب ہو کر آپ کے ساتھ شامل ہو سکتا ہوں جس پر آپ فرمانے لگے کہ نہیں تو میرے پاس میں تمہیں یہیں لکھ دیتا ہوں کہ کبھی دکھا دوں گا میں نے کہا کہ اچھا لکھ دیجئے میں بھی حاضر ہوں مگر جب لکھنے بیٹھے تو فرمانے لگے کہ میں یوں لکھوں گا کہ ماہ رمضان میں کسوف و خسوف کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ نہیں آپ تخصیص قرات کے ساتھ لکھیں آخر ان کا یہ اصرار انکار حد تک بڑھا کہ عدم تحریر پر ہی آمادگی ظاہر کی اور ویسا ہی کیا۔ اس پر ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ چند تعلیم یافتہ

ہو موجود تھے وہ تو اٹھ کر چلے گئے پھر مولوی سلطان محمود صاحب بند یافتہ مرد بند لگے بحث کرنے کہ تواریخ مذکورہ نہیں ہیں۔ ان کو جواب دیا گیا۔ پھر مولوی غلام رسول نے ایک پرچہ پر لکھ کر مجھ سے تحریری جواب طلب کیا جس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔

بجواب مولوی صاحب مولوی غلام رسول صاحب قلمی ہے کہ حدیث دارقطنی کے صحیح معنے قرینہ قمر اور قرینہ خسوف و کسوف سے ۱۳ ماہ رمضان المبارک اور ۲۸ ماہ رمضان المبارک۔ قمر تو ۱۳ رمضان اسلئے کہ ہلال کو قمر کسی لغت میں تحریر نہیں کیا گیا۔ اور پہلی رات ہمیشہ ہلال ہوا کرتی ہے۔ اور دوسرا قرینہ خسوف یا کسوف کے الفاظ ہیں جو معنی آپ نے کئے ہیں یہ کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ قمر کو ہلال اور ہلال کو قمر نہیں کہا جاتا۔ اسلئے لسان العرب میں صاف لکھا ہے کہ القمر بعد ثلاث لیال الی آخر الشھر موجود ہے اور یہی معنی حضرت خواجہ فرید الحق والدین علیہ الرحمۃ چاچڑانی نے بھی فرمائے ہیں جو عالم ربانی اور عارف رحمانی ہیں ورنہ آپ ثابت کریں کہ جو معنی غیر احمدی کرتے ہیں وہ صحیح ہیں فقط۔ نور احمد احمدی۔ اس پر جو جواب دیا گیا وہ عینہ درج ذیل ہے۔

جناب مولوی نور احمد صاحب! السلام علیکم۔ آپ نے پھر بھی اپنے الفاظ کو اپنے لفظوں سے ثابت کیا۔ نہ کسی کتاب لغت کا صفحہ تحریر کیا۔ جہاں آپ کا دعوے ثابت ہوا آپ نے پھر بھی اپنے لفظوں سے ثابت کیا ہے۔ آپ کی کلام سمجھ نہیں آتی۔ غلام رسول

اب ذرا غور اور انصاف ہو کہ سنت اللہ پیش کی گئی جس کے متعلق حذا مذکور ہوا ہے کہ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ ساتھ ہی قرائن بیان کئے گئے۔ حوالہ لغت بھی دیا گیا اور ان کے پیر نے جو معنے کئے ہیں ان کا حوالہ بھی دیا گیا۔ مگر تعصب برا ہوا۔ جبر آخر جہلاء نے احقر عنہ کو گالیاں نکالنی شروع کیں اور مباحث میں انصاف پسندوں کے نزدیک ہمارا ہی پہلو دبر دست رہا۔ مگر افسوس کہ مولویوں نے جہال کو اشتعال دیکر سخت غصیلا کر دیا۔ خیر۔ اللہ انہیں ہدایت فرمائے۔ فقط

عبد الاحد نور احمد عفی عنہ مدرس احمدی
مقیم پھلن۔ مرقومہ از جتوئی ضلع مظفر گڈھ۔ ۱۷ ماہ رمضان المبارک

پچاس روپیہ نذر

میں چاہتا ہوں کہ جس مسئلہ پر میرے نزدیک اب قوم کی موت و زیست کا مدار ہے۔ دوسرے اصحاب بھی جو اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوں۔ اپنے خیالات مضمون کی شکل میں ظاہر کریں۔ اور دینی اور دنیوی اعتبار سے مسئلہ سود پر نظر ڈالیں۔ سب سے اچھے مضمون کے لئے میں پچاس روپیہ پیش کروں گا۔ جو صاحب اس کو لینا گوارا نہ فرمائیں وہ اس رقم کو اشاعت اسلام میں یا کسی اور نیک کام میں صرف کر دیں یا دوسرے عمدہ مضمون نگار کے لئے چھوڑ دیں۔ مگر اس مضمون سے مناسبت اور واقفیت رکھنے والے بزرگ کچھ نہ کچھ ضرور تحریر فرمائیں مضامین میرے پاس از راہ کرم ۱۵۔ جولائی تک حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔ اور مضمون تحریر کرتے وقت حسب ذیل سوالات کو پیش نظر رکھیں۔

سوالات

(۱) کیا مسلمان واقعی مفلس ہیں جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے اور ان کی مالی حالت عموماً کیسی ہے۔

(۲) اگر وہ مفلس ہیں تو کیا یہ درست ہے کہ ان کے افلاس کی وجہ سے مسلمانوں کے قومی و تبلیغی کام نہ صرف رک گئے بلکہ خود ان کا ارتداد شروع ہو گیا۔

(۳) کیا مسلمانوں کا افلاس نتیجہ اس امر کا ہے کہ وہ ہر شعبہ زندگی میں سود میں دیے ہوئے ہیں۔ اور ملک کی تجارت و صنعت میں اس لئے نمایاں حصہ نہیں لے سکتے۔ کہ ان کے مذہب میں بینک کا سود اور تجارتی سود اور ہر قسم کے سود جن سے دوسری قومیں بڑھ رہی ہیں ناجائز ہیں۔

(۴) زمانہ ہائے قدیم میں سود صرف ایک قسم کا تھا جس کو عربی میں ربٰو اور انگریزی میں یوزری کہتے تھے۔ اور وہ ہر قوم و مذہب میں کم و بیش معیوب و ممنوع تھا لیکن اس زمانہ میں اس کی ایک جدید صورت پیدا ہو گئی ہے جس کو انگریزی میں انٹرسٹ کہتے اور عربی میں ربح کہہ سکتے ہیں۔ لہذا کیا ان شرعی احکام سے جو ربٰو کے متعلق ہیں ربح حرمت سے مستثنے ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو اس کے جواز کو مذہبی اسناد و دلائل سے ثابت کیا جائے۔

(۵) اس زمانہ میں کاروبار اور بیوپار میں انٹرسٹ دربح کو کہاں تک دخل ہے۔ اور زندگی کے کن شعبوں میں وہ ناگزیر ہے۔

(۶) بینک کا تجارت و صنعت سے کیا تعلق ہے اور آیا بغیر بینک کے تعلق و توسط کے تجارت کے اعلے مراتب پر پہنچنا ممکن ہے یا نہیں۔

(۷) اگر شرعاً مسلمان انٹرسٹ یا ربح اختیار نہیں کر سکتے۔ تو وہ کونسی صورتیں ہیں کہ مسلمان ربح سے محترز رہ کر تجارت اور صنعت اور تمول میں دوسری قوموں کے ساتھ چل سکیں۔

(۸) اگر انٹرسٹ یا ربح شرعاً جائز ہے تو مسلمانوں میں اس کی ترویج کے کیا طریقے اختیار کئے جائیں۔

نوٹ۔ مضمون لکھنے میں یہ ضرور نہیں کہ ہر سوال کا جواب دیا جائے۔ مگر ہر مضمون میں احکام شرعی اور سود کے دنیوی مفاد کو مدنظر رکھا جائے۔ لکھنے والے اصحاب جس حصہ پر چاہیں تحریر کریں تاکہ علماء کرام اور دنیا دار دونوں اس بحث میں شریک ہو سکیں۔ عمدہ مضامین کی بذریعہ اخبارات و رسائل اشاعت کی جائیگی تاکہ قوم ان سے فیضیاب ہو سکے۔

خاکسار
طفیل احمد از علی گڈھ۔ ولایت منزل

نمونۂ اخلاص

جموں میں ہمارے بھائی مستری یعقوب علی صاحب ہیں جو اسلام اور خدمت اسلام کے لئے بڑا درد اور اخلاص رکھتے ہیں خدمت دین کا کوئی ایسا موقع نہیں جو آپ کے علم میں آیا اور آپ نے اس میں خاصہ حصہ نہ لیا ہو۔ ہر موقعہ پر آپ نے سبقت لیجانی چاہی ہے۔ وہ دوسروں کے لئے قابل رشک ہیں۔ بلا دغیر کے لئے وقتاً سے زیادہ روپیہ دیا۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر دو قرآن مجید انگریزی کی بجائے بعد میں تین جلدیں طلباء کو ولائیں۔ جب انسداد فتنہ ارتداد کے لئے چندہ کا سوال درپیش آیا تو آپ اتفاقاً یہاں آئے تو اکتیس روپیہ دے گئے اب اس فنڈ کے لئے بعد میں جب ستر روپیہ والی تحریک اٹھی تو آپ نے اس پر لبیک کہا اور ستر روپیہ اپنی انجمن میں فی الفور جمع کرا دئے۔ اللہ تعالے ایسے مخلص سلسلہ کو تا دیر سلامت رکھے اور برکات عطا فرماوے اور آپ کی اولاد کو خادم دین بنائے اور ہم سب کو اس نمونہ پر چلنے کی توفیق دے۔

سید محمد حسین
جنرل سکریٹری

قبول اسلام

مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۲۳ء مطابق ۴ شوال ۱۳۴۱ھ کو مس جیری رجانو ساکن جمبہ ریاست نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ہاتھ پر بمقام دلہوزی بعد نماز ظہر برضا و خوشی اسلام قبول کیا۔ اور اس کا اسلامی نام زینب رکھا گیا۔ اللہ تعالے نو مسلمہ موصوفہ کو استقامت عطا فرمائے۔

خاکسار عبد الوہاب

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت امرتسر

نام اصحاب چندہ دہندہ	صدقۃ عید الفطر	عید فنڈ	انسداد فتنہ ارتداد
شناء اللہ صاحب	عہ/	عمر/	۱۲/
میاں عبد العزیز صاحب مدرس	۱۲/	۸/	
منشی احمد علی صاحب	۸/	عہ/	
ڈاکٹر مہدی حسین صاحب	۴/	عہ/	

ابو محمد احسان صاحب | ۱۲/ | عہ/
ایک خاتون مرحوم " | ۸/

میزان | ۱۳/ | ۱۲/
میزان ہر سہ قوم | عہ/۱۴

فہرست چندہ جماعت احمدیہ پشاور

نام	رقم
میر عالم خان صاحب سب انسپکٹر پولیس متنی پشاور	۱۰
فردوس خان صاحب متنی "	۱۲/
غلام صمدانی خان صاحب سوداگر پشاور	۱۲/
... صوبیدار نور احمد خان صاحب پشاور	۵/
قاضی محمد خان صاحب رئیس بشتی خرہ	۵/
خان بہادر مرزا غلام صمدانی خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پشاور	۵/
سردار عبد الحمید خان صاحب " " " "	۱۰
بابو فضل خالق خان صاحب کلرک پشاور	۱۲/
" دلاور خان صاحب کلرک پشاور	۵/
مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب پشاور	۱۰
ڈاکٹر نظام الدین صاحب	۵
سید اختر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر ہری سنگھ	۵
ایک روپیہ رسید والا چندہ بطور متفرق	۱۱
میزان کل	۸

فتنہ ارتداد

نام	رقم
علی اکبر خان صاحب خلف خان بہادر محمد خان صاحب رئیس سرائے صالح۔ ہری پور ہزارہ	۲۰
سید لعل شاہ صاحب برق گنج۔ شہر پشاور	۷

برلن مسجد

نام	رقم
فضل الٰہی خان صاحب انسپکٹر پولیس ایبٹ آباد	۵
میاں محمد زمان صاحب سوداگر چارسدہ	۲۰
" فضل قادر " " پشاور	۲۰
" حاجی عبد الکریم " رئیس "	۵
محمد اکرم خان صاحب سب انسپکٹر پولیس بڈھ بیر	۵
مصطفے خان صاحب رسالدار آف متنی	۲۰
میزان ہر دو فنڈ یکصد یک دا...	

فہرست چندہ احمدیہ جماعت راولپنڈی

(معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۲۳ء)

نام اصحاب چندہ دہندہ	چندہ ماہوار	برلن مسجد	تبلیغ جدید
غلام قادر پسر حکیم صاحب مرحوم	صر/	-	-
اہلیہ صاحبہ مولوی عبد الحق صاحب	عمر/	-	-
محمد جی صاحب	-	۱۱	-
خدا بخش پسر غلام قادر صاحب	عمر/	-	-
ایس این ایڈ برادرس	عمر/	-	۵
شیخ محمد رمضان صاحب گھڑی ساز	صر/	-	-
بابو محمد صدیق صاحب	۱۲/	-	-
ڈاکٹر محمد حیات صاحب دندان ساز	عمر/	-	-
محمد شعیب صاحب	عمر/	-	-
بابو غلام حسین حبیب اللہ گھڑی ساز ان	عمر/	-	-
خواجہ محمد اسماعیل صاحب	-	۵	-
شیخ محمد عبد اللہ صاحب	چندہ ماہوار ۸/		
" عبد الحق صاحب	۴/		

میزان کل ۳۵
بعد منہا فیس منی آرڈر ۳۴

فہرست چندہ فتنہ ارتداد

جو طلباء مسلم ہائی سکول لاہور سے ہیڈ ماسٹر صاحب کی معرفت وصول ہوا

غلام محی الدین طالب علم ففتھ ہائی کلاس ۴۲ — ۰ — ۰
محمد نذیر ۱۷ — ۰ — ۰
عنایت اللہ ففتھ ہائی کلاس ۳۵ — ۲ — ۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
قل یٰاھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ
الصلح خیر
ہفتہ میں دو بار ہر بدھ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے
اخبار پیغام صلح لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹
جلد ۱۱ — نمبر ۶۱
مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۱۹ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۵ جون سنہ ۱۹۲۳ء

ترک اسلام اور تہذیب

(از قلم جناب علی فہمی محمد صاحب مصری)

ذیل میں جناب علی فہمی محمد مصری کا ایک فاضلانہ مضمون ہدیہ ناظرین کرام ہے۔ یہ مضمون صاحب موصوف نے عرصہ ہوا ان سفیہانہ الزامات کے جواب میں لکھا ہے۔ جو سر ہنری جانسٹن نے اسلام کے مقدس بانی پر دست منسٹر گزٹ میں لگائے تھے اس کی قلم سے ایسی بیہودہ تحریرات کا نکلنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح راستی ہی خود غرضی کا شکار ہو جاتی ہے۔ باوجود اسلام کے متعلق علمیت کے دعوے کے اس نے اپنے مضمون میں قرآن شریف سے لاعلمی اور ترقی اور تہذیب کے بنیادی اصولوں سے ناواقفیت کا کامل ثبوت دیا ہے۔ اگر سر جانسٹن یورپ کی ترقی کے مدارج اور ان اصولوں کا جن پر ترقی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ مطالعہ کرنے کی پروا کرتا۔ اور دیکھتا کہ کن باتوں پر یورپ کی تہذیب کا مدار ہے۔ تو ہم اسے یقین دلاتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے رسول صلعم کی تعلیم میں وہ اصول بہترین صورت میں پاتا جن کے برخلاف وہ عدم واقفیت کی وجہ سے اس قدر شور مچا رہا ہے۔ بے پر کی اڑانا اور بغیر سند کے کوئی بات پیش کرنا بالکل اصول منطق اور مناظرہ کے خلاف ہے۔ اور افسوس ہے کہ سر ہنری کی تحریر بھی اسی قبیل سے ہے۔

یہ مسٹر علی فہمی کی مہربانی ہے۔ کہ انہوں نے اہل مغرب کی آگاہی کے لئے اسلام اور اس کی تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن ہمیں ڈر ہے کہ ان کی کوشش سے شاید وہ لوگ فائدہ نہ اٹھائیں جنہوں نے اسلام کے خلاف بیڑا اٹھا رکھا ہے کم علمی یا غلط فہمی کا تو علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن دیدہ و دانستہ غلط بیانی اور الزامات کی عادت محض کسی پولیٹیکل غرض کے حاصل کرنے کے لئے ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج ممکن نہیں۔ تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی غلط بیانیوں کی تردید میں کوشاں رہیں۔ دنیا سے نیک دل اور راستی کے متلاشی مفقود نہیں ہو گئے۔ یورپ ابھی ایسے لوگوں سے پُر ہے اگر ہم کوشش لگاتار کرتے رہیں۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل سے ہم اسلام کا روشن چہرہ یورپ کو دکھلانے میں کامیاب ہوں گے۔

(مترجم)

اسلام اور عیسائیت کے مختلف فرقوں پر چلنے والے عوام کالانعام کی ایک کثیر تعداد ایک دوسرے کو کافر۔ مرتد وغیرہ نام سے پکارتے ہیں۔ اس کی وجہ آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک قانون قدرت ہے کہ انسان پیدائش سے لے کر موت کے دن تک ان حالات اور واقعات سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ جن میں کہ وہ پیدا ہوا ہے۔ اور جو ہر وقت گرد و پیش رہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ ایک حد تک راستی پر ہیں۔ اور ایک دوسرے کے متعلق ان سے غلط فہمی ظہور میں آئے تو وہ قابل معافی ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتا۔ کہ اس شائستگی کے زمانہ میں جبکہ ہمدردی خلق اللہ کے متاثر خیر خواہی کے جوش میں اپنی تمام قوت اور زور کو اس پر خرچ کر رہے ہیں۔ کہ تمام جہان میں امن قائم ہو۔ اور جس کے لئے وہ تمام یورپ کی فوجیں اور جنگی جہازوں کی مدد بھی حاصل کر رہے ہیں۔ اور جس کے لئے وہ تمام یورپ کی فوجیں اور جنگی جہازوں کی مدد بھی حاصل کر رہے ہیں۔ اور بڑے زور شور سے چاہتے ہیں۔ کہ قومی اتحاد قائم ہو جائے۔ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ سر ہنری جانسٹن کی شکل میں نمودار ہو کر اخبار ویسٹ منسٹر میں مشرقی امور کے متعلق اپنی حیثیت اور وجاہت کے خلاف اس طرح رائے زنی کرے۔ کہ جس سے اس کا تعصب صاف طور پر عیاں ہو۔ سر ایچ جانسٹن کی ذیل کی تحریر نہایت ہی عجیب اور حیران کر دینے والی ہے وہ لکھتا ہے۔ کہ

"محمد کی تعلیم کے متعلق اور ان کی محمدی کی سی تحریک کے اس اثر کی بابت جو ساتویں صدی کی یونانی اور ایرانی سلطنتوں پر پڑا ہے۔ میری رائے وہی ہے جو بڑے بڑے مورخوں اور فلسفہ دانوں نے کافی طور پر لکھ کر دی ہے۔ اس لئے مجھے وہ اس کے اظہار کی اجازت نہیں دیتے"

حضور صلعم کی مصلحانہ تحریک کے متعلق میں قرآن ہی کے الفاظ یہاں لکھتا ہوں۔ جو آپ کے متعلق آپ ہی زبان سے بولے گئے۔ وہ حسب ذیل ہیں کہ:-

ترجمہ:- میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں دعوےٰ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کا حال بتا سکتا ہوں۔ نہ میں کہتا ہوں۔ کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تمہاری طرح سے انسان ہی ہوں۔

پھر قرآن کی زبان میں آپ فرماتے ہیں کہ:-

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم

ترجمہ:- محمد ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے تمام رسول گذر گئے۔ اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کیا جائے۔ تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر واپس پھر جاؤ گے۔

کیا اس سے بڑھ کر ایثار اور بے نفسی کی مثال کسی ایسے انسان میں پائی جاتی ہے۔ جو نہایت ہی عظیم الشان ہو۔ اور جس نے تمام روئے زمین کا جو اس وقت تک دریافت ہو چکی تھی۔ دس سال کے اندر نقشہ بدل دیا ہو۔ اس صورت میں آپ کے کام کا مقابلہ مہدویت سے کیسے ہو سکتا ہے۔ جہاں کہ فوق العادت طاقتوں کا دعوے اور سینکڑوں قصے کہانیوں کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کیا جاتا۔ بلکہ خدا بننے کی خواہش بھی پائی جاتی ہے۔ صاحب موصوف کا یہ کہنا بھی جھوٹ اور باعث گمراہی ہے۔ جو یہ کہا گیا ہے کہ اس کی رائے سے تمام مورخ اور فلسفی اتفاق رکھتے ہیں۔ میں اس موقعہ پر مختصر طور پر بعض مشاہیر یورپین مورخوں اور فلاسفروں میں سے بعض کی رائے یہاں لکھتا ہوں جنہوں نے حضرت محمد صلعم اور آپ کی تعلیم کو نہ صرف پسند کیا بلکہ تعریف بھی کی۔

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے کہ:-

"کیا کبھی ممکن ہے کہ جس شخص نے اپنے ملک میں مستقل طور پر ایک عظیم الشان اصلاح کر دی ہو۔ اور وہاں ایک ذلیل قسم کی بت پرستی کی بجائے جس میں کہ اس کا ملک صدیوں سے مبتلا تھا۔ خدائے واحد کی پرستش کا جھنڈا گاڑ دیا ہو۔ اور جس نے بچہ کشی کے رواج کا قلع قمع کر دیا ہو۔ اور شراب خوری اور قمار بازی کے لئے حکم امتناعی جاری کر دیئے ہوں۔ اور جس نے کثرت ازدواج کو جس کا اس وقت رواج تھا۔ مقابلتاً نہایت ہی تنگ دائرہ کے اندر محدود کر دیا ہو میں پھر کہتا ہوں۔ کہ کیا ممکن ہے کہ اس طرز کا سرگرم اور عظیم الشان ریفارمر مصلح ہو جو کہ بادر (نعوذ باللہ) تھا۔ اور اس کی تمام زندگی ریاکاری تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔

اڈورڈ گبن آپ کے بارے میں یوں لکھتا ہے:-

محمد صلعم کا مذہب صاف اور شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے۔

پھر ٹامس کارلائل اس طرح لکھتا ہے:-

"محمد کے متعلق ہماری سابقہ رائے کہ وہ کاذب اور فریب مجسم تھے (نعوذ باللہ) اور آپ کا مذہب حماقت اور جھوٹ سے پُر ہے۔ فی الحقیقت آجکل ماننے کے قابل نہیں رہی۔ اور جو کچھ بہتان نیک نیتی سے بھی اس شخص پر باندھے گئے ہیں۔ وہ ہمارے لئے قابل شرم اور ہماری رسوائی کا باعث ہیں۔

بقیہ بر صفحہ ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۹ شوال المعظم ۱۳۴۱ ہجری | نمبر ۶۱

احباب سلسلہ سے چند باتیں

(۱)

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

قومی فرض

برادران سلسلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس عنوان کے ماتحت میں چند ان امور کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جن پر قوم کی زندگی اور ترقی کا مدار ہے۔ اور جن کی طرف خود بانیٔ سلسلہ نے توجہ دلائی ہے۔ حیات دنیا اور حیات آخرت نے ہمارے ذمے گوناگوں فرائض ڈال رکھے ہیں۔ مگر اکثر اوقات اشتغال دنیوی کا انہماک ہمیں حیات اخروی کے فرائض سے غافل کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان فرائض کو ہم گاہے گاہے اپنے سامنے لاتے رہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جس کی طرف میں احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں واقعات موجودہ کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اتنی بڑی کامیابی عطا فرمائی ہے۔ کہ جو آج سے چند ماہ پیشتر ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ اشاعت اسلام کیلئے ہماری آواز اس ملک میں۔ بیابان میں ایک آواز کی طرح تھی مگر کیسا ہی قدرت خداوندی کا نظارہ ہے۔ کہ چند ماہ کے اندر اندر اس ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ کہ اشاعت اسلام ہی آج تمام مسلمانوں کا مقصد ہو رہا ہے۔ اور سب زبانیں یک آواز ہیں۔ کہ اسلام کی کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ اشاعت اسلام ہی ہے۔ اور اگر اس فرض کی طرف سے مسلمان غافل رہے تو ان کی موت ہے۔ جس بات کیلئے چلاتے ہوئے ہماری قوم کو تیس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ اس آواز کو آخر اللہ تعالیٰ نے سنا اور اسے وہی قبولیت عطا فرمائی۔ جو وہ ہمیشہ حق کو عطا فرماتا ہے۔ یہ خدا کا کام ہے۔ ورنہ ہم خوب جانتے ہیں کہ ہماری آوازیں **فلم یزدھم دعائی فراراً** کا مصداق ہو رہی تھیں۔ ایک میں اشاعت اسلام کی تحریک کا پیدا ہو جانا اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت احمدی جماعت کے لئے ہے۔ مگر ہر نعمت بندوں کی طرف سے شکریہ کا قدم چاہتی ہے۔ **لئن شکرتم لازیدنکم**

اشاعت اسلام کا کام اور لوگوں کے لئے فرض کفایہ ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارا یہ قومی فرض ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں سے سو میں سے ایک آدمی بھی اس کام کے لئے نکل پڑے تو کافی ہے مگر ہمارے ایک ایک فرد کی زندگی کا اصلی مقصد ہی اشاعت اسلام ہونا چاہیئے۔ جب تک ہم میں اور عام مسلمانوں میں یہ تمیز پیدا نہ ہو۔ ہم احمدی کہلانے کے مستحق نہیں۔ حضرت مسیح موعود کیوں آئے۔ تاکہ اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص جو آپ کے ساتھ ملا کیوں ملا؟ کہ اشاعت اسلام کے اس کام میں جو آپ کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلنا تھا۔ آپ کا معاون ہو۔ ہمارا مسیح موعود کے سلسلہ میں منسلک ہونا اس حکم قرآنی کے ماتحت ہے **کونوا مع الصادقین** کے ماتحت۔ یہ حکم کیا چاہتا ہے؟ ہم اسلام کی خدمت کے لئے وہی صدق دکھلائیں جو **انعمت علیہم** گروہ کا خاصہ رہا ہے۔ اور جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے دکھایا۔ پس ہماری قوم کی بنیاد ہی اس بات پر ہے اور یہی ہمارا اصل الاصول ہے۔ کہ ہم اشاعت اسلام کریں۔ اور جو شخص ہمارے ساتھ شامل ہوتے گئے یا ہوں اس فرض سے غافل ہے اس کا شامل ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کے ایک مامور سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم اشاعت اسلام کو جملہ اغراض پر مقدم کریں گے۔ اس وعدہ کا ایفا اب ہمارے ذمے ہے۔ اب میں اس کے متعلق چند عملی تجاویز پیش کرتا ہوں۔

اول: ہم میں سے ہر ایک شخص خواہ وہ کوئی کام اپنی معاش کے لئے کرتا ہو۔ اپنا نصب مقصد زندگی اشاعت اسلام کو قرار دے اور اس کی ضروریات سے آگاہ ہو۔ اور وہ ضروریات کیا ہیں۔

(الف) خود قرآن کریم اور مختصر طور پر حدیث سیرت اور تاریخ اسلامی کا علم حاصل کرنا۔

(ب) سلسلہ کی یا دیگر ان کتابوں سے واقفیت حاصل کرنا جو دوسرے مذاہب بالخصوص آریہ سماج اور عیسائی مذہب کے متعلق ہیں۔

(ج) ہر حال میں اس بات کو مدنظر رکھنا کہ کسی غیر مسلم کو تبلیغ اسلام کی جائے خواہ بذریعہ تقریر ہو یا تحریر۔

(د) مسلمانوں کو دینی تعلیم کی طرف بالخصوص تعلیم قرآن کی طرف توجہ دلاتے رہنا کہ ہر ایک مسلمان میں تبلیغ دین کی اہلیت پیدا ہو۔

دوم: ہم میں سے کچھ لوگوں کی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے وقف ہونی چاہئیں تبلیغ دین انبیاء علیہم السلام کا کام ہے۔ اور کون مسلمان ہے جس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کی عزت دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھ کر نہیں۔ بڑے بڑے دنیوی جو کسی قوم کے افراد کے دلوں میں موجزن ہو کر قوم کے لئے عزت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ وہ بادشاہت یا وزارت یا کسی بڑے سرکاری عہدے کا حصول یا کسی بڑی تجارت کا مالک ہونا یا سب سے بڑھ کر کسی قومی کام کا سرانجام دینا ہے۔ مگر مسلمان کے دل میں جو ولولہ موجزن ہو کر اسے قوم کے لئے سب سے بڑھ کر عزت کا موجب بنا سکتا ہے۔ وہ دعوت الی الحق کا کام ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام نے کیا۔ یہی مسلمان قوم کی تمام اقوام پر فضیلت کی وجہ ہے **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر** اسی غرض کے حصول کے لئے ذیل کی عملی تجاویز ہیں۔

(الف) ہم میں سے ہر ایک صاحب اولاد اپنی اولاد کی تعلیم میں جہاں تک ان کی طبائع کا میلان اجازت دے۔ اس بات کو مدنظر رکھے۔ کہ انہیں ایسے کام کے لئے تیار کیا جائے۔ جس میں تبلیغ اسلام کا موقعہ سب سے بڑھ کر مل سکے۔ مثلاً حتی الوسع اولاد کو تعلیمی پیشہ کے لئے تیار کرنا یا ڈاکٹری کے لئے تیار کرنا یا اخباروں رسالوں وغیرہ کی ایڈیٹری کیلئے تیار کرنا۔

(ب) ہر ایک صاحب اولاد اپنی اولاد میں سے ایک یا زیادہ کو جیسے اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے۔ صرف خدمت دین کے لئے تیار کرے۔ یہ ایک غلط خیال ہے۔ جو اکثر دلوں میں جاگزین ہے۔ کہ خدمت دین میں دوسروں کی دست نگری ہوتی ہے اگر بالفرض خدمت دین کسی معاوضہ پر بھی کی جائے۔ تو بھی یہ دست نگری اس غلامی سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو سرکاری ملازمت میں اختیار کرنی پڑتی ہے۔ جہاں بسا اوقات ایمان بھی بیچنا پڑتا ہے۔ اور پھر خدمت دین کرنے والے لوگ بھی دوسروں کی دست نگری سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ ان کے لئے بھی ایسے موقعے ہیں۔ ہاں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اموال یا جائیدادیں دی ہیں۔ وہ ایسی اولاد کے لئے جسے خدمت دین کے لئے وقف کیا۔ خاص انتظام اس کے مایحتاج کا بھی کر سکتے ہیں۔ اور بطور امانت ان کے نام روپیہ جمع کرا سکتے ہیں۔

(ج) اس حصہ میں میں بالخصوص اپنی قوم کے نوجوانوں کو اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ملازمت وغیرہ کے ادنیٰ اغراض کو اعلائے کلمۃ اللہ کے بلند مقصد کے سامنے ہیچ سمجھیں۔ کتنے لوگ ہیں جو انٹرنس پاس کر کے چار پانچ سال بی اے تک پہنچنے میں لگاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ملازمت کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ پھر بعض کو کوئی اچھا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور بہتیرے مصیبت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر خدا کے دین کی خدمت اصل غرض ہو۔ اور واقعی مصیبت بھی اٹھانی پڑے۔ تو وہ مصیبت راحت ہو جاتی ہے پھر کتنے نوجوان ہیں جو ایک مقصد کو سامنے رکھ کر اپنے تمام فوائد کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور جیلخانوں میں جانے کو تیار ہوتے ہیں۔ اگر ہماری قوم کے نوجوان دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار نہیں تو میدان عمل میں دوسرے ہم سے سبقت لے گئے۔ اس وقت ہمیں ہندوستان میں کام کرنے والے مبلغین اسلام کے تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس غرض کے لئے انٹرنس پاس طالب علم بکار ہیں۔ دو سال کی تعلیم کے بعد وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ سینکڑوں انسانوں کی ہدایت کا موجب بن جائیں۔ اس سے بڑھ کر کس عزت کی خواہش کسی کے دل میں ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ وہ عزت ہے۔ جو صرف دنیا کی نگاہ میں عزت نہیں۔ بلکہ خدا کے نزدیک بھی یہ مقام عزت ہے۔ کیا اس عزت کے حاصل کرنے کے لئے ہمارے کچھ نوجوان نکلیں گے؟

ملکانے کب مسلمان ہوئے؟

سوامی شردھانند اور تمام ہندو اخبارات اس بات پر مصر ہیں کہ ملکانہ راجپوت اقوام اورنگ زیب کے عہد میں بزور شمشیر مسلمان ہوئی تھیں۔ پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم اے اسلامیہ کالج لاہور نے "شدھی کی تحریک" کے عنوان سے ایک طویل مضمون "پیسہ اخبار" میں لکھا ہے اور اس میں ہندوؤں کے اس الزام کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"اگر ہمارے آریہ دوست ذرا تزک جہانگیری کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ملکانے جہانگیر کے زمانہ سے بہت پہلے مسلمان تھے۔ چنانچہ بادشاہ خود آگرہ اور اس کے نواح کے لوگوں کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ ہندو اور کچھ مسلمان ہیں مسلمان بھی ہندوؤں کے رسم ورواج کے پابند ہیں۔ ان لوگوں میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ ہندو مسلمانوں میں عام طور پر شادیاں ہو جاتی ہیں"

تزک جہانگیری کے یہ الفاظ ہندو تاریخ دانی کا پردہ چاک کرنے والے ہیں۔ اس قسم کے بے سروپا قصے آئے دن ہندو پریس سے نکلتے ہیں۔ اور انہیں اورنگ زیب سے خواہ مخواہ منسوب کر دیا جاتا ہے۔ خدا جانے اورنگ زیب کے ساتھ ہندوؤں کو اس قدر دشمنی کیوں ہے۔ کیوں اکبر کا نام کبھی نہیں لیا جاتا۔ جس کے عہد میں ہندو مسلمانوں کے ازدواجی تعلقات قائم ہوئے۔

مراسلات

پنڈت لکشمی نرائن جی کی تقریر شدھی پر ایک نظر

(از مولوی عصمت اللہ صاحب)

تیج مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۴ء میں "شدھی دھرم شاستروں کی انکول ہے" کے عنوان سے پنڈت لکشمی نرائن جی کی ایک تقریر چھپی ہے۔ جو کہ رام دل مندر کے کسی جلسہ میں ہوئی۔ چونکہ پنڈت جی نے اپنی تقریر میں سراسر ناراستی سے کام لے کر پبلک کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی ناروا کوشش کی ہے۔ اور اپنے بے اصل خیالات کو دھرم شاستروں کی تعلیم بتا کر ہندو بھائیوں کو اپنے مذہب اور دھرم سے پتت کرنا چاہا ہے۔ اس لئے ہمدردی عامہ کے خیال سے مناسب معلوم ہوا کہ ان کی تقریر پر ناقدانہ نظر ڈالی جاوے۔ تاکہ ہندو بھائی اپنے دھرم سے پتت ہو کر ڈگ کے بھاگی نہ بنیں۔ اور پبلک غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ ہندو مسلم اتحاد بھی قائم رہے۔ اور اشاعت و پرچار کا کام بھی ہوتا رہے۔ دھرم شاستروں اور مذہبی کتابوں کے رو سے جو مذہب تبلیغی ہو۔ وہ تبلیغ کرتا رہے۔ اور اپنے اشاعتی دائرے کو تا حد امکان وسیع کرے۔ اور جو غیر تبلیغی ہو۔ وہ مذہبی امور میں اپنی دھرم پستکوں کے مطابق کسی دوسرے مذہب والے سے پرخاش نہ کرتا ہوا خود اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اور کسی دوسرے بھائی کو تبدیل مذہب کا دھوکہ دے کر اپنے دھرم شاستروں پر بٹہ لگانے کا موجب نہ بنے۔

پنڈت جی مہاراج کی تقریر کا ماحصل تو خود ان کے مقرر کردہ عنوان ہی سے ظاہر ہے۔ کہ شدھی دھرم شاستروں کے مطابق ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے۔ کہ پنڈت جی کے اس دعوے میں کچھ واقعیت بھی ہے یا نہیں۔ کہیں دعوے بلا دلیل تو نہیں۔ اثبات مدعا کے لئے جن دلیلوں سے کام لیا گیا ہے۔ ان سے مدعا ثابت بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

ہم سب سے پہلے فاضل مقرر مہاراج پنڈت جی کی دلیلوں اور کہانیوں کو سلسلہ وار انہی کے الفاظوں میں تحریر کرتے ہیں۔ پھر نمبروار ان کی اصل حقیقت کو منظر عام پر لانے کی کوشش کریں گے۔ اور دکھائیں گے۔ کہ پنڈت جی مہاراج اپنی عرقریز کوشش میں کامیاب بھی ہوئے یا نہیں۔

فاضل مقرر نے اثبات مدعا کے لئے جن دلیلوں سے کام لیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) مجھے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک پستک ملی ہے۔ جو چار پانچ سو برس پہلے کی ضرور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے زمانے میں بھی لوگوں کو شدھ کیا جاتا تھا۔

(۲) بھگوان شنکر آچاریہ جی نے جب یگیہ کیا تھا۔ تو جس دیش میں کوئی وودان جاتی ملی۔ خواہ نیچ ہوں یا اونچ۔ اس کو فوراً شدھ کر کے ویدک مارگ میں سنمارہت کر دیا۔

(۳) رشی یاگ ولک جب یگ کر رہے تھے۔ تو ایک مین بھی اس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ تمام کارروائی کو دیکھ کر رو پڑا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ہائے میں تو ساری عمر مچھلیوں کے ساتھ ہی رہتا رہوں گا۔ یاگ ولک نے کہا۔ کہ جو لوگ کبھی پتت ہو گئے تھے۔ وہ اگنی ہوتر کرکے اور اپنشدوں کی آگیا سے شدھ کئے جا سکتے ہیں۔ رشی نے فوراً اگنی ہوتر کرکے اس کو یگیہ اپویت دے دیا۔

(۴) ایک کنڈیو نام کا برہمن تھا۔ وہ تجارت کرنے کے لئے بھارت ورش سے باہر چلا گیا۔ اور دس برس ملیچھوں میں رہا۔ اور وہاں ان کے ساتھ کھاتا پیتا رہا۔ جب وہ لوٹا تو سب نے اس سے کہا۔ کہ تو ملیچھ دیش سے آیا ہے اور پتت ہے۔ مگر دو ودوان برہمنوں نے دوسلنھادی کہ جو دیش کے ہت کے واسطے ملیچھ ہو کر دیش میں چلا گیا ہو۔ وہ پتت نہیں ہو سکتا لیکن پھر چند برہمنوں کا ایک گروہ اکٹھا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ کہ یہ شدھ نہیں کیا جا سکتا۔ مہرشی گوتم بھی وہیں موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ جو رکھشا دیش کے ہت کے لئے پردیس میں گیا تھا۔ اور اس جنم میں ملیچھ ہو لے۔ اس کو تو پرائشچت ہی نہیں۔ یہ تو وہی ہے۔

مذکورہ بالا دلیلوں سے پنڈت جی مہاراج یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ

"ان مثالوں سے میرا مطلب حسب ذیل ہے کہ ہماری پستکوں اور دھرم گرنتھوں میں ایسے شلوک موجود ہیں کہ ایک جنم کیا جنم انتر کا اشدھ بھی شدھ کیا جا سکتا ہے"۔ اب ہم تنقید واقعات کے مسلم الثبوت اصولوں کے مطابق مذکورہ بالا دلیلوں پر نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ صحیح ہیں یا نہیں۔

دلیل اول کی نسبت تو ہم واقعات کی بنا پر یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ یہ دلیل کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ پنڈت لکشمی نرائن جیسے ودوان انسان کی جلالت شان علم و فضل پر ایک نہایت ہی نازیبا اور بدنما دھبہ ہے۔ اور ہم حیرت میں ہیں۔ کہ اتنے بڑے فاضل پنڈت نے اس دلیل کو کیونکر صحیح سمجھ کر لکھ دیا۔ دلیل تو وہی دلیل کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے۔ جس سے ہر کس و ناکس کے دل میں مدعائے متکلم یا دعوے مدعی کے سچے ہونے کا یقین پیدا ہو جائے اگر بر خلاف اس کے دلیل سے مدعا کے باطل ہونے کا خیال پیدا ہو۔ یا دلیل خود مدعی کی چالبازی پر دلیل ہو جاوے تو حقیقت شناس دانشور ایسی دلیل کو دلیل نہیں کہہ سکتے۔ اور اس قسم کی دلیل کو استعمال کرنے والا عاقل اور دانشور نہیں کہلا سکتا۔ اے کاش پنڈت جی اس امر پر غور فرما لیتے۔ کہ صرف لفظ کتاب کا استعمال کر دینا مفید یقین نہیں ہوا کرتا۔ جب تک اس کا نام اور مصنف کا پتہ نہ دیا جاوے۔ اور پھر یہ نہ بتایا جاوے کہ وہ مصنف کس شان و اعتبار کا آدمی ہے۔ پنڈت جی کو چار پانچ سو برس کی لکھی ہوئی پستک مل جاتی ہے۔ اور وہ اس سے اپنے مفید مطلب حکایت نکال کر بھی لکھ دیتے ہیں۔ مگر تعجب کی بات ہے۔ انہیں کتاب کا نام نہیں ملتا۔ اور نہ مصنف کا پتہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ پھر کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے کہ جو واقعہ انہوں نے بے نام و نشان کتاب سے تحریر کر دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ ممکن ہے وہ کتاب کوئی ناول یا افسانہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کسی وام مارگی ہی نے ہندو دھرم کو بھرشٹ کرنے کے لئے اسے تصنیف کر دیا ہو۔ اور پنڈت جی روش زمانہ کے مطابق چلنے کے لئے اس کی بے تکی کہانی تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں۔ یا خود پنڈت جی ہی نے فرضی طور پر کتاب کا نام لے کر خود ہی حکایت تصنیف کر لی ہو۔ کتاب اور مصنف کا نام لینے اور صفحات کا نشان دینے کے بغیر پنڈت جی ان احتمالات کی کوئی تردید کر سکتے ہیں۔ کیا یہ ممکن الوقوع احتمالات پنڈت جی کی سچائی پر دلیل ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے صرف کذب و افترا ہی سے کام لیا ہے۔ اور خود ہی اپنی کتھا میں گھنڈت ڈال دی ہے۔ پنڈت جی کو اپنی تحریر کردہ کہانی کی صحت کے لئے دو چیزوں کی بے انتہا ضرورت تھی۔ اول یہ کہ کتاب اور مصنف کا نام لیتے اور تحریر کردہ عبارت کا صفحہ بتاتے اور پھر یہ کہتے۔ کہ یہ کتاب کس پائے کی ہے۔ اور مصنف فلاں رتبہ کا رشی ہے۔ دوسرے یہ کہ تحریر کردہ کہانی کو دھرم شاستر انکول ثابت کرنے کے لئے اسی مضمون کا کوئی وید منتر بھی تحریر فرما دیتے۔ تاکہ پھر کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہتی۔ اور ثابت ہو جاتا کہ شدھی وید انکول ہے۔ مگر افسوس پنڈت جی نے پہلی ہی دلیل میں دونوں اصلی باتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

دوسری دلیل پہلی سے بھی زیادہ ندرت خیز ہے۔ اس پر بھی وہی احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو پہلی دلیل پر پیدا ہو گئے تھے۔ پنڈت جی کا ہو تو ارشاد ہے کہ بھگوان شنکر اچاریہ کی عادت تھی۔ کہ جہاں کہیں وہ ودوان جاتی مل جاتی۔ اسے بلا لحاظ اونچ نیچ ہونے کے شدھ کر لیتے۔ مگر افسوس ارشاد بالکل بے حوالہ و سند ہے اس کے جواب میں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مہاراج ہندوؤں کی ایک قدیمی اتہاسک پستک میں لکھا ہے۔ کہ بھگوان شنکر اچاریہ کی عادت تھی کہ جو ملیچھ یا چمار شدھ ہونے کے لئے آپ کی خدمت میں آتا۔ اسے فرماتے کہ ہمارے مذہب میں شدھی نہیں ہے تم اپنے ہی مذہب پر رہ کر کام کرو مکتی پاؤ گے۔ کیا پنڈت جی مہاراج ہمارے اس جواب کو صحیح سمجھیں گے۔ کیا یہ نہ کہیں گے کہ تم نے کس کتاب سے یہ واقعہ نقل کیا۔ کیا پھر ہمیں حق نہیں۔ کہ ہم بھی مہاراج سے بعجز دریافت کریں۔ کہ حضور آپ نے یہ واقعہ کس کتاب سے لیا۔ اور وہ کتاب کس رشی کی بنائی ہوئی ہے۔ اور ہندو دھرم میں کس رتبے کی ہے۔ شدھی ایک مذہبی امر ہے اس کا تذکرہ ویدوں میں ہونا چاہیئے۔ اتہاسک کتابوں کا بے نام و نشان فرضی طور پر حوالہ دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر شدھی کوئی چیز ہے۔ تو وید منتروں سے ثابت کرنی چاہیئے۔ ورنہ ویدوں کے خلاف شدھی شاستر انکول نہیں کہی جا سکے گی۔ بلکہ اسے اشدھی کہنا پڑے گا۔ اور شدھی کا دعوےٰ باطل اور حرف غلط کی طرح مٹانے کے قابل ہو گا۔

تیسری دلیل کی معقولیت کا کیا ہی کہنا ہے۔ سبحان اللہ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا۔ کاش پنڈت جی مہاراج دلیل کے تحریر کرنے سے پہلے شیوع اسلام اور یاگ ولک رشی کے زمانے پر پورا پورا غور کرتے تاکہ یہ خود تراشیدہ واقعہ خلاف تاریخ ہونے کی وجہ سے کم از کم یوں تو سمجھا جاتا۔ کہ کذب حق نما کے بھیس سے تو بہتر ہوتا۔ اس پہلو پر کہ اس میں بھی وہی عادت قائم رکھی۔ نہ کتاب کا نام لیا۔ نہ مصنف کا پتہ دیا۔ مدلل و محقق ہوں۔ تو ایسے ہوں۔

من آں رستم کہ در دنیا نہ بینم
کہ دہ پا پر از شست تو شکنم

کیا اس قسم کی دلیلوں سے شدھی کا جواز ثابت ہو جائے گا۔ اور اس طرح ہر ہندو دھرم تبلیغی مذہب بن جاوے گا۔ یاد رکھئے گا جب تک مذہبی پستکوں سے بقید صفحہ و ابواب و فصول کوئی حوالہ نہ دیجئے گا۔ شدھی ہرگز ثابت نہ ہو گی۔

چوتھی دلیل گو سب سے آخری دلیل ہے۔ مگر معقولیت میں سب اول نمبر ہے۔ کیونکہ شدھی کو ثابت کرنے کی بجائے خود شدھی کی اشدھی کا ثبوت دیتی ہے۔ اس دلیل سے تو شدھی کی بجائے اس بات کا پتہ ملتا ہے۔ کہ قدیم ہندوؤں کے اندر شدھی کا طریق ہی نہ تھا۔ اور وہ اسے نہایت ہی مکروہ سمجھتے تھے جیسے بھی ہمیشہ اس کے خلاف رہتے تھے۔ اور یہاں تک برخلاف تھے۔ کہ ایک برہمن تجارت کی غرض سے مسلمانوں کے ملک میں چلا جاتا ہے اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس آتا ہے۔ تو ہندو لوگ اسے اپنی برادری میں شامل کرنا پسند نہیں کرتے۔ دلیلیں دی جاتی ہیں۔ مگر نہیں مانتے۔ جب انہیں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ یہ ہندو ہے۔ مسلمان نہیں ہوا۔ تب کہیں مجبور ہو کر وہ چپ ہو گئے ہیں۔

جبکہ گذشتہ زمانے میں ایک ہندو کے ساتھ جس نے اسلام کو قبول بھی نہیں کیا۔ اور اپنے ہی دھرم پر قائم رہا۔ صرف مسلمانوں کے ملک میں جانے کی وجہ سے یہ سلوک ہوتا تھا۔ تو پھر اس مذہب میں شدھی کا جواز ثابت کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر دوسرے ملک میں جانے ہی سے شدھی لازم آجاتی ہے۔ تو صدیوں سے ہندو اشدھ ہو چکے۔ اور دھرم سے پتت ہو گئے۔ پہلے تو ان ہی کی شدھی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ صدیوں سے ہندوستان ہندوؤں کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ آگے مسلمانوں کا ملک کہلاتا تھا۔ اور اب تاجدار برطانیہ کا کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے غیروں کا تو کیا ذکر ہر ہندو کی ہر روز شدھی ہونی چاہیئے۔ لطف یہ کہ شدھی ہونے ہی پھر اشدھی آ موجود ہو گی۔ اور کسی وقت اس سے چھٹکارا نہیں مل سکے گا جبکہ خود اپنی ہی یہ حالت ہوئی۔ تو پھر غیروں کا شدھ کرنا کیا چہ

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ضبر تو ہنستے ہوئے یوں کہیں گے۔

تو سنجو نشیتن چہ کردی کہ با کنی نظیری
بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

پنڈت جی نے یہ دلیل اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے دی تھی۔ مگر اس سے ان کے مخالف کا مدعا ثابت ہو گیا۔ دلیلیں ہوں تو ایسی ہی ہوں

بجز نکلی نہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

اس پر طرہ یہ کہ اس حکایت کے لکھنے میں بھی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ مگر یہ ڈینگ ضرور ہانک دی کہ ہماری پستکوں اور دھرم گرنتھوں میں ایسے شلوک موجود ہیں۔ کہ ایک جنم کیا جنم انتر کا اشدھ بھی شدھ کیا جا سکتا ہے۔

اگر پنڈت جی اپنے دعوے میں صادق تھے۔ تو مجرد دعوے سے کیا حاصل تھا۔ ان شلوکوں کو تحریر فرما دیتے۔ اور ان کے حوالے درج کر دیتے۔ تاکہ ثابت ہو جاتا۔ کہ ہندو دھرم میں شدھی

بقیہ صفحہ اول

پروفیسر جی ڈبلیو لٹنر ایل ایل ڈی ایم اے پی ایچ ڈی ڈی او ایل آپ کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

موسوی عیسوی مذاہب اور اسلام سب آپس میں بھائی بند ہیں۔ کیونکہ ایک ہی چشمہ سے نکلے ہیں۔ اور یہ سب امید لاتے ہیں۔ کہ وہ دن آنے والا ہے۔ جبکہ عیسائی حضرت محمدؐ کی عزت کرنے سے ہی جناب مسیح کی زیادہ تعظیم و تکریم کریں گے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں [illegible] بہت کچھ مشترکہ باتیں ہیں۔ اور وہی شخص اچھا عیسائی [illegible] جو محمدؐ رسول اللہ کی [illegible] [illegible] کی عزت کرتا ہے۔

[illegible] جانسٹن کی اس بات کا جواب کہ حضرت محمدؐ کی تعلیم [illegible] [illegible] نہایت بودی اور [illegible] ہی کے الفاظ میں دینا کافی ہے۔ **مسٹر گبن** لکھتا ہے کہ

"یہ مذہب (اسلام) ایسا اعلیٰ اور ارفع ہے کہ آجکل کی لیاقت کے لوگ اسے اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے"

بلا اب سوال کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلعم کی وہ کونسی تعلیم ہے جو اصولاً جناب مسیح کی تعلیم یا سچی عیسائیت کے خلاف ہے۔ اسلام کی تعلیم اب میں نہایت اختصار کے ساتھ یوں بیان کرتا ہوں۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت۔ قادر مطلق کی عبادت۔ جناب مسیح۔ مریم اور روح القدس کی عزت کی تاکید ہے۔ اور محبت۔ سچ بولنا۔ جرأت صداقت۔ ہمدردی خلق اللہ اور ہر ایک خوبی کی جو انسان میں ہو سکتی ہے تعلیم ہے۔ اور جھوٹ سے پرہیز کرنے اور خود غرضی۔ بیوفائی اور دوسروں کی طرف سے بے اعتنائی اور دیگر تمام قسم کی بدیوں سے بچنے کا حکم ہے۔ اب سر [illegible] جانسٹن ہمیں بتلائے کہ آیا اس سے بہتر و مفید تعلیم اور احکام انسانوں کی بہتری کے لئے یا اعلیٰ درجہ کے مہذب لوگوں کے لئے وہ کوئی پیش کر سکتا ہے۔ ہم اس سے مؤدبانہ طور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں اسلام کے نقص اور برائیاں سب گن کے تبلائے۔ اس کے اس اعتراض یا قصے کے جواب میں کہ وہ وہ تمام قومیں جو اسلامی حکومت کے ہونے کے ماتحت آئیں سب کی سب ذلیل اور بے قدر ہوئیں۔ ہم اسے کہتے ہیں کہ وہ دیگر بے تعصب لوگوں کی طرح جناب [illegible] آنریبل سید امیر علی صاحب کی کتاب سپرٹ آف اسلام اور شارٹ ہسٹری آف سیریسینز نیز جناب سر سید احمد خان صاحب مرحوم کی کتاب لائف آف محمدؐ کا مطالعہ کرے۔ پیشتر اس کے کہ وہ اس طرح بے سوچے سمجھے رائے زنی کرنے کی جرأت کرے۔

اب ہم صاحب مذکور سے پوچھتے ہیں۔ کہ ان قوموں میں سے جو اسلامی حکومت کی ماتحتی میں آئیں وہ کونسی قوم ہے۔ جن میں شائستگی اخلاق اور تہذیب اعلیٰ پایہ کی تھی۔ لیکن رسول عربی صلعم کی تعلیم کے اثر سے وہ فوراً ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں جا گری۔ عرب کا ہی حال دیکھو۔ وہاں نیم وحشی قبیلے آباد تھے جن میں اس قسم کے اخلاقی گند موجود تھے۔ جو کبھی انسان کے خیال میں بھی نہیں آ سکتے۔ لیکن حضرت محمدؐ کے ظہور کے دو ایک سال کے اندر اندر نقشہ ہی ایک ایسی قوم وہاں پیدا ہو گئی جس کی نظیر اس وقت تک بھی دنیا کی تاریخ میں دکھائی نہیں دیتی۔ تمام دنیا کو اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ محض اسلام ہی کی وجہ سے عرب جیسے ملک میں ایسی قوم پیدا ہوئی۔ ان مسلمہ واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا نہایت ہی بیہودہ اور لغو ہے کہ عرب کی کامیابی ایسی باتوں سے جن کا تعلق مذہبی عقائد سے نہ تھا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بت پرست عربوں نے کس قسم کی کامیابی حاصل کی۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ترکوں کو ان کی ہمسایہ قوموں نے کوئی ترقی کرنے کا موقع نہیں دیا۔ لیکن ذرہ ان کی اس وقت کی حالت کا بھی اندازہ لگایا جائے جبکہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور ایشیا کے میدانوں سے فاتح قوم کی حیثیت سے باہر آئے۔ اس زمانہ سے آج تک وہ ہمیشہ جنگ ہی میں مصروف رہے ہیں۔ اور شاید دس سال بھی انہیں آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے نہیں ملے۔ کبھی تو وہ بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور کبھی اپنے ہی ملک کے ان منافقوں کی شرارتوں کا تدارک کرنے میں لگے رہے جنہیں بیرونی لوگوں سے امداد ملتی تھی۔ سر ایچ جانسٹن کی یہ تحریر نہایت افسوسناک ہے۔ کہ طرابلس کا الحاق جو اٹلی والوں نے کیا۔ وہ محض انسانی ہمدردی کی وجہ سے کیا گیا۔ اور اس لئے قابل معافی ہے۔ صاحب مذکور کو اس تحریر کے وقت ان مظالم پر نظر ڈالنی چاہیئے تھی۔ جو اٹلی والوں نے طرابلس میں روا رکھے۔ ڈاکٹر جی لٹنر صاحب ان مظالم کے متعلق جو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے متعلق جو کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے متعلق لئے لکھتا ہے کہ وہ مظالم ان کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ جو عیسائیوں نے مسلمانوں پر روا رکھے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ کا واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ انہوں نے عیسائی مجاہدین سے اس ظلم و ستم کا انتقام لینے کیلئے جو انہوں نے یروشلم میں [illegible] یہ حلف اٹھایا۔ کہ وہ اس شہر کی حفاظت کرنے والوں کو قتل کر دیں گے لیکن جب انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ تو قتل کرنے سے [illegible] گئے۔ اور فرمایا کہ میں حلف توڑنے کا گناہ اپنی گردن پر اٹھاؤں گا۔ لیکن خداوند تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک کو بھی قتل نہ کروں گا۔ اب میں سر [illegible] جانسٹن سے عرض کرتا ہوں کہ وہ ان نام نہاد عیسائیوں کے چلن جو ریاستہائے بلقان میں اس روش سے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ مقابلہ کرے۔ [illegible] معلوم ہو [illegible] نے مسلمان ہو کر کس قسم کی کامیابی حاصل کی۔ نہایت قابل افسوس اس شخص کا عمل ہے۔ جو کہ موجودہ زمانہ حال کی تعلیم سے مزین ہوتے اور بیسویں صدی کا دل و دماغ رکھنے کے اپنی ایک چھٹی سے دو مذاہب کے درمیان عداوت کی آگ کو بھڑکاتا ہے۔ اور اس وقت جبکہ بلقان کی خطرناک کاروائیاں ہنوز لوگوں کو اچھی طرح یاد ہیں۔

اب میں اپنے مضمون کو ہربرٹ سپنسر کی تحریر میں سے ذیل کے اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے کہ:

جتنا کہ ہم سچائی اور صداقت سے زیادہ اور فتح و ظفر سے کم محبت کرتے ہیں۔ اتنا ہی ہمارے دل میں شوق اور اضطراب اس بات کے جاننے کا پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مخالفوں کے خیالات پر کن امور کا اثر پڑتا ہے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

فسادات امرتسر اور پنجاب مسلم لیگ

مسلمانان امرتسر جس نازک وقت سے گذر رہے ہیں اور ان کے ساتھ جو افسوسناک زیادتیاں ہو رہی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے ایک جلسہ میں جو ۳ جون کو میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ لیگ مذکور نے ایک مقتدر کمیشن کا تقرر منظور کیا ہے جو فی الفور احتیاطی کاروائی شروع کرے گا۔

اس بارہ میں لیگ کی قرارداد حسب ذیل ہے۔

پنجاب مسلم لیگ کا یہ جلسہ مسلمانان امرتسر کی تشویشناک حالت ان کی مسلسل گرفتاریوں اور ان پر بے جا زیادتیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن سے مسلمانوں میں سخت خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے اصحاب ذیل سے استدعا کرتا ہے کہ وہ براہ کرم امرتسر میں تشریف لیجا کر (سوائے ان اصحاب کے جو وہاں کے ہی باشندے ہیں) حالات متذکرہ کی عام تحقیقات شروع کر کے اپنی رپورٹ بہت جلد لیگ میں بھیجدیں۔

ممبران کمیشن کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

(۲) خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا سابق جج پنجاب ہائیکورٹ لاہور

(۳) ملک فیروز خان صاحب نون ممبر مجلس وضع قوانین پنجاب لاہور

(۴) شیخ دین محمد صاحب بی اے [illegible] گوجرانوالہ (جو معتمد کا فرض بھی انجام دیں گے)

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کمیشن ۷ جون (دوشنبہ) کی شام کو اپنا کام امرتسر میں شروع کر دے گی۔ امید ہے کہ مسلمانان امرتسر کمیشن کو اپنے تجربات سے مدد دیں گے۔ (وکیل)

امرتسر میں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ

امرتسر۔ ۴ جون۔ سننے میں آیا ہے کہ ۲ جون کی شب کو ۱۰ بجے ایک سکھ نے ایک کنسٹبل پر اسٹیشن کے قریب ایک ہوٹل میں متعدد بار گولیاں چلائیں۔

دونوں آدمی اس موقعہ پر [illegible] کی حالت میں تھے کنسٹبل سکھ سے کچھ نقدی جو اسکے قبضہ میں تھی چھین لینا چاہتا تھا۔

ایک گولی سپاہی کے بازو اور دوسری اسکے پیٹ کے بائیں حصہ میں لگی۔

پولیس اس حادثہ کے متعلق تحقیقات کر رہی ہے۔

پانچ مسلمانوں کے خلاف فساد کا مقدمہ آج اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں پیش ہوا۔ استغاثہ کے چار گواہوں کے بیانات قلمبند کئے گئے۔ مقدمہ کی سماعت آئندہ ۱۴۔ اور ۱۵ جون کو ہو گی۔

سرکاری نوٹوں کا سرقہ

کلکتہ۔ ۴ جون۔ عدالت عالیہ کلکتہ میں جج گھوش کے سامنے جنرل پوسٹ آفس کلکتہ کے پارسل ڈپارٹمنٹ کے خلاف حکومت کے نوے ہزار روپیہ کے نوٹ چرا لینے کا مقدمہ پیش ہوا۔

استغاثہ کا یہ بیان ہے کہ مرکنٹائل بنک آف انڈیا کے لئے کلکتہ میں بیس لاکھ روپیہ کے نوٹ تھیلوں میں باندھ کر بھیجے گئے تھے ملزم نے ان میں سے ایک تھیلی جس میں نوے ہزار روپیہ کے نوٹ تھے چرالی۔ ملزم کے بیان کی بنا پر پولیس نے ایک چینی کے گھر کی تلاشی لی جہاں سے ساٹھ ہزار روپیہ کے نوٹ برآمد ہوئے۔

جیوری کے اتفاق رائے کرنے پر ملزم کو تین سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔

مسز بیسانٹ کی علالت

مدراس۔ ۴ جون۔ مسز بیسنٹ رو بصحت ہیں۔ آپ کی علالت میں آہستہ آہستہ کمی آ رہی ہے۔

بمبئی میں ہڑتال

بمبئی ۴ جون۔ براڈبری ملز کے دو ہزار عمال نے گذشتہ جمعہ کو ہڑتال کر دی۔ آج صبح تک وہ کام پر واپس نہیں آئے جس کی وجہ سے کارخانے بند ہیں۔

دیش بندھو داس ویلور میں

مدراس۔ ۴ جون۔ مسٹر داس کل شام کو سات بجے ویلور میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں آپ نے ایک جلسہ عام میں تقریر کی۔ آپ کی آمد پر متعدد سپاسنامے اور نقدی کی ایک تھیلی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔

ممالک غیر

معاہدہ صلح کے متعلق امید افزا خیالات

پیرس۔ ۴ جون۔ لوزان کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حالات امید افزا صورت اختیار کر رہے ہیں۔ ترکی قرضوں کے متعلق صرف یہ فیصلہ ہونا باقی ہے کہ ان کی ادائیگی طلائی فرانک یا انگریزی پونڈ کی صورت میں عمل میں آئے۔ کل رقم میں ایک اور تین ثلث ملین پونڈ کی کمی آنے کا احتمال ہے۔ اس مسئلہ کا فیصلہ ہونے کے بعد معاہدہ صلح پر دستخط ہونے کا معاملہ بالکل صاف ہو جائے گا اور کوئی مزید رکاوٹ اس کے راہ میں حائل نہ ہو گی۔

مسئلہ تاوان جنگ

پیرس۔ ۴ جون۔ ایک فرانسیسی جریدہ کے نامہ نگار سے گفتگو کرتے ہوئے مسٹر بالڈون جدید وزیر اعظم سلطنت برطانیہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ میں عنقریب فرانسیسی وزراء سے مسئلہ تاوان جنگ کے متعلق تبادلہ خیالات کر سکوں گا۔ نیز مجھے یقین کامل ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق حکومتوں کے درمیان ایک پختہ سمجھوتہ ہو جائے گا جو آئندہ یورپ کے امن کا ضامن ہو گا۔

رنگوں کے بڑے بڑے ذخائر پر تصرف

پیرس۔ ۴ جون۔ پیرس میں رنگوں کے بڑے بڑے ذخائر پر تصرف ہونے پر چاروں طرف اظہار شادمانی ہو رہا ہے۔ ان ذخائر کی قیمت کا اندازہ بیس کروڑ فرانک کیا جاتا ہے۔ یہ ذخائر اس مقدار سے بڑھ چڑھ کر ہیں جسے جرمنی کو معاہدہ صلح کے ماتحت اتحادیوں کے حوالہ کرنا تھا۔ چونکہ جرمنی نے چار ماہ سے رنگوں کی برآمد بند کر رکھی تھی۔ اسلئے ان کے بڑے بڑے ذخائر ملک میں جمع ہو گئے تھے فرانسیسی افسروں نے رنگوں پر انگریزی اور اطالوی نمائندوں کی موجودگی میں قبضہ کیا اور جس قدر ذخائر موخر الذکر نمائندوں نے طلب کئے وہ فوراً ان کے ممالک کی طرف روانہ کر دئے گئے۔

ناظرین! جن صاحبان کے چندہ کی میعاد ختم ہو چکی ہے وہ بجائے وی۔ پی منگانے کے روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

منیجر۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۳۰ شوال المعظم ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۶ جون ۱۹۲۳ عیسوی

روزہ اور اس کی برکات

(مولینا مولوی صدرالدین صاحب مبلغ اسلام جرمنی کے قلم سے)

افسوس ہے کہ یہ مضمون ہمیں رمضان کے گذر جانے کے بعد اب موصول ہوا ہے۔ تاہم جن باتوں کو اس کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ وہ رمضان کے بعد بھی مفید اور کارآمد ہو سکتی ہیں۔ امید ہے ناظرین کرام کے لئے یہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ (اڈیٹر)

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ہ

اگر دنیا کے تمام مذاہب میں روزہ ہے تو اسلام نے بھی اس کی تصدیق کی ہے ہاں جس طرح سے ہر چیز میں اسلامی تعلیم کمال بخشتی ہے۔ اسی طرح سے روزہ کو کمال بھی بخشا ہے اسلامی نماز بھی ایک کامل صورت عبادت کی ہے۔ جو جو رکن فرداً فرداً کسی مذہب کی عبادت میں پایا گیا ہے۔ وہ تمام کے تمام الصلوٰۃ میں موجود ہیں۔ صدقہ و خیرات اگر دنیا کی تمام قوموں میں رائج ہے۔ تو اسلام اس کو اپنے اندر صرف داخل ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے ساتھ قواعد بتاتا ہے۔ اور اس اصول کی تکمیل کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ سب سے اعلےٰ درجے کے خیر مال سے خیرات کرو۔ اور خیرات اس لئے مت کرو کہ اپنا احسان جتاؤ۔ یا شہرت طلب کرو۔ بلکہ محض لوجہ اللہ اس کی مخلوق کے ساتھ محبت کرنے کے لئے اس کی مخلوق کو مصیبت سے رہائی دینے کے لئے خیرات کرو۔

اور اس خیرات کی ایک شاخ زکوٰۃ قائم کی جو کسی قوم و ملت کو نصیب نہیں۔ جس کے منتظم طور پر چلانے سے مسلمانوں کے بہت کام نہایت خوبصورتی سے چلتے تھے۔ اور اب بھی اس پر عملدرآمد کرنے سے سینکڑوں تکالیف رفع ہو سکتی ہیں۔ بشرطیکہ مسلمان اس پر توجہ کریں۔ زکوٰۃ کیا ہے۔ امراء سے مال لے کر ان کے غریب بھائیوں تک پہنچانا ہے۔ آج روس وغیرہ میں مخلوق خدا کا رجحان اسی [illegible] کی طرف ہے۔ لیکن اس میں ستم ہیں جن سے زکوٰۃ کا سلسلہ بالکل پاک ہے۔ اس طرح سے روزہ تمام مذاہب میں موجود ہے۔ لیکن روزے کے اغراض ان میں وہ نہیں جن کو اسلامی روزہ اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ پہلے روزے مصیبت کے وقت۔ شدت غم و الم کے وقت۔ رشتہ داروں کی وفات کے وقت رکھے جاتے تھے لیکن اسلام نے روزے کی غرض یوں بیان فرمائی کتب علیکم الصیام لعلکم تتقون ہ

روزہ کا حکم اس لئے تمہارے لئے جاری کیا گیا ہے۔ تاکہ تم کو تقوے کی راہیں سکھائی جائیں۔ انسان اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق ماہ رمضان میں کرتا ہے۔ شدت گرمی کے وقت اندھیری کوٹھڑی (جہاں کسی کو بھی اس حرکت پر اطلاع نہ ہو) میں برف کا گلاس نہیں پیتا۔ بھوک سے [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] اور پلاؤ پر [illegible] نہیں۔ حسین جمیل بیوی پاس بیٹھی ہو اس کے ساتھ خلا ملا نہیں کرتا۔ کیوں نہیں کرتا محض اس لئے کہ اس کو یقین ہے کہ میرے اللہ نے مجھے ان افعال کے ارتکاب سے منع فرمایا ہے یہ مشق ہر روز ہوتی ہے۔ برابر تیس دن تک چلتی ہے۔ اور یہ اس لئے کرائی جاتی ہے کہ تقوے کے اصل الاصول کو ایک مسلمان سیکھ لے۔ اور وہ اصول ہے خواہشات پر جذبات پر غلبہ حاصل کرنا جس انسان نے اپنی خواہشات پر غلبہ حاصل کیا۔ اس نے نفس کے بے لگام گھوڑے کو رام کر لیا۔ اور اس سے بڑھ کر تزکیہ نفس کی اور کوئی راہ نہیں ہے۔ کہ انسان اس خطرناک دشمن پر جو ہر وقت پہلو میں ہے اس پر پورا تسلط حاصل کرلے۔ ان اعدیٰ عدوک نفسک التی بین جنبیک سب سے بڑا دشمن تیرے پہلو میں ہے۔ یہ وہ نفس سرکش ہے۔ جس کا مقابلہ بڑے بڑے علما کو آخری منازل پر پہنچکر کرنا پڑتا ہے مال کی محبت اور اس کے ذریعہ سے اکتساب جاہ و دنیا وہ خطرناک مرض ہے جس کا شکار بڑے بڑے آدمی ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کے مال کو طرح طرح کے حیلہ شرعیہ سے۔ طرح طرح کے فتووں سے اپنے لئے جائز قرار دے کر شیر مادر کی طرح پی جاتے ہیں۔ اگر ایک طرف مال کی محبت لوگوں کو رشوت ستانی پر مجبور کرتی ہے [illegible] تو دوسری طرف قومی راہنماؤں کو باریک رنگ کی [illegible] پر آمادہ کرنے کے لئے ان کے دل میں حیل شرعیہ کا [illegible] مال کی محبت آج یورپ کو یہ سبق دیتی ہے کہ کمزور قوموں پر [illegible] کیا جا سکے۔ ان کے پسینہ کی کمائی خود ہضم کر لی جا سکے۔ [illegible] مال نہ چھوڑا جائے۔ کہ وہ [illegible] اور ان کا مال بالکل ان سے چھین لیا جائے کہ وہ مر جائیں۔ اور ان کی کمائی سے ہم محروم ہو جائیں ان کو ایسا رکھا جاوے جیسا لا یموت فیہا ولا یحییٰ ہ اسلام نے اس نفس بد پر ہم کو سوار ہونے کی ترکیب بتائی۔ ہم حلال طیب مال سے خود کو اجتناب کرتے ہیں۔ تاکہ ہم حرام مال کے قریب نہ جائیں۔ ہمارے اندر مال کی ناجائز محبت گھر نہ کرے۔ بلکہ اس بعید میں صدقہ و خیرات کرنا سکھایا ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ مہینہ کس قدر برکت کا نظر آتا ہے۔ کہ ہر مسلمان اس مہینے میں بقدر وسعت خیرات کرتا ہے۔ اور عید کے دن صدقہ فطر ہر مرد و عورت چھوٹے اور بڑے کے لئے ہی ضروری نہیں بلکہ اس بچہ کا صدقہ بھی دیتے ہیں۔ جو ماں کے پیٹ میں ہو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم [illegible] ہے۔ چہ جائیکہ بڑے ہو کر روزے رکھ کر پھر وہ بد دیانتی کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ اور نفس سرکش کے غلام بن کر زندگی بسر کریں۔

دوسرا گناہ جس میں انسان اپنی خواہش کا غلام ہو جاتا ہے وہ بدکاری ہے۔ اس خواہش کا مقابلہ کرنے کی مشق بھی ماہ رمضان میں خوب ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ان تمام اپنی جائز خواہشات کو اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ترک کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ اس سبق کو اچھی طرح سے سیکھ لے۔ کہ اس کے بعد ان مقامات سے بچے۔ جو حرام ہیں۔ والذین ہم لفروجہم حافظون ہ۔

یہ دو بڑے سفر ہیں جن کی مشق سے انسان ان تمام گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ یہ سب سے مشکل مقام ہیں۔ اور جب ہمیں مشکل مقامات سے گذرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور ان دشوار گذار گھاٹیوں کے بعد اور ان خاردار دشتوں کے بعد دوسرے مقامات سے سہولت سے گذر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ تمام چھوٹے چھوٹے گناہ جو ان سے ادنےٰ ہیں اگر ہم ان سے نہ بچ سکیں تو [illegible] لعلکم تتقون میں صاف طور پر تلقین کی گئی ہے اور تقوےٰ میسر تبھی آتا ہے کہ ہم تمام گناہوں سے اجتناب کریں یہ یقین کرتے ہوئے کہ ان میں ہماری ہلاکت ہے۔ نبی کریم [illegible] احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ جو شخص جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ اور جھوٹ سے کام لینا نہیں چھوڑتا اللہ تعالےٰ کو اس کے بھوکے مرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ کھانا پینا ترک کرتا ہے۔ اور گناہ کو ترک نہیں کرتا جس کے لئے کھانے پینے سے رکنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کا منشاء روزے رکھانے سے یہ ہے کہ ہم تمام گناہوں سے بچنے کے لئے اس مہینے میں اپنی خواہشات پر اور اس کے ذریعہ اپنے نفس پر پورا قابو حاصل کرلیں تاکہ یہ غرض پوری ہو جائے۔

بقیہ برصفحہ ۲ کالم ۲

ہماری تبلیغی کوششیں

ملکانہ علاقہ ارتداد میں بعض افسوسناک حالات کا اظہار

(چودھری ظہور احمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے قلم سے)

ہم نے اپنے مبلغین کو ملکانہ علاقہ ارتداد میں پہلی آواز اٹھتے ہی روانہ کیا۔ اس وقت اس میدان میں کام کرنے والے آدمی صرف چند نفوس تھے ان مبلغین نے جہاں تک ان کی طاقت تھی۔ دن رات صعوبتیں اٹھا کر شدھی کی تحریک کا مقابلہ کیا۔ بعد میں جب اس میدان میں کام کرنے والے آدمی کافی تعداد میں ہو گئے۔ اور دوسری طرف ضلع گوڑگانوہ و نواح دہلی میں ارتداد کی تحریک شروع ہونے کی آواز اٹھی۔ تو ہم نے مولوی عصمت اللہ خاں صاحب کی سرکردگی میں ایک حصہ مبلغین کو اس علاقہ میں بھیج دیا۔ اور ان لوگوں کی سعی سے تائید ایزدی سے لالہ شردھانند صاحب کو بمقام پلول سخت ناکامی ہوئی۔ ایہ ہزارہا نفوس جن پر وہ امید لگائے بیٹھے تھے۔ ان میں سے خدا کے فضل سے ایک متنفس بھی انہیں نہ ملا۔ اور بھی جہاں جہاں اس تحریک کی آواز اٹھی ہے۔ ہم نے اپنے آدمیوں کو فوراً روانہ کیا ہے۔ چنانچہ ضلع رہتک کے بعض رؤسا کے خطوط آنے پر وہاں اپنے آدمیوں کو بھیجا۔ اور ایک آدمی اس وقت بھی وہاں کام کر رہا ہے۔ علاقہ جموں میں بھی ایک آدمی ہے۔ ہماری غرض صرف خدمت اسلام ہے۔ کسی خاص علاقہ سے ہمیں کوئی خاص وابستگی نہیں لیکن بہت سے کام کرنے والے جو دوسروں کے لئے واعظ کا کام بھی کرتے ہیں۔ اور خود اتحاد کی آواز اٹھاتے ہیں۔ افسوس کہ عمل میں ان کا رویہ بھی اس اصول اتحاد پر پورا نہیں اترتا۔ ساندھن کے قصبہ میں سب سے پہلے مولوی عبدالحق صاحب پہنچے۔ اور بعدہ ابو منظور الٰہی صاحب لے جن کے سپرد ہمارے انسداد ارتداد کے شعبہ کا کام ہے۔ وہاں کے دو فریقوں میں جا کر خود صلح کرائی۔ اور وہاں خدا کے فضل سے ہر طرح اطمینان کی حالت قائم ہو گئی۔ ساندھن کا مدرسہ جیسا اس وقت تک انجمن شعیبیہ آگرہ چلاتی رہی تھی۔ اس انجمن نے ہمارے سپرد کر دیا۔

انجمن نمائندگان نے جب بعض انجمنوں میں تقسیم علاقہ ارتداد کی۔ تو ساندھن کا قصبہ ہمارے سپرد کیا۔ اور ہم نے وہاں ایک ڈاکٹر کا بھی انتظام کیا۔ اور اپنے مبلغین کا سب سے ہیڈ کوارٹر بنایا۔ لیکن یہ قصبہ بھی آخر مسلمانوں کی اس بیماری کا شکار رہا۔ کہ وہ ایک دوسرے کے کام میں معاون ہونے کے بجائے ایک دوسرے کے کام کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کام کرنے کو تو بہت سا علاقہ خالی پڑا تھا اور خالی اب بھی ہے۔ جہاں ارتداد ہو رہا ہے لیکن ہر طرف سے یہی کوشش ہوتی رہی کہ ساندھن کے قصبہ میں ہمارے آدمی کام نہ کریں۔ آخر شروع مئی میں احمدی فریق قادیان نے وہاں ایک مدرسہ ہمارے مدرسہ کے مقابل جاری کر دیا۔ اور جب اس کے جاری کرنے سے بھی پہلے مدرسہ کی رونق کم نہ ہوئی۔ تو اب ایک دوسرا مدرسہ اس پتی میں جاری کیا گیا ہے جس پتی کے طالب علم ہمارے مدرسہ میں آتے تھے۔ اور ایک ڈاکٹر کو بھی وہاں کام کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ یہ سخت افسوسناک حالات ہیں۔ اگر یہی آدمی کسی دوسری جگہ کام کرتے تو خدمت اسلام کا کام بہتر ہوتا۔ اور اگر ساندھن کوئی ایسی چیز ہے۔ جہاں قبضہ جمانے سے کسی خاص کام کرنے والی جماعت کو بہت قوت پہنچ سکتی ہے۔ تو ہمیں اس کی بھی پروا نہیں۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اس ملک کے اندر ہزارہا ایسے مقامات پڑے ہیں جہاں فتنہ ارتداد کا اثر پڑ سکتا ہے۔ ابھی ان ساڑھے چار لاکھ پر ایک دوسرے کے قدم الجھنے کی کوشش سے کیا حاصل ہے۔

اس کے متعلق جو عذر اخبار الفضل میں شائع کیا گیا ہے۔ وہ خود غلط ہے۔ یہ لکھا گیا ہے۔ کہ

"دوسرے ٹھاکروں نے کئی بار ہم سے درخواست کی کہ یہاں مدرسہ کھولدیں۔ اور وہ آخر اپریل شدھ ہونے کو بھی تیار تھے۔ اس کی تاریخ بھی مقرر تھی۔ جس کی وجہ سے یہاں جانا پڑا۔ اور الحمد للہ کامیابی ہوئی۔"

بظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخر اپریل میں اگر ان اصحاب نے ہی شدھی کو روکا۔ حالانکہ یہ ایک خلاف واقعہ امر کو اپنی طرف منسوب کرنا ہے۔ شدھی کی تاریخ ۲۸ اپریل مقرر تھی۔ اور یہ اصحاب ۱۰ مئی میں یہاں آئے۔ ہمارے مبلغین نے جہاں تک ممکن تھا۔ ان لوگوں کو جو اشدھ ہونے کے لئے تیار تھے سمجھایا۔ مگر اصل بات جو اس شدھی کی ناکامی کا باعث ہوئی۔ محض تائید ایزدی تھی۔ یعنی ان اشدھ ہونے کے لئے تیاری کرنے والوں کا سرغنہ بیمار ہوا اور اس کا بیٹا دونوں قضائے آسمانی سے چل گذرے۔ اور خود بیماری بھی اسی ۲۸ اپریل کے دن راہی ملک عدم ہوا۔ اور اس طرح سے یہ اشدھی کی تحریک کلی ناکام ہوئی۔ اس کا کیا فائدہ ہے کہ ان نتائج کو بھی اپنی کارروائی کا اثر بتایا جائے۔ جن سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں۔ یہ کام محض خدا کے لئے ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ ایسی باتیں کسی نیک کام پر اچھا اثر نہیں ڈال سکتیں۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ "آپ کے مبلغ ہمارے متعلق کیا زہر پھیلاتے ہیں" یہ بھی غلط بیانی ہے۔ وہ زہر پھیلانا یہ ہے کہ ہمارے مبلغ کسی کے متعلق کچھ غلط بیانی سے کام لیں۔ ہم نے اپنے مبلغین کو جب بھیجا۔ تو اس کے ساتھ ہی یہ تحریری ہدایات ان کو دیں کہ سوائے موٹے موٹے اصول اسلام کے سکھانے اور تعلیم اسلام پر لوگوں کو قائم رکھنے کے اور کسی قسم کی بحثوں میں نہ پڑیں۔ لیکن جب وہاں بانی سلسلہ احمدیہ کی نبوت کی تعلیم شروع ہوئی۔ اور ہمارے مبلغین سے جو وہ بھی احمدی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے یہ بات دریافت کی۔ تو ہمارے مبلغ مجبور تھے۔ کہ وہ یہ بیان کریں۔ کہ یہ دعوے حضرت مسیح موعود کا نہیں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا سوال آئے گا تو لوگوں کے دلوں میں خلش پیدا ہوگی۔ اور اگر ہم سے سوال کیا جائے گا۔ کہ کیا واقعی حضرت مرزا صاحب کا دعوے یہ تھا۔ تو ہمارے مبلغ اس بات کے کہنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ یہ تعلیم ان کی طرف غلط طور پر منسوب کی جاتی ہے۔ اور آپ کا دعوے صرف مجدد ہونے کا تھا۔ اور ان مبلغین کا زہر پھیلانا صرف اسی کو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس نبوت کے عقیدہ کی وجہ سے یہ لوگ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ عقیدہ واقعی زہر کا حکم رکھتا ہے تو اسے ترک کرنا چاہیئے دوسروں کو الزام دینے سے کیا فائدہ۔

ہمارے لئے دونوں طرف مشکلات ہیں۔ اگر ہم اس عقیدہ نبوت کی تردید نہ کریں۔ تو اسلام میں ایک فتنہ کے حامی بنتے ہیں۔ اور اگر کریں تو نہ صرف قادیانی گروہ کے لوگ ہی ہم پر الزام دیتے ہیں۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی یہ کہنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ کہ ہم گویا اپنے عقاید خصوصی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ چنانچہ بعض ایسی قسم کی باتوں پر بعض اصحاب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مگر ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا وہ دین جس پر ہم علی الاعلان چلتے ہیں۔ وہی ہے جس کی ہم بارہا اشاعت کر چکے ہیں۔ کہ ہم سر دست صرف ان لوگوں کو ارتداد سے بچانا ہی اپنا کام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ منشی سردار خاں صاحب اول مدرس ساندھن کی رپورٹ کے الفاظ یہاں نقل کئے جاتے ہیں:۔

"ایڈیٹر صاحب الفضل کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے مبلغ لوگوں کو محمودیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس میں چونکہ حضرت مرزا صاحب کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اس لئے جن کو آپ کے مبلغین تبلیغ کرتے ہیں ہمارے پاس آکر پوچھتے ہیں کہ یہ مرزا صاحب جن کو قادیانی لوگ نبی مانتے ہیں۔ کہاں ہوئے ہیں اور ان کا کیا دعوے تھا؟ کیا وہ اپنے دعوے میں سچے تھے؟ ان باتوں کے جواب میں ہمیں زبان کھولنی پڑتی ہے۔ ہم بلا کم و کاست اپنے عقاید بھی ان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ اور محمودی عقاید کا بھی نقشہ کھینچ دیتے ہیں۔ یہ ہمیں مجبوراً کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر ہم چپ رہیں تو ہمارے عقاید کے متعلق اہل دہ کو غلط فہمی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اہل دہ سے حلفیہ شہادت لی جائے کہ محمودی حضرات کے آنے سے پہلے ہم نے کبھی بھی احمدیت کی تبلیغ کی ہو۔ اگر محمودی حضرات یہاں آکر محمودیت کی تبلیغ شروع نہ کرتے۔ تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی۔ کہ ان کے عقاید سے اہل دہ کو واقف کرتے"

اخیر میں میں پھر تمام فرقہائے اہل اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ اسلام اس وقت سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ اس وقت سب ایک دوسرے کے معاون بنیں۔ اسی میں اسلام کی کامیابی ہے اور جتنا زور ہم ایک دوسرے کے خلاف صرف کرتے ہیں۔ وہ خود اسلام کے خلاف صرف ہو رہا ہے۔ خواہ ہم کتنا ہی اسے یہی سمجھتے ہوں کہ ہم خدمت اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اگر انجمن شعیبیہ نے یہ مدرسہ ہمارے سپرد نہیں کیا۔ اگر ہم پہلے سے وہاں کام نہیں کر رہے تو بلاشبہ قادیانی حضرات ہوں۔ یا اور کوئی انہیں اختیار ہے۔ کہ وہاں کام شروع کریں۔ مگر فساد کی بنیاد رکھنے سے کچھ حاصل نہیں۔ اور خدمت اسلام کا کام کرنے کے لئے خدا کی زمین بہت وسیع ہے۔ خدا کرے یہ درد دل کا اظہار ان لوگوں کے لئے موجب فائدہ ہو۔ جو ہمارے مبلغین کو بلا وجہ ساندھن سے نکالنے کے در پے ہیں۔ اور وہاں ایک جماعت کے مبلغین کے ہوتے ہوئے مقابل پر آ جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اس فتنہ کو بڑھانے کے لئے یہ عذر ہر جگہ ہو سکے گا۔ کہ گاؤں کے بعض آدمی چاہتے ہیں۔ کہ ایک اور مدرسہ بھی وہاں ہو ایسے اختلاف دیہات میں اکثر ہوتے ہیں۔ کہ ایک پتی والوں سے دوسری پتی والوں کی نہیں بنتی۔ مگر ہمارا کام یہ نہیں کہ بالمقابل اڈے لگا کر ان تفرقوں کو مستقل کریں۔ بلکہ ہمیں ان لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر اس اپیل کا اثر ان اصحاب پر کم نہ ہوا۔ تو اسلام کے مصائب پر رونے کے سوائے اور کیا چارہ ہے۔ اللہ تعالے ہر کام کرنے والے اصحاب کو یہ سمجھ دے کہ وہ اس وقت اتحاد اسلامی پر ہر قسم کی خواہشات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اخبار احمدیہ

برادر غلام نبی شاہ صاحب گرداور قانونگو ریاست جموں نے ۲۸ روپیہ چندہ اپنی اور اپنے احباب کی طرف سے تبلیغ ہند کے فنڈ میں بھجوایا ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔

غلام نبی شاہ صاحب ۱۰ روپیہ۔ صوبا صاحب ترکھان ۵ روپیہ۔ جلال الدین صاحب چار آنے ۴ر۔

برادر مولوی حافظ نور الدین صاحب قاری کی تبدیلی سرینگر سے اننت ناگ کشمیر بعہدہ مدرس پنجم ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نئی جگہ کو مبارک کرے۔ اور اس علاقہ میں بھی آپ کو خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

برادر سید مسعود شاہ صاحب کی جموں سے تبدیلی ہو گئی تھی جو اب خدا کے فضل سے رک گئی ہے۔ الحمد للہ۔

برادر محمد الٰہی صاحب ملازم ریلوے ایک ابتلا میں مبتلا ہیں۔ جملہ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالے اُن کی مدد کرے۔ اور انہیں اس سے مخلصی بخشے۔

ہمارے کرم و حامی اسلام جناب نواب صاحب ریاست... اسب مرض نقرس سے سخت علیل ہیں۔ جملہ احباب خاص طور پر نواب صاحب کی صحت کیلئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسے خادم اسلام وجود کو ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔ اور انہیں جلد صحت عطا فرماوے۔

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب راولپنڈی سے بسلسلہ ملازمت ریاست... تشریف لے گئے ہیں۔ اور ۳۰ مئی سے اپنے ریاست کے شفاخانہ کا چارج لے لیا ہے۔

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کی اہلیہ کرمہ راولپنڈی میں علیل ہیں۔ اُن کی صحت کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

مولوی صدیق حسین صاحب مسلم مشنری احاطہ بمبئی کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد ۸ ماہ حال بروز جمعہ بوقت عصر بمقام رائے بگ ضلع بلگام میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم جملہ احباب کو مولوی صاحب اور اُن کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں داخل کرے۔ جملہ احباب جنازہ غائب ادا فرماویں۔

فہرست چندہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام جموں

معرفت منشی فضل احمد صاحب مدرس ہائی سکول جموں

نام معطی	رقم	بابت ماہ
چودھری نور داد صاحب کنسٹبل	۲ر	چیت ۱۹۸۱
شیخ حفیظ اللہ صاحب	۱۲ر	کاتک تا پھاگن ۱۹۸۰
مستری امام الدین صاحب ولد مستری ولی محمد صاحب	۱۲ر	اگہن تا پھاگن و چیت ۱۹۸۱
مستری محمد ابراہیم صاحب	۴ر	چیت ۱۹۸۱

کل میزان ۲ روپیہ ۱۰ آنہ

خرچ ٹکٹ ۲ر۔ باقی ۲ روپیہ ۸ آنہ

مراسلات

آریہ سماج کی قابل شکریہ کارگذاریاں!

آج کل اخبارات میں فتنۂ ارتداد اور ہندو سنگھٹن کے متعلق خبریں اشدھی سبھا کی کارروائیوں اور ہندوؤں کی قومی تیاریوں کے حالات سن سن کر بعض مسلمان پریشان سے نظر آتے ہیں۔ اور آریہ سماج کو ان تمام فتنوں کا بانی دیکھ کر شاید سب سے زیادہ خطرناک خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا میں یہ ظاہر کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ آریہ سماج نے بخیال خویش اسلام کے خلاف جو جو کوششیں کی ہیں۔ ان میں حقیقتہً اسلام کا نفع زیادہ اور نقصان کم ہے ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مسلمانوں کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی مطلق ضرورت نہیں ہاں اگر گھبرانے اور فکرمند ہونے کی ضرورت ہے تو سناتن دھرم کو ہے جو آریہ سماج کی بدولت بیخ و بن سے اکھڑتا اور فنا ہوتا ہوا نظر آرہا ہے مسلمانوں کو تو آریہ سماج کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ

(۱) آریہ سماج نے مورتی پوجا کی مخالفت کرکے سناتن دھرمیوں کے مندروں کو سب سے زیادہ بے رونق اور ویران کیا۔ حالانکہ یہ کام مسلمانوں کو کرنا چاہیے تھا۔ مگر انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔

(۲) سناتن دھرم ذات پات کی قید کو ضروری اور لازمی سمجھتا ہے نیز چھوت چھات کی پابندیوں کے ذریعہ ہندوؤں کی برادریوں کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے لیکن آریہ سماج اس کی دشمن ہے۔ جو ہندوؤں سے ذات پات اور چھوت چھات کی قیود کو دور کرنے کے لئے پوری طاقت سے کوشاں ہے۔ یہ کام بھی مسلمانوں ہی کے کرنیکا تھا لیکن انہوں نے اس طرف کوئی ہمت صرف نہیں کی۔

(۳) سناتن دھرم کے ماننے والے جن شاستروں اور پُرانوں کو واجب التعظیم اور قابل اقتدا سمجھتے ہیں۔ آریہ سماج نے اُن کا تمسخر اڑایا۔ اور اُن کو نفس پرست پنڈتوں کی کھا اس بتا کر ناقابل عمل ٹھیرایا ہے۔ (دیکھیو ستیارتھ پرکاش)

(۴) مسلمانوں نے اپنی آٹھ سو سالہ مسلسل حکومت کے زمانے میں بھی اور غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے اب تک بھی کبھی ہندو مذہب کے مٹانے اور اس کی جگہ اسلام کے شائع کرنے کی کوئی باقاعدہ اور منظم کوشش کسی جماعتی رنگ میں نہیں کی تھی۔ آریوں نے اس نوزائیدہ تحریک اشدھی میں شامل کرکے سناتن دھرم اور ہندو مذہب کے تمام فرقوں کو میدان میں لاکر کھڑا کردیا۔ اور مسلمانوں کو موقع دیا ہے۔ کہ وہ باقاعدہ اور منظم طور پر ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی طرف متوجہ ہوں۔ اور جس کام کو وہ آج تک بھولے ہوئے تھے۔ اس کو پوری ہمت کے ساتھ شروع کردیں۔

(۵) مسلمانوں نے اپنے ہندو ہمسایوں کا لحاظ اور مروت مدنظر رکھ کر سناتن دھرم کے عقاید و اعمال پر نکتہ چینی نہیں کی۔ لیکن اب جبکہ سناتن دھرم میدان مقابلہ میں نکل کر مسلمانوں کو ہندو بننے کی ترغیب دے رہا ہے۔ تو مسلمانوں کو موقع حاصل ہو گیا ہے۔ کہ وہ سناتن دھرم کے مسائل ... کو اچھی طرح زیر بحث لائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۶) آریہ سماج نے مالویہ جی کے افغانی خطرہ کو اہمیت دے کر سات کروڑ مسلمانوں سے ۲۳ کروڑ ہندوؤں کو کمزور اور مغلوب بھجیا حالانکہ مسلمان ہندوؤں کے دوش بدوش رہ کر سوراج کے حصول کی کوشش میں مصروف تھے۔ سوراج میں چونکہ ہندوؤں کی اکثریت لازمی تھی۔ لہٰذا اس کو ہندو حکومت کہا جا سکتا تھا۔ آریہ سماج نے سوراج کے خرمن میں آگ لگا کر مسلمانوں کا کم اور ہندوؤں کا بہت زیادہ نقصان کیا ہے۔

(۷) ہندو سنگھٹن نے مسلمانوں کے خلاف بودھوں تک کو اپنے جتھے میں شامل کرلیا ہے جس کے سیاسی نتائج تو یقیناً موہوم اور ممکن ہے کہ خلاف امید اور بالکل برعکس برآمد ہوں۔ لیکن سناتن دھرم یعنی ہندوؤں کے محبوب مذہب کی ہستی یقیناً معرض خطر میں پڑ گئی ہے (۸) شرادھ کا رواج ۔ ویدانت کی گرم بازاری، مہاراجہ رامچندر جی اور سری کرشن مہاراج کی دیوتائی سب ہندوؤں سے مٹ جانے والی چیزیں ہیں۔ کیونکہ آریہ سماج ان سب چیزوں کی دشمنی اور مخالفت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ اور سناتن دھرم والے خود آریہ سماج کے معمول بن چکے ہیں۔

(۹) ہندوستان کے بعض اضلاع میں تھوڑے سے نومسلموں کا مرتد ہوجانا درحقیقت نہ آریہ سماج کے لئے موجب مسرت ہے نہ مسلمانوں کے لئے باعث تردد۔ جب دو فوجوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو شکست پانے والی فوج کے سپاہی بھی مقتول ہوا کرتے ہیں۔ بعض اوقات سپہ سالار کو دیدہ و دانستہ اپنا کوئی دستہ کٹوا دینا پڑتا ہے۔ اور اس کے بعد ہی وہ دشمن کو بکلی ہزیمت دینے یا میدان سے بھگا دینے کا موقع پایا کرتا ہے۔ آریہ سماج نے جس جنگ کی طرح ڈالی ہے۔ اس میں مسلمانوں کی کامیابی یقینی ہے۔ جس کو مستقبل بہت جلد بتا دینے والا ہے۔

(۱۰) موجودہ تحریک نے ہندوؤں کو سپہگری کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں لڑنے اور کشت و خون پر آمادہ رہنے کی ترغیب دینے والوں نے اس بات کو نظرانداز کر دیا ہے۔ کہ ہندوؤں کی دولتمند اور سودخوار قوم پر اس کا کیا اثر پڑے گا اور نتیجہ میں وہ اپنی موجودہ پوزیشن کو بھی قائم رکھ سکیں گے یا نہیں؟ نیز یہ کہ ۲۳ کروڑ کو ۷ کروڑ کے مقابلہ کے لئے خصوصی طور پر تیاری کی ترغیب دینا درحقیقت سات کروڑ کو زیادہ بہادر اور ۲۳ کروڑ کو اور بھی بزدل بنانا ہے۔ فتدبروا!

غرضکہ آریہ سماج نے اگر نقصان پہنچایا ہے تو صرف ہندوؤں کو یا سناتن دھرم کو۔ مسلمانوں کا تو آریہ سماج سے کچھ بھی نہ بگاڑا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

اکبر شاہ خاں ۔ نجیب آبادی۔

احمدیہ بستی

اخبار پیغام صلح کے نمبر ۹۵ میں میں نے انجمن احمدیہ بستی کے قواعد و ضوابط شائع کرکے خریداران اراضی واقعہ احمدیہ بستی کی خدمت میں التجا کی تھی کہ اگر کسی صاحب کو کسی قاعدہ پر کوئی اعتراض ہو تو تحریر فرماویں۔ تا اُسے مزید غور کے لئے انجمن کے پیش کیا جائے مگر اب تک کسی صاحب نے کسی قاعدہ کے متعلق کوئی اعتراض نہیں بھیجا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام احباب کو ان قواعد سے اتفاق ہے۔ اب مکرر اس اعلان کے ذریعہ احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کسی صاحب کو کوئی اعتراض ہو۔ تو اس اعلان کے شائع ہونے سے ایک ہفتہ کے اندر مجھے اطلاع دیں۔ تا اُسے باقاعدہ انجمن میں پیش کیا جاوے۔ اگر ایک ہفتہ تک کوئی اطلاع نہ ملی۔ تو یہ یقین کرلیا جائے گا۔ کہ تمام احباب کو ان سے اتفاق ہے۔

علاوہ ازیں چند ایک قطعات اب تک قابل فروخت باقی ہیں۔ خواہشمند احباب جلدی درخواستیں بھیج دیں۔ قطعات ختم ہو جانے پر ایسا موقعہ پھر نہیں ملے گا۔ کیونکہ بستی کی ملحقہ اراضی کے ملنے کی سردست کوئی امید نہیں۔ پہلے خیال تھا کہ شاید بستی کی ملحقہ اراضی میں سے کچھ اور زمین مل جائے۔ اور اس طرح بستی کی توسیع ہو سکے۔ مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ موجودہ اراضی میں کنال کنال کے ۶۶ (چھیاسٹھ) قطعات ہیں جن میں سے چار مسجد اور مہمان خانہ کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ اور باقی (۶۲) باسٹھ قطعات میں مکانات بنیں گے۔ والسلام

خاکسار

(فقیر اللہ ۔ سیکرٹری ۔ انجمن احمدیہ بستی)

بقیہ صفحہ اول

ولعلکم تتقون میں بتائی گئی ہے۔ روزے سے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔ انسان خدا کو پیارا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت یہ بات درست بیٹھتی ہے۔ والذی نفسی بیدہ ... لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک بترک طعامہ وشرابہ وشہوتہ ۔ فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالے کے نزدیک نافہ آہو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ کہ وہ اپنے کھانے پینے کو اپنی خواہشات کو ترک کرتا ہے۔ اور اس وقت اس کو وہ مقام ملتا ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب ۔ جب میرے بندے جنہوں نے میری اطاعت اپنے اوپر لے لی۔ اور وہ نفس کے رذائل سے مطہر ہوگئے۔ جب وہ میرے سامنے دعائیں تضرع کرتے ہیں۔ تو ان کی بات کو میں مان لیتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالے کا قرب قربانی کو چاہتا ہے۔ اور وہ نفس کی خواہشات کی قربانی ہے۔ اور یہ مقام اسی کی باریک سے باریک تحریکات کا مقابلہ حاصل کرنے کی طاقت حاصل کرنے سے میسر آتا ہے۔ کہ انسان ان راہوں کو ترک کر دیتا ہے۔ جو وجود کے قیام کے لئے لازمی ہیں۔ اپنے قیام کی راہوں کو ترک کر دیتا ہے۔ اور وہ کھانا پینا ہے۔ کھانے پینے سے انسان کے وجود کا قیام ہے۔ اور اس کے علاوہ نوع انسان کے قیام کے راہوں کو یعنی مباشرت کو بھی ترک دینا ہی بڑی قربانی ہے (والانقطاع الی اللہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے روزے رکھتے تھے۔ وہ روزہ رکھنے کے عاشق تھے۔ اس وقت بھی روزے رکھتے تھے جس وقت مال کو خیرات میں دے کر فقر کی شان لئے اوپر لے لیتے تھے۔ اور اس وقت بھی روزے رکھتے تھے جس وقت حضور عرب کے تاجدار تھے۔ اور روزے کے ساتھ مال کی محبت تو کیا مال کو اس طرح بکھیرتے تھے۔ جس طرح تند ہوا درختوں کے پتوں کو ... بکھیرتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کان اجود بالخیر من الریح المرسلۃ اور یہ بھی حدیث شریف ہے کان النبی اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان ۔ اسی سے حضرت نبی کریمؐ کو اللہ تعالے کا قرب حاصل ہوا۔ اور قرب کے اعلے سے اعلے مقام نے یہ صورت اختیار کی۔ کہ اس آیت شریف میں مذکور ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔ قرآن کریم کا نزول حضور کے سینہ مطہرہ پر رمضان میں ہوا۔ اور حضور کو ہمیشہ اس نور سے محبت رہی چنانچہ حضور قرآن کریم کو بہت زیادہ تلاوت فرماتے۔ اور سب سے زیادہ ماہ رمضان میں تلاوت فرماتے۔ اور حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوتے۔ اور رسول کریمؐ کے ساتھ ماہ رمضان میں قرآن کریم کا دور کرتے۔ اور باوجودیکہ حضور کے سینہ پر اس کا نزول ہوا۔ اور باوجودیکہ حضور کو یاد تھا تو بھی اس کی تلاوت میں مداومت فرماتے۔ اور اس قسم کی عشق و عجز بھری دعائیں فرماتے۔ ان تجعل القرآن ربیع قلبی ۔ اے اللہ قرآن کریم کو میرے دل کی بہار بنا دے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ حضرت نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھیں۔ اور اس ماہ سے جو سبق وہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کو سال بھر میں کسی وقت نہ بھلائیں۔ تا کہ ان پر آسمان سے برکات نازل ہوں۔ وما التوفیق الا باللہ العظیم ۔

ایک اہم فتوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کافر ہیں یا نہیں؟ کیا کسی مسلمان کو حق ہے کہ ان کو مسجد میں جانے اور پڑھنے سے روکے؟ بینوا توجروا

سائل ۔ نور محمد ۔ ٹانگر۔

جواب

بلاشبہ اس جماعت کے بعض عقاید صحیح نہیں ہیں۔ ہم ان عقاید و مسائل میں انہیں حق نہیں سمجھتے اور ان سے اختلاف کرتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں کافر سمجھا جائے۔ وہ یقیناً مسلمان ہیں۔ اور امت اسلامیہ میں داخل۔ اور وہ تمام حقوق رکھتے ہیں جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کو شرعاً حاصل ہیں۔ جو شخص انہیں کافر کہتا ہے وہ نہایت سخت غلطی ... کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اسی غلو و تشدد میں مبتلا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے تمام مصیبتوں اور بربادیوں کا باعث ہو چکا ہے۔ عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے مفسدوں کی بات پر کان نہ دھریں۔ اور تمام کلمہ گو جماعتوں کے ساتھ اتفاق اور رواداری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۳۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری | نمبر ۶۴

گائے کی قربانی کا سوال

(حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کے قلم سے)

ڈاکٹر انصاری اور مسٹر ناگیڈو کی تحریک پر ۲۰۔ جون کو الہ آباد میں پریس کانفرنس ہوگی۔ جس میں عید کے موقعہ پر گائے کی قربانی کے سوال پر بحث ہوگی۔ اور وہ ذرائع اختیار کئے جائیں گے جن سے گکھشا کی قربانی رک جائے۔

اس اجتماع سے پیشتر یہ ضروری ہے۔ کہ اس مسئلہ پر پبلک کی رائے کو اسلامی پریس معلوم کرے۔ اس لئے کہ اگر کوئی سمجھوتہ اس موقع پر ہو گیا۔ اور پبلک کی رائے اس کی تائید میں نہ ہوئی۔ تو یہ امر خفت کا موجب ہوگا۔ واقعات کو نظر انداز کر کے کوئی یکطرفہ فیصلہ خواہ کتنا بھی زیر تجویز کن ہو مفید نہیں ہو سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ گائے سے ہمارے ہندو اہل وطن کو سخت عقیدت ہے۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کے اصل اصول سے بھی بڑھکر وقعت گائے کو حاصل ہے۔ ہندوؤں میں ایسے فرقے تو ہیں جو ویدوں کو نہیں مانتے۔ بلکہ خدا کی ہستی کے بھی قائل نہیں۔ مگر ایسا کوئی فرقہ نہیں جو گائے کو عظمت کا مقام نہ دیتا ہو۔ گویا اگر ہندو کسی مذہب کا نام ہے۔ تو اس کا اصل الاصول گائے کی عظمت ہے۔ آج ملکانہ قوم کی شدھی کی تحریک نے اس بات کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔ اس لئے کہ کوئی قوم اسلام کو ترک کر کے ہندو مذہب میں واپس جانے کے لئے تیار نہیں سوائے ان کے جن کے دلوں میں گائے کی عظمت ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے یہ سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور ایک طرف اگر یہ ضرورت ہے کہ اپنی ہمسایہ قوم کے جذبات مذہبی کا احترام کر کے مسلمان کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے ہندو قوم کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہنچے۔ تو دوسری طرف اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ گائے کی عظمت اہل میں پرستش کا رنگ رکھتی ہے۔ اور بت پرستی کی ایک قسم ہونے کے لحاظ سے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے۔ کہ اپنے ہندو اہل وطن پر اس بات کو واضح کرے۔ کہ ایک جانور کو پرستش کا مرتبہ دینا یا ایسی عظمت دینا جو پرستش کی حد تک پہنچی ہوئی ہو۔ اور خدائے واحد کی طرح اسے قابل عبادت سمجھنا ایک سخت غلطی ہے۔ پس گائے کی عظمت کو توڑتے ہوئے اپنے اہل وطن کے جذبات مذہبی کے احترام کا اہم سوال مسلمانوں کے سامنے ہے۔ اسی عام سوال کا ایک حصہ عید کے موقعہ پر گائے کی قربانی کا سوال ہے۔ گو گائے کی قربانی کا سوال بجائے خود اس وسیع سوال کی ایک شاخ ہے۔ کہ گائے کو گوشت خوری کیلئے ذبح کیا جائے یا نہ۔ مگر اس میں ایک مزید بات قابل غور یہ ہے کہ عید قربان کے موقعہ پر قربانی کرنا ہر مسلمان کے لئے جو استطاعت رکھتا ہے۔ ضروری ہے۔ اور اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں جہاں مسلمان بھیڑ بکری ذبح کرتے ہیں۔ عموماً وہ لوگ جو اس قدر استطاعت نہیں رکھتے گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو جاتے ہیں۔ اور یوں اس مذہبی فریضہ کو ادا کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہندو اہل وطن کا مطالبہ یہ ہے کہ مسلمان عید کے موقعہ پر گائے کی قربانی دینا چھوڑ دیں۔ اور بجائے اس کے بھیڑ بکری کی قربانی دیں۔

اس مطالبہ کی اصل وجہ کیا ہے۔ ہندو چاہتے ہیں کہ مسلمان کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے ہندوؤں کے احساسات مذہبی کو صدمہ پہنچے۔ اور یہ سچ بھی ہے کہ ہر قوم کو جہاں تک ممکن ہو۔ دوسری قوم کے مذہبی احساسات کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسا فعل نہ کرنا چاہیئے جس سے اس قوم کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہنچے لیکن جب ایک مسلمان سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو پہلا سوال اس کے دل میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ مطالبہ کرنے والی قوم خود بھی مسلمانوں کے احساسات مذہبی کا احترام کے لئے تیار ہے؟ اس سوال کا جواب واقعات کے رو سے نفی میں ملتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذہبی مباحثات کا دروازہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر صرف اصول مذہبی پر بحث ہو۔ اور وہ واجب الاحترام ہستیاں جنہوں نے انسانوں کو کروڑ در کروڑ کی تعداد میں ذلت کے مقام سے اٹھا کر اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاقی منازل پر پہنچایا۔ اس بحث سے بالا تر ہیں۔ کیونکہ وہ بہر حال نسل انسانی کے محسن ہوئے ہیں۔ تو اس سے کسی قوم کے مذہبی احساسات کو رنج نہیں پہنچ سکتا۔ ایک مسلمان کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس بات کے دلائل دے کہ مورتی پوجا یا غیر اللہ کی عبادت سے اخلاق فاضلہ کو انسان حاصل نہیں کر سکتا۔ یا یہ کہ تناسخ محض ایک غلط اور بے بنیاد خیال ہے۔ یا نیوگ کا مسئلہ حیا اور غیرت انسانی کو کاٹنے والا ہے۔ اور ایک ہندو کو اختیار ہے۔ کہ اس بات کے دلائل دے کہ ایک خدا کی عبادت انسان کی ترقی کے رستے میں روک ہے۔ یا مسئلہ طلاق یا تعداد ازواج کے ماننے سے معاشرت انسانی کو نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان ویدوں کے رشیوں یا رامچندرجی یا کرشن جی کے حق میں ناشائستہ کلمات بولے یا ایک ہندو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم یا دیگر پیغمبروں یا بزرگان اسلام کے شان میں گستاخی کرے۔ تو یہ امر دوسری قوم کے احساسات مذہبی کا خون کرنے والا ہے۔ اب مسلمان تو ہندو مذہب کے بزرگوں کا یہاں تک احترام کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان رامچندرجی یا کرشن جی کے شان میں کبھی کوئی گستاخی کا لفظ منہ سے نہیں نکالتا۔ بلکہ جب ان کا نام لیتے ہیں تو عزت سے لیتے ہیں۔ اور بعض مسلمان تو ان کو اتنا بلند مقام دیتے ہیں۔ کہ وہ انہیں ان مصلحین میں داخل کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً اصلاح کے لئے کھڑا کرتا رہا۔ اور سب کے سب انہیں واجب التعظیم بزرگ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہندو اہل وطن کو جب اسلام پر بحث کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو سوامی دیانندجی نے وہ کچھ گستاخی سرور عالم اور دیگر انبیاء کے حق میں کی۔ کہ جس کا ایک ایک لفظ ایک مسلمان کے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے۔ اور آج عام طور پر ہندوؤں کا یہ رویہ ہوتا جاتا ہے کہ وہ سوامی صاحب کی اقتدا میں پیغمبر اسلام اور بزرگان اسلام کی شان میں گستاخی کو ہی مذہبی بحث کا قائم مقام سمجھے ہوئے ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمانوں نے ان کے بزرگوں کی عزت کی۔ اور انہوں نے مسلمانوں کے بزرگوں کی توہین کی۔ اب یہ مزید مطالبہ مسلمانوں سے کر رہے ہیں۔ کہ وہ ان کے مذہبی احساسات کی خاطر گائے کی قربانی کا نام بھی نہ لیں۔ یہ اتحاد نہیں جس میں ایک قوم پر تو اس قدر مطالبات روا رکھے جائیں۔ کہ وہ اپنے مذہبی فریضہ کی ادائیگی پر بھی ایک حد بندی قائم کرلیں اور دوسری قوم اپنے افعال شنیعہ سے بھی نہ رکے۔ اگر ہمارے ہندو اہل وطن پہلے مسلمانوں کے اس احترام کے جواب میں جو وہ ان کے بزرگوں کا کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلام اور بزرگان اسلام کا احترام اسی طرح کرنے کو تیار ہیں۔ تو مسلمان پھر دوسرا قدم اٹھانے میں پیشقدمی کرنے کیلیے تیار رہوں گے لیکن اگر ہندو بزرگوں کے احترام کا جواب بزرگان اسلام کو گالیاں دینا ہے۔ تو خواہ پولٹیکل لیڈر کچھ سمجھوتہ کریں۔ عام مسلمان پبلک پر اس کا اثر نہ ہوگا۔ اگر ہندو اخبارات اب بھی یہ قدم اٹھائیں۔ اور صاف طور پر اعلان کردیں۔ کہ وہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احترام اسی طرح کرینگے جس طرح مسلمان ان کے بزرگوں کا احترام کرتے ہیں۔ اور دل سے آپ کی اور دیگر بزرگان [illegible] کی قربانی کے سوال کے حل کے لئے کوئی قدم اٹھایا بھی جا سکتا ہے۔ مگر جبتک ہندو اصحاب دلی صفائی سے پیغمبر اسلام کی عزت اپنے بزرگوں کی طرح کرنے کا اقرار نہ کریں۔ گائے کی قربانی کے سوال کو چھیڑنا بے فائدہ ہے۔

دوسری بات جو اس بارے میں میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہندوؤں کا موجودہ سلوک مسلمانوں سے ایسا ہے۔ کہ کوئی باغیرت قوم اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ مسلمانوں کو ادنیٰ اور ذلیل اقوام میں داخل کرتے اور انسے چھوت چھات کرتے ہیں۔ بلکہ چوہڑوں اور چماروں کا مرتبہ دیتے ہیں۔ اور جس طرح ان کے ساتھ مل کر کھانا پینا جائز نہیں سمجھتے۔ دو تین سال ہوئے ہندو مسلم اتحاد کی جو لہر چلی تھی۔ اس میں بڑی بات یہی تھی کہ ہندو مسلمانوں نے ایک گلاس سے پانی پیا۔ مگر افسوس ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے یہ بات محض ایک مصنوعت تھی۔ اور آج ہندو اخبارات میں فخر سے چماروں کا یہ رزولیوشن شائع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر نہیں کھائیں گے۔ گویا ان کے نزدیک مسلمان چماروں سے بھی بڑھ کر ذلیل قوم ہے۔ اور ہندوؤں میں جو آزاد فرقہ آریہ سماج کا نکلا ہے۔ وہ بھی تمام اچھوت اقوام کے ساتھ مل کر کھانے پینے کو تیار ہے۔ مگر مسلمانوں کے ساتھ اس طرح مل کر کھانے پینے کو تیار نہیں۔ کیا جس قوم کو اس قدر ذلت کا مقام دیا جائے اس کی غیرت کبھی برداشت کر سکتی ہے۔ کہ وہ ایسا کہنے والوں کے ساتھ وہی سلوک نہ کرے جو اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اگر ہندو اہل وطن اس بارے میں اصلاح نہیں کریں گے تو وہ یقیناً یاد رکھیں کہ مسلمان مجبور ہوں گے۔ کہ جواب کے طور پر ان سے یہی سلوک کریں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندو مسلم اتحاد بجائے مہینوں کے سالوں پیچھے جا پڑیگا۔ مسلمانوں کے لئے یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ قربانی جیسے اپنے مذہبی حق کو بھی ہندوؤں کی خاطر قربان کر دیں۔ جب تک کہ ہندو ان سے برادرانہ سلوک کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

تیسری بات اس سوال کا ایک اقتصادی پہلو ہے۔ اور اس کا ذکر میں صرف اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ تا یہ معلوم ہو کہ مسلمان جب گائے کی قربانی کرتے ہیں۔ تو ان کے وہم و گمان میں بھی کسی ہندو کا دل دکھانا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ محض مسلمانوں کی غربت ہے۔ بیشتر مسلمان اس حالت میں نہیں کہ وہ عید کے موقعہ پر ایک بھیڑ یا بکری یا دنبہ خرید کر اس کی قربانی کر سکیں۔ اور اس قدر استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے سات آدمی ایک گائے کی قربانی میں شریک ہو جاتے ہیں پس گائے کی قربانی کا اختیار کرنا زیادہ تر اقتصادی پہلو کی وجہ سے ہے اور جب تک بھیڑ بکری اس قدر ارزاں نہ ہو جائے۔ کہ ایک گائے کی قیمت کا ساتواں حصہ دے کر ایک مسلمان اسے خرید سکے اس وقت تک گائے کی قربانی مسلمانوں کی اقتصادی ضرورت کے طور پر باقی رہیگی۔ افسوس یہ ہے کہ ہندو اہل وطن مسلمانوں کی جس اقتصادی کمزوری پر خوش ہو رہے ہیں۔ وہی درحقیقت گائے کی قربانی کی بڑی وجہ بھی ہے۔ اگر پہلی دونوں باتیں طے ہو جائیں۔ اور ہندو قوم ان دونوں امور میں اپنے اس رویہ کو ترک کر دے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ تو اقتصادی پہلو کا علاج آسان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گئو رکھشا کمیٹیاں عید کے موقعہ پر کثرت سے بھیڑ بکری خرید کر ارزاں قیمت پر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ گئو رکھشا کمیٹیوں کے پاس بافراط روپیہ موجود ہے۔ اور اس سے بہتر مصرف اس کا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ اس طرح وہ ہزارہا گائیوں کو ذبح ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

امید ہے ہمارے ہندو برادران وطن ان امور پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنے رویہ کی اصلاح کریں گے۔ اور مسلمانوں کو موقعہ دیں گے کہ وہ اتحاد کی طرف دوسرا قدم اٹھائیں۔ برادران اسلام سے بھی توقع ہے کہ وہ اخبارات میں ان امور پر بحث کر کے اسلامی پبلک رائے کا رجحان معلوم کریں۔

تحریک شدھی اور مسلمان

مسٹر پریم چند صاحب مشہور افسانہ نگار کا ایک طویل مضمون "ملکانہ راجپوت مسلمانوں کی شدھی" پر اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جس میں مسٹر موصوف نے نہایت قابلیت کے ساتھ تحریک شدھی کے نقصانات اور ہندوؤں کی ناعاقبت اندیشی کو آشکارا کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے۔ کہ:۔

"ہندوؤں کی شدھی کی تحریک خالصتاً اور کلیتہً سیاسی امور پر مبنی ہے"

لیکن اس کے ساتھ ہی مسٹر موصوف نے بعض فقرات ایسے لکھے

اسلام افریقہ میں

(ایک مسلمان بزرگ افریقہ سے چودھری ظہور احمد صاحب سکرٹری انجمن کو لکھتے ہیں)۔

آپ کا ۱۸ جنوری سنہ ۲۳ء کا خط پہنچا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اس خط کی اسلامی روح نے مجھ پر بڑا اثر کیا۔ مجھے آپ کا خط دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ میں خود آپ کو اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کو لکھنے والا تھا۔ اگر آپ حیران ہوں کہ میں کیوں آپ کو خط لکھنے کے لئے بیقرار تھا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ کا ایک خط برادرم شیٹ کے پاس دیکھا تھا۔ یہ خیال کرکے کہ آپ کو میری ذات کے متعلق کافی واقفیت ہے۔ میں اپنے حالات لکھنے مناسب نہیں سمجھتا۔ تاہم میں اتنا لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہا ہوں۔ اور ایک دفعہ میں نے یہاں سے چندہ جمع کرکے امداد قرآن مجید انگریزی کے لئے بھیجا تھا۔ جس خاص امر کے بارے میں میں آپ کو لکھنا چاہتا ہوں۔ اور جو کئی سالوں سے میرے سینے میں جوش مار رہا تھا۔ اور جس کے بارے میں مجھے یقین ہے۔ کہ آپ حتی المقدور امداد فرمائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی اسلامی انجمن ان علاقہ جات میں آکر تعلیمی اور مذہبی کام شروع کرے جس کے لئے اشاعت اسلام کا وسیع میدان کھلا ہے۔ غیر ممالک کے لائق مبلغین کی ضرورت ذیل کی وجوہات کی بنا پر ہے۔

(۱) معزز اور تعلیم یافتہ عیسائیوں میں اشاعت اسلام کرنے کے لئے جو عیسائیت سے بیزار ہو چکے ہیں۔ اور مسلمان ہونے پر تیار ہیں۔ اور صرف یہاں کے مسلمانوں کی تعلیمی اور دینی پستی کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔

(۲) اس علاقہ کی کثیر آبادی جنگلی اور وحشی آدمیوں پر مشتمل ہے جو باوجود عیسائی مشنریوں کی پچاس سالہ جد و جہد اور کوشش کے ان کے قابو میں نہیں آئے۔ لیکن اسلام کی طرف رجوع رکھتے ہیں۔ ان میں سے جو عیسائی ہو چکے ہیں۔ وہ بھی محض اس وجہ سے ہیں کہ ان کے والدین انگریزی تعلیم دلانے کی خاطر انہیں مشنری سکولوں میں بھیج دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تعلیمی لحاظ سے عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس مذہب کو صرف رعایات آرام اور خاص امتیازات کے حصول کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ جو انہیں اپنے ناتعلیم یافتہ اقارب پر حاصل ہو جاتی ہیں۔

بدقسمتی سے باوجودیکہ اسلام کی ترقی کے تمام ذرائع موجود ہیں۔ لیکن وہ اتنی جلدی نہیں بڑھ رہا جتنا کہ اسے بڑھنا چاہیئے۔ اور اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ لائق واعظین کی بہت کمی ہے۔ جو عیسائیت کا مقابلہ کر سکیں۔ عام طور پر مسلمان اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ اور جو لوگ علمائے دین ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کی تعلیم دینی بھی نہایت ادنٰے درجہ کی ہے۔ اس لئے وہ قابل طور پر اسلام کو پیش کرنے سے عاجز و لاچار ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ تعلیم یافتہ عیسائی اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ وہ مولویوں کی ناقابلیت اور نافہمی کی وجہ سے ان کے بیان کردہ طریق پر تمسخر اڑاتے ہیں مسلمان علماء کی دینی ناقابلیت کے وجوہات حسب ذیل ہیں۔

ان ممالک میں اسلام اندرون علاقہ سے داخل ہوا۔ اور جن معلمان دین کے ذریعہ سے یہ داخل ہوا۔ ان کی اپنی اسلامی تعلیم نامکمل تھی۔ اور عام طور پر اسی حد تک محدود تھی۔ کہ وہ قرآن شریف ناظرہ بلا ترجمہ پڑھا دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر تعلیم قرآنی کے لئے مکاتب قائم کئے۔ اور جہاں تک ان کی وسعت میں تھا یا وہ وہاں ٹھہرے رہے۔ یہ مکاتب جاری رہے۔ اور جونہی کہ ان کی مالی حالت کمزور ہوگئی۔ یا وہ واپس چلے گئے۔ مکاتب بند ہونے گئے۔ اور یا اس علاقہ کے طلباء نے جو ادھوری تعلیم حاصل کر چکے تھے سنبھال لئے۔ اسی طرح سے شاگرد در شاگرد یہ سلسلہ تعلیم جاری رہا۔ یہاں تک کہ موجودہ صورت تعلیم جو بالکل ناقص ہے۔ ان مدارس میں رہ گئی۔

مغربی تعلیم عموماً عیسائی پادریوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے جن کا خاص مقصد اشاعت دین عیسویت ہوتا ہے۔ عیسائی مشنریوں کی ترغیبات اور تحریصات نے بہت سے ناعاقبت اندیش مسلمانوں کو ان کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ جو بعد ازاں اس ملک میں بڑے بڑے عہدوں پر کام کرتے رہے۔ اور ہر ایک دنیاوی امر میں بڑے مشہور آدمی گذرے ہیں۔ لیکن وہ اسلام سے نکل کر عیسویت میں شامل ہو گئے۔ جن مسلمان باپوں کے فرزند اس طرح عیسائی ہو گئے وہ آئندہ کے لئے مغربی تعلیم کی اس برکت سے مرعوب ہو گئے۔ اور انہوں نے مروجہ ادھوری تعلیم اسلامی کو ہی کافی سمجھا۔ اور اللہ کا شکر ہے۔ کہ اس طرح سے بہت سے مسلمان عیسویت کے فتنہ سے بچ گئے ورنہ سارے کا سارا علاقہ ہی عیسائی ہو جاتا۔ صورت حالات سنہ ۱۸۸۵ء تک ایسی ہی رہی۔ اس کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے سرکاری مدارس کھولے۔ جہاں مسلمانوں نے بھی مغربی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ لیکن مغربی تعلیم کے اثرات کے ڈر سے والدین کو بچوں کی اعلیٰ مغربی تعلیم سے روکے رکھا۔ اور مسلمان اتنی لیاقت حاصل کر سکے کہ معمولی خط و کتابت کر سکیں۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں سرکاری سکول بند کر دیا گیا۔ اور پھر انگریزی تعلیم مشنریوں کے سپرد کر دی گئی۔ لیکن ایک نہایت شریف اور مسلمانوں کے خیرخواہ انگریز نے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے انگریزی مدارس کے قیام کے لئے گورنمنٹ [illegible]

سنہ ۱۹۱۱ء میں سرکاری عمارت میں ایک اسلامیہ سکول کی بنیاد رکھی گئی۔ اور موقعہ بہ موقعہ ان میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اب ۵ سکول مسلمانوں کے لئے قائم ہیں جن کی ایک کمیٹی نگران حال ہے۔ جس میں سات اہم دو انگریز ہیں۔ اور محکمہ تعلیم کا اعلیٰ افسر اس کا پریذیڈنٹ ہے۔ ان مدارس کے قیام کے وقت سے ہی عیسائی مشنری ان کے سخت مخالف ہیں۔ اور وہ اسی وجہ پر گورنمنٹ کی پالیسی پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ کہ وہ کیوں مسلمانوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھتی ہے جس سے عیسویت کو نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ ان کی نکتہ چینیوں کی پرواہ نہ کرکے اپنی پالیسی پر قائم ہے۔ اور ان اعتراضات کو مذہبی تعصب پر مبنی سمجھتی ہے۔ تاہم عیسائی پادریوں کی متواتر جد و جہد کا کچھ نہ کچھ اثر گورنمنٹ پر اب پڑنا شروع ہوا ہے۔ اور موجودہ گورنمنٹ سے مدارس اسلامی کی ہستی کا خطرہ نظر آرہا ہے۔ مذکورہ بالا واقعات سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ مدارس اسلامیہ مستحکم بنیاد پر قائم نہیں ماسوائے اس کے ابتدائی ہونے کے باعث ان کی تعلیم مسلمانوں کی ضروریات سے بہت ادنٰے درجہ کی ہے۔ سنہ ۱۹۱۳ء سے گورنمنٹ نے ایک ماڈل سکول قائم کیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس میں طلباء کے لئے گنجائش بہت کم ہے۔ کہا جائے گا۔ کہ کیوں ہم اپنے بچوں کو دیگر سیکنڈری سکولوں میں تعلیم کے لئے نہیں بھیجتے۔ اس کا جواب بھی یہی ہے۔ کہ یہ بھی ہماری موجودہ ضرورت کیلئے ناکافی ہیں۔ کیونکہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ عیسائی معلمین کے زیر اثر ہمارے دین سے ناواقف نوجوانوں کی تعلیم انگریزی وہی خطرناک نتائج پیدا کرے گی۔ جو مشنریوں کی تعلیم سے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ان سکولوں میں جملہ رنگ عیسویت کے ہیں۔ اور قریباً ہر عیسائی اسلام سے نفرت رکھتا ہے۔ خواہ وہ مشنری ہو یا نہ ہو۔

اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان جملہ برائیوں کا سدباب ہو جائے۔ جو ہماری نسل کو تباہ کئے جا رہی ہیں۔ اور ایسے اسلامی مدارس قائم ہو جائیں۔ جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہوں۔ اور ان میں اعلیٰ درجہ کی اسلامی تعلیم کے ساتھ ہی اعلیٰ مغربی تعلیم بھی دی جائے۔ لیکن ایسے مدارس قائم نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ دیگر ممالک کے مسلمان جو علم دین و دنیا سے وسیع واقفیت رکھتے ہوں۔ ہماری مدد نہ کریں۔ مجھے عرصہ سے یہی فکر دامنگیر تھا۔ کہ میں کسی ایسی مسلمان انجمن سے خط و کتابت کروں جو یہ کام اپنے ذمہ لے۔ لیکن مجھے آج تک کامیابی نہ ہو سکی۔ کیونکہ ان ممالک کے مسلمان اپنے مشرقی بھائیوں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ خوش قسمتی سے جبکہ میں انگلستان کے اخبارات میں اس بارہ میں اپیل کرنے والا تھا۔ مجھے ایک مسلمان نے خط لکھا جس کے سبب سے میری راہ و رسم مشنری برادران سے شروع ہو گئی۔ آپ کی کتب دیکھ

بقیہ پر ۶

ہیں۔ جو مسلمانوں کے حق میں بالکل غیر منصفانہ خیالات پر مبنی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"ہندوؤں میں اس تحریک کی بنا مسلمانوں نے ڈالی وہی اس کے ذمہ وار ہیں۔ انہی کے مذہبی جوش نے ہندوؤں کو اس اجتماع اور انضباط پر آمادہ کیا۔ جن صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ وہاں ہندوؤں کو آسائش و آرام میسر نہیں۔ اور ان کی لڑکیاں اور ان کی بیوائیں ہمیشہ اسلامی دست برد کا شکار ہوتی رہتی ہیں۔ اور مسلمان سرغنایان قوم سکوت کی زریں پالیسی کو توڑنا مناسب نہیں سمجھتے"

ہمیں افسوس ہے کہ ان فقرات میں مسلمانوں کے خلاف صریحاً غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ اور باوجود کہ مسٹر پریم چند کا مضمون بہت سے اسلامی اخبارات میں بتمام وکمال شائع ہوا ہے۔ لیکن کسی نے اس پر نوٹس لینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ تبلیغ اسلام بے شک مسلمانوں کا ایک ضروری فرض ہے۔ اور اس کی ادائیگی کے لئے ہر جائز طریق سے انہیں کوشش کرنی چاہئے اور وہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہم سمجھتے ہیں کہ ہر مذہب کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ دوسروں تک اپنا پیغام پہنچائے۔ لیکن یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ کہ کسی قوم یا افراد پر جبر و تعدی سے کام لے انہیں طمع اور لالچ دے کر اپنے اندر شامل کرنا چاہے۔ اور اسی قسم کے دوسرے طریق اختیار کرے۔ جو سوامی شردھانند صاحب اور ان کے ہمنواؤں نے اختیار کر رکھے ہیں۔ یہ تبلیغ مذہب نہیں۔ اور نہ مسلمانوں نے اس قسم کا طریق کبھی اختیار کیا۔ ہم مسٹر پریم چند صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا کبھی انہوں نے کسی مسلمان کی طرف سے تبلیغ اسلام کے کام میں ان ناجائز وسائل کو استعمال ہوتے ہوئے دیکھا جو سوامی شردھانند نے اختیار کر رکھے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ کونسی ہندو بیوائیں اور لڑکیاں ہیں۔ جو یہاں مسلمانوں کی دست برد کا شکار ہوتی ہیں۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ بجائے ہندو لڑکیوں اور بیواؤں کے مسلمان مرد بیبیاں ہر شعبہ زندگی میں ہندوؤں کی دست برد کا شکار ہو رہے ہیں؟

سوامی شردھانند صاحب اگر خاص آریہ سماجی عقاید کی تلقین کرتے تو بھی ایک بات تھی۔ لیکن اس کا تو کوئی لحاظ ہی نہیں۔ وہ تو اشدھ ہونے والوں کو جس حالت میں پاتے ہیں۔ اسی پر قائم رہنے دیتے ہیں۔ مورتی پوجا سے بھی انہیں روکا نہیں جاتا۔ صرف ان کو ہندو برادری میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ تاکہ ہندو قوم کی تعداد زیادہ ہو جائے جس کا اعتراف خود مسٹر پریم چند کو بھی ہے۔

ایسے حالات میں تحریک اشدھی کو مسلمانوں کی تبلیغ اسلام سے تشبیہ دینا ایک خلاف واقعہ امر ہے۔ اگر تبلیغ مذہب ہی اصل مقصود ہے تو کیوں ملکانوں پر ہندو مذہب کی حقیقت کو آشکارا نہیں کیا جاتا۔ اور تناسخ اور نیوگ وغیرہ تعلیمات کو ان سے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے؟ کیوں ان پر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا۔ کہ ذات پات کے خیالات غلط ہیں اور تمام نیچ اقوام کو ان کے ساتھ مل کر کھانے پینے کا حق حاصل ہے؟

ہم خوش ہوں گے۔ اگر ہمارے ہندو دوست اور لیڈران مذہب آئیں اور ہندو مذہب کا پرچار ویدوں اور اپنی مسلمہ کتابوں سے کریں۔ صرف ملکانوں کو نہیں بلکہ ہر ایک مسلمان کو وید پڑھائیں۔ اگر خود بھی پڑھنا جانتے ہوں۔ اور اسی طرح سے وہ مسلمانوں سے قرآن کریم آ کر پڑھیں۔ اور اس پڑھنے پڑھانے اس اہم تبلیغ میں تعصب اور تنگدلی سے اپنے آپ کو الگ کر لیں۔ اس صورت میں مسلمان اگر ان پر معترض ہوں تو بیشک غیر حق بجانب ہوں گے۔

بقیہ کالم ۳

چھت پر ادا کی گئی۔ شیخ فضل الدین صاحب دہلوی نے نہایت بلند آواز سے اذان کہی جسے سنکر ارد گرد کے رہنے والے حیرت سے دیکھنے لگ گئے۔ کہ آج سماج مندر سے اللہ اکبر کی آواز کیونکر بلند ہوئی۔ اذان کے بعد باجماعت نماز پڑھی گئی۔ اور ہمارے مکرم مناظر صاحب ہی پیش امام ہوئے۔

خاتمہ مناظرہ پر سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام دہلی کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ مورخہ ۱۶ کو رئیسینہ دہلی میں مولوی عصمت اللہ اور ان کے ہمراہی ملکانہ راجپوتوں کی تقریریں ہونگی اس تقریر کے بعد پنڈت رامچندر جی مہاراج کو سوال و جواب کی بھی اجازت دی جائیگی۔

محمد عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام دہلی۔

ہماری تبلیغی کوششیں

احاطہ مدراس میں اشاعت اسلام

ہمارے برادران سلسلہ اپنے نوجوان باہمت مرد خدا جناب احمد بادشاہ صاحب کے نام نامی سے بخوبی واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیاوی حشمت کے علاوہ دینی طور پر بھی وہ بزرگی دے رکھی ہے کہ اگر اس کا بیسواں حصہ بھی مسلمان امراء میں پایا جا سکے۔ تو اسلام کو کسی قسم کا خطرہ بھی پیش نہ آ سکے۔ دنیاوی مشاغل کے ساتھ آپ دینی مشاغل میں بھی اس درجہ منہمک رہتے ہیں کہ ہمیں رشک آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دوسرے بھائیوں کو بھی خدمت دین کی ایسی ہی توفیق عطا فرمائے۔ برادر موصوف کو دینی کام میں مدد دینے والا ایک اور فرشتہ خصلت انسان مکرمی داؤد شاہ صاحب مل گئے ہیں۔ جو اپنے معقول دنیوی روزگار کو چھوڑ کر محض اشاعت کی خاطر انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ اور عرصہ سے ایک اسلامی رسالہ تامل زبان میں شائع کرتے ہیں۔ ان برادران کے ساتھ ایک اور عزیز بھائی محمد عزیز اللہ خاں صاحب کی خدمات سلسلہ ہمارے دوسرے بھائیوں کے لئے قابل تقلید ہیں۔ جو کوئی موقعہ اشاعت و تبلیغ کا جانے نہیں دیتے۔

جناب احمد بادشاہ صاحب اپنے تازہ خط میں حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ انہیں یہ خط لکھنے کا بمشکل موقعہ مل سکا ہے۔ جس میں وہ مختصراً اپنے اور داؤد شاہ صاحب کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ مفصل حالات دفتر کی خط و کتابت کے ذریعہ سے عرض کئے جائیں گے۔ لیکن اپنے بارے میں میں اتنا ہی عرض کرنا پسند کرتا ہوں کہ میرا کھانا پینا سونا بیٹھنا اور میرے عزیز و اقارب محض اسلام کے لئے ہی ہیں۔ اور مجھے سوائے خدمت اسلام کے اور کچھ نہیں سوجھتا۔ داؤد شاہ صاحب کا تامل رسالہ جو ناچرکول سے جاری تھا۔ دارالاسلام کے نام سے مدراس سے جاری کیا گیا ہے۔ مدراس کی انجمن احمدیہ داؤد شاہ صاحب کے چارج میں دے دی گئی ہے۔ اور وہی رسالہ کے ایڈیٹر ہوں گے۔ مجھے اس بات سے بہت تشفی ہے کہ ہمارا دل ایک دوسرے سے مل گیا ہے۔ اور دینی کام میں بھی ہمارا اتحاد ہو گیا ہے۔ داؤد شاہ صاحب بڑے لائق آدمی ہیں۔ اور بہت سی صفات حسنہ کے مالک ہیں۔ اور جو نیک کام ان کے سپرد کیا گیا ہے وہ اس کے اہل ہیں۔ ان کی موجودگی میں مجھے تسلی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جنوبی ہند کی اصلاح کرنے کی ذمہ واری کو وہ بخوبی اٹھا لیں گے۔ اور اسلام و احمدیت کو اس علاقہ میں ان کی وجہ سے بڑی کامیابی ہوگی۔ میں نے مالی انتظام . . . . کر دیا ہے۔ اور اپنے آیندہ کام کا ایک نقشہ تیار کر لیا ہے۔ علاوہ انجمن کے ذریعہ سے تبلیغ و اشاعت اور تامل زبان کے رسالہ کے ہم نے آپ کے ترجمۃ القرآن یعنی بیان القرآن کا ترجمہ تامل زبان میں شروع کر دیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس نیک کام میں ہماری مدد کرے۔ آپ بھی خاص طور پر ہماری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

آپ کی کتاب "محمد اور مسیح" کا ترجمہ تامل زبان میں شائع ہو چکا ہے ان ذرائع سے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ۵۰ لاکھ تامل بولنے والے مسلمانوں کو وہ قیمتی جواہرات دین جو آج تک ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے پہنچائے جائیں۔ آیندہ خط میں انشاء اللہ مفصل حالات لکھوں گا۔

جملہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے برادران کو اپنے نیک مقاصد کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے ذریعہ سے علاقہ مدراس میں اسلام کے نور کو زور شور سے پھیلائے۔ آمین۔

رئیسینہ دہلی میں آریاؤں کو متواتر شکستیں

آریہ سماج نے شدھی کے جال کو وسعت دیکر دہلی میں ایک ڈیبیٹنگ کلب (مجلس تعلیم المناظرہ) قائم کی ہے۔ جہاں ہر جمعہ کے دن ۶ بجے سے ۸ بجے شام تک عام ہندو بھائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ مناظرہ ہوتا ہے جس دن سے یہ پودا سرسبز ہونے لگا۔ اسی دن سے انجمن احمدیہ اشاعت اسلام نے آریہ مذہب کا پول کھولنے کے لئے اپنے آپ کو ان کے لئے وقف کر دیا۔ چنانچہ اسی غرض کیلئے کئی ایک مناظرے میں نیازمند سکرٹری کے ساتھ ہوئے۔ اور اسی خیال سے مولینا مولوی عصمت اللہ صاحب کو ہلول سے بلایا گیا۔

مولینا کی تشریف آوری پر رئیسینہ میں برادران ہنود نے آریہ سماج

کے چکے میں آکر نام نہاد "ہندو سنگھٹن" کو قائم کر لیا۔ تو مناسب سمجھا گیا کہ مولینا سے سنگھٹن کی حقیقت پر لیکچر کروائے جائیں۔ چنانچہ اسی عنوان پر رئیسینہ میں مولینا کے متعدد لیکچر ہوئے۔ اور تین مناظرے نہایت ہی کامیابی کے ساتھ ہزاروں آدمیوں کے سامنے ہوئے۔

پہلا مناظرہ آریہ سماج کی استھاپنا پر تھا۔ دوسرا مناظرہ جناح سینہ میں کئی ہزار آدمیوں کے مجمع میں "رسم زنار" پر ہوا۔ اور نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ اس مناظرے سے فریق مقابل کو تسلیم کرنا پڑا کہ "رسم زنار بندی" محض ایک دنیوی رسم ہے۔ مذہباً کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہی وہ مناظرہ تھا۔ جس کے اثر عام نے رئیسینہ کی نوزائیدہ "ہندو سنگھٹن سبھا" کو معرض خطر میں ڈال دیا۔ اس لئے پنڈت رامچندر جی مہاراج نے فرمایا کہ ہم صفات الٰہیہ پر بحیثیت سائل گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ مولینا ممدوح نے پنڈت جی کی اس خواہش کو قبول فرمایا۔ چنانچہ اتوار مورخہ ۱۰ جون ۱۹۲۸ء ہزاروں کے مجمع میں دو گھنٹہ تک مولینا ممدوح کا پنڈت صاحب موصوف کے ساتھ صفات الٰہیہ پر نہایت ہی کامیاب اور دلچسپ مناظرہ ہوا۔

مناظرہ کیا تھا۔ ویدوں کی اختلافی تعلیم کا ایک بوقلمون مجموعہ تھا مولینا کا وید منتروں کو پڑھنا جہاں سامعین کی خوشی اور سرور کا موجب بن رہا تھا وہاں پنڈت جی کی حیرت اور کمال عجز کا نقشہ دکھا رہا تھا۔ منتروں پر منتروں کی بارش ہو رہی تھی۔ اور پنڈت جی مبہوت ہو رہے تھے۔ کہ اس موسلادھار بارش میں بھاگیں۔ اور کدھر جائیں۔ منتروں کا جواب تو کہاں ہو سکتا تھا۔ پنڈت جی سوامی دیانند جی مہاراج کی مقرر کردہ صفات الٰہیہ تک کو بھی ویدوں سے ثابت نہ کر سکے۔

مباحثہ کے خاتمہ پر مولینا کی ایک تقریر بھی ہوئی۔ جس میں انہوں نے مسلمان بھائیوں کو سنسکرت زبان پڑھنے اور قرآن حمید کے مطالب سے واقف ہونے پر زور دیا۔ تقریر ختم ہوتے ہی اکثر ہمدردان مذہب نے مولینا سے سنسکرت پڑھانے اور طریق مناظرہ سکھلانے کی درخواست کی جس کو منظور کر لیا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا۔ تو چند روز تک دہلی میں اس غرض کے لئے مدرسہ کھول دیا جائے گا۔

اس جلسہ کے صدر جناب مولانا مولوی محمد عرفان علی صاحب امیر الوفود جمعیت العلماء ہند تھے۔ ہم آپ کی اس تکلیف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

شیخ عبد الحق۔ سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی۔

آریہ سماج مندر دہلی میں اذان اور نماز

آریوں کی ناکامی

پچھلے مناظرہ رئیسینہ میں جواب سے لاجواب ہو کر پنڈت رامچندر جی مہاراج نے مجھے دعوت دی تھی۔ کہ آپ آریہ سماج دہلی میں آکر سوال و جواب کریں۔ اس دعوت کی بنا پر میں معہ شیخ عبد الحق صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی سماج مندر میں پہنچا۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے پہلے سماج مندر آدمیوں سے کھچا کھچ بھر رہا تھا۔ مگر میری طبیعت کسی قدر علیل تھی۔ اور متواتر تقریروں اور مناظروں کی وجہ سے آواز بھی پست ہو گئی تھی۔ اس لئے شیخ عبد الحق صاحب مناظرے کے لئے کھڑے ہوئے اور پنڈت رامچندر جی پر حسب ذیل اعتراضات کئے۔

(۱) آریہ سماج کا یہ سدھانت ہے۔ کہ پرمیشر نے روح و مادہ کو نہیں بنایا جبکہ روح و مادہ اس کے خلق کئے ہوئے نہیں ہیں۔ اور ان کے بغیر کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ تو پایا جاتا ہے کہ ویدک پرمیشر روح و مادہ کا محتاج ہے۔ محتاج کو پرمیشر ماننا شان عقلمندی نہیں ہے۔

(۲) آریہ سماج کا روح و مادہ کو غیر مخلوق اور ازلی و ابدی ماننا صاف اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آریوں کے نزدیک روح و مادہ ایشور کی صفات میں برابر کے شریک ہیں؟

(۳) جبکہ پرمیشر روح و مادہ اور اُن کے گن کرم سبھاؤ کا خالق ہی نہیں تو پھر نری جوڑا جاڑی کر لینا کوئی وقعت کی چیز نہیں۔ یہ عقیدہ الحاد کا حامی ہے۔ اور آریوں کو دہریت کے گڑھے میں گرا رہا ہے۔

ان سوالات کے جواب میں پنڈت رامچندر جی مہاراج نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے مگر حقیقی جواب سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ اور اصل بحث کو چھوڑ ادھر ادھر کی باتیں بنا کر حضار مناظرہ کو اپنی ناکامی کا یقین دلا دیا غرض یہ مناظرہ اپنی نوعیت میں نہایت کامیاب رہا۔ اور مسلمانوں پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا۔ اثنائے مناظرہ میں نماز مغرب کا وقت آ گیا اس لئے تا ادائیگی نماز مناظرہ بند کر دیا گیا۔ نماز مغرب سماج مندر کی

بقیہ بر کالم اول صفحہ ھذا

ہم اور ہمارے مخالفین

کشمیر میں علماء دیوبند کی فرقہ انگیزی

ہمارے نامور بزرگ جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل سری نگر نے مسلمانان کشمیر کی اصلاح کے لئے عرصہ سے درس قرآن شریف کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں کچھ مذہبی احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اور جملہ اہل اسلام میں باہمی اتحاد کی بنیاد پڑ گئی۔ جناب میر واعظ صاحب کشمیر نے بھی مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی طرف بہت رغبت دلائی اور یقین تھا کہ جملہ برادران اسلام خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں اسلام کی عزت کی خاطر باہم اتحاد سے کام کریں گے۔ اس نیک کام میں خانقاہ معلی کے صوفیائے کرام بھی ہر طرح معین و مددگار تھے لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ ماہ شوال میں مولوی محمد انور صاحب دیوبندی نے کشمیر پہنچتے ہی مسلمانوں میں آگ لگا دی۔ پہلے تو سوپور اور بارہمولہ کے علاقہ میں احمدیوں کے برخلاف وعظ کرتا رہا۔ اور کشمیریوں کو بھڑکایا کہ جو شخص احمدیوں کو کافر کہنے میں خاموشی اختیار کرے۔ وہ سب سے بڑھ کر کافر ہے۔ بارہ مولا سے تین یوم کے لئے مولوی مذکور سرینگر آیا اور خانقاہ معلی میں احمدیت کے خلاف وعظ کرنا چاہا جس پر ہماری جماعت نے بزرگان خانقاہ معلی کی خدمت میں رقعہ بھیجا کہ اگر مولوی مذکور ہمارے خلاف وعظ کرے تو ہمیں بھی اس جگہ تردید کا موقعہ دیا جائے جس پر جواب دیا گیا کہ وہ احمدیوں کے خلاف وعظ نہ کہے گا۔ آٹھ بجے صبح ہمارے برادران سلسلہ اور مولوی محمد عبداللہ صاحب ایسے لیکچر میں شامل ہوئے۔ مولوی مذکور نے بیان کیا کہ آنحضرت کے بعد بروزی اور ظلی نبوت کا مدعی بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے پھر فلاقوت نے پر موشگافی کرتا رہا۔ اسی تقریر کے دوران میں ہی ملک غلام نبی صاحب ٹیلر نے تحریری چیلنج مولوی مذکور کو دیا کہ وہ بعد تقریر ہماری جماعت کو کچھ کہنے کا موقعہ دے۔ لیکن مولوی مذکور نے رقعہ کا جواب نہ دیا۔ اس لئے اس کی تقریر کے بعد جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل نے کھڑے ہو کر حاضرین سے التجا کی کہ مولوی مذکور نے بکطرفہ متعصبانہ تقریر کی ہے اور ہمیں کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا۔ ہمارے اس تقریر پر بہت سے اعتراضات ہیں جن سے مولوی مذکور قیامت تک بری نہیں ہو سکتا۔ جس شخص نے مولوی مذکور کی تقریر کا بودا پن اور ہمارے خیالات کی سچائی کے دلائل سننے ہوں وہ میرے مکان پر آکر سن لے۔

دوسری تقریر مولوی مذکور نے خانقاہ خواجہ نقشبند میں کی وہاں بھی اسے چیلنج دیا گیا لیکن اس نے ٹال دیا۔ اب جماعت کی طرف سے اسے تحریری مناظرہ کے لئے کہا جا رہا ہے لیکن وہ پہلو تہی کر رہا ہے۔ مولوی مذکور نے اپنی تقریروں میں خود ستائی سے اپنی بڑی تعریف کی کہ وہ امام شوکانی سے بہت افضل ہے۔

جب جماعت احمدیہ کی طرف سے مقابلہ کے لئے للکارا گیا تو مولوی مذکور نے ہماری طرف سے خاموشی اختیار کر کے اہلحدیث کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور آمین اور رفع یدین پر انہیں مباحثہ کے لئے بلانا شروع کر دیا۔

یہ ہے ہمارے مصلحین کا نمونہ کہ جس علاقہ میں مسلمانوں میں باہمی اتحاد کے کچھ آثار نظر آ رہے تھے انہیں جا کر مٹا دیا اور تفرقہ کی آگ کو بھڑکا دیا۔ میر واعظ صاحبان اور دیگر لیڈران قوم جو اتحاد مسلمین کے لئے رات دن کوشاں تھے۔ مولوی مذکور کے طرز عمل کے نہایت شاکی ہیں اور دوبارہ ہمارے بزرگان کے ساتھ ملکر اتحاد مسلمین کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ہے دیوبندی صاحبان کا طرز عمل جو اپنے آپ کو بہشت کا واحد ٹھیکہ دار سمجھتے ہیں اور دیگر کلمہ گویوں کو بہشت کی ہوا تک لینے کا حقدار نہیں سمجھتے۔ بہتر ہوتا کہ مولوی مذکور آ کر فتنہ و فساد میں کام کرتا تا کہ اس ضرورت کے وقت کشمیر کی ٹھنڈی ہوا میں آرام کرتا۔

جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب نے جو سوالات چھپوا کر مولوی محمد انور صاحب دیوبندی کے سامنے پیش کئے وہ حسب ذیل ۔ ۔ ۔ ہیں جن کا جواب نہ صرف اس کے ذمہ بلکہ جملہ دیوبندی صاحبان کے ذمہ ہے۔

مولوی محمد انور صاحب دیوبندی

مولوی محمد انور صاحب بڑی دھوم دھام سے سری نگر تشریف لائے اور تقریر فرمائی۔ کمال فخر کے ساتھ مولانا نے اپنے علمی تبحر کا اظہار کیا۔ لہذا ہم بہ اختصار آپکی علمی موشگافیوں کو بتلا کر علمائے کشمیر سے انصاف کے خواہاں ہیں۔

(۱) مولانا صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظلی۔ بروزی۔ مجازی نبوت کا قائل خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اسپر گذارش ہے کہ محدثیت ہی ظلی نبوت ہے۔ لکل ان یصطلح اگر یہ نبوت بھی بکلی مسدود ہے تو ماحکم فرمائیے صفحہ (۲۹) کتاب الیواقیت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اعلم ان النبوۃ لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلی اللہ وسلم وانما ارتفع نبوۃ التشریع۔ فقط

وقد کان الشیخ عبد القادر الجیلی یقول اوتی الانبیاء اسم النبوۃ واوتینا اللقب۔ کیا کوئی فاضل بتا سکتا ہے کہ امام شعرانی سید عبدالقادر جیلانی۔ شیخ ابن عربی مجدد الف ثانی علماء اسلام داخل دائرہ اسلام نہیں ہیں معاذ اللہ

(۲) مولوی صاحب نے فرمایا کہ فلما توفیتنی سوال کا جواب نہیں لیکن صحیح بخاری کتاب التفسیر کو دیکھو فاقول کما قال العبد الصالح آہ مولوی صاحب کا حدیث کے خلاف کہنا خیانت ہو یا نہ۔

(۳) آپ نے فرمایا کہ لغت عرب سے توفی کے معنے موت ثابت نہیں لیکن ہمارا دعوے یہ ہے کہ اہل لغت نے توفاہ اللہ کا محاورہ خاص طور پر الگ لکھا ہے۔ تاج العروس۔ لسان العرب۔ صحاح میں قبض نفسہ و روحہ لکھتے ہیں۔ اس محاورہ کو لغت دانوں نے مادہ کے دیگر مشتقات سے الگ کیا ہے۔ اشعار جاہلیت ذخیرہ علم حدیث تو وہ علم ادب کو چھان مارو۔ قرآن کریم کو پڑھو۔ تمام علماء دیوبند وغیرہ زور لگاؤ یہی ثابت ہو گا کہ جہاں فاعل اللہ اور مفعول ذی روح اور فعل توفی ہو وہاں بجز قبض روح اور کوئی معنی ہرگز نہیں بسر دست ہم اسقدر سوالات پر اکتفا کر کے بآواز بلند اعلان کرتے ہیں کہ اگر ہمارا دعوی غلط ہو اور ہمارے اعتراضات کا جواب کافی دیا جائے تو ہم مبلغ پانچ سو روپیہ بطور تاوان ادا کریں گے اور یہ پانچ سو روپیہ مجاوران زیارت خانقاہ شریف معلی کا حق ہوگا کہ وہ اس رقم کو باہم بانٹ لیں۔

مذہب اسلام

محمد عبداللہ وکیل

ذیل کا مضمون مدینہ مسلم ہائی سکول لاہور کے ایک نویں جماعت کے طالب علم محمد منصور علی صاحب چشتی کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوا ہے۔ یہ مضمون دراصل سکول کی ہفتہ وار میٹنگ کے لئے لکھا اور ۲ اپریل کو وہاں پڑھ کر سنایا گیا۔ خیالات کی پختگی اور عبارت کی شستگی کی وجہ سے سکول کے معلمین نے پسند کیا کہ اس کو شائع کیا جائے۔ ایک نویں جماعت کے طالب علم کا اسلام پر ایسا پر مغز مضمون لکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلم ہائی سکول میں طلباء کی علمی و مذہبی قابلیت کا معیار کسقدر بلند ہے۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے کسقدر کوشش کی جاتی ہے۔ ہم سید غلام مصطفے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر اور سارے عملہ کو مبارکباد دیتے اور امید رکھتے ہیں کہ ان کی توجہ اور جد وجہد سے ایسے ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بہت سے ہونہار طالب علم اس سکول سے پیدا ہوں گے۔ انشاء اللہ

دنیا کے خالق و مالک نے اپنے بندوں کے لئے "مذہب اسلام" پسند کر لیا۔ مذہب کیا چیز ہے؟ دنیا میں زندگی گذارنے کے دستور العمل کو مذہب کہتے ہیں۔ سب سے اچھا مذہب وہ ہے جس کا دستور العمل سب سے بہتر ہے۔ یہ دستور العمل کون تیار کرے جو حالات زندگی سے بہتر واقف ہو۔ انسان مختلف المزاج۔ مختلف الخیال اور ناقص العقل کون ایسا قانون مرتب کرے جو جمہور عالم کے لئے ایک قانون محکم ہو۔ اس بندہ نواز سرکار خالق کون و مکان نے اپنی کمال شفقت سے اپنے بہترین بندوں کے ذریعہ مخلوق کو مد نظر رکھ کر اپنے قانون پہنچائے۔ جوں جوں انسانی دماغ ترقی کرتے گئے بہتر قانون آتے رہے۔ جب انسانی دماغ کی تربیت اکمل قانون کو سمجھنے کے اہل سمجھی گئی تو وہ آخری پیغام اور بہترین مجموعہ قانون یعنی قرآن کریم فرقان حمید دنیا کے بہترین انسان اکمل کے ذریعہ کافۃ الناس ہم کو پہنچ گیا۔ مذہب اسلام جہاں اکمل مذہب ہے وہاں فطرت انسانی کے مطابق سادہ اور عام فہم مذہب ہے۔ اس میں دیگر مذاہب کی طرح دو کی تین میں ایک اور ایک میں تین جیسی بھارت (جیسیان) نہ آگنی وایو جل کواکب و آفتاب وغیرہ کی پرستش ہے۔ ہم سب ایک خدا کے بندے اور تمام مسلمان ایک ہی رشتہ اخوت میں منسلک ہیں ہر ایک بات میں رنگ وحدت ہے۔ ایک ہی طرح وضو کریں ہوں بھر میں پانچ دفعہ ہر ایک محلہ کے لوگ ملکر خدائے واحد کی پرستش کے لئے ایک ہی مرکز کی طرف جھک جائیں جمعہ کے دن بڑی بڑی مسجدوں میں معمول سے زیادہ جمع ہوں۔ عیدین کے دن شہر بھر کے لوگ بلکہ ارد گرد کے چھوٹے چھوٹے دیہات کے لوگ بھی جمع ہوں زندگی میں ایک بار تمام دنیا کے لوگ ایک ہی لباس ایک ہی قطع کی سادی وضع میں جس میں امیر و غریب کا کوئی فرق نہ ہو سب سے پہلی خدا کی مسجد میں حج کے لئے جمع ہوں۔ امیر و غریب بھوکے شکم سیر کے فرق کو مٹانے کے لئے ماہ رمضان المبارک قائم کیا گیا ہے جس میں امیر الامرا اور درویش نے نوا دونوں نور معرفت کو حاصل کرنے کے لئے غذا اور پانی چھوڑنے دونوں صورتوں میں خاصے اور بھوک پیاس کی لذت سے ایک جیسے آشنا ہوتے ہیں۔

آج جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کہیں سوشلزم اور کہیں بولشوزم قائم ہو رہا ہے۔ ابتدائے اسلام سے غریبوں کو امیروں کی جائدادوں میں سے ۲½ فیصدی کا شریک کر کے جس کا اسلامی نام زکوٰۃ ہے دنیا میں راحت اور امن کی دوامی بنیاد قائم کر دی گئی مسلمانوں کی ۔ ۔ ۔ وحدت کا سب سے آخری اور ضروری مسئلہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جو اسلامی برادری کو اعداء اللہ دشمن انسانیت سے بچاؤ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس عالمگیر برادری کو قائم رکھنے کے لئے کونسا صاحب فہم و فراست ہے۔ جو کٹ مرنے کو تیار نہ ہو جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور عقل میں سلامت روی ہو وہ ہوتے ہوئے اپنی جان کا دریغ کرے کسی شاعر نے اچھا کہا ہے۔

جنہیں مرنا نہیں آتا انہیں جینا نہیں آتا

جس مبارک مذہب اسلام کے ایسے اچھے قاعدے ایسی اچھی برادری اور ایسے اچھے قانون موجود ہوں۔ ایسے مذہب کی اشاعت ہر ایک اس برادری کے ممبر کا فرض لازمی ہے۔ اے میرے عزیزو اور اے میرے بزرگو آؤ اپنے دلوں میں عہد واثق کریں کہ اس پاک مذہب کے پھیلانے کے لئے کسی محنت سے دریغ نہ کریں گے۔ اور اس راستہ میں جو مصیبتیں ہمارے سروں پر پہنچیں گی اس سے قطعاً نہ گھبرائیں گے اگرچہ ہم سب کا فرض اولیں ہے کہ اپنے پاک دین کو پھیلائیں مگر ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ اپنے پاک مذہب کو پھیلانے کے لئے پہلے ہمیں اس سے کامل واقفیت اور اس پر عامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ اشاعت کا بہترین طریقہ خود بہترین نمونہ بننا ہے اور انہیں لوگوں کی تبلیغ میں برکت اور اثر ہوتا ہے جو خود عامل کامل ہوں اور ایسے لوگوں میں سے نہ ہوں جن کی نسبت اہل پنجاب کا قول ہے

جو ملا کہے سو کر لے جو کرے سو نہ کر لے

میں اس عاجزانہ مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں

اے میرے خدائے ذوالجلال ہم مسلمانوں کے دلوں میں اخوت اور ایک دوسرے کی خیر خواہی ڈال ہم دنیا اور اہل دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوں تیرے اسلام کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بجے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ کا دین دنیا کے ۔ ۔ ۔ کونے کونے میں پھیلے۔ اور قرآن کی تعلیم پاک سے چار دانگ عالم منور ہو۔ اور جو لوگ تیرے دین کو دنیا میں سے مٹانے پھر رہے ہیں ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے اور ان کا نام لیوا کوئی نہ رہے۔ آمین ثم آمین۔

بت و برہمن کی زباں پہ ہو جاری
دم نعرہ ذکر اللہ اکبر

(خاکسار محمد منصور علی چشتی)

دو رقیب تحریکیں

(نمبر اول)

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہندو مذہب دیگر مذاہب میں تبلیغ کو بالکل جائز نہیں رکھتا۔ ہندو مذہب کی ایک نوزائیدہ شاخ آریہ دھرم بے شک ایک تبلیغی فرقہ ہے جس نے اپنے بعض دیگر اعلیٰ اصولوں کی طرح اصول تبلیغ بھی مذہب اسلام سے لیا۔ لیکن اس سرکش شاگرد کی طرح جو اپنے منبع علم کو تسلیم نہیں کرتا اس نے بھی اپنے ماخذ کو تسلیم نہیں کیا۔

واقعات شاہد ہیں۔ کہ یہ نیا فرقہ اپنی مدت حیات میں تمام مذاہب ہند کے ساتھ برابر نوک جھونک کرتا رہا ہے۔ مسٹر پریم چند کے قول کے مطابق مسلمانوں نے اس تمام مدت میں آریوں کی تبلیغ کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ کیونکہ اس وقت وہ اس امر کو نہیں بے غایہ پرچشی سمجھتے تھے اور جس کا ثبوت بظاہر یہ تھا کہ آریوں کی تبلیغی جد و جہد نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام مذاہب کے خلاف رہی ہے۔ لیکن آریوں کو اپنی تبلیغی کوششوں میں معتدبہ کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ اس مقصد کے حصول کے لئے سنہری موقع کی تلاش میں رہے۔ تحریک آزادی و سوراج نے مذہبی مباحثوں اور مناظروں کی اور بھی کساد بازاری کر دی۔ اور عام ہندو جلیانوالہ باغ کے رقت خیز کلمات کو مناظرہ کی چٹ پٹی باتوں کی نسبت زیادہ دلچسپی سے سننے لگے۔ "ایک سال کے اندر سوراج" کے مسرت افزا تخیلات نے ہندو قوم کے خیالات و جذبات کو اس اوج پر پہنچا دیا تھا۔ کہ دور حاضر کے "مہاپرش" سوامی شردھانند کو بھی امرتسر کانگرس کے بھرے اجلاس میں اعلان کرنا پڑا۔ کہ "یہ تیچ کروڑ اچھوت اب اچھوت نہیں ہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں" لیکن آریہ سماج کے دل کا لیڈر سوامی کے دل ہی میں تھا۔ وہ اپنی کشتی مقصود کے لئے ساحل سمندر پر کھڑا اس اتار چڑھاؤ کا تماشا کر رہا تھا۔ وہ ہندو قوم سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لے سے جو کچھ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ حاصل کر چکا تھا۔ اب وہ ایک دفعہ اور ہندو حلقے میں داخل ہونے کے لئے رینگ رہا تھا۔ تا کہ ہندو مذہب کے متاع باقی کو بھی نکال لائے۔ اور جب ہندو مذہب کے افراد مصیبت کے شبخون ہو جائیں۔ اور آریہ مذہب کی کامیابی کا یقین واثق ہو جائے۔ تو وہ میدان میں نکل کر اعلان کر سکے۔ کہ اب سناتن دھرم صفحہ ہستی پر سوائے نام کے اور کسی چیز کا مالک نہیں۔ آریہ مذہب کے پیشواؤں کو یقین ہے کہ وہ مسلمانوں کو آریہ نہیں بنا سکتے۔ ان کو یہ بات آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن طور پر معلوم ہو رہی ہے۔ کہ آگرہ کے ملکانے سوامی شردھانند کے زیر نگین اس عرصے سے زیادہ نہیں رہ سکتے۔ جتنا عرصہ پاکباز سیتا راون کے آہنی پنجے میں رہی تھیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو اشدھ کرنا مقصود بالذات ہوتا تو دنیا میں کوئی فعل اس سے زیادہ عبث و بیہودہ نہ تھا۔ لیکن درحقیقت ان کو کوئی اور چیز مطلوب تھی جس کی طلب میں وہ بمصداق "دیوانہ بکار خویش فرزانہ" مقصود حیات کے دورثانی میں سے گذر رہے ہیں۔ اس دور میں جن امور کو وہ دنیا کی نظر میں بطور مقاصد کے ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ در اصل مقاصد نہیں۔ ذرائع نہیں۔ بلکہ خدائع ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا کی آنکھ میں خاک جھونک رہے ہیں۔ خطرہ ہند کے دیدہ عقل کے سامنے آریہ سماج کی ہندو سرگرمیاں ایک حجاب ہیں۔ جس کے پرے سماج اپنے حقیقی رنگ میں موجود ہے۔ اور وہاں کی آریہ سماج کی زبان ساڑھے چار لاکھ ملکانوں کی اشدھی کا نہیں۔ بلکہ ۲۲ کروڑ ہندوؤں کی شدھی کا وظیفہ کر رہی ہے۔ اس فرزانہ دھرم سماج کو لالہ پریم چند و دیگر انصاف پسند ہند و پکارتے ہیں۔ لیکن وہ صدائیں صدا بصحرا ثابت ہوئی ہیں۔ کیوں؟ اصول ہند و شاستروں کی ہمدردی میں آواز بلند کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ شدھی تو درکنار غیر مذاہب والوں میں تو ہندو مذہب کا پرچار ہی ناجائز ہے۔ لیکن یہ سب دائمیں۔ طوطی کی ان آوازوں کی مانند جو نقار خانے کی آواز کا مقابلہ کر رہی ہوں۔ بے اثر رہ جاتی ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟

فیصلہ بردولی مہاتما گاندھی اور ان کے زعماء کی گرفتاری سے عام ہندو پبلک کے دل میں نہ صرف اوتار دہاتما گاندھی کی طاقت کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا۔ بلکہ سطح سوراج پر بھی ہندو آنکھیں گرد و غبار کو حائل ہوتا دیکھنے لگیں۔ جن شہروں میں ۷ فیصدی کھدر پوش نظر آتے تھے۔ وہاں سے یورپین بنڈل کھلنے لگے۔ وہ نازک بدن جن کو نا معلوم کس جرم کے عوض میں دو سال تک کھدر پہننے کی سزا ملی تھی۔ ایک دفعہ اور نرم ململ سے راحت گیر ہوئے۔ اور رسم قومی زینت کا ایک دفعہ اور دور دورہ ہونے لگا۔ دلوں کی افسردگی اور امیدوں کی تاریکی اور "ایک سال میں سوراج" کی طرف سے مایوسی کی تسکین اس سے کی جانے لگی۔ کہ حسبوں کو ایک دفعہ اور رشک پری اور کھسروں کو نمونہ بنایا جائے۔ لیکن آہ اتنی بڑی مایوسی کی تسکین ان باتوں سے کہاں ہو سکتی تھی۔ ملک کے دیدہ و دل کسی ایسے نغمہ کے لئے منتظر تھے۔ جو گاندھی کے نغمہ سے گو مختلف ہو۔ لیکن اسی مقدار میں تیزی اور تیزی اپنے اندر رکھتا ہو ہ

نوا را تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی

آریہ سماج کو موقعہ ملا۔ لیڈری کی امتحان گاہ میں قسمت آزمائی کرنے لگی۔ سماں اچھا تھا۔ اور موقع موزوں ممتحن بھی اس نادر نکتہ کو سمجھ گئے تھے۔ اب لیڈر بننے کے لئے قید و بند کی شرط نہ تھی۔ کیونکہ اب کہ سوراج حکومت برطانیہ سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے طلب کیا جانے والا تھا۔ جو اپنے مرکز سے دور افتادہ اور بے دست و پا تھے۔ وہ اپنے دلوں سے پیمان ازل فراموش کر چکے تھے۔ وہ "انتم الاعلون" کے درس کو بھول چکے تھے۔ دعوت و تبلیغ کے میدان کو صدیوں سے خیر باد کہہ چکے تھے غرضیکہ بڑے بڑے شہروں میں جگہ جگہ "ہندوا زندگی چاہتے ہو یا موت!" کے عنوان سے اشتہار چسپاں ہونے لگے۔ گلی کوچوں میں شاتان اسلام کے خلاف مظاہرے ہونے لگے۔ اور جو گرگ یوسفی کسی زمانہ میں کھدر کے پرچار کے لئے لیا جاتا تھا آج مسلمانوں کو ڈاکو اور ظالم ثابت کرنے کے لئے کیا جانے لگا۔ خفیہ محفل آرائیاں بڑے زور و شور سے ہونے لگیں۔ گرہ

نہاں کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

کبھی کبھی کسی خوشحال چند کی زبان سے قبل از وقت "چھ کروڑ قیدیوں" واپس دینے کا مطالبہ صادر ہو جاتا تھا جو مسلمانان ہند کے ساز خاموش کے لئے مضراب بن جاتا تھا۔ لیکن ہندو مسلم اتحاد کا زمانہ ہو زدلوں میں کچھ ایسا مضبوط گھر کئے ہوئے تھا۔ کہ "چھ کروڑ قیدیوں" کا یہ نیا لیکن سنگین ہنوز مطالبہ بھی اس کی دلفریبی کو زائل نہ کر سکا۔ چو نشاگی دور کو ختم کیا۔ حالانکہ حقیقت میں یہ تحریک شدھی سنگھٹن کا تحریک سوراج کے نام پہلا زبردست الٹی میٹم تھا۔ ہندوستان کے آئندہ مورخ ان دو رقیب تحریکوں کی تاریخ لکھتے وقت یہ عجیب حقیقت منکشف ہو گی۔ کہ دنیا بھر کی تحریکوں میں تحریک آزادی ہند جس قدر صحیح اور ظاہر ہو سنے میں شہرہ آفاق تھی۔ اسی قدر اس کی رقیب تحریک شدھی سنگھٹن خفیہ و مستور ہونے میں مشہور ہے۔

(از وکیل)

ڈاکٹر کی ضرورت

خلیج فارس کے ایک اہم مقام پر ایک پُرجوش با اخلاق احمدی کی ضرورت ہے۔ کم از کم سب اسسٹنٹ سرجن ہوں۔ اگر پنشن یافتہ بھی ہوں تو بھی حرج نہیں لیکن ایسے ہوں جو تبلیغ کے کام میں خاص دلچسپی لیں۔ ایک پرائیویٹ ڈسپنسری کا چارج لینا ہوگا۔ تنخواہ تین صد روپیہ (۳۰۰) معہ مفت مکان۔ کام صرف چار گھنٹہ ہوگا۔ پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہوگی۔

درخواستیں معہ نقول اسناد بہت جلد جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں۔

بقیہ صفحہ اول

سے میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ سوائے آپ کی جماعت کے مسلمانوں میں سے اور کوئی جماعت ہمارے علاقہ میں اصلاح مسلمین کا کام نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آپ کے اصول مدلل اور ایسے واضح ہیں۔ کہ جملہ مسلمانان عالم کا ان پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ حضرت خاتم النبیین کے بعد نہ تو کسی پرانے نبی کے آنے کا جھگڑا ہے۔ اور نہ نئے نبی کا۔ اور یہ مذہب سب سے زیادہ قرآنی تعلیم پر مبنی ہے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کسی پرانے یا نئے نبی کا آنا نہ مانا جائے۔ اس لئے میں آپ سے ملتجی ہوں۔ کہ آپ میری اپیل اپنی انجمن میں پیش کریں۔ تا کہ وہ ہم بھولے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کی جلد خبر لے۔ جہاں اسلام بہت خطرہ میں ہے۔ میری طرف سے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں۔ اور انہیں ان تمام خدمات اسلامی کے لئے جو وہ دنیا جہان کے مسلمانوں کی بہتری کے لئے کر رہے ہیں۔ میری طرف سے مبارکباد عرض کر دیں۔ دنیا جہان کے مسلمان آپ کی خدمات اسلامی کے معترف ہیں۔ اور آپ کی تحریروں اور ترجمہ قرآن انگریزی نے دنیا کے مسلمانوں کو جگانے میں بڑا عظیم الشان [illegible]

"کیسری" کا مقدمہ

"کیسری" کا مقدمہ ایک سب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ مسٹر نند لال صاحب بیرسٹر وکیل مدیر "کیسری" نے مقدمہ کی کارروائی کے متعلق اعتراضات کئے۔ بعد ازاں گواہ طلب ہوئے۔ پہلے خان بہادر احمد خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلایا گیا۔ صاحب موصوف نے بیان کیا کہ میں "کیسری" کو روزانہ خریدا کرتا ہوں۔ قابل اعتراض مضمون میں نے پڑھا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حیا سوز الفاظ تھے۔ ان سے مسلمانوں کو بہت رنج پہنچا یہ مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے والے تھے۔ مسلمانان لاہور نے اس مضمون کو پڑھ کر ایک جلسہ احتجاج منعقد کیا۔ اور اس میں اس کے خلاف رنج و الم کا اظہار کیا۔ ایک مقرر نے اس جلسے میں کہا کہ مضمون نگار واجب القتل ہے۔

لاہور کی مساجد میں اس مضمون کا چرچا ہوا۔ تو مسلمانوں میں بہت جوش پھیلا۔

مسلم جرائد نے اس مضمون کے خلاف مضامین لکھے "مسلم آؤٹ لک" نے اپنی ۲۳ و ۲۴ جون کی اشاعتوں میں اور "زمیندار" نے ۲ جولائی کی اشاعت میں۔ "زمیندار" کے مضمون کا عنوان "آقا کے دو جہان کی بے ادبی" تھا۔

خان بہادر احمد خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کے بیان کے بعد مسٹر شام لعل مدیر کیسری کے وکیل مسٹر نند لعل بیرسٹر نے گواہ پر جرح شروع کی۔

وکیل۔ آپ سنی ہیں یا شیعہ؟

گواہ۔ میں سنی ہوں۔

وکیل۔ کیا آپ خود جلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

گواہ۔ میں نے اپنے نمایندے بھیجے تھے۔

وکیل۔ کیا زیر بحث مضمون کو پڑھ کر آپ نے اس کا ذکر دوسرے لوگوں سے کیا تھا؟

گواہ۔ یہ میرا کام نہ تھا۔

وکیل۔ کیا آپ ان اشخاص کے نام بتلا سکتے ہیں۔ جو آپ کے پاس شکایت لے کر آئے تھے؟

گواہ۔ میں پولیس افسر ہونے کی حیثیت سے اس قسم کی کوئی اطلاع آپ کو نہیں دے سکتا۔

وکیل۔ کیا آپ نے مسٹر شام لعل کو اس شخص کی زد سے بچانے کے لئے کوئی کوشش کی جس نے بھرے جلسہ میں یہ کہا تھا۔ کہ مضمون نگار واجب القتل ہے۔

گواہ۔ اس شخص نے صرف اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ اس کا ارادہ شام لعل کو در اصل قتل کرنے کا نہ تھا۔

وکیل۔ زیر بحث مضمون کو پڑھنے کے بعد آپ نے کیا کارروائی کی؟

گواہ۔ میں نے کیسری کا پرچہ سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کو دکھایا۔ اور شہر میں جوش پھیلنے کے حالات آپ کے گوش گذار کئے۔ اس کے بعد میں نے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس دونوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔

وکیل۔ کیا مضمون پڑھنے کے بعد آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا۔ کہ اگر شام لعل کو مسٹر فیاض علی رکن مجلس وضع آئین و قوانین کے بجائے کسی ادنیٰ آدمی کی طرف سے مراسلت موصول ہوتی تو وہ اس کا جواب دینے کی تکلیف گوارا نہ کرتے۔

گواہ۔ میں شام لعل کے دل کی بات کیسے جان سکتا ہوں۔

وکیل۔ کیا آپ نیوگ اور تعدد ازدواج کے درمیان کوئی فرق پاتے ہیں؟

گواہ۔ میں بحیثیت ایک پولیس افسر کے آپ کے سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔

وکیل۔ آپ ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی کشیدگی سے کب آگاہ ہوئے۔

گواہ۔ جب میں رخصت سے واپس آیا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات نہایت خراب ہو رہے ہیں۔ مقامی جرائد ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنے کے عادی ہیں۔ اگر "کیسری" پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر حملہ نہ کرتا۔ تو ممکن تھا کہ اس سے باز پرس نہ کی جاتی۔

اس موقع پر مسٹر شام لعل مدیر "کیسری" نے گواہ سے ذیل کے سوالات کئے (۱) کیا نیوگ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شادیوں میں مناسبت نہیں ہے (۲) کیا اسلام میں طلاق اور متعہ جائز ہے۔

گواہ۔ پہلے سوال کا جواب میری طرف سے نفی میں ہے۔ اسلام میں

طلاق کی اجازت ہے۔ متعہ کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔

دوسرا گواہ

کوتوال لاہور کا بیان تکمیل کرنے کے بعد دوسرے گواہ مولوی غلام حسن صاحب مدرس جہلم کو طلب کیا گیا۔ آپ نے کہا کہ "کیسری" کا مضمون پڑھ کر میں افسردہ خاطر ہو گیا۔ چونکہ مجھے اہل شہر سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ جملہ مسلمانوں کے دلوں پر اس مضمون سے بہت برا اثر ہوا۔ میرے نزدیک نیوگ کی رسم بالکل ناجائز ہے۔ اس میں دیوث اور زنا پایا جاتا ہے۔ میرے نزدیک نیوگ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے ساتھ منسوب کرنا گویا آپ کی رفعت کو بالقصد ہتک کرنا ہے۔

وکیل۔ آپ سنی ہیں یا شیعہ؟

گواہ۔ میں نہ سنی ہوں نہ شیعہ۔ بلکہ قرآن کا عامل ہوں۔

وکیل نے گواہ کو جریدہ اہل حدیث کا ایک پرچہ حوالے کرنے کے بعد کیا اسلام میں چچی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سوال کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ کیا کیسری کا مضمون پڑھنے کے بعد مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگی۔ اب ہم اگر نیوگ اور متعہ وغیرہ کی غیر ضروری بحث و تفصیلات میں پڑ گئے۔ تو مقدمہ خواہ مخواہ طویل ہو جائے گا۔

تیسرا گواہ

تیسرے گواہ ڈاکٹر نور محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ پیش ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ایک دوست نے میری توجہ مضمون زیر بحث کی طرف مبذول کرائی تھی۔ جب میں نے اس مضمون کو پڑھا تو میرے دل کو بہت زیادہ رنج ہوا۔

مسٹر نند لعل بیرسٹر۔ کیا آپ نیوگ اور متعہ میں کوئی فرق پاتے ہیں۔

گواہ۔ نیوگ فی الحقیقت زنا کے مترادف ہے۔

مسٹر نند لعل۔ کیا اسلام میں متعہ جائز ہے۔

گواہ۔ اسلام میں ایک فرقہ ہے جو متعہ کو جائز خیال کرتا ہے۔

اس کے بعد عدالت برخاست ہو گئی۔ آئندہ پیشی غالباً ۱۹ جون کو ہوگی۔ (زمیندار)

تازہ خبریں

ہندوستان

دربار صاحب کے مقدس تالاب کی صفائی

امرتسر۔ ۱۷ جون۔ آج ایک لاکھ اکالیوں کا ایک عظیم الشان جلوس دربار صاحب امرتسر میں وارد ہوا۔ تماشائیوں کا ہجوم جن میں رضاکاران خلافت بھی شامل تھے جلوس کے ہمراہ تھا۔

مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے آج امرتسر میں رونق افروز ہو کر تالاب سے کیچڑ نکالنے میں بذات خود حصہ لیا۔

صفائی کا کام حیرت انگیز طریقہ سے ہو رہا ہے۔ دور دراز مقامات سے لوگ جوق جوق سپیشل گاڑیوں میں سوار ہو کر امرتسر میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔ کل سے ہر ضلع کا اکالی جتھا پنتالیس پنتالیس منٹ تک کھدائی کا کام انجام دے گا۔

شدت گرما کے اثرات

جمشید پور۔ ۱۷ جون۔ سخت گرمی پڑ رہی ہے لو کے لگنے کے کئی واقعات پیش آ چکے ہیں۔ ٹن پیٹ کمپنی کے تین یورپین ملازم لو لگنے سے مر گئے۔ کلکتہ سے نرسیں بلائی گئی ہیں تاکہ وہ یہاں آ کر اس قسم کے مریضوں کی نگہداشت میں مدد دیں۔

کلکٹری کے گودام سے ریوالوروں کی چوری

کانپور ۱۶ جون۔ اطلاع ملی ہے کہ کلکٹری کے گودام سے ریوالور چرا لئے گئے۔ پولیس اب تک تین ریوالوروں کا پتہ لگا چکی ہے۔ مزید تفتیش جاری ہے۔

ایک اور قتل واقع ہوا

الہ آباد۔ ۱۶ جون۔ چونکہ ببر اکالی جتھے کی دست برد نے صورت حالات کو مخدوش بنا رکھا ہے اسلئے لاہور اور فیروزپور سے فوجی سواروں کے دستے جالندھر روانہ کئے گئے ہیں۔

اس اثنا میں اطلاع ملی ہے کہ ایک مسافر اسٹیشن جنڈو سنگھا پر ریل سے اترا لیکن اسے قتل کر دیا گیا۔ اور اس کی نعش اسٹیشن کے قریب پائی گئی۔

جو صورت حالات اس نواح میں اسوقت قائم ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قتل بھی ببر اکالی جتھے ہی کے لوگوں نے کیا ہے۔ تاہم ابھی مزید تفصیل کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مقتول کے پاس بہت سا روپیہ تھا جو قاتل لے اڑے۔

بلیک ہول کی یادگار کا قضیہ

کلکتہ ۱۶ جون۔ آج پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں کانگرس کے ایک نوجوان رضاکار رام اوتار سنگھ کا مقدمہ پیش ہوا اس پر یہ الزام تھا کہ اس نے بلیک ہول کی یادگار کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی۔ بیان کیا گیا کہ ملزم نے بدھ کے روز ایک ہاتھ میں ہتھوڑا اور دوسرے میں جھنڈا لئے ہوئے یادگار کے قریب آ کر اسے خفیف سا نقصان پہنچایا۔

مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۴۲۷ تعزیرات ہند اسے مجرم قرار دیا اور کہا کہ اس نے پچاس روپیہ کا نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے ۱۴ ماہ کی قید سخت کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس دفعہ کے ماتحت زیادہ سے زیادہ دو سال کی سزا دی جا سکتی ہے۔

مہاتما جی اور دیگر اسیران سیاسی رہا کر دئے جائیں

مدراس ۱۶ جون۔ مسٹر بی وینکٹا پاتھی راز نے نوٹس دیا ہے کہ وہ مجلس وضع قوانین ہند کے آئندہ اجلاس میں یہ قرار داد پیش کریں گے کہ حکومت از راہ نوازش مہاتما جی اور دیگر اسیران سیاسی کو رہا کر دے۔

اور ایسی تدابیر عمل میں لائے جس سے اسیران سیاسی اپنی رہائی کے بعد صوبوں کی کونسلوں اور مجلس وضع قوانین ہند کے انتخابات میں حصہ لے سکیں۔ جو پابندیاں اس وقت ان کے انتخاب میں حائل ہیں انہیں دور کیا جائے۔ اس سلسلہ میں گورنر جنرل کو ایک اعلان شائع کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر انصاری کا پیغام

دہلی ۱۶ جون۔ ڈاکٹر انصاری پریزیڈنٹ آف آل انڈیا کانگرس کمیٹی و خلافت کمیٹی نے مندرجہ ذیل پیغام پروفیسر روچی رام پریزیڈنٹ پنجاب سوراجیہ پراونشل کمیٹی و پنڈت سنتانم پریزیڈنٹ پنجاب پراونشل کمیٹی اور رانا فیروز الدین سکرٹری پنجاب خلافت کمیٹی کی جانب روانہ کیا ہے۔ یہ پیغام بلدیہ لاہور کے استعفوں اور صوبہ پنجاب کے غیر مسلم ارکان بلدیات کی مجالس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو عنقریب اس غرض سے منعقد ہونے والی ہیں کہ نظام بلدیات کے متعلق بعض تغیرات پر جو حکومت کی طرف سے معرض عمل میں آئے ہیں غور کیا جائے اور چونکہ یہ تغیرات ایک فریق کے نقطۂ نظر سے قابل اعتراض ہیں اسلئے یہ امر بھی زیر غور ہے کہ حکومت کی اس دست اندازی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے لاہور کے غیر مسلم ارکان بلدیہ کی پیروی کی جائے۔

چونکہ یہ معاملات نیابت اقوام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، اسلئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی اس پر بحث و تمحیص کر سکتی ہے۔

۲۰ - ۲۲ - جون کو مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوگا یہ مسئلہ بالخصوص جہاں تک صوبہ پنجاب کے ساتھ تعلق ہے مجلس عاملہ کے سامنے پیش کیا جائے گا مجلس عاملہ کے فیصلے تک اگر کوئی ناعاقبت اندیشانہ حرکت عمل میں آئی تو یہ نہ صرف ایسے نازک حالات میں کانگریس کے احکام کی خلاف ورزی ہوگی بلکہ مفاد ملکی کے حق میں زہر قاتل ہوگی۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ مجلس عاملہ اس مسئلہ پر غور نہ کرے۔ آپ مجوزہ مجالس کو ملتوی رکھیں اور اس مسئلہ پر اپنی تمام حرکات کو مسدود رکھیں۔

ارکان کانگرس کی ان حرکات کے یہ معنے لئے جائیں گے کہ ملک میں افتراق و انشقاق کا دورہ ہے۔ اس لئے ایسی کارروائیوں سے پرہیز لازمی ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

مجلس مصالحت لوزان

لوزان ۱۷ جون۔ برطانی اشخاص نے مسٹر فیسل اور کوہارٹ کی سرکردگی میں ترکی مجلس طبیہ کے ساتھ درآمد برآمد کی ایک نہایت اہم تجارتی مفاہمت کی ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ درآمد و برآمد کے اجارے کے لئے ایک کمپنی قائم کی جائے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فرانسیسی سرمایہ اس کمپنی میں لگایا جا سکتا ہے اور اسکے لئے ایک مسودہ لائحہ عمل مرتب ہو چکا ہے۔

ترک اور احیائے شریعت

قسطنطنیہ ۱۵ جون۔ غازی عدنان بے نے دول متحدہ کے کمشنروں کو اطلاع دی ہے کہ ترکی کا قانون انسداد مے نوشی کل سے نافذ ہو جائے گا۔ دول متحدہ کی افواج اور غیر ملکیوں کے لئے صلح کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے تک خاص انتظام کر دیا جائے گا۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ شراب نوشی کی ڈھائی ہزار دکانیں بند کر دی جائینگی۔ شراب کے تاجروں کو اس بات کی اجازت حاصل ہوگی کہ وہ منگوائی ہوئی شراب کو چھ ماہ تک واپس بھیج دیں۔ اس کے بعد ان کے پاس جسقدر مقدار رہ جائیگی ضبط کر لیجائیگی۔

اس قانون کی کامیابی مشتبہ ہے کیونکہ اندرون اناطولیہ بلکہ خود انگورہ میں شراب آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ قانون اس حکم کے مطابق میں نافذ کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے مقصود محض عیسائیوں کو دکھ دینا اور نقصان پہنچانا ہے۔

قسطنطنیہ۔ ۱۷ جون۔ قانون انسداد مے نوشی کا نفاذ یکم اگست تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

انقلاب بلغاریہ

صوفیہ۔ ۱۵ جون۔ ایک نیم سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ایم سمبولسکی کل صبح کے سات بجے گرفتار ہوا۔ اسے موٹر میں بٹھا کر تاتار بازار تک لائے وہاں مجمع نے اسے بہت برا بھلا کہا۔ عام لوگ اسے زد و کوب کرنا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے اسکی موٹر سلافووٹرا تک روانہ کی گئی مسلح دہقانوں کی جماعت نے موٹر پر حملہ کیا۔ کشمکش میں سمبولسکی مارا گیا۔ حکومت نے اس واقعہ پر بے حد افسوس کیا ہے۔ اور اسکی تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

فرانس کی چیرہ دستیاں

برلن۔ ۱۵ جون۔ فرانسیسی افواج نے ڈارٹ منڈ سے لیکر کوبلنز تک تمام ریلوے سٹیشنوں پر قبضہ کر لیا ان میں لینڈویر اور بوشم کے جنکشن سٹیشن بھی شامل ہیں۔ غیر منضرقہ علاقے سے ریل کا سلسلہ بالکل منقطع ہو چکا ہے۔ ڈارٹ منڈ اور دوسرے بڑے بڑے مراکز علیحدہ ہو چکے ہیں۔ کوئی شخص فرانسیسی پہرہ داروں کے بغیر ادھر ادھر آ جا نہیں سکتا۔

جیلوں کے سپرنٹنڈنٹ تین سال سے زیادہ عرصہ ایک جگہ نہ رہیں

کپتان گوپال سنگھ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے آئندہ اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کریں گے۔ یہ کونسل حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ سنٹرل جیلوں کے سپرنٹنڈنٹ تین سال سے زیادہ اور ڈسٹرکٹ جیلوں کے داروغے دو سال سے زیادہ ایک جگہ نہ رہیں اور جن سپرنٹنڈنٹوں اور داروغوں کو ایک جگہ پر رہتے ہوئے اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ ان کو بہت جلدی تبدیل کر دیا جائے۔

دو بم کے حادثے

ڈوسلڈورف۔ ۱۶ جون۔ برن اور بنڈلن ہیں کے درمیان ریلوے لائن پر ایک بم پھٹا جس سے آٹھ مسافر مجروح ہوئے دو کی حالت نازک ہے۔ کولون کے قریب اسی لائن پر ایک اور بم پھٹا جس کے باعث گاڑی پٹڑی سے اتر گئی لیکن کسی مسافر کو نقصان نہ پہنچا۔

اخبار پیغام صلح لاہور

ہفتہ میں دوبار، ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

جلد ۱۱ — نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۷- ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۳- جون سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

برلن (جرمنی) میں عید الفطر

(مولینا مولوی صدر الدین صاحب مبلغ اسلام جرمنی کے قلم سے)

عید الفطر کا تہوار جو رمضان کے مہینہ کے خاتمہ پر منایا جاتا ہے۔ برلن میں ۱۷ مئی کو منایا گیا۔ نماز عید ونسڈورف کی مسجد میں ادا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ ونسڈورف ایک گاؤں ہے۔ جہاں برلن سے ڈیڑھ گھنٹہ میں ریل پہنچتی ہے۔ اس جگہ جرمن گورنمنٹ نے زمانہ جنگ میں مسلمان اسیران جنگ کے لئے ایک مسجد قائم کی تھی۔ یہ ایک لمبا سفر تھا۔ جو ریل کی روانگی کا وقت بہت سویرے ہونے اور اس کے مسافروں سے کھچا کھچ بھر جانے کے باعث اور بھی تکلیف دہ ہو گیا۔ ہر شخص نے اس موقعہ پر برلن میں مسجد کی اشد ضرورت محسوس کی۔ اور حافظ شکری آفندی امام مسجد برلن نے اس مسجد کو جس کی تعمیر میرے ذمہ ہے جلد بنوانے کی خواہش ظاہر کی۔ جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا تھا مسلمانوں کو ونسڈورف کی گاڑی پر سوار ہونے کے لئے پوٹسڈام ریلوے سٹیشن پر جمع ہونا تھا۔ برلن جیسے وسیع شہر میں رہنے والے مسلمان جو ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ پوٹسڈام سٹیشن پر پہنچنے کے لئے شہر کی اندرونی ریلوں پر سوار ہو کر آنا پڑا۔ اور اس جگہ ایک ایسا عظیم الشان مجمع ہو گیا۔ جس نے جرمنوں کی نگاہوں کو محو حیرت و استعجاب کر دیا۔ جونہی گاڑی جس کا نہایت اضطراب کے ساتھ انتظار ہو رہا تھا سٹیشن پر پہنچی۔ فوراً مسلمانوں سے بھر گئی۔ بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور ان کھڑے ہونے والوں کی تعداد بیٹھنے والوں سے تین گنا زیادہ تھی۔

اس عظیم الشان مجمع کا جو مختلف بلاد اسلامیہ سے تعلق رکھتا تھا مسجد ونسڈورف میں بخاری مسلمانوں نے جو پہلے سے وہاں موجود تھے استقبال کیا۔ بخارہ کے ان مسلمانوں کا نظارہ نہایت شاندار تھا۔ ان میں سے ہر ایک بلا استثنا اپنے قومی لباس میں ملبوس تھا۔ اس لباس میں شاندار بزرگوں کے کندھوں پر لٹکتی ہوئی ریشمی چادریں اور اعلےٰ درجہ کے طلائی کلاہ خاص طور پر خوبصورتی کو بڑھانے والے تھے۔ بخارہ کے نوجوان طالب علموں کی ایک بڑی تعداد جو زیادہ تر گیارہ سال کی عمر کے تھے۔ اور شاندار لباسوں میں ملبوس تھے۔ ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے فرشتے اس سرزمین میں گھوم رہے ہوں۔ ایسا ہی دلچسپ نظارہ افغان طالب علموں کا تھا۔ ۵۲ طالب علموں میں سے ۳۲ صرف بارہ سال کی عمر کے ہیں۔ جو سید محمد ہاشم اور ڈاکٹر ناون کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ دونوں حضرات ان غریب الوطن بچوں کے ساتھ نہایت مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

استقبال کے بعد ہی نماز عید شروع ہو گئی۔ جو حافظ شکری آفندی نے پڑھائی۔ حافظ صاحب نے نہایت بلند آواز اور خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ لیکن افسوس ہے۔ آپ کے خطبہ کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ وہ ترکی زبان میں تھا۔ نماز اور خطبہ کے ختم ہونے کے بعد بخارہ کے ایک قابل مسلمان جو اپنی قابلیت اور اعلیٰ اخلاق کے لحاظ سے نہایت عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک پُر جوش لیکچر دیا۔

یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ مسلمان عورتوں نے بھی نماز عید ادا کی۔ ان میں سے اکثر بخارہ کی طالبات علم تھیں۔

اس ملک میں جرمن مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ یہاں کل سات جرمن مسلمان ہیں۔ جن میں سے چار بہت پرانے مسلمان ہیں۔ باقی تین کے قبول اسلام کا سہرا خیری برادران کے سر ہے ان تینوں میں سے ایک مرد ہے اور باقی دو عورتیں۔ ان دونوں میں سے ایک مسٹر عبد الستار خیری کی زوجیت میں داخل ہیں۔ اور دوسری ایک اور ہندوستانی مسلمان مسٹر ہدایت احمد کی بیوی ہیں۔ ان دونوں جرمن خواتین نے بھی نماز عید ادا کی۔ اور ہمیں ان کو اس مجمع میں اپنے ساتھ دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ نماز کے بعد بخاری مسلمانوں کی طرف تمام مجمع کو دعوت دی گئی۔ کھانا کھا چکنے کے بعد ہم فوراً گاڑی کی طرف دوڑے۔ جو ۲ بجکر ۱۰ منٹ پر ہمارے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس میں بیٹھ کر ہمیں واپس گھر جانا تھا۔ جہاں ایک سہ پہر کی دعوت پر ہمیں حاضر ہونا تھا۔ جو ہز مجسٹی امیر افغانستان کی طرف سے دی گئی تھی۔ اور ہز ایکسیلنسی سردار غلام صدیق خاں نے اس کا اہتمام کیا تھا۔

یہ دعوت برلن کے ایک اعلےٰ درجہ کے ہوٹل میں دی گئی۔ جو ایک افغان بادشاہ کے شایان شان تھا۔ حسن انتظام اور اعلےٰ درجہ کے کھانوں کا ہر شخص مداح تھا۔ اور سب سے زیادہ لوگ ہز ایکسیلنسی سردار غلام صدیق خاں صاحب کی جو ایک اعلےٰ درجہ کے شائستہ انسان ہیں خوش اخلاقی کے معترف تھے۔

شام کے سات بجے یہ پُر لطف تقریب ختم ہوئی۔ اور تمام لوگ اس عملی حقیقی اور عالمگیر اسلامی اخوت کا لطف اٹھانے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ ہم اپنے پاک اور مقدس نبی صلعم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھے کیونکہ آپ ہی کے واسطہ سے ایسی بے نظیر چیز یعنی عالمگیر اسلامی اخوت ہمیں میسر آئی ہے۔

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ (منیجر)

مولینا ابو الکلام آزاد کی خدمت میں ایک مودبانہ التماس

(مولانا مولوی عبد الستار صاحب کے قلم سے)

اخبار دعوت الاسلام دہلی جلد ۲ نمبر ۱۸ مجریہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۴۱ مطابق ۱۳- جون ۱۹۲۳ء (صفحہ ۳ کالم ۲) کے مطالعہ کی جانب میرے ایک معزز دوست نے مجھے توجہ دلائی۔ صدر کالم مذکور پر ایک اہم فتویٰ کا عنوان دیکھ کر پڑھنے کا اشتیاق ہوا۔ فتویٰ کیا تھا۔ اس موجودہ بے تمیزی کے زمانہ میں تمام جہان کا مقابلہ تھا۔ لہذا ہم اولاً وہ فتویٰ مع اصل سوال قارئین اکرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں بطور استفادہ مولانا ممدوح سے ایک استفسار کی جرأت کرتے ہیں۔ امید کہ مولانا ممدوح از راہ عنایت اس پر غور فرما کر سائل کو مسرور الوقت فرمائیں گے اور اپنے آپ کو ایک اہم سوال شرعی سے سبکدوش کریں گے۔

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کافر ہیں یا نہیں؟ کیا کسی مسلمان کو حق ہے کہ ان کو مسجد میں جانے اور پڑھنے سے روکے؟ بینوا توجروا

سائل - نور محمد - ناگمگ

جواب

بلا شبہ اس جماعت کے بعض عقائد صحیح نہیں ہیں۔ ہم ان عقائد و مسائل میں انہیں حق پر نہیں سمجھتے۔ اور ان سے اختلاف کرتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں کافر سمجھا جائے۔ وہ یقیناً مسلمان ہیں اور امت اسلامیہ میں داخل اور وہ تمام حقوق رکھتے ہیں جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کو شرعاً حاصل ہیں۔ جو شخص انہیں کافر کہتا ہے وہ نہایت سخت خطاب کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اسی غلو و تشدد میں مبتلا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے تمام مصیبتوں اور بربادیوں کا باعث ہو چکا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے مفسدوں کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ اور تا ہمہ گروہ مسلمانوں کے ساتھ اتفاق اور رواداری کا سلوک کریں۔

باقی رہا دوسرا سوال تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص ان لوگوں کو مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ وہ سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہے ہر مسلمان کو خواہ وہ کسی فرقہ اور جماعت کا ہو پورا پورا حق حاصل ہے کہ مسجد میں جائے۔ اور خدا کی عبادت کرے۔ کسی مسلمان کو حق نہیں کہ اس کو روکے اگر روکے گا تو گناہ و ظلم کا مرتکب ہوگا۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ ٥

(دعوت الاسلام)

ابو الکلام احمد کان اللہ لہ جواب صحیح (مولانا) کیفی

بقیہ برصفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۷- ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۶۵

اسلام کا سکہ

ہم خوشی ہیں کہ دنیا میں اسلام کے اصولوں کا سکہ جم رہا ہے مہذب اقوام ... گو ... مگر ان ہی اصولوں کے سامنے سر تسلیم کرتی جاتی ہیں۔ جن کو اسلام نے پیش کیا، اور جن پر آج تک اسلام کے دشمن اعتراض کر کے پردہ دار کھائے بیٹھے تھے مسیحی ممالک نے حضرت پادر کے اثر اور رسوخ سے اسلام کی گھناونی اور بھیانک تصویر اپنے دستور سے کھینچ رکھی تھی، اور اسلام کے پر حکمت اصولوں پر نہایت تمسخر اور رعونت سے مضحکہ اڑائے جاتے تھے، لیکن خدا کی شان ہے کہ آج وہی ملک برسوں کے تجربہ کے بعد اسی راہ پر چلتے ہیں۔ جو اسلام نے تجویز کی تھی۔ مسئلہ طلاق کے متعلق یورپین مصنفین نے جو زہر اگلا ہے۔ اور جو جو حاشیہ آرائیاں کی ہیں ان کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیے، حالانکہ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو "ابغض الحلال" فرما کر اپنے پیرووں کو حتی الامکان اس سے بچنے کی تلقین کی تھی۔ لیکن یورپ کے نازک مزاج محض خیالی دنیا میں رہنے والے اور واقعات عالم سے آنکھیں بند کرنے والے معترض تھے۔ کہ سرے سے اس کی اجازت ہی کیوں دی گئی، مگر زمانہ بہترین استاد ہے، اس نے ان نازک مزاجوں کو اپنی درس گاہ میں بٹھایا، زمانے کے سرد و گرم سے آگاہ کیا، تو ان کی آنکھیں کھلیں کہ طلاق سوسائٹی کے سود و بہبود کیلئے ایک ضروری مسئلہ ہے۔

انگلستان کے دیوان عام نے حال ہی میں ایک قانون تجویز کیا ہے جس کی رو سے قانون طلاق میں نہایت اہم ترمیم کی گئی ہے۔ اس ترمیم کا مفاد یہ ہے کہ "اب عورت کے لئے یہ لازمی نہیں کہ وہ ثابت کرے کہ اس کا خاوند جفا دار ہونے کے علاوہ زناکار بھی ہے بلکہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح مساوی حقوق طلاق دیئے گئے ہیں۔ اور گویا یہ بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ارتکاب زنا کے بغیر بھی ایسی صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں مرد و عورت کا ایک گھر میں رہنا ناممکن ہو۔ اس صورت میں طلاق جائز ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ اناجیل میں حضرت مسیح کی یہی تعلیم ہے کہ جب تک زنا کا ارتکاب نہ ہو۔ طلاق ناجائز ہے، لیکن اول تو اناجیل کی صحت میں کلام ہے، اور خود محقق عیسائیوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ اناجیل پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اسی لئے ان میں آئے دن ترمیمیں ہوتی ہیں۔ اور نئے نئے ایڈیشن چھپتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود حضرت مسیح ایک مختص الوقت نبی تھے، ان کی تعلیم میں وہ ہمہ گیری کیونکر ہو سکتی تھی جو اسلام کے لئے مقدر تھی۔

مگر مسیحی مبلغین جو حضرت مسیح کے اقوال کو ایک ابدی اور ازلی قانون تسلیم کرتے ہیں۔ غالباً اب اپنے عقائد باطلہ پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت کو محسوس کریں گے۔ کیونکہ وہ اقوال انسانی تمدن و معاشرت کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتے، انگلستان کے ارباب بست و کشاد جن کو خدا نے ملک داری کی عقل عنایت کی ہے۔ اس راز کو سمجھ گئے کہ مسئلہ طلاق جس طرح اناجیل میں بیان ہوا ہے۔ موجودہ نسل کے لئے ناقابل عمل ہے، مگر دیکھئے ان حضرات کی آنکھیں کب کھلتی ہیں۔ جو گرجا گھر میں بیٹھے حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت پر ... رہتے ہیں۔

بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ دنیا کی مہذب اقوام اپنے اعمال سے اسلام کی صداقت کی شہادت دے رہی ہیں، اور اگر قال سے نہیں تو زبان حال سے تسلیم کر رہی ہیں کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو موجودہ نسل انسانی کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ انگلستان میں مسئلہ طلاق، ... و فرانس میں مسئلہ تعدد ازدواج، امریکہ میں ممانعت شراب، یہ سب ایسی مثالیں ہیں جن میں مغربی ممالک نے اسلام کے اصولوں کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ عیسائیت کا ناخن ان کی مشکلات کی گرہ کو نہیں کھولتا۔

مسیحی منادِ مسیحیت کے کرشموں کے گن گانے کے عادی ہیں، وہ اپنے مخاطبوں کو بتایا کرتے ہیں، کہ دیکھو مسیحیت نے وہاں تہذیب کا جھنڈا گاڑا، ان وحشی قوموں کو تمدن کے سانچے میں ڈھالا، فلاں ملک میں علم و حکمت کے دریا بہائے، فلاں قوم کو معاشرت اور تجارت کے اصول سکھائے۔ لیکن کیا اب اہل انصاف خدا لگتی نہیں کہیں گے۔ کہ عیسائیت اس روشنی کے زمانہ میں کہاں سے اقتباس نور کرتی ہے۔ اور کس چراغ سے اپنا دیا جلاتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ وقت ازہاق باطل کا وقت ہے، دنیا کی تمام سفلی طاقتیں رفتہ رفتہ خدائے بزرگ و برتر کے جلال و جمال سے فنا ہو رہی ہیں، مردہ رگوں میں خون زندگی دوڑ رہا ہے، طبیعتوں میں نئی جلد آ رہی ہے، دلوں میں صداقت کی تڑپ ہے، گم گشتگان بادیۂ ضلالت جویائے حق بنے ہوئے ہیں، اور طوعاً و کرہاً اس مذہب کی طرف دوڑ رہے ہیں، جس کو خدا نے تمام نسل انسانیت کیلئے تجویز کیا ہے۔

ہم نے تو آج اس کے آثار و شواہد دیکھے ہیں، مگر ایک مامور الٰہی نے آج سے چالیس سال پہلے اپنی خداداد فراست اور کشفی نظر سے دیکھ لیا تھا کہ اب اسلام کی فتح ہے، اور دنیا میں یہ منادی بھی کر دی تھی

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔

ہاں اب ہمارا فرض صرف یہ ہے کہ ہم اس وقت کو پہچانیں، اور اپنی سرگرمیوں اور کوششوں کو دوبالا کریں۔ کیونکہ جتنی بھی کوشش ہم اشاعت اسلام میں کریں گے اتنی ہی تھوڑی ہے۔ کہ اس کام کی اہمیت اور کرنے والوں کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ ہی نہیں ؎

ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

بالشویت کی آگ

بالشویت کی چنگاری پہلے روس میں چمکی، وہاں ہی اس کے شعلے اٹھے۔ اور ایسے لپکے کہ خاندان شاہی کو خاکستر سیاہ کر گئے، ملک طوائف الملوکی کا شکار ہوا، وبائیں پھیلیں، قحط پڑے، تجارت اور کاروبار بند ہوئے، غرض جو تباہیاں آئیں، وہ سینکڑوں بلائیں ساتھ لائیں، تمام یورپ اس بھوت سے لرزتا ہے۔ اور کیوں نہ لرزے روس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہے، مگر افسوس ہے کہ اب اس آگ کی لپٹیں ایشیا تک بھی پہنچنے لگی ہیں۔ اور خود ہندوستان میں بھی اس کا خطرہ پیدا ہو چلا ہے، پچھلے دنوں لاہور میں چند گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ ان کی نسبت افواہ یہی ہے کہ بالشویک ایجنٹ کچھ نوٹ بنا رہے ہیں، اور یہ گرفتاریاں ان ہی نوٹوں کے سلسلے عمل میں آئی ہیں اسی سلسلہ میں پروفیسر غلام حسین ایم اے جن کے مختصر حالات "زمیندار" کی ۲۰ جون کی اشاعت میں درج ہیں۔ گرفتار کر کے جلاوطن کئے گئے ہیں۔ اخبار مذکور راوی ہے کہ ان کا مقدمہ کھلی عدالت میں نہیں ہوگا بلکہ یہ اسی طرح جلاوطن کئے گئے ہیں۔ جس طرح ۱۹۰۷ء میں لالہ لاجپت رائے مانڈلے بھیجے گئے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ جن ملکوں میں بالشویت اصول کی ترویج ہوئی ہے۔ وہاں سے چین اور راحت نے اپنا ڈیرا اٹھایا۔ اور ملک کی ترقی کو ازحد صدمہ پہنچایا۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس کے انسداد کے لئے فوری اور موثر طریقے اختیار کرے۔

لیکن اس مرض کا اصل علاج جس سے یہ وبا پھیلنے ہی نہ پائے یہ ہے کہ امرا اسلامی اصول زکوٰۃ کی طرح غربا کے لئے کچھ ایثار کریں تاکہ یہ شورہ پشت بھوکے اپنی جگہ فراغت سے روٹی کمائیں اور چین سے کمائیں، اسلام نے زکوٰۃ کا اصول اس لئے ضروری قرار دیا ہے کہ طبقہ غربا بھی ایک حد تک سوسائٹی کا مفید رکن بن سکے، اور جو لوگ نادار اور محتاج ہوں، ان کی امداد وہ اصحاب کریں جن کو خدا نے امداد کرنے کے قابل بنایا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا میں حقیقی امن و عافیت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب لوگ اسلام کے اصولوں کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

قوائے اسلامیہ کی تنظیم

ایک صاحب جو "درد مند مسلمان" کا برقعہ پہنے ہوئے ہیں، ایک مقامی معاصر کے کالموں میں قوائے اسلامیہ تنظیم و ترتیب کے لئے بہت سی تجاویز پیش کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی شکوہ سنج ہیں کہ "اگرچہ ہندوستان کے اندر بے شمار جمعیتیں اور انجمنیں قائم ہیں۔ لیکن ان کا رشتہ اتحاد ایک مرکز سے وابستہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ مجموعی طور پر کوئی اسلامی کام نمایاں ترقی نہیں پاتا" غالباً ان "بے شمار جمعیتوں اور انجمنوں" میں خلافت کمیٹیاں بھی شامل ہوں گی، لیکن ان کے متعلق یہ لکھنا کہ ان کا رشتہ اتحاد ایک مرکز سے وابستہ نہیں، کسی طرح بھی درست نہیں، تمام صوبوں کی خلافت کمیٹیاں مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کے ماتحت اور اس کے ساتھ وابستہ ہیں، اور باوجود اس کے نامہ نگار مذکور کو گلہ ہے کہ "اب خلافت کمیٹیوں میں وہ پہلی سی سرگرمی نہیں پائی جاتی" یہ کیوں؟ کیا ان کے "رشتہ اتحاد" میں کچھ گرہ پڑ گئی، یا خلافت کمیٹیوں نے اپنے آپ کو مرکز سے علیحدہ کر کے سرکشی اختیار کی؟ اگر یہ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ خلافت کمیٹیوں میں اب وہ اگلی سی بات نہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی تمام ذمہ داری مرکزی خلافت کمیٹی پر عائد ہوتی ہے مرکزی خلافت کمیٹی کا نظام جیسا کچھ ہے، اور جیسا کچھ ہوا، جیسا کچھ واقع ہوا ہے اس کا نقشہ سب اخبار دانوں کو ہے۔ اور اسی کا اثر ہوا ہے کہ اس کے جوارح اب معطل اور شل ہو گئے ہیں، بعض حلقوں میں تو اب یہ مقصود بھی ہو رہے ہیں کہ ہر ایک صوبہ کی خلافت کمیٹی خود مختار اور مطلق العنان ہو۔ کیونکہ مرکزی کمیٹی نے اپنی کارروائیوں سے اپنا حق امارت و سیادت کو زائل کر دیا ہے۔

یہی نامہ نگار "جمعیت العلما" میں ایک نئی روح پھونکنا چاہتے ہیں "امام الہند" کے انتخاب پر زور دیتے ہیں، اور فرماتے ہیں، کہ جمعیت العلما کے ہر فیصلہ پر "امام الہند" کی مہر ہونی چاہیئے، لیکن "امام الہند" کے فرائض منصبی کا ذکر نہیں کرتے، اور اگرچہ مشورہ دیتے ہیں کہ جمعیت العلما کو اپنا تبلیغی کام شروع کر دینا چاہیئے، لیکن جہاں آپ نے جمعیتہ کے نظام عمل کا خاکہ کھینچا ہے، وہاں محض مساجد کے اماموں کا تقرر اور اوقاف کا ذکر ہے، تبلیغ و اشاعت اسلام، علوم و حقائق اسلامیہ کی نشر و اشاعت کا کہیں ذکر نہیں، نہ یہ مذکور ہے کہ لائق مبلغ کہاں سے آئیں، کیونکر تیار ہوں، ان کے لئے معاش کا کیا انتظام ہو، ان کی تعلیم کیلئے کونسی درس گاہ ہو۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے خیر خواہان قوم جب تجاویز پیش کرتے ہیں تو ایسے رنگ میں کرتے ہیں جن کو عملیات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، صرف عہدوں کی تقسیم اور مناصب کی تنظیم کی فکر ہوتی ہے حالانکہ کامیابی کے لئے اخلاص اور شوق کی ضرورت ہے، کوئی صاحب مرد میدان بنیں، کام کر کے دکھائیں۔ لوگ خود ان کو امام مان لیں گے، زبانی جمع خرچ سے امام الہند کا خطاب نہ کسی وقعت کے قابل ہے اور نہ کوئی اس کو پسند کرے گا، اور اگر ایک امام ماننا ہی ضروری ہے، تو پھر اسی کو کیوں نہیں مان لیا جاتا، جس کو خدا نے امام کر کے بھیجا، جس نے کام بھی وہ کر کے دکھایا، کہ سب لوگ قائل ہو گئے،

والفضل ما شهدت به الاعداء

کفر۔ ارتداد۔ شدھی

آریہ گزٹ کے ایک نامہ نگار نے ۸ ... کی اشاعت میں ایسی منطق کا اظہار کیا ہے جو کسی معقول آدمی کی سمجھ میں آنی کیا، شرمندۂ احسان نہیں ہو سکتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے، کہ "جس طرح کسی قوم کو کافر کہنا اس کی توہین ہے اسی طرح تحریک شدھی کو ارتداد کہنا نہایت نامناسب ہے"

یہ ہمیں آج معلوم ہوا کہ کافر اور مرتد کہنا بھی باعث توہین ہے، غالباً ماشہ صاحب کو ان الفاظ کے معنے معلوم نہیں، اس لئے انہوں نے یہ ایجاد بندہ کی ہے، کافر کے معنے نہ ماننے والا، مرتد کے معنے اپنے پہلے دین سے پھرنے والا، اب فرمائیے کونسا لفظ ہے، جو باعث توہین ہے، جو لوگ آنحضرتؐ اور اسلام کو نہیں مانتے وہ کافر ہوئے، جو لوگ مذہب اسلام چھوڑ گئے ہیں وہ مرتد ٹھہرے، اس میں ہتک کی کونسی بات ہے؟ اس کے برخلاف شدھی کے معنے فی الواقعہ باعث ہتک ہیں، جس کے معنے ہیں کہ جو لوگ آریہ نہیں وہ نعوذ باللہ ناپاک ہیں، کسی بھلے آدمی کو ناپاک کہنا صریحاً اس کی ہتک ہے، مگر آریہ سماج علی الاعلان سب لوگوں کو ناپاک قرار دیتی ہے، اور اس طرح اپنی تہذیب و شائستگی کا نمونہ پیش کرتی ہے، کیا وہ لوگ جو دوسروں کو ناپاک سمجھتے ہوں۔ عملاً ان سے چھوت چھات کرتے ہوں۔ دوسری اقوام

ہماری تبلیغی کوششیں

ڈاک افریقہ

برادر محمد شیث صاحب، مئی کے خط میں چوہدری ظہور احمد صاحب کو لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا خط معہ چار عدد فوٹو مساجد لاہور پہنچا جس سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی ہیں۔ میں نے یہ اپنے کئی دوستوں کو دکھائے۔ جو آپ کی اس ہمدردی کے مشکور ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے بارہ میں جو کچھ تفصیلاً آپ نے لکھا ہے اس سے مجھے فائدہ ہوا۔ میں ایک خط آپ کی اطلاع اور مناسب کارروائی کے لئے آپ کو بھیجتا ہوں۔ جو کہ مجھے ہندوستان سے آیا ہے۔ بعد مناسب کارروائی کے واپس کر دیں۔ براہ مہربانی انجمن کے شائع کردہ مزید ٹریکٹ حسب عدہ بھیج دیں۔ میں نے سلسلہ احمدیہ کے بارہ میں ہر چار ٹریکٹ پڑھ لئے ہیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ ان معاملات کے بارہ میں مزید روشنی ڈالیں گے۔ اور میرے ساتھ باقاعدہ خط و کتابت جاری رکھینگے میرے تمام دوست آپ کو سلام کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اور آپ کے کاموں میں برکت ڈالے۔

وہ خط جو ہمارے ایک مہربان مسلمان نے ہمارے سلسلہ کی نسبت غلط فہمی پھیلانے کے لئے برادر موصوف کو بھیجا تھا۔ اور جو مندرجہ بالا خط کے ہمراہ آیا ہے۔ اس کا ضروری اقتباس یہ ہے۔ پنجاب کے زرخیز صوبہ میں جو عجائبات نہیں بلکہ الہامات کا گھر ہے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں گذشتہ صدی کے وسط میں ایک آدمی پیدا ہوا جسے ایڈیٹر (اس کے مرید مرزا غلام احمد مسیح موعود کے نام سے اور اس کے منکر کاذب مرزا کے نام سے پکارتے تھے۔ اور امور کو چھوڑ کر ہم مختصراً اس کے عقائد ضروریہ کو بیان کرتے ہیں جو مرزا نے اپنے پیروؤں کو تلقین کئے۔

(۱) یہ کہ حضرت نبی کریم محمد خاتم النبیین نہیں ہیں (لعنۃ اللّٰہ علی المفترین۔ ایڈیٹر)

(۲) یہ کہ مرزا ظلی نبی اور مسیح موعود تھا۔

(۳) کہ اس پر الہام الٰہی نازل ہوتا تھا جو تحفہ گولڑویہ نام کتاب میں درج ہے (یہ خط کے لکھنے والے کی کلی ناواقفیت کا ثبوت ہے ایڈیٹر)

(۴) جہاں کہیں قرآن میں احمد کا لفظ آیا ہے یہ آنحضرتؐ کے بارہ میں نہیں۔ بلکہ مرزا کے بارہ میں ہے (لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ ایڈیٹر)

(۵) بہشت اور دوزخ جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ کوئی نہیں۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین (ایڈیٹر)

(۶) دجال علیہ اللعنت ریلوے کی شکل میں ظاہر ہوا (لکھنے والے کی ناواقفیت پر دلیل ہے۔ ایڈیٹر)

(۷) قیامت قریب ہے۔

بہت سے عجائبات میں سے یہ چند ہیں جو ہم ناظرین کی توجہ کے لئے لکھتے ہیں۔ باقی ہم کسی دوسرے وقت کے لئے چھوڑتے ہیں۔ یہ بدعات ہیں جو مرزا صاحب نے مشتہر کی ہیں۔ گو وہ کتنی ہی بیہودہ تھیں لیکن مرزا نے آخرکار شہرت حاصل کر لی۔ اور اس کے گرد بہت سے مرید اور ایک جماعت جمع ہو گئی۔ جس میں آجکل بڑے بڑے تندہی سے کام کرنے والے مشنری ہیں۔ جو اسلام کو مغربی ممالک میں پھیلا رہے ہیں۔ مثلاً خواجہ کمال الدین ایڈیٹر اسلامک ریویو۔ مولوی محمد علی مترجم قرآن انگریزی گو احمدیوں کی تعداد محدود ہے۔ اور سات کروڑ مسلمانوں کی آبادی میں سے صرف چند سو ہیں۔ تاہم جو کام انہوں نے کیا ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی کم درجہ کا نہیں ہے۔ انہوں نے ہمارے درمیان ایسا کام کیا ہے جیسا کہ جیسوئیٹوں نے رومن کیتھولکوں کے درمیان۔ اور کسی حد تک ہندوستانی قوم کو غفلت سے بیدار کر کے اشاعت اسلام کے کام کی اہمیت کی طرف رغبت دلائی ہے۔ انہوں نے مغرب میں بہت سی سوسائٹیاں قائم کی ہیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اخبارات جاری کر رکھے ہیں۔ جن میں سے خاص اسلامک ریویو ووکنگ۔ لائٹ لاہور سے نکلتے ہیں لیکن یہ اخبارات کارندوں سے کھلم کھلا احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اسلامک ریویو قدرے نرم ہے۔ اور اس کا رویہ منصفانہ ہے۔ لیکن لائٹ ذرا زوردار ہے۔ ڈاکٹر محمد علی چونکہ مرزا صاحب کا مرید ہے اس لئے اس کا ترجمہ قرآن ہندی معتبر نہیں سمجھتے۔ درحقیقت مولوی محمد علی نے اکثر جگہ اپنے عقائد کی تائید میں ترجمہ قرآن میں زور لگایا ہے اور اس لئے یہ ترجمہ قابل اعتبار نہیں ہے۔

لیکن میرے پیارے احمدیت کا وہ روشن پہلو جس میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالدے۔ یہ وہ روشن یا روشن تر پہلو ہے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مرزا کو اپنے کئی مخالفین سے مباحثے پیش آئے جن میں سے کسی ایک میں بھی مرزا کو کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ اکثر جگہ ہار گیا اور ذلیل کیا گیا۔ اس کے عقائد کو قرآن و احادیث کے خلاف سمجھ کر رد کیا گیا۔ اور اس کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ سب سے بڑا مخالف مولوی ثناء اللہ تھا۔ جس نے اسے اور اس کے مریدوں کو بے شمار مباحثوں میں ترک دی۔ وہ ابھی تک زندہ ہے۔ اور احمدیت کی تردید کرتا ہے۔

ہندوستانی زبان میں احمدیت کے خلاف بڑا لٹریچر ہے۔ اگر تم پسند کرو۔ تو ہم کسی ایک کا انگریزی ترجمہ کر کے تمہیں بھیج سکتے ہیں۔ یہ بہتر ہے اور پسندیدہ امر ہے۔ کہ تم اس جماعت سے علیحدہ رہو۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ کسی تعصب پرستی اور یکطرفہ نہیں ہے۔ اور ہماری طرف سے اجازت ہے کہ تم ہمارا یہ خط کسی احمدی اخبار کی طرف بھیجو اور تصدیق کرالو۔ ساتھ ہی اس کے ایڈیٹر کو لکھ دو۔ کہ ہمارا یہ خط پورا شائع کر دے۔ اس کے علاوہ آپ کسی اور اخبار یا انجمن کو بھی یہ بھیج سکتے ہیں۔ جہاں تک ہم سے ہو سکے گا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم اس پر مزید روشنی ڈالنے کو تیار ہیں۔

(عبدالسلام خاں۔ ناگپور)

پیغام صلح: مندرجہ بالا خط کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ کہ لکھنے والے نے کیسے کیسے بہتانوں سے کام لے کر جھوٹ بولا ہے۔ نام تو جماعت کے بزرگوں اور اخبارات کا لیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لٹریچر کو پڑھتا ہے۔ اور پھر دیدہ دلیری سے لکھتا ہے۔ بزرگوں اور اخبارات کا لیتا ہے۔ اور پھر دیدہ دلیری سے لکھتا ہے۔ کہ ہم آنحضرتؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ نہ آپ کو احمد سمجھتے ہیں۔ اور نہ بہشت دوزخ کے قائل ہیں۔ احمدیوں کے اشاعت اسلام کے کام سے تو بیزاری ہے لیکن اپنی جماعت کا بڑا کام یہی پیش کیا ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کی تردید کرتی ہے یعنی اشاعت اسلام کا کام کرنے والوں کے راستہ میں روڑے اٹکاتی ہے۔ گویا ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے سامنے صرف چند سو احمدیوں کی تردید کا ہی کام رہ گیا ہے۔ انہیں نہ تیس کروڑ ہندو نظر آتے ہیں۔ اور نہ چار کروڑ عیسائی پارسی۔ سکھ۔ بدھ وغیرہ۔ آجکل اسلام کی سب سے بڑی خدمت مولوی صاحبان کے نزدیک یہ ہے کہ جو گروہ اشاعت اسلام کرتے ہیں اسے اس کام سے روکا جائے۔

خط کے لکھنے والے کو اتنا خیال نہیں آیا۔ کہ جس شخص کو بدنام کر رہا ہے اس کے لاکھوں اہل وطن مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور ہندوستانی طرز کے پرانے مولوی حیات مسیح کے قائل بجائے مسلمانوں کو بچانے کے عیسویت کے پھیلانے میں ممد ثابت ہوئے ہیں۔ قرآن شریف کے ترجمہ کرنے میں ہم پر تو غلط الزام لگایا ہے۔ تاہم جو ترجمہ وہ صحیح جانتا ہے۔ ذرا ان ممالک میں بھیج کر تو دیکھیں کہ وہ عیسویت کو مدد دیتا ہے یا اسلام کو۔ لیسے لیسے تعلیم یافتہ مسلمانوں میں نہ اسلام کے لئے غیرت ہے نہ حمیت۔ ان کی طرف سے اسلام برباد ہو جائے۔ عیسویت کا غلبہ ہو جائے لیکن کہیں حضرت مرزا صاحب سچے نہ ہو جائیں۔ اپنے خیالی مسیح و مہدی کو ہی ڈھونڈ کر ان کے سامنے پیش کیا ہوتا تاکہ انہیں کچھ تو تسلی ہوتی۔

اخبار احمدیہ

احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا اجلاس ہر ہفتہ کی شام کو مسجد احمدیہ لاہور میں منعقد ہوتا ہے۔ گذشتہ اجلاس میں جناب شاہ محمد خاں صاحب ریلوے انجینیر نے مولوی مصطفیٰ خاں صاحب کی زیر صدارت مسئلہ تناسخ پر ایک نہایت دلچسپ تقریر فرمائی۔ اور اس میں ذیل کے مضامین پر بالخصوص بحث کی۔ (۱) تناسخ اور جیو ہتیا (۲) تناسخ اور گوشت خوری (۳) تناسخ اور ست جگ آریہ ورت (۴) تناسخ اور انیشور گتی (۵) تناسخ اور شناسی (۶) تناسخ اور اسباب زندگی (۷) تناسخ اور گرانی اجناس وغیرہ (۸) تناسخ اور گناہ مجسم یعنی شیطان (۹) تناسخ اور گناہ رکھنا (۱۰) تناسخ اور ہو...

سے پرستاروں کی دعا کیا ہونی چاہیئے۔

آخری عنوان کے ماتحت آپ نے ایک دلچسپ دعا پڑھ کر سنائی۔ جس میں قائلین تناسخ شیطان کو مخاطب کر کے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ گناہ کو زیادہ کرے۔ اور بڑھائے۔ کیونکہ اس کی حکومت دنیا پر قائم ہے اور اگر گناہ نہ ہو۔ تو دنیا ویران ہو جائے گی۔ کوئی چیز کوئی جانور پیدا نہ ہوگا۔ یہ دعا بہت ہی دلچسپ تھی۔

لیکچر کے خاتمہ پر وزیر محمد صاحب متعلم میڈیکل کالج اور مسٹر ریاض الدین احمدی۔ اے نے چند اعتراضات کئے۔ جن کے جواب اسی وقت دیئے گئے۔

قبول اسلام ۱۱۔جون کو ایک عیسائی مسمی اللہ دتا ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اسلامی نام عطاء اللہ رکھا گیا۔

۱۲۔ جون کو ایک اور نوجوان عیسائی برکت مسیح حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ نام برکت اللہ رکھا گیا۔

برادر دین محمد صاحب ہیڈ ماسٹر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں پہلے حضرت مسیح موعود کا مخالف تھا۔ اور آپ کے خلاف ایک کتاب بھی لکھنی شروع کی تھی۔ لیکن ایک دن تہجد کی نماز کے بعد کچھ غفلت نیند کی طاری ہوئی۔ عالم رؤیا میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ کے دست مبارک میں ایک اور شخص کا ہاتھ دکھائی دیا بندہ نے عرض کیا کہ آپ کون بزرگ ہیں جو ایسے بلند پہاڑ پر پھر رہے ہیں جہاں سوائے دو آدمیوں کے تیسرا کوئی نہیں۔ آنحضرت صلعم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ تیسرے تم بھی تو ہو۔ بندہ نے پھر سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ رحمۃ للعالمین۔ یہ سنتے ہی بندہ نے قدم آگے بڑھایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسیح موعود ہیں۔ جس کے تم مخالف ہو۔ بندہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ اپنے آپ کو نبی بتاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں تم غلطی پر ہو۔ اتنے میں بندہ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ مصافحہ ہوا ہی تھا کہ اللہ اکبر کی آواز کان میں پہنچ گئی۔ بندہ علی الصباح احمدی ایک دوست کے پاس جن کا نام نیاز احمد تھا۔ گیا۔ اور ان سے حضرت مرزا صاحب کے ارشادات سنکر ان پر کاربند ہو گیا۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک۔**

تمغہ اتحاد کے انسداد میں احمدی خواتین نے بھی ایک حد تک حصہ لیا ہے۔ اور بعض بہنوں نے اپنے قیمتی زیور اس مد میں عنایت فرمائے ہیں۔ سب سے پہلا زیور یعنی ایک چوڑی آویزے اہلیہ صاحبہ جناب یعقوب خاں صاحب مبلغ اسلام ووکنگ انگلستان نے گذشتہ اپریل میں دیا تھا۔ لیکن بعض وجوہات کے باعث اس کا اعلان نہ ہو سکا جس کا ہمیں بے حد افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ معطیہ صاحبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دیگر بہنوں کو ان کی تقلید کی توفیق دے۔ آمین۔

جناب شیخ نظام الدین صاحب احمدی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا صاحبزادہ کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس کیلئے ضرور دعا فرمائیں۔

ووکنگ مشن کے متعلق دہوتی مردان، کے ایک رئیس اعظم اپنے ایک خط میں خواجہ عبدالغنی صاحب سیکرٹری کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے مشن نے اسلام کی تبلیغ میں اس قدر کوشش کی ہے۔ اور اس قدر کامیابی حاصل کی ہے کہ تمام دنیائے اسلام اس کی شاہد ہے اور آپ کی ہمت و جوانمردی پر تحسین کہتی ہے۔

بقیہ صفحہ اول

تشریح افادات بطریق استنباط از فتوی مولانا ابوالکلام ممدوح...

(۱) امام اور پیشوائے جماعت احمدیہ بطریق اولیٰ مسلمان ہیں کیونکہ اسلام کسی تابع فی الدین کا تب ہی صحیح ہوتا ہے کہ اس کا متبوع فی الدین خود ہی مسلمان مانا جائے۔

(۲) دعاوی امام جماعت احمدیہ میں کوئی استبعاد شرعی نہیں۔ اور نہ وہ شرعاً ممنوع ہیں۔ بلکہ امکانات شرعی کے اندر داخل ہیں۔

(۳) جو اختلاف کہ مولانا ممدوح کا اس جماعت کے ساتھ ہے، وہ صرف فروعی اختلافات ہے نہ کہ اصولی۔

(۴) جن مسائل میں کہ مولانا ممدوح جماعت احمدیہ یا ان کے امام سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور ان مسائل میں انہیں جرم نہیں سمجھتے بلکہ وہ صرف مولانا ممدوح کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے۔ نہ کہ وہ مسائل فی نفس الامر اصول متفقہ اہل اسلام کے خلاف واقع ہیں۔ بلکہ ممکن ہے بلکہ حق ہے کہ یہ اختلاف باہمی غلط فہمی اور اختلاف رائے کا نتیجہ ہو۔

(۵) یا ایں اختلاف در بعض مسائل اس جماعت کو کافر کہنے والا اور مساجد سے روکنے والا ایسی نہایت سخت غلطی کا مرتکب ہے جس کی شان میں آیہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا نازل ہے۔

ہم مولانا ممدوح کی حق گوئی اور راست روی کے بیحد ممنون ہیں۔ اور بے ساختہ ان کے حق میں بہ مصرعہ

"زیارت مردے دریں تحیا الرجال"

زبان سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اور بھی حق گوئی اور حق جوئی کی توفیق عطا فرمائے۔ تا علمائے زمانہ بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی تقلید کریں۔ اور اسلام کو ان برباد کن مصیبتوں سے نجات دیں۔ تا تمام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ایک شخص واحد کے مانند دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں۔ لیکن بالآخر ہم اس قدر جرأت کر کے مولانا سے دریافت کرتے ہیں کہ براہ مہربانی وہ کونسے مسائل ہیں جن میں کہ آپ اس گروہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور انہیں ان مسائل میں حق پر نہیں سمجھتے ہیں۔ والسلام۔

مراسلات

ہندوؤں کا سلوک مسلمانوں کے ساتھ

اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے

برادران وطن نے اپنے مذہب کی حفاظت اور اسلام کو کمزور کرنے کے لئے آج تک کیا کیا طریق اختیار کئے ہیں اور کر رہی ہے۔ ان کی داستان بہت طویل ہے۔ میں ناظرین کرام کی توجہ صرف چند ایک امور کی طرف منعطف کروانا چاہتا ہوں۔ کون مسلمان ہے جو اس بات سے واقف نہیں ہے کہ تجارت برادران وطن کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ضروریات زندگی حاصل کرنے میں بھی ان کے محتاج ہیں۔ دوسری بات جس کا میں یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ہندو قوم کا مسئلہ چھوت چھات ہے۔ جس کی وجہ سے ہندو مسلمانوں سے بھنگیوں اور چماروں کا سا سلوک کرتے ہیں۔

مسئلہ چھوت چھات

سب سے پہلے میں مسئلہ چھوت چھات کو لیتا ہوں۔ اس مسئلہ نے جو بظاہر ہندو مذہب کی توہم پرستی کی ایک یادگار ہے۔ ہندوؤں کو از حد فائدہ پہنچایا ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس نے ترا بیسیوں صدی تک گنوماتا کے پرستاروں کو ہندومت کی توہم پرستی و بت پرستی سے ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیا۔ اگر یہ قوم اس خطرناک مسئلہ پر عامل نہ ہوتی۔ تو یقیناً آج تک اس کے کروڑوں افراد بت پرستی کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو چکے ہوتے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ مسئلہ چھوت چھات ہندوؤں کو یہ سکھاتا ہے۔ کہ وہ دیگر اقوام سے نفرت کریں۔ کیونکہ اس کی بنا ہی اس بات پر ہے۔ جب ایک ہندو کو ایام طفولیت ہی سے یہ سکھایا جاتا ہے۔ کہ وہ غیر مذاہب کے پرستاروں کو ناپاک سمجھے۔ اور جب ان کے ساتھ چھو جائے۔ تو پاک ہونے کے لئے نہایا کرے۔ تو پھر بڑی عمر میں جا کر وہ ان توہمات کو کب چھوڑ سکتا ہے۔ بلکہ جوں جوں وہ بڑھتا جائے گا۔ یہ خیال اس کے دل میں راسخ ہوتا جائیگا ایسی حالت میں جبکہ ایک ہندو کو بچپن ہی سے غیر مذاہب کے ماننے والوں سے نفرت کرنا سکھلایا جاتا ہے۔ وہ کسی غیر مذہب کے پیرو کے ساتھ کب خلط ملط کر سکتا ہے۔ یا اس کے ساتھ مساوات کا سلوک کر سکتا ہے۔ ایسے عقیدے والا شخص جو دوسروں کے ساتھ چھو جانے سے بھرشٹ ہو جاتا ہو۔ وہ غیر مذاہب کی صداقت و غیر صداقت کو پرکھنے کی کب تکلیف گوارا کرے گا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہندوؤں کے موقع شناس لیڈروں نے اپنے مذہب کی خیریت ہی اس بات میں دیکھی کہ اپنی قوم کو غیر مذاہب کے پیروؤں سے متنفر کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا۔ تو ہندو مذہب جس کی حقیقت اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ دنیا میں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ میں تو جب کبھی اس بت پرست مذہب کے مسئلہ چھوت چھات پر غور کرتا ہوں۔ تو حیران ہو جاتا ہوں۔ کہ اس مذہب کو کیونکر آسمانی مذہب کہا جائے۔ جو اپنے پیروؤں کو دیگر بنی نوع انسان سے نفرت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر یہ تصور کیا جائے۔ کہ مسئلہ چھوت چھات کوئی مذہبی مسئلہ نہیں۔ بلکہ ہندوؤں نے اپنی وقومی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے ایجاد کر لیا ہے۔ تو بھی یہ کہنا پڑے گا۔ کہ ہندوؤں کو روحانیت سے کوئی بہرہ نہیں۔ کیونکہ ایک روحانی آدمی کی شان سے یہ امر بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے انسان سے محض اختلاف عقاید کی بنا پر ایسا نفرت آمیز سلوک کرے جیسا کہ مسئلہ چھوت چھات سکھاتا ہے اور یہ اس سے یہی لازم آتا ہے کہ ہندو مذہب نہایت بودہ مذہب ہے وہ دلائل سے دیگر مذاہب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس کے وکیلوں کو اس کے ماننے والوں کو اس پر قائم رکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت نہ ہوتی۔ کہ وہ مسئلہ چھوت چھات ایسا افتراق انگیز مسئلہ ایجاد کر کے اپنے ہم مذہبوں کو دوسرے مذاہب میں جذب ہو جانے سے بچاتے کیا یہ مسئلہ ہندو مذہب کی کمزوری ثابت نہیں کرتا؟

اس مسئلہ پر عمل کرنے سے ہندوؤں نے نہ صرف اپنے مذہب ہی ایک حد تک بچا لیا ہے۔ بلکہ اس چھوت چھات پر عمل کرنے ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہندو اقوام جو ایک عرصہ سے اسلام میں تو داخل ہیں۔ مگر تعلیمات اسلام سے محض نابلد ہیں۔ ہندوؤں کو مسلمانوں سے ارفع و اعلیٰ سمجھتی ہیں۔ چنانچہ حلقہ ارتداد کے ملکانہ راجپوت جن کو آجکل اشدھ کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ تو کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کے ساتھ کھانا پینا اپنے لئے باعث فخر تصور کرتے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ اس علاقہ میں آریوں کی طرف سے جو اشدھی کی جا رہی ہے۔ اس میں کئی قسم کے ناجائز وسائل سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ مگر ملکانہ راجپوتوں کو اشدھ ہونے پر ابھارنے کے لئے یہ بات بھی بہت موثر ثابت ہوئی ہے جو آریوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ "اگر تم ہندو مذہب میں واپس آجاؤ تو ہم تمہارے ساتھ کھا پی لیں گے"۔ اشدھ ہونے والوں میں سے بہتیرے ایسے ہوں گے۔ جو ہندوؤں کے ساتھ محض کھانا پینا ہوتے دیکھ کر اشدھ ہو گئے ہوں۔ برخلاف اس کے اکثر ملکانہ لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان کے مسلمان کے ساتھ کھانا پینا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس تنفر کی وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ لوگ کیوں حقیر سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ مسلمانوں نے خود اپنے آپ کو ہندوؤں کے مقابلہ میں حقیر بنا لیا ہے۔ جب ہندو لوگ مسلمانوں سے بھنگیوں اور چماروں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ اور مسلمان اس ہتک آمیز سلوک کو بخوشی برداشت کرتے ہیں۔ تو پھر اگر جاہل قومیں ہندوؤں کو افضل و برتر اور مسلمانوں کو حقیر و بدتر سمجھتی ہیں تو وہ حق بجانب ہیں۔ یہ غلطی خود مسلمانوں ہی کی ہے۔ اور جب تک وہ خود اپنی عزت نہ کریں گے۔ کوئی ان کی عزت نہیں کرے گا۔

موجودہ فتنہ ارتداد کو مدنظر رکھتے ہوئے جو دن بدن روبہ ترقی ہے۔ اگر مسلمان ہندوؤں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اور ہندوؤں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں جیسا وہ ان کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہر طرح سے ہندوؤں کو ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ تو امید ہے کہ مسلمانوں کا یہ رویہ فتنہ ارتداد کے انسداد میں بہت ممد ہو گا۔ مجھے تو امید ہے کہ وہ حضرات جو علاقہ ارتداد کا دورہ کر گئے ہیں۔ میرے اس خیال کی تصدیق کریں گے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کا مقابلہ تجارت میں

مسئلہ چھوت چھات پر عمل کرنے سے ہندوؤں کو ایک اور فائدہ بھی پہنچا ہے۔ وہ فائدہ یہ ہے کہ وہ تجارت میں ترقی کر گئے ہیں۔ کوئی ہندو حتی المقدور اشیائے خوردنی و نوشیدنی و پوشیدنی و دیگر ضروریات زندگی کبھی کسی غیر مذہب والے دوکاندار سے نہیں خرید کرے گا۔ بلکہ ہر ایک ہندو حتی الوسع کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کی اشیاء کسی ہندو دوکاندار سے خریدے۔ ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے ان کی تجارت دن بدن فروغ پر ہے۔ اس کے برعکس مسلمان نہایت بے حیائی اور ڈھٹائی سے ہندو دوکانداروں سے اپنی تمام ضروریات کی اشیا خرید کرتے ہیں بعض دوکانوں پر تو مسلمانوں کے ساتھ ہندو دکانداروں کی طرف سے ایسا سلوک ہوتا ہے۔ کہ کوئی شریف النفس آدمی اس کو گوارا نہیں کر سکتا مثلاً کسی ہندو حلوائی کی دکان پر اگر کوئی مسلمان کچھ چیز خریدنے کیلئے چلا جائے۔ تو اسے "ہٹو بچو۔ دور کھڑے رہو" کی صدائیں سننے کیلئے طیار رہنا چاہئے۔ پھر اسے بھنگیوں اور چماروں کی طرح دور ہی کھڑا رکھا جاتا ہے۔ اور چیز بھی نہایت توہین آمیز طریقہ پر اس کے حوالے کی جاتی ہے۔ حیف ہے ان مسلمانوں پر جو ایسے ہتک آمیز سلوک کو بے چون و چرا برداشت کرتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ اکثر قصبات میں مسلمان حلوائیوں کی دکانیں نہیں ہوتیں۔ وہاں کے مسلمان ہندو دوکانداروں سے سودا خرید لیتے ہیں۔ اور یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مجبوری امر ہے۔ ایسے اشخاص سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ مٹھائی کھانا کونسی مجبوری ہے۔ ایسے ہتک آمیز سلوک کے برداشت کرنے سے یہ بہتر ہے کہ مٹھائی کھانے کی خواہش ترک کر دیا جائے۔ تعجب ہے کہ وہ قوم جس کی غیرت و حمیت کبھی شہرۂ آفاق تھی۔ آج اس کے اکثر افراد ایسے بے حیا اور ڈھیٹ ہو جائیں۔ کہ ایک غیر قوم کے گندے اور نجس شخص کے ہاتھ سے ایسے توہین آمیز سلوک کو تو برداشت کر لیں مگر مٹھائی کھانا ترک نہ کریں۔ ایک ہندو حلوائی کسی حالت میں بھی ایک مسلمان سے صاف ستھرا نہیں ہوتا۔ ہندو حلوائی عموماً نہایت گندے اور غلیظ ہوتے ہیں۔ ان کی جسمانی طہارت کا پتہ تو ان کے میلے کچیلے کپڑے ہی دے دیتے ہیں۔ ان کے برتن بھی مسلمان دکانداروں کے مقابلہ میں نہایت غلیظ ہوتے ہیں۔ کوئی کتا چاٹ جائے ان کو تب پرواہ نہیں کوئی بلی صاف کر جائے تب مضائقہ نہیں۔ ایسی حالت میں مسلمان جن کی مقدس مذہبی کتاب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین" خود فیصلہ کر لیں۔ کہ وہ ہندو حلوائیوں کی دکانوں پر سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کھانے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

اسی طرح دوسری ضروریاتِ زندگی بھی اکثر مسلمان ہندوؤں ہی کی دکانوں پر سے خریدتے ہیں۔ اس خرید کا بھی جو کچھ نقصان مسلمانوں کی مالی حالت کو پہنچ رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ مسلمانوں کی مالی حالت دن بدن نہایت کمزور اور نازک ہو رہی ہے۔ اور ہندو دن بدن دولتمند ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان کی تجارت فروغ پا رہی ہے اگر مسلمانوں نے چند سال اور اسی غفلت سے کام لیا۔ تو یقیناً ان کی حالت بد سے بدتر ہو جائے گی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اکثر قصبات و دیہات میں اسلامی دکانیں نہیں ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو مجبوراً ہندو دوکانداروں ہی سے اشیائے ضروریہ خرید کرنی پڑتی ہیں۔ مگر یہ حالت جہاں مسلمانوں کی مجبوری ظاہر کرتی ہے۔ وہاں ان کی غفلت کا بھی اظہار کر دیتی ہے اگر اسلامی دکانیں نہیں تو ان کے کھولنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ وہ مسلمان جو صاحب ثروت ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ان مسلمانوں کی مالی مدد کریں جو دکانیں تو کھولنا چاہتے ہیں۔ مگر مفلسی کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے۔

قصبات و دیہات میں مسلمان دکانیں کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان گاہک چیزیں خریدتے وقت کبھی اس بات کی طرف خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ آیا وہ جس دکان سے خرید کر رہے ہیں۔ وہ ہندو کی ہے یا مسلمان کی۔ برعکس اس کے ہر ہندو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتا ہے کہ وہ حتی المقدور کسی ہندو کی دکان سے سودا خریدے۔ تعجب ہے کہ وہ مسلمان جن کو یہ سبق سکھلایا گیا تھا۔ کہ "کل مومن اخوۃ" آج اس سبق کو بھول گئے ہیں۔ کل مومن اخوۃ محض زبان سے کہنے کے لئے نازل نہ ہوا تھا۔ بلکہ ہمیں اپنے عمل سے اس پاک تعلیم کی صداقت ظاہر کرنی چاہئے۔ اگر ہم مسلمان دکاندار کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کو فائدہ پہنچانے کی بجائے ایک کافر کو فائدہ پہنچائیں۔ اسلامی دکانیں محض اسی وجہ سے نہیں چل سکتیں۔ کہ بیچارہ مسلمان اگر دکان کھولتا بھی ہے تو گاہکوں کی سرد بازاری اسے مجبور کر دیتی ہے۔ کہ وہ دکانداری کو خیرباد کہہ کر کوئی اور پیشہ اختیار کرے اس لئے مسلمان دکانیں کامیاب بنانے کے لئے سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان عہد کرے کہ وہ حتی المقدور کوئی چیز کسی ہندو کی دکان پر سے نہ خریدے گا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ کوشش کرے گا۔ کہ ہر ایک چیز مسلمان دوکانداروں سے خریدے کرے اگر ہندوستان کا ہر ایک مسلمان اس عہد کا التزام کرے۔ تو چند ہی برس میں ان کی تجارت فروغ پا سکتی ہے۔ اور ان کا موجودہ افلاس دور ہو سکتا ہے۔ ورنہ دنیا میں کوئی ہندو قوم انہیں اپنے میں جذب کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور ان کی حالت نہیں بدل سکتی۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اے مسلمانو! بابانو! اگر تم نے اپنی قومی غیرت کو خیرباد نہیں کہہ دیا اگر اسلام کا درد تمہارے سینوں میں موجود ہے۔ اگر مسلمانوں کے موجودہ افلاس سے تمہارا دل دکھتا ہے۔ اگر تمہیں اپنی حالت زبوں کا احساس ہے اگر تم اپنی دینی و دنیوی حالت کو سدھارنا چاہتے ہو۔ اگر تم اپنے آپ کو بام ترقی پر دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اٹھو اور حفاظت قوم و ملت کے لئے کوشش کرو۔ خود تجارت کرو۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو۔ اور دوسری قوم کا سہارا تلاش نہ کرو۔ کہ

بہتر ڈوب مرنے سے ہے جینا سہارے کا

سردار خاں از سادھن ضلع آگرہ

امرتسری مولوی فاضل کا علم منطق

(از مولانا مولوی احمد صاحب کے قلم سے)

ناظرین پیغام صلح کو یاد ہوگا کہ ۱۴ فروری ۱۹۴۲ء کے پیغام صلح میں کسی شخص کے سوالات اور اسکے جوابات شائع ہوئے۔ مجھے پہلے سوال کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ وہ اصولاً صحیح نہیں اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ مولوی ثناءاللہ امرتسری نے جو اہل حدیث ہونے کا مدعی ہے۔ اور جس کی تائید میں حدیث پر بھی نظر لازمی ہوگی۔ لا ایمان لمن لا امانۃ له۔ سائل کا سوال درست کرنے میں اپنی علمی قابلیت یا نا قابلیت اور دیانت داری کا جو نمونہ دکھلایا ہے وہ چودھویں صدی کی یہودیت کا پورا نقشہ ہے۔ اور سفاہت ... کا پورا عکس ہیں۔ سائل کا سوال جس کا ایک ٹکڑا فاضل امرتسری نے نقل کرکے باقی کو چھوڑا ہے پورا نقل کرکے ... میں پیش کرتا ہوں تاکہ ... واضح ہو جائے کہ کہاں تک حدیث مذکور کا لحاظ کیا گیا ہے ... اہلحدیث ہونے کا دعوی کہاں تک صحیح ہے اور ... کی بناء پر تصحیح سوال کی گئی ہے وہ کہاں تک ... اور اصطلاحات پر مبنی ہے۔

سوال

مرزا صاحب کے ماننے والوں میں بظاہر دو فرقے نظر آتے ہیں۔ اول نبی اور رسول ماننے والے ہیں۔ اور دوسرا فرقہ مجدد مانتا ہے۔ اب میرا دونوں فرقوں سے یہ سوال ہے کہ دونوں فرقوں کے عقیدہ کے رو سے مرزا صاحب نفی اور اثبات میں دائر ہے۔ اگر دونوں اپنے عقیدہ میں سچے ہیں تو اجتماع نقیضین اور اگر دونوں سچے نہیں تو ارتفاع نقیضین۔ سائل کے سوال سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ سائل نے اپنے سوال کی بنا پر نفی اور اثبات کو نقیضین بیان کرکے لکھا ہے کہ اگر دونوں فرقوں کا عقیدہ درست مانا جائے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ اور اگر دونوں کا دعوی غلط مانا جائے تو ارتفاع نقیضین۔ اسکے جواب میں میں نے یہ لکھا تھا کہ اصولی طور پر یہ سوال صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ نبی اور مجدد نقیضین نہیں ہیں۔ شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ اہل منطق لکھتے ہیں **کل امرین احدهما رفع الاخر فهما نقیضان** یعنی اہل منطق کی اصطلاح کی رو سے نقیضین وہ دو امر ہیں جنمیں ایک دوسرے کا رفع ہو اور ظاہر ہے کہ نبی کا رفع لیس نبی ہے نہ مجدد ہے۔ اسی طرح مجدد کا رفع لیس مجدد ہے نہ نبی۔ پس نبی اور مجدد کے اجتماع سے اجتماع نقیضین لازم نہیں آتا اور نہ ان کے رفع سے ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔ میرے خیال میں سائل بھی اپنے آپ کو نہ مجدد لکھتا ہے اور نہ نبی۔ پس معلوم ہوا کہ مجدد اور نبی نقیضین نہیں ہے۔ اگر نقیضین ہوتے تو سائل بھی ضرور نبی یا مجدد ہوتا۔ ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آتا۔ اسکے بعد میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہر ایک فرقہ کے نزدیک بھی اجتماع نقیضین یا ارتفاع نقیضین نہیں کیونکہ ہر ایک فرقہ ایک ہی شق جانتا ہے۔

اور اگر یہ اجتماع یا ارتفاع لازم آتا ہو تو کسی ثالث آدمی کے خیال میں ہوگا جو فریقین کے دلائل کو دیکھ کر مبہوت ہو جاتا ہے۔ اور قوت فیصلہ نہیں رکھتا۔ اس پر وہابی مولوی امرتسری لکھتا ہے۔ مرزائی امت کی منطق میں تجدید قادیانی امت نے علوم آلیہ عقلیہ میں بھی تجدید کی لیکن وہابی مولوی نے یہ نہیں بتایا کہ نقیضین کی تعریف اہل منطق کے نزدیک یہ ہے اور ... میں جو تعریف ہے وہ منطق کی کتابوں میں نہیں۔ ان دونوں باتوں کے ثبوت کے بعد وہ کہہ سکتا تھا کہ یہ ہماری تجدید فن المنطق ہے لیکن جب تک ان دونوں باتوں کا ثبوت نہ دیں ان کو کوئی حق نہیں کہ ہمارے متعلق لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالیں اور بہتان لگا کر خلق اللہ کو دھوکہ دیں۔ نعوذ من الا غلوطات بھی سنا ہے یا نہیں۔

فاضل امرتسری کی تصحیح سوال سائل

فاضل مذکور نے سوال صرف اسقدر نقل کیا ہے کہ مرزائی امت میں ایک جماعت مرزا صاحب کو مجدد کہتی ہے۔ دوسری نبی۔ ان دونوں کے صدق کی صورت میں اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ اور وہ یہ جملہ چھوڑ دیا ہے کہ دونوں کے کذب کی صورت میں ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔ اسکو کیوں چھوڑا اسلئے کہ اس کے نقل کرنے سے اس کی تصحیح اور تاویل سوال غلط ہوتی جیسا اسکو واضح کیا جائے گا۔

سوال کا جو حصہ فاضل امرتسری نے خیانت کرکے لکھا ہے اس کی توجیہ یوں کی۔ غالباً اس سے مراد سائل کی اجتماع قسمین ہے جو بمنزلہ نقیضین کے ہوتے ہیں جسکی تفصیل یوں ہے کہ اہل منطق کے نزدیک تصور تین قسم پر ہے۔ تصور لا بشرط شئی۔ تصور بشرط لا شئی یعنی ساذج تصور بشرط شئی یعنی تصدیق اول قسم مقسم ہے دوسری اور تیسری قسمیں اس کی قسمیں ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ تیسری قسم میں ایک چیز زائد ماخوذ ہے تو دوسری میں وہی عدم ماخوذ ... ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کی دونوں پارٹیوں کے دعوے باہم متناقض اور متضاد ہیں کیونکہ مجدد کہنے والوں کے نزدیک مجدد میں عدم النبوۃ ماخوذ ہے اور نبی کہنے والوں کے نزدیک مجدد مع النبوۃ ہے۔ لہذا سائل کا اعتراض ایک حد تک درست ہے۔ ناظرین اس تنقیدی نظر اور غور سے پڑھیں اس توجیہ کے شروع اور آخر میں فاضل مذکور نے غالباً کا لفظ اور ایک حد تک درست ہے لا کر بتا دیا کہ اس توجیہ پر خود بھی ان کو ایمان نہیں ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ غالباً اس سے مراد اجتماع قسمین ہے جو بمنزلہ نقیضین کے ہوتے ہیں۔ اگر یہ توجیہ وہ شخص کرسکتا ہے جو عقل سے عاری ... ہوا ہو اور تعصب نے اسکی فطرۃ کو بدل لیا ہو۔ اسلئے کہ سائل نے صریح طور پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نفی اور اثبات میں دائر ہے اور نفی اور اثبات کو بھی سائل نے نقیضین سمجھا ہے اور لکھا ہے کہ دونوں کے صدق سے اجتماع نقیضین اور دونوں کے کذب سے ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے لیکن نہ تو سائل کے کلام میں نفی اور اثبات نظر آتے ہیں اور نہ صاحب توجیہ کے کلام میں۔ اسلئے سائل کا سوال غلط ہی رہا اور اسکی توجیہ اس سے بھی غلط رہی کیونکہ اس نے نقیضین سے مراد قسمین لی ہیں یعنی مجدد مع النبوۃ اور مجدد مع عدم النبوۃ لیکن وہ قسمین نفی اور اثبات نہیں ہیں بلکہ دونوں وجودی ہیں۔ ایک میں وجود نبوت ماخوذ ہے دوسری میں عدم النبوۃ پس اس توجیہ کو سائل کا سوال جسمیں نفی اور اثبات کا ذکر ہے صریح جھٹلاتا ہے۔ **فلا يتفوه بهذا الا من ختم الله على قلبه وسمعه وعلى بصره غشاوة**

علاوہ ازیں سائل نے لکھا ہے صدق سے اجتماع نقیضین اور کذب سے ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے پس صاحب توجیہ کو لازم تھا کہ جیسا اس نے نقیضین سے مراد قسمین بمنزلہ نقیضین لی ہیں یہ بھی ثابت کرتا کہ یہ قسمین بمنزلہ نقیضین بھی جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ رفع ہو سکتی ہیں لیکن اسے اثبات خیانت کے لئے پہلے تو نقل سوال میں خیانت کرکے ارتفاع نقیضین کی صورت کو بالکل اڑایا اور قسمین کو بمنزلہ نقیضین صرف عدم اجتماع میں قرار دیا۔ حالانکہ یہ سائل کی منشاء کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے زعم نقیضین کا اجتماع اور ارتفاع درصورت صدق اور کذب دونوں کے لازم سمجھتا ہے لیکن صاحب توجیہ صرف ایک ہی صورت اجتماع پر اکتفا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجدد مع النبوۃ اور مجدد مع عدم النبوۃ رفع بھی نہیں ہو سکتے جیسے نقیضین رفع نہیں ہو سکتے کہ اگر ایسا لکھتا تو قسمین بمنزلہ نقیضین بھی ہو جاتیں اور سائل کے منشاء کے موافق بھی ہوتا۔ لیکن ایسا لکھنے سے وہ جھوٹا ٹھہرتا۔ اسلئے کہ وہ قسمین مجدد مع النبوۃ اور مجدد مع عدم النبوۃ تو رفع ہو سکتی ہیں۔ کروڑہا مخلوق ہے کہ وہ نہ مجدد مع النبوۃ ہیں اور نہ مجدد مع عدم النبوۃ بلکہ سرے سے وہ مجدد ہی نہیں۔ اب توجیہ کرنے والا مولوی فاضل دو بلا میں گرفتار ہو کر یا جھوٹ اختیار کرتا یا خیانت کی طرف قدم بڑھا کر سوال کو ناتمام نقل کرتا اور ایک ٹکڑہ سوال کا چھوڑ دیتا اور سائل کے منشاء کے خلاف کرتا لیکن عام قانون کے موافق جب انسان دو بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے تو جو آسان ہو اسی کا استقبال کرتا ہے۔ مولوی فاضل صاحب نے خیانت کو جھوٹ سے آسان سمجھ کر اسکو پسند کیا تاکہ اس حدیث کے ماتحت آجائے لا ایمان لمن لا امانۃ له۔

پس نقیضین سے مراد قسمین بمنزلہ نقیضین لینا حالانکہ دو قسمین رفع ہو سکتی ہیں۔ اور نقیضین رفع نہیں ہو سکتے۔ باوجود غلط ہونے کے خلاف منشاء سائل ہے۔ فقال **هذا التوجيه لا يكون الا من سفه الله نفسه** مولوی فاضل صاحب تفصیل توجیہ میں لکھتے ہیں کہ اہل منطق کے نزدیک تصور تین قسم پر ہے۔ تصور لا بشرط شئی تصور بشرط لا شئی یعنی ساذج اور تصور بشرط شئی یعنی تصدیق اول قسم مقسم ہے دوسری اور تیسری قسمیں باہمی قسیمیں ہیں جمع نہیں ہو سکتیں کیا خوب منطق کی مٹی پلید کی۔ فاضل صاحب سوال کی اصلاح اور توجیہ کرنے لگے ہیں لیکن اہل منطق کے اصول کو اچھی طرح سے خراب کر رہے ہیں۔

فاضل صاحب تصور کی تین قسم بیان کرتے ہیں۔ لا بشرط شئی بشرط لا شئی۔ بشرط شئی۔ اب ظاہر ہے کہ تینوں قسم باہم ایک دوسرے کا قسیم ہونا چاہئے کیونکہ اقسام مقسم واحد باہمی جمع نہیں ہو سکتیں اس بناء پر یہ ضروری ہوا کہ نہ یہ تینوں جمع ہو سکیں اور نہ ان میں سے دو جمع ہو سکیں لیکن فاضل صاحب فرماتے ہیں کہ اول قسم مقسم ہے اور دوسری اور تیسری قسمیں باہمی قسیمیں ... ابھی تو آپ نے اول قسم کو دوسری اور تیسری کا قسیم ٹھیرایا تھا اور تصور کی تینوں قسمیں بنے مقسم مقرر کیا۔ پھر لکھتے ہیں کہ اول قسم مقسم ہے اور دوسری اور تیسری قسمیں ... کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ مقسم واحد کے اقسام ملنے سے ایک قسم باقی کا مقسم بن سکتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر ایک قسم باقی قسموں کے لئے مقسم ہو سکتی ہے۔ خود ہی تصور کے تین قسم بیان کرتے ہیں اور خود ہی پھر تینوں کے ملنے سے ایک کو دو کا مقسم ٹھیراتے ہیں۔ اگر منطق اسی بیوقوفی کا نام ہے تو یہ مولوی صاحب فاضل کو مبارک ہو۔

میں نے "پیغام صلح" میں سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ اہل منطق لکھتے ہیں۔ **کل امرین احدهما رفع الاخر فهما نقیضان** جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو امرین میں ایک دوسرے کا رفع ہو تو وہ دونوں آپس میں نقیضین ہوتے ہیں۔

مولوی فاضل صاحب اسکی نسبت لکھتے ہیں کہ یہ قواعد منطقیہ کی اصلاح بلکہ تجدید ہے نقیضین کی یہ اصطلاح جو احمدی مجیب نے لکھی ہے علم منطق میں اعلی درجہ کی تجدید ہے متاخرین میں سے میر باقر داماد بھی اس اصطلاح سے بیخبر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہلحدیث کے نام بعض باتیں کرنیوالا ہیں اس شخص نے اپنے آپ کو شامل کیا ہے ورنہ جو شخص اتباع حدیث کا دم بھرتا ہے وہ ہرگز ایسی بد دیانتی اور دروغگوئی نہیں کر سکتا۔ میں نے جو تعریف نقیضین کی لکھی ہے وہ بلفظہ سلم العلوم میں جو علم منطق کا مشہور متن ہے اور جس کی شروح عام طور سے عربی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں موجود ہے۔ اگر خدا نے فاضل صاحب کو آنکھ دی ہے تو اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ اگر نہیں دی تو **من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا** پر غور کریں۔ اہل علم والادب کو مناسب تھا کہ پہلے خود اپنے ان مقتدایان منطق کا جن کا قول ان کے نزدیک واجب التقلید ہے نقل کرتے اور ثابت کرتے کہ یہ تعریف منطق والوں کی ہیں نے کسی نے ذکر نہیں کی۔ اسکے بعد یہ بہتان لگاتے کہ احمدی مجیب نے علم منطق میں تجدید کی ہے۔ یا قواعد منطقیہ کی اصلاح کی ہے لیکن جب تک اس کا ثبوت نہ دیں تو یہ الزام لگانا کہ ہم نے تجدید کی ہے اہل جہل کا کام ہے نہ اہل عقل و دانش کا۔

کیا آپ حمایت سائل کے وقت کسی کی حالت میں تو نہ تھے پھر مولوی صاحب اس تعریف کے متعلق جس کو میں نے بحوالہ اہل منطق لکھا ہے لکھتے ہیں کہ آپ نے جو تعریف نقیضین کی کی ہے کیا یہ تعریف سیاہ اور سبز پر صادق نہیں آتی۔ کیا ان میں سے ہر ایک دوسرے کا رفع نہیں کرتا تو کیا یہ نقیضین ہیں اور کیا ان کا رفع بصورت وجود سفید نہیں ہوتا تو کیا اس سے ارتفاع نقیضین لازم نہیں آتا۔ کیا آپ اس کو تسلیم کریں گے۔

کیا خوب الزام ہم کو دیا جاتا ہے کہ علوم آلیہ عقلیہ کے استعمال پر قادر نہیں لیکن اتنی بات کا خود ہی مصداق ہو رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض وہ شخص کرسکتا ہے جس کو علوم عقلیہ کا مس تک نہ ہو کیونکہ میں نے یہ تعریف اہل فن سے نقل کی ہے اپنی طرف سے تجدید نہیں کی اور نقل بھی صحیح ہے تو یہ کہنا کہ آپ نے جو تعریف نقیضین کی کی ہے غلط اور مہمل ہے۔ پھر اس تعریف کو سیاہ اور سبز پر ... کرنا آپ ہی جیسے ... آدمی کا کام ہے۔ تعریف میں تو یہ لکھا ہے کہ ہر دو امر جن میں ایک دوسرے کا رفع ہو وہ نقیضین ہیں یہ تو نہیں لکھا کہ ہر دو امر جن میں ایک دوسرے کا ایک امر جو رفع ہو دوسرے کا اور ایک امر جو رفع کرتا ہو دوسرے کا ان میں باہم زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تعریف نقیضین میں وہ امر ماخوذ ہے جو رفع ہو دوسرے کا نہ وہ جو رفع کرتا ہو دوسرے کا۔ مولوی فاضل صاحب نے جو سیاہ اور سبز دو امر پیش کرکے لکھا ہے کہ کیا ان میں ہر ایک دوسرے کا رفع نہیں کرتا ہے اور کیا یہ تعریف سیاہ اور سبز پر صادق نہیں آتی میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا سیاہ اور سبز ملنے سے ایک دوسرے کا رفع ہیں اگر نہیں تو تعریف نقیضین ان پر کیونکر صادق ہو۔ اگر ہوں تو سیاہ کا مفہوم ہوگا۔ لیس بسبز۔ یا لا سبز یا سبز کا مفہوم ہو کہ لیس بسیاہ یا لا سیاہ غالباً آپ نے مکتب میں پڑھا ہوگا کہ شئی اور سلب شئی نہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ رفع ہو سکتے ہیں تو کیا سیاہ اور سبز بالمعنی المذکور رفع ہو سکتے ہیں کیا کوئی ایسی چیز ہے جو دونوں سے خالی ہو لا برنگ۔ **هذا الا سخنه** پھر میں مولوی فاضل صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اعتراض جو سائل نے کیا ہے آپ کے متعلق نہیں کیا جاتا۔ اگر سائل کا اعتراض آپ اپنی توجہ کے موافق صحیح سمجھتے ہیں تو اپنے متعلق ایسا ہی اعتراض صحیح سمجھیں۔ غور سے سنئے اہلحدیث کی ...

آپ کو مسلمان اہلحدیث سمجھتی ہے اور دوسری جماعت مسلمان خارج از جماعت اہلحدیث سمجھتی ہے۔ دونوں کے صدق سے اجتماع نقیضین اور دونوں کے کذب سے ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے۔

تازہ خبریں

حضور آقائے دو جہاںؐ پر ناپاک حملہ

مدیر "کیسری" کا مقدمہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۰ جون کو مدیر کیسری کا مقدمہ پھر پیش ہوا۔ اس روز سب سے پہلے عبدالقادر و لد حاجی محمد ٹھیکیدار کی شہادت ہوئی۔ گواہ نے کہا کہ میں نے کیسری کا مضمون پڑھا جس سے مجھے سخت رنج ہوا کیونکہ اس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگائی ہوئی تھی۔ اور اس میں مسلمان بادشاہوں کو بھی برا بھلا کہا گیا تھا۔ جرح پر گواہ نے کہا کہ میں خود اخبار کیسری نہیں منگاتا۔ میرے ہمسایہ میں ایک مکان پر چند آدمی اسے جوش میں پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو انہوں نے مجھے اخبار دیا۔ میں آٹھویں جماعت تک پڑھا ہوا ہوں۔ نیوگ کے مسئلہ پر کوئی کتاب میں نے نہیں پڑھی لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے مذہب میں برا ہے۔ جن الفاظ پر مجھے اعتراض ہے وہ یہ ہیں "بڑھ چڑھ کر مثالیں موجود ہیں"۔ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اس سے بڑھ چڑھ کر خرابیاں کیں۔ مزید جرح کے بعد شہزادہ سلطان احمد ولد شہزادہ سلطان جمال کی شہادت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے کیسری کے دو فقروں سے سخت رنج ہوا۔ ان میں ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھا دوسرا مسلمان بادشاہوں کے متعلق۔ قریباً تیس چالیس آدمیوں سے ذکر ہوا سب کو میں نے جوش کی حالت میں پایا۔ جرح پر گواہ نے کہا کہ میں اخبار کیسری کا خریدار نہیں ہوں۔ شہزادہ گوہر کے مکان پر میں نے اخبار دیکھا۔ نیوگ کا نام سوامی دیانند کے ایک کے وقت سے سنتا رہا ہوں میں مولوی نہیں اسلئے نہیں کہہ سکتا کہ چچی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ہاں چچی کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ طلاق جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سات یا آٹھ تھیں۔ نام مجھے یاد نہیں ہیں۔ میں ریاست پٹیالہ سے ۲۰ روپیہ ماہوار پنشن پاتا ہوں۔ احمد شاہ ابدالی نے مہاراجہ پٹیالہ کو ریاست دی تھی۔ ان کے لئے مجھے پنشن ملتی ہے۔

لالہ شام لال مدیر کیسری کا بیان

لالہ شام لال نے کہا کہ میں تحریری بیان داخل کروں گا۔ اس میں بتلا دوں گا کہ مجھ سے ضمانت نہیں لی جانی چاہئے۔ میں نے یہ مضمون فیاض خان کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا۔ اس سے بعض غلط فہمیوں کو دور کرنا مقصود تھا۔ میری یہ ہرگز مرضی نہیں تھی کہ محمد صاحب کی ذات اقدس پر حملہ کروں۔ ہندوؤں مسلمانوں میں نفرت پیدا کروں۔ میرا اسسٹنٹ مسلمان ہے۔ اس نے کبھی مجھے نہیں بتلایا کہ یہ مضمون قابل اعتراض یا دل آزار ہے۔ اور بھی مسلمان میرے پاس کام کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اس مضمون کو برا نہیں سمجھا۔ فیاض خان صاحب اور میرے درمیان جو بحث جاری تھی وہ اس مضمون سے ختم ہو گئی۔ کیونکہ اس مضمون کے بعد انہوں نے اس بارہ میں کچھ نہیں لکھا۔

مقدمہ آئندہ ۲۴ جون کو پیش ہوگا۔ لالہ شام لال نے کارروائی کی نقول کے لئے درخواست دے دی ہے۔

مہاتما جی کی سیوا میں سوامی دیانند کے ستیارتھ پرکاش کی بھینٹ

اخبارات سے یہ معلوم کر کے کہ مہاتما گاندھی مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہیں میں نے بحیثیت سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب مہاتما جی کی سیوا میں یرودا جیل کے سپرنٹنڈنٹ کی معرفت ستیارتھ پرکاش کی ایک جلد بھینٹ کی اور اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل خط سپرنٹنڈنٹ جیل کے نام لکھا۔

"سوامی دیانند جی مہاراج بانی آریہ سماج کی مصنفہ مقدس پستک ستیارتھ پرکاش الگ طور پر ارسال کر رہا ہوں میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔ اگر آپ اسکو مہاتما ایم۔ اے۔ کے گاندھی تک جو جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ کا مطالعہ کر رہے ہیں پہنچا دیں گے۔ جو کتاب بھیج رہا ہوں اس میں آریہ رشیوں کے خیالات کو وسیع پیمانہ پر جمع کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ مہاتما جی کو ویدوں کے مذہب سمجھنے میں مدد دے گا۔

اتنا اضافہ کر دوں کہ آریہ پرتی ندھی سبھا جس کی میں بطور سکرٹری نمائندگی کرتا ہوں پنجاب سندھ۔ بلوچستان اور سرحدی صوبہ کے آریہ سماجیوں کی قائم مقام اسمبلی ہے۔

میں آپ کا قبل از وقت شکریہ ادا کرتا ہوں"

مہاتما جی نے شکریہ ادا کیا

سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل یرودا کا مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا ہے:

"آپ کی چٹھی مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۲۲ء کے جواب میں میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ "ستیارتھ پرکاش" کا پارسل موصول ہو گیا ہے اور قیدی ایم۔ اے۔ کے گاندھی کو دیدیا گیا ہے جس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اس کا شکریہ آپ تک پہنچا دوں۔"

ایک مولوی صاحب سے دس ہزار کی ضمانت

مولوی محمد عبداللہ بی۔ اے جنرل سکرٹری جمعیۃ دعوت و تبلیغ اسلام لاہور نے لاہور میں چند جلسوں میں شدھی کے متعلق تقریریں کی تھیں اس بنا پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے نوٹس جاری کیا ہے کہ وہ وجہ بتلائیں کہ ان سے دس ہزار روپیہ کی ضمانت کیوں طلب نہ کی جائے پیشی ۲۵ جون کو ہوگی (مسلم آؤٹ لک)

غازی آباد میں قبول اسلام

۲۲ شوال کو بروز جمعہ چار اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے ایک ان میں اس مقام کا راجپوت تھا۔ جہاں کے ریاستی ملازم اسلام اور مسلمین پر سخت مصائب توڑ رہے ہیں یعنے بھرت پور کا رہنے والا ہے۔ وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میری والدہ میری بیوی ایک لڑکا اور ایک لڑکی بھی میرے ساتھ مسلمان ہونے پر راضی ہیں۔ ان کو لا کر انشاء اللہ تعالے جلد مشرف بہ اسلام کروں گا۔ راجپوت کا نام گھسیٹا تھا۔ اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔

ایک پادری کا قبول اسلام

ایک نوعمر پادری صاحب جن کا نام الزاری تھا۔ برضا و رغبت مسلمان ہوئے۔ اسلامی نام عبدالرحمن رکھا گیا۔ (زمیندار)

ایک مہاشہ کا قبول اسلام

جس کو اسکے بھائی نے دھمکی دی تھی کہ تو آریہ ہو جا۔ یا کہیں چلا جا وہ آریہ نہ ہوا۔ اور مشرف بہ اسلام ہو کر غلام محمد نام رکھا گیا۔ زمیندار

قبول اسلام

ایک ہندو عورت مسلمان ہوئی۔ آج مورخہ ۲۹ شوال کو ایک لالہ صاحب جو ایک سیٹھ آڑھتی اور بڑے امیر کے لڑکے ہیں۔ اور تیس سال کی عمر ہے۔ مع بیوی بچوں کے مشرف بہ اسلام ہوئے اصلی نام ویر بدھس تھا اسلامی نام عبدالکریم رکھا گیا۔ (زمیندار)

اس طرف مبلغین کی سخت ضرورت ہے۔ آریہ بہت زور شور سے کام کر رہے ہیں۔ سب مبلغ جماعتوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ (زمیندار)

منصوری پہاڑ پر قبول اسلام

۱۵ جون کو ایک ہندو عورت مسماۃ کشوری بنت گنگا سنگھ قوم راجپوت ساکن پوڑی ضلع گڑھوال مع ایک بچہ نابالغ بلا جبر و اکراہ قاری بشیر الدین امام مسجد لائبریری کوہ منصوری کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی اسلامی نام محمودی رکھا گیا۔ اللہ تعالے استقامت بخشے۔ زمیندار

جعلی نوٹ چھاپنے والی مشین

لاہور میں پولیس کی سرگرمی سے وہ مشین بھی دریافت ہو گئی ہے جہاں جعلی نوٹ چھاپے جاتے تھے چنانچہ پولیس نے مشین اور اس کے پریس مینوں کو ماخوذ کر لیا ہے۔ اگر یہ نوٹ اس مشین پر چھپتے تھے تو پھر بالشویک نوٹوں کے متعلق جو افواہ تھی۔ وہ غالباً غلط ہوگی۔

مولوی عبدالحی صاحب کو ایک سال کی قید

کراچی ۲۰ جون۔ آج سٹی مجسٹریٹ نے مولوی عبدالحی صاحب کو ایک سال قید با مشقت کی سزا کا حکم سنایا۔ کیونکہ انہوں نے دفعہ ۱۰۸ تعزیرات ہند کے ماتحت مطلوبہ ضمانتیں داخل نہیں کیں۔ مولوی صاحب پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے مہاتما گاندھی کی ہمراہی میں دورہ سندھ کے دوران میں باغیانہ تقریریں کی ہیں۔

مولانا منہاس نے تعلقات منقطع کر لئے

امرتسر ۱۲ جون۔ مولوی عبداللہ صاحب منہاس جریدہ وکیل امرتسر کے چیف ایڈیٹر تھے۔ اور گذشتہ بارہ سال سے برابر فرائض ادارت انجام دے رہے تھے۔ اب آپ نے اس روزنامہ سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ آپ امرتسر سے ایک جدید اردو اخبار کے اجراء پر غور فرما رہے ہیں۔

غازی محمود دھرم پال کا مقدمہ

۲۲ جون کو غازی محمود دھرم پال کے مقدمہ میں سب سے پہلے فیروز الدین ملازم پولیس کی شہادت ہوئی۔ شیخ نیاز علی نے اس پر نہایت اچھی طرح جرح کی۔ فیروز الدین کے بعد جماعت علی شاہ کنسٹبل شہادت کے لئے پیش ہوا۔ جماعت علی شاہ کے بعد محمد عالم شاہ کنسٹبل اور اس کے بعد اللہ بخش کنسٹبل نے شہادتیں دیں۔ ان سب پر شیخ نیاز علی صاحب جرح کرتے رہے۔

بعد ازاں سپرنٹنڈنٹ پولیس شہادت کے لئے پیش ہوا۔ اس پر بھی شیخ نیاز علی صاحب نے جرح کی۔ مقدمہ کی کارروائی ابھی جاری ہے .... ارادہ تو یہ تھا کہ مفصل کارروائی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی لیکن چونکہ کارروائی بہت طویل ہے نیز اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شائع کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اسلئے ہم قارئین کرام سے عذر خواہ ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں آج اور کل کی مفصل کارروائی شائع کر دینگے۔

امرتسر میں ایک ہندو بیرسٹر مسلمان ہو گیا

۱۹ جون۔ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد شیخ خیر الدین صاحب مرحوم میں جناب کندن لال صاحب بیرسٹرایٹ لا پشاور ولد مسٹر سوہن لال آنند بیرسٹر پشاور قوم کھتری جن کا اصل مسکن امرتسر ہے حضرت مولانا نور احمد صاحب کے ہاتھ پر چار پانچسو کے مجمع میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا اسلامی نام بدر الاسلام رکھا گیا۔ مسلمان ہونے کے بعد آپ نے مختصر مگر جامع تقریر فرمائی اور حلقہ اسلام میں داخل ہونیکی وجہ اس موثر پیرایہ میں بیان کی کہ حاضرین نے بے اختیار نعرہ ہائے تکبیر پکار اٹھے۔

آپ نے فرمایا کہ جب میری عمر تیرہ چودہ برس کی تھی تو تپ دق ہو گیا تھا۔ لاہور کے مشہور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے میرا علاج کیا تھا۔ دوران علاج میں وہ گاہے گاہے مجھ پر اسلام کی اسلام کی صداقت مختلف پیرایہ میں ظاہر کیا کرتے تھے۔ میرے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا۔ آخر ۱۹۰۶ء میں میں نے میٹرک پاس کیا اور ۱۹۱۳ء میں مشن کالج پشاور سے بی۔ اے پاس کیا۔ اسکے بعد میرے والد نے مجھے انگلینڈ بھیج دیا۔ وہاں ساڑھے پانچ سال رہا قسمت کی یاوری سے وہاں بھی مسلمانوں ہی کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان سے دین اسلام کی تعلیم پہنچتی رہی جس سے میرے قلب پر فوری اثر ہوا۔

انگلینڈ سے جب واپس آیا تو میں نے اپنے والد کو دین اسلام میں داخل ہونے کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا جس پر انہوں نے میری مخالفت کرنی شروع کر دی اور مختلف تکالیف مجھے پہنچائیں۔

میں آریہ سماج پشاور کا ممبر بھی تھا۔ ان کے ساتھ میری ہمیشہ گفتگو رہتی تھی۔ چنانچہ پچھلے دنوں اگر دو آدمی درمیان میں نہ ہوتے تو میرے اور ان کے درمیان پستول وغیرہ چل جاتا۔

میرا والد مجھے میرے سسرال کے ہاں امرتسر لایا۔ کھانا کھانے کے بعد میرے ساتھ امر مذکور کے متعلق تذکرہ چھیڑ دیا۔ میں نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ میں مسلمان ہونے سے ہرگز نہیں رک سکتا۔

مارک کی قیمت گر گئی

لندن ۱۸ جون۔ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ کولون رقمطراز ہے کہ مارک کی قیمت گر جانے کی وجہ سے دکاندار خوفزدہ ہو گئے ہیں بلکہ بڑے بڑے سوداگروں نے جن میں جوہری بھی شامل ہیں۔ تمام دن دکانیں بند رکھیں۔ (انگلش مین)

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۶ - جون سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

صحابیات

اور

دورِ حاضرہ کی مسلمان عورتیں

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ گفتگو جو کچھ ہے۔ یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم و تربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت مذہب۔ اخلاق اور معاشرت کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہیں؟ یا دوسرے الفاظ میں قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہیں؟ جن لوگوں کو مسئلہ تعلیم نسواں سے اختلاف ہے۔ وہ اسی شبہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہیں۔ اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردوں نے جو مذہبی اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہیں۔ ان سے بھی اس شبہ کی تائید ہوتی ہے۔ اور غیر قوموں کی تعلیم یافتہ عورتوں نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہیں قائم کیا ہے۔ لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ اور آج جبکہ زمانہ بدل رہا ہے۔ یورپین تمدن اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے۔ تو ان کی تعلیم کی تحریک ان سے اور بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی۔ اور وہ موجودہ دور کے موثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائیں گی۔

اسلام کے ہر دور میں اگرچہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا ہے۔ لیکن ازواج مطہرات۔ بنات طیبات اور اکابر صحابیات ان تمام حیثیات کی جامع ہیں۔ اور ہماری عورتوں کے لئے انہیں کے مذہبی۔ اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہیں۔ اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

مولانا سعید الاسلام صاحب ندوی نے عہد صحابہؓ کے جو مذہبی اخلاقی معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہیں۔ ان میں اگرچہ صحابیاتؓ کے یہ تمام کارنامے بھی نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی اہمیت ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے انہوں نے ان واقعات کو ایک رسالہ میں الگ جمع کر دیا ہے۔ جس کا نام انہوں نے اسوۂ صحابیات رکھا ہے۔ اس میں مولانا موصوف نے خاص طور پر عورتوں اور لڑکیوں کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لئے ازواج مطہرات بنات طیبات اور اکابر صحابیات کی زندگی کے مذہبی اخلاقی معاشرتی واقعات اور مذہبی اخلاقی اور علمی خدمات کی تفصیل مستند حوالوں سے کی گئی۔ اس وقت چونکہ مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ اس لئے صحابیات کی طرز معاشرت کا باب پیش کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا۔

طرزِ معاشرت

غربت و افلاس

ابتدائے اسلام میں صحابیات نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں۔ جس کا اثر ان کے لباس۔ مکان۔ اثاث البیت اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا۔

لباس

صحابیات کو کپڑوں کی نہایت تکلیف تھی۔ حضرت فاطمہؓ جگر گوشہ رسولؐ کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انھوں نے رسول اللہ صلعم کے سامنے ادب و حیا سے جسم کے ہر حصے کو چھپانا چاہا لیکن ناکامیاب ہوئیں۔ سر ڈھکتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ پاؤں ڈھکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا۔

بعض صحابیات کو چادر بھی میسر نہ تھی۔ رسول اللہ صلعم نے صحابیات کو عیدگاہ میں جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ ارشاد ہوا کہ اس کو دوسری عورت اپنی چادر اوڑھا دے۔

شادی بیاہ میں دلہن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی۔ شادی بیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی۔ تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی۔

مکان

غربت و افلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکانات نہایت مختصر پست اور کم حیثیت ہوتے تھے۔ گھروں میں جائے ضرور تک نہ تھی راتوں کو جلانے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا۔

اثاث البیت

صحابیات کے گھروں میں نہایت مختصر سامان ہوتے تھے یہاں تک کہ میاں بی بی دونوں کے لئے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا اور وہ بھی کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔

زیورات

صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھیں۔ احادیث کی کتابوں کے تتبع و استقراء سے صرف بازو کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھیں۔ جن کو عربی میں سخاب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا جو ہار ایک سفر میں گم گیا تھا۔ وہ مونگے کا تھا۔

سامان آرائش

صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال کرتی تھیں۔ اور خاص طور پر ورس ملتی تھیں۔ ورس ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے جو منہ پر ملتی تھیں کہ چہرے کے داغ دھبے مٹ جائیں۔ خوشبو میں زعفران عطر اور سک کا استعمال کرتی تھیں۔ سک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی تھی۔

اپنا کام خود کرنا

صحابیات خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں۔ اور اس میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں۔ لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ مشکیزوں میں پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہو گیا تھا۔ جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چکٹ ہو گئے تھے۔

ازواج مطہرہ باری باری گھر کا کام دھندا خود کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی۔ جو پیسے اس کی روٹی پکائی اور رسول اللہ صلعم کا انتظار شروع کیا۔ آپ کے آنے میں دیر ہو گئی تو سو گئیں۔ آپ آئے تو جگایا۔ حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اور ان کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی۔ وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر میں کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماءؓ خود باغوں میں جا کر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے سائیسی کے لئے ایک غلام بھیجا۔ تو انہوں نے اس خدمت سے نجات پائی۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطعہ اراضی عطا کر دیا تھا۔ جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا۔ حضرت اسماءؓ روز وہاں جاتیں۔ اور وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لاتیں۔ اور ان کو کوٹ کر اپنی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتیں۔

گھر کے معمولی کاروبار ان کے علاوہ تھے۔ خود پانی لاتیں۔ مشکیزے پھٹ جاتے۔ تو اس کو سیتیں۔ آٹا گوندھتیں۔ روٹی پکاتیں گھر کے کام کاج کے علاوہ صحابیات بعض صنعتی کام بھی کرتی تھیں۔ حضرت سودہؓ طائف کی ادھوڑی بناتی تھیں جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی۔ بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھیں۔

بقیہ بر صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۹۲

علاقہ ارتداد میں ہمارا طریق عمل!

فتنہ ارتداد کو چھڑے ہوئے اب چند ماہ گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں مختلف انجمنوں، مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے انسداد ارتداد کے لئے کارروائیاں ہوئیں، اور جہاں تک ان سرگرمیوں کا تعلق ہے۔ جو مسلمانوں کی طرف سے حفاظت اشاعت اسلام کے لئے ظہور میں آئیں۔ وہ قابل ستائش و آفرین ہیں۔ ان سرگرمیوں کو دیکھ کر کوئی شخص ہم سے زیادہ خوش نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمارے کام اور ہمارے نظام کی تائید ہے۔ اس کے علاوہ ایک خوشی کی بات یہ بھی ہے۔ کہ مسلمان اب اس فریضۂ مذہبی کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں۔ جو انہوں نے مدت سے فراموش کر رکھا تھا۔ اور جس کی طرف ایک مامور الٰہی نے ان کو دعوت دی تھی۔ بدقسمتی سے بہت سے مسلمانوں نے نہ صرف اس دعوت الی الخیر کو لغو اور بیہودہ کہا بلکہ اس مرد خدا کی راہ میں روڑے اٹکائے۔ اور طرح طرح کے بہتان اس پر لگئے لیکن اب بھی شکر ہے کہ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے۔ تو بسا غنیمت ہے۔

فتنہ ارتداد ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے ایک تازیانہ عبرت ثابت ہوا ہے۔ وہ حضرات جو آجتک اشاعت اسلام کی اہمیت کو نہایت سہل انگاری یا عدم توجہی سے نظر انداز کر دیا کرتے تھے۔ اب اشاعت کے لئے سرگرم ہی ہیں۔ جو مذہبی تحریکات کو معاذ اللہ ایک شعبہ جنون سمجھتے تھے۔ اس راز سے اب واقف ہوئے ہیں۔ کہ قومیت کے قصر بلند کا پشتیبان اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ مذہب ہی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو قومیت کے نشہ میں سرشار تھے اب ہشیار ہو رہے ہیں۔ اور ہمسایہ قوم کی چیرہ دستی دیکھ کر حیران ہیں کہ

درازدستیٔ این کوتہ آستینان بیں

ہندو قوم آجتک ہندوستان کی چار دیواری کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتی تھی۔ اسی پر اس کو ناز تھا۔ لیکن اب وہی لوگ مذہب کے میدان میں مبارزت کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو ہندو بنانے کا عزم رکھتے ہیں

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

جیسے آڑے وقت میں جب اور مسلمان بھی اس مسئلہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ہم جو کہ اشاعت اسلام کے لئے وقف ہیں۔ کیونکر خاموش رہ سکتے تھے۔ چنانچہ اس حکم الٰہی کے مطابق جو ہماری قوم کا طغرائے امتیاز ہے۔ ہم نے فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے تجاویز عمل میں لانے کا تہیہ کیا۔ مبلغ بھیجے، مدارس کھولے، لٹریچر پیدا کرنے کا انتظام کیا اور ساتھ ہی دوسرے مسلمانوں کو اس کام کی طرف بلایا کیونکہ ہم ہمیشہ سے اس اصول کے پابند ہیں۔ کہ مشترک کام میں سب مسلمانوں کو ایک ہو جانا چاہیئے۔ اور باہمی افتراق و انشقاق کو فراموش کر دینا چاہیئے۔

کسی کام کے کرنے سے پہلے طریق کار اور تعین غرض ضروری ہوتی ہے۔ اور اگر یہ دو باتیں صاف نہ ہوں تو پھر کام کرنے والوں کی راہ میں مشکلات اور خود کام میں پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہم نے شروع ہی سے ان باتوں کا خیال رکھا۔ اور ان کی تشریح و توضیح دوسرے مسلمانوں کے فائدہ کے لئے اخبار میں بھی کر دی۔ چنانچہ ۱۰۔ رمضان کے مقالہ افتتاحیہ میں ہمارے طریق عمل کے متعلق یہ سطور شائع ہو چکی ہیں:۔

سب سے پہلے غرض کا قائم کرنا ضروری ہے جس شخص نے ادنیٰ توجہ بھی اس معاملہ پر کی ہوگی اس پر یہ بات روشن ہوگی کہ ہمارے ہندو اہل وطن حضرات نے جو ملکانہ راجپوتوں یا مولا گوجروں کی طرف توجہ کی ہے۔ اور انہیں اسلام سے منحرف کرنا چاہا ہے۔ تو اس کی وجہ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو دین اسلام سے ناواقف پایا ہے وہ بھی خوب جانتے ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ اصول اسلام کے اندر ایک ایسی کشش ہے کہ جو شخص ایک دفعہ اصول اسلام کو صحیح طور پر سمجھ لے اسے کوئی چیز پھر کفر کی طرف واپس نہیں لے جا سکتی۔ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اصل میں ہندو تھے ہو۔ اپنی برادریوں میں مل جاؤ۔ ان حالات میں ان سب لوگوں کی جو وہاں کام کرنے جاتے ہیں۔ صرف ایک ہی غرض ہونی چاہیئے۔ یعنی یہ کہ ان لوگوں کو موٹے موٹے اصول اسلامی سے واقف کیا جائے۔ اب جہاں تک میں سمجھتا ہوں جمہور اسلام کا اس پر بھی اتفاق ہے۔ کہ اسلام کے تمام فرقے اصولاً متحد ہیں اور اختلافات صرف فروعی ہیں۔ پس ان لوگوں کو جو تعلیم اسلام کے اصول سے ہی ناواقف ہیں۔ اول صرف اصول اسلام کی تعلیم دینی چاہیئے۔ فروعی اختلافات کے نہ وہاں پیش کرنے کا موقع ہے۔ نہ وہ لوگ ان کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص وہاں جا کر اسلام کے تہتر فرقے پیش کر کے اپنے آپ کو ناجی بتاتا ہے تو گو وہ اسے خدمت اسلام سمجھتا ہو۔ مگر فی الحقیقت اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ناجی اور ناری کی بحث کو سمجھنے کے لئے اور کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ ان لوگوں کی واقفیت سے جنہیں دشمن ارتداد کی چوکھٹ پکڑے ہوئے خیال کرتا ہے۔ ہم ایک فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ تبھی کام کریں گے۔ جو آریہ سماج کے لوگ یا اس وقت اغراض ملکی کے لئے ان کے معاون اختیار کر رہے ہیں۔ اسی بنا پر پہلے دن ہم نے اپنے مبلغین کو بھیجتے وقت جو ہدایات دی تھیں وہ یہی تھیں۔ کہ وہ اسلام کی اصلی تعلیم سے ان لوگوں کو آگاہ کریں۔ اور یہی ہماری غرض اب بھی ہے۔

یہ ہماری طرف سے محض ادعا ہی نہیں بلکہ جو لوگ ہمارے لنداہ کار کو جانتے ہیں، وہ اس کے معترف ہیں۔ اور معاصر زمیندار نے ۲۰ جون کی اشاعت میں یہ اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:۔

احمدیوں کا لاہوری فرقہ بھی حلقہ ارتداد میں کام کر رہا ہے لیکن ہم نے آج تک اس کے خلاف کوئی شکایت نہیں سنی۔ اور دوسری انجمنوں کے مبلغین نے کبھی نہیں لکھا۔ کہ وہ بھی کسی اختلاف کا باعث ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے امیر نے نہایت صاف الفاظ میں اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ ہم سردست ملکانوں کو صرف ارتداد کی لعنت ہی سے بچانا اپنا کام سمجھتے ہیں کسی خاص فرقے کے عقاید و خیالات کی اشاعت مقصود نہیں۔ کاش قادیانی احمدی بھی یہی رویہ اختیار کریں۔

لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں نے اس کی مطلق پروا نہیں کی۔ ہم سے محض اس لئے کہ ہم احمدی ہیں۔ کاوش رکھی۔ جا بیجا ہمارے مبلغین کو دق کیا۔ اختلافات چھیڑنے کی کوشش کی۔ اور عوام الناس کے جذبات کو مشتعل کرنے کی تدبیریں کیں۔ ممکن ہے کہ اس میں ہمارے قادیانی بھائیوں کا بھی حصہ ہو۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کی کشیدگیوں و رنجشوں کو اسلام اور عزت اسلام کے لئے بھول جانا چاہیئے تھا۔ اور کسی دوسرے کی انگیخت سے ایسی حرکات کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ جس سے اسلام کو نقصان پہنچے۔ ہم یہ ہرگز نہیں چاہتے کہ ہمارے کام کی شہرت مبالغہ آمیز رپورٹوں کے پروں سے اڑتی پھرے۔ یا ہم اپنے کام کو مسلمانوں کے کام پر فوقیت دیں۔ اور اپنا ہمیشہ کا ڈھنڈورہ پیٹتے پھریں۔ ہم خاموشی سے کام کرنے کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے مسلمانوں سے صرف یہی چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے کام میں حرف تصادم نہ کریں۔ انجمن نمایندگان نے جب یہ تصفیہ کیا کہ ہم علیحدہ کام کریں۔ تو ہم نے اس کو نہایت خوشی سے مان لیا۔ کیونکہ ہماری غرض نمود و نمائش نہیں۔ اصل غرض کام سے ہے۔ خواہ وہ کسی طریق سے ہو۔

ہاں ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر لکھتے ہیں کہ یہ آئے دن جھگڑے جن کا ذکر معاصر زمیندار نے کیا ہے۔ صرف ایک ہی طریق سے ختم ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ مختلف انجمنوں میں علاقے تقسیم کئے جائیں۔ اور جس علاقہ میں ایک انجمن کے لوگ کام کر رہے ہوں۔ وہاں دوسری انجمن کے لوگ نہ جائیں۔ آخر کام کرنے کے لئے اتنا بڑا علاقہ پڑا ہے۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ایک ہی جگہ تصادم کیا جائے۔ یہی توقع ہم دوسرے مسلمان بھائیوں سے رکھتے ہیں اور یہی اپنے قادیانی بھائیوں سے چاہتے ہیں۔

آریہ اخبارات کی غلط بیانی

جس دن سے سوامی شردھانند نے اشدھی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اسی وقت سے ان کے ہمنوا اخبارات بہت کچھ مبالغہ اور بعض وقت غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں قبل ازیں اخبار بین حضرات کی نظروں سے گذر چکی ہیں۔ اس وقت ایک اور تازہ ترین مثال ہمارے سامنے ہے۔ سانڈھن ضلع آگرہ میں بہت سے دیہات کا مرکزی مقام ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے ابتدائے تحریک اشدھی سے لے کر اب تک ایک بھی اشدھی نہیں ہوئی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مبلغ وہاں عرصہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ چونکہ اس گاؤں کا اثر بہت سے دوسرے دیہات پر ہے۔ اس لئے گذشتہ ماہ اپریل میں جو سب سے پہلی پنچایت ملکانہ راجپوتوں کی ہوئی۔ وہ اسی مقام پر ہوئی تھی۔

حال ہی میں "پرتاپ" اور "کیسری" نے بڑے جلی حروف میں یہ اعلان کیا ہے۔ کہ "سانڈھن کا اسلامی گڑھ" ٹوٹ گیا"۔ آخر مولویوں کا گڑھ سانڈھن شدھی سبھا کے سامنے نہ ٹھیر سکا"۔ اس قسم کے جلی عنوان کے ماتحت ایک تار خبر شائع کی گئی ہے۔ کہ:۔

"مہاشہ ستیا رتھی جی سپرنٹنڈنٹ دفتر شدھی سبھا آگرہ آگرہ سے بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں کہ آخر مولویوں کا گڑھ سانڈھن شدھی سبھا کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ ۱۱۔ جون کو سانڈھن کھیڑہ کے ۴۰ چالیس، ملکانہ راجپوت ہندو دھرم کی شرن میں واپس لئے گئے"

بظاہر اس خبر میں مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا اشدھی موضع سانڈھن میں ہوئی ہے۔ لیکن سانڈھن کے ساتھ ہی کھیڑہ کا ذکر کر کے اپنی غلط بیانی کو خود ہی ظاہر کر دیا ہے۔ سانڈھن اور کھیڑہ دو الگ الگ مقامات ہیں۔ اور اشدھی کھیڑہ ہی میں ہوئی نہ سانڈھن میں۔ اور وہ بھی جیسا کہ ہمارے مبلغ چودھری سردار خاں صاحب نے مطلع فرمایا ہے۔ چالیس ملکانوں کی نہیں۔ نہ اس گاؤں میں ایک سے زیادہ ملکانوں کے گھر ہیں، ہاں صرف نو آدمی اشدھ ہوئے۔ جو دوسرے دیہات کے رہنے والے تھے تعجب ہے کہ آریوں نے خواہ مخواہ کھیڑہ کے ساتھ سانڈھن کا نام لے کر اور نو کی بجائے چالیس ملکانوں کی اشدھی کا ذکر کر کے کیوں لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا ہے۔ ہم پرتاپ کیسری اور ان کے نامہ نگار مہاشہ ستیارتھی صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی غلط بیانی کا کوئی فائدہ نہیں۔ سانڈھن کا اسلامی گڑھ یا مولویوں کا گڑھ جو کچھ آپ اس کا نام رکھیں۔ خدا کے فضل سے ابھی تک محفوظ ہے۔ اور وہاں کا ایک متنفس بھی اب تک اشدھ نہیں ہوا۔ اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔

تقسیم کار کا اصول

دنیا میں آجکل تمام کام تقسیم عمل کے اصول پر ہوتے ہیں اور یہی صحیح ہے کہ اس سے کام میں ایک صورت انتظام اور کام کرنے والوں کی طبیعت میں ایک یکسوئی پیدا ہوتی ہے جس کے نتائج نہایت خوش آیند اور مکمل ہوتے ہیں۔

ہماری رائے میں اشاعت اسلام کا کام بھی اسی اصول پر ہونی چاہیئے اور مسلمانان ہند کو اس کے مختلف شعبے تجویز کر کے شعبوں کے متعلق فکر کرنی چاہیئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحی مبلغین اس طریق سے کام کرتے ہیں، بعض مشن افریقہ کے لئے مخصوص ہیں، بعض چین کیلئے، بعض ہندوستان کیلئے۔ اس کے علاوہ پھر ان کے کام جدا جدا ہیں بعض محض لٹریچر پیدا کرتے ہیں، بعض مدارس اور درسگاہیں قائم کرتے ہیں بعض شفاخانے کھولتے ہیں۔ اور اسی تقسیم کار کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک مشن نہایت کامیابی سے کام کر رہا ہے۔ ہم مسلمانوں میں ایک نقص ہے کہ جب ایک کام شروع ہوتا ہے تو سب کی توجہ اس کی ہی طرف ہو جاتی ہے اور دوسرے کاموں یا اس کام کے دوسرے شعبوں سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

مسیحی مبلغین نے اپنے تبلیغی فرائض میں یہ بھی داخل کر لیا ہے کہ وہ قرآن مجید کے تراجم ہر زبان میں کرتے ہیں اور عمداً یا سہواً وہ تراجم غلط ہوتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید پر ان کو نکتہ چینی کرنے میں مدد دیتے ہیں مسلم ورلڈ کے تازہ ترین پرچہ میں اب یہ اعلان ہوا ہے۔ کہ افریقہ کی ساحلی زبان میں بھی عیسائیوں نے قرآن مجید ترجمہ کرنیکا تہیہ کیا ہے۔ اور مسلم ورلڈ کی رائے ہے کہ اس ترجمہ سے غرض تبلیغ عیسائیت ہے۔

ہماری تبلیغی کوششیں

فتنۂ ارتداد اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کام

کنور مردان خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

فتنۂ ارتداد کے سلسلے میں جبکہ ہر طرف ارتداد کی ہوا چل رہی تھی۔ ہمارا علاقہ جس میں آٹھ دس گاؤں ہماری راجپوت برادری کے ہیں۔ بالکل ارتداد گڑھے کے کنارے پر تھا۔ اور قریب تھا کہ یہ علاقہ بھی ارتداد کے گڑھے میں گر جائے۔ اس سے پیشتر کبھی کسی مبلغ اسلام نے اس طرف رخ بھی نہ کیا تھا۔ ایسی کس مپرسی کی حالت میں جناب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب ٹیلیگراف انسپکٹر و ڈائرکٹر تبلیغ ہند نے ہمدردیٔ اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک لائق مشنری کو ہمارے علاقہ میں بھیج دیا۔ اس پہلوان اسلام نے ہمارے علاقے کو ایسے نازک وقت میں آکر سنبھال لیا جبکہ قریب تھا کہ یہ علاقہ ارتداد کے گڑھے میں گر جائے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اس لائق مشنری نے جن کا نام مولٰنا مولوی محمد فیروزالدین صاحب ہے۔ اپنے اخلاق حمیدہ سے اور دن رات کی محنت و جانفشانی سے لوگوں کے دلوں میں ایسا گھر لیا کہ اب یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ جب تک ہم مولوی صاحب ممدوح سے مل نہ لیں چین نہیں آتا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ازراہ کرم ہمارے بچوں کی تعلیم کے لئے صرف کثیر سے ایک مدرسہ کا اجرا کر دیا جس میں ایک انٹرنس تک تعلیم حاصل کئے ہوئے ماسٹر کو تعینات کیا۔ ماسٹر صاحب نے دن رات کی محنت سے لوگوں کے دلوں پر یہاں تک قابو پایا کہ اس وقت ساٹھ ستر کی تعداد میں لڑکے باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بچوں کی تعلیم اور لوگوں کی اصلاح اور آریوں کے حملہ کے دفعیہ کا انتظام کر کے انجمن ہذا نے پھر ہماری مستورات اور لڑکیوں کی اصلاح کی طرف توجہ فرما کر مولانا ممدوح کو حکم دیا کہ اپنے اہل و عیال کو بھی یہاں لے آئیں حسب الحکم مولانا صاحب پنجاب جا کر اپنے عیال کو لے آئے۔

پرسارہ میں زنانہ مدرسہ کا اجرا

مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے یہاں آکر مولوی صاحب کی مدد سے زنانہ مدرسے کا اجرا کر دیا۔ گو اس میں لوگوں کے تعلیمی شوق نہ ہونے کی وجہ سے بڑی دقتوں کا سامنا دیکھنا پڑا۔ مگر جو کام اخلاص اور نیک نیتی سے کیا جاتا ہے۔ آخر کار اس میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال کر اسے کامیابی بخش دیتا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب کی ساعی جمیلہ سے اس وقت زنانہ مدرسہ میں لڑکیوں کی تعداد ۵۰ تک ہے۔ جس میں مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ ہماری لڑکیوں کو نہایت محبت کے ساتھ تعلیم دے رہی ہیں۔ لڑکیوں اور مستورات کے تعلیمی انتظام کے بعد مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے جہاں روحانی امراض کے دفعیہ کے لئے دن رات محنت کر کے اسے دور کرنا شروع کیا۔

پرسارہ میں زنانہ شفاخانہ

وہاں جسمانی امراض کے دفعیہ کیلئے ایک زنانہ شفاخانہ بھی کھول دیا ہے۔ جس دن سے زنانہ شفاخانہ کھولا ہے۔ اس دن سے یہ انتظام کیا ہے کہ صبح ۷ بجے سے زنانہ شفاخانہ کھل جاتا ہے۔ اور مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ ۸ بجے تک قرآن شریف کا ایک آدھ رکوع پڑھ کر سناتی ہیں۔ بعدہ اسلام کے موٹے موٹے اصول عام فہم الفاظ میں سمجھاتی ہیں۔ پھر تمام مستورات کے ساتھ مل کر دعا کرتی ہیں جس میں اسلام کی کامیابی اور بیماروں کی صحت کی التجا نہایت درد دل کے ساتھ کرتی ہیں۔ ۹ بجے کے بعد بیماروں کو دیکھنا شروع کرتی ہیں۔ کوئی بچہ دست کرتا ہے۔ کوئی قے کر رہا ہے۔ کوئی آنکھوں کے درد کی وجہ سے رو رہا ہے۔ کوئی کھانسی کے مارے بےچین ہے۔ کوئی بخار میں مبتلا کراہ رہا ہے۔ کوئی پھوڑوں کی وجہ سے چلا رہا ہے لیکن آفرین ہے اس نیک بی بی پر۔ مجال نہیں کہ چہرے پر ملال کا نشان تک بھی آجائے کسی کا زخم دھو رہی ہیں۔ کسی کو کھانسی کی دوائی دے رہی ہیں۔ کسی کو قے اور دست کے روکنے کی دوائی خود پلا رہی ہیں۔ کسی کی آنکھوں میں دوائی ڈال رہی ہیں۔ نہ کسی سے کراہت نہ نفرت۔ سب سے خوش اخلاقی اور محبت سے پیش آتی ہیں۔ بچوں کی مائیں جب بچوں کو لے کر آتی ہیں تو سب سے پہلا سوال ان پر یہی کرتی ہیں کہ تم نماز پڑھا کرتی ہو جواب اگر ملتا ہے کہ نہیں۔ پس اسی وقت اسے سمجھانا شروع کر دیتی ہیں۔ کہ نماز پڑھا کرو اور خدا کو راضی کرو۔ تمام تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ بچے کو فوراً صحت ہو جائے گی۔ اور بخلوص اسلامی ہمدردی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ اور زبان میں ایسی تاثیر بخشی ہے کہ آج تک جتنوں کا علاج کیا ہے۔ سب نے خدا کے فضل سے صحت ہی ہو گئی ہے۔ پورے ۱۰ بجے شفاخانے کو بند کر کے پھر زنانہ مدرسہ کی طرف توجہ کرتی ہے۔ ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک لڑکیوں کو پڑھاتی ہیں۔ اور ۲ بجے ان کو پھر بلاتی ہیں۔ ظہر کی نماز اپنے ساتھ پڑھاتی ہیں۔ نماز کے بعد پھر انہیں نماز کا سبق دیتی ہیں۔ بعدہ پھر انہیں پڑھانا شروع کرتی ہیں۔ اور پانچ بجے تک برابر پڑھاتی ہیں۔ پانچ بجے لڑکیوں کو چھٹی دے کر پھر بیماروں کو دیکھتی ہیں۔ اور مغرب کی نماز تک یہی سلسلہ لگا رہتا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح جن کی زیر نگرانی یہ ہر دو مدارس چل رہے ہیں۔ پرسارہ اور اس کے گرد و نواح میں دورہ کرنے اور لوگوں کو اسلام کی برکات جتانے ہوئے علاقے سے اندھ رسومات بد کا دفعیہ کر رہے ہیں۔ الغرض ہمارے کا سارا خاندان خدمت اسلامی اس طرح منہمک ہے کہ جس کی نظیر ہمارے آس پاس کہیں نظر نہیں آتی۔ باوجود اس قدر مشاغل کثیر کے اب انجمن نے مولوی صاحب کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ ایک ہفتہ شہر علیگڈھ میں رہ کر وہاں کے احباب کی خواہش کو پورا کریں۔ یعنی انہیں اسلامی تعلیم باقاعدہ سکھلائیں۔ دوسرا ہفتہ اور اس کے گرد و نواح میں تیسرا ہفتہ پھر علیگڈھ میں اور چوتھا ہفتہ پھر پرسارہ اور اس کے گرد و نواح میں دورہ رکھیں جس پر مولوی صاحب نے عمل کر دیا ہے۔

الغرض ہمارے علاقے میں اس خاندان کی وجہ سے انجمن نے فیض و برکت کے دروازے کھول دیئے ہیں جس کے لئے میں جملہ علاقے کی طرف سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں +

مراسلات

قائلین حیات مسیح سے اپیل

پروا نہیں جو آج زمانہ خلاف ہے
رستہ وہی چلینگے جو سیدھا صاف ہے

چند ہم وطن اصحاب نے خاکسار کی نسبت یہ کہا ہے کہ ضرور احمدی ہو جائے گا۔ اس سے میں ان احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ حق بات کے ماننے میں کسی کو کلام نہیں ہونا چاہیئے اور انسان اسی بات کو قبول بھی کرتا ہے کہ جو اس کے دل کو تسلی بخش ہو اور ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ قرآن پاک کو کلام الٰہی سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو۔

میں دیکھتا ہوں کہ احمدی اور دیگر فرقۂ اسلام میں صرف دو مسئلوں میں اختلاف ہے۔ اول حیات مسیح اور دوم مجدد صدی چہاردہم اور انہی دو اختلافات کی وجہ سے احمدی جماعت کو علماء دین نے کافر قرار دیا ہے۔ حالانکہ آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلٰم لست مومنا یعنے جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں لیکن اس آیت کو دیکھتے ہوئے بھی برادران اسلام ایک دوسرے پر ذرا ذرا سی بات پر کفر کا فتوے صادر کر دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ایک مومن کو کافر کہنا کسقدر گناہ کبیرہ ہے۔ یقیناً ہر ایک مسلمان یہ کہتا ہے کہ میں قرآن پاک کو کلام الٰہی سمجھتا ہوں اور جو اس میں لکھا ہے بالکل درست خیال کرتا ہوں۔ لہٰذا قرآن پاک کو کلام الٰہی اور صحیح مانتے ہوئے ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے کیونکہ قرآن کریم کی صریح آیات وفات مسیح کی تصدیق کرتی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے اور قرآن کریم کو کلام الٰہی سمجھتے ہوئے بھی وفات مسیح سے کیونکر انکار کرتے ہیں۔ قرآن پاک سے ایسی صریح آیات ملتی ہیں کہ جن سے وفات مسیح کے ماننے میں شک و شبہ نہیں رہتا چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔ ماجعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین یعنی اور نہیں بنائے ہم نے نبیوں کے ایسے جسم کہ بغیر کھانا کھائے زندہ رہ سکیں

قرآن کریم کی یہ ایک آیت منکرین حیات مسیح کی ہے جس کے مطابق میں قائلین حیات مسیح سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جب خداوند کریم فرماتا ہے کہ ہم نے کسی نبی کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ بغیر کھانا کھانے کے زندہ رہ سکے تو پھر حضرت مسیح اس سے کیونکر الگ رہ سکتے ہیں۔ اس آیت میں جسد کا لفظ ہے اور جسد حضرت عیسیٰ بھی کیونکہ بشر تھے وہ بھی خدا کے ایک نیک بندے تھے کہ ان کو خداوند کریم نے رسالت کا نبی بنا کر بھیجا تھا جس طرح اور نبی کھاتے پیتے تھے۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے تھے۔ غرض ہر ایک بشری خاصیت رکھتے ہوئے اب اگر ان کو آسمان پر بلا کھائے پیئے کے زندہ مانا جاسے تو نعوذ باللہ اس میں ایک خدائی صفت ہوئی۔ اور خداوند کریم پر بھی یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں تو فرمائے کہ کوئی نبی بغیر کھائے زندہ نہیں رہ سکتا اور پھر ان کو بجسد عنصری آسمان پر زندہ اٹھا لے اور بغیر کھائے پیئے کے زندہ رکھے۔

دوسری آیت جو قرآن کریم سے وفات مسیح کی تصدیق کرتی ہے یہ ہے یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دینے والا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اس آیت میں اکثر لوگ رفع سے مراد لیتے ہیں کہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے کیونکہ رفع کے معنے کسی چیز کو اوپر اٹھانا ہے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر ایک زبان میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے ہوتے ہیں۔ اور لفظ کا استعمال فقرہ میں بتا دیتا ہے کہ وہ کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اب چونکہ رفع کے معنے چار ہیں۔ عزت دینا۔ درجات بلند کرنا۔ اٹھانا۔ قرب عطا کرنا۔ ہم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس آیت میں رفع کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ رفع کا فاعل جب خدا ہو۔ اور ذی روح مفعول ہو تو اس وقت رفع کے معنے سوائے عزت دینے اور درجات بلند کرنے کے اور کوئی نہیں ہو سکتے بالکل اسی طرح لفظ توفی کا ہے کہ جب اس کا فاعل خدا اور ذی روح مفعول ہو تو سوائے وفات دینے اور روح قبض کرنے کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ آپ ساری لغت کو دیکھیں اور قرآن کریم و حدیث کو پڑھیں [illegible] کوئی معنے نہ پائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارفعنی واجبرنی اب اگر آپ کے قاعدہ کے مطابق یہاں بھی رفع کے اوپر اٹھانے کے معنے ہی لئے جائیں۔ تو گویا نبی کریم صلعم یہی چاہتے تھے کہ میں بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جاؤں۔ اور اگر فرض کیجئے کہ وہ یہی معنے لیتے تھے تو آپ نے تمام عمر یہ دعا مانگی۔ تو پھر بھی خداوند کریم نے آپ کی دعا قبول نہ کی اور آپ کو اسی دنیا میں وفات دی۔ حالانکہ خداوند کریم کے سچے نبی اور خاتم النبیین تھے رسول مقبول صلعم کو تو دنیا میں ہی وفات دی۔ اور حضرت عیسیٰ کو اتنا بڑا مرتبہ دیا کہ ان کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بہ نسبت نبی کریم صلعم کے خداوند کریم کے زیادہ عزیز تھے۔

ایک جگہ حضرت عیسیٰ نے خود فرمایا ہے کہ جب تک میں زندہ رہونگا نماز اور زکوٰۃ ضرور ادا کرتا رہوں گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں تو وہ نماز اور زکوٰۃ کس طرح دیتے ہونگے اور اگر فرض کر لیا جائے کہ نماز اور یہ بھی ادا کرتے ہیں تو زکوٰۃ کا جو وعدہ کیا ہے وہ کہاں سے دیتے ہونگے اور کس کو دیتے ہیں۔ اور وہاں ایسے لوگ ہیں جو مستحق زکوٰۃ ہیں؟

غرض قرآن کریم میں کوئی ایسی صریح آیت نہیں ہے کہ جس سے حیات مسیح ثابت ہو اور اگر قرآن کریم میں ایسی آیات موجود ہیں کہ جن پر عقیدہ حیات مسیح کی بنیاد ہے تو میں ا۔۔۔ اپیل کرتا ہوں کہ جس طرح مجدد صدی چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسیح کی وفات ازالہ اوہام میں ثابت کی ہے۔ اور قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے وہ بھی ایک کتاب کی صورت میں یا کسی اور طریقہ سے قرآن کریم کی آیات سے ثابت کریں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور پھر دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے۔ فقط۔ والسلام

(قاضی محمد یوسف لائق طالب علم لاہور)

غازی محمود دھرمپال کا مقدمہ

۲۲- جون کی کارروائی

رام داس سب انسپکٹر کی شہادت

ہندو دھرم سے افسوسناک واقفیت کا اظہار

میں شہر کی کوتوالی کے شاہ عالمی حلقے میں تعینات ہوں۔ موچی دروازہ شاہ عالمی حلقہ میں ہے۔ میں نے غازی محمود کے لکچر کا اشتہار دیکھا۔ موچی دروازہ کے باغ میں گیا۔ لکچر سنا۔ لکچر ۹ بجے رات سے ۱۰ بجے رات تک رہا۔ دو ملازم مسمیان فیروزالدین اور جماعت علی شاہ اور ایک اور جس کا نام مجھے یاد نہیں۔ میرے ساتھ تھے لکچر کے آغاز میں ۱۵۰۰ آدمی تھے مجمع کبھی زیادہ ہو جاتا تھا کبھی کم، مسلمان زیادہ تھے ہندو تھوڑے سے تھے۔ لکچر کا عنوان تھا۔ "اسلام دنیا میں کیوں آیا؟" محمود دھرمپال نے لکچر شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندو مسلمانوں کا جلیانوالہ باغ میں اتفاق ہوا۔ ہندوؤں نے فتنۂ ارتداد کھڑا کر دیا۔ اور اتحاد کو جرمن بادشاہ کی طرح کاغذ کے پرزہ کی مانند پھینک دیا۔ ہندو دھرم میں سچائی نہیں ہے۔ میں جب آریہ ہوا۔ میں نے رگوید کا ترجمہ کرنا چاہا۔ مجھے روک دیا گیا۔ سچائی ہوتی۔ تو مجھے ترجمے سے روکا نہ جاتا۔ ہندوؤں نے سوئے ہوئے شیر اسلام کو جگا دیا ہے۔ سومنات کے مندر پر محمود غزنوی نے حملہ کیا۔ ہندوؤں نے مورتیوں سے مدد کی التجا کی۔ محمود کامیاب ہوا اس سے نتیجہ نکالا کہ ہندو مذہب سچا نہیں ہے۔ اور بھی اشارات کے الفاظ ایسے بولے جس سے ہندوؤں کو اشتعال آیا۔

اس کے بعد گواہ نے رپورٹ پڑھکر سنانی شروع کی۔ لیکن چونکہ وہ اپنی عینک گھر بھول آیا تھا۔ اس لئے رپورٹ تیزی سے نہ پڑھ سکا۔ آخر ریڈر نے پڑھکر سنائی۔

شیخ نیاز علی صاحب کی جرح

سوال:- آپ کی تعلیم کہاں تک ہے؟

جواب:- انگریزی مڈل پاس کیا ہے۔

س۔ عربی فارسی کتابیں دیکھنے کا بھی موقعہ ملا ہے یا نہیں؟

ج۔ مدرسہ میں جو کتابیں پڑھی ہیں۔ ان کے سوا کوئی اور کتاب نہیں پڑھی۔

س۔ دین حنیف کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ معلوم نہیں۔

س۔ صوفیائے کرام کے کیا معنے ہیں؟

ج۔ میں نہیں جانتا۔

س۔ ارتداد کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ میں نہیں جانتا۔

س۔ جب رپورٹ آپ نے لکھی تھی تو آپ کو کس نے بیچے بتائے تھے؟

ج۔ کسی نے نہیں بتلائے۔

س۔ جن اور ملازمین نے رپورٹ لکھی۔ ان کی تعلیم کہاں تک ہے؟

ج۔ مجھے معلوم نہیں۔

س۔ آپ نے جو رپورٹ لکھی چاروں رپورٹوں کے مقابلے لکھی یا الگ لکھی؟

ج۔ چاروں کے نوٹ پڑھے۔ چاروں کے اقتباس لکھے۔

س۔ زبانی فقرے بھی لکھے۔

ج۔ زبانی بھی اگر کوئی فقرہ کہا تو لکھ لیا۔

عدالت کے سوال پر یہ وضاحت ہوئی۔ کہ نوٹوں کا مقابلہ کیا جس کی سمجھ نہ آئی اس کی زبانی تشریح کر دی گئی۔

س۔ یہ مقابلہ کہاں ہوا؟

ج۔ [illegible] کے [illegible] نہیں۔

س۔ [illegible] موجودگی [illegible]؟

ج۔ چاروں کی موجودگی [illegible]۔ کوئی غیر نہیں تھا۔

س۔ آپ نے اپنی رپورٹ [illegible] کس کے حوالہ کی؟

ج۔ رپورٹ کو لفافہ میں بند کیا۔ اور کسی کو دے دی کہ وہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب کو دے دے۔

س۔ لفافہ میں بند کرنے سے پہلے آپ نے یہ رپورٹ اپنے زیادہ ذی علم کو دکھلائی۔

ج۔ نہیں دکھلائی۔

س۔ آپ نے وہ یادداشتیں جو آپ کے پاس تھیں پھاڑ کیوں دیں؟

ج۔ ہمیشہ سے ایسا کرتا ہوں۔

س۔ اس کے متعلق کوئی احکام یا ہدایات ہیں یا نہیں؟

ج۔ اس کے متعلق کوئی ہدایت نہیں۔

س۔ کوئی رپورٹ پھاڑے یا نہ پھاڑے۔ اس کی دوراندیشی پر مبنی نہیں ہے؟

ج۔ میں اپنی بابت کہہ سکتا ہوں۔ دوسروں کی بابت نہیں کہہ سکتا۔

س۔ جو رپورٹ لکھنے والا ہوتا ہے۔ اس کو اختیار رہتا ہے کہ رپورٹ کو رکھ لے یا پھاڑ ڈالے؟

ج۔ ہاں اسے اختیار رہتا ہے۔

س۔ اگر آپ کا افسر آپ سے اصل یادداشت طلب کرے تو پھر۔

ج۔ میں جواب میں کہوں گا۔ کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ وہی ہے جسے پہلے پنسل سے لکھا تھا۔ اور اب قلم سے لکھا ہے۔

س۔ اگر افسر آپ کی دیانتداری پر شک کرے۔ تو آپ کا کیا جواب ہے؟

ج۔ یہ منطق کا سوال ہے۔ افسروں نے ہماری یادداشت پر بھروسہ کرنا ہے۔ ہم نے ان پر اعتبار کرنا ہے۔

س۔ اگر افسر بدنیتی سے شک کرے یا بے ایمانی سے پوچھے تو پھر؟

ج۔ پہلا بھی میرا لکھا ہوا تھا۔ دوسرا بھی میرا ہے۔ دوسرے پر شک ہے تو پہلے پر بھی ہو سکتا ہے۔

س۔ اور تین آدمیوں نے جنہوں نے آپ کے ساتھ رپورٹ لکھی آپ نے ان کو رپورٹ کا حکم دیا؟

ج۔ نہیں میں نے حکم نہیں دیا۔

س۔ لکچر میں جو ہندو صاحبان آئے تھے۔ وہ آخر جلسہ تک رہے یا چلے گئے؟

ج۔ میری توجہ لکچر کی طرف تھی کبھی کبھی ادھر ادھر دیکھ لیتا تھا۔

س۔ تقریر کے دوران میں جس شخص نے کھڑے ہو کر کچھ کہا وہ کون تھا؟

ج۔ ایک آدمی تھا جو دھرم بھکشو کے ساتھ کھڑا تھا۔

س۔ کتنے عرصہ پہلے اس نے کہا تھا؟

ج۔ نہیں معلوم اس وقت کہا تھا جب باتیں اشتعال کی ہوئیں۔

س۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں خلل کا واقعہ نہیں لکھا؟

ج۔ یہ غیر متعلقہ تھا۔

س۔ دھرم بھکشو نے جو کچھ کہا وہ لکچر کے خاتمہ پر کہا۔

ج۔ ہاں لکچر کے خاتمہ پر کہا۔

س۔ آپ نے یہ بات رپورٹ میں کیوں نہیں لکھی؟ کہ دھرم بھکشو نے جو کچھ کہا تھا۔ اشتعال میں کہا تھا؟

ج۔ رپورٹ میں وہی کچھ لکھا ہے جو تقریر کرنے والے نے بیان کیا۔

س۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے غصہ آگیا۔ اگر میں ملازم نہ ہوتا تو کبھی لکچر نہ سنتا۔ یہ بات آپ نے رپورٹ میں کیوں نہیں لکھی۔

ج۔ میں نے رپورٹ لکھنی تھی اپنا خیال نہیں لکھنا تھا۔

س۔ دھرم بھکشو نے جب کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تو صدر صاحب نے کہا کہ چونکہ وقت زیادہ ہو چکا ہے اس لئے کچھ کہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بحث مباحثہ کیلئے بعد میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

ج۔ ہاں یہ صحیح ہے۔

س۔ آپ نے ستیارتھ پرکاش پڑھی ہے؟

ج۔ نام سے واقف ہوں مضمون سے واقف نہیں ہوں۔

س۔ آپ کلیات آریہ مسافر سے واقف ہیں؟

ج۔ نام سنا ہے۔

س۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ستیارتھ پرکاش سوامی دیانندجی کی کتاب ہے؟

ج۔ سنا ہے۔

س۔ کلیات آریہ مسافر کے مصنف لیکھرام صاحب ہیں۔

ج۔ سنی سنائی بات ہے۔

س۔ آپ سناتنی ہیں یا آریہ؟

ج۔ چھتری۔

س۔ مہاراج چھتری تو ذات ہے۔ آپ مذہباً کیا ہیں؟

ج۔ مذہب چھتری ہندو ہیں۔

س۔ عدالت کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ کہ میں سناتن دھرمی ہوں؟

س۔ آپ کے مذہب کے مطابق وید اور پران [illegible]

ج۔ ہاں ہیں۔

س۔ سوامی صاحب نے ویدوں اور پرانوں پر اعتراض کئے ہیں یا نہیں؟

ج۔ ویدوں پر نہیں کئے۔

س۔ کیا پرانوں پر کئے ہیں؟

ج۔ مجھے پرانوں کی بابت معلوم نہیں۔

س۔ وید اور پران کے مطابق مورتی پوجا جائز ہے یا نہیں؟

ج۔ میں ہندو دھرم کا عالم نہیں۔

س۔ آپ مورتی پوجا کرتے ہیں یا نہیں؟

ج۔ میں کرتا بھی ہوں۔ اور نہیں بھی کرتا ہوں [illegible] مورتی پوجا نہیں کرتا۔ دیوتا کو پوجتا ہوں۔ تصویر [illegible]

س۔ آپ کو معلوم ہے کہ آریہ سماجی بھی مورتی پوجا [illegible]

ج۔ میں نہیں جانتا کہ آریہ سماجی مورتی پوجا کرتے [illegible]

س۔ آپ اپنے دماغ پر زور ڈال کر بتلائیں کہ غازی محمود [illegible] لکچر میں یہ کہا تھا یا نہیں کہ وہ اس الزام کا جواب دینا چاہتے [illegible] شردانند اے نے کیسری اخبار کی اشاعت ۹ [illegible] میں اسلام پر لگایا تھا۔ اور جن کا مطلب یہ تھا کہ اسلام [illegible] زن اور منصب کے ذریعے پھیلا ہے۔

ج۔ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے ایسا کہا تھا یا نہیں [illegible]

س۔ اگر کوئی ہندو یا مسلمان ویدوں یا پرانوں [illegible] کر دے کہ ہندو دھرم سچا نہیں ہے تو کیا آپ [illegible]

ج۔ میں ضرور برا مناؤں گا۔

س۔ آپ نے لکھا کہ لوگ امن سے چلے گئے [illegible] مراد کیا تھی؟

ج۔ مراد یہ تھی۔ کہ جلسہ میں کوئی بدامنی نہیں ہوئی [illegible]

س۔ کیا آپ وہ الفاظ بتلا سکتے ہیں جن سے آپ [illegible] مطابق ہندوؤں کے دل دکھے۔

ج۔ مجھے رگوید کا ترجمہ نہیں کرنے دیا گیا۔ اس [illegible] ہے۔ مذہب بڑی پیاری چیز ہے۔ اس کے [illegible] لازمی ہے۔

س۔ آپ نے کس سے نتیجہ نکالا۔ کہ ہندوؤں میں [illegible] گئی ہے؟

ج۔ شاہ عالمی میں میں نے ہندوؤں کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں دیکھا۔ وہ چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ کہ دھرمپال نے ہندو مذہب کے خلاف لکچر دیا ہے۔

س۔ کسی کا نام آپ لے سکتے ہیں؟

ج۔ نہیں۔

س۔ روزنامچہ میں رپورٹ لکھی ہے یا نہیں؟

ج۔ نہیں۔

لنچ کے بعد کی کارروائی

دھرم بھکشو کی شہادت

ستیارتھ پرکاش سخت نہیں

دھرم بھکشو ولد دین دیال عمر ۲۶ سال۔ ذات آریہ ساکن [illegible] کاروبار۔ پرچار آریہ سماج۔

دھرم سے سچ کہوں گا۔ میں ۴- جون کے جلسہ میں گیا [illegible] کے بیرونی باغ میں ۹ سے ۱۲ بجے تک ہوا۔ مجمع ۵ ہزار سے [illegible] میں لکھنوی ہوں۔ پنجاب میں ہندو مسلمانوں کی تمیز مشکل [illegible] سکتا کہ جلسہ میں ہندو زیادہ تھے یا مسلمان۔ تقریر مولوی دھرمپال [illegible] کی تھی۔ عدالت میں آپ نے دھرمپال صاحب کو پہچانا [illegible] بہت سے لکچر سننے کا عادی ہوں۔ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں [illegible] ایک آریہ سماجی جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے لکچر کو [illegible] سخت زبانی کی گئی۔

س۔ آپ تقریر میں سے کوئی سخت لفظ بھی [illegible]

ج۔ حوالہ جات غلط تھے۔ کہا گیا کہ ہندو بے غیرت [illegible]

س۔ آپ کی بے غیرت سے مراد کیا ہے؟

ج۔ بے حیا قوم جس میں مذہبی حمیت نہ ہو۔ ہندو [illegible] جن کو تیر اسلام کچل کر پھینک دے گا۔ اور بھی کئی سخت [illegible] سکھوں کو ہندوؤں کے خلاف ابھارنے کی کوشش [illegible] سخت الفاظ تھے۔ ان کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا [illegible]

ہوئے کھڑے تھے۔

شیخ نیاز علی صاحب - آپ کی ذات کیا ہے

گواہ :- میں سید ہوں - میں نے ورنیکلر مڈل پاس کیا تھا

شیخ صاحب - جلسہ امن کے ساتھ ختم ہوا

گواہ - جلسہ میں کسی قسم کی بدامنی ظہور میں نہیں آئی -

محمد عالم شاہ کنسٹیبل کی شہادت

میں جلسوں کی یادداشتیں تیار کرتا ہوں - ۸ - جون کو جو جلسہ ہوا تھا - اس میں میں موجود تھا - محمد اسمعیل اور اللہ بخش ملازم پولیس میرے ہمراہ تھے - جلسہ موچی دروازہ کے باہر ۹ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک رہا تھا - تقریباً ۹ - اور ۱۰ ہزار کے درمیان آدمی موجود تھے - ہندو بہت کم تعداد میں موجود تھے - غازی محمود دھرم پال نے تقریر کی تھی - میں آپ کو خوب پہچانتا ہوں - ہم تینوں پولیس کے ملازموں نے جلسہ کی الگ الگ یادداشتیں لکھی تھیں -

اس کے بعد گواہ نے اس یادداشت کو پڑھ کر سنایا جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں دوسرے دن صبح کو پیش کی گئی تھی -

سرکاری وکیل - کیا تمہیں معلوم ہے کہ غازی محمود دھرم پال کی تقریر کا اثر ہندوؤں پر کیا ہوا -

گواہ - جلسہ خیریت سے گزر گیا تھا - بعد کے حالات مجھے معلوم نہیں

شیخ نیاز علی صاحب - آپ کی تعلیم کہاں تک ہے -

گواہ - میں پرائمری پاس ہوں

اللہ بخش کنسٹیبل کی شہادت

جو جلسہ ۸ - جون کو موچی دروازہ کے باہر منعقد ہوا تھا - میں اس میں یادداشت تیار کرنے کے لئے گیا تھا - آخری یادداشت محمد عالم نے کوتوالی میں تیار کی تھی اس پر میرے دستخط بھی ثبت ہیں

شیخ نیاز علی - کیا جلسہ خیر و عافیت سے گزرا تھا

گواہ - جی ہاں -

شیخ صاحب - آپ کب سے سی آئی ڈی میں ہیں

گواہ - عرصہ چھ سال سے محکمہ پولیس میں ملازم ہوں

سپرنٹنڈنٹ پولیس کی شہادت

میں پولیس کا کپتان ہوں مجھے تقریر کے متعلق جو اطلاع موصول ہوئی تھی سو وہ میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو فارورڈ کر دی تھی

شیخ نیاز علی صاحب - کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ آپ کو کن ذرائع سے اطلاع حاصل ہوئی تھی -

گواہ :- نہیں -

شیخ صاحب :- کب اور کہاں آپ کو اطلاع دی گئی تھی -

گواہ - میں اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا -

مجسٹریٹ - کیا آپ کو خطرہ ہے کہ اگر آپ نے جگہ بتلا دی تو خبر دہندہ کا پتہ چل جائے گا -

گواہ - جی ہاں! جو اطلاع مجھے ملی تھی - اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ تقریر میں قابل اعتراض باتیں بیان کی گئی تھیں -

شیخ صاحب - کیا آپ نے غازی محمود دھرم پال کے خلاف استغاثہ کا حکم حاصل کرنے سے پہلے کاغذات کا ملاحظہ کیا تھا

گواہ - نہیں -

شیخ صاحب - آپ کس غرض سے عدالت میں تشریف لائے ہیں

[illegible] - کورٹ انسپکٹر نے کہا کہ آپ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ طلب کرتے ہیں -

شیخ صاحب - [illegible] آپ نے اس یادداشت کا ملاحظہ کیا جس کی بنا پر غازی محمود [illegible] ضمانت طلب کی گئی ہے -

گواہ - [illegible] نے اس رپورٹ کو نہیں پڑھا -

مجسٹریٹ - [illegible] آپ اب یادداشت کا ملاحظہ کریں اور اس کے متعلق [illegible] خیالات کا اظہار فرمائیں -

اس کے بعد عدالت [illegible] لنچ کے لئے برخاست ہو گئی -

[illegible] بجے کے قریب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی - سپرنٹنڈنٹ پولیس پیٹرل سرکاری یادداشت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے عدالت میں موجود ہوئے -

شیخ نیاز علی - کیا آپ نے یادداشت کا مطالعہ کیا ہے؟

گواہ - جی ہاں -

شیخ نیاز علی - آپ نے یادداشت کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے -

گواہ :- معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات بھڑکائے گئے - چنانچہ دھرم پال نے دوران تقریر میں کہا "کہ یہ ملک خدا کا ہے - ہندوؤں کا نہیں - جو ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو مانتے ہیں - ہندوؤں کے مکتی حاصل کرنے کے ذرائع زنا - شراب اور جوا ہیں"!

ایسے دیگر اقتباسات سے ظاہر ہوتا تھا کہ تقریر قابل اعتراض تھی -

شیخ نیاز علی - ان اعتراضات کے وارد کرنے میں آپ نے کسی دوسرے آدمی سے امداد لی تھی -

گواہ - میں خود یادداشت کا مطالعہ کرنے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں

شیخ نیاز علی :- کیا آپ کو معلوم ہے کہ غازی محمود نے ہندوؤں کی کتب مقدسہ سے اقتباسات لئے ہیں -

گواہ :- جی ہاں -

شیخ نیاز علی :- اگر آپ کو یقین دلایا جائے کہ اقتباسات آریوں کی کتب سے لئے گئے ہیں - تو کیا پھر بھی ان کو قابل اعتراض خیال کریں گے

گواہ :- مجھے یقین ہے کہ ایسے الفاظ سے مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں کی نسبت ضرور نفرت پیدا ہو گی -

شیخ نیاز علی - فرض کیجئے اگر میں یہ کہوں کہ کتنی [illegible] صورت میں ہو سکتی ہے - کہ ہم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں - تو پھر آپ کتاب کے لکھنے والے کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے -

گواہ - آپ مجھے اصل کتاب دکھائیں -

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ - میں یہ پسند نہیں کرتا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہندو مذہب کی مذہبی کتب کے متعلق کسی رائے کا اظہار کریں -

شیخ نیاز علی - ستیارتھ پرکاش پیش کرنے کے بعد - کیا آپ اس کتاب کو جانتے ہیں -

گواہ - میں ستیارتھ پرکاش کے متعلق پہلے سن چکا ہوں -

مجسٹریٹ (شیخ نیاز علی سے مخاطب ہو کر) ایسے اعتراضات آپ اپنی تقریر میں شامل کر سکتے ہیں - سپرنٹنڈنٹ پولیس کا جو فرض تھا انہوں نے اسے ادا کر دیا -

شیخ نیاز علی (پہلی بات کو چھوڑ کر) کیا دھرم بھکشو صاحب کی تقریر آپ کی نظروں سے گزری ہے -

گواہ - نہیں -

شیخ نیاز علی - جب دھرم بھکشو نے پیغمبر اسلامؐ کے خلاف سخت حملے کئے ہیں - قرآن کے خلاف کیوں کوئی کارروائی نہ ہوئی -

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ - ایسے سوالات سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو گا -

شیخ نیاز علی - آپ نے سنا ہو گا - کہ سوامی شردھانند ملکانوں کو اشدھ کر رہے ہیں - قابل وثوق ذرائع سے یہ خبریں بھی موصول ہوئی ہیں کہ بہت سے مسلمان دباؤ سے ہندو بنائے گئے ہیں - جب یہ حالت ہے - تو پھر کیا غازی محمود ہندو مذہب کے نقائص کھول کھول کر بیان کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتے -

گواہ نے شیخ نیاز علی کے اس سوال کا جواب نہ دیا -

اس کے بعد عدالت برخاست ہو گئی - آئندہ مقدمہ کی سماعت ۱۹ - جولائی کو ہو گی +

تازہ خبریں

مجلس عاملہ جمعیتہ العلماء ہند کا اجلاس

دہلی - ۲۴ جون - جمعیتہ العلماء کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ منتظمین جمعیت کا ایک جلسہ اوائل جولائی میں منعقد کیا جائے اس کا خاص مقصد یہ ہو گا کہ جمعیت کی تبلیغی جماعت کے آئین اور امیر الشریعت کے مسودہ پر غور و خوض کیا جائے -

احمد سعید صاحب (جمعیتہ العلماء ہند دہلی)

ارتداد کے متعلق بے بنیاد افواہ

آگرہ - ۳ - جون - دار العلوم دیوبند کی آٹھویں تبلیغی جماعت حلقہ ارتداد میں پہنچ گئی - آریوں کا یہ اعلان کہ چھ سو اشخاص مرتد ہو گئے ہیں محض بے بنیاد ہے - کیونکہ سکرارہ میں چھ سو آدمی آباد نہیں - موضع کے معزز زمینداروں اور راجپوتوں کی اطلاع کے علاوہ ہمارے پاس مولوی عبد الرحیم صاحب پشاوری کی عینی شہادت موجود ہے ان کا بیان ہے کہ باوجود ناجائز اور ہر قسم کے دباؤ ترغیب و تحریص کے صرف چالیس آدمی مرتد ہیں [illegible] ان میں سے ایک [illegible] پھر حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا [illegible]

دوبارہ داخل اسلام ہوا - اس لئے معزز و بااثر ہونے کی وجہ سے دوسروں کو بھی ارتداد کی ترغیب دی تھی -

(میرک شاہ - آگرہ)

لو سے کئی آدمی ہلاک ہوئے

الہ آباد ۴ - جون - الہ آباد میں غیر معمولی گرمی ہے - کئی ہندوستانی اور یوروپین لو لگ جانے سے ہلاک ہو چکے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ برطانی سپاہی لو لگ جانے کی وجہ سے علیل ہیں - اور تقریباً سو آدمی شدت گرمی سے زار و نزار ہیں -

ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی کوشش

دہلی ۴ جون - ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کا ایک جلسہ منعقد ہوا - ایک قرارداد منظور کی گئی اور طے پایا کہ عید اضحیٰ سے قبل ایک ڈسٹرکٹ پولیٹیکل کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا جائے جلسہ میں یہ بھی قرار پایا کہ ہندو مسلمانوں میں قیام امن اور بحالی اتحاد کے لئے جو کمیٹی مرتب ہوئی ہے - اسے ہر قسم کی امداد دی جائے - بالخصوص آئندہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر

دوآبہ اکالی جتھا امرتسر میں

امرتسر - ۲۲ جون - آج صبح کی کارگزاری میں چودہ ہزار مرد و زن اکالیوں کا جتھا جالندھر کے [illegible] سے کار سیوا کرنے امرتسر آیا اس سے پیشتر بھی ہزاروں اکالی اس ضلع سے کار سیوا میں آ چکے ہیں - لوگوں نے پھول ان پر برسائے اور شربت اور ٹھنڈے پانی سے ان کی تواضع کی -

تالاب دربار صاحب کی گار [illegible] لاکھ مکعب فٹ ہے جس میں سے پونے دو لاکھ مکعب فٹ نکالی جا چکی ہے - باقی ایک دو روز میں نکالی جائے گی -

معلوم ہوا ہے کہ تالاب میں سے اب تک ایک دیگ جس پر [illegible]

بقیہ صفحہ اول

عہد نبوت میں اگرچہ اس زمانہ کا سا سخت پردہ رائج نہ تھا تاہم عورتیں بالکل بے پروا اور آزاد بھی نہ تھیں [illegible] محضر میں سفر کرتی تھیں - نقاب پوش رہتی تھیں اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھیں - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے زمانے میں جب لوگ ہمارے سامنے سے گزرتے تھے - تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتے تھے - لوگ گزر جاتے تھے تو پھر منہ کھول دیتے تھے

ایک بار حضرت افلح بن ابی القعیسؓ حضرت عائشہؓ کی ملاقات کو آئے - وہ پردہ میں چھپ گئیں - بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تو تمہارا چچا ہوں" بولیں "کیونکر" "میرے بھائی کی بی بی نے تم کو دودھ پلایا ہے" بولیں "مرد نے تو دودھ نہیں پلایا"

ایک صحابیہ کا بیٹا شہید ہوا - وہ نقاب پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں صحابہ کرامؓ نے ان کو دیکھ کر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟ بولیں میں نے اپنے بیٹے کو کھویا ہے - شرم و حیا کو نہیں کھویا -

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

ہفتہ میں دو بار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

جلد ۱۱ — نمبر ۶۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے حق محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہمہ جائے بود

محمد عربی تصلے علی اللہ بالبرکہ

ما از وجا بسیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبر ہائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسل ربِّ العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحقِ لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندو راست
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

فیصل بن عیاض اور ہارون الرشید

خاندان عباسیہ میں خلیفہ ہارون الرشید کو جاہ و جلال اور سطوت و شوکت کے اعتبار سے ایک غیر فانی اور قابل رشک شہرت حاصل ہے گو اس کی سیرت میں خود پسندی اور تعلّی کا عنصر شامل تھا لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ مشرق کے تاجداروں میں اگر کسی شخص پر رعایا کی پاسبانی کا اطلاق صحیح معنوں میں ہو سکتا ہے۔ تو وہ ہارون الرشید ہے جس نے رعایا کی اصلی حالت دریافت کرنے کے لئے کبھی اپنے عمال کی مرسلہ اطلاعات پر بھروسہ نہ کیا۔ بلکہ خود بھیس بدل کر اپنی آنکھوں اور کانوں سے وہ باتیں دیکھیں اور سنیں۔ جو شاید ہشیار سے ہشیار مخبر کو بھی معلوم نہ ہو سکتیں۔ اور اس طور پر ہمدرد مظلوموں اور بیکسوں کی دادرسی سے انصاف کی بنیاد مستحکم کر دی۔ ہارون الرشید واقعی ایک گدڑیا تھا جو اندھیری رات میں بھی اپنی ریوڑ کی سلامتی سے غافل نہ رہتا تھا۔ اسلام ایسے پاسبان تاجدار کی ذات پر جس قدر ناز کرے بجا ہے۔ ہارون الرشید نے فاروق اعظم کی روایات کو زندہ کر کے اپنے جانشینوں ہمعصروں اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال قائم کی تھی۔ مگر تاریخ بتا رہی ہے۔ کہ بہت کم تاجداروں نے یہ مستحسن اور نتیجہ خیز روش اختیار کی۔ اس راستہ پر صرف وہی شخص چل سکتا ہے۔ جس کے دل میں خدا کا خوف اور روز جزا اعمال کی بازپرس کا خوف ہو۔ لیکن حکومت اور دولت کا نشہ انسان کو بدمست کر دیتا ہے۔ اور اس بدمستی کے عالم میں اس سے ایسی ظالمانہ شرمناک اور ناشائستہ حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ جن کے تصور سے ابلیس بھی انگشت بدندان رہ جاتا ہے۔

ہارون الرشید کو درویشوں اور فقیروں سے عقیدت تھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب کبھی سلطنت کے افکار سے اس کا دماغ پریشان ہو جاتا۔ اور اس کے قلب میں بے چینی پیدا ہو جاتی۔ تو وہ درویشوں کی صحبت اور ان کے حکیمانہ اور فلسفیانہ پند و نصائح سے تسکین اور اطمینان حاصل کرتا۔ ایک شام وہ اپنے وزیر کے ساتھ ایک مشہور عابد فیصل بن عیاض کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ جب مکان کے اندر داخل ہونے لگے۔ تو خلیفہ اور وزیر نے سنا کہ درویش قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ جب خلیفہ نے یہ آیت سنی۔

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات ۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کر دیں گے۔ جو ایمان لائے اور ایمان کے علاوہ انہوں نے نیک عمل بھی کئے ۔

تو اپنے وزیر سے کہا۔ کہ اگر ہمیں کسی نصیحت کی ضرورت ہے۔ تو وہ یہی آیت ہے۔ اس کے بعد انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ درویش نے پوچھا تم کون ہو؟ اور جب وزیر نے کہا کہ خلیفۃ المسلمین آپ کے مکان میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو صاحب خانہ نے جواب دیا۔ کہ مجھے خلیفۃ المسلمین سے کوئی سروکار نہیں اس پر وزیر نے درویش کے سامنے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

جب خلیفہ اور وزیر مکان کے اندر داخل ہوئے تو درویش نے چراغ گل کر دیا۔ تاکہ اس کی عبادت میں خلل نہ آئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اندھیرے میں خلیفہ کا ہاتھ درویش کو لگ گیا۔ درویش نے خلیفہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا "صانع حقیقی نے یہ ہاتھ کیسا اچھا بنایا ہے۔ خدا کرے کہ خلیفہ کے ہاتھ برے کاموں سے آلودہ نہ ہوں۔ اور انہیں خدا غضب کی آگ سے بچائے رکھے" ان الفاظ نے خلیفہ کے دل پر ایک خاص اثر پیدا کیا۔ اور اس نے درویش سے التجا کی۔ کہ مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے۔

درویش نے کہا کہ تیرے جد امجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ آپ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ مجھے کسی عرب قبیلہ کا حاکم مقرر کیا جائے۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ اگر آپ حکومت کے خواہاں ہیں تو آپ کو پہلے اپنے جذبات پر قابو پانا ہوگا جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ دوسروں پر حکومت کرنے سے پہلے یہ ضروری اور افضل ہے کہ انسان نفس اور ضابطہ کی پابندی کا خوگر ہو۔ کیونکہ جس انسان میں یہ اوصاف نہیں ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن حکومت کی ذمہ داریوں سے پچھتائے گا۔ اور توبہ کرے گا۔

جب خلیفہ نے درویش سے مزید نصیحت کے لئے اصرار کیا۔ تو درویش بولا۔ تجھ سے پہلے عمر ابن عبد العزیز ایک نیک خلیفہ گذرا ہے۔ جب وہ برسر اقتدار ہوا۔ تو اس نے خدا کے ایک برگزیدہ شاہ سے مشورہ طلب کیا۔ جس نے عمر بن عبد العزیز سے کہا۔ کہ اگر تو اپنی ذمہ داریوں سے جو تجھ پر بحیثیت خلیفہ عائد ہوتی ہیں بوجہ احسن سبکدوش ہونا چاہتا ہے۔ تو تو اپنی رعایا کے معمر اور سن رسیدہ آدمیوں کا اسی طرح ادب کر جیسا کہ اپنے باپ کا

ہے۔ اپنی رعایا کے نوجوان افراد سے اس طرح محبت کر جیسا کہ تو اپنے بھائی سے کرتا ہے۔ اپنی رعایا کے بچوں سے اسی طرح پیار کر جیسا کہ تو اپنے بچے سے کرتا ہے۔ اپنی رعایا کی عورتوں کو اسی نظر سے دیکھ جس طرح تو اپنی ماں اور بہن کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ تیری سلطنت بمنزلہ ایک بہت بڑے کنبہ کے ہے اور تیری رعایا کے افراد اس کنبہ کے اراکین ہیں۔ ایسی صورت میں تیرا فرض ہے کہ تو بوڑھوں اور معمر لوگوں سے ان کی بیکسی میں وہی سلوک کر جو تو اپنے بوڑھے باپ سے کرنا چاہتا ہے کنبہ کے نوجوانوں سے محبت اور نرمی کا وہی برتاؤ کر جو تو اپنے بھائی سے روا رکھنا چاہتا ہے۔ اور کنبہ کے بچوں کی اسی طرح تربیت اور پرورش کر جیسی تو اپنے بچوں کے متعلق پسند کرتا ہے۔ خدا نے ایک اچھا مکان بنایا ہے۔ جس کا نام اس نے بہشت رکھا ہے۔ اور ایک برا مکان بنایا ہے۔ جس کا نام دوزخ ہے۔ اس نے تجھے اپنے زمانہ میں جہاں تک کہ تیری رعایا کا تعلق ہے۔ ان دونوں مکانوں کا داروغہ مقرر کیا ہے۔ کیونکہ جزا اور سزا کا انحصار ایک بڑی حد تک اس امر پر ہے کہ تو اپنی رعایا کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ اگر انہوں نے نیکی کا راستہ اختیار کیا۔ تو بہشت میں جائیں گے۔ اور برائی کا اختیار کیا تو دوزخ میں اگر تو نے غفلت اور سستی سے کام لیا۔ تو وہ بدکاری اور مفسدہ پردازی کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ اور اگر بیدار مغزی اور روشن خیالی سے اپنے فرائض کو سرانجام دیا تو وہ سیدھا راستہ اختیار کریں گے اگر تیری رعایا کی ایک بڑھیا عورت ایک دن بھی فاقہ کشی کے عذاب میں مبتلا رہی۔ تو قیامت کے دن تجھے احکم الحاکمین کے سامنے اپنی اس غفلت کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔

ان الفاظ سے خلیفہ ہارون الرشید ایسا متاثر ہوا۔ کہ جب وہ درویش کے مکان سے نکلا۔ تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیا چودھویں صدی کے مسلمان تاجدار اپنی حکومت کی ان ذمہ داریوں کا احساس رکھتے ہیں۔ جو اسلام نے ان پر عائد کر رکھی ہیں؟ کیا وہ اپنی رعایا کے افراد سے اپنے باپ بھائی بچے ماں بہن کی طرح سلوک کرتے ہیں؟ کیا وہ اپنی پاسبانی کا پورا حق ادا کرتے ہیں؟ اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو وہ سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ کاش انہیں اس تلخ مگر اٹل حقیقت کا احساس ہو کہ موت کا زبردست ہاتھ انہیں اسی خاک میں سلا دے گا جس میں اسمٰعیل لفرشتگی۔ موت کے بعد نہ فوج کام آئیگی نہ خزانہ۔ آخرت کے سفر میں شاہ و گدا کا ایک ہی راستہ ہوگا۔ اس وقت سب سے زیادہ خوش قسمت وہ ہوگا جس نے اپنی چند روزہ زندگی کے دوران میں آخرت کے سفر کا پورا سامان کر لیا ہے وہ تمام سامان سعادت کیا تاج اور تخت کے مالکوں نے کبھی اس حقیقت پر غور کیا ہے۔ کہ ان سے پہلے ذوی الاقتدار خود الہٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۹۶

اسلام اور عیسائیت

(۱)

اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ اپنے کام کا محاسبہ خود کرتے تھے، اپنے واقعات زندگی کو خود لکھتے تھے۔ ان پر تبصرے کرتے تھے، اور آراء قائم کرتے تھے کہ آئندہ نسلیں ان سے بصیرت حاصل کریں۔

اہل مغرب بھی کہ آج تہذیب و شائستگی کے مدعی ہیں۔ اسی مسلک پر گامزن ہیں۔ بلکہ سچ پوچھئے تو غرب کو جو کچھ ملا ہے وہ عرب ہی سے ملا ہے۔ ان کے تمام اصولوں میں اسلامی اور عربی حکمت عملیاں جلوہ گر ہیں۔ تمدن و معاشرت کے انداز میں وہی آئین کارفرمائی کر رہے، محاسبہ نفس میں بھی اُن ہی قوانین کی پابندی ہے۔ اس اصول پر صرف وہی لوگ کاربند نہیں، جو سیاسیات یا جہانبانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ عالمگیر تحریک بھی جو عیسائیت کی اشاعت کیلئے مسیحی مبلغین کے ذریعے جاری ہے اسی اصول کے ماتحت ہے۔

مسلم ورلڈ کے تازہ ترین نمبر میں ایک مسیحی مبلغ نے اشاعت عیسائیت کی گذشتہ تاریخ پر ایک مختصر مگر دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔ اور آئندہ زمانہ کے لئے بہت سی توقعات کا اظہار کیا ہے، ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پہلے اس تبصرہ کا ملخص پیش کرتے ہیں۔ اور آئندہ فرصت پر انشاء اللہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

نامہ نگار مذکور نے اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں لکھا ہے کہ زمانہ گذشتہ میں جنس لطیف نے تبلیغ عیسائیت میں کچھ زیادہ حصہ نہیں لیا، بہت کم خواتین ایسی ہونگی جنہوں نے تن تنہا اس کام کا اختیار کیا ہو۔ ہاں اپنے شوہروں کے ساتھ علی العموم عورتیں کام کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ خود عامۃ الناس بھی مشن کے کام میں دلچسپی نہیں لیتے تھے تجارت اور کاروباری لوگ علی العموم مسیحی مبلغین کو بنظر حقارت دیکھتے تھے، دوسری طرف جن ملکوں میں مبلغین جاتے تھے، وہاں کے لوگ بھی ان کو ور دسری سمجھتے تھے، اور کچھ عزت اور کرتے تھے، پہلے زمانوں میں بہت ہی کم لوگ عیسائیت قبول کرتے تھے، اور جو کرتے تھے، وہ عموماً اپنی وجہ معاش کی توقع مشن ہی سے رکھتے تھے۔ گویا ان کا وجود مشن کے لئے مالی بوجھ تھا۔

چین میں عام طور پر مسیحی مبلغین کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی، اور جن خاص بندرگاہوں پر اجازت تھی ان کے متعلق بھی یہ قید لگی ہوئی تھی۔ کہ یہ خاص خاص علاقوں ہی میں اقامت پذیر ہو سکتے تھے، جاپان میں جانا بالکل ممنوع تھا، کوریا کو کوئی جانتا نہ تھا، افریقہ میں بھی حالات مناسب نہ تھے۔

لیکن اب صورت حالات کچھ اور کی اور ہوگئی ہے، خواتین تن تنہا سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں تبلیغ اشاعت کے لئے نکلتی ہیں، اور مردان کے علاوہ ہیں، لوگ بھی اب مشن کے کام میں دلچسپی لیتے ہیں کیونکہ تعلیم رفاہ عام۔ شفاخانجات۔ مدارس، یہ سب کام ایسے ہیں۔ جن سے لوگوں کو دلی ہمدردی ہے، اور یہی کام مشن کرتے ہیں۔

نامہ نگار مذکور کی رائے ہے کہ یہ اسی عام دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ مشنری سوسائٹیوں کی آمد و مصارف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور اسی نسبت سے مسیحیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جن ملکوں میں مشن ہیں وہ اپنے مصارف خود برداشت کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

(۲)

دوسرے حصہ مضمون میں نامہ نگار مذکور نے دنیائے اسلام پر ایک چلتی ہوئی نظر کی ہے، اور یہ بتایا ہے۔ مسلمان اب یہاں تک عیسائیت کے قریب ہیں، سب سے پہلے اس نے ترکوں کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ ترک اب مطمئن ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خلافت اور سلطنت کا اب فیصلہ ہو چکا ہے۔ رہے عرب سو وہ ترکوں سے کبھی دوستانہ تعلقات نہیں رکھ سکتے۔ باقی جو مسلمان دنیا میں آباد ہیں وہ سب کے سب عیسائی حکومتوں کے ماتحت ہیں۔

اسی ضمن میں نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ تیرہ سو برس سے اسلام اور عیسائیت ایک دوسرے سے علیحدہ اور بیگانہ وش ہو کر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے ہیں، اور ان میں مغائرت کم نہیں ہوئی، لیکن اب اہل مغرب کے دل میں خواہش پیدا ہوئی ہے کہ کیوں نہ وہ مسلمانوں کو اپنا پیغام پہنچائیں، اور ان کو اپنے ساتھ لائیں، دوسری طرف خود مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں، جو عیسائیت کی ترقی اور عروج دیکھ کر سوال کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ عیسائی روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اور ہم گھٹ رہے ہیں، حالانکہ بالعموم لوگ اس خیال کو تسلیم نہیں کرتے کہ عیسائیوں کا تفوق ان کے مذہب کی بدولت ہے، اگر پھر بھی وہ تعلیم و تربیت کے معاملات میں عیسائیوں کی قیادت کو مانتے ہیں۔ اور ان سے امداد طلب کرتے ہیں۔

(۳)

تیسرے حصہ مضمون میں جو گویا تمام مضمون کا نچوڑ ہے، نامہ نگار نے آن یہاں آکر توڑی ہے۔ کہ ہمیں مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کے لئے کیا طریق کا استعمال کرنا چاہیئے۔ اس کے نزدیک مندرجہ ذیل اصول ہمیشہ مد نظر رکھنے چاہئیں۔

(۱) جب مسلمانوں سے بات کرو۔ تو اس طرح کرو۔ جس سے وہ خوش ہوں۔

(۲) مذہبی مباحثات سے اجتناب کرو۔ آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کوئی رائے نہ قائم کرو، نہ ان کی ذات کو زیر بحث لاؤ۔

(۳) مسیح کی زندگی کے حالات، واقعہ صلیب کی کیفیت اور اس کے بعد کی دوبارہ زندگی کے واقعات اناجیل سے پڑھ کر سناؤ۔

(۴) قرآن مجید کی سورہ فاتحہ پڑھو۔ اور اس کے ساتھ لارڈ پریئر بھی پڑھ کر سناؤ۔

(۵) جب کسی کو عیسائی بناؤ۔ تو پہلے صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی جگہ "مسیح" کا نام اس سے پڑھواؤ۔

ان ہدایات سے بظاہر مضمون نگار کا مطلب یہ ہے کہ سادہ لوح لوگ جو مذہب کی غرض و غایت سے ناآشنا ہیں۔ اس قسم کی دلچسپ کہانیوں، اعجوبہ آفرینیوں میں آکر دین حنیف سے پھسل جائینگے اور عیسائیت قبول کر لیں گے۔

آریوں کا ناپاک لٹریچر

کہتے ہیں کہ زبان کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ گہرے زخم دیتی ہے، اور ایسے زخم لگاتی ہے کہ ان کا اندمال اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے، کاش ہمارے آریہ دوست اس بات کو سمجھتے اور مسلمانوں کے دل زبان کی تلوار سے یوں ٹکڑے ٹکڑے نہ کرتے، دل آزاری میں پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش ہی کیا کم تھی، کہ اب آریہ مہاشوں نے نہایت ناپاک لٹریچر پیدا کرنے کا قصد بھی کیا ہے جس میں مسلمانوں کے خدا، نبی اور ان کی آسمانی کتاب قرآن مجید پر نہایت بیدردانہ اور ناپاک حملے کئے ہیں، حال ہی میں آریوں نے ہندی زبان میں بھجنوں کا ٹریکٹ تیار کیا ہے، جس کے بعض شعر ایک اسلامی معاصر نے نقل کر کے بتایا ہے۔ کہ وہ کس قدر ناپاک ہفوات سے مملو ہیں، مثال کے طور پر ہم بھی ان کو نقل کرتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔

قرآنی تعلیم

پڑھ دیکھو قرآن ار لٹی بات بھری ہے

قرض مانگتا خدا کہا ہے! | دھوکا اور مکار کہا ہے
پرلوں کا اب لگا پتہ ہے | ہم کتنے بات کھری ہیں۔ پڑھ دیکھو الہم
ارشاد وحش قرآن پھیلائے | خالق کو جھوٹا بتلادے
اُدھار مانگ کر ایشور کھائے | ناممکن بات گڑھی ہے۔ پڑھ الہم

شیطان

کیا حکمت تھی خدا کی بنادیا شیطان | جس نے دین اسلام کو بہت کیا حیران
ثابت یہ ہوا قرآن سے نہیں۔ خدا سے شیطان کم ہے
خدا جہاں شیطان وہاں پر۔ دونوں کا دل کے اندر گھر
ذرا دیکھئے آنکھ کھول کر۔ لڑتا کس ارمان سے ہے

کیا اس کا بھی دم خم ہے نہیں جتا سے شیطان کہے

مسلمانوں سے خطاب

قرآن ہرگز کلام اللہ تمہارا ہو نہیں سکتا
مقابل وید اقدس کے بیچارہ ہو نہیں سکتا
نبی نے ہاتھ مارا چاند کے دو کر دیئے ٹکڑے
یقین ان لغو باتوں پر ہمارا ہو نہیں سکتا

ان ہفوات اور شطحیات کو پڑھکر کون مسلمان ہے جو ان کے مرتب کرنے والے اور پڑھنے والے پر ہزار نفرین نہ کہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ آریہ اسلام پر اعتراض نہ کریں۔ خوب کریں مگر تہذیب و شائستگی کو ہاتھ سے نہ دیں۔ تہذیب سے سوال کریں اور تہذیب سے جواب لیں۔

اسی لئے ہم نے تو سب سے پہلے پنڈت شردھانند اور ان کے معاون خاص لالہ ہنسراج کو خاص طور پر دعوت دی تھی کہ وہ ایک مجمع میں اسلام اور آریہ مذہب پر حلم سے مباحثہ کر لیں لیکن کس قدر افسوس ہے کہ اس جائز مطالبہ کی طرف تو رخ نہیں کیا جاتا اور یوں اسلام کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت و حقارت پیدا کرنے کے لئے اس قسم کے بیہودہ اور بے بنیاد اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کا سراب

ہندو مسلم اتحاد جس کا غلغلہ دو سال ہوئے تمام ہندوستان میں پڑا ہوا تھا، اب وہ سراب معلوم ہوتا ہے، جس کو ہولناکیوں کے پیاسوں نے چشمۂ حیات سمجھا تھا۔ سب سے قابل افسوس بات یہ ہے کہ ہمارے برادران وطن نے یوں تو گلا پھاڑ پھاڑ کر قومیت متحدہ کے ترانے گائے، لیکن دل میں "قومیت" کے لفظ کا مفہوم محض ہندو راج سمجھا، مسلمان بھولے بھالے اس بھرے میں آگئے، جیلوں میں گئے، سختیاں جھیلیں، مصیبتیں اٹھائیں۔ اور نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات، یعنی برادران وطن کو بھی خوش نہ کر سکے، ملتان میں جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے، امرتسر میں جو حالت رہی وہ ہندو مسلم اتحاد کے چہرہ پر ایک نہایت ہی بدنما دھبہ ہے، اب مراد آباد سے بھی ہندو مسلم فساد کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ چنانچہ صوبجات متحدہ کا موقر اخبار ہمدم لکھتا ہے:۔

برادران وطن مراد آباد کے اندر مسلمانوں سے مختلف پہلوؤں پر چھیڑ چھاڑ عرصہ سے کر رہے تھے۔ اور مسلمان نہایت خاموشی کے ساتھ دفع الوقتی میں مصروف ہو جاتے تھے، موجودہ فساد کا سبب جو کچھ بھی ہو۔ یہ ضرور ہے کہ طرفین ہندو مسلمانوں کی اور بے اصولی عمل میں آئی جس پر مسلمان مراد آباد نے دامن صبر ہاتھ سے چھوڑ دیا، گھروں میں گھس کر، بھی بغیر اطلاع کے عصمت پناہ پردہ نشینوں کی حرمت میں مخل ہونا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا تھا، مکان سے بیدخل کرانا معمولی بات ہے لیکن اس مذہبی تحریک اور شدھی و سنگٹھن نے برادران ہنود کے اندر جذبہ نفرت کی روح پھونک دی ہے، نہ صرف مراد آباد میں بلکہ بجنور اور دیگر مقامات میں بھی اہل ہنود کے اندر یہ مسئلہ گشت کر رہا ہے کہ مسلمان کاشتکاروں اور کرایہ داروں کو زمینوں اور مکانوں سے بیدخل کیا جائے، ابھی جو ذلالت کے لئے یہ وقت اور یہ تحریک کس قدر باعث مسرت ہوگی کیونکہ بیدخلی کی وسعت پر نظر ڈالتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آج زمینوں اور مکانوں سے بیدخل کیا جاتا ہے۔ کل ہندوستان سے بیدخل کر دیا جائے، خواب مبارک ہے۔ مگر اس کی تعبیر کون دے،

ان حالات میں لیڈروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں قیام امن و امان کی کوشش کریں خصوصاً ہندو لیڈروں کو چاہیئے کہ وہ ہندوؤں کو اس قسم کی دراز دستیوں سے روکیں جس سے ملک میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

جمعیتہ المشائخ

جمعیتہ العلماء کا قیام تو مدت سے ہو چکا تھا اب اس کی بہن جمعیتہ المشائخ بھی مجلۂ عدم سے عالم وجود میں آئی ہے مسلمانوں کے تواسے عقیدہ کی جس قدر بھی تنظیم و ترتیب عمل میں آئے اسی مناسبت

کہ اس سے قوم کے اوراق پریشان کا شیرازہ منضبط ہوتا ہے۔ اور کام کرنے میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جمعیۃ المشائخ کے مقاصد اس وقت یہ بتائے گئے ہیں۔

(۱) اصلاح مشائخ۔

(۲) تبلیغ روحانی۔

(۳) مشائخ عالم سے رابطہ اتحاد۔

ان مقاصد کے مفید اور نتیجہ خیز ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا لیکن سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ان مقاصد عالیہ کے حصول کی تجاویز سوچی جائیں۔ اور اس پر تمام مشائخ عظام عمل پیرا ہوں، مثلاً ہمارے مشائخ کے پاس اوقاف ہیں۔ اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اوقاف قوم کے بہبود و سود کے لئے بہت ہی کم کام آتے ہیں جمعیۃ مشائخ کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ پہلے ان اوقاف کا مناسب انتظام کرے، ایک بیت المال قائم کیا جائے، جس میں اوقاف کی آمد جمع ہو، اور پھر اس کے صرف کے لئے ایک منتظمہ مجلس ہو جو اس روپیہ کو جائز اور بہترین طریق پر صرف کرے۔ قوم کو اس وقت درسگاہوں کی ضرورت ہے، تبلیغ حق کی ضرورت ہے، اشاعت علوم کی ضرورت ہے، یہ سب ضرورتیں صرف کثیر چاہتی ہیں۔ اوقاف کا روپیہ اگر باقاعدہ نظام کے ماتحت جمع کیا جائے، اور ان ضرورتوں پر صرف ہو تو چند ہی سال میں قوم کی حالت میں بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری سوسائٹیاں محض نام کے لئے قیتی ہیں، کام کے لئے نہیں، جمعیۃ العلماء ہی کو لیجئے۔ اس کا نظام عمل ہی ایسا واقع ہوا ہے کہ ارتداد جیسے فتنہ میں اس کی سرگرمیاں آٹے میں نمک کے برابر ہیں،

بہرحال ہم امید کرتے ہیں جمعیۃ المشائخ کا نظام دوسری مجالس کے لئے باعث تقلید ہوگا، اور جس طرح حضرات مشائخ کا وجود باعث تمنائی ہے، جمعیۃ المشائخ کا وجود دوسری قومی مجالس کی رہنمائی کریگا خدا کرے کہ ہماری آرزو بر آئے،

روپیہ کی ضرورت ہے

ہمارے ہاں تبلیغ اسلام کے دو بڑے بڑے شعبے ہیں، تبلیغ بلاد غیر اور تبلیغ ہند، ان دونوں میں روپیہ کی اشد ضرورت ہے، بلاد غیر میں تو روپیہ کی ضرورت اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کہ یورپ کے ملکوں میں روپے نہیں بلکہ پونڈ خرچ ہوتے ہیں، وہاں کے مصارف کا اندازہ کچھ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہیں ان ممالک میں سفر کرنے کا موقع ملا ہے، ہمارے مبلغ وہاں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن پھر بھی گرانی اشیاء کا کیا علاج ہو سکتا ہے، نہایت کفایت شعاری سے بھی گذارہ کیا جائے تب بھی ہندوستان کے مصارف سے وہاں کے مصارف بہت بڑھ جاتے ہیں۔

تبلیغ ہند کا صیغہ اس وقت اس لئے خاص طور پر توجہ کا محتاج ہے، کہ آریوں نے وہاں شدھی کا زور کر رکھا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم نہ صرف اس تحریک کا قلع قمع کریں۔ بلکہ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کر کے ان کو مسلمان بنائیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام بہت سا روپیہ خرچ کرنے سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے احباب سے بالخصوص اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے بالعموم نہایت زور سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ موقعہ شناسی سے کام لیتے ہوئے انجمن کی مالی امداد کا حق ادا کریں، خدا کے فضل سے ہماری انجمن کو ابتداء فتنہ ارتداد میں خاص کامیابی حاصل ہوئی ہے، اور ہمارے مبلغین نے ہر جگہ ہر دلعزیزی کا سکہ جمایا ہے، ساندھن میں جہاں ہم شروع سے ڈیرا جمائے بیٹھے ہیں۔ باوجود سخت کوشش کے آریہ ناکام رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی ناکام رہیں گے۔ اس موضوع پر ہم کسی آئندہ فرصت میں تفصیل لکھیں گے۔

محقق

اس نام سے ایک ۵۰۸ صفحہ کی کتاب سید ابو البرکات صاحب دہلوی نے تقطیع پر شائع کی ہے۔ کتاب کا موضوع حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی صداقت کو ثابت کرنا ہے۔ اور جہاں تک ہم نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہے۔ لائق مصنف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تمام باتوں کو نہایت قابلیت اور محنت کے ساتھ جمع کیا ہے۔ وفات مسیح کی بحث ۲۰۰ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ اور اس بارہ میں جملہ دلائل پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد نزول ابن مریم کی بحث ہے اور اسی کے ضمن میں حضرت مسیح موعود کے دعوئے مہدویت کو ثابت کیا گیا ہے۔ ان تمام مباحث میں بہت سی اور بھی ضمنی باتیں آگئی ہیں مثلاً یہ کہ احادیث کی صحت کا محک و معیار کیا ہے۔ اور رجال وغیرہ کون ہیں وغیرہ وغیرہ، ہر مسئلہ کو مستند و ثقہ کتب کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے اور اس لحاظ سے یہ کہنا بجا ہے۔ کہ یہ کتاب احمدیت کی جیبی ڈکشنری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم افسوس کے ساتھ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ کتاب کی آخری دو جزوں میں لائق مصنف نے خاتم النبیین کے معنوں، اور میاں محمود احمد صاحب کی فضیلت اور ان کے عقائد مخصوصہ کی صداقت کو ثابت کرنے کی بے فائدہ کوشش کی ہے جہاں تک حضرت مسیح موعود کی صداقت کا سوال ہے۔ ہمارے خیال میں قابل مصنف کو اپنی بحث صرف اول الذکر مسائل تک ہی محدود رکھنی چاہیے تھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کا دعوے صرف مجدد، اور مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبوت کا دعوے آپ نے کبھی نہیں کیا۔ اور نہ اس کو ثابت کرنے کے لئے خاتم النبیین کے معنوں کو توڑنے مروڑنے کی ضرورت ہے۔ رہی جناب میاں محمود احمد صاحب کی فضیلت اس کا بھی کتاب کے اصل موضوع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

غرض ان آخری دو جزوں کو چھوڑ کر تمام کتاب بحیثیت مضمون اس قابل ہے، کہ احمدی جماعت کے مناظر اور مبلغین اسے اپنے پاس رکھیں، اور عام مسلمانوں کو پڑھوائیں۔

لکھائی، چھپائی اور کاغذ کی شکایت خود مصنف کو بھی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ دوسرے ایڈیشن میں وہ موجودہ نقائص کو دور کر دیں گے۔ اور مختلف مضامین کو فصلوں اور ابواب میں تقسیم بھی کر دیں گے۔ کہ اس سے پڑھنے والے کو ایک قسم کی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ قیمت مجلد ۲/۸ بے جلد ۲/-

اخبار احمدیہ

مسجد احمدیہ میں حسب معمول حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بعد از نماز مغرب درس دیتے ہیں۔ ہفتہ کے دن جلسے بھی ہوتے ہیں۔

مبلغین کا پہلا امتحان ہونے والا ہے۔ دوسرے احباب کو بھی اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

برادر شیخ نظام الدین صاحب کے صاحبزادہ محمد اکرم خاں بیمار ہیں، شیخ صاحب نے بطور صدقہ سو روپیہ بھیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے فرزند کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ احباب خاص طور پر دعا فرمائیں یاد رکھیں۔

برادر سعید احمد خاں صاحب طالب علم میڈیکل کالج جو امسال آخری امتحان میں شریک ہونے والے ہیں، بیمار ہیں۔ آپ نے مبلغ پچاس روپیہ بطور صدقہ بھی بھیجا ہے، اللہ تعالےٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے، اور احباب بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ممدوح بڑی ہمت والے ہیں۔ طلباء کالج میں تحریک آپ ہی سے شروع ہوئی۔

براہ مہربانی یہ دو کام ضرور کیجئے

(۱) اپنا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر اخبار کی امداد فرمائیے۔ ورنہ وی۔ پی کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ مگر مناسب یہی ہے کہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ کہ وی۔ پی میں ڈاک کا خرچ زیادہ ہو جاتا ہے، جس سے کچھ فائدہ نہیں۔

(۲) کم از کم دو خریدار پیدا کر کے اپنے قومی پرچہ کی امداد فرمائیے گا۔

مسیح موعود نمبر

بعض احباب کی خدمت میں مسیح موعود نمبر کی چند کاپیاں تقسیم اور فروخت کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ ان کی قیمت بعض احباب کے ذمہ اب تک ہے۔ براہ کرم ایسے احباب فوراً قیمت ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

(منیجر)

ہماری تبلیغی کوششیں

آریوں کی ناکامی

پرکھم کی راجپوت سبھا کا فیصلہ

ہندو راجپوت مرتد ملکانوں کو اپنی برادری میں شامل نہیں کریں گے

ہمارے مبلغ منشی سردار خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں ۱۴ جون ۱۹۲۳ء کو فرح ضلع متھرا میں قریباً چالیس پچاس دیہات کے ڈیڑھ ہزار ہندو راجپوتوں نے جمع ہو کر یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ شدھ ہونے والے ملکانوں کو اپنی برادری میں لائیں گے۔ یا ان کے ساتھ خورد و نوش کریں گے یا ان کے ساتھ حقہ پئیں گے وہ برادری سے الگ کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ پنچایت نے متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ آئندہ سے کوئی راجپوت شدھ شدہ ملکانوں کے ساتھ خورد و نوش یا حقہ پانی نہ کرے۔ اور ہندو راجپوتوں میں جو لوگ شدھ ہونے والے ملکانوں کے ساتھ کھان پین یا حقہ پانی کرے وہ برادری سے خارج کیا جائے۔ اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد ہندو راجپوتوں نے ہر جگہ اس پر عملدرآمد کرنا شروع کر دیا اور شدھ شدہ ملکانوں اور ان ہندو راجپوتوں سے جنہوں نے شدھ ہونے والے ملکانوں کے ساتھ کھان پان یا حقہ پانی کیا تھا تعلق قطع کر لیا جب ہشیار آدمیوں نے یہ دیکھا کہ ہندو راجپوتوں کے اس رویہ سے نہ صرف شدھ شدہ ملکانے ہی بدظن ہو رہے ہیں اور اس طرح سے شدھی تحریک کمزور پڑ رہی ہے۔ بلکہ وہ ہندو راجپوت بھی جن کو برادری سے خارج کر دیا گیا ہے۔ ملکانوں کے ساتھ ملنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ تو انہوں نے ایک نئی چال چلی، وہ جگہ موضع پرکھم میں ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کو ایک پنچایت منعقد کی۔ اور شدھ شدہ ملکانوں اور ہندو راجپوتوں کو مدعو کیا۔ اس پنچایت کے انعقاد سے آریوں کا مدعا یہ تھا۔ کہ کسی نہ کسی طرح فرح کی پنچایت کا فیصلہ منسوخ ہو جائے۔ اور ہندو راجپوت شدھ شدہ ملکانوں کو اپنی برادری میں شامل کر لیں۔ مگر انہیں اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پنچایت میں شدھ شدہ ملکانہ گنگا دھر ساکن پرکھم نے ہندو راجپوتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ

"اے بھائیو۔ ہم میں صرف چند اسلامی رسمیں پائی جاتی تھیں۔ ان کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے مذہب میں پھر واپس آگئے ہیں۔ اب آپ لوگ ہم سے کیوں نفرت کرتے ہیں۔ اور کیوں ہمیں اپنے ساتھ نہیں ملاتے؟" وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا۔ کہ ہندو راجپوتوں کی طرف سے آواز آئی۔ کہ ہم ملکانوں کو اپنے ساتھ نہیں ملا سکتے کیونکہ اگر ہم ایسا کریں۔ تو ہم بھی برادری سے خارج کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ ہندو راجپوت زیادہ تر پرکھم ہی کے رہنے والے تھے۔ اس پر ایک آریہ نے گنگا دھر کو پکڑ کر بٹھا دیا۔ اور شدھ شدہ ملکانہ دیبی رام ساکن جتی پورہ کو کھڑا کر دیا۔ دیبی رام نے اٹھ کر کہا۔ کہ "اے بھائیو! اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ رشتہ ناطہ نہیں کرنا چاہتے یا کھان پین نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو۔ تو ہمیں خدا کے لئے یہ تو بتا دو کہ ہم ایشور تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ ہماری حالت پر رحم کرو۔ ہم اپنے مذہب کو چھوڑ کر آپ کے مذہب میں آئے ہیں۔ ہم نے کونسا ایسا جرم کیا ہے۔ کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم نہیں کرتے۔" اس پر ہندو راجپوتوں کی طرف سے آواز اٹھی کہ "ہم کون ہوتے ہیں جو آپ کو اپنی برادری میں شامل کریں۔ جبکہ ہماری قومی پنچایت نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ شدھ شدہ ملکانوں کو اپنی برادری میں شامل نہ کیا جائے۔" اس پر دیبی رام بہت برہم ہوا۔ اور اس نے اعلان کر دیا کہ بس پنچایت ہو چکی۔ سب آدمی اپنے اپنے گھر کی راہ لیں اور گنگا دھر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ "ایسی پنچایت منعقد کرنے کی کیا ضرورت تھی جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔"

پنچایت میں پانچسو سے زیادہ آدمی موجود تھے۔ اس پنچایت میں آریہ حضرات اپنے بعض ہندو راجپوتوں کو بھی لائے تھے۔ کئی ایک ہندو راجپوت ایسے تھے جن کو آریہ لوگ ہر پنچایت اور شدھی کے موقع پر لے جاتے ہیں۔ ان کے لانے سے آریہ حضرات کا مطلب

پر تھا کر ان کے وجود سے دیگر ہندو راجپوتوں پر اثر ڈالیں۔ اور کسی طرح نو مسلموں کی پنچایت کا فیصلہ منسوخ ہو جائے۔ مگر آریہ لوگ اپنے اس مقصد میں ناکام رہے ہیں۔ پنچایت کو کامیاب بنانے کے لئے آریہ حضرات نے یہاں تک انتظام کیا۔ کہ کسی مولوی کو پنچایت میں شامل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ جب میں دریافت حالات کے لئے جلسہ میں جا کر ایک طرف بیٹھ گیا تو آریوں کے ایک لیڈر گنگا دھر میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ "مولوی صاحب! یہ ہماری قومی پنچایت ہے۔ یہاں ہم اپنی برادری کے متعلق ہی بات چیت کریں گے۔ آپ کے مذہب پر کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا۔ کہ آپ کی موجودگی یہاں ضروری ہو۔ سبھا چاہتی ہے کہ آپ اس جلسہ میں شریک نہ ہوں"۔ یہی سلوک دوسرے مسلمان مبلغین سے کیا گیا۔ غرضیکہ ان کے یقین دلانے پر کہ مقررین مذہب اسلام پر کوئی حملہ نہیں کریں گے۔ اسلامی مبلغین پنچایت سے باہر نکل آئے۔ مگر آریہ مبلغین اپنی بد باطنی سے باز نہ آئے۔ ان کے ایک مقرر نے جب دیکھا کہ جلسہ میں کوئی مولوی موجود نہیں۔ جو اس کی غلط بیانیوں کی تردید کرے۔ تو اس نے اسلام کے متعلق بہت غلط فہمی پھیلائی۔ اور بہت سے ناجائز حملے کئے۔ اگر آریوں کو یقین تھا کہ ان کے پاس حق ہے۔ تو انہوں نے کیوں نہ مسلمان مبلغین کو جلسہ میں بیٹھنے دیا۔ مگر ان کو خوب معلوم تھا کہ وہ ان کا بھید کھول کر رکھ دینگے۔ اسی لئے تو انہوں نے اسلامی مبلغین کو پہلے ہی جلسہ سے نکلوا دیا۔

اس پنچایت کی ناکامی سے شدھ شدہ ملکانے نہایت مایوس ہو گئے ہیں۔ اور ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی ہے۔ چنانچہ جب ہمارے ایک مبلغ نے نو گاؤں کے شدھ شدہ ملکانوں سے جو پنچایت میں شریک ہوئے تھے۔ دریافت کیا کہ اب تمہارا کیا حال ہو گا؟ ہندو راجپوت تو آپ لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے نظر نہیں آتے۔ اب آپ لوگ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ تو ان میں سے ایک شخص مسمی بھولا نے صاف کہہ دیا۔ کہ "ہم چند روز اور دیکھتے ہیں۔ اگر ہندو ٹھاکروں نے ہمیں اپنی برادری میں شامل کر لیا۔ تو فبہا۔ ورنہ ہم اسلام میں واپس آجائیں گے۔ جتنے شدھ شدہ ملکانے پنچایت میں شامل ہوئے تھے۔ پنچایت کے ختم ہونے پر ان کے چہروں پر مایوسی اور اداسی چھائی ہوئی تھی۔ اور "خسر الدنیا والآخرۃ" کا منظر پیش تھا۔

مہاشہ ارجن دیو جی سکرٹری راجپوت شدھی سبھا لاہور کی غلط بیانی

یہی صاحب عنوان بالا کے ماتحت لکھتے ہیں :-

اخبار پرتاپ کی ۲۰ جون ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں مہاشہ ارجن دیو جی صاحب کی طرف سے ایک مضمون بعنوان "ساندھن کے اسلامی گڑھ میں شدھی کا ڈنکا" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ساندھن کھیڑہ کی شدھی کے متعلق مہاشہ صاحب نے ایک غلط بیانی کی ہے جس کا ازالہ کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ مہاشہ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"موضع لیبا۔ فتح پورہ۔ بھنڈیری۔ ساندھن وغیرہ کے شدھ اور غیر شدھ ملکانے بھی خاص تعداد میں موجود تھے۔ ساندھن کی مخالف پارٹی کے نوجوان لاٹھیوں سے مسلح "علی علی" پکارتے آتے تھے"

اس تحریر میں اول تو یہی غلط بیانی کی گئی ہے کہ "موضع بھنڈیری ساندھن وغیرہ کے شدھ اور غیر شدھ ملکانے بھی خاص تعداد میں موجود تھے" یہ تو بے شک صحیح ہے کہ موضع فتح پورہ اور لیبا کے ملکانے شدھی کے موقع پر حاضر تھے۔ مگر یہ قول کہ موضع بھنڈیری اور ساندھن کے ملکانہ لوگ وہاں موجود تھے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ ساندھن کے صرف تین چار چھوٹے چھوٹے لڑکے وہاں گئے تھے۔ بھنڈیری کا کوئی شخص بھی موجود نہ تھا۔ میں خود موقعہ پر حاضر تھا۔ خیر اس غلط بیانی کی میں زیادہ تردید نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ یہ تو آئے دن کی بات ہے۔ کہ اگر آریہ لوگ کسی جگہ ۹ اشخاص کو شدھ کرتے ہیں۔ تو اخبارات میں ۹۰ اشخاص کی شدھی کی خبر شائع کروا دیتے ہیں۔ البتہ دوسری غلط بیانی جو مہاشہ صاحب نے کسی خاص غرض کے لئے تراشی ہے۔ قابل توجہ ہے۔ مہاشہ صاحب یہ لکھ کر کہ "ساندھن کی مخالف پارٹی کے نوجوان لاٹھیوں سے مسلح "علی علی" پکارتے آتے تھے"۔ ناواقف لوگوں کو یہ جتانا چاہتے ہیں کہ باوجود ایسی مخالفت کے بھی شدھی کی گئی۔ اور اس غلط بیانی سے وہ پبلک کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں۔ کہ تحریک شدھی میں مسلمانوں کی طرف سے جبر و تشدد سے کام لیا جا رہا ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ مہاشہ صاحب کا یہ بیان کہ "ساندھن کی مخالف پارٹی کے نوجوان لاٹھیوں سے مسلح "علی علی" پکارتے آتے تھے"۔ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر مہاشہ صاحب کو جرأت ہو تو میدان میں آئیں، اور اس بات کو ثابت کریں کہ "ساندھن کی مخالف پارٹی کے نوجوان لاٹھیوں سے مسلح "علی علی" پکارتے آتے تھے"۔ اور اگر وہ ثابت نہ کر سکیں اور یقیناً نہ کر سکیں گے۔ تو ان کے لئے شرم کا مقام ہے کہ وہ مسلمان قوم پر ایسا الزام لگاتے ہیں۔ جو خود ان کے مذہب کے برخلاف ہے۔

ووکنگ مشن

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کی عام طور پر توجہ آج تک ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو دور کرنے کی طرف مبذول رہی ہے، جو عوام الناس میں اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی تھیں۔ اور اسے نو مسلمین میں درس و تدریس کے سلسلہ کو قائم کرنے کا موقعہ بہت کم ملا ہے۔ لیکن خدا کے فضل سے اب وقت آگیا ہے۔ کہ مشن اس پہلو کی طرف خاص توجہ کرے کیونکہ ہمارے نو مسلم انگریز بھائیوں اور بہنوں کی ایک کثیر تعداد اسلامی تعلیم کی کامل واقفیت حاصل کرنے کی مشتاق ہے۔ اس لئے ان کے بار بار اصرار پر مشن نے ایک جماعت کھولی ہے، جس میں اسلام کے متعلق تعلیم دی جاتی ہے۔

ہر جمعرات کے دن طالب علم مسلم پریئر ہوس لنڈن میں تعلیم کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ گو جمعہ اور اتوار کے لیکچروں میں بھی اسلامی تعلیم کا ذکر ہوتا ہے، لیکن اس میں کسی خاص مسئلہ پر مبسوط بحث نہیں ہوتی۔ اس کلاس کو قریباً اسی طرح پڑھایا جاتا ہے۔ جس طرح عام مدارس میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کلاس میں ہر ایک شخص بغیر ادائے فیس داخل ہو سکتا ہے۔

کیسری کا مقدمہ

(۳۰ جون ۱۹۲۴ء [?] کی کارروائی)

آج لالہ شام لال کپور ایڈیٹر "کیسری" کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت کی گئی۔ مجسٹریٹ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ۳۳ گواہان صفائی میں سے ۱۷ حاضر ہیں جن پر سمن کی تعمیل ہو چکی ہے۔

اس کے بعد لالہ شام لال کا بیان تحریری مفصل عدالت میں لیا گیا۔

پنڈت رام بھجدت چودھری کی شہادت

میں لالہ شام لال کو جانتا ہوں۔ دس بارہ سال سے جانتا ہوں اس کا چلن اچھا ہے اور ہندو مسلمانوں میں نفاق اور کشیدگی دلوانے والا نہیں ہے۔

ڈاکٹر نند لال وکیل کے سوال پر کہا کہ میں مسئلہ نیوگ کو سمجھتا ہوں دیر تک آریہ سماج کا کارکن رہا ہوں۔ میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا صدر رہا تھا۔ میں آریہ سماج بچھووالی کا کئی سال تک صدر رہا تھا۔ میں پنجاب یونیورسٹی کا گریجویٹ ہوں۔ سنسکرت نہیں جانتا فارسی بی۔ اے امتحان میں لی تھی۔

س۔ آپ نیوگ کو کیا سمجھتے ہیں۔

ج۔ میں نیوگ کے مسئلہ کو بڑا پوتر سمجھتا ہوں لیکن ساتھ ہی ہم سمجھتا ہوں کہ جو موجودہ اخلاق سوسائٹی کا ہے۔ اس کے باعث وہ اس مسئلہ پر عمل نہیں کر سکتے۔ اس میں بڑا اعلیٰ فلسفہ مرد عورت کے متعلق پایا جاتا ہے۔ اور بڑا اعلیٰ اخلاق کی ضرورت ہے

س۔ نیوگ کا مقصد کیا ہے۔

ج۔ دو مقصد ہیں۔ جیسی دولت خاندان میں جائداد ہو وہ اسی میں جاری رہے۔ یا رہ جائے۔ لاولد عورت کی خاوند کے لئے اور خاوند کے خاندان میں جائداد قائم رکھنے کے لئے دوسرے شخص سے صرف اولاد پیدا کرنے کے لئے تعلق پیدا کر سکتی ہے جوش یا جذبہ کے لئے نہیں۔ اسی طرح لاولد مرد ہو اور اسکی عورت بانجھ ہو تو عمر کے لئے نیوگ نہ کرے۔ تو ترقی نسل کے لئے نیوگ دوسری عورت سے کرے۔ پھر ہندو مقنن نے تین اونچ والوں کے لئے نیوگ رکھا ہے مگر وہ شودروں کے لئے دوسری شادی کی اجازت دیتے ہیں۔

س۔ کیا کنوارا نیوگ کر سکتا ہے۔

ج۔ نہیں۔ کیونکہ نیوگ قطعی شادی نہیں ہے۔ اسے شادی کرنی چاہیئے۔

س۔ کیا اس مرد کے ساتھ عورت کا نیوگ ہو سکتا ہے جس مرد کے ساتھ وہ از روئے شاستر شادی نہ کر سکے۔

ج۔ نہیں۔ صرف اسی کے ساتھ جس کی دھرم شاستر اجازت دے۔

س۔ کیا مسلمان چچی کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں۔

ج۔ مجھے یقیناً معلوم نہیں۔

س۔ کیا ہندوؤں میں اولاد پیدا کرنا نجات کے لئے ضروری ہے

ج۔ تاکہ نجات کی رسوم ادا کی جائیں۔

س۔ کیا مسلمانوں کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ نیوگ غلط ہے۔

ج۔ یہ مسلمانوں کی غلط خیالی ہے۔ اور خواہ مخواہ کا دخل دینا

س۔ کیا آپ نے ۱۸ مئی کا کیسری دیکھا ہے۔

ج۔ وہ مجھے پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

س۔ کیا مضمون شروع سے آخر تک سنا تھا۔

ج۔ جی ہاں

س۔ کیا ملکانے نیوگ کی خاطر شدہ ہو رہے ہیں۔

ج۔ میں آریہ سماج میں شروع سے سرگرم کارکن ولیڈر رہا ہوں۔ میں صدر نہیں تھا۔ میں نے اس مسئلہ کا خاص مطالعہ کیا ہے۔ ملکانہ شدھی پرانا سوال ہے۔ نیا نہیں ہے ہندو راجپوت ان راجپوتوں کو واپس لیتے ہیں۔ جنہوں نے خود ان کو کسی وقت برادری سے خارج کیا تھا۔ لیکن جو مسلمان بننا نہیں چاہتے تھے وہ کئی سال سے واپس لئے جا رہے ہیں مگر اب اس مسئلہ کو سوامی شردھانند نے بہت اہمیت دی ہے۔

س۔ کیا ملکانہ مذہبی جذبہ سے واپس آرہے ہیں یا نیوگ کے باعث

ج۔ نیوگ کا کوئی تعلق نہیں ذمہ لینے والوں اور نہ آنے والوں کو نیوگ کا کوئی حق حاصل ہے۔ کیونکہ یہ بہت اعلیٰ اصول ہے۔

س۔ (اخبار کیسری کا پرچہ دکھا کر) اس حصہ کا مطلب کیا ہے

ج۔ یہ جواب ہے میاں فیاض خان کی چٹھی کا۔ ہندی اور نیوگ پر حملہ کا جواب ہے۔

س۔ کیا اس میں محمد صاحب پر حملہ ہے؟

ج۔ حملہ نہیں ہے۔ رسول کا چلن قول و فعل مذہب اسلام کا حصہ ہیں۔ جب کچھ اسلام کے متعلق کہا جاتا ہے۔ تو محمد صاحب کا چلن اسکے اندر آجاتا ہے۔ اس معاملہ اسلام زیادہ لبرل ہے بہ نسبت نیوگ کے۔ یہ میرا خیال ہے۔ یہی کیسری کہتا ہے۔

س۔ کیا مسلمانوں میں چچی کی بیٹی سے شادی ہو سکتی ہے؟

ج۔ ہاں ہو سکتی ہے

س۔ کیا اسی طرح ہندوؤں میں نیوگ ہوتا ہے؟

ج۔ جن فریقین میں مسلمانوں کی شادی ہوتی ہے۔ ان میں ہندوؤں میں نہ شادی ہو سکتی ہے اور نہ نیوگ ہو سکتا ہے۔

س۔ کیا اس طرح سے اسلام کا اصول زیادہ لبرل ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ نیوگ کی پابندیاں زیادہ ہیں۔ وہ مسلمانوں کے طریق شادی میں نہیں ہیں۔

س۔ بڑھ چڑھ کر سے کیا مراد زیادہ لبرل ہے۔

ج۔ ہاں مسلمانوں کا طریق شادی زیادہ آزادی دیتا ہے بہ نسبت نیوگ کے اسلام میں وہ ... ہے یعنی زیادہ آسان ہے۔ مضمون لکھنے والا یہی کہتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں کہا مسلمانوں سے ملتا ہوں مگر مجھ سے کسی مسلمان نے شکایت نہیں کی کہ اس مضمون سے اس کا دل دکھا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں لاہور میں میونسپل کمشنر ہوں کسی مسلمان نے دل دکھنے کی شکایت نہیں کی۔

س۔ کیا مضمون کا کوئی حصہ کسی جماعت کا دل دکھانے والا ہے

ج۔ اوپر کا حصہ پڑھنے والا کہیگا کہ چٹھی لکھنے والے نے ناحق مضمون لکھنے والے نے ناحق مضمون لکھوایا۔ ہندو مسلمان جھگڑوں پر تحریر پڑھنے والوں کو وہ بہت ظالم معلوم ہوا ہو گا۔ فیاض خان نے احمقانہ چٹھی لکھ کر خواہ مخواہ اس نوجوان ایڈیٹر کو بحث میں گھسیٹ لیا۔

س۔ کیا اس مضمون سے کسی کا دل دکھا۔

ج۔ میرا دل نہیں دکھا اور کسی دوسرے نے نہیں کہا کہ اس کا دل دکھا ہے۔

س۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں طلاق کے طریقہ کو کچھ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں وکیل ہوں اور طلاق کے متعلق مقدمات دیکھتا رہا ہوں۔

س۔ طلاق کا انتہائی مقصد کیا ہے؟

ج۔ مرد جتنی شادیاں چاہے کرے۔

س۔ آپ کی جائداد کتنی ہے۔

ج۔ کئی لاکھ روپیہ کی ہے۔

وکیل سرکار کی جرح

س۔ کیا شام لال آریہ سماجی ہے؟

ج۔ آریہ سماجی تھا۔

س۔ کیا کیسری میں سیاسی باتیں لکھی جاتی ہیں؟

ج۔ ہاں!

س۔ کیا آپ سیاسی امور میں حصہ لیتے ہیں؟

ج۔ ہاں!

س۔ یہ مضمون کون آپ کے نوٹس میں لایا؟

ج۔ لارنس باغ میں لوگوں سے سنا۔ اسکی بابت سنا تو مضمون پڑھوا کر سنا

۔ پھر بیان کیا کہ نیوگ طریق شادی نہیں ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کے اصولوں کو میں سچا تسلیم کرتا ہوں۔ اس کا ایک حصہ جو تین سال کی خاوند کی غیر حاضری کے متعلق ہے اسے نہ میں قبول کروں گا اور نہ اسکی تبلیغ کیونکہ وہ زیادہ سخت ہے۔

س۔ نیوگ پر کیوں عمل کم ہوتا ہے؟

ج۔ کوئی شخص نیوگ کے قابل نہیں۔

س۔ نیوگ کے عمل کی کوئی مثال بتایئے۔

ج۔ ایک عورت ڈاکٹر نے امرتسر میں ایک آریہ سماجی سے نیوگ کیا۔ ان کا بیٹا برادری میں شامل کیا گیا۔ میں اسے اپنے خیال کے مطابق کامل مثال قبول نہیں کرتا۔

دیگر سوالات کے جواب میں کہا کہ ملکانے اعلے خوانچے سے ہیں ان کو نیوگ کی اجازت نہیں۔ گروہ شودر نہیں۔ بلکہ اونچے ہیں راجپوتوں کی کوئی کاسٹ یعنی ذات نہیں بلکہ خاندان ہے۔

س۔ بڑھ چڑھ کر کے معنی زیادہ خراب ہیں یا اچھے؟

ج۔ جواب نہیں دیا۔

ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں کچھ عرصہ سے بیمار ہوں۔ اسلئے اخبارات نہیں پڑھتا۔

دیوان کاہن چند کی شہادت

میں وزیر اعظم ریاست بلاسپور میں تھا۔ موچی دروازہ کے باہر ۲۰-۲۲ آدمی تھے۔ سب مسلمان تھے۔ ہندو شاید کوئی ہوگا۔ کیسری کے خلاف جلسہ ہو رہا تھا جس مضمون میں پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے۔ اسکے متعلق جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کیسری کے الفاظ سنائے۔ میں نہیں جانتا وہ کون تھا۔ ترکی ٹوپی پہنے تھا۔ ایک آواز آئی۔ کہ الفاظ قابل توہین نہیں ہیں۔ اور جلسہ فضول ہے۔ یہ سنکر میں چلا آیا۔ میں نے اور کچھ نہیں دیکھا یا سنا۔ میں نے کوئی صدر نہیں دیکھا۔

گواہ پر جرح

میں دو منٹ کھڑا رہا۔ میں نہ کسی کو شناخت کر سکتا ہوں اور نہ حاضرین میں سے کسی کا نام بتا سکتا ہوں۔ میں پڑھنے والے کا نام نہیں بتا سکتا۔ میں نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ کل شام لال نے پوچھا کہ جلسہ کے کچھ حالات معلوم ہیں۔ اور مجھے آج شہادت کے لئے بلا لیا۔

لالہ ویر بھان منیجر کیسری کی شہادت

میری تنخواہ ۶۰ روپیہ ہے۔ چھ ماہ سے منیجر ہوں۔ ایڈیٹوریل سٹاف میں بشیر احمد اسسٹنٹ ہے۔ پانچ مسلمان کاتب ہیں دس بارہ مسلمان ایجنٹ ہیں۔ ایجنٹوں کے یہاں تقریباً ۱½ ہزار کیسری فروخت ہوتا ہے کل ۲۵ یا ۲۶ ایجنسی میں کیسی مسلمان علماء نے دل دکھنے کی شکایت قطعاً نہیں کی مسلمان ایجنٹوں نے تحریری یا تقریری شکایت کی۔ سب سے بڑا ایجنٹ محمد حسین امرتسر میں ہے وہ ۳۰۰ سے کم نہیں اور ۴۰۰ تک پرچے لیتا ہے ۲۸ مئی کو محمد حسین نے ۳۰۰ لئے۔ خود آکر روزمرہ لیجاتا ہے آجکل ۳۵۰ یا ۴۰۰ لے جاتا ہے۔ ۲۸ مئی سے آج تک مسلمانوں کے شکوہ کا اس نے ذکر نہیں کیا۔

بدنزالٰہ پیسہ اخبار ہمارے یہاں آتا ہے۔ یہ ۲ جون کا پیسہ ہے۔ پیسہ اخبار عدالت میں پیش کیا گیا اور اس کا مضمون سنایا گیا۔

وکیل سرکار کی جرح

ایجنٹ کمیشن لیتے ہیں۔ بشیر احمد تنخواہ دار ہے۔ محمد حسین خود پرچے آکر لے جاتا ہے۔ بازاری اخبار فروش بعض خواندہ ہیں بعض ناخواندہ ہیں۔

(۲۵ جون کی کارروائی)

آج ۲۵ جون کو جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں "کیسری" کا مقدمہ پیش ہونے والا تھا۔ مگر سب سے پہلے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "الفاروق" کا مقدمہ پیش ہوا۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے موچی دروازہ کے باہر منسپل باغ میں لیکچر دیا۔ اس سے اہل ہنود کی دل آزاری ہوئی۔ سرکار کی طرف سے عبد الواحد صاحب سرکاری وکیل اور میر صاحب کی طرف سے مسٹر عبد العزیز صاحب بیرسٹر اور مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری وغیرہ حاضر تھے۔ وکلا کی قانونی بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ میر صاحب کا مقدمہ عدالت کے حدود سماعت میں نہیں اس لئے مقدمہ آپ پر نہیں چل سکتا۔ اور انہیں چھوڑ دیا گیا۔

اس کے بعد مولوی عبد اللہ صاحب بی اے کا مقدمہ پیش ہوا ان پر بھی اسی قسم کا مقدمہ دائر تھا۔ ان کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ۳۰ جون مقرر ہوئی۔

سب سے آخر اخبار کیسری کا مقدمہ پیش ہوا۔ آج ملزم کی طرف سے گواہان صفائی پیش ہونے والے تھے ۱½ بجے تک صرف دو گواہ پیش ہوئے۔ پنڈت بھگوت دت پروفیسر دیانند کالج لاہور اور لالہ لاجپت رائے صاحب کتب فروش لوہاری دروازہ لاہور

پنڈت رام گوپال شاستری کی شہادت

میں نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان شاستری پاس کیا ہے انگریزی میں میری تعلیم بی۔ اے تک ہے لیکن ڈگری کا امتحان نہیں دیا۔ شاستری پنجاب یونیورسٹی کی سنسکرت زبان کا سب سے اعلے امتحان ہے۔ میں اردو پڑھ سکتا ہوں لیکن لکھ نہیں سکتا۔ ستیارتھ پرکاش تو کئی دفعہ پڑھا ہے۔ اور دید سارے نہیں پڑھے لیکن ان کے حصے کئی بار پڑھے ہیں۔ میں دو سال تک ڈی۔ اے۔ وی کالج میں ریسرچ سکالر رہا ہوں۔ میں نے سنسکرت زبان میں چار کتابیں ایڈٹ کی ہیں۔ میں نیوگ کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ اگر اختیار کیا جائے تو دنیا بھر میں بدمعاشی اور زناکاری کا انسداد ہو سکتا ہے۔ اور نہایت ہی موثر طریقہ ہے۔

س۔ یہ کیوں موثر ہے۔

ج۔ کیونکہ بدمعاشی کو روکتا ہے جسطرح کہ شادی بدمعاشی کا انسداد کرتی ہے۔ نیوگ کے متعلق پابندیاں اور شرائط وید سے لیکر سمرتیوں تک میں اس کا ذکر آتا ہے۔ نیوگ اسی مسئلہ پر قائم کیا گیا ہے۔ فرض کیا کہ ایک آدمی نامرد ہو گیا ہے۔ اور اس کی عورت میں اولاد پیدا کرنے کی طاقت ہے تو وہ اس کا خاوند اپنے دھرم سے دوسرے آدمی کو آرڈر کر سکتا ہے کہ وہ اس کے واسطے اولاد پیدا کرے بشرطیکہ عورت کی خواہش ہو۔

س۔ طلاق سے آپ کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ ہندو مذہب میں طلاق کا دستور نہیں۔ عورت کا ایک ہی خاوند رہیگا۔ گو نامرد خاوند اپنی عورت کو دوسروں سے بچہ پیدا کرانے کی اجازت دیدے گا۔ ہمارے مذہب میں شادی کا مطلب بدمعاشی کا نہیں بلکہ اولاد پیدا کرنے کا۔ اسی طرح نیوگ سے اولاد بڑھتی ہے اور بدمعاشی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ہر آدمی دنیا کے اندر رشی نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اپنی خواہشات پر قابو نہیں پا سکتا۔ اسلئے بہتر ہے کہ بجائے اسکے کہ عورت آوارہ پھرے یا اپنی مرضی سے بدمعاشی کرتی پھرے۔ وہ اپنے خاوند کو کہدے کہ مجھ میں اپنی خواہشات پر غلبہ پانے کی طاقت نہیں ہے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی خواہشات بھی پوری کر لوں۔ اور اولاد بھی پیدا کر دوں۔ اگر خاوند نامرد نہ ہو تو عورت کو کیوں نیوگ کی اجازت نہیں ہوتی۔ نیوگ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ پہلے خاوند کا ہی ہوتا ہے اور نیوگ سے نسل نہیں ٹوٹ جاتی۔ وہ لڑکا گھر یہ کہلاتا ہے اور ساری جائداد کا مالک

ہے۔ نیوگ کا مسئلہ صرف عارضی طور پر ہوتا ہے ... ٹھہر جاتا ہے تو پھر نیوگ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس عورت کا دوسرے آدمی سے کچھ تعلق رہتا ہے۔ نیوگ ... کے۔ میں نے اخبار کیسری مورخہ ۲۸ کا مضمون پڑھا۔

لالہ شام لال کے سوالات

جواب میں گواہ نے بیان کیا کہ اپنے متبنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ نیوگ نہیں ہو سکتا۔ جس وقت میں نے یہ مضمون پڑھا تھا تو مجھے خیال ہوا تھا کہ کسی شخص نے جو سوال کئے ہیں۔ وہ راقم مضمون نے صاف کرنے کے لئے یہ مضمون لکھا تھا اور یہ کسی چٹھی کے جواب میں ہے۔ اس کے پڑھنے سے میرا دل نہیں دکھا تھا۔ اس مضمون میں راقم نے سائل کو جواب دیا ہے کہ جس طرح ہمارے نیوگ ہے۔ آپ کے یہاں اس سے بھی بڑھ کر رسوم ہیں۔ میرے خیال میں اس مضمون میں حضرت محمدؐ صاحب کی توہین میں کوئی لفظ نہیں ہے مجھے یک صد روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ میرے ساتھ کسی مسلمان نے اس مضمون کے متعلق ذکر نہیں کیا۔

گواہ پر جرح

مسئلہ نیوگ کو سب ہندو مانتے ہیں لیکن آجکل اس پر عمل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکی شرائط بڑی سخت ہیں آجکل کے اوقات کے متعلق نیوگ کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ میں ذاتی طور پر اسکو بہت پسند کرتا ہوں کیونکہ اس سے بداخلاقی کا انسداد ہوتا ہے۔ نیوگ شادی نہیں۔ مجھے کسی مسلمان سے اس مضمون کے متعلق ذکر کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

لالہ دھجا رام کی شہادت

میرے ہوشیارپور میں تین چار مکانات اور دکانیں ہیں میں پٹیالہ میں وید ہوں اور اس کے علاوہ ایک طبی جرنل کا ایڈیٹر ہوں۔ میں زیادہ انگریزی نہیں پڑھا ہوا۔ کسیقدر عربی جانتا ہوں اور کسی حد تک فارسی۔ میں نے کئی بار قرآن شریف اور اس کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ لیکن اس کا ترجمہ خود نہیں کر سکتا۔ گواہ نے صفحہ ۵۵۵ کھولا اور کہا کہ سورۂ احزاب تیئسویں صورت ہے اس سورت میں زید کا ذکر آتا ہے۔ زینب کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس صفحہ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے ایک غلام بنام زید کو اپنا متبنے بنایا تھا اور اسکو غلامی کی حالت سے آزاد کرنے پر اسکی ایک خوبصورت عورت سے شادی کر دی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت محمدؐ ان کے گھر چلے گئے۔ زید گھر نہ تھا۔ حضرت نے عورت کا منہ دیکھ کر احسن الخالقین کہدیا۔ عورت نے یہ لفظ خاوند سے کہدئے عورت اور خاوند میں ان دنوں ناچاقی ہو گئی۔ حضرت نے اپنے لڑکے سے عورت کو طلاق دلوا دیا اور خود اسے بغیر نکاح لے (معاذ اللہ) اپنے گھر میں ڈال لیا۔ لوگوں کی طرف سے اعتراضات ہوئے وہ سارا واقعہ اس سورہ میں موجود ہے۔ سورہ سے مراد باب ہے۔ صفحہ ۵۵۴ سے لیکر ۵۵۱ تک اس قصہ کا ذکر ہے۔ میں نیوگ کے اصول کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ یہ بڑا اچھا طریقہ ہے اور اچھت کا دھرم ہے اور ان اشخاص کو اسکی اجازت ہے۔ جن سے کبھی بدمعاشی کا فعل نہ ہوا ہو۔ یعنے یہ اعلیٰ اخلاق کے لوگوں کے لئے ہے۔

پٹیالہ میں ایک مسلمان ایجنٹ ہے جس کا نام ایس اے مجید ہے وہ کیسری اخبار بیچا کرتا ہے۔ میں وید ہوں۔ میرے مریض مسلمان بھی ہیں اور متعدد مسلمان اصحاب میرے دوست ہیں عبد المجید کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس نے یا کسی اور مسلمان نے اس مضمون کے متعلق کوئی شکایت نہیں کی۔ میں نے اس مقدمہ کے متعلق کسی سے ذکر نہیں کیا۔

۲۸ مئی کے پرچہ میں ایڈیٹر کیسری نے میاں فیاض علی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے کہ نیوگ ایک بڑی اچھی چیز ہے تو آپ کے یہاں اس سے بھی بڑی اچھی چیزیں ہیں۔ اس میں حضرت محمد صاحب کی ذات پر کسی قسم کا حملہ نہیں کیا گیا۔

اس اخبار میں کوئی بھی بری بات نہیں لکھی گئی۔ یہ تو ایک معمولی سا مضمون ہے۔ میں دوسرے اخبارات میں اس سے بھی زیادہ دیکھتا ہوں۔ میں کبھی کبھی قادیان کا اخبار "فاروق" پڑھا کرتا ہوں۔ ۴-۱۱ مئی کا پرچہ عدالت میں پیش ہوا اور ایک پرچہ پیش ہوا جس کا نام تحفۂ ... ہے۔

س۔ محمد صاحب کی کتنی عورتیں تھیں۔

ج۔ اس کی بابت اختلاف رائے ہے۔ عدالت نے لالہ شام لال کو اجازت دی کہ بحث کے وقت مستند کتابیں پیش کر سکتے ہیں

گواہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

س- کیا آپ نے اسلام پر کتابیں لکھیں؟

ج- ہاں۔ حقیقت القرآن- اسلامیاں اور گناہ- قرآن اور حضرت محمد وغیرہ وغیرہ جن کے نام یاد نہیں۔

گواہ پر جرح

س- آپ نے یہ کتابیں کس مطلب کے لئے لکھیں؟

ج- اسلام کے سب دعاوی ثابت کرنے کے لئے اور اپنے دھرم کی طرف دعوت دینے کے لئے۔

س- آپ آریہ سماجی ہیں۔

ج- جی ہاں۔

پروفیسر جگدیش مترکی شہادت

س- آپ طب کے علاوہ اور کوئی کام کرتے ہیں۔

ج- نہیں۔

س- کسی اور سائنس کے پروفیسر ہیں۔

ج- ہاں- ہپناٹزم کا پروفیسر ہوں۔

س- آپ نے یہ آرٹیکل پڑھا- جو ۲ مئی کے پرچہ کیسری میں شائع ہوا تھا۔

ج- ہاں۔

س- کیا اس میں حضرت محمد صاحب پر حملہ کیا گیا ہے

ج- میں نے اسے غور سے پڑھا اور کوئی حملہ معلوم نہیں ہوا جو محمد صاحب پر ہو۔

س- آپ جہاں پریکٹس کرتے ہیں- وہاں مسلمان بھی ہیں۔

ج- میرے مسلمان دوست بھی ہیں اور مریض بھی ہیں میرے اور میرے گاؤں کے اردگرد ۸۰ گاؤں مسلمانوں کے ہیں۔

س- اسکی نسبت کسی نے شکایت کی۔

ج- مجھے کسی سے ملنے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر کسی نے شکایت نہیں کی

س- آپ نیوگ کی سسٹم کو سمجھتے ہیں۔

ج- ہاں جیسی شادی پوتر ہے- ویسے ہی وہ بھی پوتر ہے۔

س- کیوں متبرک سمجھتے ہیں۔

ج- اس نظر سے جیسے شادی- کیونکہ دونوں کا مدعا اولاد پیدا کرنا ہے- شادی نیک ہو- ارادہ نیک ہو اور کئی اصولوں پر ایسے ہی نیوگ میں بھی ارادہ نیک اور نیت صاف ہو

س- اسکو اخلاقی طور پر اچھا سمجھتے ہیں یا نہیں۔

ج- ہاں شادی اخلاقی طور پر اچھی ہے۔

س- آپ شام لال کو کب سے جانتے ہیں۔

ج- میں لالہ شام لال کو عرصہ بارہ سال سے جانتا ہوں۔

س- یہ فسادی آدمی ہے؟

ج- مجھے کئی بار بیٹھنے کا موقعہ ملا- مگر یہ کبھی محسوس نہ کر سکا۔

س- ان کے اخلاق ہندو مسلمانوں میں صلح کرانے والے ہیں۔

ج- انسانی بہتری کے لئے ان کے خیالات بہت ہی مفید ہیں اس مضمون کو زیادہ اہمیت دینے کو تیار نہیں ہوں کیونکہ اس سے زیادہ برے مضامین نکل چکے ہیں۔

۲۵ جون ۱۹۲۴ء کی کارروائی

اخبار کیسری لاہور کا مقدمہ ۲۵ جون کو جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں پیش ہوا- سرکار کی طرف سے جناب مسٹر عبدالواحد صاحب سرکاری وکیل اور لالہ شام لال صاحب اڈیٹر اخبار کیسری کی طرف سے مسٹر نند لال صاحب بیرسٹر پیش ہوئے عدالت نے وکیل ملزم کو حکم دیا کہ گواہان صفائی پیش کئے جائیں

پنڈت بھگوت دت کی شہادت

میں ہندو اور آریہ سماجی ہوں- پنجاب یونیورسٹی کا گریجویٹ ہوں- میں ایم- اے ہوں میں نے فلسفہ اور سنسکرت امتحان میں لی تھی- مسئلہ نیوگ کو اچھی طرح سمجھتا ہوں- نہایت پاک اور پوتر مسئلہ ہے- نیوگ کا مدعا وہی ہے کہ جو نکاح اور شادی کا ہے- نیوگ وید اور شاستروں کا مسئلہ ہے- ستیارتھ پرکاش اور رگوید میں نیوگ کا ذکر موجود ہے میں نیوگ کو بہت مقدس اور متبرک سمجھتا ہوں میں شام لال کو جانتا ہوں ایک اچھا اور صلح کل آدمی ہے - ۲۰ مئی کا کیسری اخبار میں نے پڑھا تھا- آرٹیکل زیر بحث بھی پڑھا تھا- ایک علمی مضمون ہے- آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہیں تھا- اسکے پڑھنے سے میرے دل پر اسکا کوئی برا اثر پیدا نہیں ہوا- ہر مذہب میں آزادانہ مسائل ہوتے ہیں جس طرح دوسرے مذاہب میں آزادانہ خیالات پائے جاتے ہیں- اسلام میں بھی پائے جاتے ہیں- آرٹیکل میں ایک بڑی پوزیشن کا آدمی مخاطب تھا اسکو جواب دیا گیا تھا۔

مسلمان قوم اسکی مخاطب نہیں تھی- کٹر پور اور مسلمان بادشاہوں والا مضمون بھی ایک علمی مضمون تھا- میں ایسے ایک علمی مضمون خیال کرتا ہوں- اس کے پڑھنے سے مجھے کسی قسم کا رنج محسوس نہیں ہوا- میری لائبریری میں کئی مسلمان جلد ساز ملازم ہیں کئی مسلمان میرے دوست بھی ہیں- ان سے اکثر مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی ہے- اس آرٹیکل کا انہوں نے کبھی ذکر نہیں کیا- لائبریری کے مسلمان ملازموں نے کبھی اس کے متعلق شکایت مجھ سے نہیں کی- سات آٹھ روز ہوئے بعض مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی تھی- مضمون زیر بحث کا کبھی ذکر درمیان میں نہیں آیا- اس آرٹیکل سے ہندو مسلمانوں میں کوئی تفرقہ اور ناراضگی پیدا نہیں ہوئی- گذشتہ دس روز سے میں نے نہیں دیکھا کہ ہندو مسلمانوں میں کسی قسم کی کشیدگی پیدا ہو گئی ہو- میں دیانند اینگلو ویدک کالج کا لائف ممبر ہوں- میں نے اپنی زندگی کالج کو دی ہوئی ہے کالج سے ۱۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہوں۔

مختصر دلچسپ خبریں

(۱) مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے امرتسر میں گارسیوا خوب کی علی العموم تمام لوگ اور سکھ علی الخصوص آپ کو اس جوش مذہبی کی داد دیتے ہیں۔

(۲) سکھ ماسٹر پرچہ نے اخبار سیاست کو نوٹس دیا ہے کہ اخبار مذکور نے اس کے مسلمان ہو جانے کی غلط خبر لکھ دی۔ اس لئے معافی مانگو پانچ ہزار روپیہ جرمانہ دو۔ ورنہ مقدمہ دائر کیا جائے گا۔

(۳) مولینا عبدالباری مشورہ دیتے ہیں۔ کہ خلافت کمیٹیوں کو فتنہ ارتداد میں مالی امداد دینی چاہیے۔

(۴) افسوس ہے کہ منٹگمری میں بھی ہندو مسلم کشیدگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

(۵) اخبارات کے نام مولوی محمد اکبر خاں ترجمان امیر افغانستان کا خط آیا ہے۔ کہ حضرت ممدوح کو والی کابل نہ لکھا جائے بلکہ شہریار افغانستان لکھا جائے۔

(۶) ڈاکٹر انصاری نے ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کی صدارت سے استعفا دے دیا ہے۔

(۷) مارک کی قیمت روز بروز گر رہی ہے۔

(۸) اخبار پنج پرائیویٹ روزانہ اخبار دعوت الاسلام کی طرف سے اس پر دعوے ہونے والا ہے۔ کیونکہ پنج نے اورنگ زیب پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے بزور شمشیر اسلام پھیلایا۔

(۹) ۲۵- جون کو میر قاسم علی صاحب احمدی قادیانی کا مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں پیش ہوا- ان پر الزام یہ تھا۔ کہ انہوں نے تقریر میں ہندوؤں کی دلآزاری کی۔ بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ میر صاحب کا مقدمہ حدود عدالت کی سماعت میں نہیں۔ اس لئے انہیں چھوڑ دیا گیا۔

تازہ خبریں

ہندوستان

دفتر رضائے مصطفےٰ میں ایک برہمن کا قبول اسلام

۲۴ جون کو مرلیدھر ولد سندر لال برہمن گوڑ ساکن متھرا اپنی رضا و رغبت سے مولانا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری صدر وفود اسلام دست حق پر ایمان لایا- جناب مولانا ابو المعانی آزاد کاکا خیل نے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھ کر اس کا جنیو توڑا- اور مولانا سید احمد صاحب مفتی آگرہ نے اسکی چوٹی کاٹ دی- اسلامی نام محمود رکھا گیا- اللہ تعالےٰ استقامت بخشے

سات مرتدین کی واپسی

ایک ہندو رئیس کا قبول اسلام

آریوں نے غریب ملکانوں کے مرتد بنانے کا جو رویہ اختیار کیا ہے اس کو کوئی مذہبی جماعت پسندیدگی کی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتی تبلیغ کے یہ معنی نہیں کہ غریب دیہاتیوں کو دباؤ- مکر و فریب اور لالچ سے اپنی طرف مائل کیا جائے اور جو مذہب مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر اختیار کیا جائے گا- وہ ہرگز دیرپا نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ مرتدین پھر واپس ہو رہے ہیں- آریوں نے اس علاقہ میں عجیب طرز عمل اختیار کر رکھا ہے- اور چونکہ ان کے پاس حقانیت نہیں ہے اسلئے وہ ایسا کرنے پر بہت حد تک مجبور بھی ہیں- مذہبی صداقت پیش کرنے کے لئے دل و جگر کی ضرورت ہے- ہم نے جب کبھی انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا (اور ان سے اکثر دیہاتوں میں اتفاقات پیش آئے) تو انہوں نے ہمیشہ پہلو تہی کی- اور کبھی بھی مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے- مثلاً موضع آنور تحصیل گوردھن ضلع متھرا میں پنڈت شردھانند کو جبکہ وہ اشدھی کے لئے آئے ہوئے تھے مجمع عام میں مناظرہ کی دعوت مولوی خشت علی صاحب نے دی- انہوں نے گریز کیا۔

وفد مبلغین متھرا نے اطلاع بھیجی ہے کہ روش پار کے حسب ذیل اشخاص جو طمع و دباؤ سے مرتد ہو چکے تھے وہ پھر بفضلہ تعالےٰ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے- بھوری سنگھ- رہتان- رلیسی- حکمی- گلشیر- گبدو- پیارے لال- مرلا داد خان صاحب ساکن موضع اوندکا کے اثر تبلیغ سے یہ لوگ واپس ہوئے- اللہ تعالےٰ انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

قبول اسلام

مولوی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب رئیس وفد شروانی رکن جماعت مرکزیہ مبلغین ایٹہ ہمیں اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۱ جون کو بروز دوشنبہ مسمی پیارے لال جو ایک ذی اثر باوجاہت صاحب ریاست شخص ہیں خواجہ ابوالحسن صاحب صدیقی کے یہاں جناب معلی القاب مولوی چودھری محمد عبدالمجید سرپرست جماعت مبارکہ کے دست حق پرست پر اسلام لائے- اسلامی نام حبیب احمد رکھا گیا- اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

آگرہ میں قبول اسلام

۳- ذی قعدہ کو ایک شخص منگل ولد بدھو قوم کھاگھرپار عمر ۳۴ سال سکنہ ضلع گونڈہ (اودھ) حال مقیم آگرہ دفتر شعبۂ تبلیغ علماء دیوبند آگرہ میں آیا- اور مولانا میرک شاہ صاحب امیر الوفد کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا- اور مولوی عبدالرحیم صاحب کے ہاتھ سے اپنی چوٹی کٹوائی- اسلامی نام محمد ابراہیم رکھا گیا۔

(محمد یوسف جالندھری متعلم)

تیس بدھ عیسائی ہو گئے

برما کی سیاسی حالت

رنگون - ۲۰ جون - ایک غیر معتمد سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ انگابو میں تیس سے زیادہ بدھوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ہے تاکہ پھونگی ان کے کسی کام میں مداخلت نہ کر سکیں- دوسرے بدھ لوگ ان انتہا پسندوں کے ساتھ اشتراک عمل کرنے سے گریز کر رہے ہیں جو بائیکاٹ و سیاسی مقاطعہ کے حامی ہیں۔

علاقہ گنٹور میں زلزلہ

مدراس - ۲۰ جون - گذشتہ پنجشنبہ سے انگول (گنٹور) میں برابر زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں- شنبہ کے روز ایک سخت جھٹکا محسوس ہوا لیکن کسی نقصان کی خبر نہیں ملی۔

لاہور کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد

آج مورخہ ۲۹ جون ۱۹۲۳ء کو بازار کسیرا میں ہندو اپنی دکان گرا رہے تھے۔ اور ساتھ ایک دکان مسلمان بیوہ کی ہے۔ سیڑھیوں کے نیچے ایک محراب ہے۔ اور وہ جگہ مسلمان عورت کی دکان میں شامل ہے۔ ہندو دکاندار نے اس جگہ کو گرا کر اپنی دکان میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ اور کچھ حصہ گرا بھی دیا۔ مسلمان محلہ والوں نے منع بھی کیا۔ کہ یہ حصہ بیوہ عورت کا ہے۔ تم اپنی جگہ گرا و۔ جس پر ہندو مسلمانوں کی کچھ تکرار ہوئی۔ لیکن چند معززین نے معاملہ رفع دفع کرا دیا۔ ہندو دکاندار اپنی ہٹ سے اپنی ہٹ سے باز نہ آئے۔ اور یہ مشہور کر دیا کہ ہم مرجائیں گے لیکن یہ جگہ نہ چھوڑیں گے۔ [illegible] بازاروں میں پھیل گئی۔ بھی ہٹہ کسیرا بازار اور بزاز ہٹہ کی تمام دکانیں بند ہو گئیں اور لوگ اکٹھے ہونے شروع ہو گئے- نتیجہ یہ ہوا کہ اہل محلہ نے ہندوؤں کو دنگہ فساد سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن ہندو باز نہ آئے۔ اور جو دکان گرائی جا رہی تھی اس کی اینٹیں لیکر ان ہمسایوں کے مکانوں پر مارنی شروع کر دیں اس کے بعد لڑائی ہوئی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے کچھ آدمی زخمی بھی ہوئے۔ پولیس موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور فساد روک دیا گیا۔

ایک مسلمان لڑکا جس کی عمر ۱۵ سال کی ہے۔ سنہری مسجد سے پانی پینے گیا۔ اور اینٹ کی ضرب سے زخمی ہوا- پولیس چند ہندوؤں اور مسلمانوں کو لیکر ہمراہ تھانے میں لے گئی تفصیل بعد میں بھیجی جائے گی۔ فقط راقم

عبدالرشید۔ کوچہ چابک سواراں۔ لاہور۔

اقتباسات

مرکزیت اسلام کا اصل اصول ہے

سوامی شردھانند جی نے ایک ہندو اخبار کے نمائندہ سے بات چیت کرتے ہوئے صوبہ پنجاب کے ہندوؤں کو یہ پیغام دیا ہے۔ کہ ان کی قومی فلاح کا وحید ذریعہ صرف یہی ہے کہ وہ ایک ہندو سنگھٹن میں منسلک ہو جائیں۔ اس پیغام کو مزید تقویت دینے کے لئے سوامی جی نے پنڈت مدن موہن مالوی سے بھی اس امر کی خواہش کی ہے کہ وہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ اس [illegible] مقصد کے لئے صوبہ بھر میں دورہ کریں۔ اور یہ بات ہندو قوم کے ذہن نشین کریں۔ کہ صرف سنگھٹن ہی ان کی تمام مشکلات کو حل کرے گا۔ اسی سے ان کے تمام جھگڑے طے ہو سکیں گے، اور یہی ایسی زبردست طاقت ہے۔ جو مسلمانوں کو ان کے ساتھ اتحاد کرنے پر مجبور کر دے گی۔

اس سے پہلے جب پنڈت مالوی جی امرتسر میں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بھی ہندوؤں کو اسی قسم کی دلپذیر نصیحتیں کی تھیں جن کا نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ ان کی قوم کے فرمانبردار افراد نے جسمانی غور و پرداخت کے جابجا اکھاڑے قائم کرنے کے علاوہ مختلف قسم کی شجاعانہ ورزشیں بھی شروع کر دی تھیں۔ جن کا سلسلہ غالباً اب تک بدستور جاری ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں بعض غیر ذمہ دار لوگوں کی دراندازی سے غیر مقصود اور ناگوار حالات پیدا ہو گئے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ سوامی جی و پنڈت جی کی مساعی اصولاً قوم کے حق میں امرت سے کم نہ تھی۔

زمانہ کی ارتقائی روش نے سوامی شردھانند و پنڈت مدن موہن کو آج جس طلائی اصول کا سبق پڑھایا ہے۔ وہ تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال قبل سرزمین حجاز کی ایک برگزیدہ ہستی نے اپنے گرد و پیش کے بدوی زندگی بسر کرنے والوں کو صریحہ تحت الفاظ میں پڑھایا تھا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناہ

یعنی خدا کی رسی کو سب مل کر تھام لو۔ اور اپنی طاقت کو پراگندہ نہ کرو۔ خدا کی یہ عنایت یاد کرو۔ کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ اور تم اس کی مہربانی سے باہم بھائی بھائی ہو گئے۔

فی الحقیقت یہ وہ اصول ہے۔ کہ جس زمانے میں مسلمانوں نے اسے اپنا دستور العمل بنایا تھا۔ دنیا کی کوئی طاقت ان کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکتی تھی۔ ان کی اجتماعی قوت کی چٹان سے قیصر و کسریٰ کی زبردست سلطنتوں نے ٹکر کھائی۔ اور دنوں میں پاش پاش ہو گئیں۔ ایک پھٹے پرانے کپڑوں والا معمولی اعرابی یورپ و ایشیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں کھڑا ہو کر جو کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ ڈالتا تھا۔ اور اسے کوئی ہستی خائف مرعوب نہ کر سکتی تھی۔ وہ ایک ذات واحد کے سوا کسی کے سامنے سرنیاز خم کرنا انسانیت کی توہین سمجھتا تھا۔

آج وہی مسلمان ہیں کہ اعتصام بحبل اللہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ان کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ خانہ جنگیوں نے انہیں چشم عالم میں ذلیل کر رکھا ہے۔ ان کی جرأت و شجاعت کم ہمتی اور بزدلی سے مبدل ہو گئی ہے۔ اور ان کی شوکت و حشمت نکبت و ہلاکت میں مدغم ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ باہمی لاپروائی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ خود اپنی نظروں میں بھی ان کی کچھ وقعت نہیں رہی۔

کیا اس قدر تلخ تجارب کے بعد، وہ ہمسایہ اقوام کی عملی مسرت دیکھ کر بھی وہ اس احساس سے متاثر نہ ہوں گے۔ کہ انہیں بھی اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شوکت کو واپس لانے کے لئے اپنی منتشر اور پراگندہ طاقتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام نے ابتدا سے اپنے تمام احکام و اوامر میں ہر پہلو سے اجتماع اور مرکزیت کو ملحوظ رکھا ہے۔ ہر نماز کے وقت ہر ایک محلہ کے لوگوں کو ایک جگہ پر جمع ہو کر پنجگانہ فریضہ الٰہی ادا کرنے کا حکم ہے۔ جمعہ کے دن ہر شہر اور اس کے مضافات کے باشندوں کو جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ سال بھر کے تمام دنیا کے اہل استطاعت مسلمانوں کو بیت اللہ میں ادائے حج کے لئے حاضر ہونا لازمی ہے۔ جب تک اس پر حکمت نظام عملی کی طرف سے اہل اسلام کو بے اعتنائی نہ تھی۔ ان میں اجتماعی اور مرکزی روح بھی موجود تھی۔ اور وہ دنیا میں ایک مختار حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ دین قیم کی شاہراہ سے بھٹک گئے۔ منزل مقصود ان سے صدیوں کی راہ دور ہو گئی۔ ان کا پسماندہ قافلہ اپنی نارسائی کا مرثیہ ان الفاظ میں پڑھنے لگا ؎

اک قدم بڑھتا ہوں میں بڑھتی ہے منزل دو قدم

یا الٰہی کس کا بخت نارسا منزل میں ہے

مسلمانوں کے لئے عبرت کا مقام ہے کہ غیر اقوام ان کے اصول و ضوابط پر عمل پیرا ہو کر کامیاب زندگی بسر کر رہی ہیں۔ لیکن وہ ساحل کی طرح دریا کو آغوش میں رکھتے ہوئے تشنہ کام نظر آتے ہیں۔ خالصہ قوم نے گوردواروں [illegible]

کمیٹی کے ذریعے سے اس کا سدباب کر دیا۔ جس سے انہیں پنچائتی کاموں کو بخوبی چلانے کے لئے تقریباً سات کروڑ سالانہ کی آمدنی ہاتھ آ گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کے اوقاف سکھوں کے اوقاف سے بدرجہا زیادہ نہیں ہیں۔ اور کیا ان کے مسرف و مبذر متولیوں کی کارروائیوں سے وہ [illegible] نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے، تو کلام الٰہی اسراف و تبذیر کی سختی سے ممانعت نہیں کرتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان بھی ایک مرکزی انجمن کے ماتحت اپنے اوقاف کا انتظام اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ اور اس طرح ایک معقول رقم حاصل کر کے اپنے رکے ہوئے قومی کاموں کو سرانجام نہیں کر لیتے۔ کس قدر افسوس ہے کہ وہ سب کچھ رکھتے ہوئے نادار ہیں۔ اور انہیں اپنے اندرونی خزانوں کا علم نہیں۔ اس لئے وہ دوسروں کی دولت کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ گر ان کا ضمیر یہ کہہ رہا ہے ؎

تو راست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درآ

تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشائے بچمن درآ

حضور نظام کا عقد ثانی

حیدرآباد میں نواب خورشید الملک بہادر کی صاحبزادی کا عقد حضور سے ہونے پر بڑی خوشیاں ہو رہی ہیں۔ اور بجا طور پر ہو رہی ہیں۔ بیرونجات سے وہ لوگ حیدرآباد کے حالات سے ناواقف ہیں۔ حرف زنی اور انگشت نمائی کر رہے ہیں۔ مگر اہل ملک کو اس سے خوشی ہے کہ آخر خاندان پائیگاہ کی ایک شہزادی رونق آرائے شبستان خسروی ہوئی۔ حیدرآباد میں امرائے پائیگاہ یعنی سر خورشید جاہ سر وقار الامرا اور سر آسمان جاہ کے خاندان وہ رتبہ رکھتے ہیں جو بہتیرے والیان ریاست ہند کو نصیب نہیں۔ ان کی جاگیریں ہندوستان کی بیسیوں ریاستوں سے جو سامی القاب اور [illegible] کا خطاب رکھتی ہیں۔ بدرجہا بڑی ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے علاقوں میں خودمختار ہیں۔ ان کی پولیس ان کی عدالتیں حتیٰ کہ ان کا [illegible] بھی علیحدہ ہے اور ان کو پھانسی دینے کا بھی اختیار ہے۔ ان کی ذاتی فوج پلٹن و رسالے ہیں، اور وائسرائے ان کی ملاقات کو جایا کرتے ہیں۔

وقت تخت نشینی سے اعلیٰحضرت کی تمام تر کوشش یہ رہی ہے کہ ان کی حالت درست کی جائے تا کہ وہ اپنی پوزیشن کے مطابق اپنے فرائض شاہانہ ادا کر سکیں۔ آپ نے مسٹر چارلس ایجرٹن کو پائیگاہوں کی نظم و نسق کی اصلاح پر مقرر فرمایا۔ ریاست کے نہایت قابل اور تجربہ کار عہدہ داروں کی خدمات مستعار دے کر وہاں کا انتظام درست کرایا۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۶۸

اسلام اور عیسائیت

(۲)

اشاعت گذشتہ میں ہم "مسلم ورلڈ" کے ایک عیسائی نامہ نگار کے مضمون کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اپنے خیالات کا اظہار ہم آئندہ اشاعت میں کریں گے۔ سو آج اس وعدہ کا ایفا کرتے ہیں۔

مضمون کی شق اول میں جو نامہ نگار نے مشن کے کام کی توسیع اور جنس لطیف کی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ہمیں ایک حد تک اتفاق ہے، ہم مانتے ہیں کہ اب بہت سی خواتین تبلیغ عیسائیت کے لئے غیر ملکوں میں سکونت پذیر ہیں۔ لیکن صاحب مضمون کے الفاظ سے ایسا مترشح ہوتا ہے۔ کہ یہ امر مشن کی کامیابی کی ایک دلیل ہے۔ اور یہ مشن کی تعلیم ہی کا نتیجہ ہے کہ اب عورتیں بھی اس کام میں حصہ لیتی ہیں۔ ہمیں اس نتیجہ سے اتفاق نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ جن لوگوں کی نظر تاریخ پر ہے، وہ جانتے ہیں کہ انگلستان کے بہت سے لوگ گذشتہ برسوں میں اپنے وطن مالوف کو چھوڑ چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جا کر آباد ہوئے۔ انگلستان کی توسیع اور نوآبادیات کا راز بھی اسی بات میں مضمر ہے، اور یہ ترک وطن محض سیاسی یا اقتصادی رنگ رکھتا ہے۔ یہ تو ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ کہ انگلستان چھوٹا سا ملک ہے اس کی سرزمین اس کی آبادی کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے وہاں مدبرین نے ہمیشہ ملک کو یہی مشورہ دیا ہے کہ وہ لوگ جو مادر وطن میں اپنا پیٹ نہیں پال سکتے ہیں۔ دوسرے ملکوں میں چلے جائیں۔ چنانچہ گذشتہ سے پیوستہ سال میں جب انگلستان میں ایسے لوگوں کی کثرت ہوئی جنہیں وجہ معاش نہ ملتی تھی۔ اور جو ایوان حکومت کے دروازے کھٹکھٹاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم کیا کریں، تو مسٹر لائڈ جارج نے انہیں جواب دیا تھا کہ تمہیں دوسرے ملکوں میں جانا چاہیئے۔ عملی رنگ میں بھی حکومت نے تارکین وطن کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اور انہیں انگلستان کو الوداع کہنے کی ترغیب و تحریص کی۔ اور تو اور جنس لطیف کا وہ حصہ جو مردوں کی کم آبادی کی وجہ سے بے شوہر تھا۔ اور شادی سے مایوس ہو چکا تھا۔ آخر اسی اصول پر کاربند ہوا۔ اور شوہروں کی تلاش میں دوسرے ملکوں کی طرف نکلا۔ غرض گذشتہ برسوں میں انگلستان کے لوگ مختلف شعبہ ہائے زندگی کو اپنا اپنا نصب العین قرار دے کر باہر نکلے بعض تجارت کے لئے نکلے، بعض صنعت و حرفت کے لئے بعض ملازمت کے لئے بعض دوسرے اغراض و مقاصد کے لئے لیکن سب کے سب اقتصادی لحاظ سے وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے، اب اسی نسبت سے شعبہ تبلیغ میں بھی ترقی ہوئی، اور بہت سی خواتین اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں تبلیغ کا کام کرنے لگیں۔ اس بات کو یوں بیان کرنا کہ یہ مشن کی تعلیم اور نظام کا اثر ہے ایک مغالطہ ہے۔

رہا دوسرا امر کہ اب عامۃ الناس مشن کے کام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور مالی امداد کا دم بھرتے ہیں۔ اس میں مضمون نگار نے کسی قدر مبالغہ سے کام لیا ہے، جہاں تک ہمیں معلوم ہے کہ عام طور پر لوگ مغرب میں عیسائی مذہب سے دلچسپی نہیں رکھتے ہمیں ان ہی دنوں میں ایک مشنری لیڈی سے ملنے کا اتفاق ہوا، ان کا تعلق انگلستان کے مشن سے ہے۔ ملاقات میں انہوں نے بلا تکلف اس امر کا اظہار کیا کہ لوگ مشن کو روپیہ دینے سے احتراز کرتے ہیں اور اس کام کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اس میں شک نہیں کہ مشن کے پاس لاکھوں روپے آتے ہیں، مگر وہ علی العموم ان کروڑپتی تاجروں کی طرف سے ہوتے ہیں جو عیسائیت کی اشاعت کے لئے نہیں بلکہ رفاہ عام کے کام کی خاطر محض انسانی ہمدردی کے جذبہ سے مشن کو روپیہ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ الوہیت مسیح پر ایمان ہوتا ہے نہ کفارہ پر، نہ وہ ان دوراز کار اور لاطائل مسائل کی اشاعت کو وقعت دیتے ہیں، بلکہ وہ محض ان کاموں کے لئے روپیہ دیتے ہیں جو مشن کی نظر میں ثانوی حیثیت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اب مسیحی مبلغین براہ راست مسیحیت کی تبلیغ کی بجائے یہی کہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے تہذیب مسیحی کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں، اور چونکہ اس مقصد میں شفاخانے، مدرسے، یتیم خانے سب شامل ہو سکتے ہیں، اس لئے ان باتوں کو سامنے رکھ کر روپیہ کے لئے اپیل کی جاتی ہے، اور جب مشن یا تبلیغ مسیحیت کے اصل کام پر نظر کرنی مقصود ہوتی ہے۔ تو پھر اسی "فضائے مسیحیت" کا سہارا تلاش کیا جاتا ہے، چنانچہ پچھلے دنوں جو یہ خبر شائع ہوئی۔ کہ مسٹر محمد علی جیل کے اندر انجیل پڑھ رہے ہیں۔ تو تمام مسیحی پرچوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ دیکھو یہ اسی "فضائے مسیحیت" کا اثر ہے کہ ہندوستان کا اتنا بڑا پولیٹیکل فوغائی انجیل پڑھ رہا ہے۔

غرض اگر آج لوگ مشن کے لئے روپیہ دیتے ہیں تو وہ الوہیت مسیح کی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہیں دیتے، بلکہ محض ہمدردی خلائق کی غرض سے دیتے ہیں۔ اور اس پر کسی طرح بھی مشن کو ناز نہیں کرنا چاہیئے

الحمد للہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر حکومت عثمانیہ اشاعت اسلام کی فکر کرتی ہوتی تو یورپ کے عیسائی ممالک میں مسلمانوں اور اسلام پر بے جا اور بے بنیاد الزام ہیں ان کی تغلیط کر لی رہتی۔ تو اسے وہ کڑوے کسیلے تجربے نہ کرنے پڑتے، جو یورپین حکمت عملی کا جزو لاینفک سمجھے جاتے ہیں۔ اس غفلت سے اسلام اور عثمانیہ حکومت کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے، لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ انگورہ کی حکومت اشاعت اسلام کی اہمیت سے واقف معلوم ہوتی ہے، ہم نے اس سے پہلے ان ہی کالموں میں مشرق قریب (نیر ایسٹ) کے حوالے سے یہ خبر لکھی تھی۔ کہ انگورا حکومت نے ایک مجلس مرتب کی ہے جس کا نصب العین محض مذہبی تعلیم اور روایات اسلامیہ کی اشاعت ہے، اور اس مجلس کو سیاسیات سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ اس خبر کی تصدیق اس مراسلت سے بھی ہوتی ہے جو شیخ عبد العزیز کی طرف خلافت مرکزیہ کے دفتر میں موصول ہوئی ہے۔ اس خط کا مفاد حسب ذیل ہے:-

> انگورہ بیوار السلطنت اسلامی میں ایک جمعیت قائم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے، کہ اسلامی معاملات پر خواہ وہ تعلیم سے متعلق رکھتے یا معاشرت سے وابستہ ہوں بحث و تحمیص کرے تاکہ وہ رشتۂ خداوندی اور اخوت کا سلسلہ جو اسلامی اقوام میں قائم تھا۔ اور جس کی صلیب پرستوں نے درمیان میں حائل ہو کر توڑ دیا تھا۔ اور ایک دوسرے کی خبر گیری سے بے خبر بنا دیا تھا پھر از سر نو قائم اور مستحکم ہو جائے،
>
> مجلس عالیہ ملیہ نے اس جمعیت سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کتابوں۔ دستاویزوں۔ رسالوں اور اخباروں کو آپ سے حاصل کرے، جو برادران اسلام کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوں، اور اسلام کے متعلق موجودہ اور گذشتہ اعتراضات کا ارتفاع کرتے ہوں۔
>
> علاوہ ازیں ہم یہ بھی چاہتے ہیں، کہ ہم چند مستند جید علمائے اسلام کو جنہوں نے علوم کی تحصیل جدید و قدیم طریقہ پر کی ہو بلائیں، تاکہ اس قسم کے لوگوں کی مدد سے اسلامی نظام مکمل ہو، اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام بحسن و خوبی انجام پذیر ہو۔
>
> ان علما کی ماہوار تنخواہ ایک سینتالیس ترکی لیرہ تجویز ہوئی ہے یہ رقم گو ایک جید عالم اور مستند فاضل کے شان کے شایاں نہیں، لیکن وہ ان علما کی ضرورت کے لئے ایک حد تک کافی ہوگی، جو اپنی مساعی جمیلہ سے خوشنودی خدا اور عزت مسلمین کے طالب ہیں۔

اسی سلسلہ میں یہ ذکر کرنا نہایت ضروری ہے، کہ جو علم کلام اس زمانہ میں مذاہب باطلہ کے اعتراضات کے جواب کے لئے حضرت مسیح موعود نے پیش کیا، وہ بہترین ہے، عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب حضرت ممدوح کی تصانیف میں بکثرت ہیں، اور سچ پوچھئے تو اس سلسلہ کا وجود ہی تردید عیسائیت کے لئے ایک زبردست حربہ ہے، اس طرح آریہ سماج پر حملہ [illegible] کرنے والے لوگوں کے خیالات فاسدہ کا بطلان جس دلآویز اور دلنشین طریق پر کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کرنا ناممکن ہے۔ [illegible] کہ انگورا کی جمعیت مذہبی کو احمدی لٹریچر سے [illegible] جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔

مرکزی خلافت کمیٹی کو اس خط کے جواب دینے سے پہلے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے ضرور استصواب کر لینا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے کام میں اس کے مبر دیرینہ تجربہ [illegible] اور ہمارے پاس خدا کے فضل سے وہ لٹریچر بھی موجود ہے جس سے غیر مذاہب کے اعتراضات کا جواب دیا جا سکے۔

لیڈر کیا کر رہے ہیں؟

ناگپور میں سول نافرمانی کا آغاز ہو چکا ہے، اور اس کے ساتھ گرفتاریاں اور سزایابیاں بھی شروع ہو گئی ہیں، ملک میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ہندو مسلم کشیدگی کی خبریں پے در پے موصول ہوتی ہیں، علی الخصوص پنجاب میں اس کی مثالیں بہت ہی [illegible] ہیں، اور یہ تو ایک الم نشرح بات ہے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کا جو خواب ہم مدت سے دیکھ رہے تھے، وہ محض خواب پریشان ثابت ہوا لیکن باوجود اس کے ناگپور میں سول نافرمانی شروع کر دی گئی ہے، جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ وہ لوگ جو قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ سوراج کے لئے ہندو مسلم اتحاد کو ضروری نہیں خیال کرتے، کیونکہ اگر وہ اس کو ضروری خیال کرتے، تو یقیناً گرہ دقانون شکنی کی شکست و ریخت سے پہلے کوئی تعمیری نصب العین اپنے سامنے رکھتے۔ اور وہ اس کو سوائے کیا ہو سکتا ہے کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کا بیج بوتے اور جو نفاق و افتراق سوامی شردھانند نے بویا ہے اس کو اکھاڑ کر پھینک دیتے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوشیلے لوگ محض ہندو قوم کو برسر اقتدار دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور قومیت متحدہ کے خیال سے انہیں کوئی تعلق نہیں، ایسے حالات میں وہ لیڈر جو آج سے کئی سال پہلے قومیت متحدہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے، اور اس پر حکومت خود اختیاری کی سربفلک عمارت کو تعمیر کرنا چاہتے تھے کہاں ہیں؟ کیا ان پر یہ فرض نہیں کہ وہ ناگپور میں جا کر لوگوں کو سمجھائیں۔ اور انہیں صحیح راہ پر لائیں۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ یہاں ہندوستان میں لیڈر لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتے، بلکہ خود لوگوں کی طرف سے رہنمائی کے محتاج ہیں، اور وہ صرف وہی راگ الاپتے ہیں جس سے لوگ خوش ہوں یا دوسرے لفظوں میں جو راگ لوگ الاپنے کے لئے سفارش کریں، بردولی کے فیصلہ میں یہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔ کہ ابھی سول نافرمانی کا وقت نہیں، لیکن اب معلوم نہیں، کہ یہ فیصلہ کیوں نظروں سے اوجھل ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ لیڈر بھی خاموش ہیں،

صدقہ جاریہ

نام مطلوب ہے تو نام کے اسباب بنا
پل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

مساجد، مدارس، کنواں وغیرہ بنانا نہایت ہی ثواب کا کام ہے اور بنانے والے کے لئے صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے۔ ملکانہ [illegible] مسلمان بہت غریب ہیں۔ اور انہیں اسلام پر پختہ کرنے کے لئے ان کے گاؤں میں مستقل مدارس، مساجد، کنوؤں کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے، وہ بیچارے مزدوروں کا کام تو کرنے کو تیار ہیں لیکن باقی اخراجات مصالحہ اور لکڑی برداشت نہیں کر سکتے [illegible] گیا ہے کہ ایک معمولی مسجد، ملحقہ مدرسہ، کنویں پر پانسو روپیہ سے زیادہ خرچ نہیں ہو سکتا، موقعہ ہے کہ ہمارے بھائی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔ اور اپنے صرف سے مدرسہ یا مسجد یا کنواں بنا دیں [illegible] کی خوشنودی حاصل کریں۔

مارک سے بچو

ہمارے کرم و محترم دوست مولوی صدر الدین صاحب نے جو آجکل جرمنی میں تبلیغ اسلام کے لئے مقیم ہیں، انگریزی میں ایک مضمون اس موضوع پر لکھا ہے، چونکہ نفس مضمون کا تعلق تمام [illegible]

سے نہیں۔ اس لئے ہم اس کا ملخص پیغام صلح کے ناظرین کی خدمت پیش کرتے ہیں۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

پچھلے دنوں سے چونکہ جرمن مارک کی قیمت گر گئی۔ اس لئے میرے بہت سے ہموطنوں نے اس کو ایک طریق تجارت خیال کیا۔ اور مارک خریدنے شروع کر دیئے، لیکن جن اصحاب نے مارک خریدے تھے، ان کا وہ تمام اکارت گیا، وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ ہم مفت میں لکھ پتی بن جائیں گے، لیکن قسمت کی بات ہے کہ آج ان کے روپے کی قیمت کوڑیوں سے بھی کم ہے، مگر باوجود اس تلخ تجربے کے لوگ اب تک مارک خریدنے پر آمادہ ہیں، یہاں جو طالبعلم آئے یا اب بھی آتے ہیں وہ فوراً اپنے روپے کو مارکس میں تبدیل کرنے کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں۔ بعض طالب علم تو جرمن پہنچنے سے پہلے ہی اپنے روپے کو مارکس میں تبدیل کرا لیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طریق سے وہ بہت سستے داموں اپنا تعلیمی زمانہ ختم کر سکیں گے، ابھی اسی ڈاک میں مجھے ایک دوست نے نہایت تاکید سے لکھا ہے کہ مارکس خرید کر بھیج دیں ذرا توقف نہ ہو، اور یہ موقعہ سے نہ جاتا رہے، لیکن بجائے اس کے کہ میں مارکس خریدنے کا موقعہ حاصل کروں، میں اس موقعہ کو اپنے عزیز دوست کی فہمائش کے لئے استعمال کرتا ہوں، کہ اس قسم کی قمار بازی سے بچنا چاہیئے، جو مارکس آج تمہیں سونے چاندی کے ڈھیر معلوم ہوتے ہیں۔ وہ کل کو مٹی کے ڈھیروں سے بھی سستے ہو جائیں گے،

بعض لوگ اس خیال خام میں محو نظر آتے ہیں، کہ آخر مارک کی قیمت بڑھے گی، اور ہم مالدار ہو جائیں گے، خواہ اس میں کچھ مدت لگ جائے، لیکن یہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے، آجکل جتنے مارکس رائج ہیں، ان کی قیمت ادا کرنے کے لئے تو شاید دنیا بھر کے سونے چاندی کی کانیں بھی کفایت نہ کریں۔ اس لئے موقعہ ہے کہ سب ہموطن اس دھوکے سے بچیں،

ہندوؤں سے چھوت چھات

آجکل اسلامی اخبارات ہندوؤں سے چھوت کے مسئلہ پر خامہ فرسائی کر رہے ہیں، اور اس کے اقتصادی اثرات پر روشنی ڈال رہے ہیں، یہ سب کو مسلم ہے کہ یہ مسئلہ مذہبی نہیں، بلکہ ایک اقتصادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے، اس میں بھی شک نہیں کہ ہندوؤں کو اس مسئلہ سے بے حد فائدہ پہنچا ہے، مسلمانوں کی تجارت کو اس لئے فروغ نہیں کہ ہندوستان کی ایک کثیر آبادی تو مذہباً اس مسئلہ کی بدولت ان سے اشیاء خریدنے کے ناقابل ہے، رہے مسلمان سو وہ بھی چونکہ ہندوؤں سے خریدنا جائز سمجھتے ہو، اس لئے کوئی تمیز نہیں کرتے، اور بے دریغ ہندو دکانوں سے چیزیں خرید لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمان تجارت میں بہت ہی پیچھے ہیں، اور ہندو بھائی روز بروز تجارت میں ترقی کر رہے ہیں، اس لحاظ سے یہ مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے، اور بے شبہ اگر مسلمان یہ ارادہ کر لیں، کہ وہ حتی المقدور مسلمانوں ہی سے چیزیں خریدیں گے۔ تو ملک کی تجارت کا بہت سا حصہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آ سکتا ہے۔

لیکن چھوت کے مسئلہ پر زور دینے سے پہلے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے، کہ ہر شہر کے ہر محلہ میں مسلمان دکانیں موجود ہوں، جب تک دکانیں موجود نہ کی جائیں، اس وقت تک چھوت کے مسئلہ پر زور دینا ایک عبث فعل ہے، اس لئے سب سے پہلے یا ساتھ ساتھ ہی دکانیں کھلوانے کا انتظام بھی ضرور ہونا چاہیئے، تاکہ مسلمان اس کی تعمیل میں کوئی دقت محسوس نہ کریں۔ دکانیں کھلوانے کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے، اور یہ وہ شے ہے جو مسلمانوں کے ہاں نہیں۔ اس لئے ہمارے خیال میں ہر ایک شہر میں ایسی کمیٹیاں بننی چاہئیں۔ جو سرمایہ داری کا فرض بجا لائیں، مسلمانوں کو سرمایہ بہم پہنچائیں، ان سے دکانیں کھلوائیں۔ یہ سب کام ایک نظام کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ ہر ایک شہر میں اگر چند اہل دل اور اہل ہمت لوگ اس کام کو شروع کر دیں، تو بہت سی مشکلات حل ہو سکتی ہیں،

انتخاب صحاح ستہ

مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس نے "انتخاب صحاح ستہ" شائع کر کے بڑی بھاری دینی خدمت سرانجام دی ہے، جزاہ اللہ خیراً۔ کتاب میں صحاح ستہ کی منتخب حدیثیں ہیں۔ جو ہماری روزمرہ ضروریات دینی و دنیوی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اسلامی ادب و اخلاق سکھاتی ہیں۔ ایک حصہ میں احادیث نبوی کا اردو ترجمہ ہے۔ اور دوسرے میں احادیث کے اصل الفاظ عربی میں ہیں۔ یہ کتاب عام مسلمان پبلک کی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اور اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام درج ہیں، جن پر ہر مسلمان کو اپنی زندگی کے روزمرہ افعال و اقوال میں عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ مولوی صاحب کی یہ کوشش اس پہلو سے بھی سیار کباد کے قابل ہے۔ کہ انہوں نے ساڑھے تین سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے۔ اور یہ بات ان کی اس خدمت دینی کو اور بھی قابل قدر ٹھہراتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اہل اسلام مولوی صاحب کی اس مخلصانہ خدمت کی قدر کریں۔ اور اس نعمت سے جس کا حصول مولوی صاحب نے ان کے لئے اس قدر آسان کر دیا ہے۔ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

محمد علی پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ہماری تبلیغی کوششیں

آریوں کی مذبوحی حرکات

ہمارے مبلغ منشی سردار خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

جس دن سے فرح ضلع متھرا میں تقریباً چالیس دیہات کے ڈیڑھ ہزار ہندو راجپوتوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے کوئی راجپوت شدھی شدہ ملکانوں کے ساتھ خورد و نوش یا حقہ پانی نہ کرے، اور ہندوان میں جن لوگوں نے شدھ ہوئے ہوئے ملکانوں کے ساتھ کھان پین یا حقہ پیا تھا۔ انہیں برادری سے خارج کیا جائے۔ اس روز سے تحریک شدھی بہت حد تک رک گئی ہے۔ اس فیصلہ سے نہ صرف شدھ شدہ ملکانوں ہی میں بے چینی پھیل گئی ہے، بلکہ ان ہندو راجپوتوں میں بھی جن کو شدھ ہونے والے ملکانوں کے ساتھ کھان پین یا حقہ پانی کرنے کے جرم میں ہندو برادری سے خارج کر دیا گیا ہے۔ مبدلی کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ ادھر بعض شدھ شدہ ملکانوں راجپوتوں نے علی الاعلان کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ ہم خوب سمجھ چکے ہیں کہ یہ تحریک آریوں کی ایجاد ہے۔ سناتن دھرمی ہندو اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ ورنہ وہ ہمارے ساتھ کھان پین کرنے سے پرہیز نہ کریں۔ ہم چند روز اور انتظار کرتے ہیں۔ اگر ہندو ٹھاکروں نے ہمیں اپنی برادری میں نہ ملایا۔ تو ہم پھر اپنے پہلے مذہب پر کاربند ہو جائیں گے۔ اور ان ہندو ٹھاکروں کو بھی جنہوں نے ہمارے ساتھ حقہ پانی کیا ہے اسلام میں لانے کی کوشش کریں گے۔ ادھر ہندو راجپوتوں کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے۔ کہ یہ حضرات جو بھگوے کپڑے پہن کر قریہ بہ قریہ شدھی کرتے پھرتے ہیں۔ اور تقیہ کے طور پر سناتن دھرم کی جے" کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔ دراصل آریہ ہیں۔ اور سناتن دھرمی ہندوؤں کو ملکانوں کے ساتھ کھلا پلا کر ان کے دین کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

آریہ ایسے کچی اسامی نہ تھے۔ کہ ان واقعات کو دیکھتے۔ اور چپ بیٹھے رہتے، وہ برابر زور لگا رہے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح فرح کا فیصلہ منسوخ ہو جائے۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ۔۔۔ انہوں نے ۲۲ جون ۱۹۲۳ء کو موضع پرکھم ضلع متھرا میں ایک سبھا منعقد کی باوجودیکہ ہوشیار آریوں نے جن کو ہمیشہ اپنی اس قسم کی کارروائیوں کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ دامنگیر رہتا ہے۔ کسی مسلمان مبلغ کو سبھا کے پاس تک نہ پھٹکنے دیا۔ پھر بھی اس سبھا سے ان کا مقصد پورا نہ ہوا۔ بلکہ ان کو ایسی ناکامی نصیب ہوئی۔ کہ ان کے آخری مقرر دیوی رام مرند کو یہ کہنا پڑا کہ "ایسی سبھا کاہے کو منعقد کی گئی جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا ہے"۔ اس سبھا میں ہندو راجپوتوں نے صاف کہہ دیا۔ کہ "ہم شدھ شدہ ملکانوں کو اپنی برادری میں نہیں ملائیں گے۔ ہم اس فیصلہ پر بدستور قائم ہیں جو ہماری برادری کے سربر آوردہ حضرات نے موضع فرح میں ۱۴ جون ۱۹۲۳ء کو کیا"۔ آریوں نے اس ناکامی کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور ایک اور سبھا ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کو موضع شیر ساہ پیلو ضلع متھرا میں منعقد کی۔ اس سبھا میں بھی آریوں نے کسی مسلمان مبلغ کو شامل نہیں ہونے دیا۔ یہ گاؤں ہندو ٹھاکروں کی بستی ہے۔ سوائے چالیس پینتالیس راجپوتوں کے جو شدھ شدہ ملکانوں کے ساتھ حقہ پانی کرنے کی پاداش میں برادری سے خارج شدہ ہیں۔ آریوں نے دعوت کا بھی خوب انتظام کیا تھا کہ شاید کھانے پینے کے لالچ سے بہت سے لوگ سبھا میں شریک ہو جائیں۔ مگر شیر ساہ پیلو کی مخالف پارٹی کا کوئی آدمی سبھا میں شامل نہ ہوا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ "ہم ملکانوں کے ساتھ حقہ پانی نہیں کر سکتے۔ ہم آریوں کے کہنے سے اپنے دین کو بھرشٹ نہیں کر سکتے۔" دیہات کے چند ہندو راجپوت جو سبھا میں شامل ہوئے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ وہ شدھ شدہ ملکانوں کو اپنی برادری میں شامل نہیں کریں گے۔ آریوں کے ایک پنڈت صاحب نے حسب عادت قرآن کریم پر بہت سے بے بنیاد حملے کئے۔ اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔ پنڈت صاحب نے یہ بھی گلہ کیا۔ کہ وہ گاؤں گاؤں میں سبھا منعقد کر رہے ہیں۔ اور روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ مگر ہندو راجپوت ذرا غور نہیں کرتے۔

حاصل کلام یہ کہ آریوں کو شیر ساہ پیلو میں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ہندو راجپوتوں نے فرح کی سبھا کے فیصلہ ہی کو برقرار رکھا۔

آریوں کی نئی چال

ہمارے مبلغ شیخ محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

میں کل دورہ پر تھا۔ اور فرح کو تانہ سے ۹ کوس موضع کورالی میں ہوں اس گاؤں میں قریب ۶۰ گھر ہیں جن میں قریب ۵۰ مسلمان جاٹوں کے ہیں، یعنی سارا گاؤں ہی مسلمان جاٹوں کا ہے۔ یہاں آریہ اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ نہ تم کسی مولوی کو گھسنے دو اور نہ ہم کسی پنڈت کو آنے دیں، یہ دونوں ہم کو بہکاتے ہیں۔ ہم تم سیدھے سادے، جاٹ کے جاٹ ہی رہیں گے، میں نے جب یہ بات سنی۔ تو میں ان کی چال کو سمجھ گیا۔ میں نے گاؤں کے سفید پوش مسمی کالا چودھری سے کہا کہ آریوں کو بلاؤ تاکہ ہم سے مباحثہ کر لیں تو اس نے فوراً ایک آدمی کو گھوڑی پر سوار کر کے نزدیک کے گاؤں میں جہاں آریہ رہتے ہیں بھیجا۔ مگر آریوں نے بحث کرنے سے انکار کیا اور آئے نہیں۔ یہ آریہ ان لوگوں کو نہایت ہی پیار اور محبت کے اظہار سے اپنے جال میں پھنساتے ہیں، مگر لوگوں کو ان کے بہت سے فریب معلوم ہو گئے ہیں، اور اب تک ایک متنفس بھی ان جاٹوں میں سے شدھ نہیں ہوا کیں رو رہو۔ کے موضع بوسانہ میں یہ خبر اڑی تھی، کہ ایک مولا جاٹ شدھ ہو گیا، مگر تمام علاقہ میں پتہ لگ گیا کہ وہ صاف دھوکا تھا۔ بات یوں تھی کہ بوسانہ میں آریوں کی سبھا ہوئی وہاں انہوں نے جمنا پار کے کسی موضع کے ایک بھنگی کو سکھا دیا کہ اپنے کو مولا جاٹ مشہور کر کے اس سبھا میں اس دہ کے مولوں کے سامنے شدھ ہوتا، کہ ان پر اثر پڑے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ مولوں کو جب پتہ لگا کہ ہماری برادری کا کوئی شدھ ہوا ہے تو دیکھنے گئے، کسی نے اس کو شناخت نہ کیا، کیونکہ کے تو سبھوں کو وہ جانتے تھے، جب اس سے سکونت کا پتہ پوچھا وہ کبھی کہیں کبھی کہیں بتانے لگا۔ ملاحوں نے کہا کہ یہ صاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جن گاؤں کا تو نام لیتا ہے، ہم ان کو جانتے ہیں، تو اپنے جد امجد کا نام بتا، آخر جب اس نے کچھ جواب نہ دیا تو اس کو مارنے کو طیار ہو گئے، تو اس نے صاف کہہ دیا کہ میں تو فلاں موضع کا بھنگی ہوں۔ جب گاؤں کے ہندو جاٹوں کو معلوم ہوا۔ تو انہوں نے آریوں سے بائیکاٹ کر دیا، اور آریہ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا خبر تھی۔ اس خناس نے ہم سب کو دھوکا دیا۔ اور آریوں نے اس کو وہاں سے فوراً بھگا دیا۔ اب اس گاؤں میں اب تک جھگڑا ہے، اور آریوں سے بائیکاٹ ہے۔ میں عنقریب وہاں پہنچنے والا ہوں۔ مفصل حالات آپ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

اس علاقہ میں راستے پر خطر ہیں۔ اور دشمن ہر جگہ موجود ہیں،

مسیح موعود نمبر

بعض احباب کی خدمت میں مسیح موعود نمبر کی جیت کاپیاں تقسیم اور فروخت کیلئے بھیجی گئی تھیں ان کی قیمت بعض احباب کے ذمہ اب تک ہے۔ براہ کرم ایسے احباب فوراً قیمت ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ منیجر

پیغامِ صلح لاہور

اخبار

ہفتہ میں دو بار، بدھ اور ہفتہ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱۱ — نمبر ۶۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۷ جولائی ۱۹۲۳ عیسوی

پلول میں شردھانندجی کی کرکری

مندرجہ ذیل نظم ہمارے ایک ایسے منصف مزاج دوست کی طبع کا نتیجہ ہے، جو سلسلہ احمدیہ میں منسلک نہیں۔ آپ نے پلول کے واقعات کو نہایت سیدھے سادے مگر دلکش طریق میں منظوم کیا ہم اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے پیغام صلح میں چھاپتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

وہم سے ہے قلم سیر تصیر — اس لئے دیکھی ہے آواز صریر
میں کسی کی ہجو کا عادی نہیں — لائے ہو زکا بھی میں آج نہیں
وجہ اس کی کیا ہے اسے طبع غیور — ہجو وہم دونوں سے کیوں آئے تنفور
بولی تو اس بھید سے ہے بے خبر — ہجو وہم دونوں میں مضمر ہے ضرر
ہجو سے مدروح ہوکے میں پڑے — ہجو سے ہجو مخفیے میں رہے
عاقبت دونوں ہوں تجھ سے بدگماں — بنت پڑے ستودہ ڈومیں جس کہاں
واقعہ گو ہی گمر ہے اور جینہ — اس سے اچھا اور تجربہ کی ہے تمیز
کوئی اچھا ہو تو اور اچھا بنے — ہو بڑا تو کچھ برائی سے بچے
ایک دن احسان مانے وہ بڑا — اور کبھی ایسا ہی ہو یہ دوسرا
اس لئے اس کی اجازت ہے تجھے — صاف کہہ بے جنبش دکر جو دل میں ہے
مجھ کو بھی معلوم ہے یہ ماجرا — کفر اور اسلام میں جھگڑا پڑا
صلح کے پردے میں جو کرتے تھے بات — اب ہوا معلوم تھی وہ کوئی گھات
دم جو بھرتے تھے محبت کا بہم — ٹھونکتے ہیں اب عداوت سے وہ خم
پیشدستی کس نے کی معلوم ہے — اور وہ فاقت جس نے کی معلوم ہے
حد سے اپنی بڑھنے والے کون ہیں — بالمقابل آنے والے کون ہیں
اپنی شہرت پر بہت مغرور تھا — وقت جب آکر ملا مغرور تھا
زنگل اس کا آگرہ میں ہے پڑا — اک اکھاڑہ اس کا پلول میں ہوا
مینچا پلول آکے بھی بڑھکر سلسلہ — اک وہ شکمہ را یہ شتنہ سا
خود بدولت بھی یہاں نازل ہوئے — در بدر پھرتے تھے پھرا تے آگئے
ہیں گدایانہ روش کے دنیا دار — لمبے چوڑے موٹے تازے سینکار
پر نہ کچھ پیری یہاں ان کی چلی — ہوگئی ساری شیخت کرکری
یعنی سرکوبی کو آ نکلے احمدی — عصمت اللہ عبدحق دو مولوی
آئے اور پالمیں ملنے نہ پائے — داخلہ ممنوع تھا پھر کون جانے
اپنا جلسہ خود بخود الگ نہ کیا — اور علی الاعلان سب سے کہہ دیا
کہہ دو ان سے ہم سے آکر وہ ملیں — ہمیں بلوائیں تو ہم ہی چلیں
خود نہ آیا نے انہیں آنے دیا — منہ چھپا کر دم دبا کر چل دیا

شامل مستقبل و ماضی است حال
مے توان پنداشت زخش حملہ حال

نقل معائنہ قاضی محمد یقین صاحب عثمانی رئیس ووائس پریزیڈنٹ ۔ پلول

جس محنت اور عرق ریزی سے ہمارے مبلغین و مدرسین علاقہ اوکاوہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ ذیل کی رائے سے ہوسکتا ہے۔ جو ایک منصف مزاج رئیس نے ہمارے مدرسہ کے معائنہ کے بعد تحریر فرمائی، اگر تمام مسلمانان پنجاب و ہندوستان ہماری امداد کریں تو یقیناً ہم اپنے تبلیغی نظام کو زیادہ وسیع کرسکتے ہیں جس کے نتائج خدا کے فضل سے بہت ہی عمدہ ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

آج میں نے مدرسہ احمدیہ اسلامیہ کا معائنہ کیا۔ یہ مدرسہ ۴ اپریل ۱۹۲۳ء کو کھولا گیا ہے، مدرس مولوی منظور حق صاحب ہیں۔ ۲۰ لڑکیں، لڑکے درج رجسٹر ہیں۔ جو دو جماعت پر منقسم ہیں۔ ایک فریق اعلیٰ اور ایک فریق ادنیٰ۔ فریق اعلیٰ میں ۱۴ لڑکے ہیں۔ اور فریق ادنیٰ میں آٹھ لڑکے ہیں۔ معائنہ کے وقت تمام طلباء حاضر تھے۔ طلباء کا امتحان لیا گیا۔ ہر ایک لڑکا کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت صحت اور صفائی کے ساتھ پڑھتا ہے۔ طلباء کو تختی پر بھی لکھایا جاتا ہے۔ جو خاصہ لکھتے ہیں قاعدہ بھی سنا گیا ہے اچھا یاد ہے۔ بچوں کو شوق معلوم ہوتا ہے۔ گاؤں والوں کی بھی توجہ مدرسے کی طرف بہت رہی ہے۔ اور بچوں کے پڑھانے کا شوق ہے۔ بچوں کو طریقہ نماز بھی سکھایا گیا ہے جس کو معائنہ کے وقت بچوں نے بہت اچھی طرح ادا کیا۔ بچوں میں اسلامی شان نظر آنے لگی ہے۔ ایک نوجوان شخص نیاز نامی با ترجمہ کلام مجید پڑھتا ہے۔ بہت اچھا یاد ہے۔ اس عمر میں شوق ہونا قابل آفرین ہے۔ اگر گاؤں والوں کو ایسا ہی شوق رہا تو تھوڑے عرصہ میں گاؤں کی حالت بہت بہتر نظر آئے گی۔ گاؤں کے چند نوجوان افراد بھی پڑھ رہے ہیں۔ مدرسہ کے قواعد و ضوابط بہت اچھے ہیں۔ معائنہ کے وقت مولوی عصمت اللہ صاحب و منشی غلام غوث صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ مولوی منظور الحق صاحب کی محنت قابل داد ہے۔ معائنہ کے وقت مولوی عصمت اللہ صاحب نے طلباء کو پیسے تقسیم کئے۔ اور نیاز کو جو کلام مجید پڑھتا ہے۔ ایک روپیہ بطور انعام دیا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب کی کارگذاری قابل آفرین ہے۔ اور یہ نتیجہ ان کی کوشش کا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اگر اچھی خاصی یادگار ہوگی میں بھی مولوی عصمت اللہ صاحب کی اس کارگذاری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گاؤں کے لوگ مولوی منظور الحق صاحب کے بہت مداح ہیں۔ مولوی منظور الحق نے گاؤں کے لوگوں میں اچھی رفعت اور محبت پیدا کرلی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ خاطر خواہ ترقی کرگیا ہے۔

معائنہ کے وقت معلوم ہوا کہ یہاں زنانہ مدرسہ بھی ہے، جس میں ۱۳ لڑکیاں ہیں۔ معلمہ منشی نور محمد صاحب پٹواری کی اہلیہ ہیں۔ چنانچہ لڑکیوں کی تعلیم کا بھی امتحان لیا گیا ہے۔ چند لڑکیاں قاعدہ پڑھتی ہیں ابھی تو آموختہ ہو چکا ہے۔ قدر پڑھا ہے اچھا ہے۔ ایک لڑکی اسلام کی پہلی کتاب پڑھتی ہے۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے بھی مدرسہ ہٰذا کا معائنہ کیا۔ اور لڑکیوں کو امتحان کے وقت پیسے تقسیم کئے۔ لڑکیوں کو بھی پڑھنے کا شوق معلوم ہوتا ہے، منشی نور محمد صاحب کو لڑکیوں کی طرف زیادہ توجہ ہے، گاؤں کے لوگ ان کی خدمت سے بہت خوش ہیں۔ اس زنانہ مدرسہ کا الحاق بھی اسی مدرسہ سے ہوجائے گا۔ بالفعل یہ مدرسہ منشی نور محمد صاحب کی طرف سے جاری ہے،

مولوی صاحبان کا ان مدرسوں پر نامناسب حملہ ہوتا رہتا ہے جو قابل افسوس ہے۔ نہ خود کام کرتے ہیں، ورنہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں،

دستخط۔ قاضی محمد یقین صاحب

ایڈیٹر صاحب پرتاپ کے نام کھلی چٹھی

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب پرتاپ لاہور۔

۵ جولائی ۱۹۲۳ء کے پرتاپ میں لالہ رتن لال دھیر آگرہ نے سانہن کی اطلاع کے متعلق میری نسبت غلط بیانی کا الزام لگایا ہے چونکہ مضمون نویس کو ابھی تک اس کے متعلق غلطی لگی ہوئی ہے۔ اس لئے ملتمس ہوں۔ کہ میری چند سطور اخبار میں درج فرما کر مشکور فرمائیں۔

ضلع آگرہ میں دو گاؤں ہیں ہے ایک کا نام تو سانہن ہے اور دوسرے کا نام سانہن کھیڑا ہے، اول الذکر میں ہم عرصہ چار ماہ سے کام کر رہے ہیں، لیکن اب دوسری انجمنوں کے آجانے کے باعث ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ اس گاؤں میں کوئی شدھی نہیں ہوئی۔ دوسرا گاؤں جس کا نام سانہن کھیڑا ہے اس میں شدھی ہوئی ہے جس کا کسی نے انکار نہیں کیا، رہا سانہن کھیڑا کو سانہن کا قلعہ کہنا اور مولویوں کا مرکز کہنا یہ خلاف واقعہ ہے۔ جب ہم چار ماہ سے سانہن میں کام کر رہے ہیں تو اگر فتحپور کا بسیا، سانہن کھیڑا ہمارے قلعے ہوتے تو ضرور ہے کہ ہم وہاں اپنا آدمی چھوڑ دیتے، کیونکہ قلعوں کا مضبوط کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے بات کا بتنگڑ بنانا بالکل نامناسب ہے۔ اگر آپ صاحبان یہ لکھ دیتے کہ سانہن کھیڑا میں شدھی ہوئی ہے۔ تو تردید کی ضرورت ہی نہ تھی، رہا قلعوں یا مورچوں کا فتح کرنا سو قریقین میدان میں کام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۶۹

اسلام اور عیسائیت

(۳)

مسلم ورلڈ کے نامہ نگار نے اپنے مضمون کے دوسرے حصہ میں جو نگاہ عالم اسلامی پر ڈالی ہے۔ اسے اگر نگاہ غلط انداز کہا جائے تو مناسب ہے، کیونکہ اس میں نامہ نگار مذکور نے اگر غلط بیانی یا خوش فہمی سے نہیں تو کم از کم خوش اعتقادی سے کام لیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ بھی کلیسائے عیسائیت کے مشاہرہ دار ہیں۔ اس لئے وہ حالات و واقعات عالم کو کلیسائی عینک سے دیکھتے ہیں جس میں روپہلی اور سنہری شیشے لگے ہوئے ہیں۔ مثلاً جناب والا کا یہ نظریہ کہ مغربی دنیا اسلامی دنیا کو اپنا پیغام پہنچانے پر زیادہ آمادہ ہے، اور اس بات پر زیادہ تلی ہوئی ہے کہ سب مسلمان عیسائی بن جائیں، یا خود اسلامی دنیا عیسائیوں کی ظاہری طمطراق زندگی سے مرعوب ہو کر جامۂ عیسائیت پہننے کے لئے آمادہ نظر آتی ہے اور علی العموم مسلمان عیسائیوں کی قیادت کو قبول کرنے پر۔ ایسے امور ہیں جو بدایۃً غلط اور باطل ہیں۔

ہم اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتے ہیں، کہ مغربی دنیا مسیحیت میں کام نہیں کر سکتے، اس کا دن رات کا مشاہدہ ہے، کہ علوم ارضی جس قدر ترقی کرتے جاتے ہیں، اسی قدر عیسائی مسیح کی تعلیم سے دور ہوتے جاتے ہیں، کیا مسیحی اقوام نے جو اس وقت ایک جنگ عظیم سے مخلصی حاصل کی ہے، دوران جنگ میں مسیحی اصولوں کی پابندی کی تھی۔ کیا اب وہ اقتصادی اور معاشرتی امور میں حضرت مسیح کے اقوال پر عمل پیرا ہیں، کیا خود مسیحی ملکوں میں آئے دن ایسے قوانین نافذ نہیں ہوتے، جن کو حضرت مسیح کی تعلیم سے کچھ تعلق نہیں، اور کیا خود مغرب میں خداوندان کلیسا گلا پھاڑ پھاڑ کر شکایت نہیں کرتے، کہ لوگ عیسائیت سے برگشتہ ہو رہے ہیں، ایسی صورت میں یہ کب قرین قیاس ہو سکتا ہے، کہ وہی لوگ اس تعلیم کو جس پر وہ خود عامل نہیں، جس کے نقائص و معائب پر وہ خود شاہد ہیں، لوگوں کے سامنے پیش کرنے کیلئے مضطرب ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ عیسائی اب اسلام کے قریب آتے جاتے ہیں اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں حضرات پادری نے عمداً یا سہواً پھیلا رکھی تھیں، وہ اب دور ہو رہی ہیں، عیسائی ملکوں میں اسلام کے متعلق تحقیقات کا خیال پیدا ہو گیا ہے، لوگ جو متلاشی حق ہیں، اور سچائی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو لوگ علم و بصیرت سے کام لیتے ہیں، وہ اب علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اسلام پر متعصبانہ اعتراضات نہیں کرنے چاہئیں، ہمیں خوب یاد ہے۔ کہ انٹرنیشنل ریویو کے کسی گذشتہ پرچہ میں ایک نامہ نگار نے اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہوئے بیان کیا تھا۔ کہ آج تک عیسائی اسلام کو سمجھنے اور اس کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے، کہ وہ غلط فہمیوں کے شکار تھے، وہ اسلام کی صحیح تعلیم کو حاصل کرنے سے احتراز کرتے تھے، اور چاہتے تھے، کہ خواہ مخواہ اعتراضات کرنے کا موقع ملتا رہے، لیکن اب لوگوں میں احقاق حق کا شوق پیدا ہو گیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے حقیقی مفہوم اور اس کے صحیح اصولوں کا مطالعہ کیا جائے۔

یہ تبدیلی کیوں پیدا ہوئی ؟ ہم تحدیث نعمت کے طور پر کہتے ہیں کہ اس کامیابی میں بہت حصہ تک احمدی قوم اور سلسلہ احمدیہ کا مقدس بانی علیہ السلام کے مساعی حمیدہ کو دخل ہے سلسلہ احمدیہ ہی نے مغرب میں اسلام پھیلانے کی تحریک کو ایک خاص نظام اور انتظام سے شروع کیا، تصانیف کیں، رسالے جاری کئے مبلغ بھیجے، عیسائیوں کے لئے خاص لٹریچر پیدا کیا، مسیحی عقائد پر خاص طور پر تبصرے کئے، مسیحی اعتراضات کی تردید کے لئے خاص توجہ کی، اسی کا نتیجہ ہے کہ اب عیسائی بھی اس بات کی طرف مائل نظر آتے ہیں، جس کو انہوں نے آج تک ناقابل التفات سمجھا تھا،

دنیائے اسلام میں بھی اب ایک بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں، تمام مسلمانان عالم اس راز سربستہ کو سمجھ گئے ہیں، کہ ان کی حقیقی عزت اسلام کی عزت میں مضمر ہے، اور اسلام کی عزت کا دامن اشاعت اسلام اور نشر احیاء علوم اسلامیہ سے وابستہ ہے، یہی وجہ ہے کہ انگورا کی حکومت کے ماتحت بھی ایک مذہبی مجلس کا قیام عمل میں آیا ہے، مسلمانان ہند میں بھی اشاعت اسلام کی روح کام کر رہی ہے، جزائر الہند کے مسلمان بھی اشاعت اسلام کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں، بلکہ انہوں نے اس غرض سے ایک ماہوار رسالہ بھی جاری کر رکھا ہے، ایران و عرب کے مسلمانوں میں بھی اب وہ افسردگی و پژمردگی کے علامات نہیں، خود مغرب کے مبصرین کو اعتراف ہے۔ کہ عالم اسلامی میں اس زمانہ میں ایک بیداری کی لہر پیدا ہو گئی ہے چنانچہ ایک محقق نے حال ہی میں ایک کتاب "نئی دنیائے اسلام" کے نام سے کتاب لکھی ہے، اور عالم اسلامی پر تبصرہ کر کے بتایا ہے کہ روئے زمین کے مسلمانوں کی جمود و غفلت اب دور ہو رہی ہے،

ان حالات کے ہوتے ہوئے مسلم ورلڈ کے نامہ نگار کا یہ خیال کہ مسلمان اب عیسائیت کی طرف زیادہ مائل ہیں، ایک بدیہۃ البطلان ہوس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

مرکزی جمعیت تبلیغ اسلام کا قیام

آگرہ کی تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ ۲۰ جولائی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اسلام کا ایک جلسہ منعقد ہوا، اس جلسہ میں قرار پایا کہ ایک مرکزی جمعیت تبلیغ اسلام قائم کی جائے، جس کا صدر مقام آگرہ ہو، سر مولوی رحیم بخش صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سابق صدر کونسل بہاولپور صدر جمعیت منتخب کئے گئے، کنور عبدالوہاب خاں صاحب رئیس مارکہ نائب صدر مقرر ہوئے، میر غلام بھیک صاحب نیرنگ جنرل سکرٹری۔ خان بہادر مرزا قاسم بیگ صاحب چغتائی خزانچی قرار پائے حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی،

ہرگاہ کہ چھ ماہ سے آتش ارتداد ضلع آگرہ متھرا وغیرہ میں مشتعل ہے جسے فرو کرنے میں بعض انجمنیں مصروف عمل ہیں۔ لیکن ان انجمنوں میں کوئی اتحاد عمل نہیں ہے، ان کے طریق کار میں یکرنگی مفقود ہے، تصادم اور اختلافات نمایاں ہیں، مجلس نائب نگران تبلیغ اور دیگر بہی خواہان اسلام کی تمام کوششیں ان انجمنوں میں اتحاد عمل پیدا نہ کر سکیں، اور شعلہ ہائے فتنہ ارتداد دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، صرف متھرا وغیرہ تک ہی محدود نہیں ہیں، بلکہ ملک کے دیگر حصص بھی ان کی لپیٹ سے محفوظ نہیں ہیں۔

اس آتش ارتداد کو فرو کرنے کے لئے ایک مضبوط و مستحکم جماعت کی سخت ضرورت لاحق ہے، لہٰذا قرار دیا جاتا ہے کہ ایک مرکزی جماعت قائم کی جائے، جس کا نام جمعیت تبلیغ اسلام ہوگا۔

جمعیت کے اغراض و مقاصد

اس جمعیت کا مقصد تحفظ و تبلیغ اسلام ہوگا۔

ضروری سرمایہ فراہم کر کے کام شروع کرنے کے لئے فوری تدابیر اختیار کی جائیں۔

وہ تبلیغی انجمنیں جو جمعیت مرکزیہ سے ملحق ہونا چاہتی ہوں الحاق کی درخواست کریں۔

اس سے پہلے پنجاب میں بھی ایک مرکزی جمعیت کا انتظام ہوا تھا، مگر افسوس ہے کہ ایک دو اجلاسوں کے بعد پھر وہ تجویز ایسی گاؤخورد ہوئی کہ اس کا نام بھی اب سننے میں نہیں آتا،

اب آگرہ میں یہ تجویز ہوئی ہے، ہم تو ہر ایک کوشش کو جو حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے کی جائے، قابل تحسین خیال کرتے ہیں۔ لیکن اس قدر ضرور عرض کریں گے، کہ مرکزی جمعیت تبلیغ کے قیام کے لئے صحیح طریق استعمال نہیں کیا گیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تمام حصص ملک اور صوبوں کی طرف سے نمائندے طلب کئے جاتے، اور پھر کامل مشورت و مفاہمت کے بعد اس قدر اہم کام کے لئے مرکزی جمعیت کا قیام ہوتا، مگر اس سے پہلے نہ تو کوئی اطلاع شائع ہوئی نہ صوبوں کے مسلمانوں سے مشورت طلب کی گئی۔ اب بھی الحاق کی شرائط معلوم نہیں، اور نہ ہی طریق کار دیا گیا۔ بہرحال ہماری دعا ہے کہ جمعیت اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

سولہ لاکھ کی واجب الادا رقم

کہتے ہیں کہ مرکزی خلافت کمیٹی کے پاس سولہ لاکھ کی رقم موجود تھی۔ مگر وہ جناب سیٹھ چھوٹانی صاحب کے کاروبار میں صرف ہوئی سیٹھ صاحب نے اس رقم کا تصفیہ یوں کیا ہے کہ لکڑی کے دو کارخانے خلافت کے سپرد کر دیئے کہ اس رقم کو ان کارخانوں سے وصول کر لیا جائے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس قدر روپیہ ان کارخانوں ۔۔۔ وصول کرنا باعث اشکال ہے، بعض کا خیال ہے کہ یہ کہاں تک رقم خلافت کے پاس جمع رہنا ہی اصولی غلطی تھی، لیکن اب ان امور پر مزید بحث کرنا غالباً بے فائدہ ہے۔ سیٹھ صاحب کا بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے جس سے پایا جاتا ہے۔ کہ خلافت کی تحریک میں حصہ لینے سے ان کے کاروبار کو سخت صدمہ پہنچا۔ سرکاری ٹھیکے جو ان کو ملا کرتے تھے، بند ہو گئے، اور لاکھوں کا نقصان ان کو برداشت کرنا پڑا۔ اس لئے قومی روپیہ ان کے کاروبار میں خرچ ہو گیا۔"

سیٹھ صاحب کے اخلاص میں کسی کو شک نہیں، مگر یہ غلطی ضرور ہوئی کہ پہلے ہی سے اس امر کو صاف نہ کیا گیا کہ قوم سیٹھ صاحب کے اس قدر مالی ایثار کا کیا معاوضہ دے گی ؟ اگر یہ بات صاف ہو جاتی تو آج یہ جھگڑے نہ ہوتے، اور ہمارے کرم دوست مشیر حسین صاحب قدوائی کو یہ کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی کہ "جو تدابیر انگورہ فنڈ کی سولہ لاکھ کی واجب الادا رقم کی واپسی کے لئے اختیار کی گئی ہیں وہ ہرگز تسلی بخش نہیں ہیں۔ ہندوستان بھر میں خلافت کمیٹی کے سوا کسی دوسری جماعت پر اس قسم کی لاپرواہی اور بے قاعدہ انتظام کا الزام نہیں لگایا جا سکتا اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان خلافت اور ترکوں کا پیچھا چھوڑ کر اپنے ملک کے اندرونی معاملات کی طرف متوجہ ہوں۔ ان جماعتی فسادات سے جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں، بلاشک و شبہ اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہندوستان کی اندرونی حالت کی طرف پیشتر کی نسبت زیادہ توجہ درکار ہے"

ہمیں افسوس ہے کہ خلافت کمیٹی ایسی اہم مجلس کے نظام میں اس قدر خامیاں نکلی ہیں۔ کہ اب ملک کو دوسرے قومی چندوں پر اعتماد کرنے کے لئے بڑا ہی حوصلہ درکار ہوگا، ہم شروع ہی سے اس بات پر زور دیتے رہے ہیں۔ کہ حساب کا معاملہ نہایت صاف ہونا چاہئیے۔ کہ اس سے نہ صرف مالی نقصان ہی کا احتمال ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ نقصان قوم کے اعتماد کا ہوتا ہے۔

ہماری مخالفت

آجکل دیوبندی صاحبان خاص طور پر ہماری جماعت پر نظر عنایت فرما رہے ہیں، جہاں دیکھو، نہایت بدتہذیبی اور دریدہ دہنی سے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں۔ ایک صاحب علاقہ پول میں پہنچے، لوہاری پاآلی کے مدرسہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا، کہ یہ کافروں کا مدرسہ ہے اسے بند کر دو، اس میں تعلیم حاصل کرنا ایمانداروں کا کام نہیں لیکن جب وہاں کامیابی نہ ہوئی، تو خاص پول میں جمعہ کے دن وعظ کیا، کہ قادیانی کافر ہیں، ان کے ساتھ ہمدردی کرنے والے انہیں اپنے مکانوں میں جگہ دینے والے بھی کافر ہیں، انہیں شہر سے نکال دو، ہم ان کو تھوک سے بہا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خاتمہ وعظ پر ایک بزرگ رئیس نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ مولوی صاحب معاف کیجئے، آپ مولوی نہیں ہیں، اگر مولوی ہوتے تو ہزل سرائی نہ کرتے، اور شرافت سے کام لیتے، اور مسلمانوں کو کافر نہ کہتے، جب سے احمدی ہمارے شہر میں آئے ہیں، انہوں نے اس قدر کام کر کے دکھایا ہے کہ شہر کا ہر ایک فرد ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے، اور آپ لوگوں نے جب سے آنا شروع کیا ہے، بجز شورش برپا کرنے اور مسلمانوں کو باہم لڑوانے اور چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ پھر طرفہ یہ کہ آپ کا دل جلتا ہے کہ لوگ ہماری تعریف نہیں کرتے، اگر

آپ کے اطوار مولویانہ ہوتے، اور آپ اشاعت اسلام کا کام کرتے، تو بالیقین آپ کی تعریف ہوتی، جب آپ خود اسلام سے علیحدہ ہو رہے ہیں، تو اس امید سے آپ کو ہاتھ دھو رکھنا چاہیئے۔

ایک دیوبندی صاحب گجرات پنجاب میں ہمارے خلاف زہر اگل رہے ہیں، اور گجرات کے وہ حامیان اسلام جنہوں نے چند یوم پیشتر احمدی واعظین سے رد آریہ کے وعظ کرائے تھے، اسی پلیٹ فارم پر سے اب احمدیوں اور ان کے بزرگ امام کو گالیاں نکلوا رہے ہیں اور ذرا غیرت محسوس نہیں کرتے، چنانچہ ایک آریہ نے ہمارے ایک مکرم دوست کو منہ پر کہہ دیا، کہ یہ آریہ سماج کی تردید کا بدلہ ہے، جو احمدیوں سے لیا جا رہا ہے، گویا یہ دیوبندی مولوی صاحب دیانندیوں کا کام کر رہے ہیں، لیکن مسلمانان گجرات ہیں کہ ایسے مولویوں کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں، نہ اپنی زبان کی پاسداری ہے نہ عزت اسلام کا خیال۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ ان لوگوں نے حفاظت و اشاعت اسلام کیا کرنی ہے، جن کا مذاق ہی ایسا بگڑ گیا ہے کہ مسلمانوں کو گالیاں نکلوا کر خوش ہوتے ہیں۔

ایک اور دیوبندی مدرس صاحب کشمیر میں گالی گلوچ میں مصروف ہیں، مسلمانوں کو نو شہروں اور ملکوں سے نکالنے کے فتوے دے رہے ہیں، لیکن آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ سے گھبرا کر میدان تبلیغ سے دور دور بھاگ رہے ہیں، اگر ہمارے علمائے کرام کا یہی حال ہے تو پھر اسلام کی مصائب کا کیا ٹھکانا ہے؟

ہم بے اصول ہیں یا آپ؟

مقامی معاصر "پرتاپ" بے چین ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان اخبارات اور مسلمان لیڈر کیوں مسلمانوں کو ہندوؤں سے چھوت چھات کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمانوں نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں بلکہ اقتصادی نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی تجارت کو فروغ دینے کی ایک تجویز ہے۔ اس لئے پرتاپ بغلیں بجا رہا ہے، کہ دیکھو مسلمان کس قدر بے اصول ہیں، اپنے مذہب کی تعلیم کے خلاف چلتے ہیں، اور مذہب کی پروا نہیں کرتے۔

ہم مہاشہ صاحب کی خدمت میں بصد ادب عرض کرتے ہیں، چھوت چھات کا مسئلہ گو شرعی نہ ہو۔ لیکن جس غرض کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے وہ شرعی ہے، قرآن مجید میں مسلمانوں کو بار بار یہ بتایا گیا ہے، کہ کسب معاش کے لئے عمدہ طریق تجارت ہے۔ اور چونکہ اس ملک میں تجارت پر ہندوؤں نے تصرف کر رکھا ہے اس لئے مسلمانوں کی تجارت چلنے نہیں پاتی۔ اسی غرض سے ہم چھوت کے عمل پیرا ہونے چاہتے ہیں، کہ ہماری تجارت کو فروغ ہو، اس لئے ہم تو تجارت کی غرض سے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے مذہب کے مطابق ہی کام کرتے ہیں، ہاں آپ کا بے اصولاپن اظہر من الشمس ہے، آپ کے مذہب میں تو دوسرے مذہب کو تبلیغ جائز ہی نہیں، اور نہ دوسرے مذہب کے آدمی کو ہندو دھرم میں لانے کی اجازت ہے لیکن آپ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اور شدھی کے لئے مرے جاتے ہیں، خود سناتن دھرم کے لوگوں نے جو آپ ہی کے بھائی بند ہیں۔ ایسے بے اصولے پن سے کام لیا ہے، کہ صدیوں کے عقائد محض دنیوی لالچ سے چھوڑ دیئے۔

استعفوں کی وبا

بلدیہ لاہور میں ہندو ممبروں نے ناراض ہو کر کہ وزیر تعلیم کی تجویز کے مطابق مسلمانوں کی نیابت کیوں معین کر دی گئی۔ استعفے دیدیئے، ہم سمجھتے تھے کہ شاید یہ ناچاقی لاہور ہی تک محدود رہے گی لیکن غالباً یہاں کے ہندو ممبروں کی صدائے احتجاج سے متاثر ہو کر بقول زمیندار بلدیہ فیروزپور کے چھ ہندو ارکان نے بھی استعفا دے دیا ہے ممکن ہے یہ وبا اور بھی پھیلے۔

افسوس ہے بلدیہ لاہور نے تمام ملک کو مسلمانوں کے خلاف مقاومت مجہول کا سبق پڑھایا، پہلے یہ طریق ہندو بھائیوں نے انگریزی حکومت کے خلاف استعمال کرنا چاہا۔ اب اس سال خود مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو گیا۔ خدا جانے ابھی کیا کیا رنگ بدلے جائیں گے۔ لیکن بظاہر برادران وطن کی یہ روش ملک کیلئے مفید ثابت نہیں ہو سکتی، ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں ہندو مسلمان دونوں قوموں کو رہنا ہے۔ پھر اس ناچاقی اور بدمزگی سے کیا فائدہ؟

ہماری تبلیغی کوششیں

مولوی عصمت اللہ صاحب کا دورہ

مولوی عصمت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

نیازمند ۲۲ جون کو پول سے سکندرآباد میں پہنچا۔ سکندرآباد ضلع بلندشہر میں ایک مشہور و معروف قصبہ ہے، اس قصبہ کے گرد و نواح میں ملکانہ راجپوت اور گوجر آباد ہیں، آریوں نے اپنی تحریکات کا رخ اس طرف پھیر دیا ہے۔ اور ان میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ۳۰ جون سے ۲ جولائی تک موضع داوری میں ایک پنچائتی جلسہ مقرر کروایا ہے۔ مجھے پول ہی میں ان تحریکوں کا علم ہو گیا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ کسی طرح ان کا انسداد کر دیا جائے تاکہ ناواقف لوگ ان تحریکوں کے پیچھے میں آکر گمراہ نہ ہو سکیں، حسن اتفاق سے انہی دنوں میں حکیم سعید احمد صاحب رئیس سکندرآباد قاضی محمد یقین صاحب رئیس پول سے ملنے کے لئے پول میں تشریف فرما ہوئے، اور انہوں نے مجھے سکندرآباد چلنے کی تحریک کی۔ ارادہ تو پہلے ہی سے تھا۔ مگر حکیم صاحب کی تحریک کے باعث جرأت ہوئی، اور میں ۲۶ جون کو معہ منشی غلام غوث صاحب پول سے سکندرآباد پہنچ گیا۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے حکیم صاحب نے تقریر کا انتظام کر رکھا تھا، پہلے تو آپ نے مجھے رؤسائے سکندرآباد سے انٹروڈیوس کرایا، رات کو جامع مسجد فرید آباد میں میری ایک تقریر ہوئی۔ پانچ چھ سو آدمیوں کا مجمع تھا۔ خدا کے فضل سے یہ تقریر اس قدر مقبول ہوئی، کہ لوگوں نے دوسرے دن پھر تقریر کرنے کی استدعا کی، دن کو تو میں حکیم سعید احمد صاحب کے ہمراہ بلندشہر چلا گیا، اور وہاں معززین شہر بالخصوص ایڈیٹر صاحب اخبار نوید بلندشہر سے انسداد فتنہ ارتداد کے متعلق تبادلہ خیالات کرتا رہا۔ معززین شہر نے یہ خواہش کی، کہ میں رات کے وقت بلندشہر میں تقریر کروں، مگر حکیم سعید احمد صاحب نے معذرت کی اور فرمایا، کہ آج رات کو سکندرآباد میں تقریر قرار پا چکی ہے۔ اس لئے بجائے آج کے کل رات کو تقریر کا انتظام کیا جائے، سب نے اس سے اتفاق کیا۔ تیسرے پہر ہم سکندرآباد واپس ہو گئے۔ اور ۲۷ جون کو نماز عشاء کے بعد جامع مسجد میں تقریر ہوئی، تقریر کے وقت ڈیڑھ ہزار کا مجمع تھا، جس میں ہندو صاحبان کی کثرت سے شامل تھے، یہ تقریر آریہ مذہب کے بالمقابل اسلام کی فضیلت پر تھی، تقریر کوئی ڈھائی گھنٹہ تک جاری رہی، اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدر مقبول ہوئی، کہ مسلمان تو مسلمان ہندوؤں تک نے پسند کی، ۲۸ جون کو ہم بلندشہر پہنچے، سکندرآباد سے بلندشہر ۱۱ میل کے فاصلے پر واقع ہے، ہم نے تو یکے کے ذریعے سے سفر طے کیا، مگر اکثر لوگ صرف تقریر سننے کے لئے سکندرآباد سے بلندشہر تک پیدل گئے، ہمارے پہنچنے سے پہلے پہلے سب انتظام مکمل ہو چکے تھے، یہ تقریر پبلک پلیٹ فارم پر ہوئی۔ شاخ جمعیت العلماء بلندشہر کی طرف سے اس کا انتظام ہوا تھا، اگرچہ تقریر نہایت وسیع جگہ میں تھی، تاہم اس قدر انبوہ خلائق تھا، کہ لوگوں کو بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ملی، انہیں گھنٹوں کھڑے ہونا پڑا۔ اس پر طرہ یہ کہ گرمی کی شدت بھی کمال کی، باوجود اس کے کہ جمعیت بلندشہر کی طرف سے پنکھوں کا کافی انتظام تھا، مگر بھی گرمی سے دم گھٹا جاتا تھا، تاہم سب نے تقریر کو نہایت سکون و اطمینان سے سنا۔ یہ تقریر اس مضمون پر تھی، کہ آیا اسلام فطرت انسانی کے مطابق ہے یا آریہ مذہب، اور کہ ایک ہی الہام انسانی ضروریات کے لئے کافی ہو سکتا ہے یا نہیں، ایک بجے یہ تقریر ختم ہوئی، بعض لوگ تو اسی وقت پیدل راستہ طے کر کے سکندرآباد پہنچے، اور بعض بلندشہر ہی میں شب باش ہوئے، ہم ۲۹ جون کو بلندشہر سے سکندرآباد پہنچے، اور ایک دو گھنٹہ قیام کرنے کے بعد موضع تل کی طرف روانہ ہو گئے، موضع تل سکندرآباد سے ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، اس گاؤں میں مسلمان راجپوت آباد ہیں، پیرجی عبدالغفور صاحب نے یہاں پر میری تقریر کا انتظام کیا ہوا تھا، اور گرد و نواح کے مسلمان راجپوتوں کو بھی اس تقریر کے سننے کے لئے مدعو کیا تھا، اس تقریر میں گرد و نواح کے آٹھ دس دیہات کے مسلمان راجپوت شریک ہوئے، اور سکندرآباد سے اکثر آدمی جن میں بعض گریجوایٹ بھی تھے، مشتاقانہ طور پر پیدل راستہ طے کر کے موضع تل میں پہنچ گئے تھے، تقریر کے وقت ڈیڑھ ہزار کے قریب مجمع ہو گیا۔ اور ایک معمولی سے گاؤں میں اتنے بڑے مجمع کا ہو جانا عجائبات میں سے تھا، اس تقریر کی شہرت سنکر اکثر آریہ صاحبان بھی شریک مجمع ہوئے، یہ تقریر شدھی کی حقیقت اور راجپوتوں کے خاندانی خصائص اور ان کے آباؤ اجداد کے وجوہات قبول اسلام اور فتنہ ارتداد کی حقیقت پر تھی۔ مستورات بھی اپنے اپنے کوٹھوں پر بیٹھ کر اس تقریر کو سن رہی تھیں، تین گھنٹہ تک یہ تقریر جاری رہی، یہ تقریر بھی خدا کے فضل سے مقبول ثابت ہوئی۔ امید ہے۔ اس تقریر کا اثر داوری کی پنچایت پر اچھا پڑے گا۔ کیونکہ لوگوں نے خاتمہ تقریر پر پنچایت کو ناکامیاب کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اور صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے گا۔ ہم کسی مسلمان کو آریہ پنچایت میں شامل نہیں ہونے دیں گے،

بلندشہر میں کچھ آریوں کی طرف سے ایک تحریری چیلنج بھی ملا تھا، میں نے منظور کر لیا۔ مگر آریوں نے مقابلے میں آنے سے راہ فرار اختیار کی۔

آج ۳۰ جون کو سکندرآباد میں پھر تقریر ہو گی۔ کوائف بعد میں ارسال کروں گا،

سکندرآباد میں تبلیغ اسلام

منشی غلام غوث صاحب لکھتے ہیں:۔

مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۳ء کو خاکسار اور جناب مولوی عصمت اللہ صاحب سکندرآباد ضلع بلندشہر پہنچے، کیونکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ ضلع بلندشہر میں آریوں نے فتنہ برپا کرنا شروع کیا ہے جناب مولوی صاحب کے وارد پہنچنے پر اہل شہر نے نہایت فراخدلی سے خوشی کا اظہار کیا، جناب حکیم محمد سعید صاحب کے مکان پر قیام کیا گیا، انہوں نے ہمارا اور ہماری جماعت کا تعارف اہل شہر سے نہایت ہی احسن الفاظ میں کرایا، اس کے بعد جناب حکیم سید محمد سعید صاحب ممبر میونسپل کمیٹی و جناب سکرٹری صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ و دیگر معززین شہر کی رائے سے مولوی صاحب کے وعظ کا اعلان کر دیا گیا، جامع مسجد سکندرآباد میں جناب مولوی صاحب نے وعظ فرمایا، مضمون کا عنوان "اسلامی عبادت کا تمدن جسمانی و تمدن روحانی پر کیا اثر پڑتا ہے، اور دیگر مذاہب کی عبادات کا انسان کے تمدن جسمانی و روحانی پر کیا اثر پڑتا ہے"

اس پر تقریباً ۲ گھنٹہ تقریر ہوئی، مجمع تقریباً پانچ چھ سو اشخاص کا تھا، مولانا صاحب کی تقریر سے حاضرین جلسہ محظوظ ہوئے، اور انہوں نے دوبارہ استدعا کی۔ کہ کل پھر ہمیں وعظ فرمانا چاہیئے اختتام تقریر پر جناب مولوی عصمت اللہ صاحب نے ایک ڈیبٹنگ کلب (Muslim debating club) قائم کرنے کی تحریک کی۔ کہ بعض نوجوان تعلیم یافتہ اس Muslim club میں اپنے آپ کو دوسرے مذہب کے مقابلے کے لئے تیاری کرنی چاہیئے تاکہ تمہارے لئے دوسری جگہ سے مبلغ منگوانے کی ضرورت نہ پڑے اور تم خود ہی اس قابل ہو جاؤ، کہ مخالفان اسلام کے اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکو، اور اپنے مذہب کو باصواب پیش کر سکو۔

اس کام کے لئے ایک نوجوان حکیم محمد مسعود عالم صاحب نے اپنے آپ کو پیش کیا، کہ میں اس کام کے لئے تیار رہتا ہوں، اور ان کے ایک اور بھائی [illegible] ہیں، اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا، امید ہے کہ یہ کلب قائم ہو کر آئندہ کے لئے فتنہ ارتداد کے انسداد کا کام کرے گی۔

علی الصبح دو آریہ صاحبان جو گرد و کل سکندرآباد کے کچھ ویسیر تھے حکیم صاحب کے مکان پر تشریف لائے، ان سے معلوم ہوا کہ موضع داوری میں گوجروں کی پنچایت ہو گی، جس میں سوامی شردھانند و مہاشہ رامچندر بھی شامل ہوں گے، اور کچھ سوال و جواب کے لئے بھی وقت رکھا جائے گا، لوگوں نے مولوی صاحب سے اس پنچایت میں شمولیت کی استدعا کی، یہ پنچایت ۳۰ جون یکم و ۲ جولائی یعنی تین دن رہے گی۔ سو یہ ٹھیرا کہ موضع تل سے فارغ ہو کر ہفتہ کے روز داوری پہنچیں،

صبح ہم لوگ حکیم محمد سعید صاحب کے ارشاد کے مطابق آپ کے ساتھ بلندشہر پہنچے، وہاں کئی ایک معززین سے ملاقات ہوئی

دن بعد دفتر اخبار نوید بلند شہر میں قیام کیا، ایڈیٹر اخبار نوید بلند شہر سے دیر تک مولوی صاحب تبادلہ خیالات کرتے رہے، معززان بلند شہر نے استدعا کی کہ آج مورخہ ۲۷ جون شام کے وقت بلند شہر میں وعظ فرمائیں - چونکہ اس رات کو دوبارہ سکندر آباد میں وعظ کا اعلان ہو چکا تھا، لہذا ۲۸ جون کو شام کے وقت وقت سفر کیا گیا۔ اس کے بعد بلند شہر سے واپس آ گئے، اور رات کو جامع مسجد میں پھر وعظ فرمایا۔ مضمون کا عنوان "مذہب اسلام کا دیگر مذاہب سے مقابلہ" تھا، حاضرین کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی، جس میں بعض ہندو احباب بھی شامل تھے، جناب مولوی صاحب کی تقریر نے ایک رنگ جما دیا، اور حاضرین پر عالم وجد کا سماں بندھ گیا۔

ہمارے کام میں جناب حکیم محمد سعید صاحب نے نہایت ہی فراخدلی سے مدد دی، اللہ تعالے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نہایت ہی شریف النفس اور اعلےٰ پایہ کے انسان ہیں۔ اور شہر میں ان کی نہایت عزت و اقتدار ہے۔ اللہ تعالے آپ کی اس عزت و اقتدار میں روز افزوں ترقی دے، آمین، والسلام۔

مولوی عبد الحق صاحب پشاور میں

(شیخ ہدایت اللہ صاحب لکھتے ہیں) مولوی صاحب کے چھ لیکچر شہر پشاور اور صدر بازار میں بڑی کامیابی سے ہوئے دو لیکچر سر بازار شہر پشاور قاسم علیخان صاحب کی مسجد میں، اور دو اسلامیہ کلب کے بڑے ہال میں ہوئے۔ سامعین کا اسقدر ہجوم تھا کہ لوگ پروانہ وار سننے کے مشتاق تھے۔ ہال اور مسجد کھچا کھچ بھر جانے کے علاوہ بڑے بازار قصہ خوانی میں بڑی بڑی سو سو گز کی چٹائیاں بچھا کر لوگ بیٹھے ہوئے تھے بہر حال اہل پشاور نے جو کہ فرانٹیر کا ایک ناکہ اور شہر سبز اہل اسلام کے نام سے مشہور ہے مولوی صاحب کے لیکچروں کو زینت دینے اور کامیاب بنانے میں بلا امتیاز مذہب و ملت کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ خصوصاً ہمارے چند نوجوان خلافت کمیٹی پشاور کے ممبرن نے و والنٹیر بنکر مولانا موصوف کی خصوصاً اور مخلوق خدا کی عموماً جملہ ضروریات کے مہیا کرنے اور استعمال میں بڑی امداد کی ہے جسکے لئے وہ خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

۲۵ - ۲۶ جون کو صدر بازار کا لیکچر تجویز ہوا۔ مگر صدر بازار میں چونکہ بوجوہات چند در چند مسلمانوں کا آج تک کبھی لیکچر نہیں ہوا تھا۔ اسلئے میرے لئے اس صدر کے ساتھ بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں۔ اول اول میرے چند احباب نے محض نیک نیتی اور کسی خاص مصلحت کی بنا پر میری سخت مخالفت کی اور کہا کہ چونکہ یہ فرانٹیر اور چھاونی ہے۔ اسلئے علاوہ اسکے کہ یہ ایک فضول کار ہے جس سے کوئی احسن نتیجہ مترتب ہونیکی امید نہیں بغیر اجازت حکام وقت کے مناسب نہیں چونکہ میں صدر میں اپنی رائے کا اکیلا اور یہ سارا بوجھ برداشت کرنے کے ناقابل تھا۔ خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے میری امداد کے لئے تین نوجوان صالح لڑکے تیار کر دئے چنانچہ ہم نے باہم مشورہ کرکے جناب کنٹونمنٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر کی خدمت میں مولوی عبد الحق صاحب کے دو لیکچروں کے لئے دو روز کی درخواست لکھی - اول اس درخواست پر برادرم مشتاق حسین صاحب نے جو ایک صالح نوجوان ہے - اور اسلام کی خدمت میں تن من دھن سے ہر وقت تیار رہتا ہے (خداوند کریم اسکا حامی اور ناصر ہو) اور بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے، جناب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس سے اسی درخواست پر دو لیکچروں کے لئے منظوری لی جس پر جملہ افسران مندرجہ بالا نے نہایت کشادہ دلی اور دوست نظمی سے بلا چون وچرا درخواست پر حکم لکھ دیا کہ ہمکو کوئی اعتراض نہیں - اس منظوری کے بعد درخواست مذکور ایک دفعہ پھر مسلم ایسوسی ایشن صدر بازار میں پیش ہوئی۔ چونکہ لیکچر کے لئے ایک بڑے وسیع میدان کی جو کہ صدر بازار میں واقع ہے اجازت لی گئی تھی کمیٹی میں بڑی مخالفت اور بحث مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ قرار پایا کہ یہ لیکچر بجائے اس میدان کے سیٹھ کرمت اینڈ سنز کی کوٹھی کے صحن میں ہو جو کہ اس میدان سے کچھ کم نہیں مگر یہ مخالفت اور تبدیلی مکان ہمارے لئے ایک رحمت اور آرام کا موجب ہوا کیونکہ اس میدان کے لئے جس بھائی نے جملہ فرش فروش و دیگر انتظام کا ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اس نے وقت پر خدا معلوم کیوں کچھ سرد مہری اور پہلو تہی کر دی - خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اگر یہ مخالفت ہوکر سیٹھ کرمت اینڈ سنز کی کوٹھی تجویز نہ ہوتی تو علاوہ ہم پر ہنسی مخول ہونے کے ہماری ساری محنت اکارت جاتی - اور ہم صدر اور شہر میں نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے۔ مگر چونکہ ہماری کوئی ذاتی غرض نہ تھی بلکہ محض اللہ تعالے کا جلال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور عزت دنیا میں قائم کرنا تھی۔ اسلئے خداوند کریم نے ہماری امید سے بہت زیادہ نصرت اور دستگیری فرمائی۔ میں نے مالک کوٹھی سیٹھ عبد الرؤف صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا۔ سیٹھ صاحب نے خدا ان کو جزائے خیر دے - اور جملہ آفات سے اپنے امان میں رکھے نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے مجھے تسلی دی اور اسی وقت اپنے تمام بچوں اور ملازموں کو حکم دیا کہ سب کام چھوڑ دو اور تمام صحن اور برآمدہ وغیرہ کا سامان ایک طرف جمع کرکے صاف کرو۔ چنانچہ ایک گھنٹہ میں سب جگہ صاف کرا کر بکثرت پانی چھڑکاؤ کرایا گیا۔ اور تمام صحن وغیرہ میں بجائے دریوں کے تخمیناً پچیس تیس ہزار روپیہ کے قالینوں کا فرش بچھا دیا گیا۔ چاروں طرف فرش سے ایک لائن کرسیوں کی لگائی گئی اور وسط صحن میں جناب مولوی عبد الحق صاحب کے لئے ایک تخت بچھایا گیا جس پر ایک پانسو روپیہ کا ایرانی قالین زیب تخت تھا - کوٹھی میں مسجد اور ٹھنڈا چاہ موجود تھا۔ ادھر مشتاق حسین صاحب نے ایک گاڑی کیلے اور کھجور کی سبز شاخیں منگوالیں جن کو ان ہر چہار صالح نوجوانوں نے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ نہایت محنت اور جانفشانی سے دروازہ تیار کرایا اور شیخ عبد الرحمن صاحب نے جو کہ ایک اہلحدیث مگر نہایت نیک اور متقی آدمی ہیں۔ اپنے ایک دوست سمندر خان صاحب کی امداد سے ایک نہایت خوبصورت بورڈ تیار کرکے اس پر نہایت خوشخط مندرجہ ذیل عبارت لکھ کر سیٹھ صاحب کی کوٹھی کے باہر کے بڑے دروازہ پر جو کہ سبز پتیوں اور شاخوں سے آراستہ تھا لٹکا دیا۔ "لیکچر مولوی عبد الحق صاحب برحقانیت اسلام اور ویدک دھرم کے عقائد پر آج ۶ بجے شام سے شروع ہوگا۔ لیکچر گاہ میں بڑے بڑے قیمتی قالینوں سے آراستہ تھا۔ چاروں طرف چوکیوں کی لائن اور جا بجا بجلی کے پنکھے لگائے گئے تھے۔ جناب مولوی غلام حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ پشاور صدر جلسہ بنا نیکی تجویز کی گئی تھی۔ مگر جناب مولانا کے کسیقدر دیر میں پہنچنے کے باعث بمشورہ جناب سیٹھ عبد الرؤف صاحب - ڈاکٹر سید جمال الدین صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند کلاں صدر تجویز کئے گئے - اور لیکچر تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول اکرم پڑھنے کے بعد ۶ بجے سے شروع ہوکر ساڑھے آٹھ بجے تک نہایت امن سے ہوتا رہا۔ گرمی کی شدت کے باعث مسلمانوں کے لئے سردپانی اور ہندو برادران وطن کے لئے مشتاق حسین صاحب نے اپنی فیکٹری سے چند درجن لیمونیڈ کی بوتلیں منگوا کر تواضع کی اور لیکچر بخیر و خوبی نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا اور دوران لیکچر میں ایک پنڈت صاحب جن کی عمر ساٹھ سال سے اوپر ہے معہ اپنے شاگرد کے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اللہ تعالے ہر دو صاحبان کو استقامت عطا فرمائے آمین۔

اب دوسرے روز ۲۶ جون کا لیکچر اپنی شان و شوکت میں ایک عجیب نرالا اور اہل پشاور اور صدر کے لئے ایک یادگار رہیگا۔ اسقدر مخلوق چار بجے شام سے آنا شروع ہوئی کہ ۵ بجے تمام کوٹھی اور صحن وغیرہ بلکہ باہر دروازہ تک تل دھرنے کی جگہ نہ رہی لیکچر ٹھیک پانچ بجے شروع ہوا۔ باوجود ہمارے مکمل انتظام کے خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب اور قرآن کریم کی صداقت اور جلال ظاہر کرنے کے لئے ٹھنڈی ہوا اور آسمان کو حکم دے دیا کہ ابر کا سایہ کرے - چنانچہ ۲۵ اور ۲۶ جون کو خاصکر لیکچر کے وقت ٹھنڈی ہوا اور ابر کا سایہ رہا۔ صرف یہ آسمانی امداد ایک حق جو کے لئے کافی سے زیادہ نشان ہے۔ مولانا صاحب کا سادہ مگر مدلل آسمانی کتب، سائنس اور فلسفہ کے حوالجات سے لیکچر کیا تھا - ایک صوفیہ کرام کی مجلس تھی صدر لیکچر بڑے نزدیک کرسی پر رونق افروز تھے - محویت اور لیکچر کے سننے کا اسقدر اشتیاق تھا کہ صدر صاحب کو ہرگز ایک دفعہ بھی ساتھ لیکچر میں جو کہ ۳ - ۵ گھنٹہ تک برابر ہوتا رہا - لوگوں کو خاموش وغیرہ کرانیکی تکلیف گوارا نہیں پڑی - ہاں دوران لیکچر میں ایک آریہ صاحب نے کچھ دو معمولی اعتراض کئے جس کا جواب مولوی صاحب نے اسوقت اسقدر دندان شکن دیا کہ پھر دوبارہ ان کو جرأت نہ ہوئی - مگر چند ایک آریوں نے کہا کہ ہم ان اعتراضات کا جواب کل اپنے مندر میں جو کہ ہماری لیکچر گاہ کے بالمقابل ہے دینگے - چنانچہ بعد لیکچر ہماری طرف سے وقت و شرائط وغیرہ طے کرنیکے لئے مندر میں معہ میر مدثر شاہ صاحب کے چند آدمی گئے - مگر آریہ صاحبان نے کہا کہ چونکہ یہ سرحد اور چھاونی ہے اسلئے ہم اس جگہ مباحثہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے - بعد ازاں دو تین روز تک بہت کچھ پیچ و تاب کھاتے رہے اور طرح طرح کی بے پر کی خبریں اڑاتے رہے کہ مولوی صاحب کی زبان بندی ہو گئی ہے - مولوی صاحب کو ۲۴ گھنٹہ کا نوٹس دیا گیا ہے کہ پشاور سے چلے جائیں - معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ برادران وطن نے ایک بڑی سخت رپورٹ حکام وقت کو مولوی صاحب کے برخلاف کی ہے - مگر چونکہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر بڑے عقلمند - دور اندیش اور فہمیدہ افسر ہیں - انہوں نے رپورٹ مذکور کو غلط اور خلاف واقعہ سمجھکر ردی کی ٹوکری میں ڈالدیا۔

فتنہ ارتداد اور صوفیائے کرام

کفر اسلام سے درپے انتقام ہے، باطل نے حق کو اعلان جنگ دے دیا ہے ظلمت نور پر غالب آنا چاہتی ہے، ابنائے کفر نے ہندوستان بھر کے لئے شدھی سبھا قائم کی ہے، تاکہ ہندوستان کے سات کروڑ کے قریب فرزندان اسلام کو خاکم بدہن مرتد بنا کر ہندوستان میں ہمیشہ کیلئے اسلام کو فنا کر دیں۔

کفر آمادہ ہے پھر تجدید بدعت کے لئے

دہلی - آگرہ، متھرا وغیرہ اور ان کے اطراف میں فتنہ ارتداد کے شعلے اٹھ رہے ہیں۔ اور قصر اسلام کے بام و در کو جلا دینے کی دھمکی دے رہے ہیں، چار لاکھ فرزندان اسلام کو جو بلحاظ عقاید و اعمال کے کمزور ہیں، کوشش کی جا رہی ہے، کہ کھینچ کر ارتداد کے آتشکدہ میں ہمیشہ کے لئے ڈال دیا جائے۔ اور اس طرح اسلام کے قلب پر ایک کاری ضرب لگائی جائے اس کے بعد مجروح اور درد مند اسلام کو زار و نزار بنا کر اور سسکا سسکا کر ہندوستان میں فنا کر دیا جائے۔

یہ فتنہ یعنی فتنہ ارتداد چودھویں صدی کے نہایت عبرتناک فتنوں میں سے ایک ہے، اپنے ہولناک اثرات کے لحاظ سے کوئی معمولی چیز نہیں ہے مسئلہ ارتداد در اصل ہندوستان میں دشمنان اسلام کی تعداد جو پہلے ہی سے بہت زیادہ ہے اور مسلمان جو اعداد و شمار میں پہلے ہی سے کم ہیں اور بھی کم ہو جائیں گے،

بہت سے سادہ لوح مسلمان اس معاملہ کو ایک معمولی بات خیال کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ حد درجہ کے ناعاقبت اندیش ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ ملکانوں کے ایک حصہ کے جو سچے مسلمان نہیں ہیں مرتد ہو جانے سے اسلام کا کوئی نقصان نہیں: اول تو یہی ان کی سخت غلطی ہے، جو ملکانوں کو اس قدر سبک خیال کرتے ہیں - وہ لاکھ ناقص سہی ہیں، تو مسلمان ایک نالائق سے نالائق مسلمان کا بھی اسلام کی فرزندی سے نکل جانا اسلام کے لئے صدمہ عظیم کا باعث ہے، دوم یہ کہ یہ خیال کرنا کہ اس فتنہ کا اثر ملکانوں تک محدود رہیگا، انتہا درجہ کی ناعاقبت اندیشی ہے، اس سلسلہ میں امور مفصلہ ذیل از بس قابل غور ہیں:-

(۱) ملکانوں کی قوم ایک طاقتور اور بارسوخ قوم ہے، جن مواضعات میں یہ آباد ہے، وہاں اس کا خاص اثر ہے، اور ان کی اکثر یہی قوم ہے، دیہات اور قریات میں گاؤں کا مالک بمنزلہ ایک آزاد حکمران کے ہوتا ہے، اور اکثر جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور دوسروں سے کرواتا ہے، اب خیال فرمائیے کہ اگر خدانخواستہ ملکانے مرتد ہو گئے - تو ان مسلمانوں کی جو ان کے علاقوں میں آباد ہیں، اور رعایات میں ان سے ہر طرح کمزور ہیں - وہ کیسے کیسے دینی و دنیاوی خطرات میں محصور ہو جائیں گے - کہ ان کی عافیت تنگ ہو جائے گی، اور ان کا مسلمان رہ کر زندہ رہنا دشوار ہو جائے گا،

(۲) دنیا کی کم و بیش ہر شے کا دستور ہے - کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہوتی ہے، ملکانوں کا مرتد ہونا دوسرے مسلمانوں کے لئے قطعاً بے اثر نہیں ہو سکتا - جہالت اور نادانی ملکانوں میں خاص نہیں ہے، دوسری مسلمان قومیں بھی اس مرض میں مبتلا نہیں ہیں پھر کیا یہ قرین قیاس نہیں ہے - کہ دوسری مسلمان قومیں بھی ملکانوں کی

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ احباب اپنے اپنے مشاغل دینی و دنیوی میں مصروف ہیں۔

جناب مولوی صدرالدین صاحب کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ آپ بھی خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور تبلیغ و انصرام مسجد میں مصروف ہیں۔ آپ کے رفیق کار مولوی عبدالمجید صاحب جرمن زبان سیکھ رہے ہیں۔ اور اب کسیقدر مہارت پیدا کر چکے ہیں۔

نہایت افسوس ہے کہ ہمارے مکرم و محترم دوست جناب سردار عبدالمجید خان صاحب رئیس کابل جو ایک عرصہ تک لاہور میں اقامت پذیر رہے اور گذشتہ سرما میں اپنے بچوں کو ایف سی کالج لاہور میں داخل کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور پھر کابل واپس تشریف لے گئے تھے۔ کابل میں مرض سرطان میں مبتلا رہ کر راہی عالم بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے اور بڑے ہی مخلص تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آج جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ دوسرے احباب بھی غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

ہمارے مبلغ مولوی محمد یوسف علاقہ ارتداد سے واپس آئے ہیں کل بعد از نماز جمعہ انہوں نے آریوں کی بعض کارروائیوں کو طشت از بام کیا جو وہ اشدھی کے لئے کرتے ہیں۔ آج ہفتہ کی شام کو جلسہ میں بھی آپ اسی موضوع پر تقریر کریں گے اور علاقہ ارتداد کے حالات سنائینگے

تازہ خبریں

امرت سر کے ہندو مسلمانوں میں مصالحت ہو گئی

امرت سر ۳- جولائی آج جناب ڈاکٹر انصاری صاحب اور جناب پنڈت جواہر لال نہرو نے مقامی مجلس کانگرس اور مجلس خلافت کے چند نمائندوں سے ملاقات کی۔

انہوں نے ہر دو فریق کی شکایات سنیں کئی گھنٹہ تک گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا۔ اس امر کی پوری کوششیں عمل میں لائی گئیں کہ باہمی اختلافات دور ہو جائیں اور اتحاد و اتفاق کی روح پیدا ہو۔ ہر دو فریق نے ان باتوں کو تسلیم کرلیا۔ اور خلوص و محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔

آج جناب ڈاکٹر انصاری اور جناب پنڈت جواہر لال نہرو امرتسر سے تشریف لے گئے پنڈت مالویہ ابھی یہیں مقیم ہیں۔ آپ کا ارادہ ہے کہ ہندو مسلم اختلافات کو بالکل مٹا دیں۔

بلدیہ فیروز پور کے چھ ہندو ارکان مستعفی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ فیروز پور کے میونسپل کمیٹی کے سات ہندو ارکان سے چھ اصحاب مستعفی ہو چکے ہیں۔

فتنہ ارتداد کی روک تھام کیلئے منظم کوشش

آگرہ ۔۔ ۴ جولائی۔ عالیجناب خان بہادر مرزا قاسم بیگ صاحب چغتائی پنشنر ڈپٹی کلکٹر کی صدارت میں مختلف حصص ملک کے مقتدر اکابر اہل اسلام کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں قرار پایا کہ ایک مرکزی جمعیت تبلیغ اسلام قائم کی جائے۔ جس کا صدر مقام آگرہ ہو۔ عالیجناب سر رحیم بخش صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای سابق صدر کونسل بہاولپور صدر جمعیت منتخب کئے گئے۔ کنور عبدالوہاب خان صاحب رئیس مراک نائب صدر مقرر ہوئے۔ میر غلام بھیک صاحب نیرنگ۔ جنرل سکرٹری خان بہادر مرزا قاسم بیگ صاحب چغتائی خزانچی قرار پائے حسب ذیل قرار داد متفقہ منظور کی گئی۔

ہرگاہ کہ چونکہ آتش ارتداد اضلاع آگرہ متھرا وغیرہ میں مشتعل ہے جسے فرو کرنے میں بعض انجمنیں مصروف عمل ہیں۔ لیکن ان انجمنوں میں کوئی اتحاد عمل نہیں ہے۔ ان کے طریق کار میں یک رنگی مفقود ہے تصادم اور اختلافات نمایاں ہیں مجلس ہذا کی رائے میں تبلیغ اور دیگر ہمدردان اسلام کی تمام کوششیں ان انجمنوں میں اتحاد عمل پیدا نہ کیگئی اور منظم نہ ہو سکیں۔ فتنہ ارتداد ہی کہ بھڑکتے جا رہے ہیں۔ صرف متھرا وغیرہ تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ ملک کے دیگر حصص بھی ان کی لپیٹ سے محفوظ نہیں ہیں۔

اس آتش ارتداد کو فرو کرنے کے لئے ایک مضبوط و مستحکم جماعت کی سخت ضرورت لاحق ہے۔ لہذا قرار دیا جاتا ہے کہ ایک مرکزی جماعت قائم کی جائے جس کا نام "جمعیت تبلیغ اسلام" ہوگا۔

جمعیت کے اغراض و مقاصد

اس جمعیت کے تحفظ و تبلیغ اسلام ہوگا۔

ضروری سرمایہ فراہم کرنے کا کام شروع کرنے کے لئے فوری تدابیر اختیار کی جائیں۔

وہ تبلیغی انجمنیں جو جمعیت مرکزیہ سے ملحق ہونا چاہتی ہوں۔ الحاق کی درخواست کریں۔ (غلام بھیک نیرنگ)

لالہ لاجپت رائے کا ذکر خیر

سوالات کے وقت سر میلکم ہیلی نے بیان کیا کہ علالت کی وجہ سے لالہ لاجپت رائے کی رہائی کا مطالبہ حکومت پنجاب سے کیا کیا جاتا ہے۔ حکومت ہند کو لالہ لاجپت رائے کی طرف سے کوئی معروضہ موصول نہیں ہوا ہے جس میں باقی میعاد سزا کی معافی کے لئے درخواست کی گئی ہو۔ ان کا طبی معائنہ کیا جا چکا ہے۔ تاہم اس امر کے باور کرنے کے لئے وجوہ موجود ہیں کہ ان کا مرض تپ دق نہیں ہے۔ لالہ جی حسب معمول قابل اطمینان خوراک کھا رہے ہیں جیل خانہ میں آپ کا وزن بقدر چار پونڈ بڑھ گیا ہے۔

اضافہ محصول نمک کے خلاف احتجاج

الہ آباد۔ ۴ جولائی۔ جریدہ "لیڈر" کو معلوم ہوا ہے کہ کانپور کے رائے بہادر لالہ بشمبر ناتھ نے مجلس وضع قوانین ہند کی رکنیت سے اضافہ محصول نمک کے خلاف بطور احتجاج استعفے دیدیا ہے۔

خاقان چین کے محل میں آگ

پیکن۔ ۳- جولائے۔ خاقان چین کے محل میں پچھلے دنوں آگ لگی تھی۔ اس آتشزدگی کے شبہ میں خواجہ سرا اور اس کے سات ماتحت گرفتار کئے گئے ہیں۔

لالہ امرناتھ بی اے امرتسری کو ۲ سال کی سزا

لالہ امرناتھ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی امرتسری پر یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ انہوں نے ایک بیمہ کمپنی کو دھوکہ دیا ہے۔ اس مقدمہ میں حکم سنا دیا گیا اور لالہ صاحب کو دو سال قید سخت کی سزا ملی ہے۔

اخبار "ہند" لندن کو ایک ہزار کی امداد

جریدہ "بنگالی پردیسی" رقمطراز ہے کہ گردوارہ پربندھک کمیٹی نے اخبار "ہند" لندن کو ایک ہزار روپیہ بطور امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

مرکزی جمعیتہ تبلیغ اسلام کے قیام کا فیصلہ نہیں ہوا

دہلی۔ ۴ جولائی۔ زمیندار نے اپنی اشاعت ۵ جولائی میں جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ کا ایک پیغام خصوصی شائع کیا ہے جس میں جناب میر صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ ملت اسلامیہ کے چند عمائد اکابر نے مرکزی جمعیتہ تبلیغ قائم کی ہے۔ اور اس جمعیت کے عہدہ داروں کا انتخاب بھی عمل میں آچکا ہے۔ یہ بیان حقیقت سے بعید رکھتا ہے۔

مولانا مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب نے ۳۰ جون کو جو جلسہ منعقد کیا تھا اسمیں جمعیتہ تبلیغ اسلام کے قیام کے متعلق کوئی قرارداد منظور نہیں کی گئی۔ ہمارے پاس جناب خان بہادر مرزا قاسم بیگ صاحب کا ایک تحریری بیان موجود ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ جمعیتہ تبلیغ اسلام کے قیام کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا مفصل کارروائی عنقریب شائع کی جائے گی۔

عبدالحلیم ناظم شعبہ اشاعت جمعیتہ العلماء ہند

پرانی کتابوں کی گراں قدر قیمت

لندن - ۲۰ جولائے - سوتھیاسے میں انیس پرانی کتابیں نیلام کی گئیں - ۵۰ منٹ کے اندر اندر سب کتابیں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں - تمام کتابوں کی قیمت چھبیس ہزار پانچ سو پچاس پونڈ موصول ہوئی ہے۔

مجلس مصالحت لوزان

لوزان ۱۵ جولائے - دول متحدہ نے غازی عصمت پاشا کے مکتوب کا جواب دیدیا ہے - یہ جواب کل بذریعہ پیغام برقی ارسال کروا گیا - اس مکتوب میں دول متحدہ نے مان لیا ہے کہ باقی سوالات پر بحث و تمحیص کا سلسلہ عنقریب شروع کردیا جائے گا - صرف ہدایات کا انتظار ہے -

دونوں طرف سے ہدایات موصول ہونے کے بعد ہی سلسلہ مذاکرات شروع کیا جائے گا -

تھریس میں ترکی کی توپیں

لندن ۲- جولائی - دارالعوام میں مسٹر نوئیل بکسٹن کے سوالات کے جواب میں مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے کہا کہ دول متحدہ کے افسران مقیم قسطنطنیہ نے میثاق ثانیہ کی خلاف ورزی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے کیونکہ تھریس میں ترکی توپوں کی موجودگی میثاق کی صریح خلاف ورزی ہے -

حکومت ترکی نے متعدد بار دول متحدہ کو یقین دلایا ہے کہ وہ میثاق سے سرمو تجاوز نہیں کرتی ہے

دول متحدہ کے حکام مقیم ترکی کوشش کرینگے کہ آیندہ میثاق کی بہتر تعمیل ہوا کرے -

تربت حیدری کا زلزلہ

لندن ۵ جولائی - برطانی وزیر مقیم طہران کے پیغام برقی کے جواب میں لارڈ ولنگڈن صدر جمعیتہ ایران نے تربت حیدری کے ستم رسیدوں کی امداد کے لئے عوام سے استدعائے اعانت کی ہے -

ہندو مسلم کشیدگی کو دور کرنے کیلئے ایک اور کمیٹی

ممالک متحدہ کی کانگرس کمیٹی نے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال ستیہ گرہ کرنے کے لئے ناگپور میں قومی علم کے متعلق جو جدوجہد ہو رہی ہے اسے پوری قوت کے ساتھ مدد دینی چاہیئے - ہندو مسلم کشیدگی کو دور کرنے کے لئے سات آدمیوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جسمیں پنڈت جواہر لال نہرو ۔ بابو پرسوتم داس ٹنڈن ۔ مولانا آزاد سبحانی ۔ مسٹر شیروانی وغیرہ شامل ہیں - اس کمیٹی کا پہلا اجلاس آگرہ میں ہوگا جو ہندو مسلم کشیدگی کا مرکز ہے -

مہینۃ المسیح لاہور یوم منگل مورخہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۴۱ سنہ ہجری مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۲۳

فتنۂ ارتداد اور صوفیائے کرام

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سرآمد صوفیائے کرام سلطان الاولیا سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ العزیز کی ذات ملاصفات سے ہندوستان میں اسلام کو جو وسعت اور ترقی ہوئی وہ کسی قاہر یا شہنشاہ اسلام کی پرہیبت طاقت سے بھی نہیں ہوئی۔ آپ ایک خدائی سرچشمہ فیض تھے کہ آپ کے فیض یافتگان اور آپ کے سلسلہ میں حضرت قطب الاقطاب قطب الحق والدین سید نا بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الاسلام سیدنا فرید الملت والدین شکر گنج۔ حضرت سیدنا علاء الحق والدین علی احمد صابر اور حضرت سیدنا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے پاک اور برگزیدہ نفوس ہوئے جو خود بھی رشد و ہدایت اور فیض و برکت کے سرچشمہ تھے۔ اور جن کی ذات مقدسہ سے ہندوستان میں اسلام کو بیحد شیوع ہوا، یہ انہیں صوفیائے کرام کا دل تھا کہ بے یار و مددگار، بے حربہ ہتھیار ہندو راجاؤں کے مقابلہ میں کلمہ حق بلند فرماتے تھے، اور بڑے سے بڑے کفر پرست کے روبرو کفر کو ذلیل اور اسلام کو بلند کرتے تھے۔

حضرت سلطان الہند غریب نواز نے اجمیر شریف میں ورود فرما کر ایک درخت کے زیر سایہ اقامت فرمائی، اس درخت کے نیچے والی اجمیر پتھورا کے اونٹ بندھا کرتے تھے۔ شام ہوئی تو اپنے معمول کے موافق درخت کے نیچے اونٹ آکر جمع ہوگئے، ملازمان راجہ نے آپ سے اور آپ کے رفقاء سے کہا، کہ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھیں گے، آپ لوگ کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ حضرت غریب نواز اپنے رفقا کو لے کر دوسری جگہ چلے گئے۔ لیکن آپ کی کرامت سے اونٹوں کا یہ حال ہوگیا۔ کہ گویا وہ جکڑے ہوئے ہیں۔ نقل و حرکت سے بالکل عاری شتربانوں نے صبح کو اونٹوں کا یہ حال دیکھا تو سمجھ گئے، کہ یہ حضرت کی کرامت ہے، چنانچہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور بہت عاجزی کی۔ تو حضرت نے اونٹوں پر سے اپنے تصرف کو اٹھا لیا،

اس واقعہ سے سبق حاصل کرنے کے بجائے کفار اور بھی حضرت کے درپے آزار ہوئے، اور جمع ہوکر راجہ پتھورا کے پاس گئے۔ اور اس کو مشورہ دیا۔ کہ آپ کو شہر سے نکال دیا جائے، راجہ نے ان کی رائے سے اتفاق کر کے ان کو اجازت دے دی، لیکن وہ حضرت کے سامنے آئے۔ تو حضرت نے آیۃ الکرسی پڑھ کر ان کی طرف مٹی پھینک دی۔ اور وہ محض بے حس و حرکت ہوگئے۔ اور اپنے ارادہ فاسدہ میں کامیاب نہ ہوسکے،

ان کفار کا پیشوا رام دیو مہنت تھا، جو بہت بڑا ساحر اور شعبدہ باز تھا، کفار ایک روز اس کے پاس گئے، اور اس کو لے کر حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت کے رفقا کو تکلیف دینے آئے۔ مگر دور ہی سے تھے۔ کہ ان پر حضرت کی ہیبت طاری ہوگئی، اور رام دیو کا سینہ نور ایمان سے معمور ہوگیا، اور وہ حضرت کے ہاتھ سے مشرف باسلام ہوا، اب وہ بجائے دشمن اسلام کے خادم اسلام تھا، کافروں کے ساتھ حضرت اور حضرت کے رفقا کو ستانے آیا تھا، اب خود کافروں پر پتھر برسا رہا تھا۔

رام دیو کو کھو کر کفار اس سے بھی بڑے ساحر اور شعبدہ باز جیپال کے پاس گئے، اور اس کو لے کر حضرت کے پاس آئے۔ حضرت نے کافروں کو دیکھ کر اپنی جماعت کے گرد خط کا حلقہ بنا دیا، اور فرمایا کہ انشاء اللہ کوئی کافر اس خط سے تجاوز نہیں ہوسکتا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جو کافر خط سے تجاوز کرنا چاہتا، غش کھا کر گر پڑتا، یہ دیکھ کر جیپال کی غیرت جوش میں آئی، اس نے ہرن کی کھال جسے وہ سر پر ڈالے ہوئے تھا، ہوا میں ڈال دی، اور اس پر بیٹھ کر اڑنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت نے اپنے نعلین شریف کو ارشاد فرمایا۔ کہ اس کافر کو مار کر نیچے گرا دو، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت کی جوتیاں جیپال پر پڑنی شروع ہوئیں، اور ایک آن میں اس کو حضرت کی خدمت میں لا کھڑا کر دیا، حضرت کی اس قوت باطنی کو دیکھ کر جیپال حضرت کے دست حق پرست پر مسلمان ہوگیا۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ رائے پتھورا کو شہاب الدین محمد غوری نور اللہ مرقدہ نے شکست دی، اور اس کو گرفتار کر کے قتل کرایا، مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے ساتھ کونسی تیغ اور سپاہ تھی، حضرت نے ہندوؤں کے ساتھ کونسی طاقت کا استعمال کیا تھا۔ جو ہندوؤں نے اور مدلئے پتھورا نے حضرت کے ساتھ ناروا سلوک کیا اور حضرت کے پرامن مشن میں روڑے اٹکائے، ایسی ہی شرارتوں کے عوض ہندوؤں کو اسلامی طاقت کا شکار ہونا پڑا، حضرت خواجہ غریب نواز کے ایک رفیق کو پتھورا کے نوکروں نے ستایا، حضرت نے پتھورا کو لکھا۔ کہ نوکروں کو ہدایت کر دی جائے، کہ آئندہ سے ہمارے رفیقوں کو دق نہ کیا جائے۔ پتھورا نے گستاخی سے کام لیا۔ حضرت نے سنا تو فرمایا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ پکڑ لیا۔ اور اس کو لشکر اسلام کے حوالے کر دیا!! اگرچہ پتھورا محمد غوری نور اللہ مرقدہ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ تو یہ ہلاکت خود اس کی مول لی ہوئی تھی

ہندوستان کے باہر جو صوفیائے کرام ہیں۔ ان میں سیدنا مولانا حضرت محی الملۃ والدین قدس سرہ العزیز خاص [illegible] ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات سے بھی اسلام کو [illegible] ہوا۔ ہندوستان میں حضرت علیہ کی اولاد سے [illegible] بزرگوار اسوہ ہیں، جو ترک وطن کر کے اور مصائب [illegible] کر کے بغرض اشاعت اسلام ہندوستان میں [illegible] اور لاکھوں کفار کو حلقہ بگوش اسلام بنایا۔ حضرت [illegible] اولاد بھی ہندوستان میں کم نہیں ہے جس [illegible] اشاعت اسلام میں خاص حصہ لیا، [illegible] جماعت [illegible] مصطفےٰ بریلی شریف کے اکثر ارکان حضور [illegible] غوث پاک ہی کے فرزندان روحانی ہیں جو [illegible] قابل قدر حصہ لے رہے ہیں،

ان کے علاوہ بے شمار صوفیائے کرام ہیں [illegible] اسلامی کا ہندوستان کا چپہ چپہ معترف ہے، [illegible] حضرت [illegible] زنجانی اور حضرت مخدوم علی ہجویری قدس سرہما [illegible] اسلام سے ہیں، جن کی جدوجہد سے ہزاروں کافروں نے [illegible] قبول کیا، حضرت بدیع الدین قطب المدار نے ہندوستان کے طول و عرض میں چل پھر کر ہندوؤں کی نسبت بڑی تعداد کو [illegible] فرمایا، اور ہندوؤں کے مشہور تیرتھ گاہوں [illegible] کا علم نصب کیا،

حضرت کبیر الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ مشائخ ملتان [illegible] بحوالہ الاخیار الاخیار منقول ہے۔ کہ آپ نے ایک سو [illegible] سال کی عمر پائی۔ تمام عمر طاعت و عبادت اور خدا طلبی [illegible] میں بسر فرمائی۔ کئی ہزار کافر آپ کے ارشاد و ہدایت [illegible] مشرف باسلام ہوئے،

حضرت بو علی شاہ قلندر نے کھتریوں میں اسلام [illegible] فرمائی۔ اور اس قوم کی ایک بڑی تعداد کو حلقہ بگوش اسلام [illegible] شیخ داؤد چینی علیہ الرحمۃ کا مزار پر انوار ہے، آپ کی [illegible] منتخب التواریخ کا چشم دید بیان ہے کہ تیس چالیس [illegible] کی خدمت بابرکت میں رہا، ایسا دن بہت کم ہوتا تھا کہ [illegible] پچاس پچاس ہندو اپنے گروہ کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام نہ ہوتے ہوں، حضرات صوفیائے کرام کی دعوت اسلام کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ [illegible] کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اور وہ تصوف کے [illegible] میں کہاں تک سما سکتا ہے، ان بزرگوں کو اشاعت اسلام [illegible] اس قدر شغف اور غلو تھا کہ انہوں نے اسلام [illegible] اور طریق کے یدتے سے بھی عار نہ کیا، چنانچہ بہت صوفیائے کرام [illegible]

بھیجنے والوں سے ایک روپیہ اور بعد از اشاعت ڈیڑھ روپیہ لیا جائیگا دوسری جلد کاتب لکھ رہا ہے، اگر تین سو احباب مستقل خریداری منظور کر کے ۵ روپیہ فی کس پیشگی بھیج دیں، تو ساری جلدیں جو دو ہزار صفحات سے زائد ہوں گی، ایک سال کے اندر اندر نکالی جا سکتی ہیں، یہ ایک نہایت نادر تحفہ ہے، اور جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی زیارت سے شرف حاصل نہیں کیا۔ وہ آپ کی خدا نما مجلس کا ان ملفوظات کے مطالعہ سے حظ اٹھا سکتے ہیں +

تمام درخواستیں مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر کی جائیں +

اخبار احمدیہ

قاضی مظہر الحق صاحب علاقہ پاول سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحبان اپنا سارا زور اس بات پر خرچ کر رہے ہیں۔ کہ ہمارے مدرسہ کو بند کر دیا جائے، جب گاؤں والوں سے ان کی ایک نہ چلی۔ تو ایک سپہ صاحب کو چڑھا لائے، انہیں بھی گاؤں والوں نے جواب دے دیا، تو اب گاؤں والوں کے تعلق داروں کے پاس تشریف لے گئے ہیں، کہ برادری کا دباؤ ڈال کر مدرسہ بند کرایا جائے، دیکھیں خدا تعالے کہاں تک ان ملاؤں کو ذلیل وخوار کرتا ہے۔ گاؤں والوں نے صاف کہہ دیا، کہ وہ آریہ ہو جائیں گے، لیکن سکول بند ہونے نہ دینگے ہمارا بھروسہ تو صرف اللہ تعالے پر ہی ہے، اور ہمارا کام صرف دعا کرنا ہے، کہ اللہ تعالے ہمارے ان عزیز بھائیوں کی اپنی درگاہ سے خاص مدد فرماوے، جو اپنے اہل وعیال سے دور جنگلوں میں خدمت اسلام میں مصروف ہیں، اور اپنے تقوے اور نیکی کا سکہ یہاں تک لوگوں کے دلوں پر بٹھا چکے ہیں کہ لوگ ان کی خاطر ہر ایک مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں، جملہ احباب باقاعدہ اپنے مبلغین کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں، باہر کا دشمن تو ہمارے نام سے کانپتا ہے، لیکن ہمارے سنگدل ملاں لوگ اور ان کے ہمراہی ہمارے ہر کام میں رکاوٹ ڈالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، اللہ تعالے نے چاہا۔ تو وہ بھی ہر میدان میں ذلیل وناکام ہوں گے۔

ہمارے مبلغین کے چند ایک وفود ایک اہم کام کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں، جملہ بزرگان سلسلہ ان کی کامیابی کے لئے خاص طور پر باقاعدہ دعائیں کرتے رہیں،

میر مدثر شاہ صاحب گیلانی حضرت امیر کے حکم کے ماتحت کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالے ان کے ذریعہ سے اہل کشمیر کے دلوں میں خدمت اسلام کی تڑپ ڈالدے، اور حق کی قبولیت کے لئے ان کے سینے کھولدے،

برادران کشمیر سے ہمیں خاص شکایت ہے، کہ اتنے نوجوانوں کی موجودگی کے باوجود وہ جماعت کی تنظیم کرنے سے غافل ہیں، نظام کے ماتحت کام کرنے سے جو برکات ہوتی ہیں، وہ کسی تعلیم یافتہ سے پوشیدہ نہیں، نری باتیں بنانے سے کوئی قوم نہیں بنتی جب تک کہ اس میں قوت عمل نہ ہو، اور قوت عمل کی برکت اجتماعی رنگ میں معجزنما ہوتی ہے،

مولوی فیروز الدین صاحب کی کوشش سے دو مرتد سکنہ ضلع علیگڈھ ومتھرا دوبارہ ۲۸۔ جون کو موضع اٹے پور میں مسلمان ہو گئے، اول الذکر دہلی میں ملازم ہے،

مولوی ولایت احمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی سکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام علی گڈھ اپنے ضلع میں اشاعت اسلام کے لئے خاص طور پر کوشاں ہیں، اور باوجود سخت گرمی کے دیہات میں دورہ کرکے اپنے ناواقف بھائیوں کو ارتداد کی آگ سے بچانے میں مصروف ہیں اللہ تعالے ان کی کوششوں میں برکت ڈالے، اور ان کی کوششوں کے ذریعہ سے اسلام کو ان کے علاقہ میں پورا پورا غلبہ نصیب کرے، اگر یہ خیال بالکل سچ ہے کہ ایک کی بجائے دو یونیورسٹیاں ہمارے کسی کام نہیں اگر یونیورسٹیوں کے زیر سایہ علاقہ میں اسلام ہی اسلام نظر نہ آئے اور یہ ذرا بھی مشکل نہیں، اگر علیگڈھ کے نوجوان دو دو تین تین ماہ ہر سال اپنے علاقہ میں اشاعت اسلام کے کام پر صرف کریں، اور بزرگان علیگڈھ ایک باقاعدہ نظام بنائے رکھیں،

حضرت امیر کے پہاڑ پر چلے جانے کے بعد سے خان صاحب مصطفٰے خاں بی اے نماز جمعہ پڑھاتے ہیں، اور ہر جمعہ نہایت موثر اور پر معنی خطبات بیان فرماتے ہیں۔ گذشتہ جمعہ آپ نے لیلۃ القدر پر ایک نہایت لطیف خطبہ بیان فرما کر حضرت مسیح موعود کی صداقت پر روشنی ڈالی، (رپورٹر)

جناب مولوی صدر الدین صاحب نے برلن دار الخلافہ جرمنی سے تار دیا ہے کہ وہاں مسجد بنانے کے لئے شہر کے ایک نہایت بارونق حصہ میں اڑھائی ایکڑ زمین ۹۰۰ پونڈ میں خرید کر لی گئی ہے یہ اللہ تعالے کا خاص فضل ہے کہ اس نے مولوی صاحب کی محنت اور تکالیف کو جو اس زمین کی خرید کے لئے اٹھا رہے تھے، بارور کیا، اور نہایت موزوں جگہ پر جو شہر کا ناک کہے جانے کا حکم رکھتی ہے مسجد کے لئے جگہ عنایت کر دی، قبل ازیں اسی جگہ پر رومی گرجے کے بنانے کی اجازت گورنمنٹ سے نہ مل سکی تھی، لیکن چونکہ خدا کو منظور تھا کہ تثلیث کی بجائے یہاں پر توحید کی منادی ہو، اس لئے مسجد کے بنانے کی اجازت مل گئی۔

مولوی صاحب کی دلی آرزو ہے کہ جیسی باموقعہ زمین مل گئی ہے۔ اسی شان کی مسجد بنائی جائے، اس لئے جملہ احباب کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں مسجد کی تیاری کے روپیہ فراہم کرنے کی خاص کوشش کرنی چاہیئے، انشاء اللہ بہت جلد عمارت مسجد کا کام شروع کیا جانے والا ہے، نقشہ جات مسجد تیار ہو کر ٹھیکہ داروں سے گفتگو ہو رہی ہے۔ تاکہ تعمیر کا کام جلد شروع کر دیا جائے۔

دہلی میں مستقل مشن کھولنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، منشی دوست محمد صاحب عنقریب وہاں معہ اہل وعیال تشریف لیجائینگے، اور مشن کے انچارج ہونگے۔ دعا ہے کہ خدا تعالٰی ہماری مساعی کو بار آور کرے، (رپورٹر)

چین میں اسلام کیونکر پھیلا؟

حدیث شریف میں آیا ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّينِ علم کو حاصل کرو خواہ چین ہی سے کیوں نہ حاصل کرنا پڑے۔ اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور دو عالم تحصیل علم کے کسقدر دلدادہ تھے۔ وہاں یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ چین کے ساتھ عرب کے اقتصادی تعلقات زمانہ قدیم سے قائم تھے اور اہل عرب چین کی عظمت وشوکت سے واقف تھے لیکن آج چینی مسلمانوں کے متعلق ہماری بیخبری بے نظیر ہے۔ حالانکہ چین ان ملکوں میں سے ہے جہاں اسلامی مبلغین سب سے پہلے پہنچے۔ مساجد تعمیر کیں، وہاں آباد ہوئے، اور صدہا لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔

مسیحی مبلغین نے آج چین کو اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ چینی اقوام ایک زندہ قوم ہیں اس میں ترقی ورفعت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس کا ماضی نہایت شاندار ہے۔ اور اس کے مستقبل میں بہترین توقعات مضمر ہیں۔ اسلئے وہ چین کو عیسائیت کا علمبردار بنانا چاہتے ہیں لیکن مسلمانوں کو بھی جن کے بزرگوں نے اس سرزمین میں تبلیغ حق کے لئے ہجرت کی۔ اس سے کچھ سبق سیکھنا چاہیئے اور اسلاف کی کمائی کو یوں اپنی آنکھوں کے سامنے غارت ہوتے نہیں دیکھنا چاہیئے +

کہتے ہیں کہ تاریخ درس عبرت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے ہم آج اپنے قارئین کرام کو بتاتے ہیں کہ چین میں ہمارے اسلاف نے کیونکر اسلام پھیلایا ممکن ہے اس سے کچھ سوئے ہوئے دل جاگیں اور مسلمانان چین میں تبلیغ اسلام کی طرف متوجہ ہوں

آنحضرت صلعم کی پیدائش سے صدیوں پیشتر عرب اور چین کے درمیان سلسلہ تجارت قائم تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ۶۲۷ء میں خاقان ٹائی تسانگ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے یہ بتائی کہ عرب میں ایک بزرگ ولی اللہ پیدا ہونے والا ہے جو ایک زبردست اور دولتمند قوم کا بادشاہ ہوگا۔ اور اس سے دوستانہ مراسم پیدا کرنا ہمارے ملک کے لئے بہت نفع بخش ہوگا۔ خاقان نے بہت غور وخوض کے بعد شاہ عرب کی خدمت میں ایک ایلچی روانہ کیا۔

کچھ عرصہ کے بعد عرب سے ایک سفارت آئی۔ وہاب شاہ کی زبانی عرب کا حال، حضرت محمد صلعم کی تعلیم۔ کلام اللہ کا نزول۔ نماز روزہ کے طریقہ اور اسلام کے عقائد سنکر بہت خوش ہوا۔ اس زمانہ سے مسلمانوں کو سیکن اور کینٹن کے اضلاع میں بود وباش کی مسجد بر تعمیر کرنیکی اور تبلیغ اسلام کی اجازت مل گئی ۶۳۲ء میں وہ اپنے وطن کو واپس آیا۔ کچھ دن بعد کلام مجید کی ایک جلد لیکر پھر کینٹن پہنچا، اور چند ماہ بعد وہیں انتقال کیا۔ اس کا مزار اب تک محفوظ ہے اور ہزاروں مسلمان ہر سال اسکی زیارت کو آتے ہیں اسکی وفات کے بعد بھی خلیفہ وقت کے ایلچی وقتاً فوقتاً دربار چین میں آتے رہے۔

۷۵۸ء میں خلیفہ منصور نے چین میں ایک غدر فرد کرنے کے لئے چار ہزار مسلم سپاہ خاقان کی کمک کو بھیجی۔ غدر فرد ہونے پر سپاہیوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور وہیں آباد ہو گئے۔ اسی طرح چنگیز خان کے تباہ کن حملوں کے بعد شام عرب اور ایران کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد چین میں داخل ہو گئی۔ ہر سال نوواردوں اور نومسلم چینی ان کی آبادی کو بڑھاتے جاتے تھے۔ بڑی بحری تجارت ایک حد تک انہی کے قبضہ میں تھی۔ ان میں ہر ایک شخص سردار ہوتا تھا جو انہی میں سے منتخب کیا جاتا تھا۔

علاوہ ازیں حکومت کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ حاکم مقرر کیا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے چینی عورتوں سے شادیاں کر لیں اور ایک حد تک انہیں کے رسم ورواج کے پابند ہو گئے۔

ابن بطوطہ نے ۱۳۴۲ء میں چین کا سفر کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ چین کے بہت سے شہروں میں مسلمان آباد ہیں اور عوام سے علیحدہ رہتے ہیں اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ان کے قاضی ودیگر حکام مخصوص ہیں جو تمام اندرونی معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں۔

آجکل بھی وہاں کے مسلمان دیگر اہل چین سے صورت اور سیرت میں مختلف ہیں۔ وہ عام چینیوں کی نسبت زیادہ پھرتیلے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ ان کی عورتیں گو اتنی لمبی نہیں ہوتیں مگر پھر بھی عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ جسیم اور زیادہ قوی ہوتی ہیں چینی رسوم کی پابندیوں کی وجہ سے ان کے پاؤں بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ رسم ختنہ چینی مسلمانوں میں بھی رائج ہے۔ وہ عموماً کاشتکاری سوداگری اور کاریگری کے پیشے اختیار کرتے ہیں۔ اور صنعت وحرفت کو علم وکمال پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی پوشاک چین کے عام باشندوں کی طرح ہوتی ہے۔ البتہ امام بوقت نماز عربی پوشش میں ملبوس رہتا ہے۔

صرف حلال جانوروں کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ تجہیز وتکفین اسلامی اصول کے مطابق ہوتی ہے۔ گانا بجانا اور سود لینا معیوب سمجھتے ہیں۔ مگر قماربازی کا عیب ان میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ سوائے فوٹو کے ہر قسم کی تصویریں بنانا گناہ سمجھتے ہیں۔ نجوم جادوگری اور خواب کے معتقد نہیں ہیں۔ بہت کم چینی حج کرنے جاتے ہیں چین کے تمام مسلمان اہلسنت والجماعت ہیں۔

جب بچہ چار سال کا ہوتا ہے تو اسے کلام مجید پڑھنا شروع کرایا جاتا ہے۔ اور سات برس کی عمر میں وہ کسی مسجد کے مدرسہ میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ چینی۔ فارسی۔ اور عربی زبانوں پر عبور حاصل کرتا ہے۔ یہ تعلیم اکیس برس کی عمر تک جاری رہتی ہے۔ اسکے بعد اگر طالب علم کو سرکاری عہدہ کی خواہش ہوتی ہے۔ تو وہ ضروری امتحانات کے لئے تیاری کرتا ہے۔ ورنہ کوئی خاص پیشہ اختیار کر لیتا ہے مسجدوں اور مدرسوں کے علاوہ چند دار العلوم ہیں جہاں تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی عربی کی تعلیم ان میں بہت کم ہے۔ انہوں نے کلام مجید کا ترجمہ چینی زبان میں نہیں کیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک غیر زبانوں میں اسکا ترجمہ کرنا بے ادبی ہے۔ البتہ چینی زبان میں چند مستند کتابیں موجود ہیں جنہیں اسلامی اصول کی توضیح کی گئی ہے مگر اسکو بوجہ ادب کے فروخت نہیں کرتے۔ جدید تعلیم ان میں بالکل نایاب ہے۔ اور تعلیم نسواں کا قطعی رواج نہیں ہے۔

اپنی بے تعصبی اور اتحاد کے باعث چینی مسلمانوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو دوسروں کو۔ چنانچہ جو مسلمان مقررہ امتحانوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کو سرکاری منصب دئے جاتے ہیں مسلمان حکام حد درجہ خیر خواہ، بیدار اور منصف مزاج ہوتے ہیں اور عوام انہیں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کسی زمانہ میں شمس الدین یہاں کا گورنر تھا۔ وہ عوام میں ہردلعزیز تھا۔ زراعت اور آبپاشی کے محکمات میں اس نے بہت ترقی کی۔ بڑے بڑے گودام بنوائے جن میں کسانوں کا غلہ محفوظ رہ سکے محافظ مقرر کئے جو سیلاب آنے سے پہلے لوگوں کو مطلع کر دیتے تھے اس نے رعایا کے اطوار ومراسم کی اصلاح کی بھی بہت کوشش کی۔ محتاج خانے اور سرائیں تعمیر کرائیں۔ مدرسے کھولے اور شفاخانے قائم کئے جن میں غریبوں کا علاج مفت ہوتا ہے۔

چین میں سب سے پہلی مسجد وہاب شاہ نے ۱۴۲۸ء میں بنوائی تھی۔ اسکے ایک طرف ۱۲۰ فٹ اونچا گول منارہ تھا۔ اس کی چھت بالکل بودہ معابد کی طرح تھی مسجد ۱۳۴۱ء میں آتشزدگی کی وجہ سے تلف ہو گئی تھی مگر پھر بڑی شان وشوکت کے ساتھ اسی بنیاد پر

کہ خلاف انصاف کارروائیوں میں نابھ کی عدالتوں کے حکم بھی شامل ہیں۔ ان واقعات وحالات سے عیاں ہوجاتا ہے کہ ریاست نابھ کے ارباب حل وعقد اور حکام عدالت نے ریاست پٹیالہ اور اس کے حکام کو نقصان پہنچانے کے لئے عدل حق وانصاف کا خون کیا ہے۔ ریاست [illegible] کے وزیر اعظم اور پولیس کے حاکم اعلیٰ کو ان باتوں کا علم تھا۔ اس پر بحث کی چنداں ضرورت نہیں۔ ایک معاملہ تو صاف اور صریح طور پر مہاراجہ صاحب سے پرزور درخواست کی گئی ہے کہ وہ مقدمہ کی کارروائی بند کردیں یا اسے معرض التوا میں ڈالدیں اور مقدمہ کی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ اس بات کے باوجود غلطیوں کی اصلاح کے لئے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا گیا اور کارروائی جاری رکھی گئی۔

ان چھ مقدمات میں جن کا فیصلہ دربار نابھ کے خلاف ہے اس امر کے کافی ثبوت ملتے ہیں کہ نابھ کی پولیس اور عدالتوں کا مقصد وحید یہ تھا کہ ریاست پٹیالہ اور اسکے حکام پر باقاعدہ منظم حملے کرتے رہیں۔ اس جد وجہد کے لئے آزادی دی گئی۔ دربار پٹیالہ نے بار بار احتجاج کیا۔ اور برطانی حکومت کے نمایندے نے احتجاج کی ہر آواز کو حکومت ہند تک پہنچایا۔ ان آوازوں اور سیاسی افسر کی تحقیقات سے حکومت ہند اس نتیجہ پر پہنچ سکتی ہے کہ اس جد وجہد کو مہاراجہ صاحب نے بنظر استحسان دیکھا ہے اور وہ اس پر صاد کرتے رہے ہیں۔

حکومت ہند کے خیال میں ان مقدمات میں ظلم وناانصافی سے بدتر اور بری بات کوئی نہیں آسکتی کیونکہ انصاف کے پردہ میں ناانصافی اور ظلم روا رکھا گیا ہے۔ حکومت ہند ابھی غور کررہی تھی کہ کیا تدابیر اختیار کرے کہ مہاراجہ نابھ خود بخود ایجنٹ گورنر جنرل کی خدمت میں تشریف لائے اور انہوں نے برضا ورغبت خود چند شرائط کے ماتحت ریاست کے نظم ونسق سے تعلقات منقطع کرنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ حکومت ہند نے اس تجویز کو تسلیم کرنے سے تامل کیا لیکن حالات کا اچھی طرح سے مطالعہ کرنے کے بعد حکومت ہند اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ تجویز منظور کرلی جائے کیونکہ فوری تصفیہ دیگر امور سے کہیں بیش بہا ہے۔

جن شرائط پر مہاراجہ صاحب نابھ کو نظم ونسق ریاست سے تعلقات منقطع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان میں بعض حسب ذیل ہیں:۔

ریاست کا نظم ونسق حکومت ہند کے سپرد کیا جائے گا۔ اور مہاراجہ صاحب باضابطہ طور پر اپنے خلف الرشید کے حق میں دست بردار ہوں گے جن کی عمر اسوقت چار برس کی ہے سن بلوغت پر پہنچکر انہیں نظم ونسق ریاست کے فرائض انجام دینے کا موقعہ ملیگا۔

آیندہ مہاراجہ صاحب حدود ریاست سے باہر رہیں گے۔ دربار پٹیالہ کو معاوضہ کے طور پر ایک اچھی خاصی رقم دی جائے گی۔ نابھ اور دیگر مقامات کو تشریف لیجانے کے لئے مہاراجہ صاحب حکومت ہند سے اجازت حاصل کیا کریں گے۔

مہاراجہ صاحب تاج برطانیہ اور حکومت ہند کی وفاداری اور اطاعت کے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔

مہاراجہ صاحب کا خطاب برقرار رہے گا توپوں کی سلامی بھی اتاری جایا کرے گی۔ اور ریاست کی طرف سے آپ کو وظیفہ بھی ملا کرے گا۔

مہاراجہ صاحب ان شرائط کو تسلیم کرکے مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ حکومت ہند نے ریاست کا نظم ونسق سنبھالا ہے۔ جناب وزیر ہند نے بھی اس انتظام کی منظوری عطا کردی ہے۔

نمک کا محصول منظور ہوگیا

۵ جولائی کو دارالعوام میں پھر بحث وتمحیص شروع ہوئی حزب العمال کی طرف سے اس مضمون کی قرارداد پیش کی گئی تھی کہ وائسرائے نے چونکہ محصول نمک کی تصدیق کردی ہے اسلئے اسکے خلاف بطور احتجاج دفتر ہند کے رقم مطلوبہ میں تخفیف کردی جائے لیکن ۱۴۳ اور ۲۸۴ آرا کے مقابلہ سے یہ قرارداد مسترد ہوگئی۔

رہنمائے عمال مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے دریافت کیا کہ اگر اسمبلی نے سال آئندہ بھی محصول نمک کو دوگنا کرنے کی تجویز کے خلاف رائے دی تو کیا لارڈ ریڈنگ پھر اپنی منظوری ہی سے اسپر منظوری دیدیں گے۔

امال ونسٹرٹن نے جواب دیا کہ اس قسم کا عہد لینا ناممکن ہو

آپ نے اس امر پر تیقن ظاہر کیا کہ اگر چند ہفتے یا چند ماہ بعد آپ کی اس کارروائی کو مناسب نکتہ خیال سے دیکھا گیا تو نہ صرف اسے حق بجانب تصور کیا جائے گا بلکہ سمجھا جائے گا کہ یہ کارروائی نہایت دانشمندانہ تھی اور اس سے اصلاحات کے مقاصد کو مدد پہنچی ہے۔

قبول اسلام

۲۴۔ جون کو پنڈت قادر بخش صاحب کے ہاتھ پر ایک میاں بیوی قوم چمار ساکنہ جبوارہ ضلع اعظم گڈھ مسلمان ہو۔ مرد کا نام اللہ بخش عورت کا نام نوربی بی رکھا گیا۔ خداتعالے استقامت نصیب کرے۔

عربی ڈاک

سر ہربرٹ صموئیل پر قاتلانہ حملہ

سر ہربرٹ صموئیل نائب برطانیہ عظمی متعینہ فلسطین معہ اسٹاف کا ایک صوبہ سے تشریف لارہے تھے کہ موضع تکیل کے قریب بعض نامعلوم لوگوں نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن وہ بال بال بچ گئے اور ان کا ایک نائب قتل ہوگیا۔ دو سپاہی زخمی ہوئے جب اس حادثہ کی اطلاع شام کے محکمہ پولیس کو ہوئی تو اس نے مجرموں کو گرفتار کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ (فتح العرب) (مدینہ)

سواحل اناطولیہ پر خفیہ کشتیاں

بعض مجہول الجنسیت کشتیاں رات کی تاریکی میں ایشیائے کوچک کے سواحل پر خفیہ جارحانہ اقدام کرتی تھیں۔ اور سواحل مذکورہ پر ایسی جماعتوں کو اتارتی تھیں جو ترکی کے اندر فساد وبغاوت اپنا مقصود سمجھتی تھیں۔ حکومت انگورہ نے اس خطرہ سے بچنے کے لئے یہ اعلان کردیا ہے کہ کوئی جہاز غروب آفتاب کے بعد ترکی سواحل کی طرف نہ آئے ورنہ اس جرم کی پاداش میں اسپر گولہ باری کی جائیگی۔ (فتح العرب) (مدینہ)

ادرنہ میں ایک جھڑپ

ادرنہ کا خاص اخبار "ارادہ" اطلاع دیتا ہے کہ چند بلغاری جماعتیں سرحد ادرنہ کو عبور کرآئیں اور سرحد کے نگہبانوں سے ان کا مقابلہ ہوگیا۔ صرف ایک بدبخت مقتول اور ایک زخمی ہوا بقیہ بھاگ گئے۔ ان کی کمین گاہوں سے بہت سی بندوقیں جنگی لباس اور حربی ذخائر ملے ہیں (مدینہ)

مغربی تھریس میں یونانی

ترکی کی ایک تازہ ترین۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ مغربی تھریس میں یونانی مسلمانوں پر ہر قسم کے مظالم توڑ رہے ہیں۔ موثق ذرائع سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شہر اسیجہ کے ماتحت وہاں کے ۲۰ مردوں اور ۱۴ عورتوں کو یونانیوں نے بری طرح ستم بنا رہا ہے۔ (فتح العرب - مدینہ)

ممالک غیر

ترکوں اور یونانیوں کا معاہدہ

لوزان ۷ جولائی - ترکوں اور یونانیوں کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس معاہدہ کے رو سے یونان وہ تمام ترکی جہاز واپس کردے گا جو اکتوبر ۱۹۱۸ء میں مدوس کی عارضی صلح کے بعد ہاتھ لگے ہیں اور غیر مصافی ترکی املاک پر معاہدہ ایتھنز کا اطلاق نہ ہوگا۔

قسطنطنیہ میں پابندیاں

لندن ۱۰ جولائی۔ ٹائمز کا قسطنطنیہ کا نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ ترکی حکام نے غیر ملکی اشخاص کے داخلہ وقیام قسطنطنیہ کے متعلق جو تازہ حکم صادر کیا ہے۔ اسکے متعلق تمام حلقوں کی طرف سے صدائے احتجاج بلند کی جارہی ہے۔

ترکوں نے انگریزوں۔ فرانسیسیوں۔ اطالویوں اور امریکنوں کو اجازت دیدی ہے کہ وہ انگورہ سے اجازت لئے بغیر قسطنطنیہ میں آجا سکتے ہیں۔

مجلس مصالحت لوزان

لوزان ۶ جولائی۔ دول متحدہ کی طرف سے ابھی تک ضروری ہدایات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ اسلئے معاملات میں کوئی تغیر نہیں ہوسکا۔ ترکی وفد کے ایک حصہ کو ترکی واپس چلے آنیکا حکم ملا ہے اب صرف خاص خاص ترکی مندوبین لوزان میں مقیم رہینگے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلسلہ مذاکرات کو بہت جلد ختم کئے جانے پر زور دیا جارہا ہے لیکن یہ بھی عیاں ہے کہ باقی تین مسائل کے تصفیہ کے لئے ترکی وفد کے تمام ارکان کی موجودگی بھی ضروری نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۷

اسلام اور عیسائیت

(۵)

اس مضمون کی گذشتہ اقساط میں ہم نے مسلم ورلڈ کے ایک نامہ نگار کے مضمون پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ حدیث دیگراں یا جگ بیتی تھی۔ لیکن اب ہم اس حدیث دیگراں کے ساتھ سِر دلبراں یا آپ بیتی بھی بیان کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ؎

خوشتر آں باشد کہ سِرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

کا مضمون بھی صادق آجائے

یہ تو مسلم ہے، کہ اس زمانہ میں اسلام اور عیسائیت کی باہمی مذہبی جنگ ہے، کلیسائے عیسائیت چاہتا ہے، کہ تمام دنیا مسیح کے گلے میں شامل ہو، اسلام کے علمبردار خواہشمند ہیں، کہ خدا بزرگ و برتر کی توحید کا غلغلہ اطراف واکناف عالم میں گونجے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سکہ مشرق ومغرب میں چلنے لگے، ایک طرف حضرت پادری زور لگا رہے ہیں، کہ الوہیت مسیح کا مسئلہ تمام دنیا کا مسلمہ مسئلہ بن جائے، دوسری طرف مسلمان چاہتے ہیں کہ توحید باری تمام دنیا کا شعار ہو، غرض یہ حق و باطل کی جنگ ہے، سچ اور جھوٹ کی جنگ ہے، توحید و شرک کی جنگ ہے۔

یہ بھی مسلم ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے، ہر ایک مسلمان اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مکلف ہے، قرآن شریف کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں، مگر ہم صرف ایک ہی آیت پر اکتفا کرتے ہیں، ارشاد الٰہی ہے:۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔

یہاں تمام امت محمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا، کہ تم بہترین امت ہو، کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو، لوگوں کو نیکیوں کی طرف بلاتے ہو، برائیوں سے روکتے اور خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ پس آیت شریفہ میں ہر ایک مسلم پر یہ فرض عاید کیا گیا ہے، کہ تبلیغ ہدایت کرتا رہے، اس لئے کل مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، اس ارشاد الٰہی کے مخاطب ہیں، لیکن اس وقت ہمارا روئے سخن صرف ان حضرات کی طرف ہے، جو ایک مجدد کی بیعت میں منسلک ہو کر دوگونہ اس فرض کے پابند ہو چکے ہیں، کہ اس مجدد نے بھی اپنی جماعت سے یہی عہد لیا تھا، کہ وہ اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین بنائیں گے۔

تحدیث نعمت کے طور پر ہم یہ بیان کرنے سے رک نہیں سکتے، کہ احمدی جماعت نے مسیحیت کے خلاف جو علمی اور تبلیغی جنگ کی ہے، اور اس جنگ میں جو فتح نمایاں حاصل کی ہے، وہ فی الواقعہ اسی جماعت کے شایان شان ہے جس کا دامن عقیدت و ارادت ایک مامور الٰہی کے ساتھ وابستہ ہے، حضرت مسیح موعود نے جو علم کلام اپنی جماعت کو سکھایا، اور جو عقاید صحیحہ تعلیم فرمائے، وہ ہر ایک میدان میں احمدی جماعت کو سرخرو و ظفرمند کرنے کے ضامن ہیں، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی دلی آرزو کہ اسلامی ملکوں میں تبلیغ اسلام کی جائے، اس جماعت کے ذریعہ سے بوجہ حسن پوری ہوئی، اور ہو رہی ہے، کہ یورپ میں سب [illegible] کا افتخار احمدیوں ہی کے [illegible]

کہنا بے جا نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت مسیحی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے مخصوص اور وقف ہے، اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

گویا احمدی جماعت کا عظیم الشان مشن یہ ہے کہ وہ یورپ میں اسلام کی روشنی پھیلائے، اور مسیحی ممالک کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ [illegible] یورپ کا تمام ایشیا پر تسلط ہے، اس کا سیاسی تفوق [illegible] اس کا جاہ و جلال، اس کا علم و کمال [illegible] مگر صرف کسر صلیب ہی ہے کہ تثلیث یا توحید باری [illegible] لیکن جس قدر یورپ کی عظمت و شوکت عدیم النظیر ہے، اسی قدر ہماری جماعت کی بے بضاعتی اور تہیدستی مسلم ہے، ہماری جماعت ایک مختصر سی جماعت ہے اس میں کروڑپتی تو کیا لاکھ پتی بھی شاید ہی کوئی ہو، پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ دوسرے مسلمان ہم سے ناراض ہیں، وہ اس نیک کام میں ہمارا ہاتھ بٹانا نہیں چاہتے، بلکہ ہماری راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں، ہمیں بدنام کرتے ہیں، اور لوگوں کو ہمیں چندہ دینے سے روکتے ہیں۔

لیکن کیا ان مشکلات کی وجہ سے ہمیں گھبرانا چاہیئے؟ نہیں ؎

[illegible]
[illegible]

ان مشکلات کا وجود ہماری کوششوں کے لئے مہمیز ہونا چاہیئے، اور ہمیں اشاعت اسلام کے لئے اور بھی سرگرم سعی ہونا چاہیئے، کہ مشکلات کے پہاڑ ہمت و استقلال [illegible] ہم جانتے ہیں کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے بہت سے روپے کی ضرورت ہے، ہم جانتے ہیں کہ وہاں وہی لوگ حق تبلیغ ادا کر سکتے ہیں جو کم از کم گریجوایٹ ہوں، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر، اور عزیز و اقارب سے جدا ہو کر غربت کو اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں کہ ؎

غربت کی صبح میں بھی نہیں ہے وہ روشنی
جو روشنی کہ شام سواد وطن میں ہے

لیکن ان سب تکالیف و مصائب سے بڑھ کر وہ حکم ہے جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔

جس صورت میں ہمیں یہ کام کرنا ہے، اور ایک فریضہ اسلامی سمجھ کر کرنا ہے، تو پھر تمام قوم کو اس کے لئے منظم کوشش کرنی چاہیئے، تاکہ نہ روپے کی طرف سے مشکلات پیش آئیں، نہ مبلغین کی طرف سے مایوسی ہو، آج تک جو مبلغ میدان تبلیغ میں زمانہ کے سرد و گرم سے صحیح سلامت نکلے ہیں، وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں، اور گو خدا کے فضل سے ہم ان کی ذات پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں لیکن ان کا قلیل التعداد ہونا ایک مصیبت ہے جس کا علاج ہمیں بحیثیت قوم سوچنا چاہیئے، اس موضوع پر ہم آئندہ اشاعت میں مفصل بحث کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلام اور مخالفین اسلام

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے، کہ مخالفین یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے، اس خواہش کی تکمیل کے لئے انہوں نے اسلام کے خلاف خوب دانت تیز کر رکھے ہیں۔ مسیحی حقانیت کی تبلیغ اور نبوی کامیابی کے چرچے سے دلا کر اسلام کے نام لیواؤں کو [illegible] صداقت کا مقابلہ صداقت سے نہیں کیا جاتا، بلکہ مرسل کو [illegible] کو درمیان میں لا کر خاندانی رسوم [illegible] واسطہ دلا کر سیدھے سادھے مسلمانوں سے [illegible] اسلام کی اصل کی جاتی ہے، اگر جس حقیقت پر مخالفین پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا ترجمان صاف طور پر کہہ رہا ہے کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون یعنی مخالفین اسلام تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے دین کی [illegible] جیسے کہ شادیں، مگر خدا کو اپنے دین [illegible] قرآن اسلام [illegible]

رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ خدا نے اپنے رسول کو سچے دین اور ہدایت کا حامل بنا کر بھیجا تاکہ باقی جملہ مذاہب پر اسے غلبہ دیا جائے خواہ مشرکین برا ہی منائیں۔

قرآن کا یہ دعوی بلا شبہ حکمی ہے۔ جہاں کا قانون یہ ہے، ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام سے پیشتر کے جملہ مذاہب منسوخ ہیں، اور اسلام ان کا ناسخ ہے، ہمیں کسی خاص مذہب سے عناد نہیں، اور نہ ہی کسی سے بلا وجہ عداوت ہے، مگر اس حد تک کہ اسلام ایک جامع المذاہب ہے، انسانیت کی تکمیل کا کوئی دین کفیل کامل ٹھیر سکتا ہے تو وہ صرف یہی اسلام ہے، قبل از اسلام کے تمام مذاہب کا لب لباب اور خالص شریعت و کتاب کی تعلیمات کا نچوڑ محض اسی دین میں پایا جاتا ہے، انسانی غرض مذہبی پابندیاں عاید کرنے سے یہی ہوا کرتی ہے، کہ روحانی اصلاح اور انسانی درستی انتہا تک پہنچ جائے، اور اس بات کا وعدہ دین اسلام سے اور بس، قرآن کا ارشاد ہے، **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا، اور اسلام بطور جامع دین کے تمہارے لئے پسند کیا۔

مخالفین اسلام میں سے ہمارے ہندو بھائی بالخصوص عام طور پر اسلام کے نامکمل ہونے کی یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ اسلام بجبر و بزور شمشیر پھیلایا گیا، ورنہ اس میں ہندوستان میں اس قدر اشاعت پذیر ہونے کی صلاحیت نہ تھی، ہم اس کی بزور تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ایک اصول ہے، جس کے خلاف کرنا احکام اسلام سے منحرف ہونا ہے، وہ ہے ارشاد خداوندی **لا اکراہ فی الدین**۔ اشاعت دین میں جبر نہیں، اسلام نے اوائل میں جس قدر حیرت انگیز ترقی کی وہ محض اس کی روحانیت اور پاک تعلیم کا نتیجہ ہے، لیکن اتنا ضرور تھا کہ اس تعلیم کو پہنچانے والے اور روحانیت کو پیش کرنے والے ضرور تھے، کیونکہ نیکی کو پیش کرنا بذات خود ایک عظیم الشان نیکی ہے۔ اور یہ اصول ہر حقیقت پر دروغ کے لئے یکساں ہے۔

تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ ہندوستان کے کسی مسلمان حکمران نے بجبر و اکراہ لوگوں کو مسلمان بنانے کی کوشش نہ کی، بلکہ نور اسلام تھا جس نے کفر کی تاریکی اور شرک کی ضلالت کو کافور کیا، بعض اوقات غیر مسلم مؤرخ غلط بیانی یا عدم واقفیت سے کام لے کر مسلمان بادشاہوں یا حملہ آوروں کو مورد الزام ٹھیراتے ہیں، مگر واقعات کی صحت اس راز کو بے نقاب کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتی، جو کسی آئندہ اشاعت میں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جائیگی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان اور باقی دنیا میں لوگوں نے اسلام کو معاندانہ نظر سے اس لئے دیکھا، کہ ایک خاص وقت کے بعد خود مسلمانوں نے اس کی اشاعت کا سلسلہ ہاتھ سے دے دیا، اسی لئے دیگر مذاہب نے متعصبانہ رنگ میں دین اسلام کو فریق مخاصم ٹھیرایا بحالیکہ وہ مذاہب کا جامع اجملہ ادیان کا لب لباب اور خالق المخلوق کی نظروں میں مکمل ترین مسلک ہے، اب بھی مسلمان اپنی غفلت سے بیدار ہو گئے تو انشاء اللہ بہت تھوڑے وقت میں نہ صرف اسلام ہمارے ملکی و غیر ملکی بھائیوں کی نگاہوں میں وقعت حاصل کرے گا، بلکہ ضرور ہے کہ وہ اس کے نام لیوا بن جائیں۔ **وما ذالک علی اللہ بعزیز۔**

مجلس خلافت اور فتنۂ ارتداد

ہمارے کرم دوست شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی کی اس تحریر نے جس میں انہوں نے مجلس خلافت کے نظام پر نکتہ چینیاں کی ہیں، بعض مسلمان اخبارات کو مجلس خلافت کی حمایت میں قلم اٹھانے کے لئے مجبور کر دیا ہے، شیخ صاحب کی تنقید کا ماحصل یہ ہے کہ گذشتہ ایام میں مجلس خلافت نے مسلمانوں کا روپیہ نہایت بے دردی سے خرچ کیا، اور ایسی گراں مصارف انجمن کا برقرار رکھنا مسلمانوں پر صریح ظلم ہے، دوسرے اس وقت [illegible] فتنہ ارتداد

کا انسداد، اور ہندو مسلم کے درمیان فسادات کا روکنا، اور ان دونوں کاموں میں مجلس خلافت کچھ نہیں کر سکتی، فتنہ ارتداد کے متعلق امر کا فیصلہ ظاہری ہے، اور فسادات کے روکنے میں وہ کامیاب ہی نہیں ہو سکتی، کیونکہ ہندو اور مسلمان دونوں کو اس پر بھروسہ نہیں،

اس پر معاصر زمیندار مجلس خلافت کی حمایت کا حق ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

اگر شیخ صاحب کے ان الزامات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ ان سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ مجلس خلافت جیسی کار آمد انجمن جس نے گزشتہ تین سال کے دوران میں اسلام کی اتنی بڑی خدمت انجام دی ہے کہ کوئی انجمن اس لحاظ سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، بیدردانہ توڑ کے رکھ دی جائے، اگر جناب شیخ صاحب اپنے اثر و اقتدار کو کام میں لا کر نظام مجلس خلافت کی اصلاح میں مصروف ہو جائیں، تو ہمارا خیال ہے کہ اصلاح کے نتائج تخریب سے بدرجہا بہتر مترتب ہوں گے، اگر مجلس خلافت نے آغاز تحریک میں بعض مدات پر ذرا آزادی سے روپیہ خرچ کیا یا فتنہ ارتداد کے انسداد میں کوئی امداد نہ دی، تو یہ مجلس خلافت کا قصور نہیں، آپ جیسے نقادان سیاست کا قصور ہے، جو وقت پر تو خاموش رہتے ہیں لیکن بعد میں بے سود چلاتے پھرتے ہیں۔

باوجود اس کے کہ ہماری جماعت کو تحریک خلافت سے ہمدردی رہی ہے، اور ہمارے احباب نے اس میں مالی اعانت سے بھی دریغ نہیں کیا، ہمیں زمیندار کے جواب کی منطق سمجھ میں نہیں آئی، زمیندار کے نزدیک شیخ مشیر حسین قدوائی اس لئے قابل ملامت ہیں، کہ وہ وقت "پر تو خاموش" رہے، اور اب "بے سود چلاتے پھرتے ہیں"، کیا اس قسم کے چلتے ہوئے فقرے لکھ کر ہمارا معاصر مجلس خلافت کی حمایت کے فرض سے سبکدوش ہو سکتا ہے، ہم جانتے ہیں کہ زمیندار کو مجلس خلافت کی حمایت ضرور کرنی چاہئیے، لیکن ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ حمایت کسی معقول طریق پر کی جائے، زمیندار کی منطق یہ ہے کہ اگر مجلس خلافت نے بے دریغ روپیہ صرف کیا ہے، تو یہ قصور مجلس کا نہیں، بلکہ مشیر حسین قدوائی کا ہے، جنہوں نے وقت پر پڑتال نہ کی، اس قصور کے مجرم سب مسلمان ہیں۔ اور سب سے پہلے ارکین مجلس خلافت ہیں، اگر یہی طریق استدلال ہے تو ہر ایک مجرم کہہ سکتا ہے کہ تم نے وقت پر خبر نہ لی، اب میرے سر کیوں ہوتے ہو۔ ایک چور عدالت میں کہہ سکتا ہے کہ پولیس غافل رہی، اہل خانہ سونے کے مجرم ہیں۔ اس لئے مجھے چوری کا موقع مل گیا، پس مجھے کیوں قصوروار ٹھیرایا جاتا ہے؟ خیر یہ تو روپیہ کے متعلق ہوا، مگر فتنہ ارتداد کے متعلق یہ کہنا کہ "وقت پر خاموش رہے" اور اب "بے سود چلاتے پھرتے ہیں" کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کیا فتنہ ارتداد ختم ہو گیا ہے؟ کیا اب اس میں امداد کا وقت نہیں رہا، کیا اس تحریک کیلئے روپیہ مانگنے والے بے سود چلاتے پھرتے ہیں؟

یہ وہ نکتہ ہے جو شرمندہ معنی نہ ہوا

آریوں کی سرگرمیاں

پنڈت وشو شیشور شرما صاحب ایم اے اپنے قومی آرگن آریہ گزٹ میں نہایت زور شور سے "ہندوستان میں شدھی کا کام جاری" کرنے کی اپیل کرتے ہیں۔ اور اپنے لائحہ عمل کی تقسیم یوں مرتب کرتے ہیں:۔

اول شدھی سبھا کے لئے دھن اکٹھا کرنا۔

دوم۔ لوگوں میں شدھی کا پرچار کرنا۔

سوم۔ تمام ایسی جاتیوں یا افراد کا پتہ لگانا۔ جو کہ آریہ جاتی میں شامل ہونے کے لئے تیار ہیں۔

چہارم۔ شدھی سبھا کے لئے مہیا کرنا۔

پنجم۔ اچھوتوں کا ادھار اور آریہ جاتی کی سماجک کریتیوں کو دور کرنا وغیرہ وغیرہ،

اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ یہ کیوں کر پتہ لگایا جائے کہ کس کس علاقہ میں آریہ قوم کو تحریک شدھی کے لئے کوشش کرنی چاہئیے، پنڈت صاحب فرماتے ہیں:۔

شدھی سبھا کی طرف سے ایک گشتی وفد سارے ہندوستان کا دورہ لگائے۔ یہ وفد ایسے اشخاص پر مشتمل ہونا چاہئیے جن پر آریہ جاتی کا وشواس ہو، جو پکے دیش بھگت ہوں، اور جن کے دل دھرم کے لئے بھی تڑپ ہو، جہاں یہ دیکھ۔ شدھی کے کام کے لئے روپیہ اکٹھا کرے، اور اپنا پروپگنڈا پھیلائے،

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ اب تمام ہندوستان میں شدھی کا جال پھیلانا چاہتے ہیں، اور اس کے لئے عملی تجاویز بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں اسی قسم کی تجویز مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی تھی، لیکن یہ صدا بصحرا ثابت ہوئی، دیکھئے غالباً اب برادران وطن کی دیکھا دیکھی مسلمانوں کے کان پر جوں چلے گی چونکہ یہ ہمیشہ تقلید کے عادی ہیں۔

برادران وطن کی شرمناک حرکت

۱۱۔ جولائی کے وکیل میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:۔

راجہ منڈی محلہ خسادیوی آگرہ کی مسجد کا ایک امام ۲۹۔ جون کو عصر کے ... وقت اذان دے رہا تھا، کہ ایک ہندو حلوائی کا لڑکا اذان کی نقل مسجد کے باہر کرنے لگا، پھر مسجد میں آکر پانی کا نل کھول دیا، نماز سے فارغ ہو کر امام نے لڑکے کو دھمکایا، جس پر اس نے گالیاں دینی شروع کیں، امام نے ایک تھپڑ مارا، لڑکا بھاگ گیا، یہ نماز میں مشغول ہو گئے، اس اثنا میں اس لڑکے کے ۲۵۔ ۳۰ حمائتی جوتوں سمیت مسجد میں جا گھسے، اور امام کو حالت نماز میں ہی بالوں سے پکڑ کر کھینچنا شروع کیا، اور گھسیٹتے ہوئے سڑک پر باہر لے گئے، جہاں خوب زدوکوب کیا۔ ساتھ ہی محلہ کے بڑے لالہ جی نے مقامی پولیس میں اطلاع کی۔ کہ مسلمان میرے گھر پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے آرہے ہیں، جب پولیس پہنچی تو نمازی مسجد سے جا چکے تھے، اور کوئی مسلمان وہاں موجود نہ تھا، ہندوؤں نے پولیس میں بیان دیا ہے کہ یہ امام ہمارے لڑکے کے کان کی بالیاں اتارنے کو مسجد میں لے گیا تھا۔ اس لئے ہم نے اس کو مارا، سنا گیا ہے کہ ہندوؤں نے امام کے خلاف ایک مقدمہ بھی دائر کر دیا ہے،

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو ہمیں آگرہ کے ہندوؤں کی اس حرکت سے یہ نتیجہ نکالنے میں تامل نہیں ہو سکتا، کہ وہ انسداد شدھی کے خلاف جو کارروائی مسلمانوں کی طرف سے ہوئی۔ اس کا بدلہ ان شرمناک حرکتوں سے لینا چاہتے ہیں، کسی شخص کو اس حالت میں مارنا جبکہ وہ عبادت الہی میں مصروف ہے، اور اپنی حفاظت نہیں کر سکتا، پرلے درجہ کی درندگی اور وحشیانہ حرکت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برادران وطن کے جذبات کس حد تک مسلمانوں کے خلاف مشتعل ہیں، کیا اب ہندو لیڈروں پر یہ فرض عاید نہیں ہوتا، کہ وہ دورہ کر کے اس قسم کی ناشدنی اور ناگفتنی حرکات سے روکیں، حکیم اجمل خاں صاحب نے فسادِ ملتان کی تمامتر ذمہ داری مسلمانوں پر عاید کر دی تھی، لیکن اب حکیم صاحب ایسے حالات کو سنکر اپنے کانگرسی دوستوں سے سفارش نہیں کرتے۔ کہ وہ بھی اپنے ہم کیشوں کو سمجھانے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

جلتی پر تیل

ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں ابدی اتحاد اور دائمی اتفاق کا قائم رہنا تو شاید قریب قریب، ممکنات میں سے ہے، مگر باہمی تنازعات اور کشیدگی کی زندگی دونوں قوموں کے لئے مضرت رساں ہے، سکون اور اطمینان کے اوقات تک مفاد کے لئے خوشگوار متصور کئے جاتے ہیں، بشرطیکہ لوگوں کا مشغلہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتا ہو، اس میں شک نہیں کہ آئے دن بعض واقعات ایسے رونما ہوئے، جن کی وجہ سے ہندو مسلم اتحاد، ان کے اشتراک عمل، آپس کی یکجہتی اور یک رنگی میں رخنہ اندازی ہوئی، یوں تو کوشش کرنے اور اس کے جاری رکھنے سے ہر قسم کی بدمزگی دور ہو سکتی ہے، مگر افسوس کہ ہمارے یہاں کی باہمی ہندو مسلم کشیدگی ایک انتہائی معاندہ کی شکل اختیار کر رہی ہے، کسی تفرقہ کی ابتدا، اس کی رفتار اس کے نشیب و فراز محض عامۃ الناس کے اپنے جذبات تک محدود ہوں، تو بات کا آنا فانا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر جب ایسے لوگوں کی راہ عمل فریقین کے نمایندگان کی تقریر و تحریر میں پوشیدہ ہو، تو پھر وہی رد عمل ہوتا ہے جو آجکل ہندوستان کے مختلف حصوں میں ظہور پذیر ہوا ہے،

پنجاب میں بالخصوص ہم دیکھتے ہیں کہ فریقین میں قطعاً خاموشی کے آثار نہیں پائے جاتے، ہر فریق بے چین ہے کہ کب دوسرے سے بدلہ لوں، بعض احباب کی یہ خواہش ہے کہ انہیں جلد زور آزمائی کا موقع ملے، کہ وہ اپنے دل کے ارمان نکالیں، ہم سمجھتے ہیں کہ اس انتہائی مناقشہ کی ابتدا شدھی سے ہوئی، اور معاملہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا، ہماری رائے میں تو یہ چاہئے تھا کہ مسلمان اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کو اشاعت اسلام کے میدان میں مرکوز کرتے، اور شدھی کے فتنے سے کار تبلیغ کو ابد الآباد تک جاری رکھنے کا سبق سیکھتے، نہ یہ کہ بعض خام رائے ہندوؤں کی مثال کا اتباع کرتے ہوئے انہیں ترکی بترکی جواب دینے لگ جاتے،

لیکن بعض رہنمایان قوم کی موجودگی، اور اخباری دنیا کی حاضری میں عامۃ الناس کی ذمہ داری کم ہو جاتی ہے، کیونکہ ان کا کام تو اشارہ پر چلنا ہے؟ اخبارات میں بالخصوص یہی کوشش کی جاتی ہے، کہ واقفیت سے چشم پوشی کر کے معاملات کو الجھایا جائے، اور عوام کے جذبات کو مشتعل کیا جائے، یا بصورت دیگر حالات صحیحہ کو پیش کرتے ہوئے صلح و آشتی کے انعقاد کی کوشش نہیں کی جاتی، ایسا ہی ہمارے بعض ذمہدار اصحاب اپنی تقریر و تحریر سے اس طرح پر لوگوں کو مستفیض کرتے ہیں، جس سے صورت حالات ناگفتہ بہ ہوتی چلی جائے

ہم اخبارات کی خدمت میں عرض کرنے سے نہیں رہ سکتے، کہ وہ تحریر میں مدافعانہ پہلو اختیار کریں، تاکہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم کی جولانگاہ، تعصب اور پرخاش کا میدان نہ بن جائیں، لوگوں کو اس اسلام کے پیش کرنے کی تلقین کی جائے، جو روحانیت سے معمور اور حقانیت سے لبریز ہے، تاکہ حق کا بول بالا ہو، اور باطل کو شکست ہو، وہ دن جلد آئے، زمانی نور اسلام کو ظاہر خواہ مخواہ گرد آلود کر دے گی۔

ہماری تبلیغی کوششیں

بلند شہر میں عظیم الشان اسلامی جلسہ

مولوی دوست محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

آگرہ، متھرا اور گوڑگانوہ ہوتے ہوتے سوامی شردھانند صاحب نے اپنی عنان توجہ کو اب ضلع بلند شہر کی طرف پھیرا ہے لیکن خدا کا یہ فضل ہے، کہ جہاں وہ جاتے ہیں مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک خاص جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی حال بلند شہر میں ہوا ابھی سوامی صاحب کے یہاں پہنچنے میں تین چار روز باقی تھے کہ جونہی ان کی آمد آمد کا غلغلہ بلند ہوا، اور مسلمانوں نے فوراً گردو نواح سے مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو جو حسن اتفاق سے سکندرآباد پہنچے ہوئے تھے، فوراً وہاں بلا لیا گیا۔ اور اردگرد کے دیہات میں انسدادی کوششوں کے علاوہ مولانا موصوف کے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کرا دیا گیا۔ ان لیکچروں میں بلند شہر کے علاوہ اردگرد کے قصبات اور خود سکندرآباد سے بھی جو چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے جوق در جوق لوگ آتے اور مولانا موصوف کے لیکچروں سے مستفید ہوتے رہے، مولوی صاحب نے اپنے ایک لیکچر میں قرآن کریم کا ویدوں سے مقابلہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ سوامی دیانند صاحب نے آریہ سماج کے دوسرے نیم میں اللہ تعالی کے جو نام بتائے ہیں۔ وہ ویدوں میں قطعاً پائے نہیں جاتے اور وہ قرآن کریم سے چرائے ہوئے ہیں، مولوی صاحب کے اس دعوے کی تردید کی جرأت آریہ صاحبان کو جلسہ کے انعقاد بالکل نہ ہوئی، لیکن بعدہٗ ایک آریہ صاحب نے مولوی صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ وہ ان کی اس دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ اور اگر وہ یہ اللہ تعالے کے یہ تمام نام نکال سکیں تو وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اس چٹھی کو پہنچنا تھا کہ مسلمانوں کی مسرت کی انتہا نہ رہی، اس وقت مولانا اپنی کتابیں دہلی سے لانے کے لئے چلے گئے لیکن ان کی واپسی تک آریہ صاحبان کی خط و کتابت کا رنگ بدل گیا، اور انہوں نے وید مقدس سے ان اسماء کو ثابت کرنے کے بجائے صرف یہ مطالبہ پر یہ بات ڈالنا چاہا کہ وہ قرآن کریم سے ان اسماء کو ثابت کریں، مسلمانوں کا جلسہ مقرر ہو ہی چکا تھا، ۲۰ جولائی کی شام کو ساڑھے ۸ بجے تحصیل کے وسیع میدان میں بلند شہر، سکندرآباد، خورجہ اور دیگر کئی ایک قصبات کے ہزارہا مسلمان جمع ہو گئے، دور دور تک خلقت دکھائی دیتی تھی، اور پنڈال کی وسعت اور کشادگی کے باوجود لوگ ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے،

جلسہ جناب قبلہ حافظ عبدالعلی صاحب رئیس اعظم بلندشہر (جن کا ذکر ہم مفصل طور پر آگے چل کر کریں گے) زیر صدارت شروع ہوا اور مولانا عصمت اللہ صاحب اللہ اکبر کے نعروں میں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے سب سے پہلے اپنی گذشتہ تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے آریوں کی خط و کتابت کا ذکر کیا، اور اپنے اس دعوے کو کہ وید مقدس میں اللہ تعالےٰ کے وہ نام پائے نہیں جاتے جو آریہ سماج کے دوسرے نیم میں بتائے گئے ہیں، پھر دوہراتے ہوئے آریہ صاحبان کو دعوت دی کہ اگر ان کے نزدیک یہ دعوے صحیح نہ ہو تو وہ اس کی تردید کریں، اس کے لئے مولوی صاحب نے انہیں پانچ منٹ کی مہلت دی، اور پورے پانچ منٹ تک جلسہ پر عالم سکوت طاری رہا، لیکن کوئی آریہ بالمقابل نہ آیا، مولوی صاحب نے پھر کھڑے ہو کر اپنے دعوے کی دوسری شق کو لیا۔ اور ان تمام اسما کو قرآن کریم سے ثابت کر کے دکھایا،

مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد اخویم شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی، اور اس میں بتایا کہ آریہ صاحبان کا خدا اس قدر کمزور ہے، کہ روح و مادہ کو بھی پیدا نہیں کرسکتا، ان کے بعد حاضرین کے اصرار پر خاکسار نے بھی چند منٹ تقریر کی، اور چونکہ مجھ سے خواہش کی گئی تھی، کہ ولایت میں تبلیغ اسلام کے حالات کو بیان کروں، اس لئے اس موضوع پر ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی کوششوں کو مختصراً بیان کیا گیا کیونکہ وقت بہت گذر چکا تھا زیادہ دیر لوگوں کو بٹھانا مناسب نہ تھا۔

دو ہندوؤں کا قبول اسلام

اسی وقت جلسہ میں ایک ہندو جاٹ نے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی، جس پر مولوی عصمت اللہ صاحب نے علی الاعلان اس سے دریافت کیا، کہ آیا اس پر کوئی جبر مسلمانوں کی طرف سے ہوا ہے، جس کی وجہ سے وہ مسلمان ہوتا ہے؟ اس نے جواباً بلند آواز سے کہا کہ نہ کوئی جبر مجھ پر ہوا ہے اور نہ میں روپیہ یا کسی عورت کے لالچ سے مسلمان ہوتا ہوں، بلکہ میں نے سمجھ لیا ہے، کہ اسلام سچا مذہب ہے، اس لئے میں اسے قبول کرتا ہوں۔ اس پر مولوی صاحب موصوف نے اسی وقت اسے کلمہ شہادت پڑھا کر اسلام میں داخل کیا،

دوسرے دن جبکہ ہم بازار میں سے گذر رہے تھے، ایک اور ہندو نے قبول اسلام پر آمادگی ظاہر کی، جس کو مولوی صاحب موصوف نے اسی وقت پورا کیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

شکریہ

آخر میں بلندشہر کے ایک نہایت معزز و محترم بزرگ جناب حافظ عبدالعلی صاحب کا بھی تذکرہ کرنا ضروری ہے، جن کی توجہ کوشش اور اثر سے اہل بلندشہر اور گرد و نواح کے قصبات کے مسلمان آریوں کے اثر سے بچے ہوئے ہیں۔ آپ باوجود بہت بڑی جاگیردار اور رئیس اعظم ہونے کے اسلام کے لئے جو درد اور تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ امرا کے طبقہ میں اس کی بہت کم مثالیں مل سکیں گی، نہ صرف مسلمانوں کی خاطر و مدارات بلکہ جلسہ کے انتظامات اور دیگر ضروری امور کے انصرام میں آپ بذات خود حصہ لیتے، اور اخلاق کریمانہ کا اظہار کرتے تھے، ہمیں خوشی ہے کہ حافظ صاحب جیسا بزرگ اور عالی ہمت انسان بلندشہر میں موجود ہے، جو اسلام کی حفاظت و اشاعت کے کام کو اپنی زندگی کا فرض اولین سمجھتا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے تمام متعلقین کو اسلام کی بیش از بیش خدمات کی توفیق دے، اور ثواب دارین عنایت فرمائے،

حافظ صاحب کے علاوہ اسی قصبہ میں جناب حکیم مویدالدین صاحب میرٹھی بھی جو جمعیت العلما کی طرف سے شعبہ حفاظت اسلام کی نظامت پر مامور ہیں، خاص شکریہ کے قابل ہیں، آپ اپنے اوقات گرامی کا بیشتر حصہ مسلمانوں کی دینی خدمات میں صرف کرتے ہیں۔ اور جس قدر عرصہ ہم وہاں رہے، آپ کو ایسے ہی ضروری کاموں میں مصروف پایا۔ آپ نے نوجوانان بلندشہر کی ایک جمعیت بنا رکھی ہے، جو تمام ملکی کاموں کو نہایت تن دہی اور جوش کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں، ایسے قابل اور دلی تڑپ رکھنے والے اشخاص کے ہوتے ہوئے آریہ حضرات کا زور اس علاقہ میں زیادہ موثر نہیں ہو سکتا۔ اور امید رکھنی چاہئیے کہ کم از کم فتنہ ارتداد کے شعلے زیادہ بلند نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بدستور بعد نماز مغرب کے بعد درس قرآن دیتے رہے۔

چونکہ طلبا تبلیغ کی تعداد میں خدا کے فضل سے ترقی ہو گئی ہے، اس لئے انجمن نے مولانا مولوی عبدالستار صاحب کو معلمین میں داخل کر دیا ہے تاکہ مولانا موصوف درس و تدریس اور تعلیم میں زیادہ وقت صرف کر سکیں،

مولوی فیض احمد صاحب ایم۔اے جو پہلے قومی درسگاہوں میں کام کر چکے ہیں اب اشاعت اسلام کا کام کرنا چاہتے ہیں، اور اس لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ماتحت تبلیغ کے لئے تیار ہو رہے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس نیک کام کی توفیق عنایت فرمائے،

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کی طبیعت اب خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے، امید ہے کہ موسم سرما میں وہ خفیف سا اثر بھی جو ابھی تک بیماری کا ہے، زائل ہو جائے گا، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس بابرکت اور مبارک وجود کو دیر تک سلامت رکھے،

حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی آج کل وہاں ہی تشریف رکھتے ہیں، سنا ہے کہ آپ ۳ تاریخ کی صبح تک واپس تشریف لے آئیں گے،

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ آپ معہ لارڈ ہیڈلے حج کے لئے ۱۸ جون کو لندن سے روانہ ہو چکے ہیں، امید ہے کہ آپ اکتوبر کے شروع میں ہندوستان پہنچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

قبلہ ام حضرت مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب کی طبیعت آجکل تبدیلی موسم کی وجہ سے کسی قدر خراب ہے، احباب دعائے صحت فرمائیں،

چودھری ظہور احمد صاحب جائنٹ سکرٹری دو دن کیلئے جہلم تشریف لے گئے تھے واپس پہنچ گئے ہیں +

کہتی ہے ہمکو خلق خدا غائبانہ کیا؟

ہمارے مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب بلندشہر میں

"ہماری تبلیغی کوششوں" کے عنوان کے نیچے ہم منشی دوست محمد صاحب کا مضمون درج کر چکے ہیں جس میں انہوں نے بلندشہر کے جلسہ کی کیفیت بیان کی ہے، لیکن اسی جلسہ کی کیفیت ایک اسلامی معاصر نے بھی لکھی ہے اور ساتھ وہ خط و کتابت بھی نقل کی ہے، جو مسلمانوں اور آریوں کے درمیان ہوئی، اس لئے ہم اس کارروائی کو درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں، ہمیں اس سے خوشی ہوئی، کہ ہمارے مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب کی حسن خدمات کے وہ لوگ بھی قائل ہیں جن کو ہماری جماعت سے تعلق نہیں، ذیل کا مضمون ایک منصف مزاج غیر از جماعت مسلمان کے قلم سے ہے، اور اس میں مولوی صاحب کی خدمات اور آپ کی تقریر کی خوبیوں کا صحیح اعتراف موجود ہے۔ - ایڈیٹر،

۲۴ جون ۱۹۲۳ء کو رات کے نو بجے شعبہ تبلیغ و اشاعت کی طرف سے باشندگان بلندشہر کا ایک عام جلسہ چوک بازار میں بصدارت جناب حافظ عبدالعلی صاحب رئیس بلندشہر اس غرض سے منعقد ہوا کہ اسلام کی حقانیت اور سچائی کا موازنہ دیگر مذاہب سے علی الاعلان کیا جائے تاکہ گم کردہ راہوں کو سیدھا راستہ اختیار کرنے میں آسانی ہو۔ اور ان قلوب پر جواب تک اسلام کی سچی روشنی سے صرف اسلئے محروم ہیں کہ اسلام کی دعوت ان تک پہنچائی ہی نہیں گئی۔ صداقت کی روشنی پڑے اور کفر کی تاریکی یک قلم دہل جائے۔ جلسہ کا افتتاح صاحب صدر نے کلام مجید کی پاک آیات سے کیا۔ مولوی محمد عصمت اللہ صاحب ہوشیارپوری نے ایک فصیح و بلیغ اور مبسوط تقریر فرمائی عقلی اور نقلی دلایل سے روز روشن کی طرح دکھا دیا کہ اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر کیا فوقیت ہے مولوی صاحب کا حسن بیان محتاج بیان نہیں جن لوگوں کو شرکت کی عزت نصیب ہوئی ہے وہ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ باوجود مجمع کثیر ہونے کے سب پر ایک عالم سکوت طاری تھا اور سامعین کی شرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک متنفس۔ امتیاز اعتقاد و مذہب اسلام کی سچی حقانیت کے اثر سے ایک وجدانی کیفیت میں ہے۔

مولوی صاحب کی تقریر میں جو خاص استیاز تھا وہ یہ ہے۔ کہ باوجود دیگر مذاہب پر اعتراض کرنے کے انہوں نے اسلام کے وسیع اخلاق کا پوری طرح سے لحاظ رکھا۔ کوئی لفظ ان کے منہ سے ایسا نہیں نکلا جو اخلاقی حیثیت سے کسی کا دل دکھانے والا ہو۔ جلسہ بخیر و خوبی تین گھنٹہ کی طویل تقریر کے بعد ختم ہوا۔ خیال تھا کہ شاید کسی دوسرے مذہب کی طرف سے کوئی سوال یا اعتراض پیش کیا جائے لیکن صداقت کے قدرتی دعوے پر کسی صاحب نے کسی صاحب کو اسکی جرات نہیں ہونے دی۔ البتہ صبح کو ایک صاحب نے جو آریہ مذہب رکھتے ہیں ایک رقعہ مولوی صاحب کی خدمت میں ارسال کیا جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔

رقعہ نمبر (۱)

شریمان مولوی صاحب۔ نمستے۔ رات جو آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آریہ سماج کے دوسرے نیم میں جو ایشور کے نام درج ہیں وہ سب قرآن شریف سے لئے ہوئے ہیں۔ وید سے نہیں۔ اگر آپ قرآن شریف سے ان ناموں کو ثابت کردیں۔ یا یہ نام وید میں نہ نکلیں تو میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں ورنہ دیگر صورت یعنے نہ ثابت کرنے ایز وید کے آپ کو ڈاڑھی منڈا کر آریہ بننا پڑے گا۔ آپ وقت کا بھی ساتھ ساتھ تعین کر دیجئے۔

رہری گوپال بک سیلر (بقلم خود)

ہمارے آریہ بھائی غلط بیانی میں کچھ ایسے مشاق ہو گئے ہیں کہ صحیح بات کہنا یا یاد رکھنا ان کے لئے کچھ ناممکن سا ہو گیا ہے۔ ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کے جلسہ میں ہزاروں سامعین کے سامنے مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ آریہ سماج کے دوسرے نیم میں پرمیشور کے جو نام لکھے ہیں وہ وید مقدس میں نہیں ہیں اور خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ نام قرآن مجید سے لئے گئے ہیں۔ اگر آریہ صاحبان ان ناموں کا وید مقدس میں ہونا ثابت نہ کرسکیں تو میں کلام مجید سے ثابت کر دوں گا۔ اس کو الٹ پلٹ کر راقم رقعہ نے الٹ پلٹ کر وہ عبارت بنا دی ہے جو نقل رقعہ میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں تاکہ بار ثبوت مولوی صاحب یا مسلمانوں پر ڈالا جائے۔ حالانکہ مولوی صاحب کا دعوی مشروط ہے۔ اگر وید مقدس سے ثابت نہ ہو سکیں اور قرین قیاس بھی یہی ہے کیونکہ اگر وید مقدس سے ثابت ہو جائیں تو دوسرا ماخذ تلاش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مولوی صاحب کا بیان خلاف واقعہ سمجھا جائے جب وید مقدس میں یہ نام نہ پائے جائیں تو دوسرا ماخذ تلاش کرنا ضروری ہے۔ اور اسوقت ثابت کردیا جائے گا کہ ان الفاظ کا مفہوم کلام مجید میں موجود ہے۔ اس رقعہ کے جواب میں مولوی صاحب نے تحریر فرمایا۔

رقعہ نمبر (۲)

مہربانم! تسلیم۔ رقعہ ملا۔ حالات منکشف ہوئے۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ آپ کے دل میں تحقیق کی طلب موجود ہے آپ بڑی خوشی سے آریہ سماج کے دوسرے نیم کے تمام الفاظ ایشوری مہاراج کی نسبت وید مقدس سے بقید حوالہ صفحات تحریر کر کے میرے پاس آج یا کل یا جب آپ چاہیں معرفت ناظم صاحب شعبہ تبلیغ ضلع بلندشہر بھیجدیں۔ آپ کا مدعا پورا ہو جائے گا۔ قرآن مجید پر گفتگو کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں پڑیگی۔ ہاں اگر آپ وید مقدس میں ان الفاظ کو نہ دکھا سکینگے تو آپ کے مطالبات کو حقیقی طور پر قرآن مجید سے دکھا دیا جائے گا۔ اگر آپ زبانی گفتگو جلسہ عام میں کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس سے بھی انکار نہیں۔ اپنا چیلنج معرفت سکرٹری صاحب آریہ سماج کے میرے پاس بھیجدیں۔ پھر وقت اور دن مقرر کر دیا جائیگا۔

دستخط مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رقعہ نمبر ۲ کے جواب میں آریہ سماج کے سکرٹری صاحب کی طرف سے تحریر آئی۔

مخدومی جناب مولانا۔ نمستے

آپ کا رقعہ بذریعہ مہاشہ ہری گوپال جی اسوقت مجھ کو ملا۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے رات کے لیکچر میں یہ دعوے کیا تھا کہ آریہ سماج کے دوسرے نیم میں جو ایشور کے نام درج ہیں وہ قرآن شریف سے لئے گئے ہیں۔ وید مقدس میں نہیں ہیں۔ آپ نے اپنے رقعہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اپنا چیلنج معرفت سکرٹری آریہ سماج بھیجدیں ہیں

بڑی خوشی ہے کہ آپ کو آریہ سماج کے چیلنج منظور کرنے کی جرأت ہوئی۔ لہٰذا کر کے مباحثہ کے واسطے تاریخ اور وقت تجویز فرما کر مطلع فرمائیے گا۔ اور شرائط ضروری بھی طے ہو جانے چاہئیں تاکہ سماج کی جانب سے مباحثہ کا انتظام کیا جائے۔

آپ کا خادم گوکل چند گپت منتری آریہ سماج بلند شہر
۲۹-جون- بوقت ۹ بجے صبح

اس رقعہ کا جواب ناظم تبلیغ و اشاعت کی طرف سے حسب ذیل دیا گیا۔

رقعہ نمبر (۳)

جناب منتری صاحب۔ تسلیم۔ آپ کا رقعہ ملا۔ حالات معلوم ہوئے مولوی صاحب نے یہ کہا تھا کہ آریہ سماج کے دوسرے نیم میں اتھرو کے جو نام درج ہیں وہ ویدوں میں موجود نہیں۔ جلسہ منعقد کر کے ان ناموں کو وید مقدس میں دکھلا دیں۔ معاملہ طے ہو جائیگا۔ یہ آپ کو اختیار ہے کہ دو ہفتہ کے اندر اندر جونسی تاریخ آپ مقرر کرنا چاہیں کر دیں۔ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کسی علمی شرط کی ضرورت نہیں صرف وید مقدس سے ناموں کا دکھا دینا کافی ہے۔ جو تاریخ آپ مقرر کریں اس سے مجھے مطلع کر دیں۔ بڑی خوشی کے ساتھ مولوی صاحب آپ کے جلسہ میں تشریف لائیں گے۔

خادم مؤید الدین ناظم شعبہ تبلیغ و اشاعت اسلام بلند شہر
۲۹ جون ۱۹۲۳ء

اس تحریر کے جواب میں یہ رقعہ موصول ہوا۔

رقعہ نمبر ۴

مخدومی جناب حکیم صاحب۔ نمستے۔

آنجناب کا پرچہ بجواب میرے پرچہ کے ملا۔ چونکہ مولوی صاحب کا یہ دعوے تھا کہ آریہ سماج کے دوسرے نیم میں جو نام درج ہیں وہ قرآن شریف سے نقل کئے گئے ہیں۔ اسلئے اپنے دعوے کی پابندی میں مولانا کا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں۔ وہ . . . . نام قرآن شریف میں موجود ہیں جو نیم مذکور میں درج ہیں۔ اگر مولانا صاحب اس بات کے ثابت کرنے کو تیار ہیں تو جواب عنایت فرمائیے تاکہ مباحثہ کی تاریخ مقرر کی جا سکے۔ اگر مولانا صاحب اس فرض کی ادائیگی سے پہلو تہی اختیار کریں تو ان کو ہدایت فرما دیجئے کہ آئندہ ایسا دعوے کرنے سے جن کے ثابت کرنے سے قاصر ہوں پبلک میں نہ کیا کریں۔ کیونکہ آپ کے پرچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا اپنے ذمہ کچھ لینے کے لئے پابند نہیں ہیں۔

خادم گوکل چند گپت منتری آریہ سماج بلند شہر
۲۹ جون ۱۹۲۳ء بوقت ۱۰ بجے

مراسلات

ایک عیسائی کے اعتراضات کا جواب

گر خدا از بندہ خوشنود نیست ہیچ جیوا نے از دمر و دغ نیست
گر سگے نفس دنی را برو ریم از سگان کو چہ ہا ہم کمتریم

اے خدا اے طالباں را رہنما ... کہ بہر توجیہات سوح ما

موجودہ بائبل کے بتانے ہوئے انسان کو شریعت سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ قول پولوس رسول کا خط گلتیوں باب ۴ درس [illegible]

چودہری غلام حیدر صاحب ایم آر اے ایس امریکن مشن ایبٹ آباد نے اہل اسلام کو مرتد کرنے کے لئے ایک مضمون بصورت رسالہ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے۔

کیا کسی مذہب کی جانب منسوب ہونا جرم ہے

اس رسالہ میں ان ... صاحب ... قرآن شریف کی چند آیات ... ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن شریف ناقص اور نامکمل کتاب ہے اور کہ یہ بائبل کی صرف ایک جزو ہے۔ اور مسلمانوں کو موجودہ بائبل کی پیروی کرنی چاہئے۔ اس سے ان کا مقصد اصلی یہ ہے کہ چونکہ اناجیل مروجہ سے بخیال چودہری صاحب مسیح ابن مریم کی خدائی ثابت ہوتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ باقی مسلمان بھی چودہری صاحب کی طرح قدیم مذہب اسلام کو چھوڑ کر عیسائی کہلائیں۔ مگر ان کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ چودہری صاحب نے قرآن شریف۔ قرآنی زبان سے پڑا بھی نہیں ہے۔ یا دیدہ و دانستہ قرآن مجید کی آیات مندرجہ کا غلط ترجمہ اور مفہوم لکھ کر عوام کو گمراہ کرنا چاہا ہے۔ اس لئے اب میں لفظ عیسائی کے نیچے چودہری صاحب کا قول یا مختصر مطلب نقل کر کے لفظ مسلمان کے نیچے اس کا جواب لکھتا ہوں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ عیسائی صاحب نے کسقدر مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔

عیسائی صاحب قرآن میں لکھا ہے۔ **ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه** (مائدہ) یعنے نصاری انجیل پر عمل کریں نہ کر قرآن پر **مسلمان** - اس آیت میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ نصاری اس انجیل پر عمل کریں جسے خدا نے آسمان سے اپنے بندے مسیح پر براہ راست نازل فرمایا ہے۔ فقرہ بما انزل الله فیه پر غور کرو۔ اور یہ وہی انجیل ہے جس کا ذکر مرقس کے باب ۱۶ ورس ۱۵-۱۶ میں ہے جو اس وقت مسیح کے پاس تھی جس کی تبلیغ کے لئے مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا ہے۔ مگر موجودہ اناجیل اربعہ میں سے تو ایک بھی مسیح پر نازل نہیں ہوئی۔ ان میں سے سب سے پہلی انجیل متی کی ہے۔ مگر جو وفات مسیح سے پندرہ سال بعد ملک کنعان میں لکھی گئی ہے۔ اور لوقا کی انجیل تو اس سے بھی کئی سال بعد علاقہ اخیاہ میں لکھی گئی ہے۔ ایسا ہی باقی اناجیل کا حال سمجھو۔ اور جن واقعات کو ان اناجیل نویسوں نے لکھا ہے یہ سالہا سال پہلے ... واقعہ ہو چکے تھے۔ جہاں یہ انجیلیں نویس موجود ہی نہ تھے۔ نیز ان انجیل نویسوں میں سے کسی نے بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ وہی انجیل ہے جو مسیح پر نازل ہوئی تھی بلکہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں۔ اسلئے میں نے روایت کرنے والوں سے سن سنا کر یہ انجیل لکھدی ہے مختصراً۔ جناب لوقا کی اس تحریر سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ یہ انجیل صرف افواہی باتیں ہیں جن میں کذب اور صدق دونوں کا احتمال ہے۔ دوسرے یہ کہ جناب لوقا خود اپنی انجیل کو صرف تاریخی واقعات قرار دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ان واقعات یا اناجیل کے لکھنے کے لئے بہتوں نے کمر باندھی تھی جنکا اندازہ کچھ معلوم نہیں ہے کہ کتنی ایسی انجیلیں کتنی لوگوں نے لکھی ہونگی جن میں سے ایک برنباس کی انجیل بھی ہے اور ایک وہ بھی ہے جو کتب خانہ ... تبت سے برآمد ہوئی ہے جسکو نکولس نوٹووچ ایک روسی سیاح نے شائع کیا ہے۔ اور تیسرے اور بھی ہے جو کتب خانہ اسکندریہ سے برآمد ہو کر انگریزی میں طبع ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور بھی ہے جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہے۔ اور ان کے علاوہ ۷۵* انجیلیں لندن کے شاہی کتب خانہ میں ایک جلد میں مجلد موجود ہیں جو سب ایک دوسری کی ناسخ یا مخالف ہیں۔ جن سے لوقا کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ واقعات بہتوں نے لکھے ہیں۔ اور یوحنا کی انجیل کے آخر میں لکھا ہے اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں۔ جناب یوحنا کی اس عبارت سے تین ہی باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ یوحنا بھی اپنی انجیل کو صرف تاریخی واقعات قرار دیتے ہیں۔ اور صاف کہتے ہیں کہ یسوع نے جو کام کئے۔ یہ نہیں کہتا کہ یسوع نے جو فرمایا یا جو یسوع پر نازل ہوا۔

دوئم یہ کہ موجودہ اناجیل کچھ بھی چیز نہیں۔ کیونکہ وہ کلمات الٰہی اور واقعات نامتناہی جو بقول جناب یوحنا اگر لکھے جاتے تو زمین اور آسمان کے درمیان نہ سما سکتے۔ وہ ان اناجیل مروجہ کے علاوہ ہیں جن کی نسبت موجودہ اناجیل کا وجود ہی کالعدم ہے۔

سوئم یہ کہ مروجہ اناجیل کامل اور قابل اعتماد نہیں ہیں کیونکہ یوحنا فقیہ نے اپنی اس تحریر میں اسقدر مبالغہ سے کام لیا ہے جسے عقل سلیم تسلیم ہی نہیں کر سکتی۔ چودہری صاحب خود بھی غور فرماویں کہ ۳۳ سال کی عمر میں اس اکیلے نے ... سر و سامان ملک بملک در بدر پھرنے والے ... مددگار مسافر یسوع نے کیا کیا۔ اور کیا کر سکتا تھا۔ تعجب ہے کہ دارا و سکندر اور ... جیسے بادشاہ ہو گزرے۔ دو ناپید اور کارنامے ... مگر جس ... کے لئے ... اور نہ ہی اپنے ذریعہ معاش ... اور نہ کیا چالیس برس تک عمر ہی نصیب ہوئی ہے جو زمانہ حصول نبوت ہے اسکے تاکردہ کارنامے دنیا میں نہیں سما سکتے ثم العجب

* ۷۵ اناجیل کا مجموعہ قادیان میں مسیح موعود کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے اگر چودہری صاحب دیکھنا ... [illegible]

کیا ہی سچ کہا ہے پادری فنڈل صاحب نے میزان الحق میں کہ یسوع کے شاگرد علمیت سے بے بہرہ تھے۔ ورنہ ایسا نامعقول مبالغہ کوئی ذی ہوش اور فہیم انسان کبھی نہیں کر سکتا۔ ... ایک نئے خدا کا رسول بھی کہلائے۔ یہ عجیب رسول ہیں کہ نہ تو اپنے اس نئے خدا کی شخصیت سے واقف ہیں کہ اس کا سب نام تک بھی متفق ہو کر صحیح کر سکیں اور نہ ہی اپنے خدا کے سب کارنامے تحریر میں لا سکیں

الغرض آیت مذکورہ بالا **ولیحکم اهل الانجیل** الآیہ میں جس انجیل کا ذکر ہے وہ یہ موجودہ انجیل یا اناجیل ہرگز نہیں ہیں۔

عیسائی خود رسول کریم کو حکم ہے **اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده** یعنے اے رسول تو انبیا کی ہدایت توریت انجیل و زبور کی پیروی کر۔ مختصراً

مسلمان آپ مانتے ہیں کہ بائبل میں تثلیث یعنی الوہیت مسیح کا ثبوت ہے مگر قرآن نے تثلیث کی نسبت یوں فیصلہ کیا ہے۔ **لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من اله الا اله واحد** (مائدہ) پھر فرمایا ہے۔ **لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم** (مائدہ) اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں قائلین تثلیث یعنے الوہیت مسیح کو کافر قرار دیا ہے۔ آپ کی پیش کردہ آیت کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اے رسول تو انبیاء سابقین کی اقتدا کر جن کی تعلیم کا خلاصہ اس قرآن پر جمع کر دیا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ **وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتب ومهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم** (مائدہ) **وانه لفی زبر الاولین** - **ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسی** آیت اول میں لفظ من تبعیضیہ ہے۔ اور الکتب میں الف لام جنسی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید اپنے سے پہلی ہر ایک نبی کی کتاب میں سے بعض غیر محرف اور غیر مبدل حصہ پر حاوی ہے یعنے خدا تعالیٰ نے جن انبیاء کی پیروی کا نبی کریم کو حکم دیا ہے ان انبیاء کی تعلیم کو قرآن مجید میں جمع بھی کر دیا ہے۔

عیسائی - توراۃ کل ہے اور قرآن توراۃ کا جزو ہے اور جزو تابع کل ہوتا ہے نہ کہ کل تابع جزو ہو۔ مختصراً

مسلمان - آپ کا یہ خیال واقعات چشم دید اور عقل و نقل کے خلاف ہے۔ آپ پر اور سب دنیا پر روشن ہے کہ توراۃ صرف فرقہ بنی اسرائیل کیلئے نازل ہوئی ہے اور یہ ظاہر ہے فرقہ بنی اسرائیل باوجود ... باقی ذرائع دنیا کے ایک اقل القلیل جزو ہے اور قرآن مجید تمام دنیا کے لئے نازل ہوا ہے جس میں خود بنی اسرائیل کا فرقہ بھی داخل ہے جیسا کہ قرآن کا دعویٰ ہے **واوحی الی هذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ** - **ائنکم لتشهدون ان مع الله الهة اخری** ... **تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا** (فرقان)

نیز آپ کا یہ خیال کہ توراۃ کامل ہے یہ ایک کلمۂ کفر ہے۔ کیونکہ آپکا خداوند یسوع مسیح تو کہتا ہے کہ توراۃ ناقص ہے۔ میں اسے پورا کرنے آیا ہوں متی باب ۵ نیز موجودہ تورات میں لکھا ہے۔ سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق مو آب کی سرزمین میں مر گیا۔ اور اس نے اسے مو آب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا ... استثناء اخیر باب۔

اب چودہری صاحب بتائیں کہ موسیٰ کے مر گیا ہے پھر یہ توراۃ لکھنے والا کون ہے۔ دوم فقرہ آج کے دن تک کی تفتیش کیجئے گا کہ روز وفات موسیٰ سے اس تورات کے لکھنے تک کتنے سو سال کا عرصہ گزرا ہے شاید آپ اسے الحاقی کہدیں گے مگر باقی تورات میں بھی کئی ایسے فقرات موجود ہیں جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ کل تورات کسی اور شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ مثلاً کتاب خروج کے باب ۲ میں لکھا ہے کہ جب موسیٰ بڑا ہوا تو اپنے بھائیوں پاس باہر گیا۔ الخ۔ پھر باب ۳ میں لکھا ہے۔ موسیٰ اپنے سسر یترو (شعیب) کے جو مدیان کا کاہن تھا گلے کی نگاہبانی کرتا تھا وغیرہ۔

قرآن مجید میں جس توراۃ اور انجیل کا ذکر ہے اس کو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے جس طرح کہ ہمارے حضرت نبی کریم نے قرآن شریف کو بوقت نزول اپنے ہاتھ سے لکھا ... موجودہ تورات انجیل کس طرح موسیٰ اور عیسیٰ کی کتابیں کہلا سکتی ہیں

عیسائی **لا مبدل لکلماته** یعنے کلمات الٰہی کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تمام آسمانی کتابیں کلمات اللہ ہیں۔ یعنے موجودہ بائبل محرف اور مبدل نہیں ہو سکتی مختصراً

مسلمان - آدم - ادریس - نوح اور ابراہیم وغیرہ ... کہاں ... موسیٰ کی لکھی ہوئی تورات ... [illegible]

وہ انجیل کہاں گئی جس کی تبلیغ کا مسیح نے شاگردوں کو اپنے جیتے جی حکم دیا تھا اور جسے مسیح نے خود دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ باقی آئندہ

تازہ خبریں

آفتاب مصالحت کی افق تابی

مشرق ادنیٰ کے افق پر جنگی جہازوں اور برّی فوجوں کی مراجعت

لوزان ۔ ۹ ۔ جولائی ۔ ترکی سے دول متحدہ کے جنگی جہازوں اور افواج برّی کی واپسی کے متعلق دول متحدہ کی طرف سے ہدایات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ اسلئے ابھی تک یہ معاملہ معرض تعویق میں پڑا ہے۔

عراق کی سرحد

عراق کی سرحد کے متعلق یہ قرار پایا ہے کہ حکومت انگورہ کی طرف سے تصدیق معاہدہ سے ۹ ماہ بعد تک پہلی حالت ہی قائم رہیگی ۔ اس وقت تک برطانیہ اور ترکی کے درمیان معاہدہ طے ہو جائے گا۔

غازی عصمت پاشا نے یہ شرط منظور کرلی ہے لیکن یہ بھی کہا ہے کہ انگورہ کی منظوری ضروری ہے۔

مسئلہ مراعات کا تصفیہ

مراعات کے متعلق قرار پایا ہے کہ ایک غیر جانبدار ماہر ثالث بالخیر کے فرائض انجام دے ۔ دول متحدہ نے غازی عصمت پاشا کو متنبہ کردیا ہے کہ اگر حکومت انگورہ ان امور کو منظور نہ کریگی تو دول متحدہ ان تینوں امور پر جن کا ذکر موجودہ معاہدہ میں آگیا ہے از سر نو بحث کریں گے۔ عام طور پر ایک اصول طے کرلیا گیا ہے کہ جدید مراعات عطا کرنے یا معاوضہ ادا کرنے کے لئے ثالث کے فیصلہ کی متابعت کرنی پڑے گی ۔ معاہدہ پر دستخط ہوتے ہی یونان اور ترکی میں مصالحت ہو جائیگی ۔ حکومت انگورہ یا دول متحدہ کی آخری تصدیق کا انتظار نہ کیا جائے گا۔

مصالحت پر اظہار امتنان

لندن ۔ ۱۰ ۔ جولائی ۔ لوزان کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ترکان آج اس تصفیہ پر اظہار امتنان کر رہے ہیں کیونکہ انہیں یہ توقع نہ تھی کہ اس درجہ کامیابی حاصل ہوگی ۔ ممالک غیر کے نمایندوں اور ان افراد کے دلوں میں جن کے مفاد اس تصفیہ سے وابستہ ہیں یہ خیال ہے کہ دول متحدہ نے ترکوں سے بہت نرمی اور رعایت سے کام لیا ہے۔

ترکی حلقوں میں تصفیہ کا اثر

قسطنطنیہ ۔ ۹ ۔ جولائی مجلس وکلا نے غازی عصمت پاشا کی خدمت میں یہ ہدایت ارسال کی ہے کہ وہ طے شدہ اصول پر معاہدہ صلح پر دستخط کردیں ۔ کل ایک اعلان شایع کیا جائے گا جس میں اس تصفیہ کے متعلق جمہور کو اطلاع دی جائے گی ۔ مصالحت کی خبر پر تمام ترکی حلقوں میں اظہار اطمینان کیا گیا ہے۔

ترکوں اور یونانیوں کی مصالحت کا اثر

لندن ۸ ۔ جولائی ۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ رقمطراز ہے کہ مت سے امور پر ترکوں اور یونانیوں کی مصالحت پر شہر میں اظہار امتنان کیا جا رہا ہے۔

دول متحدہ سے گفت و شنید میں طوالت کی وجہ سے بہت بےچینی پھیلی ہوئی ہے ۔ بعض اخبارات لکھ رہے ہیں کہ حکومت ترکی مندوبین کو جو ہدایات ارسال کی ہیں ۔ ان پر عمل ناممکن ہے

ترک بازی جیت گئے

لندن ۔ ۱۰ ۔ جولائی ترکی سے مصالحت پر معمولی اطمینان ظاہر کیا گیا ہے ۔ شرائط پر مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔ یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے بساط سیاست پر داؤں جیت لیا ہے لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ معاہدہ مشرق ادنیٰ میں تشویش و اضطراب کے ارتفاع کا حتمی علاج نہیں۔

اخبارات کے خیالات

"ڈیلی کرانیکل" اپنے مضامین پردازی نے کیا ہے ۔ وہ بڑھ کر یانس بنا رہا ہے ۔ نہایت نرش الفاظ میں رقمطراز ہے کہ اگر ترکوں کو جنگ میں شکست ناش ہوئی تھی تو انہوں نے صلح میں نمایاں ترین کامیابی حاصل کرلی ہے اور اپنے قوی مخالفین پر عدیم النظیر سیاسی فتح حاصل کی ہے۔

"ٹائمز" رقمطراز ہے کہ آج سے چار برس پہلے ہزیمت خوردہ ترکی کو مصالحت پر کیوں مجبور نہ کیا گیا؟ جریدہ مذکور نہایت یاس انگیز الفاظ میں ان امیدوں کا ذکر کرتا ہے ۔ جو اب منقطع ہو چکی ہیں ۔ نیز یہ لکھتا ہے کہ ترکی میں کسی اچھی حکومت کا قیام یقینی نہیں ہے۔

ترک نو برس کے واقعات سے سبق سیکھیں

"ڈیلی نیوز" لارڈ کرزن کے صبر و تحمل کی تعریف میں رطب اللسان ہے ۔ "مارننگ پوسٹ" ان پر نفرے کس رہا ہے ۔ یہ اخبار جو ترکوں کا ہمدرد رہا ہے ۔ امید کرتا ہے کہ ترک گزشتہ نو سال کے تجربہ سے سبق حاصل کریں گے۔

ایک ہولناک حادثہ

مصری شہزادے کو اسکی فرانسیسی بیوی نے مار ڈالا

لندن ۱۰ ۔ جولائی ۔ سیوائے ہوٹل میں آج ایک پراسرار حادثہ پیش آیا ۔ علی کمال فہمی نامی ایک مصری شہزادہ جو اپنی فرانسیسی بیگم میری مارگرٹ فہمی کے ساتھ جس حصے میں مقیم تھا مجروح پایا گیا ۔ اس کے جسم سے خون شدت کے ساتھ بہ رہا تھا ۔ ایک براؤننگ ریوالور اسکے پاس پڑا تھا ۔ اسے چیرنگ کراس کے ہسپتال میں لے گئے جہاں پہنچکر اس کا انتقال ہو گیا۔

شہزادہ مذکور کی مصر میں بہت بڑی جائداد ہے ۔ وہ حال ہی میں پیرس سے آیا تھا اور ہوٹل میں امیرانہ زندگی بسر کرتا تھا ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موسم کے اختتام تک لندن میں رہنا چاہتا تھا بعد کی اطلاع مظہر ہے ۔ میری مارگرٹ فہمی کو اپنے شوہر کے قتل عمد کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔

یدخلون فی دین اللہ افواجا

آگرہ میں آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

جناب مولانا ابو المعانی آزاد گل صاحب کاکاخیل سرحدی و دیگر علما اسلام کی تقریروں سے متاثر ہو کر مسلمانان آگرہ نے اپنا فرض تحفظ مذہب و اشاعت دین محسوس کر لیا ہے اور قدیمی مت و ذوں کو حلقہ بگوش توحید بنانے میں مصروف عمل ہیں ، چنانچہ ۴ ۔ جولائی ۱۹۲۳ء کو راقم الحروف اور جناب اعجاز علی صاحب و جناب عنایت محمد صاحب کی کوشش سے دو ہنود مسمی پرشادی لعل ولد کنور و دیان سنگھ ولد رسپورن سنگھ قوم ٹھاکر ملکانے ضلع مین پوری بدست مولوی بسم جان صاحب سرحدی چترالی مشرف باسلام ہوئے ، اور اسلامی نام علی الترتیب عبد الرحمٰن و عبد اللہ رکھے گئے۔

(ڈاکٹر محمد علی آگرہ)

دہلی میں قبول اسلام

(۱) ایک شخص مسمی ولیم قوم عیسائی ساکن آگرہ اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر بتاریخ ۵ ۔ جولائی ۱۹۲۳ء دائرہ اسلام میں داخل ہوا اسلامی نام عبد الرحمٰن رکھا گیا،

(۲) ایک شخص مسمی منگل ولد جیو رام ساکن جنیتا ضلع علیگڈھ بتاریخ یکم جولائی ۱۹۲۳ء نے بتوفیق الٰہی اپنی رضا و رغبت سے اسلام قبول کیا اسلامی نام نور الدین رکھا گیا ، خدا تعالےٰ استقامت بخشے،

(سید اشفاق حسن ناظم انجمن خادم الاسلام دہلی)

سہارنپور میں ایک راجپوت کا قبول اسلام

۴ ۔ جولائی ۱۹۲۳ء مغرب کی نماز سے پہلے ایک شخص مسمی لوک چند قوم راجپوت ساکن رام نگر قاری حافظ عبد الخالق صاحب پیش امام جامع مسجد کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا ، اسلامی نام عبد المعبود رکھا گیا ، خدائے قدوس استقامت بخشے

(شیخ حبیب الرحمٰن جنت فروش ۔ بازار جدید سہارنپور)

چھاونی فیروزپور میں قبول اسلام

مورخہ ۵ ۔ جولائی ۱۹۲۳ء بروز جمعرات بوقت ۷ بجے صبح کی پنڈت سرب دیال آریہ سماجی ساکن شہر فیروزپور ... نے بموجودگی ... مولوی احمد بخش صاحب ... مسجد انجمن اسلامیہ ... کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ، اسلامی نام محمد ... رکھا گیا ...

مختصر دلچسپ خبریں

معلوم ہوا ہے کہ حضور وائسرائے مع لیڈی ریڈنگ پنجاب تشریف لا رہے ہیں ۔ ۲۲ تا ۲۵ ۔ اکتوبر ان کا لاہور میں قیام رہیگا

جریدہ "اکالی تے پردیسی" رقمطراز ہے کہ گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اخبار "ہندوستان" کو ایک ہزار روپیہ بطور امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

بھائی دیوان سنگھ نائب جریدہ "اکالی تے پردیسی" گرفتار ہو گئے ۔ جریدہ مذکور میں جیلوں کے حکام کے سلوک کے متعلق قابل اعتراض مضامین شائع ہوئے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ صوبۂ متحدہ کی سیاسی کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۴ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ اکتوبر کو ہوگا

ڈیرہ اسمٰعیلخان میں چند عورتوں اور لڑکوں کو جعلی سکہ بنانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے ۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ لالہ امرناتھ بی اے ایل ایل بی امرتسری کو ایک بیمہ کمپنی کو دھوکہ دینے کے جرم میں ۲ سال قید سخت کی سزا ملی ہے۔

ہمعصر "اکالی تے پردیسی" نے لکھا ہے کہ اعلیحضرت امیر صاحب نے حقہ نوشی کی قطعاً ممانعت کردی ہے۔

عدالت عالیہ الہ آباد اور اودھ کے جوڈیشل کمشنروں کی عدالت نے بنارس ہندو یونیورسٹی کی قانونی ڈگری کو تسلیم کرلیا ہے۔

بلدیہ لاہور کے شعبہ حفظان صحت کی اطلاع مظہر ہے کہ ماہ حال کو شہر میں طاعون کی صرف ایک جدید واردات ہوئی ۔ کوئی موت وقوع پذیر نہیں ہوئی اس وقت تک طاعونی وارداتوں کی مجموعی تعداد ۳۲۳ اور طاعونی اموات کی کل تعداد ۱۰۲ ہے۔

شہر فیروزپور کی پولیس نے ایک ٹھگ جتھہ کو گرفتار کر لیا ہے جو جالندھر اور کپور تھلہ میں سونا بنانا سکھلانے کے بہانہ سے لوگوں کو لوٹ لیا کرتا تھا۔

حضور وائسرائے ۸ ۔ دسمبر کو مدراس تشریف لیجائینگے

غازی محمود دہرمپال کا مقدمہ ۱۹ ۔ جولائی کو پیش ہوگا۔

حکومت ہند ایک سپیشل مجسٹریٹ کے تقرر پر غور کر رہی ہے جو تمام ہندوستان کے جعلی نوٹ بنانے کے مقدمات کی سماعت کرے گا۔

حکومت نے سر کے سری نواس آئنگر مرحوم کی اعلیٰ خدمات کا زبردست اعتراف کیا ہے اور ان کی وفات پر اظہار افسوس کیا ہے۔

۴ ۔ جولائی کی شام کو بلدیہ کلکتہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا ۔ فیصلہ کیا گیا کہ اسلامی یتیم خانہ کی عمارت کے حادثہ انہدام کی تحقیقات کے لئے ایک مجلس تحقیقات مرتب کی جائے۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر کے نٹرنجن نے بمبئی سوراجیہ پارٹی

پیغام صلح
اخبار
لاہور
ہفتہ میں دوبار، ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے
جلد ۱۱
نمبر ۷۲
مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۴۱ سنہ ہجری مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۲۳ سنہ عیسوی

فتنہ ارتداد کے اسباب

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

مسلمانوں نے ہندو معاشرت اختیار کر لی

مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر اس سرزمین کو اپنا وطن قرار دیا اور بجائے اس کے کہ یہاں کی اقوام میں اپنا تمدن، اپنی معاشرت اپنی تہذیب پھیلاتے، خود یہاں کی اقوام کے تمدن و معاشرت کو اختیار کرنے پر جھک پڑے، اور ہندو اقوام سے بذریعہ مناکحت و ازدواج اس قدر میل جول و ضبط و ارتباط بڑھایا کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد کے مصداق بن گئے۔ نہ صرف عوام مسلمانوں کا یہ رویہ رہا بلکہ خود حکمران بادشاہوں کے ہنود کے ساتھ طرز عمل نے الناس علی دین ملوکھم کے مصداق تمام مسلمانوں کو ہندو معاشرت میں رنگ دیا۔ مغلیہ بادشاہوں نے جو ہندو تمدن و معاشرت اختیار کیا، تاریخ دان اصحاب پر واضح و روشن ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فاتح قوم نے تو مفتوح قوم کی خو بو اختیار کر لی اور مفتوح قوم نے قدرتاً فاتح قوم کا رنگ و اثر قبول کر لیا، پٹھان بادشاہوں نے شاہان مغلیہ سے بہت پہلے ہنود کو کافی عروج دے کر ان کو برابر کا شریک و حصہ دار سلطنت کر رکھا تھا، بڑے بڑے اہم اور ذمہ داری کے سول و فوجی عہدے ہندوؤں کو برابر تفویض ہوتے رہتے تھے، چنانچہ عہد مغلیہ میں تو سلطنت دہلی کی اکثر دولت و بیش بہا خزانے کھینچ کھینچ کر ہندو دیسی ریاستوں میں پہنچ گئے۔ یہاں اس ضمن میں بہت کچھ لکھا جا سکتا تھا، لیکن یہ مضمون تاریخ ہند سے متعلق ہوا جاتا ہے، اس لئے اصل بحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اگر مسلمان بھی مثل صاحبان انگریز کے ہندوستان میں آکر یہاں کے باشندوں سے الگ تھلگ رہ کر اپنی خصائص قومی کو برقرار رکھتے، تو آج ان کی یہ حالت نہ ہوتی کہ کوئی خاندان مسلمانوں کا خواہ شہراتی ہو یا قصباتی یا دیہاتی ایسا نہیں ہے کہ ہندوانی رسمیں ان میں ساری و جاری نہ ہوں۔ مسلمانوں کے تیوہار، شادی بیاہ، مرنا جینا غرضیکہ جس بات کو لو، ہر ایک میں تمام رسمیں اہل ہنود کی پائی گئی مذہبی ضعیف الاعتقادیاں۔ شگون، فال، نحس وغیرہ غرضیکہ تمام عقاید ہندوؤں کے اکثر مسلمانوں کا جزو معاشرت بن گئے ہیں۔

خمار حکومت و فقدان احساس خودداری

جب تک حکومت حاصل رہی مسلمان علم، ہنر، صنعت، تجارت کی طرف سے بے خبر رہے، جب سلطنت نکل گئی اور نشہ حکومت باقی رہا اور زمانہ کے رنگ پلٹنے کے ساتھ مسلمانوں نے اپنا رنگ نہیں پلٹا آج تک باوجودیکہ برادران وطن اور ان کی ترقی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، مسلمانوں کو من حیث القوم اپنی پستی و زوال و ناگہی و ذلت کا احساس نہیں ہے، برادران وطن میں کہ مسلمانوں کو اچھوت۔ ملیچھ ہمیشہ سے سمجھتے و برتتے چلے آتے ہیں، نہ ان کے ہاتھ کا چھوا کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، مگر مسلمانوں کی خودداری و عزت نفس کا جذبہ بالکل مٹ چکا ہے، کہ باوجود مذہبی حکم انما المشرکون نجس کے ہوتے ان سے کسی قسم کا پرہیز روا نہیں رکھتے۔

اسراف بیجا

حکومت کا خمار۔ اب تک اس قدر باقی ہے کہ اسراف و فضول خرچی ان کی زندگی کا جزو لاینفک ہو گیا ہے، کھانے پینے پہننے کا اسراف اس قدر بڑھا ہوا ہے، کہ باوجودیکہ آمدنی و ذرائع آمدنی محدود ہیں، مگر اخراجات آمدنی سے بڑھے چڑھے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کھانے کے لئے بنیوں، پہننے کے لئے بزازوں سے قرضہ لینا پڑتا ہے۔ اور قرض لینا باعث شرم و ذلت خیال نہیں کیا جاتا ہے، جب کوئی تقریب عقیقہ، ختنہ، مکتب و بسم اللہ، روزہ کشائی شادی بیاہ کی ہوتی ہے۔ تو خواہ پاس کچھ نہ ہو، اپنے نام و نمود کے لئے اپنے اہل برادری میں اونچا رہنے کے خیال سے احباب و اعزہ اور مستورات کی خوشنودی کی غرض سے اپنی آمدنی اور اپنی حیثیت سے زیادہ اپنی چیز بست گروی رکھ کر، اپنی جائداد رہن و کفول رکھ کر، مہاجنوں و ساہوکاروں سے گراں سود پر قرض لے کر خوب اسراف بیجا کیا جاتا ہے، جب تک کہ سے کم سارا خرچ کر کے کھاتے نہ ہوں، نہ رنگ نہ ہو کسی تقریب میں نہ کچھ لطف و مزہ ہے، نہ نام آوری۔ برادری میں حصے تقسیم ہوں، تو سو طشتریوں اور کٹوریوں کے تقسیم ہوں، وغیرہ۔ یہاں موقع نہیں کہ ان اسرافات بیجا و فضول خرچیوں کو گنایا جائے، جو ہماری قوم میں شادی کے موقعوں پر مستعمل و بیہودہ ہندوانی رسوم مثلاً برات، بری، ساچق، مہندی، جہیز وغیرہ یا غمی کے زمانہ میں تیجے، دسویں، چالیسویں، تبارک، برسی، ہفت روزہ فاتحہ وغیرہ میں کی جاتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے صریح و سخت حکم ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربہ کفورا۔ فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے، و ان اللہ لا یحب المسرفین۔ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا، و کلوا واشربوا [illegible] خلاف ورزی کر کے دنیا و آخرت کا خسران مول لیا جاتا ہے۔ (ماخوذ)

اشاعت مسیحیت ٹرکی میں

رسالہ "مسلم ورلڈ" کے ایک نامہ نگار نے عنوان بالا سے ایک مضمون رسالہ مذکور میں لکھا ہے، اس مضمون کے ایک حصے کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مسیحی نامہ نگار لکھتے ہیں۔ "گذشتہ عالمگیر جنگ کی ابتدا سے آج تک ہماری اشاعتی جمعیت کی نصف طاقت بوجہ موت، مراجعت یا نقل مکان ضائع ہو چکی ہے، مقامی راہروان عمل میں سے دو تہائی کے قریب مظلومانہ موت کا شکار ہوئے ہیں۔ باقی ایک تہائی جس میں ٹرکی کی منتشر عیسائی آبادی شامل ہے، کی اشاعتی کوششیں محض صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہیں۔ اناطولیہ میں ہر گرجا گھر قریب قریب بند ہو چکا ہے، دیہاتی مدارس کے قیام کا نظام جو مسیحی مبلغین کی انتھک مساعی اور عرق ریزی کا نتیجہ تھا، بالجملہ مفقود ہو چکا ہے۔ آٹھ انجمن کالج جن میں جوئی کے لائق آدمیوں کو اشاعتی کام کیلئے ٹریننگ دی جاتی تھی، معطل پڑے ہیں، صرف تین ایسے ہیں جو ساحلی امصار میں چل رہے ہیں، لیکن ان کا مستقبل بھی ضرورت سے زیادہ تاریک ہے، ثانوی مدارس کی کثرت ایسی ہے، جو کام کرنے سے رہ چکے ہیں۔ شفاخانجات دیتیں دوسرے قسم کی ڈسپنسریوں کے انتہا سے میں بہت کم نقصان پہنچا ہے، کل صرف نصف تعداد عامۃ الناس کی ضروریات کے لئے کفیل متصور کی گئی ہے۔"

لیکن نامہ نگار مذکور اس قسم کی اشاعتی کیفیت سے قطعاً بے دل نہیں ہوا اور اس نے تاریک پہلو یا یاس کو جگہ نہیں دی، بلکہ وہ کہتا ہے کہ باوجود ان تمام امور کے اسلامی آبادی عیسائی شہدا کے استقلال کی بالخصوص مداح ہے، اور یہ کہ اس انقلاب نے مسیحی گرجاؤں کو ایک معنی میں پاک و صاف کر دیا ہے، اور یہ بھی کہ عامۃ الناس پیشتر سے زیادہ اپنے عیسائی محسنین کی جانب راغب ہو چکے ہیں، اور اس طرح سے وہ اشاعت کے کام سے مایوس نہیں ہوتا، بلکہ پہلے سے زیادہ انہماک کے ساتھ کار تبلیغ کو ہاتھ میں لیتا جاتا ہے۔

نامہ نگار کا نفس مضمون اس کے کسی ذاتی واقعہ کے متعلق نہیں ہے بلکہ مسیحی مشن کے استقلال، انہماک، اخلاص اور ولولہ کا آئینہ دار ہے۔ مقام غور تو یہ ہے کہ جس قدر حالات یاس انگیز ہوں اسی قدر مسیحی مشن سینہ سپر ہوتا ہے اور اسے تقویت نصیب ہوتی ہے، ادھر ہم ہیں کہ بہترین توقعات کے باوجود محو خواب ہیں۔

ہمارے سامنے میدان ہے، لیکن ہم غفلت کی نیند سو رہے ہیں، ایک طرف ٹرکی جیسے اسلامی مرکز میں عیسائی استقلال کی کیفیت ہے، اور دوسری جانب ہمارے اپنے اسلامی حلقوں میں ہمارا وہ جمود ہے کہ الامان۔ ع

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

اپنے آپ کو نیوگ کے قابل نہیں سمجھتا"
لالہ دھجارام نے کہا:-
"میں نیوگ کے مسئلہ کو سمجھتا ہوں، یہ ایک اچھا طریقہ ہے یہ صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے، جو کہ نہایت ہی سدا چاری ہوں"
پرتاپ ۲۷ جون

اب فرمایئے کہ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا، کہ اگر بقول آریہ سماج ویدمیں نیوگ کا حکم تھا، تو محض خاص وقت کے لئے تھا، اس زمانہ میں وہ نہیں چل سکتا، کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا، کہ وید ایک مختص الوقت کتاب تھی، کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ وید کے احکام تمام وقتوں کے لئے نہیں، پھر طرہ یہ ہے نیوگ تو حصول اولاد کا ذریعہ بتایا جاتا ہے، اب اس زمانہ میں اگر ضرورت پیش آئے، اور ایسی ضرورتیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں، پھر از روئے وید کیا کیا جائے۔ یا کم از کم آریہ لوگ اب کیا کرتے ہیں؟ جو طریق آجکل استعمال کیا جاتا ہے کیا وہ اس زمانہ کے لئے مناسب نہ تھا، جس میں نیوگ کی اجازت دی گئی، اور ایسا شرمناک مسئلہ تجویز کیا گیا، کہ آج تہذیب کی پیشانی عرق انفعال سے تر ہو جاتی ہے،

پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ سوامی دیانند اس زمانہ میں پیدا ہوں اور بقول آریہ سماج ہندو دھرم کی اصلاح کیلئے پیدا ہوں، مگر نیوگ کے متعلق یہ روشنی نہ ڈالیں، کہ یہ مسئلہ اس وقت کے لئے نہیں ہے، کیونکہ مندرجہ بالا بیانات میں کسی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں نیوگ جائز نہیں، بلکہ سب اپنے خیال کے مطابق بیان کرتے رہے ہیں۔

کیا اب بھی ہمارے آریہ دوستوں کی سمجھ میں نہ آئے گا، کہ جس مذہب کے وہ پیچھے پڑے ہیں وہ موجودہ زمانہ کے قابل نہیں ہے

بہرا سمجھے ہو جس گھر کو نہیں ہے واں کوئی
کہاں بیٹھے ہو تم اے خانہ ویراں کے دربانو
کیا اسی پر ستیارتھ پرکاش کا زور و شور ہے

ہندوؤں کے سب سے بڑے تیرتھ میں مسلمانوں کی آبادی

معاصر کیسری ۸ جولائی کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ان تمام خبروں سے بڑھ کر جن کا ذکر ہم نے مذکورہ بالا سطور میں کیا ہے، ہردوار میں ایک اور خطرناک افواہ ہم نے بڑے زور شور سے سنی، اور اسے سن کر ہمارا کلیجہ کانپ اٹھا ہمیں بتایا گیا کہ ہندوؤں کے اس سب سے بڑے تیرتھ میں مسلمانوں کی آبادی بڑی سرعت سے بڑھ رہی ہے، چند سال پہلے ان کی بہت تھوڑی دکانیں ہردوار میں تھیں، لیکن اب ان کی دکانوں کی تعداد پچاس کے قریب ہے، تانگہ والے تقریباً سب کے سب مسلمان ہیں، آج ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جوں جوں ہردوار میں مسلمانوں کی آبادی بڑھتی جاتی ہے، تو لازماً ان کے دل میں یہ خواہش بڑھتی جاتی ہے، کہ وہ ہردوار میں ایک عالی شان مسجد بنائیں۔"

یقیناً مسلمانوں کی اس کثرت کو دیکھ کر ہمارے معاصر کے دل پر پھپھولے پڑ رہے ہیں، لیکن کیا کیسری کا یہ خیال ہے، کہ ہردوار میں مسلمانوں کی آبادی بڑھنا اور مسجد بنانا ہندو دھرم کے اصولوں کے منافی ہے، ہردوار میں اگر بہت سے مسلمان ہیں تو یقیناً ان کو مسجد بنانے کی فکر کرنی چاہیئے، اس سے ہندوؤں کا یا ہمارے معاصر کا کیا بگڑتا ہے، اس قسم کی تنگ ظرفی اور تنگ دلی کا اظہار سوائے اس کے ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا کرے، اور کوئی بہتر نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ مگر افسوس ہے ہندو معاصرین مسلمانوں کی ہر ایک حرکت سے ناراض ہوتے ہیں، اور قومی مفاد کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

مرقاۃ الادب

مولوی حافظ نورالدین صاحب نثار کشمیر نے تیسری مڈل کی جماعتوں کیلئے ایک عربی کورس تیار کیا ہے جس میں خاص خوبی یہ ہے کہ بچے عربی علم ادب سیکھنے کے ساتھ ہی اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف ہو سکتے ہیں، ہر ایک بھائی جو اپنے بچوں کو عربی تعلیم دینا چاہتے ہیں، ضرور اس کتاب کو اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ امید ہے کہ ہمارے اسلامی مدارس بھی اسے خوشی سے اپنے ہاں جاری کریں گے ہر قسم کی خوبیوں کے مقابلہ میں قیمت تو کچھ بھی نہیں اسی طرح حافظ صاحب نے ایک رسالہ منطق بھی لکھا ہے جو عربی طلبا کیلئے بہت مفید ہے قیمت [illegible] ہر دو کتب [illegible] انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مل سکتی ہیں +

ہماری تبلیغی کوششیں

مدرسہ احمدیہ پرسارہ ضلع علی گڑھ

۸ جولائی ۱۹۲۳ء کو پروفیسر ولایت احمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل علی گڑھ نے بمعیت بزرگان علی گڑھ جناب حکیم عبدالسلام صاحب رئیس و خان بہادر محمد حسین خاں صاحب پنشنر جج و خان بہادر محمد یوسف خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ و مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار علیگڑھ گزٹ و مولوی تجمل حسین خاں صاحب و شیخ رزاق بخش خاں صاحب قادری بیرسٹر و رئیس اعظم علی گڑھ و مولوی محمود الحسن صاحب وکیل علی گڑھ نے ہمارے مردانہ و زنانہ مدارس کا معائنہ فرمایا، آپ کے ہمراہ اس معائنہ میں کنور پرتاب سنگھ صاحب رئیس اعظم چاندگڑھی و کنور محمد شفیع صاحب رئیس اعظم بردولی، و کنور رمان سنگھ صاحب رئیس اعظم لاکھنو، و مولوی محفوظ الحق صاحب علمی و منشی محبوب علی صاحب پوسٹ ماسٹر بھی تشریف لائے تھے۔ کنور عبدالصمد خاں صاحب آف چھتاری، بوجہ کثرت بارش تشریف نہ لا سکے، ہم ان جملہ بزرگان کے تہ دل سے مشکور ہیں، جنہوں نے باوجود کثرت بارش ریلوے سے دور ایک گمنام گاؤں میں قدم رنجہ فرما کر ہمیں ممنون فرمایا، بزرگان مندرجہ بالا کی تشریف آوری پر مولوی فیروزالدین صاحب نے گرد و نواح کے بزرگوں کو بھی مدعو کیا، اور ایک اعلیٰ پیمانہ پر جلسہ کیا، جس میں تقریباً تین ہزار کا مجمع ہو گیا، سب سے پہلے مولوی تجمل حسین صاحب نے کلام مجید کی تلاوت فرمائی، بعد ازاں مولوی محفوظ الحق صاحب نے ایک عمدہ مناسب حال تقریر فرمائی، اور حاضرین کو بچوں کی تعلیم کی جانب رغبت دلائی، ان کے بعد پروفیسر ولایت احمد خاں صاحب نے پون گھنٹہ تقریر فرما کر راجپوتوں کو اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم دلانے پر زور دیا، اور فرمایا کہ لڑکوں کی تعداد کم از کم سو تک ہونی چاہیئے۔ آپ کے بعد مولوی محمود الحسن خاں صاحب وکیل نے تعلیم نسواں کی ضرورت پر زور دیا، اور جملہ مقررین نے مدارس پرسارہ کی ترقی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا، سب سے آخر مولوی فیروزالدین صاحب نے جملہ رؤسا و بزرگان علیگڑھ و حاضرین کا شکریہ ادا کیا، اور جملہ مسلمانوں کو اشاعت اسلام کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی، اور مدارس کے لئے عمارات بنا دینے کے لئے اپیل کی، جس پر سب سے پہلے ہمارے کرم بھائی کنور مردان خاں صاحب رئیس پرسارہ نے اپنے گاؤں کی طرف سے وعدہ کیا . . . . کہ ہر دو مدارس کی عمارت کے لئے جس قدر بھی زمین درکار ہوگی، خواہ وہ کسی قیمت کی ہو۔ وہ فی سبیل اللہ مفت دیں گے، علاوہ ازیں ایک کنواں بھی دیں گے، جو پانسو روپیہ سے کم لاگت پر تیار نہ ہوگا، اور پھر اپنے گاؤں سے چندہ بھی عمارت کے لئے جمع کر دیں گے۔ آپ نے گیارہ روپیہ نقد فرش مدرسہ کے لئے اسی وقت دیئے، بعد ازاں پروفیسر ولایت احمد خاں صاحب نے رائے بہادر کنور رمان سنگھ صاحب رئیس اعظم و رائے بہادر کنور سوجان سنگھ صاحب کا شکریہ ادا کیا، اور اپنی طرف سے دوصد روپیہ عمارت مدرسہ کے لئے دینے کا وعدہ فرمایا، اس کے بعد جملہ رؤسا نے مولوی فیروزالدین صاحب کو فراہمی چندہ کے لئے علی گڑھ جانے کی دعوت دی، اللہ تعالےٰ ہر ایک بزرگ کو جو اس کار خیر میں شریک ہوا ہے دینی و دنیاوی برکات سے متمتع کرے، اور ان کے اس جوش کو قائم رکھے برادران پرسارہ نے جلسہ کے انتظام میں دل و جان سے مدد دی، اور ہر طرح اسے کامیاب بنایا، اللہ تعالےٰ ہر ایک بھائی کو جو شامل جلسہ ہوا جزائے خیر دے، انجمن کے ہر دو مدارس کی کامیابی اور نیک نامی کا سہرہ مولوی فیروزالدین صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ صاحبہ و ماسٹر محمد خلیل صاحب کے سر پر ہے، جن کے حسن اخلاق نے ضلع علی گڑھ کے ہر ایک بزرگ کے دل میں ان کی خاص عزت بٹھا دی ہے اللہ تعالےٰ ان کو بہت بہت جزائے خیر دے،

ذیل میں بزرگان علی گڑھ کے معائنہ کی نقول درج کی جاتی ہیں۔

نقل معائنہ مدرسہ احمدیہ مردانہ پرسارہ

آج ۸ جولائی کو بہمراہی ولایت احمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل و مولوی محفوظ الحق صاحب علمی و دیگر تمام احباب علی گڑھ [illegible] ذکر نام اخبار میں دیں گے، مدرسہ پرسارہ کا معائنہ کیا، تعداد طلبا مندرجہ جسٹر و اخلہ ۵۸ ہے [illegible]

یہ مدرسہ یکم اپریل سے جاری ہوا ہے، اس قلیل زمانہ [illegible] ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مدرسہ نے کافی ترقی کی ہے، اور صورت [illegible] امید افزا ہے، یہ مدرسہ مولانا فیروزالدین صاحب مسلم مشنری اور ماسٹر محمد خلیل صاحب کی کوشش کا نتیجہ ہے، ہر دو صاحبان نے [illegible] جانفشانی سے مدرسہ کو اس کامیاب حالت میں پہنچایا ہے، جس کے لئے دونوں صاحبان شکریہ کے مستحق اور قابل مبارکباد ہیں، مدرسہ کے رجسٹر داخلہ و رجسٹر حاضری روزانہ باقاعدہ ہیں، اور جماعت بندی ٹھیک اصول پر ہے، دیگر سامان مدرسہ طلبا کی تمام ضرورتوں سے پورے ہیں اور کافی سے زیادہ ہے، جس مکان میں فی الحال مدرسہ ہے، وہ مستعار ہے، مدرسہ کی ترقی روزانہ کو دیکھتے ہوئے خود مدرسہ کی عمارت اپنی مستقل ہونے کی سخت ضرورت ہے، جس کے لئے ہمیں امید ہے کہ عامت مسلمان اس کار خیر میں کافی امداد دیں گے، طلبا مدرسہ کا امتحان لیا گیا، بچوں نے پڑھنے میں کافی استعداد پہنچائی ہے، لکھنے کی طرف خاص طور سے توجہ ہونی چاہیئے، حساب بھی بچوں کو سکھایا جاتا ہے، یہ انہیں خوب آتا ہے، بہرحال سکول کی حالت نہایت قابل اطمینان ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اس مدرسہ کی بہت جلد اور کافی امداد کرے گا،

نقل معائنہ مدرسہ احمدیہ زنانہ پرسارہ

آج مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۳ء کو میں نے جملہ احباب علی گڑھ کے روبرو بہمراہی مولوی محمود الحسن صاحب وکیل و مولوی محفوظ الحق صاحب اسلامیہ گرل سکول پرسارہ کا معائنہ کیا، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ سکول یکم مئی ۱۹۲۳ء سے قائم ہوا ہے، لڑکیوں کی تعداد نہایت ہمت افزا ہے، اور دل خوش کن ہے بچیاں صاف ستھری اور باسلیقہ ہیں، اکثر کا سبق میں نے سنا، جسے بچیوں نے نہایت عمدگی کے ساتھ ہمیں سنایا، بعد بچیوں نے مناجات پڑھ کر ہمیں سنائی، اس قلیل زمانہ میں اس مدرسہ نے کافی ترقی کی ہے، ہم تمام خادمان دین متین تہ دل سے جناب مولانا فیروزالدین صاحب کی بیگم صاحبہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں، یہ گرل سکول ان ہی کی ذات سے قائم ہوا ہے، ورنہ ایسی استانیوں کا ملنا مسلمانوں میں نہایت ہی مشکل ہے، اسلام کی چیدہ چیدہ باتیں ایسے پیرایہ میں بیگم صاحبہ نے بچیوں کو سکھائی ہیں، کہ بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں، بچیوں نے مجھے نماز بھی پڑھ کر سنائی، ایسی بہادر عالمہ استانی کا ملنا نہایت ہی مشکل ہے، کہ جو ۶۰۰ کوس سے چل کر اس جنگل میں آکر منگل کر دے، واقعی اس خاندان کا وجود اہل پرسارہ اور ضلع علیگڑھ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے، صورت حال کو دیکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا، کہ بچیوں کو سینا پرونا، بٹن ٹانکنا کپڑا قطع کرنا کھانا پکانا سکھانا چاہیئے، اور ضرور چاہیئے، یہ چیزیں لڑکیوں کے لئے نہایت ضروری ہیں، اس کے لئے ضروری سامان مثلاً سوئیاں، ڈورہ، قینچیاں اور چھوٹے چھوٹے برتن کھانا پکانے کے لئے ہونے چاہئیں، تاکہ کھیل کے سلسلہ میں وہ امور خانہ داری سے بھی واقف ہو جائیں، آج لڑکیاں ۳۳ حاضر مدرسہ تھیں، ویسے تعداد ۴۸ ہے۔ اگر کنور مردان خاں صاحب و دیگر مقامی حضرات کوشش کریں گے، تو ان کی تعداد میں اور اضافہ ہو جائے گا، ایسی حالت میں ڈسٹرکٹ بورڈ کو چاہیئے، کہ اس مدرسہ زنانہ کو بہت جلد امداد دیکر منتظمین کی ہمت بڑھائیے، دستخط ولایت احمد خاں صاحب وکیل علی گڑھ، مولوی محمود حسن خاں صاحب، وکیل علی گڑھ۔ مولوی محفوظ الحق صاحب، علمی و منشی محبوب علی صاحب، محمد یوسف خاں صاحب، علی گڑھ۔ نادر خاں صاحب، تجمل حسین صاحب، کنور مردان خاں صاحب،

بعد معائنہ ہر دو مدارس کنور مردان خاں صاحب نے بچوں کے لئے چالیس عدد ٹوپیاں پیش کیں، جنہیں پروفیسر ولایت احمد خاں صاحب نے اپنے ہاتھ سے بچوں کو پہنایا، ہر ایک بچہ جب ٹوپی پہنتا تو فوراً کھڑا ہو کر السلام علیکم کہتا، ٹوپیاں پہنا چکنے کے بعد پروفیسر صاحب نے بچوں کے کرتوں کے لئے ایک تھان دینے کا وعدہ کیا، اور ساتھ ہی چھ درجن صابن کی ٹکیاں بچوں کے پارچات دھونے کے لئے۔ اللہ تعالےٰ ہر دو معطی صاحبان کو جزائے خیر دے۔

آریہ سماج سکندر آباد کے ساتھ مباحثہ

ہر جگہ ذلت اور شرمندگی اٹھا اٹھا کر آخر کار آریہ سماج سکندر آباد

انتظام کے مطابق ہمارے مناظر ... الحمد ... دور درست ہے
چنانچہ چند مناظر بلائے جا رہے ہیں۔ تاریخ مناظرہ ۲۹ جولائی لغایت یکم اگست ۱۹۲۳ء قرار پائی ہیں، لیکن ابھی تک شرائط کا فیصلہ نہیں کیا گیا، جیسے آریہ صاحبان مناظرہ سے دو یوم پیشتر مقرر کریں گے۔ جملہ احباب خصوصیت سے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دیانندی فتنہ کو ہندوستان سے دور فرمائے، اور ہر ایک میدان میں اسلام کا بول بالا کرے۔ انشاء اللہ ہماری طرف سے مولوی عبدالحق صاحب و مولوی عصمت اللہ صاحب و شیخ عبدالحق صاحب شامل ہوں گے۔

انتخاب صحاح ستہ

۳۔ جولائی کی اشاعت میں حضرت امیر کا ریویو انتخاب صحاح ستہ پر ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ کتاب مؤلف مولوی نیاز علی صاحب سے جو پسرور ضلع سیالکوٹ میں مقیم ہیں مل سکتی ہے، یا دفتر تہذیب نسواں لاہور اور مولوی مظفر الدین کتب فروش شہر سیالکوٹ اور کشمیری بازار کے کتب فروشوں سے مل سکتی ہے۔

مراسلات

ایک عیسائی کے اعتراضات کا جواب

گذشتہ سے پیوستہ

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آیت سورۂ کہف کی ہے جس کی ابتدا اور اخیر میں عیسائیوں کے مشرک ہونے کا ذکر کر کے ان کو یہ بشارت دی گئی ہے۔ انا اعتدنا للظالمین نارا اور اسی وعید شدید کے مطابق اللہ تعالیٰ نبی کریم کو فرماتا ہے۔ اتل ما اوحی من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ یعنی اے نبی تو ان مشرک عیسائیوں کو یہ پڑھ کر سنا دو کہ تمام مشرکین کے لئے جہنم کا جو وعدہ ہے اس کو یسوع وغیرہ تمہارے خدایان خود ساختہ کبھی نہیں بدل سکتے۔ اس آیت میں کسی کتاب کی تحریف اور عدم تحریف کا کوئی ذکر نہیں ہے البتہ اگر آپ سچے دل سے قرآن کو تورات کی جز مانتے ہیں تو قرآن مجید میں موجودہ اور انجیل تورات کی نسبت لکھا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ اور اس آیت کی تصدیق مندرجہ بالا مضمون سے ظاہر ہے آپ پھر نظر ثانی فرمائیں۔

عیسائی - ولکل جعلنا منسکا۔ یعنے ہم نے ہر امت ہر گروہ ہر طبقہ۔ ہر مذہب کے لئے ایک عبادت گاہ یا قربان گاہ یا راستہ بنا دیا ہے تو ایک مسلمان کو کسی دوسرے مذہب والے پر جہنمی سمجھنے کا کیا حق ہے۔

مسلمان - اس آیت میں جس مذہب اور قربان گاہ کا ذکر ہے وہ مذہب صرف اسلام ہی ہے اور وہ قربان گاہ صرف مکہ ہی ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ والمسجد الحرام الذی جعلنہ للناس سواء ن العاکف والباد ..... ثم محلھا الی البیت العتیق ..... ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام سورہ حج۔

آپ بتائیں کہ یہاں وہ کونسے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ آپ نے کیا ہے۔ یہاں آیت زیر بحث میں تو تمام مذاہب والوں کو مذہب اسلام کی طرف بلایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اب نجات اور عزت کا گھر صرف خانہ کعبہ ہے۔ آپ آیت کا ایک ٹکڑہ لکھ کر پھر اس کا ترجمہ اپنے ہی خیال سے کر کے عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ کچھ تو حیا سے کام لینا چاہیئے۔

عیسائی - ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاری والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الخ

اس آیت سے ثابت ہے کہ یہ تمام فرقے جو خدا پر اور یوم آخرت پر ایمان لا کر اعمال صالحہ کرتے ہیں سب نجات پائیں گے۔ تو پھر کسی مسلمان کا کیا حق ہے کہ وہ کسی دوسرے مذہب والے کو گمراہ یا کافر قرار دے۔

مسلمان - اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ سے لیکر والناس تک تمام قرآن میں یہود نصاریٰ وغیرہ منکرین اسلام کو جا بجا مغضوب علیھم اور ضالین لکھا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وغیرہ آیات میں کافر اور گمراہ قرار دیا ہوا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ ولو ان اھل الکتاب امنوا لکفرنا عنھم سیاتھم الخ۔ یعنے اگر اہل کتاب صدق دل سے قرآن پر ایمان لا کر تعلیم قرآن کے مطابق اعمال صالحہ بجا ہی کریں گے تو ہم ان کو معاف کر کے انہیں جنت میں داخل ہونے دیں گے اور یہی مطلب اس آیت زیر بحث کا بھی ہے۔ آپ نے آیت زیر بحث کا ترجمہ سمجھا ہی نہیں ہے یا دیدہ و دانستہ دھوکا دیتے ہیں۔ آیت کا اصل مطلب یہ ہے۔

ان الذین امنوا باللسان دون القلب ھم المنافقون دیکھو تفسیر نیشاپوری صفحہ ۲۹۶ تفسیر حسینی اور تفسیر تبصیر الرحمن معروف بہ تفسیر رحمانی زیر آیت مذکورہ اور یہ ترجمہ آیت ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین کے بالکل مطابق ہے۔ یعنے ان منافقین اور یہود اور نصاریٰ اور صابئین میں وہی نجات پائے گا جو صدق دل سے اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے گا۔ اور اللہ کی اس کتاب قرآن مجید کے بتائے ہوئے یا اسکے موافق اعمال صالح کرے گا وہی نجات پائے گا۔ یہاں پر قرآن شریف کی تخصیص کے لئے کئی وجوہات ہیں۔ وجہ اول یہ ہے کہ بائبل کی بتائی ہوئی شریعت کی نسبت حضرت پولوس رسول لکھتا ہے کہ اس شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا۔ دیکھو پولوس رسول کا خط گلتیون باب ۳ درس ۱۲-۱۳-۱۴۔ جب ایک رسول بائبل کی بتائی ہوئی شریعت کو لعنت قرار دے چکا ہے تو پھر بائبل کی نسبت یہ وہم کہ اس پر چلکر کوئی نجات پا سکتا ہے یسوع مسیح کے مقدس رسول کی تکذیب اور کفر ہے۔

دوسری وجہ تخصیص قرآن یہ ہے کہ یہاں صالحاً کے حرف حا پر تنوین ہے۔ اور عربی زبان میں تنوین کے کئی اقسام ہیں جن میں سے ایک کو تنوین عوض کہتے ہیں جیسے کہ لکھا ہے و تنوین العوض وھو لاحق عوضا من حرف اصلی او زائد او مضاف الیہ مفرد او جملۃ یعنے اگر کسی کلمہ میں کوئی حرف اصلی محذوف ہو یا کوئی حرف زاید یا مضاف الیہ یا کوئی کلمہ مفرد یا کوئی جملہ محذوف ہو تو ان میں سے ہر ایک کے عوض تنوین آتی ہے اسلئے اسے تنوین عوض کہتے ہیں۔ دیکھو علم نحو کی معتبر کتاب مغنی اللبیب تفسیر المفردات فصل حرف نون ساکن اور یہ قاعدہ نحویہ عربی بائبل وغیرہ میں بھی مستعمل ہے۔ اور یہ کلمات حروف اور جملے محذوف کر دینے کی وجہ یہ لکھی ہے ان العرب تحذف فی اثناء کلامھا ما یعلم من غیرہ کرا مختصرا دیکھو تفسیر جریر صفحہ ۲۰ جلد ا مطبوعہ مصر یعنے اہل عرب کا یہ رواج ہے کہ اثناء کلام میں معلوم فی الذہن چیز یا بات کا ذکر ترک کر دیا کرتے ہیں اور اسکے عوض الف لام یا تنوین لے آتے ہیں۔ اور چونکہ سورۂ بقرہ کی پہلی آیت الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین میں قرآن شریف کو لاریب فیہ اور کامل ہدایت نامہ قرار دیا گیا تھا اور ایسا ہی تقریباً ۸۶ آیات میں قابل تعمیل صرف قرآن شریف کو قرار دیا گیا ہے اسلئے یہاں لفظ الکتاب یا قرآن کے عوض حرف حا پر تنوین لائی گئی ہے اس وجہ سے مترجمین قرآن اس محذوف لفظ کا مطلب اپنے اپنے لفظ میں یوں ادا کرتے ہیں۔ مثلاً تفسیر تبصیر الرحمن میں اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے عملا صالحا بالناسخ یہاں ناسخ سے مراد قرآن مجید ہے اور منسوخ سے مراد بائیبل ہے اور تفسیر القرآن بکلام الرحمن میں اسکا ترجمہ یوں لکھا ہے عملا صالحا موافقا لشریعت المطھرۃ اور ترجمۃ القرآن بآیات الفرقان میں اس کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ عملا صالحا۔ قرآن کے بتائے ہوئے اعمال صالحہ

عیسائی - مسلمانوں کی عقلیں کہاں غارت ہو گئیں کہ نہ صرف اسلام بلکہ قرآن کریم کی بلکہ خدا کی اہانت کر رہے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ قرآن کریم کو سب نے چھوڑ رکھا ہے اور کتابیں لے بیٹھے مختصراً

مسلمان - تعجب ہے کہ آپ ان مولویوں پر شکایت کرتے ہیں کہ اصولاً بالکل آپ کے ہم عقیدہ اور ہمخیال اور مؤید ہیں۔ مثلاً پادری کہتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے ہیں۔ اسی طرح پر یہ مولوی صاحبان بھی آیت واحی الموتیٰ کا غلط ترجمہ کر کے مسیح کو محی الموتیٰ مانتے ہیں۔ پادری کہتے ہیں کہ مسیح خالق ہے۔ اسی طرح مولوی بھی آیت انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر کا غلط ترجمہ کر کے مسیح کو خالق مانتے ہیں۔ پادری کہتے ہیں کہ مسیح عالم الغیب ہے تو اسی طرح مولوی بھی آیت انبئکم بما تاکلون وما تدخرون [illegible] کر کے مسیح کے عالم الغیب ہونے پر گواہی دے چکے ہیں۔ پادری کہتے ہیں کہ مسیح الآن کما کان آسمان پر زندہ موجود ہے تو اسی طرح مولوی بھی آیت بل رفعہ اللہ الیہ کی غلط تفسیر کر کے مسیح کو حی و قیوم آسمان پر مانتے ہیں۔ پادری کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم دوبارہ زمین پر آسمان سے نازل ہوگا تو اسی طرح مولوی بھی آیت خاتم النبیین کے خلاف حدیث یانزل فیکم ابن مریم کا غلط ترجمہ کر کے اسی مسیح ابن مریم اسرائیلی کے نزول کے قائل ہیں۔ پادری چاہتے ہیں کہ عوام قرآن مجید کو چھوڑ کر ہمارے ہم عقیدہ ہو جائیں۔ مگر مولوی پہلے سے ہی قرآن چھوڑ بیٹھے ہیں نہ تو خود پڑھتے ہیں اور نہ اپنے متعلقین کو پڑھاتے ہیں۔ تمام عمر صرف نحو منطق معقول یوسف زلیخا سکندرنامہ وغیرہ خرافات تو مسجدوں میں بٹھا بٹھا کر صبح و شام پڑھتے پڑھاتے ہیں مگر کبھی کسی طالب علم کو قرآن نہیں پڑھائیں گے۔ اگر کوئی طالب علم قرآن پڑھنے والا آ بھی جائے تو پھر یہ مولوی بادل ناخواستہ تفسیر جلالین یا حسینی وغیرہ سامنے رکھکر لا تمیز صحیح اور سقیم پڑھاتے جاتے ہیں جس کا مطلب نہ تو استاد کے ذہن میں ہوتا ہے اور نہ ہی شاگرد کے خیال میں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ الغرض قرآن شریف کو ان مولویوں نے مردہ نعشوں پر چکر لگانے کے لئے رکھا ہے نہ کہ عمل کے لئے اور عمل کے لئے آپ کو تو یہ چاہیئے تھا کہ آپ ان مولویوں کا ذکر بڑی عزت کے ساتھ کرتے جو عیسائی مذہب کے اصول کے بالکل مصدق اور مؤید ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ عیسائی صاحبان ان مولویوں کا ذکر بڑی عزت کے ساتھ کیا کریں گے نیز یہ بھی گذارش ہے کہ آئندہ آیات قرآن شریف کو اپنے خاص طریق پر غلط نہ لکھا کریں جیسا کہ اس میں اکثر آیات قرآن شریف کو ذبح کیا گیا ہے۔

راقم

محمد امین احمدی

از مقام داتہ - ڈاک خانہ مانسہرہ - ضلع ہزارہ

جمعیۃ المسلمین آگرہ کا قیام

فتنہ ارتداد نے مسلمانان ہند کے دلوں میں جو اضطراب و ہیجان پیدا کیا ہے۔ وہ محتاج تشریح نہیں۔ اس طوفان بلاخیز سے ہزارہا مسلمان تباہ و برباد ہو گئے۔ دشمنان دین کے ارادے اور مخالفین اسلام کے منصوبے روز افزوں بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کا دائرہ عمل نہایت وسیع ہے۔ ہزارہا مبلغین۔ زبردست نظم و نسق اور بے انتہا سرمایہ کی بدولت لکھوکھا پرستاران توحید کو بت پرست بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شدھی کے میدان میں مختلف الخیال ہندو دوش بدوش کھڑے ہو کر مسلمانوں کو مرتد بنا لینے کے لئے انتہائی جد و جہد کر رہے ہیں۔ اس میں شک و شبہ نہیں کہ تحریک ارتداد سرزمین راجپوتانہ تک محدود نہیں بلکہ عنقریب یہ وبا ہندوستان کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں پھیلنے والی ہے۔ اس وقت اگرچہ اضلاع آگرہ متھرا۔ علیگڈھ۔ ایٹہ۔ اٹاوہ۔ ریاست بھرت پور وغیرہ میں اسلامی مبلغین نہایت خلوص و ایثار کے ساتھ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ فدا کاران ملت کی سرگرمیوں سے مسلمان ملکانہ راجپوت مذہب اسلام کی حلاوت و صداقت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سوامی شردھانند اور ان کے ہم نوا ہندو لیڈروں نے مسلمانوں کو ایک "مذہبی جنگ" کا چیلنج دیا ہے جو کم از کم بیس سال تک جاری رہیگی۔ مرتدین کو واپس کرنا۔ ان کی موجودہ غربت و افلاس کا سدباب کرنا۔ تبلیغی سلسلہ کو مستقل طور پر جاری رکھنا۔ ان کے بچوں کو احکام الہٰی سکھانا بہت اہم اور ضروری امور ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مختلف انجمنوں کے نمائندے یا مدارس کے طلبہ دو تین مہینے کام کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور نئے مبلغین کو ناتجربہ کاری کی وجہ سے دقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ علاوہ ازیں اختلاف عقائد و دیگر نیکمیوں کی بنا پر تبلیغی انجمنوں کی کچھ کمزوریاں بھی محسوس ہو رہی ہیں جن کا انسداد ضروری ہے۔

حالات مندرجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اہالیان شہر آگرہ کی ایک انجمن بنائی جائے جو مستقل طور پر صحیح معنوں میں مذہب و ملک کی خدمت کر سکے۔ چنانچہ ۱۲ جولائی کو بروز پنجشنبہ مسجد میں سوداگران بوٹ و شوز کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب مولانا مولوی محمد ضیاء الاسلام صاحب ممبر اسلام کمیٹی و پیش امام جامع مسجد شاہی آگرہ منعقد ہوا۔ اور ایک انجمن

سبحان اللہ! کیا چابکدستی ہے، شدھی کو شروع ہوئے عرصہ ہو گیا، سیکڑوں مسلمان مرتد ہو گئے، اور جمعیتہ الہمیٰ نظام قائم کرنے، ورد، اثر عمل کی تشخیص میں مصروف ہے، ؎

گرہمیں مکتب وہمیں ملا است
کار طفلاں تمام خواہد شد

قربانی

قربانی کیا ہے؟ اس کا جواب نظام عالم پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے فوراً مل جاتا ہے، جہان کا قانون یہ ہے، کہ ایک بڑی نفع کے حصول کے لئے ہر اس چھوٹی چیز کا جو راستے میں حائل ہوتی ہے ایثار کر دیا جائے، ایک محبوب شے کی تلاش میں ایک کم درجہ پیاری چیز کو ٹھکرا دیا جائے، نصب العین کی تحصیل کے لئے مال و دولت نچھاور کر دیا جائے، گویا دنیا و مافیہا کی کم درجہ کی کائنات کو عظیم الشان موجودات کی بھینٹ چڑھا دینے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے ایک تاریخی واقعہ کی مثال لے لیجئے، نورجہاں (جہانگیر کی مشہور و معروف بیگم) کو عین پیدائش کے بعد اس کے والدین جنگل کے درندوں کی تفویض میں رکھتے ہیں، اور اُسے بیابان کے درختوں کے پتوں میں ڈھانپتے ہوئے اپنا راستہ لیتے ہیں، نورجہاں ان کے جگر کا ٹکڑا ہے اور آنکھوں کا نور ہے، ماں باپ اولاد کا ایثار اس طرح پر کیب کرتے ہیں، لیکن والدین نے اپنے لخت جگر اور آنکھ کے تارے کو قربان کر دیا کس لئے؟ اپنے آرام کی خاطر، آسائش راہ کے نصب العین کے حصول کی خاطر، اپنے مصائب، افلاس، تنگدستی وغیرہ کو کم کرنے کی خاطر، والدین کے لئے اپنا آرام نورجہاں کی نسبت عزیز تر تھا، اس لئے انہوں نے نورجہاں کو قربان کر دیا،

ہم توحید پرست مسلمانوں کا آئین جہان کے نظام کا ایک آئینہ ہے، ہمارے سامنے ایک عظیم الشان مقصد ہے، ایک ارفع ترین نصب العین ہے، ایک سب سے محبوب، اور عزیز ترین چیز ہے، اور وہ کیا ہے، اپنے خالق برتر کی خوشنودی کا حصول، عشق وحدت کے پاک جذبات کی تحصیل، بالفاظ دیگر تقوی اللہ اپنے آپ میں پیدا کرنا تاکہ ہم توحید پرستی کی زمرہ شامل نہیں، اور قرآن کے اس ارشاد کا مصداق ٹھیریں، ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

توحید کی بنیاد ڈالنے والے اعلائے کلمۃ اللہ کے رہرو اسلام کے علم بردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بےمثل قربانی کے قصے قرآن میں مذکور ہیں، اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو امتحان میں ڈالا، اور اسے جتلایا کہ میں اپنی راہ میں تیری سب سے پیاری چیز چاہتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی خوشنودی کے حصول اور اس کی راہ میں گامزن ہونے کی خاطر اپنی محبوب ترین چیز یعنی اپنے بیٹے کو قربان کر دیا، بیٹے کی قربانی عملاً وقوع میں تو نہ آئی، اللہ تعالیٰ کو صرف جذبہ ایثار راہ خداوند اخلاص کا ظاہر کرنا تھا تشنگان رموز حقیقت کے لئے، اس لئے اس نے جانور کی قربانی سے فدیہ دلایا، جو آج تک توحید پرستی کی عقیدت کے اظہار کا ایک بین ثبوت چلا آ رہا ہے،

ہمیں فی سبیل اللہ بہت سی قربانیوں کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ جیسے جیسے دینداری اور مسلمانی کی منازل ہیں، تیسے تیسے قربانی اور ایثار کے مدارج و مراحل ہیں، دنیا میں تنازع للبقاء کا سلسلہ جاری ہے ہر چیز اپنی حیات اور زندگی کو قائم رکھنے کے لئے سر توڑ کوشش اور غیر معمولی جدوجہد کر رہی ہے، چھوٹی چیزیں روندی جاتی ہیں تب جا کر بڑی چیز کا وجود نمایاں ہوتا ہے، ہم مسلمانوں کی زندگی کیا ہے؟ اسلام کی شان اور جہانگیر حقانیت کا قائم رہنا، اسلامی تقوی اور صداقت پرستی کو کمال تک پہنچانا، اسی زندگی کے بقاء کے لئے ہمیں ہر اس شے کا ایثار کرنا ہے، جو "بقاء" کے راستے میں حائل ہو سکتی ہے، مال و دولت، جائداد، چارپائے، مویشی غرضیکہ جو کچھ بھی انسان مسلمان کے قبضے کی چیز ہے، وہ سب قربانی کے لئے مخصوص ہے، تاکہ انتہائی مقصود حاصل ہو، اور اسلام کا وجود قائم رہ سکے،

قرآن میں آتا ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولکن ینالہ التقوی ۔ یعنے اللہ کو قربانی کے ذبیحہ کے خون کی ضرورت نہیں بلکہ اسے تو اس تقویٰ کی ضرورت ہے، جسے تم لوگ کام میں لا کر اس جانور کا شرعی طریق پر خون گرا رہے ہو، اب عید الضحیٰ آ رہی ہے۔ کیا ہوگا؟ مسلمان حلال جانوروں کو قربان کریں گے، اس لئے کہ اللہ ان کے تقویٰ اور اسلامی خلوص کی اپنے رنگ میں پڑتال کرے، یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔

تبلیغ اور روحانیت

اس میں شک نہیں کہ جوں جوں زمانے میں علوم و فنون کی ترقی ہو رہی ہے، اور شائستگی، تہذیب اور تمدن میں آئے دن نت نئی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں، توں توں مذاہب کے احکام کے اسرار کو منکشف کرنے اور شرائع کے فلسفہ کے پیش کرنے کی ضرورت شدومد سے محسوس ہو رہی ہے، حامیین اسلام دین کے ہر راز کو علت معلول کے سلسلے میں جکڑ کر موجودہ زمانے کے مذاق کے رنگ میں ظاہر کر رہے ہیں، اور ہر رمز کی مصلحت چھانٹنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تاکہ استدلال پرست دماغ قبول حق میں کوتاہی نہ کریں۔ مسلمانوں کی تبلیغی جماعتوں کی جانب سے خصوصاً ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے، کہ اسلام کو اہل اسلام اور غیر اقوام کے سامنے سائنٹیفک اور فلسفیانہ طریق پر پیش کیا جائے، تاکہ حقانیت کی تلاش اور جستجو کی پیاس بجھ جائے، اس خاص انداز کی اشاعتی کوشش کے علاوہ دوسری قسم کی جدوجہد بھی عمل میں لائی جاتی ہے، مقصود یہی ہوتا ہے، کہ نور اسلام ظلمت زمانہ کو کافور کر دے، اور خدا کا نام اور دین کا بول بالا ہو، خدا کے فضل سے مسلمانوں کی اس طرح کی جملہ تبلیغی مساعی بار آور ثابت ہو رہی ہیں، اور سچے دین کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی نصیب ہو رہی ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود عام مسلمانوں میں عموماً اور مسلمانوں کی تبلیغی جماعتوں میں خصوصاً ایک خاص شے کی کمی محسوس ہو رہی ہے، وہ یہ کہ افراد میں اسلامی روحانیت کمیاب بلکہ نایاب نظر آتی ہے، جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، کہ شعار اسلام کی پابندی اور ذاتی اصلاح کا پہلو دن بدن مفقود ہوتا چلا جا رہا ہے، مسلم نمائی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اور اتقاء کو بنظر استحسان نہیں دیکھا جاتا، ان تمام کمیابیوں کا نتیجہ ہے، کہ آجکل کے ایک مسلمان کو دیکھ کر اسلام کی شان یاد نہیں آتی، بلکہ انکھ اسے ایک ادنیٰ اور معمولی انسان پاتی ہے، اسی لئے پہلے زمانے کے مسلمانوں کی حالت مختلف تھی، کہ ان کی ایک ایک نگاہ میں وہ وہ اسلامی نکات حل ہو جاتے تھے، جنہیں آجکل کے عقلا اقلال علوم و فنون اور نکتہ سنجیاں حل نہیں کر سکتیں، فی زمانہ بھی ایسے بزرگ ہیں، جنہیں دیکھ کر اور جن کی صحبت سے مستفیض ہو کر خدا یاد آتا ہے، اور طبیعت روحانیت سے معمور ہو جاتی ہے، مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں

غرض یہ ہے کہ "استدلال" کی رو کے ساتھ ساتھ "روحانیت" کے اثرات بھی کام کرتے جائیں، تو صحیح شان اسلام اسی حالت میں نمایاں ہو سکتی ہے، اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے، کہ ہم مسلمانوں میں اہل اللہ کی کثرت ہو جائے، اور اہل اللہ کی تعداد میں صرف اسی طور پر اضافہ ہو سکتا ہے، کہ لوگ عام مسلمانی کے درجے سے بڑھ کر رجوع الی اللہ کثرت کریں، اپنے پر شعار اسلام کی پابندیاں عاید کریں، اخلاص کو اپنے عقاید کی اصل بنائیں، خدا سے لو لگا کر اپنے قلوب کو انوار عبودیت سے منور کریں، اور پھر اندرونی شعاعوں کا پرتو ظاہری جوارح کی وساطت سے مخلوق خدا پر ڈالیں،

ہمارے اشاعتی مشنوں کے مبلغین کی کوششیں اسی لئے عام طور پر چنداں موثر ثابت نہیں ہوتیں، کہ ہمارا عملی پہلو کمزور ہوتا ہے قلب للہیت کے لمعات سے منور نہیں ہوتا، اور دیکھنے والے ہماری زبان سے "او قتیکہ" عام اسلام یہ نہیں ہیں مسلمان خیال نہیں کر سکتے ؏
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

روحانیت پروری کے راستے میں دنیا کی کوئی مشکل حائل نہیں ہو سکتی بلکہ زمانے کا مذاق صلاحیت پر ہے، اور قدر شناسی کا دروازہ ہر کس و ناکس میں اپنی اپنی استطاعت کے موافق پایا جاتا ہے، زمانہ کمال پسند ہے، اور نہی کمال ہر لحاظ سے قبولیت عام حاصل کرنے کا حقدار ہے، ہماری ذاتی [illegible] آئینہ کمالات

ہوگی، بلکہ اس میں وہ مقناطیسی جوہر ہوگا، جو قوائے عالم کو اپنی جانب کھینچتا رہے گا، حتی کہ غیر مذاہب اسلام میں جذب ہو جائیں گے اور سارا جہان نور ہدایت سے جگمگا اٹھے گا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔

عید اضحیٰ کے متعلق چند ضروری مسائل

نماز عید

(۱) عید الاضحیٰ کی نماز واجب ہے، اور عیدگاہ میں جانے کے لئے نبی کریمؐ نے مردوں اور عورتوں سب کو حکم دیا ہے،

(۲) نماز عید میں بارہ تکبیریں ہیں، سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں،

(۳) قرأت ہر رکعت میں تکبیروں کے پیچھے ہوگی امام بخاری نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام احمدؒ بھی اسی طرف گئے ہیں،

(۴) نماز عید کے بعد امام خطبہ پڑھے۔

قربانی

(۱) جمہور تو یہ کہتے ہیں کہ قربانی سنت ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ اوزاعی، ربیعہ۔ لیث، اور بعض متبعین امام مالک قربانی کے وجوب کے قائل ہیں،

(۲) قربانی نماز عید کے بعد کی جائے، نماز سے قبل قربانی کے جانور کو قتل نہ کیا جائے، نبی کریمؐ کا یہی ارشاد ہے،

(۳) گائے اونٹ میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکری۔ دنبہ بھیڑ کا صرف ایک آدمی ہی کرے، اس میں ایک سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے،

(۴) اگر کسی وجہ سے عید کے روز جانور قربانی کا ذبح نہ ہو سکے تو پھر بھی ۱۲ویں تاریخ تک قربانی کو ذبح کر سکتا ہے، اور اس وقت تک یہ جانور قربانی مسنونہ میں ہی شمار ہوگا،

(۵) قربانی کا جانور اچھا موٹا تازہ ہو، ہر ایک عیب سے پاک ہو، (۱) خصوصاً دبلا نہ ہو۔ (۲) مریض نہ ہو، (۳) لنگڑا نہ ہو، (۴) نصف سے زائد کان کٹا نہ ہو، اور ایسا ہی سینگ ٹوٹے ہوئے نہ ہوں، (۵) اندھا نہ ہو۔

(۶) دنبہ ایک سال کا ہونا چاہیئے، اگر کسی وجہ سے ایک سالہ دنبہ مل سکے تو ضرورت کے لئے سال سے کم عمر کا بھی جائز ہے،

(۷) دو سالہ ہونا چاہیئے۔ (عبدالستار)

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے،

جناب مولوی صدرالدین صاحب کا خط آیا ہے، وہ درخواست کرتے ہیں، کہ سب احباب تعمیر مسجد اور تبلیغ اسلامی میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں، انشاء اللہ اگلی اشاعت میں یہ خط ہدیہ ناظرین ہوگا،

دہلی میں مستقل مشن رکھنے کا فیصلہ ہو گیا ہے، اور مولوی دوست محمد صاحب معہ اہل و عیال دہلی چلے گئے ہیں، اللہ تعالےٰ ان کو کامیاب فرمائے،

مولوی عبدالحق صاحب اب لاہور پہنچ گئے ہیں، یہاں آپ آریہ سماج کے خلاف لٹریچر پیدا کرنے میں مصروف ہوں گے،

مولوی عصمت اللہ صاحب جو علاقہ ارتداد میں قابل قدر خدمات انجام دے چکے ہیں، آجکل لاہور آئے ہوئے ہیں، آج دو شنبہ اور کل سہ شنبہ کو نماز مغرب کے بعد احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں "اسلام اور آریہ سماج" پر تقریریں فرمائیں گے، سب احباب شریک ہو کر مستفید ہوں۔

اطلاع — مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اطلاع دیتے ہیں، کہ صحاح ستہ ان کے دار الکتب اسلامیہ سے بھی مل سکتی ہے،

ہماری تبلیغی کوششیں

دہلی میں تبلیغ اسلام

دہلی سے ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں:۔
مولوی عصمت اللہ صاحب کو ضلع لین۔شہر میں خداتعالے نے جس قسم کی کامیابی عنایت فرمائی ہے، اس سے نہایت خوشی ہوئی ہے اگر خداکو منظور ہے، تو سچائی بالآخر کامیاب ہوکر رہے گی، اور مولوی لوگ جو ہماری مخالفت کر رہے ہیں، اپنی غلط کاریوں سے متنبہ ہوکر ہماری خدمات کا اعتراف کرنے لگیں گے،

دہلی کے واقعات بھی خدا کے فضل وکرم سے مطمئن کرنے والے ہیں، چنانچہ مختصر واقعات بغیر کسی مبالغہ کے عرض کرتا ہوں،

عرصہ پندرہ یوم کے اندر اندر حافظ احمد مسیح صاحب کے ساتھ جو مشہور مناد عیسائی صاحبان کی طرف سے ہیں، اسٹریچی ہال میں کوئی چھ سات مناظرے "تبلیغی مذہب اسلام ہے یا عیسائیت" کے مضمون پر مسلسل ہوئے ہیں، دہلی والے جنہوں نے انجیل کو پہلے کسی مولوی سے نہ سنا تھا، ان مناظروں سے ایسے خوش ہوئے کہ اب احمدیوں کی تعریفیں جابجا ہو رہی ہیں، یہ محض اللہ تعالے ہی کا فضل ہے،

پنڈت رام چندر جی سے مباحثہ

گذشتہ جمعہ مورخہ ۱۳۔ جولائی [illegible] کو شریمان پنڈت رامچندر جی کے ساتھ شیخ عبدالحق صاحب کا مباحثہ سماج مندر میں "دنیا کا آئندہ مذہب اسلام یا آریہ سماج" پر ہوا، شیخ صاحب نے پنڈت جی کی خدمت میں عرض کیا، کہ آریہ سماج کے بہت بڑے ایثار وقربانی کے بعد جو شاہد ہماری نظر کے سامنے ہے، وہ یہ ہے کہ آریہ سماجک تحریک صرف ہندوستان کے اندر اندر محدود رہی ہے، دنیا میں جب یہ تحریک پھیل جائے گی، اس وقت دیکھا جائے گا، ہنوز روز اول کی مانند یہ تو ابھی ہو ہی رہی ہے، بلکہ میرے نزدیک تو خود آریہ سماج کی زندگی شبہات میں معرض خطر میں پڑ گئی ہے، مثلاً پوتر شبد "آریہ" جس پر سوامی دیانند جی نے بہت زور دیا، اور اپنی تحریک کا نام انہوں نے "آریہ سماج" رکھا، اور پنڈت لیکھرام جی نے اس تحریک کی آبیاری کرتے ہوئے یہاں تک مبالغہ کیا، اور کہا، کہ لفظ "ہندو" نہایت ہی برے اور قبیح معنوں پر استعمال ہوتا ہے، جس کے لئے کلیات آریہ مسافر کو پیش کر دیا گیا ہے، آریہ ورت کے فرزندوں کو "ہندو" کہنا مسلمان مؤرخوں کی شرارت ہے، کیونکہ لفظ ہندو سنسکرت زبان کا لفظ ہے، اور مذہبی شاستروں، ویدوں یا کسی دیگر مذہبی پستک میں ان کا نام "ہندو" ہے وغیرہ وغیرہ، تو کیا ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں، کہ موجودہ آریہ سماجی لیڈر اس خصوصیت کو مٹانے کے درپے ہوکر بجائے "آریہ سنگھٹن" پر زور دے رہے ہیں، دو صورتوں سے یہ امر خالی نہیں ہے۔ یا تو آریہ سماجی سناتن دھرم سے مرعوب ہو کر دو بارہ اپنے بھائیوں میں جذب ہونا چاہتے ہیں، یا حکمت عملی سے سناتن دھرمیوں کو "آریہ" بنانا چاہتے ہیں، پہلی صورت میں مجھے کوئی اعتراض نہیں، اور ساتھ ہی نتیجہ بھی عمل آیا، کہ آریہ سماجی تحریک چند روزہ اور مہمان ہے، اور صورت دیگر میں ایک مذہبی جماعت کے لئے اس قسم کی حکمت عملی کو اختیار کرنا باعث عار ہونا چاہیئے، خدا جو دلوں کی حالت کو جاننے والا ہے، وہ اس صورت میں آریہ سماجیوں کا دشمن ہوگا، اور اس تحریک کو تباہ کرنے کے لئے وہ خود کافی ہوگا، کیونکہ آریہ سماجیوں کا یہ فعل کسی تقوے پر مبنی نہیں، اس سے یہی ثابت ہوا، کہ آریہ سماج دنیا کا آئندہ مذہب نہیں ہو سکتا،

اس کا جواب محترم پنڈت جی سے کچھ نہ ہوا، مگر آپ نے فرقان حمید پر اعتراض شروع کر دیئے۔ پہلا اعتراض آپ کا اس آیت پر تھا،

مَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ، وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

یعنی متشابہ آیات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اور نہ ہی راسخ فی العلم ان کو جانتے ہیں، اعتراض کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ پھر ایسی آیات کے نازل کرنے کی ضرورت کیا تھی، جن کو سوائے اللہ تعالے کے اور کوئی نہ جانے،

دوسرا اعتراض یہ تھا، کہ مسلمان دوزخ کو ابدی مانتے ہیں، اور ایسا ماننا فطرت کے خلاف ہے۔ کیونکہ محدود اعمال کی سزا محدود ہونی چاہیئے،

ہر دو اعتراضات کا جواب حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر سے ایسا مسکت دیا گیا، اور مسلمان جو اس مناظرہ میں ایک ہزار تعداد سے کسی صورت میں کم نہ ہوں گے، انہوں نے ان جوابات کو ایسا پسند کیا، کہ مجمع سے سبحان اللہ کے نعرے بلند ہو رہے تھے، اور سب سے بڑھکر خوشی جو ہوئی، تو وہ یہ ہوئی کہ خود پنڈت رامچندر جی نے ہزاروں آدمیوں کے سامنے کھلے الفاظ میں اقرار فرما لیا، کہ گو ان آیات پر مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب و مولانا مولوی احمد سعید صاحب دہلوی کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی، انہوں نے جو ان آیات کے معنی کئے، وہ یہی تھے کہ دوزخ ابدی ہے، اور سوائے اللہ کے متشابہ آیات کے اور کوئی معنی نہیں جانتا، اور میری تسلی وتشفی نہ ہوتی تھی، لیکن آج کی گفتگو سے میرے سارے اعتراضات کا خاتمہ ہوگیا،

یہ الفاظ آپ کے ہفتہ کے روز جو باغ میں انہوں نے تقریر فرمائی ہزاروں ہندوؤں مسلمانوں کے سامنے آپ نے بیان فرمائے تھے، گو مباحثہ میں بھی انہوں نے خاموشی سے یہ اقرار کر لیا تھا جن کی تفصیل میں نے اخبار "الامان" اور "دعوت الاسلام" میں بھیج دی ہے،

پنڈت صاحب اس مباحثہ سے اس قدر متاثر ہوئے، کہ انہوں نے کھلے الفاظ میں ہماری جماعت کے مذہبی خدمات کا اعتراف کیا، اور کہا کہ:۔

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایک بہت بڑے فاضل ہیں، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جو مذہبی دنیا میں ایک مشہور ومعروف آدمی ہیں، مسلمانوں کو ان ہر دو بزرگوں کی قدر کرنی چاہیئے،

"گو میں آریہ سماج کا مبلغ ہوں، لیکن اب میں چھوٹا سا مبلغ" احمدیوں" کا بھی بن جاؤں گا۔ یہ الفاظ آپ کے کسی پرائیویٹ گفتگو میں نہ تھے بلکہ ہزاروں کے مجمع میں جن میں ہندو مسلمان ہر دو شامل تھے ہیں نے جب پنڈت جی مہاراج سے اجازت چاہی، کہ ایک غلط فہمی کا ازالہ کر لینے دیجئے، تو مجھے فرمانے لگے، کہ اچھا آپ تشریف رکھتے ہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ یہاں ہیں، میں تو آپ لوگوں کا ہی کام کر رہا ہوں، پھر غلط فہمی کس امر کی، صدر بازار کے دو تین معزز مسلمانوں کو میں نے احمدی بنا دیا ہے، وہ آپ کے ملنے کے لئے آئیں گے، آپ خوشی سے جو کہنا چاہیں کہہ لیں،

شیخ صاحب نے ان کی اجازت پر مجمع کو بدیں الفاظ مخاطب کیا، کہ بیشک محترم پنڈت جی نے نہایت ایمانداری کے ساتھ واقعات کو آپ صاحبان کے سامنے پیش کیا ہے، لیکن ایک غلط فہمی کا خدشہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسا ظاہر ہو رہا ہے، کہ پنڈت جی کا خیال ہے کہ ان آیات کا ترجمہ حضرت مجدد الوقت میرزا غلام احمد صاحب نے یا حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے آریہ سماج کے اعتراضات پا کر اپنی رائے سے بدل دیا ہے، یہ امر صحیح نہیں ہے، بلکہ ان آیات کے معنی پر میں نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقوال آئمہ دین، مثل حضرت ابن عباس، ابن مسعود، حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ کو پیش کیا تھا، اور یہ اقوال حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر ترجمۃ القرآن میں لکھے ہیں، تو اس لئے یہ باتیں تو تیرہ سو سال پیشتر کی فیصلہ شدہ ہیں، آریہ سماج کا وجود تو صرف پچاس سال ہوئے کہ عالم نیستی سے عالم ہست میں آیا، تو پنڈت جی کا یہ فرمانا کہ اسلام اور آریہ سماج جب کہ تھوڑے عرصہ کے اندر اندر ایک ہو جائے گا، اور استدلال یوں کرتے ہیں کہ اسلام آریہ سماج کی طرف آرہا ہے، یہ صحیح نہیں بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آریہ سماج اسلام کے بہت قریب آ گیا ہے، جیسے کہ پنڈت شیو ناتھ ایم۔اے اکسفورڈ و شیخ عبدالاسلام بیرسٹرایٹ لا اور سوامی انند پرکاش کا مسلمان ہونا ظاہر کر رہا ہے،

اس اثنا میں ایک حاجی صاحب نے جب پنڈت جی مہاراج کو کہا، کہ جیسا آپ قرآن کریم پڑھ رہے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ آپ کو خدا تعالے اسلام لانے کی توفیق دے، تو پنڈت جی خاموشی سے سنتے رہے،

اس میں شک نہیں کہ پنڈت جی کے اخلاق فاضلہ واقعی ایسے ہیں، جیسے نیک مسلمانوں کے ہوتے ہیں، اور آپ کی ہستی آریہ سماج میں واقعی بے مثال و بے عدیل ہے، کوئی عجب نہیں کہ جب قرآن کریم کے انیس پارہ حفظ کرنے پر ان کی یہ حالت ہے، تو جب آپ پورے حافظ بن جائیں گے، تو آپ پورے طور پر مسلمان بھی بن جائیں،

بالآخر ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سعید روح کو اسلام لانے کی توفیق عطا کرے، آمین ثم آمین۔

مراسلات

دو ملاؤں میں مرغی حرام

جہاں ہمارے بعض مہربان اشاعت اسلام اور فتنہ ارتداد کے انسداد میں ہماری مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور ہمارا وقت ضائع کرنے کو ثواب دارین سمجھتے ہیں۔ وہاں خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جو ہمارے اخلاص اور عقیدت اور درد اسلامی سے متاثر ہو چکے ہیں اور علی الاعلان دوسرے مسلمان بھائیوں کو ہمارے متعلق سمجھاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ذیل کی تحریر اصل میں سید علیشاہ صاحب پلولی حنفی نقشبندی کے ایک لیکچر کا مفاد ہے جو انہوں نے ہمارے مبلغین کی عدم موجودگی میں علمائے مخالف اور عامۃ المسلمین کے سمجھانے کو دیا۔ خدا کرے کہ ہمارے نادان مسلمان بھائی اب کچھ سمجھ سے کام لیں اور سرفروشان اسلام کو دشمنان اسلام نہ سمجھیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایہا الناظرین۔ یہ مجھ ان حقیر خاکپائے بزرگان چند واقعات جو عبرتناک ہیں بغیر کسی نفسانیت یا کسی ترغیب یا کسی اشارہ سے مجبور ہیں اظہار کرنا مناسب ظہور کرتا ہوں ہے۔ اب آپ خواہ اس کی سچی تحریر کی تائید فرمائیں یا برا تصور کریں مختار ہیں۔ مگر بالوثوق کہہ سکتا ہوں کہ اہل انصاف سے حق اور باطل میں امتیاز کرنے والی طبیعتیں اپنی ایمانی وحق پسندی سے موازنہ کریں گی تاکہ یہ جو کچھ سمع خراشی کر رہا ہوں اس کا وجود بھی ہے یا محض بجذوبانہ بڑ ہے اور یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ دقعت اہل علم بزرگان وعلماء کا ہر رنگ ہمارے دلوں میں ہو اور ہمارے جیسے جہال کے لئے سراج ہدایت ومشعل رہنمائی ہے اس سمیع وبصیر پر روشن ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ مگر حق گوئی سے باز نہ رہوں گا۔ خواہ نفسانیت پر محمول ہو۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ شردھانند سرگردہ آریہ نے اسلام کی ہستی مٹانے کا بیڑا اٹھایا ہے اور جابجا شدھی کا چرچا عام ہو رہا ہے کوئی اخبار ایسا نظر نہ آئے گا جس میں اس کا تذکرہ یا کوئی خبر وحشت اثر شائع نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ شردھانند کے پروگرام مقررہ میں یہ بدنصیب پلول بھی درج ہوا ہے۔ اور اسکی قسمت کا بھی فیصلہ ہونے والا ہے جیسا کہ اچھا یا برا دیگر مقامات میں وقوع میں آ رہا ہے۔ اب ایسی سراسیمہ حالت میں جب کہ پلول جیسے قصبہ میں نہ کوئی مبلغ ہو نہ کوئی مولوی ہو اور اگر کوئی لوٹا پھوٹا ہوا بھی مثلاً مولانا عبدالعزیز صاحب پیش امام تو عدم وجود یکساں نہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل بقول شخصے "زبور دہ کی پینٹھ میں پھر کر" پھر بھی بھلا وہ شردھانند جیسے سرگردہ آریہ سے مقابلہ کر سکتے تھے ناممکن تھا۔ اسوقت اسکی ضرورت تھی جو ان کے وید مقدس کے نقائص اور ان کے معبودوں کے مثلاً مہادیو۔ پاربتی گنیش جی۔ ان کے معبود لنگ برہما وشنو وغیرہ کے مفصل حالات اور ڈائری سے کماحقہ آگاہ ہو یا ان کے قوانین وید و زبان سنسکرت باستیار تھ پرکاش جیسی کتاب سے واقفیت رکھتا۔ بس ایسے نازک وقت میں جبکہ ہم لوگ نا امیدی بھی برمحمول کرتے ہیں حسن اتفاق سے جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب یا ہمارے رہبر دین علماء کے خیال سے کافر بیدین احمدیہ کے چند نفوس پلول میں آگئے اور ہم لوگوں کو اطمینان دلایا کہ کچھ فکر نہ کرو وہ دافع البلیات اس ظلم کا ازالہ کر دیگا۔ اسکی شان فانصرنا علی القوم الکافرین ہے اور شردھانند کے مقابلہ کے لئے تیاریاں زور وشور سے ہونے لگیں اور وہ کچھ لوگ جو کہ اس وقت خلاف ہیں۔ اور شوربہ چٹ ملاؤں کے بھی باہم آواز ہیں ہر طرح کی امداد وصلاح مشورہ میں شرکت کرنے لگے۔ اور پلول کا نٹے سے تیار ہوگئے اور ہر طرف سے اطمینان ہوگیا تھا۔ چنانچہ شردھانند کے قدوم نحوست لزوم تاریخ معینہ پر وارد ہو گئے تو مولوی عصمت اللہ صاحب نے مناظرہ کے لئے چیلنج دیا جس کو اس نے نامنظور کیا اور ایک اہل ہنود جو کہ مسلمان عورت

اجلاس میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی شہادت ہوئی۔ ثبوت صرف ایک وکیل ملزم کی طرف سے مسٹر نیاز علی پیش تھے۔ ان کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے گواہ نے کہا

میں ۱۰ جون کے لیکچر کے جلسہ کا صدر تھا۔ میں شروع سے اخیر تک بیٹھا رہا۔ میں نے اس لیکچر کو جو کہ کتابی صورت میں شائع ہوا ہے دیکھا ہے یہ قریباً وہی ہے جو میری صدارت میں دیا گیا تھا مضمون بھی وہی ہے۔ الفاظ کے متعلق میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ مقرر نے جو بات کہی اس کا حوالہ ہندوؤں کی کتابوں سے دیا۔ میں احمدیہ انجمن اسلام کا سکرٹری ہوں۔

اسلام پر حملے

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اسلام پر کسی غیر مذہب کا حملہ ہو تو اس کا جواب دیا جائے۔ ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ ہر مذہب والے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرتے ہیں تاکہ اپنے مذہب کی اشاعت اور حفاظت ہو۔ لیکچرار نے بیان کیا تھا کہ یہ لیکچر کیسری اور دیگر ہندوؤں کے لیکچروں کے جواب میں ہے۔ میں نے لیکچر کے خاتمہ پر یہ الفاظ کہے تھے کہ عام طور پر اس قسم کے لیکچر نہیں دئے جاتے مگر چونکہ اسلام پر حملے کئے گئے تھے۔ اس لئے ان کے جواب میں ہندو مذہب کی کتابوں سے ہندو مذہب کی بعض حالتیں پیش کی پڑیں جن میں سے بعض فحش تھیں۔ کئی فحش باتیں لیکچرار نے لوگوں کو سمجھانے سے گریز کرنے کے لئے اردو میں نہیں کہیں، بلکہ عربی اور فارسی میں کہیں، اس لئے کہہ دیا تھا کہ یہ باتیں مسلم مبلغین کے لئے ہیں، وہ ہندوؤں سے مباحثہ کر سکتے ہیں، دوران اجلاس میں ایک ہندو صاحب نے بولنے کی اجازت مانگی تھی، میں نے پوچھا کہ آپ کا اعتراض کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ غلط باتیں ہیں، میں نے کہا کہ ستیارتھ پرکاش لاؤ، اگر اس میں یہ باتیں لکھی ہوں، تو میں آپ کو بولنے کی اجازت دوں گا، مگر پھر کوئی نہ بولا، لیکچرار نے کافی احتیاط کی تھی، کہ لوگوں کے سامنے ایسی باتیں نہ کہی جائیں جو کسی کی دل آزاری کا باعث ہوں، جلسہ میں کوئی شور وشر پیدا نہیں ہوا، اگر ان کی کتابوں میں یہ باتیں نہیں، تو لیکچرار نے بیشک اشتعال دلایا، اگر ان کی کتابوں میں درج ہیں، تو اشتعال نہیں دلایا، اور اگر کسی شخص کو اپنے مذہب کے متعلق ایسی باتیں بری معلوم ہوتی ہیں، تو اس کو اپنے مذہب یا ایسی کتابوں کی اصلاح کرنی چاہئے جو حوالے دیئے ہیں وہ درست ہیں، آریہ سماجیوں کی کتابوں میں درج ہیں، مجھے ۱۸۹۵ء سے مذہبی کتب بینی کا شوق ہے، میں نے آریہ سماجیوں سے بحث ومباحثے بھی کئے، جو آریہ سماج وچھووالی میں کئے گئے تھے،

جرح کے جواب میں

گواہ نے بیان کیا کہ:-

مجھے علم نہیں کہ یہ لیکچر کتابی صورت میں کب چھپا، میں ڈلہوزی گیا ہوا تھا، میں نے تین چار روز ہوئے، اسے پڑھا، اس سے پہلے مجھے یہ مضمون یاد نہیں ہے اور نہ پہلے تھا، ۱۰ جون کو ۹ بجے سے لے کر ۱۱ بجے تک لیکچر رہا، اس روز "کفر توڑ" رسالہ سے دھرم پال نے حوالے پڑھ کر سنائے، کتابیں پاس موجود تھیں، لیکچرار حوالے دیتا تھا رائے زنی کرنا مجھے یاد نہیں ممکن ہے، ایک دو کی ہوں، میں نے لیکچر کی ساری رپورٹ پڑھی ہے، یہ نامکمل ہے، اور حوالجات لیکچر کے حصہ کے طور پر دیئے ہوئے ہیں، یہ نامکمل اور غلط ہیں، اس لئے ان سے غلط فہمی کا احتمال ہو سکتا ہے، ویدوں کے تمام منتروں کے ترجمے نہیں کئے گئے، چند کے کئے گئے ہیں، اور وہ بھی عربی یا فارسی ہیں، عدالت کے سوال کے جواب میں، تمام حوالجات کفر توڑ سے پڑھے گئے، مگر لیکچر زبانی دیا، اس کے پاس نوٹ بھی تھے، مجھے علم نہیں، کہ غازی محمود کی بیوی برہمنی تھی، میں نے ایسا سنا ضرور ہے،

ڈاکٹر شجاع الدین بیرسٹرایٹ لا کی شہادت

میں ۱۰ جون کے جلسہ کا صدر تھا، غازی محمود نے وہاں لیکچر دیا تھا شروع سے اخیر تک وہاں بیٹھا رہا، دوران جلسہ میں کوئی اشتعال نہیں دلایا گیا، یہ لیکچر کتابی صورت میں کل رات مجھے دیا گیا، جتنا حصہ میں نے دیکھا ہے۔ وہی ہے، جو اس روز جلسہ میں دیا گیا، میں ان الفاظ کو جو اشتعال انگیز کہے جاتے ہیں، ایسا نہیں سمجھتا، لیکچر کے دوران میں سے کئی حوالجات پڑھے، گواہ نے کہا کہ میں ان میں سے کسی کو اشتعال انگیز نہیں سمجھتا، لیکچرار نے حوالجات پر کوئی رائے زنی نہیں کی تھی، اتنا کہا تھا، کہ ہندو ایسے بزرگوں کے ساتھ ایسے الفاظ منسوب کرتے ہیں جنہیں ہم رشی یا منی یا نبی کو تیار ہیں، مجھے یاد نہیں کہ لیکچر میں اس نے

ان حوالجات کا ترجمہ فارسی یا عربی میں کیا ہو،

گواہ نے کہا کہ میں اسلامیہ کالج کا لیکچرار ہوں، پنجاب یونیورسٹی کا سنڈیکیٹ بھی ہوں، حافظ قرآن شریف بھی ہوں، میں آجکل تفسیر پڑھ رہا ہوں، میں نے ایم اے تک عربی پڑھی ہے، اور یونیورسٹی میں عربی کا ممتحن بھی رہا ہوں، ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسلام پر حملوں کا جواب دے لیکچرار نے کہا تھا کہ اگر ہندو اسلام پر ناجائز حملے نہ کرتے، تو وہ لیکچر نہ دیتا اس لیکچر میں کسی پر ناجائز حملہ یا کسی کی دل آزاری نہیں کی گئی، لیکچرار نے کیسری میں اسلام پر حملوں کا حوالہ بھی دیا تھا۔

جرح کے جواب میں

میں نے سارا لیکچر نہیں پڑھا، جہاں کہیں سے پڑھا ہے نفس مضمون وہی ہے، الفاظ مجھے یاد نہیں،

عدالت کے جواب میں لیکچر زبانی دیا تھا، تحریری نہ تھا، میرا خیال ہے کہ لیکچرار کے ہاتھ میں کچھ کاغذات ضرور تھے، میں نے اس پمفلٹ کو کل رات پہلی بار دیکھا، میں نہیں جانتا، کہ یہ کب شائع کیا گیا،

مجھے یہ علم نہیں کہ یہ لیکچر لکھنے کے لئے انجمن کی طرف سے کوئی آدمی مقرر ہوا یا نہیں، دو وکیل ملزم کے جواب میں، الفاظ میں کوئی ایسا ردوبدل نہیں، جس سے معنے بدل سکتے ہوں،

اس کے بعد عدالت برخاست ہوئی۔ اگلی پیشی یکم اگست پر رکھی گئی ہے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

ناگ پور میں یوم علم

ناگ پور ۲۰ جولائی۔ کل یہاں گاندھی مہاراج کا دن مناسب طریقہ سے منایا گیا ۸ بجے مسز پونام چند سبھا ورکماری اور رستوی بائی نے جلیتی پارک میں ایک قومی علم کی پوجا کی جس کا کپڑا اسٹھ جمنالال جی اور مہاتما بھگوان دین نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ دونوں صاحبان جیل میں ہیں اور ان پر مقدمے چل رہے ہیں ان علم کا جلوس نکالا گیا۔ جو شہر کے اہم مقامات میں گزرا۔ جلوس کے ہمراہ ہزارہا اشخاص کا مجمع تھا۔ آٹھ بجے صبح سے ۹ بجے شام تک گیارہ دستے ایک ایک گھنٹہ کے بعد ستیہ گرہ کے لئے بھیجے گئے حسب ذیل اٹھائیس ستیہ گرہی گرفتار ہوئے جو دیگر صوبہ جات سے آئے تھے۔ لکشمی چند اور جمنا داس پنجاب سے۔ جلیتھ اور عزان بہار سے۔ مسٹر رام بھیا دیو دبھائے بنگہ سے اور جنسالال بمبئی سے۔ دستہ دوم۔ جنار دہن بربا اور راما ڈے اندھرا سے جگجیون پرسوتم اور سلیمان جی سندھ سے۔ نگند اس اور نانا جی نرکا مام مہاراشٹر سے۔ ترمبک جوشی اور سادھو بھیا بے برار سے۔ امرستوا اور سوبھا سنگھ وسط ہند سے۔ تریان شری کرشنا بوپی سے۔ کرشنا بلی بابو جتاری سندی وربن اور پریلا مرہٹی وسط ہند سے۔

ان کے علاوہ بیس اور اشخاص ہیں جو رضاکار اور تماشائی تھے گرفتار کر لئے گئے۔ کل تیس اشخاص کی اور گرفتاریوں کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے جنہیں سے تیس اتوار میں اور دو ناگ پور سٹیشن میں ہوئیں۔

گورداسپور میں قبول اسلام

گورداسپور ۱۹ جولائی۔ لالہ شنکر داس ولد چونجی لال قوم کھتری چوپڑہ سکنہ لاہور عمر ۲۴ سال ۱۲ ماہ حال بروز جمعہ برضا ورغبت خود مولوی محمد مقبول صاحب۔ سیالکوٹی کے ہاتھ پر جامع مسجد گورداسپور میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلامی نام محمد امین رکھا گیا۔ صاحب موصوف، انگریزی خواں اور ایک معزز خاندان کے گھرانے کے ہیں۔ خداوند کریم آپ کو دین اسلام پر قائم رکھے گورداسپور اور مونگیر ہرام پور میں کئی ہندوؤں کو بحث ومباحثہ میں گورداسپوری لاجواب کر چکے ہیں۔

کونسل آف سٹیٹ کے ارکان وائسرائے سے ملینگے

شملہ ۱۸ جولائی۔ کونسل آف انڈیا کے ہندوستانی ارکان کا

ایک وفد ہندوستانی پریکٹس وتجیس کرنے کے لئے وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے۔

مہاراجہ نابھ کی حمایت میں سکھوں کی سرگرمیاں

بھیرہ ۱۷ جولائی۔ مہاراجہ نابھ کے گدی سے علیحدہ کر دئے جانے کی خبر نے سکھوں کے جذبات کو بری طرح ٹھیس لگائی ہے جس طریق پر ان کا عزل عمل میں آیا ہے وہ سکھوں کی عظمت وعزت کے لئے ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔

سکھ ینگ مین ایسوسی ایشن حکومت کی اس ناجائز مداخلت میں جو اس نے ریاست کے گھر میں کی ہے۔ نفرت وحقارت کا اظہار کرتی ہے اور پر بندھک کمیٹی سے بزور درخواست کرتی ہے کہ وہ مہاراجہ نابھ کی دوبارہ گدی نشینی کے متعلق جلد سے جلد غور وخوض کر کے کوئی فیصلہ کرے اور اس مقصد کے حصول کے لئے نہایت سرگرم کارروائیاں عمل میں لائے۔

اس سلسلہ میں جو طریقہ اسے عمل اختیار کئے جاوے دوہرا مرہو

(جیون سنگھ سکرٹری ینگ مین ایسوسی ایشن بھیرہ)

امرتسر میں قومی جھنڈے کا جلوس

امرتسر ۱۸ جولائی۔ آج شام کو قومی جھنڈے کا جلوس شہر کے بازاروں سے گذرا۔ دوسو آدمی ساتھ تھے جن میں اکالی بھی شامل تھے۔ قومی جھنڈا جلوس کے آگے تھا جسے ایک شخص اٹھائے اور بلند کئے ہوئے لئے چلا جا رہا تھا

جب یہ جلوس ہال بازار میں دفتر خلافت کے سامنے پہنچا تو مسلمان بہ تعداد کثیر جمع ہو گئے اور ارکان مجلس خلافت کو جو جلوس میں شامل ہو گئے تھے برا بھلا کہنا اور سخت الفاظ سے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ان مسلمانوں کی مصیبتوں کے تم ہی لوگ ذمہ دار ہو جو ملتان کے مقدموں میں سزایاب ہوئے ہیں اور اصرار کیا کہ اس جلوس میں شرکت نہ کرو۔ چنانچہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے اور ارکان خلافت نے جلوس میں کوئی حصہ نہ لیا۔

ببر اکالی کے مقدمات شروع ہونے والے ہیں

لاہور ۱۷ جولائی معلوم ہوا ہے کہ دوآبہ کے سیاسی قتل کے مقدمات کی سماعت سنٹرل جیل لاہور میں ہوگی سماعت کا طریقہ یہ ہوگا کہ ستر ملزموں کو (شاید تعداد کچھ زیادہ ہو) زیر دفعہ ۳۰۲ – ۱۲۰ ب تعزیرات ہند سازش کے الزام میں دھر لیا جائے اور سماعت ایک سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں ہو۔ ان پر فرد جرم عائد کر کے سیشن جج کے حوالے کر دے اقبال کرنے والوں کی تعداد جو سے زیادہ ہے جن کے بیانات کی مسلیں مرتب ہو رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ بہت سنسنی پھیلانے والا ہوگا اور بہت وقت تک جاری رہیگا ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی لیکن فرد جرم عائد کرنے والے سپیشل مجسٹریٹ کا تقرر زیر غور ہے جو اگست کے پہلے ہفتہ میں ہو جائے گا۔ اور مقدمہ کی سماعت جاری ہوگی ہفتہ میں تین دن تعطیل ہوا کرے گی۔

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

ہفتہ میں دو بار ہر بدھ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۴

جلد ۱۱ — نمبر ۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۹۔ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

چین میں اشاعت مسیحیت کا جدید طریق

رسالہ "انٹرنیشنل ریویو آف مشنز" کے ایک نامہ نگار نے چین میں کلیسائی ملکی کے قیام کے موضوع پر ایک مضمون تحریر کیا ہے، اس میں ابتداً مضمون نویس اس امر کا اعتراف کرتے ہیں، کہ گو چین میں ہماری تبلیغ و اشاعت مسیحیت کے راستے میں یوں تو فقات سے بڑھ کر آسانیاں پیدا ہو رہی ہیں، مگر کامیابی کما حقہ ظہور نہیں ہو رہی، لہذا ہمیں ایک ایسے مشن کے انعقاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، جس میں مسیح کی عالمگیر تعلیمات اور عیسائیت کے جہانگیر اصولوں کو چین کے حالات کے ساتھ مطابقت دی جائے، دوسرے لفظوں میں چین میں کی مسیحیت چینی مسیحیت ہو، یعنی وہ مسیحیت جو اہل چین کے حالات کے عین مطابق ہو،

صاحب مضمون لکھتے ہیں۔ کہ چین میں دیگر مذاہب کی کامیابی کا راز اسی نکتہ میں مضمر ہے، کہ حاملین مذہب نے اپنے اپنے اصولوں کو باشندگان چین کی ضروریات اور تمدن کے ساتھ تطبیق دی، حتیٰ کہ ان کی تاثیر سرزمین چین تک محدود رہی، بلکہ اس کا مقام نہ وہاں بنا جو مذہبی روحانیت کا اصل گھر ہے، یعنی عامۃ الناس کے قلوب اور ضمائر، سینٹ پال کی کامیابی بھی اسی امر میں معلوم ہوتی ہے، کہ اس نے اپنے آپ کو اور اپنی تعلیمات کو اس سانچے میں ڈھالا جس میں اس نے لوگوں کو موجود پایا، بالفاظ دیگر اس نے لوگوں کو خدا تک پہنچانے کی کوشش کی، نہ کہ اپنے آپ تک لے جانے کی، اسی اصول کی مطابقت یا عدم مطابقت ہماری کامیابی یا ناکامی کا اندازہ کرنے میں معیار کا کام دے گی۔

بقول نامہ نگار، چرچ کو ملکی بنانے کے لئے "تخریب" اور "تعمیر" کی ضرورت ہے، اصلاحی رفتار میں سے مقدم تو یہ ہے، کہ سرسری تبلیغ کی بجائے ابتدائی تربیت کے فطرتی قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے چین میں تعلیم کو مروج کرکے اسے عام کیا جائے تعلیم و تربیت کا باقاعدگی اور آہستگی سے انجام پذیر ہونا محمود نتائج کے پیدا کرنے کا کفیل ہو سکے گا تعلیم و تربیت کے زرین لائحہ عمل کو محض چینیوں تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ اس تحریک کو عالمگیر حیثیت دی جائے تاکہ مبلغین مسیحیت کا وہ نصب العین جس کے لئے وہ اپنی حیات کی دنیوی رونق کا ایثار کر چکے ہوئے ہیں، کم محنت سے اور تھوڑے وقت میں حاصل ہو جائے

سب سے ضروری امر یہ ہے کہ چرچ کو موقع دیا جائے، کہ وہ اپنے انتظامات کے سرانجام دینے کا خود کفیل ٹھیرے، سلف سپورٹ اور تربیت کا یہ زریں اصول چرچ کو طبعی بنانے میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہوگا، کیونکہ چین کے لوگ طبعاً اپنے آپ پر اعتماد رکھتے ہیں، اور انہیں غلامانہ طریق پر اندھا دھند تقلید سے سخت نفرت ہے، مزید برں ان میں مشرقی علوم، تہذیب اور شائستگی کی پسندیدگی کے جذبات پیدا ہو چکے ہیں، لہٰذا وہ کسی مغربی بیجا تصرف کو پسند کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں، اہل چین کو اپنی قدیم رسوم سے بہت الفت ہے، اور وہ ان کے ناجائز ایثار کو ایک لمحہ کے لئے قبول نہیں کر سکتے، ان کے ہاں اپنے آباؤ اجداد و رگذشتگان، کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے راسخ عقیدت پائی جاتی ہے یہ رسم گو اپنی نوعیت میں بے مثل ہے، لیکن زمانہ کے انقضا نے اسے وہم پرستی اور بت پرستی کا جامہ پہنا دیا، مسیحی مبلغین نے بوقت اشاعت اس رسم ناجائز کے ازالہ پر بہت زور دیا، حتیٰ کہ بعض حالتوں میں چرچ کے داخلہ کے لئے "آبائی لوح" کا ضائع کرنا اور اجداد کی عزت و افتخار کے منانے کی جگہوں کا چھوڑ دینا ایک امر لابدمنہ ٹھیرایا جاتا تھا گو یہ صورت اس حد تک مستحسن تھی کہ چرچ بت پرستی اور وہم پرستی سے پاک و صاف ہو جاتا تھا، مگر قابل غور امر یہ ہے کہ اس کا اثر خود چینیوں کے دلوں میں کس قدر دلشکن اور خطرناک تھا، وہ مبلغین کے اس طرز کی تشریح یوں کیا کرتے تھے، کہ عیسائیت آباؤ اجداد کے احترام کے پاک جذبات کی دشمن ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ مشن کی آئے دن کی مساعی میں یہ بات بھی داخل کی گئی، کہ سال میں ایک دن اس غرض کے لئے مخصوص کیا جائے، کہ اس دن اہل چین کی معیت میں مسیحی مشن کی طرف سے ان کی مذکورۃ الصدر رسم منائی جائے، مشن کی یہ کوشش اور اس قسم کی دوسری کوششیں باشندگان چین کے دلوں کو مسخر کرلیں گی، اور اس تسخیر قلب کا اثر یہ ہوگا، کہ وہ مسیحیت کی دعوت پر لبیک کہیں گے، اور مسیح کے جھنڈے کے گرداگرد جوق جوق جمع ہونے لگ جائیں گے،

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ طبعی چرچ کے قیام کی راہ دو مشکلات سے خالی نہیں ہو سکتی، اولاً پیشقدمی اور استقلال کا جذبہ ثانیاً مکمل تیاری کا وجود، گو باوجود کی ضعف، ناتجربہ کاری اور عدم تدبر کے آئے دن کے مشن کو تبلیغ احکام مسیح کا ایک غیر معمولی حد تک احساس ہو چکا ہے لیکن خاص چین کے معاملہ میں ان ہر دو مشکلات پر حاوی ہو کر میدان عمل میں فروکش ہونا اشد ضروری ہے،

نامہ نگار کے نزدیک چرچ کا طبعی ہونا طریق تبلیغ سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ نتیجہ اشاعت کے ساتھ مغرب میں چرچ ضرورت سے زیادہ قومی و ملکی ہو چکا ہے، حتیٰ کہ بعض باتیں ایسی مروج ہیں، جن کا اشارہ تک بھی مسیح کے اقوال میں نہیں پایا جاتا، مغربی مسیحیت کو نقطہ اعتدال پر لانے کے لئے اسی قدر گرانے کی ضرورت ہے جس قدر چینی مسیحیت کو اونچا کرنے کی افراط و تفریط کا ازالہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے، کہ جملہ اقوام دنیا کے لئے ایک نقطہ اعتدال قائم ہو جائے،

اس اشاعتی انقلاب کی ضرورت صرف چین ہی کے لئے نہیں ہر وہ مشن جو کسی خاص ملک میں کام کرتا ہے، اس ملک کے اہالیان کے نقطۂ نظر سے اجنبیت سے بالکل پاک ہو جانا چاہیئے تاکہ مبلغین کے ساتھ مل کر کام کر سکیں، کچھ ان سے سیکھیں اور کچھ انہیں سکھلائیں، چین میں ایسے مبلغین کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، جو بجائے اس کے کہ لوگوں کے رہنما بنیں، ان کے دوست ٹھیریں، بجائے اس کے کہ ان پر متصرف ہوں ان کے مددگار بنیں اور بجائے اپنے حال میں مست رہنے کے ہر وقت ان کی ہمدردی، ہوا خواہی اور غمخواری کا دم بھرتے رہیں،

چین کی تبلیغی اصلاح کے ساتھ ساتھ وہاں کا مشن دیگر ممالک کے کارکنان کے ساتھ تبادلۂ خیالات کو جاری رکھ کر اپنے تجربات کی بنا پر بہت حد تک انہیں مصلحانہ رائے اور مشورہ دے سکتا ہے، اور خود ان سے لے سکتا ہے، تاکہ جملہ مشن اتحاد اور اشتراک عمل کی ایک زندہ مثال قائم کر سکیں، چین کا ملکی چرچ جو حقیقتاً غیر ملکی ہے، ہمیشہ کلی مسیحیت سے کسی بات میں بھی مختلف نہیں گردانا جا سکتا، اس کے یہ معنی تو نہ ہوں گے، کہ ہمارا راہنما ایک نیا مسیح ہوگا، یا ہمیں ایک نئی انجیل کی اشاعت مقصود ہوگی، بلکہ ہماری غرض اصلی یہ ہوگی، کہ ہمیں وہ نور اپنی زندگی کو حیات مسیح سے مخلوط کر دینا ہے، تاکہ خدا کی سلطنت دنیا کے لوگوں سے نزدیک تر ہو جائے، اور ہماری کوششیں بہت کم عرصے میں بارآور ثابت ہوں۔

مسیح موعود نمبر

بعض احباب کی خدمت میں مسیح موعود نمبر کی چند کاپیاں تقسیم اور فروخت کے لئے بھیجی تھیں، ان کی قیمت بعض احباب کے ذمہ اب تک ہے، براہ کرم ایسے احباب فوراً قیمت ارسال فرما کر مشکور فرمائیں،

(منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ ۹ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ نمبر ۴۲

عید اضحیٰ

(۲)

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

اس سال کے حج کی خصوصیت

طلوع الشمس من مغربہا کی نئی جھلک

گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں ہم یہ بتا چکے ہیں، کہ حج بیت اللہ میں ظاہری طور پر اُس وحدت انسانی کا نظارہ نظر آتا ہے۔ جو اسلام کا مقصد حیات ہے، اسی ضمن میں یہ اشارہ بھی کر چکے ہیں، کہ اس مقصد کے حصول کا واحد ذریعہ اشاعت اسلام ہی ہے لیکن آج ہم اس مضمون پر ذرا وضاحت سے لکھنا چاہتے ہیں، اور بتانا چاہتے ہیں کہ کس طرح اشاعت اسلام کی برکت سے وہ لوگ بیت اللہ کے لئے کھنچے چلے آتے ہیں، جو اُن سے پہلے صلیب پرستی کے نشہ میں سرشار تھے،

لارڈ ہیڈلے حج کرتے ہیں

ناظرین کرام ہمارے محترم دوست اور عزیز بھائی رائٹ آنریبل الفاروق لارڈ ہیڈلے کے نام نامی سے خوب واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں، کہ انگلستان میں تبلیغ اسلام ہی کے وم قدم کی برکت سے آپ کو دولت اسلام نصیب ہوئی ہے، جن حضرات نے لارڈ صاحب ممدوح کو دیکھا ہے، وہ تو جانتے ہی ہیں، کہ ان کے دل میں اسلام کے متعلق کس قدر جوش ہے، اور کس خلوص و صفائی قلب سے وہ اسلام کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن جن حضرات کو ان کے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا، وہ ان کے اسلامی جوش کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں، کہ ممدوح امسال حج کی غرض سے اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر دیار حبیب میں آئے ہیں، اور آج اپنے لاکھوں اسلامی بھائیوں کے ساتھ خواجہ کمال الدین صاحب کی معیت میں شریک حج ہیں،

یہ گرمی کا موسم ہے، اور پھر عرب کی گرمی تو خدا کی پناہ، لیکن اس موسم میں ایک سرد ملک کے رہنے والے نازپروردہ لارڈ کا اپنے وطن کو خیرباد کہنا اور رضائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے حج کرنا یقیناً ایک ایسا نمونہ ہے، جو بہت سے نازپروردہ امرا کے لئے باعث سبق ہو سکتا ہے، ہماری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ لارڈ صاحب ممدوح کے اخلاص ملی میں اور بھی ترقی دے، اور ان پر اپنے خاص افضال کی بارش کرے،

لارڈ صاحب ممدوح سب سے پہلے نومسلم ہیں جو حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے ہیں، اور اس سال کے حج کو یہ خصوصیت حاصل ہے، کہ مغرب کا ایک سربرآوردہ نواب اس عالمگیر اخوت میں جو اسلام نے دنیا میں قائم کی ہے، شریک ہوتا ہے، اور سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے کعبہ کا طواف کرتا ہے، پہلے ہم لارڈ ہیڈلے کو اخوت و مساوات اسلامی کی باتیں بتایا کرتے تھے، لیکن اب وہ اس مساوات و اخوت کو بچشم خود دیکھیں گے، اور اس نظارہ سے وہ روحانی سرور حاصل کریں گے جو پرستاران توحید کو وراثت میں پہنچا ہے،

نیک فال

حج کرنے کو اور لوگ بھی کریں گے، خدا تعالےٰ سب کا حج قبول کرے، لیکن ہم لارڈ ہیڈلے کے حج سے ترقی اسلام کی فال لیتے ہیں کہ فال لینا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ ہے بعض حدیثوں میں آیا ہے، کہ ایک زمانہ میں سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا، ہم نے اس حدیث کے معنی یہی سمجھے ہیں کہ مغرب میں آفتاب اسلام کی ضیاباریاں ہوں گی، اور جا بجا بشارتیں کارفرما ہیں، اور خوب ہوئیں لیکن حج کے موقعہ پر لارڈ ہیڈلے کا وجود اس حقیقت کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہوگا، کہ اگر ہم مغرب میں اشاعت اسلام کے فرض کو بجا لائیں، تو پھر کس قدر خوش آیند نتائج نکل سکتے ہیں،

جب لارڈ ہیڈلے اپنے وطن کو مراجعت کریں گے، تو وہ یقیناً اپنے دوست احباب کو جو مسیح پرستی میں مبتلا ہیں، اس کیف روحانی کی لذت سے آگاہ کریں گے، جو انہیں حج بیت اللہ سے نصیب ہوئی تو انشاء اللہ بہت سی محب الفطرت ہستیاں نور اسلام سے منور ہوں گی، اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم

درخواست دعا

آج یوم حج ہے، خدا کے بہت سے بندے اس خانہ خدا میں حاضر ہوں گے، جس کے متعلق ارشاد ہے۔ اول بیت وضع للناس ہ جس کو آنحضرت کے جد امجد حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ تعمیر کیا، جس کو دعائے ابراہیمؑ اور نوید مسیحا، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں سے پاک صاف کیا، جو تمام عالم اسلامی کا مرکز ہے، جو مهبط [illegible] ہے، میں اس متبرک و مقدس مقام میں حاضر ہونے والوں کی خدمت میں، اور نیز ان مسلمان بھائیوں کی خدمت میں جو آج اپنے اسلامی بھائیوں کے [illegible] شریک ہیں، درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس وقت سلسلہ اور ترقی اسلام کے لئے دعائیں کریں۔

حج ختم ہونے کے بعد بہت سے خوش نصیب مسلمان مزار نبوی پر جائیں گے، مسجد نبوی میں نمازیں پڑھیں گے، روضہ مبارک کی زیارت کریں گے، ان مقامات کو دیکھیں گے جہاں سردار عالمؐ پھرتے تھے، جہاں آپ تبلیغ ہدایت اور اشاعت اسلام کے لئے سرگرم سعی رہتے تھے، جہاں سے اسلام نکلا، اور تمام دنیا پر ساون کے بادل کی طرح چھا گیا، ان مقامات پر لوگ اپنے لئے، اپنے اعزہ و اقارب کے لئے اپنے دوست احباب کے لئے دعائیں کریں گے، میں ان سے بھی درخواست کرتا ہوں، کہ وہ اس موقعہ پر ترقی اسلام کے لئے دعائیں کریں۔

اس کے بعد کچھ اپنے متعلق بھی کہتا ہوں، اور صرف یہی کہتا ہوں کہ میرے احباب اس موقعہ پر دعا کریں کہ مجھے بھی اللہ تعالےٰ ترقی اسلام کے سلسلہ میں کوئی خدمت کرنے کا موقعہ عنایت فرمائے، کہ سب کام اسی کی توفیق سے ہوتے ہیں ؎

لطف است و فضل او کہ نوازد و گرنہ من
کرمم نہ آدمی صدف استم نہ گوہرم

اب میں ناظرین کرام کی خدمت میں عید مبارک کہہ کر رخصت ہوتا ہوں،

آریہ سماج اور نیوگ

ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں نہایت تہذیب و شائستگی سے آریہ سماج سے یہ سوال کیا تھا کہ جس صورت میں ان کی قوم کے بزرگ کھلے بندوں عدالتوں میں کہتے ہیں، کہ نیوگ اس زمانہ میں نہیں ہو سکتا، تو پھر انہیں وید مقدس کی تعلیم کو مختص الوقت ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے، ہم سمجھتے تھے کہ اس کے اس معقول مطالبہ کا جواب معقولیت اور تہذیب سے دیا جاتا، آریہ گزٹ لاہور اپنی تہذیب و روایات کو تازہ کرتے ہوئے ہمیں اور بانی جماعت احمدیہ کو گالیاں دیتا ہے۔ ذرا اس کے لہجہ اور انداز کلام کو ملاحظہ فرمائیے:

منشی غلام احمد قادیانی نے پیلے چانٹے بھی کیسے عجوبہ روزگار ہیں، منشی صاحب نے مسئلہ جہاد کو غیر ضروری بتلایا، حالانکہ قرآن شریف میں اس مسئلہ کا بار بار ذکر آتا ہے، تو ان کے مقلدین نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ منشی صاحب کے قول پر آمنا و صدقنا کہہ دیا، منشی صاحب نے حضرت محمدؐ کو خاتم الانبیا اور خاتم المرسلین ماننے پر خود ہی ان کے مہمان کی طرح مجازی یا بروزی نبوت کا دعویٰ کر دیا، شرم حالانکہ ان لے اس دعوے کو القائے ربی سمجھ کر اسے اپنا حرز جان بنا لیا، اس فرقہ کا یہ عام دستور ہو گیا ہے کہ وہ ورید وقتی سے ہمیشہ ہی مسئلہ نیوگ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا رہتا ہے، ہمارا یقین واثق ہے کہ نیوگ کا مسئلہ متبرک ہے اور بیواہ کا مقصد فوت ہو جانے کی حالت میں انسان کے فطرتی مطالبات کو پورا کرنے کا بہترین حل ہے۔

اس کے جواب میں ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکرخارا

پھر کمال ڈھٹائی سے نیوگ کے بالمقابل طلاق یا متعہ کو پیش کرتا ہے، لیکن اتنا نہیں سوچتا، کہ ہم تو متعہ کے قائل نہیں، اور طلاق وہ مسئلہ ہے، کہ جس پر آج ہر مذہب سے مہذب دنیا عمل پیرا ہو رہی ہے، یہ عجیب بات ہے کہ ایک عورت نیوگ جیسی شرمناک حرکت کا ارتکاب تو کرے مگر طلاق نہ لے، جو اس کا جائز حق ہے کسی عقلمند سے پوچھو کہ طلاق بہتر ہے یا نیوگ؟ آریہ سماج ہمیشہ انصاف و عدل پر زور دیا کرتی ہے، اور اس وہم سے اس نے اواگون کا چکر اڑایا ہے، مگر یہ عجیب انصاف ہے، کہ ایک عورت جو اتفاق سے ایک ایسے شخص کے ساتھ بیاہی گئی، جو اس کے تقاضائے بشریت کو پورا نہیں کر سکتا، جو اولاد پیدا نہیں کر سکتا، جو شوہر کے فرائض انجام نہیں دے سکتا، لیکن پھر بھی وہ عورت اسی شخص کے ساتھ رہنے کے لئے مجبور کی جاتی ہے جس سے اس کو کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہو سکتا۔

این چہ بوالعجبی است؟

چین میں کلیسائے ملکی

اسی اخبار کے پہلے صفحہ پر ناظرین رسالہ "انٹرنیشنل ریویو" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں گے، جس میں کلیسائے چین کی تجدید اور اصلاح کے متعلق چند امور بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے دو باتیں نہایت ضروری قرار دی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ چینی لوگوں کی حالت عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے، اور اسے عام کیا جائے دوسرے یہ کہ خود اختیاری کے اصول کے مطابق چینیوں کو چینی چرچ کے انتظام میں کلی دسترس اور ذمہ واری دی جائے، اس سلسلے کے ضمن میں چینیوں کے ایسے رسم و رواج کے استعمال پر زور دیا جائے اور اسے قبول مسیحیت کا بنیادی پتھر نہ سمجھا جائے، جو عیسائیت کی اصولی باتوں کے راستے میں مزاحم نہیں ہوتے، اور مسیح کی عالمگیر تعلیم کے ساتھ ان کا تصادم نہیں ہوتا، بلکہ آہستہ آہستہ جنہیں امور شنیعہ کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا، اس تجدید اور ریفارم کا مقصود اصلی یہ ہے کہ اشاعت مسیحیت کی کامیابی کے لئے ایک ملک کے لوگوں کے طبائع ان کے فطرتی رجحان اور ان کے رسوم و رواج کی اہمیت کو اول میں نظرانداز نہ کیا جائے، اشاعت اسلام کے نقطہ نگاہ سے یہ خیال نہایت مستحسن ہے، قرآن کا ارشاد یہ ہے، وادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ دین حق کی تبلیغ لازمتہً مصلحت پسندی اور مشفقانہ طریق نصیحت پر مبنی ہونی چاہیئے عیسائی مشن اپنی کمزور تعلیم کو لے کر اسلام کے مقرر کردہ اشاعتی اسلوب کے مطابق اسے دنیا کے گوشہ گوشہ میں متمکن کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم مسلمان ہیں، کہ بہترین مذہب کے نام لیوا ہیں، لیکن عام طور پر مسلمانوں میں تبلیغ حق کا کوئی مکمل نظام ہے، نہ اس کی اہمیت کا احساس ہے نہ طریق تبلیغ سے واقفیت ہے، ہمارے علما کی حالت یہ ہے

ہماری تبلیغی کوششیں

برلن میں مسجد

جناب مولوی صدرالدین صاحب حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

الحمد للہ قطعہ زمین کی قیمت کا بھی فیصلہ ہوگیا ہے، پونے آٹھ صد پونڈ کے قریب تو قیمت ادا کرنی پڑے گی، اور اس پر خرچ اتنے ہیں کہ ۹۰۰ پونڈ تک ہی معاملہ جا پہنچے گا، خرچ دو قسم کے ہیں ایک تو رجسٹری کراتے وقت ادا کئے جاتے ہیں جو دس فیصدی ہوتے ہیں دوسرا ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے، یہ بڑی رقم ہوتی ہے، پونے آٹھ صد کے قریب اس لئے لکھا ہے کہ پیمائش پر رقم متعین ہوگی لیکن جس شرح پر رقم کی تعیین ہوتی ہے، وہ مقرر ہو چکی ہے حساب لگانے سے پونے آٹھ صد پونڈ بنتے ہیں،

لیکن یہ وہ ٹکڑا زمین نہیں ہے جو ۹۰۰ پونڈ کو ملتا تھا، یہ ٹکڑا دو ایکڑ ہے، اور وہ ٹکڑا اڑھائی ایکڑ تھا، کم و بیش، ہاں یہ ٹکڑا زمین اس سے بہتر ضرور ہے، مجھے پہلا ٹکڑا زیادہ تر اس لئے پسند تھا کہ مسجد کے محاذ کے لئے وہ اس سے بہتر تھا، یہ ٹکڑا اس سے زیادہ موزوں جگہ پر ہے اور زیادہ قیمتی ہے،

ہاں اس میں محاذ مسجد کے لئے اتنی موزونیت نہیں جتنی دوسرے ٹکڑے کو میسر ہے لیکن میونسپل کمیٹی کے اکثر لوگوں نے اس ٹکڑے کو مسجد کے لئے زیادہ موزوں قرار دیا ہے، اور ویسے دونوں ٹکڑوں میں سے یہ یقیناً بہتر ہے، اور اس کے بالکل ساتھ ہی واقع ہے محاذ کی موزونیت تو دونوں میں ہے، کیونکہ دونوں ایک ہی جانب جو راستے کے اوپر واقع ہیں، جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے مسجد کا سامنا بہرحال چوراستے کی طرف ہے، اور اس ٹکڑے پر مسجد کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مرکزی مقام ہونے کے باعث دور دور سے مسجد نظر آسکتی ہے۔

یہ سارا معاملہ برلن شہر کی بڑی کمیٹی کے سامنے پیش ہوگا، بغرض تصدیق کے لئے، اس تصدیق کے بعد رجسٹری ہوگی، لیکن باقی سارے معاملات طے ہو چکے ہیں، الحمد للہ تعالیٰ۔ **فالحمد للہ رب العالمین ۵**

یہی ایک شخص ۱۵۰۰ ڈالر اس ٹکڑا زمین کی قیمت دینے کو تیار ہے، اگر میں فروخت کرنا چاہوں، اس سے اس ٹکڑے کی حیثیت کا اندازہ ہو سکتا ہے، ایک بڑے فراخ چوراستہ پر واقع ہے اور اس چوراستے پر بارہ سڑکیں ملتی ہیں، اور اس چوراستے کے ایک پہلو پر بڑا خوبصورت باغ ہے، جو چار سو گز کم و بیش لمبا ہے، میں سمجھتا ہوں، ایک وقت آئے گا، کہ اس ٹکڑے کی قیمت خدا کے فضل سے بہت بڑی ہوگی،

اب میں مختصراً یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ یہ ٹکڑہ زمین خود کمیٹی کا ہے اس پر مدرسوں کے لڑکے فٹ بال وغیرہ کھیلتے ہیں کمیٹی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے، کہ فلاں زمین آئندہ بچوں کے لئے دے دی جائے تو اس کے عوض میں یہ ٹکڑا مسجد کے لئے دے دیا جانا منظور ہے وہ ٹکڑا ایسا تھا کہ اس کے متعلق مالک زمین سے سرا کچھ سمجھوتہ تھا، اور ۳ ڈالر فی مربع راڈ قیمت مقرر ہو چکی تھی، اگر میں اسے خریدوں یہ قیمت کوئی مہینے ڈیڑھ مہینے سے مقرر ہو چکی تھی، یہ کوئی خدائی انتظام کے ماتحت بات حل ہوگئی ہے، ورنہ کمیٹی اگر اپنے ٹکڑے کو میرے پاس بیچے، تو اس کی قیمت بہت زیادہ پڑتی ہے، جو ٹکڑا میں نے خرید کر کمیٹی کو دینا ہے اس پر بھی کچھ خرچ ہوگا میری طرف سے کمیٹی کی زمین پر لکڑی کے دو ایک کمرے ہیں، لڑکوں کے کپڑوں کے لئے اور ناشتہ کے لئے وہ دوسرے ٹکڑے پر لگوانے ہوں گے۔ اور کہیں کچھ مٹی ڈلوانی ہے، اس پر اچھا خرچ ہو جائے گا، اس کے عوض میں کوشش ہو رہی ہے، کہ کمیٹی اپنا ٹیکس چھوڑ دے، امید ہے کہ ایسا ہی ہو جائے گا، اور ٹکڑہ زمین تمام اخراجات کے بعد ۹۰۰ پونڈ تک پڑ جائے گا، اگر ۹۰۰ پونڈ والا ٹکڑا ملتا تو اس پر بھی دوسرے خرچ پڑنے تھے۔ یہ اچھا ہوا کہ قیمت پر اس سے بہتر ٹکڑا مل گیا۔ بفضلہ تعالیٰ۔

جتنی جلدی ہو سکے، عمارت کے کام کو شروع کرنا چاہیئے، بڑا لمبا کام ہے، اس واسطے جلدی شروع کرنا نہایت مناسب ہے۔ لیکن میں آپ کے تار کا انتظار کروں گا کہ کام شروع کردو۔ نقشہ تو آپ کی خدمت میں پچھلی دفعہ بھیج چکا ہوں، اس نقشہ کی منظوری مطلوب ہے،

سب احباب کرام کی خدمت میں السلام علیکم اور دعا کے لئے خاص طور پر منت سے عرض ہے، اور تار دینے سے پیشتر ساری جماعت کو عرض کر دیویں، کہ اس خانہ خدا کی آبادی کے لئے دعائیں کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دعائیں کیں۔ اپنے نفس کے تزکیئے کے لئے اپنی قوم کے لئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی توفیق ملنے ... اور شرک کے معدوم ہونے کے لئے، واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ و الیوم الاخر ۔ .... واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیل ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم ۵

خدائے قدوس اپنے کرم و فضل سے اپنے اس نئے گھر میں جو تثلیث اور کفر کی زمین پر تعمیر ہونے والا ہے اپنی توحید کے نور کو پھیلائے، اور اس مقدس انسان کا نام روشن کرے، جس کی تعلیم سے انسان باخدا بنا، جس کی تعلیم کی برکت سے انسان متمتع ہوتے ہیں، اور اس مطہر و مزکی انسان پر جو نکتہ چینی دشمنوں نے کی ہے اس سے سرور کائنات کی ذات بابرکات ارفع و اعلیٰ ہے، وہ بھی اس مغربی دنیا پر ظاہر فرما دے، اور اس مصیبت زدہ یورپ پر فضل کرے، اور اس کو اسلام کی دولت سے مالا مال کر دے، آمین ثم آمین،

اب تک تو میں موسم کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ عرض کرتا رہا، لیکن اس کے بعد نہیں، کیونکہ آج ۲۶ جون ہے، اس کے بعد تو دن کم ہوتا جائے گا، اور حرارت بھی کم ہوتی جائے گی ....

..... بڑے سے بڑا دن تو جون میں میسر آگیا ہے، مئی کی سردی نے خطرناک تکلیف دی تھی، لیکن جون کی گرمی کی امیدوں پر بھی ۲۰ دن کی لگاتار بارش نے پانی پھیر دیا، کسی کسی دن ۱۷ درجے کی حرارت تھی، لوگوں نے اوورکوٹ نہیں اتارے، میری طبیعت آج بھی اچھی نہیں، اتنی شدت کی سردی اور لگاتار اتنے مہینے الامان۔

احمدیہ بلڈنگس میں اسلام اور آریہ سماج پر لیکچروں کا سلسلہ

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں اطلاع دی گئی تھی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مولوی عصمت اللہ صاحب کے دو لیکچر گذشتہ ہفتہ اور اتوار کی شب کو "اسلام اور آریہ سماج" کے موضوع پر نہایت کامیابی کے ساتھ ہوئے، مولوی صاحب موصوف کا طرز بیان مدلل اور دلچسپ تھا، آپ نے ذات اور صفات باری تعالیٰ کے متعلق اسلام اور آریہ سماج کی تعلیم کا مقابلہ کر کے فضیلت اسلام کو ثابت کیا، تناسخ اور چند ایک دیگر عقاید آریہ سماج پر بھی نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی، دونوں لیکچروں میں حاضرین کی تعداد بکثرت تھی، دونوں لیکچروں کے آخر میں لیکچرار کی تقریر پر آریہ صاحبان کو اعتراضات کرنے کا موقعہ بھی دیا گیا۔ دو پنڈت صاحبان نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے شکوک پیش کئے جن کے جوابات مولوی صاحب نے دلائل اور براہین عقلیہ اور خود وید منتروں سے نہایت برجستہ دیئے، دونوں لیکچروں میں آریہ صاحبان بھی بکثرت شامل ہوئے، اور کامل آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے، مگر افسوس ہے کہ وہ مولوی صاحب کے مطالبات یعنی دیانندجی کی بیان کردہ صفات باری تعالیٰ اور ویدوں میں اسم ذات باری تعالیٰ کو نہ دکھا سکے، چنانچہ لیکچر کے بعد خود ایک آریہ فاضل نے اس امر کا اقرار کیا، کہ دیانندجی نے یہ صفات باری تعالیٰ خود ایجاد کئے ہیں

لیکچروں کا یہ سلسلہ آئندہ بھی احمدیہ بلڈنگس ہال میں جاری رہے گا اور اب آئندہ ہفتہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی "آریہ دھرم اور اسلام" پر تقریر کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ،

امید ہے کہ ہمارے احباب خود بھی تشریف لائیں گے، اور اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لائیں گے،

یدخلون فی دین اللہ افواجا کا شاندار نظارہ

ریاست بھوپال میں اشاعت اسلام کی رفتار

اخبار "وزتمان" کا بیان ہے کہ ریاست بھوپال میں ۴۰۰ ہندو ایک مہینہ میں مسلمان ہوئے ہیں جن میں ۳۰۰ عورتیں اور ۱۴۰ مرد ہندو خاص شہر کے ہیں۔

دیگر مقامات

اس کے علاوہ دوسرے مقامات میں بھی ترقی اسلام کی مجموعی کیفیت حسب ذیل ہے:۔

بتاریخ ۱۴ جولائی ۱۹۳۶ء مسجد لوہاراں متصل اکتی دروازہ امرتسر میں ایک سکھ راجپوت ساکنہ بھاگووال عمر ۲۲ سال۔ مذہب اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر جناب مولوی عبدالعزیز صاحب عثمانی کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا نیز مسجد شیخ خیرالدین مرحوم میں دو ہندو مردوں اور دو ہندو عورتوں نے برضا و رغبت خود جناب مولوی غلام محمد صاحب امام جامع مسجد امرتسر کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام علی الترتیب عبدالرحیم عبداللہ اور سلیمہ اور زینب رکھے گئے۔ خدا استقامت بخشے۔ (قاضی محمد شفیع قریشی امرتسر)

لکھنو۔ ایک ہندو نے ۷۔ جولائی کو مولانا عبدالباری صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کا نام غلام محمد رکھا گیا۔ ایک اور شریف ہندو نے اسی دن مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۲۹ جون کو ایک ہندو نے مولانا ابوبکر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلامی نام شیخ عبداللہ و عبدالرحمن رکھے گئے۔

(۱) ایک عیسائی ساکن آگرہ اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر ۲ جولائی کو دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اسلامی نام عبدالرحمن رکھا گیا

(۲) ایک ہندو راکن چند نیا ضلع علیگڈھ نے بتاریخ یکم جولائی کو برضا و رغبت خود اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام نورالدین رکھا گیا

(سید اشفاق حسن ناظم انجمن خدام الاسلام دہلی)

۴۔ جولائی ۱۹۳۶ء مغرب کی نماز سے پہلے ایک ہندو راجپوت ساکن ساکن رام نگر قاری حافظ عبدالخالق صاحب امام مسجد کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔

فیروزپور چھاونی۔ ۵ جولائی ۱۹۳۶ء کو ایک آریہ سماجی ساکن امرت سر رنگ منڈی نے بموجودگی ۴۰۰ اشخاص بصدق دل مولوی احمد بخش صاحب مولوی فاضل امام مسجد انجمن اسلامیہ فیروزپور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام محمد فاروق رکھا گیا (وکیل)

نجف علی و ممتاز الدین صاحبان رانچی سے مطلع کرتے ہیں کہ بتاریخ ۲۱ جون بروز پنجشنبہ بوقت ۱۱ بجے دن ایک شخص قوم ہندو ارجن سنگھ نامی ولد پر یاسنگھ راجپوت باشندہ ضلع خاص سپلو نے بذریعہ مولوی نجف علی و ممتاز الدین باشندہ مقام امروہہ ضلع مراد آباد اسلام قبول کیا اور ختنہ کرایا۔ نام دین محمد رکھا گیا۔ عمر ۳۰ سال ہے،

خان بہادر صاحب ہیڈ مدرس مدرسہ شکرگڑھ ہندوچارسدہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ آج مورخہ ۱۲ جون بروز منگل ۲ شوال بوقت دوپہر بیٹر میں باباغوث علیہ الرحمۃ کے دربار مبارک میں ایک ہندو عمر تقریباً ۳۵ سال مسمی نرنجن سنگھ ولد جیت سنگھ ساکن لشط علاقہ کوہاٹ افغانستان نے صدق دل سے دین اسلام قبول کیا۔

ڈاکٹر علی محمد صاحب آگرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۴ جولائی کو دو ہندو مسمی پرشادی لال ولد کندرو ریاق سنگھ ولد ابوران سنگھ قوم ٹھاکر سنگھیلے ضلع مین پوری بدست مولوی محمد وسیم خان صاحب جترالی سرحدی مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسلامی نام علی الترتیب عبدالرحمن و عبداللہ رکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

مولوی محمود علی معلم انجمن اسلامیہ ترواضلع فرخ آباد سے اطلاع دیتے ہیں کہ بمقام قصبہ تروا ضلع فرخ آباد میں مسمی بچن لال میسر ہاتھ پر مسمی گنیش بلاکسی و نبادی فوائد کے جناب قبلہ حیدر علیشاہ صاحب کے دست حق پرست پر پرسوں مشرف بہ اسلام ہوئے اسلامی نام دین محمد و عبدالغنی رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مسلموں کو استقامت بخشے۔ مکرر یہ کہ دو عورات گنگیا و جمنیا ایمان لائیں۔ اسلامی نام امیرن و منیرن رکھا گیا۔ اور ایک لڑکا مسمی رسنا مشرف بہ اسلام ہوا نام ظہور رکھا گیا۔ اللہ قائم رکھے۔

ناظم صاحب انجمن وفد خدام الصوفیہ آگرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علیمیہ رسیدان کے دست حق پرست پر ایک عورت مسماۃ سردی ولد

سردیو - ذات کمہار ساکن غازی آباد ضلع میرٹھ نے اسلام قبول کیا جس کا نام غلام فاطمہ رکھا گیا۔

علاقہ پلول ضلع گوڑگانوہ میں چار اشخاص قوم سے چمار جن کو آریہ ایک عرصہ سے بہکا رہے تھے بفضلہ تعالیٰ نے اسلام کو سچا جان کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ہرجن تھا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔ اسی طرح اوروں کے نام تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اس علاقہ پلول میں عبد الرحمن صاحب ذیلدار موضع کوڑی اور خیراتی خاں صاحب سفید پوش ہمارے مبلغین کو اچھی امداد دے رہے ہیں۔

جناب حبیب اللہ صاحب قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد سے اطلاع دیتے ہیں کہ آج بتاریخ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ بروز جمعہ کو جناب مولوی محمد الدین صاحب مہتمم مدرسہ [illegible] کا وعظ جامع مسجد حسن پور ضلع مراد آباد میں ہوا اور بعد وعظ کے مسمی رام سا قوم باغبان مسلمان ہوا اور اسلامی نام اسکا عبد اللہ رکھا گیا۔

عبد المتین صاحب انچارج معلومات شعبہ تبلیغ جمعیۃ علمائے ہند دہلی سے مطلع فرماتے ہیں کہ مولوی مطیع الرحمن صاحب محمودی کی جو رپورٹ آج دفتر میں موصول ہوئی ہے اس سے ہم کو معلوم ہوا کہ امر سنگھ جنگلہ کے بارہ آدمیوں نے ارتداد سے توبہ کرکے پھر دولت اسلام حاصل کرلی ہے اور باقیماندہ مرتدین بھی مشرف بہ اسلام ہونے والے ہیں۔

ناظم صاحب انجمن خدام الصوفیہ اطلاع دیتے ہیں کہ علاقہ بلبگڑھ و متھرا میں حسب ذیل ملکانوں نے ہندوانی نام تبدیل کرکے اسلامی نام رکھے گئے ہیں۔ موضع لوگانوہ علاقہ متھرا میں وعظ و نصیحت کرکے بہت سے ملکانوں کو نمازیں پڑھائی شروع کرائی گئی ہیں۔ [illegible] علی پور بہرہ میں تین جدید مدرسے قائم کر دیئے گئے ہیں۔

پیغام صلح اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی تھوڑی سی کوشش اشاعت اسلام کے باب میں کس قدر خوش آئیند نتائج پیش کرسکتی ہے، اگر مسلمان من حیث القوم تبلیغ اسلام کے لئے کوئی مکمل نظام قائم کریں، تو یقیناً اسلام کی رفتار ترقی بہت بڑھ سکتی ہے۔

میں مسلمان کیوں ہوا؟

اول تو میں کئی سال سے مذہب اسلام کی تعلیم کو دیکھ کر اسلام پر مفتون تھا مگر بوجہ اتحاد ہندو مسلم موقع نہ ملنے کی وجہ سے اور وقت کے انتظار سے اپنے جذبات کو روکے رہا۔ بعدہٗ جب میں شدھی سبھا کی جانب سے کام کرنے کے لئے علاقہ بہرائچ میں آیا تو ضرور مگر اپنی مرضی سے نہیں دوسروں کے اکسانے و کہنے پوچھنے یعنی ترغیب سے اس کے ساتھ ہی جب میں نے شدھی کے کام میں ہاتھ ڈالا تو میرا دل ان اصولوں سے اور بھی پھر گیا۔ جن کے اوپر میرا کچھ ذرا سا وشواش تھا اور میں ہندو دھرم کو پالن کر رہا تھا۔ کہنے کو ہندو دھرم میں سب کچھ مگر کرنے کو نہیں۔ میرا مقصد یعنی اصل بات اسلام کو قبول کرنے کی یہ ہے میں سچائی آزادی اور اصلی روحانی تعلیم کا متلاشی رہتا تھا۔ مدت تک کھوج کرنے کے بعد جس طرف دیکھا کہ یہ سب باتیں یعنی سچائی آزادی مساوات اور سچی روحانی تعلیم موجود ہے اسی طرف اور ساتھ ہی بہرائچ میں میں نے ہندو دھرم کی سچائی کا اصل نمونہ بھی دیکھ لیا تھا کہ کہاں تک ہے مجبوراً خیر باد کہہ کر مذہب اسلام میں آگیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھ دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ تمام باتیں جو میں نے دیکھیں وہ میں اس لئے نہیں لکھتا کہ اس میں لوگوں کا ذاتی فائدہ ہے اور لکھنے سے نقصان کثیر ہوگا۔ اس لئے ان کو پوشیدہ رکھتا ہوں تاکہ میری وجہ سے ان کو نقصان حاصل نہ ہو اور کسی کا دل بھی نہ دکھے۔

بہرحال جب کبھی میں کسی [illegible] کی طرف دھیان دیتا تھا۔ تو ایک دم دل میں سوال اٹھتا تھا کیا تم پھر آواگون میں جاؤ گے مجھ کو یہی ایک خاص بات تھی جو کہ مجھے اسلام کی طرف کھینچ لائی کیونکہ مجھے انسانی جامہ پہن کر مر کر پھر کیڑا مکوڑا [illegible] بننا منظور نہ تھا۔ کیونکہ ایک مثال مجھے پیارے ہماری پنڈت کی اس وقت یاد آتی ہے وہ یہ کہ ایک پنڈت اپنے شاگردوں کو ویدانت و اپنشد پڑھایا کرتے تھے ایک شاگرد بعد تعلیم ختم کرنے کے سادھو ہو گیا۔ جب یوگ ابھیاس میں بھی اس کی مشق اچھی ہوگئی تو اپنے گرو سے ملنے کے لئے آیا۔ اور بعد چند دیگر باتوں اور کئی تجربوں کے پنڈت جی نے سوال کیا [illegible] جاننے والے بن گئے۔ [illegible] جواب دیا [illegible] سنتے جب اپنے [illegible] کو پہنچ جاتے تو اس کے گروہ کو نجات کئی ایک جنم کے بعد حاصل ہونے کی امید ہو تو پھر ایک معمولی شخص کا کوئی حساب ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر انسانی جامہ کے بعد ہاتھی گھوڑا ہی بننا پڑے تو پہلے ہی ایسی فکر کیوں نہ کرلی جائے کہ کوئی سیدھا راستہ تلاش کرکے اپنے مالک کے قدموں پر پہنچے اور اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ کر خدا اور رسول کے حکموں کو مانتا ہوا سیدھا آخرت کے دن خدا کے حضور میں جا وے میں نے چند روز کے عرصہ میں جو حاصل کیا وہ یہ کہ اگر سچائی کی تعلیم دینے والا اور کہنے پر عمل کرنے والا اس وقت کوئی مذہب ہے تو مذہب اسلام ہے جو وصف اسلام میں پائے جاتے ہیں وہ نہ تو عیسائی مذہب میں ہیں نہ ہندو مذہب میں۔

میں اپنے مضمون کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا کیونکہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ باتیں میں ہرگز نہ لکھوں گا جس سے کسی کا دل دکھے یا نقصان ہو اور نہ ہی یہاں کوئی مباحثہ کرنے کی غرض سے لکھتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میں ہندو بھائیوں اور معزز دوستوں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کوئی ترغیب بھی نہ دیویں اور نہ واپس لانے کی کوشش کریں کیونکہ میں نے ہر ایک بات سمجھ سوچ کر مذہب اسلام کو قبول کیا ہے۔

اور اب چونکہ میں مذہب اسلام میں ہوں اور میرا فرض ہے کہ میں ایک ہندوستان کے رہنے والے کو یہ کہوں کہ آپ بھی مذہب اسلام قبول کریں یہ دعوت دینا میرا فرض ہے میں ادا کئے دیتا ہوں اور ماننا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ مگر میں پھر گھوم کر کوشش کروں گا کہ اسلام سے منحرف لوگوں کو مذہب اسلام میں آنے کی ترغیب دوں اور ان کو مذہب اسلام قبول کرا کر، تاکہ وہ بھی نجات کے حقدار ہوں اور خدا اور خدا کے رسول کو پہچان جائیں اور [illegible] دیں۔

ضروری بات جو کہ ہندو کے کان تک پہنچانے کے لئے میں ایک ضروری بلکہ مذہبی خیال کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اکثر ناسمجھ لوگ ہندو بھائی اسلام کے برخلاف یہ سمجھا دیتے ہیں کہ مسلمان لوگ جب کسی ہندو کو مسلمان بناتے ہیں تو گائے کا گوشت کھلا دیتے ہیں مگر زبردستی۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور حلفاً یہ گواہی دیتا ہوں کہ میں خود ہندو سے مسلمان ہوا مگر اس وقت تک کسی مسلمان نے گائے کا گوشت تو درکنار کسی ایک گوشت کے بارے میں کبھی کچھ نہ کہا۔ جو چیز مثلاً میں ساگ دال کھاتا تھا وہی روز میرے لئے مہیا ہوتی ہے اور دی جاتی ہے اگر میں دسترخوان سے اپنی مرضی کے مطابق گوشت کھاؤں تو رکاوٹ بھی نہیں۔ مگر مجبور بھی نہیں کیا جاتا۔ مگر ہماری صداقت کی آواز بلند کرنے والے مذہب اسلام کے اندر تعلیم و مذہب برتاؤ کو الٹا لوگوں کو سمجھا کر مذہب اسلام سے روکتے ہیں۔ یہ کسی کی مرضی پر منحصر ہے کہ گوشت کھائے یا نہ کھائے میں اس الزام کی تردید کرتا ہوں جو کہ مذہب اسلام پر لگایا جاتا ہے اور خود میں نے بھی کئی ایک اخباروں میں پڑھا تھا۔ کہ مسلمان لوگ زبردستی ہندو کی دوکان گائے کا گوشت پھینک دیتے ہیں یا ہندو کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ آج چند یوم سے بالکل مسلمانوں کے درمیان ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ ہی کھانا کھاتا ہوں مگر کوئی ایک ایسا مسلمان مجھے نہیں ملا جس نے یہ کہا ہو کہ آپ گائے کا گوشت کھائیں یا دیگر کوئی گوشت۔ گوشت کا ذکر نہیں۔ یہاں پر تو نماز اور قرآن شریف کا ہر وقت ذکر ہے۔ اگر میں ذرا کبھی وقت سو جاتا ہوں تو کوئی شخص آن کر مجھ کو جگاتا ہے کہ چھوٹے صاحب نماز کا وقت ہو گیا۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو اس قسم کے الزام لگا کر مذہب اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ شرمندہ ہوں اور جھوٹ بولنے کی عادت کو چھوڑ کر خدا سے معافی مانگ کر مذہب اسلام میں داخل ہو کر نجات حاصل کریں۔

(غلام محمد سابق آنند پرکاش بی اے
از دفتر مؤید الاسلام فرنگی محل لکھنؤ)

ایک عظیم الشان اسلامی جلسہ مصر میں

فاروق لارڈ ہیڈلے و سید خواجہ کمال الدین کا استقبال

چونکہ فاروق لارڈ ہیڈلے پریذیڈنٹ جمعیۃ اسلامیہ برطانیا اور سید خواجہ کمال الدین امام مسجد ووکنگ لندن مصری حکومت [illegible] حج بیت اللہ کو تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے علماء و رؤساء و تجار و باشندگان اسکندریہ نے [illegible] کے استقبال کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ کیا ہے، سید خواجہ کمال الدین علماء اسلام میں سب سے پہلے عالم ہیں جنہوں نے دین حنیف کی تبلیغ و اشاعت اور شریعت حقہ کی دعوت و تصریح کا علم بلند کیا، اور ترک وطن کرکے انگلینڈ اور امریکہ کے کفرستانوں کو اپنا میدان جہاد بنایا، انہوں نے جو خدمات عظیم بسلسلہ اسلام اور قرآن کی انجام دی ہیں، ان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ بہت سے لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے، انہیں میں لارڈ ہیڈلے کی ذات گرامی بھی ہے جن کا اسلامی نام فاروق ہے، اور سید خواجہ کے شجر تبلیغ کے سب سے پہلے برگ و بار ہیں، انہوں نے قبول اسلام کے بعد تبلیغ و اشاعت کی جو گراں قدر عملی قلمی خدمات انجام دی ہیں، وہ دائرہ اظہار سے باہر ہیں، آپ کی بیش قیمت تصنیف، مغرب کی بیداری اسلام کے لئے، جو خاص طور پر یورپ و امریکہ کو اسلام کی طرف مخاطب کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، ان کی خدمات کے علاوہ ہے جو آپ نے اشاعت اسلام کے لئے انجام دی ہیں، اس جلسہ میں علماء و رؤساء اعیان و طلباء و اہل ادب کی ایک بڑی جماعت نے شرکت کا وعدہ کیا ہے جو لوگ اس میں شرکت کرنا چاہتے ہوں، وہ ہم سے گفتگو کریں۔ (مدینہ)

مراسلات

اسلام اور تصوف

اس سے انکار نہیں کہ تصوف اسلام کا ایک جزو اعظم ہے۔ اور جس طرح ایک نسخہ میں ایک یا دو دوا دفع مرض کے لئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں۔ تصوف بھی اہل اسلام کے نفسانی تزکیہ اور دفعیہ امور قبیحہ کی شکل رہا ہے۔ تصوف باب تفعل سے ہے اسکے معنے ہیں ریاضت سے اپنا نفس صاف کرنا اور گناہ سے کنارہ کرنا لیکن ہمارے علماء زمانہ نے اسکو قائم مقام رہبانیت بنا رکھا ہے۔ اور دنیا سے تمام تعلقات منقطع کرکے گوشہ تنہائی سے دل لگائے بیٹھے ہیں۔

رسول اکرم کا تصوف

ہمارے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی میں اسوہ حسنہ ہیں۔ اور ان کے سوانح ہمارے لئے تمام مدارج علوی کے لئے ایک رہبر کا کام دیتے ہیں۔ آؤ اس بانی اسلام کی زندگی پر ایک نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ علماء زمانہ کا تصوف اس کے تصوف سے کسقدر تطابق رکھتا ہے۔ مکہ کی پہلی نو سالہ زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ کسقدر مصائب و نوائب کی بارشیں ہوتی ہیں اور کسقدر شجاعت و استقلال سے مقابلے ہوتے ہیں۔ کفار کی سختیوں کی کوئی انتہا نہیں۔ لیکن ادھر اخفائے کلمۃ الحق بھی ان کے مذہب میں روا نہیں۔ جان پر آ بنتی ہے تو آ بنے۔ لیکن ان کا تصوف انہیں یہ نہیں سکھاتا کہ گوشہ نشینی اختیار کرکے اشاعت سے باز رہیں۔ ہر پلیٹ فارم۔ ہر بت خانہ اور ہر صنم کدہ میں نعرۂ توحید بلند کئے جاتے ہیں۔ اور اصول حقانیت اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔

صحابہؓ کا تصوف

ادھر صحابہ کرام اشاعت دین کی خاطر جانیں ہتھیلی پر رکھ کر ایک ملک سے دوسرے ملک نکل جاتے ہیں۔ کوئی چین کی طرف منہ کر لیتا ہے کوئی سپین کا رخ لیتا ہے۔ اور کوئی مصر کو نکل جاتا ہے۔ کوئی شوق اشاعت میں سمندر کے ہیبت ناک تھپیڑوں کے آگے گھوڑا ڈال دینے سے بھی فرق نہیں کرتا لیکن ذرائع میسر نہ پاکر بیچارہ دست حسرت ملکر رہ جاتا ہے۔ اور زبان حسرت فشاں سے کہہ جاتا ہے۔ کہ اگر سمندر حائل راہ نہ ہوتا۔ تو خدا کا نام دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچائے بغیر بس نہ کرتا۔ غرض یہ واقعات بتاتے ہیں ؎

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کیا ان میں تصوف نہیں تھا۔؟ کیا وہ تصوف سے آشنا نہ تھے؟ ضرور تھے بلکہ انہوں نے جو تصوف اختیار کر رکھا تھا وہ صوفیان فی زمانہ کے تصوف سے بدرجہا بلند اور اعلے تھا۔ کاش کہ آج کل کے صوفی بھی اسی تصوف کے شائق و شیدا ہوں۔ نیام عزلت سے شمشیر جاں ستاں نکالیں اور گوشۂ خلوت کو خیرباد کہہ کر اللہ اکبر اور وحدہٗ لا شریک لہ کے نعروں میں دین اسلام اور رسالت محمدیہ کے جھنڈے بلند کریں۔

زر وہ جو بازو میں ہو

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی گزشتہ کامیابیاں ان کے لئے محض ایک افسانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ اور فسانوں پر ایک فریبانہ قوم کا ناز کرنا اسکی پست ہمتی اور مادی کمزوری کی دلیل ہے۔ زر وہ جو جیب میں ہو۔ اور زور وہ جو بازو میں ہو۔ اسلاف کی یادوں پر فخر کرنا عقلمندی نہیں۔ چاہیئے کہ ہم بھی اپنی جوانمردی ایمان اور صداقت کے جوہر دکھائیں۔ اور اپنے بازوؤں میں وہی طاقت پیدا کریں جس پر ہم آج ناز کر رہے ہیں۔ تاکہ آئندہ نسلیں ہم پر ناز کریں۔

قرآن مخزن مدارج علویہ ہے

ہمارا مذہب ایک زندہ مذہب ہے۔ کیا تمام محاسن علویہ اور مدارج علیا اور مدارج علویہ اس قرآن پاک میں نہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ وہ سمجھا یہ وہی قرآن ہے جس کے جمال نے لوگوں کے دل مسخر کر لئے اور جس کے جلال نے شاہوں کے سرخم کر دیئے۔ یہ وہی قرآن ہے جسکی سحر بیانی نے اس کے رسول کو ساحر کا خطاب دلوایا اور جس کی برقی طاقت نے ایک عالم کو تہ وبالا کر دیا۔ منطق فلسفہ۔ جبر و مقابلہ وغیرہ کا سرچشمہ عرب کے کالے کلوٹے وحشی ہی رہے ہیں۔ اگر آج یورپ کے گورے چٹے تمدن اور متوج علم پر نازاں ہیں تو دوسری طرف اسلام کے شرمندۂ احسان بھی ہیں۔

مسلمانوں کا رشک

آہ! افسوس۔ خزینۂ معرفت اور سکۂ صداقت تو ہمارے ہاتھ میں ہو لیکن اس کے استعمال کی ہم میں عقل نہ ہو اور نہ ہی ہم سعی کریں کہ اسکے جوہر آزمائیں۔ آپ دیکھیں۔ دوسروں کو دکھائیں۔ کیا غیر قوموں اور دیگر مذاہب کا رویہ آپ کے لئے قابل رشک نہیں۔ آریوں کو وید پر ناز ہے کہ وہ ایک مکمل ہدایت نامہ ہے لیکن اصلیت اس کے بالکل برخلاف ہے، وید کے اخلاق تعلیم تو نیوگ سے ظاہر ہے اگیا اس تعلیم پہ ہمارے برادران وطن وید کو تمام علوم و فنون کا مجموعہ مانتے ہیں۔ اور ویدک دھرم کو تمام دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ویدکی اشاعت بھی ممنوع ہے لیکن باایں ہمہ وہ قرآن پاک کے اصولوں کی تقلید کرتے ہوئے اور ویدوں کی تعلیم کو پس پشت ڈالتے ہوئے اشاعت کے کام میں کس قدر کوشاں ہیں۔ کاش کہ ہم جن کے گھر کی نعمتیں دوسرے اڑا رہے ہیں اور اس طرح کے مال سے اسقدر فائدہ اٹھا رہے ہوں کہ مالک اشیاء کی حیثیت سے بھی آگے بڑھ جانے کے قریب ہوں وہ خود ان کی قدر نہ کریں اور ان کے خواص سے سنے علم بیٹھے رہیں لیکن ع

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنے ہاتھ سے نخل اسلام کو سینچا۔ آج ان کی آنکھیں اس تباہی کو کسقدر یاس بھری نگاہوں سے دیکھ رہی ہوں گی اور ان کی مبارک روح اس درد انگیز منظر پر کیسی بیقرار ہوگی۔

تصوف زمانۂ حال

آجکل کا تصوف درحقیقت تصوف نہیں۔ تکہف ہے۔ اصحاب کہف کی طرح صوفیائے کرام بھی غاروں کی ظلمت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور شاید یہ گمان ان کے دلوں پر غالب ہے کہ اگر باہر نکلے تو خدا جانے کیا پیش آئیگا اور اسلام کے عالمگیر سکے شاہ سلطنت میں چلیں یا نہ چلیں لیکن برادران اسلام۔ اسلام کی خاطر ایک جان کیا ہزار جانیں بھی قربان ہو جائے تو زہے قسمت

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آتشکدۂ کفر و ظلمت کدۂ اصنام کے عذاب شدید سے بچایا۔ اور وہ رستہ بتایا جس راہ کو ایک عالم ترس رہا تھا اور ترس رہا ہے۔ کیا آپ سے اس کا بدلہ یہی نہیں دیا جاسکتا کہ انکے احسانات کا ذکر دیگر جویان راہ سے بھی کرکے انہیں اس راہ کا پتہ بتایا جائے۔ آپ کو وہ دن بھول گئے جب آپ خود تلاش مرہم میں زخم آلے لئے پھرتے تھے اور شدت درد سے بیقرار ہو رہے تھے۔ دیکھیئے قرآن پاک آپ کی بیتابی کا نقشہ کن الفاظ میں کھینچتا ہے۔ کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم۔ اسی طرح ہر بھولا بھٹکا اپنی گم شدہ منزل کے لئے بیقرار ہوتا ہے اور انسان کا فرض ہے کہ گم کردگان راہ کو راہ دکھائے ع ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند۔

اشاعت فطرتی اصول ہے

میں حیران ہوں کہ بنی نوع انسان کے روزمرہ کے دنیاوی تجارب اسکی دینی ضروریات میں کیوں رہنمائی نہیں کرتے؟ کون ہے؟ جو دنیا میں اشاعت اصول صحیحہ کو عمل میں نہیں لا رہا۔ کیا باپ اولاد کو تعلیم دینے سے منحرف ہے۔ کیا بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو اطوار حیات سکھانے سے دریغ کرتا ہے؟ کیا استاد شاگرد کی کمزوریوں کو رفع کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اگر بغیر اشاعت و تعلیم انسان معراج ترقی پر پہنچ سکتا تو آج صفحۂ عالم پر سکولوں یونیورسیٹیوں۔ کالجوں وغیرہ کا نام تک نہ ہوتا۔ تو پھر جب انسانی فطرت ہی اصول اشاعت پر مبنی ہے تو اسکی توسیع کو روحانی زمین میں کیوں روا نہیں رکھا جاتا۔

دنیا میں کوئی شخص بلا تعاون دیگران اپنی ہستی کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور اگر رکھ بھی سکتا ہے تو قرار اور آسائش کی زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ گویا بالفاظ دیگر جب تک دیگر اشخاص کو جن سے اس کا واسطہ پڑتا ہے اپنا ہم خیال نہیں بنالیتا اسکی جسمانی زندگی کا آرام اٹھ جاتا ہے تو روحانی زندگی جس پر زندگی کا مدار ہے کیونکر اس عظیم الشان اصول سے باہر رہ سکتی ہے۔

صوفیائے زمانہ کو بالخصوص اور عوام المسلمین کو بالعموم لازم ہے کہ وہ اپنے دین متین کی حمایت و اشاعت میں کارکنندگان کا ہاتھ بٹائیں اور کنج تنہائی سے اپنا بوریا بستر اٹھائیں اور فرقہ بندیوں کے خیال کو حرف غلط کی طرح صفحۂ عقیدہ سے مٹا دیں۔ اور اشاعت اسلام (وہ اسلام جو سب کا متفقہ مذہب ہے) میں سرگرم ہو کر اسلام کی اس آڑے وقت میں مدد کرکے لیظہرہ علی الدین کلہ کی صداقت کو عملی جامہ پہنائیں۔

(قاضی محمد نعمان عفی عنہ) چھاونی لاہور

اعلان فسخ بیعت!

حضرت امیر قوم سلمہ اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ قریباً تین ماہ کا ہوا ہے کہ بندہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوا تھا، مگر آج شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی کے ساتھ نبوت کے مسئلہ پر دیر تک گفتگو کرنے سے روشن اور واضح ہو گیا ہے، کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوے ہرگز نہیں کیا، ہاں اس صدی کے مجدد اور مسیح موعود و مہدی مسعود ہونے کا دعوے کیا ہے، اور یہ عقیدہ حق ہے، لہذا میاں صاحب کی بیعت فسخ کرکے لاہوری احمدی جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالے استقامت دے، آمین،

(عبد الجلیل مدراسی)

ضروری اطلاع

اب چونکہ خدا کے فضل سے انجمن کی کتب کا سلسلہ دن بدن وسیع ہو رہا ہے اور اس وقت انجمن کی اپنی مطبوعہ تقریباً ساٹھ کتابیں ہمارے دارالکتب میں موجود ہیں اور نہایت سرعت سے یہ سلسلہ وسیع ہو رہا ہے چنانچہ اس وقت سات کتابیں زیر طبع ہیں۔ اس اخبار میں دوسری جگہ بعض کتابوں کے متعلق اعلان دیا گیا ہے۔ جو احباب حضرت مسیح موعود کی تمام تصانیف یا سلسلہ کے متعلق دوسری کتابیں باقاعدہ لینا چاہیں وہ مہربانی کرکے اطلاع دیں تاکہ ان کے نام دفتر میں نوٹ کرلئے جائیں اور جب کوئی تازہ کتاب شائع ہو ان کے نام وی پی کر دیا جایا کرے۔ اب تک اس امر کا باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ چنانچہ بعض احباب نے شکایت بھی کی۔ مگر اب پورا انتظام کر دیا گیا ہے۔ انشاءاللہ احباب کو شکایت کا موقعہ نہ ملیگا۔ جن احباب نے پہلے ارشاد فرمایا تھا اور ان کے ارشاد کی تعمیل نہیں ہو سکی، اور جو دوسرے احباب چاہتے ہوں وہ بھی اپنے اسمائے گرامی اور پورے پتہ سے اطلاع دیں جس پر ان کو وی پی بھیجدیا جایا کرے۔

خاکسار فقیر اللہ مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

آئینہ کمالات اسلام

برکات الدعاء

ہمارے احباب کرام کو علم ہے کہ انجمن نے حضرت مسیح موعود کی تمام تصانیف کو ایک ہی تقطیع پر تاریخ طبع کی ترتیب سے سلسلہ تصنیفات احمدیہ کے نام چھاپنا شروع کیا ہے۔ شروع شروع میں تو بوجوہات چند در چند یہ کام کسیقدر سست رفتار سے ہوتا رہا۔ مگر گذشتہ دو سال سے پوری مستعدی کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ اب تک اس سلسلہ میں گیارہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں یعنی براہین احمدیہ۔ سرمہ چشم آریہ۔ شحنۂ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصے۔ الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی۔ آسمانی فیصلہ۔ نشان آسمانی۔ اور اب دو اور کتابیں جن کا نام اس اعلان کے عنوان میں دیا گیا ہے۔ چھپ کر تیار ہو گئی ہیں ان میں سے آئینہ کمالات اسلام تو ایک عرصہ سے نایاب تھا اس کتاب میں حضرت صاحب نے اسلام کی خوبیوں کا دیگر مذاہب سے مقابلہ کیا ہے اور عیسائی اور آریہ اسلام پر جو اعتراضات کرتے ہیں ان کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ملائکہ حشر اجساد ضرورت الہام اور نزول ابن مریم پر سیر کن بحث کی ہے۔ اس کتاب میں پنجاب اور ہندوستان ممالک عرب، فارس، روم، مصر، ایران ترکستان اور دیگر بلاد کے پیرزادوں۔ سجادہ نشینوں۔ برہمن فقیروں۔ زاہدوں۔ صوفیوں اور خانقاہوں کے گوشہ گزینوں کو تبلیغ کی گئی ہے اسکے بعد حضرت صاحب نے اپنی سوانح اور بعض مخلص احباب سلسلہ کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کی مختصر کیفیت ہے اور آخر میں لیکھرام پشاوری کے متعلق پیشگوئی ہے۔

غرض اس کتاب میں حقائق و معارف کا دریا بہا دیا ہے حضرت اقدس خود تحریر فرماتے ہیں "خدا تعالے نے اول سے آخر تک اسکے لکھنے میں مجھ کو عجیب در عجیب مدد دی ہیں۔ اور وہ عجیب لطائف و نکات اس میں بھر دئے ہیں کہ جو انسان کی معمولی طاقتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک نشان دکھلایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ کیونکر اسلام کی غربت کے زمانہ میں اپنی خاص تائیدوں کے ساتھ اسکی خاص حمایت کرتا ہے۔

یہ کتاب قدرت حق کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں خود بخود اس قدر ذخیرہ معارف کا پیدا نہیں کرسکتیں۔

اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی۔

مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جنکے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔"

پس حضرت مسیح موعود کے اپنے ان الفاظ میں یہ کتاب مزید تعریف کی محتاج نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ خاصکر احمدی احباب کے لئے جن کا نصب العین ہی اشاعت اسلام ہے۔ اس کتاب کو پڑھنا اور اسکے مطالب کو یاد رکھنا لازم ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی دکھائیں تو انہیں اسلام کے منور چہرہ کا پتہ لگے کیونکہ بنی نوع انسان کے ساتھ اس سے بڑھ کر اور کوئی ہمدردی نہیں کہ انہیں نجات کا راہ بتایا جائے ساڑھے پانچسو صفحات کی کتاب ہے حجم کے لحاظ سے قیمت بھی زیادہ نہیں صرف چار

دوسری کتاب برکات الدعاء ہے جو اب چھپکر تیار ہو گئی ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلسفہ دعا پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور سر سید احمد خان صاحب کے اس خیال کا کہ دعا محض ایک عبادت ہے حصول مطالب میں دعا کا کوئی فائدہ نہیں رد کیا ہے۔ قیمت صرف ۲/

تمام درخواستیں بنام مہتمم دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں۔

اعلان تعطیل

عید الضحے کی تقریب پر چونکہ انجمن کے دفاتر دو روز کے لئے بند رہیں گے، اس لئے آئندہ اشاعت یعنی ۲۸۔ جولائی کا پرچہ نہیں نکلے گا۔ بلکہ ۱۳۔ جولائی ۱۹۲۳ء کا پرچہ حاضر خدمت ہوگا۔

(مینیجر)

ضروری اطلاع

تار کا پتہ

سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تار پتہ **مسلمان لاہور** رجسٹر ہو چکا ہے۔ جو احباب تار دینا وہ صرف اس پتہ سے تار بھیجیں وہ سکرٹری صاحب کو پہنچ جائے گا۔ اخبارات کے لئے یہی پتہ کافی ہوگا۔

مبلغین کا دوسرا امتحان

جس کے لئے اخبار میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹ - جولائی ۱۹۲۶ء کو اس کا انعقاد ہوگا۔ کتب امتحان کی اطلاع دی جا چکی ہے یعنی آریہ دھرم، سناتن دھرم، ویدک سائنس۔ اسمائے الٰہیہ، تحفۃ الہند۔ اس امتحان کا پرچہ مولانا پنڈت عبدالحق صاحب تیار کریں گے۔

(ظہور احمد جائنٹ سکرٹری)

تازہ خبریں

ہندوستان

ریلوے انسپکٹر کی موت

کلکتہ - ۱۹ جولائی - آج سہ پہر کو مسٹر جے نیپولی برج جو ایسٹرن بنگال ریلوے کے انسپکٹر ہیں اپنے مکان کے اندر اس حالت میں پائے گئے کہ گولیاں جسم میں پیوست تھیں۔ زخموں سے خون بکثرت بہ رہا تھا۔ ایک پستول برابر ہی پلنگ پر پڑا ہوا تھا۔

انھیں فوراً شفاخانہ پہنچایا گیا۔ جہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

مسئلہ کینیا

شملہ ۱۹ جولائی - مسئلہ کینیا کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے کونسل آف سٹیٹ کے ارکان کا وفد وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے اسکی باریابی کے لئے وائسرائے نے اتوار کی صبح مقرر کی ہے۔

مجلس خلافت پنجاب کا اعلان

چونکہ ترکان احرار کی فتح و نصرت اور ترتیب عہدنامہ صلح کے باعث عید اضحی کا دن مجلس خلافت ہند کی طرف سے دعا شکرانہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے اسلئے تمام مساجد اور عیدگاہوں کے امام صاحبان سے التماس ہے کہ بروز عید نماز عید دوگانہ شکرانہ ادا کیا جائے اور اسلام کی فتح و نصرت کیلئے دعا مانگی جائے۔

مبلغین دار العلوم کی شاندار نصرت

آگرہ ۲۴ جولائی - ہم نے شدھی کو روک دیا - راجوتوں نے ایٹہ میں ہم نے آریوں کو شکست کامل دیدی - آریہ مہاشے جمعیت ہو گئے اور جو مٹھائی بانٹنے کے لئے لائے تھے وہ بھی ساتھ ہی لے گئے "الامان" مورخہ ۲۲ میں جو یہ لکھا گیا تھا کہ ہم پابندگان تبلیغ کے ماتحت کام کر رہے ہیں - یہ غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم تو سرپرستی دار العلوم دیوبند جمعیت العلماء کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔

(جناب اسرار الحسن صاحب - عبد الرؤف صاحب)

سری گورو سنگھ سبھا کا مہاراجہ نابھہ کی حمایت میں جلسہ

بمبئی ۲۱ - جولائی - سری گورو سنگھ سبھا کی سرپرستی میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو صاحبہ کرسی صدارت کو مزین فرما رہی تھیں مہاراجہ نابھہ کو جو حکومت ریاست سے اتار دیا گیا ہے - اس کو نہایت غم و غصہ کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

ممالک غیر

جرمنی ہتھیار رکھنے کیلئے تیار ہے

لندن ۱۹ جولائی - اطلاع دی گئی ہے کہ جرمنی برطانیہ عظمیٰ کی درخواست پر ہتھیار رکھنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ فرانس روس کے قبضہ کو محدود کر دے۔ (انگلشمین کا نامہ نگار)

افغانستان اور انکشاف آثار قدیمہ

لندن ۲۰ جولائی - افغانستان میں انکشافات آثار قدیمہ کی غرض سے فرانسیسی ماہرین کو حقوق مرحمت کئے گئے ہیں ... ماہرینِ کے اتحاد عمل کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔

مصری حجاج بخیریت ہیں

قاہرہ ایک حجازی اعلان جو خوف کم کرنے کی غرض سے شائع کیا گیا ہے مظہر ہے کہ مصری حجاج کی صحت اچھی ہے - اور انہیں امن و سکون حاصل ہے - ان کی آرام و آسائش اور حفاظت و نگہداشت کی جاتی ہے۔

ضرورت نکاح

ہماری جماعت کے ایک معزز زمیندار اپنے لڑکے کا رشتہ جماعت کی کسی نیک لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں۔ جماعت میں اگر کوئی صاحب ایسا تعلق پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں تو نیچے دیے ہوئے پتہ پر خط و کتابت کریں۔ ذکر شاعی کی بجائے خالص زمیندار کو ترجیح دی گی

م ح معرفت اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

روس بھی دستخط کرنے کیلئے تیار ہے

لوزان ۲۰ جولائی - موسیو چیچرن کو دعوت شرکت کانفرنس دی گئی تھی - آپ نے اسکے جواب میں فرمایا ہے کہ بولشویک گورنمنٹ اس امر پر رضامند ہے کہ میعاد معینہ کے اندر میثاق آبنائے پر بمقام قسطنطنیہ دستخط کر دئے جائیں - حکومت روس کے جواب سے ... اعتراضات کا اعادہ کیا گیا ہے ... کا اقرار بہت اہم ہے۔

حکومت روس کا میثاق آبنائے پر دستخط کر دینا طرۂ امتیاز ہے کیونکہ یہ ایک عظیم الشان قلابازی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت روس نے اس فیصلہ میں یہ امر پیش نظر رکھا ہے کہ اس طرح دول مغرب بولشویک حکومت کو تسلیم کر لینگی - اسی مقصود کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

ترکی اور بولشویت

غازی رضا نور سے رائٹر کے نمائندہ نے ملاقات کی۔ آپ نے ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ اب معاملہ کا تصفیہ ہو گیا۔ اگرچہ ترکی نے روس سے معاہدہ آشتی کر لیا ہے لیکن حکومت ترکی اب بھی بولشویت کی مخالف ہے۔

حکومت حجاز کا اعلان

قاہرہ - ۲۱ جولائی - حکومت حجاز کی طرف نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے جس کے ذریعہ سے خطرات کا ازالہ کیا گیا ہے اعلان مظہر ہے کہ حجاج مصر کی صحت بہت اچھی ہے۔ سب راضی ہیں - ان کے آرام اور تحفظ کے لئے ہر قسم کی احتیاط کی جا رہی ہے

ناظرین :- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں - ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ (منیجر)

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

اخبار

پیغامِ صلح لاہور

ہفتہ میں دو بار، ہر جمعہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۸

جلد ۱۱ — نمبر ۵

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۲۳ عیسوی

دیہات میں تبلیغ اسلام کی ضرورت

(مولوی فیض احمد صاحب ایم اے کے قلم سے)

(۱)

[illegible] سبق آموزی کی کتاب بن چکے ہیں، بعض واقعات ہماری نادانیوں کو الم نشرح طریق پر ظاہر کر رہے ہیں، ہم نے ملکانہ کی شورش سے سب سے نمایاں سبق یہ سیکھا، جو قرآنی تعلیم کا نچوڑ ہے، لیکن جسے غافل مسلمان بہت بری طرح پس پشت ڈال چکے ہیں، الا ماشاء اللہ کہ بقاء اسلام صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ و اشاعت دین حق میں مضمر ہے، جونہی رشتہ اشاعت ہاتھ سے چھوٹا ہے، ایک مسلمان کا وجود اور عدم یکساں ہو گیا۔ اس سے اتر کر تاریخ ارتداد نے جو عبرتناک سبق سکھلایا، وہ یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے فریضہ کے ضمن میں ہمیں اپنے برائے نام مسلمان بھائیوں اور سادہ لوح اسلام کے نام لیواؤں کو قطعاً فراموش نہ کرنا چاہیئے، اور ان کی جانب سے ایک منٹ کے لئے تغافل برتنا اسلام کی گردن پر چھری چلانا ہے۔

(۲)

ہندوستان اور پنجاب کے دیہات کے مسلمانوں کی حالت کا موازنہ ملکانہ کے مسلمانوں کی حالت سے کیا جائے، تو چنداں فرق معلوم نہیں ہوتا، لیکن ہماری تبلیغی جماعتیں مسلمانوں کی جانب سے بہت غافل ہیں، حتیٰ کہ ہر ممکن توقع اس امر کے متعلق رکھی جا سکتی ہے کہ وہ دن دور نہ ہوگا، جبکہ مسلمانوں کو شدھی جیسی شدید ضرب خواب غفلت میں آ لگے، اور ان کو ایسا جگا دے، کہ پھر کبھی بہوش ہونے نہ پائیں، اس متوقع واقعہ کی دلیل یہ ہے، کہ دیہاتی مسلمان بلحاظ اپنی سادگی، عدم واقفیت، جہالت، عدم توجہی اور رسوم پرستی کے ہر جہت سے اس قابل ہیں، کہ وہ آریوں کے پھندے میں پھنس سکیں، اور ان کی عیاریوں کا باسانی شکار بن سکیں۔

(۳)

اسلام کی تبلیغی جماعتوں اور اشاعتی مشنوں کا دیہاتی مسلمانوں کی طرف سے اس لئے غافل رہنا کہ وہاں قریہ بقریہ اور دہ بدہ ایک نہ ایک مولوی یا ملا کا وجود موجود ہے سخت درجے کی غلطی ہے مولوی لوگ صرف تکفیر و تفسیق کا ہتھکنڈا انہیں رکھتے بلکہ ان کے ہاں کی اسلامی احساس اور دینی ضروریات کے شناخت کی مردگی خاص طور پر ضرب المثال ہے یعنی ان کی "مولویت" یا بالفاظ دیگر "امامت" محض ایک پیشہ ہے، جسے تزکیہ نفس، اصلاح مسلمین، اعلائے کلمۃ اللہ، اشاعت دین حق سے کوئی تعلق نہیں، اگر دیہاتیوں کے گھروں میں وقتاً فوقتاً پیدائش و موت، شادی و غمی، وغیرہ کے معاملات ظہور پذیر نہ ہوا کرتے، تو یقیناً ان لوگوں کو کسی مولوی یا ملا کی ضرورت تک محسوس نہ ہوتی، دیہات کا ملا اپنے رنگ میں اور اپنے محدود حلقے میں اہل قریہ کے دلوں میں وہی وقعت رکھتا ہے، جو اپنی قوم میں ہوا کرتی ہے، جب مذہبی پیشواؤں کی یہ حالت ہو، عامۃ الناس کے قلوب میں ان کی یہ توقیر ہو تو اس پیغام کی ننگ و ناموس اور پاسداری کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہیں، جسے ایسے اماموں یا پیشواؤں کے ذریعہ ان تک پہنچانا ہوتا ہے۔

(۴)

نتیجہ متین طور پر یہی نکلتا ہے، کہ دیہات کے مولوی اور ملاؤں کا طبقہ اسلامی ضروریات کے احساس کے لئے پورے درجے کا غیر مکتفی ہے اس کمی کی تلافی کرنے کی حقدار صرف ہندوستان کی تبلیغی جمعیتیں ہیں اور اشاعتی سوسائٹیاں اور بس، اور اگر ایسی جماعتیں اپنے آپ کو اس ذمہ داری کا متحمل اور کفیل نہ ٹھیرائیں، تو "مولویوں" کے ظلم اور تعدی کے بعد کسی ارتداد کا حملہ ایسا ہوگا، جسے بمشکل کوئی طاقت روک سکے گی، اور اس وقت کی پریشانی، اضطراب اور بے چینی کا اندازہ لگانے کے لئے موجودہ زمانہ کے عیسائی، آریہ اور سناتنی لوگوں کی منتظم و منسلک تبلیغی مساعی کا ایک ادنیٰ تخیل ذہن میں رکھ لینا ضروری ہے۔

(۵)

لیکن اشاعتی ضرورت کا کن جماعتوں پر واضح کرنے کے یہ معنی نہیں، کہ ایسی جماعتیں مختلف دیہات میں اپنا ایک ایک مبلغ بھیج دیں، اور اپنے آپ کو فرض منصبی کی سرانجام دہی سے سبکدوش سمجھ لیں اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہاتی لوگوں کی مذہبی کمزوریاں اس قسم کی نہیں، کہ انہیں کسی مبلغ کا ایک دفعہ کا یا زیادہ عرصہ کا دورہ دور کر دے، کیونکہ ان کے دلوں پر جہالت کا ایسا زبردست پردہ پڑا ہوا ہے، جو کسی مبلغ کی باقاعدہ اور انتھک محنت سے بمشکل دور ہو سکے گا

(۶)

اس میں شک نہیں، کہ دیہاتیوں کا ظاہری جمود انہیں سنگدل جتلاتا ہے، لیکن حقیقت میں ان کے قلوب موم سے زیادہ نرم ہیں . . . . وہ لوگ سادہ مزاج ہیں، ان کی بے دینی کی وجہ ان کی منافقت یا جہل مرکب نہیں، بلکہ اس کی تمام تر ذمہ داری ان کے خصوصی حالات پر عاید ہوتی ہے، ان کے دل تربیت طلب ہیں، ان کی جہالت کو تقاضا ہے کہ اس کا ازالہ نور علم سے ہو، ان کے قلوب اس امر کے متمنی ہیں، کہ وہ کوئی اچھی بات سنیں، اور اسے فوراً دل میں جگہ دیں، ان کے دماغ ایک ایسی سرزمین ہیں، جس میں پیدائش کی صلاحیت تو ہے، مگر افسوس کہ غیر مزروعہ پڑی ہوئی ہے، ان کے اعضاء ان کے جوارح اس طرح پر واقع ہوئے ہیں، کہ ان میں جنبش کا رجحان تو ہے، مگر کوئی محرک نہیں، جو ان سے کام لے، لیکن اس تربیت، تعلیم اور ٹریننگ دیگر ہر عارضی جد و جہد نقش بر آب یا صدا بصحرا ثابت ہوگی، مستقل اور پائیدار کوشش کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ ہم اپنی آنکھوں کے سامنے نہ صرف ایک اصلاح یافتہ مسلمانوں کا طبقہ پائیں گے بلکہ ہمارے پاس مخلص، جوشیلے، اور محض اللہ کے لئے کام کرنے والوں کی ایک تبلیغی جماعت ہوگی جس کا وجود دیہاتی اور قصباتی اور شہری اسلامی دنیا کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگا۔

(۷)

مستقل اور پائیدار کوشش کیا ہو، اور کیسی ہو؟ اس کا جواب نہایت سادہ اور آسان ہے، صرف درسگاہیں اور مکتب ایسی جگہیں ہیں، جہاں انسان کے اندرونی کمالات اور ودیعتوں کو منصۂ شہود پر لانے اور عالم آرا اور جہاں افروز کرنے کی تحریص و ترغیب ہوتی ہے، دو دو چار چار متصلہ دیہات کے لئے ایک ایک اسلامی تعلیمات کے مبتدیات کی چھوٹے پیمانے کی درسگاہ ہو، جس میں دینی اور دنیوی ہر دو علوم کی تحصیل ہو تعلیم قدیم مولویانہ رنگ کی نہ ہو، بلکہ موجودہ اصلاح یافتہ طریقہ تعلیم کے اصولوں پر ہر قسم کے اسباق دیئے جائیں، اس تعلیمی غرض کے لئے معلم ایسے ہوں، جو دیہات سے کماحقہ نہیں، تو بہت حد تک واقف اور علوم جدیدہ و فنون مغربی سے اچھی طرح بابہرہ ہوں، دوران تعلیم ایک معقول وقت پر حاوی ہو، نہ کم نہ زیادہ، لیکن یہ انتظام صرف دیہاتی بچوں کے لئے کیا جا سکتا ہے بڑی عمر کے آدمیوں کے لئے یا ایسے لوگوں کے لئے جنہیں سارا دن کاروبار سے فرصت نہیں ملتی، رات کا کچھ وقت مقرر کیا جائے جبکہ انہیں باقاعدہ طور پر کبھی ادھ کے لئے نہیں بلکہ کئی سالوں تک لگاتار واقفیت دلانے کیلئے ضروری امور پر تفصیلاً لیکچر کئے جائیں حتیٰ کہ اسلامی تعلیم کا کوئی واجب العمل گر ان کی نظر سے اوجھل اور احاطۂ علمیت سے باہر نہ رہ جائے۔

(۸)

انجمنہائے تبلیغ و اشاعت کا دیہات والوں کی طرف فوری توجہ کا مبذول کرنا اور ان کے لئے مستقل بنیادوں پر تعلیم و تربیت کا

بقیہ بر صفحہ ۵ کالم ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۱ | مورخہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۷۵

اسلام اور آریہ سماج

(۱) ہندو مذہب کا اصل الاصول

تیرھویں صدی کا خاتمہ اور چودھویں صدی کا آغاز دنیا میں مذہبی انقلابات کے لئے ہمیشہ یادگار رہے گا، کہ بہت سی مذہبی تحریکیں، اس زمانہ سے وابستہ ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ مذہب سے کوئی خاص مناسبت رکھتا ہے، اس زمانہ میں وہ مذہب جن کا شعار جمود و سکون تھا، اپنا چولا بدلنے پر مجبور ہوئے، مثلاً ہندو مذہب ہمیشہ سے اس امر کا پابند تھا، کہ ویدک دھرم صرف ہندوؤں کے لئے ہی مخصوص ہے، دوسرے لوگوں سے اسے سروکار نہیں، خود ہندوؤں میں بھی شودروں کو وید پڑھانے کی ممانعت تھی، اور اس میں یہاں تک مبالغہ کیا جاتا تھا، کہ اگر وید کی کوئی شرتی کسی شودر کے کان میں پڑجائے تو اس کے کان کو سیسے سے بھردینا چاہیئے، پروفیسر میکسملر بھی جو یورپ کے ان چیدہ لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سنسکرت سیکھی، وید پڑھے، ان کی شرحیں لکھیں، اس امر کا اعتراف کرتے ہیں، کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں، چنانچہ ۱۸۷۳ء میں ممدوح نے لندن میں تبلیغی لحاظ سے تمام مذاہب کو دو قسموں میں منقسم کیا، (۱) تبلیغی مذہب اور (۲) غیر تبلیغی مذہب، اول الذکر قسم میں انہوں نے اسلام، بدھ مذہب اور مسیحیت کو شامل کیا، اور موخر الذکر میں یہودی مذہب، ہندو مذہب اور زرتشت مذہب کو، پروفیسر میکسملر کی یہ تحقیقات کسی جنبہ داری پر مبنی معلوم نہیں ہوتی، اور نہ ہی ان کی جدت آفرینی ہے، بلکہ جن لوگوں کو مقابلہ مذاہب کا شوق ہے، اور جن کو ذرا بھی مذہبی واقفیت ہے، وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں، کہ ہندو مذہب کے اصل الاصول میں یہ امر داخل ہے، کہ دوسرے مذہب کا شخص ہندو مذہب اختیار نہیں کرسکتا، سناتن دھرم کا وہ جم غفیر جسے ہندوؤں میں آج بھی سواد اعظم کا حق حاصل ہے، علی اعلان یہی عقیدہ رکھتا ہے، کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں، اور یہ مذہب صرف ہندو قوم ہی کے لئے مخصوص ہے، خود وید کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعلیم محض تین قوموں ہی کے لئے محدود ہے، کیونکہ اس میں بار بار ان ہی قوموں یعنے برہمن، چھتری، ویش کا ذکر آتا ہے اگر شودروں کا بھی نام لیا ہے، لیکن مذہب کی چاردیواری سے انہیں باہر رکھا ہے اس کے علاوہ وید مقدس میں بار بار ہندوستان کے دریاؤں کا ذکر ہے، اور ان کے نام لے لے کر ان سے دعاؤں کے قبول کرنے کی التجا کی ہے، جس سے صاف مترشح ہوتا ہے، کہ یہ مذہب یا یہ کتاب صرف ان لوگوں کے لئے ہی ہے، جو ہندوستان میں رہتے سہتے ہیں، اور جو ان دریاؤں کے ناموں سے واقف ہیں، جس مذہب کی تعلیم کا حلقہ تمام دنیا تک پھیلتا ہو، اور جس کا مخاطب ہر ایک شخص ہو، وہ اپنی کتاب میں خاص قوموں کا ذکر کیوں کرے گا، بلکہ اس کا روئے سخن تو تمام قوموں کی طرف ہونا چاہیئے، اور اس کی آواز سود و اقصیٰ تک پہنچنی چاہیئے، ہم نے بعض ہندو بزرگوں سے سنا ہے کہ ان کے ہاں عبادت الٰہی یا یگ صرف ہندوستان ہی میں جائز ہے۔ اور جو شخص ہندوستان کے حدود اربعہ سے باہر نکل جائے، وہ یگ دعبادت نہیں کرسکتا، اسی بنا پر محض پرانے زمانہ کے پکے ہندو ہندوستان سے باہر جانا پسند نہیں کرتے، اور اسے خلاف مذہب تصور کرتے ہیں، اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو دو ایک سال ہوئے مالابار میں اسی بنا پر ایک مقدمہ بھی دائر ہوا تھا، ایک ہندو جنٹلمین حسب معمول ولایت تعلیم کے لئے تشریف لے گئے، اور قانونی ڈگری حاصل کر کے واپس آئے، برادری کے بعض لوگوں نے جو مذہب سے زیادہ شغف رکھتے ہوں گے، کہا کہ تم ہندو نہیں رہے جنٹلمین موصوف نے اس بنا پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعوےٰ کیا، مقدمہ عدالت میں پیش ہوا، تو ہائی کورٹ نے قرار دیا، کہ جو شخص ہندوستان سے باہر چلا جائے، وہ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہہ سکتا۔

اس کے علاوہ ذات پات کا قصہ جو اب تک ہندو سوسائٹی کے گلے کا ہار ہو رہا ہے، اسی نتیجہ کا موید ہے کہ ہندو مذہب نے انسان اور انسان میں تفریق و امتیاز کو خاص وقعت دی ہے، جو مذہب اپنے ہی پیروؤں میں اس قسم کی تفریق و نشست کا موجد ہو، جو شودر اور ویش، برہمن اور چھتری کو ایک میدان میں ... سے روکے، وہ بھلا کب گوارا کرسکتا ہے، کہ دوسرے مذہب کے لوگ اس میں شامل ہوں اور مساوی حقوق حاصل کریں، یہی وجہ ہے کہ جب اسلام ہندوستان میں آیا، تو بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے، کیونکہ وہ اپنے مذہب کے تنگ دائرے سے گھبرا گئے تھے، اور خوب جانتے تھے ان کے مذہب کی تنگ ظرفی ان کو ترقی کرنے سے مانع ہے، چنانچہ مسٹر آرنلڈ نے جو کسی زمانہ میں علیگڈھ کالج کے پرنسپل تھے، ایک مبسوط کتاب پریچنگ آف اسلام (تبلیغ اسلام) کے نام سے لکھی ہے اور اس میں ایک باب ہندوستان میں اشاعت اسلام کے لئے وقف کیا ہے، ممدوح نے اس مضمون میں نہایت کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے، کہ اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے، کہ یہ تلوار کی دھار سے پھیلا محض غلط ہے، ہندوستان کے شاہان اسلام نے کبھی بھی تبلیغ اسلام کو اپنی اغراض حکومت میں شامل نہیں کیا، اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومتوں کے دارالخلافوں میں علی العموم ہندو آبادی زیادہ ہے اور مسلمان کم، جہاں دیہات میں کثرت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے یہ تھی کہ ہندو جاتی میں جو لوگ کمینہ اور کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے، اسلام نے ان کو مساوی حقوق دے دیئے، اور انہوں نے اپنی نجات اسی میں سمجھی، کہ اسلام میں داخل ہوکر نسل انسانی کے معزز و برتر رکن بن جائیں، اگر ہندو مذہب میں یہ ذات پات کی حد بندی قیود نہ ہوتیں، یا دوسرے مذہب کے لوگوں کو ترجیح نہ دی جاتی، تو یقیناً بہت سے مسلمان جو آج اسلام میں داخل ہیں، ہندو ہوتے،

غرض اگر ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے، تو وہ لوہے کی تلوار سے نہیں، بلکہ اس اخلاقی تلوار سے پھیلا ہے، جس کے زخم جسم پر نہیں بلکہ دل پر لگتے ہیں، اور صرف گھائل ہی نہیں بلکہ رام بھی کرلیتے ہیں، وہ راجپوت جو خود تلوار کے دھنی تھے، اور ہندی تلوار کو حمائل کئے پھرتے تھے، تلوار سے ڈرنے والے تھے ~

تجھ سے آہو رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا، اعجاز کیا، جن لوگوں نے تجھ کو رام کیا

پس برادران وطن کے دل اگر آج اس سے دکھتے ہیں، کہ اسلام نے کیوں آریہ ورت میں ڈیرا جمایا، کیوں ان کے سپوتوں کو اپنا غلام بنایا، تو پھر اس میں اسلام کا کچھ قصور نہیں، خود ہندو مذہب کا قصور ہے، جس نے انسانی اخوت میں بلاوجہ امتیازات قائم کئے، اور نسل انسانی میں تفریق و تشتت پیدا کرکے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف سے بدگمان کرلیا۔

ہندو مذہب کا اصل الاصول ہی امتیازات قومی ہیں، مگر اسلام ایک عالمگیر اخوت کا علمبردار ہے، اور اس کی اسی خوبی کو دیکھ کر بہت سے ہندو مسلمان ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔

ہماری تبلیغی جماعتوں کا بین الاقوامی نظام

عیسائی مشنوں پر نظر ڈال کر دیکھئے، بعض حالتوں میں ایک فرقے کی تعلیمات کو دوسرے کی تعلیمات سے وہی نسبت ہوتی ہے جو توحید کو شرک سے ہے، یا ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے، مگر باہیں اتحاد باہمی اور اشتراک عمل کا یہ حال ہے کہ ایک فرقہ کی کوششیں دوسرے کی کارگذاری کی مزاحم نہیں، بلکہ ایک دوسرے میں مؤید ہیں، ایک فرقہ کے پروگرام کا دوسرے کو خوب علم ہوتا ہے اور وہ اس کی حمایت میں مناسب ذرائع استعمال میں لاتا ہے تمام مشنوں کے باہمی تعلقات اور آپس میں کی تبلیغی کوششیں ایک نظام کی صورت میں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، اوقات معینہ کے بعد اس نظام کے ماتحت متفقہ طور پر اجلاس قائم کئے جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کے کام کو آسان بنانے اور اس کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، مگر ہماری اسلامی جماعتوں میں کیا ہے، ایک کو دوسری کے کام کی خبر نہیں، اتحاد و اشتراک تو بہت بڑی شئے ہے، باہمی منافرت کسی وقت پیچھا نہیں چھوڑتی، یہی وجہ ہے کہ اشاعتی دنیا میں ایک گروہ کے آدمی دوسری جماعت کے مبلغین سے متصادم ہونے سے نہیں رک سکتے، اشاعتی انجمنوں کے بین الاقوامی تعلقات اور اشتراک نظام میں جو کامیابیاں مضمر ہیں، ان کا احساس کچھ انہی لوگوں کو ہے جو ضعیف اور ناکمل مذاہب کو دین حق پر فائق ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک آریہ اور سناتن کے درمیان بین الاقوامی سمجھوتہ قائم ہوسکتا ہے، لیکن کیا ایک اللہ کو ماننے والے ایک کتاب اور ایک نبی پر ایمان رکھنے والوں میں مفاہمت کی کوئی صورت نہیں رہی،

علاقہ ارتداد میں بہت سے مسلمان کام کر رہے ہیں، لیکن یہ امر نہایت افسوسناک ہے، کہ ہر ایک انجمن کے نمائندے دوسروں کے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں، تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب کے مرید ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں، اور ہمارے مدرسہ کو تباہ کرنے کی فکر میں ہے، خدا ان مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے، جو باوجود اس نازک وقت کے بھی اپنے مناقشات میں مصروف ہیں،

ہم پیر جماعت علی شاہ کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں، کہ وہ اپنے مریدوں کو اس حرکت سے منع کریں، کیونکہ یہ صریحاً اسلام کے خلاف ہے، ہم کسی دوسری جماعت سے نہیں الجھتے، بلکہ جہاں تک ہوسکے، مدد دینے کے لئے تیار ہیں، اس کا بدلہ ہمیں یہ نہیں ملنا چاہیئے کہ ہمارے کام میں اس قسم کی رکاوٹیں ڈال کر خدمت اسلام میں مزاحمت کی جائے،

مسلمان خاتون کا عقد ہندو جنٹلمین سے

معاصر ملاپ لکھتا ہے:۔

"مسٹر ہرکشن لال صاحب وزیر پنجاب کے سپوت مسٹر کنھیا لال گوبھا کی شادی سول میرج ایکٹ کی رو سے مسٹر عزیز احمد بیرسٹر لاہور کی سپتری مس حسنا عزیز احمد سے ۲۰ جولائی کو ہوئی، وربدھو ور کے لئے کوہ مری اور کشمیر کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔"

ہم اس خبر سے انگشت بدنداں ہیں۔ نہ اس لئے غالباً تمام ہندوستان میں یہ پہلا واقعہ ہے، کہ ایک مسلمان شریف خاندان کی صاحبزادی ایک ہندو گھرانے میں بیاہی جاتی ہے، بلکہ اس لئے بھی ہم کہ یہ تعلق قرآن مجید کے حکم لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا (یعنے جب تک مشرکین ایمان نہ لائیں ان سے نکاح مت کرو) کے صریح خلاف ہے، اس آیت شریفہ کے رو سے ایک مسلمان خاتون کا نکاح ہندو سے نہیں ہوسکتا، مگر معلوم نہیں جس شادی کی خبر معاصر ملاپ نے دی ہے وہ کس شریعت کی بنا پر ہوئی،

اگر مسٹر کنھیا لال حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے، اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ نہیں ہوئے، تو پھر معلوم نہیں مسٹر عزیز احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے کس فتوے کے ماتحت ان سے اپنی صاحبزادی کا عقد کیا، قانون شادی (سول میرج ایکٹ) نے اگر اس قسم کی شادیوں کی اجازت دی ہے، تو وہ ایک ملکی قانون ہے۔ مسلمانوں کے لئے تو قرآن مجید اور شریعت کا قانون سب سے مقدم ہے، اور ہمیں امید ہے کہ مسٹر عزیز احمد کو بھی ہم سے اس امر میں پورا اتفاق ہوگا، کہ آخر وہ بھی مسلمان ہی ہیں، اس صورت میں کیا ہم ان کی خدمت میں درخواست کرسکتے ہیں کہ وہ ازراہ عنایت اس فتوے کی اگر کوئی ہو، ایک نقل ہمیں بھی بھیج دیں، جس کے رو سے ایک مسلمان خاتون کا نکاح ہندو سے جائز قرار دیا جاسکتا ہے،

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ مسلمان خود اسلامی احکام کی پروا نہیں کرتے، اور شریعت کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں ~

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

عیسائی مبلغین سے سبق

اہل چین کی دیہاتی آبادی میں عیسائی چرچ کے قیام اور اشاعت مسیحیت کی ترویج کی کامیابی کے متعلق یہ رائے قائم کی گئی ہے، کہ وہاں کے لوگوں کی مالی حالت کو درست کیا جائے، اور مالی اصلاح صرف اسی طریق پر ہو سکتی ہے کہ ان کے پیشہ زراعت کی راہ میں آسانیاں پیدا کی جائیں، تاکہ اجناس بکثرت ہوں، اور زمیندار تمول میں بڑھ جائیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ گراں قدر عطیہ جات کی وجہ سے چرچ کی پشت پر آگیں۔ نیز ائمہ عامہ کھڑا کر دیں گے، اور پھر اسے متزلزل ہونے کا موقع نہیں دے گا، عیسائی مشن کا دیہاتی طبقہ کی مالی اصلاح کے درپے ہونا بذات خود ایک ایسی عظیم الشان تالیف قلوب ہے، جو چینیوں کو خود بخود اس امر پر مجبور کر دے گی، کہ وہ بغیر دیکھ بھال کے مسیحیت کی تعلیم کو قبول کر لیں، اور اپنا شمار عیسائی طبقہ میں کرانے لگ جائیں "مسیحیت کی تعلیم" فی نفسہ تو ایسی نہیں، جو مخلوق کی حقیقی نجات کی کفیل بن سکے، یہ فخر تو صرف اسلام ہی کو حاصل ہے، البتہ عیسائی مشنوں کی کوششیں خاص طور پر قابل تعریف ہیں، ان لوگوں نے ایسا جال بچھا رکھا ہے، کہ غیر عیسائی لوگ فوراً اس میں پھنس جاتے ہیں، ظاہری حالات سیدھے سادے لوگوں کے لئے فریب دہ ہوتے ہیں، جونہی کہ زمانہ کے ستائے ہوئے لوگ اپنی دلداری اور غمخواری کے پہلو کو مشنریوں کے کلام میں ایک وقت کے لئے نمایاں پاتے ہیں۔ وہ اس طرف کھنچ آتے ہیں، اسلام گو اللہ تعالےٰ کا مکمل دین ہے، مگر اس کا بول بالا صرف ایسی تبلیغ و اشاعت پر موقوف ہے، جو حسن اخلاق اور تالیف قلب کی جیتی جاگتی تصویر ہو،

ہمارا یقین ہے کہ اگر علاقہ ارتداد میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ ان اقوام کی معاشرتی اصلاح اور اقتصادی ترقی بھی ہمارے ملحوظ خاطر رہے تو یہ لوگ اسلام کی روایات کے بہترین حامل بن سکتے ہیں۔ ان میں سب قسم کی استعداد میں موجود ہیں، مگر تعلیم کی کمی اور افلاس کی وجہ سے یہ لوگ نکمے ہو چکے ہیں، یہ ہمارا فرض ہے، کہ ہم ان کو سوسائٹی کے بہترین رکن بنائیں، اور اسلام کی عظمت بڑھائیں۔

ہماری تبلیغی کوششیں

ہند میں اشاعت اسلام

چودھری منظور الٰہی صاحب سکرٹری شعبہ تبلیغ ہند تحریر فرماتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہمارے مبلغین کی مساعی جمیلہ سے ہر ہفتہ کئی آدمی اسلام میں داخل ہوتے رہتے ہیں، اور ہمارا یقین ہے کہ انشاء اللہ عنقریب **یدخلون فی دین اللہ افواجا** کا نظارہ ہندوستان میں نظر آ جائیگا ہم نے ہندوستان کے مختلف علاقہ جات سے مفصل رپورٹیں منگوائی ہیں، جہاں اشاعت اسلام کے لئے بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ اور جہاں کہ ہم آہستہ آہستہ مستقل مشن کھولتے جا رہے ہیں، بفضلہ تعالےٰ ہمارے پاس لائق مبلغین موجود ہیں لیکن مستقل سرمایہ کی کمی کے باعث ہم کام کو جتنا کہ ہم چاہتے ہیں پھیلا نہیں سکتے، اس وقت ہماری انجمن صرف ہندوستان کے مبلغین پر دو ہزار روپیہ ماہوار کے قریب خرچ کر رہی ہے، اگر برادران اسلام ذرا سی توجہ فرما کر ہمارا ہاتھ بٹائیں، اور پانچ ہزار روپیہ ماہوار تک کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں، تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں بڑے کامیاب مشن کھل سکتے ہیں، جن کے نتائج مسلمانان ہند کے لئے بڑی مسرت کا باعث ہو سکتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ ہمارے جملہ مبلغین مستقل طور پر کام کرنے والے ہوتے ہیں، ان کی ترقی تنخواہ، رخصت وغیرہ جملہ حقوق سرکاری ملازمین کی طرح ہوتے ہیں، اس لئے جب ہم ایک مبلغ کی تقرری کرتے ہیں، تو وہ ساری عمر کے لئے خدمت دین کے لئے وقف ہوتا ہے اس کی جملہ ضروریات کا بہم پہنچانا ہمارا فرض ہوتا ہے گویا کہ ہمارے جملہ اخراجات اشاعت اسلام مستقل طور کے ہیں، گذشتہ سالوں میں ہمارا اوسط ماہوار خرچ جملہ شعبوں کا قریباً سولہ سترہ ہزار روپیہ ماہوار رہتا رہا ہے، جو کہ اس سال ہندوستان میں بالخصوص مرکز کھولے جانے کے باعث بہت بڑھ گیا ہے، اس کا اکثر حصہ ہماری غریب لیکن دریا دل مختصر سی جماعت کی جیبوں سے آتا ہے، اور کچھ حصہ بعض ہمدردان اسلام کی ہمدردی کا نتیجہ ہے لیکن عام طور پر مسلمانوں نے اشاعت اسلام کی اہمیت اور اجتماعی طاقت سے کام لینے کی طرف توجہ نہیں کی، اگر ہمارے مسلمان بھائی جگہ جگہ کمزور انجمنیں یا کمیٹیاں قائم کرنے کے بجائے ہمارے گذشتہ تجربات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمارے ساتھ مل کر کام کریں، تو نتائج کے لحاظ سے یہ نہایت شاندار کام ثابت ہوگا،

ہمارا سلسلہ نظام و نگرانی باقاعدہ ہے، آمد و خرچ کا حساب نہایت تسلی بخش ہے، اور قوم کا ایک ایک پیسہ نہایت امانت و دیانت سے خرچ کیا جاتا ہے،

امید ہے کہ برادران اسلام اس موقعہ پر خاص توجہ سے کام لیکر اپنی گذشتہ غفلت کی تلافی کریں گے، چندہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجا جائے، اور تشریح کر دی جائے، کہ یہ چندہ تبلیغ ہند کی مد کے لئے ہے۔ دالسلام

اخبار احمدیہ

مولوی فیروزالدین صاحب پرسارہ ضلع علیگڈھ سے لکھتے ہیں کہ اردگرد کے بارہ گاؤں کے راجپوتوں کو پرسارہ میں عید ضحیٰ پڑھنے کے لئے بلایا گیا جو اپنے ہمراہ اپنے مولوی صاحبان کو لے آئے، مولوی صاحب نے بعد نماز تین گھنٹہ کامل خطبہ پڑھا جس میں قربانی کے فلسفہ کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا، اور سامعین کے ذہن نشین کرایا گیا، کہ مسلمان اسی لئے پیدا کیا گیا ہے، کہ وہ رضائے الٰہی کے لئے اپنی تمام خواہشات کو قربان کر دے، لوگوں پر اس خطبہ کا نہایت اچھا اثر پڑا، دور کے رہنے والوں کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا گیا، اور طلباء مدارس مردانہ و زنانہ کو مٹھائی تقسیم کی گئی، چونکہ اس علاقہ میں خصوصاً راجپوتوں میں قربانی کا رواج نہ تھا، اس لئے اس موقعہ پر قربانی کی تحریک کی گئی تھی، الحمد للہ کہ صاحب حیثیت بھائیوں نے قربانی کی، جن کی کھالوں کی فروخت سے پانچ روپیہ بارہ آنہ (۵ روپیہ ۱۲ آنہ) وصول ہوئے۔

۴ اگست تا ۵ اگست سکندرآباد ضلع بلند شہر میں ہمارا آریوں کے ساتھ مباحثہ قرار پایا ہے، جس کے لئے برادران ضلع بلند شہر خاص اہتمام کر رہے ہیں، ہماری طرف سے مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی، مولوی عصمت اللہ صاحب، مولوی عبدالستار صاحب حکیم مرہم عیسےٰ صاحب، بابو عبدالحق صاحب دہلوی، مولوی دوست محمد صاحب، شاہ محمد خاں صاحب بطور مناظر شریک ہوں گے، آریہ بھی اپنے چوٹی کے اپدیشک جمع کر رہے ہیں، جملہ احباب خاص طور پر اسلام کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں، یہاں سے فارغ ہو جانے کے بعد مولوی عبدالحق صاحب کشمیر تشریف لے جائیں گے، جہاں کے آریوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے، جسے منظور کر لیا گیا ہے،

میر مدثر شاہ صاحب براہ ہزارہ کشمیر کی طرف روانہ ہو گئے ہیں، اور امید ہے اس وقت تک وہاں پہنچ چکے ہوں گے، اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سرسبز وادی کے ناواقف اور جاہل مسلمانوں میں اسلام کی حقیقی روح پیدا کر دے، اور ان میں خدمت دین کی خاص تڑپ پیدا کر دے، امید ہے ہمارے کشمیری احباب اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ساری وادی میں تبلیغ سلسلہ کا پورا پورا انتظام کریں گے، ایسے لائق مبلغین کا بار بار بھیجا جانا ممکن نہیں ہو سکتا، آئندہ کے لئے کشمیری برادران کو اپنے اہل وطن کی اصلاح اپنے ہاتھ میں لینی چاہیئے،

مولوی صدرالدین صاحب ۳۰ جولائی کے خط میں لکھتے ہیں کہ ایک گمنام مسلمان نے ہمارے برخلاف ایک جرمن اخبار میں زہر اگلا کہ ہم انگریزوں کے حامی اور ان کی طرف سے اشاعت کرنے والے ہیں، لیکن چونکہ ہمارے حالات سے جرمن گورنمنٹ بخوبی واقف تھی، کہ ہمارا کام صرف مذہبی اشاعت ہے اور سیاسیات سے ہمیں کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس مضمون کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ورنہ ہمارے بھائیوں نے تو کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی، یہ ہے حالت ہمارے ان بھائیوں کی جو اشاعت اسلام کے مدعی ہیں، کیا ایسے تنگ دل انسان اپنے اخلاق کا کوئی بہتر نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں جس کے باعث غیر اقوام میں اسلام کی عظمت قائم ہو؟ +

مورخہ ۲۸۔ جولائی ۱۹۳۳ء کو احمدیہ مسجد واقع احمدیہ بلڈنگس میں ایک عام پبلک جلسہ میں مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے "اسلام اور ویدک دھرم" کے موضوع پر تقریر فرمائی، جس میں آپ نے توحید باری تعالےٰ اور صداقت اسلام کے متعلق پانچ ناقابل تردید دعاوی پیش کئے، اور پھر انہی دعاوی کے ضمن میں ویدک دھرم کے تمام ڈھانچے کو باطل ثابت کیا۔ تقریر کے اختتام کو مباحثہ کی صورت دی گئی، جس میں آریہ صاحبان کو جو تقریر میں بکثرت موجود تھے۔ اعتراضات کا موقع دیا گیا۔ چند ضعیف اعتراضات کا حقانیت اسلام سے جواب دیا گیا، اور سامعین صداقت اسلام کے پاکیزہ جذبات کو دلوں میں جگہ دے کر مسرور و مطمئن ہو کر گھروں کو گئے۔ مدیب تحدیشدہ

مراسلات

فتنہ ارتداد کی جڑیں

تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں

مسلمانوں کی ماتم خیز غفلت

عام مسلمان یہی سمجھے بیٹھے ہیں، کہ فتنہ ارتداد ضلع آگرہ و متھرا اور ان کے گرد و نواح کے علاقہ تک ہی محدود ہے، مگر حقیقت حال یہ ہے کہ اس فتنہ کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں، ہندوستان کے بائیس کروڑ ہندوؤں نے متفقہ طور پر اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ پرستاران توحید کو خاکم بدہن رسول عربی صلعم کی غلامی سے نکال کر تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے آگے جھکا دیا جائے، ہر ایک ہندو بلا امتیاز مذہب و قوم اس تحریک شدھی میں حصہ لے رہا ہے، ایک راجہ سے لے کر ایک معمولی مزدور تک اس کوشش میں سرگرداں ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستان کے جاہل مسلمانوں کو ہندو مذہب میں شامل کر لیا جائے، آریہ سماج نے ایسے وسیع پیمانہ پر یہ پروپیگنڈا پھیلایا ہے، کہ سناتن دھرمی ہندوؤں تک جن کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ دوسری اقوام کو اپنے مذہب میں شامل کریں، اور جن کی مذہبی راسخ الاعتقادی کے متعلق یہ فقرہ صادق آتا تھا، کہ "زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" اس تحریک میں حصہ لینے سے باز نہ رہ سکے، اگر یہ آریہ سماج کے پراپیگنڈا کا اثر نہیں تو اور کیا ہے، کہ آج سناتن دھرمی لیڈر جنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کرتے ہوئے کبھی غیر اقوام کو ہندو مذہب میں شامل کرنے کا نام تک نہیں لیا تھا، آج شاستروں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کہ غیر ہندو اقوام کو ہندو بنانا جائز ہے، چنانچہ آریہ گزٹ لاہور رقمطراز ہوا۔

> "۲۰۔ جون کو پونا میں زیر صدارت شری شنکر اچاریہ جی ایک عیسائی کی شدھی کی گئی، شری یت ڈی، وی گوکھلے نے دیول کرتی کا حوالہ دیتے ہوئے چند شاستروں کے شلوک پڑھے، اور بتلایا کہ گویا ویدوں میں شدھی کی اجازت ہے، اور اس کے خاتمہ پر شری شنکر اچاریہ نے بتلایا کہ گو شاستروں میں شدھی کی اجازت تھی، لیکن اس پر ہندو عمل پیرا نہ تھے، اب چونکہ وقت آگیا ہے، اس لئے ہندو سنگھ کا فرض ہے کہ وہ اس میں مددگار رہے، شری یت کیلکر نے شنکر اچاریہ کا شکریہ ادا کیا۔"

ہندوؤں کے تمام بڑے بڑے سیاسی لیڈر بلا استثنائے معدودے چند تحریک شدھی میں حصہ لے رہے ہیں، اس کے برخلاف مسلمان لیڈروں کی حالت نہایت قابل افسوس ہے، اس ایک ہی بات سے پتہ لگ سکتا ہے، کہ مسلمان لیڈر کہاں تک فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے کوشش کر رہے ہیں، کہ آج تک ایک بھی مسلمان سیاسی لیڈر جو سوامی شردھانند کا مدمقابل ہو فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے میدان میں نہیں اترا، یہ حضرات بھلا فتنہ ارتداد کی روک تھام میں کاہے کو حصہ لینے لگے، ان کو تو ہر روز ہندو مسلم اتحاد کے شکست ہونے کا خطرہ دامنگیر رہتا ہے۔

وہ مسلمان جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ یہ فتنہ ارتداد چند روزہ شور و شر ہے جو خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا، غلطی پر ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ فتنہ ہندوستان کے طول و عرض میں بپا ہو گیا ہے، اور دن

جارہا ہے) اور اگر ابھی سے اس کا تدارک نہ کیا گیا۔ تو نہ معلوم کتنے ہزار مسلمان گھرانے ضلالت کے گڑھے میں جا گریں گے، یہ تحریک برادران وطن کی طرف سے باقاعدہ نظام کے ماتحت شروع کی گئی ہے، اور اس کے اجراء سے غرض یہ ہے کہ ہندوستان کی نومسلم اقوام کو ہندو مذہب میں جذب کرلیا جائے، ذیل میں چند ایک اقتباسات آریہ گزٹ وغیرہ اخبارات سے نقل کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ فتنہ کہاں تک سرایت کرچکا ہے۔

شدھی کی تحریک عالمگیر ہوگئی

"پنجاب میں بھی بچھڑوں کے ملاپ کا کام جاری ہے، اور اب حیدرآباد دکن سے خبریں آئی ہیں، کہ وہاں دو سو عیسائیوں کو شدھ کیا گیا ہے، برہما میں مہتہ جیمنی جی نے کام شروع کر رکھا ہے۔ وہاں ایک لکھپتی سیٹھ گلاب خاں کو سیٹھ گلاب سنگھ بنا دیا گیا ہے، ایک عیسائی پریوار کو بھی شدھ کیا گیا ہے،

اس کے بعد یہ لہر مالابار میں پہنچی ہے، اور وہاں ۲۵ ہزار موپلا نائروں کو جنہیں ٹیپو سلطان نے جبراً مسلمان بنایا تھا، ہندو نائر برادری میں شامل کرنے کا فیصلہ کردیا گیا ہے، غرضیکہ ہر طرف اب ملاپ اور شدھی کا کام جاری ہوگیا ہے"

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ برہما اور مالابار میں بھی تحریک شدھی جاری ہوگئی ہے، مالابار کے متعلق ہم جناب ناظم صاحب جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونا کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، کہ وہ اس طرف توجہ دیں، کیونکہ مالابار میں جہاں تک مجھے علم ہے، ان کی انجمن کی ایک دو شاخیں پیشتر سے قائم ہیں، چند روز ہوئے، میں نے کسی آریہ اخبار میں پڑھا تھا، کہ مالابار کے مقام پر ایک آریہ سماج بھی قائم ہوگئی ہے، ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن دعوت و تبلیغ اسلام پونا کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے

(۲) یہ سنگیہ اودھار سبھا سیالکوٹ کا ایک مبلغ علاقہ اکھنور واقع ریاست جموں کا ذکر کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے کہ۔

"اس طرف کے مسلمان جو پہلے کے ہندو جاٹ تھے آریہ سماج سے بڑا پریم رکھتے ہیں، اور جب سے انہوں نے سنا ہے کہ ہماری جاتی پھر سے ہندوؤں میں شامل ہونے لگی ہے ملنے کے لئے بڑے اتاولے ہیں، یہ لوگ مہاراجہ موج کے وقت کے ہیں، مہاشہ محی الدین جٹ کے پریم سے چھنی علاقہ اکھنور میں جہاں کہ ان کا گھر ہے کئی گھنٹے ٹھہرے رہے، انہوں نے پریم میں آکر کہا کہ ہم لوگ سنی مسلمان ہیں۔ جو سنگھ ہوتے ہیں، ہمیں شدھ کرلیجئے انہوں نے بہت کہنے سے گؤ سے ماس کھانا اور حقہ پینا چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ دو مردوں کو بھی اس کا اپدیش کرنے کا وعدہ کیا ہے"

(آریہ گزٹ مورخہ ۷ جون ۱۹۲۳ء)

اس اقتباس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان جاہل نومسلم قوموں ہی میں تبلیغ کر رہے ہیں مسلمانوں کی اس جہالت پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے، دراصل بات یہ ہے، کہ آریوں کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے، کہ نومسلم اقوام اکثر جاہل ہیں، انجمن اسلامیہ جموں اور پنجاب کی دیگر اسلامی انجمنوں کو علاقہ جموں و کشمیر کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے، کیونکہ اس علاقہ میں اکثر حصے ایسے ہیں، جہاں مسلمانوں نے کبھی کسی مولوی کی صورت بھی نہیں دیکھی ہوگی، چونکہ یہ ریاست ایک ہندو ریاست ہے، اس لئے فتنہ ارتداد کا یہاں زیادہ خطرہ ہے، خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ مہاراجہ کشمیر اس تحریک سے ہمدردی رکھتے ہوں، وہ حضرات جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہندو ریاستیں تحریک شدھی سے الگ ہیں۔ ذیل کے اقتباس کو غور سے پڑھیں۔

مہاراجہ کشمیر اور ارتداد کی بنا

عالیجناب مولوی سر رحیم بخش کی دعوت پر آگرہ میں رہنمایان ملک اور تبلیغی انجمنوں کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ۳۰ جون و یکم جولائی کو منعقد ہوا تھا، اس جلسہ کی دوسری نشست میں بعد نماز مغرب چوہدری نذیر احمد خاں صاحب وکیل جے پور نے فتنہ ارتداد کے متعلق ایک جدید انکشاف کا اظہار کیا، جسے تمام سامعین سے انگشت بدندان تھے، انہوں نے ہندی و سنسکرت کی ایک کتاب پیش کی، جو مہاراجہ کشمیر کی تصنیف ہے، اور گیارہ جلدوں میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں اچھوت قوموں، نومسلموں، مکانوں کو شدھ کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے، اور مذہباً اسے جائز ثابت کیا گیا ہے، نیز ہندو سنگھٹن پر بھی زور دیا گیا ہے، غرض جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے، اس سے بہت زیادہ اس طویل کتاب کے اندر موجود ہے، مزید بیان چوہدری صاحب نے سنسکرت کا ایک بیوستھا (فتوی) بھی پڑھ کر سنایا جس پر تین سو پنڈتوں کے دستخط تھے، اور اس میں مذہباً شدھی کو جائز ثابت کیا گیا تھا، اور یہ فتوی بھی مہاراجہ کشمیر نے پنڈتوں پر زور ڈال کر طیار کرایا ہے، علاوہ ازیں چوہدری صاحب دگیا مور اور بعض پنڈتوں کی گفتگو کا ذکر کیا، بعض ہندو والیان ریاست کے خطوط کا بھی ذکر کیا جس سے ثابت ہوتا تھا، کہ فتنہ ارتداد کی جڑیں ہندوستان میں وسیع ہیں اور بڑے بڑے راجہ و مہاراجہ و بااثر لیڈروں کی طاقت اس میں کام کر رہی ہے"

(الامان مورخہ ۷ جولائی ۱۹۲۳ء)

جب حالت یہ ہے کہ مہاراجہ کشمیر اس تحریک کا علمبردار ہے تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی آنکھیں کھولیں، اور اپنے نومسلم بھائیوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لئے گروہ در گروہ ریاست جموں میں داخل ہو جائیں، اور ریاست کے طول و عرض میں پھیل کر تبلیغ و اشاعت کا فرض ادا کریں، اگر چندے اور غفلت سے کام لیا گیا، تو نتائج نہایت خطرناک ہوں گے، انجمن اسلامیہ جموں کو خاص طور پر ہوشیار ہونا چاہیئے، ابھی وقت ہے کہ وہ اپنے نومسلم بھائیوں کو سنبھال لے، ورنہ اگر تحریک شدھی خدانخواستہ وہاں بھی شروع ہوگئی، تو پھر وعظ و نصیحت کچھ فائدہ نہ دے گی، آریہ حضرات ریاست جموں کشمیر میں برابر گشت لگا کر لوگوں کو بہکا رہے ہیں، اس قسم کا ایک واقعہ تو میں اوپر درج کرچکا ہوں، ایک اور واقعہ اسی قسم کا آریہ گزٹ کی اشاعت مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

"اس علاقہ کے اور شہروں میں بھی ایسی جاتیاں موجود ہیں جو شدھی ہونا چاہتی ہیں۔ ونگیک بہت ہی اعلے خاندان کا مسلمان گھرانا جو کم از کم دو ہزار مسلمانوں کا رہبر ہے، شدھ ہونا چاہتا ہے، اور عرصہ سے اس کو گیتا پڑھنے کا شوق ہے، لیکن اہل ہنود کی مخالفت اور آریہ سماج مندرنہ ہونے کی وجہ سے ہم ان کو شدھ نہیں کرسکتے، میں امید کرتا ہوں اگر ایسا آدمی شدھ ہو جاوے تو مظفرآباد جو کہ کشمیر کا دروازہ ہے اس کے ہاتھ سے کھل سکتا ہے، اگر کشمیر جو کبھی ویدک تھی، پھر ویسی ہوسکتی ہے، اور یہ سب خوجہ مسلمان قومیں جو کہ سکھ و سپہ جو کہ کسی وقت کشتری و برہمن تھے شدھ ہوسکتے ہیں، اور میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ کشمیر میں تمام ہی شدھی کی امید ہوسکتی ہے، اس کے علاوہ تین چار نومسلم بھی شدھ ہونا چاہتے ہیں"

اس اقتباس پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ آریہ اپدیشک ریاست جموں و کشمیر میں ناواقف مسلمانوں کو بہکا رہے ہیں، قریب کی اسلامی انجمنوں کو چاہیئے، کہ وہ اس مسلمان گھرانے کا پتہ لگائیں جو شدھ ہونا چاہتا ہے اور اس پر اسلامی احکامات کی حجت تمام کردیں،

یہاں میں یہ ذکر کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں، کہ ریاست جموں و کشمیر میں آریہ مبلغین نہ صرف جاہل مسلمانوں ہی کو بہکاتے پھرتے ہیں، بلکہ سنگیہ قوم کو بھی شدھ کر رہے ہیں، اگر مسلمان انجمنیں تھوڑی سی توجہ بھی سنگیہ قوم کی طرف کرتے، تو وہ لوگ گروہ در گروہ اسلام داخل ہو جاتے، ضرورت ہے کہ دو تین اسلامی انجمنیں مدافعانہ کارروائیوں کو چھوڑ کر جارحانہ کارروائی کریں، تاکہ دشمن کو اپنے گھر کی فکر ہو، میری مراد یہ ہے کہ کچھ انجمنیں ریاست جموں و کشمیر میں پھیل کر سنگیہوں میں تبلیغ اسلام کریں، اس علاقہ میں کامیابی کی بہت امید ہے،

نہ صرف اس علاقہ ہی میں بلکہ دیگر علاقہ میں بھی جہاں ایسی ہندو اقوام آباد ہوں۔ جو جلد ہی اسلام کا اثر قبول کرسکیں، اسلامی انجمنوں کو جارحانہ کارروائی کرنی چاہیئے، جب تک دشمن پر جارحانہ حملہ نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک اس کو زک دینا مشکل ہے، مدافعت سے کسی حد تک بچاؤ تو ہو جاتا ہے، مگر ترقی تب ہی ہوسکتی ہے۔ کہ جارحانہ کارروائی کی جائے، محض مدافعت سے ترقی نہیں ہوسکتی، لہذا میں تمام اسلامی انجمنوں کی توجہ اس طرف منعطف کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں ایسی ہندو اقوام کا پتہ لگائیں، جن میں اسلامی رسم و رواج پائے جاتے ہوں، اور خدا کا نام لے کر ان میں تبلیغ کریں، ہمارا فرض محض ملکانہ راجپوتوں کو فتنہ ارتداد سے بچانا ہی نہیں ہے، بلکہ ہم نے خدا کے آخری پیغام کو ایک ایک فرد بشر کے کانوں تک پہنچانا ہے، مبارک ہے وہ جو مقدس فریضہ کو سرانجام دے،

(۳) قصور کے ایک شخص مسمی چونی لال کو جو ایک سال سے مسلمان ہوگیا تھا، اور ایک دوسرے نومسلم مسمی ملارام کو آریہ سماج انارکلی لاہور میں ۱۰ جون ۱۹۲۳ء کو شدھ کیا گیا،

(۴) ۴ جون ۱۹۲۳ء کو پرچارک منشی لال دہلی نے ایک نومسلم کو شدھ کرکے ویدک دھرم میں داخل کرلیا،

(۵) آریہ سماج راولپنڈی گوروکل سیکشن میں ۱۳ جون کی شام کو مسمی احمد دین محمد نومسلموں کی شدھی کی گئی،

(۶) کاکا سنگھ ولد دھیان سنگھ نمبردار قوم جٹ سکھ سکنہ موضع پھوسیاں والا تحصیل نوگرہ عرصہ ایک سال سے مسلمان ہوگیا تھا، اسے لاہور میں شدھ کیا گیا،

(۷) رحیم بخش کو جس کی ماں مسلمان ہوگئی تھی، ۲۵ جون کو آریہ سماج سندر نشیم والا میں شدھ کیا گیا،

(۸) منشی غلام سرور ولد چودھری شہاب الدین قوم بھٹی راجپوت ۲۷ جون کو آریہ کمار سبھا امرتسر نے شدھ کیا،

(۹) منشی بوالا پرشاد جی وکیل سکرٹری آریہ سماج کانپور کی کوشش سے ضلع کانپور کے ایک گاؤں میں ۲۴ جون کو دس ملکانہ راجپوت شدھ ہوگئے،

(۱۰) اندور آریہ سماج نے مسمی مبارک حسین نامی مسلمان کو شدھ کیا، یہ صاحب کالی کٹ (مالابار) کے رہنے والے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون ہ۔

اب ان مندرجہ بالا اقتباسات پر غور کرو، اور بتاؤ کہ کیا اب بھی تمہیں اس بات میں کوئی شک ہے کہ تحریک شدھی کی جڑیں ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں،

اے مسلمانو! خوب یاد رکھو، کہ اس وقت ہندوستان میں کم و بیش تین کروڑ ایسے مسلمان بستے ہیں، جو تعلیمات اسلام سے محض ناواقف ہیں، اگر آپ نے ان کی خبر نہ لی، تو وہ شدھی کی لپیٹ میں آجائیں گے، اور تمہارا یہ ہندو مسلم اتحاد جس کے خواب تم دن رات دیکھتے رہتے ہو، تمہارے کسی کام نہ آئے گا، اسلامی لیڈر اور مسلمان والیان ریاست دیکھتے ہیں، کہ ہندوستان میں اسلام پر ایک مصیبت آپڑی ہے، اور ہر ایک ہندو امیر سے لے کر غریب تک کوشش کرتا ہے، کہ سطح ہندوستان پر ایک مسلمان کو بھی نہ چھوڑا جائے مگر وہ چپ چاپ تماشا دیکھ رہے ہیں، اے بھائیو خوب یاد رکھو کہ اگر تمہاری غفلت کا یہی حال رہا، تو عجب نہیں کہ سپین کا منظر دوبارہ ہندوستان میں ظہور کرے، خدارا آنکھیں کھولو اور وقت کی نزاکت پر غور کرو،

اسلامی انجمنوں اور واعظوں کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ چونکہ دشمن زیادہ تر نومسلموں ہی پر حملہ آور ہوتا ہے، اس لئے جب وہ کسی شخص کو حلقہ بگوش اسلام کریں، تو اس نومسلم کو تعلیمات اسلام سے آگاہ کرنے کی بھی کوشش کریں، یہ نہیں کہ مسلمان کیا اور چھوڑ دیا، نومسلمین کو اسلام کی تعلیم سے واقف کرنے کے لئے خاص طور پر بندوبست کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں اگر اس مذہب کے نقائص جس کو چھوڑ کر کوئی شخص اسلام میں آتا ہے، بیان کئے جائیں، تو بہت اچھا اثر پڑے گا، سابقہ مذہب کے نقائص اور اس کے بالمقابل اسلام کے فضائل اس کے دل میں جاگزین کر دینے چاہئیں، امید ہے کہ اسلامی مبلغین اس بات کا خاص خیال رکھیں گے۔ والسلام

سردار خاں مبلغ علاقہ ارتداد

خریداران پیغام صلح کی خدمت میں التماس

(۱) جیسا کہ احباب کو معلوم ہے اب اخبار ہفتہ میں دو بار چھپتا ہے اس لئے اس کی قیمت آٹھ روپے رکھی گئی ہے، بعض حضرات اب بھی پرانی شرح سے چندہ بھیجتے ہیں، اور بعد میں خط و کتابت سے وقت ضائع ہوتا ہے، اس لئے سب احباب کی خدمت میں التماس ہے، کہ پورا چندہ آٹھ روپے کے حساب سے مرحمت فرمائیں، ہاں جن کی ماہوار آمدنی ساٹھ روپے سے کم ہے، وہ البتہ پانچ روپے دینے کے مجاز ہیں،

(۲) احباب اپنا اپنا بقایا چندہ مرحمت فرما کر اخبار کی امداد فرمائیں اخبار کی مالی مشکلات کو کم کرنے کے لئے یہ اشد ضروری ہے۔ (منیجر)

شدھی رک گئی

۲۱-جولائی ۳۲ء کو دفتر میں اطلاع پہنچی کہ ۲۴ جولائی سنگیچہ ضلع آگرہ میں شدھی ہوگی۔ مولانا ابوالمعانی آزاد گل صاحب کاکاخیل سرحدی امیر الوفد انجمن تعلیم القرآن نوشہرہ چند مسلمان راجپوتوں کے ساتھ موقعہ ارتداد پر پہنچے۔ وہاں معلوم ہوا کہ آریہ ویدکا کے باغ میں مقیم ہیں۔ اور روپیہ کی لالچ سے ملکانوں کو دام تزویر میں پھنسا کر ارتداد کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ مولانا ممدوح گاؤں کے چند معزز راجپوتوں کی معیت میں باغ مذکور کی طرف تشریف لیگئے اور مسمی خوب چند سے تبادلہ خیالات کرتے ہوئے کہا کہ تم اسلام کیوں چھوڑنا چاہتے ہو۔ اسلام کے نقائص اور آریہ مت کی خوبیاں ہمکو بھی بتلاؤ۔ اس نے جواباً کہا کہ اسلام میں بڑی کمزوری یہ ہے کہ مسلمان ایک ہی لوٹے کو بغرض استنجا پاخانہ میں لیجاتے اور پھر اسی سے وضو کرتے ہیں جو کہ حد درجہ کی ناپاکی ہے۔ مولانا نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ جس نے تمہیں یہ اعتراض کرنا بتایا ہے ان کے یہاں ایک ہی عورت اپنے خاوند کے استعمال میں رہتی ہے اور مسئلہ نیوگ کی رو سے دس غیر مردوں سے بھی مل سکتی ہے لوٹے کے دو جگہ استعمال کرنے کو ناپاکی بتلا کر تم جب اسلام چھوڑتے ہو تو عورت کو یوں استعمال کرنے کی نسبت تم کیا رائے رکھتے ہو۔ چند مہاشے بھی اس سوال وجواب کو سن رہے تھے۔ مگر مولانا کی حقگوئی کے سامنے تاب دم زدن نہ تھی اور خوب چند بھی نیوگ کے عقیدے سے لاعلمی ظاہر کرتا ہوا دم بخود تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب مولانا نے خوب چند کو علیحدہ سمجھایا تو اس نے اپنے افلاس و ناداری کا قصہ چھیڑ کر آریوں سے ایک ہزار روپیہ پانے کا ذکر کیا۔ مولانا نے اس کو غیرت دلا کر ایمان فروشی سے باز رکھا۔ تاریخ مقررہ پر اگرچہ بہت سے آریہ و مرتدین اکٹھے ہوگئے تھے۔ مگر مولانا کی کوشش اور سرگرمی سے بفضلہ تعالے کوئی شدھی نہیں ہوئی۔

قبول پورہ کے چند راجپوتوں نے مولانا سے وہاں چلنے کی درخواست کی چنانچہ مولانا اور مولا بخش صاحب ٹھاکر و دیگر مسلمان راجپوت قبول پورہ تشریف لیگئے۔ مولانا نے ایک بڑے مجمع کے روبرو تقریر فرمائی۔ اسی اثنا میں دو آریہ اپدیشک بھی مولانا کی تقریر سننے کے لیے آئے۔ مولانا نے ان کو مباحثہ کا چیلنج دیا۔ مگر آریوں نے مناظرہ سے صاف انکار کیا۔ قبول پورہ میں مولانا کو یہ معلوم کرکے نہایت افسوس ہوا کہ وہاں کے مسلمان نہایت غریب اور نادار اور اسلام سے حد درجہ ناواقف ہیں۔ اور ایک شخص جو کہ زمیندار ہے سخت متعصب ہے اور غریب مسلمانوں پر سخت دباؤ ڈالتا اور ملکانوں کو تبدیل مذہب پر مجبور کرتا۔ ان پر مقدمات چلانے بجائداد نیلام کرانے کی کوشش کرتا اور طرح طرح کی دھمکیاں دیتا ہے۔ ترغیب وترہیب اور دیگر ناجائز وسائل وذرائع استعمال کرکے ان کے دلوں سے نور ایمان نکالنے کی فکر اور کفر وظلمت بھر دینے کی سعی وکوشش کرتا ہے۔ مولانا ممدوح مسلمانوں سے دین الٰہی پر قائم رہنے کا وعدہ اور عہد لیکر سنگیچہ واپس تشریف لائے۔

کاش اسلامی انجمنیں باہم متحد ومتفق رہ کر ایک زراعتی بنک قایم کرکے غریب ملکانوں کو ارتداد کے متعلق صحیح علاج کریں۔ تاکہ شدھی کی تحریک کا جلد سے جلد خاتمہ ہو۔ ورنہ خدا جانے سماجی کوشش اور روپیہ کا سیلاب ملک میں کیا رنگ لائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

(رفیع الدین سکرٹری جمعیۃ المسلمین آگرہ)

عید اضحی خیریت سے گذر گئی

موضع کھرکھودہ ضلع رہتک میں اللہ تعالے کے فضل وکرم اور گورنمنٹ کی مہربانی سے عید اضحی نہایت اطمینان وامن کے ساتھ ہوئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے انتظام کے لئے جناب چودھری مے نارائن صاحب مجسٹریٹ رہتک معہ ایک سرکل انسپکٹر اور ایک سب انسپکٹر اور ایک گارد مسلح سپاہیوں کے ۹ ذی الحجہ کو کھرکھودہ پہنچ گئے تھے اور مورخہ ۱۰ کو یعنے عید کے روز حکام نے باقاعدہ تمام واقعہ کا معائنہ کیا اور ہر قربانگاہ پر پولیس کا پہرہ لگا دیا۔ اور خود حکام معہ پولیس بازار کے چوک میں مقیم رہا۔ اور جو جاٹ مضافات کے جوق درجوق وارد ہوتے تھے سب کو واپس کرتے رہے۔ بفضلہ تمام کام بخیروخوبی نہایت اطمینان کے ساتھ سرانجام ہوا۔

(خاکسار محمد یوسف عرف پنڈت مسلم مشنری کھرکھودہ ضلع رہتک)

بقیہ صفحہ اول

کا انتظام کرنا فی نفسہ ایک ایسی شے ہے، جس کے مستحسن اثرات کام کی برکت اور اس کی منفعت کی ایک معقول اور واجب التحسین گارنٹی ہوں گے، یہ ایک عظیم الشان کام ہے، جس کی سرانجام دہی کے سوا چارہ نہیں، کیونکہ زمانے نئے تیور بدل رہے ہیں، اور معلوم نہیں، مسلمانوں کے لئے کیا کیا مصائب مستور ہیں، مگر اس کام کو پورا کرنے کے لئے غیر معمولی مصارف کی ضرور ضرورت ہے اب اگر ہر انجمن اس دیہاتی "میدان اشاعت" میں گامزن ہونے کی کوشش کرے، تو "مصارف" کا مسئلہ ہر ایک کے لئے ٹیڑھی کھیر بن جائے گا، کیونکہ کتنے مختلف اور بڑے بڑے کام ہیں، جو تمام انجمنوں نے فرداً فرداً اپنے ذمے رکھے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو، اگر انجمنیں تقسیم عمل کے زرین اصول سے کام لے کر اپنا اپنا دائرہ کارکردگی محدود کرلیں، اور ان میں سے ایک کے ذمے وہ کام ہو، جس کا مختصر ذکر سطور مندرجہ میں کیا گیا ہے، اور اگر ایک خدا کو ماننے والوں، ایک کتاب پر ایمان رکھنے والوں اور ایک نبی کا اتباع کرنے والوں کے تقسیم عمل کی مشکلات ایسی ہی ہیں جن کے بیسیوں ثبوت آئے دن عملی طور پر مل رہے ہیں، تو پھر ہمیں بصد حسرت کہنا پڑے گا، ؎

گر ہمیں مکتب است وہمیں ملا\
کار طفلاں تمام خواہد شد

اسلام اور آریہ سماج کا مباحثہ

بخدمت ایڈیٹر صاحب۔

۲ اگست تا ۵ اگست ۳۲ء بمقام سکندرآباد، ضلع بلندشہر مسلمانوں اور آریوں کا ایک عظیم الشان مباحثہ قرار پایا ہے، برادران ضلع بلندشہر اس مباحثہ کے لئے خاص طور پر تیاری میں مصروف میں مصروف ہیں، ہماری طرف سے مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری، مولوی عبدالستار صاحب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ، شیخ عبدالحق صاحب دہلوی، غلام محمد خاں صاحب، مولوی دوست محمد صاحب مسلم مشنری مناظر ہوں گے، آریہ سماجی بھی ہندوستان کے چوٹی کے آریہ اپدیشک جمع کر رہے ہیں، جملہ برادران اسلام جو وہاں پہنچ سکتے ہیں، ضرور پہنچیں، کیونکہ یہ حق وباطل کا ایک بڑا بھاری معرکہ ہے، اسکندرآباد کا ریلوے اسٹیشن ٹھکورہے جو ایسٹ انڈین ریلوے پر دہلی اور خورجہ کے مابین غازی آباد جنکشن سے چوتھا سٹیشن ہے،

جملہ برادران! اسلام کی کامیابی کے لئے خاص طور پر بارگاہ الٰہی میں دعا فرماویں۔

خاکسار محمد منظور الٰہی سکرٹری شعبہ تبلیغ ہند۔\
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جشن فتح اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کل ۲۹-جولائی کی شام کو نماز مغرب کے بعد احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک غیر معمولی جلسہ جشن فتح پر اظہار مسرت کے لئے منعقد ہوا، جناب خان شاہ محمد خاں صاحب انجینیر صدر منتخب ہوئے، تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دلچسپ تقریر کی جس میں آپ نے قرآن مجید کی پیشگوئی

غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون

پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کو جو اس آیت کریمہ کے الفاظ میں آپ نے فرمائی تھی، پیش کیا، اور بتایا کہ کس طرح نہایت شان وشوکت سے پوری ہوئی، اس کے بعد آپ نے ذیل کا رزولیوشن پیش کیا، جو ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی تائید اور اتفاق رائے سے پاس ہوا،

(۱) یہ جلسہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خدمت میں اس باعزت صلح کے لئے مبارکباد عرض کرتا ہے، جو ترکی اور اتحادیوں کے درمیان ہوئی ہے اس ریزولیوشن کی ایک نقل جلال الدین بے ترکی سفیر متعینہ روما کی خدمت میں بھیجی جائے،

اس کے بعد دوسرا ریزولیوشن ذیل کے الفاظ میں پیش ہوا، اور وہ بھی باتفاق رائے پاس ہوا،

یہ جلسہ حکومت ہند اور وزیر ہند کا شکریہ ادا کرتا ہے، کہ انہوں نے اس صلح کے معاملہ میں مسلمانان ہندوستان کے جذبات کی ترجمانی کی،

چندہ برلن مسجد

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم۔ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۳ء کو نماز عید اضحی کے بعد بندہ نے عملہ پولیس ٹریننگ سکول قلعہ پھلور کے مسلمانان سے واسطے چندہ برلن مسجد اپیل کی اور مندرجہ ذیل رقومات وصول ہوئیں جو بنام محاسب انجمن احمدیہ لاہور بذریعہ منی آرڈر روانہ کرتا ہوں بنا نوازش واسطے اطلاع درج پیغام صلح کرکے مشکور فرمائیں۔

فہرست چندہ دہندگان

۱- خواجہ عبدالمجید صاحب انسپکٹر پولیس
۲- چودہری فتح محمد صاحب انسپکٹر پولیس
۳- سید ہادی حسین شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس
۴- قاضی غلام محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس
۵- مرزا اعظم بیگ صاحب سب انسپکٹر پولیس
۶- شیخ سلطان سکندر علی سب انسپکٹر پولیس
۷- شیخ عبدالرحیم احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس
۸- ملک امیر حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس
۹- خان صاحب شاہباز خانصاحب سب انسپکٹر پولیس
۱۰- چودہری خوشی محمد صاحب ہیڈ کنسٹبل پولیس
۱۱- نواب نصیرالدین صاحب انسپکٹر پولیس
۱۲- میاں صاحب سراج الدین سب انسپکٹر پولیس
۱۳- پیر عطاء اللہ شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس

(الراقم فتح محمد انسپکٹر پولیس قلعہ پھلور)

اسلام ہی پہ دل سے ہوجاؤ تم بھی قربان

اے راجپوت ٹھاکر پکے ہو تم مسلمان\
کہنے سے آریوں کے کہنا نہیں یہ ہرگز\
دیکھو کہیں نہ گرنا تم شرک کے گڑھے میں\
مضبوط پکڑے رہنا دین نبی کا دامان\
اسلام ہی تھا مذہب ماں باپ کا تمہارے\
اسلام ہی پہ دل سے ہوجاؤ تم بھی قربان\
میدان میں کافروں سے جن کے بڑے لڑے تھے\
اولاد ہو انہیں کی تم ہو وہی مسلمان\
اسلام سے نہ پھرنا جب تک ہے تن میں دم\
دیکھو نہ بھول جانا اپنا وہ عہد وپیمان\
کہہ دو یہ آریوں سے پیچھا ہمارا چھوڑو\
کلمہ پڑھو بنو گا جنت کے ہر جو خواہاں\
حج ونماز روزہ کرتے رہو ادا تم\
ہوجاؤ جان ودل سے پابند حکم قرآن\
پوجیں نہ کیوں خدا کو دن رات یہ ہم\
کر تم ہے مشکلیں جو دن رات اپنی آسان

دیگر

اے راجپوت ٹھاکر اسلام کو نہ چھوڑو\
پوری کچوری پیچھے تم حق سے منہ نہ موڑو\
تھوڑی سی کوڑیوں پر ایمان نہ بیچ دینا\
اپنے بڑوں کی عزت یونہی ڈبو نہ دینا\
یہ راجپوتی کیسی اب تم دکھا رہے ہو\
پوری کچوری پیچھے دن رات مر رہے ہو\
تھے جو بڑے تمہارے اسلام پر تھے مرتے\
سب مال وجان اپنا قربان تھے وہ کرتے\
تلوار کے دھنی تھے جو تھے بڑے ہمارے\
ڈرتے نہ تھے کسی سے یارو رکھو ہمارے\
صدیاں گذر گئی ہیں اس دین میں رہے ہو\
اب آریوں سے مل کر ایماں کھو رہے ہو\
کہہ دو نیوگیوں سے پیچھا ہمارا چھوڑو\
کلمہ پڑھو تم ان کا آریوں سے منہ کو موڑو

تازہ خبریں

ہندوستان

ایک شخص بھی اشدھ نہ ہوا

مولوی مسعود الرحمن صاحب نور آگرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ موضع سنگیچہ ضلع آرہ میں رسم اشدھی ادا ہونے والی تھی اور آریہ صاحبان کے پرچارک وہاں کثرت سے جمع تھے۔ مجلس نائندگان تبلیغ کا ایک وفد امیر وفد مولوی اکبر شاہ صاحب کی معیت میں عین موقعہ پر وہاں پہنچ گیا۔ اور اشدھی کی رسم ادا نہ ہونے پائی۔ ایک شخص بھی اشدھ نہ ہوا اور اس طرح آریوں کو شکست اور مولوی صاحبان کی فتح ہوئی۔

مسلم راجپوتوں کی پنچایت

مولوی اصغر علی صاحب آنریری مجسٹریٹ فرخ آباد اطلاع دیتے ہیں کہ اضلاع فرخ آباد اور مین پوری کے مسلم راجپوتوں نے قادیانی احمدی برادران کی سرپرستی میں ۲۳ جولائی کو ایک پنچایت کی۔ اور راجہ ادی ار خان صاحب کسمانری پنچایت کے صدر ہوئے قرار پایا کہ ہر مسلمان راجپوت کا فرض ہے کہ تحریک اشدھی کی مخالفت کرے اور مسائل اور ارکان دینی کے سیکھنے اور اشاعت اسلام کرنے میں ایک دوسرے کی اعانت اور مدد کرے۔ پنچایت میں یہ بھی قرار پایا کہ حکومت صوبجات متحدہ سے استدعا کیجائے کہ قانون انتقال اراضی اس صوبہ میں بھی نافذ فرمایا جاوے۔ اور چوہدری فتح محمد خان صاحب ریاں کی سرگرم کوششوں کا جو اشدھی کے معاملہ میں انہوں نے کیں شکریہ ادا کیا گیا۔ پنچایت کی کاروائی ختم ہونے پر ایک ہندو ٹھاکر مسمی بلونت سنگھ ساکن کھادی ضلع ہردوئی مشرف بہ اسلام ہوا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کا کوئی مبلغ علاقہ ارتداد میں موجود نہیں

افسوس سے سنا گیا ہے کہ علاقہ ارتداد میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا کوئی مبلغ کام نہیں کر رہا۔ اگر یہ درست ہے تو کارکنان انجمن بہت جلد اپنے مبلغین میدان ارتداد میں بھیجکر اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہیے۔

علاقہ ارتداد میں اسلامی مدارس اور مساجد

مولوی حفیظ الدین صاحب آگرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ انجمن خدام الصوفیہ نے میدان ارتداد میں ۱۵ کے قریب مدارس ملکانہ راجپوتوں کے بچوں کی اخلاقی اور مذہبی تعلیم کے واسطے کھول رکھے ہیں۔ اور جس مقصد کے واسطے یہ کھولے گئے تھے اس میں انجمن مذکور کو کامیابی ہو رہی ہے۔

۱۲ جولائی کو دو بت پرست نیقربت پرستی سے تائب ہوئے اور ان کا نام محمد خان اور عبد اللہ خان رکھا گیا۔ موضع راجوڑہ کے لوگ اشدھی ہونے کے لئے تیار کئے جا رہے تھے کہ ہمارے مبلغین پہنچ گئے اور گاؤں کو مرتد ہونے سے بچا لیا۔ علی گڑھ میں ایک عورت معہ دو بچوں کے اشدھی ہونے والی تھی کہ ہمارے مبلغین بعجلت وہاں پہنچ گئے اور انہیں مرتد ہونے سے بچا لیا۔ منشی احمد خان صاحب کی کوشش سے جو انجمن خدام الصوفیہ کے کارکنوں میں سے ہیں۔ سوجان ضلع علیگڑھ میں ایک مسجد تیار ہو گئی ہے۔

اخبار مبلغ پر مقدمہ

ایک ہندو نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ اخبار مبلغ دہلی پر دائر کر دیا ہے۔ تاریخ پیشی ۳ اگست مقرر ہے۔

چیف سکرٹری صاحب حکومت پنجاب

کی ولایت کو روانگی

مسٹر آئچ ڈی کریک چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب تین ماہ کی رخصت پر ولایت جا رہے ہیں۔ آپ کی غیر حاضری میں مسٹر ٹاؤن سنڈ بطور قائمقام چیف سکرٹری کا کام کریں گے۔

صلح ہوگئی

ترکوں اور اتحادیوں میں صلح ہوگئی صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔ ترکوں کے مطالبات کو تسلیم کیا گیا۔ الحمد للہ

جشن صلح کے نظارے

سیالکوٹ

سیالکوٹ ۲۷ جولائی۔ صرف ایک دن قبل کی اطلاع پر زندہ دلان سیالکوٹ نے جشن صلح کی تقریب منانے کے لئے دھوم دھام سے تیاریاں کیں۔ چار بجے سے رام تلائی میں عوام کا اژدہام نظر آنے لگا پانچ بجے جلوس روانہ ہوا۔ سب سے آگے پٹھان نقارے اور ڈھول بجاتے چلے جاتے تھے۔ ان کے بعد اکالیوں کا جلوس بعض اکالی گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار تھے۔ اکالیوں کے بعد ضیاکار کے دستے تھے۔ یہ دستہ کے پاس اپنا اپنا نشان موجود تھے۔ اور جلوس بڑے دھڑلے کا تھا۔ پیچھے بینڈ بج رہا تھا۔ اور لوگ اللہ اکبر کے نعروں سے آسمان کو گونج پیدا کر رہے تھے ان سے پیچھے کارکنان خلافت و کانگریس و معززین شہر کی جماعت تھی۔ آگے حافظ نصیر اللہ رکھا فتح کے گیت گا رہے تھے۔

منٹگمری

شہر منٹگمری میں بارش کی وجہ سے ۲۶ جولائی کو جشن صلح نہ منایا جا سکا۔ آج ۲۷ کو بعد نماز جمعہ عیدگاہ میں دوگانہ شکرانہ ادا کیا گیا اور سلطنت ٹرکی کی استقامت کے لئے دعا مانگی گئی۔ ۴ ½ بجے بعد نماز عصر عیدگاہ میں مسلمانان شہر کا ایک جم غفیر جلوس کیلئے جمع ہو گیا۔ چنانچہ جلوس نہایت شان و شوکت کے ساتھ عیدگاہ سے روانہ ہوا۔ بینڈ باجہ "غازی مصطفٰے کمال رو رہے" تیرا ان دو بلائیاں کے ترانے گاتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ مصطفٰے کمال پاشا کا فوٹو جلوس میں آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ شہر کے مشہور بازاروں سے جلوس گذرتا ہوا عیدگاہ میں بعد نماز مغرب ختم ہوا۔

ضلع شاہ پور سرگودہا

ضلع شاہ پور میں متعدد مقامات پر جشن صلح نہایت شاندار طریقہ سے منایا گیا۔ جلوس نکالے گئے۔ ہر جگہ چراغاں ہوا۔ اور جلسوں میں جزیرۃ العرب کی آزادی کا مطالبہ کیا گیا

جالندھر

مسرت صلح کی تقریب میں غازی رحمت اللہ معتمد مجلس خلافت جالندھر کے زیر اہتمام مسلمانان جالندھر و قصبات جالندھر کا ایک عظیم الشان جلوس بروز عید سعید بہت تزک و احتشام سے نکلا۔ اکابرین و عمائدین شہر اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک تھے جلوس عیدگاہ سے شروع ہو کر شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے گذرتا ہوا سارے شہر کا چکر کاٹ کر دفتر خلافت تک منتہی ہوا۔ جلوس جھنڈوں کی نمائش۔ بینڈ کی صداؤں اور تکبیر کے نعروں میں گذرتا رہا۔ عید کا دن نہایت امن کے ساتھ گذرا اور کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آیا۔

بٹالہ

۲۶ جولائی کو بوجہ بارش جلوس وغیرہ نہ نکالا جا سکا۔ دوسرے دن ۲۷ تاریخ کو بروز جمعہ ۳ بجے جلوس دفتر خلافت کمیٹی سے نکالکر شہر میں گشت لگا کر ۷ بجے کے قریب دفتر پر ختم کیا گیا۔ سب سے آگے خاکروبوں کا باجہ تھا۔ اس کے بعد دس سال کے بچوں کا جلوس تھا جنکے ہاتھوں میں ہلالی جھنڈیاں تھیں۔ اس کے بعد خلافت کی جھنڈیوں کے ساتھ تھی اسکے بعد دوسرا انگریزی بینڈ تھا۔ پھر نماز کمیٹی خلافت اور غازی اعظم زندہ باد کی غزلیں گاتی تھیں۔ نماز کمیٹی کے ارکان ساتھ تھے اسکے بعد کانگریس کے صرف تین ہندو ممبر قومی جھنڈا لئے تھے۔ پھر تیسرا انگریزی باجہ تھا۔ باجہ کے بعد نماز کمیٹی ہاتھوں میں ہلالی جھنڈا لئے علم خلافت کے اشعار رقت انگیز پڑھتے جاتے تھے۔ شہر کے مسلمان ساتھ تھے اسکے بعد خلافت کمیٹی بالہ کے علم خلافت کو اٹھائے ہوئے بھی جواہرت سرسے شیخ محمد صادق صاحب سے منگوایا گیا جو ان کو پیشگاہ سلطانی سے عطا ہوا تھا اسکے بعد مسلمان تھے مجلس خلافت نے افسوس ظاہر کی ہے کہ گوردوارہ کمیٹی کو دعوت دینے پر سکرٹری صاحب نے تحریر کر دیا کہ ہم شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی اجازت کے بغیر کسی جلوس میں شامل نہیں ہو سکتے اسلئے معاف فرمائیں۔

یدخلون فی دین اللہ افواجاً

(۱)

ایک تعلیم یافتہ برہمن خاندان کا قبول اسلام

پیارے لال ولد سندر لعل ساکن اللہ گنج تحصیل علیگڑھ ضلع فرخ آباد۔ ذات برہمن قنوجی فاضل ہندی بھاشا سابق پٹواری دو بچوں کے ساتھ جناب مولانا ضیاء الاسلام صاحب پیش امام شاہی مسجد جامع صدر جمعیۃ المسلمین آگرہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ مولانا ابو المعانی آزاد کل صاحب کا کاغیل سرجاری سے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ پڑھکر اسکا جینو اتارا۔ اور چوٹی کاٹی۔ اسلامی نام علی الترتیب عبد الحق انوار الحق زبیدہ رکھے گئے۔ آپ نے اپنا مدلل تحریری بیان بغرض اشاعت قلمبند کیا ہے۔ اللہ تعالے استقامت بخشے۔

(بابو رفیع الدین سکرٹری جمعیۃ المسلمین آگرہ)

(۲)

ایک ہندو ٹھاکر کا لڑکا جسکی عمر ۱۳ سال ہے۔ برضا و رغبت اسلام کی خوبیاں دیکھکر میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ اور اسلامی نام عبد الکریم رکھا گیا۔ اور یہاں دار العلوم فوقانیہ ہائی سکول میں مڈل کلاس میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ یہ لڑکا شاہ جہانپور صوبہ متحدہ کا باشندہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے استقامت عنایت فرمائے۔

(خاکسار سید محمد یعقوب بزرگان مولوی سید محبوب الحسن صاحب متصل ناکہ پولیس محلہ دار الشفا ریاست حیدرآباد دکن)

سہارن پور

(۳)

۱۳۔ جولائی ۱۹۲۳ء بروز جمعہ قبل از نماز مغرب مسمی مدن سنگھ مدن سنگھ قوم سکھ سکونت رڑکا ضلع جالندھر قاری حافظ عبد الخالق صاحب کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اسلامی نام عبد الکریم رکھا گیا۔ خدائے قدوس استقامت بخشے آمین۔

(خادم اسلام شیخ عبد الرحمن ایڈیٹر فردوس صدر بازار سہارن پور)

(۴)

سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ میاں اللہ بخش جو کلارک آباد کے رہنے والے ہیں۔ ۱۳ جولائی کو احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کا اسلامی نام اللہ بخش ہی تجویز ہوا۔

متھرا

(۵)

بقول اخبار وکیل امرتسر ایک ہندو راجپوت ساکن ... نے مولانا شاہ الدین صاحب جونپوری کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا۔ اور اسکا اسلامی نام محمود احمد اللہ رکھا گیا۔

آگرہ

(۶)

بابو رفیع الدین صاحب سکرٹری جمعیۃ المسلمین آگرہ سے لکھتے ہیں کہ ایک عالم و فاضل برہمن علیگڑھ تحصیل کے معہ اپنے دو بچوں کے جناب مولانا ضیاء الاسلام صاحب آگرہ کے ہاتھ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے اسلامی نام عبد الحق انوار الحق اور زبیدہ علی الترتیب رکھے گئے۔

غازی پور

(۷)

جناب محمود احمد اللہ ابراری صاحب غازی پور سے لکھتے ہیں کہ ۱۴ جولائی کو ایک ہندو راجپوت رتن جناب مولوی محمد علی خان صاحب مبلغ مفتم کے ہمراہ ہمارے دفتر میں آیا۔ اور اس نے دین اسلام قبول کیا۔ اسکا اسلامی نام عبد العزیز رکھا گیا۔

(۸)

۱۵ جولائی کو ایک ہندو پٹواری نے معہ اپنی عورت اور دو بچوں کے دین اسلام قبول کیا۔

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

ہفتہ میں دو بار بروز ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۲۸

جلد ۱۱

نمبر ۷۶

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۴ اگست ۱۹۲۳ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے حق کہ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیراب ہر کہ ہست
آنچہ ما را وحی و الہامے بود
آں نہ از خود از ہمہ جائے بود

محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ما از نعمائے حیم ہر زرے کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اعتقاد ما ئے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک در خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل سبا رشاد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

سرمایہ داری اور اسلام

(مولوی فیض احمد صاحب ایم اے کے قلم سے)

(۱)

دنیا میں مذہب کا انتہائی مقصود یہ ہے، کہ انسانیت کی تکمیل ہو اس تکمیل کے راستے پر خدا نے اپنے بندوں کو یوں ڈالا۔ کہ تم میں سے اس شخص کی انسانیت کمل تر ہوگی، جو اللہ کے عطا کردہ مذہب پر زیادہ گامزن ہوگا، قرآن کا ارشاد ہے، ان اکرمکم عند اللہ اتقکم، گویا اپنے مقصد حیات میں سب سے افضل اور تمام مخلوق سے بزرگ انسان وہ ہے جو اتباع شریعت کو انتہا تک پہنچا کر رہتا ہے، خدا نے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اسی اصول کو معیار گردانا، کوئی بھی دنیوی پوزیشن کیوں نہ ہو، ہر ایک میں اللہ کا قرب اسی متنفس کو حاصل ہوگا، جو خدا کی رضا کو اپنا نصب العین ٹھیرا چکا ہو، مختصراً ہم کہیں گے کہ زندگی کے معاملات کو بوجہ احسن سلجھانے کا زیادہ حقدار وہ ہے جو شرعی امور کا زیادہ پابند ہے، جس کی حیات کے ہر حصہ پر دین کے احکام کا تسلط ہو اور بس۔

(۲)

خدا نے اپنے فرض سے عہدہ برآئی حاصل کی، کہ مخلوق کو ایک مکمل مذہب عطا کیا، یعنے ہماری بشریت کی تکمیل کے لئے اسلام جیسے پاک ترین دین کے اتباع کو لازم ٹھیرایا، ہم لوگوں کے سامنے ایک ایسا چراغ ہدایت ہے جس کی موجودگی میں رہروان منزل کو ایک منٹ کے لئے ڈگمگانے کی ضرورت نہیں، نورہم یسعیٰ بین ایدیھم ہ ان کے سامنے ایک روشنی جگمگا رہی ہے، اس نعمت غیر مترقبہ کو پا کر اور اسلام کی حلقہ بگوشی کر لینے کے بعد چاہئے تو یہ تھا، کہ ہم میں کا ہر ایک فرد اسلام کے احکام کا پورا پورا اتباع کر کے اللہ کی شکرگزاری کا ثبوت دیتا، اور اپنی ذات کی تکمیل کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا، مگر ہماری حالت بالکل اس کے برعکس ہے،

(۳)

ساری دنیا ایک وقت میں اللہ کو نہیں چھوڑ دیتی، ایسے نفوس زندگی کے ہر دور میں ہوا کرتے ہیں، جو زندگی کی عظمت شان کو ذہن کرنا قطعاً گوارا نہیں کر سکتے، اور انہیں ہر لمحہ مقصد حیات کا خیال اور اسی کا سودا ہوتا ہے، جب ایسی کیفیت ہے تو یقیناً ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کے پاک اور زرین اصول کے مطابق یہی خدا کے بندے اس امر کا استحقاق رکھتے ہیں، کہ زندگی کے اہم اسلامی معاملات، شرعی نظام، اور دینی انتظامات میں ان سے استصواب کیا جاتا، اور پھر ان کے بتائے ہوئے راستے پر قدم مارا جاتا، بالفاظ دیگر مسلمانوں کی ڈور باگ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ۔۔ دی جاتی، جو اللہ کی خوشنودی کے حصول میں ایک لمحہ کے لئے متغافل نہ ہوں، مگر افسوس کہ آج کا زمانہ کچھ اس سے مختلف ہے، تدین اور تقوے کو کوئی پوچھتا تک نہیں، اتقا کو معیار نہیں ٹھیرایا جاتا، بلکہ اثر و اقتدار دنیوی اور سرمایہ داری صرف ایسی چیزیں ہیں، جو کسی مسلمان کے ہاتھ میں قوم کے دینی امور اور شرعی معاملات کی باگ ڈور دے سکتی ہیں، ہمیشہ صائب الرائے اسی شخص کو خیال کیا جاتا ہے، جس کے پاس مال و دولت جاہ و منزلت اور اثر و اقتدار ہو اور بس، فی زمانہ ایسے لوگ بالعموم وہ ہیں، جو نئی روشنی کے آدمی ہیں، یوروپین علوم و فنون سے بابہرہ ہیں، اور انگریزی تعلیم کے حاصل کرنے کے بعد اعلےٰ عہدوں یا اچھی ملازمتوں پر مامور ہو چکے ہیں، یا بصورت دیگر عمدہ مشاغل میں مصروف ہیں، جن کی آمدنی کثیر اور سوسائٹی ایسی ہے، ہمارے دفتروں میں ایسے لوگ غیر معمولی زور پکڑ چکے ہیں، بالعموم اسلامی امور میں ان کی رائے غلطی پر مبنی ہوا کرتی ہے، دوسرے لوگ اس غلطی کو محسوس کرتے ہیں، ان کی چھاتی پر مونگ دلے جاتے ہیں، مگر انہیں جرأت تک نہیں ہوتی، کہ اس غلطی کا اعلان کریں، اور اس کی اصلاح کے درپے ہوں، غریب اور کم درجہ لوگ مذہب سے سر مو تجاوز کریں تو ان پر تکفیر و تفسیق کی وہ بوچھاڑ ہوتی ہے کہ غلط کاروں کو منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملتی، لیکن دوسری جانب اس "بااثر" طبقہ کی حالت ملاحظہ ہو، انفرادی رنگ میں ہمارے بعض مفتیوں کو اتنی غیرت بھی نہیں ہوتی، کہ وہ اُن کے خلاف اعتراض کی چھوٹی انگلی اٹھا سکیں، بجائیکہ انہیں کافر یا فاسق کے نام سے موسوم کرنا تو ایک بہت بڑی بات ہے

ببیں تفاوت راہ از کجاست تابکجا

گو یا اسلام کے پاک حلقے میں غریب کی جورو سب کی بھابھی، اور جس کی لاٹھی اسی کی بھینس" کے عامیانہ اصولوں کا نقشہ جما ہوا ہے، مختصراً موجودہ اوقات کی ناگفتہ بہ حالت یہ ہے، کہ جہاں دین کو امور دنیا پر مسلط ہونا چاہیئے تھا، وہاں دنیا اور اس کے اغراض دین پر حکمرانی کر رہے ہیں، ہر گھڑی "غیر متقی" بازاری، صاحب اقتدار لوگوں کی سعی نمایاں یہی ہوا کرتی ہے، کہ یا تو سرے سے کسی مذہبی پابندی کو اپنے سر نہ لیا جائے یا حسب ضرورت احکام شریعت کو اپنی "دنیا" پر چسپاں کرنے کے لئے یک گونہ تاویل و تحریف کر لی جائے، ایسے لوگوں کا یہ فعل اُن کی اپنی ذات کے لئے شاید ایک عارضی وقت کے لئے مفید دکھائی دیتا ہے، مگر قوم پرستوں کے نزدیک سب سے بڑا جرم یہ ہے، کہ ایک قوم کے افراد کی حالت گر چکی ہو، اور دن بدن ذلت پذیر بن رہی ہو، فاعتبروا یا اولی الابصار ہ

لیکن زمانے کی [illegible] اری

www.aaiil.org

صرف ایک ایسی شے قرار دی گئی ہے، جو ایک شخص کو "رہنمائے قوم" یا "لیڈر شپ" بنا سکتی ہے،

(۴)

عام طور پر یہ اعتراض وارد ہوا کرتا ہے، کہ فی زمانہ خدا پرست لوگ اس قسم کے نہیں جو واقعات حاضرہ کو سمجھ سکیں، یا ان پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں، یہ بات یقیناً صحیح ہے، کہ ہمارے ایسے بکے مسلمان جنہیں امورات عامہ سے واقفیت نہیں یا جغرافیہ، تاریخ پالٹکس، تمدن و معاشرت جیسے مضامین سے بے بہرہ ہیں اس قابل نہیں ہو سکتے، کہ واقعات کو مذہب کی روشنی میں لے کر بیان کر سکیں، مگر ہمارے درمیان انتہا پسندوں کے علاوہ ایک تیسرا اور درمیانی واقفیت عامہ سے بے بہرہ مولویوں کو چھوڑ کر ایک اور طبقہ ہے، جو ہر طرح سے اس قابل ہے، کہ اسے قبولیت حاصل ہو، وہ وہ لوگ ہیں، جو مشرق اور مغرب کا مجموعہ ہیں۔ جہاں وہ "اتقا" میں بے نظیر ہیں، وہاں انہیں علوم جدیدہ میں بھی کافی مہارت ہے، آئے دن کے واقعات پر ایک وسیع نظر رکھتے ہیں، اور معاملات کو صحیح اسلامی رنگ میں لیکر انہیں منصۂ شہود پر لا سکتے ہیں، لیکن ایک بات ہے، وہ یہ کہ ایسے لوگوں کے لئے سرمایہ داری کی شرط ضروری نہیں ہوگی، اگر اتفاق سے وہ سرمایہ دار ہوں، تو ہو لیجئے، ان کی شخصیت محض "اتقاء" اور "عمومی واقفیت" تک محدود ہے، زر و پیسہ ان کی شان کو ذرہ بھر بلندی نہیں بخش سکتا

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ہ

(۵)

ایسے لوگ موجود ہیں اور بکثرت ہیں، مگر قوم کا انتخاب اس قدر گر چکا ہے، کہ صحیح اور غلط" میں نشیب و فراز میں، نفع اور نقصان میں تمیز کرنا مفقود ہو چکا ہے، مثلاً صوبہ پنجاب کی بڑی بڑی قومی جماعتوں میں سے ایک انجمن حمایت اسلام لاہور ہے، جس کے ارکان کا انتخاب رائے عامہ پر منحصر ہے، لوگ انتخاب میں کیا کرتے ہیں، مختلف تعلقات کی بنا پر اپنی عدم واقفیت کو درمیان میں لا کر ظاہری اثر و اقتدار اور سرمایہ داری کو دیکھ کر وہ ایسے لوگوں پر انگلی دھرتے ہیں، جو حرص و آز کے بندے، نام و نمود کی پرستش کرنے والے، اور نفسانی اغراض کو مقدم رکھنے والے ہوتے ہیں، تو جس غرض کیلئے قوم نظام قائم کرتی ہے، اور اس نظام کی تقویت کے لئے اس کے افراد اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے پیسہ پیسہ جمع کرتے ہیں، وہ غرض بوقت قیام ہی فنا ہو جاتی ہے، بعد میں نیکی اور بدی، پاکیزگی اور نجاست کا یکساں جمع ہونا محض محالات سے ہے، بالآخر تضیع وقت اور

بقیہ بر صفحہ ۵ کالم نمبر ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۷۶

اسلام اور آریہ سماج

(۳)

اسلام کا اصل الاصول

گذشتہ اشاعت میں ہم دکھا چکے ہیں کہ ہندو مذہب صرف ہندوستان میں رہنے والوں کے لئے مخصوص ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا، کہ ہندوستان میں رہنے والوں میں سے بھی صرف تین قومیں ہی وید مقدس کی حامل ہوسکتی ہیں، یعنے برہمن، چھتری اور ویش، شودروں کو وید سے تعلق نہیں، کہ وہ مذہب یا آسمانی کتاب کے اہل ہی نہیں سمجھے جاتے، وہ صرف ان تینوں قوموں کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں،

لیکن زمانہ کا انقلاب دیکھیے، کہ سوامی دیانند جی نے جو مذہب تجویز کیا اس میں اس پرانی ڈگر کو خیرباد کہنے کی کوشش کی گئی، اور یہ عقیدہ بنا لیا کہ ہندو مذہب تمام دنیا کے لئے ہے، دوسرے لوگ بھی اس میں شامل ہوسکتے ہیں، اور ہندو مذہب کے مبلغ دوسروں کو تبلیغ کا حق رکھتے ہیں، مگر اقصاف بتاتے ہیں کہ یہ صرف سوامی جی کی جدت ہے، سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر ہندو مذہب میں امتیاز قومی نہیں تو پھر شودر، ویش، چھتری، اور برہمن کی تقسیم کیوں عمل میں آئی، آریہ سماج کہتا ہے کہ یہ صرف اعمال کے لحاظ سے ہے، حالانکہ یہ دعوے سراسر غلط ہے آج تک ہندوستان میں کسی برہمن کو اس لئے شودر نہیں کہا گیا، کہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے، اور کسی شودر کو برہمن نہیں سمجھا گیا کہ اس کے اعمال قابل تحسین تھے، اعمال کے متعلق صحیح علم ہونا بھی بہت مشکل ہوتا ہے، بظاہر بہت سے انسان بھلے مانس ہوتے ہیں، مگر دربردہ سیاہ کار ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ اور معیار فیصلہ کیا ہو۔

پھر شودر کے خلاف تو خود سوامی جی کا بھی فیصلہ ہے، وہ بھی یہی فرماتے ہیں، کہ شودر وید نہ پڑھے، اگر تمام انسان برابر تھے، تو شودر بیچارے نے کیا قصور کیا، کہ وہ وید مقدس سے محروم ہے اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سوامی جی نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں بہت سے ہندو ذات پات کے جھگڑے سے دق ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، تو انہوں نے اپنے مذہب کو بھی وہی چوغہ پہنانا چاہا، جو اسلام کا امتیاز خاص ہے، مگر اس خواہش میں ان کا قدم کہیں سے کہیں پڑ گیا، یہی وجہ ہے کہ آجتک سناتن دھرم کے لوگوں کو ان سے اختلاف ہے اور سخت اختلاف ہے،

اس میں شک نہیں کہ اسلام نے مساوات انسانی پر بڑا زور دیا ہے لیکن یہ زور صرف معاشرتی پہلو ہی سے نہیں بلکہ اسلام مذہبی پہلو سے بھی سب انسانوں کو برابر ہی سمجھتا ہے، قرآن مجید کی پہلی ہی سورت نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے، اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات بیان کی ہیں جس سے لازم آتا ہے، کہ جس طرح خدا کی ربوبیت جسمانی کا نظارہ عالمگیر ہے، اسی طرح اس کی ربوبیت روحانی سے بھی کوئی ملک اور کوئی قوم خالی نہیں، پھر دوسرے متعدد مقامات پر بھی اس نکتہ کی توضیح قرآن مجید نے بار بار کی ہے، کہیں فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین یعنے سب انسان ایک قوم کے حکم میں ہیں، اس لئے خدا تعالیٰ نے سب کے لئے انبیا بھیجے جو انذار و تبشیر کرتے رہے، کہیں فرمایا ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کوئی قوم ایسی نہیں گذری، جس میں کوئی خدا کا ہادی نہ آیا ہو، کہیں فرمایا، ولکل امۃ رسول ہر ایک قوم کی طرف رسول بھیجا گیا، غرض قرآن مجید نے اس مضمون کی بار بار تشریح کی ہے، کہ ہر ایک قوم و ملک میں رسول آتے رہے ہیں اور اسی لئے مسلمانوں کو جو عقیدہ انبیاء کے متعلق سکھایا گیا ہے، وہ یہی لا نفرق بین احد من رسلہ ہم رسولوں میں سے کسی کی بھی تفریق نہیں کرتے،

یہ عقیدہ معاشرتی نقطہ نگاہ ہی سے نہیں، بلکہ مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی تمام نسل انسانی میں مساوات کی بنیاد رکھتا ہے، اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں، کہ جو مذہب اس اصول پر قائم نہیں، وہ اگر نسل انسانی کی مساوات کا دعوے کرتا ہے، تو یہ دعوے دعوے باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، اگر آریہ سماج کی بنیاد فی الحقیقت اسی عقیدہ پر ہے کہ سب انسان برابر ہیں، تو پھر یہ عقیدہ بھی ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے سب قوموں کے پاس نبی اور رسول بھیجے، اور خدا تعالےٰ کی ربوبیت روحانی کا فیض تمام دنیا کو مساوی طریق پر پہنچا، لیکن جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ بات آریہ سماج کے اصول اساسی کے خلاف ہے، وہ یہ مانتے ہیں کہ پرماتما کا گیان کسی اور قوم کو نہیں ملا، صرف ہندوستان ہی اس شرف و بزرگی سے ممتاز ہوا، تو کیا یہ عقیدہ مساوات انسانی کی گردن پر چھری نہیں پھیرتا، بات یہی ہے کہ سوامی جی نے صرف مصلحت وقت کی بنا پر محض اپنے مذہب کی تعداد بڑھانے کے لئے یہ مسئلہ وضع کر لیا، ورنہ دوسرے پہلوؤں سے خود ان کے عقائد اس کی تردید کرنے کے لئے کافی ہیں۔ قاعدہ ہے، جو جو بات وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے بنائی جاتی ہے، وہ دوسری باتوں سے مطابقت نہیں رکھتی، یہی حال آریہ سماج کی اس مساوات انسانی کا ہے، جس کا غلغلہ سماج کے لیڈروں نے ہندوستان میں ڈال رکھا ہے، اور جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے

اے طبل بلند بانگ کہ در باطن ہیچ

علاقہ ارتداد میں جب کبھی شدھی ہوتی ہے تو آریہ سماج کے لیڈر کانفرنسیں کرتے ہیں، مجلس کرتے ہیں، اور اس میں ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں، کہ فلاں لوگوں سے فلاں لوگ تعلقات قائم کریں، اگر فی الحقیقت ہندو سوسائٹی میں ذات پات کے جھگڑے نہ ہوں، جیسا آریہ سماج کا دعوے ہے تو پھر ان کانفرنسوں کی کیا ضرورت ہے؟ مسلمانوں کے ہاں کبھی کوئی ایسی مجلس نہیں ہوتی، کہ فلاں شخص مسلمان ہو گیا ہے، اب اس کے ساتھ فلاں ذات کے مسلمان برادرانہ سلوک کریں، کیونکہ مسلمانوں کے ہاں یہ تحصیل حاصل ہے، جب کوئی شخص کلمہ توحید پڑھتا ہے، وہ اخوت اسلامی میں داخل ہو جاتا ہے، اور سب مسلمان اس سے بھائیوں کا سا سلوک کرتے ہیں،

اس کے برخلاف خود آریہ سماج میں ایسی مثالیں مل سکتی ہیں کہ مسلمان آریہ ہوئے مگر ان سے آریوں کا سا سلوک نہ کیا گیا، غازی محمود دھرم پال کو ہمیشہ یہی شکوہ رہا، اس وقت بھی علاقہ ارتداد میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔

غرض آریہ سماج نے زمانہ شناسی سے کام لیتے ہوئے مساوات انسانی کا اصول اسلام سے اڑایا، لیکن ناسپاسی اور ناقدر شناسی کا ستیاناس ہو کہ اس اصول کا اولین مبلغ یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کے بجائے آج آریہ سماج آپ کی ذات بابرکات پر ہی حملے کرتی ہے،

اشاعت مسیحیت کے لئے جدوجہد

دنیا کے تمام مذاہب سے بڑھکر اشاعت کی زبردست کوشش اگر کوئی مذہب کر رہا ہے، تو وہ عیسائیت ہے، جہان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں، جہاں مسیحیت کی تبلیغ کرنے والا کوئی نہ کوئی مشنری موجود نہ ہو۔ ہندوستان میں بالخصوص نظام حکومت کے ساتھ ساتھ استحکام مشن ہوتا چلا جا رہا ہے، اور اس وقت تک اس ملک میں اعلیٰ پیمانہ پر اشاعت عیسائیت کی جا چکی ہے، حتیٰ کہ اس سرزمین کا کوئی حصہ نہیں، جو پادریوں کی دستبرد سے محفوظ رہ چکا ہو، اور جس میں مسیح پرستوں کی ایک کافی جماعت موجود نہ ہو، ایسی عظیم الشان کامیابی اور ایسے زبردست نظام تبلیغ کے باوجود نئی تجویزیں پیش ہوتی ہیں، کہ کس طرح سے ہندوستان کے تمام مذاہب پر دین مسیح مسلط ہو سکتا ہے، اور کیسے ایک ملک کے تمام باشندے عیسائیت کے حلقے میں داخل ہو سکتے ہیں، مشن کی نظروں میں ہندوستان کے مسلمان خاص طور پر چبھے ہوئے ہیں، اور اس کی کوششیں زیادہ تر انہی توحید پرستوں کے لئے وقف ہیں، عیسائی چاہتے ہیں کہ بنگال کے کلمہ گو پرستے تثلیث پرست بن جائیں، چنانچہ "مشنری ریویو آف دی ورلڈ" کی کسی گذشتہ اشاعت میں پادری جارج ولیم ایڈورڈ نے "ہندوستان۔ اشاعت کا میدان" کے موضوع پر ایک مضمون لکھا ہے، جس کا خاتمہ اسلام کے خاتمہ کی تجویز کے ساتھ ہوتا ہے:۔

"مشنریوں کی جمعیت ابھی اتنی طاقتور نہیں ہوئی، کہ ہندوستان کے حاجتمند لوگوں کی کافی طور پر حاجت برائی کر سکے، اور انہیں کما حقہ دعوت مسیحیت دے سکے، ملک بنگال ہی جو اشاعت کا قدیم میدان ہے، عیسائی مبلغین کی تعداد ہندوستان کے باقی تمام ممالک سے کم ہے، یہاں کی نصف آبادی یعنے دو کروڑ تیس لاکھ باشندے مسلمان ہیں، جو ابھی تک محمد عربی کے متبعین میں سے ہیں۔ عام طور پر ہر جگہ کے مسلمان نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں، حالانکہ اشاعت مسیحیت کا اصل میدان مسلمانوں کا طبقہ ہے"،

عیسائیت نے دین اسلام کی جگہ (خدانخواستہ) لے لینے کا فیصلہ کر لیا ہے، مسلمان ذرا سوچیں کہ انہوں نے اس کے بالمقابل نشر اسلام کے لئے کیا کیا، کتنے مبلغ تیار کئے، کتنا لٹریچر پیدا کیا،

افسوس یہ ہے کہ مسلمان باوجود اشاعت اسلام کی اہمیت کو جاننے کے ابھی تک میدان عمل میں سست پا ہیں، خدا کرے کہ ان کا یہ جمود و سکون حرکت و عمل میں تبدیل ہو،

انجمن حمایت اسلام اور حمایت اسلام

اسلام کی سب سے بڑی حمایت اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مرکوز ہے، ہمارے صوبہ پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی جماعت "انجمن حمایت اسلام" ہے۔ جو مقصد "حمایت" میں اسم بامسمی ہے، لہٰذا آجکل ان کے نازک اوقات میں انجمن مذکور کا اہم ترین فرض یہ ہے، کہ تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے، مگر معاملہ اس کے برعکس ہے، مختلف اخبارات میں یہ خبر آ چکی ہے، کہ علاقہ ارتداد میں جو مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مرکز بنا ہوا ہے، انجمن موصوف کا کوئی مبلغ موجود نہیں کسی مبلغ کا نہ بھیجا جانا ایسی صورت میں ممکن تھا جبکہ نظام انجمن میں شعبہ تبلیغ موجود نہ ہوتا، مگر خود "حمایت اسلام" کے الفاظ اسرار اشاعت کے تمام نکات کو اپنے میں لئے ہوئے ہیں، اور درحقیقت ایک خالص اسلامی جمعیتہ کا نصب العین اشد ضروری لمحات میں اشاعت حق سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے، مگر قطع نظر اس عمومی فرض شناسی کے عملی طور پر پچھلے دنوں انجمن کے بعض ارکان کی تحریک سے ایک جمعیتہ تبلیغ قائم ہوئی، علیحدہ طور پر چندہ کی معقول رقم بھی جمع ہوئی، لیکن انسداد ارتداد کی کیفیت وہ ہے، جس کا خاکہ ناظرین وقتاً فوقتاً اخبارات میں ملاحظہ کر چکے ہیں، شاید انجمن اسی خیال میں مست ہو، کہ ہمارا کام صرف اشاعتی کامیابی میں مخفی نہیں، بلکہ ہماری کامیابی کی شہادت ہمارے کالج اور سکول دے رہے ہیں، مگر اس کامیابی کی شہادت کالج اور سکولوں کی عالیشان عمارات نہیں، بلکہ ان نوجوانوں کا وجود ہے جو ان درسگاہوں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں، اگر یہی نوجوان اسلام کا نمونہ بن کر نکلیں، اور دنیا کو دکھا دیں، کہ ہم ایک اسلامی درسگاہ کی یادگار ہیں، تو قوم کی انجمن حمایت اسلام حقیقی معنوں میں انجمن حمایت اسلام ہو جائے گی،

ہم کارکنان انجمن کی خدمت میں گذارش کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ اپنے فرائض کو معمولیں نہیں، اور حمایت اسلام کی روایات کو تازہ کریں۔

مدراس میں تبلیغ اسلام کی تحریک

ہمارے بہت سے ناظرین مولوی داؤد شاہ صاحب بی۔اے مدراسی سے ناواقف ہوں گے، آپ پچھلے دنوں کنگ تبلیغ اسلام کے سلسلہ تشریف لے گئے تھے، اور وہاں ایک برس کام کرکے واپس آئے ہیں۔

آپ ایک عرصہ سے تامل زبان میں ایک اسلامی ماہوار رسالہ "دار الاسلام" کے نام سے شائع کرتے ہیں۔ اس رسالہ کی غرض صرف اشاعت اسلام اور مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔

مولوی صاحب ممدوح پرسوں یہاں بھی تشریف لائے تھے، ان کی زبانی ہمیں معلوم ہوا کہ مدراس اور اس کے گردونواح علاقہ میں تقریباً ۲۸ لاکھ مسلمان ہیں جو محض تامل زبان سمجھتے ہیں، ان میں مذہبی تعلیم کا اس قدر فقدان ہے، کہ صرف برائے نام مسلمان ہیں، اس لئے مولوی صاحب نے یہ ارادہ کیا ہے، کہ مدراس میں واحد اسلام کے ساتھ ایک کتب خانہ کھول دیں، اور تامل زبان میں لٹریچر پیدا کریں، چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ تامل زبان میں شروع کر دیا ہے، حقیقت المسیح کا ترجمہ بھی وہ تامل زبان میں شائع کر چکے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں حفاظت و اشاعت اسلام کی اشد ضرورت ہے مسلمانوں کو چاہیئے، کہ مختلف مقامات پر اس کے مرکز مقرر کر دیں، جنوبی ہند میں اشاعت اسلام کے لئے مولوی صاحب سے زیادہ کوئی اور شخص موزوں نہیں ہو سکتا، قرآن مجید کا ترجمہ اگر تامل زبان میں ہو جائے، تو وہ لوگ جو آج تک اس کلام الٰہی سے محروم ہیں، اور جن کی تعداد بھی پچیس لاکھ ہے، اس سے مستفیض ہو سکتے ہیں، اور ان میں اسلام کی عملی زندگی کی روح آ سکتی ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنے ایک عرضداشت نامہ میں لکھا ہے، وہ ترجمہ میں حضرت امیر کے ترجمۃ القرآن انگریزی اور بیان القرآن کا تتبع کر رہے ہیں، اور چونکہ یہ تراجم زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے کئے گئے ہیں، اس لئے تامل ترجمہ بھی ان خوبیوں سے خالی نہیں ہوگا،

ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ممدوح کو اپنے ارادے میں کامیاب کرے۔

اسلام کا احسان "مہذب" اقوام پر

دنیا فی الجملہ مائل باسلام ہو رہی ہے، یہاں تک کی مختلف غیر مسلم قومیں جنہیں اپنی تہذیب اور شائستگی اپنے تمدن اور علوم و فنون پر فخر ہے رفتہ رفتہ اسلام کے احکام کی پابندی اختیار کر رہی ہیں، گو انہیں اسلام کے نام سے عار ہے، مگر دین حق کی حقیقی سپرٹ اپنا کام کر چکی ہے، دنیا کی سب سے زیادہ شائستہ طاقتوں میں سے ایک برطانیہ ہے امثال جنہوں اس نے طلاق کے قانون میں تغیر و تبدل کر کے ایسے طریق پر مروج کیا ہے جو ایک حد تک اسلامی ہے شراب فروشی اور شراب نوشی کو آج سے کچھ عرصہ پہلے یورپ کے جملہ ممالک غیر معیوب خیال کرتے تھے، مگر آج خدا کے فضل سے یہ حالت ہے کہ بہت سے ملک شراب کی فروخت قانوناً بند کر رہے ہیں، اور اس کے پینے کو ناجائز خیال کر رہے ہیں، اور اسے ایک ناپاک فعل قرار دیتے ہیں، حال ہی میں عالمگیر انسداد مسکرات کی زبردست جد و جہد شروع ہو گئی ہے، چنانچہ آسٹریا، بلغاریہ، ہسپانیہ، اسکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، پولینڈ، جرمنی، ہالینڈ، یوگوسلافیہ، فنلینڈ اور چلی وغیرہ میں انسدادی تحریک جاری ہے، اور امید کی جاتی ہے، کہ تھوڑے وقت میں اسلام کا قانون غیر اسلامی ممالک کے قوانین پر حاوی ہو جائے گا، یعنی شراب فروشی اور شراب نوشی کو قانوناً بند کر دیا جائے گا،

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت ہیں،

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا کمپونڈر منشی عزیز احمد تین دن سے غائب ہے، سنا ہے کہ ان کی بیوی کے رشتہ دار ان کو تانگے میں بٹھا کر لے گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ واپس نہیں آئے پولیس سرگرم تحقیقات ہے، اس قدر لکھنے کے بعد عزیز احمد صاحب واپس پہنچ گئے الحمد للہ

اس ہفتہ میں مدراس سے مولوی داؤد شاہ صاحب لاہور تشریف لائے، اور پھر حضرت امیر کو ملنے کے لئے ڈلہوزی چلے گئے، ان کی تجویز ہے کہ مدراس میں ایک بک ڈپو کھول دی جائے۔ اور قرآن شریف کا ترجمہ تامل زبان میں کیا جائے، تاکہ جنوبی ہند کے وہ لوگ جو صرف تامل ہی سمجھتے ہیں، اسلامی تعلیم سے آگاہ ہو سکیں۔

ہمارے محترم دوست خان صاحب میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اب لائل پور سے لاہور میں تبدیل ہو گئے ہیں، آپ نے چارج لے لیا ہے،

میاں غلام عباس صاحب بی اے خلف میاں غلام رسول صاحب جو پچھلے دنوں بیماری کی وجہ سے دوکنگ سے تشریف لانے پر مجبور ہوئے تھے، اب بفضل خدا صحت میں ترقی کر رہے ہیں۔ آج کل ڈلہوزی میں اقامت پذیر ہیں، دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ان کو شفائے کامل عطا فرمائے،

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب خدا کے فضل سے صحت میں نمایاں ترقی کر رہے ہیں، حضرت شیخ صاحب کے ایک قریبی رشتہ دار مرض سل میں مبتلا ہیں، لاہور میں زیر علاج ہیں، احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں،

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے اس سفر میں سب احباب کے لئے بڑی بڑی دعائیں کی ہیں، سب احباب بھی ان کے لئے دعا کریں، آپ کی روانگی سے پہلے لنڈن میں ایک اعلےٰ طبقہ کا انگریز جو انجینئر تھا، حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ یہ صاحب لنڈن ہوس میں آیا کرتے تھے، اور لیکچروں میں شریک ہوا کرتے تھے،

ہمارے محترم دوست مرزا خدا بخش صاحب کچھ دن کے لئے اپنے وطن جھنگ گئے ہیں۔

لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حیّ عن بینۃ ہ

مذہب کی غرض

(حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے قلم سے)

اس پر تمام اہل مذہب کا اتفاق ہے کہ مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مالک سے پیدا ہو، اور اس پر بھی غالباً سب کا اتفاق ہے، کہ یہ تعلق چند ہدایات الٰہی کے ماتحت چلنے اور چند نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے سے پیدا ہوتا ہے اس میں اختلاف ہے، کہ وہ ہدایات کیا ہیں، اور وہ نیک لوگ کون ہیں، ایک مذہب کے نزدیک وہ ہدایات توریت میں ہیں اور وہ نیک لوگ بنی اسرائیل کے نبی ہیں، ایک کے نزدیک وہ ہدایات انجیل میں ہیں، اور وہ بزرگ جن کے نقش قدم پر چلنے سے خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے، حضرت مسیح ہیں، ایک کے نزدیک وہ ہدایات ژنداوست میں ہیں، اور وہ بزرگ زرتشت ہیں، ایک کے نزدیک وہ ہدایات ویدوں میں ہیں، اور وہ نیک لوگ رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج ہیں، پھر کوئی یہ مرتبہ مہاتما بدھ کو دیتا ہے، اور کوئی کانفیوشس کو، غرض ہر ایک اہل مذہب یہی مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت آئی، وہ بزرگ جو لے کر آئے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے تھے، اسی لئے آج بھی انسان ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلکر خدا تک پہنچ سکتا ہے،

لیکن ان پاک اور نیک لوگوں کے مقابل پر جنہوں نے انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرنا چاہا، ایک اور گروہ ہوا ہے، جن کا کام یہ رہا ہے کہ ان پاک اور نیک لوگوں کی پاک زندگیوں پر کوئی نکتہ چینی کر کے اور ان کو برے رنگ میں دکھا کر لوگوں کو ان کی طرف توجہ کرنے سے روکا جائے۔ حضرت موسیٰ اور انبیائے بنی اسرائیل کو برا کہنے والے لوگ اس وقت بھی تھے، اور اب بھی موجود ہیں، حضرت عیسیٰ کو برا کہنے والے ان کے معاصر بھی تھے اور آج بھی ہیں، رامچندر جی اور کرشن جی کو برا کہنے والے بھی تھے، اور اب بھی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو مذہب کی اصل غرض سے دور رہتے ہیں، اور خدا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، اگر وہ بزرگ دنیا کے لئے نور ہدایت لاتے ہیں تو یہ تنگ دل لوگ دنیا میں ظلمت پھیلاتے ہیں، ان کے جھوٹا ہونے کی یہی کافی دلیل ہے، کہ ان کی اپنی مقدس کتابیں انہیں اس راہ پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتیں، اور وہ نیک لوگ جن کے نقش قدم پر چلنے کا انہیں دعویٰ ہے، انہوں نے کبھی دوسروں کی عیب شماری نہیں کی، دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں عیب تلاش کرنا کبھی کسی قوم کے خدا رسیدہ انسان کا کام نہیں ہوا، انہوں نے کبھی کسی بڑے آدمی کی بھی عیب شماری نہیں کی، چہ جائیکہ کسی راستباز کسی قوم کے ہادی کسی مذہبی رہبر پر عیب لگایا ہو، یہودی ہوں یا عیسائی، پارسی ہوں یا ہندو، بدھ کے پیرو ہوں یا کانفیوشس کے نہ کسی کی مقدس کتاب میں دوسرے لوگوں کی عیب شماری کی گئی ہے، نہ کوئی ہدایت ان میں موجود ہے کہ تم دوسروں کی عیب شماری کیا کرو، نہ رامچندر جی مہاراج نے کسی کی عیب شماری کی، نہ کرشن جی نے نہ مہاتما بدھ نے دوسروں کی زندگیوں پر حملے کئے، نہ زرتشت نے، نہ حضرت موسیٰ نے دنیا کے کسی بزرگ کو برا کہا، نہ حضرت عیسیٰ نے، یہ ایک الگ بات ہے کہ بدی کو دور کرنے کے لئے بدی اور ریاکاری کو برا کہیں، یا عام الفاظ میں نفاق اور ریا کرنے والوں یا بدکاروں کو ملامت کریں، مگر وہ کسی ایک شخص کو خاص کر کے اس کی زندگی پر کوئی حملہ نہیں کرتے، مگر یہ تعجب ہے کہ آج انہی لوگوں کے پیرو کہلانے والے مذہب کی غرض و غایت اسی بات کو سمجھتے ہیں، کہ کسی مقدس انسان پر کوئی حملہ کیا جائے، یا اس کے ذمے تلاش کر کے کوئی عیب لگایا جائے۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کرتے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ وہ کسی بزرگ کے نقش قدم پر نہیں چل رہے، بلکہ ان حقیقت سے بے خبر لوگوں کے پیچھے چل رہے ہیں، جو خدا سے دور پڑے ہوئے تھے، اور نہ چاہتے تھے کہ انسان کا تعلق خدا سے پیدا ہو آج اگر کسی مذہب کے پیروں کو اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ کسی بزرگ پر ناحق حملے کریں، اور اس پر عیب لگائیں، تو وہ اپنے فعل سے خود یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ اور کہیں حق ہو تو ہو، ان کے پاس کوئی حق نہیں، اہل حق کو آج تک بڑے بڑے پیشوایان مذہب پر عیب لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا احسان دنیا پر کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا، تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ ملک عرب ہر قسم کی توہم پرستی اور بت پرستی وغیرہ سے بھرا ہوا تھا، آپ کے پاک انفاس کی بدولت یہ تمام قسم کے شرک ملک عرب سے مٹ گئے، اور سب خدائے واحد کے پرستار بن گئے اس ملک کے لوگ دن رات ایک دوسرے سے لڑائیاں کرتے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے، آپ نے اس جنگ و جدال کو دور کر کے انہیں ایک متحد قوم بنا دیا، اس ملک میں شراب خوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، آپ کی قوت قدسی نے شراب کا نام و نشان اس ملک سے مٹا دیا، اس ملک میں زناکاری پھیلی ہوئی تھی، اور بڑے بڑے لوگ لونڈیوں سے زنا کا پیشہ کرا کر اس کی آمدنی کھاتے تھے، مردوں اور عورتوں کے علی الاعلان فحش تعلقات تھے، آپ کی بدولت یہ ملک زنا سے پاک ہو گیا، اور مردوں اور عورتوں کے تعلقات میں اعلےٰ درجے کا حیا اور غیرت پیدا ہو گئی، اس ملک میں یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی نہایت کس مپرسی کی حالت تھی، آپ نے ان کے حقوق کو ایسا قائم کیا، کہ زبردست سے زبردست آدمی کی مجال نہ رہی کہ کمزور سے کمزور آدمی کے حق پر دست درازی کر سکے، اس ملک میں زندہ لڑکیوں کو مٹی میں گاڑ کر مار دیتے تھے، آپ کی بدولت یہ وحشیانہ رسم اس ملک سے دور ہوئی، آپ کی بدولت جہالت کا پردہ اس ملک سے اٹھ کر علم پھیل گیا، وحشیانہ حالت کی بجائے تمدن اور معاشرت کے اعلےٰ درجے کے قوانین قائم ہو گئے، ایک انسان جس نے بیس سال کے عرصہ میں ایک ملک کے ملک سے اس قدر ناپاکیوں کو دور کر دیا ہو، اور پھر جس کے نقش قدم پر چل کر کروڑ در کروڑ انسانوں کا تعلق خدائے پاک سے ہو گیا، اس کی پاک زندگی پر حملے کرنا ناپاک انسانوں کا کام ہو سکتا ہے، جس سرچشمہ سے اس قدر پانی کے دریا بہہ گئے جن کے سامنے ہر ایک قسم کی ناپاکی دنیا سے دور ہو گئی، اس کی طرف پلیدی کی نسبت وہی کر سکتا ہے، جس کے اپنے دل میں پلیدی ہو۔ عالم روحانیت کا وہ آفتاب جس نے اپنی تیز روشنی سے سارے عالم کو منور کر دیا ہو، جس کی تاریخی طور پر کوئی دوسری نظیر نہیں، اسے سوائے سیہ دل کے اور کوئی ظلمت سے نسبت نہیں دے سکتا،

مگر ان سب باتوں سے بڑھ کر جو فائدہ آپ کی ذات پاک سے دنیا کو پہنچا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کے تمام راستبازوں، تمام مذاہب کے پیشرؤوں کی عزت دنیا میں قائم کی، اور اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس بات پر ایمان لائیں، کہ دنیا کی تمام قوموں میں خدا کی طرف سے پیغمبر آئے ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں لوگوں کا خدا سے تعلق پیدا کیا، اور یہ بھی بتا دیا، کہ پیغمبر وہی نہیں جن کے نام قرآن شریف میں آ گئے ہیں، بلکہ ان کے علاوہ اور بھی دنیا میں پیغمبر ہوئے ہیں، اور یوں سمجھایا کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبی پیشواؤں کی عزت پیغمبروں کی طرح ہی کرنی چاہیئے، غرض بیماری جس نے ہر مذہب کے پیروؤں کو مذہب کی اصل غرض سے ہٹا دیا، یعنی انہوں نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو برا کہا، اور دوسرے مذاہب کو جھوٹا قرار دیا، اس کو آپ نے دور کیا، اور اپنے پیروؤں کو صاف لفظوں میں تعلیم دی، کہ دوسرے مذاہب کے انبیاء پر ایمان لائیں، اور جو انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر و تبدل کر کے خدا کے سوائے اور معبود بنا لئے ہیں، ان کو بھی گالی نہ

دیں، تاکہ دنیا میں محبت اور آشتی پھیلے، اور انسان ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح مل کر رہنا سیکھیں،

غرض اگر دنیا کے مختلف مذاہب میں سے ہر ایک مذہب ایک ہی صداقت کو قبول کرتا اور ایک ہی انسان یا چند اپنی ہی قوم کے انسانوں کو منجانب اللہ ہدایت لانے والا قرار دیتا ہے، تو اس شخص کا دنیا پر کس قدر احسان ہے، جس نے دنیا کو، تمام صداقتوں کو قبول کرنے کی تعلیم دی، اور دنیا کے تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت سکھائی، اور تمام انبیا کے ایمان لانے کو اصول مذہب میں داخل کیا، ہر ایک مذہب اپنی قوم کے بزرگوں کی عزت سکھاتا ہے، اور یوں مذہب کی اصل غرض کو تمام مذاہب سے بڑھکر پورا کرتا ہے، وہ کسی آسمانی کتاب کو برا نہیں کہتا، نہ کسی مذہب کے پیشوا کو برا کہنا سکھاتا ہے، ہاں جو ان مذاہب میں بعض غلطیاں ہوگئی ہیں، مثلاً ویدوں میں بت پرستی کی تعلیم یا انجیل میں حضرت مسیح کی خدائی کی تعلیم یا بدھ مذہب کی کتابوں میں انکار خدا کی تعلیم یا ان کتابوں میں یا اور کتابوں میں بعض قسم کی غلطیاں داخل ہوگئی ہیں، ان کی اصلاح اسلام کرتا ہے، اور انہی کی اصلاح کے لئے اسلام آیا ہے، کیونکہ جب سب مذاہب میں غلطیاں داخل ہوگئیں، تو ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا شخص آتا، جو ان تمام مذاہب کو غلطیوں سے پاک کرکے لوگوں کو پھر ان صحیح اصول پر قائم کرتا، جن پر وہ ابتداء میں قائم تھے، اور دنیا کا تعلق خدا تعالےٰ سے دوبارہ قائم کرتا، اور چونکہ ابتداء میں نسل انسانی کی حالت ایک بچہ کے برابر تھی - اور اس وقت ان کی ہدایات بھی ان کی ضروریات کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ تھیں، اس لئے جب تمام مذاہب کی صحیح تعلیم کو از سر نو دنیا میں قائم کردیا گیا، اور اس کے ساتھ ہی مذہب کو تکمیل کو بھی پہنچا دیا گیا، اور وہ ہدایات دی گئیں، جو ہمیشہ کے لئے دنیا میں قائم رہنے والی تھیں، پس نسل انسانی کے اتنے بڑے محسن پر جس نے دنیا کو طرح طرح کی بدیوں سے ایسا پاک کیا، جس کی دوسری نظیر تاریخ میں نہیں، اور جس نے آئندہ نسل انسانی میں محبت اور اخوت پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کا سبق سکھایا، عیب لگانا اور اسی کو برے لفاظ سے یاد کرنا اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے، جنہوں نے پہلے ہر نبی اور ہر راستباز کے زمانے میں اس کا مقابلہ کیا، اور حق سے دشمنی کی،

اگر مذاہب میں کوئی مقابلہ ہوسکتا ہے، تو وہ ان مذاہب کے مقدس پیشواؤں پر حملے کرنے سے نہیں ہوسکتا، بلکہ ان کے اصول کو دیکھنا چاہیئے، اور ان کی تعلیم پر غور کرنا چاہیئے، کہ کسی مذہب میں کوئی ایسی تعلیم موجود ہے، جو نسل انسانی کی بہتری کا موجب نہیں یا جس سے بجائے نیکی کے دنیا میں ناپاکی پھیلتی ہے، اگر ایک مذہب کے اصول قابل عزت ہیں، تو اس مذہب کا لانے والا یقیناً قابل عزت ہے، لیکن اگر ایک مذہب کے اصولوں میں کوئی نقص پیدا ہوگیا ہے، تو وہ نقص بانیٔ مذہب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے بلکہ پچھلے لوگوں کی طرف جنہوں نے اپنی حرص و ہوا کی پیروی کرکے حق کے ساتھ باطل کو ملا دیا،

فساد اجمیر کی حقیقت

ہندوؤں کا اشتعال انگیز رویہ

امتناعی احکام کے باوجود مساجد کے آگے باجہ بجایا گیا

درگاہ شریف کی عمارت پر گولیوں کے نشان

اجمیر شریف - ۲۸ جولائی - مذہب اسلام کے برخلاف وہ پروپیگنڈا جو بعض تحریکیں ہندو سنگھٹن نے جاری کر رکھا ہے کچھ عرصہ سے کشیدگی رنجش اور عداوت پیدا کر رہا تھا - اور اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں کے باعث ہندو مسلم اتحاد کے لئے خلافت اور کانگریس والوں کے مساعی بالکل ناکام ثابت ہو رہی ہیں - اس تبلیغی بد نیتی سے قدرتی طور پر لوگ لڑائی کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے چنانچہ ..... ہندوؤں نے ..... جلوس نکالا اور لوگوں کو فساد کا موقعہ ہاتھ آگیا - ہندوؤں نے حکومت کے ..... حکم کے الفاظ پر ..... مساجد کے سامنے باجہ بجانے پر اصرار کیا - باوجودیکہ مسلمانوں نے ان سے دست بستہ استدعا کی کہ وہ ایسا نہ کریں - اور اپنی ٹوپیاں ان کے پاؤں پر رکھیں لیکن ہندوؤں نے مسلمانوں کی استدعاؤں اور التجاؤں کو نظر حقارت سے ٹھکرا دیا اور ان کی کچھ پرواہ نہ کی - جلوس کئی مساجد سے ہوتا ہوا مسجد ..... تک پہنچا - جو بازار اور درگاہ شریف کے درمیان واقع ہے - یہاں باجہ کو روکنے کے لئے مسلمانوں نے بہت اصرار کیا - اور اگرچہ یہ اصرار بھی نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تاہم حقیقتاً کوئی لڑائی نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک شخص نے باجہ والوں کی ایک جماعت کو مسجد کے سامنے ٹھہرا کر خود باجہ بجانا شروع کیا اور اس نے ان لڑکوں کے روبرو جو مسجد کے اندر کھڑے تھے ..... بجایا - اور اس طرح جلتی آگ پر تیل ڈالا حتیٰ کہ طرفین نے ایک دوسرے پر چند لاٹھیاں چلائیں مرزا عبدالقادر صاحب مہتمم مجلس خلافت نے فوراً موقعہ پر پہنچکر ایک منٹ میں امن و امان قائم کردیا - اب خود مرزا صاحب کی التجاؤں کے باوجود ہندوؤں کے جلوس نے آگے چلنے سے انکار کردیا - اور الٹا گالیاں دینے اور دھمکانے لگے اور مسلمانوں کو جنہیں مرزا صاحب نے روک رکھا تھا ہر قسم کا اشتعال دلانے لگے - اس اثنا میں مرزا صاحب نے حفظ ماتقدم کے طور پر ادھر ادھر لوگ دوڑائے تاکہ ملحقہ گلی کوچوں سے مسلمان نہ آجائیں جو ممکن تھا لاٹھیاں لیکر آجاتے - موقعہ پر جو مسلمان اسوقت موجود تھے ان میں بمشکل چند نوجوان ہونگے - ایک سو کے قریب لڑکے تھے ان میں سے ایک درجن سے زیادہ لاٹھیوں سے مسلح نہ تھے اس لحاظ سے کسی اہم حادثہ کے وقوع پذیر ہونے کا اندیشہ نہ تھا جو لڑکے اسوقت وہاں موجود تھے انہوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگانے شروع کئے - اسپر ہندو نوجوان لاٹھیوں سے مسلح آگے بڑھے اور انہوں نے لڑکوں کو چیلنج دیا کہ جرات و حوصلہ ہے تو میدان میں نکلو اس اثنا میں دو تین مسلمانوں کے سروں پر لاٹھیاں بھی ماردیں - ان مسلمانوں نے جن کے پاس لاٹھیاں تھیں لاٹھیوں کی مدافعت لاٹھیوں سے کی اور لڑکے جن کے پاس لاٹھیاں نہیں تھیں پہلے سے زیادہ طاقت اور جوش کے ساتھ اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہے - مگر جلوس والے بھاگ نکلے - مرزا صاحب نے مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرنے سے روکا - اس لڑائی میں طرفین کے تقریباً نصف درجن اشخاص مجروح ہوئے جن میں تین کو مرزا صاحب اٹھاکر ہسپتال لے گئے -

دوسرا افسوسناک حادثہ گھنٹہ گھر کی مسجد کے پاس ۲۴ تاریخ کو ہوا - اس مسجد کے بالمقابل ایک مندر ہے - جہاں پیشتر بھی لڑائیاں ہوتی رہی ہیں جس کے باعث حکومت کا ایک مستقل اور دوامی حکم نافذ ہے کہ اوقات نماز میں باجہ اور گھنٹہ نہ بجایا جائے اس دن مندر میں میلہ لگا ہوا تھا اور حکومت کے امتناعی حکم کے باوصف اور بروقت پند و نصائح کے باوجود نماز مغرب کے وقت باجہ بجایا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی ہوگئی جس میں ہندو بمقابلہ مسلمانوں کے زیادہ زخمی ہوئے - شری ..... لال سیٹھی اور تین دیگر کارکنان کانگریس کو جنہوں نے امن و امان قائم کرانا چاہا زخم آئے اور مذکورہ مندر کو بھی نقصان پہنچا - تقریباً ۴ مسلمان اور ایک ہندو گرفتار ہوا - اس اثنا میں جذبات نہایت درجہ مشتعل ہوچکے تھے اور مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ ہندو انتقام لینے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں - اور ادھر ہندوؤں میں مسلمانوں کی تیاریوں کا تذکرہ ہونے لگا - ..... جلوس کے لئے مقرر کیا گیا تھا - اس روز ہندوؤں نے حکومت سے امداد حاصل کی مسلح پولیس اور فوج درگاہ بازار اور دیگر مقامات میں متعین کر دی گئی تاکہ جلوس مذکور کی حفاظت کرسکیں جو مسجدوں کے پاس سے باجہ بجاتے ہوئے گذرنے والا تھا - سوائے اوقات نماز مغرب (۱۰ منٹ) اور نماز عشا (۲۰ منٹ) مسلمانوں کی استدعا یہ بھی تھی کہ مسجدوں کے آگے باجہ نہ بجایا جائے - جلوس کئی مساجد کے پاس سے ہوکر گذرا لیکن جلوس والوں نے کسی مسجد کے پاس پہنچکر بھی باجہ بجانا بند نہیں کیا - درگاہ محلے کے بازار میں اور اس کے ارد گرد مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوگئے - سواروں نے بازار مذکور کو جلوس کی آمد و رفت کے لئے صاف اور خالی کیا - لوگ دونوں طرف سڑک کے کنارے قطاریں باندھ کر کھڑے تھے اور درگاہ مقدس کی سیڑھیوں اور چھت پر بھی لوگ کھڑے تھے - لوگوں کو ڈرانے کے لئے ہوا میں گولیاں چلائی گئیں - لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا - ..... ہندوؤں کے ذریعہ سخت مزاحمت کی گئی - رائفلوں اور بندوقوں سے کام کیا گیا - انجام کار اس امر پر اتفاق رائے ہوگیا کہ درگاہ مقدس کے بازار میں کوئی باجہ نہیں بجایا جائے گا جس پر جلوس خاموشی سے کھلے بازار میں چلا آیا - تاہم جلوس کی حفاظت مشین گنوں سے کی گئی تاکہ عقب سے حملہ کو روکا جاسکے اس لڑائی اور کشمکش میں کئی مارے گئے اور کئی مجروح ہوئے - ایک سپاہی بھی گولی سے مارا گیا - بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص درگاہ محلے سے گولیاں چلا رہا تھا اور پولیس اور فوج کے متعدد اشخاص کہ جن میں سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی شامل تھے گولیوں اور لاٹھیوں سے زخم آئے - مولانا معین الدین و مرزا عبدالقادر بیگ صاحبان اور تمام کارکنان خلافت نے اس آفت کو روکنے کے لئے حتی المقدور کوشش کی - اگرچہ بعض محلہ کے آدمیوں کو لڑائی میں حصہ لینے سے روکا گیا اور متعدد اشخاص گھروں کو بھیجدیئے گئے لیکن تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکے جو ہونا تھا ہو کر رہا - حادثہ کے بعد مردہ اور زخمیوں کو خلافت والوں نے اٹھایا اور انہیں شفاخانہ میں پہنچا دیا گیا - ایک مسلمان اور پانچ ہندو مارے گئے اور متعدد اشخاص زخمی ہوئے - زخم گولیوں - لاٹھیوں - تلواروں اور اسی قسم کے اوزاروں کے تھے - شہر کے دیگر حصص میں بھی لڑائی ہوئی اور مردہ اور مجروح اشخاص کی صحیح تعداد بتانا مشکل ہے لڑائی کی رات کو سپرنٹنڈنٹ پولیس اور میرزا عبدالقادر صاحب کے مابین اس امر پر اتفاق رائے ہوا کہ موخر الذکر اپنے رضاکاروں کو شہر کی حفاظت اور نگرانی کے لئے پولیس والوں کے ساتھ متعین کردینگے تاکہ اس ذریعہ سے لوٹ کا انسداد کیا جاسکے اور مقدم الذکر اپنی افواج کو ہٹا لینگے چنانچہ شہر کی حفاظت کی گئی - مرزا صاحب بذات خود کارکنان و رضاکاران خلافت کے ساتھ تمام شہر میں گشت لگاتے اور حفاظت کرتے رہے - حادثہ کے تین روز بعد تک ہندو حلقوں میں مکمل ہڑتال رہی - رائفلوں اور مشین گنوں سے نظامی دروازہ کو ضربات پہنچی ہیں - مسلم حلقوں میں ابھی تک اسکے متعلق ناراضی کا جذبہ موجزن ہے - عمارات پر گولیوں کے جو نشان لگے ہیں - ان پر نمبر لگائے جا رہے ہیں اور ان کے فوٹو لئے جا رہے ہیں - احتجاج کا جلسہ بھی ہوا ہے - جلسہ میں کمشنر کا ایک خط بھی پڑھا گیا ہے جس کا مضمون یہ تھا کہ

"عمداً درگاہ شریف پر کوئی فائر نہیں کیا گیا - اور کہ درگاہ شریف کو قلعہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے - مگر اسکی بےحرمتی کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا" بہرنوع گولیوں کے نشان اس کثرت سے اور اسقدر صاف ہیں کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں - ہندو مسلمانوں کے درمیان صلح کی گفت و شنید ہو رہی ہے - ہر ایک طرف سے ۲۱-۲۱ نمائندے لئے گئے ہیں -

(محی الدین پراونشل خلافت کمیٹی اجمیر)

مراسلات

دعوت عمل

یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۝ تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر و مسکن طیبۃ فی جنت عدن ذالک الفوز العظیم ۝ و اخری تحبونھا نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین ۝

ترجمہ - اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو عذاب دردناک سے بچالے - وہ یہ ہے کہ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ - اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانیں لڑاؤ - وہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے - بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو - ایسا کرو گے تو خدا تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جنکے تلے نہریں بہ رہی ہیں اور تم عمدہ مکانوں میں داخل ہوگے جو ہمیشہ کے باغوں میں ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور ان نعمتوں کے سوا ایک اور نعمت بھی ہے جس کو تم دل سے پسند کرتے ہو خدا کی طرف سے تم کو ملیگی - اور تمہارے لئے فتح قریب ہے اور اے

پیمبر ایمان لانے والوں کے لئے یہ خوشخبری سنا دو۔

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالے نے مسلمانوں کو ایک تجارت کا راستہ بتایا ہے جو ان کے واسطے دینی اور دنیوی بہتری کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ دیکھو دنیاوی تجارت کے واسطے انسان کسقدر جدو جہد کرتا ہے اور اپنا روپیہ لگاتا ہے نفس کی قربانی کرتا ہے یعنے دن رات اسکی بہتری کے واسطے کوشاں رہتا ہے اور یہ صرف اسلئے کہ اس تجارت سے نفع حاصل کرے بعض دفعہ تجارت میں نقصان بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ صبر اور استقلال کے ساتھ اس کام کو جاری رکھتا ہے تاکہ فائدہ حاصل کرے۔

جس تجارت کا ذکر خدا تعالے نے کیا ہے اسکے واسطے بڑے سرمایہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اسکے واسطے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ اللہ پر ایمان۔ اسکے رسول پر ایمان۔ مال کی قربانی اور نفس کی قربانی اللہ کے رستہ میں۔ اسکے عوض میں خدا تعالے جو نفع تمکو دینے کا اعلان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو بہشت کا وارث بنائے گا اور دنیا میں اسکی نصرت تمہارے شامل حال ہوگی اور تم فتحمند ہو جاؤ گے گویا تمہاری چار چیزوں کے عوض میں چار ہی قسم کا نفع ملیگا۔ (۱) گناہوں کی معافی (۲) جنت (۳) عمدہ مکان (۴) فتح و نصرت

یہ یاد رکھو کہ خدا تعالے کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہوتے۔ مگر ان وعدوں کا حاصل کرنا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پچھلے تیرہ سو برس میں جب تک تم نے اس تجارت کو جاری رکھا۔ تم دنیا میں کامیابی کا منہ دیکھتے رہے اور خدا کی نصرت تمہارے شامل حال رہی۔ دولت اور سلطنت تمہارے قدم چومتی رہی۔ اقبال تمہارا یاور رہا۔ کہیں تم کو ناکامیابی کا منہ نہ دیکھنا پڑا سپین سے لیکر ہندوستان تک تمہارے نام کا ڈنکا بجتا رہا۔ مگر جب سے تم نے اس تجارت کو چھوڑ دیا خدا کی نصرت تمہارے شامل حال نہ رہی اور تم ذلیل و خوار ہو گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کا اللہ اور رسول پر ایمان نہیں ہے تو اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ بیشک کثیر حصہ اس سے خالی ہے کیونکہ انہوں نے خدا کے احکام کے برخلاف مادہ پرستوں اور مشرکوں کو محض دنیاوی مفاد کی خاطر اپنا دست و بازو سمجھ کر دوستی کا دم بھرا اور یہ کہتے رہے کہ اپنی سلطنت پہلے قائم ہو جائے تو پھر مذہب کو ترقی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک غلط اصول ہے اسکا ثبوت قرآن شریف سے ملتا ہے۔ اور نہ کوئی حدیث صحیح اسکی تائید کرتی ہے۔ اس صورت میں مسلمانوں کو خدا کا حکم مان لینا چاہئے اور اپنے ایمانوں کو اللہ اور اسکے رسول پر پختہ کرنا چاہیے۔ قرآن کو اپنا دستور العمل بناؤ اور خدا پر پورا پورا ایمان لاؤ کیونکہ تمہارا خدا قادر مطلق خدا ہے وہ کسی مادہ اور روح کا محتاج نہیں ہے۔ وہ اپنے محبت کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اے پیغمبر ان کو کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا۔ پس اگر تم کو اللہ کی محبت کا دعوی ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو۔ پھر کیا ہوگا۔ اللہ تمہارا شیدا ہو جاتے گا اور ہر وقت تمہاری نصرت کرنے کو تیار رہیگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے ایمانوں کو حاصل کرو اور پورے مومن بن جاؤ۔ زبان سے تو تمہارا اقرار ہے کہ اللہ ایک ہے مگر دل مادہ پرستی کے پھندے میں پھنسا ہوا ہے۔ اپنی حالت پر ہر ایک خود غور کر سکتا ہے کہ وہ اسباب پر کسقدر بھروسا کرتا ہے اور خدا کو بالکل چھوڑتا ہے۔

پھر اسکے بعد اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسکے راستہ میں اپنے نفس اور اپنے مال قربان کرو۔ منہ سے کہدیا کہ ہم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے یہ تو آسان ہے مگر امتحان کا وقت وہ ہے کہ انسان اپنی جان اور مال کو اسکی راہ میں قربان کرے۔ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان کا یہی ایک ثبوت ہے۔ ایمان باللہ و ایمان بالرسول اگر ایک دعوے سمجھا جائے تو اسکی دلیل مال اور نفس کی قربانی ہے۔ انسان مال کی قربانی بھی کر لیتا ہے۔ مگر جو نفس کی قربانی ہے وہ آخری منزل ہے اور اس کا قربان کرنا بڑا ہی دشوار ہے گویا اصل مومن وہی ہوتا ہے جو اللہ کے راستہ میں جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہو۔ جو مصیبت اس وقت اسلام کے برخلاف نمودار ہوئی ہے۔ اور جس کا خدشہ مسلمانوں کو لگا ہوا ہے کہ یہ فتنہ ارتداد کسطرح سے فرو ہو اسکا یہی ایک علاج ہے کہ مسلمان اپنے مال اور جان کو اللہ کے واسطے قربان کر دیں تو پیغمبران کے واسطے فتح یقینی ہے جو لوگ تبلیغ کا کام کر سکتے ہیں وہ میدان میں نکلیں اور جو یہ کام نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے مال

سے مدد دیں۔ اسجگہ یہ بھی ضروری ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کا ذکر کر دیا جائے۔ اگرچہ کفرساز مولویوں نے حسب عادت آپ کے سر پر کفر کا سہرا باندھا۔ کیونکہ یہ ضروری تھا اور یہ ان کی صداقت کی ایک بین دلیل ہے کہ یہ سہرا ہمیشہ ایسے ہی لوگوں کے سر پر باندھا گیا جو خدا کے مقرب تھے حضرت میرزا صاحب نے ۱۹۰۸ء میں اپنی وفات سے کچھ دن پیشتر اپنے رسالہ "پیغام صلح" میں اعلان کیا تھا کہ اگر یہ اور ان وطن ہمارے سردار حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دہی چھوڑ دیں اور ان کو بھی ویسا ہی نبی مان لیں جیسے اور نبی اوتار ہوئے ہیں تو ہم ہندوؤں کے ساتھ صلح کر سکتے ہیں کیونکہ آئے دن جو ہنود یعنے آریہ لوگ اس رسول امی کی شان میں برے برے الفاظ استعمال کرتے ہیں ان سے مسلمانوں کا دل دکھتا ہے۔ مگر ان کی آواز کو کسی نے نہ سنا۔ بدقسمتی سے موجودہ مشکلات میں مسلمانوں نے محض دنیاوی مفاد کی خاطر ان کے ساتھ اتفاق اور اتحاد کا رشتہ مضبوط کیا اور ان کو اپنا دلی دوست سمجھا۔ مگر اس کا جو نتیجہ نکلا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اسکے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ غور کرو کہ خدا کے مجدد دین کیسے دوربین ہوتے ہیں۔ اور ان کی نظر کیسی باریک ہوتی ہے کہ وہ دلوں کی باتوں کو جانتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے صلح کی بنیاد اس اصول پر رکھی کہ یہ لوگ رسول کریم کی عزت کریں۔ ان کے ساتھ دوستی مشکل ہے۔ آخر ان اسلام کے دشمنوں نے جو زہر اسلام کے خلاف اگلا۔ اسکا اثر خود بخود لوگ محسوس کر رہے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی وجہ صرف تقویت اسلام تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کی راہ بتائی۔ خدا تعالے نے اس مجدد کے ہاتھ سے اس ضرورت کو پورا کرنا تھا مرزا صاحب نے اپنا ایک مشن اشاعت اسلام پیش کیا اور اپنے مریدوں سے اقرار لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ آپ نے آج سے چالیس برس پیشتر مسلمانوں کو تبلیغ کی طرف دعوت دی۔ مگر مسلمان نہ جاگے اور اس پیغام کی طرف توجہ نہ کی۔ مگر آج زمانہ نے ان کو تھپیڑا مار کر جگا دیا کہ اسلام کی ترقی تبلیغ ہی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے اور اب بدحواس ہو کر خواب خرگوش سے اٹھ بیٹھے اور سوراج کا خواب پریشان دور ہو گیا۔

کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ جو مشن حضرت مسیح موعود نے قائم کیا۔ اسمیں کبھی تنزل آیا۔

اب بھی وقت ہے کہ مسلمان اس معاملہ میں غور کریں اور کفر باز مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور ہمارے کام کو دیکھیں اگر یہ کام خلوص دل کے ساتھ ہے اور اسمیں منافقت نہیں ہے تو پھر ہمارے ساتھ ملکر کام کریں کہ قرآن کا حکم ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ اللہ کی رسی کو اکٹھے ہو کر پکڑو۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب کی خدمات کو دیکھو اور ان کے حوصلہ کو دیکھو کہ وہ کس خلوص سے خدمت اسلام میں مصروف ہیں جو بات ان کے مرشد نے ان کو کہی تھی وہ اسکی تعمیل میں مشغول ہیں۔

اے مسلمانو! آؤ ہمارے ساتھ ملکر اس کام کو شروع کرو کہ خدا کا حکم ہے کونوا مع الصادقین پھر دیکھو کہ تھوڑے عرصہ میں ہماری حالت کہاں سے کہاں تک ترقی کرتی ہے تم نے سوراج بھی دیکھا۔ ترک موالات بھی دیکھا۔ خلافت بھی دیکھی اب یہ سودا بھی کرو۔ اسمیں بہت دام نہیں خرچ ہوں گے اصل ثابت رہیگا اور نفع مفت میں دگنا ملیگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہمیں توفیق دے کہ ہم اسکے دین پر فدا ہو کر دنیا اور آخرت کی بہبودی حاصل کریں اور اپنی آنے والی نسلوں کے واسطے ایک نمونہ چھوڑیں۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ٥

کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور یہ خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر برا ہی منائیں۔

اے مسلمانو! تمہارے واسطے یہ خوشخبری ہے اور تم کو چاہیئے کہ اللہ کے راستہ میں سربکف ہو کر نکلو اور کفار کا مقابلہ مال اور جان سے کرو یعنے تبلیغ کے کام کو اپنا نصب العین بنالو اور ہمارے ساتھ ملکر کام کرو کہ اسمیں اسلام کی فتح ہے۔ والسلام

(خاکسار نور محمد از سلم)

ناظرین خط و کتابت کیوقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ارشاد محال۔ منیجر

بقیہ صفحہ اول

تضیع زر کا رونا رویا جاتا ہے لیکن ع

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(فرا) قوم میں اس امر کے محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جانی چاہیے (قبل اس کے کہ وہ قومی مستقبل کو اپنے طریقۂ انتخاب سے وابستہ کرنے کی کوشش کریں، کہ ہمیں اپنی رہنمائی کے لئے ایسے لوگ چننے چاہئیں، جو مذہبی اور تمدنی ڈگ میں قابل ترین ہوں، نہ یہ کہ ایک پہلو رکھتے ہوں، اور دوسرے پر فالج گر چکا ہو، اصل بات یہ ہے کہ اس قوم کے لوگ کبھی شکست نہیں کھاتے، جن میں اتنی عقل و فراست ہو، کہ وہ اپنا جرنیل ایسا منتخب کریں، جو صحیح معنوں میں جرنیل ہو، اور جنگ کی ضروریات کے لئے بہترین آدمی ہو، امن والا ن کی جنگ اصلی جنگ سے زیادہ نازک اور اہم ہے، درحقیقت پائیداری کی جنگ یہی امن والا ن کی جنگ ہے، بشرطیکہ وہ لغزش اور پھسلاہٹ سے مامون اور محفوظ ہو، یورپ کی طاقتیں اسی لئے اپنے معمولی اور غیر معمولی مقاصد میں فوری کامیابیوں کا منہ دیکھ رہی ہیں، کہ ان کا طرز انتخاب کامیابی کی پہلی اور بین دلیل ہوا کرتا ہے سچ ہے، ابتدا کا اچھا ہونا بالفاظ دیگر کام کا نصف ختم ہو جانا ہے)

(٦)

"انتخاب" میں ایک مشکل یہ پیدا ہوتی ہے، کہ عام لوگ "اہل" اور "نااہل" لوگوں میں تمیز نہیں کر سکتے، اور جو کچھ کرتے ہیں دیکھا دیکھی کرتے ہیں، یا کسی کے کہنے سننے پر تو ایسی صورت میں جب ہمارا نصب العین قوم کی رفع شان ہے، تو ازالہ مشکل نہایت آسان ہے جنرل کونسل کا ممبر بننے کے لئے ہر شخص کو حق حاصل ہے، صرف چندہ کی معینہ مقدار کی ادائیگی ضروری ہے، اب ایسے لوگوں پر ہی انتخاب کا تمامتر دارومدار ہے، تو ہونا یہ چاہیئے، کہ قوم کے درمیانہ درجہ کے سمجھدار لوگ جو کم از کم "اہل" اور "نااہل" میں تمیز کر سکتے ہیں، اس فرض کو اپنے ذمے لیں، کہ رائے دہندگان میں تبلیغ حق کریں، جو صرف ایمانداری اخلاص اور للّہیت کا نتیجہ ہو سکتی ہے اور بس، جب تبلیغ کما حقہ ہو چکے، تو پھر انتخاب کی مشکل آسان ہو جاتی ہے، لیکن شرط انصاف یہ ہے، کہ "تبلیغ حق" کو آج کل کی رولواری اور تضئیر بازی کی ناگوار صورت نہ دے دی جائے، ورنہ ہمیں اپنے تمام قومی مفاد سے ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیئے، اور احساس ملی اور جذبات دینی کے تقاضاؤں کو ہمیشہ کے لئے ملیامیٹ کر دینا چاہیئے، آؤ سب مل کر فیصلہ کر لیں، کہ خواہ کسی قسم کی اسلامی انجمن یا قومی جماعت کیوں نہ ہو، ہم اپنی رہنمائی کے لئے ایسے اشخاص کو سامنے لائیں گے، جو اہل تدین ہوں، اور "سرمایہ داری" کے غلط اصول کو جو سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے، بہ نظر تنفر دیکھیں گے، ہاں اگر اتفاقاً کوئی شخص پکا مسلمان اور صاحب بصیرت ہونے کے علاوہ "سرمایہ دار" بھی ہو، تو اس کے لئے عین برکت کا موجب ہے، قوم کی قوت شناخت اتنی تیز اور زبردست ہونی چاہیئے، کہ وہ تمام ظاہری رکاوٹوں اور نام نہاد بندشوں کی قیود سے آزاد ہو، مثلاً اسے ایک فاقہ مست مگر مہ اوصاف موصوف مسلمان کو اپنا رہنما بنانے میں ایک منٹ کے لئے پس و پیش نہ ہو، اور ایسے لوگوں کی عزت و توقیر ہر فرد کے گوشۂ قلب میں ہو ؎

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یدخلون فی دین اللہ افواجاً

سہارنپور میں قبول اسلام

۱۲۔ ذی الحجہ یوم جمعہ بعد نماز عصر ایک شخص بنام کلوا بن سنڈا ولد دھن بسیڑہ ضلع سہارنپور مسجد قصابان میں مولوی شاہ محمد صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اللہ کریم اس کو استقامت بخشے۔

(راقم عبدالحی امام مسجد ڈھولی کھال سہارنپور)

گجرات میں قبول اسلام

ایک شخص مسمی پرمانند آریہ ساکن امرتسر اسلام کی خوبیوں سے قائل ہو کر عید کے روز قبل از نماز عید ایک جم غفیر کے روبرو مولوی مکی صاحب امام کے ہاتھ پر برضا و رغبت خود مشرف بہ اسلام ہوا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اللہ تعالے استقامت بخشے آمین۔

(شیخ عبدالحکیم گجرات)

دولت عثمانیہ اور اشاعت اسلام

جب ۱۸۷۰ء میں مسٹر سٹینلی نے برطانیہ کے عیسائیوں کے نام اپنی مشہور چٹھیاں شایع کیں، جن میں اس نے اپنے ہم مذہبوں کو اس بات پر آمادہ کیا تھا، کہ یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں جو اس وقت شاہ متیسا کے زیر حکومت تھا مسیحیت کی تبلیغ کے لئے ایک وفد بھیجا جائے، تو مسٹر موصوف نے اس خبر کو پھیلا دیا، کہ متیسا کے دربار میں اسلام کا ایک خاص اثر ہے، اور بادشاہ اور درباری مسلمان ہوجانے والے ہیں، جب یہ خبر ترکی اور عربی اخبارات میں شائع ہوگئی، تو اسی وقت ترکی کے اسلامی حلقوں میں اس تجویز کا بڑے جوش سے خیر مقدم کیا گیا، کہ وسط افریقہ کے ان حصوں میں اشاعت اسلام کے متعلق عملی تجاویز اختیار کی جائیں، چنانچہ قسطنطنیہ میں ایک مسلم مشنری سوسائٹی قائم کی گئی، جس کے لئے بڑی بڑی رقموں کے وعدے کئے گئے بہت سے نوجوان مسلمانوں نے یوگنڈا میں اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک آخر ٹھنڈی پڑ گئی، اس ناکامی کی بڑی وجہ یہ قرار دی جاتی ہے، کہ جب ترکی اور روس میں جنگ چھڑ گئی، اور چینی ترکستان میں یعقوب بیگ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا، تو ترکوں کی توجہ افریقہ سے ہٹ گئی،

۱۸۹۰ء میں دولت عثمانیہ نے ایک اسلامی وفد مشرق بعید کی طرف روانہ کیا، مگر جہاز "ارطغرل" جو اس مشن کو لے جا رہا تھا، اور جس کے امیر البحر عثمان پاشا تھے، جاپان کے ساحل کے قریب تباہ ہوگیا، اور بہت سی جانیں تلف ہوئیں،

۱۹۰۱ء میں ایک اور اسلامی وفد شہنشاہ جرمنی کی تحریک سے شانگھی پہنچا، جہاں وفد کے اراکین جرمن سفارت خانہ میں فروکش ہوئے، اس وفد کے ساتھ دو ملا بھی تھے، مگر مالی دشواریوں کی وجہ سے اسلامی وفد کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی، اور آخر جاپان کے راستہ اسے یورپ واپس جانا پڑا، مگر دونوں ملا چین میں رہ گئے، انہوں نے ان تمام اسلامی جمعیتوں کے حالات سے واقفیت حاصل کی جو سلطنت کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی تھیں،

۱۹۰۶ء میں ایک چینی مسلمان جو پیکین کا مفتی تھا، قسطنطنیہ پہنچا، جہاں اس کا بڑا ادب اور احترام کیا گیا، اگرچہ وہ عربی بات چیت نہ کر سکتا تھا لیکن اسے اس زبان میں لکھنے اور پڑھنے کی خوب مہارت تھی، چنانچہ تمام گفت و شنید عربی زبان میں ہوتی رہی، ستمبر ۱۹۰۸ء میں سلطان المعظم نے پیکین کو ایک اور وفد بھیجا جس کے

اراکین پرائمری مدارس کا ایک انسپکٹر اور دو عالم تھے، انسپکٹر اس غرض سے پیکین میں ٹھہر گیا، کہ وہاں کی اسلامی آبادی کے لئے مدارس کا ایک نظام قائم کرے، یہ انسپکٹر غالباً علی رضا آفندی ہیں، جو ابھی تک پیکین میں ایک بڑے مدرسہ کو چلا رہے ہیں، اس مدرسہ میں تقریباً دو سو لڑکے تعلیم پاتے ہیں، وفد مذکور کا ایک رکن چین میں تحریک اتحاد بین المسلمین کا علمبردار تھا، جس کی مصری قوم پرست مصطفےٰ کامل پاشا مرحوم کے ساتھ خط و کتابت تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس وفد کا تعلق پیکین کے جرمن سفارت خانہ سے بھی تھا، اور بعد کے واقعات اس خیال کی تصدیق کرتے ہیں،

۱۹۰۸ء میں سلطان عبد الحمید خان مرحوم نے نیم مذہبی اور نیم سرکاری حیثیت کا ایک سفیر چین کو بھیجا جس کا مقصد یہ تھا، کہ پیکین میں شہنشاہ چین کی خدمت میں حاضر ہوکر دولت عثمانیہ کی اس خواہش کا اظہار کرے، کہ چین میں مسلمان قونصلوں کی سرکاری حیثیت تسلیم کی جائے، تاکہ چین کے مسلمان باشندے خیالات اور محسوسات کے اعتبار سے قسطنطنیہ کے ساتھ اپنے تعلقات قائم رکھ سکیں، سفیر مذکور نے اپنے ایک رفیق کے ساتھ ان تمام مقامات کا دورہ کیا، جہاں مسلمان آباد ہیں، لیکن چین کی مرکزی حکومت نے چین میں مسلمان قونصلوں کے تقرر کے متعلق دولت عثمانیہ کی تجویز کو اس بنا پر نامنظور کیا، کہ چین کے مسلمان اس وقت چین کی حقیقی رعایا خیال کئے جاتے ہیں، اور کئی صدیوں سے ان میں اور رعایا کے دوسرے فرقوں میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں، ۱۸۴۴ء میں چینی حکومت نے ایک اعلان شایع کیا تھا، جس میں اس امر کی تصریح کردی گئی تھی، کہ چین کے جو باشندے عیسائی مذہب اختیار کرلیں، وہ تبدیل مذہب کے باوجود چینی رعایا سمجھے جائیں گے، اس اعلان کی اشاعت کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی تھی کہ پاپائے روما نے چین کے کیتھولک عیسائیوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے دربار پیکین میں اپنا ایک ہی سفیر بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا،

اس امر کے متعلق کوئی یقینی رائے ظاہر نہیں کی جا سکتی، کہ اشاعت اسلام کے نقطہ خیال سے ترکی اور چین ایک دوسرے سے کہاں تک وابستہ ہیں، اخبار ٹائمز کے ایک نامہ نگار مقیم پیکین پر اس خبر کی ذمہ واری عاید ہوتی ہے کہ ہر سال دو سو چینی مسلمان مکہ جاتے ہیں، دوسری طرف ترکی سے امام بھیجے جاتے ہیں جو چین کی اسلامی آبادیوں میں ہمیشہ متحرک نظر آتے ہیں،

ان حالات میں اگر چینی حکومت اسلام کی مذہبی تحریک کو جس کا سیاسی مرکز ایک اور سرزمین میں ہے، شک و شبہ کی نظر سے دیکھتی ہے تو [illegible] کی غیر ملکی اور مذہبی خصوصیات کو اپنے اندر جذب کرلیا ہے، تاہم مسلمانوں کی مذہبی تحریک خطرہ اور شبہ کی نظر سے دیکھی جاتی ہے، دوسری طرف چینی مسلمان بھی اپنی موجودہ اطاعت اور وفاشعاری کو عارضی خیال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اس وقت ہمارا سر نیچا ہے، جس کے یہ معنی ہیں، کہ وہ اپنی گردن سے اطاعت کا طوق نکالنے کے لئے صرف موقع کے منتظر ہیں، بعض مدبرین کا یہ خیال ہے کہ اگر چینی مسلمانوں کو قابل رہنما مل گئے، اور ان میں از سر نو مذہبی جوش پیدا ہوگیا، تو بالخصوص شمال مغربی حصہ ملک میں انقلاب پیدا ہوجائیگا مگر چینی حکومت کا زبردست ہاتھ ایسے جوش کے فرو کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہا ہے،

اس امر میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا، کہ ترکی کے مسلمان حکام چین میں اسلام کے مسئلہ کو بہت اہم خیال کرتے ہیں، پیکین کے مسلمان مدرسے قائم کرنے کے لئے خاص کوششیں کر رہے ہیں، علی رضا آفندی جو جامع ازہر کے گریجویٹ ہیں، ایک عرصہ سے نہ صرف خود تعلیم دے رہے ہیں، بلکہ انہوں نے پیکین میں بہت سے اسلامی مدرسے قائم کئے ہیں، آفندی موصوف کی اس غیر معمولی سرگرمی سے ظاہر ہوتا ہے، کہ ایک قابل اور تجربہ کار استاد بہت کچھ کرسکتا ہے، معلوم ہوا ہے کہ ایک اور ترکی مبلغ چین کے مختلف صوبوں کا دورہ کر رہا ہے، اس کے علاوہ پیکین کے ایک اخبار میں جسے آسے کو یاد رکھتے ہیں اسلام کی اس قدر تعریف کی گئی ہے، کہ اس کے ایڈیٹر پر یا تو مسلمان ہونے کا شبہ ہوتا ہے، یا کم سے کم یہ خیال کیا جا سکتا ہے، کہ اسے اسلام کے دعاوی سے پوری ہمدردی ہے، اسی طرح ٹوکیو میں "مسلم بیدار ہو" کے نام سے ایک رسالہ شایع ہوتا ہے، تاکہ چین میں اشاعت اسلام کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے، ان سرگرم کوششوں سے ظاہر ہوتا ہے، کہ جدید اسلام میں روح پیدا کرنے کے لئے مسلمان اخباروں اور رسالوں سے پورا کام لے رہے ہیں، مطبوعہ مضامین کے لہجہ سے صاف نظر آرہا ہے کہ اسلامی چین اس عام بیداری کو محسوس کر رہا ہے جس سے چین اور دنیائے اسلام دونوں اثر پذیر ہو رہے ہیں، چین کے مختلف حصوں سے اخبارات کے نامہ نگار اس امر کی تصدیق کرتے ہیں، کہ عام طور پر مسلمان مذہبی اور سیاسی معاملات میں پہلے کی بہ نسبت اب زیادہ ذکی الحس ہوگئے ہیں، یونن کے قلب میں ریلوے کے جاری ہونے سے چین کے جنوبی مغربی علاقہ کے مسلمانوں کو حج کرنے میں سہولت ہوجائے گی، اس کے علاوہ غیر ملکیوں کیلئے بھی آمد و رفت کا دروازہ کھل جائے گا،

(بقیہ دیکھو صفحہ ... کالم ...)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۷

اسلام اور آریہ سماج

(۳) خدا کی ہستی

ہر ایک مذہب کی غرض یہی ہے کہ اس کا پیرو خدا کی ہستی کے متعلق صحیح علم حاصل کرے، اور اس کے ساتھ اپنا رشتہ عبودیت قائم کرکے اس زندگی کا وارث ہو، جو ابدی اور سرمدی مسرتوں کا سرچشمہ ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب خدا کی عبادات، اس کی صفات اور اخروی نجات پر زور دیتے ہیں، مذہب سے اگر خدا کی ہستی اور افعال کی جزا و سزا، کے عناصر کو علیحدہ کردیا جائے، تو پھر مذہب مذہب نہیں رہتا، بلکہ چند خیالات پریشان کا مجموعہ رہ جاتا ہے، جس کو ہم فلسفہ کہہ سکتے ہیں، بشرطیکہ اس کے مسائل اور نظریے معقول ہوں، اس لئے اسلام اور آریہ سماج میں مقابلہ کرنے کے لئے بھی اور ایسا ہی کسی دوسرے مذہب سے مقابلہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم دونوں کی تعلیم کے اس حصہ کا مقابلہ سب سے پہلے کریں جس کا تعلق خدا کی ذات و صفات سے ہو،

اسلام نے جو نقشہ خدا کے پیش کیا ہے، اور جو صفات الٰہیہ تعلیم فرمائی ہیں، ان کی شرح کے لئے تو کئی دفتر بھی غالباً کافی نہ ہوں لیکن اس مضمون کے موضوع کا صرف بھی خدا تعالیٰ کی ان صفات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے، جن کا تعلق آریہ سماج کی پیش کردہ صفات سے ہے، قرآن مجید نے پہلی ہی سورت میں خدا تعالیٰ کو مالک حقیقی قرار دیا ہے، اور کائنات عالم پر اس کا تصرف مالکانہ تسلیم کیا، لیکن آریہ سماج خدا کی اس صفت مالکیت کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ عادل ہے، مالک نہیں، اسی لئے اس نے یہ اصول باندھا ہے، کہ کائنات عالم کی رونق، مختلف قسموں کی مخلوق، مختلف مدارج کے لوگ، خدا کے تصرف مالکانہ سے رونما نہیں ہوتے، بلکہ یہ فرق ان کے اپنے ہی ان اعمال کا نتیجہ ہیں، جو انہوں نے اس سے پہلے جنم میں کئے تھے، قطع نظر ان بے شمار اعتراضات کے جو اس خیال پر دوسرے پہلوؤں سے ہو سکتے ہیں، ہم صرف سردست ان اعتراضات ہی کو لیتے ہیں، جن کو تعلق خدا کی صفات سے ہے، کہ ہمارے مضمون کا موضوع اولیٰ یہی ہے،

ادنےٰ تدبر سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مالک حقیقی نہیں، تو پھر اس دنیا پر اس کی حکومت بھی عارضی اور غیر حقیقی ہے، جس چیز پر ہم کو مالکانہ تصرف حاصل نہیں، اس پر ہماری حکومت بھی ناقص اور عارضی ہی ہوگی، اس لئے آریہ سماج کے اصول کے مطابق خدا کی حکومت ناقص ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ بات خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے منافی ہے، یہ خیال کہ خدا تعالیٰ ہمیں معاف نہیں کر سکتا، بلکہ اس کا کام صرف ایک جج کی طرح انصاف کرنا ہے اور بس، خدا کی عظمت و جبروت کو اس حد تک گرا دیتا ہے، کہ انسانی قلب میں اس کے لئے کوئی محبت اور ہیبت باقی نہیں چھوڑتا۔

ہم انسان ہیں، ہمارا اور خدا کا کیا مقابلہ ہے
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

لیکن پھر بھی ہم اپنے مجرموں کو معاف کرتے ہیں، اور اس معافی کا جذبہ اپنے دل میں موجزن پاتے ہیں، لیکن وہ خدا بھی عجیب خدا ہے کہ اس میں انسانی فطرت جیسی بھی مروت و رحمت و حلم نہیں،

کیا ایسا خدا عبادت اور پرستش کے قابل ہے، یا اس میں کوئی بزرگی تسلیم کی جا سکتی ہے، کیا اس سے لو لگانے کو دل چاہتا ہے، یا برخلاف اس کے اس کی کیفیت یہ ہے ؎

اگر صد سال گبر آتش فروزد
چو یک دم اندراں افتد بسوزد

پھر یہ بھی ایک معمہ ہے کہ جب سرے سے خدا تعالیٰ میں یہ جوہر معافی بقول آریہ سماج موجود نہیں، تو انسانوں میں یہ جوہر کیونکر پیدا ہوا، ان کی فطرت میں معافی مانگنے کی خواہش موجود ہے، معاف کرنے کی خواہش موجود ہے، لیکن خدا جو سب کا خالق ہے، وہ معاف نہیں کر سکتا، اور اس صفت سے بالکل معرا ہے، اس سے یہی نتیجہ نکلے گا، کہ خدا فطرت انسانی کا خالق نہیں اور اس لئے یہ فطری تقاضا خدا کا پیدا کردہ نہیں، لیکن اس سے اعتراض دور نہیں ہو سکتا، اگر خدا خالق نہیں تو یہ گویا نعوذ باللہ اس میں دوسرا نقص ہوا، پہلے تو وہ صرف معاف کرنے ہی سے معذور تھا، اب خالقیت سے بھی خالی ٹھہرا،

پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ تقاضائے عفو بذاتہٖ کچھ بُرا اور معیوب ہے، آجتک جو انسانی سوسائٹی کا ارتقا ہوا ہے، اس کے تمام طبقے اس پر متفق ہیں کہ یہ تقاضائے عفو بہترین جوہر انسانیت ہے، اور ہمیشہ بڑے لوگوں کی طرف یہ صفت منسوب ہوتی رہی ہے، اس لئے ہم اس کو معیوب قرار نہیں دے سکتے، لیکن یہ عجیب بات ہے، کہ یوں ہم زبانی تو خدا کو تمام صفات کاملہ کا جامع کہیں مگر اس میں وہ صفت تسلیم نہ کریں، جو خود ہم اپنے بھی تسلیم کرتے ہیں آریہ سماج کہنے کو تو خدائے تعالیٰ کو دیالو کہتا ہے، لیکن کیا دیالو کے یہی معنے ہیں، کہ وہ گناہ بھی معاف نہیں کر سکتا،

اگر یہ تسلیم کیا جائے، کہ خدا فطرۃ انسانی کا خالق نہیں، تو پھر اس کی حکومت انسانوں پر کس اصول کے مطابق ہے، آریہ سماج غالباً یہ تسلیم کرتی ہے کہ انسان خدائی حکومت کے ماتحت ہیں، اسلام بھی یہ مانتا ہے، لیکن اسلام خدا تعالیٰ کو ہر کائنات عالم اور فطرت انسانی کا خالق و مالک مانتا ہے، اس لئے اسلام کے نزدیک تو حکومت الٰہیہ کی وجہ موجود ہے، لیکن اگر آریہ سماج اس نتیجہ کی بنا پر جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، خدا کو انسان کا خالق نہیں مانتا تو پھر اس کی حکومت کی وجہ کوئی اور بیان ہونی چاہیئے، بقول آریہ سماج خدا عادل ہے، پھر وہ یہ بے انصافی کیوں کرتا ہے، کہ وہ ان چیزوں پر حکومت کرتا ہے، جس سے ان کو کوئی تعلق نہیں، جب تک آریہ سماج خدا اور بندے میں کوئی تعلق قائم کرکے نہ بتائے، خدا کی حکومت انسان پر محض بے معنی ٹھہرتی ہے،

کہا جاتا ہے کہ خدا نے مادہ اور روح کو جوڑ کے انسان پیدا کر دیئے، اس لئے اس جوڑنے کا حق خدا کو ملنا چاہیئے، لیکن یہ وجہ جس قدر نامعقول اور لغو ہے، وہ اظہر من الشمس ہے، کیا خدا کو صرف دو چیزوں کو جوڑنے سے اتنا بڑا اختیار مل گیا، کہ وہ ان پر حکومت کرے؟ کیا یہ صریح بے انصافی نہیں، کہ اتنے تھوڑے کام کے لئے اس قدر گراں بہا معاوضہ؟ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جوڑنے سے مادہ اور روح کیونکر ماتحت ہو گئے؟ وہ بذات خود قائم ہیں، ان کی زندگی خدا کی محتاج نہیں، ان کے وجود کو خدا کے سہارے کی ضرورت نہیں، وہ کیوں خدا کی حکومت برداشت کریں گے؟ رہا آپس میں جوڑنا، سو یہ ان کی درخواست پر نہیں ہوا، کہ وہ منت پذیر ہوں اور خدا کی حکومت کو تسلیم کرلیں،

بدزبانی اچھی نہیں!

ہمعصر آریہ گزٹ اپنی ۲۔ اگست ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں "سب نہ کب سمجھیں گے" کی سرخی سے ایک نوٹ لکھتا ہے جس کے افتتاحی الفاظ یہ ہیں:۔

"ہندوستان میں اس وقت جتنے عیسائی مشن چل رہے ہیں، جتنی یہ سفید سانپنیاں اپنے چمکیلے لباس اور چہروں سے ادھر ادھر گشت لگا رہی ہیں، اُن کا مقصد اور منشاء ہندو دھرم کا تباہ کرنا ہے، اور اب زیادہ زور سے عورتوں کے ذریعے یہ ہندو عورتوں کو خراب کرنا چاہتے ہیں"

یوں تو آریوں کو حق حاصل ہے کہ عیسائی مذہب کی تردید کریں اور اس کے مضر اور تباہ کن اثرات کا آشکارا کریں، ہم بھی [illegible] کو خود آریہ صاحبان سے بڑھ چڑھ کر عیسائیوں کے متعلق شکایات ہیں، مگر اپنے مخالف کو خواہ وہ کتنا ہی برائیوں سے ہو، بُرے نام سے یاد کرنا کسی صداقت پرست مذہب کے ہاں جائز نہیں ہو سکتا، قرآن میں آتا ہے، ولا تنابزوا بالالقاب، کسی کو ناگوار لقب سے مت یاد کرو، غیر مہذب الفاظ اور ناشائستہ کلمات کا استعمال مخالفت کا بدلہ نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ مذہب اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ملائمت اور خوش خلقی سے کام لیا جائے۔ تاکہ دشمن منہ کی کھائے۔ اور تمہارے سلوک کا ہمیشہ کے لئے مداح ہو جائے۔ ہمارے ہمعصر کو کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ عیسائی مشنری عورتوں کے لئے "سفید سانپنیاں" وغیرہ کے القاب استعمال کرتا۔ ایک تو مخالف کے غیظ و غضب کا باعث ہوا۔ دوسرے اپنے اخلاق کی خفت ہوئی تیسرے معقول پسند ناظرین اور سامعین کو ناگوار گذرا۔ جو بھلے لوگوں کی نظروں میں اس مذہب کا معیار گر گیا۔ جس کا "گزٹ" ہمارا ہمعصر ہے،

افسوس ہے کہ باوجود اس روشنی اور تعلیم کے جو ملک میں پھیل رہی ہے آریہ سماج کے لٹریچر میں کوئی ترقی نہیں ہوئی، سماج تعلیم کا بہت حامی ہے مگر تعلیم کا اثر جب تک اخلاق پر نہ ہو اعرف کتابیں رٹنے سے کیا فائدہ؟

آریہ گزٹ کی گل افشانیاں

ہمارے آریہ ہم وطنوں نے تو اس بات کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، کہ وہ دنیا کے جملہ مذاہب کے مقدسوں کو خوب دل کھول کر گالیاں دینگے، اور اپنی نجات صرف مغلظات کے استعمال میں پائیں گے آریہ ہموطنوں کا نمائندہ آریہ گزٹ لاہور بھی حق نمائندگی خوب ادا کر رہا ہے ہمعصر موصوف اجمیر اور میرٹھ کے صداقت پرست مسلمانوں کو صرف اپنے نصب العین اور تعصب کی بنا پر برا بھلا کہہ رہا ہے، اور انہیں محض اس وجہ سے گالیاں دیتا ہے، کہ وہ مسلمان ہو کر مسلم شعار کیوں ہیں۔ ہمعصر اپنی ۲۔ اگست کی اشاعت کے صفحہ ۶ پر یوں رقمطراز ہے:۔

"اب میرٹھ سے خبریں آرہی ہیں، کہ وہاں کے مسلمانوں کے اندر سرے ہوئے مولویوں کی روح حلول کر آئی، اور انہوں نے ایک گائے کا جلوس نکالا، اور پولیس کی امداد سے ہندو محلہ میں گئو ہتیا کا گناہ عظیم کیا، اور بعد ازاں لوٹ مار کرنے کے لئے نمازی نکل پڑے۔ لیکن میرٹھ میں مسلمان مولویوں کو منہ کی کھانی پڑی، جہاں کہیں حملہ آور ہوئے، وہیں سے مار کھا کر پسپا ہوئے، تین چار مقامات پر تو غنڈوں کی اچھی گت بنی، اگر ہر جگہ اسی طرح شرارتیوں کی گت بنا دی جائے، اور انہیں اچھا سبق سکھلا دیا جائے، تو پھر ہوش ٹھکانے آجائیں گے اور مولاپن نکل جائے گا۔ وغیرہ"

ابھی فسادات تحقیق طلب ہیں، نہ معلوم مورد الزام کون ہے۔ بظاہر ہندوؤں کی زیادتی معلوم ہوتی ہے، اگر ناظرین غور فرمائیں کہ ہمارے ہمعصر کی "جدت طرازیاں" گائے کی قربانی کو "گناہ عظیم" قرار دے رہی ہیں نمازیوں کو "لوٹ مار" کا مرتکب ٹھہرا رہی ہیں؟ "غنڈے" اور "شرارتی" ایسے خوش آیند الفاظ مسلمانوں سے خراج تحسین وصول کئے بغیر نہیں رہ سکتے، ہندوؤں کو مار پیٹ کا مشورہ ہمعصر کی جنگجوئی کی داد دلاتا ہے، مسلمانوں کو ہوش میں لانے والا نسخہ آریوں کے خاص مجربات سے ہے، ہم آریہ صاحبان کو اس کا کیا جواب دیں، سوائے اس کے کہ ان کے لئے ہدایت کی دعا کریں، اور ہندو لیڈروں سے التجا کریں کہ وہ اپنی ذریت کو سمجھائیں، کہ اس قسم کی باتیں ملک میں فتنہ و فساد کا موجب ہوتی ہیں۔

مسلم خاتون اور اعلیٰ تعلیم

مختلف اسلامی جرائد نے بنگال کی ایک مسلم خاتون کے امتحان بی۔ اے میں فضیلت کامیابی حاصل کرنے پر خوشی اور فخر کا اظہار کیا ہے آپ مویدالاسلام صاحب کی بیٹی ہیں، مویدالاسلام ممدوح کی ایک دوسری صاحبزادی آجکل ایم۔ اے میں تعلیم پا رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ دونوں خواتین فطرتی طور پر اس بات کی اہل واقع ہیں کہ وہ انگریزی تعلیم میں نمایاں درجہ حاصل کریں، ہم بھی طبقہ نسوانیت کی اس شاندار کامیابی کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں، لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ مویدالاسلام

حب کے خاندان کی مثال جملہ مسلمانوں کے لئے قابل تقلید نہیں ہو سکتی؟ ممکن ہے کہ آپ کی سعید بیٹیاں اسلام کی ظاہری اور باطنی خوبیوں سے آراستہ ہوں، مگر تجربہ اس بات کا شاہد ہے، کہ انگریزی تعلیم نے طبقۂ نسوان کے اخلاق ان کے تمدن، ان کی معاشرت، اور ان کی دینداری کو خوب بگاڑا، حتی کہ ان کا وجود اپنی مخصوص سوسائٹی کیلئے مخدوش ثابت ہوا، عام طور پر انگریزی خواں لڑکیاں مذہبی تعلیم سے بے بہرہ ہوتی ہیں، تو انگریزی تعلیم سے فارغ ہو کر وہ مذہبی پابندیاں اپنے اوپر کیسے عاید کر سکتی ہیں، ان کے سر میں تو یورپین فیشن کی تقلید کا سودا سمایا ہوتا ہے، سرے سے ہندوستان کی سرزمین ان کے موافق نہیں آسکتی، مشرقی اخلاق اور اس کے محاسن کی نوبت تو بعد میں آتی ہے، ہمیں تو "مومنات"، "عابدات"، "قانتات" مستورات کی ضرورت ہے، نہ کہ ایسی ہستیوں کی جن کا وجود بلا کا سامنا ہو،

"ہندو مسلمان بن جائیں"

اسلامی اخبارات میں بعض نامہ نگاروں کی یا خود اہل اخبار کی طرف سے بعض اوقات غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت جتلائی جاتی ہے، تو دلیل فوقیت اور دعوت الی الاسلام کو اس قسم کے مختصر جملات و فقرات تک محدود کر دیا جاتا ہے، "ہندو مسلمان بن جائیں" وغیرہ وغیرہ، ہماری رائے میں چونکہ زمانے کا مذاق محققانہ ہے، لوگ اپنی پیاس تحقیق و تسلی سے بجھاتے ہیں، اس لئے دعوتی امور میں اختصار کام نہیں دے سکتا، اور نہ ہی ایسا اختصار قلّ و دلّ کا مصداق بن سکتا ہے ضرورت تو اس بات کی ہے، کہ تحقیق اور تجسس سے کام لے کر مذاہب غیر کا مطالعہ کیا جائے، ان کی تمام چھوٹی بڑی باتوں کو معیار حقانیت پر پرکھا جائے، پھر ان کا اسلام سے مقابلہ کیا جائے، اور بعدہ اس تحقیق و تلاش اور مقابلہ کی تفصیل اور نتائج کو چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کیا جائے، یا خود اخبارات کے کالموں کو اس قسم کے شستہ و برجستہ مضامین سے مزین کیا جائے۔ تحریری اشاعت کو جو مختلف مذاہب کے پہلو بہ پہلو مطالعہ سے لبریز ہو، عام کیا جائے تحریرات کو ہر مقبول اپنے تک پہنچایا جائے، اور پھر دیکھیں کہ ترک باطل اور اختیار حق کی دعوت کیا رنگ لاتی ہے، افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان فن تحقیق اور مطالعہ مذاہب سے کوسوں دور ہیں، اور صرف اپنی چند باتوں کو غیر مدلل طور پر پیش کرنا کافی خیال کرتے ہیں ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

انتقاد

اخلاق محمدی

ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے بی جو کسی زمانہ میں سردار سنگھ تھے، حال ہی میں ایک کتاب "اخلاق محمدی" لکھی ہے، اس میں قابل مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح کو جمع کیا ہے، اور خصوصیت سے ایسی باتوں کو ترجیح دی ہے، جن کا تعلق روزمرہ کی زندگی سے ہے، اس لحاظ سے یہ کتاب ایک حقیقی مسلم کی زندگی کا آئینہ ہے، فرقہ بندی کی کوئی بحث اس میں نہیں، تمام مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی اچھے ہیں۔ قیمت عہ (ایک روپیہ) ملنے کا پتہ۔ حاجی سراج الدین تاج الدین تاجران کتب، بازار کشمیری، لاہور،

درویش

دہلی کے ملا واحدی صحافت حاضرہ میں خاص شہرت حاصل کر چکے ہیں، ان کے جرائد نظام المشائخ و خطیب اگرچہ اب بوڑھے ہو چکے ہیں، مگر ان کی جوانی اب تک بعض دلوں میں ادبی ولولے پیدا کرتی ہوگی، واحدی صاحب نے اب ایک جدید پندرہ روزہ رسالہ "درویش" کے نام سے جاری کیا ہے، جو حسب معمول خواجہ حسن نظامی کی سرپرستی میں نکلا ہے، درویش کے دو نمبر ہم نے بھی دیکھے ہیں، نہایت دلچسپ، مفید اور پر از معلومات اخبار ہے، لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہیں، اس پر قیمت صرف عہ سالانہ ہے، منیجر درویش دہلی سے منگوائیے،

ہماری تبلیغی کوششیں

سکندرآباد میں عظیم الشان مناظرہ

اس مباحثہ کی کیفیت ہمارے ایک نامہ نگار ان الفاظ میں لکھتے ہیں :-

مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۳ء کو خدا کے فضل و کرم سے اس عظیم الشان مناظرہ کا آغاز ہوا، اہل اسلام کی طرف سے سائل جناب مولانا مولوی شیخ عبدالحق صاحب ودیارتھی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے مجیب شریمان پنڈت رامچندر جی اپدیشک آریہ سماج تھے، موضوع بحث ویدوں کے الہامی و غیر الہامی ہونے پر تھا، مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کی طرف سے ذیل کے اعتراضات تھے،

اسلام کی فتح عظیم

آریہ سماج کو فاش شکست

سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت میں سکندرآباد سے مندرجہ ذیل برقی پیام پہنچا ہے :-

مبارک ہو مباحثہ میں آریہ سماج کو سخت شکست نصیب ہوئی

ہم حضرت امیر اور احمدیہ انجمن اشاعت کے تمام اراکین، برادران سلسلہ اور تمام مسلمانوں کی خدمت میں اس خوشی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

(۱) ویدوں کی تعداد بتلائی جائے، کیا وید ایک ہی ہے جیسے کہ پہلے بزرگ کہہ گئے ہیں، اور ویاس جی نے اس ایک ہی کے چار ٹکڑے کر دیئے، یا چار جیسے آریہ سماج مانتے ہیں، یا ۱۱۳۱ جیسے کہ ہمارے سناتن دھرمی تسلیم کرتے ہیں، اور کیا فی الحقیقت ۱۱۲۷ وید گم بھی ہو چکے ہیں، جن کا ثبوت بہت سارے اچاریوں کی رائے سے دیا گیا۔

(۲) وید کن پر نازل ہوا، برہما پر جیسے سناتن دھرمی مانتے ہیں، یا چار رشیوں پر جیسے آریہ سماجی مانتے ہیں، یا چار سو چودہ (۴۱۴) رشیوں پر جیسا کہ سوامی وویکانند اور ان کا فرقہ مانتا ہے، ثبوت ویدوں سے پیش ہو،

(۳) وید کس جگہ نازل ہوا، تبت میں جیسا کہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ یا ہندوستان میں جیسا سناتن دھرمیوں کا عقیدہ ہے۔ یا نار تھ پول میں جیسا مہاتما تلک نے لکھا ہے، ثبوت ویدوں سے ہو،

ان تین سوالوں کے ساتھ چار گھنٹہ مناظرہ میں بہت سارے مطالبات اور بھی بڑھ گئے، جن کا ذکر مفصل رپورٹ میں کیا جائیگا سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ تھی کہ پنڈت رامچندر تو ان مطالبات کا جواب ویدوں میں سے نہیں نکال سکا، مگر مولوی عبدالحق صاحب نے ویدوں میں سے ہی ویدوں کے بنانے والوں اور جس کال میں ویدبنے، اور جس زمانہ [illegible]

ثابت کر دیا،

باوجود اس کے کہ پنڈت رامچندر جی کو سنسکرت میں مدد دینے والے کم و بیش بیس کے قریب بڑے بڑے مہاپنڈت تھے۔ اور وید منتروں کی تلاش کرنے والے اس کے علاوہ لیکن اسلامی پہلوان تن تنہا "ویدوں" کے حوالجات کی تلاش کے علاوہ سنسکرت زبان میں آریہ سماج کی طرف سے جو اعتراض ہوتا تھا، ان کی غلطیوں کو ظاہر کر کے ساتھ ساتھ جواب بھی دیتے چلے جاتے تھے،

الغرض خدا کے فضل و رحم سے مناظرہ نہایت کامیاب ہوا، مسلمان بھائیوں کی مسرت اور خوشی کی تو کوئی انتہا نہ تھی، لیکن شہر میں سناتن دھرمی ہندوؤں نے بھی صاف صاف آریہ سماج کو سمجھایا، کہ تم مسلمانوں سے بحث و مباحثہ ترک کر دو، کیونکہ یہ روز بد تمہاری ہی وجہ سے ہم کو نصیب ہوا،

مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت نے جب "سام وید" کو پبلک کے سامنے پیش کیا، کہ سناتن دھرم والوں نے جب اس وید کو شائع کیا ہے تو اس میں ڈیڑھ ہزار منتر ہیں، اور جو آریہ سماج نے شائع کیا، اس میں صرف پاؤ ہے تو مسلمانوں کی حیرت اور تعجب اور افسوس کی کوئی انتہا نہ رہی، کہ اس کتاب کو الہامی سمجھا جاتا ہے، جو گھٹتے گھٹتے دو ورقہ رہ گئی، اور جس میں اڑتالیسویں منتر کا اب تک کوئی پتہ نہیں ہے، کہ وہ قدیم سام وید میں ہے (اس اعتراض سے مخالفین کو لاجواب کر دیا) یہ ان کی اپنی تحریف ہے جس کو تصنیف کر کے آریوں نے اپنے منتر ترک وادہ سام وید میں داخل کیا بہرحال اسلام کی کامیابی بالکل واضح اور ظاہر تھی، اور یہ سب کچھ خدا کا فضل و رحم ہی تھا،

مباحثہ اور قبول اسلام

جیسا کہ ہم اوپر اطلاع دے چکے ہیں، ہمارے مبلغ آجکل آریوں کے ساتھ مباحثہ میں مصروف ہیں، مباحثہ کی مفصل کیفیت انشاء اللہ کسی اگلی اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام ہوگی،

بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ ہمارے مبلغین تبلیغ اسلام میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں، اور کس قدر لوگ ان کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، ایسے حضرات کی اطلاع کے لئے ہم ذیل کے شمار و اعداد پیش کرتے ہیں :-

(۱) مولوی عصمت اللہ کے ہاتھ پر ضلع بلند شہر میں ایک ہندو عورت اور دو ہندو مرد مسلمان ہوئے، جن کے نام زینب بی بی، عبداللہ و عبدالرحمن رکھے گئے،

(۲) مولوی فیروزالدین صاحب کے ہاتھ پر ضلع علیگڈھ میں دو ہندو مسلمان ہوئے، جن کے نام عبداللہ خاں و عبدالسلام رکھے گئے،

(۳) پنڈت قادر بخش کے ہاتھ پر ایک ہندو عورت اور اس کا لڑکا ساکنہ اعظم گڈھ مسلمان ہوئے،

(۴) شیخ محمد یوسف صاحب کے ذریعہ ایک مرتد شدہ مسلمان رنگریز ضلع رہتک کا آریت سے تائب ہو کر دوبارہ اسلام میں داخل ہوا،

(۵) مسجد احمدیہ بلڈنگس میں دو نوجوان تعلیم یافتہ اور چار عیسائی اسلام میں داخل ہوئے، اللھم زد فزد،

(۶) سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ مسماۃ الہ بنت سکندر ساکن [illegible] جو پرسارہ کے سکندر خاں راجپوت کی لڑکی ہے اور رنگا دال بیاہی ہوئی ہے اپنے والدین کے ہاں پرسارہ آئی، وہ اپنے خاوند کے ساتھ شدہ ہو چکی تھی، مگر اس کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی، اور تائب ہو کر مولوی فیروزالدین صاحب کے ہاتھ پر مشرف با سلام ہوئی، اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی شدھی کے جال کو توڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ ان کے نام رقیہ اور حمیدہ رکھے گئے،

اس کے ساتھ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اب تک ہمارا خاص کام ضلع آگرہ، گوڑگانواں، علیگڈھ اور رہتک کے جاہل اور ناواقف مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے محفوظ رکھنے کا رہا ہے، اور اسی غرض کے لئے ان علاقہ جات میں ہمارے مردانہ اور زنانہ مدارس نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں اس لئے غیر مذاہب کے لوگوں کی طرف توجہ کم رہی ہے، لیکن اب ہم نے ہندوستان کے غیر مذاہب میں کام کرنے کے لئے علیحدہ شعبہ کا انتظام کر دیا ہے، اس لئے یقین ہے۔ کہ اشاعت اسلام کی رفتار آئندہ مہینوں میں بہت بڑھ جائے گی۔

علیگڈھ

ضلع علیگڈھ کے مواضعات کرند و گڈھیا کے بعض ملکانے آپس کی ذاتی مخاصمت اور آریوں کے لالچ دینے پر اشدھ ہونے کے لئے آمادہ

تھے لیکن نزنکا ان عالمگیر، پسارہ کی کوششوں سے ان میں باہمی صلح ہوگئی، اور آریہ اپنے منصوبوں میں ناکام رہ گئے، اس حقیقت سے کوئی شخص بھی جو حلقہ ارتداد میں کام کر رہا ہے انکار نہیں کر سکتا، کہ جب تک ملکانوں کے ہر ایک گاؤں کے لوگوں میں باہمی مصالحت کا انتظام نہیں کیا جائے گا، اشدھی کا سلسلہ نہیں رک سکتا، وہ لوگ باوجود غریب ہونے کے آپس میں مقدمہ بازی کرتے رہتے اور اس طرح تباہ ہوتے رہتے ہیں، ایک فریق اگر اسلام کا حامی ہوتا ہے تو دوسرا اس کی ضد سے اشدھ ہو جانے پر تیار ہو جاتا ہے، باہر کا لالچ لورا دا دو خبر الذکر فریق کو آخر اشدھی کی کارروائی پر مجبور کر دیتا ہے، اس لئے جہاں یہ ضرورت ہے کہ مبلغین ایک دوسرے کے خلاف ان کے سامنے کچھ نہ کہیں، وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ ملکانوں کے باہمی تنازعات کو محبت سے فیصلہ کرانے کی کوشش کی جائے، اور فریقین میں صلح کرا دیجائے تاکہ باہر کا مخالف اثر ان میں کام نہ کر سکے،

مراسلات

چودہویں صدی کا مجدد اور اشاعت اسلام

موسم بہار کے بعد دور خزاں شروع ہوتا ہے۔ وہ کلیاں اور پھول جو دلوں کو لبھاتے ہیں آخر کار ہماری نظروں کے سامنے مرجھانے شروع ہو جاتے ہیں وہ سرسبز اور دل کو آسودگی بخشنے والے پتے سوکھ کر باد سموم کے جھونکوں سے درختوں اور پودوں سے جدا ہو کر دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور ہر ایک شجر خواب غفلت میں سوئی ہوئی دنیا کو سبق سکھلانے کے لئے کھڑا رہتا ہے۔ آخر کار پھر موسم بہار آتی ہے پھول اور کلیاں نکلنی شروع ہوتی ہیں پھولوں میں آشفتگی اور پتوں میں سرسبزی پھر رونما ہوتی ہے پس قدرت کا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہمیشہ بہار کے بعد خزاں اور خزاں کے بعد بہار ہوتی ہے۔ بعینہ یہی حالت اسلام کی ہے جب مسلمان اپنے فرائض سے غافل ہوتے ہیں۔ اور خدا کے حقوق کی نگہبانی سے منہ موڑتے ہیں تو وہ ان پر موسم خزاں ہوتی ہے پھر خدا تعالے حسب وعدہ اپنا مصلح ربانی نسل انسانی کے لئے مبعوث کرتا ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا وہ ان کو فرائض سے آگاہ کرتا ہے اور سوئے ہوئے لوگوں کو جگاتا ہے تو وہ دین اسلام پر موسم خزاں کے بعد موسم بہار کی جھلک دکھاتا ہے۔ اسی طرح اس زمانے کی حالت ہے گلشن اسلام پر خزاں کا تسلط ہے مسلمان اپنے فرائض سے غافل اور خواب گراں میں مدہوش ہیں۔ دشمن اسلام ہر طرف سے حملہ آور ہیں۔ ہماری نظروں کے سامنے لاکھوں مسلمان حلقہ اسلام سے نکل عیسائی ہو گئے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں مشرک ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ قربان جائیں اس نبی امی پر جس نے آج سے تیرہ سو سال جب کہ اسلام دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا اور کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ کبھی اسلام پر بھی برے دن آ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ اسلام پر ایک وقت آنے والا ہے جبکہ اسلام کے دشمن اسی طرح دوڑینگے جس طرح بھوکے شوربہ کے پیالے کی طرف۔ آج بعینہ یہی حالت ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ہے تو صرف اسلام کے مٹانے کے ہی در پے ہیں۔ عیسائی ہیں ان کے مقابلے میں ہزاروں مذاہب ہیں لیکن ان کا تمام زور مسلمانوں کے خلاف ہی ہے۔ آریہ جاتری کو لے لو۔ ہندوستان میں عیسائی بھی ہیں۔ سکھ بھی ہیں۔ بدھ بھی ہیں۔ پارسی بھی ہیں۔ غرضکہ دنیا کے ہر ایک مذہب کے لوگ یہاں ہیں لیکن ان کا تمام زور مسلمانوں کے خلاف ہی صرف ہو رہا ہے کیونکہ یہ ضروری تھا کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوں پس جبکہ اسلام پر ہر طرف سے تاریکی چھائی ہوئی ہے تو یہ وقت تھا کہ خدا تعالے اپنے مامور کو اصلاح اور تزکیہ نفوس کے لئے مبعوث کرے کیونکہ

گر خزاں صد ہزار انجم سے ہوتی ... سحر پیدا

سو ایسا ہی ہوا۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ خدا تعالے سے خبر پاکر مامور ہونے کا دعوی کیا۔

جو کام حضرت مرزا صاحب نے کیا وہ دنیا کے سامنے روشن ہے تعصب سے بھرے ہوئے قلوب گو زبان سے اقرار نہیں کرتے لیکن وہ جانتے ہیں کہ جو کام حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے کیا ہے اس کی مثال تاریخ اسلام میں ناممکن ہے۔ آریہ سماج کے خلاف اگر کوئی میدان میں ڈٹ کر کھڑا ہوتا ہے تو وہ مرزا صاحب کی تصانیف ہیں۔ عیسائی تو احمدی کا نام سنکر ہی بھاگتے ہیں۔ بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ عیسائی مبلغین کے سامنے جب احمدی مناظر آیا تو بہانہ کر مباحثہ سے گریز کیا کہ یہ احمدی ہے اور اب تو یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ پادریوں کو ان کے مشنوں سے خاص ہدایت ہوئی ہے کہ احمدی فرقہ کے کسی مناظر سے بحث مت کرو لیکن ہمارے اپنے علماء پر افسوس ہے کہ انہوں نے اس برگزیدہ شخص کی مخالفت کی اور بڑے زور سے کی۔ باوجودیکہ وہ دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب دین اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو منجدھار سے نکالکر کنارے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے لیکن قانون قدرت کا ٹوٹنا کوئی آسان کام نہیں یہ قانون قدرت ہے کہ ہر ایک خدا کے مامور کی مخالفت ہوتی ہے یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ یہ بھی صداقت کا ایک معیار ہے کیونکہ مامور ہمیشہ عوام کی توقعات اور خواہشات کے خلاف ہوتے ہیں

حضرت مرزا صاحب کا اصل مدعا اشاعت اسلام کی طرف توجہ دلانے کا تھا اور یہی کام اہم تھا جس کے لئے مرزا صاحب مبعوث ہوئے۔ اس کام کے لئے مرزا صاحب نے مسلمانوں کو بار بار متوجہ کیا کہ ان کا اصل کام اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام ہے۔ اور یہی بات بار بار قرآن کریم نے بتلایا ہے۔ آپ نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا اپنی تمام زندگی اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام میں صرف کی اور اپنی جماعت کے ہر ایک فرد سے وعدہ لیا کہ وہ اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین بنائے۔ اپنی زندگی میں ہی ایک انجمن کی بنیاد رکھدی جو کہ آپ کے بعد ہمیشہ اشاعت اسلام ہی کرتی رہے اور لوگوں کو اس ضروری کام کی طرف بلاتی رہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ مامور ہمیشہ عوام کو روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے ہی مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ ہر ایک مامور کے زمانہ میں کوئی نہ کوئی بیماری لوگوں میں ہوتی تھی جس کو وہ دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس زمانہ میں لوگ اشاعت اسلام سے غافل تھے اور اس کو کوئی اہم کام تصور نہیں کرتے تھے حضرت مرزا صاحب نے کھولکر ان کے سامنے پیش کیا کہ مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ اب صرف اشاعت اسلام ہے مسلمانوں کو طاقت اور حشمت کا گھمنڈ ان کے زندہ رہنے میں ہرگز مدد نہیں دے سکے گا لیکن مسلمانوں نے اس خیر خواہی کو بدخواہی پر محمول کیا اور اس کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس دور بین نگاہ والے شخص پر ہنسی اڑائی گئی اور خیال کیا گیا کہ ہم کئی ایک اور ذریعوں سے ترقی کر سکتے ہیں کاش مسلمان اللہ کے مامور کی باتوں کو دل سے سنتے اور اس پر عمل کرتے تو آج فتنہ ارتداد کی آگ سے محفوظ رہتے آج ہمارے جسم کے ٹکڑے ہم سے علیحدہ نہ کئے جاتے۔ اشاعت اسلام کرنے والوں نے وہ کام کر دکھایا ہے جو لشکروں سے نہیں ہو سکا۔ چین میں جہاں مسلمانوں کی کوئی فوج نہیں گئی چند سو نفوس شروع شروع میں گئے اور وہاں کی ہی سکونت اختیار کر لی۔ آج ان کی بدولت چین میں کروڑوں مسلمان ہیں۔ باوجود ملک اور تھا۔ زبان اور تھی۔ حکومت غیر مسلم تھی لیکن اسلام کے اصولوں نے کروڑہا مخلوق کو اپنے حلقہ میں لیا۔ یہ سب اشاعت اسلام کی ہی بدولت ہے۔ ان لوگوں نے اشاعت اسلام کو ہی اپنا نصب العین سمجھا۔ اور ترقی کر گئے۔ یہاں تک کہ یورپ کو بھی یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ چین کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔ غرضکہ تلوار اور تشدد وہ کام نہیں کر سکتے جو اشاعت کر سکتی ہے۔ اسلام میں تشدد نہیں لا اکراہ فی الدین۔ مسلمانوں کو ایسے خیال دل میں ہرگز نہ لانے چاہئیں یہ اسلام کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آجکل کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ کوئی غیر مسلم اخبار ایسا نہیں جو تمہارے اس عقیدہ کی آڑ میں ہم پر حملہ نہ کرتا ہو سب طرف سے یہی آواز کانوں میں پڑ رہی ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دکھا دیں کہ اسلام اپنے پاک اصولوں کی وجہ سے پھیلا ہے اور یہ سفید جھوٹ ہے جو ہم پر لگایا جاتا ہے۔ سلطنت مغلیہ کے آخری ایام میں مسلمانوں کی آبادی ہندوستان میں ایک کروڑ سے زیادہ نہ تھی۔ باقی چھ کروڑ بعد میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ اسوقت ہمارے پاس طاقت تھی نہ زور ہے ہمارے پاس اسلام کے پاک اصول تھے جنہوں نے لوگوں کو گرویدہ کر کے ہمارے ساتھ شامل کر لیا۔ اب ہمارے سامنے کی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مرید اسلام کے پاک اصولوں کو لیکر دنیا میں نکل گئے اور اس کا نتیجہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ۵۰۰ سے زیادہ نفوس مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں

(غلام حیدر)

مسلم کی تعریف

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

مسلم وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان دکھ نہ اٹھائیں ہاتھ سے دکھ دینا یہ ہے کہ ان کو قتل کریں ان کا مال لوٹیں ان کے ملک چھینیں زبان سے یہ کہ ان کی عزت پر حملہ کریں۔ گالیاں دیں۔ کافر کہیں۔ باہم جنگ اور فساد کر کے دنیا کی زندگی میں پوری پوری رسوائی حاصل کریں۔ عن ابی ھریرۃ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ۔ مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سب چیز مسلمان کی مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اس کی عزت آبرو۔ اس کا مال۔ حضرت صلعم نے حجۃ الوداع میں جہاں لاکھوں مسلمان تھے یہ حدیث فرمائی۔ ظلم و فساد کی جو حد کافی ہے مسلمانوں کا ناحق خون کرنا حرام ہو تو ان کا ناحق دعوی اور گواہی بھی حرام ہوئی۔ ایسا ہی آبرو ریزی بھی حرام۔ اسمیں ذلت و رسوائی غضب و بہتان سب شامل ہے۔ اور جب مال کا لینا درست نہ ٹھیرا تو چوری دغابازی بدرجہ اولے حرام ہوئی۔ ایسا ہی پارسا مرد و عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔ یتیم کا مال ناحق کھانا۔ شراب پینا۔ سود لینا۔ کم ماپنا اور تولنا جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ امانت میں خیانت کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ قرابتیوں سے نہ ملنا و تکبر پر طعن کرنا چیخ کر رونا۔ کپڑے پھاڑنا۔ بدعہدی کرنا۔ دکھلاوے کی عبادت وغیرہ وغیرہ مسلمانوں پر حرام ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم مسلم کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ... ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات ... اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز فنا
اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو ... زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں ... شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے ... ہو جاؤ خاک مرضی مولا اسی میں ہے

(۳) اب حیرانی ہے تو یہ کہ ایک خدا ایک قرآن ایک رسول ایک کلمہ کے ہوتے نام نہاد مولوی ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگا کر ایک دوسرے کو کافر کافر کہکر پکارتے ہیں۔ اور حق تعالے اور رسول اکرم کے احکام سے دیدہ و دانستہ اغماض کرتے ہیں ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی خدا

قال اللہ تعالے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا (النساء) اللہ تعالے کا حکم ہے کہ جو شخص تم کو السلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما۔ متفق علیہ

یعنے جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے وہ کفران دونوں میں سے ایک پر پڑتا ہے۔ دوسری حدیث لا تکفروا اھل قبلتک یعنے اپنے اہل قبلہ کو کافر مت کہو۔ ایسا ہی ترمذی میں ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا اس کے قاتل کی طرح ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا خود اسی جرم میں الٹ کر پڑتا ہے۔ اور قاتل کی طرح ہے۔ اسقدر خطرناک سزا کیوں تجویز کی گئی ہے اسلئے کہ جسطرح سوسائٹی کا انتظام بدون اسکے قائم نہیں رہتا۔ اور انسانی حفاظت سوائے اسکے نہیں ہو سکتی کہ قاتل کو سزائے موت دی جائے۔ شارع علیہ السلام نے وحدت اسلامی کے قیام کو انسانی زندگی کی . . . حفاظت کے ہم پلہ قرار دے کر فرمایا کہ جو اس وحدت کو توڑے یعنے مسلمان بھائی کو کافر کہے اسکے ساتھ وہی سلوک کیا جاوے جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا ہے یعنے وہی کفر اس پر الٹا جاوے۔ اس صدی کے مجدد جناب مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جو انہوں نے فرمایا کہ اگر ایک شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے بھی کافر مت کہو بلکہ مسلمان کہو لہذا عوام الناس پر واضح رہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کا یہ دعوی نہیں ہے۔ اور مرزا صاحب کی تحریروں سے بھی یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا جو مرزا صاحب کو مجدد تسلیم نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ مرزا صاحب نے صاف طور پر (تریاق القلوب) صفحہ ۱۳۰ حاشیہ پر لکھا ہے۔ ابتدا سے میرا یہ مذہب ہے کہ میرے دعوی کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ میرے دعوی کے انکار کرنے والے کو

کا فر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلےٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرافراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا) البتہ جو لوگ مرزا صاحب یا انکی جماعت میں سے کسی آدمی کو کافر کہیں تو حدیث مندرجہ صدر کے ماتحت یہ کفران پر لوٹ جائے گا۔

افسوس ہے کہ مسلمان اور علمائے کرام یہ نہیں سمجھتے کہ اس طرح کفر کے فتووں کی معمولی معمولی باتوں پر توسیع کی جائے تو پھر تمام دنیا میں ایک مسلمان بھی ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ سنیوں کے نزدیک اہلحدیث میں کوئی نہ کوئی نقص پایا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس باقی مذاہب کا بھی یہی حال ہے اسواسطے ہر ایک مسلمان کو کفر کا لفظ زبان پر لانے سے بہت پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ وہ خود حدیث مندرجہ بالا کے ماتحت آجائے گا۔ در خانہ اگر کس است حرفے بس است۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(ضیاء اللہ نقل نویس مل از صدر کچہری ضلع جہلم۔ از مقام جہلم)

دیانندی مت

پنڈت دیانند صاحب نے اپنی تعلیم میں بعض ایسی غلط بیانیاں کی ہیں جن کا ثبوت کچھ نہیں ہے میں صرف دو ایک کا ذکر کروں گا کہ کتب آریہ میں لکھا ہے کہ ۴۸ سال برہم چرج رکھ کر انسان ۴۰۰ سال عمر پا سکتا ہے اب خاکسار کی طرف سے دست بستہ عرض ہے کہ سوامی دیانند صاحب نے بجائے ۴۸ سال کے ساٹھ سال کا برہمچریہ (تجرد) قائم رکھا لیکن بجائے ۴۰۰ برس عمر پانے کے ساٹھ سال کے اندر اندر ہی چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے باقاعدہ برہمچریہ قائم رکھ کر ویدک اصول کے نسخہ کو غلط پایا کاش کہ کوئی مکتی پانے والا کامل آریہ ہوتا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آج اورنگ زیب وغیرہ بادشاہوں کی سرگذشت سن سکتے۔ مگر افسوس کہ آریہ صاحب نے اس نسخہ کو نہیں آزمایا جو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۸۵ ترجمہ راولکشن مطبوعہ کشن چند کمپنی لاہور اڈیشن پہلا میں لکھا ہے کہ ۴۸ برس برہمچرج رکھ کر ۴۰۰ سال عمر کو بڑھائیں کیسی مہاشہ نے یہ نسخہ استعمال کر کے ۴۰۰ سال کی عمر پوری کی ہے۔ اگر پوری کی ہے تو اس کا ثبوت پیش ہونا چاہیئے اگر نہیں کی تو کیا صریح غلط بیانی نہیں ہے۔ ایک اور غلط بیانی سوامی صاحب نے کی کہ اگر شودر کے گھر میں برہمن چھتری اور ویش کے مانند صفات و افعال خواص والا پیدا ہو تو وہ شودر برہمن چھتری اور ویش ہو جائے اسیطرح جو کوئی برہمن ویش اور چھتری کے گھر میں شودر کے صفات اور افعال اور خواص والا پیدا ہو تو وہ شودر ہو جائے۔ خواہ کسی کا بیٹی بہو عورت ہی کیوں نہ ہو۔ صاحبو! آپ خود ہی اندازہ لگالو کہ اگر شودر کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور برہمن کے خواص رکھتا ہو تو برہمن کے گھر ہی چلا جائے تو ان کی لڑکیوں سے شادی ہونی چاہیئے۔ اگر برہمن چھتری اور ویش کے گھر لڑکی پیدا ہو تو وہ شودر کی صفات وغیرہ رکھتی ہو تو اسکی شودر کے لڑکے سے شادی کرنی چاہیئے۔ حالانکہ سوامی جی خود ستیارتھ پرکاش میں صفحہ ۴۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شودروں کا حیض (دوبرج) سی ناپاک ہوتی ہے۔ برہمن برہمنی کا پاک ہوتا ہے اور برہمن مرا ہوا بھی بڑا ہے شودر جیتا بھی بڑا نہیں۔ ستیارتھ صفحہ ۱۵۲ یہاں تک کہ وید کا منتر بھی شودر کے کان میں نہ پڑا جائے

(خاکسار مولوی خدا بخش احمدی)

تبدیلی عقیدہ

مکرم معظم جناب اڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرا یہ عریضہ درج اخبار فرما کر مشکور فرمائیں۔ بہت مدت سے عقائد قادیانی اور ظہیریہ سے علیحدگی اختیار کر چکا ہوں کیونکہ میرا عقیدہ سوائے اسکے کچھ نہیں رہا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن مجید تمام دنیا کے لئے باعث نجات ہے۔

(خاکسار حکیم ڈاکٹر نور محمد مالک "تہذیب صحت" لاہور)

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ (منیجر)

شردھانندجی کی یاد میں

(از میاں محمد شفیع صاحب مبلغ علاقہ تلہ)

ہمیں معلوم ہے، جو کچھ کہ ہے تدبیر "شدھی" کی
شکست فاش کھا گئے یہ ہے تعبیر "شدھی" کی
ثبات اس کا نہیں ممکن بھلا پھر شور و شر کیسا
گرے گی کوئی دم میں دیکھنا تعمیر "شدھی" کی
رہے مسلم کے آگے کس طرح یہ غیر ممکن ہے
خیالی ہے یہ جو کچھ ہے تیری تصویر "شدھی" کی
سر میدان نہ کیا کیا ہو چکیں ناکامیاں تمکو
بروز حشر بھی دیکھو گے تم تحقیر "شدھی" کی
کہ جن پر ناز تھا تم کو ہوئے اسلام میں داخل
عیاں ہے اب زمانہ میں جو تھی تشہیر "شدھی" کی
بھلا کھٹکا رہے کیونکر نہ تیرے قلب مضطر میں
"آنند پرکاش" نے توڑی ہے جب زنجیر "شدھی" کی
یہی آواز حق ہے گر مہاشہ جی تو دیکھو گے
کریں گے آریہ ل کر ہم "تحقیر شدھی کی"
کہیں لالچ، کہیں منت، کہیں قدموں پہ سر رکھا
اسی کا نام مذہب ہے یہی ہے تدبیر "شدھی" کی
گیا مایوس پلول سے وہ شردھانند سالیڈر
خجالت اس کو کہتے ہیں یہ تھی تقدیر "شدھی" کی
یہ سن لیں خوب دل سے رامچندر اور شردھانند
ہم اک ساعت میں دعاویں کے یہ سب تعبیر "شدھی" کی
قیامت کا نظارہ کیوں نہ نظروں میں سما جائے
مقابل میں کریں جب احمدی تقریر "شدھی" کی
ہمیں امید واثق ہے خدایا تیری رحمت سے
شفیع خود توڑ دیگا آہنی زنجیر "شدھی" کی

یہ اعدا کی عنایت ہے کہ ہم بیدار ہوتے ہیں

(از قاضی محمد لیئق لائق۔ طالب علم۔ لاہور)

صداقت کے جہاں پر سینکڑوں ہتھیار ہوتے ہیں
وہاں جمتے عدو کے پاؤں بھی دشوار ہوتے ہیں
پڑے مدت سے سوتے تھے خیال خواب میں ہم تو
یہ اعدا کی عنایت ہے کہ ہم بیدار ہوتے ہیں
ثبوت کامیابی ہے اٹھانا فتنہ کافر کا
مسلماں کی ترقی کے یہی آثار ہوتے ہیں
نہ بیکا بال تک ہوگا کبھی ان سے مسلماں کا
جو اٹھتے ہیں مقابل میں ہمیشہ خوار ہوتے ہیں
ترقی گلشن اسلام میں ہوتی ہے ہر لحظہ
جو کھلا یا کبھی اک گل تو پیدا چار ہوتے ہیں
جو ہیں ثابت قدم ہرگز نہیں ڈرتے مصائب سے
وہ ہر لحظہ مصائب کے لئے تیار ہوتے ہیں
دل و جاں کر کے قرباں بھی نہیں جنکو ہے چین آتا
خدا کی ان پہ رحمت ہے وہی دیندار ہوتے ہیں
عدو نے دین کا لائق آخرش ہو جائیں گے مسلم
دکھائی دے گا واں قرآں جہاں زنار ہوتے ہیں

سرپرستان پیغام صلح کی خدمت میں

التماس ہے کہ دفتر سے اطلاعی خطوط بھیجے جا رہے ہیں جن میں ان کے حساب کی کیفیت درج ہے براہ مہربانی اپنا اپنا بقایا چندہ بھیجکر اخبار کی امداد فرمائیں، ۱۵ اگست سے پہلے پہلے چندہ دفتر میں پہنچ جانا چاہیئے، ورنہ اس کے بعد چندہ کی وصولی کیلئے وی۔ پی بھیجے جائیں گے، جن کا وصول کرنا سب احباب کا اخلاقی فرض ہوگا،

(منیجر)

بقیہ صفحہ اول

قسطنطنیہ کے ترکی اخبار "اقدام" میں "چین میں اسلام" کے عنوان سے وقتاً فوقتاً مختلف مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، ان مضامین کے لکھنے والے وہ ترکی مبلغین ہیں جنہوں نے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ سے چین کے مسلمانوں کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں، کلجہ کے ایک مسلمان عبدالعزیز نے ان مضامین کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے اور اس کا نام "چین کے مسلمان" رکھا ہے یہ کتاب ہز اکسلنسی وزیر صیغۂ تعلیم دولت عثمانیہ کی اجازت سے ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی، مؤلف نے دیباچہ میں بیان کیا ہے، کہ چونکہ چین میں اسلام کی ترقی کے متعلق کئی یورپین مصنفوں نے کتابیں لکھی ہیں جن کے مضامین کی اصلیت اور صحت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، اس لئے ان غلط بیانیوں کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اسے "اقدام" میں مضامین کا ایک سلسلہ شائع کرانا پڑا یہ مضامین بعد ازاں علیحدہ ضمیمہ کے ساتھ سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کی سرپرستی میں بھی شائع کئے گئے،

مذکورہ بالا کتاب کے پہلے باب میں اس سلوک اور طرز عمل کا ذکر کیا گیا ہے، جو چینی حکومت چین کے مسلمانوں سے روا رکھتی ہے، مؤلف کی رائے میں چینی حکومت مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا ادب اور احترام کرتی ہے، اور وہ اس کی تین وجوہ قرار دیتا ہے، اول یہ کہ جب اسلام کا مشہور علمبردار وہاب ابن رعشا تبلیغ کے لئے چین میں پہنچا، تو اس نے اپنے حسن عمل کی بدولت اس قدر شہرت حاصل کی، اور شہنشاہ کو اپنی ملاقات میں اس قدر گرویدہ کر لیا، کہ حکومت وقت نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ لے لیا، چنانچہ اس ذمہ داری کا احساس حکومت کے فرائض سے وابستہ چلا آتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب مغرب میں اسلامی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔ تو بہت سے مسلم خاندان چینی ترکستان میں آباد ہو گئے، اور انہوں نے چینی حکومت کی نظروں میں رسوخ اور اعتبار پیدا کر لیا، تیسری وجہ یہ ہے کہ خلیفہ ابوجعفر نے عربی فوج سے شہنشاہ چین کو مدد دی، اس وقت خلافت عباسیہ کا اقبال نصف النہار پر تھا، ہارون الرشید جیسے نامور اور طاقتور خلیفہ نے چین کو اپنے سفیر بھیجے، شہنشاہ چین قدرتی طور پر مسلمانوں کی طاقت اور جاہ و جلال سے مرعوب ہوا،

عبدالعزیز پہلی دو وجوہ کو اس قدر اہم قرار نہیں دیتا، جس قدر کہ تیسری وجہ کو جس کی تائید تاریخی واقعات سے ہوتی ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ ۱۳۰۱ھ میں چینی حکومت سودم کے قلعہ کی دیواروں کو از سر نو تعمیر کرا رہی تھی، یہ قلعہ کلجہ سے بجانب شمال ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے، قلعہ کی زمین کھودتے ہوئے ایک مٹکا پایا گیا، جو مختلف اقسام کے تانبے چاندی اور سونے کے سکوں سے بھرا ہوا تھا، ان میں سے بعض عباسی خاندان کے زمانہ کے تھے۔ اور انہیں مقامی حکام نے فروخت کر دیا، جو چند نقرئی سکے عبدالعزیز نے حاصل کئے، ان پر ایک طرف کوفی زبان میں پیغمبر خدا کا نام اور دوسری طرف کلمہ طیبہ لکھا تھا، ان پر ۱۶۱ھ کا سنہ درج تھا، جو چین کے مددگار خلیفہ ابوجعفر کے بیٹے کا زمانہ قرار دیا جاتا ہے،

چین کی سرحد میں عربی سکوں کا برآمد ہونا ایک دلچسپ تاریخی واقعہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اسلام کے ابتدائی دور میں کلجہ کے نواح میں عربوں کی طاقت کس قدر مستحکم ہو چکی تھی۔

عبدالعزیز نے اپنی کتاب میں اس امر پر بھی بحث کی ہے کہ کس طرح حکومت کی ہمدردانہ اور مصالحانہ روش کی بدولت اسلام نے چینیوں کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیا، شمالی چین کے مسلمان تونگان کے نام سے مشہور ہیں، تین کروڑ سے زیادہ بتائے جاتے ہیں، اس تعداد کی صحت ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے اگر تونگان ایک وسیع رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں، وہ تمام چینی ترکستان میں تاشقند تک آباد ہیں جو روسی ترکستان کا دارالحکومت ہے۔ ان حدود کے درمیان ممکن ہے کہ تونگانوں کی تعداد بجائے تین کروڑ کے چار کروڑ تک ہو، تونگانوں کا دعوےٰ ہے، کہ وہ عربوں کی نسل سے ہیں، مگر عبدالعزیز ان کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لئے کہ شکل و شباہت اور رسم و رواج میں وہ عربوں سے نہیں، بلکہ منگول نسل سے ملتے جلتے ہیں، پیکن میں ان کی مساجد کو چین کا زمینہ کہتے ہیں، اور اس کے نواح میں جو قدیم یادگار ہیں کی

جاتی ہیں، ان سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے ترکوں کے ذریعہ سے اسلام قبول کیا، خود تنگانوں کا بیان ہے کہ بہت سے آتش پرست ترکوں کی مساعی جمیلہ کی بدولت مشرف باسلام ہوئے تھے، ترکوں کا یہ مذہبی کارنامہ واقعی اس قابل ہے کہ وہ اس پر جس قدر ناز کریں بجا ہے،

تنگان جو عام طور پر روادار متقی، مہمان نواز صابر اور قانع لوگ ہیں چینی زبان بولتے ہیں، ان کی دو شاخیں ہیں، ایک تو وہ جو خاص چین میں رہتے ہیں، اور دوسرے وہ جن کا وطن چینی اور روسی ترکستان ہے، رسم و رواج لباس اور زبان کے اعتبار سے چین کے تنگانوں اور چین کے دوسرے باشندوں میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا، تنگانوں کے علماء استاد اور مذہبی پیشوا البتہ پگڑی سے شناخت کئے جا سکتے ہیں، چینی اور روسی ترکستان کے تنگان اگرچہ شکل و شباہت اور زبان کے اعتبار سے چینیوں سے مشابہت رکھتے ہیں، مگر لباس کے معاملہ میں ان ترکوں سے ایک جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں، جن کے درمیان وہ رہتے ہیں، لیکن چونکہ ترکوں سے ان کا قومی تعلق ہے، اس لئے بہت سے تنگان ترکی زبان بولتے ہیں، مگر تنگان عورتوں پر اس میل جول کا بہت کم اثر پڑا ہے، وہ ترکی عورتوں سے میل جول رکھتی ہیں، لیکن اپنے قدیم رسم و رواج کی اب تک پابند ہیں،

کاروباری زندگی میں تنگان عام چینیوں کی طرح نظر آتے ہیں وہ نہ صرف چاول کی کاشت کرتے ہیں، بلکہ تجارت اور صنعت و حرفت میں بھی منہمک پائے جاتے ہیں، ان کی بہت سی مسجدیں اور مدرسے ہیں، صرف پیکن میں تنگانوں کی سترہ مسجدیں اور مدرسے موجود ہیں، مگر ابھی ان میں تعلیم یافتہ لوگوں کی بہت کمی ہے، جہالت اور لاعلمی زیادہ ہے، جو حافظ مشائخ اور سیدان کے پاس جاتے ہیں۔ ان کی وہ بہت تعظیم کرتے ہیں،

نکاح کی رسم اور چند جزا مور کے سوا چینیوں اور تنگانوں کی شادی کی رسمیں ایک ہی ہیں، شادی کی دعوت سے پہلے ایک مسلمان عالم قرآن کی چند آیتیں بطور مبارکباد پڑھتا ہے، اس کے بعد وہ دولہا اور دلہن کو نصیحت کرتا ہے، کہ انہیں کس طرح ایک کامیاب زندگی بسر کرنی چاہیئے،

ان کی بہت سی قدیم مذہبی کتابیں ہیں جن کا رسم الخط ترکی حروف سے ملتا جلتا ہے، ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں، ان کی مطبوعہ کتابیں ہندوستان میں چھاپی جاتی ہیں، چونکہ اپنی زبان کے لکھنے اور پڑھنے میں وہ زیادہ سرگرم اور مستعد ہیں، اس لئے چینی زبان کے لکھنے میں انہیں بہت جلد مہارت حاصل ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ سرکاری عہدے انہیں بکثرت مل جاتے ہیں۔

(تبلیغ)

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے،

برادر بابو عبدالرحیم صاحب سٹیشن ماسٹر عباس پور کا چھوٹا بچہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر اپنے والدین کو جدائی کا غم دے گیا ہے، اللہ تعالے انہیں صبر عطا فرمائے، اور اس کا نعم البدل دے، جملہ احباب کو بابو صاحب کے ساتھ اس غم میں دلی ہمدردی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سکندر آباد ضلع بلند شہر سے ہمارے احباب کا تار آیا ہے، کہ مباحثہ میں اللہ تعالے نے آریہ سماج کو کامل شکست دی، اور ہماری جماعت کو پوری پوری کامیابی عطا فرمائی، الحمدللہ ثم الحمدللہ، کارروائی کی مفصل رپورٹ آجانے پر بذریعہ اخبار شائع کی جائے گی،

کشمیر کے آریہ مباحثہ سے گریز کر گئے ہیں، اور باوجود اسلام پر دریدہ دہنی کرنے کے میدان مقابلہ میں آنے سے گھبرا گئے، مفصل حالات آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام ہوں گے،

مولوی بادشاہ صاحب بعد ملاقات حضرت امیر لاہوری سے واپس آگئے ہیں، اور چند یوم قیام کرنے کے بعد واپس مدراس تشریف لے جائیں گے،

اتوار کے دن کثرت بارش نے ہمارے بعض احباب کے مکانات و اسباب کو نقصان پہنچایا، گرد و نواح سے اس قدر پانی جمع ہو گیا تھا، کہ راہ محلہ تا آب نظر آتا تھا، امید ہے کہ میونسپل کمیٹی اس روز کی تکلیف کا کوئی دیرپا واقعی بندوبست کرنے کی کوشش کرے گی،

تازہ خبریں

ہندوستان

اعلیٰ حضرت شہریار دکن کی فیاضی

زینت اورنگ تاجداری صدر اریکہ شہریاری پادشاہ اسلام اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان بہادر شہریار دکن کی ذات بابرکات ہمیشہ مسلمانوں کے لئے باعث رحمت رہی ہے چنانچہ اعلیحضرت نے حال ہی میں جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام کو پچاس ہزار روپیہ اسلئے عطا فرمایا ہے کہ اس سے مظلوم و دردرسیدہ ملکانوں کی امداد و اعانت کی جائے۔

اعلیٰ حضرت نے خواجہ حسن نظامی کے لئے بھی دو سو روپیہ کا ماہانہ وظیفہ منظور فرمایا ہے۔ ہم اعلیحضرت کی اس مسلم نواز فیاضی پر تمام مسلمانان ہند کی طرف سے ہدیۂ سپاس پیش کرتے ہیں۔

تحریک شدھی کو کامیاب بنانیکے ناجائز وسائل

ہمیں ایک خاص تار کے ذریعہ سے ۲۹ جولائے کو معتمد شعبہ اشاعت جمعیۃ العلماء ہند نے اطلاع دی ہے کہ ان کا ایک مبلغ مسمی احمد دین بورنیہ ڈاک خانہ خیرگڑھ سے لکھتا ہے کہ یہاں کے پولیس افسر چونکہ آریہ ہیں اسلئے وہ اشدھی کو کامیاب بنانے کے لئے ناجائز طریقوں سے کام لے رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اپنے عہدہ کے اثر سے مسلمانوں کو مرتد بنائیں جن قصبات کے مسلمان ہنوز ارتداد سے محفوظ ہیں وہاں روپیہ کے لالچ سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ ضلع ان ناجائز افعال کا نوٹس کیوں نہیں لیتے۔

آگرہ کے مجسٹریٹ ضلع نے ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں درج ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ آگرہ کے ضلع میں ایک سے زیادہ دفعہ اشدھی کی رسمیں ادا کرتے ہوئے آتشین اسلحہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسلئے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ہدایت کرتا ہوں کہ ضلع مذکور کے حدود کے اندر دو ماہ تک اشدھی مراسم میں شرکت کے وقت کسی شخص کو اجازت نہیں کہ آتشین اسلحہ یا تلوار یا برچھی اپنے ساتھ لیجائے۔

اس اعلان کے آخری الفاظ نہایت اہم اور معنی خیز ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آریوں کی کامیابی زیادہ تر اسی قسم کی مجرمانہ تخویف میں مضمر ہے۔ متذکرہ صدر اعلان اگرچہ آریوں کے لئے زیادہ تر موثر نہ ہو تاہم ان سے جبر و ظلم کے ان الزامات کی پوری تصدیق ہوتی ہے جو وقتاً فوقتاً آریہ مبلغین پر لگائے گئے ہیں حال ہی کا واقعہ ہے کہ پرجوش آریوں نے بمقام "اسیر" اپنی ناکامی سے طیش میں آکر مسلمان مبلغین کو زبردستی نکال دیا۔ حامیان اشدھی کا یہ تشدد زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ ہم حکام کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اسکے انسداد کی موثر تدابیر عمل میں لائیں۔

(وکیل)

مہاراجہ نابھہ کو گدی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا گیا

پانچ افسران ریاست کی تحریر

گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے نام

شملہ ۳۔ اگست۔ ریاست نابھہ کے پانچ سرکردہ افسروں نے اس تحریر کا مفاد جرائد میں شائع کرایا ہے جو انہوں نے مشترکہ طور پر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو بھیجی ہے اور جس میں لکھا ہے کہ مہاراجہ نابھہ کو کسی نے گدی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے معتمد مشیروں اور ارکان خاندان سے پوری مشورت کے بعد ایسا کیا ہے تاکہ وہ آئندہ مصائب سے محفوظ رہ سکیں گذشتہ فروری میں جب وہ والیان ریاست کی کانفرنس میں شریک ہونے کی غرض سے دہلی گئے تھے انہوں نے مسٹر سلطان احمد (وکوالیار) سے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ میں اب گدی سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں۔ اگر مہاراجہ کے خلاف کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا تو اس سے ان کا مقصد فوت ہو جائے گا جس کے لئے انہوں نے گدی چھوڑنے اور ریاست سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا تھا اس تحریر پر جن اصحاب کے دستخط ثبت ہیں۔ ان میں مسٹر بی۔ این سین چیف سکرٹری، مسٹر بھری رام وکیل سرکار، مسٹر نغیر چند دیوان اور مسٹر گوردیال سنگھ

آگرہ میں جشن صلح

ہندو مسلم فساد کی افواہیں غلط ثابت ہوئیں

آگرہ ۴۔ اگست۔ یہاں افواہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ عید اضحی کے روز ہندو مسلمانوں کے مابین ضرور فساد ہو گا لیکن مجالس خلافت و کانگریس کی زبردست کوششوں سے خطرہ رفع ہو گیا اور عید امن و امان کے ساتھ گذر گئی۔

جشن صلح کی تقریب منانے کے لئے جولائی کی ۲۶ تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ بعد کو یہ تاریخ ملتوی کر کے ۲۶ کی بجائے یکم اگست مقرر ہوئی۔ اس دن عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ شہر کے خاص خاص بازار خوب آراستہ کئے گئے تھے۔ تکونیہ بازار دلہن بنا ہوا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے اس کی پوری تزئین اور آرائش کی تھی۔ تمام بازار روشنی سے بقعۂ نور نظر آتا تھا۔ شام کو جامع مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تاکہ ترکان احرار کو ان کی شاندار کامیابی پر ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کیا جائے۔ عامۃ الناس حکیم عبدالستار خان صاحب کے بیحد ممنون احسان ہیں۔ کیونکہ وہ اس نازک وقت میں نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ (مسعود الرحمن)

غازی محمود دھرم پال صاحب کا مقدمہ

یکم اگست کو غازی محمود دھرم پال کا مقدمہ ڈیڑھ بجے کے قریب جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب لاہور کی عدالت میں پیش ہوا سب سے پہلے لالہ رام داس صاحب سب انسپکٹر پولیس کی شہادت ہوئی۔ لالہ صاحب نے غازی محمود دھرم پال کے دو چھپے ہوئے لیکچروں کا جنکی بناپر مقدمہ چل رہا ہے مقابلہ نہیں کیا تھا۔ بعد میں مرزا فیروز الدین صاحب ہیڈ کانسٹیبل خفیہ پولیس پیش ہوئے چونکہ انہوں نے غازی صاحب کے چھپے ہوئے لیکچر نہیں پڑھے تھے اسلئے ان کی شہادت نہیں لی گئی۔ چار دوسرے گواہ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ ڈاکٹر سید جلال الدین شاہ نیشنل اسسٹنٹ سرجن بازار حکیماں لاہور، منشی محمد محسن صاحب مسلم اسسٹنٹ سکرٹری انجمن معین اسلام لاہور اور ایک ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول لاہور پیش ہوئے ان کی شہادتیں قلمبند کی گئیں۔ چار بجے کے قریب عدالت برخاست ہوئی اور باقی گواہان صفائی کی شہادت کے لئے ۱۴۔ اگست ۱۹۲۳ء کا دن مقرر کیا گیا ابھی چودہ گواہان صفائی باقی ہیں جنکی شہادتیں قلمبند ہونگی۔

ممالک غیر

صدر جمہوریہ امریکہ کی وفات

لندن۔ پریزیڈنٹ ہارڈنگ فوت ہو گئے۔

پیدائش۔ بلومنگ گرو ماروکنڈی روہیو نومبر ۱۸۶۵ء طالب علم سنٹرل کالج روہیو ۱۸۷۹ تا ۱۸۸۲۔ ایک اخبار کے مدیر و ناشر از ۱۸۸۴ء ممبر روہیو سینٹ ۱۸۹۹ء۔ ۱۹۰۳ء لفٹنٹ گورنر روہیو ۱۹۰۵ء ممبر سینٹ اضلاع متحدہ ۱۹۱۵ء تا ۱۹۲۱ء پریزیڈنٹ منتخب شدہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء بر سر حکومت ۴۔ مارچ ۱۹۲۱ء)

صدر جمہوریہ امریکہ کا سوگ

لندن۔ ۳۔ اگست۔ صدر جمہوریہ امریکہ کی وفات پر برطانی عدالت ہفتہ بھر سوگ میں رہیگی۔

پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی

لندن ۲۔ اگست۔ آج پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔

قسطنطنیہ میں اشاعت اسلام

یہ خبر مصری اخبارات میں بڑے زور سے شائع ہو رہی ہے کہ قسطنطنیہ میں غیر مذاہب کے ہزاروں معتقدین حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ (زمیندار)

ناظرین بجائے وی پی کے بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال فرمایا کریں، تاکہ وی پی کرنے کی تکلیف سے نجات ہو۔ منیجر

''تار کا پتہ ''مسلمان'' لاہور

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله

والصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

جلد ۱۱

نمبر ۷۸

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۱ اگست سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے حق محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیراب ہر کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہمہ جائے بود

ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک در خبر ہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل سبحاں بیاد
آں بہار حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند زو الشقاوت است
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

اسلام اور عیسائیت کی چپقلش

مسٹر گرین نے ''عیسائی مشنوں کی ترقی اور عروج'' کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، اس میں ایک مضمون ''مسئلہ اسلام'' کے نام سے سپرد قلم کیا گیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کہاں تک اشاعت مسیحیت کی راہ میں حائل ہے، اس رکاوٹ کا سدباب کیسے ہو سکتا ہے، اور عیسائیت اور اسلام کی باہمی تبلیغی چپقلش کس نوعیت کی ہے، ذیل میں مضمون مذکورہ کا اقتباس درج کیا جاتا ہے جو بمصداق

''سِرّ دلبراں در حدیث دیگراں''

ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۱)

اشاعت مسیحیت کا سب سے بڑا مزاحم اسلام ہے، جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے، کہ اسلام کا وجود عیسائیت کے بعد عمل میں آیا، اور اس کے پیرو عقیدہ رکھتے ہیں، کہ عیسائیت کی تکمیل اور تلافی اسلام نے کر دی، ایک مسلم کو اپنے مذہب پر اتنا گھمنڈ اور افتخار ہے کہ محمد کا ادنیٰ ترین متبع بھی ایک عیسائی کو پرلے درجے کے تنفر سے دیکھتا ہے آج کل اسلامی آبادی کا دو تہائی حصہ عیسائی حکومت کے ماتحت ہے، اس ماتحتی کی کیفیت نے کم از کم اتنا تو کر دیا ہے، کہ ایسے ممالک میں مسلم کو غیر مسلم عیسائی بننے کی سزا ''موت'' نہیں رہی۔ ٹرکی کی غیر متعصبانہ روش نے مسیحی تبلیغ کے راستے میں بہت سی آسانیاں پیدا کر دی ہیں، لیکن خواہ مسلمان حاکم ہوں یا محکوم، ان کی مرکزی حیثیت (ایک کتاب، ایک نبی، ایک کعبہ وغیرہ) ایسی شے ہے، جو ان کے مخالفانہ غیظ و غضب کو فوراً بلا استثنا مشتعل کر سکتی ہے،

(۲)

عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام ایک بہت بڑا اشاعتی مذہب ہے مگر ہندوستان میں گذشتہ دو سو سال کے دوران میں یہ مذہب جوں کا توں رہا ہے، اور اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، بالکہ عیسائیت نے غیر معمولی طور پر ترقی کر لی ہے، البتہ افریقہ ایک ایسی جگہ ہے، جہاں رفتار اسلام زمانہ ماضی اور حال میں خاص طور پر حیرت انگیز رہی ہے اور عیسائیت کے لئے عظیم الشان خطرہ کا باعث اسلام کی یہی اشاعتی کیفیت ہے بعض اہل الرائے مسیحین کا خیال ہے، کہ اہل افریقہ کے لئے اسلام فطرتی طور پر موزوں ہے اور یہی بات اسلام کی حیرت انگیز ترقی کا سبب ہے، اسلام کے اصولوں کا اتباع عیسائیت کے بلند درجہ اصولوں کے مقابلہ میں افریقین آبادی کے لئے نہایت آسان ہے، شمالی افریقہ میں عورتوں کی ذلیل پوزیشن، غلامی کا رواج، اس کے ارتقا کا عدم امکان وغیرہ مل ملا کر مذہب اسلام کو حیوان الطبع طبقہ کے مذاق کے موافق بنا دیتے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ افریقہ میں نہ صرف اسلام عیسائیت کا مدمقابل اور مخالف ہے، بلکہ حقیقی تہذیب اور شائستگی کا بھی خون کرنے والا ہے، لیکن باوجود ان تمام باتوں کے عیسائی مشنری کا نصب العین مزاحمت اسلام اور نشر عیسائیت سے شمہ بھر کم نہیں ہونا چاہیئے، جس صورت میں کہ اس کی تبلیغی جدوجہد کی سزا موت یا قتل نہیں رہی، عیسائیت کی رعایت کو اسلام پر غلبہ پانے کے لئے غنیمت گردانے، لیکن بہحال سرفروشانہ مجاہدہ شرط ہے،

(۳)

بلاشک و شبہ افریقہ میں مقابلہ اسلام ایک ٹیڑھی کھیر ہے، لیکن مقابلہ ضروری اور اشد ضروری ہے، اور وہ اسی اصول کے ماتحت ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو انفرادی رنگ میں مسیحیت کا حلقہ بگوش غلام بنانے کی بجائے خود اسلام کو غلامی کا طوق پہنایا جائے، اور اسے نیچا دکھایا جائے، اس اصول کو عملاً کارگر بنانے کے لئے مختلف طریقہ سوچنے اور پیدا کرنے کی ضرورت پڑے گی، لیکن بعض رہروان مسیحیت نے تحلیل اشکال کے لئے اپنے تجربہ کی کتاب عام مطالعہ کے لئے وا کر رکھی ہے، بعد اس کے کہ صلیبی جنگ اسلام کے نیست و نابود کرنے کیلئے قطعاً ناکام ثابت ہوئی، سینٹ فرانسیس اور ریمنڈ لل نے مصالحانہ روش کے ذریعے تقریر اور تحریر سے ملاؤں اور مولویوں کو اسلام پر عیسائیت کی فوقیت کو جتلایا، لل نے اپنی تمام عمر اسلامیات کا مطالعہ کرنے کے لئے وقف کر دی، اور تا دم زندگی اپنے قلم اور زبان کو اسلام کی مخالفت میں چلایا، اس کی وفات کے بعد فرانسیس زیویر نے اس کی جگہ لی، اور ہندوستان کے اہل علم علما کے دلوں میں عیسائیت کی پاکیزگی اور فوقیت پر اسلام کو مسلط کیا، موجودہ مشن کے قیام کے ساتھ اس سلسلہ کام کو زیادہ توجہ سے ہاتھ میں لیا گیا، ہنری، مارٹن کیمبرج کے رنیگلر نے اپنی قیمتی زندگی خدمت اشاعت کے لئے وقف کر دی اور السنہ شرقیہ کا مطالعہ تحقیق تام کیا، اور اس حربہ سے کام لے کر اسلام کے نقائص اور عیوب کو بالوضاحت حاملین اسلام پر ظاہر کیا، مارٹن کے بعد فینڈر، ورجرن، ملیپ و فرنچ، کام کا بیڑا اٹھایا، اور تقریر و تحریر اور مباحثہ سے ہندوستان کے بعض مولویوں کو عیسائیت کا گرویدہ بنایا، اور ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بنایا، مقصود یہ ہے کہ افریقہ میں تحریر و تقریر ہی ایک ایسا حربہ ہوگا، جو عیسائیت کو فاتح اور اسلام کو مفتوح بنا سکے گا، عیسائی مشنریوں کا یہ قاعدہ بن چکا ہے، کہ منفرد اسلامیات کے مسلمان عالم سے مباحثانہ انداز میں گفتگو کی جائے اور انہیں اخیر میں لانے کی کوشش کی جائے، نہ یہ تو بخوبی سے اشاعت مسیحیت کے پروگرام میں داخل ہے، کہ جہاں کہیں اسلامی عقل و ہنر تعلیم و تعلّم کا مرکز ہو، وہاں مقابلہ کا عیسائی مرکز بھی ہو، قاہرہ میں عیسائی طاقت اسی لئے مرکوز ہو چکی ہے، اور ٹرکی کے اسلامی ممالک میں بذریعہ رسائل و اخبارات، طبی اور تعلیمی اداروں کے عیسائیت روز افزوں ترقی پذیر ہو رہی ہے، آئے دن ٹرکش عورت کا آزادی پسند بنتے جانا عیسائیت کی کامیابی اور اسلامی ناکامی کی بیّن دلیل ہے،

''مسئلہ اسلام'' گو ہر ایک مقام میں دقت طلب ہے، اور اس کا مقابلہ غیر معمولی مشکلات سے خالی نہیں، مگر یہ مسئلہ افریقہ میں عیسائی نقطۂ نگاہ سے مشکلات اور تصادم میں اپنا نظیر نہیں رکھتا، اسلام افریقہ کے جاہل اور مشرک لوگوں کے درمیان پھیل رہا ہے، ہر مسلم تاجر اپنے رنگ میں مبلغ بھی ہے، اور اس کی تجارت کے سلسلے کے ساتھ ساتھ اشاعت کا سلسلہ جاتا ہے، افریقہ کا باشندہ تاجر کی تبلیغ سے خوب متاثر ہوتا ہے، اور وہ فی الفور محسوس کرتا ہے، کہ اس کا مسلمان بن جانا، اس کی پوزیشن کو اعلیٰ و ارفع بنا دے گا، اور وہ ایک عظیم الشان اسلامی آبادی کا معاشرتی اور تمدنی رنگ میں رکن بن جائے گا، گو اسلام من حیث المذہب قدیم اہل افریقہ پر چنداں مسلط نہیں ہوتا، مگر اشاعت مسیحیت کی راہ میں ان لوگوں کا برائے نام مسلمان بن جانا عجیب قسم کی روکاوٹیں پیدا کرتا ہے، اس مشکل کے علاوہ افریقہ کی جغرافیکل پوزیشن ہے، یہ براعظم مختلف بڑی بڑی طاقتوں کے ماتحت ہے، اور اس طرح سے کئی ایک علاقوں میں منقسم ہے، جہاں کہیں بیوپار اور تجارت کی ترویج ہوتی ہے، اسلام کی برکت ان کے ہمراہ ہوتی ہے، غلامی کا انسداد ہونے کے ساتھ ساتھ تاجرانہ کوششوں کو اشاعتی رستے پر ڈال دیا جاتا ہے، بات یہ بھی ہے کہ جب اسلام کی سیاسی طاقت کمزور اور روبہ تنزل معلوم ہو، تو اس کی مذہبی طاقت فروغ پذیر ہوا کرتی ہے اور یہ حقیقت عیسائیت اور عیسائی ممالک کے لئے ایک چیلنج ہے اس چیلنج کا مقابلہ صرف ان لوگوں کی ان تھک کوششوں پر موقوف ہے، جو عیسائیت کی اشاعت اور اس کے فروغ کو مقصد حیات بنا چکے ہیں، یہ ضروری ہے، کہ افریقہ میں ملکی چرچ قائم کئے جائیں، اور انہیں استحکام بخشا جائے، اور ساتھ ہی ساتھ اس امر کی سخت ضرورت ہے، کہ قاہرہ، قسطنطنیہ، آگرہ اور دہلی کے اسلامی مرکزوں پر ایسے مشنری حملہ آور ہوں، جو علمائے اسلام کے مقابلے کے ہتھیار سے مسلح ہوں، گو اس وقت تک عیسائی مشنریوں کی توجہ بیشتر جاہل اور غیر مسلم لوگوں کی جانب منعطف رہی ہے، اور اسی لئے مسلمانوں میں اشاعت مسیحیت محال دکھائی دیتی رہی ہے،

بقیہ بر صفحہ ۴ کالم ۱

پیغام صلح لاہور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱۱ | ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۴۸

اسلام اور آریہ سماج

خدا کی ہستی

گذشتہ اشاعت میں ہم آریہ سماج کے خدا کی صفات کا خاکہ ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں لیکن اس اشاعت میں اس کی ذات کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

آریہ سماج کو آج بھی اور بہت ناز ہے کہ اس نے ہندو قوم کو اس بت پرستی سے نجات دلائی، جو اس قوم کی طبیعت ثانی بن چکی تھی۔ سوامی دیانند صاحب کے مناقب میں جب آریہ سماجی دوست قصیدہ خوانی کرنے لگتے ہیں، تو وہ ان کی سب سے بڑی خدمت یہی بتاتے ہیں کہ انہوں نے آریہ ورت سے بت پرستی کے پودے کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور توحید کی تخم ریزی کی، لیکن جس طرح کہ اہل باطل کا قاعدہ ہے سماج کے اس دعوے میں بھی کچھ حق و باطل کی تلبیس ہے جس کا انکشاف ہمارے اس مضمون کا موضوع خاص ہے۔

اس میں شک نہیں کہ سوامی دیانند صاحب نے مورتی پوجا یا بت پرستی کی مذمت کی ہے، اور اس مذہب کو محل اعتراض ٹھیرایا ہے، جس کی روایات کہنہ کے علمبردار ہندوستان کے سینکڑوں ہزاروں برہمن ہیں، بلکہ بعض لوگوں کا خیال ہے، کہ پنڈت صاحب کی یہ انوکھی تحریک جس کو ہمارے سماجی دوست "اصلاح مذہب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، محض اس چپقلش کا نتیجہ تھی، جو سوء اتفاق سے ابتدائے ایام جوانی میں سوامی دیانند اور متھرا کے پنڈتوں میں کسی بات پر ہوگئی تھی لیکن ہمیں اس سے سروکار نہیں، کہ اس تحریک کے کیا اسباب تھے، ہم کو صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا جس بات کا ادعا آریہ سماج کی طرف سے نہایت زور و شور سے ہوتا ہے، وہ درست ہے یا نہیں، اس لیے ہم صرف آریہ سماج کے اس دعوے کو پرکھنا چاہتے ہیں، جو توحید باری کی علمبرداری کے متعلق کیا جاتا ہے۔

اس حقیقت سے غالباً آریہ سماج کو انکار نہ ہوگا، کہ ہندوستان کا جم غفیر ابھی تک اسی طرح بت پرستی میں مبتلا ہے، جس طرح اس سے پہلے تھا، سوامی دیانند کی اصلاح سے بہت ہی کم لوگ فائدہ اٹھا سکے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانے ہندو اور برہمن مورتی پوجا کو وید سے استدلال کرتے ہیں، اس لئے وہ ویدوں کو چھوڑ کر سوامی صاحب کے سننے سنانے کی پروا نہیں کرتے، ہندوستان میں آج جس قدر لوگ ہندو کہلاتے ہیں، وہ سب کے سب اپنی الہامی کتاب وید ہی کو تسلیم کرتے ہیں، اور سب کے سب ہی کسی نہ کسی شرک میں مبتلا ہیں، جس سے یہ بات ہی نتیجہ نکلتا ہے، کہ ویدوں میں توحید کی تعلیم مفقود ہے، اور سوامی دیانند نے جو توحید کا راگ الاپنا شروع کیا، یہ محض اسلام کی دیکھا دیکھی کیا، ورنہ کیا ممکن تھا کہ ان مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ بھی توحید باری کا قائل نہ ہوتا؟

ہمارے آریہ سماجی دوست جب بات کا بتنگڑ بنانے پر آتے ہیں، تو سب سے پہلے [illegible] جن میں [illegible] جن حالوں سے سوامی صاحب کو [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا شروع کیا، لیکن [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس سال کے عرصہ میں ایک [illegible] کو کفر و شرک کے گڑھے سے نکال کر اعلیٰ معیار تہذیب و تمدن پر پہنچا دیتے ہیں، اور گلہ بانی سے جہاں بانی کے قابل بنا دیتے ہیں، لیکن بیچارے سوامی صاحب اپنی زندگی میں ہندوستان کے بیسویں حصہ کو بھی شرک کی نجاست سے نجات نہ دلا سکے، اور آج ان کی وفات کو بھی عرصہ گذر گیا ہے، لیکن آریہ ورت میں بت پرستی کا وہی زور و شور ہے، اصل بات یہ ہے کہ وید توحید کی تعلیم سے خالی معلوم ہوتے ہیں، سوامی صاحب نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے، مگر کچھ بھی توحید ویدوں سے ثابت نہ کر سکے،

دور کیوں جائیں، خود آریہ سماج باوجود ادعائے توحید، توحید کا قائل نہیں، آریہ سماج کا مذہب یہ ہے کہ خدا بھی انادی ہے، روح بھی انادی ہے اور مادہ بھی انادی ہے، اب ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو مذہب خدا کے ساتھ دو اور چیزوں کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہو، وہ موحد یا توحید کا قائل نہیں، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاں برہمنوں نے کئی ہزار بت بنا رکھے تھے، وہاں سوامی صاحب نے ان بتوں کو توڑ کر دو ایسے بت بنائے، جو خدا کے ہم پلہ اور ہم رتبہ ہیں، اس کو اگر بت پرستی نہیں کہتے، تو دوسرے معنوں میں یہی بت پرستی ہے۔ کیونکہ جب خدا کے ساتھ اور چیزیں بھی برابر کی تسلیم کی جاتی ہیں تو گویا من وجہ ان چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے، اور ان کو خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اس زمانہ کے مجدد حضرت مسیح موعود نے آریوں کی توحید کے متعلق کیا خوب کہا ہے۔

> وہ لوگ جو معرفت حق میں خام ہیں
> بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

سچ پوچھئے تو یہ بت پرستی سے کہیں زیادہ خطرناک اور بھیانک ہے اس لئے کہ سناتن دھرمیوں کو تو ہم نے اکثر یہ کہتے سنا کہ ہم بتوں کی پرستش نہیں کرتے، نہ ہم اس مورتی میں کوئی خاص خدائی مانتے ہیں، بلکہ ہم صرف توجہ کو ایک جگہ قائم کرنے کے لئے آگے رکھ لیتے ہیں، کہ عبادت میں خیال ایک جگہ جم جائے، اور عبادت میں یکجہتی میسر ہو، اب اس مورتی پوجا کا اگر سوامی دیانند صاحب کے مادہ پوجا سے مقابلہ کیا جائے۔ تو سناتن دھرم کے بزرگ توحید باری کے قائل نظر آتے ہیں، کیونکہ وہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک اور سہیم نہیں ٹھہراتے، لیکن آریہ سماج علی الاعلان مادہ اور روح خدا کے شریک اور ہمسر ٹھہراتا ہے، کیونکہ آریہ سماج مانتا ہے کہ مادہ بھی اپنی ذات سے قائم ہے، اور ابد تک قائم رہے گا، روح اپنی ذات سے قائم ہے، اور ابد تک قائم رہے گا، اور خدا کو بھی کہتے ہیں کہ وہ ازل سے ابد تک قائم بالذات ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر ازلیت اور ابدیت کیسا قائم بالذات ہونے میں خدا اور مادہ اور روح میں کوئی فرق نہیں، تو پھر خدا کی پرستش ہم پر کیوں فرض ہے اور مادہ اور روح کی کیوں فرض نہیں؟ آریہ سماج انصاف اور عدل کا مدعی ہے، لیکن کیا یہ صریح خلاف انصاف کارروائی نہیں، کہ تین چیزوں میں جن کو مساوی طور پر خواص حاصل ہیں، جو مساوی طریق پر اپنی اپنی جگہ قائم بالذات ہیں، صرف ایک ہستی کو عبادت اور پرستش کا فخر حاصل ہو، اور دوسری دو ہستیاں اس سے محروم رہیں۔

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

آخر خدا کو کیا خاص فوقیت حاصل ہے، کہ سب اس کی پرستش کریں، اور روح اور مادہ کو کوئی نہ پوچھے، حقیقت یہ ہے کہ جس طرح آریہ سماج کے خدا کی صفات ناقص، نامکمل اور قابل اعتراض ہیں، اسی طرح خود خدا کی ہستی کے متعلق جو نقشہ سماج نے پیش کیا ہے، وہ خدا کو ایک خدا نہیں، بلکہ تین خدا قرار دیتا ہے، لیکن محض دیدہ دلیری سے یا لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے آریہ سماج زبان سے توحید کا دعوے کرتا ہے ع

> میں معتقد دعوے باطل نہیں ہوتا

جرمنی میں تبلیغ اسلام اور ہم پر بہتان عظیم

ناظرین کرام کو یاد ہوگا، کہ مولانا عبدالجبار صاحب خیری کا ذکر خیر اس سے پہلے ان ہی کالموں میں ایک سے زیادہ مرتبہ آ چکا ہے، اور اس کی تقریب یہ ہوئی تھی کہ کوئی صاحب جو اپنے آپ کو عبدالغفار خیری کہتے ہیں، اور مولانا ممدوح کے بھائی ہونے کے مدعی ہیں، خواہ مخواہ ہمارے [illegible] تھے ہم نے ان حضرت کی خدمت میں عرض کر دیا تھا کہ اگر ان کے بھائی عبدالجبار خیری فی الواقعہ برلن میں اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں تو ہمیں دل سے بڑی خوشی ہے، خدا ان کو کامیاب کرے لیکن باوجود اس سلامت روی کے عبدالغفار صاحب ہم سے بگڑے رہے اور اخبارات میں ہمارے خلاف شور مچاتے رہے، ستم کہ لوگوں کو ہمیں چندہ دینے سے بھی منع کرتے رہے ؎

> این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اب ایک مدت کے بعد پھر اسی قسم کی آواز آئی ہے، ہم اب بھی خاموش ہی رہتے لیکن افسوس ہے کہ اس آواز میں ہم پر نہایت ناپاک تہمت لگائی گئی ہے، جس کا ازالہ ضروری ہے،

ایک صاحب نے جو اپنا نام "شمسی" بتاتے ہیں، اور برلن میں بیکنگ انجینئرنگ کے طالب علم ہیں، ایک بڑا لمبا چوڑا مضمون سپرد قلم کیا ہے جس میں انہوں نے ہم پر بہت سے بے بنیاد الزام لگائے ہیں لیکن ہمارا سب سے سنگین جرم یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار ہیں، اور اس لئے برلن میں اشاعت اسلام کے لئے نہیں، بلکہ انگریز کی طرف سے جاسوسی کے لئے گئے ہیں، چنانچہ صاحب مضمون لکھتے ہیں:-

> چنانچہ ایک جرمن اخبار نے حال میں برلن کی قادیانی مسجد پر ایک مضمون لکھا جس کی سرخی یہ ہے "انگریزی پراپگنڈا اسلام کے ذریعہ سے" قرآن شریف کے ترجمہ اور اس کی تفسیر میں جو قادیانیوں نے غلطیاں کی ہیں، اور جان بوجھ کر توڑ مروڑ کر انگریزی وفاداری کا رنگ چڑھایا ہے، وہ کسی ہوشمند آدمی سے مخفی نہیں غرض یہ کہ جرمنی کے معتبر حلقوں میں احمدی مشنری انگریزی ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں، واللہ اعلم،

پردہ اللہ اعلم بچا ہے کہ جو بڑا ہی معنی خیز ہے لیکن افسوس ہے صاحب مضمون نے اس پردہ کو خود ہی اٹھا دیا، چنانچہ اس سے پہلے چند سطروں میں بعینہ یہی شکایت وفاداری وہ خود کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:-

> احمدی مشنری خواجہ کمال الدین کی نئی تصانیف آئی کے آگے ہیں، مثلاً "انڈیا ان دی بیلانس" نامی کتاب کے ۳۴ ویں صفحہ پر ہندوستان کے مسلمانوں کی بابت فرماتے ہیں۔ اور اللہ رسول پہ بہتان لگاتے ہیں "قرآن شریف کی صاف صاف تعلیم نے اور رسول کی ہدایتوں نے ان کے مسلمانوں کے دلوں میں انگریزی حکومت کی سچی وفاداری کی روح پیدا کر دی ہے، ۳۵ ویں صفحہ پر اپنے ایک لیکچر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں، جو انہوں نے لڑائی کے زمانہ میں دیا تھا، کہ ہم کو گورنمنٹ کی ہر طرح کی خدمت کرنی چاہیئے، گورنمنٹ کے ہم پر بڑے احسان ہیں، خاتمہ پر فرماتے ہیں کہ ہمارا عمل نہایت ہی اعلیٰ ہوگا، اگر ہم گورنمنٹ کی ایسی خدمت کریں کہ گورنمنٹ کو معلوم بھی نہ ہو، اور نہ ہم گورنمنٹ سے کسی انعام کی توقع رکھیں"

اس سے ظاہر ہے کہ جرمن اخبار میں مضمون لکھنے والا بزرگ کون ہے لیکن چونکہ "شمسی" صاحب مولانا عبدالجبار کی صحبت سے فیضیاب ہیں، اس لئے "اسلامی" رنگ میں رنگیں ہے۔ سب کچھ کر کرا کے اور لکھ لکھا کے سب سے آخر لکھ دیا، واللہ اعلم ؎

> اگر اسلام ہمین ست کہ واعظ دارد
> کاش در پس امروز بود فردائے

لیکن ہم اس کے جواب میں صرف یہی کہنا چاہتے ہیں کہ **ھذا بھتان عظیم**، پھر اس سے آگے چل کر صاحب مضمون اپنی دلی کیفیت کا اظہار کس لب و لہجہ میں کرتے ہیں:-

> اگر مرزا غلام احمد صاحب کے پیرؤوں کو عقل ہے تو ان کو چاہیئے اپنے دونوں فرقوں کے مشنریوں کو واپس بلا لیں، ورنہ یہ ڈر ہے کہ ان کو ایسی معنوی شکست کا سامنا ہو، کہ ان کے مذہب کی ہستی کا سوال پیش آ جائے، جو انگلستان میں نہیں ہے۔"

کاش یہ لوگ اشاعت اسلام کے کام میں کچھ وقت صرف کرتے، اور اس قسم کے رکیک جذبات کو اس مقدس گورنمنٹ میں جگہ نہ دیتے جس کو لوگ خدا کا گھر کہتے ہیں، کیا کسی مومن مسلمان کا دل اس قسم کے جذبات کا مخزن ہونا چاہیئے، افسوس صد ہزار افسوس ہے، ان مسلمانوں پر جو **داعی الی الخیر ہونے کے بجائے مناع للخیر** ہو رہے ہیں۔

ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں، اور اب پھر لکھتے ہیں، کہ اگر مولانا عبدالجبار کام کرتے ہیں تو کریں چشم ما روشن دل ما شاد لیکن افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ ہمارے کام میں بلاوجہ مزاحم ہوتے ہیں،

صاحب مضمون نے محض ... کے جذبہ کو ابھارنے کے لئے سخت غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، مثلاً یہ کہنا کہ مولوی صدرالدین صاحب لاکھوں روپوں کے ساتھ جرمنی آئے ہیں، صریح غلط ہے، اس طرح یہ بیان کرنا مولوی صاحب نے دو ہزار پونڈ کو مسجد کے لئے زمین خریدی ہے، بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، زمین کی قیمت صرف ۰ ۹ ۶ پونڈ ہے، اس قسم کی غلط بیانیوں سے راقم مضمون کا مقصد صرف یہ جتانا ہے کہ ہم اسراف کر رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے مولوی صدرالدین صاحب کی دعوتوں پر بھی نکتہ چینی کی ہے، لیکن مولانا عبدالجبار صاحب کا اسراف بھول گئے، حالانکہ خود ان کے متعلق ان کو اعتراف ہے، کہ ختم قرآن کے بعد معمولی طور کی طشتریوں اور رومالوں ... کر مٹھائی بانٹی گئی، مٹھائی بانٹنا اور پھر طور کی طشتریوں اور رومالوں کے غالباً کفایت شعاری نہیں کہلا سکتا خصوصاً جب کہ "بہت سے جرمن مرد اور عورتیں بھی شامل ہوں،"

مگر افسوس ہے کہ صاحب مضمون نے دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھتے وقت اپنے شہتیر کو نہ دیکھا،

ایک خاص بات جو اس مضمون میں ہے وہ یہ ہے کہ اس میں نہایت صفائی سے یہ تسلیم کر لیا گیا ہے، کہ جرمنی میں ہم نے مشن خود مولانا عبدالجبار کی تحریک سے کھولا چنانچہ لکھتے ہیں :-

جرمن زبان میں اسلام کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر سے کوئی کتاب موجود نہیں، نومسلم فاطمہ خانم کو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا بہت شوق تھا، مولانا نے لندن کا پتہ بتادیا، چنانچہ نومبر ۱۹۲۰ء میں فاطمہ خانم نے لندن خط بھیجا، اور اسلامی لٹریچر کی درخواست کی، اور خاصکر قرآن شریف کی تشریح کا تقاضہ کیا، ۵۔ دسمبر ۱۹۲۰ء کا لکھا ہوا مولوی مصطفٰے خاں کے دستخط کا لندن سے خط آیا، جس میں لٹریچر کا وعدہ کیا، اور فاطمہ خانم سے مضمون اور تصویر کی درخواست کی، اور جرمنی کے مسلمانوں کے نام اور پتے وغیرہ پوچھے، ۱۷۔ دسمبر ۱۹۲۰ء کو فاطمہ خانم نے شکریہ کا خط بھیجا، اور برلن میں موجودہ اسلامی حلقہ کا ذکر کیا، اور جرمنی میں تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع پیمانے پر جاری کرنے کی طرف اشارہ کیا، ۱۹۔ جنوری کی تاریخ کا لندن سے مصطفٰے خاں صاحب کا پھر خط آیا، جس میں اپنے مطلب کی بات یعنی مضمون اور تصویر پر اصرار کیا، اور برلن میں بڑے پیمانے پر کام کرنے کے مصارف وغیرہ کی اسکیم کے متعلق استفسار کیا، ۲۷۔ جنوری ۱۹۲۱ء کو فاطمہ خانم نے جو خط لکھا اس میں انہوں نے مولانا محمد عبدالجبار صاحب کا ذکر نہایت تعریف کے ساتھ کیا، اور تبلیغ اسلام کے کام کے متعلق ان کی مساعی پر روشنی ڈالی، اور لکھا "ہم سب جرمنی اور قرب وجوار کے ممالک میں اسلام پھیلانے کا کام کر رہے ہیں، ہمارے کام کرنے والے سب مفت کام کرتے ہیں، مگر جرمن مارک کے گر جانے سے بڑے پیمانے پر کام نہیں کر سکتے، اگر ہمارے پاس انگریزی یا ہندوستانی روپیہ ہو، تو کام نہایت ہی کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے، وغیرہ۔

"اس خط میں فاطمہ خانم نے امریکن نومسلم خالدبانگ کا پتہ بھی لکھ دیا، اور مصطفٰے خاں کی فرمائش کے مطابق جرمن میں تبلیغ اسلام کی اسکیم مولانا جبار صاحب سے بنوا کر بھجوادی۔ اس کے بعد سے مصطفٰے خاں صاحب کا کوئی خط نہیں آیا، اسلامی لٹریچر کے متعلق چند معمولی سی کتابیں ورمیں آگئیں مگر قرآن شریف نہیں آیا، بہت عرصہ کے بعد سنا گیا، کہ مصطفٰے خاں صاحب ہندوستان پہنچ گئے،

اب معلوم نہیں کہ جس صورت میں خود مولانا کی خواہش کے مطابق ہم نے وہاں مشن کھولا ہے، تو پھر مولانا یا ان کے احباب خاص کو کیوں کل نہیں پڑتی، اور وہ جا و بے جا اعتراضات کی بوچھاڑ ہم پر کر رہے ہیں۔

تثلیث کا تسلط توحید پر

صفحۂ اول پر ایک مضمون کا اقتباس ہے، اس میں عیسائی دنیا کو بتایا گیا ہے، کہ وہ کس طرح افریقہ میں مسلمانوں کی بڑھتی جمعیت کا مقابلہ کرے، توحید کو نیست و نابود کر کے تثلیث کا علم نصب کرے سب سے بڑا مشورہ پیش کیا گیا ہے، کہ اسلام کے خلاف ایک خاموش جنگ جاری کی جائے، جو گھن کے کیڑے کی طرح اسلام کو اندر ہی اندر تباہ کر دے، وہ یہ کہ مسیحیت کی تحریری اشاعت کو عام کیا جائے اسلام کا مطالعہ بہ تحقیق تمام کیا جائے، اور پھر اس کے نقائص اور عیوب کی روشنی میں عیسائیت کے محاسن اور عمدہ اوصاف کو پیش کیا جائے، ہمارے بھائی اسلام کی مبلغانہ کامیابیوں کو کیا ظاہر کریں گے، بات اصل میں صرف اتنی ہے کہ جھوٹی باتیں جن کی اشاعت تحریر اً کی جائے، اور بالاستقلال اور بالمداومت کی جائے سچی باتیں کا سا اثر رکھتی ہیں، بحالیکہ ایسی تحریروں کے مقابلہ کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے، ہم جہاں مضمون نگار کے پیش کردہ تبلیغی اصول کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں، وہاں ہم اسلامیات کے متعلق اس کی واقفیت کو دیکھ کر ... اس مضمون نے اسلام میں عورتوں کی پوزیشن کو ذلیل گردانا ہے، طلاق عدور بر ہمارے اور اس مذہب کو غیر ارتقائی مانا ہے، ہمیں عیسائی ماہرین مذہب کے متعلق ہمیشہ سے یہ شکایت رہی ہے، کہ ان کی تحقیق اسلام کے بارے میں طفل مکتب کے اجتہاد سے بڑھ کر نہیں، یا "تعصب ایک لمحہ کے لئے ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا، صاحب مضمون اپنے عیسائی مشنریوں کو مطالعہ اسلامیات کی ترغیب دیتے ہیں لیکن ہم یہ رائے پیش کرنے سے نہیں رہ سکتے، کہ وہ ابتدائے مطالعہ سے پیشتر فن تحقیق کی کسی درسگاہ میں رہ کر سبق حاصل کریں، اور جب فارغ التحصیل ہو جائیں، تو پھر تعصب کی عینک اتار کر چشم غور مذاہب کا پہلو بہ پہلو مطالعہ کریں، اور دیکھیں کہ عیسائیت کے محاسن اسلام کے نقائص پر حاوی ہوتے ہیں، یا اسلام کی خوبیاں عیسائیت کی کمزوریوں کو کھول کھول کر بیان کرتی ہیں، اگر ہماری رائے پر عمل کیا جائے تو یقیناً عیسائی عیسائی نہ رہیں، لیکن ع

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

ذلت آمیز ہدیہ

کلکتہ کے مشہور عیسائی اخبار "ایپی فینی" کی ۴ اگست کی اشاعت میں خط وکتابت کے کالم میں ہم مدیر اخبار کے نام ایک مراسلہ پاتے ہیں وہو ہذا :-

"مکرم بندہ، ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ بنگالی نوجوان عیسائی بننے کا خواہشمند ہے، بشرطیکہ اس کی آئندہ زندگی کے لئے وجہ معیشت پیدا کی جائے، اور اس کی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے اسے معقول امداد دی جائے، جواب جلد مرحمت فرمایئے،

آپ کا خادم

بی سی"

جناب مدیر اخبار نے "بنگالی نوجوان" کی اس حرکت کو "ذلت آمیز ہدیہ" کے نام سے موسوم کیا ہے، جو دنیا کمانے کے لئے عیسائی بننا چاہتا ہے لیکن نوجوان ایک بڑی حد تک حق بجانب ہے۔ عام طور پر جس قدر لوگ قبول عیسائیت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں ان کے پیش نظر کوئی نہ کوئی دنیوی شاندار مستقبل ضرور ہے، اور جو انہیں عملاً نصیب بھی ہو جاتا ہے، تجربہ اس امر کا شاہد ہے۔ کہ عیسائی بننے سے پہلے لوگ تنگدستی، افلاس، فاقہ مستی، ذلت اور رسوائی کا شکار بن رہے تھے لیکن قبول عیسائیت نے ان کی ہستی کو چار چاند لگا دیئے، اور دنیا کی تمام نعمتیں ان کے شامل حال ہو گئیں، مختصر عیسائیت ان کے لئے سنگ پارس ثابت ہوئی ہے اب کوئی وجہ نہیں کہ بنگالی نوجوان کو جو غالباً زمانے کا ستایا ہوا اور مصیبت زدہ انسان ہے، اس لئے مطعون کیا جائے، کہ اس نے کیوں ایسی استدعا کی، یوں بھی ایک سمجھدار آدمی ضرور خیال کرتا ہے، کہ جب میں عیسائیت کے سے نامکمل اور غیر مکتفی مذہب کو قبول کر رہا ہوں تو کم از کم دنیوی اقتدار، جاہ و منزلت، عیش و آرام کو کیوں کر مد نظر نہ رکھوں، دین ... نہ سہی تو دنیا تو خوب کمائیں گے، ہمارے خیال میں جناب مدیر نے خواہ مخواہ بنگالی نوجوان کی تحریر کو برا منایا، مشنری جس سونے چاندی کو خود عیسائیت کے پھندے میں پھنسانے کے لئے بکھیرتے ہیں، اس کے حصول کی خود نوجوان نے درخواست کی، مشنری بھائیوں کو زحمت گوارا کرنی نہ پڑی۔

ہماری تبلیغی کوششیں

آریہ سماج کی کارفرمائی کشمیر میں

ہمارے ایک نامہ نگار کشمیر سے لکھتے ہیں :-

عام خیال تھا کہ آریہ صاحبان کشمیر میں بھی اکثر لوگوں کو اشدھ بنائیں گے اس قسم کی افواہ اڑ رہی تھی، کہ حضوری باغ میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ہوا، اور پانچ دن تک جاری رہا، اس جلسہ میں جو لیکچرار صاحبان کھڑے ہوئے، اور تقریریں فرمائیں، ان کی لیاقت اور قابلیت قابل توجہ ہے "مشتے نمونہ از خروارے" ہم ذیل میں ان کی خوشگافیاں عرض کر دیتے ہیں، جس سے ان کی دیانت، امانت اور واقعیت ظاہر ہوتی ہے

... ر صاحب بہت جوش خروش سے کھڑے اور تقریر فرمائی کہ اللہ جو اسم خدا ہے وہ دراصل آلات کا بگڑا ہوا ہے آلات لات سے نکلا ہے اور لات ایک بت کا نام ہے، جو کہ مونث خیال کیا جاتا ہے، اس لئے اللہ کا لفظ خدا پر اطلاق نہیں ہو سکتا ہے، آج تک مسلمانوں کے کسی مفسر پر بھی یہ حقیقت ظاہر نہیں ہوئی تھی، اس لئے تمام مسلمانوں کو سوامی لیکچرار صاحب کی اس لفظی تحقیقات کا مشکور ہونا چاہیئے، اسی طرح ایک اور لیکچر میں ایک ایسا انکشاف کیا گیا جس سے آج تک محققین اسلام اور مفسرین قرآن بے خبر تھے۔ لیکچرار صاحب نے بڑے دعوے اور بڑی جرأت کے ساتھ کہا، کہ آج تک (الم) کے معنے نہ کسی مفسر نے کئے ہیں، اور نہ خود محمد صاحب نے سمجھے ہیں!

(الم) کا ترجمہ اس قابلیت سے کیا گیا، کہ علم فرِیالوجی سب کی سب ان الفاظ کی تفسیر پر ختم کر دی، حضرات تشریح قابل غور ہے علماء اسلام کو خاصکر مفسرین کو سوامی لیکچرار صاحب کی قابلیت کی داد دینی چاہیئے، آپ نے باواز بلند کہا، کہ حضرت محمد صاحب نے (الم) وید سے سرقہ کیا، کیونکہ وید میں "اوم" کا لفظ پایا جاتا ہے یہی "اوم" جب دوسری زبانوں میں استعمال ہوا تو (الم) بن گیا" (لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایڈیٹر)

ایک اور تقریر میں جب اسلام کی توحید پر نقطہ چینی کی گئی، تو کہا کہ مسلمان بھی مشرک ہیں، کیونکہ وہ کلمہ کے ساتھ حضرت محمد صاحب کو شامل رکھتے ہیں" یہ ان بیچاروں کی علمی قابلیت ہے، جس ... کر وہ دنیا کو اشدھ بنانا چاہتے ہیں، اور کشمیر میں اگر کشب ایشی کی اجڑی ہوئی بستی کو پھر آباد کرنا چاہتے ہیں، اے حضرات آریہ، اگر یہی صداقت دیانت، تحقیقات ہے تو یقین رکھئے کہ آپ سعی لاحاصل میں مشغول ہیں

چونکہ مسلمان طالب علم بھی اس مجلس میں موجود تھے، انہوں نے جب لیکچرار صاحبان کی قابلیت اور لیاقت کو معلوم کیا، تو انہوں نے ان تمام باتوں کے جوابات کے واسطے اور ایسی بے بنیاد غلط فہمیوں کے ازالہ کے واسطے موقع چاہا، مگر آریہ صاحبان نے جو مسلمانوں کی جماعت احمدیہ سے ہمیشہ فرار کرتے ہیں، اس موقع پر بھی فرار کیا، اور موقع نہ دیا، حالانکہ انصاف اس بات کا مقتضی تھا، کہ ہمیں بھی ان بے بنیاد اعتراضات کے واسطے جواب دینے کا موقع دیا جاتا، تاکہ پبلک پر راست اور ناراست کا بھید ظاہر ہوتا،

مگر دراصل آریہ صاحبان کا یہی قصور نہیں، کیونکہ ان بیچاروں کو معلوم تھا کہ اگر مسلمانوں کو ایسی پبلک میں موقع دیا جائے، تو وہ اسلام کی سچائی کو کھولتے ہوئے مسئلہ نیوگ پر روشنی ڈالیں گے، جس سے آریہ تہذیب کی پوشیدہ "گھر رای دو کشب رشی" کے سادہ اور سلیم الفطرت آبادی سب پر کھل جائے گی، اور پھر ایسی صورت میں، آریوں کی جو بنی بنائی امت ہے، اس کو بھی خطرہ تھا، لہٰذا اگر انکار کیا گیا، تو خالی از مصلحت نہ تھا، ہم کو آریہ صاحبان کی دانشمندی کی داد دینی چاہیئے، گیدڑ اگر شیر سے بچتا ہے، تو اس کا بچنا محض دانشمندی کی بنا پر ہوتا ہے، اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جو چیلنج انہیں بحث کے واسطے بھیجا گیا تھا، اس کو ٹالنے کی غرض سے جو دو شرطیں انہوں نے لگائیں، وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) یہ کہ پریذیڈنٹ آریوں کا مقرر کیا ہوا ہو، اور اس کا حکم قطعی ہو

(۲) دوسری شرط یہ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مباحثہ کیا جاوے، کیونکہ ان کے علم کا مخزن صرف ایک ہفتہ تک کشمیر ... رہنے والا تھا، شرط اول کا نتیجہ میں ناظرین پر ... ہوا، مگر شرط دوم

تھیں بقول منتری صاحب آریہ سماج یہ تھا، کہ ہم پنجاب سے کسی آدمی کو منگا نہ سکیں، اگر سچ کی تحقیقات ہی کرنی تھی، تو آریہ صاحبان نو مسلم سے کیوں ڈر تھا، جب آریہ صاحبان سے دو ہفتہ کی بات ۔۔ کی گئی، تو مباحثہ سے انکار کر دیا، کیونکہ بقول انہی کی صاحبان آریہ سماج ڈر گئے، کہ باہر سے آدمی نہ منگایا جائے حالانکہ مجلس میں اٹھ کر ان کو اس بات کی تسکین بھی دی گئی، کہ ہم باہر سے کسی کو نہ منگائیں گے، مگر چونکہ انہیں فرار کرنا تھا جس میں وہ آخر کامیاب ہوئے،

جب ہمیں باوجود اصرار کے موقع نہ دیا گیا، تو ہم نے مجلس میں شامل ہونا بے سود سمجھا، اور حضوری باغ میں نکل کر کل مسلمانوں کے ایک جلسہ کئے تھے، جناب سید میر اختر شاہ صاحب کے انتخاب میں باجماعت نماز عصر ادا کی، پھر نماز کے بعد جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل ہائی کورٹ اور جناب سید میر اختر شاہ صاحب نے تقریر فرمائی، جن میں اجمالی طور پر اعتراضوں کا جواب دیا گیا، اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا، اور مسلمانوں کو تفرقہ بازی سے بچنے کے لئے بہت زور سے تاکید کی گئی،

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے، جس کا میں پہلے ذکر کرنا بھول گیا ہوں، آریہ سماج نے جب دو ہفتہ کی میعاد پر فرار کیا، تو ایک صاحب جن کا نام لوبی چند تھا، شور کر کہنے لگے، کہ میں بحث کے لئے تیار ہوں، ہم نے موقع پاکر اسی وقت اُن کے نام چیلنج لکھ دیا، اور انہوں نے چیلنج پڑھ کر مجلس میں وعدہ کیا، کہ اسی شام کو وہ ہماری درس گاہ آئیں گے، ہم نے اپنی درس گاہ پر انتظام کر دیا، اور ہر جگہ اس بات کا اعلان کیا، تاکہ لوگ بھی آجائیں، شام تک تو ان کے وعدہ کے مطابق انتظار رہا، مگر شام کے بعد ایک چٹھی موصول ہوئی جس میں بیماری کا بہانہ لکھا تھا، نہ معلوم کہ یہ بیماری کس قسم کی تھی، گو غالب خیال یہی ہے کہ بیماری خوف کی تھی، جس کی وجہ سے وہ مقابلہ میں نہ آسکے،

اسلام کی عظیم الشان فتح اور ویدک دھرم کی فاش شکست

قاضی محمد رضی الدین صاحب حسینی صدیقی حنفی اور حکیم قاضی محمد عالم صاحب صدیقی حنفی جو مباحثہ سکندر آباد کے منتظمین تھے مختصر طور پر مندرجہ ذیل کیفیت مباحثہ تحریر فرماتے ہیں،

سکندر آباد ضلع بلند شہر کا عظیم الشان مناظرہ جو اپنی نوعیت میں ہندوستان بھر کے مناظروں میں بے نظیر کہلانے کا استحقاق رکھتا تھا، نہایت خوش اسلوبی سے چار یوم رہ کر پانچ اگست کی شام کو مسلمانوں کی فتحمندی کا پھریرا اڑاتا ہوا اختتام پذیر ہوا، مورخہ اگست و ۳ اگست ۲۳ء کو ابطال الہام وید اور سچے الہام پر آریہ مذہب کے مشہور ترین مناظر پنڈت رامچندر جی دہلوی اور مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغان انجمن اشاعت اسلام لاہور کے درمیان بڑے زور شور کے ساتھ مناظرہ ہوا، اور روز روشن کی طرح سے یہ نتیجہ نکلا، کہ وید قطعاً الہامی نہیں ہیں ہر دو مذکورہ بالا مبلغان اسلامی نے نہایت اسلامی کا حق ادا کرتے ہوئے آریہ مناظر کو فاش شکست دی، اور ثابت کر دیا، کہ فی الواقع قرآن مجید ہی الہامی کتاب ہے، مورخہ ۴ اگست کو مسئلہ تناسخ زیر بحث تھا، جس میں اہل اسلام کی جانب سے غازی محمود دھرمپال بی اے نے اس قسم کے قلعہ شکن توپوں کے گولے ایسے بے جگر پھینکے، کہ پنڈت رامچندر جی اور پنڈت شوشرما صاحب ہر دو اپنے قلعہ کو پاش پاش ہوتے ہوئے دیکھ کر سرنگوں ہو گئے، اور شکست قبول کر لی، سناتن دھرم کے لوگ جن کو آریوں نے اس مناظرہ میں اپنے ساتھ شامل کیا تھا، بے ہوش وحواس ہو رہے، کیونکہ ان کے اور آریوں کے رشی مہارشی پاپی اور گنہگار ثابت ہو کر نزول الہام کے مستحق نہیں ٹھیرتے تھے ...... نتیجہ یہ تھا کہ جملہ حاضرین مناظرہ کے دلوں پر یہ سکہ بیٹھ گیا، آریہ ۔۔ نگاری کی تعلیم دینے والا ۔۔۔ہے، ۵ اگست کو مسئلہ ملہم کی معصومیت پر وچار زیر بحث تھا، آریوں کی جانب سے پنڈت رامچندر جی اور پنڈت مراری لال شرما مناظر تھے، اور مسلمانوں کی طرف سے شیر قرآن مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی، مولانا موصوف نے ایسے دندان شکن جواب دیئے، کہ مناظرین آریہ کے لئے کوئی راستہ نکلنے کا نہ رہا یہاں تک کہ پنڈت مراری لال نے ایک حدیث کو غلط معنوں کے ساتھ اشتہار چڑھا کر پیش کیا، جس کے جواب میں مولانا موصوف نے مطالبہ کیا، کہ اصل حدیث پیش کرو، اور اس کا حوالہ دو، جواب میں پنڈت جی نے کہا، کہ ان کی حدیث ضرور پیش کر دوں گا، اگر نہ پیش کر سکوں، تو مجھے ہارا ہوا سمجھا جائے، اور اسی حدیث کا پیش کرنا فتح و شکست کا معیار قرار دیا جائے، یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ بصورت نہ پیش کرنے کے مسلمان ہو جاؤں گا، افسوس اتنے بڑے دعوے کو پنڈت جی ثابت نہ کر سکے، اور حدیث کو باوجود کتابیں مطلوبہ دیئے جانے کے پیش نہ کر سکے، ہمارے شیر اسلام نے مطالبہ پر مطالبہ کیا کہ حدیث پیش کرو، مگر پنڈت مراری لال کا قافیہ تنگ ہو گیا، اور مبحث سے گریز کر کے غیر متعلقہ تقریر سے وقت گذارنے لگے، بالآخر عام لوگوں نے مطالبہ کیا، کہ آپ مراری لال صاحب کو حسب الوعدہ مسلمان ہو جانا چاہیئے، مگر وہ اپنا وعدہ کب ایفا کرنے والے تھے، ہندو لوگ خواہ آریہ خواہ سناتن ماتمی صورتوں میں ذلت سے سر جھکائے بیٹھے تھے، چنانچہ متواتر اصرار کے باوجود پنڈت مراری لال مسلمان ہونے کو میدان میں نہ آئے، بالآخر مسلمانوں کی عظیم الشان فتح کے ساتھ سارا مسلم مجمع صدائے اللہ اکبر بلند کرتا ہوا میدان مناظرہ سے باقاعدہ جلوس کی صورت میں شہر کی جانب روانہ ہو کر جامع مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا، اور بعد انفراغ دوبارہ بعد نماز عشاء ....

ہزارہا مسلمان، مختلف علماء کی تقریر ۔۔ احباب کی نظموں سے محظوظ ہو کر شکر پروردگار بجا لائے، اور ہمیشہ اسلام کی فتح و نصرت کے واسطے دست بدعا ہوئے، دو بجے کے قریب یہ مجمع برخاست ہوا، باشندگان سکندر آباد مبلغان انجمن احمدیہ لاہور کے تہ دل سے ممنون ہیں، کہ انہوں نے اپنی عالمانہ تقاریر سے دشمنان اسلام کو نہ صرف سکندر آباد بلکہ تمام ہندوستان میں زک دے کر ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیا، اور اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے اس مناظرہ کی خاطر آئے،

زیادہ تر مسرت اس مناظرہ کی یہ ہے کہ دوران مناظرہ میں ایک نوجوان مسمی رام لال ولد کنہیا لال قوم کایستھ ساکن آگرہ نے صداقت اسلام کے روبرو سر جھکا کر کلمہ توحید پڑھ لیا، اور اسلامی نام محمد عبداللہ رکھا گیا، مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ انجمن احمدیہ لاہور نے نور اسلام سے ظلمت کفر ہمیشہ کیلئے دور کر دی۔

پان ہندوازم کی تحریک

جب سے فتنہ ارتداد کا ظہور ہوا ہے، تب ہی سے ہندوؤں میں ایک اور تحریک کا آغاز ہوا ہے، جسے ہندو سنگھٹن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن جو پروگرام اس تحریک کا ہندو رہنماؤں نے

بقیہ صفحہ اول

مگر آج کل ہمارے پیش نظر شدو مد سے یہ مسئلہ ہونا چاہیئے، کہ اسلام کے تشنہ کام نام لیواؤں کو عیسائیت کا مطیع و فرمانبردار بنایا جائے ایک جرمن اہل الرائے نے خوب لکھا ہے، کہ آجکل کے اوقات میں اشاعت مسیحیت کا قدم اسلامی آبادی میں اگر پوری طاقت سے نہیں اٹھ رہا، تو اس کی وجہ محض جرأت اور حوصلہ کی کمی ہے، اور بس تبلیغی ترقی کی راہیں تو کھلی ہیں، مگر ان پر گامزن ہونے کے لئے دلیری نہیں پائی جاتی، سلطنت ٹرکی میں اشاعت واجب القتل جرم نہیں ہا، مزید براں ترقی تعلیم، اور آمد و رفت کے اصلاح یافتہ ذرائع نے مسلمانوں کی الگ تھلگ بود و باش کو قائم نہیں رہنے دیا، اور وہ عیسائی اثر اور عیسائی تہذیب سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں، ہر ایک گوشہ سے یہی صدا آ رہی ہے کہ کونسی متحدہ اور متفقہ کوشش ہو سکتی ہے، جو ان مشکلات کا قلع قمع کر سکے، جو دنیا ئے اسلام میں عیسائیوں کو کام کرنے سے روکتی ہیں، یقیناً یہ ایک عظیم الشان مشنری مشکل ہے، مگر اسلامی سوسائٹی کے ظالمانہ اخلاقی اصولوں، تذلیل انسانی کے احکام اور خوفناک فلسفۂ زندگی کے مقابلے میں انسانی فطرت عیسائیت کو پکار پکار کر دعوت دے رہی ہے، کہ آ مجھے تیری ضرورت ہے، لیکن کامیابی کا راز صرف اس امر میں مضمر ہے، کہ جرأت، حوصلہ، استقلال اور دلیری سے کام لے کر پائیدار بنیادوں پر عمارت کھڑی کی جائے، جسے متزلزل ہونے کا اندیشہ ہو،

تجویز کیا ہے، اس سے ثابت ہوا، کہ ہندو، ہندوستان میں مسلمانوں کو دبانے اور مٹانے اور غلام بنانے کے لئے "پان ہندوازم" تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہندو عوام بالجبر ۔۔ کر چکے ہیں،

ہندو سنگھٹن کے پروگرام میں جو باتیں داخل کی گئی ہیں ان کی مختصر کیفیت یہ ہے، کہ ہندو اکھاڑے قائم کئے جائیں، لٹھ بازی، گدکا سیکھنے والے دستے بنائے جائیں، ہندو جلسوں کے مسلح اور ۔۔شی فوج تیار کی جائے، ریلوے سٹیشنوں پر ان کا پہرہ بٹھایا جائے، تاکہ وہ ہندو خواتین کی حفاظت کریں، مسلمانوں کو ۔۔ بنایا جائے، مسلمانوں کے حقوق اور فوائد کو پامال کیا جائے، چین، جاپان، ملایا، برہما، سنگھاپور، لنکا اور نواحی جزائر کے بودھوں سے اتحاد پیدا کر کے ان کو ہندوازم میں لایا جائے، الغرض یہ کہ ایک پان ہندو سنگھٹن قائم کیا جائے، جو مسلمانوں کو زیر کرنے میں کامیابی حاصل کرے،

ہندو بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ پان ہندوازم کی تحریک کی غرض سوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں، کہ ہندو قوم کو ہر طرح مضبوط بنایا جائے، لیکن در حقیقت اس کا مدعا مسلمانوں سے انتقام لینا ہے،

ہندو سنگھٹن ہندوستان میں نہ صرف مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہے، بلکہ ان اقوام کے لئے بھی جو غیر ہندو ہیں، اور دیوی دیوتاؤں کے پرستار نہیں ہیں، اس فتنہ کے طاقت پکڑنے سے اول تو ہندوستان میں متحدہ ہندو قومیت کا خاتمہ ہو جائے گا، اور بد قسمت ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں زیادہ مضبوط ہو جائیں گی،

پان ہندوازم تحریک کا حشر ہندوستان سے باہر والے ممالک میں جو کچھ بھی ہو اس سے سر دست قطع نظر کر کے ہندوستان کے باشندوں میں باہمی نفرت سراسر بے اعتمادی اور کامل نفاق کی ترقی ہوگی، اور ایسی حالت میں ان میں اتحاد قائم رہنا ناممکن ہے، اس لئے اب ہندوستان کے سیاسی رہبروں پر بڑی بھاری ذمہ داری عاید ہوتی ہے جو کہ ہندوستان میں مضبوط متحدہ قومیت کو ہر مناسب طریقہ سے انجام دیں، (ماخوذ)

تازہ خبریں

ہندوستان

زمیندار کے منی آرڈر پھر روک لئے گئے

زمیندار کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی میں یکطرفہ ڈگری کے خلاف درخواست کا اپیل ہائیکورٹ سے خارج ہو گیا تھا۔ اسلئے آنش ورگر ڈی آئی جی سی آئی ڈی نے پھر ڈگری کا اجرا کرا کر آج زمیندار کے منی آرڈر رکوا لئے ہیں۔

ڈاکٹر کچلو دو ایک روز میں رہا ہونے والے ہیں

امرتسر ۹۔ اگست۔ ڈاکٹر کچلو کراچی کے مشہور و معروف مقدمہ کے سلسلہ میں دو برس کے لئے قید ہوئے تھے۔ اب چونکہ ان کی مدت قید قریب الاختتام ہے۔ اس لئے انہیں آج صبح امرتسر لایا گیا ہے۔ ان کی رہائی ۱۱ اگست کو عمل میں آئیگی لیکن شہر میں یہ خبر پھیلی ہوئی ہے کہ وہ دو دن کے اندر رہا ہو جائینگے۔

ضلع بلند شہر میں آریاؤں کی ناکامی

دہلی ۴۔ اگست۔ آریاؤں نے موضع انبہرا اور موضع نیل کھیل خورجہ میں اشدھی کے لئے ۳۰۔ ۳۱ جولائی کا دن مقرر کیا تھا۔ جمعیۃ العلماء کی طرف سے فی الفور مولوی محمد ابراہیم صاحب روانہ کئے گئے جن کے مساعی جمیلہ اور موعظت حسنہ کا یہ اثر ہوا کہ ہر دو اضلاع میں کوئی مسلمان اشدھ نہیں ہوا۔

(ناظم شعبہ جمعیت العلماء ہند)

مسجد میں اذان دینے کی ممانعت

ہمیر پور ۔۔ اگست۔ ہمیر پور سدھڑ قلمرو جموں ریاست کشمیر میں صرف ایک مسجد ہے۔ وہاں کے متصل راجپوت پیش امام کو اذان کہنے سے روکتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز انہوں نے اسے خوب زدوکوب کیا۔ امام صاحب نے جموں جا کر دادرسی چاہی لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ نیز متولی مسجد کو زدوکوب کیا گیا۔ یہاں کے راجپوت مسلمانوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں۔

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی تبلیغی سرگرمیاں

سہارنپور ۴۔ اگست۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی طرف سے حلقہ ارتداد میں مولوی خلیل الرحمن صاحب روانہ کئے گئے ہیں وہ ایک ماہ سے تبلیغ و اشاعت میں سرگرم ہیں۔ قریہ بہ قریہ دورہ کرتے ہیں۔ پرسوتی گڈھی میں جو لوگ ناجائز دباؤ کے ذریعہ مرتد بنائے گئے تھے۔ ان میں سے تین اشخاص دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ خبر موصول ہوئی کہ موضع لوہی میں بیس پچیس مسلمان جبراً اشدھ کئے گئے ہیں۔ مدرسہ مذکور کی طرف سے تبلیغ کی غرض سے مولوی عبدالقیوم صاحب بھی روانہ کئے گئے ہیں جو اسی مدرسہ کے فاضل ہیں۔

پرتاب گڈھ میں تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ

پرتاب گڈھ ۷۔ اگست۔ ۴۔ اگست کو مبلغین آگرہ کا ایک وفد مولانا عبدالواحد کی سرکردگی میں پرتاب گڈھ پہنچا۔ ارکان وفد شہر کے ممتاز اور سرکردہ احباب سے ملے اور انہوں پر اس امر کی ضرورت واہمیت واضح کی کہ یہاں کی انجمن تبلیغ آگرہ کی ایک شاخ قائم ہونی چاہئے۔ اس کام میں تین روز صرف ہو گئے۔ بدقسمتی سے یہاں کے مقامی حالات موافق نہیں ہیں۔ یہاں کے کارکنوں میں سخت اختلافات رونما ہیں۔ تمام کام کیا مذہبی اور کیا سیاسی رکے ہوئے ہیں مقام اسلام کے تحفظ کے لئے ایک انجمن کے قیام کی بہت ضرورت تھی۔ اس سلسلہ میں یہاں جس شخصیت پر نظر پڑتی تھی وہ مولانا محمد تعیم صاحب کی شخصیت تھی۔ کیونکہ مذہبی رہنمائی کے خصائص ان میں نمایاں طور پر موجود ہیں۔ وہ ہمیشہ اس قسم کے کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں وہ ایک با غرض اور سرگرم کارکن ہیں۔

غرض چند روز کی کوششوں کے بعد یہ قرار پایا کہ مولانا و دیگر علماء

سے ساتھ فوراً کام شروع کر دیں۔ اس مقصد کے لئے چندہ کی فراہمی کا بھی آغاز کر دیا جائے تاکہ اس وقت ارتداد کا جو خطرہ عظیم پیدا ہو گیا ہے اس کا پورے طور پر مقابلہ کیا جا سکے۔

مولانا نے حال ہی میں انجمن تبلیغ کے مرکزی دفتر آگرہ کو ستر روپیہ روانہ کئے ہیں۔

نابھہ کے باشندے اکال تخت کے سامنے

۳ اگست کو جب شری دسنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ تقریباً پندرہ اشخاص ہندو اور سکھ اکال تخت کے سامنے پیش ہوئے۔ انہوں نے التماس کی کہ انہیں کمیٹی کے سامنے سابقہ اور موجودہ نظام ریاست کے متعلق چند شکایات پیش کرنیکی اجازت دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ گوردوارہ کمیٹی موجودہ نظام ریاست میں کسی قسم کا رسوخ نہیں رکھتی اور سابقہ انجام کی شکایات کے متعلق ان سے یہ کہا گیا کہ جب مہاراجہ صاحب پھر اپنی ریاست پر بحال ہو جائینگے اس وقت ہز ہائینس کی خدمت میں ان کی معروضات پیش کر دی جائیں گی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آیا ان میں سے کوئی شخص پرچار کمیٹی نابھہ کا بھی رکن ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص اس کمیٹی کا رکن نہیں ہے البتہ انہوں نے امرتسر پہنچنے سے پہلے اس کمیٹی کا نام سنا ہے۔ فی الحقیقت نابھہ میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے۔

برہما میں سخت طغیانی

رنگون ۸۔ اگست۔ کمشنر اراوادی ڈویژن کی اطلاع مظہر ہے کہ دریا نگاؤں کی طغیانی کی وجہ سے ضلع بسین میں سخت مصیبت رونما ہو گئی ہے۔ اس دریا اور ریلوے کا درمیانی حصہ ایک عظیم جھیل کی طرح ہے۔ مکانات کا ¾ حصہ غرقاب ہے بعض بڑے مکانات بالکل غرقاب نہیں ہوئے لیکن وہ بھی خالی کر دئے گئے ہیں۔ اکثر لوگ مرتفع مقام میں پناہ گزین ہوئے ہیں۔ جہاں ان کے لئے صرف تین چار روز کا سامان خورد و نوش ہے۔ کم از کم ۵۰ ہزار اشخاص اثر پذیر ہوئے ہیں۔ سیلاب زدہ علاقہ کے باقاعدہ معائنہ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ امدادی تدابیر وسیع پیمانہ پر قائم کرنے کی ضرورت ہو۔

پنڈت رام بھجدت چودھری کی وفات

افسوس ہے کہ پنڈت رام بھجدت ۹۔ اگست کو انتقال کر گئے۔

۹۔ اگست کو پنڈت رام بھجدت چودھری آنجہانی کی بیوی شریمتی سرلا دیوی اور بڑے لڑکے پنڈت جگدیش دت ہردوار سے لاہور تشریف لائے۔ پنڈت جی کے جسد سوختہ کی راکھ آپ کے ساتھ ہے شریمتی جی کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر لوگ بہ تعداد کثیر موجود تھے جنمیں رہنمایان کانگریس بھی شامل تھے۔

پنڈت جی کی راکھ ان کے مکان تک جو منگ روڈ پر واقع ہے خاموش جلوس کے ساتھ پہنچائی گئی۔ بہت سی خواتین اور شرفا جلوس کے ساتھ تھے۔

وفود مدرسہ مظاہر علوم کے تبلیغی کوائف

ہمارے مبلغ مولوی عبدالشکور صاحب ایک مفصل خط میں اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کا چوتھا وفد بھی سر ہند ضلع متھرا میں پہنچ گیا ہے۔ بیترہ و سلطان پور کی حالت قابل اطمینان ہے۔ نوہی کی حالت خطرناک ہے۔ یہیں بھی آریہ قیام پذیر ہیں۔ مگر اب تک کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ بلکہ لالہ رام صاحب نے بھی شدھی سے انکار کر دیا ہے۔ افواہ ہے کہ گرد و نواح کے ہندو حکام آریوں کو قدیم عادت کے موافق خطیہ مدد دے رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ علاقہ ارتداد میں علماء کے تعلقات آمد و رفت کو حکومت برطانیہ کے کسی حکم سے منقطع کرا دیں بتفصیل بالا کے ہندو حکام نے خفیہ جلسہ میں مذکورۃ الصدر قرارداد بہ اتفاق منظور کر لی ہے۔ ہم لوگ بھی جوابی مساعی میں سرگرم کار ہیں۔ دعا فرمائیے۔

(احقر الناس محمد اسعد اللہ ناظم انجمن مظاہر العلوم سہارنپور)

ایک ریلوے پل کا انہدام

رنگون ۸۔ اگست۔ آج صبح برہما ریلوے پیروم والی شاخ پر ایک پل جو ۔۔۔ فٹ لمبا تھا دریا میں جوب ماری کی ہنگامی حدسے منہدم ہو گیا

مہاراجہ نابھہ کی بحالی کی مخالفت

سردار کشن اتار سنگھ لکھتے ہیں کہ امرتسر میں ۴ اگست کو نابھہ کی مختلف الرائے جماعت عمر اور مرتبہ کے لوگ شہروں قصبوں اور دیہاتوں سے پہنچے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اصل حالات کو پربندھک کمیٹی کے روبرو پیش کریں۔ ان کے نمائندوں نے لیڈران کمیٹی سے ۴ و ۵ اگست کو ملاقات کی اور گذشتہ ۱۲ سال کے دلگداز واقعات بیان کرنے کے بعد تحریری و تقریری طور پر نابھہ کے واقعات کو جنرل کمیٹی کے روبرو پیش کرنے کی اجازت چاہی تاکہ غلط فہمی میں کوئی غلط راستہ اختیار نہ کر لیا جائے ان میں ایک عورت بھی ہے جس کا بیان ہے کہ وہ مہاراجہ رپودمن سنگھ کی بیوی ہے۔ یہ سب لوگ مہاراجہ صاحب کے بحال کرنے کے مخالف ہیں۔

دہلی جیل کے قریب ہندو مسلمانوں کا جھگڑا

یکم اگست کو دہلی دروازہ کے باہر جیل کے نزدیک ایک مسلمان گھوسی کی گائے ہندو کے کھیت میں خود چلی گئی۔ گھوسی اسے وہاں لانے لگا تو اس کے دینے سے انکار کیا گیا۔ ساتھ ہی گائے کو زدوکوب کیا گیا۔ یہ خبر سنکر مسلمان گھوسی کثیر تعداد میں وہاں جمع ہو گئے۔ ادھر ہندو جوان بلائے گئے۔ لڑائی ہونے والی تھی کہ جیلر نے ہندو لٹھ بندوں کو سمجھایا اور لڑائی کا انجام بتایا جس سے دونوں فریق خاموش ہو گئے۔ اتنے میں تھانہ فیض بازار کے انچارج مع گارد موقعہ پر آئے۔ اور ہندوؤں کو تھانہ میں لاکر سمجھایا اور دونوں میں راضی نامہ کرا دیا۔

ضلع رائے بریلی میں قربانی پر فساد

بقول لیڈر الہ آباد ضلع رائے بریلی کے تھانہ نصیر آباد کے ایک موضع میں بقر عید پر فساد ہوا۔ مسلمان گائے کی قربانی کرنا چاہتے تھے۔ اور سہ پہر کو قربانی کر دی گئی۔ چند گوجروں نے دو ستر مسلمانوں سے بدسلوکی کی۔ دونوں کو چھڑانے کیلئے ہندو آئے اور فساد ہو گیا لاٹھیوں سے لڑائی ہوئی اور دو مسلمان جان سے مارے گئے اور ہندو ہسپتال میں ہیں۔ چند ہندو گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

رسیدات زر

فہرست چندہ فتنہ ارتداد منجانب احمدیہ جماعت ملوچنجہ

(معرفت عبدالکریم صاحب تاجر پونچھ)

نام	رقم
سردار فقیر احمد خاں صاحب	[illegible]
ماسٹر شیخ فیروز الدین صاحب	[illegible]
۔۔ ۔۔ غلام رسول ۔۔	[illegible]
۔۔ حسن دین صاحب	[illegible]
منشی غلام احمد صاحب معلمیہ	[illegible]
۔۔ علی جو صاحب	[illegible]
سید زمان شاہ صاحب عرائض نویس	[illegible]
مولوی عنایت دین صاحب	[illegible]
منشی جمال الدین صاحب انسپکٹر کسٹم	[illegible]
خواجہ محمد جو صاحب	[illegible]
راجہ کمال خاں صاحب	[illegible]
مرزا عبدالکریم صاحب تاجر	[illegible]
میاں عبداللہ صاحب	[illegible]
میزان کل	[illegible]

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

راجپوتانہ از ماہ وفت بابت جولائی ۱۹۳۳ء

(معرفت شیخ الدین صاحب کیوز بیر)

نام	رقم
ایک معزز خاتون صاحبہ از ٹوٹی کنڈی شملہ ۔۔۔۔۔	[illegible]
مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ میڈیکل برانچ	[illegible]

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

خلیفۃ المسیح

ہفتہ میں دو بار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار

پیغامِ صلح

لاہور

رجسٹری ایل نمبر ۸۲۸

جلد ۱۱ — نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۱ سنہ ہجری مطابق ۱۴ اگست ۱۹۲۳ سنہ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
...
آن رسولے حق محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

امریکہ کے طلبا میں اشاعت مسیحیت

طلبا کی مذہبی کانفرنس

(مسٹر ممتاز احمد فاروقی کے قلم سے)

امید ہے کہ ناظرین اخبار پیغام صلح مجھے معذور خیال فرمائیں گے کہ میں اتنی مدت سے اخبار پیغام صلح کی وساطت سے ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا، کمی فرصت اور کثرت کار، اور انجینئرنگ کی سخت پڑھائی مانع رہی، اب گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہوئی ہیں تو حاضر خدمت ہوتا ہوں۔

وائی ایم سی اے (Y. M. C. A.) کے نام سے تو بہت سے احباب واقف ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے ہندوستان کے بہت سے بڑے بڑے شہروں میں وائی ایم سی اے قائم ہیں، بائبل کی اشاعت، اور طالب علموں کے لئے مختلف جماعتیں مثلاً ٹائپ رائٹر، شارٹ ہینڈ، تاریخ، انگریزی وغیرہ وغیرہ سکھانے اور پڑھانے کے لئے قائم کرنا، اور مختلف اخبارات اور رسالے اور مختلف قسم کی کھیلوں کے ذریعے لوگوں اور خصوصاً طلبا کے لئے دلچسپی پیدا کرنا اس کے ضروری فرائض میں سے ہے، اس جگہ کے بڑے شہروں میں (Y. M. C. A.) کی عمارت میں ان کا اپنا سکول، ہوٹل، درزی، نائی، موچی، لائبریری، ورزش کا کمرہ، تیرنے کا تالاب وغیرہ سب موجود ہوتے ہیں یہ زیادہ تر نوجوان لڑکوں اور طلبا کے فائدے کیلئے ہوتے ہیں۔

صوبہ جات متحدہ امریکہ کی تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں میں Y. M. C. A. ضرور ہوتے ہیں، ہر موسم گرما کی تعطیلات کے شروع میں ان تمام Y. M. C. A. کی تین چار کانفرنسیں ہوتی ہیں، جن میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبا مدعو کئے جاتے ہیں، کیونکہ ایک جگہ تمام طلبا کا اکٹھا ہونا محال ہے، اس لئے تین چار مقامات پر جو کہ اپنی آب و ہوا اور خوشنما سینری کی وجہ سے مشہور ہیں، کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، بڑے بڑے مشہور لیکچرار پروفیسر، ڈاکٹر، فلاسفر، مذہبی لیڈر اور پادری لوگ بلائے جاتے ہیں، اور ان کے لیکچر طلبا سنتے ہیں۔

سیبک کی کانفرنس

اسی طرح کی ایک کانفرنس بمقام سیبک (SEABECK) جو کہ Washington State میں ہے، اور شمال مغرب میں واقع ہے منعقد ہوتی ہے، اس کانفرنس میں ریاست ہائے اریگن، واشنگٹن، آئیڈاہو، مانٹینا کے طلبا مدعو کئے جاتے ہیں غیر ممالک کے طلبا کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا ہے، اس سال میں میں بھی اس کانفرنس میں شامل ہوا، ہمارے کالج یعنی Oregon State College کی طرف سے قریباً تیس کے قریب طالبعلم شریک تھے، ہر ایک لڑکے کو وہاں کھانے اور رہنے کے لئے اور رجسٹر ہونے کے لئے قریباً ۲۵ ڈالر یا ۷۵ روپے کے قریب دینے پڑتے ہیں، آنے جانے کا کرایہ اس کے علاوہ ہے کانفرنس دس دن تک رہتی ہے، غیر ممالک کے طلبا کو علاوہ سفر خرچ کے صرف ۵ ڈالر کھانے اور رہنے کے لئے دینے پڑتے ہیں، اور رجسٹر ہونے کی فیس معاف ہے، یہ رعایت اس لئے ہے تاکہ ان کو کانفرنس میں شامل ہونے کی ترغیب ہو۔

کانفرنس ۱۵ جون سے لے کر ۲۵ جون تک رہتی ہے۔ ہمارے طلبا اپنے کالج کی چند ایک موٹروں میں سوار ہو کر قریباً دو سو میل سے زیادہ سفر طے کر کے وہاں پہنچے، سڑک تمام راستے سوائے چند ایک کے ویسی ہے جیسے ہمارے لاہور کی مال روڈ کے لگ بھگ تھی، یہ مہذب ملک ہے، دوسرے گورنمنٹ بھی ان کی اپنی ہے، اس لئے لوگوں کے آرام کے لئے ہر طرح کے اسباب مہیا ہیں، Seabeck ایک نہایت خوشنما جگہ ہے، جو کہ پہاڑ کے عین دامن میں واقع ہے، ہوٹل جہاں ہم ٹھہرے تھے، یا جہاں ہمیں اتارا گیا تھا، وہ ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے واقع ہے، اور کوئی پچاس ایک قدم کے فاصلے پر Puget Sound واقع ہے، جہاں سمندر کی طرح مد و جزر رہتا ہے، مگر ویسے پانی کی سطح اکثر ہموار رہتی ہے، ہوٹل کی اپنی چار پانچ کشتیاں ہیں، جو کہ ہم اکثر دفعہ چپوؤں سے چلا کر پاس کے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں لے جاتے تھے جھیل میں لڑکے تیرتے تھے، پانی گہرا تھا۔

ہوٹل میں کھانا تین وقت ملتا تھا، مگر نہایت عمدہ اور خوب پیٹ بھر، غرضیکہ یہ مقام بہشت کا ایک ٹکڑہ معلوم ہوتا تھا، آب و ہوا نہایت عمدہ، ۱۵ جون کو ہم کمروں کے اندر کمبل لیکر سوتے تھے،

طلبا کی تعداد

طلبا کی تعداد ۱۹۹ تھی۔ مختلف پروفیسر اور ڈاکٹر اور لیکچرار اس کے علاوہ تھے، ان ۱۹۹ میں غیر ممالک کے طلبا کی تعداد ۳۸ تھی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ملک	تعداد	ملک	تعداد
روس	۱۱	چین	۱۳
جزائر فلپائن	۵	یونان	۱
کینیڈا	۴	ناروے	۱
جاپان	۳	ہندوستان (خاکسار)	[illegible]

یہ تمام کے تمام طلبا سوائے میرے عیسائی تھے، شاید یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، کہ یہ طلبا کون کون ہنر اور فن سیکھ رہے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:-

مضمون	تعداد	مضمون	تعداد
مختلف قسم کی انجینئرنگ	۷	تجارت	۴
پادری	۲	علم زوویات	۱
سائنس (کیمسٹری وغیرہ)	۳	زراعت	۲
سکول میں پڑھانا	۱	اخبار کا کام	۲
قانون	۱	جنہوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا	۵
ڈاکٹری	۱	ان کے علاوہ چند ایک بچے ہیں جو ابھی کسی کالج میں داخل نہیں ہوئے	

یہ بھی معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، کہ تمام طلبا جو کہ کانفرنس میں آئے، وہ کیا کیا ہنر سیکھتے ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے:-

مضمون	تعداد	مضمون	تعداد
زراعت	۱۲	علم ورزش	۱
انجینئرنگ	۲۵	Y. M. C. A. کا کام	۴
قانون	۲	مذہبی کام	۵
پادری	۱۸	تجارت	۸
سکول میں پڑھانا	۱۷	موسیقی	۲
عیسائی مشنری	۱۰	اخبار کا کام	۳
سائنس	۲	جنہوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا	۴۴
علم ادویات	۱		

کانفرنس کے پریذیڈنٹ مسٹر فرینک بیلے تھے، جو کہ شہر Seattle کے ایک بیرسٹر ہیں، اور مذہبی کاموں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں، کانفرنس کے سب سے بڑے کارپرداز اور مہتمم مسٹر گیل سیمین ہیں، جو کہ شہر پورٹ لینڈ کے Y. M. C. A. کے سیکرٹری ہیں، اور چین جاپان اور جزائر فلپائن کی سیاحت کر چکے ہیں مشہور لیکچرار حسب ذیل ہیں:-

پادری ڈاکٹر شوارٹز (Dr. Schwartz)، پروفیسر یونیورسٹی آف کیلیفورنیا

〃 〃 کرٹز (Dr. Kurtz)، پریذیڈنٹ میکفرسن کالج ریاست کنساس

پروفیسر شوار ٹرابر، پروفیسر لیبر کالج، پورٹ لینڈ،

〃 بیننر بو (Bananzeo)، پروفیسر ولامیٹ یونیورسٹی آریگن

پادری ڈاکٹر بومین (Dr. Bouman)، بڑا علم دینیات کا ماہر ہے۔

مسٹر ڈیوس .... جاپان میں مشنری رہ چکا ہے،

مسٹر لائمین .... ٹرکی میں مشنری کا کام کرتا رہا ہے،

مسٹر ڈیلے۔ جو کہ غیر ممالک کے طلبا کی امدادی انجمن کے نمائندہ ہیں

ڈاکٹر ڈوبائک۔ پروفیسر اقتصادیات و شوشیالوجی [illegible]

بقیہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۹۷

اسلام اور آریہ سماج

(۵)

روح اور مادہ کی قدامت

روح اور مادہ کی ازلیت کا مسئلہ آریہ سماج کا مایہ ناز ہے، لیکن اس مسئلہ میں بھی اسی کوتاہ نظری اور غیر مآل اندیشی کی جھلک نظر آتی ہے جو دوسرے مسائل میں آریہ سماج کا امتیاز خصوصی ہے، قطع نظر اس کے کہ اس عقیدہ سے توحید کا قلع قمع ہو جاتا ہے، اور روح اور مادہ دو اور چیزیں خدا کی صفات ازلیت میں شریک ہو جاتی ہیں، خود یہ مسئلہ بالبداہت باطل ہے،
اگر انسانی خلقت اور انسانی طبیعت پر ذرا غائر نظر ڈالی جائے تو فوراً معلوم ہو جائے گا، کہ روح انسانی اس مادہ سے پیدا ہوتی ہے، جس سے خود انسان پیدا ہوا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ یہ جوہر لطیف ہے، لیکن اس جوہر لطیف کا مخزن و منبع وہی مادہ ہے، جس سے انسانی جسم کا ڈھانچہ مرتب ہوا ہے، جو لوگ علم معاشرت میں دسترس رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ والدین کی طبیعت اور خو خصلت کا اثر بچے کی طبیعت پر پڑتا ہے، اور اس کی طبیعت کو والدین کی مزاج سے ایک مناسبت خاص ہوتی ہے، یہ کیوں؟ اس لئے کہ اس بچے کی روح اسی مادہ سے پیدا ہوئی ہے، اس لئے اس میں بعض خواص وہی آ گئے ہیں جو والدین میں موجود تھے، اگر روح کوئی بیرونی چیز ہوتی، جیسا کہ آریہ سماج کا خیال ہے، وہ دوسرے جسموں سے نکل کر انسان کے اندر داخل ہوئی ہے، تو پھر والدین اور بچوں میں کوئی مناسبت نہ ہوتی،

پھر یہ مشاہدہ ہے، اور جدید تحقیقات بھی اسی نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ہر ایک چیز میں اس کی استعداد اور قابلیت کے بموجب روح موجود ہے، نباتات میں بھی روح ہے، گو ہم اس کے مظاہر عام طور پر نہیں دیکھتے، لیکن بعض درخت ایسے دریافت ہوئے ہیں، جو رنج و راحت کو محسوس کرتے ہیں، ہنستے ہیں، روتے ہیں، غمگین ہوتے ہیں، شادمان ہوتے ہیں، یہ کیوں؟ اس لئے کہ ان میں بھی روح موجود ہے، تو کیا یہ روح بھی کسی دوسری جگہ سے منتقل ہو کر آئی ہے، ہرگز نہیں، یہ روح جو روح نباتات کہلاتی ہے، اسی درخت میں، اسی زمین اور پانی کی کیمیاوی ترکیب سے رفتہ رفتہ پیدا ہو گئی ہے،

نباتات کی روح سے بڑھ کر حیوانات میں روح ہے، کیونکہ بعض ایسے خواص موجود ہیں، جو نباتات کی روح میں نظر نہیں آتے، یا بالفاظ دیگر یوں کہیئے کہ نباتات کی روح کا ارتقاء حیوانات کی روح کی صورت میں ہوا، اسی لئے حیوانات اور نباتات میں ایک حد تک اشتراک ہے۔ نباتات بھی جذبات رکھتے ہیں، احساسات رکھتے ہیں، غمگین شادمان ہوتے ہیں، اسی طرح حیوانات میں بھی اسی قسم کے جذبات پائے جاتے ہیں، ہاں چونکہ روح حیوانی روح نباتاتی سے اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے اس لئے اس میں بعض ایسے خواص بھی آ گئے ہیں، جو روح نباتات میں نہیں، مثلاً حیوانات میں ایک حد تک قوت فیصلہ یا قوت مدرکہ ہے، نباتات میں نہیں، لیکن یہ دونوں قسم کی روحیں اسی مادہ سے پیدا ہوتی ہیں جس سے خود نباتات اور حیوانات،

اب اس سے بڑھ کر روح انسانی ہے، کہ اس میں بعض ایسے جوہر ہیں جو اس سے ادنےٰ قسم کی روحوں میں نہیں، انسان میں آ کر قوت مدرکہ، اور قوت فیصلہ اپنے کمال تک پہنچ گئی ہے، [illegible] روح ہے، جس سے انسان اشرف المخلوقات ہے، کہ اس میں وہ جوہر لطیف ہے جو نفس ناطقہ کہلاتا ہے، اور جو کسی اور مخلوق کو نصیب نہیں،

لیکن روح کا ارتقاء صاف ثابت کرتا ہے، کہ اس کا اصل ہیچ وہی روح نباتات ہے، جو مادہ سے پیدا ہوا ہے، اس لحاظ سے ہم روح کو مادہ سے پیدا شدہ مانتے ہیں، اور صحیفہ فطرت اور مشاہدہ ہمارے اس دعوے کی کافی دلیل ہے، لیکن آریہ سماج ایک غیر معقول بعید از قیاس ڈھکوسلا پیش کرتا ہے، جس کو نہ عقل سلیم باور کرتی ہے، نہ مشاہدہ شہادت دیتا ہے، اور نہ صحیفہ فطرت میں اس کی کوئی نظیر نظر آتی ہے
پس یہ خیال کہ روح خدا کی طرح اناد ی یا ازلی و ابدی ہے، محض خیال باطل ہے، اور افسوس ہے کہ آریہ سماج نے اپنے مذہب کی بنیاد ایک ایسے مسئلہ پر رکھی ہے، جس کا بطلان اظہر من الشمس ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے تناسخ ایسا نامعقول مسئلہ پیدا ہو گیا،

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

دوسرا مسئلہ قدامت یا ازلیت مادہ کا ہے، اس میں آج تک آریہ سماجی حضرات اس بات پر بہت ناز کرتے رہے ہیں، کہ موجودہ سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے، کہ مادہ فنا نہیں ہوتا، بلکہ محض شکلیں بدلتا رہتا ہے، لیکن خدا کی شان ہے کہ جدید تحقیقات واکتشافات نے اس مسئلہ پر پانی پھیر دیا، موجودہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ذرات عالم یا پرمانو، الیکٹران یا قوت برقی سے پیدا ہوتے ہیں، اور جب یہ معدوم ہوتے ہیں، تو پھر قوت برقی یا الیکٹران کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے، کہ پرمانو یا ذرات عالم فنا اور معدوم ہو کر الیکٹران یا قوت برقی بن جاتے ہیں) اور چونکہ قوت برقی مادہ نہیں، بلکہ ایک طاقت ہے، اس لئے جہاں تک آریہ سماج کے مایۂ ناز مسئلہ کا تعلق تھا، کہ مادہ فنا نہیں ہوتا، وہ ہباءً منثورا ہو گیا، اب آریہ سماج یا تو الیکٹران کو مادہ کہے جو صریحاً باطل ہے، کیونکہ مادہ ایک صورت مرئی رکھتا ہے، اور الیکٹران میں یہ بات نہیں، یا سیدھے ہاتھوں یہ تسلیم کرے، کہ ان کا یہ اصول باطل ہے، کہ وہ غیر فانی یا ابدی ہے، جس صورت میں مادہ الیکٹران سے پیدا ہوا ہے تو اس کا حدوث اور فنا ثابت شدہ امر ہیں،

ہندو سنگھٹن

ہندوستان کے ہندوؤں کو عالمگیر ہندو اتحاد کے سلسلہ میں منسلک کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کی جا رہی ہیں، لیکن ابھی تک ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی، کہ اس اتحاد کا انتہائی مقصود کیا ہے کہا جاتا ہے، کہ اس اتحاد کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی، کہ ہندو دنیا کی منفرد طاقتوں کو ایک مرکز پر لایا جائے، تاکہ وہ اپنے مذہبی اور ملکی مفاد کو آپس میں سنبھال رکھ سکیں، نہایت مبارک خیال ہے، مگر ان لوگوں کے لئے جن کی زندگی کا مقصد ایک ہو، جن کی زندگی کا اصل اصول ایسا ہو، جس پر تمام مذہب کا دار و مدار ہو، کسی مذہب کے مختلف الخیال طبقات کو متحد کرنے کے لئے اگر کوئی شے وجہ اشتراک بن سکتی ہے، تو وہ توحید باری تعالیٰ ہے، ایسی توحید جس کے ایک مفہوم اور ایک معنی کے ساتھ تمام فرقوں کا کلی اتفاق ہو، لیکن جب ہندوؤں میں اصل مذہب ہی مختلف فیہ ہے تو باہمی مذہبی مفاد کی حفاظت کے کیا معنی، رہے ملکی مفاد تو وہ بھی اسی حالت میں محفوظ رہ سکتے ہیں، جب امور دنیا اور معاملات سیاست پر مذہب کا تسلط ہو، یہ بات ہندو مذہب میں تو ہے نہیں، چند رسم و رواج کے مجموعہ کا نام مذہب قرار دیا جا چکا ہے، تو جب مذہبی مفاد کی حفاظت مذہباً و عملاً ناممکن ہے تو آپس کے ملکی مفاد کی نگہداشت سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ ہندوؤں کے مختلف فرقے خانہ جنگی کے میدان میں اتر آئیں، اور شیرازہ ملت کو مستحکم کرنے کی کوشش میں اپنی نام نہاد ہستی کو بھی مٹا دیں، حقیقت شناس اور صائب الرائے لوگوں کا خیال ہے، کہ ہندو سنگھٹن کے قیام کی غرض محض مسلمانوں کی مخالفت ہے اور ان کی مذہبی اور تبلیغی کوششوں پر پانی پھیرنا ہے، بالفاظ دیگر عالمگیر اسلامی اتحاد کی تحریک کا جواب ہندو سنگھٹن سے دیا جا رہا ہے لیکن بات یہ ہے کہ مخالفت کی تاب بھی وہی لا سکتا ہے، جس میں صداقت اور حق پرستی ہو، اور جس کے پیش نظر ایک نصب العین ہو، اسلام زندہ مذہب ہے، اور مسلمانوں کے سامنے ایک خاص لائحہ عمل ہے، انہیں ذرا دکھ پہنچانا بعید از [illegible] ملکی مفاد کو ٹھیس لگنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے [illegible] اپنی بجا تراغیب [illegible] کوششوں سے کام لے کر اسلام [illegible] شروع کر دیں، اور ان کی تعداد کو کم کر کے اپنی تعداد کو [illegible] کاشتہ کو ہرگز یارا نہیں ہو سکتی، جب سیاسیات [illegible] باتیں آشکار ہو گئیں تو پھر کون ہوگا جو ہندوؤں کی مصنوعی [illegible] کان دھرے، ہندو سنگھٹن کے انعقاد کی تہذیب [illegible] کوئی نہیں، جیسا کہ [illegible] جس کا وجود [illegible] بعینہ اسی کیفیت کے مطابق سنگھٹن کو کامیاب بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، بجائے اس کے کہ اتحاد و [illegible] کے لئے کارکردگی کا کوئی اعلیٰ معیار مقرر کیا جاتا، اس قسم کی [illegible] آئے دن کی جا رہی ہیں، کہ کہیں ڈھنڈورا قائم کئے جاتے ہیں [illegible] کشتی لڑنے کے اکھاڑے مکتب کی صورت اختیار کر چکے ہیں [illegible] کو خاطر خواہ بنا کر انہیں مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار ہونے کا موقع دیا جاتا ہے [illegible] اور اسلام کی زندگی کو معرض خطر میں ڈال کر اس کی ہستی کو نیست و نابود کر دیا جائے، درحقیقت ہمارے ہندو بھائیوں کے غیض و غضب اور جوش ملی کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے معلوم کیا کہ شدھی [illegible] خود ساختہ فریضہ کا جواب مسلمان مذہبی فریضہ کے حربہ یعنی تبلیغ [illegible] و جارحانہ طور [illegible] دینے لگے ہیں، ہمیں ہندوؤں کی اس جدت پسندی کا کوئی رنج نہیں کہ وہ کیوں ہمیں مرتد بنانے لگ گئے کیونکہ ہمیں تو اپنی غلط کاریوں اور مسلسل انکاریوں کا شکوہ ہے، ہم محو خواب تھے شردھانند جی نے خالی میدان پا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا، لیکن زمانہ عنقریب خود بتلا دے گا کہ شردھانند کا فوری حملہ اور ہندوؤں کی مصنوعی جد و جہد کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے کئے پر نادم ہوں، اور انہیں استطاعت سے بڑھ کر کام کرنے پر افسوس لاحق ہو، ہندوؤں کی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور جنگجوئی کی خواہش کے متعلق ہم کیا کہیں، ایسے دلبستگی نصب العین کا جواب تو یہ ہے۔

جواب جاہلاں باشد خموشی

ہے،

کرشمہ صداقت

لاکھوں دلیلیں ہیں، جو نبی امی صلعم کی صداقت اور آپ کے پیغام کی سچائی پر روشنی ڈال رہی ہیں، اور حقانیت اسلام کو اظہر من الشمس کر رہی ہیں، مگر غالباً سب سے بین حجت وہ تبدیلی ہے، جو متبعین اسلام میں قبول اسلام کے بعد پیدا ہوتی ہے، دنیا کے کسی مصلح کی تبلیغی کوششیں کامیابی کی ایسی نظیر پیش کرنے سے مطلقاً قاصر ہیں، جو حضرت نبی صلعم کو عرب کے وحشی، اکھڑ، جاہل، اور غیر مہذب نفوس کو دنیا کی بہترین قوم بنانے میں حاصل ہوئی، گو اسلام متغافل حامیوں اور بدعقیدہ دین کے ہاتھوں بہت کچھ نقصان اٹھا چکا ہے، لیکن اس راکھ میں بھی وہ چنگاری موجود ہے، جس کی چمک کو چراغ ہدایت سے خاص نسبت ہے، یعنے آج بھی قبول اسلام نے دنیا کے انسان ناچیز کو وہ درجۂ انسانیت عطا کیا، جو انہیں تہذیب اور شائستگی میں بے مثل بنا دیتا ہے، اور ان کے اوضاع و اطوار، چال ڈھال، رنگ و روپ کو فضیلت اور برتری کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے، مسٹر لا پیڈن اپنے سفر افریقہ کی کیفیت کے دوران میں لکھتے ہیں:۔

"ہمارا غیر مسلم رقبۂ زمین کو چھوڑ کر مسلم خطۂ ارضی میں داخل ہونا پر اسرار تھا، جونہی کہ ہم اسلامی آبادی میں داخل ہوئے، ہم نے محسوس کیا کہ یہ اخلاق حسنہ سے معمور علاقہ ہے، جو نفاست، شان، اور علو مقصد میں نظیر نہیں رکھتا، ہم پر یہ حقیقت واضح ہوئی، کہ ان لوگوں کے جذبات حالات اور کیرکٹر میں مسلمان بننے کے بعد ایک عظیم الشان تبدیلی ہو چکی ہے"

سچ ہے خدا کے برگزیدہ بندے اور کیرکٹر کی بلندی کے مالک کچھ وہی لوگ ہو سکتے ہیں، جو لذت اسلام سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں، اور دین حق کی چاشنی انہیں مسرور کر چکی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں نوازے گا، جو اس کے دین کو قبول کرے گا، وان الدین عند اللہ الاسلام۔

ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔
منیجر

پلول میں بعض ناعاقبت اندیش علما

احمدی اور غیر احمدی کا سوال

مباحثہ کئے بغیر نہیں رہنا چاہیئے

(مولوی دوست محمد صاحب کے قلم سے)

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جس دن سے فتنہ ارتداد شروع ہوا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اضلاع آگرہ، گوڑگانوں، علیگڈھ، دہلی، بلند شہر، متھرا وغیرہ میں اس کے انسداد کی کوشش میں مصروف ہے، انجمن کی طرف سے مبلغین کو یہ کھلی ہدایت ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ان علاقہ جات میں نزاعی، اختلافی مسائل کو نہ چھیڑیں، جس کے بجائے اس کے کہ ان اقوام کی اصلاح ہو، جن کو ارتداد سے بچانا مقصود ہے، خود مسلمانوں میں باہم جنگ و پیکار شروع ہو جائے گی۔

انجمن کے مبلغین نے آجتک اس ہدایت کو سختی کے ساتھ ملحوظ رکھا، اور جہاں جہاں انہیں تعینات کیا گیا، انہوں نے وہاں صرف آریہ سماج کے مقابلہ اور اسلام کی صداقت و عظمت کے اظہار یا اس کے موٹے موٹے اصولوں کی تلقین ہی کی، اور کبھی احمدیت و غیر احمدیت کا سوال وہاں پیدا نہیں ہونے دیا، جیساکہ سکندر آباد کے حال ہی کے عظیم الشان مباحثہ سے ظاہر ہے، جہاں انجمن مذکور کے مبلغین کے ذریعہ اسلام کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی، فالحمد علیٰ ذالک ۔

مگر افسوس ہے کہ ہمارے مخالف علما کو یہ بھی پسند نہیں کہ اسلام کے نازک وقت میں جبکہ دشمنان اسلام اپنے تمام باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر اور تمام طاقتوں کو جمع کر کے اس کے مقابلہ میں مکل کھڑے ہوئے ہیں، ہم اس دین پاک کی کوئی خدمت بجا لائیں، اور اس کی حفاظت کا سامان کرسکیں، پلول وہ جگہ ہے، جہاں گذشتہ ماہ اپریل میں سوامی شردھانند صاحب اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ پہنچے تھے، اور انہوں نے یہ بندوبست کر رکھا تھا کہ اس کے گرد و نواح کے دیہات کے مسلمان راجپوتوں، گوجروں اور جاٹوں کو شدھ کرلیا جائے، اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مبلغین نے بسرکردگی مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے وہ کام کیا، جس کی نظیر شاید تمام علاقہ ارتداد میں ملنی مشکل ہے انہوں نے رات دن وہاں کے دیہات میں پھر کر اپنے ناواقف مسلمان بھائیوں کو اس آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا، اور اس کا نتیجہ آخرکار یہ ہوا کہ خود سوامی صاحب کو وہاں سے یہ کہکر واپس آنا پڑا، کہ جب یہاں کچھ نہ تھا تو تم نے مجھے کیوں بلایا؟

انجمن نے اس نتیجہ کو دیرپا بنانے اور وہاں کے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اس خطرہ عظیم سے محفوظ رکھنے کے لئے تحصیل پلول کے بعض دیہات میں مدارس قائم کردیے۔ جن میں سے ایک مدرسہ موضع بڈساؤں میں بھی قایم کیا گیا جو پلول سے تین چار کوس کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش مولویوں کو جن میں سے خود پلول کے امام جامع مسجد بھی ہیں یہ گوارا نہیں۔ انہوں نے اس وقت تو خاموشی اختیار کی۔ جب تک کہ آریہ سماج کا خطرناک بھوت سامنے تھا۔ بلکہ امام جامع مسجد پلول زبانی ہماری حمایت کا دم بھی بھرتے رہے اور انجمن کی ملازمت بھی اختیار کرلی کیونکہ خود ان سے کچھ بننا مشکل تھا۔ لیکن اب جبکہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوچکی ہے۔ تو انہوں نے مخالفت کا علم بلند کر دیا ہے۔ اور موضع مذکور پر یورش کرکے وہاں سے ہمارے مدرس مولوی محمد شفیع صاحب کو تنگ کرکے نکلوا دیا ہے۔

یہیں تک بس نہیں۔ ان لوگوں نے جن میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کے مرید، اور بعض دیوبندی اصحاب شامل ہیں۔ مدرس مذکور کو تنگ کرکے اس سے جبراً ایک تحریر لے لی۔ پھر ۱۷ اگست کو دس بجے سے ۲ بجے تک علماے احناف اور لاہوری احمدیوں کا مباحثہ جامع مسجد پلول میں ہوگا اور جو فریق وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوگا وہ دوسرے فریق کو مبلغ دو صد روپیہ ہرجانہ دیگا۔ ہرچند کہ مدرس مذکور کو یہ پسند نہ تھا کہ وہ انجمن کو صریح ہدایات کے برخلاف اور اس سے باقاعدہ اجازت لیے بغیر اس قسم کی تحریر لکھ کر دیتا۔ لیکن مخالفین کی یورش نے اس کو مجبور کر دیا۔ اسکے بعد ہی مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب پلول میں پہنچے۔ اور انہوں نے کوشش کی کہ مخالفت کی یہ تحریک دب جائے اور آپس میں جوت پیزار نہ ہو۔ لیکن ان ناعاقبت اندیش مولویوں نے نہ ماننا تھا اور نہ مانا

آخرکار مدرس مذکور نے دہلی پہنچکر جناب شاہ محمد خاں صاحب انجنیر صدر وفد المجاہدین سے جو حسن اتفاق سے دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ یہ تحریری درخواست کی۔ کہ چونکہ مذکورہ بالا اقرارنامہ وہ لکھکر دے چکے ہیں۔ اسلیے انجمن کی طرف سے مباحثہ کرنے کے لئے مناظرین فراہم کیے جائیں جس کا جواب جناب صدر موصوف نے یہ دیا کہ چونکہ انجمن کی طرف سے علاقہ ارتداد میں ایسے مباحثات کے انعقاد کی اجازت نہیں جو مسلمانوں میں باہم تنازعات پیدا کرنے والے ہیں اور مدرس مذکور کا یہ اقرارنامہ بغیر ذمہ دارانہ اور انجمن کی اجازت کے خلاف ہے۔ اس سلیے اس کام میں حصہ لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اسکے ساتھ ہی جناب صدر نے یہ بھی لکھدیا کہ اگر علماے احناف یا اور کوئی اور لوگ باقاعدہ طور پر انجمن کو تحریری چیلنج مباحثہ کے لیے دیں۔ اور علاقہ ارتداد سے باہر مباحثہ کرنا چاہیں۔ تو انجمن انکی اس دعوت پر غور کرسکتی ہے ظاہر ہے۔ کہ یہ جواب کس قدر عاقبت اندیشی اور حسن تدبیر کا نتیجہ ہے جس کی غرض صرف یہی ہے کہ مسلمانوں میں اس نازک وقت میں باہم تصادم نہ ہو، اور اسلام کی عزت باہمی مناقشات میں زائل نہ ہونے پائے، اس وقت ضرورت ہے کہ مخالفین اسلام کے بالمقابل کم ازکم حلقہ ارتداد میں ہم سب متفق و متحد ہوجائیں، اور باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اپنے بھائیوں کو ارتداد سے بچانے میں کوشاں ہوں، کیا وہ لوگ جن کا آپس میں اصولی اختلاف ہے، جن میں سے ایک اگر ایک خدا کو مانتا ہے، تو دوسرا تینتیس کروڑ کو، ایک اگر وید کو خدا کا کلام مانتا ہے تو دوسرا محض افترا ئے انسانی سمجھتا ہے اور اسی قسم کے بے شمار اصولی اختلافات پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہے ہیں، کیا وہ آپس میں اسلام کے مقابلہ کے لئے متحد ہوسکتے ہیں، اور ہم جن کے اندر کوئی اس قسم کا کوئی اصولی اختلاف نہیں، جن کا قرآن ایک رسول ایک، کلمہ ایک، نماز ایک، روزہ ایک، حج ایک، زکوٰۃ ایک ہیں، ایک دوسرے سے مل کر کام نہیں کرسکتے۔ یا کم ازکم ایک دوسرے کو اسلام کی خدمت کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے، میں آگرہ کی انجمن نمائندگان تبلیغ، انجمن تبلیغ الاسلام اور دہلی کی جمیعۃ العلما کو توجہ دلاتا ہوں، جو دوسری تمام انجمنوں اور سب کام کرنے والوں کو اپنے زیر سیادت لانا چاہتے ہیں، وہ غور کریں، کہ جب یہیں دہنا ہیں، جب اس طرح سے ایک دوسرے کے کام میں ملکہ میں کہوں گا، اسلام کے کام میں روکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں، تو ان کی شورا شوری یا سیادت کس کام آسکتی ہے، کاش وہ اس موقعہ پر اٹھتے، اور ایسے فتنہ کو جس کی اطلاع ان تک پہنچ چکی ہے، اپنے اثر سے دبا دیتے، لیکن ان کی خاموشی ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ ؎

درکوئے نیک نامی ما را گذر ندادند
گر تو نے پسندی تغییر کن قضا را

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ

السلام علیکم، حدیث مجدد صحیح ہے، اگر واقعی صحیح ہے، تو موجودہ صدی میں مجدد کون ہے؟ مجدد کی پہچان کیا ہے، اور کیا مجدد کیلئے دعوے کرنا ضروری ہے، کیا باقی مجددین نے بھی مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ کی طرح دعوے کیا ہے، جواب بروئے قرآن وحدیث عنایت فرمائیں،

(شیخ محمد حسین، مرچنٹ صدر بازار ڈلہوزی)

فہرست چندہ جماعت احمدیہ تل بازار امرتسر

معرفت بابو ثناء اللہ صاحب کلرک ڈاک خانہ تل بازار امرتسر ۲۰۔ جون ۱۹۲۳ء

نام	رقم
بابو ثناء اللہ صاحب کلرک ڈاکخانہ	۱۰/
” فیض الرحمان صاحب	عہ
ڈاکٹر مہدی حسن صاحب	عالہ
میاں عبدالعزیز صاحب	۸
منشی احمد علی صاحب	عہ
ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب متعلم سنٹرل سکول	۲/
میزان کل	عنہ

مناظرہ سکندرآباد میں اسلام کی عظیم الشان فتح

مولانا مولوی عبدالحق صاحب کی تقریر

پہلے روز کی کارروائی

کیا وید الہامی ہیں؟

سکندرآباد ضلع بلندشہر کا وہ عظیم الشان مناظرہ جس پر پبلک کی نظر مدت سے لگی ہوئی تھی لہذا فریقین کی طرف سے اشتہارات وغیرہ شائع ہو چکے تھے۔ بالآخر مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۲۳ء سے شروع ہوا۔ اہل اسلام کی طرف سے مولانا مولوی پنڈت عبدالحق صاحب ودیارتھی مبلغ اسلام مولوی فاضل وہرسپال صاحب بی۔ اے اور مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مناظر تھے۔ آریہ سماج کی جانب سے شریمان پنڈت رام چندر جی بھو اپدیشک آریہ سماج دہلی۔ پنڈت شوشرما پنڈت مراری لعل شرما اور پنڈت کالی چرن مولوی فاضل مناظر تھے جلسہ کے پریذیڈنٹ عالیجناب مسٹر شاہ محمد خاں صاحب بی۔ ایس۔ سی (انگلینڈ) ایم۔ ایس۔ بی ایف پی سی (لنڈن)، وغیرہ وغیرہ تھے ؛

حضرات جلسہ کی تعداد کم و بیش دس پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ ہاں جس روز بارش تھوڑی تھی اُس دن تعداد چھ ہزار کے قریب قریب تھی۔ پہلے دن اہل اسلام کی طرف سے بحیثیت سائل مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کھڑے ہوئے اور ویدوں کے غیر الہامی ہونے پر ابتدائی تقریر میں بہت سے وید منتروں کے زبانی پڑھنے کے بعد ذیل کے مطالبات قائم کیے ؛

(۱) وید کس پر نازل ہوا ہے۔ جیسے سناتن دھرم بھائی مانتے ہیں یا چار رشیوں پر جیسا آریہ سماج کا دعویٰ ہے یا تین صد تیرہ رشیوں پر جیسا سوامی دیکانند اور ان کا فرقہ مانتا ہے۔

(۲) وید کہاں نازل ہوا۔ تبت میں بقول آریہ سماج یا ہندوستان میں بقول سناتن دھرمی صاحبان یا نارتھ پول پر جیسا مہاتما تلک نے اپنی کتاب میں لکھا یا سنٹرل ایشیا میں نقل مکانی کرتے وقت آریوں کو کسی جگہ ملا۔

(۳) وید تعداد میں کتنے ہیں۔ ایک اور بعدہ ویاس جی نے اُس کے چار ٹکڑے کر دیئے جیساکہ بہت سارے اچاریوں نے مانا ہے۔ یا چار جس طرح پر آریہ سماج مانتے ہیں یا ۱۱۳۱ جیسا سوامی دیکانند نے کہا ہے اور ۱۱۲۷ جب گم ہو چکے ہیں تو باقی ماندہ چار کی صحت کا معیار کیا ہے وغیرہ وغیرہ

لیکن جو جواب ہو۔ شریمان پنڈت جی کرپا کرکے ویدوں سے دیں۔ نہ یہ کہ ویدان مسائل پر خاموش ہوں اور پنڈت جی وقت ٹالنے کی خاطر اودھر اُدھر کی باتوں سے پبلک کو یوں ہی حیران نہ کریں ؛

آریوں کی طرف سے جواب

پنڈت جی نے ان امور پر قطعاً وید منتروں سے کچھ روشنی نہ ڈالی بلکہ یہ جواب دیا کہ وید کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے جو ان امور پر بحث کرے اور اپنے خیال کے مطابق وید منتروں سے اس کے الہامی ہونے پر استدلال فرماتے ہیں۔

یہ نظارہ قابل دید تھا کہ پندرہ بیس پنڈت کس طرح کتابوں کی ورق گردانی کرکے پنڈت جی کو مدد پر مدد دے رہے تھے۔ اور اودھر اسلامی پہلوان اکیلا پنڈت جی کی غلطیاں جو کہ انہوں نے وید منتروں کے بیان کرنے میں کیں ظاہر کرتا چلا جاتا تھا اور سارے حوالہ جات ویدوں اور سنسکرت کی کتابوں سے اکیلا تن تنہا نکالتا تھا اور جب مولانا نے یہ کہا کہ میں صرف ویدوں ہی سے تینوں امور کا ثبوت دونگا تو مناظرے کا رنگ بڑا عجیب ہوگیا چنانچہ آپ نے بہت سارے رشیوں کا نام ویدوں سے بتلایا اور نہ صرف رشیوں کا ہی۔ بلکہ ان کے باپ دادے پڑدادے پڑپوتے الغرض کافی شجرہ نسب رشی وسوامتر ویاس جی وغیرہ وغیرہ کا بتلایا اور جب ویدک تعلیم کا نمونہ وید منتروں سے پبلک پر ظاہر کرتے تھے تو سامعین حیران ہوتے تھے کہ ایسے مجموعہ کو بھی کوئی الہامی کہہ سکتا ہے۔

پنڈت جی نے مولانا سے یہ بھی فرمایا کہ اگر ویدوں کا نزول ہندوستان میں ثابت کردو تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا، چنانچہ مولانا نے ایک وید منتر پڑھا۔ چنانچہ ایک وید منتر یہ بھی ہے۔

وید ہندوستان میں مرتب ہوا

اے گنگا اے جمنا۔ اے ستلج۔ اے بیاس۔ اے راوی اے چناب اور اے جہلم ہم تیری مہانی کرتے ہیں۔

لڑکیوں کی کانفرنس

اس لڑکوں کی کانفرنس کے ختم ہوتے ہی ۲۲ جون [illegible] م. C. A. Y. کی لڑکیوں کی کانفرنس شروع ہوگئی اور وہاں بھی اسی قسم کی کارروائی عمل میں آئے گی، ان کورسز شمس کے مقابلے میں ہماری کوششیں بہاڑ اور ادائی [illegible] جیسی ہیں، کیا ہم باتوں کے معلوم کرنے سے اور ان حالات کے مطالعہ کرنے سے ہم یہ سبق حاصل نہیں کر سکتے، کہ ہم بھی طالب علموں کی اسی طرح کی ایک سالانہ کانفرنس منعقد کیا کریں، جس میں پروگرام نہایت دلچسپ ہو۔ آجکل کے نوجوان طالب علم کو مسلسل مذہب [illegible] قدر سے جھینپ گئے ہیں۔ وہ ان مولویانہ اور لکچرز نہیں جلسوں میں کبھی بھی دلچسپی نہ لیں گے، بلکہ ان کانفرنسوں کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے، ایسی کانفرنسوں میں لکچرار ایسے نوجوان لوگ ہونے چاہئیں، جو کہ طالب علموں کے حالات سے واقف اور ان کی مشکلات اور ابتلاؤں کو اچھی طرح سمجھتے ہوں،

اس کانفرنس میں ڈاکٹر ڈواک نے مرد و عورت کے تعلقات پر نہایت صاف صاف الفاظ میں مگر نہایت سنجیدگی اور اعلیٰ طریق سے لیکچر دیا، جس سے لڑکوں پر بہت اچھا اثر پڑا، مگر ڈاکٹر موصوف نے نہایت ہمدردانہ لہجہ میں گفتگو کی، اور بعض لیکچراروں کی طرح چھپتے ہی تاثر نا انہیں شروع کر دیا،

اس ہماری کانفرنس میں لڑکوں اور پروفیسروں وغیرہ نے نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ہی مجھ سے استفسارات کئے، بلکہ ہندوستان اور دیگر مشرقی ممالک اور دیگر مذاہب اور مذہب وغیرہ کے متعلق بھی گفتگو کی، جس کا میں نے جواب دیا، ہندوستان کے پولیٹیکل حالات اور مہاتما گاندھی اور مزدوروں کی زندگی اور حالات کے متعلق بھی مجھ سے بہت کچھ پوچھا گیا، یہاں تک کہ پروفیسر [illegible] ٹرابر نے مجھے مدعو کیا ہے، کہ لیبر کالج پورٹ لینڈ میں آکر ان کی کلاسوں میں لیکچر دوں، اسی طرح اور کئی ایک دعوتیں آئی ہیں، اس کانفرنس کے موقع پر

American Socity on Friendly Relations with foreign Students

کے نمائندے مسٹر [illegible] بھی موجود تھے، انہوں نے میری اور دیگر غیر ممالک کے طلبا کی دعوت بہت سی تجاویز سوچیں جن کے ذریعے سے ان طلبا سے امریکن لوگوں کا سلوک بہتر ہو سکے، اور لوگوں کے دلوں سے اور خصوصاً امریکن طالب علموں کے دلوں سے تعصب دور ہو سکے، ہماری تقریریں بھی اس کانفرنس میں ہوئیں، اور غیر ممالک کے بہت اچھا سلوک کیا گیا، میرے تو بے شمار دوست بن گئے ہیں امید ہے اس سے کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ ہی مترتب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، اسی سلسلے میں میری کئی ایک تقریروں کا انتظام بھی مسٹر [illegible] نے مختلف یونیورسٹیوں میں کیا ہے، احباب دعا فرماتے رہا کریں خدا تعالیٰ حافظ و مددگار ہو،

یدخلون فی دین اللہ افواجا

دو ذی اثر مرتدین کا قبول اسلام

آگرہ ۴۔ اگست۔ موضع فتحپور میں چند ملکانوں کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے بہت زیادہ خوش تھے۔ اب وہاں کے لوگ اسلام سے متوجہ نظر آتے ہیں چنانچہ ۳۔ اگست کو دو معزز اشخاص سرکردہ اشخاص جمعیۃ اسلام آگرہ کے دفتر میں آکر مولانا عبدالرحیم صاحب پشاوری کے دست مبارک پر دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

مشرکین کا قبول اسلام

بریلی ۴۔ اگست۔ حضرت شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب سرپرست جماعت رضائے مصطفےٰ کے فیض روحانی سے متعدد مشرکین مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں پانچ ہندو مرد اور ایک ہندو عورت نے اسلام قبول کیا ہے۔

قبول اسلام

جھانگ (حصار) ۴۔ اگست۔ یکم اگست کو سید جماعت علی شاہ صاحب کے دست مبارک پر ایک بیوہ ہندو عورت مع اپنے بچوں کے مشرف بہ اسلام ہوئی۔

بٹالہ ۷۔ اگست۔ ایک ہندو مسمی [illegible] ساکن جم یار خاں بعد تصدیق حقانیت اسلام قاضی عبدالواحد صاحب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اسلامی نام عبدالخالق رکھا گیا۔

تازہ خبریں

جرمنی کی بساط حکومت الٹ گئی

تازہ ترین برقی پیغام ۱۳ اگست ۹ بجے صبح موصول ہوا، برلن کا ایک پیغام جس پر یکشنبہ کی تاریخ ثبت ہے، مظہر ہے کہ حکومت جرمنی کے کابینۂ وزارت کا استعفا منظور کر لیا گیا ہے،

۱۰ اور ۱۱ اگست کے پیغامات کا اقتباس

برلن سے خبریں موصول ہو رہی ہیں، کہ جرمنی کی حالت بہت خراب اور اندیشناک ہے، اشیائے خوردنی کی قیمت میں خوفناک اضافہ ہو جانے سے پایۂ تخت میں اضطراب پھیل رہا ہے، ہر جگہ کے مزدور زیادہ اجرت کا مطالبہ کرتے ہوئے ہڑتال کر رہے ہیں، فساد و بدنظمی کا اندیشہ ہے، اس لئے صدر جمہوریہ برلن نے اعلان شائع کیا ہے، کہ آئینی حکومت کو زور و تشدد سے الٹ دینے کے لئے تبلیغی رسالے شائع نہ کئے جائیں، جو اب حکم کی خلاف ورزی کریگا تین ماہ قید اور پچاس ازب مارک جرمانے کا مستوجب ہوگا،

اتحادیوں کی ہیئت اعلیٰ نے علاقہ متعرقہ کی کانوں پر قبضہ کر لینے کا حکم دے دیا ہے، اور ماتحت ہیئت کو اختیار دیا ہے، کہ وہ کانوں پر باضابطہ قبضہ کرنے، اگر کوئی شخص اس میں خلل انداز ہوگا تو اسے پانچ سال قید کی سزا دی جائے گی، پٹڑیاں اکھاڑنے کی سزا بیس سال مقرر کی ہے، اور اگر اس جرم کے ارتکاب سے موت واقع ہو جائے تو مجرم کو سزائے موت بھی دی جا سکتی ہے،

زیر زمین ریلوے کے مزدوروں نے کام شروع کر دیا ہے لیکن ٹرام گاڑیاں بند ہیں، کیونکہ بجلی گھر کے مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے،

ویمر کے آئین و دستور کا سالانہ یادگاری دن منایا گیا، تمام سرکاری عمارتوں پر جھنڈے اڑائے گئے، ریشتاغ کا ایک جلسہ بھی ہوا جس میں ہر ایبرٹ صدر جمہوریہ نے بھی شرکت کی، چونکہ حالت خطرناک تھی، اس لئے عام مظاہروں کی اجازت نہیں دی گئی،

صدر جمہوریہ نے عام جرمنوں اور رو ہر و رائن کے باشندوں کے نام ایک نہایت ولولہ انگیز پیغام شائع کیا ہے، جس میں اس مصیبت پر صبر و استقلال کی تلقین کی ہے، مارک کے اس قدر جلد گر جانے سے اشیائے خوردنی کی لوٹ اور ہڑتال کے عام واقعات ہو رہے ہیں، کا غذی مارک بالکل بے قیمت ہے، کسان کھانے پینے کی چیزیں قصبوں اور شہروں میں نہیں بھیجتے، ملازم اور اجرت پر کام کرنے والے آدمی بالکل تباہ ہو رہے ہیں، ٹیکس کی آمدنی بالکل بے حقیقت ہے، غرض آج جرمنی کی حالت بالکل وہی ہے جو کسی وقت روس کی تھی،

۹ اگست کو برلن میں کانیں بند ہو گئیں، اگر حکومت نے اشیائے خوردنی کی قیمت سونے کی شکل میں مقرر نہ کی، تو وہ کانار [illegible] ہڑتال کر دیں گے،

ڈاکٹر کینو نے [illegible] مارک قرض لینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، اس کو محض طفل تسلی سمجھا جاتا ہے، کارخانہ داروں اور ساہوکاروں دولتمندوں پر بھاری ٹیکس لگانے کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے، ریشتاغ کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے، اہل جرمن اس حقیقت کو پا گئے ہیں کہ انہیں برطانیہ وغیرہ پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر بھروسہ کرنا چاہیے،

حزب العمال نے فعل بچا رکھا ہے، کہ کابینۂ وزارت مستعفی ہو جائے، اور عمال کی حکومت قائم ہو، بالشویکی خیالات کے لوگ ۸ اگست کو ریشتاغ میں حکومت پر عدم اعتماد کی قرارداد پیش کریں گے اشتراکی صرف یہی کہہ رہے ہیں کہ ملک بھر میں جتنا سونا ہے، حکومت کو چھین لینا چاہیے،

خوانین اور بلجیم سے علاقہ متعرفہ میں کرنسی نوٹ جاری کرنے کا ارادہ کیا ہے، الائی سیلیشیا کے مقام روٹیبار کے ٹاؤن ہال کے سامنے گرانی اشیاء کے خلاف مظاہرہ ہو رہا تھا، کہ ہجوم کا تصادم پولیس سے ہو گیا، مظاہرہ کرنے والوں میں چار مارے گئے۔ تیس زخمی ہوئے، کچھ دکانیں جن میں روٹی دوکانوں کی بھٹیاں تھیں پہلے ہی لٹ چکی تھیں،

مزدوروں کو بار سے شاہ مدار و فرانس [illegible]

کارگیروں کو خاموش مقابلہ کے ترک پر مجبور کرنے کے لئے فرانس نے دفتر عمال پر قبضہ کر لیا ہے، اور بے روزگاروں کو [illegible] دینا بھی بند کر دیا ہے، بے روزگاروں کو فرانس و بلجیم کے متعرفہ علاقے میں کام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، یہی قانون سارے روہر میں نافذ کیا جائے گا،

اشتراکیوں نے حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد منظور کر دی، اور ڈاکٹر کونو عنقریب مستعفی ہونے والے ہیں،

بالشویکیوں و کمیونسٹوں نے فیصلہ کیا ہے، کہ مندرجہ ذیل مطالبات کی تکمیل کے لئے تین دن کی عام ہڑتال کی جائے،

ڈاکٹر کونو مستعفی ہو جائیں، تمام اشیائے خوردنی ضبط کر لی جائیں، عوام کی مجالس نگران کو تسلیم کر لیا جائے، فی گھنٹہ ۶ طلائی پینگ [illegible] مزدوری مقرر کی جائے، بے روزگاروں اور جنگی از کار رفتہ سپاہیوں کو پوری شرح پر کام دیا جائے، تمام سیاسی قیدی رہا کر دیئے جائیں،

[illegible] کے حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ حکومت کے استعفا کے بعد ایک متحدہ و مشترکہ حکومت قائم کی جائے گی،

یورپ کے پایہ تختوں میں برطانیہ کی مراسلت بنام فرانس کی اشاعت کا انتظار بہت بیتابی سے کیا جا رہا ہے، یادداشت فرانسیسی سفیر کے حوالے کر دی گئی ہے، لیکن یکشنبہ سے پہلے لندن میں شائع نہ ہو سکے گی،

[illegible] نے ہاچیش کے کارخانہ انگریزی کے دو ڈائرکٹروں کو چھ سال قید اور پندرہ کروڑ مارک جرمانہ کی سزا دی ہے، کیونکہ انہوں نے ان ذخائر کی باربرداری میں امداد دینے سے انکار کر دیا تھا، جنہیں حکام اپنے تصرف میں لائے تھے،

دو دوسرے ڈائرکٹروں کو بھی اسی قسم کی سزائیں دی گئی ہیں،

ڈاکٹر کچلو کا شاندار جلوس

ہندوؤں کی بے اعتنائی

فخر قوم فدائے ملت جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو آج ۱۱۔ اگست کو ۵ بجے صبح امرتسر جیل سے رہا ہوئے۔ جلوس ۸ بجے صبح نکلنا قرار پایا تھا، مگر باران رحمت کے بر وقت نزول سے ۱۰ بجے کے قریب انجمن پارک سے جلوس شروع ہوا، امرتسر کے مسلمانوں کے لئے یہ دن عید سے بڑھ کر مسرت افزا تھا، مختلف مجالس کے رضاکار اور اکالی قومی ترانے گاتے اور جلوس کی شان کو دوبالا کر رہے تھے، مسلمانوں کے تمام بازار جہاں سے جلوس گذرنا تھا سجے ہوئے تھے، اور جا بجا محرابیں بنائی گئی تھیں، برادران ہنود اور سکھ صاحبان جلوس میں شامل نہ تھے، صرف دو ایک سکھ بہادر اور ایک ہندو ڈاکٹر صاحب موٹر میں تھے، ہمیں برادران ہنود کی سرد مہری پر افسوس و تعجب ہے، کہ گو ان کے مناقشات مسلمانان امرتسر سے تھے، ڈاکٹر کچلو کی ذات اس سے بالاتر تھی، لیکن انہوں نے صرف ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے اس قدر بے اعتنائی برتی، کیا یہ وہی ۱۹۱۹ء والے مہاتما کچلو نہیں، وہی ہیں لیکن ہندو وہ ہندو نہیں رہے جلوس بعد شام ڈاکٹر صاحب کے مکان پر پہنچا۔

چار مسجدیں اور چار مندر سرکاری قبضہ میں

دہلی ۱۳۔ اگست، پانی پت کی ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ سرکاری حکام نے پانی پت کی چھ مسجدوں اور چار مندروں میں [illegible] جا کر نماز روک دیا ہے۔ کیونکہ یہ تمام عبادت گاہیں ایک دوسرے سے بہت قریب قریب واقع ہیں۔ اور شہر میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عناد کے جذبات اس قدر تیز ہو رہے ہیں کہ فساد کے امکان کا سد باب کرنے کے لئے اس قسم کی پیش بندی ضروری تھی۔ دوسری مسجدوں اور مندروں میں جو ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر واقع ہیں۔ اور جن میں ایک قوم کی عبادت دوسری قوم کی مصروفیات مذہبی میں مخل انداز نہیں ہندو مسلمان برابر عبادت میں مصروف ہیں۔

سناتن دھرم مہا سبھا کی صدارت

بنارس ۱۱۔ اگست۔ پنڈت مالوی جی برقی پیغام دیتے ہیں کہ ہز ہائینس مہاراجہ بنارس نے سناتن دھرم مہا سبھا کے اجلاس کی صدارت منظور فرمالی ہے، یہ اجلاس سترہ اور اٹھارہ اگست کو کیپٹل [illegible] ہال میں دو بجے منعقد ہوگا،

اشاعت اسلام

داعیانِ حق کی جاں نثاریاں

درسِ عبرت

(مسٹر شاہدین دہلوی کے قلم سے)

ختن و بطلان کا قلع قمع اور حق و صداقت کی تبلیغ و اشاعت یہ دو امور ہیں، جو انسان کی فطرت میں داخل ہیں، دنیا کا ہر فرد و بشر اس سعی و کوشش میں ہے، کہ وہ ساکنانِ جہاں سے اپنے عقائد و خیالات منوا سکے اکریٹو نے جب سقراط سے اس حالت میں کہ وہ زہر کا پیالہ پینے کو تیار کھڑا تھا یہ پوچھا کہ اپنے بچوں کے لئے یا کسی اور معاملہ میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں، اور ہم آپ کی بہترین خدمت کس طریق پر کر سکتے ہیں؟ تو اس نے کہا اس طرح پر کہ تم میری تعلیم پر عمل کرو، اُنہی کے مشہور فلاسفر گلیلیو کو جو اس مسئلہ کا موجد ہے، کہ دنیا اپنے محور کے گرد گھومتی ہے، جب مینار پر سے گرا کر مار دینے کے احکام صادر ہوئے، تو اس نے عین اس عالم میں کہ اس کو دھکا دیا جا چکا تھا، بلند آواز سے کہا۔ کہ "دنیا اپنے محور کے گرد گھومتی ہے"! یہ امور تو اس جہان فانی کے متعلق ہیں، اور ان کی روشنی اسی دنیا کی دیواروں تک محدود ہے، مگر مذہب کا معاملہ ایک دوسرا ہے کہ اس سے متاعِ دو جہان حاصل ہوتی ہے، اس نور و ہدایت کیلئے مسلمانوں نے جو جو قربانیاں کی ہیں وہ کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں، دشمنانِ حق نے جانوں کو ایک اعلیٰ و ارفع چیز سمجھا، اور مبلغین اسلام سے اسے عزیز و اعلیٰ خیال کرتے ہوئے حبشیان لوگوں کے سامنے پیش کیا، جو فنا فی الدنیا تھے، مملکت حسد و بغض کے حکمران تھے، اور اس آخری سچائی کے منکر تھے، تبلیغ و اشاعت سے روکنے کے لئے بڑے بڑے دجل و فساد کے بازار گرم اور فتنہ غلو و تاویل کی معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں، مگر سچائی، وہ آگ ہے کہ جور و عتاب، ظلم و ستم، استبداد و استشداد اس پر ہمیشہ مٹی کا تیل ثابت ہوئے ہیں، اگر یہودی حضرت عیسےٰ کو پھانسی پر نہ لٹکاتے تو شاید ان کی تعلیم اس قدر جلد نہ پھیلتی، کیونکہ حواری تو خود ہی سہمے جاتے تھے، اور اپنی جان ان کو اپنے آقا سے زیادہ عزیز تھی، اور ایسا ہی میرا خیال ہے اگر کفارِ قریش صحابہؓ کو دکھوں اور انواع و اقسام کی مصیبتوں میں نہ ڈالتے، تو نہیں کہا جاتا، کہ اس نور سے دنیا کتنی دیر میں منور ہوتی، یعنی جس طرح اگر بدی نہ ہوتی تو نیکی اور اگر جھوٹ نہ ہوتا تو سچائی

کی قدر و قیمت کا اندازہ محال تھا، اسی طرح اگر اسلام کی مخالفت نہ ہوتی، تو ممکن تھا کہ بہت سی مشکلات راستہ میں حائل ہو جاتیں، اور یہ سیلاب روحانی تمام عرب پر پھیلنے کے لئے ایک لمبے زمانہ کا شرمندۂ احسان ہو جاتا،

انسان دشمن کے مقابلہ پر ہر جائز و ناجائز ہتھیار کا استعمال کر لینا درست جانتا ہے، اور اس کا انتہائے مقصد صرف یہی ہوتا ہے، کہ خواہ کچھ ہو انسانیت پر دھبہ آئے، اخلاق گر جائیں مگر مخالف ضرور مغلوب ہو، یہی باعث ہے کہ بعض لوگ مباحثات میں بجائے کام کی بات کرنے کے گندہ دہانی اور شعر گوئی کے کام سے کر فریق مخالف کا استہزا اڑاتے ہیں، اس جنگ یورپ میں بھی بے شمار اقسام مختلف کے وحشیانہ کھیل کھیلے گئے ہیں، اور اس قسم کی ناجائز چالیں چلی ہیں، جو سراسر گناہ ہی گناہ تھیں، آج سے کچھ عرصہ پہلے جب سپین میں مسلمانوں کے اقبال کا دیا ٹمٹما رہا تھا، تو جو کچھ وہاں پیش آیا، اظہر من الشمس ہے مسلمان گھر میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، اور ان کو گرجا بھی جانا پڑتا تھا، بحکم عیسائی طریقہ کے مطابق گرجا میں جا کر پڑھوایا جاتا تھا بعد میں گھر آ کر احکام اسلامی کی پابندی کر لی جاتی تھی، اور اگر عمالان حکومت کو خبر ہو جاتی، کہ یہ شخص گھر میں فرائض اسلامی کو ادا کرتا ہے، تو وہ واجب القتل سمجھا جاتا تھا، یہاں پنجاب میں بھی آذان کی آواز سے سکھوں کی اشیائے خوردنی ناپاک ہو رہی ہیں، تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ جائز تھا، اصل بات یہ ہے کہ اقوام دیگر نے محض قلعے کا کام لیا ہے، اور اسی طاقت کے بت کی پرستش کو اپنی ترقی کا راز گردانا ہے، مگر برعکس اس کے آپ اگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر میدان جنگ میں تلواروں کی جھنکار اور بہادروں کی پکار سے پہلے اخلاقِ حسنہ نے جولانیاں دکھائی ہیں ؎

> راستی کی تیغ تھی جو تھی مسلمانوں کے پاس
> خنجرِ آہن نہ تھا وہ خنجرِ اخلاق تھا

شاہ حبش کا مہاجرین کی عزت کرنا اور وفدِ قریش کو رسوا کرنا کسی تلوار کے باعث نہ تھا، سپین میں مسلمانوں کی حکومت کے قائم ہونے کی اصلی وجہ وہاں کے شہنشاہ کی بدکاری تھی، پھر خود حضرت عمرؓ و حمزہؓ وغیرہ کا ایمان لانا بتاتا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّین کی عملی طور پر پیروی کی گئی، اور کبھی مذہب کے معاملات میں زبردستی سے کام نہیں لیا گیا، البتہ اس کے خلاف مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے ان پر ہر قسم کے جور و ظلم جائز تصور کئے گئے بلال رضؓ حبشی کو گرم ریت پر لٹا کر پتھر باندھے جاتے تھے، اور کبھی منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھایا جاتا تھا، اور مکہ کے اوباشوں کو پیچھے

"تالیاں بجانے اور تمسخر اڑانے کے لئے چھوڑا جاتا تھا، مگر ان ظالموں کو کیا معلوم کہ صداقت ان کی ان حرکات نازیبا اور افعال ناشائستہ کو دیکھ کر کھڑی ہنستی تھی، بالآخر وہ یوم موعود آیا، کہ بلالؓ کی بجائے کذب و بطلان کا منہ کالا ہوا، اور ابو سفیان جیسے لوگ خلیفۂ عالم کے منہ سے "ارحنا یا بلال"، کی آواز سن کر دنگ کھانے لگے، ارحنا یا بلالؓ اس "احد" "احد" کا جواب تھا، جو دکھوں کے وقت بلالؓ مرحوم کے منہ سے نکلا کرتا تھا ؎

> چمک تمہارا جو ستارہ تیرے مقدر کا
> حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا

یہ ہیں وہ اخلاق حسنہ جو میدانوں میں اپنے کرتب دکھاتے تھے، اور جنہوں نے ایک حبشی کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر سعادت کے آسمان پر بٹھایا، اور یہی ہے وہ بلالؓ کہ جس کے رشتۂ دامادی کو بڑے بڑے انصار ترس رہے تھے، اور یہی وہ صحابیؓ کہ جس نے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں ایک دفعہ آذان دی تو لوگ چیخیں مار کر رونے لگے، اور یہی وہ صاحب پروف انسان ہے کہ جس کے مرنے پر عمر فاروقؓ نے کہا کہ آج دنیا سے ہمارا آقا اٹھ گیا، اور مدینہ کی گلیوں میں اندھیرا ہو گیا، صہیب رومی کا واقعہ اس سے بھی بڑھ کر دردناک ہے، کفار مکہ انگاروں کا ایک ڈھیر جمع کر کے اس کو آگ لگائی، جب لکڑیاں کوئلے بن گئیں تو ان کو زمین پر بکھیر کر صہیب رومی کے کپڑے اتار کر ان پر لٹایا، اللہ اللہ یا عجب تک کہ آگ ٹھنڈی نہ ہو گئی، اگر آپ تصور کریں تو اس سے بڑھ کر کیا عذاب ہو سکتا ہے جو دیا جا سکتا ہے، رحمت عالم کا یہ فرمانا کہ مومن کے لئے دنیا دوزخ ہے، اس واقعہ سے خوب سمجھ آتا ہے، مگر ساتھ ہی اس کے دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ انگاروں پر لٹانا اس استقلال کے بت اور سچائی کے پتلے کو راہِ جادۂ مستقیم سے نہ پھیر سکا، وہ یہی کہتا رہا کہ محمد الرسول اللہ کا دامن کبھی نہ چھوڑوں گا، حتیٰ کہ آگ سرد پڑ گئی، مگر مظلوم کی آتش محبت ٹھنڈی نہ ہوئی، بلکہ شعلے اور بھڑک اٹھے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مرحوم صہیب رومی نے ایک دفعہ اپنا تمام بدن جلا ہوا دکھایا تو فاروق اعظم کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، اور جب عمر فاروقؓ کے جنازے کی صفیں کھڑی ہوئیں تو صہیب رومی امامت کرا رہے تھے، اور ہزاروں ہاشمی اور مطلبی اقتدا میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے معتوب اور معذب مومنین میں سے ایک بزرگ عمار بھی تھے، آپ نے مظالم قریش کے مقابلہ میں جس استقلال کی مثال پیش کی ہے اس کو توفیق ایزدی ہی کہا جا سکتا ہے، آپ کے دشمنوں نے بر چھے

بقیہ، پر صفحہ ۳ کالم عـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۴ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ | نمبر ۸

ہونہار نوجوان اور اشاعت اسلام

انسان کا سب سے بڑا مقصد منفرد کوئی ہے، جو حیات انسانی کا سب سے بڑا نصب العین ہے، اسی لئے اسلام نے حیات انسانی زندگی کے مقصود یعنی دعوت حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کو ایک مسلمان کی زندگی کا انتہائی نصب العین ٹھہرایا، نہ صرف یہ اس امر کی زور شہادت دے رہے ہیں، کہ مسلمان کیسا ہی کیوں نہ ہو، زندگی کے کسی شعبہ میں ہو، دنیا کی کسی پوزیشن میں ہو، جہاں کے کسی مقام میں مقیم ہو، اس کے واقعات اور کوائف حیات کیسے ہی کیوں نہ ہوں، دنیا میں اس کے وجود میں آنے کی غرض پوری ہو ہی نہیں سکتی، تاوقتیکہ وہ اپنی تمام کوششوں، تمام کارگذاریوں، جملہ مساعی کا آخری گول امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو نہ ٹھیراتے، زندگی کی اس غرض کی تکمیل کے لئے اسلام نے کوئی خاص معیار تو مقرر نہیں کیا، اس لئے کہ انسانی ورک، واقفیت علم، عقل کے دائرے مختلف ہیں، بلکہ اس قدر بتا کر فرض کی سرانجام دہی کا جوا تمام کندھوں پر ڈال دیا، کہ بلغوا عنی ولو آیۃ ۔

اسلام کے ابتدائی ایام میں جس انہماک اور گرمجوشی سے کام لے کر فرزندان توحید نے حیات انسانی کے سب سے بڑے مقصد کی تکمیل کے لئے کوششیں کیں، اس کی شہادت وہ شاندار کامیابی ہے، جو دور اولین میں دین حق کو حاصل ہوئی، اور جس کی وجہ سے ظلمت وضلالت کافور ہوئی، اور دنیا نے تہذیب وشائستگی میں وہ نمایاں ترقی حاصل کی، جس کا زمانہ آج تک ممنون احسان ہے جدید میں بھی انسانی فرض شناسی مفقود تو نظر نہ آئی، لیکن اتنا ہوا کہ جہاں فرزندان اسلام کی متفقہ جدوجہد اشاعت اسلام کی نذر ہونی چاہیئے تھی، وہاں گنتی کے آدمی تھے، جنہوں نے اس شاہراہ پر قدم مارا، اور آج تمام دنیا ایک اللہ کو ماننے والی، ایک کتاب پر ایمان لانے والی، ایک نبی کا کلمہ پڑھنے والی اور ایک مسلم کی زندگی کرنے والی ہوتی، اگر مسلمان نفسانی اغراض میں پڑ کر اپنے رشتہ کو اللہ سے منقطع نہ کر لیتے، مسلمانوں کی کثرت ایسی رہی جنہوں نے اشاعت اسلام کو فرض تو اپنا گردانا، مگر اس فرض کو وہ وقعت نہ دی جس کا بحال رہنا اصل حیات ہے، اور جس کا نظرانداز کر دینا ہماری موت کی دلیل ہے، مسلمانوں نے تغافل برتا لیکن زمانے کا درس عبرت بھی جاری تھا، انہوں نے وقتاً فوقتاً ٹھوکریں کھائیں، اگر دوں کے انقلابات نے انہیں خواب غفلت سے بہت دفعہ جگایا، ان کی عدم توجہی میں کچھ تبدیلی بھی ہوئی، حتیٰ کہ آج کم از کم اتنا تو ہم دیکھتے ہیں کہ شدھی کے گورکھ دھندے میں آکر ہر کس وناکس چھوٹے بڑے مسلمان کو تبلیغ واشاعت اسلام کا احساس ہو رہا ہے، چنانچہ آج بعض لوگ تو میدان میں نکلے ہوئے ہیں، اور بعض کاروبار زندگی کے علاوہ اسلام کا پیغام کچھ نہ کچھ دوسروں کے کانوں تک پہنچا رہے ہیں ۔

آجکل کے نازک اوقات میں اشاعت اسلام کا خیال کم وبیش ہر سر میں سما چکا ہے، حتیٰ کہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جس کا مسلک اس وقت تک یہ تھا، کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنی علمی قابلیت کو عیش وآرام کی زندگی کا کفیل بنایا جائے، اور ترقی وتنزل اسلام سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے، آج اس امر کا زیادہ نہیں تو تو گا تو قائل ہو چکا ہے کہ ان سوائے دنیا پرستی کے حیات انسانی کا کچھ اور بھی مقصد ہے، ہمیں اس بات کا قوی ہے کہ وہ دن قریب آ رہا ہے، جبکہ اکثر وطیفہ دنیا پرستی کو ثانوی شے قرار دے کر اپنی کامیابی عیش وآرام اور مسرت کے تمام اسباب اشاعت اسلام کے فریضہ کی سرانجام دہی میں مرکوز پائے گا، اور ایسے لوگوں کا وجود ان پیرن کا لعدم ہوتا جائے گا، جو لسان العصر حضرت اکبر مرحوم کے اس شعر کا مصداق ہیں ؎

کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اسے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

بلکہ ہم میں آئے دن اکثر نوجوان مسلمان اس قسم کے ہیں، جن کا ملی احساس اور اسلامی تڑپ تو اس امر کے متقاضی ہیں کہ وہ فوراً میدان میں اتر پڑیں، مگر بعض مجبوریوں کی وجہ سے بے بس ہیں ۔

مسلمان نوجوانوں کی بے بسی انہیں تکمیل مقصد سے بے بس نہیں کرا سکتی، جبکہ یہ بات مسلمہ ہے، کہ گو عام طور پر تو ہر مسلمان اپنے انفرادی حالات میں مبلغ ہے، لیکن کرے وقتوں میں ایک گروہ ایسا بھی ضرور ہونا چاہیئے، جس کا چوبیس گھنٹے کا شغل محض دعوت الی الحق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو، اور یہ گروہ آجکل کے حالات میں صرف نوجوان مسلمانوں کا گروہ ہے، جن کے سینے میں دل ہیں درد اور درد میں تڑپ ہو، جن کی ذات مذہبی واقفیت سے مختص ہو، اور جن کی زندگی تمدن وتہذیب موجودہ، حالات حاضرہ، اور حالات مروجہ کے مطالعہ کی کتاب ہو، جہاں تک ہمیں تجربہ ہو چکا ہے، ہمارے نوجوانوں کی عملی اشاعتی کوششوں کے راستے میں اونگا جو مٹے حاصل ہو سکتی ہے، وہ آن کی مالی مشکلات ہیں، مالی مجبوریاں مبارک کاموں کے ترک یا اختیار بالفک وشبہ خاص اہمیت رکھتی ہیں لیکن جب کشتی اسلام مصائب وآلام کے منجدھار میں گھر چکی ہو تو پھر دنیا کی کوئی شکل ایسی نہیں، جو نوجوانوں کو کشتی کا ناخدا بننے سے روک سکے ۔

ہمارا یہ مقصود نہیں کہ ہمارے نوجوان دین حق کی اشاعت کیلئے پیٹ پر پتھر باندھ لیں، اگر ایسا کرنا بھی فرزندان توحید کے اسلامی جوش کا ایک معنوی نشان ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ دین ودنیا کے سب سے بڑے سرمایہ یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زندگی کی صرف وہی ضروریات پوری کی جائیں، جن کے بدوں زندگی کا کرنا فطرت انسانی کا خون کرنا ہے، اور ایسے مسلمانوں یا ایسی جماعتوں کا وجود صفحہ ہستی سے مٹ نہیں گیا، جو نوجوانوں کی مساعی جمیلہ کے عوض میں اتنا نہ کر سکیں، کہ ان کے حوائج ضروریہ کے پورا کرنے کی کفالت اپنے ذمہ لے لیں، بلکہ دیکھنے میں تو یہ آیا ہے کہ متعدد اسلامی انجمنوں نے بہترین دل ودماغ والے مبلغین کی خدمت روپے پیسے سے اسی قدر کی، جس کا لالچ انہیں بصورت دیگر تبلیغ اسلام سے باز رکھ سکتا تھا ۔

تنزل واختلاط قومی کے اوقات میں لوگ مذہبی احکام کو سنکر ہی اتباع کا لزوم اپنے پر عاید نہیں کر لیتے، بلکہ انہیں نمونہ کی تلاش ہوتی ہے، بعینہٖ یہ کیفیت آجکل کے نوجوانوں کی ہے، وہ عالی جاہ ومنزلت اور آغوش آیندہ دنیوی مستقبل کا ایثار کرنے کے لئے آناً فاناً تیار ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کے پیش نظر مشہور ومعروف اسلامی افراد وعلمبرداران اشاعت دین کی قابل اتباع مثال موجود ہو، لیکن ہمارے اس شکوہ کی بڑی وجہ کہ ہمیں کام کے آدمی نہیں ملتے، یہ ہے کہ ہمارے مذہبی پیشرو لیسڈروں کی حالت ہماری ضروریات کے منافی ہے، مثلاً ہماری تبلیغی جماعتوں کے منتظمین اپنے ہونہار بچوں اور نوجوان لڑکوں کے لئے بھی وہی شاہراہ عملاً تجویز کریں، جسے عام نوجوان مسلمانوں کے لئے پسند کرتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ کوشش کے کافی اسباب پیدا نہ ہو جائیں، اور اسلام کے نونہال جوق درجوق شامل ہو کر دنیا بھر میں توحید کا غلغلہ بلند نہ کر دیں، ہمارے منتظم جو بعض حالتوں میں مالدار بھی ہوا کرتے ہیں، اس لئے اپنی اولاد کو دنیوی اشاغل میں لگ جانے کے لئے وقف نہ کر دیں، کہ ان کا پاکٹ مبلغین کی کفاف کا سبب بن سکے، نہیں، روپیہ کے سامان خدا خود پیدا کر دے گا، جبکہ ہمارے پاس کام کرنے والوں کی کمی نہ رہے گی ۔

لہٰذا والدین کی سرپرستی سخت ضرورت ہے، جو ہمارے اوبار کے دفعیہ کی بہت حد تک کفیل بن سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ قوم کے کام کے لئے نوجوا[illegible] اور وہ یہ سمجھ لیں، کہ ہماری اشد ضرورتوں کے پورا [illegible] سکتی ہے، اور قوم یہ جان لے کہ ہماری کامیابی نوجوانوں [illegible] کے بغیر محض موہوم ہے، دوسرے یہ کہ ہماری اشاعتی [illegible] کے منتظم افراد اس زرین اصول کی عملی مثال پیش کر دیں کہ ان [illegible] نوجوان لڑکوں کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بھی اعلا[illegible] اور اشاعت اسلام ہے، اور وہ خدا کی خوشنودی [illegible] لئے اپنی اولاد کے لئے بھی وہی کچھ تجویز کرتے ہیں جو دوسرے نونہالان اسلام کے لئے پسند کرتے ہیں ؎

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ہندو اور حالات پرستی

شنید میں آیا ہے کہ مہاشہ شردھانند جی بنارس مہاسبھا کے اجلاس میں اس امر کی تحریک کریں گے کہ ہمیں اچھوت اقوام کے ہندوؤں کے ساتھ مساوات کا سلوک کرنا چاہیئے اور برادری میں ایک پنچ کو وہی حقوق ہونے چاہئیں، جو ایک [illegible] حاصل ہیں، وغیرہ،

اس میں شک نہیں کہ شدھی کی تحریک محض سیاسی [illegible] جتی ہے، ہندوؤں کا مقصود یہ ہے کہ کثرت اعداد کی وجہ [illegible] حاصل کئے جائیں، شدھی کی غیر مذہبی تحریک میں [illegible] کی گئی ہے، وہ بھی چھوٹے بڑے سب پر واضح ہیں، [illegible] تسخیر قلب وتالیف ضمیر کے لئے آئے دن نئی نئی تجاویز [illegible] اور دماغ کی اختراعات سے کام لیا جاتا ہے [illegible] طرازی نے تقاضا کیا ہے، کہ عام لوگوں پر ظاہر کیا جائے [illegible] کے وہ نفوس خواہ وہ کسی ذات کے ہوں آپس میں برکاتہ سے برادر بھائی بھائی ہیں، ہندوؤں کی مذہبی کتابیں تو یقیناً اس بات سے قاصر ہیں، کہ وہ ملکانوں کے لئے کسی تبلیغی سپرٹ یا اشاعتی [illegible] کا ادعا کر سکیں، اور بالخصوص یہ کہ مساوات اور اخوت کا کوئی [illegible] کر سکیں، وہاں تو خاص خاص لوگوں کے لئے خاص خاص حقوق [illegible] اور ان کا خاص ہی دائرہ عمل ہے، ذات پات کی [illegible] پڑتال ایک ایسا چکر ہے، جس پر ہندو مت کا نام تر دارومدار ہے، مہاشہ صاحب بظاہر تو آریہ سماج کی جڑیں مضبوط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر فی الحقیقۃ معاملہ اس کے برعکس ہے، [illegible] کے پیرو کار کے لئے کسی ایسی بات کا ادعا کرنا صرف اس [illegible] مذہب حالات کی مطابقت کھا سکے، جو خود [illegible] ہو اس مذہب کی حقانیت کی دلیل نہیں، بلکہ اس کی ایسی [illegible] پر دال ہے، جو مذہب کے مصنوعی اور غیر الہامی ہونے کا [illegible] ہیں، ہم بلا تعصب کہنے کے لئے تیار ہیں، کہ مہاشہ جی اور آریہ سماجیوں کی تبلیغی اور تالیفی کوششیں مطلقاً عارضی ہیں، اور [illegible] وصہ تک اپنی ناکامی کی خود دلیل ہوں گی، کیونکہ مذہب کو "[illegible] مساوات واخوت وغیرہ" کے خطابات سے موسوم کرنا تو آسان ہے، لیکن قابل اتباع احکام کہاں سے آئیں گے، آریہ سماجیوں کے مسائل تو "اشاعت واخوت" کے معیار پر ایک لمحے [illegible] پورے نہیں اتر سکتے، البتہ یوں ہو سکتا ہے اور انشاء اللہ ہو گا کہ ہمارے آریہ بھائی آریہ سماج اور ویدوں کی تعلیم کے نام سے اسلامی احکام کو نافذ کرنا شروع کر دیں، جیسا کہ یورپ کی [illegible] اقوام نام کی عیسائی ہیں، لیکن سپرٹ میں دن بدن مائل بہ اسلام ہو رہی ہیں، مہاشہ جی کو مبارک ہو کہ شاید تقلید یا اتنا [illegible] انہیں کسی روز آریہ سماج کے بجائے "مسلمان" کا لقب اختیار کرنے پر مجبور کر دے، لیکن یہ تب ہو گا، جب مہاشہ جی اپنے آریہ متوں کو منزل احکام سے بیزار پائیں گے، اور انہیں اسلام کی طرف رجوع ہوتے دیکھیں گے، کیونکہ تب اس کے سوائے کوئی دوسرا چارہ کار نہ ہو گا ۔

ایک آواز

۱۴ اگست ۱۹۲۳ء کی شام کو اسلامیہ کالج کے میدان میں ایک اسلامی اجلاس منعقد ہوا، جس کی غرض یہ تھی کہ پنجاب کی میونسپل کمیٹیوں میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب کے لحاظ سے حق نیابت ملنا چاہیئے، چیدہ چیدہ اسلامی نمائندوں نے تقریریں کیں، جن میں سے سوائے چند ایک کے پہلے سے میونسپل کمشنر ہیں، حاضرین نے جو نہایت قلیل تعداد میں تھے، غرض جلسہ سے اتفاق رائے

کا اظہار کیا، جلسہ اختتام پذیر ہو کر منتشر ہونے کو تھا، کہ ایک کونے سے آواز آئی "سب ممبر اور لیڈر ریزیں کرنے والے نماز سے غافل اور ارکان اسلام کی پابندی سے بے بہرہ ہیں انہیں عبرت پکڑنی چاہئے قبل ازیں کہ وہ اسلام کی علمبرداری کا دعوے کر سکیں، جونہی کہ یہ صدا کانوں تک پہنچی بعض ذمہ وار مسلمانوں نے صاحب آواز سے جھگڑا شروع کر دیا، کہ "صاحب! آپ نے سخت غلطی کی، نماز و ارکان اسلام کا بے موقع راگ الاپا وغیرہ وغیرہ، بعض احباب تو آواز سنکر آپے سے باہر ہو گئے، اور انہوں نے آواز دینے والے کو کوسنا شروع کر دیا،

ہمیں نہ تو جلسہ کے حسن و قبح سے غرض ہے، اور نہ ہی اس کے نقائص و مفاد سے، البتہ اس قدر ہم اصولاً کہیں گے کہ جو لوگ قومی حقوق کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں نکلتے ہیں، ان کے لئے بالخصوص مسلمان دعقیدتہً وعملاً بننا لازمی ہے، اس لئے کہ انفرادی خودداری لازم ہے، اور قومی خودی اس کا ملزوم، اسلامی ضروریات کے احساسات اور جذبات کچھ اسی ذات سے مخلص ہوتے ہیں، جو صحیح معنوں میں اسلامی ہو، برکت عمل سے بے بہرہ جو لوگ بھی ہوں گے، ان کی تمام قوم پرست کارروائیاں محض قوالی ہونگی اور یقیناً ذاتی اغراض پر مبنی ہوں گی، ہم "ایک مسلمان کی صدا" کو نہایت برمحل اور انسب سمجھتے ہیں، کیونکہ جہاں بڑے بڑے لمبے اور لمبی چوڑی تقریریں سٹیج پر کی جاتی ہیں، وہاں لیڈروں اور مقررین کی اسلامی شان بھی سامنے لائی جانی چاہیئے، تاکہ پبلک کے حقوق کی نگہداشت سے پہلے اسلامی پبلک کے حسب دلخواہ اور اسلامی حوائج کے عین مطابق آدمی منتخب کئے جائیں، نہ یہ کہ جو اسلامی کارگذاری کی علت سے یعنی اسلامی زندگی، اسے تو نظر انداز کیا جائے اور قوم پرستی کی آڑ میں شہرت پرستی اور ذاتی بہبود کے دیوتا کی پرستش کی جائے ہم "ایک مسلمان کی صدا" کی مخالفت کی روش کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے، اس لئے کہ یہی تو مواقع ہوتے ہیں جب مسلمانوں کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی جا سکتی ہے "آواز" کسی گمنام کومی کی ہو یا مشہور و معروف مسلمان کو، ہم بہرحال اس دعوت حق کو بنظر پسندیدگی دیکھتے ہیں، کیونکہ اس کے اثر سے وہ لوگ ضرور بہرہ اندوز ہوسکے ہوں گے جن کی شان کا اظہار اس کے الفاظ میں موجود تھا، ہم نہیں سمجھتے کہ کیا مواقع ہیں، جو مسلمانوں کو مسلمان بننے سے روکتے ہیں یوں تو اصلاح قوم کا دم دن رات بھرتے ہیں، لیکن ذاتی اصلاح کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں، ہم کہیں گے، کہ اسلام یہ نہیں سکھلاتا، کہ اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت، فاعتبروا یا اولی الابصار ؁

قومی مجرم اور سزا

مختلف قومی کارکنوں کے جرم جو تحریک خلافت کے دوران میں سرزد ہوئے، عامۃ الناس پر بھی واضح ہو چکے ہیں، شیخ قدوائی صاحب نے ایسے کارکنوں کی نازیبا حرکات پر اشارۃً کئی پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے، جس کے جواب میں مولینا عبدالباری صاحب تجویز کرتے ہیں، کہ ایک قومی عدالت بنا کر ایسے قومی کارکنوں کے جرائم کا ثبوت مہیا کر کے انہیں سزا دی جائے، ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں، کہ حق و باطل میں امتیاز کرنے والی اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے والی کونسی عدالت ہوگی، کیا وہ اسی تمت کے افراد پر مشتمل ہوگی، جس کے سب سے بڑے تا مُناء اور صدر اعظم کی امانت داری کی قیمت سولہ یا اٹھارہ لاکھ مقرر کی جا چکی ہے، ان حالات میں جبکہ ضلالت کی تحریک بدنام ہو چکی ہے، اور بدنامی کی ذمہ واری ایک پر نہیں بلکہ کئی ارکان پر عاید ہو رہی ہے، قومی عدالت کے مساعی جمیلہ سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں، کہ وہ اختلاف تباہی خیز نفاق پرستی، جانبداری، اور مراعات پسندی کی تاریخ کا دوسرا ورق ہوں، رہا جرم کے ثبوت کے بعد مجرم کی سزایابی کا مسئلہ تو جب کوئی قومی سزا سیٹھ چھوٹانی جیسے بزرگ کے معاملہ کی صفائی کرنے اور امانت کے واپس لینے سے قاصر ہے، تو وہ مجرم کی سزایابی کے سوال کو کیسے کامیاب بنا سکتی ہے، لہٰذا جب چوٹی کے ارکان خلافت کی کرمفرمائیاں معرض اظہار میں آ چکی ہیں، اور قوم کی حالت خود کردہ را چہ علاج کی مصداق بن چکی ہے، تو کسی مزید کشمکش کی لذت اٹھائے بغیر ہمیں نظام خلافت کو ہی ایسے جامع طریق پر ڈالنا چاہیئے، جس کی قیود اور پابندیاں قوم کے کسی فرد واحد کو ارتکاب جرم کا موقع نہ دیں، تجربہ کافی حاصل ہو چکا ہے، الزام الزام نہیں رہا، بلکہ بیّن جرم کی شکل اختیار کر چکا ہے، تو قومی عدالتوں کی تشکیل تحصیل کے کام اور سزا کے بلا تعمیل عاید کرنے کا فائدہ ہی کیا ہو سکتا ہے؟

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

بقیہ صفحہ اول

گیا، اور پھر چھاتی پر بیٹ پر لٹایا، اور سینہ پر پتھر رکھ دیا، اور پھر کہ رحمۃ للعالمین کو بڑا کو، یہی سلوک ان کے جوڑے والد سے بھی کیا گیا، ان دونوں کو جمیعہ اللہ تعالےٰ نے ان کو بلند درجات عطا فرمائے ان پر وہ ظلم توڑے گئے، کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ہمدردی کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، احساسات کا دل کچھ ایسا سہم جاتا ہے یہ وہ واقعہ ہے کہ جس کے تصور سے جہانی تو ہیں ہانپ لوٹ جاتے ہیں، ایسی شرمناک سزا کی نظیر شاید تاریخ عالم میں کہیں نظر نہ آسکے، تعجب ہے کہ یہ سب کچھ علانیہ سورج کی روشنی میں خدا کے اس پاک آسمان کے نیچے ہو رہا تھا، مگر ہمسایہ اقوام کی انسانیت نے کروٹ تک نہ بدلی، آج مس امیس کے اٹھائے جانے پر تمام دنیا میں شور مچایا جا سکتا ہے، ہوس آف کامنز کو سر پر اٹھایا جا سکتا ہے، ہوم ممبر پر سوال کیا جا سکتا ہے، ریوٹر سے ایک سنسنی کی حالت کا مطالبہ ہو سکتا ہے، مگر سمیہ مرحومہ کے واقعہ کو دیکھو کہ ان نازنین کے دعوے داروں مسیح کے پرستاروں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی، اس مومنہ کا قصور، سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ خدائے واحد کی پرستار تھی، وہ امان ورحم کی التجا کرتی تھی، مگر جواب میں جور و عتاب کی بجلیاں کڑکتی تھیں، یہ تو وہ واقعات ہیں جو ان کثیر تعداد مبلغوں میں سے چند ایک کے ہیں کہ جن کو تاریخ میں صحابہ کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے، خود رحمت عالم کے متعلق جو کچھ دارالندوہ میں منصوبے اور قرار دادیں پاس ہوتی رہیں، ان سے ہر مسلمان واقف ہے، یہ سلسلہ عہد نبوی میں ختم نہیں ہو گیا، بلکہ وراثۃً آجتک نیک بندوں کو خدا کے مذہب کے مبلغوں کو سلسلہ وار ملتا چلا آیا ہے، اور وارثین نے بھی اس راز کو خوب سمجھا ہے کہ جنہیں سچائی کو پھیلانا منظور ہو اس پر اپنی جان کی قربانی کرو۔

خود ہی اسی ہندوستان میں ایک بزرگ شیخ علائی گذرے ہیں، جب سلیم شاہ آگرہ میں تخت نشین ہوا، اور مخدوم الملک کی شیخ الاسلامی کا دور دورہ ہوا تو مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے کہا، کہ یہ شخص گمراہ و بدعقیدہ ہے، اور تمہارے ملک پر قبضہ کرے گا، شیخ علائی کو پہلے تو جلا وطن کیا، مگر پھر دوبارہ طلب ہوئی، اور سلیم شاہ نے شیخ بدھ کو فتوے کے لئے لکھا، اس نے پہلے تو لکھا کہ محض دعوے مہدویت موقوف علیہ ایمان و اسلام نہیں، بعد میں لوگوں نے کہا کہ تمہیں دربار میں حاضر ہونا پڑے گا، اور سفر میں تکلیف ہوگی، وہ گھبرا گیا پہلے فتوے کو چاک کیا، اور لکھا کہ مخدوم الملک کا فتوے درست ہے، علائی کافر ہے اور واجب القتل، اللہ اللہ کہاں یہ کہ دعوے مہدویت موقوف علیہ ایمان و اسلام نہیں، اور کہاں یہ کہ علائی کافر اور واجب القتل ہے،

اس شیخ الاسلامی سے کہ جس سے خدا کے بندوں کو آزار دینا مقصود ہو برہمن کی بت پرستی ہزار درجہ بہتر ہے،

یہی بدھ وہ شخص ہیں کہ ان کے متعلق بدایونی نے لکھا ہے کہ شیر شاہ ان کی جوتیاں سیدھی کیا کرتا تھا، اور اس زمانہ کے اکابر علماء میں تسلیم کئے جاتے تھے، میں جب اس واقعہ کو پڑھ رہا تھا تو مجھے اس فتویٰ کفر کا خیال آیا، کہ جو امام الزمان پر علماء رہنما نے لگایا، جب بدھ کا یہ حال تھا تو محمد حسین اور ثناء اللہ وغیرہ کا طرز عمل کوئی نیا اور عجب نہیں، یہ لوگ بھی انہیں کے وارثین ہیں، شیخ علائی کے کوڑے مارنے شروع کئے، اور نہ بس کی حتی کہ اس شہید حق کی روح پرواز کر گئی، مرنے کے بعد بھی علمائے دنیوی فی الحیاۃ الدنیا کو صبر نہ آیا، اور مرحوم کی نعش کو ہاتھی کے پاؤں سے چروایا گیا، اور اس کے ٹکڑوں کی تمام لشکر میں تشہیر کی گئی، اور پھر حکم دیا کہ دفن نہ کیا جائے، اور اس غرض سے پہرہ بٹھا دیا جائے دوسرا واقعہ شیخ عبداللہ نیازی کا ہے، جو اس سے بھی دردناک اور الم انگیز ہے، میں ان واقعات کو اس لئے بیان کر رہا ہوں، تا معلوم ہو کہ اشاعت اسلام کی راہ میں کیسے کیسے تو کدا زدن سے کہ جن پر چلنا پڑے گا، اور دوسرے یہ کہ اشاعت اسلام کی راہ میں زندگی نثار کرنے والوں کو معلوم ہو کہ باہر کی سمکا سیف کی بجائے گھر میں سے بھی زیادہ سوجھا یا جاوے گا، کیونکہ یہ علماء کا فرقہ ہرگز پسند نہیں کرتا، کہ مسلمانوں کو اندھیرے سے نکالا جائے کیونکہ اگر ان کی آنکھوں سے پٹی کھل جائے گی، تو ہمارے علماء کی جاہ و حشمت خاک میں مل جائے گی، تو پھر شاید وہ محلات کی بجائے حجروں میں رہنے کے لئے مجبور کئے جائیں، اور تیسرے اس خیال سے کہ تا یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے کہ امام الزمان حضرت مرزا صاحب پر جو کفر کا فتوے لگایا گیا، تو یہ کوئی بات نئی نہیں جو آج ہی پیدا ہوئی ہے، بلکہ علماء نے ہر زمانہ میں خدا کے بندوں کو کافر کہا، اور بعد میں زمانہ نے ثابت کر دیا کہ ان کے بنائے ہوئے کافر کافر نہیں، بلکہ مومن اور متقی تھے، ایک بزرگ نے تو ان کے اقوال سے تنگ آ کر اس تلخ لکھ دیا تھا، کہ جس کو یہ فرقہ کافر قرار دے، جان لو کہ وہ پکا مسلمان ہے، شیخ عبداللہ نیازی شیخ علائی کے استاد تھے، جب علائی دکن کی طرف جلا وطن کر دیئے گئے تو اس کے چند روز بعد سلیم شاہ سرحد پر افغانوں کی شورش کا حال سنکر پنجاب کی طرف روانہ ہوا، جب بیانہ میں پہنچا تو مخدوم الملک نے شیخ عبداللہ نیازی کا ذکر کیا، سلیم شاہ نے پوچھا وہ کون ہے، کہا کہ علائی کا استاد ہے۔ سلیم شاہ نے میاں بھوہ گورنر بیانہ کو حکم دیا، کہ فوراً شیخ کو حاضر کرو، میاں بھوہ شیخ کا مرید تھا، اس نے ان کو بہت سمجھایا کہ آپ یہاں سے راتوں رات نکل جائیے، میں بہانہ کر دوں گا، لیکن شیخ نے کہا

"ارادۂ خداوندی درحال و استقبال و آں جا و ایں جا مساوی است، تا ہر چہ مقدر است خواہد رسید"

مجبوراً شیخ کو ہمراہ لیا اور لشکر شاہی میں پہنچے، سلیم شاہ کوچ سفر کے لئے تیار کھڑا تھا، شیخ جب سامنے پہنچے، تو بے باکانہ گردن اٹھائے جا کھڑے ہوئے اور السلام علیکم کہا، میاں بھوہ نے کسی نہ کسی طرح ان کو سلیم شاہ کے غضب سے بچانا چاہا، گردن پکڑ کے جھکا دی اور کہا کہ بادشاہوں کو یوں نہیں بلکہ یوں سلام کرتے ہیں، اس پر شیخ نے گرج کر کہا۔

"جو سلام کہ سنت ہے اور صحابہؓ رسولؐ کے سامنے کیا کرتے تھے یہی ہے"

سلیم شاہ نے غضبناک ہو کر اشارہ کیا اور لشکریوں نے لاٹھیوں، کوڑوں، مکوں اور لاتوں سے پیٹنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے، جب تک ہوش رہا یہ آیت وردِ زبان تھی، ربنا اغفر لنا ذنوبنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ۝ سلیم شاہ نے جب شیخ کو یہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا کہتا ہے؟ مخدوم الملک نے کہا "تم کو کافر کہتا ہے" اس پر اس کو اور زیادہ طیش آیا، اور جب تک موت کا یقین نہیں ہو گیا، برابر زدوکوب کا حکم دیتا رہا۔

جس کو ہو جان و دل عزیز
تیری گلی میں آئے کیوں

آہ! یہ ہیں علمائے جہل و فساد کے افسانے، ان کے ہاتھوں کہاں خدا کے نیک بندوں کو نجات نہ ہوئی، کہ آزادی و فرصت کے ساتھ تبلیغ اسلام کر سکتے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اشاعت اسلام زیرِ شمشیر ہوئی، ان کو ان واقعات پر غور کرنا چاہیئے، اور اس امر پر یقین کر لینا چاہیئے، کہ نور اسلام کی شعاعیں محلات سے نہیں بلکہ فقراء کی جھونپڑیوں سے سطح قلوب پر گری ہیں، اور ان کو روشن کیا ہے،

افسوس اور صد افسوس تاریخ اسلامی میں دو نہایت ناموری کرا ہوئے ہیں، ان کے زمانہ میں بھی مبلغین اسلام کی جو حالت ہو رہی تھی، اس کا اندازہ آپ ذیل کے دردانگیز اور عبرتناک واقعہ سے کر سکتے ہیں اور خود جان سکتے ہیں کہ جب خود اسلامی حکومت کے اندر مبلغین دین الہی کو اشاعت دین کی خاطر اس قدر قربانیاں کرنی پڑی ہیں، تو پھر غیر کی حکومت میں کیا کچھ نہیں، جو کرنا پڑے گا،

امام احمد بن حنبل کا ایک مسئلہ میں اس وقت کے علماء سے اختلاف تھا، جس طرح کہ اس زمانہ میں ہمارے امام صاحب کا وفات مسیح کے مسئلہ میں اختلاف ہے، اس لئے ان کو قید کیا گیا اور چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں، اور اس حالت میں بغداد سے طرطوس کو چلے، اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی مدد کے اونٹ پر خود ہی سوار ہوں، اور خود ہی اونٹ سے اتریں، بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے، اٹھتے تھے گر پڑتے تھے، عین رمضان المبارک کے عشرہ اخیر میں بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے اور اس حیثیت پر جو تعلوم و معارف ثبوت تک کی حاصل نہ تھی لگا، اس طرح

کوڑے مارے گئے، کہ ہر جلاد دو ضربیں پوری قوت سے لگا کر پیچھے ہٹ جاتا، اور پھر تازہ دم جلاد اسکی جگہ لیتا، امام نے یہ سب کچھ برداشت کر لیا، مگر اللہ کے عشق سے منہ نہ موڑا، اور راہ حق سے منحرف نہ ہوئے ؎

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

معتصم جس کے رعب سے قیصر روم لرزاں و ترساں رہتا تھا سر پکڑ رہا تھا، اور بار بار کہتا تھا، کہ اے احمد خدا کی قسم میں تم پر اس سے بھی زیادہ شفقت رکھتا ہوں، جس قدر کہ اپنے بیٹوں کے لئے شفیق ہوں، اگر تم اس مسئلہ میں میرے ساتھ موافقت کر لو تو خدا کی قسم ابھی اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں کھول دوں، مگر امام صاحب یہی کہتے تھے کہ اللہ کی کتاب میں سے کچھ دکھا دو، اس کے رسول کا کوئی قول پیش کر دو، تو میں اقرار کروں، امام احمد کو جب قید کر کے طرطوس روانہ کیا گیا، تو ابو کبر نے پوچھا کہ اگر تلوار کے نیچے کر دیئے گئے تو کیا اس وقت مان لوگے؟ کہا نہیں، ابراہیم بن مصعب کوتوال کہتا ہے، کہ میں نے کسی انسان کو بادشاہوں کے آگے امام صاحب سے بڑھ کر بے رعب نہ پایا، ہم عاملان حکومت امام صاحب کی نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے، جب رقہ میں امام صاحب قید تھے تو علما کی ایک جماعت گئی، اور اس قسم کی روایات ونقول سنانے لگی، جس سے بخوف جان تقیہ کر لینے کی رخصت نکلتی ہے، امام صاحب نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر بھلا اس حدیث کی نسبت کیا کہتے ہو، کہ جب صحابہؓ نے رسول کریم سے مظالم و شداید کی حکایت کی تو فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر گئے ہیں کہ جن کے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا، اور جسم لکڑی کی طرح چیرڑالے جاتے تھے، مگر یہ آزمائش بھی ان کو حق سے نہ پھیر سکتی تھی، ابو العباس کہتے ہیں کہ جب ہم نے یہ بات سنی، تو مایوس ہو کر چلے آئے، عین حالت صوم میں صرف پانی کے چند گھونٹ پیکر روزہ رکھا تھا، تو تازہ دم جلادوں نے پوری قوت سے کوڑے مارے، یہاں تک کہ تمام پیٹھ زخموں سے چور ہو گئی، اور تمام جسم خون سے رنگین ہو گیا، خود کہتے ہیں کہ جب ہوش آیا تو چند آدمی پانی لائے اور کہا پی لو، مگر میں نے انکار کر دیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا، وہاں سے مجھ کو اسحاق بن ابراہیم کے مکان میں لے گئے، ظہر کی نماز کا وقت آگیا تھا، ابن سماعہ نے امامت کی، اور میں نے نماز پڑھی، نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا، تم نے نماز پڑھی، حالانکہ خون تمہارے کپڑوں سے بہ رہا تھا، میں نے جواب دیا ہاں، میں نے وہی کیا جو حضرت عمرؓ نے کیا، صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، اور قاتل نے زخمی کیا، مگر اسی حالت میں نماز پڑھی، محمد بن اسماعیل کا قول ہے کہ امام صاحب کو ایسے کوڑے ایسے سخت مارے گئے کہ اگر ہاتھی کے بھی لگتے جاتے تو چیخ اٹھتا، مگر اس کوہ عزم وہمت نے اُف تک نہ کی، اور اپنے مذہب کی خاطر سب کچھ برداشت کیا، یہ ہے وہ بدلہ جو علما کی طرف سے مبلغین دین الٰہی کو ملا، پس اگر آج یہ علما احمدی جماعت کے کفر و الحاد و تضلیل کو ضروری قرار دیتے ہیں، تو جماعت کی خوش قسمتی ہے، کہ وہ بڑے بڑے نیک لوگوں کی صف میں کھڑی کی جارہی ہے، مومن اپنے عقاید کے اظہار میں نہایت آزاد ہوتا ہے اور کمزور عقاید کے لوگ ہمیشہ زمانہ کی ہوا کے ساتھ چلتے ہیں، آپ اگر اخبارات کے ایڈیٹروں کی زندگی کا مطالعہ کریں، تو ان میں سے بعض کی حالت عجیب نظر آئے گی، وہ ہمیشہ پبلک کے جذبات کو دیکھتے ہیں، اور جس طرف زمانہ دیکھتے ہیں۔ اسی طرف ان کی عبارت کی روانی ہوتی ہے، اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اخبار کی اشاعت کے لئے یہ پالیسی اچھی ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا، کہ یہ قوم کو بیچکر کھانا ہے، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب عوام امام الزمان کے مشن سے سخت متنفر تھے، تو اخبارات کا رویہ بھی بغیر مخالفت کے اور کچھ نہ تھا، اور اب جبکہ عوام میں حسن ظنی کے آثار پائے جاتے ہیں، تو ان دنیا دار ایڈیٹروں نے بھی اپنی زبانوں کو لگام دے لی ہے اور رہوار کو موڑ لیا ہے، خواجہ صاحب جب ولایت گئے تو ان لوگوں نے یہ لکھا کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے نہیں بلکہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گئے ہیں، پھر لکھا کہ جرمنی میں احمدیوں کو نہ آنے دیا جائے، یہ ایسا زہر پھیلائیں گے، اور ان کی سمجھ سمجھ ضرور ہوگی اور جو کچھ آج حالت ہے، وہ روز روشن کی طرح صاف ہے، کالموں کے کالم مدح سرائی پر وقف ہو رہے ہیں، اگرچہ دھری نذیر احمد صاحب وغیرہ عوام کی اپنے ونلوں اور لیکچروں کے ذریعہ تسلی دکرنے۔ اور تمام شکوک کا جو انہی اخبارات کے ہم سالہ کوششوں کے

نتائج ہیں ازالہ نہ کرتے، تو صدرالدین عبداللہ بن ابی ہی رہتے، اور بھی مولانا صدرالدین نہ بنتے، موسیو محمود بھی موسیو محمود ہی رہتے اور حضرت میرزا محمود احمد صاحب نہ ہوتے تو سچ یہی ہے کہ منافی کے ساتھ ایمان کا بیان کرنے والا ضرور دکھ اٹھاتا ہے، امام الزمان حضرت مرزا صاحب پر کیا موقوف ہے، خود امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کو جلا دیا اور ان پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا، میرا مدعا یہ ہے کہ ہم کو مخالفین کی یہ روش دیکھ کر ہرگز گھبرانا نہیں چاہئیے کیونکہ ہم سچے ہیں اور ہم نے خدا کے مامور کو پہچان لیا ہے اس لئے ضرور ہے کہ ہم کو کافر کہا جائے، دکھ دیئے جائیں، اور گالیاں دی جائیں، اور مبارک ہے وہ انسان جو دنیا میں ہر قسم کے عذاب کو لبیک کہتا ہے اگر سچائی کا دامن نہیں چھوڑتا، اور اشاعت دین کیلئے ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے،

میں تاریخ امت میں سے تین بزرگوں کا حال لکھ چکا ہوں، کہ جنہوں نے تکالیف کو برداشت کیا، مگر "امر بالمعروف" کی پیروی کو نہ چھوڑا، میں اس مضمون کو نامکمل چھوڑوں گا کہ اگر مرحوم صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کا ذکر نہ کروں، آپ کابل کے ایک رئیس تھے اور امام الزمان کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے تھے اور امیر کابل سے حج کی اجازت لے کر روانہ ہوئے، مگر انہوں نے راستہ میں یہ خیال کر کے کہ خدا کے بھیجے ہوئے کا حج بھی ضروری ہے قادیان کی راہ لی، قادیان ان دنوں قبلہ محققان الٰہی اور مدینہ عبادت گذاران عشق تھا، کیونکہ وہاں اس شخص کا دربار تھا کہ جس کی ۱۳۰۰ سال سے لوگ راہ تک رہے تھے، افسوس جس کی آمد کے لئے تیرہ سو سال سے امت بیقرار تھی، جب وہ آیا تو بہتیروں نے منہ پھیر لیا، تو صاحبزادہ صاحب بجائے مکہ جانے کے قادیان تشریف لے گئے، اور امام صاحب کی صداقت کی تائید کی، کئی دن وہاں قیام رہا، جب واپس ہونے لگے تو فرمایا، کہ کابل کی زمین میرے خون کی محتاج ہے، بیت المقدس کی زبان حضرت عیسیٰ کے خون کی محتاج تھی، عرب کی زمین حضرت حمزہ کے خون کی محتاج تھی، یونان کی زمین سقراط کے خون کی محتاج تھی، سرحد عبداللہ نیازی کے خون کی محتاج تھی، تو پھر کیا وجہ تھی کہ کابل کی زمین عبداللطیف کے خون کی محتاج نہ ہوتی، آپ جب کابل میں پہنچے، تو وہی مشہور ہتھیار استعمال کیا گیا، کہ جس کے وارثین علمائی وغیرہ بھی ہوئے تھے، یعنی یہ کہ صاحبزادہ صاحب کافر ہیں اور واجب القتل،

اے حریصین جاہ وحشمت کے منادر کے پجاریو، اور مبلغان دین الٰہی کے دشمنو یہ کیا بات ہے کہ حق وصداقت کے پروانے ہمیشہ تمہارے ہاتھوں تنگ آکر اس دنیا کو چھوڑ گئے، مرحوم کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کی بیعت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت ہوگی، ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے مگر انہوں نے ہر ایک دفعہ یہی جواب دیا کہ میں اہل علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں، میں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے، میں اس کو تمام دنیا سے بہتر سمجھتا ہوں، کئی دن ان کو حراست میں رکھا گیا، اور سخت دکھ دیا گیا، ایک بھاری زنجیر ڈالا گیا، جو سر سے پاؤں تک تھا، بار بار سمجھایا اور ترک بیعت پر عزت افزائی کا وعدہ کیا۔ مگر انہوں نے ہر دفعہ یہی کہا کہ میں دیوانہ نہیں، میں نے حق پا لیا ہے، میں نے بخوبی دیکھ لیا ہے، کہ مسیح آنے والا یہی ہے، جس کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی ہے، امیر ان سے ناامید ہو گیا، بچارے امیر کا کیا معاملہ یہ تو ہر جگہ رسوائی و ذلت حق کے دشمنوں کے حصہ میں آئی ہے، کیا بلالؓ اور صہیب رومیؓ کو ایذا دینے والے کامیاب ہو گئے تھے؟ کیا سقراطؓ کو زہر کا پیالہ پلانے والے کامیاب ہو گئے تھے؟ کیا سلیم شاہ علائی کے مقابلہ پر کامیاب ہو گیا تھا، پھر کیا معتصم نے شکست کھائی یا امام احمد بن حنبل نے، اور امیر صاحب کا مقابلہ تو اس سے تھا کہ جس نے چودھویں صدی کے مجدد کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا، اور ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا، الغرض جب تمام حیلے بیکار ہو گئے، اور مال و دولت کے سبز باغات کے وعدے عبث تو صاحبزادہ صاحب کی ناک میں رسی ڈالکر پابزنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے، اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے ان کو سمجھایا، کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں، اور انکار کر دیں، مگر اس کوہ عزم وہمت نے یہی کہا، کہ یہ کبھی نہ ہوگا، میں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہ کروں گا، کہتے ہیں کہ ان کی اس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیوں کے دلوں پر لرزہ پڑ گیا، اور ان کے دل کانپ اٹھے،

کہ کیسا مضبوط ایمان ہے، ایسے ہم نے کبھی نہیں دیکھا آخر ان کو خدا کے تھپروں کے ساتھ شہید کیا گیا، افسوس جنہوں نے آخر ... کی، اور ان کی نعش کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو بدر اور احد کے مقتول کفار کے ساتھ بھی جائز نہ رکھا گیا تھا ؎

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کیلئے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کیلئے

اے وہ کہ پہلو میں دل رکھتے ہو، خدا کے لئے سوچو کہ وہ شخص جس سے بیعت کی گئی تھی، خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبداللطیف یہ استقامت ہرگز نہیں دکھلا سکتے تھے کیونکہ باطل کی بنیادوں پر اس قدر مضبوط عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی، تاریخ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں کر سکتی کہ جھوٹ کی خاطر کسی نے گلے پر چھری کو دعوت دی ہو، افسوس کہ پہاڑ ہل گئے، اور زمین کانپ گئی، کابل کی زمین کو صاحبزادہ صاحب کی جان کی ضرورت تھی، وہ بھی قربان کر دی گئی، مگر تمہاری زبانیں آج تک میرزا صاحب کو کافر کہنے سے نہ رکیں،

میں نے اس بات کو کھول کر بیان کر دیا ہے، کہ حق وصداقت کی تبلیغ واشاعت میں ہمارے آباؤ اجداد کو کس قدر تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے، جان تک دے دی گئی ہے، اور ان مبلغین نے نہایت خوشی سے اس کو بھی پیش کر دیا ہے، مگر دو عظیم الشان ہستیوں کا ذکر کرنا ابھی باقی ہے، دونوں داعی الی اللہ اور باہم درجہ کی مشابہت رکھتے تھے، یعنی حضرت میرزا صاحب اور سید محمد صاحب جونپوری،

جناب میر مرتضیٰ شاہ صاحب نے "ملفوظات اولیائے" ایک کتاب حال ہی میں لکھی ہے، افسوس ہے کہ میر صاحب نے سید صاحب موصوف کا ذکر نہیں کیا، غالباً ان کی نظر سے ان کے حالات نہیں گذرے، امام الزمان کی طرح وہ بھی ... فقر پر قانع و منقطع رہے، اور دنیا نے خالی کی دلفریبیاں کبھی ان کی جمعیت خاطر کو پراگندہ نہ کر سکیں، جس طرح امام الزمان اعلائے حق اور امر بالمعروف میں تیغ بے نیام تھے، اور کسی حال میں تبلیغ و عظ ونصیحت اور تذکیر ارشاد حق سے باز نہیں رہے بعینہ یہی معاملہ سید صاحب کا تھا، امام الزمان کی طرح ان کو بھی امن کی گھڑیاں نصیب نہ ہوئیں، امام صاحب کے ساتھ جو کچھ میں سلوک ہوا، آپ اس سے ناواقف نہیں، سید صاحب بھی پتھر برسائے گئے تھے، اور اس سارے جور وعتاب کی وجہ یہی کہ آپ نے لکھا تھا،

(۱) میں اس صدی کا مجدد ہوں، مسیح ہوں، مہدی ہوں،

(۲) میں نبی ہوں، اور مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہوں،

(۳) ؎ میں کبھی عیسیٰ کبھی موسیٰ کبھی داؤد ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

لوگ منفی کینہ وحسد کو کام میں لانے کے لئے طرح طرح کے بہانے و مذہبی الزام و حیلے پیدا کر لیتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں مقدس کو بد بنا دیتے ہیں، مذہبی الزام تراش کر کفر و تضلیل کے فتوے لگا کر ان کا آزمودہ ہتھیار ہے،

پچھلے دنوں تو یہ عالم تھا کہ شریعت ان علما کی مرضی کی تابع تھی ہجرت کے فتوے جاری کئے مگر خود کوئی نہ گیا، خدا جانے ... کے لئے زمین فراخ کرتا ہے مگر یہاں تنگ ہوئی، کابلوں نے ... نکالا، مگر بعد میں قانون بدل گئے، کبھی کونسلوں میں جانا جائز اور کبھی ناجائز، اور اب سو طرف سے ناکام و نامراد ہو کر خدا کا فضل ہے کہ اسی راستہ پر آئے ہیں، کہ جو حضرت میرزا صاحب نے بتایا تھا یعنی اشاعت اسلام،

بات محمد جونپوری، اور حضرت میرزا صاحب کی مناسبت سے چلی تھی، سید محمد جونپوری نے اعلان کیا تھا، کہ اب نہ کسی جہاد کی ضرورت ہے، اور نہ ذکر و شغل کی کہ اپنی جانوں کو اشاعت اسلام کی سیدھی راہ میں لگاؤ، یہی میرزا صاحب نے فرمایا کہ اب تلوار کا جہاد درست نہیں بلکہ قلم کے جہاد سے اشاعت دین ضروری ہے جو کچھ سید صاحب کا ہے وہی میرزا صاحب کا، اور یاد رہے کہ سید صاحب وہ بزرگ ہستی ہیں کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، رفیع الدین محدث اور بہت سے اور بزرگ ان کو عالم حق اور واصل باللہ مانتے تھے، پھر جس طرح میرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگا

گیا، اسی طرح سید صاحب کو بھی کافر قرار دیا گیا، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم لوگ نام نہاد متعصب اور حاسد علما کی تکفیر و تفسیق کے خوف یا مصائب زمانہ کی وجہ سے اسلام کے اس مقدم ترین فریضے سے پہلو تہی کریں، جس کی سرانجام دہی کے لئے ہمارے اسلاف نے جان پر کھیل جانے کو ترجیح دی تھی۔ وقت ہے کہ ہم مسلمان مردانہ وار میدان اشاعت میں کود پڑیں، اور اس وقت تک دم نہ لیں، جب تک کفر و ضلالت کا خاتمہ اسلام کی پاک تعلیم کے ہاتھوں نہ ہو لے ۵

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

مراسلات

ہندوستان میں اشاعت اسلام اور ایڈیٹر کیسری

یہ مراسلہ درحقیقت "معاصر کیسری" کی کسی گذشتہ اشاعت کے اس حملہ کا جواب ہے جو اس نے اسلام پر کیا۔ ہندوستان میں اس کی اشاعتی کامیابی کو جبر اور اکراہ پر محمول کیا۔ گو جواب دیر سے شائع ہو رہا ہے لیکن ہندوؤں کے عمومی اعتراضات کا اب تک یہی جواب ہے۔ ایڈیٹر

ضدی اور ہٹ دھرمی انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے کہ خواہ اسے کوئی لاکھ سمجھائے وہ نہیں سمجھتا۔ یہی حال ہندو قوم کا ہے۔ یعنی ہم سینکڑوں نہیں ہزاروں دفعہ بدلایل یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ اسلام محض اپنی فطرتی صداقت اور طبعی حقانیت کی وجہ سے ہی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک باد بہاری کی طرح پھیلا اور جس سرعت سے پھیلا اس کی نظیر دنیا کا اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکا۔ باینہمہ ہمارے ہندو دوست اب تک اس امر کے مدعی ہیں کہ معاذ اللہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے جلقہ ارتداد میں ملکانہ راجپوتوں کے سامنے سب سے پہلے اس خیال باطل کا پرچار کیا جا رہا ہے جس سے انہوں کو اسلام سے منحرف کر کے ہمیشہ کی آگ میں جلنے کے لئے تیار کر دیا گیا ہے مختصر یہ کہ ملکانہ راجپوتوں کو بہکانے کے لئے آج کل ہر ہندو اس بہتان عظیم کے اظہار کو اپنا فرض اولین سمجھے بیٹھا ہے۔ چنانچہ ایڈیٹر اخبار کیسری نے اپنے اخبار مجریہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۲۳ء میں ایک مضمون زیر عنوان "ہندوستان میں مذہب اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی ہے" لکھا ہے جس میں وہ نہایت افسوس سے لکھتا ہے کہ

"کبھی وہ وقت تھا کہ تمام ہندوستان بلکہ افغانستان بلوچستان وسط ایشیا اور ایران وغیرہ ممالک میں سب کے سب ہندو ہی ہندو آباد تھے۔ لیکن آج دیگر ممالک کو چھوڑ کر خود ہندوستان میں بھی کروڑہا ایسے مسلمان نظر آتے ہیں جو کبھی ہندو تھے۔ یہ ہندو کس طرح بنائے گئے؟ اسکے لئے ذیل کے چند مستند تواریخ کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔"

اس مقام پر ایڈیٹر صاحب نے چند متعصب عیسائی مورخین کی تواریخ سے ایسی غلط واقعات کو پیش کیا ہے جو انہوں نے اسلامی بادشاہوں کو بدنام کرنے کی غرض سے لکھے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب کو واضح رہے کہ عیسائی مورخین نے جہاں محمود غزنوی۔ محمد غوری علاءالدین خلجی اور غازی اورنگ زیب بادشاہوں کے مظالم ہندوؤں پر لکھے ہیں۔ وہاں سیواجی اور اسکے دیگر ساتھیوں کے مظالم بھی مسلمانوں پر لکھے ہیں اور رائی کا پہاڑ بنا کر دکھایا ہے تاکہ ہمیشہ ہندو و مسلمانوں کی آئندہ نسلیں آپس میں سر پھوڑتی رہیں۔ اس حقیقت کو صرف ہم نے ہی محسوس نہیں کیا بلکہ ہر نکتہ شناس ہندو سمجھ چکا ہے کہ یہ غلط اور بے بنیاد واقعات محض ہم ہندوستانیوں کی ہلاکت کے لئے لکھے گئے ہیں جیسا کہ بھائی پرمانند صاحب ایم۔اے نے تواریخ ہند کی تصحیح فرمائی اور اصل واقعات کو پیش کیا۔ باقی رہا ہندوؤں کا یہ خیال کہ ہندوستان میں اسلامی بادشاہوں نے اسلام کی بزور شمشیر کی۔ سراسر غلطی پر مبنی ہے۔ اس امر کو چار سالہ بچہ بھی بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ اگر اسلامی بادشاہ ایسا کرتے تو آج لاہور۔ دہلی۔ آگرہ۔ مرشد آباد۔ احمد آباد وغیرہ اضلاع میں ایک بھی ہندو نظر نہ آتا۔ چہ جائیکہ ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے زیادہ ہوتی۔ جب کہ یہ شہر مسلمان بادشاہوں کے دار الخلافے رہے ہیں۔ پھر اورنگ زیب پر یہ کتنا بیہودہ اور بے بنیاد الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ رات کو روٹی نہیں کھایا کرتا تھا تاوقتیکہ مسلمان شدہ ہندوؤں کے زنار سوا من نہ ہو لیتے۔ ذرا غور تو کیجئے کہ ایک زنار کا وزن بمشکل تین ماشہ ہوتا ہے۔ اگر تین ماشہ ہی فرض کیا جائے تو گویا بخیال ہندوؤں کے اورنگ زیب سولہ ہزار ہندوؤں کو روزانہ مسلمان کرتا۔ بایں حساب ثابت ہوا کہ وہ اپنی اڑتالیس سالہ حکومت میں اٹھائیس کروڑ تین لاکھ بیس ہزار ہندوؤں کو مسلمان بنا چکا ہوگا۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے ورنہ آج ہند میں ایک ہندو بھی نظر نہیں آنا چاہئے تھا جبکہ اسوقت ہندوستان میں بائیس کروڑ ہندوؤں کی آبادی ہی نہ تھی۔ ہنوز خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ کے عہد میں مسلمانوں کی آبادی صرف ایک ہی کروڑ تھی۔ افسوس ہندو قوم نے مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کے لئے کیسے کیسے خلاف عقل الزام منسوب کئے ہیں۔ حالانکہ کسی مسلمان بادشاہ نے بھی ہندوؤں پر ظلم روا نہیں رکھا۔ بلکہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی ہے۔ جلال الدین اکبر بادشاہ کا عدل محتاج تشریح نہیں جبکہ خود ہندو بھی حضور کے مداح ہیں باقی رہا۔ اورنگ زیب جس کو بہت برا بھلا کہا جاتا ہے۔ تو اسکے بھی ہندوؤں پر کوئی کم احسان نہیں۔ کئی مندر تھے جن کے ساتھ جاگیریں لگا دی گئی تھیں۔ جن کی آمدنی مندروں کے لئے ہی وقف تھی اگر ایڈیٹر اخبار کیسری کو وہ جاگیریں یاد نہیں ہیں تو وہ ہمیں کہے تاکہ ہم ان کی فہرست لکھ دیں۔ الغرض مسلمان بادشاہوں کا سلوک ہندو قوم کے ساتھ قابل تعریف رہا ہے۔ ماضی کو مستی کہکر حال ہی کو لو۔ کیا امیر امان اللہ خان والی افغانستان کا ہندوؤں کے ساتھ موجودہ سلوک اسلام کے عدل کی زندہ مثال نہیں ہے۔ مگر افسوس صد افسوس ہندوؤں نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر اسلامی بادشاہوں پر بزور شمشیر مسلمان بنانے کا الزام لگایا۔ اور یہ نہ سوچا کہ الٹا یہ الزام ہمارے ہی مذہب کے بطلان کا باعث ہوگا۔ جبکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ ایک سچے مذہب کی تعلیم انسان کے اندر وہ روحانی مادہ و جذبہ پیدا کرتی ہے کہ اس دنیا کی کوئی طاقت بھی نہیں دبا سکتی۔ اور مذہبی جوش کے ولولوں کا تلوار کی چمک اور توپوں کی گرج سے دبنا ناممکنات میں سے ہو جاتا ہے پس مذہب کی خاطر انسان کو جان کے قربان کر دینے کے قابل بنانا سچے مذہب کی ایک ادنے سی حقیقی نشانی ہے۔ کیا اب کسی کو یہ انکار ہو سکتا ہے کہ ہندوؤں کا بخوف تلوار مذہب چھوڑنا۔ ہندو دھرم کے باطل ہونے کی کافی دلیل نہیں۔ کیونکہ اگر ہندو مذہب سچا ہوتا۔ تو اس کی تعلیم فداکاری کا مادہ پیدا کئے بغیر نہ رہ سکتی۔ اب اسلام کی پاک تعلیم کو دیکھئے کہ اس نے اپنے عشاق میں کہاں تک ایثار نفسی۔ قربانی فداکاری کے جوہر پیدا کئے۔ سو عرض ہے کہ اسلامی تواریخ و کتب کو شروع سے آخر تک پڑھتے چلے جاؤ۔ کہیں بھی یہ لکھا ہوا نظر نہیں آئے گا کہ فلاں موقعہ پر مسلمانوں نے کسی انسانی طاقت سے خوفزدہ ہو کر اپنے پاک مذہب کو چھوڑ دیا ہو۔ البتہ یہ بات جا بجا مطالعہ میں آئیگی کہ صلیبی جنگوں میں تثلیث پرست عیسائی بادشاہوں نے توحید پرست مسلمانوں پر انواع و اقسام ظلم کئے۔ گھروں کو آگ لگائی۔ جلاوطن کیا۔ معصوم بچوں کو زہر بھری سنگینوں پر چڑھایا۔ جلتی ہوئی آگ میں پھینکا۔ ابلتے ہوئے تیل میں ڈالا۔ غرضیکہ ملے دین کرنے کیلئے ہر قسم کی ناپاک کوشش کی گئی لیکن ان اللہ کے پیاروں نے دین محمدی کو نہ چھوڑا۔ ظلم کفار کی یہ حالت تھی کہ مسلمان مائیں اپنے بچوں کو شہادت کی غرض سے پالا کرتی تھیں۔ چنانچہ جب کوئی ماں یہ سنتی کہ اس کا بیٹا کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے کفار کے ہاتھوں شہید ہو گیا تو کہتی شکر۔ الحمد للہ خدا نے آج وہ مبارک دن دکھایا جس کے لئے بیٹے کو پالا پوسا تھا۔ شکر ہے کہ بیٹے نے دودھ میرا حرام نہیں کیا۔ یہ ہے اسلام کی مقدس تعلیم جس نے مسلمانوں کو حق پر فدا ہونے کا سبق دیا اور بخیال ہندوؤں کے ان کے بزرگوں کی طرف بخوف تلوار اپنے مذہب کو تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا ہے

موحد چہ در پائے ریزی زرش ۔ چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد زکس ۔ ہمیں است بنیاد توحید و بس

افسوس ہندوؤں نے اپنے اس خیال باطل سے کہ ہندو بزور تلوار مسلمان بنائے گئے صرف ہندو دھرم کو ہی باطل نہیں ٹھہرایا بلکہ اپنے بزرگوں کو بھی حد سے زیادہ ذلیل و رسوا کیا کہ وہ مارے خوف کے ہندو دھرم کو خیرباد کہہ بیٹھے۔ کیا ملکانہ راجپوتوں کے بہادر بزرگوں کی [illegible] ہو سکتی ہے۔ جبکہ آریہ سماج ان کو یہ بتاتا ہے کہ تمہارے دادوں نے تو تلوار کے خوف سے اپنے دھرم کو ہی ترک کر دیا تھا میں سخت حیرت و استعجاب میں ہوں کہ سوامی شردھانند جی کو اس فریب سے کیوں شرم نہیں آتی جبکہ یہ ایک سوچی بات ہے کہ اگر اہل ہند کو بزور تلوار مسلمان بنایا گیا تھا۔ تو آج لاکھوں اچھوت جاتی اور چمار وغیرہ اپنے مذہب پر ہی کیوں نظر آتے ہیں۔ کیا راجپوتوں کا بخوف تلوار مسلمان ہو جانا اور چماروں کا اپنے مذہب پر ہی قائم رہنا ان کی پرلے درجہ کی بزدلی پر شاہد نہیں ہے۔ راقم مضمون بحیثیت خود راجپوت ہونے کے جملہ برادری کی طرف سے آریہ سماج کو نوٹس دیتا ہے کہ اگر وہ اپنی اس شرانگیز فتنہ سے باز نہ آیا تو ہم سے اپنے بزرگوں کی توہین اور ہتک عزت کا مقدمہ دائر کئے بغیر رہا نہ جا سکے گا۔

ایک اور تماشہ کی بات سنئے۔ ایڈیٹر اخبار کیسری جس نے اپنے مضمون میں بجبر مسلمان بنانا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اپنے مضمون کے آخر میں بمصداق مصرع "دروغ گو را حافظہ نباشد" یہ لکھ گیا ہے۔ "ٹمز راجستھان حصہ سوم صفحہ ۷" پر لکھا ہے کہ جب فیروز شاہ نے جیسلمیر پر حملہ کیا تو ان کے مظالم سے تنگ آ کر سولہ ہزار ہندو عورتوں نے آگ اور تلوار کے ذریعہ خودکشی کر کے جان دے دی تاکہ وہ اپنا دھرم بچا سکیں۔

ایڈیٹر صاحب کی اس عبارت سے ایک جاہل بھی دو نتیجے مترتب کر سکتا ہے۔ (۱) ایڈیٹر صاحب نے اپنے دعویٰ کو خود ہی غلط قرار دیدیا۔ وہ یوں کہ جب راجپوت مردوں کے میدان میں کام آنے کے بعد ان کی عورتیں ستی ہوتی رہی ہیں۔ تو پھر مسلمان کن کو کیا گیا۔ (۲) اگر یہ مانیں کہ عورتیں تو ستی ہو جاتی تھیں لیکن مرد مسلمان ہو جایا کرتے تھے تو اس کو کوئی بھی ماننے کیلئے تیار نہیں کیونکہ اس سے زیادہ کوئی اور شرم کا مقام نہیں ہو سکتا کہ راجپوت عورتیں تو دھرم کے بچاؤ کی خاطر جلتی ہوئی آگ میں ستی ہو جائیں اور راجپوت مرد جو کہ خود تلوار کے دھنی تھے اور شمشیر ہندی ہر وقت حائل کئے پھرتے تھے ڈر کے مارے مذہب کو چھوڑ دیں۔

ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے ملکانہ راجپوتوں کو یہ بتانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ تمہارے آبا و اجداد بہادر راجپوت تھے۔ انہوں نے مارے خوف کے اسلام قبول نہیں کیا تھا بلکہ صداقت اسلام کے والہ و شیدا ہو کر ہی اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے تھے۔ جبکہ ہندوستان میں اشاعت اسلام محض درویشوں اور فقیروں کی مساعی جمیلہ کی ہی رہین منت ہے۔ جس زمانہ میں خواجہ معین الدین چشتیؒ، داتا گنج بخشؒ، حضرت بابا فرید شکر گنجؒ جیسے بزرگ تبلیغ اسلام کی غرض سے ہند میں تشریف لائے۔ اس وقت ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ جا بجا ہندو راج کر رہے تھے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ راجپوتانہ میں داخل ہو کر شمع اسلام سے راجپوتوں کو منور کر دیتے ہیں۔ اجمیر شریف کو مرکز تبلیغ قرار دیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب اپنے کمالات ظاہری و باطنی کے مرجع عوام الناس بن جاتے ہیں توحید کا خوب پرچار ہوتا ہے۔ راجپوتوں کے گروہ کے گروہ مشرف باسلام ہوتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ راجہ کا خود گرو جس کو تمام ہندو منبع فیض سمجھتے تھے مسلمان ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ خواجہ صاحب کی تاثیر کلام کا کیا کہنا۔ اجمیر سے دہلی جاتے ہیں۔ واپسی کے وقت سات سو راجپوت اجمیر چھوڑنے آتے ہیں۔ اور حضور کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر وہی زبانیں جو ہری ہری کہا کرتی تھیں کلمہ شہادت پڑھنے لگیں۔ وہی لوگ جو رام رام جپا کرتے تھے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله کہنے لگے۔ چشم زدن میں کچھ کا کچھ ہو گیا۔ صحرائے راجپوتانہ میں دریا کے دریا بہ نکلے۔ سیلاب آمڈا اور ایسا امڈا کہ کسی سے رک نہ سکا۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

حضرت باوا فرید شکر گنج پنجاب میں ورود فرماتے ہیں۔ اور اجودھن (پاکپٹن شریف) کو مرکز توحید قرار دیتے ہیں۔ اس وقت یہ بستی ہندو قوم سے آباد تھی اور اس کا گرد و نواح بھی ہندو جاتی سے آباد تھا۔ حضرت باوا فرید نے اس علاقہ میں توحید کی ایسی بانسری بجائی کہ جس کے کانوں آواز پہنچی وہ کلمہ شہادت پڑھے بغیر نہ رہ سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارے علاقہ پر سائبان اسلام تن گیا۔

المحمدللہ آج اس علاقہ میں شکل سے ہندو نظر آتا ہے۔ داتا گنج بخش لاہور شہر میں اسلام کا جھنڈا گاڑتے ہیں۔ ادھر کہ دمہ کو دعوت اسلام دینے لگتے ہیں۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں ہندو مشرف بہ اسلام ہوکر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوجاتے ہیں اور کلمۂ شہادت سے گنبد آسمان گونج اٹھتا ہے۔

یہ حقیقت ہے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔ اگر اب بھی ہندو صاحبان اپنی ضد کو نہ چھوڑیں تو اس میں ہمارا کیا اختیار ہے۔ بقول سعدی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہاں ہم ایک اعتبار سے ہندو صاحبان کے ساتھ متفق الرائے ہیں۔ کہ واقعی اسلامی بادشاہوں نے ان بیچاروں پر بڑا ظلم کیا جس کا ہمیں تا قیامت افسوس رہیگا۔ یعنی شاہان اسلام نے اپنے اغراض و مقاصد میں اشاعت اسلام کو نہ رکھا اگر ہندوؤں کی خوش قسمتی کے لئے تبلیغ اسلام کا ایک مستقل شعبہ شاہی نظام کی صورت میں قائم کیا جاتا اور مہاراجہ اشوک کی طرح اسلامی بادشاہ بھی اسلامی مبلغین کو ہندوستان کے شہروں بلکہ گاؤں گاؤں بھیج کر اسلام کی اشاعت کرواتے تو میں دعوی سے کہتا ہوں کہ چشم زدن میں ہندوستان کے تمام ہندو مسلمان ہو جاتے اور آج ہم یہ آواز نہ سنتے کہ اسلامی بادشاہ ہندوؤں پر ظلم کرتے رہے کیونکہ ہمارا اس پر پورا پورا ایمان ہے کہ کسی انسان پر اس سے زیادہ ظلم نہیں ہوسکتا کہ اسے اسلام کی دعوت نہ دینے کی صورت میں اسلام کے روحانی دسترخوان پر بیٹھنے سے محروم کردیا جائے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے اس ظلم کے نقصان کی بہت جلد تلافی کرے اور ہندو صاحبان کو اسلام کی دولت سے مالا مال اور حقیقی سرور سے سرشار کرے۔ فقط

خاکسار فضل الرحمن افضل آبادی۔ مدرس کوٹ راوحا کشن

کشمیر میں تبلیغ اسلام

سری نگر میں آریوں نے اپنے جلسہ پر اسلام کے خلاف بہت دریدہ دہنی سے کام لیا جسکی مختصر کیفیت تو برادران کو معلوم ہوچکی ہے اب مزید حالات برادر عبدالرحیم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب آریوں نے اپنے جلسہ کے موقعہ پر ہمیں موقعہ نہ دیا تو اسی دن جماعت احمدیہ کی طرف سے جلسہ کا اعلان کیا گیا جس میں زیر صدارت مولانا مولوی عبداللہ صاحب وکیل میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے اسلام اور آریہ دھرم پر ایک نہایت مدلل لیکچر دیا۔ چونکہ تنگی وقت کے باعث عوام تک جلسہ کا اعلان نہ پہنچ سکا اسلئے قریب تین صد حاضرین تشریف لاسکے۔ لیکچر شام کے ۸ بجے شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے فاضل صدر نے آریہ صاحبان کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے کلمۂ طیبہ کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی۔ بعد ازاں میر صاحب نے گیارہ بجے رات تک نہایت مدلل لیکچر دیا جس میں قرآن مجید کو الہامی ثابت کرکے دیگر مذاہب کا بطلان کیا گیا جس کا حاضرین جلسہ پر بہت اثر ہوا۔ دوسرے دن فتحکدل محلہ کے نوجوانوں نے متفقہ طور پر میر صاحب کی دعوت کرکے خانقاہ شیوں کی مسجد میں تقریر کرائی۔ اور گو چند دقیانوسی ملاؤں نے مخالفت کا اظہار کیا لیکن باہمت نوجوانوں نے انکی ذرہ پرواہ نہ کرتے ہوئے جلسہ کو کامیاب بنا دیا۔ اللہ تعالے ان نوجوانوں کو جزائے خیر دے اور انہیں اپنے پاک دین کی خدمت کے لئے چن لے۔ آمین۔

اس مسجد میں میر صاحب کی تقریریں تین دن ہوتی رہیں جنمیں آپ نے بدلائل ثابت کردیا کہ اسلام کی اشاعت محض روحانی طاقت کا نتیجہ ہے نہ کہ تلوار کے زور کا نتیجہ۔ اسی کے دوران میں میر صاحب نے مسلمانان کشمیر کو باہمی اتفاق کرنے اور اسلام کا نیک نمونہ بننے کی ہدایت کی اور کہ انہیں چاہئے کہ اپنے بزرگان دین کا جو کشمیر میں مدفون ہیں عملی نمونہ بنکر اسلام کی تبلیغ کریں۔ اللہ تعالے کے فضل سے اسکا اثر نوجوان مسلمانوں پر بہت اچھا پڑا۔ جمعہ کے دن میر صاحب نے گوشت خوری اور روح و مادہ کی ازلیت کا ابطال اور تناسخ وغیرہ پر نہایت عمدہ طور سے روشنی ڈالی اور آریوں وغیرہ کے جملہ عقائد کا زور وشور سے باطل ہونا ثابت کردکھایا۔ اسلام اور قرآن کے حقانی مذاہب پر برتری ثابت کی اور اسلام کا زندہ مذہب ہونا بدلائل ثابت کیا اور مسلمانان کشمیر کو تنبیہ کی کہ اگر وہ متفقہ طور پر اشاعت اسلام کے کام میں نہ لگینگے تو کچھ عرصہ کے بعد انہیں پچھتانا پڑیگا۔ اللہ تعالے نے انہیں قرآن جیسی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر وہ اسوقت اسکی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالے یہ نعمت مطلقے ان سے چھین کر کسی اور قوم کو دیدے گا جو اسکی برکات کی اہل ہوگی یقین ہے کہ نوجوانان کشمیر اشاعت اسلام کی اہمیت کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے اور وہ آئندہ کے لئے اپنے اندرونی جھگڑے چھوڑ بیرونی خطرہ کا مقابلہ کرنے کی تیاری کریں گے۔ اگر ہمارے نوجوان کشمیری مسلمان ملاؤں سے نڈر ہوکر مسلمانوں کی اصلاح میں لگے رہے تو انشاءاللہ انہیں ہر طرف سے کامیابی ہوگی۔ اس معاملہ میں ذاتی خصومت۔ منصوبہ بازی شرارت اور قانون شکنی کو کبھی دخل نہ دیا جائے۔ بلکہ نہایت پرامن محبت اور آشتی سے اپنے مخالف خیالات کے لوگوں پر اثر ڈالا جائے۔ اگر اپنی زبان اور تحریر کو قانون کی حدود کے اندر استعمال کیا جائے تو حکام وقت ہمیشہ ممد ثابت ہوتے ہیں۔ اس خالص مذہبی کام کو سیاسیات موجودہ سے بالکل علیحدہ رکھا جائے۔ جبتک ہم صرف ایک ہی مقصد یعنی اشاعت اسلام اپنی نظر سامنے نہیں رکھینگے اور سارے سارے خیالات کو صرف اسی ایک مقصد کے حصول پر نہیں لگا دینگے تب تک ہمارے خیالات پراگندہ رہ کر ہمارے کام میں رکاوٹ ثابت ہوں گے۔

برادران کشمیر نے فتحکدل میں ایک مکان کرایہ پر لیکر بعد نماز شام درس قرآن کا انتظام کر رکھا ہے۔ نیز وہیں پر ایک مختصر سی لائبریری بھی قائم کر رکھی ہے اگر پنجاب و ہند کے بھائیوں میں سے کوئی بزرگ کشمیر تشریف لیجائیں تو اپنے برادران سلسلہ سے ضرور ملاقات کیا کریں۔ جماعت کشمیر کو اب ایک مسجد کی ضرورت کرنی چاہیئے کیونکہ اسی پر جماعت کا استحکام منحصر ہے۔ اگر ذرا سی کوشش کی جائے تو غیر آباد مساجد میں سے کسی مسجد کو آباد کیا جاسکتا ہے۔ صرف ذرا سی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔

مولوی حافظ نورالدین صاحب قاری اسلام آباد تشریف لیجانیکے باعث ان کی جگہ برادر محمد قاسم صاحب سکرٹری مقرر ہوئے ہیں امید ہے کہ برادر موصوف کشمیری دوستوں کی کاہلی دور کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اتنی بڑی جماعت کی موجودگی میں باقاعدہ نظام کا نہ ہونا کشمیری احباب کی غفلت پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالے ان میں حرکت پیدا کرے اور وہ صاحب حال سے صاحب قال بنجائیں سب جماعتیں اپنے کمزور بھائیوں اور جماعتوں کے لئے حسب ارشاد حضرت مسیح موعودؑ باقاعدہ نمازوں میں دعائیں کرتے رہیں کیونکہ یہی ایک ہتھیار ہے جسکے ذریعہ سے ہم کسی کام میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(منظور الٰہی سکرٹری شعبہ تبلیغ لاہور)

تازہ خبریں

ہندوستان

ایک مسجد شہید کردی گئی

دہلی - ۱۴ - اگست - پلول سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہندوؤں نے ایک موضع میں جو قریب ہی واقع ہے ایک مسجد کو شہید کردیا - اس خبر سے دہلی میں جوش پھیلا ہوا ہے - کچھ ذمہ دار لوگ تحقیق حال کے لئے بھیجے جارہے ہیں - انکی معتبر رپورٹ موصول ہونے پر مزید تفصیلات بذریعہ پیام ہمدم شائع کی جائینگی - (ناظم جمعیت علماء ہند)

ناگپور میں اکالیوں کی سرگرمیاں

ناگ پور - ۱۴ - اگست - شنبہ کے روز چونکہ تعطیل تھی اسلئے کسی رضاکار نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش نہیں کیا۔ یکشنبہ کے روز پنڈت کیشورام چندر کھاندیکر ایم - اے ایل ایل بی رکن آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے نام جو ناگپور ستیہ آگرہ کے شعبہ اشاعت کے انچارج تھے زیر دفعات ۱۲۰ - ب و ۱۲۴ سمن جاری ہوئے - اس مقدمہ کی سماعت ۲۴ اگست کو ہوگی۔

جناب کھاندیکر نے روانگی کے وقت رضاکاروں کو حسب ذیل پیغام دیا۔

یا تو کچھ کرو - یا مرجاؤ - یا بے خوف ہوکر منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاؤ - اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی پوری جدوجہد کرو - جس کے حصول کی تم اپنے گھر یا عیش و آرام ترک کرکے اور اپنے اعزا و اقارب کو چھوڑ کر نا گپور آئے ہو تاکہ پھر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم نے مصائب و مشکلات کا جانبازی کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا - شکست کھا گئے اور اپنے مقصد عشق کو چھوڑ دیا - کیونکہ بعد وہ مہاتما گاندھی کی جے کے سوا اور کچھ نہیں کہتا۔

جمعہ یکشنبہ اور دوشنبہ کے روز تین رضاکاروں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں - ۹ - ۱۰ - اگست یعنی تین روز کے اندر اکتالیس رضاکار گرفتار ہوئے - جناب آواری برابر فاقہ جوئی کر رہے ہیں - ان کا وزن ۲۲ پونڈ کم ہوگیا ہے - ان کو زبردستی کھانا کھلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سیٹھ جمنا لال بجاج اور پنڈت بھگوان دین نے جیل میں سوت تیار کیا ہوا تھا اسکے بنے ہوئے کھدر کے جھنڈے کا جلوس اکالیوں نے ۱۴ - اگست کو نکالا - یہ اکالی تحریک ستیہ گرہ میں حصہ لینے کے لئے یہاں آئے ہیں - ان لوگوں کی قمیصیں سیاہ رنگ کی ہیں - کالی پگڑیاں سروں پر بندھی ہوئی ہیں

مولانا حبیب الرحمن صاحب آج رہا ہونگے

مولانا حبیب الرحمن صاحب لودھیانوی آج ۱۴ اگست کو اپنی مدت قید پوری کرکے رہا ہوں گے۔

جناب مولانا احمد حسین کی رہائی

معلوم ہوا ہے کہ جناب مولانا احمد حسین صاحب جو علی برادران کے ساتھ مشہور مقدمہ کراچی میں سزایاب ہوئے ۱۶ اگست کو رہا ہوں گے۔

لالہ لاجپت رائے جی رہا ہوگئے

مورخہ ۱۶ - ماہ رواں کی شام کو شیر پنجاب لالہ لاجپت رائے جی لاہور جیل سے رہا ہوگئے،

ممالک غیر

مجلس عالیہ ملیہ انگورہ

قسطنطنیہ ۱۳ - اگست - انگورہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مجلس عالیہ ملیہ نے غازی مصطفے کمال پاشا کو صدر اعظم اور فواد پاشا کو صدر دوم اور صبیح بے کو نائب صدر اول اور غازی عصمت پاشا کو نائب صدر دوم منتخب کیا ہے۔ غازی عصمت پاشا کے انگورہ پہنچنے پر ان کا شاندار خیر مقدم کیا گیا

غازی اعظم کے تازہ ارشادات

قسطنطنیہ - ۱۵ - اگست - آج غازی مصطفے کمال پاشا نے

بدہضمی و بدہضمی کے دست کی ٹکیہ

غذا تحلیل نہ ہونے کو بدہضمی کہتے ہیں، جیسے غذا کرنے کے بعد پیٹ کا بھاری رہنا، پیٹ میں ریاح ہونا، جی متلانا، کھٹے ڈکار آنا، قوت ہاضمہ کے خراب ہوجانے سے ہوتا ہے، جب غیر ہضم غذا کی جاوے تب پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے، اور پیٹ پھولتا ہے، اور دست ہوتے ہیں، اور اس وجہ سے جسم نحیف اور مرض لاعلاج ہوجاتا ہے، اس مرض کے ہونے کے اسباب یوں ہیں ضعیفی کا عالم کسی خاص بیماری کے بعد ضعف کا ہونا کم کھانا، منی کا بیفائدہ ضائع ہونا، زیادہ محنت فکر و تردد یا غم اور ان خرابیوں کی حالت میں جو سبب جیسے کیفیت ہوتی ہے، ان باتوں کا غور کرکے ڈاکٹر برمن نے یہ بدہضمی کی ٹکیہ بنائی ہے جس سے غذا تحلیل ہوتا ہے، اور بدہضمی کی خرابی دور کرتا ہے فی شیشی قیمت ۸؍ محصول ڈاک ایک سے چھ شیشی تک

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند اسٹریٹ کلکتہ

مصر کی مساجد کا نظام

(ایک انگریز سیاح کے قلم سے)

اسلام میں عبادت الٰہی کا ایک خاص نظام مقرر ہے، جس کو نماز کہتے ہیں، پیغمبر خدا ہمیشہ خود نماز پڑھایا کرتے تھے، جمعہ کے روز آپ کا خطبہ دینی اور دنیاوی ہدایتوں کا سرچشمہ تھا، آپ کی اس مبارک روش کی تقلید اس قدر ضروری اور اہم سمجھی جاتی تھی، اگلی نسلوں تک خلفائے اسلام جمعہ کی نماز پڑھانا اپنا سب سے بڑا فرض خیال کرتے تھے، حضرت محمد صلعم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر بزرگان اسلام کے بہت سے خطبے اس وقت موجود ہیں، جن میں مسلمانوں کو اس امر کی ہدایت کی گئی کہ وہ نہ صرف سچائی، انصاف، اخوت اور مساوات کے اصول پر کاربند رہیں، اور اس دنیا میں کامیابی کے لئے محنت سے کام لیں بلکہ ہمیشہ اپنی عاقبت کا خیال رکھیں، خدا نے یہ دنیا تمہیں اس لئے دی ہے، کہ تم دوسری دنیا کی نعمتوں کی امیدوار رہو، تم اس دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے، کہ اپنی حرص و آز کا دامن پھیلائے رکھو، یہ دنیا تو فانی ہے لیکن دوسری دنیا ابد تک رہے گی، اس چند روزہ زندگی کی دلفریبیوں پر ایسے لٹو ہو جاؤ، کہ تمہیں ابدی زندگی کا کچھ خیال نہ رہے، قرآن مجید میں آیا ہے:۔

اولٰئک الذین اشتروا الحیوٰة الدنیا بالاٰخرة فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خریدتے ہیں، پس ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا، اور نہ ان کی مدد کی جائے گی، تمہارا معاملہ خدا سے بزرگ و برتر سے ہے، اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، کہ وہی تمہیں پناہ دینے والا ہے،

جب اسلام کے تاجداروں نے اپنے پیغمبر کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا چھوڑ دیا، اور انہوں نے نماز پڑھانے اور وعظ کرنے کا فرض تنخواہدار اماموں کے سپرد کر دیا، تو پھر خطبہ نے ایک ہی صورت اختیار کر لی، جو مفرد جملوں اور فقروں تک محدود ہو گیا، یہی وہ خرابی ہے جس کی اصلاح کے لئے قاہرہ کی ایک کمیٹی عملی کام کر رہی ہے،

مسلمانوں کے نزدیک خلیفہ یا سلطان یا اسلام کے سب سے بڑے تاجدار پر جمعہ کے خطبہ کی پوری ذمہ داری عاید ہوتی ہے خلیفہ اسلام کا فرض ہے کہ یا تو خود خطبہ پڑھے یا اس کے مقرر کردہ نائبین اس فرض کا انجام دیں، چنانچہ اسی قاعدے کی تحت میں محکمہ اوقاف کو ہمیشہ ہز ہائینس خدیو (سلطان) مصر سے منظوری حاصل کرنی پڑتی ہے، جو مصر میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا سمجھا جاتا ہے، اور میں کسی قدر وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں، کہ خدیو کو اس امر کا پورا اختیار حاصل ہے، کہ وہ جس مسجد میں چاہے، نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دے یا نہ دے، محکمہ مذکور کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ خدیو کو محکمہ اوقاف پر کامل اقتدار حاصل ہے، چند سال ہوئے کہ ایک شیخ الاسلام نے خدیو کے ان اختیارات کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا تھا، کہ "مصر میں خدیو خلیفہ اسلام کا نائب یا نمائندہ ہے، جسے جمعہ اور عید کے موقعہ پر مذہبی فرائض کی بجا آوری اور خاص خاص مذہبی رسوم کی تکمیل کرنی پڑتی ہے، مذہبی پیشوا کے احکام کی مطابعت مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض ہے، ہمارا کام صرف اسی قدر ہے کہ جو مذہبی خدمت ہمارے سپرد ہو اسے خدیو کے نام سے بجا لائیں"

قاہرہ کی ایک اور مجلس مسجد کے خدام کے فرائض کی نگرانی کرتی ہے، اور چونکہ اس کے اراکین علم و فضل کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کے فیصلوں میں پابندی اور باقاعدگی کی شان نظر آتی ہے،

شیخ نے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے ازراہ کرم میرے لئے اعداد و شمار کا ایک مختصر نقشہ مرتب کیا، جس میں مصر کی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی مساجد کے مصارف کی تفصیل بتائی گئی ہے، اس نقشہ سے معلوم ہو جائے گا کہ مصر کی مساجد کا قیام اور نظام کس قسم کے اخراجات پر مبنی ہے، مصارف کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مد	پونڈ مصری	ملیم
۶۵ خدام کی تنخواہ	۵۱۵ پونڈ مصری	۸۴۰ ملیم
برقی روشنی	۴۶ رر رر	۳۲۰ رر
پانی	۱۴ رر رر	۶۴۰ رر
روغن	۷۵ رر رر	
گوشت	۴۰ رر رر	
موم بتیاں	۸۹ رر رر	۱۰ رر
پھونس	۲ رر رر	
عطریات	۱ رر رر	
چٹائیاں	۹۲ رر رر	۸۸۰ رر
جھاڑو اور تولئے	۱ رر رر	۸۴۰ رر
متفرق	۲ رر رر	۳۰۰ رر

مصری پونڈ تقریباً تیرہ روپیہ کا ہوتا ہے، ملیم ایک فاردنگ کے برابر ہے، جو پینی ایک آنہ کا چوتھا حصہ ہے،

اس سال مسجد میں نئے غالیچے بچھائے گئے، جن پر ۱۳۰ پونڈ کی رقم صرف آئی، محکمہ اوقاف کچھ عرصہ تک تو مسجد محمد علی اور مسجد حسین جیسی بڑی بڑی مساجد کے لئے غالیچے بہم پہنچاتا رہا، لیکن اب دوسری مسجدوں کے لئے بھی آرائش کا یہ سامان مہیا کیا جاتا ہے، محکمہ اوقاف ہر سال ڈھائی ہزار سے تین ہزار میٹر تک غالیچے خریدتا ہے، تجربہ نے بتایا ہے کہ مشرقی غالیچے یورپ کے غالیچوں سے زیادہ دیرپا ہوتے ہیں، حقیقت میں اس سے زیادہ کمروہ بات اور کیا ہو سکتی ہے، کہ مسجد میں برسلز کا غالیچہ بچھایا جائے، مصر کی ایک سب سے چھوٹی مسجد سلیبیہ (قاہرہ) میں واقع ہے، جس کا سالانہ خرچ چار پونڈ (مصری) اور دو سو ملیم ہے، صرف ایک نوکر اس مسجد کی دیکھ بھال کا فرض انجام دیتا ہے،

سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ ان تمام مساجد کے اخراجات کیلئے روپیہ کہاں سے آتا ہے، مسجد کے اندر نمازیوں سے روپیہ کی فراہمی قطعاً ممنوع ہے، مسلمان یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ مسجد میں کوئی ایسی کارروائی کی جائے، جس سے فریضہ نماز میں خلل پڑے، عیدین کی نماز کے موقع پر جو کھلے میدان میں پڑھی جاتی ہے، البتہ روپیہ فراہم کرنے کی اجازت ہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد غریبوں کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے، بڑے بڑے خاندان بہت سی مساجد کے مصارف کا بار اپنے ذمہ لیتے ہیں، جو کثیر التعداد مساجد محکمہ اوقاف کی نگرانی میں ہیں، ان کے مصارف خیرات کی آمدنی سے پورے کئے جاتے ہیں، جس کا سرچشمہ متقی اور خدا پرست مسلمانوں کی فیاضی اور ایثار ہے، مصر میں ایسی مساجد کی تعداد کم نہیں ہے، جو محکمہ اوقاف کی سرپرستی اور سرکاری نگرانی سے آزاد ہیں، جس طریق سے ان مساجد کی انتظامی کل چل رہی ہے، اس سے اسلام کی ایک ایسی روح کی پوری جھلک نظر آتی ہے، جس کی حقیقت کو اہل مغرب باوجود باقاعدگی اور انتظام کا پابند اور دلدادہ ہونے کے ہزار سمجھنا چاہیں، مگر نہیں سمجھ سکتے، مجھے ایک گاؤں کی مسجد دیکھنے کا اتفاق ہوا، میرا دوست جس کے مہمان ہونے کی مجھے عزت حاصل تھی، اس شہرت کا خواہاں نہ تھا کہ وہ ایک ایسے امیر خاندان کا رکن ہے، جو خانہ خدا کی حرمت اور عزت برقرار رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے،

اگر کسی گاؤں کا سربرآوردہ اور امیر شخص مسجد تعمیر کرتا ہے تو وہ اس کی مرمت کے اخراجات کا خود بار اٹھائے گا، وہ مسجد کے لئے چٹائیاں اور غالیچے خریدے گا، اور حسب ضرورت اس کے لئے دیگر سامان بہم پہنچائے گا، بقیہ بر صفحہ ۴ کالم ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۷ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ ہجری | نمبر (۸۱)

احباب سلسلہ سے چند باتیں

(۲) نظام قومی

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

دو ماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا جب میں نے ایک سلسلہ مضامین احباب سلسلہ کی توجہ کیلئے شروع کیا تھا، مگر پہلے نمبر کے بعد اس میں غیر معمولی تاخیر واقع ہو گئی، جس کا مجھے بہت افسوس ہے، اس پہلے نمبر میں میں نے برادران سلسلہ کو توجہ دلائی تھی، کہ وہ اصل الاصول جس پر ہماری جماعت کی بنیاد ہے اشاعت اسلام ہے، جس کے دل میں یہ تڑپ نہیں جس کو ہر وقت یہ فکر نہیں کہ خدا کا نام دنیا میں پھیلے، اسلام کا پاک پیغام، تعلقات انسانی میں امن اور قلب انسانی میں اطمینان پیدا کرتا ہے، قریب سے قریب انسان سے لے کر بعید سے بعید کنارہ تک پہنچایا جائے، جو اپنے کاروبار کے اندر اپنی تمام سعی اور جدوجہد کے درمیان اس کوشش میں نہیں لگا رہتا، کہ قرآن کریم کو دنیا کے تمام ممالک میں پھیلایا جائے، اور یورپ اور ایشیا اور افریقہ اور امریکہ کو اس نور سے منور کیا جائے اس کے ہاتھ میں احمدیت کا صرف چھلکا ہے، اور مغز احمدیت سے وہ بے خبر ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ایک چھوٹی سی جماعت ایک دن یا ایک سال یا دس سال کے اندر یہ کام کر دکھائے، کہاں تک ہم اس کام کی توفیق ملے، اس کا انحصار حالات پر اور سب سے بڑھکر خدا کے فضل پر ہے، اتنا بڑا کام ایک عرصہ کو چاہتا ہے لیکن دل میں اس تڑپ کا ہونا اور پھر اس کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا یہ احمدیت کی پہلی شرط ہے اور اگر کافی طور پر قلوب کے اندر یہ تڑپ پیدا ہو جائے، تو اللہ تعالے کے فضل سے سامان بھی پیدا ہو جائیں گے، اس لئے جوان ہو یا بوڑھا غریب ہو یا امیر، خدا کا نام پھیلانے کی تڑپ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس لحاظ سے ہم سب میں پوری مساوات ہونی چاہئے، اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ سب کے دلوں میں یکساں ہو، اس کے لئے کوشش یکساں ہو، جب تک یہ دو باتیں ہم میں سے ایک ایک فرد کے اندر پیدا نہیں ہوتیں، اس وقت تک ہمارا نظام قومی بھی کسی کام کا نہیں،

اب میں اس دوسرے حصہ کو لیتا ہوں، قومی فرض کے احساس کے پیدا ہونے کے ساتھ دوسری ایسی ہی اہم ضرورت نظام قومی کی ہے لاکھوں آدمیوں کے دلوں کے اندر ایک خاص فرض کا احساس موجود ہو، اور ایک ہی جذبہ ان کے قلوب میں موجزن ہو، مگر وہ لوگ کسی نظام میں وابستہ نہ ہوں، اور ان کے اندر ایسا اتحاد نہ ہو جیسا کہ ایک جسم کے مختلف اجزا میں ہوتا ہے، یا جیسا ایک مشین کے مختلف پرزوں میں ہوتا ہے، تو وہ اپنی اپنی جگہ ہزار سعی بھی کریں، مگر کامیابی پیدا نہیں ہو سکتی، وہ اجزا جو ایک انسان کے جسم کے اندر اپنے اپنے موقعہ پر اکٹھے ہو کر ایک عظیم الشان طاقت پیدا کر دیتے ہیں، وہی بکھرے ہوئے اور متفرق اپنے اپنے کام میں لگے ہیں نتیجہ کوئی پیدا نہیں ہوتا، کروڑہا من پانی بخارین کر اڑ جاتا ہے، اس کا پتہ بھی نہیں لگتا، لیکن جب ایک نظام کے ماتحت اس بخار سے کام لیا جاتا ہے، تو کس قدر ان ہونی باتیں کر دکھاتا ہے اسی طرح سمجھ لو، کہ بڑے سے بڑا آدمی بیکار ہے، اگر وہ اپنے آپ کو ایک نظام سے وابستہ نہیں کرتا، علم اور دولت بھی کوئی کام نہیں دیتے، جب تک کہ نظام کے ماتحت ان کا کام نہ ہو، پس کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک نظام اور ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے، اور وہ نظام ایسا ہونا چاہئے، کہ ایک آواز پر سب اکٹھے ہو جائیں، اور اس ایک کام میں لگ جائے، جس طرح مشین کے پرزے انجن کی حرکت پر تمام کے تمام ایک کام میں لگ جاتے ہیں پھر بعض وقت یہ نظام قہری ہوتا ہے، جیسے سلطنت و حکومت کے رنگ میں کہ اس کی آواز پر ایک کام کرنے کے لئے سب لوگ جو اس سے تعلق رکھتے ہیں، مجبور ہوتے ہیں، اور بعض وقت اس کا تعلق محض ارادہ سے ہوتا ہے، یہ حالت ان سب نظاموں میں ہے، جن کے ساتھ حکومت نہیں، پھر ایسے نظام جو انسان کے اپنے ارادہ سے وابستہ ہیں، ان میں بعض وقت کسی شخص کی محبت کام کرتی ہے، اور بعض وقت کسی اصول کی محبت، شخصی محبت کا رنگ دنیا میں عموماً زیادہ غالب رہتا ہے، پیری مریدی کے تعلق کے پیچھے یہی شخصی محبت کام کرتی ہے، پیر کے آواز پر لبیک کہنے کے لئے لاکھوں مرید تیار ہوتے ہیں، مگر اس نظام محبت شخصی میں کئی نقص ہیں، ایک یہ کہ اس کا تعلق صرف ایک شخص کی ذات سے ہوتا ہے، اور اس لئے یہ نظام جلد فنا ہو جاتا ہے، دوسرا یہ کہ اس میں افراط کا رنگ عموماً دنیا میں پیدا ہو جاتا رہا ہے، جیسے یہود نے اپنے احبار کے حق میں اور عیسائیوں نے اپنے راہبوں کے حق میں افراط کر کے اپنے آپ کو اس طرح ان کی آواز کے ماتحت کیا، کہ خدا کے حکموں کو بھول گئے، یہی حالت مسلمانوں میں پیری مریدی کی ہو گئی ہے کہ پیروں کو ارباباً من دون اللہ کی طرح سمجھا جاتا ہے، تیسرا ایسے کامل لوگ جو اغراض ذاتی سے پاک ہوں، اور جن میں ہوائے نفس مر چکی ہو، اور جن کا غضب اور رحم صرف اللہ کے لئے جوش میں آئے، بہت کم ملتے ہیں، اور اکثر لوگ جن کی کی وجہ سے دوسرے اپنے آپ کو ان کے مطیع کر دیتے ہیں، اس مقام پر پہنچکر اور بھی زیادہ مبتلائے ہوائے نفس ہو جاتے ہیں، چہارم ایک شخص کے اس طرح اپنے آپ کو ماتحت کر دینے سے انسان کی آزادی جو خدا کی دی ہوئی سب سے بڑی نعمت ہے زائل ہو جاتی ہے، ہاں نبی کی محبت شخصی بھی نقصان نہیں پہنچاتی، اس لئے کہ وہ ما ینطق عن الھویٰ کا مصداق ہوتا ہے، لیکن یہاں بھی اسلام نے نبی کی ذات کی محبت کو اصول کی محبت کے ماتحت رکھا ہے، یہی اس آواز کا منشا تھا جو حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلعم کی وفات پر اٹھائی، الا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت اور قرآن کریم کی تعلیم بھی یہی ہے، کہ شخصی محبت پر اصول کی محبت غالب ہو، پس صحیح نظام وہ ہے، جس میں اصول کی محبت تمام محبتوں پر فائق ہو، یہی منشا اس اقرار بیعت کا بھی ہے جو حضرت موعود نے ان الفاظ میں لیا کہ

میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا

اس میں شک نہیں کہ شخصی محبت کے کرشمے بعض وقت بڑے زبردست ہوتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ اس قدر نقص سے ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ انجام کار اس سے فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ ہوتا ہے، بعض وقت اس کے کرشموں سے عقلیں نگاہیں چکا چوند ہو جاتی ہیں، ایک شخص کی آواز پر ہزاروں آدمی قربان ہونے کے لئے تیار ہوتے ہیں، اور بڑے بڑے کام کر دکھاتے ہیں لیکن فی الحقیقت ان کی اندرونی طاقت کم ہوتی چلی جاتی ہے، کیونکہ طاقت انسان میں آزادی رائے سے پیدا ہوتی ہے، اور شخصی محبت کی وجہ سے آزادی رائے مفقود ہو جاتی ہے،

پس میں اپنے احباب کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی جماعت کے نظام میں شخصی محبت کے نظاروں پر فریفتہ نہ ہوں، بلکہ اسلام کی اصل تعلیم پر قائم رہیں، یعنی اصول کی محبتوں کو سب محبتوں پر غالب کریں، ہمیں بھی چاہیئے کہ ایک آواز پر سب جمع ہو جائیں بھی چاہیئے کہ اپنے مال اس کام کے لئے قربان کریں بلکہ جانیں بھی قربان کر دیں، مگر نہ اس لئے کہ وہ آواز زید یا بکر کی ہے بلکہ اس لئے کہ خود اس آواز میں وہ کشش موجود ہے، جو ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، وہ آواز ایک ایسے کام کی طرف بلاتی ہے، جو ہماری روحوں کی اصل غذا ہے، ہم اپنے اپنے کام میں لگے ہوں، کوئی فکر معاش میں ہو، کوئی بال بچے کی فکر میں ہو، کوئی کسی دھندے میں لگا ہو، لیکن جب اعلائے کلمۃ اللہ کی آواز ہمارے کان میں پڑے، تو ہم سب اس کی طرف کھنچے چلے جائیں، اس میں شک نہیں، اصول کی محبت پر کسی نظام کو قائم کرنا بہت مشکل ہے، بہ نسبت اس کے کہ شخصی محبت پر اسے قائم کیا جائے، اصول کی محبت کو سمجھنے والے لوگ کم ہوتے ہیں، اور شخصی محبت کی طرف طبائع کا رجحان عموماً زیادہ ہوتا ہے شخصی محبت میں عموماً ایک رنگ بت پرستی کا ہوتا ہے، جس طرح بت پرست اس خدا پر جو جسم نہیں رکھتا، اپنا تصور نہیں جما سکتا، اس طرح ایک بت تصور جمانے کے لئے سامنے رکھ لیتا ہے، اسی طرح اصول کی محبت کا زبردست جذبہ پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے لیکن شخصی محبت کا جذبہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے، اور یہی وجہ طبائع کے اس کی طرف عام رجحان کا ہے، عیسائیت کا سارا دور اسی شخصی محبت کی بنا پر بنا ہوا ہے، مگر جوں جوں علم کی روشنی دنیا میں ترقی کرتی ہے اس کے ساتھ ساتھ شخصی محبت کے نقائص بھی ظاہر ہوتے جاتے ہیں، لیکن اصول کی محبت پر جو نظام قائم ہوتا ہے، وہ دیرپا نہیں ہوتا ہے اور اس سے دنیا میں علم اور طاقت کی ترقی ہوتی ہے، اگر ایک غلط بات سے فوری نتائج اچھے پیدا ہو جاتے ہیں، تو یہ اس غلط بات کو اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اور اگر صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہو کر استقامت کا ہے، تو یہ اسے چھوڑنے کے لئے کوئی وجہ نہیں، بلکہ اصل مضبوطی اسی آہستگی کے قدم میں ہوتی ہے، اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام ہمارا اصل الاصول ہے، اس کی محبت اور تڑپ اپنے دلوں میں پیدا کرو، اس آواز پر ایک مشین کے پرزوں کی طرح حرکت میں آجاؤ تو یہی امر تمہاری فلاح کا موجب ہے،

میں پھر اس بات کو دوہراتا ہوں، کہ اگر احساس فرض بمنزلہ روح کے ہے، تو نظام قومی بمنزلہ جسم کے ہے، جس طرح جسم بغیر روح کے نکما ہے اسی طرح روح بھی بغیر جسم کے اپنے کمال کو حاصل نہیں کر سکتی، نظام سے الگ رہ کر کوئی شخص کتنی بڑی سے بڑی جدوجہد کرے، فلاح قومی کا رنگ وہ خدمات کبھی پیدا نہیں کر سکتیں، نظام قومی میں وابستہ ہو کر ہر شخص ایک مشین کے ایک پرزہ کی طرح ہو جاتا ہے، اور اس کا وجود ساری مشین کے چلانے میں معاون ہو جاتا ہے پھر کسی مشین میں اگر کوئی پرزہ بیکار رہو، تو وہ نکال کر پھینک دیا جاتا ہے اسی طرح جو لوگ نظام قومی میں شامل ہوتے ہوئے اپنے مفوضہ کام کو سرانجام نہیں دیتے وہ عملاً قوم سے علیحدہ ہو جاتے ہیں، وہ علیحدگی یہاں بعض وقت نظر نہیں بھی آتی، مگر اس کا کھلا نظارہ قیامت میں ہونا قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے فضرب بینھم بسور لہ باب، ان کے درمیان یعنی کام کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہوتی ہے، اور جب وہ سوال کرتے ہیں الم نکن معکم کیا ہم ساتھ ساتھ نہ تھے، تو جواب ملتا ہے بلیٰ ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ وغرکم باللہ الغرور یہ اصل میں وہی سانحہ ہے جو اس کام میں ہوتا ہے، ہمارے احباب میں سے کتنے ہیں، جنہوں نے اپنے آپ کو قومی مشین کے بیکار پرزے بنا رکھا ہے، پس ہر ایک شخص کو جو ہماری اس جماعت کے نظام میں شامل ہے، چاہیئے کہ وہ غور کرے کہ اس کے دل میں اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی وہ تڑپ ہے جس کا پیدا کرنا حضرت مسیح موعود کی آمد کا اصل منشا تھا، کیا وہ اپنے مفوضہ کام کو اسی قوت سے سرانجام دے رہا ہے، جس طرح ایک

مشین کا پرزہ درست ہونے کی حالت میں کام دیا کرتا ہے، آیا ایسا تو نہیں کہ وہ اپنی غفلت سے یا اپنے علم کے گھمنڈ پر یا اپنی خدمت دینی کے گھمنڈ پر یا اپنے مرتبہ کے گھمنڈ پر یا اپنے مال کے گھمنڈ پر نظام قومی میں ایک بیکار پرزہ بنا ہوا ہے یا نظام قومی کی مشین سے علیحدہ ہوگیا ہوا ہے، احباب اس بات کو ہر وقت دل میں تازہ رکھنے کی کوشش کریں، کہ نظام قومی میں وابستہ ہو کر ان کی تھوڑی طاقت عظیم الشان نتائج پیدا کر دکھاتی ہے، اور نظام قومی سے الگ ہو کر ان کی زبردست طاقت بھی کوئی بڑا مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی،

تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

ہمیں علماء کرام صوفیائے عظام سے عموماً اور جمعیت علمائے ہند سے خصوصاً یہ شکایت رہی ہے کہ یہ حضرات اس نازک وقت میں بھی اسلام کی خدمت سے احتراز کرتے ہیں، اور عملی رنگ میں کچھ کر کے نہیں دکھاتے، پچھلے دنوں شملہ سے ایک خبر آئی تھی، کہ جمعیت العلما نے تبلیغ اسلام کے لئے ایک زبردست نظام قائم کیا ہے، لیکن اس زبردست نظام کی تعبیر یہ نکلی کہ جمعیت کو دو سو مبلغین مطلوب ہیں، گویا جہاں تک عملی کام کا تعلق ہے، وہ ابھی تک معرض تعویق میں ہیں، نہ دو سو مبلغین موجود ہو سکتے ہیں نہ کام شروع ہو سکتا ہے، ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ خود باہر کیوں نہیں نکلتے، جب تک دو سو مبلغین پیدا نہ ہوں، کیا خود علماء ہند کام نہیں کر سکتے، آخر مبلغین کے سر پر سینگ تو نہیں ہوتے، علماء جمعیت خود کام کرنا شروع کر دیں وہی مبلغ ہیں،

لیکن جمعیت علماء ہند کی طرف سے اب ایک "تازہ اہم اعلان" شائع ہوا ہے، جس نے رہی سہی کسر نکال دی۔ اس اعلان میں جمعیت نے تمام مسلمانوں کو تاکید کی ہے، کہ جو قومیں خواہ کسی ذات سے تعلق رکھتی ہوں مسلمان ہو جائیں، ان سے برادرانہ تعلقات رکھنے چاہئیں، اور معاشرت و اقتصادیات میں ان کو اپنا بھائی سمجھنا چاہئے، غالباً یہ اعلان محض ہندوؤں کی دکھیا دیکھی کر دیا گیا ہے، ورنہ مسلمان تو عملاً ایسا ہی کرتے ہیں، اور کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے ذات پات کی بنا پر چھوت چھات نہیں کرتا، اس لئے یہ اعلان تحصیل حاصل ہے، ہاں ہندوؤں اور آریوں کو اس قسم کے اعلانات کی اشد ضرورت ہے، کیونکہ ان کی عملی زندگی میں اس کے خلاف ہوتا ہے، ہمیں افسوس ہے کہ اس اعلان میں آل اندیشی سے کام نہیں لیا گیا، اور خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا کر دیا گیا، کہ خدانخواستہ مسلمانوں میں بھی ہندوؤں کی طرح چھوت چھات کا مسئلہ رائج ہے، تب ہی تو علمائے ہند کو اس اعلان کی ضرورت محسوس ہوئی، جمعیت علماء ہند کی یہ کارفرمائی غالباً پہلے سکون و جمود کی تلافی ہو، لیکن یہ تلافی مافات اس قسم کی ہے، جس کا شکوہ مومن نے یوں کیا ہے ؎

گر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

"ما بتو مشغول تو با عمرو زید"

ہندوستان میں اپنے پیرو کاروں کی ہشیاری کی وجہ سے عجیب زندگی پیدا ہو رہی ہے، کہیں شدھی کا پرچار ہے، کہیں ہندو سنگھٹن کا قیام ہے، کہیں نظام کا استحکام ہے، کہیں میل جول و اتحاد باہمی کو گاڑھا بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، کہیں اگلے پچھلے تمام اختلافات کے مٹا دینے کی دھن ہے، غرضیکہ اقوام جہان کے مقابلہ کیلئے ہندو جاتی اپنی پوزیشن کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر محفوظ بنا رہی ہے، اس کامیابی کی سب سے بڑی وجہ تعلیم یافتہ طبقہ کا عملی شغف اور انہماک ہے، آئے دن جن جن ہندو سبھاؤں یا آریہ سماجوں کی کارکردگی کی رپورٹیں زیر مطالعہ لائی جاتی ہیں، ان میں سے اکثر ایسی ہیں، جن کے سکرٹری ناظم منتری اور پردھان وکیل یا بیرسٹر یا اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب ہوا کرتے ہیں، ہمارے مسلمان وکلاء اور بیرسٹر صاحبان جو با سانی تمام اشاعت اسلام کی مجالس کے قیام و انتظام ان کی ترقی وعروج کے کام کو اپنے ذمہ لے سکتے ہیں، اور بطور خود تبلیغ کے فریضہ کو بوجہ احسن سرانجام دے سکتے ہیں، نہ معلوم کن مشکلات اور غفلتوں کا شکار ہو چکے ہیں کہ وہ ٹس سے مس تک نہیں ہوتے، اور مبارک کاموں کے انصرام میں مصروف نہیں ہوتے، ہم صاحبان

آزاد پیشہ مسلمان اکابر کی خدمت میں اپنی دلی خواہش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ وہ جلد از جلد اشاعت اسلام کے کام کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں، کیونکہ باغ اسلام کی رونق صرف فرزندان توحید کے وجود سے ہے، اور اگر کفر و شرک نے توحید و حقانیت پر بوجہ ہماری جمود کے غلبہ پالیا، تو چند افراد کی مسلمانی کس کام آئے گی، جہاں ہم لوگ زندگی کے اتنے بیہودہ اور وقت طلب معاملات کو سرانجام دیتے ہیں، وہاں حیات مستعار کے سب سے بڑے مقصد کی تکمیل کے لئے خدا کی عین خوشنودی کے حصول کی خاطر دن کا تھوڑا سا وقت وقف کر دیا کریں، تو کونسے مضائقہ کی بات ہے، خدا سب مسلمانوں کو توفیق دے، کہ وہ اشاعت اسلام اتنی کریں، کہ دین الٰہی سے کوئی فرد بھی منحرف نظر نہ آئے، وما ذالک علی اللہ بعزیزہ

ہماری تبلیغی کوششیں

ایک اسلامی درسگاہ کی ابتدائی حالت

غیر معمولی کامیابی کے آثار

قاضی منظور الحق صاحب پاتلی خورد سے تحریر فرماتے ہیں :۔

مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۳ء کو جناب مولانا مولوی داؤد شاہ صاحب مبلغ اسلام ووکنگ مسلم مشن معیت جناب مولوی عصمت اللہ صاحب، وجناب قاضی محمد یسین صاحب رئیس پلول مدرسہ پاتلی خورد کے معائنہ کیلئے تشریف لائے، اہالیان دیہہ نے نہایت تپاک سے آپ کا استقبال کیا، اور نہایت خوشی سے ان کی اس عزت افزائی کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا، جس سے صاحب ممدوح بہت مسرور ہوئے، آپ نے نماز مغرب کے بعد مختصر سی تقریر بزبان انگریزی فرمائی، جس کا احقر نے اردو میں ترجمہ کر کے سامعین کو محظوظ کیا۔ آپ نے ملکانہ راجپوت اور شدھی کے متعلق یہ سمجھایا، کہ آپ لوگوں کو اسلام پر نہایت استقلال اور مضبوطی سے قائم رہنا چاہئے یہ جو کچھ آریہ الزامات لگاتے ہیں کہ آپ کے بزرگوں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا گیا، سراسر غلط ہے، آپ ماشاء اللہ حقیقی مسلم ہیں، آپ سے امید کی جاتی ہے، کہ آپ کے ذریعہ اسلام کی ترقی ہو ہر ایک آپ میں سے اگر اس امر کی کوشش کرے کہ فرداً فرداً ایک ایک غیر مسلم کو حلقہ اسلام سے تعارف کرائے، اور یہ فرض سمجھے کہ میں نے ایک نفس کو مسلمان بنانا ہے، تو بہت آسانی سے آپ ایک ہندو کو مسلمان بنا سکتے ہیں، اور جلد ہی آپ بجائے سات کروڑ مسلمان ہندوستان میں ہونے کے چودہ کروڑ دیکھ سکتے ہیں، تبلیغ اسلام ہر ایک مسلمان کا فرض تھا، اور اسی کی طرف حضرت رسول اکرم صلعم نے اپنے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی، اور ہر مسلم کا فرض قرار دیا، کہ کلمۃ اللہ کو دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچا دیں، جیسا کہ قرون اولے کے مسلمان اس پر کاربند رہے، افسوس ہے کہ ہم نے اپنی غفلت سے اس اہم فریضہ کو فراموش کر دیا، اب یہ اسباب اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی ہی پیدا ہو گئے ہیں، ہمیں کمر ہمت باندھ کر اس فریضہ کی تعمیل کرنی چاہیئے، اللہ تعالےٰ ہماری مدد کرے گا،

حضرت مولانا مولوی داؤد شاہ صاحب پاتلی میں آکر بہت محظوظ ہوئے، اور مدرسہ کو نہایت اچھی حالت میں پایا، اور تعلیم کو بہت پسند فرمایا، امتحان کے بعد دو روپے بچوں کو بطور انعام تقسیم فرمائے اور اپنے معائنہ میں اس کا نوٹ دیا، کہ یہ مدرسہ عنقریب ترقی معراج پر پہنچ جائے گا، لوگوں نے بھی تعلیمی حالت کی بہت تعریف کی، اور اس کا اعتراف کیا، کہ یہ کام احمدی جماعت ہی کا ہے، جو خلوص قلب سے اس کو انجام دے رہے ہیں، ہم مدت سے ظلمت میں پڑے ہوئے تھے، انہوں نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا، اور ہم سوتوں کو بیدار کیا، اللہ تعالےٰ ان کا ہر حالت میں حامی و ناصر ہو، اور ہمیں بھی عمل کی توفیق دے، مولوی صاحبان کے ناواجب حملوں کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جبکہ آریہ ہم پر زور دے رہے تھے، اور اس طرف شدھی کا حد سے زیادہ زور تھا۔ نہ معلوم اس وقت یہ مولوی کس غار میں خراٹے لے رہے تھے آج جب انہوں نے میدان صاف کیا، اور آریہ صاحبان کے حملوں کا بہت مقابلہ کیا، ہماری حالت کو درست کیا، ہمارے بچوں کو نہایت محبت سے اپنی آغوش میں لیا، اور انہیں تعلیم خالص اسلامی دے رہے ہیں، تو اللہ تعالےٰ نے انہیں ترقی دی ہے، کہ ہمیں پھر اسی کنوئیں میں ڈالنا چاہتے ہیں، اور ہماری نسل کو بھی ظلمت ہی میں رکھنا ان کا مقصد ہے، خدا ان کی حالت پر رحم کرے، اور ہمیں ان کے شر سے بچائے، آمین۔

نقل معائنہ مدرسہ پاتلی خورد

آج میں نے معائنہ مدرسہ کیا، حالت مدرسہ نہایت اچھی ہے تعلیم نہایت اچھی ہو رہی ہے، طریقہ تعلیم نئی روشنی کے مطابق ہے جناب مولوی صاحب کی محنت قابل داد ہے، میں بچوں کی حالت دیکھ کر بہت مطمئن اور خوش ہوں،

طلبا نے آجتک جس قدر تعلیم حاصل کی ہے، وہ بخوبی یاد ہے، اور اس کو اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں، کل جناب مولوی داؤد شاہ صاحب بی اے نے یہاں قدم رنجہ فرما کر مدرسہ کو زینت بخشی، ان کی قدردانی کی بحیثیت مجموعی دیہہ ہذا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، افسوس ہے کہ پورے طلبا جناب مولوی صاحب موصوف کے معائنہ کے وقت حاضر نہیں تھے، کیونکہ مولوی منظور الحق صاحب نے بوجہ ایک تیوہار میلہ کے نصف یوم کی رخصت دے دی تھی، صاحب ممدوح کے تشریف فرما ہونے پر چند ایک طلبا کو جمع کر کے معائنہ کرایا گیا، چونکہ پورے طلبا کل معائنہ کے وقت موجود نہیں تھے، اس لئے یہ مناسب خیال کیا گیا، کہ میں آج معائنہ کر کے انجمن کو تسلی بخش کام سے مطمئن کروں،

دستخط جناب چودھری منظور علی صاحب پریذیڈنٹ و رئیس اعظم پاتلی خورد،

مدرسہ میں پندرہ طلبہ ہیں، جن میں ۱۴ لڑکے اور ایک لڑکی، کورس کو لیتے ہوئے جملہ طلبہ کی حالت تعلیمی تسلی بخش پائی گئی ہے، تاہم اصلاح کے لئے بہت گنجائش ہے، دیہاتی لوگ مدرسہ کے معاملات اور اس کی کارکردگی کو بہ نظر استحسان دیکھتے ہیں، امتحان کے اختتام پر انہی لوگوں کی جانب سے مبلغ دو روپے بطور انعام دیئے گئے، بالآخر مدرسہ کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ممکن امید رکھی جا سکتی ہے، کہ یہ درسگاہ اسلامی مفاد کے لئے ایک مفید شے ہوگی۔

دستخط ایم داؤد شاہ، بی۔ اے۔

قبول اسلام اور ہمارا اشاعتی کام

مولوی فیروز الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

قبل ازیں دو ہندوؤں کے قبول اسلام کی اطلاع دے چکا ہوں ایک کا نام تنول سنگھ تھا، دوسرے کا نام چھجا تھا، جن کے اسلامی نام میں نے عبد اللہ اور عبد السلام رکھا تھا، بعدہٗ دو عورتوں کے قبول اسلام کی خبر دے چکا ہوں، آج ایک اور ہندو عورت کے قبول اسلام کی خوشخبری عرض کرتا ہوں،

نام گیانان بنت گلاب سنگھ عمر ۲۵ برس، ساکن پرسارہ سابق مذہب سناتن دھرم، گلاب سنگھ ساکن بھائی ضلع متھرا ہے، اس کی لڑکی گیانان پرسارہ میں بیاہی ہوئی تھی، خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میری بیوی کی تبلیغ سے اس عورت نے اسلام قبول کر لیا، اس کے بعد اس کے خاوند نے بھی اسلام کر لیا، خادم اس کے خاوند کے متعلق کوشاں تھا، کہ یہ اسلام قبول کر لے مگر وہ رکا ہوا تھا، اپنی بیوی کے اسلام قبول کرتے ہی اس نے بھی اسلام قبول کر لیا، اور بولا کہ میں اسی تشویش میں تھا کہ میرے مسلمان ہونے کے بعد میری بیوی کا کیا حشر ہوگا، اب جبکہ آپ کی بیگم صاحبہ یعنی اہلیہ فیروز الدین نے میری بیوی کو سمجھا لیا۔ اور اس نے انشراح صدر سے اسلام قبول کر لیا، تو اب میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں رہی، پس میں نے آج سے بھی اسلام میں داخل کر لیا، سابق موتی رام ولد نوزام قوم جاٹ ساکن پرسارہ، اسلامی نام محمد عنایت الٰہی رکھا گیا، الحمد للہ علیٰ ذالک ۔ ان کا پیشہ زمینداری ہے،

مجھے سکندر آباد کے مباحثے کی اجازت نہ ملی، دنیا گئی اور دیکھ آئی، مگر یہ خادم برابر اجازت مانگی، اس کے متعلق کوئی جواب تک نہ ملا، مباحثہ ہوا اور ختم بھی ہوگیا، خدا جانے کیا نتیجہ نکلا، خدا کرے اسلام کا بول بالا ہو، ہمارے نبی کے نام کا جھنڈا اس ملک میں گڑ جائے، میں نے اب ایک قوم کی قوم کی طرف اپنی توجہ کر لی ہے،

اور دو ان ذات سرتوڑ کوشش کر رہا ہوں کہ یہ قوم اسلام قبول کر لے۔ اس قوم کا نام تمر ہے، اور یہ ہندو قوم ہے، ہندوؤں میں ذرگو جد، آوریا گبابوت، تمر، بنیا، برہمن اور ہزاروں ذاتیں ہیں، اُن میں ایک ذات تمر ہے، وہ بتیے اسلام کی طرف مائل معلوم ہوتے ہیں، دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس تمر قوم کو اسلام کی توفیق عطا فرمائے، یہ ہزاروں کی تعداد میں اس علاقے میں آباد ہیں، ساری جماعت سے التجا ہے کہ ان کے لئے خاص طور سے دعا کریں، اور یہ بھی کہ خادم کے ذریعے ان کو قبولیت اسلام کی توفیق مل جائے، تا میری بھی نجات ہو،

ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز آجکل آنے والے ہیں، جب وہ آکر چلے جائیں گے، تو میں کل حالات گرانٹ کے متعلق عرض کروں گا، اتنی خبر تو لگ گئی ہے کہ ہمارے مدرسے منظور ہو گئے ہیں، لیکن گرانٹ کا علم نہیں کہ کتنی ہوتی ہے، اس کی ابھی اطلاع نہیں ملی، آجکل میں ڈپٹی صاحب آئیں گے، تو پورا پتہ لگ جائے گا، انشاء اللہ۔

بقیہ صفحہ اول

اس کی وفات کے بعد خاندان کے لوگ مسجد کے متعلق اپنے فرائض کو پورے طور پر بجا لائیں گے، اور انہیں اپنی اس فرض شناسی پر ناز ہوگا، مسجد کی حفاظت اور دیکھ بھال کوئی جبری خدمت نہیں اگر مسجد کے معاملہ میں خاندان کے افراد کی جانب سے غفلت اور کوتاہی ظہور میں آئے گی، تو گاؤں کے تمام لوگ مسجد کے انتظام کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیں گے، مسجد کی سادگی نمازیوں کی روحانی مسرت کا باعث ہے، مسلمان اس بارے میں پیغمبر خدا کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں،

ایک مغربی کے دل میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسجد کے انتظام کے لئے کوئی باقاعدہ کمیٹی اور اس کا سکرٹری نہیں ہے؟ مسجد کے خدام کو کون تنخواہ دیتا ہے، اور کون انہیں کام میں غفلت اور لاپروائی کی پاداش میں سزا دیتا ہے؟ مثال کے طور پر موذن ہی کو لیجئے، ایک ایماندار اور فرض شناس موذن کی خدمت کس قدر اہم اور ضروری ہے، ان تمام باتوں کے لئے کوئی ایسی جماعت نہیں جسے کمیٹی کہا جائے، لیکن عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے، کہ گاؤں کے قاضی پر مسجد کے متعلقہ فرائض عاید ہوتے ہیں، وہ مسجد کا امام ہوتا ہے، اور بعض اوقات موذن کا فرض بھی بجا لاتا ہے، ایسی مسجد میں امام اور موذن کے مذہبی فرائض کا مالی معاوضہ سے کوئی تعلق نہیں، نہ تو ان فرائض کو ذریعہ معاش قرار دیا جاتا ہے، موذن پانچوں وقت مسجد کے مینار سے پیروان اسلام کو خدائے ذوالجلال کی عبادت کا فرض یاد دلاتا ہے۔ اور جب اس امر کو پیش نظر رکھا جائے کہ اسے ہر روز طلوع آفتاب سے پہلے اللہ اکبر کی آواز بلند کرنی چاہیئے تو تسلیم کرنا پڑے گا، کہ موذن کا کام آسان اور سہل نہیں ہے، مصر کے موسم سرما میں سورج جلد نکل آتا ہے، صبح کے وقت سردی بعض اوقات نہایت شدید ہوتی ہے، کیا سردی کی یہ شدت موذن کو اس کے فرض کی بجا آوری سے تغافل کرنے کی طاقت نہیں رکھتی؟

مصر کے تقریباً تمام دیہات میں ایسے عابد اور پرہیزگار آدمی موجود ہوتے ہیں، جو مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ قرآن خوانی اور دیگر مذہبی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرتے ہیں، یہی لوگ نہایت خوشی سے بغیر کوتاہی یا غفلت کے موذن اور امام کا فرض بجا لاتے ہیں، مسلمانوں میں جو اشخاص صاحب دولت ہیں، وہ خدا کے ان نیک بندوں کو مسجد کی روشنی کا سامان خریدنے کے لئے نقد رقم دے دیتے ہیں، اور اگر وہ نادار اور تہی دست ہوں، تو ان کے لئے اس قدر روٹی کا انتظام کر دیا جاتا ہے، جس سے وہ اپنے جسم اور روح کا اتحاد قائم رکھ سکیں،

طانتا میں ایک مسجد کے ساتھ بہت بڑا قدیم مدرسہ ہے، جس کے انتظام کی باگ ایک قابل اور دور اندیش شیخ کے ہاتھ میں ہے، شیخ مذکور سے معلوم ہوا کہ اس مدرسہ کا سالانہ خرچ دس ہزار پونڈ ہے، اس کی آمد کے ذرائع وہ عطیات ہیں جو شیخ کو براہ راست موصول ہوتے ہیں، سنہ ۱۹۱۸ء تک مسجد اور مدرسہ کا انتظام علما کے ہاتھ میں تھا، لیکن اس کے بعد محکمہ اوقاف نے اس مسجد کو اپنی نگرانی میں لے لیا، شیخ کا تقرر خدیو کی طرف سے عمل میں آتا ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ مصر کے طبقہ علما کی اعلےٰ جماعت سے منتخب کیا جائے، جس کے اراکین کی تعداد ہمیشہ تیس ہوتی ہے، ہر رکن کو دو سو چالیس پونڈ سالانہ وظیفہ ملتا ہے، اور اس کے تقرر کی میعاد اس کی زندگی تک رہتی ہے، طانتا کی مسجد کا عملہ ایک شیخ، ایک نائب شیخ، ایک انسپکٹر، تین کنڈکٹر، ایک سو پروفیسروں اور دس چھوٹے اہلکاروں پر مشتمل ہے، ماہوار تنخواہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

شیخ ۵۰ پونڈ۔ نائب شیخ ۵۰ پونڈ، انسپکٹر ۱۲ پونڈ۔ پروفیسر اور چھوٹے اہلکاروں سے پانچ پونڈ،

مسجد کے مدرسہ میں شیخ کے وہی اختیارات ہیں، جو کہ روم کے ریکٹر کو حاصل ہیں، طانتا، اسکندریہ، دسوق، اور دمیاط کی بڑی بڑی مسجدیں جامعہ ازہر سے وابستہ ہیں، مساجد اور ان کے مدارس کی نگرانی کے لئے شیخ کی ایک اعلیٰ مجلس قائم کی گئی ہے، جس کے صدر جامعہ ازہر کے شیخ ہیں، اس مجلس میں مدارس کے ناظم اور قاہرہ یونیورسٹی کے بعض علما شامل ہیں، یہی مجلس قواعد و ضوابط تیار کرتی ہے، ہر مدرسہ کے شیخ اور اس کی کمیٹی کو ان قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے،

مدرسہ کے طلبا اسلام کے کسی خاص فرقہ یا جماعت سے تعلق نہیں رکھتے، اور عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ دوسرے مدارس کی طرح طانتا کا مدرسہ تمام اسلامی دنیا کے لئے کھلا ہوا ہے لیکن اس سال ۱۹۱۲ء میں یہ مدرسہ مصری طلبا سے معمور نظر آتا ہے ممکن ہے، کہ جو نوجوان ملک کے دور و دراز حصوں سے تحصیل علم کے لئے مصر میں آتے ہیں، وہ مدرسہ میں داخل ہونے کے بجائے جامعہ ازہر میں علمی زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں، داخلہ کی شرائط یہ ہیں کہ طالب علم کی عمر سترہ سال سے کم ہو، صحت اچھی ہو، اور وہ قرآن جانتا ہو، تعلیم مفت دی جاتی ہے، چھوٹی جماعتوں کے طلبا کو روزانہ روٹی کے دو یا تین ٹکڑے دیئے جاتے ہیں، اور بڑی جماعتوں کے طلبا کو پانچ، جو طلبا اس قدر غریب ہیں کہ وہ شہر میں مکان کرایہ پر لینے کی مقدرت نہیں رکھتے، ان کی اقامت کا مدرسہ کی طرف سے انتظام کر دیا جاتا ہے،

طانتا کے مدرسہ میں دینیات کی علمی اور عملی تعلیم دی جاتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔ پیغمبر خدا کے تاریخی حالات، حدیث۔ خوشنویسی، ریاضی، ہیئت، فلسفہ، منطق، علم الاجسام، الجبرا، ڈرائنگ، تاریخ، جغرافیہ، علم طبعیات، نیچرل ہسٹری، حفظان صحت، قانون اور ملکی نظام۔ نصاب کی یہ تفصیل میں نے شیخ کے الفاظ میں بیان کی ہے، شیخ تسلیم کرتا ہے کہ درس کی یہ توسیع اور اصلاح گذشتہ چند سال سے ظہور میں آئی ہے،

جب میں نے شیخ سے یہ دریافت کیا، کہ جو تیرہ ہزار طلبا مدارس میں تعلیم پاتے ہیں، ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے، تو اس نے مجھے یہ جواب دیا۔ بعض طلبا کو تحصیل علم کا شوق ہے، لیکن ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے، کئی ایسے ہیں جو مساجد یا مدارس میں وعظ کرنے یا تعلیم دینے کے لئے شیخ کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، بعض قاضی یا جج بننا پسند کرتے ہیں، مگر ایسے طلبا کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن کی زندگی کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں، کہ عام تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی پیشہ کو اختیار کریں، خواہ وہ صنعت ہو یا حرفت، زراعت ہو یا تجارت، ان میں ایسے لوگوں کے بیٹے بھی ہیں، جو سرکاری مدارس کی تعلیم جدید پر مذہبی تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں، ایسے نوجوان شیخ کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے عمامہ اور جبہ کی وجہ سے ممتاز نظر آتے ہیں، ان کے مقابلہ میں آفندی طبقہ کے نوجوان یورپین زبان اور لباس اختیار کرتے ہیں، اور افسوس ہے ان نوجوانوں پر کہ وہ نہ تو اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں، اور نہ آپ کا مذہب اختیار کرتے ہیں،

میرے قیام قاہرہ کے دوران میں جو خطبہ لوگوں کو سنایا جاتا تھا، اس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے:۔

"قرآن پاک میں انسان کا یہ فرض بتایا گیا ہے کہ لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتٰمی والمساکین وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ

ترجمہ:۔ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی اور لوگوں سے اچھی طرح بات کرنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جو ان لوگوں کے لئے انعام اور بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے، جو اپنے وعدوں کو پورا کرتے اور امانت کو قائم رکھتے ہیں، خداوند کریم جس کی ذات تمام سچائیوں کی مخزن ہے، فرماتا ہے کہ اپنے وعدوں پر قائم رہو اور وعدہ شکنی سے اجتناب کرو، کیونکہ خلاف ورزی کی صورت میں تمہیں اپنے افعال کا جواب دہ ہونا پڑے گا، یقین جانو جو کچھ کہ تم کرتے ہو، خدا سب جانتا ہے، اور جب اس نے تمہیں بہترین امت قرار دیا، تو اس کا یہ حکم ہے کہ تم نیکی کرو اور برائی چھوڑ دو، سچے ایمان کی بنیاد یہی ہے کہ اپنے خالق کی خوشنودی اور فرمانبرداری کو ملحوظ رکھے جو قوم اس صفت سے معرا ہے اور جھوٹ بولنے میں اسے کوئی باک نہیں، وہ گمراہ ہو جائے گی، اور اس کی تمام کوشش اور جد و جہد بے سود ثابت ہوگی، مصیبت، تباہی، اور افلاس کی بلا اس کے سر پر مسلط ہو جائے گی، اور دوسری دنیا میں اس کی سزا زیادہ سخت اور دائمی ہوگی، اے لوگو سچائی کو اپنا شعار بناؤ اور اپنی امانت پر قائم رہو، کیا اسی دنیا میں ہمیں اپنی سچائی اور پرہیزگاری کا صلہ نہیں مل جاتا؟ اور وہ صلہ یہی ہے کہ ہمارے دوست ہماری بات پر اعتبار اور زندگی کے تمام معاملات میں ہم پر بھروسہ کرتے ہیں ہمارے آباؤ اجداد اور اکابران اسلام کی زندگی اور سیرت ہمیں یہی بتا رہی ہے، کہ وہ سب سے مقدم اپنے عہد کے پابند تھے انہوں نے نہ صرف اپنی ذات بلکہ تمام لوگوں کے ساتھ سچائی اور اخلاص کو اپنا شعار قرار دے رکھا تھا، لیکن افسوس ہم نے اپنے مذہب کی اس اعلےٰ اور افضل تعلیم کو پس پشت ڈال دیا ہے، تم جانتے ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی، قرآن مجید میں لکھا ہے،

واجتنبوا قول الزور، ترجمہ، اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو،

حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں کہ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس کا محافظ فرشتہ متنفر ہو کر اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے، جو لوگ آنحضرتؐ کو جانتے تھے، وہ اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ صادق تھے، وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ "ہم نے تجھے اس وقت بھی راستگو پایا جبکہ ہم تجھ پر ایمان نہیں لائے تھے"

مذہبی علم کا صرف یہی کام ہے کہ وہ لوگوں کو مشورہ دے، سچائی کا راستہ دکھائے، اور انہیں تنبیہ کرے، جس طرح کہ ایک حامی بڑے تامل اور تذبذب کے بعد اپنے مسلمان بھائی کو اس کے عیوب سے آگاہ کرتا ہے، اسی طرح واعظ کو بھی چاہیئے کہ وہ دوسروں کی حماقتوں اور کمزوریوں کا راز طشت از بام نہ کرے، سربرآوردہ اور ذمہ دار شیخ ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتے، کہ ایک مسلمان اپنے دوسرے ہم مذہب بھائیوں کے مذہبی عقائد کی بلاوجہ تحقیق اور چھان بین کرے، ظاہری توبہ اور استغفار درست نہیں ہے، اپنے گناہ کا اعتراف اپنے دل کے اندرونی خانہ اور صرف اپنے خالق کے سامنے کرنا چاہیئے ان تمام باتوں کا فیصلہ خدا کرے گا، اسلام رہبانیت کے خلاف ہے، (ماخوذ)

لنڈن میں عید اضحیٰ کے موقعہ پر انجمن اسلام کا روح پرور نظارہ

مسجد ووکنگ میں جشن صلح کیلئے نعرہ ہائے مسرت

السلام علیکم۔ السلام علیکم

انگلستان میں مسلمانوں کے موجودہ مبلغ علی محمد یعقوب خان کی دعوت حق ہاتف کی کامل آواز کی طرح نہایت پر لطف طریقے سے اسلام کے واحد مرکز مسجد ووکنگ میں ترنم ریز ہوئی۔ آپ کی قرات کا وجدان وہ صد اصحاب میں جن میں کالے گورے اور زرد رنگ کے لوگ شامل ہیں مسحور کئے ہوئے تھا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے سب پر غایت مسرت کا عالم طاری تھا۔

ابھی کل حضرت ابراہیم کی مقدس یادگار کو چالیس کروڑ فرزندان توحید نے نہایت شان و شوکت اور اخلاص سے تازہ کیا۔ اور عید اضحیٰ کے موقعہ پر قربانی ادا کی۔

یوں تو اسلام کی شان و شوکت کا اظہار دنیا کے مختلف مقامات پر ہوا ہی ہوگا لیکن انگلستان کے مقام ووکنگ پر جو عظیم الشان نظارہ جلوہ افروز تھا اسکی نظیر دنیا کے کسی اور حلقہ سے ملنی محال ہے ہر چیز پورے طور پر انگریزی لباس میں نمایاں ہے۔ یہاں کے درخت

لمبے اور گھنے ہیں اور گھرے پتوں سے جھاڑیاں ڈھکی ہوئی ہیں اور دیہاتی پھولوں کی خوشبو جگہ جگہ پر اپنا اثر دکھا رہی ہے۔

مغرب اور مشرق کا آپس میں گلے ملنا

اس پر لطف مقام پر کھلے میدان میں مختلف ممالک کے لوگوں نے چٹائیوں پر نماز ادا کی۔ اتحاد اسلام کے اس روح افزا مجمع میں ہندوستانی مصری۔ ایرانی۔ افغانی۔ ترک اور دیگر یورپین شریک تھے۔ اور لطف کا مقام تو یہ ہے کہ شہزادوں اور ان لوگوں میں جو اپنا پیٹ پالنے کے لئے سمندر کا سفر کرتے ہیں کوئی امتیاز نہ تھا اور وہ روساء بحر قلزم کے بڑے طلائی محلوں میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے برابر فریضۂ صلوٰۃ ادا کر رہے تھے جو جھونپڑوں میں رات کاٹتے ہیں۔

مرد مغربی تمدن کے مطابق ملبوس تھے تیلئے لمبے فراک کوٹ اور ریشم کی ولایتی ٹوپیاں بعض خوبصورت وضع کی ٹوپیاں اور سلک ہیٹ سن بھی زیب تن کئے ہوئے تھے اس کے علاوہ گرم ممالک کے نوجوان جنکی بڑی بڑی آنکھیں تھیں نہایت زرق برق لباس میں علیحدہ بیٹھے تھے چپٹی ناک والے پارسی مولوی بھی تھے اور بھولے بھالے چہرہ والے نیچے دھاریدار سوٹ اور لمبی جرابیں پہنے ایک گوشہ میں نمایاں تھے۔ زرد۔ سیاہ بھورے۔ لاجوردی اور سنہری نیز کریپ بھی نظر آتی تھیں۔ چند سفید اور سبز دستاریں بھی دکھائی دیتی تھیں۔

پچھلی طرف نازک اندام عورتیں فروکش تھیں ان میں سے اکثر ونے بوٹ اتار دئے یہ نوجوان برطانی خواتین تھیں جو نہایت خوبصورت پوشاکیں ملبوس کئے ہوئے تھیں۔

السلام علیکم کا محبت افزا کلمہ بزرگ منش امام صاحب کے وعظ کا اصل مرکز تھا۔ چند فقرے ختم کرتے اور پھر انہی الفاظ کا اعادہ کر دیتے۔

امام صاحب کے خطبہ کا ملخص

درخت ہوا کے جھونکوں سے ہل رہے تھے کہ عید کی نماز ختم ہوئی اور امام صاحب نے اپنے خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ اگر اسلام کی تعلیم حقہ کے مطابق دنیا کے تمام مذاہب توحید اور یگانگت واتحاد کے دائرے میں جمع ہو جائیں تو آج تمام جھگڑے اور اختلافات جن سے لوگ اپنے بھائیوں سے بھی جدا رہتے ہیں ایک حد تک بالکل مٹ جائیں۔ اگر آپ کی خواہش ہے۔ اگر آپ نزول مسیح کو محسوس کرتے ہیں اور فی الواقعہ اگر آپ عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت زمین پر قائم کرنیکی آرزو رکھتے ہیں تو اس کا صرف یہی راستہ ہے یعنے آپ خدا کے احکام کے روبرو اپنا سر تسلیم خم کر دیں ہر شخص کے اندر اپنی جان قربان کر دینے کا مادہ پیدا ہوتا چلا جائے۔

جشن صلح پر اظہار مسرت

نماز اور خطبہ ختم ہونے کے بعد تکمیل معاہدہ لوزان کے لئے اظہار مسرت کیا گیا اور ایک متفقہ طور پر شکریہ ادا کیا گیا جس کو ڈاکٹر ہنری ایم لون (مستقد عمومی مجلس بین الاقوامی فلالوجی سائنس ودیگر منصبات) نے پیش کیا اس ادائیگی فریضہ مذہبی کے بعد حاضرین نے باہمی ملاقات سے اظہار اتحاد و محبت کیا اور کئی پرانے احباب نے نہ صرف اسلامی طریقہ پر معانقہ کیا بلکہ خوشی میں ناچ (رقص) (یا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا اور نہ ہی غیر مہذبانہ) بھی کیا۔

اس عظیم الشان جلسہ میں جو حاضرین تھے ان میں مولانا محمد مارما ڈیوک پکتھال مشہور ناول نویس و مدیر بمبئی کرانیکل دفتر وزارت خارجہ کے ممبران وفد کینیا۔ شاہزادہ عزیز اور شہزادہ محمد صادق بھی تھے۔

(ڈیلی ہیرالڈ)

دعوت عمل
مسلمانوں سے خطاب

جب کوئی قوم عیش و عشرت میں پڑ کر فرائض مذہبی سے غافل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس قوم کی اصلاح کے لئے کوئی مصلح یا نبی مبعوث فرماتا ہے جو اس قوم کی اصلاح کرتا ہے۔ چونکہ یہ مصلح یا نبی عوام کی منشاء کے خلاف ہوتا ہے اسلئے لوگ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کو طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے ہیں۔ ابتدا سے یوں ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہیں کی گئی اور ان پر کفار نے پتھر نہیں برسائے گئے۔ انہوں نے ان مصائب و شدائد سے تنگ آکر مدینہ منورہ کو ہجرت نہیں فرمائی۔ کیا کوئی ایسا ائمہ دین و ولی اللہ ہے جسکی متعصب اور کم فہم علماء نے تکذیب نہ کی ہو اور ان پر فتوی کفر نہ لگایا ہو۔ کیا حضرت شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی قدس سرہ کو علمائے اسلام نے ابلیس کا خطاب نہیں دیا۔ اسوقت جبکہ تمام دنیا عیش و عشرت میں مگن تھی۔ اور زناکاری مے نوشی و میفروشی اور طرح طرح کی بدکاریاں ان کا دین و ایمان ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں نے فرائض مذہبی کو دلوں سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں نوجوان اسلام طوق عیسائیت گلے میں پہن چکے تھے اور پہن رہے تھے اور ہر چہار طرف سے اسلام پر عیسائیت کے حملے ہو رہے تھے۔ اور دشمنان اسلام اسلام کے مٹانے کی فکر میں تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسلمانوں پر مایوسی کی کالی گھٹائیں چھا رہی تھیں اور یہی وقت تھا کہ قادر مطلق اپنی طرف سے کوئی مصلح بھیجکر دنیا کو بادیۂ ضلالت سے نکالکر صراط المستقیم پر چلائے۔ یکایک رحم الٰہی جوش میں آیا اور قاعدہ کلیہ کے مطابق ایک مصلح کو قبولیت دعا اور الہام جیسے روحانی ہتھیاروں سے مسلح فرما کر اور اس سے ہر طرح وعدۂ اعانت فرما کر ہندوستان جو کہ اسوقت مذاہب عالم کی دنگل بنا ہوا تھا۔ اور پھر ہندوستان میں خاصکر پنجاب جہاں تمام مذاہب برسر پیکار تھے مبعوث فرمایا۔ اور وہ مسیح موعود مہدی مسعود آیا جسکے متعلق آج سے تیرہ سو برس پیشتر ہمارے آقائے نامدار حضرت سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے پیشگوئی فرمائی تھی اور جس کے انتظار میں ایک مدت سے عالم اسلامی بیقرار نظر آتا تھا۔ آپ اپنے مقام اور اپنے وقت میں مبعوث ہوئے جو مسیح موعود کے لئے مخصوص تھا اور وہ کام کیا جو مسیح موعود کے لئے مخصوص تھا۔ آپ نے اپنی تقاریر اور تصانیف سے مذاہب مختلفہ کے عقائد باطلہ کی تردید اور تنقید کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ تمام مذاہب عالم کے مقابلہ میں صرف اسلام ہی فطرتی صداقت و وحدانیت پرست مذہب ہے۔ اور انسان اسی مذہب پر گامزن ہو کر نجات ابدی اور ترقی کر سکتا ہے۔ اور مخالفین اسلام ایسے خوفزدہ ہوئے کہ مقابلہ سے فرار ہو گئے اور ان میں سے بعض جو مقابلے پر آئے بری طرح ہلاک ہوئے۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے تو مقابلہ کرنا ہی ترک کر دیا۔ جب یہ خدا کا برگزیدہ بندہ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان کی توجہ اشاعت اسلام و حفاظت اسلام کی طرف منعطف کرانی چاہی تو علمائے اسلام جنکے دلوں میں بغض اور حسد کی آگ بھڑک رہی تھی اس مصلح ربانی کی تکذیب کے درپے ہو گئے اور اسکو طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں۔ جھوٹے مقدمات چلائے گئے اور کفر کے فتوے لگائے گئے جب اس مصلح ربانی کو ہر طرح جھٹلایا گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے مصلح کی اعانت کی اور دنیا پر طرح طرح کے عذاب مثلاً طاعون زلزلے اور طغیانیاں وغیرہ نازل کر کے حضرت مسیح موعود کی صداقت دنیا پر ثابت کر دی۔ مگر پھر بھی بعض ناعاقبت اندیش کم فہم اور حاسد مولویوں نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کو نہ پہچانا اور مقابلہ پر آئے۔ ناکامیاب ہو کر مایوس اپنا سا منہ لیکر اپنے اپنے گھروں میں جا چھپے۔

ظہور امام مہدیؑ کا انتظار

زیادہ تر تعجب اس بات پر ہے کہ بعض بڑے بڑے علماء اور پیران طریقت بھی اب تک یہ یقین کئے ہوئے ہیں کہ عنقریب مہدی کا ظہور اور مسیح کا نزول آسمان سے ہوگا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ نے تو ظہور مہدی کی تاریخ بھی مقرر کر دی تھی۔ مگر افسوس کہ اس تاریخ پر حضرت خواجہ صاحب کا مہدی نہ آیا۔ میں خواجہ صاحب سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں کہ ان کی مرادیں دل کی دل ہی میں رہیں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے جو علمائے کرام کو لگی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح فوت ہو گئے اور ان کی قبر بھی کشمیر میں موجود ہے۔ اور ان کے مثیل مسیح موعود بھی دنیا میں آئے۔ اور اپنا کام کر کے چلے گئے اور اشاعت و حفاظت اسلام کی ایک باقاعدہ جماعت قائم کر گئے جو اسوقت دنیا کے گوشہ گوشہ میں اشاعت اسلام کی غرض سے مبلغ بھیجنا چاہتی ہے اور بھیج رہی ہے اور اس اہم مقصد میں اسکو دن دگنی رات چوگنی کامیابی ہو رہی ہے۔

حضرات! آج ہندوستان کے واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ خود غرضی و خود بینی کی عینک اتار کر خدارا ذرا غور سے چشم بصیرت سے کام لیکر دیکھیں اور انصاف کریں کہ آج کون لوگ اور کس مقدس انسان کی جماعت ہے جو اسوقت نہایت جانفشانی اور محنت شاقہ سے علاقہ ارتداد میں کام کر رہی ہے اور دشمنان اسلام کو شکست پر شکست دے رہی ہے اور اس فتنہ کو سینہ سپر ہو کر روک رہی ہے اور ہزاروں مرتدوں کو پھر حلقہ بگوش اسلام کر رہی ہے۔ ساتھ ہی سینکڑوں مخالفین اسلام کو جام وحدت پلا کر دین اسلام میں داخل کر رہی ہے اور ہزاروں کفار کو دعوت اسلام دے رہی ہے۔ مصائب پر مصائب آتے ہیں، ان کو صبر سے برداشت کرتی ہے۔ کم فہم ناعاقبت اندیش علماء مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ دنیا کی سفلی طاقتیں اس مصلح ربانی کی جماعت کے مٹانے اور دنیا سے نیست و نابود کر دینے کی فکر میں ہیں۔ دنیا کی سفلی طاقتیں مطمئن رہیں اور یقین کر لیں کہ یہ جماعت اس برگزیدہ مقدس بندہ کی بنائی ہوئی ہے جو اللہ کی طرف سے مامور ہو کر دنیا میں آیا تھا۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہ جماعت ان طاقتوں سے ہرگز نہ مٹ سکیگی۔ ہزاروں مصائب آئیں۔ جھکڑ چلیں۔ مگر یہ جماعت ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹیگی اور روز بروز دگنی رات چوگنی ترقی پہ ترقی اور کامیابی پر کامیابی حاصل کرتی رہیگی۔

حضرات! اب بھی وقت ہے کہ آپ اس مصلح ربانی کو پہچانیں اور اسکی مقدس جماعت میں داخل ہو کر اشاعت اور حفاظت اسلام کے کاموں میں اس پاک جماعت کا ہاتھ بٹائیں اور دنیا پر اسلام کا سکہ جمائیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ اب تک اسلام زندہ ہے۔

(خاکسار ولی محمد احمدی حافظ متعلم جماعت ہفتم مڈل سکول (علی پور ضلع مظفر گڑھ)

عطیہ برائے تعمیر مسجد احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور
شکریہ

جناب شیخ غلام علی صاحب نے اپنی دختر اقبال بیگم مرحومہ کو ثواب پہنچانے کے لئے بوساطت حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہوس مبلغ پانچسو روپیہ عطا فرمایا ہے کہ مسجد احمدیہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی تعمیر پر خرچ کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور شیخ غلام علی صاحب کو بھی اجر عظیم کا وارث بنائے۔ آمین۔

(سید محمد حسین۔ آنریری جنرل سکرٹری)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر بخیریت ہیں، احمدیہ بلڈنگس میں خدا کے فضل سے خیریت ہے،

برادران پرسارہ اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ منگل کی رات کو تبلیغی دورہ سے واپسی پر برادر مولوی فیروزالدین صاحب موضع آسیلو میں مرض ہیضہ گرفتار ہو گئے، جملہ برادران فوراً انہیں پرسارہ لے آئے، اور ڈاکٹر کو اٹھرس سے بلوا کر علاج کروایا، الحمدللہ کہ اصل مرض سے اللہ تعالےٰ نے مولوی صاحب کو شفا دے دی، لیکن مرض کا نتیجہ بعید کمزوری باقی ہے، جملہ احباب مولوی صاحب کی صحتیابی کے لئے خاص طور پر درد دل سے دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالےٰ انہیں کامل طور پر جلد صحت عطا فرمائے، ہم برادران مردان خان صاحب ناظر خان صاحب، مهدی خان صاحب و دیگر احباب پرسارہ کے دل سے ممنون ہیں، جنہوں نے مولوی صاحب کی اس بیماری میں دل و جان سے خدمت کی، اللہ تعالےٰ انہیں دینی و دنیاوی برکات سے متمتع کرے،

میر مدثر شاہ صاحب کشمیر میں مصروف تبلیغ ہیں، اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ کے مواعظ مقبول عام ہو رہے ہیں، اللہ تعالےٰ اہل کشمیر کو حق کی شناخت کی توفیق عطا فرمائے،

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب حج سے فارغ ہو کر مصر تشریف لے گئے ہیں، اور وہاں سے انگلستان چلے جائیں گے آپ کا ارادہ ہے، کہ انگلستان جا کر پھر عازم ہندوستان ہوں۔

آج کے بچے کل کی قومیں ہیں

امریکن نسل کا مستقبل

یہ مضمون رسالہ مشنری ریویو آف دی ورلڈ کے جولائی نمبر کے ایک آرٹیکل کا اقتباس ہے :

اضلاع متحدہ امریکہ کے تقریباً ۵۰ لاکھ بچے ایسے ہیں جن کی عمر ۱۰ سال کے اندر ہے، جس کے معنی یہ ہیں، کہ امریکہ کے پچاس لاکھ فرزند تا حال ایسے ہیں، جن کے کوائف مستقبل کا اندازہ اس تعلیم و تربیت سے لگایا جا سکتا ہے جس کے حصول میں وہ کوشاں ہیں، اور ان بیرونی و اندرونی اثرات سے کیا جا سکتا ہے، جن کے بیاں ان کی زندگی کے لمحات گذر رہے ہیں، یا تو یہ عظیم الشان تعداد ملک کے نشیب و فراز کی کفیل ہوگی، آنے والے تمدن اور معیشت کا تمام تر دارومدار اسی تعداد پر ہوگا، یا یہی نئی نوع انسان مجرم بنے گی، اور ان کی جسمانی و دماغی قوائے کا ضعف، ان کے افکار خدا اور عقیدہ ملک اور مذہب کے لئے باعث خطرہ ہوگا،

آبادی کے افراد کی گنتی کر لینا تو نہایت آسان ہے لیکن کسے معلوم ہے، کہ آبادی کے ایک رکن یا فرد کے ساتھ کیا کیا ذاتی ... یا معیوب مختص ہیں، لیکن جب ہم آغاز میں لڑکے اور لڑکیوں کی پوری نگرانی سے جیسا کہ یسوع مسیح نے فرمایا ہے، کام لے کر ان کی تعلیم و تربیت کی جائے، تو آنے والے مرد یا آنے والی عورت کے حالات کا نقشہ اس لڑکے یا لڑکی کی پیشانی میں نظر آ سکتا ہے، لیکن بنظر انصاف دیکھا جائے، تو کتنے بچے ایسے ہیں جن کی پرورش اور تربیت و زندان انسان کی طرح کی جاتی ہے، درحقیقت ان کی تعلیم و تربیت کی زندگی ان پودوں کی سی ہوتی ہے، جو خود بخود اگتے ہیں، اور پھر خود ہی طبعی موت مر جاتے ہیں، نہ ان کی نگرانی کی ضرورت، نہ انہیں آبیاری کی حاجت ادھر آئے اور ادھر چل دیئے، بچوں کی جسمانی حالت بالکل نظرانداز کر دی جاتی ہے، ان کے اسلوب کی ... نہیں کی جاتی، اور ان کی روح کی زندگی کو مردگی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے، عام لوگ اپنی کھیت کی پرواہ بہ نسبت اپنی اولاد کے زیادہ کرتے ہیں، کیا ایک اکثر لوگ عمدہ مویشی پیدا کرنے کی فکر میں ہیں، اور انہیں عمدہ اولاد پیدا کرنے کی فکر تک نہیں، اس میں شک نہیں کہ اچھے والدین، مناسب خوراک عمدہ لباس، باقاعدہ ورزش، اور ... ضروری چیزیں ہیں، جو صحیح الجثہ بچوں کے مناسب حال ہیں، مگر روحانی والدین، دماغی اور روحانی خوراک، بلند مقاصد حیات، اخلاقی طاقت کے نشو و نما کیلئے کثیر کے ارتقاء کی ضرورت اندرونی اصلاح اور با ایثار زندگی کے لئے کہیں بڑھ کر ہے،

انہی وجوہات کی بنا پر سال رواں میں امریکہ کے کلیساؤں کے خاص مطالعہ کے لئے "امریکہ کی محافظت اس کے بچوں کی طفیل" کا مضمون مقرر کر دیا گیا ہے، اسی لئے ہم نے رسالہ کی اس اشاعت کو ان اصحاب رائے کی مشاورت کے حصول کی خاطر وقف کر دیا ہے، جنہیں امریکن بچوں کی تعلیم و تربیت میں خاص ملکہ حاصل ہے، غالباً تین لاکھ امریکن مسیحی اس مسئلہ پر سال حال میں پورا غور و خوض کریں گے، اس چھان بین اور تحقیق کا نتیجہ یقیناً خوشگوار اور حسب دلخواہ ہوگا، ہر وہ شخص جسے ان معاشرات وسیع و التفات کا علم ہے، جو ایک نوجوان کی ذات پر حاوی ہو سکتے ہیں، ہماری اس تجویز کے مفید ہونے میں ذرہ بھر شک نہیں لا سکتا، بلکہ یہ وقتی مشورہ کسی صورت میں خراج تحسین لئے بغیر نہیں رہ سکتا، امریکہ کے خاص حالات اور کوائف بچپن کا مسئلہ نونہالان کے مستقبل اٹھانے کا کفیل بن سکتا ہے، امریکہ کے بچاؤ کی صورت صرف اس کے بچوں کی محافظت اور بچاؤ پر موقوف ہے، اس کے علاوہ تمام کوششیں ثانوی اور کم ضروری ہیں،

ان طاقتوں میں سے جن کو قوم کی آئندہ کی محافظت اور تربیت کے ضمن میں لا سکتا ہے، سب سے مقدم "ایک مسیحی گھر" ہے، وہ گھر جس میں دونوں ماں اور باپ بذریعہ تعلیم و مثال اپنی اولاد کو راہ حیات دکھا سکتے ہیں،

دوم عیسائی درسگاہ ہے، وہ درسگاہ نہیں جس میں فرقہ بندی کی تعلیم ہو، بلکہ وہ مدرسہ جس میں کی تعلیم بچوں کی دماغی تربیت کرے، ان کے کیریکٹر کو بلند کرے، اور انہیں خدائی احکام کی متابعت مسیح کے پیش کردہ معیار اور اس کی تعلیم کی سپرٹ کی مطابقت اور بنی نوع انسان کی خدمتگذاری کا سبق سکھلائے،

سوم حقیقی معنوں میں مسیحی چرچ کی تعلیم جو سنڈے سکولوں میں دی جا سکتی ہے، یہ تعلیم خانگی تربیت اور مدرسہ کی دینی تعلیم کی تلافی نہیں کرے گی، بلکہ ان کے ساتھ اضافہ ہوگی، سنڈے سکول اس وقت تک ناکام ثابت تو نہیں ہوئے لیکن ان کے وجود سے کما حقہ فائدہ منصور نہیں ہوئی، لہذا اب موقع ہے کہ ان کی پوری پوری اصلاح کر کے ان سے امریکن بچوں کی اصلاح کے وہ کام لئے جائیں، جو اب تک نہیں لئے گئے، چرچ کے اس حربہ کی تقویت کا وقت اب ہے،

کسی ملک کے بچے ایسے اوقات نہیں ... کہ وہ اپنے آپ کو باقی جہان سے الگ تھلگ رکھ کر اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہہ سکیں، امریکہ میں ضرورت ہے کہ سلطنت، تجارت، اور املاک ...

کے ماہرین پیدا کیے جائیں، ہمارے لڑکے اور لڑکیاں ممالک غیر میں نہ صرف انجیل کی تعلیم دینے کے لئے جائیں، بلکہ معالجت اور تدبیر کے کام کو بھی ہاتھ میں لیں،

یسوع مسیح نے "بچے" کو مرکزی پوزیشن عطا کی، وہ ان بچوں سے محبت رکھتا تھا، اور انہیں برکت دیتا تھا، اس نے وہم اور جہالت کی قید سے نجات دلائی، یہ صرف مسیح کی تعلیم ہے، جس نے ایک مسلم گھر کی زندگی میں تغیر و تبدل پیدا کر دیا ہے، جس کی بدولت ایشیا اور افریقہ میں سکول قائم ہو گئے ہیں، جس نے روس اور آرمینیا کے مریض لنگڑے، لولے اور فاقہ مست باشندوں کو نجات دلائی، الغرض بچوں کے بچانے میں ہم اپنی نجات خریدتے ہیں، کیونکہ ہمارا یہ فعل باری تعالیٰ کی عین خوشنودی کا باعث ہے، ہمارے بچے بڑے ہو کر مسیحی معیار کے مطابق زندگی کرنے لگ جائیں، اور ان کی حیات کا مقصد اشاعت عیسائیت قرار پا جائے، تو ہم نے ایک عظیم الشان کامیابی حاصل کی جس کی نظیر کسی دوسری اشاعتی کوشش میں نہیں مل سکتی،

ہندو سبھا اور چھوت چھات

اس میں کلام نہیں کہ چھوت چھات کا گورکھ دھندا خلاف قانون قدرت ہے، اور الٰہی قانون کے بھی خلاف ہے، لیکن ہندو قوم میں وہ بہت پختگی پکڑ چکا ہے، اگرچہ کچھ عرصہ سے اس کے دور کرنے کیلئے ہندوؤں میں کوشش ہو رہی ہے، امسال ہندو سبھا کا جو زبردست اجلاس بنارس میں زیر صدارت پنڈت مدن موہن مالوی ہوا، اس میں چھوت چھات دور کرنے کا ریزولیوشن نامنظور ہوا، اور نیز مختلف فرقوں کے برہمنوں کے درمیان ایک دسترخوان پر بیٹھ کر باہم کھانے پینے کا ریزولیوشن بھی نامنظور کیا گیا، جب اونچی ذات کے ہندو باہم کھانا پینا پر آمادہ نہیں ہو سکتے، تو یہ کیسے ممکن ہے، کہ اچھوت ہندوؤں سے چھوت چھات ترک کر سکتے ہیں، ہلگرچہ کانگریس مخلص ہند کی قومی کے لئے چھوت چھات دور کرنے کو لازمی قرار دیا ہے جسے مسلمان اور عیسائی تو تہ دل سے عمل کرنے کے لئے آمادہ ہیں لیکن ہندو اس کو بھی عام طور پر گوارا نہیں کر سکتے، اگو یا حصول سوراج کے راستہ میں خود ہندوؤں کی طرف سے ایک بڑی رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے، اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ہندو ۷ کروڑ مسلمانوں کو مرتد بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے،

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں،

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مؤرخہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۴۲ ہجری | نمبر ۸۳

احباب سلسلہ سے چند باتیں

(۴)

مساوات قومی

حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے،

نظام قومی اور وحدت قومی کبھی قائم نہیں ہو سکتے، جب تک کہ ان کی بنیاد مساوات قومی پر نہ ہو، مساوات کے یہ معنے نہیں کہ سب لوگ ایک ہی مرتبہ پر ہوں، یا سب کے پاس برابر مال ہو، یہ ناممکن ہے، علم، مرتبہ، مال کا فرق دنیا میں ہمیشہ رہے گا، اور بولشویزم کبھی عملاً کامیاب نہیں ہو سکتا، البتہ باوجود علم اور مرتبہ اور مال کے فرق کے بھی ایک مساوات انسانوں میں ہے، اور ہونی چاہیئے، اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک علم، مرتبہ یا مال کے حصول کا سوال ہے یا معاملات قومی میں رائے دینے کا سوال ہے، سب کے حقوق برابر ہوں، بعض حالات تو وہ ہیں جن میں انسان پیدا ہوا ہے، کوئی امیر کے گھر پیدا ہوتا ہے کوئی غریب کے، کوئی خاص طور پر قابل دماغ لے کر آتا ہے کوئی معمولی طور پر، کوئی طاقتور پیدا ہوتا ہے کوئی کمزور اور بیمار، یہ سب قدرت کے اختلافات ہیں، جن پر پیدا ہونے والے کو کچھ اختیار حاصل نہیں، لیکن ایک قوم کے مختلف افراد میں مساوات کا یہ تقاضا ہے، کہ سب کو یکساں موقعہ ترقی کا دیا جائے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا بڑا ضروری ہے، کہ ہر ایک تو اپنا حق لینے کو تیار رہتا ہے، مگر دوسرے کو اس کا حق دینے کے لئے بہت کم لوگ پائے جاتے ہیں، حقیقی مساوات صرف حقوق کی مساوات نہیں بلکہ ذمہ واریوں کی مساوات بھی ہے، اور اسی بات کی طرف میں احباب کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں،

جہاں تک ہمارے نظام قومی کا سوال ہے، اس میں ہر ایک احمدی کو یہ حق حاصل ہے کہ جن کاروبار کو ہماری قوم سرانجام دیتی ہے اور اشاعت اسلام کا جو سلسلہ ہماری انجمن سے وابستہ ہے، اس میں وہ بھی اپنی رائے دے، ہاں یہ رائے نظام قومی کے ماتحت ہے، یعنی بذریعہ ان نمائندگان کے جنہیں افراد قومی وقتاً فوقتاً اس کام کے لئے منتخب کرتے رہیں، لیکن ہر ایک احمدی کے اوپر کچھ ذمہ واری بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنی طاقت کے مطابق اس کام کے سرانجام دینے میں زور بھی لگائے گا، قرآن شریف اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ ہر انسان کو اپنے مقدور کے مطابق زور لگانا چاہیئے، کہیں فرماتا ہے جاھدوا فی اللہ حق جہادہ، اللہ کے راستے میں کوشش کرو تو اس حد تک کوشش کرو جو کوشش کرنے کا حق ہے، کہیں فرماتا ہے اتقوا اللہ حق تقاتہ، اللہ تعالےٰ نے جو حقوق تمہارے ذمے دے رکھے ہیں، ان کے پورا کرنے میں، جو پورا کرنے کا حق ہے وہ ادا کرو، کہیں فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا، اللہ تعالیٰ ہر شخص پر جو امر لازم کرتا ہے تو اس کی وسعت کے مطابق لازم کرتا ہے، کہیں اس سے بھی زیادہ صفائی سے فرماتا ہے علی الموسع قدرہ و علی المقتر قدرہ، جن حقوق کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے، ان میں مساوات یہ ہے کہ فراخی والا فراخی کے مطابق ادا کرے اور تنگدست اپنی تنگی کے مطابق، ان تمام آیات کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ کوئی شخص خدا کی راہ میں چند پیسے دے کر اسی ذمہ واری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا، جو اللہ تعالےٰ نے اس کے ذمے ڈالی ہے، بلکہ جس طرح تھوڑے علم والا اپنے تھوڑے سے علم کو اور تھوڑی طاقت والا اپنی تھوڑی طاقت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا کر اپنی ذمہ واری سے عہدہ برا ہو جاتا ہے، لیکن بہت علم والا تھوڑے سے علم کو اور بہت طاقت والا تھوڑی سی طاقت کو خرچ کر کے اس ذمہ واری سے عہدہ برا نہیں ہوتا، اسی طرح تھوڑے مال والا تھوڑا مال خرچ کر کے اپنی ذمہ واری سے عہدہ برا ہو جاتا ہے، مگر بہت مال والا تھوڑا مال خرچ کر کے عہدہ برا نہیں ہوتا، جس کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے اس پر زکوٰۃ بھی پچیس روپے ہے، لیکن جس کے پاس لاکھ روپیہ ہے وہ پچیس روپے اگر زکوٰۃ دے، تو اس کا دینا نہ دینا برابر ہے، اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل نہیں کی، اللہ کی رضا کو مقدم نہیں کیا، بلکہ اپنے نفس کی کسی خواہش کو پورا کیا ہے، یا لوگوں کی ملامت سے بچنے کی کوئی راہ نکالی ہے، اسی طرح اس مال کا حکم ہے جو زکوٰۃ کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے رستے میں خرچ کرنے کا حکم ہے، ایک مالدار آدمی اگر اپنے سینے میں بخل کو پنہاں رکھتا ہے، اور چند پیسے دے کر یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ خوش ہو جائے گا، تو وہ اپنے نفس کو دھوکا دے رہا ہے، اللہ تعالےٰ پورا زور لگانے پر خوش ہوتا ہے، وہ مزدور خدا کی رضا سے بہت قریب ہے، جو سارے دن میں ۸ کماتا ہے تو اس میں سے دو پیسے اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے، بہ نسبت اس دولتمند کے جو ہزار ہا روپے کماتا ہے، مگر خدا کی راہ میں دیتے وقت اس کے ہاتھ سے دو چار روپے سے زیادہ نہیں نکلتے،

حضرت مسیح نے جو کہا تھا، کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا، تو اس کا مطلب یہی تھا، کہ دنیا کے عام دولتمند چند پیسے دے کر خدا کو خوش کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالےٰ ان سے خوش نہیں ہوتا، جب تک کہ مال کی محبت اور بخل ان کے دلوں سے دور نہ ہو، یہی اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا ہے، ہمارے نبی کریم صلعم کی پرحکمت کلام میں اسے یوں ادا کیا گیا ہے، کہ غربا امرا سے پانچ سو سال پیشتر جنت میں داخل ہوں گے، اصل بات یہ ہے کہ امرا کے دل میں مال کی محبت غربا کی نسبت بہت بڑھ کر ہوتی ہے، اور جس دل میں مال کی محبت ہو اس میں خدا کی محبت نہیں آسکتی، خواہ ایسا شخص کتنا بھی اپنے نفس کو دھوکا دے، مال دنیا کی محبت ایک محنت ہے جس سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے، اور نور اس سے دور ہو جاتا ہے، بخل ایک ناپاکی ہے جس کے دل میں ہوتے ہوئے انسان سرچشمہ قدوسیت تک نہیں پہنچ سکتا، اور فی الحقیقت کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے امرا غربا کے دوش بدوش کھڑے ہو کر پورا زور نہیں لگاتے، پس مساوات کی یہ ضروری شرط ہے کہ امرا اور غربا اپنی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کریں، صحابہؓ میں جس قدر لوگ مال سے زیادہ حصہ رکھتے تھے، وہ ضروریات قومی کے وقت دریا دلی سے خدا کی راہ میں خرچ بھی کرتے تھے، انہیں اپنا سارا یا آدھا مال دے دینا بھی دشوار نہیں گذرتا تھا، تعداد میں تھوڑا ہونے سے کوئی قوم تباہ نہیں ہوئی، بلکہ جو قوم تباہ ہوئی ہے، وہ اسی لئے تباہ ہوئی کہ اس کے بڑے آدمیوں نے کم ہمتی اور بزدلی کی راہ اختیار کر لی، اس لئے میں اپنے احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک اصول مساوات کو مدنظر رکھتا ہوا اس کے مطابق خدا کی راہ میں کوشش کرے، جو اللہ تعالےٰ نے اسے دیا ہے، اگر زیادہ علم دیا ہے، تو وہ اس علم کو خدا کے رستے میں اسی طرح بڑھ چڑھ کر خرچ کرے، اگر زیادہ مال دیا ہے، تو زیادہ مال کو خدا کے رستے میں خرچ کرے، اسی میں اس کی بھی فلاح ہے اور قوم کی بھی فلاح، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو نہ صرف وہ قوم کی کامیابی میں سدراہ ہوتا ہے بلکہ خود بھی مال کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے، ہماری کل قوم نے جمع ہو کر اور اتفاق کے ساتھ دو باتوں کو قبول کیا ہے، ایک یہ کہ اپنی زکوٰۃ بیت المال میں داخل کریں گے، دوسرا یہ کہ اپنی آمدنی میں سے بحساب تین پیسے فی روپیہ یعنی آمد کا قریباً بیسواں حصہ اشاعت اسلام کے لئے دیں گے پس جو شخص ہم میں سے ان دونوں باتوں کی پابندی نہیں کرتا خواہ وہ کتنے بلند مرتبے پر ہو، خواہ کیسا بڑا خادم دین ہو، خواہ وہ کتنا بڑا صاحب اقبال ہو، خواہ لوگ اس کی کتنی عزت کرتے ہوں، مگر وہ قومیت متحدہ کو نقصان پہنچانے والا اور بالآخر خود اسی کام کو نقصان پہنچانے والا ہے جو اس قومیت متحدہ کی غرض ہے یعنی اشاعت اسلام، بعض لوگ اپنے دل کو یوں تسلی دے لیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے تو کوئی حکم نہیں دیا کہ مال کا فلاں حصہ خدا کی راہ میں دو، لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ میں حصہ معین کر کے ایک راہ بتا دی ہے، اور خدا کے رستے میں خرچ کرنے کے لئے صاف صاف اور کھلا کھلا حکم دیا ہے، کہ ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے، اور اپنی طاقت زور لگائے، ایسے خیالات صرف نفس کے دھوکے ہیں، حقیقت میں وہ مال کی محبت ہے، جو اندرونی طور پر کام کر کے خدا کی رضا کے رستے پر چلنے سے روک رہی ہے، شیطان بڑے باریک راہوں سے انسان پر حملہ کرتا ہے، پس ہمارے دوست جو اب تک اس نظام قومی میں اس مساوات کے اصول کو ترک کئے ہوئے ہیں، غور کر لیں، کہ انہیں کوئی اور ضرورت حقہ خدا کے رستے میں خرچ کرنے سے روک رہی ہے، یا صرف اپنے آپ کو دھوکا دے کر وہ خدا کے ایک حکم کو ٹالنا چاہتے ہیں ٭

حجاج کو تکلیف

اس سال حجاج اور زائرین مقامات مقدسہ اسلامیہ کو عام شکایت ہے، کہ دوران سفر حجاز میں انہیں سخت تکلیف ہوئی، جس کی ذمہ واری شریف مکہ کی حکومت ہے، کہتے ہیں شریف نے بہت سے محاصل بڑھا دیئے ہیں، اور بعض ایسے نئے محاصل لگا دیئے ہیں جو ترکوں کی حکومت کے ماتحت کبھی لگائے نہیں گئے تھے، بعض حاجیوں نے یہ بھی بیان کیا، کہ عرب کے لوگ علی الاعلان کہتے ہیں، کہ موسم حج ان کے کمانے کا موسم ہے، اور انہیں سال بھر کی روٹیوں کا سامان ان ہی ایام میں کرنا ہے، ان تمام حالات سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، کہ حجاز کی حکومت نے جو ملکی صنعت وحرفت وزراعت وفلاحت کے خواب دیکھے تھے، ان کی تعبیر کم از کم ابھی تک کچھ نہیں نکلی، ہم جانتے ہیں کہ عرب کچھ زیادہ زرخیز ملک نہیں، اور ترکی حکومت نے اس ملک سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا، بلکہ اس کے مصارف کا بوجھ ہمیشہ خزانہ عثمانیہ پر پڑا، اور اب جبکہ حکومت عثمانیہ کا سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے، کہ عرب والے اپنے مصارف خود برداشت کرنے پڑیں گے، لیکن ان کی برداشت کا یہ طریق نہایت معیوب ہے کہ جو لوگ حج بیت اللہ کو جائیں، ان کو لوٹ لیا جائے، اور جلب منفعت کا ذریعہ بنایا جائے، حکومت عرب اگر اپنے نظم ونسق کو درست نہیں کرے گی، اور اس کی پیداوار کو ترقی نہ دے گی، تو اس کی مشکلات کا خاتمہ کبھی نہیں ہو سکتا، اور نہ مسلمانان عالم کی نظر میں اس کی کچھ وقعت قائم ہو سکتی ہے،

اس سوال کا ایک پہلو اور بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ آج حکومت برطانیہ کے ماتحت کروڑوں مسلمان آباد ہیں، اور حکومت برطانوی کا یہ کھلا اعلان ہے، کہ وہ اپنی رعایا کے مذہبی امور میں سہولت پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گی، اس لئے برطانیہ کا فرض ہے کہ وہ شریف سے اس امر کی کافی ضمانت لے کہ آئندہ حجاج کو اس قسم کی تکالیف کا سامنا نہ ہوگا، اور اگر اس قسم کی ضمانت ناممکن ہو، تو پھر عرب کی حکومت ترکوں کو سپرد ہونی چاہیئے، جن کا عہد حجاج کے لئے نسبتاً آرام دہ ثابت ہوا ہے،

سے فرمایا ہے لخاتم النبیین قرآن کریم کی نص صریح ہے جس نے باب نبوت کو مسدود کر دیا اور سلسلہ وحی نبوت کو مسدود کر دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ حضرت نبی کریم پر انبیا کا سلسلہ ختم ہو گیا، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت کو اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے، کہ انا آخر الانبیا اور لا نبی بعدی تو اس نص صریح کے ہوتے ہوئے اور ان احادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے یہ اعتقاد نہیں رکھا جا سکتا، کہ حضرت نبی کریم کے بعد کوئی نبی آئے گا، اور اگر کوئی نبی آ جائے، تو یہ نص صریح نعوذ باللہ غلط ٹھہرتے ہیں، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات غلط ٹھہرتے ہیں، چونکہ ہمارا ایمان ہے کہ سرور کائنات کے بعد اب کوئی نبی نہیں آ سکتا، اور حضرت عیسےٰ چونکہ نبی ہیں، اس لئے وہ نہیں آ سکتے؛ اور اگر وہ آئیں تو اسلام کا تختہ الٹ جاتا ہے، وحی نبوت پھر جاری ہو جاتی ہے، اور اگر وحی نبوت جاری نہ بھی ہو، اور ایک شخص جو اللہ تعالےٰ کے علم میں نبی ہو، وہ حضرت نبی کریم کے بعد آ جائے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے، اور قرآن کریم کی نص صریح غلط قرار دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسےٰ نہیں آ سکتے، پس یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے، جو حضرت مرزا صاحب نے بیان کیا لطفی بے شکر فرمانے لگے یہ تو معمولی مسئلہ ہے، اس میں اصول دین کی کوئی بات نہیں ہے، اور میرا بھی اعتقاد ہے، جو مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے؛ حالانکہ میں نے ان کی کسی کتاب کو اس سے پیشتر نہیں پڑھا، اور مجھ پر ہی کیا بس ہے، روس کے کئی ایک علما کا یہی مذہب ہے، ترکی اور مصر کے کئی ایک علما کا یہی مذہب ہے، اس بات پر علما کو تکفیر اور تفسیق کی طرف نہ جھکنا چاہیئے تھا،

مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کے متعلق بہت غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے، اور وہ سب غلط ہے، اس کا علاج کریں، اور روس ترکستان قفقاز میں جائیں، اور ان کی کتابیں ساتھ لے جائیں، وہاں کے علما کو دکھائیں میں یقین کرتا ہوں، کہ وہ لوگ فوراً دیکھ لیں گے کہ دشمن نے غلط افواہیں مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پھیلائی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ روس کے ایک بڑے متبحر اہل تصنیف واہل اجتہاد عالم کے حلقہ تلامذہ میں سے ہوں، ان کا نام الشیخ موسیٰ جار اللہ ہے، وہ آپ کو ضرور اس میں مدد دیں گے؛

اس کے بعد انہوں نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن دیکھا، بہت خوش ہوئے، ایک سرسری نگاہ ابتدا سے انتہا تک ڈالی، اور ایک آدھ جگہ سے ترجمہ کرا کر سنا، پھر فرمایا کہ سورۃ برأت نکال کر دکھائیں، اس کو شروع سے آخر تک دیکھا اور پھر چھاتی پر ہاتھ مار کر یا رب یا رب پکارنے لگے، کہ یہ سارے کا سارا وہی قرآن کریم ہے جو امت محمدیہ کے پاس ہے، لیکن میں نے سنا تھا کہ مولانا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کو محرف و مبدل کر دیا، اور سورۃ برأۃ کو نکال دیا ہے، کس قدر شرم کی بات ہے کہ اس قدر جھوٹ ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، میں یہاں آ کر نہایت ہی مسرور ہوا ہوں، اور خوش ہوں کہ مجھے دشمن کی باتوں نے آپ تک پہنچا دیا، اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحیح امر کا علم ہو گیا،

یہ صحبت تین گھنٹے تک رہی، اور اس عرصہ میں دو ایک بار کافی کا پیالہ ان کے سامنے رکھا گیا، لیکن وہ گفتگو میں اس قدر محو تھے کہ ہر دفعہ کافی سرد ہو گئی، اور وہ کھانے پینے کی طرف التفات نہ کر سکے،

یہ صاحب یورپین لباس میں تھے، لانبے قد کے لحیم شحیم بزرگ تھے، رنگ سفید تھا عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان ہو گی، جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں، دینی معلومات ان کے وسیع تھے، نواب صدیق حسن خاں مرحوم اور مولانا عبدالحی لکھنوی کی تصانیف سے واقف تھے، فارسی اور عربی نہایت اعلےٰ درجے کی جانتے تھے اور بولتے تھے،

ان کا خیال ہے کہ حضرت صاحب کی فارسی اور عربی کتب ممالک اسلامیہ میں پھیلانی چاہئیں، مجھے سردست چند نسخے ہر عربی وفارسی کتابت کے اگر بھیج دیئے جائیں تو میں شیخ موسیٰ جار اللہ کو اور شیخ عبدالعزیز شاویش کو کہ انگورہ میں تعلیم کے افسر اعلےٰ ہیں، اور جو میرے ذاتی طور پر واقف ہیں بھجوا دوں، والسلام۔

مراسلات

میاں صاحب کے ایک مُرید کا سوال اور اسکا جواب

(میر مظفر شاہ صاحب گیلانی کے قلم سے)

جناب میاں محمود احمد صاحب کے ایک مرید کا جو میرا دوست ہے حسب ذیل خط بمقام سری نگر کشمیر میرے نام ہو آیا۔ میں نے اس سوال جواب کا شائع کر دینا مناسب جانا۔ تا کہ اور دوستوں کو بھی اس کا علم ہو جائے ہ

"میں بھیجتا ہوں آپ کے ریویو آف ریلیجنز ایسے ہوشمند مولوی محمد علی صاحب کے رشحات قلم سے بابت نبوت حضرت مسیح موعود لکھ رکھے گئے ہیں اس پر تنہائی میں غور کرنے سے آپ کو میری رائے دربارہ نبوت پسند آئی ہو گی۔ کیونکہ علاوہ اسکے اخبار عام میں آپکے نبوت کے انکار کو مسیح موعود نے بذریعہ خاص اعلان رد کیا۔ اور لکھا اگر میں انکار کروں تو میں گناہ ہو گا۔ نیز بذریعہ اعلان ازالہ غلطی انکار کی تردید کر کے یہ لکھا کہ میرا عوذ باللہ ہے۔ اور مرید کو یا مریدان کو سمجھایا کہ میرے دعوی نبوت سے کیوں انکار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل نبوت یا شریعت والی نبوت یہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسے نئے کوئی اور خود جہتا ہیں جو انبیا سابقین سے الگ طور پر امتی اور تابع شریعت نبی۔ خاتم النبیین اور ظلی اور بروزی تعریفات سے مستلزم ہے جسکو فریقین مانتے ہیں پس نتیجہ صرف یہی نکلا کہ یہ نزاع لفظی ہے۔"

راقم صاحب خط نے بلا شبہ "ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۰ نمبر ۷ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی ایک عبارت مجھے پڑھ کر سنائی تھی جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اس میں حضرت مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو تسلیم کیا تھا۔ میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ ہمارا اختلاف لفظ نبی پر نہیں بلکہ اس لفظ کے معنوں پر ہے۔ جب صدہا جگہوں پر حضرت مسیح موعود نے خود اس لفظ کا استعمال فرمایا ہے تو اگر مولوی صاحب نے اس کو استعمال کیا تو اس میں کیا ہرج ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ مولانا ممدوح نے اس لفظ کو کس معنی سے استعمال کیا۔ ریویو مذکور سے ان کو یہ عبارات سنائی گئیں۔

"حفاظت اسلام کے لئے خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا کہ خلفاء آتے رہیں گے۔ اور آنحضرت صلعم نے مجددین فرمائے جو صدی کے سر پر آتے رہیں گے.......

چنانچہ جس طرح حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون ہوئے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ہوئے.......

اور خاتم الخلفاء کے متعلق فرمایا کہ وہ مسلمانوں کا ایک امام ہو گا"

صفحہ ۲۹۹

"ایسے خلفا قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے اور کوئی صدی مجدد کے وجود سے خالی نہ جائیگی اور اللہ تعالےٰ ہمیشہ اپنے بندوں سے کلام کرتا رہیگا"

"اسلام میں ایسے انعام پانے والے ہمیشہ موجود رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ اور آئندہ بھی پیدا ہوں گے"

میں تسلیم کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے لفظ نبی کو استعمال کیا لیکن ساتھ ہی اس لفظ کی تشریح بھی کر دی جو اوپر نقل ہو چکی ہے اب صرف لفظ نبی کو پکڑ لینا اور اسکی صاف تشریح اور کھلی تفسیر کو چھوڑ دینا خلاف حق پرستی ہے۔ مولوی صاحب اس نبوت کو مجددیت کے مفہوم تک محدود کرتے ہیں اور اس نبوت کو عام قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبر سے اس کا آغاز مانتے ہوئے صاف لکھتے ہیں کہ

"اسلام میں ایسے انعام پانے والے ہمیشہ موجود رہے ہیں اور آئندہ بھی موجود ہوں گے"

اس عبارت سے ثابت ہے کہ جس قسم کی نبوت کو مولوی صاحب نے حضرت صاحب میں مانا ہے اس قسم کی نبوت کو ہر ایک مجدد میں تسلیم کیا ہے پس میں اپنے دوست کو خصوصیت کے ساتھ عبارات بالا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اب جھگڑا یہی ہے کہ جناب میاں صاحب آجکل اس نبوت کو صرف حضرت صاحب تک محدود کرتے ہیں۔ اور کسی مجدد کو اس نبوت کا مستحق نہیں سمجھتے مگر مولوی صاحب پہلے اور اب بھی ہر ایک مجدد کو جلی قدر اب اس نبوت کا پانے والا تسلیم کرتے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ پہلے مولوی صاحب حضرت صاحب کو نبی مانتے تھے مگر اب نہیں مانتے صحیح نہیں کیونکہ جس قسم کا نبی وہ پہلے مانتے تھے اب بھی مانتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مولوی صاحب نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی ہے۔ میرا دوست کہتا ہے کہ یہ نزاع لفظی ہے۔ مگر میرے نزدیک نزاع معنوی ہے۔ کیونکہ لفظ نبی کو تو فریقین تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ان الفاظ کو استعمال کیا۔ اب نزاع تو معنوں کے متعلق ہے۔ میاں صاحب کے نزدیک نبی کا معنی نبی ہے اور مولوی صاحب کے نزدیک نبی کا معنی مجدد ہے اب آپ خود نتیجہ نکال لیں کہ آیا یہ نزاع لفظی ہے یا معنوی۔ ایک کہتا ہے کہ فلاں آدمی شیر ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ آدمی بھی فی الحقیقت شیر ہے لیکن جو شخص ایک انسان کو حقیقی شیر کہتا ہے یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ نزاع لفظی ہے کیونکہ اس نے ایک انسان کو سچ مچ شیر سمجھ لیا جو جنگلی درندہ ہے۔ ایک محسن شخص کو مجازی طور پر رب کہہ سکتے ہیں۔ اب جو شخص اس مجازی رب کو حقیقی رب بنانا ہے نہیں کہہ سکتا کہ یہ نزاع لفظی ہے کیونکہ اس نے ایک انسان کو حقیقت رب سمجھ لیا۔ "اخبار عام" والا خط میرے خیال میں بھی آپ کے مفید نہیں ہے کیونکہ حضرت صاحب اس میں فرماتے ہیں کہ

"سو میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا"

حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کے متعلق ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میری نبوت لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے ہے چنانچہ ایک ابتدائی حوالہ نقل کرتا ہوں۔

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے لفظ نبی کا آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسکو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

اربعین ۳ صفحہ حاشیہ

اب دونوں عبارتوں سے مقابلہ کرنے سے ثابت ہے کہ حضرت صاحب اپنی نبوت کو شروع سے لیکر اخیر تک لغوی معنوں سے بیان کرتے رہے مگر جناب میاں صاحب اس کے خلاف یہ لکھتے ہیں

"آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے کہ نبی سے مراد محدث ہے۔ اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے۔ ...... کا اور نبی آپ کا نام صرف بعض جز کی مشابہتوں کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ یا صرف لغت کے معنوں کے لحاظ سے ...... لیکن بعد میں آپ نے معلوم کیا کہ نبی کے لئے یہ شرط ضروری نہیں کہ وہ ضرور شریعت جدیدہ لاوے"

حقیقۃ النبوت صد ۱۲۳

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ پہلے حضرت مسیح موعود نبی کی تشریح محدث سے یا لغوی معنوں سے کرتے رہے مگر بعد آپ نے اس تشریح کو غلط قرار دیکر چھوڑ دیا۔ حالانکہ حضرت کتاب شروع سے اخیر تک اپنی نبوت کو لغوی مفہوم تک محدود کرتے رہے جیسا کہ اوپر کی عبارات سے ثابت ہے۔ میاں صاحب اور حضرت صاحب کی تحریروں میں جو تناقض پایا جاتا ہے۔ اسکا اندازہ ہر ایک اہل علم کر سکتا ہے۔ لغت کے لحاظ سے نبی ہونے کا مطلب صرف کثرت مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ ہے جسکے ہم قائل ہیں بلکہ ایسے شخص کو اسلام کی اصطلاح کے رو سے محدث اور بلحاظ لغت کے نبی کہینگے۔ مگر میاں صاحب یہ لغت اور اصطلاح اسلامی کو باہم مخلوط کرانا چاہتے ہیں۔ راقم صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ میں مرید کو سمجھایا کہ تم نے میرے دعوے نبوت سے کیوں انکار کیا؟ تعجب کی بات ہے کہ جب میاں صاحب کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حضرت صاحب ایک غلطی کے ازالہ سے پہلے خود ہی انکار کرتے رہے تو اگر ایک غلطی کے ازالہ سے پہلے ایک مرید

نے انکار کر دیا تو وہ کیونکر قابل ملامت ہو سکتا ہے۔ اگر ایک غلطی کے ازالہ کی اشاعت کے بعد وہ انکار کرتا تو بلاشک وہ قابل تنبیہ ہوتا۔ مگر اس سے پہلے انکار کرنے میں وہ معذور تھا۔ کیونکہ خود حضرت صاحب انکار کرتے رہے۔ غلطی اور بروزی نبی کی تشریح کے متعلق میں اپنا ایک رسالہ موسومہ "ملفوظات اولیا" ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اس کو بغور مطالعہ فرما کر اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ والسلام

شیعہ سنی کا جھگڑا

قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد میں اہل تشیع کی تعداد تخمیناً پانچ چھ ہزار ہے اور تخمیناً ۱۵ امام باڑہ ہیں۔ یکم محرم لغایت ۱۰ محرم اس قصبہ میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ علم داری و تعزیہ داری ہوتی ہے، اور روزانہ مجالس کی تعداد بھی تخمیناً ۳۰ - ۴۰ کی ہوتی ہے۔ امسال اتفاق سے میلا چھڑیوں کا سابق آ پڑا، چھڑیوں کا میلا ماہ ساون اندر شہر مقامات مختلف پر ہوتا ہے، شیعہ صاحبان نے یہ بحث کی، کہ اگر چھڑی کا میلا ہوگا تو ہم علم یا تعزیہ یا مہندی وغیرہ نہ اٹھائیں گے، حکام ضلع نے یہ حکم دیا کہ میلا بدستور رہے گا، جس وقت علم یا تعزیہ اس مقام پر آویں، تو جاوغیرہ چھڑی میر رستہ یا جائے گا، اس بات کو شیعہ صاحبان نے منظور نہیں کیا۔ اور حکام کو یہ دھمکی دی کہ میلا بند نہ کیا جاوے گا تو ہم کوئی علم داری وغیرہ نہ کریں گے، چنانچہ اس وقت تک کوئی علم یا نشان یا مہندی وغیرہ نہیں اٹھائی، اور نہ آخر عشرہ تک اٹھانے کا ارادہ ہے۔

چھڑیوں کا میلہ حسب دستور قائم ہوا، شیعہ صاحبان کا ارادہ ہے کہ ہم حکام ضلع پر توہین مذہب کا دعوے کریں، اس لئے وہ کوشاں ہیں کہ اہل سنت و اہل ہنود کو اس ارادہ میں ہم خیال کریں، چونکہ اہل سنت ایسی بدعات سے پہلے سے گریز کر چکے ہیں، اور اسی بنا پر کئی سال پہلے ایسی بدعات سے علیحدہ ہو چکے ہیں، اور شیعہ صاحبان نے سنیوں سے طرح طرح کی مخالفتیں کیں، وہ کسی طرح شریک ہونا نہیں چاہتے، اور یہ کہتے ہیں کہ اگر تم آئندہ کے لئے تبرہ کہنے سے تائب ہو جاؤ، تو ہم شریک ہو سکتے ہیں،

راقم شیخ عبدالسمیع - احمدی از امروہہ،

اخبار احمدیہ

حضرت امیر اور احباب احمدیہ بلڈنگس بخیریت ہیں،

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کے ایک عزیز جن کے متعلق پہلے بھی لکھا گیا تھا، مرض سل میں مبتلا ہیں احباب ان کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں،

ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے بڑے لڑکے ولی اللہ صاحب بیمار ہیں، احباب دعائے صحت فرمائیں،

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی انشاء اللہ ۸ و ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو جہلم میں "اسلام و دیگر مذاہب" پر لیکچر دینے کے لئے تشریف لے جائیں گے،

مولوی فیروزالدین صاحب کو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے،

مولوی صدرالدین صاحب جرمنی سے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ ان کا دائرہ اثر بڑھ رہا ہے مشرقی یورپ کے ایک بہت بڑے با اثر بزرگ کے ایک خاص مرید نے ملاقات کے دوران میں کہا کہ انہیں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی خبر ہے، لیکن چونکہ عام طور پر آپ کی نسبت دعوے نبوت کا گمان کیا جاتا ہے اس لئے لوگوں میں سخت نفرت کا جذبہ موجود ہے، جب استفتاء الوحی و دیگر کتب مسیح موعود سے عربی عبارات متعلق دعوے پڑھ کر سنائی گئیں، تو وہ تو یہ پکار اٹھا کہ کس قدر غلط فہمی آپ کی نسبت پھیلائی گئی ہے، اور کہ ان عبارات میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے نبوت کا دعوے نکلے، اسے اور اس کے مرشد کو حضرت مسیح موعود کی عربی کتب مہیا کی جا رہی ہیں، جرمنی میں آجکل مارک کی قیمت گر جانے کے باعث بہت مشکلات پیدا ہو رہی ہیں جملہ احباب مولوی صدرالدین صاحب و مولوی عبدالمجید صاحب کے لئے باقاعدہ دعاؤں کا التزام رکھیں، کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے، اور ان کے ذریعے سے جرمنی و ممالک ملحقہ میں اسلام کی روشنی کو زور شور سے

پھیلائے۔

برادران جاوا کے تازہ خط سے معلوم ہوا کہ وہ عیسویت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے بڑی جدوجہد کر رہے ہیں، اشاعت اسلام کیلئے ایک انجمن مقرر کر کے اس کے ماتحت کئی سکول و مدارس جاری کر دیئے گئے ہیں، ان کی خواہش ہے کہ اشاعت اسلام کی تعلیم کے لئے طلباء کو لاہور بھیجا جایا کرے۔

برادر شیخ محمد صادق صاحب انسپکٹر پولیس تبدیل ہو کر لاہور تشریف لے آئے ہیں، اسی طرح برادر محمد رمضان صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین محکمہ نہر سیالکوٹ سے لاہور آ گئے ہیں،

برادر محمد قاسم صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ کشمیر تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت کشمیر کے عہدہ داران کا انتخاب مندرجہ ذیل ہوا ہے، سکرٹری محمد قاسم صاحب، محاسب خواجہ غلام محی الدین صاحب نقشبندی، امین ملک غلام نبی صاحب، نیز ابتدائے جولائی ۱۹۲۲ء سے ایک مکان فتح کدل میں کرایہ پر لیا گیا ہے، جس میں مذہبی کتب کی لائبریری رکھی گئی ہے اور غلام رسول صاحب بارگزی کو بطور چپڑاسی مقرر کیا گیا ہے، انجمن کی باضابطہ منظوری کیلئے حکام بالا کی خدمت میں درخواست بھیجی گئی ہے، امید ہے انشاء اللہ جلد منظوری ہو جائے گی، ہفتہ میں چار دفعہ مکان انجمن میں جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب و میر بزرگ شاہ صاحب وعظ فرماتے ہیں، جن میں کثرت لوگ شریک ہوتے ہیں میر صاحب کے وعظ کشمیر کی مختلف مساجد میں ہوتے رہتے ہیں، سکرٹری صاحب بھی مختلف اوقات میں تقاریر فرماتے رہتے ہیں، اتوار کے دن جماعت کی میٹنگ ہوا کرتی ہے،

اللہ تعالیٰ ہمارے برادران کشمیر کی سعی میں برکت عطا فرمائے، اور انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے، اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے، کہ اپنے کمزور بھائیوں کو بھی جرأت اور دلیری دے کر اپنی ہر ایک تحریک میں شامل رکھا جائے، اس طرح کرنے سے ان میں بھی خدمت دین کا ولولہ پیدا کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا فرمان ہے، احمدی برادران کے باہمی تعلقات ایسے ہونے چاہئیں جو دنیا کے تمام دیگر تعلقات سے بہت بڑھ کر ہوں، اپنے بھائیوں کی شادی و غم کو اپنا سمجھا جائے، اور اگر کسی بھائی کو کوئی ابتلا پیش آئے تو دوسرے بھائی بے قرار ہو جائیں، اور اس کی ہر طرح سے امداد کریں،

برادر چوہدری دین محمد صاحب ٹھیکہ دار سرکاری سکندرپور وفات پا گئے ہیں، جملہ احباب ان کا جنازہ پڑھ لویں، مرحوم بڑا نیک اور پرجوش احمدی تھا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں داخل کرے، آمین۔

تازہ خبریں

ہندوستان

امرتسر میں معمولی جھڑپ

امرتسر ۴ اگست - اطلاع ملی ہے کہ آج صبح کو کوچہ ڈکوتیاں والا میں ایک بہت معمولی سا واقعہ پیش آیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کوچہ مذکور میں ایک مسلمان راہگیر پر ایک ہندو کے مکان سے گوبر پھینکا گیا جس پر کچھ جھگڑا سا شروع ہو گیا۔ بات بڑھ گئی اور ایک مسلمان کے سر میں چوٹ آئی

میر عبدالعد انسپکٹر فوراً موقعہ پر پہنچ گئے اور جھگڑے کو وہیں دبا دیا ورنہ اس بات کا ذرا اندیشہ تھا کہ کہیں یہ معاملہ طول نہ پکڑ لے اور ہجوم جوش میں نہ آ جائے۔

اس کے بعد شیخ عبدالرحمٰن ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعہ پر پہنچ گئے اور معاملہ کی تحقیقات کی چند منٹ کے اندر اندر تمام واقعات رو براہ ہو گئے۔ اس وقت شام کے پانچ بجے ہیں۔ تعزیئے نہایت خاموشی کے ساتھ بازاروں سے گذر رہے ہیں۔ شہر کے مختلف حصوں میں پولیس کا پہرہ قائم ہے۔ کچھ رستے افسروں کی رہنمائی میں تعزیوں کے ساتھ ساتھ گیا مختلف بازاروں میں جو نوٹس لگے ہوئے تھے۔ انہیں وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔ اور ٹیلیفون کی تاروں کو بلند کر دیا گیا تھا۔ تاکہ ان کے نیچے سے تعزیئے بآسانی گذر سکیں بعض تعزیئے تو بہت اونچے بنائے گئے تھے۔

میاں حسام الدین آنریری مجسٹریٹ ورکن بلدیہ گذشتہ شب سے برابر تعزیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ دیگر آنریری مجسٹریٹ بھی اپنے اپنے حلقوں میں بسلسلہ انتظام پولیس کو امداد دیتے رہے ہیں۔

کلکتہ میں خفیف جھڑپ

کلکتہ ۴ اگست - کلکتہ میں محرم امن و امان سے گذر گیا۔ صرف دو مقامات پر معمولی فسادات ہوئے۔ آج شام کربلا کے تالاب میں جہاں تعزیئے ٹھنڈے کئے جاتے ہیں دو جماعتوں کے درمیان جھڑپ ہوئی لوگوں نے اینٹ پتھر پھینکنے شروع کئے۔ پولیس نے طرفین کو الگ کیا لیکن اس کوشش میں خفیف طور پر زخمی ہو گئے۔ سات آدمی گرفتار کئے گئے۔ شب گذشتہ جلوس نکالنے والی جماعتوں میں جھگڑا ہو گیا ایک ہیڈ کانسٹیبل نے بیچ بچاؤ کی کوشش کی اس کے سر پر خفیف زخم آیا۔ ہوڑہ میں سخت فساد کا احتمال تھا لیکن مسلمان پولیس انسپکٹر کی دانشمندی سے رک گیا۔

نیلور میں مسلمانوں کی دو جماعتوں میں جھگڑا

مدراس ۴ اگست - عشرہ محرم شہر کے مختلف حصص میں بعافیت گذر گیا۔

"مدصر ہند" کا نامہ نگار مقیم نیلور رقمطراز ہے کہ نیلور کے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں جو کمہاروں کے کوچے اور جھنڈا گلی میں رہتی تھیں جھگڑا ہو گیا اور سخت بلوہ ہوا۔ چار مسلمان سخت مجروح ہوئے ہیں۔ انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔ آج شام کو تشویشناک حالات کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

سہارنپور میں خوفناک فساد

سہارنپور ۴ اگست - آج ۵ بجے یہاں جلوس محرم پر سرائے میں ہندوؤں کی طرف سے زبردست خشت باری کی گئی۔ بات صرف اتنی تھی کہ ایک پیپل کے درخت کا تنا راستہ میں حائل تھا اور جھنڈا نہیں نکل سکتا تھا۔ حکام ضلع نے بہت کوشش کی کہ ہندو اس کو رسیوں سے باندھ کر راستہ صاف کر دیں۔ مگر دو گھنٹہ تک کچھ نہ ہو سکا۔ اس وقت صاحب کلکٹر نے کچھ اور وقت دیا اور اسکے بعد مجبوراً پیپل کو کاٹ دینے کا حکم دیا۔ فوراً ہی چاروں طرف سے نہایت خوفناک خشت باری شروع ہو گئی چونکہ ہندو پہلے سے تیار معلوم ہوتے تھے مسلمان قانون محرم کی وجہ سے غیر مسلح تھے۔ بہت زیادہ مجروح ہوئے حتیٰ کہ حکام بھی اپنے آپ کو نہ بچا سکے۔ اسکے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ تمام شہر کی حالت نہایت خطرناک ہے مقتولین کی تعداد بہت کافی ہے صحیح تعداد معلوم نہیں ہند و فساد پر بہت زیادہ آمادہ ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ ہو نعم المولیٰ و نعم الوکیل ہے۔ افواہ ہے کہ ہندوؤں نے بندوقیں بھی استعمال کیں اور بعد میں پولیس کی طرف سے بھی فائر ہوئے مفصل حالات بعد تحقیقات ارسال کئے جائیں گے۔

حجاج کو تکلیف

افسوس ہے کہ امسال حاجیوں کو بہت تکلیف ہوئی تقریباً سب حاجی حجاز کی جدید گورنمنٹ کی شکایت کرتے ہیں بعض حاجیوں سے ہمیں ملاقات کا موقعہ ملا ہے۔ انہوں نے ہمیں بتلایا ہے کہ شکایت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ خالی ہاتھ سفر کرتے ہیں۔ اور پھر تکالیف اٹھاتے ہیں۔

بہرحال آئندہ حجاز گورنمنٹ کو حاجیوں کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام کرنا چاہیئے اور حکومت ہند کو اس بارہ میں حجاز گورنمنٹ سے خاص ضمانت لینی چاہیئے کہ حاجیوں کو تکلیف نہ ہو۔

وائسرائے کی کرمفرمائی

ترکوں کیلئے تقریباً ۳۲ ہزار روپے

شملہ ۴ اگست - قسطنطنیہ کے ترک پناہ گزینوں کی اعانت میں وائسرائے کو مندرجہ ذیل مزید رقمیں موصول ہوئی تھیں۔ جو قسطنطنیہ روانہ کر دی گئیں۔

شیخ محمد اسحاق ڈپٹی مجسٹریٹ و سکرٹری مجلس اعانت اتراک بجنور

۱۸۸ — ۱ — ۲

جو رقوم وقتاً فوقتاً فراہم کی گئیں۔ اور قسطنطنیہ بھیجی گئیں۔ ان کی میزان ۱۸۵۵ — ۱۰ — ۳ تک پہنچتی ہے۔ اب اس سرمایہ کی فہرست بند کر دی گئی ہے۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۴ ستمبر ۱۹۲۳ عیسوی

خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے مصر میں

خواجہ صاحب کی تقریر سکندریہ میں

لارڈ صاحب کا شکریہ

یور ہائینس یور اکسلنسیز اور برادران اسلام، میں خاص کر دو امر بیان کرنا چاہتا ہوں، لیکن سب سے پہلے میں لارڈ صاحب موصوف کا مشکور ہوں، کہ انہوں نے میری طرف سے تشکر و امتنان کی ترجمانی بہترین الفاظ میں کی، لارڈ موصوف کے دل پر جو ان استقبال کا اثر ہوا، وہ ایک طبعی امر تھا، ان کا یہ خیال کرنا کہ جس حسن سلوک سے برادران اسلام ان سے مختلف جگہوں پر پیش آئے، وہ ان کی قیاس سے باہر تھا درست ہے اور اس کا باعث یہ ہے کہ اہل مغرب کے انداز و طرز ہم سے کچھ جداگانہ ہیں، عیسائی دنیا اس محبت و حسن سلوک سے ناواقف ہے، جس سے ایک مسلم کا دل ایک نومسلم کے داخل اسلام سے مکیف ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں مغرب میں مہمان عموماً ایک آدھ دن یا ایک آدھ وقت کے بعد اپنا آپ میزبان ہوتا ہے، لارڈ موصوف نے نہایت صحیح طور پر کہا کہ جو کچھ محبت و تکریم ان کے لئے یہاں ظاہر ہوئی، اس کی وجہ کوئی ان کا ذاتی تعارف نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کی وجہ وہ جوش محبت ہے جو ایک مشرقی کے دل میں مغرب کے لئے ہے، یہ سچ ہے اسلام مشرق و مغرب کو ایسے انداز سے مخلوط کر سکتا ہے، کہ جس سے موجودہ تباین و اختلاف آسانی سے مٹ سکتا ہے، مصر اور اس کے قدیمی آثار نے آج مصر کو مغربی دنیا کا مرجع بنا رکھا ہے، ہر روز یہاں بیسیوں چھوڑ سینکڑوں لارڈ اور معزز طبقے کے امرا یورپ امریکہ سے آتے ہیں لیکن بجز ذاتی تعلقات کے وہ کسی غیر توجہ کو اپنی طرف نہیں کھینچتے، آج لارڈ ہیڈلے آتے ہیں اور چھوٹے سے بڑا ان کی عزت و تکریم میں موجود ہوتا ہے، ہز ہائینس پرنس توسن بھی اپنے اشغال دقیعہ سے ہمارے استقبال کے لئے وقت نکالتے ہیں، اور ریسپشن پارٹی اور Banquet کو اپنی صدارت سے عزت دیتے ہیں آخر یہ کیوں صرف اس لئے کہ مغرب میں ایک شخص نور اسلام سے منور ہو کر ادھر آتا ہے، اور مشرق کی آنکھیں اس کے لئے فرش راہ ہو جاتی ہیں، یہ تو لارڈ موصوف کی کیفیت قلب ہے، لیکن میرا دل ایک اور کیفیت سے مکیف ہو رہا ہے،

اخوت اسلامی

یوں تو ایک مسلم کا فرض ہے اک ایک نگاہ محبت یا ایک کلمہ شفقت تک کے لئے جو اس کے لئے ہو، وہ دل سے دوسرے کا مشکور ہو، چہ جائیکہ وہ عزت و تکریم وہ محبت جو یہاں کے امرا، مشائخ، علما، شرفا اور عامتہ الناس نے مجھ سے اور میرے رفقا سے ظاہر کی، اس کا میں شکر گذار ہوں لیکن یہ نظارے میری آنکھ نے نئے نہیں دیکھے، ہمیشہ ایثار اور قربانی کا اگر کچھ میں نے کیا یہاں بھی ویسے ہی ذکر ہوا، اور اس کی قدر ہوئی، جیسے کہ ہر جگہ ہوئی ہے، لیکن مجھے تو خدا کے حساب سے گوناگون معاوضہ اس ادنٰے ایثار کا جو مجھ سے ہوا ہر جگہ ملا ہے ہر طبقے کے مسلمانوں نے ہر جگہ مجھ سے محبت کی، دیگر مسلمان فرماں رواؤں نے ہندوستان میں میری ویسے ہی عزت کی جیسے پرنس عمر توسن کی طرف سے یہاں ہوئی، خود ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام حیدرآباد نے مجھے اپنے دسترخوان پر شمولیت دی، ریاست بہاولپور خیرپور بھوپال میں، میں ہمیشہ والیان ملک کا مہمان رہا، جنہوں نے اصالتاً مجھے شرف ملاقات بخشا میں دنیا کے مختلف حصص میں گیا، اور ہر جگہ میں نے ہزارہا مسلمانوں کو اپنے استقبال میں پایا اس کی وجہ میری ذات نہیں، اس کی وجہ اسلام ہے، مسلم دنیا نے ایک ادنٰے خادم اسلام کی وہی عزت و تکریم کی، جو وہ ہر جگہ خادم اسلام کی کرتے ہیں، اور یہ وہ بات ہے، جس سے عیسائی اور مغربی دنیا ناآشنا ہے، مگر جس بات کے لئے میں ہز ہائینس پرنس عمر توسن کا علی الخصوص اور دیگر برادران اسلام کا علی العموم، خدا کے حمد و شکر کے بعد مشکور ہوں وہ یہ ہے کہ لارڈ موصوف نے جو کچھ اخوت اسلامی اور شفقت اسلامی کے متعلق مجھے وقتاً فوقتاً سنایا جو ہماری کتابوں میں پڑھا، اس کا عملی ثبوت لارڈ موصوف نے اپنی آنکھ سے اپنے قیام مصر میں دیکھ لیا، لارڈ موصوف نے جو کچھ دیکھا، اس کا نقشہ میں نے انہیں جہاز میں پہلے سے ہی بتلا دیا، آج لسٹن کے فاروق نے اخوت اسلامی کے نظریہ کو لباس عمل میں پا لیا، جو امر بالقوہ وہ مسلم دل کے مجھ سے سنتا تھا آج وہ اسے بالفعل اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے، اکرم فاروق باوجود مجھ سے پہلے ان تمام باتوں کو سنکر اور ہماری کتابوں میں خود پڑھ کر پھر اپنی حیرت ظاہر کرتا ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مغرب و عیسائی دنیا ان مراعات اسلامی اور حقوق مہمان نوازی سے کچھ اس قدر دور ہے، کہ ایک مسلم مغرب میں خواہ کتنا بھی قوت متخیلہ سے کام لے، پھر بھی وہ اس محبت اور عزت کو سمجھ نہیں سکتا جو ایک مسلم قلب میں ایک نومسلم کے لئے ہوتی ہے، بحمد اللہ جن

اسلامی باتوں کو شاید بطور داستان خواب مجھ سے سنتا رہا وہ خواب سچا نکلا، اور اس کی تعبیر اپنے لفظی معنوں میں پوری ہو گئی،

انگلستان میں بہت سے لوگ مسلمان ہیں

دوسرا امر جو کسی قدر تصریح طلب ہے وہ لارڈ موصوف کا بیان ہے، کہ صرف انگلستان میں اور مغربی ممالک کو چھوڑ ہزارہا لوگ ایسے ہیں جو در اصل دل میں مسلم ہیں، جو اظہار اسلام کے لئے کسی وقت کے منتظر ہیں، اور اکثر ان میں سے ایسے ہیں جو مسلم ہیں لیکن نہیں جانتے کہ وہ مسلم ہیں، اس امر کو لارڈ موصوف نے ہر جگہ مصر میں بیان کیا اور انہوں نے انگلستان میں بھی لندن اور نیز بیان کیا، یہ امر بعض کے لئے یہاں مسرت اور بعض کے لئے استعجاب کا موجب ہوا، یہاں کے بعض انگریزی اخباروں نے ان فقرات پر نہایت محفوظ الفاظ میں حیرت ظاہر کی، لیکن یہ امر در اصل ایک حقیقت کا انکشاف ہے اس موقعہ پر طبعاً یہ سوال ہوا ہے، کہ کیا انگلستان مذہب کلیسیا سے فارغ ہو رہا ہے، اس کا جواب آپ کو وہ واقعات دیتے ہیں جو گذشتہ پانچ سال میں ظہور پذیر ہوئے،

بائیبل محرف مبدل ہے

مثلاً ۱۹۱۸ء میں بمقام کنٹربری یہ قرار دیا گیا، جن الفاظ میں نئے پادریوں سے حلف بائیبل کی صداقت کے متعلق لیا جاتا ہے وہ بدلے جائیں کیونکہ خود پادریوں میں سے اکثر بائیبل کے بعض حصص کو منجانب اللہ نہیں جانتے،

زبور کے بعض حصص کو کتاب نماز (Prayer Book) میں سے نکالنے کی سفارش بھی ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بائیبل محرف و مبدل ہے، اور اس کے بعض حصص انسانی ہاتھ سے ہیں، قرآن نے تیرہ سو برس ہوئے یہ کہا اور عیسائی دنیا نے اسے قبول نہ کیا، آج خود انہیں ماننا پڑا، کوئی ان سے پوچھے کہ جس حصہ کو تم منجانب اللہ مانتے ہو، اس کا ثبوت تمہارے پاس کیا ہے جب بائیبل کا ایک حصہ محرف ثابت ہو گیا، تو پھر باقی حصے کیوں قابل تسلیم سمجھا جائے جبکہ انجیل کی داستانوں کی تصدیق انجیل کے سوائے کسی اور کتاب سے نہیں ہو سکتی، اسی صحت بائیبل کے متعلق ڈین آف ویسٹ منسٹر نے پچھلے دن ۱۹۲۳ء میں ایک لطیف بیان دیا، وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کتاب پیدائش کی کہانیوں کو درس المقال میں رکھیں گے، تو ہمارے بچے جوان ہو کر بھی کہیں گے کہ ہمارا معیار صداقت بہت ہی ادنٰے تھا، ڈین مذکورہ کا اس سے مطلب یہ ہے کہ کتاب پیدائش کی داستانیں صداقت سے معرا ہیں،

بقیہ بر صفحہ ۳ کالم ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | ۲۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۵۸

ملک کا حقیقی راہنما

(۱)

خدا کے خاص بندے جو دنیا میں اصلاح خلق کیلئے مامور ہوتے ہیں اپنی صداقت کے صد ہا نشان رکھتے ہیں، لیکن ان سب نشانات سماوی و ارضی سے بڑھکر وہ نشان ہوتے ہیں، جن کا اثر کسی ایک قوم یا ایک خاندان یا ایک فرد خاص کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ تمام ملک جس میں وہ مامور مبعوث ہوتا ہے، اس نشان سے متاثر ہوتا ہے، اور اس کی صداقت کو اگر بزبان قال نہیں تو کم از کم زبان حال تو تسلیم کرتا ہے، اسی طرح گو حضرت مسیح موعود کے نشانات صداقت کثرت سے ہیں، اور اس کثرت سے ہیں کہ ان کے لئے ایک دفتر چاہیئے، لیکن ہماری رائے میں آپ کی صداقت کا بین ثبوت ان واقعات سے ملتا ہے، جو آجکل ہندوستان میں رونما ہو رہے ہیں، حضرت مسیح موعود کوئی سیاسی آدمی نہیں تھے، بلکہ سچ پوچھئے تو آپ علی العموم واقعات عالم سے بے خبر تھے، اور صرف عبادت الٰہی اور یاد خدا ہی میں ہمیشہ مستغرق رہتے تھے، لیکن باوجود گوشہ عزلت کے خدا تعالےٰ نے آپ کو ایک نور عطا فرمایا تھا، جس سے آپ باریک سے باریک راز تک پہنچ جاتے تھے، شریعت کے مسائل مہمہ میں بھی آپ کی نظر اسی نور الٰہی کی بدولت ایسی دقیق اور باریک بین واقع ہوئی تھی، کہ نہایت مشکل اور ادق مسائل بڑی آسانی سے سمجھا دیتے تھے، سیاست سے آپ کو کچھ سروکار نہ تھا، بلکہ تمام عمر آپ نے احقاق حق، اشاعت اسلام اور تحقیق مذاہب میں ہی صرف کی، چنانچہ اس کا اعتراف اوروں اور خود آپ کے مخالف اہل الرائے نے بھی کیا، اور لکھا کہ آپ نے دنیا کی بہترین توفیقات کو صرف مطالعہ مذاہب پر قربان کر دیا، لیکن باوجود سیاست سے اس علیحدگی کے ہم دیکھتے ہیں جو بات آپ نے سیاست ہندوستان کے متعلق آج سے بیس سال پہلے کہی تھی، وہی درست تھی، واقعات نے آپ کی صداقت اور فراست پر مہر توثیق لگائی، اور ثابت کر دیا، انہ ینظر بنور اللہ آپ ایسے ہی بزرگان دین کے شان میں وارد ہے،

اس عرصہ میں ہندوستان کے حالات بہت بدل گئے۔ حکومت کی طرف سے نئی اصلاحوں کا میدان کھل گیا، نئے قواعد و ضوابط مرتب ہوئے، آئین حکومت میں بہت کچھ تبدیلیاں ہوئیں، لیکن ہندوستان کی بین الاقوامی شیرازہ بندی کے لئے جو اصل مسیح الزمان نے اصول باندھا تھا، وہ آج بھی اسی طرح محکم و استوار ہے، بلکہ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے، اس اصول کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا جاتا ہے،

ایک زمانہ تھا کہ ہندوستان کی مختلف اقوام اور علی الخصوص ہندو اور مسلمان دونوں یہی سمجھتے تھے کہ ان کی ترقی ان کی رقابت پر منحصر ہے سرسید احمد خاں اگرچہ دریائے سیاست کے شناور تھے اور کہنہ مشق شناور تھے، لیکن انہوں نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ ہندو مسلم علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے دائرہ عمل میں ترقی کریں، اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہی رہیں، چنانچہ ایک بڑی مدت تک اس حکمت عملی پر کارفرمائی ہوتی رہی، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ کانگریس سے علیحدہ مسلم لیگ کا سیاسی دنگل مسلمانوں نے کھڑا کیا، مسلم لیگ حضرت مسیح موعود کے زندگی کے آخری ایام میں مرتب ہوئی تھی، بعض لوگوں نے آپ کو بحیثیت مسلمانوں کی ایک جماعت کے لیڈر ہونے کے اس میں شمولیت کی دعوت بھی دی لیکن آپ چونکہ مذہبی آدمی تھے سیاسی باتوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اور نہ آپ کا یہ کام تھا، اس لئے آپ نے انکار کر دیا،

جب آخری ایام زندگی میں آپ لاہور تشریف لائے تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے ہندو مسلم کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کا سوال آپ کے سامنے پیش کیا، اس پر آپ نے ایک لیکچر لکھا جو ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا، اور جس کو اخبار پیغام صلح سے اس لحاظ سے گہرا تعلق ہے، کہ یہ اخبار اسی لیکچر یا لیکچر کے مقصد کی یادگار میں اسی نام کے ساتھ جاری ہوا،

حضور مرحوم و مغفور کا مقصد لیکن اس لیکچر سے ہندو مسلمانوں میں اتحاد قائم کرنا تھا لیکن اسی کے ضمن میں آپ نے اس حقیقت کے چہرہ سے بھی پردہ کشائی کی، کہ ہندو مسلمانوں میں اگر حقیقی اتحاد ہو سکتا ہے، تو اس کی بنیاد سیاسیات یا اغراض ملکی نہیں ہو سکتیں، بلکہ اصل بنیاد اتحاد یہی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں مذہبی منافرت و مناظرت کم کی جائے، یہی وہ بات ہے جس پر حضرت ممدوح نے اپنے لیکچر میں زور دیا، اور آج ہندوستان میں اس کی صداقت الم نشرح ہو رہی ہے،

پچھلے دنوں میں جس قدر فسادات رونما ہوئے ہیں اور جس قدر ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوئی ہے، اس کی تمامتر ذمہ واری اسی بات پر عاید ہوتی ہے، کہ یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے مذہبی حسیات کی پروا نہیں کرتیں،

اس میں شک نہیں گذشتہ دو تین برسوں میں ہندو مسلم تعلقات میں اس قدر یگانگت پیدا ہوئی تھی کہ اس اتحاد و یگانگت کو نہایت مستقل سمجھا جاتا تھا، بعض ہندو جس کو مسلمانوں کا کھانا کھانے سے دریغ نہ تھا، اور اس کے جواب میں بعض مسلمانوں نے اپنے ماتھے پر قشقے بھی لگائے تھے، بادی النظر میں یہ اتحاد اس قدر مضبوط معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کوئی چیز صدمہ نہ پہنچا سکتی تھی لیکن خدا کی شان ہے جو الفاظ خدا کے مامور کے قلم سے نکلے تھے، وہ اپنے اندر ایک ابدی ازلی صداقت رکھتے تھے، اس لئے انہوں نے اپنی صداقت غیر معمولی حالات کے ماتحت بھی ظاہر کر دی۔ ہندوستان کا کوئی دماغ یہ نہیں کہتا تھا، کہ اب اس اتحاد کو ٹھیس لگے گی، اور یہ یوں چکنا چور ہو جائے گا لیکن خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے، کہ آخر وہی اتحاد جس کا غلغلہ پڑا ہوا تھا، حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں اس پھوڑے کی طرح ثابت ہوا جو اوپر سے چمکتا ہو مگر اندر پیپ بھری ہو،

یہ کیوں؟ اس لئے کہ یہ اتفاق و اتحاد اس بنیاد پر نہ تھا جو حضرت مسیح موعود نے قائم کی تھی،

تنظیم جماعت احمدیہ

گذشتہ چند اشاعتوں میں جو مقالہ ہائے افتتاحیہ حضرت امیر کے قلم سے ہدیۂ ناظرین ہوئے ہیں، وہ اس قابل ہیں احباب ان کو غور سے پڑھیں، اور جو ہدایات اور نصائح ان میں مسطور ہیں، ان کو اپنی زندگی کی مشعل راہ بنائیں، ہمارا سب کا نصب العین اشاعت اسلام ہے، ہم سب نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر اس امر کا اعتراف کیا ہے، کہ ہم اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیں گے، ہم اس راہ پر ایک عرصہ سے گامزن ہیں، اور خدا کے فضل نے ہمیں اس میں بڑی حد تک کامیابی عنایت فرمائی ہے، اس لئے ہمیں اس کام میں بیش از بیش کوشش کرنی چاہیئے، ہمیں یقین ہے جس قدر سعی تبلیغ ہدایت میں کی جائے گی، اسی قدر اسلام کی شان و شوکت دوبالا ہوگی،

لیکن یہ بھی مانی ہوئی بات ہے، کہ کامیابی کے لئے جماعت کا ہونا لازمی ہے، اولیائے اللہ جو وقتاً فوقتاً خدمت اسلام کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں، اپنی جماعت علیحدہ اسی لئے بناتے رہے ہیں کہ خدمت اسلام میں سہولت ہو، اور لوگ مل کر کام کریں، خود انبیاء جن کی بعثت کی غرض ہی احیاء دین، اجرائے شریعت اور تبلیغ و تدوین احکام الٰہی ہوتی ہے، جماعتیں بناتے ہیں، حضرت مسیح ناصری کا قول قرآن مجید میں منقول ہے، من انصاری الی اللہ، اسی سنت انبیاء و طریق اولیاء پر حضرت مسیح موعود نے جماعت بنائی، جس کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ قرار دیا، جس قدر یہ جماعت استوار اور مضبوط ہوگی، اسی قدر اس کام میں کامیابی کی امید ہے، اس لئے سب احباب اپنے اپنے مقام پر تنظیم جماعت کے لئے کوشش کریں، نمازوں میں حتی الامکان جمع ہونے کی کوشش کریں، جو تحریکیں یہاں سے ہوں، ان میں باہمی مشورت کے بعد عملی رنگ میں شریک ہوں، آپس میں اخوت کے تعلقات کو بڑھائیں، دوسرے مسلمانوں میں تبلیغ احمدیت کریں اور حضرت مسیح موعود کے صحیح دعاوی کو پیش کر کے اس کام کی طرف متوجہ کریں، جو آپ نے مسلمانوں کو سپرد کیا ہے،

دوکنگ میں شاندار اجتماع

سنت ابراہیمی کو تازہ کرنے کے لئے ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء بدھ کو دنیا بھر کے چیدہ چیدہ مسلمان اور بہت سے نو مسلم عید کے مبارک تیوہار کو منانے کے لئے مسجد دوکنگ واقع اوڈیش میں جمع ہوئے، حاضرین کی تعداد کم و بیش ۵۰۰ تھی، جن میں ترک ایرانی عربی، ہندوستانی، البانی اور فرنگی لوگ شامل تھے، تیوہار کا منظر سابقہ کی مانند اتنا موثر نہیں تھا، اس لئے کہ مطلع صاف نہ تھا، اور حاضرین کثیر شرقی لباس میں ملبوس نہ تھے، اس اجتماع میں مشہور و معروف افراد بیٹھے تھے، افغان منسٹر اور اس کے واری، مسٹر کنیا کے ناشد اور شہزادگان عزیز اور صادق، تیوہار کی کارروائی ۱۱ بجے شروع ہوئی جبکہ میدان مسجد میں دریاں بچھا دی گئیں، اور ان کے حاشیے پر شامل ہونے والے کنندگان کے لئے کرسیاں رکھی گئیں، جب امام نے نماز کا اعلان کیا، تو لوگ قطاروں میں استادہ ہو گئے، مرد الگ اور عورتیں الگ نمازیوں نے ادب و احترام مسجد و عبادت کی خاطر بوٹ اتار لئے، ادائے نماز کے بعد امام مولوی یعقوب خاں صاحب نے "ذاتی ایثار اور قربانی کے مذہب" پر ایک مبسوط خطبہ پڑھا، امام صاحب کا لکچر ارشاد قرآن "قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین" کی تفسیر تھا، انہوں نے دوران خطبہ میں فرمایا کہ اسلام بنی نوع انسان کے لئے صلح اور آشتی کا پیغام ہے، اسلام نے جملہ مذاہب کی اس صداقت اور پاکیزہ تعلیم کے محاسن کا اعتراف کیا، جو ان میں موجود ہیں، موجودہ موقعہ اس قدر و منزلت کا یاد دہانی جو حاملین اسلام کے دلوں میں بزرگان اسلام کے لئے موجود ہے، یہود، نصاریٰ اور مسلمان سب کے سب ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جد امجد اور پیشوائے دین قرار دیتے ہیں، مگر ان میں سے کون ہیں جنہوں نے اس ہادی متین کی یاد کو عملاً تازہ رکھا، یقیناً وہ مسلمان ہیں، یہی دنیا کے سات کروڑ مسلمان ہیں، جو ایک دن میں تیس دفعہ اسی ابراہیم علیہ السلام پر درود اور صلوٰۃ بھیجتے ہیں، عید الضحےٰ وہ تیوہار ہے، جسے دنیا کے مسلمانوں کا بچہ بچہ یادگار خلیل میں مناتا ہے، مگر یہود و نصاریٰ نے اپنے حقیقی پیشوا کو یوں بھولے ہیں، جیسے کہ ان سے ان کا تعلق ہی کوئی نہیں، جناب امام نے بعدہٗ اسلام کا مذہب ابراہیمی ہونا ثابت کیا، اور دکھلایا، کہ اسلام کس طرح پر قربانی اور ایثار کا مذہب ہے، انہوں نے فرمایا کہ نواب لارڈ ہیڈلے دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ ایک مرکز پر جمع ہونے کے لئے مکہ تشریف لے گئے ہیں اور وہ یہاں آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں، تو وہ کونسی طاقت ہے جو انہیں کھینچکر سرزمین عرب میں لے گئی، یقیناً وہ طاقت اسلام کی مرکزی اور جاذبانہ طاقت ہے، خاتمہ پر آپ نے فرمایا کہ اگر اس امر کی ضرورت ہے، کہ دنیا میں امن و امان کا مرفع مسرت اور شادمانی کا دور دورہ ہو، تو اس کا واحد علاج یہ ہے کہ خدائے واحد کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے، اور فطرتی دین کو قبول کیا جائے بعدہٗ دیسی طریق پر ضیافت کی گئی، ۵ بجے شام تک حاضرین نے مختلف طریقوں سے وقت گذارا، جس کے بعد چائے پلائی گئی، اور مبارک اجتماع اختتام پذیر ہوا،

درس عبرت

ہندوستان میں تقریباً ننانوے فیصدی اسلامی گھر ایسے ہیں جن میں اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کی جانب قطعاً توجہ مبذول نہیں کیجاتی، والدین کو اپنے مکان، جائیداد، یا کھیتی باڑی کی پرواہ بہ نسبت اپنی اولاد کے زیادہ ہوتی ہے ایسی وجہ ہے کہ ہماری قومی حالت باوجود لاکھ کوششوں کے روبا صلاح ہوتی نظر نہیں آتی، نپولین نے ایک دفعہ کیا خوب کہا کہ "مجھے ایک اچھی مائیں دیدو میں تمہیں اچھی قوم دونگا" یہ حال ہی میں امریکہ میں اس امر کی تحریک کیجاتی ہے، کہ موجودہ نسل کے ۵۰ لاکھ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت و تعلیم ابتدائے پیدائش سے ایسی توجہ سے کیجائے کہ وہ بڑے ہو کر

حضرت مسیح موعود کی زندگی کا ایک پہلو

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

مسیح موعود نمبر کے لئے ایک مضمون ہمارے کرم بھائی عبد الرحمٰن شاہ صاحب نے بھی زیب رقم فرمایا تھا، مگر چونکہ وہ دیر سے پہنچا، اس لئے شائع نہ ہو سکا، اب اس کا ضروری حصہ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کے کارناموں پر ایک سرسری نظر ڈالی ہے، ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے، کہ اس میں بھی اہل دانش و بینش کیلئے سبق ہیں۔ (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علماء نے ازراہ ظلم فتوے کفر لگا دیا، اور آپ کے متبعین کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، اور کافر بنا کر برادری سے کاٹ دیا، سنگسار کیا گیا، برباد کیا گیا، وراثتوں سے محروم کیا گیا، کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ دنیا میں بغیر دیکھے اور سچ سمجھے اپنے حق میں کوئی اس قدر عظیم اذیت پسند کر سکتا ہے، میں اگر تمام لکھوں تو انشاء اللہ فی صدی نوے حصہ میرا قول یقیناً صحیح ثابت ہوگا کہ جناب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو جس کا نام ہی مخالفین کے لئے گالی کے مرادف ہوگیا ہے، آپ کے متبعین نے ہرگز بغیر روحانی شدید تحریک و شہادت کے قبول نہیں کیا، اور آپ کو جو الہام ہوا تھا، کہ میں تمہاری تائید ایسے رجال کے ذریعے کروں گا، جن پر آسمانی القاء و الہام کروں گا، اس کا نظارہ ہر ایک آپ کے بیعت کرنے والے نے بچشم خود دیکھ لیا ہے، تب یہ کفر بازی علما کا بارگراں ہر احمدی نے سر پر آسانی اٹھا لیا ہے اور بعد آپ کی بیعت کے آپ کے خزائن کرامات و معجزات و برکات روحانیہ کا مطالعہ آپ کے اس شعر کے ہر جاری سے معائنہ کیا ہے ؎

اے مقرر گر بیائی سوئے ما
در دو فارغ گشتی در کوئے ما
عالمے بینی ز ربانی نشان
سوئے خالق خلق و عالم را کشان

مسیح موعود قرون گذشتہ میں ایک موہوم نام تھا، جو آسمان سے اتر کر آنے والے مسیح علیہ السلام کے لئے بولا جاتا تھا، اور اس کے زمانہ کو برکات روحانیہ کا منصۂ اظہار بتلایا جاتا ہے، ساتھ ہی دجال اکبر کی انتہائی فریب کاری بے دینی و سحر آفرینی کا تذکرہ سنا کرتے تھے، کاش اس معیار پر اس برگزیدہ انسان کو کسی نے پرکھا ہوتا، گو دجال کو اب مسلم دنیا نے خوب پہچان لیا، مگر مسیح کو اپنے مقررہ نشانات و معینہ علامات پر کسی نے نہ جانچا، اور جس نے جانچا، کافر کہہ کر خبر ش یازنیا، اس کو برادری سے ہی نکال دیا گیا،

میں نے حضرت ممدوح کی برکات روحانیہ کا کچھ ذکر کرنا تھا، مگر العشق لا انفصام لہا قلم کی جولانی اور ہی طرف لے گئی، جب میں نے حضور ممدوح کو کئی رویائے صالحہ و بشارات روحانیہ کے بعد بارادہ بیعت قادیان جاکر دیکھا، اور شرف بیعت سے مشرف ہوا، تو اس وقت جس قدر امور میرے ذہن میں آپ کی برکات روحانیہ کے ثبوت کے لئے مرکوز تھے، وہ تمام میری نسبت محال عقلی تھے، اور میں نے ان معروضات کو ایک عریضہ میں لکھ کر حضور علیہ السلام کو پیش کئے، آپ نے اپنے قلم سے اس پر ہدایات تحریر فرما دیں، اور اکثر امور کے لئے کامیابی کی بشارت دی، جن کا وہم و گمان بھی نہ تھا، مگر دو سال کے اندر اندر وہ واقعات اس قدر صفائی اور شوکت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے جو خود میرے لئے موجب حیرت و استعجاب تھے، میں کہتا ہوں کہ میری تمام سوانح عمری ہی آنحضور کی برکات کا ایک ضمنی ثبوت ہے۔ اور جس قدر آنجناب کی برکات و مقبولیت کے نشان خود میں نے اپنی جان و اعزہ میں دیکھے ہیں، ایک جہان کو قائل کرنے کے لئے وہ کافی سے زیادہ ہیں، اور جس قدر میں نے آپ کے ساتھ استہزا کرنے والوں کو شرمسار اور ہلاک شدہ و خراب شدہ دیکھا ہے، وہ ایک ضخیم کتاب میں تفصیل سنانے کے قابل تذکرہ ہے، مگر شہادت حقہ ہے، اس لئے ادا کرتا ہوں، کہ مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام واقعی خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اسوہ، امام مجدد و مرسل تھا

اور جس قدر اس کی زبان مبارک سے اقصائے عالم میں حوادث و واقعات کے متعلق پیشگوئیاں بیان ہوئیں، وہ اس وقت کے عام انسانوں کے علاوہ خود مامور کے لئے بعض توجیہات سے بھی نہایت ہی ارفع و افضل شان و شوکت سے دنیا میں ظہور پذیر ہوئی ہیں، اور سچ تو یہ ہے، کہ اس کفر و الحاد کی اشاعت کے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کے منصب و رتبہ کی حقیقت کا اظہار اور صحیح حقیقت آپ کے وجود سے ہی دنیا کو برائی العین دکھلا دی ہے، اللھم صل وسلم و بارک علی محمد و علی آل محمد و علی خلفاء محمد خصوصاً علی مسیح الموعود واتباعہ و بارک وسلم

آپ خلق محمدی کا زندہ نمونہ تھے، ہمدردی نوع انسان آپ کی عادت اور طبیعت ثانیہ تھی، غیرت دین آپ کا شعار تھا، اور حمایت دین محمدی کے لئے آپ کی زبان و قلم شمشیر خارا شگاف تھی، آپ سمندر علم میں تازہ روحانی موتیوں کی لڑیاں نکال نکال کر پیش کرتے رہتے تھے، ایک نیا انداز استدلال قرآنی آپ نے ایجاد کیا جس سے اب آپ کے موافق و مخالف مسلمان دونوں فائدہ اٹھا رہے ہیں ع

صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستین

کا نظارہ ہر وقت دکھلاتا آپ کا جاری عمل تھا، آپ انبیا علیہم السلام کی رسالت اولیاء اللہ کی کرامت ائمہ اطہار کی برکت اور صداقت اور دلائل راسخہ علمیہ کی فوقیت کے ظہور و ثبوت کا سرچشمہ تھے آپ فدائے اسلام خادم دین اور صحیح معنوں میں غلام احمد تھے۔

آپ کی ذات سے جو قرآن شریف کے علم کی تازہ رنگ و شکل میں رفتار زمانہ کے مطابق جلوہ گری ہوئی ہے، وہ آپ کی عظمت اور منجانب اللہ ماموریت کا بین ثبوت اور مذہب اسلام کی روحانی تائید ہے، کاش دنیا ان برکات کی طرف متوجہ ہوتی۔ اور یقین کر لیتی، کہ آپ نے بالکل صحیح معنوں میں یہ فرمایا تھا کہ ع

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ایک طرف آپ کی پیشگوئی و اطلاع وحی کے مطابق طاعون زلازل، وحوادث نے تباہی پھیلا دی ہے، دوسری طرف دجالیت نے مرکز اسلام پر حملہ کرکے دجال کے طواف کعبہ کا عقدہ حل کر دیا، اور ادھر جانب بڑی عظیم الشان سلطنتوں کے لڑا دینے ہی تختوں کو الٹ کر آپ کے اقوال کو پورا کر دیا، ایران، روم، روس، یورپ و ایشیا میں بڑے بڑے نقصان ظاہر ہوئے، پھر ہر ایک آپ کی بیعت کرنے والے کو اپنے نفس میں نشان آپ کی صداقت کے ظاہر ہوئے، اب ایک عظیم بشارت کی تکمیل باقی ہے جو فرمایا ہے ؎

بواسے دلبند ہر محسد خواہد بود
ندا سے فتح نمایاں بنام ما باشد

یہ فتح نمایاں اسلام کا آخری غلبہ ہے جو انشاء اللہ آپ ہی کے خدام کے ہاتھ سے ہو کر رہے گی، اور اب بھی دنیا ہر میدان عمل میں اسلام کے علمبردار کفر کے مقابل برسرپیکار آپ ہی کے خدام کو پاتی ہے، خواہ قادیانی پارٹی ہے، خواہ لاہوری۔ ایک ہی شجاع پیشوا کے پیرو وہی فولادی دلائل قویہ کی تلوار ہاتھ میں لئے ہر میدان عمل کو فتح پر فتح کرتے چلے جاتے ہیں اللھم انصر من نصر دین محمد صلعم واخذل من خذل دین محمد صلعم ٥ یہ دعا بھی کس خوبی سے آپ کے تربیت یافتہ گروہ کے شامل حال ہوکر اس جماعت کو انصار دین محمد ثابت کر رہی ہے، والسلام ٥

چند سوالات اور ان کے جواب

ایک عزیز از جماعت مسلمان کی طرف سے مندرجہ ذیل سوال جواب کے لئے موصول ہوئے ہیں۔

سوال ۱

مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب عسل مصفیٰ میں ہر صدی کی ذیل میں کئی بزرگوں کے نام لکھے ہیں اور یہ نہیں بتایا کہ ان میں کس کس نے دعوے کیا تھا،

جواب

یہ ضروری نہیں کہ ہر صدی میں صرف ایک ہی ہو مختلف کاموں کے لئے مختلف ملکوں میں مجدد بھی مختلف ہو سکتے ہیں، اور ایک ہی وقت میں ہو سکتے ہیں، شارحین حدیث نے اس کو تسلیم کیا ہے [illegible] سوا ایک مجدد کا دعوے محفوظ نہیں، عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ ہاں ایسے مجدد بھی گذرے ہیں جنہوں نے صراحت سے دعوے کیا ہے اور ان کے دعاوی محفوظ ہیں، طالب حق کے لئے یہ کافی ہے کہ حدیث مجدد موجود ہے، شہادت میں راستبازوں کے بھی دعاوی موجود ہیں،

سوال ۲

کسی شخص کو اس لئے مجدد مان لینا کہ لوگ اسے مجدد سمجھتے تھے درست نہیں، اس طرح امن اٹھ جائے گا،

جواب

لوگوں کے مجدد ماننے سے ہم یہ استنباط کرتے ہیں کہ انہوں نے دعوے کیا ہوگا، مگر وہ دعوے تحریری رنگ میں محفوظ نہیں رہا، یا ہم تک نہیں پہنچا، آخر لوگ تب ہی مانیں گے جب وہ دعوے کریں گے ہاں یہ سچ ہے کہ بعض وقت ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دعوے میں خاص زور اور رنگ پیدا ہو جاتا ہے، اور باقی وقت میں یہ معمولی حیثیت رکھتا ہے،

سوال ۳

بفرض محال ایک صدی میں دو مجدد ہیں، ایک اشاعت اسلام کو طریق کامیابی اور دوسرا تلوار کے ساتھ جہاد کو ضروری ٹھہراتا ہے، ہم کیا کریں؟

جواب

آپ بہرحال اس کی مانیں گے، جو آپ کی طرف بھیجا گیا ہے، دوسرا مجدد جو آپ کی طرف نہیں بھیجا گیا، آپ کو کیا حکم دے سکتا ہے پھر یہ بھی غلط ہے کہ دو مجدد خدا کی طرف سے دو مختلف علم حاصل کریں، ہاں اگر حالات ملکی جدا جدا ہوں تو اور بات ہے، اس صورت میں مجدد دین کے احکام اور مسائل پیدا کردہ رنگ رکھتی ہوں گی، جہاد بالسیف مشروط بہ شرائط ہے، جن کی تصریح قرآن مجید میں موجود ہے کوئی مجدد اس میں ترمیم تنسیخ نہیں کر سکتا،

تحقیق الادیان

ایک جدید انکشاف

وید پانچ چھ ہزار برس تک گم رہے

پنڈت شیو شنکر جی مہاراج نے ایک کتاب بنام "ویدک اتہاس ارتھ نرنے" تصنیف فرمائی ہے۔ یہ کتاب شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے حکم سے اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ آج کل یہ کتاب ہمارے زیر مطالعہ ہے اور ہم اس کتاب کے حیرت انگیز مضامین کو غور و تعمق کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ قابل مصنف نے اپنی بیش بہا تصنیف میں مقدس ویدوں کے متعلق بہت سی چھان بین کی ہے۔ اور اپنی تحقیقات سے اسقدر جدید انکشافات منظر عام پر لائے ہیں کہ بایدو شاید۔ گو وہ جدید انکشافات محققین کے نزدیک کم وزن ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر مصنف کے نزدیک قابل غور ضرور ہیں۔ ان انکشافات جدیدہ میں سے ایک انکشاف تو یہ ہے کہ وید مقدس بھی ایک پرکار سے پانچ چھ ہزار برس تک گم رہے۔ ہم تو حیرت میں ہیں کہ ایک طرف تو آریہ دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں صرف وید مقدس ہی الہامی کتابیں ہیں۔ اور ایک طرف یہ بھی ارشاد فرما رہے ہیں کہ پانچ چھ ہزار برس تک وید دنیا سے گم رہے۔ چنانچہ ویدک ارتھ نرنے کے دیباچہ میں بہ صفحہ ۳ پنڈت جی مہاراج ارشاد فرماتے ہیں کہ پانچ چھ سہسر برسوں سے وید ایک پرکار سے گم ہو گئے تھے ناظرین فطرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وید ہی گم ہو گئے تھے تو پھر دنیا میں راستی کے معلوم کرنے کا کونسا ذریعہ باقی رہ گیا تھا۔ ایسی حالت میں یہ کہنے کا کسے مقدور تھا کہ دنیا بھر میں ایک متنفس بھی راہ راست پر جادہ پیما ہو کر منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ آرین نقطہ نگاہ کے مطابق راہ راست تو وہی راہ کہلا سکتا ہے جو وید مقدس نے بتلایا ہو جب وید ہی موجود نہ ہوں تو راہ راست کہاں تو پھر پانچ چھ ہزار برس تک ویدوں کا گم رہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ پانچ چھ ہزار برس تک تمام دنیا راہ راست سے بھٹک کر گم کردہ راہ بنی رہی۔ کیا پرمیشر اسی راہ گم کردہ دنیا کو آواگون کے چکر میں ڈال کر سزا دے سکتا ہے اور کیا وہ سزا پرمیشر کو نیاکاری ثابت کر سکیگی۔ کیا اس سزا سے پرمیشر پر ظالم ہونے کا اطلاق نہ ہوگا۔ ہمارے خیال میں تو ایسا پرمیشر نیاکاری کہلانے کا ہرگز ہرگز استحقاق نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ جب قانون ہی موجود نہیں تو پھر سزا کیسی

اگر مہرشی جی کو ویدوں کے گم ہونے کا علم تھا تو اس کے قانون کو اس پر چلنے کا اختیار دیا ہوتا تاکہ اسے نیا کاری کہا جا سکتا۔ اس نے ویدوں کی گمشدگی کی حالت میں کوئی اور قانون کیوں نہیں بنایا۔ آریہ کہتے ہیں کہ سرشٹی کا ان پر میشر ہے۔ پھر معلوم نہیں سرشٹی ماں ہو کر قانون نہ بنانا کیا معنی رکھتا ہے۔ الغرض ویدوں کا الہام دے کر اسکے لئے طاقت گویائی طاق ہو چکی تھی تو ویدوں ہی کو کیوں گم ہونے دیا۔ اور کیوں تمام دنیا کو پانچ چھ ہزار برس تک اندھا کار اور گمراہی میں ڈال رکھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ویدوں کے گم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ویدک تعلیم دنیا سے گم ہو چکی تھی جیسا کہ ویدک اتہاس نرنے کے مصنف نے آگے چلکر یہ بھی کہا ہے کہ ابونگ قریب پانچ سہسر سموتسروں سے وید کے ارتھ ہی پر ایہ لیست ہو گئے تھے۔ دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۴۴۔ گو اس عبارت سے صحیح نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ وید بھی گم تھے اور ان کے ارتھ بھی۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ حالت ایک دو دن نہیں پانچ چھ ہزار برس تک رہی۔ مگر ہم بر سبیل تنزل تسلیم کر لیتے ہیں کہ وید گم نہ تھے۔ ویدک ارتھ گم تھے۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ارتھ گم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ویدوں کے صحیح ارتھ معلوم کرنے کے تمام ذرائع گم تھے۔ بیاکرن مفقود ہو چکی تھی۔ اشٹا دھیائی باقی نہیں رہی تھی۔ نرکت کا دنیا میں نام و نشان نہ رہا تھا۔ اگر یہ کتابیں موجود تھیں تو پھر ارتھوں کا گم ہو جانا بے معنی سی بات ہے ارتھوں کے ساتھ ان کے ذرائع کا گم ہو جانا لازمی امر ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ارتھ گم تھے اور ذرائع مفقود تھے۔ پھر سوامی دیانند جی مہاراج کو وہ ارتھ کہاں سے ہاتھ آگئے اور وہ تمام ذرائع کیونکر حاصل ہو گئے جن سے ویدوں کے ارتھ معلوم ہو سکیں یا تو یہ کہنا پڑیگا کہ از سر نو سوامی جی کو ان ذرائع کو الہام ہوا۔ اور انہوں نے اس الہام کے ذریعہ ویدوں کے ارتھ معلوم کئے۔ اس صورت میں یہ سدھانت باطل ہو جائیگا کہ ویدوں کا الہام دینے کے بعد پرماتما الہام نہیں دے سکتا اور خاموش رہا کرتا ہے۔ ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ وید بھی موجود ہے۔ اور وہ تمام کے تمام سناتن بھائیوں کے ہاتھوں میں تھے اور وہ صحیح طور پر ویدوں کے ارتھ کرتے تھے۔ اور ویدوں کے صحیح ارتھ وہی ہیں جو سائن یا مہیدھر جی مہاراج اور مہیدھر جی مہاراج نے کئے۔ مگر سوامی نے طمع سے کام لیکر ویدوں کے صحیح ارتھ بگاڑ دئے۔ اور عام شاہراہ کے خلاف ارتھ کا کام کیا۔

علاوہ ازیں جب دیکھا جاتا ہے تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ سوامی جی کے ارتھوں کو آج تک نہ تو سناتن دھرمیوں نے صحیح تسلیم کیا۔ اور جنہوں نے سچا مانا۔ ویدوں کے انگریز بھاشیہ کاروں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ صدیوں تک ویدوں کے صحیح مطالب معلوم ہی نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ پروفیسر میکس مولر صاحب تحریر فرماتے ہیں "مجھے یقین ہے کہ عالموں کو ویدوں پر کئی صدیاں صرف کرنی پڑینگی قبل اس کے کہ ان کے مطالب حل ہوں" الغرض دنیا کا سواد اعظم سوامی جی کے ارتھوں کے ثبوت خلاف ہے۔ اس مخالفت عامہ کو دیکھتے ہوئے ہمیں خود سوامی جی کا لکھا ہوا فقرہ یاد آتا ہے جو بھولکر انہوں نے خود اپنے اور ویدوں کے خلاف لکھ دیا ہے۔

"جس ایک ایک کے برخلاف نو سو ننانوے شہادت دیتے ہوں تو وہ ہزار کے ہزار جھوٹے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی سچا نہیں سچی بات وہی ہے جو ایک ہو اور ہمیشہ یکسان رہے"

(محمد عصمت اللہ)

مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

وید مقدس کا سب سے پوتر حکم

الّو پالو اور بڑھاؤ

یہ منتر۔ جیسے پکشیوں کے گن جاننے والا اگنی کے لئے مرغوں۔ بنا پتی ارتقات بناپشپ پھل دینے والے برکشوں کے لئے الوکپشیوں۔ اگنی اور سوم کے لئے نیل کنٹھ پکشیوں۔ سورج اور چندرماں کے لئے موروں متر اور ورن کے لئے کبوتروں کو اچھے پرکار اور پرایت ہوتا ہے ویسے ان کو تم بھی پرایت ہو۔ یجروید ادھیائے ۲۴ منتر ۲۳

مذکورہ بالا منتر کا مطلب بالکل صاف ہے۔ یعنی اے انسانو جس طرح آدمی اگن کے لئے مرغوں۔ بناسپتی کے لئے الّووں۔ اگنی اور سوم کے لئے نیل کنٹھوں۔ سورج چاند کے لئے موروں۔ متر اور ورن کے لئے کبوتروں کو حاصل کرتا اور پالتا ہے ویسے ہی تم بھی حاصل کرو۔ اور پالو۔

سوامی دیانند جی مہاراج صاحب اس منتر کے مطلب پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے اس منتر کی بھاوارتھ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ جو آدمی پکشیوں کے گنوں کو جانتے ہیں وہ سدا ان کو بڑھاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو یجروید بھاشیہ صفحہ ۹۹

اب قابل غور یہ امر ہے کہ الووں کے پالنے اور بڑھانے میں کیا حکمت ہے اور وید مقدس نے یہ پوتر حکم کس بنا پر صادر فرمایا۔ وید مقدس تو ست ودیاؤں کا پلندہ اور جملہ صداقتوں کا خزانہ ہے۔ اس حکم میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی۔ گو ہماری نارسا عقلیں وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔ ممکن ہے کہ الووں میں کوئی پوترتا ہو جس سے ان کے پالنے اور بڑھانے والے خود پوتر ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ الووں کے پالنے اور گھروں میں رکھنے سے افزائش نسل ہو کر گھروں کی رونق بڑھ جاتی ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ الو ہزار داستان ہوتا ہے۔ شاید اسکی دستان سرائی غمگین دلوں کے غموں کو دور کرکے راحت فزا بنجاتی ہو یا مختلف آوازوں میں زیر و بم کا ترنم کرکے وید مقدس کی شرن میں آنیکا راستہ دکھا دیتا ہو۔ آخر کوئی نہ کوئی خوبی تو ضرور موجود ہوگی۔ اگر الووں میں کوئی خوبی نہ ہوتی تو مقدس وید ایسا حکم نافذ نہ فرماتے اور اسقدر تاکید کے ساتھ الووں کے حاصل کرنے اور پالنے اور بڑھانے کی آگیا نہ کرتے۔ تعجب کا مقام ہے کہ آریہ پرشوں نے وید مقدس کے ایسے صریح اور روشن حکم کو دیکھ کر بھی آجتک الووں کے پالنے اور بڑھانے کی مصلحتوں پر روشنی نہیں ڈالی۔ حالانکہ ان کا دھرم یہی ہے کہ وید مقدس کے احکام پر چلیں اور تابمقدور ان احکام کی نشر و اشاعت کریں۔ خود بھی الو رکھیں اور دوسرے ہمخیال بھائیوں کو الو رکھنے کی تاکید کریں۔ اور الو رکھنے کے فلسفہ پر کتابیں لکھیں تاکہ ہر کس و ناکس الو رکھنے کے فلسفے سے آگاہ ہو۔ بلاشبہ اس فلسفہ کی کتابیں علم حکمت میں ایک نیا اضافہ کردینگی اور دنیا ویدک فلاسفی کے علو مرتبت کی قائل ہو جائے گی۔ جب تک آریہ بھائی اس نئے شاستر کی تحریر پر قلم نہیں اٹھائینگے۔ اسوقت تک ویدک فلسفہ کا پورے طور پر پرچار نہیں ہو سکیگا اور ہمیں کامل طور پر حق حاصل رہیگا کہ الو رکھنے کے برخلاف قلم اٹھائیں اور دلائل و براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کردیں کہ الو رکھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ کیونکہ ؎

کس نیاید بہ زیر سایۂ بوم
ور ہما از جہاں شود معدوم

(بندہ محمد عصمت اللہ)

از مسلم ریڈنگ روم انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی

شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی کے نام کھلی چٹھی

ذیل کا خط ہمیں ایک احمدی دوست کی وساطت سے اشاعت کیلئے موصول ہوا ہے۔ ہم اس سے فی الواقعہ خوش ہیں کہ ایک عیسائی صاحب حضرت مسیح کے صحیح مسلک پر چلتے ہیں اور الوہیت اور کفارہ کے مسائل سے جو آج کل کی عیسائیت کے لئے رکن سمجھے جاتے ہیں۔ بیزار ہیں۔ خدا تعالے سے امید ہے کہ ان کو تلاش حق کی مزید توفیق عطا فرمائے گا اور وہ علی الاعلان اسلام میں داخل ہوں گے۔ جس کے اب وہ بہت قریب معلوم ہوتے ہیں۔

مضمون

السلام علیکم۔ مجھے آپ سے کئی دوستانہ شکایات ہیں۔ کئی خطوط آپ کے نام ارسال کئے۔ دوستوں کے نام متعدد خطوط آپ کی نسبت استفسارات سے مملو ہوتے رہے لیکن آپ نے بجز سکوت کے کوئی جواب نہ دیا۔ علاوہ بریں آپ اپنے کئی وعدوں کو نظر انداز فرما گئے۔ اور پھر میری نسبت بدگمان بھی ہو گئے میں نے رتا ہے کہ سید محمد اسحٰق شاہ صاحب سوڈلن پھیلا رہے ہیں۔ خطوط لکھ کر ہار رہا تو آخر یہ ٹھانا کہ پیغام صلح کی معرفت پیغام مصالحت بھیجوں۔

مجھے عیسائی کہا جاتا ہے اور میں کیوں کہوں کہ نہیں۔ آپ بھی تو عیسائی ہیں کہ آپ نہ صرف مسیح ناصری کو بلکہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد مرحوم کو بھی مانتے ہیں اور تمام مسلمان بھی عیسائی کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کو وہ عظمت اور وقعت دیتے ہیں کہ ان کے عقائد کی رو سے وہ افضل البشر افضل الرسل ملکہ متصف بہ اوصاف خداوندی ٹھہرتے ہیں۔ برادران اہل اسلام سے اعتقادات میں متفق بھی ہوں اور اختلاف بھی رکھتا ہوں۔ وجہ اتصال بھی ہے اور بنائے انفصال بھی لیکن بیشتر امورات میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور الوہیت و ابنیت مسیح تثلیث کفارہ وغیرہ کے جو مفہومات عیسائی دنیا بتاتی ہے ان سے اختلاف لیکن ان سے بڑھ کر یہ ہے کہ مسلمان ان کے علاوہ معتقد قائل ہیں۔ مسیح کا مجذوم و مبروص کو شفا دینا۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی اور بہروں کو شنوائی بخشنا۔ مردوں کو جلانا سب کچھ مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ صفت خالقیت کو بھی آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پھر اسے خدا کیوں نہیں مان لیتے۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام معصوم اور افضل ترین ہادی اور رسول تھے۔ اور ان کی زندگی تمام ریفارمروں اور پیشواؤں سے زیادہ پاک اور واجب التعمیل۔ مسیح کے ابن اللہ ہونیکو میں مانتا ہوں اور وہ انہیں معنوں میں کہ وہ ابن آدم ہونیکی حیثیت سے تقرب الہی کے باعث ابن اللہ تھے۔ ہم بھی خدا کی اولاد ہیں۔ لیکن افسوس ہے ہم ایسا کہلوانے کے سزاوار نہیں۔ تثلیث کو میں آج تک نہیں سمجھا اور نہ کوئی عیسائی اسے سمجھا سکا ہے۔ کفارہ کی نسبت میری یہ عرض ہے کہ یہ انسان کی کمزوری کو ملحوظ رکھ کر حوصلہ افزائی کے لئے ہو تو ہو لیکن نہ اس کا پتہ اناجیل میں ملتا ہے نہ کسی اور مذہبی کتاب میں۔ ہر جگہ "کرنی بھرنی" کا مسئلہ ہے۔ مسیح نے اعمال صالحہ کی بڑے زور سے تعلیم دی ہے اور انہی پر کیا موقوف۔ ہر مذہب کا یہ اصل الاصول ہے۔

ہاں فرق مجھ میں اور آپ میں یہ ہے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں آپ سے متفق نہیں۔ بہت سے شکوک مانع ہیں۔ علی ہذا القیاس قرآن کریم کے متعلق بہت سے شبہات ہیں۔ خدا تعالے کی ہستی پر مجھے اب حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے۔ میرے بعض دوست کہتے ہیں کہ میرا اسلام کی طرف یہ پہلا قدم ہے اور وہ اسے مبارک سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ ان کا خیال درست ہو۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ ضرور درست ہے۔ جواب سے شاد فرمائیں۔

(خواجہ غلام احمد)

پیغام صلح:۔ کاش آپ ان تشکیک اور شبہات کی کچھ شرح فرماتے جو آپ کو قرآن کریم یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق ہیں تو غالباً ہم آپ کو تسلی بخش جواب دینے کے لئے آمادہ ہوتے۔ اگر آپ آئندہ اپنے شبہات پیش کرینگے تو ہمارا یہ فرض اولیں ہوگا کہ ہم ان کے ازالہ کیلئے پوری کوشش کریں۔ خدا کرے کہ آپ کا ہر قدم اسلام کی طرف بڑھتا قدم ہو۔ اور آخر آپ منزل مقصود پر پہنچ جائینگے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔ احمدیہ بلڈنگس میں بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے،

یکم و دوم ستمبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم کا جلسہ تھا جس پر مولوی عبدالحق صاحب تشریف لے گئے ہیں،

مورخہ ۸، ۹ ستمبر کو انجمن پسرور کا جلسہ ہے، جس پر مولوی عبدالحق صاحب و دیگر کوئی بزرگ تشریف لے جائیں گے،

۱۶ ستمبر بروز اتوار انجمن اسلامیہ ڈلہوزی نے مولوی عبدالحق صاحب کو مدعو کیا ہے،

خان صاحب ضیاء النبی خان صاحب رئیس اروانگلہ کی بیگم صاحبہ علیل ہیں، جملہ احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالے انہیں صحت کامل عطا فرمائے، اور خانصاحب کو تردودات سے نجات دے،

میر مدثر شاہ صاحب کشمیر میں بہت مفید کام کر رہے ہیں، اللہ تعالے جملہ احباب کو جوان کی امداد کر رہے ہیں، جزائے خیر دے، اور اہل کشمیر کو اسلامی زندگی کی روح سے زندہ کر دے، امید ہے کہ جناب مکرم مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب اپنے مفید مواعظ و درس کا سلسلہ میر صاحب کے واپس چلے آنے کے بعد باقاعدہ جاری رکھیں گے،

ٹڈراؤں تحصیل پول کا مدرسہ جہاں کہ ہماری طرف سے ایک تعلیم یافتہ مولا گوجر منشی محمد صدیق صاحب مسلمان بچوں کو تعلیم دیتا تھا، اور جس کا تعلق ہماری جماعت سے نہ تھا، مولوی صاحبان کی مہربانی سے بند کرا دیا گیا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ مدرس کی تنخواہ اور اخراجات تعلیم ہماری انجمن دیتی تھی، بھلا ایسی تنگدلی کے ہوتے ہوئے مسلمان ان نام نہاد بدنام کنندہ اسلام مولویوں سے کس بہتری کی امید کر سکتے ہیں، ایسی شرارتوں سے سوائے اس کے کہ دشمنان اسلام کی کمر مضبوط ہو، اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے، کام کرنے والوں کے لئے سارا ہندوستان اور پھر ساری دنیا خالی پڑی ہے، اور انشاء اللہ جس

مسیح موعود کے نام سے ان تنگ ظرف مولویوں کو چڑ ہے اس کا نیک نام ساری دنیا پر پھیلتا رہے گا، یریدون لیطفئوا (نور) اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ۔

میرا در مولوی فیروزالدین صاحب لکھتے ہیں کہ مساۃ امینی سکنہ بھارہ جو موضع بھائی ضلع متھرا میں بیاہی ہوئی تھی اور مرتد ہو گئی تھی، مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی تبلیغ سے معہ اپنی لڑکی کے ۱۳ اگست کو مسلمان ہو گئی ہے، اس کا نام اللہ رکھی اور لڑکی کا نام حشمت بی بی رکھا گیا،

مولوی عصمت اللہ صاحب زہسا بلند شہر کی دعوت پر دہلی سے وہاں تشریف لے گئے ہیں،

انجمن نے دہلی میں تبلیغ کے لئے مرکز قائم کیا ہے، جہاں ایک ریڈنگ روم کھولا گیا ہے، اور انشاء اللہ جلد ہی باقاعدہ لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا،

مولوی عصمت اللہ و شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے سوامی درشنانند کو اشتہار چیلنج کی کاپی ان کی جائے رہائش پر جا کر دستی دی، اس سے پہلے انجمن کی طرف سے بذریعہ رجسٹری بھیجی جا چکی ہے

ماسٹر فقیر اللہ صاحب کا لڑکا ولی اللہ اور منشی محمد نصیب صاحب علیل ہیں، احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں،

مولوی فیروزالدین صاحب و چودھری سردار خاں صاحب ڈاکٹر منشی غلام محمد صاحب و شیخ دوست محمد صاحب ایک اہم تبلیغی کام پر تشریف لے گئے ہیں، احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں،

بقیہ صفحہ اول

ڈین مذکور نے یہ نہیں سمجھا کہ اگر قصہ آدم اور اس کا ہبوط صحیح ہیں تو پھر سب کا سب مذہب کلیسا ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد آدم کا گناہ اور ہمارا ورثہ گناہ ہے، اگر وہ قصہ ہی غلط ہے تو پھر اس کے ساتھ ہی نہ ضرورت کفارہ رہتی ہے نہ الوہیت مسیح کی حاجت،

الغرض ۱۹۱۸ء میں تنقیحی طور پر کنٹربری میں انجیل توریت کی صحت زیر تحقیق آ گئی، ۱۹۲۱ء میں بمقام کیمبرج ایک عالیشان جلسہ بشپوں اور کلیسا کے بہترین فضلا کا ہوا، وہاں مضمون زیر بحث یہ تھا، کہ جس مذہب کو ہم آج مسیح کے نام پر اختیار کئے ہوئے ہیں آیا اسے جناب مسیح سے بھی کوئی تعلق ہے یا نہیں، بحث کو سینٹ پال گرجا کے افسر اعظم ڈین انجی نے افتتاح کیا، انہوں نے تسلیم کیا کہ جناب مسیح یہودی اور خادم شریعت موسوی تھے، انہوں نے نہ کوئی نئی تعلیم پیش کی نہ سابقہ تعلیم کو بدلا، بلکہ وہ شدت سے اس کے پابند تھے، نہ انہوں نے کسی نئے کلیسا کی بنیاد ڈالی، اور جو کچھ آج مسیح کے نام پر بطور ہدایت ہمارے پاس ہے، یہ سینٹ پال کا بنایا ہوا ہے، گویا مسیح کو اس مذہب سے کوئی تعلق نہیں، بحث میں ان کی مخالفت بھی ہوئی، لیکن جلسہ میں کثرت رائے کا رجحان اسی طرف تھا، اب آپ خود نتیجہ نکال لیں، کہ جب ان بشپوں کے نزدیک تعلیم مسیح کو مذہب کلیسا سے کوئی تعلق نہیں، تو ایک متدین اس مذہب کو کیسے قبول کر سکتا ہے،

الوہیت مسیح

۱۹۲۱ء میں ایک اور دلچسپ مباحثہ کلیسا انگلستان کے پادریوں اور بشپوں میں ہوا، وہ یہ تھا، کہ چونکہ لوگ عام طور پر الوہیت کو تسلیم نہیں کر سکتے، اس لئے اس امر کا فیصلہ ہونا چاہیئے، کہ الوہیت مسیح سے کیا مراد ہے، بحث کا افتتاح ڈاکٹر ہرزبرگ ڈین آف کارلائل نے کیا، اس نے تسلیم کیا، کہ نہ تو مسیح خدا تھا، نہ انہیں کوئی خداوندی طاقت تھی، وہ ہر معنوں میں انسان تھا، اس کی پیدائش اس کا دنیا سے جانا اس کے معجزات اگر انہی معنوں میں لئے جائیں جیسے کہ بیان کئے گئے ہیں تو بھی یہ باتیں اسے خدا نہیں بناتیں، الوہیت مسیح سے مراد صرف ان کا تخلق باخلاق اللہ ہونا ہے،

اس تقریر نے تو مذہب کا تختہ ہی پلٹ دیا، میں نے اس موقعہ پر ڈین موصوف کو کہا، کہ اگر الوہیت مسیح سے مراد اس قدر ہے جو انہوں نے بیان کی ہے تو پھر ہم میں اور ان میں کوئی تنازعہ نہیں، ہم مسلم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، صرف فرق اس قدر ہے، کہ ہم اس صفت میں دنیا کے رہبران مذہبی اور پیغمبران خدا کو متصف مسیح کی طرح مانتے ہیں، اور اسلام کا ہر ایک انسان کیلئے

تو نصب العین بھی یہی ہے، چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تخلقوا باخلاق اللہ کی وصیت ہر ایک مسلم کو کی ہے، ہم میں سے بالقوہ ہر ایک مسیح اور مسیحیوں کا خدا ہو سکتا ہے، اس کی شان میں لیس کمثلہ شیٔ آیا ہے، ڈاکٹر ہرزبرگ لازگا اس امر سے گھبرائے انہوں نے مجھے لکھا کہ وہ مجھ سے اس تشریح میں متفق نہیں ہو سکتے اور وہ عنقریب مجھے اپنی تقریر کی تشریح بھیج دیں گے، انہوں نے ازراہ مہربانی اپنی تشریح بھیجدی، لیکن یہ تشریح تو اس کے اپنے کلام سابق کا تکرار بالفاظ دیگر تھا، چنانچہ میں نے انہیں اطلاع دی کہ جو کچھ انہوں نے لکھا وہ محض تکرار ہے، اور اس سے میری پوزیشن اور مضبوط ہوتی ہے، اس سے ہماری خط و کتابت کا تو خاتمہ ہوا، لیکن ان کی اجازت سے میں نے اس خط و کتابت کو اپنے ریویو میں چھاپ دیا، یہ ظاہر ہے کہ پادریوں کے ان جلسوں نے اور ان اظہارات عقائد نے مسترہ مذہب اور جاریہ عقائد کا تو خاتمہ کر دیا، اب ضرور تھا کہ وہ دنیا پر اپنے مذہب کا کوئی نقشہ پیش کریں اسی کام کے لئے ۱۹۲۲ء میں بعض بشپ اور ڈین بمقام آکسفورڈ جمع ہو گئے، اور وہاں یہ قرار پایا گیا، کہ مذہب عیسائی در اصل مذہب محبت ہے، اور اسی صفت میں بدھ مذہب بھی عیسائی مذہب کے ساتھ شریک ہے جس سے جو بھی خصوصیت وہ اپنے مذہب کی بیان کیا کرتے تھے وہ جاتی رہی، اب وہ کیوں دوسرے ممالک میں مشنری بھیجتے ہیں۔

عیسائیت کا خاتمہ

اب معزز سامعینو! تم خود فیصلہ کرو، کہ مروجہ عیسائی مذہب کہاں گیا، اور کہاں ہے؟ جب سلسلہ کلیسہ کے یہ اعتقادات ہیں تو پھر عامۃ الناس کا کیا حال ہوگا، اس کا نقشہ بھی آج انگلستان میں دیکھ لو، گرجے خالی ہو گئے، اور اتوار کے دن منادان عیسائیت خالی بنچوں اور کرسیوں کو سرمن دینے لگے، اتوار کی تقدیس کرکٹ، فٹ بال اور گولف کے میدانوں میں ہونے لگی، اس کا اثر خود کلیسا کے افسروں پر ہوا، چنانچہ بشپ آف یارک نے اپنے ایک مشہور سرمن میں کہا، کہ مذہب سے تو محبت علی وجہ التجرد لوگوں کو ضرور ہے لیکن کلیسہ سے لوگوں کو سخت نفرت ہے، کلیسہ سے مراد ان عقائد کا مجموعہ ہے، جو عیسائی مذہب کے نام پر آج مشہور ہیں، بشپ مذکور کے اس بیان نے ایک عام بحث انگریزی اخبارات میں پیدا کر دی، ایک انگریزی ماہواری رسالہ موسومہ پیرسن نے پچاس بشپوں اور ان کے بعد دیگر مشاہیر ملک کو اس سوال پر مخاطب کیا، اور کہا کہ وہ مذہب کا فکر کریں۔ اور کوئی راہ سوچیں، کہ ملک عیسائیت سے بھی فارغ نہ ہو جائے یہ وقت نہیں کہ میں ان مباحثات کو بالتفصیل بیان بیان کروں مختصر عرض یہ ہے کہ علی العموم اہل الرائے انگلستان نے ایک طرف تو کلیسا اور عیسائیت کی موجودہ شکل سے بیزاری ظاہر کی، لیکن دوسری طرف علی وجہ التجرد مذہب کی ضرورت اور مذہب سے محبت ظاہر کی، جس مذہب کی ضرورت ان مشاہیر قلم نے بیان کی، وہ میں چند لفظوں میں بیان کر دیتا ہوں، مذہب ایسا ہو جو غیر معقول اور تحکمانہ تعلیم سے معرا ہو، اس کے اصول علم و عقل کے مخالف نہ ہوں، مذہب ایسا ہو، جو ایک طرف انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرے اور احکام و اوامر الٰہی کی عزت اس کے دل میں ابھارے، دوسری طرف وہ خلق اللہ سے شفقت اور محبت ہر ایک کے دل میں پیدا کرے، مذہب ایسا ہو جو عالمگیر اخوت اور محبت پیدا کرے، تعلیمات کا اثر روزانہ زندگی پر ہو، مذہب صرف چند معتقدات کا ہی نام نہ ہو بلکہ اس کے اندر ایمانیات کو براہ راست عملیات سے تعلق ہو، یعنے اس کے اجزاء ایمان منتقل اور حامل و متشکل بہ اعمال ہوں، مذہب ایسا ہو جو ہر شعبہ زندگی میں اپنے اندر ہدایت رکھتا ہو، اور ہمارے کل قوائے فطریہ کی آبیاری کرے، اور ہمارے فطری تقاضوں کو ہلاک نہ کرے بلکہ ان کی اصلاح و تہذیب و تادیب کرے وغیرہ وغیرہ،

مغرب میں اسلام

ایہا السامعین، آپ میں قریب کل کے کل مسلمان ہیں، میرے سامنے بہت سے علماء اسلام اور مشائخ ہیں، بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب ہیں، کیا یہ مطالبات جو اس سال ۱۹۲۳ء میں مذہب مطلوبہ کے متعلق انگلستان میں ہوئے کیا یہ اسلام کی تصویر نہیں، کیا یہ اسلام کے خط و خال کا صحیح فوٹو نہیں، کیا ان باتوں کے سننے کے بعد ایک شخص لارڈ ہیڈلے کے الفاظ کے یہ الفاظ آسانی سے نہیں سمجھ سکتا، کہ ...ستان میں ہزارہا ہزار مسلمان ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ وہ

مسلمان ہیں، جب وہ مفروضہ و مطلوبہ مذہب کا نقشہ کھینچتے ہوئے اسلام کی تصویر کھینچ دیتے ہیں، اور دوسری طرف اسلام کی طرف ان کی توجہ نہیں، تو وہ مسلمان ہیں، لیکن نہیں جانتے کہ وہ مسلمان ہیں میں یہ نہیں کہتا، اور اگر کہوں تو یہ امر راستی سے خالی ہوگا، کہ میری کوششوں سے یہ باتیں ہوئیں، ایسا میرا کہنا صریح کذب و بہتان ہوگا، البتہ ایک بات ضرور کہتا ہوں یہ جو کچھ ہوا، اتفاقیہ نہیں ہوا، بلکہ ارادہ الٰہی سے ہوا، یہ خدا کے علم میں تھا کہ مغرب میں عیسائیت کا یہ نقشہ ان گذشتہ دس سالوں میں ہو جائے گا، جب خدا کے علم میں وہ دن قریب آگئے کہ جب مذہب کلیسا خود بخود نمک کی طرح پانی میں گل جائے، تو اس نے میرے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے، جو مجھے تبشیر و تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان لے گئے، اس کا نام حسن اتفاق رکھا جائے یا بقول لارڈ ہیڈلے ارادہ ازلی، یہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ لارڈ موصوف نے اپنی تقریر میں میری ہی مساعی کا ذکر کیا، اور میں ان کا مشکور ہوں، انہوں نے بار بار کہا کہ اس دس سال میں میرے مشن نے عجیب و غریب کام کئے، ان کی محبت مجھ سے ہے جو یہ باتیں کرا رہی ہے، البتہ ایک بات انہوں نے موکد بہ ثبوت کر دی ہے دس سال ہوئے کہ انہوں نے ایک تحریر لکھی تھی جس میں ظاہر کیا کہ اسلام کے دشمنوں نے اسے ایسے برے پیرائے میں ظاہر کیا ہوا ہے کہ اس کا وہاں قبول ہونا از حد مشکل ہے، اور یہ تحریر اس وقت چھپ گئی تھی، اور انہوں نے ابھی آپ کو سنائی ہے، لیکن آج وہ علی وجہ البصیرت شہادت دیتے ہیں، کہ ان دس سالوں میں کہ اسلام کے متعلق لوگوں کے خیالات و آراء میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا، اور اس امر کو وہ میرے مشن کے متعلق منسوب کرتے ہیں،

ایہا الناظرین، میں خاتمہ میں صرف ایک عرض کرتا ہوں اگر ایک فرد واحد کی کوشش چند مخلص دوستوں کی کم و بیش امداد سے یہ نتائج پیدا کر سکتی ہے، تو پھر کیا یہ فرض ایک ہندوستانی کا تھا کہ سات ہزار میل سے اس طرف آئے، یا اس فرض کا بار آپ کی گردن پر بھی پہلے سے تھا، اور اب بھی ہے،

اپیل

اٹھو! جاگو! ہوش کرو، اسلام کے لئے یہ بہار کے دن ہیں، نسیم چل رہی ہے، قوت نامیہ زوروں پر ہے، آسمان سے بارش ہو رہی ہے، زمین کے ایسے مواد جو زراعت کے مخالف ہوں، معدوم ہو رہے ہیں، یہ تو سب فعل خداوندی ہے، لیکن زمین سے روئیدگی اور عمدہ فصل تو تب ہی پیدا ہوگا، جب کوئی مزارع یا فلاح کھیت کی طرف جائے گا، اور زمین کو کھود کر تخم ریزی کرے گا، آپ میں سے اکثر بڑے بڑے زمیندار ہیں، کیا فصل بونے اور تخم ریزی کرنے کے وقت آپ ایک کسان کو بھیجا کرتے ہیں، یا کثرت سے کام کرنے والے تمہاری زمینوں میں جاتے ہیں، پھر اس زراعت اسلام کے مزارعین اور فلاحین کہاں ہیں، وقت کو مت گنواؤ، اگر یہ وقت تم نے گنوا دیا، تو خدا تعالیٰ کوئی اور قوم پیدا کرے گا، جو خدا کے حکم کو تم سے بہتر پورا کرے گی، خداوندی وعید "یستبدل قوما غیرکم" کو سامنے رکھو، آج ایک اسلامک ریویو جس کی ایک ہزار کاپی کتب خانوں میں تقسیم ہوتی ہے، یہ نتیجے پیدا کر رہی ہے، چنانچہ گذشتہ دو سالوں میں جو نفوس شامل اسلام ہوئے ہیں، اور ان کی تعداد پچاس سے اوپر ہے، ان میں سے زیادہ وہی ہیں، جنہوں نے مختلف کتب خانوں میں اسلامک ریویو کو پڑھا، اور پھر ہم سے خط و کتابت کی، اور آہستہ آہستہ مشرف باسلام ہوئے، دل چاہتا ہے کہ ہزارہا کاپیاں اسلامک ریویو کی کل مختلف مغربی کتب خانوں میں بھیجی جائیں، اس وقت اسلامی لٹریچر کی سخت ضرورت ہے، کثرت سے خطوط میرے پاس اس لٹریچر کی طلب میں آتے ہیں، میں خدا کے فضل سے یہ لٹریچر پیدا کر سکتا ہوں، اور آسانی سے پیدا کر سکتا ہوں، میں نے اس گذشتہ سال میں چھ کتابیں لکھی ہیں، اور بہت تھوڑے وقت میں مختلف مضامین اسلامی پر کتابیں لکھ سکتا ہوں، لیکن ضرورت اس بات کی ہے، کہ یہ کتابیں طبع ہوں، اور مفت یا برائے نام قیمت پر طالبان حق کے پاس پہنچ جائیں، والسلام۔

قبول اسلام

سکرٹری صاحب تحریر فرماتے ہیں،

۲۹ اگست ۱۹۲۳ء کو پنڈت قادر بخش صاحب کے ہاتھ پر تین آدمی یعنی ایک مرد اس کی بیوی اور اس کی لڑکی مسلمان ہوئے،

تازہ خبریں

ہندوستان

فسادات آگرہ

مولانا مسعود الرحمٰن صاحب ندوی جائنٹ ایڈیٹر تبلیغ ٨ تاریخ کو آگرہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ ٩ تاریخ اگست کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان سخت فسادات ہوئے ہیں اور ابھی تک جاری ہیں۔ شہر میں فوج کا قبضہ ہے کناری بازار وغیرہ میں کلدار توپیں نصب کر دی گئی ہیں۔ رات کو نکلنے پر احکام امتناعی نافذ کر دئیے گئے ہیں۔ صورت حال بہت نازک ہے۔ دونوں فریق کا نقصان جان ہوا ہے۔ تبلیغ کی اشاعت ملتوی کر دی گئی۔

جبلپور میں ہندو مسلمانوں کا فساد

جبلپور۔ ٣٠۔ اگست۔ صدر بازار میں ہندو مسلمانوں کے درمیان سخت جھگڑا ہو گیا۔ بنائے فساد یہ بیان کی جاتی ہے کہ بعض ہندوؤں نے ایک تعزیہ کو نقصان پہنچایا۔ جس پر مسلمانوں کو اشتعال ہوا۔ اور انہوں نے ہندو مندر میں داخل ہو کر سنگ مرمر کی بنی ہوئی مورتی کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ فساد شام آٹھ بجے شام کو شروع ہوا اور دوسرے دن صبح تک جاری رہا۔ ہندو دکانیں بند ہو گئیں۔

حضور نظام حکومت سے دستبردار نہ ہونگے

اخبار میں یہ افواہ شائع ہوئی تھی۔ کہ حضور نظام حکومت سے دستبردار ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نظام گورنمنٹ کی طرف سے اس افواہ کی پرزور تردید کی گئی ہے۔ اور اس کو بالکل غلط اور بے بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

میرٹھ میں مفسدہ پردازوں کی شرارت

جمعہ کے روز یہ افواہ گشت لگا رہی تھی کہ بازار لوٹ لئے جائینگے۔ فوراً ہی دکانات بند کر دی گئیں۔ دکانات کھلوانے کیلئے بہت دقت اور تدبیر عمل میں آ رہی ہے۔

ایک گوردوارہ پر اکالیوں کا محاصرہ

پائنیر کے بیان کے مطابق نابھہ کی اطلاع مظہر ہے کہ جیتو کے قریب اکالیوں نے ایک گوردوارے پر قابض ہو جانیکی وجہ سے اصلاح حالات کیلئے کچھ فوج بھیجی گئی ہے۔

ڈاکٹر کچلو صاحب کا لاہور میں جلوس

ڈاکٹر کچلو صاحب ہفتہ کے دن ۱/۲ ۳ بجے لاہور میں تشریف لائے آپ کا جلوس نکالا گیا۔ رضاکاران خلافت امرتسر بھی آپ کے ہمراہ تھے لاہور کے رضاکار بھی اس جلوس میں شامل تھے۔ متعدد مقامات پر آپ کے گلے میں ہار پہنائے گئے۔ یہ جلوس قریباً ١٠ بجے اختتام پذیر ہوا

سلطنت برطانیہ کی نمائش

مدراس۔ ٣١۔ اگست۔ سلطنت برطانیہ کی نمائش میں جن اخبارات کے پرچے رکھنے اور دیوار پر اشتہار لگانے کی جگہ مخصوص کرنیکی دعوت دی گئی تھی۔ ان میں مسز اینی بسنٹ کا اخبار "نیو انڈیا" بھی ہے۔ مسز موصوفہ نے ہندوستان کے ہائی کمشنر کو مندرجہ ذیل جواب دیکر جتا دیا۔ چونکہ فیصلہ کینیا میں ہندوستان کو کم حیثیت سمجھا گیا ہے اسلئے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں برطانی نمائش میں اپنا اخبار نہیں بھیج سکتی اور جب تک یہ بے انصافی دور نہ کی جائیگی۔ انڈیا تک میں نمائش میں حصہ لینے کی پرواہ نہیں کرتی۔

تامل نیڈو پراونشل کانفرنس کا اجلاس

مدراس۔ ٣١۔ اگست۔ تامل نیڈو پراونشل کانفرنس کا اجلاس ٢ اور ٣۔ ستمبر کو سیلم میں منعقد ہوگا۔ مسٹر جوزف صدر ہوں گے

سکرٹری اکالی جتھا نابھ کی گرفتاری

امرتسر۔ ٣١۔ اگست۔ بھائی جیون سنگھ سکرٹری اکالی جتھا نابھ اور ممبر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی ٣٠۔ اگست کو جیتو میں گرفتار کر لئے گئے۔ جیتو میں دیوان ہو رہا ہے۔ اور پولیس اور فوج نے اس کی ناکہ بندی کر لی ہے۔ سلسلہ ریل و رسائل منقطع ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ مزید اکالی جتھے عنقریب وہاں پہنچ جائینگے۔

(سکرٹری پربندھک کمیٹی)

سہارنپور کے زخمیوں کی امداد

امرتسر۔ ٣١۔ اگست۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے بھائی جسونت سنگھ۔ ایک ڈاکٹر اور ایک جتھہ کو زخمیوں کی خدمت کے لئے سہارنپور روانہ کیا ہے۔ یہ گروہ ٣١۔ اگست کو بذریعہ کلکتہ میل روانہ ہو گیا۔ اگر ضرورت پڑی تو مزید ڈاکٹر اور جتھے بھی بھیجے جائینگے

(سکرٹری پربندھک کمیٹی)

میسور میں طوفان سے تباہی

بنگلور۔ ٣١۔ اگست۔ ریاست میسور کے آہنی کارخانہ بھدراوتی کی بھٹی جو طوفان کی وجہ سے ڈھک گئی تھی۔ اب پھر دکھلائی دینے لگی ہے اور کام پھر شروع کر دیا گیا ہے۔

بمبئی میں مزدوروں کا عظیم الشان جلسہ

بمبئی ٣١۔ اگست۔ مزدوروں نے اپنا ایک جلسہ کر کے یہ قرارداد منظور کی کہ سرمایہ داروں کے فیصلے سے جسمیں مزدوروں کے بونس کی ادائگی کے سلسلہ کو منقطع کر دیا گیا ہے ہماری تشفی نہیں ہوئی اور یہ درخواست کی کہ سرمایہ دار اپنے فیصلہ پر پھر غور کر لیں۔ مجلس نے آل انڈیا سیوا جی میموریل کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

آگرہ کی حالت پرسکون ہے

آگرہ ٣١۔ اگست۔ آج شہر میں قریباً تمام دکانیں کھل گئی ہیں۔ لوگ بازاروں میں حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کے چہروں سے بشاشت اور اطمینان کے آثار نمایاں ہیں۔ صرف ریلوے اسٹیشن کے ارد گرد چند دکانات اور مکانات جلے ہوئے اور نقصان یافتہ نظر آتے ہیں۔ شہر کے بہت سے معزز آدمی لوگوں کو ہدایت کرتے پھرتے ہیں کہ وہ کاروبار کو شروع کر دیں اور خوف و ہراس کو نزدیک نہ آنے دیں کیونکہ قانون تمام وفادار شہریوں کی حفاظت کے لئے تیار ہے۔ اس کام میں مسٹر اشرفی لال پلیڈر، مسٹر گوبند سہائے شرما۔ انتظامی حکام میونسپل بورڈ۔ مسٹر الیس ایڈیٹر پبلک ہیرلڈ۔ خان بہادر بدرالدین اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ اب چونکہ صورت حالات روبہ اصلاح ہو گئی ہے اہل آگرہ کو مسٹر کلارک کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے انتہا درجہ کی شکل حالت پر قابو پا لیا۔ کرنیل ارلے افسر کمانڈنگ اسٹیشن، مسٹر ارد کلکٹر اور مسٹر گمنسن سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مسٹر کلارک کی بہت مدد کی تھی۔

آگرہ میں فساد کا رفع کرنا آسان نہیں کیونکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مکانات ایک دوسرے سے بالکل نزدیک واقع ہیں۔

مقدمات امرتسر

امرتسر یکم ستمبر۔ آج مسٹر ملن سشن جج امرتسر کی عدالت میں سیتا اور سات دیگر مسلمانوں کے مرافعہ کی سماعت ہوئی۔ یہ لوگ مسٹر ورن اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت سے اس جرم میں سزایاب ہوئے تھے کہ انہوں نے ١١ اپریل کو کرشنا مارکیٹ کے قریب ریلوے میں حصہ لیا تھا۔ مسٹر ایم ایل رلیا رام نے گورنمنٹ کی طرف سے اس مقدمہ میں بحث کی۔ شیخ عبدالعزیز ملزموں کی طرف سے پیروکار تھے۔ چہارشنبہ کے روز فیصلہ سنایا جائیگا۔

میسور میں کال

بنگلور۔ یکم ستمبر۔ میسور کے علاقوں میں بارش کی قلت کے باعث سامان خوراک اور چارہ کی کمی ہو گئی ہے۔ میسور دربار نے احکام ذرائع کے اشتہار جاری کر دئے ہیں کہ چارہ کو کم قیمت پر فروخت کیا جائے اور سامان خوراک کو قیمت خرید پر فروخت کیا جائے۔ آج دیوان بہتر جگہ دورہ کیلئے روانہ ہو گئے۔

بلدیہ ملتان

ملتان یکم ستمبر۔ بلدیہ ملتان کے آٹھ منتخب ہندو ارکان کے استعفے حکومت نے منظور کر لئے۔

مجلس عاملہ کا اجلاس

دہلی ٣۔ ستمبر۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کا اجلاس ١٢۔ اور ١٣۔ تاریخ کو دہلی میں منعقد ہوگا۔

ممالک غیر

غازی مصطفےٰ کمال پاشا قسطنطنیہ کو جائیں گے

لندن۔ ٢٩۔ اگست۔ ترکی اخبارات کا بیان ہے کہ [illegible] کمال پاشا سمرنا سے انگورا واپس جا کر کچھ دنوں قیام کر [illegible] ستمبر کے دوسرے ہفتہ میں نہایت شان و شوکت سے [illegible] داخل ہوں گے جہاں آبادی کے ہر طبقہ کی طرف سے [illegible] شاندار خیر مقدم کیا جائے گا۔ دا[illegible] کا خاص [illegible]

اتحادی فوجیں جلد قسطنطنیہ کا تخلیہ کر دینگی

لندن ٢٧۔ اگست۔ قسطنطنیہ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مستعدی و تیزی کے ساتھ اتحادی فوجیں قسطنطنیہ [illegible] کے تخلیہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس بات سے امید ہوتی ہے کہ دو ہی ہفتہ کے اندر قسطنطنیہ اور ساحل باسفورس سے تمام اتحادی فوجیں روانہ ہو جائینگی۔

ٹرکی سے اتحادی فوجوں کی روانگی

آستانہ علیہ۔ ٢٧۔ اگست۔ جب سے صلحنامہ لوزان کی ترکی نے تصدیق کر دی ہے۔ اس وقت سے انگریزی فوجیں ترکی علاقہ جات خالی کر کے سرگرمی کے ساتھ واپس آ رہی ہیں۔ بار بردار [illegible] جو عرصہ دراز سے باسفورس میں کھڑے ہوئے انتظار کر رہے تھے سب کے سب فوجوں اور سامان حرب سے [illegible]

اطالیہ اور یونان

حکومت اٹلی کا دلیرانہ فیصلہ

ایتھنز۔ ٢ ستمبر۔ اٹلی نے جمعیتہ الاقوام کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

کارفو پر قبضہ کا اعلان

ایتھنز۔ ٣١۔ اگست۔ ایک پیغام مظہر ہے کہ سفارت اطالیہ [illegible] آج شام کے ٥ بجے وزیر خارجہ نے حکومت یونان کی خدمت میں ایک مکتوب پیش کیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے اعلان کیا گیا [illegible] نے چار بجے کارفو پر قبضہ کر لیا۔ اس اعلان میں کہا گیا [illegible] باامن اور عارضی ہے۔ اطالوی سفیر نے حکومت یونان [illegible] وقت مطلع کیا تھا کہ یونانی مکتوب اطمینان بخش نہیں [illegible] ٥ بجے شام کو ٨ گھنٹے کا الٹی میٹم دیا جائے گا۔ لیکن [illegible] پر قبضہ کا اعلان کیا گیا۔ اس قبضہ سے عوام بہت [illegible] ہو گئے ہیں۔

کارفو پر جنگ

لندن یکم ستمبر۔ یہ حقیقت ہے کہ کارفو پر بلا مزاحمت قبضہ نہیں کیا گیا۔ رویٹر کا ایک پیغام ایتھنز سے مظہر ہے کہ گورنر نے اطالوی کی درخواست حوالگی شہر کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا [illegible] ہی اطالوی افواج ساحل پر اتر آئیں اور بحری بیڑے نے [illegible] اسکول پر بم گرائے۔ دونوں عمارتوں میں آگ لگ گئی [illegible] جاتا ہے کہ بہت سی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔

دو اور جزیروں پر اٹلی کا قبضہ

وحشیانہ قتل کی پاداش

روما۔ یکم ستمبر۔ امیر البحر سوالوی کمانڈر افواج اطالیہ نے کارفو [illegible] کیا ہے کہ اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کی ضرورت اسلئے محسوس ہوئی کہ وحشیانہ قتل کی پاداش میں تاوان وصول کیا جائے۔ قبضہ عارضی اور پرامن ہوگا۔ بشرطیکہ اطالیہ کی حفاظت کے لئے کوئی خاص [illegible] اختیار نہ کرنے پڑے۔

روما۔ یکم ستمبر۔ اطالیہ کی فوجوں نے پیکسوس اور انٹی پیکسوس کے چھوٹے چھوٹے جزیروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ان جزائر پر قبضہ کرنیکی [illegible] محض کارفو پر قبضہ کی تکمیل ہے۔

سوامی شردھانند اور ہم

چیلنج منظور

*

۱ستمبر کے "کیسری" میں سوامی شردھانند کا کھلا چیلنج چھپا ہے، جس میں آپ نے تمام اسلامی فرقوں کو دعوت مناظرہ دی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ شرط بھی لگائی ہے، کہ ۹ ستمبر تک سب کی درخواستہائے مباحثہ آپ تک پہنچ جائیں، یہ کس قدر تنگ وقت ہے، اس کا اندازہ ہر منصف مزاج خود کر سکتا ہے، بہرحال سوامی صاحب کی محولہ بالا تحریر کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے سوامی صاحب کی خدمت میں دو خط اور ایک تار منظوری مباحثہ کے متعلق ارسال کئے جا چکے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:-

تار اس لئے دیا گیا کہ سوامی صاحب کو ہمارے خطوط کے پہنچنے یا نہ پہنچنے یا بعد از وقت پہنچنے کے متعلق کوئی عذر نہ رہے،

پہلا خط

بخدمت سوامی شردھانند صاحب! تسلیم

آپ کا کھلا چیلنج تمام مسلمانوں کے نام ۱ستمبر ۱۹۲۳ء کے کیسری میں پڑھا۔ اس سے پیشتر آپ کے سابقہ چیلنج کی منظوری بذریعہ اشتہار نمبر ۳ دی جا چکی ہے جو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔

اب "کیسری" کی محولہ بالا تحریر کے جواب میں یہ درخواست کی جاتی ہے کہ آپ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا نام اسلام کی طرف سے بحث کرنے والوں کی فہرست میں درج کریں چونکہ آپ نے لکھا ہے کہ درخواستہائے مباحثہ ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں اسلئے بنظر احتیاط آج ہی یہ مختصر چٹھی کیسری میں آپ کی تحریر دیکھنے کے بعد فوراً ارسال خدمت ہے۔ مضمون مباحثہ اور شرائط کے متعلق کل انشاء اللہ مفصل لکھا جائے گا۔

دستخط سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

دوسرا خط

بخدمت شریف جناب سوامی شردھانند صاحب۔ تسلیم

آپ کی تحریر مندرجہ کیسری مورخہ ۱ستمبر ۱۹۲۳ء کے مطابق کل آپ کی خدمت میں مختصر درخواست مباحثہ بھیجی جا چکی ہے۔ آج شرائط اور مضمون مباحثہ کے متعلق ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس قسم کے مباحثات جیسے آپ چاہتے ہیں روز روز نہیں ہو سکتے اسلئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خواہش ہے کہ یہ مباحثہ جسکی منظوری آپ نے دیدی ہے ہر پہلو سے مکمل اور فیصلہ کن ہو اور دونوں فریق اپنے اپنے مضامین پر سیر کن بحث کر سکیں۔ اور ان کی تحقیقات سے نہ صرف سامعین ہی فائدہ اٹھائیں بلکہ وہ لوگ بھی جو جلسہ میں حاضر نہ ہو سکیں مستفید ہوں۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہایت ضروری ہے کہ مباحثہ تحریری ہو اور بعد میں فریقین کے پرچے کتابی شکل میں شائع ہو جائیں۔ اسلئے ہماری طرف سے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ مباحثہ تحریری ہو جسکی صورت مفصلہ ذیل ہونی چاہئے۔

پہلے دن فریقین اپنے اپنے سوالات لکھکر جلسہ میں لے آئیں اور پبلک کو پڑھکر سنا دیں۔

دوسرا دن - فریقین ایک دوسرے کے سوالات کے جوابات اور مزید سوالات جلسہ میں لائینگے اور پبلک کو سنائیں گے،

تیسرا دن - دوسرے دن پرچوں کے جواب الجواب فریقین لکھکر جلسہ میں لائینگے۔ اور پڑھکر سنائیں گے، اس پرچہ میں کوئی نیا سوال پیش نہ کر سکیں گے،

چوتھا دن - فریقین کا آخری جواب الجواب ہوگا جسکو حسب دستور سابق فریقین لکھکر لائینگے اور جلسہ میں سنائینگے۔

ان تمام پرچوں کی مصدقہ نقول ہر ایک فریق فریق ثانی کو جواب کے ختم ہوتے ہی دیگا،

(۲) صدر بجائے ایک کے دو ہونے چاہئیں، ایک اہل اسلام کی طرف سے اور دوسرا آریہ سماج کی طرف سے جن کے ذمہ اپنے اپنے فریق کے نظم کو قائم رکھنا اور مناظرین سے پابندی شرائط کرانا ہوگا،

(۳) ہر پرچہ کی نقل پر جو فریق ثانی کو دی جائیگی ہر دو صدر اور مناظر کے دستخط ہوں گے۔

(۴) آپ نے اپنی شرط نمبر ۳ میں جو لکھا ہے کہ "حاشیہ اصل کے مطابق ہوگا - خلاف نہیں۔ اسکے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم اپنے مسلمات کی رو سے کسی ایسے حاشیہ یا متن کے ماننے کو کبھی پابند نہیں جو ہماری الہامی کتاب کے صریح خلاف ہو۔

(۵) ہماری طرف سے مضمون حسب ذیل ہوگا - محمد رسول اللہ اور اسکی تعلیم۔

www.aaiil.org

(۶) مقام مباحثہ آپ نے تحریر نہیں فرمایا ہمیں لاہور اور دہلی دونوں میں سے تجویز کردہ منظور ہے۔ لاہور کو اگر آپ پسند کریں تو زیادہ بہتر ہوگا کہ اس سے پیشتر سکندرآباد کے مباحثہ میں اہل دہلی کو شرکت کا موقعہ مل چکا ہے۔ اب اہل لاہور کی خواہش ہے کہ مناظرہ یہاں ہو اور آریہ سماج اور ہماری انجمن ہر دو کا مرکزی مقام ہونیکی حیثیت سے بھی اس کا حق فائق ہے۔ لاہور میں مباحثہ ہونیکی صورت میں فریقین اپنی اپنی ضروریات کے مطابق پنڈال وغیرہ کا انتظام مشترکہ طور پر کر سکتے ہیں لیکن دہلی میں مباحثہ اگر ہو تو یہ تمام انتظام آپ کے سپرد ہوگا۔

(۷) ہمارے لئے آخری چار یوم یعنی ۱۵-۱۶-۱۷-۱۸ اکتوبر منظور کئے جائیں۔

بالآخر دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ازراہ عنایت کم از کم یہ تو تحریری مباحثہ ہی منظور فرمائیں۔ تقریری مباحثات عموماً نتیجہ خیز نہیں ہوتے اور اسکے علاوہ صرف وہی لوگ ان سے مستفید ہو سکتے ہیں جو وہاں موجود ہیں۔ اسلئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مباحثہ تحریری ہو تاکہ نہ صرف اس زمانہ کے لوگ ہی بلکہ آئندہ آنیوالی نسلیں بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

دستخط، سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تار

سوامی شردھانند

نیا بازار دہلی

چیلنج منظور ہے، آج مفصل خط بذریعہ ڈاک گیا ہے،

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

اشاعت اسلام اور ہمارا فرض

سلسلہ احمدیہ کے نوجوانوں سے اپیل

(شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم اے کے قلم سے)

اشاعت اسلام اور تبلیغ حق کی اہمیت سے ہر ایک مسلم بخوبی واقف ہے اور بالخصوص موجودہ حالات نے تو اس امر کو اور بھی روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے، کہ مسلمانوں کی حیات و جماعت کا راز اشاعت حق اور اعلائے کلمۃ اللہ میں ہے، ہر ایک شخص قرآن کریم کی ان آیات سے بخوبی واقف ہے جن سے کہ اس اہم اور ضروری کام کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے، میری مراد ذیل کی آیات بینات سے ہے

بقیہ بر صفحہ ۳ کالم ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ | مورخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ | نمبر ۵۹

ملک کا حقیقی راہنما

(۲)

"پیغام صلح" میں حضرت مسیح موعود نے یہی بتایا تھا، کہ ملک کی ترقی و منفعت کا راز ہندو مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد میں مضمر ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا، کہ یہ اتحاد و اتفاق محض سیاسی اصول یا سمجھوتے پر قائم نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کی بنیاد مذہبی آزادی، مذہبی احترام، مذہبی احساسات پر ہونی چاہیئے، یعنے ہندو مسلمانوں کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے راست باز تسلیم کریں، اور اس مزکی و مطہر انسان کے شان میں کبھی کلمہ گستاخی زبان پر نہ لائیں، اور اسی طرح مسلمان نہ صرف ہندو بزرگان دھرم کی عزت و احترام کریں، اور ان کی شان میں گستاخی نہ کریں، بلکہ تالیف قلوب کے لئے اپنے برادران وطن کے پاس خاطر سے گائے کا گوشت کھانا بھی چھوڑ دیں کہ یہ کوئی مذہبی فریضہ نہیں،

اس تحریر پر کئی سال گذر گئے، اور ہندوستان والے اس آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار نہ ہوئے، لیکن آخر کچھ مدت کے بعد حضرت مسیح موعود کی اس بات کو طوعاً و کرہاً سب نے تسلیم کیا کہ ملک کی ترقی کے لئے ہندو مسلم اتحاد ازبس ضروری ہے، اس ملک کی تاریخ میں گذشتہ پانچ چھ سال تحریک اتحاد و اتفاق کے لئے خصوصیت سے یادگار رہیں گے، کیونکہ کوئی زبان نہ تھی جس سے یہ کلمہ نہ نکلتا تھا، کوئی سر نہ تھا جس میں یہ خیال نہ سمایا تھا، کوئی مجلس نہ تھی جس میں یہ راگ نہ الاپا جاتا تھا، لیکن اس شور و شوری میں لوگ عام اس سے کہ وہ ہندو تھے یا مسلمان یہ بھول گئے کہ اس اتحاد کے اصول اساسی کیا ہونے چاہئیں، ملک کے نام نہاد لیڈروں نے غالباً یہ سمجھ رکھا تھا کہ یہ اتحاد صرف اتحاد و اتفاق کے الفاظ رٹنے سے ہو جائے گا، لیکن واقعات نے بتایا کہ اگر خدا کے مرسل کا یہ ارشاد بجا تھا اور بالکل بجا تھا، کہ ہندوستان کی حقیقی نجات اتفاق و اتحاد میں ہے، تو اس کی دوسری شق بھی بالکل سچی تھی، کہ یہ اتفاق و اتحاد مذہبی رنگ میں ہونا چاہیئے نہ صرف سیاسی رنگ میں،

گذشتہ برسوں میں جب سے اتحاد و اتفاق کی تحریک کا چرچا ہوا جو قدم ہندو مسلم اتحاد کی طرف اٹھایا گیا، وہ محض سیاسی نقطہ نگاہ سے تھا، پہلے ہندو تحریک خلافت میں شریک ہوئے، اور اس کو ایک سیاسی تحریک سمجھ کر ہی شریک ہوئے، پھر رفتہ رفتہ زمانہ سے یہ تحریک خلافت کے سانچے سے ڈھل کر سوراج کے قالب میں آگئی، اور سوراج ہی سوراج رہ گیا، خلافت بیچاری رفت رفت ہوئی، سادہ لوح مسلمانوں نے سمجھا کہ خلافت کی تقویت ہندوستان کے سوراج سے ہوگی، چنانچہ انہوں نے حصول سوراج کو اپنا نصب العین بنایا، اور خلافت ایک ثانوی امر ہو گیا، ادھر ہندگان وطن نے جب دیکھا کہ اب مسلمانوں کا مزاج اس قدر بگڑ گیا ہے، کہ وہ سوراج کے لئے مر مٹنے والے ہیں اور ادھر کے انھوں کی کیفیت میں ایک معتدبہ انقلاب پیدا ہو گیا ہے، مذہبی احساسات سے وہ بیگانہ ہو چکے ہیں، تو انہوں نے جھٹ شدھی کا پرچار شروع کیا تاکہ اس طریق سے مسلمانوں کو ہندو بنا کر اپنی تعداد بڑھائیں، اور سوراج کو ہندو سوراج بنا کر دکھائیں،

غرض یہ اتحاد و اتفاق کی طرح محض سیاسی خود غرضی پر مبنی تھی، لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود پیغام صلح میں لکھ چکے ہیں کہ جو اتفاق اس خود غرضی پر مبنی ہوگا، اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا، نتیجہ وہی ہوا، آج ملک میں ہندو مسلم فسادات کی خبریں زبان زد خلق ہیں ملتان، امرتسر، سہارنپور، گڈگانوہ، پول، وغیرہ مقامات پر ہندو مسلم اتحاد کے جسم پر وہ چرکے لگے ہیں، کہ اب اس کی حالت یہ ہو گئی کہ

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ان فسادات کی نوعیت کو اگر دیکھا جائے، تو ان میں کوئی سیاسی پہلو نہیں ملتا، سب کے سب مذہبی حیثیت کے ہیں، یعنے جہاں کہیں فساد ہوا ہے، وہ اسی بنا پر ہوا کہ دونوں قوموں نے ایک دوسرے کے مذہبی احساسات کی پروا نہیں کی، کاش ہندوستان کے لوگ جو آج یوں آپس میں دست و گریبان ہیں، ملک کے حقیقی راہنما خدا کے فرستادہ، حضرت مسیح موعود کی بات کو گوش ہوش سے سنتے تو انہیں یہ دن نصیب نہ ہوتے،

کیا یہ امر خرق العادت نہیں کہ وہ امر جس کے لئے دونوں قومیں مصروف سعی ہیں جس کے لئے ان کے مسلم لیڈر زور لگا رہے ہیں، اور جن میں بظاہر اس قدر کامیابی بھی ہو جاتی ہے، کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اب ہندو مسلم اتحاد ایک مضبوط چٹان کی طرح ہو گیا ہے، وہی اتحاد و اتفاق آج ایک ریت کی دیوار کی طرح بے نشان ہو جاتا ہے، اور اس تمام آفت کی وجہ کیا ہے؟ وہی وجہ ہے جس کو آج سے پہلے حضرت مسیح موعود نے بصراحت تمام بیان کر دیا تھا، کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالےٰ نے وہ نور عنایت کیا تھا جس سے عام لوگ بے بہرہ ہیں، کیا اب ہندوستان والوں کو یہ نہیں چاہیئے کہ وہ نہایت ندامت و شرمندگی کے ساتھ اس حقیقی راہنما کا دامن پکڑیں، جس کی باتیں انہوں نے غفلت سے نہ سنیں، لیکن جو نہایت صحت کے ساتھ پوری ہوئی ہیں، اور ہو رہی ہیں ؎

من از ہمدردیت گویم تو خود ہم فکر کن پیارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیار

شدھی اور ہندو مسلم اتحاد

برادران ہنود کا خیال ہے کہ جس طرح مسلمانوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اشاعت اسلام غیر مسلم اقوام میں کریں، اسی طرح ہم بھی غیر ہندو طبقات کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں راستی پر ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ شدھی کا پراپیگنڈا ہندو مسلم اتحاد کیلئے مضرت رساں ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے باہمی تعلقات استحکام پذیر ہوں گے، لیکن کسی مقصد کے نشیب و فراز کا اندازہ صرف اس مقصد کے پیش کرنے والے کے حالات، عقاید اور کارکردگی سے ہی لگ سکتا ہے، شدھی کے سب سے بڑے ہیرو اور علمبردار آجکل ہمارے دوست پنڈت مالویہ جی ہیں جن کی تعریف میں اہل ہنود کا بچہ بچہ رطب اللسان ہے، آپ وہ مشہور و معروف بزرگ ہیں، جنہوں نے مہاتما گاندھی جی کے نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد اپنے آپ کو "تبدیل شدہ" انسان ٹھیرایا، اور مہاتما جی کے نقش قدم پر چلنے سے اپنی ذات کو ان کا جانشین گردانا مگر پنڈت جی اس مستعار چولے میں آخر کب تک ملبوس رہ سکتے تھے، جناب موصوف کی آئے دن کی مسلم کش پالیسی آپ کی اس عام زندگی کے واقعات سے عین مطابقت کھانے لگی، جس کا نصب العین اسلام کے نام لیواؤں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دینا ہے، جہاں آج کے ہندو سنگھٹن کے قائم کئے جانے کی سب سے بڑی وجہ بقول پنڈت جی یہ ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کو ان کی "نا جائز خواہشات" کی وجہ سے کیفر کردار تک پہنچانا چاہتے ہیں، وہاں ہم سے ان کی دیرینہ مسلم نواز پالیسی دجو پنڈت جی کی فطرت میں ازل سے داخل ہے کا سرسری محاسبہ کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا، آپ وہی مالویہ جی ہیں جنہوں نے آج سے تئیس سال پہلے یعنی ۱۹۰۰ء میں اردو ناگری کا عظیم الشان فتنہ انگیز سوال اٹھایا، اور اردو جیسی عالمگیر زبان کی مخالفت میں محض بدیں وجہ ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ وہ مسلمانوں سے مناسبت رکھتی ہے، آپ ہمارے وہی خیر خواہ ہیں، جنہوں نے منٹو مارلے ریفارم کے ایام میں مسلمانوں کو علیحدہ طور پر حق نیابت دیئے جانے کی مخالفت میں اپنی تمام فصاحت و بلاغت کے خزانے ختم کر دیئے، آپ ہمارے وہی کرمفرما ہیں، جنہوں نے ۱۹۱۶ء میں ہندی مسلمانوں کو مزید حق نمائندگی دیئے جانے کی تجویز کا عدیم المثل سختی سے مقابلہ کیا، اور آپ وہی ذات با کمال ہیں جن کے وہ خیالات جن کو آپ نے صوبجات متحدہ کے میونسپل بل کی شان میں اظہار فرمایا، آج تک شہرۂ آفاق ہیں، وغیرہ وغیرہ، ناز مسلمان جناب مالویہ جی کی کس کس ادا کی داد دیں، سچ تو یہ ہے

جگہ کس کس جگہ دوں اے ہی تیرا ستوں آئے قاتل
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکاں کو

ہمارے ہندو بھائی جو پنڈت جی کی ہر حرکت کے اس قدر دلدادہ ہیں، کہ ان کے اشارے پر جان تک لڑا دینے کیلئے تیار ہیں ذرا خود ہی انصاف فرمائیں، کہ شدھی کا وہ پودا جسے پنڈت جی نے اپنے ہاتھوں لگایا ہے، اور جس کی آبیاری وہ اپنا فرض سمجھ کر رہے ہیں، کبھی اس قابل ہو سکتا ہے، کہ وہ باہمی اتحاد کا پھل لائے اور کیا تحریک شدھی بھی اس لائق ہے، کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کی عمارت کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دے؟ ہمارے نزدیک ملک کے دعویدار برادران وطن، صلح و آشتی کے حامی اس میدان میں ذرا سنبھل کر قدم رکھیں، ایسا نہ ہو کہ ان کی حالت بعینہٖ یہ ہو ع

چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

کی مصداق بنے، اور اگر اتحاد کا ادعا کہنے کو ہے، اور تیور بدل چکے ہیں تو پھر اجازت عام ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ ہمیشہ حق کا بول بالا ہوگا۔ اور

الحق یعلو ولا یعلیٰ

سوامی شردھانند اور ہم

ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ سوامی شردھانند کی دعوت مباحثہ ہم ان کے کالموں میں منظور کر چکے ہیں، اخبار کے علاوہ جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ایک خاص اشتہار بھی شائع ہوا تھا جس میں سوامی صاحب کے چیلنج کو منظور کیا گیا تھا، اور لکھا گیا تھا کہ وہ تاریخ مباحثہ سے جلد مطلع فرمائیں،

اب سوامی صاحب کی ایک تحریر کیسری مورخہ ۸ ستمبر میں شائع ہوئی ہے، جس میں ممدوح نے تمام فرقہ ہائے اسلام کے ساتھ جو کرنا چاہیں بحث کے لئے آمادگی کا اظہار کیا ہے، چونکہ ہم نے سب سے پہلے سوامی صاحب کو میدان مباحثہ میں بلایا تھا اس لئے ہم تو اس میں خصوصیت سے شامل ہیں، لیکن اس تحریر میں سوامی صاحب نے جو تین شرائط پیش کی ہیں، وہ حقیقت میں مباحثہ سے گریز کے معنی رکھتی ہیں، مثلاً پہلی شرط یہ ہے کہ اس تحریر کا جواب ۹ ستمبر تک سوامی صاحب کو پہنچ جانا چاہیئے، اب قابل غور ہے کہ جو تحریر ۸ ستمبر کے کیسری میں شائع ہوئی ہے، اس کا جواب ۹ ستمبر تک پہنچ جانا کس قدر مشکل امر ہے، اور پھر ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دی ہے، کہ جو مورخہ ۹ ستمبر تک جواب دینے سے قاصر رہے گا اس کو علیحدہ وقت نہیں دیا جائے گا، ہاں وہ کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ مل کر شامل بحث ہو سکتا ہے، ہمیں سمجھ میں نہیں آتا، کہ اتنا تنگ وقت دینے میں سوامی صاحب نے کیا مصلحت سوچی ہے، بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے، کہ اس سے بہت سے فریق مباحثہ میں شمولیت کا موقعہ حاصل نہ کر سکیں گے، دوسری شرط جو سوامی صاحب نے پیش کی ہے، مباحثہ کا پریذیڈنٹ ایک ہی ہوگا، اور آریہ سماج کی طرف سے ہوگا، یہ شرط صریحاً خلاف انصاف ہے، ہمارے خیال میں پریزیڈنٹ دو ہونے چاہئیں، جو فریقین کی طرف سے ہوں،

سوامی صاحب کی تیسری شرط نہایت نامعقول اور خلاف انصاف ہے، فرماتے ہیں کسی کتاب کا حاشیہ بھی متن کے برابر ہی سمجھا جائے گا، جو لوگ فن مناظرہ سے واقف ہیں، وہ سمجھ سکتے ہیں، کہ یہ شرط سراسر لغو ہے، اس لئے کہ حاشیہ میں تو ایک انفرادی رائے کا اظہار ہوتا ہے، بعض کتابوں پر ایک ہی مضمون کے متعلق مختلف حواشی ہوتے ہیں، وہ متن کے مطابق کیونکر سمجھے جا سکتے ہیں، یہی قضیہ مباحثہ سکندرآباد میں پیش آیا تھا، اور غالباً اسی سے فائدہ اٹھا کر اب سوامی صاحب اسی بیہودہ شرط کو پیش کر کے اپنے لئے حفظ ماتقدم کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں، لیکن وہ خود ہی انصاف فرمائیں، کہ جب وید کے کسی منتر کے معنے کرنے میں پنڈت دیانند صاحب پہلے پنڈتوں کی رائے کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر سوامی صاحب کا یہ مطالبہ کس طرح درست ہو سکتا ہے، کہ حاشیہ بھی اصل کے مطابق

ہی سمجھا جائے گا، یہ بات بالبداہت غلط ہے، کہ حاشیہ کو متن کے برابر وقعت دی جائے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ قرآن شریف کی جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں، وہ سب کی سب محفوظ عن الخطا تسلیم کی جائیں، اور اسی طرح جو باتیں پنڈتوں نے وید کی طرف منسوب کی ہیں، وہ بھی وید ہی کی سمجھی جائیں،

بہرحال مقام شکر ہے کہ سوامی صاحب اب تمام مسلمانوں سے مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں، ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مباحثہ ۵ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر تک جاری رہے گا، جس میں ہر ایک فرقہ کو مناظرہ کا موقعہ دیا جائے گا، لیکن ہمیں یقین نہیں آتا، کہ اس قدر قلیل عرصہ میں سب مسلمان کیونکر مباحثہ سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں،

ہماری انجمن کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے، وہی اخبار کے پہلے صفحہ پر درج ہے، اور اس خیال سے کہیں سوامی صاحب کوئی عذر پیش نہ کر دیں، تار بھی دیا گیا ہے،

علی غول

الہ آباد کے خان بہادر عبدالباقی خاں صاحب نے ہندو سنگھٹن سے متاثر ہو کر تحریک کی ہے، کہ دشمنان اسلام کی مخالفت اور ہندو سنگھٹن کے برابر کے مقابلہ کے لئے ہر دیہہ، قصبہ اور شہر میں "علی غول" قائم کئے جائیں، ہم یقین رکھتے ہیں کہ خان بہادر موصوف پہلو میں دل، اور دل میں اسلامی درد رکھتے ہیں، ان کے ملی احساس نے انہیں مجبور کیا ہے کہ وہ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے ایک مفید ترین تجویز پیش کریں، مگر ہمارے خیال میں ترکی بہ ترکی جواب کی ضرورت اس وقت محسوس ہوا کرتی ہے، جبکہ مخالف کی بات وقیع اور مؤثر ہو، اسلام معقول پسندی کا مذہب ہے، اسے صرف ایسے امور کے مقابلہ یا تردید کی ضرورت ہے، جو فی الحقیقت اس کی مخالفت میں ہوں، اور جن میں دفاع لازم ہو، یہ نہیں، جونہی کہ ہمارے اعداء اپنی کج فہمی، بغض و عناد سے کام لے کر عداوت کا ایک خیالی کھیل کھڑا کریں، ہم بھی بالمقابل کھیل نا کھیل کر دیں، شدھی کی چال یقیناً چند دن کی مہمان ہے، کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی، سیاسی چالبازیاں حقیقت شناس نگاہوں سے کسی طویل وقت تک مخفی نہیں رہ سکتیں، باطل کا سکہ زیادہ عرصہ تک جم نہیں سکتا، حق کا بول بالا خود ہو کر رہے گا، ذرا تھوڑی سی اشاعت اسلام کے لئے ہمت درکار ہے، ہندو سنگھٹن کا وجود ابھی تک اپنے آپ میں منقسم ہے، چھوت چھات کے مسئلہ نے جس کی کامیابی پر شدھی کی تمام تر کامیابی کا دارومدار ہے، بدقسمتی سے اور عین ہندو مہاتما کی تعلیم کے مطابق مہاسبھا بنارس میں سخت ناکامی کا منہ دیکھا ہے، ہمارا یہ بھی دعوے ہے کہ ہندوؤں کے فرقے جن کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ہمیشہ ہمیشہ تک متحد الخیال و متحد العمل نہیں ہو سکتے، کہنے کو تو اتحاد کی راگنی دصرف مالویہ جی نہیں، ہر معمولی ہندو الاپ سکتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے، کہ قول فعل میں کہاں تک تبدیل ہوتا ہے، اور جو باتیں جوش میں آکر زبان پر لائی جاتی ہیں وہ عملی جامہ کہاں تک پہن سکتی ہیں، ہندو سنگھٹن کے مقاصد نبرد آزمائی، جنگجوئی، ادھیڑ پن، فتنہ و پرخاش اور باہمی جنگ و جدل پر مبنی ہیں، اور یہ ساری چیزیں انسانیت کے خلاف ہیں، مذہب سلیم ان کا دشمن ہے، اگر بالفرض ہندو سنگھٹن کو ملمع کی انگوٹھی کی طرح کچھ دیر کسی نے بنظر استحسان دیکھا بھی، تو آخرکار انسانیت پرور، شرافت کے دلدادہ، اور راحت پسند لوگ اس سے بہت جلد بیزار ہو جائیں گے، ان حالات میں اگر صداقت اور راستی کے حامل، صلح و آشتی کے دلدادہ، تہذیب اور انسانیت کے نمونے، مصالحت کا پیغام دینے والے یعنی مسلمان برادران وطن کی ایک ذلیل حرکت کا جواب اسی پیرائے میں دینے لگ جائیں، تو اس میں سوائے تضییع اوقات نقصان مایہ اور زیاں جان کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے، یوں بھی دو مخالف طاقتوں کی موجودگی میں کوئی اطمینان اور تسلی بخش نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا، پس اگر مسلمانوں کے دل میں احساس ہے، اپنے فلاح و بہبود کے لئے وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں، اور انہیں اپنے بقا کی فکر ہے، اور ان کے پاس ان ساری باتوں کے لئے وقت ہے، تو وہ وسعت قلبی سے کام لیں، دشمن کی کمینہ حرکات کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی ساری کوششیں مسلمانوں کی اصلاح اور غیر مسلم اقوام کو دعوت الی الاسلام دینے میں صرف کر دیں، اور یاد رکھیں کہ ہندو سنگھٹن کا جواب صرف اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ہے،

مسلمانان پلول کی نازک حالت

پلول ضلع گوڑگانواں میں فتنہ ارتداد کو رد کرنے کے بجائے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی جمعیتہ الصوفیہ نے جو فتنہ برپا کر رکھا ہے، ... ناظرین پیغام صلح سے پوشیدہ نہیں، اس سے قبل ان فتنہ و فساد اور بغض و تعصب کا مفصل حال لکھا جا چکا ہے جو ہمارے مبلغین کے خلاف وہاں ظہور میں آیا، یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ ان، ادارس پر جو ہم نے پلول کے مختلف دیہات میں قائم کئے تھے، حملہ کر کے اور لوگوں کو ہمارے خلاف اکسا کر وہاں سے نکلوانے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ پہلے ایک مدرسہ موضع بڑاؤں میں سے ہمارے مدرس منشی محمد شفیع صاحب کو نکالا گیا تھا، اب موضع جتولہ کے مدرسہ کو بھی توڑ دیا گیا ہے، حالانکہ وہاں ہماری طرف سے خود پلول کے ایک غیر احمدی نوجوان منشی محمد صادق صاحب متعین تھے، افسوس، انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

ان افسوسناک حالات کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا ہے، کہ اسی پلول میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مناقشات بھی ترقی پر ہیں، گذشتہ عید لضحے اور محرم پر وہاں بھی فساد کی صورتیں پیدا ہوئیں، جن کا اب یہ نتیجہ ہوا ہے، کہ ہندوؤں نے نیچ اقوام کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کو بالکل بائیکاٹ کر دیا ہے، انہی نیچ اقوام میں بھنگی اور چمار بھی شامل ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کے پاخانے اٹھانے سے انکار کر دیا ہے، اور اب وہاں یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں غلاظت کے ڈھیر لگ گئے ہیں، اور لوگ خود اٹھا اٹھا کر پھینک رہے ہیں، یہ ہے مسلمانوں کی طاقت، کہ اگر برادران وطن ذرا ان سے خفا ہو جائیں، تو انہیں اپنے پاخانے بھی خود اٹھانے پڑتے ہیں۔ خیر اس کی بھی چنداں پروا نہیں، لیکن ایسے موقعہ پر کم از کم اپنی طاقت کو تو کمزور نہیں ہونے دینا چاہیئے، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ غیروں نے تو اپنے آپ کو متحد کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، اور مسلمان ابھی آپس ہی میں لڑنے جھگڑنے سے فارغ نہیں ہوئے، کاش اب بھی مسلمانان پلول احمدی جماعت کی مخالفت کو ترک کر کے مسلمانوں کے باہمی اتحاد میں کوشاں ہوں، کہ اسی میں اسلام کی عزت ہے، ایک صاحب نظر کا یہ کہنا غیر حق بجانب نہیں کہ حق کی مخالفت کرنا اور خادمان دین کو گالیاں دینا پاخانہ اٹھانے سے بھی بڑھکر مصائب پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

بقیہ صفحہ اول

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون ہ وما کان للمومنین ان ینفروا کافۃ ، فلولا نفر من کل فرقۃ منھم ... الخ

اشاعت اسلام کا کام اگر ایک طرف اپنی اہمیت و ضرورت کے لحاظ سے سب کاموں پر فوقیت رکھتا ہے، تو دوسری طرف اس راہ میں جن جن مشکلات اور مصائب سے سامنا کرنا پڑتا ہے وہ بھی اپنی نظیر میں یکتا اور بے مثل ہیں، صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی سے اس کام کے دونوں پہلوؤں پر خوب روشنی پڑتی ہے، انہوں نے اس کام کو اپنا مقصد زندگی اور نصب العین قرار دیا تھا، اور پھر اس کی ادائیگی میں انہوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں، اور کن کن مصائب کا سامنا کیا، یہ ایک ایسا طول طویل مضمون ہے، جس کو میں یہاں چھیڑنا نہیں چاہتا، مگر ان چند سطور میں میں اشاعت اسلام کے ایک عظیم الشان اور اہم حصہ کی طرف عام مسلمانوں کی توجہ کو عموماً اور اپنے احمدی بھائیوں کی توجہ کو بالخصوص منتقل کرانی چاہتا ہوں امید واثق ہے کہ میرے عزیز دوست ضرور بہ ضرور اس کام پر غور و خوض کرنے کے بعد اس کو عملی جامہ پہنائیں گے، کیونکہ بجز عمل کوئی کام نہیں ہو سکتا،

اشاعت کے کام کے واسطے دو باتوں کا ہونا اشد ضروری اور لابدی ہے، ان کے بغیر یہ عظیم الشان کام ہرگز نہیں ہو سکتا، سب سے اول ہم میں ایسے آدمی ہوں جو کہ اپنے آپ کو اس کام کے واسطے وقف کر دیں، اور علوم دینیہ مثلاً قرآن کریم، احادیث نبویہ، تاریخ اسلامی، حضرت مرزا صاحب کی کتب وغیرہ سے بخوبی واقف ہوں، اور دوسرے روپیہ کا ہونا، ان دونوں میں سے میرے خیال میں اول الذکر کا ہونا اشد ضروری ہے یعنی ایسے اشخاص جن کے نہ صرف دلوں میں جگہ ہر ایک رگ و ریشہ میں اس کام کی حقیقی تڑپ اور سچا جوش [illegible] ہر حال میں خواہ وہ تجارت پیشہ ہوں، یا کسی ملازمت کو اختیار کئے ہوئے ہوں، ان کو اس کام کا خیال رہے، ان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین بھی اعلائے کلمۃ اللہ ہو، وہ کسی شعبہ زندگی میں ہوں، مگر یہ کام ہرگز ان کے دل کی نظروں سے ایک لمحہ کے واسطے بھی اوجھل نہ ہو، میں ان چند سطور میں ایک حصہ کے متعلق ذرا وضاحت کے ساتھ کچھ گوشگزار کرنا چاہتا ہوں، میرے مخاطبین اس وقت بالخصوص احمدی نوجوان ہیں، جنہوں نے کہ اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتے وقت مجدد زمان کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اقرار کیا تھا، کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین قرار دیں گے، اور یہ اقرار تب ہی پورے ہو سکتے ہیں، جبکہ ان کو عملی جامہ پہنایا جائے یعنی اپنے آپ کو اس راہ پر ڈالا جائے جس کے لئے مجدد وقت نے ہمیں دعوت دی تھی، اور ہم نے لبیک کہا تھا،

اس وقت ہمارے سامنے دو بڑے بھاری مشن ہیں، ایک ہندوستان کا اور دوسرے فارن مشن یعنی تبلیغ در ممالک غیر، ممالک غیر میں اشاعت کا کام زیادہ اہم ضروری اور مشکل ہے، ابعد میں اپنے نوجوان طالب العلم بھائیوں کی توجہ اس کام کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں، ممالک غیر کا کام بہت بڑا اور وسیع کام ہے، اور اس کے واسطے ہم نوجوانوں کو ابھی سے اس کی طرف کما حقہ توجہ کرنی چاہیئے، اور ابھی سے اس کے واسطے طیاری شروع کرنی چاہیئے، ان ممالک میں تبلیغ اسلام کے واسطے سب سے اول علوم دینیہ مثلاً مذہب اسلام کے متعلق پوری پوری واقفیت اور پھر دوسرے مذاہب سے اس کا مقابلہ، مگر علاوہ ان علوم کے ایک نہایت ہی ضروری علم جو ہے وہ زبان دانی ہے پس ہم میں سے ایسے نوجوان چاہئیں جو کہ علاوہ اپنے دنیوی مشاغل کے دینی تعلیم اور کم از کم ایک ایک زبان مثلاً جرمنی، فرانسیسی، روسی وغیرہ سیکھیں، اور اس میں تحریر اور تقریر وغیرہ کرنے کے لئے کافی مہارت بہم پہنچائیں، ہمارے سامنے ابھی ساری دنیا پڑی ہے، علاوہ انگلستان و جرمنی کے ہم نے ابھی اپنے مشن فرانس، روس، سپین، اٹلی وغیرہ میں کھولنے ہیں، لہذا جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم مبلغ اسلام سلسلہ سے پہلے اسلام اور دیگر مذاہب کا پورا پورا علم حاصل کریں، وہاں یہ بھی اشد ضروری ہے کہ ہم ان ممالک کی زبانوں سے بخوبی واقف ہوں، کیونکہ بجز زبان دانی کے اشاعت کا کام ناممکن ہے، اور جب تک کہ کسی ملک کے باشندوں کو ان کی اپنی مادری زبان میں تعلیم نہ دی جائے، تب تک کسی علم کا ان تک پہنچنا محال ہے، اور بالخصوص مذہبی تعلیم کا کیونکہ اس کی طرف عام پبلک کی توجہ فی زمانہ بہت ہی کم ہے، لہذا اسلامی لٹریچر کا ان کی زبان میں پیدا کرنا اور پھر اس کو عام فہم تقریروں کے ذریعہ سے عام پبلک تک پہنچانا بجز زبان دانی کے ناممکن ہے،

یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ مبلغ طیار کرنے کے واسطے ہمارے پاس ایک باقاعدہ سکول یا کالج ہونا چاہیئے جس میں تعلیم یافتہ نوجوان مذہبی تعلیم اور ممالک غیر کی زبانیں سیکھیں، اور پھر اطراف عالم میں نکل جائیں، اور اشاعت اسلام کا کام کریں، مگر یہ تجویز بہت بھاری اخراجات کو چاہتی ہے، لیکن اگر ایک نوجوان ہم میں سے ابھی سے اس بات کا تہیہ کر لے کہ میں نے اس مبارک کام میں کچھ حصہ لینا ہے، اور ابھی سے اپنی اپنی جگہ علاوہ اپنے دنیوی مشاغل کے اس نصاب کو بھی شروع کر دے، تو چند سالوں میں ہمارے پاس بلا کسی تکلیف کے کافی سے زیادہ مبلغ خود بخود پیدا ہو جائیں گے آجکل کے زمانہ میں خود بخود گھر بیٹھے کسی علم کا حاصل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں، القرآن کریم کی تفسیر اردو و انگریزی دونوں میں موجود ہے جس کو ایک دفعہ غور و خوض کے ساتھ پڑھنے کے بعد تبلیغ کے واسطے کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں رہتی، احادیث کے ترجمے بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں، اور اسی طرح زبان دانی کے واسطے ہر ایک زبان میں Self Instructors یعنی خود بخود سیکھنے کی کتابیں موجود ہیں، جن کے ذریعہ سے انسان بآسانی تھوڑے سے عرصہ میں کافی مہارت پیدا کر سکتا ہے، یہ بالکل درست ہے کہ کسی زبان میں اچھی خاصی مہارت پیدا نہیں ہو سکتی، جب تک کہ انسان اس ملک میں جا کر اس کو نہ سیکھے، یا ایسی جگہ ہو، جہاں کہ وہ زبان عام بولی جاتی ہو، مگر یہاں سے ہی کسی زبان کا کچھ نہ کچھ سیکھ کر جانا بھی فوائد سے خالی نہ ہوگا، اور بہت سی مشکلات مثلاً روپیہ کی قلت وغیرہ دور ہو جائیں گی، پہلے بھی ہماری انجمن کی طرف سے ایک ایسی تحریک ہوئی تھی، مگر وہ کوئی عملی جامہ نہ پہن سکی، جس کی وجہ صرف ہم نوجوانوں کی عدم توجہی تھی

غفلت تھی،

امید واثق ہے کہ اس دفعہ خاکسار کی یہ اپیل خالی نہ جائے گی اور ہمارے نوجوان طالب علم ضروراس امر ضروری یعنی تبلیغ کی طرف توجہ تام فرما کر اس کو عملی صورت دینگے۔ اگر کوئی عزیز یا بزرگ بہت اس کے متعلق کوئی زیادہ معلومات بہم پہنچانی چاہیں تو بندہ ہر طرح حاضر ہے،

علاقہ پلول میں مولوی صاحبان کا طرز عمل

پلول کا ایک مسمی محمد یعقوب تاجی سنے جو اپنے آپ کو خلافت کمیٹی کا سیکرٹری لکھتا ہے، ہمارے خلاف اخبارات میں ایک مضمون شائع کیا ہے، اگر گویا ہم علاقہ ارتداد میں اختلافی مسائل چھیڑ کر مولویوں سے مباحثات کے خواہشمند ہوتے ہیں، اور مولا گوجروں اور جاٹوں میں احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اس شخص کو اور دیگر مولوی صاحبان کو جو ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہیں دیانت اور خدا ترسی سے کچھ کام نہیں ہمارے عمدہ کام کی شہرت سے یہ لوگ حسد کی آگ میں جل رہے ہیں: اب میں اصل حالات علاقہ پلول کے جملہ برادران اسلام کی آگاہی کیلئے لکھ دیتا ہوں جس سے آپ لوگ اصل حقیقت کو معلوم کرسکتے ہیں، ماہ مارچ ۱۹۲۸ء گذشتہ میں جبکہ شردھانند آنجہانی نے گرہ میں اعلان کرایا تھا، کہ وہ اب دہلی کے گردونواح کے علاقہ میں شدھی کا کام زور سے شروع کرنا چاہتا ہے، اگر مسلمانوں میں ہمت ہے تو اسے روک لیں، اس پر ہماری انجمن نے دہلی کے علاقہ میں فوراً اپنے آدمی بھیج کر مولا گوجروں اور جاٹوں کے چند گاؤں کو سنبھال لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شردھانند آریہ پلول سے سخت شرمندہ ہو کر ناکام واپس چلا گیا، اس نازک وقت میں نہ تو پلول کی خلافت کمیٹی کے سیکرٹری وامام کو جرأت ہوئی کہ شردھانند کا مقابلہ کرتے، اور نہ انہیں سوائے ہمارے کوئی مولوی نظر آیا کہ آریوں کا مقابلہ کرتا، آریوں کے اس زبردست حملہ کے بعد ہم نے چار گاؤں میں مدارس ابتدائی کھول دیئے، پلول میں مولوی عبدالعزیز امام جامع مسجد کو منتظم بنا کر مولا گوجروں کے بچوں کی تعلیم کے لئے مقرر کیا، پالمی خورد و ٹیرا گاؤں میں یہاں سے دو آدمی بھیجے گئے، اور موضع جھولہ میں ایک غیر احمدی نوجوان جس نے انٹرینس پاس کیا ہوا تھا اپنی قوم کے بچوں کی تعلیم پر مقرر کیا، اول الذکر و موخر الذکر ہماری جماعت سے کچھ تعلق نہ رکھتے تھے، اس لئے اگر ہمارا خیال احمدیت کی اشاعت کا ہوتا، تو ہم ان ہر دو کو کبھی ملازم نہ رکھتے، مولوی عبدالعزیز صاحب تو بہت جلد تنگ دل خلافت سیکرٹری کے زیر اثر آ گئے، اور ہمارا کام چھوڑ بیٹھے اور مخالفت شروع کر دی، موخر الذکر بجائی برابر تک اپنی قوم کی خدمت کرتے رہے، لیکن ان کا ذیل کا خط انجمن میں موصول ہوا ہے۔

> السلام علیکم۔ آپ کی پلول والی مخالف پارٹی نے کل پہلا پیر آدا اور اس سے پیشتر بھی کئی مرتبہ لالچ وغیرہ دے کر لوگوں کو اپنی طرف مانوس کر لیا تھا، کل اپنا ایک مدرس لا کر جھولہ چھوڑ گئے، اور مجھ کو گاؤں والوں نے جواب دے دیا، ان کی آخیر تک یہ کوشش رہی، کہ مدرس میں ہی رہوں اگر آپ سے تعلق منقطع کر لوں، جس کو میں خلاف اخلاق سمجھ کر انکار کرتا رہا، اور میں چلا آیا ہوں، وہ یہ کہتے تھے، کہ تم تنخواہ دہلی سے لیتے رہا کرو، میں نے منظور نہیں کیا، اور ان کو لالچ یہ دیا گیا کہ ہم تمہارے گاؤں میں مسجد اور کنواں بنا دیں گے، اطلاعاً عرض ہے مفصل بعد میں لکھوں گا اب میرے واسطے کیا حکم ہے؟

اس خط سے اندازہ لگ سکتا ہے، کہ جن لوگوں کے اخلاق ایک غیر احمدی نوجوان سے اتنے کم درجہ پر ہوں وہ اس قوم میں کیا اصلاح کر سکتے ہیں، کیا یہ نوجوان بھی احمدی تھا، جو احمدیت کی تبلیغ کرتا تھا، یا اس کا جرم صرف اتنا تھا کہ وہ ہماری انجمن سے تنخواہ لے کر اپنی قوم کی اصلاح کرتا تھا، یہ تیسرا مدرسہ ہے جو مولوی صاحبان کی عنایت کی نذر ہوا، اس وقت تک ہر ایک مدرسہ کے قیام اور مفت سامان تعلیم دینے پر کئی سو روپیہ ہمارا خرچ ہو چکا ہے، جسے تنگ دل مولوی صاحبان نے اس طرح ضائع کر دیا، ان واقعات کی موجودگی میں اگر کوئی شخص ہم پر الزام رکھے تو سوائے تعصب اور تنگ دلی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے،

خاکسار

محمد منظور الٰہی سیکرٹری شعبہ تبلیغ ہند احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

چین میں اسلام کی رفتار

بیداری اور ترقی کی ایک زبردست لہر

ہمعصر "مسلم ورلڈ" کی تازہ اشاعت میں مسلمانان چین کی موجودہ بیداری اور ترقی کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون ہماری نظر سے گذرا ہے جس کے راقم ایک صاحب مسٹر مارک ایم اے ہیں۔ ذیل میں ہم مضمون کا ضروری اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"جب سے چین میں حکومت کا جمہوری نظام قائم ہوا ہے چینی طلبا کی زندگی میں خصوصیت سے نئے خیالات کی لہریں موجزن دکھائی دیتی ہیں۔ سیاسی پہلو سے دیکھا جائے تو یہ لہریں جمہوریت کی ہوا ہے۔ انھیں جس کا رخ بالشو ازم کی افق کی طرف ہے تعلیمی پہلو سے جب صورت حالات پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ چین نے اپنے تعلیم کے نصاب میں مغربی علوم کو داخل کیا نتیجہ یہ ہوا کہ چینیوں نے تعلیم کے قدیم طریقہ کو خیرباد کہا۔ اور انہوں نے ہندسا کی اصطلاحات کو رواج دینا شروع کر دیا۔ ملک کی مذہبی حالت یہ ہے کہ لوگوں نے پرانے سادہ عقائد کا چولا اتار ڈالا ہے۔ وہ مذہب کو اوہام باطلہ کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ اب یونیورسٹیوں اور مدرسوں میں مغرب کی مادہ پرستی کی وبا کی طرح پھیل گئی ہے۔ مغربی خیالات نے ان پڑھ لوگوں پر ایک عجیب اثر پیدا کیا ہے۔ ان کی زندگی ایسے سطحی تغیرات سے دوچار نظر آتی ہے جنکا بیس برس پہلے وہم وگمان بھی نہ تھا۔

ان تغیرات وحالات کا اثر لازمی طور پر چین کی اسلامی آبادی پر پڑا ہے شنگھائی سے کاشغر تک یہ اثر نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے جن اصحاب کو وسط ایشیا میں چینی مسلمانوں کی زندگی۔ اور ان کی ترقی کی رفتار پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ انھیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ مذکورہ بالا تغیرات اور حالات ایک جدید علمی سرگرمی کی شکل میں رونما ہوئے ہیں۔ ۱۸۷۶ء میں لوچیہ نے چینی زبان میں رسول کریم کی سیرت لکھی جو ایک مستند اور قابل قدر تصنیف ہے۔ لوچیہ نے اور بھی بہت سی مذہبی کتابیں لکھیں۔ اس سے قبل وانگ تائی یو نے "مہمات اسلام" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو چین کے اسلامی حلقوں میں قبولیت اور شہرت کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ یہ مصنف ۱۶۴۲ء میں گذرا۔ گذشتہ صدی یا اس سے پہلے چین کے مسلمانوں نے جو ہنگامے برپا کئے ان کے اسباب خواہ کچھ ہی ہوں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ زمانہ حال میں کسی مسلمان چینی مصنف کی کوئی ایسی تصنیف ہماری نظر سے نہیں گذری۔ جو اچھے پایہ کی ہو۔ مغربی خیالات نے البتہ چینی مسلمانوں کے دل ودماغ میں جو ایک عرصہ دراز سے عضو معطل کا حکم رکھتے تھے بیداری اور احساس کا جذبہ پیدا کیا ہے

چین کے اندرونی حصہ کے مسلمانوں کو یہ حقیقت رفتہ رفتہ معلوم ہوئی کہ جو لوگ مکہ کے حج کے لئے جہاز کا سفر کرتے ہیں۔ اور ان کے زائرین کے مقابلہ میں جو وسط ایشیا کے راستہ سے قافلہ کے ساتھ ایک طویل مسافت طے کرتے ہیں۔ منزل مقصود کو بہت جلد اور زیادہ آرام کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں۔ حاجیوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو گیا اور انہیں اپنے آباو اجداد کے مذہب سے زیادہ دلچسپی ہو گئی۔ وہ عربستان سے اپنے ملک میں کتابیں لے گئے۔ جن کا چینی ملاؤں نے بڑے شوق سے مطالعہ کیا۔ عربی کتابوں کے مطالعہ کا یہ اثر ہوا کہ چین کے بہت سے سربرآوردہ مذہبی رہنماؤں نے تسلیم کر لیا کہ اصلی اسلام وہی ہے جس کا ذکر ان کتابوں میں درج ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے عرب اور چین کے اسلامی عقائد اور رسوم میں بہت اختلاف پایا جاتا تھا۔ اس طور پر چین میں ایک نیا اسلامی فرقہ ظہور میں آیا جو اصلاحات اور قوت عمل کے اعتبار سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے،

چین میں جمہوریت کی ابتدا

۱۹۱۱ء سے ذرا پہلے چینی مسلمانوں نے چینی زبان میں تالیف وتصنیف کا سلسلہ پھر سرگرمی اور مستعدی سے شروع کیا جو تقریباً پانچ سال تک جاری رہا۔ اسلام کی بہت سی اصطلاحات ایک نئے اور سادہ پیرایہ میں رواج پذیر ہوگئیں اور پرانی کتابیں جو زیادہ مقبول اور ہر دلعزیز تھیں از سر نو چھاپی گئیں۔ مسلمانوں نے اصلاح یافتہ سرکاری مدارس کی کتابوں کو اپنے نصاب میں داخل کر لیا۔ اور علاوہ اخبارات اور رسائل کے اجراء سے زندگی کا ایک نیا دور شروع کیا بعض اخبارات اور رسائل کی اشاعت کا سوائے اسکے اور کوئی مقصد نہیں کہ عیسائیوں کی مخالفت کی جائے جیسا کہ مشرق بعید کے ممالک میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ چینی مسلمانوں نے پہلے تو اپنے کام میں بہت جوش دکھایا لیکن بعد ازاں یہ جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔

اخبارات ورسائل بند ہو گئے۔ اور تالیف وتصنیف کا کام بھی تقریباً رک گیا تاہم ۱۹۲۷ء میں پیکن میں قرآن مجید کے انتخاب کا ترجمہ خاص اہتمام سے چھاپا۔ اور ایک مجلد کتاب کی شکل میں چھاپا گیا جس سے ثابت ہو گیا کہ اگرچہ مسلمانوں کی مستعدی کی رفتار کم ہو گئی ہے۔ لیکن اس کا وجود قائم ہے۔

چین میں جمہوریت کا دور شروع ہوتے ہی ملک کے مختلف حصوں میں اسلامی آبادی کے زیادہ سرگرم اور روشن خیال افراد نے اس غرض سے انجمنوں کے قیام پر خاص توجہ کی کہ توحید کے علمبرداروں میں ایک نئی روح پیدا کی جائے۔ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسے جاری کئے گئے جن میں عربی اور مذہبی تعلیم کے علاوہ سرکاری مدارس کا نصاب داخل کیا گیا۔ شمال مغربی علاقہ کے ایک بڑے ضلع میں اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ ہر مسجد کے ساتھ ایک پرائمری اسکول قائم کیا جائے۔ جا بجا ریڈنگ روم (مطالعہ کے کمرے) کھولے۔ چند شہروں کے اندر ینگ من کرسچین ایسوسی ایشن کے مقابلہ میں ینگ من مسلم ایسوسی ایشن کا نظام قائم کیا گیا۔ جاہل اور ناخواندہ لوگ اپنے مذہب کے ارکان سے واقفیت حاصل کریں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ مذہب اور علوم کی اشاعت کے لئے مسلمانوں نے صرف ایک نظام قائم کر رکھا ہے۔ اور جب بہت سی مسجدوں کے دروازوں پر ایسے الفاظ لکھے گئے جن کا مفہوم "آل اسلامک سوسائٹی" تھا (انجمن ترقی مسلمانان) تو مذکورہ بالا خیال کی تصدیق ہو گئی۔ مرکزی نظام کا صدر مقام پیکن قرار دیا گیا۔ جب پیکن میں جمہوریت کے پہلے [illegible] ایک [illegible] منعقد ہوئی جس میں بہت سے چین کے سربرآوردہ اور روشن خیال مسلمان شریک تھے۔ تو اس وقت [illegible] سی ایل ادگلوی آنجہانی کو اس کانفرنس کے دستور العمل دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کا روح رواں ایک شخص مسمی وانگ ہاوجان تھا۔ کانفرنس کے دستور العمل کا مفاد حسب ذیل ہے۔

> ہم مسلمان ارکان اسلام پر پابندی اور احتیاط کے ساتھ عمل پیرا رہے ہیں۔ اور یقیناً ہمارا مذہب سچائی اور اچھے اصولوں پر مبنی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقال کئے ہوئے ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ اس وقت ہمارے ایمان کی بنیاد حضور کے برگزیدہ متبعین کے رشد وہدایت پر قائم رہی ہے۔ خداوند کریم ہمیں سیدھا راستہ دکھائے اور ہماری مدد کرے۔

ہمارا مذہب ایک عرصہ دراز سے تمام ممالک میں پھیلا ہوا ہے اسلام کے خادم ہر جگہ پہنچے ہوئے ہیں چین میں ہماری جمعیت کروڑوں افراد پر مشتمل ہے ان کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔ اسلام مسلمان کا ایمان ہے اور وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بطریق احسن بجا لاتے ہیں۔ حکومت کو ان کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا ہے ملک اور رعیت کی فلاح وبہبود میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا ہے کون ہے جو ہمیں ادب اور احترام کی نظر سے نہیں دیکھتا؟ کیا ہم فارغ البال اور خوشحال نہیں ہیں؟ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بانچو خلفا کے خاتمہ سے اس وقت تک چین کے تمام باشندے عام طور پر اپنے مذہبی فرائض اور مراسم کی بجا آوری سے لاپرواہ اور غافل ہو گئے ہیں مسلمانوں پر بھی اس انقلاب کا اثر پڑا ہے۔ انہوں نے اپنی سرگرمی اور مستعدی کے دائرہ کو محدود کر لیا ہے۔ اور ممالک غیر کے باشندوں سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ ہم صرف اپنی خوبیوں کو دیکھتے رہتے ہیں ہم نے اپنے فرائض کی بجا آوری سے غفلت اور تساہل سے کام لیا ہے جس کا خمیازہ ہم اٹھا رہے ہیں۔ اب ہمیں خطرہ صاف نظر آ رہا ہے ہمارے دشمنوں (غیر اسلامی انجمنوں) نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھا لئے ہیں وہ ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسی کتابیں بھیجیں جن سے ہمارے ایمان کی بنیاد کمزور پڑ جائے۔ ہماری اندرونی حالت یہ ہے کہ احمق اور کور باطن مسلمان اسلام کے صحیح مفہوم سے بالکل بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ ان کی حماقت اور جسارت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ مذہب میں تبدیلی کے خواہاں نظر آتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو لوگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہ ہیں۔ آپ کو خدا کا برگزیدہ اور مقدس نبی سمجھتے ہیں ضبط نفس سے کام لیتے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے ان تمام خرابیوں کی وجہ سوائے اسکے اور کوئی نہیں کہ سچائی پر پردہ پڑ گیا ہے اور ہم تاریکی میں بھٹک رہے ہیں۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ جو لوگ باہر سے ہمارے مذہب پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کی مدافعت کریں جو ہم غافل اور مدہوش ہیں انہیں جگائیں اور تمام مسلمانوں کو اسلام

کے ارکان سے واقفیت حاصل کرنے ایثار نفس جیسے تمام نیک اور اپنا فرض بجا لانے کی تلقین کریں۔

اگر ہم سچائی کو باہر پھیلائیں - اور بنی نوع انسان کو اپنے مذہب کی حقیقت سے آگاہ نہ کریں تو ہم اپنے فرض سے قاصر رہیں گے۔ اشاعت اسلام کی ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی ہے۔ اور ہم اس سے گریز نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس کانفرنس کی یہ منشاء ہے کہ ایک مقررہ مقام پر اسلام کے مشہور علماؤں - داناؤں - فلاسفروں اور تجربہ کار آدمیوں کو جمع کیا جائے تاکہ وہ مذہب اسلام کے اہم اور مشکل مسائل پر بحث کریں اور لوگوں کو اسلام کی خوبیاں ذہن نشین کرائیں۔ ہم اپنی تمام توجہ اور سرگرمی کو مذہبی معلومات تک محدود رکھیں گے۔ ہمیں سیاسی مسائل سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اسکے علاوہ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ ہم لوگوں کی آگاہی کے لئے ارکان اسلام کے نام سے ایک رسالہ شائع کریں - اسلامی کتابوں کی اشاعت کا مقصد یہ ہو کہ صداقت کو آشکار کیا جائے - اور اسلام کی خوبیاں روز روشن کی طرح ظاہر ہوں۔ یہ رسالہ جلد جاری کیا جائے گا اور اس سے اگر ناظرین نے فائدہ اٹھایا تو نہ صرف ہماری انجمن کو تقویت پہنچیگی بلکہ اسکی اچھی باتیں سب پر ظاہر ہو جائیں گی۔ ہر ایک مسلمان کو رسالہ کے مضامین سننے سے خوشی ہوگی اور وہ اس کی مدد پر آمادہ ہو جائیگا۔

امید ہے کہ تمام سرگرم مسلمان اراکین کانفرنس کا ہاتھ بٹانا - اور انکو مدد دینا اپنا فرض سمجھیں گے۔ کانفرنس کے محرکین لا اور فوچیا اور جیانگ تونگ کی مساجد کے برگزیدہ لوگ ہیں پیکن کے ملا اور اٹھارہ صوبوں کے نمائندے اس تحریک کے موئدین ہیں - کانفرنس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں۔

(۱) اشاعت اسلام و مسلمانوں میں اتحاد اور باہمی امداد کا جذبہ پیدا کرنا (۲) تہذیب اور رسم و رواج میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنا (۳) لوگوں کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرنا اور اپنی جمعیت کی تعداد اور طاقت کو بڑھانا۔

دائرہ عمل

اس امر کو خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھا گیا ہے کہ ہمارا کام صرف اشاعت اسلام ہے اور ہمارا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

ذمہ داری

کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم پر حسب ذیل ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:-

(۱) مسلمانوں کے مذہبی معلومات کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے مرتب کئے جائیں - (ب) اشاعت اسلام کے لئے قرآن کے ضروری حصوں کا ترجمہ کیا جائے (ج) گرامر سکولوں اور طریقہ تعلیم کی اصلاح کی جائے - (د) اچھے اور قابل استاد بہم پہنچانے کے لئے نارمل سکول قائم کئے جائیں - (ہ) لیکچروں اور وعظوں کی اہمیت پر زور دیا جائے تاکہ لوگوں میں وعظ سننے کا شوق پیدا ہو۔

کانفرنس میں مسلمانوں کی غور و فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ انہوں نے میدان عمل میں پیشقدمی شروع کر دی - ایک قلیل عرصہ کے اندر چین کے تمام صوبوں کے دار الحکومتوں میں اسلامی انجمنیں قائم کر دی گئی ہیں ایک سربرآوردہ مسلمان نے مجھے بتایا کہ اس وقت تمام چین میں ایسی انجمنوں کی تعداد تین ہزار سے کم نہیں ہے - بعض مقامات پر اس تحریک کو کوئی زیادہ کامیابی نہیں ہوئی - اور بعض مقامات میں یہ تحریک بالکل بے سود ثابت ہوئی لیکن باوجود اس بات کے چین کی اسلامی حالت پر ان انجمنوں کا ایک زبردست اثر پڑا ہے اسلئے کہ کانفرنس کی بدولت مسلمانوں کے مختلف فرقے متحد و متفق ہو کر ایک جھنڈے تلے جمع ہو گئے - اور انہوں نے تعلیمی معاملات میں ترقی کے جدید وسائل اختیار کر کے اپنی روشن ضمیری اور بیدار مغزی کا ثبوت دیا - جب کانفرنس کی بنیاد قائم ہو گئی تو تھوڑے عرصہ کے بعد مختلف اضلاع میں مدرسے جاری کئے گئے - ان مدارس کے اجرا کا مقصود یہ تھا کہ ہر مسجد کے ساتھ جو مدرسہ کھولا جائے اس میں عربی زبان کی تعلیم دی جائے چینی مسلمانوں کی اس علمی تحریک کے متعلق یہ رائے وثوق کے ساتھ ظاہر کی جا سکتی ہے کہ جہالت روبہ تنزل ہے۔ اس کے علاوہ مسلمان رسائل اخبارات اور کتابوں کی اشاعت پر خاص توجہ کر رہے ہیں جو پیکن سے شائع کی جاتی ہیں۔ ایک ناشر کی فہرست میں ... کتابوں کا نام درج ہے اور ایک ناشر نے فارسی اور عربی کی ۲۰۰ کتابوں کی فہرست چھاپی ہے -

اصلاحی پیشقدمی کی اس عام تحریک کا لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ کئی چھوٹی چھوٹی انجمنیں ظہور میں آ گئیں - یانگشی وبلی میں ایک "مسلم یونین" (اسلامی انجمن) ہے جس کی شاخیں کئی شہروں میں اپنا کام کر رہی ہیں - اسی طرح "ینگ مین مسلم اسوسی ایشن" انجمن کا ہر اول

دوبر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں بیداری کی ایک نئی روح پیدا کر دی ہے - ایک یا دو مقامات میں مسلمانوں کی انفرادی کوششوں سے مدرسے قائم ہوئے ہیں - بیداری اور ترقی کی مزید تفصیل جس کے آثار چاروں طرف نظر آ رہے ہیں، غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ الغرض تمام واقعات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ چینی مسلمان قدامت پسندی کا جھول اتار کر اپنی سیرت کو زمانہ حال کی ضروریات کے مطابق ایک نئے سانچہ میں ڈھال رہے ہیں -

غرضکہ مغرب کے ساتھ چین کی آمیزش مسلمانوں کے دلوں میں نئی امیدوں اور نئی تحریکوں کا جذبہ پیدا کر رہی ہے - مکہ معظمہ کے چینی حاجیوں کی روز افزوں تعداد سے ملک کی اسلامی آبادی پر ایک گہرا اثر پڑ رہا ہے مسلمان زیادہ پرجوش اور اسلام کی کے متلاشی نظر آتے ہیں۔ مگر چینی مسلمانوں کی زندگی میں جو نمایاں تبدیلی دکھائی دیتی ہے وہ چین میں مغربی زندگی اور مغربی خیالات کی رو کا نتیجہ ہے۔ مسلمان اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنے تعلیمی وسائل کو ترقی دیں اور مسلمانوں کے زاویہ نگاہ میں وسعت اور اولو العزمی پیدا کریں -

ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ چین کے علمائے اسلام قوت عمل کے اعتبار سے علمائے ہند پر فوقیت رکھتے ہیں - اول الذکر نے ایک زبردست نظام قائم کر لیا ہے - مگر آخر الذکر میں ابھی اتنا احساس بھی پیدا نہیں ہوا کہ ایک جا جمع ہو کر اسلام کے حال اور مستقبل پر نظر کریں اور خود اپنی نجات کے لئے اپنے جزوی اختلافات کو جو زیادہ تر نفسانیت پر مبنی ہوتے ہیں بالائے طاق رکھ دیں!

تازہ خبریں

ہندوستان

کلکتہ میں عظیم الشان جلسہ

کلکتہ ۷ ستمبر - آج یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ میں ایک جلسہ مسٹر سی آر داس کی صدارت میں منعقد ہوا تاکہ بہار میں سیلاب نے جو صورت حالات پیدا کر دی ہے - اس پر غور و خوض کیا جائے ؟ دیوکی پرشاد سنگھ ممبر لیجسلیٹو کونسل نے بتایا کہ سیلاب نے کیسے تباہی خیز منظر پیش کئے ہیں - اور کہا کہ حکومت صورت حالات سے اچھی طرح واقف ہے اور تین لاکھ روپیہ کے قریب صرف کرنا چاہتی ہے لیکن جب تک عوام الناس اس کام میں حکومت کا ہاتھ نہ بٹائینگے اسوقت تک وہ ایسا نہیں کر سکتی اسکے بعد رزولیوشن پاس کئے گئے جن میں لوگوں سے امداد کی درخواست کی گئی -

مسٹر سی آر داس آج بنارس کو روانہ ہو گئے -

پلول میں ہندو بھنگیوں کی ہڑتال

پلول ۶ ستمبر - پلول کا پیغام مظہر ہے کہ ہندو خاکروبوں کی ہڑتال برابر جاری ہے مسلم خاکروب آگرہ سے بلائے گئے ہیں آج وہ پلول پہنچ گئے اور کام شروع کر دیا -

"ادیٹر تیج" کا مقدمہ

دہلی ۶ ستمبر - آج مسٹر دیش بندھو گپتا ایڈیٹر روزانہ تیج کا مقدمہ جو دفعات ۱۵۳ - الف اور ۵۰۵ (ج) تعزیرات ہند کے ماتحت چل رہا ہے مسٹر جی ایم ینگ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا ملزم نے جرم کا اقبال کرنے سے انکار کر دیا - مجسٹریٹ نے فرد جرم لگانے سے پہلے جانبین کے وکلاء کے دلائل سنے - لالہ شیو نرائن وکیل نے یہ ثابت کرنے کے لئے پورے دو گھنٹے صرف کئے کہ جن مضامین کی بنا پر مقدمہ چل رہا ہے وہ دفعات مذکورہ بالا کی تحت میں نہیں آتے کیونکہ وہ کسی خاص جماعت کے متعلق نہیں لکھے گئے تھے بلکہ ان میں ان افراد کی طرف اشارہ کیا گیا تھا جو شورش پسند تھے - سرکاری وکیل کی مختصر تقریر کرنے کے بعد مجسٹریٹ نے ملزم کے خلاف مذکورہ دفعات کے ماتحت فرد جرم لگا دیا اور مقدمہ ۱۳ ستمبر تک ملتوی کر دیا -

لالہ شیو نرائن نے دوبارہ کوشش کی کہ ملزم کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے لیکن مجسٹریٹ نے انکار کر دیا -

فسادات اجمیر کی تحقیق کیلئے روانگی وفد

بنارس ۶ ستمبر - ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ نے اپنے ارکان کو حوالے کے فسادات اجمیر کی تحقیقات کر کے رپورٹ بھیجنے کے لئے

روانہ کیا ہے -

بمبئی میونسپل کارپوریشن کا اجلاس

بمبئی ۶ ستمبر - میونسپل کارپوریشن نے تین دن کی مسلسل بحث کے بعد مندرجہ ذیل رزولیوشن جو ایک قوم پرست ممبر نے پیش کیا تھا منظور کر لیا

اس کارپوریشن کے خیال میں شہر میں شراب کے بدنتائج کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ فوری تدابیر عمل میں لائی جائیں اس مقصد کے لئے یہ کارپوریشن اپنے پریزیڈنٹ کو حکومت سے یہ درخواست کرنے کا اختیار دیتی ہے کہ وہ بمبئی میں کارپوریشن کو شراب کی دکانوں کی امداد اور جگہ کے تعین کا حق عطا کر دے -

وائسرائے جاپانی ریلیف فنڈ کا افتتاح

شملہ ۶ ستمبر - وائسرائے نے حسب ذیل کا اعلان شائع کیا ہے۔

عہد حاضرہ میں سب سے زیادہ ہولناک تباہی جاپان کو پہنچی ہے۔ آن کی آن میں لاکھوں جانیں تباہ ہوئیں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں گھر فنا ہو گئے - اور ان کے کمانے والے ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے ملک کا بہت سا حصہ برباد ہو گیا - اور ان کی مقبوضات ملیامیٹ ہو گئیں - ایسی خطرناک صورت حالات سے کون شخص ہے جس کو ہمدردی نہ ہوگی اور کونسا دل بیقرار نہیں کہ ان کی ہمدردی اور مدد کے لئے ہاتھ نہ بڑھائے - میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ وائسرائے ریلیف جاپانی فنڈ کا افتتاح کروں - عطیات سرکاری اخبارات کے دفاتر یا امپیریل بنک کے نام روانہ کئے جائیں - (رائٹر)

"ٹائمز آف انڈیا" کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس فنڈ کے لئے چندہ جمع کرے خود وائسرائے نے پانچ ہزار روپیہ کے عطیہ کا اعلان کیا ہے۔

ریاست نابھ کے سابق منتظم کی آمد

مسٹر جانسٹن ولسن ۷ ستمبر کو مسٹر اوگلوی سے چارج لینے کے لئے نابھ پہنچ گئے ہیں - (نیشن)

امپیریل بنک کے غبن کا مقدمہ

امپیریل بنک کے غبن والے مقدمہ میں محمد رکن الدین سابق کلرک احمد بخش اینڈ کو کی حساب کی کتاب کل دیکھی گئی تھی - آج گرفتار کر کے اسکو کمشنر پولیس کے سامنے پیش کر دیا گیا - اور اس سے بیس ہزار کی ضمانتیں جو عدالت کے اعتبار میں ہوں طلب کی گئیں - اور دو شخصی ضمانتیں دس دس ہزار کی طلب کی گئیں معلوم ہوا کہ مسٹر راجمدار کھاتہ دار امپیریل بنک کو معافی دے کر مقدمہ کی امداد کے لئے طلب کیا گیا ہے -

"نیشن" اور "پیسہ اخبار"

شملہ ۳۰ اگست لاہور کے جرائد نیشن اور پیسہ اخبار نے اپنے صفحات میں یہ افواہ شائع کی تھی کہ مہاراجہ اودے پور اور حضور نظام تخت حکومت سے دست بردار ہونیوالے ہیں -

حضور نظام کے متعلق افواہ کی تردید حکومت حیدر آباد کی جانب سے ہو گئی ہے - مہاراجہ اودے پور بھی اب تک بدستور حکمران ہیں اور ان کا کوئی ارادہ نہیں کہ وہ مسند حکومت سے علیحدہ ہوں۔

ممالک غیر

جاپان میں ہیبتناک زلزلہ

یکم ستمبر ۱۹۲۳ء کو جاپان میں سخت زلزلہ آیا ہے، جس سے تقریباً ۵ لاکھ جانیں ہلاک ہوئیں، مالی نقصان کا اندازہ کئی ارب کا کیا جاتا ہے، تین شہزادے بھی اسی صدمہ سے مر گئے، تار کا سلسلہ ٹوکیو اور یوکوہامہ سے بند ہے،

جاپان کے زلزلہ خیز علاقے میں تباہی

آکسفورڈ ۶ ستمبر برطانی سفیر سے گفت و شنید کا سلسلہ عمل میں نہیں آ سکا لیکن اطلاعات مظہر ہیں کہ ٹوکیو اور یوکوہاما میں برطانی سفیر کے مکانات نذر آتش ہو گئے ہیں - تمام اطلاعات سے سخت حسرت و شفقت پھیل رہی ہے - خصوصاً یہ دونوں شہر بڑے بڑے تجارتی اور صنعتی مرکز تھے بعض بیانات نقصان مال و جان کی لمبی کہانی بتلاتے ہیں لیکن ان کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ بھی نہیں اسلئے کہ سرکاری اطلاعات موصول نہیں ہوئیں - جاپان کے مرکزی علاقے میں تباہی ہوئی جس کی

مغرب میں طریق تبلیغ

مسٹر خالد شیلڈرک نے جو لندن کے ایک پرجوش اور مخلص نومسلم ہیں، حال ہی میں ایک مضمون اس موضوع پر سپرد قلم کیا ہے، کہ اہل مغرب میں تبلیغ ہدایت کے کیا طریق موثر ہو سکتے ہیں، چونکہ اشاعت اسلام سے اس مضمون کو گہرا تعلق ہے، اس لئے ہم اس کا ملخص اسلامک ورلڈ سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، مسٹر ممدوح لکھتے ہیں،

ان دنوں میں میرے بعض دوستوں کی طرف سے مجھے یہ فرمائش ہوئی، کہ میں مغرب میں اشاعت اسلام کے متعلق کوئی تجاویز سوچوں، میں خود بھی چونکہ ایک عرصہ سے مذہب اسلام کا متوالا ہوں، اس لئے اس موضوع پر مجھے اکثر سوچنے کا موقعہ ملا ہے، میں اپنے احباب کی اس فرمائش کی تعمیل میں نہایت اختصار سے اپنے خیالات پیش کئے دیتا ہوں،

مغرب میں تبلیغ ہدایت کے لئے سب سے پہلے یہ بات ملحوظ خاطر رکھنا چاہئیے، کہ یہاں ایک حصہ ان لوگوں کا ہے، جن کو عیسائیت نے مذہب سے محض بیگانہ کر دیا ہے، انہیں کسی اور مذہب کے مطالعہ کا تو موقعہ ملا نہیں، لے دے ایک مسیحیت ہی سے وہ واقف ہیں، اور یہ مذہب صرف نامعقول مسائل کا مجموعہ ہے، اس لئے اس کا اثر یہ ہوا ہے، کہ وہ لوگ سرے سے مذہب ہی سے بیگانہ ہو گئے اور مذہبی امور کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں، ایک مبلغ اسلام کا فرض ہے، کہ وہ اس طبقہ میں مذہبی شوق پیدا کرے، اور اسلام کی تبلیغ معقول رنگ میں کرے،

اس کے علاوہ ایک دوسرا طبقہ ہے جو مذہبی طبقہ کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے، یہ لوگ مسیحیت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں، لیکن دوسروں کی بات بھی نہایت فراخدلی سے سنتے ہیں، ہاں اگر کوئی پادری صاحب ہوں تو ان کا معاملہ علیحدہ ہے، ایسے لوگوں سے جب اسلام کا ذکر کیا جائے، تو وہ علی العموم کہتے ہیں کہ اسلام مشرق کے لئے نہایت عمدہ مذہب ہے، لیکن مغرب کو یہ راس نہیں آسکتا، ایسے لوگ حقیقت میں جویائے حق ہوتے ہیں، اور اگر ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے، اسلام کے عقائد و روایات کو معقول طور پر سمجھایا جائے تو یہ لوگ نہایت آسانی سے حلقہ بگوش اسلام ہو سکتے ہیں، اور بہترین مسلم بن سکتے ہیں، ان کے علاوہ بہت سے ایسے لوگ ہیں، جو مسیحیت کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں، یہ لوگ اگرچہ مذہبی ہیں، لیکن جہاں تک میرا تجربہ ہے مخلص دل سے علی العموم متقی ہوتے ہیں، یہ فوراً اپنا مذہب بدل دیتے ہیں، میں نے دیکھا ہے

کہ اگر ایک بات بھی ان کو اسلام کی پسند آجائے، تو فوراً اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن عملی رنگ میں کلیتہً اسلام پر عمل پیرا ہونے سے اشکال محسوس کرتے ہیں، ہندوستان میں کتنے مسلمان ہیں جو اسلام پر عمل پیرا ہیں۔ ایڈیٹر) ایسے لوگوں میں تبلیغ ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو صفائی سے بتا دیا جائے، کہ محض ایک دو مسائل کو ماننے سے کوئی شخص پختہ مسلمان نہیں بن سکتا، بلکہ اس کو کلیتہً اسلام پر عامل ہونا چاہئیے، اور اسلامی عقائد کے ساتھ کسی قسم کے اوہام باطلہ کا وہم دل میں نہ لانا چاہئیے،

قرآن شریف کا اعجازی اثر

حال ہی میں مجھے ایک شخص ملا، جو اپنے آپ کو آزاد خیال کہتا تھا اور فی الواقعہ حدود و قیود و مذہب سے آزاد تھا، لیکن باایں قرآن مجید کی تلاوت سے اس کے دل پر یہ اثر ہوا کہ وہ گویا مسلمان ہو چکا تھا، وہ پہلے عیسائی تھا، لیکن کلیسا سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا،

یہ تمام لوگ جو مذہب کو کلیتہً جواب دے چکے ہیں، فراخدل واقع ہوئے ہیں، اور اگر انہیں اسلام کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی جائے، تو وہ اس کو حاصل کرنے اور اس کی ایک ایک بات پر کھلے دل سے ساتھ بحث کرنے کے لئے تیار ہیں، لیکن ایسے موقعہ پر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی روش اختیار نہ کرے، کہ جیسے استاد کسی شاگرد کو تعلیم دیتا ہے، اس طریق سے اسے یہ خیال پیدا ہوگا، کہ اسلام ایک بہت مشکل مذہب ہے، جس کو سمجھنے کے لئے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنا چاہئیے جس کے لئے اس کے پاس کافی وقت نہیں،

قرآن شریف کی تلاوت عربی زبان میں

اس موقعہ پر عربی زبان کے متعلق بھی کچھ لکھنا بے جا نہ ہوگا، یہ امر کہ ہم نماز کو عربی زبان میں پڑھتے ہیں، ایسا نہیں کہ مغرب میں عام طور پر اس کی وجوہات سمجھ میں نہ آئیں، وہ اس کی معقولیت کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس کو وہ پسند نہیں کرتے، کہ جلسوں اور لیکچروں میں قرآن شریف کو بھی ضرور عربی ہی میں پڑھا جائے، مغرب میں لوگ بلا استثنا صرف اپنی مادری زبان ہی بولتے ہیں، اور باقی زبانوں کو وہ اجنبی خیال کرتے ہیں، اگر وہ قرآن کو فرانسیسی، جرمن یا انگریزی زبان میں پڑھیں، تو بخوبی اس کو سمجھتے ہیں، لیکن جس وقت کوئی پرشیلا مسلمان انہیں فہمائش کرتا ہے، کہ ضرور عربی زبان میں ہی وہ قرآن کریم کو پڑھا کریں، تو اس کی وجوہات سمجھنے سے وہ قاصر رہ جاتے ہیں، اور اس سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے [illegible] کوئی شخص

اسلام کو سمجھ ہی نہیں سکتا، بہت لوگوں کے لئے یہی ایک بات قبولیت اسلام میں روک کا موجب ہوتی ہے، ہم میں اس وقت بہت سے ایسے لوگ ہیں، جو اسلام کی تبلیغی خدمات نہایت عمدگی کے ساتھ سرانجام دے سکتے ہیں، اور ان میں سے دو نے میرے پاس اعتراف کیا ہے، کہ عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ ایسا کرنے سے خائف ہیں،

مختلف المزاج لوگوں میں طریق تبلیغ

میں پھر ان لوگوں کا تذکرہ کرتا ہوں جو مذہب کے متعلق جوش جنون اور راسخ الاعتقادی کو چھوڑ کر اب بالکل آزاد ہیں، اور کوئی مذہب نہیں رکھتے، وہ تثلیث بائیبل یا کلیسا کے دیگر غلط معتقدات سے بالکل خالی الذہن ہیں، اور ان پر کوئی ایمان ان کو نہیں، کلیسا کو چھوڑ کر وہ ایسا محسوس کرتے ہیں، کہ گویا ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی سے نکل کر کھلی ہوا میں آگئے ہیں، ایک نئی آزادی انہیں حاصل ہو گئی ہے لیکن باایں ان کے دلوں میں اللہ تعالےٰ پر ایمان باقی ہو جاتا ہے، ہمیں چاہئیے کہ ایسے لوگوں کو اسلام کے سادہ ترین معتقدات اور معقول اور مدلل خیالات پیش کر کے ان کے دلوں کو اپیل کریں، انہیں بتائیں، کہ انہوں نے صداقت کی طرف رفتہ رفتہ قدم بڑھاتے ہوئے بہت سا رستہ طے کر لیا ہے، اور اسلام کو آخری ضابطہ زندگی کے طور پر ان کے آگے پیش کریں، یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے اکثر کو ہم اسلام میں لا سکتے ہیں، ان کو اسلام کا پیغام پہنچانے میں ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئیے، کہ وہ ان حقائق کو جو ہم ان کے سامنے پیش کرتے ہیں، خود ماننے لگ جائیں، اور اس عالمگیر اخوت کو وہ محسوس کریں، جس کی طرف ہم انہیں دعوت دیتے ہیں،

وہ لوگ جنہیں ان باتوں کی کوئی پروا نہیں، نہ وہ ان کو سیکھنے کی کبھی تکلیف اٹھانا چاہتے ہیں، ان کے ایسا کرنے کی بھی وجوہات ہیں، بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ عام طور پر لوگ اپنی زندگی میں صرف تین مرتبہ گرجا میں جاتے ہیں، (۱) بپتسمہ لینے وقت (۲) شادی کے موقعہ پر (۳) جب اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، ایک شخص گرجا میں جانے سے اس وجہ سے گریز کرتا ہے، کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کے فرائض زندگی میں سے نہیں، وہ ایک شریفانہ زندگی بسر کرتا ہے، خوشی کے ساتھ شادی کرتا اور محنت کے ساتھ کماتا ہے، کلیسا کی خواہش ہے کہ ہفتہ بھر میں جو ایک دن آزادی کا اسے ملتا ہے اس کو بھی وہ قربان کر دے، حالانکہ اس دن اس نے گھر کے بہت سے کام کرنے ہوتے اور کچھ سیر اور اپنے کنبہ کی تفریح میں کچھ وقت صرف کرنا ہوتا ہے گرجا میں اگر وہ جائے تو ان تمام باتوں سے رکنا پڑتا ہے، (بقیہ برصفحہ ۲ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۱ مورخہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ نمبر ۸

خدا تعالےٰ کا قہری نشان

جاپان میں زلزلۂ قیامت

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

جاپان میں جو قیامت خیز اور حشر انگیز زلزلہ آیا ہے، اس کی مختصر سی کیفیت ناظرین کرام گذشتہ اخبار میں ملاحظہ فرما چکے ہیں آج تک جو اطلاعات موصول ہو چکی ہیں، ان سے پایا جاتا ہے، کہ جاپان کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی اس قسم کا تباہ کن زلزلہ نہیں آیا، اس ناگہانی آفت سے آج تمام ملک ویران ہو رہا ہے، بہت سی جانیں ہلاک ہو چکی ہیں، جو بچی ہیں وہ بھوک سے تڑپ رہی ہیں، سلسلہ نامہ و پیام بند ہے، لوگ سراسیمہ و حیران پھرتے ہیں، اور نہیں سمجھ سکتے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں، غرض یہ **خدا تعالیٰ کی جبروت و سطوت کا ایک زبردست نشان** ہے، وہ ملک جو یورپ کے جنگ عظیم سے بچا، اور جس نے اس جنگ سے فائدہ اٹھا کر اپنی صنعت و حرفت اور تجارت کو چار چاند لگائے، جو ایشیا میں ایک چوٹی کی طاقت سمجھا جاتا تھا، آج اس بیکسی اور بے سر و سامانی کی حالت میں ہے کہ سخت سے سخت دل کو بھی اس کی حالت پر رحم آتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، انسان کی طاقت خواہ کس قدر ترقی یافتہ کیوں نہ ہو، کیسی محدود ہے، اور خدائے واحد و قہار کے سامنے اس کی کچھ حقیقت نہیں،

قرآن مجید نے امم سابقہ کے متعلق بعض مقامات پر تباہی و بربادی کے حالات بیان کئے ہیں، ان آیات پر آجکل کے متشککین ہمیشہ انگلیاں رکھا کرتے ہیں، لیکن آج جاپان کی حالت ان آیات کی بہترین تفسیر ہے، اس سے ایک غافل دل جو علم کے حجاب اکبر میں لپٹا ہوا ہے، اگر درس عبرت لے تو لے سکتا ہے، **اور خدا کی قہری تجلیات** پر اس کو حق الیقین ہو سکتا ہے، کیا آج جاپان کی حالت بعینہٖ اس آیت کریمہ کی مصداق نہیں، **فدمدم علیھم ربھم فسوّٰھا ولا یخاف عقبٰھا** کیا ٹوکیو اور یوکوہامہ کے کھنڈرات آج زبان حال یہ نہیں کہہ رہے، **لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القھار**،

کاش انسان جو اپنی غفلت و عجب کے ہزاروں پردوں میں محجوب ہو کر خدا تعالےٰ کی تعلیات کا منکر ہو جاتا ہے، اور اس سے کبر و انانیت کا برتاؤ کرتا ہے، اس دن سے پہلے اپنی حقیقت کو سمجھ لے اور خدا کے جلال و سطوت کے سامنے سر بسجود رہے، کہ کبر و نخوت کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا،

اللہ تعالےٰ کے یہ قہری نشان بلا وجہ ظاہر نہیں ہوتے، ان میں ہزارہا حکمتیں ہوتی ہیں، لیکن ہم کوتاہ بین واقع ہوئے، اس لئے اس کی تہ کو نہیں پہنچ سکتے یا عمداً پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے، قرآن مجید پر ایک عام نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے جلالی اور قہری نشانات سے خدا تعالےٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ بندے حد عبودیت میں رہیں، اور اپنی بندگی اور درماندگی کا اقرار کرتے رہیں، اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ **لعلھم یتضرعون**

اس لئے اس انسانی ہمدردی کے ساتھ جو ہمیں اہل جاپان سے اس مصیبت میں ہے، اور ہونی چاہیئے، ایک اعلےٰ ترین سبق بھی یاد رکھنا چاہیئے، اور وہ یہی ہے کہ اسباب دنیوی اور مادی ترقی کے اوپر ایک مدبر ذات ہے، جس کا ارادہ سب پر فوقیت رکھتا ہے **جس کا جلال تمام اشیاء پر مستولی** ہے، جس کا قہر ایک آن واحد میں کچھ کا کچھ کر سکتا ہے، یہی وہ ایمان باللہ ہے جس کی تعلیم ہر ایک نبی نے اپنے اپنے وقت پر دی، اور اسی تعلیم کو کامل و اکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کر دیا، اور اسی **ایمان کے احیاء** کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک **عظیم الشان خلیفہ** اس زمانے میں **مبعوث** ہوا،

اس میں شک نہیں کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا انکار اور اسباب ظاہری پر انحصار جس قدر اس زمانہ میں ہوا ہے، وہ غالباً کسی پہلے زمانہ میں نہیں ہوا آج سائنس کی ہمہ دانیوں اور علوم کی لن ترانیوں نے دماغوں میں اس کبر و انانیت کی کیفیت پیدا کر دی ہے، کہ لوگ خدا کی کبریائی کے سامنے جھکنے سے احتراز کرتے ہیں، اور تو اور خود مسلمانوں میں سے ایک گروہ نے علی الاعلان خدا کے الہام کا انکار کر دیا، اور وحی الٰہی کو صرف نبی کے قلب کی طرف ہی منسوب کر دیا، یہ گو نہ خدا کی قوت گویائی سے انکار اور وحی الٰہی سے استغنا ہے،

ایسے نازک وقت میں جبکہ ایک طرف خود دشمنان اسلام کی طرف سے اسلام پر حملے ہوتے تھے، اور ہر روز حملے ہوتے تھے، اور دوسری طرف اندرونی طور پر خود مسلمانوں کی ایمانی کیفیت بالکل اس حدیث کے مصداق ہو گئی تھی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **ایمان** ثریا پر چلا جائے گا، ایک **مزکی** اور **معلم** کی ضرورت تھی جو **خدا کے قہری** نشانوں سے اللہ تعالیٰ پر دوبارہ ایمان تازہ کرتا، اور ثابت کر دیتا کہ **خدا ہے اور بولتا ہے**، چنانچہ وہ **معلم** ظاہر ہوا، اور ہم آج اس کے نشانات بچشم خود دیکھ رہے ہیں،

حضرت مسیح موعود نے اپنے آخری ایام زندگی میں مختلف حوادث کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں، جن میں زلزلوں کا ذکر خصوصیت سے تھا، چنانچہ اپنی وفات کے متعلق الہامی خبر پا کر جو وصیت آپ نے لکھی ہے اس میں فرماتے ہیں:-

"حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے، وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف موت اپنا دامن پھیلائے گی، اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے، اور قیامت کا نمونہ ہوں گے، اور زمین کو تہ و بالا کر دیں گے، اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن زلزلوں کا ذکر حضرت مسیح موعود نے یہاں کیا ہے، وہ ایسے زلزلے ہیں، جو قیامت کا نمونہ ہوں گے جن سے زمین تہ و بالا ہو جائے گی جن سے بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی، اور یہ وہ علامات ہیں جو اس پیشگوئی کو **خاص عظمت** دے دیتی ہیں، یوں تو حضرت صاحب کی زندگی میں بھی بعض زلزلے آئے، اور آپ کے الہامات کے بموجب ہی آئے، لیکن بعض زلزلوں کی شدت خصوصیت سے قابل ذکر ہے، اور ان کی تصریحات آپ کی اس عبارت میں بھی پائی جاتی ہیں، یہ تصریحات جو اعلام الٰہی سے پہلے بتا دی گئی ہیں، ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہیں، جو جاپان کے زلزلہ سے پوری ہوئی، کیونکہ اس سے پیشگوئی کی تمام شقیں پوری ہو جاتی ہیں، جاپان کا زلزلہ فی الواقعہ نمونہ **قیامت تھا**، اور یہ ایک زلزلہ نہ تھا، بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ زلزلوں کا ایک لمبا سلسلہ تھا، جو قریباً چوبیس گھنٹے تک جاری رہا، اس سے **زمین فی الواقعہ تہ و بالا ہو گئی** اور ۱۵۰۰۰۰ لاکھ **ہستیوں کی زندگی کو ایسا تلخ** کیا، کہ اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی،

جاپان کی عبرتناک تباہی کی خبریں موصول ہونے کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود کے ان الہامات پر ایک غائر نظر ڈالی ہے، جن کا خلاصہ حضور ممدوح نے الوصیت کی محولہ بالا عبارت میں دیا ہے اور مجھے غور کرنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کو دو بڑے بڑے **حوادث کا علم** دیا گیا تھا، ان دونوں کو اگرچہ بعض جگہ زلزلہ الساعۃ کے نام سے یاد کیا گیا ہے، لیکن جو باتیں ان کے ساتھ بطور لوازم بیان ہوئی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا کے دو بڑے بھاری واقعات اپنی نوعیت کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ہیں،

مثلاً ایک سانحہ کے متعلق تو ایسے الہامات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ فی الحقیقت بھونچال یا زلزلہ ہے، کیونکہ جو کیفیت اس واقعہ کی بتائی ہے، وہ صرف بھونچال پر ہی منطبق ہو سکتی ہے، مثلاً یہ الہامات کہ:- (۱) **بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا** (۲) **زمین تہ و بالا کر دی**، (۳) **پہاڑ گرا اور زلزلہ آیا** (۴) **آتش فشاں** (۵) **ھل اتٰک حدیث الزلزلۃ** **بل یاتیھم بغتۃ** (۶) **لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القھار**

یہ سب کے سب الہامات ظاہری زلزلہ پر دلالت کرتے ہیں اور تمام لوازم جو یہاں بیان ہوئے ہیں، وہ جاپان کے زلزلہ کا خاکہ ہمارے سامنے کھینچ دیتے ہیں، کہ اسی سے زمین تہ و بالا ہو گئی ہے، اسی میں **آتش فشانی** ہوئی، وہ ملک جس پر شہنشاہ جاپان کا خاندان بڑے طمطراق اور شان و شوکت سے حکومت کرتا تھا، آج صرف خدا ذوالجلال کی حکومت جلالی کے ماتحت ہے اور اس کے تین شہزادے اس آفت ناگہانی میں مارے جاتے ہیں، ان کی موت اور بے کسی کی موت زبان حال سے کہہ رہی ہے، کہ **لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القھار**۔ پھر یہی زلزلہ ہے جو جاپان میں آیا ہے، اور ایک آن واحد میں لاکھوں جانوں کو نگل گیا اور لاکھوں نہیں بلکہ کھربوں روپیہ کا نقصان ہوا،

دوسرے وہ الہامات ہیں جن میں ایک اور قسم کے زلزلہ کا ذکر ہے، لیکن اس کے لوازمات مذکورہ بالا زلزلے سے بالکل علیحدہ ہیں، مثلاً یہ الہامات (۱) **یوم تاتی السماء بدخان مبین وتری الارض خامدۃ مصفرۃ** اس دن آسمان ایک کھلا کھلا دھواں لائے گا، یعنے آسمان ایک دخانی صورت کا عذاب زمین پر نازل کرے گا، اور زمین مردہ سی ہو جائے گی، (۲) **یوم تاتی السماء بدخان مبین** آسمان ایک کھلا کھلا دھواں لائے گا،

یہ اور اسی قبیل کے دوسرے الہامات ایک ایسی آفت آنے کی خبر دیتے ہیں، جس کو دھوئیں سے خاص مناسبت ہے ان الہامات سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ یہ آفت **جنگ یورپ** کی شکل میں نازل ہوئی، جس میں محاربین کی زہریلی گیسوں اور توپوں کے دھوئیں سے آسمان دھواں دھار ہو گیا تھا، اور جس میں بلجیم اور فرانس کی زمین جل کر خاک سیاہ ہو گئی تھی، اسی عذاب کا نقشہ حضرت مسیح موعود نے ایک نظم میں یوں بھی کھینچا ہے:-

ایک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمین
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار

الغرض حضرت مسیح موعود کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دو قسم کے زلزلوں کے متعلق علم دیا گیا تھا، ایک وہ زلزلہ تھا جو **جنگ یورپ** کی صورت میں ظاہر ہوا، جس کی یہ علامت بتائی تھی:-

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار

زار روس کی تباہی سے پوری ہوئی، اور دوسرا زلزلہ سچ مچ کا **بھونچال تھا**، جو جاپان میں آیا، اور جس کی عدیم النظیر تباہی نے **ثابت کر دیا** کہ یہی وہی زلزلہ ہے، جس کے متعلق حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا، کہ اس سے زمین تہ و بالا ہو جائے گی، آتش فشانی **ہوگی اور پہاڑ گرے گا**،

اب میں ان لوگوں سے جو حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں پوچھتا ہوں کہ کسی شخص کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ زمانہ مستقبل کے ایسے عظیم الشان حوادث کا علم حاصل کرے، اور پھر جو لوازم اس حوادث کے بتائے، وہ بعینہ پورے ہو جائیں کیا کسی مفتری کو یہ قدرت حاصل ہے، کہ وہ خدائی باتیں قبل از وقت بتائے، اور پھر وہ بعینہٖ پوری بھی ہوں، خدا کے لئے انصاف کرو اور سچی شہادت دو، کہ شہادت کو چھپانا مسلمانوں کا کام نہیں، اگر تم کسی ایسے مفتری کی نظیر نہیں بتا سکتے تو پھر اسکو قبول کرو جو اس زمانہ میں خدا کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے مامور ہوا ہے، کہ اس کی

متابعت میں ہی ہوئی اور احمدی سعادت حاصل ہوگی ؎

اللہ کہ ہمچو کشتی نوح بگرد گار

بے دولتاں، دوربانند در لنگرم

"انسداد ذبیحہ بقر اور مسلمان"

مخالفین کے عنصر کی اکثریت اور مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے بمبئی میونسپلٹی نے گاؤکشی کو جرم قرار دیا ہے، گو ممانعت خاص قیود کے اندر ہے، مگر کسے معلوم کہ کچھ عرصہ تک یہی جزوی ممانعت کلی انسداد کی شکل اختیار کرے گی، اب جبکہ ہمارے اسلامی بھائیوں کو قدرے اپنی غفلت اور غلطی کا علم ہوا، انہوں نے بمبئی کارپوریشن کے خلاف چیخ و پکار شروع کی ہے، اور اس امر کو جتلا دیا ہے، کہ اگر میونسپلٹی نے اپنے امتناعی حکم کو منسوخ نہ کیا، تو مسلمانان بمبئی قطعاً اس کی پابندی کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے، ابھی برادران ہنود کی اس چالبازی کا رونا ختم نہیں ہوا، کہ ایک دوسری عظیم الشان خطرناک سازش کا وجود عمل میں آرہا ہے، وہ یہ کہ آل انڈیا گائے کانفرنس (جو ہندوستان کے جملہ ہندوؤں کی نمائندہ جماعت ہے) کا ایک وفد وزیر زراعت ہند (جو ایک ہندو صاحب ہیں) کی خدمت میں گاؤکشی کے جزوی انسداد کے مطالبہ کو لے کر حاضر ہوا ہے، ابھی تک یہ معلوم تو نہیں ہوا کہ صاحب وزیر نے مطالبہ کے جواب میں کیا ارشاد فرمایا لیکن برادران ہنود کی اس خطرناک کوشش کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کے سامنے ان کی دیرینہ اور مستقل مساعی کا نقشہ جم جاتا ہے، یہ آج کا مطالبہ نہیں، جو برادران وطن پیش کر رہے ہیں، جب سے گائے کا مسئلہ ہندومت کا اصل الاصول ٹھہرا، تب سے اس کی حفاظت کی دھن لگ رہی ہے، کہا جاتا ہے کہ گائے کی حفاظت کا سوال محض ملکی مفاد پر مبنی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس نام نہاد مفاد کے پردے میں ہندوانہ عناد اور برادران اسلام کو نقصان رسانی کی کوشش کی جارہی ہے، اہم مسئلہ ذبیحہ گاؤ کے متعلق "پیغام صلح" کی کسی گذشتہ اشاعت میں اپنے خیالات کا اظہار اسلامی نقطۂ نظر سے کر چکے ہیں، اس وقت بھی ہم اس قدر کہنے سے نہیں رہ سکتے، کہ ذبیحہ گاؤ مسلمانوں کے لئے کوئی مذہبی فریضہ نہیں ہے، وہ مختار ہیں، خواہ گائے ذبح کریں اور کھائیں، اور خواہ ایسا نہ کریں، لیکن برادران ہنود کی جانب سے انسداد گاؤکشی کی تمام کوششیں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ہیں۔

ایک اسلامی جواز پر قانون امتناعی کو مسلط کرانا صریحاً مذہب اسلام میں دست اندازی کرنے کا مترادف ہے، علاوہ ازیں مسلمان غریب ہیں، مرغ اور بکرا کھانے کی طاقت نہیں رکھتے، تا وقتیکہ گوشت استعمال کریں نہیں، ان کی جسمانی طاقت اچھی نہیں رہ سکتی، گائے کا گوشت ان کے لئے کم خرچ بالا نشین ہے، لہٰذا دودھ دہی کے مقابلہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کی اقتصادی کمزوری کا علاج زیادہ اہم ہے، گوشت خوراک ہے، لوازمات خوراک سے خود خوراک کہیں بڑھ کر وقعت رکھتی ہے، اسی پر بس نہیں، لحم بقر کا بیشتر استعمال ہندوستان کی گورا آبادی کرتی ہے، ہزاروں لاکھوں من خرچ ہوتا ہے، گورنمنٹ سے یہ توقع ایک لمحہ کے لئے نہیں رکھی جا سکتی، کہ وہ برادران ہنود کے ناجائز مطالبہ سے متاثر ہو کر نہ صرف حاملین اسلام کے جذبات کو مجروح کرے، بلکہ گورے لوگوں کی چاہتی خوراک ان سے چھین لے، لطف یہ ہے کہ گاؤکشی ہندومت کی رو سے قطعاً ناجائز نہیں ٹھیرائی گئی، پھر نہ معلوم ایک خیالی بات پر کیوں اس قدر دھینگا مشتی ہو رہی ہے، ہندوؤں کے غیر ضروری اور من گھڑت مطالبہ کا منظور ہونا، بالفاظ دیگر مذہب اسلام میں صریح مداخلت کرنا ہے، مسلمانوں کو اقتصادی نقصان پہنچانا ہے، اور خود انگریزوں کو خورد و نوش کی مشکلات میں پھنسانا ہے، ہمیں گورنمنٹ ہند کی دور اندیشی مذہبی رواداری اور مصلحت پسندی سے اس امر کی ہرگز توقع نہیں کہ وہ برادران ہنود کے مطالبہ کو پیش کئے جانے کی اجازت تک دے سکے، مگر ہمیں خدشہ ہے کہ ہمارے برادران وطن کی کوششیں کہیں بمبئی کارپوریشن کے ریزولیوشن کی مانند عملی جامہ نہ پہن لیں اور ہمیں اس وقت معلوم ہو جبکہ ہمارے کرم فرما اپنا کام نکال چکے ہوں، ہاں اگر کسی خاص مقام میں مقامی حالات کے ماتحت ہندو مسلمان مل جل کر اس بات کی مفاہمت کر لیں، کہ خاص صورتوں میں ذبیحہ بقر ملتوی کر دیا جائے، تو یہ مسئلہ کی دوسری صورت ہے، لیکن ہمارے برادران وطن کے احساسات ہم غریب اور بھولے بھالے ہندی مسلمانوں پر ابتداء سے لے کر آج تک اس قدر ہو چکے ہیں، کہ کسی فریق صلح و آشتی

اور پرائیویٹ سمجھوتے کا تخیل نا ممکن الحصول نظر آتا ہے، مثلاً شدھی کی بے وقت راگنی مسلمانوں کے کانوں میں ہمیشہ ہی "انقسامِ" اور احتیاط کا پیغام سناتی رہے گی،

اس مسئلہ کے متعلق ہم ایک بات اور بھی عرض کرنا چاہتے ہیں، اور وہ یہ ہے، کہ جس صورت میں ہمارے برادران ہنود مسلمانوں کے شرعی جواز میں مداخلت کر کے ذبیحہ گاؤ بند کرانا چاہتے ہیں تو اس کے عوض میں وہ مسلمانوں کے احساسات مذہبی کے احترام کی بھی کوئی ضمانت دیتے ہیں یا نہیں،

ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے تو دعوت ہوئی ہندوؤں سے استدعا کی تھی، کہ وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راست باز مان لیں، اور ان کو گالیاں نہ دیں، پھر ہم خود برضا و رغبت گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں گے، لیکن ہندوؤں کی طرف سے اس پیغام صلح کا جواب ابھی تک نہیں ملا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہمارے ایک جائز مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتے، پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان اپنے حقوق تو چھوڑ دیں، اور ہندو اپنی ضد پر قائم رہیں،

مولویوں سے خطرہ اور اس کا انسداد

آج کی اسلامی دنیا میں جو چیزیں بقائے اسلام کے لئے خطرہ موجب بن رہی ہیں، ان میں سے ایک بقول عامۃ المسلمین مولویوں کا طبقہ ہے، کچھ خطرہ زدہ مسلمانوں کی زبانی شکایت ہی پر موقوف نہیں، بلکہ مختلف مذہبی تحریکات میں مولوی صاحبان نے عملاً اس امر کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے، کہ ان کا وجود مسلمانوں کو نقصان دینے کا آلہ ثابت ہوا ہے، اسی لئے مولوی کا وہی خطاب جو آج سے کچھ عرصہ پہلے دینی عزت افزائی کا سب سے بڑا خطاب تھا، آج اس قدر ذلیل ہو چکا ہے، کہ لوگ اسے بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ مولوی صاحبان کی "مساعی جمیلہ" کے نتائج مسلمانوں کے بہبود و فلاح کے لئے صاف طور پر مضرت رساں ثابت ہوئے ہیں، بالخصوص فتنہ ارتداد کی تاریخ میں تو ان ذمہ دار لوگوں کے کارنامے "زریں" حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں، ہمارا یقین ہے، کہ مولوی لوگوں کی تمام کوتاہ اندیشی صرف اس وجہ سے ہے، کہ ان کا قدم موجودہ زمانہ کی رفتار سے پیچھے ہے، انہیں اتنا تو علم و فضل ہے نہیں، کہ وہ اسلامی تعلیم کو تمدن و تہذیب و معاشرت حاضرہ پر مسلط کر سکیں، اور اسلام کے ہمہ گیر اثرات کا سکہ خلائق عامہ کے قلوب پر جما سکیں، بلکہ وہ اس جس کیفیت زمانہ کو اپنے درک و فہم سے بالا پاتے ہیں، یا اپنے ادھورے علم و عقل کے مخالف معلوم کرتے ہیں، تو فوراً اس کے خلاف اعلان جہاد کر دیتے ہیں، خالص دینی امور میں مولوی صاحبان کی فرقہ بندی اور باہمی معاندانہ آویزش صریحاً نامعقول ہے، اس لئے کہ اصولی عقائد تو سب فرقوں کے ہاں ایک ہیں، فروعی باتوں میں آپس میں اختلاف ہے، اب اس اختلاف کی علت کوئی ذاتی مناقشہ، یا باہمی حسد و بغض، کینہ و عناد تو ہے نہیں نقطۂ طلب حق ہے، کسی فریق کے ہاں صداقت کا طریق کچھ ہے دوسرے کے ہاں کچھ اور، تو کوئی وجہ نہیں، کہ مختلف فیہ امور میں ایک مولوی صاحب اپنے نقطۂ نظر کو تو فوقیت دیں، اور دوسرے کے زاویہ نگاہ کو حقیر گردانیں، اگر اختلاف کے لئے دلائل ہیں، تو وہ حسن نیت پر مبنی ہیں، نہ یہ کہ ان کا منبع نفسانی اغراض، اور ذاتی شہوات ہیں، پس ان دونوں باتوں یعنی کمل علم و فضل کی عدم موجودگی اور فروعی اختلافات کی موجودگی میں ہمارے خیال میں مولوی لوگ اپنی تمام خانہ جنگیوں میں قطعاً حق بجانب نہیں ہیں، ہم نے ہر چند اس اہم مسئلہ پر غور کیا ہے، کہ قوم کا بیڑا پار کرنے کے لئے کس طرح پر مولویوں کے ہاتھ سے نجات حاصل کی جائے، لیکن ہمارے خیال میں اس سے بڑھ کر حل مشکل کا کوئی موزوں طریق دکھائی نہیں دیتا کہ آئے دن کی مرکزی جمعیت تبلیغ سے درخواست کی جائے کہ وہ ایسی خطرناک ہستیوں کو زیادہ نہیں تو کم از کم میدان عمل کی شمولیت سے قطعاً باز رکھے،

علامہ جاہل

قرآن پاک اور اسلامی تعلیم کے متعلق ہمارے آریہ مہربانوں کی عدم واقفیت اور ان کی جہالت کی تعریف کی محتاج نہیں، بالخصوص

ہمارے فاضل دوست جب بھی موقع بن پڑتا ہے، ناموس اسلام پر خاک ڈالنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں، اور چند رسوم و رواج کے مجموعے کو خدائی مذہب پر فائق گردانے کی مجہولانہ فکر میں رہتے ہیں، ہمارے گرامی معاصر "آریہ گزٹ لاہور" نے بھی اپنے ذمے خوب خدمت لے رکھی ہے، کہ وہ اپنے "فاضل" مہاشیوں کی عالم اسلام سے روشناسائی کرانے کے لئے اور اپنے "شستہ" انتخاب کے لئے خراج تحسین وصول کرتا رہے، ہمدان معاصر کی ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت زیر نمبر ... کے پرشن اوراُتر کالم میں ایک صاحب مہاشہ "ناتھ" جالندھری نے شیخ بدرالاسلام نو مسلم بیرسٹر راولپنڈی کے اس دندان شکن اعتراض کا جواب دینے کی لاطائل سعی فرمائی ہے، کہ "قرآن کریم گپوں اور ڈھکوسلوں سے پاک ہے، اور آریوں کی مستند کتب میں ڈھکوسلے اور گپیں بھری ہوئی ہیں" ہمارے مہاشہ ترہو افرماتے ہیں، کہ "قرآن شریف ہو اور پھر ڈھکوسلے معدوم ہوں،

"ایں خیال است و محال است و جنوں"

لیجئے تین چار ڈھکوسلے حاضر ہیں، باقی بوقت فرصت" ہمارے "منطقی" دوست نے قرآن شریف کے متعلق کسی ثبوت یا دلیل کے پیش کرنے سے پیشتر ہی انتقام کی پیاس بجھانے کے لئے نتیجہ سامنے لا رکھا ہے، ہم یہ خوب جانتے ہیں، کہ مہاشہ صاحب کی حالت در دلگو راہبانہ بسیار کی مصداق ہے، کمزور اور نامعقول انسان ہمیشہ من گھڑت باتوں کی آڑ لیا کرتے ہیں لیکن غضب تو یہ ہے کہ مابعد نتیجہ میں اپنی "فلسفیانہ" تحریر میں مہاشہ جی نے جو "قرآنی ڈھکوسلے" لکھے ہیں، وہ ان کی اپنی جدت طرازی کا کرشمہ ہیں، لکھنے کو تو قرآنی آیات لکھتے ہیں

لیکن حلوا خوردن را روئے باید

کسی ایک سطر میں نہیں، کسی ایک کالم میں نہیں، بلکہ سارے کے سارے صفحہ پر مہاشہ صاحب نے جن آیات قرآن کو تحریر کیا ہے، وہ بلا استثنائے غلط ہیں، سبحان اللہ کس برتے پر تتا پانی، کیا اسی علم و فضیلت اور ہمہ دانی کے بل بوتے پر مہاشہ جی نے قرآن پاک کو ڈھکوسلا "لچر" ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اگر مہاشہ جی ذاتی طلب حق، تحقیق فہم و دانش سے بے بہرہ ہیں، تو کیا نقل کی عقل سے بھی پاک ہیں، آج انہیں وید بھگوان کی طرح ایک نہیں، دو نہیں، بلکہ کروڑوں نسخے قرآن مجید کے ایک جیسے ملیں گے، کوئی اسلامی گھر یا کسی طالب حق کی لائبریری اس پاک نسخے کی موجودگی سے خالی نہ ہوگی، تو کیا مہاشہ جی میدان کے اسی قدر پہلوان ہیں کہ لکھنے سے پہلے اتنا بھی سوچ نہ سکیں کہ جو کچھ لکھتے ہیں یا نقل کرتے ہیں، ٹھیک ہے یا غلط، مہاشہ جی یاد رکھیں، کہ اگر انہیں تحقیق حق کرنا ہے، تو سب سے اول جہل مرکب کو خیرباد کہنا ہوگا، پھر انہیں کسی اُستاد سے قرآن شریف ناظرہ پڑھنا ہوگا، پھر اس کے صحیح معنے جاننے ہوں گے، اور اگر اس دوران میں خود بخود مسلمان ہونے سے رہ گئے، تو پھر انہیں مشکلات کا حل کرانا ہوگا، ان کے اتنا کرنے پر ہمارا دعوے ہے کہ وہ شیخ بدرالاسلام کے اعتراضات کی مہمل تردید کے لئے قلم نہیں اٹھائیں گے، بلکہ انہی اعتراضات کی تائید میں لکھ کر انہیں زیادہ مضبوط اور قوی تر بنائیں گے، مہاشہ جی کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں، فقط ضد اور ہٹ دھرمی کے دور کرنے اور طلب حق اور تحصیل راستی کی عقیدت کی ضرورت ہے، ہم اپنے آریہ دوست کے لئے سب سے پہلے جس سبق کے حاصل کرنے کی سفارش کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ۶ ستمبر کا آریہ گزٹ لے کر کسی معمولی سے معمولی صاحب علم مسلمان کے پاس جائیں، اور اس سے عربی عبارت کی صحت کی درخواست کریں، جب انہیں معمولی فرزندان اسلام کی شاگردی کا فخر حاصل ہوگا، تو پھر انہیں تمام مخلوق کے ہادی یعنے قرآن فرقان کی شان میں لچر پوچ لکھتے ہوئے بھی شرم آئے گی،

سنت نہال سنگھ کی ناسپاسی

سنت نہال سنگھ کے نام سے صحافت حاضرہ اچھی طرح سے واقف ہے، کہ انگلستان کے مشہور رسالہ ریویو آف ریویوز کے نامور ایڈیٹر مسٹر شیڈ کا نجہانی نے اپنے صحیفہ کے ذریعہ سے ان کا نام تمام دنیا میں مشہور کر دیا، دوران قیام انگلستان ہمیں بھی ایک مرتبہ سنت صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا، اور تقریب یہ ہوئی، کہ سیٹھ چھوٹانی صاحب نے جب فلسطین کے ایک وفد کی دعوت کی، تو ہمیں بھی مدعو کیا، سنت نہال سنگھ صاحب بھی زمرۂ مہماناں میں موجود تھے، مختصر سی گفتگو میں جو وہاں ہو سکی، ہم اس نتیجہ پر پہنچے، کہ سنت صاحب اگرچہ سکھ

ہیں ۔۔۔ سلطنت کی قیود سے آزاد ہیں، اور مسلمانوں سے خاص ہمدردی رکھتے ہیں،

اس کے بعد سنت نہال سنگھ صاحب ہندوستان تشریف لائے، اور حیدرآباد پہنچے، ریاست حیدرآباد تو علوم و فنون کی قدر کے لئے شہرۂ آفاق ہے، سنت صاحب کی بڑی قدر و منزلت ہوئی، اور آخر تاریخ حیدرآباد لکھنے کی خدمت ایک گرانمایہ مشاہرہ پر ان کے سپرد ہوئی،

لیکن اس ناسپاسی کا ستیاناس ہو جو انسان کو ناقدر شناس بنا دیتی ہے، یہی سنت صاحب جو حیدرآباد کے نمکخوار تھے، اب حضور نظام پر الزامات لگاتے ہیں، ریاست کے خلاف زہر اگلتے ہیں، نظام کی ہندو رعایا کے جذبات کو ابھارتے ہیں، اور شکوہ سنج ہیں کہ ہندوؤں کے حقوق کی نگہداشت نہیں ہوتی، جس ریاست کا وزیر اعظم ایک مدت تک ہندو رہے جس ریاست میں خود بدولت باوجود سکھ ہونے کے ایک گرانقدر مشاہرہ لیتے ہیں اس پر یہ الزام اول درجہ کی ناسپاسی ہے،

ہمیں امید ہے کہ حیدرآباد دکن کی ہندو رعایا اس غلط الزام کی تردید کرے گی، اور سنت نہال سنگھ کو بتا دے گی کہ یہ الزامات کہاں تک غلط اور بے بنیاد ہیں،

ہم افسوس کرتے ہیں سنت نہال ایسے روشن خیال لوگ بھی جب ہندوستان آتے ہیں تو انگلستان کی فضائے آزادی کے اثر کو وہیں چھوڑ آتے ہیں، اور یہاں آکر ہندو مسلم جذبات میں وہ تلخی پیدا کر دیتے ہیں، جس کو کم کرنا ہر ایک بہی خواہ ملک کا اصول ہے حیدرآباد کی طرف تو سنت نہال سنگھ صاحب کی نظر نقاد اٹھ گئی، لیکن کیا آپ نے ہندو ریاستوں کی طرف بھی کبھی نگاہ دوڑائی ہے: جموں، پٹیالہ، نابھہ کے حالات بھی تو لکھنے چاہئیں، نابھہ کے موجودہ مہاراجہ صاحب کی تعریف آپ انگریزی کے رسائل میں تو بہت کیا کرتے تھے، لیکن واقعات نے اُن کی تردید کر دی یہی حال آپ کی تحقیق کا حیدرآباد کے متعلق سمجھنا چاہیے ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ملاحظات

ہندو سنگھٹن و شدھی کا اصلی راز

برادران وطن کی گہری سازش

ہندوستان کے طول و عرض میں ان دنوں جس قیامت کبریٰ کا ظہور ہو رہا ہے، اور اس بدنصیب سرزمین میں جن مصائب و آلام کا طوفان عظیم برپا ہے، ان پر کون دردمند دل ہے، جو رہین قلق نہیں، اور کونسی چشم بینا ہے، جو وقف اشکباری نہیں، کبھی کسی طرف سے فتنہ و فساد کی خبریں سنی جاتی ہیں، کبھی کسی جانب سے جنگ و جدل کی تفصیلات موصول ہوتی ہیں، غرض آئے دن نئے سے نئے جھگڑے ۔۔ ہر روز انوکھی سے انوکھی نزاعیں پیدا ہو رہی ہیں، اور کچھ کہا نہیں جا سکتا، کہ اس غیر متناہی سلسلے کی انتہا کب اور کیونکر ہوگی، اس میں شک نہیں کہ حالت حاضرہ میں یہ ملک اپنی تاریخ کی ان نازک ترین گھڑیوں میں سے گذر رہا ہے، جس کی نظیر زمانہ ماضیہ کے کسی حصہ میں نہیں مل سکتی، ہندو مسلم اتحاد میں جو بدترین کشیدگی اس وقت واقع ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی رونما نہیں ہوئی، آہ یہ وہی خطۂ ارضی ہے، جہاں کچھ عرصہ پہلے اتفاق و اتحاد کے دلکش ترانے گائے جاتے تھے جس کی فضائے وسیع میں دوستی اور محبت کی روح پرور صدائیں گونجتی تھیں، جس کے مختلف العقائد فرزندوں نے ایک دوسرے کے ساتھ عقد مواخات باندھا تھا، جس کی متخالف و متباین اقوام نے اپنے مخلوط خون کی قربانیاں بھینٹ چڑھائی تھیں، یہ ناگاہ کیسا انقلاب آگیا، یہ یک بیک کیسی حالت پلٹ گئی، یہ یک لخت کیا رنگ بدل گیا، کہ آج ہم ان کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا دیکھتے ہیں، وہ درندوں کی طرح ایک دوسرے کو پھاڑے کھاتے ہیں، آخر اس کا سبب کیا ہوا، اور یہ قیامت خیز ہنگامے کیوں پیدا ہوئے،

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس تمام بے چینی اور تشویش کا سرچشمہ ہندو سنگھٹن اور شدھی ہے جنہیں پنڈت مدن موہن مالویہ اور سوامی شردھانند کی اتحاد سوز کوششوں کا نتیجہ کہنا چاہیے، مگر تعجب یہ ہے کہ جب ان حضرات سے پوچھا جاتا ہے، کہ جس صورت میں تمام اہل الرائے لوگ ہندو مسلم اتفاق کو ہندوستان کی فلاح و بہبود کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں، تو آپ لوگوں نے اس قسم کی تحریکیں کیوں شروع کیں، جو صریحاً دشمن اتحاد ہیں، تو وہ یہ جواب دیتے ہیں، کہ مسلمان طاقتور ہیں اور ہندو کمزور ہیں، جب تک دونوں قومیں ایک حالت پر نہ ہوں، حقیقی اتحاد حاصل نہیں ہو سکتا، ہمارا مقصود ان کوششوں سے صرف یہ ہے، کہ ہندو بھی مسلمانوں کی قوت و طاقت کے معیار پر آجائیں، تاکہ ان دونوں قوموں میں سچ مچ اتفاق ہو سکے،

اگر بالفرض ہم ان مقدس ہستیوں کی اس منطق کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے، کہ جس بنا پر اس جواب کی عمارت کھڑی کی گئی ہے، وہ بنا ہی سرے سے غلط ہے یعنی یہ صحیح نہیں، کہ مسلمان طاقتور ہیں، اور ہندو کمزور ہیں، ملکی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے مسلمانوں کا اس میں حصہ نہیں تعلیم میں وہ آگے بڑھے ہوئے ہیں مسلمانوں کی تعلیم ان کے مقابلے میں نسبتاً بمنزلہ صفر ہے دولت کی طاقت بھی ہندوؤں کے ہاں بہ تو فیر ہے، مسلمان اس پہلو سے بھی تہیدست ہیں سیاسی حیثیت سے بھی ہندو ہی پیش پیش ہیں، ملک میں کثرت نفوس کے اعتبار سے بھی انہیں کا پلہ بھاری ہے، سرکاری مناصب کے سب ان کے زیر اقتدار ہیں، مسلمان اس میدان میں بھی ان کے رحم پر پڑے ہوئے ہیں، اقتصادی نقطہ نظر سے دیکھئے تو جواز سود کی بنا پر مسلمانوں کی جائیدادیں اور املاک مفت ہندوؤں کے قبضے میں پہنچ رہی ہیں، غرض کیا بلحاظ تجارت، کیا بلحاظ تعلیم کیا بلحاظ مال کیا بلحاظ کثرت نفوس ہندو مسلمانوں پر فوقیت رکھتے ہیں، اس پر بھی حامیان سنگھٹن ہندوؤں کو کمزور قرار دے رہے ہیں، اب وہی انصاف کریں کہ ان کی منطق کہاں تک صحیح ہے

حقیقت یہ ہے کہ ان حقائق سے پنڈت جی اور سوامی جی بھی خوب واقف ہیں، یہ محض نمائشی جواب گھڑ لیا گیا ہے، دراصل بات یہ ہے کہ کہ انہوں نے دیکھا کہ ہندو مسلم اتحاد اور ترک موالات وغیرہ تدابیر سے سوراجیہ کا وقت قریب تر آرہا ہے، اور اس مقصد کے حاصل ہو جانے پر ہندو مسلمانوں میں کشمکش پیدا ہوگی، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایسی روش اختیار کریں جس سے سوراجیہ فی الحال معرض تعویق میں پڑ جائے، اور اس اثنا میں سنگھٹن کی تحریک سے ہندوؤں کو جسمانی قوت میں مضبوط بنا لیا جائے، اور شدھی کے ذریعے سے مسلمانوں کی تعداد کو کم کر دیا جائے تاکہ حصول سوراجیہ کے وقت یا تو مسلمان موجود ہی نہ ہوں، اور اگر ہوں تو ہر حیثیت سے مغلوب و مقہور ہوں،

یہ ہے وہ غرض جس کی بنا پر پنڈت مدن موہن مالویہ، سوامی شردھانند جی اور ان کے ہمنواؤں نے یہ اتحاد سوز اور عداوت آفریں تحریکیں جاری کی ہیں، اور مسلمانوں کو ہر طرح سے مغلوب بنانے کی نت نئی تدبیریں سوچتے ہیں، پہلے گاؤکشی کو ان کے مذہبی جوش کے لئے آلۂ کار براری بنایا، اب اس میں اذان اور آرتی کا بھی اضافہ کر دیا ہے، تاکہ ہندو مسلم فساد کے مواقع ہر روز پیدا ہوتے رہیں، اور یہ جذبات مسلسل تحریکات سے نشوونما پاتے رہیں،

ہندوستان میں حفاظت اسلام کی ضرورت

دشمنان اسلام نے اسلام کو دنیا کے بدن سے مٹانے کے لئے بیرون ہند بہت کوشش کی، مگر جس کو خدا رکھے اس کو کون مارے، یورپین دول نے اسلامی سلطنتوں کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کے لئے ۱۹۱۹ء میں جو آخری وار کیا تھا، اس نے مسلمانوں کے لئے آب حیات کا کام دیا، مسلمان جو خواب غفلت میں دنیا و ما فیہا سے بے خبر پڑے تھے بیدار ہو گئے، اور انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا، الحمدللہ علی ذالک، اب اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہندوستان میں ہندو سنگھٹن اور شدھی کی تحریک شروع ہوئی ہے، جو انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں مسلمانوں کے فروغ کا باعث ہوگی، مسلمانوں کو ان تحریکوں سے خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں، انجام کار یہ تحریکیں خود ہندوؤں کے لئے مضر اور حکومت کے لئے الجھنوں کا باعث ثابت ہوں گی، مسلمانوں کو سوائے خدا کی ذات واحد کے کسی پر بھروسہ نہیں،

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری اور اپنا پتہ خوشخط تحریر فرمایا کریں، تاکہ تعمیل کرنے میں تاخیر نہ ہو،

علی پور میں اسلام کی فتح عظیم

اور آریہ سماج کی شکست

ناظرین کرام! السلام علیکم، علی پور میں آریوں کو شدھی کے متعلق جو ناکامی اور دھرم بھکشو کو جو مایوسی ہوئی اس کی مختصر سی کیفیت حسب ذیل ہے، آریہ سماج علی پور کے جلسے کی تاریخیں یکم ۲، ۳ ستمبر ۱۹۲۳ء مقرر تھیں، اور سنا گیا تھا کہ اس جلسے پر چند گم نام مسلمان بھی شدھ ہوں گے، مسلمانوں نے علماء اسلام کو تار دیئے، کہ یہاں شدھی ہونے والی اور آریوں کا بڑا زور شور ہے، آخر وقت مقررہ پر بیرونی مقامات اور گرد و نواح سے بھی بہت سے ذی شان علماء تشریف لائے، اور اپنی کفر توڑ تقاریر اور ان تھک کوششوں سے مسمی غلام حسین معہ اپنے ہمراہ رفقا کے مسمی غلام حسین عرصہ دس سال سے منتری آریہ سماج علی پور کے ہاں ملازم تھا، اور منتری صاحب نے کئے وعدہ اعانت زر و زن دے کر ورغلا لیا تھا شدھ نہ ہو سکا، اور اسلام کا سچا خادم بن گیا، علمائے اسلام آریوں کے مضبوط قلعوں "ستیارتھ" ویدک دھرم عالمگیر مذہب نہیں ہو سکتا، اور وید کی تعریف و بطلان پر خوب دو دن تک گولہ باری کرتے رہے ان ایام میں لوگ دیہات اور دور دور سے تقاریر سننے کے لئے جوق در جوق آتے تھے، لوگوں پر ان تقاریر کا بہت اچھا اثر پڑا، اور علما کی کوششوں اور نوجوانان اسلام کا جوش و خروش اور میلان طبع سے ایک انجمن جس کا نام انجمن تحفظ اسلام رکھا ہے، قائم کر گئی ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو مذہبی تعلیم دینا اور دشمن کی مدافعت و مسلمانوں کو جگانے کے لئے علماء اسلام کو منگانا قرار دیا گیا ہے،

مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۳ء کو بوقت بعد دوپہر "وید مقدس اور قرآن مجید ان دونوں میں سے الہامی کتاب کون ہے" پر مباحثہ ہوا، پہلے پہل پنڈت دھرم بھکشو صاحب آریوں کی طرف سے کھڑے ہوئے، اور وید مقدس کے الہامی ہونے کے ثبوت دیئے، اور قرآن مجید و مذہب اسلام پر بیجا حملے کئے، مسلمانوں کی طرف سے حافظ روشن علی صاحب نے کھڑے ہو کر جوابی تقریر نہایت ہی مدلل بحوالہ جات وید مقدس کی، اس وقت عجیب سماں تھا، جب پنڈت دھرم بھکشو کذب بیانی اور لاف زنی کر رہا تھا، اور مولوی صاحب حوالہ مانگتے تو جواب ملتا تھا، کہ "کتاب لاہور ہے" اور "لکھنؤ کے کتب خانے میں رکھی ہے" اور جب پنڈت دھرم بھکشو حوالہ کتاب کا مطالبہ کرتے تھے، تو ادھر سے فوراً ہی حافظ صاحب کے ارشاد کے بموجب ماشٹر محمد عمر صاحب وید مقدس سے پڑھ کر سنا دیتے تھے، پنڈت صاحب وید کو الہامی کتاب ثابت نہ کر سکے، اڑھائی گھنٹے مباحثہ رہا، آخر مباحثہ نہایت ہی امن و امان اور مسلمانوں کی فتح اور اللہ اکبر کے غلغلہ انداز اور کفار کے دل ہلا دینے والے نعرے اور خوشی کے شادیانے بجاتا ہوا ختم ہوا،

ولی محمد جانگلہ احمدی، متعلم جماعت ہفتم مڈل سکول
علی پور، ضلع مظفرگڑھ،

بقیہ صفحہ اول

ایسا شخص اسلام اور اس کے مسلک کی قدر کر سکتا ہے، جو ہماری زندگیوں کے متعلق اس نے مقرر کیا ہے، اور صرف لٹریچر کے ذریعہ سے ہی اس کو تبلیغ کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ لیکچروں میں نہیں آسکتا، پھر بعض لوگ ایسے کاموں پر متعین ہوتے ہیں، کہ انہیں مختلف اوقات میں اپنے فرائض منصبی پر حاضر ہونا پڑتا ہے، بعض وقت صبح سویرے اور بعض وقت دوپہر سے لے کر آدھی رات تک، اگر اس نے صبح کام پر حاضر ہونا ہے، تو وہ شام کے جلسوں میں شامل نہیں ہو سکتا، کیونکہ سویرے اٹھنے کے لئے ضرورت ہے، کہ وہ جلدی سو جائے، اور اگر دوپہر کے وقت اس نے جانا ہے، تو پھر وہ اگرچاہے بھی تو شامل جلسہ نہیں ہو سکتا ایسے موقعہ پر لٹریچر ہی ہے، جو اسلام کی حقیقت کو اس پر واضح کر سکتا ہے، پھر بعض لوگ مذہب کے متعلق قطعاً کوئی گفتگو ہی کرنا نہیں چاہتے، اور وہ کہہ دیتے ہیں، کہ اس کی حقیقت کو سمجھنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے، ایسے شخص نے تو عیسائیت کو ہی کبھی مطالعہ کیا ہے

نہ وہ اسلام کے متعلق کوئی بات سننا یا پڑھنا پسند کرے گا، اس کو اسلام کی طرف لانا بہت مشکل امر ہے، لیکن اس سے ملنا جلنا زیادہ مفید اور موثر ثابت ہوگا، وہ "ایٹ ہوم" کی مجالس میں آسکتا ہے، بشرطیکہ طویل گفتگو اور لیکچروں سے اسے اکتا نہ دیا جائے، ان ذرائع سے ہم ایسے شخص تک بھی پہنچ سکتے ہیں،

یہ مونزالذکر شخص صاف طور پر اس بات کے کہنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا، کہ "مذہب کے متعلق کچھ مت کہو، تم میں اور مجھ میں جدائی ہو جائے گی، اس کو یہ پسند نہیں ہوتا، کہ مذہب اس کے کسی کام میں رکاوٹ کا موجب ہو، اور تمام امور میں صرف اپنے روزانہ اخبار ہی کا تتبع کرتا ہے ایسے شخص پر کامیابی حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے، اور وہ یہ کہ فٹ بال، ٹینس اور دوسرے کھیلوں میں اس سے شرکت کی جائے حالات حاضرہ پر اس سے تبادلہ خیالات کیا جائے، اور نہایت احتیاط کے ساتھ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا کی جائے، کہ وہ مذہبی مسائل کے متعلق تمہارے خیالات کو معلوم کرے، جس کے دوران میں اس کو اسلام کے خیالات سے بھی واقف کیا جا سکتا ہے، لیکن اس وقت کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے، جس سے یہ پایا جائے، کہ تم اس بات کے خواہشمند ہو کہ وہ مذہب کو مطالعہ کرے،

غیر یوروپین خیالات سے پرہیز

امید ہے کہ قارئین کرام میرے مطلب کو پورے طور پر سمجھ گئے ہوں گے، کہ مغرب میں ہر وہ چیز جو اجنبی اور غیر یوروپین معلوم ہوتی ہے عام طور پر لوگ اس سے محترز رہتے ہیں، اور اس لئے ہمارا کام کوئی بہت آسان کام نہیں، سالہا سال کی غلط بیانیوں اور جہالت نے وہ اثر پیدا کر رکھا ہے، جو جلد دور نہیں ہو سکتا، تبلیغ اسلام کا کام ایک لمبے عرصہ کو چاہتا ہے جس میں صبر و استقلال کو ملحوظ رکھا جائے اور ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب میں اخوت اسلامی بتدریج ترقی پر ہے، ہم اس وقت سب سے پیش پیش اس سڑک کو صاف کرنے والے ہیں، اور ہر ایک مسلمان اس مقدس کام میں حصہ لے، تو اپنے مستقبل کو ہمیں نظر اعتبار سے دیکھنا چاہیئے،

تازہ خبریں

ہندوستان

صدر مجلس خلافت سندھ

کراچی ۱۰۔ ستمبر۔ سیٹھ عبداللہ حاجی ہارون صدر مجلس خلافت صوبہ سندھ میر محمد بلو مجلس مرکزیہ خلافت اور مسٹر درگاداس رکن مجلس کانگریس مجلس وضع قوانین بمبئی کے انتخاب میں کھڑے ہو رہے ہیں۔

وائسرائے جاپانی ریلیف فنڈ

شملہ ۱۰۔ ستمبر۔ مہاراجہ جیند اور مہاراجہ دربھنگہ نے وائسرائے جاپانی ریلیف فنڈ کے لئے دس دس ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔

کانپور میں جلسۂ عام

کان پور ۱۰۔ ستمبر۔ یہاں جلسۂ عام منعقد ہوا۔ اور ایک قرارداد منظور ہوئی جس کی رو سے مصیبت زدگان زلزلۂ جاپان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔ اور حاضرین سے استدعا کی گئی کہ وہ ان کی مصیبت دور کرنے کے لئے دل کھول کر چندہ دیں۔

تجویز ہوئی کہ فراہمی سرمایہ کے لئے ایک اور فنڈ کھولا جائے جس کا نام مالویہ جاپانی ریلیف فنڈ ہو۔ سو روپیہ جمع ہو گیا۔

مساجد پانی پت

امرتسر ۱۲۔ ستمبر۔ شیخ صادق حسن بیرسٹر صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ نے گورنر پنجاب کو ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے جس میں حکام انبالہ کے اس طریق عمل کے خلاف پرزور احتجاج کی ہے جو انہوں نے مساجد پانی پت کے بند کر دینے کے متعلق اختیار کیا ہے۔

کلکتہ اور بردوان میں زلزلہ

کلکتہ ۱۰۔ ستمبر۔ آج صبح ۴ بجے کے قریب زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس ہوا۔ بردوان کا پیغام مظہر ہے کہ وہاں بھی شب کے وقت ۲۰ منٹ پر اور چار بجے صبح کو دو خفیف جھٹکے محسوس ہوئے۔ ابھی تک اس امر کی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ اس زلزلہ سے جان کا کچھ نقصان پہنچا یا نہیں

سندھی کارخانہ داروں کو نقصان

حیدر آباد سندھ ۱۰۔ ستمبر۔ تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک شہر یوکوہاما میں پچاس سے زیادہ سندھی کارخانے تھے جنہیں پچھتر لاکھ سے زیادہ سرمایہ لگا ہوا تھا۔ ان کارخانوں کے عملہ میں ۴۷ آدمی کام کرتے تھے جنہیں چالیس اشخاص کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ۷ کا کوئی پتہ نہیں۔

ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کارخانوں کو زلزلہ سے کسقدر نقصان پہنچا۔ لیکن اتنا معلوم ہوا ہے کہ تقریباً ... کارخانے جوان کارخانوں سے متعلق تھے۔ اس حادثہ میں منہدم ہو گئے۔

آتشکدہ پونا میں جاپان کیلئے دعائیں

پونا ۱۰۔ ستمبر۔ آج پارسیوں نے پٹیل کے آتشکدہ میں نوروز کے موقعہ پر جاپان کے مصیبت زدوں کے لئے دعا مانگی۔

ڈاکٹر دستور کیقباد پارسیوں کے مذہبی پیشوا نے امداد و اعانت کی استدعا کی۔ بہت سا چندہ جمع ہو گیا۔ قرار پایا کہ جاپانی قونصل مقیم بمبئی کو ہمدردی کا پیغام بھیجا جائے۔

بنگال اور آسام میں زلزلے

کلکتہ ۱۰۔ ستمبر۔ بنگال اور آسام کے ایسوشی ایٹڈ کے نامہ نگاروں کی اطلاعات مظہر ہیں کہ آج صبح ان صوبوں میں زلزلہ آیا۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ نقصان بہت کم ہوا۔ اور کوئی جان تلف نہیں ہوئی۔

میمن سنگھ میں زلزلہ کا زور زیادہ محسوس کیا گیا۔ وہاں متعدد عمارات گر پڑیں۔ مرتین جی سکول اور مقامی کالج مسمار ہو گئے اس لئے بند کر دیئے گئے

کالج کے دار التجارب میں آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا آخر میں آگ بجھا دی گئی۔ سکول کے برآمدہ کی چھت گرنے سے ایک شمالی ہند کا آدمی دب کر مر گیا۔ دو کو سخت چوٹیں آئیں۔ شہر کے مختلف حصص میں بھی نقصانات ہوئے۔ دوپہر کے بعد بھی زلزلے آئے۔

اگرتلہ میں بھی زلزلہ محسوس کیا گیا جو دو منٹ تک جاری رہا۔ کچابن پتیس ورگا ہی میں بھی معمولی نقصان ہوا۔ ڈھاکہ میں بھی متعدد عمارتیں گر گئیں جن میں بنگال برہمو سماج کی مرکزی عمارت بھی تھی۔ سلہٹ اور گوہٹی میں کالج تباہ ہو گیا۔ اور اکثر عمارتوں میں شگاف آ گئے جس وقت زلزلہ آیا تھا۔ اسوقت اکثر لوگ بازاروں میں نکل آئے تھے۔ دارجیلنگ مولوی بازار چندپور باریسال اور پتوا کھالی میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔

مختلف ریاستوں میں سکھوں کے خلاف احکام

امرتسر ۹۔ ستمبر۔ سکرٹری شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی اطلاع دیتے ہیں کہ ریاست نابھہ کے جدید انتظام کے جبر و تشدد میں گورو کے باغ کے حکام سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ جیتو کے گردوارہ اور تالاب کا محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ اور کسی سکھ کو وہاں نہیں جانے دیا جاتا۔ کسی کو لنگر سے کھانا کھانے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ جیتو کی منڈی سے اکثر ... پولیس کے خوف سے نکل رہے ہیں۔

۹ ستمبر کی شام تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی علاقہ میں کسی مقام پر یوم نابھہ کے مظاہرہ میں حکومت نے رکاوٹ نہیں ڈالی لیکن بعض ریاستوں میں مداخلت کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

ریاست پٹیالہ میں راجپورہ کے تحصیلدار نے اکالیوں کو پٹیالہ جانے کی اجازت دیدی تھی لیکن جب اکالی اکھنڈ پاٹھ کر لینے کے بعد پٹیالہ کی طرف روانہ ہونیوالے تھے۔ اس وقت سب انسپکٹر پولیس نے ... سکھوں کو گرفتار کر لیا۔

فریدکوٹ کی ریاست میں کونسل کے صدر نے اعلان کیا کہ جو شخص ... کے دیوان میں حصہ لیگا۔ اس کے خلاف سخت کارروائی کیجائے گی۔ ریاست کشمیر تے جموں کے مجسٹریٹ نے بھی امتناعی حکم جاری کئے کہ نابھہ کے متعلق کسی قسم کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ اور دیوان منعقد نہ ہوں۔ نہ شبد گائے جائیں وغیرہ۔

باقی ریاستوں کی اطلاعات کا انتظار ہے۔ ان کے موصول ہونے پر پربندھک کمیٹی اس خاص امر پر روشنی ڈالیگی جس میں ابھی تک حکومت پنجاب کا کوئی ہاتھ نظر نہیں آتا۔

(سکرٹری پربندھک کمیٹی)

قبول اسلام

(۱)

منور خاں شوہر مسمات اینچی رجو پہلے مسلمان ہو چکی تھی) ابھی ارتداد سے توبہ کر کے اسلام میں مولوی فیروزالدین صاحب کے ہاتھ پر داخل ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں استقامت نصیب کرے،

(۲)

آج حکیم یاسین شاہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ دھرم سالہ کے ہاتھ پر مسمی ہیرا سنگھ ولد نانکو قوم راجپوت سکنہ ... دون ضلع کانگڑہ عمر ۳۰ سال مشرف باسلام ہوا، دعا فرماویں کہ نو مسلم بھائی کو اللہ تعالیٰ استقامت بخشے، اور ضلع کانگڑہ میں کسان زراعت اسلام بنا دے، اسلامی نام عبداللہ خاں رکھا گیا،

فتحدین احمدی، از دھرم سالہ

ممالک غیر

اطالوی قونصل خانہ کو آگ لگا دی

روما ۸۔ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یونانیوں نے بحراس نے اطالوی قونصل خانہ کو آگ لگا دی۔

یونان کی طرف سے تردید

ایتھنز ۹۔ ستمبر۔ بحراس میں اطالویوں کے خلاف شورش کی اطلاع کی سرکاری طور پر تردید کی گئی ہے۔

مسئلہ کارفو

لندن ۷۔ ستمبر۔ کل جمعیۃ الاقوام کے سرگرم کارکن نسبتاً غیر ترقی پذیر کارروائی سے ناامید ہو گئے۔ اور یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ پوشیدہ طور پر جو کچھ کیا جا چکا ہے۔ بلاشک وہ ثالثی اثرات جو ایتھنز روما اور پیرس میں کام کر رہے ہیں صلح کے لئے ہیں لیکن وہ قبضہ کارفو کے مسئلہ کو طے نہیں کر سکتے۔ تازہ ترین فیصلہ میں اس کارروائی کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا۔

یونان کا البانیہ کو الٹی میٹم

یونان نے البانیہ کو الٹی میٹم بھیجا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ پانچ روز کے اندر اندر قتل کے ذمہ دار اشخاص کو حوالے کر دیا جائے البانیہ نے جمعیۃ الاقوام کی کونسل کو اطلاع دی ہے کہ اسے بین الاقوامی تحقیقات کی مخالفت نہ کرے گا۔

ڈاک کے جہاز کی غرقابی

سان فرانسسکو ۱۰۔ ستمبر۔ بحر الکاہل کی ڈاک کا جہاز کیوبا غرقاب ہو گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جزیرہ سان میگوئیل کے مغربی کونہ پر غرقاب ہو گیا۔ تلاش بے سود ثابت ہوئی۔ ایک تباکن کشتی نے عملہ اور مسافروں کو سمندر میں سے اٹھایا اور لوس انجلس ... جہاز پر پچیس لاکھ پونڈ کی چاندی تھی۔ کپتان ہالینڈ اور ... بحری سپاہی اس کی حفاظت پر متعین تھے ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

کارفو کے تخلیہ کی طیاریاں

اوکسفورڈ ۱۱ ستمبر۔ ہر طرف انجمن سفراء کے فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جس نے نہایت خطرناک حالت کو سنبھال لیا۔ امید کی جاتی ہے کہ اطالیہ کارفو کو خالی کر دیگا۔ یونان نے تمام مطالبات منظور کر لئے ہیں۔ اور اطالیہ کے نمائندہ نے بھی دستخط کر دئے ہیں۔ اسلئے امید کی کہ پھر کشیدگی پیدا نہ ہو۔

عراق عرب میں ہیضہ

عراق عرب کے ہائی کمشنر کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اس علاقہ میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے اس لئے عازمان عراق عرب اطلاع ثانی تک اپنے سفر کو ملتوی کریں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت ہیں، احمدیہ بلڈنگس میں بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے،

برادر نور محمد صاحب علاقہ بنگال سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مولوی عبدالحق صاحب کے چلے جانے کے بعد ایک مولوی نے ان کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ لیکن باوجود کم علمی برادر موصوف مخالفین کو معقول جواب دیتے رہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مولوی مذکور کا پردہ فاش کر دیا اس لئے اس کی دکان اور ہماری مخالفت ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہے"۔ برادر موصوف اشاعت اسلام کے لئے بڑی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن مولوی لوگ ہیں کہ انہیں یہ مبارک کام ایک آن نہیں بھاتا۔ اور جو بھی

اس کام کو کرنے مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔

کشمیر سے ایک بھائی اپنی دردناک کہانی لکھتے ہیں۔ کہ احمدیت کے سبب سے مُلّا لوگوں نے اُن کے والد اور خسر کو ورغلایا جنہوں نے اُن سے سخت بدسلوکی کی۔ یہاں تک کہ لوگ اُن کے خون کے پیاسے ہوگئے ہیں اس لئے وہ گھر سے بھاگ کر دوسری جگہ روپوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مُلّاؤں سے مسلمان قوم کو بچائے۔ اور جلد سے جلد ان کا خاتمہ کرے تاکہ قوم ترقی کی سیڑھی پر چڑھنی شروع کر دے۔

منشی عبدالعزیز صاحب کمپونڈر خلیج فارس کے ذریعہ سے ایک سکھ مسلمان ہوا۔ نام محمد یوسف رکھا گیا۔

برادر محمد خلیل الرحمن صاحب جو ایک مخلص دوست ہیں اور تبلیغی کاموں میں خوب حصہ لیتے ہیں، ہمیں اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی چھوٹی لڑکی حمیدہ کا ۱۸ اگست کو انتقال ہوگیا، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

تفصیل چندہ ماہوار وغیرہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور

نام چندہ دہندہ	چندہ اپریل	چندہ مئی ماہوار	چندہ مئی فنڈ ارتداد	چندہ جون ماہوار	چندہ جون فنڈ ارتداد	چندہ جولائی ماہوار	چندہ جولائی فنڈ ارتداد	کیفیت
جناب شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے ای اے سی		دعہ	.	دعہ	.	دعہ		قیمت قرآن کریم ے۔ چندہ عید الضحیٰ صہ
جناب شیخ نصیر احمد صاحب۔ منشی اصغر علی صاحب۔ محمد افضل صاحب۔ محمد عظیم صاحب۔ محمد حسین صاحب۔ مستری سلطان احمد صاحب۔ والدہ مستری سلطان احمد صاحب۔ فقیر محمد۔ عبدالمجید۔ مہتاب الدین۔ عبداللہ۔ محمد رمضان۔ غلام محمد۔ علی احمد۔ نواب دین۔ اللہ دتا ملازم کالونی فلور مل	سے ۱۲/							
جناب منشی غلام حسین صاحب چکی گھر۔ جناب میاں عبدالعزیز صاحب سول سرجن لائل پور			عا دعہ ۸/			عہ		چندہ اسلامک ریویو ۸عہ۔ چندہ اخبار پیغام صلح ے۔ فطرانہ عا۔ رقم موعودہ بمقام ڈیرہ غازیخان دعہ
قاضی فضل قادر صاحب زراعتی کالج لائل پور	صہ	للعہ	عہ					
جناب شیخ محمد الدین صاحب سوداگر چرم	عہ	عہ	عہ					
شیخ محمد اسمٰعیل حاجی مولا بخش و میاں محمد صاحبان مالکان کارخانہ جات		للعہ	اعہ	للعہ	اعہ	للعہ	اعہ	چندہ اگست ماہوار للعہ ارتداد اعہ
شیخ نذر محمد صاحب خراس کی کارخانہ روئی				عا		عا		عا
شیخ محمد حسین صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ		للعہ ۱۱/		للعہ ۱۱/		للعہ ۱۱/		للعہ ۱۱/
منشی اللہ دتا صاحب ملازم کارخانہ۔ میرباز صاحب۔ میاں نظام الدین صاحب لوہار کارخانہ۔ رجب علی صاحب فائرمین۔ شیرا چوکیدار۔ احمد دین ڈرائیور۔ شیخ اللہ بخش صاحب عرضی نویس لائل پور۔ شیخ مولا بخش صاحب مالک کالونی ہوس۔ چودھری محمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ الٰہی بخش صاحب ایگریکلچرل اسسٹنٹ۔ میاں پیراندتا صاحب ملازم کارخانہ۔ منشی گوہر علی صاحب ملازم کارخانہ		عہ للعہ عا	عا .	صہ للعہ عا	عہ عہ عا عہ ۸/ عہ عا .	صہ للعہ	عہ عا عہ ۸/ . عا . عہ عا	معہ قیمت نوٹ مسجد برلن
میزان	چندہ اپریل ؎ ۱۲/	رلعہ ۱۱/	لیہ ۴/	ملہ ۱۱/	بعہ ۸/	لیہ ۱۱/	لوعہ ۸/	چندہ اگست ماہوار دصہ ۱۱/ ارتداد معہ

چندہ اسلامک ریویو ۸عہ۔ چندہ پیغام صلح ے۔ فطرانہ عا۔ رقم موعودہ ڈیرہ غازیخان دعہ۔ چندہ عید الضحیٰ صہ۔ قیمت قرآن کریم ے۔ قیمت نوٹ مسجد برلن معہ

میزان کل [illegible]

دستخط
محاسب انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

دارالکتب اسلامیہ کی تازہ مطبوعات

آئینہ کمالات اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف جو ایک عرصہ سے نایاب تھی اب انجمن نے بصرف زر کثیر دوبارہ چھپوائی گئی ہے۔ اس کتاب میں ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے جو آریہ اور عیسائی اسلام پر کرتے ہیں۔ ۵۰۰ صفحات کی کتاب ہے۔ قیمت عہ

برکات الدعاء

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود نے فلسفہ دعا پر مدلل اور مبسوط بحث کی ہے۔ اور سرسید احمد خان صاحب کے اس خیال کی کہ دعا محض عبادت ہے۔ حصول مطالب میں دعا کا کوئی فائدہ نہیں دلائل قاطعہ سے تردید کی ہے۔

حجۃ الاسلام اور سچائی کا اظہار

از تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام قیمت ۴ر

جنگ مقدس

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کے درمیان جو مباحثہ بمقام امرتسر ہوا اسکی مفصل روئداد درج ہے قیمت ۱۲ر

ابطال الوہیت مسیح

حضرت مولنا موصوف کی تصنیف۔ عیسائیت کی تردید میں۔ بائبل سے عیسائیوں کے عقائد الوہیت مسیح کا رد کیا گیا ہے قیمت ۴ر

رسالہ نماز

بزبان انگریزی۔ مرتبہ بابو محمد منظور الٰہی صاحب جس میں نماز اور اسکے متعلق جملہ مسائل نہایت بسط سے لکھے گئے ہیں۔

اخلاق محمدی

اس کتاب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نصائح کو جمع کیا گیا ہے اور خصوصیت سے ایسی باتوں کو ترجیح دی ہے جن کا تعلق روزمرہ زندگی سے ہے۔ قیمت عہ

رسالہ اسلام

بزبان انگریزی۔ مصنفہ حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب جو تازہ جرمنی سے چھپکر آیا ہے قیمت ۲ر

انتخاب صحاح ستہ

اس کتاب کے متعلق حضرت امیر کا ریویو اس اخبار کے پرچہ میں نکل چکا ہے جو احباب نے دیکھا ہوگا۔ اب پھر حضرت امیر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بہت مفید ہے۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اس کی ایک کاپی منگوا کر ضرور پڑھیں۔ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے واقفیت حاصل کر کے اس پر عامل ہوں اس کتاب میں منتخب احادیث صحاح ستہ کو جو ہماری روزمرہ ضروریات دینی و دنیوی سے تعلق رکھتی ہیں معہ اردو ترجمہ جمع کیا گیا ہے۔ ساڑھے تین سو صفحات کی کتاب ہے قیمت صرف عہ

تصانیف حضرت مولنا نورالدین صاحبؓ

حضرت مولنا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ایک عرصہ سے نایاب تھیں۔ حالانکہ کتاب **نورالدین** جو آپ نے دہرمپال کی تصنیف ترک اسلام کے جواب میں لکھی جس کے شائع ہونے کے بعد اللہ تعالے نے دہرمپال کے دل کو پھر اسلام کی طرف مائل کیا۔ اور اب غازی محمود دہرمپال کی شکل میں آریوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ آجکل اس فتنہ ارتداد کے لئے اس کتاب کی سخت ضرورت تھی سو الحمد للہ کہ یہ کتاب چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ آریوں کی تردید کے لئے حضرت مسیح موعود کی تصنیف سرمہ چشم آریہ اور مولنا مولوی نورالدین صاحب کی تصنیف نورالدین سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ جن اصحاب کو آریوں سے بات چیت کرنے کا موقعہ ملتا ہو یا ان کے مذہب کا حال معلوم کرنے کا شوق ہو وہ ان ہر دو کتب کا ضرور مطالعہ کریں۔

سرمہ چشم آریہ	نورالدین
۱عہ	۱عہ

علاوہ ازیں آریوں اور عیسائیوں کی تردید میں اور احمدیت کے متعلق تمام کتابیں ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں مفصل فہرست کتب دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فلک کے بوجھ اٹھانے پر تلا ہوں ناتواں ہوکر

نشاں کیا کیا دکھائے تو نے بارِ بے نشاں ہوکر
عیاں کیا کچھ کیا ہے تو نے اے خالق نہاں ہوکر

تمنا ہے ترے دریوزہ گر کی تجھ کو پہچانے
ترے در تک پہنچ جائے غبارِ جسم و جاں ہوکر

گلستاں میں گلوں کے کان ہیں آواز پر تیری
ترا ذکرِ خفی کرتا ہے ہر پتہ زباں ہوکر

ترا جوشِ کرم رفعت اگر دے اہلِ پستی کو
مہ و خور پر زمیں سایہ فگن ہو آسماں ہوکر

تمنا ہے سراپا محوِ ذکرِ ذاتِ باری ہوں
سراہر موئے تن سرگرمِ مدحت ہو زباں ہوکر

تماشوں میں تری قدرت کے آنکھیں محوِ حیرت ہیں
نرالا رنگ ہے پیشِ نظر گذرا جہاں ہوکر

زباں کو میری گویا کر الٰہی اپنی مدحت میں
کروں مُردہ دلوں کو زندہ دل معجز بیاں ہوکر

ترے آثارِ قدرت پر کروں دلچسپ تقریریں
جھکاؤں گردنیں پیرانِ منکر کی جواں ہوکر

کمر کستا ہوں تیرے نام پر تو مجھ کو ہمت دے
سہارے پر ترے اٹھتا ہوں تیریج خواں ہوکر

جہاں بھولوں بتا، جس جا بھٹک جاؤں ہدایت کر
جو ہو لغزش تو مجھ کو تھام میرا مہرباں ہوکر

بھروسے پر تری امداد کے بیڑا اٹھایا ہے
فلک کے بوجھ اٹھانے پر تلا ہوں ناتواں ہوکر

ترے در پر جبینِ احمدی سرگرمِ سجدہ ہے
تمنا ہے یہیں مٹ جائے خاکِ آستاں ہوکر

محبت الٰہی

محبت تو دوائے ہر بیماری است
بروئے تو کہ رہائی درین گرفتاری است
(مسیح موعود)

دنیا میں انسانوں کے درمیان رحم و کرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں، جن کی بنا پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں اور اولادوں میں میل و ملاپ اور رسم و محبت ہے، اور جس کی بنا پر دنیا میں عشق و محبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں، تم کو معلوم ہے، کہ یہ اس شاہدِ حقیقی کے سرمایہ محبت کا کتنا حصہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے، ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا، جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں، باقی ننانوے حصے خدا کے پاس ہیں، اس لطف و کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں، اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے؟

صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے، کہ ایک شخص شراب خواری کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش ہوا، صحابہؓ نے تنگ آ کر کہا "خداوندا! اپنی لعنت اس پر نازل کر یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے" رحمۃ للعالمین کو صحابہؓ کی یہ بات ناپسند آئی، فرمایا "اس پر لعنت نہ کرو، کہ اس کو خدا اور رسولؐ سے محبت ہے"،

ابن ماجہ میں ہے کہ ایک غریب مسلمان نے وفات پائی، اس کا غم کس نے کیا ہوگا، ہاں اس دل نے جو دنیا کا غمخوار بن کر آیا تھا، اس کے فراقِ ظاہری سے چہرۂ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے، صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم! آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے، فرمایا "ہاں اس کو خدا اور رسولؐ سے محبت تھی،" اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا، کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا،

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بنا کر بھیجا تھا، وہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ہر نماز میں ہر سورہ کے آخر میں قل ہو اللہ ضرور پڑھتے تھے، جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی، تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اس نے یہ واقعہ عرض کیا، فرمایا ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے، تو مجھ کو اس کے پڑھنے سے محبت ہے، فرمایا "ان کو بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی ان سے محبت کرتا ہے"،

صحیح بخاری اور مسلم میں متعدد طریقوں سے حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے خدمتِ والا میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا تم نے اس کے لئے کیا سامان رکھا ہے" نادم ہو کر شکستہ دلی سے عرض کی کہ "یا رسول اللہ! میرے پاس نہ تو نمازوں کا نہ روزوں کا اور نہ صدقات و خیرات کا ذخیرہ ہے، جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسولؐ کی محبت کا ہے اور بس!" فرمایا "تو انسان جس سے محبت کرے گا وہ اسی کے ساتھ رہے گا" صحابہؓ نے اس بشارت کو سن کر اس دن بڑی خوشی منائی،

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے، تو فرشتۂ خاص جبریلؑ سے اس کا تذکرہ کرتا ہے، کہ میں فلاں بندہ کو پیار کرتا ہوں، تو جبریلؑ بھی اس کو پیار کرتے ہیں، اور آسمان میں پکار دیتے ہیں، کہ خدا اس بندہ کو پیار کرتا ہے، تم بھی پیار کرو، تو آسمان والے بھی اس کو پیار کرتے ہیں، اور پھر زمین میں اس کو ہر دلعزیزی اور حسنِ قبول حاصل ہوتا ہے،

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلعم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ اپنی طاعتوں سے میری قربت کو اس قدر ڈھونڈتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ مورخہ ۲ صفر ۱۳۴۲ھ نمبر (۸۸)

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کا کام

(۱)

حضرت مسیح کا قول ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اس قول کے مطابق ہم آج سلسلہ احمدیہ کو پرکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کے وجود سے دنیا میں کیا کیا نتائج پیدا ہوئے، ان کا اسلام پر کیا اثر ہوا، اور آیندہ اس سلسلہ سے کیا توقعات وابستہ ہوسکتی ہیں تاکہ وہ حضرات جو آجکل اس سلسلہ کو شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان حقائق پر نظر انصاف ڈالیں، اور دیکھیں کہ ان کے خیالات کس حد تک حق بجانب ہیں، اور کس حد تک ان میں تبدیلی یا صحت کی گنجائش ہے،

اس میں شک نہیں کہ کسی **صداقت** کو قبول کرنے کیلئے ایک حد تک پہلے پرانے خیالات کو قربان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، قدیم خیالات جو مدت سے طبیعت میں راسخ ہو چکے ہوں، اور طبیعت کا ایک جزو بن گئے ہیں مشکل ہی سے بدلتے ہیں، اور سچ تو یہ ہے اسی مشکل میں اس **اجر عظیم کا راز مخفی ہے**، جو **سابقین الاولین** کو خدا کی درگاہ سے ملتا ہے، قرآن مجید نے جو **سابقین الاولین** کو ایک خاص درجہ عطا فرمایا ہے، وہ اسی لئے عطا فرمایا کہ کسی نبی یا مامور کی اول بعثت میں **صداقت** ایک کمزور اور دھندلی سی روشنی کے مانند ہوتی ہے، جس کے چاروں طرف **کفر و فسق** اور **شبہات کی ظلمت** چھائی ہوتی ہے، اس لئے اس وقت میں **ایمان** لانا ان ہی لوگوں کا کام ہوتا ہے، جو سعادت ازلی سے حصہ وافر رکھتے ہیں، اور جن کی **نظر نور الٰہی** سے روشنی حاصل کرتی ہے،

لیکن اس کے بعد ایک ایسا زمانہ بھی آتا ہے، جب وہی **صداقت** سورج کی طرح چمکتی ہے، اور اس کی روشنی سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہونے لگتی ہیں، حضرت **ابوبکرؓ** کو جو آنحضرتؐ پر ایمان لانے میں سابقین میں سے ہیں، اسی لئے اولیت کا مرتبہ دیا گیا ہے، کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت مانا جبکہ آفتاب نبوت نے ابھی طلوع ہی کیا تھا، اور اس کی شعاعیں تیز نہ ہونے پائی تھیں لیکن بعد میں آنے والے جن کا نقشہ قرآن مجید نے اس آیت میں کھینچا ہے، **ویدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا ۵** اس علو مرتبت سے معرا تھے جو سابقین کو ملا، اور اسی لئے ان کے متعلق فرمایا **واستغفرہ** استغفار کرو، یعنے اگر اسلام میں ایسے لوگ بھی شامل ہو جائیں، جن میں کچھ کمزوریاں ہوں، تو ان کی کمزوریوں کے لئے طلب مغفرت کرو، سچ پوچھو تو ایسے لوگوں کی سب سے بڑی کمزوری تو یہی ہے کہ وہ اس وقت میں داخل اسلام ہوئے، جبکہ آفتاب اسلام نصف النہار پر پہنچ چکا تھا، اور اس لئے ان کا **ایمان** ان کی کوتاہ نظری کا شکوہ سنج تھا، اس مضمون کو نہایت لطیف پیرایہ میں سورہ القدر میں بیان فرمایا ہے، جہاں زمانہ بعثت محمدیا نبی کو **لیلہ مبارکہ** یا لیلۃ القدر سے تشبیہ دی، مگر پھر اس کے خاتمہ کو **مطلع فجر** کہا کہ اس وقت روشنی پھیل جاتی ہے، اور ہر ایک شخص تمازت آفتاب کو محسوس کرسکتا ہے،

حضرت مسیح کے قول میں بھی یہی نکتہ معرفت ہے، وہ فرماتے ہیں، درخت جب تک پھل نہ لائے، تو اس کی شناخت مشکل ہوتی ہے، کہ اس وقت صرف وہی لوگ اس کو پہچان سکتے ہیں، جو فن باغبانی یا زراعت میں کچھ دسترس رکھتے ہوں، مگر جب پھل لے آئے تو ایک بچہ بھی پھل کا مزا چکھ کر اس کو شناخت کر سکتا ہے، اور اس وقت اس کی شناخت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا،

اسی طرح ہر ایک سچائی کا حال ہے، اور سلسلہ عالیہ احمدیہ بھی اس قاعدہ کلیہ سے باہر نہیں، ایک وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی، آپ کے خیالات اور آپ کا کام، لوگوں کی نظروں میں ایک معمے کا حکم رکھتے تھے، وہ لوگ جو غوامض شریعت اور حقائق سنت سے بے بہرہ تھے، یا جن کے فہم باریک بین واقع نہ ہوئے تھے، انہوں نے سمجھا کہ آپ انوکھی باتیں پیش کرتے ہیں، اسلام کو نیا چولہ پہناتے ہیں، لیکن اب جب آپ کی وفات کو بھی ایک زمانہ گذر گیا ہے، جبکہ آپ کے خیالات زمانہ کی محک پر پرکھے جا چکے ہیں، جبکہ آپ کے متبعین حوادث روزگار سے گذر چکے ہیں، تو آپ کی صداقت بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے، اس وقت ہر ایک طالب حق کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے کہ **سلسلہ احمدیہ** سے کیا نتائج پیدا ہوئے، اور آیا اس کا وجود اسلام یا دنیائے اسلام کے لئے موجب خیر و برکت ہوا ہے یا اس کے برعکس، لاطائل مباحث سے الگ ہو کر میرے خیال میں کسی بات کی حقیقت کو دریافت کرنے کے لئے یہ سب سے عمدہ اصول ہے کہ اس کے نتائج پر غور کیا جائے اور اس کے حسن و قبح پر غائر نظر ڈالی جائے، اگر اس کے محاسن و محامد اس کی کمزوریوں پر فائق ہیں، تو اس کے **مبارک اور مسعود** ہونے میں کسی عقلمند کو کلام نہیں ہوسکتا،

اس لئے ہمیں **سلسلہ احمدیہ** کے متعلق تحقیقات کرنے میں بھی اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے **کہ اسلام کے لئے اس** کے نتائج کیا ہوئے ہیں؟

ہر جمعہ میں اہل مسلمان نہایت خشوع و خضوع سے یہ دعا پڑھتے ہیں، **اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم**، یعنے اے خدا اس شخص یا اس جماعت کی مدد کر جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد میں منہمک ہے اور ہمیں بھی ان ہی میں سے کر دے، اس دعا میں جس کو تمام دنیائے اسلام پڑھتی ہے، سب سے بڑی بات جو بیان ہوئی ہے، وہ نصرت اسلام ہے، اور اس کے لئے تمام مسلمان دست بدعا ہیں، کہ اللہ تعالٰے ان کو بھی خدمت اور نصرت اسلام میں حصہ عنایت فرمائے،

اب بعینہ یہ وہی بات ہے جس کا احیا اس زمانہ حضرت مسیح موعود نے کیا، اور جس کی تعمیل میں آج آپ کی جماعت کوشاں ہے، کیا دشمن سے دشمن شخص بھی اس کا اعتراف نہیں کرتا، کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی تمام عمر خدمت اسلام میں صرف کی، وہ لوگ جو آپ کی چند پیشگوئیوں کو لے کر محض دنیاوی لالچ سے آپ پر اعتراضات کرتے ہیں، غالباً اس قدر دیدہ دلیر نہیں ہوئے ہوں گے کہ وہ علی الاعلان اس حقیقت سے بھی انکار کرنے لگیں، کہ آپ نے اپنی تمام عمر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دی، عیسائیوں، آریہ سماجیوں، برہموؤں کے خلاف جو قابل قدر خدمات حضور مغفور نے انجام دی ہیں، اس کا شاہد ایک زمانہ ہے، اور یہ شہادت زمانہ آپ کی صداقت کا بہترین ثبوت ہے، کیونکہ اس سے یہ تو ثابت ہو جاتا ہے، کہ آپ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے، جو اسلام کے لئے وقف ہوتی ہیں، تو اب کیا ہمارے علماء اپنی منہ مانگی دعا کے مطابق کہ **اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم** حضرت مرزا صاحب کی نصرت کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟ کیا اس صورت میں جبکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت ممدوح اسلام کے ایسے جرنیل تھے جن کے نام پر ہمیشہ فتح ہوا کرتی تھی، باوجود اس دعا کے **واجعلنا منھم** آپ کی جماعت میں شامل ہونے سے احتراز کریں گے؟ اگر وہ ایسا کریں تو پھر معلوم نہیں، کہ قرآن مجید کے وعید **لما تقولون ما لا تفعلون ۵** سے وہ کیا سمجھتے ہیں اور اس کے معنے کیا کرتے ہیں۔

امت مسلمہ میں ساری خیر و برکت خدمت اسلام اور اشاعت دین سے وابستہ ہے، قرآن مجید کے نصوص صریحہ اس پر دال ہیں احادیث نبویہ اسی کی تصریح کرتی ہیں لیکن باوجود اس کے کون نہیں جانتا کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ بعثت سے پہلے کیا کام مسلمانوں [illegible] تھا، اور اس کا تلخ نتیجہ یہ ہوا تھا، کہ لاکھوں مسلمان جو اسلام کی بہترین روایات میں پرورش یافتہ تھے، جن کے باپ دادا کے نام سے اسلام کا نام روشن ہوا تھا، ننگ اسلام ہو گئے، مرتد ہو گئے، عیسائی ہو گئے اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے، خود وہ لوگ جو دائرہ اسلام میں بظاہر داخل تھے، وہ در پردہ اسلام پر شبہات رکھتے تھے، اور اس کو محض قومی شیرازہ بندی کا آلہ سمجھتے تھے، وہ لوگ جو تصوف کے روحانی بحر کے شناور تھے، صرف اپنی ہوا و ہوس کے اسیر ہو چکے تھے، انہیں نہ شریعت سے غرض تھی نہ طریقت سے، سرکاری علماء کا حال یہ تھا کہ صرف علوم آلیہ میں عمریں صرف کر دیتے، اسلامی علوم سے نہ کچھ شغف تھا نہ شوق، اور نہ ہی ان کے دل میں ولولہ اٹھتا تھا کہ اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں، غرض کیا اندرونی جمود و سکون کے لحاظ سے، کیا بیرونی اعتراضات کے اعتبار سے حضرت مسیح موعود کی بعثت سے پہلا زمانہ اسلام پر سخت نازک زمانہ تھا،

لیکن اسی تاریک و تار زمانہ میں سنت اللہ کے مطابق **ایک آواز** آئی جس نے مذہبی دنیا میں **ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا**، یہ اسی **آواز** کا اثر تھا، کہ جو مسلمان عیسائی ہونے کو **تیار بیٹھے تھے** نہ صرف عیسائی ہونے سے بچ گئے، بلکہ **اسلام کے بہترین مبلغ** ہوئے، یہ اسی **آواز کی قوت مقناطیسی** تھی کہ لوگ اشاعت اسلام کیلئے کمربستہ ہو گئے، اور وہ ہندوستان جس کے متعلق عیسائی مشنری اپنے تجارب کی بنا پر پیشگوئی کر چکے تھے، کہ زمانہ مستقبل قریب میں اس کا مذہب مسیحیت ہوگا، **اسلامی تحریکات کا مرکز بن گیا**، اس **آواز** نے نہ صرف **عیسائیت کے سیلاب** کو بند کیا، بلکہ ان فرزندان توحید کا تزکیہ کیا، جو طرح طرح کے شکوک و شبہات میں **مبتلا** تھے، اور ان کے دل میں اشاعت اسلام اور خدمت دین کی ایک آگ لگا دی، یہ اسی آگ کا اثر ہے، کہ آج اس کے متبعین اس چنگاری کو سینہ میں لئے ہوئے ملک ملک میں پھرتے ہیں، اور **کلمہ حق** پہنچاتے ہیں، مغرب میں ان ہی لوگوں کے دم قدم سے وہ **توحید کی امانت** پہنچی، جس کے **امین** سب مسلمان تھے ع

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہیں کسی سے سیل رواں ہمارا

اور ان ہی کی مساعی حمیدہ سے سیکڑوں عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے، لاکھوں کے دل اسلام کی طرف سے صاف ہوئے، اور ابھی ہوں گے انشاء اللہ تعالٰے۔

اب اگر حضرت مسیح کا قول صحیح ہے اور بے شک صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، تو میں کہتا ہوں، کہ جو **پھل** سلسلہ احمدیہ نے زمانہ میں پیش کئے ہیں، وہ یقیناً اسلام اور اہل اسلام کو خوش کام کرنے کے لئے کافی ہیں، کیا **مسلمان** اس خدمت اسلام کو نہیں دیکھتے، جو اس سلسلہ کے ہاتھ سے خدا تعالٰے لے رہا ہے، کیا کسی مفتری علی اللہ کے سلسلہ کو بھی یہ **برگ و بار** نصیب ہوتے ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ خیر الامم کی ساری برکت تو خدمت اسلام میں مضمر ہو، لیکن یہ خدمت محض ایک فرقہ کے حصہ میں آئے، جو بعض لوگوں کے زعم باطل میں "جادہ صواب سے منحرف" ہے، اور صلحاء و علماء اسلام اس سے محروم رہیں ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مردم شماری کی رپورٹ اور "اہلحدیث"

"پیغام صلح" کی کسی گذشتہ اشاعت میں ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کی بنا پر ہم نے بطور تحدیث نعمت اس بات پر اظہار مسرت کیا تھا، کہ گذشتہ دس سال میں صوبہ سرحد میں احمدیت نے خاص ترقی کی ہے، یہاں تک کہ اس وقت اس صوبہ میں احمدیوں کی تعداد فرقہ اہلحدیث سے چار گنا زیادہ ہے، حالانکہ احمدیت کی عمر صرف تیس سال ہے اور موخر الذکر فرقہ کو قائم ہوئے چار سو سال ہوئے،

امرتسری مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ کو ان اعداد و شمار سے جو رپورٹ مردم شماری سے نقل کئے گئے ہیں تسلیم کرنے سے

انکار ہے، اور اپنے مخصوص عامیانہ انداز میں انہوں نے ۷ ستمبر ۲۳ء کے "اہلحدیث" میں ان پر نکتہ چینی کی ہے،

اس ضد کی بھی کوئی انتہا ہے کہ جو بات بھی مولوی ثناء اللہ کو احمدیوں کے ذرا بھی مفید مطلب نظر آئے، فوراً اس سے انکار کر جاتے ہیں، مردم شماری کی رپورٹ جماعت احمدیہ نے نہیں بنائی اعمال حکومت نے اس کو ترتیب دیا، ہم نے اپنے پاس سے مذکورہ بالا دعاوی کو پیش نہیں کیا، بلکہ اس رپورٹ سے ہی نقل کیا تھا، پھر تعجب ہے کہ وہ خواہ مخواہ ہمارے سر آتے ہیں،

صوبہ سرحد کی میں "اہلحدیث" کی تعداد کم لکھے جانے کی ایک خاص وجہ مولوی صاحب نے بتائی ہے لکھتے ہیں کہ:۔

"محرران مردم شماری عام طور پر مسلمانوں میں صرف شیعہ سنی کی تمیز کرتے ہیں، چونکہ اہلحدیث بھی سنی فرقہ ہے، اس لئے محرران ازخود اپنے علم کی بنا پر اہلحدیثوں کو سنی لکھ دیتے ہیں یا اہلحدیث خود بھی اپنا مذہب سنی لکھا دیتے ہیں"

مگر مولوی فاضل کو یہ معلوم ہونا چاہیئے، کہ یوں تو جماعت احمدیہ بھی اپنے آپ کو سنیوں ہی میں شامل کرتی ہے، اور محرران رپورٹ مردم شماری کو خاص طور پر فرقہ اہلحدیث سے کوئی عناد تو نہیں کہ وہ ازخود سنی لکھ دیتے ہیں، اور احمدیوں کو خواہ مخواہ بڑھا چڑھا کر دکھاتے ہیں، یہ سلوک تو اہلسنت والجماعت کے تمام فرقوں کے ساتھ یکساں ہے، اور اگر یہ مان بھی لیا جائے، کہ خاص طور پر فرقہ اہلحدیث کے ساتھ ہی وہ ایسا ظالمانہ سلوک روا رکھتے ہیں، تو پھر بھی کم از کم احمدیوں کی جو تعداد بتائی گئی ہے، اس کو مبالغہ آمیز قرار دینے کی کونسی وجوہ مولوی صاحب کے پاس ہیں، محرران مردم شماری کو کیا ضرورت پڑی ہے، کہ آج سے دس سال قبل جو احمدیوں کی تعداد ۴۸ دکھائی تھی آج اس کو اس قدر بڑھا کر دکھائیں، کہ ۹۹۰۰ تک پہنچ جائے،

احمدیوں کے ساتھ جو عوام الناس کو بغض و تعصب ہے، وہ فرقہ اہلحدیث سے کم نہیں، اس کا اعتراف خود رپورٹ میں بھی کیا گیا ہے، تعجب ہے کہ باوجود اس بغض و تعصب کے محرران مردم شماری احمدیوں کو تو اس قدر بڑھا چڑھا کر دکھاتے ہیں اور اہلحدیث کی تعداد کو وہ ازخود اپنے علم کی بنا پر اتنا کم کر دیتے ہیں، کہ جماعت احمدیہ کے چار نفوس کے بالمقابل ایک اہلحدیث نظر آئے، یہ منطق امرتسری مولوی فاضل ہی کی ازخود ایجاد کردہ ہے، اس لئے انہی کی سمجھ میں آئے تو آئے، دوسروں کے لئے اس کا سمجھنا محال ہے

رپورٹ مردم شماری میں "وہابیت" کی عمر چار سو سال قرار دی گئی ہے، مولوی فاضل نے اس پر یہ فقرہ چست کیا ہے کہ

"چار سو سال کی بھی خوب کہی، تو اس کی ابتدا تو بتائی ہوتی"

یعنی ان کے نزدیک "وہابیت" کی عمر اس قدر لمبی ہے، کہ اس کی ابتدا ہی کوئی نہیں، اور غالباً آریوں کے روح و مادہ کی طرح اس کی انتہا بھی کوئی نہ ہوگی، اس منطق پر مولوی فاضل کو جس قدر فخر اور ناز ہو بجا ہے لیکن یہ سوال مولوی فاضل کا ہم سے نہیں بلکہ عمال مردم شماری سے ہے اور غالباً فضیلت مآب کا یہ خیال ہے، کہ حکام مردم شماری بھی اب "مولوی فاضل" سے اس معاملہ میں بحث کیلئے آمادہ ہو جائیں گے،

پردہ اٹھ رہا ہے

ہندو مسلم اتحاد کے دنوں میں ہمارے علماء کی سفیہانہ جسارت فی الواقعہ اچنبہ کی چیز تھی، قیام اتحاد اور اس کے دوام کے لئے جو کچھ بھی کیا گیا، اس کا بار اسلام کے کاندھوں پر تھا، علماء نے مسلمانوں سے بہت کچھ ہندوؤں کی خاطر چھڑایا، جو ناجائز تھا، مگر ہندوؤں نے اتحاد کی خاطر کچھ بھی نہ چھوڑا، بلکہ انہیں الٹی مزید تقویت نصیب ہوئی، علماء کی خود رائی اور رہنمایان ملت کی شعائر فروشی کی حقیقت کا انکشاف آج مولانا عبدالباری جیسے عالم اپنی زبان سے کر رہے ہیں، حال ہی میں مولانا موصوف نے ایک رسالہ موسومہ "فتنہ ارتداد اور ہمارا فرض" تحریر کیا ہے، جس میں انہوں نے اپنی اور اپنے طبقہ علماء اور لیڈران قوم کی وہ غلطیاں جو انہوں نے حمد آلیس کھول کھول کر بیان کی ہیں، اور احاطہ شریعت سے اغماض اور چشم پوشی کی تمام تر ذمہ داری علماء کرام پر ڈالی ہے،

ہمارے علماء رسا سے نہیں، بھی خدا کی عجیب مخلوق ہیں۔ جس طرف انہیں زر کا یارا آتا ہے، لگ جاتے ہیں، عجلت پسند اور خود رائے لوگوں کے ہاتھوں میں وہ کٹھ پتلی کا تماشا بن جاتے ہیں، یہ قصور کوئی علماء کی ذات سے مختص نہیں، بلکہ ان کے علم و فضل

سے بعض لوگ ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر کے کامیاب ہو جاتے ہیں، اور اپنے حسب دلخواہ فتویٰ حاصل کر لیتے ہیں، علماء کو کیا ہو گیا، کہ وہ اپنی عظیم الشان ذمہ واریوں کو خفیف بنا رہے ہیں، اور اپنے فرائض منصبی کو ذلیل کر رہے ہیں، وہ ذرا آنکھیں کھولیں، اور حالات زمانہ، تمدن و تہذیب حاضرہ، کوائف موجودہ کا وسیع النظری سے مطالعہ کریں، اور احکام اسلام کو ان ساری باتوں پر مسلط کریں، نہ یہ کہ شریعت اسلامی کو نعوذ باللہ ان چیزوں کا محکوم گردانیں، قرآن میں آتا ہے، تلک الایام نداولھا بین الناس ۰ لیکن آئین الٰہی کا بدل جانا کہیں مذکور نہیں، بلکہ صاف طور پر اور ڈنکے کی چوٹ سے لکھا ہے، لا مبدل لکلمٰت اللہ ۰ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے علماء ہمیشہ کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شیوہ گردانتے رہیں گے،

مسلمانوں میں اشاعت مسیحیت کے طریقے

ایک عیسائی ماہر فن لکھتے ہیں کہ اسلامی آبادی میں عیسائیت کی تبلیغی کامیابی کا انحصار مندرجہ ذیل طریقوں پر ہو سکتا ہے۔

(ا) مسلمانوں کے سامنے وہ شے پیش کرو، جسے وہ بخوشی قبول کر لیں،

(ب) مذہبی مناقشہ سے پہلو تہی کرنی چاہیئے، محمد (صلعم) کے متعلق کوئی رائے زنی نہ ہو، مسلمان خود بخود اس رائے زنی کو اپنا شغل بنا لیں گے، جبکہ انہیں مسیح کا کچھ تصور دیا جائے گا،

(ج) حتی الامکان مسلمانوں کے سامنے کتاب مقدس سے سوانح حیات مسیح پیش کیے جائیں، مثلاً اس کی تعلیم، اس کے کارنامے، اس کا اپنے شاگردوں کو آخری خطاب، اس کی موت، اور بعثت،

(د) ان کے ساتھ قرآن کی پہلی سورۃ مطالعہ کی جائے، اور پھر کتاب مقدس سے "خداوند کی دعا" پڑھی جائے، اور پھر مقابلہ ان کی رائے پر چھوڑا جائے،

(ہ) جب لوگ پوشیدہ طور پر حامیین عیسائیت بن جائیں، تو انہیں علی الاعلان اظہار مسیحیت و انکار اسلام کرنے کے لئے وقفہ دینا چاہیئے، انہیں بتدریج عیسائی بنانا ان کے حسب حال ہوگا،

(س) اس امر کی توقع رکھنی چاہیئے، کہ مسلمان اپنے ان بھائیوں کے لئے سخت گیر ہوں گے، جو کھلم کھلا اعلان مسیحیت کریں، اگر اس سخت گیری پر ہمیں کان نہ دھرنے چاہئیں، اس لئے کہ اہل مشرق اپنے مذہب کے لئے جان تک لڑا دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں،

اس میں شک نہیں، کہ عیسائی مشن ہر طرح سے اس امر کی کوشش میں ہیں، کہ ہو نہ ہو مسلمانوں کو مسیحیت کا حلقہ بگوش بنایا جائے، انقضاء زمانہ کے ساتھ مسلمان اپنے مذہب سے اس قدر بیگانہ بن چکے ہیں، کہ وہ عیسائیوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ جاتے ہیں، اور ان پر مشن کا جادو چل جاتا ہے، جس طرح پر آج اسلام سے بے بہرہ اور سادہ لوح ملکانوں پر سوامی شردھانند جی کی فسوں کاری چل گئی، اسی طرح پر ہمارے نام کے مسلمان برائے نام اسلام کو خیرباد کہہ کر اس کمدرجہ نئے مذہب کو قبول کر لیتے ہیں جس کی انہیں دعوت دی جاتی ہے، ان حالات میں ہر مسلمان کا فرض ہے، کہ وہ اپنے مذہب کے متعلق حسب ضرورت صحیح باتوں کا ذخیرہ فراہم کئے رہے، اور اپنے اسلامی علم و عمل کو تازہ رکھے، ایسا کرنے پر نہ صرف ہمارے بھائی عیسائیوں کی جادو طرازیوں سے محفوظ رہیں گے، بلکہ وہ عیسائیت کو اسلام کا حلقہ بگوش غلام بنا کر رہیں گے، علاوہ ازیں جہاں عیسائی ہتھکنڈوں سے کام لے کر غیر مسیحی اقوام کو اپنے پھندے میں پھنسانا چاہتے ہیں، وہاں اہل علم مسلمانوں کا فرض ہے، کہ عیسائیت کی من گھڑت اور مصنوعی باتوں کو الم نشرح طور پر بیان کریں، اور ثابت کر دیں کہ بعض ہشیار لوگوں نے الہامی امور کو چھوڑ کر اور اپنی خواہشوں کو درمیان میں لا کر عیسائیت کو کھیل بنا دیا ہے، مسیحی بھائیوں کا اور خود مسیحیت کا حال تو یہ ہے کہ ع

"و خویشتن گم است کرا رہبری کند"

ناظرین خیال کتابت کی غلطیوں کو درست فرما کر پڑھیں۔ [illegible]

ہماری تبلیغی کوششیں

انسداد فتنہ ارتداد کا عملی پہلو

ضلع بلند شہر میں آریہ سماج کی ناکامی

شیخ عبدالحق صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

مناظرہ سکندر آباد کے بعد آریہ سماج نے اپنی ناکامی و ذلت کو مٹانے کی خاطر بیسیوں دوانوں کے ساتھ ضلع بلند شہر پر دھاوا بول دیا، عالیجناب حکیم موید الدین صاحب ناظم شعبہ تبلیغ و اشاعت بلند شہر کی تاکیدی فرمائش پر دہلی سے مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب بلند شہر کو روانہ ہو گئے، وہاں پر آپ کے متعدد لیکچر ہوئے جس میں مسلمانوں کو باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے زوردار الفاظ میں مخاطب فرمایا، اور ساتھ ہی اپنی اقتصادی حالت کو درست کرنے پر زور دیا، جس کا نتیجہ انشاء اللہ بہت اچھا نکلے گا، مورخہ ۹ ستمبر ۲۳ء کو بلند شہر کی جامع مسجد میں آپ کا ایک لیکچر فضائل اسلام پر ہوا، محض خدا کا فضل اور کرم تھا، کہ ایک معزز گاؤں کا نمبردار، رئیس، اسم گرامی چندن سنگھ ولد گنگا پرشاد صاحب لیکچر سے متاثر ہو کر آگے بڑھا، اور مولانا موصوف کے ہاتھ پر دین فطرت میں داخل ہوا، الحمد للہ رب العالمین، آپ کا اسلامی نام "دوست محمد خاں" رکھا گیا، ہر لیکچر میں ہزارہا ہندو مسلمان شامل ہوتے رہے،

زمیندار بھائیوں کی خواہش پر مولانا موصوف کا لیکچر بمقام امن ہوا، جس میں عالمگیر اخوت کا ذکر کر کے اسلام کی فضیلت پر بگرادیان کا ثبوت دیا، علاوہ روسائے بلند شہر کے نیم کھیڑا، حاتم آباد، ب ولی کول سینا، کلسیہ، بھیسنڈہ، دودوپور وغیرہ وغیرہ دیہات کے چیدہ زمیندار مسلمان شریک جلسہ ہوئے، علاوہ ان کے سینکڑوں ہندو راجپوت بھائی بھی آئے، مسلمانوں نے اپنے مذہب کی خوبیاں سنکر تو خوش ہونا ہی تھا، ہندو راجپوت بھائی بھی بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے صاف صاف کہہ دیا، کہ وہ آریہ سماج کی بیجا کارروائی کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں،

موضع دودوپور کی اشدھی کے لئے آریہ سماج نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، زیر سرکردگی پنڈت سکھ لعل صاحب آریہ مسافر بیس سماجی اپدیشکوں نے گاؤں مذکور میں اودھم مچا رکھا تھا، محض خدا کا فضل و کرم ہے کہ مولانا عصمت اللہ صاحب کے وہاں پہنچنے پر سب آریہ بھائی رفوچکر ہو گئے،

تھوڑا سا رقبہ باقی رہ گیا ہے، اور سماجی قلعہ پر گولہ باری ہو رہی ہے، خاکسار بھی جا رہا ہے، چند روزہ کارروائی کے بعد ضلع بلند شہر اگر خدا کو منظور ہے، تو ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا،

بالآخر میں عالیجناب حافظ عبدالعلی صاحب رئیس اعظم بلند شہر اور آپ کے فرزند ارجمند حافظ عبدالعزیز صاحب اور حکیم موید الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن میں اسلامی روح کام کر رہی ہے، اور باوجود ذاتی وجاہت کے ہوتے ہوئے دین متین کی آبیاری کے لئے ہر ادنےٰ سے ادنےٰ کام کرنے سے بھی دریغ نہیں فرماتے یہی وجہ ہے کہ فتنہ ارتداد میں ضلع بلند شہر نے بجائے دینے کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے اندر جذب کر لیا، خداتعالےٰ ہم سب کو اسلام کی خدمت کرنے کا موقع عطا کرے آمین ثم آمین۔

ووکنگ مشن

خاں صاحب یعقوب خاں صاحب مسلم مشنری انگلینڈ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۵ اگست کو اکسفورڈ یونیورسٹی کے ٹرنٹی ہال میں آپ کا لیکچر تصوف اسلام پر تھا، ڈاکٹر کارپنٹر جو یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے اعلےٰ اراکین میں سے ایک ۸۰ سالہ معمر شخص ہیں، کرسی صدارت پر بیٹھے سامعین سو سے اوپر تھے، جن میں سے اکثر عمر رسیدہ یا پختہ عمر کے مرد و عورتیں تھیں، جو پادری تھے، یا پادری بننے کی تیاری کر رہے تھے، پروفیسر مارگولیوس مشہور مستشرق مخالف اسلام بھی سامعین میں موجود تھے، ان لیکچروں کا منشا زیادہ تر تعلیمی ہوتا ہے، اس لئے ہر ایک شخص اپنی قلم اور نوٹ بک لئے بیٹھا تھا، اور نوٹ لے رہا تھا، لیکچر بڑی دلچسپی سے سنا گیا، اور اختتام لیکچر پر پانچ پونڈ فیس ادا کئے، کیونکہ یہاں لیکچرار نہیں

سے کر بولا کرتے ہیں، اس طرح کی فیسیں خزانہ مشن کے اضافہ کا موجب ہوتی ہیں،

۸۔ اگست کو شہر ڈرہم کے جیل میں ایک مسلمان کو پھانسی لگنی تھی اس لئے ہوم آفس کی درخواست پر مجھے اسے مذہبی تسکین دینے کے لئے جانا پڑا، وہاں سے پندرہ میل کے فاصلہ پر نیو کاسل ہے، وہاں کا ایک قدیم عظیم الشان گرجا دیکھنے گیا۔ عبادت کا وقت تھا تین پادری مصروف کار تھے، لیکن نمازیوں میں صرف ایک پندرہ سالہ لڑکی تھی میرے جانے پر وہ تعداد دوگنی ہوگئی،

آکسفورڈ کے لیکچر میں پروفیسر ڈوڈ لے رائٹ بھی آیا تھا، بڑا اچھا آدمی ہے،

امید ہے خاں صاحب انشاء اللہ ۵ ستمبر تک ولایت سے روانہ ہندوستان ہوں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت اپنے اہل وعیال میں پہنچائے،

ڈاک جرمن

مولوی صدرالدین صاحب برلن سے تحریر فرماتے ہیں کہ جرمن کے حالات سردست سنبھل گئے ہیں، حکومت تبدیل ہوگئی ہے ٹکس وغیرہ کرایہ زیادہ کر دیا گیا ہے، ملک کی حالت کو سنبھالنے کے لئے آجکل اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں،

مختلف بزرگان و ایڈیٹران اخبارات واحباب سلسلہ کے نام مولوی صاحب نے مسجد برلن کی تصویر بھیجی، تاکہ بزرگان قوم اس کار ثواب میں شامل ہو سکیں، جملہ احباب اپنے دور افتادہ بھائیوں کے لئے خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں، کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک ارادوں میں کامیاب کرے،

ملاحظات

کیا ہندو مہا سبھا میں شدھی کی قرارداد منظور ہوگئی

عام اخبارات میں چرچا ہے کہ ہندو مہا سبھا کا جو اجلاس بنارس میں منعقد ہوا تھا، اس میں غیر ہندوؤں کو ہندو جاتی میں شامل کرنے کا ریزولیوشن پاس ہوگیا، لیکن ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ ممبر اودھ اخبار لکھنؤ میں زیر عنوان "ہندو مہا سبھا کاشی میں میں نے کیا دیکھا" تحریر فرماتے ہیں کہ "شدھی کے متعلق جو ریزولیوشن آخرکار پاس ہوا، وہ کئی گھنٹوں کے غور وخوض وبحث ومباحثہ کا نتیجہ تھا، یہ ایک سمجھوتہ کا ریزولیوشن تھا، جس میں کاشی کے پنڈت صاحبان کے جذبات کا بھی لحاظ رکھا گیا اگر ڈیلیگیٹ صاحبان کی خواہش پر عمل ہوتا، تو شدھی کی صاف اور زبردست تائید کی جاتی"،

کاشی کے پنڈت وہ ہیں جنہیں ویدکا عامل کہا جاتا ہے، اور جو حقیقت میں ہندو قوم کے مذہبی پیشوا ہیں، شدھی کے متعلق ان کے جذبات کیا ہیں، ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں، کہ ایک جماعت تھی جو شدھی کیا ہر ایک ایسی تجویز کے خلاف تھی، جو قوم کو ترقی کی طرف لے جائے ان کے نزدیک ترقی کے یہ معنی ہیں کہ یورپ کی طرح مذہب کو چھوڑ کر مادیت میں ترقی کی جائے، یہ کاشی کے پنڈت تھے، انہوں نے ہر ایک تجویز کی مخالفت کی، دو ہی تو وہاں تجویزیں تھیں ایک شدھی کی اور دوسری چماروں اور بھنگیوں کے ساتھ کھان پان کرنے کی، ان کی رائے کا اس قدر بوجھ تھا، کہ ساری ہندو سبھا اس سے دبی ہوئی نظر آتی تھی، پنڈت جو کچھ چاہتے تھے، عام طور پر وہی ہوتا تھا، اگر ہندو مہا سبھا کا اجلاس کاشی میں نہ ہوا ہوتا، تو شدھی اور جنم کے مسلمانوں کو ہندو بنا لینے کے متعلق مختلف ریزولیوشن پاس ہوتے"،

ڈاکٹر صاحب بحیثیت ڈیلیگیٹ جب خود جلسہ میں موجود تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کی بات کو تسلیم نہ کریں، سبھا میں شدھی کا ریزولیوشن پاس نہیں ہوا، اور نہ ہی پنڈت صاحبان نے اس بات کی اجازت دی ہے، کہ ہندو قوم میں غیر ہندوؤں کو یا بھنگیوں اور چماروں کو داخل کیا جائے، سبھا کے اجلاس میں کارکنوں نے دو چماروں کو سٹیج پر لا کر کھڑا کر دیا تھا، پنڈت صاحبان سخت برافروختہ ہوئے، یہاں تک کہ اٹھ کر چلے گئے . . . .

. . . آخر انہوں نے [illegible] بعد وہیں بنارس . . . . . . میں اس جلسہ عام کے اندر چماروں کو سٹیج پر کھڑا کر کے

کے مہا سبھا کے خلاف نفرین کی، پنڈتوں نے ریزولیوشن پاس کیا ہے، کہ جب تک ذی علم پنڈتوں کی جماعت شدھی اور اچھوتوں کے سدھار کے مذہبی پہلوؤں کی نسبت فتوے نہ صادر کر دے، اس وقت تک، نہ کسی کو شدھ کیا جائے، اور نہ ہی کسی اچھوت سے کھان پین کیا جائے،

حامیان شدھی اپنے مذہبی پیشواؤں کے متعلق جو رائے چاہیں قائم کریں، خواہ بقول ڈاکٹر صاحب "قوم انہیں چھوڑ کر آگے چل دے"! البتہ دنیا پر یہ تو حقیقت واضح ہوگئی، کہ شدھی ایک مذہبی تحریک نہیں، جیسے مسلمان شروع سے سیاسی تحریک کہہ رہے ہیں، اب تو پنڈت مالویہ اور شردھانند کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوگی، کہ شدھی ایک مذہبی تحریک ہے،

مسلمانان مراکش کی جدوجہد

دنیائے اسلام کی ایک اور طاقت ایام گذشتہ میں مخالفین پر غالب آگئی ہے، اور وہ طاقت غریب وبیکس اہل مراکش کی ہے جن کے پاس نہ دولت ہے نہ جدید آلات حرب، نہ کوئی مسلح فوج نہ کوئی اور زبردست طاقت پشتیبانی کے لئے موجود ہے، ان کا بھروسہ خدا پر ہے، اور ہسپانیہ کے لشکر جرار کے مقابلہ میں انہیں جو پیہم ظفرمندیاں حاصل ہوئی ہیں، وہ صرف خدا کے فضل سے حاصل ہوئی ہیں،

مراکش کے واقعات اہل ہسپانیہ کے ظلم وستم کی ایک مسلسل داستان ہیں، مراکش کے مسلمان اس یورپی طاقت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ۱۹۰۹ء سے سینہ سپر ہو رہے ہیں، اس بارہ میں مراکشیوں کو سب سے پہلی کامیابی ۱۹۲۱ء میں نصیب ہوئی جب انہوں نے ہر قسم کے ساز وسامان سے آراستہ ومسلح ہسپانی فوج کو اپنی بے سروسامانی کے باوجود شکست فاش دی، اس معرکہ میں ۱۲ ہزار ہسپانی واصل جہنم ہوئے، ایک ہزار ہسپانی مرد عورتیں اور بچے مراکش کے مسلمانوں نے گرفتار کئے، یہ شکست حکومت ہسپانیہ کو اس قدر تلخ معلوم ہوئی ہے، کہ ہسپانی پارلیمنٹ نے متعدد فوجی افسروں کے خلاف سزائے موت کا فتوے صادر کیا ہے، اور نہ صرف سپہ سالار اعظم کے خلاف مقدمہ چلایا گیا، بلکہ تین مقتدر وزیروں کو بھی سزا دی گئی، آخری جنگ بندی عاصیہ کے قریب ہوئی جس میں ہسپانی فوج قطعی طور پر پلپایٹ ہوگیا، ہسپانیہ نے اپنی سخت پالیسی کو نرم کر دیا مگر مراکشی خوب جانتے تھے، کہ مغرور رہنے والوں کی اس خاکساری میں ضرور کوئی چال مخفی ہوگی، انہوں نے اپنی تمام قوتوں کو جمع کر لیا۔ اور بالآخر اپنے زبردست مگر ظالم حریف پر کامل فتح پائی،

مسلمانوں نے ہسپانیہ کے اسیران جنگ سے لاکھوں روپے کا فدیہ حاصل کیا، اور مترددین کو اپنے ساتھ ملا لیا، ہر قوم میں غدار بھی ہوا کرتے ہیں، مراکش میں بھی ایک غدار عبدالملک نامی پیدا ہوا جس کی سرکوبی کے لئے ایک جدید فوج مرتب کی گئی، ہسپانی اس غدار کے ذریعے مجاہد اسلام امیر عبدالکریم کو شکست دینا چاہتے ہیں، مگر امیر موصوف ایک مضبوط چٹان کی صورت اپنے وطن و مذہب کی عزت کے لئے کھڑے ہیں اور وہ صاف کہتے ہیں کہ اہل ہسپانیہ مراکش میں تجارت کر سکتے ہیں، مگر یہ نہیں ہو سکتا، کہ مراکش میں ایک بھی مسلح ہسپانی باقی رہے، رسولی جو اس سے پیشتر ہسپانیہ کا طرفدار تھا امیر عبدالکریم کے ساتھ مل گیا ہے، اور اس سے امیر کی طاقت میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے، ان حالات کو دیکھ کر خود ہسپانیہ میں خود خانہ جنگی شروع ہوگئی ہے اور فوج نے مراکش میں جا کر لڑنے سے انکار کر دیا ہے، مجاہدین مراکش نے طیطوان پر قبضہ کر لیا ہے، اور بڑے جوش وسرگرمی کے ساتھ ہسپانیہ کے ہوائی جہازوں اور جنگی جہازوں سے نبرد آزما ہو رہے ہیں اہل مراکش کی قوت ایمانی ایک ایسی شے ہے، جس کے آگے نہ ہوائی جہاز ٹھہر سکتے ہیں، اور نہ فوجوں کی کثرت اور سامان اسلحہ کی فراوانی،

مصر کے مسلمان ایک انگریز مصنف کی نگاہ میں

خانگی زندگی کی ایک دل آویز جھلک

ذیل میں ہم ایک انگریز مصنف مسٹر ایس ایچ لیڈر کے مشاہدات اور خیالات کا خاکہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو صاحب موصوف نے مصری مسلمانوں کی خانگی زندگی کے متعلق قلمبند کئے ہیں۔ اس مضمون سے ناظرین کو اپنے مصری بھائیوں کی خانگی زندگی کی ایک دل آویز جھلک نظر آئیگی چونکہ مسٹر لیڈر مسلمانوں کو ہمدردی اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسلئے امید ہے کہ ناظرین اسکو دلچسپی سے پڑھینگے۔

مصر کا غریب سے غریب مسلمان بھی اس صفائی اور سلیقہ سے کھانا کھاتا ہے کہ دوسری قومیں اس معاملہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اگر کوئی سیاح اس امر کا ثبوت چاہتا ہے تو وہ قاہرہ میں کشتی بانوں کے مجمع کو دیکھے جو دریائے نیل کے پل کھلنے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ غروب آفتاب کے وقت شام کا کھانا ایک ہی وقت کھاتے ہیں۔ وہ ایک ہی قاب کے گرد بیٹھ جاتے ہیں۔

میں جانتا ہوں کہ مسلمان کے ہاتھ بہت صاف ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے کہ اسکا دایاں ہاتھ کسی ناپاک چیز سے نہ لگے۔ وہ وضو کے علاوہ کھانے سے پہلے ہمیشہ ہاتھ دھو لیتا ہے۔ جب صفائی اور پاکیزگی کی یہ حالت ہو تو مجھے مشرقی طریق پر ہاتھ سے کھانا کھانے میں ایک قسم کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ سیاح کو ہوٹلوں کے ناخوشگوار اسرار اور پلیٹوں چمچوں اور کانٹوں کی پرشکوک صفائی کے وسوسوں سے نجات مل جاتی ہے۔

جب دوپہر کا کھانا ہمارے مسٹر لیڈر اور مسز لیڈر کے سامنے چنا گیا تو مجھے پہلے ہی سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جب تک ہم اپنے میزبان کے ہاں رہینگے ہمارے معدوں کی تواضع دن میں دو مرتبہ مختلف اقسام کے نفیس اور پرتکلف کھانوں سے کی جائیگی مگر خوش قسمتی سے میرا رفیق عمر دوران قیام انگلستان میں انگریزی رسم ورواج اور ہماری قوت ہاضمہ کی حقیقت سے آگاہ ہوگیا تھا۔ اسلئے ہم کھانے کے معاملہ میں اس اصرار سے محفوظ رہے۔ جس کا دعوت کے موقعہ پر مصری رسم کے مطابق ہر مہمان کو تختۂ مشق بننا پڑتا ہے۔

طرز حکومت

بڑے کمرہ میں قہوہ پینے اور قیلولہ کرنے کے بعد ہم گاؤں دیکھنے کیلئے باہر نکلے اور وہاں کے بڑے آدمیوں سے ملے۔ گاؤں کی آبادی دو ہزار نفوس پر شامل ہے۔ گاؤں کے شیخ[1] اور ڈپٹی میر ایک قلیل تنخواہ پر گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ انہیں بعض خاص حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً میر کا بیٹا فوجی خدمت سے مستثنےٰ سمجھا جاتا ہے۔ میر پر گاؤں کے اندر قانون اور امن کے قیام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور وہ بارہ گھنٹے تک سزائے قید دے سکتا ہے۔ اسے انتظامی معاملات میں مدیر کو جوابدہی کرنی پڑتی ہے جو صوبہ کا حاکم اعلےٰ ہوتا ہے۔

مصر کا ملک کئی صوبوں پر منقسم ہے۔ ہر صوبہ کے نظم ونسق کی باگ مدیر کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ مدیر کا ایک نائب بھی ہوتا ہے۔ ہر صوبہ کے کئی اضلاع ہوتے ہیں۔ ہر ضلع کے حاکم کو مامور کہتے ہیں جس کے ماتحت پولیس کے افسر اپنے فرائض منصبی بجا لاتے ہیں۔ مامور اپنے ضلع کے دیہات کا نگران ہوتا ہے۔ میں صوبہ بنی سیف کے ایک گاؤں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس صوبہ کے صرف تین اضلاع ہیں۔ طانطا جو مصر کے تحتانی حصہ میں واقع ہے سب سے بڑا صوبہ ہے جو گیارہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ صوبہ کی کونسل کا صدر مدیر ہوتا ہے جس کے انتظام کی نگرانی ایک انگریز افسر کے سپرد ہے

تمدن

دسمبر کا مہینہ تھا۔ ہم گاؤں کی ایک تنگ گلی سے کھلے میدان میں پہنچے۔ جہاں سورج کی روشنی نہایت فرحت خیز اور سرور انگیز معلوم ہوتی تھی۔ گاؤں کی زمین میں جس کا سبز گھاس ریت اور مٹی کی وجہ سے خاکی نظر آتا تھا سفید بطخیں اپنے پروں کو صاف کر رہی تھیں۔ نیچے چھلکے کپڑوں کا رنگ شوخ نظر آتا تھا کھیل رہے تھے۔ سامنے ایک چھوٹے سے مکان کے باہر چند آدمی بڑے مزے اور اطمینان کے ساتھ حقہ پی رہے تھے۔ گفتگو کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ تین یا چار عورتیں سیاہ لبادوں میں پاس سے گذریں۔ ایک عورت نے اپنے بائیں کندھے پر بچہ کو اٹھا رکھا تھا۔ دوسرے کندھے پر پانی کا مٹکا لے جا رہی تھی۔

ہم پھر گاؤں کی پیچدار گلیوں میں داخل ہوئے۔ ان راستوں پر گلی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان میں بہت گلیاں ایسی تنگ ہیں کہ ان میں صرف ایک سوار گذر سکتا ہے۔ غریبوں کے مکان کچے ہیں۔ بعض معمولی گارے کے پلستر سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ یہ مکانات فن تعمیر کی ابتدائی حالت کا نمونہ ہیں۔ یہ لوگ اسقدر قدامت پسند ہیں کہ ان پر زمانۂ حال کی تہذیب اور شائستگی کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ میں نے دیکھا کہ بعض مکانات کی بیرونی دیواروں پر بڑے بڑے نشان موجود ہیں۔ کہیں جہاز اور کہیں [illegible] دریافت کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ ایک بزرگ مدینہ سے سفر کی منازل

[1] پنجاب میں ایسے عہدہ دار کو نمبردار یا ذیلدار سمجھنا چاہئے۔ (ایڈیٹر)

صاحب کے ایک عزیز مرض سل میں مبتلا ہیں، احباب ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں، نہایت نیک آدمی ہیں، اللہ تعالےٰ ان کو شفاء عاجل و کامل عطا فرمائے۔

حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب عنقریب لاہور تشریف لانے والے ہیں، اس عمر میں باوجود لمبی بیماری کے آپ کا یہ عزم خدا تعالےٰ کے خاص افضال میں سے ہے، اور آپ کی قوت ایمانی اور خلوص قلبی پر شاہد ہے، اللہ تعالےٰ آپ کو بخیریت یہاں پہنچائے، اور دیر تک سلامت رکھے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

کیا مہاتما گاندھی ۱۸ ستمبر کو رہا ہو جائینگے؟

افواہ ہے کہ امسال نوبل کا بیس پرائز "یعنی انعام مساعی قیام امن" ہندوستان کے مایۂ ناز رہنما مہاتما گاندھی کو ملا ہے اور حکومت کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ مہاتما گاندھی ۱۸ ستمبر کو رہا کر دئے جائیں۔

حسرت موہانی کا مقدمہ

بمبئی ۱۴ ستمبر۔ مولانا حسرت موہانی نے ایک درخواست کی تھی کہ انکے مقدمہ کو عدالت عالیہ میں تبدیل کر دیا جائے جو ان پر زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند اور زیر دفعہ ۲۴ قواعد جیل چل رہا تھا۔ اور فاضل جج مسٹر لالو بھائی شاہ اور کوجی سلنے یہ درخواست نامنظور کر دی ہے۔ کیونکہ یہ مناسب پرت پر پیش نہ ہوئی تھی۔ مولانا حسرت کی طرف سے کوئی پیروکار نہ تھا۔

مولانا حسرت کی درخواست مسترد

بمبئی ۱۳ ستمبر۔ چیف جسٹس اور جسٹس شاہ اور جسٹس کرباجی نے سید الاحرار مولانا حسرت موہانی کی وہ درخواست مسترد کر دی جو آپ نے عدالت عالیہ بمبئی میں دی تھی۔ اور جس میں لکھا تھا کہ میرا مقدمہ سب ڈویژنل پونا کی عدالت سے عدالت عالیہ منتقل کر دیا جائے۔

شاہ جہانپور میں بلوے اور فساد

اخبار لیڈر کا نامہ نگار شاہجہان پور رقمطراز ہے کہ دو روز کے جوش و خروش کے بعد جس میں تقریباً دو سو اشخاص کو چوٹیں آئیں شہر میں سکون ہو گیا ہے۔ سات تاریخ کو سو سے زیادہ اشخاص گرفتار کئے گئے تھے۔ لیکن اب پچاس سے کم اشخاص حوالات میں ہیں۔ ان میں سے بعض ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں۔ ابھی تک ہندوؤں نے دکانیں نہیں کھولیں کمشنر صاحب نو تاریخ کو وہاں پہنچے۔ امید کی جاتی ہے کہ حالت جلد بحال ہو جائے گی۔

مسٹر بھگوتی سہائے بیدار رکن مجلس کانگریس صوبہ شاہجہانپور نے اخبار لیڈر کو فسادات کے متعلق ایک بیان بھیجا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۴ تاریخ کو ڈولہ کا نڈو کے تیوہار کے متعلق طرح طرح کی افواہیں پھیل رہی تھیں۔ گفت و شنید کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ ہندو اپنے تیوہار کو منا سکتے ہیں لیکن اس روز جہاں سے ہندوؤں کا تیوہار شروع ہونیوالا تھا۔ وہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کا مجمع لاٹھیوں سے مسلح ہو کر پہنچ گیا۔ پانچ تاریخ کو ہجوم سے ایک لڑکے نے ایک ہندو کے مکان کے چبوترہ پر پتھر پھینکا اس ہندو نے بھی جواب میں پتھر چلایا۔ اس سے ہجوم مشتعل ہو گیا۔ اور دونوں طرف سے خشت باری شروع ہو گئی چیار خالی کارتوسوں کے فائر بھی کئے گئے اور ایک دو گولیاں بھی چلیں مجمع منتشر ہو گیا۔ دو اشخاص کو زخم آئے۔ اور ایک شدید طور پر مجروح ہو گیا۔ گولی چلنے کا واقعہ مشہور ہوا تو شہر میں بہت ہراس پھیل گیا اور شہر کے مختلف حصوں میں معمولی دنگے اور فساد ہونے لگے ۶ تاریخ کو سارے شہر میں بدامنی پھیل گئی۔ اور سلا بازار بند ہو گیا کہیں کہیں اکیلے اکیلے شخص کے پٹ جانے کے واقعات بھی ہوئے۔ سات تاریخ کو حالت اور بھی ردی ہو گئی۔ ہر محلوں میں دو فریقوں کے جتھے تیار ہو گئے۔ جنہوں نے لوگوں پر حملے شروع کر دئے خطوط کی تقسیم کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور بازار بھی بند ہو گیا۔ ہر انتظام میں خرابی پیدا ہو گئی۔ رہنماؤں نے فساد مٹانے کی کوشش کی لیکن انہیں ناکامی ہوئی۔ سارے شہر میں دفعہ ۱۴۴ ضابطۂ فوجداری کا نفاذ ہو گیا۔ اور پولیس نے ساٹھ ستر اشخاص گرفتار کر لئے۔

مسٹر بیدار کا بیان ہے کہ ضرب خوردوں کی تعداد بہت ہے تفصیلات منتظر ہے۔

"جاپان ریلیف فنڈ"

۱۵ ستمبر۔ صوبہ بمبئی سے "جاپان ریلیف فنڈ" میں آج دو لاکھ روپیہ فراہم ہوا۔

نابھہ میں اکالیوں پر تشدد

امرتسر۔ نابھہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ متعدد اکالیوں کو زیر دفعہ ۱۰ سزا دی گئی ہے۔ اور ان کی جائدادیں ضبط کر لیگئیں۔ بعض کو قید کی سزا دی گئی اور بعض کو جلا وطنی کی۔

سردار نرنجن سنگھ جتھہ دار اور پانچ سکھوں کو تین تین سال قید کی سزا دی گئی۔ ملزموں کو مقدمہ کی پیروی کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ گوردوارہ اکال گڑھ شہر نابھہ کو بھی بند کر دیا گیا کسی شخص کو گوردوارہ میں جانیکی اجازت نہیں۔

(جنرل سکرٹری شیرومنی کمیٹی)

جہازوں کی ایک جاپانی کمپنی

بمبئی ۱۳ ستمبر۔ جہازوں کی کمپنی "نپون یوسین کیشیا" کو کوب سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کمپنی مذکور کے جہازات نے مصیبت رونما ہونے کے بعد سے اب تک حیرت انگیز امدادی کام کیا ہے۔ وہ یاکوہاما سے تین ہزار سے زیادہ پناہ گزین لائے۔ جب پناہ گزین بھوک سے تریب المرگ تھے اسوقت سب سے پہلے سامان خورد و نوش کا جو جہاز پہنچا وہ اسی کمپنی کا ایک جہاز تھا۔ ان کشتیاں کوب سے لوہاما میں سامان خورد و نوش لائیں اور دس ہزار سے زیادہ مظلومین کو لیکر واپس گئیں۔ ہر تیسرے دن کوب سے کوہاما کو نہایت تیز رفتار دو جہازات جاتے ہیں کمپنی کے جہازات یاکوہاما اور کوب سے چینیوں کو بغیر کرایہ لئے شنگھائی پہنچا رہے ہیں۔

داخلہ کونسل پر غور

دہلی۔ ۱۳ ستمبر گذشتہ شب حامی تنسیخ رہنماؤں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ عام رائے یہی تھی کہ داخلہ کونسل کے متعلق کوئی معاہدت منظور نہ کیجائے۔

ہنود کا مذہبی جلوس

الہ آباد۔ ۱۳ ستمبر۔ ہندو مسلمانوں میں سخت کشیدگی اور منافرت کے باوجود الہ آباد میں ڈولہ کا نڈو کا جلوس امن و امان کے ساتھ گذر گیا۔

جلوس والوں کو اپنے ساتھ لاٹھیاں رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ پنڈت کرشن کانت مالوی اور پنڈت شام لال نہرو تمام دن شہر میں جلوس کے ساتھ رہے۔

جمعیت علمائے ٹرانسوال کا پیام بحری

دہلی۔ ۱۳ ستمبر۔ جمعیت علمائے ہند کو جمعیت علمائے ٹرانسوال سے حسب ذیل پیام بحری موصول ہوا ہے۔

مہربانی کرکے رئیس الاحرار مولانا محمد علی اور ان کے رہنماؤں کو جو حال ہی میں قید فرنگ سے آزاد ہوئے ہیں۔ ہماری طرف سے ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کر دیجئے۔ جو رہنمایان قوم ابھی تک جیلوں میں بند ہیں۔ ان کے ساتھ ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم ان کی رہائی کے لئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں۔

(ناظم جمعیت علمائے ہند)

لالہ ہرکشن لال مستعفی ہوگئے

ٹریبون کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ آنریبل لالہ ہرکشن لال صاحب وزیر زراعت پنجاب نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا ہے۔ کونسل کے آئندہ اجلاس یعنی ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے بعد آپ خدمات سے سبکدوش ہو جائینگے۔

صوبہ متحدہ کے مشہور بیرسٹر کا انتقال

نہایت افسوس ہے کہ مسٹر قادری مشہور بیرسٹر جو مقدمہ چوراچوری میں حکومت کی جانب سے پیروکار تھے۔ انتقال فرماگئے۔

قبول اسلام

بحمد اللہ تعالےٰ بتاریخ ۹۔ ستمبر ۱۹۲۳ء بروز یکشنبہ بوقت ۲ بجے شام چھتاری کے دو خاص باشندے برضا و رغبت خود مشرف باسلام ہوئے۔ (محمد نور العین)

ہنگامۂ یرودا جیل

پونا۔ ۱۱۔ ستمبر۔ ہنگامۂ یرودا جیل کے متعلق زیادہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جیلر مہتہ اور ڈرول پر ۲۴۔ اگست کی صبح کو سندھی اسیروں نے حملہ کیا۔ اور انہیں زدوکوب کیا۔ سخت مارپیٹ کی وجہ سے ایک سندھی قیدی ہلاک ہو گیا۔

مسٹر کرپاٹرک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ اور حالات کی اطلاع گورنمنٹ کو دیجا رہی ہے مقدمہ چند روز کے بعد پیش ہو جائے گا۔ اور توقع ہے کہ کوئی دلچسپ شہادت گذریگی۔

جھجر میں فساد کرنیکی کوشش

ضلع رہتک پنجاب میں خوشحال ضلع مشہور ہے جسمیں جاٹوں کی آبادی زیادہ ہے اور فوجی خدمات جنگ کے لحاظ سے حکومت رس۔ علاقہ جھجر میں غرضکہ سب کچھ جاٹ ہی ہیں۔ اکثر دیہات تو عرصہ سے بدلکے آریہ ہو چکے ہیں۔ اور اکثر دیہات کا بیشتر حصہ آریہ ہے۔ معمولی چھوٹے چھوٹے تعصب تو چلے ہی جاتے ہیں۔ اب شدھی سنگھٹن کی دباہمی وہاں پھیل چکی ہے۔ اور رفتہ رفتہ نہایت خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے ضلع میں ہنود کے دو مقامی اخبار "جاٹ گزٹ" و "ہریانہ تلک" خوب بسبب اسنان ہوا آلود زہر پیگنڈا پھیلا رہے ہیں۔ اکثر معاملات میں باہمی کشیدگی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ عام طور پر ضلع میں گشتی بالکل گھڑی والے بعیر سبزی فروش مسلمان بھی ہیں جنکو دیہات میں اب گھسنے نہیں دیا جاتا۔ اور بعض غریب ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ متعدد دیہات میں چند گھر غریب تیلی نیلگر۔ لوہار۔ دھوبی فقیروں کے ہیں۔ وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں

مسلمانان سہارنپور کی افسوسناک حالت

انبالہ ۔ ۸ ستمبر۔ مسلمانان سہارنپور خوفزدہ ہیں جو ہندو جس مسلمان کا نام لے دیتا ہے اسے فوراً بلاتحقیق و امتیاز گرفتار کر لیا جاتا ہے مجبوراً مسلمانوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لئے ہیں اور اندر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ لوگ شہر سے باہر چلے گئے ہیں مجلس امن کے قیام کا یہ اثر ضرور ہوا ہے کہ لوگ گھروں سے باہر آنے لگے ہیں۔ معزز سوداگر ابھی تک حراست میں ہیں۔

مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔ میرٹھ کے ممتاز بیرسٹر محمد حسین نے مسلمانوں کی طرف سے پیروی شروع کر دی ہے۔ مقامی وکلا بھی کوششیں کر رہے ہیں لیکن ابھی اس امر کی بڑی ضرورت ہے کہ اور وکلا آئیں اور اپنے بھائیوں کی اعانت کریں۔

ممالک غیر

کارفو خالی کر دیا جائیگا

روما۔ ۱۲ ستمبر۔ آج سائینور مسولینی نے کابینہ وزارت کے روبرو تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اطالوی یونانی تصفیہ کا باسلوب مناسب تصفیہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ سفیروں کی کانفرنس نے مادی طور پر وہ مطالبات کئے ہیں جو اطالیہ کے اول مبارزت نامہ میں مندرج تھے اطالیہ کے استقلال نے جمعیت اقوام کو دخل انداز ہونے سے روک دیا۔ جب یونان وہ مطالبات جو یادداشت سفرا میں پیش کئے گئے ہیں پورے کر دے گا اسوقت کارفو خالی کر دیا جائے گا۔ ہمیں اطالیہ کی شاندار نمائش کا سپاسگذار ہونا چاہئے کہ ان ممالک میں بھی رائے عامہ تبدیل ہو رہی ہے۔ جو اول اول مخالف تھے۔ فیوم کے متعلق سائینور مولینی نے کہا کہ اطالیہ نے سرویا کے روبرو ایک آخری تجویز

ادعیہ

اس چھوٹے سے رسالہ میں قرآن کریم کی تمام دعائیں اور احادیث کی چیدہ چیدہ دعائیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے شروع کرتے یا اختتام کرنے کے وقت پڑھیں۔ اور جن کا یاد کرنا بچوں۔ جوانوں۔ بوڑھوں کے لئے ضروری ہے معہ اردو ترجمہ نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہیں۔ قیمت ۳ مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بدہضمی و بدہضمی کے دست کی ٹکیہ

غذا تحلیل نہ ہونے کو بدہضمی کہتے ہیں، جیسے غذا کرنے کے بعد پیٹ کا بھاری رہنا، پیٹ میں ریاح ہونا، جی متلانا، کھٹی ڈکار آنا قوت ہاضمہ کے خراب ہو جانے سے ہوتا ہے، جب غیر ہضم غذا کی جاوے، تب پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے، اور پیٹ پھولتا ہے اور دست ہوتے ہیں، اور اس وجہ سے جسم نحیف اور مرض لاعلاج ہو جاتا ہے، اس مرض کے ہونے کے اسباب یوں ہیں ضعیفی کا عالم کسی خاص بیماری کے بعد ضعف کا ہونا کم کھانا، منی کا بیفائدہ ضائع ہونا، زیادہ محنت، فکر و تردد یا غم اور ان خرابیوں کی حالت میں جو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہے ان باتوں کا غور کر کے ڈاکٹر برمن نے بدہضمی کی ٹکیہ بنائی ہے، جس سے غذا تحلیل ہوتا ہے اور بدہضمی کی خرابی دور کرتا ہے، فی شیشی قیمت عہ محصولڈاک ایک سے ۴ شیشی تک ۶

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند اسٹریٹ کلکتہ

تار کا پتہ: "مسلمان" لاہور

اخبار پیغامِ صلح لاہور

ہفتہ میں دوبار ہر منگل اور جمعہ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱۱ — نمبر ۸۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ عیسوی

مسلمان اور مردم شماری پنجاب سنہ ۱۹۲۲

صوبہ پنجاب کی ۱۹۲۲ء کی مردم شماری سے پایا جاتا ہے کہ صوبہ میں اور اس کے اکثر اضلاع میں مسلمانوں کی تعداد مقابلۃً زیادہ ہے، ان کی تعداد سوائے مشرقی اور جنوب مشرقی اضلاع کے جہاں غیر مسلموں کی آبادی زیادہ ہے، تمام اضلاع پنجاب میں غیر مسلموں سے بڑھ چڑھ کر ہے، لیکن ضلع لدھیانہ کی حالت بالخصوص ایسی ہے کہ گو وہاں کے مسلمان ہندوؤں سے بڑھے ہوئے ہیں، لیکن ان کا شمار وہاں کے سکھوں کے مقابلہ میں کم ہے، اور صرف پنجاب میں یہی ضلع ایسا ہے، جہاں سکھوں کی آبادی مسلمانوں سے زیادہ ہے، لیکن سکھوں کی کثرت اول درجہ پر ضلع فیروزپور میں ہے، اور اس سے اتر کر ضلع امرتسر میں، اور اگر ہندو اور سکھوں کا شمار ہم مذہب لوگوں میں کیا جائے، تو پھر پنجاب کے مرکزی اور وسطی اضلاع میں بھی مسلمانوں کی کثرت مقدم الذکر کے مقابلہ پر نہیں آسکتی، لہذا پنجاب کے صرف غربی اور جنوب مغربی اضلاع ایسے ہیں جہاں فرزندان اسلام کی کثرت تعداد مذہبی تعصبات کے نقصان دہ خطرات سے بالاتر ہے، لیکن بدقسمتی سے پنجاب کے یہی اضلاع سب سے پیچھے ہیں، گو لاہور اور اس کے مضافات کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت اچھی ہے، لیکن کثرت اعداد کا لطف کچھ اسی صورت میں آسکتا ہے، جب کہ مسلمان تعلیم یافتہ ہونے کے معیار پر مقابلے میں پورے اتریں، جائے افسوس ہے کہ مسلمان اپنی ہمسایہ اقوام صوبہ سے ایجوکیشن کے معاملہ میں بہت پیچھے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل نقشہ کے کوائف ہر سچے اور صاحب درد مسلمان سے باتوجہ مطالعہ کے محتاج ہیں۔

اقوام مختلف	کل آبادی	خواندہ	فیصدی کتنے خواندہ	انگریزی خواندہ
کل مذاہب	۲۵۱۰۰۰۶۰	۹۲۷۹۴۳	تقریباً ۴ فیصدی	۱۵۲۶۷۴
مسلمان	۱۳۸۱۲۳۸۳	[illegible]	،، فیصدی	۳۴۰۰۵
ہندو	۸۶۹۹۶۵۱	۵۱۶۳۴۰	،، ۶ ،،	۷۰۱۰۹
سکھ	۳۱۰۶۲۹۶	۱۵۹۵۵۹	،، ۵ ،،	۱۷۸۵۸
عیسائی	۳۳۲۹۵۲	۳۳۸۴۸	،، ۱۰ ،،	۲۷۰۸۹
پارسی	۵۲۶	۳۵۰	،، ۶۰ ،،	۲۷۷

نقشہ بالا سے پایا جاتا ہے کہ پارسی قوم سب سے تعداد و شمار تعلیمی میں حیرت انگیز ہے لیکن اس طبقہ کی کیفیت [illegible] پنجاب کے اصل باشندے نہیں بلکہ ان کا اصل گھر بمبئی ہے جہاں سے بعض تجارتی یا ملازمتی اغراض کے لئے وہ پنجاب میں وارد ہوئے اور چونکہ تجارت یا ملازمت کا سرانجام دینا بالعموم تعلیم یافتہ گروہ کا حصہ ہے اس لئے پنجاب میں پارسی طبقہ کی فیصدی تعلیمی تعداد معمول سے بہت زیادہ ہے گو خود ان کے اصل گھر بمبئی میں بھی پارسی قوم خاص طور پر تعلیم یافتہ جماعت مانی جاتی ہے۔

عیسائی آبادی صوبہ پنجاب کی کل آبادی کا ایک خاصہ حصہ ہے گو ان کی ۸۰ فیصدی تعداد اقوام ذلیلہ مثلاً چوہڑے چماروں پر مشتمل ہے مگر اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گذشتہ سالوں میں ان کی تعداد میں ایک معقول اضافہ ہوا ہے، اور یہی امر عیسائی مبلغین کی ان تھک جدوجہد کی ایک معقول کفالت ہے، لیکن رپورٹ مردم شماری کی ایک خاص کیفیت ناقابل تسلیم ہے، وہ یہ کہ صوبہ بھر میں کل چوہڑوں کی تعداد جو احاطہ تحریر میں آئی ہیں، صرف ۳۰ ہزار دکھائی گئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ گو عیسائیوں کی تعداد میں کتنا ہی اضافہ کیوں نہ ہو چکا ہو، گو عیسائی مشنریوں کی کوششیں کتنی ہی قابل تعریف کیوں نہ ہوں، لیکن چوہڑوں کی تعداد ابھی تک صوبہ پنجاب میں بہت زیادہ ہے تاہم رپورٹ کے اس مبالغہ آمیز بیان سے قطع نظر کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے قابل غور امر یہ ہے، کہ پنجاب میں عیسائی آبادی حسب رپورٹ مردم شماری تین لاکھ سے زائد ہو چکی ہے، اس خطرناک حقیقت کی طرف عام مسلمانوں کو بالعموم اور احمدی جماعت کو بالخصوص فوری توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے، اور تاوقتیکہ پائیدار، مفید ترین، اور مستقل کوششیں عمل میں نہ لائی جائیں، اس بات کا ہر ممکن خطرہ ہے، کہ صوبہ پنجاب میں عیسائیت اپنے پاؤں جمائیگی، اور اسی سرزمین پر اعدائے اسلام کی تعداد میں ایک دوسری خوشگوار مالی حالت رکھنے والی جماعت کے وجود کا اضافہ ہو جائے گا۔

وہ اضلاع پنجاب جن میں عیسائی آبادی خصوصیت سے زیادہ ہے بلحاظ کثرت تعداد کے حسب ذیل ہیں:-

سیالکوٹ، لاہور، لائل پور، گورداسپور، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ لہذا اوقات کی نازک صورت اس امر کی متقاضی ہے، کہ ان اضلاع کے مسلمان و بالخصوص احمدی حضرات، عیسائی مبلغین کی جدوجہد کے خلاف باقاعدہ طور پر جہاد شروع کریں، اور ایسی کوشش کریں کہ ایک شمہ بھر کامیابی پر محمول نہ کریں جب تک کہ وہ تمام عیسائی لوگوں کو مسلمان بنا لیں، اور آئندہ کے لئے اپنا نظام تبلیغ اس قسم کا بنائیں، کہ مسیحی مبلغین کے لئے میدان اشاعت میں ایک بال کی گنجائش نہ رہے، اور ان پر قافیہ تنگ ہو جائے، وہ ذلیل اقوام جنہیں عیسائی مشنریوں نے بالخصوص اپنا نشانہ بنا رکھا ہے ہماری ہی طرح کے انسان ہیں، اور انہیں ہم جیسے ہی حقوق [illegible]

ہے کہ ہم میں سے بعض کو ابھی تک ان مذہبی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہوا جو اسلام سے بے بہرہ اقوام و افراد کی خاطر ہم مسلمانوں پر عاید ہیں، اور مزید براں وہ لوگ جنہیں آج ہم ذلیل اقوام کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور جنہیں ہمارے متکبر بھائی نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اسی طرح پر نظر انداز کئے جاتے رہے، تو وہ دن قریب ہے کہ جب یہی لوگ عیسائی مشنریوں کے ہاتھوں میں مسلمانوں کے خلاف جال پھیلانے کا ایک حربہ ہوں گے، قومیں ترقی اور تنزل کے زمانے میں ہیں، تنازع للبقا کا سلسلہ شدت سے جاری ہے، ہر قوم اپنی تمدنی اور سیاسی شان کو معراج پر پہنچانے کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہی ہے، اور اگر مسلمان اس دور میں نیچ اقوام کی امداد کے لئے میدان عمل میں نہ نکلے انہیں اپنے ساتھ ملانے کی فکر نہ کی انہیں مسلمان بنا کر تمدنی اور سوشل تعلق میں اپنے جیسا خیال نہ کیا، اور انہیں اپنے بھائی کی پوزیشن نہ دی، تو یقینی امر ہے، کہ موجودہ نسل کے انقضائے عہد سے پیشتر ہی یہ لوگ عیسائی، آریہ یا سکھ بن جائیں، یہی پستی کی زندگی بسر کرنے والی قومیں ترقی ضرور کریں گی، اور اگر مسلمانوں نے ترقی کرنے میں ان کا ہاتھ نہ بٹایا، تو یقیناً انہیں غیر مسلم لوگوں کی امداد حاصل کرنی پڑے گی، لہذا ایک مقدس جنگ کی ضرورت ہے، جس میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خدا کے دین کے لئے آمادہ پیکار ہو جائے، ہر مسلم متنفس کو جان لینا چاہیئے، کہ خدا کے دین کی مدد کرنا یقیناً اچھی مدد کرنا ہے لیکن اس قدر ذہن نشین کر لینا چاہیئے، کہ یہ جنگ صلح و صفائی آشتی، اور حسن سلوک کی جنگ ہوگی، اور ہماری کوششیں معقول ہوں گی، اور قانونی حدود کے اندر رہیں گی، ورنہ ہم اپنا انجام اپنے ہی ہاتھوں تباہ کریں گے، ضرب المثل ہے "کہ امن و صلح کے فتوحات جنگ و جدل کی کامرانی سے کچھ کم نہیں ہوتے"، لیکن اسلام سکھلاتا ہے، کہ "امن و صلح کے فتوحات جنگ و جدل کی کامرانیوں سے بہت زیادہ ہیں" پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ پر امن مقدس جنگ میں شامل ہو کر خدا کے دین کا ڈنکا مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک بجا دیں، تاکہ صوبہ پنجاب نہیں بلکہ دنیا کا کوئی قطعہ اسلام کی ابدی سعادتوں سے محروم نہ رہے۔

(ماخوذ)

ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور اپنا پتہ خوشخط لکھا کریں، ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔

(منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ مورخہ ۵ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ نمبر ۸۹

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کا کام

(۲)

چند دن ہوئے پنجاب کے ایک گرامی قدر شاعر جنہیں فلسفہ کی باریک گتھیوں کے سلجھانے میں بھی یدطولےٰ حاصل ہے، اپنے بعض ہم مشرب اصحاب کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے، مختلف امور پر سلسلہ گفتگو جاری تھا، ہوتے ہوتے ہندو مسلمانوں کے موجودہ تعلقات کا ذکر آیا، اور پھر مذاہب پر مباحثہ شروع ہو گیا، اسی دوران میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بھی ذکر ہوا، اور جس رنگ میں اس پاک سلسلہ کو پیش کیا گیا، اس کا ہمارے اس مضمون سے ایک خاص تعلق ہے،

موصوف نے اسلام کی موجودہ نازک حالت کا ذکر کرتے ہوئے غیر مذاہب بالخصوص ہندوؤں کے تمام فرقوں کے باہمی اتحاد اور اسلام پر ان کے موجودہ حملوں کو جنگ احزاب کے ساتھ تشبیہ دی، اور بتایا کہ جس طرح رسول اللہ صلعم کے وقت میں کفار کے تمام گروہ جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے، اور چاہتے تھے کہ اپنی متحدہ جمعیت اور طاقت کے ساتھ اسلام کے اس نازک پودا کو جو ابھی اپنی ابتدائی حالت میں تھا، کچل ڈالیں، اسی طرح آج کفار اپنی تمام جمعیتوں کو اکٹھا کر کے اسلام پر چڑھ آئے ہیں، اور اس کو نیست و نابود کر دینا چاہتے ہیں، اسلام کی اس ابتدائی حالت میں اللہ تعالےٰ کا ایک وعدہ مسلمانوں کے ساتھ تھا، کہ یہ تمام مخالف ناکامی کا منہ دیکھیں گے، اور آخری فتح اور کامیابی اسلام ہی کو ہو گی، چنانچہ اس وقت مسلمانوں کو بھی اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ یاد تھا جس کا ذکر قرآن کریم نے یوں کیا ہے

ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہ وصدق اللہ و رسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور آخرکار کفار کو مغلوبیت اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، یہی حال اب پھر ان کا ہو گا۔ اور اسلام کو ہی آخرکار فتح اور کامیابی حاصل ہو گی،

اسی سلسلہ میں موصوف نے یہ بھی بتایا کہ کسی قوم یا کسی مذہب کی حالت جب ایسی ہو جاتی ہے جیسی کہ اس وقت اسلام اور مسلمانوں کی ہے، جب کوئی قوم اس طرح سے ذلت و نکبت کا منہ دیکھتی ہے جیسے کہ آج بظاہر مسلمانوں کی حالت ہے، تو عام طور پر لوگ اس سے مایوس ہو جاتے ہیں، اور پھر ان میں سے بعض ہوشیار لوگ ایسے نکل آتے ہیں، جو خیال کرتے ہیں کہ اس قوم نے تو اب کیا بننا ہے چلو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کچھ بنا لو، اسی قسم کے لوگوں میں سے ایک میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی تھے، کہ انہوں نے خیال کیا کہ مسلمان تو اب سدھر چکے، ان کی اصلاح تو اب کیا ہونی ہے، تو اپنی اولاد کے لئے کچھ کر جائیں، چنانچہ انہوں نے وہ دعاوی کئے جن کا نتیجہ موجودہ جماعت احمدیہ ہے،

ہم حیران ہیں کہ ان آخری خیالات کو ان شاعرانہ پروازیوں کا نتیجہ قرار دیں جن کی وجہ سے قرآن کریم نے فرمایا ہے، والشعراء یتبعھم الغاوٗن ۔ یا ان فلسفیانہ تنگ بندیوں پر محمول کریں، جو ایک حق و حقیقت امر کو بھی کچھ کا کچھ بنا دیتی ہیں، حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ کا دعوےٰ، اس وقت مسلمانوں کی عام حالت، آپ کی اسلامی خدمات، اور آپ کی ایسی جماعت کا پیدا کرنا جو رات دن اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم ہے، اور جس کا یہ نتیجہ ہے کہ عیسائی لوگ جو کسی وقت مسلمانوں کو بے دریغ ہضم کرتے چلے جا رہے تھے، آج اس جماعت کے افراد سے بات تک کرنے کی جرأت نہیں رکھتے،

اور یہی حال آریہ سماج کا بھی ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے مسلمان اسلام پر پہلے سے زیادہ مضبوط اور ثابت قدم ہو گئے ہیں، ان تمام حقائق کو نظر انداز کر کے ایک خیالی اور فرضی بات کو کہ جو کچھ کیا، اپنی اولاد کے لئے کیا، لوگوں میں مشہور کرنا کس قدر ناحق کوشی اور احسان فراموشی ہے

کاش ان لوگوں کو حق و صداقت کا ذرا بھی پاس ہوتا، تو ایسے الفاظ ان کے مونہوں سے نہ نکلتے، وہ کم از کم ان حالات اور نتائج پر غور و فکر کرتے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مذاہب عالم کی اس جنگ میں پیدا کئے ہیں، اس جوانمردانہ اور دلیرانہ مقابلہ پر بھی ان کی نظر ہوتی، جو تمام مذاہب کا میرزا صاحب نے کیا، اور ان کو وہ شکست فاش دی، کہ جو اپنی نظیر آپ ہے، وہ اصول جو آپ نے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں وضع کئے اور قرآن حکیم سے اخذ کر کے ان کو بیان کیا، کیا آج تمام اسلامی دنیا میں ان کی نظیر ملتی ہے، اور کیا ان اصولوں کو ترک کر کے کوئی شخص مخالفین اسلام پر غالب آ سکتا ہے، کیوں سوائے شردھانند کی آواز مباحثہ کے لئے اگر اٹھتی ہے تو جمعیۃ العلماء ہی کیلئے بالمقابل اٹھتی ہے، اور جماعت احمدیہ کے ساتھ باوجود بار بار چیلنج ملنے کے اسے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوتی، کیوں آج غیر ممالک میں اگر کوئی جماعت تبلیغ اسلام کا کام کامیابی کے ساتھ کرنے والی ملتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے سوائے اور کوئی نہیں؟ -

---

یہ وہ حقائق ہیں، جن کی طرف ہمارے مخالفین کو چشم انصاف کے ساتھ دیکھنا چاہیئے، محض ایک فرضی قصہ بنا کر اپنے احباب اور دوستوں کی مجلس کو خوش کر دینا کوئی مستحسن امر نہیں، ان کو دیکھنا چاہیئے، کہ جس شخص کی کوششوں سے اسلام کو اس قدر عظیم الشان فوائد نصیب ہوئے ہیں، اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ جو کچھ کرتا ہے، اپنی اولاد کے لئے کرتا ہے، کہاں تک حق بجانب ہے، بالفرض اگر اس کو یہ خیال بھی ہوتا، کہ میری اولاد کو کچھ فائدہ پہنچے، تو بھی دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس کی اولاد کو زیادہ فائدہ حاصل ہوا ہے یا اسلام کو؟ اس کو غیر مستحسن بات تب سمجھا جاتا، جب اس کی وجہ سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانا پڑتا، اور وہ اپنی ذات اور اپنی اولاد کے لئے تو سب کچھ کرتا، لیکن اسلام کو اس کی ذات سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچتا، جیسا کہ عام طور پر گدیوں اور پیروں کا حال ہے،

لیکن آؤ، ذرا اس کو بھی ہم دیکھیں کہ میرزا صاحب نے اپنی اولاد کے لئے کیا کچھ کیا، آیا کوئی بڑا مال و دولت ان کے لئے جمع کر کے چھوڑ گئے؟ آیا کوئی بڑی جائیدادیں اور محلات ان کے لئے بنا گئے؟ یا جماعت کا نظم و نسق اور گدی اپنے بعد اپنی اولاد کے سپرد کی؟ یہ الگ امر ہے کہ بعد میں ان کی اولاد خود اپنی تدبیروں اور کوششوں سے اس پر متسلط ہو جائے (اگرچہ بلحاظ خدمات اسلام دوسری گدیوں سے وہ بہرحال بہتر ہے)، لیکن جہاں تک حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی ذات کا تعلق ہے، ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے اپنی اولاد کیلئے کیا کیا؟

جہاں تک مال و دولت کا سوال ہے، حضرت میرزا صاحب جس وقت فوت ہوئے ہیں، آپ مقروض تھے، جاگیروں اور محلات کا جہاں تک تعلق ہے، آپ خود ایک صاحب جائیداد آدمی تھے، آپ کو بہت سی جاگیر اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی تھی، لیکن آپ نے اس کا ایک بڑا حصہ اسلام کے کاموں کے لئے وقف کر دیا، رہا جماعت کا نظم و نسق اور گدی نشینی کا سوال، آپ اپنی زندگی میں ایک انجمن بناتے ہیں، جس کا کام آپ نے سلسلہ کا نظم و نسق قرار دیا، اور اس کا سیکرٹری ایک ایسے شخص کو بنایا، جس کا کوئی تعلق آپ کے خاندان کے ساتھ نہیں، یعنی حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے، پھر کثرت رائے پر عملدرآمد اس انجمن کا شعار قرار دیا، اور قطعاً یہ نہیں کہا، کہ میری اولاد میں سے کسی شخص کو اس پر حاکم بنا لیا جائے، آپ کے بعد آپ کا جانشین جس شخص کو بنایا جاتا ہے، وہ بھی ایک بیرونی آدمی ہے، یعنے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم، حضرت میرزا صاحب کے خاندان کے ساتھ ان کا بھی قطعاً کوئی نسبی تعلق نہ تھا،

ایسے حالات میں ان واقعات اور شواہد کے ہوتے ہوئے یہ الزام، تو اس شناعت کا کہ میرزا صاحب نے جو کچھ کیا اپنی اولاد کے لئے کیا، کس قدر حق ناشناسی ہے، مسلمانوں کو بالخصوص ان لوگوں کو جنہیں خود عملاً اسلام کے ساتھ چنداں تعلق نہیں . . . . ایسے بزرگوں کا ذکر کرتے ہوئے ذرا خوف خدا سے کام لینا چاہیں، دوستوں کی مجالس میں خوش گپیاں کرنے کے لئے اور بھی بہت سا سامان ہو سکتا ہے، کیا ضرورت ہے، کہ خدا کے پاک بندوں اور ماموربن الٰہی پر ہی ایسی پھبتیاں اڑائی جائیں، وہ انہیں نہیں ماننا چاہتے، بے شک نہ مانیں، لیکن مذہب کے دائرہ سے خود دور رہ کر مذہبی لوگوں پر بے تکے تیر چلانا شرافت اور تہذیب کا نتیجہ نہیں ہو سکتا،

صوبہ پنجاب اور مسلمانوں کی تعلیمی حالت

صوبہ پنجاب کو اس بات پر ناز ہے کہ اس میں اسلامی آبادی کا عنصر دوسری اقوام کے مقابلے میں . . . . ہے، لیکن جہاں ایک مسلمانوں کی کثرت تعداد پر فخر ہے، وہاں ہمارا ضعیف پہلو یہ ہے کہ پنجاب کے مسلمان دوسرے لوگوں کے مقابلے میں تعلیم میں بہت پیچھے ہیں: جریدہ ہذا کے صفحہ ایک پر اعداد و شمار کے نقشہ میں صوبہ بھر کے مختلف مذاہب کے نام لیواؤں کی تعلیمی کیفیت دی گئی ہے، نقشہ مذکور میں ہم اس امر کا افسوس سے مطالعہ کرتے ہیں، کہ جہاں ایک طرف مسلمان کسی دوسرے گروہ کے مقابلے میں دوچند ہیں، وہاں دوسری طرف یہی مسلمان تعلیم میں اس گروہ کا دو تہائی حصہ ہیں، دوسرے الفاظ میں اگر غیر مسلم مثلاً ہندو، فی پانچ کے تعلیم یافتہ ہیں، تو اس کے بالمقابل تعلیم یافتہ مسلمان ایک ہے، اس میں شک نہیں کہ مروجہ طرز تعلیم مسلمانوں کی دینی اور دنیوی اغراض کے حصول کے لئے ناکافی ہے، لیکن موجودہ تعلیم جو کچھ بھی ہے اس سے ہر طبقہ کے لوگوں کی دنیوی فلاح کم و بیش ضرور متصور ہے، لہذا مسلمانوں کا دیگر اقوام کے مقابلے میں صرف بدیں وجہ تعلیم میں پیچھے رہنا کہ وہ دینی اور دنیوی دونوں اغراض پر حاوی نہیں، ناقابل پذیرائی ہے، تو آخر اس تعلیمی کمی کے وجوہات کیا ہیں؟ جہاں تک ہم دیکھتے ہیں، صوبہ پنجاب کے مسلمانوں میں تین طرح کے لوگ ہیں، غریب متوسط الحال اور امیر، غریب لوگوں کے لئے پیٹ پروری کا مسئلہ ایک ایسا گورکھ دھندا ہے، کہ وہ اپنے بچوں کو جونہی کہ وہ ذرا پر پھٹکتے ہیں اپنے پیشے میں لگا لیتے ہیں، اور ان سے ان کے حسب استطاعت تھوڑا بہت کام لینا شروع کر دیتے ہیں، یہ لوگ اس امر کی قطعاً پروا نہیں کرتے، کہ ہمیں اپنی ضروریات پر پانی پھیر کر اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا چاہیئے تاکہ وہ صاحب عقل اور صاحب بصیرت ثابت ہوں. افلاس زدہ مسلمانوں کا یہ گروہ جو کثیر التعداد ہے، مجبور ہے کہ وہ اولاد کی تربیت صحیح طور پر نہ کر سکے، مزید برآں غریب لوگ عموماً دیہات میں پائے جاتے ہیں، اور دیہات کی سرزمین ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تو تعلیم کا احساس ہی نہیں رکھتی، یا اس نام سے ہی سرے سے متنفر ہے، اعلیٰ اور وسطی تعلیم کا تو سوال ہی دوسرا ہے، دیہات کے دیہات ابتدائی تعلیم سے کوسوں دور پڑے ہیں، متوسط الحال لوگ عموماً ایسے ہیں، جو بچوں کو ابتدائی تعلیم دلاتے ہیں، یہ طبقہ بھی زیادہ تر اس قسم کا ہے کہ جب بچے کو تھوڑی بہت لکھائی پڑھائی آ گئی، یا وہ تعلیم وسطی سے بہرہ اندوز ہو گیا، تو اسے یا تو کسی ملازمت کے کام سے لگوا دیا، یا اپنے کاروبار میں جکڑ لیا، مسلمانوں کا یہ گروہ اس قابل تو اقتصادی طور پر ہے نہیں، کہ اولاد کو اعلےٰ تعلیم دلاتے . . . . پیمانے پر تعلیم کا چرچا ضرور ہے، ہمارے امراء کی حالت عجیب ہے ان میں سے اکثر نشۂ امارت میں اس قدر چور ہوتے ہیں، کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی بالکل پروا نہیں کرتے، ان کا عام حالتوں میں یہی خیال ہوتا ہے، کہ زندگی گذارنے کے لئے ہم بہت کچھ چھوڑ جائیں گے، اگر کسب معاش کے لئے ضرورت ہوئی بھی تو اولاد کو کسی تجارتی کام یا کسی دوسرے مشغلہ میں لگا دیں گے، الّا ماشاءاللہ، خاص خاص صورتوں میں ایسا ہوتا ہے، کہ دولتمندوں کے بچوں نے تعلیم حاصل کی ہو، بعض لوگ ابتدائی تعلیم تو عام طور پر حاصل کر ہی لیتے ہیں، لیکن اعلےٰ اور میانہ تعلیم کی صورتیں شاذ و نادر ہیں، انہی وجوہات کی بنا پر طبقہ امراء میں تعلیم بہت کم ہے اور اسی لئے اُمراء کے بچے اکثر اوقات ناخلف ثابت ہوتے ہیں،

صوبہ پنجاب کے مسلمانوں کی تعلیمی کمی کے اور بھی متعدد وجوہات ہیں، لیکن قوم توجہ کرے، تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ نقص دور ہو سکتا ہے، متمول اصحاب اپنی اولاد کی کما حقہٗ تعلیم و تربیت کا بندوبست کریں، ذمہ وار جماعتیں متوسط الحال لوگوں کو اعلےٰ تعلیم دلانے کی کفالت لے لیں، اور غریبوں

کو اور دیہات والوں کو بذریعہ مالی امداد اور ترغیب وتحریص حصول تعلیم کی طرف توجہ دلائی جائے، تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم کا تعلیمی معیار ایسا ہی شاندار نظر آنے لگ جائے، جیسا کہ کثرت اعداد کی کیفیت، مقام مسرت ہے، کہ قوم کی توجہ بالتدریج ترقی تعلیم کی جانب لوگا فیوما مبذول ہو رہی ہے اور وہ دن دور نہیں جب تعلیم یافتہ اور خواندہ مسلمانوں کی تعداد میں ایک معتدبہ اضافہ ہو جائے،

ہندو مہاسبھا

جریدہ "نیرلیسٹ" اپنی ۳۰ اگست کی اشاعت میں "محافظت کثرت" کے ذیل میں رقمطراز ہے: "ہندوستان کی دلچسپ خبروں میں سے جو ہمیں حال ہی میں موصول ہوئی ہیں، ایک خبر ہندو مہاسبھا کے قیام کے متعلق ہے، جس کی غرض ہندوستان کی دو تہائی آبادی کو متحد کرنا ہے، تاکہ وہ اپنی محافظت کر سکے، لیکن اس قسم کی مجلس کے قیام کی عدم ضرورت بالبداہت عیاں ہے، کیونکہ دیگر ممالک میں یہ صرف قلیل التعداد اقوام ہوتی ہیں، جنہیں محافظت خودداری کے لئے اس قسم کے خصوصی نظام تجویز کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے، . . . . قطع نظر اس کے ان تقاریر کی بنیاد پر جو مہاسبھا کے انعقاد کے متعلق کی گئی ہیں، "پیش کردہ غرض" کو ناقابل تسلیم گردانتے ہوئے اس نظام کی انتہائی مقصود محض مسلمانوں کی مخالفت ہے، یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے، کہ اس قسم کا نظام بہت سے مفید کام بھی سرانجام دے سکتا ہے، بحالیکہ اس کی کارکردگی متانت اور ضبط پر مبنی ہو، لیکن بدقسمتی سے یہ اوصاف اس وقت تک ان لوگوں میں نمایاں نہیں پائے گئے، جن کے ہاتھوں میں نظام مہاسبھا کی ڈور باگ ہے، اور ہمیں خطرہ ہے، کہ یہ تحریک قومی اتحاد کو قوی کرنے کی بجائے باہمی تعلقات اور ملکی ترقی کے لئے مضرت رساں اور نقصان دہ ثابت ہوگی"

جریدہ نیرلیسٹ صائب الرائے اور سنجیدگی میں ایک خاص شہرت رکھتا ہے، موجودہ مسلم کش ہندو تحریک کے متعلق اس نے بالکل ٹھیک لکھا ہے، اور اس کے الفاظ صحت پر مبنی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی تک اس تحریک کو تمام تعصبات سے معتصم خیال کر رہے ہیں، کب تک ایسا کئے جائیں گے، اور پنڈت مالویہ جی اور سوامی شردھانند جی مہاراج کو سوچنا چاہیئے، کہ زمانہ ان کے متعلق کیا کہہ رہا ہے، ان کی اپنی مصنوعی تاویلات تو قطعاً قابل شنوائی نہیں رہیں، اور اگر ہمارے دوستوں کو پبلک رائے خبردار کرنے سے قاصر رہی، تو ان کا نشہ وقت کی ٹھوکریں کھا کھا کر خود بخود اتر جائے گا،

وید اور قرآن کا مقابلہ

کارپردازان دارالاشاعت تعمیہ کا ہمیں ممنون ہونا چاہیئے، کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے افادات سے ایک ۴۰ صفحہ کا رسالہ مرتب کر کے مندرجہ بالا نام سے شائع کیا ہے، جو اس قابل ہے، کہ احمدی جماعت کا ہر فرد بالخصوص اور عامۃ المسلمین بالعموم اسے خرید کر نہ صرف خود پڑھیں بلکہ عام طور پر لوگوں کو پڑھائیں،

اس رسالہ میں وید اور قرآن کا مقابلہ جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ کیا گیا ہے، اس کے لئے حضرت مسیح موعود کی ذات گرامی بہترین ضمانت ہے، آپ نے ویدوں کی بہت سی شرتیاں نقل کر کے اور اس کے بالمقابل قرآن کریم کی آیات رکھ کر یہ دکھایا ہے، کہ کیا بلحاظ اسلوب بیان اور فصاحت و بلاغت اور کیا بلحاظ تعلیم، دائرہ قرآن کریم کا مرتبہ وید سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ موخر الذکر کو الہام آلہی سے کوئی نسبت ہی نہیں، ہمارے خیال میں اس رسالہ کی جس قدر بھی زیادہ اشاعت کی جائے تھوڑی ہے تبلیغی انجمنوں کو چاہیئے کہ اس کی بہت سی کاپیاں خرید کر نہ صرف اپنے مبلغین کے ہاتھوں میں دیں، بلکہ ان کو ناواقف مسلمانوں اور بالخصوص علاقہ ارتداد میں مفت تقسیم کریں، قیمت فی نسخہ ۲؍ لیکن ایک روپیہ سے کم قیمت کا وی پی نہ کیا جائے گا، چار نسخوں سے کم منگانے ہوں تو اسی قدر قیمت کے ٹکٹ درخواست کے ہمراہ بھیج دیئے جائیں،

ملنے کا پتہ: (۱) دارالاشاعت تعمیہ لاہور۔
(۲) دائرۃ المعارف پوسٹ بکس نمبر ۱، لاہور

ہماری تبلیغی کوششیں

انسداد فتنہ ارتداد کا عملی پہلو

ضلع بلند شہر میں کامیابی کے آثار

دہلی سے شیخ عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

پہلی رپورٹ میں مولانا عصمت اللہ صاحب کے ہاتھ پر ایک رئیس اعظم کے قبول اسلام کی خبر دے چکا ہوں۔ اور ان کا جو لیکچر بمقام امن ہوا، جس نے بعد میں پنچایتی شکل کو اختیار کر لیا، اس کے حالات سے بھی مطلع کر چکا ہوں، چنانچہ اس کامیابی کو دیکھ کر آریہ مہاشے بلند شہر میں فساد کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے، عجیب شان ایزدی ہے کہ برادران ہنود جو مسلمانوں کو مارنے کی خاطر آریہ سماج کے ساتھ مل چکے تھے، اللہ تعالے نے ان کو بری نیتوں کا پھل دے دیا،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رات کے وقت جب جلسہ شروع ہونے کو تھا گیس لیمپ روشن کئے گئے، بوجہ کثرت ازدحام ایک کنا چھت سے ہندوؤں پر گر گیا، کسی نے آواز کس دیا، کہ مسلمانوں نے ہلا بول دیا ہے بچ جاؤ، لوگ بدحواس ہو کر بھاگے، پلیٹ فارم اونچی جگہ پر تھا، نیچے گرنے سے اور پھر ان کے اوپر دوسروں کا اور پھر ان کا ایک دوسرے کے اوپر گرنے سے ہندوؤں کا سخت نقصان ہوا، کئی آدمی ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں، اس واقعہ سے سمجھدار ہندو پچھتا رہے ہیں، اور آریہ سماج کو بانی فساد سمجھ رہے ہیں،

اس کے بعد رؤسائے بلند شہر کے مشورہ سے یہ قرار پایا، کہ سب سے اول بلند شہر میں اشاعت اسلام کا کام شروع کیا جاوے، چنانچہ کام کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر "سینٹہ" قصبہ چنا گیا، اس قصبے میں سیدوں کی آبادی ہے، کام کو عملی تقویت پہنچانے کیلئے "خرم پور گڑھی، اجیت پور، باغ والہ، نور پور، نیا بانس، نوگرہ، محصلی، محمد آباد، رسول پور، چاند پور، خوشحال پور، بلوکھی وغیرہ" وغیرہ دیہاتوں کے لوگوں کو پنچایت میں بلایا گیا، کارروائی جلسہ بعد از نماز عشا شروع کی گئی، سب سے اول شیخ عبدالحق سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی نے اسلامی اصولوں کا مقابلہ آریہ سماجی اصولوں کے ساتھ کیا، اسلام کی حقانیت لوگوں کے دلوں میں پختہ کر کے اشاعت اسلام کے فرض کو لوگوں پر واضح کیا، بعدہ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے وید کی حقیقت پر کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی، اور اشاعت اسلام کی خوبیاں نہایت احسن طریقہ سے بیان فرمائیں، جس پر صبح کے وقت ایک کمیٹی قائم کر دی گئی، اور اس کے نگران حال سید سبط اللہ شاہ صاحب رئیس سینٹہ مقرر ہوئے ہیں، میں ناظرین کو عنقریب ایسی خوشخبری سناؤں گا، جس سے دلوں کو بہت خوشی ہوگی، اسی اثناء میں مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب فارغ التحصیل سہارنپوری کا پیغام مولوی ماشاء اللہ صاحب کے ذریعہ آیا، کہ مرانہ کے آریہ سماجی مباحثہ کے لئے چیلنج دے رہے ہیں، اس لئے بہت جلد ہم کو "لاڈھے بانس" پہنچ جانا چاہیئے،

مولوی ماشاء اللہ صاحب نے جب مفصل حالات بتلائے تو یہی فیصلہ ہوا، کہ ہمارا فرض ہے کہ اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ تحفظ اسلام کا بھی کام کیا جاوے، مباحثہ چونکہ مشہور ہو چکا تھا، اس لئے مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو لاڈھے بانس میں عیسے پور، کیتھالہ، موٹہ کوٹلہ، کورلی، صالح آباد، بھیم پور اور رہرال کے سیکڑوں آدمی پہنچ چکے تھے، جب آریہ سماجی دوستوں نے سنا، کہ مولانا عصمت اللہ صاحب بھی آ گئے ہیں، تو انہوں نے مناظرہ سے فرار کیا، الغرض بعد نماز عشا بوجہ ناسازی طبع مولانا عصمت اللہ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ اس مجلس میں ستیارتھ پرکاش کی بنا پر "نیوگ" اور اقسام عورت برائے نکاح آریہ سماج موٹے الفاظ میں تقریر کروں، چنانچہ خاکسار نے جب ایک گھنٹہ کے قریب تقریر کی، تو ایک پنڈت جی کھڑے ہو گئے، فرمانے لگے، کہ آج تو تم نے ہم کو مناظرے کے لئے بلایا ہے، تمہاری تقریر کب ختم ہوگی، میں نے جواب میں کہا کہ آپ لوگ تو مناظرہ سے بھاگ چکے ہیں، اس نے کہا کہ نہیں میں ابھی آپ کو چیلنج دیتا ہوں، میں نے کہا کہ تحریر لکھ دو، چنانچہ انہوں نے مناظرہ کے لئے تحریر لکھ دی، اور فیصلہ یہ ہوا کہ "قدامت روح و مادہ" پر مباحثہ ہو، جب یہ بات چیت ہو رہی تھی، تو مولانا عصمت اللہ صاحب جو قریب ہی بوجہ بیماری لیٹے ہوئے تھے، کمبل اوڑھے مجلس میں تشریف لے آئے، مولانا کو دیکھ کر آریہ مہاشے کا رنگ بدل گیا، جس پر مولوی صاحب نے اس کو تسلی دی، کہ گھبراؤ نہیں، میں بیمار ہوں مناظرہ نہیں کر سکتا، جس پر پنڈت جی کی جان میں جان آئی، خاکسار نے ایک گھنٹہ سوال و جواب کئے، یہ خدا کا فضل تھا، کہ حاضرین جلسہ پر ایسا رنگ جما، کہ جو نومسلم راجپوت بھی آریہ سماج کے زیر اثر تھے، انہوں نے بھی تقریر اور مناظرہ کو سنکر انگلیاں منہ میں دے لیں، اور اقرار کیا، کہ آئندہ کبھی آریہ کو اپنے گاؤں میں اشدھی کے لئے گھسنے نہ دیں گے، مولانا عصمت اللہ صاحب نے بھی حاضرین کے مجبور کرنے پر عین بیماری میں تقریر کی، یہ خدا کا ہی فضل ہے کہ سوائے تحصیل انوپ شہر کے جس کا دورہ ابھی باقی ہے، باقی ضلع بلند شہر میں بجائے تحفظ اسلام کے اشاعت اسلام کا کام جاری کر دیا گیا ہے، فالحمد للہ رب العالمین ہم کیا اور ہماری بساط کیا، یہ صرف خدا کا فضل ہی ہے جس نے ہماری کوششوں کو بارآور کیا،

ضلع بلند شہر کے رؤسا کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا تاہم میں اپنے نوجوان بھائی سید حافظ عبدالعزیز صاحب خلف الرشید حافظ عبدالعلی صاحب رئیس اعظم، مولوی عبدالوحید صاحب، مولانا مولوی حافظ عبداللہ صاحب امام مسجد سینٹہ، سید سبط اللہ صاحب رئیس و نمبردار سینٹہ، اور ابو محمد طفیل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کے دل میں درد اسلام ہے، اور ایسے ہی ان بزرگوں کا بھی جو عین دوپہر میں پیدل چلکر ہمارے ساتھ گاؤں بہ گاؤں گھومے،

بالآخر دعا ہے، کہ اللہ تعالے اسلام کو سب ادیان پر غالب کرے، آمین ثم آمین،

کشمیر میں تبلیغ اسلام

سرینگر کشمیر میں میر مدثر شاہ صاحب کچھ عرصہ سے تبلیغی کام میں مصروف ہیں، آپ کے مواعظ حسنہ جو اثر وہاں پیدا کیا ہے اس کا حال ذیل کی مراسلت سے معلوم ہو سکتا ہے،۔

آج تک میر مدثر شاہ صاحب کے مواعظ حسنہ کا جو اثر سرینگر میں ہوا، اس کا بلا کم و کاست تحریر کرنا ایک محال امر تھا، اس لئے اسے تحریر نہیں کیا گیا، صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا، کہ سید صاحب موصوف کے آنے سے لے کر آج تک درسوں کا سلسلہ بخوبی ہوتا رہا، سامعین نے اس کے سننے میں خوب شوق کے ساتھ حصہ لیا، خاصکر ہمارے سامعین کی تعداد ان نوجوان تعلیم یافتوں کی ہوتی ہے، جو قرآن کریم کے حقائق و معارف سنکر بہت محظوظ ہوتے ہیں، مگر آج ایک اور درس کی کارروائی اختصار سے تحریر کی جاتی ہے، کیونکہ ان میں مجھے ایک خاص قسم کی دلچسپی معلوم ہوتی ہے،

۹ محرم الحرام کو ایک چٹھی سید صاحب موصوف کے سامنے لائی گئی جس کا مضمون یہ تھا، ایک شخص جو جماعت اہلحدیث سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے یہ کہا ہے کہ نبی کریم نعوذ باللہ نبوت سے پہلے گمراہ تھے، اس کی تصدیق میں قرآن کریم کی آیت ووجدک ضالا فھدی پیش کی، اس چٹھی میں یہ درخواست کی گئی تھی، کہ آیت شریف پر روشنی ڈالی جاوے، سید صاحب موصوف نے اس کے متعلق وعدہ فرمایا، اور مطابق وعدہ دو دن تک اس بات پر درس ہوتا رہا، اور کمال وضاحت کے ساتھ اس آیت شریف کی تفسیر فرمائی ان دونوں تقریروں میں ایک عام مجمع سننے کے لئے آیا تھا اور لوگ ایسی جامع تفسیر سنکر جس سے قرآن کریم کی صداقت اور نبی کریم کی عظمت کا اظہار ہوتا تھا بہت خوش ہوئے،

جب سے میر صاحب یہاں تشریف لائے ہیں، ان کا روئے سخن آریوں کی طرف ہے، ہر تقریر میں آریہ دھرم اور ان کے اصول پر روشنی ڈالتے رہے، لہذا اس آیت شریف کی تفسیر میں بھی عالمانہ طرز سے قرآن اور وید کا مقابلہ کر کے وید کے کچے اصولوں کو اظہر من الشمس کر دیا،

اس کے بعد ایک اور درس ۱۳ محرم الحرام کو ہوا تھا جس روز کا مضمون "التوحید فی الاسلام" تھا، سید صاحب موصوف نے والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے سید صاحب موصوف نے لفظ رحمان کے نیچے دہریت، عیسائیت اور آریہ دھرم کے اصول کا قلع و قمع کر دیا، تردید خالی زبانی نہیں تھی، بلکہ از روئے قرآن کریم

ہر ایک اصول کا بادلیل بطلان کیا گیا، تقریر ایک معرکۃ الآرا تقریر تھی۔ میں اس تمام کو اخبار میں دینا پسند نہیں کرتا، کیونکہ اگر بہت کچھ اختصار بھی کیا جائے، تب بھی وہ بہت ضخیم بن سکتی ہے، اس لئے میں صرف ایک قسم کی اوٹ لائن کارروائی تحریر کرتا ہوں، اسی روز ایک آریہ صاحب جن کا نام لالہ امرناتھ صاحب ایم اے تشریف لائے تھے، اختتام درس پر سید صاحب نے لالہ صاحب موصوف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر اس پر وید سے کوئی دلیل مل سکتی ہے کہ روح اور مادہ قدیم ہے، تو بے شک کل کے درس پر آپ کو موقع دیا جائے گا، اس موقعہ پر آپ اپنے دلائل کو ہمارے سامنے بہ پیش نظام پیش کر سکتے ہیں، سید صاحب نے قدامت روح اور مادہ پر جو بطلان بدلائل قرآن کریم کیا تھا اس پر لالہ صاحب کوئی جرح اپنے دماغ سے کرتے، مگر سید صاحب نے یہ شرط لگائی تھی، کہ اگر قرآن کریم کے اس دعوے اور دلیل پر کسی قسم کی تردید کرنی ہو، تو اس کا دعوے اور دلیل صرف از روئے وید ہونا چاہیئے، اپنے پاس سے نہ وید مقدس کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے، قرآن مجید کا مقابلہ وید سے ہونا چاہیئے، بلاشبہ ایک بہت اصول کے رکھنے کا ایسا میزان ہے، جس پر ہمارے آریہ دوست کبھی بھی آنے کی جرأت نہ کریں گے، خواہ وہ لالہ امرناتھ صاحب ہوں، یا خود شردھانند صاحب، لالہ صاحب مطابق وعدہ حاضر نہ ہو سکے، پھر دوسرا موقع انہیں دیا گیا، اور وہ اس روز خوب تیاری کر کے آئے تھے، دو، پانچ چھ کتابیں حوالجات پیش کرنے کے لئے لائے تھے، اور انہیں بولنے کا موقعہ دیا گیا، سید صاحب نے اٹھ کر فرمایا کہ میرا مطالبہ پھر یہی ہے کہ لالہ صاحب وید مقدس سے روح اور مادہ کی قدامت پر کوئی دلیل پیش کریں، خالص دعوے نہ ہو بلکہ اس کے ثبوت میں وید مقدس سے ہی دلیل بھی دی جاوے، اور لالہ صاحب وید مقدس سے باہر نہ جائیں جس طرح ہم ہر بات میں قرآن شریف کو زیر نظر رکھتے ہیں، اسی طرح لالہ صاحب کا بھی یہی طرز عمل ہونا چاہیئے، بعدہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل بھی کھڑے ہوئے، انہوں نے سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نہایت محبت اور ہمدردی سے لالہ صاحب کی تقریر کو سننا چاہتے ہیں، لہٰذا سامعین اخلاق محمدی کو ملحوظ رکھکر اخلاق سے سنیں گے، اس کے بعد لالہ صاحب نے پندرہ منٹ مانگے، اور سید صاحب نے اپنی طرف سے اور بھی ایک منٹ اضافہ کر کے کل سولہ منٹ کا موقع دیا گیا، لالہ صاحب موصوف تقریر کی خاطر کھڑے ہوئے، اور رگ وید سے ایک منتر پڑھ کر سنایا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب یہ دنیا پیدا کی گئی، تو اس سے پہلے ایک چیز موجود تھی، جس سے یہ دنیا پیدا کی گئی ہے، روح اور مادہ کے قدیم ہونے پر صرف یہی ایک منتر پیش کیا، جو لالہ صاحب کے نقطۂ خیال سے دلیل تھی، حالانکہ ہر وہ شخص جو ذرا عقل رکھتا ہے "الامی" ایسے صحیح دعوے کو دلیل نہیں کہہ سکتا، شاید ہمارے آریہ دوست دلیل اور دعویٰ میں کوئی امتیاز نہیں کر سکتے، تناسخ پر لالہ صاحب نے کوئی دلیل نہیں دی، البتہ یہ کہا کہ ہم مانتے ہیں کہ جب آدمی پیدا ہوتا ہے، تو اس کے پچھلے کرموں کے مطابق اس دنیا میں سزا اور جزا ملتی ہے، اور پھر اس کی دلیل میں یہ بتلایا کہ تناسخ کے نہ ماننے سے انسان غلطی پر غلطی کرتا ہے، شاید لالہ صاحب کے خیال میں دلیل تھی، اور پھر خود ساختہ، لالہ موصوف کا یہ فرض تھا، وہ اپنے اس فرض کو پورا کرنے کے علاوہ جس کا اس سے مطالبہ کیا تھا، اس نے روح اور مادہ کی قدامت اور مسئلہ تناسخ کو بدستور رکھکر قرآن کریم پر حملے شروع کئے گئے، اور حملے بھی ایسے جو بالکل نامناسب تھے، سید صاحب نے لفظ "الرحمٰن" کی جو عظیم الشان تفسیر فرمائی تھی، جس کو ہمارے دوست آریہ بوجہ تعصب قلب کہیں سمجھ بھی نہیں سکتے، اس پر جرح کرنی شروع کی، اور بتلایا کہ اللہ تعالے کس طرح الرحمٰن ہے، جبکہ وہ معمولی سی غلطی پر لوگوں کو جہنم میں ڈالے گا، اور ان کا عذاب کم نہ کیا جائے گا، پھر یہ کہا کہ قرآن میں خدا کہتا ہے کہ جو تم کرتے ہو وہ ہم ہی کرتے ہیں، پس انسان کو کیوں سزا ملتی ہے، پھر بتلایا کہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ جس کو ہم بچائیں اس کے آگے شیطان کی پیش نہیں جاتی، کیوں پھر اللہ تعالے انسان کو نہیں بچا سکتا، اس سے لالہ صاحب نے یہ نتیجہ نکالا، کہ اللہ تعالے الرحمٰن نہیں ہے، اس دوران میں لالہ صاحب موصوف کا وقت ختم ہوا، اور انہوں نے اپنی تقریر کو ختم کیا، اس کے بعد مولوی عبداللہ صاحب وکیل اٹھے، اور رگ وید کے پیش کردہ منتر پر ایک جرح کر کے کمزور دعوے قرار دیا، جس کو لالہ صاحب نے دلیل سمجھ کر پیش کیا تھا، پھر کہا کہ لالہ صاحب نے تناسخ پر از روئے وید کوئی روشنی نہیں ڈالی ہے، اور قرآن پر حملے کرنے شروع کئے ہیں۔ لہٰذا لالہ صاحب موصوف کا دعوے بوجہ جرح خارج ہے،

اس کے بعد سید صاحب موصوف اٹھ کھڑے ہوئے، اور بہت افسوس سے اظہار کیا، کہ لالہ صاحب موصوف نے باوجود تاکید کے ہمارے مطالبہ کو پورا نہ کیا، اور ہم کو لالہ صاحب کو پھر موقعہ دینا چاہیئے، کہ وہ ہمارے مطالبہ کو کما حقہٗ پورا کر دیں، سید صاحب نے اظہار افسوس خاصکر اس بات کا کیا، کہ لالہ صاحب نے الرحمٰن کی تفسیر کو نہیں سمجھا ہے، ورنہ وہ ایسے اعتراضات نہ کرتے، ان اعتراضات کے جواب کے واسطے اور درسوں میں مواقع کا وعدہ رکھا گیا، مگر اس وقت اجمالی طور پر گناہ کا فلسفہ اور دوزخ کی حقیقت بتلائیں، اور یہ فرمایا کہ اگر غیر مذاہب ایسی صاف باتوں پر اعتراض کرتے ہیں، تو وہ ان کی کور باطنی کا نتیجہ ہے پھر دعا پر جلسہ کا اختتام کیا گیا،

لالہ صاحب موصوف نے اور بھی چند درسوں میں شامل ہو کر ہمارے مطالبے کو پورا کرنے کے لئے وعدہ فرمایا ہے، امید کی جاتی ہے کہ وہ اس وعدہ کو کما حقہٗ پورا کریں گے، اور حق کو ڈھونڈھ کر ان کو قبول کریں گے،

مگر ہمیں اس بات کا افسوس کرنا پڑتا ہے کہ آریہ دوست سے جب ہم وید مقدس سے دلیل کے پیش کرنے کے لئے کہتے ہیں، تو وہ اس سے بھاگتے ہیں، اور بجائے دلیل کے ایک اور دعوے کرتے ہیں، یقین ہے کہ ایک معمولی مطالبہ کو بھی ہمارے آریہ دوست کبھی پورا نہیں کر سکتے، یہ ہمارا مطالبہ تا قیامت رہے گا، اور یہی دراصل الہامی کتاب کی صداقت کا معیار ہے، کیونکہ قرآن کریم صاف الفاظ میں فرماتا ہے، ام لکم سلطان مبین، فاتوا بکتابکم ان کنتم صادقین ۝

دیانندیوں کا مباحثہ سے گریز

ہماری جماعت نے ہمیشہ آریوں کو نہایت تہذیب سے مخاطب کیا ہے لیکن جو لوگ بدزبانی کے عادی ہو چکے ہیں ان سے شرافت کی توقع بے سود ہے۔ ہم نے ہمیشہ انہیں آریہ کے لفظ سے خطاب کیا۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ ہمیں مرزائی ہی لکھا جو نام ہم نے کہلانا کبھی پسند نہیں کیا۔ اسلئے آیندہ کے لئے جب تک وہ اپنا رویہ تبدیل نہ کر لینگے ہم انہیں دیانندی کہا اور لکھا کرینگے کیونکہ آریہ کوئی مذہب نہیں۔ مذہب ان کا وہ ہے جو دیانند نے جاری کیا ہے۔ اور دیانندی کہلانا وہ فخر سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہمارے بھائیوں کو بھی اس بدزبان فرقہ کو دیانندی کے نام سے لکھنا اور پکارنا چاہیئے۔

امدم برسر مطلب۔ لالہ منشی رام عرف شردہانند نے ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء کے کیسری و دیگر اخبارات میں ہندوستان کے مسلمانوں کو کھلا چیلنج دیا جسمیں اس نے صاف طور پر لکھا کہ آریہ سماج ہر وقت مباحثہ کے لئے طیار ہے۔ ۹ ستمبر تک اسلام کے ہر فرقہ کی طرف سے جو مباحثہ کرنا چاہیں اُمیرے پاس درخواست آنی چاہیئے کہ وہ کن کن مضامین پر بحث کرنا چاہتے ہیں اسکے آگے لکھا ہے جن فرقہ اہل اسلام کی درخواست ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کے پیچھے آئیگی ان کو علیحدہ وقت نہیں دیا جا سکیگا۔ وہ اپنی کسی قریبی فرقہ سے مل کر اپنی خواہش پوری کر سکتے ہیں۔ سب درخواستیں آجانے پر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء کو جملہ فرقوں کو تقسیم اوقات کر کے ان کو اطلاع دیدی جائیگی۔ (کیسری، ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۹)

لالہ منشی رام عرف شردہانند کی یہ عبارتیں کسی طرح شرح کی محتاج نہیں اس نے صاف طور پر اسلام کے جملہ فرقوں کو مخاطب کیا ہے۔ اسلئے مباحثہ کے لئے ۱۳ ستمبر سے ۱۸ اکتوبر تک پینتیس دن (تین دن رخصت کے علیحدہ کر کے) مقرر کئے۔ اس چیلنج کے دیکھتے ہی ہماری طرف سے ۹ ستمبر کو ہی دو چٹھیاں اور ایک تار منظوری مباحثہ کی لالہ صاحب کو بھیجی گئیں جو ۲۸ ستمبر کے پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۰ ستمبر لالہ جی نے تقسیم اوقات کے لئے رکھی تھی لیکن آجتک صدائے برنخواست کا معاملہ ہے۔ سکندر آباد کے مباحثہ کی شکست نے دیانندیوں کی ایسی عقل ماردی ہے کہ وہ پہلے سے ہی پیشبندیاں کر رہے ہیں کہ لالہ منشی رام نے صرف جمعیتہ العلما کو مخاطب کیا ہے اور کسی کو نہیں۔ حالانکہ لالہ موصوف شروع سے ہر ایک مسلمان کو مخاطب کرتے رہے ہیں اور خود دیانندی ہم سے کئی بار مباحثات کر کے منہ کی کھا چکے ہیں اسلئے انہیں ہمارے سامنے آنے کا بخار چڑھتا ہے۔ جب وہ ہمیں مسلمان سمجھ کر ہم سے ہمیشہ مباحثات کرتے آئے ہیں تو اب لالہ کرشن کا یہ لکھنا کہ "سوامی جی کا چیلنج ان کو نہ تھا کہ جن کو مسلمان خود مسلمان تصور نہیں کرتے (پرکاش ۱۷ بھادوں) ایسے ہی ہے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد والی مثال ہے مسلمان کیونکر اپنی غلطی سے مسلمان سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن تم لوگ تو ہمیں مسلمان سمجھ کر ہی اپنے سالانہ جلسوں پر بلاتے رہے اور ہم سے مباحثات کرتے رہے ہو۔ اسوقت یہ کیوں نہ کہا کہ تم مسلمان نہیں اس لئے دیانندی تم سے اسلام اور وید کے بارہ میں بحث نہیں کر سکتے۔

لالہ جی! اب تو چیلنج دے چکے ہو اب یا تو میدان میں آنا پڑیگا اور یا سکندر آباد کی شکست پر مہر لگانی پڑے گی یہ مذہبی میدان ہے۔ کانگرس کا پنڈال نہیں کہ پولیٹیکل آدمیوں سے سمجھوتہ ہو جائے پر مذہبی چیلنج ٹل جائے گا۔ عنقریب ہماری طرف سے لالہ منشی رام کے پاس آدمی پہنچینگے۔ جو اسے مباحثہ کے لئے زبانی چیلنج دینگے یا تو وہ میدان میں نکلیگا اور یا فرار کو تسلیم کرلے گا۔

تہذیب

اسلام اور مسیحیت

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون ۝ اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون ۝

ترجمہ: - اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا طرف تیری اور جو اتارا گیا پہلے تجھ سے اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اس ہدایت پر ہیں جو اُسکے رب سے ہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

آیات مندرجہ بالا قرآن شریف کے دیباچہ کے گویا آخری حصے ہیں۔ ان آیات میں وحی ربانی کی غرض و غایت ظاہر کی گئی ہے جو پہلے زمانہ میں نازل ہوئی تھی یا جو حضرت نبی کریم بانی اسلام پر اتری تھی۔ یہ قانون رب العالمین رحمٰن و رحیم خدا کی طرف سے نازل ہوا جس کے ذریعہ تمام انسانی قویٰ اور اعمال کا نشو و نما ہوتا ہے۔ یہ پاک صحیفہ انسانی ترقی اور تکمیل کا ایک ذریعہ ہے۔ اور یہی انسانی زندگی کا نصب العین اور منزل مقصود ہے۔ اگر کسی مذہب میں نصب العین نہیں ہے تو بیہودہ بازیچہ اطفال ہے۔ تمام انسانی جمعیتیں ہماری ترقی میں کوشاں ہیں لیکن وہ جماعت جو خدا تعالے کی طرف سے ہونے کا اعلان کرتی ہے۔ اس طرف بہت زیادہ کوشاں ہے کیا ہماری فطرت زیادہ ترقی کرنے کی استعداد کا اظہار نہیں کرتی پس وہ کتاب کس طرح صحیفۂ الٰہی ہو سکتی ہے جبکہ اس غرض کو پورا کرنے کا علاج نہیں ہے۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ ... مندرجہ بالا پچھلی کتابوں پر ایمان لانیکی تعلیم دیتی ہیں اور قریب قریب تمام قرآن میں یہی تعلیم پائی جاتی ہے لیکن انسانی ترقی ان کی سچائی کا معیار سمجھی جاتی ہے۔ اسلئے قرآن کریم ہم کو اسبات کی ہدایت کرتا ہے کہ ہم ان کتابوں کو گری ہوئی شکل میں قبول نہ کریں یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اسلام کے پہلے ادیان میں انسانی آمیزش ہو گئی تھی ہم اس پیغام کو قبول کر لیتے ہیں۔ جو ابن مریم نے دنیا کو دو ہزار سال پہلے پہنچایا لیکن اب اس وقت ہم کو اسکی اصلیت میں شبہ ہے جس کو کہ کلیسا تعلیم دیتی ہے۔ ہم کو اس کتاب کے تاریخی نقطۂ نگاہ سے نکتہ چینی کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ہم ایک دوسرا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں جو زیادہ آسان اور اطمینان بخش ہے۔

کیا مسیحیت میں تہذیب کا اصول پایا جاتا ہے

اگر معتقدات سے عمل ہوتا ہے۔ اور اگر موجودہ خیالات ایسے اصولوں سے مخرج ہوں جن کو لوگوں نے قبول کر لیا ہے تو مسیحیت کو یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کا سرچشمہ دین عیسوی ہے۔ بلا اس کا ثبوت دئے ہوئے موجودہ تہذیب کو عیسائیت کا پھل قرار دینا درست نہیں ہے۔ ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مغربی دنیا میں مسیحیت اور تہذیب دوش بدوش ہیں لیکن اس سے مسیحیت کے حق میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ یہ محض اتفاقیہ امر ہے۔ اور اسکے اسباب مختلف ہیں۔ مذہبی تہذیب صرف ایک دھندلی شکل ظاہر کرتی ہے لیکن خوبصورتی اور حسن کا اظہار کرنا خوش عقیدگی پر محمول ہے۔ علاوہ ان کے مسیحیت سترہ سو برس سے زیادہ چلی آتی تھی۔ لیکن جدید خیالات اور موجودہ حالات تقریباً ایکسو برس سے پیدا ہوئے ہیں۔ وحشت۔ جہالت "ارکی کا اس وقت زور تھا جب مسیحیت کی یورپ میں ابتدا تھی۔ اور ابھی سائنس اور معقولیت کا حملہ نہیں ہوا تھا۔ اگر کلیسا کی تعلیم میں تہذیب کی ترقی کی صفت تھی تو کیوں وہ عمدہ نتائج جنکا اسوقت اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس زمانہ میں مرتب نہیں ہوئے تھے۔

کلیسا اور تہذیب

دراصل عیسائی کلیسا کی ترقی کی راہ میں ہمیشہ سد راہ رہی اگر

مغرب میں کوئی اصلاح ہوئی بھی تو کلیسا اسکی جانی دشمن رہی۔ یورپین تہذیب کی تواریخ میں کوئی واقعہ ایسا بتلاؤ کہ جس کی مخالفت گرجے کی طرف سے نہ ہوئی ہو۔ کلیسا نے اپنی طرف سے تمام سائنس اور علوم کو مٹانے کی پوری کوشش کی۔ اسکو یہ گوارا نہیں تھا کہ علم کی شمع کلیسا کی چاردیواری کے باہر بھی دکھلائی دے۔ سائنس کی تمام ایجادوں کی مخالفت کی گئی۔ اور جادو کا کھیل قرار دیا گیا۔ عورت کو کلیسا کی مقدس جماعت میں اپنی بےعزتی اور بےحرمتی کا تماشا کرنا پڑا۔ رسم غلامی کی اصلاح کے وقت کلیسا نے مخالفت نہیں چھوڑی۔ ہم لوگ معانی کے خلاف نہیں۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت کے کلیسا کی غلط فہمی تھی۔ اگر موجودہ روشن خیالات کلیسا کے صحیفوں میں پائے جاتے ہیں۔ عدم جواز بادہ نوشی کی تحریک اس وقت قابل تحسین ہے۔ اپنے جسم اور دماغ کو صحیح اور محفوظ رکھنا۔ ہمارا فرض اولین ہے اور اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ شراب نوشی نے ہم کو کمزور اور ضعیف کردیا۔ اگر بادہ نوشی مغرب سے اٹھ جائے تو سوسائٹی سے نصف بدیاں معدوم ہوجائیں۔ اس تحریک میں ایک ہی کلیسا کا مقابلہ بھی کرنا پڑا۔ ہم اسے جہالت ذاتی پر محمول کردینے کے لئے تیار ہیں لیکن کیا وہ پاک صحیفہ عدم جواز بادہ نوشی کی تاکید کرتا ہے۔ ہم کو اس میں یہ تعلیم نہیں ملتی۔ نہیں۔ نہیں ہم کو تو بائیبل میں کچھ اور ہی ملتا ہے۔ عشائے ربانی میں شراب کا استعمال شراب نوشی کی عادت کو نہیں بدل سکتا ہے۔ ہم نے پہلے رسالہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص بحث میں یہ پیش کرسکتا ہے کہ اگر شراب نوشی مضر صحت ہے تو معجزے کے ذریعہ سے پانی کو شراب بناکر خدائی جاہ و جلال کا اظہار نہ کیا جاتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ کوئی شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا کی بڑی ناشکری ہوگی کہ اگر انگور کے رس آتشہ عرق کا استعمال نہ کیا جاوے کیونکہ خداوند کو خود اسکے بنانے کی ضرورت پڑی۔ اور شادی کے مہمانوں کی احتیاج اس شراب سے پوری کی گئی۔ پس شراب کا معجزہ بجائے کوئی روحانی اصلاح کرنے کے بہت سے لوگوں کیلئے بادہ نوشی کی سند ہوگیا۔ اگر عدم جواز بادہ نوشی انسانی ترقیات کیلئے ازبس ضروری ہے تو اس کا دریافت کرنا اور ساری دنیا میں اعلان کردینا یہ اسلام ہی کا کام ہے۔

تہذیب اور مذہب کا باہم وجود قطعی ثبوت نہیں ہوسکتا

یہ کوئی منطقی طریقہ نہیں ہے جس میں کوئی قطعی فیصلہ پر پہنچ جائیں کسی مذہب کا تہذیب کے ساتھ ہونا۔ نیز بعض جگہ یا کسی زمانہ میں جہالت کا وجود اس مذہب کی خرابی یا عمدگی کا قطعی ثبوت نہیں ہے۔ مذہب کے علاوہ ایسے اور واقعات ہوسکتے ہیں جنکی وجہ سے خاص حالت پیدا ہوگئی ہو۔ لہذا یہ کوئی معقول طریقہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کسی اچھی چیز کو کہیں سے لیلیں۔ اور کہدیں کہ یہ تو ہماری ہی ایجاد ہے کسی مذہب کو دوسرے پر فوقیت دینے کے لئے۔ یہ بہتر طریقہ ہے کہ اس مذہب کے عقائد کی تحلیل اصلاح کا کمال تبلایا جائے یا اسکے اصولوں سے ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں جنہیں موجودہ برائیوں کا ازالہ ہوجائے۔ ابھی بہت سے ایسے سوالات ہیں جو اس وقت انسانی دماغ میں چکر کھا رہے ہیں۔ اگر مسیحیت ایک مضبوط چٹان ہے جو دائمی تہذیب کا چشمہ ہے تو کیا کوئی کلیسا کا پادری ان سوالات کا حل عیسائی عقائد اور اصولوں کی رو سے کرسکتا ہے مثلاً جنس کا سوال اسوقت یورپ میں بڑا پیچیدہ سوال ہے۔ تحریک سفریجیٹ (عورتوں کے حقوق) نے اس معاملہ کو اور بھی نازک اور پیچیدہ بنادیا ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا ہے کہ ہماری خوشی کا دارومدار بلکہ ہماری جنس کا وجود اور قیام اس مسئلہ شادی پر منحصر ہے کوئی شخص اپنی تہذیب پر فخر نہیں کرسکتا ہے۔ جب تک کہ ان مسائل کو اطمینان بخش طریقہ سے طے نہ کرلے۔ اگر مسیحیت اپنے کو تہذیب و ترقی کا آلہ سمجھتی ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے عقائد کے رو سے ہمیں اصول بتلائے تاکہ موجودہ مشکلات کو حل کرسکیں۔ کیا عیسوی اخلاق میں کہیں عورت اور مرد کے حقوق اور فرائض کا ذکر ہے یا اسکے وکلا اسوقت تک کا انتظار کریں جب سخت مشکلات اور ضروریات کے بعد کوئی حل ذریعہ نکل نہ آئے۔ پھر اسکے نتائج کو یہ کہا جائے کہ یہ مسیحیت کا پھل ہیں۔ ایک معاملہ میں ایسا ہی ہوا ہے جو شادی سے مناسبت رکھتا ہے یعنی تعدد ازدواج۔ موجودہ [illegible] میں ہم اسی مرحلہ سے مضمون درج کریں گے لیکن اسوقت قدر اتنا کہنا کافی ہے۔

اسلام میں ایک شادی کرنا اصل زندگی ہے

قرآن میں ایک نکاح کرلے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ عائلی زندگی میں یہ احسن طریقہ ہے۔ متعدد ازدواج کا بھی حکم ہے لیکن خاص حالات میں مثلاً عورت بچہ پیدا کرانے کے قابل نہ ہو۔ اور شوہر کو اولاد کی ضرورت ہے۔ اسلام میں تعدد ازدواج کی خرابی کو روکنے کے لئے سخت قوانین ہیں اسلئے اسلامی ملکوں میں اسکا رواج بہت کم ہے۔ در اصل عمل میں عیسائی لوگ مسلمانوں سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ اچھا یہ مان لیا جائے کہ اسلامی بہبودی کے لئے ہر حالت میں صرف ایک ہی نکاح کیا جائے۔ جیسا کہ مغرب میں مدت تک یہ دستور تھا لیکن ایک عیسائی مشنری اسکو اپنے مذہبی اخلاق میں کس طرح بتلا سکتا ہے بائیبل تعداد ازدواج کی تاکید کرتی ہے۔ انبیا نسل انسانی کے بہترین نمونہ تھے اور اپنی قوم کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر وہ بھی تعداد ازدواج رکھتے تھے یہ رواج عیسائیوں کا خدا ہے۔ اس نے بھی چند نبیوں کو اجازت دی کہ اپنی بیبیوں کی تعداد میں اضافہ کریں۔ مسیحیت کے بانی کا نمونہ اور اسکی تعلیم اس مسئلہ پر بالکل خاموش اور کالعدم ہے اور صدیوں تک اس کا مذہب گرجے کے آباؤ اجداد کی سمجھ میں بھی نہ آیا۔ انہوں نے بھی تعدد ازدواج کے متعلق کچھ نہ کہا تھا کہ سترہویں صدی کے آخر تک پاک لوگ جو گرجے کے پادریوں سے کم نہ تھے ایک سے زیادہ بیبیوں کی صحبت سے متنفر نہیں ہوتے تھے۔ بادشاہ جسٹینین نے قانوناً ایک نکاح کو رائج کیا جس طرح اس کے بہت سے قانونی اصول دوسری یوروپین ریاستوں نے رائج کئے۔ اسی طرح نکاح کا قانون بھی رائج ہوگیا۔ اور عقد اولے کا رواج اب تک چلا آتا ہے۔

مسیحیت اور تہذیب کا اصولی اختلاف

گرجے کے وکلا ابتدائی تہذیب سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک مبصر کی نگاہ میں مغربی تہذیب اور مذہب ایک اصولی نقطہ پر اختلاف کرتے ہیں۔ اگر تہذیب انسان کو کسی چیز سے محروم رکھنا چاہتی ہے تو مذہب اسے عنایت کردیتا ہے۔ کیا ذاتی فیصلہ اور پوشیدہ یقین جو انسان کو عطا ہوجاتا ہے تو وہ اس کے تمام دماغی قوی کو جنبش نہیں دیتے اور اسے عقل کے ملک میں سیر کرنیکی اجازت نہیں دیتے۔ کیا صدیوں تک کلیسا نے امورات مذہبی کے متعلق ذاتی آرا کو متروک نہیں کردیا تھا۔ لیا ذاتی اعتماد کا اب تک انکار نہیں ہوتا۔ بہرحال تہذیب کیا چیز ہے۔ انسان اور خلقت کے استعداد اور قوی مضمرہ کا ارتقا۔ جب انسان تکمیل کرچکا تو وہ مہذب ہو گیا۔ اگر ذاتی فیصلہ سے وہ محروم کردیا جائے گا تو اس کے قوی کسطرح نشوونما پائینگے۔ ان اصولوں کی تخفیف کرو۔ جنسے کلیسا مذہب عیسوی [illegible] معدوم کرتی ہے۔ اور تمہیں معلوم ہوگا کہ اجلاس انسانی امداد کے لئے کچھ بھی نہیں ہے وہ انسان کو ایک ذلیل ذرہ سمجھتے ہیں جو تمام ہوشیاری سے پہلے بہرہ اور مطالبہ سے ناامید ہے۔ اگر کسی مذہبی تعلیم کا یہی نچوڑ ہے تو پھر سمجھنا مشکل ہوگا کہ اس مذہب کا انسانی ارتقا سے کیا تعلق ہے۔ ہماری آیندہ کی اشاعت میں یہ مسئلہ پھر زیر بحث ہوگا۔ اور اس موضوع کے اوپر اسلامی نقطہ خیال سے بحث ہوگی۔

(ماخوذ)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔

سید قدرت اللہ شاہ صاحب سنگاپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں سے واپسی پر آپ نے انجمن کا سارا کاروبار اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور رسالہ کی ادارت و سکرٹری شپ ہردو کام آپ کے سپرد ہیں۔ انجمن میں باقاعدہ درس کا سلسلہ جاری کردیا گیا ہے۔ اور برادر غلام سرور صاحب تین زبانوں میں ترجمہ کرکے سناتے ہیں۔ سامعین کی اچھی تعداد ہوجاتی ہے۔ انشاء اللہ بڑی کامیابی کی امید ہے۔

برادر خواجہ نظام الدین صاحب پانڈی حضرت بل ڈاکخانہ نسیم باغ سرینگر کشمیر لکھتے ہیں کہ ان کے ہاں نسیم، پشمینہ، الوان، شال وغیرہ پر ایمبرائیڈری کا کام نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ پنجاب دیس کے بیوپاری اگر ان کے ساتھ معاملہ کریں گے۔ تو انشاء اللہ کام عمدہ نفیس اور بارعایت ہوگا۔ ملاحظہ کے لئے نمونہ جات منگوالیں۔ امید ہے کہ ہمارے احباب میں سے جو دوست یہ کام کرتے ہوں وہ خواجہ صاحب سے خط و کتابت کریں گے۔ اور دوسرے بیوپاریوں میں بھی تحریک کریں گے۔

مکرم مولوی مصطفٰے خاں صاحب تین چار روز سے بخار میں مبتلا ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

دہلی میں جو کانگریس کا خاص اجلاس ہو رہا ہے۔ اس میں شدھی اور ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے حضرت امیر سے جماعت احمدیہ کا نمائندہ بھیجنے کی بذریعہ تار درخواست کی گئی ہے۔ ممکن ہے حضرت امیر خود اور دو ایک اور احباب وہاں جائیں۔

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

معرفت شیخ اللہ دین صاحب کمپوزیٹر بابت ۱۱ ستمبر ۱۹۲۳ء

نام	رقم
مولوی عبدالرحمٰن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	[illegible]
مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے " "	[illegible]
شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل "	[illegible]
مولوی عبدالعزیز صاحب " " " "	[illegible]
شیخ امیرالدین صاحب پنشنر " " "	[illegible]
" منظور الحق صاحب فارسٹر میونسپل کمیٹی	[illegible]
" اسلام الدین صاحب ریڈر مونوٹائپ پریس	[illegible]
مولوی اکبر علی صاحب کلرک میڈیکل برانچ	[illegible]
بابو امیر علی صاحب کلرک کمرشل ڈیپارٹمنٹ	[illegible]
" عبدالرزاق صاحب کلرک ڈی۔جی۔آئی۔ایم۔ایس	[illegible]
ماسٹر نور محمد صاحب کلرک " " " "	[illegible]
منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس	[illegible]
شیخ اللہ دین صاحب " " "	[illegible]
میزان کل	[illegible]
لعال قربانی مولوی عبدالعزیز صاحب لیٹی نزد مسجد شملہ	[illegible]

فتنہ ارتداد فنڈ

نام	رقم
مولوی عبداللہ صاحب خوشنویس آرمی پریس شملہ	[illegible]
جناب شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ شملہ	[illegible]
" مولوی عبدالرحمٰن صاحب " " " "	[illegible]
" مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے " " "	[illegible]
" شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل " "	[illegible]
" " اسلام الدین صاحب ریڈر مونوٹائپ پریس	[illegible]
" مولوی عبدالعزیز صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	[illegible]
" بابو امیر علی صاحب کمرشل ڈیپارٹمنٹ	[illegible]
" شیخ امیرالدین صاحب گورنمنٹ پنشنر	[illegible]
" ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی۔جی۔آئی۔ایم۔ایس	[illegible]
" بابو محمد برکت اللہ صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	[illegible]
" منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس	[illegible]
" شیخ اللہ دین صاحب " " "	[illegible]
میزان	[illegible]
میزان کل یعنی ہردو رقوم	[illegible]

فہرست چندہ جماعت لویریوالہ

نام چندہ دہندہ	مد	کل رقم چندہ
میاں رحیم بخش صاحب	عید فنڈ، متفرق	[illegible]
" نظام الدین صاحب ٹھیکیدار	عید فنڈ، فتنہ ارتداد فنڈ	[illegible]
منشی غلام نبی ولد نظام الدین	عید فنڈ	[illegible]
چودھری محمد خاں ولد سردار خاں صاحب	عید فنڈ	[illegible]
میاں ابراہیم صاحب	عید فنڈ	[illegible]
" کریم بخش صاحب	"	[illegible]
غلام حسن صاحب سابق سٹیشن ماسٹر	بقایا، عید فنڈ، قیمت کھال	[illegible]
" " اندرون خانہ	فتنہ ارتداد فنڈ	[illegible]
میاں کریم بخش صاحب	بقایا	[illegible]
" غلام حیدر صاحب	فتنہ ارتداد فنڈ	[illegible]
متفرق		[illegible]
میزان		[illegible]

فہرست چندہ جماعت امرتسر

معرفت بابو ثناء اللہ صاحب بابتماہ اگست ۲۸ء

بابو ثناء اللہ صاحب ہیڈ کلرک ڈاکخانہ حال بازار امرتسر ۔ ۸ روپیہ
رر فیض الرحمان رر رر ٹریژری کلرک امرتسر ۔ عہ
میزان ۔ ۱۴ روپیہ

چندہ ماہوار
بابا بغیر منجانب بابو فیض الرحمان صاحب ۔ ۸

تازہ خبریں

ہندوستان

ہندو مسلم لیڈروں کا اجلاس

دہلی - ۱۶ ستمبر - ہندو مسلم لیڈروں کے آج کے اجلاس میں جو دونوں قوموں میں اتحاد قائم کرنے کی غرض سے منعقد ہوا تھا - سب سے پہلے بابو بھگوانداس نے بہت سی تحریری تجاویز پڑھیں لیکن چونکہ ان کا اردو میں ترجمہ نہیں ہوا تھا اسلئے انہیں مسترد کر دیا گیا - اسکے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی نے ایک تحریری رزولیوشن پڑھا جسمیں ہندوؤں اور مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی گئی تھی - اتحاد کا بہترین خاکہ کھینچا گیا تھا - اور نہایت موثر زبان اختیار کی گئی تھی - سنا گیا ہے کہ پنڈت مالوی کا یہ رزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو گیا کہ ان رزولیوشنوں کو چھپوا کر لیڈر کانفرنس کے تمام ممبروں کو بھیج دینا چاہئے تاکہ وہ ان پر غور کر لیں اور بحث کر لیں بہت سی تجاویز پر کل اور آج بحث ہوتی رہی جس سے پتہ چلتا ہے کہ کامیابی کی امید ہے - ہندو سنگھٹن اور تحریک شدھی پر دلچسپ مباحثہ ہوا - اور پنڈت مالوی نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ہندوؤں نے آپ کی تقریروں کا غلط مطلب سمجھا -

عمر دراز بیگ اسسٹنٹ سکرٹری جمعیۃ العلماء ہند)

آل انڈیا نیشنل کانگریس کا اجلاس خصوصی

۲ بجکر ۱۵ منٹ پر مسٹر داس - مسز سروجنی نیڈو - پریذیڈنٹ مولانا محمد علی ڈاکٹر کچلو - موتی لال نہرو - پنڈال میں تشریف لائے - پنڈال قومی نعروں بعدہ تکبیر اور ست سری اکال سے گونج اٹھا - ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر ناگپور جھنڈے کے فاتح قومی گیت گاتے تشریف لائے - ان کے پیچھے پنڈت مدن موہن مالوی تشریف لائے تھے - زنانہ والنٹیر کور نے بندے ماترم کا قومی نغمہ خوش الحانی سے سنایا - ۲ بجکر ۴۰ منٹ پر ڈاکٹر انصاری پریذیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی کھڑے ہوئے تھے کہ وہ تمام مندوبین جو سٹیج سے دور تھے وہ بلا لحاظ حد بندی بڑھ آئے - اور اسی شور میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر شروع کی - ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد ۲ بجکر ۵۵ منٹ پر مولانا تشریف لائے - خاص نعرہ "قومی جھنڈے کی جے"

(۱) لالہ لاجپت رائے کا پیام سنایا گیا - لالہ صاحب کے علاوہ حسب ذیل حضرات کے پیامات بھی سنائے گئے -

(۲) راجہ گوپال آچاریہ (۳) ڈاکٹر پٹابی سیتا رامیہ (۴) حاجی جان محمد چھوٹانی (۵) بھرگری صاحب (۶) ستیہ مورتی - (۷) اچاریہ (۸) پرشوتم داس مظفرپور (۹) کستوری رنگا آئنگر (۱۰) شیشا گری آئنگر (۱۱) مسز اینی بیسنٹ (۱۲) چودہری سرلا دیوی (۱۳) جہانگیر پیٹل (۱۴) ایچ پی مودی (۱۵) سر ہیو اس شاستری (۱۶) سر سنکرن نائر کے علاوہ (۱۷) مسٹر سٹوکس - قومی نعروں کے درمیان مولانا ۳ بجے تشریف لائے ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر جلسہ ختم ہوا -

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ میں اپنے فرض اور ضروری فرض سے قاصر رہا - مجھے ان بہادروں کو مبارکباد دینا ہے جنہوں نے ایک اصول کے سوال پر ناگپور میں قومی عزت قائم رکھ لی - یہ ایسے وقت میں شروع ہوئی جب ہماری تحریک کا زوال تھا - مگر پھر بھی انہوں نے قومی ورد سے لاج رکھ لی ہمیں خود گویا تھا اور اس کو خوب غور سے ملاحظہ کیا تھا - جوش کے وقت پر ستعمال ہو جانا - ایسا عجب چیز نہیں جیسا کہ زوال کے وقت میں کام آنا -

ان بہادروں نے ہماری بجھی شمع پر تیل کے زور سے ہمارے دلوں کو جرأت دی - لہذا آپ سب مل کر ان کو مبارکباد دیں گے اور ان کی ہمت و فتح کو مبارک فال سمجھیں گے -

دیسی ریاستوں کی کانفرنس

سات بجے دیسی ریاستوں کی کانفرنس کا اسی پنڈال میں ہونیکا اعلان ہوا ہے ۹ بجے سبجکٹس کمیٹی ہوگی -

بنگال کے انتخابی جھگڑے کا خاتمہ

دہلی - ۱۵ ستمبر - بنگال کے نمائندوں کو کانگریس میں شمولیت کی اجازت دیدی گئی ہے - اس جھگڑے کا فیصلہ سی آر داس کے حق میں ہوا ہے -

کونسلوں میں جانیکی اجازت دیدی گئی

دہلی - ۱۵ ستمبر - مصالحت یقینی ہے - تجویز یہ ہے کہ کانگریس کا ایک محکمہ کونسل قائم کیا جائے جو کونسلوں کے لئے کام کرے - اس طرح داخلہ کی اجازت دی گئی ہے -

کانگریس میں قرارداد مفاہمت کی منظوری

دہلی - ۱۶ ستمبر - آج رات مجلس متعلقہ سبجکٹس کمیٹی نے قرارداد مفاہمت بہمت پاس کر دیا - اس قرارداد نے داخلہ کونسل کے لئے جو روک تھی اسکو مرتفع کر دیا - مرعوب کن اکثریت اس قرارداد پر چار گھنٹے تک بحث آرا رہی - گذشتہ چند دنوں میں ہر دو فریق کے لیڈر کسی ایک قرار پر متفق نہ ہوئے لیکن اجلاس خصوصی کے انعقاد سے پہلے جس نے آج بعد از دوپہر منعقد ہونا تھا - آخری کوشش کی گئی جس کا نتیجہ یہ ظہور پذیر ہوا کہ اکثر سوراجی جماعت اور مخالفین تبدل گروہ کے اکثر کارکنوں میں ایک عام سمجھوتا ہو گیا -

مولانا محمد علی نے مندرجہ ذیل تجویز پیش فرمائی -

" باوجودیکہ جلسہ عدم تعاون بلا تشدد کی اصولی طور پر مکرر تصدیق و توثیق کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس پر عمل جاری رہے - تاہم یہ کانگریس اعلان کرتی ہے کہ ایسے کانگریسی جنکا مذہب اور ضمیر ان کو داخلہ کونسل سے نہیں روکتا - انہیں اس امر کا مختار قرار دیتی ہے کہ وہ کونسلوں میں بطور امیدوار کے کھڑے ہوں - اور آئندہ انتخابات میں جو حق رائے دہندگی انہیں میسر ہے - اس سے استفادہ اٹھائیں - بنابریں یہ کانگریس داخلہ کونسل کے خلاف ہر قسم کے پروپاگنڈا کو ملتوی کرتی ہے - اس کے ساتھ کانگریس تمام کانگریس والوں کا فرض قرار دیتی ہے کہ وہ اپنے قائد اعظم مہاتما گاندھی کے نظام تعمیری کے چلانے اور کامیاب بنانے میں دگنی قوت سے کام لیں - اور متحدہ جانفشانی کو میں لا کر جلد سے جلد سوراج کے حاصل کرنے والے ہوں -

مولانا محمد علی نے اس قرارداد کو پیش کرتے ہوئے التجا کی کہ اسکو متفقہ طور پر تسلیم کر لیا جائے - آپ نے فرمایا کہ داخلہ کونسل کے متعلق ان کی مخالفت اور مہاتما گاندھی کے مقرر کردہ عدم تعاون کے پروگرام کے متعلق جو یقین اور اعتقاد ان کا پہلے تھا - اب بھی ویسا ہی ہے اور جانتے ہیں کہ یہ قرارداد ان کے قائد اعظم محبوس زندان یرودا کے ساتھ بغاوت کے مترادف ہے لیکن ملک کے ارفع ترین مقاصد کیلئے امن - یکجہتی اور اتفاق کے لئے آپ اس قرارداد کو قبول کرتے ہیں اس تجویز میں ان لوگوں کے لئے کافی گنجائش رکھ دی گئی ہے جو اپنے ضمیر فتوے اور حکم مذہب کی رو سے داخلہ کونسل کے مخالف ہیں -

دوسرے فریق کو آزادی عمل کی اجازت دینا چاہتے ہیں - روحانی قوت کے ذریعہ انہیں اس حقیقت کا علم ہوا ہے -

اگر مفاد وطن اسکے متقاضی ہوں تو وہ ناقابل مقاطعہ کی تبدیلی سے نہ بچکچائیں - اگرچہ انہیں یقین ہے کہ سوراجیہ والوں کو مایوس ہونا پڑے گا -

تاہم تعمیری پروگرام کی تکمیل و ترویج کے لئے پر امن کرہ کے پیدا کرنے اور افسردہ آگ میں بار دیگر شعلہ آفرینی کے لئے انہوں نے اس تجویز کی تحریک کی ہے -

اس قرارداد کی تائید پنڈت مالوی - مسٹر سی آر داس - ڈاکٹر کچلو مسٹر طیب جی مسز نائیڈو نے کی -

مسٹر پٹیل اور مسٹر جیچندر اپرشاد اگرچہ مفاہمت کے حق میں تھے تاہم اپنی قرارداد کی مخالفت کی -

مولانا آزاد سبحانی اور مسٹر شو پرشاد گپتا نے اس تجویز کی مخالفت کی -

کل ڈاکٹر کچلو صاحب یہ قرارداد فرمائینگے کہ ایک زبردست کمیٹی ایسے منتخب کی جائے کہ مفاہمت قائم کرنے کے لئے ایک وسیع الاثر کارروائی کو منظم کرے - اس کمیٹی میں ہر گروہ کے نمائندے شامل ہوں گے -

بعض ممبروں نے اپنے اس ارادہ سے اطلاع بخشی کہ کل کانگریس کے کھلے جلسہ میں وہ قرارداد مفاہمت میں ترامیم پیش کریں گے -

کانگریس کے اجلاس خصوصی کا افتتاح

دہلی - ۱۶ ستمبر کانگریس کا اجلاس خصوصی آغاز پذیر ہوا - دو جلسوں تک جلسوں کی کارروائی محدود رہی - سالانہ جلسوں کی نسبت پنڈال نہایت ہی چھوٹا تھا - پھر بھی پورے طور پر بھر پور نہ تھا - مندوبین کی تعداد دو ہزار اور حاضرین کی تین ہزار تھی - جو بیانات پڑھے گئے ان سے مترشح ہوا کہ جن اعتدال پسندوں کو شرکت اجلاس کی دعوت دی گئی تھی - انہوں نے حاضر ہونے سے معذوری ظاہر کی - مسٹر شاستری بوجہ علالت اور مسز بیسنٹ بوجہ اصولی اختلافات کے تشریف فرما نہ ہوئیں - مسٹر شیشا گری نے بذریعہ تار پیام ارسال کیا کہ کانگریس کی باہمی چپقلش سے دفتری حکومت کی پوری استحکام پیدا ہو گیا ہے اور ملک کو بجدہ طریق پر نقصانات کا سامنا ہوا ہے - جتنے کانگریسی لیڈر تشریف آوری سے قاصر رہے - سب کے بیانات میں سب سے نمایاں بات یہ تھی کہ ہندو مسلم اتفاق کو قائم کیا جائے - مسٹر وی جارنگا داچار نے کانگریس کو اس امر پر ابھارا کہ وہ مسلک گاندھی پر قائم رہے - لالہ لاجپت رائے نے ہندو مسلم اتفاق پر زور دیا - سر سنکرن نائر نے ہمدردی کا پیام بھیجا - مسٹر بھرگری نے کہا کچھ بھی ہو اتفاق کا حصول ضرور ہو آپ نے خاص کر اس امر پر زور دیا کہ جانبین مذہبی کارروائیوں سے دست بردار ہو جائیں -

جب مولانا ابوالکلام اپنا خطبہ پڑھ رہے تھے انہوں نے تصریح فرمائی کہ علماء داخلہ کونسل کے خلاف فتوے کی فرضیت پر مصر نہیں ہوں گے مولانا محمد علی نے مزاحمت کرتے ہوئے استفسار فرمایا کہ کیا صدر صاحب کو یقین ہے کہ علما معترض نہیں ہوں گے - مولانا نے جواب دیا کہ جہاں تک قانون شریعت کا انہوں نے مطالعہ کیا ہے - فتوے داخلہ کونسل کے راستہ میں روک نہیں ہے -

ڈاکٹر انصاری اور مولانا ابوالکلام نے اپنے خطبوں میں ناگپور ستیاگرہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا - لیکن تقاریر میں ہر دو صاحبان نے ناگپور کی ستیاگرہیوں کی تعریف و توصیف کی اور ان کی شاندار خدمات کے لئے خراج تحسین پیش کیا اور اسکو تسلیم کیا کہ ستیاگرہیوں نے مقاومت مجہول کی طاقت کو ثابت کر دکھایا ہے -

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۱۰ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

اسلام میں نجات

ذیل کا مضمون حضرت امیر ایدہ اللہ نے آریہ سماج شملہ کے جلسہ میں پڑھے جانے کے لئے لکھا ہے جس خوبی اور جامعیت کے ساتھ حضرت ممدوح نے مسئلہ نجات کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلعم کو حقیقی نجات دہندہ ثابت کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ امید ہے ہمارے احباب اسے خاص دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے،

نجات کے لغوی معنے

زبان عربی میں نجوۃ بلند زمین کو کہتے ہیں، اور نجار کے معنے کسی چیز سے الگ ہو جانا ہے، اور اہل لغت کے نزدیک نجات کے معنے جو اسی مادہ سے ہے، ہلاکت سے بلند ہو جانا ہیں، یعنی گناہ سے جو ہلاکت پیدا کرتا ہے، بلند ہو جانا یا اس سے بالکل الگ ہو جانا یا مخلصی پالینا، قرآن کریم میں اس لفظ یا اس کے مشتقات کا استعمال ہر قسم کے دکھوں اور تکلیف سے مخلصی پا لینے پر ہوا ہے،

اسلام میں نجات کا مفہوم

پس اسلام کا اصلی مفہوم اسلام میں گناہ سے یا ان دکھوں سے مخلصی پانا ہے جو گناہ کے لازمی نتائج ہیں، اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی اس زندگی میں گناہ سے نجات حاصل کر لیتا ہے، وہ گناہ کے نتائج یعنی ان دکھوں سے بھی مخلصی پا جاتا ہے، جو اس زندگی میں یا بعد موت پیش آنے والے ہیں، پس اسلام میں نجات کسی فرضی حالت کا نام نہیں، جو بعد موت انسان کو پیش آنے والی ہے، بلکہ حقیقی طور پر نجات اسی کا نام ہے کہ انسان اس زندگی میں گناہ سے مخلصی حاصل کرلے قرآن کریم نے اس حقیقت کو کھول کر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنی جو شخص اپنے آپ کو بکلی اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار بنا دیتا ہے، اور مخلوق خدا کے ساتھ نیکی کرنا اپنا طریق عمل بناتا ہے، تو اس کے لئے اللہ کے ہاں اس کا اجر ہے، اور ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں، نہ انہیں کوئی غم ہوگا یہاں نجات کے لئے پہلی شرط یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا بکلی فرمانبردار بنا دے، یعنی اس کی رضا کے خلاف نہ چلے، اور جو احکام اس نے دیئے ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کرے اور یہی گناہ سے مخلصی حاصل کرنا ہے،

نجات اس دنیا سے شروع ہوتی ہے

اور اس بات سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے کہ بہشت اور دوزخ دونوں اس دنیا کی زندگی میں پیدا ہوتے ہیں کہیں فرماتا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان جس شخص کے اعمال ایسے دل سے پیدا ہوتے ہیں، جو اللہ تعالےٰ کے حضور جوابدہی کا خوف بھی رکھتا ہے اس کے لئے دو بہشت ہیں، یعنی ایک بہشت اس دنیا کی زندگی میں اور ایک آخرت میں، اور کہیں فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی جو اس دنیا میں اندھا رہا وہی آخرت میں بھی اندھا رہے گا، اور یہی حقائق روحانی سے اندھا رہنا اور ظلمتوں اور دکھوں میں رہنا ہی دوزخ ہے، اور کہیں فرماتا ہے، یا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی سو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا، اور چونکہ نفس مطمئن کی حالت اسی دنیا کی زندگی میں پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ جنت کا وعدہ بھی اسی دنیا کے لئے ہے اور کہیں فرماتا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ دوزخ وہ آگ ہے جو دلوں سے بھڑک اٹھتی ہے گویا اس کی ابتدا اسی دنیا میں ہو جاتی ہے، پس نجات اگر کوئی شئے ہے تو وہ اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے، اور جس کو یہاں نجات نہیں ملتی، اس کے لئے آخرت میں بھی نجات نہیں،

نجات ایمان اور اعمال صالحہ ہر دو سے وابستہ ہے

دوسری بات مسئلہ نجات میں یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اسلام نجات کو نہ خالی ایمان سے وابستہ کرتا ہے نہ خالی اعمال سے بلکہ دونوں کو نجات کے لئے ضروری قرار دیتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں بار بار یہ لفظ آتے ہیں، الذین آمنوا وعملوا الصالحات جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں، من آمن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا اور اچھے عمل کرتا ہے، ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت انسان خسارہ میں ہے سوائے اس کے جو ایمان لاتا اور اچھے اعمال کرتا ہے، گویا نجات انہی کے لئے ہے جو ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ بغیر ایمان اور عمل صالح کو اکٹھا کرنے کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی،

ایمان اور اعمال صالحہ کی تعریف

ایمان یہ ہے کہ اصول صحیحہ کو قبول کر لیا جائے، اور عمل صالح یہ ہے کہ ان اصول صحیحہ کے مطابق کام کیا جائے، جو شخص ایمان نہیں لاتا وہ سرے سے ان اصول کو ہی رد کر دیتا ہے، اور جو شخص ایمان لا کر اپنے اعمال اس کے مطابق نہیں بناتا، وہ بھی ان اصول کو عملاً رد ہی کرتا ہے، قرآن کریم نے ایمان کو نور کے ساتھ تشبیہ دی ہے یوم تری المومنین والمومنات یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم ایمان فی الحقیقت ایک روشنی ہے جس شخص کے ہاتھ میں روشنی نہیں، وہ جب چلنے لگتا ہے تو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن روشنی ہونے ہوئے بھی جب تک انسان چلتا نہیں، وہ اس روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی آیۃ قرآن کریم نے اگر ایک طرف ایمان پر زور دیا ہے تو دوسری طرف اعمال صالحہ کو ایمان سے کم اہمیت نہیں دی، ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ایمان پہلے ہے اور اعمال پیچھے ہیں،

اسلام نے دنیا کو کس طرح نجات دلائی؟

اس مختصر مضمون میں مسئلہ نجات کے تمام پہلوؤں پر بحث کا اور جو کچھ قرآن کریم نے دوسرے مذاہب میں نجات کے متعلق بیان کیا ہے اسے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اس مختصر تمہید کے بعد اب میں اس بات کی طرف آتا ہوں کہ آیا اسلام نے دنیا کو وہ نجات دی جس کا وہ دعوے کرتا ہے، اور آیا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعات کے رنگ میں دنیا کے نجات دہندہ ثابت ہوتے ہیں، مذہب کی غرض صرف اس قدر نہیں، کہ چند اچھے اصول بیان کر دے، بلکہ ان اچھے اصول پر عمل کی طاقت پیدا کرنا بھی مذہب کے اغراض مسلمہ میں سے ہے، مذہب کی بنیاد دو چیزوں پر ہے ایک کتاب پر جو اعلےٰ درجہ کے اصول بیان کرتی ہے، دوسرے حامل کتاب یعنی پیغمبر پر جو اپنی قوت قدسی سے ان اصولوں پر عمل کرنے کی طاقت اپنے پیرؤوں میں پیدا کرتا ہے [illegible] کہ اسلام میں نجات صرف آئندہ زندگی کی کسی حالت کا نام نہیں، بلکہ اسی دنیا کی زندگی میں گناہ سے مخلصی حاصل کرنے کا نام نجات ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا اسلام نے اس دنیا کی زندگی میں نجات دلائی! جو مذہب نجات دلانے کا وعدہ کرتا ہے، اور اس وعدہ کا ایفا اس دنیا کی زندگی میں نہیں کرتا اس کا دعوے بلا ثبوت ہے، اس بات کو دیکھنے کے لئے کہ کیا اسلام نے وعدہ نجات کا ایفا اسی دنیا میں کر کے دکھایا کیا اسلام نے دنیا کو گناہ اور ظلمت سے چھڑایا اور کیا اس نے انسانوں کو گناہ کی غلامی سے چھڑایا۔ اور جن سینوں میں ظلمت بھری ہوئی تھی، انہیں نور سے معمور کیا، اس کو دیکھنے کے لئے ہمیں تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے،

بقیہ بر صفحہ ۴ کالم ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ مورخہ ۹ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ نمبر ۹

شدھی اور سنگھٹن کانگریس میں

دہلی میں آجکل کانگریس کا جو اجلاس خصوصی منعقد ہو رہا ہے اس میں سب سے زیادہ اہم اور نازک ترین مسئلہ ہندو مسلمانوں کی موجودہ کشیدگیوں کو دور کرنے کے متعلق تھا، اور ہمیں اور ہر بہی خواہ ملک کو خوش ہونا چاہیئے، کہ آخر کار وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گذشتہ چار پانچ سالوں سے ملک کی باگ ڈور چلی آتی ہے، ملک کو موجودہ ناخوشگوار حالات سے باہر نکالنے اور پھر اسی رابطہ اتحاد کو پیدا کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں جس کے خواب آج سے دو سال قبل دیکھے جاتے تھے،

مولینا ابوالکلام صاحب آزاد نے جو کانگریس کے اسی اجلاس خصوصی کے صدر تھے، اپنے خطبہ صدارت میں ملک کی موجودہ حالت اور اس کے اسباب اور اصلاح کی صورتوں پر وضاحت سے روشنی ڈالی ہے، آپ نے حامیان شدھی اور سنگھٹن کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا، کہ آج سے چند سال پیشتر مسلمان شرکت کانگریس کے مخالف اور اپنی الگ تنظیم کے قائل تھے، اس وقت سب سے پہلے میں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی، اور مسلمانوں نے میری مخالفت کی، مگر جب میں رانچی میں نظر بند تھا، تو میں نے سنا کہ مسلمان جوق درجوق کانگریس میں جا رہے ہیں، مسلمانوں کی جو حالت اس وقت تھی، وہی اس وقت حامیان سنگھٹن کی ہے، حالانکہ مسلمانوں کو اس بات کا ڈر تھا، کہ وہ تعداد میں ہندوؤں سے کم ہیں، لیکن حامیان سنگھٹن کی دماغی حالت عجیب ہے کہ وہ ان لوگوں کو برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں، جن کی تعداد مسلمانوں سے چار گنا زیادہ ہے،

اس کے ساتھ ہی آپ نے اس عجیب وغریب منطق کا بھی جواب دیا، جو حامیان سنگھٹن کی طرف سے بیان کی جاتی ہے، کہ چونکہ فلاں جگہ ہندوؤں کو مسلمانوں کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے، اس لئے انہیں اپنا سنگھٹن کرنا چاہیئے، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ طریق استدلال درست ہو تو ہندوستان کی ہر قوم اسی طرح سے اپنے نقصانات کی ایک فہرست تیار کر کے سنگھٹن کا اعلان کر سکتی ہے،

اس کے علاوہ مولانا نے ان فسادات کے جو ہندو مسلمانوں میں آئے دن ہوتے ہیں انسداد کا ایک طریقہ بھی بتایا کہ "اگر ایک جگہ فساد ہو، تو ملک کے دیگر طبقات اس کی وجہ سے فریقانہ جذبہ پیدا نہ کریں جس کی زیادتی ہو، اسے ملامت کی جائے، جس پر ظلم ہوا ہو اس سے ہمدردی کی جائے، یہ علاج نہیں ہے کہ ایک مقامی معاملے کو طول دیکر اور تمام ملک اور فرقے کا مسئلہ بنا کر کسی ایک فریق کو مقابلہ کی دعوت دی جائے، پھر دوسرا فریق بھی نئی نئی طیاریاں کرے، اور اس طرح ختم نہ ہونے والی جنگ قائم ہو جائے۔"

یہ خیالات بے شک بہت قابل قدر لائق تحسین ہیں، لیکن آیا عملی طور پر اس قسم کے طریق عمل سے کوئی فائدہ مترتب ہو سکتا ہے۔ آیا مالابار کے فسادات پر، ملتان کے خونریز ہنگاموں پر مسلمان لیڈروں نے جس وقت مسلمانوں کو ہدف ملامت ٹھہرایا، تو کیا مظلوم مسلمانوں کے ساتھ بھی کوئی اظہار ہمدردی کیا گیا؟ اس وقت تو فسادات کی تمام ذمہ داری صرف مسلمانوں ہی کے سر منڈھ دی گئی، لیکن کیا اس کی ایک بھی مثال مل سکتی ہے، کہ ہندو لیڈروں نے بھی کسی وقت اپنی قوم کو ان کی شرر انگیزیوں پر ملامت کی ہو، اور مسلمانوں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ جاری رکھا ہو، اجمیر، میرٹھ، سہارنپور اور پلول کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، کانگریس نے ان فسادات کی تحقیق کرنے کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی ہے تاکہ جس قوم پر اصل ذمہ واری عائد ہوتی ہو، اس کو ملامت کی جائے اور دوسری سے اظہار ہمدردی، لیکن جو حالات و واقعات اس وقت تک شائع ہو چکے ہیں، ان کی موجودگی میں کون فریق ہے جس نے اپنی ہی قوم کو ملزم ٹھیرایا ہے؟ ہر ایک فریق دوسرے پر ہی الزام عائد کرتا ہے اور بالخصوص ہندو اخبارات کا تو کوئی دن خالی نہیں جاتا، جب وہ مسلمانوں پر کشت وخون اور ظلم وستم کے الزامات عاید نہ کریں، اس سے پایا جاتا ہے کہ فریقانہ جذبات سے کسی قوم کا الگ ہونا اور بالخصوص عوام الناس کا کہ وہی ان فسادات میں زیادہ تر شریک ہوتے ہیں، بہت ہی مشکل اور کم از کم ہندو مسلمانوں کے حالات میں قریباً ناممکن ہے،

مولانا نے اسکے ساتھ ہی ہندوؤں سے یہ بھی استدعا کی، کہ "شدھی اور سنگھٹن" اگر بند نہیں ہو سکتیں، تو کم از کم انہیں ملتوی کر دیں، کیونکہ اگر وہ ایسا کریں گے، تو صرف ہندوستان ہی کی نہیں، عالم انسانیت کی بہت بڑی خدمت انجام دیں گے۔

فی الحقیقت اگر غور کر کے دیکھا جائے تو شدھی اور سنگھٹن کی تحریکات ہی موجودہ کشیدگیوں کا اصل موجب ہیں، اور فسادات کو بند کرنے کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے، تو وہ انہی تحریکات کا التوا بلکہ ہمیشہ کے لئے بند ہونا ہے، ہمارے پاس ہندو برادران وطن کو اس سے روکنے کی کوئی وجہ نہیں، کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے مذہب کی تبلیغ کریں اگرچہ ان کا مذہب انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا، لیکن یہ تبلیغ صرف اسی حد تک محدود ہونی چاہیئے، کہ خالص اپنے مذہبی معتقدات کی تلقین کی جائے، ان کی خوبیوں کو واضح کیا جائے، دوسروں پر ناجائز حملوں اور جبر اور سب سے بڑھ کر مذہبی اغراض کے لئے نہیں بلکہ پولٹیکل اغراض کی بنا پر اپنی تعداد کو بڑھانے کا طریق جو حامیان شدھی نے اختیار کر رکھا ہے، کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا، ایسا ہی کسی قوم کا اپنے افراد کی جسمانی طاقت کو بڑھانے کی کوشش کرنا چنداں قابل اعتراض بات نہیں، لیکن اس کی تہ میں مسلمانوں کی مخالفت اور ان پر اس جسمانی طاقت کے استعمال کی اغراض پوشیدہ ہونا کوئی مستحسن امر نہیں،

میثاق قومی کی تجویز اور حضرت مسیح موعود

لیکن محض شدھی اور سنگھٹن کا التوا بھی چنداں کارگر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ ملک میں وہ روادارانہ جذبات نہ پیدا ہوں، جن کی وجہ سے دونوں اقوام کے افراد ایک دوسرے کے مذہب، ایک دوسرے کے معتقدات وجذبات اور بزرگوں اور نبیوں کی پورے طور پر عزت وتکریم کرنا اپنا ضروری فرض سمجھیں، مولانا نے سچ فرمایا کہ "جس حالت میں ایک طرف سے ملیچھ اور دوسری طرف کافر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی، رواداری اور اتحاد سے ملک کا انتظام کیونکر چل سکتا ہے؟" یہ سچ ہے کہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کرنا الگ اس سے کہ شرعاً ہم انہیں کیا سمجھتے ہیں قطعاً اتحاد اور رواداری کو پیدا کرنے والا نہیں، اور اسی لئے آج سے پندرہ سال پیشتر خدا کے ایک مامور حضرت مسیح موعودؑ نے ہندو مسلمانوں کے افتراق کی وجوہات میں محض ان کے مذہبی عناد اور تعصب ہی کا ذکر کیا ہے، آپ نے اپنے آخری ایام زندگی میں جو "پیغام صلح" ہندو برادران وطن کو دیا، اس میں اس بات کی ضرورت بتائی ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے متعلق روادارانہ جذبات پیدا ہونے چاہئیں، جن کا یہ نتیجہ ہو کہ ایک دوسرے کے نبیوں اور پیشواؤں کو عزت وعظمت سے یاد کیا جائے، بلکہ جس طرح سے مسلمان ہندوؤں کے بزرگ رشیوں اور جناب رامچندر اور کرشن جی مہاراج کو خدا کے برگزیدہ نبی تسلیم کرتے ہیں، ہندو بھی حضرت نبی کریم صلعم کو خدا کا سچا نبی مان لیں، اس سے وہ مسلمان نہیں ہو جائیں گے، وہ ہندو رہ کر بھی آنحضرت صلعم کی صداقت پر ایمان لا سکتے ہیں، جیسا کہ یورپ میں بعض لوگ ایسے ہوئے ہیں، جو عیسائی ہونے کے باوجود آنحضرت صلعم کی صداقت کے قائل تھے، یہ ایک ذریعہ ہے جس سے لازماً ایک دوسرے کے واجب التعظیم بزرگوں اور ان کے معتقدات وخیالات کے متعلق عزت ومحبت کے جذبات پیدا ہوں گے، اور اسی کا لازمی نتیجہ اتحاد ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے اسی کو عمل میں لانے کے لئے ایک عہد نامہ کی بھی تجویز کی تھی، جس پر ہر دو فریق کے افراد کے دستخط ہوں، اور وہ اس بات کی ذمہ داری لیں، کہ ایک دوسرے کے نبیوں اور پیشواؤں کی عزت وعظمت کو ملحوظ رکھیں گے اور اگر کوئی فریق ایسا نہ کرے، تو ایک بڑی رقم جس کی تعداد تین لاکھ روپیہ سے کم نہ ہوگی دوسرے فریق کو بطور تاوان دے گا،

اس وقت تو حضرت مسیح موعودؑ کی اس آواز پر کسی نے کان نہ دھرا، لیکن آج کانگریس کے پلیٹ فارم سے مولینا ابوالکلام آزاد اسی رواداری کی استدعا کرتے اور ایک میثاق قومی کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ خدا کرے یہ میثاق قومی جس کے لئے ایک سب کمیٹی بھی مرتب ہو چکی ہے ان صحیح اصولوں اور شرائط پر مبنی ہو، جو حقیقی اتحاد کی طرف لے جانے والی ہوں، ورنہ اگر محض گذشتہ سالوں کی طرح خیالی اتحاد پر زور دیا گیا، اور ہر دو فریق کے مذہبی جذبات اور ان کے نتائج کو ملحوظ نہ رکھا گیا، تو یہ ایک بے نتیجہ اور بے کار بات ہوگی، محض گاؤکشی کی بندش جس پر گذشتہ سالوں میں زور رہا ہے، اتحاد کا ذریعہ نہیں، مسلمان بے شک اپنے ہندو بھائیوں کی خاطر اس جواز کو ترک کر سکتے ہیں لیکن اصل بات جو انشقاق کا موجب ہے، وہ ایک دوسرے کے معتقدات اور بزرگوں اور نبیوں کی توہین ہے، جو ہندوؤں اور بالخصوص آریوں کا روزانہ شعار ہے، پس مسلمانوں کی صلح اگر ان لوگوں سے ہو سکتی ہے۔ تو محض اسی بنا پر کہ وہ ہمارے بزرگوں اور حضرت نبی کریم صلعم کو عزت وعظمت کے ساتھ یاد کریں، اور کسی طرح بھی ان کے متعلق کوئی ناشائستہ کلمہ ان کے زبان وقلم سے نہ نکلے،

ہم اس بات کے قطعاً مخالف ہیں کہ مسلمان تبلیغ اسلام کو کسی قوم سے رشتہ اتحاد جوڑنے کے لئے چھوڑ دیں، تبلیغ اسلام ہی حقیقت میں ان کی زندگی کا اصل مقصد ومنشا ہے، اس لئے اس کو چھوڑنا گویا اسلام کے ایک اہم ترین فریضہ اور اپنی زندگی کی غرض وغایت سے منہ موڑنا ہے، لیکن اس تبلیغ میں ضروری نہیں، کہ ہندوؤں کے بزرگوں، رشیوں، منیوں پر ہم آوازے کسیں، ان کو برا بھلا کہیں، اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کر کے بھی دوسرے کو اسلام میں لایا جا سکتا ہے، اور اگر دوسرے مذہب کی کمزوریاں جتانا مقصود ہوں تو نہایت مہذب اور شائستہ رنگ میں جس سے کسی کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچے، ان کو ظاہر کیا جا سکتا ہے، یہی طریق ... ہم سمجھتے ہیں کہ باہمی تبادلہ خیالات اور مباحثات میں بھی ہونا چاہیئے، اور کسی قسم کے غیر روادارانہ جذبات کو درمیان میں نہ آنے دینا چاہیئے، لیکن ان باتوں کو عملی صورت اگر دی جا سکتی ہے، تو اسی میثاق قومی کے ذریعہ سے، جس کی تجویز حضرت مسیح موعودؑ نے کی، اور جس کا اعادہ اب پھر مولینا ابوالکلام آزاد نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ

> "ہمیں بلا تاخیر ایک قومی میثاق تیار کرنا چاہیئے، جو نہ صرف ہمارے قومی نصب العین ہی کی وضاحت کرے، بلکہ ملک کی مختلف اقوام کے آئندہ تعلقات کے متعلق بھی فیصلہ کرے اور آئندہ کے لئے مصائب کے دروازہ کو بالکل بند کر دے۔"

خدا کرے اس میثاق کے تیار کرنے والوں کو حقیقی راہ اتحاد سمجھ آ جائے، اور وہ روح ان کے اندر کام کرے، جو حضرت مسیح موعودؑ نے "پیغام صلح" کے ذریعہ سے پیدا کرنی چاہی تھی،

غیر از جماعت کو لڑکی نکاح میں دینا

"پیغام صلح" کی بعض سابقہ اشاعتوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے جو سلسلہ مضامین "احباب سلسلہ سے چند باتیں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے، ان میں یکم ستمبر کے پرچہ میں آپ نے قوم میں باہم محبت والفت کے تعلقات پر زور دیتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ :۔

> "ہماری قوم میں محبت اور اخوت کے تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے چاہا تھا، کہ باہم رشتہ داری کے تعلقات حتی الوسع جماعت کے اندر رہوں، اس بات کو کم فہمی سے بعض لوگوں نے یوں تعبیر کر لیا، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے احمدی کا غیر احمدی کو لڑکی نکاح میں دینا حرام کر دیا ہے۔"

ان آخری فقرات پر الفضل نے اپنی ۱۴ ستمبر کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھا ہے، اور ہمیں خوشی ہے کہ آخر کار ہمارے قادیانی معصر

کو بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کی جرأت ہوئی ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ اپنی قدیم عادت کے مطابق حضرت مسیح موعود کے کلام اور عبارات میں ہیر پھیر اور ان سے غلط استدلال کے طریق کو چھوڑا نہیں، باوجودیکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود میاں محمود احمد صاحب کی سالی اور خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی کا نکاح ایک غیر از جماعت کے ساتھ کرنے کی اجازت دی مولینا مولوی نور الدین صاحب نے قادیان میں نکاح پڑھایا، اور خود میاں صاحب برات میں شامل ہوئے، پھر باوجودیکہ خود میاں صاحب کے مریدین میں بہت سے ایسے ہیں، (مثلاً میاں شمس الدین صاحب تاجر چرم) جنہوں نے غیر از جماعت مسلمانوں کے نکاح میں لڑکیاں دی ہیں، اور ان کا علم میاں صاحب کو ہم خود رجسٹری شدہ خطوط کے ذریعہ سے دے چکے ہیں، لیکن انہوں نے اس پر ٹس سے مس نہیں کی، جو گویا اس بات کی فعلی شہادت ہے، کہ میاں صاحب کے نزدیک بھی حضرت مسیح موعود احمدی کی لڑکی غیر از جماعت کے نکاح میں دینا حرام نہ سمجھتے تھے، لیکن پھر بھی الفضل کو اس پر اصرار ہے، اور اس نے اپنی تائید میں الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء سے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک ڈائری نقل کی ہے کہ:۔

”غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے، کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے، بلکہ اس میں فائدہ ہے، کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے، اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیئے، اگر ملے تو بے شک لو، لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے“،

الفضل کے ان پیشکردہ الفاظ پر ہمارے ایک نامہ نگار نے خوب وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اور بتایا ہے کہ اول تو یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر ہے، جو سیر کو جاتے ہوئے آپ نے فرمائی، اور اڈیٹر نے بعد میں اس کو قلمبند کیا، اس لئے اس کو اعتبار و اعتماد کا وہ درجہ حاصل نہیں، جو آپ کی تحریرات کو ہے، اور آپ کی تحریرات بالخصوص اس اشتہار میں جس میں جماعت کی باہم رشتہ داریوں پر آپ نے زور دیا ہے، ایک بھی لفظ ایسا نہیں، جس سے غیر احمدی کو لڑکی دینا حرام ثابت ہو، لیکن اگر اس تقریر پر اعتماد بھی کیا جائے تو بھی اس کے اگلے الفاظ جن کو الفضل نے اپنا مطلب فوت ہوتے دیکھ کر حذف کر دیا ہے، اس مفہوم کے جو اس سے نکالا گیا ہے صریحاً مخالف ہیں، جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

”وہ بعض لوگ جو یکدم ایمان نہیں داخل ہیں اور بعض مخفی در مخفی معقول وجوہات کے باعث وہ اپنے ایمان کا اظہار ابھی نہیں کرسکتے، اور وہ ایسے نہیں ہیں کہ لا الیٰ ھؤلاء و لا الیٰ ھؤلاء بلکہ انہوں نے تمہارے پاس اپنے ایمان اور صدق خلوص کا اظہار کر دیا ہے، تو وہ لوگ معذور ہیں، اور بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں، کہ وہ مکفرین میں داخل نہیں ہیں، ان کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کا اشتہار دے دیں، کہ وہ ہمارے مکفرین میں سے نہیں ہیں“،

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے الفضل کے پیش کردہ الفاظ میں جن لوگوں کو لڑکی دینے سے منع کیا ہے، وہ محض مکفر اور مکذب مسلمان ہیں، تمام غیر از جماعت لوگوں کو جو آپ کی تصدیق کرتے یا آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، لڑکی دینا حرام قرار نہیں دیا،

امید ہے کہ ان صاف اور کھلے الفاظ کی روشنی میں آئندہ ایسا غلط نتیجہ پیدا کرنے کی بے فائدہ کوشش نہ کی جائے گی،

واہ رے عیسائیت

اگر صرف نفس عیسائیت کو ہی اس کی اشاعت کا ذمہ دار ٹھیرایا جائے، تو آج بہت کم لوگ مسیحیت کے نام لیوا نظر آتے لیکن یہ محض طریق اشاعت ہے، جس کے بل بوتے پر اس ناقابل اتباع دین کو اس قدر فروغ حاصل ہو رہا ہے، عیسائی مشنری صرف جائز طریق اشاعت پر ہی اکتفا نہیں کرتے، بلکہ تمام بنی نوع انسان کو ہڑپ کر لینے کی فکر میں ناجائز طریقے استعمال کر لینے میں بھی دریغ نہیں کرتے، یہ ایک کھلی حقیقت ہے، کہ مشنری عورتیں ہندو مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو جاتی ہیں، اور عیارانہ انداز میں مختلف اسلوب پر لڑکیوں کو تعلیم و تربیت دینے کی آڑ میں انہیں پھسلانے لگ جاتی ہیں، حتیٰ کہ موقع پاکر معصوم ہستیوں کو حلقۂ عیسائیت میں داخل کر لیتی ہیں، اکثر حالتوں میں انہیں گھر ڈال لیتی ہیں، حتیٰ کہ راز فاش ہونے کی صورت میں لڑکیوں کے والدین اور سرپرستوں کے خلاف اس امر کے دعاوی دائر کر دیئے جاتے ہیں، کہ فلاں لوگ ہماری ہم مذہب ”بہنوں“ کو حوالہ کرنے سے گریز کرتے ہیں ”والدین“ اور ”سرپرستوں“ کی حالت ایسی صورت میں ”یک انقصان و دیگر شماتت ہمسایہ“ کی مصداق بن جاتی ہے، آغاز میں تو بھولے بھالے والدین عیسائی لیڈی کو اپنی لڑکیوں کی استانی گردانتے ہیں، لیکن جب بھانڈا پھوٹتا ہے، تو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں، گذشتہ دنوں مدراس کے ”زنانہ مشن“ کی مشنری عورت رات کے عین نصف میں ایک ہندو لڑکی کو سوتے میں بھگا کر لے گئی، اس قسم کے بیسیوں واقعات اسی ہندوستان کے ہندو اور مسلمان گھروں میں اس وقت تک رونما ہو چکے ہیں، مگر ہم میں سے بعض کو ابھی تک اپنی غلطی کا کما حقہ احساس نہیں ہوا، جہاں ہم اپنے ہموطنوں سے تنگدلی کہتے ہیں، وہاں ہم ”تہذیب اخلاق“ کے علمبردار عیسائیوں سے اتنا پوچھتے ہیں، کہ اس قسم کی ناجائز اشاعتی کوششوں سے وہ مسیح کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا نہیں لگا رہے؟

خواب میں آلیا

کانگریس کے اجلاس خاص منعقدہ دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کو قائم رکھنے کی تائید میں لیڈران قوم میں بہت کچھ گفت و شنید ہوئی ہے، اس امر پر بہت غور و خوض کیا گیا، کہ قیام اتحاد کے لئے شدھی کی روک تھام کی سخت ضرورت ہے، جس پر ہمارے برادران وطن بہت چیں بجبیں ہو رہے ہیں، ہمارے ہندو معاصرین کے غصہ کی تو انتہا نہیں رہی، وہ یہ کہتے ہیں کہ شدھی ہمارا مذہبی معاملہ ہے۔ کانگریس کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ہمارے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرے، شدھی اور سنگھٹن ہماری جان ہیں، ہماری زندگی ان دو چیزوں کے بغیر اپنے حقوق کی محافظت کے لئے غیر محفوظ ہے۔ کچھ ہو مگر ہم شدھی اور سنگھٹن کو چھوڑ نہیں سکتے، ہم برادران وطن اور ان کے ترجمان اخباروں سے اتنا پوچھتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کی تحریک کی ابتداء میں، یا کانگریس خلافت کی باہمی مفاہمت کے آغاز میں یا اس سے پیشتر یا بعد میں شدھی اور سنگھٹن کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی، کیا آج جس چیز کو موجب زندگی ٹھیرایا جا رہا ہے، اس سے پہلے وہ کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ جہاں آج شدھی کو ایک مذہبی فریضہ گردانا جا رہا ہے، آج سے پہلے اس کا نام تک نہیں سنا جاتا تھا، حقیقت یہ ہے، کہ ہندو مسلم اتحاد کی ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر مسلمان نشۂ غفلت میں سرشار ہو گئے، اور برادران وطن کی حسن نیت پر اعتبار کر لیا، ادھر سوامی جی جو اتحاد قائم کرنے والی جماعت یعنی کانگریس کے برگزیدہ رکن ہیں۔ موقع تاک، اور جھٹ بھولے بھالے ملکانہ راجپوتوں کو دام تزویر میں پھنسانا شروع کر دیا، اب جبکہ فتنے کی آگ روشن ہو چکی ہے، اور ہندو مسلم اتحاد کی جگہ نفاق، عداوت، حسد، بغض اور کینہ نے لے رکھی ہے، ہمارے ہندو دوست پسند نہیں کرتے، کہ کشمکش کا یہ منظر ان کی آنکھوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی اوجھل ہونے پائے ہندو اخبارات کی تو چاندی ہے، شدھی سنگھٹن کا خطرناک وجود نہ ہو تو انہیں لکھنے کا مواد کہاں سے ملے؟

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

”مظاہر جدید“

اس نام کا ”سائنس صنعت و حرفت کا ماہوار اردو رسالہ“ ہمیں بغرض ریویو موصول ہوا ہے، اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی اسلامی اور ادبی لٹریچر کو اس قسم کے اضافوں کی سخت ضرورت ہے، ہم کارپردازان رسالہ کو مبارک باد دیتے ہیں، کہ انہوں نے اس کار خیر میں سبقت کی، خدا کرے کہ رسالہ کی خدمات موضوع کے عین مطابق ہوں،

اس کے مینیجر و اڈیٹر آغا عبد الرسول قادری۔ ملوک دعلیگ، ہیں، رسالہ مقام اشاعت ڈیرہ دون ہے،

قیمتِ سالانہ قسم اول سے رسے اور قسم دوم عار، رسالہ کی طباعت لکھائی چھپائی فی الجملہ اچھی ہے،

ہماری تبلیغی کوششیں

قبول اسلام

مولوی فیروز الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

مواضع اسفار، لوہی، ابہائی، سے ۱۴ عدد اشدھ شدہ ملکانے ہمارے مرکز پرسارہ ضلع علی گڑھ میں اپنے عزیزوں کو ملنے کے لئے آئے، چار موضع کوکا میں اور پانچ موضع ننگلہ میں اور پانچ پرسارہ میں آئے، لیکن باغیرت مسلمان راجپوتوں نے انہیں، روٹی، حقہ وغیرہ دینے سے انکار کر دیا، اور کہہ دیا کہ تم اپنے بھائی آریوں اور ہندوؤں کے ہاں جا کے کھاؤ، انہوں نے جواباً کہا، کہ ہندو تو ہمیں چلم تک نہیں دیتے اس پر میں نے کہا کہ ہندو تمہیں چلم تک نہیں دیتے، اور اسلام سے تم ویسے خارج ہو گئے، اب بتاؤ تمہارا کون والی وارث ہوگا، اور اگر تم میں سے کوئی مر جائے، تو کون تمہیں سنبھالے گا، اس پر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، اور اصرار کیا کہ ہمیں اسلام میں داخل کیا جائے، اس لئے موضع پرسارہ و کوکا و ننگلہ کے معزز برادران کو جمع کر کے ان چودہ آدمیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء کو داخل اسلام کیا گیا، اللہ تعالیٰ انہیں استقامت نصیب کرے، اور دوسرے اشدھ شدگان کو بھی شدھ یعنی اسلام میں داخل کرے،

تفصیل حسب ذیل ہے

نام اصلی	سکونت	اسلامی نام
(۱) چرنجی ولد بلونت	اسفار	عبد الرشید خاں
(۲) سردار سنگھ	”	عبد الحمید خاں
(۳) بلونت سنگھ ولد جواہر	”	عبد المجید خاں
(۴) گجری بنت گنگا رام	”	جنت بی بی
(۵) مسماۃ دیوکر زوجہ بلونت	”	حفصہ بی بی
(۶) کرجی ولد گنگا رام	”	غلام محمد
(۷) الہ داد ولد درجن	لوہی	الہ داد
(۸) اجودھیا زوجہ الہ داد	”	صادقہ
(۹) امراؤ ولد درجن	”	عمر الدین خاں
(۱۰)، (۱۱) دو بچے امراؤ کے	”	محمد احمد، معشوق علی
(۱۲) رستم ولد درجن	ابہائی	رستم خاں
(۱۳) ریشمی زوجہ رستم	”	حبیبہ
(۱۴) کچھیرا ولد درجن	”	عبد الرحمن

اس معاملہ میں اخویم کنور مردان خاں صاحب کی خاص کوشش تھی، اللہ تعالیٰ انہیں بہت بہت جزائے خیر دے،

قبول اسلام

مولنا مولوی موید الدین احمد صاحب ناظم تبلیغ الاسلام بلند شہر تحریر فرماتے ہیں:۔

جامع مسجد بلند شہر میں ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کی شب کو ایک جلسہ عام مسلمانان بلند شہر کی طرف سے منعقد ہوا، جس میں مولوی عصمت اللہ صاحب نے گوشت خوری کے مسئلہ پر تقریر فرمائی تقریر نہایت دلکش اور اثر کرنے والی تھی، چنانچہ اثر تقریر کا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے کہ ایک صاحب مسمی جیندن سنگھ ولد گنگا پرشاد قوم جاٹ ساکن کریم نگر بوبی تحصیل بلند شہر نے جو علاوہ رئیس ہونے کے اپنے گاؤں کے نمبردار اور اسیسر بھی ہیں، اسلام کو برضائے رغبت قبول فرمایا، اسلامی نام دوست محمد خاں رکھا گیا +

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت ہیں، اور احمدیہ بلڈنگس میں بھی خیریت ہے،

مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری دہلی کئی روز سے علیل ہیں، جملہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں،

نہیں کی جائیگی - جیساکہ میاں صاحب نے لکھا ہے -

حضرت صاحب نے اخوت اور محبت کے تعلقات کو ہی مضبوط کرنے کے لئے یہ "قرین مصلحت" سمجھا تھا کہ احمدی آپس میں رشتہ ناطہ کیا کریں جیساکہ ان الفاظ سے ظاہر ہے -

"چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم اور اس کے بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہوئی ہے اور اب کئی لاکھ تک اسکی تعداد پہنچ گئی ہے - اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل و اقارب کے بد اثر و بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں سے نکاح کے بارہ میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے"

پس آپس کے رشتوں کو باہمی اتحاد کے بڑھانے کیلئے ضروری سمجھا تھا نہ کہ غیر احمدیوں سے نکاح اسلئے منع کیا تھا کہ وہ کافر ہیں -

اس مسئلہ کا یوں بھی آسانی سے فیصلہ ہوسکتا ہے کہ حضرت صاحب اور آپ کے بعد خلیفۃ المسیح کے زمانہ میں کیا عمل تھا - اور اب جناب میاں صاحب کے عہد حکومت میں کیا عمل ہے -

حضرت صاحب کو بقول آپ کے جب ۱۹۰۱ء میں سمجھ آئی کہ میں حقیقی نبی ہوں - اور میرے منکر نہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں - اور وہ عیسائیوں اور ہندوؤں جیسے کافر ہیں تو چاہئے تھا کہ اعلان کردیتے کہ آج سے احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدی خاوندوں سے ناجائز ہیں اور شرعاً حرام ہیں - ان کے نکاح اب فسخ ہوگئے ہیں - کیونکہ یہ فیصلہ کن مسئلہ ہے کہ اگر ایک مسلمان مرد دین اسلام سے گمراہ ہوکر مرتد ہوجاوے تو اسکی مسلمان عورت کا نکاح شرعاً و قانوناً دونوں طرح سے ناجائز ہوجاتا ہے - کیا کوئی ایسا اعلان ہوا - کیا کسی احمدی عورت نے کسی غیر احمدی کو چھوڑا - حالانکہ اسوقت بیسیوں نہیں سینکڑوں مثالیں موجود غرضکہ یہ سلسلہ جب سے قائم ہوا اسکی ایک بھی ایسی مثال نہیں تو حضرت صاحب جس بات کو حرام اور ناجائز تصور کرتے تھے - اپنے مریدوں کو بھی اس سے نہ روکا اور یہ حکم ہی نہ دیا کہ اپنی لڑکیوں کو ان کے غیر احمدی خاوندوں سے علیحدہ کرلیں اور قانونی چارہ جوئی کریں - کیونکہ کافر سے تو مسلمان عورت کا نکاح قانوناً ناجائز ہے - خوب غور کرلو کہ تمہاری ان تحریرات سے کتنی اولادیں ناجائز ٹھہرتی ہیں - پہلے بات کو تو سوچا کرو اور پھر منہ سے نکالا کرو - جناب میاں صاحب کی سالی کا نکاح ایک غیر احمدی سے حضرت مسیح موعود نے خود اجازت دی اور یہ نکاح آپ کی وفات کے بعد خلیفۃ المسیح نے پڑھایا - جناب میاں صاحب خود اس شادی میں شریک تھے اور برات کے ساتھ لاہور تشریف لے گئے -

اب جب بڑے زور و شور سے حضرت کو بقول آپ کے اصل پوزیشن پر کھڑا کیا جارہا ہے کیا عمل ہے - میاں صاحب کے خاص الخاص مریدوں نے علی الاعلان غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دیں - میاں شمس الدین تاجر چرم لاہور اور خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب جو میاں صاحب کے اصل مریدوں میں سے ہیں - غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دیں - اسکے علاوہ اگر ضرورت ہو تو بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ میاں صاحب کے مریدوں نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکیوں کے رشتے کئے - لیکن ان کے متعلق "الفضل" خاموش رہا - نہ ان نکاحوں کو ناجائز قرار دیا گیا اور نہ ان کو جماعت سے خارج کیا گیا -

مناسب تو یہ تھا جس مسئلہ پر تم ایمان رکھتے ہو اس پر خود عمل کرتے تو تب دوسروں کے منہ آتے - لیکن جب امیر آپ کا عمل بھی نہیں تو دوسروں پر اعتراض کرنے کا حق آپ کو کس طرح حاصل ہو - وہ اصول جو سرے سے ہی غلط ہو - اس پر عمل بھی کس طرح ہو -

حضرت صاحب کا اصل اشتہار جس سے میں نے بھی چند سطور نقل کی ہیں غور سے مطالعہ فرمائیں اور پھر حضرت امیر ایدہ اللہ کی مندرجہ ذیل سطور پڑھیں اور انصاف کریں کہ کیا یہی حضرت مسیح موعود کا منشا تھا یا کچھ اور -

"رشتے جماعت کے اندر ہوں تاکہ تعلقات محبت جماعت میں ترقی کریں اور جماعت کی قوت کا موجب ہوں"

افسوس ہے کہ جماعت کی اب تک اس امر کی طرف پوری توجہ مبذول نہیں ہوئی - میں چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی اس نصیحت کی طرف خصوصیت سے بڑے اور چھوٹے احباب توجہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو رشتہ داری کے تعلقات اپنی جماعت میں قائم کریں -

(حیدر رحیم از نگہبان)

براہینِ مسیحا خواں ببیں از چشمِ ایقانش

از نتیجۂ فکر مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیری

براہینِ مسیحا خواں ببیں از چشمِ ایقانش　　دماغ و دل منور کن ز رشحِ نورِ ایمانش
کفِ موسیٰ و آبِ خضر و اعجازِ مسیحائی　　ہمہ تعلیم و تلقینش بہم نم قطرہ نیسانش
چو طوفانِ مفاسد جوش دادہ تا سرِ جودی　　گذر از آبِ طوفاں شد ز تعلیم دبستانش
اصول آموزِ علمِ دیں و ایمان حضرتِ مرزا　　کنوں صد فلسفی فائے نیز زد پیش برہانش
وجودِ اقدس او شد شبیہِ احمدِ مرسل　　خطابِ مہدویت ہست بہرائے زفر قانش
جوانمردے کہ سلطانِ اقلیم برآسماں شد　　نہ نا امید و نہ گبو لنے برواں آمد امیدانش
ز رنگِ جانی و یا بندی نشستہ در پسِ زانو　　کہ نصرانی پشیماں شد ز دانش کرد نادانش
چرا ایں بیدی دانا ثمر از بید مے جوید　　چہ جانے گر تو با ہست باز نشت نیرانش
کمالِ دیں طلوعش شد ز مغرب ہمچو قرصِ خور　　چلیپا ایں کہ طوفان است در دنیا و ارکانش
مسیحِ ناصری مقبور شد در خانہ یار را　　بہشت نشت را شکن زیورِ بہم بردن رانش
ہمہ تعلیم و ید ہند و ژند آتش افروزاں　　نماند از دعوتِ عیسیٰ بجا خاک بیابانش
بجز تعلیم قرآنی ملک راہمچو گلگون داں　　درونش پر ز ناپاکی بروں صندوق و مرجانش
جو با سرِ صرع آمیز دیوگی برہمن باشد　　نہ سر ماندہ دستارش شود گوئے شیطانش
سگانِ آزر را منطق زبان طعنہ می باشد　　سگ از بیروں برگردد ز برہان از برون رانش
جنابِ میرزائی ما غلامِ خواجہ یاسین　　سکندر دل ہوا نخت روان بخشید یزدانش
صفِ خاصانِ حق بنگر درو استادر نور الدین　　کہ چرخ گنبد ناگوں شعبۂ از تفسیرِ قرآنش
اگر خواہی کہ خواہی رست از آلایشِ دنیا　　بروئے حضرت احمد بیا در ذیلِ مستانش
چو درویشی بدر بشتاں لطرہم از تاڈب کن　　ہمیں بنگر کہ وحی حق تجلی کرد در شانش
زباں از غیبتِ مرداں مہیا لا حضرت اعظم　　چرا نازی بدیں ممبر کہ آلودہ ست شیطانش
نظارہ کن و بحک کہ کیشِ پاک یزدانی　　ز جوشِ کفر شد ویراں و سیل آمد نہ باز انش
ز فکرِ تفرقہ باز آ سبیل آشتی پیمار　　ز گورستاں بروں کن یا بجو راز آبِ حیوانش
ز تکفیرِ مسلماناں چو زنبوراں مشو کافر　　بشو چوں شاہ زنبوراں کہ بانی دلِ مسلمانش
نفاق و اختلافِ دین ز درِ دیں چہ آموزی　　چہ جوئی زیں علف خانہ چہ خواہی از نمکدانش
چو پیراں از جہاں بر بند بارِ خویشتن خنداں　　نہ چوں نوزادہ طفلے کہ مے بینند گریانش
بجز اے غافل از عقبے مخسپ افراسیاب آسا　　کہ شیطاں در کمیں است و قوی تر زخمِ پیکانش
حذر کن ہیں سلہ نسیانِ دیں شد چوں ابابیل　　کہ در افتادہ گی آمد اساس و قصر و بنیانش
ہمہ تائیدِ حق مرموز شد در وحدتِ قومی　　نہ بے دولت اگر شیرے تو خور و ستی نپستانش
بیا تا درمیانِ ہند و چین و لندن و جرمن　　بر آرم نعرۂ توحید لرزد چرخ ز افغانش
ز انوارِ شریعت کا شمرِ خلد بریں گردد　　ز برہمن نشقہ مے شویم چو تلقیں سازم ایمانش

نفاق و اختلافِ جاہلاں شد ہمچو خارستاں
اگر یا ما کنی الفت ہمہ بینی گلستانش

اعلان ضروری

الحمد

انجمن کا مالی سال ستمبر میں ختم ہوتا ہے، اس لئے کل حساب و کتاب انجمن اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں بند ہوں گے، لہٰذا جملہ احباب اور بالخصوص انجمنوں و جماعتوں کے سیکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ جو حضرات چندہ انجمن کے چندوں کے لئے جمع ہوا یا جمع کرنے والا ہو، فراہم کرکے جلد ارسال [illegible] فرماویں تاکہ اسی مالی سال میں جمع ہوسکے، اور چندہ دہندوں کی رونق ہوجاوے، ورنہ بقایا ہونے کی صورت میں آئندہ سال کے حساب میں جمع ہوگا، والسلام،

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری،

اسلام میں نجات

گذشتہ سے پیوستہ

اسلام نجات سے بلند تر مرتبہ پر پہنچاتا ہے

لیکن میں یہاں ایک اور غلطی کو بھی رفع کرنا چاہتا ہوں، جو دنیا میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہے، اسلام کا مقصد صرف اس قدر نہیں، کہ گناہ سے نجات مل جائے، یا انسان آنے والے دکھوں سے بچ جائے، یہ صرف ایک ادنےٰ مرتبہ ہے، اسلام اس سے بہت بلند تر مقام پر پہنچاتا ہے، اور اس مقام کا نام اسلام نے نجات نہیں رکھا، بلکہ فلاح رکھا ہے، چنانچہ قرآن شریف کی ابتدا میں ہے جہاں ان لوگوں کا ذکر کیا، جو اس پاک کتاب کے احکام پر چلتے ہیں تو فرمایا، اولٰئک علی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون ہ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور یہی فلاح پانے والے ہیں، فلاح کیا چیز ہے، فلح کے معنی شق یعنی پھاڑنا ہیں، زمین میں ہل چلانے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے، اور فلاح کے معنی کامیابی اور مقصود کا پالینا ہیں، کیونکہ جس طرح ہل چلانے سے زمین کی مخفی طاقتیں اور اصلی جوہر باہر نکل آتے ہیں، اسی طرح قوائے انسانی کا بھی حال ہے، انسان کے اندر اللہ تعالےٰ نے بڑی بڑی طاقتیں رکھی ہیں، اور جس طرح وہ طاقتیں جسمانی رنگ میں ترقی پاکر انسان کو بڑے بڑے کام کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں، اسی طرح انسان کی اخلاقی اور روحانی طاقتیں جب نشو و نما پاتی ہیں، تو انسان کو ایک نہایت بلند مقام پر پہنچا دیتی ہیں، لکھتے ہیں کہ فلاح سے بڑھ کر کوئی لفظ سب بھلائیوں کو شامل کرنے والا نہیں، پس پہنچانے کا ذکر کر کے قرآن کریم نے یہ بتا دیا ہے، کہ وہ اسے صرف گناہ کے نجات نہیں دیتا، اور آنے والے دکھوں سے ہی نہیں چھڑاتا، بلکہ اس کے قوائے باطنی میں ایک نشو و نما پیدا ہو کر اسے عظیم الشان کام کرنے کے قابل بنا دیتا ہے اور نہایت بڑے مراتب پر پہنچا دیتا ہے،

انسانی پیدائش کی غرض صرف گناہ سے نجات پانا نہیں

اور یہ امر قابل غور بھی ہے کہ اگر انسان کی پیدائش میں غرض صرف اسی قدر ہوتی، کہ وہ گناہ نہ کرے، یا اللہ تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی نہ کر کے دکھوں سے چھٹکارا پا جائے، تو یہ غرض تو اللہ تعالےٰ کی دوسری مخلوق میں بھی حاصل تھی، کیونکہ جیسا کہ بار بار اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمایا، زمین اور آسمان اور پہاڑ اور دریا اور ہوائیں اور جاندار اور غیر جاندار سب کی سب مخلوق اللہ تعالےٰ کے احکام کے فرمانبرداری میں جکڑی ہوئی ہے، اور جو قانون اس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں، اس سے ایک ذرہ بھر ادھر ادھر نہیں ہوتی، انسان کی پیدائش کا غایت مدعا یہ نہیں ہو سکتا، ورنہ انسان کو دوسری مخلوقات پر کوئی شرف اور فوقیت حاصل نہ ہوتا، کیونکہ غرض و غایت اس کی زندگی کی وہ ہوئی جو دوسری مخلوق کو پہلے ہی حاصل ہے،

انسانی قوے بلند تر مقامات پر پہنچانے کیلئے ہیں

اصل بات یہی ہے، اور اسی پر قرآن شریف نے بار بار زور دیا ہے، کہ انسان کے اندر بڑے بڑے قوے رکھے گئے ہیں، جن سے وہ ترقی کر تا کرتا بلند سے بلند مقامات کو حاصل کر سکتا ہے، اور ان مقامات بلند کو حاصل کر سکتا ہے، جو اس وقت اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے، اور اصل میں انسان کو انہی بلند مقامات کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، انہی کے حاصل کرنے کے لئے اسے وہ قوے بھی دیئے گئے ہیں، جن کے غلط استعمال سے وہ بعض وقت اپنے لئے دکھ پیدا کر لیتا ہے،

گناہ اور فلاح

گناہ یا اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی فی الحقیقت اس کی اسی ترقی میں روک ہے، اور اسی لئے اللہ تعالےٰ گناہ میں ناراض ہوتا ہے، اس حقیقت کو قرآن کریم نے کثرت کے ساتھ اور کھول کھول کر بیان فرمایا ہے، اور یہی وہ بات ہے، جس کی طرف بالخصوص اس پاک کتاب نے توجہ دلائی ہے، چنانچہ اس کی ابتداہی الحمد للہ رب العالمین ہ سے ہوتی ہے، اور رب وہ ہے، جو اپنی مخلوق کو درجہ بدرجہ ترقی دے کر اس کی غایت کمال کو پہنچاتا ہے، گناہ یا دکھوں سے چھڑانا کمال کی غایت نہیں، اگر یہی غایت ہوتی، تو انسان کو پیدا ہی نہ کیا جاتا، پھر جب دعا سکھائی، تو صراط الذین انعمت علیھم سکھائی، یعنی ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلاتے رہیو، جن پر تو نے انعام کیا، اور انہیں ان کے کمالات تک پہنچایا، پھر صفائی سے فرمایا، قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا، فلاح وہ پاتا ہے، جو نفس کا تزکیہ کرتا ہے، اور جو اس کا حق ادا نہیں کرتا، وہ ناکام رہ جاتا ہے، اور تزکیہ کے معنے ہے لغت میں نشو و نما دینا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر صفائی سے فرمایا، لترکبن طبقا عن طبق تم ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ترقی کرتے چلے جاؤ گے، اور یوں ان ترقیات کو غیر متناہی قرار دیا ہے،

بہشت اور دوزخ

اور بہشت بھی اسلام کے نقطۂ نگاہ سے دکھوں سے چھٹکارے کی جگہ نہیں، بلکہ ان ترقیات غیر متناہی کی جگہ ہے جن کا انکشاف دوسرے عالم میں ہوگا، اور قیامت فی الحقیقت ان ترقیات کی ابتدا ہے، اور دوزخ بھی سزا کی جگہ نہیں بلکہ علاج کی جگہ ہے، اور یہ دونوں حقیقتیں صرف قرآن کریم نے ہی منکشف فرمائی ہیں، یعنی یہ کہ بہشت میں ترقیات غیر متناہی ہیں، اور دوزخ انسان کے امراض ... کی ... کی جگہ ہے، چنانچہ بہشت کے متعلق ان الفاظ میں فرمایا، کہ بہشتی اس میں داخل ہونے کے بعد یوں دعا کریں گے ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا اے رب ہمارے حفاظت فرما اور ہمارے نور کو ہمارے لئے کامل کر گویا ان کے سامنے بھی ایک ترقی کا میدان ہوگا، اور وہ ایک مرتبہ پر پہنچکر اس سے بڑے مرتبہ اور اس سے کامل نور کو حاصل کرنے کی آرزو کریں گے، اور دوسری جگہ فرمایا ولٰکن الذین اتقوا ربھم لھم غرف من فوقھا غرف مبنیۃ متقیوں کے لئے بلند مقامات ہیں۔ جن کے اوپر اور بلند مقامات ہیں، گویا ان بلندیوں کی کوئی انتہا نہیں، جن پر انسان پہنچے گا، اور دوزخ کے متعلق بھی کہیں فرمایا مأوٰکم النار ھی مولٰکم دجہاں دوزخ کو مولیٰ کہہ کر بتا دیا کہ اس حالت میں دوزخ ہی ان کو مقامات عالیہ پر پہنچانے کے لئے ان کی رفیق ہوگی، اور کہیں فرمایا فامہ ھاویۃ ہ دوزخ اس کی ماں ہے، یعنی اس کی تربیت دوزخ کی آغوش میں ہوگی، اس میں شک نہیں کہ دوزخ ایک آگ ہے، اور اس میں انسان کے لئے نہایت درجہ کا دکھ اور تکلیف بھی ہے، مگر جو رکاوٹیں انسان نے اپنے ہاتھ سے اپنی روحانی ترقی کی راہ میں پیدا کر لی ہیں، ان کا علاج بھی بجز سوائے دوزخ کے کچھ نہیں رہا، وہ آگ ان آلائشوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے، جو گناہ میں ملوث ہونے سے انسان کے اندر پیدا ہو گئی ہیں، اس کے شیشۂ دل پر ایک زنگ لگ گیا ہے۔ جس کو دوزخ کی آگ ہی دور کر سکتی ہے، اور اسی لئے اسلام کی یہ تعلیم ... بالآخر دوزخ فنا ہو جائے گی، اور یہ بہت سے بڑے بڑے صحابہؓ کا مذہب ہے، کیونکہ جب ... علاج پورا ہو جائے گا تو پھر اس کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی،

نجات اصل ترقیات کی ابتدا ہے

غرض قرآن کریم نے اس حد تک انسان کی تعلیم کو ختم نہیں کر دیا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ مورخہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ نمبر ۹۱

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کا کام

(۳)

آج تک جس قدر اعتراضات سلسلہ احمدیہ پر ہوئے ہیں۔ وہ علی العموم سلسلہ پر نہیں، بلکہ حضرت مسیح موعود کی ذات یا آپ کی چند پیشگوئیوں پر ہوئے ہیں، اور مخالفین کی یہ روش خاص کہ اصولی بحث سے قطع نظر کر کے ہمیشہ انہوں نے ذاتی معاملات یا متشابہات کی آڑ میں پناہ لی، صاف بتاتی ہے، کہ حق سے انہیں سروکار نہیں مسیحی معترضین بھی جب اسلام پر اعتراض کرنے لگتے ہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند واقعات زندگی کو نکتہ چینی کے لئے لے لیتے ہیں، یا بعض پیشگوئیوں پر خندہ زنی شروع کر دیتے ہیں۔ تعلیم یا اسلام کے اصل کام کو کبھی نہیں دیکھتے، نہ اس پر بحث کرتے ہیں،

سلسلہ کے متعلق بحث کی ابتدا وفات مسیح سے ہوتی ہے۔ مگر اب یہ مسئلہ اس قدر صاف ہو گیا ہے کہ تقریباً سب کے سب مسلمان دل سے وفات مسیح کے قائل ہیں، گو بعض کج طبع ملاں محض عناد اور ہٹ دھرمی سے اسی پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں، لیکن وہ بھی جب گفتگو کرتے ہیں، تو حیات مسیح پر بطور وکالت ہی گفتگو کرتے ہیں، جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ دل سے وہ بھی وفات ہی کے قائل ہیں ۔

ہمارے خیال میں **حیات مسیح** کا بت جو سلسلہ احمدیہ کے دم قدم سے ٹوٹا ہے، اسلام کی بہترین خدمت ہے، اس سے مسلمانوں کے دلوں میں وہ شرک آمیز خیالات جو اس **عقیدہ** کا لازمی نتیجہ ہے مٹ گئے، **توحید حق** کا جذبہ پاک دوبارہ زندہ ہوا، **مسیحیت کو** جو اس عقیدہ سے ملتی تھی، اور بھولے بھالے حیات مسیح کے قائل مسلمان جو اس سبب سے عیسائی بن جاتے تھے، وفات مسیح کے قائل ہو کر مسیحیت کے خلاف ایک **کاری** حربہ ہو گئے، اور جو دلیل مسیحی اسلام کے خلاف پیش کیا کرتے تھے **وفات مسیح** سے وہی دلیل مسیحیت کے خلاف پیش ہونے لگی، غرض مسیحیت کا خدا مر گیا، اور اسلام کا خدا زندہ ثابت ہوا،

بعض مدعیان عقل و فراست کی طرف سے سلسلہ احمدیہ پر یہ اعتراض اصولی رنگ میں ہوا ہے، کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو مسلمانوں سے علیحدہ کر کے فرقہ بندی کی بنیاد رکھی، یا اس بنیاد کو اور مستحکم کر دیا، اس کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے، حضرت مسیح موعود نے علیحدہ جماعت قائم کر کے فرقہ بندی کی بنیاد نہیں رکھی، بلکہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر لانے کی کوشش کی، مسلمان تو پہلے ہی متفرق و پریشان تھے، اب ضرورت تھی کہ ایک خدا کا بندہ اپنی **روحانیت کے فیض** سے نئی روح اتحاد پھونکے، چنانچہ سلسلہ احمدیہ میں مختلف فرقوں کے لوگ شامل ہوئے، ان میں سے بعض اب بھی اپنی اپنی خصوصیات کو برقرار رکھتے ہیں، میں نے دیکھا ہے سلسلہ میں رفع یدین کرنے والے بھی موجود ہیں اور نہ کرنے والے بھی، آمین بالجہر کہنے والے بھی ہیں اور نہ کہنے والے بھی یہ کیوں؟ اسلئے کہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود کی غرض ان چھوٹے چھوٹے اختلافات کو وجہ انشقاق و افتراق بنانا نہ تھا بلکہ اصل غرض یہ تھی، کہ سب مسلمان ایک مامور الٰہی کے ماتحت اشاعت اسلام کے فرض کو انجام دیں، اور اسلام کی شیرازہ بندی کا سلسلہ قائم ہو،

چنانچہ ہر ایک احمدی لازمی طور پر تمام بزرگان دین کی عزت کرتا ہے اور کسی کی توہین اور خفت نہیں کرتا، ہم لوگ تمام ائمہ دین کی عزت کرتے ہیں، صوفیاء کرام کا ادب و احترام ہمارا شعار ہے، تمام صلحائے امت کو ہم واجب التعظیم سمجھتے ہیں، مجددین سابقہ اور ان کے معتقدین کی خدمات دینی کی ہم قدر کرتے ہیں، اس لئے تمام فرقوں کے لوگ ہم میں نہایت خوشی سے شامل ہو سکتے ہیں، کہ ہم کسی کو برا نہیں کہتے بلکہ سب کی عزت کرتے ہیں ؎

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ما است سینہ چو آئینہ داشتن

اس لحاظ سے سلسلہ احمدیہ کو تمام فرقہ ہائے اسلام میں وہی حیثیت حاصل ہے جو تمام مذاہب میں **اسلام** کو ہے، اسلام بھی تمام مذاہب کو ایک خاص مرکز پر لانے کے لئے آیا ہے، اور سلسلہ احمدیہ بھی ان تمام فرقوں کو اتحاد و اتفاق پر قائم کرتا ہے جو اس وقت مسلمانوں میں موجود ہیں، غرض **اتحاد بین المسلمین** سلسلہ کا نصب العین ہے،

اس وقت مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں، اور ان میں کفر و فسق کی تلواریں چلتی ہیں "اہل حدیث حنفیوں کو کافر کہتے ہیں حنفی اہلحدیثوں کو" "سنی شیعوں کو کافر کہتے ہیں اور شیعہ سنیوں کو" دوسرے فرقوں کا بھی یہی حال ہے، ابھی پچھلے دنوں ایک پیر صاحب نے کہہ دیا تھا، کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتا ہے وہ کافر ہے، لیکن اس طوفان بے تمیزی میں صرف سلسلہ احمدیہ ہے، جو کسی مسلمان کی تکفیر کی سبقت نہیں کرتا، کیا اب بھی وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں، کہ حضرت مرزا صاحب نے فرقہ بندی کی بنیاد ڈالی، اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کریں گے،

اس میں شک نہیں کہ اگر مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے اور باہمی تکفیر و تفسیق کا سلسلہ بند ہو جائے، تو یہی قوتیں جو باہمی تنازعات پر صرف ہوتی ہیں اشاعت اسلام و تبلیغ ہدایت پر صرف ہو سکتی ہیں، اسی لئے اکثر بہی خواہان ملت نے اتحاد بین المسلمین کے لئے مساعی کی ہیں، لیکن افسوس ہے کہ آج تک ان کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا، ہاں جو لوگ سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہیں، وہ عملاً اس کے پابند ہیں، اس لئے دوسرے مسلمان بھی اگر اس مرض کو دور کرنا چاہتے ہیں، تو سلسلہ میں شامل ہو کر اس کا علاج کریں +

زمین جنبد نہ جنبد گل محمد

آج سے دو تین ماہ پیشتر ہم نے کھلے الفاظ میں لکھ دیا تھا کہ ہندو مسلم کشیدگی کی ذمہ داری زیادہ تر پبلک کے "نمائندہ" اخبارات اور تمام نہاد "رہنمایان قوم" پر عاید ہوتی ہے، چنانچہ آج ملک کی سب سے بڑی متحدہ جماعت یعنے آل انڈیا کانگرس نے واز بند اس تجویز کو پاس کی ہے، کہ اخبارات کو فہمائش کی جائے، کہ وہ ہندو مسلم کشیدگی کو بذریعہ اپنی غیر متین تحریرات اور خلاف عقل و نقل واقعات کے ترویج نہ دیں اور جلتی پر تیل نہ ڈالیں، ہمیں یقین ہے کہ کانگرس کا یہ فیصلہ مصلحت پسندی، رواداری اور باہمی خوشگوار تعلقات کی ضروریات کے عین مطابق ہے، اکثر اخبارات تو اس تجویز کی تعمیل میں پیچھے نہیں رہیں گے لیکن ہمیں آریہ جرائد اور ہندو معاصرین سے اس امر کی توقع نہیں، کہ وہ اپنی خوش فہمی کا ادنےٰ ثبوت پیش کریں، اس عدم توقع کی "پہلی قسط" ابھی ابھی کانگرس کی اس منصفانہ مصالحتی تجویز کے خلاف زہر اگلنے میں پیش کی گئی ہے جس کی رو سے شدھی اور سنگھٹن کے التوا کی سفارش کی گئی ہے، ہمارے معاصرین نے ناجائز طور پر ان بہی خواہان ملک اور ہمدردان ملت کو سخت سست کہا ہے، جو التوا کے حق میں ہیں، اور جن پر شدھی اور سنگھٹن کے مضرت رسان اثرات اچھی طرح سے واضح ہو چکے ہیں، ہم یہ خوب سمجھ چکے ہیں کہ ہمارے ہندو معاصرین اس قابل نہیں کہ وہ پبلک کے حقیقی نمائندہ بن سکیں، اس لئے کہ اگر انہیں اس نمائندگی کی قدر ہوتی تو وہ ہندوستان کی سب سے بڑی متحدہ جماعت یعنے کانگرس کے فیصلہ کن احکام سے روگردانی نہ کرتے اور نہ صرف خود ان کی متابعت کرتے، بلکہ عوام الناس کو پابند گردانتے لیکن ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

جہاں معزز معاصرین نے اس وقت تک ناچینی کا حق ادا کیا ہے، وہاں آئندہ کے لئے اس امر کی ہر ممکن امید ہے کہ وہ اپنے مسلک پر قائم رہیں گے، خواہ ان کے اس رویہ سے ملک و قوم کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے، خواہ کشتوں کے پشتے لگیں، خواہ اخلاق اور انسانیت کا خون ہو، ان کی بلا سے، ان کا کام تو اشتعال دلانا ہے، اور غلطی کو صحت کر کے دکھانا ہے، اخبارات کی ذمہ داری بہت زبردست ہے، خدا کرے کہ ہمارے معاصرین کو اپنی عظیم الشان ذمہ داریوں کا احساس ہو، اور وہ اپنے فرائض منصبی کی سرانجام دہی سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

سوامی شردھانند جی مہاراج کے اس چیلنج سے جو انہوں نے حق و باطل کے امتیاز کے لئے مسلمانان ہند کے نام دیا، اسلام کا ہر فرد واقف ہے، اس لئے کہ ہر فرزند توحید قرآن پاک کے حتمی قانون "جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا" کی عملی صداقت کا شیدا ہے، گو سوامی جی نے دعوت مناظرہ میں کئی بداعتدالیوں کا اظہار کیا،

(۱) ۷ ستمبر کو چیلنج شائع ہوتا ہے، اور ۹ ستمبر کی شام تک جواب مانگتے ہیں، جواب نہیں بلکہ درخواستیں،

(۲) شرائط غیر منصفانہ رکھتے ہیں،

(۳) مسلمانوں کو جماعت بندیوں میں الجھاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ،

مگر خدا کے فضل سے مسلمانان ہند کی جملہ جماعتوں نے صدائے سوامی پر لبیک کہا، اور تہیہ کر لیا کہ باطل کو نیچا دکھا کر رہیں گے چنانچہ اکثر جماعتوں نے باطل کی ان فطری کمزوریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو سوامی جی سے بذریعہ چیلنج کے پیش کرنے اور شرائط وغیرہ کے مقرر کرنے میں ظہور پذیر ہوئیں، اس امر کی ٹھان لی، کہ ہم ہر حالت میں سوامی جی کی اپنی شرائط پر ہی مباحثہ کرنے کے لئے طیار ہیں، لیکن جیسا کہ سوامی جی نے لکھا کہ ۹ ستمبر تک جواب آئے جواب بشکل منظوری دب گئے، آپ کی اس بات سے ہمیں آج تک منتظر رہنا پڑا، کہ دیکھیں سوامی جی کیا فرماتے ہیں، کہاں ۹ ستمبر اور کہاں آج بیچ بیچ سب کی سب "درخواستیں" داخل دفتر ہو گئیں، اب جواب ملا تو یہ ملا، کہ چونکہ بعض شریر النفس اشخاص نے فساد کا احتمال ظاہر کیا ہے، اس لئے میں مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ بند کرتا ہوں، وغیرہ "مگر خوئے بد را بہانہ بسیار" ہم سوامی جی سے پوچھتے ہیں، وہ شریر النفس کون ہیں، کیا وہ اسلامی جماعتیں ہیں، جو ہر حالت میں سوامی جی کی اپنی پیشکردہ شرائط کے مطابق ہی مباحثہ کے لئے طیار ہیں؟ اگر وہ نہیں تو کون ہیں؟ ہم خوب سمجھتے ہیں، کہ فساد وغیرہ کی باتیں محض من گھڑت ہیں اصل بات یہی ہے، کہ سوامی جی کا عالم اسلام کو مرعوب کرنے کا حربہ قطعاً موثر نہیں ہوا، سوامی جی پر درخواستوں کی بوچھاڑ اس قدر ہوئی کہ وہ کاغذی گولے بن گئیں، اور انہیں لینے کے دینے پڑ گئے، خیر اب جبکہ سوامی جی اپنی دست کشی کا اعلان کر چکے ہیں، ہم اس امر کا اعادہ کرنا نہیں چاہتے، کہ سوامی جی کا چیلنج محض ایک کٹ حجتی تھی، اور ہمیں یقین کامل تھا، کہ سوامی جی سب جماعتیں کیا ایک جماعت کے مقابلے پر آنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے، تاہم ہم اس دست کشی کو اس فتح پر محمول کرتے ہیں، جس کے عملی دیدار کے لئے مسلمانوں کی جملہ جماعتیں بے چین تھیں، ہم انہیں اس فتح و نصرت پر پیام مبارکباد دیتے ہیں؟ اللهم انصر من نصر الدین ٥

نیشنل مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

حصول سوراج اور جذبات قومیت کو ترقی دینے کے لئے ترک موالات کی پر جوش اور شاندار تحریک کے ضمن میں قومی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، اس میں شک نہیں کہ حیات ملی کے لوازمات میں سے مقدم ترین یہ ہے، کہ قوم کی تعلیم حوائج قومی کے عین مطابق ہو، لیکن بعض وجوہ کی بنا پر اس اصلاحی سلسلۂ تعلیم کو تھوڑے ہی عرصہ میں اس ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، جس کی نظیر ترک موالات کی کسی دوسری ضمن میں ملنی مشکل ہے، دراصل یہ ایک اصولی غلطی ہے کہ سلسلہ تعلیم کو ان انقلابی تحریکات کے وجود سے وابستہ کیا جائے، جو عمر میں عارضی

اور کام میں سریع السیر ہوں، قومی تعلیم کے لوازمات طبعاً بالکل یہ ہیں، کہ وہ پروش تحریک ملی کی مطابقت کھانے کی بجائے برعکس اس کے متصادم ہوتے ہیں، اسی لئے جس قدر قومی مدارس اور درس گاہیں ہندوستان کے مختلف حصص میں ترکی ''تحریک'' کے دوران میں ظہور میں آئے، ان میں سے اکثر کی ہستی تو بالکل مٹ چکی ہے، اور بعض افتاں و خیزاں اس رہرو کی طرح چل رہے ہیں، جو منزل مقصود کے بارے میں بالکل تاریکی میں ہو، یا اس شخص کی مانند جو طوعاً و کرہاً کسی کام کو خلاف منشا اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے سرانجام دے رہا ہو، وہ تمام مدارس جن کا الحاق جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ سے عمل میں آیا، آج نسیاً منسیاً ہو چکے ہیں، لیکن باوجود اس کے مرکز (جامعہ) کی ہستی اس شجر کی طرح ابھی باقی ہے، جس کی شجریت محض اس کے خشک تنے میں ہو۔ اور جس کا وجود شاخوں، پتوں، پھل پھول، وغیرہ سے بے بہرہ ہو، ہمیں مدارس ملی کی تباہی کا چنداں افسوس نہیں، اس لئے کہ خلاف اصول باتیں خاتمہ پر ناکام رہتی ہیں، اور یہ ناکامی زیادہ نہیں، تو سبق آموزی کا کام تو دیتی ہے، مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ جامعہ کا وجود خلاف مصلحت ابھی تک قائم ہے، قیام جامعہ ایک رنگ میں اصولی غلطی ہے، اس لئے کہ وہ تحریک ترک موالات سے وابستہ ہے، جس کی کیفیت ظاہر ہے قطع نظر اس کے جامعہ کے متعلمین کی آبادی خلاف توقع بہت کم ہے، مزید برآں سلسلہ تعلیم ایسا نہیں جو ضروریات ملی کے لئے مس کر سکے، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود جامعہ کا یاس انگیز پہلو یہ ہے کہ کم و بیش دس ہزار روپیہ ماہوار کا خرچ اٹھ رہا ہے، ان حالات میں اگر یہی غیر معمولی رقم قوم کی زیادہ اہم اور مفید ضروریات پر صرف ہو تو عظیم الشان کامیابی متصور ہو، ہمیں امید ہے کہ رہنمایان ملت و کارپردازان یونیورسٹی اس درس گاہ کے متعلق ضروری کوائف شائع کریں گے، تاکہ قوم کو اپنے نفع و نقصان کا پورا پورا علم ہو سکے، اور عامۃ الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں، کہ آیا علیگڈھ کا مروجہ قومی سلسلہ تعلیم مکتفی ہے، یا اس کی تلافی سردست کسی نعم البدل طریق پر کی جا سکتی ہے،

''درازدستیٔ ایں کوتاہ آستیناں بیں''

برادران وطن جو لے پر چولا بدل رہے ہیں، جہاں اندرون ملک میں اپنی محافظت کے لئے انہوں نے ہندو سنگٹھن اور ہندو مہاسبھا قائم کئے۔ وہاں ہمارے دوست بیرون ہند میں جاپان کی جانب دست امداد واستمداد پھیلا رہے ہیں، اور اس امر کا ادعا کرتے ہیں کہ بودھ ہمارے بھائی ہیں، جیسے ہم ہندو، تیسے وہ، ہم حیران ہیں کہ ہندوستان کی دو تہائی آبادی کو ایک چوتھائی سے کم عنصر سے اتنا خطرہ ہے کہ انہیں بیگانوں کو اپنا بنانا پڑا، کہاں ہیں وہ لوگ جو اس بات کے دعویدار ہیں، کہ شدھی اور سنگھٹن خالص مذہبی تحریکات ہیں، اگر یہ مذہبی ہیں، تو جاپان کے بودھوں اور ہندوستان کے ہندوؤں کے درمیان کونسی وجہ اشتراک ہے، ہندومت کا صاف صاف عقیدہ ہے، کہ گوتم رشی نے خدا کے متعلق کچھ نہیں سکھلایا، اور یہ کہ بدھ مت کے عقائد اصولی ہندومت سے ناقابل اتحاد حد تک مختلف ہیں، لیکن باوجود اس بین اجنبیت کے ہندو جاپانیوں کی طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں، جیسے ہندوستانی مسلمانوں کی آنکھیں ترکوں پر لگی رہتی ہیں، اور یہ سب کچھ کس لئے ہے، اس لئے کہ برادران ہنود برائے نام مذہبی تحریک کی آڑ میں سیاست پروری کر رہے ہیں، مالویہ جی اور شردھانند جی مستحق مبارکباد ہیں، کہ ان کی چالیں رنگ لا رہی ہیں، اور اب کسی مخلص ہندوستانی کو ان کی نیت پر شک نہیں رہا، یقیناً اب اتحاد پرستوں کی آنکھیں کھل چکی ہوں گی ؎

پس بہر دستے نباید داد دست

تاریخ حریت اسلام

یہ کتاب اپنے مفید اور دلچسپ ہونے کی وجہ سے دن بدن شہرت پذیر ہو رہی ہے، مختلف مدارس میں یہ مجموعہ زیر تدریس ہے اور چند ایک ریاستوں میں یہ نسخہ معقولیت کی نظر سے دیکھا گیا ہے، ڈائرکٹر صاحب بہادر صوبہ پنجاب نے تمام درسگاہوں کی لائبریریوں کے لئے اس کا خریدا جانا منظور کیا ہے، کتاب سے فائدہ اٹھانا مصنف کی محنت اور تحقیق کی قدرشناسی کے لئے ضرورت ہے

کہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد اور مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اور اسی قسم کی دوسری علم پرور جماعتیں ترویج کتاب کی طرف توجہ منعطف کریں۔

ہماری تبلیغی کوششیں
مکتوب برلن

حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب مقیم برلن اپنے تازہ ترین مکتوب بنام اڈیٹر پیغام صلح میں تحریر فرماتے ہیں:-

مسجد جرمنی کا نقشہ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اس پر اپنے قلم سے کچھ لکھیں، اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کوشش کی ہے کہ ایسا نقشہ بناؤں جو اسلام کی شان کے شایان ہو، ان ممالک غربیہ میں اسلام کے برخلاف کذب و بہتان کے سیلاب بہتے ہیں، جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے گندے اتہامات لگائے جاتے ہیں، وہاں مسلمانوں کے متعلق ان کی تہذیب کے متعلق، ان کی رہائش کے متعلق ایسی باتیں بیان کی جاتی ہیں جس سے مسلمان ایک ذلیل خوار قوم ثابت ہوں اس لئے یہاں پر اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی ایسے صحیح طور پر ہونی چاہیے کہ یورپ کو صحیح علم ہماری قوم کا ہو جائے، سپین کے کالج اور سپین کے محلات نے اور ہندوستان کی مغلیہ عمارات نے دنیا پر روشن کر رکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر علم اور تہذیب مسلمانوں کے اندر قائم کی جس کے ثمرات خود یورپ نے بھی کھائے ایک اطلبوا العلم کے حکم نے اور طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ نے تحصیل علم کا ایسا ولولہ مسلمانوں کے اندر پیدا کر دیا، جس نے بغداد میں، مصر میں، اندلس میں، قسطنطنیہ میں یونیورسٹیاں قائم کیں، اور وہاں فلاسفر ریاضی دان انجینئر طبیعیات دان اور طبیب پیدا ہو گئے، غضب خدا کا ہے اس دین کو اور اس قوم کو یورپ میں فرزندان دجال ایک ذلیل و مقہور قوم بتاتے ہیں، اور کہتے ہیں اسلام ترقی کا دشمن ہے، اسلام تحصیل علم کا دشمن ہے ظاہر ہے اس ملک میں ہمارا ہر فعل اور کام اس بات کو مدنظر رکھتا ہو، کہ اس ظلمت تاریک میں اسلام کی اصلی چہرہ نمائی کرنی ہے، اگر ہم ہندوستان کی سربفلک مساجد کا نقشہ یہاں دکھا سکتے ہوں، تو ایک ذلیل سی سادہ مردہ مسجد بنا کر اسلام کو ذلیل نہ کریں، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس مسجد میں نماز پڑھتے تھے، جس پر کھجور کی شاخوں اور پتوں کا چھت تھا، بارش کے دن حضور کا چہرہ مبارک نماز پڑھتے ہوئے کیچڑ سے آلودہ ہو جاتا تھا، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وسعت کے سامان نہ تھے، جب حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں بہت سا مال شام کی فتوحات لائیں، تو صحابہؓ نے مسجد نبوی کو از سر نو تعمیر کرنا چاہا، حضرت ابوبکرؓ کے عشق نے اسے مسمار ہونے سے بچا لیا، لیکن وہ صرف حضرت ابوبکرؓ کے وجدان عشق کی بات تھی، اور اس سے تھوڑے عرصے تک مسجد محفوظ ہو گئی، پھر گرا دی گئی، اور شاندار بنائی گئی، مسجد حضرت عمرؓ کا نقشہ تمدن عرب میں، اگر ملاحظہ کریں، تو اس کی شان اور اس کی خوبصورتی سے انسان کے ہوش خطا ہو جاتے ہیں، وہ مسلمانوں کا دین کے لئے عشق تھا، اور اس عشق کا اظہار کرنا ضروری ہے، ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کوشش کی ہے، کہ روپے بھی اس پر کم خرچ ہوں، اور باوجود اس کے شاندار بھی نظر آئے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر جماعت کے پاس چونکہ نقشہ پہنچ چکی ہے اس لئے وہ اس کا خود ملاحظہ کر سکتے ہیں، میں اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، کہ بڑی تڑپ کے ساتھ دعائیں کریں، کہ اصل غرض اس مسجد کی پوری ہو، اور جو روپے انہوں نے اپنے حلال و طیب مال میں سے دیئے ہیں، اس کے ذریعے سے نور توحید ان ممالک غربیہ میں پھیلے، اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کے نام نامی کا سکہ یہاں جاری و ساری ہو اور ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے، کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سے ان تمام اعتراضات کا جواب دیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دریدہ دہن فرزندان دجال تھوپتے ہیں، ان ممالک میں حضرت نبی کریم اور ان کا دین ایک مظلوم کی صورت میں ہے، جو مسلمانوں کی امداد کا [illegible]

جو اس راہ میں تھوڑی سی مدد دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو بڑے بڑے اجر دے گا، اللہ تعالیٰ کے خزانے پر ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، بلکہ ہم سب اس کے محتاج ہیں، ہمیں غنی کرنے کے لئے اور ہمارے مال میں برکت نازل فرمانے کے لئے ہمیں حکم دیتا ہے، کہ میرے دیئے ہوئے مال میں سے مجھے کچھ قرضہ کے طور پر دے دو، اور میں اس کو اضعافاً مضاعفۃ واپس کروں گا، اور وہ یقیناً کرتا ہے، بشرطیکہ اس پر ایمان ہو، میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے سب دوست اس موقع کو غنیمت جان کر اس کار خیر میں حصہ لیں، اس زمانہ میں دشمنان اسلام نے اسلام کو کمزور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہوا ہے، اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کے نتیجے میں اسلام اور بانی اسلام پر الزامات لگا کر اس کو ذلیل بیان کیا جاتا ہے، وہ مبارک قوم جو حضرت مسیح موعود کے زیر اثر تربیت پا چکی ہے، اس کا فرض ہے، دشمن اسلام کے برخلاف رہے، اور مظلوم اسلام کی حفاظت کرے

اگر آج یورپ میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات مورد مطاعن ہے، اور روحانی طور پر فوج کفر والحاد اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں، تو یورپ میں اپنا مال خرچ کر کے اس موقع پر اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو خوش کریں، کہو سشہیدا سے جوانان کو یاد کرو، اور اس عہد کو یاد کرو، جو آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا، اور اس راہ میں خوب زور لگاؤ، ورنہ لیس الخبر بعد العشرۃ

بقیہ صفحہ اول

کہ وہ گناہ کی غلامی سے نجات حاصل کرے، اور دکھوں میں پڑنے سے بچ جائے، بلکہ اس کو انسان کی اصل ترقیات کی ابتدا یا پہلی سیڑھی قرار دیا ہے، اور روحانی ترقیات کا میدان اس سے آگے ہے، اور وہ میدان ایسا ہے، کہ جہاں موجودہ زندگی میں ہمارا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا، ہاں ان ترقیات کا کچھ حصہ اس عالم میں بھی مل جاتا ہے،

آنحضرت صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کیا، اس میں نہ صرف انسانوں کو گناہ سے ہی نجات دلائی بلکہ ان کو ان مقامات عالیہ پر بھی پہنچایا، یہ ایک ہی گروہ دنیا میں نظر آتا ہے، جس نے فلاح کو حقیقی معنے میں حاصل کیا، اور دینی اور دنیوی دونوں قسم کی بھلائیاں کمال درجہ میں اپنے اندر جمع کیں، وہ اگر ایک طرف زہد و عبادت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے، تو دوسری طرف قوم و ملک کی تنظیم میں بھی اس امی قوم نے جو قابلیت دکھائی وہ بڑے بڑے داناؤں کو حیرت و استعجاب میں ڈالنے والی ہے، وہ رات کو عبادت میں کھڑے ہوتے، تو کوئی گمان نہ کر سکتا تھا، کہ ان کا شغل سوائے زہد و عبادت کے کچھ اور بھی ہے، اور دن کو اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے، تو کسی کو یہ خیال نہ آ سکتا تھا، کہ سوائے سپاہ گری اور ملک گیری کے اور کام بھی ان کا ہے، وہ تدبیر ملکی میں اگر بڑے بڑے مدبروں سے گوئے سبقت لے گئے، تو سچائی میں بھی ایسا شہرہ حاصل کیا، کہ صحابی تک اگر کوئی روایت صحت سے پہنچ جائے، تو اس پر گمان کذب باقی نہیں رہتا، ایک عالمگیر مذہب اور ایک عالمگیر سلطنت انہوں نے ایک ہی وقت دنیا میں قائم کر کے دکھا دیا، کہ قرآن کی وحی انسان کے قوائے مخفی کو نشوونما دیکر اسے کسی مقام پر پہنچا سکتی ہے، غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس قوم کو اس دنیا میں نجات ہی دلائی، بلکہ فلاح کے بلند مقام پر بھی پہنچایا، اور یہی پیغام قرآن کریم دنیا میں لے کر آیا ہے، کہ اس کی ہدایات کی پیروی سے دین و دنیا میں انسان بلند سے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے، اور اس کے سامنے ترقیات روحانی کا ایک عظیم الشان میدان کھل جاتا ہے، جن کے کامل طور پر حاصل کرنے کے لئے قیامت ہے، اللھم صل علی محمد و علی آل محمد ×

ناظرین

کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے

منیجر

یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار ﴿۵﴾ سورہ حشر

یہ اخیری فقرہ میں باقی مخالفین کو اس عبرت ناک نظارہ کا ذکر کر کے یہ عبرت دلائی گئی ہے کہ سوچ سمجھ کر مخالفت کرنا۔

اہل اسلام میں کسی ذی علم شخص کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ کسی صاحب شریعت نبی کو شیطانی الہام بھی ہوتا ہے۔ ورنہ پھر اس نبی کی باقی شریعت یا وحی پر کیا اعتماد ہو سکتا ہے کہ یہ شیطانی تصرف سے پاک ہوگی۔ اگر کوئی کافر یہی کہدے کہ یہی آیت فیلسنتم اللہ شیطانی القاء ہے تو اس کا کیا جواب ہوگا۔ الغرض کسی صاحب شریعت نبی کی وحی میں شیطانی مداخلت کا اقرار اس نبی کی شریعت کے نا اعتبار ہونے پر کافی شہادت ہے۔

باقی آپ کا یہ خیال کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ بھی ہے بالکل بے بنیاد اور اغلط ہے۔ اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آپ قرآن شریف سے کوئی آیت مع اسکے ناسخ کے پیش کریں مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمام پادری بھی ملکر کوشش کرینگے تو ایک آیت بھی ناسخ اور منسوخ نہیں دکھا سکینگے۔ کیونکہ قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے ولوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ﴿۵﴾ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اختلاف قطعاً نہیں ہے تاکہ اسمیں ناسخ منسوخ کا وہم ہو سکے۔

نیز اڈیٹر صاحب ”نور افشان“ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپکی اور میری یہ بحث صرف متن اناجیل اور متن قرآن پر ہے نہ کہ مفسرین کی تفسیروں کی روایات پر۔

(راقم محمد یمین احمدی مقیم دواتہ۔ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

میرزا صاحب کا یہ الہام ہے کہ انت من ماءنا وھم من فشل ﴿اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۴ وغیرہ کتب﴾

اگر یہ الہام شیطانی اور کفر صریح نہیں تو اور کیا ہے کہ خدا کے لئے لفظ نطفہ کا استعمال کیا جائے،

الجواب، چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

معلوم ہوتا ہے کہ معترض عربی سے بالکل ناواقف ہے، ورنہ الہام مندرجہ بالا کے ترجمہ میں اس قدر فاش غلطی نہ کرتا، الہام میں پہلا لفظ ماء ہے، اور یہ لفظ زبان عربی میں مندرجہ ذیل مختلف الفاظ میں استعمال کیا جاتا ہے، ماء۔ موۃ۔ ماۃ۔ مائی۔ ماوشے، امواہ، میاہ۔ مویہ، مویھۃ، ماءۃ، ماء السماء، منتہی الارب اور لفظ ماء کے معنے دل کا رد، بہادر، ماء السماء لکھے ہیں، اور کتاب مجمع البحار الانوار میں لفظ ماء کے تین معنے لکھے ہیں، ادا دبنی اسماعیل لطہارت نسبہم وشہرتھم ادادا الانصار ۳ بنی ماء السماء یعنے عرب کے باشندے جہاں بارش ہوئی وہیں چلے جاتے ہیں، اب اگر بنظر انصاف دیکھا جائے، تو حضرت مرزا صاحب ان چاروں معانی کے حقیقی طور پر مصداق ہیں میرزا صاحب دل کے مرد بہت بڑے بہادر تھے، کہ تمام راجاؤں نوابوں اور بادشاہوں کو بڑے کھلے طور پر تبلیغ اسلام کرتے رہے، اور اپنے بادشاہوں انگریزوں کو یاجوج ماجوج اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو دجال ثابت کر کے چھوڑا، اور ان کے خدا کو مار کر سرینگر میں تو دفن ہی کر دیا،

ایسا ہی آریوں سے ایسی کشتی کی، کہ ان کے پہلوان کو ایسا پچھاڑا کہ پھر اس دنیا میں واپس شاید اب تک نہیں آیا،

پادریوں نے مقدمات بنائے، مولویوں نے مقدمات چلائے اور کئی ہزار مخالفین آپ کے مقابل آئے، مگر سب کے سب نامراد و خائب دنیا سے کچھ تو چل بسے اور کچھ ابھی ذلت میں رہ رہے ہیں، جن میں سے ایک معترض بھی ہے،

(۱) میرزا صاحب شریف النسب اور پاکباز بھی ہیں، (۲) میرزا صاحب اس وقت سب سے بڑھکر انصار دین محمدی کے ہیں، (۳) میرزا صاحب بچپن ہی سے ماء السماء (الہام) کے متلاشی اور خواستگار رہتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا۔ انت قابل یاتیک وابل (اربعین) یعنے تو اس قابل ہے کہ تجھ پر آسمانی یعنی الہامی بارش کی پس اس الہام کے روسے مرزا صاحب بنی ماء السماء بھی ہیں،

اب اس الہام کے دوسرے فقرہ وھم من فشل

حتیٰ اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم ﴿آل عمران﴾
۲ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ﴿آل عمران﴾
۳ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم ﴿انفال﴾

ان تینوں آیتوں میں فشل کے معنے بزدلی، کمزوری، ہر ایک امر الٰہی میں جھگڑا، اور پھر یے قرآن تہذیب الحکام، ذلیل لکھے ہیں،

اب الہام الٰہی کے معنے ہوئے اے میرزا تو ہمارا پہلوان بہادر شریف النسب پاکباز، ناصر دین محمدی اور ملہم ہے، اور تیرے مخالف اور دشمن سخت بزدل کمزور عصیتم، بفرمان تہذیب الحکم ذلیل نامراد مع اپنے پیشواؤں کے ھموا بما لم ینالوا کے پورے مصداق ہیں، کہ کسی کی ذرا سی چشم نمائی سے فوراً اپنے مذہب سے مرتد ہو جاتے ہیں، اور اس روز انہ ارتداد کا نام تقیہ دجان بچانے رکھا ہوا ہے،

اب میں معترض سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے کس قرینہ سے یہاں ماءنا کا ترجمہ نطفہ کیا ہے، ذرا بتائیے تو سہی، باقی اعتراضات کا جواب آئندہ بوقت فرصت۔

محمد یمین احمدی مقیم دواتہ

ہندو مسلم اتحاد پر ایک ہندو رئیس کے خیالات

یہ راجہ امرپال سنگھ صاحب تعلقدار دلیپ پورہ کی وہ تقریر صدارت ہے جو آپ نے پچھلے ہفتہ پرتاب گڈھ میں ہندو مسلم اتحاد کے ایک عظیم الشان جلسہ کو مخاطب کر کے فرمائی ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ شدھی اور ہندو سنگھٹن کی تحریکیں سوامی شردھانند اور پنڈت مدن موہن مالوی صاحب کی سرگرمیوں سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھ کر ہندو مسلمانوں میں شقاق و افتراق پیدا کرنے کا باعث ہو رہی ہیں اور صوبہ ہذا کے متعدد مقامات میں ہندو مسلمانوں کے درمیان ہولناک تصادم و فسادات تک نوبت پہنچ چکی ہے یہ دیکھ کر اطمینان ہوتا ہے کہ رؤسا کے طبقہ میں جو عموماً عیش و عشرت کا دلدادہ اور اپنے ہموطنوں کی تکالیف سے لاپرواہ نظر آتا ہے بعض ایسی ہستیاں بھی موجود ہیں جو ہندو مسلمانوں کی نا اتفاقی کے خطرناک نتائج کو محسوس کرتی ہیں۔ اور اس کی روک تھام کو ایک اہم ملکی فریضہ سمجھتی ہیں۔ ہماری تمنا ہے کہ ہندو مسلمان دونوں فرقوں کے سمجھدار اشخاص راجہ صاحب دلیپ سنگھ کے اس خطبہ صدارت کو غور سے پڑھیں خصوصاً سوامی شردھانند اور ان کے ہمخیال اصحاب جو کروڑ مسلمانوں کو ہندو بنا لینے پر تلے ہوئے ہیں۔ راجہ صاحب کے ان خیالات پر ٹھنڈے دل سے غور و تدبر کریں کہ

”مسلمانوں کو اس ملک میں رہتے صدیاں گذر گئی ہیں انکی نسلیں ہندوستانیوں کی نسلوں سے ملگئی ہیں۔ اب وہ پیدائشی ہندوستانی ہیں جس زمانہ میں وہ تازہ وارد تھے ہم ان کو اس سرزمین سے بیدخل کرنے پر قادر نہ ہوئے تو آج جبکہ ان کی تعداد کروڑوں تک پہونچ گئی ہے۔ شہر کے شہر اور محلوں کے محلے ان سے آباد ہیں ہماری یہ کوشش کیا معنی رکھتی ہے کہ یا تو وہ مذہباً ہندو ہو جائیں یا پھر ہم ان کے لئے آغوش عالم کو تنگ کر دیں۔“

”اسی طرح آپ نے مسلمانوں کو بھی متنبہ کیا ہے مسلمانوں کے ہاتھ میں جب شمشیر تھی اور وہ تمام ہندوستان پر حکومت رکھتے تھے۔ اسوقت جب وہ قدیم باشندگان ہند کو دائرہ اسلام میں نہ لا سکے تو کیا اب ان کی یہ توقع کوئی وزن رکھتی ہے کہ وہ تمام ہندوستان کی قوموں کو کلمہ پڑھا کے مسلمان بنا لینگے۔ درانحالیکہ ان کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔“

ہم راجہ صاحب کو یاد رکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور تبلیغ دین تحدیث نعمت رب کا اہم فریضہ ہر ایک مسلمان پر خدا تعالےٰ کی طرف سے عاید کیا گیا ہے، مگر مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان میں اپنی رعایا کی تالیف قلوب کو اپنا مقصد ہونے قرار دیا۔ اور اس اہم فریضہ مذہبی کی طرف کافی التفات نہیں کی۔ اسوقت بھی مسلمان آریہ سماج کے ارتدادی حملوں سے اپنے بھائیوں کے ایمان کی حفاظت کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی باضابطہ حملہ منظم طریقہ پر انہوں نے شروع نہیں کیا لیکن آریہ سماج کی یہ دست درازیاں کچھ عرصہ تک اور جاری رہیں گی تو مسلمانوں کو پھر تبلیغ کے اہم فریضہ پر پوری اجتماعی قوت کے ساتھ متوجہ ہونا پڑے گا اور ہمارا یہ مذہبی اعتقاد ہے کہ اس عمل کا لازمی نتیجہ

اشاعت اور اپنے منشا کی تکمیل میں ضرور مسلمانوں کی مدد کریگا۔

البتہ راجہ صاحب دلیپ پور کا یہ اندیشہ بالکل درست ہے کہ ہندو مسلمانوں کی یہ باہمی کشمکش اس ملکیت کو بھی تباہ کر دے گی جو آج ہندوستان کے ان دو بڑے گروہوں کے قبضہ میں ہے مندروں کی توہین اور مسجدوں کی بے حرمتی کے مقدمات جب کچہریوں میں پیش ہوں گے تو غیروں کے ہاتھوں میں ان کا ریکارڈ ہو جائیگا اور طرفین کی نالائقی کا دستاویزی ثبوت اس میں مل جائے گا۔“

اسی طرح راجہ صاحب دلیپ پور کا یہ فقرہ ارکان کانگریس و تارکان موالات کیلئے قابل غور ہے کہ ”طرفہ ماجرا ہے کہ غیروں کے مقابلہ میں آپ مصالحانہ جنگ یا بہ اصطلاح حال خاموش مقابلہ یا پُرامن لڑائی لڑتے ہیں۔ اور اپنوں کے مقابلہ میں اچھے خاصے وحشی خونریز و خونخوار ثابت ہوتے ہیں“ اس سے اوپر کی سطروں میں راجہ صاحب نے یہ امر اپنے ہموطنوں پر واضح کیا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی کا سلسلہ جاری رہنے کی حالت میں گورنمنٹ۔ فوج اور پولیس کی کثیر تعداد قائم کرنے پر مجبور ہے۔ اور مصارف انتظام میں ہرگز کمی نہیں ہو سکتی لہٰذا ٹیکسوں کے بارے میں بحث میں کفایت نکالنے اور آخر آزادی کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہونے کی اشد ضرورت ہے کہ ہندو مسلمان باہم اتفاق و اتحاد سے بسر اوقات کریں اور حکومت ملک کو سنبھالنے کے متعلق اپنی صلاحیت کا ثبوت دیں۔

راجہ صاحب دلیپ پور کا یہ خیال البتہ بحث طلب ہے کہ دنیا حقیقی گروہ بندی کی طرف مائل ہے۔ اور ہر ایک گروہ اپنے افراد اور صرف اپنے اجزا کو ہیئت اجتماعی میں لانے کا خواستگار ہے“ اس میں کلام نہیں کہ فرانس و انگلستان میں اسوقت امپیریلزم کی قوتیں بہت زور شور سے کام کر رہی ہیں اور اٹلی کی وزارت نے بھی اپنی اقتدار پسندی کا عملی ثبوت دیا ہے اور کمزور یونان کے مقابلہ میں جبر و تندی سے کام لیا ہے لیکن باوجود اسکے صاحبان بصیرت اس امر سے آگاہ ہیں کہ جمہوریت کے اصول اقوام عالم میں روز افزوں ہر دلعزیزی حاصل کر رہے ہیں۔ اور تمام بالغ نظر اہل الرائے موجودہ شدید مصائب سے دنیا کی نجات عالمگیر اخوت کے قیام پر منحصر سمجھتے ہیں۔ اسلام اس عالمگیر اخوت کا ساڑھے تیرہ سو برس سے انسانوں کو سبق دے رہا ہے اور اسی لئے مغرب کے روشن خیال اصحاب خصوصاً گذشتہ مہیب عالمگیر جنگ کے بعد سے اسلام کی صداقتوں کو قبول کرنے پر مائل ہو رہے ہیں لیکن ہم ہندوستان کی حالت موجودہ کے لحاظ سے راجہ صاحب دلیپ پور کے اس خیال کو درست مانتے ہیں کہ مذہبی اتحاد باشندگان ہند کا بہت دشوار ہے اور اسوقت جو امر طے ہونے کے قابل ہے وہ صرف معاشرتی اتفاق ہے“

اس معاشرتی اتفاق کے لئے راجہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ”ہر ضلع بلکہ ہر شہر میں ایسے پانچ ہندوؤں اور پانچ مسلمانوں کی کمیٹی قائم کرنی چاہئے جو با اثر۔ نیک نفس۔ نیک طینت۔ نیک نام بے تعصب اور قابل وثوق ہوں اور یہ کمیٹی اپنی باہمی قرارداد کے موافق اپنے معاملات کو طے کرے اور مابہ النزاع مسئلہ کو باہمی مصالحت کے ساتھ اس طریقہ سے انجام دے کہ باہمی تصادم یا خونریزی کی نوبت نہ آنے پائے۔ اس کمیٹی کو تمام اشتعال انگیز امور کا سدباب کرنا چاہئے جس میں راجہ صاحب کے نزدیک ”گڑے مردے اکھاڑنا“ اور شاہان اسلام پر تعصب و خونریزی کا الزام لگانا بھی شامل ہے۔ اس کے متعلق راجہ صاحب دلیپ پور کا یہ فقرہ ان لوگوں کے لئے خاص طور پر توجہ کے قابل ہے جن کے درمیان سماجی نفرت و عناد کا یہ پروپیگنڈا پھیلایا جا رہا ہے کہ

”اورنگ زیب کے زمانہ میں ہم سب ہتھیار بند تھے۔ راجپوت بہادر تلوار کے دھنی تھے۔ ان کی نسبت ایسا توہین انگیز گمان کرنا کہ انہوں نے اپنے مذہب پر جان قربان نہ کی۔ اور زندگی کو بدمذہبی پر ترجیح دی ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ اور کم سے کم میری غیرت تو اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے“

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کی بدگوئی کو جس طرح ہندو سنگھٹن کی تقویت اور شدھی کی ترغیب کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہے وہ آریہ سماجی کارکنان کی اخلاقی کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان ملکانوں کی عقل پر تعجب ہوتا ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی نسبت پست ہمتی و بزدلی کے یہ الزامات سننے گوارا کرتے ہیں۔ صحیح طریقہ تبلیغ کا یہ ہے کہ تاریخی واقعات کو توڑ مروڑ کر دکھانے سے احتراز کیا جائے۔ اور اصول فطرت کے معیار سے اپنے مذہب کی خوبیاں دکھائی جائیں۔ راجہ صاحب دلیپ پور کی ہر مقام پر مصالحتی کمیٹیاں قائم کرنے کی تجویز مفید نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ اگر دونوں فرقہ ہائے آبادی کے سربرآوردہ اور با اثر اصحاب تہ دل سے ان میں شرکت فرمائیں اور اپنے فرقہ و جماعت میں اپنے رسوخ

ہندو مسلم کی تا ... میں استعمال کریں لیکن ان سے بھی زیادہ ... طریقہ اتفاق یکلیہ یہ ہے کہ ان اغراض کے حاصل کرنے کے لئے تمام فرقہ ہائے آبادی میں اشتراک عمل پیدا کیا جائے۔ اور کانگریس کو جواغراض کی تکمیل سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کانگریس منوا لیا جائے۔ جب دونوں فرقوں کے لوگ آزادی کی منزل تک پہنچنے کے لئے قربانی وایثار کا طریقہ اختیار کریں تو اندرونی ... خود بخود جاتے رہینگے۔ چنانچہ گذشتہ دو سال کے اندر جب دونوں فرقوں نے خلافت و سوراج کے مشترکہ فوائد کے لئے جدوجہد شروع کی تھی تو ان کے قلوب خود ایک دوسرے کی طرف مائل ہو گئے تھے اور محرم و دسہرہ ایک ساتھ آپڑنے کے باوجود ایسے فسادات رونما نہیں ہونے پائے تھے جیسے کہ پچھلے دو ماہ کے اندر ہمارے صوبہ کے بعض بڑے بڑے مقامات میں رونما ہوئے۔ حالانکہ یہ صوبجات تمدن و معاشرت میں ہندو مسلمانوں کے باہمی اختلاط کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہیں۔

راجہ صاحب محمود آباد نے اپنے خطبۂ صدارت کے آخری حصہ میں برٹش حکومت کی برکات امن وامان کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ اپنی تقریر صدارت کے پورے تین صفحے انہوں نے ہندو مسلمانوں کے اندرونی اختلافات اور باہمی تنازعات کی شکایات میں رنگے ہیں۔ اور اپنے ہم وطنوں کو ان کی خانہ جنگی و جہالت پر مطعون کیا ہے۔ یہ دونوں باتیں درحقیقت لازم و ملزوم ہیں اور راجہ صاحب ممدوح کی گورنمنٹ اس ذمہ داری سے بری نہیں ہو سکتی کہ قریباً ایک صدی اور بعض اضلاع ملک میں اس سے بھی زیادہ زمانہ تک حکومت کرنے کے بعد بھی وہ باشندگان ملک کو اتنی تعلیم دینے میں قاصر رہی ہے جس سے وہ اپنے نیک و بد کی تمیز کر سکیں اور محض لا یعقل و بیجان چیزوں کی خاطر اشرف المخلوقات انسان اور اپنے ملکی بھائیوں کا خون بہانے سے باز رہ سکیں

(ہمدم)

تازہ خبریں

ہندوستان

قبول اسلام

آج بتاریخ ۱۱ ستمبر مسجد شیخ خیر الدین مرحوم میں بعد نماز جمعہ دو ہندو جہاٹ برضا و رغبت خود مولانا غلام محمد صاحب امام مسجد مذکور کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے خداوند تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ (زمیندار)

(۲)

بتاریخ ۱۹ ستمبر بوقت شام جامع مسجد سرگودہا میں ایک شخص مسمی ایلارام ولد ... ساکن ... مشرف بہ اسلام ہوا۔ اسلامی نام محمد الدین رکھا گیا۔ خدا استقامت بخشے۔ (معتمد انجمن اسلامیہ سرگودہا)

(۳)

آج بتاریخ ۱۹ ستمبر جامع مسجد قلعہ دیوبند میں مسمی گنیش لال نے جسکی عمر ۲۰ سال کی ہے بدست رضا حسین بعد از نماز عشا اسلام قبول کیا اسلامی نام غلام محمد رکھا گیا۔

یہ شخص جوتہ بھونکنے کے کام کا ماہر ہے جن اصحاب کو ایسے آدمی کی ضرورت ہو وہ مجلس خلافت دیوبند کی معرفت خط و کتابت کریں

(عبد الحفیظ)

(۴)

منشی محمد سعید صاحب مبلغ کلو کا نگلہ علاقہ علی گڑھ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک شخص مسمی لٹوری اپنے سسرال میں جا کر مرتد ہو گیا لیکن اب وہ واپس آ کر پھر سچے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اسلامی نام فتح محمد رکھا گیا ہے۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۳ء

(حفیظ الدین ناظم انجمن خدام الصوفیہ رکاب گنج ضلع آگرہ)

پربندھک کمیٹی کے ارکان کی گرفتاری

دہلی ۲۰ اگست۔ جیتو کی آخری اطلاع مظہر ہے کہ ۱۷ و ۱۸ ستمبر کو چھوٹے چھوٹے جتھے یہاں پہنچے لیکن انہیں افواج ریاست نے منتشر کر دیا اب حالات سکون پذیر ہو گئے ہیں۔ اور فوجوں نے صورت معاملہ پر پورا قابو پا لیا ہے۔

واضح ہو کہ ... جیتو ریاست سے متعلق ہے ... انتظام بھی ریاست کی طرف سے ہوتا ہے۔ تمام مصارف کی ذمہ دار ریاست ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ جن اشخاص کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں انہیں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی مجلس انتظامیہ کے چار ارکان بھی

شامل ہیں۔

۱۴ ستمبر کو رسالدار رجودہ سنگھ اور ان کے رفقاء گرفتار کر کے جیتو کے قلعہ میں رکھے گئے تھے ان سے بدسلوکی ہو رہی ہے۔ اور وہ روزانہ پیٹے جاتے ہیں۔

۱۵-۱۶ کو دو جتھے جیتو کے گوردوارہ کی طرف سے رہا ہوئے ... آئے اور پولیس نے انہیں خوب زدوکوب کیا (زمیندار)

فوج اور پولیس کی زدوکوب

امرت سر ۱۸ ستمبر۔ ۱۷ ستمبر کی صبح کو اکالیوں کا ۲۵ سکھوں کا ایک دستہ گوردوارہ جیتو کی طرف روانہ ہوا۔ رہائی کے بعد انہیں فوج اور پولیس نے گھیر لیا۔ اور خوب زدوکوب کیا۔ دو اکالیوں کے ہاتھوں کی انگلیاں ٹوٹ گئیں۔ بعض بیہوش ہونے کو تھے یہ تمام اکالی رات کو نابھہ روانہ کر دئے گئے۔

۱۵ سکھوں کا ایک اور جتھہ ۱۸ کی صبح کو جیتو جا رہا تھا سرحد بر ... کی پولیس نے روکا اور وہ گرفتار کر کے جیل میں پہنچا دئے گئے۔

گرفتاریاں

امرت سر ۲۲ ستمبر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ شب پنڈت جواہر لال نہرو۔ مسٹر گدوانی اور مسٹر سنتانم گرفتار کر لئے گئے۔

مذکورہ بالا اصحاب اکالیوں کی تکالیف اور خلاف ورزی قانون کے لئے ان کی تیاریاں دیکھنے کو جیتو تشریف لیگئے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس نے انہیں رقبہ زیر نگرانی میں داخل ہونے سے روکا لیکن جب انہوں نے ان احکام کو ماننے سے انکار کر دیا تو وہ گرفتار کر لئے گئے۔

پنڈت امیر چند بموال رہا کر دئے گئے

ملتان ۲۲ ستمبر۔ آج پنڈت امیر چند بموال اپنی سہ سالہ مدت اسیری پوری کرنے کے بعد جیل سے رہا ہوئے۔ آپ کو قانون جرائم سرحدی کے ماتحت سزا ہوئی تھی۔

آپ نے رہا ہونے پر اعلان کیا کہ میں پُر امن اور آئینی مجاہدہ کا سلسلہ برابر جاری رکھوں گا۔

مصیبت زدگان سیلاب

رنگون ۲۲ ستمبر سرمایہ اعانت مصیبت زدگان سیلاب میں اب ایک لاکھ روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ صرف ایک کلب کی طرف سے ۲۵ ہزار روپیہ کی امداد دی گئی ہے۔

ریلوے کانفرنس کا سالانہ اجلاس

شملہ ۲۲ ستمبر۔ انڈین ریلوے کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۱ اکتوبر کو شملہ میں منعقد ہوگا۔ مسٹر جی ایل کولون ایجنٹ ایسٹ انڈین ریلوے اس اجلاس کے صدر ہوں گے۔

سر علی امام کے ورود کی امید

سکندر آباد ۱۱ ستمبر۔ سر علی امام ۵ اکتوبر کو بمبئی پہنچیں گے۔ وہاں سے آپ بہت جلد حیدر آباد تشریف لائینگے۔

بمبئی میں طوفان خیز بارش

بمبئی ۱۱ ستمبر۔ کل سخت موسلا دھار بارش کی وجہ سے شہر میں سخت نقصان ہوا۔ عمر کھاڑی کے جیلخانہ کی ایک دیوار بیٹھ گئی۔ جس کے نیچے ایک آدمی دب کر مر گیا۔ اس جیلخانہ کی زبردست نگرانی کی جا رہی ہے۔ چونکہ اگتپوری اور ناسک کے درمیان ریلوے لائن پانی میں ڈوب گئی تھی۔ اس لئے بارہ مال گاڑیاں پٹڑی سے اتر گئیں۔ اور لائن بالکل بند ہو گئی۔ آج سڑکوں پر ٹرام گاڑیوں اور تانگوں وغیرہ کی آمد و رفت شروع ہو گئی ہے۔ موسم خوشگوار ہو چلا ہے۔

آج صبح ۸ بجے تک بارہ انچ پانی پڑا۔

چلتی گاڑی میں قتل

کلکتہ ۲۲ ستمبر۔ آج ہوڑہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ... ریلوے پر ایک چلتی گاڑی میں کرنل کینیڈی قتل کر دئے گئے۔ وہ گذشتہ شب مغلسرائے سے ایکسپریس میں سوار ہوئے تھے۔ درجہ اول کا ٹکٹ تھا دکھیول جنکشن پر جو ہوڑہ سے ۲۵ میل پر واقع ہے گاڑی پہنچی تو صبح کے وقت ان کی نعش درجہ اول میں پائی گئی۔

یقین کیا جاتا ہے کہ انہیں راستہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔

بعد کی خبر۔ مسٹر کینیڈی جن کی نعش آج صبح کھبولی اسٹیشن پر پائی گئی۔ ہندوستانی فوج کے ایک پنشن یافتہ افسر تھے۔

والیان ریاست کی کانفرنس

شملہ ۲۱ ستمبر۔ وائسرائے نے والیان ریاست کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے ارکان سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ والیان ریاست کی کانفرنس کو جس کے اجلاس آئندہ نومبر میں منعقد ہونیوالے تھے شروع ۱۹۲۴ء تک ملتوی کر دیا ہے۔

ممالک غیر

جرمنی کا جدید سکہ

لندن ۲۰ ستمبر۔ برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جدید بنک کے بل میں تجویز پیش کی گئی ہے۔ زراعت، صنعت اور تجارت کے لئے ایک بنک قائم کیا جائے۔

جدید سکہ کا نام "نوویں مارک" ہوگا اور بنک کے معاملات میں گورنمنٹ دست انداز نہ ہو سکیگی۔ اس کے سرمایہ پر محصول معاف ہوگا اور ۲۰۰۰ ملین نوویں مارک مقرر کیا جائے گا۔ یہ سکہ طلائی ہوگا۔ دو سال کے بعد بنک توڑ دیا جائیگا۔

اطالوی فوجوں کا اجتماع

مالٹا ۱۱ ستمبر۔ سسلی سے آنیوالے مسافر بتاتے ہیں کہ سائراکیوز کی بڑی بڑی بارکوں میں فوجی نقل و حرکت سرگرمی سے ہو رہی ہے۔ "مالٹا کرانیکل" کو روما سے جو پیغامات موصول ہوئے وہ مظہر ہیں کہ اٹلی ابتک فیوم کی سرحد کے قریب فوجوں کو مجتمع کر رہا ہے۔ بظاہر تو اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ موسم خزاں میں فوجوں کا عظیم مظاہرہ ہونیوالا ہے لیکن یقین کیا جاتا ہے کہ یوگوسلاویہ کی طرف سے کسی ناگہانی حملہ کے سد باب کی غرض سے یہ اجتماع عمل میں لایا گیا ہے۔

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ فیروزپور

معرفت شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے وکیل بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء

اشاعت اسلام
فطرانہ
عید فنڈ
ماہوار چندہ

میزان

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گجرات (پنجاب)

معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء

شیخ فضل الٰہی صاحب، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
مرزا اکرم بیگ صاحب
فضل احمد صاحب
نظام الدین صاحب
محمد حسین صاحب
حافظ علم الدین صاحب
سید اشفاق علی صاحب
ڈاکٹر نور الحسن صاحب

میزان

چندہ برلن مسجد منجانب مرزا سردار بیگ صاحب
تبلیغ ہند قسط سوم از شیخ فضل الٰہی صاحب ای اے سی
میزان جملہ رقوم

ادعیہ: اس چھوٹے سے رسالہ میں قرآن کریم کی تمام دعائیں اور احادیث کی چیدہ چیدہ دعائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے شروع کرتے وقت یا اختتام پر پڑھیں، اور جن کا یاد کرنا بچوں، جوانوں، بوڑھوں کے لئے ضروری ہے۔ معہ اردو ترجمہ نہایت خوشنما عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہیں، قیمت ۳ /

رسالہ اسلام (بزبان انگریزی) مصنفہ حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب جو تازہ جرمنی سے چھپکر آیا ہے، قیمت ۲ /

رسالہ نماز (بزبان انگریزی) مرتبہ بابو محمد منظور الٰہی صاحب جس میں نماز اور اس کے متعلق جملہ مسائل نہایت بسط سے لکھے گئے ہیں،

انتخاب صحاح ستہ: اس کتاب میں صحاح ستہ کی منتخب احادیث کو جو ہماری روزمرہ ضروریات دینی و دنیوی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں، معہ اردو ترجمہ جمع کیا گیا ہے ۳۵۰ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف عمر

پتہ: مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

نمبر ۹۳

جلد ۱۰

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۲۰ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء

افریقہ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کی رفتار

۵ کروڑ ۳۰ لاکھ حبشیوں کا قبول اسلام

مسٹر [illegible] جریدہ "نیگرو ورلڈ" نیویارک میں حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں:-

افریقی اقوام یا افریقی لوگوں کے اجتماع سے قطع نظر جس کا امکان سفید باشندوں کیلئے خوف اور دہشت کا باعث ہے، انہیں اس امر سے بھی خوف اور اندیشہ ہے، کہ مبادا اسلام حبشیوں کا مذہب نہ ہو جائے اور کیوں نہ اسلام ان حبشیوں کا مذہب ہو، مذہب اسلام رنگدار اقوام کی زندگی کے لئے ایک حیرت انگیز روحانی قوت بہم پہنچائے گا، اور ہمیں آپس میں مشترکہ ہمدردی اور رفاہ کے لئے [illegible] متحد کر دیگا، اس صورت میں ہم اپنے اصول توحید مقصد وحید، اور ایک زبان کے اصول میں اضافہ کر لینگے اور یہ زبان عربی ہوگی، جو آسانی کے ساتھ حبشیوں کی عام اور مشترک زبان بنائی جاسکتی ہے، اور اس ذریعہ سے وہ تمام رکاوٹیں زائل ہو جائینگی جو افریقہ کی مختلف اقوام کے باہمی ملاپ میں ہمیں پیش آتی ہیں، لاکھوں حبشی پیشتر سے عربی زبان بولتے ہیں۔

اکثر سفید رنگ بدیشی مبلغین غیر ملکی مشنریہ تبلیغ کو برقرار رکھنے اور سرمایہ مذکور میں چندہ کی حوصلہ افزائی کے لئے بعض اوقات خیالی پلاؤ پکاتے ہیں، جب وہ عیسائی مذہب قبول کرنے والوں کی تعداد کا تذکرہ کرتے ہیں اور ہمیں اس امر کا یقین دلانا چاہتے ہیں، کہ بیچارے غریب کالے بھائی سفید رنگ لوگوں کو اپنا رہنما دیکھنے کے خواہشمند ہیں، جو انہیں امن اور خوشنودی کی رہنمائی کرے، ہندوستان اور افریقہ میں جن لوگوں نے عیسائی مذہب قبول کیا ہے، ان میں سے اکثر نچلے طبقہ کے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جو اگر اپنے مذہبی خیالات اور عادات کو تبدیل کر دیں، تو ان کا کوئی نقصان نہیں، لیکن اپنے سے اعلےٰ عیسائیوں کے ساتھ معاشرتی مساوات کی توقع رکھتے ہیں، یہ لوگ اس جنس سے تعلق رکھتے ہیں، کہ یقین کرتے ہوئے کہ ان کا آقا نیک مقدس اور منصف مزاج ہے، تربیت کے ذریعہ علیحدگی اور امتیاز کو قبول کر سکتا ہے۔

اسلام اور حبشیت

باوجودیکہ عیسائی مبلغین افریقہ کے باشندوں کو عیسائی بنانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں، تاکہ اس ملک کے باشندوں کو زیادہ آسانی اور زیادہ استحکام اور مضبوطی کے ساتھ غلام بنایا جاسکے، تاہم یہ [illegible] لیکن یقینی طور پر اس امر کو محسوس کر رہے ہیں کہ [illegible] صلیب کے [illegible] وہاں کے [illegible] حاصل کرنے کے زیادہ قابل ہوں گے، بلحاظ منتظمین بعض اوقات لاپروائی سے اس امر کو تسلیم کیا کرتے ہیں کہ مسلمان دیسی باشندے عیسائی دیسی باشندوں کی بہ نسبت بلحاظ عقل و جنگجویانہ سپرٹ کے کہیں زیادہ اعلےٰ اور افضل ہیں

مذہب اسلام اپنے متبعین کو مرد اور بہادر ہونے کی تعلیم دیتا ہے، نیز خوددار فیاض اور باحوصلہ بننے کی تعلیم دیتا ہے، اور عیسائی مذہب کے طرز عمل کے برعکس جو اپنے حقوق کی بحالی کے لئے ایک ضعیف رنگ باشندہ کا منتظر ہے، حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا متبع مقدس تن اور عزت کی حفاظت کے لئے ہمیشہ ہر طرح کی قربانی کرنے کو تیار رہتا ہے۔

اشاعت اسلام کی رفتار

گذشتہ چند سالوں کے دوران میں ۵ کروڑ ۳۰ لاکھ دیسی باشندے افریقہ میں مسلمان بنائے گئے، جنوبی نیا سالینڈ جہاں پر ۱۹۰۰ء میں ایک بھی دیسی مسلمان باشندہ دکھائی نہیں پڑتا تھا اب وہاں ملک کے طول و عرض میں مساجد پائی جاتی ہیں، ڈربن اور کیپ کے مابین علاقہ میں گذشتہ سال ۱۰ لاکھ دیسی باشندوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا گیا ہے، مذہب اسلام کے ماتحت ایک حبشی مذہب یا ملک میں اعلےٰ سے اعلےٰ رتبہ حاصل کر سکتا ہے، اور اسلام میں امتیاز یا عدم مساوات بالکل نہیں ہے۔

ہاں مذہب اسلام سرعت کے ساتھ اشاعت پذیر ہو رہا ہے، اور نہ صرف افریقہ میں ہی پھیل رہا ہے بلکہ ان ممالک متحدہ امریکہ میں بھی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے، امریکہ میں تین ماہ کے عرصہ میں سو اشخاص دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں، مذہب اسلام کی اشاعت یونہی کوئی اسے کو فائدہ دیئے بغیر نہیں رہ سکتی، کیونکہ یہاں کے باشندے اس دن کی تیاری کے لئے سرگرمی سے مصروف عمل ہیں کہ جس کے لئے ہم عالمگیر مذہب والے تیاری کر رہے ہیں۔

برطانیہ عظمےٰ فرانس یا ہسپانیہ بلکہ درحقیقت تمام سفید طاقتیں جو اسلام سے خوفزدہ ہیں، ہندوستان چین عرب فارس افغانستان ٹرکی کے لاکھوں مسلمان باشندے حبشیوں کے قابل قدر دوست ہیں جو دنیا کے سفید باشندوں کو اس امر کا یقین دلائیں گے، کہ مسئلہ نسل کا پُرامن طریقہ پر حل ہونا سب کے لئے نہایت عمدہ ثابت ہوگا۔

مہاراجہ صاحب نابھہ کی عنایتیں مسلمانوں پر

(ایک مہمان [illegible] کے قلم سے)

مہاراجہ صاحب نابھہ کی بحالی کے لئے جو احتجاج گوردوارہ پربندھک کمیٹی اور اکالی ایسوسی ایشن کر رہے ہیں، اس میں حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر کچلو، دہلی اور لاہور وغیرہ جیسے ممتاز مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دے رہے ہیں، اور ڈاکٹر کچلو صاحب نے تو امرتسر میں نابھہ ایجی ٹیشن کے متعلق ایک دفتر بھی کھول دیا ہے۔ حیرت ہے، کہ مہاراجہ صاحب نے اپنے ۱۱ سالہ عہد حکومت میں مسلمانوں پر جو دراز دستیاں کی ہیں، ان کا علم رکھتے ہوئے بھی مسلمانوں کو اس سیاسی ایجی ٹیشن میں شریک ہونے کے لئے اکسایا جا رہا ہے، جس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو غلط راستہ پر چلایا جائے، مہاراجہ نابھہ نے اپنے عہد حکومت میں مسلمانوں پر جو زیادتیاں کیں، ان کی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے:-

(۱) جب مولانا محمد علی، ڈاکٹر کچلو، حکیم اجمل خاں وغیرہ نے ترکوں کی امداد کے لئے اسلامی دنیا سے اپیل کی، تو مہاراجہ نے ایک قانون چندہ کی مخالفت کا پاس کر دیا، اور جب اس کے متعلق مسلمانوں نے عرضداشت پیش کی تو مہاراجہ نے چندہ فراہم کرنے کی اجازت نہ دی،

(۲) مجسٹریٹوں کے ہاتھوں میں یہ خلاف شرع قانون دے دیا گیا، کہ خاوند کی موجودگی میں بلا حصول طلاق عورت کو دوسری شادی کی عدالت سے اجازت دی جائے، اس قسم کی شادیوں کی اولاد موجود ہے،

(۳) مسلمانوں کو اپنے مُردوں کی پختہ قبریں بنوانے کی اجازت نہیں تھی،

(۴) دو ہزار روپیہ داخل کئے بغیر مساجد کی تعمیر کی اجازت نہیں تھی،

(۵) مساجد میں رمضان شریف میں سحری کے وقت نقارہ بجانے کی اجازت نہیں تھی،

(۶) عدالت کے مسلمان ملازموں اور مسلمان اہل مقدمات کو جمعۃ الوداع اور عید الضحےٰ کی نماز ادا کرنے کی تعطیل نہیں دی جاتی تھی۔ ان تعطیلات کے متعلق چھ سو مسلمانوں نے جو درخواست دی وہ نامنظور کر لی گئی،

(۷) مسلمان لڑکیاں جو والد لاولد ہونے کی صورت میں باپ کی جائیداد کی وارث ہو سکتی ہیں، ان کا حق وراثت [illegible] دے قانون بحق ریاست ضبط کیا گیا،

(۸) ڈاک بنگلہ بنانے کے لئے مسلمانوں کے قبرستان کو برباد کیا گیا،

(بقیہ بر صفحہ نمبر ۴ کالم نمبر ۳ ملاحظہ ہو)

مسلمانوں کے نام نہاد لیڈر

(۲)

تحریک ہجرت کے ساتھ ہی عدم تعاون یا ترک موالات کی تحریک کا شہرہ بھی ہو اتھا، اس تحریک کے محرک اول تو مہاتما گاندھی تھے لیکن چونکہ ان ایام میں مسلمان لیڈر بھی مہاتما گاندھی ہی اپنا پیشرو مان چکے تھے، اس لئے مسلمان لیڈروں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، سب سے پہلے یہ وبا قومی درسگاہوں میں پھیلی، کہ نوجوان بچے جنہیں تجربہ اور سرد و گرم زمانہ کے درسکی تعلیم ابھی حاصل نہیں ہوتی، جذبات و حسیات کے جلدی شکار ہو جاتے ہیں، مسلمان لیڈروں نے مہاتما گاندھی کے اشارے پر اپنی قومی درسگاہوں میں وہ اودھم مچایا کہ خدا کی پناہ، علی گڑھ کی وہ قدیم درسگاہ جو سچ پوچھئے تو قوم کی نصف صدی کی مساعی حمیدہ کا نتیجہ ہے اور جس کو قوم کے بزرگوں اور بہی خواہوں نے سالہا سال کی عرق ریزی اور جگر کاوی سے اس مرتبہ تک پہنچایا، اس طوفان بے تمیزی سے برباد ہونے ہی کو تھی، اس میں کلام نہیں کہ اگر بعض عاقبت اندیش مسلمان اس وقت عقل و ہوش سے کام نہ لیتے، تو علی گڑھ کا وہ علمی چمن جو مسلمانوں کی منفقہ آبیاری سے پھولا پھلا ہے آج ویران ہوتا ہے، اس کے علاوہ بہت سے اسلامی سکول اس تحریک کی ندر ہوگئے مسلمانوں کے بہت سے ہونہار نوجوان بچے جن سے ان کے خاندانوں کی بہترین توقعات وابستہ تھیں، اس تحریک سے ایسے آوارہ مزاج اور گمراہ ہوئے، کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، اب یہ ترک موالات کے متوالے بازاروں میں جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں، کوئی کام نہیں کہ کریں، کوئی سبیل نہیں اپنا ہی پیٹ پالیں، وہ بچے جن سے یہ توقع تھی کہ وہ سوسائٹی کے بہترین جوارح ثابت ہوں گے، خود اپنے خاندان اور سوسائٹی کے کندھوں پر بار گراں ہیں، کیا ان کمسن ناتجربہ کار اور خام عقل بچوں کی عمریں تباہ کرنے کا گناہ ان لیڈروں کے سر نہیں، جنہوں نے اس تحریک سے ان بچوں کو ہی نہیں بلکہ ان کے تمام خاندان کو بھی ساتھ ہی تباہ کیا،

داعیان ترک موالات و حامیان عدم تعاون نے مقاطعہ تعلیمی پر تقریریں تو شروع کر دیں، سکولوں اور کالجوں میں خود جا کر اودھم بھی مچا دیا نوجوانوں کے سر بھی پھرا دیئے، لیکن کاش ان ظالموں نے کوئی تعمیری پروگرام بھی سوچا ہوتا، کہ جس سے یہ فارغ طلبار کسی کام پر لگ جاتے، قومی درسگاہوں کا قیام تو ابھی در بطن لیڈر تھا لیکن طلبار کو تعلیم چھوڑنے کا حکم فوری ملا، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے طلبار تعلیم سے معذور ہو گئے، اگر ان نام نہاد لیڈروں کو خدا کا خوف ہوتا تو وہ یہ سوچتے، کہ قوم کے بچوں کو تعلیم سے محروم کرنا قرآن مجید کے الفاظ میں ان کو قتل کرنا ہے، کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق کے معنی یہی ہیں کہ بچوں کو تعلیم سے معرا رکھنا قتل کرنے کے مرادف ہے، مگر مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان لیڈروں کو نہ قرآن مجید کا علم ہے نہ شریعت کی خبر، نہ ملت بیضا کا کچھ احترام ان کے دل میں ہے، یہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ کسی ڈھب سے ملک میں شور و شغب پڑا رہے، لوگ تجھلائے ہوئے پھریں اور ان کی چاندی بنی رہے،

اس پر ایک ظلم یہ ہوا کہ ہندو قوم نے باوجود اس تحریک کے اپنی درس گاہوں کو نقصان سے محفوظ رکھا، مسلمانوں کے ایک نیم وحشیم لیڈر تو علی گڑھ میں زور آزمائی کے لئے تشریف لے گئے لیکن مہاتما گاندھی جو اس تحریک کے مدارالمہام تھے بنارس پہنچے، وہاں پہنچے تو پنڈت مالویہ پہنچے، جنہوں نے اس تحریک کے خلاف زور شور سے تقریریں کیں، اور اس کا اثر زائل کر دیا، مہاتما گاندھی کی معاملہ فہمی قابل داد ہے، وہ جانتے تھے، کہ پنڈت مالویہ کے مقابلہ آنے کی ضرورت نہیں، خدا سلامت رکھے، مسلمانوں میں سے بہت سے خود غرض، قوم فروش، ناعاقبت اندیش چیلے مل جائیں گے، اس لئے یہ مقاطعہ تعلیمی کی تجویز کو مسلمانوں ہی پر آزماؤ، اور انہیں ہی جہالت و نکبت کا تختہ مشق بناؤ،

غرض مقاطعہ تعلیم کی تحریک سے جس قدر نقصان مسلمانوں کو پہنچا، وہ ہندوؤں کو نہیں، اس لئے کہ اول تو علی العموم ہندو درسگاہوں میں مقاطعہ نہیں ہوا، دوسرے اگر بعض طلبار سرکاری درسگاہوں سے علیحدہ ہوئے تو انہوں نے فوراً قومی درسگاہوں میں تعلیم شروع کر دی، اب وچونکہ متمول قوم ہے، انہیں سرکاری ملازمت کی چنداں ضرورت نہیں، اس کے علاوہ ان کی قومی درس گاہیں اچھی حالت میں ہیں، ہندو طلبار کے لئے وہاں انتظام ملازمت ہو سکتا ہے بیچارے مسلمان طلبار نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے، یہاں لاہور میں ایک قومی کالج ہے، نام کو تو قومی کالج ہے، مگر اصل میں ہندو کالج سمجھنا چاہیئے، وہاں صرف ایک پروفیسر مسلمان تھے، ان کو بھی ہندو طلبا نے نکلوا دیا، اس سے قیاس ہو سکتا ہے، کہ اگر ہندوؤں کو قومی حکومت مل جائے، تو مسلمانوں کا حصہ اس قومی حکومت میں کس قدر ہو سکتا ہے ؏

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

تحریک عدم تعاون کی دوسری شقوں میں بھی مسلمانوں نے زیادہ حصہ لیا، اور ان ہی کو نقصان برداشت کرنا پڑا، بہت سے مسلمان وکلار نے وکالت چھوڑی، جو اب بصد حسرت و ارمان نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کے بعد پھر کام شروع کر رہے ہیں، بہت سے مسلمانوں نے سرکاری ملازمت ترک کی، اور ہزاروں روپیہ کی آمد سے محروم ہو گئے،

ہندو قوم کی شاطرانہ چال اور مسلمانوں کے نام نہاد لیڈروں کی سادہ لوحی اور کورانہ تقلید نے ایک اور گل کھلایا، اور وہ یہ ہے کہ جب ہندوؤں نے دیکھا، کہ مسلمان فوج اور پولیس میں بہ تعداد کثیر ہیں، تو انہوں نے علمار سے جھٹ یہ فتوے لے لیا، کہ پولیس اور فوج کی ملازمت حرام ہے، اس لئے کہ جس طرح تحریک ہجرت سے مسلمانوں کی جائیدادیں ہندوؤں کے ہاتھ میں فروخت ہوئی ہیں، اور ہندو دفعتاً مالا مال ہو گئے ہیں، اسی طرح پولیس میں جو اسامیاں خالی ہوں گی وہ ہندوؤں کو مجبوراً ملیں گی، حالانکہ اگر گورنمنٹ کو دق کرنا ہی مقصود تھا، تو دوسرے محکموں کی ملازمت بھی جن میں ہندو بھرے پڑے ہیں، حرام ہونی چاہیئے تھی، اور ہندو پنڈتوں کی طرف سے بھی کوئی اس قسم کا اعلان ہونا چاہیئے تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تحریک عدم تعاون کا سارا نزلہ تو مسلمانوں پر گرتا ہے، اور ہندو مزے سے تماشا دیکھ رہے ہیں، اور ہم پر مسلمانوں کے نام نہاد لیڈر ہیں کہ وہ قوم کو جان بوجھ کر نکبت و ہلاکت کی طرف دھکیل رہے ہیں،

کہتے ہیں کہ مہاتما گاندھی ہندو اور مسلمانوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتے ہیں، لیکن واقعات اس کی تردید کرتے ہیں، اگر فی الواقعہ مہاتما کا یہ خیال ہے، تو سب سے پہلے انہیں مسلمانوں کو اس سطح پر لانا چاہیئے، جس پر ہندو ہیں، ہندو سرمایہ دار ہیں، اور مسلمان مزدور، ملک کا سرمایہ تمام ہندو قوم کے ہاتھ میں ہے، مسلمان من حیث القوم مزدور کی حیثیت رکھتے ہیں، اب وہ شخص جو ملک کو آزاد کرانا چاہتا ہے، جو دونوں قوموں میں مساوات کا مدعی ہے، اس کا فرض اولین ہے کہ وہ ان دونوں قوموں کو اقتصادی لحاظ سے ایک سطح پر لائے، اور پھر اس پر قومی حکومت کی بنیاد رکھے، اگر نہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا، کہ جو قوم سرمایہ دار ہے وہی حکومت کرے گی، اور دوسری مقہور و مغلوب ہوگی،

لیکن تعجب ہے کہ یہ صاف اور سیدھی بات نہ مسلمانوں کے لیڈروں کی سمجھ میں آئی، نہ مہاتما گاندھی نے اس کو کچھ خیال کیا، وہ قومی روایات کی وجہ سے معذور ہیں، لیکن مسلمانوں کے لیڈروں کا یہ فرض تھا کہ وہ کورانہ تقلید سے مسلمانوں کو ... سے پہلے مہاتما گاندھی سے اس مسئلہ کا تصفیہ کراتے، اور ... بعدہ ہندو قوم سے اپنا رشتہ اتحاد گانٹھتے،

مولوی فاضل کی فضیلت

پچھلے دنوں امرتسر کے مولوی ثنار اللہ صاحب اہل حدیث اور مولوی احمد الدین صاحب کے درمیان "حجیت حدیث" پر مباحثہ تھا، لیکن کہتے ہیں کہ مباحثہ کی تکمیل سے پہلے ہی مولوی ثنار اللہ نے مباحثہ چھوڑ دیا، اور سپر ڈال دی، مگر مولوی صاحب اس بیان کی تردید کرتے ہیں، چنانچہ ان کی ایک تحریر مسلم راجپوت میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے لکھا کہ:۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ فریقین سے پرچہ پہنچنے میں کئی کئی دن لگنے لگے، تو میں نے میاں مولا بخش صاحب منتظم مباحثہ کو خط لکھا، کہ میری رائے میں یہ مباحثہ اس طرح ہوا کرے کہ ثالث روزانہ بیٹھ کر پرچہ تحریر ہوا کرے، تاکہ جلد اختتام پر پہنچے یہ بھی لکھا کہ مجھے اس کے جواب سے مطلع کریں، میاں صاحب نے خدا جانے کس مصلحت سے میرے اس خط کا جو درحقیقت ایک مشورہ تھا، جواب بھی نہیں دیا، اور رسالہ شائع کر دیا، میں نے جب سنا کہ رسالہ چھپ رہا ہے، تو میں نے ایک خط لکھا کہ میرے سابقہ خط کو رسالہ میں درج کر کے جواب دے دیجیئے، کیونکہ میں اپنے مناظرانہ تجربہ سے جانتا تھا کہ میرے اس خط کو بمنزلہ انکار کے قرار دیا جائے گا، میاں صاحب موصوف نے اس کا جواب بھیجا کہ رسالہ میں جگہ نہیں، مگر رسالہ مطبوعہ جب دیکھا تو اس میں پورا ایک ورق خالی پایا، یہ ہے اصل واقعہ،

اس کی تردید میں میاں مولا بخش صاحب موصوف کی طرف سے ایک تحریر اسی اخبار میں شائع ہوئی، جس میں مولوی ثنار اللہ صاحب کی متعدد غلط بیانیوں کا ذکر کر کے اظہار افسوس کیا گیا ہے، میاں مولا بخش صاحب نے ایڈیٹر مسلم راجپوت کو ان کے اصل خطوط اور معاہدہ مباحثہ بھی دکھایا، جس کو دیکھ کر ایڈیٹر صاحب نے اپنی رائے کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

میاں مولا بخش صاحب نے اپنی تحریر کے ثبوت میں پرچوں کے مسودے اور مولوی ثنار اللہ صاحب کا اصل رقعہ ہمیں دکھایا ہے، اس میں شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہیں ہے کہ مولوی صاحب نے خود ہی مولوی احمد الدین صاحب کو تحریری بحث پر آمادہ کیا، خود ہی پہلے چھ اور پھر پانچ پانچ پرچے لکھنے قرار دیئے، اور پھر خود ہی دو پرچے لکھنے کے بعد بحث کو قبل از تکمیل جنگ کے زبانی گفت و شنید کی خواہش ظاہر کی جس سے مولوی احمد الدین صاحب اور ان کے احباب پہلے ہی انکار کر چکے تھے،

مولوی صاحب عالم دین ہیں، سردار اہل حدیث کہلاتے ہیں، لم تقولون ما لا تفعلون کی پر جلال سرزنش سے واقف ہیں، اور لوگ ان سے رہنمائی کی توقع کرتے ہیں؟ ان سے ایسی باتوں کا سرزد ہونا سخت تعجب خیز ہے، جن سے ایک عامی کو بھی عار ہو،

ہماری رائے میں مناسب یہی ہے کہ حسب قرار داد سابق پانچ پانچ پرچے پورے کر کے بحث کو تکمیل تک پہنچا دیا جائے، احقاق حق پیش نظر ہو، تو صراط مستقیم سے گریز کی ضرورت نہیں ہوتی،

چونکہ یہ رائے ایک ثالث بالخیر کی ہے اس لئے اس کی صحت میں کلام نہیں، لیکن ہمیں مولوی ثنار اللہ صاحب کی اس روش سے تعجب نہیں ہوا، کہ مولوی صاحب کے نزدیک اس قسم کی کارروائیاں کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں، ہمیں یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود کے خلاف ایک مقدمہ میں مولوی صاحب نے یہ شہادت دی تھی، کہ ایک انسان ارتکاب جرائم کے بعد بھی متقی ہو سکتا ہے، بہرحال ہمیں افسوس ہے کہ آجکل ہمارے علمار کی حالت ایسی ہو گئی ہے ؎

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمترے کنند

۴۰ کروڑ ۰ ۹۰ لاکھ پونڈ سالانہ تھی، جس کی روزانہ تعداد ۰ ۴ لاکھ پونڈ پہونچی ہے

ہماری تبلیغی کوششیں

ڈاک جرمنی

احباب کو یاد ہوگا کہ مولوی صدرالدین صاحب نے ایک ٹکڑہ زمین شہر کے وسط میں لینے کا انتظام کیا تھا، لیکن آخر وقت میں مالکان زمین نے زیادہ قیمت کا تقاضا کیا، جس پر اس زمین کو چھوڑ دیا گیا، اب تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے، کہ برلن کی مال روڈ سے پندرہ منٹ پیدل کے راستہ پر دو ٹکڑے زمین پسند کر لئے گئے ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد رجسٹری کرالی جائے گی، جرمن کے حالات کچھ ایسے ہو رہے ہیں، کہ ہر ایک چیز گراں ہو رہی ہے، موسم تغیر ہونا شروع ہوگیا ہے، اور کافی سردی پڑنی شروع ہوگئی ہے، جس کے باعث مولوی صاحب کی طبیعت قدرے علیل ہے، جملہ احباب آپ کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں، کیونکہ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے ہم اپنے دور افتادہ بھائیوں کی مدد کر سکتے ہیں، باوجود طبیعت کی خرابی کے مولوی صاحب نے چالیس صفحہ کا مضمون فلسفہ اسلام پر لکھا ہے، جو ۱۶ ستمبر کو جرمنی کی ایک مجلس فلسفہ میں پڑھا جائے گا، اس مجلس میں سات دن لیکچر ہوں گے اور ایک ایک دن ہر ایک لیکچر کے لئے ہوگا، دنیا میں صرف ایک ہی صحیح فلسفہ قرآن و حدیث کا ہے، جو انسان کی جملہ مشکلات کو حل کرتا ہے، وہی فلسفہ نے کسی بات کو حل نہیں کیا، اور نہ ہی انسان کی رہبری کی ہے، اور نہ ہی اس نے کامیابی کا منہ دیکھا ہے، اس مضمون کا جرمن زبان میں ترجمہ کر کے سنایا جائے گا، اس سوسائٹی کا روح رواں کونٹ قیصر لنگ ہے، جو سابق قیصر جرمنی کا دوست ہے، اور جرمنی کا مشہور فلاسفر ہے، اس نے بڑی محبت سے مولوی صاحب کو خطوط لکھے، ہمارے ایک مخالف حاسد نے جو اشاعت اسلام کا مدعی ہے، جب اس سوسائٹی کا اشتہار اخبارات میں دیکھا، اور اس کے پروگرام میں ایک دن مولوی صاحب کے لئے مخصوص پایا، تو آپ نے بڑا صدمہ ہوا، اور اس نے اس سوسائٹی کو ہمارے خلاف بہت کچھ لکھا، لیکن انہوں نے اسے نہایت معقول جواب دیا، اور اس جواب کی ایک نقل مولوی صاحب کے پاس بھی بھیجدی، یہ ہے ہمارے مخالف مسلمانوں کا رویہ ہمارے خلاف نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی، لیکن اللہ تعالے انہیں انشاء اللہ تعالے ہر جگہ خائب و خاسر کرے گا، اور جتنا وہ خدا کے فرستادہ مسیح موعود کی مخالفت کریں گے، اتنا ہی ذلیل و خوار ہوتے جائیں گے، کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ خدا تعالے نے اس زمانہ میں اپنا ایک مامور بھیجکر ایک لغو حرکت کی ہے، اور کیا ان کی منہ کی پھونکوں سے یہ لو دبجھ جائے گا، ہرگز نہیں، واللہ متم نورہ ۰

شردھانند سنیاسی کے چیلنج کا حشر

سب برادران اہل اسلام، ہندو سکھ و عیسائی دوستوں کو بخوبی معلوم ہے کہ شردھانند جی سنیاسی نے تمام اہل اسلام کے نام لیواؤں کو مباحثہ کا چیلنج دیا تھا، جس کے جواب میں ہم نے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے وقت اور تاریخ کے تقرر کے واسطے سنیاسی جی موصوف کی خدمت میں درخواست کی تھی، اور ساتھ ہی اس بات پر زور دیا، کہ اور لوگوں سے تو آپ جس طرح چاہیں، مباحثہ کریں، مگر کم از کم ہم سے تحریری مباحثہ اس طور سے کیا جائے، کہ مناظرانہ تقریر کو قلمبند کرنے کے بعد عام پبلک میں سنا دیں، اور اس کی ایک نقل مصدقہ فریقین ثانی کو دے دی جائے، جس کے جواب و جواب الجواب وغیرہ کو بھی اسی طرح قلمبند کر کے فریقین عمل کریں، اور اس طور سے چار دن روزانہ تین تین گھنٹہ ہر فریق کی تقریر ہو، ہماری طرف سے وید اور اس کی تعلیم پر اعتراض ہوں گے، اور ان کی طرف سے اس کا جواب اور اسی طرح سے ان کی طرف سے قرآن اور اس کی تعلیم پر اعتراض ہوں، اور ہماری جانب سے اس کے جواب، اور اس طور سے چار تقریروں میں فریقین کے اعتراضات و جوابات قلمبند ہو کر بعد میں ایک کتاب کی صورت میں شائع ہو جائیں، تاکہ نہ صرف موجودہ لوگ ہی بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے مستفید ہو سکیں، سنیاسی جی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، آخر ہم نے اپنے کرم دوست خان شاہ محمد خاں صاحب ایجنٹ کو بھی روانہ کرتے ہوئے ایک خط دستی سنیاسی جی کے نام پر دیا، خاں صاحب موصوف دہلی جا کر سنیاسی جی موصوف سے ملے، اور وہ خط دیا اور مباحثہ کے متعلق گفتگو کی، جس کے جواب میں سنیاسی جی نے مباحثہ سے صاف انکار کر دیا، اور ایک خط جواب میں ہمارے نام لکھ کر خاں صاحب کو دے دیا، جس کی نقل درج ذیل کی جاتی ہے:

دہلی مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

اوم

جناب صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نمستے، آپ کا مشکور ہوں، کہ آپ نے اپنی جماعت کی طرف سے دوستانہ مناظرہ منظور کر لیا تھا، مگر قوم کے سیاسی مسلم و ہندو لیڈران کی رائے میں ایسے مناظرہ سے اس وقت لوٹتے ہوئے اتحاد کو شاید نقصان پہنچے، اس احتمال سے بچنے کے لئے میں نے بخوشی مناظرہ بند کرنا ضروری سمجھا ہے، امید ہے کہ تکلیف دہی کو معاف فرما کر آپ بھی میرے ساتھ متفق ہوں گے۔

مرسلہ شردھانند سنیاسی

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آخر ہمارے دوست سنیاسی جی نے ہماری مباحثہ کی منظوری کی رسید تو دی، اور گو وہ اس وقت سیاسی مسلم و ہندو لیڈران کی رائے کے ماتحت لوٹتے ہوئے اتحاد کو نقصان پہنچنے کے احتمال سے بچنے کے لئے بخوشی مناظرہ بند کرنا ضروری سمجھتے ہوں، اور ہماری رائے میں ان کے اس خیال میں روڑا اٹکانا بھی خلاف مصلحت ہے، اور میں بھی ان کے اس خیال سے ایک طور سے تو متفق ہوں، کہ اگر وہ اس رنگ میں مباحثہ کو بند کرنا ضروری سمجھتے ہیں، تو دوسرے رنگ میں جس سے کہ قوم کے لوٹتے ہوئے اتحاد کو نقصان پہنچنے کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا، ضرور مباحثہ ہونا چاہیئے، اور ہم بالکل تیار ہیں، کہ عام جلسہ کر کے دہلی یا لاہور میں مباحثہ کرنے کی بجائے فریقین اپنے اپنے مقامات سے تحریری مباحثہ کو جاری کریں، اور وہ اس طور سے ہو، کہ ایک تحریری پرچہ اعتراضات فریقین ایک دوسرے کو روانہ کریں، جس میں جس قدر بھی سوالات فریقین ایک دوسرے کے مذہب پر کرنا چاہیں کریں، یہ فریقین کا پہلا پرچہ کہلاوے گا، اس کے جواب میں فریقین اسی طور سے جواب تحریر کر کے روانہ کر دیں، اور مزید سوالات یا اعتراضات بھی پیش کریں، یہ دوسرا پرچہ فریقین کا ہوگا، اس کے جواب الجواب میں فریقین ایک دوسرے کو پرچہ روانہ کریں، یہ فریقین کا تیسرا پرچہ ہوگا، اور پھر آخری جواب الجواب فریقین کا چوتھا پرچہ ہوگا، اس طور سے یہ مباحثہ مکمل ہو کر کتابوں کی صورت میں شائع کر دیا جاوے، جس کا نام "اسلام اور آریہ سماج کا مباحثہ" ہو، اور حصہ اول میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اعتراضات مسلسل نمبر وار معہ جواب الجواب فریقین وغیرہ کے درج ہو کر کتاب مکمل ہو جاوے، اور دوسرے حصے میں آریہ سماج کے اعتراضات معہ جواب الجواب فریقین درج ہو کر مکمل ہو جائے، یہ ہر دو حصہ کتب مباحثہ دیگر مذاہب کے لیڈران دیکھ کر اور عام پبلک بھی کس نتیجہ پر پہنچ سکے گی، کہ حق و باطل کیا ہے، ہماری جانب سے یہ ایک آخری فیصلہ کن مباحثہ ہوگا، ... ہر سلیم الطبع انسان ... اور تو کوئی ضرورت نہیں رکھتا، مذہبی دنیا میں اس مباحثہ کی سخت ضرورت ہے، اور ہمیں پوری امید ہے کہ سنیاسی جی اب تو کوئی بہانہ اس مباحثہ کو ٹالنے میں نہ نکالیں گے، اور جلدی بذریعہ خط و کتابت شرائط متعلقہ کی نسبت فیصلہ کریں گے، ہماری جانب سے جو پرچے روانہ ہوں گے، ان پر مناظروں کے دستخط ہوا کریں گے، اسی طور سے سنیاسی جی کی طرف سے جو پرچے آویں، ان پر مناظروں کے دستخط ہوں، ہماری جانب سے وید اور اس کی تعلیم پر سوال و جواب ہوں گے اور ان کی جانب سے قرآن اور اس کی تعلیم پر سوال و جواب ہوں گے، ہر دو کتب کا نام بھی انہی موضوعوں پر موسوم ہو جائے گا،

امید ہے کہ جناب شردھانند سنیاسی جی جلدی اس کا فیصلہ کریں گے، اور اصل کام کرنے والے لوگوں سے مخاطب ہو کر قوم کو کسی نتیجے پر پہنچنے کا موقعہ دیں گے، جیسا کہ خود سنیاسی جی نے دوران گفتگو سبجکٹ کمیٹی میں مولوی صاحبان کو مخاطب ہو کر کہا، کہ میں اس جھگڑے ارشد ہی کو ختم کرنے کو ہر طرح سے تیار ہوں، آپ مبلغ ارتداد سے تمام مسلمان مبلغوں کو واپس بلالیں، میں مستعد ہو چار لوگوں کو بلا لیتا ہوں، جمعیت علما کے نمائندہ نے جواب دیا، کہ ہمارے پچاس مبلغ کام کر رہے ہیں، ان کو بلانے کے ہم ذمہ وار ہوتے ہیں مگر احمدی مبلغوں کے ہم ذمہ وار نہیں، تو سنیاسی جی نے جواب دیا کہ معاف فرمایئے، کام کرنے والے تو صرف احمدی ہی ہیں، اور پونے دو سو کی تعداد میں ... کام کر رہے ہیں، اگر وہی وہاں رہے تو آپ کا وہاں سے آنا نہ آنا برابر ہے، بلکہ میں یہ کہتا ہوں، کہ جمعیت علما کے مبلغ بیشک وہاں رہیں، مگر احمدی مبلغ وہاں سے چلے آئیں، تو اس شرط پر ہم اپنے پرچارکوں کو بلالیں گے،

یہ سب کیفیت دہلی کے کوچہ کوچہ میں اشتہارات کی صورت میں ظاہر ہو چکی ہے، جس کے المشتہر سید ابو البرکات محقق دہلوی ایڈیٹر اتفاق دہلی ہیں، تو اب ضروری ہے کہ اصل کام کرنے والوں سے ہی آریہ سماج کے شدھی کے بانی سنیاسی شردھانند جی مخاطب ہو کر جس طرح سے ہم نے تجویز کیا ہے، تحریری مباحثہ کو منظور کر کے قوم کو ایک نتیجہ پر پہنچنے دیں، اور وہ اتحاد جس کو کچھ عرصہ ہوا، سنیاسی جی نے اخبار تیج میں لکھا تھا کہ اتحاد کس چڑیا کا نام ہے، شیر یعنی مسلمان اور بکری یعنی ہندو کا اتحاد نہیں ہو سکتا، اور آج وہ اس چڑیا کو واپس آتا دیکھنے کے خواہشمند ہو کر مباحثہ کو بخوشی بند کر چکے ہیں، سیاسی لیڈران کی رائے کے مطابق اس کو نقصان سے بچا دیں، مگر جس طرز سے اب ہم نے تحریری مباحثہ تجویز کیا ہے، اس سے کوئی سیاسی جماعت یا لیڈر ہرگز مخالفت نہ کرے گا، جو کہ سنیاسی جی کو تنگ کے سہارا ہونے کا موجب ہو،

لاہور احمد جائنٹ سکرٹری

بقیہ صفحہ اول

ان تمام باتوں کی موجودگی میں مسلمانوں کو مہاراجہ کی بحالی کے لئے آ، وہ کرنا مسلمانوں پر ستم رانیوں کا دروازہ کشادہ کرنا ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس ایجی ٹیشن سے دور رہیں،

ریاست کے مسلمان تو درکنار، بلکہ تمام ریاستی رعایا مہاراجہ کی بحالی کے خلاف ہے، جس کا وہ بار بار سر جلسہ اظہار کر چکی ہے، کیونکہ مہاراجہ نے رعایا کو طرح طرح سے ستایا تھا، خود معاملہ فہم اور ممتاز سکھ گوردوارہ کمیٹی اور اکالیوں کو مشورہ دے رہے ہیں، کہ وہ اس ایجی ٹیشن سے باز رہیں، چنانچہ آنریبل سردار جوگندر سنگھ جو کونسل آف سٹیٹ میں پنجاب کے سکھوں کے نمائندہ ہیں، یہ رائے دے چکے ہیں، کہ مہاراجہ نابھہ کے متعلق ایجی ٹیشن نہ تو دانائی ہے اور نہ عاقلانہ، اس کا کمیٹی سے کوئی واسطہ نہیں، رائے بہادر سردار ہوتو سنگھ ڈپٹی کمشنر پنجاب نے لیٹی کے صدر کو لکھا ہے کہ کمیٹی کے انتخاب کرنے والوں نے جو اختیارات دیئے تھے، ان میں مہاراجہ نابھہ کے متعلق ایجی ٹیشن شامل نہیں ہے، ان راؤں سے ثابت ہے، کہ کمیٹی جس کا تعلق سکھوں کے مذہبی معاملات سے ہے، وہ سیاسی معاملہ میں بلاوجہ دخل دے رہی ہے،

کانگرس کے اجلاس خصوصی دہلی میں منجملہ دیگر قراردادوں کے سول نافرمانی کرنے کا ریزولیوشن بھی پاس کیا گیا تھا، سیاسی لیڈروں کا نابھہ کے معاملہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن وہاں بھی ٹانگ اڑا بیٹھے، چنانچہ اسی سلسلہ میں، پنڈت جواہر لال نہرو، پنڈت کے سنتانم اور پرنسپل گڈوانی نابھہ میں اکالیوں پر مظالم اور وہاں سول نافرمانی کی تیاری دیکھنے گئے، تو بعض نے اُن سے کہا کہ وہ اس رقبہ میں نہ جائیں جو اس کے زیر حفاظت ہے، جب انہوں نے یہ حکم نہ مانا تو اُن کو گرفتار کر لیا گیا، اب لیڈران کانگرس نابھہ کی ایجی ٹیشن کے متعلق سول نافرمانی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، اور لالہ لاجپت رائے یہ مشورہ دے چکے ہیں، کہ بجائے اس کہ سول نافرمانی پنجاب میں کرنے کی جگہ اکالیوں کی سول نافرمانی نابھہ میں ہر طور سے امداد دی جائے، ان باتوں سے ثابت ہے کہ عدم تعاون کی کانگرس لیڈر جو ہر موقع پر سول نافرمانی کرنے کے لئے آمادہ رہتے ہیں، اُن کے ہاتھ اکالی ایجی ٹیشن کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، گویا سیاسی لیڈر خود کانگرس کو اس کے دائرہ اختیارات سے باہر چلا رہے ہیں،

غرضیکہ چاہے جس پہلو سے دیکھا جائے، مہاراجہ نابھہ جنہوں نے ارادی علیحدگی اختیار کی ہے، ان کی بحالی کا ایجی ٹیشن قطعی ناجائز اور ایک قسم کی دھینگا مشتی ہے، اور اس سے اہل ملک کو الگ تھلگ رہنا ہی مناسب ہے،

ضروری اعلان

ہمیں تبلیغ سلسلہ و اشاعت اسلام کے لئے انجمن کے شائع شدہ ٹریکٹ و مفت تقسیم کتب کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے جن دوستوں اور سکرٹری صاحبان کے پاس ایسی کتب و ٹریکٹ پڑی ہوں وہ بہت جلد انہیں بھیجدیں۔ ہندوستان کے مختلف علاقہ جات کے لئے ہر قسم کا مفت لٹریچر درکار ہے۔ احباب غفلت سے کام نہ لیں اور ہر قسم کا لٹریچر جلد روانہ کر دیں۔

خاکسار محمد منظور الٰہی سکرٹری شعبہ تبلیغ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تحقیق حق

انبیاء کی موت یقینی ہے

ناظرین با تمکین! اللہ العلمین آپ کو حق اور صداقت اور استقامت نصیب فرمائے۔ اور آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی نعمت عظمیٰ سے متمتع فرما کر تبلیغ اسلام کا جوش اور حمایت اسلام کی ہمت عطا فرمائے۔ خداوند جل شانہ فرماتا ہے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔

ترجمہ۔ جناب محمد عربی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم صرف مقصور علی الرسالت ہیں۔ اور آپ سے پہلے کے رسول صلوات اللہ علیہم اجمعین گذر چکے ہیں۔ اور ان کا گذرنا۔ ا) دو شقوں وا) موت حتف انف۔ طبعی موت بقرینہ مقابل قتل) اور (۲) قتل ہی میں محصور ہے۔ اب اگر حضرت عربی علیہ الصلوۃ والسلام فوت ہو جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم (مخاطب صحابہ کرام رضی) مرتد ہو جاؤ گے۔

یہ وہی آیات مقدسہ ہیں جنکی رو سے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا سارے انبیاء علیہم السلام کی موت پر اجماع ہوا گو کلام الٰہی میں اس قسم کی تیس آیات موجود ہیں جن سے ہمارا مدعا بحسن وجوہ ثابت ہوتا ہے۔ مگر میں انشاءاللہ تعالے آیات عنوانیہ کے متعلق ضروری تحقیق کرتے ہوئے ضمناً اور ضرورتاً چند اور آیات مصدق مقصور کی اس معقول پیرایہ میں تفسیر دوں گا کہ بفضلہ تعالے عقلاء کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

قد خلت من قبلہ الرسل کی بالقرآن تفسیر

وہ تفسیر کسقدر قابل وثوق ہے جو قرآن اور احادیث کی رو سے کی جائے اور اس میں اپنے خیالات کو مطلق دخل نہ ہو۔ چونکہ ترجمہ میں خلت کو موت اور قتل ہی کے معنی میں محصور کیا گیا ہے اسلیئے حسب فرمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا۔ فلا تکذبوا بعضہ ببعض۔ کتاب اللہ کی بعض آیات بعض آیات کی تصدیق کرتی ہیں اسلئے تم آیات قرآنی کی اس قسم کی معنی نہ کرو جنکی رو سے ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کے معنوں کی تکذیب کرے) ایک اور قرآنی مقام تائیداً پیش خدمت ہے تاکہ صحیح معنی قرآن زقرآن پرس و بس کے مصداق ہماری تفسیر شک و شبہ کی گرد سے پاک و صاف ہو کر طبائع مقدسہ وسلیمہ کو اپنی جانب کشش کرنے میں اعجازانہ کامیابی حاصل کرے۔ خداوند جل شانہ فرماتا ہے

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فہم الخالدون ط کل نفس ذائقۃ الموت ط وہ علماء جن کو علم معانی میں ملکہ تام حاصل ہے بخوبی جانتے ہیں کہ ان آیات میں چند محسنات کے علاوہ ایک صنعت تذییل بھی پائی جاتی ہے جسکی حقیقت علامہ جلال الدین سیوطی رح اتقان میں ذیل کے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ ان یوتی بجملۃ عقب جملۃ والثانیۃ تشتمل علی معنی الاولی لتاکید منطوقہ لیظہر المعنی لمن لم یفہمہ ویتقرر عند من فہمہ ط یعنے ایک جملہ کے بعد دوسرا جملہ اس طرز پر لایا جائے کہ دوسرا جملہ پہلے جملہ کے معنی کو شامل ہو اور اس کا منشاء یہ ہو کہ وہ پہلے جملہ کی منطوق کی تاکید کرے۔ اور معنی کی خفائیت کو اس شخص کے لئے جسنے نہیں سمجھا ظاہر کرے۔ اور جسنے سمجھ لیا ہے۔ اسپر اس معنی کی حقیقت ثابت کرے۔ خلاصہ یہ کہ قول الٰہی۔ افائن مت فہم الخالدون ط تذییل ہے کیونکہ یہ جملہ جملہ اولےٰ کے معنی کو شامل ہے اور اسکی تاکید کرتا ہے۔ اس لحاظ سے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد کے یہ معنی ہوئے۔ اے محبوب صلعم آپ سے پہلے کوئی بھی فرد بشر زندہ نہیں رہا۔ ان معنوں کی وجہ تفسیر [illegible] جلد ۹ صفحہ ۱۰ میں یوں مرقوم ہے۔ ای فی الدنیا لکونہ مخالفا للحکمۃ التکوینیۃ والتشریعیۃ یعنے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امر شریعت اور سیاست کی حکمت کا مخالف ہے۔ غور فرمائیے۔ قد خلت من قبلہ الرسل کی حقیقی معنی اس آیت میں عمومیت کے طور پر کسقدر مشرح موجود ہیں

بدء کلام من تحققہا کشفا [illegible] بعدی [illegible] لبسل [illegible]

فاحمد اللہ الذی انا جامع [illegible] لہم ثم تقسم

اور سنئے آیات عنوانیہ زیر بحث میں ایک صنعت بنام اعتراض جسکو التفات کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو ہمارے [illegible] واضح طریق پر ثابت کرتی ہے موجود ہے۔ صاحب مختصر [illegible] ہیں۔ الاعتراض وہو ان یوتی فی اثناء الکلام او بین کلامین

بجملہ [illegible] لا محل لہا من الاعراب لنکتۃ سوی دفع الایہام لم یرد بالکلام مجموع المسند الیہ والمسند فقط بل جمیع ما یتعلق بہما من الفضلات والتوابع والمراد باتصال الکلامین ان یکون الثانی بیانا للاول او تاکیدا او بدلا کالتنزیہ فی قولہ تعالے ویجعلون للہ البنات سبحانہ ولہم ما یشتہون

فقولہ سبحانہ جملۃ لانہ مصدر بتقدیر الفعل وقعت فی اثناء الکلام لان قولہم ما یشتہون عطف علی قولہ للہ البنات والذی فی قولہ ؎

ان الثمانین وبلغتہا ٭ قد احوجت سمعی الی ترجمان

یعنے اعتراض وہ کلام ہے جو اثناء کلام میں یا متصل جملوں کے درمیان ایک ایسا جملہ لایا جائے جس کا محل اعراب نہ ہو اور کلام سے مراد حرف مسند الیہ اور مسند ہی نہیں بلکہ تمام متعلقات جملہ میں داخل ہیں اور جملوں کے اتصال کے یہ معنے ہیں کہ دوسرا جملہ پہلے جملہ کا بیان ہو۔ یا تاکید ہو اور یا بدل ہو۔ جیسا کہ سبحانہ بتقدیر ایک فعل جملہ ہے جو اثنائے کلام میں واقع ہے کیونکہ لہم ما یشتہون کا عطف للہ البنات پر ہے اور اسی طرح لفظ وبلغتہا شعر مرقومہ بالا میں۔ خلاصہ یہ کہ آیت متجوزہ میں وما محمد الا رسول ط اور افائن مات او قتل آہ دو جملے ہیں اور دوسرا جملہ پہلے جملہ کا بیان ہے ان دونوں جملوں کے درمیان جملہ قد خلت من قبلہ الرسل موجود ہے جسکو رفع ایہام کے علاوہ ایک خاص نکتہ کے لئے لایا گیا ہے۔ اور اسے دوسرے لفظوں میں یقیناً استدلالاً علی وفات النبی صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرنا صحیح ہے چنانچہ اسی امر کو صاحب مختصر معانی ایک اور پیرایہ میں یوں ذکر کرتے ہیں۔ وما محمد الا رسول ای مقصور علی الرسالۃ لا یتعدا الی التبرء من الہلاک فالمخاطبون وہم الصحابۃ رضی اللہ عنہم کانوا عالمین بکونہ مقصوراً علی الرسالۃ غیر جامع بین الرسالۃ والتبرء عن الہلاک لکنہم لما کانوا یعدون ہلاکہ امراً عظیما نزل استعظامہم ہلاکہ منزلۃ انکارہم ایاہ۔ ای الہلاک فاستعمل النفی والاستثناء والاعتبار المناسب ہو الاشعار بعظم ہذا الامر فی نفوسہم وشدۃ حرصہم علی بقائہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنے وما محمد الا رسول کے معنے ہیں۔ جناب عربی مقصور علی الرسالۃ ہیں اور فوتیدگی سے نہیں بچ سکتے۔ اس آیت میں صحابہ کرام مخاطب ہیں۔ گو وہ حضرت عربی کو رسول ہی سمجھتے تھے اور ان کو رسالت اور وفات میں کسی قسم کی مباینت کا شبہ نہ تھا تاہم حضور علیہ السلام کے وصال کو ایک بڑا بھاری واقعہ سمجھتے تھے اس وجہ سے ان کے خیال کو انکار کی جگہ رکھا گیا اور استثنا کا استعمال کیا گیا۔ اور یہ امر دلالت کرتا ہے کہ ان کو ان کے اس اپنے خیال کی حقیقت جتلائی گئی۔ چنانچہ اسی امر کو حضرت حسان بن ثابت مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

الغرض نبی علیہ السلام کو مقصور علی الرسالۃ بیان کرنے کے بعد آپکی وفات پر رسل اللہ جو آپ سے پہلے گذر چکے تھے کی اموات کو بطور استدلال پیش کیا گیا۔ اسلئے اب اگر خلت کے معنے موت نہ لئے جائیں تو کلام اللہ میں یہ فقرہ قد خلت من قبلہ الرسل بے مطلب ہوا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید جو کلام الٰہی ہے حشو اور زوائد سے پاک ہے۔ کسقدر دیدہ دلیری ہے کہ قرآن کے مطالب کو بگیر کے نیز بنگوا بنے خیالات باطلہ جو اسلام کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتے ہوں کے مطابق ڈھال جائے۔ اب حوالہ جات لغت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ خلا فلان اذا مات۔ تاج العروس جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۹ یعنے خلا فلان اسوقت بولا جاتا ہے۔ جب کوئی مرجائے اور اقرب الموارد جلد ا ص ۲۹۹ پر خلا کے معنے کئے گئے ہیں خلا الرجل ای مات الرجل یعنے خلا الرجل کے معنے ہیں آدمی مرگیا۔ اور لسان العرب میں لکھا گیا ہے قال الاعرابی خلا فلان اذا مات مطلب یہ کہ اعرابی جنکی زبان ٹھیٹھ اور خالص ہوتی ہے وہ خلا فلان اسوقت بولتے ہیں جب کوئی مر جائے۔ دیوان حماسہ میں سے ایک شعر سموئل بھی ملاحظہ فرمالیجائے ؎

اذا سید منا خلا قام سید

قول بما قال الکرام فعول

یعنے جب ہم میں سے کوئی رئیس مرجاتا ہے تو اسکی جگہ دوسرا لے لیتا ہے اور وہ اپنے بزرگوں کے اقوال اور افعال پر گامزن ہوا کرتا ہے۔

بعض نام کے مولوی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ خداوند پاک نے خلت کی بجائے توفت کا لفظ اسجگہ کیوں نہ فرمایا کہ جھگڑا ہی نہ ہوتا۔ مگر سوچتے نہیں کہ توفت تو طبعی موت کے لئے ہی ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ تمام انبیاء علیہم السلام [illegible]

بھی [illegible] ہے [illegible] لیئے ایسا لفظ فرمایا جو موت حتف

انف اور قتل دونوں کو شامل تھا۔ فافہم وتدبر

لفظ خلا اور تفاسیر

تفسیر ابی سعود جلد ۳ ص ۵۸ و ۶۰ میں زیر آیت قد خلت من قبلہ الرسل یوں مرقوم ہے۔ کانہ قیل قد خلت من قبلہ امثالہ فلیخلو کما خلوا۔ مطلب یہ ہے گویا اسطرح کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمجنس انبیاء آپ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں آپ بھی ان کی طرح اس دار فانی سے کوچ فرمائینگے۔ حاشیہ شہاب علی البیضاوی جلد ۳ ص ۱۲۴ پر زیر آیت بالا فلیخلو کما خلوا بالموت لکھا ہوا ہے یعنے جسطرح باقی انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اسی طرح نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی وصال ہوگا اور قریب قریب یہی الفاظ تفسیر کشاف جلد ا ص ۲۳۹ تفسیر خازن جلد ا ص ۳۴۴ تفسیر کمالین ص ۵۹ پر موجود ہیں۔

لفظ الرسل پر بحث

الرسل میں الف لام۔ استغراق ہے اور بلحاظ ظرفیت من قبلہ بطور عبارت النص کوئی رسول بھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سے پہلے گذر چکا ہے اس سے باہر اور خارج نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ علماء نحو فرماتے ہیں۔ الجمع اذا دخل علیہ الالف واللام ولم یکن معہ قرینۃ خارجیۃ یفید الاستغراق۔ سوال کابلی۔ حاشیہ شرح جامی ص ۴۴ حاصل یہ ہے کہ جب جمع معرف باللام ہو اور کوئی قرینہ صارفہ نہ پایا جاسکے تو وہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ ابحث ذاک الرضی فی اوائل بحث المعرفۃ کل اسم دخلہ اللام ان لم یکن معہ قرینۃ مقالیۃ او حالیۃ دالۃ علی انہ لبعض مجہول او معین وجب حملہ علی الاستغراق سواء کان مع علامۃ الوحدۃ کالضربۃ او مع علامۃ التثنیۃ او الجمع کالضربین او الجمار او تجرد من جمیع تلک العلامات کالضرب والمارلانہ اذ ثبت کون اللفظ دالا علی ماہیۃ خارجیۃ فاما ان یکون لجمیع افرادہا او لبعضہا ولا واسطۃ بینہما فی الوجود الخارجی وان کان بین تصورہا فی الذہن الخالیۃ من البعضیۃ والکلیۃ لکن کلامنا فی المشخصات الخارجیۃ لان الالفاظ موضوعۃ بازائہا لا فی الذہنیۃ فاذا لم یکن للبعضیۃ لعدم دلیلہا وجب کونہ للکل انتہی

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ رضی کہتا ہے۔ ہر ایک اسم خواہ واحد ہو یا تثنیہ جمع ہو یا ان میں سے کوئی بھی علامت نہ پائی جائے اور معرف باللام ہو کوئی قرینہ حالی یا مقالی اسکے مخالف موجود نہ ہو تو اسکو استغراق پر محمول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ الفاظ کی وضع ان کی ذاتی مفہوم کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اسلئے جب بعضیت مستدل نہ ہو تو ایسے معرف باللام کا کل کے لئے ہونا لازم آئے گا ؎

فان کنت ذا عقل وفہم وفطنۃ

علمت الذی قد کنت بالامس تجہل

وفات مسیح علیہ السلام

آیات عنوانیہ کے متعلق جسقدر ضروری تحقیق تھی بیان کر دی گئی ہے جس پر ہمارے مخالف اپنی طرف سے حاشیہ افزائی کرتے اور کلام الٰہی کی تفسیر بالرائے کرتے ہوئے یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق بنکر خواہ مخواہ غوغا مچاتے ہیں۔ پھر بھی ضروری تحقیق پیش خدمت کی جاتی ہے تاکہ رسالہ ہذا کے پڑھنے کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ ہاں اگر کوئی جان بوجھ کر شاہراہ اسلام سے پرے ہٹتا ہے اور قرآنی فیصلہ کو نہیں مانتا تو اس کا معاملہ خداوند پاک سے ہے۔ خیر ملاحظہ فرمائیے۔

خداوند تعالے فرماتا ہے۔ وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ۔ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما۔ یعنے یہود کہتے ہیں کہ عیسی بن مریم کو جو رسالت الٰہی کا مدعی ہے ہم نے قتل کر دیا ہے مگر حق یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے جناب مسیح کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب سے مارا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ عیسی علیہ السلام یہود کے لئے مشابہ بالقتل کئے گئے تھے۔ وہ لوگ جو اسبارہ میں اختلاف کرتے ہیں۔ بلاشبہ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اس معاملہ کی پوری حقیقت معلوم نہیں ہو سکی۔ سوائے اسکے کہ وہ اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں البتہ صحیح معاملہ تو یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ہرگز ہرگز قتل نہ [illegible] بلکہ جناب مسیح ان کی مراد کے برخلاف کہ لا تفتح لہم ابواب السماء کے مصداق ٹھہریں مرفوع الدرجات ہو چکے ہیں۔ اور ایسا ہوا تو کیوں؟ وجہ یہ کہ اللہ پاک بہت بڑا غالب اور حکیم ہے

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

سید امجد علی شاہ صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ قریباً ۵ ماہ سے بعارضہ بخار علیل ہیں۔ نقاہت زیادہ ہے جملہ احباب اپنی اس ہمشیرہ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں ہمشیرہ موصوفہ نے باوجود علالت عورتوں میں فتنہ ارتداد کے لئے چندہ کی تحریک کی۔ اور ایک دن میں لشہ روپیہ سے زیادہ جمع کر لیا لیکن بعد ازاں وہ علیل ہو گئیں ورنہ اسکی مقدار بہت بڑھ جاتی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے انہیں جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

شیخ محمد یوسف صاحب علاقہ رہتک میں آریوں کے مقابلہ پر تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اور خدا کے فضل سے خوب کامیابی سے ان کے دو لیکچر ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر محسن علی صاحب ر ب اسسٹنٹ سرجن کنجاہ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ ہمارے عزیز دوست حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسی کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ تین چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالے ان بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

خواجہ جلال الدین صاحب اب جموں سے علاج کرانے کے لئے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کی طبیعت اب کسی قدر اچھی ہے احباب دعا فرمائیں۔

۲۹ ستمبر کی شام کو بعد از نماز مغرب احمدیہ بلڈنگس میں شاہ محمد خان صاحب کا ایک موثر لیکچر "عورت کی حیثیت ویدک دھرم میں" ہوا۔ حاضرین کی تعداد معقول تھی۔

نہایت افسوس ہے کہ ہمارے مکرم دوست خان صاحب میاں غلام رسول صاحب کے بڑے بھائی میاں غلام مصطفےٰ صاحب پیشتر رہگرائے عالم بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

تازہ خبریں
ہندوستان

فسادات سہارنپور

مسلمانان سہارنپور جس ظلم اور مصائب کا شکار بنے ہوئے ہیں اس سے ہر اخبار بین واقف ہے۔ سہارنپور کے مسلمان بھائیوں کی طرف سے اسلامی حلقوں میں جس قیامت خیز غفلت۔ بے توجہی اور بےخبری کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ وہ اسلامی ہند کی تاریخ میں پہلی نظیر ہے۔ ہنود کی مختلف سیوا سمتیاں۔ اور ہندو ڈاکٹر۔ نرسیں اور ہیر سٹر وغیرہ جس جوش سے حصہ لے رہے ہیں۔ وہ ان کی زندگی کی واضح علامتیں ہیں۔ انجمن رضاکاران اسلام کانپور نے پانچ رضاکاروں کا ایک وفد بسرکردگی شبیر حسن خان گگر ناظم دفتر اپنے خرچ سے سہارنپور روانہ کر رہا ہے تاکہ مظلوم بھائیوں کی امداد و اعانت کا فرض ضروری ادا کرے امید ہے کہ ملک کی دوسری اسلامی انجمنیں اس مبارک مقصد میں اشتراک عمل کا عملی ثبوت دیکر اس حقیقت کو ظاہر کر دیں گی۔ کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اور مقام کی دوری یا نزدیکی ہماری اخوت میں سد راہ نہیں ہو سکتی۔

شیخ فضل الٰہی سوداگر چرم صدر انجمن رضاکاران اسلام کانپور

پنڈت جواہر لعل نہرو کا مقدمہ

الہ آباد۔ ۳۰ ستمبر۔ نابھہ میں پنڈت جواہر لال نہرو کے مقدمہ کے ضمن میں پنڈت کپل دیو مالویہ انبالہ سے اخبار لیڈر کو رقم ... لکھتے ہیں کہ ۲۷ تاریخ کو میں اور پنڈت موتی لال نہرو موٹر پر سوار ہو کر نابھہ گئے۔ پنڈت موتی لال نہرو نے اپنے بیٹے سے ایک طویل ملاقات کی۔ پنڈت جواہر لال تندرست اور ہشاش بشاش تھے۔ پیغام میں مرقوم ہے کہ سماعت اگلے روز آٹھ بجے صبح ہونے والی تھی لیکن اسکا وقت تبدیل کر کے دوپہر کر دیا گیا۔ تاکہ پنڈت جی پنڈت جواہر لال نہرو کا تحریری بیان مرتب کر سکیں۔ ہم پھر انبالہ کو واپس آ گئے۔ یہاں ہم آدھی رات کو پہنچے۔ چونکہ پنڈت جی کو راستہ میں سردی لگ گئی اور رات کو انہوں نے کام کیا اسلئے وہ اٹھائیس کی صبح کو نابھہ نہ جا سکے۔ انہوں نے مجھے ہدایات اور مہتمم ریاست کے نام کا ایک خط دیکر بھیج دیا جس میں انہوں نے لکھ دیا کہ میں پنڈت جی کا قائم مقام ہوں۔ اس لئے مجھے ان کی جگہ کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ مجھے اس امر کی اجازت مل گئی۔ اور مجھے پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ ملنے جلنے کا عمدہ موقعہ مل گیا۔ عدالت میں تحریری بیان داخل کر دیا گیا۔ اور دوسری سماعت کے لئے ۲۹ تاریخ مقرر ہوئی۔

جواہر لال نہرو اور سنٹرل جیل نابھہ

الہ آباد۔ ایک اور پیغام مظہر ہے کہ سنٹرل جیل میں ان کے ساتھ عمدہ سلوک ہو رہا ہے۔ سب سے عمدہ کوٹھڑی انہیں دی گئی ہے اور خوراک کا انتظام اطمینان بخش ہے۔ تئیس تاریخ کی سماعت خاص طور پر بند کمرہ میں ہوئی۔ دوسرے روز کی سماعتیں زیر دفعہ ۱۰۸ اور زیر دفعہ ۱۴۴ ہوئیں۔ کل شام جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس میں کانگریس کے اجلاس خاص دہلی کی قراردادوں کی تائید کی گئی۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو کو مبارکباد دی گئی۔

دریائے گومتی کی تباہی خیز طغیانی

لکھنؤ ۲۹ ستمبر۔ آج گیارہ بجے دن تک پانی برابر بڑھتا رہا۔ لیکن اب اس کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔

بہت سے گوداموں میں پانی آ گیا جس کی وجہ سے غلہ کا بڑا ذخیرہ تباہ ہو گیا۔

چونکہ مکانات کے پے در پے گرنے کا سلسلہ جاری ہے اسلئے کئی ایک محلے خالی ہو گئے ہیں۔

مصیبت زدوں کی امداد و اعانت نہایت سرگرمی کے ساتھ کیجا رہی ہے۔ کل ۵۰۳ نفوس کو جن میں مرد عورت اور بچے بھی شامل ہیں۔ اور سیلاب سے اپنی جانیں بچانے کے لئے ایک پیپل کے درخت پر چڑھ گئے تھے بمشکل تمام پانی کی نذر اور موت کے منہ سے بچایا گیا۔ مدارس بلدیہ۔ کالی چرن سکول اور سول اینڈ ملٹری ہوٹل کی بالائی منزل پناہ گزینوں کے لئے خالی کر دی گئی ہے۔ کئی مقامات پر خیمے بھی نصب کئے گئے ہیں۔

کل دو اور حادثے رونما ہوئے ایک یہ ہے کہ مسٹر واگھم اور ایک دن لامارٹینر کالج کے جونیئر سرجنٹ کی سرکردگی) اور مسٹر ڈی کوشا ایک کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک پانی کی ایک زبردست اور پرشور موج آئی اور کشتی کو الٹ دیا۔ مسٹر ڈی کوسٹا تو تیر کر صحیح و سلامت نکل آئے۔ لیکن مس ریڈین اور مسٹر واگھم بھنور میں آ گئے اور ڈوب گئے۔

تمام نواحی دیہات زیر آب ہیں۔ صدہا مکان بہ گئے اور باشندوں کو سر چھپانے اور پیٹ بھرنے کا کوئی سہارا نہ رہا۔ بہت سے لوگ فاقہ کشی کے مصائب میں گرفتار ہیں۔

ابھی تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دیہات میں جانوں کا کسقدر نقصان ہوا۔

سیٹھ جمنالال بجاج بمبئی میں

بمبئی۔ ۲۹۔ ستمبر۔ کل سیٹھ جمنالال بجاج تشریف فرمائے بمبئی ہوئے۔ تارکین موالات نے آپ کا نہایت شاندار اور پرجوش استقبال کیا۔

جمعیت علمائے ہند کا سالانہ اجلاس

دہلی۔ ۲۹ ستمبر۔ جمعیت علماء ہند کا سالانہ اجلاس کوکناڈا میں منعقد ہوگا۔ صدارت کے فرائض مولانا حسین احمد نائب شیخ الہند انجام دینگے۔

کانگرس کے فیصلہ سے افسوسناک اختلاف

مدراس۔ ۲۹ ستمبر۔ ایسوسی ایٹڈ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مسٹر رام ... اور مسٹر راما سوامی نیلکر نے تامل ناڈو پراونشل کانگرس کمیٹی کی معتمدی سے استعفے دے دیا کیونکہ انہیں فیصلہ دہلی سے اختلاف ہے۔

پربندھک کمیٹی کا جلسہ

امرت سر۔ ۳۰ ستمبر۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا عام انعقاد پذیر ہوا۔ اور متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں سے ایک میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجلس وضع آئین ہند اور کونسل پنجاب میں سکھ نمائندے روانہ کئے جائیں تاکہ ... کے متعلق قابل اطمینان قانون وضع کرائیں۔ ان نمائندوں پربندھک کمیٹی کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی ... نہرو۔ پرنسپل گدوانی اور مسٹر سنتانم کی گرفتاری پر ... دی گئی۔ اور ان کا تشریف آوری کے لئے شکریہ ادا کیا ... سے ہمدردی ظاہر کی۔ اور گیارہ سو روپیہ اعانت کے طور پر ... کرنے کا فیصلہ کیا گیا (پربندھک کمیٹی)

حالات جیتو

امرت سر۔ ۳ ستمبر۔ چوبیس اکالیوں کا ایک جتھا ... سہ پہر کے وقت جیتو پہنچا۔ اور گرفتار کر کے جیتو گنج ... میں پہنچا دیا گیا۔ سات بجے تک وہاں رہا۔ ازاں بعد کل ... جتھے کی جمعیت میں بذریعہ ٹرین بوال روانہ کر دیا گیا۔

ممالک غیر

مصر میں انتخابات

قاہرہ۔ ۲۹ ستمبر۔ زغلول پاشا کے پیرو دعوے کرتے ہیں ... ابتدائی انتخاب میں انہوں نے بہت بڑی اکثریت حاصل کی ہے۔

اعلان کی افواہ

۲۹ ستمبر۔ افواہ ہے کہ ٹرکی میں جمہوریت کا اعلان کر دیا گیا۔

کارفو کا تخلیہ

کارفو۔ ۲۹ ستمبر۔ ایک تباہ کن جہاز کے علاوہ باقی بیڑہ یہاں سے روانہ ہو چکا ہے۔

بلغاریہ میں اشتراکیین کی آخری شکست

صوفیا۔ ۲۸ ستمبر۔ آج صبح سپاہ نے کمیونسٹوں کے ... قلعہ فرڈی نینڈ کا محاصرہ کیا اور کمیونسٹوں کو گرفتار کر ...

روسی سفیر کی واپسی

طہران ۲۹ ستمبر۔ روسی سفیر مقیم طہران موسیو لنسوف کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ جو تین دن کے اندر اندر روانہ ... نئے سفیر چرغاریا موسیو یوشا ٹزکاف ہوں کے آنے تک ایپرسیدو تمام معاملات کے ذمہ دار رہیں گے

فیسٹی شیرازہ میں اختلال

روما۔ ۲۹ ستمبر۔ فیسٹی شیرازہ کا ایک بند ڈھیلا پڑ گیا ... انتظامی جماعت میں سے سا پنور روکا کو نکالدیا گیا ... فیسٹی تھا۔ سا پنور مولینی نے اس افواج کو منظور کیا ... سلطی جماعت مستعفی ہو گئی۔

مسٹر بالڈون کا عزم

اکسفورڈ۔ ۲۹ ستمبر۔ مسٹر بالڈون نے ... کوشائی ... کی افتتاحی تقریر میں تمام حالت پر تازہ واقعات کی ... میں شرح و بسط کے ساتھ بحث کرتے محسوس کیا ... اسوقت جرمنی کی حالت کا ابھی صحیح اندازہ ہو سکے ... خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اندرونی بدامنی کے ذریعہ سے تاوان کو التوا میں ڈالنے کی کوشش کی گئی تو ... سے ذرا ہمدردی نہ ہوگی۔

اشتراکیین کا وفد لوٹ گیا

برلن۔ ۲۹ ستمبر۔ ملک بھر میں حالات خوشگوار ہو گئے ہیں ... مقابلہ کے ترک کرنیسے بغاوت کا جو احتمال پیدا ہو گیا تھا وہ ... ہے۔ اس معاملہ میں لوگوں کی اکثریت ڈاکٹر ... رہی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ برلن اور بویریا کی حکومتوں ... جو حالت کی نزاکت کے متعلق صادر کئے گئے تھے منسوخ ... جائینگے۔ ہٹلر کا خدشہ دور ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس کو ... جلسے منعقد نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر ڈوان کاہر نے ہٹلر کی طاقت کو ... کر دیا ہے۔ ہر ہٹلر نے اپنے پیروؤں کو واپس ... حکم دے دیا ...

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

خطبہ جمعہ

(مورخہ ۱۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ عیسوی)

اسلام میں دعا

للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ ...... الی ...... فانصرنا علی القوم الکافرین ہ

یہ سورۂ بقر کی آخری آیتیں ہیں، اور نبی کریم صلعم سے ان کی بڑی فضیلت مروی ہے، فضیلت سے یہ کوئی منشا نہیں ہوتا، کہ خدا کا کلام ہونے میں ان کا کوئی الگ مرتبہ ہے، یوں تو خدا کا کلام سب کا سب ہی بڑا بلند مرتبہ ہے لیکن فضیلت ان کی یہ ہے کہ ہم انسانوں کے لئے زیادہ نفع پہنچانے، مرتبہ کو بلند کرنے اور نقصوں کو دور کرنے والی چیزیں ہیں،

ان آیتوں میں ایک دعا سکھائی ہے، پہلی دو آیات اسی کے لئے بطور تمہید ہیں، اس کے بعد وہ دعا آخر تک چلتی ہے، اس کا کیا منشا ہے، اس کے بتانے سے پیشتر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ

دعا کیا چیز ہے

دعا دراصل اپنی کمزوری اور بے بسی کے وقت ایک بلند تر سہارا کی تلاش ہے، کمزوریوں کے اوقات انسان پر آتے ہیں، ان اوقات میں انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ کسی بلند تر سہارا کی تلاش کرے۔ اس وقت اس کی اپنی طاقت کام نہیں دیتی، ایسے اوقات سب ہی لوگوں پر آتے ہیں، بڑے بڑے طاقتور بادشاہوں پر بعض وقت ایسی حالت آتی ہے، کہ وہ مجبور ہو جاتے ہیں، اور سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں دیکھتے، کہ اس بلند تر ہستی کی طرف جھکیں، جو سب سے زیادہ طاقتور ہے، کسی بلند تر طاقت کا محض مان لینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اور جب تک اپنی کمزوری کا علاج اس سرچشمہ سے نہیں چاہتا، بغیر دعا کے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کوئی فائدہ نہیں دیتا، دنیا کے تمام مذاہب نے دعائیں سکھائی ہیں، مذہب تو ایک طرف

فطرت انسانی میں دعا

کا جذبہ رکھا گیا ہے، ایک لامذہب اور دہریہ پر بھی جب مشکلات آکر بنتی ہیں، تو بے اختیار خدا کو پکارنے لگتا ہے، وہ بڑے بڑے طاقتور لوگ جو اپنی طاقت کے نشہ میں خدا کو ہیچ سمجھتے ہیں، خواہ منہ سے یا عمل سے ان پر جس وقت مصیبت آتی ہے، تو چلا اٹھتے ہیں، قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا نقشہ یوں کھینچا ہے، کہ حتیٰ اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبۃ وفرحوا بھا جاءتھا ریح عاصف وجاءھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین، لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشکرین ہ یعنے جب تم جہاز میں ہوتے ہو، اور وہ خوشگوار ہوا کے ساتھ چلتے ہیں، جس سے وہ لوگ جو اس میں سوار ہیں، خوش ہوتے ہیں، پھر ایک تیز ہوا آتی ہے، اور ہر طرف سے لہریں اٹھتی ہیں، اور وہ سمجھ لیتے ہیں، کہ وہ اب گھیرے میں آ گئے۔ تو وہ اس وقت اللہ تعالےٰ کو اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں، کہ اگر تو ہمیں اس سے نجات دے دے تو ہم تیرے شکر گذار ہوں گے، تو اللہ تعالےٰ ان کو بھی اس وقت نجات دیتا ہے، گویا وہ مشرکوں کی بھی سنتا ہے، اگر ایک مسلمان کی نہیں سنتا، تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ اس میں نقص ہے، تو

دعا ایک ایسی چیز ہے

جو فطرت کے اندر مرکوز ہے، مذہب فی الحقیقت انہی چیزوں کو سکھاتا اور یاد دلاتا ہے، جو فطرت میں پہلے سے موجود ہیں، مصیبتیں جیسے میں نے بتایا ہر ایک پر آتی ہیں، دولت والے پر بھی، طاقت والے پر بھی، ہر ایک کو مصائب میں سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے، کوئی انسان اس سے بچا ہوا نہیں، جو انسان اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اس کو یہ مصائب دیکھنی ہی پڑتی ہیں، جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آسائش اور آرام ہی کی زندگی ہے اور کوئی مصیبت نہ آئے، وہ اس سے بچ نہیں سکتے، لقد خلقنا الانسان فی کبد ہ انسان کو ہم نے مشقت کے اندر پیدا کیا ہے، جو شخص مشقت سے بھاگتا ہے وہ زندگی کی غرض کو بھولے ہوئے ہے، جو تھوڑی سی تکلیف سے بھاگنا چاہتا ہے، وہ اپنا رستہ دوزخ کے لئے تیار کرتا ہے وہاں اس کو بہت بڑی مشقت اٹھانی پڑے گی، جو لوگ خواہ وہ بچے ہوں، جوان ہوں، بوڑھے ہوں، اپنے اوپر دکھوں، تکلیفوں کو اٹھاتے ہیں، وہ اپنے آپ کو جنت کے لئے تیار کرتے ہیں گھبرانا الگ بات ہے، دکھوں اور مصائب میں گھبرانا ایسی بات نہیں کہ اس کو مذموم قرار دیا جائے، مصیبت فی الحقیقت ایک نعمت ہے، یہ دکھ اور تکلیفیں، بیماریاں اور موت ایسی نعمتیں ہیں، جن کے اندر بہت سی اعلےٰ درجہ کی باتیں پوشیدہ ہیں، جو شخص مصائب سے بچنا چاہتا ہے، وہ ان سے بڑھ کر مصائب کو اپنے لئے بلاتا ہے، جس طرح وہ طالب علم جو محنت سے جی چراتا ہے کسی اچھے نتیجہ کو نہیں پا سکتا،

زندگی جدوجہد کے لئے بنی ہے

بغیر جدوجہد کے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا،

غرض مصیبتوں کا آنا ضروری ہے، اس سے کوئی بچ نہیں سکتا، اگر ان مصائب کے وقت کوئی شخص خدا کی طرف رجوع کرے تو یہ نشان ہے، اس بات کا کہ اس کا قدم صحیح رستہ پر ہے، اللہ تعالےٰ نے فطرت انسانی میں اس بات کی ودیعت کر کے کہ انسان کی توجہ مصائب کے وقت ایک بلند ہستی کی طرف ہوتی ہے، اسے اس طرف توجہ دلائی ہے،

تو دعا سب مذاہب نے بلکہ میں نے کہا کہ فطرت انسانی نے سکھائی ہے، لیکن

اسلام کی دعاؤں

میں جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے، وہ یہ ہے کہ نرا مصیبتوں اور دکھوں میں خدا کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو، بلکہ آرام کی حالت میں بھی خدا کی طرف جھکنے والا ہو، اس وقت جب تم پر مال اور دولت کی کثرت ہو، آرام اور راحت کی حالت تم پر موجود ہو، اس وقت بھی بلند تر طاقت کی طرف جھکنے کی تمہارے دل میں وہی تڑپ ہو،

کوئی چیز ایسی نہیں جو فطرت کے اندر مرکوز نہیں،

خدا تعالیٰ کی بلند طاقت

کا سہارا تلاش کرنا یا انسانی فطرت کے اندر موجود ہے، تو جب یہ فطرت کے اندر موجود ہے تو مذہب آکر کیا کرتا ہے، مذہب صرف اس فطرت کو صحیح رستہ پر لانے کے لئے آتا ہے، فطرت کی وہ چنگاری جو گردش کے حالات سے خاکستر کے نیچے دب جاتی ہے، مذہب اس خاکستر کو دور کر کے دوبارہ اس کو روشن کرنا چاہتا ہے، اسلام نے فطرت کی اس چنگاری کو روشن کر کے صرف مصائب ہی کے وقت نہیں بلکہ راحت و آرام کی حالت میں بھی انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکانا چاہا ہے، لیکن لوگ عام طور پر صرف مصیبت کے وقت ہی خدا تعالیٰ کا سہارا تلاش کرتے ہیں، اور پھر اپنے آپ کو آزاد خیال کرتے ہیں،

دوسری بات

جو قابل توجہ ہے، وہ یہ ہے کہ جس وقت کسی پر مصیبت آتی ہے، ایک بات ہے جو سب کے منہ سے نکلتی ہے،

بقیہ بر صفحہ ۳ کالم ایک

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱ مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ نمبر ۹۹

جماعت احمدیہ اور اشاعت اسلام

(۳) اللواء المصری میں اعتراضات

جیسا کہ ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی مصر میں آؤ بھگت اور شاندار استقبال کو خیری صاحبان دیکھ نہ سکے، اور ان کے بغض و حسد کی آگ یہاں تک مشتعل ہوئی، کہ انہوں نے لوگوں کو خواجہ صاحب کے خلاف اکسانے کے لئے ان پر یہ الزام دیا کہ وہ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں، اور ان کے سفر حج کے اندر تبلیغ مقاصد برطانیہ کا راز پنہاں ہے، اس الزام کی بنا بعض فرضی اور وہمی قیاسات پر انہوں نے رکھی، اور ان کا اعلان بعض مصری اخبارات میں کرایا، جس کا مفصل ذکر ہم گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں کر چکے ہیں،

انہی اعلانات و بہتانات کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے معتقدات اور تعلیم پر بھی بحث کی گئی ہے، اور نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت صاحب کے الہامات آپ کی ... اور حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ لکھنے والا سلسلہ عالیہ کے تمام حالات سے ہی واقف ہے،

اس قسم کے تین مضامین اس وقت ہمارے سامنے ہیں، جن کو برلن سے کسی سید احمد شریف نے لکھ کر اخبار اللواء کو بھیجا ہے،

جہاں تک حضرت مسیح موعود کے الہامات و دعاوی اور پیشگوئیوں کا تعلق ہے، راقم مضمون نے ان پر کوئی جرح نہیں کی، بلکہ صرف ان کو نقل ہی کر دیا ہے، لیکن آخر میں جہاں حضرت صاحب کے عقائد اور تعلیم کا ذکر کیا ہے، یہ دیکھ کر ہماری حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہیں رہی، کہ اس میں آپ کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہیں، جن کی آپ نے کبھی تعلیم نہیں دی، بلکہ وہ میاں محمود احمد صاحب کے معتقدات میں سے ہیں، مثلاً:

(۱) حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۸ء میں احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے حرام قرار دیئے،

(۲) غیر احمدی کا جنازہ حرام قرار دیا۔

(۳) جو شخص آپ کے مہدی اور عیسیٰ ہونے پر ایمان نہ لائے اس کو کافر ٹھیرایا،

(۴) جہاد کو حرام قرار دیا، اور اس کو اپنے عقائد میں بہت اہمیت دی، اور اپنے متبعین کے لئے حرام قرار دیا، کہ ہر ایسی چیز پر جو جہاد کے نام سے موسوم ہو ہرگز اعتقاد نہ رکھیں،

(۵) حکومت انگریزی کی اطاعت اور اس کی مساعدت کو شرائط بیعت میں داخل کیا، اس کے ساتھ ہی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کی حرمت کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن ان کے علاوہ باقی تمام عقائد ایسے ہیں، جن کا قطعاً کوئی تعلق نہ حضرت مسیح موعود سے نہ حضرت خواجہ کمال الدین یا جماعت اسلامیہ لاہور سے ہے بلکہ راقم مضمون نے حکومت برطانیہ کی اطاعت اور خلافت کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے میاں محمود احمد صاحب کی اس کتاب سے جو انہوں نے پرنس آف ویلز کو لکھ کر بھیجی تھی، اقتباسات کئے ہیں۔

باوجود اس کے یہ کس قدر حیرانی کی بات ہے کہ مضمون کا عنوان اس نے لکھا ہے:

”حقیقۃ الاحمدیۃ الهندیۃ وعلاقۃ خواجہ کمال الدین بہا“

”ہندی احمدیت کی حقیقت اور خواجہ کمال الدین کا اس کے ساتھ تعلق“

ظاہر ہے کہ یہ تمام معتقدات نہ تو حقیقت احمدیہ کو ظاہر کرنے والے ہیں اور نہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا کوئی تعلق ان کے ساتھ ہے، خواجہ کمال الدین کا تعلق ان باتوں کے ساتھ ثابت کرنے کے لئے چاہیئے تھا، کہ ان کی کتابوں میں سے کوئی حوالہ نقل کیا جاتا، جس طرح راقم مضمون نے حضرت مسیح موعود کے الہامات نقل کرتے ہوئے جا بجا آپ کی کتب کے حوالے دیئے ہیں، ایسے ہی ان معتقدات اور تعلیمات کے متعلق بھی آپ کی کسی کتاب کا حوالہ دیا جاتا، لیکن کوئی ایسی کتاب آپ کی کوئی ہے ہی نہیں جس میں اس قسم کی باتیں مذکور ہوں تو ان کا حوالہ کہاں سے دیا جاتا، ایسے حالات میں اس کو حقیقت احمدیہ قرار دینا اور حضرت مسیح موعود اور خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف اسے منسوب کرنا ایک بہتان اور افترا نہیں تو اور کیا ہے،

حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں لکھا کہ غیر احمدی کو لڑکی دینا حرام ہے، بلکہ صرف جماعت میں رشتہ مودت و اخوت کو مضبوط کرنے کے لئے آپس میں رشتہ داریاں کرنے پر زور دیا، اور اس میں لڑکیوں کی کوئی تخصیص نہیں، آپ نے ہرگز غیر احمدی کے جنازہ کو حرام قرار نہیں دیا، بلکہ ایسے لوگوں کا جو مکفر اور مکذب نہیں اور خاموش اور درمیانی حالت میں ہیں اپنے امام کے پیچھے جنازہ جائز قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو فتاوی احمدیہ ....

ایسا ہی اپنے نہ ماننے والوں کو بھی کافر نہیں کہا بلکہ صاف لکھا کہ ”میرا ابتدا سے یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کی انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا“ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)، ہاں جن لوگوں نے آپ پر کفر کا فتوے دیا، اور آپ کی تکذیب کی، وہ حدیث نبوی من قال لاخیہ المسلم یا الکافر فقد باء بھا احدھما اور آیت کریمہ من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا کے نیچے ہیں، انہی لوگوں کی اندھا دھند تقلید کی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا، اور یہ شرط قرار دی، کہ اگر ایسے لوگ ہوں، جو مکفرین کو حدیث نبوی کے ماتحت قرار دیں، اور ہمارے مسلمان ہونے کا اعلان کریں، تو ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں،

جہاد کو آپ نے مطلق حرام نہیں ٹھیرایا، بلکہ صاف طور پر لکھا کہ وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذہ الزمن وھذہ البلاد (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ...) اگر یہ صحیح نہیں تو حیف ہے ان لوگوں پر جو وجوہ جہاد کے موجود ہوتے ہوئے جہاد نہیں کرتے آخر جس بات پر ہمارے مخالف خود عامل نہیں، اس کے متعلق حضرت مسیح موعود پر الزام کیوں دیتے ہیں، کیا ان کا یہ رویہ منافقانہ نہیں، کہ دل میں سلطنت برطانیہ کے خلاف جہاد کو ضروری سمجھتے ہیں، اور ظاہر میں حکومت کے رعب داب سے دبکے ہوئے بیٹھے ہیں، ان کو چاہیئے کہ اگر فی الواقعہ وہ آج جہاد کو ضروری سمجھتے ہیں، تو خود اس پر عامل ہوں، ورنہ حضرت مسیح موعود پر ایسا الزام کیونکر صحیح طور جائز ہو سکتا ہے،

رہی حکومت انگریزی کی اطاعت، کم از کم خیری صاحبان کے بھائی بند ہندوستان میں رہتے ہوئے اس سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں، کہ وہ خود بھی سرکار انگریزی کے مطیع و منقاد ہیں، لیکن اس کو حضرت مسیح موعود نے شرائط بیعت میں داخل نہیں کیا، اگرچہ اطاعت کو ضروری ٹھیرایا ہے،

یہ وہ حقائق ہیں جن پر ہم کئی دفعہ ان کالموں میں روشنی ڈال چکے ہیں، لیکن جن لوگوں کے دلوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑک رہی ہے وہ کبھی اس کو پسند نہیں کرتے، کہ حق و صداقت کو لوگوں کے سامنے پیش کریں، ان کو محض اسی سے غرض ہے کہ لوگوں میں احمدیت کے خلاف ایک جوش پیدا ہو جائے، عوام الناس کو غلط باتیں سنا سنا کر وہ ان کے جذبات کو ابھارنا چاہتے ہیں، تاکہ کسی طرح ان کی وہ حسد و بغض کی آگ فرو ہو جائے، جو خواجہ کمال الدین صاحب اور مولانا صدرالدین صاحب کی کامیابیوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، لیکن ان کی وہ آگ فرو نہیں ہو سکتی، کیونکہ حق کو کامیابی اور زیادہ ہوگی، لوگ اور زیادہ اس سلسلہ کی طرف متوجہ ہوں گے، ان کی یہ سلسلہ جنبانی اور مخالفت ہی لوگوں کو تحقیق کی طرف مائل کرے گی، اور جس وقت انہیں حق و حقیقت معلوم ہوگی تو جوق در جوق لوگ اس پاک سلسلہ میں داخل ہوں گے، اگر یہ لوگ مصر میں خود حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں مضامین نہ لکھتے، اور آپ کے حالات کو شائع نہ کرتے، تو ہم تو اپنی غفلت یا بے سروسامانی کی وجہ سے ابھی تک آپ کا نام وہاں پہنچانے سے قاصر تھے، لیکن ان لوگوں کی مخالفت نے کھاد کا کام دیا، اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمیں بھی توفیق نصیب ہوئی ہے، کہ اصل حقائق سے اہل مصر کو واقف کریں، چنانچہ حضرت امیر کے حسب ایما مولانا عبدالستار صاحب نے ایک مفصل مضمون ”اللواء“ کو بھیجنے کے لئے لکھا ہے، جس میں غلط بیانیوں کی تردید کے علاوہ سلسلہ عالیہ کی صحیح تعلیم سے انہیں واقف کیا گیا ہے، خدا کرے یہ مضمون خاص طور پر سلسلہ کے لئے مفید ثابت ہو، اور اس سے اہل مصر کے دلوں میں سلسلہ کے متعلق خاص محبت و عظمت پیدا ہو جائے، اور وہ مسیح موعود کی غلامی میں داخل ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں روشن کریں۔ آمین۔

مولانا محمد علی اور تحریک شدھی

پچھلے دنوں جب مولانا محمد علی لاہور تشریف لائے، تو آپ نے بقول معاصر پرتاب مورخہ ۲۲ اکتوبر ایک تقریر کے دوران میں تحریک شدھی کے متعلق مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”............... اگر تحریک شدھی کسی طرح نقصان دہ ہوتی، تو میں خود تبلیغ و اشاعت مذہب کا کام اپنے ہاتھ میں لیتا، لیکن عرب میں بدیشی مشنری لوگ اسلام کے لئے ایک خطرہ ہیں، اگر آپ اپنی سرگرمیوں کو کسی طرف لگانا چاہتے ہیں، تو آپ کو عرب میں مشنری پراپیگنڈا کا مقابلہ کرنا چاہیئے، نہ کہ چند ملکانوں کی شدھی کا کہ جو ابھی تک اپنے مذہب پر قائم معلوم دیتے ہیں“،

باوجود اس عزت کے جو ہمارے دل میں مولانا محمد علی کے متعلق ہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں، کہ ہم ملکانوں میں تبلیغ مذہب کیوں نہ کریں، آپ کا یہ فرمانا کہ ملکانے اپنے مذہب پر قائم ہیں، غلط اطلاعات پر مبنی ہے، اخبارات میں کئی ہزار ملکانوں کی شدھی کی خبریں شائع ہو چکی ہیں، اس لئے ہمیں امید ہے کہ وہ اس تحریک کے نقصان کو محسوس کرتے ہوئے تبلیغ کے لئے کمر ہمت باندھیں گے، جیسا کہ انہوں نے خود عزم فرمایا ہے، ہمیں تعجب ہے کہ جس نقصان کو سب مسلمان محسوس کرتے ہیں، مولانا محمد علی اس سے بے خبر ہیں، اس کو محسوس نہیں کرتے،

محافظت اسلام ہمارا فرض ہے

حال ہی میں مولانا محمد علی صاحب نے اپنی مختلف تقریروں میں فرمایا ہے کہ شدھی جیسی تحریکیں مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا [illegible] اسلام بالآخر غالب ہوگا، اور دنیا کی کوئی طاقت مدافعانہ کوششوں کی عدم موجودگی میں غلبہ اسلام کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی، اس میں شک نہیں کہ اصولاً حق و صداقت غالب ہونے کے لئے بنے ہیں، لیکن ہر شے کی کامیابی کے وسائل ہوا کرتے ہیں، خالق جہان نے تو جادہ مستقیم پیش کر کے اپنے فرض سے عہدہ برآئی حاصل کی، لیکن تغلیب استقامت کے لئے یہ شرط ٹھیرا دی گئی کہ حق و صداقت کی اشاعت کی جائے، اگر یہ نہیں تو باطل معقولیت کے رنگ میں فاتح کی حیثیت رکھ سکتا ہے، خود شدھی کی نوبت اس لئے آئی کہ جن لوگوں کے ذمے نیکی کے تلقین کرنے، صداقت پھیلانے اور باطل کی بیخ کنی کرنے کے فرائض لگ چکے تھے، انہوں نے اس کی سرانجام دہی سے پہلو تہی اور غفلت اختیار کی، اگر یہ کہا جائے کہ آج سے ایک صدی پہلے مسلمانوں کے یہاں کوئی تبلیغی جماعتیں اور اشاعتی انجمنیں موجود نہ تھیں، اور باوجود اس کمی کے اسلام کو استحکام حاصل ہوا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعدائے اسلام کو بھی تو ان دنوں مسلمانوں کو ہڑپ کر لینے کی فکر نہ تھی، آج کا نقشہ اس وقت کی حالت سے دگرگون ہے۔ فی زماننا ہمارے مخالف اسلام کو ملیا میٹ کر دینے پر ادھار کھائے

بیٹھے ہیں، ہمارے کتنے دشمن ہیں جو ہماری موت کے لئے دانت تیز کئے ہوئے ہیں، مزید برآں تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ اگر وہ حافظ کے محی الدین والملۃ مرزا صاحب قادیانی کی قائم کردہ جماعت اور ہندوستان کی دوسری زندہ دل انجمنیں احیائے اسلام اور ترویج حق کے میدان میں نہ آتیں، تو آج مسلمانوں کی تعداد کو تباہی خیز قلت کا منہ دیکھنا پڑتا، اور خدا جانے اہل اسلام اس وقت تک کن کن مصائب کا شکار بن چکے ہوتے، ہمارے مولانا اور ان کے ہمخیال احباب کا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام اس صورت میں بھی غالب رہے گا۔ جبکہ مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں، اور مدافعت وغیرہ کے لئے کوئی کوشش نہ کریں، اگر مسلمان اشاعت و تبلیغ کے کام کو بطور فرض منصبی کے سرانجام دینے میں غفلت سے کام لیں، تو کم از کم مدافعت کے معاملہ میں عدم توجہی سے کام لینا پرلے درجے کی غلطی ہے، مولانا محمد علی صاحب اور ان کے ہمنوا و رفقاء کو ان کا کام مبارک ہو لیکن ملک اور اسلامی ملک بالخصوص، کو اس امر کا بلا وجہ یقین دلانا کہ شدھی یا مدافعت نہ کے نہ ہونے کے باوجود بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی، ضروریات بقاء اسلام کو نقصان پہنچانا ہے،

بقیہ صفحہ اول

ہر ایک یہی کہتا ہے کہ اس نے فلاں کام کیا تھا کہ اس پر مصیبت آگئی بلکہ بہت ہیں، کہ بجائے ہمدردی کے دو چار ٹھوکریں لگا دیتے ہیں، لیکن جب اپنے اوپر مصیبت آئے، تو انسان نہیں دیکھتا کہ مجھ سے کونسا ایسا عمل ہوا جس سے یہ مصیبت وارد ہوئی، دوسروں کے متعلق کہہ دینا آسان ہے، لیکن ہر مصیبت کے وقت اپنے نفس کو بھی دیکھنا چاہیئے، اگر مصیبت کے وقت انسان غلطی سے بھی اپنی کسی کمزوری کو اس مصیبت کا باعث سمجھ کر اس کی اصلاح کرے تو ممکن ہے، اللہ تعالٰے اس سے اس کی مخلصی کر دے، میں نہیں جانتا کہ کس کمزوری کی وجہ سے ایسی مصیبت مجھ پر آئی لیکن اگر میں اس وقت کسی بھی کمزوری کی اصلاح کروں، تو اللہ تعالٰے مجھے اس مصیبت سے نکال دے گا،

انسان کو دیکھتے رہنا چاہیئے

کہ کونسی کمزوری اس سے سرزد ہوئی ہے، تو وہ اور تلاش میں لگ جاتا بڑی نعمت ہے،

تو جب دوسروں پر مصیبت آتی ہے تو انسان باتیں بناتا ہے اور جب اپنے پر آئے تو اپنے نفس کو نہیں دیکھتا، اس لئے اللہ تعالٰے نے اس دعا کی تمہید یہاں سے رکھی ہے، فرمایا وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ تمہارے دلوں کے اندر جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپا کر رکھو، اللہ کا محاسبہ تمہاری حالت پر ہے،

جو شخص منہ سے دعا کرتا ہے

اور اس کی حالت میں فرق نہیں آتا، وہ اپنی کمزوریوں کی اصلاح نہیں کرتا اس کے لئے کوئی فائدہ نہیں، تو اسلام نے

حصول کمال کیلئے دعائیں

سکھائی ہیں، مصیبت کے علاوہ حصول کمال کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں، ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ اس میں کسی مصیبت سے مخلصی کی دعا نہیں، بلکہ دنیا اور آخرت میں کمال کو چاہا ہے، اسی طرح حصول کمالات کی دعائیں ایسی ہیں کہ انسان ان میں دوسروں کا بھی کمال چاہتا ہے، بہت ہی کم دعائیں قرآن کریم میں ہیں جو ربنا سے شروع نہیں ہوئیں، رب کا منشا ہے درجہ بدرجہ کمال تک پہنچانا، گویا اس لفظ کو اختیار کر کے بتا دیا ہے، کہ اپنے کمال کے حصول کے لئے اللہ تعالٰے کا سہارا تلاش کرو، اور اپنے مولیٰ کی طرف جھکو، ان آیات میں آ گئے جو دعا آتی ہے کہ لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا تو فی الحقیقت یہ بھی ترقی ہی کی دعا ہے، بعض چیزیں ایسی ہیں جو

انسان کی ترقی میں روک

ہو جاتی ہیں، نسیان ایک ایسی ہی چیز ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ہم سے ایک خطا ہو جاتی ہے، انسان ایک کام کا ارادہ کرتا ہے لیکن بجائے اس کے کچھ اور ہو جاتا ہے، ارادہ اس کا وہ نہیں ہوتا لیکن نتیجہ کچھ اور ہو جاتا ہے، اس لئے سکھایا کہ ان چیزوں کو ہماری ترقی میں روک نہ بننے دیجیئو، پھر فرمایا لا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا، ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا ہم سے پہلوں پر ڈالا گیا، ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ ایسی مشقت ہم پر نہ ڈالیو جس کے اٹھانے کی طاقت ہم میں نہ ہو، ایسی بھی مصیبتیں ہوتی ہیں کہ انسان کی پیٹھ کو توڑ دیتی ہیں، اس لئے ان سے حفاظت کی دعا سکھائی واعف عنا واغفر لنا وارحمنا، یہاں دیکھئے

قرآن کے لفظوں میں کیسی حکمت ہے

پہلی دعا سکھائی تھی، لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا، اس کے بالمقابل رکھا واعف عنا ہماری کمزوریوں اور خطاؤں کو معاف کر دیجیئو، پھر کہا تھا لا تحمل علینا اصرا الخ اس کے بالمقابل فرمایا واغفر لنا ایسے بوجھ سے ہماری حفاظت کیجیئو اور تیسری بات بتائی تھی، ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ، اس کے متعلق دعا سکھائی، وارحمنا، ایسی مشقت کے بجائے ہم پر رحم کیجیئو،

اب

انسان کی فطرت

کا مطالعہ کر کے دیکھو یہی چیز ہے جس کو فطرت چاہتی ہے، نسیان اور خطا انسان سے ہو جاتی ہے، جو شخص عمداً کوئی گناہ کرتا ہے، وہ بہت بڑی جرأت کرتا ہے، انسان کے لئے تو نسیان اور خطا ہی قدم قدم پر رکھی ہوئی ہیں، عمداً غلطی کرنے کا موقعہ ہی اس کو کیوں پیش آئے، سب سے آخر میں یہ سکھایا، فانصرنا علی القوم الکافرین ٥

کافر قوم پر غلبہ

حاصل کرنے میں ہماری نصرت کیجیو، کیونکہ کافر قوم ظاہر روک کا موجب بھی ہو جاتی ہیں، کہ اعلائے کلمۃ اللہ نہیں ہونے دیتیں،

وہ قوم جو

دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ

کرنا چاہتی ہے، وہ جان لے کہ یہاں بھی عاجزی کا موقعہ ہے، ایک مصیبت ہماری راہ میں آکھڑی ہوتی ہے، نہیں جانتے کہ کہاں سے آ گئی ہے، ایسے وقت میں خدا کی طرف دوڑو، خدا تعالٰے ہی سے نصرت کی التجا کرو، اسی عاجزی کے ساتھ اس سے نصرت طلب کرو، جیسے اپنی ذاتی مصائب میں دعائیں کرتے ہو، جب تک اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تمہارے دلوں میں وہ تڑپ پیدا نہیں ہوتی، جو اپنی بجد مصیبت کے وقت پیدا ہوتی ہے، اس وقت تک تم کمال کو حاصل نہیں کر سکتے دنیا کفر اور ظلمت سے بھری ہوئی ہے، تم اگر زور لگانا چاہو تو کیا کر سکتے ہو، جب تک نصرت الٰہی شامل حال نہ ہو،

آج لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ

گورنمنٹ کے ایجنٹ

ہیں، دوسری طرف گورنمنٹ ہمیں پکڑنا چاہتی ہے، گویا دونوں طرف سے اعلائے کلمۃ اللہ کے رستہ میں روک پیدا ہو رہی ہے، ایسی حالت میں اللہ ہی کی نصرت ہونی چاہیئے،

ان لوگوں پر تعجب ہے جو گورنمنٹ کے ایجنٹ ہمیں قرار دیتے ہیں، کیا گورنمنٹ اپنے ایجنٹوں کو پکڑنا چاہتی ہے، اتنا بڑا افترا کیا۔ کیا ہمارے دلوں کو پھاڑ کر دیکھ لیا تھا، کیا کوئی ادنے سے ادنے ثبوت بھی اس کے لئے پیش کیا، ایک شریر آدمی نے ہاں وہ یقیناً شریر آدمی ہے، جس نے جرمنی سے یہ آواز اٹھائی، اور باقی سب اس کے پیچھے ہو گئے، کتنا بڑا نیکی کا کام کیا، کہ ہم تو وہاں قرآن سنانے جاتے ہیں، اور وہ ہمیں انگریزوں کے ایجنٹ قرار دے کر اہل جرمنی کو اس بات سے روکتے ہیں، کہ وہ قرآن کو سنیں، اور نہیں سوچتے کہ کیا آج ہی یہ بات پیدا ہو گئی، وہ مولوی صدر الدین جو

خلافت

کے لئے جگہ بجگہ لیکچر دیتے رہے، اور سچی بات ہے کہ ہم تو اس کو ناپسند ہی کرتے تھے، کیونکہ ہمارا کام مذہبی ہے، اور ہم یہی چاہتے تھے، کہ سیاسیات سے حتی الوسع الگ رہیں، لیکن باوجود اس کے کہ مولوی صدر الدین صاحب ہم سب سے بڑھ کر خلافت کی حمایت میں لیکچر دیتے پھرے، آج ان کو خلافت کا دشمن قرار دیا جاتا ہے،

تو یہ مصائب ہیں، یہ روکیں ہیں، جو دین کے رستہ میں پیدا کی جا رہی ہیں، اس کے لئے ضرورت ہے کہ تم

اللہ تعالٰی کی طرف رجوع کرو

جو تڑپ تم اپنی ذاتی مصائب میں پیدا کرتے ہو، جو آنسو اپنی مصائب کے وقت بہاتے ہو، جو صدمہ تمہارے دل کو اس وقت پہنچتا ہے وہی حالت تمہارے اس وقت دین کے متعلق ہونی چاہیئے، اپنے دلوں میں اضطرار کی کیفیت بناؤ، وہ خدا جو اس وقت جب تم ذاتی مصائب میں بیکسی اور اضطرار کی صورت بناتے ہو، تو تمہاری مصیبت کو ٹال دیتا ہے، کیا وہ دین کے متعلق اگر فی الواقعہ تمہارے دل مضطر ہوں تو تمہاری نہ سنے گا؟ یہ ایک بات ہے جو میں تم سے چاہتا ہوں، کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے دلوں میں بہت بڑی تڑپ پیدا کرو دین کی مصیبت میں تمہارے دل اسی طرح پھٹتے ہوں جیسے کہ جس کا اپنا بھائی اور کوئی بڑا عزیز مرا ہو،

جس وقت دین پر مصیبت ہو

اگر تمہارے دل اس طرح پگھل جائیں، تو سمجھو کہ تم پر خدا کی نصرت ہے

خطبہ ثانی

خلیفۃ المسلمین کا نام خطبہ میں

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد الخ پڑھتے ہوئے فرمایا:۔

آپ کو یہ علم ہوگا کہ یہ دعا ہم ہمیشہ ہر خطبہ میں پڑھتے ہیں، لیکن

ہم پر آج اعتراض ہوتا ہے

کہ خلیفۃ المسلمین کے لئے ہم خطبہ میں دعا نہیں کرتے، اگر تو خلیفۃ المسلمین آل محمد میں سے ہے، تو ہم تو ہر جمعہ اس کے لئے دعا مانگتے ہیں، اور اگر وہ آل محمد صلعم میں سے نہیں تو کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے دعا مانگیں، ہم کسی کا نام لے کر دعا نہیں مانگتے، حضرت مرزا صاحب کو بھی ہم آل محمد ہی میں شامل کرتے ہیں، ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بھی آل محمد صلعم میں شامل کرتے ہیں، ایسا ہی جس کے لئے بھی ہم دعا مانگیں، خواہ وہ ہمارا بھائی ہو، بچہ ہو، باپ ہو، کوئی ہو، اگر آل محمد میں سے ہے، تو وہ خود اس دعا کے اندر آ جائے گا،

کس قدر ظلم ہے

کہ لوگوں کے جذبات کو ایک ایسی بات پر اکسانا چاہتے ہیں، جس کی نہ تو نبی کریم صلعم نے تعلیم دی، نہ صحابہؓ نے اس پر عمل کیا، ہاں جس وقت ایسے لوگ خلافت پر متمکن ہو گئے، کہ لوگوں کی امامت کرانی انہوں نے چھوڑ دی، تو ان سے خطبوں میں دعائیں کرانے لگ گئے،

ہم تو نہیں جانتے کہ یہ

کہاں کا طریق اور کہاں کی سنت

ہے، کیا اہل حدیث خطبہ میں خلیفہ کے لئے دعا مانگتے ہیں، کیا شیعہ دعا کرتے ہیں، تو کیا ان سب کو دشمن اسلام کہنا چاہیئے؟ حنفیوں کے اندر بھی کثرت سے ایسے لوگ ہیں، جو نہیں جانتے، کہ خلیفہ کون ہے، اور اس کا نام خطبہ میں کبھی بھی نہیں لیتے، باوجود اس کے محض اپنی ذاتی خواہشات اور ذاتی انتقام کے لئے لوگوں کو اکسایا جاتا ہے،

میں تو کسی کی تعریف نہیں کرتا، کیونکہ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ

ایک شخص خدمت اسلام کے لئے اٹھتا ہے

اس نے چھوٹا سا کام نہیں کیا، اس لے دین کا جھنڈا انگلستان میں جا کر نصب کیا، کیا یہ کوئی چھوٹا سا کام تھا؟ لیکن اس کو نظر انداز کر کے محض اسے بدنام کرنا اصل مقصد ہے، افسوس ہے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے، اور وہ جو ان کے سروں پر ہیں، وہ بھی ان کو اس سے نہیں روکتے،

جماعت احمدیہ اور اشاعت اسلام

مسلمانوں میں فقدان عمل یہانتک کام کر رہا ہے کہ اگر وہ اپنے میں سے کسی گروہ کو میدان عمل میں جانفروشی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بجائے نیک ظنی سے کام لینے کے اسکے خلاف جھوٹ بدظنی پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ دہلی کے خیری برادرس (اللہ تعالے ان کو خیر کی توفیق دے) آجکل بڑے زور سے ہمارے خلاف ہندوستان اور جرمنی میں مضامین لکھ رہے ہیں اور ہر طریق جائز یا ناجائز سے ہماری نسبت غلط فہمی پھیلانے کی خاطر کام لے رہے ہیں جنہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ یہ سلسلہ اللہ تعالے نے اپنے ایک مامور کے ذریعہ سے موجودہ زمانہ کی امراض کی دفعیہ کے لئے قائم کیا ہے۔ وہ کسی مخالف یا مخالف جماعت کے منہ کی پھونکوں سے بجھ نہیں سکتا۔ خیری صاحبان اور ان کے ہمدرد تنگدل مسلمان چوٹی سے ایڑی تک کا زور لگا کر دیکھ لیں اور ساتھ ہی اسکے تیس سال گذشتہ کی مخالفت کو بھی سامنے رکھ لیں کہ ایسے لوگوں کی مخالفت نے سلسلہ احمدیہ کو کمزور کرنے کی بجائے بہت مضبوط کر دیا ہے۔ اور گو ہم میں اندرونی مخالفت بھی ہے لیکن تاہم میدان عمل میں حضرت مسیح موعود کی نام لیوا جماعتیں ہی سرگرم ہیں۔ اور مسلمانوں میں سے نیکدل انسان اسی کام کی وجہ سے ہماری تبلیغ اسلام کی امداد میں کوئی دریغ نہیں کرتے۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے اخبار زمیندار نے دہلی کے خیری صاحب کا مضمون ہمارے خلاف درج کیا ہے جس میں مضمون نگار صاحب نے اسبات کا رونا رویا ہے کہ اکثر احباب احمدیوں کے کام کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور اکثر ان کے کام کو شستہ نظر سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے پاس اسقدر روپیہ کہاں سے آگیا کہ نہ صرف ہندمیں دفاتر کھول رہے ہیں بلکہ بیرون ہند مثلاً لندن و جرمنی وغیرہ میں مشن بھیج رہے ہیں۔ اور مسجدیں بنوا رہے ہیں۔ نامہ نگار صاحب کے نزدیک یہ سوال معنی خیز ہے لیکن اس سوال کا جواب بجائے اسکے کہ نامہ نگار صاحب یا اڈیٹر صاحب زمیندار احمدیوں کے مراکز لاہور یا قادیان سے حاصل کرتے وہ کسی ڈاکٹر منصور مصری اور ڈاکٹر احمد شکری وحال جرمنی سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اڈیٹر زمیندار و جملہ مسلمان اخبار نویس و تعلیم یافتہ اسبات کو جانتے ہیں کہ جرمن۔ لندن و ہند وغیرہ کے جملہ مشنوں کے اخراجات کا روپیہ ہندوستان سے بذریعہ مختلف بنکوں کے جاتا ہے۔ اور وہاں سے سوائے فروختگی قرآن شریف انگریزی و کتب دینی اور کوئی رقم چندہ جمع نہیں ہوتی۔ پھر ایسی صورت میں مصری لوگ بہ نسبت ہندوستانیوں کے ہمارے ذرائع آمد سے کیسے واقف ہو سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب بغض و حسد ہے۔ جو خیری صاحبان کو کھا رہا ہے۔ اور ان کے ذریعہ سے چند ناواقف مصری نوجوانوں پر اثر کر رہا ہے۔

ہماری جماعت کا بفضل خدا ایسا نظم و نسق ہے کہ ایک ایک پائی کے آمد اور خرچ کا باضابطہ رجسٹر ہے۔ اگر اڈیٹر صاحب زمیندار کی نیت نیک ہوتی اور ہمارے خلاف محض بدظنی پھیلانا مقصود نہ ہوتی تو وہ دس قدم چلکر ہمارے ذرائع آمد کو رجسٹرات سے دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتے تھے۔ ہر ایک مشن کا خواہ وہ جرمنی میں ہو یا انگلستان میں اور یا اندرون ہند ہو۔ علیحدہ علیحدہ باقاعدہ بجٹ تیار ہوتا ہے اور اسی کے اندر وہاں اخراجات ہوتے ہیں۔ اسلئے اگر ہم کسی گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں تو اسکی امداد بھی ہمارے رجسٹرات سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ بعد ملاحظہ کاغذات اگر کسی صاحب کو ہماری آمدنی کے ذرائع پر اعتراض ہو تو اسکو حق پہنچتا ہے کہ ہمارے خلاف لکھے اس سے قبل ... اب میں مختصراً اپنی جماعت کے آمد ذرائع درج ذیل کرتا ہوں۔ اور انصاف پسند مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ تنگدل ملانوں اور ان کے ہمنواؤں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمی کا شکار ہو جانے سے بچکر ہمارے اصل کام کو دیکھیں۔ اور اگر وہ اسے اسلام کے لئے مفید سمجھیں تو اسمیں ہماری مدد کر کے اسلام کے غلبہ میں ممد ہوں ورنہ خاموشی سے اللہ تعالے کی قدرت کاملہ کے کرشمے ملاحظہ کرتے رہیں۔ اور ہمارے خلاف اپنی زبان و قلم کو بند رکھیں۔

یہ یاد رہے کہ ہمارا سلسلہ پیری مریدی کی طرز پر نہیں ہے کہ اگر پیر صاحب کی جیب اور مٹھی میں ہزاروں روپے آگئے تو وہ بلا حساب کہیں خرچ ہو گئے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہم میں سے کثیر حصہ بھائیوں کا اپنی آمدنی میں سے ایک مقررہ رقم ماہوار (تین پیسہ فی روپیہ۔ دو پیسہ فی روپیہ) خزانہ انجمن میں بہ خوشی خود اور اکثر بلا مطالبہ داخل کرتا ہے۔ کئی بھائی آمد کا دسواں حصہ دیتے ہیں۔ اور کئی اس سے بھی زیادہ۔ علاوہ ازیں متمول نصاب بزرگ اپنی زکوٰۃ قومی بیت المال میں جمع کراتے ہیں۔ ہر ایک قسم کے صدقات کا بہت سا حصہ بھیجتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑھکر یہ کہ اگر ہمیں کسی خاص غرض کے لئے چندہ کی ضرورت ہوتی ہے تو بہ برکت حضرت مسیح موعود ہماری جماعت میں اشاعت اسلام کے لئے اسقدر قربانی کا مادہ پیدا ہو چکا ہے کہ ہمیں کسی سلطنت یا ریاست کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہی مثال کے طور پر تازہ مثالوں کو لیجئے۔ جرمن مشن جاری کرنے کے لئے ہم نے گذشتہ سال اپنا بجٹ آمد صرف اس مد کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ رکھا۔ خیری صاحبان اور اخبار زمیندار کے اڈیٹر صاحب یہ معلوم کر کے واقعی حیران ہوں گے کہ جب اس نئی مد کے لئے اسی خاص ممبران کے جلسہ میں مستقل ماہوار چندوں کا مطالبہ کیا گیا تو تیس کی تعداد کے اندر بھائیوں نے پندرہ ہزار روپیہ کے قریب کا زائد بوجھ برداشت کر لیا۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں ہمارا بجٹ تیار ہوتا ہے دسمبر سے پہلے پہلے ہمارا صرف ایک بزرگ بھائی اپنے پچاس سکے۔ قریب احباب سے چودہ پندرہ ہزار روپیہ نقد خزانہ انجمن میں داخل کر دیتا ہے۔ کیا ایسی جانفروش قوم کی موجودگی میں ہمیں سلطنت یا ریاست کے سامنے دست سوال پھیلانے کی حاجت رہ جاتی ہے ہندوستان میں فتنہ ارتداد شروع ہوتا ہے۔ اسکے لئے مستقل مبلغین زائد کرنے پڑتے ہیں جنکے اخراجات کا اکثر حصہ ہماری عزیز بہنیں پورا کر دیتی ہیں۔ مسلمان خوب یاد رکھیں کہ اللہ تعالے کا ارادہ ہے کہ وہ ان دلوں کو جو مر چکے ہیں۔ اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود کے ذریعہ سے زندگی عطا کرے۔ اور اس زندہ قوم کا نمونہ اگر کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو احمدی جماعت میں دیکھ کہ کس طرح سے ہر ایک فرد اشاعت اسلام کے لئے بڑھ بڑھ کر قدم مار رہا ہے۔ امیر ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق اس کار خیر میں حصہ لے رہا ہے۔ سلطنتیں و ریاستیں سلطنت والوں اور ریاست والوں کو مبارک رہیں۔ ہم ان سے مدد لینگے اور ضرور لینگے انگلستان سے لینگے۔ جرمنی امریکہ۔ فرانس۔ روس سب سے لینگے لیکن اسوقت جبکہ یہ کلمۂ توحید پڑھ لینگے۔ ہم ان کو توحید کا خزانہ دینگے اور اسکے عوض ان سے خدمت اسلام لینگے۔ اس سے قبل نہ ہم کسی سلطنت سے کچھ مانگتے ہیں۔ اور نہ ہی زندہ قوم کی موجودگی میں ان کے روپیہ پیسہ کی حاجت رکھتے ہیں۔ امورات سلطنت میں نہ ہم دخل دیتے ہیں۔ اور نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے۔ اور نہ سلطنت کا حصول ہمارے مقاصد میں داخل ہے۔ ہمارا مقصد تو صرف اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور اسی پر ہم اپنا وقت اور روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ جس جس سلطنت نے ہمیں اپنے ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے آزادی دے رکھی ہے۔ ہم اسکی قدر کرتے ہیں۔ اور اس کے قوانین ملکی کی تابعداری کرتے ہیں۔ خواہ وہ جرمنی ہو یا انگلستان۔ امریکہ ہو یا ہالینڈ۔ روس ہو یا جاپان۔ ترکی ہو یا عرب۔ غیر مسلم سلطنتوں کے لئے ہم دعاگو ہیں کہ وہ جلد تر نور اسلام سے منور ہوں۔ اور مسلمان سلطنتوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کہ انہیں خدمت اسلام کی توفیق عطا ہو۔

رہا اس اعتراض کا جواب کہ خواجہ کمال الدین صاحب یا مولوی صدرالدین صاحب نے احمدیت سے انکار کیا۔ یہ مخالفین کا حسد اور بغض ہے۔ ہم اپنے احباب کرام کو ان سے بہتر جانتے ہیں۔ ان کے ایمان اس امر سے بالاتر ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود۔ مہدی مسعود کے خادم ہونے سے انکار کریں۔ ہاں وہ اور نہ ہم اس جماعت احمدی سے تعلق رکھتے ہیں جو قادیان سے نئے نئے عقائد خلاف تعلیم مسیح موعود شائع کر رہی ہے۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس زمانہ کا مجدد سمجھتے ہیں جس کا آسمانی نام مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے اور اس کے مسیحی انفاس سے مسلمان زندہ ہو سکتے ہیں۔ اور اسلام غلبہ پا سکتا ہے۔ اور کوئی ذریعہ باقی نہیں۔ مسلمانوں نے خود ساختہ لیڈروں کی مختلف تجاویز پر عمل کر کے دیکھ لیا ہے کہ ایک ایک کر کے ہر ایک میں ناکامی ہوئی ہے۔ اب خدا نے سوئے ہوئے انہیں ایک راہ عمل بتایا ہے اگر وہ اسپر استقلال سے گامزن ہوں تو کچھ بہتری کی امید ہے ورنہ نہیں۔ والسلام

(خاکسار محمد منظور الہی ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ اور پتہ صاف لکھا کریں، ورنہ تعمیل از فنا محال ہے۔ . . . . منیجر . . .

سوئٹزرلینڈ میں عربوں کی فتوحات

اسلامی فیروزمندیوں کا ایک دلچسپ باب

(مترجمہ مولوی ابو الحسنات صاحب ندوی)

نمبر (۲)

مؤرخ رینو نے لکھا ہے کہ انہی واقعات فتح پرنوس صدی عیسوی ختم ہو گئی۔ دسویں صدی کے آغاز میں یہ عرب سلسلہ کوہ ایلپس تک پہنچے۔ اور ۹۱۱ء میں رونیشیا اور کوہ سنس کے درون سے آگے بڑھکر حدود پیاموں میں نوفالس پر غالب آ گئے۔ وہاں کے دیہاتوں کو لوٹا۔ راہبوں پر سختیاں کیں۔ اور اہلی اطراف کی بڑی خونریزی کی سعربوں کی دست درازیاں دیکھ کر ان اطراف کے لوگوں نے باہم اتحاد و اتفاق کیا۔ ہر چہار جانب سے حملہ آوروں نے گھیر لیا۔ اور ان کو مقید کر کے دیر مادراں میں رکھا۔ لیکن ان بہادر عرب قیدیوں نے کسی بند و زنجیر توڑ دیا۔ اور وہ قیدخانہ سے نکلکر دفعتاً اپنے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان لوگوں کو سخت ہزیمت دی اور دیر اور شہر کے ایک حصہ کو آگ لگا دی۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حملے اور زیادہ تیز و تند ہو گئے۔ یہاں تک کہ فرانس اور اٹلی کے درمیان کا راستہ بند ہو گیا یہی مؤرخ لکھتا ہے کہ اسکے بعد عرب علاقہ تالی پر غالب آ گئے۔ اور طلب بلاد مریزون تک پہنچ کر دریائے جنیوا (سوئٹزرلینڈ) کے قریب آ گئے۔ پھر انہوں نے بلاد جو جو سوئٹزرلینڈ مملکت بورغنیہ میں شامل تھا عربوں کے حملوں سے گھبرا کر وہاں کی ملکہ کو برا و قلعہ نید شامل میں بھاگ گئی جو اسوقت مملکت سوئٹزرلینڈ میں شامل ہے۔

مؤرخ بودبرانڈ جس نے نڑ ومنیا نڈ کلو سے واقعات نقل کئے ہیں اسکی روایتیں موسیو ہزوکی روایات کے بالکل مطابق و موافق ہیں۔ اس نے اس چھوٹی سی عرب جماعت کی شجاعت و دلیری کی جس کی وجہ سے اس نے ان ممالک و بلاد پر بے نظیر فتح و غلبہ حاصل کیا بیحد تعریف کی ہے۔ اس نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ کسطرح یہ عرب ان اطراف کے طول و عرض میں بخوف و خطر چکر لگاتے۔ ہر اس شخص پر جو اسکے سامنے آ جاتا۔ غالب آتے اور دیروں، کلیسوں اور امیروں کے غلے کو لوٹتے تھے۔ اسی مؤرخ کی رائے ہے کہ ان عرب حملہ آوروں کا مقصد فتح و غلبہ کے بعد ان ممالک پر حکومت کرنا یا وہاں کے لوگوں کو غلام بنانا نہ تھا بلکہ ان کا مقصد صرف سیم و زر اور نفائس اموال کا جمع کرنا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ یہی کرتے تھے کہ ادھر سے ادھر مال غنیمت حاصل کرتے اور اسکو قلعہ فراکسینہ میں جمع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حالات بدلنے لگے اور ان کے تسلط و غلبہ کا ستارہ ڈوبنے لگا تو انہوں نے تمام اموال غنیمت کو ان جہازوں میں رکھ کر جو بندرگاہ سان تروپیز میں ہر وقت لنگر انداز رہتے تھے۔ اسپین کی راہ لی۔ اسی مؤرخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت اسپین میں جو خلیفہ حکمران تھا اسکو ان غارت گروں کے فتوحات ان کے سلسلہ کوہ ایلپس تک پہنچ جانے اور بیک وقت اٹلی اور سوئٹزرلینڈ میں گھس جانے کی اطلاع نہیں تھی۔ اور وہ یہ فتوحات تھیں۔ اور جنکو ان غارت گروں نے اپنے طور پر حاصل کیا تھا اور حکومت کی قوت اس میں شامل نہ تھی۔

باقی

اخبار احمدیہ

حضرت امیر بفضلہ تعالی بخیریت ہیں۔ آپ کی صاحبزادی ناصرہ بیگم کو نسبتاً آرام ہے۔

پیغام صلح کے مقدمہ کے متعلق قبل ازیں اطلاع دیجا چکی ہے کہ لالہ شنکر داس صاحب سٹی مجسٹریٹ کی عدالت سے انتقال کی درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر نے مسترد کر دی تھی، اس کی اپیل ہائی کورٹ میں کی گئی، جو ۲۶ اکتوبر کو جسٹس ہیریسن کے سامنے پیش ہوئی، مگر افسوس ہے کہ وہاں سے بھی نامنظور ہوئی۔

سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی آئندہ تاریخ یکم نومبر تھی، لیکن بعض نامعلوم وجوہات کے باعث ۲۷ اکتوبر کر دی گئی، صرف دو ملزمین مولوی عبدالحق صاحب اور ناشر نذیر احمد صاحب کی طرف سے سمنوں کی تعمیل ہوئی، باقی دو باہر گئے ہوئے تھے، اسلئے یہ مقدمہ پیش ہونے پر پھر یکم نومبر پر ملتوی کیا گیا، ملزمین کی طرف سے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل موجود تھے۔

پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

اجلاس سوم
منعقدہ منٹگمری بتاریخ ۱۷،۱۸ اکتوبر سنہ

خطبہ صدارت

رجناب صدر اجلاس چودھری شہاب الدین صاحب بی اے، ایل ایل بی،
دگذشتہ سے پیوستہ)

اسلام کا دورِ انحطاط

مگر یہ عظمت کچھ زیادہ پائیدار ثابت نہ ہوئی، اور اس تہذیب کا انحطاط اسی وقت شروع ہو گیا، جب مسلمانوں نے تنگ دلی سے کام لے کر اپنی مذہبی وسیع نظری کو بیجا طور پر محدود کر دیا جس کا نتیجہ اسلام کی تہذیب کا زوال ہے، ہم کو شرم کے احساس سے اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، کہ آج عالم اسلامی اس انحطاط کی عمیق ترین گہرائیوں میں ڈوبا ہوا ہے، اور ہم جس طرف نظر ڈالتے ہیں، ہم کو زوال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا، ہمارے اخلاق اور خصائل قابل نفرین ہو گئے ہیں، اور وہ علم جس پر اسلام کو ناز تھا آج بالکل معدوم ہو گیا ہے، عربی تہذیب تمدن اور آزاد خیالی کے تمام نشانات محو ہو گئے ہیں، اور ہمارا مذہب بھی زد بہ انحطاط ہے، وہ پر عظمت "توحید پرستی" جس کی تعلیم حضور سرور کائنات نے دی تھی، روز افزوں توہمات اور خلاف عقل مجذوبیات سے لبریز ہو گئی ہے اور ہمارا زوال اور ہماری ذلت اب بحیثیت مجموعی مکمل نظر آتی ہیں،

جس کسی اسلامی ملک پر ہم نظر ڈالتے ہیں، خواہ وہ شمالی افریقہ ہو یا مصر، جزیرۃ العرب ہو یا سلطنت عثمانی، ایران ہو یا ہندوستان انحطاط اور ضعف کا وہی ایک نظارہ ہمارے پیش نظر ہوتا ہے ہر ایک مسلمان کو اس امر کا احساس ہے، کہ اگرچہ یہ عالمگیر تباہی مکمل ہو چکی ہے، تاہم ہمارے نظام کی تعمیر و ترتیب کا کام ابھی شروع نہیں ہوا، لیکن سوال یہ ہے کہ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے، اور یہ کام کیسے انجام پائے گا، میرا جواب یہ ہے کہ:

(۱) ہمیں اپنے نظام تعلیم کو درست کرنا چاہیئے،

(۲) ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی قوم کے لڑکوں اور لڑکیوں کو عام طور پر تعلیم سے بہرہ ور کریں،

(۳) ہمیں چاہیئے کہ مسلمانوں کو خواہ ان کا تعلق کسی فرقہ سے ہو، ایک پر محبت رشتۂ اخوت میں منسلک کریں، اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان محبت و وداد اور باعزت اتحاد قائم کرنے کی کوشش کریں، اور

(۴) اپنے مذہبی اعتقادات کو غیر ضروری اور غیر اسلامی پابندیوں سے آزاد کر دیں،

نظام تعلیم کی ترتیب

اسلامی ممالک میں معمولی طریقہ تعلیم

میں اشارۃً اس طریقہ تعلیم کا ذکر کر چکا ہوں، جو ان اسلامی ممالک میں رائج ہے، جو مغرب کے اثر سے اب تک متاثر نہیں ہوئے، ہر مسلمان بچہ کو جس کی مادری زبان عربی نہیں ہوتی، عربی رسم الخط کی الف، ب، ت پڑھا کر قرآن مجید کی تعلیم شروع کرا دی جاتی ہے جس کا دل صداقت اور عقیدت سے اس قدر معمور ہو صلاح الدین سے بڑھ کر غیرت مند، مبارز، نظام سے بڑھ کر مدبر اور روشن دماغ فلسفی بوعلی سینا سے بڑھ کر وسیع المعلومات اور فوق الفطرت طبائع، خالد سے بڑھ کر جانباز بہادر اور سعد ابن مصعب سے بڑھ کر پرہیزگار اور دیانت دار اور کون ہوگا، کیا یہ ایسی مثالیں نہیں ہیں، جو ہم سے خراج تحسین وصول کریں، اور ہمارے دلوں میں تقلید کا جوش پیدا کر دیں، شاید ہم میں سے بہت سے ایسے ہوں گے، جن کے کان ان کے ناموں سے آشنا تک بھی نہیں، میں اس تغافل اور تجاہل کو سب سے بڑھ کر قابل افسوس سمجھتا ہوں، جو ہم اپنے بزرگوں کے علوم و فنون سے کر رہے ہیں، اور میں صدق دل سے امید کرتا ہوں کہ بہت جلدی ہم اس خواب غفلت سے جاگ کر اپنے علوم و فنون کے حصول میں ایک ایک ایسی سرگرمی ظاہر کریں گے، جو ہمارے اسلاف کی شان کے شایاں ہو،

مسلمانوں میں تعلیم کی توسیع

تعلیم مسلماناں

اسلام کی مذہبی، معاشرتی اور اقتصادی تجدید و تازگی تمام دوسرے اسباب سے بڑھ کر مسلمانوں کی تعلیم پر مبنی ہے، تعلیم نہ صرف ان کی عام حالت کو بہتر بنا کر ان کو ملک و ملت کے لئے کار آمد بنا سکے گی، بلکہ ان کے دوسرے افراد ملک کو ان بربادکن نتائج سے بچا سکے گی، جو جہالت اور کمی تعلیم کا لازمی نتیجہ ہیں، بانی اسلام صلعم نے فرمایا ہے کہ:-

(۱) خدمت عامہ کے لئے ایک شخص کا علم کسی خاص مذہبی عقیدہ سے زیادہ مفید ہے،

(۲) ایک بے علم شخص ایک ایسے جسم کی مانند ہے، جس میں روح نہ ہو، حقیقی عظمت علم میں ہے نہ کہ دولت میں،

(۳) جو شخص علم کی عزت کرتا ہے، میری عزت کرتا ہے،

ان قیمتی اقوال پر عمل کیجئے، اور اپنے بچوں کو تعلیم کے فیضان سے مستفیض کیجئے، اسلام کی ذلت انحطاط اور زوال کا سب سے بڑا باعث پیروان اسلام کی کمی تعلیم ہے، پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنے دوسرے ابنائے جنس کے ساتھ دوش بدوش چلیں، تو اس سستی اور غفلت کو چھوڑ کر صدق دل اور ذوق و شوق سے تعلیم حاصل کرنے کے درپے ہو جایئے،

ابتدائی تعلیم نسواں

لڑکوں اور لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی طرف اسلام کے ہر شیدائی کو متوجہ ہونا چاہیئے، اب تک ہم نے اپنے لڑکوں کی تعلیم میں کوئی قابل قدر ترقی نہیں کی ہے، اور لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق ہم مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہیں، مجھے یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ متفق ہوں گے، کہ پردہ کی رسم تعلیم نسواں میں حارج نہیں ہو سکتی، پنجاب کے اکثر شہروں میں بعض ایسے مدارس قائم ہو چکے ہیں جن میں پردہ کا معقول انتظام موجود ہے، اور مجھے اس امر کے بیان کرنے میں مسرت حاصل ہوتی ہے، کہ شہروں کے اعلےٰ اور اوسط طبقہ کے مسلمان ان مدارس سے ایک معقول حد تک فائدہ اٹھا رہے ہیں،

عورتوں کی تعلیم اور ان کی معاشرتی حیثیت کی رفعت ایک ایسا سوال ہے جو کسی دوسرے مسئلے سے اہمیت اور وزن میں کم نہیں ہمارے بہت سے معاشرتی نقائص کا باعث ہماری عورتوں کی موجودہ حالت ہے، اور جب تک ہم ان کو جاہل اور غیر تعلیم یافتہ رکھیں گے ہم اپنے بچوں کو وہ عالی صفات نہیں سکھا سکتے، جو ایک مہذب اور آزاد قوم کے لئے موجب زینت ہوں،

میں بذات خود یہ رائے رکھتا ہوں اور اس رائے پر بھی مضبوطی سے قائم ہوں، کہ تعلیم و تہذیب نسواں کی ہم کو سب سے زیادہ ضرورت ہے، اور عورتوں کی تعلیم مردوں سے بھی زیادہ لازمی ہے

خواتین اسلام

حضور رسالت مآب صلعم کے قول کے مطابق تعلیم مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے، اور یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے، کہ بنی امیہ کے عہد حکومت میں مسلمان عورتوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں مناصب جلیلہ حاصل تھے، تاریخ عالم میں کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا، جس میں عورتیں مردوں کے اس قدر ہم پلہ ثابت ہوئی ہیں، اس زمانے میں عورتیں نہ صرف تصنیف شاعری اور ادب کے اعتبار سے کامل طور پر تعلیم یافتہ اور مہذب تھیں، بلکہ مذہبی امور میں نہایت گہری دلچسپی لیتی تھیں، ان میں سے بعض اسلامی یونیورسٹیوں میں معلم تھیں، ابن خلقان کی مشہور تاریخ میں ایسی بہت سی عورتوں کا ذکر آتا ہے، جو اعلےٰ طبقہ معاشرت سے تعلق رکھنے کے باوصف اعلیٰ پایہ کی شاعرہ تھیں، عباسیوں کے دوران حکومت میں عورتوں نے معاشرتی معاملات میں ایک نمایاں حصہ لیا، اور بہت سی عورتوں کا نام اس زمانہ کے مشہور ادیبوں کے زمرہ میں نظر آتا ہے، امام شافعیؒ جو مسلمانوں کے چار مشہور و معروف اماموں میں سے ایک ہیں، ایک عورت ہی کے شاگرد تھے، اگر ان مسلمان مشہور عورتوں کے نام گنائے جائیں، جو معلموں، حکمرانوں، معاشری [illegible] بلکہ عالم حیثیت سے ماہروں کی حیثیت سے ممتاز ہیں، تو شاید آپ کی طبیعت اکتا جائے، پس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ عباسیوں کے دور خلافت تک سلطنت کے مناصب جلیلہ پر فائز ہونے کی ممکنات اور عہدہ داری کے اعزازات میں مرد اور عورت برابر کے حصہ دار تھے، عورتوں کی پستی اور کم تعلیمی اس وقت شروع ہوئی، جبکہ اسلام خود روبہ انحطاط ہو گیا، اور جب ہم ہندوستان کے ماضی پر نظر ڈالتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے دور حکومت میں مسلمان عورتیں کافی طور پر مہذب اور تعلیم یافتہ تھیں، اور اگرچہ ان کو ادبی دائروں میں وہ ممتاز حیثیت میسر نہیں آئی جو دوسرے اسلامی ممالک میں مسلمان عورتوں کو حاصل ہوئی، تاہم سلطانہ رضیہ جو التمش کے بعد سریر آرائے سلطنت دہلی ہوئی شہنشاہ بابر کی منظور نظر گلبدن بیگم ہمایوں کی بھتیجی سلیمہ سلطانہ شہنشاہ جہانگیر کی مشہور و معروف بیگم نورجہاں، شاہجہان کی محبوب سلطانہ ممتاز محل، شہزادی جہاں آرا اور زیب النساء کی مثالیں صاف طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ پردہ کی قیود کے باوجود مسلمان عورتوں نے فارسی اور عربی ادب میں ایک اعلےٰ امتیازی پایہ حاصل کر لیا تھا،

طالبات علم کے اعداد

یہ امر نہایت ہی قابل افسوس ہے، کہ ہندوستانی مسلمان آج اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق ایسی مجرمانہ غفلت سے کام لے رہے ہیں جس سے انہوں نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے متعلق برطانوی حکومت کے آغاز کے وقت کام لیا تھا، آپ یہ سنکر بہت ہی مایوس ہوں گے کہ پنجاب کی تعلیمی ترقی کے متعلق حال کی سرکاری رپورٹ کے مطابق ان مسلمان لڑکیوں کی تعداد جو صوبہ کے سرکاری مدارس میں تعلیم پا رہی ہیں، ہندو اور سکھ لڑکیوں کی تعداد کے مقابل میں بہت ہی کم ہے، کالج کی جماعتوں میں صرف ایک مسلمان لڑکی تعلیم پا رہی ہے حالانکہ ۲۱ ہندو اور ۲ سکھ لڑکیاں کالج تک پہنچ چکی ہیں، چھیاسٹھ ہندو اور تیرہ سکھ لڑکیوں کے مقابل میں صرف بارہ مسلمان لڑکیاں انٹرنس کی جماعت میں تعلیم پاتی ہیں، مڈل کی جماعتوں میں سات سو چھ ہندو اور دو سو نو سکھ لڑکیوں کے ساتھ صرف تین سو اکیس مسلمان لڑکیوں کی تعداد نظر آتی ہے، اور اپر پرائمری کی جماعتوں میں تین ہزار نو سو تراسی ہندو اور ایک ہزار چھ کہتر ہے، اسی طرح لوئر پرائمری کی جماعتوں میں اٹھائیس ہزار چار سو باسٹھ ہندو اور سات ہزار سات سو چوہتر سکھ لڑکیاں کے ساتھ تیرہ ہزار تین سو اتالیس مسلمان لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں، مدارس خاص میں ایک سو باسٹھ مسلمان لڑکیاں ہیں، حالانکہ ان میں ایک سو بیس ہندو اور پچھتر سکھ لڑکیاں ہیں، اس طرح اگر ان تمام اعداد و شمار کو جمع کیا جائے، تو اس صوبے کی تمام سرکاری درسگاہوں میں تینتیس ہزار دو سو ستر ہندو اور نو ہزار چار سو اڑتیس سکھ لڑکیوں کے مقابلہ میں صرف پندرہ ہزار پانچسو سات مسلمان لڑکیاں نظر آئیں گی، یہ حیرت انگیز تناسب جو مسلمان لڑکیوں اور ہندو و سکھ لڑکیوں کے درمیان قائم ہے اپنی حقیقت خود بیان کر سکتا ہے، کیا یہ امر نہایت ہی مایوس کن نہیں ہے کہ ہم ۱۲۴۴۴۳۲۱ کی آبادی کے باوجود سرکاری مدارس میں صرف پندرہ ہزار پانچسو سات لڑکیوں کو تعلیم دلا رہے ہیں، اور ہندو و سکھ اپنی ۶۵۷۹۲۷۰ و ۲۹۴۲۱۷ کی آبادی کے باوصف تینتیس ہزار دو سو ستر اور ۹ ہزار چار سو اڑتیس لڑکیوں کو علی الترتیب تعلیم سے بہرہ ور کر رہے ہیں، ان کی لڑکیوں کی تعداد ہماری لڑکیوں کی تعداد سے دو گنی ہے، تعلیمی دوڑ میں جہاں تک کہ ہمارے لڑکوں کا تعلق ہے ہم اپنے برادران سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں، اس قدر پیچھے کہ ان کو جا لینا اب قریب قریب ناممکن نظر آتا ہے، لیکن اگر ہم نے اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق اپنی رفتار کو تیز نہ کیا، تو اس ضمن میں بھی ان کی برابری ناممکن ہو جائے گی، پس یہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جس کے متعلق ہم کو فیصلہ کرنا چاہیئے، یا تو کام ابھی سے شروع کر دیا گیا، یا یہ کبھی نہ ہوگا، گہری نیند کے متوالو اٹھو، اپنی رفتار کو تیز کر دو، دوڑو اور اگر ممکن ہو سکے تو اپنے تیز رفتار ہمعصروں کو آگے نہ بڑھنے دو، کیونکہ ابھی تک وہ تم سے بہت آگے نہیں بڑھے،

آپ کو معلوم ہوگا، کہ انڈین لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ کی ابھی ابھی ترمیم ہو چکی ہے جس کے رو سے اب عورتیں وکلاء کے زمرہ میں شامل ہو سکتی ہیں، یہ ایک نہایت اہم تبدیلی ہے اور مستقبل میں آپ دیکھ لیں گے کہ عورتیں کافی تعداد میں ہندوستان کی قانون پیشہ جماعت کی اراکین ہو جائیں گی، مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا، کہ لیجسلیٹو اسمبلی نے ایک ایسی قرارداد منظور کی ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ عورتوں کو [illegible] دینے کا حق دیا جائے یہ قرارداد اگر منظور ہو گئی، تو اس سے ہندوستان کی [illegible] کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا، اس [illegible] حالات نے آپ کو قائل کر دیا ہوگا کہ آج تعلیم کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے

دار المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۲۳ - ربیع الاول ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۳ - نومبر ۱۹۲۳ء

جماعت احمدیہ اور اشاعت اسلام

حضرت امیر کا مکتوب ایڈیٹر زمیندار کے نام

جناب ایڈیٹر صاحب زمیندار، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا افتتاحیہ بعنوان خواجہ کمال الدین اور حمایت انگلستان ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے پرچے میں پڑھا، اس مضمون میں آپ نے ... احمدی جماعت کے عقاید اور رویہ کا اظہار بھی چاہا ہے،

ہمارے عقائد

... سنت والجماعت کے عقاید ہیں، اور قرآن کریم اور حدیث ... حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے اجتہادات کو قابل ... ہیں، اور اسی لئے اپنے آپ کو حنفی المذہب بھی کہتے ... سنت والجماعت سے ہمیں کسی قسم کا اختلاف نہیں، ہم ... ایمان لاتے ہیں، کہ خدا ایک ہے، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں، نہ آپ ... نبی یا رسول آنے والا ہے، نیا ہو یا پرانا، نہ قرآن کریم کے ... نازل ہونے والی ہے، ہاں آپ سے پہلے ہر ملک اور ... اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی ... نا، کیونکہ دیگر انبیا ایک تاریک شب میں چراغوں کے طور پر تھے جو اپنے ... میں اپنے زمانہ اور حالات قومی کے مطابق نور اور ہدایت ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آفتاب عالمتاب ... اور آفتاب کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہیں، اب کل دنیا ... کے نور سے ہی منور ہوگی، احمدی اور اہل سنت والجماعت یا ... اور حنفی دو متضاد اصطلاحیں ہیں کہ ایک شخص احمدی ہو تو وہ ... سنت والجماعت یا حنفی نہ کہلا سکے، حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ... وفات ایک فروعی مسئلہ ہے، اور چونکہ ہمارے نزدیک صرف ... شریف کی صراحت سے حضرت عیسےٰ کا وفات یافتہ ہونا ثابت ... بلکہ ان کا دوبارہ اس دنیا میں آنا ختم نبوت آنحضرت صلعم کے ... ہے اس لئے ہم

حضرت مرزا صاحب

... پیشگوئیوں کا مصداق مانتے ہیں، جو نزول مسیح کے متعلق ہیں ہم ... حضرت صلعم کے بعد صرف مجدد دین کا آنا تسلیم کرتے ہیں، اور چودہویں ... صدی کا مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتے ہیں، اور

کمال الدین صاحب و مولانا مولوی صدر الدین صاحب کے ہیں، ہاں یہ سچ ہے، جماعت احمدیہ کے دوسرے فریق یعنی فریق قادیان سے ہمارا تعلق نہیں، بلکہ احمدی جماعت کے یہ دو فریق الگ الگ کام کر رہے ہیں، اور عقاید میں بھی ان میں باہم اختلاف ہے، قادیان کا فریق حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے، اور اس لئے ان مسلمانان عالم کو جو آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے، فریق لاہور ان ہر دو مسئلوں میں فریق قادیان کو غلطی پر یقین کرتا ہے، اس لئے تحریراً تقریراً ان مسائل کی تردید عرصہ نو سال سے کر رہا ہے،

دوسرا سوال

ہمارے رویہ

کے متعلق ہے، یہ بھی مسلمان پبلک سے پوشیدہ نہیں، جب سے خلافت کا سوال پیدا ہوا ہے، ہمارا جہاں تک مسئلہ کی مذہبی حیثیت ہے، مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل رہا ہے، وفد خلافت میں میں خود شامل تھا، اس کے بعد خلافت پر انگریزی اور اردو میں ایک رسالہ میں نے لکھا جو ہزارہا کی تعداد میں ملک میں زیادہ تر مفت شائع ہوا، اور جس کی مانگ عام مسلمان پبلک کی طرف سے اس قدر ہوئی، کہ کئی بار چھپوایا گیا، ہاں یہ صحیح ہے کہ ہمارا کام چونکہ خالصاً اشاعت و تبلیغ اسلام ہے، اس لئے جہاں تک سیاسی پہلو کا تعلق تھا ہم نے بحیثیت جماعت اس میں حصہ نہیں لیا، اور اپنا زور تبلیغ و اشاعت اسلام پر ہی صرف کرتے رہے ہیں، اور ہمارا مسلک شروع سے یہی ہے، کہ ہر قسم کی سیاسی تحریکات سے حتی الوسع الگ رہ کر صرف ایک کام یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام پر سارا زور صرف کریں،

تیسری بات آپ کے مضمون میں صاف کرنے کے قابل یہ ہے کہ ہمارا مقصد برلن میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ

تبلیغ مقاصد انگلستان

بھی ہے، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بات صرف جناب عبد الجبار صاحب خیری کی ایجاد ہے، انگلستان میں خواجہ صاحب کے کام شروع کئے پر دس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، آج تک وہاں ہزارہا ہندوستانی ہو آئے ہیں، جن میں خود مولوی ظفر علی خاں صاحب بھی ہیں، شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بھی ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے کام میں کوئی نقص نہیں، جہاں کام ہوگا وہاں اس میں نقص بھی ہوں گے لیکن آج تک کسی شخص کا وہم و گمان بھی اس طرف نہیں گیا، کہ ہمارے مشنوں کو کوئی تعلق تبلیغ مقاصد انگلستان سے ہے، لیکن جرمنی میں ...

لئے انہوں نے جرمنی میں ہماری تحریک تبلیغ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے یہ بات نکالی کہ ہماری غرض تبلیغ مقاصد انگلستان ہے، تاکہ جرمن لوگ ہماری طرف سے بدظن ہو کر اس تحریک تبلیغی سے علیحدہ رہیں۔ مسلمانوں ... اس مرض نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے کہ وہ ذاتی اختلافات کی بنیاد پر قومی کاموں کو نقصان پہنچا دیتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس بدظنی کے پھیلانے سے اگر کوئی نقصان پہنچے گا، تو وہ تبلیغ اسلام کو،

مولوی صدر الدین صاحب

جو جرمنی میں ہمارے تبلیغ کے کام کے انچارج ہیں، ان کو پنجاب کی پبلک خوب جانتی ہے، بڑے بڑے شہروں میں سے کم ہی کوئی جگہ ہوگی، جہاں ان کے لیکچر خلافت پر نہیں ہوئے، ایسے آدمی کے متعلق یہ بدظنی پھیلانا، کہ وہ تبلیغ مقاصد انگلستان کے لئے برلن گیا ہے نہایت ہی خفیف حرکت ہے، بہرحال پبلک ہمارے کام کو اور ہمارے رویہ کو خوب جانتی ہے، ہاں ہمیں جہاں تبلیغ مقاصد انگلستان سے کوئی تعلق نہیں، یہ بھی سچ ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں، وہاں کی حکومت کے قوانین کی پابندی کو ضروری سمجھتے ہیں، اور حکومت کے خلاف کسی قسم کی شورش میں حصہ نہیں لیتے، خواہ وہ حکومت انگلستان کی ہو یا جرمنی کی یا جاپان کی یا کسی مسلمان بادشاہ کی، ہم دنیا کے اکثر ممالک میں تبلیغی مرکز قائم کرنے کی کوشش میں ہیں، اور جہاں ہم کام کریں گے یہی

ہمارا طریق کار

ہوگا کہ سیاسیات سے کوئی تعلق نہ ہو، اور کسی حکومت کے خلاف بھی کسی شورش میں حصہ نہ لیا جائے، بلکہ صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور پیغام اسلام کا ان لوگوں کو پہنچا دینا ہمارے مدنظر ہے، بھلا اس بدظنی کی بھی کوئی انتہا ہے، کہ چونکہ ہم وسیع پیمانہ پر کام کر رہے ہیں، اور بہت سا روپیہ خرچ کر رہے ہیں، اس لئے ضرور ہے کہ ہم حکومت کے ایجنٹ ہیں، ہمارا حساب کتاب کھلا ہے، ایک ایک پیسہ کی آمد اور ایک ایک پیسہ کا خرچ بالتفصیل رجسٹروں میں درج ہے، نامعلوم ذریعوں سے نہ ہماری کوئی آمد ہے، اور نہ بغیر تفصیل کے ایک پیسہ کا خرچ ہے، رپورٹیں سالانہ شائع ہوتی رہتی ہیں، اخفا کا پردہ کسی بات پر نہیں، اگر کسی

حکومت کی وفاداری

اس کی ایجنٹی ہے تو میں کہتا ہوں کہ سر سید مرحوم کی کیا تعلیم تھی؟ کیا وہ بھی ... مسلمانوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مورخہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ نمبر ۱

واقعۂ صلیب ایک نئے رنگ میں

ایک مسیحی مشنری کی نرالی توجیہ

(۱)

ناظرین امیں سے اکثر حضرات ڈاکٹر سموئیل زویمر کے شہرۂ آفاق سہ ماہی رسالہ "مسلم ورلڈ" کے نام سے واقف ہوں گے، اس جریدہ کی اولین غرض یہ ہے کہ مسلمان ملکوں میں تبلیغ عیسائیت کی جائے، اور ہر ایک مسئلہ پر مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالکر اس میں مسیحیت کی عکسی تصویر دکھائی جائے، چنانچہ "مسلم ورلڈ" کا نام بھی اسی لئے تجویز کیا گیا ہے، کہ نام میں بھی مسلمانوں کے لئے ایک وجہ کشش موجود ہو، اور وہ اس رسالہ کو ہمدردی اور مذہبی عصبیت سے علیحدہ ہوکر مطالعہ کریں،

حقیقت میں طریق تبلیغ جس میں مخاطب کے جذبات تک کا لحاظ بھی رکھا جائے، اور نرمی و ملاطفت سے تبلیغ حق کی جائے، اسلام کی خصوصیت ہے، چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے، ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ یعنے جب مخالفین اسلام کو دعوۃ الی الحق کرنی ہو تو نہایت حکمت اور نیک نصیحت کے پیرایہ میں کرو، اور جب مذہبی مناظرہ کی نوبت آئے، تو یہ مناظرہ بھی مستحسن طریق سے انجام دو، جس میں بدمزگی نہ ہونے پائے، لیکن اس طریق کو بعض مسیحی مبلغین نے اسلام سے مستعار لیا ہے، اور وہ تبلیغ مسیحیت میں اب اسی طریق عمل سے کام لیتے ہیں، اگرچہ افسوس ہے کہ سب لوگ تو اس کی پروا نہیں کرتے۔ تاہم "مسلم ورلڈ" کی روش ایک حد تک دوسرے مخالفین اسلام سے ممتاز ہو گو بعض وقت اس کے نوٹوں میں بھی مذہبی عصبیت اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہوئے مرارت اختیار کر لیتی ہے،

مسیحی مبلغین جنہیں مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کا تجربہ ہے اب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بحث کا مرکز نہیں بنانا چاہیے، کہ اس طریق سے اکثر مسلمان اس مذہبی غیرت و حمیت سے جو انہیں مذہب کے لئے ورثہ میں پہنچی ہے مشتعل ہو جاتے ہیں، اور فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے، ہاں حضرت مسیح کے سوانح بار بار پیش کرنے چاہئیں، اور ان پر زیادہ زور دینا چاہیے، کہ اصولاً مسلمان بھی حضرت مسیح کی تعظیم کرتے ہیں، انہیں نبی مانتے ہیں، اس لئے جہاں تک ہو سکے، ان کو ان کے مسلمات کی بنا پر قائل کرنا چاہیے، اور اس طریق سے مسیحی بنانا چاہیے،

اسی نقطۂ نگاہ سے "مسلم ورلڈ" کے تازہ ترین پرچہ میں ایک صاحب نے ایک طویل مضمون "واقعہ صلیب قرآن میں" کے عنوان سے لکھا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، کہ حضرت مسیح کو صلیب دیا گیا تھا، اور اسی پر آپ فوت ہوئے، اس لئے مسلمان جو حضرت مسیح کی حقیقی موت سے انکار کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں، کیونکہ ان کا یہ خیال کہ حضرت مسیح کی جگہ کوئی اور صلیب پر چڑھ گیا تھا، قرآن مجید سے ثابت نہیں، نہ اس شخص کا نام دیا گیا ہے جو حضرت مسیح کی شکل کا ہو گیا تھا، نہ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ جناب مسیح کا دوست تھا یا دشمن، بلکہ محض ایک قیاس کر لیا گیا ہے، اور اس قیاس کی بنیاد یہ آیت قرآنی ہے، وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم یعنے نہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو قتل کیا نہ صلیب پر دیا بلکہ وہ ان کیلئے مشبہ ہو گئے،

چونکہ مسلمانوں کا عام عقیدہ اور خیال یہی تھا، اور اب تک اکثر لوگ اس خیال کے پابند ہیں، کہ حضرت مسیح کو صلیب پر نہیں چڑھایا گیا ہے بلکہ ایک اور شخص قدرت الٰہی سے ان کی شکل میں متشکل ہو گیا تھا، جن کو یہود نے حضرت مسیح سمجھ کر صلیب پر چڑھا دیا، اور حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے، اس لئے اس خیال عامہ کو مدنظر رکھ کر "مسلم ورلڈ" کے نامہ نگار نے اس پر خوب تنقید کی ہے، اور اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ جن مفسرین کی بنا پر یہ خیال کیا جاتا ہے وہ خود اس پر متفق نہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ، چنانچہ صاحب مضمون نے مختلف تفسیروں سے متضاد و متخالف حوالے نقل کر کے لکھا ہے کہ جب یہ لوگ خود یقین نہیں رکھتے کہ جو شخص حضرت مسیح کی شکل میں ہو گیا تھا وہ کون تھا تو یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے، کہ ان کا قیاس درست ہے، اس تنقید کی بنا پر صاحب مضمون نے قرآن مجید کی آیت محولہ بالا کے ایک بالکل نئے معنے کئے ہیں، جو ان کے مفید مطلب ہیں، ہم ان کے استدلال کا ملخص انہی کے الفاظ میں پیش کئے دیتے ہیں لکھتے ہیں:۔

"اب شبہ لھم کے الفاظ جن کا ترجمہ راڈول نے تو یہ کیا ہے کہ "یہودیوں کے پاس محض اس کی (حضرت مسیح کی) تشبیہ تھی" اور پامر نے ترجمہ کیا ہے کہ "ان کے لئے ایک تشبیہ بنائی گئی" سخت مجمل و مبہم الفاظ ہیں، اور ان مجمل الفاظ کی بنا پر مسلمانوں کے ہاں وہ مجموعہ احادیث تیار کیا گیا ہے، جن میں لکھا ہے کہ ایک اور شخص حضرت مسیح کے ساتھ شکل و صورت میں مشابہت رکھتا تھا، وہی ان کی جگہ صلیب دیا گیا۔ شبہ لھم کے الفاظ بے شک عجب واقع ہوئے ہیں، ان کے لفظی معنے تو یہ ہیں "وہ شخص یا وہ معاملہ ان کے لئے ایک تشبیہ بنایا گیا" مسلمان عموماً کہتے ہیں، اس فعل کا فاعل وہ شخص ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی شکل و صورت کا بن گیا تھا، اور ان کی جگہ صلیب دیا گیا تھا لیکن اس شخص کا ذکر تو نہ اس خاص مقام پر ہے یا قرآن مجید کی کسی دوسری جگہ ہے، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع نہیں اس لئے یہ کسی ایسی چیز کی طرف راجع ہونی چاہیے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اس لئے ان الفاظ شبہ لھم کا ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ یہ معاملہ ان کے لئے باعث تشبیہ بن گیا، یا بالفاظ دیگر یہ کہ ان کے لئے یہ باعث استعجاب و حیرت یا غلط فہمی ہو گیا"

گویا نامہ نگار کا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کے لئے واقعہ صلیب ایک معمہ یا غلط فہمی کا موجب بن گیا، چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ وہ "صلیب کا اصلی مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے" یعنے اگرچہ صلیب کا واقعہ وقوع پذیر ہوا لیکن اس کی حقیقت سے بے بہرہ رہے، ان معنوں کی تردید چونکہ وما صلبوہ سے ہوتی تھی اس لئے صاحب مضمون نے ان کی ایک نرالی توجیہ کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ فی الحقیقت حضرت مسیح کی موت یہودیوں کے عمل سے وقوع پذیر نہیں ہوئی، بلکہ رومن سپاہیوں کے فعل سے واقع ہوئی ہے اس لئے قرآن مجید کا یہ فرمانا کہ وما قتلوہ وما صلبوہ بجائے خود درست ہے، لیکن لطف یہ ہے کہ اس توجیہ کی تغلیط بھی وہ خود ہی کر دیتے ہیں، کیونکہ وہ تسلیم کرتے ہیں، کہ اس کی "ذمہ واری" یہودیوں پر عاید ہوتی ہے، اب یہ بجائے خود ایک "معمہ" ہے کہ حضرت مسیح کی وفات تو یہود کے ہاتھ سے واقع نہ ہو، لیکن "ذمہ واری" ان پر عاید ہو، پھر جو لوگ حالات صلیب سے واقف ہیں، وہ اس توجیہ کو کیونکر مان سکتے ہیں، کہ حضرت مسیح کی موت یہودیوں کے فعل سے واقع نہیں ہوئی

اصل بات یہ ہے کہ "مسلم ورلڈ" کے فاضل نامہ نگار محض اس شوق میں کہ صلیب کی تائید قرآن مجید سے بھی نکل آئے چاروں طرف ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، اور نہایت رکیک تاویلات سے کام لینے سے بھی دریغ نہیں فرماتے، لیکن باوجود اس کے پھر ان کی مطلب برآری نہیں ہوتی، جس کی تشریح انشاء اللہ ہم آئندہ اشاعت میں کریں گے۔

ایک شہنشاہِ اسلام کی وصیت

سلطنت مغلیہ کے مشہور و معروف بانی سلطان بابر کی وصیت کا ترجمہ اخبار "سرونٹ" میں شائع ہوا ہے، جس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس وصیت کا اصل مسودہ ابھی تک ریاست بھوپال کی "سٹیٹ لائبریری" میں محفوظ ہے، یہ حقیقت روز بروز اظہر من الشمس ہوتی چلی جا رہی ہے کہ ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں نے قطعاً اس امر کی کوشش نہ کی، کہ اسلام کی اشاعت بجبر کی جائے، یہ صرف تعصب تنگ ظرفی اور فرقہ وارانہ حسد کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے خلاف عدم رواداری کا الزام عاید کیا جا رہا ہے، بابر چودہویں صدی کا بادشاہ تھا جبکہ ... پر جہالت اور تعصب کے بادل چھائے ہوئے تھے، شہنشاہ ... وصیت جو اس کے لڑکے ہمایوں کی تنبیہ اور سبق آموزی ... ہے، اس امر پر بین طور پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام کی ان اوقات کی رواداری اس رواداری سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے، جس پر آج ... مذاہب کے نام لیوا فخر کرتے ہیں، ہم یہاں مشتے از خروارے کے طور پر کچھ اس وصیت سے پیش کرتے ہیں جو اپنی نظیر آپ اور اسلامی ... کا صحیح مرقع ہے،

"میرے لخت جگر! ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ ... بستے ہیں، اور یہ ایک شکر گزاری کا موقع ہے، کہ بادشاہوں کے بادشاہ نے اس ملک کی عنان حکومت تمہارے ہاتھ میں دی ہے لہٰذا تم کو شایان شان یہ ہے کہ:

(۱) تم مذہبی تعصب کو کبھی اپنے دل پر غالب نہ آنے دو، تم تمام لوگوں کے مذہبی رجحان اور دینی اوضاع و اطوار کو ملحوظ رکھ کر اپنی ... معدلت گستری کا ثبوت دو،

(۲) بالخصوص ذبیحہ بقر سے اپنے آپ کو ہٹائے رکھو، یہ وصف اہل ہند کے قلوب کو تمہارے لئے مسخر کر دے گا، اور رعایا علی طور پر تشکر اور احسان کے رشتوں سے سب لوگوں کو اپنی ذات کے ساتھ جکڑ لو۔

(۳) کسی مذہب کے معابد کو تباہ مت کرو، ہر وقت انصاف سے محبت رکھو، تاکہ راعی اور رعایا کے تعلقات خوشگوار و استوار رہیں، اور سلطنت میں امن و امان اور سکون کا منظر قائم رہے،

(۴) ترغیب اشاعت اسلام کیلئے اچھا ذریعہ رہے گا،

(۵) شیعہ اور سنی کے باہمی اختلافات کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہو، ورنہ اس کا نتیجہ اسلام کو کمزور بنانا ہوگا،

(۶) رعایا کے گوناگوں امتیازی اوصاف سے اس طرح کام لو جیسا کہ وہ سال کے مختلف اور رنگا رنگ کے موسم ہیں تاکہ سلطنت کا وجود ہر مرض سے محفوظ رہے،

ہمارے معترضین ذرا گریبان میں منہ ڈالیں، اور بنظر انصاف دیکھیں کہ اسلام ہندوستان میں کیسے پھیلا، اور ایسے ملائمت سے پھیلنے والے مذہب کا مٹ جانا کبھی ممکن ہے، اسلام بمنزلہ نرم ریشم کے ہے، اور شدھی بمنزلہ تیز تلوار کے ہے، اور مشہور ہے کہ تیز تلوار نرم ریشم کو نہیں کاٹ سکتی!۔

لا تنابزوا بالالقاب

مسلمانوں میں یہ مرض ہو چکا ہے کہ ایک فریق یا فرد کو دوسرے فریق یا فرد سے کسی امر میں اختلاف ہو، تو اس پر مذہب کی آڑ میں تکفیر و تشنیع کی بوچھاڑ کی جاتی ہے، اور بعض حالتوں میں تو اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جاتا ہے، عامۃ المسلمین کا یہ رویہ تو بلاشک و شبہ غیر معقولیت سے خالی نہیں لیکن شکوہ و افسوس کی انتہا نہیں رہتی جبکہ ذمہ وار طبقات یا نمائندہ اخبارات سے ایسی حرکات سرزد ہوں ہم پنجاب کے مشہور و معروف پبلک آرگن یعنے "پیسہ اخبار" لاہور کی ... اشاعتوں میں دیکھ رہے ہیں، کہ امرتسر کے ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو جو مسلمان کے نام سے موسوم ہیں۔ اور جنہیں ہندوستان کی کثیر آبادی جانتی ہے کہ وہ کلمہ گو فرزند اسلام ہیں کچلو سنگھ کے نام اور سیف الشکمی کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کسی اختلاف خیال یا اختلاف رائے کی بنا پر غیر اسلامی نام اور مشرکانہ خطاب کا عطا کرنا یقیناً عاقلی کی شان اور سنجیدگی پر دلالت نہیں کرتا، اور ایسے قومی آرگن کے متعلق ہم کیا کہیں جس کا فرض مسلمانوں کے بین الاقوامی اور بین الافرادی تعلقات کا درست کرنا ہو، نہ یہ کہ انہیں اسماً و رسماً اسلام سے ! ہرگز ... کہ ان کی توہین کی جائے ہم جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کے ... پیسہ اخبار کی ...

اسلام ہی ہے، پوچھا گیا کہ تو کچھ تعلیم یافتہ بھی ہے، جواب دیا کہ مولوی صاحب عالموں اور جاہلوں کے لئے در رحمت ہر وقت کھلا رہتا ہے، میں مدت سے تلاش مذہب میں تھی، اور آخر آج آپ کے پاس پہنچکر گوہر مقصود حاصل کیا، یہ کلمات سنکر نہایت خوشی رہتی، مگر کس قدر افسوس ہے کہ غیر مذاہب میں ایسے مقدس خیالات اور فطرت کے انسان حق جو موجود ہیں، اور ہمارے مسلمان خواب غفلت سے اٹھ کر پیغام حق پہنچانے میں اس قدر قاصر ہیں، کہ اللہ تعالے ہدایت دے، اے پیرزادو، اے عالمو۔ اے مبلغین، خدا کے لئے عمل کا وقت ہے، خانہ جنگی و فرقہ بندی کو چھوڑ کر تبلیغ اسلام میں واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کا عملی ثبوت دو، یاد رکھو کہ چودہ سو سال سے لڑنے جھگڑنے کے باوجود آپ کسی خاص فیصلے اور اصلاح تک نہیں پہنچے، تو آئندہ کیا پہنچو گے، بلکہ میدان عمل میں کام کرنے کا وقت ہے، دیکھئے بندگان دین متین کی تاریخ و کارنامے کہ کس جانفشانی سے انہوں نے کہاں کہاں پہنچکر فرض تبلیغ ادا کیا ہے، آپ بھی فرزندان توحید ہیں، غیر مذاہب تو اپنی پیاس کی پوری کرنی چاہتے ہیں، لیکن آپ اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل کریں۔ اور دیکھیں کہ اب رحمت سے کیا برستا ہے، وما علینا الا البلاغ ۵

حکیم محمد یار فوق، انچارج مسلم مشنری (التبلیغ)، بہاولپور

پیغام صلح کا مقدمہ

یکم نومبر کو پیغام صلح کا مقدمہ لالہ شنکرداس صاحب سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا، اور استغاثہ کی طرف سے تین گواہوں کی شہادت طلب کی گئیں، پہلے گواہ مسٹر پیٹری سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے، دوسرے گواہ مسٹر بینر جی تھے جو محکمہ اخبارات کے مترجم تھے، اور تیسرے گواہ لالہ موتی رام کلارک دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر تھے،

پیغام صلح کی طرف سے جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر اور جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر مقدمہ کی پیروی کے لئے پیش ہوئے، اور انہوں نے گواہان استغاثہ پر جرح کی، پہلے گواہ تو چونکہ عیسائی تھے، اس لئے نفس مضمون کے متعلق زیادہ واقفیت نہ رکھتے تھے، ہاں مسئلہ نیوگ کے متعلق انہوں نے کہا، کہ میں ذاتی طور پر تو اس کو پسند نہیں کرتا، لیکن ہر ایک ملک کے رسم و رواج جداجدا ہوتے ہیں،

دوسرے گواہ نے دوران جرح میں کہا، شاکت مت ویدوں کا کوئی فرقہ نہیں، اس پر مولوی عبدالحق صاحب نے وید میں سے وہ منتر پیش کیا، جس میں شاکت مت کا ذکر تھا، اس سوال پر کہ ویدوں کا انگریزی ترجمہ درست ہے کہا کہ انگریزی ترجمہ درست نہیں، سوال کیا گیا کہ اچھا کسی اور زبان میں صحیح ترجمہ موجود ہے؟ جواب دیا کہ کوئی صحیح ترجمہ موجود نہیں، پھر سوال ہوا کہ اچھا ویدوں کا ترجمہ ہو بھی سکتا ہے یا نہیں گواہ نے جواب دیا کہ ہاں ہو سکتا ہے، جس مضمون پر مقدمہ چلایا گیا ہے، اس میں مترجم صاحب نے ایک جگہ متعدد مرتبہ کا ترجمہ frequently کیا تھا، اس پر ہمارے وکیل نے گواہ سے پوچھا، کہ متعدد کا اصل مادہ کیا ہے، گواہ نے کہا "تعداد" ہے، پھر سوال ہوا کہ کیا "اکثر" اور "متعدد" ہم معنے ہیں، گواہ نے جواب دیا کہ ہاں ان کے ایک ہی معنے ہیں،

اس گواہ سے پوچھا گیا، کہ اچھا جو کچھ مضمون متنازعہ فیہ میں لکھا گیا ہے، وہ اگر فی الواقعہ ویدوں میں ہو تو کیا پھر بھی یہ مضمون ہندوؤں کے دل دکھانے کا موجب ہوگا، گواہ نے کہا کہ یہ باتیں ویدوں میں ہے ہی نہیں، وکیل نے پوچھا کہ اگر ہوں، اس پر عدالت نے کہا کہ اس سوال کو مسترد کر دیا جاتا ہے، وکیل نے کہا کہ آپ یہ سوال لکھ لیں، چنانچہ عدالت نے سوال لکھ لیا، اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ یہ سوال مسترد کیا گیا،

تیسرے گواہ نے علی العموم جرح کے سوالات کے جواب نفی میں دیئے، اس گواہ کی شہادت محض اخبار کے پبلشر اور پرنٹر کے ڈکلیریشن کے متعلق تھی،

یہ مختصر سی کارروائی ہم نے صرف اپنے الفاظ میں لکھ دی ہے مفصل کیفیت عدالت سے باقاعدہ نقول آنے پر ہدیہ ناظرین کی جائے گی، انشاء اللہ تعالے۔

پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

اجلاس سوم

منعقدہ منٹگمری بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء

خطبہ صدارت

گذشتہ سے پیوستہ

اسلام کا دور انحطاط

آپ میں سے بعض اصحاب شاید یہ کہیں کہ قانون کا پیشہ آگے ہی بہت پامال ہے اور اب اس میں مزید وکلا کی گنجائش نہیں مگر آپ مجھے معاف رکھینگے اگر میں یہ پوچھوں کہ کیا اس میں صرف ہمارے لئے ہی گنجائش نہیں یا دوسری قوموں کے لئے بھی اس صنف میں جگہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں قابل قانون دان کے لئے اب بھی بہت گنجائش ہے۔ بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان ذاتی اپنے سیاسی حقوق کی نگہداشت کرنے کے قابل ہوں تو نہیں لازم ہے کہ اپنی قوم کے افراد میں ایک بڑی تعداد کو قانون دان بنائیں۔

جہاں تک ڈاکٹری کے پیشہ کا سوال ہے۔ آپ میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ تمام صوبہ میں ہمسایہ اقوام کے ڈاکٹروں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمان ڈاکٹروں کی تعداد بالکل نئے حقیقت ہے۔ اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اس صوبہ میں ایسے بہت سے مقامات موجود ہیں۔ خصوصاً وہ مقامات جہاں مسلمانوں کی آبادی کا عنصر غالب ہے۔ جہاں پچیس پچیس بلکہ پچاس پچاس میل کے فاصلہ تک بھی کوئی ڈاکٹر دستیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیا یہ ہمارا اولین فرض نہیں ہے کہ ہم اپنے نوجوان کو طبی تعلیم دلائیں۔ ڈاکٹر نہ صرف ایک معزز پیشے کے اعتبار سے صوبہ کے لئے بہت سی خیر و برکت کا باعث ہوتے ہیں بلکہ شہری زندگی میں وسیع معاشری اور سیاسی اثرات رکھتے ہیں۔ انجنیری کے صیغے میں تو مسلمانوں کی کمی کا یہ عالم ہے کہ اگر اسے کالعدم ہی سمجھا جائے تو موزوں ہوگا۔ ان وجوہات کی بناء پر میری یہ رائے ہے کہ کم از کم قلیل عرصہ کے لئے ان مختلف پیشوں کی تعلیم مسلمانوں کے حق میں صنعتی و حرفتی تعلیم سے زیادہ مفید ہو سکتی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم پہلے ان سود مند پیشوں کو اختیار کر کے دولت جمع کرلیں اور جب دولتمند ہو جائیں۔ شراکت عمل کے مفاد کی قدر کرنے لگ جائیں۔ اور اپنے بنک قائم کرلیں تو پھر یہ وقت صنعتی اور حرفتی تعلیم کے لئے زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ تب ہی ہم اس قابل ہوں گے کہ اپنے بچوں کے لئے کارخانے اور تجارتی کوٹھیاں کھول سکیں۔

دستکاری کی تعلیم

دستکاری کی تعلیم کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں صرف یہ کہنا کافی ہوگا۔ کہ اس وقت اس صوبہ میں انہیں دستکاری کے مدارس ہیں۔ جہاں تک میں دریافت کر سکا ہوں۔ یہ درسگاہیں کچھ زیادہ فائدہ بخش ثابت نہیں ہوئیں۔ مثال کے طور پر ان میں سے کسی ایک مدرسہ کے طالب علم کو لے لیجیئے اور دیکھیے کہ اسے کیا تعلیم اور دیکھیے کہ اسے کیا تعلیم دی جاتی ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ سامان آرائش بنانا سکھایا جاتا ہے جس کی مانگ سوائے بڑے بڑے شہروں کے کہیں نہیں۔ دیہات میں ایک بڑھئی کو جو زیادہ سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی ٹوٹے ہوئے ہل یا کنوئیں کے چکر یا گڈو کی بیلن کی مرمت کی جائے۔ ظاہر ہے کہ ان کاموں کے انجام دینے کے لئے اسے کسی دستکاری کے مدرسہ میں تعلیم پانے کی ضرورت نہیں۔ جہاں یہ کام شاید سکھائے بھی نہیں جاتے۔ بعینہ یہی حال ایک دیہاتی لوہار کا ہے۔ اسلئے میں بہت سی علیحدہ علیحدہ دستکاری کی درسگاہوں کو قائم کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ اگر ہم مڈل اسکولوں اور ثانوی مدرسہ میں دستکاری کی جماعتیں بھی قائم کر دیں تو بہت کافی ہے تاکہ وہ لڑکے جن کو ایسی تعلیم کی خاص ضرورت یا شوق ہو اسے حاصل کریں۔

مسلمانوں کا باہمی نفاق اور غیر مسلموں سے اتحاد

اسلامی اخوت

زمانہ جاہلیت کے عرب لڑاکے اور تند مزاج تھے ان کے قبائل اور خاندان عام طور پر خانہ جنگیوں میں مبتلا رہتے تھے۔ بوجہ کے شخصی لڑائیوں کے ساتھ ختم ہو جاتے تھے۔ بلکہ نسلاً بعد نسلاً قائم رہتے تھے پرانی دشمنیوں کو قائم رکھنا ان کا خاندانی اعزاز تھا۔ اور گذشتہ خونریز لڑائیوں فسادوں اور فتوحات کا تذکرہ ان کی عام گفتگو کا موضوع خاص۔ ان سے زیادہ منتشر اور جنگجو قوم کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنی محال ہے۔ یکایک زمانہ نے ایک اعجاز دکھلایا۔ ایک انسان ایک پاک عمل اور عظیم الشان انسان جس سے ہم سب واقف ہیں اور جس کی عزت ہمارے دلوں کی گہرائیوں میں متمکن ہے مبعوث ہوا۔ اور اس نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ یعنے ان بکھرے ہوئے اور جنگجو قبیلوں کو اتحاد کے ایک رشتہ میں منسلک کر دیا۔ اس نے انسانوں میں ایک حقیقی اخوت کی بنیاد ڈالی۔ اس نے ہر مسلمان کو ایک ہی پایہ پر لا کر کھڑا کر دیا۔ اور ان میں ایسی برابری اور یکرنگی پیدا کی۔ جو آج بھی ویسی ہی سچی ہے۔ جیسی کہ قیام کے وقت تھی۔ اس نے مسلمانوں کو سکھایا کہ وہ ایک ہی کنبہ کے ارکین ہیں۔ اور دکھ درد کے ایک دوسرے کے شریک۔ اسکے نزدیک اسلامی اخوت کا استحکام سب سے بلند مرتبہ اہمیت رکھتا تھا اور اس نے اس جذبہ کو مسلمانوں کے دلوں پر نقش کر دیا۔ اس نے مسلمانوں کو بتا دیا کہ اسلامی برادری میں نجابت مرتبہ پیشہ یا دولت کوئی فرق پیدا نہیں کر سکتی۔ اور سب مسلمان ایک دوسرے کے برابر ہیں یہ اخوت جو پیغمبر اسلام صلعم نے قائم کی۔ اور یہ یگانگت جس کی آنحضرت صلعم نے بنیاد ڈالی۔ مذہب اسلام کے دو بنیادی اجزا یعنی نماز اور حج کی عملی شہادت سے اور بھی مضبوط ہوگئی مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ اتحاد بہت دیرپا ثابت نہ ہوا حضور سرور کائنات صلعم کی وفات تک مسلمان ایمان اور عمل کے لحاظ سے یک دل رہے۔ اور وہ اخوت اور اتحاد جس کی بنیاد ڈالی گئی تھی قائم اور استوار رہا۔ اس وقت تک مسلمانوں میں کوئی مذہبی فرقہ بندی نہ تھی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چند غیر اختلافات رونما ہو گئے۔ جو دن بدن زیادہ خطرناک صورت اختیار کرتے گئے۔

باقی آئندہ

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بخیر و عافیت ہیں، اور بعض ضروری دینی کاموں میں منہمک ہیں،

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ۱۳ اکتوبر کی صبح کو لاہور تشریف لے آئے،

مولوی محمد یعقوب خان صاحب لاہور ایک دو دن ٹھیر کر گجرات تشریف لیگئے، غالباً وہاں کچھ دن قیام فرمائیں گے،

اخویم شیخ نظام الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس راولپنڈی اپنے صاحبزادہ کی صحت کے لئے جملہ احباب سے دعا کے لئے ملتجی ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالے انہیں ہر قسم کے افکار سے نجات بخشے،

منشی محمد خلیل صاحب مدرس پسارہ عارضہ بخار سے اور مولوی فیروز الدین صاحب مسلم مشنری پسارہ کا بچہ تین ماہ سے علیل ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں،

دہلی مسلم ریڈنگ روم، بازار مسجد تہور خان کا کام نہایت عمدگی سے ترقی پذیر ہے اور نوجوان مسلمانوں میں اس کی قبولیت عام ہوتی جارہی ہے، مولوی عصمت اللہ صاحب و شیخ عبدالحق صاحب نے آریہ و دیگر مذاہب کے ساتھ تبادلہ خیالات کے لئے باقاعدہ ہفتہ وار جلسوں کا انعقاد شروع کر رکھا ہے جس سے مسلمان طلباء کو بہت فائدہ ہوتا ہے

اخویم شیخ ضمیر حسین تاباں صاحب پرگنہ مجسٹریٹ ریاست گوالیار بہت باہمت اور تبلیغ کا خاص جوش رکھنے والے ہیں، جملہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالے انہیں ہر قسم کے ابتلاؤں سے اپنے حفظ و امن میں رکھے،

ایران سے اخویم غلام المرسلین صاحب لکھتے ہیں کہ میں سوچ میں تھا کہ کسی لائق آدمی سے حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھواؤں، آخر ایک صاحب ہندوستانی مل گئے، انہیں کہا گیا جنہوں نے خط لکھ دینے کا وعدہ کیا، لیکن خط چرا کر بھاگ گیا، پیچھے معلوم ہوا کہ میاں صاحب کا مرید تھا، نہ معلوم اس نے ایسی نامعقول حرکت کیوں کی، یہاں ایک شخص عبدالرحمن تھا، جو محمودی تھا، پھر بہائی ہو گیا جب لوگوں نے برا بھلا کہا، تو اب امام رضا کا پجاری بن گیا ہے کبھی شیعہ بنتا ہے کبھی بہائی،

اس علاقہ میں امریکن مشن زور سے کام کر رہا ہے، اب انہوں نے گرجا اور شفاخانہ کے لئے زمین خرید لی ہے، اور کام تعمیر شروع کر رکھا ہے، مسلمان غافل ہیں اور مذہب سے لاپرواہ۔

ممکن ہے، تعریف کرنے والوں میں سے نہ ہوں، لیکن توجہ کے منعطف کرانے اور اصلاح کے درمیان میں لانے کا یہ طریق نہیں، کہ کسی مسلمان کو جائز یا ناجائز طور پر کوسنا شروع کر دیا جائے، اسلام جیسا وسعت پرور مذہب جسے غیر مسلموں تک سے رواداری برتنے کا افتخار حاصل ہے، ایک لمحہ کے لئے اس کو پسند نہیں کرتا، کہ ملائمت یا صلح جوئی کے اصول کو نظر انداز کر دیا جائے، مان لیا کہ ڈاکٹر صاحب قانونی چارہ جوئی کی مدد سے اپنی ذلت اور تلافی کی مدد نہیں چاہ سکتے، لیکن اس فطری رہنما اور اندرونی رہبر کی ذمہ داریاں بھی تو کچھ ہیں، جسے ضمیر اور جذبہ انسانیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، ڈاکٹر کچلو صاحب کو ہمارے غیر مسلم بھائیوں یعنی برادران سکھ سے کتنی ہی عملی ہمدردی کیوں نہ ہو، لیکن مسلمانوں کا انہیں سکھ بنا دینا شان اسلام کا منافی ہے،

مسلمانانِ جاوا

مسرت کا مقام ہے کہ ہمارے وہ اسلامی بھائی جو دور دراز کے مقامات میں مقیم ہیں، اور جن کے توحید پرست کارنامے اس وقت تک بوجہ عدم واقفیت کے ہماری نظروں سے اوجھل تھے، آئے دن اپنی ان تھک کارروائیوں سے اسلام کی شان کو چار چاند لگا رہے ہیں، جاوا کے مسلمانوں کا وہ طبقہ ہے، جس کے متعلق ہمیں بہت کم واقفیت ہے، ڈچ ایسٹ انڈیز کے پانچ کروڑ اہالیان میں سے تین کروڑ سات لاکھ نفوس ایک خدا کو ماننے والے اور اس کے سچے دین پر ایمان رکھنے والے ہیں، یہ کہنا مشکل ہے کہ خود جاوا میں فرزندان توحید کی تعداد کیا ہے، لیکن اندازاً ان کی تعداد اڑھائی اور تین کروڑ کے درمیان ہے، یہ لوگ دوسرے مسلمانوں کی طرح قعر ذلت سے نکل کر دین فطرت کے کامل نور سے منور ہو رہے ہیں، گو مسیحی مشن اس کوشش میں رہتے ہیں، کہ جاوا میں توحید کو تثلیث کا جامہ پہنا دیں، لیکن ان کی تمام جدوجہد صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے، اور ان کی کامیابی ان کی عظیم الشان مساعی کے مقابلہ میں صفر کا حکم رکھتی ہے،

ایک مضمون میں جاوا کے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فان ڈچ یوں رقمطراز ہے " جاگ جکرتا اور سورا کرتا (سولو) اسلامی جدوجہد کے مرکز ہیں، سولو سے مسلم اخبارات شائع ہوتے ہیں، جن کا واحد مقصد تبلیغ اسلام اور تردید مسیحیت ہے، اول الذکر جگہ میں مسلم اصلاحی تحریک زوروں پر ہے، جس کے پیش کرنے والے اور بانی شیخ محمد عبدہ مصری ہیں، باوجود تمام اعتراضات اور مخالفتوں کے یہاں کے مسلمان سیاسیات سے پہلو تہی کرتے ہوئے خالص مسلم تعلیم و تربیت کے درپے ہیں، اس تحریک کا اثر مسلسل طور پر نہ صرف جاوا میں پھیل رہا ہے، بلکہ تمام کا تمام مجموعہ جزائر اصلاح کی روشنی سے جگمگانے والا ہے،

ظاہر ہے کہ جاوا کے غریب اور غیور مسلمان اپنے ارتقاء کیلئے کس قدر محنت سے کام لے رہے ہیں، حتیٰ کہ غیر مسلم لوگ ان کے کارناموں کی داد دے رہے ہیں، اور مختلف رسالوں میں ان کا اکثر ذکر آتا ہے، ملایا کے مسلمان گو اہل جاوا سے پیچھے ہیں، لیکن ہر ممکن ہے کہ بہت جلد جوش اسلام سے بہرہ اندوز ہو کر یہ لوگ بھی شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے لگ جائیں گے، خدا مسلمانوں کو دن دونی اور رات چوگنی افزونی عطا فرمائے آمین،

پبلک ورکس ریاست بہاولپور کا اعلان

کسی دوسری جگہ ریاست بہاولپور کے پبلک ورکس اور ریونیو ممبر کا ایک اعلان شائع کیا جاتا ہے، جس میں [illegible] کو اراضیات دینے کے لئے قواعد [illegible] ہیں، اور مختلف حیثیتوں کے لوگوں کے لئے مختلف شرائط [illegible] کی گئی ہیں،

ہمارے احباب میں سے جو اصحاب ان شرائط کے مطابق اراضیات لینا پسند کریں، وہ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اپنی درخواستیں معہ مفصل پتہ و نقشہ ارسال کر دیں۔

اعتذار

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ "پیغام صلح" کے خوشنویس منشی غلام حسین صاحب کی صاحبزادی بعمر چودہ سال ایک طویل بیماری کے بعد فوت ہوگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون ۵

اس حادثہ اور بعض دیگر مجبوریوں کی وجہ سے ۳۰ اکتوبر کا پرچہ شائع نہ ہو سکا، اس کی تلافی کسی آئندہ اشاعت میں کر دی جائے گی،

ہماری تبلیغی کوششیں

دہلی میں تبلیغ

ہمارے مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب لکھتے ہیں، -

مورخہ ۲۰ اکتوبر ۲۳ء کی شام کو حسب معمول ریڈنگ روم انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام دہلی میں جلسہ ہوا، ریڈنگ روم حاضرین کی کثرت سے کھچا کھچ بھر رہا تھا،

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید و فرقان حمید سے شروع کی گئی، پھر شیخ عبدالحق صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے اتحاد بین المسلمین پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی، جو کہ نہایت دلچسپ اور معنی خیز تھی، شیخ صاحب ممدوح نے اس تقریر کے ضمن میں یہ بھی ظاہر کیا، کہ مسلمانوں کا موجودہ افتراق فروعی مسائل پر باہمی تکفیر بازی کا نتیجہ ہے اگر فروعی مسائل کو اس قدر اہمیت نہ دی جاوے کہ وہ کفر و اسلام کے دار و مدار ہو جاویں، تو مسلمانوں میں حقیقی اتحاد رونما ہو سکتا ہے، اور وہ متفق و متحد ہو کر کفر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکتے ہیں، یہ تقریر نہایت شوق سے سنی گئی، اور اس کے ایک ایک لفظ سے اتحاد و اتفاق کا اظہار کیا گیا، پھر اسی موضوع پر منشی عبدالمجید صاحب فدوی نے ایک طبعزاد نظم پڑھی، جس کا سامعین پر بے انتہا اچھا اثر ہوا، ازاں بعد مرزا فہیم بیگ صاحب چغتائی فہیم گوالیاری نے فتنہ ارتداد کے متعلق ایک دلخوش کن نظم سنائی، جس کا حاضرین پر بے انتہا اثر ہوا، سب سے آخر خاکسار نے ایک تقریر کی، اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کا دردانگیز الفاظ میں نقشہ کھینچا، جسے سنکر بعض لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، اختتام تقریر تک حاضرین پورے سکوت اور پوری خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے، پھر دعا مانگی گئی، اور جلسہ ختم کر کے اعلان کیا گیا، کہ منگل کے روز عید میلاد النبی کا جلسہ ہوگا،

میلاد النبی کا جلسہ

کل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء کی شام کو جیسا کہ پچھلے جلسے میں اعلان کر دیا گیا تھا، ریڈنگ روم انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام دہلی میں عید میلاد النبی کا جلسہ ہوا، اسی جلسہ کا اعلان اشتہارات کے ذریعہ سے پہلے ہی کر دیا گیا تھا، باوجود اس کے کہ شہر دہلی میں اس روز بہت سی مولود شریف کی مجلسیں تھیں، تاہم خلاف امید حاضری بہت کافی تھی، اور ریڈنگ روم کھچا کھچ حاضرین سے بھر رہا تھا، اس جلسہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ جناب مولانا مولوی بشیر الدین احمد صاحب دہلوی، ایم، آر، اے، ایس تعلقہ دار و کلکٹر ضلع پنشنر سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ خلف الصدق عالیجناب مولانا مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم بھی رونق افروز جلسہ تھے، سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام دہلی نے آپ کی صدارت کی تجویز پیش کی، اور خاکسار نے تائید کی، جملہ حاضرین نے مسرت و بہجت کے ساتھ اس تجویز کو منظور کیا، مولانا کے مسند صدارت پر متمکن ہوتے ہی جلسے کی کارروائی شروع ہوئی، کارروائی جلسہ تلاوت قرآن مجید سے آغاز کی گئی، پھر شیخ عبدالحق صاحب نے مسئلہ ختم نبوت پر ایک جامع و مانع تقریر کی، جسے شوق اور دلچسپی کے ساتھ سنا گیا، ازاں بعد خاکسار نے اسوۂ حسنہ نبوی پر ایک مبسوط لکچر دیا، جسے نہایت ہی ذوق و شوق سے سنا گیا، اور موقعہ بموقعہ داد دی گئی، پھر مبلغ الملک مرزا بسم اللہ بیگ بسمل دہلوی نے ایک پرجوش طبعزاد نعت شریف پڑھی، ازاں بعد جناب فہیم گوالیاری نے ایک نہایت ہی دلچسپ نظم سنائی، سب سے آخر محترم صدر صاحب کھڑے ہوئے، اور انہوں نے فرمایا کہ میں آجتک ریڈنگ روم کے جلسوں کو معمولی جلسے سمجھتا رہا تھا، مگر آج مجھے معلوم ہوا کہ اس میں بڑی بڑی معنی خیز اور فاضلانہ تقریریں ہوتی ہیں، چنانچہ آج کی تقریریں بہت بڑی مدلل اور معنی خیز تھیں، اہل دہلی کو اس ریڈنگ روم کی طرف توجہ دینی چاہیئے، اور تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ اس ریڈنگ روم کے ہفتہ وار جلسوں میں آ کر تمتع حاصل کرتے رہیں، مولوی عبدالحق صاحب کا مضمون ختم نبوت اور خاکسار کا مضمون اسوۂ حسنہ حقیقی طور پر لائق تحسین اور قابل تعریف تھا،

جناب صدر کی فصیح و بلیغ تقریر کے بعد اُن کے شکریہ پر جلسہ ختم کیا گیا،

عام حالت

اب کے ہفتہ وار جلسے میں امید کی جاتی ہے کہ جناب ممدوح بھی ایک لیکچر دیں گے،

ریڈنگ روم کا کام یوماً فیوماً رو بہ ترقی ہے، رات کو ۸ بجے سے گیارہ بجے تک تعلیم یافتہ نوجوان تعلیم الناظرہ حاصل کرنے کے لئے روزانہ آتے ہیں، اور دن بھر مختلف آدمی ریڈنگ روم میں آ کر مسائل مذہبی پر گفتگو میں کرتے رہتے ہیں، الحمد للہ کہ یہ شوق دن بدن بڑھ رہا ہے، اب طبقہ روسا بھی ریڈنگ روم میں آنے لگا ہے، امید کی جاتی ہے کہ چند روز تک درس قرآن مجید بھی شروع کر دیا جائے گا،

مسلمان راجپوتوں کی مساعی جمیلہ

مرتد ملکانوں کی واپسی کیلئے

علاقہ پرسارہ ضلع علیگڈھ سے ستر معزز مسلمان راجپوت بسرکردگی جناب کنور مردان خاں صاحب و ناظر خاں صاحب و معشوق علی خاں صاحب معہ مولوی فیروز الدین صاحب اپنے مرتد شدہ رشتہ داروں کو راہ راست پر لانے کے لئے مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۳ء کو روانہ ہوئے اور ۱۵ اکتوبر کو واپس تشریف لے آئے، اور ۶۷۰ نفوس کو بتفصیل ذیل راہ راست پر لانے میں کامیاب ہوگئے، باوجود فصل کا موقعہ ہونے کے ان برادران نے اپنا ذاتی نقصان برداشت کر کے اس نیک کام میں سبقت کی، اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو جزائے خیر دے،

(۱) موضع نوگانوں کے ۲۵۰ نفوس مرتد ہونے پر تلے ہوئے تھے، جو سمجھانے سے باز آ گئے، اور اسی جگہ کے ۵۰ نفوس معہ بیوی بچوں کے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے،

(۲) موضع سیتی میں ۸۰ نفوس تائب ہو کر دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے معہ بچوں و عورتوں کے،

(۳) موضع [illegible] میں ۴۰ نفوس تائب ہو کر دوبارہ اسلام میں داخل ہو [illegible]

(۴) موضع پرسوتی گڑھی میں ۱۵۰ نفوس " " " "

(۵) " لوہی " ۱۸۹ " " "

(۶) " جریرہ " ۲۰ " " "

(۷) " مانا " ۲۰ " " "

(۸) " بھائی " ۳۰ " " "

(۹) " نگانوں " ۵۰ " " "

(۱۰) " بہائی " ۵ " " "

اسی جگہ ۴۰ آدمی ارتداد سے بچا لیے گئے،

(۱۱) تیرہ میں [illegible] " " "

کل تعداد ۶۹۴ مرتد واپس لئے گئے، اور ۲۸۷ مرتد ہونے سے بچا لیے گئے،

موضع نوگانوں میں فیصلہ ہوا، کہ فصلوں کو سنبھال لینے کے بعد ماہ نومبر میں چالیس احباب دوبارہ اپنے اخراجات پر اپنے رشتہ داروں کو اسلام میں واپس لانے کے لئے اس علاقہ کا دورہ کریں، یہ طریق ارتداد کو روکنے کا بہت موثر ہے،

(محمد منظور الٰہی)

تلاشِ مذہب و قبول اسلام

کل مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو دارالتبلیغ بہاولپور میں ایک نوعمر عمت ۲۰ سالہ ہندو راجپوت [illegible] جس کا سابقہ نام توپا اور والد کا نام گنگولی رام ساکن آگرہ نے حافظ صاحب کے ہاتھ پر آکر قبول اسلام کیا، دارالتبلیغ میں تعداد حاضرین اس کار خیر کی انجام دہی کے لئے کافی تھی، لڑکی جس وقت میرے پاس آئی، تو بالکل اکیلی تھی، دارالتبلیغ میں پہنچکر کہنے لگی کہ قبول اسلام یہاں ہوتا ہے، خاکسار نے جواب دیا کہ ہاں، کہنے لگی کہ مولوی صاحب مجھے قبول اسلام کرا دو جلدی سے، احقر نے کہا کہ قبول اسلام تو ہو جاتا ہے، مگر جلدی کیوں، کہنے لگی مجھے اسلام بہت پیارا ہے، تو دریافت پر جواب دیا، کہ جیتے رہان، سورج، اگنی کی پوجا سے تو ان کے عذاب سے نجات دلا کہ اگر کوئی مذہب سیکھے پر ان کی پوجا کا سبق دیتا ہے تو [illegible]

بقیہ صفحہ اول

ہندوؤں کا ایجنٹ کہہ سکتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ انہیں غلطی پہ کہیں، اسی طرح کسی شخص کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ کہے کہ تمہارا سیاسیات سے الگ رہنا غلطی ہے، اگو میں اسے یہی جواب دوں گا، کہ سیاسیات میں دخل دینا تبلیغ واشاعت کے کام کا خاتمہ کر دیتا ہے لیکن یہ کہنا کہ تم لوگ گورنمنٹ کے ایجنٹ ہو، ایک بہتان عظیم ہے،

ایک اعتراض ضمناً ہم پر یہ بھی ہے کہ

خلیفہ کا نام خطبہ میں

نہیں لیتے، اس لئے ضرور ہے کہ ہم مسلمانوں کے دشمن ہیں، تو کیا اہل حدیث خلیفہ کا نام خطبہ میں لیتے ہیں؟ اور کیا وہ بھی دشمن اسلام ہیں ہم جس بات کو کتاب وسنت کے مطابق سمجھتے ہیں، اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ہمیں کوئی شہادت نہیں ملتی، کہ رسول اللہ صلعم نے تعلیم ہمیں دی ہو کہ خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت کا نام بھی لیا کرو، یا خلفائے راشدین نے کبھی اس پر عمل کیا ہو، بلکہ بنی امیہ کے وقت میں بھی خلیفہ کا نام خطبوں میں لیا جائے، جہاں تک میرا علم ہے ثابت نہیں، ہاں ہم خطبے میں آنحضرت پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور آپ کی آل پر یعنی آپ کے کامل متبعین پر بھی، اگر کوئی خلیفہ لفظ آل کے اندر آتا ہے، تو وہ خود شامل ہوگیا، اور جو آل کے لفظ میں نہیں آتا، اس کا معاملہ سپرد خدا ہے، اسی طرح ہم خطبہ میں ہر اس شخص کی نصرت کے لئے دعا کرتے ہیں، جو ناصر دین محمد صلعم ہے اگر خلیفہ ناصر دین ہے، تو اس کی نصرت کی خود دعا ہوگئی، نام تو صرف حضرت محمد مصطفے صلعم کا ہی ہوگا، باقی جو آپ کا یا آپ کے دین کا خادم ہے، خواہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوں اور خواہ عمر فاروقؓ اور خواہ حضرت علیؓ اور خواہ اس وقت کے ائمہ اور مجددین اور خواہ صالح بادشاہ، وہ سب آل محمد کے اور من نصر دین محمد کی ذیل میں ہے، ہماری دعا کے اندر آئیں گے، اس کے بعد میں کہتا ہوں، کہ کیا شیعہ خلفاء کا نام لیتے ہیں، اور کیا سارے شیعہ دشمن اسلام ہیں، بلکہ کیا سب حنفی لوگ خلیفہ وقت کا نام لیتے ہیں، اور جو نہیں لیتے، کیا وہ اسلام کے دشمن اور گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں،

خواجہ صاحب اور شریف مکہ

باقی ایک بات ہے جس کا تعلق خواجہ صاحب کی ذات سے ہے کہ وہ شریف کے مہمان کیوں ہوئے، شریف مکہ کو باغی ہم بھی سمجھتے ہیں جیسا کہ میں اپنے رسالہ خلافت میں لکھ چکا ہوں لیکن اس کے مسلمان ہونے میں انکار نہیں، اور اگر شریف مکہ نے خواجہ صاحب کی خدمات دینی کی وجہ سے اور ایک معزز نومسلم لارڈ ہیڈلے کے اسلام کی عزت کر کے ان ہر دو کو اپنا مہمان ایام حج میں بنایا، تو میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ خواجہ صاحب یا لارڈ ہیڈلے کا اس دعوت کی قبولیت میں کیا جرم ہے، حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے جھگڑے ہیں تو امیر معاویہ باغی سمجھے لیکن صحابہؓ ان کے ساتھ بھی تھے، اور یہاں تو صرف قبولیت دعوت ہے، اہل کتاب کی دعوت بھی قبول کر لینے میں حرج نہیں، تو ایک مسلمان کی دعوت کو قبول کر لینا کس طرح جرم ہے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

پیغام مبارکباد کا شکریہ اور مسلمانوں کیلئے دعا

دہلی ۳۰ اکتوبر- غازی مصطفے کمال پاشا صدر مجلس عالیہ ملیہ انگورہ کی طرف سے مولوی مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کو حسب ذیل پیغام موصول ہوا ہے۔

جناب من- میں نے آپ کا پیغام مبارکباد جو آپ نے ہمارے حاصل کردہ معاہدہ صلح پر بھیجا ہے مسرت اور شکریہ کے احساسات کے ساتھ وصول کر لیا ہے- میں تمام اسلامی بھائیوں کی فلاح وبہبود کے لئے دعاگو ہوں۔

آپ کا صادق صدر مجلس عالیہ ملیہ (غازی مصطفے کمال پاشا)

جمعیۃ قومی کے قیام کی تجویز

بمبئی ۳۰ اکتوبر معتمد نیشنل کانفرنس صوبہ بمبئی نے کانفرنس کو بلا لحاظ جماعت دعوت دی ہے کہ وہ ایک اقرار نامہ پر دستخط کریں، اس کا مفاد یہ ہے کہ وہ جمعیت قومی کے قیام میں سرگرمی سے حصہ لینگے یہ جمعیۃ کونسلوں کے تمام منتخبہ ارکان پر مشتمل ہوگی انہیں اختیار ہوگا، کہ وہ ہندوستان کے مستقل رقبہ کے لئے ایک آئین مرتب کریں اور مدت تغیر کا تعین کریں۔

مفاہمت میں ناکامی

ناگپور ۳۰ اکتوبر مسجد کے قریب باجا بجانے کے مسئلہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کرانے کی کوششیں ناکام رہیں۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے احکام کہ ہندو مسجد کے قریب باجا بند کر دیا کریں آج پھر نافذ کر دئے گئے ہیں چھ ہندو جنہوں نے ان احکام کی منظوری سے انکار کر دیا اور گاتے ہوئے جا رہے تھے آج صبح گرفتار کر لئے گئے۔ دونوں قوموں کے درمیان جذبات بہت کشیدہ ہو رہے ہیں- فساد کو روکنے کی کوششیں جاری ہیں معلوم ہوا ہے کہ مجلس کانگرس صوبہ اور مجلس خلافت کی مجالس ماتحت نے جو فیصلہ کیا تھا وہ مقامی مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول تھا۔

حکومت ہند نے اختیار نمایندگی عطا کر دیا

کلکتہ ۳۰ اکتوبر- حکومت ہند نے ہندوستانی افسروں کی انجمن کو تسلیم کر لیا ہے جو پچھلے دنوں قائم ہوئی تھی- اس میں ہندوستانی افسر شریک ہوں گے اور انہیں حق دیا گیا ہے کہ وہ ہندوستانی افسروں کے معاملہ میں بالواسطہ حکومت ہند اور دوسرے معاملات میں مقامی حکومت شاہی محکموں کے افسروں اور انتظام ریلوے کے افسروں کی وساطت سے گفت وشنید کریں۔

صوبہ متحدہ کی حکومت کا فیصلہ

الہ آباد- ۳۰- اکتوبر- پنڈت موتی لال نہرو کے مکتوب کے جواب میں صوبہ متحدہ کی حکومت نے اطلاع دی ہے کہ جو لوگ زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری ضمانت نہ داخل کرنے کے جرم میں سزایاب ہوئے وہ منتخب ہو سکتے ہیں- نائب معتمد حکومت نے بیان کیا ہے کہ افسران انتخاب کو اطلاع دی جا رہی ہے کہ ایسے لوگ مجرم نہیں ہیں اور منتخب ہو سکتے ہیں۔

نو لاکھ روپیہ کا نقصان

بمبئی ۳۰ اکتوبر- ٹاٹا آئل ملز کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ کمپنی کو سال مختتمہ مارچ ۱۹۲۳ء میں نو لاکھ روپیہ کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ صدر جلسہ مسٹر این- ڈی- ٹاٹا نے خفا مندانہ دیوالہ کی تجویز نامنظور کر دی اور کہا کہ ایسی کارروائی حصہ داروں کیلئے مضر ہوگی۔ جب تک ذرا بھی کامیابی کا موقع ہے کمپنی کو چلانا چاہیئے۔

ایک اور گاڑیوں کی ٹکر

فیض آباد ۳۰ اکتوبر کل رات ریلوے سٹیشن بچھپت کے یارڈ میں ایک مسافر گاڑی مال گاڑی سے ٹکرا گئی، بچھپت اودھ اینڈ روہیلکھنڈ ریلوے کا سٹیشن ہے، انجن، بریکوان اور کئی دوسری گاڑیوں کو نقصان پہنچا مال گاڑی کا گارڈ مرگیا، اور مسافر گاڑی کا گارڈ زخمی ہوا کسی مسافر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا،

رکن خلافت ہونے کی وجہ سے بندوق کے لائسنس سے انکار

سنا گیا ہے کہ کلکٹر چتور نے ایک سوداگر کو اس وجہ سے ولایتی [illegible]ں کا لائسنس دینے سے انکار کر دیا ہے، کہ وہ کسی وقت مقامی [illegible]ت کمیٹی کا صدر مجلس تھا،

دولت آصفیہ میں مسٹر راس مسعود کی مستقل ملازمت

نواب مسعود جنگ بہادر مسٹر سید راس مسعود نے اپنے قیام حیدرآباد میں جو خدمات جلیلہ انجام دیئے ہیں، وہ ریاست کی علمی تاریخ میں ہمیشہ زریں حروف سے لکھے جائیں گے آپ کے زیر تحت صیغہ تعلیم میں روز افزوں ترقیاں ہو رہی ہیں، آپ کے خدمات نظامت تعلیمات کا بالاستقلال حیدرآباد میں مستقل کیا جانا حضور نظام کی جوہر شناسی پر دلالت کرتا ہے، اخبار مشیر دکن رقمطراز ہے کہ اب مسٹر راس مسعود سرکار انگریزی کی ملازمت سے دست بردار ہو جائینگے یقین ہے کہ حیدرآباد کی دنیائے تعلیم آپ کے وقیع کارناموں سے خاطر خواہ فوائد حاصل کرے گی،

مولانا شوکت علی صاحب کی پہلی تقریر

احمد آباد ۳۰ اکتوبر، مولانا شوکت علی صاحب نے ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ہندو مسلم نفاق پر اظہار افسوس کیا، اور لوگوں سے کہا کہ وہ کانگرس کے حکم کی تعمیل کرنے کے واسطے کمر ہمت کس لیں، اور سول نافرمانی اور عدم ادائے محصول کے واسطے کا دور ہونا کچھ مشکل نہیں یہ بہت جلد دور ہو جائے گا، مولانا نے فرمایا کہ میں اور میرا بھائی ملک اور مذہب پر قربان ہو جانے کے واسطے تیار ہیں،

سزائے موت کا فیصلہ بحال

الہ آباد ۳۰ اکتوبر- اندر جیت مقدمہ چورا چوری کے [illegible] میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور اس کے لئے سزائے موت تجویز کی گئی تھی۔ اس نے عدالت عالیہ میں اپیل کی لیکن چیف جسٹس اور جسٹس پکاٹ نے اسے مسترد کر دیا۔

"پرتاپ" کے مقدمۂ بغاوت کا فیصلہ

لاہور- ۳۰ اکتوبر مہاشہ کرشن اڈیٹر اخبار "پرتاپ" کے خلاف بغاوت آمیز مضمون شائع کرنے کی بنا پر جو ایک مقدمہ عرصہ سے چل رہا تھا۔ کل اس مقدمہ کا فیصلہ مہاشہ کرشن کی سر قلمی سیری کا کے باوجود سنا دیا گیا اور مہاشہ کرشن کو پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہو گئی- یہ اسی مضمون کا مقدمہ ہے جس کی نسبت مہاشہ صاحب نے عدالتی افسوس ظاہر کیا تھا اور جسکی لون کو مہاشہ صاحب پسند نہیں فرماتے تھے نامہ نگار زمیندار

معتمدین خلافت امرتسر کا مقدمہ

امرتسر ۳۰ اکتوبر- آج سردار ہردیال سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں وہ مقدمہ پیش ہوا جو مولوی عبد الغفار اور مولوی حسام الدین معتمدان خلافت کے خلاف دفعہ ۱۰۷- ضابطہ فوجداری کے ماتحت دائر کیا گیا تھا- الزام یہ تھا کہ انہوں نے "انجمن اسلامیہ" کے جلسہ منعقدہ ۱۴ اکتوبر میں آمادگی فساد کا اظہار کیا تھا۔

ملزمین کی طرف سے وکلاء نے پیروی کی صفائی کے چار گواہ پیش ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ استغاثہ مقدمہ کو ثابت کرنے سے قاصر ہے اور پولیس کی ابتدائی رپورٹ میں بھی نقص امن کا کوئی اندیشہ نہیں بیان کیا گیا۔

ایک مسلمان کی سزایابی

امرتسر- ۲۹ اکتوبر- آج سردار ہردیال سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول نے مسمی مبارک علی کو دفعہ ۳۲۴ تعزیرات ہند کے ماتحت ایک سال قید بامشقت اور سو روپیہ جرمانہ یا چار ماہ قید مزید کی سزا دی ملزم پر الزام تھا کہ اس نے پچھلے دنوں فسادات کے دوران میں ایک ہندو نوجوان کو زخمی کیا تھا مبارک علی نے اسپر جو مقدمہ چلایا تھا وہ اس میں رہا ہوگیا۔

ایڈیٹر صوفی سے تیج کے خلاف دعویٰ واپس لے لیا

اخبار تیج دہلی میں ملک محمد دین صاحب ایڈیٹر صوفی پنڈی بہاؤالدین کے خلاف کوئی غلط خبر چھپی تھی، جس کے لئے ملک صاحب نے اخبار تیج، ملاپ اور سدرشن کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کر دیا تھا، مگر اب سنا گیا ہے کہ انہوں نے ان معاصرین کو معاف کر دیا ہے اور اپنا دعوے واپس لے لیا ہے۔

قبول اسلام

چودہ ملکانوں کا قبول اسلام

مولوی حفیظ احمد صاحب واعظ مدرسہ مظہر العلوم گنگوہی ضلع سہارنپور اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۴ ہندو ملکانے ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے، اور ان کے اسلامی نام رکھے گئے،

ایک ہزار ہندوؤں کا قبول اسلام

معاصر سلطان الاخبار رقمطراز ہے کہ مولانا سید متاع الدین چشتی عرف پیر پوم میاں صاحب سجادہ نشین خاندان چشتیہ مانگرول علاقہ بمبئی جو تبلیغ اسلام کے لئے بڑی جانفشانی دکھا رہے ہیں آپ کے دست مبارک پر تقریباً ایک ہزار ہندو بھیلوں نے بیعت کی اور مسلمان ہو گئے، تمام بھیلوں نے بیعت کے بعد عہد کیا کہ ہم ایک خدا کو مانیں گے، شراب نہیں پئیں گے، چوری وغیرہ نہیں کرینگے یہ مسلمانوں کے لئے نہایت مسرت خیز خبر ہے، خداوند کریم پیر صاحب کی ہمت میں برکت دے تاکہ وہ اشاعت اسلام میں اس سے بھی زیادہ کامیابی حاصل کر سکیں،

(۳)

اصلی نام کرمل قوم نہال اگروال سکونت کانپوری کرشن کا ہو کا اسلامی نام عبد الکریم، منگلی اصلی نام قوم گوت باہورا موضع مگر علاقہ میرٹھ اسلامی نام عبد اللہ،

شبلہ المحسود ۱۱ لے جانگ منافہ ناظم شعبہ اشاعت تبلیغیہ

اٹھارہ ملزموں کی گرفتاری

بمبئی ۳۰ اکتوبر۔ پولیس کی ہوشیاری کے باوجود کچھ عرصہ سے بمبئی میں کیسہ بروں (جیب کترنے والوں) کی بڑی کثرت ہو گئی ہے۔ اب انسپکٹر ڈرفی خفیہ پولیس بمبئی اور اس کا عملہ ان میں سے اٹھارہ آدمیوں کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے تیس ہزار روپیہ کا مال چرایا تھا۔ وہ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش کر دئے گئے۔ اور مزید تحقیقات کے لئے پولیس کے سپرد کر دئے گئے۔

غیر ممالک

ترکی کابینہ مستعفی ہو گئی

کابینہ اور مجلس ملّیہ میں اختلاف

قسطنطنیہ ۲۷ اکتوبر۔ ہرولعزیز پارٹی کے ایک جلسہ زیر صدارت غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے بعد کمشنروں کی کونسل مستعفی ہو گئی۔

قسطنطنیہ ۲۸ اکتوبر۔ وزارت کے یکا یک زوال کی متعدد وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ مگر سب سے یقینی وجہ یہ ہے کہ صدر کونسل فتحی بے ری سے ممبران پارلیمنٹ کو ہمدردی نہیں رہی۔ اس پر حملے کئے گئے۔ اور سوالات کئے گئے۔ اور اس کے وزارت داخلہ سے مستعفی ہونے سے بھی اس کے دشمنوں کی مخالفت کم نہ ہوئی۔ ایک اور سبب کہ ہرولعزیز پارٹی نے اول نائب صدر اور وزیر داخلہ کے لئے ان امیدواروں کو منظور نہیں کیا۔ جن کی نسبت حکومت نے رائے دی تھی۔

قسطنطنیہ ۲۹ اکتوبر۔ ہرولعزیز پارٹی کے پر شور جلسہ میں کابینہ کے استعفےٰ پر جو بحث کی گئی فتحی بے نے اعلان کیا کہ مجلس ملیہ اور کابینہ کے درمیان بڑا اختلاف رائے ہے۔ جلسہ نے فتحی بے سے اس بیان کی بابت تشریح کا تقاضا کیا۔ لیکن فتحی بے نے اس درخواست پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔

زیادہ تر نکتہ چینی فتحی بے کے خلاف کی گئی۔ لیکن کئی اور کمشنروں کو بھی نشانۂ ملامت بنایا گیا۔

عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ یا تو غازی عصمت پاشا یا فیاضی بے چیف آف جنرل سٹاف جدید کابینہ بنائیں گے۔

لندن ۲۹ اکتوبر۔ لندن میں موصول شدہ اطلاع کے مطابق ترکی کابینہ کے استعفے کی اصلی وجہ یہ ہے کہ مختلف پارٹیوں کو جمہوریت کے اعلان کے متعلق کسی سمجھوتہ پر پہنچنے میں ناکامی رہی۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریت

قسطنطنیہ ۳۰ اکتوبر۔ مجلس عالیہ ملیہ انگورہ نے جمہوری طرز حکومت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اتفاق آرا سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو صدر منتخب کیا ہے۔ عوام کی جماعت نے غازی اعظم کی تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ جمہوریت کا اعلان کر دیا جائے۔

غازی اعظم صدر منتخب ہوئے ان کو وزیر اعظم کے نامزد کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

مجلس ملّیہ کے اختیارات

قسطنطنیہ ۳۱ اکتوبر۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تجویز میں جو جماعت عوام نے منظور کر لی ہے حسب ذیل اہم قواعد ہیں۔

سلطنت ترکی کی حکومت جمہوری طرز کی ہوگی۔ سرکاری زبان ترکی اور حکومت کا مذہب اسلام ہوگا۔

قوم کے مبلوثین صدر کا انتخاب کریں گے جس کے حکم کی میعاد چار سال ہوگی۔

صدر جمہوریت جو دوبارہ بھی منتخب ہو سکے گا سلطنت کا رئیس ہوگا۔ اور مجلس وزرا اور مجلس ملیہ کے تمام اجلاسوں کی صدارت کا مختار ہوا کرے گا۔ مجلس وزرا کے صدر کو بھی وہی نامزد کرے گا جو اپنے رفقاء کار کو چن لیا کرے گا۔ صدر مجلس وزرا کی فہرست مجلس عالیہ کی منظوری کے لئے پیش کیا کرے گا۔

بلجیم نے مشورہ قبول کر لیا

بروسلز ۲۹ اکتوبر۔ بلجیم نے لندن اور واشنگٹن کو لکھا ہے کہ وہ اس مشورہ کو قبول کرتا ہے کہ کمیشن تاوانات ایک کانفرنس تاوانات مقرر کرے۔

جرمنی کے زرتاوان کی ادائیگی

[illegible]

کرتے ہوئے فرمایا کہ فرانس جرمنی کے زرتاوان میں جولائی ۱۹۲۲ء میں مقرر ہوا تھا۔ تخفیف کرنا نہیں چاہتا۔ مسٹر بالڈون کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس امر میں فرانس بھی ان سے متفق ہے کہ زرتاوان کا مسئلہ اتحادیوں کے باہمی مشورہ سے طے ہو جانا چاہئے۔ اور اس میں امریکہ کی بھی شرکت ہو۔ انہیں یہ بات بھی منظور ہے کہ کمیشن تاوان ماہرین کی ایک کمیٹی بنائے۔ جو اس بات پر غور و خوض کرے کہ جرمنی کس قدر تاوان ادا کر سکے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ کارروائی معاہدہ کی حدود سے باہر نہ نکل جائے۔ لیکن فرانس کو یہ منظور نہیں ہے کہ تاوان کمیشن کے کام میں کسی قسم کی تبدیلی عمل میں آئے جس سے فرانس کے رعب و داب میں فرق آئے۔ ہم نے جس قدر مراعات دینا تھیں ہم دے چکے ہیں۔ اس سے زیادہ مراعات ہم نہیں دے سکتے۔

اعلان

از پبلک ورکس ریونیو ممبر

کونسل عالیہ نے ۱۶ مئی ۱۹۲۳ء کے اجلاس میں پبلک کو اراضیات دینے کے لئے حسب ذیل قواعد مقرر کئے ہیں جن کو برائے آگاہی عوام الناس بذریعہ اعلان ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ مفصل ہدایات بعد میں شائع کی جائیں گی۔

آباد کار (۱) زراعت پیشہ اقوام کے لوگ جن کی تشریح پنجاب و بہاولپور کے ایکٹ انتقال اراضیات میں درج ہے۔ نصف سے ایک مستطیل تک بادائیگی نذرانہ بحساب عہ فی ایکڑ نقد۔ وقیمت خرید مبلغ ۱۰۰ عہ فی ایکڑ لے سکتے ہیں۔ قیمت خرید دخل اراضی . . . حاصل کرنے کے پانچ سال بعد شروع ہو کر بارہ سال چوبیس ششماہیوں میں وصول کی جائیگی زمین پر رہائش رکھنی لازم ہوگی۔

آباد کار (۲) زراعت پیشہ اقوام کے لوگ ۱/۲ مستطیل تک بادائیگی عہ فی ایکڑ لے سکتے ہیں۔ دیگر شرائط شرح صدر۔

سفید پوش (۳) زراعت پیشہ اقوام کے لوگ ۳ سے ۴ مستطیلوں تک بادائیگی نذرانہ عہ فی ایکڑ نقد لے سکتے ہیں۔ دیگر شرائط شرح صدر عہ فی ایکڑ نذرانہ ادا کرنے کی صورت میں زمین پر رہائش رکھنی لازمی نہیں ہوگی۔

سرمایہ دار (۴) سرمایہ داران خواہ وہ غیر زراعت پیشہ اقوام سے ہوں یا دیگر اقوام سے۔ بادائیگی نذرانہ یک صد روپیہ فی ایکڑ نقد اراضی خرید کر سکتے ہیں۔ قیمت خرید عہ فی ایکڑ ہوگی۔ جو قبضہ زمین سے ایک سال بعد شروع ہو کر دس ششماہی اقساط میں وصول کی جائیں گی۔ نصف نذرانہ منظوری اور اندراج نام پر اور باقی نصف بوقت قبضہ زمین وصول کیا جائیگا۔ اگر کوئی شخص قیمت خرید بھی زر نذرانہ کے ساتھ ادا کرنا چاہے۔ تو اس کو قیمت خرید پر ۱۵ فیصدی منہائی دی جائے گی۔ مالیہ، آبیانہ اور مالکانہ کی شرح تاحال فیصلہ نہیں کیا گیا لیکن وہ قریباً وہی ہوگی۔ جو پنجاب میں وقتاً فوقتاً رائج ہوا کرے گی۔

دستخط: پبلک ورکس و ریونیو ممبر صاحب بہادر کونسل آف ریجنسی ریاست بہاولپور۔

نوٹ: مستقل نہر صادقیہ پر اراضیات کی تقسیم کے متعلق جو قواعد کونسل عالیہ سے منظور ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق جو شخص اراضی حاصل کرنا چاہے۔ وہ محکمہ مشیر مال میں درخواست اصالتاً حاضر ہو کر یا بذریعہ ڈاک بھیج سکتا ہے۔ ایسی درخواستیں دفتر میں زیر تجویز رہیں گی جب نہر تیار ہو کر جاری ہو جائے وغیرہ مکمل ہو جائیں گے۔ اور چک بندی رقبہ قابل تقسیم کی ہو جاوے گی۔ تو درخواست ہائے مذکورہ پر غور ہو کر فیصلہ ہوگا۔

ضرورت

حضرت امیر کے ساتھ ایک ایڈیشنل سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ آدمی ایسا ہو۔ جو انگریزی اردو خط و کتابت کر سکے۔ مذہب سے خوب واقف ہو۔ سلسلہ کے حالات سے باخبر اور سلسلہ کے لٹریچر پر حاوی ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت سو روپیہ ماہوار تک دی جائیگی۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

یونانی باغیوں کی اطاعت

ایتھنز ۲۰ اکتوبر۔ سرکاری اعلان ہے کہ باقی باغیوں کو بالکل دفون کے محصور کر کے ان کو اپنا مطیع کر لیا گیا۔

رسیدات زر

معرفت منشی شاہ محمد صاحب مدرس مدرسہ لدھاسا ضلع گجرات موضع ۷ جولائی ۱۹۲۳ء

ماہواری چندہ منشی صاحب	عہ
تبلیغ ہند از جانب منشی صاحب	عہ
برلن مسجد منجانب متفرق احباب قصبہ	سے
میزان	۱ للعہ

فہرست چندہ موصولہ ۱۳ اکتوبر تا ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء

جناب واجد علی خاں صاحب انسپکٹر پولیس جالندھر شہر	صر
ر بابو محمد حیات صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر شیخوپورہ	عنہ
ر سردار غلام رسول خاں صاحب سب جج انبالہ	سے
ر جماعت جہلم بذریعہ خواجہ عبد الرشید صاحب رقم مرسلہ بابو کرم الٰہی صاحب	للعہ
نوٹ: رقم کی اسم وار مد وار تفصیل نہیں آئی۔ وہ جلد آنی چاہیے۔	
بابو فضل الدین صاحب سب اوورسیر وزیرستان برائے برلن مسجد	عہ
چودھری نعمت خاں صاحب سب جج فیروزپور	عہ
ڈاکٹر محمد شریف خاں صاحب سول سرجن جالندھر شہر	عہ
ملک شیر محمد خاں صاحب بی۔ اے پرسنل اسسٹنٹ جموں	عہ
ڈاکٹر حسن علی صاحب چندہ خود و منجانب احباب قصبہ کنجاہ ضلع گجرات	عہ
جناب محمد اسلم خاں صاحب احمدی کوارٹر ماسٹر بنوں	صر
ماسٹر سراج الدین صاحب ساہی جالندھر شہر	عہ
ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ دربند ریاست امب	عہ
منجانب مختلف اشخاص معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب برائے تبلیغ ہند	للعہ
قاضی سمیع اللہ صاحب قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت سرگودھا	عہ
چودھری صاحب از دانتہ نیکا معرفت حضرت امیر	صر
سیٹھ احمد بخش صاحب معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب	عنہ
شیخ خدا بخش صاحب بی۔ اے، ایل ایل بی وکیل پشاور	عنہ
ایم عطاء اللہ خاں صاحب معرفت امام بخش خاں صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں	صر
چودھری مبارک احمد صاحب ہیڈ کلرک سول سرجن پارہ چنار	عنہ
ر فتح محمد خاں صاحب ایجنسی منشی گوپس گلگت	عہ
مولوی غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ	صر
چودھری خدا بخش صاحب گرداور قانونگو بھلوال	عہ
جماعت کشمیر معرفت میر مدثر شاہ صاحب	عہ
ڈاکٹر محمد حیات صاحب معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات	للعہ
جماعت گجرات معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات	عہ

اپنی صحت سے غافل نہ رہیے

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ ایک تندرستی اور ہزار نعمت مگر تندرستی میں فرق ہے تو دنیا کی دولت سے تو بیکار۔ مگر افسوس کہ ایسے بہت لوگ ہیں۔ جو اپنی صحت سے غافل رہ کر کسی مفید چیز سے بھی فائدہ نہ اٹھاتے۔ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے۔ بدہضمی پیٹ کا پھولنا متلی اپھارہ ریاح وغیرہ کے لئے نہایت ہی مجرب دوا ہے۔ بچوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں ہے۔ ہر گھر گرہست کو اس دوا سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک ۶

ڈاکٹر ایس کے برمن۔ نمبر ۵ تاراچند اسٹریٹ کلکتہ

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار - ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمده از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

جلد ۱۱

نمبر ۲ و ۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل و ہفتہ مورخہ ۲۶ و ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۶ و ۱۰ نومبر ۱۹۲۳ء

خطبہ جمعہ

مورخہ ۲ - نومبر ۱۹۲۳ء

ہمارا طریق تبلیغ

ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ . . . . . الی ذو حظ عظیم ۔ آج لوگوں کے مختلف خیالات ہیں، کہ کونسا کام اعلیٰ درجہ کا ہے، جس کے سامنے دوسری ضرورتوں یا کاموں کو قربان کرو دیا جا سکتا ہے، قرآن کریم نے اس بارہ میں کوئی ابہام یا تاریکی کا پہلو نہیں چھوڑا، نہایت صاف طریق سے بتا دیا کہ سب سے اچھا قول یا

سب سے اچھا کام کیا ہے

ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ ۔ اس سے بڑھکر اچھی بات کوئی نہیں، کہ ایک شخص اللہ کی راہ کی طرف بلاتا ہے، سب سے اچھا اور احسن کام ایک وقت یا ایک زمانہ میں نہیں، بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں دعوت الی اللہ کا کام ہی ہے، ہاں جو شخص دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے، اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے، اس کے لئے اور بھی بعض باتیں ضروری شرائط ہیں، مثلاً یہ کہ اگر لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے تو خود بھی اچھے عمل کرے، وعمل صالحا ۔ اس کا اپنا

عملی نمونہ

اچھا ہو ۔ عموماً اس اعلیٰ کام میں اگر ناکامی ہوتی ہے، تو اس کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے، کہ جو لوگ دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہیں، ان کے اپنے عمل لوگوں کے لئے دعوت کا موجب نہیں، ان کے عملوں کی وجہ سے لوگ ان سے بیزار ہو جاتے ہیں، جیسے نماز سے بعض لوگ اس وجہ سے بیزار ہو جاتے ہیں کہ نماز پڑھنے والوں کی اپنی حالت اچھی نہیں ہوتی، تو جو شخص اس بلند ترین مرتبہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے فرمایا کہ وہ دعوت الی اللہ کا کام کر کے اس بلند مرتبہ کو حاصل کرے، لیکن اس کے ساتھ ہی زبان سے نہیں بلکہ اپنے اعضا اور جوارح سے اپنی حرکات و سکنات سے یہ کہے کہ انی من المسلمین یعنی ہر بات میں ہر کام میں،

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری

مد نظر ہو، اس کے خلاف جو کوئی بھی بات ہو، کوئی خواہش نفس طاقت ہو، جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے روکتی ہو، تو اس کا اچھی طرح سے مقابلہ کرے، ایسا شخص واقعی بلند ترین مقام پر ہے آگے فرمایا کہ نیکی اور بدی دونوں برابر نہیں، بلاشبہ یہ دعوت الی اللہ کا کام اور نیک نمونہ کا اپنے اندر پیدا کرنا یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو کوئی شخص بھی برا کہہ سکے، اونے سے اونے آدمی بھی مانتا ہے کہ یہ نیک کام ہے، لیکن یہاں جس بات کو بیان کیا ہے، وہ کچھ اور ہے، جو شخص دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے، اس کو

بڑی بڑی مشکلات

کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ظلم و تعدی بھی دیکھنی پڑتی ہے، برا بھلا بھی سننا پڑتا ہے، ہر طرح سے رستہ میں رکاوٹیں پیدا کی جاتیں اور دکھ دیئے جاتے ہیں، لیکن یہاں یہ نہیں فرمایا، کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی بدی کرتا اور زیادتی سے پیش آتا ہے، تو تم بھی اس کے ساتھ اسی طرح سے پیش آؤ، بلکہ فرمایا،

ادفع بالتی ھی احسن

تم نہایت عمدہ اور اعلیٰ پیرایہ میں اس کا دفعیہ کرو، بدی کے بالمقابل بدی سے کام نہ لو، ظلم کے بالمقابل ظلم نہ کرو، بلکہ نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے طریق سے اس بدی کو دور کرو، دشمن سے دکھ تو پہنچتا ہے، اور وہ اس دکھ کے پہنچانے میں کوئی کمی بھی اٹھا نہیں رکھتا محمد رسول اللہ صلعم جیسے داعی الی اللہ کے ساتھ دکھ پہنچانے میں کوئی کمی نہ کی گئی، تو اور کسی کے ساتھ کیا دقیقہ باقی رکھا جائے گا، لیکن باوجود اس سختی اور ان تکالیف کے ان کا مقابلہ برائی سے کرنے سے منع فرمایا، یہ حکم بالخصوص ان کے لئے ہے، جو دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہیں، ان کے لئے فرمایا، ادفع بالتی ھی احسن ۔ تم ایسے دکھوں اور تکالیف کا مقابلہ نہایت عمدہ اور خوبصورت طریق سے کرو، بدی کے بالمقابل بدی نہ کرو، بلکہ کوئی اور بہتر طریق اختیار کرو، دوسری جگہ فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ۔ اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ وعظ کے ذریعہ بلاؤ، پھر یہ بھی فرمایا، فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ۔

بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ

کرنے سے تمہارا دشمن بھی تمہارا ایسا گہرا دوست بن جائے گا، کہ اس کا دل گویا تمہارے لئے تڑپتا ہے ۔ جیسے بڑے ہمدرد اور . . . . . [illegible]

ہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا، وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم ۔ یہ مقابلہ کوئی چھوٹا سا نہیں بڑا مشکل ہے، یہ مرتبہ آسانی سے ہاتھ نہیں آتا، یہ خصلت انہی کو حاصل ہے، جو صبر اختیار کرتے ہیں، خواہش انتقام کے وقت اپنے آپ کو روک کر رکھتے ہیں، اس وقت اپنے آپ کو روکنا اس وقت صبر اختیار کرنا بڑا ہی اعلیٰ درجہ کا کام ہے، قرآن کریم میں بار بار ذکر آتا ہے، کہ دنیا میں حق پھیلانے والوں کو مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، اور ان کی یہ سب سے بڑی ضرورت ہے کہ وہ مصائب کی برداشت کریں،

مقابلہ کے وقت صبر

سے کام لیں، ایک جگہ فرمایا ۔ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۔ حق کی وصیت کرو، لیکن اس پر مصائب وارد ہوں گی، اس لئے صبر کی بھی ایک دوسرے کو وصیت کرو، ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا ۔ تمہیں اہل کتاب سے اور مشرکوں سے بڑے دکھ کی باتیں سننی پڑیں گی، وہاں بھی علاج یہی بتایا، وان تصبروا وتتقوا ان کی زیادتیوں پر صبر کرو، اور تقویٰ سے کام لو غرض اس قوم کے لئے جو دعوت الی اللہ کا کام اختیار کرتی ہے، یہ پہلا کامیابی کا گر ہے، کہ وہ فریق مخالف کی ایذا رسانی اور دشنام دہی پر صبر سے کام لے،

انہی مذہبی جھگڑوں اور بحث مباحثات میں یہی فرمایا کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ حکمت اور عمدہ وعظ سے بلاؤ، ایسا نہیں کہ غیظ میں آکر بری بات کا جواب بری بات سے دیا، ہاں ڈرانا بھی ہوتا ہے لیکن اچھے طریق پر، برا پیرایہ استعمال کرنے سے لوگ اور بھی تم سے بیزار ہو جائیں گے، وجادلھم بالتی ھی احسن ۔ جدال بے شک ہو، لیکن احسن طریق پر ہو،

دوسرے کا بھڑکانا مقصود نہ ہو

بلکہ اپنی نرمی سے اسے رام کر لو، یہاں بھی صبر کی تلقین فرما کر آخر پر فرمایا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ کی نصرت ہوتی ہے، ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ غرض انسانوں کی اصلاح کرنا بڑا ہی مشکل ہے، ایک شخص اپنے ایک عزیز ترین بچے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے جس پر اس کے احسانات ہیں، جس کو اس نے پرورش کیا . . . . . کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کا برتاؤ کیا ہے، اور جس سے بہت ساز و راز و رفاقت تھی ہے لیکن وہ اس کی اصلاح نہیں کر سکتا . . . . .

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ نمبر ۲۰۳

واقعہ صلیب ایک نئے رنگ میں

ایک مسیحی مشنری کی توجیہ

(۲)

مسلم ورلڈ کے قابل نامہ نگار نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن مجید نے حضرت مسیح کی صلیبی موت کی کہیں نفی نہیں کی، بلکہ جہاں نفی کی ہے وہاں یہی کہا ہے کہ یہود نے ان کو نہ قتل کیا نہ صلیب دیا، اور اس کی توجیہ یوں ہو سکتی ہے کہ صلیبی موت محض رومن سپاہیوں کے ہاتھ سے واقع ہوئی تھی، یہودیوں کے ہاتھ سے واقع نہیں ہوئی لیکن ظاہر ہے کہ صاحب مضمون کو یہ عذر عذر لنگ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، اول تو واقعہ صلیب کے محرک اور کرتا دھرتا یہودی ہی تھے اور اسی لئے صاحب مضمون کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ "ذمہ داری" انہی پر عاید ہوتی تھی، دوسرے قرآن مجید کی ایک دوسری آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت مسیح علیہ السلام طبعی موت سے راہی ملک عدم ہوئے تھے، چنانچہ ایک مقام پر قرآن مجید حکایتہً ان کی طرف سے فرماتا ہے، فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنے اے خدا جب تو نے مجھے وفات دے دی، تو پھر تو تو ہی ان (مسیح کے پیرووں) کا نگہبان تھا، ان الفاظ میں حضرت مسیح نے صاف تسلیم کیا کہ آپ کی وفات طبعی موت سے ہوئی جس میں انسانی تصرف کو دخل نہ تھا، اس آیت قرآنی کی تفسیر ایک حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، فاقول کما قال عبد الصالح کنت انت الرقیب علیہم یعنے جب قیامت کے دن مجھ سے بعض صحابہؓ کے متعلق سوال کیا جائے گا، تو میں وہی جواب دوں گا، جو مجھ سے پہلے عبد صالح (حضرت مسیح) نے دیا، یعنے میں کہوں گا کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو خود ان کا نگہبان تھا،

اب اس آیت و حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طبعی طریق پر مرض لموت سے واقع ہوئی، اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات بھی واقع ہوئی۔ اس وفات کو تو حضرت مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی طرف منسوب کیا ہے، اور ظاہر ہے، کہ صلیبی موت میں یہود کو دخل ہے جس کی "ذمہ داری" یہود پر عاید ہوتی ہے، خدا کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے اس کی تمثیل بیان کر کے اور بھی واضح کر دیا کہ حضرت مسیح کی موت بھی طبعی طریق سے ہی واقع ہوئی ہے، اس لئے صاحب مضمون کا یہ لکھنا کہ صلیبی موت کی قرآن مجید نے کہیں نفی نہیں کی، دعوے باطل ہے، انہوں نے قرآن مجید کی صرف ایک آیت وما قتلوہ وما صلبوہ پر ہی اپنا تمام زور صرف کر دیا ہے، اور ایک رکیک تاویل کر کے اپنی مطلب کی بات نکالنے کی کوشش کی، لیکن قرآن مجید کی دوسری آیات اس نتیجہ کی تغلیط کر رہی ہیں،

آیت مذکورہ صدر کے علاوہ ایک اور آیت ہے، اس میں بھی اسی طبعی موت کا ذکر ہے، یعیسی انی متوفیک و رافعک الی الخ یعنے اے عیسے صرف میں ہی تجھ کو وفات دینے والا ہوں اور اس کے بعد تیری روح کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، ان الفاظ سے مترشح ہوتا ہے، کہ واقعہ صلیب سے پہلے جب یہود کے منصوبوں کا علم حضرت مسیح کو ہوا، تو قدرتی طور پر فکر دامنگیر ہوئی، چنانچہ انجیل میں صاف لکھا ہے، کہ آپ واقعہ صلیب سے پہلی رات رو رو کر جناب باری میں دعا کرتے رہے کہ اے خدا یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے، تو اس موقعہ پر تسلی و تشفی کے طور پر یہ آیت آپ پر نازل ہوئی، کہ گھبراؤ نہیں، یہ دشمن جو تمہاری موت کے حیلے تراش رہے ہیں، ناکام رہیں گے، کہ صرف میں ہی تم کو وفات دوں گا، اور اپنی طرف اٹھاؤں گا، اس آیت میں بھی خدا تعالے کی طرف سے صریح وعدہ ہے کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے بچائے جائیں گے، اور طبعی موت سے وفات پائیں گے،

اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ شبہ لہم کے کیا معنے ہوئے؟ صاحب مضمون تو اس کے معنے اپنے مذہب کے مطابق یہ کرتے ہیں "صلیب کے حقیقی معنے یہودیوں کو سمجھ میں نہ آئے اور ان کو غلط فہمی ہو گئی، آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسیحی حضرات نے حقیقت صلیب کو سمجھا، اس سے یہود محروم رہے، لیکن اس جدت طرازی کی کوئی سند وہ پیش نہیں کر سکے، ہاں انجیل سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب کے متعلق اگر کوئی غلط فہمی یہود کو ہوئی ہے، تو وہ یہی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے، چنانچہ متی باب ۲۷ آیت ۶۴ میں ہے:۔

"دوسرے دن جو تیاری کے بعد کا دن تھا، سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطس کے پاس جمع ہو کر کہا، خداوند ہمیں یاد ہے اس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا، کہ میں تین دن کے بعد جی اٹھوں گا، پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی حفاظت کی جائے، کہیں ایسا نہ ہو، کہ اس کے شاگرد آکر اسے چرا لے جائیں، اور لوگوں سے کہہ دیں، کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا، تو یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بڑا ہوگا"

یہ پہلا دھوکا کون سا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق واقعہ صلیب سے ہے، اور چونکہ یہودی یہ تو تسلیم نہیں کر سکتے تھے، کہ حضرت مسیح معجزانہ طور پر مردوں سے جی اٹھیں گے، کیونکہ اگر ان کا یہ یقین ہوتا، تو وہ حضرت مسیح کو خدا کی طرف سے ہی کیوں نہ مان لیتے، اس لئے ظاہر ہے کہ ان کو یہ خیال تھا، کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے، اور پہلی غلطی یہ ہوئی کہ ان کو جلدی میں صلیب سے حالت غشی ہی میں اتار لیا گیا، اس لئے اب ضروری ہے کہ ان کی قبر کی غیر معمولی حفاظت کی جائے تا کہ یہ غلطی پہلی غلطی سے بڑھ کر نہ ہو،

پس اگر یہودیوں کو کچھ اشتباہ واقعہ صلیب کے متعلق ہوا ہے تو وہ یہی ہے، کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ بحالت غشی اتارے گئے، انجیل میں جو کیفیت واقعہ صلیب کی لکھی گئی، وہ بھی اسی نتیجہ کی مؤید ہے، مثلاً تیسرے دن حضرت مسیح کا غائب ہونا، پھر اپنے حواریوں کو اپنا زخموں کا دکھانا، ان کے ساتھ کھانا کھانا، اپنے آپ کو چھپانا، یہ سب واقعات بتا رہے ہیں، کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے بچ گئے تھے، اور اس لئے شبہ لہم کے معنے صرف یہ ہوئے کہ آپ کی موت نہ صلیب پر واقعہ ہوئی نہ آپ کی ٹانگیں توڑی گئیں مگر آپ کی حالت مشبہ بالمصلوب کی ہوگئی، یعنے بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو صلیب دے دیا گیا، لیکن اصل میں آپ کی موت صلیب پر واقعہ نہیں ہوئی، اسی نتیجہ کی تائید قرآن مجید کرتا ہے، اور [illegible] اناجیل سے ہوتی ہے اور اس سے شبہ لہ میں جو ضمیر ہے، اس کی گتھی بھی سلجھ جاتی ہے، یعنے یہ ضمیر خود حضرت مسیح کی طرف راجع ہے کسی دوسرے شخص کی طرف نہیں، اور اس لئے اس کا نام و نشان نہ قرآن مجید میں موجود ہے نہ حدیث صحیح میں،

پانی پت کے ہندو و مسلمانوں کا مقدمہ

ناظرین کو یاد ہوگا، کہ پانی پت میں ایک قضیہ نامرضیہ ہندو مسلمانوں میں نماز مغرب اور سندھیا کے متعلق ہو گیا تھا، اس سلسلہ میں دو مقدمات دائر تھے، جن میں سے ایک میں ۲۵ مسلمان ماخوذ تھے، اور دوسرے میں جگن ناتھ کے مندر کا ہندو مہنت ماخوذ تھا، ان مقدمات کا فیصلہ اب مسٹر الیف اے کنور کی عدالت سے ہوا ہے، اور یہ فیصلہ اس لحاظ سے مسلمانوں کے لئے باعث دلچسپی ہے، کہ اس میں جس بات پر مسلمان زور دیتے تھے، اس کو عدالت نے بھی تسلیم کیا ہے، اصل قضیہ کی اصل بنیاد تو یہ تھی کہ ادھر مسلمان نماز مغرب میں مصروف تھے اور ادھر ہندو اپنی سندھیا میں مصروف ہوئے، جس میں شور و شغب کی وجہ سے نماز میں خلل پڑا، اب جہاں تک عبادت الٰہی کا تعلق ہے، دونوں قوموں کو حق تھا، کہ اپنے اپنے طریق پر عبادت کریں، لیکن عدالت نے یہ امر تنقیح طلب قرار دیا، اور فی الواقعہ یہی امر قابل تحقیقات بھی تھا کہ آیا ہندوؤں نے اپنی سندھیا کا وقت اس طرح بدل دیا کہ نماز مغرب میں خلل پڑے، یا خود مسلمانوں نے ضد کی، کہ جس کو وہ پہلے برداشت کرتے رہے تھے، اس کو اب قابل اعتراض ٹھیرا لیا، اس سوال کا جواب عدالت نے صاف لفظوں میں یہ دیا ہے، کہ مسلمان جو کہتے تھے کہ ہندوؤں نے وقت بدل دیا، وہ درست ہے چنانچہ فاضل مجسٹریٹ نے صاف الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ "اس جھگڑے کی وجہ یہ ہوئی کہ ہندوؤں نے جان بوجھ کر بری نیت سے سندھیا کا معمولی وقت بدل دیا، تا کہ مسلمانوں کی نماز مغرب سے اس کی مڈبھیڑ ہو جائے"

چونکہ یہ رائے نہ صرف ایک قابل مجسٹریٹ کی رائے ہے بلکہ ایک ایسے شخص کی رائے ہے جو نہ ہندو ہے نہ مسلمان، اس لئے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا،

اصل بات یہ ہے ہندو مسلمانوں میں جس قدر فسادات ہوئے ہیں ان کی بنا دہی مذہبی تنگ ظرفی ہے، اگر یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے مذہبی فرائض کی عزت کریں، تو اس قسم کے ناگوار قضیے پیش نہ آئیں، یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعود نے ہندوؤں سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں، تا کہ ان کے دل میں جو مذہبی نفرت ہو سکتی ہے وہ دور ہو جائے لیکن افسوس کہ ہندوؤں نے اس پیغام صلح کی طرف توجہ نہ کی، کاش ہندو بھائی اب بھی سمجھیں، اور اس قسم کی تنگ ظرفی سے باز آجائیں،

ہم اور ہمارے نکتہ چین!

ہم اپنے نادیدہ مہربان مسٹر ایم اے صمد کیل کی ایک مراسلت آج کے اخبار میں کسی دوسری جگہ درج کرتے ہیں، صاحب مراسلت نے ہم سے شکوہ کیا ہے کہ ہم بھی الزام لگانے میں کم نہیں، صاحب مراسلت کا ارشاد ہمارے سر آنکھوں پر، مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ ہم نے تو میاں عبد الجبار خیری یا عبد الغفار صاحب خیری پر کبھی اس قسم کے الزام نہیں لگائے، ہاں یہ خفیف الحرکتی ان کے حصہ میں آئی ہے کہ انہوں نے ہمیں کبھی گورنمنٹ کا جاسوس بنایا، کبھی ہماری مسجد کو مسجد ضرار بنایا، کبھی ہمیں مسلمانوں سے روپیہ بٹورنے والا بنایا اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ جہاں تک بس چلا ہے انہوں نے مسلمانوں کو ہمیں امداد دینے سے بھی روکا، حالانکہ یہ حرکت صحیح طور پر مناع للخیر کے تحت میں آتی تھی، اگر ہمارا پاس خاطر نہ تھا تو کم از کم قرآن مجید کے احکام کی پروا تو ہونی چاہئے تھی

رہا یہ سوال کہ ہم کیوں برلن میں گئے اور مشن کھولا، اس کا جواب ہم کئی دفعہ دے چکے ہیں، اور اب پھر دیتے ہیں، کہ خود میاں عبد الجبار صاحب خیری نے ہمیں دعوت دی تھی، اس کا اقرار ان کو خود بھی ہے، اس کے علاوہ جن لوگوں کو یورپ کے بڑے بڑے شہر دیکھنے کا موقعہ ملا ہے، وہ جانتے ہیں کہ ان شہروں میں ایک مشن کیا بیسیوں مشن کھل سکتے ہیں، اور مفید کام کر سکتے ہیں، اس لئے ہم نے بار بار لکھا کہ اگر مسٹر عبد الجبار تبلیغ کا کام کرتے ہیں تو شوق سے کریں، اللہ تعالے ان کو کامیاب کرے، ہم نے کبھی لوگوں کو انہیں امداد دینے سے نہیں روکا، کیونکہ ہم کسی کی راہ میں روڑا اٹکانے والے نہیں،

صاحب مراسلت نے بار بار اس امر پر زور دیا ہے، کہ ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ تبلیغ اسلام احمدیوں کا ہی کام ہے، کاش اگر آپ اصل الفاظ نقل کرتے یا حوالہ دیتے، تو ہمیں جواب دینے میں سہولت ہوتی، لیکن اس اجمالی نظریے کے متعلق ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ آج تک احمدیوں ہی نے تبلیغ کا کام کیا ہے، اس سے یہ مطلب نہیں کہ دوسرے لوگ اہل اسلام نہیں، سب کچھ ہے، مگر واقعہ یہی ہے کہ آج تک احمدی ہی میدان کے مرد ثابت ہوئے ہیں، الا ماشاء اللہ ○

اسی سلسلہ میں ایک اور بات بھی خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ عیسائی ممالک میں احمدی خیالات ہی اسلام کی سرخروئی کا موجب ہو سکتے ہیں بھلا مسیحی ممالک میں مسیح کا مسئلہ مسعود اہل اسلام تبلیغ اسلام کے لئے مفید ہو گا یا تبلیغ مسیحیت کے لئے، اس لئے یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں احمدی مبلغین ہی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، باقی ہمارے عقاید اور روش کے متعلق ۳۰ نومبر کی اشاعت میں حضرت امیر کے قلم سے ایک مبسوط مضمون ہدیہ ناظرین کرام ہو چکا ہے،

ہندو مسلم کشیدگی کی تحقیقاتی کمیٹی

دہلی کے اجلاس کانگریس میں ہندو مسلم مناقشات کی تحقیقات کے لئے جو کمیٹی مرتب ہوئی تھی، وہ بعض ناگزیر وجوہ کے سبب سے کام شروع نہ کر سکی، اس التوا کا سب سے بڑا سبب یہ ہوا، کہ بعض ارکین بیمار ہو گئے، بعض نے استعفے دے دیئے، اب کانگریس نے ایسوسی ایٹڈ پریس کی وساطت سے یہ اعلان کیا ہے، کہ کمیٹی کے جدید ممبر از سرِ نو منتخب کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

میسرز عباس طیب جی، مولوی عبد القادر، لالہ رام پرشاد، رائے صاحب پیارے لال، سندر سنگھ، اجاج موہن اور مسٹر بھروچہ، یہ صاحب سکرٹری ہوں گے،

یہ تحقیقاتی کمیٹی مختلف مقامات پر دورے کرے گی، اور مقامی حالات دریافت کرکے مناقشات کے متعلق تحقیقات کرے گی،

ہندو مسلم اتحاد کے لئے جو کوشش بھی کی جائے، وہ بہرحال قابل تحسین ہے، لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ کانگریس کے فیصلوں کے نفاذ کا کیا بندوبست ہوگا، اگر کسی مشاہرہ پر کانگریس یا اس کی مقرر کردہ کمیٹی بعد از تحقیقات اپنا قطعی فیصلہ صادر کرے، تو پھر اس فیصلہ کے عملی رنگ میں نفاذ پذیر ہونے کی بڑی مشکل ہوتی ہو، مثلاً کانگریس کے اجلاس خصوصی میں یہ فیصلہ ہوا تھا، کہ شدھی کی تحریک بند کی جائے، مگر ہندو قوم نے اس کی مطلق پروا نہیں کی، بلکہ بعض ہندو اخبارات نے اس فیصلہ کی مخالفت کی، اسی طرح اب اگر یہ تحقیقاتی کمیٹی اپنی رپورٹ میں کسی خاص امر کے متعلق سفارش کرے، تو ہمیں یقین نہیں ہو سکتا، کہ کانگریس کا نظام اس فیصلہ کو نافذ کر سکے، یا ملک اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو، جب تک عملی کارروائی نہ ہو سکے، اس وقت تک اس قسم کی کارروائیاں محض تضییع اوقات کا موجب ہیں،

ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں، اور اب پھر لکھتے ہیں، کہ ہندو مسلم کشیدگی کی اصل وجہ مذہبی مغائرت ہے، جب تک یہ مغائرت دور نہ ہوگی، اس وقت تک یہ کشیدگی بھی باقی رہے گی، اسلام تو ایک صلح کل مذہب ہے، اس کے اصل الاصول میں یہ امر داخل ہے، کہ سب قوموں کے بزرگوں کی تعظیم کرو، یہاں تک قرآن مجید نے وہ آداب سکھائے ہیں، کہ جھوٹے بتوں اور معبودوں کو بھی گالی مت دو، کہ اس سے ان کے پرستاروں کو صدمہ ہوگا، اور وہ خدا کو بغیر علم کے گالی دیں گے، اس لئے مسلمان تو ہر وقت ہندو بزرگوں کی تعظیم کرنے کے لئے تیار ہوں گے، لیکن مشکل یہ ہے، ہندو قوم اس کے لئے تیار نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو پیغام صلح ہندو قوم کو دیا، اس کا جواب آج تک برادران وطن کے ذمہ ہے اور یہ ایک ایسی کوتاہی ہے کہ ہندو مسلم کشیدگی کی تمام تر ذمہ داری ایک منصف مزاج شخص کی نظر میں ہندوؤں پر عاید ہوتی ہے کیونکہ مسلمان تو پیغام صلح دے چکے، اب یہ ہندوؤں کا کام ہے کہ وہ اس کو قبول کریں،

یہ امر کہ یہ پیغام ایک جماعت کی طرف سے تھا، تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ تھا، ہندوؤں کی ذمہ داری کو کم نہیں کرتا، وہ اگر ایک جماعت سے صلح کر لیتے، اور اس عہد کے پابند ہو جاتے جو پیش کیا گیا تھا تو دوسرے مسلمان بھی اس میں شریک ہو جاتے، چنانچہ حضرت مسیح موعود نے یہی توقع اس پیغام میں ظاہر فرمائی ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہندو قوم کے اکابر نے اس کی طرف توجہ نہ کی،

اب بھی اگر تحقیقاتی کمیٹی کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا چاہتی ہے، تو اس طریق پر غور کرے، جس کو اس زمانہ کے ربانی مصلح نے پیش کیا تھا۔

شدھی اسلام کی فتح پر ختم ہوگی

جناب چودھری شہاب الدین صاحب نے بحیثیت صدر تعلیمی کانفرنس منٹگمری میں شدھی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

عیسائیوں اور ہندوؤں کے نزدیک تبلیغی جماعتوں کے خلاف اسلام نے مختلف اور وسیع ممالک میں شاندار فتوحات حاصل کی ہیں، اور مجوسیت کو اس نے قریب قریب صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے، اسلام نے نہ صرف ہندوستان میں جو کہ ہندو مذہب کے زیر اثر تھی، اپنے وسیع حلقے میں لے لیا ہے پس میں یقین سے کہہ سکتا ہوں، کہ ملکانوں کے متعلق ہندوؤں کی تبلیغی جدوجہد آخر کار اسلام کی فتح پر ہوگی"

چودھری صاحب کا ارشاد بالکل بجا ہے، ہم بھی یقین رکھتے ہیں کہ شدھی کی تحریک بالآخر اسلام کی فتح نمایاں پر ختم ہوگی، لیکن یہ فتح مسلمانوں کی مساعی حمیدہ سے ہی وابستہ ہے، ہمیں بے شک یقین بھی کرنا چاہیئے، لیکن اس یقین کے باوجود میدان عمل میں کارفرمائی بھی کرتے رہنا چاہیئے، کیونکہ قرآن مجید کا ارشاد لیس للانسان الا ما سعیٰ - ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے تمام امراض کا علاج اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے، اور چونکہ شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں سے مسلمانان ہند میں ایک عام بیداری پیدا ہو گئی ہے، اور وہ اشاعت اسلام اور اتفاق بین المسلمین کی اہمیت کو جس کی طرف ان کو اس زمانہ کے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود نے بلایا تھا، محسوس کرنے لگے ہیں، اس لئے فتح یقیناً اسلام کی ہے، ہاں شرط یہی ہے کہ ہم عملی زندگی اختیار کریں، اور اعلائے کلمۃ اللہ میں حصہ لیں۔

انتخاب کنندوں کا فرض

اسمبلی اور کونسل کے انتخابات میں اب تھوڑے ہی دن رہ گئے ہیں، اس لئے مناسب ہے کہ ہم انتخاب کنندوں کو اپنے فرض سے آگاہ کر دیں، ان کونسلوں کی غرض جیسا کہ ظاہر ہے یہ ہے کہ کونسلوں کے ممبر پبلک رائے کا آئینہ ہوں اور رعیت کے جذبات وخیالات کی صحیح ترجمانی کر سکیں، اور حکومت اس رائے عامہ کے مطابق آئین حکومت میں تبدیلی وترمیم کرتے رہے، اس میں شک نہیں کہ یہ کام ایک نہایت ذمہ داری کا کام ہے، اور اس لئے (انتخاب کنندوں کا یہ پہلا فرض ہے کہ وہ جن لوگوں کو اپنا نمائندہ مقرر کریں، ان کے متعلق ان کو کامل اطمینان ہونا چاہیئے، کہ وہ ان کے جذبات کی صحیح ترجمانی کریں گے، اور اس امانت کو جو ان کے سپرد کی جائے نہایت خوش اسلوبی سے نبھائیں گے، دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی علمی اور ذہنی قابلیت کے لحاظ سے اس ترجمانی کے اہل ہونے چاہئیں، کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنی شخصی ناقابلیت کی وجہ سے اس کام کو بوجہ احسن سرانجام نہ دے سکے، اس لئے انتخاب کنندوں کو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان کے نمائندے قابلیت اور اعتماد کے لحاظ سے کس درجہ کے ہیں، قرآن مجید نے بھی اسی بات پر زور دیا ہے اور فرمایا کہ ردوا الامانات الیٰ اھلھا، امانات کو ان کے اہل کے سپرد کرو، یعنی جو لوگ کسی کام کے اہل ہوں، وہ کام ان کو سپرد کرنا چاہیئے،

اس سلسلہ میں ہمارے ناظرین کرام کو یاد رکھنا چاہیئے، کہ اس سے پہلے کسی اشاعت میں ہم لکھ چکے ہیں، کہ لاہور، امرتسر اور فیروزپور کے ضلع کی طرف سے جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب اسمبلی کے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں، چودھری صاحب ممدوح ایک نہایت قابل بیرسٹر اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق رکھتے ہیں، اور ہمیں امید ہے کہ وہ مسلمانان ہندوستان وپنجاب کی صحیح ترجمانی کی اہلیت رکھتے ہیں، اس لئے احباب ان کو اس قومی وملکی خدمت کا موقعہ دینے میں کوشش کریں، دوسرے امیدواروں کے لئے بھی یہ اصول مدنظر رکھیں، کہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق صرف اہل لوگوں ہی کو منتخب کریں۔

گھی میں سؤر کی چربی

فرخ آباد کے تین ہندو دکانداروں کو عدالت ماتحت سے دو دو سال قید سخت کی سزا زیر دفعہ ۲۷۲ تعزیرات ہند اس بنا پر دی گئی تھی کہ انہوں نے گھی میں سؤر کی چربی ملائی تھی، لیکن ہائی کورٹ نے ملزموں کو اس بنا پر بری کر دیا، کہ دفعہ مذکور کے ماتحت مضر اشیاء کی ملاوٹ ممنوع ہے، چونکہ سؤر کی چربی نقصان دہ نہیں، اس لئے ملزموں سے کوئی جرم نہیں کیا،

ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ قانونی نکتہ نگاہ سے تو غالباً نہایت منصفانہ ہو، لیکن عام اخلاقی نکتہ نگاہ سے آل اندیشانہ نہیں، کیا اب اس قسم کے تاجروں کو یہ جرأت نہ ہو جائے گی، کہ وہ ہر ایک قسم کی چیز جو مضر صحت نہ ہو ملا لیا کریں پھر مسلمانوں کے جذبات تو اس کے بالکل خلاف ہیں، کم از کم دوکانداروں کا یہ اخلاقی فرض ضرور ہونا چاہیئے، کہ وہ چند پیسے کمانے کے لئے ایسی چیزیں نہ ملائیں جو مذہباً ممنوع ہوں،

ان حالات میں ہمارے خیال میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ مسلمان خوردنی اشیاء کی دوکانیں کھولیں، تاکہ اس قسم کی شکایات سرے سے پیدا ہی نہ ہوں، اس کے علاوہ اقتصادی پہلو سے بھی مسلمان ہندوؤں سے بہت پیچھے ہیں، وہ اگر تجارت میں حصہ لیں، تو ان کی کمزوری کا ایک حد تک سدباب ہو سکتا ہے،

امیر کابل کو تبلیغ احمدیت کا موقعہ

غالباً بہت سے حضرات اس حقیقت سے ناواقف ہوں گے کہ امیر کابل جہاں انتظام ملکی اور جہانبانی میں ایک عدیم النظیر مدبر ہیں۔ وہاں زباندانی کا بھی آپ کو خاص شوق ہے، پشتو اور فارسی تو گویا ان کی مادری زبانیں ہیں، مگر مقام مسرت ہے کہ آپ ہندوستانی بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ عید کی تقریب پر آپ نے فارسی اور پشتو میں خطبے دیئے، تو آخر میں اردو میں کچھ فقرات فرمائے جو حسب ذیل ہیں:۔

"اب میں اردو میں کچھ کہتا ہوں، اگرچہ میں ہندی زبان سے اچھی طرح واقف ہوں انشاء اللہ آئندہ یہ زبان خوب آ جائے گی"

ان تمہیدی فقرات کے بعد آپ نے ہندوستانی بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

" میں اپنے ہندوستانی بھائیوں کے لئے دعا کرتا ہوں، کہ خدا تعالےٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے، اور ان کو دین ودنیا میں کامیابی عطا کرے، اللہ تعالےٰ ہر کام میں ان کا حامی ہو، میں اپنے ہندوستانی بھائیوں سے معافی چاہتا ہوں، کہ میری اردو اچھی نہیں،

بعض اخبارات نے تو شہریار افغانستان کی یہ ادبی قابلیت محض ادبی نقطہ نگاہ سے ہی مستحسن خیال کی ہے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے ایک یہ بھی فائدہ ہوگا، کہ تاجدار افغانستان حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے جو اکثر اردو میں ہیں مستفیض ہو سکیں گے، مثل مشہور ہے کہ الناس علیٰ دین ملوکھم ممکن ہے کہ آپ کی رعایا میں بھی اردو سیکھنے کا شوق پیدا ہو، اس صورت میں افغانستان میں تبلیغ احمدیت کے لئے بہت سی آسانی ہو جائے گی۔

مسئلہ کفر پر مفتی محمد صادق صاحب کی تحریر

ہم نے بارہا لکھا ہے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کی وفات تک جماعت احمدیہ کا مذہب ایک ہی تھا، اور وہ سب دوسرے مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے، چنانچہ اس کی تصدیق جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ایک پرانے خط سے ہوتی ہے جو ۴ اپریل ۱۹۱۲ء کا لکھا ہوا ہے، مفتی صاحب اس خط میں ایک دوست کو لکھتے ہیں:۔

متعہ بے شک زنا نہیں، لیکن قریب بہ زنا، کیونکہ نکاح کا مقصد اس سے حل نہیں، پھر مسلمانوں میں ایک اختلافی مسئلہ ہے، ایک بڑا گروہ مسلمانوں کا اسے قبول کرتا ہے ہم بھی ان کو کافر نہیں کہتے اس معاملہ میں غلطی پر جانتے ہیں،

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات شیعہ اگرچہ حضرت مسیح موعود کے قائل نہ تھے، بلکہ ان کا مذہب اور اعتقاد آپ کے دعاوی کے صریح خلاف تھا، لیکن تاہم مفتی صاحب ان کو ۱۹۱۲ء میں کافر نہیں سمجھتے تھے، کیا اب بھی مفتی صاحب اور آپ کے دوست اسی مذہب پر قائم ہیں؟

مقام عبرت

"مردم شماری پنجاب" کے فاضل مصنف نے اسلام کے بڑے بڑے فرقوں کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد اپنے مضمون کا خاتمہ یوں کیا ہے، کہ "اس قسم کے جملہ اسلامی فرقے کسی خاص اصطلاح میں فرقے نہیں کہلا سکتے، اور مذہب اسلام کا ڈھانچا باوجود اختلافات صغیرہ کے جوں کا توں قائم رہتا ہے" مصنف کی اس رائے کی صحت کسی ثبوت کی محتاج نہیں، تمام مسلمان خواہ وہ کسی فرقے سے متعلق ہوں خدا کی وحدانیت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس مقصد پر متفق ہیں، سب کے سب فرزندان اسلام قرآن کے مجموعۂ قوانین میں یقین رکھتے ہیں، اور بلا استثنائے ایک کعبہ کی جانب سربسجود ہوتے ہیں، ہم مسلمانوں کے باہمی اختلافات محض فروعی اختلافات ہیں، لیکن یہ امر ہم ہی کے لئے باعث شرم ہے کہ اس ناقابل تردید حقیقت پر ہمارے غیر مسلم بھائی تو مہر تصدیق ثبت کریں، اور خلاف اس کے ہمارے بعض مذہبی رہنماؤں کو اس کا احساس

مت نوہو، چھوٹے چھوٹے افتراقات اور معمولی اختلافات کو غیر معمولی اہمیت دے کر مختلف الرائے لوگوں کا لامذہبی اور بے دینی کے القاب ناز یبا سے "عزت افزائی" کرنا ہماری کم ظرفی پر دلالت کرتا ہے ہمارے بعض مولوی اپنی کامیابی اور شان مولویت اسی میں پاتے ہیں، کہ دوسروں کو کافر کے نام سے موسوم کیا جائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مذہبی رہنما کا کام یہ نہیں، کہ غیر مسلم لوگوں کو مسلمان بنایا جائے، بلکہ الٹا یہ کہ خود مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے، کاش کہ ہمارے ذمہ وار اصحاب اسلامی تعلیم سے نہیں تو کم از غیروں سے تو درس عبرت حاصل کریں،

بقیہ صفحہ اول

اسی سے اندازہ کر لو، کہ اصلاح خلق کا کام کتنا دشوار ہے، ان لوگوں کا کام جو اعلائے کلمۃ اللہ کرنا چاہتے ہیں بڑا ہی مشکل ہوتا ہے، دلوں کا مسخر کرنا کوئی معمولی بات نہیں سخت مشکل چیز ہے، ہاں ایک چیز ہے جو دلوں کو مسخر کرتی ہے، وہ کلمہ محبت ہے، یہ انبیا کی تعلیم ہے جو انہوں نے اپنے اپنے حالات میں دی، لیکن ہمارے نبی کریم صلعم نے طاقت پائی اور دکھایا کہ

دشمنوں کے ساتھ محبت

کس طرح کرتے ہیں، بڑے بڑے دکھ آپ کو اپنے مخالفین سے پہنچے مگر کبھی آپ نے ان کے ساتھ زیادتی نہیں کی، ہزارہا دشمن گرفتار ہو کر آپ کے سامنے آئے، اور محض ایک فرد واحد کے کہہ دینے پر آپ نے ان ہزارہا کو آزاد کر دیا، اور کوئی معاوضہ نہیں لیا، پھر آپ نے اہل مکہ کے ساتھ جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دکھ پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا، جو حسن سلوک کا برتاؤ کیا، اس کی نظیر نہیں ملتی، تو یہ قرآن کے احکام ہیں، اور ان کے ساتھ ہمارے نبی کریم صلعم کے نمونے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ

ہماری جماعت کا کام

علی الاعلان تبلیغ اسلام یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کا کام ہے، اس لئے ہمارا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے، یہ کوئی مخفی امر نہیں، ہمارے سامنے مجدد وقت کا بھی نمونہ ہے، جو اس امت کے مسیح اور مہدی بھی ہیں آپ نے بھی عملی طور پر ہمیں اسی راہ پر چلایا، اور خود اسی پر چل کر دکھایا۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ تم

تمام اقوام کے مصلحین

کا ہونا مان لو، یہ بات اپنے پاس سے انہوں نے نہیں کہی، بلکہ قرآن نے یہی فرمایا ہے، ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کوئی قوم نہیں جس میں کوئی نذیر نہیں آیا، آپ نے جو پیغام صلح دیا، اس میں بھی اس بات پر زور دیا، اور ہندوؤں کو شرم بھی دلائی، کہ ہم تمہاری کتاب کو الہامی ...... اور تمہارے رشیوں کو راستباز مانتے ہیں، تمہارا بھی فرض ہے کہ تم بھی اسلام کے پیغمبر اور اسلام کی کتاب کی اسی طرح عزت کرو، یہ محبت کا پیغام ہے، جو دشمنیوں کو دور کر دیتا ہے، ایک قوم کے بزرگ اور اس کی کتاب کو عزت کی نگاہ سے تم دیکھو تو دشمنی اور عداوت کے خیالات بدل جاتے ہیں، اور دونوں قوموں میں محبت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے اسلام کا بگڑتا کچھ نہیں، بلکہ فائدہ ہی ہوتا ہے،

جو اخلاق تم دوسروں کے ساتھ برتتے ہو

وہی تم آپس میں بھی برتو گے، اگر دوسروں سے نرمی اور محبت سے پیش آؤ، تو آپس میں بھی وہی برتاؤ ہوگا، آج نہیں دیکھتے، کہ کسی مولوی کے پاس تم جاؤ اور اس سے کوئی مسئلہ پوچھو، جس میں اعتراض کی بو بھی ہو، بجائے مسئلہ بتانے کے وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بے ایمان ہے، یہ کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے، کہ دوسروں کے ساتھ برے طریق سے پیش آتے ہیں، جن قوموں نے دوسروں کے ساتھ جھوٹ بولنا اپنا شیوہ بنایا، وہ آپس میں بھی جھوٹ سے ہی کام لیتے ہیں، غرض جو اخلاق ایک قوم دوسری قوم سے برتتی ہے، وہی اس کے اپنے اندر بھی پیدا ہو جائیں گے، اس لئے اگر تم چاہتے ہو، کہ آپس میں نرمی اور محبت اخلاق برتو، تو دوسروں کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ اختیار کرو، یہ ایک لمبی بات ہے، جس کو اس وقت پورے طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا، لیکن تفصیل کے طور پر میں اتنی بات کہتا ہوں کہ اس وقت قرب کے لحاظ سے

ہمارا مقابلہ قادیان والوں سے

ہے، ان کے ساتھ بھی اخلاق، محبت اور نرمی سے پیش آؤ۔ بدی کے ساتھ نفرت رکھو، کبھی بھی دنیا میں بدی کے ساتھ اور غلط عقیدوں کے ساتھ تمہاری صلح نہ ہو، جہاں ایک غلط عقیدہ آئے، وہاں تمہارے اندر نفرت پیدا ہو جائے، لیکن وہ انسان جو بعض وقت بدی کا مظہر بن جاتے ہیں، یا غلط عقائد کو چھپا لیتے ہیں، ان کے ساتھ نفرت رکھنا تمہارا کام نہیں، اشداء علی الکفار رحماء بینہم کے معنے لوگوں نے یہ غلط سمجھ رکھے ہیں، کہ کفار کے ساتھ سختی کی جائے، بلکہ شدید کے معنے ہیں مضبوط ہو اپنی جگہ پر، اپنے عقائد پر پختہ اور مستحکم رہے، اتنا دوسری طرف نہ جھکے کہ دوسرے کے غلط خیالات اس کے اندر اثر کر جائیں۔ رحماء بینہم کی بات تمہارے اندر اثر کرتی چلی جائے، اور بدی سے تمہارے دلوں میں نفرت ہو، اس لئے مقابلہ تو بدی کا یا برے عقیدوں کا کرنا ہے، لیکن وہ لوگ جو ان برے عقیدوں کے مظہر ہیں، اللہ تعالے کے فرمان کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک سے ہی پیش آنا چاہیئے، اور عمدہ طریق اور اچھے پیرایہ میں ان کے برے خیالات کو رد کرنا چاہیئے، یہاں تک تو اللہ تعالے نے فرمایا لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم جو لوگ اللہ کے سوائے دوسروں کو معبود بناتے ہیں ان کو بھی گالیاں نہ دو، کہ وہ اپنی جہالت سے زیادتی کر کے اللہ کو گالیاں دیں گے،

بدی کا مقابلہ نیکی سے کرو

یہی حال آج ہو رہا ہے کہ ایک شخص کے منہ سے ایک بات نکلتی ہے، اس کے بالمقابل سینکڑوں گالیاں ملتی ہیں، جو لوگ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے عیسائیوں کو مسلمان کرنا ہے، ہندوؤں کو مسلمان بنانا ہے، ان کو چاہیئے کہ ان کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کریں، وہ اگر زیادتی کریں، تو تم نہ کرو، وہ گالیاں دیں، تو تم نرمی سے جواب دو، وہ دکھ پہنچائیں تو تم صبر سے کام لو، اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ وہ شخص جس کے ساتھ ایسا حسن سلوک کا برتاؤ تم نے کیا ہے، اس کو تمہارے ساتھ محبت پیدا ہو جائے گی، قرآن نے جو تعلیم دی ہے اس کو ہم علانیہ بیان کرتے ہیں، اس میں کسی سے جھجکتے نہیں، نہ اس بات کے کہنے سے ہمیں تامل ہے کہ دوسری کتابوں میں یہ کمی رہ گئی ہے، یہ سب کچھ ہم کرتے ہیں، اور ایسا ہی کرنا چاہیئے لیکن اس کے لئے طریق کیا ہو، ادفع بالتی ھی احسن ۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ۔ وجادلہم بالتی ھی احسن. خواہ یہ مقابلہ تمہیں اپنے بھائیوں یعنی دوسرے فریق کے احمدیوں سے پیش آئے، اور خواہ عام مسلمانوں سے کہ وہ بھی بھائی ہیں، اور فی الحقیقت ان کے ساتھ برادری کا تعلق قرآن نے قائم کیا ہے، اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ہ ان کی طرف سے کفر کے فتوے کئی دفعہ چھپے، اور کئی دفعہ دفن ہوئے، آج پھر ان کو تازہ کیا گیا ہے، اور اعلان کیا گیا ہے کہ احمدیوں کو مسجدوں میں نہ گھسنے دو، ہمیں چاہیئے کہ ان کو بھی نرمی سے سمجھائیں، کہ ہم میں کونسی بات خلاف شریعت ہے جس کی وجہ سے تم ہمیں کافر قرار دیتے ہو، دیکھو ہم اگر اسلام کی خدمت اور بہتری کا کام کرتے ہیں، تو تمہیں چاہیئے کہ اس میں روک نہ ڈالو، بلکہ اگر کر سکتے ہو تو مدد کرو، ہم اگر اسلام کی عمارت کو بنانا چاہتے ہیں، تو تم بھی دو چار اینٹیں اس میں لگاؤ، نہ کہ اس عمارت کو گرانے کے درپے ہو جاؤ، یہ تو اپنے بھائی ہیں، ان سے بھی آگے نکل جاؤ، اور ان لوگوں کے ساتھ بھی جو ہمارے ساتھ رشتہ اخوت نہیں رکھتے وہی حسن سلوک کا برتاؤ کرو، ان کے راستبازوں کو راستباز مانو اور برا نہ کہو، یہ بات دلوں کو کھا جاتی ہے، ایک آریہ سماج کے سیکرٹری تھے، ان کو میں نے کہا کہ دیکھئے ہم آپ کے راستبازوں کو راستباز مانتے ہیں، آپ کی کتاب کو ہم الہامی سمجھتے ہیں، اس کے بالمقابل آپ کا سلوک ہمارے ساتھ یہ ہے، کہ ہمارے نبی کریم صلعم کو گالیاں دی جاتیں، اور قرآن کو جھٹلایا جاتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں فی الواقعہ مانتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلعم واقعی خدا کے سچے پیغمبر ہیں،

طریق تبلیغ

غرض ان لوگوں کو بھی بلاؤ، اور خوب زور سے بلاؤ، لیکن برے طریق سے ان کو متنفر نہ کرو، اپنی کوششوں کے نتائج کو دیکھ کر ہم سمجھتے ہیں، کہ شاید ہمارا طریق عمل کہ ہم نرمی اور محبت سے بلاتے ہیں، غلط ہے، حالانکہ اصل نقص غفلت کا ہے، کہ ہم نے تبلیغ کا حق ادا نہیں کیا، گھر میں بیٹھ کر باتیں سب کر لیتے ہیں لیکن ایک ایک مسلمان سے جا کر پوچھو، کہ قرآن کا ترجمہ کن کن زبانوں میں تم نے غیروں کے ہاتھوں میں دیا، آنحضرت صلعم کی سیرت کتنی زبانوں میں لکھی گئی، اور غیر مسلموں تک پہنچائی گئی،

تو اصل بات یہی ہے کہ ہم نے بھی تبلیغ کا حق پورے طور پر ادا نہیں کیا، اس لئے ہر وقت مستعد رہو، جو تم سے ملے، اس کو اسلام کا پیغام پہنچاؤ، اگر ایک ہندو تمہارے پاس بیٹھا ہے تو اس کو بھی بتاؤ، کوئی اور تمہارا دوست ہے تو اس کو مسلمان کرنے کی کوشش کرو، اور اسلام کی حقیقت بتاؤ، مسلمانوں کو اس سلسلہ کی طرف بلاؤ کہ یہی اس وقت سب سے بڑی خدمت اسلام ہے، یہ سب کچھ کرو لیکن جس کے ساتھ معاملہ کرو نرمی کا اور حسن سلوک کا معاملہ کرو

ہماری تبلیغی کوششیں

تبلیغ ہند

ہمارے دوست محمد احسن مسلم مشنری سلطان ہند سے لکھتے ہیں کہ ۹ اکتوبر بعد دوپہر قریب ۱۵ استاتن دھرمی و جینی ہمارے ڈیرے پر ایک سادھو کو لیکر آئے، اور کہا کہ یہ سادھو مہاراج مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے ان سے سلسلہ کلام شروع کرنے سے پہلے اس کا عقیدہ دریافت کیا، جس پر سادھو نے اپنا عقیدہ سناتن دھرم بتایا اثنائے گفتگو میں ظاہر ہو گیا، کہ آپ چھپے آریہ ہیں، اور سادھو بن کر سناتن دھرمیوں اور جینیوں کو بگاڑ رہے ہیں، یہ معلوم ہوتے ہی جو لوگ اُسے ہمراہ لے کر آئے تھے، انہیں بتایا کہ یہ آریہ سادھو ہے، اور انہیں اپنے مذہب سے برگشتہ کرنے کے لئے پھر رہا ہے، جب سادھو جی سے وطن پوچھا گیا، تو کہا کہ ہمارا شہر ہے، جس پر مرزا صاحب نے مذہبی گفتگو شروع کر دی، تو وہ ہنسکر خاموش رہ گیا، تب اُسے کہا گیا، کہ غلط بیانی سے کیا فائدہ، سچ کیوں نہیں کہتے، اس پر اُس نے اپنا وطن پنجاب بتایا، قریب تین گھنٹہ اس سے مرزا صاحب نے مختلف امور پر گفتگو کی، اور اس کے غلط عقاید کا ابطال کیا، جب سناتن دھرمیوں اور جینیوں کو اس کے عقاید معلوم ہو گئے، تو انہوں نے اُسے شہر سے نکال دیا، اور سادھو جی بے نیل مرام واپس چلے گئے، افسوس ہے کہ اس قسم کے لوگ مذہب کی خاطر غلط بیانی سے دریغ نہیں کرتے،

اسی طرح ایک آریہ پنڈت سیتارام داس شاستری سکنہ ناسک کے ایک لیکچر کا حال ایک آریہ اخبار میں ہے، جس میں لکھا ہے، کہ قریب تین سو عورتیں اور ۵ ہزار مرد ان کے لیکچر میں جمع تھے حالانکہ اس گاؤں کی کل آبادی دو ہزار نفوس سے زیادہ نہیں، عیسائی اور پارسی تو وہاں بالکل نہیں، اخبارات میں اس قسم کی غلط باتیں درج کر کے یہ لوگ حق کو دبانا چاہتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنے مذہب کی اشاعت اور اس غلو اور مبالغہ کا کس قدر شوق ہے،

اگر مسلمان مبلغین بھی ہندوستان کا کونہ کونہ اشاعت اسلام کے لئے چھان ماریں، تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ باوجود شردھانندی کے شور و غل کے ہندوستان کے کروڑہا ہندو توحید کے چشمہ سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے کس قدر بیتاب ہو رہے ہیں، لیکن اس کام میں کامیابی کے لئے دلی اخلاص، استقلال، صبر اور سب سے بڑھکر تقویٰ کی سخت ضرورت ہے،

علاقہ رہتک سے شیخ محمد یوسف صاحب مسلم مشنری لکھتے ہیں کہ ۱۲ کو رہتک سے روانہ ہو کر گرانہ پہنچا، جہاں احباب سے ملاقات کر کے انہیں اشاعت اسلام کی طرف توجہ دلائی گئی۔ دوسرے دن لومانہ پہنچا، جہاں ۴۰ گھر مسلمانوں کے ہیں، جہاں ایک معزز مسلمان نے اس کام کے متعلق بہت کچھ امداد دی، ۲۳ کو جاٹن پہنچا، جہاں سو گھر مسلمانوں کے ہیں، ایک مسجد بھی، ۹ گھر مولا جاٹوں کے ہیں، نمبردار مذا مولا کا نمازی ہے، آریہ جاٹوں سے اسے آگاہ کر دیا گیا، اس نے [illegible] کہ انشاء اللہ ہم لوگ اسلام پر پکے ہیں، کوئی مخالف اثر ہمیں برگشتہ نہیں کر سکتا، پھر کھیسا پنچھیوں کے کھوہ سے ملا، جس سے کچھ مذہبی گفتگو ہوئی، ۲۴ کو بوسانہ پہنچا، جہاں ۵۰ گھر مولاؤں کے ہیں، سب کو بلا کر اسلام کی خوبیاں بتائی گئیں، ان لوگوں کو مواعیظ کی ضرورت ہے، یہی گاؤں ہے، جہاں کے ایک بھنگی کو شدھ کر کے آریوں نے اخبارات میں اڑا دیا، کہ مولا شدھ ہوا، بہ نسبت سابق ان لوگوں کی حالت بہتر ہے، آئندہ ان کا خاص خیال رکھا جائے گا، یہاں بہت سے چار آریہ ہو گئے ہیں، اور مسلمانوں کا کھانا چھوڑ دیا ہے، آریوں نے ایک ہی تعلیم ان کو دے رکھی ہے، کہ مسلمانوں کے سامنے یہ اعتراض پیش کر دیتے ہیں، کہ مسلمان اسی لوٹے سے طہارت کرتے اور اسی سے کلی کر لیتے ہیں، چنانچہ ان کے اس اعتراض پر جواب دیا گیا، مسلمان تو استنجا کرتے وقت دائیں ہاتھ سے لوٹا

پکڑتے اور بائیں ہاتھ سے طہارت کرتے ہیں، اور ٹونٹی کے ساتھ سے پانی ڈالا جاتا ہے، تاکہ پانی کے اندر چھینٹ نہ پڑے، اور وہ پاک رہے، پھر دونوں ہاتھ خوب صاف کرکے کلی کرتے ہیں، پانی میں کسی قسم کی ناپاکی نہیں پڑتی، ۲۵ کو منڈلاڈہ پہنچا، اور بباعث بخار ۲۶۔ کو واپس رہتک چلا آیا،

مولوی صدیق حسن خاں صاحب جنوبی ہندوستان میں تبلیغ کے کام میں بڑی تن دہی سے مصروف ہیں، اللہ تعالےٰ انہیں ان کے نیک ارادوں میں کامیاب کرے، اور ان کے ذریعہ سے جنوبی ہند والوں کو دین واحد پر جمع کرے،

مولوی مومن حسین خاں صاحب لطیف بمبئی سے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے ہیں، جہاں آپ کے کئی وعظ ہو چکے ہیں، امید ہے کہ برادر موصوف کے ذریعہ سے جماعت ترقی پذیر ہوگی، اور لوگوں میں اشاعت اسلام کا جوش پیدا ہوگا،

قاضی مظہرالحق صاحب پاٹلی تحصیل پلول سے لکھتے ہیں کہ چند یوم ہوئے اس علاقہ میں آریوں نے پنچایت کی، جس میں مولا گوجروں کو اشدھ کرنے کا رزولیوشن پاس ہوا، ٹونگوٹ کے مولوں میں سے ایک شخص کو معہ رفقاء کے اشدھ کرنے کا تہیہ کیا گیا ہے، انشاء اللہ جمعہ کے روز معہ با اثر اصحاب کے وہاں جاکر انہیں تلقین کی جائیگی، اس علاقہ میں تبلیغ کی ازحد ضرورت ہے، لیکن کمفر مولوی سارا زور اسی بات پر خرچ کر دیتے ہیں، کہ ہمارا کام بند ہو، لیکن خود کچھ نہیں کرتے اور سارے علاقہ کو بلاتبلیغ چھوڑ رکھا ہے، حالانکہ دہلی کی جمعیۃ العلماء کا قرب ہے، اس سے پہلے موضع سوا ایکا میں اشدھی ہونے والی تھی، جسے جاکر ہم نے روک دیا، کمفر مولوی صاحبان سخت منصوبہ بازی کر رہے ہیں، کہ پاٹلی کا مدرسہ بھی توڑ دیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ناکامی پر ناکامی دے رہا ہے،

ہمیں امید ہے مولوی عبدالعزیز صاحب امام جامع مسجد پلول معہ اپنے رفقاء کے اشدھی کی زد کو روکنے کا کچھ انتظام کریں گے، اور اس میں خدا کے فضل سے کامیاب ہوں گے، واللہ الموفق،

جرمنی میں تبلیغ

مولوی صدرالدین صاحب اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں، کہ لیکچر کا اثر یہاں تک ہوا کہ اب بہت سے معززین جرمنی بذریعہ خط و کتابت اسلام کے اصولوں کے بارہ میں دریافت کر رہے ہیں، جو نومسلم یہاں ہیں وہ بڑے نیک اور پرجوش ہیں، انشاء اللہ عنقریب ایک بڑی خوشخبری سے اطلاع دی جائے گی،

عام حالت

ملک کی عام حالت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

ملک جرمنی کے متعلق آپ وہاں بیٹھے پڑھ لیتے ہیں، لیکن میں ادھر ادھر سے کچھ سن لیتا ہوں، اور کچھ دیکھنے میں آجاتا ہے، ورنہ اخبار نہیں پڑھ سکتا، ملک میں سخت انتشار ہے لیکن لوگوں میں مستعدی بھی بڑی ہے، امید ہے اللہ تعالےٰ اس ملک کو ضائع نہ کرے گا، مجھے جتنا زیادہ موقعہ ان لوگوں سے ملنے کا ملتا ہے، اتنا ہی مجھے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں اسلام پھیلے گا، اس کے لئے صبر و استقلال سے کام کرنے والے درکار ہیں، نئے مذہب کو [illegible] کرنا آسان نہیں ہوتا، اور بالخصوص اسلام کے متعلق جبکہ تمام یورپ اور جرمنی [illegible] عیاں موجود ہوں، اگرچہ جرمنی کے علما نے اسلام کے حق میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن وہ عوام تک نہیں پہنچتا [illegible] کتابوں میں [illegible] رسالہ کے ذریعے ان تک کچھ پہنچایا جاتا ہے، ڈارم شٹاٹ والا لیکچر ایک دفعہ کوئی ساٹھ آدمیوں کے مجمع میں یہاں دوبارہ ہوا، ہمارے گھر کی لیڈی پر اسلام کا بڑا اثر ہے، اس نے خود اپنی ذمہ واری پر لوگوں کو دعوت دی اور اپنے گھر میں لیکچر کا انتظام کیا، ان میں اکثر تو وہ لوگ تھے، جو میرے آشنا ہو چکے ہوئے ہیں، ہاں کچھ نئے اشخاص بھی تھے ان سب کے لئے اسلام کی تعلیم جو انہوں نے اب سنی، بالکل نئی تھی، اور اس قدر وسعت و معقولیت رکھتی تھی، کہ وہ حیران تھے، کہ اسلام کے متعلق سنا ہوا کیا ہے، اور فی الحقیقت وہ مذہب اپنے اندر خصوصیات رکھتا ہے، احباب کرام کی خدمت میں السلام علیکم، اور دعا کے لئے عرض، والسلام،

تبلیغ انگلستان

خواجہ نذیر احمد صاحب امام ووکنگ مسجد تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ووکنگ اور لنڈن میں تبلیغ اسلام کے فرض کو انجام دے رہے ہیں اور گذشتہ ہفتہ ایک نوجوان گریجوایٹ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، چونکہ یہ پہلی دفعہ تھی، کہ انہیں ایک شخص کو مسلمان کرنے کا موقعہ ملا، اس لئے ذمہ واری کے احساس سے وہ خود کانپ رہے تھے،

مولوی فیروزالدین صاحب علاقہ پرسارہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو ٹھاکر نورنگ خاں صاحب اپنے ہمراہ بیس آدمی لائے، جن کا سردار بدھاوا نتا تھا، ان سب کو دائرہ اسلام میں داخل کر لیا ہے، آئندہ کے لئے انتظام کیا گیا، کہ یا تو ٹھاکر صاحب خود ایسے لوگوں کو مسلمان کر لیا کریں، اور یا پرسارہ سے مولوی صاحب کو بلا لیا کریں، ہمیں یہ معلوم کرکے نہایت خوشی ہوئی ہے، کہ کنور مردان خاں صاحب ودیگر برادران پرسارہ نہ صرف خود اسلام پر عاشق ہیں، بلکہ ان میں سے ہر ایک کی یہی کوشش رہتی ہے، کہ وہ اسلام کو اپنے علاقہ میں ترقی دے، اور دوسروں کو دائرہ اسلام میں داخل کرے، اللہ اور اس کا رسول یہی روح ہر ایک مسلمان میں دیکھنے کی توقع رکھتے ہیں، اور ہمیں امید ہے کہ برادران پرسارہ اپنے جوش اور رسوخ سے کام لے کر اور اپنے نیک نمونہ سے مرتد شدہ بھائیوں کو واپس اسلام میں لے آئیں گے، انشاء اللہ ان کا یہ جوش اسلام وہ کام کر دکھائے گا، جو ہندوستان کے مسلمان مجموعی طور پر نہ کر سکے،

مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری دہلی سے تحریر فرماتے ہیں، کہ:۔

یکم نومبر ۱۹۲۳ء کو جناب مولانا مولوی بشیرالدین احمد صاحب پنشنر تعلقدار حیدرآباد دکن کے مکان پر ایک تقریر کی گئی، جہاں پردہ کا عمدہ انتظام تھا، اور تعلیم یافتہ خواتین کی خاصی تعداد لیکچر سننے کے لئے آئی ہوئی تھی، مولوی صاحب کے وسیع و دلکشا دولت خانہ کے ہال میں مردوں کے بیٹھنے کا انتظام تھا، تمام کمروں و صحن وغیرہ میں بجلی کی روشنی کا انتظام تھا، ۷ بجے شام تقریر شروع ہوئی، جس کا موضوع یہ تھا، کہ ہماری مستورات حضرت نبی کریم کی پاک زندگی سے کیا سبق حاصل کر سکتی ہیں، اور کن کن امور میں وہ خدمت دین کر سکتی ہیں، ضمناً موجودہ حالات و فتنۂ ارتداد اور اس کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی، اور اس فتنہ کے سدباب کی تدابیر بیان کی گئیں، اور مسلمانوں کو متحد ہو کر کام کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی، اور بتلایا گیا۔ کہ اشاعت اسلام جیسے عظیم الشان کام کے لئے کس قدر مسلمانوں کو اندرونی اتحاد کی ضرورت ہے، اور دیگر اقوام کی جد و جہد کو دیکھ کر جو اسلام کے خلاف کر رہے ہیں، مسلمانوں کو اپنے تمام فروعی اختلافات بھلا کر مخالفین اسلام کی کوششوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے، ہندوستان میں بیس کروڑ سے زائد مخلوق توحید سے بیگانہ ہے، ان تک اسلام کا پاک پیغام پہنچانا ہمارا فرض اولین ہے، اگر ہر ایک مسلمان اپنے اپنے حلقہ اثر میں اشاعت اسلام کا کام کرنا شروع کر دے، تو تھوڑے عرصہ میں بہت کچھ ہو سکتا ہے، یہ تقریر نہایت شوق اور دلچسپی سے سنی گئی، تقریر کے بعد مولوی بشیرالدین احمد صاحب نے آنحضرت کی تعریف میں ایک نعت سنائی، بعد ازاں بعد دعا جلسہ برخاست ہوگیا۔

گذشتہ ہفتہ کی شام کو بیگم شاہ محمد خاں صاحب انجینئر لاہور کا لیکچر ویدک مت پرچوک متی میں ہوا، جس میں آریوں کے مسلمات سے ان پر اتمام حجت کی گئی، اور آریہ تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر بعد خاتمہ لیکچر آریوں کو چیلنج دیا گیا، کہ اگر کوئی شخص ان امور کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہے، تو کر سکتا ہے لیکن باوجود کثیر آریوں کی موجودگی کے کوئی شخص سامنے نہ آیا، بعد لیکچر ایک ہندو مسلمان ہوگیا، حاضرین کی تعداد بہت تھی، خاں صاحب کے لیکچر نہایت مدلل اور امن عامہ کا پہلو لئے ہوتے ہیں، اور کسی قسم کا کوئی دل آزار کلمہ کسی بزرگ کی نسبت نہیں کہا جاتا، امید ہے کہ ہمارے ہندو بھائی ان کے لیکچروں سے خاص فائدہ حاصل کریں گے،

پشاور میں تبلیغ احمدیت

سید مدثر شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

عرصہ تقریباً چار ماہ کا ہوا ہے کہ پشاور میں مبائعین میاں صاحب کی خواہش کے موافق مسئلہ نبوت حضرت مرزا صاحب کے متعلق بحث ہوئی، بحث تین روز ہوئی، اور اس بحث میں اہل حدیث حنفی اہل تشیعہ وغیرہ موجود تھے، مبائعین کے بالمقابل خاکسار [illegible] کی تھی، فریقین کی تقاریر سننے کے بعد حاضرین جلسہ نے تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا، صرف مجددیت اور امامت کا دعوےٰ نہیں کیا، اور عام طور پر یہ شہرت ہوگئی کہ قادیانی جماعت غلطی میں مبتلا ہے، اس بحث کے کچھ عرصہ بعد جب قاضی محمد یوسف صاحب پشاور آیا، اور اس نے ان حالات کو مفصل طور پر سنا، اور اپنوں اور بیگانوں سے اصلیت سنی، تو اس نے ایک خط خاکسار اور چند دیگر اشخاص کے نام پر بھیجا، کہ میرے ساتھ مباحثہ کیا جائے، اور اس خط میں بہت سے الزامات ہم پر لگائے گئے، اس خط کا مناسب جواب ان کو لکھا گیا، چنانچہ اس خط کا جو جواب قاضی صاحب نے دیا، وہ حسب ذیل ہے،

ہم احمدی ہر ایک منکر نبوت حضرت احمد موعود سے از روئے کلام اللہ یعنے قرآن مجید اور وحی مسیح موعود مباحثہ کو طیار ہیں، یعنے قرآن کریم نے جو تعریف نبوت و رسالت کی ہے اور جو شرائط نبی و رسول کے واسطے قرار دیئے ہیں، وہ ہم وحی مسیح موعود میں درباره نبوت و رسالت حضرت احمد جری اللہ پیش کرنے کو طیار ہیں، کیونکہ نبی بنانا خدا تعالےٰ کا کام ہے، اور نبوت کے بارہ میں صرف اسی کا کلام حجت قطعی یقینی ہے، نہ انسان نبی بنا سکتا ہے، نہ اس کا حق ہے کہ نبی کے واسطے حدبست کرے، اگر کوئی طیار ہے تو ہمارے ساتھ شرائط مباحثہ و مقام و تاریخ مقرر کرے، والسلام،

دستخط قاضی محمد یوسف احمدی،

جواب خط

مجھے ایک تحریر بجانب قاضی محمد یوسف صاحب بدیں مضمون موصول ہوئی ہے، کہ وہ نبوت حضرت مسیح موعود کے متعلق بحث کرنے پر تیار ہیں، میں منجانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور آپ کو اطلاع دیتا ہوں، کہ ہم اس کی تردید اور جواب دینے کے لئے تیار ہیں، ہماری انجمن کے دفتر کی جگہ وسیع ہے، اس لئے مقام مباحثہ وہ بہتر ہوگا، اگر آپ کوئی اور جگہ جو اس سے وسیع ہو یا برابر ہو، پسند کریں تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں، مباحثہ تین روز تک مسلسل ہوگا، مباحثہ خواہ تحریری ہو یا تقریری منظور ہے، مگر تقریری مباحثہ کی صورت میں بحث کا خلاصہ لکھ کر ہر ایک فریق دوسرے فریق کے حوالہ میں اس جگہ پر کر دے گا، اور بحث صرف قرآن شریف اور حضرت صاحب کی وحی سے ہوگی

(سید مدثر شاہ)

نامہ بر کے نام خط

بھائی امام الدین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرے اور قاضی محمد یوسف کے درمیان، جو خط و کتابت بابت مباحثہ متعلق نبوت حضرت مرزا صاحب ہوئی ہے، اس کے لانے اور لے جانے والے آپ ہی ہیں، اس مباحثہ کی طرح اور ابتدا بھی قاضی صاحب کی طرف سے ہوئی ہے، نہ ہماری طرف سے، قاضی صاحب کا پہلا خط آپ ہی لائے، جس کا میں نے آپ کو تحریری جواب دیا، کہ اگر قاضی صاحب مباحثہ کے لئے آمادہ ہیں، تو اس طرف سے بھی کوئی انکار نہیں، باوجود اس کے آپ دوسرا خط قاضی صاحب کا لائے کہ وہ چاہتے ہیں، کہ مباحثہ صرف قرآن شریف اور وحی حضرت مرزا صاحب سے ہوگا، اس بات کو بھی میں نے منظور کر لیا، جیسا کہ میری چٹھی سے ظاہر ہوتا ہے، یہ چٹھی ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو میں نے آپ کو پہنچا دی تھی، آج ۲۶۔ اکتوبر ہے، مگر اس وقت تک نہ آپ ملے، اور نہ کوئی جواب قاضی صاحب کی طرف سے لائے، معلوم نہیں کہ قاضی صاحب اور آپ کیوں خاموش ہو گئے ہیں، اگر قاضی صاحب نے فی الواقع [illegible] نہیں کرنی تھی، تو انہوں نے اس کی ابتدا کیوں کی، اور خط و دیگر کیوں شروع کی، [illegible] کی شرط صرف ایک ہی تھی، یعنے یہ کہ بحث صرف قرآن شریف اور وحی حضرت صاحب سے ہوگی، سو اسے میں نے تسلیم کر لیا تھا، تو اب سکوت کی وجہ بظاہر کوئی نظر نہیں آتی، چونکہ آپ ہی قاضی صاحب سے خطوط لاتے رہے، اور میرے جواب لے جاتے رہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ دراصل آپ ہی اس بحث کے محرک ہیں، اس لئے یہ خط [illegible] لکھتا ہوں، آخر کوئی جواب تو آپ کو قاضی صاحب نے دیا ہوگا، چونکہ آپ کو تحقیقات حق کا شوق تھا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچنا چاہتے تھے، کہ آیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے یا نہیں، تو قاضی صاحب کو لازم تھا کہ وہ حسب تحریر خود، حضرت صاحب کی نبوت کو قرآن شریف اور ان کی اپنی وحی سے ثابت کرتے، میں انشاء اللہ تعالےٰ قرآن شریف اور الہامات حضرت اقدس سے ثابت کرنے کے لئے حاضر ہوں [illegible] حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت ختم و بند ہے، [illegible] صاحب کی طرف سے کتابیں اٹھا اٹھا کر لاتے رہے، اور میرے ساتھ بحث مباحثہ کرتے رہے، تو اب شرائط کی منظوری کے بعد خاموشی کے کیا معنے ہیں، علاوہ ازیں آپ کی تسلی ہو گئی ہے یا نہیں کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے یا صرف مجددیت [illegible]

ولایت کا، جہاں تک میرا خیال ہے، قاضی صاحب بحث کو ٹالنے کی کوشش کریں گے، کیونکہ قاضی صاحب کی غیر حاضری میں، ایک پبلک مباحثہ ان کی مسجد میں مبائعین میاں صاحب کے ساتھ ہو چکا ہے، معلوم نہیں کہ آپ اس میں موجود تھے یا نہیں، بہرحال پبلک نے بالاتفاق اس وقت فیصلہ کیا تھا، کہ قاضی صاحب کی پارٹی کے لوگوں کو پوری شکست ہوئی ہے، اب اس اثر کو قاضی صاحب زائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور فی الحقیقت بحث نہیں کرتے،

۲۷ اکتوبر ۲۳ء — مرزا شاہ احمدی اپیل نویس بقلم خود

جواب

مجھ کو قاضی صاحب نے بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۲۳ء کی رات کو یہ جواب دیا، کہ میں مباحثہ میر صاحب کے ساتھ کرنے کو تیار نہیں ہوں، اگر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کی طرف سے کوئی دوسرا آدمی مقرر ہو، تو کرنے کو تیار ہوں، لیکن ان کی شرائط سے معلوم ہوا، کہ دوسرے کے ساتھ بھی بحث کرنے کو تیار نہیں ہے، اور یہ بھی کہا کہ دلاور خاں بھی انٹرنس پاس ہے، اور میری بھی تعلیم ان کے برابر ہے، اس کے ساتھ مباحثہ کرنے کو تیار ہوں، میری تسلی ہوئی، کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے نہیں کیا، بلکہ مجدد و محدث ہے، میں سمجھتا تھا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے، لیکن معلوم ہوا کہ یہ افترا ان پر لگاتے ہیں، میں تو اس مباحثہ میں حاضر نہ تھا، لیکن علم پا کر ایک دفعہ قاضی صاحب کے ساتھ اس کی نسبت گفتگو ہوئی، انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں نے اپنی انجمن کو لکھا تھا کہ مباحثہ نہ کرو، اور میں ناراض تھا لیکن انہوں نے مباحثہ کیا،

۲۸ اکتوبر ۲۳ء — (امام دین بقلم خود)

مسلم وو کنگ مشن

لنڈن یونیورسٹی کا ایک گریجوایٹ مشرف باسلام ہوا

تازہ ڈاک ولایت سے معلوم ہوا کہ ۲۲ ستمبر ۲۳ء کو مسٹر اے ہین جو لنڈن یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں؛ خواجہ نذیر احمد صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے، اور ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ مسٹر موصوف خاص قابلیت اور لیاقت کے نوجوان ہیں،

ہم امید کرتے ہیں اور اللہ تعالے سے دعا کرتے ہیں، کہ اس نئی روح کو اسلام کے لئے مفید ثابت کرے،

ہم خواجہ کمال صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کے پیچھے ان کے خلف رشید نے کامیاب اور مبارک قدم اس راہ پر رکھا جس پر وہ چل رہے ہیں،

خواجہ نذیر احمد وہاں انجینئری کی تعلیم کے لئے گئے تھے، جس سے فارغ ہو کر وہ شوقیہ طور پر امتحان بیرسٹری میں شریک ہو گئے جس کے کل امتحانوں میں بھی وہ کامیاب ہو چکے ہیں، وہاں وہ بیرسٹری کی ٹرم [illegible] پورا کرنے کے لئے ٹھیرے ہوئے ہیں،

خواجہ صاحب کا ارادہ تھا حج بیت اللہ کے بعد وہ ولایت کو چلے جائیں، لیکن بعض خانگی وجوہات انہیں ہندوستان کی طرف لے آئے، ایسے وقت میں مولوی یعقوب خاں صاحب مشن کا چارج خواجہ نذیر احمد کو دے آئے، خواجہ نذیر احمد اپنے خالی اوقات میں کبھی کبھی مشن کی خدمت کرتے رہے، ان کے مضامین اسلامک ریویو میں بہت تحقیق و قابلیت کے چھپ چکے ہیں، جن سے ہم امید کرتے ہیں، کہ [illegible] وقت جس میں مشن ان کے ہاتھ میں رہے گا، کامیابی [illegible] گا،

علاقہ سورت میں ارتداد

آریہ گزٹ ۱۸ اکتوبر ۲۳ء لکھتا ہے کہ بھڑوچ و سورت صوبہ بمبئی میں آریہ صاحبان شدھی کا کام کر رہے ہیں اور پانصد کے قریب یہاں مسلمانوں کو دام ارتداد میں پھنسا چکے ہیں [illegible] پران کی نظر ہے، امید ہے، کہ مسلمانوں کی تبلیغی انجمنیں جلد ادھر [illegible] اس علاقہ کی خبر لیں گی،

اسے ضرور پڑھئے

ناظرین کرام کی خدمت میں درخواست

نئے سال کے بجٹ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اخبارات اپنا بوجھ خود اٹھائیں، اسلئے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنا بقایا چندہ فوراً بھیجکر دفتر کو ممنون کریں، جن حضرات کی خدمت میں وی پی کئے جا رہے ہیں، وصول فرما کر دفتر کی امداد کریں، واپس کرنے سے [illegible] سخت نقصان ہوتا ہے، اس لئے براہ مہربانی [illegible] واپس نہ کریں۔

ایک دردمند دل کی آہ!

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم سے)

ذیل کا خط حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے لاہور پہنچنے سے پہلے اپنے برادر خورد خواجہ عبدالغنی صاحب کے نام بھیجا تھا، جس کے ساتھ کچھ عربی اشعار آپ نے اپنے برادر مکرم خواجہ جمال الدین صاحب کی وفات اور بعض جگر حاذثات پر لکھے ہیں، خواجہ صاحب کا یہ کلام امید ہے کہ ناظرین "پیغام صلح" کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوگا، اور وہ دعا کریں گے، کہ اللہ تعالے خواجہ صاحب کو ویسا ہی صبر و استقامت عطا فرمائے، جس کا اظہار انہوں نے ان اشعار میں کیا ہے،

نحمدہٗ و نصلی

عزیز عبدالغنی، السلام علیکم و رحمۃ اللہ، ذیل کے اشعار عربی کوئی شاعری نہیں، دل سخت دردمند ہے، کل ریل میں دل بھر آیا، درد نے ان اشعار کی شکل اختیار کی، میں اور عربی زبان، اور پھر اشعار، شان ربی، بہت سے سقم ان میں ہوں گے، لیکن نظر ثانی انہیں کرنا زخموں پر نمک پاشی کرنا ہے، خدا تعالے ہم پر رحم کرے،

(خواجہ کمال الدین)

جمال الدین اما غاب من عینی — اے جمال الدین، تو آنکھوں سے نہیں چھپا
تغاب کل حسن والجمال — بلکہ تمام حسن و جمال چھپ گیا

وفی قلبی اجدک یا حبیبی — اے حبیب میں تجھے اپنے دل میں پاتا ہوں
وان رحت الی الفردوس عالی — اگرچہ تو فردوس عالی کی طرف چلا گیا ہے

حمامتنا تطیر بریح شوق — ہماری فاختہ شوق کے پروں سے
الی وکر البقا للسیر عالی — عالم اعلےٰ کی سیر کے لئے بقا کے گھونسلے کی طرف اُڑ گئی

وقد ملت فی المشی هوناً والیوم — آپ تو چلنے میں آہستہ قدم تھے . . . .
لماذا اسرع من سیر الخیالی — لیکن آج آپ کیوں خیال کی رفتار سے بھی تیز قدم ہو گئے

الی البابور رحت للزیارۃ — میں تو آپ کی زیارت کے لئے جہاز کی طرف گیا
وقد ملت سارع للارتحالی — اور آپ کے قدم رحلت کی طرف تیز ہو گئے

وجدنی موت ابنی مستقیماً — اپنے بیٹے کی موت پر میں نے استقامت دکھلائی
وختم الیوم صبر بالکمال — لیکن آج صبر میرے اکمال (صبر استقامت) کے ساتھ ختم ہو گیا

بشیر[1] مات حزن لوجهک — بشیر کے مرنے پر تری وجہ سے مجھے غم نہ ہوا
احب انت من اهل عیالی — تو مجھے میرے اہل و عیال سے زیادہ پیارا تھا

وعینی ما لها علم بدمع — میری آنکھ آنسو سے آشنا نہ تھی
وعینا صارت الیوم و بالی — لیکن آج میری آنکھ اور دل چشمہ ہو گئے

وفی ظلمات بیتی کنت بدراً — میرے گھر کے ظلمات میں تو چودھویں رات کا چاند تھا
نهاری الیوم صار کاللیال — آج میرا دن راتوں کی طرح ہو گیا

علی شفتی عطش ثم عطش — میرے ہونٹوں پر عطش عطش ہو رہی ہے
لکم فی الخلد کاسات الوصال — آپ خلد میں وصل کے پیالے پی رہے ہیں

خلیجاً لم تکن بینی و بینک — مجھ اور آپ میں، عیال یا دنیا کی زینت یا حب مال نے کبھی خلیج پیدا نہیں کی
عیال زین دنیا حب مال

واکبر انت من کرمک و فضلک — آپ عمر میں، مجھ سے بڑے تھے لیکن آپ کے فضل و کرم نے آپ کیلئے میری باتیں امر و حکم بنا رکھے تھے،
لکم امر واحکام مقالی

انا فی البعد عن وطن لوجهک — میں تو وطن سے دور ہی رہا لیکن تیری وجہ سے میں افکار زمانہ سے الگ رہا
عن افکار النوازل کنت خالی

لنا فی ذاتکم رکن وبعدک — آپ کی ذات ہمارے لئے ایک رکن کا کام دیتی تھی
توکلت علی ذات الجلال — آپ کے بعد ہمارا بھروسہ خدائے ذوالجلال پر ہے

وکل من علیها فان طبعاً — ہر ایک چیز جو زمین پر ہے وہ طبعاً فانی ہے
ویبقی وجه ربک ذوالجلال — رب ذوالجلال ہی باقی ہے

وحبک زائل بالنفس فان — (اے انسان، نفس فانی کے ساتھ تیری محبت ایک امر زائل ہے، اسی ذات سے محبت کر جو زوال سے خالی ہو)
احب الذات باقیۃ الجلال

رضینا قسمۃ الجبار فینا — جو جبار نے ہماری قسمت میں کر دیا ہم اس پر راضی ہیں
وحمدک یا الٰهی کل حال — اے میرے اللہ تیرا شکر و حمد ہے

الٰهی نصبۂ جنات عدن — اے خدا اسے جنات عدن اور درجات عالی بخش
الٰهی اعطه دار المعالی

تقبل ربنا منا دعائک[2] — اے رب یہ میری دعا جو تجھ سے ہے اسے قبول فرما
وما کنت شقیاً بالسوال — اور میں تو اپنے سوال میں کبھی محروم نہیں ہوا،

(۱) حضرت اقدس مرزا صاحب [illegible] خواجہ بشیر احمد بی اے مرحوم پسر خواجہ صاحب جو ۲۳ سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے، (۲) یہ مصرعہ جناب [illegible]

حضرت خواجہ صاحب کا ایک ضروری خط

انکشاف حقیقت

بعض اخبارات میں خواجہ صاحب کے معتقدات کے متعلق بہت کچھ غلط بیانیاں ہوئیں، اور بعض نے اتفاقاً ان کی مصری تحریرات کی غلط ترجمانی کی جس پر ایک صاحب نے بسالمت قبلہ مولوی محمد عبداللہ صاحب آپ سے کچھ سوالات کئے، اس کے جواب میں جو خط حضرت خواجہ صاحب نے لکھا ہے وہ درج ذیل ہے: ایڈیٹر

مکرم حضرت قبلہ مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب عرض ہے کہ غالباً آپ نے کسی اخبار میں میرے الفاظ نہیں دیکھے ہوں گے۔ میری تحریروں کی ترجمانی جو یہاں کے اخباروں نے کی ان میں سے بعض نے عمداً حقیقت پر پردہ ڈالا۔ میں نے جن باتوں سے انکار کیا ہے۔ ان سے آپ کو بھی انکار ہے اور اس قسم کے اعلان میں کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلعم کے بعد میں کسی نبی کا قائل نہیں۔ مدعی نبوت یا مصدق مدعی نبوت کو میں دائرہ اسلام سے باہر سمجھتا ہوں۔ میرا اس وقت جماعت قادیان سے یا حرکت الاحمدیہ لندن سے کوئی تعلق نہیں نہ کسی ایسی جماعت سے تعلق ہے جنکو گورنمنٹ نے مقرر کیا ہوا ہو۔ میں حنفی المذہب ہوں اور تبلیغی معاملات میں میرا کسی فرقہ اسلام سے تعلق نہیں۔ یہ میری تحریر مندرجہ الاہرام اور دیگر اخبارات مصری کا خلاصہ ہے۔ اگر اسکے خلاف کوئی فقرہ ہو تو وہ پیش کریں۔ میرے بعد کے مضامین میں یہ امر بھی ظاہر کر دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعوی نہیں کیا۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند نے یہ باتیں دنیا میں پیش کیں۔ میں نے یہ بھی لکھ دیا کہ حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کو بھی اس سے تعلق نہیں اور ان کے عقائد بھی یہی ہیں۔ رہا میرا یہ عقیدہ۔ حضرت صاحب کے متعلق وہ وہی ہے جو اہل لاہور کا ہے۔ میں نے بعض علماء مصر سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس مضمون پر زبان عربی کچھ لکھ کر کافی روشنی ڈالوں گا تاکہ یہ لوگ رقم کی ترجمانی کی تکلیف سے بچ جائیں۔ البتہ ۱۹۱۲ء سے تبلیغ اسلام کے متعلق میں ہر ایک فرقی تعلیم سے الگ رہتا ہوں۔ (خواجہ کمال الدین)

اشاعت اسلام اور سلسلہ احمدیہ

اڈیٹر صاحب پیغام صلح! السلام علیکم

مسلم مشنریوں کی آپس میں شکر رنجی کی حالت آپ کے اخبار میں دلی افسوس کے ساتھ اکثر پڑھتا رہا ہوں جس میں آپ نے خصوصاً عبدالغفار الجیزی صاحب پر بڑا الزام رکھا ہے۔ میں ان واقعات پر غور کرتا ہوں تو آپ کا رویہ بھی بالکل الزام سے بری نہیں پاتا اسلئے مندرجہ ذیل سطور آپ کے اور ناظرین پیغام صلح کے غور فرمانے کے لئے ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے کہ آپ انہیں جلد سے جلد بحسنہ پیغام صلح میں، مع انکے جواب شائع فرماکر ہم لوگوں کو ممنون و مشکور فرمائینگے

(۱) آپ اسبات کے مدعی ہیں کہ آپ ممالک مغربی میں صرف تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ اور اس کام کے واسطے غیر احمدی اصحاب سے بھی چندہ وغیرہ لیتے رہتے ہیں۔ قریباً آٹھ سال کا ہوا کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ... کا دورہ کیا۔ غیر احمدیوں سے چندہ لیا اور ان کو اسلامک ریویو کا خریدار بنایا۔ یہاں ... میں جو خیالات انہوں نے ظاہر کئے۔ اس سے اپنے کو ایک نہایت روشن خیال ثابت کیا۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے جو محمد علی مونگیری کے ماننے والے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایسی حالت میں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ اپنے مشن میں غیر احمدی لوگوں کو کیوں نہیں لیتے۔ اور تبلیغ کے لئے کیوں نہیں بھیجتے مجھے یاد ہے کہ آپ نے "پیغام صلح" کی کسی گذشتہ اشاعت میں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالے نے صرف احمدیوں کو تبلیغ کے لئے بنایا ہے۔ اگر یہ دعوی قادیانی جماعت کرتی ہے تو کوئی شکایت نہیں کیونکہ وہ غیر قادیانی جماعت سے کسی قسم کی مدد نہیں لیتے ہیں۔ مگر آپ کے لئے مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

(۲) آپ فتنہ ارتداد کے میدان میں مبلغین بھیجنے کے متعلق جہاں متفرق جماعت مبلغین میں آپس میں شکر رنجی ہوتی رہی ہے برابر یہ لکھتے رہے ہیں کہ ہر جماعت کو خاص خاص مقام چن لینا چاہیئے اور جہاں ایک جماعت کے مبلغین موجود ہوں دوسری جماعت کو وہاں نہ جانا چاہیئے۔ تاکہ آپ نے یہ بھی دعوی کیا ہے کہ جہاں کسی دوسری جماعت کے مشنری گئے ہیں اپنے مبلغین کو بلا لیا ہے۔ اگر واقعی آپ کا ایسا خیال رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے برلن میں جہاں ایک اسلامی جماعت قبل سے موجود تھی۔ اپنا نمائندہ کو بھیجا۔ ممالک مغربی میں ابھی کئی جگہیں ہیں جہاں کسی جماعت کے مبلغین نہیں گئے ہیں۔ آپ اپنے مبلغین وہاں بھیج سکتے تھے۔ علاوہ اسکے عبدالجبار الخیری صاحب نے آپ کے مشن سے اسبات کی استدعا کی کہ آپ ہمارے ساتھ ملکر کام کریں۔ مگر آپ کے نمائندہ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم خود اپنی جماعت کے ماتحت ہیں۔ ان باتوں سے ہمارے کئی معزز اصحاب کو یقین ہو گیا ہے۔ اور مجھے بھی خود شبہ ہونے لگا ہے کہ یا تو آپ پوری پوری احمدیت کی (جماعت قادیانی کی طرح) اور اسلام کی نہیں (گو ہم بذات خود احمدیت کا اسلام کا متضاد نہیں سمجھتے) تبلیغ کرتے ہیں اور غیر احمدیوں سے چندہ لینے کی خاطر اسلام کی تبلیغ کا دعوےٰ کرتے ہیں یا کوئی دوسری بات اسکے اندر پوشیدہ ہے۔

چونکہ مجھے اسلام کی تبلیغ سے اور اسلامی مشن سے جا ہے وہ کسی فرقہ اور جماعت کی ماتحتی میں ہو۔ نہایت ہمدردی ہے (بلکہ ہم خود اپنے کو تبلیغ کے لئے وقف کرنے کے لئے تیار ہیں) اسلئے یہ آئے دن کے جھگڑے دیکھکر دل کو نہایت صدمہ ہوتا ہے۔ کاش اس بیکار کوشش کو غیر مسلموں کے خلاف صرف کیا جاتا۔ میں نے سمجھا تھا کہ آپ غیر احمدی مشن سے بھی بحیثیت مسلم ہونے کے ہمدردی رکھتے ہونگے اس وجہ سے ہم نے عبدالغفار خیری صاحب کو ایک خط بھی لکھا کہ چونکہ احمدی مشن قبل سے قائم کیا ہے وہ آپ لوگوں سے مدد لیں اور عبدالغفار صاحب نے اپنی آزاد خیالی سے کام لیکر لکھا کہ وہ خوشی سے ہمارے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر احمدی جماعت سے اسکی کوئی امید نہیں ہے۔ اب تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا خیال واقعی صحیح ہے کیونکہ آپ کا وہ جملہ کہ خدا تعالے نے صرف احمدی جماعت کو تبلیغ کے لئے بنایا ہے۔ برابر کھٹک رہا ہے۔

یہ مندرجہ بالا سطور مخالفانہ اعتراض کے طور پر نہیں لکھی گئی ہیں بلکہ دریافت حقیقت ہمارا مطلب ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو بہت جلد شائع فرماکر ہم لوگوں کے شکوک رفع کریں گے۔

اگر آپ اسکو چھاپنا مناسب نہ سمجھیں تو واپس بھیجکر مشکور کریں

اخبار احمدیہ

حضرت امیر اور دیگر احباب بخیریت ہیں۔ آپ کی توجہ آجکل تنظیم جماعت احمدیہ کیطرف خصوصیت سے مبذول ہے۔

پیغام صلح کے مقدمہ کی آئندہ پیشی ۱۳ نومبر کو ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب آجکل ایک مضمون عربی میں لکھ رہے ہیں۔ جو مصر کے اخبارات میں شائع کیا جائے گا۔ اور جس میں حضرت مسیح موعود کے صحیح دعاوی پیش کئے جائینگے۔

احمدیہ بستی کے متعلق اب یہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ ایک دوسرے مقام پر بسائی جائے۔ جو فیروز پور روڈ پر پہلے مقام کے قریب ہوگا۔ اس کے متعلق عنقریب باقاعدہ اعلان بھی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

اس نئے بجٹ میں اخبار پیغام صلح اور لائٹ کو علیحدہ صیغہ قرار دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اخبارات اپنا خرچ خود برداشت کریں۔ ہاں انجمن کی طرف سے ایک رقم معینہ بطور امداد مل جائیگی اس لئے احباب اخبار ... نے الفور بھیجدیں تاکہ کام میں مشکل پیش نہ آئے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

پنجاب کا آئندہ گورنر

ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ سر ایڈورڈ میکلاگن کے بعد آنریبل سر جان مینرڈ چیف کمشنر صوبہ سرحد پنجاب کے گورنر بنائے جائینگے۔

ہنگامہ زندان یرودہ

پونا، ۴ نومبر۔ مسٹر تاریمن سشن جج پونا کی عدالت میں ہنگامہ زندان یرودہ کے متعلق قیدیوں کے نمبرداروں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا آج سارے ملزم بری کر دئے گئے۔ مسٹر ان ڈی گنیڈگل نے ملزمین کیطرف سے پیروی کی تھی۔

پونا میں گھوڑ دوڑ

پونا۔ ۳۔ نومبر۔ تین معزز اشخاص نے "ٹرف کلب" (گھوڑ دوڑ کلب) کے "رو میزان کرنے والوں" کے خلاف میجر تھارن چھاونی مجسٹریٹ نے اجلاس میں شکایت کی اور درخواست کی کہ ان کے خلاف اذالہ حیثیت عرفی کے سمن جاری کئے جائیں کیونکہ انہوں نے مدعیوں کو گھوڑ دوڑ کے احاطوں سے نکال دیا تھا۔

مجسٹریٹ نے تینوں درخواستیں مسترد کر دیں اور فیصلہ کیا کہ "تیرہ ان کنندوں" کی کارروائی خلاف قاعدہ نہیں تھی۔ مدعی اپیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مسٹر ہورٹن سپرنٹنڈنٹ پولیس

جالندھر ۳۔ نومبر۔ آج صبح مسٹر ہورٹن سپرنٹنڈنٹ پولیس فوت ہو گئے۔ بم کا گولہ پھٹنے سے ان کے جو زخم آئے تھے ان کی وجہ سے سخت تردد پیدا ہو گیا تھا۔ اور ان کی حالت خطرناک تھی۔

وفد فلسطین دہلی میں

دہلی۔ ۳ نومبر۔ کل شام کو فلسطینی وفد مفتی حیفہ اور دوسرے دو اشخاص کی سرکردگی میں یہاں پہنچا۔ ان دو اشخاص میں سے ایک بیت المقدس کا باشندہ ہے۔ یہ وفد مسجد عمرؓ کی مرمت کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے یہاں ایک ہفتہ قیام کرے گا۔

سری و۔ شاستری اور فیصلہ کینیا

مدراس۔ ۴۔ نومبر۔ رائٹ آنریبل سری نواس شاستری بنگلور سے پیغام بھیجتے ہیں کہ مسٹر ویک نے یکم نومبر کی تاریخ کو حسب ذیل پیغام بھیجا ہے۔ میں آپ کو اور سارے ہندوستان کو ڈاکٹر سپرو کی ان دلیرانہ اور الہامانہ مساعی پر مبارکباد دیتا ہوں جو انہوں نے مسئلہ کینیا کا از سر نو آغاز کرانے میں استعمال کیں مستعمرات نے صاف طور پر ۱۹۲۳ء کی قرارداد عائد کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔

جاسوسی کا شبہ

گوجرانوالہ۔ ۳۔ نومبر۔ مولوی عبدالصمد صاحب سوہدروی و مسٹر عبدالحق وزیرآبادی سرحد پشاور پر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور ان پر یہ شبہ کیا گیا ہے کہ وہ کسی غیر ملک کو جاسوسی کے لئے جا رہے تھے چونکہ ابھی وہ پولیس کی حراست میں ہیں اسلئے مزید حالات معلوم نہیں ہوئے (زمیندار)

فیروز پور اور مکتسر سے جتھوں کی روانگی

فیروز پور ۴۔ نومبر۔ مختلف مقامات سے سیاسی سکھ فیروز پور جیل میں لائے گئے۔ ایک جتھا جیتو کو روانہ ہوا تھا جس میں سے ایک شخص کو گرفتار کر لیا گیا۔ مکتسر سے ایک جتھا یہاں آ پہنچا۔

جیتو میں دو اور جتھے گرفتار کر لئے گئے

مکتسر سے حسب معمول جتھے روانہ ہو رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

کوہاٹ اور لنڈی کوتل کے قاتلین

پشاور۔ ۳۔ اکتوبر۔ ان اطلاعات سے بہت دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ حکومت افغانستان کوہاٹ اور لنڈی کوتل کے قاتلین کو جبراً کابل میں لانے کی غرض سے بہت سرگرمی کا اظہار کر رہی ہے۔ وہ ہنوز موریا پہاڑ کی غاروں میں پناہ گزین ہیں۔ بہرکیف اب تک یہ مساعی ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

"رنگیلا رسول" کے مصنف کی گرفتاری

لالہ پوتا رام لکھنیہ ایڈیٹر "ملیچھ تورڑ" کل ۴ نومبر کو گرفتار کئے گئے ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو لکھ کر ہندو مسلم دونوں اقوام میں منافرت پھیلانے کا جرم کیا ہے۔

اخبار "کیسری" کے دفتر کی تلاشی

کتاب "ملیکش تورڑ" کے مسودہ کو حاصل کرنے کی غرض سے آج ۵ نومبر کی صبح سے اخبار "کیسری" لاہور کے دفتر کی تلاشی ہو رہی ہے کیونکہ "ملیکش تورڑ" کا اشتہار کیسری کے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ اخترؔ کی طرف سے بحیثیت منیجر شاردا بک ایجنسی دیا جا رہا تھا۔ لالہ دینا ناتھ کے مکان کی تلاشی بھی ہو رہی ہے۔

قبول اسلام

عزیز الحق صاحب مبلغ شعبہ تبلیغ الاسلام جمعیت علماء ہند جنید سے اطلاع دیتے ہیں کہ توم دہانگ سے ایک مرد اور ایک عورت مشرف بہ اسلام ہوئے مرد کا نام علی احمد اور عورت کا نام کریمن رکھا گیا۔

معتمدین خلافت امرتسر کا مقدمہ فیصل

امرتسر۔ ۵ نومبر۔ آج سردار دیال سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول نے مولوی حسام الدین اور مولوی عبدالعزیز معتمدان خلافت کو دفعہ ... ضابطہ فوجداری ... ایک ایک سال کیلئے ... یا سال قید محض برداشت کریں ... دونوں نے اول الذکر ...

کو ترجیح دی اور ضمانتیں داخل کردیں۔

اکالیوں کا مقدمہ

فریقین کے وکلاء کی درخواستیں

امرتسر ۵ نومبر۔ آج جیل کی ایک بارک میں مسٹر جی سے اینڈرسن سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں گیارہ بجے اکالی رہنماؤں کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی جو زیر دفعات ۱۲۰ ب ۱۲۱ الف ۱۲۴ الف تعزیرات ہند اور ۱۷ (۲) ترمیم ضابطہ فوجداری سازش بغاوت اور ملک معظم کے خلاف جنگ کرنے کے الزام میں چلایا گیا ہے۔

فریقین کے پیرو کار

۵۹ میں سے اڑتالیس ملزم جو اب تک گرفتار ہو چکے ہیں۔ عدالت کے کمرہ میں لائے گئے۔ تاج برطانیہ کی طرف سے مسٹر سی پیٹ مین اڈوکیٹ لاہور نے رائے بہادر جوالا پرشاد وکیل سرکار پیش ہوئے۔ اور خان بہادر احمد خان سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی پنجاب۔ مسٹر ڈی ایم سمتھ سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی بھی موجود تھے۔ رائزادہ بھگت رام ایڈوکیٹ جالندھر۔ میسرز رگھوناتھ سہائے۔ سنت سنگھ لائلپوری نرائن سنگھ (گوجرانوالہ)، بان سنگھ۔ راجا سنگھ محمد صادق اور بہت سے اور وکلا ملزموں کی طرف سے پیروکار تھے۔ ڈاکٹر کچلو، سردار بچا سنگھ دسمندری کے قانونی مشیر تھے۔ دیگر سربرآوردہ شخصیتوں میں سے لالہ لاجپت رائے جو آج صبح یہاں تشریف لائے تھے۔ لالہ گردھاری لال اور دیگر اشخاص حاضر تھے۔ مسٹر سنتانم باہر تشریف فرما تھے۔

سماعت کی تاریخ کا التوا

مسٹر پیٹ مین نے ایک درخواست کی کہ اور ملزم بھی ہیں جو گرفتار بھی ہو چکے ہیں۔ اور نابھ میں ابھی تک یہاں نہیں پہنچے۔ تین دن کے اندر وہ یہاں نہیں پہنچ سکتے جمعہ کے روز وہ پہنچ جائیں گے۔ اسلئے مقدمہ کی تاریخ ملتوی کردی جائے۔ عدالت اس امر پر رضا مند ہوگئی اور ۱۳۔ نومبر کی تاریخ مقرر کردی گئی۔

مختصر دلچسپ خبریں

مسٹر بونرلا سابق وزیر اعظم انگلستان مرض نمونیا سے فوت ہوگئے۔

کہتے ہیں مصر میں ایک شخص یعقوب نامی نے نبوت کا دعوی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جو وہ ۱۹۲۴ء کے آخر میں کرے گا لیکن اس قسم کے مدعی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (ایڈیٹر)

ایڈیٹر "پرتاب" کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ و ۱۵۳ دائر تھا اس کا فیصلہ صاحب ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور نے گذشتہ منگل کو سنایا۔ ملزم کو ۵۰۰ جرمانہ یا تین ماہ کی قید کی سزا کا حکم ملا۔ ایڈیٹر صاحب نے جرمانہ ادا کردیا۔ اب غالباً ہائیکورٹ میں اسکی اپیل ہوگی۔

جرمن مارک ایک پونڈ کے ساڑھے چار کھرب ملتے ہیں۔

گورنمنٹ نے گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرت سر کو مجلس خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔ اور جو اخبار کمیٹی مذکور کے اعلانات کو شائع کریگا اس پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔

لارنس بت کے متعلق میونسپلٹی لاہور نے فیصلہ کیا ہے کہ گورنمنٹ اس بت کو موجودہ جگہ سے ہٹالے اور اپنے پاس رکھ لے۔

سر آغا خان نے لندن کے اخبار "ٹائمز" پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی دائر کیا ہوا تھا۔ ابتدائی [illegible]ت میں سر آغا خان کے موافق فیصلہ ہوا اب اس کا اپیل دائر ہے۔

پنجاب کے سابق لفٹننٹ گورنر میکائیل اوڈوائر نے سر سنکارن نائر پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی کیا ہوا ہے۔ مقدمہ کی سماعت انگلستان میں ہو رہی ہے۔ مگر ہندوستان کے گواہوں کی شہادت قلمبند ہونے کے لئے یہاں لاہور میں یکم نومبر کو پیشی ہوئی تھی۔ ملک عمر حیات خان صاحب ٹوانہ کی شہادت قلمبند کی گئی۔ آپ سابق لاٹ صاحب کے گواہ تھے۔

عثمانیہ یونیورسٹی کے ایک خاص اجلاس نے نظام حیدر آباد دکن کو سلطان العلوم کی اعزازی ڈگری دی۔

احمد آباد میں مولانا شوکت علی نے ہندو مسلم کشیدگی پر اظہار افسوس کیا۔

بقول اخبار زمیندار سوالی پت میں ہندو مسلم کشیدگی کی وجہ سے رام لیلا نہیں ہوئی۔ بقیہ بر صفحہ ہذا

انارکلی لاہور کا حادثہ

ایک خوفناک قاتل کا حیرت انگیز تہور

چھ گھنٹے تک گولی چلتی رہی

فسانہ سے زیادہ ہولناک حقیقت

لاہور۔ ۲۶۔ نومبر۔ کل پانچ بجے شام سے ۱۱ بجے شب تک۔ انارکلی بازار پولیس اور ایک خوفناک قاتل کے درمیان باقاعدہ جنگ ہوتی رہی اور دونوں طرف سے گولیاں چلتی رہیں۔ مختلف ذرائع سے حاصل شدہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر اے ایم ماٹن (جس کا اصلی نام عبدالمجید متین تھا۔ مشہور انگریزی مٹھائیوں کے سوداگر تھے دو تین روز پہلے اپنی بیوی کو پستول کے فائر سے قتل کردیا۔ اور دوسری بیوی پر بھی حملہ کیا۔ خوش قسمتی سے دوسری بیوی پستول کے نشانہ سے بچ گئی۔ یہ حادثہ مکان کی تیسری منزل پر واقع ہوا۔ جب دوسری بیوی پستول کی گولیوں کا نشانہ نہ بنی تو قاتل نیچے کی منزل میں اترا۔ دوسری بیوی کا بیان ہے کہ وہ غالباً پستول میں گولیاں بھرنے اور شراب پینے کے ارادہ سے نیچے اترا تھا۔ اسوقت بیوی کو باہر نکلنے کا موقع ملگیا جو برقعہ اوڑھ کر اپنی کسی سہیلی کے یہاں چلی گئی۔ سہیلی کے مشورہ سے اس نے تھانہ میں جاکر اپنی سوکن کے قتل کی اطلاع دی۔ ۲۴ نومبر کو پولیس کو اطلاع ملی۔ جس نے ۴ اور ۵ نومبر کی درمیانی شب کو ماٹن صاحب کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ کہتے ہیں کہ ماٹن صاحب نے لوئی اور عورت اپنے پاس بلا رکھی تھی۔ جسے وہ اپنی پہلی بیوی کی جگہ پولیس کو دکھلاتا رہا۔ پانچ کی صبح کو پولیس اس عورت کو ساتھ لیکر ماٹن صاحب کی دوسری بیوی کے پاس آئی تاکہ اس سے شناخت کرائی جائے۔ دوسری بیوی نے کہدیا کہ یہ مقتولہ نہیں ہے۔ اس پر پولیس نے ماٹن صاحب کو گرفتار کرنا چاہا جو اپنے مکان کے اندر محصور ہوا بیٹھا تھا۔ پانچ نومبر کو ماٹن کی دوکان تو کھلی رہی۔ لیکن اوپر کی منزل کے دروازہ اس نے بند کر رکھے تھے۔

پولیس کی آمد

برابر کے مکان کی چھت پر سے پولیس کے سپاہی ماٹن کے مکان کی چھت پر پہنچے۔ اسوقت وہ دوسری منزل کے صحن اور برآمدہ میں ٹہل رہا تھا۔ پولیس نے کئی ایک طریقوں سے اسکو گرفتار کرنا چاہا لیکن ناکامی ہوئی۔ کیونکہ اس نے دروازے مقفل کرلئے تھے۔ آخر چھت میں شگاف کیا گیا۔ تو اس نے اسی شگاف کی راہ سے فائر کیا۔ پولیس کے سپاہی گولی کی آواز سنکر بھاگے۔ چھت پر سے پولیس ہٹی تو اس نے سڑک پر جو پولیس کے آدمی کھڑے تھے ان پر فائر کیا۔ ایک سپاہی کے پہلو میں گولی لگی۔ اس کے بعد اس نے دوسرا فائر کیا جو ایک اور شخص کی ناک اڑا لے گیا۔

بے پناہ فائر

اس کے بعد قاتل نے بے پناہ فائر شروع کردیے اور سڑک پر گذرنے والوں اور سامنے کے دوکانداروں میں سے چھ سات اشخاص کو گرا لیا۔ فائر کا ہونا تھا کہ انارکلی کے سامنے کا میدان خالی ہوگیا۔ یہ واقعہ پانچ بجے شام کا ہے۔ اس کے بعد پولیس مسلح ہوکر آئی اور اس نے سامنے کے مکان میں مورچہ بندی کی۔

دونوں طرف سے فائر

اب ماٹن صاحب اور پولیس کے درمیان جنگ شروع ہوگئی دونوں طرف سے فائر ہوتے رہے اور یہ قصہ بھی لاہور کے بازاروں میں ہوا کی طرح پھیل گیا۔ لوگ جنگ کا تماشا دیکھنے کے لئے جوق جوق جمع ہوگئے۔ ایک طرف نیلے گنبد کے چوک اور چوراہے میں لوگوں کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے۔ اور دوسری جانب مارکیٹ کے سامنے سڑک پر خلقت کا ہجوم تھا۔ اور دونوں طرف سے گولیاں چل رہی تھیں۔ پولیس نے ہمت و جسارت سے کام لیکر چھت پر ہجوم کیا اور وہاں پر بھی پولیس کا قبضہ ہوگیا لیکن دوسری منزل پر جانے کی کسکو جرات نہ ہوتی تھی۔ ماٹن صاحب مورچہ بندی کرکے فائر کرنے میں مشغول رہا۔ تین گھنٹہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔

واٹر پمپ

نو بجے کے قریب فائر بریگیڈ کا واٹر پمپ لایا گیا تاکہ ماٹن صاحب کی آتش غضب کو پانی سے بجھایا جائے۔ اور مکان پر کھڑکیوں کے ذریعہ سے پانی پھینکا گیا۔

دو مسلح گاڑیوں کی آمد

جب واٹر پمپ سے کار برآری نہ ہوسکی تو دو مسلح گاڑیاں لائی گئیں جن کے اندر [illegible] پولیس کے سپاہی قلعہ بند ہوکر بیٹھ گئے۔ [illegible] میں قاتل ساتھ کے مکان میں چلا گیا۔ جو اس کی ملکیت تھا۔ اس نے مکان کے غسل خانہ سے فائر کرکے اپنے وہاں ہونے کا ثبوت دیا۔ مکان پر بندوقوں اور لوئیس گن کے فائر کئے گئے اور پمپ کے ذریعہ سے پانی کی موسلادھار بارش کی گئی۔ چھت کے شگاف میں بھی پانی پھینکا گیا۔

اس کے بعد قاتل کی طرف سے فائروں کا جواب آنا موقوف ہوگیا۔ اور پولیس نے جرات و مردانگی سے کام لیکر مکان کی تلاشی لی۔ دوسرے مکان کے غسلخانہ میں اس کی نعش پائی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ قاتل کے پیٹ اور ماتھے میں گولیاں لگی ہیں جو خیال کیا جاتا ہے کہ پولیس کے فائروں کی ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قاتل نے خودکشی کرلی۔

مقتولین و مجروحین کی تعداد

اس چپقلش میں پانچ آدمی مقتول اور چھ مجروح ہوئے۔ پولیس کے صرف ایک آدمی کا نقصان ہوا۔ یہ بھی سنا ہے کہ مکان میں سے قاتل کی دو بیویوں کی نعشیں بھی برآمد ہوئی ہیں۔ لیکن یہ امر ابھی تصدیق طلب ہے۔

بنائے فساد

بنائے فساد کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں لیکن ابھی کوئی مصدقہ اطلاع موصول نہیں ہوسکی۔ کوئی کہتا ہے کہ اسکی پہلی بیوی بدچلن تھی۔ اس لئے ماٹن نے اسے قتل کردیا۔ کوئی کہتا ہے کہ ماٹن کو یہ شبہ ہوگیا تھا کہ میری بیویاں مجھے زہر دینا چاہتی ہیں۔ اسلئے وہ اس فعل کا مرتکب ہوا۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے قتل کا ارتکاب ہی نہیں کیا۔ غرضکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ رات کے وقت پولیس اور خوفناک جنگ میں مشغول تھی اور ہجوم کے لوگ اس کی بہادری اور شجاعت پر آوازے کس رہے تھے۔ . . . . .

. . . .

. . . .

. . . . بہرحال انارکلی میں ایسی حیرت انگیز اور سنسنی پھیلانے والا واقعہ ہوا ہے کہ ملک کے کئی ناولسٹ اسے اپنے قلم کو حرکت میں لائینگے۔ کل شام سے سارے شہر کی زبان پر متین یا ماٹن کا کلمہ جاری ہے۔ اور بچے بوڑھے اسکی باتیں کر رہے ہیں۔ آج صبح خدا جانے کسی تقریب پر توپ کے چند فائر ہوئے تو لاہور والے اپنی اپنی جگہ پر چونک گئے کہ شاید پھر ژدہ ہوگیا۔ مزید تحقیقات کے بعد اور حالات بھی شائع کئے جائینگے۔ اور غالباً پولیس بھی اپنی رپورٹ شائع کریگی۔

(زمیندار)

ممالک غیر

دولت خداداد افغانستان کا جدید دارالسلطنت

پشاور۔ ۳ اکتوبر کابل کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حال ہی میں امیر صاحب نے ایک زبردست اجتماع کے روبرو اپنے جدید پایہ تخت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقعہ پر آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں اس ضرورت کی توضیح و تشریح کی [illegible] مزید آبادی کی سکونت کے لئے مقام کو وسعت دی جائے۔ کیونکہ افغانستان کی تجارتی اور تمدنی ترقی کی وجہ سے مستقبل قریب میں بہت لوگ کابل کی طرف مائل ہوں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جدید شہر کا خاکہ [illegible] تیار کیا گیا ہے۔ اسکی خصوصیات میں وسطی پہاڑی ہے۔ جس پر سرکاری عمارات تعمیر کی جائینگی۔

روہر میں جمہوریت کا اعلان

کولون، ۴۔ نومبر۔ انقطاع پسندوں نے کریفیلڈ میں جمہوریت کا اعلان کردیا۔ اور مکانوں کی تلاشی لیکر شکاری بندوقوں پر قبضہ جما لیا۔

کوڑی کے تین تین لاکھ

نیویارک۔ ۴ نومبر۔ جرمن مارک بالکل بے حقیقت ہوگئے ہیں تیس تیس سنٹ کے تین تین پدم مارک ہوگئے ہیں۔ تبادلہ کی منڈیوں نے مارک لینے سے انکار کردیا ہے۔

برلن۔ ۴۔ نومبر۔ نیویارک میں مارک کی قیمت کے گرجانے سے یہاں کی خوراک کی منڈیوں میں حالت بہت نازک ہو رہی ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

الصحائف

ہفتہ میں دوبار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

پیغام صلح

جلد ۱۱ — نمبر ۴

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۲۳ء

سرینگر کشمیر میں تبلیغ اسلام

آریہ سماج سے درخواست مباحثہ

سرینگر کشمیر میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ہونے والا تھا، انہیں ایام میں مجھے صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شعبہ تبلیغ ہند نے سرینگر جانے کے لئے حکم بھیجا، چنانچہ میں پشاور سے روانہ ہو کر ۲۰ جولائی ۲۳ء کو سرینگر میں ایام جلسہ میں پہنچ گیا، میں جب اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر جلسہ میں گیا، جو کہ حضوری باغ میں ہو رہا تھا، لیکچر گاہ میں پہنچکر معلوم ہوا کہ بڑے بڑے لیکچرار پنجاب و ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں، جلسہ میں کثرت سے ہندو مرد اور ہندو خواتین موجود تھیں، اور ایک معقول تعداد میں مسلمان بھی شریک تھے، لیکچرار ان کی اصل غرض یہ تھی کہ تحریک اشاعت سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تجویز کو وادی کشمیر میں بھی عملی جامہ پہنایا جائے، اثنا لیکچروں میں آریہ لیکچراروں نے مذہب اسلام اور حضرت نبی کریم کی ذات والا پر بہت بیباکی اور غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے سراسر بے بنیاد الزامات لگائے، اور مغالطہ دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، ان واقعات کو دیکھ کر ہماری طرف سے ایک چٹھی بنام سیکرٹری صاحب جلسہ بھیجی گئی، جس میں یہ خواہش کی گئی کہ مسلمانوں کو بھی واقعات بیان شدہ کی تنقید اور حضرت نبی کریم صلعم کی پاک سیرت کو اصلی شکل میں پبلک کے روبرو پیش کرنے کے لئے اور وید ک دھرم کی تعلیم پر روشنی ڈالنے کے لئے عین جلسہ میں کچھ وقت دیا جائے، مگر افسوس ہے انہوں نے ہندو پبلک کے سامنے اس طرح پر اصلیت ظاہر کرنے کا ہمیں موقعہ دینا پسند نہ کیا، اور خود ہی غلط بیانات اور فرضی واقعات کو بلا تنقید وجرح قدح دہراتے رہے،

لیکچراروں پر اتمام حجت کرنے نیز حاضرین جلسہ کو نتیجہ خط و کتابت سے واقف کر دینے کی غرض سے یہ ضروری سمجھا گیا۔ کہ کچھ زبانی گفتگو بھی کی جائے، چنانچہ ہماری طرف سے ایک نوجوان بی اے کلاس کے طالب علم نے کھڑے ہو کر صدر جلسہ سے وقت کے متعلق استدعا کی، مگر ایک شخص گوپی چند نامی نے کھڑے ہو کر پرجوش لفظوں میں کہا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہر وقت بحث کے لئے تیار ہوں، مگر سماج کے سکرٹری صاحب نے اسی وقت کہہ دیا، کہ ہم اس بحث کے ذمہ وار نہ ہوں گے، فریقین اس کا فیصلہ خود باہم کر لیں، اس پر ہماری طرف سے ایک رقعہ گوپی چند صاحب بنام [illegible] کے نام لکھا گیا، کہ آج ہم کو ہماری درس گاہ میں حسب معمول وعظ ہوگا، آپ حسب وعدہ تشریف لائیں، لالہ جی نے پھر سٹیج پر کھڑے ہو کر شکریہ ادا کیا، ہماری طرف سے ان کو کہا گیا: [illegible]

فضول [illegible] ہوئے، بلکہ بعض کشمیری پنڈت بھی میرے ساتھ باہر نکل آئے، یہ کہتے ہوئے کہ آریہ صرف اسلام ہی پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ دوسرے تمام مذاہب پر اعتراض کرنے کے یہ علمبردار ہیں،

الزامات کا ازالہ

جب ہم جلسہ سے باہر چلے گئے، تو نماز ظہر کا وقت تھا، چنانچہ مسلمانوں نے باجماعت نماز ادا کی، اس کے بعد چند کشمیری صاحبان کی استدعا پر یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان الزامات کا ازالہ کیا جائے، جو آریوں نے اسلام کے خلاف لگائے تھے، چنانچہ موضوع پر اسی باغ میں مولوی علی اللہ صاحب وکیل کشمیری اور خاکسار نے مختصر تقاریر کیں، اور آریوں کے الزامات کی پوری تردید کی گئی، اس کے بعد ہم لوگ اپنے درسگاہ واقعہ فتح کدل پر گئے، اور [illegible] بالہ گوپی چند صاحب کا انتظار کرتے رہے، تا کہ تا [illegible] ان کی توجہ میں ہو، کہ اس اثنا میں [illegible] ان کی ایک چٹھی آ گئی جس میں لکھا تھا کہ میرا [illegible] ہو گیا ہے اور حاضری جلسہ سے معذور ہوں، اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وکیل کشمیری اور خاکسار نے تقاریر کیں، جن میں قرآن کریم اور وید مقدس کی تعلیمات کا مقابلہ کیا گیا، اور آریوں کے بے بنیاد الزامات کی حقیقت کھولی گئی،

قابل افسوس امر

یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس موقعہ پر سرینگر کے مولوی صاحبان نے کوئی دلچسپی نہ لی، آریہ پرچارک کہاں دور دراز ممالک سے تکالیف سفر اٹھا کر آئے، مگر مولوی صاحبان نے سرینگر میں موجود ہوتے ہوئے چند قدم اٹھانے کی تکلیف گوارا نہ کی، یا ان کو اس ضرورت کی اہمیت کا احساس نہ ہو،

تقاریر کا سلسلہ

اس موضوع پر ہماری طرف سے متواتر دس تقاریر درس گاہ میں اور ایک مسجد واقعہ محلہ ملک آنگن ہوئیں، جن میں کثرت سے مسلمان اور کچھ کشمیری پنڈت بھی شامل ہوتے رہے، مسلمانوں نے ان تقاریر کو بہت شوق اور دلچسپی سے سنا، اور بہت محظوظ ہوئے،

پنجاب کے مختلف اضلاع میں جو اسلامی انجمنیں مسلمانان کشمیر کی ترقی اور بہبودی کے سلسلہ میں کام کر رہی ہیں، ان کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف آجکل زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیئے، کیونکہ فتنہ ارتداد کی آگ کے شعلے یہاں تک پہنچ چکے ہیں، اور آریہ سماجی زور و شور سے اس ملک میں اس تحریک کو جاری کرنے پر تیار ہو گئے ہیں، اس ملک کشمیر میں ۹۵ فیصدی مسلمان اور ۵ فیصدی دیگر مذاہب کے پیرو ہیں، مگر مسلمان بے علم اور خاصکر مذہبی تعلیم سے ناواقف اور دنیوی [illegible] بہت [illegible] ہیں،

علماء کی حالت

یہاں کے طبقہ علماء کی حالت بھی بہت قابل رحم ہے جس کا اندازہ ایک دو مثالوں سے بخوبی ہو سکے گا، ایک ہندو مسلمان ہونے کے واسطے سرینگر کے کسی بڑے مولوی صاحب کے پاس گیا، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ میرا کام وعظ خوانی ہے، کسی کو مسلمان کرنا میرا کام نہیں، یہ کام فلاں مولوی صاحب کا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

دوسرے مولوی صاحب نے بھی جو اپنے تئیں بڑا مقتدر اور پہلے مولوی صاحب کا ہم پلہ سمجھتے ہیں، کورا جواب دے دیا، بالآخر وہ ایک غریب مولوی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا،

ایک اور بات قابل ذکر ہے، اس جگہ ایک بڑا ابریشم کا رخانہ ہے جس میں مسلمان کثیر تعداد میں کام کرتے ہیں، کارخانہ کے مسلمانوں نے درخواست دی کہ ان کو بجائے اتوار کے جمعہ کے دن تعطیل ہونی چاہیئے تا کہ وہ فریضہ نماز جمعہ مسجد جامع میں ادا کر سکیں، یہ درخواست ایک بڑے مولوی صاحب کے پاس [illegible] غرض تصدیق وکیفیت بھیجی گئی، جس پر آپ نے ادائے [illegible] کہ جمعہ کی تعطیل کی کوئی ضرورت نہیں بس کیا تھا درخواست نامنظور ہو گئی،

گر ہمیں مکتب است ایں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

شومئی قسمت سے اگر کوئی مسلمان یہاں متمول ہے، تو اس کو اپنے تعیش اور امیری سے سروکار ہے، مذکورہ بالا خواص و عوام مسلمانان کشمیر کی حالت کو مدنظر رکھ کر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے، کہ دیگر مسلمان بھائی اور بالخصوص کشمیری مسلمانان جو پنجاب و ہندوستان میں اقامت پذیر ہیں اور صاحب استطاعت ہر طرح سے قابلیت رکھتے ہیں، اپنی توجہ کا کچھ حصہ اس طرف بھی مبذول کریں، دلخوش کن اور نمائشی دھواں دار تجاویز کے پاس کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا، اگر اس کے ساتھ عملی پہلو نہیں، اگر ان تجاویز کو اکٹھا کیا جائے، جو پنجاب کی انجمن مسلمانان کشمیر و محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس و مسلم لیگ کی طرف سے وقتاً فوقتاً پاس ہوئے ہیں، تو ان سے ایک طومار بنتا ہے، اگر ان پر عشر عشیر بھی عملی کارروائی ہوتی، تو بہت مفید نتائج پیدا ہو سکتے تھے، بقیہ بر صفحہ ۹ کالم [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۴

واقعہ صلیب ایک نئے رنگ میں

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہمیت

(۳)

اس مضمون کی گذشتہ اقساط میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ مسلم ورلڈ کے نامہ نگار کے جواب میں تھا، اصل میں یہ مضمون انگریزی میں لکھا گیا تھا، کہ یہی وہ زبان ہے جس میں ہم نامہ نگار مذکور کو مخاطب کر سکتے ہیں، اردو میں ان کو جواب دیتا تو زبان آں پسہ ترکی و من ترکی نے دانم کا مصداق تھا، اس لئے انگریزی ہی میں جواب دیا گیا، چنانچہ انگریزی کا مضمون دو انگریزی پرچوں میں چھپ چکا ہے، اگر نامہ نگار مذکور نے بھی اس موضوع پر کوئی نئی جدت طرازی کی جس کی ہمیں توقع نہیں، کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے، وہ قطعی الدلالت ہے تو پھر ہم بھی اس پر انشاء اللہ قلم اٹھائیں گے، وباللہ التوفیق،

ہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ایک اعتراض جو انگریزی زبان میں ہوا، اور انگریزی زبان ہی میں اس کا جواب ہو چکا "پیغام صلح" کے کالموں کو اس سے کیا نسبت تھی ... یہاں کی ...

اس کا جواب یہ ہے کہ علی العموم ہمارے مخالف مسلمان جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدمات اسلامیہ اور زمانہ کی روش سے ناآشنا ہیں، لکھ دیا کرتے ہیں، کہ یہ کیا ضرور ہے کہ احمدی ہی مغرب میں تبلیغ اسلام میں کامیاب ہوں،

اس استعجاب کی اصل وجہ یہ ہے، کہ لوگ علی العموم سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے ناواقف ہیں، نہ انہیں یہ معلوم ہے کہ دنیا میں آج اسلام پر کس قسم کے اعتراضات ہوتے ہیں، نہ یہ علم ہے کہ ان اعتراضات کا جواب صرف سلسلہ احمدیہ کے خیالات ... بن پڑتا ہے، ہم نے مسلم ورلڈ کے نامہ نگار کے مضمون کا ملخص ہدیہ ناظرین کر کے دکھایا، کہ خود مسلمانوں کے مسلمات کے لحاظ سے فائدہ اٹھا کر مسیحی مبلغین کس قسم کے اعتراضات اسلام پر کر لیتے ہیں، مثلاً نامہ نگار کا یہ اعتراض کہ جو شخص حضرت مسیح کی شکل میں متشکل ہو گیا اس کا نام نہ قرآن مجید میں درج ہے نہ حدیث صحیحہ میں، بلکہ جن مفسرین نے اس کا ذکر کیا ہے، انہوں نے مختلف نام لئے ہیں جس سے کسی ایک پر اتفاق نہیں ہو سکتا، ٹھیک ہے، اب اس اعتراض کا جواب اُن لوگوں سے قطعاً بن نہیں پڑتا، جو اس کہانی کے قائل ہیں، کہ حضرت مسیح کی جگہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھ گیا تھا، اور خود حضرت مسیح آسمان پر چلے گئے یہ عجیب بات ہے کہ ایک شخص کا ذکر بطور ضمیر قرآن مجید میں درج ہو اور اس کا نام کہیں سارے قرآن میں موجود نہ ہو، عقل سلیم اس کو تسلیم نہیں کرتی، اس لئے عیسائی نامہ نگار نے اس پر بڑا زور دیا ہے اور اس قسم کے خیالات کو جن سے یہ پایا جائے، کہ کوئی اور شخص حضرت مسیح کی جگہ مصلوب ہوا قطعی طور پر پایۂ اعتبار سے ساقط مانا ہے، اب ہمارے علماء کرام ہی بتائیں کہ اس اعتراض کا جواب ان کے پاس کیا ہو سکتا ہے، گھر میں بیٹھ کر کفر کے فتوے تیار کر لینا ایک دوسرے کو گالیاں دے لینا نہایت آسان ہے، مگر معترض اسلام پر عقلی و نقلی طریق سے اتمام حجت کرنا بڑا مشکل ہے، مسیحی دنیا یقیناً معقول پسند واقع ہوئی ہے، وہ اس قسم کی طفل تسلیوں سے خوش نہیں ہو سکتی، نہ ہمارے کفر و فسق کے فتوے ان کو ڈرا سکتے ہیں، ہمیں ان کے سامنے معقول باتیں پیش کرنی چاہئیں، اور یہ بات قطعی طور پر پایۂ اعتبار سے ساقط ہے، کہ جس شخص کا ذکر قرآن مجید میں بطور ضمیر درج ہو، نام نہ قرآن مجید میں موجود ہو نہ حدیث میں صحیح مفسرین میں بھی اختلاف ہو،

غرض اس اعتراض کا جواب اگر کوئی فرقہ دے سکتا ہے تو احمدی فرقہ ہی ہے۔ اسی لئے احمدی حضرات مغرب میں تبلیغ میں غیر معمولی طور پر کامیاب ہوتے ہیں، ہم سے سوال کیا جاتا ہے کہ تم کیوں کہتے ہو کہ احمدی میدان کے مرد ہیں، ہم کہتے ہیں، آخر واقعات بھی کچھ چیز ہیں ... کی شہادت ہے، احمدی ہی آجنگ تبلیغ کے دھنی ثابت ہوئے ہیں، پھر جس مبلغ کے پاس وہ ہتھیار نہیں، جن سے وہ تبلیغ کرے، وہ عقائد حقہ نہیں، جن سے وہ معقول لوگوں کو قائل کر سکے وہ میدان تبلیغ میں جا کر کیا کرے گا؟ کیا وہ سپاہی بھی لڑ سکتا ہے جس کے پاس نہ توپ ہو نہ تفنگ، یقیناً یاد رکھو کہ حیات مسیح کا مسئلہ مغرب میں اسلام کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے، اسلام اس سے پھیل نہیں سکتا، بلکہ مسیحی مبلغوں کے ہاتھ میں یہ مسئلہ اسلام کے خلاف ایک زبردست حربہ ہے،

ہاں بتحدیث نعمت کے طور پر ہم یہ کہنے سے رُک نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود کے وساطت سے ہمیں وہ علم کلام دیا ہے اور عقائد صحیحہ دیئے ہیں کہ ہم اس حربہ کو مسیحیت کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں، اور اس کامیابی سے استعمال کر سکتے ہیں، کیا ... قائل ہو چکی ہے، اور ابھی انشاء اللہ ہوگی،

ہمارا فرض

دیگر مذاہب خصوصاً عیسائیوں کی مذہبی سرگرمی کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے، کہ قریباً ساری دنیائے مسلمان خواب غفلت میں سو رہے ... میں کہ اتنی جد و جہد ہو رہی ہے، اس لئے خدا کے لئے عام مسلمان اور خصوصاً ہماری جماعت کے کل افراد خواب غفلت سے بیدار ہو کر حفاظت اور اشاعت اسلام کی کچھ عملی کاروائی کریں، اس سلسلہ میں برائے نام شمولیت سے نہ تو اسلام کو کچھ فائدہ ہے اور نہ شامل ہونے والے کو، بلکہ حضرت مسیح موعود کا اس سلسلہ میں لوگوں کو شامل کرنے کا اصل مقصد یہی تھا، کہ دنیا میں ایک خوم اسلام جماعت پیدا ہو، جو اپنے ہر قول اور فعل سے یہ ثابت کر دے، کہ اس نے دین کو دنیا پر فی الحقیقت مقدم کر لیا ہے، ... اور دین کی ضروریات سے غافل انسان کا جماعت احمدیہ میں شامل ہونا بے فائدہ ہے حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل ہو کر ہر ایک بھائی کو اپنی اصلاح کر کے اشاعت اسلام کے لئے دوش بدوش کھڑا ہو جانا چاہیے، لیکن اب صورت حالات کیا ہے، اکثر بھائی سہارے اور بلاوے کے انتظار میں رہتے ہیں، کہ کوئی ... انہیں بلائے تو وہ خدمت دین کے لئے بڑھیں اور اموال خرچیں، ایک ایسی قوم کو جو اس بات کی مدعی ہے کہ وہ جیتی جاگتی قوم ہے، بار بار جگانا اس کے دعوے کے کذب پر دلیل ہے، جگانے والا تو جگا کر چلا گیا، اور اب صدی کے بعد ہی کوئی مرکزی اور جگانے والا آتا ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنا بوجھ اپنے کندھے پر لا کر میدان عمل میں آجانا چاہیے، اور اپنی سب طاقتوں کو حفاظت اشاعت اسلام میں لگا دینا چاہیے ہر ایک شخص کو جو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوتا ہے، اپنی ذمہ واری کا احساس خود کرنا چاہیے، کہ یہ سلسلہ پرستی کی بنیاد پر قائم نہیں کیا گیا، بلکہ یہ ایک مجاہدین اسلام کا گروہ ہے جسے حضرت مسیح موعود نے فرمودہ اصولوں پر حفاظت و اشاعت اسلام کرنی ہے،

فجی میں ارتداد

ہمعصر "تیج" نے ایک خبر شائع کی ہے جس کی رو سے فجی کے کم و بیش بارہ نفوس نے اسلام کو ترک کر کے آریہ سماج کے ہاتھوں مذہب قبول کیا ہے، یہ خبر ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے بلاشبہ سنسنی پیدا کرنے والی ہے، لیکن وہ لوگ جنہیں اس نوآبادی کے حالات سے واقفیت ہے، اس خبر پر تعجب کا اظہار نہیں کریں گے اس جزیرہ میں عام ہندوستانی مزدوری پیشہ ہیں، اور یہ لوگ بیکاری اور قلت آمدنی کی وجہ سے اس قابل نہیں، کہ پیٹ بھر کر کھا سکیں، غربت اور افلاس یوں تو ہر جگہ مسلمانوں کا امتیازی وصف ہے، مگر جزائر فجی میں یہی شے ان کے مذہبی ارتداد کا سبب ہے، آریہ سماج کی اشاعتی کوششیں وہاں پختہ شکل میں ہیں، اور یہ ... ارتداد ان کی محنت کا پہلا پھل ہے، جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ان کے اپنے مفاد ان کے اپنے بھائیوں کی طرف سے نظر انداز کئے جاتے ہیں ورنہ منحوس خبر کے سننے کی بجائے ہمارے کان قبولیت اسلام کی اطلاع سے شرف اندوز ہونے چاہیئے تھے، اگر ہندوستانی نوواردوں کو اپنے مذہب کی اصولی باتوں سے تسلی بخش واقفیت ہو اور مشکل اوقات کے لئے تھوڑا بہت پس انداز کرنا ان کی عادت میں داخل ہو تو خدشۂ ارتداد کا امکان قطعاً نہیں رہ سکتا، مگر ان باتوں کی طرف بہت کم توجہ دل کی جاتی ہے، موجودہ زمانہ بے تمول ترقی کی تہذیب ہے، اور وہ شخص جو قرضخواہ کے پنجے میں گرفتار ہوتا ہے اور اپنی خلاصی جلد حاصل نہیں کرتا، ایسا شخص ہے جو اپنی قسمت پر مہر لگاتا ہے، ہمارے رہنماؤں کا ایک زبردست فرض یہ ہے، کہ وہ فضول خرچی کے عیوب کو کھول کر بیان کریں، اور قرآن و حدیث کے ان احکام کو جن کا تعلق فضول خرچی اور سود لینے کے ساتھ ہے، ہر کان تک پہنچائیں ہمارے مولوی اور پیر صاحبان میں سے کوئی بھی ایسے نہیں، الا ماشاء اللہ، جنہوں نے قرآن کریم کے اس مقدس ارشاد کو "ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین" کو اپنی تلقین کا موضوع ٹھیرایا ہو، اسی قسم کی ہدایات ہیں، جن کے حاصل کرنے کی ضرورت موجودہ سوسائٹی اور آجکل کے تمدن کو محسوس ہو رہی ہے، بصورت عدم مسلمانوں کا بڑھتا ہوا ان کی عالمگیر تباہی کا موجب بنے گا، آجکل کے اوقات میں اسلامی اخبارات کے ذمے یہ فریضہ لگ رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کی اس قسم کی غفلت شعاریوں پر مضامین لکھیں، اور اپنے قارئین پر کفایت شعاری اور کم خرچی کے ... فلسفہ کو واضح کریں، اگر اس قسم کے مضامین محرک اور جوشیلے نوشتہ ہوں گے ... ان کی وقعت اور اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، دو ہی راستے ہیں، جو مسلمانوں کے لئے کھلے ہیں، یا تو یہ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور جمیع الصفات میں اپنے مذہب کی حفاظت کرنے کی اہلیت پیدا کریں، اور اپنی دولت اور اپنے مفاد کی محافظت کریں، یا یہ کہ وہ قعر ذلت میں تختہ بند ہو جائیں، فجی کے ارتداد کا واقعہ مسلمانوں کی آنکھیں وا کرنے کے لئے بس ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان فضول خرچی اور ارتداد کے قلع قمع کے لئے اندرون اور بیرون ہندوستان میں باقاعدہ اہتمام سے کام لیں، اگر ہمارے کرم پیر صاحبان اس امر کا اعلان کر دیں، کہ وہ کسی فضول خرچ مرید کے گھر قدم رنجہ نہ فرمائیں گے، اور دوسری طرف ہمارے مولوی صاحبان اس امر کی عملی ترغیب دیں، کہ وہ فضول خرچ مسلمانوں کی شادی غمی میں حصہ نہیں لیں گے، تو نصف کامیابی اسی طرح متصور ہو سکتی ہے، کیا ہمارے رہنما اسلام اور معقول پسندی کی آواز پر کان دھریں گے؟ اور کیا وہ فجی اور اسی قسم کے دوسرے علاقوں میں تبلیغ اسلام اور کفایت شعاری اور دیگر اعمال حسنہ کی ترویج کے لئے مشن بھیجیں گے؟ آئے دن کا ہر واقعہ عبرت آموزی کی ایک بین تاریخ ہے۔

ڈاڑھی رکھنی چاہیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ مونچھیں کتروانی چاہئیں اور ڈاڑھی بڑھانی چاہیے، اگرچہ آجکل کے فیشن ایبل مسلمان اس ارشاد نبوی کی چنداں پروا نہیں کرتے لیکن غالباً اب وہ سن کر حیران ہوں گے، کہ جدید تحقیقات بھی اسی نتیجہ پر پہنچی ہے، کہ ڈاڑھی رکھنا صحت کے لئے مفید ہے، چنانچہ واشنگٹن کے ڈاکٹر اے میکڈانلڈ کا قول ہے کہ ڈاڑھی منڈوانے کی عادت سے قبل از وقت اموات ہو جاتی ہیں اور ہو بھی رہی ہیں، ڈاڑھی والے ریل کے مزدوروں کو شاذ و نادر ہی پھیپھڑے کی تکلیف ہوتی ہے، باوجودیکہ وہ ہر موسم میں رات دن کام کرتے ہیں، اسی طرح فرانسیسی فوجی آدمی پھیپھڑے کی بیماری سے محفوظ رہتے ہیں، کیونکہ ان کی ڈاڑھی گنجان اور پوری ہوتی ہے، اس امر کے مطالعہ کے لئے کہ ڈاڑھی مونڈنے سے کیا مضر اثر صحت پر پڑتا ہے، ۵۳ مضبوط اور تندرست آدمیوں کا امتحان کیا گیا، جن کی عمر ۲۵ سے ۴۰ برس کی تھی، پہلے وہ ڈاڑھی رکھتے تھے، بعد میں منڈوائی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے صرف ۱۴ آدمی تو صحیح سلامت رہے، باقی سب

دانت، اجھڑے اور مسوڑے کی تکالیف میں مبتلا ہو گئے، غرض ڈاڑھی سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے، اس سوال کا جواب کہ عورتیں تو قدرتی طور پر بغیر ڈاڑھی کے ہوتی ہیں، وہ کیوں بیمار نہیں ہوتیں، یہ ہے، قدرت نے اسی لئے ان کی گردن میں چربی زیادہ رکھی ہے، جو ان کی حفاظت کرتی ہے،

اسلام کے تمام احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات تو حق و حکمت پر مبنی ہیں اور جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جائے گا اسلام کے احکام کی حکمت ظاہر ہوتی جائے گی، کاش لوگ اس مذہب حقہ کی طرف توجہ کریں، اور اس کے احکام کے مطابق عملی زندگی بسر کریں +

کیا یہ بے حمیتی نہیں؟

مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی نے جو تقاریر آجکل دہلی و اجمیر میں کی ہیں، مسلمانان ہندوستان ان کو نہایت استعجاب سے دیکھتے اور سنتے ہیں، کیونکہ ان میں بعض ایسی باتیں ہیں، جو صریحاً خلاف اسلام معلوم ہوتی ہیں بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا، کہ عام قوانین تمدن بھی ان کی اجازت نہیں دیتے، مثلاً وکیل راوی ہے کہ مولانا شوکت علی نے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے کہا کہ:۔

"خواہ کوئی ہماری ماں، بہن، بہو، بیٹی کی بے عزتی بھی کیوں نہ کرے ہم کبھی کسی ہندو کے خلاف کچھ نہیں کہیں گے"

استغفر اللہ! یہ عجیب منطق ہے، اور عجیب شرط اتحاد ہے' کیا مولانا کا منشا ہے کہ مسلمان بالکل قوت حس سے محروم ہو جائیں ہندو کیا اگر کوئی مسلمان بھی ایسی نا گفتنی حرکت کرے گا، تو ہر ایک مسلمان کو حق حاصل ہے، کہ اس کو کیفر کردار تک پہنچائے، ایسے لوگوں سے ہمدردی کرنا جو صنف ضعیف کی بے عزتی کریں، یقیناً قابل ستائش نہیں، لیکن تعجب ہے کہ مولانا کہتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ ہماری ماں بہن، بہو بیٹی سے بھی کوئی بُرا سلوک کرے تو ہم کچھ نہیں کریں گے، کیا یہ صریح بے حمیتی نہیں، مولانا ہمیں معاف فرمائیں، اگر یہ فقرہ صحیح طور پر ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ تو وہ اسلامی غیرت سے بہت دور نکل گئے ہیں، جو تمام مسلمانان ہند کے لئے قابل افسوس ہے کہ جب اپنے لیڈر ایسا کہیں تو دوسرے عامی مسلمانوں کا کیا حال

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہم ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں، اور دل سے حامی ہیں، لیکن ہم اس کے قائل نہیں، کہ ہندو جو چاہیں سو کریں، حتیٰ کہ مسلمان مستورات کی بے عزتی بھی کریں، یا ہم ان کو کچھ نہ کہیں۔

یک نہ شد دو شد

اسی سلسلہ میں مولانا نے یہ بیان فرمایا کہ اگر "ہندو بھائی تمہاری کسی مسجد کو بھی نقصان پہنچائیں، تو بھی برداشت کرنا چاہیئے"۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کو برداشت سے کام لینا چاہیئے، لیکن ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اتفاق و اتحاد کے لئے سب قربانیاں مسلمانوں ہی سے مطلوب ہیں، اور ہندو جو چاہیں سو کریں، کیا یہ انصاف ہے؟ ہم افسوس کرتے ہیں کہ برادران [illegible] وں سے تو اس قسم کے مطالبات کرتے ہیں جو بادی النظر میں نامعقول ہیں لیکن ہندوؤں کی طرف سے کہہ دیتے ہیں، کہ ان سے صرف مہاتما گاندھی ہی سوال کر سکتے ہیں، اب مہاتما بیچارے تو جیل میں ہیں، اس لئے برادران ہنود سے تو بات بھی نہیں ہو سکتی۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اسے ضرور پڑھیے

ناظرین کرام کی خدمت میں درخواست

نئے سال کے بجٹ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اخبارات اپنا بوجھ خود اٹھائیں، اس لئے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنا بقایا چندہ فوراً بھیجکر دفتر کو ممنون کریں، جن حضرات کی خدمت میں وی پی کئے جا رہے ہیں وہ وصول فرما کر دفتر کی امداد کریں، واپس کرنے سے ایک قومی آرگن کا سخت نقصان ہوتا ہے، اس لئے براہ مہربانی وی پی ہرگز واپس نہ کریں +

ہماری تبلیغی کوششیں

دہلی مسلم ریڈنگ روم

دہلی سے شیخ محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:۔

دہلی مسلم ریڈنگ روم میں ۳ نومبر ۱۹۲۳ء کو حسب معمول ہفتہ وار لیکچر ہوئے، ایک روز قبل شہر بھر میں عام طریق سے اشتہارات شائع کئے گئے، الحمد للہ کہ باوجود بعض ان کے جو قادیانی جماعت کی طرف سے ظہور میں آئیں، سامعین کی تعداد بہت معقول تھی، اول مکرم شیخ عبدالحق صاحب نے "ویدک سماج میں عورت کی حیثیت" پر تقریر شروع کی، تقریر نہایت دلچسپ اور مؤثر تھی، دوران تقریر میں آپ نے ویدک تعلیم اور ان اصول کو جو ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند صاحب نے مقرر کئے، کہ کس کس عورت سے کس کس قسم کے تعلقات قائم کرنے چاہئیں، زیر بحث لاکر مدلل طریق سے یہ ثابت کر دیا، کہ اگر ویدک تعلیم کو سوامی جی کے مقرر کردہ اصولوں پر دنیا عمل پیرا ہو جائے تو تمام نسل انسانی سخت مشکلات میں پڑ جائے گی، ڈیڑھ گھنٹہ تک اسی موضوع پر جناب موصوف نے تقریر فرمائی، گو چند آریہ سماجی بھی موجود تھے خاتمہ تقریر پر اعتراضات کرنے کے لئے وقت و اجازت دی گئی مگر خدا کے فضل سے کسی کو جرأت نہ ہو سکی، اور اعتراضات کرنے سے سب نے انکار کر دیا۔

ازاں بعد مولوی محمد عصمت اللہ صاحب کھڑے ہوئے، جناب ممدوح کی تقریر کا موضوع "آریہ دھرم بروئے وید" تھا، آپ نے اول کلام پاک کی آیت مبارک ان الدین عند اللہ الاسلام تلاوت فرما کر نہایت فلسفیانہ طریق سے بحث کرتے ہوئے براہین قاطعہ سے ویدک تعلیم اور عیسائیت کے اصولوں کو بالمقابل رکھ کر موازنہ فرماتے ہوئے یہ ثابت فرمایا کہ دنیا میں تمدنی اور معاشرتی زندگی [illegible] اسلام میں ہے

اس فلسفیانہ تقریر کا جو اثر سامعین پر ہوا، اس کی اصل کیفیت و حقیقت کا بیان کرنا ناممکن ہے، سامعین کی حالت عجیب وجدانی رنگ لئے ہوئے تھی، ہر شخص شکر و ثنا کرتا ہوا نظر آتا تھا، ذٰلک فضل اللہ!

خاتمہ تقریر پر جناب ممدوح نے نہایت دردمند دل سے یہ اپیل کی، کہ چونکہ آج اسلام پر ہر جانب سے دشمنوں نے جائز و ناجائز طریق سے حملے شروع کر رکھے ہیں، اور ظاہراً اسلام ایک نہایت کس مپرسی کی حالت میں ہے، آریہ سماج نے جن طریقوں سے اسلام پر حملہ کرنا شروع کیا، وہ عیاں ہے، مسلمان عام طور سے خواب غفلت میں پڑے ہیں، ہم نے جو مسلم ریڈنگ روم کھول کر لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا، اس کا اصل مدعا و مقصد محض یہ ہے کہ مسلمانوں کو بیدار کیا جائے، تاکہ وہ اسلامی پاک تعلیم سے واقف ہو کر دشمن اسلام کے جواب دہی کے لئے تیار ہو جائیں، چنانچہ ہفتہ وار لیکچروں کے علاوہ اب ہمارا بفضلہ یہ مصمم ارادہ ہے، کہ روزانہ درس قرآن شروع کیا جائے، اور ان اعتراضات کا جو ستیارتھ پرکاش تمام آریوں کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں، دوران درس حل کیا جائے اور مسلمانوں کو مقابلہ اور جواب کے لئے تیار کیا جائے یہ مسلمانوں کا فرض اول ہے جن کو موجودہ سامعین اہل اسلام نے بہت خوشی سے منظور کیا اور فیصلہ ہو گیا، کہ ہر شب ۸ بجے سے درس قرآن ہوا کرے، الحمد للہ ثم الحمد للہ، اللہ کریم بابرکت فرمائے آمین،

آخر بعد دعا جلسہ نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا،

جرمنی میں تبلیغ اسلام

جناب مولوی صدر الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

ممکن ہے۔ اگلے ہفتہ کوئی خوشخبری دوں، ڈاکٹر بانگ کے علاوہ ایک آسٹریا کا رہنے والا تاجر بھی اس تبلیغ کے کام میں ہمدردی کا اظہار کرتا ہے، ڈاکٹر بانگ بھی بہت ہمدردی سے یہ دونوں نومسلم بڑے مخلص ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے دو چار پر امن [illegible] لوگ پیدا کئے تو ہماری جماعت بڑھ جائے گی

ڈاکٹر شاٹ کے لیکچر کا اثر یہاں تک ہے کہ کچھ اس کے متعلق خطوط بھی آنے لگے ہیں، وہ لیکچر زیر طبع ہے، اس ہفتہ انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائے گا، آپ کی خدمت میں بھی چند ایک کاپیاں بھیجدوں گا، اگرچہ وہ جرمن زبان میں ہے:

مسجد کے لئے زمین مل گئی ہے، تھوڑے سے روپے بھی اور مل جائیں، تو مسجد کا کام شروع کر دیا جائے، نقشہ یہی رہے گا، اور یہ منظور شدہ نقشہ ہے، ہاں اس کی بلندی اور کسی قدر وسعت کو کم کر دیا جائے گا، تا کہ خرچ میں سہولت ہو، قطعہ زمین جو ملا ہے وہ بلند مقام پر ہے، اور ارد گرد محض بنگلے ہیں، جو عموماً دو منزل ہیں، یعنی چھ سات میٹر بلند، اس واسطے مسجد کی عمارت نہایت نمایاں رہے گی، اور دور دور سے نظر آئے گی، جس چوک پر پہلا ٹکڑا ملتا تھا، اسی چوک کے بالکل قریب یہ ٹکڑا ہے، اور چوک سے بہت اونچی جگہ پر واقع ہے چوک نیچے ہے، چونکہ چوک کے قریب ہی ہے اور اونچی جگہ پر ہے اس لئے ہر طرح سے خرچ میں بھی سہولت ہو سکتی ہے، کیونکہ وہاں پر کمیٹی کو بلندی کے کم ہونے پر اعتراض نہیں ہو سکتا،

کاروبار ہوتا تو مارکوں میں ہے، لیکن قیمتیں پونڈوں میں شمار ہوتی ہیں، اور میں سمجھتا ہوں قیمتیں بعض اشیاء کی لنڈن سے زیادہ ہیں اور بعض کی برابر اور بعض کی کم ہیں، بعض لوگ بڑے تنگ دست ہو گئے ہیں، اور بعض بے تحاشا امیر بھی ہو گئے ہیں، سنا جاتا ہے کہ جرمنی کی دولت بڑھ گئی ہے لیکن وہ دولت نہ تو گورنمنٹ کے پاس ہے، اور نہ عام لوگوں پر اس دولت کے ہونے کا اثر ہے وہ دولت تاجروں کے گھر میں جمع ہو گئی ہے، اور جنگ سے پیشتر کی حالت سے مقابلہ کریں تو کہتے ہیں دولت بہت زیادہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اب امراء پر ٹیکس کی تجویز ہے،

گجرات میں انگریزی لیکچر

ہمارے مکرم و محترم دوست جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات سے تحریر فرماتے ہیں:۔

۷۔ نومبر بدھ کی شام کو ۷ بجے ماسٹر محمد یعقوب خاں صاحب کا لیکچر انگریزی میں گجرات میونسپل ہال میں ہوا، لیکچر اسلام کے مستقبل پر تھا، جہاں انگریزی خواں پبلک کا خاصہ مجمع تھا، وہاں بعض اردو خواں بھی شوقیہ سننے [illegible] اپنے مضمون کو ہی نہایت عمدہ طریق پر نبھایا، بلکہ زبان انگریزی کی فصاحت و بلاغت کے وہ پھول برسائے، کہ دماغوں کو خوشبو سے مہکا دیا، انگریزی میں نے اکثر لیکچرار دیکھے ہیں، جو لیکچر لکھ کر لے جاتے ہیں اور پڑھ دیتے ہیں، مگر خاں صاحب نے جو کمال کیا وہ یہ تھا کہ اگرچہ سوائے یادداشت کے نوٹوں کے ان کے پاس کچھ نہ تھا، مگر وہ ایسے بے تکان اور بے تکلف بولتے تھے گویا اردو میں لیکچر دے رہے ہیں، اور پھر فصاحت و بلاغت بھی ساتھ ساتھ تھی، لوگوں نے بہت پسند کیا، اللہ تعالیٰ خاں صاحب کو نظر بد سے بچاوے، اور خاں صاحب اسی طرح خدمت دین کرتے رہیں، اس لیکچر کے انتظام کا سہرا شیخ محمد ممتاز فاروقی صاحب بیرسٹرایٹ لا اور حافظ محمد حسن صاحب پلیڈر کے سر ہے، بالخصوص شیخ محمد ممتاز فاروقی صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، جنہوں نے میونسپل ہال میں تمام انتظام خود بنفس نفیس کیا، اور اس قدر تکلیف اٹھائی، اور شیخ عطاء اللہ صاحب پلیڈر کا بھی شکریہ ہے، جنہوں نے صدارت کی کرسی پر متمکن ہو کر نہایت قابلیت سے ابتدائی اور آخری تقریر فرمائی، اور ووکنگ مشن کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کیا۔ والسلام۔

جرمنی میں "شوکت" اسلام کا آغاز

ایک جرمن کا قبول اسلام

برلن سے مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے اپنے تازہ خط مورخہ ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں ایک جرمن کے قبول اسلام کی فرحت انگیز خبر شائع کی ہے، جن کا اصل نام ولیم براؤنڈ ہے، اسلامی نام **شوکت** رکھا گیا،

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی اقوام کے اس قدر افراد داخل اسلام ہو چکے ہیں کہ بہت سے لوگ اس خبر کو ایک سرسری نظر سے پڑھ جائیں گے، لیکن کئی پہلوؤں سے یہ خبر ایک خاص اہمیت رکھتی ہے، اول یہ کہ ہمارے جرمن مشن کا یہ پہلا ثمرہ ہے دوسرے یہ کہ یہ کامیابی باوجود زبان کی مشکلات کے ہے،

تو بھی ابھی تک ہمارے مبلغین اس قابل نہیں ہوئے کہ اس ملک کے لوگوں کو ان کی اپنی زبان میں خطاب کر سکیں، بلکہ اب تک کوئی کتاب یا رسالہ بھی ہماری طرف سے جرمنی زبان میں نہیں نکلا، لیکن اس سال [illegible] امید ہے یہ کام شروع ہو جائے گا، اسی سال مولوی صاحب [illegible] نے بھی جرمن زبان میں ترجمہ کرا کر جرمنی کی مذہبی [illegible] میں [illegible] تقسیم ہے، اور ایک ہی ماہوار یا سہ ماہی رسالہ بھی جرمنی میں عنقریب نکلنے والا ہے، اگلے سال تک امید ہے ہمارے مبلغین اس قابل بھی ہو جائیں گے کہ جرمن زبان میں لیکچر دے سکیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اہل جرمنی اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف ہو کر گروہ در گروہ اسلام کے اندر داخل ہوں گے،

پس جہاں اگر ایک طرف ہمارے مبلغین مولینا مولوی صدر الدین صاحب اور مولوی عبد المجید صاحب اس پہلی کامیابی پر قابل مبارکباد ہیں، تو دوسری طرف وہ قوم بھی قابل مبارکباد ہے جس نے پہلے چندوں کے بوجھ کے علاوہ مزید قربانیاں کر کے جرمنی مشن کے کثیر اخراجات کو برداشت کیا، اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے، بالآخر یہ بھی سب احباب سے استدعا ہے کہ وہ خاص طور پر رات کے وقتوں میں دعائیں بھی کریں، کہ اللہ تعالیٰ اہل دنیا کے دلوں کو حق کی قبولیت کے لئے کھول دیئے، ہمارا کام تو صرف بیج ڈالنا ہے، اس بیج کو بار آور کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، پس چاہیئے کہ درد مند دلوں کے ساتھ ہم اس کے حضور کے طالب ہوں، درد مند دل کی دعا کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا،

انگریزی رسائل پر ایک نظر

مسیحی مبلغین کیا کر رہے ہیں؟

عیسائیوں کا سہ ماہی رسالہ چرچ مشنری ریویو لکھتا ہے، کہ گذشتہ جون میں انگریزی مشنری سوسائٹیوں کی متفقہ مجلس منعقد ہوئی جس میں متعدد مواقع مسیحیت کی تدابیر پر غور کی گئی، چین و مشرقی ممالک میں تبلیغ کے ذرائع پر خاص توجہ کی گئی اور قرار پایا کہ پادریوں کی منظم کوششیں غیر عیسائی لوگوں کے جملہ معاملات پر بہت کچھ اثر ڈال سکتی ہیں، انگلستان میں بھی کتب وغیرہ تیار کرنے اور مشنری تیار کرنے کی طرف خاص کوشش کرنے کی تجویز پاس ہوئی،

۱ سے ۷ جولائی تک آکسفورڈ میں بین الاقوامی مشنری کونسل کے اجلاس ہوئے، جن میں ۹۰ مشنری شامل ہوئے، جو مختلف ممالک مثل افریقہ آسٹریلیا، بلجیم، کینیڈا، چین، ڈنمارک، جاوا، سماٹرا، مصر، فرانس، جرمنی، انگلستان، ہندوستان، جاپان، ہالینڈ، نیوزی لینڈ، ناروے، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، جنوبی امریکہ، ترکی اور ممالک متحدہ میں تبلیغی کاموں کا تجربہ رکھتے تھے۔ مندرجہ ذیل امورات پر خاص گفتگو ہوتی رہی، نسلی امتیازات مشنوں اور گرجے کے تعلقات عیسوی تعلیم کا [illegible] مسلمان ممالک کی طرف سے جو غفلت برتی جا رہی ہے اس طرف خاص توجہ دی جائے [illegible] ان کے مناسب حال کتب تیار کی جائیں، جرمن مشنری سوسائٹیوں کو دوبارہ کام کرنے کا موقعہ دیا جانا چاہیئے، فرانس بلجیم اور پرتگال کے مقبوضات افریقہ میں مشنریوں کو پوری آزادی ہونی چاہیئے، امریکن عیسائی حبشیوں کو اشاعت عیسویت کے لئے افریقہ بھیجا جائے، عورتوں کو گرجا اور مشن کے کاموں میں حصہ دیا جائے، افریقہ کی زبانوں میں عیسویت پر کتابیں شائع کی جائیں وغیرہ وغیرہ،

یہی رسالہ لکھتا ہے کہ باوجودیکہ پراٹسٹنٹ عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں اصولی اختلاف ہے لیکن تاہم اس تحریک میں خدا کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے کہ سب فرقے دین مسیحی کی اشاعت میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں، اور اپنے اپنے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے اپنے دین کو پھیلائیں، اور آپس کے اتحاد کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے، کہ سارے فرقے اشاعت دین عیسوی کو کام سمجھتے ہیں، اور ہر ایک یہی چاہتا ہے، کہ انجیل ساری دنیا میں پھیل جائے، لیکن مسلمان باوجود ایک خدا ایک رسول ایک کتاب پر ایمان رکھنے کے اشاعت اسلام و قرآن میں متحد نہیں ہو سکتے افسوس۔

صد افسوس (ایڈیٹر)

مشنری عورتوں کے بارہ میں لکھتا ہے کہ ابھی تک بہت کم عورتوں نے اشاعت دین کے کام میں حصہ لیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک شادی شدہ مرد و عورت دونوں اس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف نہ کریں، اکیلی عورتیں دور ممالک میں بمشکل جانا پسند کرتی ہیں، چرچ مشنری سوسائٹی کے بارہ میں لکھتا ہے، کہ اس کے سب سے پہلے مشنری مرد ۱۸۰۴ء میں [illegible] دو عورتوں کو اس کام پر لگایا گیا، اور اس کے بعد بھی سوسائٹی نے سوا مرد مشنریوں کی بیویوں، ماؤں یا بہنوں کے سوا اور کسی کو اس کام پر نہ لگایا، ۱۸۶۲ء تک اس میں ۳۰ مستورات کام کرتی تھیں، بعض جگہ بیاہے مردوں نے دیسی عورتوں سے شادیاں کیں لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اولاد غیر عیسوی مذاہب کے نیچے چلی گئی، اس لئے ضرورت ہے کہ اہل مذاہب کی عورتوں میں کام کرنے کے لئے مشنری عورتیں زیادہ تعداد میں تیار ہوں، اور یہاں ہے ہوئے مشنری مرد و عورت دونوں اس کام میں ہیں،

مسلمانوں نے تو اشاعت اسلام کے لئے ابھی بڑے بڑے ممالک میں بھی کام شروع نہیں کیا لیکن عیسائی مشنری مختلف ممالک کے چپہ چپہ میں کام کر رہے ہیں، اسی رسالہ میں ایک پادری نے ملک تنگو کا حال لکھ کر اپیل کی ہے کہ وہاں کئی آدمی عیسائی ہو چکے ہیں، ان میں پادری کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ سابقہ پادری صاحب سیاہ بخار سے فوت ہو گئے، یہ علاقہ یوگنڈا کے شمال میں جھیل وکٹوریہ اور البرٹ کے جنوب میں گھرا ہوا ہے، یہ سوڈان والی سینیا کے عربوں اور یوگنڈا کے درمیان گھرا ہوا ہے، اور دارالسلطنت سے تقریباً [illegible] میل کے فاصلہ پر ہے، سب سے پہلے ۱۹۱۰ء میں ایک پادری وہاں گئے جن کی کوشش سے تین آدمی عیسائی بن چکے ہیں چونکہ اب وہ مر گئے، اس لئے ان کی جگہ آدمی کی تلاش ہے،

پادری صاحبان چین کو عیسائی بنا لینے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ چرچ مشنری ریویو لکھتا ہے کہ تقریباً ہر ایک مضمون پر جو اشاعت عیسویت کے لئے ضروری ہیں، کافی لٹریچر چینی زبان میں موجود ہے، چونکہ تمام چین میں دقیق اور مشکل چینی حروف کا رواج ہے ہمیشہ [illegible] اس لئے ان حروف

[illegible] اپنے وطن کو واپس جانے پر مجبور ہو گیا، اس نے عیسائی مشنوں کے لئے ایک متفقہ ہیڈ کوارٹر بنانے کے لئے پندرہ لاکھ سونے کے ڈالر وقف کر دیئے، اسے شنگھائی میں ایک عمدہ با موقعہ جگہ خرید کر سی گذشتہ میں بنیاد رکھا گیا، اس عمارت میں چین میں کام کرنے والی عیسائی سوسائٹیوں کے ہیڈ آفس ہوں گے، دکیا مسلمانوں میں اشاعت اسلام کے لئے اس قدر قربانی کا مادہ موجود ہے، ہر مسلمان صاحب مال اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لے، جب ان میں بھی ایسی ایسی قربانیاں کرنے والے آدمی پیدا نہ ہوں، اسلام کا غلبہ ناممکن ہے، ایڈیٹر)

نہ صرف ہندوستان میں جہاں جہاں ہندوستان میں پیدا شدہ مذاہب مثل بدھ و ہندو کو ملکی اقتدار حاصل رہا ہے وہیں انہوں نے بنی آدم کے اکثر حصہ کو اچھوت قرار دیا ہے، ہندوستان میں کروڑہا اچھوت موجود ہیں یہی حال جاپان کا ہے جہاں تین لاکھ انسان سینکڑوں برسوں سے اچھوت قرار دیئے ہوئے ہیں، انہیں ایتا کہتے ہیں، وہ جاپان میں کام کرتے ہیں، جو ہندوستان میں چمار کرتے ہیں، ۱۸۷۱ء سے ان لے اپنا نام ایتا ترک کر دیا ہے تاہم بدھ لوگ ان سے ایسی نفرت کرتے ہیں، جیسے ہندوستان کے ہندو چماروں سے، ایں نے اپنی ایک علیحدہ انجمن بنالی ہے، جس میں علاوہ اوروں کے ذیل کی تجاویز بھی پاس ہوئی ہیں،

(۱) بحری اور بری فوج میں انہیں جاپانیوں کے برابر حقوق دیئے جائیں،

(۲) چونکہ یہودیوں سے ان کی بہت سی باتیں ملتی ہیں، اس لئے یہود کی تاریخ کی پڑتال کی جائے،

(۳) بدھ مذہب میں چندہ دینا بند کیا جائے، اس وقت تک وہ تین ہزار بدھ مندروں کی امداد کرتے رہے ہیں، لیکن اب وہ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کے ساتھ مساوات کا سلوک نہیں ہوتا، اس لئے وہ آئندہ کو آئندہ امداد نہیں دیں گے

بقول مسلم ورلڈ کل دنیا کی آبادی ۱۷۴۸۹۵۹۸۲۳۲

نفوس کی ہے، جن میں سے ۲۳۰۰۰۵۷۰ سلطنت انگریزی کے ماتحت ۵۰۰۰۹۴۵ دیگر یورپین سلطنتوں کے ماتحت ہیں۔ ترکی سلطنت میں ۲۱۰۰۰ ۱۲۱۰۰ ہندوستان میں سات کروڑ اور جاوا سماٹرا وغیرہ میں ۳۶۰۰۰۰۰ دیہ پادری صاحبان کا اندازہ ہے، جو بالکل غلط ہے، کیونکہ دوسرے ذرائع سے مسلمانوں کی زیادہ تعداد معلوم ہوتی۔

ٹانگا نیکا (جرمن ایسٹ افریقہ) کا رقبہ ۳۶۵۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۴۱۰۷۰۰۰ نفوس کی ہے، ۲۴۴۷ یورپین ۱۱۴۹ ہندوستانی ۴۷۸۲ عرب اور باقی افریقن ہیں، اس علاقہ میں ۲۷ مختلف عیسائی سوسائٹیاں اشاعت مسیحیت میں مصروف ہیں، مسلمانوں کی کوئی جماعت بھی ان علاقہ جات میں تبلیغ اسلام کے لئے موجود نہیں حالانکہ آبادی کا غالب عنصر مسلمان ہیں،

حکومت ایران چونکہ اپنی رعایا کی تعلیم کے لئے اپنے مدارس کھول رہی ہے، اس لئے پادری صاحبان کو یہ امر ناگوار گذر رہا ہے، کہ کیوں ان کے مقابلہ میں مدرسے کھولے جا رہے ہیں، گورنمنٹ نے ہر ایک مدرسہ کے کھولنے کی اجازت کے لئے لازمی شرط تعلیم قرآنی رکھی ہے، اور کہ ان میں اسلام کے خلاف کوئی تعلیم نہ دی جائے گی، سرکاری افسر معائنہ کریں گے اور سرکاری تعلیمی کورس رکھنا لازمی ہوگا،

چین کی زبان میں سب سے پہلے ۱۸۲۳ء میں انجیل کا ترجمہ ہوا اور ۱۹۲۲ء میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے تیس لاکھ اناجیل چینی زبان میں شائع کیں، دمسلمانوں نے دنیا کی کتنی زبانوں میں کن کن ممالک کو خدا کا پاک کلام پہنچایا ہے؟ جواب نہایت مایوس کن ہے،

جاپان میں ۱۹۲۱ء کے آخر صرف ایک سوسائٹی کے اجنبی پادری نے ۲۱۲ جاپانی کارندے ۲۹۵ کل ممبر ۲۰۲۳۸ سن رواں میں عیسائی شدہ ۱۴۴۲ کل آمدنی سال ۱۸۱۷۹۰ ین، اوسط فی نو عیسائی ۸۰۹۸ ین۔ واشاعت اسلام کا دم بھرنے والی سوسائٹیاں ان اعداد پر غور کرلیں۔ ہم سات کروڑ ہندوستانی مسلمان سال بھر میں اتنے غیر مذہب والے اسلام میں داخل نہیں کر سکتے، ایڈیٹر،

بقیہ صفحہ اول

ستیاناس ہو زبانی جمع خرچ کا کہ اس نے کچھ بھی نہ کرنے دیا، اس لئے [illegible] مسلمان [illegible] عمل میں آئیں، اس جملہ سے میری مراد یہ ہے کہ حفاظت اسلام اور انسداد فتنہ ارتداد کے لئے چند نیکوکار مبلغین کو انتخاب کر کے اس سرزمین کی طرف بھیجا جائے۔ تاکہ وہ مسلمانوں کو مذہب اسلام اور آنحضرت صلعم کی پاک اور دلکش سیرت سے پورے طور پر واقف کر دیں، ایسے مبلغین کے لئے علمیت اور منطق دانی کی زیادہ ضرورت نہیں، زیادہ ضرورت پرہیزگاری اور بے نفسی کی ہے جو پہلی ضرورت ہے، دوسری ضرورت یہ ہے کہ ایسے مبلغین کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کی تکفیر کرنے والے نہ ہوں، ان کا دامن فروعی اختلافات اور اجتہادی تنازعات سے بکلی پاک ہو ان کی نظر بلند اور ان کا سینہ فراخ ہو، ان کے دل میں کافروں کو مسلمان بنانے کا شوق ہو، مگر مسلمانوں کو کافر بنانے کا واہمہ تک نہ ہو، کیونکہ اب تو مسلمانوں کو کافر بنانے کا ٹھیکہ آریوں نے اپنے ذمے لے لیا

کشمیر کی گذشتہ تاریخ

ایک زمانہ وہ تھا کہ وادی کشمیر شرک و ضلالت و بت پرستی سے پر تھی، تو حضرت سید عبد الرحمن ترکستانی ۷۲۵ھ میں یہاں وارد ہوتے ہیں، آپ کی قوت قدسی سے اس ملک کا بادشاہ رینچن شاہ بعد اپنے خاندان اور متبعین و لواحقین کے مشرف باسلام ہوتا ہے، اس کے بعد ۷۸۲ھ حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہمدان سے مع سات سو خدام و علماء و سادات کوہ پیر پنجال سے گذرتے ہوئے اس ملک میں تشریف لاتے ہیں، اس ملک کا بادشاہ خواب میں دیکھتا ہے کہ جنوب کی طرف سے آفتاب طلوع ہوا ہے، وہ اس کی تعبیر دریافت کرتا ہے، مگر کوئی شخص صحیح تعبیر نہ کر سکا، آخر کالی مندری بت خانہ کے پروہت اس کے پاس آتا ہے، اور تعبیر دریافت کرتا ہے، پروہت نے یہ تعبیر کی کہ کوئی مرد خدا جو صاحب کشف والہام اور صاحب کرامت ہے، اس ملک میں تشریف لانے والا ہے، اور بادشاہ اس کا حلقہ بگوش ہونے والا ہے، چنانچہ جب حضرت اس ملک میں وارد ہوتے ہیں، تو اس مندر کا پروہت مسلمان ہو جاتا ہے، اس کا نام حضرت نے شاہ محمد رکھا، اس کے اسلام لانے پر پھر سب اس کے پیرو زنار قطع کر کے مشرف باسلام ہوتے ہیں، پھر اپنے خدام اور علما کو تمام علاقہ میں پھیلا دیتے ہیں، اور ہر گاؤں میں ایک مسجد اور ایک مدرسہ قائم کر کے پھر خود حرمین شریفین کی زیارت

کے لئے جاتے ہیں، مگر واپسی پر پھر اس تک میں آ ستے ہیں، اور پھر مسجد خانقاہ معلی کی تعمیر عالیشان کراتے ہیں، جس کی تاریخ نکلی ہے مسجد اسس علی التقویٰ ہ

سبق

آج بھی اگر مسلمان ادھر ادھر جھانکنے کو چھوڑ دیں، اور فرضی و قیاسی باتوں کے پیچھے نہ پڑیں، اور اللہ تعالےٰ کی آواز کے ماتحت ہو کر اشاعت اسلام اور اعلاء کلمۃ الحق کے کام پر پوری صداقت اور متفقہ قوت سے لگ جائیں، تو انشاء اللہ تعالےٰ بڑے بڑے پہاڑ جو ہمیں نظر آتے ہیں، قرآن کریم کی پاک تعلیم اور روحانی تاثیر سے موم ہو کر پگھل جائیں گے، اگر قرآن کریم کے وعدوں اور بشارتوں پر ہمیں سچا ایمان پیدا ہو جائے، تو وہ فرماتا ہے،

لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون (۵۹ : ۲۱) اگر ہم یہ قرآن پر اتارتے، تو تو اسے اللہ کے خوف سے دبا ہوا پھٹ جانے والا دیکھتا، اور یہ مثالیں ہیں جو ہم انسانوں سے بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ غور کریں، آیت ہذا میں مثالی رنگ میں پہاڑوں کا ذکر ہے، جس سے مراد بڑے بڑے لوگ ہیں، ہم نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں ادھر ادھر مارے، مگر نتیجہ بجز نقصان کچھ نہ نکلا، جو ایثار اور قربانی اس زمانہ میں مسلمانوں نے اور کاموں کے لئے دکھائی ہے، اگر اس کا نصف بھی اشاعت اسلام کے لئے وقف کریں، تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے کرشمے نظر آنے لگیں گے، آؤ ایک دفعہ اس نسخہ کا بھی امتحان کریں ؎

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم

مشرقی غیر مسلموں کو اتفاق ہے کہ اسلام کے سوا دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس کو اپنے پیرؤوں پر اسقدر قابو حاصل ہوا ہو مسلمانوں کی سی مستحکم اخوت کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہ تھی اور نہ اسوقت موجود ہے۔ سر ڈبلیو ارنلڈ کے قول کے موافق عالم اسلامی کا ایک نمایت ہی نمایاں پہلو جس نے تمام نقادوں مورخوں سیاحوں اور مبلغوں پر اثر ڈالا ہے اسلامی اخوت کی روح ہے۔ جو قومیت اور جغرافیائی حیثیت کی تمام بندشوں سے بلند و بالا ہے۔ اسلام تمام نسلی تعصبات کو مٹانے میں ایک حد تک کامیاب ہوا ہے کہ اسکی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی مگر مسلمانوں کے تیرہ سو سالہ دور حیات میں ایسی تاریخی مثالوں کا ملنا بہت ہی آسان ہے۔ ایک نو مسلم کا خیر مقدم جس خلوص سے اسلام کے معاشرتی حلقوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کا عالم اسلامی کے مختلف ممالک میں سیاحوں پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ ایک دوسرے مصنف کے

[illegible] مطابق مسلمانوں میں حقیقی برادری کی روح موجود ہو کر کسی غیر ملک میں مسلمانوں کو جماعت کے ارکین ان ہی حالات کے تحت کسی عیسائی جماعت کی نسبت زیادہ یگانگت کے ساتھ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں ایک تیسرے مصنف کا یہ دعویٰ ہے اس مذہبی، تمدنی اور رواجی اتحاد کی وجہ سے جو مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رکھتی ہے مسلمانوں کو عالم اسلامی کے کسی ملک میں بھی غریب الوطنی کا احساس نہیں ہوتا۔ اگرچہ مسلمان عربی وسائل آمد و رفت کے ذریعہ اب ایک دوسرے سے پہلے زمانہ کی نسبت زیادہ وابستہ ہو گئے۔ یہ یگانگت اس یگانگت سے جو عیسائیوں کے درمیان تھی کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو اسمیں کچھ شک نہیں کہ مسلمان بھی آپس میں بڑے خونریز معرکوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ مگر یہ لیلان خاندانی تنازعوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔

مسلمانوں کے باہمی تنازعات

[illegible] اس معاملہ میں مغربی مصنفین کی رائے درست ہوتی [illegible] اسلام

کی تمام سلطنتوں نے ملکر ایک غیر مسلم سلطنت کا مقابلہ کیا ہو۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ ہر کلمہ گو کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلامی اخوت کو از سر نو ترتیب دینے میں مدد دے۔ اس اسلامی اخوت کو جو بانی اسلام صلعم کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد تھی۔ جہانتک میرا خیال ہے اسلام کے سب فرقے توحید باری تعالےٰ۔ قرآن مجید اور اسلام کے چار ارکان یعنی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج پر متفق ہیں بدیں الفاظ جہاں تک اسلام کے بنیادی اصولوں کا تعلق ہے کسی فرقہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں! پیچھے اگر شرع اور فقہ کی تفصیلات میں اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ اگر ان تفصیلات میں اختلاف ہے تو ہونے دیجئے۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ان تفصیلی اختلافات کی بنیاد پر مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہیں اور موجودہ نے اعتقادی نفرت اور حقارت کو جس نے صدیوں سے بھائی بھائی کو جدا کر رکھا ہے۔ اعتماد عزت اور محبت سے بدلکر ایک ناقابل تقسیم جماعت کی ترتیب کو مرتب کرنے کی کوشش نہ کریں تاہم اگر باہم جدا کرنے والی دیواریں بالکل گرائی نہیں جا سکتیں تو کم از کم اتنا تو کر دیجئے کہ مسلمان جدا رہ کر بھی ایک دوسرے سے مصافحہ کر سکیں۔

اخوت کو دوبارہ قائم کرنیکی تدبیر

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں عملی طور پر اس اتحاد اور اخوت کے جذبہ کو کیسے پیدا کیا جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بہت اہم اور مشکل سوال ہے اور کسی ایک فرقہ کے پیرووں کی جداگانہ اور انفرادی کوششوں سے حل نہیں ہو سکتا تاہم بانی اسلام صلعم کے تمام پیرووں کا فرض ہے کہ وہ اس عظیم الشان مقصد کے حصول میں تندہی۔ یکدلی۔ صداقت اور استواری سے مصروف ہو جائیں۔ اور لازم ہے کہ محمد عربی کے نام لیوا ایک مکمل تیاری کے بعد اس کوشش میں ایک سچی شراکت عمل اور پوری یگانگت کا ثبوت دیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر معہ احباب بخیریت ہیں۔

پیغام صلح کا مقدمہ آج ۱۳ کو پیش ہوا، آئندہ تاریخ [illegible] مقرر ہوئی ہے،

حضرت مولوی محمد احسن صاحب آج صبح لاہور پہنچ گئے ہیں، آپ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے، آپ کی تشریف آوری کی پہلے کوئی اطلاع نہیں ہوئی، کیونکہ آپ نے جو خط لکھا وہ نہیں پہنچا،

اخویم میر افضل صاحب اول مدرس پائڈہ صاحب خان ضلع ہزارہ سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں، جملہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے، اور خادم دین بنائے، برادر موصوف چند یوم سے علیل ہیں، احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں،

مولوی حافظ نور الدین صاحب قاری اسلام آباد سے اپنی سابقہ جگہ پر سرینگر تشریف لے گئے ہیں، امید ہے کہ جماعت کشمیر ان کی خدمت سے فائدہ حاصل کرے گی،

پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

اجلاس سوم

منعقدہ منٹگمری بتاریخ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء

خطبہ صدارت

(گذشتہ سے پیوستہ)

غرض یہ ہے کہ رفتہ رفتہ یہ اختلافات زیادہ ہوتے گئے۔ اور مسلمانوں کی یہ واحد قوم بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئی میں یہاں ان فرقوں کی تاریخ بیان کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں ان اسباب ہی کا ذکر کروں گا جس نے اسلامی اخوت کو ان فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ مجھے جس امر کا ذکر کرنا ہے وہ یہ امر واقعہ ہے کہ بدقسمتی سے آج دنیا کے مسلمان ایک واحد اور مشترک جماعت نہیں ہیں جیسا کہ ان کو بحیثیت سچے مسلمانوں کے ہونا چاہئے تھا۔

چند مغربی مصنفین کا خیال ہے اور اس خیال سے بہت سے

منتشر [illegible] ہے۔ [illegible] ہے کہ مسلمانوں کے درمیان وہی پہلا سا امن اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان مسلمانوں میں جو مذہب وملت مضبوط رشتوں سے منسلک ہیں وہ ان تنازعات پر نظر ڈالئے جو مسائل کے متعلق کہ آمین بالجہر ہونی چاہئے یا نہیں۔ نماز بعد بدین جائز ہے کہ یا نہیں آئے دن واقع ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اسلام کے مختلف فرقوں نے اب ایسے دشمنوں کی سی درجہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے جو ہر وقت ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے تیار رہیں سنی اور شیعہ حنفی اور وہابی ایکدوسرے کے خلاف جنگجویانہ تحریکوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر آپ ایسے اصحاب جنکو ہندوستان ایران یا عراق عرب کے کسی شہر میں محرم کا عشرہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو وہ میرے [illegible] کریں گے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان نہیں [illegible] نبی کے پیرووں کے درمیان امن و امان قائم رکھنے کے لئے امداد لی جاتی ہے۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ محرم کے عشرہ کے دنوں میں شیعہ اور سنی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ یہ واقعات کیا ثابت کرتے ہیں محبت یا نفرت۔ اتحاد یا نااتفاقی۔ اس قوم کے افرادیاں جو ایک ہی خدا کے پرستار اور ایک ہی نبی کی امت ہیں۔ ایک مغربی مصنف عراق عرب کے متعلق اپنے مشاہدات لکھتا ہے کہ شیعہ سنیوں کو اس نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے ملے عیسائی یہودیوں کو دیکھتے تھے۔ نجف اشرف اور کربلا کے شیعہ سنیوں صوفیوں اور بابیوں پر عیسائیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

نااتفاقی کے نتائج

مجھے اسلامی تاریخ کی وسیع معلومات نہیں۔ مگر جو کچھ تھوڑا بہت میں نے پڑھا ہے۔ اس سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ اسی فرقہ بندیوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام آگے بڑھنے سے رک گیا ہے اور اس نااتفاقی نے اسلام کی بنا کو متزلزل کر دیا ہے۔ یہ بھی وہ بدقسمت تفرقہ پردازی ہے جس کی بدولت اسلامی صوبے اور اسلامی ریاستوں کا شیرازہ بکھرا ہے۔ مجھے تاریخ میں کوئی ایسی واحد مثال بھی نہیں ملتی [illegible] کہ کبھی اسلام

تازہ خبریں ہندوستان

مفاہمت ہوجانے کے آثار

ناگپور۔ ۱۰ نومبر۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی جلوس نکالنے کے مسئلہ پر مفاہمت ہو جانے کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن اس اثناء میں ہندوؤں کا ستیہ گرہ جاری ہے اور بہت سے ہندو گرفتاری کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ ان کی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ چکی ہے بعض اشخاص ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں۔ آج صبح دو سو آٹھ ہندوؤں نے گرفتاری کو لبیک کہا راجہ لکشمی نرائن بھونسلا۔ سر گنگا دھر چٹنواس۔ ڈاکٹر مونجی اور بہت سے ہندو جلوس کے ہمراہ تھے۔

حضور وائسرائے کا سرمایہ اعانت جاپان

دہلی۔ ۱۰ نومبر۔ حضور وائسرائے کے سرمایہ اعانت جاپان میں سے تین لاکھ روپیہ کی رقم یوکوہاما [illegible] بنک میں جاپانی قونسل جنرل کے نام منتقل کر دی گئی ہے۔

سرمایہ اعانت جاپان

بمبئی۔ ۱۱ نومبر کل سرمایہ اعانت جاپان کی مجلس [illegible] نے فراہمی چندہ بند کر دی۔ گذشتہ دو ماہ میں قریباً ۳ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ [illegible] ہوا۔ تقریباً تمام روپیہ احاطہ بمبئی کا ہے۔

بمبئی میں یوم صلح

بمبئی ۱۱ نومبر۔ حسب معمول یوم صلح منایا گیا۔ گیارہ بجے کے قریب تمام عیسائی گرجوں میں دعائیں مانگی گئیں تاکہ دو منٹ کی خاموشی درمیان میں آجائے۔

بمبئی میں مسز اینی بیسنٹ کی صدارت میں چوتھا اجلاس

بمبئی ۱۱ نومبر۔ آل انڈیا سوشل ورکرز کانفرنس کا چوتھا اجلاس ۲۹ اور ۳۰ نومبر و یکم دسمبر ۱۹۲۳ء کو بمبئی میں انعقاد پذیر ہو گا۔ مسز اینی بیسنٹ صدر جلسہ مقرر کی جائیں گی۔ کانفرنس کے ساتھ سوشل ورک کی ایک نمائش بھی منعقد ہو گی۔ اس میں کتب و تدریس کی نمائش کی جائیگی۔

عیسائیان صوبہ متحدہ کی اٹھارویں کانفرنس

الہ آباد ۱۱۔ نومبر۔ صوبہ متحدہ کے عیسائیوں کی اٹھارہویں کانفرنس [illegible]

بمبئی کے جدید گورنر سر لیسلی ولسن کی آمد

بمبئی ۱۱ نومبر - سر جارج لائیڈ اور لیڈی لائڈ ۸ دسمبر کو بروز شنبہ انگلستان روانہ ہوں گے۔ توقع ہے لفٹننٹ کرنل سر لیسلی ولسن بمبئی کا جدید گورنر مع لیڈی ولسن کے ۱۰ دسمبر کی صبح کو بمبئی پہنچ جائینگے۔

نواب صاحب چھتاری کا گرانقدر عطیہ

آگرہ آباد - ۱۱ نومبر - آنریبل نواب صاحب چھتاری نے یونیورسٹی کو دس ہزار روپیہ عطا کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے مسلمان طلبار کو تحصیل علم تجارت کے لئے وظائف دیئے جائیں گے - یہ وظائف گورنر صوبہ سر ولیم مارس کے نام سے موسوم کئے جائیں گے۔

قانونی کونسل صوبہ متحدہ

الہ آباد - ۱۱ نومبر - صوبہ متحدہ میں انتخابی سرگرمیاں جاری ہیں - پنڈت برج نندان پرشاد سالن بیلی بھیت باقاعدہ قانونی کونسل کے رکن منتخب ہو گئے ہیں۔

گولی چلانے کا مقدمہ

آگرہ - ۱۰ نومبر - فسادات آگرہ میں گولی چلانے کا مقدمہ سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا - لیکن چونکہ سیٹھ جسونت رائے کی غیر حاضری کی وجہ سے ۱۳ نومبر تک ملتوی کر دیا گیا - اس روز مسٹر ٹارڈ بگ آئی - سی - ایس کی بھی شہادت ہوگی۔

وائسرائے اودے پور میں

اودے پور ۱۲ نومبر - جناب وائسرائے اپنے عملہ کی معیت میں اودے پور کے مشن چرچ میں شامل دعا ہوئے - گیارہ بجے دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی - اس وقت توپ چلائی گئی تھی - مہارانا اودے پور نے جناب وائسرائے اور لیڈی ریڈنگ کو دعوت دی۔

انتخاب مجلس وضع آئین

بمبئی - ۱۱ نومبر - مسٹر حسین بھائی لال جی بمبئی کی طرف سے مجلس وضع آئین کی منظور نشست کے واحد امیدوار تھے - انھوں نے مسٹر ایم اے جناح کو ایک خط لکھا اور بات کا اعلان کیا ہے کہ وہ ان کے حق میں اپنے ارادہ سے دستکش ہو گئے ہیں۔

حیدر آباد میں یتیم خانہ کا افتتاح

حیدر آباد - ۱۰ نومبر - مہاراجہ سر کشن پرشاد نے ہندوؤں کے ایک جلسہ عام کی صدارت کی جو ایک ہندو یتیم خانہ کے افتتاح کے موقعہ پر منعقد ہوا تھا - ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع ہوا۔

کالیستھ پاٹھ شالہ الہ آباد

الہ آباد - ۱۱ نومبر - کل "کالیستھ پاٹھ شالہ" الہ آباد نے "جوبلی" جشن بیجاہ سالہ منائی - حیدر آباد کے راجہ اندر کرن بہادر کی صدارت میں ادائے رسم عمل میں آئی۔

مجلس عاملہ کے اجلاس کی طیاریاں

امرتسر - ۸ نومبر - دو دن کے اندر اندر کانگرس کے سربرآوردہ رہنمایان یہاں پہنچ جائیں گے - معلوم ہوا ہے کہ مجلس عاملہ کا اجلاس ۱۳ تاریخ نو بجے بعد دوپہر رام باغ دروازہ کی اس عمارت میں ہوگا - جہاں پہلے لڑکیوں کا نارمل سکول ہوا کرتا تھا۔

ممالک غیر

استعفیٰ دینے سے انکار

قسطنطنیہ - ۹ - نومبر - حضرت خلیفۃ المسلمین سے ملاقات کی گئی آپ نے اس امر سے انکار کیا کہ وہ مستعفی ہو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں - البتہ اعلان کیا ہے کہ چونکہ میں سیاسیات میں کوئی دخل نہیں دیتا - اسلئے اس امر کی کوئی وجہ نہیں کہ جب تک دنیائے اسلام کو مجھ پر اعتماد ہے میں خلافت کی عبادات انجام نہ دوں - آپ نے اس خیال کی تائید کی کہ مسلم اقوام کی ایک کانفرنس اس عہدہ کے روحانی فرائض کا تعین کر دے - آپ نے کہا کہ حکومت ملیہ جو خلافت کا ستون ہے ابھی تک اس مسئلہ کی طرف توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا کیونکہ جنگ کے خاتمہ سے اور بہت سے مسائل پیش نظر ہیں۔

بویریا اور پرشیا کے تعلقات منقطع

برلن - ۹ - نومبر - میونخ کے فسادات فرو کر دیئے گئے ہیں جرنیل وان لیوڈنڈارف اور ہر ہٹلر وزارت حربیہ کے دفتر میں نکلہ گیر ہو گئے تھے لیکن گرفتار کر لئے گئے - ریشو سپر افواج نے سب سے پہلے اس عمارت پر قبضہ کیا - حملہ میں طرفین کا خفیف سا نقصان ہوا لیکن میونخ کی گلیوں میں لڑائی کے دوران میں بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہیں۔

بویریا اور پرشیا کے درمیان تعلقات آمد و رفت قطعاً منقطع ہو چکے ہیں - برلن سے صرف بویریا کی سرحد تک گاڑیاں آتی جاتی ہیں - بویریا کے سلئے پیغامات برقی نہیں لئے جاتے - ریشبنک - سٹنٹ بویریا کے لئے روپیہ بھیجنا بند کر دیا ہے - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت بویریا نے بذریعہ زبانی برقی تمام مقامی حکام اور فوج اور پولیس کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ باغیوں کے احکام کی تعمیل سے انکار کر دیں۔

پیرس میں سخت تردد اور فکر

پیرس ۹ - نومبر - حکومت فرانس نے اپنے سفیر متعینہ برلن کو ہدایت کی ہے کہ وہ حکومت جرمنی سے موجودہ حالات کے متعلق سخت تعلق کا اظہار کرے - ایک ڈکٹیٹرشپ قائم ہو گئی ہے - اور اس کا سہ گانہ لائحہ عمل یہ ہے کہ معاہدہ منسوخ کیا جائے - تاوان نہ ادا کیا جائے اور انتقامی جنگ کے لئے طیاریاں کی جائیں - حکومت فرانس نے پھر یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ جرمنی کے معاملات داخلی میں مداخلت نہ کریگی - لیکن اس کی خواہش یہ ہے کہ جرمنی میں نہایت جلد جمہوریت قائم ہو جائے - ایسا مترشح ہوتا ہے سفراء کی کانفرنس نے سابق ولیعہد جرمنی کے مسئلہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا - اور اسے کانفرنس کے ارکان کی متعلقہ حکومتوں کے سپرد کر دیا۔

چودہ اشخاص مقتول و مجروح

برلن - ۹ - نومبر - جرنل لنڈنڈارف اور ہٹلر کو مغلوب کرنے کے لئے جو چپقلش ہوئی اس میں چودہ اشخاص مقتول و مجروح ہوئے۔

ہر ہٹلر بچ کر نکل گئے

لندن - ۱۰ نومبر - اطلاع ملی ہے کہ ہٹلر مجروح ہو کر بچ نکلے ہیں۔

سابق ولیعہد جرمنی ہالینڈ سے نکل گئے

ایمسٹرڈم ۱۰ - نومبر - ہالینڈ کی حکومت نے سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ آج صبح سابق ولی عہد جرمنی ویرنجن سے روانہ ہو گئے ہیں ان کے ساتھ صرف ان کا ایڈی کانگ ہے - آپ ہالینڈ کی سرحد کو عبور کر کے جرمنی میں داخل ہو چکے ہیں اور اغلباً صوبہ سلیشیا کی طرف جا رہے ہیں - جہاں ان کی جاگیر ہے۔

طرف سے کوئی یادداشت نہ بھیجی جائے بلکہ آج اتحادیوں کے سفیر اپنے اپنے طور پر کہہ دیں گے کہ ان صاحب کو جرمنی سے چلے جانے کی اجازت دی جائے۔

جرمنی کی اجازت

برلن ۱۱ نومبر - حکومت جرمنی نے اور واضح طور پر سابق ولیعہد کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی ہے - آپ موٹر ہی کے ذریعہ سے اپنی جائداد کی طرف جائیں اور برلن میں سے نہ گذریں گے۔

ملک پر مارشل لا کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

اجازت دینا

برلن ۱۱ نومبر - اتحادیوں کی یادداشت کے جواب میں حکومت جرمنی نے بیان کیا ہے کہ سابق ولیعہد نے آنے کی اجازت طلب کی - حکومت کو یہ اجازت دینے سے انکار کرنے کے لئے کوئی قانونی وجہ نہ مل سکی - کیونکہ وہ بھی جرمن ہیں - اسلئے حکومت جرمنی نے اپنے سفیر کو اختیار دیدیا کہ پروانہ راہداری دیا جائے۔

جرمنی سفیر سے جلبی

پیرس ۱۱ نومبر - شب گذشتہ انجمن نے جرمنی سفیر سے اس خبر کے متعلق باز پرس کی ہے کہ اس نے ولیعہد کو جرمنی میں واپس آنے کی اجازت دیدی ہے۔

رسید زر

فہرست چندہ احمدیہ اشاعت شملہ

معرفت شیخ الہ دین صاحب کمپوزیٹر بابت ماہ نومبر ۲۳ء

نام چندہ دہندہ	روپیہ — آنہ — پائی
مولوی عبد الرحمن صاحب اسسٹنٹ ہیڈ	۵ — ۴ — ۰
مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے	۱ — ۰ — ۰
شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل	۵ — ۰ — ۰
مولوی عبد العزیز " " " " " " "	۵ — ۰ — ۰
شیخ اسلام الدین صاحب ہیڈ گورنمنٹ مونوٹائپ پریس	۲ — ۰ — ۰
" منظور الحق صاحب کلرک محکمہ جنگلات گیتی شملہ	۳ — ۰ — ۰
" الہ دین صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ مونوٹائپ	۱ — ۰ — ۰
مولوی اکبر علی صاحب کلرک میڈیکل برانچ	۱ — ۰ — ۰
منشی محمد لطیف صاحب کمپوزیٹر مونوٹائپ پریس	۱ — ۰ — ۰
شیخ امیر الدین صاحب پنشنر چھوٹا شملہ	۲ — ۸ — ۰
ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی جی آئی ایم ایس	۱ — ۸ — ۰
میزان	۸۶ — ۰ — ۰

ہفتہ واری لنڈا فنڈ

نام	رقم
جناب مولوی عبد الرحمن صاحب میڈیکل برانچ	۱۲ — ۰ — ۰
" شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ " "	۵ — ۰ — ۰
" مخدوم محمد اشرف " بی اے " "	۴ — ۰ — ۰
" شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل "	۲ — ۰ — ۰
" " اسلام الدین صاحب ریڈر مونوٹائپ پریس	۳ — ۰ — ۰
" " الہ دین صاحب کمپوزیٹر " " "	۰ — ۸ — ۰
" " امیر الدین " پنشنر چھوٹا شملہ	۰ — ۸ — ۰
" منشی محمد لطیف " کمپوزیٹر	۰ — ۸ — ۰
میزان	۲۷ — ۸ — ۰

جناب مرزا رحمت بیگ صاحب محکمہ نہر مالاکنڈ ۵ — ۰ — ۰ روپیہ

چندہ بابت ارتداد

معرفت انعام اللہ خاں صاحب سیکنڈ ماسٹر برانچ سکول فورٹ سنڈیمن بلوچستان

نام	رقم
غلام حسین جمیل صاحب ہیڈ کلرک	۵ — ۰ — ۰
انعام اللہ خاں " سیکنڈ ماسٹر	۵ — ۰ — ۰
مستری محمد یامین "	۵ — ۰ — ۰
محمد اسحاق صاحب	۱ — ۰ — ۰
عنایت اللہ بیگ صاحب	۲ — ۰ — ۰
محمد عبد اللہ صاحب	۵ — ۰ — ۰
اللہ صاحب نو مسلم	۱ — ۰ — ۰
سید محمد رقیب صاحب	۵ — ۰ — ۰
منشی علم دین صاحب	۱ — ۰ — ۰
محمد امین صاحب	۰ — ۸ — ۰
غلام رسول صاحب نومسلم	۰ — ۸ — ۰
نامعلوم الاسم صاحبان	۴۸ — ۰ — ۰
میزان	۸۰ — ۰ — ۰
بابت برلن مسجد	۳ — ۰ — ۰
کل میزان	۸۳ — ۰ — ۰

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر ہفتہ اور منگل کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

پیغام صلح

اخبار

جلد ۱۲

نمبر ۵

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۸۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۷۔ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء

خطبہ جمعہ

(مورخہ ۹۔ نومبر سنہ ۲۳ء)

عباد الرحمٰن کون لوگ ہیں

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونًا ۔ ۔ ۔ الخ ۔ ۔ ۔ یکون لزاماً

سورۂ فرقان کی یہ آخری چند آیتیں ہیں جن میں بیان فرمایا ہے کہ عباد الرحمٰن کون لوگ ہیں، فرقان کے معنے ہیں حق و باطل کے اندر تمیز کر دینا اور سورت کے اندر مومنوں کی ان صفات کا ذکر کرکے بتایا ہے کہ فی الحقیقت کس طرح اس پاک وحی نے جو اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوئی حق کو باطل سے جدا کرکے دکھا دیا، کس طرح پر ایک ملک کی ہر قسم کی برائی، غلط عقیدہ، غلط خیالات بدعملیوں کو دور کرکے صحیح رستہ پر انہیں قائم کر دیا، اور بدیوں کی جگہ اعلےٰ درجہ کی نیکیاں ان میں پیدا کر دیں، حق اور باطل میں فرق اس بات کا نام نہیں ہے کہ چند لفظوں کے اندر بتا دیا جائے، کہ حق یہ ہے، اور باطل یہ ہے، بلکہ ضروری ہے کہ انسانوں کے عمل کے اندر یہ ظاہر ہو جائے، کہ حق کیا ہے، اور باطل کیا چیز ہے، قرآن کریم نے تین جگہوں پر بالخصوص مومنوں کی صفات کا ذکر کیا ہے، ایک یہاں، پھر سورت مومنون میں بھی مومنوں کی چند صفات کا ذکر کیا ہے، ایک اور سورت معارج ہے، معارج کے معنے ہیں ترقی کی منزلیں چونکہ وہاں ترقیات اور روحانی منازل کا ذکر ہے، اس لئے وہاں بھی مومنوں کی کچھ صفات کا ذکر کیا ہے،

قرآن کریم کی تعلیم

ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن کریم میں کسی فرضی تعلیم کا ذکر نہیں، مثلاً انجیل کی تعلیم ہے، کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو، یہ فرضی تعلیم ہے، نہ اس پر کسی نے عمل کیا، نہ کوئی کر سکتا ہے، اس کے برخلاف قرآن کریم کے اندر جتنے نقشے کھینچے ہیں وہ سب عملی ہیں، اور مومنوں یا عباد الرحمٰن کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، وہ سب صحابہؓ میں پائی جاتی تھیں، اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے نقشے ہیں، مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ٹھوکر کھائی ہے، اور اس پاک گروہ پر زبان طعن دراز کی ہے، مگر مسلمانوں پر افسوس یہ آتا ہے کہ ایک دشمن عیسائی مورخ تو لکھتا ہے کہ یہ عباد الرحمٰن کا نقشہ کوئی فرضی قصہ نہیں، بلکہ یہ ان لوگوں کی حالت کا نقشہ ہے، جنہوں نے محمد رسول اللہ صلعم کا ساتھ دیا، لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ انہی لوگوں کو منافق قرار دیتا، اور ان پر نکتہ چینی کرتا ہے، یہ سورت مکہ کے آخری زمانہ کی ہے اس لئے وہ لوگ جن کا ان آیات میں ذکر ہے، وہ تھوڑے ہوں یا بہت مگر ایک قوم ان کے اندر پیدا ہو گئی، جن میں یہ تمام خوبیاں اور صفات پائی جاتی تھیں، جس جس خوبی کا یہاں ذکر کیا ہے وہ کسی بدی کے بالمقابل ہے، جو پہلے ان میں پائی جاتی تھی، گویا انہوں نے بدیوں کو ہی ترک نہیں کیا، بلکہ ان کی جگہ کوئی نہ کوئی خوبی کی بات اپنے اندر پیدا کی،

صحابہؓ کا نمونہ ہمارے لئے

یاد رکھنا چاہیئے کہ جس رستہ پر چل کر صحابہؓ نے ترقی کی ہے انہی باتوں کو لے کر ہم بھی آج ترقی کر سکتے ہیں، آج بھی کوئی رحمٰن کا بندہ اگر بننا چاہتا ہے، تو اس کے لئے وہی راہ ہے، جو صحابہؓ نے اختیار کی، وہ راہ کیا ہے، سب سے پہلی صفت صحابہؓ کی یہ بیان کی ہے، یمشون علی الارض ھونًا وہ زمین پر انکساری کے ساتھ چلتے ہیں، اس سے مراد صرف اسی قدر نہیں کہ چلتے وقت بہت اکڑ کر نہ چلے، یہ بھی اس میں شک نہیں کہ خوبی کی بات ہے کہ چلنے میں ایسی طرز اختیار کرے جو متکبرانہ نہ ہو، مگر یہاں جس روش کا ذکر ہے وہ محض چلنے پھرنے سے ہی خاص نہیں بلکہ انکساری انسان کے ہر فعل میں ہونی چاہیئے، انکساری سے ہر قسم کی خوبیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں، تکبر ہر قسم کی خوبیوں سے محروم کرنے والی چیز ہے، تو سب سے پہلی بات جو ہر مسلمان کو یاد رکھنی چاہیئے، وہ یہ ہے کہ وہ اپنے اندر انکساری پیدا کرے، ایک مسلمان کی دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی ترقی اس بات پر منحصر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرہ میں بعض باتیں اس قسم کی آگئی ہیں، جن سے ان کی انکساری کا پتہ لگتا ہے، مثلاً حضرت ابوبکرؓ کو جب خلیفہ بنایا گیا، تو انہوں نے بیان کیا، کہ میں تم سے سب سے اچھا نہیں اس بوجھ کو جو تم نے مجھ پر ڈالا ہے، کوئی اور شخص اٹھا سکتا ہے، پھر فرمایا کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں، تو اے مسلمانو تم مجھے سیدھا کر دو فی الحقیقت وہ شخص جسکے دل میں یہ احساس ہو، کہ میں سب سے بہتر ہوں، کسی کام کا نہیں رہتا، نہ کچھ ترقی کر سکتا ہے، اس بات کا موازنہ کرنا کہ کون سب سے بہتر ہے، یہ اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے، حضرت عمرؓ کے بھی اسی قسم کے اقوال ہیں، وہ بزرگ اپنی انکساری کی وجہ سے یہ احساس رکھتے تھے، کہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، ایک دفعہ ایک دوسرے صحابی سے حضرت عمرؓ کی گفتگو اس معاملہ پر ہوئی، تو انہوں نے کہا کہ تم نے تو خدا کی راہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں، اللہ تعالےٰ کے حضور بڑے بلند مراتب کی امید رکھتے ہو۔ تو آپ نے فرمایا، کہ میں تو اس کو بڑی کامیابی سمجھتا ہوں، کہ جو کچھ تم سے کوتاہیاں ہوئی ہیں، ان پر مواخذہ نہ ہو، ان انکساری کی باتوں کو ایک ظالم گروہ نے ان عظیم الشان انسانوں کی بدیوں کی ذیل میں رکھا ہے،

خاکساری

تو خاکساری سب سے پہلی بات ہے، جو ایک مسلمان میں ہونی چاہیئے، اس کے یہ معنی نہیں، کہ جو کچھ کوئی غلط یا صحیح کہے، انسان اس کے سامنے سر جھکائے، جہاں اصول کا سوال ہو، وہاں پختہ اور مضبوط ہو کر کھڑا ہونا ضروری ہے، بلکہ اصول پر کھڑا ہونا انکساری کا ہی لازمہ ہے، حق کے کہنے میں کوئی تکبر نہیں ہوتا،

غرض پہلی بات جو انسان کے اندر ہونی چاہیئے، وہ چال ڈھال اور اعمال کے اندر خاکساری کی روش پیدا کرنا ہے، متکبر آدمی ہمیشہ اپنا حق لینا چاہتا ہے، اور دوسروں کے حقوق دینا نہیں چاہتا، یہی حالت ملک عرب کی تھی، لیکن اسلام نے ان کی اس حالت کو بالکل بدل کر ان میں انکساری اور خاکساری پیدا کر دیا،

عبادت الٰہی

دوسری صفت مومنوں کی بتائی ہے، والذین یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا وہ لوگ اپنے رب کے لئے قیام اور سجدہ میں رات گذار دیتے ہیں، اس میں بتایا ہے کہ یہ انکساری کہاں سے پیدا ہوتی ہے، عبادت ہی سے انکساری انسان کے اندر آتی ہے،

عبادت کیا چیز ہے، فرمایا سجدًا وقیامًا یہی نماز کا نقشہ کھینچا گیا ہے، یہاں رات کے وقت نماز پڑھنے کا ذکر کیا اور دن کا نام نہیں لیا، اس لئے کہ وہ جو رات کے وقت کھڑا ہوگا، وہ جو اپنے آرام اور آسائش کے وقت کو عبادت الٰہی میں گذارے گا، دن کو تو وہ نماز میں کوتاہی کر ہی نہیں سکتا، فرائض کے اوپر تو وہ قائم ہی ہیں دن کو تو وہ نماز پڑھتے ہی ہیں، رات کو بھی وہ نوافل میں گذار دیتے ہیں

نماز کا مسئلہ

یہ نماز کا مسئلہ تو لوگوں کو بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جہاں تک غور کرو، وہیں تک یہ پتہ لگتا ہے، کہ تمام ترقیات نماز ہی سے وابستہ ہیں، کسی نے اس امت میں کوئی ترقی نہیں کی، جب تک اس نے شب بیداری اختیار نہ کی، آج لوگوں کو ادنےٰ سے ادنےٰ باتوں میں جذب و کشش نظر آتی ہے لیکن وہ جو سب سے بڑھ کر کھینچنے والی چیز تھی، اس میں ان کے لئے کوئی جذب و کشش نہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ دل نماز نشین نہیں ہوتی، دل کو پتہ نہیں ہوتا،

بقیہ بر صفحہ ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ | مورخہ ۸۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری | نمبر ۵

تعاونوا علی البر والتقوے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

احباب سلسلہ سے چند باتیں

(۶) قومی ترقی

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۳ء)

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

اس سلسلہ میں چند امور کی طرف جنہیں میں سلسلہ کے نظام اور جماعت کی ترقی کے لئے ضروری خیال کرتا ہوں، توجہ دلا چکا ہوں قوم کی ترقی ایک قدرتی خواہش ہے، جو انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہے، اور یہ انسان جو کسی قوم سے تعلق رکھتا ہے، طبعاً اپنے اندر یہ خواہش بھی پاتا ہے، کہ اس کی قوم کی ترقی ہو، مگر افراد قومی جب تک یکجہتی سے چند طریقوں پر قدم زن نہ ہوں، کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہماری قوم اپنی ترقی کے لئے ایک متفقہ کوشش کرے، جس میں بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب، تاجر اور ملازم اور زمیندار اور مزدور سب یکساں کوشاں ہوں، جن احباب کو میرے ان خیالات سے اتفاق ہے، ان کا فرض ہے کہ وہ اس جد وجہد میں اپنی قوت کے مطابق زور صرف کریں، اور جنہیں بعض امور میں اختلاف ہے، وہ بجائے خاموش یا علیحدہ رہنے کے مجھے ان طریقوں سے اطلاع دیں، جو ان کے نزدیک ہماری قوم کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں، تاکہ بعد مشورہ ہم سب کے سب ایک خاص طریق پر عمل پیرا ہوسکیں،

چونکہ ہماری جماعت یا قوم کی بنیاد بعض اصول پر ہے، اس لئے اس کی ترقی کے بھی دو پہلو ہیں، ایک افراد جماعت کا اپنی اپنی جگہ پر ترقی کرنا دوسرے جماعت کا نشو ونما یعنی اس کا دوسرے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنا ان دونوں پہلوؤں کی طرف میں اپنے احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں، امر اول کے متعلق میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ہر جماعت میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک امرا یا بڑے لوگوں کا طبقہ اور ایک غربا کا طبقہ، جہاں دونوں کا اپنی اپنی جگہ [illegible] اپنی ترقی کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ امرا یا آسودہ حال لوگ غربا کی دستگیری کریں۔ جس قوم کے امرا غربا کی دستگیری نہیں کرتے، اور انہیں اٹھا کر بلند مقام پر پہنچانے کی کوشش نہیں کرتے، اس کا قدم یقیناً تنزل کی طرف ہے، اور جو قوم غربا کی دستگیری کو اپنا اصل کار بناتی ہے، اس کا قدم ترقی کی شاہراہ پر ہے، اسلام کی تاریخ اسی اصول کا ایک بے نظیر منظر پیش کرتی ہے، ہمارے ہادی حضرت محمد مصطفے صلعم کے دل میں اللہ تعالے نے غربا کی دستگیری کا وہ جوش بھرا ہوا تھا، کہ نبوت سے بھی پیشتر آپ کی زندگی کا اگر کوئی ایک مقصد نظر آتا ہے، تو وہ غربا کی امداد، یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری، بیکسوں اور مظلوموں کی حمایت ہے، اسلام کا پہلا کام یہی تھا کہ غربا کو بلند مقام پر پہنچایا جائے، یہی وجہ تھی کہ جس قوم میں اسلام گیا، اس قوم کو دنیا میں بھی ترقی کے معراج پر پہنچا دیا، اور جب مسلمانوں پر وہ زمانہ آیا، کہ امرا اپنے تعیشات میں گرفتار ہوگئے، اور غربا کی دستگیری کا سبق انہوں نے بھلا دیا، تو ساری کی ساری قوم ہی گر گئی، ہماری جماعت کو اس سے سبق لینا چاہیئے، اور جن لوگوں کو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے کچھ دیا ہے انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے، بحیثیت قوم اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو غربا کی دستگیری اور یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کو اپنی زندگی کا حقیقی مقصد سمجھیں،

دوسرا امر دوسروں کو اپنی طرف بلانا اور ان کو اپنے اندر جذب کرکے اپنی قوت کو بڑھانا ہے، اس بات کو بعض لوگ فرقہ بندی کے قبیح نام سے موسوم کرتے ہیں، اور جو اس حد تک نہیں جاتے، وہ ایک جماعت کا بنانا یا اسے ترقی دینے کی کوشش کرنا ایک قسم کی تنگ خیالی سمجھتے ہیں، اگر محض اسی قدر بات ہوتی، کہ ہم احمدیوں کو چند مسائل میں دوسرے مسلمانوں سے اختلاف ہے، تو بلاشبہ ایسے حالات میں جب اسلام چاروں طرف سے مصائب اور مشکلات کا آماجگاہ بنا ہوا ہے، اپنی جماعت کی ترقی پر زور دینا اسلام کے اغراض کے منافی ہوتا، لیکن بانی سلسلہ نے جماعت اختلاف مسائل کی وجہ سے نہیں بنائی، بلکہ ایک خدمت کے لئے اس جماعت کو قائم کیا ہے، اور وہ خدمت تبلیغ واشاعت اسلام، اعلائے کلمۃ اللہ اور اظہار دین ہے، یہ سچ ہے کہ سلسلہ احمدیہ نے بعض ایسی غلطیوں کو مسلمانوں کے اندر سے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو ایک خطرناک حریف کے ہاتھ میں اسلام کے خلاف ایک سخت ہتھیار کا کام دے رہی ہیں، مثلاً حضرت عیسے علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر بجسد عنصری زندہ ہونا اور کھانے پینے کا محتاج نہ ہونا گو رسولوں کے لئے کلام الٰہی میں صفائی سے فرمایا کہ ما جعلنٰھم جسدا لا یاکلون الطعام جس سے لازم آتا ہے کہ مسیح بشر رسول سے بڑھ کر ہوں، اور یہی کہ عیسائی مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، یا مثلاً یہ خیال کہ امام مہدی تلوار کے ساتھ لوگوں کو مسلمان کریں گے، جس سے مخالفین کا اسلام پر یہ اعتراض قوت پکڑتا ہے، کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، ان غلطیوں کی اصلاح تو ضروری تھی، مگر ان کی اصلاح کے لئے علیحدہ جماعت کی ضرورت نہ تھی، اس کی ضرورت محض اس لئے ہوئی کہ تا اشاعت وخدمت اسلام کا وہ عظیم الشان کام جس کے لئے مجدد وقت مبعوث ہوا تکمیل پا سکے، اور ایک جماعت ایسی قائم ہو جائے جس کے قیام کا مقصد ہی اسلام کے پیغام کو سب ملکوں میں پہنچانا ہو، غرض اگر ہماری جماعت کے قیام کا اصل مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ حق ہے اور یہ بھی امر واقع ہے کہ اپنے ذرایع کے مطابق یہ جماعت اس کام میں مصروف ہے، تو پھر دوسرے مسلمان بھائیوں کو یہ دعوت دینا کہ وہ بھی اس جماعت میں شامل ہوں عین خدمت اسلامی ہے، اور یوں اس جماعت کی ترقی کی کوشش اسلام کی ترقی کی ہی کوشش ہے،

جس قدر جماعت تھوڑی ہوگی، اسی قدر خدمت اسلامی کا کام کم ہوگا، اور جس قدر جماعت ترقی کرے گی، اسی قدر وسیع پیمانہ پر ہم اشاعت اسلام کا کام کرسکیں گے، بہت لوگوں کو جو اس وقت ہمارا کام کچھ نظر آتا ہے، تو اس کی وجہ جماعت کی قلت ہے، ہاں باوجود قلت کے بھی جو کام ہماری قوم نے اب تک کیا ہے، وہ چھوٹا سا کام نہیں، جو اسلامی لٹریچر اس وقت تک پیدا ہو چکا ہے، وہ بجائے خود کسی اشاعت یا بڑی بھاری قوم کی ہمت کا کام تھا، آج تک [illegible] زبردست [illegible] ترجمہ

شائع نہیں کرسکی، لیکن احمدی جماعت نے قرآن شریف انگریزی میں ترجمہ کرکے کل دنیا میں پھیلا دیا ہے، اور دوسری زبانوں میں بھی تراجم شائع کرنے کی تجویز پیش ہے، آیا احمدی جماعت کا وجود اسلام کی قوت کا موجب ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے اور دشمنوں تک بھی یہ شہادت دیتے ہیں، کہ احمدی جماعت نے خدمت اسلام کا وہ کام کیا ہے، جو دوسری جماعتوں سے نہیں ہو سکا، تو ہر ایک احمدی اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے، کہ اس جماعت کی ترقی میں معاون ہو کیونکہ قرآن شریف کا حکم ہے، تعاونوا علی البر والتقوٰی ہمارے احباب بھی زیادہ ہمت اور مستعدی سے کام لیں، اور دوسرے لوگوں کو سلسلہ حقہ کی دعوت دے کر اپنے اور ان کے وجود کو خدمت اسلام کے لئے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں،

میں چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں ہمارے احباب ہیں، وہ اس معاملہ پر اپنے اپنے خیالات سے مجھے اطلاع دیں، یعنی جو امور ان کی رائے میں جماعت کی ترقی میں روک ہیں، ان سے بھی اطلاع دیں، میں کوشش کروں گا کہ مشورہ کے بعد ہر ایک ایسے امر پر عمل کیا جائے جو جماعت کی ترقی کا موجب ہو، کوئی دوست جسے اللہ تعالے نے علم وفہم سے حصہ دیا ہے، اس بارہ میں خاموشی اختیار نہ کرے اور جس قدر جلد ممکن ہو اپنے خیالات سے مجھے اطلاع دے گا، کہ ہم سب ایک ہو کر ان طریقوں پر عمل پیرا ہوسکیں، جو ہماری جماعت کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں ✤

ہندو مسلم اتحاد اور حضرت مسیح موعود

جو لوگ حضرت مسیح موعود کی صحبت میں بیٹھے ہیں وہ کہا کرتے ہیں، کہ آپ کے دل میں شوکت اسلام کے لئے عجب ولولہ تھا ہر ایک کام میں آپ شوکت اسلام کو مد نظر رکھتے تھے، اور سچ پوچھئے تو ہر ایک بات میں آپ کو یہی، نظر رہتا تھا، اور باتوں کو چھوڑ دیجیے، صرف آجکل کے مشہور مسئلہ ہندو مسلم اتحاد ہی کو لیجیے، اس میں بھی آپ کا طریق عمل شوکت اسلام کے اظہار ہی کے لئے تھا، ہمارے ہر دلعزیز لیڈر آج کہتے پھرتے ہیں، کہ اتحاد کے لئے سب کچھ کرو، اگر کوئی تمہاری بہو بیٹی، ماں، بہن وغیرہ کی بے حرمتی کرے، تو بھی صبر کرو، اور کچھ نہ کہو، مسجد گرا دی جائے تو بھی خاموشی سے برداشت کرو وغیرہ وغیرہ لیکن حضرت مسیح موعود جب ہندو مسلم اتحاد کے لئے تحریک کرتے ہیں، تو ساتھ ہی ہندوؤں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بھی منواتے ہیں، یعنے آپ یہ شرط پیش کرتے ہیں کہ اگر ہندو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین لائیں اور آپ کے خلاف کوئی کلمہ گستاخی نہ بولیں، تو مسلمان نہایت خوشی سے اتحاد واتفاق کر سکتے ہیں، یہ طریق عمل جہاں دونوں میں پائدار صلح اور مستقل تعلقات اخوت کو قائم کرتا ہے وہاں بتیس کروڑ ہندوؤں کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بھی مرتسم کرتا ہے، جس سے زیادہ شوکت اسلام کا اظہار متصور نہیں، لیکن آجکل کے مسلمان شوکت اسلام کے ولولہ سے بے بہرہ ہیں اس لئے صلح کے لئے ایسی باتیں پیش کرتے ہیں جن پر بچے بھی ہنستے ہیں، اور جن سے نہ صرف اسلام کی عزت خاک میں ملتی ہے، بلکہ خود ان کا بودا پن ظاہر ہوتا ہے، مثلاً کانپور کی مسجد کے معاملہ میں تو سب مسلم رہنماؤں نے آفت بپا کی تھی لیکن آج ہندوؤں کے سامنے مسجدوں کی حرمت بھی غت ربود ہوگئی کیونکہ مولانا شوکت علی فرماتے ہیں، اگر ہندو مسجد بھی گرا دیں تب بھی برداشت کرنی چاہیئے،

بات یہ ہے کہ یہ لوگ کبھی صحیح راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس زمانہ کے ربانی مصلح کی باتوں پر عمل نہ کریں، اور اس کو اپنا امام تسلیم نہ کریں ✤

”خلیفۃ المسلمین“ کی حیثیت

ترکی میں جمہوریہ سلطنت کے قیام سے ہندوستان کے اخبارات میں یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ خلیفۃ المسلمین کی کیا حیثیت ہوگی، ترکی سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں، وہ بھی عجیب وغریب ہیں، بعض وقت یہ خبر آتی ہے کہ خلیفۃ المسلمین استعفا دینے کو تیار ہیں، اور اس کی وجہ غالباً یہی ہو سکتی ہے، کہ جمہوریہ میں ان کی کوئی خاص حیثیت نہیں، لیکن پھر اس خبر کی تردید بھی ہوگئی ہے، ہمارے مقامی ہمعصر مسلم آؤٹ لک نے ایک مدلل مضمون اس موضوع پر سپرد قلم کیا ہے اور [illegible]

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

معاصر زمیندار اور ہم

یہ کہہ جو تنکے چن رہی تھی آشیانہ کے لئے
برق آمادہ ہے بجران کو جلانے کیلئے

جبکہ مسلمانوں نے فرائض مذہبی کو اپنے دلوں سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا۔ اور احکام اسلامی سے غافل ہوکر محو عیش عشرت ہو رہے تھے اور ہو گئے تھے۔ اور مسلمان اپنی قدیم اور عظیم سلطنتیں غفلت اور عیش و عشرت کے باعث اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھے تھے۔ اور رہا سہا وقار جاہ و جلال رعب و داب بھی کھو بیٹھے تھے اور افلاس و ادبار کی کالی گھٹائیں سروں پر چھا رہی تھیں۔ اور مسلمان مہذب دنیا کی نظروں میں حقارت و نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھے جانے لگے تھے۔ اور دشمنان اسلام اسلام کے مٹانے کی فکر میں تھے۔ اور اسلام کے مٹانے کے لئے تدابیر سوچ رہے تھے۔ اور ہر چہار طرف سے اسلام کفار کے نرغہ میں پھنسا ہوا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں فرزندان توحید و علمبرداران اسلام عیسائی ہو چکے تھے۔ اور مغربی ممالک میں مسیحی پادری اسلام کے خلاف کچھ تو ناواقفیت کی وجہ سے اور کچھ مذہبی تعصب سے ہزاروں اعتراض پیش کر رہے تھے۔ تمام عالم اسلام پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ اور مسلمانوں کی تمدنی معاشرتی اور مذہبی حالت نہایت ہی خستہ تھی۔ اسوقت صرف حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت نے میدان عمل میں پہلا قدم اٹھایا۔ اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دئے اور دنیا پر ثابت کر دیا بلکہ دنیا سے کہلوا دیا کہ دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات صداقت پر مبنی اور فطری ہیں۔ اور صرف یہی ایک مذہب عالمگیر ہے۔ اس مقدس جماعت نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ میں اپنے مبلغ بھیجے اور بھیج رہی ہے۔ جنھوں نے ہزاروں کفار کو جام توحید پلاکر داخل اسلام کیا اور کر رہے ہیں۔ مگر افسوس ... کہ بعض حاسد کم فہم مسلمانوں کو یہ بات یعنی اشاعت [illegible] ناگوار گذری اور اسلامی مبلغین پر سینکڑوں حملے [illegible] کرنا چاہا جس کی تازہ ترین مثال اخبار زمیندار [illegible] اسلامی اخبار ہونے کا دعویدار ہے۔ اخبار مذکور نے اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری ووکنگ انگلستان پر چند غلط اور بے بنیاد الزام لگا کر اپنے ناظرین کو جس خوش اسلوبی سے خوش کیا ہے اسکی مثال کسی اسلامی جریدہ میں ملنی محال ہے۔ اگر اخبار "زمیندار" کے اڈیٹر صاحب اوراق تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے تو اخبار کے کالموں کو ان باتوں سے سیاہ کرنے کی جرأت نہ کرتے خدارا ذرہ خود [illegible] و خود غرضی کی عینک اتار کر آپ چشم بصیرت سے کام لیکر غور سے تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے سلف صالحین میں تبلیغ اسلام کی کتنی تڑپ اور کتنی بیتابی تھی۔ جو ان کو کسی شہر کسی ملک میں چین نہ لینے دیتی تھی۔ اور ایک بر اعظم سے دوسرے بر اعظم میں لئے پھرتی تھی۔ اگر ان کے دلوں میں تبلیغ کی وہ تڑپ وہ جوش و خروش نہ ہوتا۔ اور ان کے دماغوں میں تبلیغ کے لئے وہ ولولہ نہ ہوتا تو شاید آج ہم کو چالیس کروڑ فرزندان توحید دیکھنے نصیب نہ ہوتے ـــ یہ برگزیدہ و جانثار سپدہ جماعت جدھر بھی نکل گئی پیغام حق پہنچا کر واپس آئی۔

دنیا کی کوئی سفلی طاقت کوہ و دشت اور دریا اور کوئی بری بحری طاقت ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکی تھی۔ [illegible] ہوا کہ چند ہی سال میں مشرق سے لیکر مغرب تک اسلام کا ڈنکا بجا دیا تھا ؎

توحید کا جہاں میں [illegible] کی
مشرق کی بستیوں پر ظلمت تھی جبکہ طاری

اس مختصر گروہ مقدس جماعت نے باوجود ہزاروں مصائب اور آلام رنج و غم اور تکالیف و مشکلات۔ بھوک و پیاس اور مفلوک [illegible] بے سرو سامانی کے لاکھوں مسلح قواعد دان افواج کو شکست فاش دی۔ اور ان برگزیدہ مقدس ہستیوں نے اسی اشاعت اسلام پر اپنی قیمتی جانوں تک فدا کر دیا۔ مگر اشاعت اسلام کو نہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ آج چین سے لیکر فرانس تک غلغلہ توحید بلند ہے مگر آج کئی سال کے بعد ہند سے مبلغین اسلام کے خلاف ایک آواز اٹھتی ہے اور اس ایک مبلغ اسلام کے خلاف جس نے کہ انگلستان میں اشاعت اسلام میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کر کر تمام دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے۔ آہ! اس انسان کے خلاف جسنے کہ مالی جانی قربانی کرکے اور ایثار نفسی سے کام لیکر دنیا کے سامنے سلف صالحین کا نمونہ پیش کیا ہے جس نے سفر کی صعوبتیں اور تکالیف جھیلکر اور غریب الوطنی اختیار کرکے انگلستان میں تبلیغ و حفاظت اسلام کا اہم کام سرانجام دیا ؎

رکھتے نہیں وہ مدح و ثنا کی پروا
جو کر کے بھلا خلق سے سنتے ہیں برا
ان گالیوں کا ہے جنکو چسکا حالی
آتا نہیں کچھ ان کو دعاؤں میں مزا

ہمارے اسلاف نے تو تبلیغ اسلام پر تو جانوں تک کو قربان کر دیا تھا۔ مگر آج ایک مدیر زمیندار ہے کہ تبلیغ کرنا تو در کنار الٹا مبلغین اسلام پر بے بنیاد اور غلط الزام لگا کر دنیا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور دنیا سے خراج تحسین وصول کرنے کا امیدوار ہے۔

(خاکسار ولی محمد جانگلہ احمدی متعلم مسلم ہائی سکول لاہور۔ ۱۰ نومبر)

مسلمانوں کی امداد کا غیبی فرشتہ

آل انڈیا میوچل مسلم فیملی ریلیف فنڈ ایسوسی ایشن لاہور

گورنمنٹ کے جائنٹ سٹاک کمپنی ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۱۲ء کے ماتحت رجسٹری شدہ ہے

عرصہ کی بات ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسے فنڈ کے متعلق فرمایا تھا، کہ قوم کے پس ماندگان و غربا و یتیموں و بیوگان کی امداد کے واسطے مسلمانوں کا ایک فنڈ ہونا چاہئے چنانچہ فنڈ کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر قوم کے معزز احباب کی رائے اور شمولیت سے یہ فنڈ جاری کیا گیا ہے، یہ فنڈ اسی قسم کا ہے جس قسم کا کہ ہندو برادران ملک نے عرصہ تیس سال سے جاری کر رکھا ہے۔ جس کی بدولت لاکھوں روپیہ کی قومی جائیداد پیدا کرنے کے علاوہ لاکھوں روپیہ متوفی ممبران کے پس ماندگان اہل و عیال و بیوگان و یتیموں میں امداد کے طور پر تقسیم ہو چکا ہے، زندہ قوم کی یہی علامت ہے، کہ وہ اپنی زندگی کے اسباب بہم پہنچانے میں ہمت و ایثار سے کام لیا کرتی ہے اور جو لوگ اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونے کی طاقت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے وہ دنیا میں زندہ رہنے کا بھی حق نہیں رکھتے،

اس فنڈ میں شریک ہونے کا طریق یہ ہے، کہ ۵ ۔ کے ٹکٹ ڈاک روانہ کر کے صدر دفتر سے قواعد و ضوابط ایسوسی ایشن معہ درخواست داخلہ کا فارم طلب کریں، پھر وہ درخواست مکمل کر کے معہ فیس داخلہ ایک روپیہ، وہ قیمت سرٹیفکیٹ مع قیمت پاس بک اور ماہواری چندہ ... بابت ایک روپیہ ماہوار کے ممبران جن کی عمر ۱۶ اور ۴۰ سال کے درمیان ہے، یا بحساب دو روپیہ ماہوار۔ وہ ممبران جن کی عمر ۴۰ سال سے زیادہ ہے اور مبلغ ایک روپیہ سالانہ چندہ بابت ماہواری سرکلر جو کہ صدر دفتر سے ہر ممبر کے پاس بذریعہ ڈاک ہر ماہ جاری ہوگا، روانہ کر دیں، جس کے پہنچنے پر منظوری بورڈ اوف ڈائرکٹرز صدر دفتر سے سرٹیفکیٹ ممبری معہ پاس بک کے ممبر کو روانہ ہوگا، جن ممبران کے نام نہ منظور رہوں گے، ان کا چندہ واپس کر دیا جاوے گا،

ہر سہ ماہی میں جس قدر ماہواری چندہ کی رقم وصول ہوگی، اس کا ۵۰ فیصدی ریلیف فنڈ شمار ہوگا۔ اور اس سہ ماہی میں جس قدر ممبران فوت ہوں گے، ان کے پسماندگان کو بہ تناسب اصل رقم چندہ مساوی طور سے تقسیم کر دیا جاوے گا، باقی ورکنگ فنڈ ۴۵ فی صدی متفرقہ ملازمان، افسران اہلکاران، ایجنٹان، سفر خرچ۔ خرچ ڈاک، سٹیشنری، اشتہارات چھپائی، کاغذات و کتب دکاغذات دفتر وغیرہ وضع کر کے دس فیصدی ریزرو فنڈ میں شمار ہوگا اور دو فیصدی مشن فنڈ، [illegible] فیصدی تعلیم فنڈ اور [illegible] فیصدی یتیموں اور بیوگان کے فنڈ میں شمار ہوگا، اور جس قدر سود بنکوں کے حساب سے آوے گا، وہ سب مشن فنڈ ہی میں شمار کیا جائے گا،

اس طور سے ہندوستان کی کل آبادی جو کہ سات کروڑ ہے اس کے ہر سات افراد کا ایک گھر شمار ہوگا، تو ایک کروڑ گھر ہو جاتے ہیں، اور فی سینکڑہ گھر میں ایک گھر بھی اگر شامل ایسوسی ایشن ہو جاوے، تو ایک لاکھ ممبر ہو جاتے ہیں، اور اس طور سے سالانہ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جمع ہو کر چھ لاکھ تو متوفی ممبران کے پسماندگان کے واسطے امدادی فنڈ شمار ہوگا، اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار سالانہ ریزرو فنڈ ہوگا، اور بنکوں کا سود ملا کر اصل حصہ وضع کر دہ کے قریباً ایک لاکھ روپیہ مشن فنڈ میں آجاوے گا، اور ۲۴ ہزار روپیہ تعلیم فنڈ میں اور بارہ ہزار روپیہ یتیموں اور بیوگان کے فنڈ میں شمار ہوگا،

مشن فنڈ کے روپیہ کے نصف روپیہ سے ایک مسلم مشنری کالج یا یونیورسٹی امریکن طریقہ سے قائم کی جاوے گی، جس میں مختلف ڈگریوں کے کورس جاری کئے جائیں گے، یعنی ڈگری ایم ایم، یعنی مسلم مشنری۔ ڈگری بی ایم ایم، یعنی بیچلر مسلم مشنری۔ ڈگری ایم ایم ایم، یعنی ماسٹر مسلم مشنری کورس جاری کئے جائیں گے جس میں انٹرنس، منشی عالم، منشی فاضل کے طلبا اور بی اے منشی فاضل۔ مولوی فاضل کے طلبا اور ایم اے کے طلبا علی الترتیب داخل کئے جاویں گے،

جو طالب علم ایسوسی ایشن کے خرچ پر وظائف سے تعلیم لینگے، ان کو خاص اگریمنٹ ایسوسی ایشن سے کرنا ہوگا، مشن فنڈ کے باقی نصف روپیہ سے اسلامی مشن ہندوستان و بلاد غیر میں جاری کئے جاویں گے، اور موجودہ مشنوں کو بھی امداد اور تقویت پہنچائی جائیگی، اس طور سے نہایت ہی آسانی سے مستقل طور سے مسلم مشنری کام ہر فرقہ اسلام یعنی اہل سنت والجماعت، اہل حدیث، اہل فقہ، اہل تصوف اور احمدی خیالات کے طالب علم تعلیم پاکر قوم کے متفقہ نظام کے ماتحت یہودیوں، عیسائیوں، پارسیوں، ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ میں تبلیغ اسلام و نیز عیسائی مشنوں اور ہندو [illegible] کی تحریک کو نہایت آسانی سے مقابلہ کر سکیں گے،

اگر قوم میں ایسے نظام کے ماتحت یہ کام ترقی کرے، تو چند سالوں میں ہندوستان کے مسلمان دینی اور دنیوی رنگ میں ایسے عظیم الشان کارنامے کر سکتی ہے، کہ جو بڑے بڑے بادشاہ اب تک نہ کر سکے، ہندوستان کا ہر مسلم مرد و عورت بلا تمیز فرقہ و خیالات کے جن کے سینے میں ذرا سا بھی درد ملت ہے، ضرور اس ایسوسی ایشن میں داخل ہونا چاہیے۔

اس سے نہ صرف باہمی اہل و عیال کی ہی ذاتی امداد قوم میں ہوگی، بلکہ ریزرو فنڈ سے خود ایسوسی ایشن کے صدر دفتر، برانچ دفتروں، کالج یا یونیورسٹی بورڈنگ ہوس یا ہوسٹل وغیرہ کی عمارات چند سالوں میں اور نیز بڑے بڑے کارنامے کرنے والے مشن اور کثرت سے مسلم مشنری مبلغ کام کرنے والے پیدا ہو کر اور نیز تعلیم فنڈ سے غریب و متوسط طبقے کے ایسے طالب علموں کو اگریمنٹ کے ماتحت خاص وظائف دے کر ہندوستان و بلاد غیر میں تعلیم ملنے کے علاوہ یتیموں اور بیوگان وغیرہ کی بھی امداد ہوکر قوم کی مالی، مذہبی، اقتصادی، تعلیمی، معاشرتی [illegible] میں وہ ترقی ہو سکتی ہے، کہ فی الدنیا و فی الاخرۃ حسنۃ کا [illegible] موجود ہوگا،

یہ سارے انتظام و کاروبار زیر نگرانی بورڈ اوف ڈائرکٹرز [illegible] کی نگرانی کے ماتحت جاری رہیں گے، اور سالانہ حساب کتاب [illegible] ہو کر اجلاس عام و نیز گورنمنٹ کے پاس پرچہ حساب باقاعدہ تفصیل [illegible] پیش ہوا کرے گا، کسی قسم کے غبن یا بددیانتی کا اس میں اندیشہ نہیں ہو سکتا، اور ہو بھی کیسے جبکہ گورنمنٹ کی زیر نگرانی ہوگا، یہ کوئی عام غیر [illegible] شدہ انجمن یا کمپنی نہیں ہے، کہ جس میں بڑے بڑے مگرمچھ چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاویں اور ڈکار تک بھی نہ لیں، غرضیکہ قومی [illegible] ہر رنگ میں محفوظ ہوگا،

اس فنڈ میں احمدی و غیر احمدی برادران سب شامل ہو رہے ہیں، جن میں سے چند احباب کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس لاہور، ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب ایل۔ ایم۔ ایس، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس، سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب بی اے، بی ٹی، چودھری ظہور احمد صاحب بی۔ اے، میاں منظور الٰہی صاحب انسپکٹر ریلوے، مسٹر محمد الدین صاحب بی اے، ایل۔ ایل بی، حافظ برکت علی خاں صاحب منیجر آرمی پریس، مسٹر محمد الدین صاحب [illegible] وغیرہ۔

وغیرہ، گذشتہ ایام اجلاس سپیشل کانگریس بمقام دہلی میں رہبران قوم حضرت حکیم اجمل خاں صاحب حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب، جناب سید ڈاکٹر انصاری صاحب، حضرت مولانا مولوی ابوالکلام صاحب و چند دیگر بزرگان قوم تارکان موالات و موالاتی خیالات کے احباب سے اس فتنہ کے متعلق ذکر ہوا، سب نے اس کو پسند فرمایا، اور اس لئے ہر کس و ناکس کو اس میں داخل ہو کر ہم خرما و ہم ثواب سے محروم نہ رہنا چاہیئے، احمدی قوم کے احباب و نیز خلافت کمیٹیوں و کانگریس کے مسلمان لیڈران و بزرگان اس فنڈ کو ترقی دینے میں خاص کوشش فرماویں،

حضرت میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیان و نیز مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب و وکنگ مسلم مشنری اور نیز حضرت حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی و حضرت علی برادران و حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کلکتہ و جناب ڈاکٹر انصاری صاحب دہلوی، جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو امرتسر، جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی لکھنؤ و جناب سیٹھ چھوٹانی صاحب بمبئی، جناب احمد صدیق صاحب کھتری بمبئی، جناب سیٹھ یعقوب حسن صاحب مدراس، جناب مسٹر مظہر الحق صاحب پٹنہ، جناب سر مولوی رحیم بخش صاحب کے سی آئی ای۔ جناب مولانا داؤد غزنوی صاحب امرتسری۔ جناب ملک لال خاں صاحب سیالکوٹ، جناب مولوی سید عطاء اللہ شاہ صاحب گجرات، جناب چودھری غلام بھیک صاحب نیرنگ انبالہ، جناب مولانا کفایت اللہ صاحب دہلی۔ جناب مولانا احمد سعید صاحب دہلی، جناب مسٹر عطاء اللہ صاحب ایل۔ ایل۔ بی جالندھر، جناب مولوی عبدالقادر صاحب قصوری، جناب رانا فیروزالدین صاحب ہریانہ، جناب صادق حسن خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا امرتسر کی خدمت میں خصوصیت سے عرض ہے کہ اس کے متعلق اخباری دنیا کے ذریعہ تحریک فرما کر مشکور فرماویں، اور جملہ ایڈیٹران اخبارات و رسالہ جات یعنی زمیندار، سیاست، پیسہ اخبار، گلزار ہند، ہمدرد، اہلحدیث اہل فقہ، اہلسنت والجماعت، پیغام صلح، الفضل، الحکم، فاروق وکیل، خلافت، الامان، نجات مدینہ، الخلیل، نوید، وطن و رسالجات اشاعت اسلام۔ صوفی، تبلیغ۔ الاسلام وغیرہ وغیرہ کی خدمت میں مہا عرض ہے کہ اس فنڈ کے متعلق اپنے اخبارات و رسالجات میں اس مضمون کو درج فرما کر اسلامی ہمدردی میں توقف نہ فرماویں،

خادم اسلام

شاہ محمد خاں۔ انجینیئر بیرون موچی دروازہ لاہور،

تازہ خبریں

ہندوستان

انبالہ میں دربار

انبالہ ۵ ار نومبر۔ آج شام کو ایک دربار منعقد ہوا۔ سر ایڈورڈ میکلیگن گورنر پنجاب نے جماعات عامہ کے سپاسناموں کا مشترکہ جواب دیا۔ منہاجیانی کی انجمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں کونسل کے نامزد ارکان پر سفارش نہیں کر سکتا لیکن وہ انتخاب عام میں حصہ لیں۔ انتخاب کے موقعہ پر ایک سے زیادہ ہندوستانی افسر منتخب ہوئے ڈسٹرکٹ بورڈ کو اس امر پر مبارکباد دی کہ وہ مشنوں کا ستھرائی کامیاب ہوا ہے۔

انتخابات پٹنہ

پٹنہ ۱۵ ار نومبر۔ مسٹر امبا پرشاد اور میاں اسد احمد بہار مجلس وضع آئین کی رکنیت کے لئے منتخب ہو گئے ہیں۔

اکالیوں کا مقدمہ سازش

مزید شہادتیں

امرتسر ۱۵ ار نومبر۔ آج گیارہ بجے سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں اکالی مقدمہ پیش ہوا۔ وکلا وہی تھے۔ آٹھ ملزموں نے وکیل نہیر کئے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو حامیان ترک موالات کہتے تھے۔

[illegible] اور گورنمنٹ

جنرل کے ایجنٹ کا سرٹیفکیٹ بھی لیا گیا تھا۔ جو زیر دفعات ۱۹۶ و ۱۹۶ الف حاصل کرنا ضروری تھا۔ اسلئے مسٹر ڈی۔ ڈبلیو سمتھ سپرنٹنڈنٹ سی، آئی ڈی (سیاسی شعبہ) نے زیر دفعات ۱۲۰ ب ۱۲۱ - الف اور ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند اور زیر دفعہ ۱۷ (۱ و ۲) ضابطہ فوجداری س۔ ب۔ مہتاب سنگھ و دیگر ملزموں کے خلاف نیا استغاثہ دائر کر دیا۔ واسدیو سنگھ ش۔ گ۔ پ۔ ک کے موری کے لئے علیحدہ منظوری اور علیحدہ سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا۔ مستغیث نے حلف لیکر بیان دیا کہ مجھے حکومت نے اختیار دیا ہے کہ میں ان ملزموں کے خلاف جنہوں نے سازش کی ہے استغاثہ دائر کروں۔ اس سازش کا مقصد۔ استغاثہ کا مقصد۔ استغاثہ کے جملے شمارہ ۱۸۹ میں بیان کیا گیا ہے اس نے کہا کہ میں وکیل استغاثہ کی ہدایت کے مطابق شہادتیں بھی پیش کروں گا۔ عدالت نے ملزموں کو اپنی حراست میں لیا۔ اور مسٹر پٹیمن وکیل سرکار نے کہا کہ گذشتہ کارگزاری قائم رہیگی۔ کیونکہ وہ بھی اس مقدمہ میں شامل کیجائے گی۔ تین ملزموں کے خلاف انہیں تاریخ تک پھر وارنٹ جاری کئے گئے۔ اور وکیل استغاثہ نے خواہش ظاہر کی کہ زیر دفعہ ۵۱۲ کوئی سماعت نہ ہو۔

مستغیث نے گواہوں کے کٹہرہ میں جاکر کہا۔ ش۔ گ۔ پ۔ ک کا مرکز امرتسر میں تھا۔ اس نے ملزموں کی اس کمیٹی کے ساتھ بالترتیب تعلق بیان کئے ایک بجے کے بعد عدالت لنچ کے لئے برخاست ہو گئی۔

لنچ کے بعد کی کارروائی

امرت سر ۱۵ ار نومبر۔ لنچ کے بعد مسٹر ڈی ڈبلیو سمتھ کی شہادت لی گئی جس نے ش۔ گ۔ پ۔ ک کی تاریخ اور ابتدا بیان کی اور کہا کہ مہاتما گاندھی کے دربار صاحب جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھ دربار صاحب کے انتظام کو سرکاری نامزد کردہ شخص کے ہاتھ میں دیکھنے سے غیر مطمئن ہو گئے اور مقامی حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے جو اس مقصد کے قواعد اختراع کرے۔ گواہ نے اخبار "ٹریبیون" کی ایک جلد مطبوعہ ۱۲ ار نومبر ۱۹۲۰ء پیش کی جس میں اس مضمون کا ایک سرکاری اعلان درج تھا۔ وکلائے صفائی نے اس امر پر اعتراض کیا کہ اس بات کو قلمبند نہیں کیا جا سکتا۔ مسٹر پٹیمن نے جواب دیا کہ میں اسے پیش کر رہا ہوں اور بعد میں اسے ثابت کر کے بھی دکھاؤں گا۔ اس پر گواہ نے کہا کہ سکھوں نے اس مجلس مشاورت کو استحسان کی نظروں سے نہ دیکھا۔ انہوں نے ستر ارکان کی ایک علیحدہ مجلس بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کمیٹی کا نام بعد میں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی مشہور ہو گیا۔ اس نے کہا کہ شروع ہی سے بعض سکھ خاص کر ۔۔۔ ادا سی۔ نرمل وغیرہ اس کمیٹی کے مخالف تھے اور جب اس کمیٹی نے ترک موالات اختیار کیا تو بعض لوگ اس نظام سے علیحدہ ہونے لگے۔ اسکے بعد گواہ نے ش۔ گ۔ پ۔ ک کے نظام کے متعلق کچھ بیان کیا۔ اور کہا کہ اسکے ارکان تین سو تھے جن میں سے ۲۴۰ ارکان منتخب شدہ اور ساٹھ نامزد کردہ تھے۔ اس کے ماتحت مقامی گوردوارہ کمیٹیاں ہوتی تھیں جو اپنے اپنے گوردواروں کا انتظام کیا کرتی تھیں۔ بعد ازاں گواہ نے شرومنی اکالی دل کے بنائے جانے کا حال بیان کیا۔ اس نے کہا کہ یہ جماعت ش۔ گ۔ پ۔ ک کے ماتحت امرت سر کے مرکز میں قائم کی گئی۔ گواہ نے کہا کہ یہ جماعت اکالی جتھوں کی حرکات و سکنات کا اہتمام کیا کرتی تھی جتھے گوردوارہ کی اصلاح کے لئے بنائے گئے تھے۔ جدید نظام میں تحصیلوں۔ تھانوں اور ذیلوں میں علیحدہ علیحدہ جتھے مرتب کئے گئے ان جتھوں کے جتھے داروں یعنی کمان افسروں کو مختصیلدار۔ تھانیدار۔ ذیلدار کہا جاتا تھا۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ان جتھے داروں کے پاس لمبی لمبی تلواریں۔ چھریاں۔ سفاجنگ اور لاٹھیاں ہوتی تھیں۔ وہ فوجی انداز میں حرکت کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس جھنڈے ہوا کرتے تھے اور

ضرورت

مجھے مندرجہ کتب کی ضرورت ہے، اگر کسی صاحب کے پاس قابل فروختنی ہوں، یا فروختنی کی جگہ معلوم ہو تو برائے مہربانی بذریعہ دفتر اخبار پیغام صلح لاہور مجھے مطلع فرمائیں، اور جناب مکرم بندہ مولوی اکبر شاہ خاں صاحب مدیر رسالہ عبرت نجیب آباد خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ کلیات افغانی، کلید افغانی، حیات افغانی، کرسی نامہ افغانی، صولت افغانی جامع التواریخ عالم کامل اور بالخصوص ان کتابوں کی موجودگی سے مطلع فرمائیں جو تاریخ اقوام افغان سے تعلق رکھتی ہوں،

عبدالستار۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور،

دنگل کے ذریعہ ان کو احکام دئے جاتے تھے۔ عام جلوس کے موقعہ پر لمبی لمبی کرپانیں دیکھی گئیں۔ ش۔ گ۔ پ۔ ک نے لمبی کرپانیں رکھنے کی تاکید کی اور علیگڈھ کی ایک فرم سے لمبی کرپانیں بنوانے کے متعلق گفت و شنید بھی کی۔ ایک صندوق پر ش۔ گ۔ پ۔ ک نے اعتراض بھی کیا۔ کیونکہ اس میں چھوٹی کرپانیں تھیں۔ گواہ نے کہا کہ ش۔ گ۔ پ۔ ک اور شرومنی اکالی دل کے فیصلے مجلس عاملہ میں منظور ہوا کرتے تھے۔ اسکے بعد جنرل کمیٹی بھی انکی تائید کیا کرتی تھی۔ گاؤں کی پنچایتیں قائم کرنے کے متعلق مستغیث نے بیان کیا کہ انہوں نے دیوانی اور فوجداری کے تنازعات کا فیصلہ کرنے کا کام اختیار کر لیا۔ ان فیصلوں میں فریقین کی رضامندی کا لحاظ نہ کیا جاتا تھا۔ یہ پنچایتیں تحریک موالات کا نتیجہ تھیں۔ جب یہ تحریک ناکامیاب رہی تو پنچایتیں بھی ٹوٹ گئیں۔ گواہ نے کہا کہ یہ پنچایتیں ش۔ گ۔ پ۔ ک کی قائم کی ہوئی تھیں ضلع لاہور میں مقام گھونڈ اور ہر بالہ پر یہ پنچایتیں توڑنی پڑیں۔ اور ارکان گرفتار کر لئے گئے۔ گواہ نے چک نمبر ۲۲۴ - ضلع لائلپور کی ایک خاص مثال کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں دو آدمیوں کی پنچایت کے فیصلے سے درختوں پر لٹکا دیا گیا۔ گواہ نے کہا کہ ش۔ گ۔ پ۔ ک نے ایک شعبہ اشاعت بھی قائم کر رکھا تھا۔ جو اعلانات جاری کیا کرتا تھا۔ ان اعلانات میں حالات و واقعات بیان کئے جاتے تھے۔ جو اس کمیٹی کی طرف سے ہوتے تھے۔ اور حکومت کے افعال پر نکتہ چینی بھی کی جاتی تھی۔ انہوں نے ایک تبلیغی انجمن بھی قائم کر رکھی تھی جو ش۔ گ۔ پ۔ ک کے ماتحت ہوتی تھی۔ یہ انجمن اپنے تنخواہ دار ملازموں کے ذریعہ سے حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے اور سکھوں کے بھڑکانے کا کام کرتی تھی۔ اکثر مقامات پر جتھوں نے حکام کی متابعت سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ وہ صرف ش۔ گ۔ پ۔ ک کے احکام کو مانتے ہیں اور بس۔ پھر گواہ نے کہا کہ ان جتھوں نے بعض مندروں پر جبراً قبضہ کر لیا۔ یہ بہت سی تعداد میں جاتے تھے اور خوف بٹھاتے تھے۔ گواہ نے پہلے قبضہ کا حال بیان کیا جو ننکانہ کے متعلق تھا۔ جو اس مقام پر ایک جتھا مسلح ہو گیا۔ اور قتل کر دیا گیا۔ گواہ نے کہا کہ مارچ کے مہینہ میں ضلع لاہور میں ۱۱ مقامات پر قبضہ جمایا گیا۔

چار بجے عدالت کا اجلاس برخاست ہوا۔ زمیندار

اسلامی

غازی مصطفےٰ کمال کی علالت

اطلاع ملی ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال ضعف قلب کی بیماری سے سخت علیل ہیں، ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ آپ کلیتہً آرام فرمائیں، دعا ہے کہ غازی موصوف کو خدا تعالےٰ شفائے عاجل عنایت فرمائے،

کابل اور قندہار کے درمیان سلسلہ تار

الہ آباد۔ ۱۴ ار نومبر۔ اخبار پاینر کا بیان ہے کہ حکومت افغانستان نے کابل اور قندہار کو تار کے سلسلہ سے ملانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کام کا ٹھیکہ کراچی کی ایک فرم کو دیا گیا ہے۔ اس ٹھیکہ کی قیمت ۱۰ لاکھ روپیہ ہے اور فاصلہ تین سو میل کا ہے۔ آیا ہرات کو بھی اس نظام میں شامل کیا جائے گا۔ یہ بات ابھی طے نہیں ہوئی۔

بدہضمی و بدہضمی کے دست کی ٹکیہ

غذا تحلیل نہ ہونے کو بدہضمی کہتے ہیں۔ جیسے غذا کرنے کے بعد پیٹ کا بھاری، پھولنا، پیٹ میں ریاح ہونا۔ جی متلانا، کھٹے ڈکار آنا، قوت ہاضمہ کے خراب ہو جانے سے ہوتا ہے۔ جب غیر ہضم غذا کی جاوے تب پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے، اور پیٹ پھولتا ہے، اور دست ہوتے ہیں، اور اس وجہ سے جسم نحیف اور مرض لاعلاج ہو جاتا ہے، اس مرض کے ہونے کے اسباب یوں ہیں ضعیفی کا عالم کسی خاص بیماری کے بعد ضعف کا ہونا کم کھانا۔ منی کا بیفائدہ ضائع ہونا، زیادہ محنت فکر و تردد یا غم اور ان خرابیوں کی حالت میں جو بچہ جننے کے وقت ہوئی ہوں۔ ان باتوں کا غور کر کے ڈاکٹر برمن نے یہ بدہضمی کی ٹکیہ بنائی ہیں، جس سے غذا تحلیل ہوتا ہے، اور بدہضمی کی خرابی دور کرتا ہے۔ فی شیشی قیمت ۸؍ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۶؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند اسٹریٹ کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبارہ ہر منگل اور ہفتہ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار

پیغام صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۲

نمبر ۶

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء

قرآن کریم اور مسئلہ ربوا

(۲)

(مولانا مولوی عبدالستار صاحب کے قلم سے)

قرآن مجید میں ربوا کے متعلق ذیل کی آیات ہیں:-

(۱) الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس ذٰلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون ۝

جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت کے دن اس شخص کے مانند کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے اپنی جھپٹ سے مخبوط الحواس کر دیا ہو، ان کا یہ حال اس سبب سے ہوگا، کہ وہ کہتے تھے، کہ بیع مثل ربوا کے ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربوا کو حرام، تو جس کسی کو خدا کی ہدایت پہنچ گئی، اور وہ ربوا سے رک گیا، پس جو گذرا ہے، وہ اس کے لئے معاف ہے اور اس کا [illegible] خدا تعالےٰ کے حوالہ ہے، اور جو کوئی پھر سود کھائے گا، تو وہ جہنمی ہے، اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اس آیت سے ذیل کی باتیں معلوم ہوتی ہیں:-

(۱) یاکلون الربوا سے واضح ہوتا ہے، کہ وعید [illegible] دائن کے متعلق ہے، کیونکہ وہ راس المال سے فاضل کھاتا ہے، مدیون کے متعلق نہیں ہے، کیونکہ وہ تو ضروریات کا مکلف ہو کر قرض کا خواہاں ہوگا، دائن کو لازم ہے کہ مدیون مجبور پر سود کی تلوار نہ چلائے،

(۲) ربوا کے لغوی معنی زیادتی اور نفع کے ہیں، اور ہر نفع حرام نہیں، صرف زر قرضہ پر نفع ربوا ہے اور وہ حرام ہے،

(۳) ربوا کو ممنوع قرار کر خدا نے فرمایا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ، پس خدا تعالےٰ کی موعظت مجمل نہیں ہو سکتی، مجمل موعظت جو فہم سے باہر ہو، رحمت نہیں زحمت ہے، اس لئے مسئلہ ربوا غیر مشرح نہیں ہو سکتا،

(۴) پہلا سود معاف کر آئندہ جو کھائے گا، وہ جہنمی ہے، اگر مسئلہ ربوا کو غیر مشرح مانا جائے، تو تعجب کا مقام ہوگا، کہ خدائے عادل رحیم سود کو تو نہ بتائے اور سود خوار کو جہنم میں ڈال دے،

(۲) یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ۝ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رءوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون ۝ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝

مومنو خدا سے ڈرو، جو سود باقی رہ گیا ہو وہ چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو، اگر ایسا نہ کرو تو خدا اور رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اور اگر توبہ کرو، تو تمہارے لئے صرف راس المال ہی ہے، نہ تم کسی کا نقصان کرو، نہ تمہارا کوئی نقصان کرے، اگر مدیون مفلس ہو، تو اسے سہولت تک کی مہلت دو، کہ وہ بآسانی ادا کر سکے، اگر چھوڑ ہی دو، تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو،

اس آیت سے ذیل کی باتیں معلوم ہوتی ہیں،

(۱) ربوا حرام ہوا، تو اب تک جس کا سود کسی کے ذمہ باقی رہ گیا ہو وہ چھوڑ دے، اور پھر کبھی سود نہ کھائے،

(۲) کوئی کسی کو قرض دے تو زر قرضہ اس کا راس المال ہے، وہ صرف اسی کا مستحق ہے، زیادہ کا نہیں،

(۳) ربوا کی علت حرمت خدا تعالےٰ نے بتا دی لا تظلمون ولا تظلمون نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے، یہی اصول ہے جس پر حرمت ربوا کی بنیاد ہے،

(۴) اگر تمہارا مدیون غریب ہو تو اسے فراخی تک کی مہلت دو۔ اور اس کی مجبوریوں پر رحم کھا کر چھوڑ ہی دو، تو بہت بہتر بات ہے،

(۵) یہ آیت ربوا کے متعلق ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ربوا معاملہ قرض میں ہوتا تھا،

(۶) یہ کہنا درست نہیں کہ ربوا غریبوں سے لینا حرام ہے، امیروں سے نہیں، کیونکہ خدا تعالےٰ کا حکم تفرقہ کے ساتھ نہیں اترا، ربوا حرام قطعی ہے، چاہے مدیون غریب ہو یا امیر، اگر غریبوں کے ساتھ مختص ہوتا تو پھر وان کان ذو عسرۃ کے فرمائے جانے کی ضرورت نہ ہوتی،

(۳) یٰایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضٰعفۃ واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ۝

اے ایمان والو، سود در سود نہ کھاؤ، اور خدا سے ڈرو تا تم فلاح پاؤ سود کو بھی اصل میں ملا کر اس کا بھی سود لینا اضعافا مضاعفۃ سود در سود ہے، لوگ سود بھی کھاتے تھے اور سود در سود بھی کھاتے تھے تو خدا تعالےٰ نے اسے بھی مخصوص کر کے حرام فرمایا،

اس جملہ تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ربوا معاملہ قرض میں ہوتا ہے، زر قرضہ راس المال ہے، اس کا لینا جائز ہے، اس پر اضافہ [illegible]

ہے، اور ربوا حرام ہے، یہ جملہ اساسی احکام یعنی حرمت ربوا اور اس کی سزا سب ظالم یعنے دائن کے لئے آئے ہیں، جو راس المال سے فاضل لے کر مدیون پر ظلم کرتا ہے، اور مدیون ظالم نہیں بلکہ مظلوم ہے، وہ سود خوار نہیں، سود خور دوزخی ہے، علت حرمت ربوا بھی بیان ہوئی، لا تظلمون ولا تظلمون، مدیون مفلس ہو تو فراخی تک مہلت دو، اور باقی دینا بہت ہی اچھا، سود در سود بھی [illegible] حرام ہے،

یہ ہیں احکام قرآنی جو اوپر بیان ہوئے، یہ بذات خود مفصل ہیں مجمل نہیں نہ ناکافی ہیں، نہ ناقص، نہ محتاج تفسیر اب کوئی بھی ان احکام کے گھٹانے اور بڑھانے کا حقدار نہیں، مومن کو چاہیئے کہ وہ ان معاملات کو کہ نئی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں، ان کو بھی ان احکامات پر تولے، نہ خواہش سے ناجائز کو جائز کرے، نہ تورع کا نام لے کر جائز کو ناجائز قرار دے، خدا کے [illegible] ہو کر اس کے حکم کو پیش نظر رکھے، پھر جو ایمان فیصلہ کرے اس پر عمل کرے،

چونکہ بعضوں نے بہتیرے معاملات کو ربوا میں داخل کیا ہے اور اس کو تورع اور احتیاط سمجھا ہے، اور بعض جدت پسند ربوا کے جواز کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ دونوں روش خدا کے صحیح فرمان کے مقابلہ میں صحیح نہیں، اس لئے میں چند مشہور معاملات کی نسبت کچھ بیان کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں، میں مسلمانوں کا [illegible] نہیں ہوں، اور جب خدا کے احکام صحیح موجود ہیں، تو فتوے کی ضرورت بھی نہیں، بہرحال جو کچھ میں لکھوں گا، وہ ایک شخصی رائے ہوگی، نہ تو وہ سہو و خطا سے خالی ہوگی، نہ اور کسی کو اس کی پابندی لازم ہے،

(۱) کسی کو روپیہ قرض دینا جس پر کچھ بھی اضافہ لگایا گیا ہو وہ صریح ربوا اور قطعی حرام ہے، اور مدیون پر ظلم، رہن رکھ کر بھی قرض بالسود دینا قطعی ربوا اور حرام ہے،

(۲) معاملات تجارت میں روپیہ فی الحقیقت قرض نہیں دیا جاتا، اگرچہ اسما وہ قرض ہی بولا جائے، لیکن نام رکھنے سے کوئی شے حرام وحلال نہیں ہوتی، بلکہ وہ تجارت کی ایک گونہ شرکت ہے اور منافعہ مقرر ہوتا ہے، اگرچہ وہ ملفظ سود ہو مگر وہ سود نہیں ہے بلکہ نفع تجارت ہے، جو متیقن ہوتا ہے اور قرآن مجید میں متیقن نفع تجارت کہیں حرام نہیں ہے، اور کیوں حرام ہو، کیونکہ اگر کوئی شخص جو تجارتی حساب کتاب سے ناواقف [illegible] یا وہ بے کس عورت یا کوئی یتیم تجارت میں شریک ہو، اور وہ تجارتی [illegible] سے قاصر ہو، اگر وہ نفع تجارت متعین و مشخص کرے مثلاً [illegible] روپیہ یا دو روپیہ منافعہ مقرر کر [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مورخہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۶

مسلمانوں کی قومی تحریکات

مجلس خلافت اور اشاعت اسلام

(۱)

آج سے چند ماہ پہلے جب ارتداد کا غلغلہ تمام ہندوستان میں بلند ہوا اور مسلمانوں میں انسداد ارتداد کے لئے ایک غیر معمولی احساس پیدا ہوا تو مجالس خلافت سے ایک نہایت ہی جائز مطالبہ کیا گیا تھا، اور وہ یہ تھا، کہ یہ مختلف مجالس بھی انسداد فتنہ ارتداد کے لئے کوشش کریں۔ اور اپنے سرمایہ میں سے ایک حصہ اس مقدس کام کے لئے وقف کریں لیکن اس جائز مطالبہ کا جواب ان خلافت کی طرف سے صاف نفی میں دیا گیا، بلکہ اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا، تو مرکزی مجلس خلافت بمبئی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ من حیث المجلس وہ اس کام میں شریک نہیں ہو سکتے، گو انفرادی طور پر مجلس کے اراکین مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس میں شریک ہو سکتے ہیں، اس فیصلہ میں گویا تسلیم کر لیا گیا تھا، کہ اسلامی حیثیت سے تو لوگ اس میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن مجلس خلافت ایک نظامی حیثیت میں اس سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے،

ہم نے اسی وقت اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی، اور صاف لفظوں میں لکھا تھا کہ یہ فیصلہ سراسر لغو اور بیہودہ ہے کیونکہ اس سے مجالس خلافت کی مذہبی حیثیت خاک میں مل جاتی ہے۔ سچ پوچھئے تو خلافت کا نظام ایک مذہبی نظام سمجھا جاتا تھا، اراکین خلافت اس اصول کو گلا پھاڑ پھاڑ کر بیان فرما رہے تھے، وہ جو کچھ کر رہے ہیں، مذہب کے لئے کر رہے ہیں لیکن کیا مذہب اسلام محض خلافت عثمانیہ کا نام تھا؟ اگر نہیں تو پھر کیا وجہ تھی کہ عین مذہبی تحریک اشاعت اسلام کی تحریک، حفاظت اسلام کی تحریک جو تمام تحریکات اسلامی سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے اہل خلافت کے دل نہ گرمائے۔ کیا یہ انصاف ہے، کہ ہم انگریزوں سے تو خلافت کے لئے دست و گریبان ہوں، تمام ملک میں شورش پھیلا دیں لیکن جب خود اسلام کی جان پر بنے، مسلمان مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہونے لگیں، تو ہم خاموش بیٹھے رہیں، اگر مجلس خلافت یہ فیصلہ کرتی کہ اراکین خلافت اس فتنہ ارتداد کے انسداد میں قطعاً حصہ نہ لیں، کیونکہ یہ کوئی مذہبی تحریک نہیں، تو ہم کم از کم یہ مان لینے کے لئے تیار ہوتے، کہ مجلس کو غلط فہمی ہوئی ہے، ورنہ اس کی نیت بخیر ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ایک طرف مجلس اس امر کو تسلیم کرتی ہے، کہ یہ ایک مذہبی امر ہے، اور اسلامی حیثیت سے اراکین مجلس بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں، لیکن دوسری طرف خود مجلس خلافت اس سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے، اس فیصلہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگرچہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے، مگر یا ایں ہمہ مجلس اس سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے،

اب سوال یہ ہے کہ اس کی کیا وجہ کہ ایک مذہبی امر سے مجلس خلافت علیحدہ رہتی ہے، اس سوال کا جواب صرف ایک ہی ہے، اور وہ یہ ہے کہ مجلس کی رائے میں اس سے ہندو مسلم اتحاد کو صدمہ پہنچتا تھا، اور یہ مجلس کو گوارا نہ تھا، لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے خلافتی بھائی اتحاد میں اس قدر محو ہوئے، کہ اشاعت اسلام کے فریضہ کو بھی بھول گئے؟ مگر اس قسم کی خود فراموشی کا مطالبہ دوسرے فریق سے نہ کر سکے، حالانکہ مساوات کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہندو بھائی بھی اسی نقطہ نگاہ کو مد نظر رکھ کر شدھی سے باز آجاتے، لیکن وہاں ایک شدھی کیا سنگھٹن کے بھی ڈورے ڈالے گئے، اور یہاں اس خوف سے کہ اتحاد کے سلسلہ کو ٹھیس نہ لگے، اشاعت اسلام کے مقدس مذہبی فرض سے بھی دست برداری ہوئی،

قوم کے سامنے یہ سوال متعدد دفعہ آیا ہے کہ جس صورت میں خلافت کمیٹیوں کا کام اب ختم ہو چکا ہے، اور موجودہ صورت میں انسداد فتنہ ارتداد کے لئے جو مسلمانوں کی سب سے اہم ضرورت ہے یہ کمیٹیاں کچھ نہیں کرتیں، تو پھر ان کے وجود سے کیا فائدہ ہے؟ اصولاً یہ سوال نہایت اہم اور با موقع ہے، لیکن غالباً لوگ علی برادران کی رہائی کے منتظر تھے، کہ وہ آکر اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے، گو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی اور شوکت علی نے اس تمام سوال پر ابھی تک ٹھنڈے دل سے غور نہیں کیا، آج تک جو اعلانات ان دونوں بزرگوں کی طرف سے شائع ہوئے ہیں، وہ اس مضمون کے ہیں کہ خلافت کمیٹیوں کے لئے کام کرنے کا موقعہ اب آیا ہے، اس اجمال کی تشریح ابھی تک ان کے ذمہ ہے، کہ اس کام کی نوعیت کیا ہوگی، جو اب مجالس خلافت کے سپرد ہوگا؛ یوم جزیرۃ العرب کا کام یقیناً اس قدر روپیہ اور مصروفیت کا مقتضی نہیں کہ تمام ہندوستان کی مجالس اس میں سرگرم کار ہوں ہمارے خیال میں کوئی لائحہ عمل پہلے سے تیار ہونا چاہیئے جس کے مطابق کام کی داغ بیل ڈالی جا سکے، اور اس کے بعد قوم سے اپیل بھی ہو سکتی ہے لیکن اس سوء تدبیری کی بھی کوئی انتہا ہے کہ کام کی کل تجویز تو کچھ پیش نہیں کی جاتی، اور روپیہ کا مطالبہ شروع ہے یہی سبب ہے کہ ہمارے محترم دوست شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی ایسے سرگرم ممبر اور اولین محرک خلافت کو یہ کہنے کی جرأت ہوگئی ہے کہ:۔

"بدقسمتی سے ہم مسلمانوں کے پاس اسلامی معاملات کے لئے اب تک کوئی پروگرام ہی نہیں، اور اس پر دیدہ دلیری یہ کہ روپے کے قوم سے طالب ہیں"

اس میں کلام نہیں کہ مجلس خلافت کے حسابات سے قوم میں سخت سوء ظنی پھیل چکی ہے، قومی تحریکوں کو سخت نقصان پہنچا ہے، ہم نے اس خطرہ سے رہنمایان قوم کو متنبہ کیا ہے لیکن یہ شومئ قسمت ہے کہ انہوں نے اس مخلصانہ مشورہ کی طرف توجہ نہیں کی اب بھی روپیہ کی ضرورت کے متعلق تو سرگرمی سے اعلان ہو رہے ہیں لیکن اس کے مصرف کے متعلق نہ کوئی پروگرام اور نہ کوئی قومی مشورت ہے +

کیا اتحاد کی عمر صرف تین سال ہے؟

مولینا ابوالکلام آزاد نے امرتسر جلیانوالہ باغ میں حالات حاضرہ پر تقریر کرتے ہوئے پہلے تو اکالیوں کی گرفتاری پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا، اور گورنمنٹ کے طریق عمل پر نکتہ چینی کی، اور پھر ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"مسلمان بتائیں کہ انہوں نے بہ حیثیت قوم کے کوئی کوشش کی ہے، کہ وہ [illegible] سے مل جائیں، گذشتہ [illegible] سے لے کر جو کو [illegible] ان دونوں قوموں نے اتحاد کے [illegible] کی ہے، اس کی زیادہ سے زیادہ عمر تین سال ہے۔ اب ہر ایک اپنی عقل سے کام لے کر بتائے، کہ ۵۰ کروڑ آدمیوں کے ملاپ کے لئے تین سال کا عرصہ کافی ہے،"

اس سلسلہ میں ہم مولینا کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ آج سے ۱۵ سال پہلے ہماری جماعت کی طرف سے ہندوؤں کو پیغام صلح دیا گیا تھا، اور ان کی طرف سے آج تک اس کا جواب نہیں ملا، کیا یہ ہمارا قصور ہے یا ہندوؤں کا، اگر برادران ہنود احمدی جماعت سے صلح کر لیتے اور اس عہد کو منظور کرتے، جو ان کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا، تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں، یہ ناخوشگوار تعلقات رونما نہ ہوتے، جو آجکل ہو رہے ہیں،

باقی رہا مولینا کا یہ ارشاد کہ تین سال میں اتحاد ہونا ناممکن ہے اس کے متعلق ہماری یہ گذارش غالباً بیجا نہ ہوگی، کہ اس تین سال کے عرصہ میں جرمنی اور انگلستان کی صلح ہوگئی، جاپان اور امریکہ کی صلح کی گئی، لیکن یہ عرصہ اگر ناکافی ثابت ہوا تو ہندوستان کی دو قوموں کی صلح ہی کے لئے، جن میں چولی دامن کا ساتھ ہے، اگر یہ عرصہ بہت کم ہے، تو مولینا اپنے اعجاز نفس سے کام لیں، اور کوئی میعاد معین فرما دیں، ہم اس کا انتظار کھینچ لیں گے، لیکن برائے خدا یہ تو ملحوظ خاطر رہے، کہ یہ میعاد کہیں تین لاکھ سال تک نہ کھینچ جائے، کیونکہ یہ عرصہ بعد از مرگ کن فیکون شد شدہ باشد کا مصداق ہوگا،

چودھری ظفر اللہ خاں صاحب

بعض اخبارات نے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے خلاف یہ اعتراض کیا ہے، کہ چونکہ وہ احمدی ہیں، قادیانی ہیں، اس لئے اس سے لیجسلیٹو اسمبلی کے امیدوار ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو ان پر اعتماد نہیں ہو سکتا، معلوم نہیں مسلمان کب سمجھیں گے کہ عقائد میں اختلاف ہونا اور امر ہے، اور عام مشترکہ اغراض میں شمولیت اور، اگر یہ حضرات چودھری صاحب کے متعلق یہ اعتراض کرتے، یہ صاحب مسلمانوں کے اغراض و مقاصد کو پیش کرنے سے قاصر ہیں، یا ان کی ناقابلیت اس کے لئے سد راہ ہوگی، تو ہم سمجھتے کہ ان کے اعتراضات کچھ وقعت رکھتے ہیں لیکن موجودہ صورت میں جبکہ محض ان کے فرقی عقائد کی وجہ سے ان کی مخالفت کی جاتی ہے، ہم اس کو سوائے مسلمانوں کی بدقسمتی کے اور کیا سمجھیں۔

پھر شاید مسلمانوں کو یاد نہیں رہا، کہ خلافت ترکیہ کے لئے جب دوسرا وفد لندن گیا ہے تو اس وفد میں سید حسن امام بھی شامل تھے اور وزیر اعظم انگلستان کے سامنے خلافت کا معاملہ ان ہی نے پیش کیا تھا، کیونکہ یہ قانون پیشہ ہونے کی حیثیت سے اس کی اہلیت رکھتے تھے، چنانچہ خود مسٹر لائڈ جارج نے اس وقت تسلیم کیا، کہ جس قابلیت سے آپ نے اس معاملہ کو پیش کیا ہے، اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا، خود مسلمانان ہندوستان نے ان کی اس تقریر کی داد دی، جو انہوں نے وزیر اعظم کے سامنے ترکی کی حمایت میں کی، اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ سید حسن امام نے نہایت قابلیت اور حذاقت سے اس معاملہ کو پیش کیا لیکن کیا مسلمانان ہندوستان نہیں جانتے، کہ سید حسن امام شیعہ ہیں، اور وہ سرے سے خلافت کے قائل ہی نہیں، مگر با ایں ہمہ انہوں نے مسلمانان ہند کے جذبات و خیالات کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کیا، بلکہ سچ پوچھئے تو اس خوبی سے کیا اس سے پہلے حضرات باوجود خلافت پر ایمان کلی رکھنے کے نہ کر سکے، اور نہ کر سکتے تھے کیونکہ

ہر کسے را بہر کارے ساختند

اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ لوگ چودھری صاحب کی قابلیت سے فائدہ اٹھائیں، اور اس فرقی تنازعات میں پڑ کر اپنا نقصان نہ کریں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہر ایک فرقہ کا شخص محض اپنے مخصوص عقائد رکھنے والے ہی کو منتخب کرے، اگر یہ نہیں ہو سکتا، تو پھر معلوم نہیں کہ چودھری صاحب کے خلاف کیوں بانگ بے ہنگام اٹھائی جاتی ہے،

مہدویت کا مدعی

کہتے ہیں کہ اٹاوہ میں ایک صاحب نے مہدی ہونے کا دعوے کیا ہے، جن کا نام پنڈت پرشوتم دیوت دھاری ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ چونکہ موجودہ زمانہ میں خدا پرستی کا خیال تقریباً مفقود ہو چکا ہے، اس لئے خدا نے آپ کو مبعوث کیا ہے، ہندوؤں کے لئے آپ رشی ہیں اور مسلمانوں کے لئے مہدی اور مامور من اللہ، ان کے مذہب کا اصل الاصول صرف وحدانیت ہے، اور یہ کہ تمام مذاہب اختراع انسانی سے موجودہ شکل و شمائل میں آئے ہیں، حقیقی مذہب صرف اس قدر ہے، انسان خدا کو پہچانے، اور اسی کا نام نجات اور بہشت ہے،

اب یہ باتیں ایسی ہیں کہ سب کی سب اسلام میں پائی جاتی ہیں اور ان ہی کی طرف اولیاء اسلام نے توجہ دلائی ہے، خدا کی توحید پر جس قدر اسلام نے زور دیا ہے اور کسی مذہب نے نہیں دیا اس زمانہ کے مہدی حقیقی اور مجدد اعظم نے بھی اپنی جماعت سے توحید الٰہی پھیلانے کا عہد لیا، اور اسی کے لئے وصیت کی، پھر معلوم نہیں کہ وہ کونسی نئی بات ہے، جو یہ نئے مدعی لائے ہیں، غالباً آپ قرآن و حدیث سے تو ناواقف ہی ہوں گے، کیونکہ نام سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے مسلمان تو ایسے مہدی کے تابع نہیں ہو سکتے جس کو قرآن مجید و حدیث کا علم نہ ہو،

اصل بات یہ ہے کہ سچے مدعی کے وقت بعض لوگ یوں ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی بعض دعوے نبوت کر بیٹھے تھے، لیکن زمانہ نے بتا دیا، کہ خدا کا ہاتھ کس کے ساتھ ہے، اسی طرح اس زمانہ میں بہت سے مدعی مہدویت ہوئے لیکن آخر

ناکام ہو گئے، اور وہی کامیاب و مظفر و منصور ہوا جس کو خدا نے خود بھیجا تھا، اور اسی کی جماعت آج اطراف عالم میں علمبردار توحید ہے،

سالانہ جلسہ

ہمارے سالانہ جلسہ کے دن اب قریب آتے جاتے ہیں، اس اخبار کے ناظرین کرام کے ہاتھوں میں پہنچنے کے بعد صرف ایک ماہ باقی رہ جائے گا، اس لئے میں احباب سے مختصراً یہ عرض کئے دیتا ہوں، کہ ہمارا یہ جلسہ کوئی میلا نہیں کہ ہم اس میں شریک ہوئے ہو نہ ہوئے نہ ہوئے، بلکہ یہ ایک قومی کام ہے، مذہبی کام ہے، اور وہ کام ہے جس کے لئے ہم دنیا میں خدا کے ایک ہاتھ سے تیار ہوئے ہیں،

جلسہ میں شرکت سے کیا فائدہ؟ اس سوال کا جواب تو بڑا طویل ہے، مگر ہم صرف چند باتیں عرض کرنے پر سر دست اکتفا کرتے ہیں،

(۱) آپ حضرت امیر کے مواعظ حسنہ سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں، اور اشاعت اسلام کے ضروریات سے واقف ہو کر کام کے لئے ایک تازہ روح محسوس کرتے ہیں،

(۲) احباب سلسلہ سے مل کر تعلقات اخوت بڑھاتے ہیں اور کم از کم سال بھر میں اپنے بھائیوں کو ایک مرتبہ مل کر محظوظ ہوتے ہیں،

(۳) اشاعت اسلام کے جو کام یہاں شروع ہیں، ان کو بچشم خود دیکھ کر آپ اس کام کی اہمیت کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں، اور اس میں مفید مشورہ دے کر قومی کاموں میں ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں،

(۴) جماعت میں ایک برکت ہے، جب مختلف احباب مختلف اطراف ملک سے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، تو کارکنوں کے دل میں ایک تقویت محسوس ہوتی ہے، اور وہ سمجھتے ہیں، کہ ہمارے یہ احباب ہمارے کاموں میں شریک اور ہماری ہمت بندھانے کے لئے تیار ہیں،

کیا ہم توقع رکھ سکتے ہیں، کہ اس سال ہمارے سب احباب جلسہ میں شریک ہونے کا عزم رکھتے ہیں، جو حضرات سلسلہ میں نئے داخل ہوئے ہیں، ان کے لئے شمولیت جلسہ از بس ضروری ہے، کہ جب تک جماعت سے عملی رنگ میں تعلق نہ پیدا ہو، اس وقت تک برائے نام داخل ہونے سے کیا فائدہ، سب احباب خود بھی شریک ہوں، اور اپنے احباب کو ساتھ لانے کا انتظام کریں۔ دن تھوڑے ہیں، ابھی سے تیاری شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ سب احباب کے ساتھ ہو، اور ان کے راستہ میں سہولتیں بہم پہنچائے مفصل انشاء اللہ پھر،

"خلیفۃ المسلمین"

اشاعت گذشتہ میں ہم یہ لکھ چکے ہیں، کہ سلطان المعظم روحانی خلیفہ نہیں ہو سکتے، کہ یہ منصب جلیلہ صرف مجددین ہی کے لئے ہے، جو خدا کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں، اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ رکھتے ہیں، مقام مسرت ہے کہ معزز معاصر وکیل بھی اس مسئلہ میں ہمارا ہمنوا ہے، چنانچہ وہ اپنی تازہ ترین اشاعت میں لکھتا ہے:-

حالت حاضرہ میں خلیفۃ المسلمین کی حیثیت پاپائے روم سے زیادہ ثابت نہیں کی جا سکتی، ظاہر ہے کہ فرائض خلافت میں سب سے زیادہ اہم فرض مقامات مقدسہ کی حمایت و حفاظت ہے، اور اس فرض سے عہدہ برآ ہونا دنیوی اقتدار کے سوا ممکن نہیں، اگر خلیفہ کے پاس افواج نہیں، اسلحہ نہیں محاصل نہیں، تو وہ کس ساز و سامان سے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کو اعدائے دین کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکے گا، خلافت کے لئے بیت المال کا وجود از بس ضروری ہے، اور جزیرۃ العرب کا تحفظ و دفاع، اہتمام حج، اشاعت اسلام وغیرہ فرائض مہمہ انجام پذیر نہیں ہو سکتے، صرف ایک شخص کا نام خلیفۃ المسلمین رکھ کر قسطنطنیہ کے کسی محل میں بٹھلا دینا کافی نہیں ؎

نیست دلداری ہمیں زلف چلیپا داشتن

درد سر بسیار دارد پاس دلہا داشتن

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانان ہند اب اس نکتہ کو سمجھ گئے ہیں، کہ خلافت عثمانیہ صرف خلافت ملکی ہے، روحانیت کا اس سے تعلق نہیں، روحانی خلیفہ تو اس صدی میں وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود مبعوث کیا، اور جس کی جماعت تجدید دین اور اشاعت اسلام میں شب و روز معروف ہے،

خلافت کا روپیہ کاروبار میں

مولینا شوکت علی نے امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ سیٹھ چھوٹانی کروڑوں روپیہ کا آدمی ہے، خلافت کمیٹی نے ان کو روپیہ اس شرط پر دیا تھا کہ وہ اس کو کاروبار میں لگائیں، کیونکہ اس سے نفع کی امید تھی، مگر کامیابی نہ ہوئی،

اس میں شک نہیں کہ تجارت میں کامیابی، ناکامیابی کا علم تو نہیں ہوتا، لیکن یہ توجیہہ صرف آج مولینا کے منہ ہی سے سنی ہے، اس سے پہلے یہ عذر کبھی پیش نہیں ہوا، نہ سیٹھ چھوٹانی صاحب نے یہ بتایا، ورنہ اخبارات میں یہ شور و غل نہ پڑتا، بہتر ہے کہ اب بھی رفع شکوک کے لئے مجلس خلافت کا اصل ریزولیوشن جس میں یہ فیصلہ ہوا تھا شائع کر دیا جائے،

میاں محمود احمد صاحب اور اتحاد

ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک لیکچر ۱۴۔ نومبر کو بریڈلا ہال لاہور میں آپ نے فرمایا کہ صلح پائیدار ہونی چاہیئے، اور صحیح اصولوں پر ہونی چاہیئے اور اس کا طریق یہی ہے کہ ہر مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے بزرگوں کی تعظیم کریں، اور مذہبی مباحثات میں صرف مسلمہ اصولوں پر اعتراض کریں، محض قصہ کہانیوں پر اعتراض کر کے دل آزاری نہ کریں،

اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے بھی تقریباً یہی شرائط صلح پیش کی تھیں، لیکن اس سلسلہ میں ہم میاں صاحب کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں، کہ جہاں وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشش کرتے ہیں اور تدابیر سوچتے ہیں، کیا انہوں نے کبھی اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے بھی صلح کے لئے کوشش کی؟ اگر یہی سوال وہ ہم سے کریں، تو ہم جواباً کہہ سکتے ہیں، کہ شروع اختلاف کے وقت بھی ہم نے صلح کی تحریک کی، اس کے بعد دو سال ہوئے پھر یہی تحریک کی گئی، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا، اب میاں صاحب غور فرمائیں کہ ہندوؤں کے ساتھ صلح کرنے سے پہلے خود اپنے بھائیوں سے صلح کرنا کس قدر ضروری ہے،

بقیہ صفحہ اول

یہ کسی آیت کے رو سے ناجائز اور حرام نہیں، اور حرام کرنے کا حق صرف خدا ہی کو ہے، اس لئے تجارتی کاروبار میں قرض نہیں ہے، تو اس میں ربوا بھی نہیں، مثلاً کوئی کمپنی ہم سے قرض مانگنے نہیں آتی، نہ ہم زبردستی قرض دینے جاتے ہیں، اگر ہم نے کسی کمپنی میں روپیہ لگایا، یہ معاملہ قرض کا تو نہ ہوا، وہ تو روپیہ تجارت میں لگاتی ہے، اور نفع لیتی ہے، اگر اس نے ہمارے روپیہ کا منافعہ مقرر و مشخص کر دیا، تو یہ ایک منفعت تجارت ہے، سود کیوں ہوگا، اور کس اصول پر یہاں تو ربوا کی علت حرمت بظاہر بھی موجود نہیں، ایسے معاملات میں کسی کا نفع و نقصان نہیں، بلکہ جانبین کا نفع ہوتا ہے،

(۳) ہنڈوی جو تجارتی ہوتی ہے، اور جو منافعہ وہ لیتی ہے، وہ گو سود کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن درحقیقت وہ تو روپیہ پہنچا دینے کی مزدوری ہے، ہاں قرض کے کاروبار جو بذریعہ ہنڈوی یا ہینڈ نوٹ کے ہوتے ہیں، اس کا منافعہ زر قرضہ پر منافعہ ہے، جو حقیقت میں ربوا اور حرام ہے، چونکہ مجھے تجارتی معلومات بہت ہی کم ہیں، اس لئے زیادہ تفصیل دینے سے قاصر ہوں، اس قدر سمجھنا کافی ہے کہ زر قرضہ پر نفع لینا ربوا اور حرام ہے، اور نہ ہر معاملہ روپیہ کا قرض ہے نہ ہر نفع ربوا ہے، نہ مدیون پر ظلم ہونا چاہیئے نہ دائن پر، قرآن کریم نے مدیون نگار وثیقہ نویس میں سے کسی کو بھی جہنم میں نہیں ڈالا ہے، جس کو خدا نے اپنے کلام میں جہنمی نہ کہا ہو، تو کسی کا حق نہیں کہ اس کو جہنمی قرار دے، اگر کہا جائے کہ حدیث میں ہے، تو میں کہوں گا، کہ یہ حدیث صحیح نہ ہوگی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم پر زیادتی کرنے والے نہیں ہیں، اور نیز وہ شفیع ہیں، جہنم میں بھیجنے والے نہیں،

علاوہ ازیں اس حدیث میں احمد بن یونس ایک راوی ہے جس کی نسبت تہذیب التہذیب میں درج ہے، قال عثمان ابن ابی شیبۃ کان ثقۃ ولیس بحجۃ عثمان ابن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ ثقہ ہے لیکن اس کی روایت حجت نہیں ہے، و غایۃ ما فی الباب انہ خبر الواحد وھو لیس بحجۃ توجب الحرمۃ قطعاً ... بعض علمائے غیر مسلم سے دار الحرب میں سود لینا جائز رکھا ہے، لیکن قرآن کریم میں اس کا کوئی نشان نہیں۔ خدا تعالیٰ کے ممنوعات جو کہ ممنوع ہیں، ہاں اگر قول تعالیٰ فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم والحرمات قصاص سے کچھ استنباط کیا ہو، تو ممکن ہے، یعنی حرمت ربوا دائن کے لئے ہے، جو سود کھاتا ہے، اور غیر مسلم اس کا پابند نہیں ہو سکتا، وہ قرض بالمنافع دے گا، اور سود کھائے گا، اور مسلم محتاج ضرورت کا زخمی مدیون مجبوراً سود پر روپیہ لے گا ہی، تو جہاں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوں، تو غیر مسلم تو مسلح ہوگا اور مسلم غیر مسلح ہوگا، اس لئے ممکن علماء نے ان ناگزیر مجبوریوں کو دیکھ کر غیر مسلم سے سود لینا مباح، بلکہ جائز کیا ہوگا، تو ممکن ہے۔ واللہ اعلم

اشاعت اسلام کیلئے سال آئندہ کا پروگرام

گذشتہ سال ہماری انجمن نے ہندوستان و بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے جو کوششیں کی ہیں، اور اس میں جہاں تک خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی وہ اخبار بین برادران سے مخفی نہیں، ہمارا سال یکم اکتوبر سے شروع ہوتا ہے، گذشتہ سال میں ہماری انجمن نے اپنے تمام شعبوں پر پونے دو لاکھ کے قریب روپیہ خرچ کیا، اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی قدر ہمیں آمد ہوئی، سال آئندہ کے لئے ایک لاکھ اکیانوے ہزار تین سو پچاس روپیہ کا بجٹ تجویز ہوا ہے، جو مجلس منتظمہ سے پاس ہو کر جنرل کونسل میں جا رہا ہے، اس میں بڑی بڑی مدات کے اخراجات مفصلہ ذیل ہیں:

(۱) تبلیغ ہند دس ہزار روپیہ،
(۲) اشاعت اسلام کالج برائے تیاری مبلغین ساڑھے چھ ہزار روپیہ
(۳) مہمان خانہ جس میں اخراجات سالانہ جلسہ شامل ہیں، تین ہزار تین سو روپیہ،
(۴) امداد مساکین و یتامیٰ و مفت اشاعت قرآن شریف وغیرہ کتب برائے غیر مسلمین وغیرہ تین ہزار چھ سو روپیہ،
(۵) دفاتر قریب دس ہزار روپیہ،
(۶) پیغام صلح و لائٹ سات ہزار چار سو روپیہ،
(۷) بستی اقوام جرائم پیشہ چار ہزار روپیہ،
(۸) قرآن شریف انگریزی و اردو و دیگر کتب ساڑھے پینتیس ہزار روپیہ
(۹) مسلم ہائی سکول چھ ہزار سات سو روپیہ،
(۱۰) دہلی مسلم سکول سات ہزار چھ سو روپیہ،
(۱۱) جرمن مشن جس میں مسجد اور ایک ماہواری رسالہ بزبان جرمن کے اخراجات شامل ہیں، پچاس ہزار روپیہ،
(۱۲) افریقن مشن تین ہزار روپیہ،
(۱۳) چین مشن تین ہزار روپیہ،
(۱۴) امریکن مشن پانچ ہزار روپیہ،

کام کی اہمیت اور دائرہ تبلیغ کو مد نظر رکھ کر یہ ایک بڑا ذمہ داری کا کام ہے، جسے ہماری مختصر سی جماعت نہایت ہمت اور حوصلہ سے برداشت کر رہی ہے، نہ ہماری پشت پر کوئی سلطنت ہے، اور نہ ریاست اور نہ ہی ہمیں کسی ریاست سے کوئی مستقل یا وقتی امداد ملتی ہے، ہمارا انحصار محض اللہ کی ذات پر ہے، اور اس چھوٹی سی قوم کی ذاتی قربانیوں پر جسے اس زمانہ کے مجدد نے محض حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے کھڑا کیا، یہ ایک بڑا نیک اور مقدس کام ہے، اور جوں جوں اس کام کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا، مسلمانان عالم کو اس کی اہمیت کا پتہ لگتا جائے گا، ہم چاہتے ہیں، کہ ہمارے دوسرے بھائی بھی اس کار ثواب سے حصہ لیں، تاکہ وہ بھی ان برکات کے وارث بن سکیں، جو اللہ تعالیٰ نے بطور اجر کے مقرر کر رکھی ہیں، بجائے جگہ جگہ کمزور انجمنوں کے قیام کے یہ نہایت مفید ہوگا، کہ تبلیغ اسلام کے کام کو ایک مرکزی حیثیت دے کر کام کیا جائے، اور مختلف قسم کی تنگ دلیوں اور تعصبات کو دلوں سے دور کر دیا جائے، اگر برادران اسلام اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے، تو کام موجودہ صورت سے وسعت پکڑ جائے گا اور ہم ہندوستان و دیگر ممالک میں اپنا کام وسیع و مستحکم کر سکیں گے ورنہ تدریجاً تو ہم اسے کر ہی رہے ہیں،

اس نیک کام میں ایک پیسہ بھی نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا، جملہ رقوم بنام جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں، اور تشریح کر دی جائے کہ مد کے لئے امداد بھیجی گئی ہے۔ والسلام،

محمد منظور الٰہی

واقعات حاضرہ اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل

(۱)

حجاز

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے

جو کچھ اخباری دنیا میں میرے متعلق نکلا۔ میں اسکے جواب میں اپنا اور نہ اخبار پڑھنے والوں کا وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی نے غلط فہمی یا کن نیک نیتی سے کچھ لکھا تو اس کا گلا بھی نہیں۔ البتہ میں اہل صحافت کو اسقدر مشورہ دیتا ہوں کہ کسی شخص کی نقل و حرکت اگر موجب اشتباہ ہو تو اس کی گذشتہ قول و فعل کی روشنی میں تعبیر ہونی چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو پہلے اس سے استفسار کرنا چاہیئے۔ مثلاً ایک شخص میرے متعلق کوئی امر منسوب کرتا ہے۔ اور اسکے ثبوت میں میری کتاب "انڈیا ان دی بیلنس" کو پیش کرتا ہے۔ حالانکہ وہی کتاب ان الزامات کا کافی جواب ہے۔ یا تو اس شخص نے کتاب نہیں پڑھی اور کسی نے اسکو دھوکا دیا جیسا کہ شکری بے دہمرہ کو ایک ہندی نے دھوکا دیا۔ یا یہ لوگ خود امانت و دیانت سے دور چلے گئے۔ جیسے کہ بعض ایڈیٹر صاحبان نے اس کتاب کو دیکھ کر یہ اعتراف کیا۔ بہرحال ہماری حالت کی نزاکت اور قومی معاملات کی پیچیدگی اور ہمارے مصائب کی اہمیت اس امر کی مقتضی ہے کہ میں اپنی ذات کا رونا نہ روؤں بلکہ اپنی شکایات کو جو مجھے اہل صحافت سے ہوں قومی معاملات پر قربان کر دوں اور اصل واقعہ کی طرف آجاؤں۔ آج کل ملک میں ان تکالیف و مصائب کا رونا ہے جو حاجیوں کو مقدس سرزمین میں دیکھنی پڑی ہیں، سفر مدینہ میں گولیوں کا چلنا۔ بدوؤں کا طرح طرح کی تکالیف دینا۔ اخراجات حج کا بڑھ جانا کس قدر مصیبت افزا اور دل شکن ہے۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں نے اس حج سے پورے ایک سال پہلے ان تمام باتوں کو اپنی کتاب "انڈیا ان دی بیلنس" و "الہند فی المیزان" میں لکھا۔ یہ کتاب میں نے خلافت ترکیہ کی حمایت میں لکھی۔ اور ایسے وقت لکھی جب عام اخبارات انگلستان خلافت کو سٹینڈرڈ کا ایک پردہ سمجھنے لگے۔ مجھے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ اس کتاب نے کسقدر عظیم الشان اثر انگلستان میں پیدا کیا۔ خود مرکزی مجلس خلافت نے اس کی اکثر جلدیں مفت تقسیم کرائیں۔ اس کتاب میں میں نے اس امر پر زور دیا کہ عرب کے حاصل ہرگز اس امر کے کفیل نہیں کہ مسلمان اس کے ساتھ حج کر سکیں۔ میں نے اپنے ذاتی تجارب اور اس تمام آرام۔ راحت۔ حفاظت اور شفقت کا ذکر کیا جو ترکوں کی طرف سے حاجیوں کے ساتھ برتی جاتی تھی۔ میں نے اس امر پر زور دیا کہ شاہ حجاز کی کوئی حیثیت ہو جب تک ملک حجاز ترکی اقتدار کے ماتحت نہ ہوگا۔ حج کا با امن اور با آسائش ہونا محال ہے۔ میں نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ اگر سلطنت کے معنے مرفہ الحالی میں کہ حکومت محکوموں کے فائدہ کے لئے ہے تو مسلم رعایائے ہند کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ حج امن و آسائش سے ہو اور یہ امر متقاضی ہے کہ حجاز ترکوں کے ماتحت ہو۔ نہایت ہی رنج کا مقام ہے کہ جو باتیں ایک سال پہلے میں نے ایک دور بانہ پیشین گوئی کے طور پر لکھی تھیں انکی تلخ تجربہ اس سال حاجیوں کو دیکھنا پڑا۔ اور یہ پیشین گوئی کر لینا کوئی ایسی بڑی بات نہ تھی یہ وہی باتیں ہیں جو جنگ عظیم سے پہلے بھی ہوا کرتی تھیں۔ گو آج کابل کی شہزادی کے مقابل ہو آگئے۔ راستہ روکا گیا اور روپیہ کا مطالبہ ہوا تو اس سے پہلے تلخ تجربہ والی بھوپال کو ہوا۔ اس سے بڑھ کر خطرناک مطالبہ اور مقابلہ اسوقت بدوؤں کی طرف سے تھا۔ بالمقابل گولہ باری ہوئی۔ خود ترکی کل ۱۹۱۱ء کو آیا تو مدینہ سے چند منزل کے فاصلہ پر بدوؤں سے سخت مقابلہ ہوا لیکن اس وقت ترکی سپاہی حفاظت کیلئے ساتھ تھے۔ رئیسہ عالیہ بھوپال کے ہمراہ اپنے جانفروش تھے لیکن ان ترکی جوانمردوں نے ہندوستانی سپاہیوں کو جوہر شمشیر دکھانے سے روک دیا۔ خود جاں فروشی کی۔ اور محترمہ رئیسہ خطرناک مقامات سے حفاظت کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ میں جس قافلہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ پہنچا وہ تین سو نفر سے زیادہ کا نہ تھا لیکن ہمارے ہمراہ کافی ترکی پہرہ تھا۔ اور ہم خوفناک منازل سے امن کے ساتھ گذر گئے۔ آج اگر یہ واقعات ہوئے تو عدم حفاظت کا نتیجہ تھا۔

آج واقعات بدل گئے۔ ہم نے چاہا کہ مکہ سیاسی پیچیدگیوں سے امن میں رہے۔ ہمیں امنیت مکہ کا وعدہ بھی دیا گیا۔ یہ وعدہ کسی چھوٹے شخص کی طرف سے نہ تھا۔ خود ملک معظم کی طرف سے تھا۔ اسوقت واقعات جنگ پر رائے زنی کرنا ایک امر لاحاصل ہے۔ بالمقابل نہ مجھے سیاست سے تعلق نہ سیاسی پیچیدگیوں کے سمجھنے کی اہلیت۔ میں نے اگر امور حاضرہ میں کبھی کوئی دخل دیا۔ تو اس حد تک جہاں تک مذہب تعلق تھا۔ اگر میں نے الہند فی المیزان کتاب لکھی تو اس لئے کہ خلافت ایک مذہبی انسٹیٹیوشن ہے۔ اور وابستہ ہے۔ اور میرے علم و ایمان میں خلافت اگر کسی کے ہاتھ میں ہے تو وہ ترک ہیں۔ پھر جب لوزان کانفرنس بیٹھنے لگی تو اسوقت میں نے اپنا فرض سمجھا کہ انگلستان کے ارباب حل و عقد کے سامنے وہ باتیں رکھ دوں جن کا تعلق اسلام سے ہے۔ اس میں خلافت اور حجاز کا معاملہ بھی لازماً تھا۔ اس فرض کو میں نے کتاب موسوم بہ "دی ہوس ڈیوائیڈڈ" لکھکر پورا کر دیا۔ اور کانفرنس کے ہر ایک ممبر کے پاس ایک کاپی بھیجدی۔ وہ دن گذر گئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے جس میں ذرہ اسلامی درد اسلام تھا۔ حتی الوسع کوشش کی اور ہم اپنی کوششوں میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ بہت سی باتیں ہمارے خلاف ہوئیں۔ ان باتوں میں ایک معاملہ حجاز بھی۔ وہ کون مسلمان ہے جو اسلامی ممالک کو غیر اثرات سے خالی دیکھنا نہیں چاہتا۔ خلافت کمیٹی جزیرۃ العرب کو غیر اثر سے آزاد دیکھنا چاہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہمارے سامنے ہے جس کا پورا کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ میں اس سارے جزیرۃ العرب میں سے صرف اس مضمون کے لئے حجاز کو لیتا ہوں۔ اسکی وجہ ظاہر ہے۔ میں مبلغ اسلام ہوں۔ میری زندگی مذہبی نقطۂ خیال سامنے رکھتی ہے۔ ہمارے مذہب کا رکن اعلی حج ہے۔ حسب فرمودہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام حج سلوک کی آخری منزل ہے۔ حج کا تعلق حجاز سے ہے۔ اس جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ موجود ہے۔

جزیرۃ العرب کو غیر مسلم تاثیر سے پاک رکھنے کی وصیت رسول اکرم کی طرف سے ہے لیکن حجاز میں وہ مقدس مقام موجود ہے جس کو خدا تعالے نے بلداً آمناً کہا پھر اسی جگہ کو ایک اور جگہ "امین" کہہ کر قسم کھائی۔ ان قرآن کی آیات کا مفہوم یہی ہے کہ ارض پاک ہر قسم کے بیرونی اثرات بیرونی اقتدار سے خارجی تعلقات سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمیشہ کے لئے امن میں رہے۔ میرے ایمان کے مطابق جس طرح مسئلہ خلافت قرآنی آیت کے ماتحت مذہبی اہمیت رکھتا ہے اس سے کم نہیں بلکہ زیادہ مکہ مکرمہ اور علاقہ حجاز کا غیر مسلم تعلقات سے بالکل الگ رہنا ایک امر اہم ہے۔ اس موضوع پر میں نے ایک کتاب موسومہ "بیت اللہ" میں کوئی اسی صفحے کا ایک مضمون لکھا ہے اور اس میں مختلف دلائل اس امر کے لئے دئے ہیں۔ حجاز کا بیرونی اثرات سے پاک ہونا ارض مقدس کا ہر قسم کے کشت و خون، مظالم اندرونی۔ بیرونی حملوں سے محفوظ ہونا۔ حاجیوں کا امن اور آسائش سے فریضۂ حج ادا کرنا۔ حج کے اخراجات حتی الوسع کم ہونا یہ وہ باتیں ہیں جس کے لئے عالم اسلام کو سر توڑ کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ باتیں کیسی ہی ہوں اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم ٹھنڈے دل سے واقعات حاضرہ پر غور کریں۔ اگر ہماری راہ میں کوئی خطرناک روڑا ہے تو اسکے ہٹانے کی کوشش کی جاوے۔ جوش میں آکر اپنی کل قوتوں کو سخت کلامی میں خرچ کر دینا کسی نتیجہ کو پیدا نہیں کر سکتا۔ عرفی نے کیا حقیقت حال اپنے ایک شعر میں لکھ دی ہے

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال
صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

اگر مرثیہ خوانی سے یا مطاعن سے یا سخت کلامی سے ہمارے مصائب حل ہو سکیں تو میں سب سے پہلے لمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ کا مصداق بننے کو تیار ہوں۔ اور اگر صدیوں کے تجربہ نے مرثیہ خوانی اور مطاعن نگاری کو بیہودہ ثابت کیا ہے۔ خواہ وہ یزید کے متعلق ہو یا شریف کے متعلق تو ان باتوں کو چھوڑ کر کوئی عملی بات اپنے سامنے رکھنی چاہیئے۔ اور اسپر قدم زن ہونا چاہیئے۔ اسلئے میں نے پسند کیا ہے کہ واقعات حاضرہ میں سے بعض باتوں میں اپنے خیالات قوم کے سامنے رکھ دوں۔ وہ میری ذاتی رائے ہوگی وہ کسی قوم یا کسی فرقہ کے نمائندہ کی طرف سے نہ ہوگی۔ میں صحیح واقعات کو قوم کے سامنے لے آؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ قوم کے رہنما میری باتوں کو سنیں اور اپنی رائے سے بذریعہ اخبار یا خط کے طور پر مجھے اطلاع دیں۔ خلافت کمیٹیوں سے بھی میری یہ استدعا ہے کہ وہ بھی ان امور پر غور کر کے کسی نتیجہ پر آئیں۔ ان تمام تحریروں کے متعلق میں ایک اور بھی درخواست کرتا ہوں۔ جب معاملات نہایت ہی اہم ہوں تو لفاظی۔ مطاعن نگاری۔ تہمت بر حملے کرنے چھوڑ دینے چاہئیں۔ کسی بات سے اتفاق یا اختلاف محض دلائل کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔ قومی وقت بہت عزیز ہے۔ اور معاملات اور مصائب اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ اگر ہم ٹھنڈے دل سے عمل نہ کریں تو اپنی قوتوں کو ضائع کریں گے۔

حجاز اور خلافت

پہلا تو اسلام میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جس پر دنیائے اسلام کا اتفاق ہے۔ اسلامی فرقے دوسرے مذاہب کے فرقوں سے ایک امر میں ممتاز ہیں۔ ہمارے فرقوں میں اصولاً کوئی اختلاف نہیں۔ دوسری طرف غیر مذاہب کے فرقے اصولاً ایک دوسرے کے خطرناک مخالف ہیں۔ حتی کہ وہ فرقے نہیں جداگانہ مذہب ہیں اور ہمارے فرقوں پر تو فرقہ کا لفظ بھی عائد نہیں ہو سکتا۔ پھر حیرت کا مقام ہے کہ ہندو بھائی اچھوتوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم کسی فرق کے نہ ہونے پر بھی کسی دوسرے نام و نہاد فرقہ کے فرد کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اس موضوع پر انشاء اللہ آئندہ کچھ لکھوں گا۔

خدا نے لے نے خطرناک قربانیوں کے بعد اس جنگ میں کم از کم کل فرقہ ہائے اسلام کو مسئلہ خلافت میں متفق کر دیا۔ اس اتفاق سے جو نتائج مرتب کئے وہ مسلمان بھائیوں کے لئے ایک سبق ہے معاملہ چناق میں جس چیز نے پریزیڈنٹ فرانس کی گردن جھکائی۔ اور اسے لائیڈ جارج کے خلاف ترکوں کا ساتھی بنایا۔ وہ یہی مسئلہ خلافت ہے لارڈ کرزن کو اس کی وجہ بتاتے ہوئے موسیو پوانکارے نے وہ انبار تاروں کا دکھایا جو حمایت ترکی میں اہل ٹیونس۔ الجیریا۔ مراکش اور دیگر مسلم مقبوضات فرانس نے خلیفۃ المسلمین کی حمایت میں بھیجے۔ یہ خدائی فعل تھا جس نے خلافت ترکیہ پر مہر صداقت لگا دی۔ میں جس وقت اسدفعہ حج کو گیا تو عمائد حکومت حجاز مسئلہ خلافت میں میرے مسلک اور مذہب سے واقف تھے ان کے پاس میری دونوں کتابیں "الہند فی المیزان" اور "البیت انشق" "دی ہوس ڈیوائیڈڈ" پہنچ چکی تھیں۔

حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اپنے رسالہ موسومہ بہ خلافت میں صحیح طور پر لکھا ہے کہ خلافت پر حملہ کرنا اسلام کی بنیاد پر حملہ کرنا ہے۔ میں نے اپنی تصانیف پر لکھا کہ خلافت بغاوت کا پردہ نہیں۔ ہمارا مذہبی معاملہ ہے۔ ہاں! اسکو کمزور کرنے سے اگر مسلمان بغاوت پر پہنچ جائیں تو کوئی عجب نہیں۔ ان کتابوں میں یہ بھی لکھا گیا کہ خلافت نہ قریش کی ہے نہ عرب کی نہ کسی قوم کی۔ یہ مسلمانوں کی ذات سے وابستہ ہے اور خدا کے فعل نے پانچسو برس خلافت کو ترکوں میں رکھ کر ان کی خلافت کے آگے عالم اسلام کی گردن جھکا کر ترکی کی استحقاق خلافت پر مہر لگا دی ہے۔

وحید الدین خان کی معزولی اور سلطنت کو خلافت سے دور کرنے کے مسئلہ نے غیروں کو خلافت ترکیہ کے خلاف [illegible] پھیلانے کا موقع دیا۔ ان کا دندان شکن جواب بھی میں نے ان کتابوں میں دیا۔ حتی کہ ٹائمز جیسے اخبار کو میرا ریویو کرتے ہوئے میری باتوں کو ایک حد تک تسلیم کرنا پڑا۔ بہرحال میرے خیالات سے عمائد حکومت حجاز نا واقف نہ تھے۔ میرے قیام مکہ میں یہ باتیں طبعاً زیر بحث آئیں اور جس حیثیت میں میں وہاں آیا تھا۔ اس نے ایک بہترین موقعہ مجھے شریف سے ان امور پر بالمشافہ گفتگو کرنے کا دیا۔ میں نے ان تمام گفتگوؤں سے یہی اخذ کیا کہ شریف کو اپنی ذات کے لئے کوئی ادعا خلافت کا نہیں۔ جس کے ثبوت میں مجھے اخبار "القبلہ" کا حوالہ دیا گیا۔ اس میں شریف کی طرف سے یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ اسے خلافت کا کوئی دعوی نہیں۔ اور ان کے اخبار میں شریف کے اس بیان کے خلاف مضمون دیکھتا ہوں۔ اسکے متعلق میں نے ایک مصری دوست کو جو شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور خلافت کے معاملہ میں ہمارا ہمنوا ہے ابھی لکھا ہے کہ شریف کے بیان میں اور ان کے بیان میں جو تضاد ہے اسکو دور کیا جائے۔ میرا مذہب تو اسمعاملہ میں یہاں تک ہے جس کو میں نے مختلف دلائل سے اپنی کتاب زیر طبع موسوم بہ بیت اللہ میں لکھا ہے کہ حجاز نہیں اگر اور بہت سے ممالک بھی کسی فرمانروا کے ماتحت ہوں۔ اور خلافت بھی اس کی ذات سے وابستہ ہو تو مکہ یا مدینہ اسکا دار السلطنت نہیں ہو سکتا۔ خلافت راشدہ کے بعد خلافت ہمیشہ باہر رہی۔ خلافت کے سبب جو جو کشت و خون سیاسی پیچیدگیاں اور مصائب ان تیرہ سو برس میں ہوئے۔ پھر خود ترکوں کی مصیبت کا بڑا موجب بھی یہی خلافت ہوئی۔ بالمقابل سرزمین حجاز کا دار الخلافہ وہ شہر مقدس ہے جسے قرآن بلداً آمنا کہتا ہے۔ اسلئے خلافت کسی صورت میں حجاز میں نہیں ہونی چاہیئے۔ شریف کی گفتگو اور اسکے وزرا کے بیانات سے میں یہی اخذ کرتا ہوں کہ معاملہ خلافت میں اسے دنیائے اسلام کے آگے سر جھکانے میں کوئی تامل نہیں تو الکوائی کچھ اسوقت بتلائی

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار۔ ہر منگل اور ہفتہ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸۰

جلد ۱۲ — نمبر ۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم ہفتہ، مورخہ ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شود با مہر او وقت شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ما از عنایات حق یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خوارق وز معاد
ہر چہ گفت آں مصدر صدق و سداد
[illegible]
صدق دل ما را بدین مذہب کہ ہست
[illegible]
[illegible]
ہر کہ ہست از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

خطبہ جمعہ

(مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء)

اشاعت اسلام ہر حال میں مقدم ہے

اللہ یعلم ما تحمل کل انثیٰ وما تغیض الارحام ... الیٰ
وما لھم من دونہ من وال

خیال تو تھا کہ پچھلے جمعہ کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا، عباد الرحمٰن کے ذکر میں وہ پورا کیا جاتا، مگر حالات موجودہ کے لحاظ سے مجھے اس شاہراہ عمل کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے، جس پر مسلمانوں کو ان موجودہ حالات میں گامزن ہونا چاہیے۔ جہاں تک ہماری اپنی جماعت کا سوال ہے، اس میں تو جس قدر بھی قسما قسم کے حالات پیش آتے ہیں، کبھی بھی یہ ضرورت خصوصیت کے ساتھ محسوس نہیں ہوئی کہ کچھ کہا جائے، اس لئے کہ اشاعت اسلام کا ایسا کام ہے، کہ کوئی سے بھی حالات ہوں اس کو پیچھے نہیں ڈالا جا سکتا، ہر وقت اور ہر حالت میں اس کو مقدم ہی کرنا پڑتا ہے، خواہ مغلوبیت کا موقعہ ہو یا غلبہ کا، جنگ کی حالت ہو یا صلح کی، رسول اللہ صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر حال میں اس کو مقدم کیا ہے البتہ چونکہ جو کچھ اس وقت ہمارے ملک میں ہو رہا ہے، اور ہماری قوم کر رہی ہے اس سے بھی ہمارے حالات پر اثر پڑتا ہے اور ان باتوں میں حصہ لینا پڑتا ہے اس لئے ان امور پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے،

قرآن کریم کامل ہدایت نامہ ہے

یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ جب سے یہ حالات مختلف پیش ہوئے ہیں، اور مسلمانوں کو توجہ ہوئی ہے، کہ ان کی مشکلات، ان کی مصائب اور ان کی بیماریوں کا علاج کیا ہے اس وقت سے ہماری جماعت کا مسلک ایک رہا ہے، اور کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آئی، دوسری طرف عام مسلمان آج تک ایک اصول پر قائم نہیں ہوئے، جس طرح قرآن کریم نے شرک کی مثال مکڑی کے جالا کے ساتھ دی ہے، یا یہ مثال بیان فرمائی مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ الخ یعنے بری بات کی مثال اس شجرہ خبیثہ کی ہے، جس کی جڑیں زمین کے اندر نہیں جاتیں یہی حالت تمام غلط طریقوں کی ہے کہ ان میں ثبات کوئی نہیں ہوتا، چنانچہ مسلمانوں نے بھی قرآن شریف کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے بہت سی ٹھوکریں کھائی ہیں، لو لے لیسے علاج تجویز کرے، جن کی ناکامی نے قوم کو سخت نقصان پہنچایا، اگر بجائے اپنے خیالات کی پیروی کے قرآن کریم کو امام بنایا جاتا تو یہ ناکامیاں پیش نہ آتیں، قرآن جیسی روشن اور واضح کتاب کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان کس طرح غلطی کرتے ہیں۔

ہر ایک اس بات میں جو اصول کے متعلق ہو، قرآن نے نہایت صاف اور موٹے الفاظ میں تعلیم دی ہے، اصول دین کو چھوڑ کر جو کام کرنے کے اصول ہیں، ان میں بھی قرآن کریم نے نہایت صفائی کے ساتھ رہبری کی ہے،

کسی کے کام کی تحقیر نہ کرو

میں یہاں اس کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں، کہ ہمارا طریق اور مسلک یہ نہیں ہونا چاہیے، کہ کسی کے کام کو ہم حقارت سے دیکھیں، مسلمان آج علی العموم اپنے دشمنوں کے کام کو حقارت سے دیکھتے ہیں، وہ اس بات پر کبھی غور نہیں کرتے، کہ ان کے بالمقابل کیا ہو رہا ہے، کوئی پرواہ اس بات کی نہیں کرتے، کہ دشمن کیا کچھ تیاری کر رہے ہیں، بہت لوگوں کا خیال ہے کہ عیسائیت کوئی ترقی نہیں کر رہی، کوئی چوہڑے چمار ہوں گے، جو عیسائیت میں داخل ہوتے ہوں گے، یا وہ جو مسکنت اور غربت کی حالت میں ہیں اور ان کو روپے کی ضرورت ہے، وہ کسی لالچ کے لئے عیسائی ہو جاتے ہیں غور کی بات ہے کہ جب دس سال کے بعد مردم شماری کی رپورٹ آتی ہے، تو اس میں وہ کام جس کو ہم حقارت کے ساتھ دیکھتے ہیں، کس رنگ میں نظر آتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کی ترقی اس زور شور سے ہو رہی ہے، کہ اگر اسی طرح سے جاری رہی، تو سو سال میں کایا پلٹ جائے گی،

مسیحیت کی ترقی

ہر دس سال کے بعد دس لاکھ آدمیوں کی ترقی ہوتی ہے، یہ دس لاکھ آدمی کی ترقی تھوڑی نہیں، دس لاکھ آدمی کا ایک قوم میں سے نکل جانا بہت بڑا نقصان ہے، وہ جو اسلام کے اندر آکر انسانیت کا مرتبہ حاصل کرتے اور اسلام کی قوت کا موجب ہوتے، ان کا عیسائیت میں چلے جانا ان کے لئے بھی باعث نقصان ہے اور ہمارے لئے بھی، یہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کا نتیجہ ہے، ہر ایک شخص کو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ کبھی کسی کے کام کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے، ہم میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو دوسروں کے کام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں، ہمیشہ دوسروں کے کام کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھو اپنے میں سے بھی ایک دوسرے کے کام کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیے، ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر جو کام کرتا ہے، اس کی قدر کرو، جو کچھ میں کر رہا ہوں یا جو کچھ ... تو یہ ہماری جماعت کر رہی ہے، وہ بھی سارے کام میں سے ایک جزو ایک عنصر ہے، اکیلے ساری دنیا کو کسی نے سنبھالا ہے، یا کبھی کسی نے یہ کہا ہے، کہ مسلمانوں کی بہتری کے سارے کام اشاعت اسلام ہی پر منحصر ہے، ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام کاموں پر اشاعت اسلام کا کام مقدم ہے،

مسلمان کس طرح ترقی کر سکتے ہیں

اب میں اس بات کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ جو آئے دن قصہ پڑا رہتا ہے، کہ مسلمان کیونکر ترقی کر سکتے اور کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں، یہ کس طرح طے ہو، اگر تو ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی رائے پر چلنا ہے تو جتنے لوگ ہیں، اتنی ہی رائیں ہوں گی، لیکن اگر سب کی گردنیں قرآن کریم کے آگے جھکی ہوئی ہوں، اگر سب کے اوپر اسی کتاب پاک کا جوا ہو، تو اس کا فیصلہ آسانی سے ہو جاتا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ قوم کی حالت اس وقت بگڑی ہوئی ہے، علاج اس کا کیا ہے، میں سمجھتا ہوں، اور اس میں شبہ نہیں ہونا چاہیے، کہ اس کا علاج قرآن کریم کے اندر ہے،

اپنی اصلاح کرو

وہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں، ان میں ایسا زرین اصول بیان کیا ہے، کہ دنیا میں کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا، ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ اس قوم کے افراد اپنی حالتوں کو نہیں بدلتے، اب واقعات پر غور کرو، ہماری قوم کسی وقت دنیا میں ممتاز ترین قوم تھی یا نہیں، یقیناً اس کا جواب اثبات میں ہے، پس کونسی وہ چیز ہے جس نے اب قوم کی حالت کو بدل دیا، وہ ہمارے افراد کی حالت کا بگڑنا ہے، اگر افراد کی حالت نہ بگڑتی تو قوم بھی ذلیل نہ ہوتی، لوگ ہمیشہ اپنے اندر نقص تلاش کرنے کے بجائے دوسروں کے اندر ڈھونڈتے ہیں، مسلمانوں کی توجہ ابھی تک اس طرف نہیں ہوئی کہ وہ اپنے اندر نقص تلاش کریں، اپنے آپ کو اس چیز کا اہل بنائیں جس کو وہ طلب کرتے ہیں، جب اپنی حالت خراب ہے تو سوراج ملنے سے کیا بن جائے گا، حکومت یا وجاہت کون نہیں چاہتا، کس کو سوراج کی خواہش نہیں، لیکن جس وجاہت کو تم چاہتے ہو، وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتی، جب تک اپنی حالت کو درست نہ کرو، جس قوم نے اس وقت تمہاری مخالفت اور ایذا رسانی میں کسر اٹھا نہیں رکھی، وہ سوراج ملنے پر کیا نہ کرے گی، لیکن محض اس ایک بات کے لئے کہ ہندوؤں کے ساتھ اتفاق ہو جائے، اشاعت اسلام کو غیرت اسلامی اور حمیت دینی کو قربان کرنے کو تیار ہیں، کیا تمہاری موجودہ حالت ایسی ہے کہ جب سوراج تمہیں ملے، تو تم بھی اس میں حصہ لو؟ اس بات پر کوئی غور نہیں کی جاتی، اور جتنی قوت صرف ہو رہی ہے محض اس بات پر صرف ہو رہی ہے کہ حکومت سے حصہ لے، اس کی طرف توجہ نہیں، کہ اہلیت پیدا ہو،

خلافت اور سوراج

یہ ترقی خواہیں ہیں کہ جب سوراج مل جائے گا، تو خلافت بھی مل جائے گی، اور یہ ایسا بڑا خواب ہے کہ جب اس کی تعبیر نکلے گی، تو وہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۹

مسلمانوں کی قومی تحریکات

(۳)

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

اس زمانہ میں مسلمانان ہندوستان کے لئے سب سے اہم سب سے ضروری اور سب سے مقدم تحریک ہندوستان میں تبلیغ اسلام ہے نہ صرف اس لئے کہ عام طور پر تبلیغ ہدایت کا فرض ہر ایک مسلم پر عاید ہوتا ہے بلکہ اس لئے بھی کہ برادران وطن نے شدھی کے نظام کو ہر طرح سے کامل و مکمل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، شدھی کے علاوہ سنگھٹن کا وجود عالم کتم سے عالم وجود میں آیا، تمام ہندو قوم میں ایک غیر معمولی جوش مذہب کے نشر و اشاعت کے لئے پایا جاتا ہے، اور کچھ کامیابی ہو جانے کی وجہ سے ان کے حوصلے بھی بلند ہو گئے ہیں، ان حالات میں ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا فرض محض اشاعت اسلام ہی کے نقطہ نگاہ سے ضروری نہیں بلکہ حفاظت اسلام بھی اسی امر کی مقتضی ہے کہ ہم ہر ممکن اور جائز طریق سے اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنا نصب العین بنائیں،

یہی وجہ ہے کہ اس وقت مسلمانان ہندوستان کے تمام فرقے اس بات پر متفق اللفظ ہیں، کہ نہ صرف حلقہ ارتداد میں بلکہ تمام ہندوستان میں اشاعت اسلام کا زبردست انتظام ہونا چاہیئے، اور فرقی عقاید کو سر دست طے کر کے رکھ چھوڑنا چاہیئے، یہاں تک جماعت احمدیہ کا فریق قادیان بھی جو علی العموم فرقی عقاید کی اشاعت کو ہر حالت میں مقدم سمجھا کرتا ہے، اس بات پر راضی ہو گیا، کہ حلقہ ارتداد میں حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کی ضرورت نہیں، چنانچہ میاں صاحب کی طرف سے ان مبلغین کو سختی سے ہدایت تھی کہ وہ ایسے مسائل پر گفتگو نہ کریں جنکو خصوصیت سے احمدیت سے تعلق ہے،

ان حالات میں مسلمانوں کی یہ بجا توقع تھی، کہ قوم کے وہ اکابر جو تحریک خلافت کی روح و روان ہونے کی حیثیت سے اسلام کے سچے بہی خواہ تھے، اس وقت انسداد ارتداد اور اشاعت اسلام کے لئے سینہ سپر ہوں گے، اور تمام تحریکات کو اس کام پر قربان کر دینگے لیکن نہایت حسرت و افسوس کا مقام ہے، کہ مسلمانوں کی یہ توقع بر نہ آئی، مولینا ابو الکلام آزاد ایک مذہبی آدمی ہیں، ہندوستان کے علماء میں ایک خاص وقار رکھتے ہیں، تحریک ہجرت میں جہاں تک تجویز کا تعلق ہے، سابقین الاولین کا سہرا ان ہی کے سر ہے لیکن باوجود اس درد اسلامی کے جو ان کے پہلو میں ہے، اور جس کا اظہار بارہا ہو چکا ہے وہ اس تحریک سے اب تک الگ رہے، انہوں نے ایک دن کے لئے یہ گوارا نہ کیا، کہ خود حلقہ ارتداد میں جا کر حالات کو ملاحظہ فرماتے، اور پھر کوئی مفید مشورہ قوم و ملک کو دیتے، اس علیحدگی کا اگر کوئی ثمرہ انہیں ملا ہے تو یہی کہ وہ کانگرس کے اجلاس خصوصی کے صدر ہوئے، لیکن اگر بعض ہندو اخبارات کے بیان کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر سکتے تھے، مگر مشکل یہ پڑی کہ وہ اس فرض کو انجام نہ دے سکے، اس لئے جو نتائج برادران وطن کو پہنچانا تھا وہ بھی نہ پہنچا، اور جو نقصان مسلمانان ہند کو مولینا کی شخصیت کو فتنہ ارتداد سے علیحدہ رہنے سے ہو سکتا تھا وہ بھی ہو گیا،

اب خیال تھا کہ علی برادران جب رہا ہوں گے، تو وہ اس تحریک کی طرف خاص توجہ کریں گے، لیکن یہاں بھی مایوسی ہی کے سامان ہو رہے ہیں آج تک ان دونوں بزرگوں کی توجہ اس امر کی طرف مطلق نہیں، بلکہ جو تقاریر انہوں نے کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندو مسلم اتحاد پر اس تحریک کو قربان کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ مولینا محمد علی نے ایک تقریر کے دوران میں یہ بھی فرمایا کہ مسلمان شدھی کی وجہ سے ہندوؤں سے کیوں لڑتے ہیں، جب خود عرب میں مسلمانوں کو دوسرے مذہب والے اپنے اندر داخل کرنے کو کوشاں ہیں، بظاہر مسٹر محمد علی کو ایک غلط فہمی ہوئی، مسلمان ہرگز ہندوؤں سے شدھی کے لئے نہیں لڑتے، بلکہ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح شدھی کے لئے ہندو کوشش کر رہے ہیں، اسی طرح مسلمان من حیث القوم تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کریں، اس کو لڑائی قرار دینا، اگر غلط فہمی نہیں، تو خوش فہمی ہے،

ہم بارہا کہہ چکے ہیں، اور اب پھر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی تبلیغی کوششیں اتحاد کی سد راہ خیال نہیں کی جا سکتیں، کیونکہ یہ ان کے ہاں ایک مذہبی فریضہ ہے، اور یہ مذہبی فریضہ کوئی موجودہ حالات کے ماتحت جان بوجھ کر وضع نہیں کر لیا گیا، بلکہ ہر ایک مسلمان کا یہی ایمان ہے۔ اور جب سے اسلام عالم وجود میں آیا، مسلمان اس کے پابند رہے ہیں، اب بھی وہ اس فریضہ کو کسی صورت میں ترک نہیں کر سکتے، ہندو مسلم اتحاد کی شرائط میں یہ شرط کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی ہوگی، کہ مسلمان تبلیغ اسلام نہ کریں گے، پھر معلوم نہیں کہ سیاسی لیڈر اس تحریک سے کیوں پہلو بچاتے ہیں، اور کیوں اس میں شریک نہیں ہوتے،

مسلمان خواہ سیاسیات میں سرگرم ہوں خواہ مذہب میں، بہرحال مسلمان ہیں، اور ان فرائض کو چھوڑ نہیں سکتے، جو اسلام نے ان پر عائد کئے ہیں، نہ ان کا کوئی ہندو دوست ان کو مذہبی فرائض کی بجا آوری کے لئے مطعون کر سکتا ہے، ہمارا خیال ہے کہ مہاتما گاندھی بھی اگر آزاد ہوتے، تو وہ علی برادران کو اشاعت اسلام کے خلاف کبھی مشورہ نہ دیتے، نہ انہیں اعلائے کلمۃ اللہ سے روکتے، پھر معلوم نہیں، کہ یہ لوگ خدمت اسلام سے کیوں پیچھے ہٹتے ہیں،

معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ابھی تک نہ اشاعت اسلام کی اہمیت کا احساس ہوا ہے اور نہ وہ ان مساعی سے واقف ہیں، جو ہندو قوم اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کر رہی ہے، ہم ان حضرات کے علم کے لئے آریہ گزٹ کی صرف ایک اشاعت مورخہ [illegible] سے چند باتیں درج کرتے ہیں:۔

جزیرہ جنوبی میں حسب بیان معاصر مذکور مسلمان آریہ دھرم میں داخل ہوئے جن کے اسلامی نام معہ ہندو اسماء کے اخبار مذکور میں دیئے گئے ہیں، ان میں ۷ مرد اور ۵ عورتیں ہیں، اسی طرح کیمبل پور میں بھی ایک مسلمان کی شدھی کا حال لکھا ہے، تیس ملکانوں کے شدھ ہونے کی خبر بھی درج ہے، پلول کے قریب دو گاؤں شدھ ہوئے ہیں۔ صوبجات متوسط میں بھی شدھی کا پرچار ہو رہا ہے، اور کامیابی ہو رہی ہے، غرضیکہ تمام اطراف ملک میں یہ تحریک جاری ہے، اب خدارا مسلمان لیڈر بتائیں، کہ کیا مسلمانوں کا یہ فرض نہیں کہ اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے کوئی نظام قائم کریں، اگر ہے اور ضرور ہے تو پھر سب سے پہلے اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

دولت سے راحت نہیں

لوگ دولت کے پیچھے مرے جاتے ہیں، جن کے پاس یہ چیز نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سخت بد قسمت ہیں اور جو لوگ دولتمند ہیں وہ بڑے خوش قسمت ہیں، کہ دولت کی بدولت انہیں سب سامان عیش و عشرت مہیا ہیں، بڑی خوشی سے زندگی بسر کرتے ہیں، اور دنیا کے مزے لیتے ہیں، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دولتمندوں سے پوچھو تو وہ اپنے آپ کو سب سے دکھیا کہتے ہیں، دنیا میں ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہیں کہ دولتمند لوگوں کے لئے ان کی دولت ہی وبال جان ہو جاتی ہے، باوجود سونے چاندی کی فراوانی کے یہ لوگ راحت سے کوسوں دور رہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ یہ چاندی سونا سب کا سب لٹ جائے، لیکن ایک راحت نصیب ہو، مگر یہی نہیں ہوتی،

حال ہی میں انگلستان کے ایک مشہور امیر آدمی نے اپنا گلا کاٹ کر خودکشی کر لی، شہادت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس شخص نے اپنے ذاتی عجائب خانہ کے مہتمم کو ایک دن یہ کہا تھا کہ میں دیوانہ ہوتا جاتا ہوں، اس بنا پر عدالت نے اس کی وفات پر خودکشی کا حکم دیا ہے، معلوم نہیں کہ اس شخص کو کیا باطنی رنج تھا، جس نے اس کو دیوانہ وار کر دیا تھا، یہاں تک کہ آخر خودکشی کی نوبت پہنچی،

اس کی دولت کی کیفیت یہ تھی کہ اس کے تمول کا لوہا تمام یورپ میں مانا جاتا تھا، یورپ کی اکثر بڑی بڑی سلطنتیں اس کی مقروض تھیں، انگلستان کے بڑے معزز خاندان کا وارث تھا، مگر افسوس ہے کہ انجام یہ ہوا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے،

جو لوگ دولت سے محبت کرتے ہیں، اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں، وہ اس واقعہ پر غور کریں سچ تو یہ ہے کہ سچی خوشی دولت سے حاصل نہیں ہو سکتی، یہ دولت ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو خدا کے ہو جاتے ہیں اور اس کے ذکر میں محو رہتے ہیں، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔ لیکن خدا دانی اور خدا پرستی کی دولت بھی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی، اس کیلئے مجاہدات، صفائی قلب، خلوص دل، اور تبتل الی اللہ چاہیئے، اور یہ باتیں بھی آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتیں ؎

عمر ے باید کہ یار آید بکنار

ایں دولت سرمد ہر کس نہ دہند

قرآن کریم کا اعجاز

آخری زمانہ میں جہاں قرآن کریم میں اور پیشگوئیاں ہیں وہاں ایک پیشگوئی ان الفاظ میں بھی بیان فرمائی گئی ہے واذا النفوس زوجت یعنے وہ زمانہ بھی آئے گا جب نفوس کو آپس میں ملا دیا جائے گا، آج تک تو ہم اس کے معنے یہی سمجھتے رہے تھے، کہ اس آخری زمانہ میں قوموں اور ملکوں کا ملاپ آمد و رفت کے وسائل کی بدولت بہت آسان ہو گیا ہے، مہینوں کے سفر گھنٹوں میں طے ہوتے ہیں، تار، ڈاک کی بدولت گھر بیٹھے بیٹھے ہم دور دراز ملکوں سے تبادلہ خیال کر لیتے ہیں، اس پر اب زمانہ حال کی ایجادات ٹیلیفون، تار، لاسلکی (بے تار کی تار برقی) نے اس اتحاد نفوس کو اور بھی ترقی دے دی، لیکن ان سب باتوں سے بڑھکر اس پیشگوئی کی صداقت اس جدید اختراع سے ثابت ہوئی ہے جس کے ذریعہ آواز کے ساتھ بولنے والے کی صورت شکل بھی ہزاروں میل کے فاصلے پر پہچانی جا سکے گی، اور ہر شخص جس کے گھر میں بے تار برقی آلہ موجود ہوگا، وہ یہ آلہ لگا کر نہ صرف دور دور کی تقریریں سن سکے گا، بلکہ مقرر کی شکل و صورت اور خط و خال جنبش و حرکت بھی دیکھ سکے گا، اس آلہ میں یہ خوبی بھی ہے کہ تمام چیزوں کی تصویر اپنے اصلی رنگ میں منتقل ہوگی۔

یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ اس نے آج سے سینکڑوں برس پہلے ان نئی ایجادوں اور اختراعوں کے متعلق اپنے متبعین کو علم دے دیا تھا، لیکن افسوس کا مقام یہ ہے، کہ مسلمان علی العموم نہ قرآن مجید پر غور کرتے ہیں، نہ صحیفہ فطرت اور سائنس کے عجائبات کا مطالعہ کرتے ہیں جس کے لئے کلام مجید میں بڑی تاکید آئی ہے،

یہ آخری زمانہ علم و اکتشافات کا زمانہ ہے، اتفاق و اتحاد کا زمانہ ہے، [illegible] آپس میں مل رہی ہیں، ملک آپس میں مل رہے ہیں اس لئے علمبرداران توحید کا فرض ہے، کہ وہ علم و عمل کے بازوؤں سے اڑیں اور خدا کی توحید کا پیغام تمام اطراف عالم میں پہنچا دیں، کہ تمام آسانیاں حقیقت میں اسلام کی اشاعت اور علوم اسلامیہ کے نشر کے لئے ہی پیدا ہو رہی ہیں، کاش مسلمان ان سے فائدہ اٹھائیں،

افغانستان میں تعلیمی سرگرمیاں

مقام مسرت ہے کہ حکومت افغانستان تعلیم کے لئے کوشش کر رہی ہے، اور ملک کے گوشہ گوشہ میں مدارس قائم کئے جا رہے ہیں، اپریل [illegible] افغان وزارت تعلیم افغانستان نے ایک تعداد جرمن استادوں کی حاصل کرنے کے لئے انتظام کیا ہے، جو کابل میں ایک کالج انہی اصولوں پر قائم کریں گے، جن پر کہ جرمن تعلیم گاہیں قائم کی گئی ہیں، اور حکومت افغانستان کے حکم سے افغانی سفیر مقیم [illegible] نے ایک پروفیسر کی خدمات حاصل کی ہیں، جو فلسفہ میں اعلیٰ سند یافتہ ہے، ارکین دولت افغانستان کے زیر غور ایک تجویز ہے، جس کی غرض یہ ہے کہ ایک کالج امریکن تعلیم گاہوں کے نمونہ پر قائم کیا جائے، یہ سکیم بھی عنقریب تر زمانہ میں عملی صورت اختیار کر جائے گی، خیال کیا جاتا ہے کہ اگر افغانستان کی حکومت کی تعلیمی سرگرمیاں اسی پیمانہ پر مسلسل جاری رہیں، تو وہ دن دور نہیں کہ افغانستان اپنے نوجوانوں کی اعلےٰ تعلیم کے لئے آکسفورڈ، کیمبرج، برلن اور پیرس کی یونیورسٹیوں کا دست نگر نہیں رہے گا،

لیکن اگر حکومت افغانستان ان علوم ارضی کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ ودینیہ کی نشرواشاعت کے لئے بھی کوشش کرے تو یقینا سونے پر سہاگا ہوگا، مسلمانوں کے لئے مادی طاقت کے ساتھ روحانی طاقت کا حصول بھی ازبس ضروری ہے، کہ تکمیل انسانیت کا مدار محض ایک طاقت ہی پر نہیں بلکہ دونوں پر ہے،

ہمیں امید ہے کہ افغانستان کی حکومت اب کامل آزادیٔ مذہب کے اصول کو بھی تسلیم کرنے میں دریغ نہیں کرے گی، کہ اس سرزمین میں اس سے پہلے دو مخلص احمدی محض مذہبی خیالات کی بنا پر شہید ہو چکے ہیں،

شذرات

جملہ احباب جو جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں، اس بات کا خیال رکھیں کہ اب کی دفعہ بڑے دنوں کے ایام میں ایک تو واپسی ریلوے ٹکٹ مل سکیں گے، اور دوم کرایہ میں رعایت ہوگی، جہاں سے سوار ہوں وہاں کے سٹیشن ماسٹر سے مفصل معلوم ہو سکے گا، ہم بھی انشاء اللہ اخبار کے ذریعہ مفصل اطلاع دیں گے۔

احباب جانتے ہیں کہ اخبار پیغام صلح کا اجرا محض قوم کی مفاد کی خاطر ہے تاکہ اپنی جماعت کا شیرازہ مضبوط رہے، اور اشاعت اسلام کے کام سے ہر ایک دوست کو اطلاع رہے، اور وہ اپنی اپنی جگہ حرکت کرتے کرتے رہیں، اس غرض کے لئے ہر ایک دوست کو اخبار کا منگوانا نہایت ضروری ہے، جو دوست غریب ہوں اور پوری قیمت ادا نہ کر سکتے ہوں وہ رعایت لے سکتے ہیں، اور جو یکمشت ادا کرنے کے ناقابل ہوں، وہ بالاقساط ادا کر سکتے ہیں، لیکن ہر دوست اپنے ذمہ فرض کرے کہ وہ اخبار کا باقاعدہ مطالعہ کرے، اس سے قومی زندگی قائم رہتی ہے اور قومی کاموں سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے،

آج کل ہماری جماعت کے خلاف اخبار سینڈیل ماہرو سیاست میں ایک خاص پروپیگنڈا جاری ہے کہ احمدیوں سے مقاطعہ معاشرتی کیا جائے، اور نام نہاد علماء سے تکفیر کے فتووں کی تجدید کرائی جائے، اس لئے ہماری جماعت کے لئے کتنا ضروری ہے، کہ وہ بنیان مرصوص کی طرح آپس میں مل جائیں، اور اپنی صفوں کو مضبوط کر لیں تاکہ دشمن اپنی اس کمینہ حرکت میں خائب وخاسر ہو کر دین و دنیا میں ذلیل ہو جائے، انہیں نہ تو ایسے مسلمانوں کے فتووں کی پروا کرنی چاہیئے، اور نہ ان کے مقاطعہ معاشرتی سے ڈرنا چاہیئے، جو مسلمانوں کو تو دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر آمادہ ہیں، لیکن مشرکین کو جو خدا و رسول کو رات دن گالیاں دیتے رہتے ہیں، گلے کو لگانے کو تیار ہیں، ایسے بے حمیت مسلمانوں اور ان کے علماء کی خدا و رسول کے نزدیک کیا وقعت ہو سکتی ہے،

ہمیں اس زمانہ کے مجدد نے اسلام کی کامیابی کی راہ پر لگا دیا ہے اور ہم انشاء اللہ مسیح ناصری کے حواریوں کی طرح اس مسیح محمدی کو مشکلات میں نہ چھوڑیں گے بلکہ اس کے آگے پیچھے ہو کر اس کے مخالفین سے قلمی جہاد کریں گے، یہاں تک کہ حق کا بول بالا ہو جائے، اور مسیح محمدی کے دشمن ذلیل و ناکام ہو جائیں، ایسی گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والی قوم ہمارے مہدی و مسیح نے پیدا نہیں کی، کہ ان کاغذی گھوڑوں سے ڈر جائے، خدا کا فضل ہماری پشت و پناہ ہے، اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب کشمیر میں باقاعدہ درس قرآن شریف دیتے ہیں اور اہالیان کشمیر کو اپنے فیض سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں،

ہمارے ایک عزیز بھائی کے ایک رشتہ دار مولوی نے ان کی اہلیہ کو روک رکھا ہے کہ بباعث احمدی ہو جانے کے اس کا نکاح فسخ ہو گیا ہے، اس بارہ میں مناسب کارروائی کی جا رہی ہے، جملہ احباب دعا فرمائیں،

امید ہے اس دفعہ ہمارے بہت سے کشمیری احباب جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں گے، اتنے دور کے بھائیوں کو اتنی تکلیف سفر برداشت کر کے آنا بڑا مشکل ہے، تاہم دین کو دنیا پر مقدم [illegible]

ایک بھائی جنہیں سفر کی چنداں تکلیف بھی نہیں، ضرور اب کے جلسہ میں شامل ہوگا ✦

آجکل ایک عرب جو حلب کے باشندے ہیں، حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کے مہمان ہیں عربی نہایت فصیح بولتے ہیں، اور اسی زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں، مگر لباس، وضع قطع، چال ڈھال بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ خیالات بھی یورپین تہذیب کے رنگ میں رنگین ہیں، دوران گفتگو میں جو حضرت امیر کے ساتھ ہوئی معلوم ہوا کہ آپ اسلامی **اخوت** کے بجائے وطنیت کو ترجیح دیتے ہیں، اور قومیت کے شیرازہ کے بہت قائل ہیں، مادیات میں ترقی کرنا آپ کے نزدیک سب سے اعلیٰ نصب العین ہے، مذہب اور روحانیات کے چنداں قائل نہیں، لیکن باوجود اس آزاد خیالی کے حضرت مسیح ناصری کے معجزات مفروضہ پر بہت زور دیتے ہیں، حیات مسیح کے مسئلہ میں جو ان سے گفتگو ہوئی، تو معلوم ہوا کہ آپ بھی حضرت مسیح کی حیات ہی کے قائل ہیں، لیکن پھر کسی قدر مکالمہ کے بعد اس قدر مان گئے، کہ اچھا حضرت مسیح کا رفع روحانی ہی ہوا ہوگا، یعنے آپ بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے ہوں گے، حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق بھی آپ کو تبلیغ کی گئی، اور بتایا گیا، کہ حضرت ممدوح کا دعویٰ تھا خدا نے آپ کو الہاماً بتایا ہے کہ آپ ہی موعود مسیح ہیں، اس پر عرب صاحب نے کہا کہ الہام تو خیال کو کہتے ہیں، دل میں ہزاروں خیالات گذرتے ہیں، اب یہ کس طرح معلوم ہو کہ یہ درست ہے یا غلط، اس پر انہیں بتایا گیا کہ الہام تو خدا کی طرف سے کلام ہوتا ہے، اور وہ اس حدیث کے ماتحت ہے **یکلمہم اللہ من غیران یکونوا انبیاء** پھر کسی قدر خاموشی کے بعد کہا کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آنے والا مسیح ایک شخص نہیں ہوگا بلکہ کئی شخص ہوں گے، جو دین کی حمایت کریں گے،

عرب صاحب ابھی تک یہیں مقیم ہیں، احباب دعا کریں کہ اللہ تعالے ان کو حق کے پانے کی توفیق عنایت فرمائے،

بقیہ صفحہ اول

[illegible] میں حصہ دار تو تم اتنے ہو، کہ زیادہ سے زیادہ تم ایک مغلوبہ ہو گے، اور جو جمہوریت کا اصول ہے، اس کے مطابق کثرت تعداد رکھنے والے لوگ تم پر غالب ہوں گے، صرف عدد کے لحاظ سے ہی تمہاری یہ حالت نہیں، بلکہ مال کے لحاظ سے، تجارت کے لحاظ سے، تعلیم کے لحاظ سے مسلمانوں میں ایسی قلت ہے، کہ کسی شمار میں ہی نہیں، وہ سونے کی چڑیا جس وقت آئے گی، تو سوائے بدنامی اور غم کے کچھ نہیں لائے گی، دیپر حاکم بننے کا مقصد، ایک ادنے سا مقصد ہے، تمہارا مقصد یہ ہونا چاہیئے، کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو، یقیناً تمہاری کامیابی کا یہ رستہ نہیں، کہ سوراج تم کو مل جائے تمہیں کامیابی یونہی ہو سکتی ہے، کہ پہلے تم انفرادی طور پر اپنے اندر اہلیت پیدا کرو، کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی، جب تک اس کا ہر ایک فرد اس ترقی کی راہ پر گامزن نہ ہو، اور اپنے اندر اہلیت پیدا نہ کرے، اگر مسلمان اپنی توجہ کو اس طرف نہیں پھیرتے، کہ ان کی ترقی ان کے اعمال کی اصلاح سے ہو سکتی ہے، تو یقیناً وہ ترقی کی راہ پر نہیں، یہی اصول قرآن شریف نے بیان کیا ہے کہ تمہارے اعمال لازماً کوئی نتائج پیدا کرتے ہیں اسلئے اپنے اعمال کی اصلاح کرو،

احباب سے خطاب

یہ تو میں نے بڑی واضح بات کہی، میں اس کو مختصر کر کے اپنے دوستوں کو بھی کہتا ہوں، کہ تمہارے اندر اصلاح کی بہت بڑی گنجائش ہے، بڑی مصیبت یہی ہے کہ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ دوسرے کے اندر نقص ہے، اپنے آپ کو نہیں دیکھتا، تم میں سے ہر ایک میں بڑی بڑی بڑی اصلاح کی ضرورت ہے، بجائے اس کے کہ تم ترقی اور اصلاح کرو، تم اس کے نقصوں میں ترقی ہو رہی ہے، ایک شخص جب ایک غلط بات پر اڑ جاتا ہے، تو خواہ سارا زمانہ اس کو سمجھائے وہ یہی سمجھتا ہے کہ دوسرے سب پاگل ہیں، یہ کبھی مومن کا کام نہیں ہو سکتا، اپنے نقصوں کی اصلاح کرنا سیکھو، بہت مشکل ہوتا ہے کہ اپنے نقصوں کو تم اپنی آنکھ سے دیکھو، جو شخص تمہیں تمہارے نقصوں سے اطلاع دیتا ہے، اس کو اپنا دشمن مت سمجھو، وہ تمہارا شیشہ ہے جس نے تمہارے نقصوں کو بتایا، لہٰذا تم اپنے اندر ترقی کرو، اور اپنی اصلاح کی پوری کوشش کرو، اگر ان امور پر ہم خلوص دل کے ساتھ توجہ کریں، تو بہت جلد ترقی کر سکتے ہیں، ہم میں سے ہر ایک اپنی غلطیوں کو تلاش کرے

دشمن بھی ایک [illegible] ہماری غلطی بتائے، تو ہمیں فوراً تلاش میں لگ جانا چاہیئے، کہ آیا فی الحقیقت وہ غلطی ہم میں ہے، اگر ہو تو اس کی فوراً ہم اصلاح کرنی چاہیئے، غرض کسی نہ کسی رنگ میں دشمن بھی اور دوست بھی ہماری ترقی کا موجب ہو سکتا ہے، اور اگر ہم چاہیں تو اسی طرح سے اپنی اصلاح کر سکتے ہیں، **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم**

نمائندگان مذاہب مختلفہ توجہ فرمائیں

واقعات حاضرہ نے اس ملک کے باشندوں میں جو چپقلیاں پیدا کی ہیں ان کی بنیاد مذہبی معتقدات کا اختلاف ہے، آج مصالحت و آشتی کا زمانہ ہے، تعلیم موجودہ نے طبائع بھی بہت حد تک سلجھا دی ہیں، یہ ایک خاص وقت ہے کہ مختلف مذاہب کے نمائندے اور فاضل جمع ہو کر محبت و آشتی کے ساتھ بعض مسائل ضروریہ پر بغیر کسی پر حملہ کرنے کے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں، اس لئے انجمن احمدیہ اشاعت اسلام نے اپنے سالانہ جلسہ کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس تجویز کی ہے، جس میں مضمون مجوزہ پر مختلف مذاہب والوں کو اپنی مسلمہ کتاب سے اظہار خیالات کا موقعہ دیا جائے گا، جس میں لازمی شرط یہ ہوگی، کہ کوئی مقرر کسی دوسرے کے مذہب پر کوئی حملہ نہ کرے، اور جو کچھ بھی وہ کہے وہ اپنی مسلمہ کتاب سے کہے، اور اگر وہ کسی الہامی کتاب سے تعلق رکھتے ہوں، تو ان کی تقریر کی بنا بھی ان کی الہامی کتاب ہوگی، یہ کل کی کل تقریریں تحریری ہوں گی، جنہیں بعد میں چھاپ دیا جائے گا کانفرنس کے پہلے جلسہ کے لئے مجوزان جلسہ نے یہ مضمون تجویز کیا ہے

مقصد مذہب، ہمیں نمائندگان مذاہب مختلفہ سے امید ہے کہ صداقت اور امن کے نام پر وہ ہماری اس درخواست کو قبول فرما کر ہمیں راستی کے قائم کرنے میں مدد دیں گے،

نوٹ:۔ سردست اس کانفرنس کے انعقاد کے واسطے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء کا دن مقرر کیا گیا ہے، لیکن اگر دلچسپی لینے والے اصحاب زیادہ تعداد میں شامل ہوئے، تو اور دن بڑھا دیا جائے گا،

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی . . . . السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس چٹھی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے دسویں سالانہ جلسہ کا پروگرام آپ کی خدمت میں بھیجکر معروض ہوں کہ اراکین انجمن نے اب کے جلسہ میں یہ خاص اہتمام کیا ہے، کہ حاضرین جلسہ بہت سی معلومات لے کر جائیں، حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب نے پراثر [illegible] خاص ضروری مسائل اسلامیہ پر تقریر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے، دوسری طرف دین مسیحیت کے متعلق جو تقریریں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی ہوں گی وہ دلچسپ اور حیرت انگیز انکشافات سے مملو اور نئے معلومات کا مجموعہ ہوں گی، ان میں ان امور پر مورخانہ روشنی ڈالی جائے گی جن کا علم مسلمان چھوڑ کر ڈیڑھ کروڑ عیسائیوں کو بھی خود نہیں، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اندر ہی اندر [illegible] تعلیم کلیسا کا خاتمہ کر کے آج فضلائے مسیحیت کو اپنے کل عقائد چھوڑ دینے . . . . . اور عیسویت کے نام سے نئے معتقدات تراشنے پر مجبور کیا ہے، یہ در اصل خواجہ صاحب کے پہلے لیکچر کا موضوع ہوگا، یہ تقریریں معلومات کا خزانہ ہوں گی، جن کو سنکر خود مسلمانوں کو آسانی سے سمجھ آ جائے گا کہ اسلام کے پھیلنے کے کس قدر سامان خدا تعالے نے مغرب میں پیدا کر دیئے ہیں، والسلام

خاکسار

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اعلان ضروری

جن اصحاب نے آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کوئی تقریر کرنی ہو، یا وعظ کے لئے وقت لینا ہو، یا کوئی نظم تیار کرنی ہو، ان کی خدمت میں التماس ہے کہ بہت جلدی اپنے موضوع سے مطلع فرمائیں، اور یہ بھی ہدایت کر دیں، کہ اس کے لئے کتنا وقت پروگرام میں ان کو چاہیئے، اگر عجلت سے اس گذارش پر التفات کی گئی تو ہمیں بہت سہولت ہوگی، پروگرام اور اشتہارات ہم وقت پر شائع کر سکیں گے، اور کسی دوست کی طرف سے کسی قسم کے گلے شکوہ کا موقعہ بھی نہ ہوگا۔

الملتمس:۔ ظہور احمد جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہماری تبلیغی کوششیں

جرمنی میں تبلیغ اسلام

جناب مولوی صدرالدین صاحب اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں :۔ ۳۔ نومبر کو ایک خاتون چائے کے لئے ہمارے مکان پر آئیں، یہ پہلے لیکچر میں بھی آئی تھیں، کئی کتابوں کی مصنفہ ہیں، اور ایک جرمن اخبار کو ایڈیٹ بھی کرتی ہیں، عمر تیس سال کے قریب ہے، انگریزی فرانسیسی بھی جانتی ہیں، نہایت صاف گو، نڈر اور متین و خوش خلق ہیں، انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا کہ وہ اسلامی عقائد کو دل سے مان چکی ہیں انشاء اللہ جب خدا نے چاہا اعلان بھی کر دیں گی،

جس یہودی کے گھر میں ہم سکونت پذیر ہیں، وہاں کی مالکہ ۷۷ سالہ بڑھیا اور اس کی ایک بیوہ لڑکی باون سالہ ہیں، ہر دو یہود ہیں، لیکن خاندانی اور امیر گھر کی ہیں، بڑھیا کا بیٹا امریکہ میں تاجر ہے جس کی مدد سے گذارہ کرتی ہیں، ان کی ایک نوجوان رشتہ دار لڑکی جس کا باپ کپتان ہے، ہر ہفتہ بورڈنگ سے رخصت لے کر اتوار کا دن ان کے پاس آکر بسر کرتی ہے، ہر سہ پر اسلام کا پورا اثر ہو چکا ہے، بڑھیا کا تمام گھر پر پورا پورا رعب ہے، لیکن باوجود رعب کے نہایت خوش اخلاق ہیں، اسلام کی حقانیت پر اپنے گھر آنے جانے والے لوگوں سے تذکرہ کرتی رہتی ہیں، نماز، روزہ اور دیگر تفصیلات اسلام کی بہت دلدادہ ہیں، ان کی دختر باون سالہ تعلیم یافتہ ہے، اور بلند پایہ کی عورت ہے، پہلے دہریہ ہو گئی تھی، لیکن اب اسلام کی شیدا ہے، اور کہہ چکی ہے کہ وہ دل سے مسلمان ہے، صرف بڑھیا کی رعایت کی وجہ سے کہ اسے صدمہ نہ ہو اظہار سے تامل ہے، نوجوان لڑکی اپنے احباب کو نہایت معقولی رنگ میں عقائد اسلام کی تلقین کرتی رہتی ہے، وہ پکی مسلمان ہے، چونکہ ابھی تعلیم حاصل کر رہی ہے اور باپ کی اکلوتی بیٹی ہے، اس لئے جائیداد کے جھگڑے سے بچنے کے لئے چندے متامل ہے، اپنے باپ کو بھی ہمارے مشن اور اسلام کے بارہ میں لکھتی رہتی ہے، چنانچہ چند دن کے لئے اس کا باپ یہاں آیا، تو ہمارا دوست بن گیا اور اسلام کا لوہا مان گیا، اور دوسروں کے روبرو اسلام کی خوبیاں بیان کرتا رہتا ہے، اللہ تعالےٰ نے چاہا تو اس کے فضل سے اسلام کو یہاں بہت کامیابی کی امید ہے،

ایک ریٹائرڈ افسر جو کپتان تھے، اور دوآنا دار الخلافہ آسٹریا کے رہنے والے ہیں، برلن میں آئے ہوئے ہیں، وہ مسلمان ہیں اور فرماتے تھے، کہ انہوں نے عرصہ تک اسلام کو چھپائے رکھا، لیکن اب ظاہر اسلمان ہیں، نام محمد توفیق ہے، اسلام کا شیدا اور تبلیغ کا خاص جوش رکھتے ہیں، آجکل تجارت کرتے ہیں اور شہر سے باہر ہیں غالباً ہندوستان میں تجارت کی غرض سے آئیں گے، برلن سے روانگی کے وقت انہوں نے سب کا اور ڈاکٹر بانگ کے ہمراہ فوٹو اتروایا، ہندوستان جانے سے پیشتر جرمنی میں تبلیغ اسلام میں مدد دینے کا ارادہ رکھتے ہیں،

اللہ تعالےٰ نے چاہا تو وہ اپنے خاص فضلوں سے ہمیں جرمنی میں ایک خاص جماعت عطا فرمائے گا، صرف صبر اور استقلال کی ضرورت ہے، جلدی کا کام نہیں، تمام جماعت کو خاص طور پر دعاؤں میں لگے رہنا چاہئے کیونکہ یہی ہتھیار ہے جس سے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں، انشاء اللہ احباب کی پُرخلوص دعائیں کرشمۂ الٰہی کے اظہار کا موجب ہوں گی، سیرت خیر البشر انشاء اللہ جلد تیار ہو جائے گی، ٹیچنگ آف اسلام کا جرمنی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، مختلف کتب فروشوں کو مسودات دکھا کر کوشش کی جا رہی ہے، کہ وہ اپنی طرف سے طبع کرا دیں، امید ہے کہ ہمارے احباب اپنے ہندوستان و بیرون ممالک میں کام کرنے والے بھائیوں کی خاص دعاؤں سے امداد کرتے رہیں گے،

دہلی میں تبلیغ

منشی محمد شفیع صاحب دہلی سے تحریر فرماتے ہیں :۔

حسب معمول گذشتہ شب یعنے ۱۱۔ نومبر کو مسلم ریڈنگ روم میں جلسہ ہوا سب سے قبل تلاوت قرآن مجید کی گئی، اور بعد میں شیخ عبدالحق صاحب نے ویدک توحید پر مبسوط تقریر فرماتے ہوئے اس امر کو ثابت کیا کہ ویدک توحید کی والا و شیدا قومیں خواہ وہ سناتن دھرم سے تعلق رکھتی ہوں یا [illegible] ہوں، بڑے فخر سے ہمارے بالمقابل یہ دعوےٰ کرتی ہیں، کہ توحید کی تعلیم جو وید مقدس نے دی ہے وہ کسی دیگر مذہب میں پائی نہیں جاتی کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کی ہستی کے بالمقابل انہوں نے اور ہستیوں کو بھی انہیں صفات سے مانا ہوا ہے، جو محض خداوند تعالےٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہیں، جیسے کہ آریہ گروہ مانتا ہے، کہ پرمیشر کی ذات کی طرح روح اور مادہ بھی ازلی، ابدی اور اناد ہی ہیں، یعنے جس طرح خدا کی ذات ہمیشہ سے ازلی ابدی ہے، اسی طرح روح اور مادہ خود بخود اور انادی ہیں، گویا خدا یا پرمیشر ایک نہیں، بلکہ تین ہیں، اور پرمیشر محض ایک صناع یا کاریگر کی طرح ہے کہ جس نے پیدا شدہ چیزوں کو جو کہ خود بخود تھیں آپس میں ملا دیا، غرض شیخ صاحب موصوف نے قدامت روح اور مادہ کی تردید کرتے ہوئے دلائل و براہین سے ثابت فرما دیا، کہ یہ عقیدہ نہایت غلط ہے، اور توحید کے منافی ہے،

زاں بعد جناب مولوی عصمت اللہ صاحب نے رسالہ اسلام توڑ کے اعتراضات پر جو مصنف رسالہ مذکور نے اسلام پر کئے ہیں، تقریر شروع کی، اور ابتداً جناب ممدوح نے فرمایا کہ اس مصنف نے نام رکھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے، اور مصنف کفر توڑ نے بالکل صحیح نام رکھا ہے، کیونکہ کفر کے معنے انکار کے ہیں، اور دوسری طرف اسلام توڑ نام رکھنے والے نے اس کے معنے کو ہی نہیں سمجھا، اسلام کے معنے تو خدا کی کامل فرمانبرداری ہے، گویا مصنف رسالہ مذکور نے اس عہد کو جو خدا کی کامل فرمانبرداری کے لئے ہوتا ہے، توڑنا چاہا ہے اور مولانا ممدوح نے یہ بھی بتایا کہ وہ تمام اعتراضات جو اس رسالہ میں کئے گئے ہیں، اسلام کی کسی مسلمہ کتاب سے نہیں کئے گئے، بلکہ یہ تمام اعتراضات بالکل لغو اور بے بنیاد ہیں، جن کا کوئی اصل اسلامی مسلمہ کتب میں نہیں پایا جاتا، معلوم ہوا کہ یہ مصنف رسالہ مذکور کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے، الغرض تقریر خدا کے فضل سے نہایت شاندار تھی، سامعین پر نہایت گہرا اثر ہوا، چونکہ وقت زیادہ گذر چکا تھا، جناب موصوف نے اپنی تقریر کو بند کرتے ہوئے فرمایا کہ باقی اعتراضات کے جوابات انشاء اللہ تعالےٰ پھر کسی آئندہ جلسہ میں ... دیئے جائیں گے، آخر بعد دعا قریباً گیارہ بجے نہایت اطمینان اور خیر و خوبی سے جلسہ ختم ہوا،

تبلیغ ہند

۳۔ نومبر ۱۹۳۳ء کے اخبار میں ایک فہرست قریب دو ہزار ملکانوں کی اسلام میں واپسی کی شائع ہوئی تھی، اور کسی آریہ اخبار یا سماج کو تردید کرنے کی جرأت نہیں پڑی، لیکن معلوم ہوا ہے کہ پرتاپ کے کسی نامہ نگار نے اسے غلط قرار دیا ہے، ممکن ہے اس سے کسی گاؤں کے نام میں غلطی ہو گئی ہو، کیونکہ وہ جملہ گاؤں ضلع متھرا میں تھے، تاہم مزید تحقیقات سے معلوم ہو گیا ہے، کہ وہ فہرست بالکل صحیح تھی، اگر کسی آریہ کو شک ہو تو وہ ہمارے آدمی کے ہمراہ جا کر گاؤں میں تحقیقات کر سکتا ہے،

ہمارے مبلغین ہند و پنجاب کے مختلف علاقہ جات میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں، جملہ احباب خاص طور پر راتوں کو اٹھ اٹھ کر ان کی کامیابی کیلئے دعا کریں،

ہماری جماعت کے بعض احباب کو اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادی ملازمت و دیگر امور میں دقتیں پیش آتی ہیں، انجمن نے اس بارہ میں خدا کے فضل سے عمدہ انتظام کر دیا ہے، اس لئے جن احباب کو کوئی دنیاوی مشکل درپیش ہو وہ حضرت امیر کی خدمت میں فوراً اطلاع دے دیا کریں، تاکہ مناسب انتظام کیا جا سکے،

[illegible] الٰہی سیکرٹری شعبہ تبلیغ ہند

اخبار احمدیہ

حضرت امیر کو اس ہفتہ نزلہ کی شکایت رہی ہے، اب بفضل خدا آرام ہے،

اس سال میں انجمن نے مختلف صیغوں کے ناظم مقرر کر دیئے ہیں، جو اپنے اپنے کام کے انجمن کے سامنے ذمہ دار ہیں، یہ مختلف ناظم سیکرٹری کی وساطت سے جملہ امور کو سرانجام دیں گے، صیغوں کی تقسیم حسب ذیل طریق پر ہوئی ہے :۔

ناظم مال :۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ایل ایم ایس،

ناظم تعلیم :۔ جناب سید مصطفےٰ شاہ صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی،

ناظم امور عامہ :۔ { ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب و خان صاحب شاہ محمد خاں صاحب انجینئر،

ناظم تعمیرات :۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب

ناظم دفاتر و مہمان خانہ :۔ جناب چوہدری ظہور احمد صاحب

ناظم اخبارات :۔ جناب مولوی مصطفےٰ خاں صاحب بی اے

یہ انتظام بھی کیا گیا ہے کہ تمام ڈاک جائنٹ سکرٹری صاحب کے دفتر میں آئے، اور وہاں سے کلارک متعلقہ کو بعد از اندراج سپرد ہو جو بعد تکمیل پھر روانگی کے لئے تمام خطوط دفتر جائنٹ سیکرٹری میں بھیج دے گا،

کل ۲۷۔ نومبر کو حضرت خواجہ صاحب، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور چند دوسرے احباب ایک برات کی تقریب پر جالندھر تشریف لے گئے، آج صبح سب صاحبان واپس آگئے ہیں، یہ برات ہمارے محترم دوست شاہ محمد خاں صاحب انجینئر کے رشتہ داروں کی تھی،

مولوی فضل الٰہی صاحب جن کے نام سے ہمارے احباب واقف ہیں، اور جو کچھ عرصہ ہوا مصر سے علوم عربیہ حاصل کر کے واپس آئے ہیں اب انجمن کی سلک ملازمت میں منسلک ہو گئے ہیں، آپ کو لائبریری کا کام سپرد ہوا ہے،

اس ہفتہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے گھر میں خدا نے لڑکا عنایت کیا ہے، اللہ تعالےٰ والدین کے لئے مبارک کرے، اور مولود مسعود کو خادم دین بنائے،

ملک محمد اکبر خاں صاحب کشمیر کا بچہ علیل ہے، اس کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے،

نہایت افسوس ہے پیر بادشاہ صاحب مرحوم سے نوجوان بیٹے میاں محمد کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ کل بعد از نماز جمعہ ان کا اور بابو محمد صاحب کا جنازہ نماز احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں پڑھا گیا، احباب بھی جنازہ غائب پڑھیں،

ہمارے محترم دوست حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے بھتیجے سید ممتاز حسین صاحب جن کو شاہ صاحب موصوف سے نسبت فرزندی ہے، آجکل بیمار ہیں، احباب خصوصیت سے ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں،

بابو محمد صاحب مرحوم

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم نہایت افسوس سے اس خبر کو لکھتے ہیں کہ ہمارے محترم دوست بابو محمد صاحب گورنمنٹ پنشنر و رئیس لدھیانہ جو حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خدام میں سے تھے، اس دار فانی سے رحلت کر کے عالم بقا ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مرحوم کو پہلے کچھ قے ہوئی، اس کے بعد کچھ اسہال کی شکایت پیدا ہو گئی، لیکن بیماری کی کچھ زیادہ شدت نہ تھی، اس لئے معمولی بات سمجھی گئی، آخر ایک دن پیٹ میں کچھ زیادہ خلش معلوم ہوئی، تو آپ نے ڈاکٹر کے مشورہ کو ضروری سمجھا، ڈاکٹر آیا اور اس نے مشورہ دیا کہ آپ اسہال کے لئے ٹیکا لگوا لیں، چنانچہ ڈاکٹر نے آپ کو ٹیکا لگانے کے لئے چارپائی پر لٹایا، لیٹتے ہی دل کی حرکت بند ہو جانے سے آپ کا انتقال ہو گیا ۸۰ سال کی عمر پائی، احباب جنازہ غائب پڑھیں

مرحوم بڑے درجہ کے موحد اور مخیر تھے اور اشاعت اسلام کے لئے بڑی قربانی کرتے تھے، حضرت مسیح موعود کا اردو مضمون جو جلسہ مذاہب میں پڑھا گیا تھا، آپ ہی کے صرف سے انگریزی میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد بھی حضرت امیر کا مضمون انگریزی اسلام تمام نسل انسانی کا مذہب ہے اور اس کے ساتھ نماز انگریزی میں آپ کے صرف سے کئی مرتبہ شائع ہوئی، غرض اشاعت اسلام میں آپ خوب خرچ کرتے تھے، طبیعت نہایت آزاد منش اور خلوت پسند تھی، کسی سے زیادہ ملتے جلتے نہ تھے، صرف خدا کی یاد اور مطالعہ کتب دینی میں وقت صرف کرتے تھے، گو ان کی عمر ۸۰ سال کی تھی، مگر بظاہر پچپن سال سے زیادہ معلوم نہ ہوتے تھے، صحت اور قویٰ بہت اچھے تھے، ان کے بڑے صاحبزادے کہتے ہیں کہ اب کے ان کا ارادہ تھا کہ ہمارے سالانہ جلسہ میں شریک ہوں، لیکن خدا کو منظور نہ تھا، مرحوم کے دو جوان بیٹے ہیں ایک بڑے بھائی بھی ہیں، اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے، اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے

ایک ضروری اعلان

انجمن کے ساتھ خط و کتابت میں تمام دوست آئندہ ملحوظ رکھیں کہ ہر قسم کی ڈاک سکرٹری کے نام ہونی چاہیئے، خواہ وہ کسی صیغہ سے متعلق ہو

تازہ خبریں

ہندوستان

ایک اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے خلاف مقدمہ

الہ آباد - ۲۶ نومبر - دینا ناتھ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ملکیانی کے خلاف سہارنپور میں قانون ریلوے کے ماتحت مقدمہ چل رہا ہے - اس پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ اس نے ۸ اکتوبر کے این ڈبلیو کے حادثہ کے سلسلہ میں غفلت سے کام لیا جس میں بیس آدمی مقتول اور سات مجروح ہوئے - سماعت جاری ہے -

رابندر ناتھ ٹیگور کی یونیورسٹی

جام نگر - ۲۹ - نومبر - رابندر ناتھ ٹیگور مع اپنے ہمراہیوں کے ۲۰ - نومبر کو ۱۰ بجے جام نگر پہنچے اور اسٹیشن پر مہاراجہ صاحب نوانگر نے ان کا خیر مقدم کیا - ازاں بعد جام صاحب نے ریاست کے خاص ارکان اور باشندوں سے ان کا تعارف کرایا - جام صاحب نے آج اعلان کیا ہے کہ انہوں نے رابندر ناتھ ٹیگور کی یونیورسٹی وسوا بھارتی میں ۵۰ ہزار روپیہ دیا ہے - اب تک اس کیلئے ایک لاکھ ۳۵ ہزار روپیہ فراہم ہو چکا ہے -

بنگال ناگپور ریلوے

کلکتہ ۲۹ - نومبر - سخت بارش کی وجہ سے بنگال ناگپور ریلوے کوٹا بھالی اور تلارو کے درمیان شکستہ ہو گئی ہے - وزیگا پاٹم اور والیٹر کے درمیان سلسلہ خبر رسانی کو بھی نقصان اور صدمہ پہنچا ہے اور لائن بھی غالباً شکستہ ہوئی ہے -

مدراس کا جدید گورنر

مدراس ۲۰ - نومبر - لارڈ ویلنگڈن گورنر مدراس کی جگہ وائیکونٹ گوشن مقرر کیے گئے ہیں - اس سلسلہ میں بعض اخبارات نے یوں رائے زنی کی
"مدراس میل" - لارڈ ویلنگڈن کا جانشین نیک نام ہے -
"ڈیلی ایکسپریس" - جدید گورنر مدراس کے لئے اس کے سیاسی و انتظامی تجربات نہایت مفید ثابت ہوں گے -
"سوراجیہ" جدید گورنر کے تقرر کی وجہ سے مدراس کو ایک تاریک دور کا سامنا ہے - اس اخبار کو ہمیشہ تاریک پہلو ہی نظر آنا چاہیئے - ایڈیٹر

بمبئی میں انجنیروں کی کانگریس کا اجلاس

بمبئی - ۲۰ - نومبر - بمبئی انجنیرنگ کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں جناب گورنر کا پُر جوش خیر مقدم کیا گیا - جناب گورنر نے اپنے خطبۂ صدارت میں اس امر کا اعتراف کیا کہ گذشتہ پانچ سال کے دوران میں انجنیروں کی سرگرمیاں ترقی کر گئی ہیں - اور توقع ظاہر کی کہ آئندہ عمارات کے متعلق کتابیں شائع کی جائیں گی - اجلاس دو روز تک جاری رہیگا -

سوراج پارٹی کی شکست

کلکتہ ۲۹ - نومبر - احاطہ بنگال میں اسمبلی کے عام حلقہ کی طرف سے مسٹر بھابانند رائے اعتدال پسند منتخب ہو گئے - آپ کو ۵۰۵ آرا ملیں - مسٹر پرتھویس چندر کو صرف ۴۴ آرا حاصل ہو سکیں - بنگال کونسل کی چودہ نشستوں پر سوراج پارٹی کے ارکان نے قبضہ کر لیا جن کی تعداد ۴۰ تک پہنچ چکی ہے - سوراج پارٹی کو شکست ہوئی ہے - مسٹر امینی ناتھ رائے سوراجی جنہیں چھ سو رہیں سب سے زیادہ آرا حاصل ہوئی تھیں انتخاب کے بعد ہی فوت ہو گئے -

انجمن اصلاح معاشرت کا اجلاس

بمبئی - ۲۹ - نومبر - آل انڈیا سوشل ورکس کانفرنس کے چوتھے اجلاس کا افتتاح ہوا جو چار دن تک جاری رہیگا - ناکس ہال بمبئی - اب کے کانفرنس میں بہت رونق ہے - بنگال کی نمائش بہت خوبصورت ہے - صاحب صدر لالہ بھائی گلداس نے مندوبین و حاضرین کا خیر مقدم کیا - اور کہا کہ ہمارے سامنے بڑا عظیم الشان کام ہے - بعد ازاں مسز بیسنٹ کو صدر منتخب کیا گیا - آپ نے ایک طویل تقریر میں معاشرتی اصلاح کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی

ترمیم ضابطہ فوجداری کی تنسیخ

رنگون - ۲۸ - نومبر - قوم پرستوں نے گذشتہ اگست میں کونسل میں یہ قرارداد پیش کی تھی کہ ہنگامی اختیارات اور سپیشل ترمیم ضابطہ فوجداری کا اطلاق بند کر دیا جائے - اب وہ پھر پیش ہوئی

سالانہ منظور ہو گئی -

"پرتاپ" کے اڈیٹر کا مرافعہ

دہلی - ۲۹ - نومبر - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسٹر دیش بندھو گپتا اڈیٹر اخبار "تیج" جنہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت سے زیر دفعات ۱۵۳ و ۵۰۵ تعزیرات ہند ایک سال قید محض کی سزا ہوئی تھی - عدالت عالیہ سے ضمانت داخل کرنے کی اجازت مل گئی ہے - جہاں فیصلہ پر نظر ثانی ہوگی -

ایک اور جتھے کی گرفتاری

امرتسر ۲۹ نومبر - ۲۵ - اکالیوں کا ایک جتھا ۲۲ نومبر کو امرتسر سے براہ مکتسر جیتو پہنچا - جب جتھا ریلوے پل پر پہنچا - تو پولیس اور فوج مزاحم ہوئی اور گوردوارہ گنگسار کی زیارت کی مشروط اجازت دی - جسے جتھے نے منظور نہیں کیا - چنانچہ وہ گرفتار کر کے سرائے میں لایا گیا - سکھوں نے شب گاکر رات گذار دی -

تین اکالیوں کی سزایابی

امرتسر - ۲۹ - نومبر - سردار رندھیر سنگھ - سردار رام سنگھ اور سردار رنجیت سنگھ (ضلع لدھیانہ) کو دو دو سال قید با مشقت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی - ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے شرومنی پربندھک کمیٹی کے اشتہارات چسپاں کئے تھے -

سیالکوٹ میں انتخاب

سیالکوٹ - ۲۸ نومبر - آج سیالکوٹ میں کونسل کے لئے آرا حاصل کی گئیں ۸۳۱۱ - آرا میں سے ۸۰۵ - آرا مولوی منظر علی صاحب کے حق میں گذریں - امید ہے کہ دوسرے مقامات پر بھی یہی حالت ہوگی -

ایک سوراجی مسلمان کی کامیابی

چٹاگانگ ۲۹ - نومبر - چٹاگانگ کے اسلامی حلقہ نے ایک سوراجیہ جماعت کے مسلمان کاظم علی کو منتخب کیا ہے کہ اسکے حق میں ۹۰۰۲ - آرا ملیں اور اسکے حریف امان علی کو ۵۰۳۱ - آرا دستیاب ہو سکیں -

مونگیر کے ایک رئیس کا عطیہ

پٹنہ - ۲۹ - نومبر - کھنوا - دیولی تندن پرشاد سنگھ مونگیر نے لیڈی ریڈنگ کے بہبودی اطفال کے ہفتہ فنڈ میں دو ہزار روپیہ کی رقم عطا فرمائی -

والیسرائے کا دورۂ میسور

میسور - ۲۹ - نومبر - بلدیہ میسور کی طرف سے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے جناب وائسرائے نے حکمران خاندان کی تعریف کی اور کہا کہ مجھے کامل طور پر معلوم ہوا ہے کہ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب اپنی رعایا کی بہبودی اور ان کے ذرائع کی ترقی کی حفاظت کے لئے کس بردباری سے کام لے رہے ہیں بیشک قابل تحسین ہیں وہ حکمران نسلیں جو اپنی رعایا کی محبت اور تشکر کی مشترکہ بنیاد پر قائم چلی آتی ہیں اور جو اپنی حکومت کے اشتراکی سرچشموں سے ہمیشہ سیراب ہو رہی ہیں -

دہلی میں مجلس واضع قوانین ہند کا انتخابات

دہلی - ۲۸ - نومبر - آج قانونی اسمبلی کے تمام حلقہ انتخاب دہلی کی طرف سے نامزدگی بند ہو گئی ہے حسب ذیل اشخاص کے نام پیش ہوئے - اور تائید کی گئی -
(۱) لالہ پیارے لال وکیل نائب صدر بلدیہ دہلی
(۲) لالہ شیو نرائن وکیل رکن بلدیہ

(۳) تمیز الدین خان رکن بلدیہ نامزد شدہ کانگریس آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑے ہوئے ہیں - رائے بہادر ورگا داس - ایم - ڈی - اور مسٹر ایس احمد بیٹھ گئے ہیں

ممالک غیر

جیلوں میں اصلاح

لندن - ۲۹ - نومبر - جیل خانوں کو اور نرم کرنے کی کوششیں جیلخانوں کے کمشنر نے بھی اپنی روداد میں درج کیا ہے - ان تجاویز میں باقاعدہ درس و تدریس مباحثوں، مضامین نویسی، راگ رنگ وغیرہ کا ذکر کیا ہے - گرجے کی نشستوں کے انتظام میں بھی تبدیلی کر دی گئی ہے -

جرمن پارلیمنٹ کے انتشار کا امکان

برلن - ۲۹ نومبر - وزارت قائم کرنے میں مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے سینیٹر پارٹی کے ممبر سٹیگر والڈ نے "ڈیا کریٹوں" کی مخالفت کی وجہ سے وسیع ترین متحدہ حکومت کے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیا ہے غالباً صدر ایبرٹ "ریخسٹاگ" کو منتشر کر دیگا - بشرطیکہ سیاسی نازک حالت کا کوئی تصفیہ نہ ہو -

ڈوسلڈارف ۲۹ - دسمبر - ہر ہیتس ہناسے جمہوریت اعلان کرتا ہے کہ اس نے اپنی وزارت اس وجہ سے منتشر کر دی کہ وہ دار کا رویہ اس فوجی مظاہرہ کے متعلق غیر متیقن تھا جس کی علاقہ رائن کی فوج کے اعلےٰ افسروں نے کوشش کی تھا -
حال میں ان افسروں کی برطرفی اور علیحدگی کا اعلان کیا ہے -

آئرش جلاوطنوں کا معاملہ

لندن - ۲۹ - نومبر - آئرش جلاوطنوں کے متعلق تاوان کا تصفیہ کرنے کے لئے لندن میں عدالت بنائی گئی ہے اس نے ۲۰۳۴۴ پونڈ ۳۴ دعویداروں کو دیدیا ہے اور تصفیہ ہو گیا ہے - اس قسم کے ۳۰۴ مقدمات اور باقی ہیں -

ایک آئرش قومی سپاہی پھانسی کے تختہ پر

لندن ۲۹ - نومبر - ولیم ڈونر جو پہلے قومی سپاہی تھا - مانٹ جوئے میں اسکو پھانسی دی گئی ہے - کیونکہ ڈبلن میں ایک مسلح ڈاکہ کے دوران میں اس نے ایک مخبر کو قتل کر دیا تھا -

بیان القرآن جلد سوم

الحمد للہ کہ بیان القرآن جلد سوم چھپ کر تیار ہو گئی ہے تمام ان خریداروں کو جن کے نام دفتر میں نوٹ تھے، اطلاعی کارڈ بھیج دیئے گئے ہیں، کہ جلد چھپ کر تیار ہے اور وی - پی ارسال خدمت ہوگی جس صاحب کو وی پی وصول کرنے میں کچھ تامل ہو، وہ بذریعہ کارڈ اطلاع دے دیں، تا وی - پی واپس آنے سے انجمن کا نقصان نہ ہو، بعض احباب کی طرف سے تو ایسا جواب آگیا ہے، اب اس اعلان کے ذریعہ مکرر احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ایک خریدار کے نام جلد سوم وی - پی بھیجی جائے گی، جو صاحب وی - پی وصول کرنا نہ چاہیں وہ دفتر کو اطلاع دے دیں، تا کہ حسب منشا کارروائی کی جا وے۔
نیز جو اصحاب اب تک اس انتظار میں تھے، کہ تفسیر مکمل ہو جائیگی تو خریدیں گے وہ بھی اب فرمائش بھیج دیں،
جلد سوم کے آخر میں تمام لغات قرآنی کی فہرست اور ان کے معنے دے دیئے گئے ہیں، جو بجائے خود قرآن کریم کی لغات کی مکمل ڈکشنری ہے، اور آخر میں تفسیر کے تمام مضامین کی ایک مکمل فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے تیار کی گئی ہے، اور ہر ایک مضمون کے مقابل ان تمام صفحات کا نمبر دے دیا ہے، جہاں جہاں وہ مضمون تفسیر میں آیا ہے۔ اس کی مدد سے جو مضمون تلاش کرنا ہو فوراً مل جائے گا، غرض حضرت امیر نے اس تفسیر کے مکمل کرنے میں جس عرقریزی اور جانفشانی سے کام لیا ہے، اس کا اجر تو اللہ تعالےٰ کے پاس ہی ہے، اب مسلمانوں کو اس نعمت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، اور حضرت امیر کے حق میں دعا کرنی چاہیئے، کہ اللہ تعالےٰ ان کی عمر میں برکت دے، اور قوم کی بہبودی اور فائدہ کے لئے ان کو تا دیر سلامت رکھے، اور ہمیں ان کے فیوض سے متمتع رہنے کا موقعہ دے، آمین ثم آمین،
تفسیر جلد سوم کی قیمت لعہ (نو روپے) ہے۔ اور علاوہ ایک روپیہ محصولڈاک اور پیکنگ وغیرہ کا خرچ ہوتا ہے،
تمام درخواستیں بنام مہتمم تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۱۰۱

مسلمانوں کی قومی تحریکات

(۴) ایک مذہبی کانفرنس کی ضرورت

ہندوستان مذاہب مختلفہ کا گہوارہ ہے، ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی، پارسی، بدھ، سب مذاہب کے نمائندے اس سرزمین میں آباد ہیں، پھران مذاہب مختلفہ کے گوناگوں فرقے ہیں اسلام میں تو خیر یہ خصوصیت ہے کہ اس کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں، سب اسلامی فرقے اصولاً متحد الخیال ہیں، لیکن دوسرے مذاہب کے فرقے بھی آپس میں اس قدر مختلف ہیں کہ گویا بجائے خود علیحدہ علیحدہ مذہب ہیں، مثلاً سناتن دھرم کے لوگ جو لفظ "ہندو" کی ہمہ گیری میں شامل ہیں "آریوں" سے بلحاظ عقاید خیالات بعد المشرقین رکھتے ہیں سکھ اگرچہ اصل میں مسلمانوں کی ایک شاخ تھے کہ حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ جو اس فرقہ کے بانی و مورث اعلےٰ ہیں، اسلام کے دل سے شیدا تھے، لیکن اب ایک علیحدہ مذہب کے مدعی ہیں، اور ان میں بھی کئی فرقے ہو گئے ہیں، اگرچہ چھوٹی قوم ہونے کی وجہ سے ان میں زیادہ اختلاف خیالات نہیں، مگر کلی اتحاد بھی نہیں، مسلمانوں کے ہاں اگر تمام فرقوں میں اصولاً اتحاد و اتفاق ہے، سب ایک ہی خدا کے پرستار ہیں، ایک ہی رسول کے ماننے والے ہیں، ایک قرآن ہی کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں، لیکن بایں ہمہ اتحاد و یگانگت میں فرقی مباحث کی اس قدر سرگرمی ہے، کہ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر، فاسق، مرتد، خدا جانے کیا کیا کہتا ہے، اور اپنے مخصوص عقاید کو ایک الگ مذہب بنائے بیٹھا ہے، غرض مذہب کے لحاظ سے ہندوستان ایک گلدستہ ہے، جس میں مختلف مذہب کے پھول لگے ہیں۔

لیکن کس قدر حسرت و یاس کا مقام ہے کہ ان مختلف مذاہب کا کوئی مشترکہ نظام نہیں جس کے ماتحت وہ اپنے مذہبی خیالات کو ایک دوسرے کے سامنے ظاہر کر سکیں، اور اپنے مذہب کی برتری و تفوق کو بیان کر سکیں، ہندوستان میں لے دے کے ایک مشترکہ نظام کانگرس کی صورت میں ہے، لیکن اس مجلس کو مذہب سے کچھ غرض نہیں، یہ محض سیاسیات کے حلقہ کے اندر ہی کام کرتی ہے، اور یہی اس کا اوڑھنا بچھونا ہے، اس کے علاوہ کانگرس حقیقت میں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے مسلمانوں کو اس کا تعلق نہیں، اب کے سال یہ غالباً پہلا موقعہ ہے کہ ایک مسلمان (مسٹر محمد علی) اس کا صدر مقرر ہوا ہے، اور غالباً اس میں بھی کوئی ایسی مصلحت ہوگی جیسی مولانا ابوالکلام کے اجلاس خصوصی کے صدر ہونے میں برادران وطن نے ملحوظ خاطر رکھی تھی، بہرحال یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں مذاہب کا جال تو بچھا ہوا ہے، چپے چپے پر نیا مذہب ملتا ہے لیکن ان مذاہب کے نمائندوں کی طرف سے کوئی مشترکہ مجلس نہیں جس میں مذہبی تحقیقات و انکشافات کا سامان بہم پہنچ سکے،

اب سوال یہ ہے کہ کیا مذہبی تحقیقات کچھ ایسا روکھا پھیکا مضمون ہے، کہ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اس کا جواب یقیناً نفی میں ملے گا کیونکہ جس قدر گرم بازاری مذہب کی سرزمین ہندوستان میں ہے، اور کسی ملک میں نہیں، یہاں کی آب و ہوا مذہب میں ڈوبی ہوئی ہے اخبارات کو دیکھو تو ہر ایک اپنے مذہب کا پختہ کار واعظ ہے، تقریریں سنو تو ہر ایک مقرر مذہب کی چاشنی سے اپنی تقریر کو مزیدار کرنے کا عادی ہے، بات چیت میں دیکھو تو مذہب کے بغیر چارہ نہیں،

اس کے علاوہ عملی طور پر ایک مرتبہ اسی قسم کی ایک کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی، اور اس کی کامیابی کی یاد اب تک لوگوں کے دلوں میں تازہ ہے، مہوتسو کا وہ شہرۂ آفاق جلسہ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا بے نظیر مضمون پڑھا گیا، اور جس میں اس جری اللہ کے ہاتھ پر اسلام کو فتح نمایاں حاصل ہوئی، کس کی یاد سے بھول سکتا ہے؟ کہتے ہیں کہ اس جلسہ میں حاضرین کے شوق کی یہ حالت تھی کہ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، لوگ ایک ایک فقرہ سننے کے لئے بیتاب ہوئے جاتے تھے،

پھر جب لوگوں میں مذہبی تحقیقات کا شوق بھی موجود ہے، مذہب سے شغف بھی ہے، تو یہ محض بدقسمتی سمجھنا چاہیئے، کہ آج تک تمام ہندوستان میں کوئی مذہبی کانفرنس نہیں، یوں تو ہر ایک قوم کی کانفرنسیں موجود ہیں، کشمیری کانفرنس، اہل حدیث کانفرنس، راعین کانفرنس ایجوکیشنل کانفرنس، یہ سب کانفرنسیں اس وقت مصروف کار ہیں، اور اپنے اپنے حلقہ میں کام کرتی ہیں، لیکن ضرورت اس امر کے لئے ہے کہ تمام مذاہب ہندوستان کی ایک مشترکہ کانفرنس ہو، جس میں تمام مذاہب کے نمائندے صرف اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اپنی الہامی کتاب سے بیان کریں، اور کسی دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی نہ کریں، مذہب کی غرض اگر دنیا میں اخلاق فاضلہ کا پیدا کرنا، لوگوں کو باخدا انسان بنانا اور خدائے بزرگ و برتر کی ہستی کے متعلق صحیح علم مہیا کرنا ہے۔ تو ایک ایسی کانفرنس سے جس میں مختلف خیال کے لوگ مختلف طریق سے خدا تعالےٰ کی ہستی اور صفات پر روشنی ڈالیں گے، اور انسانی اخلاق کے متعلق طرح طرح کے نکات بیان کریں گے، مذہب کی اصل غرض و غایت کے لئے بہت ممد و معاون ثابت ہوگی،

اس کے علاوہ اس قسم کی مجلس میں ایک سیاسی فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے، آج ہندوستان کے سیاسی رہنما اس بات پر بہت زور دیتے ہیں، کہ ہندوستان کی تمام قومیں آپس میں شیر و شکر ہو جائیں۔ لیکن ارباب فکر و غور جانتے ہیں کہ اس مقصد میں کامیابی صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ مختلف قوموں کے افراد میں مذہبی آزادی کا جذبہ بصادقہ پیدا ہو، لوگ مخالف مذہب کی خوبیوں کے سننے کے لئے تیار ہوں، اور وہ تنگ ظرفی اور تنگ حوصلگی جو آجکل کے واعظان مذہب کا شیوہ خاص ہے، عالی نظری، بلند حوصلگی اور وسیع القلبی سے بدل جائے، اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں اس وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب قوم کے افراد کو ان کے لئے تیار کیا جائے، اور ان کو ان کا عادی بنایا جائے +

تحریک مفاہمت

آج سے کچھ دن پہلے ہمارے محترم دوست خواجہ کمال الدین صاحب نے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسلمانان ہندوستان کو یہ مشورہ دیا تھا، کہ وہ شریف مکہ کے معاملہ میں تمام عواقب کار کو سوچ سمجھ کر کوئی طریق عمل اختیار کریں، اور محض وقتی جوش و خروش کے ماتحت کوئی ایسی کارروائی نہ کر گذریں، جس سے بعد میں پشیمان ہونا پڑے۔ اس پر بعض صحائف سخت چیں بہ جبیں ہو کر یہ لکھا تھا کہ خواجہ صاحب گویا شریف مکہ سے مفاہمت کے لئے تیار بیٹھے ہیں، بعض نے یہاں تک سوء ظنی سے کام لیا کہ ان کو حکومت برطانیہ کا ایجنٹ سمجھا، اور ان کے حج بیت اللہ کو بھی ایک سیاسی غرض کے ماتحت کیا، یہاں تک کہ شریف مکہ کی میزبانی پر اعتراض ہوئے، اور خواجہ صاحب کو مطعون بنایا گیا، کہ انہوں نے غدار شریف کی ضیافت کیوں منظور فرمائی،

لیکن حیرت کا مقام ہے کہ اس کے مابعد حالات کچھ ایسے بدل گئے ہیں، اور مسلمانان ہندوستان کے زاویۂ نگاہ میں کچھ ایسا فرق آ گیا ہے، کہ ہم حیران ہیں، کہ یہ آن شور اشوری یا یہ بے نمکی سب سے پہلے یوم جزیرۃ العرب منانے کا ایک تار شریف مکہ کے نام مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے جاتا ہے، یہ گویا علی الاعلان تحریک مفاہمت کی طرف ایک قدم تھا، اس کے بعد جو جواب شریف مکہ کی طرف سے موصول ہوا، اور جو اخبارات میں شائع ہو چکا ہے، وہ بھی یقیناً نہایت مصلح کمیٹی پر مبنی تھا، بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے، کہ جو کچھ شریف مکہ کے متعلق خواجہ صاحب نے اکر بیان کیا تھا اس کی تصدیق ہو گئی، خواجہ صاحب نے آکر یہی فرمایا تھا کہ شریف اب مسلمانان عالم کے ساتھ اتحاد عمل کے لئے تیار ہے، چنانچہ تار میں بھی شریف نے یہ تسلیم کیا، کہ وہ خود اور تمام عرب یوم جزیرۃ العرب منائیں گے، اور عرب کی آزادی کے لئے دعائیں مانگیں گے، کیا اس سے صاف نتیجہ نہیں ہوتا کہ شریف اور اس کا خاندان اب مسلمانان عالم کی خواہشات کا احترام کرنے کو تیار ہے، غالباً یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے اب ایک وفد ممالک اسلامیہ میں جانا تجویز ہوا ہے، یہ وفد عرب ضرور جائے گا کیونکہ تمام اسلامی ممالک کا قلب اور مرکز تو عرب ہی ہے،

چنانچہ اس وفد کی روانگی کے متعلق نہایت عظیم الشان تیاریاں شروع ہیں، ہمارا مقامی معاصر "سیاست" گو تحریک مفاہمت کے مخالف ہو مگر اس وفد کا مخالف نہیں، بلکہ نہایت بلند آہنگی سے روپیہ کیلئے اپیل کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"لیکن یہ مسلمہ ہے کہ روپیہ کے بغیر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی، اس سلسلہ میں تجویز ہے کہ مسلمانان ہندوستان کا ایک وفد ممالک اسلامیہ کا دورہ کرے، اور وہاں کے مسلمانوں سے تبادلہ خیالات کرنے کے بعد ایک مشترکہ نظام عمل کا فیصلہ کر سکے، اس وفد کے متعلق جناب مولانا عبدالباری صاحب ایک پیام میں اطلاع دے چکے ہیں اور تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شوکت علی صاحب نے حسب ہدایت مجلس عاملہ مرکزیہ خلافت پروانہ ہائے راہداری اور دیگر ضروری انتظامات کے لئے حکومت ہند کو اطلاع بھی دے دی ہے، مجلس مرکزیہ خلافت کے سرمایہ کا بڑا حصہ جو سیٹھ چھوٹانی کی مشکلات کی نذر ہو چکا ہے"

اب خدارا ہمارے وہ معاصرین جو خواجہ صاحب پر نکتہ چینی کرنے کو ادھار کھائے بیٹھے تھے بتائیں کہ یہ وفد اگر مفاہمت کے لئے نہیں تو کیا جنگ کے لئے جا رہا ہے، کیا اس نے عربوں کے ساتھ جنگ کے لئے کافی سامان حرب جمع کر لیا ہے، افسوس ہے کہ مسلمان خود جو چاہیں سو کریں، اگر ہم کوئی بات کہیں تو نشانۂ ملامت بن جائیں ؎

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق
داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم

مقاطعہ حج اور حضرت مسیح موعود کی صداقت

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے مقامی معاصر زمیندار کی تجویز مقاطعہ حج پر ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ مناسب تو یہ تھا کہ اس مذہبی معاملہ میں سب سے پہلے جمعیت العلماء کا فتوےٰ حاصل کیا جاتا کہ یہ جماعت اسی قسم کی فتوے بازی کے لئے منصہ شہود میں آئی ہے، خدا کا شکر ہے کہ ہماری یہ آرزو بر آتی نظر آتی ہے، چنانچہ اب معلوم ہوا ہے کہ جمعیت العلماء نے بھی اخبارات کی اس آواز پر دہلی کے جلسہ میں متفرق تجویزوں میں ایک تجویز یہ بھی زیر غور رکھی ہے اب امید ہے کہ علماء کی مجلس اس ضروری معاملہ میں پوری تحقیقات کے بعد اپنا فیصلہ صادر کرے گی، اور قرائن سے بھی پایا جاتا ہے کہ مقاطعہ حج کا فیصلہ ہی نافذ ہوگا، اور اس کی شرعی حجت یہ بتائی جائیگی کہ چونکہ آپ کے حاجیوں کو حج میں تکلیف ہوئی، اس لئے حج کے لئے جو امن شرط ہے وہ مفقود ہے۔ چنانچہ ہمارا معاصر زمیندار بھی اپنے ایک ایڈیٹوریل نوٹ میں اس کی طرف اشارہ کر چکا ہے، اور جناب "اہلحدیث" بھی اس کے ہمنوا معلوم ہوتے ہیں، ہمیں اس سے خوشی ہوگئی ہے کہ آخر ہمارے علماء کو بھی اگر علم دین نے نہیں تو کم از کم حوادث زمانہ نے من استطاع الیہ سبیلا کے صحیح معنے سمجھا دیئے اور اب استطاعت میں امن بھی داخل ہو کر شرائط حج میں سے ہو گیا، امید ہے وہ علماء جو آج سے پہلے نہایت دریدہ دہنی سے مسیح موعود پر یہ اعتراض کیا کرتے تھے، کہ آپ نے حج کیوں نہیں کیا اس لغو اعتراض کو اب نہیں دہرائیں گے،

اسی سلسلہ میں ہم جمعیت العلماء سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ واقعہ ہے، احادیث میں مسیح موعود و مہدی معہود کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی کہ اس کے زمانہ میں حج بند کر دیا جائے گا، اگر یہ صحیح ہے تو جہاں وہ مقاطعہ حج کا فتوےٰ دیں، وہاں اس حدیث پر روشنی ڈالیں اور بتائیں کہ وہ مسیح موعود اس زمانہ میں کہاں ہے؟ +

ہندوستان کے حجاج کیلئے فتوے

متطاعت حج کے ساتھ ہی ایک اور سوال قابل غور ہے، اور اس سوال کو اہل حدیث کے ایک نامہ نگار نے نہایت نیک نیتی سے پیش کیا ہے نامہ نگار مذکور خود اس دفعہ حج کے لئے گئے تھے، اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر لکھتے ہیں، کہ ہندی بھائی بیوی بچہ تو بجائے خود اپنا خرچ بھی سو ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ نہیں رکھتے، یہ معمولی سرمایہ جہاز والے ٹکٹ میں رکھوا لیتے ہیں، اور باقی راستہ میں خرچ خوراک میں خرچ ہو جاتا ہے، اب جدہ اترتے ہی حاجی صاحب اللہ کریم کی صدائیں بلند کرنی شروع کر دیتے ہیں اور عربوں کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں، یہی وجہ ہے ہندی مسلمانوں کو عرب علی العموم "ہندی بطال" کے حقارت آمیز نام سے یاد کرتے ہیں اس کے علاوہ دیگر جگر خراش واقعہ یہ ہے کہ ایسے حاجی وہاں جا کر بجائے طواف کعبہ اور ادائے نماز کے بازاروں میں بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں، اگر یہ واقعات صحیح ہیں، اور بظاہر ان کی صحت میں کلام نہیں ہو سکتا چونکہ دوسرے حضرات نے بھی اپنی زبانی گفتگو میں نامہ نگار مذکور کی تصدیق کی ہے، اور ہندی حجاج کی دون ہمتی کی شکایت کی ہے، تو ہم سب سے پہلے جمعیت العلماء کی خدمت میں سفارش کریں گے کہ ایسے حجاج کے لئے متاطعت حج کا فتوے ضرور صادر فرمایا جائے، کیونکہ ان کا حج کو جانا نص صریح کے خلاف ہے، مگر مشکل تو یہ ہے، ہمارے سیاسی لیڈر تو متاطعت حج کو اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ بد وہ مر گئے، اور شریف کی آنکھیں کھلیں گی، لیکن یہ معاملہ برعکس نکل آیا، ایسے حاجیوں کے ہانکنے کیلئے تو شریف غالباً دعائیں کرتا ہوگا۔

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

قتل کی دھمکی

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۳۰۔ نومبر میں زیر عنوان قابل توجہ ڈپٹی کمشنر صاحب امرتسر لکھتے ہیں:۔

ایک لفافہ بتاریخ ۲۶۔ نومبر مجھے ملا جس کے اندر کا خط درج ذیل ہے:۔

"مکرمی مولوی ثناء اللہ! آپ چودھری ظفر اللہ کے خلاف تقریر کرتے ہیں، معلوم ہو کہ اگر آپ نے زبان بند نہ کی آپ کی جان سے مارا جائے گا!"

اس پر مولینا لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی ایک شخص کا کام ہے یا کئی ایک کا، اور ہے تو کس کا، ہاں یہ امر قابل اظہار ضرور ہے کہ قادیانی پارٹی میں ایسا انتظام ضرور ہے کہ کوئی کام بغیر اجازت خلیفہ قادیان کے نہیں کرتے"

مولوی صاحب کو جو قادیانی پارٹی کا شبہ گذرا ہے اس کے متعلق "یہ امر قابل اظہار ضرور ہے" کہ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو ووٹ دینے والے صرف احمدی ہی نہیں تھے، بلکہ دوسرے مسلمان بھی تھے، اور خط کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ راقم خط کو چودھری صاحب سے کوئی خاص تعلق نہیں، کہ اس نے آپ کے نام کے ساتھ "صاحب" کا معمولی تعظیمی لفظ لکھنے سے بھی دریغ کیا ہے، بلکہ آپ کا نام بھی پورا نہیں لکھا، اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ یہ شخص احمدی نہیں،

لیکن مولانا کی ستم ظریفی قابل داد ہے کہ سب کچھ لکھکر اور ڈپٹی کمشنر صاحب کی خاص توجہ کو منعطف کرا کے پھر نہایت سادگی سے لکھتے ہیں:۔

"یہ امر صرف حکام کی اطلاع کے لئے ظاہر کیا ہے، میرے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں"

اسلام کے متعلق مغربی دنیا کی واقفیت

احمدی جماعت نے ہمیشہ اس بات پر خصوصیت سے زور دیا ہے کہ مغرب میں بہت سے نیک دل لوگ ہیں، جو اسلام سے قطعاً ناواقف ہیں، وہ سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک نہایت گھناؤنا مذہب ہے، اس لئے مغرب میں تبلیغ اسلام کے معنے صرف یہی نہیں کہ عیسائیوں کو مسلمان بنایا جائے، بلکہ ایک بڑی غرض ہماری تبلیغی کوششوں کی یہ ہونی چاہئے کہ وہ قابل افسوس ناواقفیت جس کے باعث سے مغربی لوگ ... ترین مثال ایک مسیحی خاتون کا وہ فقرہ ہے جو اس نے نیویارک کی ایک مجلس میں تقریر کرتے ہوئے کہا، اور وہ یہ ہے:۔

"ہم اکثر یہ سوال سنتے ہیں کہ ترک دوسری قوموں سے کیوں وعدہ وفائی نہیں کرتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم ہے کہ ایک مسلمان کا ایک کافر سے وعدہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا"

وہ کتاب جس میں ایفائے عہد پر اتنا زور ہو کہ خدا کے خاص بندوں کی علامت والموفون بعهدهم اذا عاهدوا بیان کی گئی ہے، اور وہ شریعت جس نے عیسائیوں کو معاہدات لکھ کر دیئے، اور ان کی پابندی تمام امت مسلمہ نے کی، آج عدم وفائے عہد کے لئے بدنام ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے، مغرب کے لوگ نہ قرآن کی تعلیم سے واقف ہیں، نہ تاریخ اسلام سے، ورنہ اس قسم کا الزام ہرگز اسلام کے خلاف نہ لگاتے،

جو لوگ سیاسیات کے شیدا ہیں، وہ خود دیکھ سکتے ہیں، اشاعت اسلام کا فرض اگر کما حقہ انجام دیا جائے، تو سیاست میں بھی کس قدر مفید ہو سکتا ہے، کاش ترک اس فرض کی اہمیت کو سمجھتے، اور اپنی عزت دنیا میں مذہب کے ذریعہ سے قائم کرتے،

"خلافت" اور ٹرکی

جمہوریہ ترکیہ کے قیام و استحکام کے ساتھ خلافت عثمانیہ کا معاملہ کچھ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے کہ سلجھنے میں نہیں آتا، قسطنطنیہ سے جو خبریں آتی ہیں، وہ بھی متضاد و مخالف ہیں، اس کے متعلق ہم نے پہلے بھی لکھا تھا، لیکن جمہوریہ کے پریزیڈنٹ کی طرف سے اس اعلان کے ہو جانے پر کہ خلافت کا معاملہ تمام عالم اسلامی کا معاملہ ہے اور وہ عالم اسلام ہی اس کا تصفیہ کر سکتی ہے، معاملہ کسی قدر یکسو ہو گیا تھا، مگر اب فتحی بے صدر ثانی جمہوریہ ترکیہ نے جو بیان شائع کیا ہے، اس سے اس پہلے بیان کی جو غازی مصطفے کمال پاشا کی طرف سے شائع ہوا تھا تغلیط ہوتی ہے، چنانچہ قسطنطنیہ کے ایک برقی پیام سے معلوم ہوتا ہے کہ فتحی بے موصوف نے یہ اعلان کیا ہے، کہ جمہوریہ ترکیہ کو دوسرے مسلمانوں سے کچھ تعلق نہیں، اور وہ خلیفہ کے تعین کے حق کو جو محض جمہوریہ ترکیہ کا ہے کسی دوسرے کے سپرد نہیں کر سکتی، ظاہر ہے کہ یہ اعلان غازی مصطفے کمال پاشا کے سابقہ بیان سے بالکل مخالف ہے کیونکہ غازی موصوف نے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کر دیا تھا، کہ خلافت کا معاملہ تمام عالم اسلام سے تعلق رکھتا ہے، مسلم آوٹ لک کی رائے میں جو بیان فتحی بے کی طرف سے شائع ہوا ہے، وہ محض دشمنان خلافت کا جعل ہے، ممکن ہے کہ ایسا ہو، مگر مسلمانان ہندوستان کو قدرتی طور پر اس اعلان سے وحشت ہوگی، اور جب تک اس کی تردید باوثوق ذرائع سے نہ ہو، اس وقت تک مسلمانان ہندوستان کا وہ وفد بھی روانہ نہیں ہونا چاہیئے، جس کی تجویز اخبارات میں ہو چکی ہے،

ہم حیران ہیں کہ ٹرکی میں جو لوگ برسر اقتدار ہیں، وہ کیوں اس قسم کی غلط خبروں کی تردید فوراً نہیں کر دیتے، اگر یہ خبر غلط نہیں بلکہ صحیح ہے تو پھر ہم یہ کہنے سے رک نہیں سکتے، کہ ترک قوم محض اپنی قومیت کی پروا کرتی ہے، اور مسلمانان اسلام کی ہمدردی حاصل کرنے سے اس کو چنداں غرض نہیں، مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے، ترکوں کی موجودہ فتحمندی میں تمام مسلمانان عالم کا حصہ ہے، اور اس احسان کے نیچے ترکوں کی گردنیں خم ہیں،

یوم جزیرۃ العرب اور گرفتاریاں

اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ پشاور میں یوم جزیرۃ العرب کے دن بعض خلافت کمیٹی کے اراکین اور کارکنوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں، بظاہر ان کی گرفتاریوں کو خلافت یا یوم جزیرۃ العرب کی سرگرمیوں سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ خلافت کے نظام کو تو تمام ہندوستان میں کام کرتے ہوئے دو تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے، یوم جزیرۃ العرب کے پروگرام کو سیاست سے دور کا تعلق نہیں، اس لئے ان گرفتاریوں پر مسلمانوں کو حیرت بالکل بجا اور درست ہے، ہم معزز معاصر "مسلم آوٹ لک" کی اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں، کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک خاص اعلان ہو جانا چاہیئے، کہ ان لوگوں کی گرفتاری کس الزام کے ماتحت عمل میں آئی ہے،

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ...

ہماری تبلیغی کوششیں

جرمنی میں تبلیغ اسلام

مس شارلٹ کا قبول اسلام

مولوی صدر الدین صاحب تازہ ترین خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

بحمدہ تعالیٰ، آج ۹۔ نومبر روز جمعۃ المبارک ایک جرمن خاتون نے جن کا نام مس شارلٹ ہے اسلام قبول کیا، اس خاتون کی تعلیم و تربیت عیسائیت میں ہوئی، اور بڑے اچھے طبقے میں ہوئی، آج خدا تعالے نے ایسے سامان پیدا کر دیئے، کہ اس روح کو نصرانیت سے پاک و صاف کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے کھڑا کر دیا، اور خیر امت میں داخل ہونے کا شرف بخشا اس خاتون نے بیان کیا کہ نصرانیت کے تین خداؤں کا گورکھ دھندا کبھی میری سمجھ میں نہیں آیا، اور نہ کبھی یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کی صلیبی موت سے ساری دنیا کے گناہ معاف ہو جائیں، اس نے کہا یہ کس قدر غیر معقول بات ہے کہ ایک کمزور و ناتوان بشر جو دوسرے انسانوں کی طرح موت کا پیالہ چکھے، اس کو الوہیت کے تخت پر متمکن سمجھا جائے، آج میں بڑا مسرور ہوں کہ اللہ تعالے نے محض اپنے کرم سے اس خاتون کو حضرت سرور کائنات کی غلامی کا شرف عطا کیا، اور اس وجہ سے بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ اچھے طبقہ سے ایک خاتون حلقہ بگوش اسلام ہوئیں، جہاں اللہ تعالے نے ان کو ظاہری حسن و صورت عطا کر رکھی ہے، وہاں یہ روحانی تزکیہ بھی عطا فرمایا، یہ اللہ تعالے کے فضل کی بات ہے جس کو چاہے عطا کرے۔ کاش ہندوستان میں کوئی ایسا اسلامی پرچہ ہوتا جس میں ان کی تصویر شائع کی جا سکتی،

اس خاتون کو یہ سمجھا دیا گیا کہ شراب جو ام الخبائث ہے، اور سؤر کا گوشت جو جسم کے لئے مضر اور حیا و غیرت کا برباد کرنے والا ہے، اسلام میں حرام ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے پہلے ہی سے معلوم ہو چکا ہے، میں کبھی ان کو ہاتھ نہ لگاؤں گی، فالحمد للہ رب العالمین ۰

آخر میں کلمہ شہادت اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده و رسوله پڑھایا گیا اور اس کا ترجمہ بھی ان کی زبان سے بزبان جرمن دہرایا گیا،

اس کے بعد ان کو ایک تحریری اعلان لکھ دینے کے لئے عرض کیا گیا، جس کی انہوں نے تعمیل کی، اس پر انہوں نے ایک تحریر مجھ سے اسلام میں داخل ہونے کی تصدیق میں لی، پھر انہوں نے اسلامی نام حاصل کرنے کے لئے کہا، کوئی ایک درجن نام میں نے کاغذ پر لکھے، ان سب میں زیادہ موزوں نام ان کے لئے نفیسہ تھا جو ان کو دیا گیا، جس کا ترجمہ سنکر ان کو بڑی خوشی ہوئی،

اس سے پیشتر میں مسٹر ولیم برانٹ جن کا نام شوکت رکھا گیا تھا کے اسلام لانے کے متعلق اعلان کر چکا ہوں، احباب سے درخواست کرتا ہوں، کہ دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالے شوکت اور نفیسہ دونوں کو ہمارے لئے موجب برکت بنائے، اور یہ اہل جرمنی کے کثیر تعداد میں اسلام قبول کرنے کا پیش خیمہ ہوں، اللھم آمین یا رب العالمین ۰

تصحیح گذشتہ اشاعت میں اخبار احمدیہ کے ذیل میں کتابت کی غلطی سے "ناظم تعمیرات" جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو لکھ دیا گیا ہے، حالانکہ صحیح جناب ملک غلام محمد صاحب ہیں،

اسے ضرور پڑھیئے!

ناظرین کرام کی خدمت میں التماس

نئے سال کے بجٹ میں یہ فیصلہ ہوا ہے، کہ اخبارات اپنا بوجھ خود اٹھائیں، اس لئے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنا بقایا چندہ فوراً بھیجکر دفتر کو ممنون کریں، جن حضرات کی خدمت میں وی پی کئے جا رہے ہیں، وہ وصول فرما کر دفتر کی امداد کریں، واپس کرنے سے ایک قومی آرگن کا سخت نقصان ہوتا ہے، اس

زیادہ ارفع زیادہ وسیع اور زیادہ جامع ہے، جو ایشیا کے عمیق جذبات یعنی روحانیات کو مغرب کی مادیات سے متحد کرے گی،

ایشیا سے متحد ہونے میں ان کے نزدیک یورپ کا خاص قاعدہ ہے وہ کہتے ہیں،

یورپ والے ہی سب سے اول ایک متحد اور آزاد جدید ایشیا کے شہری بن سکتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو ایشیا کے متحد کرنے کا کام سب سے بہتر انجام دے سکتے ہیں، اور یہ کام خود یورپ کے مفاد کے لئے ضروری ہے، اس لئے کہ یورپ میں یہ نئی روح اس وقت پیدا ہوگی، جب کہ ایک بار پھر ایشیا اس روح کو پھونکنے کا باعث ہو،

مراسلات

ایک محدود جماعت

جناب اڈیٹر صاحب! السلام علیکم

جہاں تک مجھے علم ہے "اخبار پیغام صلح" جماعت احمدیہ کا ارگن ہے بدیں خیال اس جماعت کے متعلق اسی اخبار کے ذریعہ سے ایک استفسار کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب ان چند سطور کو اپنے جریدہ میں جگہ دیکر ممنون فرمائینگے۔

"اخبار زمیندار لاہور" کی اشاعت مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۳ پر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کا مکتوب بہ عنوان "خواجہ کمال الدین اور حمایت انگلستان" میری نظر سے گذرا۔ مکتوب ہذا میں جماعت مذکورۃ الصدر کے "رویہ" کے ضمن میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ ہمارا کام چونکہ خالصاً اشاعت و تبلیغ اسلام ہے۔ اسلئے جہاں تک سیاسی پہلو کا تعلق تھا ہم نے بحیثیت جماعت اس میں حصہ نہیں لیا۔ اور اپنا سارا زور تبلیغ و اشاعت اسلام پر ہی صرف کرتے رہے۔ ہمارا مسلک شروع سے یہی ہے کہ ہر قسم کی سیاسی تحریکات سے حتی الوسع الگ رہ کر صرف ایک کام تبلیغ و اشاعت اسلام پر سارا زور صرف کریں۔"

بیان مذکورہ سے واضح ہوتا ہے کہ جس جماعت کو احمدی نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ صرف مبلغین اسلام ہی تک محدود ہے یعنی اسمیں صرف وہ ہی لوگ شامل ہیں یا ہو سکتے ہیں جو تبلیغی اور محض تبلیغی کام کر سکیں اور جو اشخاص مشنری کام نہ کر سکتے ہوں ان کے لئے اس جماعت میں گنجائش نہیں۔ کیونکہ مسلک "یہ ٹھہرا کہ ہر قسم کی سیاسی تحریکات" سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ خواہ وہ تحریک حیات و ممات دینا دی کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ گویا اس جماعت میں صرف وہ لوگ ہیں جو مشنری کا کام سرانجام دیتے ہیں اور اگر احمدی ہو کر کوئی ایسا ہو تو وہ احمدی نہیں۔ مشنری کے کام سے میری مراد براہ راست تبلیغی کام کرنے اور اسکے لئے وقف ہو جانے سے ہے۔ اس صورت میں کسی احمدی کو لازم نہیں کہ وہ آزادی جزیرۃ العرب۔ یا انجمن اصلاح سوسائٹی۔ تجارتی کاروبار وغیرہ کسی شعبہ دیگر میں کام کرنے کو مقصد عمومی قرار دے یا کسی ایسے مرضی پر اجتہاد و اظہار خیال کرے گویا کہ عقائد کے ماسوا ایک محدود دائرہ اسکی شکل و حرکت و کارروائی کے لئے مقرر کر دیا ہے جسکے باہر جانیسے اعلاً وہ جماعت میں شامل نہ رہ سکیگا۔

۱۔ اگر صورت حال یہ ہے جس کا ایک دھندلا سا خاکہ اوپر پیش کیا گیا تو کیا یہ جماعت کو محدود کرنا نہیں ہے۔

۲۔ نیز اس صورت میں کیا آزادی کا اور رجحان طبع کو سلب نہیں کر لیا گیا؟

۳۔ اور کیا عقائد سے گذر کر افعال شخصی و روز مرہ پر سخت ترین پابندیاں عائد نہیں کر دی گئیں؟

ماسوا جو لوگ احمدی ہونے کے باوجود براہ راست مشنری کام سرانجام نہیں دے رہے وہ دراصل اس جماعت میں شامل نہیں؟

کیا کسی احمدی کا مذکورہ بالا "رویہ" کے علاوہ اور کوئی سیاسی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔؟

امید ہے کہ آنجناب یا مولانا محمد علی صاحب اس نکتہ پر ایسی روشنی ڈالیں گے کہ صورت اصلی رونما ہو جائیگی۔ اور شکوک رفع [illegible]

پیغام صلح۔ تعجب ہے کہ آپ حضرت امیر کی عبارت مندرجہ بالا سے اس نتیجہ پر پہنچے، حضرت کا مطلب تو صاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بحیثیت جماعت ہم صرف تبلیغ و اشاعت اسلام ہی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں، اور یہ بالکل سچ ہے، دنیا میں آخر تقسیم کار کے اصول پر کام چلتے ہیں، کوئی جماعت کچھ کام کرتی ہے کوئی کچھ؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو اسی پر کامیابی کا بہت کچھ انحصار ہے ہمیں دوسرے کاموں کے مفید ہونے سے انکار نہیں، لیکن ہم اشاعت اسلام کو سب کاموں پر ترجیح دیتے ہیں، اور اسی کو اپنا قومی مشن سمجھتے ہیں، قرآن مجید نے تمام مسلمانوں کو یہ مقدس کام سپرد کیا ہے، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آجکل مسلمان علی العموم اس فریضہ مذہبی سے غافل ہیں، حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے احمدی جماعت کو اشاعت اسلام ہی کے لئے تیار کیا تھا، اور اسی کام میں یہ جماعت مصروف ہے، یہ تو نا ممکن ہے کہ سب احمدی عملی طور پر مبلغین کا کام شروع کر دیں، اور باقی کاروبار دنیا کو چھوڑ دیں، اس لئے ہمارے احباب تو اپنے اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ حتی الامکان تبلیغ کا کام بھی کرتے ہیں، اور اپنے اموال سے بھی امداد دیتے ہیں تاکہ جو لوگ دین کی راہ میں کلیتہً کام کر سکتے ہیں، وہ فراغت سے اس کام میں مصروف رہیں، آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس طرح جماعت محدود ہو جاتی ہے، یہ میری سمجھ میں نہیں آتا، کیا تقسیم عمل غیر طریق عمل ہے، کانگرس کو مذہب سے کچھ غرض نہیں "مسلم لیگ" نے کبھی مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیا، کیا وہ ان معنوں میں محدود جماعتیں ہیں؟۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر معہ احباب بخیریت ہیں،

جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر مقرر ہوئی ہیں، ۲۸ کو کانفرنس مذاہب کا انعقاد ہوگا، احباب اس جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دیں، اور اپنی تاریخ آمد سے پہلے سیکرٹری صاحب کو اطلاع دیں تاکہ ان کی اقامت اور رہائش کا ضروری سامان کر دیا جائے، سب احباب بستر ساتھ لائیں،

مسجد احمدیہ بلڈنگس میں آجکل توسیع ہو رہی ہے، یعنی مسجد کے سامنے ایک برآمدہ کی تعمیر شروع ہے، جلسہ سے پہلے پہلے انشاءاللہ تیار ہو جائے گی،

کل پیر کی شام کو ۳۰ دسمبر، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک لیکچر حبیبیہ ہال میں بزبان انگریزی ہوا، مضمون "دین فطرت" تھا، سامعین پر لیکچر کا ایک خاص اثر تھا،

برادر دین محمد صاحب رہتک علیل ہیں، احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں،

اخویم ایم کے [illegible] شریف صاحب علاقہ میسور سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں مولوی صاحبان ایک دوسرے کی تکفیر بازی میں خوب مصروف ہیں، اہلحدیث حنفیوں کو کافر بنا رہے ہیں اور حنفی اہلحدیثوں کو، ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں، کہ اسلام کن مصائب کا آماجگاہ بن رہا ہے، اور یہ کن گاموں میں گرفتار ہیں، مسلمانوں کی اس مرض کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا، کہ کفر مولویوں کا ہر طرح سے بائیکاٹ کیا جائے، اور ان کو اپنا امام نہ بنایا جائے، اور یہی علاج ہے جس کی طرف اس صدی کے مجدد نے رہنمائی کی ہے جو لوگ نے مسلمانوں کی تعداد گھٹانے کے رذیل کام میں مبتلا ہوں انہیں امامت سے علیحدہ کر دینا ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے، ورنہ ان کے فتووں سے کسی خیال کا آدمی بھی نہیں بچا ہوا، جب تک دنیا میں حقیقی احمدیت ترقی نہ کرے گی، مسلمان شاہراہ ترقی پر کبھی نہیں چل سکتے،

ایک ضروری اعلان

جن کے ساتھ خط و کتابت میں تمام دوست آئندہ ملحوظ رکھیں کہ ہر قسم کی ڈاک سکرٹری کے نام ہونی چاہیئے، خواہ وہ بک ڈپو کے متعلق ہو، خواہ اخبار کے متعلق ہو، ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا نہ ہوگی

ظہور احمد اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حلقہ ارتداد میں اسلامی مدارس

بفضلہ تعالیٰ انجمن حمایت الاسلام لاہور نے علاقہ ارتداد میں پندرہ سکول (یعنی مکتب اسلامی) کھولنے منظور کئے ہیں، جس میں سے ایک قلیل عرصہ کے اندر دو مکتب نہایت ہی کامیاب ایک رائی بیا میں اور ایک بنگہ لچھمنداس میں جو خالص راجپوت گاؤں ہیں، کھول دیئے ہیں، باقی سکول جو ضلع متھرا ضلع آگرہ، ریاست بھرت پور، ضلع گوڑگانواں۔ ضلع علیگڈھ وغیرہ میں کھولنے ہیں۔ ان کے لئے نہایت ہی مخلص مسلمانوں کی ضرورت ہے، درخواستیں فوراً پتہ ذیل پر آنی چاہئیں،

حکیم محمد یار فوق مسلم مشنری، دفتر دعوت جمعیت تبلیغ آگرہ، نائی کی منڈی ۔

قبول اسلام

ایک شخص مسمی بھونہ و چک والہ ولد منسارام ساکن شہر انبالہ عمر ۴۰ سال۔ دین اسلام کی توحید پر عاشق ہو کر جناب حافظ ضیاء الحق کے ہاتھ پر جامع مسجد شملہ میں مسلمان ہوا، اسلامی نام شیخ عبد الحق رکھا گیا،

شیخ اللہ دین

اعلان

یہ تحریک جماعت کی قوت کا موجب ہوگی، کہ بعض اصحاب نے شادیوں کے لئے اپنے یا اپنے متعلقین کے نام درج رجسٹر کروائے ہیں، تا کہ جماعت کے اندر ہی رشتہ ناطوں کی صورت پیدا کرنے کی تجویز کی جائے، اس لئے حضرت امیر قوم کے حکم سے التماس ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، احباب اس تحریک کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں، ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے نام معہ دیگر کوائف کے خاکسار کے نام ارسال فرما دیں، جملہ خط و کتابت بصیغہ راز انشاءاللہ رکھی جائے گی، اس لئے جماعت کے احباب اس طرف توجہ فرما کر اطلاعات بہم پہنچا کر مشکور کریں،

مرزا یعقوب بیگ ناظم امور عامہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رسیدات زر

ذیل کی فہرست چندہ شیخ محمد نصیب صاحب فیروزپور کے دورہ سے وصول کر کے لائے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

چندہ برلن مسجد

سید مراتب علی شاہ صاحب مرچنٹ فیروزپور — منشہ
S. Mamoon Sons, Ice Factory Ferozepur — منشہ
ڈاکٹر محمد حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن صوبیدار فوجی ہسپتال چھاونی فیروزپور — عسہ
بابو محمد شریف صاحب بی اے اوورسیر لشکر ایگزیکٹو فیروزپور — صہ
شیخ منظور حسن صاحب کنٹریکٹر فیروزپور — عسہ
حاجی اللہ دتا صاحب ٹھیکیدار فیروزپور — [illegible]
بابو اللہ بخش صاحب ۔ ۔ — عسہ
چودھری نعمت خاں صاحب سینئر سب جج فیروزپور — عسہ
۔ ۔ ۔ ماہواری چندہ — [illegible]
خان صاحب رب نواز خاں صاحب فیروزپور شہر — عسہ
چودھری پیر محمد صاحب موضع لوالی متصل سیدانوالی ضلع فیروزپور — عسہ
مولوی محمد شریف صاحب سب انسپکٹر پولیس، تھانہ کوٹ بھائی ضلع فیروزپور — صہ
مولوی کمال الدین صاحب بی اے وکیل فیروزپور شہر — سے
۔ محمد شفیع صاحب ہیڈ کلرک چھاونی فیروزپور — صہ
۔ نذیر احمد صاحب بی اے ۔ بی ہیڈ اسسٹنٹ ممدوٹ جلال آباد ضلع فیروزپور — عسہ
مسلمانان جلال آباد ضلع فیروزپور کی طرف سے جمع کر کے دیا گیا — [illegible]
بابو عبد الغنی صاحب سپرنٹنڈنٹ چھاونی فیروزپور — صہ
چودھری غلام مصطفٰے صاحب انسپکٹر آف ایکسائز [illegible] — [illegible]

چودھری مراد علی صاحب میونسپل کمشنر فیروزپور　عـہ۱۰
〃 ورگھ پسر چودھری وولا ڈوگر گیو والا ضلع فیروزپور　عـہ ۵
〃 محمد خان صاحب معرفت شیخ عبدالواحد صاحب انسپکٹر پولیس فیروزپور۔ شہر　لعـہ ۹
میاں رحیم بخش صاحب کمپونڈر سول ہسپتال فیروزپور شہر　صـہ ۵
متفرق طور پر وصول ہوا برائے برلن مسجد　[illegible]
شیخ عبدالواحد صاحب سب انسپکٹر پولیس فیروزپور شہر ماہواری چندہ　[illegible]
میاں عبدالغفور صاحب گھڑ بیاز گیاڑی بازار فیروزپور　لعـہ
سید شاہ محمد صاحب ہیڈ کنسٹبل فیروزپور　صدقہ　عـہ
میزان برلن مسجد　[illegible]　ماہواری چندہ　[illegible]　صدقہ عـہ
کل میزان　[illegible]

سید محمد حسین آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

تازہ خبریں

ہندوستان

اکالی رہنماؤں کا مقدمہ

امرت سر۔ یکم دسمبر آج پھر اکالی رہنماؤں کے مقدمہ کی سماعت ہوئی اور دیوان چمن لال م نیشن کی شہادت جاری رہی۔ گواہ نے کہا کہ چار سکھ ڈائرکٹروں میں تین نے اپنے حصص روانہ کئے تھے۔ چھ اشخاص نے کسی قسم کا روپیہ نہیں دیا۔ صرف وہی روپیہ دیا گیا جو تمسک پر تھا۔ آپ نے کہا یہ چھ ڈائرکٹر حسب ذیل تھے۔

ایس۔ ایس مہتاب سنگھ۔ پنجاب سنگھ سمندری بخشیش سنگھ گیانی شیر سنگھ۔ بھاگ سنگھ اور منگل سنگھ۔

گواہ نے یہ امر دریافت نہیں کیا کہ آیا یہ روپیہ گوردوارہ کمیٹی کے سرمایہ سے دیا گیا تھا۔ یا کسی اور سرمایہ سے؟ گواہ کی تحریک پر ان ڈائرکٹروں میں سے تین کی ایک مجلس بنائی گئی۔ جو اخبار کی حکمت عملی میں سکھوں کے مذہبی احساسات کی نگرانی کرے۔ گواہ نے کہا کہ ڈائرکٹروں کے ایک اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اور ڈائرکٹر بھی مقرر کئے جائیں بشرطیکہ وہ اپنا حصہ ادا کر دیں۔ گواہ نے کہا کہ ان چھ ڈائرکٹروں نے اپنے حصص کے ضمن میں پندرہ ہزار روپیہ ادا کیا۔ گواہ نے کہا کہ چونکہ حکومت پنجاب کی حکمت عملی جبر و تشدد کی تھی اسلئے گوربخت سنگھ کو برائے نام ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ بھگت جسونت سنگھ ملازم "اخبار نیشن" کے دلال تھے۔ آپ نے کہا کہ اخبار نیشن "مش۔ گ۔ پ۔ ک" کے اعلانات کو شائع کرتا رہا ہے لیکن انہیں پیش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ نامہ نگاروں کی وساطت سے جو کچھ بھی آتا ہے تلف کر دیا جاتا ہے۔ بابے زادہ بھگت رام کی جرح پر گواہ نے بیان کیا کہ میں نے نو سال انگلستان میں تعلیم حاصل کی تھی۔ اور میرا ارادہ تھا کہ ہندوستان میں ایک انگریزی اخبار جاری کروں۔ سال گذشتہ میں نے اخبار نیشن جاری کیا تاکہ میں اپنے [illegible] کی [illegible] کر سکوں۔ اس سے میرا مقصد دولت کمانا نہ تھا [illegible] نیشن کو نقصان ہو رہا ہے۔ مجھے اطلاعات کا علم نہیں کہ ش۔ گ۔ پ۔ ک کی جنرل کمیٹی کا نیشن کے متعلق [illegible] کیا ہے۔ لیکن [illegible] سب کمیٹی نے سکھ ڈائرکٹروں نے کبھی اخبار کی حکمت عملی میں مداخلت نہیں کی۔ آپ نے کہا کہ اخبار نے سکھوں کے مسائل مثلاً [illegible] کے معاملہ میں [illegible] رہا۔ [illegible] کی کہ اسے ش۔ گ۔ پ۔ ک کیطرف سے مالی امداد ملی تھی۔ یہ اخبار سکھوں کا پرچہ نہیں تھا۔ اور ش۔ گ۔ پ۔ ک کے اعلانات کی اشاعت کے صلہ میں اسے امداد بھی نہیں ملی تھی۔ یہ اخبار سکھوں کے مشتعل کرنے کا ذمہ دار نہیں۔ آپ نے کہا کہ بیان سراسر جھوٹا ہے کہ نیشن بھی سازش میں شامل ہو گیا تھا۔

مسٹر رگھوناتھ سہائے کی جرح پر گواہ نے کہا کہ "نیشن" نے نابھہ کے معاملہ میں اسلئے دلچسپی لی تھی۔ کیونکہ جیتو میں کانگریس کے تین رہنما گرفتار ہو چکے تھے اور کانگرس نے دہلی میں خلاف ورزی قانون کا تہیہ کر لیا تھا۔

بعض ہندو راجہ شدھی کو مضر سمجھتے ہیں

دفتر شعبہ تبلیغ و اشاعت اسلام جمعیت علمائے ہند کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بعض آریوں نے ایک درخواست بنارس کی رانی صاحبہ کی خدمت میں بھیجی تھی جس میں تحریک شدھی کے پھیلانے کی اجازت طلب کی تھی اسپر رانی صاحبہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک ہندو مسلمان عیسائی سب برابر ہیں۔ میں ہرگز ایسی تحریک کو پسند نہیں کرتی جس سے دوسری قوموں میں تصادم ہو (ناظم نشر و اشاعت دفتر شعبہ تبلیغ و حفاظت اسلام جمعیت) علمائے ہند دہلی

سکھ رہنماؤں کی سزایابی

لدھیانہ۔ یکم دسمبر۔ بھائی پاکھر سنگھ اور بھائی شیام سنگھ کو جنہیں حکومت نے ۱۲۴ دفعہ کے ماتحت گرفتار کیا تھا۔ ۳۰ نومبر کو فیصلہ سنا دیا گیا۔ بھائی پاکھر سنگھ کو ساڑھے تین سال قید۔ اور بھائی شیام سنگھ کو پانچ سال کے لئے جلاوطنی۔

آگرہ میں قتل کی واردات

آگرہ۔ ۳۰ نومبر۔ سیٹھ جسونت رائے کے اجارہ دار چھاؤنی اور آنریری مجسٹریٹ کے مکان میں ایک خوفناک قتل کا حادثہ ہوا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کا ایک ملازم قتل کے الزام میں ماخوذ ہے۔ دوسرا ملازم سیٹھ صاحب کے مکان میں سیٹھ صاحب کے خنجر سے قتل کیا ہوا پایا گیا۔ ابھی تک قاتل کا سراغ نہیں ملا پولیس تفتیش میں مصروف ہے۔

اندھے شاعر کی گرفتاری

احمد آباد۔ یکم دسمبر۔ امرالی کے ایک اندھے شاعر سے نیک چلنی کا حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا جس نے انکار کر دیا اسلئے اس کو ایک سال قید محض کی سزا دی گئی۔

سید نواب علی چودھری کونسل میں

میمن سنگھ۔ یکم دسمبر۔ آنریبل نواب سید نواب علی چودھری وزیر میمن سنگھ کے مشرقی اسلامی حلقہ کی طرف سے پھر منتخب ہو گئے ہیں۔ آپ میمن سنگھ کے مغربی اسلامی حلقہ کی طرف سے بھی امیدوار تھے لیکن ادھر سے کامیاب نہ ہو سکے۔

سرحد پر ایک اور برطانی افسر کا قتل

دہلی۔ ۳۰ نومبر۔ حسب ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ حکومت ہند نے نہایت رنج و ملال سے اس خبر کو سنا ہے کہ ۲۸ نومبر کو ژوب علاقہ بلوچستان میں اپا نخیوا کے قریب میجر فنیس سی۔ او۔ بی۔ ای کو قتل کر دیا گیا۔ آپ ابھی میں اس ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے تھے۔ ابھی تک اس جرم کی تفصیلات موصول نہیں ہوئیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ میجر فنیس موٹر کار پر سفر کر رہے تھے کہ وزیریوں کے ایک گروہ نے ان پر گولیاں چلائیں۔ اور انہیں ہلاک کر ڈالا۔ ڈرائیور اور مقامی گارڈ ایک شخص مہربان کو بھی شدید زخم آئے۔ اور وہ بھی جانبر نہ ہو سکے۔ مہربان نے اپنی موت سے پہلے کچھ حالات بیان کئے۔

قاتلوں کا تعاقب

دہلی۔ یکم دسمبر۔ میجر فنیس کے قتل کے متعلق آخری اطلاعات مظہر ہیں کہ قاتلوں کا گروہ پانچ وزیریوں پر مشتمل تھا۔ جو ارتکاب جرم کے بعد شمال کی طرف بھاگ گئے۔ تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور تعاقب کی نیوالی جماعتیں روانہ ہو چکی ہیں

والی افغانستان کی بیدار مغزی

پشاور۔ ۳۰ نومبر۔ اخبارات افغانستان کی سابقہ اشاعات میں دو سرکاری اعانتی سرمایہ سے تجارتی شراکتیں قائم ہونے کی اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ شراکت اول کا نام امانیہ برادران شراکت اور دوسری کا نام شراکت میوہ جات ہے اول الذکر تمام تجارتی شعبہ جات کے کاروبار میں مشغول ہے۔ پوستینوں اور قالینوں کا کاروبار بھی بالتخصیص انجام دے رہی ہے۔ موخر الذکر شراکت ممالک کابل سے خشک اور تازہ میوہ جات کو ہندوستان پہنچانے کے لئے قائم ہوئی ہے۔

ایک معزز ہندو کا قبول اسلام

مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۳ء بوقت ۷ بجے شام سید مٹھا بازار میں زیر صدارت مولوی فیروز حسن صاحب بٹ بی۔ اے آنریری انجمن وہدک مت کھنڈن کا پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ مہاشہ فضل الدین صاحب اور مولوی چراغ الدین صاحب نے مکتی اور فلاح اور نجات کے فوائد کے موضوعات پر علی الترتیب ادلّہ واضحہ سے تقاریر کیں۔ حاضرین نے پوری توجہ اور انہماک سے سنا اور تحسین کے نعرے لگائے۔ پھر جلسے کے دوران میں لالہ سندت رام صاحب ولد لالہ رام چند صاحب جو جالندھر موضع تیارہ کے باحیثیت ہندو ہیں چند روز سے مہاشہ صاحب کے زیر تبلیغ تھے۔ آج اہل جلسہ کے روبرو برضا و رغبت مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں۔ ان کا اسلامی نام رفیق احمد رکھا گیا اور جلسہ میں چوٹی بھی کاٹی گئی۔ خدا انہیں اثبات قدم اور استقامت بخشے۔

انجمن ویدک مت کھنڈن سید مٹھا کی منتظمہ کمیٹی کے اراکین کی خصوصاً اور جملہ اہل محلہ کی بالعموم تہ دل سے مشکور ہے کہ انہوں نے انتظام جلسہ و قیام امن میں مستعدیہ حصہ لیا۔

(رام تم بٹ سکرٹری)　(سیاست)

افغان حکومت کا ایفائے عہد

دہلی ۳۰ نومبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو سرحد سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان نے اپنے ان مواعید کو پورا کر دیا ہے جو اس نے پرشاپ اور سین جلہ کے حادثات کے متعلق کئے تھے۔ ان مقامات پر باقاعدہ برطانی افواج پر ملک افغانستان کے رہنے والے وزیریوں نے حملہ کر کے غلبہ حاصل کر لیا تھا ان گروہوں نے جو شخصی نقصانات پہنچائے تھے وہ پہلے ہی ادا کر دیئے گئے تھے اور ۲۳۔ نومبر کو افغان حکام نے ۱۴۴ بندوقیں اور تین کلدار توپیں (حکومت برطانیہ کا مال جو وزیری چھین لے گئے تھے) خیبر کے پولیٹیکل ایجنٹ کے حوالے کر دیں۔ یہ سامان ابھی واجب الادا تھا۔

قبول اسلام

آج بروز جمعہ مبارک جامع مسجد گوجرہ میں مولوی سلطان احمد صاحب امام مسجد گوجرہ کے ہاتھ پر مسمی شب رام داس عمر ۲۵ سال ساکن نڑالی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی حال گوجرہ برضا و رغبت بڑی خوشی سے مسلمان ہوا ہے اور اسلامی نام عبدالغنی رکھا گیا ہے۔

(افضل کریم سکرٹری انجمن اسلامیہ گوجرہ)

ایڈیٹر بندے ماترم کے مقدمہ کا التوا

لاہور۔ ۲۹۔ نومبر۔ پنڈت ملیارام وفا ایڈیٹر بندے ماترم پر جو از الہ حیثیت عرفی کا دعویٰ چل رہا تھا۔ اسکی سماعت مجسٹریٹ کی مصروفیت کی وجہ سے ۱۳۔ دسمبر تک ملتوی کر دی گئی۔

ضلع ہوشیارپور کے تین سیاسی اسیران کی رہائی

سردار اجیت سنگھ جی و سردار دلیپ سنگھ جی ساکنان رڑکی خاص متصل گڑھ شنکر اپنی ایک ایک سال کی میعاد پوری ختم کر کے مورخہ ۲۰ نومبر کو ملتان جیل سے رہا ہوئے۔ اور ۲۴ کو ہوشیارپور پہنچے۔ مولوی طفیل محمد رکن کانگریس بھی ایک سال کے بعد فیروزپور جیل سے مورخہ ۱۱ ماہ حال کو رہا ہوئے۔ (زمیندار)

ممالک غیر

انجمن سفرا کی ایک اور عرضداشت

پیرس۔ ۲۹ نومبر۔ نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انجمن سفراء نے ایک یادداشت تیار کی ہے جو جرمنی کو بھیجی جائیگی۔ اس میں مطالبہ کیا جائے گا کہ اتحادیوں کے وفد تصفیہ [illegible] اراکان سے بدسلوکی کے متعلق جرمنی معافی مانگے۔ اس بیان میں لکھا گیا ہے کہ برطانی نمائندوں نے بھی پورا ساتھ دیا۔

جرمنی کے نئے وزیراعظم

برلن۔ ۳۰ نومبر۔ ہیر ولہلم مارکس نئے وزیراعظم مقرر ہوئے ہیں آپ قانون پیشہ [illegible] [illegible] میں تعلیم کیطرف سرگرم [illegible]

سلسلہ لاسلکی کی ترقی

پیرس۔ ۲۹ نومبر۔ انگلستان کی طرح پیرس میں بھی اس قسم کے تجربات کئے جا رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لاسلکی پیغام زیادہ فاصلہ پر پہنچائے جا سکتے ہیں۔

ضرورت

ہماری بعض جماعتوں کی مساجد کے لئے نیک اور دیندار اماموں کی ضرورت ہے۔ جو دوست اس کام کی اہلیت رکھتے ہوں اور سلسلہ کی ترقی اور نظام جماعت میں دلچسپی رکھتے ہوں، وہ فوراً درخواستیں بھیجدیں، اپنی عمر لیاقت وغیرہ سے مفصل اطلاع دیں نیز